

الحکمۃ و فیہ ما یزید من العلم و فیہ ما ینقص من الجهل و فیہ ما یتقو من الخوف و فیہ ما یرجو من النجاة
اسماء سے احکام دینیہ شریعہ ماخوذ از لحدود میں مذکور حسن سنہ حسن الفتاویٰ در فقہ حنفیہ

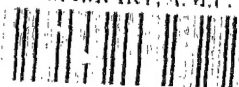
فتاویٰ رشیدیہ

وَقَالَ لِيَوْمَ يَأْتِي السَّحَابُ بِغَمَامٍ

تتمتع بخاصة صناعات رايشير عظيمه وادى اصناف فنون اعليه فاقت اشعارات صوفي مولف الخيره حافظ قوت العزيم اسر
عزيم بن السبع العزيم مولد السيد امير علي سلمه الله العلي بصرف زر خيطراك مطبع درياضت مولانا في ثاني تاريخه هوكر

طَبَعَ مَا نَشَأُ لِكُلِّ شَيْءٍ وَاقَعَ لِكُلِّ شَيْءٍ بِحَسْبِ طَبَعِهِمَا

نام کتاب	تیس	نام کتاب
کتاب فقہ اربعہ و مذہب اہل سنت		نور الہدایہ ترجمہ شرح و تفسیر و تہذیب و تہذیب
ترجمہ اردو و درجہ ترجمہ		جلد اولی - مطبوعہ نظامی کاغذ سفید
مولوی خرم علی مولوی محمد حسن کمال چار جلدیں		جز اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
کاغذ سفید		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
جلد اول - ترجمہ کمال و ایہ ہر چار جلدیں		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
ترجمہ مولوی امیر علی صاحب ترجمہ نظامی		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
کاغذ سفید و غیرہ کاغذ گندہ سفید		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
اردو جلدیں کاغذ خالی پر متفرق ہیں فروخت کے لیے موجود ہیں -		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
جلد اول -		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
جلد دوم -		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
جلد سوم - کاغذ سفید -		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
ایضاً - کاغذ خالی -		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
جلد چہارم کاغذ سفید -		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
ایضاً کاغذ خالی رکھی -		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
ابراہیم شحات خروسی سائل نماز و روزہ وغیرہ		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
مفتاح النجۃ - از مولوی کرامت علی چنبوری -		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
حقیقہ الصلوۃ - مع رسالہ و سبب نماز -		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
کشف السحایات - ترجمہ اردو و ملا بدین		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا
از مولوی محمد نور الدین		جلد اول - کتاب النکاح - کتاب الطلاق - کتاب الزنا



فہرست ابواب و فصول مندرجہ ذیل عالمگیری جلد دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	کتاب النکاح	۹۸	فصل چودھویں - ضمانت مہر کے بیان میں -
۲	باب اول - نکاح کی تفسیر شرعی و اطلاق	۹۹	فصل پندرہویں - نفی و جرحی کے مہر کے بیان میں -
۳	باب دوم - مہر ان کے تحت نکاح مستحب اور	۱۰۰	فصل سولہویں - جہیز و خسر کے بیان میں -
۴	مہر سے نہیں ہوتا -	۱۰۲	فصل سترہویں - متاع خانہ کی نسبت شوہر و زوجه کے اختلاف کرنے کے بیان میں -
۵	باب تیسرا - محرمات کے نکاح میں	۱۰۴	باب آٹھواں - نکاح فاسد اسکے احکام میں -
۶	باب چوتھا - اولیاء کے بیان میں	۱۰۶	باب نواں - رقیق کے نکاح کے بیان میں -
۷	باب پانچواں - اگناس کے بیان میں	۱۰۶	باب دسواں - نکاح کفار کے بیان میں -
۸	باب چھٹا - نکاحات دیگر وغیرہ کے بیان میں	۱۲۵	باب گیارہواں - قسم کے بیان میں -
۹	باب ساتواں - مہر کے بیان میں	۱۲۶	کتاب الرضاع
۱۰	فصل اول - اولی - مقدار مہر کے بیان میں	۱۲۷	کتاب الطلاق
۱۱	فصل دوسری - ان امور کے بیان میں جن سے مہر	۱۲۸	باب اول - طلاق کی تفسیر شرعی و رکن شرط طے پانچویں
۱۲	رشد متا کد ہو جاتا ہو	۱۲۸	فصل - ان لوگوں کے بیان میں جنکی طلاق واقع ہوتی ہو اور جنکی نہیں واقع ہوتی -
۱۳	فصل تیسری - ان صورتوں کے بیان میں کہ مہرین	۱۳۷	باب دوسرا - ایقاع طلاق کے بیان میں -
۱۴	مال بیان کیا اور مال کے ساتھ مہر کی پالی نہیں ہو	۱۳۷	فصل اول - طلاق صریح کے بیان میں -
۱۵	فصل چوتھی - مہر کی شرطوں کے بیان میں	۱۴۷	فصل دوسری - زمانہ کی طرف طلاق کی اضافت کرنے کے بیان میں -
۱۶	فصل پانچویں - ایسے مہر کے بیان میں جو حالت میں	۱۴۸	فصل تیسری - تشبیہ طلاق دہانے کے بیان میں -
۱۷	فصل چھٹی - ایسے مہر کے بیان میں جن سے طلاق ایما جارس	۱۴۹	فصل چوتھی - طلاق قبل الذخول کے بیان میں -
۱۸	فصل ساتویں - مہر کا دینہ اور مہر کے بیان میں	۱۵۰	فصل پانچویں - کنایات کے بیان میں -
۱۹	فصل آٹھویں - نکاح میں غلطی کے بیان میں	۱۵۱	فصل چھٹی - طلاق بکتابت کے بیان میں -
۲۰	فصل نویں - مہر کے نفع و نقصان کے بیان میں	۱۵۲	فصل ساتویں - الفاظ فارسیہ سے طلاق کے بیان میں
۲۱	فصل دسویں - مہر چھوٹنے کے بیان میں	۱۵۳	باب تیسرا - تفویض طلاق کے بیان میں -
۲۲	فصل گیارہویں - مہر کے اسے آپ کو ہر مہر کے	۱۵۴	فصل اول - اختیار کے بیان میں -
۲۳	روکنے اور مہر میں مہر کے اسے آپ کو ہر مہر کے	۲۰۰	فصل دوسری - امر بالبد کے بیان میں -
۲۴	فصل بارہویں - مہر میں مہر کے اختلاف کرنے میں	۲۰۱	فصل تیسری - منیت کے بیان میں -
۲۵	فصل تیرہویں - نکاح کے بیان میں		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۰	باب چوتھا۔ طلاق بالشرط کے بیان میں۔	۳۹	فصل پانچویں۔ نفقہ زوجی الارحام کے بیان میں۔
	فصل اول۔ بیان الفاظ شرط۔	۴۰	فصل چھٹی۔ مالک کے نفقہ کے بیان میں۔
۲۴۱	فصل دوسری۔ مکمل و کلام سے تعلیق طلاق کے بیان میں۔		کتاب العتاق
۲۴۲	فصل تیسری۔ مکمل آن و آ سے تعلیق طلاق کے بیان میں۔		باب اول عتاق کی تفسیر شرعی و اسکے کین و حکم و اذرع و شرط و سبب و الفاظ کے بیان میں۔
۲۴۶	فصل چوتھی۔ استئنائے کے بیان میں۔		فصل۔ ملک و غیرہ کی وجہ سے آزاد ہونے کے بیان میں۔
۳۰۸	باب پانچواں۔ طلاق سرایض کے بیان میں۔		باب دوم سرایض مستقیمین کے بیان میں۔
۳۱۳	باب چھٹا۔ رجعت و حبس طلاق حلال ہو جاتی ہر اسکے بیان میں۔		باب تیسرا۔ دو غلاموں میں ایک کے عتق کے بیان میں۔
۳۱۹	فصل ان امور کے بیان میں جن سے طلاق حلال ہو جاتی ہو۔		باب چوتھا۔ عتق کے ساتھ قمر کھانے کے بیان میں۔
۳۲۳	باب ساتواں۔ ایلا کے بیان میں۔		باب پانچواں۔ عتق مجسم کے بیان میں۔
۳۳۸	باب آٹھواں۔ خلع اور جو اسکے حکم میں ہر اسکے بیان میں۔		باب ششام۔ تدبیر کے بیان میں۔
	فصل اول۔ شرائط خلع اور اسکے حکم کے بیان میں۔		باب ساتواں۔ استیلا کے بیان میں۔
۳۴۷	فصل دوم سری۔ جس چیز کا بدل خلع ہوا جائز ہو اور جب کانہیں جائز ہو۔		کتاب الایمان
۳۴۷	فصل تیسری۔ طلاق ہلال کے بیان میں۔		باب اول۔ عین کی تفسیر شرعی و اسکے رکس و شرط و حکم کے بیان میں۔
۳۵۹	باب نواں۔ طلاق کے بیان میں۔		باب دوم۔ عین حور و عین جوتی میں۔
۳۶۷	باب دسواں۔ کفارہ کے بیان میں۔		باب سوم۔ عین کے بیان میں۔
۳۶۹	باب گیارہواں۔ لعان کے بیان میں۔		باب چہارم۔ دنول و گنہی پر قمر کھانے کے بیان میں۔
۳۷۹	باب بارہواں۔ عین کے بیان میں۔		باب پنجم۔ نکلنے اور آنے اور سوار ہونے و غیرہ کی تفسیر کے بیان میں۔
۳۸۳	باب تیرہواں۔ عدت کے بیان میں۔		باب ششم۔ کھانے اور پینے وغیرہ قسم کھانے کے بیان میں۔
۳۹۲	باب چودھواں۔ حاد کے بیان میں۔		باب ہفتم۔ طلاق و عتاق کے قسم کے بیان میں۔
۴۹۵	باب پندرہواں۔ ثبوت نسب کے بیان میں۔		باب ثامن۔ خیر و فروخت و کساح و غیرہ میں قسم کرنے کے بیان میں۔
۴۰۰	باب سولہواں۔ حضانت کے بیان میں۔		فصل
۴۰۴	فصل۔ حضانت کا مکان۔		
۴۰۵	باب سترہواں۔ نفقات کے بیان میں۔		
	فصل اول۔ نفقہ زوجہ کے بیان میں۔		
۴۱۹	فصل دوم سری۔ سکنتی کے بیان میں۔		
۴۲۰	فصل تیسری۔ نفقہ عدت کے بیان میں۔		
۴۲۳	فصل چوتھی۔ نفقہ اولاد کے بیان میں۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۲۶	باب نوان - حج و نماز و روزہ میں قسم کھانے کے بیان میں	۷۵۶	فصل اول - غنائم کے بیان میں
۶۳۲	باب دسواں - کپڑے پھینے و پوشش و زیور وغیرہ کے قسم کھانے کے بیان میں	۷۶۹	فصل دوسری - کیفیت قسمت میں
۶۳۷	باب گیارہواں - ضرب و قتل وغیرہ کے قسم کے بیان میں	۷۷۶	فصل تیسری - تنقیل کے بیان میں
۶۴۶	باب بارہواں - تقاضا و راجہ میں قسم کھانے کے بیان میں	۷۸۹	باب پانچواں - استیلا و کفار کے بیان میں
۶۶۱	کتاب الحدود	۸۰۱	باب چھٹا - ستاسن کے بیان میں
۷	باب اول - حد کی تفسیر شرعی اسکے رکن کے بیان میں	۷	فصل اول - ستاسن کے امان لیکر دارالحرب میں داخل ہونے کے بیان میں
۷	باب دوسرا - زنا کے بیان میں	۸۰۵	فصل دوسری - حربی کے امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہونے کے بیان میں
۶۶۹	باب تیسرا - جو دہلی و جب حدی اور زمین ہر اسکے بیان میں	۸۰۹	فصل تیسری - ایسے ہرید کے بیان میں جہاں شاہل حربی ملانوں کے سردار لشکر کے پاس بھیجے
۶۷۵	باب چوتھا - زنا پر گواہی دینے اور اس پر جوہر کرنے کے بیان میں	۸۱۰	باب ساتواں - عشرہ و خراج کے بیان میں
۶۸۷	باب پانچواں - شراب خواری کی حد میں	۸۱۹	باب آٹھواں - جزیہ کے بیان میں
۶۸۹	باب چھٹا - حد القذف اور لعنہ پر کے بیان میں	۸۲۹	باب نوان - مرتدوں کے احکام میں یعنی جو لوگ خالی زبان سے ظاہرین مسلمان ہو کر آخر کو پھر گئے
۶۹۹	فصل - در بیان تفسیر		
۷۰۳	کتاب السرقة		
۷	باب اول - سرقت اور اسکے ظہور کے صورت کے بیان میں	۸۶۲	کتاب اللقیط
۷۱۱	باب دوسرا - ان صورتوں کے بیان میں جن میں ہاتھ کاٹا جائیگا اور اس میں تین فصلیں ہیں	۸۶۷	کتاب الملقط
۷	فصل اول جن میں ہاتھ کاٹا جائیگا	۸۸۱	کتاب المقصود
۷	فصل دوسری - حرز اور حرز سے لینے کے بیان میں	۸۸۳	کتاب الشکرۃ
۷۲۱	فصل تیسری - کیفیت قطعہ کے اثبات کے بیان میں	۷	باب اول - شکر کے اقسام و ارکان کے بیان میں
۷۲۶	باب تیسرا - سارق مال سرقت میں جو شکر پیدا کر دے اسکے بیان میں	۷	فصل اول - انواع شکر کے بیان میں
۷۲۷	باب چوتھا - تطاع الطريق کے بیان میں	۹۸۲	فصل دوسری - ان الفاظ کے بیان میں جسے شکر صحیح ہوتی اور جسے نہیں صحیح ہوتی ہے
۷۳۰	کتاب السیرا	۸۸۹	فصل تیسری - جو چیز اس المال ہو سکتی ہے اور جو نہیں ہو سکتی اسکے بیان میں
۷	باب اول - اسکی تفسیر شرعی و شرط و حکم کے بیان میں	۸۹۱	باب دوسرا - مفاد ضہ کے بیان میں
۷۳۸	باب دوسرا - قتال کی کیفیت کے بیان میں	۷	فصل اول - مفاد ضہ کی تفسیر و شرائط کے بیان میں
۷۴۳	باب تیسرا - مصالحوں اور امان کے بیان میں	۸۹۲	فصل دوسری - احکام مفاد ضہ کے بیان میں
۷۵۷	باب چوتھا - غنائم اور اسکی تقسیم کے بیان میں		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۹۳	فصل تیسری۔ ان امور کے بیان میں جو دونوں میں سے	۹۹۵	فصل چوتھی۔ قرابت قرابت پر وقت کرنے کے بیان میں
۹۹۵	ہر ایک متفاوین پر حکم کفالت از جانب دیگر، تم اس کے	۹۹۶	فصل پانچویں۔ چار بیویوں پر وقت کرنے کے بیان میں
۹۹۶	فصل چھٹی۔ جس سے مفاوضت باطل ہوتی اور جس سے	۹۹۷	فصل چھٹی۔ اہل بیت و آل و جنس و عصب پر وقت
۹۹۷	تین باطل ہوتی ہیں اس کے بیان میں	۹۹۸	کرنے کے بیان میں۔
۹۹۸	فصل پانچویں۔ ہر دو متفاوین میں سے ہر ایک	۹۹۹	فصل ساتویں۔ موالی و مدبرین و اموات اولاد پر
۹۹۹	مال مفاوضت میں تصرف کرنے کے بیان میں۔	۱۰۰۰	وقت کرنے کے بیان میں۔
۱۰۰۰	فصل چھٹی۔ متفاوین میں سے ایک نے جو عقد کیا	۱۰۰۱	فصل آٹھویں۔ فقیر و غنی پر وقت کرنے کے بیان میں۔
۱۰۰۱	اور اس سے واجب ہوا میں سے کسی کے نعم کے بیان میں	۱۰۰۲	باب چوتھا۔ وقف میں شرط کرنے کے بیان میں۔
۱۰۰۲	فصل ساتویں۔ متفاوین کے اختلاف کرنے کے بیان میں	۱۰۰۳	باب پانچواں۔ ولایت وقف و تصرف قبر و اوقاف
۱۰۰۳	فصل آٹھویں۔ متفاوین پر ضمان واجب ہونے کے بیان میں	۱۰۰۴	و کیفیت تفسیر غر کے بیان میں۔
۱۰۰۴	باب تیسرا۔ شرکت عثمان کے بیان میں۔	۱۰۰۵	باب چھٹا۔ وقف میں دعوے و شہادت کے بیان میں۔
۱۰۰۵	فصل اول عثمان کی تفسیر شرط و احکام کے بیان میں۔	۱۰۰۶	فصل اول۔ دعویٰ کے بیان میں۔
۱۰۰۶	فصل دوسری۔ نفع و نقصان مال مشترک کی شرط کے بیان میں	۱۰۰۷	فصل دوسری۔ گواہی کے بیان میں۔
۱۰۰۷	فصل تیسری۔ شریک عثمان کا مال شرکت میں درج ہونے پر	۱۰۰۸	باب ساتواں۔ متفاوین کے بیان میں۔
۱۰۰۸	شریک کے عقد میں تصرف کرنے کے بیان میں۔	۱۰۰۹	باب آٹھواں۔ اقرار و وقت کے بیان میں۔
۱۰۰۹	باب چوتھا۔ شرکت و وجہ و شرکت اعمال کے بیان میں۔	۱۰۱۰	باب نواں۔ وقف کو نفع و عصب کو لینے کے بیان میں۔
۱۰۱۰	باب پانچواں۔ شرکت غاصد کے بیان میں۔	۱۰۱۱	باب دسواں۔ مرضی کے وقف کرنے کے بیان میں۔
۱۰۱۱	باب چھٹا۔ متفرقات کے بیان میں۔	۱۰۱۲	باب گیارہواں۔ سجود اسکے استحقاق کے بیان میں۔
۱۰۱۲	باب اول۔ وقف کی تعریف و رکن و سبب حکم کے بیان میں	۱۰۱۳	فصل اول۔ ان امور کے بیان میں جسے سجود ہو جائی تو
۱۰۱۳	باب دوسرا جب کا وقف جائز اور جب کانیس جائز ہو	۱۰۱۴	فصل دوسری۔ سجود پر وقف اور اسکے مال پر بیع و غیر
۱۰۱۴	باب تیسرا مصارف کے بیان میں۔	۱۰۱۵	کے تصرف کرنے کے بیان میں۔
۱۰۱۵	فصل اول جس صورت میں کو وقف کا مصرف ہو گا	۱۰۱۶	باب بارہواں۔ ربا طاعت و عمارت و نجات و غیر
۱۰۱۶	اور کون ہو سکتا اور کون نہیں ہو سکتا۔	۱۰۱۷	و غری و رعایا کے بیان میں۔
۱۰۱۷	فصل دوسری۔ اپنی ذات و اپنی اولاد و ان کی نسل پر	۱۰۱۸	باب تیرہواں۔ ان اوقات کے بیان میں جب منع
۱۰۱۸	وقف کرنے کے بیان میں۔	۱۰۱۹	استغنا ہو جائے۔
۱۰۱۹	فصل تیسری۔ قرابت پر وقف کرنے اور قرابت کی	۱۰۲۰	باب چودھواں۔ متفرقات میں۔
۱۰۲۰	شناخت کے بیان میں۔	۱۰۲۱	تخاتہ الطبیح۔

اس عقد میں فقط عورت کا کلام سنا اور جس نے پہلے عقد میں عورت کا کلام سنا تھا اس مرتبہ فقط مرد کا کلام سنا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں سنا پس اگر یہ دونوں عقد دو مجلسوں میں واقع ہوئے تو بالائیکہ اتفاق عقد جائز ہوگا اور اگر ایک ہی مجلس میں واقع ہوئے تو عامۃً علمائے فرایا کہ عقد منقذ ہوگا اور بعض نے غل شیخ ابی سہل کے فرمایا کہ منقذ ہوگا اور شیخ زہر ویسی فرماتے ہیں کہ ہم قول شیخ ابی سہل کو نہیں لیتے ہیں یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں نے ہر دو عقد باندھے و ابون کلام سنا مگر اسکی تفسیر نہ سمجھے تو بعض نے کہا کہ عقد صحیح ہوگا مگر ظاہر اسکے برخلاف ہے اور امام محمد رحمہ سے مروی ہے کہ اگر کسی مرد نے کسی عورت سے دو ترکہ یا ہندوستانی گواہوں کے سامنے نکاح کیا تو امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر دونوں گواہ اس کلام کو جو انھوں نے عاقدین سے سنا ہو تبسیر کر سکتے ہیں تو نکاح جائز ہوگا ورنہ نہیں کہ اس نے فتاویٰ قاضیان قال بالترجمہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام محمد رحمہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ گواہ لوگ مفہوم عقد کو سمجھیں اگرچہ علمائے اختلاف کیا ہر چنانچہ پھر کتاب میں فرمایا اور آیا یہ شرط ہے کہ گواہ لوگ مفہوم عقد کو سمجھیں یا نہیں شرط ہے تو قوادسیں مذکور ہے کہ گواہوں کا اتفاق سنا معتبر ہے چنانچہ شرط نہیں ہے جس کے کہ اگر علی مرد و عورت نے محمی دو گواہوں کے سامنے عقد باندھا تو جائز ہے اور امام ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا کہ ظاہر ہے کہ گواہوں کا سمجھنا بھی شرط ہے کہ فی سرت الوداج اور یہی صحیح ہے یہ جو ہرہ نہ وہ میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی عورت سے ایسے گواہوں کے سامنے جو نہیں میں نکاح کا عقد کیا اور ان نشہ کے ستون نے نکاح کو بچان لیا مگر بات سنی ہو کہ جب وہ ہوش میں آئے اور نشہ اتر گیا تو اب انکو عقد اور نہیں ہے تو نکاح منقذ ہو جائیگا یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ قوادسی ابواللیث میں ہے کہ ایک مرد نے ایک قوم سے نکاح کیا کہ گواہ رہو کہ میں نے اس عورت سے جو اس کو ٹھہری میں ہو نکاح کیا پس عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور گواہوں نے مذکور نے عورت کا کلام سنا مگر اس عورت کو آنکھوں سے نہیں دیکھا پس اگر اس کو ٹھہری میں وہ کیلی ہو تو نکاح جائز ہوگا اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور عورت ہو تو نکاح جائز ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی لڑکی کو دوسرے مرد کے ساتھ بیاہ دیا اور یہ دونوں ایک کو ٹھہری میں ہیں اور دوسری کو ٹھہری میں چند روپیٹھے ہیں کہ وہ اس واقعہ کو سنتے ہیں مگر عاقد نے انکو گواہ نہیں کیا پس اگر دونوں کو ٹھہریوں کے بیچ میں کوئی موکلا ایسا ہو کہ جس سے ان مردوں نے دفتر کے باپ کو دیکھا ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر نہ دیکھا ہو تو مقبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک مرد نے چند مردوں کو ایک عورت کے باپ کے پاس بھیجا کہ اس سے بیہیجے والے کے واسطے اس عورت کی درخواست کریں پس باپ نے کہا کہ میں نے نہ سمجھنے والے کے ساتھ نکاح کر دیا اور نہ سمجھنے والے کی طرف سے ان مردوں میں سے ایک مرد نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نکاح صحیح ہو جائیگا اور یہی صحیح ہے اور اس سے ہر چھٹا شرطی و تجنیس میں ہے۔ اگر کسی مرد نے ایک عورت سے اللہ تعالیٰ و اسکے رسول سلی علیہ وسلم کی گواہی پر نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا یہ تجنیس میں ہے۔ ایک عورت نے ایک مرد کو کیل کیا کہ اسے ساتھ میرا نکاح کر لے پس کیل نے گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے فلاں عورت سے نکاح کر لیا مگر گواہوں نے اس عورت کو نہ سچا یا تو نکاح جائز ہوگا جب تک کہ کیل مذکورہ غائب ہو یعنی آنکھوں سے اوجھ اور کلام اور اسکے باپ و والد کا نام بیان نہ کرے اس وجہ سے کہ عورت مذکورہ غائب ہو یعنی آنکھوں سے اوجھ اور غائب کی شناخت اسی طرح تمام بیان کرنے سے ہوتی ہے کہ کوئی حیاط الشری اور قاضی امام کرن الاسلام علی سند می رہا ابتدا میں واداکا نام بیان کرنا شرط نہیں کرتے تھے چھوڑا یہی آخر عمر میں اس سے رجوع کیا اور واداکا نام بھی بیان کرنا

نکاح کی گواہی کے لئے
ساتھ ہونا چاہیے
یہ شرط نہیں ہے
بلکہ عورت کے ساتھ
ہونا کافی ہے

۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

شرک کرنے لگے اور یہی صحیح ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ ضرورت میں ہو۔ اور اگر عورت حاضر ہو مگر اس کے چہرہ پر نقاب ہو اور گواہ لوگ
 اُسکو نہ پہچانتے ہوں تو نکاح جائز ہوگا اور یہی صحیح ہو اور اگر مرد نے احتیاط کی تو چاہیے کہ اُسکا چہرہ کھول دے تاکہ
 گواہ لوگ اُسکو دیکھ لیں یا اُسکا اور اس کے باپ و دادا کا نام بیان کر دے۔ اور اگر گواہ لوگ اُس عورت کو پہچانتے ہوں
 حالانکہ وقت عقد کے وہ عورت غائبہ ہو پس مرد نے فقط اُس عورت کا نام بیان کیا اور گواہوں کو معلوم ہو گیا کہ اس نے
 اُسی عورت کو مرد لیا ہے جسکو گواہ لوگ پہچانتے ہیں تو نکاح جائز ہو جائیگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر زید نے عمر کو
 وکیل کیا کہ زید کی دختر نابالغہ کا نکاح کر دے پس عمر نے بکر کی موجودگی میں در حالیکہ زید بھی موجود تھا نکاح کر دیا
 تو صحیح ہوگا ورنہ نہیں یہ کس میں ہو۔ اور شاخ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنی دختر بزرگہ یا نوجوان کا نکاح ایک عورت
 سے در حالیکہ دختر مذکورہ حاضر تھی کسی مرد کے ساتھ کر دیا اور باپ کے ساتھ دوسرے مرد کو گواہ موجود ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور
 اگر دختر مذکورہ غائبہ ہو تو صحیح ہوگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اس کے غلام کا بیاہ
 کر دے پس وکیل نے غلام کی موجودگی میں ایک مرد یا دو عورت کے حضور میں غلام کے ساتھ ایک عورت کا نکاح کر دیا
 تو جائز ہوگا یہ نہیں میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو نکاح کر لینے کی اجازت دیدی پھر غلام نے بولی کی موجودگی
 میں دوسرے ایک مرد کی گواہی پر نکاح کیا تو ٹھیک یہ ہو کہ یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک جائز ہے یہ نہیں میں ہو۔ اور اگر
 سولی نے اپنے غلام بالغ کا نکاح فقط ایک مرد گواہ کی موجودگی میں در حالیکہ غلام مذکور حاضر ہو کسی عورت سے کر دیا
 تو صحیح ہو اور اگر غلام حاضر نہ ہو تو جائز نہ ہوگا اور یہی حکم باندی کا ہے اور امام مرغینانی نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے کدافی
 البتین اور اسی جنس کا ایک مسئلہ مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ کسی مرد سے اُسکا نکاح
 کر دے پس وکیل نے دو عورتوں کی موجودگی میں در حالیکہ مرد کلمہ حاضر تھی ایک مرد سے اُسکا نکاح کر دیا تو امام محمد بن
 نے فرمایا کہ نکاح جائز ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور واضح ہو کہ گواہوں کے حاضر ہونے کا وہ وقت ہے جو وقت ايجاب
 وقبول واقع ہوتا ہے اور اجازت کے وقت گواہوں کی موجودگی بیکار ہو چناںچہ اگر عقد نکاح موقوف باجازت ہو اور گواہ لوگ
 وقت ايجاب قبول کے حاضر نہ تھے تو نکاح جائز نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت بزرگہ یا نوجوانہ ہو تو بکر کی رضامندی
 شرط ہے پس ہمارے نزدیک اُسکا ولی اُسکو نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا یہ یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر عورت بزرگہ یا
 ايجاب وقبول دونوں ایک ہی مجلس میں ہوں حتیٰ کہ اگر مجلس بدل جاوے مثلاً دونوں ایک مجلس میں ہوں پھر ایک
 لے ايجاب کیا پھر قبول کرنے سے پہلے دوسرا اٹھ کھڑا ہو یا کسی ایسے کام میں مشغول ہو گیا جو مجلس بدل جائز کا موجب
 ہو تو پھر قبول کرنے سے نکاح منع نہ ہوگا اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک غائب ہو تو بھی یہی ہوگا کہ نکاح منع نہ ہوگا
 چنانچہ اگر ایک عورت نے دو گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو فلان مرد کے نکاح میں دیا حالانکہ مرد مذکور غائب
 ہے پھر اُسکو خبر ہو چنی اور اس نے کہا کہ میں نے قبول کیا یا مرد نے دو گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے غلامہ عورت سے
 نکاح کیا حالانکہ عورت مذکورہ غائبہ ہو پھر اُسکو خبر ہو چنی اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اُس کے نکاح میں دیا تو عقد
 جائز ہوگا اگرچہ قبول موجودگی انھیں دونوں گواہوں کے ہوا ہے امام ابو حنیفہ ملام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اور اگر عورت
 کے پاس ابھی سہیا یا اُسکو خط لکھا پس عورت مذکورہ نے ایسے دو گواہوں کے سامنے جنہوں نے ابھی کلام نہ پایا عبارت
 خط مشنی ہو قبول کیا تو عقد جائز ہوگا اس وجہ سے کہ مجلس من حیث لفظ متحد ہے اور اگر دونوں گواہوں نے ابھی کلام

ایہ عبارت غلط نہی ہو تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک جائز ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہوگا یہ ہر حال میں ہو اور اگر عورت کو خطا ہو چنا اور اسے خطا کوڑھا پھر اس خطا پہنچنے کی مجلس میں اس نے اپنے نفس کو خطا سمجھنے والے کے کھل میں نہ دیا بلکہ دوسری مجلس میں گواہوں کے سامنے اپنے نفس کو اس کے کھل میں دیا حالانکہ گواہوں نے اس عورت کا کلام اور عبارت خطائی ہی تو نکاح جائز ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر عورت نے گواہوں سے کہا کہ فلاں مرد نے مجھے خطا کیا ہو اس میں یہ ضمیمہ ہو کہ وہ مجھے نکاح کرتا ہو پس تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اپنے نفس کو اس کے کھل میں دیا تو کھل صحیح ہوگا کیونکہ گواہوں نے عورت کا کلام اس کے ایجاب کرنے سے سنا اور وہ کلام بدین طور سنا کہ عورت مذکورہ نے اس کا کلام ان گواہوں کو سنایا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور آزاد و غلام اور صغیر و کبیر اور عادل و فاسق لمبی گری میں یکساں ہیں اس واسطے کہ لمبی گری یہ ہے کہ نہ سمجھنے والے کی عبارت ہو چنا و اسے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر دونوں نے ایسی حالت میں عقد یا نہ نکاح کا دونوں راہ چلے جاتے ہیں یا سواری کے جائز دن پر سوار ہیں تو عقد جائز ہوگا اور اگر دونوں روانہ کشتی میں سوار ہوں تو جائز ہو یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور بغیر ایجاب کے قبول واقع ہونا ہمارے نزدیک شرط نہیں ہو یہ عینی شرح ہدایہ میں ہو۔ اور اگر انجملہ یہ شرط ہو کہ ایجاب سے قبول مخالف ہو چنا پھر اگر مخالف ہو مثلاً ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں نے اپنی دختر ہزار درہم ہر پر تیرے نکاح میں دی اور شوہر نے کہا کہ میں نے نکاح قبول کیا اگر مہر نہیں قبول کرتا ہوں تو عقد باطل ہوگا اور اگر اس نے نکاح قبول کیا اور مہر سے سکوت کیا تو دونوں میں نکاح منعقد ہو جائیگا یہ فتاویٰ ابواللیث میں مذکور ہے اور مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ ایک غلام نے کسی عورت سے اپنے مولیٰ کی بلا اجازت اپنے رقبہ کو مہر قرار دے کر نکاح کیا پھر اس کے مولیٰ نے کہا کہ میں نے نکاح کی اجازت دی مگر اس غلام کے رقبہ کے مہر ہونے پر اجازت نہیں دینا ہوں تو نکاح جائز ہوگا اور عورت مذکورہ کو اس کے مہر مثل اور غلام کے قیمت سے جو کم مقدار ہو وہ ملے گی جس کے واسطے وہ غلام فروخت کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر عورت نے اپنے نفس کو مرد کے نکاح میں ابوض ہزار درہم مہر کے دیا اور مرد نے اس کو ابوض دو ہزار درہم کے یا ابوض پانچ سو درہم کے قبول کیا تو صحیح ہو اور یہ واضح قول مفتی بر کے زیادتی کا لازم ہونا عورت مذکورہ کے اس مجلس یا دلی میں قبول کرنے پر موقوف ہوگا یہ نہر الفائق میں ہو۔ اور انجملہ یہ شرط ہو کہ نکاح کی اضافت اس عورت کے گل کی جانب ہو یا ایسے عضو کی جانب ہو جس سے گل سے تعبیر کی جاتی ہو جیسے اس پر قبضہ خیانت یا تہذیباً زن کے قال المترجم یہ کاوۃ عرب ہے کہ اس پر قبضہ نہ کر گل کی تعبیر مقصود ہوتی ہو اور نہ ہمارے زبان میں سوہین تامل ہو واللہ اعلم۔ اور اگر عورت کی بیٹی یا بیٹ کی طرف اضافت کی تو نفس الائمہ حلوالی نے ذکر کیا کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب کے قریب کے ساتھ شبہ یہ ہو کہ نکاح منعقد ہو جائیگا یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر نصف عورت کی طرف اضافت کی تو زمین دور و اتین ہیں اور صحیح ہے کہ نکاح جائز ہوگا یہ فتاویٰ تباہیانہ فیلبہ میں ہو اور تقاریق میں لکھا ہے کہ اگر نصف عورت سے نکاح کیا تو ابوض نے ذکر کیا کہ یہ جائز ہے اور یہی مختار الفتاویٰ میں ہو۔ اور اگر انجملہ یہ کہ شوہر سے جو مہر معلوم نہیں اگر کسی شخص نے اپنی دختر کا نکاح کیا حالانکہ اس کی دختر وہ ہیں تو خالی اپنی دختر کہنے سے نکاح صحیح ہوگا لیکن اگر اس عورت میں ایک دختر کا بیوا ہو چکا ہو تو یہ کہنا باقی دختر کی طرف ایج ہوگا جبکہ بیواہ نہیں ہوا ہے نہر الفائق میں ہو۔ مجھ میں ایک مسئلہ کی کہ جو نام لکھا گیا میرا صاحب دوستی ہوئی تو میرے

نام سے نام رکھی گئی تو فرمایا کہ اگر دوسرا نام مشہور ہو گیا ہو تو اسی نام سے اسکا نکاح کیا جاوے اور میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ دونوں نام جمع کر دے یہ ظہیر یہ ہیں۔ ایک شخص کی ایک لڑکی ہو چکا نام فاطمہ ہے پس اس شخص نے دوسرے مرد سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ اپنی دختر عائشہ کا نکاح کر دیا حالانکہ اسنے دختر مذکورہ کی ذات کی طرف اشارہ نہ کیا تو فتاویٰ شافعی میں مذکور ہے کہ نکاح منع نہ ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میں نے اپنی دختر تیرے نکاح میں دی اور اس سے زیادہ بچہ نہ کہا حالانکہ اس شخص کے فقط ایک دختر ہو تو نکاح جائز ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک شخص کے دو دختر ہوں کہ بڑی کا نام عائشہ اور چھوٹی کا نام صفری ہو اور اس شخص نے بڑی کا نکاح کرنا چاہا مگر عقد نکاح میں چھوٹی دختر صفری کا نام لیا تو عقد نکاح چھوٹی دختر صفری کے ساتھ راقع ہوگا اور اگر کہا کہ میں نے اپنی بڑی دختر صفری کا پیسے ساتھ محل کیا تو دونوں دختر ہیں سے کسی کے ساتھ نکاح منع نہ ہوگا یہ ظہیر یہ ہیں۔ اگر نابالغ لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں نے اپنی دختر فلانہ کو فلان کے نابالغ پسر کے نکاح میں دیا اور نابالغ پسر کے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے پسر کے واسطے اسکو بول کیا مگر پسر کا نام نہ لیا پس اگر اسکے دو پسر ہوں تو نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر ایک ہی لڑکا ہو تو جائز ہوگا۔ اور اگر لڑکی کے باپ نے پسر کا نام بیان نہ کیا پھر مثلاً کہا کہ میں نے اپنی دختر فلانہ کو تیرے پسر سی فلان کے نکاح میں دیا اور پسر کے باپ نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو صحیح ہے۔ و خنثی ہیں کہ ایک کے والد نے کہا کہ میں نے اپنی اس دختر کو ان کو اپون کے ساتھ تیرے اس پسر کے نکاح میں دیا اور دوسرے کے والد نے قبول کیا پھر بعد کو جبکو لڑکی قرار دیا فتاویٰ لڑکا نکلا اور جبکو لڑکا قرار دیا فتاویٰ لڑکی نکلی تو نکاح جائز ہوگا یہ ظہیر یہ و فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر دختر صغیرہ کے والد نے پسر صغیرہ کے والد سے کہا کہ میں نے اپنی دختر نکاح میں دی اور اس سے زیادہ بچہ نہ کہا پس پسر صغیرہ کے والد نے کہا کہ میں نے قبول کی تو باپ کے ساتھ نکاح واقع ہوگا اور یہی مختار ہے کہ ذانی مختار الفتاویٰ و ذی بیع جو یہ ظہیر یہ ہیں اور احکام نکاح یہ ہیں کہ جو مرد و دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ ہر لیے استمتاع کا اختیار حاصل ہوتا ہے جسکی شرع سے اجازت دی ہو کہ ذانی فسخ القدر اور مرد کو اختیار ہوتا ہے کہ عورت کو جسویں چاہے لے لے کر باہر نکلتا اور بے پردہ ہونے سے ممانعت کرے اور عورت کے واسطے مرد پر مہر اور نفقہ اور کپڑا اور حسب ہوتا ہے اور عورت نہ اس پر اور استحقاق میراث وہ دونوں طرف سے مستحق ہوتی ہے اور چار زوجہ تک بقی جو وہ ہیں ان کے درمیان سے لے کر ان کو اس کا حقوق بالانصاف شرعی ملو تا رکھنا واجب ہوتا ہے اور ہر گاہ کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنے بشری بلائیے تو اس پر عذاب ہے اگر نی واجب ہوتی ہے اور اگر عورت، نشوز و سرکشی کرے تو مرد کو اختیار ہوتا ہے کہ بیرو کی تاویب کرے جبکہ وہ اطاعت سے منہ پھیرے اور شغب ہے کہ مرد اپنی جوہر کے ساتھ لیا و شرعی معاشرت رکھے کہ ذانی البہار اراقی اور حرام ہو جائے کہ مرد اپنی جوہر کی حقیقی بہن کو یا جوہر کے حکم میں ہو دونوں کو مخرج رکھے یہ سراج الودائع میں ہے قال اللہ عز و جل اور یا من واجب ہو کہ عورت مکر کا وعدہ کرے اور مردنی چکاوے اور اد لاد کو دودھ پلاوے اور نسل اس کے جو کام ہیں اور مرد کے حق میں مذکور ہے کہ بے پردہ ہو مطلق و یرہ کند اتاوا

باب دوم جن الفلأول صیغون سے نکاح منع نہ ہوتا ہے اور جن سے نہیں منع نہ ہوتا ہے اسکی کیا انتہی ہے۔ اگر ان کا باپ و قبول لے لے دو صیغون سے واقع ہو جو زمانہ انہی کے واسطے موضوع ہیں یا ایک صیغہ زمانہ ماننے کے واسطے ہو اور دوسرا غیر ماضی کے واسطے ہو خواہ استقبال کے واسطے ہو جیسے امر یا حال کے واسطے ہو جیسے ہنسی

یا عورت کے واسطے یا دونوں کے واسطے قرار دیا جاوے خواہ تین روز کا اختیار ہو یا کم کا یا زیادہ کا اور اگر ایسی شرط کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا مگر شرط مذکور باطل ہوگی لیکن عیب حب یا خضی یا عتہ ہو تو عورت کو اختیار حاصل ہوتا ہے قال الترمذی جب نوکر مرد کا جڑ سے قطع ہونا اور محبوب وہ شخص ہو جسکا نوکر جڑ سے کٹ گیا ہو اور خضی سے مراد یہ ہے کہ اسکے خضیے نکالے یا کو فتنہ ہوں جسے بدھیا کہتے ہیں اور عتہ نامردی معروف و عینین نامرد - اور یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہے یہ شرح صحاحی میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے پر شرط لگائی کہ آنکھ سے کانٹا نہ بٹھائی یا بٹھائی تو بصورت ہونے کی شرط لگائی یا شوہر نے یہ شرط لگائی کہ عورت باکرہ ہو پھر اس شرط کے برخلاف پایا تو اسکو اختیار حاصل ہوگا یا نکاح میں ہے اگر ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ یہ مرد مذکور شہر کا ہے پھر ظاہر ہوا کہ وہ دیہاتی ہے تو نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ مرد مذکور اسکا گھوہو اور عورت مذکورہ کو کچھ اختیار حاصل ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے اور فتاویٰ ابواللیث میں ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ میرے باپ کو اختیار حاصل ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور شوہر کے باپ کو اختیار حاصل ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے

تیسرا باب - محرمات کے بیان میں قال الترمذی محرمات یعنی ایسی عورتوں کے بیان میں جو ہمیشہ یا فی الحال کے واسطے حرام ہیں قال اور محرمات کی توہمیں ہیں قسم اول محرمات بہ نسب کے بیان میں یعنی رحم کی قرابت کی وجہ سے جو عورتیں ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں چنانچہ ایسی محرمات عورتیں امہات یعنی مائیں ہیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور بھوپھیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں پس یہ عورتیں جو مذکور ہوئی ہیں نکاح کی راہ سے بھی ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور اسے وطی کرنا اور جو امور منقضی بجانب وطی ہوتے ہیں وہ بھی سب ان عورتوں سے ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور وضع ہو کہ امہات یعنی ماؤں سے یہ مراد ہے کہ اس شخص کی ماں ہو یا اسکی سگی دادی وغیرہ یا سگی نانی وغیرہ چاہے جتنے اونچے مرتبہ کی ہو سب قطعی دائمی حرام ہیں اور بیٹیوں سے یہ مراد ہے کہ اس مرد کی صلیبی دختر ہو یا اسکے پسری دختر ہو یا اسکی دختر کی دختر ہو اور چاہے جتنے نیچے مرتبہ پر ہو بہر صورت دائمی حرام ہیں اور بہنوں سے یہ مراد ہے کہ سگی ایک ماں دو باپ سے بہن ہو یا فقط باپ کی طرف سے بہن ہو یا فقط ماں کی طرف سے بہن ہو پس یہ بہنیں قطعی حرام ہیں قال الترمذی اور ہندوستان میں جو چچا زاد بہن اور بھوپھی زاد بہن وغیرہ ہوتی ہیں وہ فقط نسب کے رشتہ سے حرام نہیں ہیں اسلئے نکاح کرنا جائز ہے اگر کوئی وجہ دیگر مانع نہ ہو مثلاً اس مرد نے اپنی بھوپھی کا دودھ پیا تو اسکی دختر سے جو اسکی بھوپھی زاد بہن تھی اب رضاعی بہن ہوگئی لہذا وجہ سبب کے ناجائز ہوگئی ورنہ جائز تھی اور وضع ہو کہ بھائی بھی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک گابھائی دوسرا فقط باپ کی طرف سے اور تیسرا فقط ماں کی طرف سے پس اب جاننا چاہیے کہ بھائیوں کی بیٹیوں اور بہنوں کی بیٹیوں سے انھیں بھائیوں اور بہنیں ہون کی بیٹیاں خواہ ایک درجہ کی ہوں یا پوتیاں و پردیوتاں و نواسیاں و پرنواسیاں وغیرہ چاہے کتنے ہی نیچے درجہ پر ہوں قطعی دائمی حرام ہیں۔ اور بھوپھیاں بھی تین طرح کی ہوتی ہیں ایک تو باپ کی سگی بیٹی ایک ن باپ کی بہن اور دوسری فقط باپ کی طرف سے بہن اور تیسری فقط ماں کی طرف سے بہن یہ سب بھوپھیاں ہیں اور اسی طرح باپ کی بھوپھیاں بھی انھیں تین طرح کی ہوتی ہیں اور اسی طرح ماں کی بھوپھیاں بھی اور اسی طرح اجڑا کی بھوپھیاں اور اسی طرح جدات کی بھوپھیاں بھی اسی طرح ہوتی ہیں اور چاہے جقدر اونچے مرتبہ پر ہوں سب کا یکساں حکم ہے

کہ سب قطعی دہائی حرام ہیں اور واضح رہے کہ بھوپھی کی بھوپھی کی صورت میں دیکھا جائیگا کہ اگر بھوپھی اس مرد کے باپ کی ایک
 ان رباب کی طرف سے سگی بہن ہو یا فقط باپ کی طرف سے بہن ہو تو بھوپھی کی بھوپھی بھی حرام ہوگی اور اگر بھوپھی اسکی
 فقط مان کی طرف سے بھوپھی ہو تو بھوپھی کی بھوپھی حرام نہ ہوگی۔ اور خالات سے یہ مراد ہے کہ سگی ایک مان و
 باپ سے اسکی خالہ ہو لیکن اسکی مان کی سگی بہن ہو یا فقط باپ کی طرف سے یا فقط مان کی طرف سے خالہ ہو سب حرام
 ہیں اور نیز اس کے آباء و اجداد و ان وجہات کی خالائیں بھی یہی حکم رکھتی ہیں کہ قطعاً دہائی حرام ہیں اور یہی خالہ کی خالہ پس
 اگر خالہ اس شخص کی سگی یعنی مان و باپ کی طرف سے اسکی مان کی بہن ہو یا فقط مان کی طرف سے بہن ہوئے سے اسکی
 خالہ ہو تو اسکی خالہ کی خالہ اس پر حرام ہوگی اور اگر اسکی خالہ فقط باپ کی طرف سے سگی مان کی بہن ہوئے سے اسکی خالہ ہو تو خالہ
 کی خالہ اس پر حرام نہ ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ قسم دوم محرمات بہ صہریت کے بیان میں یعنی خسرو اداوسی کے رشتہ سے
 جو عورتیں حرام ہو جاتی ہیں اور یہ عورتیں چار فرقہ ہیں فرقہ اول اپنی جو ورون کی امہات و جدات از جانب مادر و
 پدر اگرچہ کہتے ہی اوہ بچے مرتبہ پر ہوں فرقہ دوم زوجہ کی بیٹیاں اور اسکی اولاد کی بیٹیاں چاہے جتنے بیچے دختر پر ہوں
 مرد پر حرام ہو جاتی ہیں بشرطیکہ اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو کذا فی العمادی خواہ اسکی زوجہ کی دختر اسکی برادرش میں ہو
 یا نہ کذا فی شرح السباع الصغیر نقاضی خان قال المترجم زوجہ کی اولاد کی حرمت کے واسطے یہ قید لگائی گئی ہے کہ زوجہ کے
 ساتھ دخول تحقیقی کیا ہو اور اگر وطی نہ کی ہو تو حرام نہ ہوگی پس چاہے قبل دخول کے زوجہ کو طلاق دے کر اسکی دختر سے
 نکاح کر لے بخلاف زوجہ کی مان و نانی و اداسی وغیرہ کے کہ بعد نکاح زوجہ کے چاہے زوجہ سے وطی کرے یا نہ کرے
 اسکی مان وغیرہ سے نکاح نہیں کر سکتا ہو فاحفظہ اور زوجہ سے وطی کرنے میں پہلے بیان کر دیا کہ تحقیقی وطی ہو چنانچہ
 کتاب میں فرمایا کہ اور ہمارے اصحاب نے خلوت کو وطی کے قائم مقام اس بات کے حق میں نہیں رکھا کہ خلوت واقع
 ہونے سے زوجہ کی اولاد حرام ہو جاوے کذا فی الزنجیرہ فی نوع المستحق بجمع المہر۔ فرقہ ستم بیٹے یا پوتے یا نواسے
 کی جو ورون سے چاہے کہتے ہی بچے درجہ کی ہو کبھی نکاح کرنا جائز نہ رہیگا خواہ پس نے اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو یا
 نہ کیا ہو لیکن اگر بیٹا بیٹی ہو تو اسکی جو ورون سے نکاح کر لینا حرام نہیں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ فرقہ چہارم آباء و اجداد از جانب پدر
 یا پدر کی جو ورون اگرچہ کہتے ہی اوہ بچے درجہ پر ہوں یہ سب نکاح و وطی دونوں طرح سے ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں یہ حاوی
 قدسی ہیں اور واضح رہے کہ حرمت مصاہرہ لیے نکاح سے ثابت ہوتی ہے جو صحیح ہو اور نکاح فاسد کی وجہ سے ثابت
 نہیں ہوتی ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ پس اگر کسی عورت سے بنکاح فاسد عقید کیا تو فقط نکاح سے اس عورت کی مان
 اس مرد پر حرام نہ ہوگی بلکہ اس عورت سے دخول کرنے کے بعد البتہ حرام ہو جائیگی یہ بحر الرائق میں ہے اور حرمت مصاہرہ
 وطی کرنے سے ضرور ثابت ہو جاتی ہے خواہ وطی بطور حلال ہو یا بطریق شبہ ہو یا بطور زنا ہو کذا فی فتاویٰ تفتیحان پس اگر کسی
 شخص نے ایک عورت سے زنا کیا تو اس عورت کی مان اس زانی پر حرام ہو جائیگی اسی طرح اسکی مان کی مان وغیرہ چاہے
 کہتے ہی اوہ بچے درجہ کی ہو سب حرام ہوگی اور اس عورت کی دختر اور دختر کی دختر وغیرہ کہتے ہی بچے درجہ پر ہوں سب
 حرام ہوں اسی طرح یہ عورت جس سے زنا کیا ہو اس مرد زانی کے آباء و اجداد پر چاہے کہتے ہی اوہ بچے درجہ پر ہوں اور اس مرد
 کے بیٹوں اور پوتوں و پردونوں پر چاہے کہتے ہی بچے درجہ پر ہوں حرام ہوگی فی فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے
 وطی کی اور یہ صورت ہوئی کہ اس عورت کا شباب کا مقام اور پانچواں کا مقام چھوا کر ایک کر دیا تو اس عورت کی مان

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

اس مرد پر حرام ہونے کیونکہ اس امر کا یقین نہیں ہے کہ یہ قطعی فرج میں واقع ہوئی لیکن اگر عورت مذکورہ کو حمل رہا دے اور معلوم ہو جاوے کہ قطعی فرج میں واقع ہوئی ہو تو البتہ اسکی مان اس مرد پر حرام ہو جاوے گی یہ بحر اطلاق میں ہے۔ اور واضح رہے کہ جسطرح یہ حرمت مصاہرہ بوجہ قطعی کے ثابت ہوتی ہے اسی طرح شہوت سے مساس کرنے اور بوسہ لینے اور مجامعت نظر کرنے سے ثابت ہوتی ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور ہمارے نزدیک یہ امور خواہ بطریق کحل واقع ہوں یا بطور ملک ہوں یا بوجہ منقذ و مجور ہوں کچھ فرق نہیں ہے یہ لفظ میں ہے۔ اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ خواہ یہ عورت رعیت ہو یا کوئی اور ہو کچھ فرق نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور جو مباشرت شہوت ہو وہ ہنہ لب بوسہ لینے کے ہر اور اسی طرح معاشرت کا بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اسی طرح اگر عورت کو شہوت سے دانتوں سے داب کر کاٹا تو بھی یہی حکم ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر عورت نے کسی مرد کے ذکر کو دیکھا یا مرد مذکور کو شہوت مساس کیا یا اسکا شہوت سے بوسہ لیا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی یہ جوہرہ شیرہ میں ہے۔ اور باقی اعضا کی طرف نظر کرنے سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی ہے الا جبکہ شہوت ہو اور شیر باقی اعضا کے مساس کرنے سے بھی ثابت نہیں ہوتی ہے الا جبکہ شہوت ہو اور شیر کچھ اختلاف نہیں ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور نظر وہ معتبر ہے جو دخلی فرج میں ہو یہ ہر ایک میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ ظہیرہ جو اہر اخلاطی میں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد نے کھڑی ہوئی عورت کی فرج کو دیکھا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہونگی اور دخلی فرج میں جب نظر پڑے گی کہ جب وہ عورت تکیہ لگائے بیٹھی ہو یعنی دونوں ٹانگیں کشادہ ہوں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی عورت کی فرج کو شہوت سے یا ربک پردہ یا شیشہ کی آڑ سے جس سے فرج نظر آتی ہے دیکھا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی۔ اور اگر آئینہ دیکھا اور اس میں کسی عورت کی فرج نظر آئی پھر اسکو شہوت سے دیکھا تو اس عورت کی مان و بیٹی اس آئینہ دیکھنے والے پر حرام ہونگی اس واسطے کہ اسے اسکی فرج نہیں دیکھی بلکہ اسکی فرج کا عکس دیکھا ہے اور اگر کوئی عورت کسی حوض کے کنارہ پر بیٹھی ہو یا ندی کے پل پر ہو اور ایک مرد نے پانی میں نگاہ کی اور پانی میں اس عورت کی فرج دیکھی پھر نظر شہوت دیکھی تو حرمت مصاہرہ ثابت ہونگی کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور یہی صیح ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر عورت پانی میں ہے اور باہر سے کسی مرد نے پانی میں اسکی فرج کو دیکھا اور شہوت سے نگاہ کی تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی دختر کی فرج کو بغیر شہوت دیکھا اور اسکو تنہا ہوئی کہ کاش میرے پاس ایسی کوئی باندھی ہوتی پس اس نگاہ کے ساتھ اس میں شہوت بھی پائی گئی تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ شہوت اسکو اپنی دختر پر واقع ہوئی ہے تو اسکی جوہرہ و اسپر حرام ہو جاوے گی اور اگر یہ شہوت اسکو اس باندھی کے خیال پر آئی ہے جسکی اس نے تنہا کی تھی تو اسکی جوہرہ و اسپر حرام ہونگی اس واسطے کہ کسی بیٹو میں اسکی نظر اپنی دختر کی فرج پر بسبب شہوت نہیں ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان و ذخیرہ میں ہے اور مساس کرنے سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے چاہے عہد مساس کیا ہو یا بھول کر یا باکرہ یا براہ خطا ہو کچھ فرق نہیں ہے کذا فی فتح القدیر یا سوتے میں ہے یہ سراج الدہاء میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جوہرہ کو جلع کرنے کی غرض سے رات کو جگایا مگر اسکا ہاتھ اپنی دختر پر جوہرہ کے پٹ سے چاہو بچا اور اس کے بدن کو اپنی انگلی سے گرفت کر کے مساس کیا بدین گمان کہ یہ اسکی مان ہے لیکن میری جوہرہ حالانکہ یہ لڑکی ایسی تھی کہ اس سے شہوت چٹھتی تو اس لڑکی کی مان یعنی مرد مذکور کی جوہرہ مرد مذکور پر ہمیشہ کے واسطے حرام ہو جائیگی یہ فتوح القدیر میں ہے اور اگر عورت کے بال شہوت کے ساتھ چھوئے پس

اگر وہ بال چھوئے جو اسکے سر کے متصل ہیں تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اور اگر ٹکے ہوئے سر سے چھوئے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی مگر امام ناطقی نے یہ تفصیل نہیں فرمائی ہر بلائے مطلق بال کے چھوئے سے حرمت مصاہرہ کا حکم دیا ہے یہ طریقہ جو جنس کروری اور سراج الوداج میں ہے۔ اور اگر شہوت سے اسکے ناخن چھوئے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ لیکن واضح رہے کہ مساس سے حرمت مصاہرہ بھی ثابت ہوتی ہے جب چھوئے دالہ اور بدن عورت کے درمیان کوئی حائل نہ ہو اور اگر کوئی کپڑا حائل ہوگا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کپڑا اسقدر گندہ ہو کہ چھوئے دالے کو بدن عورت کی حرارت محسوس نہیں ہوتی تو بھی حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی اگرچہ اس فعل سے اسکے آلت تناسل کو انتشار ہو جائے اور اگر کپڑا باریک ہو کہ جس سے تن عورت کی حرارت چھوئے دالے کے ہاتھ کو پہنچے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے اور اسید طرح اگر مرد نے عورت کے موزہ کا تلا چھوا تو بھی شہوت سے چھوئے میں یہی حکم ہے لیکن اگر موزہ مذکور متصل یعنی لعلدار ہو کہ جس سے قدیم کی نرمی معلوم و محسوس نہ ہوتی ہو تو یہ حکم ثابت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر مرد نے عورت کا بوسہ لیا حالانکہ دونوں کے درمیان کپڑا حائل ہے پس اگر عورت مذکورہ کے ہاتھ کے دانٹوں کی ٹھٹھک یا ہونٹوں کی ٹھٹھک پائی تو یہ بوسہ لینے اور س کرنے میں داخل ہے یہ محیط میں ہے۔ اور حرمت مصاہرہ ثابت ہونے کے واسطے یہ شرط نہیں ہے کہ مساس پر دوام پایا جاوے حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ اگر مرد نے کسی عورت کی جانب شہوت سے اپنا ہاتھ دراز کیا اور ناگاہ اسکا ہاتھ اسکی دھڑکتی ناک پر جا پڑا کہ اسکی شہوت زیادہ ہو گئی تو اس مرد پر اسکی جور و لینے دھڑکی مان حرام ہو جائیگی اگرچہ اسی وقت اپنا ہاتھ ہٹا لیا ہو کہ اس نے الذخیرہ مگر یہ شرط ہے کہ عورت مشتاقہ ہو یعنی ایسی ہو کہ مرد کو اس سے شہوت ہوتی ہو یہ تبیین میں ہے اور نو برس کی لڑکی محل شہوت ہے اس سے کم کی مشتاقہ نہیں ہے اور اسی پر فتوے ہیں یہ معراج الدراہ میں ہے اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ نو برس سے کم سن کی لڑکی مشتاقہ نہیں ہوتی ہے اور اسی پر فتوے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور شیخ امام ابو بکر رحمہ سے منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ مفتی کو چاہیے کہ سات و آٹھ برس کی لڑکی کی صورت میں یوں فتوے دے کہ وہ مشتاقہ نہیں ہے پس اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی لیکن اگر سائل مبالغہ کرے کہ یہ لڑکی موٹی تازمی تن دار ہے تو ایسی صورت میں سات و آٹھ برس کی صورت میں بھی حرمت کا فتویٰ دیکھا یہ ذخیرہ و مضمرات میں ہے کہ پس اگر ایسی لڑکی سے جماع کیا جو شقائق نہیں ہے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور یہ حکم فقط صغیرہ میں ہے اور کبیرہ عورت اگر بیت بڑھی ہو جاوے کہ وہ مشتاقہ کی حد سے باہر ہو جاوے تو بھی اس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اس واسطے کہ وہ حد حرمت میں داخل ہو چکی ہے پس بسبب می ہو جانے کے خارج نہ ہوگی بخلات صغیرہ کے کہ اس میں یہ بات نہیں پائی گئی ہے یہ تبیین میں ہے اور اسی طرح بھی شرط ہے کہ مذکر کی طرف سے بھی شہوت پائی گئی ہو حتیٰ کہ اگر چار برس کے لڑکے نے اپنے باپ کی جور سے جماع کیا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اس حکم کے ثابت ہونے کے واسطے جو لڑکا ایسا ہو کہ اسکے مثل لڑکے جماع کر سکتے ہیں اسکی دلی بمنزلہ مرد بالغ کی دلی کے قرار دیا جائیگی اور شائع نے فرمایا کہ ایسا لڑکا جسکے مثل جماع کرنے کے لائق ہوتا ہے وہ ہر ایسا لڑکا ہوتا ہے جو جماع کرے اور اسکو شہوت ہو اور عورتیں اس سے حیا کریں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور شہوت اسوقت کی معتبر ہے کہ جسوقت اس نے جماع اور دیکھا ہو حتیٰ کہ اگر مرد نے عورت کو جماع اور دیکھا حالیکہ اسکو شہوت نہ تھی پھر جب چھوڑ دیا تب اسکو شہوت ہوئی تو اس سے حرمت مصاہرہ

۲۷
حرف
نہ
سی
میں
کہ
اس
نہ
ہو
نہ

ثابت ہوگی۔ اور واضح ہو کہ شہوت مرد کی حد یہ ہے کہ مرد کے آگے تناسل کو انتشار پیدا کرے اگر انتشار ہو تو انتشار میں زیادتی ہو جاوے
یہ تبیین میں ہے اور یہی صحیح ہے جو اہل اخلاطی میں ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جاوے یہ خلاصہ میں ہے پس اگر کسی مرد کا آگے تناسل
منتشر ہوا اور اس نے شہوت میں اپنی جورو کو طلب کیا اور اس درمیان میں اس نے اپنے آگے تناسل کو اسکی دختر کی
ٹانگوں کے درمیان داخل کر دیا تو دختر مذکورہ کی ماں اس پر حرام ہو جائیگی تا وقتیکہ اس حرکت سے اسکی شہوت میں اس
انتشار کے ساتھ انتشار میں زیادتی نہ ہوئی ہو تبیین میں ہے اور یہ حد جو مذکور ہوئی ایسے لوگوں کے واسطے مقرر ہے جو مرد
جو ان جملے کرنے پر قادر ہو اور اگر بوطرہ ایچین ہو تو اس کے حق میں شہوت کی حد یہ ہے کہ خواہش کے لیے اس کے قلب کو
حرکت ہو اگر قلب اس کے اسکا قلب متحرک نہ ہو اور اگر پہلے سے متحرک ہو تو حرکت قلبی میں زیادتی ہو جاوے یہ محیط میں ہے۔
اور عورتوں اور مرد و محبوب کے حق میں شہوت کی حد یہ ہے کہ قلب کو حرکت و خواہش ہو اور اس میں لذت پیدا ہو نہ شہوت پہلے سے
قلب کو حرکت نہ ہو اور اگر پہلے سے ہو تو اس میں زیادتی ہو جاوے یہ شرح لقا یہ شیخ ابو الکلام میں ہے۔ اور واضح رہے
کہ مرد و عورت دونوں میں سے ایک کی طرف سے شہوت کا پایا جانا حرام ثابت ہونے کے واسطے کافی ہے اگر شرط
یہ ہے کہ اسکو انزال نہ ہو جائے حتیٰ کہ اگر چھوٹے یا دیکھنے کے ساتھ انزال ہو گیا تو حرامیت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی تبیین میں ہے
اور علامہ صدر رشید نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے شیخ نقایہ علامہ شمس الدین ہے اور اگر مساس کیا پس انزال ہو گیا تو حرامیت
مصاہرہ بنا بر قول صحیح کے ثابت نہ ہوگی اس واسطے کہ انزال سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ فعل داعی بجانب وطی
نہیں ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر عورت کی دہر لینے یا بخاند کے مقام کو دیکھا تو اس سے حرامیت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی ہے
یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور اسی طرح اگر بابتناج سفیان کسی عورت کی دہر میں دخول کیا تو اس سے حرامیت مصاہرہ
ثابت نہ ہوگی تبیین میں ہے اور یہی واضح ہے کہ یہ محیط میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جو اہل اخلاطی میں ہے اور اگر مرد سے جماع کیا تو حرامیت
مصاہرہ ثابت نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے مسائل متصلہ اگر جورو و مرد میں سے کسی نے حرام مصاہرہ واقع ہونے
کا اقرار کیا تو اسکا اقرار راخو کیا جائیگا اور دونوں میں خدائی کر لوی جائیگی اور اسی طرح اگر کچھ سے پہلے ایسا واقع ہونے
کا اقرار کیا مثلاً اپنی جورو سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ کحل کرنے سے پہلے تیری ماں سے جماع کیا ہے یہ اس قرار پر
مواخذہ کر کے دونوں میں تفریق کر ادی جائیگی لیکن مہر کے حق میں مرد مذکور کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی ختم ہے کہ جو
مہر قرار پایا ہے وہ دہ دایا جائیگا اور یہ ہوگا کہ امیر عفر و حبیب ہو اور ایسے قرار پر مصر نہ بنا شرط نہیں ہے چنانچہ اگر اس نے
اس اقرار سے رجوع کیا اور کہا کہ میں جھوٹ بولا ہوں تو قاضی اس کے قول کی تصدیق نہ کرے گا لیکن اگر وہ اپنے
اقرار میں در واقع جھوٹا ہوگا تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی عورت امیر حرام ہوگی قابل لسترجم گردنیا میں دونوں میں
جدائی ضرور کرانی جائیگی۔ اور امام محمد نے کتاب النکاح میں ذکر فرمایا کہ اگر ایک مرد نے کسی عورت سے کہا کہ یہ عورت میری
رضاعی ماں ہے پھر اسکے بعد اس سے نکاح کرنا چاہا اور کہا کہ مجھے اس میں خطا ہوئی ہے تو اسکا نام اسکو اختیار ہوگا کہ
عورت مذکورہ سے نکاح کر لے اور ان دونوں صورتوں میں فرق اس واسطے کیا گیا ہے کہ اس صورت میں کہ جب اس نے
اپنی جورو کی ماں سے وطی کرنے کی خبر دی تو اس نے اپنے دل کی خبر دی ہے اور جو فعل اس نے کیا ہو اس کے اہل بیت خطا و غلطی واقع ہونا
ایک نادار بابت ہے پس اسکی تکذیب کی تصدیق کی جائیگی اور رضاعت میں اسے اپنے سے زیادہ کے فعل کی خبر نہیں ہے کہ حکم کو
یاد رکھنا ہو بلکہ سوائے اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے کسی دوسرے سے سنا ہے اور اسی میں خطا واقع ہونا کچھ نادرات نہیں ہے

یہ تجنیس دہر میں ہوا اور اگر مرد نے کسی عورت کا بوسہ لیا پھر کہا کہ یہ شہوت سے نہ تھا یا اسکا ساس کیا یا انکی فرج کی طرف
 وکیما پھر کہا کہ شہوت سے نہ تھا تو صدر الشہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے بوسہ لینے کی صورت میں ذکر فرمایا کہ حرمت مصاہرہ
 ثابت ہونے کا حکم دیا جائیگا تا وقتیکہ یہ امر ثابت ہو کہ یہ فعل بدو شہوت کے تھا اور چھونے اور فرج کے دیکھنے کی صورت
 میں شہوت حرمت مصاہرہ کا حکم نہ دیا جائیگا تا وقتیکہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ فعل شہوت تھا اس واسطے کہ بوسہ لینے میں اصل
 یہ ہے کہ شہوت سے ہوتا ہے بخلاف چھونے اور نظر کرنے کے کہ انکی الحیظ اور یہ اسوقت ہے کہ اسنے فرج کے سوا کسی
 جزو بدن کو چھوا ہو اور اگر فرج کو چھوا ہو تو اس میں بھی اسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور شیخ باہم ظہیر الدین
 مرغنیانی منہ اور گال سر کے بوسہ میں اگرچہ مقنعہ کے اوپر سے ہو حرمت مصاہرہ ثابت ہونے کا فتویٰ دیتے تھے اور
 فرماتے تھے کہ اگر اسنے بدو شہوت ہونے کا دعویٰ کیا تو اسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور بقالی میں لکھا ہے کہ اگر اسنے
 چھونے کی صورت میں شہوت ہونے سے انکار کیا تو اسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی لیکن اگر ایسا ہو کہ اسکا آئہ تناسل
 اٹھ اٹھ اور اسنے عورت کو ایسی حالت میں چھپا لیا ہے تو تصدیق نہ کی جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت کی چھاتی
 پکڑ لی اور کہا کہ یہ فعل شہوت نہ تھا تو تصدیق نہ کی جائیگی اس واسطے کہ اکثر یہ واقعہ شہوت ہوتا ہے اسی طرح اگر عورت
 کے ساتھ جانور سواری پر سوار ہوا تو بھی یہی حکم ہے بخلاف اسکے اگر اسکی پیٹھ پر سوار ہو کر اسکے ساتھ پانی سے عبور کیا تو ایسا
 حکم نہیں ہے یہ وجہ کر درمی میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے یوں گواہی دی کہ اسنے اتر لیا کہ میں نے شہوت سے چھو یا بوسہ
 لیا ہے تو گواہی مقبول ہوگی یہ جو اسرا خلاطی میں ہے اور بخلاف شہوت سے چھونے اور بوسہ لینے پر گواہی آیا مقبول ہوگی
 یا منوگی تو اس میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ مقبول ہوگی اور فخر الاسلام علی ہر دوسری کا یہی منہب ہے کہ انکی تجنیس ہا لمزیداد
 ایسا ہی امام محمد رحمہ لے نکاح اجماع میں ذکر فرمایا ہے اس واسطے کہ شہوت ایسی چیز ہے کہ فاعلہ اس وقت حاصل
 ہو جاتا ہے پس جبکہ آئہ تناسل جنبش کرتا ہے اسکی جنبش آہ سے اور جبکہ آئہ نبین حرکت کرتا ہے اسکے دوسرے آثار سے
 معلوم ہو جاتا ہے کہ انکی الذخیرہ اور یہی متمول ہے جو اسرا خلاطی میں ہے۔ فاضلی علی سجدی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا
 کہ ایک مرد نشہ کے مہوش نے اپنی دختر کو پکڑ لیا اور اسکا بوسہ لیا اور اسکے ساتھ جماع کرنے کا قصد کیا پس اسکی
 دختر نے کہا کہ میں تیری بیٹی ہوں پس اسکو چھوڑ دیا پس آیا اس دختر کی مان اس مرد پر حرام ہو جائیگی تو فرمایا کہ
 ہاں یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ ایک شخص سے دریافت کیا گیا کہ تو نے اپنی جو رو کی مان کے ساتھ کیا کیا اس نے جواب دیا
 کہ میں نے اسکے ساتھ جماع کیا تو فرمایا کہ حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی پھر پوچھا گیا کہ اگر پوچھنے والا اور جواب دینا والا
 دونوں آدمی سخرے ٹھٹھے باز ہوں تو فرمایا کہ کچھ فرق نہ ہوگا اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے جھوٹ طور سے کہا ہے تو
 اسکی تصدیق نہ کی جائیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد کے پاس ایک باندی ہے اسنے کہا کہ میں نے اس باندی سے وطی
 کی ہے تو یہ باندی اسکے بیٹے کے واسطے حلال ہوگی اور اگر اس شخص کی ملک میں یہ باندی ہو اور اسنے کہا کہ میں نے
 اس سے وطی کی ہے تو اسکے بستر کو اختیار ہے کہ اسکی تکذیب کرے اور باندی سے وطی کرے اس واسطے کہ ظاہر حلال
 اسکے بستر کے واسطے شاہد ہے اور اگر باپ کی میراث میں باندی پائی تو بیٹا اس سے وطی کر سکتا ہے تا وقتیکہ یہ معلوم نہ
 کہ باپ نے اس سے وطی کی ہے یہ محیط سخری میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شہوط نکاح کیا کہ وہ باکرہ
 ایسی ہی کہ اسکا پردہ بکارت موجود ہے پھر جب اسکے ساتھ وطی کرنی چاہی تو اسکو پردہ دریدہ پایا پس اس سے

خانہ شہادت
 حرمہ عورت
 اس نے
 غیبت
 اس کا بوسہ
 نہ تھا
 یہ بوسہ
 اور اگر گواہوں نے
 اس کا بوسہ
 اس سے
 اس کی شہوت
 ایسا کہ اس سے
 تو بالافان
 مقبول ہے
 اس سے
 یہ شخص اپنی
 جو رو کی مان
 جہاں کہی
 جانی

پوچھا کہ مجھ سے کس شخص نے یہ حرکت کی ہے کہ تیرا پردہ جاتا رہا پس اُس نے جواب دیا کہ تیرے باپ نے پس اگر شوہر نے اس قول کی تصدیق کی تو وہ بابتہ ہو گئی اور اُسکو کچھ بہرہ نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو وہ اُسکی جو رو رہی یہ ظہیر بین ہے اور اگر زید کی جو رو نے دعویٰ کیا کہ زید کے پس نے مجھ کو بشہوت چھوا ہے تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور زید کے بیٹے کا قول قبول ہو گا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے باپ کی جو رو کا شہوت سے بوسہ لیا یا باپ نے بیٹے کی جو رو کا شہوت سے بوسہ لیا حالانکہ عورت مذکورہ باکرہ مجبور کی گئی تھی اور اُسکے شوہر نے اس فعل کے شہوت ہونے سے انکار کیا تو شوہر کا قول قبول ہو گا اور اگر شوہر نے اس زبردستی کرنے والے کے قول کی تصدیق کی تو جدائی واقع ہو جائیگی اور شوہر پر مہر واجب ہو گا پھر جو کچھ وہ دیکھا اُسکو اس فعل کے کرنے والے سے واپس لیا بشہوت لیا اُسے عداوت و فساد ڈالنے کا قصد کیا ہو اور اگر عداوت ایسا نہیں کیا ہے تو واپس نہیں لے سکتا ہے اور وطی کر لینے کی صورت میں واپس نہیں لے سکتا ہے اگرچہ اُس نے عداوت و فساد ڈالنے کے واسطے وطی کی ہو اس واسطے کہ اس صورت میں اس پر خبری واجب ہوگی اور حد کے ساتھ مال دونوں جمع نہیں ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے دوسرے کی باندی سے نکاح کیا پھر ہونا اس مرد نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا تھا کہ باندی نے اپنے شوہر کے پس کا شہوت سے بوسہ لیا پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ اس نے میرے پس کا شہوت سے بوسہ لیا ہے اور باندی کے مولیٰ نے اُسکی تکذیب کی تو باندی مذکورہ اپنے شوہر سے بابتہ ہو جائیگی کیونکہ شوہر نے اقرار کیا کہ اس نے شہوت سے میرے بیٹے کا بوسہ لیا ہے اور شوہر پر نصف مہر واجب ہو گا کیونکہ مولیٰ نے اُسکی تکذیب کی ہے لہٰذا اُس نے شہوت سے بوسہ نہیں لیا ہے اور اگر اس معاملہ میں باندی نے خود کہا کہ میں نے شہوت سے بوسہ لیا ہے تو اُسکا قول قبول ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اس نے لڑائی میں اپنے دادا کا آلہ تناسل پکڑ لیا پھر کہا کہ یہ امر شہوت سے نہ تھا تو عورت مذکورہ کے قول کی تصدیق کی جائیگی یہ خزانۃ الفتاویٰ میں ہے اور امام محمد نے نکاح الاصل میں ذکر فرمایا کہ بسبب حرمت مصاہرہ و حرمت رضاع واقع ہونے کے نکاح مرفوع نہیں ہو جاتا ہے بلکہ فاسد ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اگر تفریق وجدائی واقع ہونے سے پہلے شوہر نے اس عورت سے وطی کی تو شوہر پر حد واجب ہوگی خواہ یہ امر اس پر مشتبہ ہو یا نہ ہو یہ وغیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پھر توبہ کر لی تو بھی اُسکی دختر اس مرد پر حرام رہیگی اس واسطے کہ اُسکی دختر اس مرد پر ہمیشہ کے واسطے حرام ہو گئی ہے جو کہ کبھی اُس سے نکاح نہیں کر سکتا ہے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ محرمیت بسبب وطی حرام کے ثابت ہوئی اور جس چیز سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہے اُس سے بھی ثابت ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو کچھ مضاف نہیں ہے کہ اسکا بیٹا اس عورت کی بیٹی یا مان سے نکاح کر لے یہ محیط شخصی میں ہے اور فتاویٰ صفری میں ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنے ذکر پر پکڑا بیٹ کر ایک عورت شکوہ سے جلے کیا پس اگر وہ کپڑا گندہ ہو کہ فرج کی عمارت اُسکے ذکر سے محسوس ہونے سے مانع نہ ہو تو یہ عورت بعد اس جامع و طلاق کے اپنے پہلے شوہر پر جس نے اس پر تین طلاق دیدی حلال ہو جائیگی اور اگر کپڑا گندہ ہو کہ وصول حرارت سے مانع ہو جیسے موٹا رومال تو عورت مذکورہ پہلے شوہر پر حلال نہ ہوگی کہ اس نے اختلاصہ قسم سوم وہ عورتیں جو بسبب مضاعت کے حرام ہوتی ہیں پس ہر وہ عورت جو بسبب قرابت نسب یا صہرت سے حرام ہوتی ہے ہر وہ مضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہے جیسا کہ کتاب الزنا میں مذکور ہے یہ محیط شخصی میں ہے۔ قسم چہارم محرمات جمع یعنی اُنکے جمع کرنے کی حیثیت سے

اگر شوہر نے اس عورت سے وطی کی تو شوہر پر حد واجب ہوگی خواہ یہ امر اس پر مشتبہ ہو یا نہ ہو یہ وغیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پھر توبہ کر لی تو بھی اُسکی دختر اس مرد پر حرام رہیگی اس واسطے کہ اُسکی دختر اس مرد پر ہمیشہ کے واسطے حرام ہو گئی ہے جو کہ کبھی اُس سے نکاح نہیں کر سکتا ہے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ محرمیت بسبب وطی حرام کے ثابت ہوئی اور جس چیز سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہے اُس سے بھی ثابت ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو کچھ مضاف نہیں ہے کہ اسکا بیٹا اس عورت کی بیٹی یا مان سے نکاح کر لے یہ محیط شخصی میں ہے اور فتاویٰ صفری میں ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنے ذکر پر پکڑا بیٹ کر ایک عورت شکوہ سے جلے کیا پس اگر وہ کپڑا گندہ ہو کہ فرج کی عمارت اُسکے ذکر سے محسوس ہونے سے مانع نہ ہو تو یہ عورت بعد اس جامع و طلاق کے اپنے پہلے شوہر پر جس نے اس پر تین طلاق دیدی حلال ہو جائیگی اور اگر کپڑا گندہ ہو کہ وصول حرارت سے مانع ہو جیسے موٹا رومال تو عورت مذکورہ پہلے شوہر پر حلال نہ ہوگی کہ اس نے اختلاصہ قسم سوم وہ عورتیں جو بسبب مضاعت کے حرام ہوتی ہیں پس ہر وہ عورت جو بسبب قرابت نسب یا صہرت سے حرام ہوتی ہے ہر وہ مضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہے جیسا کہ کتاب الزنا میں مذکور ہے یہ محیط شخصی میں ہے۔ قسم چہارم محرمات جمع یعنی اُنکے جمع کرنے کی حیثیت سے

اور دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائیگی پس اگر مہنوز اس نے دخول و وطی نہ کی ہو تو دونوں کو کچھ نہ لینگا اور اگر بعد دخول کے ایسا ہوا تو ہر ایک کو اس کے مہر سے اور مہر مثل میں سے جو کم مقدار ہو وہ لینگی یہ مضمرات میں ہے۔ اور اگر دونوں کے ساتھ دو عقد دن میں نکاح کیا تو اخیر والی کا نکاح فاسد ہوگا اور مرد مذکور پر اس کا چھوڑنا واجب ہوگا اور اگر قاضی کو معلوم ہو گیا تو دونوں میں تفریق کرادی جائیگی پس اگر مرد مذکور نے اسکو قبل دخول کے چھوڑا تو کوئی حکم ثابت ہوگا اور اگر بعد دخول کے چھوڑا تو اسکو مہر لینگا مگر مہر سے اور مہر مثل میں سے کم مقدار لینگی اور عورت مذکورہ پر عدت واجب ہوگی اور اگر حل رہ گیا ہو تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور مرد مذکور اپنی جو دوسے جدا رہ گیا یہاں تک کہ اس کے جوڑ کی بہن کی عدت گزر جاوے یہ محیط سہرہ میں ہے اور اگر دونوں سے دو عقد دن میں نکاح کیا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ دونوں میں سے کون عورت پہلی ہے تو مشورہ ہر کو حکم دیا جائیگا کہ خود بیان کرے پس اگر اس نے بیان کیا تو اس کے بیان پر عمل در آمد ہوگا اور اگر بیان نہ کیا تو اس میں تخریسی نہ کی جائیگی بلکہ مرد مذکور اور دونوں عورتوں میں جدائی کرادی جائیگی شہر طحاوی میں ہے۔ اور دونوں کو نصف مہر لینگا بشرطیکہ دونوں کا مہر برابر ہو اور عقد میں بیان و مقرر کر دیا گیا ہو اور طلاق واقع ہونا دخول سے پہلے ہو اور اگر دونوں کا مہر مختلف ہو تو ہر ایک کے واسطے اس کے چوتھائی مہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر عقد میں مہر سے نہ تو دونوں کے واسطے ایک شیعہ واجب ہوگا جو نصف مہر کے برابر ہو مہنوز اور اگر جدائی بعد دخول کے واقع ہو تو ہر ایک کے واسطے اس کا پورا مہر واجب ہوگا کذا فی التبین اور شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے معنی یہ ہیں کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک عورت دعویٰ کرنے کو میرے ساتھ پہلے نکاح ہوا ہے اور کسی کے پاس حجت نہ تو دونوں کے واسطے نصف مہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں سے کہا کہ ہم سنیں جانتے ہیں کہ پہلے کون عقد واقع ہوا تو جب تک دونوں باہم صلح نہ کریں کسی مرکا حکم نہ دیا جائیگا کذا فی غایۃ السورجی اور صلح باہمی کی صورت یہ ہے کہ دونوں عورتیں قاضی کے حضور میں کہیں کہ ہمارا اس مرد پر مہر ہے اور یہ حق ایسا ہے کہ ہم دونوں سے متجاوڑ نہیں ہیں پس ہم باہم صلح کرتے ہیں کہ نصف مہر لیں پس قاضی نصف مہر کا حکم دیدیگا یہ نہایت میں ہے اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے نکاح کے مقدم ہونے پر گواہ پیش کیے تو مرد مذکور پر نصف مہر دونوں کے واسطے برابر مشترک واجب ہوگا اور یہ حکم اتفاقی ہے بنا پر آئندہ روایت کتاب النکاح میں مذکور ہے اور یہی طحاوی روایت کافی میں ہے اور یہ احکام جو دو بہنوں کے جمع کرنے کی صورت میں مذکور ہوئے ہیں ہر ایسی دو عورتوں کے حق میں جاسی ہیں جو کا جمع کرنا حرام ہے یہ فیقہ القدر میں ہے۔ اور جدائی کے بعد اگر اسے چاہا کہ دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرے تو اسکو اختیار ہے بشرطیکہ قبل دخول کے تفریق واقع ہوئی ہو اور اگر بعد دخول کے واقع ہو تو جب تک دونوں کی عدت نہ گزر جاوے تب تک کسی سے نکاح نہیں کر سکتا ہے اور اگر ایک کی عدت گزر گئی اور دوسری عدت میں ہے تو جو عدت میں ہے اس سے نکاح کر سکتا ہے دوسری سے نہیں کر سکتا ہے تا وقتیکہ اسکی عدت نہ گزر جاوے۔ اور اگر ایک کے ساتھ دخول کیا ہو تو اسی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے نہ دوسری کے ساتھ تا وقتیکہ اسکی عدت پوری نہ ہو جاوے اور جب مدخلہ کی عدت پوری ہو گئی تو پھر اسکو اختیار ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے یہ تیسرین میں ہے۔ اور ملوک دو بہنوں کو بھی دوطی کا نفع حاصل کرنے کے واسطے جمع کرنا نہیں جائز ہے جیسے دو بہنوں کا نکاح جمع کرنا نہیں جائز ہے اور اگر دو بہنوں کا مالک ہو تو اسکو اختیار رہیگا کہ دونوں میں سے جس سے چاہے شفعہ حاصل کرے اور جب اس نے

اور دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائیگی پس اگر مہنوز اس نے دخول و وطی نہ کی ہو تو دونوں کو کچھ نہ لینگا اور اگر بعد دخول کے ایسا ہوا تو ہر ایک کو اس کے مہر سے اور مہر مثل میں سے جو کم مقدار ہو وہ لینگی یہ مضمرات میں ہے۔ اور اگر دونوں کے ساتھ دو عقد دن میں نکاح کیا تو اخیر والی کا نکاح فاسد ہوگا اور مرد مذکور پر اس کا چھوڑنا واجب ہوگا اور اگر قاضی کو معلوم ہو گیا تو دونوں میں تفریق کرادی جائیگی پس اگر مرد مذکور نے اسکو قبل دخول کے چھوڑا تو کوئی حکم ثابت ہوگا اور اگر بعد دخول کے چھوڑا تو اسکو مہر لینگا مگر مہر سے اور مہر مثل میں سے کم مقدار لینگی اور عورت مذکورہ پر عدت واجب ہوگی اور اگر حل رہ گیا ہو تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور مرد مذکور اپنی جو دوسے جدا رہ گیا یہاں تک کہ اس کے جوڑ کی بہن کی عدت گزر جاوے یہ محیط سہرہ میں ہے اور اگر دونوں سے دو عقد دن میں نکاح کیا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ دونوں میں سے کون عورت پہلی ہے تو مشورہ ہر کو حکم دیا جائیگا کہ خود بیان کرے پس اگر اس نے بیان کیا تو اس کے بیان پر عمل در آمد ہوگا اور اگر بیان نہ کیا تو اس میں تخریسی نہ کی جائیگی بلکہ مرد مذکور اور دونوں عورتوں میں جدائی کرادی جائیگی شہر طحاوی میں ہے۔ اور دونوں کو نصف مہر لینگا بشرطیکہ دونوں کا مہر برابر ہو اور عقد میں بیان و مقرر کر دیا گیا ہو اور طلاق واقع ہونا دخول سے پہلے ہو اور اگر دونوں کا مہر مختلف ہو تو ہر ایک کے واسطے اس کے چوتھائی مہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر عقد میں مہر سے نہ تو دونوں کے واسطے ایک شیعہ واجب ہوگا جو نصف مہر کے برابر ہو مہنوز اور اگر جدائی بعد دخول کے واقع ہو تو ہر ایک کے واسطے اس کا پورا مہر واجب ہوگا کذا فی التبین اور شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے معنی یہ ہیں کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک عورت دعویٰ کرنے کو میرے ساتھ پہلے نکاح ہوا ہے اور کسی کے پاس حجت نہ تو دونوں کے واسطے نصف مہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں سے کہا کہ ہم سنیں جانتے ہیں کہ پہلے کون عقد واقع ہوا تو جب تک دونوں باہم صلح نہ کریں کسی مرکا حکم نہ دیا جائیگا کذا فی غایۃ السورجی اور صلح باہمی کی صورت یہ ہے کہ دونوں عورتیں قاضی کے حضور میں کہیں کہ ہمارا اس مرد پر مہر ہے اور یہ حق ایسا ہے کہ ہم دونوں سے متجاوڑ نہیں ہیں پس ہم باہم صلح کرتے ہیں کہ نصف مہر لیں پس قاضی نصف مہر کا حکم دیدیگا یہ نہایت میں ہے اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے نکاح کے مقدم ہونے پر گواہ پیش کیے تو مرد مذکور پر نصف مہر دونوں کے واسطے برابر مشترک واجب ہوگا اور یہ حکم اتفاقی ہے بنا پر آئندہ روایت کتاب النکاح میں مذکور ہے اور یہی طحاوی روایت کافی میں ہے اور یہ احکام جو دو بہنوں کے جمع کرنے کی صورت میں مذکور ہوئے ہیں ہر ایسی دو عورتوں کے حق میں جاسی ہیں جو کا جمع کرنا حرام ہے یہ فیقہ القدر میں ہے۔ اور جدائی کے بعد اگر اسے چاہا کہ دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرے تو اسکو اختیار ہے بشرطیکہ قبل دخول کے تفریق واقع ہوئی ہو اور اگر بعد دخول کے واقع ہو تو جب تک دونوں کی عدت نہ گزر جاوے تب تک کسی سے نکاح نہیں کر سکتا ہے اور اگر ایک کی عدت گزر گئی اور دوسری عدت میں ہے تو جو عدت میں ہے اس سے نکاح کر سکتا ہے دوسری سے نہیں کر سکتا ہے تا وقتیکہ اسکی عدت نہ گزر جاوے۔ اور اگر ایک کے ساتھ دخول کیا ہو تو اسی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے نہ دوسری کے ساتھ تا وقتیکہ اسکی عدت پوری نہ ہو جاوے اور جب مدخلہ کی عدت پوری ہو گئی تو پھر اسکو اختیار ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے یہ تیسرین میں ہے۔ اور ملوک دو بہنوں کو بھی دوطی کا نفع حاصل کرنے کے واسطے جمع کرنا نہیں جائز ہے جیسے دو بہنوں کا نکاح جمع کرنا نہیں جائز ہے اور اگر دو بہنوں کا مالک ہو تو اسکو اختیار رہیگا کہ دونوں میں سے جس سے چاہے شفعہ حاصل کرے اور جب اس نے

دونوں میں سے ایک باندی سے شتیق حاصل کیا تو پھر اس کے بعد دوسری سے شتیق نہیں حاصل کر سکتا ہر اسی طرح اگر ایک باندی خریدی اور اس سے وطی کر لی پھر دوسری باندی جو اس کی بہن ہو خریدی تو وہ پہلی باندی سے وطی کر سکتا ہے اور دوسری سے نہیں کر سکتا ہر تا وقتیکہ پہلی باندی کو اپنے اوپر حرام نہ کرے اور حرام کر لینے کے یہ معنی ہیں کہ کسی مرد سے اس کا نکاح کر دے یا اپنی ملک سے نکال دے خواہ بایں طور کہ چھکو آزاد کر دے یا جہہ کر دے یا فرخت کر دے یا کسی کو صدقہ دیدے یا اس کو مکتوب کر دے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور باندی کا کوئی حصہ آزاد کر دینا بمنزلہ کل کے آزاد کرنے کے ہر اسی طرح بعض حصہ کا مالک کرنا گویا بمنزلہ کل کے مالک کر دینے کے ہر تین میں ہر اور اگر زبان سے کہدیا کہ یہ مجھے حرام ہے تو ایسی حالت میں اس کی دوسری بہن اس پر حلال ہوگی جیسے حالت حیض و نفاس و حرام و حلال میں حلال نہیں ہو جاتی ہے یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ اور اگر اس نے دونوں سے وطی کر لی ہو تو شکوہ یہ اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے کسی سے وطی کرے تا وقتیکہ دونوں میں ایک کو اپنے اوپر حرام نہ کرے یا کسی سے شکوہ حرام نہ کرے اور اگر اس نے اس طرح حرام نہ کر لیا کہ دونوں میں سے ایک کو فرخت کر دیا یا کسی سے شکا کھل کر دیا یا جہہ کر دی پھر یہ سبب حبیب کے اس کے واپس دی گئی یا اس نے جہہ سے رجوع کیا یا اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی اور اس کی عدت گذر گئی تو پھر دونوں میں سے کسی سے وطی نہ کر سکتا جب تک کہ دونوں میں سے ایک کو اپنے اوپر بطریق مذکورہ بالا حرام نہ کرے یہ فتاویٰ فاضل خان میں ہے اور اگر ایک باندی سے نکاح کیا اور بیوز اس کے ساتھ رہے ہر تنوا تھا کہ اس کی بہن کو خود خرید لیا تو خریدی ہوئی باندی سے ہم بستر نہیں ہو سکتا ہر اس واسطے کہ منکوحہ باندی کے واسطے نفس نکاح سے بستر نہایت ہو گیا ہو پس اگر خریدی ہوئی سے وطی کر گیا تو ایک بستر میں دونوں کو جمع کرنے والا ہو جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی کی بہن سے نکاح کیا حالانکہ باندی سے وطی کر چکا ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور جب نکاح صحیح ہو تو پھر باندی مذکورہ ملوکہ سے وطی نہ کرے اگرچہ اس نے منکوحہ سے ہنوز وطی نہ کی ہو اور نیز منکوحہ سے بھی وطی نہیں کر سکتا ہر جب تک کہ ملوکہ کو اپنے اوپر سبب مذکورہ میں سے کسی سبب سے حرام نہ کرے پھر البتہ منکوحہ سے وطی کر سکتا ہے اور اگر ملوکہ سے وطی نہ کی ہو تو منکوحہ سے وطی کر سکتا ہے یہ ہدایہ میں ہے اور اگر اپنی باندی کی بہن سے بنکاح فاسد نکاح کیا تو اس کی باندی جس سے اس نے وطی کر لی ہو اس پر حرام نہ ہوگی لیکن اگر اس نے منکوحہ سے وطی کر لی تو البتہ اس کی ملوکہ باندی اس پر حرام ہو جائیگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ درہنوں نے ہر ایک نے ایک ہی مرد سے کہا کہ میں نے بعض اس قدر مہر کے اپنے آپ کو تیرے نکاح میں دیا اور دونوں کا کلام دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا مگر دونوں میں سے ایک کا نکاح قبول کیا تو یہ جائز ہے اور اگر شوہر نے ابتدا کی اور کہا کہ میں نے تم دونوں سے ہر ایک سے جو عرض ہزار درم مہر کے نکاح کیا پس دونوں میں سے ایک نے کہا کہ میں رضی ہوئی اور دوسری نے رضی ہونے سے انکار کیا تو دونوں کا نکاح باطل ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے امام محمد نے جامع میں فرمایا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اس کی شادی کر اسے اور دوسرے شخص کو بھی اسی کام کے واسطے وکیل کیا پس دونوں وکیلوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک عورت سے ہر ایک حکم اس عورت کے اس کے ساتھ نکاح کر دیا حالانکہ دونوں عورتیں باہم رضاعی نہیں ہیں ورنہ دونوں کلام ایک ساتھ ہی منہ سے نکلتے تو دونوں نکاح باطل ہیں ہر اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک نکاح رضاعی عورت ہو یا دونوں رضاعی

دونوں میں سے ایک باندی سے شتیق حاصل کیا تو پھر اس کے بعد دوسری سے شتیق نہیں حاصل کر سکتا ہر اسی طرح اگر ایک باندی خریدی اور اس سے وطی کر لی پھر دوسری باندی جو اس کی بہن ہو خریدی تو وہ پہلی باندی سے وطی کر سکتا ہے اور دوسری سے نہیں کر سکتا ہر تا وقتیکہ پہلی باندی کو اپنے اوپر حرام نہ کرے اور حرام کر لینے کے یہ معنی ہیں کہ کسی مرد سے اس کا نکاح کر دے یا اپنی ملک سے نکال دے خواہ بایں طور کہ چھکو آزاد کر دے یا جہہ کر دے یا فرخت کر دے یا کسی کو صدقہ دیدے یا اس کو مکتوب کر دے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور باندی کا کوئی حصہ آزاد کر دینا بمنزلہ کل کے آزاد کرنے کے ہر اسی طرح بعض حصہ کا مالک کرنا گویا بمنزلہ کل کے مالک کر دینے کے ہر تین میں ہر اور اگر زبان سے کہدیا کہ یہ مجھے حرام ہے تو ایسی حالت میں اس کی دوسری بہن اس پر حلال ہوگی جیسے حالت حیض و نفاس و حرام و حلال میں حلال نہیں ہو جاتی ہے یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ اور اگر اس نے دونوں سے وطی کر لی ہو تو شکوہ یہ اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے کسی سے وطی کرے تا وقتیکہ دونوں میں ایک کو اپنے اوپر حرام نہ کرے یا کسی سے شکوہ حرام نہ کرے اور اگر اس نے اس طرح حرام نہ کر لیا کہ دونوں میں سے ایک کو فرخت کر دیا یا کسی سے شکا کھل کر دیا یا جہہ کر دی پھر یہ سبب حبیب کے اس کے واپس دی گئی یا اس نے جہہ سے رجوع کیا یا اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی اور اس کی عدت گذر گئی تو پھر دونوں میں سے کسی سے وطی نہ کر سکتا جب تک کہ دونوں میں سے ایک کو اپنے اوپر بطریق مذکورہ بالا حرام نہ کرے یہ فتاویٰ فاضل خان میں ہے اور اگر ایک باندی سے نکاح کیا اور بیوز اس کے ساتھ رہے ہر تنوا تھا کہ اس کی بہن کو خود خرید لیا تو خریدی ہوئی باندی سے ہم بستر نہیں ہو سکتا ہر اس واسطے کہ منکوحہ باندی کے واسطے نفس نکاح سے بستر نہایت ہو گیا ہو پس اگر خریدی ہوئی سے وطی کر گیا تو ایک بستر میں دونوں کو جمع کرنے والا ہو جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی کی بہن سے نکاح کیا حالانکہ باندی سے وطی کر چکا ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور جب نکاح صحیح ہو تو پھر باندی مذکورہ ملوکہ سے وطی نہ کرے اگرچہ اس نے منکوحہ سے ہنوز وطی نہ کی ہو اور نیز منکوحہ سے بھی وطی نہیں کر سکتا ہر جب تک کہ ملوکہ کو اپنے اوپر سبب مذکورہ میں سے کسی سبب سے حرام نہ کرے پھر البتہ منکوحہ سے وطی کر سکتا ہے اور اگر ملوکہ سے وطی نہ کی ہو تو منکوحہ سے وطی کر سکتا ہے یہ ہدایہ میں ہے اور اگر اپنی باندی کی بہن سے بنکاح فاسد نکاح کیا تو اس کی باندی جس سے اس نے وطی کر لی ہو اس پر حرام نہ ہوگی لیکن اگر اس نے منکوحہ سے وطی کر لی تو البتہ اس کی ملوکہ باندی اس پر حرام ہو جائیگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ درہنوں نے ہر ایک نے ایک ہی مرد سے کہا کہ میں نے بعض اس قدر مہر کے اپنے آپ کو تیرے نکاح میں دیا اور دونوں کا کلام دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا مگر دونوں میں سے ایک کا نکاح قبول کیا تو یہ جائز ہے اور اگر شوہر نے ابتدا کی اور کہا کہ میں نے تم دونوں سے ہر ایک سے جو عرض ہزار درم مہر کے نکاح کیا پس دونوں میں سے ایک نے کہا کہ میں رضی ہوئی اور دوسری نے رضی ہونے سے انکار کیا تو دونوں کا نکاح باطل ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے امام محمد نے جامع میں فرمایا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اس کی شادی کر اسے اور دوسرے شخص کو بھی اسی کام کے واسطے وکیل کیا پس دونوں وکیلوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک عورت سے ہر ایک حکم اس عورت کے اس کے ساتھ نکاح کر دیا حالانکہ دونوں عورتیں باہم رضاعی نہیں ہیں ورنہ دونوں کلام ایک ساتھ ہی منہ سے نکلتے تو دونوں نکاح باطل ہیں ہر اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک نکاح رضاعی عورت ہو یا دونوں رضاعی

عورت کے ہونے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے اور امام مٹھرنے فرمایا کہ دو شخص ایسے ہیں کہ وہ کبیل نہیں کیے گئے ہیں بلکہ فضول ہیں اور دونوں نے دو بہنوں کا نکاح ہر دونوں کی اجازت سے دو عقد متفرق میں ایک مرد کے ساتھ باہر کیا اور ہر دو عورت میں سے ہر ایک کی طرف سے ایک ایک مخاطب ہوا اور ہر دو عقد میں واقع ہوئے پھر یہ خبر مرد کو پہنچی جو شوہر قرار دیا گیا ہو پس اس نے ہر دو میں سے ایک نکاح کی اجازت دی تو وہ نکاح جائز ہو گا اور اگر ان دونوں نے ایک ہی عقد میں دونوں کا نکاح کر دیا مثلاً یا میں طور کہ ہر دو کبیل میں سے ہر ایک نے کہہ کر کہ میں نے فلاں دفلانہ عورت کا نکاح کر دیا اور ہر دو دونوں کی طرف سے دو مرد مخاطب ہوئے تو انہیں سے کوئی نکاح جائز نہ ہو گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص لے دو بہنوں سے نکاح کیا حالانکہ ایک بہن کسی شخص غیر کی عدت میں ہو یا کسی منکوحہ پر تو جو بہن خالی ہے ہر اس کا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور جس جوڑو کو طلاق دی ہے اور وہ حالت عدت میں ہے پس حالت عدت میں آگئی بہن سے نکاح نہیں جائز ہے خواہ طلاق بھی کی عدت میں ہو یا بائن کی یا تین طلاق کی یا نکاح فاسد کی یا وطی لہتہ کی عدت میں ہو اور جیسے کہ عدت میں آگئی بہن سے نکاح نہیں جائز ہے اسی طرح ہر ایسی عورت سے جس کا اسکے ساتھ جمع کرنا نہیں جائز ہو نکاح جائز نہ ہو گا اور اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ اس عدت دالی عورت کے علاوہ چار عورتوں سے نکاح کرے یہ کافی ہیں۔ اور اگر اسے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا تو جب تک اس کی عدت نہ گزر جاوے تب تک اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا ہے اور اسے اپنے نزدیک نام و فخر کے سوا چار عورتوں سے نکاح جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک اس کی بہن سے بھی نکاح جائز ہے یہ نفع الفقیہین ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ اس مطلقہ نے مجھے نہیں چھوئی تھی کہ میری عدت گزر گئی پس اگر اتنی مدت گزر گئی ہے کہ ایسی کم مدت میں عدت نہیں پوری ہو جاتی ہے تو مرد کا قول قبول نہ کرنا اور عورت کا بھی قول قبول نہ کرنا اس حدیث میں کہ ایسے امر کو بیان کرے جو متحمل ہو نہ ہو کہ ایسا عمل جس کی خلقت و اعضا ظاہر ہو گئی تھی ساتھ دونوں پر اورشل اسکے۔ اور اگر اتنی مدت گزری ہے کہ ایسی مدت میں عدت گزر جاتی ہے پس اگر عورت مذکورہ نے مرد کے قول کی تصدیق کی یا خاموش رہی یا غائب تھی تو مرد مذکور کو اس کی بہن سے یا دوسری عورت سے نکاح کرنے کا اختیار ہو گا اور محیط اگر عورت نے اس کی تکذیب کی تو بھی ہمارے علماء کے نزدیک یہی حکم ہے یہ مفسر و طہین ہے۔ اور جو عورت مرتد ہو گئی ہے جب وہ دارا محراب میں جا ملی تو اسکے مرد کو اس کی عدت پوری ہو جانے سے پہلے اس کی بہن سے نکاح کر لینا جائز ہے جیسا کہ عورت مذکورہ کے مرجانے کی صورت میں ہے پھر اگر وہ مسلمان ہو کر اس آئی تو وہ حال سے خالی نہیں یا تو بہن کے ساتھ نکاح کر لینے سے پہلے واپس آئی یا اسکے بعد واپس آئی پس اگر بہن سے نکاح کر لینے کے بعد واپس آئی تو بہن کا نکاح فاسد نہ ہو گا کیونکہ عدت خود نہ گزری اور دوسری صورت میں بھی امام اعظم کے نزدیک یہی حکم ہے کہ چونکہ عدت بعد ساقط ہونے کے بلا سبب صحیح عدت نہ گزری اور صاحبین کے نزدیک مرد کو اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور مسلمان ہو کر اسکے واپس آنے کی صورت میں اس کا دارا محراب میں جائنا شرعاً مثل اسکے غائب ہو جانے کے قرار دیا جائیگا آیا اس کو نہیں دیکھتے ہو کہ اس کو اس کا مال واپس دیا جائے اور وہ شوہر کے حالت عدت میں ہوگی یہ نفع الفقیہین ہے۔ اور ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا نہ دونوں میں سے ہر ایک عورت دوسری عورت کی چھوٹی ہے جو جائز نہیں ہے اور نیز ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا جن میں سے ہر ایک وہ دوسری کی خالہ ہے جو جائز نہیں ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ دو مردوں میں سے

ہر ایک دوسرے مرد کی بان کے ساتھ نکاح کرے اور دونوں سے لڑکی پیدا ہو پس ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی بیوی
 ہوئی اور اگر دونوں مردین سے ہر ایک دوسرے کی دختر سے نکاح کرے اور دونوں کی لڑکیاں پیدا ہوں تو ہر ایک
 لڑکی دوسری لڑکی کی خالہ ہوگی یہ ہر ایک میں ہر ایک مرد نے دوسرے سے نکاح کا عقد باندھا حالانکہ دونوں میں سے
 ایک عورت ایسی ہے کہ اس سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے مثلاً اس مرد کی ذوات محارم مثل بیوی وغیرہ یا شوہر والی ہر بابت
 پرست ہے اور دوسری سے نکاح کرنا حلال ہے تو جس سے نکاح حلال ہے اس کے ساتھ نکاح صحیح ہوگا اور دوسری کا نکاح فاسد
 ہو جائیگا اور جو ہر قرار پایا ہے وہ سب اسی کے واسطے ہوگا جس سے نکاح صحیح ہوا ہے اور یہ امام عظیم کا قول ہے یہ تین میں ہیں
 اور اگر اس عورت کے ساتھ جو حلال نہیں ہے اس سے دخول کر لیا تو اصل میں مذکور ہے کہ اس کو مہر مثل بیوی کا ہے جس قدر ہے اور جو ہر
 قرار پایا ہے وہ سب اس کے ساتھ حلال ہے اور بیسوی میں فرمایا کہ بنا بر قول عظیم کے ہی قول صحیح ہے فتح القدیر میں ہے قسم بیچم بایمان
 جو حرجہ کے ساتھ یا حرجہ کے اور نکاح میں لائی جاوے پس حرجہ کے ساتھ یا حرجہ کے اور باندی کا نکاح میں لانا جائز نہیں ہے یہ بیچم
 سرخی میں ہے۔ اور مدبرہ و ام ولد کا بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر حرجہ و باندی کو ایک ہی عقد میں جمع کیا تو حرجہ کا نکاح
 صحیح ہوگا اور باندی کا نکاح باطل ہو جائیگا اور یہ اس وقت ہے کہ جب اس حرجہ سے تنہا نکاح کر لینا جائز ہو اور اگر اس حرجہ
 سے نکاح حلال نہ ہو باندی کے ساتھ اس کو ملائے سے باندی کا نکاح باطل ہوگا یہ خلاصہ میں ہے اور اگر پہلے باندی سے نکاح
 کیا پھر حرجہ سے تو دونوں کا نکاح صحیح ہوگا یہ فتاویٰ تاضیخان میں ہے اور اگر حرجہ کو طلاق بائن یا تین طلاق دیکر نکاحی عدت میں باندی
 سے نکاح کیا تو امام عظیم کے نزدیک نہیں جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور اگر حرجہ مذکورہ طلاق حرجی کی عدت میں
 ہو تو بالاتفاق باندی سے نکاح نہیں جائز ہے یہ کافی میں ہے اور اگر باندی دوسرے سے نکاح کیا حالانکہ حرجہ مذکورہ کسی کے نکاح
 فاسد کی عدت میں ہے یا وطی لشبہ کی عدت میں ہے تو حسن بن زیاد نے ذکر کیا کہ یہ صورت بھی امام عظیم و صاحبین
 کے اختلاف کی ہے اور ان کے سواے مشائخ نے فرمایا کہ اس صورت میں باندی کا نکاح بالاتفاق جائز ہوگا ایسی ہی ظہر
 و شبہ ہے۔ اور اگر باندی کو حرجی طلاق دیکر حرجہ سے نکاح کیا پھر باندی سے رجوع کر لیا تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے
 غلام نے ایک حرجہ عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ دخول کر لیا حالانکہ بیون اجازت اپنے مولیٰ کے ایسا کیا پھر بیون
 اجازت اپنے مولیٰ کے باندی سے نکاح کیا پھر مولیٰ نے دونوں کے نکاح کی اجازت دیدی تو حرجہ کا نکاح جائز ہوگا اور
 باندی کا نکاح جائز ہوگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر بیون اجازت باندی کے مولیٰ کے باندی سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ
 دخول نہ کیا پھر آزاد عورت سے نکاح کیا پھر مولیٰ نے باندی سے نکاح کی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر باندی مذکورہ کی دختر سے جو
 حرجہ ہے قبل اجازت کے نکاح کر لیا پھر باندی کے مولیٰ نے اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ ایک شخص کی ایک
 دختر بالغہ اور ایک باندی باندی پہلے سے ایک مرد سے کہا کہ میں نے یہ دونوں عورتیں ہر ایک انہیں سے بوجہ مقدار مہر کے تیرے
 نکاح میں دین اور اس مرد نے باندی کا نکاح قبول کیا تو باطل ہوگا پھر اگر اس کے بعد حرجہ کا نکاح قبول کر لیا تو جائز ہے یہ محیط میں ہے
 اور باندی کے ساتھ نکاح کرنا خواہ باندی مسلمہ ہو یا کتلمیہ ہو جائز ہے اگرچہ اس کو حرجہ عورت سے نکاح کرنے کی دسترس ہو
 یہ کافی میں ہے مگر باوجود دسترس حرجہ کے باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے یہ بدلے میں ہے۔ اور چار باندیوں اور بیچ آزاد عورتوں
 ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو باندیوں کا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ قسم بیچم بایمان محرمات کے بیان میں
 جس نے غیر کا حق متعلق ہے کسی مرد کو روا نہیں ہے کہ دوسرے کی منکوحہ سے یا دوسرے کی معتبرہ سے نکاح کرے کہ لڑائی سے لے کر لایع خواہ

عدت طلاق ہو یا عدت بوفات شوہر یا نکاح فاسدین دخول کرنے کی عدت ہو یا وطی اشبہہ کی عدت میں ہو یہ بدائع
 میں ہے اور اگر کسی نے غیر کی منکوحہ سے نکاح کیا حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ غیر کی منکوحہ ہے پھر اس سے وطی کر لی تو عدت واجب
 ہوگی اور اگر جانتا ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ ہے تو وہ حسب ہونگی حتیٰ کہ اس کے شوہر کو اس سے وطی کرنا حرام نہیں ہے کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے
 اور جس شخص کی عدت میں ہے اس کو اس کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہے یہ محیط سبکی میں ہے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ جب اس صورت میں
 سوائے عدت کے اور کوئی امر مانع نہ ہو بدائع میں ہے۔ اور امام ابو حنیفہ و امام محمد نے فرمایا کہ نسا سے جو عورت حاملہ ہو اس سے
 نکاح کرنا جائز ہے لیکن اس کے ساتھ وطی نہ کرے یہاں تک کہ وضع حمل ہو اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ نہیں صحیح ہے مگر فتویٰ طہنیں
 کے قول پر ہے یہ محیط میں ہے اور حسب طرح اس کے ساتھ وطی مباح نہیں ہے سب طرح جو او وود یعنی طی میں دھبی میں نہیں ہیں
 یہ نفع الفدیہ میں ہے اور مجموع النوازل میں ہے کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس کے ساتھ کسی مرد نے زنا کیا تھا اور نسا سے
 پیٹ ظاہر نہ کیا تھا تو بالاتفاق نکاح جائز ہے اور بالاتفاق اس کو اختیار ہوگا کہ اس کے ساتھ وطی کرے اور بالاتفاق وہ
 مستحق نفقہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس کا پیٹ گر جسکی خلقت و اعضا ظاہر تھے
 پس اگر چار مہینے پر پیٹ گرا ہو تو نکاح جائز ہوگا اور اگر اس سے کم مدت پر گرا ہو تو جائز ہوگا سوائے کہ خلقت بخدا
 کا اظہار اکیسویں روز سے کم میں نہیں ہوتا ہے یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور جو عورت حاملہ نہ ہو اسے نکاح کرنا جائز ہے
 بالاجماع نکاح نہیں جائز ہے اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ اگر حمل کسی مرد حرامی کا ہو مثلاً عورت حاملہ ہجرت کر کے
 دارالاسلام میں چلی آئی ہے یا دارالخبر سے قید کر لائی گئی ہے تو اس سے نکاح کر لینا جائز ہے مگر اس سے وطی نہ کرے یہاں تک
 کہ وضع حمل ہو جائے یہ حکم امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے اور اسی پر امام شافعی نے اعتقاد کیا ہے اور
 ملائیت کا حکم امام محمد نے امام عظیم سے روایت کیا ہے اور اسی پر کہ نہی نے اعتقاد کیا ہے اور یہی اصح و قہر علیہ ہے یہ میں ہے کہ
 ایک شخص نے اپنی ام ولد کا نکاح کر دیا حالانکہ اسکی ام ولد اس سے حاملہ ہو تو نکاح باطل ہوگا اور اگر حاملہ نہ ہو تو نکاح صحیح ہوگا
 بشرط جامع صنف قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے وطی کی پھر اس کا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا لیکن بولے پر
 واجب ہوگا کہ اس کے رحم کا استبراء کرے تاکہ اس کا لطف خلط سے محفوظ رہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور بولی پر یہ استبراء بطریق استحباب
 ہے نہ بطریق وجوب بشرط ہدایہ میں ہے۔ اور جبکہ اس صورت میں نکاح جائز ہو تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس سے قبل استبراء کے وطی کرے
 یا امام عظیم و ابو یوسف کا قول ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ میں نہیں پسند کرتا بون داخل استبراء کے اس سے وطی کرے یہ
 ہدایہ میں ہے اور فقیہ ابو الیث نے فرمایا کہ امام محمد کا قول اقرب باحتیاط ہے اور ہم یہ کہتے ہیں یہ ہدایہ میں ہے۔ اور یہ اختلاف ایسی
 صورت میں ہے کہ باندی کے مولیٰ نے قبل استبراء کے نکاح کر دیا ہے اور اگر بعد استبراء کے نکاح کر دیا تو شوہر کو اس کے ساتھ باند
 استبراء و وطی کرنا بالاتفاق جائز ہے یہ نفع الفدیہ میں ہے۔ اور اگر ایک عورت کو دیکھا کہ وہ زنا کیا کرتی ہے پھر اس سے نکاح کیا تو
 شیخیوں کے نزدیک قبل استبراء کے اس سے وطی کرنا حلال ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ جب تک اس کا استبراء نہ کر لے مجھے پسند نہیں ہے کہ اس سے وطی
 کرے یہ ہدایہ میں ہے۔ باب نے اگر اپنے بھرنے کی باندی سے نکاح کیا تو ہمارے نزدیک جائز ہے یہ تائید غانیہ میں ہے۔ اور جو عورت دارالخبر سے
 پکڑ آئی ہے سوائے بکولانے والے کے دوسرے کو اس سے نکاح کر لینا جائز ہے جبکہ عورت مذکورہ تہا بدوں اپنے خاوند کے گرفتار ہوئی
 اور دارالاسلام میں لائی گئی ہو اور اس پر جماع ہو اور عورت مذکورہ پر عدت نفعی امد ایسی طرح جو عورت دارالکفر سے ہجرت کر کے
 دارالاسلام میں آئی اس کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے اور امام عظیم کے نزدیک پھر عدت واجب لگی اور صاحبین کے نزدیک

عدت طلاق ہو یا عدت بوفات شوہر یا نکاح فاسدین دخول کرنے کی عدت ہو یا وطی اشبہہ کی عدت میں ہو یہ بدائع میں ہے اور اگر کسی نے غیر کی منکوحہ سے نکاح کیا حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ غیر کی منکوحہ ہے پھر اس سے وطی کر لی تو عدت واجب ہوگی اور اگر جانتا ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ ہے تو وہ حسب ہونگی حتیٰ کہ اس کے شوہر کو اس سے وطی کرنا حرام نہیں ہے کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور جس شخص کی عدت میں ہے اس کو اس کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہے یہ محیط سبکی میں ہے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ جب اس صورت میں سوائے عدت کے اور کوئی امر مانع نہ ہو بدائع میں ہے۔ اور امام ابو حنیفہ و امام محمد نے فرمایا کہ نسا سے جو عورت حاملہ ہو اس سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن اس کے ساتھ وطی نہ کرے یہاں تک کہ وضع حمل ہو اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ نہیں صحیح ہے مگر فتویٰ طہنیں کے قول پر ہے یہ محیط میں ہے اور حسب طرح اس کے ساتھ وطی مباح نہیں ہے سب طرح جو او وود یعنی طی میں دھبی میں نہیں ہیں یہ نفع الفدیہ میں ہے اور مجموع النوازل میں ہے کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس کے ساتھ کسی مرد نے زنا کیا تھا اور نسا سے پیٹ ظاہر نہ کیا تھا تو بالاتفاق نکاح جائز ہے اور بالاتفاق اس کو اختیار ہوگا کہ اس کے ساتھ وطی کرے اور بالاتفاق وہ مستحق نفقہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس کا پیٹ گر جسکی خلقت و اعضا ظاہر تھے پس اگر چار مہینے پر پیٹ گرا ہو تو نکاح جائز ہوگا اور اگر اس سے کم مدت پر گرا ہو تو جائز ہوگا سوائے کہ خلقت بخدا کا اظہار اکیسویں روز سے کم میں نہیں ہوتا ہے یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور جو عورت حاملہ نہ ہو اسے نکاح کرنا جائز ہے بالاجماع نکاح نہیں جائز ہے اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ اگر حمل کسی مرد حرامی کا ہو مثلاً عورت حاملہ ہجرت کر کے دارالاسلام میں چلی آئی ہے یا دارالخبر سے قید کر لائی گئی ہے تو اس سے نکاح کر لینا جائز ہے مگر اس سے وطی نہ کرے یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے یہ حکم امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے اور اسی پر امام شافعی نے اعتقاد کیا ہے اور بولی پر یہ استبراء بطریق استحباب ہے نہ بطریق وجوب بشرط ہدایہ میں ہے۔ اور جبکہ اس صورت میں نکاح جائز ہو تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس سے قبل استبراء کے وطی کرے یا امام عظیم و ابو یوسف کا قول ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ میں نہیں پسند کرتا بون داخل استبراء کے اس سے وطی کرے یہ ہدایہ میں ہے اور فقیہ ابو الیث نے فرمایا کہ امام محمد کا قول اقرب باحتیاط ہے اور ہم یہ کہتے ہیں یہ ہدایہ میں ہے۔ اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ باندی کے مولیٰ نے قبل استبراء کے نکاح کر دیا ہے اور اگر بعد استبراء کے نکاح کر دیا تو شوہر کو اس کے ساتھ باند استبراء و وطی کرنا بالاتفاق جائز ہے یہ نفع الفدیہ میں ہے۔ اور اگر ایک عورت کو دیکھا کہ وہ زنا کیا کرتی ہے پھر اس سے نکاح کیا تو شیخیوں کے نزدیک قبل استبراء کے اس سے وطی کرنا حلال ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ جب تک اس کا استبراء نہ کر لے مجھے پسند نہیں ہے کہ اس سے وطی کرے یہ ہدایہ میں ہے۔ باب نے اگر اپنے بھرنے کی باندی سے نکاح کیا تو ہمارے نزدیک جائز ہے یہ تائید غانیہ میں ہے۔ اور جو عورت دارالخبر سے پکڑ آئی ہے سوائے بکولانے والے کے دوسرے کو اس سے نکاح کر لینا جائز ہے جبکہ عورت مذکورہ تہا بدوں اپنے خاوند کے گرفتار ہوئی اور دارالاسلام میں لائی گئی ہو اور اس پر جماع ہو اور عورت مذکورہ پر عدت نفعی امد ایسی طرح جو عورت دارالکفر سے ہجرت کر کے دارالاسلام میں آئی اس کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے اور امام عظیم کے نزدیک پھر عدت واجب لگی اور صاحبین کے نزدیک

اسپر عدت ہو اور اسکا نکاح جائز نہیں ہو اور اسپر اتفاق ہو کہ ایک حیض سے استبراء کرانے سے پہلے اسکے ساتھ
 وطی کرنا حلال نہیں ہے یہ بدائع میں ہے۔ قسم ہفتم محرمات بشرک کے بیان میں۔ آتش پرست عورتوں اور دشن پرست
 عورتوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے خواہ اکڑا ہوں یا باندیان ہوں کچھ فرق نہیں ہے کہ ان فی السراج الوہاج
 اور دشن پرستوں میں وہ عورتیں بھی داخل ہیں جو آفتاب و ستاروں کی پرستش کرتی ہیں اور اپنی معتقد
 تصویروں کو پوجتی ہیں اور معتقد و زنا و قہ و باطنیہ و اباحیہ اور ہر ایسے مذہب کی عورتیں جنکا اعتقاد کافر
 ہوتا ہو داخل ہیں یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر کوئی شخص مشرکہ و مجوسیہ عورت کا مالک ہو تو اس سے وطی نہیں
 کر سکتا ہے اور کتابیہ عورت سے خواہ حرمیہ ہو یا ذمیہ ہو خواہ آزاد ہو یا باندی ہو مسلمان کو نکاح کر لینا جائز ہے کذا فی
 محیط السرخسی مگر اگلے یہ ہے کہ ایسا نہ کرے اور بدون ضرورت کے نکاح نہ کیا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔
 اور اگر مسلمان نے کتابیہ سے نکاح کیا تو مسلمان کو اختیار ہے کہ اسکو بیعہ و کینہہ جانے سے منع کرے کذا فی
 السراج الوہاج اور اپنے گھر میں شراب بنانے سے منع کرے کذا فی الفہر الفائق اور خون حیض و نفاس و جنابت سے
 غسل کرنے پر مجبور نہ کرے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر مسلمان نے دارالہرب میں کتابیہ عورت سے نکاح کیا تو
 جائز ہے مگر مکروہ ہے اور اگر اسکو دارالاسلام میں لے آیا تو دونوں اپنے نکاح قدیم پر باقی رہینگے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔
 اور اگر مسلمان خود بیکل آیا اور اسکو دارالہرب میں چھوڑ آیا تو سبب تبائن دارین کے فرق واقع ہو جائیگی بشرح مبسوط شری میں ہے۔
 اور بیض نے اگر بیضہ سے گواہوں و ولی کے ساتھ نکاح کیا پھر دونوں مسلمان ہو گئے اور باطن میں جو خفاق ہیں
 اسلام رکھتے تھے وہ چھوڑ دیا یعنی دل سے مسلمان ہو گئے حالانکہ شوہر نے اسکے ساتھ خلوت کر لی تھی مگر وطی نہیں
 کی تھی پھر مسلمان ہونے کے بعد عورت مذکورہ نے قبل اسکے کہ چلے شوہر سے جدائی و تنہا ہو رہے شوہر سے نکاح کر لیا
 تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر دونوں اسلام کا اظہار کرتے تھے مگر دل سے کفر کے معتقد تھے تو دونوں کا نکاح
 اول جائز ہوگا اور دوسرے شوہر سے عورت کا نکاح جائز ہوگا اور اگر دونوں یا ایک کفر کا اظہار کرتے ہوں تو دونوں
 بمنزکہ و بدتر دون کے ہونگے کہ ایک نکاح اول صحیح ہوگا اور عورت کا دوسرے سے نکاح صحیح ہوگا۔ یہ فتاویٰ
 قاضیخان میں ہے۔ اور ہر وہ آدمی جو دین آسانی کا مستعد ہو اور اسکے لیے کوئی کتاب نہ پڑھائی ہو جیسے کتاب البراہین و شیش
 علیہا السلام و زبور و ادو علیہا السلام وہ اہل کتاب میں شمار ہوگا پس اس فرقہ کی عورتوں سے نکاح کر لینا جائز ہوگا اور انکا
 ادھیچ کھانا بھی جائز ہوگا یہ بتیین میں ہے۔ اور صابیہ فرقہ کی عورتوں سے مسلمان کو نکاح کرنا امام عظیم کے نزدیک جائز مگر
 مکروہ ہے اور صابیین کے نزدیک نہیں جائز ہے اور یہی حال انکے ذبیحہ کا ہے اور یہ اختلاف اس لیے ہے کہ امام عظیم
 کے نزدیک صابی ایک نصرانی قوم ہے کہ زبور پڑھتے ہیں اور بعضے کو الکب کی طرح تعظیم کرتے ہیں جیسے ہم لوگ قبلہ
 کی تعظیم کرتے ہیں اور صابیین نے انکا کو الکب کی تعظیم کرنا ستارہ پرستی قرار دیا پس دشمن پرستوں کے ہونے یہ کافروں
 اکثر شریح ہدایہ میں ہے اور جس دفتر کے مامور پدین کے ایک کتابی ہوا اور دوسرا نجوسی ہوتا وہ اہل کتاب کے حکم میں ہوگی
 یہ بدائع میں ہے اور اگر مسلمان نے کتابیہ عورت سے نکاح کیا پھر وہ مجوسیہ ہو گئی تو نکاح لوٹ جائیگا اور اگر یہودیہ سے نکاح کیا
 پھر وہ نصرانیہ ہو گئی یا نصرانیہ سے پھر وہ یہودیہ ہو گئی تو نکاح فاسد ہوگا اور اگر صابیہ ہو گئی تو امام عظیم کے نزدیک فاسد
 ہوگا اور صابیین کے نزدیک فاسد ہو جائیگا یہ جوہرہ نیزہ میں ہے۔ اور شیخ نجف ہی نے فرمایا کہ اصل یہ ہے کہ جو مرد میں سے

۱۔ مسئلہ بزنا نکاح
 ۲۔ مسئلہ سبب عدت
 ۳۔ مسئلہ سبب عدت
 ۴۔ مسئلہ سبب عدت
 ۵۔ مسئلہ سبب عدت
 ۶۔ مسئلہ سبب عدت
 ۷۔ مسئلہ سبب عدت
 ۸۔ مسئلہ سبب عدت
 ۹۔ مسئلہ سبب عدت
 ۱۰۔ مسئلہ سبب عدت
 ۱۱۔ مسئلہ سبب عدت
 ۱۲۔ مسئلہ سبب عدت
 ۱۳۔ مسئلہ سبب عدت
 ۱۴۔ مسئلہ سبب عدت
 ۱۵۔ مسئلہ سبب عدت
 ۱۶۔ مسئلہ سبب عدت
 ۱۷۔ مسئلہ سبب عدت
 ۱۸۔ مسئلہ سبب عدت
 ۱۹۔ مسئلہ سبب عدت
 ۲۰۔ مسئلہ سبب عدت
 ۲۱۔ مسئلہ سبب عدت
 ۲۲۔ مسئلہ سبب عدت
 ۲۳۔ مسئلہ سبب عدت
 ۲۴۔ مسئلہ سبب عدت
 ۲۵۔ مسئلہ سبب عدت

اگر ایک ایسے حال پر ہو گیا کہ اگر از سر نو نکاح کیا جاوے تو ناجائز ہو تو ایسی حالت میں جائز نکاح بھی باطل ہو جائیگا پھر جب
مجبوریت اختیار کرنے سے نکاح فاسد ہو گیا پس اگر یہ فعل اس عورت کی طرف سے ہو تو جہانی ہو جائیگی اور عورت مذکورہ کو
اُس کے مرد سے کچھ نہ ملیگا اور نہ متعہ ملیگا اگر قبل دخول کے مجبور ہو گئی ہو اور اگر مرد کی طرف سے یہ فعل صادر ہو پس اگر
دخول سے پہلے با یا گیا تو عورت کو نصف مرد ملیگا بشرطیکہ مسمیٰ و مقرر ہو گیا ہو اور اگر عقد میں نہ ہو تو مستعد و جب تک
اور اگر بعد دخول کے مرد مجبوس ہو گیا تو پورا مرد واجب ہو گا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور مرتبہ کو ردائیں ہو کہ مرتبہ یا کل
یا اصلی کا فرہ عورت سے نکاح کرے اسی طرح مرتبہ عورت کا کحل بھی کسی کے ساتھ نہیں جائز ہے یہ مبسوط میں ہے اور
مسلمان عورت کا کحل کسی مرد مشرک یا کتالی سے نہیں جائز ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور بت پرست اور مجوسیہ
عورت سوائے مرتبہ کے ہر کافر کے واسطے جائز ہے۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور ذمی لوگ آپس میں ایک مرد
دوسری عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اگرچہ باہم انکی شریعتیں مختلف ہوں یہ بدائع میں ہے۔ اور مسلمان عورت
سے نکاح کرنے کے بعد اس کے اوپر کتابیہ آزاد عورت سے نکاح کر سکتا ہے اور اسی طرح کتابیہ عورت پر مسلمان عورت
کو بیاہ لا سکتا ہے اور باری میں دونوں برابر ہو گئی کیونکہ دونوں مجلیت نکاح میں برابر ہیں یہ قاضیخان کی شرح جامع ضمیر
میں ہے قسم ہاشم محرمات بلکہ یعنی ملوک میں سے جو حرام ہیں بس عورت کے واسطے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے غلام کے نکاح
میں آوے اور نہیں جائز ہے کہ ایسے غلام کے نکاح میں آوے جو اس کے وغیرہ درمیان مشرک ہے۔ اور ب نکاح پر ملک میں
دارو ہو تو نکاح باطل ہو جاتا ہے چنانچہ اگر جو مردین سے کوئی دوسرے تمام کا یا اسکے کسی حصہ کا مالک ہو تو نکاح
باطل ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی باندی یا مکاتیب یا دبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا یا ایسی باندی
سے نکاح کیا جس کے کسی حصہ کا مالک ہو تو یہ نکاح نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اسی طرح ایسی باری سے بھی
نکاح نہیں جائز ہے حسین اسکا کچھ حق ملک ہے مثلاً ایسی باندی جسکو اُس کے مکاتب نے اپنی کائی سے خریدا ہو یا اسکے
ماؤ دن غلام قرضدار نے خریدا ہو یہ محیط سخری میں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ اس نانہ میں اولیٰ یہ ہے کہ اپنی باندی
سے بھی نکاح کرے حتیٰ کہ اگر وہ حرہ ہوگی تو وطنی حکم نکاح حلال ہوگی یہ سر اجیہ میں ہے۔ غلام ماؤ دن دبرہ اگر
اپنی اپنی سکو حصہ کو خریدا تو نکاح باطل ہو گا اسی طرح اگر مکاتب نے اپنی سکو حصہ کو خریدا تو نکاح فاسد ہو گا اور اگر مکاتب
نے کوئی باندی خریدی اور اس سے نکاح کیا تو صحیح ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور حسین سے بعض حصہ آزاد ہو گیا ہے
وہ امام اعظم کے نزدیک مکاتب کے حکم میں ہے پس اگر اس نے اپنی زوجہ کو خریدا تو نکاح فاسد ہو گا اور حسین کے نزدیک
وہ مثل آزاد قرضدار کے ہے پس نکاح فاسد ہو جائیگا یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر آزاد مرد نے اپنی زوجہ باندی کو بشرط
خیار خریدا تو امام اعظم کے نزدیک اسکا نکاح باطل ہو گا اور مکاتب نے اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس کا وہ ملک
مستقل اپنی اپنی مولائے سے تو صحیح ہو گا اور اگر اس سے وطنی کی تو عقد واجب ہو گا اسی طرح اگر مرد نے اپنی مکاتب سے
نکاح کیا تو صحیح ہو گا اور اگر اس سے وطنی کر لی تو عقد دنیا پڑیگا۔ اور اگر مکاتب اپنی مکاتب کے ذیلی سے نکاح کرنے کے بعد آزاد
ہو گیا تو نکاح مذکور جائز ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر مکاتب یا غلام نے اپنے بولی کی لڑکی سے باجارت اپنے بولے
کے نکاح کیا تو جائز ہے پھر اگر مولیٰ مر گیا تو غلام کا نکاح فاسد ہو جائیگا اور مکاتب کا نکاح ہمارے نزدیک بولی کے مرنے سے
فاسد ہو گا یہ مبسوط میں ہے پھر اسکے بعد اگر مکاتب کو آزاد ہو گیا تو نکاح برقرار رہیگا اور اگر عاجز ہو کر بھرتی کر دیا گیا تو ضرر کا

ملک میں سے
بندی کی طرف سے
کافر کے نکاح
مسلمان عورت
کا کحل کسی
مشرک یا کتالی
سے نہیں جائز
ہے یہ سراج
الوہاج میں ہے
اور ذمی لوگ
آپس میں ایک
مرد دوسری
عورت سے نکاح
کر سکتے ہیں
اگرچہ باہم
انکی شریعتیں
مختلف ہوں
یہ بدائع میں
ہے۔ اور
مسلمان عورت
سے نکاح کرنے
کے بعد اس کے
اوپر کتابیہ
آزاد عورت سے
نکاح کر سکتا
ہے اور اسی
طرح کتابیہ
عورت پر
مسلمان عورت
کو بیاہ لا
سکتا ہے اور
باری میں
دونوں برابر
ہو گئی کیونکہ
دونوں مجلیت
نکاح میں
برابر ہیں
یہ قاضیخان
کی شرح جامع
ضمیر میں ہے
قسم ہاشم
محرمات بلکہ
یعنی ملوک میں
سے جو حرام
ہیں بس عورت
کے واسطے
یہ جائز نہیں
ہے کہ اپنے
غلام کے نکاح
میں آوے اور
نہیں جائز ہے
کہ ایسے غلام
کے نکاح میں
آوے جو اس کے
وغیرہ درمیان
مشرک ہے۔ اور
ب نکاح پر ملک
میں دارو ہو تو
نکاح باطل ہو
جاتا ہے چنانچہ
اگر جو مردین
سے کوئی دوسرے
تمام کا یا اسکے
کسی حصہ کا
مالک ہو تو نکاح
باطل ہو جائیگا
یہ بدائع میں
ہے۔ اور اگر
کسی مرد نے
اپنی باندی یا
مکاتیب یا دبرہ
یا ام ولد سے
نکاح کیا یا
ایسی باندی
سے نکاح کیا
جس کے کسی
حصہ کا مالک
ہو تو یہ نکاح
نہ ہو گا یہ
فتاویٰ قاضی
خان میں ہے
اسی طرح
ایسی باری
سے بھی نکاح
نہیں جائز
ہے حسین اسکا
کچھ حق ملک
ہے مثلاً ایسی
باندی جسکو
اُس کے مکاتب
نے اپنی کائی
سے خریدا ہو
یا اسکے
ماؤ دن غلام
قرضدار نے
خریدا ہو یہ
محیط سخری
میں ہے اور
مشائخ نے
فرمایا کہ اس
نانہ میں اولیٰ
یہ ہے کہ اپنی
باندی سے بھی
نکاح کرے
حتیٰ کہ اگر وہ
حرہ ہوگی تو
وطنی حکم
نکاح حلال
ہوگی یہ سر
اجیہ میں ہے۔
غلام ماؤ دن
دبرہ اگر اپنی
اپنی سکو
حصہ کو خریدا
تو نکاح باطل
ہو گا اسی
طرح اگر
مکاتب نے اپنی
سکو حصہ کو
خریدا تو نکاح
فاسد ہو گا
اور اگر
مکاتب نے کوئی
باندی خریدی
اور اس سے
نکاح کیا تو
صحیح ہو گا
یہ فتاویٰ
قاضی خان
میں ہے۔ اور
حسین سے بعض
حصہ آزاد ہو
گیا ہے وہ
امام اعظم کے
دیکھ مکاتب کے
حکم میں ہے
پس اگر اس نے
اپنی زوجہ کو
خریدا تو نکاح
فاسد ہو گا
اور حسین کے
دیکھ وہ مثل
آزاد قرضدار
کے ہے پس
نکاح فاسد ہو
جائیگا یہ
سراج الوہاج
میں ہے اور
اگر آزاد مرد
نے اپنی زوجہ
باندی کو بشرط
خیار خریدا تو
امام اعظم کے
دیکھ اسکا
نکاح باطل ہو
گا اور مکاتب
نے اگر ایسی
عورت سے نکاح
کیا جس کا وہ
ملک مستقل
اپنی اپنی
مولائے سے تو
صحیح ہو گا
اور اگر اس سے
وطنی کی تو
عقد واجب ہو
گا اسی طرح
اگر مرد نے
اپنی مکاتب سے
نکاح کیا تو
صحیح ہو گا
اور اگر اس سے
وطنی کر لی تو
عقد دنیا پڑیگا۔
اور اگر مکاتب
اپنی مکاتب کے
ذیلی سے نکاح
کرنے کے بعد
آزاد ہو گیا تو
نکاح مذکور
جائز ہو جائیگا
یہ فتاویٰ
قاضیخان میں
ہے۔ اور اگر
مکاتب یا غلام
نے اپنے بولی
کی لڑکی سے
باجارت اپنے
بولے کے نکاح
کیا تو جائز
ہے پھر اگر
مولیٰ مر گیا تو
غلام کا نکاح
فاسد ہو جائیگا
اور مکاتب کا
نکاح ہمارے
دیکھ بولی کے
مرنے سے

نکاح باطل ہو جائیگا پس اگر قبل دخول کے ایسا ہو تو پورا حرام سا فظ ہو جائیگا اور اگر بعد دخول کے ایسا ہو تو رقبہ غلام مکاتب مذکور سے جس قدر حصہ دختر ہو اس قدر سا فظ ہوگا اور باقی وارثوں کے حصہ کے قدر رہے گا اور اگر موسیٰ کے مرنے کے بعد نکاح کے دختر موسیٰ سے نکاح کیا تو منع نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ قسم شہم عزمات بطلاق۔ اگر مرد آزاد نے عورت آزاد کو تین طلاق دیکر نکاح سے خارج کیا تو جب تک یہ عورت کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرے یا باہم دونوں وطی سے حضانہ اٹھا دیں تب تک شوہر اول کو اس سے نکاح کر لینا حلال نہیں ہے اور نیز ایسی باندی سے جس کو دو طلاق دیدی ہیں قبل دوسرے فاوند سے حلال کرانے کے نکاح نہیں کر سکتا ہے اور جسطرح اس سے نکاح کرنا حلال نہیں اسی طرح یہ بھی حلال نہیں ہے کہ ملک کسی عورت سے وطی کرے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کسی باندی سے نکاح کیا پھر اسکو دو طلاق دیدیں پھر اسکو خرید کر کے آزاد کر دیا تو حلال نہیں ہے کہ بعد آزاد کرنے کے اس سے نکاح کرے یہاں تک کہ باندی مذکور کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ اس سے وطی کرے پھر اسکو طلاق دیدے پھر اسکی عدت گذر جاوے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ مسائل متصلہ واضح ہو کہ نکاح متعطل ہو اس سے طہت نہیں حاصل ہوتی ہے اور چونکہ نکاح منع باطل ہے لہذا اس پر طلاق دیا یا رد ظہار کچھ نہیں پڑتا ہے اور دونوں میں سے کوئی دوسرے کا وارث بھی نہیں ہوتا ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور متعہ کی صورت یہ ہے کہ ایسی عورت سے جو سوانح سے خالی ہے یوں کہ میں تجھے اتنی مدت مثلاً دس روز یا کچھ کہ چند روز بعض اس قدر مال کے متعہ حاصل کرنے دے یہ نفع القدر میں ہے اور نکاح چند روز یا دس روز یا روز کا ذکر نہ کرے بعض اس قدر مال کے نفع حاصل کرنے دے یہ نفع القدر میں ہے اور نکاح موقت باطل ہے لہذا نے الہدایہ خواہ مدت دراز ہو یا کم ہو کچھ فرق نہیں ہے یہی اصح ہے اور خواہ مدت معلوم ہو یا مجمل ہو یہیں وقت کا بیان ہے۔ شیخ امام شمس المائتہ حلوائی نے فرمایا کہ ہمارے بہت سے مشائخ نے فرمایا کہ اگر دونوں ایسی اکثر مدت بیان کریں کہ یقیناً یہ بات معلوم ہو کہ یہ دونوں اتنی مدت زندہ نہ رہیں گے جیسے ہزار برس مثلاً تو نکاح منع ہوگا اور شرط باطل ہوگی چنانچہ تاقیام قیامت یا خروج و جال یا نزول عیسیٰ علیہ السلام کی مدت لگانے میں بھی یہی حکم ہے اور ایسا ہی حسن نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر نکاح مطلقاً بلا تین مدت کیا ولیکن اپنے دل میں کچھ نیت کر لی کہ اتنی مدت تک اسکو اپنے ساتھ رکھوں گا تو نکاح صحیح ہوگا یہ بتین میں ہے۔ اور اگر اس سے نکاح کیا ہو تو بعد ایک ماہ کے اسکو طلاق دیدو نکاح تو یہ جائز ہے یہ سحر المراتب میں ہے اور ترمذی نے روایات میں کچھ مضائقہ نہیں ہے یہی عورت سے اس شرط پر نکاح کرے کہ اس کے ساتھ فقط دن میں رہے گا رات میں نہ رہے گا تو مضائقہ نہیں ہے یہ بتین میں ہے اور اگر ایک مرد اور ایک عورت احرام میں ہو تو حالت احرام میں دونوں کا نکاح کرنا جائز ہے اسی طرح اگر ولی محرم نے جسکا ولی ہے اسکا نکاح کر دیا تو جائز ہے اور اگر کسی عورت نے ایک مرد پر دعوے کیا کہ اسے میرے ساتھ نکاح کیا ہے اور گواہ قائم کئے اور زانی نے حکم جہاد کیا کہ یہ اس مرد کی جو وہی حالانکہ مرد مذکور نے اس سے نکاح نہیں کیا تھا تو اس مرد کو اس عورت کے ساتھ رہنا جائز ہے اور اگر وہ اس سے خواہش کرے تو اس سے جماع کر سکتا ہے اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہے اور یہی امام ابو یوسف کا پہلا قول ہے اور امام ابو یوسف کے دوسرے قول کے موافق اور وہی امام محمد کا قول ہے کہ یہ حکم ہے کہ مرد مذکور اس سے وطی نہیں کر سکتا ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ پھر واضح ہو کہ تضا سے قاضی انشا عقد جدید قرار دے جائیگی اسی واسطے یہ شرط ہے کہ عورت مذکورہ اس انشا عقد کے واسطے محل قابل ہو۔

اگر عورت عزم سے نکاح کرے
اور اگر عزم سے نکاح کرے
اور اگر عزم سے نکاح کرے
اور اگر عزم سے نکاح کرے
اور اگر عزم سے نکاح کرے
اور اگر عزم سے نکاح کرے
اور اگر عزم سے نکاح کرے
اور اگر عزم سے نکاح کرے
اور اگر عزم سے نکاح کرے
اور اگر عزم سے نکاح کرے

اس وقت نکاح باطل ہے
کی صاحبہ نے اس وقت
اسکے زوجہ کو نکاح
دو دنوں میں نکاح
میں نکاح کیا ہے
میں نکاح کیا ہے
میں نکاح کیا ہے
میں نکاح کیا ہے
میں نکاح کیا ہے
میں نکاح کیا ہے

حتیٰ کہ اگر یہ عورت متنگا شوہر والی ہوگی یا کسی دوسرے کی عدت میں ہو یا اسی مرد کی طرف سے تین طلاق یا نشت ہو تو
 قضاے مذکورہ فاذن ہوگی اور عامہ مشائخ کے نزدیک قضا ہی مذکور کے وقت گواہوں کا حاضر ہونا شرط ہے یہ تین میں ہر
 اور اسی طرح اگر مرد نے عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا تو اسکا حکم بھی یہی ہو اور اسی طرح اگر جوڑے گواہوں پر طلاق واقع
 ہونے کا حکم دیدیا گیا باوجود اسکے کہ عورت جانتی ہو کہ یہ خلاف واقع ہو تو عورت مذکورہ کو بعد عدت کے دوسرے
 مرد سے نکاح کر لینا حلال ہو اور گواہ کو بھی اسکے ساتھ نکاح کر لینا حلال ہو اور مرد اول پر حرام ہو جائیگی اور امام
 ابو یوسف کے نزدیک عورت مذکورہ نہ اول کے واسطے حلال ہوگی نہ دوسرے کے واسطے اور امام محمد کے نزدیک
 جب تک دوسرے شوہر نے اسکے ساتھ دخول نہیں کیا ہر تب تک پہلے خاوند کے واسطے حلال ہوگی اور جب دوسرے
 خاوند نے اسکے ساتھ دخول کر لیا تو اول پر حرام ہو جائیگی کیونکہ عدت واجب ہو گئی اور دوسرے مرد کے واسطے کبھی
 حلال ہوگی یہ بھرا لائق میں ہے۔ زید نے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور اُس نے انکار کیا پس زید نے اُس
 سے سو درہم پر بربین شرط صلح کی کہ عورت مذکورہ اسکا اقرار کر دے پس عورت مذکورہ نے اقرار کیا تو یہ مال بربینہ زید لایا
 ہو گا اور یہ اقرار بربینہ انشاء نکاح کے قراڑ دیا جائیگا پس قراڑ مذکور گواہوں کے سامنے ہو تو نکاح صحیح ہو گا اور عورت کو
 اسکے ساتھ رہنا فیما بینا دین اللہ تعالیٰ واہو گا در نہ نکاح منقذ ہو گا اور عورت مذکورہ کو زید کے ساتھ رہنا در نہ ہو گا ایسی صحیح ہے جو محیط میں
چوتھا باب اولیاء کے بیان میں۔ اولیاء جمع ولی کہ جو شرعاً دوسرے کے امور کا متولی ہو قال ولایت جارسون
 سے ثابت ہوتی ہے قرابت و ولار و امامت و ملک یہ بھرا لائق میں ہے اور عورت کے واسطے اقرب ولی یعنی سب سے قریب
 ولی اسکا بیٹا ہے پھر پوتا پھر اسی طرح پردا چاہے جتنے نیچے درجہ پر ہو پھر باپ ہے پھر باپ کا باپ یعنی دادا پھر پردا و اعلیٰ
 نہا چاہے جتنے اونچے درجہ پر ہو یہ محیط میں ہے پس اگر بخون عورت کا بیٹا ہو اور باپ ہو یا بیٹا و دادا تو تینوں کے
 نزدیک اسکا ولی اسکا بیٹا ہو گا اور امام محمد کے نزدیک باپ ہو گا کذا فی السراج الوماجج الفصل ایسی صورت
 میں یہ ہو کہ اسکا باپ اسکے بیٹے کو حکم دیدے کہ تو اسکا نکاح کرادے تاکہ بلا خلاف جائز ہو یہ شیخ محمد سی میں ہے
 پھر عورت کا سگا بھائی ایک مان و باپ کا پھر علاتی بھائی یعنی فقط باپ کی طرف سے پھر گئے بھائی کا بیٹا پھر علاتی
 بھائی کا بیٹا اگرچہ نیچے درجہ میں پوتا وغیرہ ہوں اسی مرتبہ میں میں پھر عورت کا سگا بھائی یعنی اسکے باپ کا ایک
 مان و باپ سے سگا بھائی پھر علاتی چچا پھر سکے چچا کا بیٹا پھر علاتی چچا کا بیٹا اگرچہ نیچے تک پوتا وغیرہ ہوں اسی
 درجہ میں ہیں پھر باپ کا سگا چچا از یک مادر و پھر باپ کا علاتی چچا از جانب پدر فقط پھر ان دونوں کی اولاد
 اسی ترتیب سے پھر سکے دادا کا سگا چچا از یک مادر و پھر پھر دادا کا علاتی چچا از جانب پدر فقط پھر ان دونوں کی
 اولاد اسی ترتیب سے پھر وہ مرد جو عورت کا سب سے بید عصبہ پوتا ہے ورنہ دور کے چچا کا بیٹا ہے یا سگا بھائی یا پوتا
 اور ان سب کو اسی ترتیب سے دختر صغیرہ و بے اختیار پر پھر گئے کا بھی اختیار ہے اور بالغ ہونے کی حالت میں اگر
 مجنون ہو جاوے تو بھی میرا اختیار ہے بھرا لائق میں ہے پھر ان اولیاء مذکورین کے بعد بولے قضا کو وراثت حاصل ہو
 خواہ مذکورہ یا موثف ہو پھر اسکے بعد مولا ہی عتاقہ کے عصبہ کو ولایت ملتی ہے یہ تین میں ہر اور اگر عصبہ فوت ہو تو ذی
 میں سے ہر قرابت و ارحام صغیرہ کا وارث ہو سکتا ہے وہ ان دونوں کی تزیج کا مختار ہوتا ہے یہی امام شافعی سے ظاہر ہے یہ
 اور امام محمد نے فرمایا کہ ذی الارحام کے واسطے ولایت کا کچھ تحقیق نہیں ہے اور امام ابو یوسف کا قول مشہور ہے

نکاح و بیعت
 اگر گواہوں کے
 سامنے نہ ہو

کسی عورت کا نکاح کر دیا اور ہنوز اس کے پسراغ مذکور نے اجازت نہ دی تھی کہ اسکو خون طہق ہو یا پس باپ سے اس نکاح کی اجازت دیدی تو جائز ہو جائیگا اور فقہ ابو بکر رحم نے اس صورت کے سوا دوسری صورت میں نکاح ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ اگر پسربالغ ہوا تو حائل تھا چہ بمجنون یا مستوہ ہو گیا تو نابز قول امام ابو یوسف رحم کے قیاسا باپ کی ولایت عود نہ کریگی حتی کہ اگر باپ نے ایک مال میں تصرف کیا یا کسی عورت کو اس کے نکاح میں کر دیا تو جائز نہیں ہے بلکہ یہ ولایت قاضی کی طرف عود کریگی اور امام محمد رحم کے نزدیک احتسابا ولایت باپ کی طرف عود کریگی۔ اور فقہ ابو بکر میدانی نے فرمایا کہ ہارس علماء ثلاثہ کے نزدیک ولایت باپ کی طرف عود کریگی یہ ذخیرہ میں ہے اگر باپ مجنون یا مستوہ ہو گیا تو اس پر کو اس کے مال میں تصرف کرنے کی ولایت حائل ہوئی اور نکاح کو دینے میں امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ولایت حائل ہوگی کہ اسے الوجیز ملکہ درسی ازیری شیخ جریہ غیاثیہ میں ہے ورنہ صغیر یا صغیرہ کے دواولی برابر مرتبہ کے جمع ہونے جیسے کے ہونا اور یا دواولی تو ہمارے نزدیک دونوں میں سے جس نے نکاح کر دیا جائز ہے کہ اسے قاضی خان خواہ دوسرا ولی الہی اجازت دے یا نہ کرے بہر حال جائز ہوگا بخلاف اس کے اگر ایک باندی دواویوں میں مشترک ہو اور ایک مستمسک نکاح کر دیا تو دونوں اجازت دوسرے شریک کے جائز ہوگا اور فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر ایک باندی کے جو دواویوں میں مشترک ہے وہ بچہ پیدا ہو اور دونوں نے معاً اس کے نسب کا دعوے کیا حتی کہ ہر ایک دونوں سے مکانسب ثابت ہو گیا تو ہر ایک دونوں میں سے اس کے نکاح کر دینے کا تنہا اختیار ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر دونوں نے اسے نبھجے اس کا نکاح کیا تو پہلا نکاح جائز ہوگا اور دوسرا جائز ہوگا اور اگر دختر مذکور کا نکاح دونوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک مرتبہ ساطعہ ایک ہی وقت میں معاً کر دیا یا آگے پیچھے کیا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اول کون نکاح ہے تو دونوں عقد بطل ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر صغیر یا صغیرہ کا نکاح ایسے ولی نے کر دیا جو العید پر پس اگر اقرب اپنے نسب سے قریب مرتبہ کا ولی حاضر ہو اور وہ ولی ہونے کی اہلیت بھی رکھتا ہے تو دوسرے ولی کا نکاح اقرب ولی کی اجازت پر موقوف رہیگا اور اگر اقرب ولی اہلیت ولایت نہ رکھتا ہو مثلاً نابالغ ہو یا مجنون ہو تو دوسرے کا نکاح کر دینا جائز ہوگا اور اگر اقرب ولی غائب ہو پس اگر سراج ثابت ہو کہ اس نسبت منقطع ہو تو دوسرے ولی کا نکاح کر دینا جائز ہوگا یہ محیطا میں ہے۔ اور باندی کا دوسرے نکاح بہرہ قدر اس کے نکاح کو دینے کا اختیار نہیں ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور واضح ہو کہ غیبت منقطعہ کی تصریحات ہیں کہ کسی مذکورہ ولی کو کہ جسکی دواوی سے سافراز کو قصر کرنا ہے اور اسی کو اکثر متاخرین نے اختیار کیا ہے اور ان پر فتوے ہیں اور شمس الدین عسکری اور امام محمد بن غفرل نے فرمایا کہ انصح یہ کہ ایسی حالت میں ہو کہ انکی رائے سنے سکے کہ جب تک جس مرد نے غیبت یا اور وہ ہر طرح سے کفو پر پختہ نہ جاتا ہے تو یہ دواوی توں پر کر کے البتہ اور اسی پر فتوے ہیں کہ اگر اسے جو اس پر اخلاطی ہے کہ اگر وہ شہر ہی میں کسی جگہ اس طرح چھپا ہو کہ اس کے حال پر دونوں نہیں ہوتا ہے تو یہ بھی نسبت منقطعہ ولی پر مشرح مجمع البحرین میں ہے۔ اور اگر دوسرے ولی نے نزدیک کے دواوی سے موجود ہونے کی صورت میں نکاح کر دیا ہے کہ نزدیک داسے ولی کی اجازت پر نکاح موقوف ہو چھ نزدیک کا ولی غائب ہو گیا اور ولایت بجا شب ولی العید شغل ہوئی تو جب تک کہ نہ کی تعمیر نہ سفر نہ نکاح کی اجازت الہی اجازت ولایت شغل نہ جانے کے بعد

۱۰
 یہ اقول در حقیقت
 یہ اخلاط
 نہیں ہر
 بلکہ امام
 ابو یوسف
 نے صاحب
 کی یہ بات
 امام محمد
 سے صحاح
 میں لکھی
 ہے۔

فقاضی نے دونوں میں تفریق نہ کرانی یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک مرگیا تو باہم ایک دوسرے کے وارث ہو گئے اور جب تک قاضی دونوں میں تفریق نہ کرانے تک شوہر کو اس کے ساتھ وطی کرنا حلال ہے یہ مسوط میں ہے۔ اور اگر قاضی نے یا امام المسلمین نے نکاح کر دیا تو خیار بلوغ ثابت ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ کافی میں ہے اور قاضی علیہ الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک صغیرہ نے اپنے آپ کو اپنے کفو مرد کے نکاح میں دیا اور اس صغیرہ کا کوئی دلی نہیں ہے اور اس موضع میں کوئی قاضی نہیں ہے تو فرمایا کہ نکاح منعقد ہوگا و لیکن اس صغیرہ کے بالغ ہونے کے بعد کی اجازت پر موقوف رہیگا یا تاخیر میں ہے۔ اور اگر صغیرہ لڑکی نے اپنے تئیں نکاح میں دیا پھر اس کے بھائی نے جو اس کا ولی ہے اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا اور صغیرہ مذکورہ کو خیار بلوغ حاصل ہوگا یہ صحیحاً شخصی میں ہے اور جو خیار صغیرہ کو حاصل ہے وہ بعد بلوغ کے اسکی خاموشی سے باطل ہو جائیگا اور چاہے وہ بالیکہ وہ باکرہ ہو اور اس خیار کا امتداد آخر مجلس تک کہ بسین اسکو خیر نکاح ہو بخیر ہو نہ ہو گا چنانچہ اگر اس نے بالغ ہونے پر سکوت کیا حالانکہ وہ باکرہ ہے تو خیار باطل ہو جائیگا اور اگر وہ عورت دراصل قبیح ہو یا باکرہ ہو لیکن اس کے خاوند نے اس کے ساتھ وطی کر لی ہو پھر وہ شوہر کے پاس بالغ ہوئی تو سکوت سے اسکا خیار باطل ہوگا اور نہ مجلس سے کھڑے ہو جانے سے باطل ہوگا بلکہ جب ہی باطل ہوگا کہ وہ صریحاً نکاح پر رضی ہو جاوے یا اسکی طرف سے ایسا فعل پایا جاوے جو رضامندی پر دلالت کرتا ہو جیسے جماع کرنے پر مرد کو تاہم دیدے یا نقد طلب کرے یا اسکے مثل کوئی فعل کرے اور اگر اس نے شوہر کا کھانا کھا لیا یا بدستور اسکی خدمت کی تو اپنے خیار پر رہیگی اور اگر بالغ ہوتے ہی اسکو نکاح کا حال معلوم ہوا کہ فلان مرد کے ساتھ اسکا نکاح کیا گیا ہے لیکن اسکو اپنے واسطے خیانت ثابت ہونے سے قبل طاری ہوئی ہو پس خاموش ہو رہی ہو تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور اگر اسکو بالغ ہوتے ہی اپنے نکاح سے کھڑے ہو جانے کا حال معلوم ہوا تو بروقت معلوم ہونے کے اسکو خیار حاصل ہوگا۔ اور اگر بالغ ہونے پر اس نے شوہر کا نام پوچھا یا مہر مسمیٰ دریافت کیا یا شہود کو سلام کیا تو خیار بلوغ باطل ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت کے واسطے بالغ ہونے پر دو جن مجتمع ہوں ایک حج تنقہ اور دوسرے خیار بلوغ تو یوں کہ کہ میں دونوں جن طلب کرتی ہوں پھر دونوں کی تفسیر بیان کرنے میں پہلے خیار نفس بیان کرے یعنی مثلاً کہ کہ میں نے نکاح منع کیا یہ سراج الزواج میں ہے اور بطل کا اختیار کاوش باطل نہیں ہوتا ہے جب تک کہ نہ کہے کہ میں نے ایسا فعل نہ کرے جو ضمانت ہی دلالت کرتا ہے اور مجلس سے کھڑے ہو جانے سے بطل کا خیار نہیں جاتا ہے بلکہ رضامند ہونے سے جانا کہ مہاجرہ ہوا ہے میں ہے۔ اور اگر وہ حرجض آنے سے بالغ ہوئی تو خون دیکھنے کے ساتھ اگر وہ اپنی نفس کو اختیار کرے تو کچھ ضمانت نہیں ہے اور اگر اس نے رات میں خون دیکھا تو اس کے کہ میں نے نکاح منع کیا اور جب صبح ہو تو گوہر کرے۔ اور اسکوئی کہ چاہے کہ میں نے اسوقت خون دیکھا ہے سو جس سے کہ میں نے نکاح منع کیا اسکا یہ قول کہ میں نے رات کو خون دیکھا نکاح منع کیا ہے حکم فقہائین قبول نہ ہوگا یہ مجموع النکاح میں مذکور ہے اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورت کا یہ کہ میں نے اسی وقت خون دیکھا ہے اگرچہ کہہ رہی ہوں کہ میں نے نکاح منع کیا ہے یہ بے ضمانت نہیں ہے۔ ہشام نے فرمایا کہ میں نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک صغیرہ کو اس کے چچا نے زور دیا پھر اسکو نکاح میں لے گیا کہ اس نے کہا کہ اسکا بستر میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس وہ اپنے خیار پر رہیگی اس نے وقت حرجض آنے کے پہلے خادم کو بھیجا کہ گوہر لانا دے تاکہ اسکو اپنے اختیار پر گوہر کرے پس اسکو لوانے سے اور وہ ایسی جگہ پر تقیم تھی کہ لوگ وہاں نہ آتے تھے تاکہ جہت نہ ہو

دو دن میں تفریق نہ کرانی یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک مرگیا تو باہم ایک دوسرے کے وارث ہو گئے اور جب تک قاضی دونوں میں تفریق نہ کرانے تک شوہر کو اس کے ساتھ وطی کرنا حلال ہے یہ مسوط میں ہے۔ اور اگر قاضی نے یا امام المسلمین نے نکاح کر دیا تو خیار بلوغ ثابت ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ کافی میں ہے اور قاضی علیہ الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک صغیرہ نے اپنے آپ کو اپنے کفو مرد کے نکاح میں دیا اور اس صغیرہ کا کوئی دلی نہیں ہے اور اس موضع میں کوئی قاضی نہیں ہے تو فرمایا کہ نکاح منعقد ہوگا و لیکن اس صغیرہ کے بالغ ہونے کے بعد کی اجازت پر موقوف رہیگا یا تاخیر میں ہے۔ اور اگر صغیرہ لڑکی نے اپنے تئیں نکاح میں دیا پھر اس کے بھائی نے جو اس کا ولی ہے اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا اور صغیرہ مذکورہ کو خیار بلوغ حاصل ہوگا یہ صحیحاً شخصی میں ہے اور جو خیار صغیرہ کو حاصل ہے وہ بعد بلوغ کے اسکی خاموشی سے باطل ہو جائیگا اور چاہے وہ بالیکہ وہ باکرہ ہو اور اس خیار کا امتداد آخر مجلس تک کہ بسین اسکو خیر نکاح ہو بخیر ہو نہ ہو گا چنانچہ اگر اس نے بالغ ہونے پر سکوت کیا حالانکہ وہ باکرہ ہے تو خیار باطل ہو جائیگا اور اگر وہ عورت دراصل قبیح ہو یا باکرہ ہو لیکن اس کے خاوند نے اس کے ساتھ وطی کر لی ہو پھر وہ شوہر کے پاس بالغ ہوئی تو سکوت سے اسکا خیار باطل ہوگا اور نہ مجلس سے کھڑے ہو جانے سے باطل ہوگا بلکہ جب ہی باطل ہوگا کہ وہ صریحاً نکاح پر رضی ہو جاوے یا اسکی طرف سے ایسا فعل پایا جاوے جو رضامندی پر دلالت کرتا ہو جیسے جماع کرنے پر مرد کو تاہم دیدے یا نقد طلب کرے یا اسکے مثل کوئی فعل کرے اور اگر اس نے شوہر کا کھانا کھا لیا یا بدستور اسکی خدمت کی تو اپنے خیار پر رہیگی اور اگر بالغ ہوتے ہی اسکو نکاح کا حال معلوم ہوا کہ فلان مرد کے ساتھ اسکا نکاح کیا گیا ہے لیکن اسکو اپنے واسطے خیانت ثابت ہونے سے قبل طاری ہوئی ہو پس خاموش ہو رہی ہو تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور اگر اسکو بالغ ہوتے ہی اپنے نکاح سے کھڑے ہو جانے کا حال معلوم ہوا تو بروقت معلوم ہونے کے اسکو خیار حاصل ہوگا۔ اور اگر بالغ ہونے پر اس نے شوہر کا نام پوچھا یا مہر مسمیٰ دریافت کیا یا شہود کو سلام کیا تو خیار بلوغ باطل ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت کے واسطے بالغ ہونے پر دو جن مجتمع ہوں ایک حج تنقہ اور دوسرے خیار بلوغ تو یوں کہ کہ میں دونوں جن طلب کرتی ہوں پھر دونوں کی تفسیر بیان کرنے میں پہلے خیار نفس بیان کرے یعنی مثلاً کہ کہ میں نے نکاح منع کیا یہ سراج الزواج میں ہے اور بطل کا اختیار کاوش باطل نہیں ہوتا ہے جب تک کہ نہ کہے کہ میں نے ایسا فعل نہ کرے جو ضمانت ہی دلالت کرتا ہے اور مجلس سے کھڑے ہو جانے سے بطل کا خیار نہیں جاتا ہے بلکہ رضامند ہونے سے جانا کہ مہاجرہ ہوا ہے میں ہے۔ اور اگر وہ حرجض آنے سے بالغ ہوئی تو خون دیکھنے کے ساتھ اگر وہ اپنی نفس کو اختیار کرے تو کچھ ضمانت نہیں ہے اور اگر اس نے رات میں خون دیکھا تو اس کے کہ میں نے نکاح منع کیا اور جب صبح ہو تو گوہر کرے۔ اور اسکوئی کہ چاہے کہ میں نے اسوقت خون دیکھا ہے سو جس سے کہ میں نے نکاح منع کیا اسکا یہ قول کہ میں نے رات کو خون دیکھا نکاح منع کیا ہے حکم فقہائین قبول نہ ہوگا یہ مجموع النکاح میں مذکور ہے اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورت کا یہ کہ میں نے اسی وقت خون دیکھا ہے اگرچہ کہہ رہی ہوں کہ میں نے نکاح منع کیا ہے یہ بے ضمانت نہیں ہے۔ ہشام نے فرمایا کہ میں نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک صغیرہ کو اس کے چچا نے زور دیا پھر اسکو نکاح میں لے گیا کہ اس نے کہا کہ اسکا بستر میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس وہ اپنے خیار پر رہیگی اس نے وقت حرجض آنے کے پہلے خادم کو بھیجا کہ گوہر لانا دے تاکہ اسکو اپنے اختیار پر گوہر کرے پس اسکو لوانے سے اور وہ ایسی جگہ پر تقیم تھی کہ لوگ وہاں نہ آتے تھے تاکہ جہت نہ ہو

وہ اسی حال پر رہی کہ اسکو گواہ نہ ملے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ میں نکاح اُسکے حق میں لازم کر دوں گا پس امام محمدؒ نے اسلام کو غدر نہیں ٹھہرایا یہ محیط میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ اگر صغیرہ نے بالغ ہونے پر اپنی نفس کو اختیار کیا اور اس پر گواہ کر لیے مگر دو مہینہ تک قاضی کے حضور میں نہ گئی تو وہ اپنے خیابار پر رہی تا وقتیکہ اُس نے شوہر کو اپنے ساتھ جامع نہ کرنے دیا ہو یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر خیابار بلوغ میں اختلاط ہو کہ عورت نے کہا کہ میں نے بالغ ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار کیا اور نکاح رد کر دیا ہو اور شوہر نے کہا کہ میں نے بلوغ خواہش رہی اور تیرا خیابار سا نظ ہو گیا ہو تو قول شوہر کا مقبر ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اگر لونڈی صغیرہ اور غلام صغیرہ کے مولے نے ان دونوں کا نکاح کر دیا پھر ان دونوں کو آزاد کر دیا پھر دونوں بالغ ہوئے تو دونوں کو خیابار بلوغ حاصل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس واسطے کہ خیابار عتق دونوں کو حاصل ہوا ہے یہی کافی ہے جتنے کہ اگر مولے نے صغیرہ باندی کو آزاد کر کے اسکا نکاح کیا پھر وہ بالغ ہوئی تو اُسکو خیابار بلوغ حاصل ہو گا جیسا کہ امام سیبجانی نے ذکر کیا یہ بجز الرائق میں ہے۔ ایک مسلمان مرتد ہو گیا اور دار الحرب میں جا ملا اور اپنی جوڑو صغیرہ دختر دارالاسلام میں چھوڑ گیا اور صغیرہ مذکورہ کے چچا نے کسی مسلمان سے اسکا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہو گا اور صغیرہ مذکورہ کو بروقت بلوغ کے خیابار حاصل ہو گا اور اگر ہنوز بالغ نہ ہوئی تھی کہ یہ دختر اور اسکا شوہر اُسکی ماں سے نہ بچتے تھے تو دار الحرب میں چلے گئے تو نکاح بجالا دیا پھر اگر سب قید ہو کر اسلام میں داخل ہوئے تو دختر اور اُسکی ماں دونوں ملوک ہو گئی اور باپ و شوہر دونوں آزاد ہو گئے پھر اگر باندی صغیرہ بالغ ہوئی تو اُسکو کچھ اختیار حاصل نہ ہو گا بان اگر آزاد کر دی جاوے تو اُسکو خیابار عتق حاصل ہو گا یہ محیط سرحدی میں ہے۔ اور واضح رہے کہ خیابار بلوغ کی وجہ سے جو فرقت و جدائی ہو جاتی ہے وہ طلاق نہیں ہے کیونکہ اس فرقت کا سبب فقط مرد کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ عین مرد و عورت دونوں مشترک ہیں اور اسی طرح خیابار عتق سے جو فرقت پیدا ہوتی ہے وہ بھی طلاق نہیں ہے۔ بخلات عورت خیر کے لیے جسکو اُسکے خاوند نے اختیار دیا ہے کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے یہ سراج الوہاج میں ہے اور رضا بلویہ مقرر ہوا ہے کہ جو فرقت از جانب عورت حاصل ہو مگر شوہر کے سبب سے نہ تو وہ فسخ نکاح ہے جیسے خیابار عتق و خیابار بلوغ اور جو فرقت از جانب شوہر پیدا ہو وہ طلاق ہے جیسے المائد کرنا و محبوب ہونا اور عین ہونا یہ نذر الفائق میں ہے اور جب سبب خیابار بلوغ کے فرقت ہو گئی پس اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت کو کچھ نہ ملے گا خواہ مرد نے فسخ اختیار کیا ہو یا عورت نے اور اگر مرد نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو اُسکو پورا مہر ملے گا خواہ عورت کے اختیار سے فرقت واقع ہوئی ہو یا مرد کے اختیار سے پیدا ہوئی ہو یہ محیط میں ہے۔ معتبہ عورت کو اگر اُسکے باپ یا دادا کے سوا دوسرے نے بیاہ دیا پھر وہ عاقلہ ہو گئی تو اُسکو خیابار حاصل ہو گا اور اگر باپ یا دادا کے بیاہ کر دیئے کے بعد وہ عاقلہ ہوئی تو اُسکو خیابار حاصل نہ ہو گا یہ محیط سرحدی میں ہے۔ اور اگر سپر نے اسکا نکاح کر دیا تو یہ مثل ولایت باپ کے ہے بلکہ اُس سے بھی اولیٰ ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور واضح ہو کہ صغیرہ کے ساتھ دخول کرنے کے وقت بنی خلافہ ہے پس بعض نے فرمایا کہ جب تک بالذہن جو داوے تب تک اُسکے ساتھ دخول نہ کرے اور بعض نے کہا کہ جب نو برش کی ہو جو داوے تو اُسکے ساتھ وطی کر سکتا ہے یہ بجز الرائق میں ہے اور اکثر مشائخ کا یہ قول ہے کہ اس باب میں سن کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ طاقت کا اعتبار ہے پس اگر بھاری بھر کم موٹی تلاسی ہو کہ مرد کے ہم بستری کی طاقت رکھتی ہو اور

اگر قول شوہر ہے
تو بلوغ میں
بیکر قول عتق
مستحب ہو گا اور

شوہر اگر گواہ لائے
را جب میں اور
محقق عین الہادیہ
میں ہے ۱۲

اس فعل سے اُسکے مریض ہو جانے کا خوت ہو تو شوہر اُسکے ساتھ دخول کر سکتا ہے اگرچہ وہ نو برس کی بھی ہو اور اگر تیلی دہلی ہو کہ جماع کی طاقت نہ رکھتی ہو اور اس فعل سے اُسکے پیار ہو جائیگا خوت ہو تو شوہر اُسکے ساتھ دخول کرنا حلال نہیں ہے اگرچہ اُسکا پہل زیادہ ہو اور یہی صحیح ہے اور اگر شوہر نے ہمداد کیا اور قاضی سے درخواست کی کہ عورت کے باپ کو حکم دیا جاوے کہ عورت کو سیر دے پس اُسکے باپ نے کہا کہ وہ بچہ ہے کہ مرد کے لائق نہیں ہوتی ہے اور جماع کی عمل نہیں ہو سکتی ہے اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ وہ عقل ہو سکتی ہے تو یہ کیسا باپ ہے کہ اگر عورت مذکورہ باپ رکھتی ہو تو فحش قضا میں حاضر کرانی جاوے اور دیکھا جاوے پس اگر مرد کے لائق ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ شوہر کے سرور کرے اور اگر مرد کے لائق نظر نہ آوے تو یہ حکم نہ دیا جاوے گا اور اگر عورت مذکورہ باپ رکھتی ہو تو فقہ عورتوں کو عیجاب رافت کر دے پس اگر اُمحون نے کہا کہ مرد کا بوجھ اٹھا سکتی ہے اور جماع کی طاقت رکھتی ہے تو باپ کو ہتھی بڑی کا حکم دیا جائیگا اور اگر فقہ عورتوں نے کہا کہ وہ برداشت نہیں کر سکتی ہے تو باپ کو ہتھی کے پر دے کہ نہ دیا جائے تا یہ عیظ میں نہ آوے اور امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک ظاہر لڑا یہ کے موافق عورت لڑا وہ عاقلہ بالغہ کا حکم بدون لائقیت کے ہوتا ہے جو تائید یہ قیاس میں ہے۔ اور شیخ الاسلام عطار بن حمزہ سے دریافت کیا گیا کہ شافعیہ عورت نے جو باکرہ بالغہ ہوئی خوشی سے بدون اجازت اس بچے باپ کے نکاح کر لیا اور باپ اس پر راضی نہ ہوا اور اس نے نکاح مذکورہ کر دیا پس آیا یہ نکاح صحیح ہوگا تو فرمایا کہ ہاں اور سہل طرح اگر اُس نے مرد شافعی سے نکاح کر لیا تو بھی یہی حکم ہے یہ تیسرے میں ہے جو عورت عاقلہ بالغہ ہوئی اگر کسی بلا اجازت کسی نے اُسکا نکاح خواہ باپ ہو یا سلطان ہو کر دیا تو یہ نکاح اس عورت پر نافذ ہوگا خواہ یہ عورت باکرہ ہو یا شبیہ ہو پس اگر ولی نے ایسا کیا تو یہ نکاح اس عورت کی اجازت پر موقوف ہوگا پس اگر اُس نے اجازت دی یہی موجب اثر ہو جائیگا اور اگر مرد کو بلاطل ہو جائیگا یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر اجازت لینے کے وقت باکرہ بالغہ بنی یا بچہ نکاح ہو سنبھنے کے بعد ہنسی تو یہ رضامندی ہے ایسا ہی شیخ قدوری کو شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے یہ محیط کا کافی ہیں یہ بدلتا شیخ نے فرمایا کہ اگر وہ اس طرح ہنسی کہ گویا جو کچھ اُس نے سنا ہے اس پر سہرہ ہے تو یہ رضامندی ہی نہیں ہے یہ سبب طلاق کی بن ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ بحر الرائق میں ہے اور اگر اُس نے تبسم کیا یعنی سکرائی تو یہ رضامندی ہے اور یہی صحیح مذہب ہے اسکو شمس الاممہ حلوئی نے ذکر کیا ہے یہ محیط میں ہے اور اگر وہ دہنے لگی تو یہین اختلاف ہے اور صحیح ہے کہ اگر مرد و عورت کے آئندوں سے روئی تو یہ رضامندی ہے اور اگر چہ کراؤ اور سے روئی تو یہ رضامندی نہیں ہے یہ فتاویٰ تافہیحات میں ہے اور یہی وجہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر ولی نے باکرہ بالغہ سے اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی تو یہ اجازت ہر ہی طرح اگر ولی کے نکاح کر دینے کے بعد اُس نے شہر کو اپنے پوتہ بو دیا تو یہ رضامندی ہے اور اسی طرح اگر آگاہ ہونے کے بعد اپنے مہر محل کا مطالبہ کیا تو یہ رضامندی ہے سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر ولی نے اُس سے اجازت طلب کی کہ میرا قصہ ہے کہ فلان مرز کے ساتھ بعض شہر اردم ہر کے تیر نکاح کر دوں پس وہ خاموش ہو رہی پھر ولی نے اسکا نکاح کر دیا تب اُس نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی ہوں یا ولی نے اُسکی تزیین کر دی پھر اُسکو خبر ہو سنبھائی اور اُس نے سکوت کیا تو دونوں صورتوں میں اسکا سکوت کرنا رضامندی ہے بشرطیکہ نکاح کر دینے والا پورا ولی ہو اور اگر نکاح کنندہ کی بد نسبت کوئی اور ولی اقرب ہو تو اسکا سکوت رضامندی میں شمار ہوگا بلکہ اسکو اختیار ہوگا چاہے راضی ہو چاہے رد کر دے اور اگر اُسکو فقط ایک مرد نے خبر پوچھا ہے یا بے گریہ شخص کی کاٹھی ہو

سلفہ زیادہ پس سے
ہمداد کر دے نو برس
سے زیادہ ہو
منہ مسئلہ قال
المؤلف لم یستأذ
بوجہ فی ذلک فی فرض
یہ کہ ہمداد کر دے
خفی اس کے حکم میں
فتاویٰ ہندوستان
نکاح عورتوں کا

تو اسکا سکوت کرنا رضامندی ہوگا خواہ یہ مرد اپنی ثقہ پر بیترک رہے یا غیر ثقہ ہو یہ مضمرات میں ہے۔ اور اگر خبر دینے والا کوئی شخص فصولی ہو تو امام اعظم کے نزدیک سہین عدد اور تعدد اللت یعنی عادل ہو تا شرط ہو اور سہین صاحبین کا خلاف ہو یہ کافی میں ہے اور ہمارے بعضی مشائخ نے فرمایا کہ اگر خبر دینے والا اجنبی ہو کہ ولی کا اپنی یا خود ولی ہو پس اگر خبر دینے والا ایک مرد غیر ثقہ ہو پس اگر عورت نے اس کے قول کی تصدیق کی ہو تو نکاح ثابت ہو جائیگا اور اگر تکذیب کی ہو تو ثابت ہوگا اگرچہ صدق خبر پہنچے ظاہر ہو جاوے یہ امام اعظم کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر صدق خبر ظاہر ہو جائیگا تو نکاح ثابت ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی عورت کو خبر پہنچی ہو پس کسی غیر معاملہ میں کچھ باتیں شروع کر دیں تو اس مقام پر یہ بمنزلہ سکوت کے ہے پس اسکی طرف سے رضامندی ثابت ہوگی یہ بجز الرائق میں ہے۔ بارہ بالوہ کو نکاح کی خبر ہو چکی ہو پس اسکو چھینک آنے لگی یا کھانسی آنے لگی پھر جب ٹھہری تو اسنے کہا کہ میں نہیں راضی ہوتی ہوں تو یہ رد کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ علی الاتصال ہو اسطرح اگر اسکا منہ بند کر لیا گیا پھر چھوڑا گیا تب ہی اسنے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی ہوں تو بھی اس مقام پر یہ رد صحیح ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور عورت سے اجازت لینے میں شوہر کا نام طرہ بیان کرنا کہ وہ پہچان جاوے ضرور معتبر ہے یہ ہر ایہ میں ہے حتیٰ کہ اگر عورت سے یوں کہہ کہ میں ایک مروسے تیرا نکاح کر دینا چاہتا ہوں اور وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ میں تجھے نکاح یا فلان ایک جماعت کو بیان کیا کہ انہیں سے کسی مروسے تیرا بیوا کر دینا چاہتا ہوں اور وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی ہے کہ ولی کو اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر دے اور اگر کہا کہ اپنے پڑپسوں یا چچائی اولاد سے تیرا نکاح کرنا چاہتا ہوں اور وہ خاموش رہی پس اگر یہ لوگ محدود ہوں کہ اسکی شناخت میں ہوں تو یہ رضامندی ہے ورنہ نہیں یقین میں ہے۔ اور یہ سب اسوقت ہے کہ عورت مذکورہ نے امر نکاح ولی کو نہ سونپا ہو اور اگر یہ کہہ دیا کہ چند لوگ تجھے خطبہ کرتے ہیں پس عورت نے کہا کہ جو تو کرے مجھے منظور ہے یا جبکہ تو پسند کرے اسے ساتھ میں نکاح کر دے یا مثل اسکے اور الفاظ کے تو یہ اجازت صحیح ہے اور بعض نے فرمایا کہ مہر کا بیان کرنا شرط ہے اور یہ متاخرین کا قول ہے اور فقہ القدرین کے یہ ہے اور پھر یہ بجز الرائق میں ہے۔ اور اگر باپ نے قبل نکاح کے اس سے اجازت طلب کی اور کہا کہ میں تیرا نکاح کر دینا چاہتا ہوں اور اجازت لینے میں مہر کا اور شوہر کا ذکر نہ کیا پس اسنے سکوت کیا تو اسکا سکوت ہونا رضامندی ہوگی حتیٰ کہ بعد نکاح کے عورت کو رد کر دینے کا اختیار ہوگا اور اگر اسنے شوہر کا نام و نشان مہر کا ذکر کیا ہو تو اسکا سکوت ہونا رضامندی ہوگی اور اگر شوہر کا ذکر کیا اور مہر کا ذکر نہ کیا اور عورت نے سکوت کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر باپ نے عورت مذکورہ کو کسی مرد کو چھوڑ دیا تو اسکا نکاح نافذ ہو جائیگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ ایسے نکاح پر راضی ہوئی ہے کہ حسین میان مہر میں ہے اور ظاہر ہے کہ نکاح بعض مشرک کے ہوگا اور بلفظ مہر جو نکاح ہوتا ہے وہ موجب مہر مثل ہوتا ہے اور اگر ولی نے نکاح میں کچھ مہر بیان کیا ہو تو ولی کا نکاح کرنا نافذ ہوگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ ولی کے تسلیم پر راضی نہیں ہوتی پس ولی کا اسطرح کا نکاح نافذ ہوگا الا اس صورت میں کہ جدید اجازت حاصل کرے۔ اور اگر ولی نے بدون اجازت حاصل کرنے کے اسکا نکاح کر دیا پھر بعد نکاح کے انکو خبر دی اور وہ خاموش ہو رہی پس اگر خالی نکاح کی خبر دی اور مہر اور شوہر کا بیان نہ کیا تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ رضامندی ہوگی اور اگر ولی نے شوہر و مہر کا بھی حال بیان کر دیا ہو پس اسنے سکوت کیا تو یہ رضامندی و اجازت ہوگی اور اگر شوہر کا نام بیان کر دیا اور مہر بیان نہ کیا تو اس میں وہی تفصیل ہے جو مہر سے

صلح صدق خبر پہنچے
مرد کو نکاح کر دینا چاہتا ہو
اور وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی ہے

اور فقہ القدرین کے یہ ہے
کہ اگر باپ نے قبل نکاح کے
اس سے اجازت طلب کی اور
بیان مہر میں ہے

قبل نکاح کے اجازت حاصل کرنے کی صورت میں بیان کر دی ہے اور اگر مرد کا ذکر کیا اور شوہر کو بیان نہ کیا پس وہ خاموش رہے تو اس کا سکوت دلیل رضامندی ہونگی خواہ قبل نکاح کے اجازت چاہی ہو یا بعد نکاح خبر دی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دلی نے نکاح کر دیا پس اسے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی ہوں پھر اسی مجلس میں رہنی ہو گئی تو نکاح جائز ہو جائیگا یہ مجھ سے خبری میں ہے۔ اور اگر دلی نے نکاح کر دیا پس اسے رو کر دیا پھر دوسری مجلس میں کہا کہ چند لوگ تجھے خطبہ کرتے ہیں پس اسے کہا کہ جو کچھ تو کرے میں اس پر راضی ہوں پس دلی نے اسی پہلے کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا پس اسے نکاح کی اجازت دینے سے انکار کیا تو اس کو اختیار ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور شیخ امام فقیہ ابو نصر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اس عورت کو جس کا ولی ہے بیاہ دیا اور جب اس عورت کو خبر ہو چکی تو اسے کہا کہ جس مرد سے نکاح کیا ہو وہ بیکار ہے میں راضی نہیں ہوں یا کہا کہ وہ چوچہ ہے میں راضی نہیں ہوں تو شیخ نے فرمایا کہ یہ ایک ہی کلام ہے پس پھر فقرہ اس کے حق میں ضرر ہو گا اور نکاح باطل ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دلی نے کسی مرد کے ساتھ نکاح کرنے کے واسطے عورت سے اجازت چاہی مگر اسے انکار کیا پھر دلی نے اس کے ساتھ نکاح کر دیا پھر وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی ہے یہ شیخ جامع صنف قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دلی نے عورت کے حضور میں اس کا نکاح کیا اور وہ خاموش رہی تو اس میں شائع نے اختلاف کیا ہے اور اس سے یہ کہ یہ رضامندی ہے اور اگر سادی درجہ کے دو ولیوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک مرد سے اس کا نکاح کیا پس عورت نے ایک ساتھ دونوں نکاحوں کی اجازت دیدی تو دونوں باطل ہو جائینگے کیونکہ وہ دونوں میں سے کوئی اولی نہیں ہے اور اگر ساکت رہی تو دونوں نکاح موقوف رہینگے یہاں تک کہ وہ دونوں میں سے کسی ایک کی اجازت دیر سے کوئی البتہ نہیں دیدی ظاہر ہو اب یہ یہ بجز الرافق میں ہے اور اگر دلی نے باکرہ بالغہ سے کسی مرد کے ساتھ اس کا نکاح کرنے کی اجازت چاہی اس نے کہا کہ اس کے سواے دوسرا بہتر تھا تو یہ اجازت ہونگی اور اگر دلی نے بعد نکاح کرنے کی ہیکو خبر دی پس اس نے یہ لفظ کہا کہ دوسرا بہتر تھا تو یہ اجازت ہے یہ ذخیرہ میں ہے باکرہ بالغہ کا نکاح اس کے باپ نے کر دیا پھر ہیکو خبر ہو چکی پس اسے کہا کہ میں نہیں چاہتی ہوں یا کہا کہ میں فلاں شخص سے نکاح نہیں چاہتی ہوں تو اختیار ہے یہ کہ دونوں صورتوں میں نکاح رد ہو گا یہ تاتار خانہ میں عتایہ سے منقول ہے اور اگر دلی نے اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ فلاں مرد سے تیرا نکاح کر دوں پس اسے کہا کہ یہ ملامت کتنا ہے یعنی اجازت پھر جب دلی اس کے پاس سے باہر چلا گیا تو اس نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوں اور دلی کو اس مقولہ کا حال معلوم ہوا یہاں تک کہ اسے فلاں مرد کو روک کر اس کا نکاح کر دیا تو صحیح ہو گا اور اگر دلی نے اس کا نکاح کر دیا پس اسے کہا کہ دلی نے اس کا کام کیا تو یہ کہ یہ اجازت ہے اور اگر اسے دلی سے کہا کہ اخصت بینی خوب کیا یا صبت بینی نہ وہ اب کی اولیٰ یا کہا کہ اللہ تعالیٰ بچے برکت دے یا ہیکو برکت دے یا اس نے مبارکبادی قبول کی تو یہ سب رضامندی میں داخل ہے اور شیخ ابن سلام نے فرمایا کہ اگر دلی نے اس سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ فلاں مرد کے ساتھ بیاہ دوں اسے جواب دیا کہ کچھ ڈر نہیں ہے تو یہ رضامندی ہے اور اگر یہ کہا کہ مجھے نکاح کی حاجت نہیں ہے یا کہا کہ میں تجھے کبھی تھی کہ میں نہیں چاہتی ہوں تو یہ اس نکاح کا رد ہے جس کو دلی عمل میں لایا ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نہیں ہستی ہوں یا تجھے صبر نہ کیا یا اس کو بڑا جانتی ہوں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یہ رد نکاح ہے اور اگر یہ کہا کہ مجھے خوش نہیں آیا ہے

مسئلہ اولیٰ دومین ہے
دوہ ہونے کی خبر ہو
نکاح باطل ہے

باین از دواج کو نہیں چاہتی ہوں تو یہ رد ہو گا حتیٰ کہ اگر اسکے بغیر رضی ہو جاوے تو نکاح صحیح ہو جائیگا اور اگر اُسے
یوں کہا کہ میں فلاں مرد کو نہیں چاہتی ہوں تو یہ رد ہو کر کذا فی الظہیر اور یہی الظہر اقرب الی الصواب ہو یہ محیط میں ہر
اور اگر اُس نے کہا کہ انت اعلم یعنی تو خوب جانتا ہو یا فارسی میں کہا کہ توبہ دانی یعنی تو بہتر جانتا ہو تو یہ رضامندی
نہیں ہو اور اگر کہا کہ یہ میری رائے کے سپرد ہو تو یہ رضامندی ہو یہ ظہیر میں ہر ایک باکرہ سے اُسکے چچا کے بیٹے
نے اپنے ساتھ نکاح کر لیا حالانکہ باکرہ مذکورہ بالغ ہو پھر اُسکو خبر ہو چکی پس وہ خاموش ہو رہی پھر کہا کہ میں رضی نہیں ہوں
تو اُسکو یہ اختیار ہو گا اس واسطے کہ اُسکے چچا کا بیٹا اپنی ذات کے حق میں اہل تھا اور عورت کی جانب سے منظوری
تھا پس امام اعظم و امام محمد کے قول کے موافق عقد نکاح تمام ہو گا پس عورت کی اول رضامندی کچھ کارآمد
ہو گی اور اگر مرد مذکور نے پہلے اس سے اپنے ساتھ نکاح کی اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی پھر اُس نے
اپنے ساتھ اُسکا نکاح کر لیا تو بالا جماع جائز ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر باپ نے باکرہ بالغ سے کہا کہ فلاں
مرد تجھے بوجھ اس قدر مہر کے مانگتا ہو پس باکرہ مذکورہ دو مرتبہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر حالانکہ وہ خاموش تھی پھر باپ نے
اُسکا نکاح کر دیا تو جائز ہے یہ غایۃ سرحدی میں ہے۔ اور اگر ولی نے بدون اُسکی اجازت لینے کے اُسکا نکاح کر دیا پھر
دونوں نے اختلاف کیا یعنی شوہر نے کہا کہ تجھ کو نکاح کی خبر ہو چکی تھی پس تو خاموش ہی تھی اور عورت نے کہا
کہ نہیں بلکہ میں نے رد کر دیا تھا تو عورت کا قول قبول ہو گا یہ شرح جامع صغیر قاضی جان بن ہریرہ اگر شوہر نے اس
دعوے پر کہ عورت مذکورہ وقت خبر ہو پنچنے کے خاموش رہی تھی گواہ قائم کیے تو وہ اسکی جو رو ہو گی در نہ دونوں
کے درمیان نکاح ہو گا اور امام اعظم کے نزدیک عورت پر قسم عائد نہیں ہوتی ہر اور صاحبین کے نزدیک
عورت پر قسم عائد ہو گی کذا فی المحیط اور اسی پر فتوے ہر شرح نقایہ شیخ ابوالکلام میں ہیں پس اگر عورت نے قسم
سے انکار کیا تو بوجہ تکول کے اُسپر ڈگری کی جائیگی اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے شوہر نے اس امر کے گواہ
دیے کہ وقت خبر ہو پنچنے کے یہ خاموش رہی اور عورت نے اس امر کے گواہ دیے کہ میں نے رد کر دیا تو عورت
کے گواہ مقبول ہونگے کذا فی المحیط اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم اُسکے پاس تھے گویا ہنسنے اُسکو کچھ بولتے نہیں سنا تو
ایسی گواہی سے ثابت ہو جائیگا کہ وہ ساکت رہی تھی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر شوہر نے گواہ دیے کہ عورت نے
بر وقت خبر رسانی کے عقد کی اجازت دیدی اور عورت نے گواہ دیے کہ اس عورت نے خبر ہو پنچنے کے وقت رد کر دیا ہو تو
شوہر کے گواہ مقبول ہونگے یہ سراج الدواج میں ہے۔ اور اگر باکرہ کے ساتھ اُسکے شوہر نے دخول کر لیا ہو پھر عورت
نے کہا کہ میں رضی نہیں ہوتی ہوں تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور دخول کرنے کا قابو دینا یہ رضامندی قرار
دیا جائیگا الا اس صورت میں رضامندی ثابت ہو گی کہ زبردستی اُسکے ساتھ یہ فعل کیا ہو پھر اگر اس صورت میں اُسے
رد کر دینے کے گواہ قائم کیے تو فتاویٰ فقہانی میں مذکور ہو کہ گواہ مقبول ہونگے اور بعض نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ قبول
نہونگے اسوجہ سے کہ اُسکو وطنی کر لینے کا قابو دینا عورت کی طرف سے بمنزلہ اقرار رضامندی کے ہے اور اگر رضامندی
کا اقرار کر کے پھر رد نکاح کا دعویٰ کرے تو دعویٰ صحیح نہیں ہوتا ہو اور گواہ قبول نہیں ہوتے ہیں پس
ایسا ہی اس صورت میں ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اور اُسکے ولی کا قول کہ وہ رضامند ہو گئی ہو مقبول ہو گا۔ اہل
کہ مدعو عورت پر زوج کی ملک ثابت ہونے کا اقرار کرتا ہو اور بعد عورت کے بالغ ہونے کے ولی کا اقرار عورت پر نکاح کا

اس طرح جواب دینے
والے میں جو ہے
عہدہ میں اسکا
دخول کر لیا ہو

صحیح نہیں ہے یہ شرح مبسوط امام شریعی میں ہے ایک مرد نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح کیا اور اس کا رضی منہ یا نکاح
 رد کرنا معلوم نہوا یہاں تک کہ شوہر مر گیا پس دار ثمان شوہر نے کہا کہ یہ عورت بدون اپنے حکم کے بیاہ دیکھی ہے
 اور اس کو نکاح کا حال معلوم نہیں ہوا اور نہ یہ رضی ہوئی پس اس کو میراث ملے گی اور عورت نے کہا کہ میرے باپ
 نے میرے حکم سے مجھے بیاہ دیا ہے تو عورت کا قول قبول ہوگا اور عورت کو میراث ملے گی اور اس پر حدت واجب ہوگی اور
 اگر عورت نے کہا کہ میرے باپ نے بغیر میرے حکم کے مجھے بیاہ دیا ہے مجھے خبر ہو چکی اور میں رضی ہو گئی تو عورت کو
 میراث ملے گی اور نہ میراث ملے گی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر ثنیہ عورت سے اجازت طلب کی جائے تو زبان سے
 اس کی رضامندی ضرور ہے اسی طرح اگر اس کو خبر نکاح ہو چکے تو بھی زبان سے رضامندی ضرور ہے یہ کافی میں ہے اور
 جسے زبان سے اس کی رضامندی تحقق ہوتی ہے مثلاً اس نے کہا کہ میں رضی ہوئی یا میں نے قبول کیا یا تو نے
 بھلا کام کیا یا کار صواب کیا یا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو یہ حکم کو برکت عطا فرمادے یا اے اس کے اور الفاظ کے اسی طرح
 رضامندی بدالالت تحقق ہوتی ہے مثلاً اس نے اپنا ہاتھ طلب کیا یا اللہ تعالیٰ شوہر کو اپنے ساتھ دلی کرنے دی یا
 مبارکبادی قبول کی یا خوشی کا ہضمنا ہنسی بدون اس کے کہ باستنار ہنسی ہو یہ تبیین میں ہے۔ اور ثنیہ جب بیاہ دی گئی
 پھر بیکار ہو کر اس نے شوہر کا ہر یہ قبول کیا تو یہ رضامندی میں داخل نہیں ہے۔ اسی طرح اگر شوہر کا کھانا
 کھایا یا اس کی خدمت کی جیسے پہلے کیا کرتی تھی اور اگر عورت مذکورہ کی رضامندی کے ساتھ اس کا شوہر اس کے
 ساتھ تخلیہ میں بیٹھا تو اس مسئلہ کی کوئی روایت نہیں ہے اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یا امر
 اجازت نکاح میں شمار ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر کسی لڑکی کا پردہ بکارت سبب ایک کر کے دے یا اور
 حیض یا زخم یا تنفس کے زائل ہو گیا تو یہ عورت باکرہ کے حکم میں ہے۔ اور اگر زنا کاری کی وجہ سے زائل
 ہو گیا تو بھی امام عظیم کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبین کے نزدیک اس کے سکوت پر الکفانہ کیا جائیگا اور اگر
 باہر لاکر اس پر حد جاری کی گئی تو صحیح یہ ہے کہ اس کے سکوت پر الکفانہ کیا جائیگا اسی طرح اگر زنا کاری اس کی عادت ہو گئی تو
 بھی یہی حکم ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر باکرہ کا شوہر قتل ہو سکے کہ اس کے ساتھ دلی کرے مگر یا حالانکہ اس کے ساتھ تخلیہ ہو
 چکا ہو تو یہ عورت پھر زائل ہوگی اور اگر عین اسی طرح اگر عین اور اس کی عورت باکرہ کے درمیان جدائی ہوئی
 تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر اس نے کھانے سے اس کی بکارت زائل ہوئی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر نکاح فاسد میں
 اس سے جماعت کی گئی اور اس کی بکارت زائل ہوئی یا شہدہ میں اس سے دلی کی گئی اور اس کی بکارت زائل ہوئی تو ثنیہ
 عورت کی طرح اس کا نکاح کیا جائیگا یعنی صریح قول سے اس کی رضامندی لیا جائیگی یہ خدا میں ہے

سلطہ خرف بولانی
 علم مسائل بولانی
 بیعتی میں سبک دہ
 کاغذ اور خوشی کی
 جب نظر ہو سکے
 سکاغذ سبک دہ
 اگر دلی کی گئی
 تو اس سے ایسا
 دفع میں آتا
 تصور ہوتا
 تنفس
 عی کا عی
 رت کی کا عی
 بن جایی ہوا

یا نچوان باب۔ اکفار کے بیان میں قال المرحم الکفار جمع کفو یعنی ہمسرہ اور شرع میں اس کی تفسیر یہ ہے جو ذلیل کے
 سائل سے واضح ہر جاننا چاہیے کہ نکاح لازم ہونے کے واسطے مرد و عورتوں کے بیٹے کفو ہونا مستلزم
 کذا نے محیط السخسی اور مرد و عورتوں کی طرف سے کفو ہونا مستلزم نہیں ہے یہ بیان میں ہے۔ پس
 اگر کسی عورت نے اپنے سے بہتر مرد سے نکاح کر لیا تو ولی کو بدولون میں تفریق کرانے کا اختیار ہوگا اس واسطے
 کہ مرد کے بچے اگر ایسی عورت ہو جو اس کے ہمسرہ میں ہو تو ولی کو اس میں کوئی عار لاحق ہوگا یہ شیخ مبسوط امام شریعی میں
 ہے اور کفالت کا اعمت بار چند چیزوں میں ہے اور انہما سب ہو پس قریش میں نبض دوسرے بعض کے کفو ہیں

جاسے جیسے ہوں حتیٰ کہ جو قریشی ہاشمی نہیں ہوں وہ ہاشمی کا کفو ہوگا اور قریش کے سوا سے باقی عرب اس قبیلہ قریش کے کفو نہیں ہوں ہاں آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہونگے امین انصاری و مہاجر برابرونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہر آدمی ہر بالغ عامہ عرب کے کفو نہیں ہوں مگر صحیح یہ ہے کہ سوا سے قریش کے تمام عرب باہم کفو ہوں ایسا ہی ابو الیسر نے اپنی مبسوط میں لکھا ہے یہ کافی میں ہر آدمی کے جو غیر عرب ہوں وہ عرب کے کفو ہونگے ہاں آپس بعض موالی دوسرے موالی کے کفو ہوں یہ عتابیہ میں ہر آدمی کے جو شخص حرب و دلاہ و نسب الیکا کفو ہو سکتا ہے چنانچہ مرد عالم نقیہ ایسی عورت کا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہو کفو ہوگا یہ قاضی خان نے اور جوامع الفقہ میں عتابی نے ذکر کیا ہے اور نیا بیع میں لکھا ہے کہ عربیہ عورت اور علویہ عورت کا کفو عالم ہوتا ہے مگر اصح یہ ہے کہ علویہ عورت کا کفو عالم ہوگا یہ غایہ سہروردی میں ہے۔ اور انجملہ آباء کا اسلام چنانچہ جو شخص خود مسلمان ہوا ہے اور اسکے آباء میں کوئی مسلمان نہیں ہے وہ ایسے شخص کا کفو ہوگا جس کا ایک باپ بھی مسلمان ہوا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور جس کا ایک باپ مسلمان گذرا ہے وہ ایسے کا کفو ہوگا جس کے دو یا زیادہ باپ مسلمان گذرے ہوں یہ بدائع میں ہے اور جو مرد خود مسلمان ہوا ہے وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جس کے دو یا تین باپ اسلام میں گذرے ہوں ہاں اپنے مثل عورت کا کفو ہوگا اور یہ حکم ایسی جگہ کے واسطے ہے جہاں زمانہ اسلام و از گذرا ہے اور اگر زمانہ قریب ہو کہ اس بات کا عار نہ گنا جاوے اور یہ امر عیب نہ شمار کیا جاوے تو وہ کفو ہوگا یہ سراج الوماج میں ہے اور جس مرد کے دو باپ اسلام میں آئے ہوں وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جسکی تین پشتیں یا زیادہ اسلام میں گذری ہوں یہ محیط میں ہے۔ اور جو عیاذ باللہ تعالیٰ مرتد ہو کر پھر مسلمان ہو گیا وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جو کبھی مرتد نہیں ہوئی ہے یہ قنینہ میں ہے۔ اور از انجملہ حریت میں کفارت معتبر ہے پس ملوک جیسے ملوک ہو ازادہ عورت کا کفو نہیں ہے اور اسی طرح جس کا باپ آزاد ہوا ہو وہ اصلی آزادہ عورت کا کفو نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور آزاد شدہ مرد اپنے مثل آزاد شدہ عورت کا کفو ہوتا ہے کذا فی شرح الطحاوی اور جس کا باپ آزاد ہوا ہے وہ ایسی عورت کا کفو نہیں ہے جسکی دو پشتیں آزاد سی میں گذری ہوں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور جو مرد اپنے دادا سے آزاد مسلمان ہے لیکن اس کا دادا آزاد مسلمان پیدا ہوا ہے وہ ایسی عورت کا کفو ہے جس کے آباؤ جلاو آزاد مسلمان ہوں اور اگر اس مرد کا دادا آزاد کیا گیا ہو یا کافر ہو پھر مسلمان ہو گیا ہو تو عورت مذکورہ کا کفو ہوگا اور جو مرد آزاد کیا گیا ہے وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جسکی ہاں اصلی حر ہے اور باپ آزاد شدہ ہے اور بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں کوئی ردایت نہیں ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور ذیل قوم کا آزادہ شدہ غلام ایسی عورت کا کفو نہیں ہے جو شریف قوم کی آزاد شدہ باندہ سی ہوا سوا سے کہ دلاہ بمنزلہ نسب کے ہے چنانچہ ہی ہاشم کی آزاد شدہ باندہ سی نے اگر کسی عربی کے آزاد شدہ غلام سے نکاح کیا تو اسکے آزاد کرنے والے کو حق تعرض حاصل ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ بلکہ بنی ہاشم کی آزاد کردہ شدہ باندہ سی قریش کے آزاد کردہ شدہ غلام کی کفو نہیں ہے یہ ہاشمی میں ہے اور شریف قوم کی آزاد شدہ باندہ سی موالی غیر عرب کی کفو ہے یہ ذخیرہ میں ہے اور مجتہدوں کے حق میں کفارت کا اعتبار حریت و اسلام کی راہ سے ہے سوا سے کہ عجمی انہیں دونوں سے باقون سے فخر کرتے ہیں نہ نسب سے یہ یقین میں ہے۔ اور حق عرب میں باپ کا اسلام شرط نہیں ہے یہ محیط میں ہے پس اگر

انصاری و مہاجر برابرونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور جس کا ایک باپ مسلمان گذرا ہے وہ ایسے کا کفو ہوگا جس کے دو یا زیادہ باپ مسلمان گذرے ہوں یہ بدائع میں ہے اور جو مرد خود مسلمان ہوا ہے وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جس کے دو یا تین باپ اسلام میں گذرے ہوں ہاں اپنے مثل عورت کا کفو ہوگا اور یہ حکم ایسی جگہ کے واسطے ہے جہاں زمانہ اسلام و از گذرا ہے اور اگر زمانہ قریب ہو کہ اس بات کا عار نہ گنا جاوے اور یہ امر عیب نہ شمار کیا جاوے تو وہ کفو ہوگا یہ سراج الوماج میں ہے اور جس مرد کے دو باپ اسلام میں آئے ہوں وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جسکی تین پشتیں یا زیادہ اسلام میں گذری ہوں یہ محیط میں ہے۔ اور جو عیاذ باللہ تعالیٰ مرتد ہو کر پھر مسلمان ہو گیا وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جو کبھی مرتد نہیں ہوئی ہے یہ قنینہ میں ہے۔ اور از انجملہ حریت میں کفارت معتبر ہے پس ملوک جیسے ملوک ہو ازادہ عورت کا کفو نہیں ہے اور اسی طرح جس کا باپ آزاد ہوا ہو وہ اصلی آزادہ عورت کا کفو نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور آزاد شدہ مرد اپنے مثل آزاد شدہ عورت کا کفو ہوتا ہے کذا فی شرح الطحاوی اور جس کا باپ آزاد ہوا ہے وہ ایسی عورت کا کفو نہیں ہے جسکی دو پشتیں آزاد سی میں گذری ہوں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور جو مرد اپنے دادا سے آزاد مسلمان ہے لیکن اس کا دادا آزاد مسلمان پیدا ہوا ہے وہ ایسی عورت کا کفو ہے جس کے آباؤ جلاو آزاد مسلمان ہوں اور اگر اس مرد کا دادا آزاد کیا گیا ہو یا کافر ہو پھر مسلمان ہو گیا ہو تو عورت مذکورہ کا کفو ہوگا اور جو مرد آزاد کیا گیا ہے وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جسکی ہاں اصلی حر ہے اور باپ آزاد شدہ ہے اور بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں کوئی ردایت نہیں ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور ذیل قوم کا آزادہ شدہ غلام ایسی عورت کا کفو نہیں ہے جو شریف قوم کی آزاد شدہ باندہ سی ہوا سوا سے کہ دلاہ بمنزلہ نسب کے ہے چنانچہ ہی ہاشم کی آزاد شدہ باندہ سی نے اگر کسی عربی کے آزاد شدہ غلام سے نکاح کیا تو اسکے آزاد کرنے والے کو حق تعرض حاصل ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ بلکہ بنی ہاشم کی آزاد کردہ شدہ باندہ سی قریش کے آزاد کردہ شدہ غلام کی کفو نہیں ہے یہ ہاشمی میں ہے اور شریف قوم کی آزاد شدہ باندہ سی موالی غیر عرب کی کفو ہے یہ ذخیرہ میں ہے اور مجتہدوں کے حق میں کفارت کا اعتبار حریت و اسلام کی راہ سے ہے سوا سے کہ عجمی انہیں دونوں سے باقون سے فخر کرتے ہیں نہ نسب سے یہ یقین میں ہے۔ اور حق عرب میں باپ کا اسلام شرط نہیں ہے یہ محیط میں ہے پس اگر

ایسے نکاح میں دونوں میں تفریق کا وقوع بدون حکم قاضی کے ہوگا اور اگر قاضی نے نسخ نہ کیا تو دونوں میں کسی طرح سے نکاح نسخ ہوگا اور یہ جدائی بدون طلاق ہوگی جتنا بچہ اگر شوہر نے اس کے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت مذکورہ کو کچھ ہنر لیا گیا کہ اس نے المیحا اور اگر مرد نے اس کے ساتھ دخول کر لیا یا خلوت صحیح ہو گئی تو شوہر پر پورا ہنر کی واجب ہوگا اور نفقہ عدت واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی یہ سراج الوداع میں ہے۔ اور قاضی کے واسطے اس مقدمہ کا مرافعہ وہی مرد کرے گا جو اس عورت کے محارم میں سے ہو یعنی جس کے ساتھ کبھی نکاح جائز نہیں ہو سکتا ہے یہ بعض مشایخ کا قول ہے اور بعضے مشایخ کے نزدیک محارم وغیرہ محارم امین کیساں میں جتنا بچہ چکا یا بیٹا اور جو اس کے مثل ہو اس کا مرافعہ کر سکتا ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اور یہ ولایت دوسرے الارحام کے واسطے ثابت ہوگی بلکہ نفع عصابت کے واسطے ثابت ہوگی یہ خلاصہ کی جنس غیاہ البلوغ میں ہے۔ اور اگر کسی عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ دخول کیا اور پھر ولی کی نافرمانی سے قاضی نے دونوں میں تفریق کرادی اور مرد پر ہنر واجب کیا اور عورت پر عدت لازم کر دی پھر مرد نے اس عورت سے عدت میں بدون ولی کے نکاح کیا اور پھر قبل دخول کے قاضی نے دونوں میں تفریق کرادی تو مرد پر عورت کے واسطے دوسرا ہنر پورا واجب ہوگا اور عورت پر از سر نو دوسری عدت واجب ہوگی یہ امام عظیمہ و امام ابو یوسف کا قول ہے یہ امام شری کی شرح مبسوط میں ہے۔ اور اگر عورت نے بدون رضا سے ولی کے غیر کفو سے نکاح کر لیا پھر ولی نے نکاح موصول کیا اور اس کو شوہر کے پاس رخصت کر دیا تو یہ امر اس ولی کی جانب سے رضامندی تسلیم ہوگا اور اگر مرد پر قبضہ کیا اور عورت کو رخصت نہ کیا تو اس میں مشایخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ بھی رضامندی تسلیم ہے اور اگر مرد وصول نہیں کیا ہے لیکن عورت کی وکالت سے عورت کے نفقہ و تقدیر برہر میں اس کے شوہر سے خاصہ کیا تو استعنائاً یہ امر اس کی طرف سے رضامندی تسلیم عقد قرار دیا جائیگا اور یہ اس صورت میں ہے کہ ولی کے ہنر و نفقہ میں شوہر سے خاصہ کرنے سے پہلے غیر کفو ہونا قاضی کے نزدیک ثابت ہو اور اگر قبل اس کے قاضی کے نزدیک یہ اثبات نہ ہو تو تیسرا سا و استعنائاً یہ امر اس کی طرف سے رضامندی تسلیم نکاح ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور ولی اگر جدائی کرانے کے مطالبہ سے خاموش رہے تو اس کا حق نسخ کرانے کا باطل نہ ہو جائیگا اگرچہ زمانہ دراز گزر جاوے لیکن اگر عورت مذکورہ سے بچہ پیدا ہو جاوے تو حق جاتا رہیگا یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے۔ اور جب عورت کے اس غیر کفو سے بچہ پیدا ہو تو اولیاء سے عورت کو حق نسخ حاصل نہ رہیگا لیکن مبسوط شیخ الاسلام میں مذکور ہے کہ اگر عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور ولی کو اس کا حال معلوم ہوا مگر وہ خاموش رہا یا تنک کہ اس سے چند اولاد ہوئیں پھر ولی کی رائے میں آیا کہ مخاصمہ کرے تو اس کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں تفریق کرادے یہ نایاب میں ہے۔ اور اگر عدت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور اولیاء میں سے کوئی ولی رضی ہوا تو پھر اس ولی کو یا جو اس کے مرتبہ میں ہیں اور جو اس سے نیچے درجے کے ہیں حق نسخ حاصل ہوگا مگر جو اس سے اونچے درجے کے ولی ہیں ان کو حق نسخ حاصل رہیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اسی طرح اگر کسی ولی نے اولیاء میں سے خود پر رضامندی عورت کا نکاح کر دیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ولی نے غیر کفو سے اس کا نکاح کر دیا اور مرد نے اس سے دخول کیا پھر شوہر نے اس کو طلاق بائن دیا یہی پھر عورت مذکورہ نے اسی شوہر سے بدون ولی کے نکاح کیا تو ولی کو

بدون طلاق
بغیر کفو
بدون رضای
نہی ہے

شوہر نے اسکا ہر شل پورا کر دیا تو خیر بہتر ہو ورنہ اگر چھوڑا تو دیکھا جائیگا کہ اگر قبل دخول کے چھوڑا ہی تو مرد و مذکور پر کچھ لازم ہوگا اور اگر مرد و مذکور نے اُسکے ساتھ ایسی حالت میں دخول کر لیا ہو کہ وہ مکہ بہرہ و محجبہ و عقی تو یہ امر اُس مرد کی طرف سے اس امر کی رضامندی ہوگی کہ اسکا ہر شل پورا کر لیا اور اگر عورت کی رضامندی سے اُسکے ساتھ دخول کیا ہو تو یہ امر عورت کی طرف سے ہر کسی پر رضامندی ہوگی لیکن امام اعظم کے نزدیک عورت کے اولیاء کو عورت پر اعتراض کا استحقاق ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اولیاء کو یہ اختیار ہوگا۔ یہ سب اُس صورت میں ہو کہ شوہر اُسکا کفو ہو اور اگر شوہر نہ کور اسکا کفو ہو تو عورت کے اولیاء کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں تفریق کرادیں پھر اگر شوہر اُسکے ساتھ دخول کر چکا ہو پس اگر عورت کے اکراہ کی حالت میں دخول کر لیا ہو تو مرد و مذکور پر ہر شل لازم ہوگا اور جو کفو ہونے کے اولیاء کا اعتراض بہنو بابتی رہیگا اور اگر عورت سے اُسکی رضامندی کے ساتھ وطی کی ہو تو ہر سے لازم ہوگا اور اس سے زیادہ وظایا جائیگا اور یہ امر عورت کی طرف سے نکاح پر اسکی رضامندی شمار کیا جائیگا اور اگر عورت کا اپنے اور بدلی کے واسطے قابو دینا عقد کی اجازت ہو جیسے اُس نے یون کہا کہ میں راضی ہوگئی اور ہر دو اختیار جو عورت کے واسطے ثابت تھے یعنی سبب عدم کفو ہونے کے تفریق کرانے کا اور ہر کم ہونے کی وجہ سے پورا کرانے کا یہ دونوں اختیار ساقط ہو جائیں گے لیکن اُسکے اولیاء کو امام اعظم کے نزدیک نقصان ہر وغیرہ کفو ہونے کی وجہ سے تفریق کا نہیں اور صاحبین کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کی وجہ سے تفریق کا اختیار باقی رہیگا اور اگر قبل دخول کے دونوں میں تفریق واقع ہوئی تو شوہر پر کچھ لازم ہوگا یہ کتاب الاکراہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی اولاد و غیر کو غیر کفو کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً اپنے پسیر کو کسی بانڈی کے ساتھ یا دختر کو کسی غلام کے ساتھ بیاہ دیا یا غنیمت فاحش یعنی خسارہ کثیر کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً دختر کو اُسکے ہر شل سے کم پر بیاہ دیا یا پسیر کی جو رد کا ہر زائد باندھا ہو جائز ہو اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہو کہ یہ نہیں ہیں ہو اور صاحبین کے نزدیک زیادتی یا نقصان صرف اسی قدر جائز ہوگا جب قدر لوگ خسارہ اٹھالیتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ اصل نکاح صحیح ہوگا اور اصح یہ ہو کہ صاحبین کے نزدیک نکاح باطل ہوگا گزائے انکافی اور امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول صحیح ہے یہ مضمرات میں ہو اور اس امر پر اجماع ہے کہ ایسا کرنا سوائے باپ و دادا کے دوسرے کی طرف سے نہیں جائز ہو اور نیز قاضی کی طرف سے بھی نہیں جائز ہے یہ فتاویٰ فیاض خان میں ہے اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہو کہ باپ کا یہ فعل اختیار کرنا ازراہ مجانت یا فسق ہو اور اگر براہ فسق مجانت اُسکی طرف سے معلوم ہو تو بالا اجماع نکاح باطل ہوگا اور اسی طرح اگر وہ نفس میں مردوش ہو تو بھی دختر کے حق میں اُسکی تزویج بالا اجماع صحیح ہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر زیادتی یا نقصان صرف اسی قدر ہو کہ جقدر ایسے امور میں لوگ بروہشت کر جاتے ہیں تو بالا اتفاق نکاح جائز ہوگا اور اگر ایسی صورت میں سوائے باپ و دادا کے دوسرے کسی دلی نے کیا تو بھی یہی حکم ہے جو مجتہدین نے لکھا ہے۔

چھٹا باب وکالت نکاح وغیرہ کے بیان میں۔ نکاح کے واسطے وکیل کرنا جائز ہے اگرچہ مجتہد گوامان نہویہ
ساتار خانہ میں تختیں خواہر زادہ سے منقول ہو۔ ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ جس سے تیرا جی چاہے
میرا نکاح کر دے تو اس نے ساتھ نکاح کر لینے کا مختار ہو گا یہ تختیں و مزید میں ہے ایک مرد نے ایک عورت

عورت سے نکاح کرادیا جسکو موکل قبل وکیل کرنے کے بائندہ کرچکا ہو تو نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ موکل نے وکیل سے اس عورت کی بخلی کی شکایت نہ کی ہو یا اور مثل اسکے کسی امر کی شکایت وغیرہ نہ کی ہو اور اگر ایسی عورت سے نکاح کرادیا جسکو موکل نے بعد وکیل کے جدا کیا ہو تو جائز ہوگا یہ کتاب الوکالہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے میرا نکاح کر دے اور جب تو ایسا کر گیا تو عورت مذکورہ کو اپنے امر طلاق کا اختیار اپنے ہاتھ میں ہوگا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرادیا مگر یہ امر اسکے واسطے شرط نہ کیا تو امر طلاق کا اختیار اس عورت کے ہاتھ میں ہو جائیگا اور اگر کہا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا بیاہ کر دے اور اسکے واسطے شرط کر دی کہ جب میں اس سے نکاح کر لوں گا تو اسکا امر طلاق اسکے ہاتھ میں ہوگا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرادیا تو عورت کے اختیار میں امر طلاق نہ ہوگا والا اس صورت میں کہ وکیل مذکور اس کے واسطے نکاح میں شرط کر دے۔ اور اگر عورت نے وکیل کیا کہ کسی مرد سے اسکا نکاح کرادے پس وکیل نے شوہر سے شرط لگائی کہ جب وہ اپنے نکاح میں لائیگا تو امر طلاق عورت مذکورہ کے اختیار میں ہوگا پھر اسکے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور بروقت تزوج کے امر طلاق عورت کے اختیار میں ہو جائیگا موکل کے ساتھ ایسی عورت کا نکاح کر دیا جس سے موکل نے ایلا کر کیا تھا یا وہ موکل کے طلاق کی عدت میں تھی تو وکیل کا نکاح کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر وکیل نے ایسی عورت کا نکاح کر دیا جو غیر کے نکاح یا غیر کی عدت میں ہے۔ خواہ وکیل اس امر کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور موکل نے اس عورت کے ساتھ دخول کر لیا در حالیکہ اسکو اس امر سے آگاہ ہی نہ ہوئی تو دونوں میں تفریق کرادی جائیگی اور موکل پر دوسری اور مثل دونوں میں سے کم مقدار واجب ہوگی اور موکل اس مال کو وکیل سے واپس نہیں لے سکتا ہے اسی طرح اگر انکی جو روکی مان کے ساتھ نکاح کرادیا تو بھی یہ حکم ہوگا۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ ہندو سے یا سلمی سے اسکا نکاح کرادے تو دونوں میں سے جس عورت سے نکاح کرادیا جائز ہوگا اور ایسی جہالت کی وجہ سے تو وکیل باطل نہیں ہوتی ہے اور اگر دونوں میں سے ایک ہی عقد میں نکاح کرادیا تو دونوں میں سے کوئی جائز ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ ایک عورت سے نکاح کرادے اس نے دو عورتوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کرادیا تو دونوں میں سے کوئی موکل کے ذمہ لازم ہوگی اور یہی صحیح ہے کہ ذابے شرح اصحاب الصغیر لقاضیان پھر اگر موکل نے دونوں کا نکاح یا ایک کا نکاح جائز رکھا تو نافذ ہو جائیگا یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر اس نے دو عقدوں میں دونوں سے نکاح کر لیا تو پہلا نافذ ہو جائیگا اور دوسری عورت کا نکاح موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا یہ عینی شرح ہدایہ میں ہے۔ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلا نہ عورت معین سے اسکا نکاح کرادے پس وکیل نے اس عورت معین اور اس کے ساتھ دوسری ایک عورت دونوں سے نکاح کرادیا تو موکل کے واسطے یہ عورت معین لازم ہوگی۔ اور اگر وکیل کیا کہ دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کرادے پس اس نے ایک عورت سے نکاح کر لیا تو جائز ہوگا اسی طرح اگر وکیل کیا کہ ان دونوں عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کرادے پس وکیل نے دونوں میں سے ایک عورت سے نکاح کرادیا تو جائز ہوگا اور عقد میں تفریق کر دینا یہ بخلافت میں داخل نہیں ہے ولو قال لا تزوجنی الا اثین فی عقدہ یعنی موکل نے کہا کہ میرے ساتھ کسی کا نکاح نہ کرادے الا دو عورتوں کا ایک عقد میں پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرادیا تو موکل کے ذمہ لازم ہوگی اسی طرح دو عورتوں کے نکاح کی وکالت میں اگر اس نے اپنے آخر کلام میں کہدیا ہو کہ ایک کے ساتھ بدون دوسرے کے نکاح نہ کرانا تو

بھی یہی حکم ہو کہ اگر اُس نے ایک کے ساتھ کر دیا تو جائز ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ان دونوں بنوں کا میرے
ساتھ نکاح کر دے پس اگر وکیل نے دونوں میں سے ایک کے ساتھ کر دیا تو جائز ہوگا الا اس صورت میں یہ بھی جائز ہوگا
کہ جب اُسے نکاح میں یہ کہہ دیا ہو کہ ایک ہی عقد میں ایسا کر دے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میرے ساتھ ان
دونوں بنوں کا نکاح کر دے پس اگر وکیل نے ایک کے ساتھ نکاح کر دیا تو جائز ہوگا لیکن اگر اُسے کہہ دیا ہو
کہ ایک ہی عقد میں ایسا کر دے تو ناجائز ہوگا اور اگر کہا کہ ان دونوں سے ایک عقد میں نکاح کر دے حالانکہ وہ
دونوں بنوں میں ہیں تو جدا جدا نکاح کر دینا جائز ہوگا لیکن اگر اُسے تعزین سے منع کر دیا تو جائز ہوگا یہ تا آنکہ غایہ
میں ہو۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ فلاں عورت سے اسکا نکاح کر دے پھر وہ عورت شوہر والی نکلی مگر اس کے بعد ہنگام
شوہر مر گیا یا سکو طلاق دیدی اور اسکی عدت گزر گئی پھر وکیل نے اپنے مول کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تو نکاح جائز
ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اگر وکیل کیا کہ میرے کنبے سے میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دے پس
وکیل نے دوسرے کنبے کی عورت سے اسکا نکاح کر دیا تو جائز ہوگا یہ خلاصہ میں ہے ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلاں
عورت سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے اُس کے ساتھ نکاح کر لیا تو وکیل کا نکاح جائز ہوگا پھر وکیل
نے ایک دینیہ تک اُسکو اپنے ساتھ رکھ کر طلاق دیدی اور اسکی عدت نقضی پونے کے بعد مول کے ساتھ اسکا
نکاح کر دیا تو مول کا نکاح جائز ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور اگر وکیل نے اس سے خود نکاح کر لیا بلکہ
خود مول نے اپنے آپ اس سے نکاح کر لیا پھر طلاق دیکر اُسکیا سہ کر دیا پھر وکیل نے مول کے ساتھ اُسکو بیاہ دیا تو
نکاح جائز ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلاں عورت سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے
اُس کے ہنر سے زیادہ کے ساتھ نکاح کر دیا پس اگر یہ زیادتی ایسی ہو کہ کوئی تاخیر و ہرج و مرج نہ ہو تو بظاہر
نکاح جائز ہوگا اور اگر مقدار زیادہ ہو کہ گورابہ بنے اندازہ میں ایسا نہ ہو تو بظاہر نکاح کے نزدیک یہی
حکم ہو اور جس شخص کے نزدیک جائز ہوگا ایک شخص کو وکیل کیا کہ ہر دردم ہر کے عوض کسی عورت کے ساتھ نکاح کر دے
پس وکیل نے اس سے زائد کے عوض نکاح کر دیا پس اگر زیادتی بھول ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر بھول ہر دردم ہر بنوں
یا کم ہر دردم ہر نکاح جائز ہوگا اور عورت مذکورہ کے واسطے ہی مقدار و سبب ہوگی اور اگر اسکا ہنر سے زیادہ ہو تو نکاح
جائز ہوگا جب تک مول اسکی اجازت نہ دیدے اور اگر وکیل نے کوئی چیز معلوم زائد کر دی ہو تو بھی جب تک مول اسکی اجازت
نہ دے جائز نہ ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ فلاں عورت سے جو ہر دردم کے نکاح کر دے پس وکیل
نے دو ہر دردم ہر کے عوض نکاح کر دیا پس اگر مول نے اسکی اجازت دیدی تو نکاح جائز ہو جائیگا۔ اور اگر وکیل نے
تو باطل ہو جائیگا اور اگر مول کو یہ بات معلوم نہ ہوئی یا تا تک کہ عورت کے ساتھ دخول کر لیا تو بھی اسکا خیابا قی رہیگا
کہ چاہے اجازت دے یا نہ دے پس اگر اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا اور مول پر فقط ہر سنی واجب ہوگا اور
اگر مذکور دیا تو نکاح باطل ہو جائیگا پس اگر ہر سنی سے اسکا ہنر لیں کہ ہو تو ہر لیں واجب ہوگا ورنہ ہر سنی واجب ہوگا
اور اگر زیادہ مقدار پر مول کی نارضا مندی کی صورت میں وکیل نے کہا کہ یہ زیادتی میں تاوان رہیگا اور تم دونوں
کا نکاح لازم کر دینا تو اُسکو یہ اختیار ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر وکیل نے عورت کے واسطے ہر سے کسی
ضمانت کر لی اور عورت کو آگاہ کیا کہ مول نے اُسکو ایسا حکم دیا تھا پھر مول نے اسکا کہا کہ میں نے ہر دردم سے زیادہ

کرنے کی اجازت نہیں دی تھی تو زیادتی کی اجازت سے انکار کرنا نکاح مذکور کے حکم دینے سے انکار ہوگا اور موکل پر ہر
واجب ہوگا اور عورت کو اختیار ہوگا کہ وکیل سے مہر کا مطالبہ کرے پھر ہم کہتے ہیں کہ بنا بر روایت کتاب النکاح و
بعض روایات وکالت کے عورت مذکورہ ایسی صورت میں وکیل سے نصف مہر کا مطالبہ کرے گی اور بعض روایات
وکالت کے موافق کل مہر کا مطالبہ کرے گی اور شاخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اختلاف جو اب
سبب اختلاف موضوع مسئلہ کے ہے چنانچہ کتاب النکاح کا موضوع مسئلہ یہ ہے کہ عورت کی درخواست سے قاضی نے
دونوں میں تقریباً کر دی تا آنکہ عورت مذکورہ معلقہ نہیں رہی پس بزم عورت مذکورہ نصف مہر مذکور اصل مسئلہ سے
ساقط ہو گیا کیونکہ فترت قبل دخول کے از جانب زوج باقی گئی اور بعض روایات کتاب الوکالت کا موضوع یہ ہے کہ عورت
مذکورہ نے تفریق کی درخواست نہیں کی بلکہ یہ کہا کہ میں صبر کرتی ہوں یہاں تک کہ شوہر نکاح کا اقرار کرے یا میں
اس امر کے گواہ پاؤں کہ اُس نے نکاح کا حکم دیا تھا پس بزم عورت مذکورہ پورا مہر اصل پر باقی رہا پس پورا مہر قبیل پر بھی
رہیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ سو درم مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کر دے بدین شرط
کہ اس میں سے بیس درم مجھ ہوں اور اسی درم موکل ہوں پس وکیل نے قبل میں درم قرار دیے تو عقد صحیح ہوگا
بلکہ موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا پس اگر موکل نے وکیل کی حرکت سے واقف ہونے سے پہلے وکیل پر
اقدام کیا تو عقد لازم ہوگا یعنی موکل کو اختیار رہیگا اور اگر بعد جاننے کے اقدام کیا تو موکل کا فیصلہ رضامندی قرار
دیا جائیگا۔ ایک عورت نے وکیل کیا کہ دو ہزار درم پر اسکا نکاح کرادے پس وکیل نے ہزار درم پر نکاح کرادیا اور
اُس کے شوہر نے اُس کے ساتھ دخول کر لیا حالانکہ عورت مذکورہ کو وکیل کی اس حرکت سے آگاہی نہ ہوئی تو اُس کو اختیار
رہیگا چاہے نکاح مرد کر دے اور رد کرنے کی صورت میں عورت مذکورہ کو اسکا مہر مثل چاہے جس بقا ہوگا ملیگا
یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے بوض نہر درم کے نکاح کرادے پھر عورت
نے قبول سے انکار کیا یہاں تک کہ وکیل نے اپنے ذاتی کپڑوں میں سے کوئی کپڑا بڑھا دیا تو نکاح مذکور موکل کی
اجازت پر موقوف ہوگا کیونکہ وکیل نے موکل کے حکم کے خلاف کیا ہے اور ایسی مخالفت ہے جس میں شوہر کے حق
میں مضرت ہے کیونکہ اگر یہ کپڑا کسی شخص نے استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو اسکی قیمت شوہر پر واجب ہوگی وکیل پر
واجب نہ ہوگی اس واسطے کہ وکیل نے تبرع کیا ہے اور تبرع پر ضمان نہ ہوگی اور اگر موکل کو معلوم ہو کہ وکیل نے
مہر میں کچھ بڑھا یا ہے یہاں تک کہ اُس نے عورت سے وکیل کر لی تو بھی موکل کو اختیار رہیگا اور وکیل کر لینا وکیل کے فعل
خلاف بر رضامندی نہ ٹھہریگا پس چاہے عورت مذکورہ کو اپنے ساتھ رکھے اور چاہے جدا کر دے پھر اگر جدا کیا تو
عورت کے واسطے اُس کے مہر مثل سے اور وکیل کے مہر سے جو مقدار کم ہو موکل پر واجب ہوگی یہ تجنیس و مزید
میں ہے۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کرادے پس وکیل نے اپنے ذاتی غلام یا کسی بٹا
پر نکاح کرادیا تو زوج صحیح ہوگی اور نافذ ہو جائیگی اور وکیل پر لازم ہوگا کہ جو مہر میں قرار دیا ہے وہ عورت کو
سپرد کرے اور حسب سپرد کرے تو شوہر سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر عورت لے مہر کے غلام پر قبضہ نہ
کیا یہاں تک کہ وہ مر گیا تو وکیل ضامن ہوگا بلکہ عورت مذکورہ اسکی قیمت اپنے شوہر سے لے لی اور اگر وکیل نے ہزار
درم پر اپنے مال سے نکاح کرادیا مثلاً یوں کہا کہ میں نے اپنے ہزار درم مال کے عوض تبرع ساتھ اس عورت کا نکاح

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

کر دیا یا کہا کہ میں نے اپنے ان ہزار درم کے عوض تیرے ساتھ اس عورت کا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور مال مہر شوہر پر واجب ہوگا چنانچہ ہزار درم شمار الیہ کا وکیل سے مطالبہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہوا اور اگر موکل کے غلام پر اس کے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح جائز اور اتھسا نا شوہر پر غلام کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط سہری میں ہوا۔ اور خود غلام مہر منوگا تا وقتیکہ شوہر اس پر راضی ہو جاوے یہ محیط میں ہوا۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے اس کا نکاح کر دے پوچھے پس وکیل نے عورت سے موکل کا نکاح کر کے موکل کی طرف سے عورت کے واسطے مہر کی ضمانت کہی تو جائز ہوگا وکیل اس کو شوہر سے واپس نہیں لے سکتا ہوا یہ مسوطہ میں ہوا۔ وکیل کیا کہ ہزار درم پر کسی عورت سے نکاح کر دے اور اگر اتنے ہزار دے مانے تو ہزار سے دو ہزار تک کے درمیان بڑھاوے پس ایسا ہوا کہ عورت نے انکار کیا پس وکیل نے دو ہزار درم پر نکاح کر دیا تو اصل میں مذکور ہوا کہ یہ جائز اور موکل کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط میں ہوا۔ عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی مرد سے چار سو درم پر اس کا نکاح کر دے پس وکیل نے نکاح کر دیا اور یہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ ایک سال تک رہی پھر شوہر نے کہا کہ وکیل نے میرے ساتھ اس کا نکاح ایک دینار پر کر دیا ہوا اور وکیل نے اپنی تصدیق کی تو دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے انکار کیا کہ عورت مذکورہ نے اس کو ایک دینار پر نکاح کرنے کا وکیل نہیں کیا تھا تو عورت مختار ہوگی چاہے نکاح کو باقی رکھے اور اس کو ایک دینار کے سوا کچھ نہ لے لے لے اور اگر چاہتے ہو تو شوہر پر اس کا مہر مثل واجب ہوگا چاہے حسب قدر ہو اور اس کو نفقہ عدت نہ ملے اور اگر شوہر نے یہ انکار کیا کہ نکاح کیا تو بھی یہ حکم ہو کہ یہ محیط سہری میں ہوا۔ اور یہ حکم اس وقت ہوا کہ مہربان ہو گیا ہو اور اگر ایسا ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اس کا نکاح کر دے پس وکیل نے ایک عورت سے جو شخص اس قدر مہر کے کہ لوگ اپنے اندازہ میں اتنا خسارہ نہ اندہ نسبت مہر مثل کے نہیں اٹھاتے ہیں کر دیا یا عورت نے وکیل کیا کہ کسی مرد سے اس کا نکاح کر دے پس وکیل نے اس قدر قلیل مہر پر کہ لوگ اپنے اندازہ میں بہ نسبت مہر مثل کے اتنا خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں کر دیا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہوگا اور صاحبین نے اس میں خلاف کیا ہوا یہ خلاصہ میں ہوا۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے ہزار درم مہر پر اس کے ساتھ نکاح کر دے پس اس نے پچاس دینار کے عوض عورت کی اجازت سے یا بلا اجازت نکاح کر دیا پھر ہزار درم کے عوض عورت کی اجازت سے یا بلا اجازت نکاح کی تجدید کر دی تو پہلا نکاح دوسرے سے باطل ہو جائیگا اور اگر پہلا نکاح جو شخص عورت سے بلا اجازت عورت ہو اور دوسرے جو شخص پچاس دینار کے بلا اجازت عورت ہو تو پہلا ٹوٹے گا اور اگر دوسرا عقد عورت کی اجازت سے ہو تو پہلا باطل ہو جائیگا یہ کافی میں ہوا۔ مرد نے وکیل کیا کہ کل بعد نظر کے عورت سے میرا نکاح کر دے پس وکیل نے عمل کے روز نذر کے یا کل کے بعد نکاح کیا تو جائز منوگا۔ اور اگر عورت نے بدین شرط وکیل کیا کہ نکاح کر کے نہ کیا تو شہر نے نے پس وکیل نے بدون مہر نامہ لکھا ہے کہ نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا یہ بدینہ کر دی میں ہوا ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری اس دختر کا نکاح ایسے شخص سے کر دے جو ذی علم و دیندار ہو بدشوہر فلان شخص کے پھر وکیل نے ایک مرد ذی علم و دیندار سے بدون مشورہ فلان شخص کے نکاح کر دیا تو جائز ہوگا اس واسطے کہ مشورہ سے انکی غرض یہ ہے کہ نکاح ایسے شخص کے ساتھ واقع ہو جو اس صفت کا ہو پس جب غرض حاصل ہو گئی تو مشورہ کی کچھ حاجت نہ رہی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوا۔ ایک شخص نے دوسرے کو بھیجا کہ فلان شخص سے انکی بیٹی میرے واسطے نکاح کرے پس اس نے

مسئلہ فی بیعت و نکاح
نکاح کر لینا

دختر مذکورہ سے بھیجنے والے کا نکاح کر دیا تو جائز ہو خواہ مہر مثل ہو یا بقیں فاشش ہو یہ سراجیہ میں ہے۔ ایک کے کو وکیل کیا کہ میرے واسطے فلان کی دختر کا خطبہ کرے پس وکیل مذکور دختر مذکورہ کے والد کے پاس آیا اور کہا کہ اپنی دختر مجھے مہر کر دے پس باپ نے جواب دیا کہ میں نے مہر کی پھر وکیل نے دعویٰ کیا کہ میری مراد اُس سے اپنے موکل کے ساتھ نکاح کی تھی پس دیکھنا چاہیے کہ اگر وکیل کا کلام بطور خطبہ تھا اور باپ کی طرف سے جواب بطریق اجماع یعنی منظور کرنے کے ساتھ بطور قبول عقد کے تو دونوں میں اصلاً نکاح منعقد ہوگا اور اگر بطریق عقد تھا تو وکیل کے واسطے نکاح منعقد ہوگا موکل کے واسطے منعقد ہوگا اور اسی طرح اگر وکیل نے یہ کہا ہو کہ میں نے فلان کے واسطے قبول کیا تو بھی یہی حکم ہو کیونکہ ہر گاہ وکیل نے کہا کہ اپنی دختر مجھے مہر کر دے اور باپ نے کہا کہ میں نے مہر کر دیا تو دونوں میں عقد پورا ہو گیا اور اگر وکیل نے کہا کہ اپنی دختر فلان مرد کو مہر کر دے اور باپ نے کہا کہ میں نے مہر کر دیا تو نکاح منعقد ہوگا جب تک وکیل یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کی پس جب وکیل نے کہ دیا کہ میں نے فلان کے واسطے قبول کیا یا کہا کہ میں نے قبول کی یعنی مطلقاً تو دونوں صورتوں میں موکل کے واسطے نکاح منعقد ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دختر کے باپ اور وکیل کے درمیان پیشتر سے مقدمات نکاح موکل کے واسطے گفتگو میں بیان ہو رہے ہوں پھر دختر کے باپ نے وکیل سے کہا کہ میں نے اس قدر مہر پر اپنی دختر کو نکاح میں دیا اور یہ کہ کہا کہ مخاطب کو دیا یا اُس کے موکل کو دیا پس مخاطب نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو مخاطب کے واسطے نکاح منعقد ہوگا یہ تاتار خانہ میں ہے۔ وکیل تزویج کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے دوسرے کو وکیل کرے اور اگر اُس نے وکیل کیا پس دوسرے وکیل نے پہلے وکیل کے حضور میں نکاح کر دیا تو جائز ہوگا یہ کتاب الوکالت تافاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ اس کا نکاح کر دے اور کہا یا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہوگا تو وکیل کو اختیار ہوگا کہ اُسکی تزویج کے واسطے دوسرے کو وکیل کرے اور اگر وکیل اول کو موت آئی اور اُس نے دوسرے مرد کو اُسکے تزویج کے وکالت کی وصیت کی پس دوسرے وکیل نے بعد موت وکیل اول کے اس کا نکاح کر دیا تو جائز ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت یا مرد نے اپنی تزویج کے واسطے دو مردوں کو وکیل کیا پس ایک نے تزویج کی تو عقد جائز ہوگا یہ فتاویٰ تافضیان میں ہے۔ ایک مرد نے کسی مرد کو وکیل کیا کہ فلان عورت مجھ سے اس کا نکاح کر دے اور اسی مطلب کے واسطے ایک دوسرا بھی وکیل کیا اور عورت مذکورہ نے بھی یہی طرح دو وکیل اسی واسطے کیے پھر مرد کے دونوں وکیل اور عورت کے دونوں باہم ملائی ہوئے پس مرد کے ایک وکیل نے ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت کی طرف کے ایک وکیل نے اسکو قبول کیا اور مرد کے دوسرے وکیل نے سو دینار پر نکاح کیا اور عورت کے دوسرے وکیل نے اسکو قبول کیا اور دونوں عقد ایک ہی ساتھ واقع ہوئے یا آگے پیچھے واقع ہوئے گرامین جھگڑا ہوا کہ اول کون ہے اور حالت تجول رہی تو بوض مہر مثل کے نکاح صحیح ہوگا یہ کافی میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے کو وکیل کیا کہ ایک عورت سے اس کا نکاح کر دے پس اُس نے ایک عورت سے نکاح کر دیا پھر وکیل دشوہر میں اختلاط ہوا شوہر نے کہا کہ تو نے مجھے اس عورت کا نکاح کر دیا ہے اور وکیل نے کہا کہ نہیں بلکہ اس دوسری سے نکاح کر دیا ہے تو شوہر کے قول کی تصدیق ہوگی بشرطیکہ عورت اس کے قول کی تصدیق کرے کیونکہ دونوں نے نکاح پر ایک

مخاطب
خطبہ کرنے والا ہے

دوسرے کی تصدیق کی پس دونوں کے تصادق سے نکاح ہو جائیگا۔ اور یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہے کہ تصادق سے نکاح حاصل ہو جاتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت نے ترویج کے واسطے کوئل کیا پھر اسے خود ہی نکاح کر لیا تو کوئل مذکور وکالت سے خارج ہو جائیگا خواہ کوئل کو یہ بات معلوم ہوئی ہو یا نہ ہو اور اگر عورت نے اسکو وکالت سے خارج کیا حالانکہ کوئل اس سے واقف نہ ہو تو وکالت سے خارج نہ ہوگا پھر اگر وہ نکاح کر دیگا تو نکاح جائز ہوگا۔ اور اگر مرد کی طرف سے کسی خاص عورت کے ساتھ ترویج کرنے کا کوئل ہو پھر موکل نے اس عورت کی مان یا بیٹی سے نکاح کر لیا تو کوئل وکالت سے خارج ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے کسی مرد سے ترویج کے واسطے کوئل کیا پھر قبل ترویج کے نکاح فاسد نکاح کر لیا تو بعضے مشائخ بخارانے فرمایا کہ کوئل وکالت سے معزول ہو جائیگا اور یہی امام برہان مرغفایہ نے اختیار کیا ہے اور قاضی برہان یہی فتوے دیتے تھے اور بعضے مشائخ بخارانے فتویٰ دیا کہ معزول نہ ہوگا یہ تانا را غایہ میں فتاویٰ آہو سے منقول ہے۔ اور اگر معینہ عورت سے نکاح کر دینے کا کوئل کیا پھر وہ عورت لغو بابت اللہ تعالیٰ مرتد ہو کر دار الحرب میں جا ملی پھر وہ گرفتار ہو کر آئی اور مسلمان ہو گئی پھر کوئل نے موکل کے ساتھ نکاح کر دیا تو امام غزالی کے نزدیک نکاح جائز ہوگا قال المترجم اور اس میں صاحبین کا خلاف بہینا ہے اصل معروف ہے۔ ایک شخص کی زبان بند ہو گئی پس اس سے ایک شخص نے کہا کہ میں تیری دختر فلانہ کی ترویج کا کوئل چاہتا ہوں اس نے فارسی میں جواب دیا کہ آری آری یعنی ہاں ان اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا پس کوئل نے نکاح کیا تو صحیح ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے ایک شخص کا ایک بیٹا ہے اور اس شخص بیٹے کی دختر ہے پس اس شخص نے اپنے بیٹے کو باکراہ مجبور کیا کہ مجھے اپنی دختر کی ترویج کا کوئل کرے پس بیٹے نے کہا کہ میں مجھے اور تیری فرزند کی دونوں سے بیزار ہوں تو تیرا جی چاہے وہ کہ پس باپ لے جا کر اپنی پوتی کو بیاہ دیا تو شیخ ابو بکر محمد بن افضل نے فرمایا کہ یہ نکاح صحیح ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کو کوئل کیا کہ اس کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دے حالانکہ اس مرد موکل کے نکاح میں چار عورتیں ہیں تو ایسی وکالت ایسے وقت کے واسطے قبول کی جائیگی کہ جب موکل کسی عورت سے نکاح کرنے کا شہدہ اختیار ہو جاوے تب وہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے ہاں طور کہ مثلاً وہ ان چاروں میں سے کسی کو بائن طلاق ویکو الگ کر دے یہ محیط شمسین ہے اور اس امر پر ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ ایک ہی مرد نکاح میں طہن کا کوئل اور جانین کا ولی اور ولی ایک جانب سے اور اہل دوسری جانب سے اور وکیل ایک جانب سے اور اہل دوسری جانب سے اور ولی ایک جانب سے اور وکیل دوسری جانب سے ہو سکتا ہے اور ہاں اگر ایک ہی شخص دونوں جانب سے فضولی یا ایک جانب سے ولی اور دوسری جانب سے فضولی یا اہل ایک جانب سے اور فضولی دوسری جانب سے یا فضولی ایک جانب سے اور وکیل دوسری جانب سے ہو سکتا ہے کہ عقد اجازت پر موقوف رہے یا نہیں تو امام غزالی و امام محمد کے نزدیک نہیں ہو سکتا ہے یہ قاضی خان کی شرح جامع صفیر میں ہے۔ اور اگر ایک فضولی نے عقد باندھا اور دوسرے شخص نے قبول کیا خواہ یہ دوسرا شخص فضولی ہو یا وکیل ہو یا اہل ہو تو عقد کا انعقاد ہوگا مگر جسکی طرف سے فضولی ہے اسکی اجازت پر موقوف رہیگی یہ نہایت میں ہے۔ اور شرط عقد

عقود زوجی
لائے سے فضولی
اسکی اجازت پر

اسی مجلس کے قبول پر موقوف رہتا ہے اور اور اسے اس مجلس کے موقوف نہیں ہوتا یہی سراج الوہاج میں ہر ایک مرد نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے نکلانہ عورت سے نکاح کیا پھر اس عورت کو خبر ہو چکی اور اس نے اجازت دیدی یہ باطل ہے اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اپنے نفس کو نکال کر مرد کے نکاح میں دیا حالانکہ یہ مرد غائب ہے پھر اسکو خبر ہو چکی اور اس نے اجازت دیدی تو عقد جائز ہوگا اور اگر دونوں صورتوں میں غائب عورت یا غائب مرد کی طرف سے کسی فضولی نے قبول کر لیا تو البتہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اجازت پر موقوف رہیگا یہ فاضلخان کی شرح جامع صغیر میں ہے۔ اور نکاح فضولی کی اجازت دینا بقول ثابت ہوتا ہے اور افضل بھی ثابت ہوتا ہے بحوالہ القیاس پس اگر فضولی نے ایک مرد کا نکاح جو غائب ہے ایک عورت سے کر دیا اور یہ بدو ان اجازت مرد کے ہو پھر مرد مذکور کو خبر ہو چکی تو اس نے کہا کہ تو نے خوب کیا یا کہا کہ بھلا اللہ تعالیٰ اس پر برکت دے یا کہا کہ تو نے احسان کیا یا کہا کہ تو براہ چوب گمایا تو یہ الفاظ اجازت میں کتہے فتاویٰ قاضیخان اور یہی مختار ہے اور اسی کو شیخ ابواللیث نے اختیار کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر سیاق کلام سے یہ معلوم ہو جاوے کہ اس نے بطور مستحضر ایسے الفاظ کہے ہیں تو اس صورت میں یہ الفاظ اجازت نہو گے اور اگر لوگوں نے اسکو مبارکباد دی اور اس نے قبول کی تو یہ اجازت ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور حجتہ میں ہے کہ فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہ تائید خانیہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک مرد کے ساتھ ایک عورت کا بدو ان اجازت عورت کے نکاح کر دیا پس عورت نے کہا کہ مجھے تیرا فعل غرض نہ کیا یا فارسی میں کہا کہ مرا خوش نیا مداین کار تو تو یہ مرد نکاح نہیں ہو سکتی کہ اگر اس کے بعد رضی ہو جاوے تو یہ نکاح نافذ ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ مگر کا قبول کرنا اجازت ہے اور یہیہ کا قبول کرنا اجازت نہیں ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور فوائد صاحب المیطین میں ہے کہ اگر مرد کے فضولی سے کہا کہ تو نے مجھ کو نکاح کی اجازت ہو ایسا ہی امام محمد سے مروی ہے اور نظامہ الرذائیہ کے موافق یہ کلام مرد نکاح ہے اور اسی پر فتوے ہیں۔ اور فعل کے ساتھ اجازت یہ ہے کہ عورت کا مہر اسکو بھیج دے اور آیا شرط ہو کہ عورت کو مہر پہنچ جاوے یا نہیں تو ایام طہیر الدین نے فرمایا کہ شرط ہے اور مولانا اور قاضی امام فخر الدین نے فرمایا کہ نہیں شرط ہے۔ اور اگر عورت کے ساتھ خلوت کی پس آیا یہ اجازت ہے تو مولانا نے فرمایا کہ اجازت ہے اور بعض نے فرمایا کہ نفس خلوت اجازت نہیں ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ بدو ان اجازت عورت کے بیاہ دیا پھر عورت کو خبر ہو چکی پس عورت نے کہا کہ باک نیست یعنی کچھ ڈر نہیں ہے تو یہ اجازت ہے ایسا ہی فقیہ ابواللیث نے ذکر فرمایا ہے اور فقیہ ابو جعفر اس پر فتوے دیتے تھے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر فضولی نے چار عورتیں ایک عقد میں اور تین عورتیں ایک عقد میں زید کے ساتھ بیاہ دیں پس زید نے ایک فریق میں سے ایک عورت کو طلاق دیدی تو اسی فریق کے نکاح کی اجازت ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر فضولی نے ایک مرد سے دس عورتوں کا نکاح مختلف عقدوں میں کیا اور ان دسوں عورتوں کو خبر ہو چکی اور انھوں نے سب نے اجازت دی تو تین دسویں عقد کی دو تون عورتیں جائز ہوں گی اور علی ہذا دس مردوں میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی دختر کا نکاح ایک مرد سے کیا اور یہ سب عورتیں بالغہ ہیں پس سبھوں نے نکاح جائز رکھا تو تین دسویں کا نکاح جائز ہوگا اور اگر گیارہ مرد ہوں تو اخیر کی تین عورتوں کا جائز ہوگا اور اگر بارہ مرد ہوں تو چار عورتوں کا نکاح جائز ہوگا اور اگر تیرہ مرد ہوں

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

وہی حکم ہے جو ایک ہی ساتھ اجازت کا کلام نہ نکلنے کی حالت میں ہر ایک کے دونوں نکاحوں کی اجازت دینے کا حکم ہے یعنی دونوں میں سے ہر ایک نے آگے پیچھے دونوں نکاحوں کی اجازت دیدی اور اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں نکاحوں میں سے ایک نکاح لا محالہ نافذ ہو جائیگا۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے ان دونوں نکاحوں میں سے غیر معین ایک نکاح کی اجازت دی مثلاً مرد نے کہا کہ میں نے دونوں میں سے ایک نکاح کی اجازت دی یا کہا کہ میں نے اس نکاح کی یا اس دوسرے نکاح کی اجازت دی تو اس مسئلہ میں عورت کی اجازت چار صورتوں سے خالی نہیں اول آنکہ عورت نے کہا کہ میں نے اس نکاح کی اجازت دی جسکی شوہر نے اجازت دی ہو حالانکہ دونوں کے کلام ایک ہی ساتھ دونوں کے منہ سے نکلے تو اس صورت میں دونوں میں سے ایک نکاح جائز ہوگا دوسرے آنکہ عورت نے کہا کہ میں نے اس نکاح کے سوا کسی شوہر نے اجازت دی ہو دوسرے نکاح کی اجازت دی اور دونوں کے کلام ایک ہی ساتھ نکلے تو اس صورت میں دونوں نکاح ٹوٹ جائیں گے تو آنکہ عورت نے کہا کہ میں نے دونوں نکاحوں کی اجازت دی تو اس کا حکم یہ ہے جو در صورتیکہ اس نے کہا کہ جسکی شوہر نے اجازت دی ہو اسکی میں نے اجازت دی مذکور ہوا ہو یعنی دونوں میں سے ایک نکاح جائز ہوگا۔ چہاں آنکہ عورت نے کہا میں نے دونوں میں سے ایک نکاح کی اجازت دی یا کہا کہ میں نے اسکی اجازت دی جیسے کہ شوہر نے کہا ہے اور دونوں کے کلام ایک ساتھ ہی نکلے تو مذکور ہے کہ دونوں میں سے کسی نے ابھی تک کچھ اجازت نہیں دی ہے اور دونوں کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے ایک نکاح جیسے چاہیں اتفاق کر لیں اور چاہیں دونوں کو فسخ کر دیں کذا فی الذخیرہ اور اگر عورت نے مثلاً کہا کہ میں نے ایک کی اجازت دیدی اور دوسرے نے اسے بعد کہا کہ میں نے ایک کی اجازت دیدی تو امام عظیم کے نزدیک نکاح جائز ہوگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ ایک فضولی نے ایک غلام سے دو عورتوں کا نکاح ایک عقد میں کیا پھر دو عورتوں کا نکاح ایک عقد میں کیا اور یہ سب عورتوں کی رضامندی سے کیا پھر وہ غلام آزاد ہو گیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دو عورتوں کے نکاح کی اجازت دے چاہے پہلے فریق کی دونوں عورتوں کے نکاح کی اجازت دے اور چاہے دوسرے فریق کی دونوں عورتوں کے نکاح کی اجازت دے اور چاہے پہلے فریق کی ایک کے نکاح کی اور دوسرے فریق کی ایک کے نکاح کی اجازت دے اور اگر تین کے نکاح کی اجازت دی تو سب باطل ہو گئے اور اگر چوتھی کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا اور اگر سب نکاح ایک ہی عقد میں واقع ہوئے ہوں تو اسکی اجازت کبھی نہیں ہو سکتی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر غلام نے بدون اجازت بولی سب تین عورتوں سے تین عقدوں میں نکاح کیا پھر مولے نے سب کی اجازت دیدی تو تیسرے عقد والی عورت جائز ہوگی یہ عتبار میں ہے اور اصل یہ ہے کہ حق محل میں اجازت بمنزلہ انشاء عقد کے ہے پس اگر محل ایسا ہو کہ انشاء عقد میں اسکا جمع کرنا صحیح نہ ہو تو بحالت اجازت و امضا سے عقد بھی صحیح نہ ہوگا اور اگر بانشاء عقد صحیح ہو تو باجازت بھی صحیح ہوگا۔ ایک مرد نے دوسرے مرد کے ساتھ بدون اجازت کے دو صغیرہ کا نکاح ایک ہی عقد میں بدون دونوں کے باپوں کی اجازت کے کر دیا اور ان دونوں صغیرہ کی طرف سے کوئی قبول کرنے والا ہو گیا پھر ایک عورت نے ان دونوں صغیرہ کو دودھ پلایا پھر جب شوہر کو خبر ہوئی تو اس نے ان دونوں میں سے ایک کے نکاح کی اجازت دی اور اس صغیرہ کے باپ نے بھی اجازت دی تو نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر ایک عورت مذکورہ نے دونوں میں سے

کے اس عقد سے عقد
لیجئے اس عقد کو جو غیر ہے

یہ اگر آزاد جاری کرنا۔
انشاء از شوہر و پیر اگر کرنا۔

ایک کو دودھ پلایا پھر وہ مرگئی پھر دوسری دختر کو دودھ پلایا پھر شوہر نے خبر پہنچنے پر اس کے نکاح کی اجازت دی اور اس کے باپ نے بھی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر ہر دو صغیرہ کا نکاح دونوں کے دیوں کے علیحدہ علیحدہ عقد میں کیا پھر دونوں رضاعی بہنیں ہو گئیں پھر شوہر نے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا۔ دو صغیرہ دونوں چچا زاد بہنیں ہیں اور دونوں کا نکاح اس کے چچا نے ایک مرد سے بدن انگلی اجازت کے کر دیا اور علیحدہ علیحدہ عقد میں کیا پھر ایک عورت نے ان دونوں کو دودھ پلایا پھر شوہر نے دونوں میں سے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہ ہوگا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کا ایک چچا اسکا ولی ہو اور باقی سلسلہ کالم رہے پھر شوہر نے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا۔ اور اگر وہ باندیوں سے دونوں کی رضامندی سے ایک ہی عقد میں دونوں اجازت اس کے مولیٰ کے نکاح کر لیا پھر مولیٰ نے ان دونوں میں سے خاص ایک کو آزاد کیا پھر مولیٰ کو نکاح کی خبر پہنچی پس اس نے باندی کے نکاح کی اجازت دیدی تو نکاح جائز نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر فضولی نے کسی مرد کے ساتھ دو باندیوں کا نکاح انکی اور اس کے مولیٰ کی اجازت سے کر دیا پھر مولیٰ نے دونوں میں سے ایک کو آزاد کر دیا پھر شوہر کو خبر پہنچی اس نے باقی باندی کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہ ہوگا اور اگر آزاد شدہ باندی کے نکاح کی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر مولیٰ نے دونوں کو ایک ہی ساتھ آزاد کر دیا پھر شوہر نے دونوں یا ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا اور اگر مولیٰ نے یوں کہا کہ فلاں باندی آزاد ہو اور فلاں باندی آزاد ہو یا ایک کو آزاد کیا اور چپ رہا پھر دوسری کو آزاد کیا پھر شوہر کو خبر پہنچی تو اس نے ایک ساتھ یا آگے پیچھے دونوں کے نکاح کی اجازت دی تو پہلی آزاد شدہ کا نکاح جائز ہوگا دوسری کا جائز نہ ہوگا اور اگر نکاح دو عقد میں واقع ہوا ہو پس اگر دونوں باندیاں دو مولیٰ کی لینے ہر ایک کی ایک ایک ہو اور دونوں میں سے ایک نے اپنی باندی کو آزاد کیا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ چاہے جس کے نکاح کی اجازت دے جائز ہوگا اور اگر دونوں ایک ہی شخص کی ملک ہو تو آزاد شدہ کا نکاح صحیح ہوگا باندی کا صحیح نہ ہوگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر ایک مرد کے بیٹے آزاد عورت ہو اور ایک فضولی نے ایک باندی سے اسکا نکاح کر دیا پھر عورت آزادہ مرگئی یا فضولی نے اسکی جو رد کی بہن سے نکاح کر دیا پھر اسکی جو رد مرگئی تو مرد مذکور کو اجازت نکاح دینے کا اختیار نہیں ہے اسی طرح اگر اس کے بیٹے چار عورتیں ہوں اور فضولی نے پانچوں سے نکاح کر دیا پھر ان چاروں میں سے ایک مرگئی تو مرد مذکور فضولی دے نکاح کی اجازت نہیں دے سکتا ہے اور اگر فضولی نے ایک ساتھ ہی پانچ عورتوں سے نکاح کر دیا تو اسکو بعض کے نکاح کی اجازت دینے کا اختیار نہ ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ ایک آزاد مرد کے بیٹے ایک عورت ہر اس کے ساتھ ایک فضولی نے بلا اجازت چار عورتوں سے نکاح کر دیا پھر اسکو خبر پہنچی پس اس نے بعض کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہ ہوگا اور اگر علیحدہ علیحدہ عقد میں ہر ایک کا چاروں میں سے نکل کر کیا اور مرد مذکور نے بعض کی اجازت دیدی تو جسکی اجازت دی ہو وہ نکاح جائز ہوئے لیکن اگر اس نے اس صورت میں کل کے نکاح کی اجازت دی تو ناجائز اور سب کے نکاح باطل ہو جائینگے حتیٰ کہ اگر اس کے بعد اس نے بعض کے نکاح کی اجازت دی تو بعض بھی ناجائز نہ ہونگے اور اگر قبل اجازت کے اسکی جو رد مرگئی پھر مرد نے چاروں کے نکاح کی اجازت دی خواہ چاروں کا عقد واحد میں نکاح کیا ہو

ایک کو دودھ پلایا پھر وہ مرگئی پھر دوسری دختر کو دودھ پلایا پھر شوہر نے خبر پہنچنے پر اس کے نکاح کی اجازت دی اور اس کے باپ نے بھی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر ہر دو صغیرہ کا نکاح دونوں کے دیوں کے علیحدہ علیحدہ عقد میں کیا پھر دونوں رضاعی بہنیں ہو گئیں پھر شوہر نے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا۔ دو صغیرہ دونوں چچا زاد بہنیں ہیں اور دونوں کا نکاح اس کے چچا نے ایک مرد سے بدن انگلی اجازت کے کر دیا اور علیحدہ علیحدہ عقد میں کیا پھر ایک عورت نے ان دونوں کو دودھ پلایا پھر شوہر نے دونوں میں سے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہ ہوگا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کا ایک چچا اسکا ولی ہو اور باقی سلسلہ کالم رہے پھر شوہر نے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا۔ اور اگر وہ باندیوں سے دونوں کی رضامندی سے ایک ہی عقد میں دونوں اجازت اس کے مولیٰ کے نکاح کر لیا پھر مولیٰ نے ان دونوں میں سے خاص ایک کو آزاد کیا پھر مولیٰ کو نکاح کی خبر پہنچی پس اس نے باندی کے نکاح کی اجازت دیدی تو نکاح جائز نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر فضولی نے کسی مرد کے ساتھ دو باندیوں کا نکاح انکی اور اس کے مولیٰ کی اجازت سے کر دیا پھر مولیٰ نے دونوں میں سے ایک کو آزاد کر دیا پھر شوہر کو خبر پہنچی اس نے باقی باندی کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہ ہوگا اور اگر آزاد شدہ باندی کے نکاح کی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر مولیٰ نے دونوں کو ایک ہی ساتھ آزاد کر دیا پھر شوہر نے دونوں یا ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا اور اگر مولیٰ نے یوں کہا کہ فلاں باندی آزاد ہو اور فلاں باندی آزاد ہو یا ایک کو آزاد کیا اور چپ رہا پھر دوسری کو آزاد کیا پھر شوہر کو خبر پہنچی تو اس نے ایک ساتھ یا آگے پیچھے دونوں کے نکاح کی اجازت دی تو پہلی آزاد شدہ کا نکاح جائز ہوگا دوسری کا جائز نہ ہوگا اور اگر نکاح دو عقد میں واقع ہوا ہو پس اگر دونوں باندیاں دو مولیٰ کی لینے ہر ایک کی ایک ایک ہو اور دونوں میں سے ایک نے اپنی باندی کو آزاد کیا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ چاہے جس کے نکاح کی اجازت دے جائز ہوگا اور اگر دونوں ایک ہی شخص کی ملک ہو تو آزاد شدہ کا نکاح صحیح ہوگا باندی کا صحیح نہ ہوگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر ایک مرد کے بیٹے آزاد عورت ہو اور ایک فضولی نے ایک باندی سے اسکا نکاح کر دیا پھر عورت آزادہ مرگئی یا فضولی نے اسکی جو رد کی بہن سے نکاح کر دیا پھر اسکی جو رد مرگئی تو مرد مذکور کو اجازت نکاح دینے کا اختیار نہیں ہے اسی طرح اگر اس کے بیٹے چار عورتیں ہوں اور فضولی نے پانچوں سے نکاح کر دیا پھر ان چاروں میں سے ایک مرگئی تو مرد مذکور فضولی دے نکاح کی اجازت نہیں دے سکتا ہے اور اگر فضولی نے ایک ساتھ ہی پانچ عورتوں سے نکاح کر دیا تو اسکو بعض کے نکاح کی اجازت دینے کا اختیار نہ ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ ایک آزاد مرد کے بیٹے ایک عورت ہر اس کے ساتھ ایک فضولی نے بلا اجازت چار عورتوں سے نکاح کر دیا پھر اسکو خبر پہنچی پس اس نے بعض کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہ ہوگا اور اگر علیحدہ علیحدہ عقد میں ہر ایک کا چاروں میں سے نکل کر کیا اور مرد مذکور نے بعض کی اجازت دیدی تو جسکی اجازت دی ہو وہ نکاح جائز ہوئے لیکن اگر اس نے اس صورت میں کل کے نکاح کی اجازت دی تو ناجائز اور سب کے نکاح باطل ہو جائینگے حتیٰ کہ اگر اس کے بعد اس نے بعض کے نکاح کی اجازت دی تو بعض بھی ناجائز نہ ہونگے اور اگر قبل اجازت کے اسکی جو رد مرگئی پھر مرد نے چاروں کے نکاح کی اجازت دی خواہ چاروں کا عقد واحد میں نکاح کیا ہو

یا عقد و متقرر قد میں کیا ہو بہر حال اجازت سے کوئی عقد جائز نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی دختر بالغہ کو کسی مرد غائب کے ساتھ بیاہ دیا اور مرد غائب کی طرف سے ایک فضولی نے قبول کیا پھر قبل اجازت مرد غائب کے عورت کا باپ مر گیا تو اسکی موت سے نکاح باطل نہ ہوگا۔ ایک مرد نے اپنے پسر بالغ کا نکاح ایک عورت سے بدون اجازت پسر مذکور کے باندہ ہا پھر قبل اجازت کے بیٹا مجنون ہو گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ باپ کو یوں کہنا چاہیے کہ میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے نکاح کی اجازت دے دی یہ فتاویٰ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے بھائی کی دختر اپنے پسر کے ساتھ بیاہ دسی حالانکہ یہ دونوں صغیر ہیں اور بھائی کی دختر کا باپ موجود ہے پھر قبل اجازت نکاح کے نکاح باپ مر گیا پھر چچا نے قبل بلوغ دختر مذکورہ کے اس نکاح کی اجازت دیدی تو اجازت صحیح اور نکاح نافذ ہوگا اسی طرح اگر کسی مرد نے اپنے پسر بالغ کا نکاح بدون اسکی اجازت کے ایک عورت سے کر دیا اور ہنوز پسر مذکور بالغ نہوا تھا کہ وہ مضوہ ہو گیا پھر باپ نے اس نکاح کی اجازت دے دی تو جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر غلام نے بدون اجازت مولیٰ کے نکاح کیا پھر قبل اجازت کے وہ اس مولیٰ کی ملک سے نکلتے دوسرے مولے کی ملک میں داخل ہوا پھر دوسرے مولے نے نکاح کی اجازت دی تو اجازت صحیح اور نکاح نافذ ہوگا اور اسی طرح اگر باندی نے بدون اجازت مولے کے اپنا نکاح کر لیا پھر اس مولیٰ کی ملک سے نکلتے دوسرے کی ملک میں داخل ہوئی خواہ بطریق بیع کے یا بوجہ ہبہ یا وارث لے پس اگر یہ باندی اس دوسرے مالک کے واسطے حلال نہ ہو مثلاً یہ صورتیں ہوں کہ ایک جماعت اسکی وارث ہوئی یا فقط بیٹا وارث ہو اگر باپ نے اس باندی سے وطی کر لی تھی یا مولائے اول نے ایک جماعت کے ہاتھ بیچ کیا یا انکو ہبہ کر دی یا اپنے پسر کے ہاتھ بیچ یا ہبہ کی مگر باپ اس سے وطی کر چکا ہو تو اسی صورت میں دوسرے مولے کی اجازت سے نکاح جائز ہو سکتا ہے اور اگر دوسرے ولی کے واسطے باندی حلال ہو باین طور کہ مولائے اول نے کسی زانیہ کے ہاتھ بیچ یا اسکو ہبہ کیا یا اپنے پسر کے ہاتھ بیچ یا ہبہ کی مگر خود اس سے وطی نہیں کر چکا ہو یا فقط بیٹا اسکا وارث ہو اور حالیکہ باپ میت اس سے وطی نہیں کر چکا ہو تو اسی حالت میں دوسرے مولیٰ کی اجازت ناجائز اور اس اجازت سے نکاح جائز نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ متصلاات این باب مسائل الفسخ جائنا چاہیے کہ نکاح منہج جانے کے بعد اس کے صحیح کرنے والے چار طرح کے لوگ ہوتے ہیں اول ایسا عقد باندہ سننے والا جو قبول یا بفعل کسی طرح فسخ کا اختیار نہیں رکھتا ہو اور یہ فضولی ہے۔ پس اگر فضولی نے ایک مرد کا نکاح بدون اسکی اجازت کے کسی عورت سے کر دیا پھر کہا کہ میں نے عقد کو فسخ کیا تو فسخ نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر انسی عورت کی بہن سے اسکا نکاح باندہ ہوا تو دوسرا نکاح مرد کی اجازت پر موقوف ہوگا اور یہ نکاح اول کا فسخ نہ ہوگا۔ دوم وہ عاقد ہو جو قبول سے فسخ کر سکتا ہو اور فعل سے فسخ نہیں کر سکتا ہو اور یہ وکیل ہے چنانچہ اگر ایک شخص نے کسی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ فلاں عورت معینہ کا نکاح کر دے پس اس نے اس عورت سے نکاح کر دیا اور عورت کی طرف سے کسی فضولی نے قبول کیا تو اس وکیل کو اختیار ہے کہ قول سے نکاح فسخ کر دے یعنی کے کہ میں نے یہ نکاح فسخ کیا۔ اور اگر وکیل مذکور نے اس عورت کی بہن کے ساتھ بھی مولیٰ کا نکاح کر دیا تو عقد اول فسخ نہ ہوگا یہ فتاویٰ میں ہے اور اگر وکیل مذکور نے بعینہا اسی عورت سے دوسرا نکاح کر دیا

قصہ کا نتیجہ
کہ باطل ہے

تو عقد اول ٹوٹ جائیگا یہ محض اس شخص میں ہے۔ اور سوم وہ عاقد جو قبل فعل نکاح کر سکتا ہے اور بقول نسخ نہیں کر سکتا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کے ساتھ بدون اسکی اجازت کے ایک عورت کا نکاح کر دیا پھر شوہر نہ کر نے اس فضولی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دے اور کسی عورت کو عین نہ کیا پس وکیل مذکور نے اس عورت کی بہن کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تو پہلا نکاح نسخ ہو جائیگا حالانکہ اگر وہ اس نکاح کو بقول نسخ کرے تو نسخ صحیح نہیں ہے۔ چارم وہ عاقد جو قول دخل دونوں طرح سے نسخ کر سکتا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ایک مرد نے دوسرے کو کسی عورت سے بطور غیر عین نکاح کرنے کا وکیل کیا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کر دیا اور عورت کی طرف سے ایک فضولی نے قبول کیا پس اگر وکیل اس عقد کو نسخ کرے تو نسخ صحیح ہو اور اگر وکیل نے اس عورت کی بہن سے بھی موکل کا نکاح کر دیا تو عقد اول نسخ ہو جائیگا یہ فتاویٰ تاضی خان میں ہے پس باب نکاح میں فضولی کو قبل اجازت کے رجوع کا اختیار نہیں ہوتا ہے اور وکیل کو نکاح موقوف کی صورت میں قول و فصل دونوں سے رجوع کا اختیار ہوتا ہے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر زید کے ساتھ فضولی نے ایک عورت کا نکاح کر دیا پھر زید نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے اس نکاح کی اجازت دیدی پھر اسکو نسخ کیا تو بنا بر روایت جامع کے اسکا نسخ کرنا صحیح نہوگا اور اگر اسی عورت کی بہن کا با اجازت بہن کے موکل کے ساتھ نکاح کر دیا تو پہلا نکاح باطل ہو جائیگا۔ اور اگر مطلق نکاح کے واسطے دو وکیل ہوں تو ایک وکیل کے باندے سے عقد موقوف کو قصد اور دوسرا باطل نہیں کر سکتا ہے وکیل اگر ایسا فعل کرے کہ اس عورت کی بہن سے موکل کا نکاح کر دے یا دوسرے نہر پر پہلے نکاح کی تجدید کرے تو پہلا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ عنایت میں ہے۔ اور اگر زید نے ایک عورت سے بدون اجازت عورت مذکورہ کے نکاح کیا پھر کسی کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے اپنے قول سے فعل زید کو نسخ کیا تو نہیں صحیح ہوگا اور اگر وکیل نے اسی عورت کی بہن سے زید کا نکاح کر دیا تو نکاح اول ٹوٹ جائیگا۔ اور اگر وکیل نے موکل کے ساتھ ایک ہی عقد میں دو عورتوں کا نکاح کر دیا کہ ان دونوں میں سے ایک عورت زید کی نکاح والی کی بہن ہے یا ایک ہی عقد میں چار عورتوں سے نکاح کر دیا تو پہلا نکاح نسخ نہوگا یہ محض اس شخص میں ہے

ساتواں باب۔ ہر کے بیان میں اس میں چند فصلیں ہیں **فصل اول** اس نے مقدار ہر کے بیان میں اور جو چیزیں ہر ہو سکتی ہیں اور جو چیزیں نہیں ہو سکتی ان کے بیان میں۔ کم سے کم مقدار ہر دس درم ہے خواہ کہ دارم ہوں یا نہ ہوں چنانچہ دس درم وزن کی خالی چاندی پر ہر جائز ہے اگرچہ ہر مقدار چاندی کی قیمت بہ نسبت دس درم کے کم ہو قیمتیں میں ہے۔ اور سواے درم کے جو چیزیں وہ وقت عقد کی قیمت کے حساب سے درم ہوں کی قائم مقام رکھی جائیگی یہ ظاہر الروایہ کے موافق ہے چنانچہ اگر کپڑے یا کیلی یا دوزی چیز پر نکاح کیا اور اس چیز کی قیمت وقت عقد کے دس درم ہے تو نکاح جائز ہوگا اگرچہ قبضہ کرنے کے دن اسکی قیمت دس درم سے گھٹ گئی ہو پس عورت کو رد کر دینے کا اختیار نہوگا اور اگر اس کے برعکس ہو کہ وقت عقد کے دس سے کم ہو اور وقت قبضہ کے نسخ زیادہ ہو گیا کہ دس درم قیمت ہو گئی تو وقت عقد کے جب قدر کی تھی وہ عورت کو دلائی جائیگی اگرچہ وقت قبضہ کے پوری دس درم قیمت ہے یہ نہر الفائق میں ہے اور اگر کپڑے کا کسی جز میں نقصان ہو جانے سے

قبضہ سے پہلے اسکی قیمت میں نقصان آگیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے اسی ناقص کو لے لے یا اسکی قیمت کس نہی
 لے لے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور واضح ہو کہ ہر ایسی چیز جو مال متقوم ہو مہر ہو سکتی ہے۔ اور منافع بھی مہر ہو سکتے ہیں
 مگر بات یہ ہے کہ اگر شوہر مرد آزاد ہو اور اس نے عورت سے اس منافع پر نکاح کیا کہ میں میری خدمت کروں گا تو
 امام اعظم کو امام ابو یوسف کے نزدیک ہر مثل کا حکم دیا جائیگا اور نکاح جائز ہوگا یہ ظہیر میں ہے اور اگر عورت سے
 اپنے سوا کسی دوسرے آزاد کی خدمت پر نکاح کیا پس اگر اس غیر کے حکم سے نواور نہ اسنے اجازت دی تو
 اسکی خدمت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر غیر مذکور کے حکم سے ہو پس اگر کوئی خدمت معین ایسی ہو کہ جس سے بے
 پردگی و فتنہ سے بچاؤ نہیں ہو سکتا ہے تو واجب ہے کہ منع کی جاوے اور اسکو خدمت مذکورہ کی قیمت دیاوے اور اگر
 ایسی خدمت نہ ہو تو اس خدمت کا ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر خدمت غیر معین ہو بلکہ اس غیر مذکور کے منافع پر نکاح کیا حتی
 کہ عورت مذکورہ ہی اس غیر مذکور سے خدمت لینے کی مستحق ہوئی کیونکہ یہ ابصر خاص ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ
 نے ایسی خدمت لینے شروع کی جسکی صورت مثل اول کے ہو تو اسکا حکم مثل حکم اول کے ہوگا اور اگر بطور صورت
 دوم ہو تو اسکا حکم مثل صورت دوم کے ہوگا یہ نسخ القدیر میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت سے اپنے غلام
 باندی کی خدمت پر نکاح کیا تو صحیح ہے یہ نہر الفائق میں ہے اور اگر شوہر غلام ہو تو شوہر کو اسکی خدمت جائز ہے
 یہ بالا جماع ہے کہ ذائقے محیط سرخسی اور اگر کسی عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ اسکو قرآن شریف تعلیم کروں گا تو
 عورت مذکورہ کو اسکا ہر مثل ملیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ عورت
 مذکورہ کی بکریاں چاؤ گیایا اسکی زمین میں زراعت کر دیا تو ایک روایت میں نہیں جائز ہے اور ایک روایت میں
 جائز ہے کہ ذائقے محیط سرخسی اور روایت اول کتاب الاصل و اجماع کی ہے اور وہی اصح ہے کہ ذائقے نہر الفائق
 اور یہ خطا ہے صواب یہ ہے کہ بالا جماع یہ خدمت جو مہر قرار دی ہو ادا کرے بیل قصہ موسیٰ و شعیب علیہما السلام
 کے اور اگر کوئی کہے کہ وہ موسیٰ و شعیب کی شریعت میں تھا علیہما السلام اور ہم امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو
 جواب یہ ہے کہ پہلے ابنیہا علیہم السلام کی شریعت جسکو اللہ تعالیٰ دے اسکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی نوع
 انکار کے بیان فرمایا ہووے ہمیر لازم ہے یہ کافی میں ہے اور اگر حلال و حرام احکام کی تعلیم مانج و عمرہ وغیرہ عبادت
 کو مہر قرار دیا تو ہمارے نزدیک تسمیہ نہیں صحیح ہے۔ پھر واضح ہو کہ تسمیہ میں اصل یہ ہے کہ جب تسمیہ صحیح ہو جاوے
 و مقرر ہو جاوے تو وہی سہی واجب ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر مہر سے دس درم یا زیادہ ہو تو عورت کو بس یہی
 ملیگا اسکے سوا کچھ نہ ہوگا اور اگر دس سے کم ہو تو ہمارے اصحاب ثلاثہ کے نزدیک دس پورے کو دیے جائینگے
 اور اگر تسمیہ فاسد یا متزلزل ہو تو مہر مثل واجب ہوگا اور اگر مہر یہ قرار دیا کہ عورت مذکورہ کو اسکے شہر سے باہر
 نہ لیجا جائیگا یا اسکے اوپر دوسرا نکاح نہ کر لیا تو یہ تسمیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ امر مذکور مال نہیں ہے اور اسی طرح
 اگر مسلمان مرد نے مسلمان عورت سے مردار یا خون یا خمر یا سویر پر نکاح کیا تو تسمیہ نہیں صحیح ہے اور اگر اعیان
 مال کے منافع پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح کیا مگر اسنے اپنے دار کی سکونت واسطے جانور یا سواری کی سواری
 دیا یا بردار سی و زراعت کی زمین دینے وغیرہ پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح قرار دیا تو تسمیہ صحیح ہے یہ
 برائے میں ہے۔ اور اگر غلام نے اپنے مولے کی اجازت سے اپنے ربہ پر کسی باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے

نکاح
 صحیح ہے

نکاح
 صحیح ہے

تو عقد اول ٹوٹ جائیگا یہ محیطاً سرخسی میں ہے۔ اور سوم وہ عاقد جو بیل منہ کر سکتا ہے اور بقول شخص نہیں کر سکتا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کے ساتھ بدون اسکی اجازت کے ایک عورت کا نکاح کر دیا پھر شوہر مذکور نے اس فضولی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دے اور کسی عورت کو معین نہ کیا پس وکیل مذکور نے اس عورت کی بہن کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تو پہلا نکاح منہ ہو جائیگا حالانکہ اگر وہ اس نکاح کو بقول منہ کرے تو منہ صحیح نہیں ہے۔ چارم وہ عاقد جو قول دخل دونوں طرح سے منہ کر سکتا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ایک مرد نے دوسرے کو کسی عورت سے بطور غیر معین نکاح کرنے کا وکیل کیا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کر دیا اور عورت کی طرف سے ایک فضولی نے قبول کیا پس اگر وکیل اس عقد کو منہ کرے تو منہ صحیح ہو اور اگر وکیل نے اس عورت کی بہن سے بھی موکل کا نکاح کر دیا تو عقد اول منہ ہو جائیگا یہ فتاویٰ تاضی خان میں ہے پس باب نکاح میں فضولی کو قبول اجازت کے رجوع کا اختیار نہیں ہوتا ہے اور وکیل کو نکاح موقوف کی صورت میں قول دخل دونوں سے رجوع کا اختیار ہوتا ہے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر زید کے ساتھ فضولی نے ایک عورت کا نکاح کر دیا پھر زید نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے اس نکاح کی اجازت دیدی پھر اسکو منہ کیا تو بنا بر روایت جامع کے اسکا منہ کرنا صحیح نہوگا اور اگر اسی عورت کی بہن کا با اجازت بہن کے موکل کے ساتھ نکاح کر دیا تو پہلا نکاح باطل ہو جائیگا۔ اور اگر مطلق نکاح کے واسطے دو وکیل ہوں تو ایک وکیل کے باندھے عقد موقوف کو قصد اور دوسرے باطل نہیں کر سکتا ہے وکیل اگر ایسا فعل کرے کہ اس عورت کی بہن سے موکل کا نکاح کر دے یا دوسرے کو منہ کرے پہلے نکاح کی تجدید کرے تو پہلا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر زید نے ایک عورت سے بدون اجازت عورت مذکورہ کے نکاح کیا پھر کسی کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے اپنے قول سے فعل زید کو منہ کیا تو نہیں صحیح ہوگا اور اگر وکیل نے اسی عورت کی بہن سے زید کا نکاح کر دیا تو نکاح اول ٹوٹ جائیگا۔ اور اگر وکیل نے موکل کے ساتھ ایک ہی عقد میں دو عورتوں کا نکاح کر دیا کہ ان دونوں میں سے ایک عورت زید کی نکاح والی کی بہن ہے یا ایک ہی عقد میں چار عورتوں سے نکاح کر دیا تو پہلا نکاح منہ ہوگا یہ محیطاً سرخسی میں ہے۔

ساتواں باب۔ مہر کے بیان میں آہن چند فیصلیں ہیں **فصل اول** اس نے مقدار مہر کے بیان میں اور جو چیزیں مہر ہو سکتی ہیں اور جو چیزیں نہیں ہو سکتی ان کے بیان میں۔ کم سے کم مقدار مہر دس درم ہے خواہ کہ درہون یا نہون چنانچہ دس درم وزن کی خالی چاندی پر مہر جائز ہے اگرچہ بمقدار چاندی کی قیمت نسبت دس درم کے کم ہو یہ میں ہے۔ اور سواے درم کے جو چیز ہے وہ وقت عقد کی قیمت کے حساب سے درہون کی قائم مقام رکھی جائیگی یہ ظاہر الروایہ کے موافق ہے چنانچہ اگر کپڑے یا کبلی یا دوزنی چیز پر نکاح کیا اور اس چیز کی قیمت وقت عقد کے دس درم ہے تو نکاح جائز ہوگا اگرچہ قبضہ کرنے کے دن اسکی قیمت دس درم سے گھٹ گئی ہو پس عورت کو رد کر دینے کا اختیار نہوگا اور اگر اسکے برعکس ہو کہ وقت عقد کے دس سے کم ہو اور وقت قبضہ کے عرصہ زیادہ ہو گیا کہ دس درم قیمت ہو گئی تو وقت عقد کے جب قدر کی تھی وہ عورت کو ولایتی جائیگی اگرچہ وقت قبضہ کے پوری دس درم قیمت ہے یہ نہر الفائق میں ہے اور اگر کپڑے کا کسی جزو میں نقصان ہو جانے سے

قبضہ سے پہلے اسکی قیمت میں نقصان آگیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے اسی ناقص کو لے لے یا اسکی قیمت کس قدر
 لے لے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور واضح ہو کہ ہر ایسی چیز جو مال متقوم ہو نہ ہو سکتی ہو۔ اور منافع بھی نہ ہو سکتے ہیں
 گریبات یہ ہو کہ اگر شوہر مرد آزاد ہو اور اس نے عورت سے اس منافع پر نکاح کیا کہ میں تیرے خدمت کر دوں گا تو
 امام اعظم کو امام ابو یوسف کے نزدیک ہر مثل کا حکم دیا جائیگا اور نکاح جائز ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے اور اگر عورت سے
 اسنے سوا کسی دوسرے آزاد کی خدمت پر نکاح کیا پس اگر اس غیر کے حکم سے نہواور نہ اسنے اجازت دی تو
 اسکی خدمت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر غیر مذکور کے حکم سے ہو پس اگر کوئی خدمت میں ایسی ہو کہ جس سے بے
 پروگی و فتنہ سے بچاؤ نہیں ہو سکتا ہو تو واجب ہو کہ منع کی جاوے اور اسکو خدمت مذکورہ کی قیمت دیاوے اور اگر
 ایسی خدمت ہو تو اس خدمت کا ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر خدمت غیر معین ہو بلکہ اس غیر مذکور کے منافع پر نکاح کیا حتی
 کہ عورت مذکورہ ہی اس غیر مذکور سے خدمت لینے کی مستحق ہوگی کیونکہ یہ اجیر خاص ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ
 نے ایسی خدمت لینے کی شہدوع کی جسکی صورت مثل اول کے ہو تو اسکا حکم مثل حکم اول کے ہوگا اور اگر بطور صورت
 دوم ہو تو اسکا حکم مثل صورت دوم کے ہوگا یہ نسخ القدیر میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت سے اپنے غلام
 باندی کی خدمت پر نکاح کیا تو صحیح ہو یہ ہر الفائق میں ہے اور اگر شوہر غلام ہو تو شوہر کو اسکی خدمت جائز ہے
 یہ بالا جماع ہو کذا فی محیط السرخسی اور اگر کسی عورت سے اس نہر پر نکاح کیا کہ اسکو قرآن شریف تعلیم کر دوں گا تو
 عورت مذکورہ کو اسکا ہر مثل ملے گا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت سے اس نہر پر نکاح کیا کہ عورت
 مذکورہ کی بکریاں چراوے یا اسکی زمین میں زراعت کر دیا تو ایک روایت میں نہیں جائز ہے اور ایک روایت میں
 جائز ہے کذا فی محیط السرخسی اور روایت اول کتاب الاصل و اجماع کی ہے اور وہی صحیح ہے کذا فی الفرائض
 اور یہ خطا ہے صواب یہ ہے کہ بالا جماع یہ خدمت جو مہر قرار دی ہو ادا کرے بدلیل قصہ موسیٰ و شعیب علیہما السلام
 کے اور اگر کوئی کہے کہ وہ موسیٰ و شعیب کی شریعت میں تھا علیہما السلام اور ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو
 جواب یہ ہے کہ پہلے انبیا علیہم السلام کی شریعت جسکو اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی نوع
 انکار کے بیان فرمایا ہووے ہمہ لازم ہے یہ کافی میں ہے اور اگر حلال و حرام احکام کی تعلیم باج و عمرہ وغیرہ عبادت
 کو مہر قرار دیا تو ہمارے نزدیک تسمیہ نہیں صحیح ہے۔ پھر واضح ہو کہ تسمیہ میں اصل یہ ہے کہ جب تسمیہ صحیح ہو جاوے
 و متقرر ہو جاوے تو وہی مسمی واجب ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر مہر سے دس درم یا زیادہ ہو تو عورت کو بس یہی
 ملے گا اسکے سوا کچھ نہ ہوگا اور اگر دس سے کم ہو تو ہمارے اصحاب ثلاثہ کے نزدیک دس پورے کر دیے جائینگے
 اور اگر تسمیہ فاسد یا متزلزل ہو تو ہر مثل واجب ہوگا اور اگر مہر یہ قرار دیا کہ عورت مذکورہ کو اسکے شہر سے باہر
 نہ لیجاوے یا اسکے اوپر دوسرا نکاح نہ کرے گا تو یہ تسمیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ امر مذکور مال نہیں ہے اور انسی طہس
 اگر مسلمان مرد نے مسلمان عورت سے مردار یا خون یا خمر یا سور پر نکاح کیا تو تسمیہ نہیں صحیح ہے اور اگر اعیان
 مال کے منافع پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح کیا مقل اپنے دار کی سکونت و اپنے جانور سواہی کی سواری
 و بار برداری و زراعت کی زمین دینے وغیرہ پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح قرار دیا تو تسمیہ صحیح ہے یہ
 برائع میں ہے۔ اور اگر غلام نے اپنے مولے کی اجازت سے اپنے رقبہ پر کسی باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے

میں سے
 عینے کے پر ہیں

دست بستہ بکار
 نہیں ہو سکتا

لیکن اگر عورت اسی کم پر راضی ہو جاوے تو کم ہی لیوے۔ اور اگر عورت کے حکم پر ٹھہرا ہو پس اگر عورت نے ہر کم کا حکم کیا تو عورت کو یہی ملیگا اور اگر ہر مثل سے زیادہ کا حکم لگایا تو بعد از زیادتی کے جائز نہ ہوگا لیکن اگر شوہر راضی ہو جاوے تو ملیگا اور اگر اجنبی کا حکم ٹھہرا ہو پس اگر اس نے ہر مثل کا حکم دیا تو جائز ہو اور اگر ہر مثل سے زیادہ کا حکم دیا تو شوہر کی رضامندی پر موقوف ہوگا اور اگر ہر مثل سے کم کا حکم دیا تو عورت کی رضامندی پر موقوف ہوگا یعنی عورت اگر اس کی پر راضی ہو جاوے تو صحیح ہے یہ بدائع میں ہے دوسری فصل ان امور کے بیان میں جسے ہر متعہ متاکر ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ تین باتوں میں سے کسی بات کے پائے جانے سے ہر متاکر ہو جاتا ہے ایک دخول دوسری خلوت صحیحہ اور تیسری جو دو مردان دونوں میں سے کسی کا مر جا یا پس انہیں سے جب کوئی بات پائی جاوے ہر متاکر ہو جائیگا خواہ ہر قسمی ہو یا ہر مثل حتی کہ بعد اسکے مہر میں سے کچھ ناقض نہیں ہوتا ہر الا یا بن طلعہ کہ جو حقدار ہے وہ ہر قسمی کر دے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور اس کا کچھ مہر بیان نہ کیا یا بدین شرط نکاح کیا کہ اسکے واسطے کچھ مہر نہیں ہے تو اس عورت کو اس کا ہر مثل ملیگا بشرطیکہ اسکے ساتھ دخول کرے یا شوہر مر جاوے یا خود عورت مر جاوے اور اگر دخول یا خلوت صحیحہ سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو متعہ ملیگا اور اگر بعد عقد کے قاضی لے اسکے واسطے کچھ مہر مفقود کر دیا یا شوہر نے مفقود کر دیا پس در صورت متاکر ہو جانے کے مانند ہر مثل کے متاکر ہوگا اور در صورتیکہ دخول سے پہلے طلاق دیدی تو متعہ واجب ہوگا اور یہ ہوگا کہ ہر مفقود مذکور کا نصف واجب ہو یہ امام ابو حنیفہ و امام محمد کا قول ہے یہ سراج الوجا میں ہے۔ اور متعہ بھی جب ہی واجب ہوتا ہے کہ شوہر کی طرف سے فرقت پائی جاوے مثلاً شوہر نے طلاق دیدی یا ایلا کر کے الگ کیا یا لعان کیا یا مجبور بکھلا یا عین ظاہر ہو یا اسلام سے منکر ہو کر مرتد ہو گیا یا عورت کی مان یا بیٹی کا شہوت سے بوسہ لیا یا غیر ذلک اور اگر عورت کی طرف سے فرقت پیدا ہو تو متعہ واجب نہ ہوگا مثلاً عورت اسلام سے منکر ہو کر مرتد ہو گئی یا اس نے شوہر کے پس کا شہوت سے بوسہ لیا یا سوت کو دھوا یا دیباغ یا بلوغ یا بخیار عتق اس نے الگ ہو جانا اختیار کیا یا عدم کفو ہونے کی وجہ سے جدائی اختیار کی وغیر ذلک اور اسی طرح اگر اپنی زوجہ کو جو زید کی باندی ہے زہر سے خرید کیا یا اسکے دھیل نے زہر سے خرید تو بھی متعہ واجب نہ ہوگا اور اگر بولی نے اس باندی کو کسی غیر کے ہاتھ فروخت کیا اور اس غیر سے شوہر نے خریدی تو متعہ واجب ہوگا۔ اور جن صورتوں میں ہر قسمی ہونے پر متعہ بھی واجب نہیں ہوتا ہے تو ہر قسمی ہونے پر نصف ہر قسمی واجب نہ ہوگا یہ بتیں ہیں جو درجن صورتوں میں مقتضاً عقد ہر مثل واجب ہوتا ہے اگر طلاق قبل دخول واقع ہو تو نقطہ متعہ واجب ہوگا یہ تہذیب میں ہے۔ اور واضح ہو کہ متعہ سے اس مقام پر متعہ شیعہ راہبین ہے بلکہ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے یعنی تین کپڑے ہیں قمیص و چادر و مٹھنہ اور یہ کپڑے اوسط درجہ کے ہونگے نہ بہت بڑھکے نہ بہت گھٹ کے کذا ہے محیط اور یہ رواج امامون کے زمانہ کا ہے اور ہمارے ملک میں ہر عورت متعہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت کو کپڑوں کی قیمت میں درم و دینار دیے تو قبول کرنے پر مجبور کی جائیگی یہ بدائع میں ہے مگر واضح رہے کہ نصف ہر سے زیادہ قیمت بڑھانا لازم نہیں ہے اور پانچ درم سے کم نہ ہونگے یہ کافی ہیں اور ان کپڑوں کا لحاظ کرنے میں عورت کا حال دیکھا جائیگا کیونکہ یہ کپڑے ہر مثل کے قائم مقام ہیں یہ امام کرخی کا قول ہے یہ بتیں ہیں۔ پس اگر او نے

اور جبہ کی عورت ہو یعنی سفلیہ لوگوں میں ہو تو اسکو کرباس کے کپڑے دیگا اور اگر اوسط درجہ میں ہو تو اسکو فرو کے
کپڑے دیگا اور اگر رفیعہ الحال ہو تو اسکو ابریشم کا لباس دیگا اور یہی اصح ہے یہ زیادت میں ہے اور صحیح یہ ہے کہ مرد کے
حال کا اعتبار کیا جائیگا یہ ہدایہ و کافی میں ہے اور بعض نے فرمایا کہ دونوں کے حال کا اعتبار کیا جائیگا ہر صاحب
بدائع نے نقل کیا ہے اور یہ قول شبہ بقدر کذا فی التبيين اور ولو ابھی نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے اور یہی پر نئی ہے نیز الفائق
میں ہے۔ اور جس عورت کا شوہر مر گیا اسکے واسطے متعہ نہیں ہے خواہ عقد میں اسکا مہر مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو اور خواہ اسکے
ساتھ دخول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اسی طرح ہر نکاح فاسد جس میں قبل عورت کے ساتھ دخول کرنے اور قبل خلوت صحیح
کے یا بعد خلوت کے در حالیکہ شوہر اسکے ساتھ دخول کرنے سے منکر ہو قاضی نے دونوں میں تفریق کرادی تو متعہ
واجب نہ ہوگا اور متعہ واجب ہونے کے حق میں غلام ہنہ زلہ آزاد ہے بشرطیکہ غلام نے اجازت مولے کے نکاح کیا ہو یہ
محیط میں ہے۔ ہمارے نزدیک متعہ تین طرح کا ہوتا ہے ایک متعہ واجبہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہوتا ہے
جسکو قبل دخول کے طلاق دیدی ہو اور عقد میں اسکے واسطے مہر سے نہ کیا ہو اور دوسرا متعہ مستحبہ اور وہ ایسی
عورت کے واسطے ہے جسکو بعد دخول کے طلاق دیدی اور تیسرا نہ واجبہ مستحبہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہے
کہ جسکو قبل دخول کے طلاق دیدی اور عقد میں اسکا مہر بیان کیا ہو یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور خلوت صحیح
کے یہ بیچنے ہیں کہ مرد و عورت دونوں ایسے مکان میں متواجد ہوں جہاں وطی کرنے سے کوئی جسم یا شرع
یا طبعی مانع نہ ہووے یہ قاضی خان میں ہے۔ اور خلوت فاسدہ اسکو کہتے ہیں کہ حقیقہ وطی کرنے پر قدرت
نہ پادے جیسے در فیض عذف کہ وطی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے اور اس صورت میں چاہے عورت مریمہ ہو یا مرد
مریمہ ہو حکم یکساں ہے اور یہی صحیح ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور واضح ہو کہ مرض سے ایسا مرض مراد ہے جو جماع سے مانع ہو
یا جماع سے ضرر لاحق ہو اور صحیح یہ ہے کہ مرد کا مریمہ ہونا کسے ضرر سے خالی نہیں ہوتا پس جماع سے مانع ہوگا
خواہ مرد کو ضرر لاحق ہو یا نہ ہو اور یہی تفصیل عورت کے مرض میں ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر مرد نے اپنی عورت
کے ساتھ خلوت کی حالانکہ دونوں میں سے ایک حج فرض یا نفل کے احرام میں ہے یا روزہ فرض یا نذر فرض میں ہے
تو خلوت صحیح ہوگی اور روزہ قضاء و روزہ نذر و روزہ کفارہ میں دور و اتین ہیں اور اصح یہ ہے کہ ایسا روزہ
نافل خلوت نہ ہوگا اور نفل روزہ ظاہر الروایہ میں مانع خلوت نہیں ہے اور نماز نفل مانع خلوت نہیں ہے اور حیض
یا نفاس مانع ہے اور اگر دونوں کے ساتھ کوئی شخص وہاں سویا ہوا ہو یا اعمی ہو تو خلوت صحیح ہوگی اور اگر
دونوں کے ساتھ کوئی نابالغ یا مستحبیہ ہو یا ایسا آدمی ہو جسپر مہوشی طاری ہے تو خلوت سے مانع ہوگا اور اگر دونوں
کے ساتھ نابالغ صحیح دار ہو یعنی ایسا ہو کہ جو کچھ ان دونوں میں واقع ہو اسکو بیان کر دے یا ان دونوں کے ساتھ
کوئی بہرہ ایسا ہو کہ خلوت صحیح ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور مجنون و مسنونہ مثل بچہ کے ہیں پس اگر دونوں
سمجھتے ہوں تو خلوت صحیح ہوگی اور اگر نہ سمجھتے ہوں تو خلوت صحیح ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر دونوں کے
ساتھ عورت کی باندی ہو تو اس میں اختلاف ہے اور فتویٰ اسپر ہے کہ خلوت صحیح ہوگی یہ جوہر و میرہ میں ہے۔ اور اگر مرد کی
باندی ساتھ ہو تو خلوت صحیح ہوگی یہ سراج الدہایہ میں ہے۔ اور امام محمد و ہنذا میں فرماتے تھے کہ اگر خلوت میں مرد کی
باندی ہو تو خلوت صحیح ہوگی بخلاف اسکے اگر عورت کی باندی ساتھ ہو تو صحیح ہوگی پھر اس سے جمع کیا اور فرمایا۔

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کتاب النکاح

باب ہفتم نہدین

کہ بہر حال خلوت صحیحہ نہوگی اور یہی امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہے یہ محیط و ذخیرہ و فتاویٰ قاضیخان بن ہر
اور اگر دونوں کے ساتھ مرد کی دوسری جو رہو تو خلوت صحیحہ نہوگی اور اگر دونوں کے ساتھ کئی کئی کتا ہو تو خلوت سے
مانع ہے اور اگر کئی کتا نہو پس اگر عورت کا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر کا ہو تو خلوت صحیح ہوگی یہ تین بین ہیں
اور اگر عورت اپنے شوہر کے پاس جلی گئی حالانکہ وہ اکیلا سو رہا تھا تو خلوت صحیح ہوگی خواہ مرد کو اسکے آنے
کا حال معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اور یہ جواب امام غنیم کے قول پر محمول ہے اس واسطے کہ امام کے نزدیک سو یا ہوا
جاگتے ہوئے کے حکم میں ہے یہ ظہیر میں ہے۔ عورت اگر شوہر کے پاس گئی حالانکہ وہ تنہا تھا اور مرد نے اسکو نہیں
پہچانا پس وہ ایک گھڑی بیٹھ کر جلی آئی یا شوہر اپنی عورت کے پاس چلا گیا مگر عورت کو نہیں پہچانا تو جب تک اسکو
نہ پہچانے تب تک خلوت صحیحہ نہوگی اسی کو شیخ امام نقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا ہے کہ انہی محیط اور حقہ میں
لکھا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ انہی التاثر خانیہ اور اگر مرد نے دعویٰ کیا کہ میں نے عورت کو نہیں پہچانا
تو اسکے قول کی تصدیق کیا مگر یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت نے مرد کو نہ پہچانا مگر مرد نے عورت کو
پہچان لیا کہ یہ وہی ہے جس سے میرا نکاح ہوا ہے تو خلوت صحیح ہوگی یہ تین بین ہیں اور ایسے طفل کے ساتھ خلوت کرنا
کہ جیسے اطفال جماع نہیں کر سکتے ہیں خلوت صحیحہ نہوگی اور نیز ایسی لڑکی کے ساتھ خلوت کہ ایسی لڑکیوں سے
جماع نہیں کیا جاتا ہے خلوت صحیحہ نہوگی۔ اور اگر کافر نے اپنی جوڑو کے ساتھ بعد جوڑو کے مسلمان ہو جانے کے
خلوت کی توجیح ہوگی اور اگر کافر مسلمان ہو گیا اور عورت کافرہ رہی پس اسکے ساتھ خلوت میں بیٹھا تو خلوت صحیحہ
نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور صحت خلوت کے موانع میں سے یہ بھی ہے کہ عورت رفتار یا قرنا یا عقلا یا شرار
ہو تو خلوت صحیحہ نہوگی یہ تین بین ہیں اور اگر عورت کے ساتھ ظہار کیا پھر کفارہ دینے سے پہلے اسکے ساتھ
خلوت کی تو صحیحہ نہوگی کیونکہ مرد پر اس عورت سے وطی کرنا حرام ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت کے
ساتھ خلوت کی مگر عورت مذکورہ نے اسکو اپنے اوپر قابض نہ دیا تو ہمین متاخرین نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ
خلوت صحیحہ نہوگی اور بعضوں نے کہا کہ صحیح ہوگی یہ سہ ارج الوہاج میں ہے اور محبوب کی خلوت امام غنیم کے نزدیک
خلوت صحیحہ ہے اور غنیم خلوت صحیحہ ہوتی ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور جس مکان میں خلوت صحیحہ متحقق ہوتی ہے وہ ہر دوسرا
سکان چوبیس درون اس بات سے بے گھٹکے ہوں کہ بدوان انکی اطلاع کے کوئی دھان نہ آئیگا جیسے دائرہ حبشہ یہ
قاضیخان کی شرح جامع صغیر میں ہے۔ اور صحرا و میں جہاں دونوں کے قریب کوئی نو خلوت صحیحہ نہوگی جبکہ کسی آدمی کے
آدھر ہو گزرنے سے بخون نہون اور اسی طرح اگر ایسی چھت پر ہوں کہ اسکے چاروں طرف پردہ نہیں ہو یا پردہ
باریک ہو یا چھوٹا ہو کہ اگر کوئی کھڑا ہو تو اسکی آنکھ ان دونوں پر پڑے تو خلوت صحیحہ نہوگی جبکہ غیر کے هجوم سے
بخوف نہون اور اگر بے خوف ہوں تو خلوت صحیح ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر دستہ ہر کے ساتھ خلوت کی پس اگر
ایک ڈنڈی ہو تو نہیں صحیح ہے ورنہ صحیح ہے ہر چہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور مسجد و حمام میں خلوت نہیں صحیح ہے اور اگر
عورت کو دیہات کی طرف ایک یا دو فرسخ سوا کر لے گیا اور راستہ سے مڑ کر ایک طرف ہو گیا تو موافق ظاہر کے
خلوت ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر جنگل کے درمیان خیمہ میں اسکے ساتھ خلوت میں بیٹھا تو صحیح ہے یہ ظہیر میں
میں ہے۔ اور اگر عورت کے ساتھ حج کیا اور جنگل میں بدون خیمہ کے اترا تو خلوت صحیحہ نہوگی اور یہی حکم

۹
تذکرہ
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

تیسری فصل اُن صورتوں کے بیان میں کہ مہرین مال بیان کیا اور مال کے ساتھ ایسی چیز طاعتی جو مال نہیں جو اگر کسی عورت سے ہزار درہم و فلانہ جو روکی طلاق پر نکاح کیا تو نفیس عقد سے فلانہ مذکورہ پر طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط میں ہزار اور عورت کو فقط مہر سہمی لیگا یہ بجز الزام میں ہر بخلات اس کے اگر ہزار درہم پر نکاح کیا اور بدین شرط کہ فلانہ عورت کو طلاق دیگا تو جب تک طلاق نہ دیگا تب تک طلاق واقع نہ ہوگی۔ پھر اگر طلاق دینے کی شرط لگائی اور طلاق نہ وہی تو جس عورت سے اس شرط پر نکاح کیا ہو اسکو اسکا پورا مہر مثل لیگا جیسے عورت سے ہزار درہم اور عورت کی کہ است پر نکاح کیا یا عورت سے ہزار درہم پر اور اس شرط پر کہ اسکو ہر یہ دیگا نکاح کیا اور شرط پوری نہ کی تو بھی یہی حکم ہر اس طرح ہر ایسی شرط میں جس میں عورت کے واسطے کوئی منفعت ہو یہی حکم ہر جبکہ شوہر اسکو پورا نہ کرے یہ محیط میں ہر۔ اور یہ حکم ایسی صورت میں ہر کہ جب عورت کا مہر مثل اسس مقدار کسی سے نادر ہو اور اگر مہر سے اس کے مہر مثل کے برابر یا زیادہ ہو اور شوہر نے وعدہ پورا نہ کیا تو عورت کو خالی مہر سہمی لیگا اور اگر شرط پوری کی تو بھی عورت کو مہر سہمی لیگا اگر اگر مہر سے کے واسطے کوئی منفعت شرط کی اور پوری نہ کی تو عورت کو فقط مہر سہمی لیگا یہ بجز الزام میں ہر اور اگر مسلمان نے کسی مسلمان عورت سے نکاح کیا اور اس کے مہر میں ایسی دو چیزیں ٹھہرائیں جیسے ایک حلال و دوسری حرام ہر مثلاً مہر صحیح کے ساتھ پورا مثل شراب مقرر کی تو اس عورت کا مہر وہی ہر جو صحیح بیان کیا ہو بشرطیکہ اس عورت کا مہر یا اس سے زائد ہو اور جو حرام بیان کیا ہو وہ باطل ہو گا اور نہ ہو گا کہ عورت مذکورہ کو اسکا پورا مہر مثل ملایا جائے اس واسطے کہ شراب میں کسی مسلمان کے واسطے منفعت نہیں ہر۔ سراج نواح میں ہر اور اگر عورت سے ہزار درہم اور فلانہ جو روکی طلاق پر بدین شرط نکاح کیا کہ عورت اسکو ایک غلام دیدے تو عقد ہوتے ہی طلاق واقع ہو جائیگی اور ہزار درہم و طلاق اس عورت کی بضع و غلام پر تقسیم ہونگے پس اگر غلام کی قیمت اور بضع کی قیمت برابر ہو تو بضع سودرم نصف طلاق بمقابلہ غلام کے نہیں اور باقی پانچ سودرم نصف طلاق بمقابلہ بضع کے نہیں اور بضع و غلام بھی ہزار درہم و طلاق پر تقسیم ہونگے پس بمقابلہ طلاق کے نصف غلام نصف بضع ہوگی اور بقیہ مالینہ سودرم کے نصف غلام و نصف بضع ہوگی اور اس صورت میں پہلی جو روکی طلاق بخشد ہوگی پھر از غلام یا بقیہ بضع کے برابر ہونے کے مرگیا یا اسحقاق میں لے لیا گیا تو شوہر باقی پانچ سودرم حصہ غلام و بضع لے گا اور غلام کی نصف قیمت بھی واپس لیگا۔ اور اگر عورت سے نکاح کرنا ہزار درہم پر اور اس اقرار پر ہو کہ اپنی جو رو فلانہ کو طلاق دیدیگا بدین شرط کہ عورت نہ لورہ اسکو ایک غلام دیدے تو ایسی صورت میں جب تک پہلی جو رو فلانہ مذکورہ کو طلاق نہ دے تب تک طلاق واقع نہ ہوگی اور پانچ سودرم منکاح کے مہر کے اور پانچ سودرم غلام کا شن ہونگے بشرطیکہ بضع کی اور غلام کی قیمت برابر ہو پھر اس کے بعد نہ لیا جائیگا کہ اگر وہ مذکورہ شرط پوری کی لینے پہلی فلانہ جو رو کو طلاق دیدیگی تو عورت کو فقط پانچ سودرم ملینگے اور اگر اسکی موت تو طلاق نہ وہی تو عورت مذکورہ کو اسکا پورا مہر مثل لیگا یہ محیط میں ہر۔ اور اگر کسی عورت سے ہزار درہم پر اور اس شرط پر کہ اسکی موت و طلاق دیدیگا نکاح کیا بدین شرط کہ عورت اسکو ایک غلام واپس دے پھر دینے کی عورت کو طلاق دیدیگی و اگر گاہ ہونا چاہے تب کہ اس صورت میں مین طرح کے عقد بدین نکاح و طلاق بوضع پس جو کچھ وہی طرف سے ہر

[illegible]

سلسلہ
جنگل
بینظیر
عورت
سلسلہ
کمانا
درم
عقبات
سلسلہ
رجوع
اگر
حس
بینظیر
بینظیر

نقد و تحلیل ہوا
اوشو شریہ
میرزا اسکیا
یاسک کو پانچ
عورت
علیہ تحقیق
سلسلہ
الحادیثہ
کمانے
گفتار
بکھاتے

۱۶

ایک عین گلوہ پر نکاح کیا بدین شرط کہ ان بکریوں پر جو صحت ہو وہ میرا ہو تو مرد کو استحساناً انکا صوف مل گیا یہ طہیرہ
 میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے اس شرط پر نکاح کر لیا کہ تو مجھے یہ کپڑا دے تو عورت مذکورہ کو اسکا سر
 شل مل گیا اور کپڑا دینا اسکے ذمہ لازم نہوگا۔ اور اگر دو ہزار درم پر عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ اس میں سے ایک
 ہزار درم اللہ تعالیٰ کے واسطے یا اہل قرابت کے واسطے یا سکیون کے لیے میں نے چھوڑے تو استحساناً اسکا سر ہزار درم ہوگا
 خواہ شرط مذکور شوہر کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے ہو۔ اور اگر مرد نے کہا کہ بدین شرط کہ دو ہزار درم میں
 سے ایک ہزار درم اس عورت کے باپ کے واسطے یا فلان شخص میں کے واسطے ہوں تو یہ کچھ نہیں ہو کیونکہ مرد نے
 اس میں ہبہ یا طلق کی شرط لگائی ہو اور مرد پر اسکا پورا امر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ ہزار سے مہر مثل زائد نہ ہو یہ عینا بدین ہر
 ابن ساعہ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے دو ہزار درم پر نکاح کیا کہ اس میں سے ہزار
 درم عورت کے اور ہزار درم عورت کے باپ کے ہوں یا عورت نے کہا کہ میں نے اپنے تئیں تیرے نکاح میں دو ہزار
 درم پر دیا کہ حسین سے ایک ہزار درم میرے واسطے اور ایک ہزار درم میرے باپ کے واسطے ہیں تو یہ جائز ہو
 اور دونوں ہزار عورت ہی کو ملینگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ میں تجھے بدین شرط نکاح
 کرتا ہوں کہ تجھے ہزار درم میرا ہو یا بدین شرط کہ تجھے اپنا غلام مہرہ کر دے پس اسی قرار داد پر اس سے نکاح کیا تو امام ابو حنیفہ
 نے فرمایا کہ جو میان کیا ہو وہ اگر مہرہ کر دیا اور دیدیا تو بیٹی اسکا مہر ہو اور اگر دینے سے انکار کیا تو اس پر ہرچیز نہیں کیا جائیگا
 مگر اس پر عورت کا مہر مثل واجب ہوگا جو ہزار درم سے بڑھایا نہ جائیگا اور غلام کی قیمت سے زائد نہ کیا جائیگا اور یہی
 امام ابو حنیفہ کا قول ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ نوادر مہنام میں امام محمد سے مروی ہے کہ اگر عورت کے دیون
 نے خطہ کرنے والے مرد سے کہا کہ ہمنے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ اس میں سے سو درم تیرے ہیں
 تو یہ جائز ہے اور ہر نوٹو درم ہوگا اور اگر کہا کہ ہمنے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ بچا جس دینار
 ہمارے ہونگے تو سو درم و دینار عورت ہی کے ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت سے چار سو دینار پر
 بدین شرط نکاح کیا کہ ہر سو دینار کے عوض اسکو ایک خادم یعنی غیر معین دیگا تو شرط باطل ہو اور عورت کو سکا
 مہر مثل بائیکا مگر یا سو دینار سے زائد نہ دیا جائیگا اور نیز چار درم یا فی خادموں سے کم نہ کیا جائیگا اور اگر خادم
 معین ہوں تو شرط جائز ہو اور عورت کو یہی چار خادم ملینگے گویا عورت سے انہیں خادموں پر نکاح کیا ہو
 یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت سے سو درم پر بدین شرط نکاح کیا کہ انکے عوض اسکو دس وسط و جہ کے
 اونٹ دیگا تو استحساناً جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ابن ساعہ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ ایک
 عورت نے ایک مرد سے بدین شرط نکاح کیا کہ تو فلان شخص کو اس قرضہ سے جو تیرا سپر آتا ہو بری کر دے تو فلان
 شخص مذکور اسکے قرضہ سے بری ہو جائیگا اور عورت کا مہر مثل اس پر واجب ہوگا اور امام ابو یوسف سے امالی
 میں روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی دختر و سرے کے نکاح میں بدین شرط دہی کہ شوہر اسکو اپنے قرضہ سے جو شوہر کا
 اسپر آتا ہو بری کر دے یا عورت نے خود اپنے تئیں ایک مرد کے نکاح میں بدین شرط دیا کہ مرد کا جو قرضہ اس
 عورت پر آتا ہو اس سے بری کر دے اور وہ اسقدر ہرگز تو ہرگز نہ ہو اور عورت کو اسکا مہر مثل ملے یا محیط میں ہے

۱۰۱
 سرخسی
 ہرگز نکاح
 بدین شرط
 کہ عورت
 سے سو درم
 پر نکاح
 کیا کہ اس
 میں سے ایک
 ہزار درم
 عورت کے
 باپ کے ہوں
 یا عورت
 نے کہا کہ
 میں نے اپنے
 تئیں تیرے
 نکاح میں
 دو ہزار
 درم پر دیا
 کہ حسین
 سے ایک
 ہزار درم
 میرے
 واسطے
 اور ایک
 ہزار درم
 میرے باپ
 کے واسطے
 ہیں تو یہ
 جائز ہو
 اور دونوں
 ہزار عورت
 ہی کو ملینگے
 یہ محیط
 سرخسی میں
 ہے۔ اور اگر
 کسی عورت
 سے کہا کہ
 میں تجھے
 بدین شرط
 نکاح کرتا
 ہوں کہ
 تجھے ہزار
 درم میرا
 ہو یا بدین
 شرط کہ
 تجھے اپنا
 غلام مہرہ
 کر دے پس
 اسی قرار
 داد پر اس
 سے نکاح
 کیا تو امام
 ابو حنیفہ
 نے فرمایا
 کہ جو میان
 کیا ہو وہ
 اگر مہرہ
 کر دیا اور
 دیدیا تو
 بیٹی اسکا
 مہر ہو اور
 اگر دینے
 سے انکار
 کیا تو اس
 پر ہرچیز
 نہیں کیا
 جائیگا مگر
 اس پر عورت
 کا مہر مثل
 واجب ہوگا
 جو ہزار درم
 سے بڑھایا
 نہ جائیگا
 اور غلام
 کی قیمت
 سے زائد نہ
 کیا جائیگا
 اور یہی
 امام ابو
 حنیفہ کا
 قول ہے یہ
 فتاویٰ قاضی
 خان میں
 ہے۔ نوادر
 مہنام میں
 امام محمد
 سے مروی
 ہے کہ اگر
 عورت کے
 دیون نے
 خطہ کرنے
 والے مرد
 سے کہا کہ
 ہمنے تیرے
 ساتھ ہزار
 درم پر بدین
 شرط نکاح
 کر دیا کہ
 اس میں سے
 سو درم تیرے
 ہیں تو یہ
 جائز ہے
 اور ہر نوٹو
 درم ہوگا
 اور اگر کہا
 کہ ہمنے
 تیرے ساتھ
 ہزار درم
 پر بدین
 شرط نکاح
 کر دیا کہ
 بچا جس
 دینار ہمارے
 ہونگے تو
 سو درم و
 دینار عورت
 ہی کے ہونگے
 یہ محیط
 سرخسی میں
 ہے۔ اور اگر
 عورت سے
 چار سو
 دینار پر
 بدین شرط
 نکاح کیا
 کہ ہر سو
 دینار کے
 عوض اسکو
 ایک خادم
 یعنی غیر
 معین دیگا
 تو شرط
 باطل ہو
 اور عورت
 کو سکا
 مہر مثل
 بائیکا مگر
 یا سو
 دینار سے
 زائد نہ
 دیا
 جائیگا
 اور نیز
 چار درم
 یا فی
 خادموں
 سے کم نہ
 کیا
 جائیگا
 اور اگر
 خادم
 معین ہوں
 تو شرط
 جائز ہو
 اور عورت
 کو یہی
 چار خادم
 ملینگے
 گویا
 عورت
 سے انہیں
 خادموں
 پر نکاح
 کیا ہو
 یہ محیط
 سرخسی
 میں ہے۔
 اور اگر
 عورت
 سے سو
 درم پر
 بدین
 شرط
 نکاح
 کیا کہ
 انکے
 عوض
 اسکو
 دس وسط
 و جہ کے
 اونٹ
 دیگا تو
 استحساناً
 جائز ہو
 یہ فتاویٰ
 قاضی
 خان میں
 ہے۔ ابن
 ساعہ نے
 امام
 محمد سے
 روایت
 کی ہے کہ
 ایک
 عورت
 نے ایک
 مرد سے
 بدین
 شرط
 نکاح
 کیا کہ
 تو فلان
 شخص کو
 اس قرضہ
 سے جو تیرا
 سپر آتا
 ہو بری
 کر دے تو
 فلان
 شخص
 مذکور
 اسکے
 قرضہ
 سے بری
 ہو جائیگا
 اور عورت
 کا مہر
 مثل اس
 پر واجب
 ہوگا اور
 امام ابو
 یوسف
 سے امالی
 میں
 روایت
 ہے کہ
 ایک
 شخص
 نے اپنی
 دختر و
 سرے کے
 نکاح
 میں
 بدین
 شرط
 دہی کہ
 شوہر
 اسکو
 اپنے
 قرضہ
 سے جو
 شوہر کا
 اسپر آتا
 ہو بری
 کر دے یا
 عورت
 نے
 خود
 اپنے
 تئیں
 ایک
 مرد
 کے
 نکاح
 میں
 بدین
 شرط
 دیا کہ
 مرد کا
 جو قرضہ
 اس
 عورت
 پر آتا
 ہو اس
 سے بری
 کر دے
 اور وہ
 اسقدر
 ہرگز
 تو ہرگز
 نہ ہو
 اور
 عورت
 کو اسکا
 مہر
 مثل
 ملے یا
 محیط
 میں
 ہے

ایک مرد نے ایک عورت سے ہزار درم پر بدین شرط نکاح کیا کہ عورت کو نفقہ نہ دیگا حالانکہ اس عورت کا مثل
 سو درم میں تو عورت مذکورہ کو ہزار درم مہر ملے اور نفقہ بھی ملے گا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر ایک شخص
 نے اپنی باہر بیعت سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھے نکاح کر لے اور تیرا مہر بھی تیرا آزاد کرنا ہو پس
 باندی نے قبول کیا تو آزاد ہوگی پھر اگر باندی مذکورہ نے شرط پوری کی اور اس مرد آزاد کنندہ سے نکاح کر لیا تو
 باندی پر کچھ لازم نہ ہوگا ورنہ باندی مذکورہ پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر عورت نے اپنے غلام سے
 کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھے ہزار درم پر نکاح کر لے یا تجھے ہزار درم دے پس غلام نے
 قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا پھر اگر اس نے عورت مذکورہ سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو غلام پر اپنی ذات کی
 قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت مذکورہ سے ہزار درم پر نکاح کر لیا تو ہزار درم اس غلام کی قیمت اور عورت کے مثل پر
 تقسیم ہونگے پس جو غلام کے رقبہ کے حصہ میں پڑے وہ غلام کا من اور جو مہر کے مقابلہ میں پڑے وہ عورت کا
 مہر ہوگا کہ قبل دخول طلاق دینے سے اسی کا نصف دینا پڑے گا یہ عتبار یہ میں ہے یا پنجون فصل ایسے مہر کے
 بیان میں حسین جہالت ہو واضح ہو کہ مہر کی تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک نوع یہ ہے کہ مہر کی جنس و صف دونوں
 مجہول ہوں مثلاً کپڑے یا جو یا یہ یا دار پر نکاح کیا تو ایسی صورت میں عورت کو اسکا مثل ملے گا اور اسی طرح اگر
 اس چیز پر جو اسکی باندی کے پیٹ میں ہو یا بکری کے پیٹ میں ہو یا اس چیز پر جو سال اس کے دشت خراب میں چل
 آدین نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہو۔ نوع دوم یہ کہ جنس معلوم اور وصف مجہول ہو جیسے غلام یا گھوڑے یا بکری
 یا ہر دوسری کچھ سے پر نکاح کیا تو ہر جنس میں سے اوسط درجہ کا اور حسب ہر کچھ کا پس اختیار ہوگا چاہے بعینہ اوسط
 درجہ کا دیکھے یا اسکی قیمت دیکھے یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ غلام یا کچھ سے کو سلطانہ بدین
 اضافت کے ذکر کیا ہو اور اگر کچھ سے یا غلام کو اپنی طوت سفات کیا مثلاً کہا کہ میں نے تجھے اپنے غلام یا اپنے
 کچھ سے پر نکاح کیا تو قیمت دینے کا مختار نہ ہوگا اس واسطے کہ جس طرح اشارہ سے معترف ہوتا ہے ویسے ہی
 اضافت سے بھی معترف ہو جاتا ہے کہ اسنے الحیط اور نرخ کے بھاری دہلے ہونے کے حساب سے اوسط فرد
 کی قیمت معتبر ہوگی یہ امام ابو یوسف و امام محمد کا قول ہے اور یہی صحیح ہے کہ ذائے الکافی اور اسی پر فتوے ہو یہ غایہ
 سروجی میں ہے۔ اور اگر اوسط غلام کی قیمت سے زیادہ بدو دونوں سے اصلح کی تو صلح جائز نہ ہوگی۔ اور اگر یہ اصلح جائز
 ہوگی یہ عتبار یہ میں ہے۔ نوع سوم یہ کہ جنس و صفت دونوں معلوم ہوں مثلاً کسی عورت سے کیلی یا وزنی
 چیز پر جسکا وصف بیان کر کے اپنے ذمہ لی ہو نکاح کیا تو تسمیہ صحیح ہوگا اور مہر وہی اسکا سپہ ذکرنا لازم ہوگا
 یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور اگر سطلق ایک گریہوں پر بدو دونوں بیان و صفت کے نکاح کیا تو چاہے درمیان میں ایک گریہوں
 دے اور چاہے اسکی قیمت دیدے یہ محیط مہر میں ہے۔ اور جو حکم کی صورت میں بیان ہو اور وہی
 باقی کیلی و وزنی چیزوں میں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اس غلام یا اس ہزار درم پر نکاح کیا تو مہر مثل
 حکم ہوگا اور اسی طرح اگر اس غلام یا اس دوسرے غلام پر نکاح کیا حالانکہ ان دونوں میں سے ایک غلام
 بہ نسبت دوسرے کے کم قیمت ہے تو مہر مثل حکم ہوگا اور مہر مثل حکم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اگر نکاح مہر مثل
 اور بھی قیمت دے غلام کے برابر یا زیادہ ہو تو انچا غلام اسکا ملے گا کیونکہ عورت اس پر راضی ہو گئی ہے اور اگر

ایک مرد نے ایک عورت سے ہزار درم پر بدین شرط نکاح کیا کہ عورت کو نفقہ نہ دیگا حالانکہ اس عورت کا مثل سو درم میں تو عورت مذکورہ کو ہزار درم مہر ملے اور نفقہ بھی ملے گا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی باہر بیعت سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھے نکاح کر لے اور تیرا مہر بھی تیرا آزاد کرنا ہو پس باندی نے قبول کیا تو آزاد ہوگی پھر اگر باندی مذکورہ نے شرط پوری کی اور اس مرد آزاد کنندہ سے نکاح کر لیا تو باندی پر کچھ لازم نہ ہوگا ورنہ باندی مذکورہ پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھے ہزار درم پر نکاح کر لے یا تجھے ہزار درم دے پس غلام نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا پھر اگر اس نے عورت مذکورہ سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو غلام پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت مذکورہ سے ہزار درم پر نکاح کر لیا تو ہزار درم اس غلام کی قیمت اور عورت کے مثل پر تقسیم ہونگے پس جو غلام کے رقبہ کے حصہ میں پڑے وہ غلام کا من اور جو مہر کے مقابلہ میں پڑے وہ عورت کا مہر ہوگا کہ قبل دخول طلاق دینے سے اسی کا نصف دینا پڑے گا یہ عتبار یہ میں ہے یا پنجون فصل ایسے مہر کے بیان میں حسین جہالت ہو واضح ہو کہ مہر کی تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک نوع یہ ہے کہ مہر کی جنس و صف دونوں مجہول ہوں مثلاً کپڑے یا جو یا یہ یا دار پر نکاح کیا تو ایسی صورت میں عورت کو اسکا مثل ملے گا اور اسی طرح اگر اس چیز پر جو اسکی باندی کے پیٹ میں ہو یا بکری کے پیٹ میں ہو یا اس چیز پر جو سال اس کے دشت خراب میں چل آدین نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہو۔ نوع دوم یہ کہ جنس معلوم اور وصف مجہول ہو جیسے غلام یا گھوڑے یا بکری یا ہر دوسری کچھ سے پر نکاح کیا تو ہر جنس میں سے اوسط درجہ کا اور حسب ہر کچھ کا پس اختیار ہوگا چاہے بعینہ اوسط درجہ کا دیکھے یا اسکی قیمت دیکھے یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ غلام یا کچھ سے کو سلطانہ بدین اضافت کے ذکر کیا ہو اور اگر کچھ سے یا غلام کو اپنی طوت سفات کیا مثلاً کہا کہ میں نے تجھے اپنے غلام یا اپنے کچھ سے پر نکاح کیا تو قیمت دینے کا مختار نہ ہوگا اس واسطے کہ جس طرح اشارہ سے معترف ہوتا ہے ویسے ہی اضافت سے بھی معترف ہو جاتا ہے کہ اسنے الحیط اور نرخ کے بھاری دہلے ہونے کے حساب سے اوسط فرد کی قیمت معتبر ہوگی یہ امام ابو یوسف و امام محمد کا قول ہے اور یہی صحیح ہے کہ ذائے الکافی اور اسی پر فتوے ہو یہ غایہ سروجی میں ہے۔ اور اگر اوسط غلام کی قیمت سے زیادہ بدو دونوں سے اصلح کی تو صلح جائز نہ ہوگی۔ اور اگر یہ اصلح جائز ہوگی یہ عتبار یہ میں ہے۔ نوع سوم یہ کہ جنس و صفت دونوں معلوم ہوں مثلاً کسی عورت سے کیلی یا وزنی چیز پر جسکا وصف بیان کر کے اپنے ذمہ لی ہو نکاح کیا تو تسمیہ صحیح ہوگا اور مہر وہی اسکا سپہ ذکرنا لازم ہوگا یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور اگر سطلق ایک گریہوں پر بدو دونوں بیان و صفت کے نکاح کیا تو چاہے درمیان میں ایک گریہوں دے اور چاہے اسکی قیمت دیدے یہ محیط مہر میں ہے۔ اور جو حکم کی صورت میں بیان ہو اور وہی باقی کیلی و وزنی چیزوں میں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اس غلام یا اس ہزار درم پر نکاح کیا تو مہر مثل حکم ہوگا اور اسی طرح اگر اس غلام یا اس دوسرے غلام پر نکاح کیا حالانکہ ان دونوں میں سے ایک غلام بہ نسبت دوسرے کے کم قیمت ہے تو مہر مثل حکم ہوگا اور مہر مثل حکم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اگر نکاح مہر مثل اور بھی قیمت دے غلام کے برابر یا زیادہ ہو تو انچا غلام اسکا ملے گا کیونکہ عورت اس پر راضی ہو گئی ہے اور اگر

گھٹے غلام کے برابر یا کم ہو تو گھٹا ہوا غلام ملیگا کیونکہ عورت کے مہر میں مرد پر راضی ہو چکا ہو اور اگر ہر مثل ان دونوں کے درمیان میں ہو تو عورت کو ہر مثل ملیگا اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ عورت کو سب صورتوں میں گھٹا ہوا غلام ملیگا اور اسی طرح اگر ہزار درم یا دوا ہزار درم پر نکاح کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو یہ بتین میں ہے۔ اور اگر ایسی صورت میں مرد نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دیدی تو بالاجماع عورت کو گھٹے ہوئے غلام کا نصف ملیگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر گھٹے ہوئے کا نصف نسبت مستعد کے کم ہو تو عورت کو مستعد ملیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایک کو ٹھہری پر عورت سے نکاح کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرد بدوئی ہے تو عورت کو بالوں کا بیت ملیگا اور اگر مرد شہری ہو تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ عورت کو بیت وسط ملیگا اور اس سے مراد یہ ہے کہ اثاث البیت درسیانی درجہ کا ملیگا لیکن بیت کے لفظ سے اس نے کتا یہ مراد لیا ہے یعنی اثاث البیت کیونکہ دونوں میں انصال ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ عرف اس دیار کا ہے اور ہمارے عرف میں بیت سے مراد اثاث نہ لیجائیگی کیونکہ ہمارے عرف میں اس طرح بولنے سے متاع ہر آدمین ہوتی ہے بلکہ بیت سے کچا گھر جو بطور کو ٹھہری کے ہو مراد ہوتا ہے اور یہ مہر ہونے کی علامت نہیں رکھتا جو بشرطیکہ معین ہو یہ محض عرصی میں ہے۔ پس ہر مثل واجب ہو گا جیسے داغیر معین پر نکاح کرنے کی صورت میں ہر مثل واجب ہوتا ہے اور اگر کسی بیت معین پر نکاح کیا ہو تو عورت کو یہی ملیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ فقہی میں ہے کہ امام محمدؒ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت سے اس حق پر جو مرد کا اس دار میں ہر نکاح کیا تو امام نے فرمایا کہ میں عورت کے واسطے اسکا ہر مثل مقرر کروں گا مگر اس دار کی قیمت سے زیادہ نہ ہونے والا اور ہمارے قول میں عورت کو وہی ملیگا جو مرد مذکور کا اس دار میں حق ہے اور کچھ نہ ملیگا اور امام نے فرمایا کہ عورت کو ہر مثل فقط ملیگا جبکہ یہ دس درم تک پہنچ جاوے یہ مجاہدین ہے۔ اور اگر کسی عورت سے اس دار کے اپنے حصہ پر نکاح کیا تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ عورت کو اختیار ہے چاہے دار میں سے حصہ مرد مذکور لے اور چاہے اپنا ہر مثل لے جو قیمت دار مذکور سے زائد نہ کیا جائیگا اگرچہ اسکا ہر مثل زائد ہو اور صاحبین کے نزدیک عورت کو حصہ دار ہی ملیگا بشرطیکہ دس درم کا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر عورت سے مطلق ہزار کہ نکاح کیا تو چاندی کے درم یا سونے کے دینار میں سے جو چیز اس کے ہر مثل سے اقرب ہو وہ قرار دی جائیگی یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور اس شہر میں نقد و مختلفہ رائج ہیں تو جو زیادہ رائج ہو وہ مراد لیا جائیگا اور اگر ایسا نہ ہو تو اس عورت کا ہر مثل دیکھا جائیگا کہ کن درم سے ہے پس ان نقد و مختلفہ میں سے جو سکہ اس کے ہر مثل سے موافق ہو وہ مراد ہو گا اور اسی نقد کے ہزار درم کا عورت کے واسطے حکم کیا جائیگا یہ تانرا خانیہ میں ہے۔ اور نکاح الفتاویٰ میں ہے کہ ایک مرد نے ایک ہزار درم پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر یہ درم کا سد ہو گئے اور بجائے اسکے دوسرا نقد رائج ہوا تو جسدن یہ درم کا سد ہوئے اسدن جو انکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور یہی مختار ہے اسکو صدر الشہید نے ذکر فرمایا ہے اور منقطع ہو جانا مثل کا سد ہو جانے کے ہے اور کا سد کے یہ معنی ہیں کہ تمام شہر و دیہات سے رواج اس جادے اور اگر بعض شہروں میں رواج رہے تو کا سد نہیں کہلاوینگے اور عیون میں لکھا ہے کہ اگر کا سد نہ ہو

جو لوگ بارہ
بین بچنے
چھلکوں اور
آج کل ان
میں اس طرح
ہاؤن کا بنا
پر کھڑی
یا خیمہ
سے ہاؤن
میں نہ ملتا
اور اسکو ہاؤن
کہتے تھے
نہ ہاؤن
تمام یونین
اسی سلطنت
کے تمام
شہر و دیہات
میں رائج
تھے

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

اور نہ منقطع ہونے بلکہ سستے یا تنگے ہو گئے تو اسکا کچھ اعتبار نہ ہوگا اور یہ سب اسوقت ہر کہ وقت عقد کے رائج ہوں اور اگر وقت عقد کے کا سد ہوں تو یہی درم واجب ہو گئے بشرطیکہ دس درم تک پہنچ جاوین یہ خلاصہ میں ہر۔ اور اگر عورت سے ہزار عدالی درم ہر نکاح کیا حالانکہ یہ درم چلن میں آٹھ گئے ہیں تو مشائخ نے فرمایا کہ عورت کے واسطے مہر مثل واجب ہوگا کیونکہ رائج نہ رہے تو نقد دین داخل نہ رہے بلکہ اسباب زینت ہو گئے اور اسباب کی شناخت یا شاہ یا بذر و زن ہوتی ہو حالانکہ مرد نے وزن کا ذکر نہیں کیا بلکہ حبیان کیے ہیں یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی عورت سے اس مثل بھر گیون یا اس تھیر کے وزن بھر سونے یا فانی عورت کی مقدار مہر یا اس غلام کی قیمت پر یا کسی غلام کی قیمت پر نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہوگا مگر مقدار کسی سے زیادہ نہ دیا جائیگا اور در صورتیکہ جو نہ کر رہا ہو وہ محدود ہو جائے تو مقدار کسی کے باب میں شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر کہا کہ درم ہون پر یا ان اونٹون میں سے ایک ناقہ پر یا دس درم قیمت کے کپڑے پر یا کہا کہ سب اس مال پر جسکا میں مالک ہوں یا نصف مہر مثل پر یا دار و قعت کی سکونت پر یا اس بات پر کہ عورت کا بھگادو غلام واپس لاؤ گھٹا نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہوگا یہ عتبا یہ میں ہو۔ اور اگر ہزار رطل سرکہ پر نکاح کیا پس اگر اکثر اس شہر میں چھو بار سے کا سرکہ ہو تو یہی مرد کے ذمہ ہوگا اور اگر اکثر اس شہر میں شرب کا سرکہ ہو تو وہ مرد کے ذمہ ہوگا اسی طرح اگر ہزار رطل دودھ پر نکاح کیا تو جو اس شہر میں غالب ہو وہی لیا جائیگا اور اگر سب میں کوئی غالب نہ ہو تو عورت کو اسکا مہر مثل ملے گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت سے ایک تیار اور ایک چیز پر نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہوگا اور ایک دینار پر زیادہ نہ کیا جائیگا بشرطیکہ دس درم ہو یہ غایہ سروجی میں ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے دس درم اور ایک کپڑے پر نکاح کیا اور کپڑے کا کوئی وصف بیان نہ کیا تو عورت کو دس درم ملینگے اور اگر عورت کے ساتھ دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو بائج درم ملینگے الا اس صورت میں کہ عورت کا متہ اس سے زیادہ ہو تو اسکو اپنا متہ ملے گا یہ فتاویٰ تانیہ خان میں ہے اور اگر عورت سے بائج درم و کپڑے پر نکاح کیا تو عورت کو مہر مثل ملے گا اور اگر قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو بائج درم ملے گا اور اگر کہا کہ اس چیز پر جو میرے امتحان میں نکاح کیا اور امتحان میں دس درم ہیں تو عورت کو اختیار ہے چاہے انکو لے لے اور چاہے مہر مثل لے یہ غایہ سروجی میں ہے اور اگر دو عورتوں سے ہزار درم پر نکاح کیا تو ہزار درم دونوں کے مہر مثل پر تقسیم کیے جاوین جب تک حصہ میں بڑے وہی اسکا مہر ہوگا اور اگر قبل دخول کے دونوں کو طلاق دیدی تو ہزار کے نصف سے دونوں میں سے ہر ایک کو بقدر اپنی اپنے مہر کے حصہ مرد ملے گا یہ محیط سروجی میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک عورت نے قبول کیا اور دوسری نے قبول نہ کیا تو جس نے قبول کیا ہو اسکا نکاح بوجہ اس کے حصہ کے جائز ہوگا یعنی ہزار درم دونوں کے مہر مثل پر تقسیم کر کے جو قبول کرنے والی کے حصہ میں بڑے وہی اسکا مہر ہوگا اور باقی شوہر کو واپس ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ان دونوں میں سے ایک عورت ایسی ہو کہ اسکا نکاح صحیح ہو تو پورے ہزار درم دوسری کو ملینگے یہ امام اعظم کا قول ہے اور اگر عورت کے ساتھ جس سے نکاح صحیح نہ تھا دخول کر لیا تو اسکو مہر مثل ملے گا اور یہ امام اعظم کا قول ہے اور یہی صحیح ہے۔ محیط سروجی میں ہے۔ اور اگر ایک بھائی اور اسکی بہن نے ایک دار اپنے باپ کی میراث میں پایا

پھر بھائی نے اس دار کی ایک کوٹھری میں پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر بھائی نے انتقال کیا اور بن اس پر
 راضی نہیں ہوئی تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ دار مذکور بھائی کے وارثوں اور بن کے درمیان تقسیم ہوگا پس اگر یہ
 کوٹھری مذکور بھائی کے حصہ میں آئی تو عورت مذکورہ کو اس کے ہمراہ لے لی اور اگر بن کے حصہ میں پڑی تو عورت
 کو اس کوٹھری کی قیمت شوہر کے ترکہ سے ملے گی یہ قاضی خان بن جوہر اور اگر اپنے غلاموں میں سے ایک
 غلام پر یا اپنے قیدیوں میں سے ایک قیدی پر یا غلاموں سے ایک غلام پر نکاح کیا تو صحیح ہو اور انہیں سے دمیانی
 واجب ہوگا یا قرعہ ڈالا جائیگا یہ غایہ سرمدی میں ہے اور اگر عورت سے دختر کے جہیز پر نکاح کیا تو جہیز جو عورتوں کو
 دیا جاتا ہے انہیں سے دمیانی جہیز جیسا دیا جاتا ہے وہ عورت مذکورہ کو ملے گی یہ تاتار خانیہ میں ہے چھٹی فصل
 ایسے مہر کے بیان میں جو مہر سے کے برخلاف پایا جاوے۔ اگر مسلمان نے ایک عورت سے اس مہر کے
 شکے پر نکاح کیا پھر وہ دیکھا تو وہ شراب نکلی تو امام اعظم کے نزدیک عورت کو اسکا مہر مثل ملے گا اور اگر عورت
 سے اس غلام پر نکاح کیا پھر وہ آزاد نکلا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک مہر مثل واجب ہوگا یہ ہا یہ
 میں ہے اور اگر عورت سے اس شکہ شراب پر نکاح کیا پھر وہ سرکہ نکلیا یا اس آزاد پر نکاح کیا پھر وہ غلام نکلا
 یا اس مدد پر نکاح کیا اور وہ حلال کیا ہو اگر گوشت نکلا تو امام اعظم سے اصح قول کے موافق عورت کو یہی
 ملے گا جسکی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی امام ابو یوسف سے کا قول ہے یہ فسخ القدر میں ہے۔ اور اگر کسی اس آزاد پر
 نکاح کیا پھر وہ غیر کا غلام نکلا تو اسکی قیمت واجب ہوگی اور اگر وہ عورت کا غلام ہو تو مہر مثل واجب ہوگا
 یہ غایہ سرمدی میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے عورت کا غلام پر نکاح کیا اور وہ باندی نکلی یا سرمدی کیڑے میں پر
 نکاح کیا اور وہ ہر دوسری نکلا تو شوہر پر ایسا غلام واجب ہوگا جو اس باندی کی قیمت میں مساوی ہو اور اس
 ہر دوسری کیڑے کی قیمت کے برابر قیمت کا مردی کیڑا واجب ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر عورت سے خام غلام
 پر اشارہ کر کے نکاح کیا اور وہ دبیر یا مکتب نکلیا یا اس باندی پر نکاح کیا اور وہ ام ولد نکلی تو بالاتفاق
 ان صورتوں میں قیمت واجب ہوگی یہ غایہ سرمدی میں ہے۔ خواہ عورت اس غلام کے حال سے و نفعت ہو یا
 واقف نہ ہو یہ فتاویٰ قاضی خان بن جوہر اور اگر عورت سے نکاح کیا اور اس کے واسطے مہر میں کوئی چیز بیان
 کی اور ایک چیز کی طرف اشارہ کیا حالانکہ جسکی طرف اشارہ کر کے معین کیا تھا وہ زبان سے بیان کیے ہوئے
 کے برخلاف جنس ہے تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر یہ دونوں چیزیں حلال ہوں تو عورت کو بیان کیے
 ہوئے کی مثل ملے گی اور اگر دونوں حرام ہوں یا مشار الیہ حرام ہو تو عورت کو مہر مثل ملے گا یا وقت عقد
 کے اس میں اشکال ہو کہ معلوم نہ ہو مثلاً ایک عورت سے اس شکہ سرکہ پر نکاح کیا پھر وہ طلا نکلا تو عورت
 کو اس کے مثل سرکہ کا مثلاً ملے گا اور اگر اس میں شراب نکلی تو عورت کو مہر مثل ملے گا اور اگر کسی حرام ہو اور مشار الیہ
 حلال ہو تو اس میں امام اعظم رحمہ سے مختلف روایات ہیں اور صحیح وہ ہے جو امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ رحمہ
 سے روایت کی ہے کہ اگر مرد نے حلال چیز کی طرف اشارہ کر دیا ہو تو یہی مشار الیہ عورت کو ملے گی یہ فتاویٰ
 قاضی خان بن جوہر اور اگر عورت سے ان دونوں غلاموں پر بیان کر کے شکوں پر نکاح کیا
 حالانکہ انہیں سے ایک آزاد یا شکہ شراب نکلا تو امام اعظم کے نزدیک عورت کو نفعت باقی ملے گا اور کچھ

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

نہ لیگا یہ محیط سرسی میں ہو اور اگر کسی عورت سے اس مشک روغن پر نکاح کیا پھر مشک مذکور میں کچھ نہ نکلا تو عورت
 کو اس کے مثل مشک روغن لیگا بشرطیکہ کسی دم قیمت کا ہو اور اگر عورت سے اس چیز پر جو کہتے ہیں گلی ستر
 نکاح کیا پھر کہتے ہیں کچھ نہ نکلا تو عورت کو مہر مثل لیگا اسی طرح اگر کہتے ہیں جنس مذکور کے سوائے دوسری
 چیز نکلی جو خلاف جنس ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ قتادی قاضی خان بن ہر۔ اور مفتی مین امام محمد سے روایت ہے
 کہ اگر کسی عورت سے ایک اراضی کو مہر قرار دے کر نکاح کیا اور زمین کے حدود بیان کر دیے اور شرط کی
 کہ دس جریب زمین ہو پس عورت نے اس پر قبضہ کر لیا پھر وہ چھ جریب نکلی اور عورت نے ہیکہ ناپ زمین
 لیا تھا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے اسی زمین کو لے لے اور اسکو زیادہ کچھ نہ لیگا اور اگر چاہے تو زمین اپس
 کر کے اس موضع کی قیمت زمین بحساب دس جریب کے لے لے۔ اور اگر عورت نے یہ زمین فروخت کر دی
 یا مہر کر کے سپرد کر دی پھر اسکو معلوم ہوا کہ زمین چھ جریب ہو تو عورت کو سوائے زمین کے اور کچھ نہ لیگا
 اسی طرح اگر موتی اسی طور سے قرار پایا پھر وہ عورت کے پاس دس کھٹا نکالا یا کپڑا اسی طور سے عورت
 کے پاس ناپ میں لکھا نکلا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے۔ اور اگر عورت نے زمین کو مہر یا فروخت نہ کیا لیکن مثل
 گنگا وغیرہ کے کوئی دریا چھڑا آیا اور اسی زمین میں بسنے لگا اور یہ زمین تباہ ہو گئی پھر عورت کو معلوم ہوا
 کہ وہ چھ جریب ہو تو پوری دس جریب تک باقی چار جریب کی قیمت لے لے گی اور اسی طرح اگر عورت سے
 دس ہر دمی کپڑوں پر جو معین ہیں بدین شرط نکاح کیا کہ انہیں سے ہر کپڑا دس تار یا ہر پس عورت نے سب کپڑا
 تار پایا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے ان کپڑوں کو لے لے اور چاہے انکو دس کر کے بحساب کی موجودہ حالت کے
 دس تار سے کی قیمت لے لے اور اگر عورت نے سب کو دس تار پایا سوائے ایک کپڑے کے کہ وہ سات تار نکالا
 تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے سب کپڑے لے لے اور عورت کو سوائے ان کپڑوں کے اور کچھ نہ لیگا اور اگر چاہے تو دس
 تار سے کپڑے لے لے اور جو سات تار باقی اسکو دس کر کے سب کی قیمت جو اس کے دس تار سے ہونے سے عدلی دہرایا ہونے
 پر ہوتی وہ لے لے یہ محیط میں ہو اور اگر معین وغیرہ انکو پر نکاح کیا اور وہ قبضہ سے پہلے شرب ہو گئی تو امام ابو یوسف سے
 روایت ہے کہ عورت کو اس غصیر کے مثل غصیرہ انکو بشرطیکہ ہاتھ آسکے اور اگر نہ مل سکا تو اسکی قیمت لیگی یہ محیط سرسی
 میں ہو۔ اور اگر عورت سے ان دس کپڑوں پر نکاح کیا پھر وہ نو نکالے تو امام محمد نے فرمایا کہ عورت کو
 یہ نو کپڑے لینے اور تمام ہر مثل میں ان کپڑوں سے جو کئی بڑی ہو وہ کی لیگی بشرطیکہ اسکا مثل ان نو کپڑوں
 کی قیمت سے زائد ہو اور بقیاس قول امام اعظم کے عورت مذکورہ کو نو کپڑے لینے اور زیادہ کچھ نہ لیگا
 بشرطیکہ ان کی قیمت دس دم تک پہنچ جائی ہو اور اگر گیارہ کپڑے نکالے تو امام محمد نے فرمایا کہ اسین سے عورت
 کو دس کپڑے جو انکی رائے میں آویگے دیدیگا اور برقیاس قول امام اعظم کے اگر عورت کا ہر مثل ان کپڑوں میں سے
 سب سے گھٹا ہو انکالنے کے بعد دس کپڑوں کی قیمت کے سوا دوسرے سے گھٹا ہو انکال کر باقی دس
 کپڑے عورت کو لینے اور عورت کو سوائے انکے کچھ نہ لیگا اور اگر سب سے گھٹا کالنے کے بعد باقی دس کپڑوں کی
 قیمت ہر مثل کے برابر ہو تو سب سے گھٹا کال لیا جائیگا اور فقط باقی دس کپڑے عورت کو لینے اور کچھ نہ لیگا
 اور اگر بڑھیا کپڑا نکالنے پر باقی سے اسکا ہر مثل زیادہ ہو جائے اور گھٹا کالنے سے اسکا ہر مثل کم ہو جائے تو عورت

۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

کو اسکا مثل ملیگا اور فتوے امام اعظم کے قول پر یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عورت سے آل و دل ہر دی
کپڑوں پر نکاح کیا پھر وہ ٹوٹنے لگے تو عورت کو نوکپڑے موجودہ اور ایک ہر دی درمیا فی درجہ کا کپڑا دیا جائیگا اور یہ
بالاجامع ہر یہ محیط ستر شخصی میں ہو۔ ایک عورت سے عین کیوں پر بدین شرط کہ یہ دس گز میں نکاح کیا پھر وہ ٹوٹنے لگے
تو عورت کو نوکپڑے موجودہ اور ایک گز ان موجودہ کے مثل اور دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کسی
عورت سے آراضی پر بدین شرط نکاح کیا کہ اس آراضی میں ہزار درخت خرمائیں اور اس کے حدود بیان
کردیے یا ایک دار پر بدین شرط نکاح کیا کہ وہ پختہ اینٹ و گچ و ساکھو کی لکڑی کا بنا ہو اور اس کے حدود بیان
کردیے پھر دیکھا تو زمین میں کوئی درخت نہ تھا یا دار میں کچھ عمارت نہ تھی تو عورت کو اختیار ہر چاہے یہ آراضی
دیہ دار لے لے اور سوائے اسکے کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے اپنا مثل لے لے اور اگر اسکو قیل و دخول کے طلاق
دیدہ عورت مذکورہ کو سوائے نصف دار و نصف زمین کے جس حالت پر اسکو پاپا ہو اور کچھ نہ ملیگا لیکن
اگر اسکا متعہ اس سے زیادہ ہو تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے نصف زمین نصف دار لینا منظور کرے اور
زیادہ کچھ نہ پادگی اور چاہے متعہ لے لے یہ محیط میں ہر فصل سا لوین مہرین گھٹا دینے و بڑھا دینے زیادہ
خودہ و کم شدہ کے بیان میں۔ قیام نکاح کی حالت میں ہمارے علمای ثلاثہ کے نزدیک مہر میں بڑھا دینا صحیح ہے
یہ محیط میں ہے۔ پس اگر مہر میں جو عقد سے بڑھایا تو زیادتی بزمہ شوہر لازم ہوگی سیراج الوہاب میں ہے۔ اور یہ حکم کسی
صورت میں ہے کہ جب عورت نے یہ زیادتی قبول کر لی ہو خواہ یہ زیادتی جنس مہر سے ہو یا نوا خواہ شوہر کی طرف سے
ہو یا ولی کی طرف سے ہو یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور زیادتی بھی تین باتوں میں سے کسی ایک بات کے پائے
جانے سے متاثر ہو جاتی ہے ایک یہ کہ دلی ہو گئی دوم آنکہ خلوت صحیحہ متحقق ہوئی سوم آنکہ جو رو و مرد میں سے
کوئی مر گیا اور اگر ان باتوں میں سے کوئی نہ پائی گئی مگر دونوں میں جدائی پیش آئی تو زیادتی باطل
ہو جائیگی پس فقط اصل مہر کی تصفیہ کی جائیگی اور زیادتی کی تصفیہ نہ ہوگی یہ فقہ ثلاثہ میں ہے اور فتاویٰ شیخ
ابواللہ میں ہے کہ مہر مہر کرنے کے بعد بھی مہر میں بڑھا دینا صحیح ہے اور کتاب الاکراہ شیخ الاسلام خواہر زادہ میں ہے کہ وقت
واقع ہونے کے بعد مہر میں بڑھانا باطل ہے اور ایسا ہی بشرحہ اللہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے اور جو
بشرحہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے اسکی صورت یہ ہے کہ اگر عورت کو دخول کرنے کے بعد یا دخول سے
پہلے تین طلاق دیدہ پر اس کے مہر میں کچھ بڑھایا تو صحیح نہیں ہے اسی طرح اگر طلاق رجعی ہو مگر رجوع نہ کیا
یہاں تک کہ عدت گزر گئی پھر اس کے بعد مہر میں بڑھایا تو زیادتی نہیں صحیح ہے اور قلندر سی میں ہے کہ عورت کی موت
کے بعد مہر میں بڑھانا امام اعظم کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر
مطلقہ رجعیہ سے اس کے شوہر نے کہا کہ میں نے تیرے مہر میں بڑھا دیا تو نہیں صحیح ہے اسوائے کہ یہ مجہول ہوا
اگر ایسی عورت سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم مہر پر جمع کیا پس اگر عورت نے قبول کیا تو جائز ہے ورنہ نہیں
جائز ہے اسوائے کہ یہ مہر میں زیادتی ہے پس عورت کے قبول پر موقوف ہوگی اور رہا یہ امر کہ جس مجلس میں یا وہ
کیا ہو اسی مجلس میں قبول کر لینا شرط ہے یا نہیں پس صحیح یہ ہے کہ اسی مجلس میں قبول کرنا شرط ہے یہ ظہیر میں ہے۔
ایک عورت نے اپنا مہر اپنے شوہر کو مہر کر دیا پھر شوہر نے گواہ کیے کہ عورت کا بچہ اسقدر مہر ہو تو اس میں غلطی ہو

اور فقیہ ابوالمہدی کے نزدیک مختار یہ ہے کہ شوہر کا اقرار جائز ہے بشرطیکہ عورت قبول کرے یہ خلاصہ ترین ہے اور ایشیہ یہ ہے کہ اقرار صحیح نہ ہو اور بلا قصد زیادتی کے زیادتی قرار نہ دیا جائیگی یہ وجہ کر دہی میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا پھر دو ہزار درم پر نکاح کی تجدید کی تو اس میں اختلاف ہے شیخ امام غزالی ہزار درم کے کتاب النکاح میں ذکر فرمایا کہ بنا بر قول امام ابو حنیفہ و امام محمد کے شوہر پر فقط ہزار درم لازم ہوئے باقی ہزار درم لازم نہ ہوئے اور عورت کا ہزار درم ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے شوہر پر باقی ہزار درم لازم نہ ہوگا اور بعض نے اس کے برعکس اختلاف ذکر کیا ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ ہزار کے نزدیک مختار یہ ہے کہ مرد پر دوسرے ایک ہزار درم لازم نہ ہوئے یہ ظہیر میں ہے۔ اور قاضی امام کا نوتی یہ ہے کہ دوسرے عقد پر کچھ واجب نہ ہوگا لیکن اگر دوسرے عقد سے اسکی مراد یہ ہے کہ مہر میں اس نے ہر چاہا ہو یعنی مہر ہزار درم ہے اور اس پر ایک ہزار درم اس نے زیادہ کیے تو یہ جائز ہے اور دوسرے مہر لینے اور ہزار درم واجب ہونگے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ اگر عورت نے اپنا مہر ہر چاہا پھر مہر کی تجدید کی تو بالافتاق دوسرا مہر لازم نہ ہوگا اور بعض نے اسی صورت میں ذکر کیا ہے کہ اس میں اختلاف ہے یہ مباح الذریعہ میں ہے اور اگر نکاح کی تجدید بغرض احتیاط ہو تو زیادتی بلا خلاف لازم ہے یہ وجہ کر دہی میں ہے۔ اور امام محمد نے امام محمد سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنی باندی کسی مرد کے نکاح میں ہر چاہا پھر اسکو آزاد کر دیا پھر شوہر نے اس کے مہر میں کوئی مقدار معلوم نہ کیا تو یہ زیادتی موی کوئی اور اس میں سماع نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ یہ زیادتی اس عورت کو ملے گی اور میں نے یہ نہ کہ یہ زیادتی اس کے موی کو دیدے اور اگر سولہ سے اول نے باندی کو فروخت کر دیا ہو تو یہ زیادتی مشتری کو ملے گی اور میں شوہر پر جبر نہ کرونگا کہ یہ زیادتی موی کو دیدے۔ اور امام محمد نے مباح میں فرمایا کہ آزاد مرد نے ایک باندی سے اجازت اس کے موی کے سود میں پر نکاح کیا پس شوہر نے موی سے کہا کہ تو نے نکاح کی اجازت دیدی ہے اس نے کہا کہ میں نے اس شرط پر اجازت دی کہ تو مہر میں بچاس درم بڑھا دے پس اگر شوہر اس پر راضی ہو گیا تو صحیح ہے اور زیادتی ثابت ہو جائیگی اور اگر شوہر راضی نہ ہوا تو اجازت ثابت نہ ہوگی اور نیز مباح میں ہے کہ ایک منکوہ باندی آزاد کی گئی حتیٰ کہ اس کے لیے خیارت ثابت ہو پھر شوہر نے اس عورت سے کہا کہ میں نے تیرے مہر میں بچاس درم بڑھا دے یہ بدین شرط کہ تو میرے سامنے میرے نکاح میں رہنا اختیار کرے پس اس نے یہ اختیار کیا تو یہ اختیار صحیح ہے اور زیادتی ثابت ہو جائیگی اور یہ زیادتی اس کے موی کو ملے گی اور اگر باندی مذکورہ سے کہا کہ تیرے مجھ پر ہزار درم ہیں بدین شرط کہ تو مجھے اختیار کرے اور اس نے ایسا ہی کیا تو اسکو کچھ نہ ملے گا اور یہ باطل ہو جائیگا۔ اور نکاح النکاح میں ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ انکار کرتی ہے پھر شوہر نے عورت سے صلح کی کہ اگر وہ اجازت نکاح دیدے جسکا وہ دعویٰ کرتا ہے تو مرد اسکو ہزار درم دے گا تو یہ جائز ہے اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو اقرار نکاح کر دے تو تیرے واسطے سود میں زیادہ کرونگا پس عورت نے ایسا کیا پس اگر نکاح اہل کے گواہ موجود ہوں تو شوہر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ ان سود میں سے رجوع کر لے اس واسطے کہ یہ بمنزلہ مہر میں زیادہ کرنے کے ہے

یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت کے مہر میں سے خود عورت نے گٹھا دیا تو گٹھا نا صحیح ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور گٹھا نے میں عورت کی رضا مندی ضرور ہے حتیٰ کہ اگر اس نے باکراہ مجبوری کے ساتھ گٹھا یا تو صحیح نہ ہو گا اور نیز ضرور ہے کہ عورت مذکورہ مریض بمرض الموت منو یہ بحر الزائق میں ہو۔ اگر ایک مرد نے ایک عورت سے ایک غلام یا باندی یا کسی مال میں پر نکاح کیا پھر مہر میں خود زیادتی ہو گئی پھر قبل دخول کے طلاق دیدی پس اگر عورت کے قبضہ سے پہلے مہر کی چیز میں زیادتی ہو گئی ہو اور یہ زیادتی متصلہ ہو جو اصل چیز سے پیدا ہوئی ہو جیسے مہر کی باندی یا غلام سوئی تازی ہو گئی یا بالغ ہو گئی یا حسن و جمال بڑھ گیا یا ایک آنکھ میں جال اتھا وہ روشن ہو گئی یا گونگا تھا وہ بولنے لگا یا بہرا تھا وہ سنے لگا یا درخت خرا تھا کہ اس میں پھل آئے یا زمین تھی کہ اس میں زراعت کی گئی اور یا یہ زیادتی منفصلہ ہو جو اصل سے پیدا ہوئی ہو جیسے بچہ وار شش و عقر و وبر در صورتیکہ کاٹ لیے گئے ہوں یا انجم و بال حب الگ کر لیے جاویں یا چھوہارے درخت سے توڑ لیے گئے یا کھیتی اس زمین میں سے کاٹ لی گئی تو ایسی صورت میں اصل و زیادتی دونوں بالاجماع آدمی آدمی کی جائیداد کی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر عورت نے اصل مع زیادتی متولہ کے اپنے قبضہ میں کر لی پھر مرد نے عورت کو قبل دخول کے طلاق دے دی تو بھی اصل مع زیادتی کے آدمی آدمی کی جائیداد کی یہ ہسوط میں ہو۔ اور اگر زیادتی متصلہ ہو جو اصل سے متولہ نہیں ہو جیسے کپڑے کو رنگا یا عاریت بنائی تو عورت اس سے قابض شمار ہوگی بس خفیف نہ کی جائیگی اور جس روز قبضہ کا حکم دیا گیا ہو اس روز کی نصف قیمت دینی عورت پر واجب ہوگی اور اگر زیادتی منفصلہ ہو جو اصل سے متولہ نہ ہو جیسے کسی مرد نے مہر کے غلام کو کچھ ہب کیا یا اسے خود کما یا یا دار مہر کا کرایہ آیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اصل چیز کی نصف قیمت ہوگی اور زیادتی سب عورت کو ملے گی اور صاحبین کے نزدیک اصل و زیادتی دونوں کی نصف قیمت ہوگی بشرط طحاوی میں ہو اور اگر شوہر نے غلام کو اجارہ پر دیا ہو تو مزدوری شوہر کو ملے گی مگر اس کو صدقہ کر دے یہ محیط شرعی میں ہو۔ اور اگر قبضہ کے بعد ہو اور زیادتی متصلہ متولہ از اصل ہو تو شوہر کو نصف کر کے نہیں دیا جاسکتا ہو بلکہ جس دن عورت کو سپرد کیا ہو اس روز کی نصف قیمت ملے گی اور یہ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ یہ امر مانع تنصیف نہیں ہے بشرط طحاوی میں ہو۔ اور اگر زیادتی متصلہ ایسی ہو کہ اصل سے متولہ نہ ہو تو وہ مانع تنصیف ہے اور عورت پر اصل کی نصف قیمت واجب ہوگی یہ برائے میں ہو اور اگر زیادتی منفصلہ اصل سے متولہ ہو تو بالاجماع مانع تنصیف ہے اور اگر زیادتی منفصلہ اصل سے متولہ نہ ہو تو فقط زیادتی عورت کو ملے گی اور اصل و دونوں میں نصف نصف مشترک ہوگی اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ زیادتی پیدا ہونے کے بعد طلاق قبل دخول کے واقع ہوئی ہو اور اگر طلاق پہلے واقع ہوئی پھر زیادتی پیدا ہوئی پس یا تو شوہر کے واسطے نصف دس دینے کا حکم قضا جاری ہونے سے بعد ہوگی یا اس کے پہلے ہوگی خواہ قبضہ ہو گیا ہو یا نہ ہو پس اگر قبل قبضہ کے ہو تو زیادتی و اصل دونوں میں نصف نصف ہوگی خواہ حکم قضا یا یا گیا ہو یا نہ یا یا گیا ہو اور اگر بعد قبضہ کے ہو اور شوہر کے واسطے نصف دینے کا حکم بھی ہو گیا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر کے واسطے نصف دینے کا حکم نہ ہو تو عورت کے پاس مال مہر مثل عقد فاسد کے مقبوضہ کے حکم میں ہو گا یہ شرح طحاوی میں ہو اور اگر زیادتی پیدا ہونے کے بعد دخول سے پہلے عورت مرتد ہو گئی یا اپنے شوہر کے پاس یا دوسرے لیا تو یہ سب زیادتی عورت کو ملے گی۔ اور

میں عورت کی رضا مندی ضرور ہے حتیٰ کہ اگر اس نے باکراہ مجبوری کے ساتھ گٹھا یا تو صحیح نہ ہو گا اور نیز ضرور ہے کہ عورت مذکورہ مریض بمرض الموت منو یہ بحر الزائق میں ہو۔ اگر ایک مرد نے ایک عورت سے ایک غلام یا باندی یا کسی مال میں پر نکاح کیا پھر مہر میں خود زیادتی ہو گئی پھر قبل دخول کے طلاق دیدی پس اگر عورت کے قبضہ سے پہلے مہر کی چیز میں زیادتی ہو گئی ہو اور یہ زیادتی متصلہ ہو جو اصل چیز سے پیدا ہوئی ہو جیسے مہر کی باندی یا غلام سوئی تازی ہو گئی یا بالغ ہو گئی یا حسن و جمال بڑھ گیا یا ایک آنکھ میں جال اتھا وہ روشن ہو گئی یا گونگا تھا وہ بولنے لگا یا بہرا تھا وہ سنے لگا یا درخت خرا تھا کہ اس میں پھل آئے یا زمین تھی کہ اس میں زراعت کی گئی اور یا یہ زیادتی منفصلہ ہو جو اصل سے پیدا ہوئی ہو جیسے بچہ وار شش و عقر و وبر در صورتیکہ کاٹ لیے گئے ہوں یا انجم و بال حب الگ کر لیے جاویں یا چھوہارے درخت سے توڑ لیے گئے یا کھیتی اس زمین میں سے کاٹ لی گئی تو ایسی صورت میں اصل و زیادتی دونوں بالاجماع آدمی آدمی کی جائیداد کی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر عورت نے اصل مع زیادتی متولہ کے اپنے قبضہ میں کر لی پھر مرد نے عورت کو قبل دخول کے طلاق دے دی تو بھی اصل مع زیادتی کے آدمی آدمی کی جائیداد کی یہ ہسوط میں ہو۔ اور اگر زیادتی متصلہ ہو جو اصل سے متولہ نہیں ہو جیسے کپڑے کو رنگا یا عاریت بنائی تو عورت اس سے قابض شمار ہوگی بس خفیف نہ کی جائیگی اور جس روز قبضہ کا حکم دیا گیا ہو اس روز کی نصف قیمت دینی عورت پر واجب ہوگی اور اگر زیادتی منفصلہ ہو جو اصل سے متولہ نہ ہو جیسے کسی مرد نے مہر کے غلام کو کچھ ہب کیا یا اسے خود کما یا یا دار مہر کا کرایہ آیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اصل چیز کی نصف قیمت ہوگی اور زیادتی سب عورت کو ملے گی اور صاحبین کے نزدیک اصل و زیادتی دونوں کی نصف قیمت ہوگی بشرط طحاوی میں ہو اور اگر شوہر نے غلام کو اجارہ پر دیا ہو تو مزدوری شوہر کو ملے گی مگر اس کو صدقہ کر دے یہ محیط شرعی میں ہو۔ اور اگر قبضہ کے بعد ہو اور زیادتی متصلہ متولہ از اصل ہو تو شوہر کو نصف کر کے نہیں دیا جاسکتا ہو بلکہ جس دن عورت کو سپرد کیا ہو اس روز کی نصف قیمت ملے گی اور یہ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ یہ امر مانع تنصیف نہیں ہے بشرط طحاوی میں ہو۔ اور اگر زیادتی متصلہ ایسی ہو کہ اصل سے متولہ نہ ہو تو وہ مانع تنصیف ہے اور عورت پر اصل کی نصف قیمت واجب ہوگی یہ برائے میں ہو اور اگر زیادتی منفصلہ اصل سے متولہ ہو تو بالاجماع مانع تنصیف ہے اور اگر زیادتی منفصلہ اصل سے متولہ نہ ہو تو فقط زیادتی عورت کو ملے گی اور اصل و دونوں میں نصف نصف مشترک ہوگی اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ زیادتی پیدا ہونے کے بعد طلاق قبل دخول کے واقع ہوئی ہو اور اگر طلاق پہلے واقع ہوئی پھر زیادتی پیدا ہوئی پس یا تو شوہر کے واسطے نصف دس دینے کا حکم قضا جاری ہونے سے بعد ہوگی یا اس کے پہلے ہوگی خواہ قبضہ ہو گیا ہو یا نہ ہو پس اگر قبل قبضہ کے ہو تو زیادتی و اصل دونوں میں نصف نصف ہوگی خواہ حکم قضا یا یا گیا ہو یا نہ یا یا گیا ہو اور اگر بعد قبضہ کے ہو اور شوہر کے واسطے نصف دینے کا حکم بھی ہو گیا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر کے واسطے نصف دینے کا حکم نہ ہو تو عورت کے پاس مال مہر مثل عقد فاسد کے مقبوضہ کے حکم میں ہو گا یہ شرح طحاوی میں ہو اور اگر زیادتی پیدا ہونے کے بعد دخول سے پہلے عورت مرتد ہو گئی یا اپنے شوہر کے پاس یا دوسرے لیا تو یہ سب زیادتی عورت کو ملے گی۔ اور

عورت پر واجب ہوگا کہ قبضہ کے روز کی اصل کی قیمت واپس کرے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شوہر کے قبضہ میں نہر میں نقصان آگیا پھر قبل دخول کے مرد نے اسکو طلاق نوید ہی تو اس میں چند صورتیں ہیں وجہ اول یہ کہ نقصان کسی آفت آسمانی سے ہو اور اس میں دو صورتیں ہیں کہ اگر نقصان خفیف ہو تو اس صورت میں عورت کو نصف خادم عیبدار لیگا بدون تاوان نقصان کے اور اسکے سواے اسکو کچھ نہ لیگا اور اگر نقصان فاحش ہو تو عورت کو اختیار ہے چاہے اس مال نہر کو شوہر کے پاس چھوڑ کر اس سے روز عقد کی قیمت کا نصف لے لے اور چاہے نصف خادم عیبدار لے لے اور اسکے ساتھ شوہر بالکل تاوان نقصان کا ضامن ہوگا وہ دوم یہ کہ نقصان بغفل رنج ہو اور اس میں بھی دو صورتیں ہیں کہ اگر نقصان خفیف ہے تو عورت نصف خادم لیگی اور شوہر نصف قیمت نقصان کا ضامن ہوگا اور عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ خادم مذکور شوہر کے ذمہ چھوڑ کر نصف قیمت خادم لے لے اور اگر نقصان فاحش ہو تو عورت کو اختیار ہے چاہے روز عقد کی نصف قیمت خادم لے لے اور خادم شوہر کے پاس چھوڑ دے اور چاہے نصف خادم لیکر شوہر سے نصف قیمت نقصان لے لے اور وجہ سوم آنکہ نقصان خود عورت کے فعل سے ہو اور اس صورت میں عورت کو نصف خادم کے سواے کچھ نہ لیگا اور عورت کو کچھ اختیار نہ ہوگا خواہ نقصان خفیف ہو یا شدید ہو اور وجہ چہارم آنکہ جو چیز ہر مہر کی ہے وہ خود ایسا فعل کرے جس سے اس میں نقصان آجائے تو ظاہر اور بدائع کے موافق یہ نقصان مثلاً آسمانی آفت کے نقصان کے لئے ہے اور وجہ پنجم آنکہ نقصان کسی اجنبی کے فعل سے ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں کہ اگر نقصان خفیف ہو تو عورت نصف خادم لیکر اجنبی سے نقصان کی نصف قیمت تاوان لیگی اور اسکے سواے اسکو کچھ اختیار نہیں ہے اور اگر نقصان فاحش ہو تو اسکو اختیار ہے چاہے نصف خادم لیکر اجنبی سے نصف قیمت نقصان کا مواخذہ کرے اور چاہے خادم بذمہ شوہر چھوڑ کر اس سے روز عقد کی نصف قیمت خادم لے لے پھر شوہر اس اجنبی سے پورے نقصان کا مطالبہ کرے گا۔ اور یہ سب ایسی صورتیں تھیں کہ جب نقصان شوہر کے قبضہ میں ہونے کی حالت میں واقع ہوا اور اگر عورت کے قبضہ میں واقع ہوا پھر مرد نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دی پس اگر نقصان بآفت آسمانی اور خفیف ہو تو شوہر نصف خادم عیبدار لے لیگا اسکے سواے کچھ نہیں کر سکتا ہے اور اگر نقصان فاحش ہو تو چاہے نصف خادم عیبدار لے اور اسکے سواے اسکو کچھ تاوان نقصان نہ لیگا اور اگر چاہے عورت کے ذمہ چھوڑ کر عورت کے قبضہ کے روز کی نصف قیمت باعتبار صحیح و سالم کے لے لے اور اگر بعد طلاق کے ایسا نقصان عورت کے قبضہ میں واقع ہو تو عامہ مشائخ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ شوہر اسکے نصف کو مع نصف نقصان کے لے لیگا اور ایسا ہی امام قدوسی نے اپنی شرح میں ذکر فرمایا اور یہی صحیح ہے اور اگر عورت کے فعل سے نقصان ہوا خواہ قبل طلاق کے یا بعد طلاق کے تو یہ صورت اور آفت آسمانی سے نقصان ہونے کی صورت دونوں یکساں ہیں اور اگر جو چیز ہر کی ہر شل غلام وغیرہ اسکے خود فعل سے نقصان ہوا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اجنبی کے فعل سے قبل طلاق کے نقصان واقع ہوا تو مال ہر سے شوہر کا حق منقطع ہو جائیگا اور شوہر کے واسطے عورت پر عورت کے قبضہ کے روز کی نصف قیمت واجب ہوگی اس واسطے کہ اجنبی نے تاوان نقصان دیا پس یہ زیادت منفصلہ سمجھ لی لیکن اگر عورت نے اس پر اجنبی

کو برسی کر دیا ہو یا تادان نقصان قبل طلاق کے عورت کے پاس تلف ہو گیا ہو تو اسی حالت میں لیسبہ وال مانع کے مال مذکور کی تحفیف ہوگی اور اگر یہ نقصان بعد طلاق کے واقع ہوا تو حاکم شہیدؒ نے ذکر فرمایا کہ بصورت اور قبل طلاق کے نقصان واقع ہونے کی صورت دونوں یکساں ہیں اور قدوری نے اپنی شرح میں ذکر فرمایا کہ شوہر نصف اصل کے لیگا اور ارش یعنی جہانہ میں اسکو اختیار ہوگا چاہے مجرم اجنبی کا وہ منگی ہو کہ اس سے نصف جہانہ لے اور چاہے عورت سے لے اور اگر قبل طلاق کے شوہر کے فعل سے نقصان ہوا تو یہ صورت اور اجنبی کے فعل سے نقصان ہونے کی صورت دونوں یکساں ہیں اور اگر مال ہر شوہر کے قبضہ میں تلف ہوا پھر عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی تو عورت کے واسطے شوہر پر روز عقد کی نصف قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت کے ہاتھ میں قبل طلاق کے تلف ہوا پھر قبل دخول کے شوہر کا طلاق دیدی تو شوہر کے واسطے عورت پر روز عقد کی نصف قیمت واجب ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور دوسرے مال میں عورت کے واسطے خیار ویت ثابت نہیں ہوتا ہے اور نیز اسکو واپس نہیں کر سکتی ہر الا اسی صورت میں کہ جب عیب فاحش ہو لیکن عیب خفیف کی صورت میں جب ہی واپس نہیں کر سکتی ہے کہ جب مال مہر کیلی یا زنی ہو اور اگر کیلی یا زنی ہو تو عیب خفیف کی وجہ سے بھی واپس نہ کھنٹی ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر مین باندی پر ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ باندی عورت کے قبضہ میں مگر عورت کو معلوم ہوا کہ وہ اندھی تھی تو عورت مذکورہ اندھی ہونے کا نقصان شوہر سے واپس لگی جیسے بیچ میں ہوتا ہے اور اگر باندی معینہ ہو تو عورت ایک اندھی باندی کی قیمت کی ضامن اور شوہر ایک اوسط درجہ کی خادمہ کی قیمت کا ضامن ہوگا پس دونوں باہم ان دونوں قیمتوں میں بدلہ آتا کہ جو عقد مرد پر نفل نکلے گا وہ عورت کو واپس کر دیگا۔ اگر اس باندی کی قیمت بہ نسبت اوسط درجہ کی خادمہ سے زیادہ ہو تو دونوں میں سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ **فصل نکاح میں سمعت کے بیان میں**۔ قال مترجم یعنی پوشیدہ مہر کچھ قرار دیا ہے۔ اور سمعت یعنی لوگوں کے سامنے کو کچھ بیان کیا چنانچہ کتاب میں فرمایا کہ اگر عورت سے پوشیدہ کسی قدر مہر پر نکاح کیا اور سامنے کو ظاہر میں اس سے زیادہ بیان کیا تو مسئلہ میں دو صورتیں ہیں اول آنکہ دونوں نے پوشیدہ کسی قدر مہر پر قرار داد کر لی پھر دونوں نے علانیہ اس سے زیادہ مہر پر عقد قرار دیا پس اگر وہ چیز جس پر علانیہ عقد ٹھہرا ہو اسی جنس سے مہر جو پوشیدہ قرار داد کر لی ہے لیکن جو ظاہر کیا ہے وہ پوشیدہ قرار داد سے زائد ہو پس اگر دونوں نے خفیہ قرار داد پر اتفاق کیا یا شوہر نے عورت کے اقرار پر یا عورت کے ولی کے اقرار پر گواہ کر لیے کہ مہر یہی ہے جو خفیہ قرار داد ہے اور زیادتی جو عقد پر ہے نقصان کے واسطے ہے تو مہر وہی ہوگا جس پر دونوں نے خفیہ قرار داد کی ہے۔ اور اگر دونوں نے اس میں اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے دعویٰ کیا کہ خفیہ مہر درم بہ ہمارے درمیان قرار داد ہو گئی ہے اور عورت نے اس خفیہ قرار داد سے انکار کیا تو مہر وہی ہوگا جو عقد میں علانیہ ٹھہرا ہو اور عورت کا قول قبول ہوگا لیکن اگر مرد کے گواہ قائم ہوں تو گو امون کی سماعت ہوگی اور اگر وہ چیز جس پر علانیہ نکاح کیا ہے خفیہ قرار داد کی جنس سے برخلاف ہو پس اگر دونوں اس خفیہ قرار داد پر اتفاق نہ کریں تو مہر وہی ہوگا جو علانیہ بندھا ہے اور اگر خفیہ قرار داد پر اتفاق کیا تو نکاح بوجہ منہر مثل کے منعقد ہوگا۔ اور اگر عورت دوسرے

خطیہ قرار داد کر لی کہ مرد بیارہین مگر ظاہر میں اس شرط پر نکاح کر لیا کہ عورت کے واسطے کچھ مہر نہیں تو مہر ہی
 دینا رہو گے جسے خفیہ قرار داد ہو گئی ہو اور اگر علانیہ اس شرط پر نکاح کیا کہ اس عورت کا مہر دینا نہ ہو گے
 یا علانیہ فقط نکاح کر لیا اور مہر سے سکوت کیا تو دونوں صورتوں میں مہر شل پر نکاح منع ہو گا اور ہر دو
 آنکھوں دونوں نے خفیہ کسی قدر مہر پر عقد کر لیا پھر علانیہ اس سے زیادہ مہر کا اقرار کیا پس اگر دونوں نے اتفاق
 کیا کہ جسے خفیہ اس قدر مہر پر عقد کیا ہو اور شاید کہ ایسے کہ علانیہ زیادتی فقط سانسے واسطے ہو تو مہر ہی ہو گا
 جو خفیہ عقد کے وقت مذکور ہوا ہو اور اگر دونوں نے اس امر کے شاید کہ ایسے کہ علانیہ جو زیادتی ہو وہ سانسے
 کے واسطے تھی تو شرح مختصر الطحاوی میں ہے کہ بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے اور امام محمد رحمہ اللہ کے مہر ہی ہو گا جو علانیہ
 مذکور ہوا ہو اور یہ زیادتی پہلے مہر پر زیادتی شمار ہوگی خواہ اول کی جنس سے ہو یا خلاف جنس ہو مگر فرق یہ
 ہو گا کہ اگر خلاف جنس ہو تو جو عقد علانیہ مذکور ہوا ہو وہ سب مہر اول پر زیادہ قرار دیا جائیگا اور اگر اول کی جنس
 سے ہو تو جو عقد مہر اول سے زیادہ ہو اسی قدر زیادہ زیادتی شمار کیا جائیگا۔ اور شیخ الاسلام نے ذکر فرمایا کہ اگر
 دونوں نے خفیہ مہر اور مہر پر عقد کیا اور ظاہر میں علانیہ اس کے خلاف ظاہر کیا پھر دونوں میں جھگڑا ہوا اور شوہر
 نے کہا کہ ظاہر میں جو میں نے اس کے واسطے اقرار کیا وہ نہزل تھا مقصود نہ تھا اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ قصد
 و جہ تھا تو عورت کا قول قبول ہو گا اور مہر ہی ہو گا جو علانیہ ظہور کرے لیکن اگر شوہر اپنے دعوے کی
 گواہی لاوے تو گواہ مقبول ہوں گے یہ فیہوین ہر نوین فصل مہر کے تلف ہوجانے اور استحقاق میں سے
 جانے کے بیان میں۔ اگر عورت سے کسی مہر پر نکاح کیا اور وہ سپرد کرے سے پہلے تلف ہو گئی یا استحقاق میں
 لے لی گئی پس اگر یہ چیز شلی چیزوں میں سے ہو تو شوہر سے اس کے شل لے لی گئی ورنہ اس کی قیمت لگی یہ جو طہ میں ہو۔
 اسی طرح اگر مال میں جو مہر شوہر نے شوہر کو ہبہ کر دیا پھر وہ استحقاق میں لیا گیا تو اس کی قیمت شوہر سے ہے
 لگی یہ نظیر یہ میں ہو اور اگر ایسا وار جو مہر قرار دیا گیا ہو اس میں سے نصف پر کسی شخص نے اپنا استحقاق ثابت کر کے
 لے لیا تو عورت کو اختیار ہو گا چاہے باقی کو لے اور نصف قیمت لے اور چاہے پوری قیمت لے لے اور اگر مرد
 نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو فقط باقی نصف لیکھا یہ محیطہ مہر میں ہو۔ اور اگر کسی عورت
 سے اس عورت کے باپ پر جو شوہر کا مالوک ہو نکاح کیا تو باپ مذکور آزاد ہو جائیگا اور اگر باپ پر کسی شخص
 نے استحقاق ثابت کر کے لے لیا پھر عورت کا شوہر اس کے باپ کا مالک ہو گیا پس اگر ہنوز دیر اس عورت
 کے واسطے اس کے باپ کی قیمت کا حکم قاضی کی طرف سے ثابت نہیں ہوا ہو تو عورت مذکورہ کو سوا سے
 اپنے باپ کے اور کچھ نہ لیکھا اور وہ کہتے ہی فوراً آزاد ہو جائیگا اور اگر شوہر پر عورت کے واسطے قیمت کا
 حکم ہونے کے بعد شوہر اس کا مالک ہو تو عورت مذکورہ اپنے باپ کو نہیں لے سکتی ہو اور عورت اول میں جب
 شوہر اس کا مالک ہو ہو تو عورت مذکورہ بدون حکم قاضی یا بدون سپردگی شوہر کے اس کی مالک نہیں ہو سکتی ہو اور شوہر
 کو اختیار ہو گا کہ جب تک قاضی نے حکم نہیں کیا ہو یا مرد نے عورت کو سپرد نہیں کیا تب تک شوہر جو چاہے
 اس میں تصرف کرے یہ نظیر یہ میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے کسی غیر کے غلام پر نکاح کیا یا اپنے غلام پر نکاح کیا
 مگر یہ غلام استحقاق میں لے لیا گیا پس اگر وہ شخص جو اس غلام کا مستحق ہو اس نے اجازت دے دی تو شوہر سے

فتاویٰ ہندیہ
 کنیا بالکحل

اس غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر شوہر پر قیمت دینے کا حکم ہونے سے پہلے کسی سبب سے یہ غلام پھر شوہر کے ملک میں آگیا تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ بعینہ ہی غلام عورت کو سپرد کرے یہ عتاقہ میں ہے۔ **دوسرے فصل** مہر مہر کرنے کے بیان میں عورت کو اختیار ہے کہ اس کے ہر کا جو مال شوہر پر آتا ہو خواہ مرد نے اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو وہ اپنے شوہر کو مہر کر دے اور عورت کے اولیا میں سے خواہ باپ ہو یا کوئی اور ہو کسی کو عورت پر اعتراض کرنے کا اختیار نہیں ہے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور عامہ علماء کے نزدیک باپ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی دختر کا مہر مہر کر دے یہ بدلے میں ہے۔ اور مولے کو یہ اختیار ہے کہ اپنی باندی کا مہر اس کے شوہر کو مہر کر دے اور اسی طرح چاہے اپنی مدبرہ باندی یا ام ولد کا مہر مہر کر دے اور اگر باندی کا تہہ ہو تو اسکا مہر اسی کا ہوگا اور اگر مولے اسکو مہر کرنا چاہے تو صحیح ہوگا اور اگر مہر مہر کرنے سے شوہر نے اسکا مہر اس کے مولیٰ کو دیدیا تو برسی ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر تردید ہو گیا اور اسکی جو روئے اسکا مہر اسکو مہر کیا تو جائز ہے۔ اگر عورت نے طلاق کی حالت میں جبکہ اسکی جان پر بن آئی تھی تو شوہر کو مہر مہر کیا پھر جائز ہوئی اور مرگئی تو مہر صحیح نہیں ہے یہ سراجہ میں ہے۔ اور اگر میت کی جو روئے دارثان میت کو اپنا مہر مہر کیا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر عورت نے کسی شرط پر اپنا مہر مہر کیا پس اگر شرط پائی گئی تو جائز ہے اور اگر شرط نہ پائی گئی تو مہر جلیا تھا دیا ہی عود کر گیا یہ تا ما خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت نے ہزار درم وصول کر لیے پھر شوہر کو مہر کر دیے پھر شوہر نے قبل دخول سے اسکو طلاق دیدی تو شوہر اس عورت سے پانچ سو درم واپس لے لیا اور اسی طرح اگر مرد کوئی کیلی یا زنی چیز ہو جو وصف بیان کر کے ذکر رکھ لی ہے تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ وہ متعین نہیں ہے۔ اور اگر عورت نے ہزار درم پر قبضہ نہ کیا اور دون قبضہ کے شوہر کو مہر کر دیے پھر مرد نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو دونوں میں سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر اس نے پانچ سو درم وصول کر کے پھر پورے ہزار درم مہر کیے یعنی مقبوضہ وغیرہ مقبوضہ یا فقط باقی مہر کیے پھر شوہر نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو امام اعظم کے نزدیک دونوں میں سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر عورت نے ہزار درم کے نصف سے کم مہر کیے اور باقی سب وصول کر لیے تو ایسی صورت میں امام رحمہ اللہ کے نزدیک عورت سے نصف تک جہتد چاہیے ہر وہ لے کر پورا کر لیا یہ بدایہ میں ہے۔ شقی حین ابراہیم کی روایت سے امام محمد سے مردی ہے کہ اگر پورے ہزار درم عورت کو دیدیے پھر عورت نے ہزار درم پر اس سے خلع کیا قبل اسکے کہ عورت کے ساتھ دخول واقع ہو تو قیاساً عورت سے پانچ سو درم واپس لے لیا اور استحساناً کچھ واپس نہ لے لیا یہ محط میں ہے۔ اور اگر عورت سے مثل عروض وغیرہ ایسی چیز پر جو متعین کرنے سے متعین ہو جاتی ہے نکاح کیا پھر عورت نے اس چیز پر قبضہ کرنے کے بعد یا اس سے پہلے یہ چیز تمام یا آدھی شوہر کو مہر کر دی پھر قبل دخول کے شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو عورت سے کچھ واپس نہ لے لیا اور اگر عورت سے کسی حیوان یا عروض پر جبکہ وصف بیان کر کے اپنے ذمہ رکھا ہے نکاح کیا تو بھی ایسی صورت میں یہی حکم ہے کہ نہ انے الکافی خواہ عورت نے اس پر قبضہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو یہ کفایہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر کے سوا کسی اجنبی کو اپنا مہر مہر کیا اور اسکو وصول

مہر چھوڑا ہوا

لا دقت ۲۱۸

کر لینے پر تسلط کر دیا پھر اُس نے وصول کر لیا پھر شوہر نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو نصف مہر عورت سے واپس لیکھا اور اگر عورت نے مہر قبضہ کر کے کسی کو جو اجنبی ہو مہر کیا پھر اُس اجنبی نے شوہر کو مہر کیا پھر شوہر نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دیدی تو نصف مہر عورت سے واپس لیکھا خواہ مہر مال دین ہو جو معین کرنے سے متعین نہیں ہوتا یا اُس کے برعکس مال عین ہو یہ حیثیت میں ہو۔ اور اگر عورت نے مال بہرہ کے ساتھ فروخت کیا یا لبو غصہ مہر کیا پھر شوہر نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو شوہر اُس سے نصف مال مذکور کے مثل واپس لیکھا اگر مال مذکور مثلی ہو یا نصف قیمت واپس لیکھا اگر مثلی ہو بلکہ قیمتی ہو پھر اگر عورت نے قبل قبضہ کے فروخت کیا ہو تو روز بیع کی نصف قیمت لیکھا اور اگر بعد قبضہ کے فروخت کیا ہو تو روز قبضہ کی نصف قیمت لے لیکھا یہ بدائع میں ہو۔ ایک مرد نے اپنی مطلقہ عورت سے کہا کہ اب میں تیرے ساتھ نکاح نہ کروں گا جب تک تو اپنا مہر جو تیرا مجھ پر ہے مجھے مہر نہ کر دے پس اس نے اپنا مہر بن شرط مہر کیا کہ شوہر اُس سے نکاح کرے پھر شوہر نے اُس سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو مہر مذکور شوہر پر باقی رہ گیا خواہ شوہر اُس سے نکاح کر لے یا نہ کرے یہ خلاصہ میں ہو اور شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھے اپنے مہر سے بری کر دے تاکہ میں تجھے اس قدر مہر کروں پس عورت نے کہا کہ میں تجھے بری کر دیا پھر شوہر نے اسکو مہر نہ کرنے سے انکار کیا تو مہر اُس پر بحال باقی رہ گیا یہ حاوی میں ہو۔ ایک عورت نے اقرار کیا کہ وہ بالغہ ہو اور اپنا مہر اپنے شوہر کو مہر کر دیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا قد بیکھا جاوے اگر بالغہ عورتوں کا قد ہو تو اسکا اقرار صحیح ہوگا جسے کہ اگر اس کے بعد اُس نے نکاح میں مسوقت بالغہ بنتی تو اسکا قول قبول ہوگا اور اگر قد بالغہ عورتوں کا قد نہ ہو تو اسکا اقرار صحیح ہوگا۔ اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ماضی کو ایسے معاملہ میں احتیاط کرنی چاہیے اور عورت سے اسکا سبب دریافت کرے اور پوچھے کہ تو نے کیونکر یہ بات جانی ہو جیسے طفل کی صورت میں مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ اپنے بالغ ہونے کا اقرار کرے تو قاضی احتیاط کے واسطے اُس سے وجہ دریافت کرے یہ قتالہ قاضی خان میں ہو۔ جو رد و مرد نے مہر میں اختلاف کیا کہ جو مرد نے کہا کہ میں نے اس شرط سے مہر کیا تھا کہ تو مجھے طلاق نہ دے اور مرد نے کہا کہ تو نے بغیر شرط کے مہر کیا ہو تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ قاضی میں ہو۔ گیارہ صوفیوں فصل عورت کے اپنے آپ کو بوجہ مہر کے روکنے اور مہر میں میعاد مقرر کرنے اور اُس کے تعلقات کے بیان میں۔ ہر عورت میں کہ مرد نے عورت کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا خلوت صحیح ہو گئی ہو اور تمام مہر نسا کہ ہو گیا ہو اگر مہر عمل وصول پانے کے واسطے عورت اپنے آپ کو روکنے اور مرد سے باز رہنے تو امام اعظم کے نزدیک عورت کو ایسا اختیار ہو اور ائمہ میں صاحبین نے اختلاف کیا ہو اور اسی طرح باہر نکلتے اور سفر کرنے اور حج نفل کے واسطے جانے سے امام اعظم کے نزدیک منع نہ کیا گیا لکن الا اُس صورت میں کہ باہر نکلتا حد سے گذر رہا ہو ہو ہو اور جب تک عورت نے اپنے نفس کو شوہر کے سپرد نہیں کیا ہو تب تک بالاجماع اسکو ایسا امتیاز ہو اور اسی طرح اگر صغیر یا مجنونہ کے ساتھ دخول کر لیا یا زبردستی باکراہ ایسا کر لیا تو بھی اس کے باپ کو اختیار ہو کہ اسکو روک رکھے یہاں تک کہ اُس کے واسطے اسکا مہر عمل وصول کر لے یہ عتاب میں ہو۔ اور اگر

شوہر نے عورت کی رضا مندی کے ساتھ اس سے دخول کر لیا یا خلوت کی تو بنا بر قول امام عظیم کے عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے آپ کو شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے روکے تا آنکہ میرا ہر وصول کر لے یا بنا بر جواب کتاب کے ہر اور چارے دیار کے عرف کے موافق تا آنکہ میرا ہر محل وصول کر لے اور صاحبین نے فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار نہیں ہے اور شیخ امام فقیر زابد الوالقاسم صفار سفر کرنے میں موافق قول امام عظیم کے فتوے دیتے تھے اور اپنے آپ کو مرد سے روکنے میں صاحبین کے قول پر فتوے دیتے تھے اور ہمارے بعض مشائخ نے امام صفار کا اختیار پسند کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور جب مرد نے اُسکو اسکا مہر دیا تو چاہے لجاوے اور بہت سے مشائخ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ چارے زمانہ میں شوہر اُسکو سفر میں نہیں لجا سکتا ہے اگرچہ اُسکا مہر ادا کر دیا ہو لیکن گاؤں میں چاہے لجاوے اور اسی پر فتوے ہے اور اُسکو اختیار ہے کہ گاؤں سے شہر میں لجاوے یا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لجاوے یہ کافی میں ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنی دختر باکرہ بالذکر نکاح کر دیا پھر باپ نے چاہا کہ اس شہر کو چھوڑ کر حج اپنے حیال کے دوسرے شہر میں جا رہے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دختر مذکورہ کو اپنے ساتھ لجاوے اگرچہ شوہر اس پر رضی نہ ہو بشرطیکہ شوہر نے اسکا مہر منظور ادا نہ کیا ہو اور اگر مہر ادا کر چکا ہو تو بدو ان رضا مندی شوہر کے باپ کو اُسکے لیجانے کا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مرد نے سب مہر دیدیا ہو مگر ایک درم رہ گیا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو شوہر سے روکے اور شوہر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ جو کچھ عورت نے وصول کر لیا ہے اُسکو واپس کرے یہ سراج الودائع میں ہے۔ ایک دختر صغیرہ بیاہی گئی اور وہ مہر وصول ہونے سے پہلے شوہر کے بیان چلی گئی تو جسکو قبل نکاح کے اُسکے روکنے کا اختیار تھا اسی کو اب بھی اختیار ہوگا کہ وہاں سے لا کر اپنے گھر میں رکھے اور گلے سے منع کرنے تا آنکہ اُسکا شوہر اُسکا مہر اس شخص کو دیدے جو قبضہ کرنے اور وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر چاہے اپنی جتنی صغیرہ کا مہر سمجھے پہنچا کر کیا اور اُسکو شوہر کے سپرد کر دیا اور منظور تمام مہر وصول نہیں پایا ہے تو سپرد کرنا فاسد ہے اور وہ اسے پس واپس کر دے جائیگی یہ تجنیس و مزید میں ہے۔ اور باپ نے اگر اپنی دختر کا مہر وصول کر لیا چاہا تو عورت مذکورہ کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اگر شوہر نے باپ سے عورت کے سپرد کرنے کا مطالبہ کیا پس اگر عورت اُسکے گھر میں موجود ہو تو باپ پر اُسکا سپرد کر دینا واجب ہے اور اگر موجود نہ ہو اور نہ باپ اُسکے سپرد کرنے پر قادر ہو تو باپ کو مہر کے وصول کرنے کا بھی اختیار ہوگا اور اگر عورت اپنے باپ کے گھر میں ہو تو لیکن شوہر نے اطمینان نہ کیا کہ وہ سپرد کرے گا اور باپ کی طرف سے بدگمان ہو تو قاضی اس میں عورت کے باپ کو حکم کرے گا کہ باپ اس شہر کی بابت شوہر کو کفیل دے اور شوہر کو نہ کہ کوئی کہہ دے شوہر کو سپرد کر دے۔ اور اگر مہر کی نالیش شہر کو نہ میں دائر ہوئی اور عورت شہر بصرہ میں رہے تو باپ کو کفیل نہ دے جائیگی کہ دختر کو کو نہ میں لاوے بلکہ شوہر سے کہا جائیگا کہ مہر اُسکو دے کر اس کے ساتھ بصرہ میں جا کر وہاں سے عورت کو لے لے یہ محیط سب میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے مہر کی مقدار بیان کی تو اسی قدر معجل قرار دیا جائیگا اور اگر کچھ نہ بیان کیا تو عقد کے مہر مذکور کو اور عورت کو دیکھا جائیگا کہ ایسی

عہدہ
مخالفات میں ہے

عورت کے واسطے اس مہر میں سے کس قدر معجل ہوتا ہے پس جو رائے قرار پائے وہی محل قرار دیا جائیگا اور چہارم حصہ یا پنجم حصہ وغیرہ کی کوئی تقدیر نہ ہوگی بلکہ عرت درواج پر نظر رکھی جائیگی اور اگر اولیا عورت نے عقد میں پورے مہر کا معجل ہونا شرط کر لیا تو پورا مہر محل قرار دیا جائیگا اور عرت درواج ترک کیا جائیگا فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کے ہاتھ مہر کے عوض کوئی متاع فروخت کی ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ متاع مذکور پر قبضہ کرنے تک اپنے آپ کو شوہر سے روکے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر عورت نے مہر کے درم وصول کیے لیکن یہ در اہم زیوت نکلے یا ایسے درم ہیں کہ انکار و ارج چلن نہیں ہے تو جب تک بدل نہ لیوے تب تک اسکو اپنے آپ کو روکنے کا اختیار ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کے ساتھ برضا مندی دخول کر لیا پھر عورت نے مہر مغبوہہ کو زیوت وغیرہ خواب پایا عورت نے جو متاع شوہر سے فریہ اور قبضہ میں کر لی تھی اسکو بعد دخول برضا مندی مہر نے کسی مدعی نے استحقاق ثابت کر کے اپنی ملک میں لیا تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ شوہر سے اپنے نفس کو روکے یہ محیط میں ہے اور متقی مین ہے کہ اگر مہر نے احوال دینا ٹھہرا ہو پھر عورت نے شوہر پر اپنے ایک فرض خواہ کو حوالہ کر دیا یعنی اتوائی کر نہی تو عورت کو اختیار ہے کہ جب تک فرض خواہ مذکور یہ مال وصول نہ کرے تب تک اپنے نفس کو شوہر سے روکے اور اگر شوہر نے مہر محل کے واسطے عورت کو اپنے کسی فرض دار پر حوالہ کیا یعنی اتوائی کر نہی ہر من شرط کہ شوہر کو مہر سے برہی کر دے تو استحسانا شوہر کو عورت کے ساتھ دخول کرنے کا اختیار نہیں ہے تا دقتیکہ عورت فرض دار مذکور سے مال نہ وصول نہ کرے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر مہر محل ہو کہ انکی میعاد معلوم ہو پھر سعادہ گئی تو نہاہ اصل امام اعظمؒ کو امام محمدؒ کے عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ مہر مذکور وصول کر لینے تک اپنے آپ کو شوہر سے روکے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر پونہ ایک سال نکاح کیا پھر شوہر نے سال سے پہلے عورت سے دخول کرنا چاہا قبل اسکے کہ عورت کو کچھ مہر دے پس اگر شوہر نے شرط کر لی ہے کہ قبل سال کے اسکے ساتھ دخول کریگا تو شوہر کو یہ اختیار ہوگا اور بلا خلاف عورت اسکو منع نہیں کر سکتی ہے جو اہر اخلاطی مین ہے اور اگر یہ شرط نہ کر لی ہو تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مثل بیع کے شوہر کو وطی کرنے کا اختیار ہوگا اور امام استاد ظہیر الدین اسی پر فتوے دیتے تھے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور اسی پر صدر شیعہ فتوے دیتے تھے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر مہر محل اور کرنے سے پہلے وطی کرنے کی شرط کر لی ہو تو شرط صحیح ہے اور اگر مہر محل قرار پایا ہو پھر مہر محل کر دیا تو امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ عورت کو روکنے کا اختیار حاصل ہوگا یہ عقابہ مین ہے۔ اگر بعض مہر محل اور بعض میعاد ہی ہو اور اسنے محل سب وصول کر لیا یا بعد عقد قرار پانے کے بالاتفاق مہر میعاد ہی کر دیا جسکی مدت معلوم ہو تو دونوں صورتوں مین عورت کو اپنے نفس کے روکنے کا اختیار حاصل ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسفؒ کے میعاد آنے پر مہر وصول کر لینے تک عورت کو اپنے روکنے کا اختیار ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عقد مین یہ قرار دیا کہ یہ نصف مہر محل ہے اور نصف مہر محل ہے جیسے ہمارے ملک مین عادت جاری ہے مگر میعاد ہی مہر کی مدت ذکر نہیں فرمائی تو اس مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ میعاد جائز نہ ہوگی اور تمام نے احوال دینا

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

واجب ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ میعاد چاہے ہوگی اور ایسی میعاد جدائی واقع ہونے کے وقت پر محمول ہوگی یعنی
ادائے بعض مہر کا وقت وہ ہوگا جب دونوں میں بسبب موت یا طلاق کے جدائی واقع ہو اور امام ابو یوسف
سے بعضی ایسی روایت آتی ہے جو اس قول کی موافق ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اس امر میں کسی کا خلاف نہیں
ہو کہ مہر کے ادا کی میعاد معلوم مثل ایک مہینہ یا ایک سال وغیرہ کے مقرر کرنا صحیح ہے اور اگر انتہا معلوم نہ ہو تو ایسی
مدت کی میعاد ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے بعضوں نے فرمایا کہ صحیح ہے اور یہی قول صحیح ہے اس وجہ
سے کہ انتہائے مدت خود ہی معلوم یعنی طلاق یا موت کا وقت ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ بعض مہر کا میعاد
ہونا صحیح ہو تا ہے اگرچہ تصریح کسی مدت معلومہ کی نہ ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر طلاق جہی واقع ہوتی تو
میعاد ہی مہر نے الحال واجب الادا ہو جاتا ہے اور اگر بعد اسکے عورت سے رجعت کر لی تو پھر یہ مہر جو
فی الحال واجب الادا ہو گیا ہے میعاد ہی ہو جائیگا ایسا ہی استاد امام طہیر الدین نے فتوے دیا ہے یہ
خلاصہ میں ہے۔ اور اگر نعوذ باللہ تعالیٰ عورت مرتد ہوگی پھر مسلمان ہوئی اور نکاح پر مجبور کی گئی پس آیا
باقی مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے یہ محیط میں ہے اور متقی میں لکھا ہے کہ اگر کسی
عورت سے ایک کپڑے پر جنکا وصف بیان کر کے کسی میعاد پر ادا کرنے کی شرط سے نکاح کیا پھر
جب میعاد آئی تو عورت نے شوہر کا ایک کپڑا اسی صفت کا غصب کیا تو یہ مہر کا قصاص ہو جائیگا پھر
میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے چند کپڑوں پر جنکا وصف مع طول و عرض و قیمت
بیان کر کے اپنے ذمہ رکھے ہیں بشرط کسی میعاد پر ادا کرنے کے نکاح کیا پھر ان کپڑوں کے عوض انکی
قیمت عورت کو دی تو عورت کو اختیار ہوگا کہ قیمت قبول نہ کرے اور اگر اسکے واسطے کوئی میعاد نہ ٹھہری ہو
تو عورت اسکی قیمت لینے سے انکار نہیں کر سکتی ہے یہ ظہیر میں ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے ہزار درہم پر
اس شرط سے نکاح کیا کہ اس میں جو کچھ مجھ سے بن پڑے ادا کر دینا اور جو باقی رہے وہ ایک سال کے
ختم پر ادا کر دینا تو پورے ہزار درہم میعاد ہی بوجہ ایک سال ہو گئے لیکن اگر درمیان میں عورت گواہ قائم
کرے کہ اسکی قدرت و دسترسی میں سب مہر یا تھوڑا لگایا ہے تو جب قدر کے گواہ قائم کرے ہقدرے سکتی ہے
یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک عورت نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح کر دیا اور اسکا مہر وصول کر لیا پھر وہ
دختر بالغہ ہوئی پس اگر اسکی ماں اسکی وصیہ تھی تو اسکو اپنے ان سے مہر کا مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا شوہر سے
مطالبہ نہیں کر سکتی ہے اور اگر اسکی ماں اسکی وصیہ نہ تو عورت کو شوہر سے مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا پھر
اسکا شوہر اسکی ماں سے واپس لے لیا۔ اور یہی حکم سوائے باپ و دادا کے باقی اولیاء کے حق میں ہے۔ ایک
شخص نے اپنی دختر کا مہر شوہر سے وصول کیا پھر دعوائے کیا کہ پھر میں نے اسکو واپس کر دیا پس اگر عورت
باکرہ ہو تو بدو گواہوں کے اسکی تصدیق ہوگی اور اگر ثیبہ ہو تو تصدیق کی جائیگی یہ محیط شرحی کے باب النکاح
الصغیر والصغیرہ میں ہے۔ اور باپ و دادا و قاضی کو باکرہ کے مہر وصول کر لینے کا اختیار ہے۔ خواہ باکرہ مذکورہ
صغیرہ ہو یا بالغہ ہو لیکن اگر باکرہ بالغہ ہو اور اس نے وصول کرنے سے مانعت کر دی تو مانعت صحیح ہے اور باپ
و دادا و قاضی کے سوائے کسی دوسرے کو یہ اختیار نہیں ہے اور وصی کو صغیرہ کے مہر کی نسبت ایسا اختیار ہی

اور بالذہورت کو مہر وصول کرنے کا استحقاق خود حاصل ہوتا ہے کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوتا ہے اور اگر باپ نے اقرار کیا کہ میں نے اس دختر کا مہر کی صفائی میں وصول پایا ہے حالانکہ دختر مذکورہ اقرار کے وقت صغیرہ ہو تو اس کے اقرار کی تصدیق ہوگی اور اگر باپ کے اقرار کے وقت یہ دختر بالغہ ہو تو باپ کے اقرار کی تصدیق نہ ہوگی اور دختر مذکورہ کے شوہر کے واسطے باپ کچھ خاص نہ ہوگا اس واسطے کہ شوہر نے انکی تصدیق کی ہے لیکن اگر باپ نے اس شرط سے وصول کیا ہو کہ انکی دختر مہر سے بری کرے تو حکم اسکے برخلاف ہے عتبار میں ہے ایک شخص نے ایک عورت بالغہ سے نکاح کیا اور اسکے باپ کو اس کے مہر کے عوض ایک زمین سی بھر جب انکو خبر ہو گئی تو اس نے کہا کہ میں اپنے باپ کے فعل پر مدعی نہیں ہوتی ہوں تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ایسا معاملہ ایسے شہر میں واقع ہو اجماع مہر کے عوض زمین دینے کا رواج نہیں ہے دوم آنکھ ایسے شہر میں ہو اجماع ایسا رواج ہو پس پہلی صورت میں جائز نہ ہوگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثقیبہ ہو اور دوسری صورت میں جائز ہوگا۔ اور یہ سب اس صورت میں کہ عورت بالغہ ہو اور اگر وہ بالغہ نہ ہو اور باپ نے مقررہ مہر میں زمین لی اور یہ زمین مہر کے برابر نہیں ہو پس اگر یہ معاملہ ایسے شہر میں واقع ہو اجماع یہ رواج نہیں ہے کہ لوگ زمین کو دو چند قیمت پر لیتے ہیں تو جائز نہ ہوگا اور اگر ایسے شہر میں ہو اجماع یہ رواج ہے کہ لوگ مہر میں زمین کو دو چند قیمت پر لیتے ہیں تو جائز ہوگا۔ اور اگر دختر ایسی چھوٹی ہو کہ شوہر اس سے اشتیاع حاصل نہیں کر سکتا ہے تو بھی باپ کو اختیار ہے کہ شوہر سے اس کے مہر کا مطالبہ کرے یہ تجنیس و مزید میں ہے بارھویں فصل مہر میں شوہر و جوہر کے اختلاف کرنے کے باقی ہیں اگر نکاح قائم ہونے کی حالت میں شوہر و جوہر نے مقدار مہر میں اختلاف کیا تو امام غزالی و امام محمد کے نزدیک اس عورت کا مہر النثل حکم قرار دیا جائیگا پس اگر مہر النثل ان دونوں میں سے کسی کے قول کا شاہد ہو تو اسی کا قول بدین طور کہ وہ دوسرے کے دعویٰ پر قسم کھائے قبول ہوگا۔ پس اگر شوہر نے کہا کہ مہر ہزار درم ہے اور عورت نے کہا کہ دو ہزار درم ہے اور اسکا مہر مثل ہزار درم یا کم ہے تو شوہر کا قول قبول ہوگا مگر اس قسم کے ساتھ کہ وہ اثہرین نے اس سے دو ہزار درم پر نکاح نہیں کیا پس اگر شوہر نے قسم سے انکار کیا تو زیادتی بسبب کنول کے ثابت ہو جائیگی اور اگر قسم کھائی تو ثابت نہ ہوگی اور اگر دونوں میں سے کسی نے گواہ قائم کیے تو اس کے گواہوں پر حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہوں پر حکم ہوگا۔ اور اگر عورت کا مہر مثل دو ہزار درم یا زیادہ ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا مگر ساتھ ہی قسم لی جائیگی کہ وہ اللہ میں نے ہزار درم پر نکاح نہیں قبول کیا ہے پس اگر عورت نے قسم نہ کھائی تو ہزار درم پر ہونا ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی تو عورت کو دو ہزار درم ملے جسے حسین ایک ہزار بھر سہی ہوئے جسے حسین مرد کو کچھ خیال نہ ہوگا اور ایک ہزار بجکم مہر مثل ہوئے جسے حسین مرد کو اختیار ہوگا چاہے اس کے عوض درم درے یا دینار سے ادا کرے اور دونوں میں سے جسے گواہ قائم کیے اس کے گواہوں پر حکم ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو شوہر کے گواہوں پر حکم ہوگا اور اگر اسکا مہر مثل ایک ہزار یا کچھ سو درم ہو تو دونوں سے باہم قسم لی جائیگی پس اگر شوہر نے قسم سے انکار کیا تو دو ہزار درم اس کے ذمہ لازم ہونگے کہ یہ سب بطریق تشبیہ ہونگے اور اگر عورت نے قسم سے انکار کیا تو ایک ہزار درم کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں قسم کھائے تو ایک ہزار یا چھ سو درم کا حکم دیا جائیگا جس میں سے ایک ہزار درم بطریق تسعیم ہونگے اور باقی چھ سو درم مہر النثل ہونگے اور باقی چھ سو درم میں

میں دونوں سے باہمی قسم نہ لی جائیگی اور نہ ہر مثل حکم قرار دیا جائیگا بلکہ بالاجماع شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر
 مہر مسمیٰ معین کی جنس و عین دونوں میں اختلاف کیا مثلاً شوہر نے کہا کہ اس غلام پر اور عورت نے کہا کہ اس
 باندی پر نکاح کیا ہے تو یہ ہزار دو ہزار درم کے اختلاف کے مانند ہے سوائے ایک صورت کے اور وہ یہ صورت ہے
 کہ اگر ہر مثل باندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو عورت کو باندی کی قیمت ملے گی لہذا باندی نہ ملے گی بخلات اسکے
 اگر درم و دینار میں اختلاف ہو آپس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے سو دینار یا زیادہ پر نکاح کیا تو عورت کو سو
 دینار فقط ملے گی جیسے کہ سابق میں بیان ہوا ہے۔ یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دونوں نے مہر برائے اتفاق کیا اور ہر مال
 میں ہے مثلاً غلام یا کوئی اسباب وغیرہ ہر پھر وہ شوہر کے پاس تلف ہو گیا پھر دونوں نے اس کی قیمت میں اختلاف
 کیا تو شوہر کا قول بالا جماع قبول ہوگا یہ بشرط طحاوی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے اپنے سیاہ
 غلام پر جس کی قیمت ہزار درم تھی نکاح کیا اور وہ میرے پاس رہ گیا اور عورت نے کہا کہ میں نے تجھے گویا
 غلام پر جس کی قیمت دو ہزار درم ہے نکاح کیا ہے اور وہ میرے پاس رہا ہے تو ہر مثل حکم قرار دیا جائیگا اور اگر
 ہر مثل دونوں کے دعوے کے ورمیان ہو تو دونوں سے قسم بچائیگی اور اگر ایک کر معین پر نکاح کیا اور
 وہ تلف ہو گیا پھر دونوں نے اس کی مقدار یا صفت میں اختلاف کیا یا کسی عورت سے ایک معین کپڑے پر
 نکاح کیا یا اگر اختہ معین چاندی پر یا چاندی کی ابرہین معین پر نکاح کیا اور یہ مال معین تلف ہو گیا پھر دونوں
 نے گواہ یا وصف یا وزن میں اختلاف کیا تو جیسی صورتوں میں بحث کر کے کہل تلف ہونے کے شہر
 کا قول قبول ہوگا انھیں میں بعد تلف ہونے کے بھی شوہر کا قول قبول ہوگا یہ محلیہ میں ہے۔ اور اگر دونوں نے
 وصف و مقدار دونوں میں اختلاف کیا تو وصف کے حق میں شوہر کا قول قبول ہوگا اور مقدار میں
 عورت کے پورے ہر مثل تک عورت کا قول قبول ہوگا یہ طہریہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے
 مجھ سے اس غلام پر نکاح کیا ہے اور شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ سے اس باندی پر نکاح کیا ہے حالانکہ یہ
 باندی اس عورت کی مانی ہے اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے اور باندی
 مذکورہ شوہر کی طرف سے آزاد ہو جائیگی اس واسطے کہ اس نے خود اقرار کیا ہے اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے
 جنھوں نے یہ گواہی دی کہ شوہر نے اسکے ساتھ ہزار درم پر نکاح کیا ہے اور عورت نے گواہ قائم کیے
 کہ اس نے سو دینار پر اس عورت سے نکاح کیا ہے اور عورت کے باپ نے جو مال کا غلام ہے گواہ قائم کیے
 کہ اس نے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہے تو باپ کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر باوجود اس عورت کی مان نے جو
 شہرہ کی باندی ہے گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے میری دختر سے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہے تو باپ و ماں کے
 گواہ مقبول ہونگے اور ان دونوں میں سے نصف نصف اس عورت کا ہر ہوگا اور دونوں باپ و ماں اپنی
 اپنی نصف قیمت کے واسطے شوہر کے لیے سوایت کریں گے۔ اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ عورت نے گواہ قائم کیے
 کہ اس مرد نے مجھ سے سو دینار پر نکاح کیا ہے اور شوہر نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس سے ہزار درم
 پر نکاح کیا ہے پس قاضی نے عورت کے گواہوں پر سو دینار کے عوض نکاح ہونے کا حکم دیا ہے عورت کے
 باپ نے جو شوہر کا غلام ہے گواہ قائم کیے کہ شوہر نے میرے رقبہ پر اس عورت سے نکاح کیا ہے تو قاضی پہلے

حکم کو منسوخ کر دیا اور یہ حکم دیگا کہ یہی ماپ اُسکا مہر ہو اور اگر شوہر مدعی ہو کہ میں نے اس عورت کے باپ پر نکاح کیا ہے اور باپ نے اس کے قول کی تصدیق کی پھر دونوں نے گواہ قائم کیے اور عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے مجھے سودینار پر نکاح کیا ہے اور گواہ قائم نہ کیے پس قاضی نے ماپ اور شوہر کے گواہوں پر حکم دیا اور باپ کو مہر قرار دیا اور عورت کے مال سے اُسکو آزاد کرکھا اور باپ کی دلا دلا اس عورت کے واسطے قرار دی پھر عورت نے گواہ قائم کیے کہ نکاح سودینار پر ہوا تھا تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے اور قاضی سودینار کا شوہر پر حکم دیگا اور عورت کے باپ کو شوہر کے مال سے آزاد قرار دیگا اور ولاء جسکا عورت کے واسطے حکم دیا ہے باطل کر دیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر بعد طلاق کے دونوں نے اختلاف کیا پس اگر بعد دخول کے یا دخول سے پہلے بعد خلوت صحیحہ کے طلاق ہو کر اختلاف ہوا تو اسکا حکم ایسا ہی ہوگا جیسا نکاح موجود ہونے کی حالت میں بیان ہوا ہے اور اگر دخول اور خلوت سے پہلے طلاق ہو کر اختلاف ہوا پس اگر مہر مال دین ہو اور مقدار مہر میں کہ ہزار ہے یا دو ہزار ہے اختلاف کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور شوہر کے قول کے موافق جو مقدار ہوگی اسکا نصف دیا جائیگا اور اس میں کچھ اختلاف ذکر نہیں فرمایا اور شیخ کرخی نے اس پر اجماع بیان کیا ہے اور کہا کہ بالاتفاق سب اماموں کے عودیک ہزار کی تنصیف کی جائیگی اور امام محمد نے جامع میں ذکر کر کے فرمایا کہ بنا بر قول امام عظیم کے تا مقدار متعہ مثل عورت کا قول قبول ہونا چاہیے اور اس سے زائد میں شوہر کا قول قبول ہونا چاہیے مگر صحیح وہی قول اول ہے اور بعضوں نے فرمایا کہ درحقیقت دونوں روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے اور یہ اختلاف بسبب اختلاف موضوع ہر دو مسئلہ کے ہے پس مسئلہ کتاب النکاح کا موضوع ہزار دو ہزار ہے پس یہاں متعہ کے حکم کی کوئی وجہ نہیں ہے اور جامع کبیر میں دشش اور شش موضوع ہے یا میں طور کہ شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے دس درم پر نکاح کیا ہے اور عورت نے کہا کہ سودرم پر نکاح کیا ہے اور اس عورت کا متعہ مثل میں درم ہے پس موضوع میں اختلاف ہے قال المترجم فیہ تامل اور اگر مہر مال عین ہو جیسا کہ مسئلہ غلام و باندی میں مذکور ہوا ہے تو عورت کو متعہ ملیگا لیکن اگر شوہر راضی ہو جاوے کہ عورت نصف باندی لے لے تو جائز ہے یہ بدلہ میں ہے اور اگر اصل مسمیٰ میں ہو یعنی ایک نے دعوے کیا کہ تسمیہ کچھ نہ تھا اور دوسرے نے دعوے کیا کہ مہر ٹھہرا ہے تو بالاتفاق مہر مثل واجب ہوگا یہ تبیین میں ہے مگر عورت کے دعوے سے زیادہ نہ دیا جائیگا بشرطیکہ عورت ہی دعوئی کرتی ہو کہ مہر ٹھہر گیا ہے اور اگر شوہر اُسکا مدعی ہو تو اُسکے دعوے سے کم نہ دلا یا جائیگا یہ سیر الرائی میں ہے اور اگر دخول سے پہلے طلاق واقع ہونے کے بعد ایسا اختلاف ہو تو بالاتفاق متعہ واجب ہوگا بشرطیکہ متعہ میں ہے اور اگر دونوں میں سے ایک کے مرجانے کے بعد ایسا اختلاف ہو تو اسکا حکم وہی ہے جو حالت قیام نکاح میں اصل مسمیٰ یا مقدار میں اختلاف کرنے کی صورت میں مذکور ہوا ہے یہ فیض شرح کنز میں ہے۔ اور اگر شوہر عورت دونوں مرگے اور وارثوں میں مقداری میں اختلاف ہو تو قول واثان شوہر کا قبول ہوگا اور ہشتاد سے مستنکر ہوگا اور یہ امام عظیم کا قول ہے کہ زائد فی التبيين اور مستنکر کے دمعنی ہیں اول یہ کہ اُس نے دس درم سے کم پر نکاح کیا ہے اور اسی کو ہمارے مشائخ نے لیا ہے اور دوم آنکہ یہ دعویٰ کیا جاوے کہ اُس نے اس عورت سے اتنے مہر پر نکاح کیا کہ ایسی عورتیں ایسے مہر پر نکاح میں نہیں لائی جاتی ہیں اور اسکو عامۃ مشائخ نے لیا ہے

فوق العاد
بدر عالم
مجاہد
کمال
میرزا یار محمد
محمد
آزادوار
دیبا
محمد
خجسته
نجم
صورت افروز
کی اردو
بیان امر کی
تاک و توشیح
کیونکہ کلام
پڑھا گیا
استغناء
شکر الیہ
استغناء
راجد
عقل
خلات ہوا

اور یہی صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اصل مہر قرار پائے یا نہ پائے میں دونوں کے وارثوں نے اختلاف کیا تو قول
 ان وارثوں کا قبول ہوگا جو مہر مسمی ہونے کے منکر ہیں اور امام اعظم کے نزدیک عورت کے واسطے کسی چیز کا
 حکم نہ دیا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ مہر المثل کا حکم دیا جائیگا اور مشائخ نے فرمایا کہ فتویٰ صاحبین ہی کے
 قول پر ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ جب عورت اپنے
 نفس کو مرد کے سپرد نہ کر چکی ہو اور اگر عورت اپنے تین سپرد کر چکی تھی پھر حال حیات یا بعد موت کے
 اختلاف ہوا تو مہر مثل کا حکم نہ دیا جائیگا اس واسطے کہ ہم حادثا جانتے ہیں کہ عورت نے بدون مہر مثل لے لینے
 کے اپنے تین سپرد نہ کیا ہوگا پس کہا جائیگا کہ یا تو اس قدر مہر کا جسکو تو نے بطور مہر مثل لے لیا ہے اتر کر اسے در نہم
 رواج کے موافق جب قدر لیا جاتا ہے اتنے وصول پائے کا بچہ حکم کر نیگے پھر باقی کے واسطے وہی عمل در آمد
 ہوگا جو مذکور ہو اگر یہ محیط شخصی میں ہے قال المترجم ہمارے دیار میں مہر مثل کا بچہ رواج نہیں ہے پس ہمارے یہاں
 یہ حکم متعلق نہ ہوگا فلینال۔ اور اگر شوہر و عورت دونوں مر گئے اور عورت کا مہر نکاح میں مقرر ہو چکا ہے جو بذریعہ
 گواہوں کے ثابت کیا گیا یا وارثوں کی باہمی تصدیق سے ثابت ہوا ہے تو عورت کے وارثوں کو خست یا ہوگا
 کہ اسکا مہر مسمی مذکور شوہر کی میراث سے وصول کریں اور یہ حکم اس وقت ہے کہ جب یہ معلوم ہو کہ پہلے شوہر مر گیا ہے یا
 یہ معلوم ہو کہ دونوں ایک ساتھ مر گئے یا الگ الگ پچھلا کچھ نہ معلوم ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے عورت مری ہے
 تو اس مہر میں سے حصہ میراث شوہر نکال ڈالا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ہر دو فریق کے وارثوں
 نے اتفاق کیا کہ نکاح میں کچھ مہر ٹھہرا نہ تھا تو مہر مثل کا حکم دیا جائیگا یہ صاحبین رحمہما کا قول ہے اور اسی
 پر فتویٰ ہے جو اہر اخلاطی میں ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر کو اپنے مہر سے بری کر دیا یا اسکو ہیہ کر دیا پھر
 کچھ مدت بعد مر گئی پس اس کے وارثوں نے دعوے کیا کہ عورت مذکورہ نے اپنے مرض الموت میں ہیہ کیا ہے یا بری
 کیا ہے اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ تبیین میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کے
 مرنے کے بعد اس پر دعوے کیا کہ میرے اسپر ہزار درم مہر کے ہیں تو امام اعظم کے نزدیک پورے مہر مثل
 تک اسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ ہشام نے فرمایا کہ میں نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک
 عورت نے ایک مرد پر دعوے کیا کہ اس نے مجھے ایک سال ہوا کہ کو فہ میں دو ہزار درم پر نکاح کیا ہے اور
 اس دعوے پر گواہ قائم کیے اور شوہر نے گواہ قائم کیے کہ دو سال ہو گئے کہ میں نے اس سے بصرہ میں ایک ہزار
 درم پر نکاح کیا تھا تو امام محمد نے فرمایا کہ عورت ہی کے گواہ قبول ہو گئے تب میں نے پوچھا کہ اگرچہ عورت
 کے ساتھ دو برس سے زیادہ کا بچہ موجود ہو تو فرمایا کہ اگرچہ ایسا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر شوہر
 نے مہر نامہ لکھنے سے انکار کیا تو وہ مجبور نہیں کیا جائیگا اور اگر مہر نامہ میں دینار ہوں اور عقد درمون سے ہوا ہے
 تو درم واجب ہو گئے اور مہر نامہ کے رو سے دینار واجب ہو گئے اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکے معنی
 یہ ہیں کہ دنیا بینہ و بین اللہ تھا لے شوہر پر جو عقد میں ٹکڑا ہے وہی واجب ہوگا ولیکن قاضی بظاہر اسکو
 دیناروں کے ادا کرنے پر مجبور کر چکا لیکن اگر قاضی کو ایسا علم ہو جاوے کہ عقد درمون سے ہوا ہے تو ایسا
 نہ کر چکا یہ تا تار خانہ میں ہے۔ اگر شوہر نے اپنی عورت کو کوئی چیز بھری پھر عدت نے کہا کہ وہ یہ تھی

اور شوہر نے کہا کہ وہ مہر میں تھی تو جو چیز کھانے کے واسطے مہیا ہووے جیسے بھونا گوشت و سالن و فواک وغیرہ جو دیر تک باقی نہیں رہتے ہیں اس میں عورت کا قول قبول ہوگا اور یہ استحسان ہے بخلاف اسکے جو چیز کھانے کے واسطے مہیا نہ ہو جیسے شہد و گھی و اخروٹ و بادام و پستہ وغیرہ اس میں شوہر کا قول قبول ہو سکتا ہے نہیں میں ہے اور دیگر استیاری میں فقہ ابو اللیث نے یہ اختیار کیا ہے کہ جو چیزیں شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہیں جیسے روزہ و چادر وغیرہ اس میں شوہر کا قول قبول ہوگا اور جو متاع شوہر پر واجب ہے جیسے اڑھتی و کرتی و شیاہ شب تو انکو مہر میں محسوب نہیں کر سکتا ہے یہ محیطا سرخی میں ہے پھر جن صورتوں میں شوہر کا قول قبول ہوگا اگر متاع مذکور بعینہ قائم ہو تو شوہر کو واپس کر دے اور اپنا مہر لے لے اس واسطے کہ یہ بیع بوجہ مہر ہے اور شوہر اسکے ساتھ متغیر نہیں ہو سکتا ہے بخلاف اسکے اگر جس مہر سے ہو تو ایسا نہیں ہے اور اگر متاع مذکور تلف ہو گئی تو مہر واپس نہیں لے سکتی ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ یہ متاع و ولایت تھی اور عورت نے کہا کہ مہر میں تھی پس اگر وہ جس مہر سے ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا اور اگر اسکے خلاف جس کا قول قبول شوہر کا قبول ہوگا یہ نہیں میں ہے۔ شوہر نے عورت کو کچھ مال دیا پھر عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ نفقہ میں تھا اور شوہر نے کہا کہ مہر میں تھا تو شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت ہی گواہ قائم کرے تو ایسا ہوگا نہ فسخ القہر میں ہے ایک شخص نے اپنی جوہ کو متاع بھیجی اور عورت کے باب سے بھی شوہر کو کچھ متاع بھیجی پھر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے جو بھیجا ہے وہ مہر میں ہے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا پس اگر متاع مذکور قائم ہو تو عورت کو چاہیے کہ متاع واپس کر کے باقی مہر لے لے کیونکہ وہ اسکے مہر ہونے پر راضی نہیں ہوتی اور اگر متاع تلف ہو گئی ہو پس اگر مثلی چیز ہو تو شوہر کو جس کے مثل دیدے اور اگر مثلی نہ ہو تو عورت اپنے شوہر سے باقی مانگے مہر وصول نہیں کر سکتی ہے۔ اور وہ متاع جو عورت کے باب سے بھیجی ہے اگر تلف ہو گئی ہو تو شوہر سے کچھ واپس نہیں لے سکتی ہے اور اگر موجود ہو پس اگر باپ نے اپنے ذاتی مال سے بھیجی ہو تو شوہر سے واپس لے سکتا ہے اور اگر وہ خیر یا نفقہ کے مال سے اسکی رضامندی سے بھیجی ہو تو واپس نہیں ہو سکتی ہے جو یہ قاضی خان مین ہے اور شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی منگیت عورت کو دینا نہ بھیجے پس اسکے لوگوں نے اس شخص کے واسطے اس مال سے جوڑے بنائے جیسی عادت ہے پھر اسکے بعد انہوں نے کنافہ شروع کیا کہ یہ مال نقد جو میں نے بھیجا تھا وہ مہر میں سمجھا تھا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قول سمجھنے والے کا قبول ہوگا۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اگر اس نے ان لوگوں کو پاس دینا نہ بھیجے اور کہا کہ اس میں سے کچھ جو لاہ سے کی مزدور می دو اور بعض سے بکری خرید کر اسکا تن دو اور بعض جوڑے میں خرچ کرو جیسی عادت جاری ہے پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا پھر وہ عورت اپنے شوہر کے پاس بطریق زنا فاحش بھیجی گئی پھر مرد مذکور نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ دنیا میرے مہر میں بھیجی تھی تو اسکا قول قبول ہوگا یا نہ ہوگا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر قول کے ساتھ تصریح کر دی تو قیام میں اسکا قول قبول ہوگا اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے پسر کے واسطے کسی دختر سے منگنی کی اور اس دختر کو درم بھیجے پھر باپ مر گیا اور اسکے سب وارثوں نے اس مال سے بھی

اور شوہر نے کہا کہ وہ مہر میں تھی تو جو چیز کھانے کے واسطے مہیا ہووے جیسے بھونا گوشت و سالن و فواک وغیرہ جو دیر تک باقی نہیں رہتے ہیں اس میں عورت کا قول قبول ہوگا اور یہ استحسان ہے بخلاف اسکے جو چیز کھانے کے واسطے مہیا نہ ہو جیسے شہد و گھی و اخروٹ و بادام و پستہ وغیرہ اس میں شوہر کا قول قبول ہو سکتا ہے نہیں میں ہے اور دیگر استیاری میں فقہ ابو اللیث نے یہ اختیار کیا ہے کہ جو چیزیں شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہیں جیسے روزہ و چادر وغیرہ اس میں شوہر کا قول قبول ہوگا اور جو متاع شوہر پر واجب ہے جیسے اڑھتی و کرتی و شیاہ شب تو انکو مہر میں محسوب نہیں کر سکتا ہے یہ محیطا سرخی میں ہے پھر جن صورتوں میں شوہر کا قول قبول ہوگا اگر متاع مذکور بعینہ قائم ہو تو شوہر کو واپس کر دے اور اپنا مہر لے لے اس واسطے کہ یہ بیع بوجہ مہر ہے اور شوہر اسکے ساتھ متغیر نہیں ہو سکتا ہے بخلاف اسکے اگر جس مہر سے ہو تو ایسا نہیں ہے اور اگر متاع مذکور تلف ہو گئی تو مہر واپس نہیں لے سکتی ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ یہ متاع و ولایت تھی اور عورت نے کہا کہ مہر میں تھی پس اگر وہ جس مہر سے ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا اور اگر اسکے خلاف جس کا قول قبول شوہر کا قبول ہوگا یہ نہیں میں ہے۔ شوہر نے عورت کو کچھ مال دیا پھر عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ نفقہ میں تھا اور شوہر نے کہا کہ مہر میں تھا تو شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت ہی گواہ قائم کرے تو ایسا ہوگا نہ فسخ القہر میں ہے ایک شخص نے اپنی جوہ کو متاع بھیجی اور عورت کے باب سے بھی شوہر کو کچھ متاع بھیجی پھر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے جو بھیجا ہے وہ مہر میں ہے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا پس اگر متاع مذکور قائم ہو تو عورت کو چاہیے کہ متاع واپس کر کے باقی مہر لے لے کیونکہ وہ اسکے مہر ہونے پر راضی نہیں ہوتی اور اگر متاع تلف ہو گئی ہو پس اگر مثلی چیز ہو تو شوہر کو جس کے مثل دیدے اور اگر مثلی نہ ہو تو عورت اپنے شوہر سے باقی مانگے مہر وصول نہیں کر سکتی ہے۔ اور وہ متاع جو عورت کے باب سے بھیجی ہے اگر تلف ہو گئی ہو تو شوہر سے کچھ واپس نہیں لے سکتی ہے اور اگر موجود ہو پس اگر باپ نے اپنے ذاتی مال سے بھیجی ہو تو شوہر سے واپس لے سکتا ہے اور اگر وہ خیر یا نفقہ کے مال سے اسکی رضامندی سے بھیجی ہو تو واپس نہیں ہو سکتی ہے جو یہ قاضی خان مین ہے اور شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی منگیت عورت کو دینا نہ بھیجے پس اسکے لوگوں نے اس شخص کے واسطے اس مال سے جوڑے بنائے جیسی عادت ہے پھر اسکے بعد انہوں نے کنافہ شروع کیا کہ یہ مال نقد جو میں نے بھیجا تھا وہ مہر میں سمجھا تھا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قول سمجھنے والے کا قبول ہوگا۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اگر اس نے ان لوگوں کو پاس دینا نہ بھیجے اور کہا کہ اس میں سے کچھ جو لاہ سے کی مزدور می دو اور بعض سے بکری خرید کر اسکا تن دو اور بعض جوڑے میں خرچ کرو جیسی عادت جاری ہے پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا پھر وہ عورت اپنے شوہر کے پاس بطریق زنا فاحش بھیجی گئی پھر مرد مذکور نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ دنیا میرے مہر میں بھیجی تھی تو اسکا قول قبول ہوگا یا نہ ہوگا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر قول کے ساتھ تصریح کر دی تو قیام میں اسکا قول قبول ہوگا اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے پسر کے واسطے کسی دختر سے منگنی کی اور اس دختر کو درم بھیجے پھر باپ مر گیا اور اسکے سب وارثوں نے اس مال سے بھی

جو اس نے بھیجا تھا میراث طلب کی تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر دونوں میں میل پورا ہو گیا ہو تو یہ بھیجا ہوا مال اسی پسہ کا ہوگا جسکے واسطے اسے بھیجا ہو اور اگر دونوں میں میل کی بات حجت بخند نہ ہو گئی ہو تو یہ مال میراث ہوگا اور اگر باپ زندہ ہو تو اس کے بیان کی جانب رجوع کیا جائیگا۔ اور میرے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی منگیت کے یہاں شکر اور جوڑ و کوزہ وغیرہ بھیجے پھر مرد والوں کی راستہ میں آیا کہ منگنی چھوڑیں پس انھوں نے چھوڑ دی تو اس مرد کو روایا کہ جو اس نے بھیجا تھا وہ واپس کرے تو میرے والد رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ اگر لڑکی والوں نے نہ بھیجے والے کے حکم سے یہ چیزیں لوگوں کو بانٹ دی ہوں تو واپس کرنے کا استحقاق حاصل نہ ہوگا اور اگر اسے یہ ہازت نہ دی ہو تو واپس لے سکتا ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے پاس ہر ایسا بھیجے اور عورت نے بھی اہل عوض میں نہ بھیجے پھر عورت مذکورہ اس کے پاس بھیجی گئی پھر مذکور نے اسکو جو کیا پھر کہا کہ وہ چیزیں میں تیرے پاس بطور عاریت بھیجی تھیں اور واپس لینی چاہیں اور عورت نے اپنا معاوضہ واپس لینا چاہا تو حکم قضا کے واسطے ظاہر میں مرد کا قول قبول ہوگا اور جب اسے عورت سے واپس لیا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جو اسے اسکا عوض دیا ہو وہ واپس لے یہ محیط میں ہے۔ اور شیخ ابوبکر اسکاٹ نے فرمایا کہ اگر عورت نے بھیجے وقت تصریح کر دی ہو کہ یہ اسکا عوض ہے تو یہی حکم ہے اور اگر تصریح نہ کی ہو لیکن اس نے دل میں خیال کر کے حساب کیا اور نیت کر لی کہ یہ عوض ہے تو یہ عورت کی طرف سے ہے ہوگا اور اسکی نیت باطل قرار دی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے قال المترجم یعنی عورت واپس نہیں لے سکتی ہر کما تقر فی الہبتہ بین الزوج والزوجہ تھکر اور جب میں لکھا ہے کہ اگر عورت کو نافہ شک یا عطر وغیرہ خوشبو بھیجے پھر دعویٰ کیا کہ یہ مہر میں تھی تو مرد کا قول قبول ہوگا اور حادی میں ہے کہ اگر عورت نے اسکو شوہر کی طرف سے ہدیہ خیال کر کے اسے عوض میں سمجھ کر بھیجا پھر اس کے خیال کے برخلاف ظاہر ہونے پر عورت نے اپنا عوض واپس لینا چاہا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہ ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر خوشبو مذکور موجود ہو تو شوہر اسکو واپس لے لیا جائیگا عورت اس کے مہر میں ہونے پر راضی نہ ہو اور اگر تلف ہو گئی ہو تو شوہر اس کے مثل لے لیا اور اگر مثلی نہ ہو تو اسکی قیمت مقدار مہر میں سے محسوب ہو جائیگی یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ ایک عورت مرگئی اور اسکی ماں نے ماتم داری کی اور شوہر نے اسکی ماں کو ایک گائے بھیجی جسکو اس نے فوج کر کے ماتم داری میں صرف کیا پھر شوہر نے اس گائے کی قیمت واپس لینی چاہی تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر دونوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ شوہر نے عورت کی ماں کو یہ گائے بدین غرض بھیجی تھی کہ فوج کر کے ماتم داری میں جو جمع ہوں اسے صرف میں لادے اور قیمت کا ذکر نہ کیا تو قیمت نہیں لے سکتا ہے اور اگر اس امر پر دونوں نے اتفاق کیا کہ اس نے بھیجنے کے وقت قیمت کا ذکر کیا جو قیمت واپس لے سکتا ہے اور اگر دونوں نے قیمت کے ذکر کو نہ دیکھ کر نے میں اختلاف کیا تو قسم سے عورت کی ماں کا قول قبول ہوگا اور شیخ مولف رحمہ اللہ تاملے نے فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہونا چاہیے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور مجموع التوازل میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ایام عید میں اپنی عورت کو دراجم بھیجے اور کہا کہ یہ عید سی ہو یا کہا کہ شکر کا روپیہ ہے پھر دعویٰ کیا کہ یہ مہر میں تھا۔

تو اس کے قول کی تصدیق ہوگی یہ محیط میں ہو تیرہوں فصل تکرار مرد کے بیان میں۔ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ ہر بار کہ میں تجھ سے نکاح کروں پس تو طلاق ہو پھر اسی عورت سے ایک دن میں تین بار نکاح کیا اور ہر بار اس کے ساتھ دخول کیا تو اس پر دو طلاق واقع ہو گئی اور مرد پر دو مہر اور نصف مہر واجب ہوگا اور یہ بقیاس قول امام اعظم و امام ابو یوسف ہے اور وجہ یہ ہے کہ جب اس نے اول مرتبہ نکاح کیا تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوئی اور چونکہ قبل دخول کے طلاق پڑھی ہو اس واسطے نصف مہر لازم آیا پھر جب اس کے ساتھ دخول بھی کیا اور یہ دخول خالی از تشبہ نہیں ہے اس واسطے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جو طلاق مطلق بہ تزویج ہوتی ہے وہ نہیں واقع ہوتی ہر پس عورت پر عدت واجب ہوگی پھر جب عدت میں دوبارہ اس سے نکاح کیا تو دوسری طلاق واقع ہوگی اور یہ طلاق امام اعظم و امام ابو یوسف کے قول کے موافق معتقبتہ جہت ہے اس واسطے کہ ان دونوں اماموں کے نزدیک اگر معتدہ عورت سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو حکم یہ طلاق بعد دخول کے ہوگی اگرچہ یہ عدت وطی لشیبہ کی ہو اور جو طلاق بعد دخول کے ہو وہ معتقبتہ جہت ہوتی ہے اور پورے مہر کی موجب ہے پس مرد پر تمام وہ مہر جو دوسرے نکاح میں قرار پایا تھا واجب ہوگا پس مرد کے ذمہ دو مہر و نصف مہر مجتمع ہو گئے اور تیسرا نکاح صحیح ہوگا اس واسطے کہ عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہے اگرچہ طلاق رجعی اسی مرد نے دیا ہے پس نکاح ثالث غیر معتبر ہو اس پس تیسرا مرد واجب ہوگا اور تیسرے نکاح کے بعد جو اس نے دخول کیا پھر اس سے کوئی مہر زائد واجب ہوگا اس واسطے کہ مرد نے اپنی منکوحہ سے وطی کی ہے اور اگر مرد نے کہا کہ ہر بار کہ میں تجھ سے نکاح کروں تو تو طلاق ہو جائے پھر اسی عورت سے تین بار نکاح کیا اور ہر بار دخول کیا تو یہ عورت اس مرد سے تین طلاق کے ساتھ بائنہ ہو جائیگی اور مرد پر بقیاس قول امام اعظم و امام ابو یوسف کے سڈھے پانچ مہر واجب ہونگے یعنی نصف مہر نکاح اول اور مثل بدل دخول اول اور مہر سبب نکاح دوم اور مثل بدل دخول دوم اسلئے کہ مرد نے اس سے لشیبہ وطی کی ہے اور مہر سبب نکاح ثالث اور مثل بدل دخول سوم اس واسطے کہ وطی لشیبہ ہے پس مرد کے ذمہ پانچ مہر و نصف مہر واجب ہوگا۔ اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ دخول کیا پھر اسکو طلاق بائن دیدی پھر اس سے عدت میں نکاح کیا پھر نکاح دوم میں دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو مرد پر نکاح اول سے مہر واجب ہوگا اور مہر کامل نکاح دوم لازم ہوگا اور یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہے اور ان دونوں اماموں کے نزدیک عورت مذکورہ پر نکاح ثانی کی جدید از سر نو عدت واجب ہوگی اور اگر نکاح دوم میں مرد نے اسکو طلاق نہ دی بیان تک کہ عورت مذکورہ قبل دخول کے اپنے کسی فعل سے مثل مرتد ہو جانے یا پھر شوہر کی مٹاؤ و طلاق وغیرہ سے شوہر سے بائنہ ہو گئی تو ہر دو امام موصوف رحمہما اللہ کے نزدیک مرد پر اسکا مہر کامل واجب ہوگا۔ اور اگر باندھی ہو اور وہ بعد نکاح دوم کے آزاد کی گئی اور قبل دخول کے اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی شوہر سے جدائی اختیار کی تو ہر دو امام موصوف کے نزدیک مرد پر اسکا مہر کامل و دوسرے نکاح کا واجب ہوگا اور اگر غیر کفو کے ساتھ عورت کا نکاح ہوا اور اس نے عورت کے ساتھ دخول کیا پھر ولی نے قاضی سے نالش کی اور قاضی نے دونوں میں تفریق کرادی اور مرد و عورت واجب ہوئی پھر بغیر ولی کے اس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے وہ دوسرے نکاح میں سے قاضی سے

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

دو دنوں میں تفریق کرادی تو پھر مرد پر مہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر جدید از سر نو عدت واجب ہوگی اور ایام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہو۔ ایک شخص نے ایک صغیرہ سے تنہا بوجھ اُسکے ولی کے نکاح کیا اور قبل بلوغ کے اُسکے ساتھ وطی کر لی پھر جب وہ بالغ ہوئی تو اُسے فرقت اختیار کی اور دو دنوں میں جدائی کرادی گئی پھر عدت میں اُس مرد نے اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک اسپر مہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر از سر نو جدید عدت واجب ہوگی۔ ایک شخص نے ایک صغیرہ سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا پھر اُسکو ایک طلاق بانہ دیدی پھر عدت میں اُس سے نکاح کیا پھر وہ بالغ ہوئی اور اُسے اپنے نفس کو اختیار کیا اور دو دنوں میں تفریق کرادی گئی تو مرد پر مہر کامل اور عورت پر از سر نو عدت واجب ہوگی۔ اور علیٰ ہذا اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول کیا پھر وہ نفوذ بانہ مرتہ ہو گئی پھر مسلمان ہوئی اور عدت میں مرد مذکور نے اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول واقع ہونے کے وہ عورت مرتہ ہو گئی تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر ایک شخص نے ایک باندی سے نکاح کیا اور دخول کیا پھر وہ آزاد کی گئی اور اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر عدت میں مرد مذکور نے اُسکے ساتھ نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر ایک شخص نے بنکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول کر لیا پھر دو دنوں میں تفریق کرادی گئی پھر عدت میں بنکاح جائز اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو بھی امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک مرد پر مہر کامل اور عورت پر از سر نو جدید عدت واجب ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر لہس کی باندی یا مکتب کی باندی سے وطی کی یا نکاح فاسد میں عورت سے چند بار وطی کی تو وطی کرنے والے پر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ شہد ملک ہونے کے بعد اگر وطی کتنی ہی بار واقع ہو تو فقط ایک ہی مہر واجب ہوتا ہو اس واسطے کہ دوسری وطی اسکی ملک میں ہوئی اور اگر شہد استیلاء کے بعد چند بار وطی واقع ہوئی تو ہر بار کا مہر ملوہ واجب ہوگا کیونکہ ہر وطی کا وقوع ملک غیر میں ہے۔ اور اگر لہس نے باپ کی باندی سے چند بار وطی کی اور شہد کا دعویٰ کیا تو اسپر ہر وطی کا مہر لازم ہوگا اور اسی طرح اگر اپنی جورو کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اپنی مکتبہ سے چند بار وطی کی تو اسپر ایک ہی مہر لازم ہوگا اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے مشترکہ باندی سے چند بار وطی کی تو ہر بار کے واسطے اسپر نصف مہر واجب ہوگا اور اگر اپنے دو دوسرے کی مشترکہ مکتبہ کے ساتھ چند بار وطی کی تو اسپر اپنے نصف کے واسطے فقط ایک نصف مہر واجب ہوگا اور نصف شریک کے واسطے ہر بار کے لیے نصف مہر واجب ہوگا اور یہ سب مال مرد اس مکتبہ کو ملے گا۔ ایک عورت سے ایک مرد نے زنا کیا اور مہنوز وہ اُسکے پیٹ پر چڑھا تھا یعنی کار زنا میں مشغول تھا کہ اُسکے ساتھ نکاح کر لیا تو اسپر دو مہر لازم ہونگے ایک مہر مثل بوجہ زنا کے اور دوسرا مہر سمی بوجہ نکاح کے یہ محیط خبری میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے جس سے دخول نہیں کیا ہو کما کہ جب میں تجھ سے خلوت کروں یا حیو قوت میں نے تجھ سے خلوت کی تو طلاق ہے پھر عورت مذکورہ سے خلوت کی وجہ سے نکاح کی تو مرد مذکور پر نصف مہر اور پورا مہر واجب ہوگا کیونکہ مہر کامل تو بوجہ جہل کے اور نصف مہر بوجہ طلاق قبل دخول کے واجب ہوگا اور اس صورت میں خلوت کا کچھ اثر مترتب نہ ہوگا باوجودیکہ طلاق بعد خلوت ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر اگرچہ خلوت سے متناک ہو جانا ہی

لیکن جب ہی متاکہ ہو جائے کہ جب اتنی دیر تک ہو کہ اُسکے ساتھ دخول کرنے پر قادر ہو اور یہاں خلوت ہوئی ہی طلاق واقع ہو گئی ہو اور اگر مرد نے خلوت میں اُس سے جماع نہ کیا ہو تو اُس پر فقط نصف مہر واجب ہوگا اور اگر کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں اور تیرے ساتھ ایک ساعت خلوت کروں تو تو طلاق ہے پھر اس سے نکاح کیا اور خلوت کی اور جماع کیا تو عورت پر طلاق واقع ہوگی اور اُسکو دو مہر ملینگے ایک مہر بوض خلوت کے اور دوسرا مہر بوجہ دخول کے بشرطیکہ دخول ایک ساعت خلوت کے بعد ہو اور اگر دخول خلوت کے ساتھ ہی ہو تو اُس پر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر تین طلاق دی ہوئی عورت سے وطی کی اور شہدہ کا دعویٰ کیا تو بعض نے فرمایا کہ اگر تینوں طلاق ایک بارگی دی ہوں درگمان کیا کہ یہ واقع نہیں ہوئی ہیں جیسا کہ بعض کا مذہب ہے تو یہ گمان ہو قی ہے پس اُس پر ایک ہی مہر واجب ہوگا اور اگر گمان کیا کہ تینوں طلاق واقع ہوئی ہیں مگر یہ گمان کیا کہ عورت سے وطی کرنا حلال ہے تو گمان بے موقع ہے پس ہر وطی کے واسطے اُس پر مہر واجب ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر ایک باندی خریدی اور اُس سے چند بار وطی کی پھر وہ باثبات استحقاق نے لینگئی تو مشتری پر ایک مہر واجب ہوگا اور اگر نصف باندی کا استحقاق ثابت کیا گیا تو صاحب استحقاق کے لیے فقط نصف مہر واجب ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر منکو حصے چند بار وطی کرنے کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ وہ عورت ہے جسکے واسطے اس نے قسم کھائی تھی کہ اگر تجھ سے نکاح کروں تو تو طلاق ہے تو مرد پر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ چودہ برس کا لڑکا اُس نے بے خبر سوئی ہوئی عورت سے جماع کر لیا پس اگر یہ فیہ ہو تو لڑکے پر حد و عقربہ واجب نہ ہوگا اور اگر باکرہ ہو کہ اُس نے اُسکا پردہ بکارت پھاڑ دیا تو اُس پر مہر مثل واجب ہوگا اور اسی طرح اگر باندی ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے اور اگر مرد مجنون ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر لڑکا کسی لڑکی سے زنا کرے تو اُس پر مہر واجب ہوگا اور اگر لڑکا اسکا سفر ہو گیا تو اُس پر مہر نہ ہوگا اور اگر عورت حرہ بالغہ سے لڑکے نے زنا کیا اور اُسکا پردہ بکارت پھاڑ دیا پس اگر باکرہ وزیر بدستی ایسا کیا تو لڑکا مہر کا ضامن ہوگا اور اگر یہ عورت بطوع خود اس امر پر راضی ہوئی اور اُسکو اپنی طرف بلا تو لڑکے پر کچھ مہر نہ ہوگا اور اگر لڑکی نے کوئی لڑکا بطوع خود اپنی طرف مائل کیا پس اُس نے وطی سے اُسکا پردہ بکارت پھاڑ دیا تو لڑکے پر مہر واجب ہوگا اس واسطے کہ اس لڑکی کا حکم در ضامنہ ہی اپنے حق کے ساقط کرنے میں صحیح نہ ہوگا بخلاف عورت بالغہ کے کہ وہاں صحیح ہے۔ اور باندی نے اگر کسی طفل کو اپنی طرف بلایا جسے کہ اُسکے ساتھ زنا کیا تو طفل مذکور پر مہر واجب ہوگا کیونکہ باندی کا حکم اُسکے مولے کی حق تلفی میں صحیح نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور واضح رہے کہ سوائے نکاح و وطی جائز کے جہاں مہر دیا بولا گیا ہو وہاں مہر سے مراد عقربہ اور عقربہ ہے جو بعض وطی میں وطی کرنے والے کے ذمہ واجب ہوتا ہے اور شیخ امام نجم الدین نے فرمایا کہ میں نے شیخ امام قاضی سیبجانی سے فتویٰ طلب کیا کہ تقدیر عقربہ کمر ہے تو لڑکا کہ تقدیر عقربہ طرح ہے کہ دیکھا جاوے کہ اگر بالفرض زنا حلال ہوتا تو ایسی عورت کی اجرت کیا ہوتی پس اسی قدر واجب ہوگا اور ایسا ہی ہمارے شاخ سے منقول ہے کہ زنا نے انکلام اور حجت میں امام ابو حنیفہ رحمہ سے بھاریت ہے کہ امام نے فرمایا کہ عقربہ

یہ تفسیر ہے کہ عقدہ مال ہو کہ جسکے عوض ایسی عورت نکاح میں لائی جاوے اور اسکی برفتموی ہو یہ تاتار خانہ میں ہر ایک شخص اپنی جود سے جماع کرنے میں مشغول ہو اور دخول کرنے کے بعد اسی حالت میں منکوحہ طلاق دیدی پھر بعد طلاق کے اپنا جماع پورا کر لیا یہاں تک کہ اسکو انزال ہو گیا پھر اس سے الگ ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا اور یہی درود و ایات میں سے ایک روایت امام ابو یوسف سے ہے کہ اس مرد پر حدود واجب نہوگی اور نہ سبب لازم ہوگا اسواسطے کہ یہ سبب ایک ہی فعل ہے پس جب اول و آخر حلال تھا تو حدود واجب نہوگی اور نہ مہر لازم ہوگا لیکن اگر اس نے آنحضرت کمال کر پھر بعد طلاق کے داخل کیا تو اللہ واجب ہوگا اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ اوپر ہی سے اعتدال کرتا رہا یہاں تک کہ انزال ہو گیا تو اسپر مہر لازم نہوگا اور اگر یہ طلاق بھی ہو تو بنا بر قول امام محمد اور احمدی الروایتیں امام ابو یوسف کے اس فعل سے رجوع کرنے والا نہوگا اور اگر ختنہ موئے و ختنہ باندی باہم لمجانے کے بعد باندی سے کہا کہ تو حرمہ ہو یعنی آزاد کیا پھر اپنا جماع پورا کیا تو امام محمد کے قول میں موئے پر عقد واجب نہوگا لیکن اگر نکال کر پھر آزاد کرنے کے بعد داخل کر دے تو عقد لازم ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور زید کے پسرنے اس عورت کی دختر سے نکاح کیا پھر ہر ایک کی عورت منکوحہ دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور دونوں نے آگے پیچھے دلی کر لی تو پہلے دلی کرنے والے پر پورا مہر اس عورت کا جس سے دلی کی اور نصف مہر اپنی منکوحہ کا جب ہوگا اور دوسرے پچھلے دلی کرنے والے پر اپنی عورت منکوحہ کا کچھ مہر واجب ہوگا اور اگر دونوں نے ایک ساتھ دلی کی تو دونوں میں سے کسی پر اپنی منکوحہ کا کچھ واجب ہوگا۔ ایک مرد اور اسکے پسرنے دو اجنبیہ عورتوں سے نکاح کیا اور ہر عورت اپنے شوہر کے سواے دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور دونوں عورتوں سے دلی کی گئی تو ہر ایک پر اپنی دلی کی ہوئی عورت کا عقد واجب ہوگا اور کسی پر اپنی منکوحہ کا عقد واجب ہوگا دو بھائی ہیں کہ ان میں سے ایک نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دوسرے نے اسکی ماں سے نکاح کیا پھر ہر ایک عورت اپنے شوہر کے سواے دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور دونوں سے دلی کی گئی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ہر ایک عورت اپنے شوہر سے باندہ ہو گئی اور ہر ایک مرد پر اپنی منکوحہ کا نصف مہر لازم ہوگا اور جس نے جس عورت سے دلی کی ہو اسپر اسکا عقد واجب ہوگا اور دونوں میں سے ایک کو اختیار نہ رہیگا کہ پھر اسکے بعد اپنی منکوحہ سے نکاح کرے یعنی ماں کے شوہر کو اسکی دختر سے جسکے ساتھ دلی بھی کی ہو نکاح کرنے کا اختیار ہو لیکن دختر کے شوہر کو اسکی ماں سے نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اسی طرح اگر مرد و شوہر میں کچھ قرابت نہ ہو تو بھی یہی حکم رہیگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ ایک مرد کے پاس اسکی جود کے سواے دوسری عورت بھی گئی اور اسنے اسکے ساتھ دلی کی تو اسکا مہر مثل اسپر لازم ہوگا اور جس نے اس بھیجی ہو اس سے دس مہر لے سکتا ہے پھر اگر یہ عورت اسکی منکوحہ کی ماں ہو تو اسکی جود و ہیشہ کے واسطے اسپر حرام ہوگی اور منکوحہ کو قبل دخول کے حرام ہونے سے نصف مہر ملےگا۔ باپ کی جود قبل دخول کے اسکے پسرنے کے پاس بھیجی گئی اور پسرنے کے ساتھ دخول کیا تو باپ کو نصف مہر دینا پڑیگا اور منکوحہ اپنے پسرنے سے دس مہر لے سکتا ہے اسواسطے کہ بیٹے پر مہر مثل واجب ہو اور اگر پسرنے عمداً بغير رض منکوحہ کے شہوت سے اس عورت کا بوسہ لیا تو باپ نصف مہر کو جو اسکو

وینا پڑا ہوا پس سے واپس لیکھا کیونکہ پس پر کچھ مہر نہیں۔ اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک مریض نے دوسرے مریض کو اپنی باندی ہیہ کی اور مہر وہوب لے نے اس سے دہلی کی اور اسکا عقد سودم ہی اور قیمت تین سو دھم ہی پھر مہر وہوب لے نے یہ باندی اسی ہیہ کرنے والے کو ہیہ کر دی پھر دونوں اپنے اپنے مریض میں مر گئے تو مہر وہوب لے پر عقد واجب نہ ہوگا۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر مریض نے اپنی باندی ایک شخص کو ہیہ کی اور مہر وہوب لے کے پاس اس باندی سے خود دہلی کی اور اس پر اس قدر قرضہ ہے کہ اُسکے تمام مال کو گھیرے ہوئے ہے پھر مریض مر گیا تو اُس پر عقد واجب نہ ہوگا اور اگر دامہب نے اس باندی کا ہاتھ کاٹ دیا ہو تو بھی اُس پر کچھ واجب نہ ہوگا بخلاف تندرست آدمی کے کہ اگر تندرست نے دہلی کی پھر ہیہ سے رجوع کیا تو اس پر عقد واجب ہوگا یہ محیط مریض میں ہے۔ ایک مریض نے اپنی باندی کسی کو ہیہ کی اور اس پر قرضہ اس قدر ہے کہ تمام مال کو گھیرے ہوئے ہے پھر مہر وہوب لے نے باندی سے دہلی کی پھر ہیہ کرنے والا مر گیا اور کچھ قرضہ مستغرق کے ہیہ توڑ دیا گیا تو مہر وہوب لے اس باندی کے عقد کا ضامن ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ نوادر معلّٰی میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کو غضب کیا اور سوائے فرج کے اُسکے ساتھ کسی طرح سے جماع کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا پس اگر یہ عورت بارہ ہو تو غاصب پر مہر واجب ہوگا اور اگر غیبہ ہو تو کچھ مہر واجب نہ ہوگا یہ تاہن میں ہے۔ چودھویں فصل ضمانت مہر کے بیان میں ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنی دختر صغیرہ یا کبیرہ کا جو بارہ ہو یا مجنونہ ہو کسی مرد سے نکاح کیا اور شوہر کی طرف سے اُسکے مہر کی ضمانت کر لی تو ضمانت صحیح ہوگی پھر عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے مطالبہ کرے یا اپنے ولی ضامن سے مطالبہ کرے بشرطیکہ مطالبہ کی اہلیت رکھتی ہو اور ولی مذکور بعد ادا کرنے کے شوہر سے واپس لیکھا بشرطیکہ شوہر کے حکم سے ضامن ہوا ہو یہ تین میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا دوسرے سے دو ہزار درہم پر نکاح کیا اور اپنے اوپر اس امر کے گواہ کر لیے کہ میں نے فلاں عورت کا فلاں مرد کے ساتھ دو ہزار درہم پر بدین شرط نکاح کیا ہے کہ ہزار درہم شوہر پر اور ہزار درہم میرے مال سے ہونگے پس شوہر نے قبول کیا تو پورا امر شوہر پر ہوگا اور باپ اُنکی طرف سے ہزار درہم کا ضامن قرار دیا جائیگا پھر اگر عورت مذکورہ نے یہ مال اپنے باپ سے یا باپ کے ترکہ سے لے لیا تو باپ اُسکے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ اس قدر مال شوہر سے واپس لیں یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنے پس صغیر کے ساتھ کوئی عورت بیاہی اور پس کی طرف سے اُسکے مہر کا ضامن ہوا اور یہ امر اُنکی صحت میں واقع ہوا تو جائز ہے بشرطیکہ عورت نے ضمانت قبول کر لی ہو اور جب باپ نے یہ مال مہر ادا کیا پس اگر حالت صحت میں ادا کیا ہو تو استحساناً جو ادا کیا ہو وہ پس کے مال سے نہیں لے سکتا ہو الا اس صورت میں کہ اصل ضمانت میں یہ شرط کر لی ہو کہ واپس لے لوں گا یہ ذخیرہ میں ہے پھر عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ طفل کے ولی سے مہر کا مطالبہ کرے اور شوہر سے مطالبہ نہیں کر سکتی ہر جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے پھر جب شوہر بھی بالغ ہو جائے تو عورت مختار ہو کہ دونوں میں سے جس سے چاہے مطالبہ کرے یہ تین میں ہے۔ اور اگر کسی اجنبی نے باپ کے حکم سے ضمانت کر لی تو وہ بعد ادا کرنے کے واپس لیکھا اسی طرح اگر وصی نے یتیم کی جو روکا مال اپنے پاس سے ادا کیا تو واپس لیکھا اور اگر باپ ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے پس مذکور یعنی شوہر سے لے

یہ بھی ممکن ہے
اگر سے یا ناک سے

نئی دہلی ۱۲ مہرین
اہلیت فلاں فلاں اور
اور کچھ (۱۲ نو)

یا باپ کے ترکہ میں سے وصول کرے پھر دارثان پدر اس قدر مال اس پر کے مال سے واپس لینے اور یہ ہمارے اصحاب ثلاثہ کے نزدیک ہر گناہ نے انخلاصہ اور اگر ضمانت حالت صحت میں ہو اور ادا کرنا حالت مرض میں ہو تو خصاف رہنے اور القاضی میں ذکر کیا ہو کہ امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک وہ متبرع نہ ہوگا اور پس مذکور کے واسطے جو حصہ میراث ملا ہر اس میں سے اس قدر مال محسوب ہو جائیگا یہ ذخیرہ تین ہی ہے۔ اور بقالی میں ہو کہ اگر باپ نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اپنے پسر کے ساتھ ثلاثہ عورت کا نکاح کیا تو ہر اسکے ذمہ لازم نہ ہوگا لیکن اگر ادا کر دے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک صلہ رحمی سے دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہر اور اگر پسر بالغ ہو اور باپ نے بدن اسکے حکم کے اپنی صحت میں ہر کی ضمانت کر لی پھر باپ مر گیا اور عورت نے اسکے ترکہ میں سے وصول کر لیا تو باپ کے وارث لوگ بالاجماع اس مال کو پس مذکور سے واپس نہیں لے سکتے ہیں اور مجنون لوگ اس معاملہ میں مثل صبیان یعنی اطفال کے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور یہ سب اس وقت ہر کہ ضمانت حالت صحت میں واقع ہوئی ہو اور اگر ضمانت مرض الموت میں واقع ہوئی تو یہ باطل ہر کیونکہ اُس نے اس جیلہ سے وارث کو نفع پہنچانے کا ارادہ کیا ہر حالانکہ ایسا مریض ایسے کام کرنے سے ممنوع و مجبور ہوتا ہر پس ضمانت صحیح نہوگی یہ ذخیرہ میں ہر اگر ایک شخص نے ایک عورت کو خطیبہ کیا اور اُس کے واسطے ہر کی ضمانت کر لی اور کہا کہ شوہر نے مجھے حکم دیا ہر کہ میں اس کی طرف سے تیرے لیے تیرے ہر کی ضمانت کر لوں پس عورت نے اس ایلیجی کے قول پر سمجھنے والے سے اپنے آپ کو بیاہ دیا پھر شوہر آیا اور اُس نے اس ایلیجی کی تصدیق کی کہ میں نے اسکو سمجھا اور اسکو حکم دیا ہر کہ ہر کی ضمانت کرے تو نکاح صحیح ہوگا اور ضمانت بھی صحیح ہوگی بشرطیکہ یہ ایلیجی ضامن ہونے کی لیاقت رکھتا ہو پھر جب اُس نے مال ضمانت ادا کیا تو شوہر سے واپس لیتا اور اگر سمجھنے والے نے اگر اس امر میں تصدیق کی کہ میں نے اسکو سنگنی و نکاح کے واسطے سمجھا ہر اور ضمانت کا حکم دینے سے انکار کیا تو نکاح صحیح ہوگا لیکن ضمانت اس عورت اور ایلیجی کے درمیان صحیح ہوگی مگر سمجھنے والے کے حق میں صحیح نہوگی چنانچہ عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ ایلیجی سے مطالبہ کر کے اپنا مہر وصول کرے پھر ایلیجی نے جو ادا کیا ہر وہ شوہر سے واپس نہیں لے سکتا ہر اور اگر سمجھنے والے نے سمجھنے اور ضمانت کا حکم دینے دونوں سے انکار کیا اور اس امر کے گواہ نہیں ہیں تو نکاح باطل ہوگا اور شوہر پر مہر واجب نہوگا و لیکن عورت کو اختیار ہوگا کہ ایلیجی سے مہر کا مطالبہ کرے پھر اسکے بعد روایات مختلف ہیں چنانچہ اصل کی کتاب النکاح اور بعض روایات کتاب الوکالہ میں مذکور ہر کہ عورت اُس سے نصف مہر کا مطالبہ کریگی اور بعض روایات کتاب الوکالہ میں مذکور ہر کہ پورے مہر کا مطالبہ کریگی پس بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور بعض نے فرمایا کہ اختلاف جواب بسبب اختلاف وضع ہر دو مسئلہ ہر اور یہی صحیح ہر چنانچہ ہر نے فصل وکالہ میں مفصل بیان کیا ہر یہ مسئلہ میں ہر۔ اور اگر ایلیجی نے کہا کہ مجھے شوہر نے کچھ حکم نہیں دیا ہر و لیکن میں تیرا اُس سے نکاح کیے دیتا ہوں اور مہر کی ضمانت کیے لیتا ہوں امید ہر کہ وہ اُسکو جائز رکھیں گے پس عورت نے منظور کیا پھر شوہر نے سمجھنے سے انکار کیا تو یہ سب باطل ہوگا یہ مقابہ فصل میں لایا جو نکاح بالمرتبہ میں مذکور ہر اور اگر وکیل نے جسکو تزویج کے واسطے وکیل کیا ہر مہر کی بھی ضمانت کر لی اور ادا کر دیا پس اگر ضمانت حکم شوہر یعنی موکل ہو تو اُس سے واپس لیتا

ورنہ نہیں یہ غلام صہ میں ہے۔ پندرہویں فصل ذمہ داری کے ہر کے بیان میں۔ جو چیز مسلمانوں کے نکاح میں نہ ہو سکتی ہو وہی اہل ذمہ کے نکاح میں نہ ہو سکتی ہو اور جو چیز مسلمانوں کے نکاح میں نہ ہو سکتی ہو وہی اہل ذمہ کے نکاح میں نہ ہو سکتی ہو۔ اور اگر ذمی مرد نے ذمیہ عورت سے مردار یا خون پر نکاح کیا یا ذمیہ سے بغیر مرد پر نکاح کیا خواہ بایں طور کہ دونوں بے ہوش ہونے پر راضی ہوئے یا دونوں نے ذکر نہر سے سکوت کیا اور ایسا عقد اُن کے ملت میں جائز ہے پھر ذمی نے اُس سے وطی کی یا قبل وطی کے طلاق دیدی یا وہی مر گیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت مذکورہ کو کچھ نہ ملے گی یہ بھی شریعہ میں ہے خواہ دونوں صورتوں میں دونوں مسلمان ہو جاویں یا دونوں ہمارے یہاں مقدمہ پیش کریں یا ایک ہی مقدمہ دائر کرے اور یہ اہم وقت ہے کہ جب نفی ہر کے ساتھ مثل دلایا جانا اُنکا مذہب نبویؐ شیعہ القدر میں ہو ساسی طرح اگر دو جریوں نے مردار یا خون پر یا بدین شرط کہ عورت کے واسطے کچھ نہیں ہے عقد باندھا اور یہ دارا کرب میں عقد واقع ہوا تو بالاتفاق ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ نہیں ہوگا یہ جینی شریعہ کثر میں ہے خواہ دونوں مسلمان ہو جاویں یا ہمارے یہاں مرافعہ کریں یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ذمی مرد نے کسی ذمیہ عورت سے شراب یا سور پر نکاح کیا پھر دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک مسلمان ہوا پس اگر شراب یا سور معین ہو اور ہنوز اس پر قبضہ نہیں ہوا ہے تو عورت کو سوا سے اُس معین کے کچھ نہ ملے گا اور اگر غیر معین ہو مثلاً بعد بیان کے اپنے ذمہ قرضہ کھا ہو تو عورت کو شراب کی صورت میں قیمت ملے گی اور سور کی صورت میں مثل ملے گی اور یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ عورت کو مثل ملے گا خواہ شراب و سور معین ہو یا غیر معین ہو اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ چاہے معین ہو یا غیر معین ہو عورت کو قیمت ملے گی اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ شراب یا سور اگر اُس کے ذمہ دین ہو تو عورت کا ہر جی ہوگا جو قرار پایا ہے اور کچھ نہ ہوگا اور یہ سب اُس صورت میں ہے کہ اسلام سے پہلے مقبوض ہو اور اگر قبضہ نہ ہو چکی ہو تو اب عورت کو کچھ نہ ملے گا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قبل دخول کے ذمی نے اُسکو طلاق دیدی تو معین ہونے کی صورت میں عورت کو نصف معین ملے گا اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور غیر معین ہونے کی صورت میں شراب کی صورت میں نصف قیمت اور سور کی صورت میں عورت کو نصف ملے گا یہ کافی میں ہے سو طہوسن فصل ہنر دختر کے بیان میں اگر اپنی دختر کو جبراً دیکر اُس کے سپرد کر دیا تو پھر استھاناً باب کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اُس سے واپس لے لے اور اسی پر فتوے ہے اور اگر عورت والوں نے سپرد کرنے کے وقت کچھ لیا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ یہ واپس کر لے یا اسے کہ یہ رشوت ہے یہ بحیرہ الرائق میں ہے۔ اور اگر عورت کے زفاف کے وقت شوہر نے کچھ چیزیں بھیجنی ازباجلو دیا کا کپڑا تھا پھر جب وہ عورت شوہر کے یہاں رخصت کر دی گئی تو شوہر نے دیباے مذکور اُس سے واپس لینا چاہا تو اُسکو اختیار نہیں ہے بشرطیکہ بطور دیدہ سینے والاک کر دینے کے بھیجا ہو یہ فضول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کر کے جبراً دیکر رخصت کیا پھر مدعی ہوا کہ جو کچھ میں نے اُسکو دیا تھا وہ اُس کے پاس بطور عاریت تھا اور دختر نے کہا کہ یہ میری ملک ہے کہ تو نے مجھے جبراً دیا ہے تو شوہر نے کہا کہ عورت کے مرنے کے بعد شوہر نے یہ دعویٰ کیا تو

ذمی و کافر

جو مسلمانوں

کے نکاح

میں اور جن

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

میں نکاح

انہیں دونوں کا قول قبول ہوگا باپ کا قول قبول ہوگا اور شیخ علی سفدئی سے نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ باپ کا قول قبول ہوگا اور ایسا ہی امام شری نے فرمایا ہے اور اسی کو بعض مشائخ نے ہتھیار کیا ہے اور وہ مین مذکور ہے کہ اگر دواج اسی طرح ظاہر ہو جیسا ہمارے ملک میں ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر دواج مشترک ہو یعنی کبھی جینر ہوتا ہے اور کبھی عاریت تو باپ کا قول قبول ہوگا کذا فی التبین اور صدر الشہید رحمہ نے فرمایا کہ یہی دلیل فتوے کے لیے مختار ہے یہ ہر الفائق میں ہے۔ اور جس صورت میں کہ شوہر کا قول قبول ہوگا اور باپ نے گواہ قائم کیے تو باپ کے گواہ قبول ہونگے اور صحیح گواہی اس صورت میں یوں ہے کہ دختر کو سپرد کرنے کے وقت گواہ کر لے کہ میں نے یہ چیزیں جو اس عورت کو سپرد کی ہیں وہ بطریق عاریت ہیں یا ایک تحریر لکھی اور دختر کے اقرار کو کہ یہ سب چیزیں جو اس فہرست میں تحریر ہیں میرے والد کی ملک ہیں اور میرے پاس بطور عاریت ہیں تحریر کرالے لیکن یہ امر واسطے تضار کے لائق ہے نہ واسطے اختیاط کے یہ بخارائق میں ہے۔ اور اگر اپنی دختر بالذہ کا کاح کیا اور اسکو جینر بن حسین جینر بن دین مگر ہنوز اس کے سپرد نہیں کی ہیں کہ اس کے بعد عقد نسخ ہو گیا اور باپ نے اسکو کسی دوسرے کے نکل میں دیا تو دختر مذکورہ کو باپ سے اس جینر کے مطالب کا اختیار نہیں ہے اور اگر دختر کا باپ پر قرضہ ہو اور باپ نے اسکو جینر دیا پھر دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو قرضہ میں دیا ہے اور دختر نے دعویٰ کیا کہ تو نے اپنے مال سے دیا ہے تو باپ کا قول قبول ہوگا اور اگر اپنے ام ولد کو کچھ مال دیا کہ اس سے جینر دختر کا سامان کرے پس اسنے سامان کر کے دختر کے سپرد کر دیا تو ام ولد کا دختر کو سپرد کرنا صحیح نہیں ہے جب تک کہ باپ سپرد نہ کرے۔ دختر صغیرہ نے اپنے ماں و باپ و اپنی کوشش کے مال سے جینر کے کپڑے منگوا کر کیے اور برابر ایسا ہی کرتی رہی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئی پھر انکی ماں مر گئی پھر اس کے باپ نے سب جینر اس کے سپرد کر دیا تو اس کے بھائیوں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جانب ماورسی سے اپنے حصون کا دعوے کریں۔ ایک عورت نے ایسے ابریشم سے جسکو اس کا باپ خریدتا تھا بہت چیزیں طیار کر لیں پھر باپ مر گیا تو عادت کے موافق یہ سب چیزیں اسی عورت کی ہو گئی۔ ماں نے دختر کے جینر بہت چیزیں باپ کے اسباب سے باپ کی حضوری و علم میں دختر کو دین اور باپ خاموش رہا اور دختر کو شوہر کے پاس رخصت کر دیا تو باپ کو یہ اختیار ہونا کہ دختر سے یہ اسباب واپس کر لے اسی طرح اگر ماں نے دختر کے جینر میں متاد کے موافق خرچ کیا اور باپ خاموش رہا تو بھی ماں ضامن ہوگی یہ قینہ میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور عورت کو تین ہزار دینار دست بیاں کے دیے اور یہ عورت ایک توٹو کی دختر ہو اور باپ نے اسکو جینر نہ دیا تو امام جمال الدین و صاحب محیط نے فتوے دیا ہے کہ شوہر کو اختیار ہوگا کہ موافق عورت کے دختر کے باپ سے جینر کا مطالبہ کرے اور اگر وہ جینر نہ دے تو اپنا دست بیاں واپس لے اور اسی کو امام نے اختیار کیا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو دھوکا دیا کہ میں تیرے ساتھ اپنی دختر بڑے بھاری جینر کے ساتھ بیاہ دیگا اور تیرا دست بیاں اس قدر دینا رہے واپس دوٹکا پس اس سے دست بیاں لے لیا اور دختر بڑا جینر اسکو دی تو اسکی کوئی روایت نہیں ہے و لیکن صدر الاسلام بہان الائمہ و مشائخ بخارا نے فتوے دیا ہے کہ اگر باپ نے دختر کو کچھ جینر نہ دیا تو شوہر اس عورت کے دست بیاں نکل سے جب قدر زائد ہو واپس لے لے گا اور صدر الاسلام و امام الدین نسفی نے

مقابلہ دست پیمان کے مقدار چہنکر انوارہ یون فرمایا ہو کہ بمقابلہ ہر دینار دست پیمان کے تین یا چار دینار چہنکر
ہوں پس اگر باپ نے اس قدر نہ دیا تو اپنا دست پیمان واپس کرے اور امام مرغیا فی رہنے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ عورت
کے باپ سے شوہر کے چہنن لے سکتا ہو اس واسطے کہ نکاح میں مال مقصود نہیں ہوتا ہو یہ وجہ کر دہی میں ہو
ایک شخص نے اپنی دختر کے واسطے چیز تیار کیا اور دختر کو سپرد کرنے سے پہلے مرگیا پھر باقی وارثوں نے جہن
کے مال سے اپنا اپنا حصہ طلب کیا پس اگر چہنکر کے وقت دختر باندہ ہو تو باقی وارثوں کو ان کا حصہ ملیگا ایسا ہی ہو کہ
چو اور یہی صحیح ہو اس وجہ سے کہ جب وہ بالغ تھی اور باپ نے اُسکے سپرد نہ کیا تو قبضہ صحیح ہوگا اور ملک ثابت
منوگی بخلاف اُسکے اگر صغیرہ ہو تو باقی وارثوں کو کچھ حصہ نہ ملیگا اس واسطے کہ صغیرہ کا قبضہ دہی اُسکے باپ کا
قبضہ ہو یہ جو اہر الفتا دے میں ہو۔ ایک عورت نے اپنا اسباب اپنے شوہر کو دیا اور کہا کہ اسکو فروخت کر کے
التخانی میں خرچ کر پس اُس نے ایسا ہی کیا پس آیا مرد مذکور پر اسکی قیمت لازم ہوگی کہ عورت کو ویدے
تو فرمایا کہ ان یہ فتاویٰ چہن می میں ہو۔ ایک عورت کسی مرد کی طلاق وغیرہ کی عدت میں ہو اسکو ایک شخص
نے بدین امید نفقہ دیا کہ بعد انقصاے عدت کے میرے ساتھ نکاح کر لیگی پھر جب اسکی عدت گذر گئی تو اُس نے
نکاح کرنے سے انکار کیا پس اگر اُس مرد نے نفقہ دینے میں یہ شرط کر لی کہ میرے ساتھ نکاح کرے تو جو کچھ چہن
دیا ہو وہ واپس لے سکتا ہو خواہ عورت مذکورہ اُسکے ساتھ نکاح کرے یا نہ کرے اسکو صدر شہید نے ذکر فرمایا ہو اور
صحیح یہ ہو کہ اگر عورت نے نکاح کر لیا ہو تو واپس نہ لیگا۔ اور اگر انفاق میں یہ شرط نہیں لگائی بلکہ فقط اس طے سے
نفقہ دیا ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور اصح یہ ہو کہ واپس نہیں لے سکتا ہو ایسا ہی صدر شہید نے
فرمایا ہو اور شیخ امام استاد نے فرمایا کہ اصح یہ ہو کہ وہ بہر حال واپس لیگا خواہ اُسکے ساتھ نکاح کرے یا نہ کرے
اس واسطے کہ یہ رشوت ہو اور اسی کو محیط میں اختیار کیا ہو اور یہ سب اس وقت ہو کہ مرد نے اسکو نقد ہی درم دیے ہوں
کہ جنکو وہ اپنے مصارف میں خرچ کرتی ہو اور اگر فقط اُسکے ساتھ کھاتی ہو تو اُس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو
اور اگر ایک مرد نے کسی شخص کے باغ انگور میں بدین طمع کام کیا کہ اپنی دختر میرے ساتھ بیاہ دیگا مگر اُس نے بیاہ
نہ کیا تو اُس سے اجب التزل لے سکتا ہو خواہ دختر کے نکاح کر دینے کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو بشرطیکہ اتنا معلوم ہو کہ وہ
اسی غرض سے یہ مشقت و کار کرتا ہو اور استاد ظہیر الدین نے فرمایا کہ کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ خلاصہ میں ہو ایک
مرد نے دوسرے کی دختر کا خطبہ کیا پس باپ نے کہا کہ ان اچھا بشرطیکہ تو چھ مہینہ یا سال تک اگر مہر نقد
ادا کر لیگا تو میں تیرے ساتھ بیاہ دوں گا پھر مرد مذکور نے اُسکے بعد دختر مذکورہ کے باپ کے گھر یہی بیجنا شروع
کیے مگر اس قدر مدت میں اُس سے سب مہر کا بندوبست نہ ہو سکا پس باپ نے اُسکے ساتھ دختر کی شادی نہ کی
پس آیا جو مال اُس نے مہر میں بھیجا ہو وہ واپس لے سکتا ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ جو مال اُس نے مہر میں بھیجا ہو خواہ
قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو سب واپس لیگا اور اسی طرح جو ہر یہ ہو اور وہ قائم ہو اسکو بھی واپس لے سکتا ہو اور
جو تلف ہو گیا یا تلف کر ڈالا ہو اس میں سے کچھ نہیں لے سکتا ہو۔ ایک عورت کی باندہی و غلام ہیں پس اُس نے
اپنے شوہر سے کہا کہ تو انکو میرے مہر سے نفقہ دیا کر پس شوہر نے ایسا ہی کیا پھر عورت لے کا کہ میں انکو مہر میں محبوب
نہ کر دئی اس واسطے کہ تو نے اسے خدمت کی ہو تو شیخ امام ابو القاسم نے فرمایا کہ جو کچھ شوہر نے بطور عورت خرچ کیا ہو

وہ مہرین ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہر ستر حصوں فصل متاع خانہ کی نسبت شوہر و زوجہ کے اختلاف کرنے کے بیان میں۔ امام ابو حنیفہ کو امام محمد نے فرمایا کہ جس گھر میں شوہر و زوجہ رہتے ہیں اگر اس کے اسباب موجودہ میں دونوں نے اختلاف کیا خواہ در حالیکہ نکاح قائم ہووے یا قائم نہ ہو خواہ کسی ایسے فعل سے جدائی واقع ہوئی جو شوہر کی طرف سے واقع ہوا یا ایسے فعل سے جو زوجہ کی طرف سے واقع ہوا ہو تو جو چیزیں عادت کے موافق عورتوں کی ہوتی ہیں جیسے کرتیاں داڑھنی و چرخہ و پٹارے وغیرہ تو یہ عورت کی ہونگی الا اُس صورت میں نہونگی کہ شوہر اپنی ملک ہونے کے گواہ قائم کرے اور جو چیزیں عادت کے موافق مردوں کی ہوتی ہیں جیسے ہتھیار و ٹوپیاں و تبا و پٹکا و پیٹی و کمان وغیرہ وہ مرد کی ہونگی الا اُس صورت میں نہونگی کہ عورت اپنی ملک ہونے کے گواہ قائم کرے اور جو چیزیں عورت مرد دونوں کی ہوتی ہیں جیسے غلام و باندی و بچھونے و گلے و بکریاں بیل وغیرہ وہ مرد کے ہونگے الا اُس صورت میں نہونگے کہ عورت گواہ قائم کرے کہ میری ملک ہر یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک مرگیا اور اس کے وارثوں اور باقی زندہ کے درمیان اختلاف ہو تو بنا بر قول امام ابو حنیفہ کو امام محمد کے جو چیزیں مردوں کے لائق ہوتی ہیں وہ شوہر کی ہونگی اگر وہ زندہ ہو یا اس کے وارثوں کی ہونگی اگر مرگیا ہو اور جو چیزیں عورتوں کے لائق ہوتی ہیں وہ عورت کی ہونگی اگر زندہ ہو یا وارثوں کی اگر مرگئی ہو اور جو چیزیں دونوں کے لائق ہوں وہ بنا بر قول امام محمد کے شوہر کی ہونگی اگر زندہ ہو یا اس کے وارثوں کی اگر مرگیا ہو اور امام عظیم نے فرمایا کہ ایسی چیزیں دونوں میں سے اُسکی ہونگی جو زندہ رہ گیا ہو اور جو چیزیں تجارت کی ہوں اور مرد تجارت کرنے میں مردوں ہوں یعنی لوگ جانتے ہوں کہ یہ تاجر ہے تو یہ سب شوہر کی ہونگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شوہر و زوجہ دونوں میں سے ایک آزاد ہو اور دوسرا ملوک ہو خواہ مخور ہو یا مافون ہو یا مکاتب ہو تو جو کچھ اسباب ہے وہ اسی کا ہوگا جو آزاد ہو خواہ شوہر ہو یا زوجہ ہو اور وہ اجین نے فرمایا کہ اگر ملوک مخور ہو تو یہی حکم ہے اور اگر مافون یا مکاتب ہو تو وہی حکم ہوگا جو دونوں کے آزاد ہونے کی صورت میں بیان ہوا ہے اور اگر دونوں میں سے ایک مسلمان یعنی شوہر مسلمان ہو اور دوسرا یعنی عورت کا فرہ کنہہ ہو تو وہی حکم ہے جو دونوں کے مسلمان ہونے کی صورت میں مذکور ہوا ہے اور اگر دونوں میں سے ایک صغیر و ایک بالغ ہو یا دونوں صغیر ہوں تو بعض روایات میں مذکور ہے کہ یہ دونوں کیساں ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر دونوں ملوک یا دونوں مکاتب ہوں تو بھی اسباب خانہ داری میں قول اسی طرح تفصیل کے ساتھ ہوگا جیسا کہ بیان کیا ہے یہ محیط میں ہے اور یہ سب صورتیں جو ہم نے بیان کیں ہیں ہر حال اسی حکم پر مشکی مکان کی وجہ سے انہیں کچھ فرق نہوگا خواہ مکان مذکور جنہیں دونوں رہتے ہیں شوہر کی ملک ہو یا عورت کی ملک ہو اور اگر زوجہ کے سوائے دوسرے کسی کے عیال میں ہو مثلاً بے اپنے باپ کی عیال میں ہو یا باپ اپنی اولاد کے عیال میں ہو یا اس کے شل کوئی صورت ہو تو اشتہاء کے وقت اسباب خانہ اُس شخص کا ہوگا جس کے عیال میں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر شوہر کی کسی زوجہ ہوں اور مرد اور ان عورتوں میں اسباب خانہ کی نسبت اختلاف ہو پس اگر سب عورتیں ایک ہی گھر میں ہوں تو جو چیزیں زمانہ کی ہوتی ہیں وہ ان سب عورتوں میں مساوی مشترک ہونگی اور اگر عورت علیحدہ گھر میں ہو تو جو اسباب اُس گھر میں ہو وہ اُسی عورت اور شوہر کے

درمیان موافق تفصیل مذکورہ سالقہ کے مشترک ہوگا اور کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ شریک نہ ہوگی۔ یہ چاروں پر اور اگر زوجہ نے کسی متاع کی نسبت اقرار کیا کہ میں نے اسکو اپنے شوہر سے خرید لیا تو وہ متاع شوہر کی ہوگی اور عورت پر واجب ہوگا کہ گواہ قائم کرے اور اگر دونوں نے اس گھر کی بابت حسین دونوں رہتے ہیں اختلاف کیا کہہ ایک نے اسپر اپنا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے تو شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت نے گواہ قائم کیے یا دونوں نے اپنے اپنے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہوں پر حکم دیا جائیگا۔ اور اگر کوئی گھر ایک عورت اور ایک مرد کے قبضہ میں ہو اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہے اور یہ مرد میرا غلام ہے اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہے اور یہ عورت میری جو رہی کہ میں نے اس سے ہزار درم پر نکاح کر کے اسکو پورا ہمدرد کیا ہے لیکن مرد نے گواہ قائم نہ کیے کہ میں آزاد آدمی ہوں تو حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر اور یہ مرد دونوں عورت کی ملک ہیں اور ان دونوں میں نکاح نہیں ہے اور اگر مرد نے گواہ دیے کہ میں اصلی آزاد ہوں اور باقی مسئلہ بجالا ہے تو مرد کی آزادی کا حکم ہوگا اور عورت کے ساتھ نکاح کا حکم ہوگا اور یہ حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر اس عورت کی ملک ہے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر ایسے اسباب میں جو زنا یا شوہر نے اختلاف کیا اور دونوں نے اپنے اپنے گواہ قائم کیے تو شوہر کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر کی روٹی سے سوت کا تاج پھر جدا کیا ہونے سے پہلے یا بعد جدا کی کے اس سوت میں دونوں نے اختلاف کیا پس اگر مرد نے جو رو کو سوت کا تاج کا حکم دیا ہو مثلاً یون کہا کہ اس روٹی سے میرے واسطے سوت کا تاج دے تو سوت شوہر کا ہوگا اور عورت کی اسپر کچھ اجرت نہ ہوگی لیکن اگر شوہر نے اس کے واسطے کوئی اجرت معلوم مقرر کر دی ہو تو عورت کو وہ اجرت ملے گی اور اگر شوہر نے اجرت بجمول مقرر کی ہو یا یہ شرط کی ہو کہ سوت دیکھو اور دونوں میں مشترک ہوگا تو سوت شوہر کا ہوگا اور عورت کے واسطے مرد پر اجرا لٹل واجب ہوگا۔ اور اگر دونوں نے اجرت میں اختلاف کیا چنانچہ جو رو نے کہا کہ میں نے اجرت پر کا تا ہے اور شوہر نے کہا کہ بلا اجرت تھا تو قسم کے ساتھ شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر شوہر نے عورت سے کہا ہو کہ تو اسکو اپنے واسطے کات لے تو سوت عورت ہی کا ہوگا اور عورت پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر دونوں نے اختلاف کیا چنانچہ مرد نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو میرے واسطے سوت کات دے اور عورت نے دعویٰ کیا کہ میں نے کہا تھا کہ اسے واسطے سوت کات دے تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور اگر یوں کہا کہ اس بدی کا سوت کات تاکہ سوت ہمارے واسطے حاصل ہو تو سوت مرد ہی کا ہوگا اور عورت کے واسطے اجرا لٹل واجب ہوگا اور اگر اسی قدر کہا کہ اسکا سوت کات اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہو تو سوت شوہر کا ہوگا اور اگر عورت کو سوت کا تاج سے منع کر دیا ہو گا اسے روٹی لیکر سوت کات لیا تو یہ غصب ہے پس سوت عورت کا ہوگا اور عورت پر اس روٹی کے بدلے شوہر کو دینی واجب ہوگی اور اگر اس صورت میں دونوں نے اختلاف کیا کہ شوہر نے کہا کہ تو نے میری اجازت سے سوت کا تا ہے اور عورت نے کہا کہ بدو نہ میری اجازت کے بغیر نے کات لیا ہے تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر روٹی اپنے گھر لایا اور عورت سے کچھ نہیں کہا پھر عورت نے کچھ سوت کات لیا پس اگر شوہر روٹی فروش ہو تو عورت پر اس روٹی کے بدلے روٹی واجب ہوگی اور یہ سوت شوہر کا

عورت کا ہوگا اور اگر وہ روئی فروشنش نہ ہو پس اگر شوہر دعوے کرتا ہو کہ میں نے اجازت دی تھی تو شوہر کا قول قبول ہوگا چنانچہ اگر شوہر گھر میں گوشت لاوے اور عورت اسکی اسکو بچا دے تو طعم شوہر کا ہوتا ہے اور اسی طرح اگر کپڑے میں اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے کہا کہ تو نے جولاہہ کو کپڑا بننے کے واسطے سوئیری اجازت سے دیا ہے اور عورت نے کہا کہ بغیر اجازت دیا ہے تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور نکاح فتاویٰ ابواللیث میں ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کی روئی اسکی اجازت سے کاتی اور یہ دونوں ایک کپڑا فروخت کیا کرتے تھے اور اسکے شہ سے اپنی ضرورت کا سامان خرید کر لے تھے اور دونوں نے سخاوت سے تھوڑے کپڑے گھر کے بنائے تو یہ سخاوت اور جو چیز اسکے عوعل خریدی گئی ہے سب ہر کی ہوگی سو اے اُن چیزوں کے جو مرد نے عورت کے واسطے خریدی ہیں یا عادت سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ چیز شوہر نے عورت کے واسطے خریدی ہے تو یہ عورت کو ملے گی۔ اور بیوع فتاویٰ ابواللیث میں ہے کہ ایک مرد اپنی عورت کو اسکی ضرورت کی چیزیں دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی اسکو درم بھی دیتا تھا اور کہتا تھا کہ ان درمون سے روئی خرید کر اسکا سوت کات پس عورت روئی خرید کر کاتی تھی پھر اسکو فروخت کر کے اسکے شہ سے خانہ داری کے حساب خریدتی تھی تو یہ اسباب عورت کا ہوگا یہ فقیرہ میں ہے۔ ایک عورت نے شوہر کے نام سے اسکی منڈیل بنانے کے واسطے روئی کا سوت کاٹا اور اسکا کپڑا بننے جانے سے پہلے وہ عورت مر گئی تو یہ سوت اسکے شوہر کا ہوگا ایک شخص اپنی عورت کا قوام ہی یعنی اسکا خرچ اپنے بند و بست سے اٹھاتا ہے اور عورت کے واسطے عورت خریدتا ہے اور عورت اسکا سوت کاتی تھی اور شوہر یہ سوت جولاہہ کو دیتا ہے چنانچہ ایسی صورت میں جولاہہ نے چند سخاوت بنے پھر شوہر جو درمیں جدائی وقع ہوئی پس اگر عورت نے بدین غرض بنے ہوں کہ یہ فروخت کیے جا دیں یا شوہر کے کپڑے بنائے جائیں تو یہ مرد کے ہونگے اور اگر عورت نے اپنے واسطے لیا کیا ہو تو اسکے ہونگے یہ فقیرہ میں ہے۔

آٹھواں باب - نکاح فاسد اس کے احکام کے بیان میں جب نکاح فاسد واقع ہو تو شوہر و زوجین قاضی تفریق کر ادیگا پس اگر ہنوز شوہر نے اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت کے واسطے کچھ مہر ہوگا اور عورت واجب ہوگی اور اگر اس عورت کے ساتھ وطی کر لی ہو تو عورت مذکورہ کو مہر سہمی اور منہرل میں سے جو کم بمقدار ہو لیکن بشرطیکہ اس نکاح میں مہر سہمی ہو گیا ہو اور اگر نکاح میں کچھ مہر قرار نہ پایا ہو تو عورت مذکورہ کو منہرل چاہے جسقدر ہو لیگا اور عدت واجب ہوگی اور جماع وہ معتبر ہو جو فرج کی راہ سے ہونا کہ مرد مذکور معذور علیہ بھریانے والا ہو جاوے اور عدت اسوقت سے شمار ہوگی کہ جب قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی ہے اور یہ ہمارے علمائے نامہ رحمہم اللہ کا مذہب ہے یہ محیط میں ہے۔ اور مجموع التوازل میں لکھا ہے کہ نکاح فاسد میں جو طلاق ہوئی ہے وہ متارکت یعنی باہم ایک دوسرے کو چھوڑ دینا ہے طلاق شرعی نہیں ہے چنانچہ تہذیب و طلاق یعنی تین طلاق میں سے کوئی عقد کہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے اور نکاح فاسد میں بعد دخول کے متارکت فقط بقول ہوتی ہے مثلاً یون کہے کہ میں نے تیرھی راہ چھوڑ دی یا ننھے چھوڑ دیا اور خالی نکاح کے انکار سے متارکت ہوگی لیکن اگر انکار کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جا کر اپنا نکاح کر لے تو یہ متارکت ہوگی اور بعد دخول واقع ہونے کے ایک کے دوسرے کے پاس نہ جانے سے متارکت ہوگی اور صاحب المحیط نے فرمایا کہ قبل

دخول کے بھی متارکت بدون قول کے متحقق نہیں ہوتی ہر اور دونوں میں سے ہر ایک کو بدون حضوری دوسرے کے فیسخ نکاح کا اختیار ہوتا ہے اور بعد دخول واقع ہونے کے بدون دوسرے کی حضوری کے فیسخ نکاح کا اختیار نہیں رہتا ہے یہ وجہ کروری میں ہے اور دونوں میں سے جو متارک نہیں ہوا ہر اسکا آگاہ ہونا متارکت صحیح ہونے کے واسطے شرط ہے اور یہی صحیح ہے چنانچہ اگر اسکو آگاہی نہ ہوئی تو عورت کی عدت منقضی نہوگی یہ قیضین ہے اور صحیح یہ ہے کہ عورت کا متارکت سے آگاہ ہونا شرط نہیں ہے جیسے کہ طلاق میں شرط نہیں ہے اور عدت و نفات کی نکاح فاسد میں واجب نہیں ہوتی ہے اور نہ نفقہ واجب ہوتا ہے اور اگر نکاح فاسد میں نفقہ سے صلح کرے تو جائز نہیں ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور نکاح فاسد سے جو اولاد پیدا ہو اسکا نسب ثابت ہوتا ہے اور دخول کے وقت سے امام محمد کے نزدیک نسب کے واسطے مدت شمار کی جائیگی اور فقیر ابو اللیث نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے شہین بین ہے اور نکاح فاسد میں دخول سے پہلے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا ہے چنانچہ اگر کسی عورت سے بیکاح فاسد نکاح کیا پھر اسکی ماں کو بشبوت چھو اچھا اس عورت منکوحہ کو چھوڑ دیا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے اسکی ماں سے نکاح کرے یہ خلاصہ میں ہے۔ آزاد نے اگر اپنی جوہر کو خرید لیا تو نکاح فاسد ہو جائیگا بخلاف غلام یا ذون کے کہ اگر اسے اپنی جوہر کو خرید اتویہ حکم نہیں ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ اور نکاح فاسد میں دخول کرنے سے محسن ہوگا اور اگر بعد نفرتی کے اس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی یہ معراج الدرایہ میں ہے۔ اور اگر بیکاح فاسد عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ خلوت کی پھر اس کے بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے دخول سے انکار کیا تو امام ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں ایک روایت میں فرمایا کہ نسب ثابت ہوگا اور مرد عدت واجب ہوگی اور دوسری روایت میں فرمایا کہ نسب ثابت ہوگا اور مرد عدت واجب نہ ہوگی اور اگر مرد نے اس کے ساتھ خلوت نہ کی ہو تو بچہ مرد مذکور کو لازم ہوگا یہ محیط میں ہے ایک شخص اپنی باکرہ جوہر کے پاس سے برسوں غائب رہا اور عورت مذکورہ نے کسی مرد سے نکاح کر لیا اور کئی بچہ پیدا ہوئے یا عورت گرفتار ہو گئی اور حرجی کا فرنے اس سے نکاح کیا اور کئی بچہ پیدا ہوئے یا عورت مذکورہ نے طلاق کا دعوے کر کے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی یا اسکو اس کے شوہر کی موت کی خبر پہونچی اور اس نے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی تو امام کے نزدیک یہ اولاد پہلے شوہر کی کمالیگی خواہ پہلا شوہر انکی نفی کرے یا دعوے کرے خواہ دوسرا شوہر نفی کرے یا دعوے کرے خواہ چھیننے سے کم میں بنی یا دوسرے سے زیادہ میں اور دوسرے شوہر کو روا ہوگا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ان اولاد کو دے اور اگر انھوں نے دوسرے شوہر کے واسطے گواہی دی تو قبول ہوگی یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور عبد اللہ بن عمر جرجانی نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ ایسی اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی اور امام نے اس قول کی طرف رجوع کیا ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ پنجیس میں ہے اور یہی فتاویٰ قاضی خان دسراجیہ میں ہے اور اسی پر صدر الشہید نے فتویٰ دیا ہے اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ فتوے اس قول پر ہے کہ یہ اولاد اول کی ہوگی اس واسطے کہ نص سے یہ ثابت ہے کہ اولاد اسکی ہوتی ہے جبکہ فراموش ہے۔ اور اگر اس صورت میں شوہر اول موجود ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو تو اولاد پہلے خاوند کی ہوگی یہ وجہ کروری میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس عورت کو ہٹا دیا تو اسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی اور یہ اسقاط نکاح سے چار مہینہ پر ہوا تو جائز ہے اور چار مہینے سے ایک روز بھی کم ہو تو جائز ہوگا

بہار النکاح
فیسخ نکاح کا اختیار ہوتا ہے اور بعد دخول واقع ہونے کے بدون دوسرے کی حضوری کے فیسخ نکاح کا اختیار نہیں رہتا ہے یہ وجہ کروری میں ہے اور دونوں میں سے جو متارک نہیں ہوا ہر اسکا آگاہ ہونا متارکت صحیح ہونے کے واسطے شرط ہے اور یہی صحیح ہے چنانچہ اگر اسکو آگاہی نہ ہوئی تو عورت کی عدت منقضی نہوگی یہ قیضین ہے اور صحیح یہ ہے کہ عورت کا متارکت سے آگاہ ہونا شرط نہیں ہے جیسے کہ طلاق میں شرط نہیں ہے اور عدت و نفات کی نکاح فاسد میں واجب نہیں ہوتی ہے اور نہ نفقہ واجب ہوتا ہے اور اگر نکاح فاسد میں نفقہ سے صلح کرے تو جائز نہیں ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور نکاح فاسد سے جو اولاد پیدا ہو اسکا نسب ثابت ہوتا ہے اور دخول کے وقت سے امام محمد کے نزدیک نسب کے واسطے مدت شمار کی جائیگی اور فقیر ابو اللیث نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے شہین بین ہے اور نکاح فاسد میں دخول سے پہلے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا ہے چنانچہ اگر کسی عورت سے بیکاح فاسد نکاح کیا پھر اسکی ماں کو بشبوت چھو اچھا اس عورت منکوحہ کو چھوڑ دیا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے اسکی ماں سے نکاح کرے یہ خلاصہ میں ہے۔ آزاد نے اگر اپنی جوہر کو خرید لیا تو نکاح فاسد ہو جائیگا بخلاف غلام یا ذون کے کہ اگر اسے اپنی جوہر کو خرید اتویہ حکم نہیں ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ اور نکاح فاسد میں دخول کرنے سے محسن ہوگا اور اگر بعد نفرتی کے اس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی یہ معراج الدرایہ میں ہے۔ اور اگر بیکاح فاسد عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ خلوت کی پھر اس کے بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے دخول سے انکار کیا تو امام ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں ایک روایت میں فرمایا کہ نسب ثابت ہوگا اور مرد عدت واجب ہوگی اور دوسری روایت میں فرمایا کہ نسب ثابت ہوگا اور مرد عدت واجب نہ ہوگی اور اگر مرد نے اس کے ساتھ خلوت نہ کی ہو تو بچہ مرد مذکور کو لازم ہوگا یہ محیط میں ہے ایک شخص اپنی باکرہ جوہر کے پاس سے برسوں غائب رہا اور عورت مذکورہ نے کسی مرد سے نکاح کر لیا اور کئی بچہ پیدا ہوئے یا عورت گرفتار ہو گئی اور حرجی کا فرنے اس سے نکاح کیا اور کئی بچہ پیدا ہوئے یا عورت مذکورہ نے طلاق کا دعوے کر کے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی یا اسکو اس کے شوہر کی موت کی خبر پہونچی اور اس نے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی تو امام کے نزدیک یہ اولاد پہلے شوہر کی کمالیگی خواہ پہلا شوہر انکی نفی کرے یا دعوے کرے خواہ دوسرا شوہر نفی کرے یا دعوے کرے خواہ چھیننے سے کم میں بنی یا دوسرے سے زیادہ میں اور دوسرے شوہر کو روا ہوگا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ان اولاد کو دے اور اگر انھوں نے دوسرے شوہر کے واسطے گواہی دی تو قبول ہوگی یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور عبد اللہ بن عمر جرجانی نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ ایسی اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی اور امام نے اس قول کی طرف رجوع کیا ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ پنجیس میں ہے اور یہی فتاویٰ قاضی خان دسراجیہ میں ہے اور اسی پر صدر الشہید نے فتویٰ دیا ہے اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ فتوے اس قول پر ہے کہ یہ اولاد اول کی ہوگی اس واسطے کہ نص سے یہ ثابت ہے کہ اولاد اسکی ہوتی ہے جبکہ فراموش ہے۔ اور اگر اس صورت میں شوہر اول موجود ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو تو اولاد پہلے خاوند کی ہوگی یہ وجہ کروری میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس عورت کو ہٹا دیا تو اسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی اور یہ اسقاط نکاح سے چار مہینہ پر ہوا تو جائز ہے اور چار مہینے سے ایک روز بھی کم ہو تو جائز ہوگا

اور اگر مطلقہ یعنی طلاق دہی ہوئی عورت نے نکاح کیا پھر کہا کہ میں عدت میں تھی تو دیکھا جائیگا کہ اگر پہلے شوہر کے طلاق لینے اور دوسرے کے نکاح کرنے میں دو مہینہ سے کم ہوں تو اسکے قول کی تصدیق کی جائیگی اور نکاح فاسد ہوگا اور اگر دوسرے دو مہینہ یا زیادہ ہوں تو تصدیق نہ کی جائیگی اور نکاح صحیح ہوگا یہ خلاصہ ہے۔

نوان باب۔ رقیق کے نکاح کے بیان میں۔ غلام تن و مکاتب اور مدبر اور باندی دام ولد کا نکاح جو بدرون احادیث مالک کے ہودہ موقوف رہتا ہے پس اگر مولے نے اجازت دیدی تو جائز ہوگا یعنی ماہی ہو جائیگا اور اگر مرد کا باطل ہو جائیگا اور اگر ان لوگوں نے مولے کی اجازت سے نکاح کیا تو مہر انھیں پر ہوگا یعنی تن و مکاتب و مدبر پر ہوگا لیکن مہر کے مطالبہ میں تن تو فروخت کیا جاسکتا ہے اور مکاتب و مدبر فروخت نہ کیے جاسکتے بلکہ مہر کے واسطے سعایت کریں گے یہ وقایہ میں ہے۔ اسی طرح ام ولد کے بچہ کا اور جب کا کوئی حصہ آزاد کیا گیا ہے یہ حکم ہے کہ مہر کے واسطے فروخت نہ کیے جائیں گے بلکہ مہر کے واسطے سعایت کریں گے یہ تین میں ہے اور اسی طرح جو باندی کہ مکاتبہ ہو گئی ہو وہ بھی مثل غلام مکاتب کے اپنے آپ نکاح میں خود مختار نہیں ہے تا وقتیکہ مولیٰ سے اجازت نہ لے نکاح نہیں کر سکتی ہے اور اسی طرح غلام ماذون کو بھی یہ اختیار نہیں ہے اس واسطے کہ مولے نے اسکو معاملات تجارت میں اجازت دہی ہے اور نکاح کر لینا تجارت میں داخل نہیں ہے اور اسی طرح مدبرہ باندی بھی نکاح کرنے میں خود مختار نہیں ہے یہ سراج الواج میں ہے۔ اور جو غلام محض ملوک ہو وہ مہر کے واسطے فروخت کیا جائیگا چنانچہ اوپر بیان ہوا ہے پھر اگر مہر کے واسطے غلام ایک دفعہ فروخت کیا گیا اور نشن سے مہر لورا ادا نہ ہوا تو دوبارہ فروخت نہ کیا جائیگا بلکہ آزاد ہونے کے غلام سے باقی کا مطالبہ ہوگا اسوجہ سے کہ وہ بوض تمام مہر کے بیج ہے بخلاف نفقہ کے کہ نفقہ کے واسطے بار بار ایک بعد دوسرے کے فروخت ہوتا رہیگا یہاں تک کہ لورا ہو جاوے اور اگر غلام مر گیا تو مہر و نفقہ ساقط ہو جائیگا یہ تین میں ہے۔ اور جو مہر غلام پر بدرون اجازت مولیٰ کے واجب ہوا اسکے واسطے بعد آزادی کے ماخوذ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دینے کے بعد غلام کو فروخت کیا تو اسکا مہر غلام کی گردن پر ہوگا کہ جہاں وہ جاوے اسکے ساتھ ہوگا اور یہی صحیح ہے جیسے اگر کسی شخص کا مال تلف کر دیا اور اسکا تاوان واجب ہو تو وہ غلام کی گردن پر ہوتا ہے جہاں جاوے اسکے ساتھ جاتا ہے۔ اور اگر غلام کے ساتھ کوئی آزادہ عورت بیاہ دہی پھر غلام کو آزاد کر دیا تو عورت مذکورہ مختار ہوگی چاہے مولے سے تاوان لے یا غلام سے پس غلام کی قیمت اور مقدار مہر میں سے جو کم مقدار ہو اسکا ضامن ہوگا۔ اور اگر اپنے مدبر غلام کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کیا پھر مولے مر گیا تو مہر اس غلام کی گردن پر ہوگا کہ جب آزاد کیا جاوے تو اس سے مواخذہ کیا جائیگا یہ قنیین میں ہے ایک شخص نے ایک عورت سے ہزار درم پر اپنے غلام کے ساتھ نکاح کر دیا پھر اسی عورت کے ہاتھ نو سو درم کو غلام مذکور فروخت کر دیا حالانکہ غلام مذکور اسکے ساتھ دخول کر چکا ہے تو عورت مذکورہ نو سو درم اپنے ہر مین لے لیگی اور نکاح باطل ہو جائیگا اور باقی سو درم عورت مذکورہ غلام سے کسی زمین لے سکتی ہے اگرچہ وہ آزاد ہو جاوے۔ اور اگر کسی دوسرے شخص کے ہزار درم اس غلام پر قرضہ ہوں اور اس نے اس عورت کے ہاتھ فروخت کیے جانے کی اجازت دیدی تو نو سو درم نشن مذکور قرضخواہ و عورت مذکورہ کے درمیان تقسیم ہونگے کہ عورت اپنے ہزار درم مہر کے حساب سے اور قرضخواہ اپنے ہزار درم قرضہ کے حساب سے اس نشن میں حصہ دار قرار دیے جائیں گے

ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم
باب نہم نکاح رقیق
اور اگر مطلقہ یعنی طلاق دہی ہوئی عورت نے نکاح کیا پھر کہا کہ میں عدت میں تھی تو دیکھا جائیگا کہ اگر پہلے شوہر کے طلاق لینے اور دوسرے کے نکاح کرنے میں دو مہینہ سے کم ہوں تو اسکے قول کی تصدیق کی جائیگی اور نکاح فاسد ہوگا اور اگر دوسرے دو مہینہ یا زیادہ ہوں تو تصدیق نہ کی جائیگی اور نکاح صحیح ہوگا یہ خلاصہ ہے۔
نوان باب۔ رقیق کے نکاح کے بیان میں۔ غلام تن و مکاتب اور مدبر اور باندی دام ولد کا نکاح جو بدرون احادیث مالک کے ہودہ موقوف رہتا ہے پس اگر مولے نے اجازت دیدی تو جائز ہوگا یعنی ماہی ہو جائیگا اور اگر مرد کا باطل ہو جائیگا اور اگر ان لوگوں نے مولے کی اجازت سے نکاح کیا تو مہر انھیں پر ہوگا یعنی تن و مکاتب و مدبر پر ہوگا لیکن مہر کے مطالبہ میں تن تو فروخت کیا جاسکتا ہے اور مکاتب و مدبر فروخت نہ کیے جاسکتے بلکہ مہر کے واسطے سعایت کریں گے یہ وقایہ میں ہے۔ اسی طرح ام ولد کے بچہ کا اور جب کا کوئی حصہ آزاد کیا گیا ہے یہ حکم ہے کہ مہر کے واسطے فروخت نہ کیے جائیں گے بلکہ مہر کے واسطے سعایت کریں گے یہ تین میں ہے اور اسی طرح جو باندی کہ مکاتبہ ہو گئی ہو وہ بھی مثل غلام مکاتب کے اپنے آپ نکاح میں خود مختار نہیں ہے تا وقتیکہ مولیٰ سے اجازت نہ لے نکاح نہیں کر سکتی ہے اور اسی طرح غلام ماذون کو بھی یہ اختیار نہیں ہے اس واسطے کہ مولے نے اسکو معاملات تجارت میں اجازت دہی ہے اور نکاح کر لینا تجارت میں داخل نہیں ہے اور اسی طرح مدبرہ باندی بھی نکاح کرنے میں خود مختار نہیں ہے یہ سراج الواج میں ہے۔ اور جو غلام محض ملوک ہو وہ مہر کے واسطے فروخت کیا جائیگا چنانچہ اوپر بیان ہوا ہے پھر اگر مہر کے واسطے غلام ایک دفعہ فروخت کیا گیا اور نشن سے مہر لورا ادا نہ ہوا تو دوبارہ فروخت نہ کیا جائیگا بلکہ آزاد ہونے کے غلام سے باقی کا مطالبہ ہوگا اسوجہ سے کہ وہ بوض تمام مہر کے بیج ہے بخلاف نفقہ کے کہ نفقہ کے واسطے بار بار ایک بعد دوسرے کے فروخت ہوتا رہیگا یہاں تک کہ لورا ہو جاوے اور اگر غلام مر گیا تو مہر و نفقہ ساقط ہو جائیگا یہ تین میں ہے۔ اور جو مہر غلام پر بدرون اجازت مولیٰ کے واجب ہوا اسکے واسطے بعد آزادی کے ماخوذ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دینے کے بعد غلام کو فروخت کیا تو اسکا مہر غلام کی گردن پر ہوگا کہ جہاں وہ جاوے اسکے ساتھ ہوگا اور یہی صحیح ہے جیسے اگر کسی شخص کا مال تلف کر دیا اور اسکا تاوان واجب ہو تو وہ غلام کی گردن پر ہوتا ہے جہاں جاوے اسکے ساتھ جاتا ہے۔ اور اگر غلام کے ساتھ کوئی آزادہ عورت بیاہ دہی پھر غلام کو آزاد کر دیا تو عورت مذکورہ مختار ہوگی چاہے مولے سے تاوان لے یا غلام سے پس غلام کی قیمت اور مقدار مہر میں سے جو کم مقدار ہو اسکا ضامن ہوگا۔ اور اگر اپنے مدبر غلام کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کیا پھر مولے مر گیا تو مہر اس غلام کی گردن پر ہوگا کہ جب آزاد کیا جاوے تو اس سے مواخذہ کیا جائیگا یہ قنیین میں ہے ایک شخص نے ایک عورت سے ہزار درم پر اپنے غلام کے ساتھ نکاح کر دیا پھر اسی عورت کے ہاتھ نو سو درم کو غلام مذکور فروخت کر دیا حالانکہ غلام مذکور اسکے ساتھ دخول کر چکا ہے تو عورت مذکورہ نو سو درم اپنے ہر مین لے لیگی اور نکاح باطل ہو جائیگا اور باقی سو درم عورت مذکورہ غلام سے کسی زمین لے سکتی ہے اگرچہ وہ آزاد ہو جاوے۔ اور اگر کسی دوسرے شخص کے ہزار درم اس غلام پر قرضہ ہوں اور اس نے اس عورت کے ہاتھ فروخت کیے جانے کی اجازت دیدی تو نو سو درم نشن مذکور قرضخواہ و عورت مذکورہ کے درمیان تقسیم ہونگے کہ عورت اپنے ہزار درم مہر کے حساب سے اور قرضخواہ اپنے ہزار درم قرضہ کے حساب سے اس نشن میں حصہ دار قرار دیے جائیں گے

فقط عقد سے لازم ہوا ہو یا بسبب دخول کے واجب ہوا ہو خواہ مہر سی ہو یا مہر مثل ہو خواہ باندی مذکورہ قنہ یعنی
مخص مملوک ہو یا مدبرہ ہو یا ام ولد ہو سو اسے مکاتبہ باندی کے اور سو اسے ایسی باندی کے حبسین سے کسی قدر
آزاد کیا گیا ہو کہ مہر واجب انہیں دونوں کا ہو گا یہ برائے مین ہو۔ ایک شخص نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا
یا اس نے باجارت مولے خود نکاح کیا پھر وہ آزاد کی گئی تو باندی مذکورہ کو خیار عین حاصل ہو گا اور مہر مولے کا
ہو گا یہ متراشی مین ہو۔ اور اگر اپنی باندی کا نکاح کر دیا پھر اسکو آزاد کیا پھر شوہر نے اس کے مہر میں بڑھایا تو یہ
زیادتی مولے کی ہو گی یہ ابن رستم نے امام محمد سے روایت کی ہے اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ زیادتی
باندی کی ہو گی اور اسی طرح اگر اسکو فرزندت کیا پھر شوہر نے مہر میں بڑھایا تو بڑھتی مشتری کی ہو گی یہ محیطین ہے۔ اور
اگر غلام نے بدون اجازت مولیٰ کے نکاح کر لیا پھر مولے نے اس سے کہا کہ انہی جو رو کو برسی طلاق دیدے تو یہ اجازت ہے
یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر مولیٰ نے اس سے کہا کہ عورت کو طلاق دیدے یا کہا کہ عورت کو چھوڑ دے تو یہ اجازت ہو گی
یہ برائے مین ہے۔ پھر واضح رہے کہ مولیٰ کا اجازت دینا تصریح سے ثابت ہوتا ہے مثلاً یوں کہا کہ مین نے اجازت
دی یا مین اس پر راضی ہو یا مین نے اذن دیا اور نیز بدالالت بھی خواہ بقول ہو یا بالفعل ہو ثابت ہوتا ہے مثلاً مولیٰ نے
نکاح کی خبر سننے پر کہا کہ یہ اچھا ہے یا صواب ہے یا تو نے خوب کیا یا اللہ تعالیٰ تجھے اس عورت کے ساتھ برکت عطا فرما
یا کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے یا عورت کے پاس اسکا مہر بھیج دیا یا تنہوڑا مہر بھیجا تو یہ بدالالت اجازت ہے اور فعلی اجازت مہر
بھیجنے سے ثابت ہوتی ہے بخلاف ہدیہ بھیجنے کے کہ یہ اجازت نہیں ہے اور نفیقہ ابو القاسم نے فرمایا کہ انہیں سے
کوئی بات اجازت نہیں ہے مگر اجازت ہونا مختار نفیقہ ابو اللیث ہے اور اسی پر شیخ حسام الدین صدر شہید رحمہ فتویٰ دیتے
تھے لیکن اگر معلوم ہو کہ یہ اقوال بطور استنہار و تحفظ کے صادر ہوئے ہیں تو یہ حکم ہو گا اور نکاح کے معاملہ میں
اذن دینا اجازت نہیں ہے پھر اگر غلام کے کیے ہوئے فعل کی اجازت دیدی تو استحساناً نکاح جائز ہو گا
بسیے اگر غلام نے اس طرح اجازت دی تو جائز ہے چنانچہ اگر ایک فضولی نے کسی عورت کا نکاح ایک غلام
کے ساتھ کیا پھر مولے نے اس غلام کو نکاح کرنے کا اذن دیدیا پھر غلام نے فضولی کے کیے ہوئے کی اجازت
دیدی تو نکاح جائز ہو گا یہ تبیین مین ہے۔ ایک باندی نے بدون اجازت اپنے مولے کے نکاح کر لیا اور سودوم
مہر چھوڑا اسے پھر مولے نے شوہر سے کہا کہ مین نے اس شرط سے اجازت دی کہ تو میرے واسطے پچاس
درم بڑھاوے اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو یہ اجازت نہیں ہے اور نہ روہی پس مولے کو اختیار ہو گا کہ
چاہے اجازت دیدے اور اسی طرح اگر کہا کہ مین اجازت دیتا ہوں یہاں تک کہ تو میرے واسطے پچاس
درم بڑھاوے یا الّا پچاس درم بڑھانے پر تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر شوہر نے اسکو قبول کر لیا تو یہ زیادتی
اصل مہر کے ساتھ ملکر کیدست مہر قرار دیا جائیگا اور اگر کہا کہ مین نکاح کی اجازت نہیں دیتا ہوں لیکن
تو مجھے پچاس درم بڑھاوے یا مین نکاح کی اجازت نہیں دیتا ہوں اور اجازت دیدوں اگر تو مجھے بارہ درم
بڑھاوے تو یہ نکاح کار دہی اور نکاح اول باطل ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مین نے پچاس دینا نہ پر نکاح کی
اجازت دی اور شوہر نے اسکو قبول کیا تو پچاس دینا پر نکاح صحیح ہو جائیگا یہ کافی مین ہے۔ اگر شوہر نے
اپنی زوجہ سے جو غیر کی باندی تھی اور مولے نے اسکو آزاد کر دیا ہو کہ مہر سے لے پچاس درم ہو گئے

اس شرط پر کہ تو مجھے اختیار کرے تو اس کے اختیار کرنے پر عقد لازم ہوگا اور اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر کہا کہ تو مجھے اختیار کرنے اور تیرے واسطے سچا پس درم تیرے نہرین زیادہ ہیں تو صحیح ہو اور یہ زیادتی مولے کے واسطے ہوگی یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر باندی نے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پھر مولے نے گواہوں کے حضور میں اجازت دی تو نکاح صحیح نہ ہو گا یہ کافی میں ہے۔ باپ و دادا و وصی و قاضی و کتابت و شریک مفاوض یہ سب لوگ باندی کے نکاح کر دینے کے مجاز ہیں اور غلام کا نکاح نہیں کر سکتے ہیں اور غلام ماؤن و طفل ماؤن و مضارب و مشربک عنان امام اعظم رحمہ اللہ امام محمد کے نزدیک باندی کا نکاح نہیں کر سکتے ہیں اور اگر باپ نے یا وصی نے صغیر کی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیا تو نہیں جائز ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیا تو عورت کا مہر اس پر لازم نہ ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس عورت کے امر طلاق کا اختیار میرے ہاتھ میں ہو جب تک نکاح طلاق دیدونگا پس اگر مولے نے ابتدا کی اور کہا کہ میں نے اس باندی کا نکاح تیرے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس باندی کے امر طلاق کا اختیار میرے قبضہ میں ہو جب تک نکاح طلاق دیدونگا اور غلام نے قبول کیا تو صحیح ہو اور اختیار طلاق مولے کے قبضہ میں ہوگا اور اگر غلام نے ابتدا کی اور کہا کہ اپنی باندی کا نکاح میرے ساتھ کر دے بدین شرط کہ طلاق کا اختیار تیرے قبضہ میں ہو جب تیرا جی چاہے طلاق دیدینا پس مولیٰ نے نکاح کر دیا تو امر طلاق کا اختیار مولے کے قبضہ میں نہ ہو گا یہ وجہ رد رسی میں ہے۔ اور اگر باپ نے یا بھائی نے باندی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو اور اس میں امام فریق نے خلاف کیا ہے اور اس وجہ سے امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے کہ ایسی صورت میں مہر غلام کی گردن سے متعلق نہیں ہوتا ہے اور نہ اس میں ضرر ہے پس باپ کو اختیار ہو گا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر غلام نے یا کتابت نے یا مدبر نے یا ام ولد کے پیکر نے بدو ن اجازت مولیٰ کے نکاح کیا پھر قیل اجازت مولے کے اسکو تین طلاق دیدیں تو یہ طلاق بے مغنیہ متارکت نکاح ہے اور درحقیقت طلاق نہیں ہے حتیٰ کہ عدد طلاق میں سے کچھ کم ہو گا اور اگر بعد طلاق کے اس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر طلاق کے بعد مولے نے اجازت دی تو کچھ کار آمد نہ ہوگی اور اگر ایسی طلاق کے بعد مولے نے اجازت دی کہ اسی عورت سے نکاح کر لے تو میرے نزدیک نکاح کر لینا مکروہ ہے لیکن اگر نکاح کر لیا تو میں دونوں میں تفریق نہ کروں گا یہ محیط میں ہے اور اگر باندی دو شخصوں میں مشترک ہے پھر ایک مولے نے اسکا کسی سے نکاح کر دیا اور شوہر نے اس کے ساتھ دخول کیا تو دوسرے مولے کو اختیار ہو گا کہ نکاح توڑ دے پس اگر نکاح توڑ دیا تو باندی مذکورہ کو نصف مہر المثل ملیگا اور جس مولے نے نکاح کر دیا ہے اسکو نصف مہر المثل دونوں میں سے کم مقدار ملیگی یہ ظہیرہ میں ہے ایک باندی مجہول النسب ہے اس نے اپنے شوہر کے باپ کے واسطے اقرار کیا کہ میں اسکی رفیق ہوں اور شوہر نے کہا کہ یہ اصلی حرہ ہے پھر باپ مر گیا تو نکاح فسخ ہو جائیگا یہ عتاب میں ہے۔ ایک باندی نے بدو ن اجازت مولے کے نکاح کیا پھر مولے نے اسکو فروخت کیا پھر مشتری نے نکاح کی اجازت دیدی پس اگر شوہر نے اس کے ساتھ دخول کر لیا ہو تو صحیح ہے ورنہ نہیں اس واسطے کہ مشتری کے حق میں یہ باندی بسبب خرید کے قطعی

۱۵
شکر بیاض
بزرگ خان
سلسلہ ساری
شکر بیاض
عنان میں ساری
نور خدین
کتاب الشکر
دیکھو اس
پیشہ نام
کی نگو کو
تین طلاق
بار و طلاق
واجبہ خیار

مجلس امن
کونکلی کمیٹی
آئیو بی ایس
اسٹو
اور گرو راجی
طلان ہولناکو
تین طلان
کی صورت
بین حسد
نہ ماری جانی
فانہ حسد
۴۴

اور اگر آزادہ سے نکاح کیا پھر باندی سے نکاح کیا پھر مولے نے دونوں نکاحوں کی اجازت دی تو امام اعظم کے نزدیک آزادہ کا نکاح جائز ہوگا اور اسی طرح اگر غلام نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک عورت سے پھر ایک عورت سے نکاح کیا پھر مولے کو خبر ہوئی اور اس نے سب کی اجازت دیدی اور مہنہ غلام نے کسی سے دخول نہیں کیا ہو تو تیسری عورت کا نکاح جائز ہوگا اور اگر دخول سب سے کر لیا تو سب کا نکاح فاسد ہوگا یہ ظہیرہ مین ہے اور اگر بدون اجازت مولے کے ایک باندی سے نکاح کیا پھر آزادہ سے پھر ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولی نے سب کے نکاح کی اجازت دی تو اخیر والی باندی کا نکاح جائز ہوگا اور اگر وہ آزادہ عورتوں سے نکاح کیا اور دونوں میں سے ایک کے ساتھ دخول کر لیا پھر ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولی نے سب کی اجازت دی تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ ہر دو آزادہ کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر دو باندیوں سے ایک عقد میں نکاح کیا اور ایک کے ساتھ دخول کیا پھر وہ آزادہ عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا اور ایک کے ساتھ دخول کر لیا پھر مولے نے ہر دو فریق میں سے ایک فریق کی اجازت دی تو انہیں سے کسی کا نکاح جائز نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے ایک غلام نے ایک آزادہ اور ایک باندی سے نکاح کیا پھر ایک آزادہ اور ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولے نے سب کی اجازت دی تو دونوں آزادہ کا نکاح جائز ہوگا اور اگر غلام نے ان سب عورتوں سے دخول کر لیا ہو تو سب کا نکاح فاسد ہوگا۔ ایک غلام نے ایک آزادہ عورت سے نکاح کیا پھر غلام نے کہا کہ مولی نے مجھے اجازت نہیں دی تھی اور اس نے نکاح توڑ دیا ہے اور عورت نے کہا کہ اجازت دی تھی تو دونوں میں تفریق کرادی جائیگی اس واسطے کہ غلام نے اقرار کیا کہ نکاح فاسد ہے پس اگر غلام نے اس کے ساتھ دخول کیا ہو تو عورت کا پورا مہر واجب ہوگا اور اگر نہ کیا ہو تو نصف مہر لازم ہوگا اور نیز عورت کے واسطے نفقہ مدت واجب ہوگا یہ ظہیرہ مین ہے۔ اور اسی طرح اگر اس صورت میں عورت نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ مولے نے اسکو اجازت دی تھی یا نہیں تو بھی یہی حکم ہے یہ تاتار خانہ میں جانتے اجماع سے منقول ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام یا دونوں بانیوں کا ایک عورت سے نکاح کر دیا تو جائز ہے اور عورت مذکور اپنے مہر کے واسطے تمام قرض خواہوں کے ساتھ شریک ہوگی بشرطیکہ نکاح بوجہ مهر مثل کے یا کم کے ہو اور اگر مهر مثل سے زیادہ پر نکاح کیا تو قرض خواہوں کے حصہ رسد وصول کر لینے کے بعد بقدر زادہ کے اس سے مطالبہ کیا جائیگا جیسے قرض صحت و قرضہ مرض کی صورت میں ہوتا ہے یہ فسخ القدر مین ہے۔ اور اگر باندی کے مولے نے باندی مذکورہ کو اس کے شوہر کے ہاتھ فروخت کیا تو مہر ساقط ہو جائیگا اس واسطے کہ فرقت مولے کی طرف سے قبل دخول کے پیدا ہوئی ہو جیسے کہ مین ہوتا ہے کہ اگر قبل دخول کے اس نے شوہر کے ہر کا بوسہ لیا یا سر بند ہو گئی تو مہر ساقط ہو جاتا ہے یہ مکر تاشی مین ہے اسی طرح اگر قبل دخول کے مولے نے باندی کو آزاد کیا اور باندی نے اس شوہر سے فرقت اختیار کی تو بھی مہر ساقط ہوگا اور اگر باندی کو اسے مشتری کے ہاتھ فروخت کر دیا جو اسکو شوہر سے لے گیا یا ایسی جگہ غائب کر دیا کہ شوہر کی پہنچ نہیں ہو سکتی ہے تو مہر کا مطالبہ ساقط ہو جائیگا جتنے کہ اگر اس کے بعد باندی کو حاضر کرے تو اسکو مہر لیکھا یہ حسبہ الرائق مین ہے۔ اور اگر مولے نے اسکو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا جو اس سے شوہر نے خریدی تو شوہر پر نصف مہر پہلے مولے کے واسطے واجب ہوگا یہ مکر تاشی مین ہے اور اگر

باندی نے بدون اپنے مومے کی اجازت کے نکاح کیا پھر مومے نے اُسکے ساتھ دہلی کی توکھل فتح ہو گیا اور اسی طرح اگر شہوت سے اُسکا بوسہ لیا تو فتح ہو گیا خواہ مومے کو نکاح کا حال معلوم ہو یا نہ ہو یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کوئی باندی خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے اُسکا نکاح کر دیا پس اگر بیع پوری ہو جاوے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر بیع ٹوٹ گئی تو امام ابو یوسف کے نزدیک نکاح باطل ہوگا اور اس میں امام محمد نے خلاف کیا ہے مگر فتوے امام ابو یوسف کے قول پر دیا جاتا ہے یہ طریقہ میں ہے۔ اور حق ملک ابتدائی نکاح سے مانع ہوتا ہے مگر بقا نکاح سے مانع نہیں ہے چنانچہ اگر بیع فاسد ہونے سے بائع کو باندی واپس لینے کا اشتقاق حاصل ہو تو یہ ابستہ نکاح صحیح ہوئے سے مانع ہوگا اور اگر بائع نے اپنے پسر کے ساتھ مشتری کے پاس سے باندی کا نکاح کر دیا پھر بائع مر گیا اور پوتہ بیع فاسد واقع ہوئی تھی حق استرداد اس پسر کو حاصل ہوا تو جب تک پسر بزرگ رہا پس نہ کر لے تب تک بھل باطل نہ ہوگا کیونکہ عتابیہ میں ہے لیکن اگر بائع مذکور کے مرجانے کے بعد اُسکا بیٹا اس سے نکاح کرے تو جائز نہیں ہے اور اسی طرح اگر زید کا غلام ہے اور عمر و کی باندی ہے پس دونوں نے باہم بیع کر لی اور زید نے باندی پر قبضہ کر لیا اور پھر عمر و کے ساتھ اس باندی کا نکاح کر دیا پھر غلام مذکور قبضہ کرنے سے پہلے مر گیا تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور اگر غلام مرجانے کے بعد ابستہ نکاح کیا تو نہیں جائز ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر مکاتب نے اپنی زوجہ یا اپنے مومے کی زوجہ کو خریدنا تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور اگر اس عورت کو بامٹہ کر کے پھر اس سے ابتدا نکاح کیا تو نہیں جائز ہے اور اسی طرح اگر ایک شخص مر گیا اور اُسکی دختر اُسکے مکاتب کے تحت میں ہے یعنی نکاح میں آیا اُسکے ایسے غلام کے تحت میں ہے جسکے حق میں اُس نے وصیت کی ہے کہ بعد میری موت کے آزاد ہوگا مگر میت مذکور بر اس قدر قرض ہے کہ جو اُسکے تمام مال کو محیط ہے تو نکاح دختر فاسد نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر دو غلام ہوں اور میت نے ان دونوں میں سے ایک غیر معین کے عتق کی وصیت کی ہو تو ان دونوں میں سے جسکے تحت میں میت کی دختر اور اُسکے لکھا اسے دختر کا نکاح فاسد نہ ہوگا قال المترجم لیکن اگر عتق کے واسطے دوسرا معین ہو کر آزاد ہو گیا تب فاسد ہو جائیگا اور اگر ایسے دونوں غلاموں کی تحت میں ایک ایک دختر مومے کی ہو تو اُسکی کوئی روایت موجود نہیں ہے اور اگر مومے نے اپنی باندی کی وصیت اُسکے شوہر کے واسطے کر دی تو نکاح فاسد نہ ہوگا بیان تک کہ مومے کے مرنے کے بعد شوہر فرج ہو جس وصیت کو قبول کر لے تب فاسد ہو جائیگا اور اگر غلام مذکور پر دختر مومے یا دوسرے کسی کا قرضہ ہو تو غلام پر پانچ لکھا قرضہ ہو نامانع میراث نہیں ہے لہذا نکاح فاسد نہ ہو جائیگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا تو مومے پر یہ واجب نہ ہوگا کہ باندی مذکور اُسکے شوہر کی شب بامشی میں دے پس باندی مذکور اپنے مومے کی خدمت کرے گی پھر جب اُسکا شوہر قابو پاوے تب اُسکے ساتھ دہلی کرے اور اگر شوہر نے شب بامشی کی شرط کر لی ہو تب بھی مومے پر کچھ واجب نہ ہوگا اس واسطے کہ یہ شرط مقتضائے عقد نہیں ہے اور اگر مومے نے باندی کو اُسکے شوہر کے ساتھ کمین رہنے دیا تو باندی کے واسطے نفقہ و مکنتی شوہر پر واجب ہوگا پھر اگر کمین رہنے دینے کی اجازت کے بعد مومے کی رائے میں آیا کہ اس سے خدمت لے تو ایسا کر سکتا ہے اور اگر کمین رہنے دینے کے بعد شوہر نے اُسکو طلاق دیدی تو باندی کے واسطے نفقہ و عتد و مکنتی واجب ہوگا اور اگر یہ اجازت نہ دی یا اجازت دیکر واپس مبالغی ہو پھر طلاق بائن دمی تو نفقہ و مکنتی واجب نہ ہوگا اور مکاتبہ اس حکم میں مثل حشرہ کے ہے یہ

بتیین میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی مدبرہ باندھی یا ام ولد کا نکاح کر دیا اور کسی مکان میں اُسکو اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی پھر مولے کی رائے میں آیا کہ اُسکو وہاں سے واپس لیکر اُس سے اپنی خدمت لے تو مولے کو یہ اختیار ہو اور اسی طرح اگر شوہر کے واسطے یہ امر شرط کر دیا ہو کہ اُسکے ساتھ رہیگی تو بھی شرط باطل ہوگی کہ یہ مولے کی خدمت لینے سے مانع نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اپنی باندھی کا نکاح کر دیا اور اس کے شوہر کے ساتھ کسی مکان میں رہنے کی اجازت دیدی پھر وہ باندھی کسی وقت بدون حکم و طلب مولے کے مولے کی خدمت کیا کرتی تھی تو اس سے باندھی کا نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا اور یہی حکم مدبرہ دام ولد کا بھی ہے۔ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کسی نے باندھی کا نکاح کسی مرد سے کر دیا تو عزل کی اجازت کا اختیار مولے کو ہو کہ زانی الکافی اور عزل کے یہ معنی ہیں کہ عورت سے دخول کر کے انزال کے وقت علیحدہ ہو کر باہر انزال کرے پس اگر آزادہ عورت ہو اور اسکی رضامندی سے عزل کیا یا باندھی کے مولے کی اجازت سے عزل کیا یا اپنی باندھی کی بلا اجازت عزل کیا تو کچھ مکروہ نہیں ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ اسی طرح عورت کو بھی اختیار ہو کہ اسقاط حمل کی تدبیر و معاکج کرے تا وقتیکہ لطفہ کی کچھ خلقت ظاہر نہ ہوئی ہو اور یہ ہدیت تک ہوتا ہو کہ جب تک ایک سو بیس روز پورے نہ ہوئے ہوں۔ پھر واضح ہو کہ اگر مرد نے عزل کیا پھر عورت کے پیٹ ظاہر ہوا پس آیا اپنے نسب کی نفی کرنا جائز ہو یا نہیں تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر دوبارہ اس سے وطی کرنا نہیں شروع کیا یا بعد پیشاب کرنے کے وطی کرنی شروع کی اور پھر انزال نہ کیا تو نفی جائز ہو ورنہ بتیین میں ہے۔ اور اگر باندھی یا سکا تہ آزاد ہو گئی تو اُسکو اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے جس شوہر کے تحت میں ہو اسی کے تحت میں رہے یا چھوڑ دے اگرچہ اُسکا شوہر آزاد ہو یہ کفر نہیں ہے! نیز چاہے نکاح احمکی رضامندی سے ہوا ہو یا بغیر رضامندی ہوا ہو کچھ فرق نہیں ہے یہ بتیین میں ہے پھر واضح رہے کہ خیارعق میں چند باتیں ہیں کہ جب بیان میں چند صورتیں ہیں اول آنکہ خیارعق فرد یعنی غلام و سکا تہ وغیرہ کے واسطے ثابت نہیں ہوتا ہو فقط ہدیت کے واسطے ثابت ہوتا ہو اور دوم آنکہ خیارعق سبب نکاح کے باطل نہیں ہوتا ہو بلکہ ایسے قول سے یا ایسے فعل سے جو اختیار نکاح پر دلالت کرے باطل ہوتا ہو اور سوم یہ کہ مجلس سے اٹھ کھڑے ہونے سے باطل ہو جاتا ہو اور چارم آنکہ خیارعق کی جہالت ایک عذر ہو چنانچہ اگر باندھی کو اپنے آزاد ہونے کا حال معلوم ہو اور یہ نہ معلوم ہو کہ اُسکو خیارعق حاصل ہوا ہو تو اُسکا خیار باطل ہوگا اگرچہ وہ مجلس سے اٹھ کھڑی ہو اور یہ اشارت اکجام سے مفہوم ہو اور یہی شیخ کرخی اور جامعہ مشائخ کا قول ہے مگر قاضی امام ابو الطاہر و باس نے اس میں خلاف کیا ہے اور پنجم آنکہ خیارعق کی وجہ سے جو فرقت ہو اس میں حکم قاضی کی ضرورت نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر غلام نے بغیر اجازت مولیٰ کے نکاح کر لیا پھر وہ آزاد کر دیا گیا تو نکاح صحیح ہوگا اور اُسکو خیار حاصل ہوگا اسی طرح اگر مولے نے اُسکو فروخت کیا اور مشتری نے اجازت دیدی یا اُسکی موت کے بعد اُسکے وارث نے اجازت دی تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر باندھی نے بدون اجازت مولے کے اپنا نکاح کر لیا پھر مولے نے اجازت دی تو یہ مرد مولے کا ہوگا خواہ اُسکے بعد مولے اُسکو آزاد کر دے یا نہ کرے خواہ دخول کرنا بعد آزاد کرنے کے واقع ہو یا اُس سے پہلے واقع ہو اور اگر مولے نے اجازت نہ دی

ہیانتک کہ آزاد کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور باندی کو خیار عتیق حاصل ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہیں کیا ہے تو مہر باندی کا ہوگا اور اگر قبل عتیق کے اُسکے ساتھ شوہر دخول کرچکا ہو تو مہر مولیٰ کا ہوگا اور یہ سب اسوقت ہے کہ باندی مذکورہ بالغ ہو اور اگر نابالغہ ہو اور مولیٰ نے اُسکا آزاد کر دیا تو نکاح ہمارے نزدیک مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہوگا بشرطیکہ باندی مذکورہ کا کوئی عصبہ ہو اے مولے کے منہ اور اگر سوداے مولیٰ کی باندی کا کوئی عصبہ موجود ہو اور اسنے عقد کی اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا پھر جب اسکے بعد بالغ ہوگی تو اُسکو خیار بلوغ حاصل ہوگا لیکن اگر اجازت دینے والا اُسکا باپ یا دادا ہو تو اُسکو خیار بلوغ حاصل ہوگا بشرطیکہ وہی یمن ہے اور اگر مدبر باندی نے اپنا نکاح کر لیا پھر مولے مرگیا اور یہ مدبر مذکورہ مولے کے ستانی مال سے برآمد ہوئی ہے تو نکاح جائز ہوگا اگر ستانی مال ترکہ مولے سے برآمد نہ ہوتی ہو تو امام عظیم کے نزدیک نکاح جائز نہ ہوگا یہاں تک کہ مدبر مذکورہ اُسقدر مال ادا کرے جسقدر کیواسطے اسپر سعایت لازم آتی ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگا یہ ظہر میں ہے اور اگر ام ولد نے بغیر اجازت مولیٰ کے نکاح کر لیا پھر مولیٰ نے اُسکو آزاد کر دیا یا اُسکو چھوڑ کر مرگیا پس اگر قبل آزاد ہونے کے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر دخول کر لیا ہو تو جائز ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر نکاح کے بعد رقیقت طاری ہوئی پھر آزاد ہی حاصل ہوئی تو خیار عتیق ثابت ہونے کے واسطے وہ ایسی ہے جیسے نکاح کے وقت رقیقت موجود ہو اور یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً حربہ عورت نے نکاح کیا پھر غازیان اسلام جہاد میں اُسکو قید کر لائے پھر وہ آزاد کی گئی یا مثلاً مسلمان عورت نے نکاح کیا پھر مع شوہر کے مرتد ہو کر دونوں دارالحرب میں چلے گئے پھر دونوں گرفتار ہو کر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کی گئی تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس آزاد شدہ عورت کو خیار عتیق حاصل ہوگا اور امام محمد نے فرمایا کہ خیار عتیق حاصل ہوگا اور شیخ قدور حجتی نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف نے فرماتے ہیں کہ خیار عتیق ایک بعد دوسرے کے بار بار حاصل ہونا جائز ہے مثلاً ملوکہ آزاد کی گئی اور اسنے اپنے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا پھر شوہر کے ساتھ مرتد ہو کر دونوں دارالحرب میں چلے گئے پھر دونوں وہاں سے قید ہو کر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کی گئی اور اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی شوہر سے جدائی اختیار کی تو جائز ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ فقط ایک دفعہ خیار عتیق حاصل ہوگا۔ اور اگر آزاد شدہ باندی نے آزاد ہو کر اپنے نفس کو یعنی جدائی اختیار کی اور مہنوز اُسکے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہیں کیا ہے تو اُسکے واسطے کچھ مہر لازم ہوگا اور اگر دخول واقع ہونے کے بعد اسنے بخیار عتیق جدائی اختیار کی تو مہر سے واجب ہوگا اور وہ اُسکے مولے یعنی آزاد کرنے والے کا ہوگا اور اگر باندی نے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا تو دوسرے آزاد کرنے والے کا ہوگا خواہ شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ محیط میں ہے اور اگر کسی فضولی نے باندی کو آزاد کیا پھر اُسکا نکاح کر دیا اور جو مہر ملا وہ اُس نے مولے کو دیدیا پھر مولے نے عتیق کی اجازت دیدی تو عتیق و نکاح دونوں جائز ہونگے اور باندی کو اختیار ہوگا کہ چاہے مولے سے اپنا مہر واپس کرے اور اگر فضولی نے اُسکو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکا نکاح کر دیا پھر مولے نے بیع کی اجازت دیدی تو پھر مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے بیع کی اجازت دے یا رد کر دے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور متقی بن امام محمد سے روایت ابن سماعہ مروی ہے کہ ایک غلام نے

بدون اجازت مولے کے ایک آزادہ عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پھر ایک باندی سے نکاح کیا تو حرّۃ کی عدت میں باندی سے نکاح کرنا حشرہ کے نکاح کا رد نہ ہوگا یہ امام عظیم رحم کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک یہ فعل نکاح حرّۃ کا رد ہے۔ اور اگر ایک حرّۃ سے نکاح کر کے اسکے ساتھ دخول کیا پھر اسکی بہن سے نکاح کیا تو یہ فعل پہلی عورت کے نکاح کا رد نہ ہوگا اور بشر بن الولید نے اپنے نو اور میں امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر ایک غلام نے بدون اجازت اپنے مولے کے دوسرے شخص کی باندی کے ساتھ اسکی اجازت سے نکاح کیا پھر کہا کہ مجھے اسکے نکاح کی حاجت نہیں ہے تو یہ اسکے نکاح کا رد ہے اور اگر یہ نہ کہا بیان تک کہ اسکے ساتھ دخول کیا پھر اسکی عدت میں ایسی عورت سے نکاح کیا جسکے ساتھ نکاح نکاح روا نہیں ہے تو یہ فعل پہلے نکاح کا رد نہ ہوگا اور متقی مین لکھا ہے کہ اگر غلام نے بدون اجازت مولے کے کسی آزادہ عورت سے اس شرط پر کہ اسکا کچھ مہر نہیں ہے نکاح کیا پھر مولے نے اسی غلام کو اسکی جورو کے مہر میں قرار دیا اور عورت نے اسکو قبول کیا تو نکاح ٹوٹ جائیگا پس اگر غلام نے اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت پر واجب ہوگا کہ غلام اسکے مولے کو واپس کر دے۔ امام محمد نے جامع میں فرمایا کہ ایک شخص نے ایک مرد کے ساتھ بدون اسکے حکم کے اپنی باندی کا نکاح باندی کی رضا مندی سے کر دیا اور یہ مرد شوہر عاقل بالغ ہے کہ اسکی طرف سے اسکے باپ نے خطبہ کیا یا کسی اجنبی نے بدون اجازت اس مرد کے محلے کے نکاح مذکور اس مرد کی اجازت پر موقوف ہوا پھر مولے نے باندی کو قبل اسکے کہ شوہر مذکور نکاح کی اجازت دے آزاد کر دیا تو بھی نکاح مذکور شوہر کی اجازت پر موقوف رہیگا اور باندی معتقدہ و شوہر دونوں میں سے ہم چاہے ابھی تک اس نکاح کو توڑ سکتا ہے اور باندی مذکورہ کا توڑ دینا صحیح ہے اگرچہ شوہر کو اسکا حال معلوم نہ ہو۔ اور اگر باندی آزاد کرنے کے بعد شوہر کی اجازت سے پہلے باندی کے مولے نے یہ نکاح توڑنا چاہا تو یہ صورت کتاب میں مذکور نہیں ہے اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ مولے کو یہ اختیار نہیں ہے اور اگر باندی مذکورہ کے آزاد ہو جانے کے بعد شوہر نے نکاح کی اجازت دیدی یہاں تک کہ نکاح نافذ ہو گیا تو باندی معتقدہ کو اختیار عتق حاصل نہ ہوگا اور معتقدہ مذکورہ کا مہر اسی کو ملیگا۔ اور اگر مولے نے اس باندی کو بدون رضامندی باندی کے بیاہ دیا ہو اور باقی مسئلہ بجا رہے پھر باندی نے آزاد ہو جانے کے بعد شوہر کی اجازت دینے کے بعد پہلے اس نکاح کو توڑ دیا تو دونوں صورتوں میں اسکا توڑنا موثر ہوگا یعنی نکاح ٹوٹ جائیگا یہ محط میں ہے اور اگر باندی نے بدون اجازت مولے کے نکاح کر لیا اور شوہر کی جانب سے ایک فضولی ہے پھر باندی نے آزاد ہونے کے بعد یا اس سے پہلے قبل اسکے کہ شوہر اجازت دے نکاح توڑ دیا تو نکاح ٹوڑنا صحیح نہیں ہے اور جب باندی آزاد ہو گئی پھر شوہر نے اجازت دی تو بدون اجازت باندی کے نکاح نافذ ہوگا اس واسطے کہ یہ اجازت بمنزلہ جدید عقد باندی کے ہے یہ عتا بہ میں ہے۔ دو مردوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے اپنی یہ باندی آزاد کر دی ہے حالانکہ شخص مذکور انکار کرتا ہے پس قاضی نے عتق کا حکم دیدیا پھر دونوں گواہوں نے گواہی سے رجوع کیا پھر دونوں میں سے ایک گواہ نے اس باندی سے نکاح کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر اسنے قبل اسکے کہ دونوں پر باندی کی قیمت کی دگرسی کی جاوے اس باندی سے نکاح کیا تو باندی

بندگی میں
نکاح
اول مرد
نکاح باندی
محل جو اور
قواعد کی
روایت میں
تفصیل ہے
معلقہ
الرحیم شرح
اسکے
بیان عدت
کے مراتب
بندگی میں
مطلقات ہندی
نکاح کی صورت
نکاح باندی
آؤ کہ طلاق
کی صورت میں
جو نماز عورت
کا ہوتا ہے
ہندی نماز
کہ دوسری
عدت سے
نکاح کی نافذ

اور اُسکے درمیان تفریق کراوسی جائیگی اور اگر قیمت کی ڈگری ہونے کے بعد نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا۔ ایک مسلمان نے اپنے نصرانی غلام کو نکاح کر لینے کی اجازت دیدی پھر عورت نے نصرانی گواہ قائم کیے کہ اس غلام نے مجھے نکاح کیا ہے تو گواہ مقبول ہوئے اور اگر غلام مسلمان ہو اور مولیٰ نصرانی ہو تو ایسے گواہ مقبول نہ ہوں گے یہ ظہیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے پسر کی باندی سے نکاح کر لیا اور اُس سے اولاد ہوئی تو باندی مذکورہ اشکی ام ولد نہ ہو جائیگی اور اس پر عورت کا مہر واجب ہوگا لیکن جو بچہ پیدا ہوا ہر وہ اپنے بھائی یعنی ماں کے مالک کی طرف سے بوجہ قرابت کے آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر پسر نے اپنے باپ کی باندی سے نکاح کیا اور اُس سے اولاد ہوئی تو اشکی ام ولد نہ ہو جائیگی مگر بچہ اُسکے باپ کی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ تفرقہ نشی میں ہے۔ اور اگر باپ نے اپنے پسر کی باندی کو نکاح فاسد یا بوطی شہدہ ام ولد بنایا یعنی وطی کر لی کہ اُس سے بچہ پیدا ہوا تو ہمارے نزدیک باندی مذکورہ اشکی ام ولد نہ ہو جائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ ایک غلام کے تحت میں ایک آزادہ عورت ہے اُس نے غلام کے مالک سے کہا کہ تو اشکو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کر دے پس مالک نے ایسا ہی کیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور نکاح فاسد ہو جائیگا اور مہر ساقط ہو جائیگا اور مولے کے اس عورت پر ہزار درم واجب ہوں گے۔ اسی طرح اگر ایک مرد نے اپنی جوہر باندی کے مولے سے کہا کہ تو اشکو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کر دے اور مولیٰ نے آزاد کیا تو باندی آزاد ہو جائیگی اور نکاح فاسد ہو جائیگا اور مولے کے شوہر پر ہزار درم واجب ہوں گے۔ اور اگر عورت نے غلام کے مولے سے صرف یہ کہا کہ اشکو میری طرف سے آزاد کر دے اور کچھ مال بیان نہ کیا پس مولیٰ نے آزاد کر دیا تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور امام عظیم و محمد کچھ نزدیک اشکی دلاہ اُسکے آزاد کو نوالے کی ہوگی کفائی الکافی

سہ اگر دوقل
ہوگا تو تیسرا دم

دینہ آدھ
جی درجہ ہوگا

وسوان باب نکاح کفار کے بیان میں۔ جو نکاح مسلمانوں میں باہم جائز ہے وہی اہل ذمہ کے درمیان جائز ہے اور جو مسلمانوں میں باہم نہیں جائز ہے وہ کفار کے حق میں چند طرح پر ہے از انجملہ نکاح بغیر گواہوں کے ہے کہ مسلمان کے حق میں نہیں جائز ہے لیکن اگر کسی ذمی نے ذمیہ عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور اسے دین میں بیات موجود ہو تو نکاح جائز ہوگا چنانچہ اگر پھر دو نون مسلمان ہو گئے تو اسی نکاح پر برقرار رکھے جائیں گے اور یہ ہمارے علمائے ثلاثہ رحمہم اللہ کا قول ہے اسی طرح اگر دو نون مسلمان مولے کے لیکن دونوں نے یا ایک نے اپنے اس مقدمہ میں اسلام کے موافق حکم کی درخواست کی تو بھی قاضی دونوں میں تفریق نہ کرے گا۔ از انجملہ خیر کی معتدہ عورت سے عدت میں نکاح کر لینا مسلمانوں میں نہیں صحیح ہے لیکن اگر ذمی نے کسی ایسی عورت ذمیہ سے جو غیر کے ایام عدت میں ہے نکاح کیا پس اگر یہ عورت کسی مسلمان مرد کی عدت میں ہے تو نکاح فاسد ہوگا اور اس پر جماع ہے اور یہ بات ایسی ہے کہ انکے مسلمان ہونے سے پہلے اس پر کیا نہ تہی نہ تہی کیا جائیگا اگرچہ باہم وہ لوگ اپنے دین کے موافق یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ غیر کی معتدہ عورت سے نکاح کر لینا جائز ہے اور اگر عورت مذکورہ کسی کافر کی عدت میں ہو اور ان لوگوں کا اعتقاد ہو کہ غیر کی معتدہ عورت سے نکاح جائز ہوتا ہے تو جب تک وہ لوگ اپنے کفر پر ہیں تب تک اُسے بالاجماع کچھ تعرض نہ کیا جائیگا یہ محیط میں ہے اور اگر کافر نے کسی کافر کی معتدہ عورت سے نکاح کیا حالانکہ

یہ امر وہ لوگ اپنے دین میں جائز جانتے ہیں پھر دونوں مسلمان ہو گئے تو امام اعظمؒ کے قول کے موافق دونوں اسی پر برقرار رکھے جاویں گے کذا فی الہدایہ اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ نہیں برقرار رکھے جاویں گے مگر امام اعظمؒ کا قول صحیح ہے کذا فی المصنعات اور بنا بر قول امام اعظمؒ کے قاضی دونوں میں تفریق نہ کر گیا خواہ دونوں یا ایک مسلمان ہو جاوے اور خواہ دونوں حاکم اسلام کے پاس مراغہ کرین یا ایک ہی مراغہ کرے کذا فی المحیط اور مبسوط میں ہے کہ ائمہ میں اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ جب مراغہ یا اسلام ایسی حالت میں واقع ہو کہ جب عدت قائم ہے اور اگر عدت گزر جانے کے بعد مراغہ کیا یا اسلام لائے تو بالاجماع برقرار رکھے جاویں گے اور تفریق نہ کی جائیگی یہ نسخ القدیر میں ہے۔ ازاںجملہ محارم لینے جو دائمی حرام ہیں اُنکے ساتھ نکاح مسلمانوں میں نہیں روا ہے اور اگر کافر کی منکوحہ اسکی محرمہ ہو مثلاً اسکی ماں یا بہن ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایسے نکاح کافروں کے درمیان صحیح ہیں حتیٰ کہ ایسے نکاح پر وجوب لفقہ مترتب ہو گا اور بعد عقد کے اگر اُسکے ساتھ دخول کیا تو مرد کا احتضان ساقط نہ ہو گا اور بعض نے فرمایا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک بھی فاسد ہے اور یہی صاحبین کا قول ہے اور قول اہل صحیح ہے اسی طرح اگر تین طلاق دی ہوئی سے نکاح کیا یا جن عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے انکو جمع کیا یا پانچ عورتوں کو جمع کیا تو اُن میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے کذا فی التبین ولکن اس پر اجماع کیا ہے کہ باہم ایک دوسرے کے وارث نہ ہونگے یہ ظہیر یہ ہیں ہے۔ سچے اگر دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک مسلمان ہو گیا تو بالاجماع دونوں میں تفریق کر دمی جائیگی اور اسی طرح اگر دونوں مسلمان نہ ہوئے ولکن دونوں نے قاضی اسلام کے پاس مراغہ کیا تو یہی حکم ہے کذا فی المحیط اور اگر دونوں میں سے ایک نے مراغہ کیا اور درخواست کی کہ حکم اسلام کے مطابق فیصلہ کیا جاوے پس اگر دوسرا اس سے انکار کرتا ہو اور نہ چاہتا ہو تو قاضی دونوں میں تفریق نہ کر گیا اور صاحبین کے نزدیک دونوں میں تفریق کر دیا گیا کافی ہیں ہے اور جب تک وہ لوگ اپنے کفر پر ہیں اور انھوں نے ہمارے یہاں مراغہ نہ کیا تو بالاتفاق اُن سے تعرض نہ کیا جائیگا بشرطیکہ اپنے دین میں اُسکو جائز جانتے ہوں یہ محیط و عتباب میں ہے۔ اور شائع نے بر بنائے قول امام اعظمؒ اتفاق کیا ہے کہ اگر کافر نے ایک عقد میں دو بہنوں سے نکاح کیا پھر قبل مسلمان ہونے کے ایک کو چھوڑ دیا پھر مسلمان ہو گیا تو دوسری بہن جو اُسکے تحت میں ہے اُسکا نکاح صحیح ہو گا تا آنکہ بعد اسلام کے دونوں اسی نکاح پر برقرار رکھے جاویں گے یہ کفایہ میں ہے اور اگر ذمی نے اپنی جو زوجہ میں کو تین طلاق دیدین پھر اس عورت کے ساتھ ویسا ہی رہتا رہا جیسے قبل طلاق کے ہر طرح مقیم تھا حالانکہ اس عورت نے کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہیں کیا کہ اُسکے حلالہ کے بعد اس ذمی نے اُس سے نکاح کر لیا ہو اور نہ اُس سے نکاح جدید کیا یا ذمی نے اپنی جو زوجہ کو خلع کر دیا پھر تجدید نکاح نہیں کی ولکن برابر اسی طرح اُسکے ساتھ رہتا ہے جیسے خلع سے پہلے تھا تو ان دونوں میں تفریق کر دمی جائیگی اگرچہ قاضی کے پاس دونوں مراغہ نہ کریں۔ اور اگر ذمی نے اپنی جو زوجہ کو تین طلاق دیدین پھر اُس سے نکاح جدید کر لیا مگر عورت مذکورہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کر کے حلالہ نہیں کیا ہے تو ان دونوں میں تفریق نہیں کی جائیگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر ذمی نے مسلمان عورت سے نکاح کیا تو دونوں میں تفریق کر دمی جائیگی

اگرچہ ذمی مسلمان ہو جائے اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھے ایسی حالت میں نکاح کیا کہ جب میں مسلمان
 ہوتی اور ذمی نے کہا کہ نہیں بلکہ تو اس وقت مجھ سے یہ تھی تو تفریق کے لیے عورت کا قول قبول ہو گا کیونکہ وہ تحریم کا
 دعویٰ کرتی ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور اگر ایک لڑکا اور ایک لڑکی باہم بیٹھے گئے اور دونوں ذمیوں میں سے
 ہیں پھر دونوں بالغ ہوئے پس اگر نکاح کر دینے والا انکا باپ ہو تو دونوں کو اختیار نہ ہو گا اور اگر سواے باپ و
 دادا کے کوئی اور ہو تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک دونوں کو اختیار بلوغ حاصل ہو گا یہ محیط میں ہے اور اگر جو
 و مرد میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو دوسرے پر بھی اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر وہ بھی مسلمان ہو گیا تو دونوں
 جو جو و مرد و بچے ورنہ دونوں میں تفریق کر دمی جائیگی یہ کنز میں ہے اور اگر دوسرا خاموش رہا تو قاضی دوبارہ
 اس پر اسلام پیش کرے گا یہاں تک کہ تین مرتبہ تک احتیاطاً پیش کرے گا یہ ذخیرہ میں ہے اور دونوں میں جو کفر
 پر اڑ گیا چاہے وہ بالغ ہو یا اور چاہے تنیز دار یا بالغ ہو بہر حال اسکے انکار اسلام سے دونوں میں تفریق
 کر دمی جائیگی اور یہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کا قول ہے اور اگر دونوں میں سے ایک نابالغ بے تمیز ہو تو اسکے
 عاقل ہونے تک انتظار کیا جائیگا یہ تبیین میں ہے۔ پھر جب وہ تنیز دار عاقل ہو جائیگا تو اس پر اسلام پیش
 کیا جائیگا پس اگر مسلمان ہو گیا تو نہا ورنہ دونوں میں تفریق کر دمی جائیگی اور اسکے بالغ ہونے تک انتظار
 نہ کیا جائیگا اور اگر دونوں میں سے ایک مجنون ہو تو اسکے مان و باپ پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر دونوں
 مسلمان ہو گئے یا ایک مسلمان ہو تو نہا ورنہ دونوں میں تفریق کر دمی جائیگی یہ کافی میں ہے اور اگر
 شوہر مسلمان ہو گیا اور جو رو نے انکار کیا تو دونوں میں تفریق ہوگی مگر یہ تفریق طلاق منوکی اور اگر جو
 مسلمان ہوئی اور شوہر کافر رہا تو دونوں میں تفریق امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک طلاق ہوگی یہ محیط
 سرخسی میں ہے پھر اگر بوجہ انکار کے دونوں میں تفریق واقع ہوئی پس اگر بعد دخول ہو جانے کے
 تفریق ہوئی تو عورت کو اسکا پورا مہر ملے گا اور اگر قبل دخول کے ہو پس اگر بوجہ انکار شوہر کے ہوئی تو عورت
 کو نصف مہر ملے گا اور اگر بوجہ انکار جو رو کے ہو تو جو رو کو کچھ مہر نہ ملے گا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر نکاح سے ذمیہ
 عورت کا شوہر مسلمان ہو گیا تو دونوں کا نکاح برقرار رہیگا یہ کنز میں ہے۔ اور اگر دار الحرب میں جو رو
 مرد میں سے ایک مسلمان ہو اور یہ دونوں اہل کتاب نبین یا ہین اور عورت ہی مسلمان ہوئی ہے تو
 دونوں میں نکاح ٹوٹ جاتا تین حیض گزرنے تک موقوف رہیگا خواہ عورت کے ساتھ دخول کیا
 ہو یا نہ کیا ہو یہ کافی میں ہے پھر اگر تین حیض گزرنے سے پہلے دوسرا بھی مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی
 رہیگا اور اگر دونوں حربی امان لے کر آئے ہوں تو دونوں میں جدائی دو طرح سے یا تو دوسرے پر سلام
 پیش کرنے اور اسکے انکار کرنے سے یا تین حیض گزر جانے سے ہوگی یہ عتابیہ میں ہے اور حیض شمار
 عدت نہیں ہیں اسی واسطے عورت مدخولہ وغیرہ مدخولہ اس میں یکساں ہے پھر اگر دونوں میں جدائی واقع
 ہوئی پس اگر مدخولہ نہ ہو تو عورت پر عدت واجب منوگی اور اگر بعد دخول کے جدائی ہوئی پس اگر عورت
 کافرہ حرمیہ رہی ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر عورت مسلمان ہوئی ہو تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی
 حکم ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر عورت کو بوجہ صغیرہ ہونے یا بڑھی ہونے کے حیض نہ آتا ہو تو بدون تین مہینہ

گزرنے کے دونوں میں انقطاع ہوگا یہ بحسب الرائق میں ہے۔ اور اگر عورت مسلمان ہوگئی حالانکہ اسکا خاوند حربی
 امان لیکر دارالاسلام میں آیا ہو تو بدو تین حیض گزرنے کے انقطاع ہوگا اسی طرح اگر اسکا خاوند حربی امان
 لیکر دارالاسلام میں آکر بیان ذمی ہو گیا تو بھی یہی حکم ہے حتیٰ کہ اگر عورت بھی دارالحرب سے نکلا کر دارالاسلام میں
 آئی اور پہنوز تین حیض نہیں گزرے ہیں تو اس کے خاوند پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر وہ مسلمان ہو گیا تو
 دونوں میں تفریق نکی جائیگی اور اسی طرح اگر شوہر مسلمان ہو گیا پھر جو ر و دارالحرب سے نکلا کر دارالاسلام
 میں آئی اور ذمی ہو کر رہی تو جب تک تین حیض نہ گزریں گے تب تک انقطاع ہوگا پھر جب تین حیض گزرنے
 پر دونوں میں انقطاع ہو تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک یہ جدائی بہ طلاق ہوگی چنانچہ سیر کبیر میں
 مذکور ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور تبیین دارین یعنی ولایت کا جدا ہو جانا جیسے دارالاسلام و دارالحرب یہ موجب
 فرقت ہے نہ قید ہونا چنانچہ اگر کوئی حربی دارالحرب سے نکلا کر مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آگیا یا دارالاسلام میں ذمی
 ہو کر رہا خواہ مرد ہو یا عورت جو ر و ہو تو دوسرے سے فرقت ہو جائیگی یہ تبیین میں ہے۔ ایک حربی امان لیکر دارالاسلام
 میں آیا پھر اس نے بیان ذمی ہونا اختیار کیا تو اسکی جو ر و بائن ہو جائیگی اور اگر دونوں میں سے کوئی قید ہو کر آیا
 تو فرقت ثابت ہو جائیگی نہ اسوجہ سے کہ قید ہو گیا ہو بلکہ اسوجہ سے کہ بائن دارین ہو گیا اور اگر جو ر و و ر دو تو
 قید ہو کر آئے تو نکاح میں جدائی نہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر کوئی حربی امان لیکر دارالاسلام میں آیا یا کوئی
 مسلمان امان لیکر دارالحرب میں گیا تو اسکی عورت اس سے بائن نہ ہو جائیگی یہ کافی میں ہے اسی طرح جو لوگ
 امام عادل سے باغی ہو گئے ہیں اگر ان کے بیان سے کوئی اہل عدل کے بیان آیا یا اہل عدل کے یہاں سے
 وہاں گیا تو اسکی جو ر و اس سے بائن نہ ہوگی یہ تبیین میں ہے۔ دارالحرب میں ایک مسلمان نے کسی عورت کتابیہ
 حرمیہ سے نکاح کیا پھر فقط شوہر دارالحرب سے نکل آیا تو ہمارے نزدیک وہ عورت اس سے بائن ہو جائیگی
 اور اگر شوہر سے پہلے یہ عورت نکلا کر دارالاسلام میں آگئی تو بائن نہوگی یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور جو عورت شوہر دار
 کہ دارالحرب سے نکلا کر دارالاسلام میں آگئی بائن طور کہ وہ مسلمان ہوگئی یا اس نے ذمی ہو کر رہنا اختیار کیا تو بدو
 عدت کے اس سے نکاح کرنا جائز ہے اسی طرح اگر وہ دارالاسلام میں مسلمان ہوگئی یا بیان ذمیہ ہوگئی تو
 بھی یہی حکم ہے اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ عدت واجب ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر ایک
 مرد حربی قید کیا گیا اور اس کے تحت میں دو بہنیں ہیں یا چار بہن یا پانچ بہن اور یہ بھی سب اس کے ساتھ
 مقید ہو کر آئیں تو امام اعظمؒ والیوسفؒ کے نزدیک سب کا نکاح باطل ہو جائیگا خواہ یہ نکاح ایک ہی عقد میں
 سب سے کیا ہو یا عقود متفرقہ میں کیا ہو۔ اور اگر کسی کا فرکی تحت میں دو بہنیں ہوں یا پانچ عورتیں ہوں
 پھر یہ سب لوگ ایک ساتھ مسلمان ہو گئے پس اگر اس نے عقود متفرقہ میں ان سب سے نکاح کیا ہو تو پہلی بہن کا
 نکاح اور پہلی چار عورتوں کا نکاح جائز ہوگا اور باقی کا باطل ہوگا اور اگر ان سب سے ایک ہی عقد میں نکاح
 کیا ہو پس اگر یہ سب لوگ مسلمانوں کے اہل ذمہ میں سے ہوں تو ہمارے نزدیک بلا خلاف سب کا
 نکاح باطل ہوگا لیکن اگر مرد کے مسلمان ہونے سے پہلے ان میں سے ایک عورت مرگئی یا بائن نہ ہوگئی ہو تو
 باقی چار عورتوں کا نکاح جائز ہوگا اور اگر یہ سب لوگ حربی ہوں تو بھی امام اعظمؒ والیوسفؒ کے نزدیک

۱۰
۹
۸
۷
۶
۵
۴
۳
۲
۱
۰
۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰

یہی حکم ہے جو عتبات میں ہے۔ اور اگر مرد کے ساتھ ملکی دو عورتیں قید ہو کر بہن تو انھیں دونوں کا نکاح باطل نہ ہوگا اور جو باقی رہ گئی ہیں یعنی دارا کرب میں ہیں انکا نکاح باطل ہوگا یہ سراجہ میں ہے۔ اور اگر حرابی نے ایک عورت و ملکی مان سے نکاح کیا پھر مسلمان ہو گیا پس اگر دونوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا ہو تو دونوں کا نکاح باطل ہوگا اور اگر دونوں سے متفرق نکاح کیا ہو تو پہلی کا نکاح جائز اور دوسری کچھیلی کا نکاح باطل ہوگا اور یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہے اور یہ اسوقت ہرگز کہ دونوں میں سے کسی کے ساتھ دخول نہ کیا ہو اور اگر اس نے دونوں سے دخول کر لیا ہو تو ہر حال دونوں کا نکاح باطل ہوگا اور اسپر اجماع ہے اور اگر دونوں میں سے ایک کے ساتھ دخول کیا پس اگر اس عورت سے دخول کیا ہو جس سے پہلے نکاح کیا ہے پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو پہلی عورت کا نکاح جائز اور دوسری کا نکاح باطل ہوگا اور اسپر بھی اجماع ہے یہ برائے میں ہے اور اگر اس نے پہلی عورت کے ساتھ دخول نہ کیا ہو بلکہ دوسری کے ساتھ دخول کیا ہو پس اگر پہلی دختر اور دوسری مان ہو تو بالاتفاق دونوں کا نکاح باطل ہوگا اور اگر پہلی مان ہو اور دوسری دختر ہو پس دوسری کے ساتھ دخول کیا تو بھی امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں کا نکاح باطل ہوگا و لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ دختر کے ساتھ نکاح کر لے اور اس عورت کی مان سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر جو مرد و مرد دونوں میں سے ایک دین اسلام سے مرتد ہو گیا تو دونوں میں بغیر طلاق کے فرقت فی الحال واقع ہو جائیگی خواہ قبل دخول کے مرتد ہوا ہو یا بعد دخول کے پھر اگر شوہر ہی مرتد ہوا ہو تو عورت کو پورا مہر ملیگا بشرطیکہ اس کے ساتھ دخول واقع ہوا ہو یا نصف مہر ملیگا اگر دخول واقع نہیں ہوا ہو اور اگر عورت ہی مرتد ہو گئی ہو پس اگر دخول ہو چکا ہو تو اسکو پورا مہر ملیگا اور اگر دخول نہیں ہوا ہو تو اسکو کچھ مہر نہ ملیگا۔ اور اگر دونوں ایک ساتھ مرتد ہو گئے پھر دونوں ایک ساتھ مسلمان ہو گئے تو شہانہ دونوں اپنے نکاح پر باقی رہینگے اور اگر دونوں ایک ساتھ مرتد ہو کر پھر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو دونوں میں فرقت واقع ہو جائیگی یہ کافی میں ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اول کون مرتد ہوا ہے تو حکم میں یہ قرار دیا جائیگا کہ گویا دونوں ایک ساتھ مرتد ہوئے ہیں یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کے جلانے کے واسطے یا بدین غرض کہ اس مرد کے عجبائے نکاح سے باہر ہو جاوے یا بدین غرض کہ تجدید نکاح سے اسپر دوسرا مہر لازم آوے اپنی زبان پر کلمہ کفر جاری کیا تو اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی پس وہ مسلمان ہونے کے واسطے مجبور کی جائیگی اور ہر قاضی کو اختیار ہو کہ اسکا جدید نکاح بہت کم مقدار پر اگرچہ ایک دینار ہو یا اندھو دے خواہ عورت اس سے خوش ہو یا ناراض ہو اور اس عورت کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس شوہر کے سوا دوسرے سے نکاح کرے اور شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ میں اسی حکم کو لیتا ہوں اور فقہ ابو اللیث نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں یہ ترمذی میں ہے۔ اور اگر مرد مسلمان ہوا اور اس کے تحت میں کتابیہ عورت ہو پھر مرد مذکور مرتد ہو گیا تو اسکی جو و اس سے بائند ہو جائیگی یہ محیط سخی میں ہے۔ اور بچہ اپنے مان و باپ میں سے اسکا تابع قرار دیا جاتا ہے جو براہ دین و دونوں میں سے بہتر ہو یہ کفر میں ہے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ دارمختلف نہو مثلاً دونوں دارالاسلام میں ہوں یا دونوں

دارا خرب میں ہون یا بچہ دار الاسلام میں ہو اور باپ دارا خرب میں مسلمان ہو گیا تو بچہ اپنے باپ کی تہمت میں مسلمان ہو گا اس واسطے کہ باپ اگرچہ دارا خرب میں مسلمان ہو اچھ لیکن وہ حکماً دارا الاسلام کے لوگوں میں سے ہو اور اگرچہ دارا خرب میں ہو اور باپ دارا الاسلام میں مسلمان ہو گیا ہو تو بچہ اسکا تابع قرار نہ دیا جائیگا اور مسلمان نہ ہو گا یہ نہیں ہیں جو اور نجوسی دین والا کتابی کا فر سے بدتر یہ کہ نہیں ہیں اگر مان دباپ میں سے ایک مجوسی اور دوسرا کتابی ہو تو بچہ مثلاً بیٹی ہو وہ کتابی قرار دی جائیگی پس مسلمان مرد کو جائز ہو کہ اس عورت سے نکاح کرے اور بچہ کا ناجیہ حلال ہو گا یہ غایہ سرحدی میں ہے۔ ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا پھر ایک ساتھ دونوں مجوسی ہو گئے تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دونوں میں فرقت واقع ہوگی اور امام محمد نے فرمایا واقع نہ ہوگی یہ ظہیر یہ میں ہے اور اگر مسلمان کے تحت میں نصرانیہ عورت ہو اور دونوں ساتھ ہی یہودی ہو گئے تو بالفاظی دونوں میں فرقت واقع ہو جائیگی اور مرد پر پورا امر واجب ہو گا اس واسطے کہ سبب فرقت کا خاصہ مرد کی طرف سے پیدا ہوا ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر ایک مسلمان نے ایسی لڑکی سے نکاح کیا جسکے مان و باپ مسلمان نہ ہیں پھر وہ دونوں مرتد ہو گئے تو یہ لڑکی اپنے خاوند سے باندہ نہ ہوگی اگرچہ وہ دونوں مان و باپ دارا خرب میں چلے جائیں اور اگر دونوں اس لڑکی کو بھی دارا خرب میں لینگئے تو باندہ ہو جائیگی اور اگر دونوں میں سے ایک ہمارے دارا الاسلام میں مرتد ہو کر یا مسلمان ہونے کی حالت میں مر گیا پھر دوسرا مرتد ہو کر اس لڑکی کو لیکر دارا خرب میں چلا گیا تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے باندہ نہ ہوگی یہ ظہیر یہ میں ہے۔ ایک نصرانیہ لڑکی ایک مسلمان کے تحت میں ہو پس اسکا باپ مجوسی ہو گیا حالانکہ اسکی مان نصرانیہ ہونے کی حالت میں مر گئی ہو تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے باندہ نہ ہوگی یہ محیط سرخی میں ہے۔ ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ لڑکی سے نکاح کیا جسکو اسکے باپ نے بیاہ دیا ہو اور اسکے مان و باپ دونوں نصرانی ہیں پھر اسکے باپ و مان میں سے ایک مجوسی ہو گیا اور دوسرا نصرانی رہا تو لڑکی اپنے شوہر سے باندہ نہ ہوگی اور اگر مان و باپ دونوں مجوسی ہو گئے اور یہ لڑکی یتیم و بر حال خود مانا بالغ ہو تو اپنے شوہر سے باندہ ہو جائیگی اگرچہ وہ دونوں اسکو دارا خرب میں نہ لیجا دیں اور اسکو ہم سے قلیل و کثیر کچھ نہ لینگا اور اسی طرح اگر لڑکی بالغ ہو گئی ہو لیکن مستوہ بالغ ہوئی ہو تو بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ جب مستوہ بالغ ہوئی تو برابر دین میں اپنے والدین و دار کے تابع رہیگی اس واسطے کہ مستوہ ہم کا ذاتی اسلام و حقیقت کچھ نہیں ہوتا ہے نہیں اس اعتبار سے ہنزہ صغیرہ کے ہے۔ ایک عورت بالغ مسلمان تھی وہ مستوہ ہو گئی اور اسکے مان و باپ مسلمان ہیں پس اسکو اسکے باپ نے مستوہ ہونے کی حالت میں بیاہ دیا ہے کہ نکاح جائز ہوا پھر اسکے مان و باپ لغو و باندہ تعلق مرتد ہو گئے اور دارا خرب میں چلے گئے تو یہ عورت اپنے شوہر سے باندہ نہ ہوگی اور صغیرہ اگر اسلام کو سمجھ گئی اور اسکو بیان کیا کہ اسلام یوں ہے پھر وہ مستوہ ہو گئی تو اسکا حکم بھی ایسی صورت میں اسی عورت مذکورہ بالا کے مثل ہے اگر ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا اور یہ صغیرہ ہے اور اسکے مان و باپ نصرانی ہیں پھر وہ بڑی سینے بالغ ہوئی مگر ایسی کہ کسی دین کو نہیں سمجھتی اور نہ بیان کر سکتی ہو حالانکہ وہ مستوہ نہیں ہے تو در صورت واقعہ مذکورہ بالا کے وہ اپنے شوہر سے باندہ ہو جائیگی اور اسی طرح اگر صغیرہ مسلمہ جب بالغ ہوئی تو مستوہ نہ تھی مگر وہ اسلام کو نہیں جانتی اور نہ بیان کر سکتی ہے تو در صورت واقعہ مذکورہ بالا کے وہ

اسے شوہر سے بائند ہو جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور قبل دخول کے بائند ہو جانے میں اسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور بعد دخول کے بائند ہونے سے مہر سے ملیگا اور یہ واجب ہو کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے نام پاک کو حق تمام اوصاف کے اسکے سامنے بیان کیا جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ آیا اللہ تعالیٰ شانہ ایسا ہی کرے اگر اُس نے کہا کہ ہاں تو حکم دیا جائیگا کہ وہ مسلمان ہو اور اگر مرد وہ نے کہا کہ میں سمجھتی ہوں اور وصف کر سکتی ہوں مگر نہیں بیان کرتی ہوں تو شوہر سے بائند ہو جائیگی اور اگر اُس نے کہا کہ میں اسکو بیان نہیں کر سکتی ہوں تو ایسی صورت میں اختلاف ہو اور اگر اسلام کو سمجھی مگر بیان نہ کیا تو بائند نہ ہوگی اور اگر اُس نے جو سب کچھ کا دین بیان کیا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک بائند ہو جائیگی اور امام ابو یوسف نے اختلاف کیا ہے اور یہی مسئلہ ارتداد طفل کا ہو چکا ہے میں ہر ایک مرد چند مرتبہ مرتد ہوا اور ہر بار تجدید اسلام کی اور تجدید نکاح کر لی تو بنا بر قول امام عظیم کے اسکی عورت اسکے واسطے بدون دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے حلال ہوگی۔ اور جو عورت مرتد ہو گئی اسکے شوہر کو اختیار ہو کہ اس عورت کے سواے چار عورتوں سے نکاح کر لے بشرطیکہ عورت مذکورہ دار الحوب میں چلی گئی ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے اسکے پاس سے سفر کر کے چلا گیا پھر اسکو ایک غمخیز نے خبر دی کہ وہ عورت مرتد ہو گئی اور یہ غمخیز آزاد یا ملوک یا محدود القذف ہے مگر اُسکے نزدیک یہ نقد یعنی مقدم علیہ ہے تو اسکو گناہ شش ہے کہ اسکی تصدیق کر کے اس عورت کے سواے چار عورتوں سے نکاح کر لے اور اسی طرح اگر غمخیز کو اسکے نزدیک غیر ثقہ ہو لیکن اسکی رائے غالب میں وہ سچا نظر آوے تو بھی اُسکے واسطے یہی حکم ہے اور اگر اسکی رائے غالب میں وہ جھوٹا ہو تو تین سے زیاہ وہ عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر کسی عورت کو غمخیز نے گئی کہ تیرا شوہر مرتد ہو گیا ہے تو اسکو اختیار ہو کہ بعد انقضائے عدت کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لے اور یہ روایت استحسان ہے اور بنا بر روایت سیر کے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اور شمس الائمہ شریعی نے فرمایا کہ تصدق استحسان فرمایا صحیح ہے یہ قاعدے قاضی خان میں ہے اور اگر ایسا مرد جو نشہ میں ہو اور اسکی عقل جاتی رہی ہے مرتد ہو گیا تو استحسانا اسکی جو دوس سے بائند نہ ہوگی یہ سراج الوہاب میں ہے

گیا رھوان باب قسم کے بیان میں۔ قال المترجم قسم سے مرد و باری ہے جبکہ کسی عورت میں ہوں تو نہیں باری مقرر کرے اور یہ امر کہ کن کن باتوں میں کس طرح واجب ہے یہ کتاب میں خود فرمایا ہے کہ شوہروں پر دو جہات میں سے ہے کہ اپنی جو دہوں کے درمیان تعدیل و تسویہ ایسی باتوں میں کریں جنکے وہ مالک ہیں اور مصاحبت و موانست کے واسطے شب بامشی میں برابر ہی رکھیں اور جو بامین انکے اختیار میں نہیں ہیں انہیں تعدیل و تسویہ انہیں واجب نہیں ہے اور وہ محبت دلی ہے اور جامع ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اس حکم میں غلام مثل آزاد کے ہو یہ خلاصہ میں ہے پس اپنی سب عورتوں کے درمیان امور مذکورہ میں مساوات رکھے خواہ قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو خواہ میٹھ ہو یا میر لیضہ و رقیقہ ہو یا ایسی مجنونہ جو جسکی ذات سے خوف نہ خواہ حائلہ ہو یا نفاس میں ہو یا حاملہ ہو خواہ ایسی صغیرہ ہو جس سے وطی کرنا ممکن ہو یا احرام باندھے ہوئے ہو یا ایسی ہو کہ اس سے ایلا کر کیا ہو یا غار کیا ہو یہ تبیین میں ہے اور اسی طرح عورت مسلمہ و کتابیہ کے درمیان بھی باری واجب ہے یہ سراج الوہاب میں ہے اور شوہر صحیح و مرلیض و محبوب و خصی و عین و بائع و مراہق و مسلمان و ذمی اس باری میں سب برابر ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر ایک عورت

مسلمہ و عین و بائع و مراہق و مسلمان و ذمی اس باری میں سب برابر ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر ایک عورت

مسلمان یا کتیبہ ہو اور دوسری باندھی یا مکاتیبہ یا مدبرہ یا ام ولد ہو تو آزادہ کے واسطے دو دن و دو رات مقرر کرے اور باندھی کے واسطے ایک دن و ایک رات مقرر کرے یہ خلاصہ میں مذکور اگر وہ باندھی کے پاس ایک دن رہا پھر وہ آزاد کر دی گئی تو آزادہ جو رو کے نزدیک بھی ایک ہی روز رہیگا اور اسی طرح اگر وہ خرو کے پاس رہا پھر باندھی آزاد کی گئی تو آزادہ کے پاس چلا جاوے اس واسطے کہ مقتضی تاخیر نہ آئی ہو گیا یہ نہیں میں ہو۔ اور جو باندیان اُسکے تحت میں اُسکی ملک میں ہوں انہیں کوئی تقسیم و باری نہیں ہو یہ بدائع میں ہو اور باری کا مدار و عاوت ہو جو اور کسی عورت سے سوا اس کے باری کے روز کے جامع نہ کرے اور جسکی باری نہیں ہو اُسکے پاس اس رات میں نہ جاوے لیکن دن میں کسی ضرورت سے اُسکے پاس جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو مان اگر بغیر باری عالی بیمار ہو تو دوسری کی باری کی رات میں بھی اُسکے پاس عیادت کے واسطے جانا جائز ہو اور اگر اسکا مرض سخت ہو گیا تو مضائقہ نہیں ہو کہ اُسی کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ اچھی ہو جاوے یا مر جاوے یہ جو ہر نہ میں ہو۔ اور گھروں کے مقدار کا اختیار شوہر کو ہو اس واسطے کہ حاجی استحقاق فقط تعدیل و تسویہ کا ہو نہ اُسکے طریقہ کا یہ نہیں میں ہو۔ اور اگر قاضی نے شوہر کو حکم دیا کہ باری و تسویر کے پھر اُسے خیانت کی اور ایسا نہ کیا پس جو رو اسکو قاضی کے پاس لگئی تو قاضی اُسکے واسطے کوئی سزا تجویز کرے اس واسطے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہو یا ہو پھر اسکو حکم کرے کہ آئندہ تعدیل و تسویہ مرغی رکھے اور جو زمانہ گزر گیا وہ رایگانہ کیا اُسکی بابت اس جو رو کو یہ مطالبہ نہیں پہونچتا ہو کہ اتنے دن اُسکے پاس رہ کر پھلی خیانت کی تلافی کرے اور اگر ایک جو رو کی اجازت سے دوسری جو رو کے پاس باری سے زائد رہا تو جائز ہو مگر اجازت دینے والی جو رو کو اختیار ہو کہ اپنی اجازت سے رجوع کر جاوے پس اجازت لازمی نہیں ہوتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خاق میں ہو۔ اور اگر کسی جو رو نے اپنی باری اپنی سوت کو مہر کر دی تو جائز ہو لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اس سے رجوع کر لے یہ سراج الوداع نہیں ہو۔ اور اگر کوئی جو رو اپنی باری اپنی سوت کے واسطے چھوڑ دینے پر راضی ہوتی تو جائز ہو اور اسکو سخت یا ہلکا کہ اس سے رجوع کر لے یہ جو ہر نہ میں ہو۔ اور اگر دو جو رو توں سے نکاح کیا بدین شرط کہ ان دونوں میں سے ایک کے پاس زیادہ رہا کرے یا ایک نے شوہر کو مال دیا کہ اُسکی باری بڑھاوے یا اپنے اوپر اُسکی اجرت مقرر کی کہ اُسکی باری بڑھاوے یا اپنے مرتبین سے کم کر دیا بدین رض کہ اُسکی باری بڑھاوے تو شرط اور معاوضہ دونوں باطل ہیں اور عورت مذکور کو اختیار ہوگا کہ اپنا مال واپس کر لے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر شوہر نے دونوں میں سے ایک کو مال بدین شرط دیا کہ وہ اپنی باری دوسری کو دیدے یا خود عورت نے سوت کو مال دیا کہ وہ اپنی باری مجھ کو دیدے تو جائز نہیں جو اور مال واپس کر لیا جاوے یہ تاثر غائبہ میں ہو۔ اور اگر ایک شخص کی ایک جو رو ہو اور یہ شخص رات کو حیادت شب میں مشغول رہتا ہو اور دن میں روزہ رکھتا ہو یا لوڈیوں میں مشغول رہتا ہو یعنی بیوی کا یہ حق ادا نہیں کرتا ہو پس اُسکی جو رو نے قاضی سے فرماوے کہ قاضی اُسکو حکم کرے کہ چند روز اُسکے ساتھ رہا کرے اور اچھا کرے اُسکے واسطے زلفہ انطار کرے اور امام ابو حنیفہ علیہ السلام فرماتے تھے کہ عورت کے واسطے ایک رات دو دن و مرد کے واسطے تین رات دو دن ہیں پھر اُس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ شوہر کو یہ حکم دیا جائے کہ عورت کی مراعات رکھے اور اپنی محبت میں اُسکو مانوس کرے اور مقبوض ہو

یہ جو ہر نہ میں ہو
اور اگر کوئی جو رو اپنی باری اپنی سوت کے واسطے چھوڑ دینے پر راضی ہوتی تو جائز ہو اور اسکو سخت یا ہلکا کہ اس سے رجوع کر لے یہ جو ہر نہ میں ہو۔ اور اگر دو جو رو توں سے نکاح کیا بدین شرط کہ ان دونوں میں سے ایک کے پاس زیادہ رہا کرے یا ایک نے شوہر کو مال دیا کہ اُسکی باری بڑھاوے یا اپنے اوپر اُسکی اجرت مقرر کی کہ اُسکی باری بڑھاوے یا اپنے مرتبین سے کم کر دیا بدین رض کہ اُسکی باری بڑھاوے تو شرط اور معاوضہ دونوں باطل ہیں اور عورت مذکور کو اختیار ہوگا کہ اپنا مال واپس کر لے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر شوہر نے دونوں میں سے ایک کو مال بدین شرط دیا کہ وہ اپنی باری دوسری کو دیدے یا خود عورت نے سوت کو مال دیا کہ وہ اپنی باری مجھ کو دیدے تو جائز نہیں جو اور مال واپس کر لیا جاوے یہ تاثر غائبہ میں ہو۔ اور اگر ایک شخص کی ایک جو رو ہو اور یہ شخص رات کو حیادت شب میں مشغول رہتا ہو اور دن میں روزہ رکھتا ہو یا لوڈیوں میں مشغول رہتا ہو یعنی بیوی کا یہ حق ادا نہیں کرتا ہو پس اُسکی جو رو نے قاضی سے فرماوے کہ قاضی اُسکو حکم کرے کہ چند روز اُسکے ساتھ رہا کرے اور اچھا کرے اُسکے واسطے زلفہ انطار کرے اور امام ابو حنیفہ علیہ السلام فرماتے تھے کہ عورت کے واسطے ایک رات دو دن و مرد کے واسطے تین رات دو دن ہیں پھر اُس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ شوہر کو یہ حکم دیا جائے کہ عورت کی مراعات رکھے اور اپنی محبت میں اُسکو مانوس کرے اور مقبوض ہو

درہ عورت کو نکاح پر یافت کر لینے کا اختیار ہے۔ اور اگر عورت کا باپ لنگاہ اور کوئی آدمی ایسا نہ ہو جو اسکی تیمارداری کرے اور اس عورت کا شوہر اسکو اس کے پاس جانے سے منع کرتا ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ اپنے شوہر کے حکم کو نہ مانے اور جا کر اپنے باپ کی خدمت کرے خواہ اسکا باپ مسلمان ہو یا کافر ہو۔ ایک مرد کی ماں جو ان پر کہ وہ شادی کی دعوت اور لوگوں کی مصیبت وغنی میں جاتی ہے اور اس عورت کا شوہر نہیں ہے تو اسکا بیٹا اسکو منہ بن کر سکتا ہے تا وقتیکہ اس کے نزدیک یہ امر محقق نہ ہو کہ عورت مذکورہ بنظر فساد و جاپا کرتی ہے یعنی بدکاری کی یقین ہو اور جب اسکو یہ متحقق ہو تو قاضی کے پاس مراجعہ کرے پھر جب قاضی اسکو اجازت دیدے کہ تو منع کر تو اسکو اختیار ہو گا کہ اپنی ماں کو منع کرے کیونکہ وہ منع کرنے میں قاضی کا قائم مقام ہے یہ کافی میں ہے۔ ایک شخص نے کو فہ میں چار عورتوں سے نکاح کیا پھر ان چار میں سے ایک غیر معین کو طلاق دی پھر کہ کی ایک عورت سے نکاح کیا پھر چاروں میں سے ایک غیر معین کو طلاق دیدی پھر طائف میں ایک عورت سے نکاح کیا پھر مر گیا لیکن اس نے انہیں سے کسی عورت سے دخول نہیں کیا تھا تو طائف والی عورت کو پورا مہر ملیگا اور مکہ والی عورت کو آٹھ حصوں میں سے سات حصہ مہر کے ملینگے اور کو فہ والیوں کو تین مہر کامل اور آٹھواں حصہ ایک مہر کا ملیگا جو ان سب میں مساوی تقسیم ہوگا۔ ایک شخص نے ایک عقد میں ایک عورت سے نکاح کیا اور دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا اور تین عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا پس یہ تین فریق ہونے اور یہ معلوم نہیں کہ انہیں سے کون فریق مقدم ہے پس جس سے تنہا نکاح کیا ہے اسکا نکاح بالیقین صحیح ہے۔ اور باقی فریق میں شوہر کا قول لیا جائیگا کہ کون انہیں سے اول ہے اور ان دونوں فریق میں سے جو فریق مرا اور شوہر زندہ ہے اور شوہر نے کہا کہ یہی فریق ان دونوں میں سے پہلا ہے تو اس فریق کی عورتوں کا جو مر گئی ہیں شوہر وارث ہوگا اور اس کے مہر ادا کر گیا اور شوہر اور دوسرے فریق کے درمیان تفریق کی جائیگی اور اگر شوہر نے ان سب عورتوں سے دخول کر لیا ہو پھر اپنی صحت میں یا موت کے وقت کہا کہ ان دونوں فریق میں سے یہ فریق پہلا ہے تو یہی پہلا فریق ہوگا اور شوہر اور دوسرے فریق کے درمیان جدائی کی جائیگی لیکن دوسرے فریق کی ہر عورت کے واسطے اس کے مہر سے اور مہر مثل دونوں میں سے کم مقدار شوہر کے ذمہ واجب ہوگی۔ اور اگر شوہر نے ہر دو فریق مذکورہ کی نسبت کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ انہیں سے اول کون ہے تو وہ ان دونوں فریق سے روکا جائیگا اگر فریق اول یعنی وہ عورت جس سے تنہا نکاح کیا ہے اس سے نہیں روکا جائیگا پھر اگر شوہر مذکور بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو اس عورت کو اسکا پورا مہر سے ملیگا اور تین عورتوں والے فریق کو ڈیڑھ ملیگا جو ان کے درمیان مساوی مشترک ہوگا اور دو عورتوں والے فریق کو ایک مہر ملیگا جو ان کے درمیان مساوی مشترک ہوگا یہ شرح مبسوط امام سرخسی میں ہے۔ ایک عورت اور اسکی دو بیٹیوں سے منفرد تین عقدوں میں نکاح کیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اول کس سے نکاح کیا ہے پھر شوہر قبل و طی اور بیان کے مر گیا تو ان سب کو ایک مہر کامل ملیگا اور جو میراث عورت کے واسطے مقرر ہے وہ پورے ایک ملیگی اور یہ بالاتفاق ہے پھر کیفیت تقسیم میں اختلاف ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ ہر میراث ہر ایک میں سے ماں کو نصف ملیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ ان بیٹیوں میں تین حصے کر تقسیم ہوگا اور اگر ماں سے ایک عقد میں اور ہر دو دختر سے ایک عقد میں نکاح کیا تو بالاتفاق سب ماں کو

کتاب الرضاع

۹

قال المترجم سمجھنے کے واسطے چند باتوں کا پہلے بیان کرنا بہتر ہو رضاعت دودھ دینے کو کہتے ہیں اور بچہ کو
 اُسکی مان کے سوائے اگر کسی عورت نے دودھ پلایا تو یہ عورت مرضعہ ہے اور بچہ رضیع ہے اور فیصل بطور حاملہ مصدر
 رضاعت ہے اور یہ مرضعہ اس رضیع کی دودھ پلائی مان ہے کہ اسکے ساتھ نکاح کرنا قطعاً حرام ہے جیسے اپنی
 مان سے جسکے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور رضاعت سے حرمت اسی طرح ہو جاتی ہے جیسے نسب سے ہوتی ہے اگر
 بشرائط پائی جاوے قال نے الکتاب۔ رضاعت اگر مدت رضاعت میں پائی جاوے تو خواہ قلیل رضاعت
 ہو یا کثیر ہو اُس سے تحریم متعلق ہو جاتی ہے یہ ہدایہ میں ہے اور قلیل رضاعت کی تفسیر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ
 اس قدر ہو کہ اُس سے یہ معلوم ہووے کہ دودھ حلق سے نیچے پیٹ میں پہنچا ہے اور رضاعت کی مدت
 امام عظیمؒ کے قول میں تیس مہینہ ہیں یعنی بچہ ڈھائی برس تمام ہونے تک جسکا دودھ پیے وہ اُسکی مرضعہ
 ان ہے اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ رضاعت کی مدت دو برس ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے قال المترجم
 پس اگر اس مدت مذکورہ سے زائد سن کا بچہ ہو گیا اور اُس نے کسی کا دودھ پیا تو وہ ان احکام کے ثبوت کے
 واسطے کافی نہیں ہے اور جو بعض احادیث میں اس سے زیادہ بلکہ جو ان عمر کے واسطے رضاعت ثابت فرمائی
 گئی تھی وہ خصوصیات میں داخل ہے دینر تاویلات و مباحث جو اس سے متعلق ہیں اپنے مقام پر مشرح ہیں
 یہ مقام بیان نہیں ہے اسی پر اکتفا کرنا چاہیے اور جو کتاب میں مذکور ہے شہا چاہیے کہ اگر رضاعت مدت رضاعت
 کے اندر دودھ سے چھوڑا دیا گیا پھر مدت رضاعت باقی تھی کہ اُسکو کسی عورت نے دودھ پلایا تو یہ رضاعت ہے
 پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر دو برس کے اندر ایسا ہوا ہے تو بالاتفاق رضاعت ہوگی اور اگر دو برس کے بعد
 ڈھائی برس کے اندر ایسا ہوا ہے تو فقط امام عظیمؒ کے قول پر متحقق ہوگی اور یہ اس وجہ سے ہے کہ مدت رضاعت
 میں پائی گئی ہے اور یہی ظاہر الذہب ہے یہ محیط میں ہے اور ینابیع میں لکھا ہے کہ اسی پر فتوے ہوئے تا تاریخ
 میں ہے۔ اور جب مدت رضاعت گزر جائے تو پھر دودھ پلانے سے تحریم نہیں ثابت ہوتی ہے۔ یہ
 ہدایہ میں ہے۔ بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہو کہ رضاعت ثابت ہونے کے واسطے مدت رضاعت کی مقدار
 میں اسام اور صاحبین میں اختلاف ہو لیکن اس امر پر اجماع و اتفاق ہے کہ رضاعت کی اجرت کا
 استحقاق ثابت ہونے کے واسطے مدت رضاعت دو ہی برس ہیں چنانچہ اگر شوہر کی طرف سے اُسکی
 جو دو برس سے بچہ پیدا ہوا ہے طلاق ہوئی مگر اس مطلق نے بچہ کو اجرت پر دودھ پلایا پھر مطلق مذکورہ
 نے دو برس کے بعد کی رضاعت کی اجرت کا مطالبہ کیا اور بچہ کے باپ نے دینے سے انکار کیا تو پھر
 جبر نہ کیا جائیگا اور دو برس تک کی اجرت دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور
 واضح رہے کہ جس طرح حرمت رضاعت مان لینے دودھ پلائی کی جانب ثابت ہوتی ہے اسی طرح اُسکے

رضیع

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

خاوند لینے جسکی وطی سے اسکا دودھ ہر اسکی جانب بھی ثابت ہوتی ہے اور وہ اس رضیع کا باپ ہو جاتا ہے اور تمام احکام ثابت ہوتے ہیں یہ طریقہ یہ ہیں ہر پس رضیع پر خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اسکی رضاعی مان و باپ اور ان مان و باپ کے اصول و فروع نسبی و رضاعی دونوں طرح کے سب حرام ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اگر مرضعہ اس مرد سے جسکی وطی کا دودھ ہر کوئی بچہ جنی ہے خواہ دودھ پلانے سے پہلے یا اسکے بعد یا اسکے سوائے اس طرح دوسرے شوہر سے بچہ جنی یا کسی دوسرے رضیع کو دودھ پلایا ہو یا اس مرد کی اولاد اس مرضعہ سے یا اسکے سوائے دوسری عورت سے قبل اس دودھ پلانے کے یا بعد دودھ پلانے کے پیدا ہوئی یا کسی عورت نے جسکا دودھ اسکی وطی سے ہر کسی رضیع کو دودھ پلایا تو یہ سب اس رضیع مذکورہ بالا کی تینیں و بھائی ہونگے اور انکی اولاد اس رضیع کے بھائی و بہنوں کی اولاد ہوگی اور اس مرد کا بھائی اس رضیع کا چچا اور بہن اسکی بھوپھی ہوگی اور مرضعہ کا بھائی اسکا مامون اور بہن اسکی خالہ ہوگی اور ایسے ہی دادا و دادی و نانا و نانی وغیرہ میں سمجھنا چاہیے قال المترجم مثل عمر و کے بیٹے زید نے دو برس یا دو حائے برس کے اندر ہندہ کا دودھ پیا اور ہندہ کا دودھ خالہ نامی ایک مرد کی وطی سے ہے تو ہندہ اس زید کی مرضعہ مان و خالہ اسکا باپ ہوا پھر اس دودھ پلانے سے پہلے کی اولاد ہندہ کی کل لڑکا کا از لطفہ خالہ و کریمہ لڑکی کا از لطفہ خالہ و یدھ لڑکا کا و جمیلہ لڑکی کا از لطفہ شاہد نامے ایک مرد سے ہے اور دودھ پلانے کے بعد کی اولاد اس خالہ کے لطفہ سے ایک لڑکا کا و لڑکی اور نیز خالہ کے سوائے بعد طلاق یا موت کے دوسرے شوہر کے لطفہ سے دو لڑکا اور ایک لڑکا ہو۔ اور نیز خالہ کا ایک لڑکا و دو لڑکیاں اس ہندہ کے سوائے دوسری جو و کے پیٹ سے ہیں اور یہ اولاد اس ہندہ کی زید کو دودھ پلانے سے پہلے کی ہے اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا دودھ پلانے کے بعد کا کسی عورت کے پیٹ سے ہے اور نیز ہندہ مذکورہ نے شعیب نام ایک رضیع کو یا سلی نام ایک رضیع کو دودھ پلایا ہے یا خالہ کی دوسری جو و نے جسکا دودھ خالہ کی وطی سے ہے کسی رضیع یا رضیعہ کو دودھ پلایا ہے خواہ ہندہ کے زید کو دودھ پلانے سے پہلے یا اسکے بعد تو ہندہ کی سب اولاد خواہ خالہ کے لطفہ سے ہو یا غیر کے لطفہ سے ہو خواہ زید کو دودھ پلانے سے پہلے کی پیدا ہو یا بعد کی پیدا ائیں ہو اور نیز ہندہ کے سب دودھ پلانے بچے خواہ پہلے کے ہوں یا بیچھے آگے دودھ پلایا ہو یہ سب زید کے بھائی بہن ہیں اور ہندہ کی بہن زید کی خالہ و بھائی مامون ہے اور اس طرح خالہ کی سب اولاد خواہ ہندہ کے پیٹ سے ہو یا دوسری جو و کے پیٹ سے ہو خواہ زید کو ہندہ کے دودھ پلانے سے پہلے کی ہو یا بعد کی ہو اور سب رضاعی اولاد خواہ ہندہ کی رضیع ہوں یا کسی دوسری جو و کے جسکا دودھ خالہ کا ہے رضیع ہوں سب زید کے بھائی و بہن ہونگے علی ہذا القیاس فاحفظ۔ اور رضاعت سے حرمت مصاہرہ بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ رضاعی باپ کی جو جو و ہوگی وہ اس رضیع پر حرام ہوگی اور رضیع کی جو و اس کے رضاعی باپ پر حرام ہوگی اور علی ہذا القیاس یہی حکم مثل نسب کے سب جگہ ہر سوائے دو مسئلوں کے کہ انہیں یہ قیاس نہیں ہے کہ انہی التمدید چنانچہ اول دو ستون میں سے ایک یہ ہے کہ مرد کو یہ روا نہیں ہے کہ اپنے نسبی پسر کی بہن سے نکاح کرے اسوائے اس کے کہ پسر کی بہن اگر خود اسکے لطفہ سے ہوگی تو وہ اسکی دختر ہوئی اور اگر اسکے لطفہ سے ہوگی تو ربیبہ ہوگی بہر حال ناجائز ہوگی اور رضاعت کی صورت میں یہ جائز ہے کیونکہ یہ بات

رضاعت میں ہمین پانی چاہیگی پس جائز ہوگی حتیٰ کہ اگر نسب میں بھی ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ پائی جاوے
مثلاً ایک باندہ دو اجنبی شریکوں میں مشترک ہو اُسکے بچہ پیدا ہوا اور دونوں شریکوں نے ایک ساتھ اُسکے نسب کا
دعوئی کیا اور نسب دونوں سے ثابت ہو گیا اور ان دونوں سے ہر ایک کی ایک دختر کسی دوسری عورت سے
ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ اپنے شریک کی دختر سے نکاح کرے اگرچہ یہ بات پائی گئی کہ اپنے
نسبی لیسر کی بہن سے نکاح کیا۔ اور دوسرا مسئلہ یہ ہو کہ مرد کو اپنے نسبی بھائی کی ماں سے نکاح کرنا نہیں جائز ہو
اور رضاعت میں ہو سکتا ہو اس واسطے کہ نسب کی صورت میں اگر دونوں ماں کی طرف سے بھائی بھائی ہوئے
تو بھائی کی ماں اُسکی ماں ہوگی اور اگر دونوں باپ کی طرف سے بھائی ہوئے تو بھائی کی ماں اُسکے باپ کی جورو
ہوئی بہر حال ناجائز ہوگی اور یہ معنی رضاعت میں معدوم ہیں یہ محیط میں ہو اور رضاعتی بھائی کی بہن حلال ہو جیسے
نسبی کی حلال ہو چنانچہ اگر باپ کی طرف سے بھائی کی ماں کی طرف سے ایک بہن ہو پس یہ بہن اُسکے باپ
کی جانب سے بھائی کو حلال ہو کہ اس سے نکاح کر سکتا ہو یہ کافی ہیں۔ اور رضاعتی بھائی کی ماں اور رضاعتی چچا
کی ماں سے اور رضاعتی بھوپھی کی ماں اور رضاعتی ماموں و خالہ کی ماں حلال ہو یہ تصریح و قیاس میں ہے اور اسی طرح اپنی
رضاعتی جدہ کی ماں و فرزند رضاعتی کی حنفیہ سے نکاح حلال مگر نسبی سے حلال نہیں ہو یہ بین میں ہے۔ اسی طرح
اپنے رضاعتی فرزند کی بھوپھی سے نکاح کر سکتا ہو اسی طرح لیسر کی بہن کی ماں سے اور فرزند کی بہن کی بیٹی سے
اور فرزند کی بھوپھی کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہو یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اسی طرح عورت اپنے رضاعتی بہن کے
باپ اور لیسر کے بھائی اور حنفیہ کے باپ و فرزند کے جہر ماموں سے نکاح کر سکتی ہو اور نسب کی صورت میں یہ بہ
جائز نہیں ہے یہ بین میں ہے اور اگر ایک شخص نے اپنی جورو کو طلاق دی اور اُسکے دودھ ہر چھ اُسے عدت گزار جانے
کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے نے اُس سے دلی کی پس اگر دوسرے سے اُسکے بچہ پیدا ہوا
تو بالاجماع اُسکا دودھ دوسرے شوہر کا ہوگا اور شوہر اول سے منقطع ہو جائیگا اور اگر وہ دوسرے سے حاملہ ہوئی
تو بالاجماع یہ دودھ اول کا ہوگا اور اگر دوسرے سے حاملہ ہوئی مگر بچہ نہیں جنی تو امام اعظم نے فرمایا کہ جب تک
دوسرے سے بچہ بننے تک دودھ اول کا ہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس
نکاح سے کبھی اس مرد سے وہ بچہ نہیں جنی مگر اس عورت کے دودھ اُس پر اُس نے یہ دودھ کسی بچہ کو پلایا تو یہ رضاعت
اس عورت ہی کی جانب سے ہوگی اس مرد کی جانب سے ہوگی حتیٰ کہ اس رضیع پر اس مرد کی اولاد جو دوسری
عورت سے ہوگی وہ حرام نہ ہوگی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا اور اُس سے اولاد ہوئی اور عورت نے اس
دودھ سے کسی دختر صغیرہ کو پلایا تو اس زانی دُاُسکے باپ و دادا و اولاد میں سے کسی کو جائز نہیں ہے کہ اس دختر رضیعہ
سے نکاح کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اس زانی کے چچا و ماموں کو اس رضیعہ صغیرہ سے نکاح کرنا
جائز ہے جیسے اگر زنا سے متولد بچہ ہو تو اُسکا یہی حکم ہے یہ بین میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے بشبہہ دلی کی اور
وہ حاملہ ہو گئی پس اُسے اسی دودھ سے کسی بچہ کو پلایا تو یہ بچہ اس زانی کا رضاعتی لیسر ہو جائیگا اور علیٰ ہذا جہان
دلی ایسی ہو کہ اس میں دلی کفندہ سے نسب ثابت ہوتا ہو تو رضاعت بھی ثابت ہوگی اور جہان دلی کو نہ دالے سے
نسب نہیں ثابت ہوتا ہر دمان زانی کی طرف رضاعت بھی ثابت نہ ہوگی بلکہ فقط زانیہ یعنی دودھ پلانے والی

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

کی طرف رضاعت ثابت ہوگی یہ حضرات میں ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے کحل کیا اور اس سے عورت ایک بچہ
جنی اور اس نے اس بچہ کو دودھ پلایا پھر اسکا دودھ سوکھ گیا پھر اسکے بعد دودھ اُتر آیا اور اُس نے ایک لڑکے کو
دودھ پلایا تو اس رضیعہ لڑکے کو جائز ہے کہ اس مرد کی اولاد سے جو اس عورت مرضعہ کے سواے دوسری عورت
کے پیٹ سے ہو نکاح کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک باکرہ عورت کے جسکا ہنوز نکاح نہیں ہوا ہے دودھ اُترا
اور اُس نے ایک بچہ کو دودھ پلایا تو اس شخص بچہ کی مان ہو جائیگی اور ان دونوں میں تمام احکام رضاعت کے ثابت
ہونگے حتیٰ کہ اگر اس باکرہ نے کسی مرد سے نکاح کیا اور اس مرد نے اسکو قبل دخول کے طلاق دیدی تو مرد
مذکور کو جائز ہوگا کہ اس باکرہ کی رضیعہ دختر مذکورہ سے نکاح کرے اور اگر بعد دخول کے طلاق دی ہو تو اس
رضیعہ سے نکاح نہیں کر سکتا ہے یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ اور اگر کوئی دختر نو برش یا زیادہ سن کی ہوتی ہو اور
اسکے دودھ اُترا اور اس نے کسی بچہ کو پلایا تو اس سے تحریم متعلق ہوگی اور رضاعت سے تحریم جب ہی ہوجاتی ہے کہ
جب نو برس یا زیادہ سن کی عورت نے دودھ پلایا ہو یہ جو بہرہ نیرہ میں ہے اسی طرح اگر باکرہ کے زربانی اُترا تو اسکے
پلانے سے تحریم متعلق نہیں ہوتی ہے یہ فیقہ القدیر میں ہے۔ اور عورت نے اگر اپنی چھاتی بچہ کے منہ میں دیدی اور اسکو دودھ
چوسنا معلوم نہیں تو فقہاء رشک کے ساتھ حرمت ثابت ہوگی اور حقیقا طاعت ثابت ہوگی اور اگر بچہ کے منہ میں چھاتی سے
زرد رنگ کی رقیق چیز ٹپک گئی تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی اس واسطے کہ یہ بچہ بڑے ہوئے رنگ کا دودھ ہے یہ
خزانۃ المفتیین میں ہے۔ اور اگر کسی مرد کے دودھ اُترا اور اس نے کسی بچہ کو پلایا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت
نہیں ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر خنثی کے دودھ اُترا اور اس نے کسی بچہ کو پلایا پس اگر مسلم ہو کہ یہ عورت
ہے تو تحریم متعلق ہوگی اور اگر معلوم ہو کہ مرد ہے تو تحریم متعلق ہوگی اور اگر مشکک ہو یعنی مرد یا عورت کسی طرف علم نہ ہو
پس اگر عورتوں نے کہا کہ دودھ اس کثرت سے فقط عورتوں ہی کے ہوتا ہے تو احتیاطاً تحریم متعلق ہوگی اور اگر عورتوں
نے یہ نہ کہا تو تحریم متعلق ہوگی یہ جو بہرہ نیرہ میں ہے۔ اور زائدہ عورت و مردہ عورت کا دودھ حرمت رضاعت ثابت
ہونے کے واسطے یکساں ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کسی چوپایہ جانور کے دودھ سے دیوچون نے پیا تو اس
سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور رضاعت خواہ دارالاسلام میں متحقق ہو یا
دارالحرب میں حکم یکساں ہے چنانچہ اگر دارالحرب میں دودھ پلایا پھر یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے یا دارالحرب سے
مشکک رضیعہ و مرضعہ وغیرہ دارالاسلام میں چلے آئے تو انہیں باہم احکام رضاعت کے ثابت ہونگے یہ وجہ کروری میں ہے
اور رضاعت جیسے چھاتی سے دودھ جو کس لینے سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح ثقب سوط و جور سے ثابت ہوتی ہے
یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور کان میں چٹکانے اور حقنہ سے استعمال کرنے سے اور برابر اور سوراخ ذکر میں چٹکانے
سے اور زخم آنتہ اور جائفہ میں ٹولنے و استعمال کرنے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے اگرچہ پیٹ میں یا دماغ
میں پہنچ جاوے اور امام محمد کے نزدیک حقنہ سے استعمال کرنے سے رضاعت ثابت ہوجاتی ہے کذا فی التذیب
اور قولہ دل ظاہر ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مرد کھانے میں لگیا پس اگر اسکے بعد اس طعام کو آگ دی
گئی ہو کہ دودھ کو آگ کا پونچا اور طعام بجتے ہو گیا ہے کہ متغیر ہو گیا تو حرمت متعلق ہوگی خواہ دودھ غالب ہو
یعنی زیادہ ہو یا مغلوب ہو اور اگر اس طعام کو بطور مذکور آگ کا اثر نہ ہو پونچا پس اگر طعام غالب ہو تو بھی حرمت

متعلق نہوگی اور اگر دودھ غالب ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اس صورت میں بھی دہی حکم ہر سو اسطے کہ چیز مائع جب جامد سے لگتی تو اس کے تابع ہو گئی پس وہ مشروب ہونے سے خارج ہو گئی یعنی اب پینے کی چیز نہ رہی حتیٰ کہ اگر کچھ پینے کی چیز رہی چنانچہ مثلاً طعام قلیل ہو تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائیگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہر کہ جب لقمہ اٹھانے وقت دودھ کے قطرے نہ ٹپکتے ہوں اور اگر لقمہ اٹھانے پر دودھ کے قطرے ٹپکتے ہوں تو امام اعظم کے نزدیک بھی حرمت رضاع ثابت ہوگی اس واسطے کہ جب قطرہ دودھ کا حلق طفل میں گیا تو وہ ثبوت حرمت کے واسطے کافی ہے اور اس میں یہ ہے کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک بہر حال حرمت رضاع ثابت نہوگی کذا فی الکافی اور یہی صحیح ہے اس واسطے کہ دودھ کا قطرہ جلا جانا کافی نہیں بلکہ بطور تغذی چاہیے ہے اور تغذی اس صورت میں طعام سے ہوتی ہے یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور اگر عورت کا دودھ بکری کے دودھ میں ملا دیا مگر عورت کا دودھ غالب ہے تو حرمت رضاع ثابت ہوگی اور اسی طرح اگر عورت نے اپنے دودھ میں روٹی پھوڑی اور روٹی اس دودھ کو چوس گئی یا اپنے دودھ میں سونے سانسے پس اگر دودھ کا مزہ پایا جاوے تو حرمت ثابت ہوگی اور یہ اس وقت ہر کہ طعام کو لقمہ لقمہ کر کے کھایا اور اگر کھانے پینے کے طور پر پی لیا تو بالاتفاق حرمت رضاعت ثابت ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت کا دودھ پانی یا دودھ چا پانے کے دودھ میں ملا دیا تو غالب کا اعتبار ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اسی طرح ہر قریبی ہوتی چیز یا جامد چیز کے ساتھ ملائے میں یوں ہے اعتبار ہر یہ نہر الفائق میں ہے اور غالب ہونے کے معنی یہ مراد ہیں کہ ان چیز سے اسکا مزہ و رنگ و بویا ان میں سے کوئی ایک بات معلوم ہوتی ہو اور بعض نے فرمایا کہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک غالب سے یہ مراد ہے کہ دوسری چیز ملکر دودھ کا رنگ و مزہ بدل دے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک یہ مراد ہے کہ دودھ ہونے سے خارج ہو جاوے یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر دودھ اور دوسری چیز دونوں یکساں ہوں تو بھی حرمت ثابت ہونا واجب ہے اس واسطے کہ دودھ مغلوب نہیں ہوا ہے یہ بحر الرائق میں ہے اور اگر دودھ عورتوں کا دودھ لگیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک رضاعت کی تحریم اسی عورت سے متعلق ہوگی جس کا دودھ غالب ہے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ دونوں سے متعلق ہوگی چاہے مساوی ہوں یا کوئی ان میں سے غالب ہو کوئی مغلوب ہو اور یہی امام اعظم رحمہ سے بھی ایک روایت ہے اور یہی اظہر و احوط ہے کذا فی التبین اور بعض نے فرمایا کہ امام محمد رحمہ کا قول صحیح ہے شرح مجمع البحرین مولفہ ابن الملک رحمہ اللہ میں مذکور ہے اور اگر دونوں دودھ مساوی ہوں تو تحریم دونوں عورتوں سے متعلق ہوگی اور اس پر اجماع ہے یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر دودھ کو فیض یا رائب یا شیر یا زباد میں یا اقطیا یا صول بنا لیا اور وہ بچہ نے کھایا تو ایسے کھانے سے تحریم رضاعت متعلق نہوگی اس واسطے کہ اس طرح دودھ کے کھانے کو رضاعت نہیں کہتے ہیں یہ بدائع میں ہے اور ملقط المخفض میں ہے کہ گاون کی کسی عورت نے ایک دختر کو دودھ پلایا پھر اب یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کس عورت نے اسکو دودھ پلایا ہے پھر اسی گاون کے کسی مرد نے اس دختر سے نکاح کیا تو اسکو گنجائش ہے کہ اس منکوحہ کے ساتھ رہے اور یہ قضائے ہے اور عورتوں پر واجب ہے کہ بلا ضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیں اور اگر پلا دیں تو یا دیکھیں یا اسکو لکھ دیکھیں ایسا ہی میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے یہ مضرت میں ہے۔ اور تحریم ثابت ہونے کے واسطے رضاع طاری رضاع متقدم میں کچھ فرق نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ قال المترجم یعنی رضاعت قبل نکاح کے ہو یا بعد نکاح کے واقع ہو بہر حال

لے
کھا متعلق
اور دودھ
و یا دودھ
نکاح
فتاویٰ ہندیہ
سے کھا جائے
منہ فی غفلت
چو دہی
رہے ہو
سے
چیز کھا جائے
بہر حال
اظہار میں
سے ہوتا ہے
نکاح
تو رضاعت باقی
اسکا کھانا
۱۳۱
ارضاع طاری
ہو تو عورت پر
واجب ہے
اور رضاعت
اس سے پہلے
نہ ہو

رضاعت تحقق ہونے سے حرمت ثابت ہو جائیگی چنانچہ مثال کتاب میں فرماتے ہیں کہ اگر ایک مرد نے ایک صغیرہ سے نکاح کیا پھر شوہر کی نسی مان یا رضاعی مان یا اسکی بہن یا اسکی بیٹی نے اگر اس صغیرہ کو زکوہ کو دودھ پلایا تو یہ صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی اور اسکا نصف مہر اپنے شوہر پر واجب ہوگا پھر اگر مرضعہ نے عداً فساد کی نیت سے دودھ پلایا ہو تو شوہر اس مال کو اس مرضعہ سے واپس لیگا اور اگر اُس نے عداً ایسا نہیں کیا تو واپس نہیں لے سکتا چہ یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر دو اجنبیہ عورتوں نے جبکہ دودھ ایک ہی مرد کی دہلی سے ہے دودھ صغیرہ کو جو ایک مرد کے نکاح میں ہیں دودھ پلایا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی اور دونوں مرضعہ کچھ ضامن ہونگی اگرچہ دونوں نے عداً بغرض فساد ایسا کیا ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر دودھ دینا بیٹی ہوئی صغیرہ عورتوں سے نکاح کیا پھر ایک اجنبیہ عورت آئی اور اُس نے ان دونوں کو ایک ہی ساتھ یا آگے پیچھے دودھ پلایا تو دونوں صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی و لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے ایک سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے اور اگر ایسی تین صغیرہ ہوں اور تینوں کو عورت مذکورہ نے دودھ پلایا تو سب اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی و لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے اور اگر مرضعہ مذکورہ نے ایک بعد دوسرے کے آگے پیچھے انکو دودھ پلایا تو پہلی دونوں اس پر حرام ہو جائیگی اور رہی تیسری صغیرہ وہ اسکی جو ربی بیٹیگی اور اسی طرح اگر اُس نے دو کو ایک ساتھ دودھ پلایا پھر تیسری کو دودھ پلایا تو پہلی دونوں حرام ہو جائیگی اور تیسری اسکی جو ربی بیٹیگی اور اگر اُس نے پہلی کو دودھ پلایا پھر باقی دونوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا تو سب کی سب اس پر حرام ہو جائیگی یہ بدائع میں ہے۔ اور شوہر پر انہیں سے ہر ایک کے واسطے نصف مہر واجب ہوگا پھر اگر مرضعہ مذکورہ نے عداً بغرض فساد دودھ پلایا ہو تو اس مجموعہ ہر کو اُس سے بطور تادان لے لیگا یہ مضمرات میں ہے اور اگر چار ہوں اور چاروں دودھ دیتی ہوئی صغیرہ ہوں اور مرضعہ اجنبیہ نے ان سب کو ایک ہی ساتھ یا آگے پیچھے دودھ پلایا تو سب کا نکاح باطل ہو جائیگا یہ سراج الوہاج میں ہے اور اسی طرح اگر ایک کو دودھ پلایا پھر باقی تین کو ایک ساتھ دودھ پلایا تو سب حرام ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ان میں سے تین کو ایک ساتھ دودھ پلایا پھر چوتھی کو دودھ پلایا تو چوتھی حرام ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے ایک صغیرہ دودھ دیتی ہوئی سے اور دوسری جو ان عورت سے نکاح کیا پھر جو ان عورت نے اس صغیرہ کو دودھ پلایا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی پھر اگر جو ان کے ساتھ دخول نہیں کیا ہو تو اسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور صغیرہ کو نصف مہر ملیگا اور اس نصف کو بھی شوہر اس جو ان عورت سے واپس لیگا بشرطیکہ اُس نے عداً بغرض فساد ایسا کیا ہو اور اگر عداً ایسا نہ کیا ہو تو واپس نہیں لے سکتا ہے اگرچہ جو ان عورت یہ جانتی ہو کہ یہ صغیرہ بھی میرے شوہر کی جو ہے یہ ہدایہ میں ہے اور تعدد یعنی عداً کی یہ صورت ہے کہ مرضعہ کو یہ معلوم ہو کہ اس صغیرہ اور شوہر کے درمیان نکاح ہے اور میرا دودھ پلانا مفسد نکاح ہے پھر بھی اُس نے عداً دودھ پلایا یعنی بدین غرض کہ نکاح باطل ہو جاوے اور یہ غرض نہیں کہ یہ بھوک سے مینا ہے دودھ پلانے سے آرام پاوے یا ایسی حالت ہو کہ بھوک سے اُسے مر جانے کا خوف تھا پس اُس نے دودھ پلایا بنا برین اگر نکاح کا حال نہ جانتی ہو یا جانتی ہو مگر دودھ پلانے کو مفسد نکاح نہ جانتی ہو یا جانتی ہو و لیکن اس صغیرہ کے مرنے کا خوف ہو کہ اگر دودھ نہ پائیگی تو خوف ہے کہ شاید مر جاوے گی اور بغرض بھوک

دور کرنے کے بلایا تو یہ عدا کی نیت نہیں ہو پس شوہر اس سے صغیرہ کا نصف مہر ملا نہیں لے سکتا ہو اور اس مقدمہ میں کہ یہ فعل بشرط فساد نہ تھا قسم سے جو ان عورت مرضعہ کا قول قبول ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ دونوں صورتوں میں شوہر واپس لے سکتا ہو چاہے اس نے فساد کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن امام محمد سے صحیح وہی ہو جو ملا صبر الدیہ میں مذکور ہو اور وہی صحیحین رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول ہو کہ یہ فتح القدر میں ہو اور اگر دودھ پلا دینے والی مجنونہ ہو تو شوہر اس سے صغیرہ کا نصف مہر نہیں لے سکتا ہو اور نیز اگر مجنونہ نے قبل دخول کے ایسا فعل کیا ہو تو اسکو نصف مہر ملے گا نہ کہ اسے قاضی خان اور یہی حکم مقویہ کا ہو کہ اس نے الحظ اور یہی حکم ہو اگر جو ان عورت مرضعہ پر اکراہ و زبردستی کی گئی ہو کہ اس نے فتح القدر اور اسی طرح اگر صغیرہ خود جو ان عورت کے پاس آئی اور یہ سو رہی تھی پس اسکی چھاتی منہ میں لیکر دودھ پی لیا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی اور دونوں میں سے ہر ایک کو اسکا نصف مہر ملے گا اور شوہر اسکو کسی سے واپس نہیں لے سکتا ہو کہ اس نے السراج الوہاج پھر واضح ہو کہ ایسی صورت میں بالغہ کی حرمت دیکھی ہو گئی ہو اور صغیرہ کی حرمت بھی دیکھی ہوگی بشرطیکہ مرضعہ لے کر کبیرہ کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا کبیرہ کا دودھ اسی مرضعہ سے ہوا اور اگر ایسا نہ ہو تو مرد کو اختیار ہوگا کہ صغیرہ سے دوبارہ نکاح کر لے یہ نہ الفائق میں ہو۔ اور اگر ایک مرد کی تحت میں ایک صغیرہ اور ایک کبیرہ ہوں پھر کبیرہ کی مان نے اس صغیرہ کو دودھ پلایا تو دونوں اپنے شوہر سے بائن ہو جائیگی اور اسی طرح اگر کبیرہ کی بہن نے صغیرہ کو دودھ پلایا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر کبیرہ کی بھوپھی یا خالہ نے اسکو دودھ پلایا تو دونوں میں سے کوئی بائن نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے کبیرہ کا دودھ لیکر دوزخ حب صغیرہ کو پلایا تو انکا شوہر نکاح نصف نصف مہر تاوان دیکر پھر اس ال کو اس شخص سے جس نے یہ فعل کیا ہو واپس لے لیا بشرطیکہ اس نے عدا فساد کرنے کے واسطے کیا ہو اور نہ یہی صحیح ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح فاسد وطی کی پھر ایک دختر صغیرہ سے نکاح کیا پھر اس صغیرہ کو اس عورت کی مان نے جسکے ساتھ نکاح فاسد وطی کی ہو دودھ پلایا تو صغیرہ بائن ہو جائیگی۔ ایک شخص نے ایک صغیرہ سے نکاح کیا پھر اسکی بھوپھی سے نکاح کیا تو بھوپھی کا نکاح صحیح ہوگا پس اگر بھوپھی کی مان نے اس صغیرہ کو دودھ پلایا تو صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی قیادی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر ایک کبیرہ اور دو صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان دونوں کو دودھ پلایا پس اگر انکو ایک ساتھ پلایا تو سب کی سب اس پر حرام ہو جائیگی اور مرد کبھی اس کبیرہ سے نکاح نہیں کر سکتا ہو اور یہ بھی کبھی روا نہ ہوگا کہ ہر دو صغیرہ کو نکاح کر کے جمع کرے مگر یہ جائز ہو کہ ان دونوں میں سے ایک سے نکاح کر لے بشرطیکہ کبیرہ سے دخول نہ کیا ہو اور اگر دخول کر لیا ہو تو مثل نسب کی صورت کے بیان بھی جائز نہیں ہو اور اگر کبیرہ نے ان دونوں کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلایا تو کبیرہ سے پہلی صغیرہ کے حرام ہو جائیگی اور نہ ہی دوسری صغیرہ کہ اسکو کبیرہ نے بائن ہو جانے کے بعد دودھ پلایا ہو پس مان و بیٹی کا اجتماع ہوگا لیکن یہ صغیرہ رضاعی رہی ہو پس اگر اسکی مان یعنی کبیرہ سے دخول کر لیا ہو تو یہ بھی حرام ہوگی ورنہ نہیں اور اس کے بعد کبیرہ سے نکاح بھی جائز ہوگا اور نہ دونوں صغیرہ کو جمع کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر کبیرہ سے نکاح کیا اور تین صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان صغیرہ کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلایا

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵

تو سب حرام ہو جائیگی اس واسطے کہ جب پہلے صغیرہ کو دودھ پلایا تو وہ اسکی بیٹی ہوئی پس مان دیتی کا اجتماع لازم آیا پس دونوں مرد کے واسطے حرام ہو گئیں پھر جب اس نے دوسری کو دودھ پلایا تو ایسی حالت میں پلایا کہ مضر صغیرہ پہلی صغیرہ دونوں بانٹتھیں تو جمع ہونے کی وجہ سے بانٹ نہ بین ہو سکتی ہے اس واسطے کہ جمع پائی نہیں گئی ولکن یہ تو یکجا جاوے کہ اگر اس نے کبیرہ سے دخول کر لیا ہو تو فی الحال مرد پر حرام ہو جائیگی اس واسطے کہ یہ ایسی بیٹی ہوئی کہ جبکی مان سے دخول کر لیا ہے۔ اور اگر مان سے دخول نہ کیا ہو تو نے الحال حرام نہوگی۔ بیان تک کہ کبیرہ تیسری کو دودھ پلائے اور جب تیسری کو دودھ پلایا تو یہ دونوں باہم نہیں ہوئیں پس دونوں بسبب جمع کے حرام ہو گئیں پھر اسکے بعد کبیرہ سے نکاح کرنے اور دوسریہ کو جمع کرنے اور صفائے سے نکاح کرنے کا وہی حکم ہے جو ہم نے بیان کیا ہے یہ بدائع میں ہے اور اگر ایک کبیرہ اور تین دوسری صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ایک صغیرہ کو دودھ پلایا پھر دو کو ایک ساتھ پلایا تو سب حرام ہو جائیگی اور اگر پہلی دو کو ایک ساتھ دودھ پلایا پھر تیسری صغیرہ کو پلایا تو کبیرہ پہلی دو صغیرہ سب حرام ہو جائیگی اور تیسری حرام نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر دو کبیرہ اور دو صغیرہ سے نکاح کیا اور پھر دونوں کبیرہ میں کسی سے دخول نہیں کیا تھا کہ دونوں کبیرہ نے ایک صغیرہ زنیب کی طرف عداقت کر کے اسکو دودھ پلایا اور ایک نے بعد دوسری کے اسکو پلایا پھر دونوں نے عداقت دوسری صغیرہ عمرہ کو بھی اسی طرح ایک نے بعد دوسری کے دودھ پلایا تو دونوں کبیرہ بانٹ ہو جائیگی اور دونوں صغیرہ یعنی زنیب و عمرہ اسکی جو رو رہیگی اور اگر دونوں کبیرہ میں سے ایک نے دونوں صغیرہ کو ایک کو بعد دوسری کے دودھ پلایا پھر دوسری کبیرہ نے دونوں کو ایک کو بعد دوسری کے دودھ پلایا پس اگر دوسری کبیرہ نے بھی پہلے اسی صغیرہ کو دودھ پلایا جسکو پہلی کبیرہ نے پہلے دودھ پلایا ہو تو دونوں کبیرہ بانٹ ہو جائیگی اور ہر دو صغیرہ یعنی زنیب و عمرہ اسکی جو رو رہیگی اور اگر دوسری کبیرہ نے پہلے اس صغیرہ کو پلایا جسکو پہلی کبیرہ نے پیچھے پلایا ہے تو سب کی سب شوہر پر حرام ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کی دو جوہر ایک کبیرہ دوسری صغیرہ ہے اور اس کے پسیر کی بھی دو جوہر کبیرہ و صغیرہ ہیں پھر باپ کی کبیرہ جوہر کے پسیر کی صغیرہ کو اور پسیر کی کبیرہ نے باپ کی صغیرہ کو دودھ پلایا اور یہ دودھ انھیں دونوں کا ہو تو ہر دو صغیرہ بائن ہو جائیگی اور ہر دو کبیرہ کا نکاح ثابت رہیگا اور اسی طرح اگر بچے باپ و بیٹے کے دو بھائی چون تو بھی اس صورت میں ہی حکم ہے اور اگر چچا و بھتیجا ہو تو بھیجتے کی جوہر کا نکاح رہیگا اور چچا کی صغیرہ کا نکاح جانا نہیگا یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر ایک صغیرہ سے نکاح کیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر ایک کبیرہ سے نکاح کیا اور اسی شوہر سے اس کبیرہ کے دودھ اُترا پھر اس کبیرہ نے صغیرہ مطلقہ مذکورہ کو یہی دودھ پلایا یا اس مرد کے سوا کسی دوسرے سے دودھ نہ تھا وہ پلایا تو شوہر پر حرام ہو جائیگی اس واسطے کہ وہ اسکی جوہر کی مان ہوئی یہ محیط میں ہے اور اگر کسی نے اپنی جوہر کو تین طلاقی دیدین پھر مطلقہ نے قبل انقضائے عدت کے شوہر کی صغیرہ جوہر کو دودھ پلایا تو صغیرہ اپنے شوہر سے بانٹ ہو جائیگی اس واسطے کہ وہ مطلقہ کی بیٹی ہو گئی پس حالت عدت میں مان دیتی کا جمع کرنا لازم آیا کہ جائز نہیں ہے جیسے حالت نکاح میں جائز نہیں ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنی جوہر کو تین طلاقی دیدین پھر مطلقہ کی بہن نے اسکی دوسری جوہر و صغیرہ کو مطلقہ کی عدت میں دودھ پلایا تو صغیرہ

کوئی رشتہ بتلایا پھر کہا کہ مجھے وہم ہو گیا تھا ایسا نہیں ہے جیسا میں نے کہا تھا تو استحساناً دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی اور اگر وہ اسی بات پر جو کہی ہو اڑا رہا اور کہا کہ یہی سچ ہے جو میں نے کہا ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی پھر اسکے بعد اگر اپنے قول سے پھر گیا تو انکار کچھ کارآمد ہوگا یہ عیض میں ہے۔ پس اگر عورت نے بھی اسکے قول کی تصدیق کی تو پچھہ بہرہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو اسکو نصف مہر ملیگا اور اگر مرد نے اسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو عورت کو پورا مہر و نفقہ و سکنی ملیگا بشرطیکہ مرد کی تکذیب کی ہو اور اگر تصدیق کی ہو تو مہر سے مہر مثل میں سے کم مقدار ملیگی اور نفقہ و سکنی کچھ نہ ملیگا یہ حضرات میں ہے۔ اور اگر قبل نکاح ہونے کے شہر نے یہ اقرار کیا اور کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے یا رضاعی مان ہے پھر کہا کہ مجھے وہم ہوا یا میں نے خطا کی تو جائز ہے کہ اس سے نکاح کر لے اور اگر کہا کہ جو میں نے کہا وہی سچ ہے تو اس سے نکاح کر لینا جائز نہیں ہے۔ اور اگر نکاح کر لیا تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی اور اگر مرد نے ایسا اقرار کرنے سے انکار کیا اور دو گواہوں نے اسکے اقرار کی گواہی دی تو بھی دونوں میں تفریق کر دی جائیگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ یہ میرا رضاعی باپ یا بھائی یا رضاعی بھائی کا بیٹا ہے اور مرد نے اس سے انکار کیا پھر عورت نے اپنی تکذیب کی یا کہا کہ میں نے خطا کی ہے پھر اس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا تو جائز ہے اور اسی طرح اگر عورت کے اپنی تکذیب کرنے سے پہلے مرد نے اس سے نکاح کیا تو بھی جائز ہے اور اگر عورت نے بعد نکاح کے یوں کہا کہ میں نے قبل نکاح کے کہا تھا کہ تو میرا بھائی ہے اور تو نے میرے اقرار کرنے کے وقت کہا کہ یہ اقرار جو تو کرتی ہے سچ ہے اور یہ نکاح فاسد واقع ہوا ہے تو دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی اور اگر ایسا قول شوہر کی طرف سے ہو تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی۔ اور اگر دونوں نے ایسا اقرار کیا پھر دونوں نے اپنی تکذیب کی اور کہا کہ ہم دونوں سے خطا ہوئی ہے پھر اس مرد نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو نکاح جائز ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ یہ میرا رضاعی بیٹا ہے اور اسی پر اڑی رہی تو مرد کو یہ جائز ہے کہ اس عورت سے نکاح کرے اس واسطے کہ حرمت بجانب عورت نہیں ہوتی ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ جمیع وجوہ میں اسی پر فتوے دیا جاتا ہے یہ حسبہ الرائق میں ہے۔ اور اگر نسب کا اقرار کیا کہ یہ عورت میری نسبی بہن یا مان یا بیٹی ہے اور اس عورت کا نسب معروف بھی نہیں ہے اور یہاں سن بھی ملحوظ مرد کے ایسا ہے کہ اسکی مان یا بیٹی ہو سکتی ہے تو مرد سے دوسری بار دریافت کیا جائیگا پس اگر اس نے کہا کہ مجھے وہم ہو استحساناً یا میں نے خطا کی یا مجھ سے غلطی ہوئی تو استحساناً دونوں اپنے نکاح پر رہیں گے اور اگر اس نے کہا کہ جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر عورت کا سن مرد کے دعوے کا تحمل نہ ہو مثلاً ایسی عورت ایسے مرد کی اولاد نہ ہو سکتی ہو تو نسب ثابت نہ ہوگا اور دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی یہ مبسوط میں ہے اور اگر عورت کو کہا کہ یہ میری نسبی دختر ہے اور اسی پر اڑا رہا حالانکہ اس عورت کا نسب معروف ہے کہ وہ فلان شخص کی بیٹی ہے تو دونوں میں جدائی نہ کی جائیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ عورت میری مان ہے حالانکہ اس مرد کی مان معروف ہے کہ فلان عورت ہے اور مرد اس امر پر اڑا رہا تو دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی یہ عیض میں ہے۔

کتاب الطلاق

اسمیں مشرق و جنوب

باب اول۔ طلاق کی تفسیر شرعی درکن و شرط و وصف و حکم و تقسیم کے بیان میں اور جسکی طلاق واقع ہوتی ہے اور جسکی نہیں ہوتی ہے اس کے بیان میں۔ پس طلاق کی تفسیر شرعی یہ ہے کہ قید کلاح کو بلفظ مخصوص حالاً یا بالادفع کہنے کو طلاق کہتے ہیں یہ بحر الرکن میں ہے۔ اور رکن طلاق یہ ہے کہ مثلاً تو طلاقہ ہو یا اس کے مثل الفاظ کہ یہ کافی ہیں ہر اور شرط طلاق علی الخصوص دو چیز ہیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے ساتھ قید باقی ہو خواہ نکاح یا بعدت اور دوم حل نکاح کی حلیت باقی ہو چنانچہ اگر بعد دخول واقع ہونے کے بمصاہرہ و وجہ ہر گئی اور عدت واجب ہوئی پھر عدت میں طلاق دیدی تو واقع نہوگی کیونکہ حلیت زائل ہو گئی اور اگر عورت کو طلاق دیدی پھر اس سے مراجعت کر لی تو طلاق باقی رہیگا اگرچہ وہ فی الحال حلیت و قید کو رفع نہیں کرتا ہے اسوجہ سے کہ فی المال بعد و طلاق لانے کے وہ ان دونوں کو رفع کرے گا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور حکم طلاق یہ ہے کہ اگر رجعی ہو تو بعد انقضائے عدت کے فرقت ہو جائیگی اور اگر بائن ہو تو نے احوال بدون انقضائے عدت کے فرقت ہو جائیگی یہ نسخ القدیر میں ہے اور جب تین طلاق پوری ہو جاوین تب سر دست ایسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور وصف طلاق یہ ہے کہ وہ بلفظ اصل حرام ہے اور نہ بلفظ حاجت مباح ہے یہ کافی ہیں ہر اور تقسیم طلاق کا بیان یہ ہے کہ طلاق دو قسم کی ہے ایک طلاق سنی دوم طلاق بدعی اور ان میں سے ہر ایک کی دو تین ہیں پس ایک قسم کا مرتب بجانب عدو ہے اور دوم کا مرتب بجانب بجان ہے وقت ہے پس طلاق سنی باعتبار عدد و وقت کے دو طرح کی ہے حسن و احسن یہ ہے کہ اپنی جور و کو ایک طلاق رجعی ایسے طریق دے جس میں اس سے دلی نہ کی ہو پھر اسکو چھوڑ دے بیان تک کہ اسکی عدت گزر جاوے یا وہ حاملہ ہو کہ اسکا حمل ظاہر ہو گیا ہو اور احسن یہ ہے کہ ایسے طریق جس میں جماع نہیں کیا ہو اسکو ایک طلاق دے پھر دوسرے طریق دوسری پھر تیسرے طریق تیسری طلاق دیدے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور عدد طلاق کی سنت میں عورت مدخولہ و غیر مدخولہ دونوں ساوی ہیں اور وقت طلاق کے سنت خاصہ مدخولہ کے حق میں ثابت ہوتی ہے اور غیر مدخولہ کو جب جائزہ حالت حیض میں طلاق دینا طلاق دیدے یہ ہر ایہ میں ہے اور جس عورت سے اس کے منہ ہر نے خلوت کر لی ہے اس کے حق میں وقت طلاق کے رعایت ایسی نہیں چاہیے جیسے مدخولہ کے حق میں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور طلاق سنت میں رعایت میں عورت سلمہ کتابیہ و باندی سب یکساں ہیں یہ تا تاریخانیہ میں ہے۔ اور بیض نے فرمایا کہ طلاق اول میں تاخیر کرے یہاں تک کہ حد طلاق پہنچے کہ وہ طلاق دیدے تاکہ عورت تطویل عدت سے متضرر نہو اور بیض نے فرمایا کہ طاقہ ہونے پر طلاق دیدے تاکہ اس امر میں مبتلا نہو کہ بعد جماع کے اس نے طلاق واقع کی ہے اور یہی نظر ہے یہ بتیین میں ہے۔ اور واضح رہے کہ جس طریق جماع نہیں کیا ہو وہ طلاق سنی کا عمل جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب اس نے اس طریق پہلے جو حیض آیا ہے اس میں جماع نہ کیا ہو اور نہ طلاق دسی ہو کیونکہ حالت حیض میں جمع کرنا یا طلاق دینا ہر ایک اس کے پیچھے والے طلاق کو ایسا نہیں رکھتا ہے کہ وہ وقت طلاق سنی کا باقی رہے اور یہ زیادات میں صحیح مذکور ہے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ حالت حیض کی طلاق سے اس نے مراجعت نہ کی ہو اور اگر مراجعت کر لی ہو تو اصل میں مذکور ہے کہ جب

عورت طاہر ہو کر پھر حائض ہو پھر طاہر ہو تو پھر چاہے اس طہرین طلاق دیدے اور اس کلام میں اشارہ ہو کہ جس حیض میں طلاق دیکر مراجعت کر لی ہو اس کے بعد والا طہر طلاق سنی ہونے کا محل نہ ہو جائیگا اور طحاوی نے ذکر فرمایا ہو کہ اس حیض کے نیچے جو طہر آویگا وہ ایسا ہوگا کہ چاہے اس میں طلاق سنی دیدے پس طحاوی کے کلام میں اشارہ ہو کہ پھر وہ طہر محل طلاق سنت ہو جائیگا اور شیخ ابوالحسن رحمہ نے فرمایا کہ جو شیخ طحاوی نے ذکر فرمایا ہو وہ امام ابوحنیفہ کا قول ہو اور جو اصل میں مذکور ہو وہ صاحبین کا قول ہو۔ اور اگر حالت حیض میں عورت کو طلاق دیدی پھر اس سے نکاح کر لیا پھر اس حیض کے بعد ہی جو طہر آیا اس میں طلاق دیدی تو بالائفاق یہ طلاق سنی ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر عورت کو ایسے طہرین جس میں اس سے جماع اس کے بعد ہی جو طہر آیا اس میں طلاق دیدے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر عورت کو ایسے طہرین جس میں اس سے جماع نہیں کیا ہو ایک طلاق دیدی پھر عورت سے اسی طہرین بقول مراجعت کی تو اس کو اختیار ہو کہ دوبارہ اسی طہرین اس کو طلاق دیدے اور یہ طلاق امام عظیم کے نزدیک طلاق سنی ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ ہوگی اور امام محمد سے اس میں دور و آئین ہیں کذا فی الذخیرہ اور اسی طرح اگر عورت سے لہتوت اس کو چھو کر یا بوس لیکر یا شہوت سے اس کی فرج کو دیکھ کر مراجعت کی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو یہ سراج الوہاج میں ہو۔ پس اگر شہوت سے اپنی عورت کا ہاتھ پکڑے ہو اور اس سے کہا کہ تجھ پر سنت طور پر اپنے وقت پر تین طلاق ہیں تو عورت پر نے احوال تین طلاق واقع ہو جائیگی کہ ہر تہ طلاق ایک دوسرے کے درپے واقع ہو جائیگی اس واسطے کہ جب اس پر ایک طلاق ہوگی تو اس سے مراجعت کرنے والا ہو جائیگا پس اس پر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ بسوط میں ہو اور اگر مسئلہ مذکورہ بالا میں عورت سے جماع کرنے سے رجوع کیا ہو تو بالا جماع اسی طہرین اس کو طلاق سنی نہیں دے سکتا ہو یہ سراج الوہاج میں ہو۔ اور یہ اس وقت ہو کہ عورت سے جماع رجوع کیا اور وہ اس جماع سے حامیہ نہیں ہوئی اور اگر حاملہ ہو گئی تو شوہر کو اختیار ہو کہ چھو دوسری طلاق دیدے اور یہ امام عظیم و امام محمد کا قول ہو یہ بدائع میں ہو اور طلاق بدعی کی دو قسمیں ہیں ایک وہ بدعی کہ اس کا مرجع عدد ہو اور دوسری وہ بدعی جبکا مرجع وقت ہو پس جو بدعی کہ راجع بجانب عدد ہو وہ ایسی ہو کہ ایک ہی طہرین عورت کو تین طلاق دیدے خواہ ایک ہی کلمہ سے یا کلمات متفرقہ سے یا ایک ہی طہرین و طلاق جمع کر دے خواہ ایک ہی کلمہ سے یا متفرق سے پس اگر انشیا کیا تو یہ طلاق بدعی ہو واقع ہو جائیگی مگر طلاق دینے والا عاصی ہوگا اور جو بدعی کہ راجع بجانب وقت ہو وہ ایسی ہو کہ اپنی مدخلہ عورت کو جس کو حیض آتا ہو حالت حیض میں یا ایسے طہرین جس میں اس سے جماع کیا ہو طلاق دسی تو یہ بدعی ہو اور طلاق واقع ہوگی مگر مرد کو مستحب ہو کہ اس سے رجوع کر لے اور اصح یہ ہو کہ رجعت کرنا مرد پر واجب ہو یہ کافی میں ہو۔ اور طلاق بائن سنی نہیں ہو اور طلاق خلع سنی ہو خواہ حیض میں ہو یا غیر حیض میں ہو اور منتقی میں لکھا ہو کہ حیض میں اپنی عورت کو نخت کر کے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور اگر حیض میں عورت اپنے نفس کو اختیار کرے یعنی طلاق لے لے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں ہو اور نیز منتقی میں مذکور ہو کہ جب عورت بالفہ ہوئی اور اس کو خوب ببلوغ حاصل ہو پس اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی نفس لیتا دفع نکاح اختیار کیا تو کچھ مضائقہ نہیں ہو کہ قاضی عورت

مذکورہ کی حالت حیض میں دونوں میں تفریق کروے یہ محیط میں ہو اور جب باندی آزاد کی گئی اور مسکونہ خیا متق حاصل ہوا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ وہ حالت حیض میں اپنے نفس کو اختیار کرے اسی طرح اگر عین کو جو مدت دی گئی تھی وہ ایسی حالت میں گزر گئی کہ عورت حائضہ تھی تو تفریق میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کذا فی شرح الطحاوی اور ان مسائل میں مدخل ہو یا غیر مدخل ہو دونوں یکساں ہیں یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر عورت بسبب صغر یا کبر کے حائضہ نہ ہوتی ہو یا ان دونوں سببوں سے نہیں بلکہ وہ حائضہ نہ ہوتی ہو مثلاً سن بلوغ کو پہنچ گئی مگر حیض کا خون بالکل نہیں دیکھا پس اس کے شوہر نے چاہا کہ اس کو طلاق سنی دونوں کو اس کو ایک طلاق دیدے پھر جب ایک مہینہ گزر جاوے تو دوسری طلاق دیدے پھر جب ایک مہینہ گزر جاوے تو تیسری طلاق دیدے پھر اگر طلاق اول ماہ میں لینے چاند رات کی رات میں واقع ہوئی تو تفریق طلاق وعدت کے واسطے بالاتفاق مہینوں کا شمار چاند سے ہوگا اور اگر طلاق درمیان ماہ میں واقع ہوئی تو تفریق طلاق کے واسطے بالاتفاق دونوں کا شمار ہوگا پس پورے مہینے میں روز پر دوسری طلاق نہ دیگا بلکہ اکتیسویں روز یا اس کے بعد دیگا اور عدت کے گزرنے کے واسطے بھی امام اعظم کے نزدیک دونوں کا شمار ہوگا اور یہی امام ابو یوسف سے بھی روایت ہے پس بدون نوے روز گزرنے کے عدت پوری نہ ہوگی اور جو عورت کہ بسبب صغر و کبر کے حائضہ نہ ہوتی ہو تو جائز ہے کہ جب چاہے اس کو طلاق دیدے اور اس سے وطی کرے کوئی زمانہ گزرنے نہ پادے کہ اس کو طلاق دیدے اور یہی ہمارے ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کا قول ہے بفتح الفذیرین ہے۔ اور شمس الاممہ حوائی نے فرمایا کہ ہمارے شیخ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ حکم انصوت ہے کہ جب عورت ایسی صغیر ہو کہ اس کے حیض و حمل کی امید نہ ہو اور اگر ایسی ہو کہ اس کے حیض و حمل کا احتمال ہو تو افضل یہ ہے کہ اس کے وطی و طلاق میں ایک مہینہ کا فصل کر دے یہ ذخیرہ میں ہے اور حاملہ کو جماع کے بعد طلاق دیدینا جائز ہے اور سنی طلاق کے واسطے اس کی ہر سنہ طلاق میں فصل کر دے کہ ایک مہینہ کے بعد دوسری طلاق اور پھر ایک مہینہ کے بعد تیسری طلاق دے اور یہ امام ابو یوسف و امام اعظم کا قول ہے یہ ہر ماہ میں ہے اور اگر اپنی راجحہ سے جس کو حیض آتا ہو کہا کہ تجھے بطور سنت اپنے وقت پر تین طلاق ہیں تو ایک طلاق فی الحال واقع ہوگی بشرطیکہ وہ ایسے طریق میں ہو جن میں جاع نہیں ہو اور اگر حائضہ ہو یا ایسے طریق میں ہو جن میں جاع ہو گیا ہو تو فی الحال کوئی طلاق واقع نہ ہوگی بیان یہ کہ سنت طلاق کا وقت آوے پھر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اپنی عورت مدخل سے جس کو حیض آتا ہو کہا کہ تجھے بطور سنت تین طلاق ہیں تو اس میں کوئی صورت نہیں کہ اگر اس نے یہ نیت کی کہ ہر طر پر اس کو ایک طلاق واقع ہو تو یوں ہی ہوگا اور اسی طرح اگر اس نے کچھ نیت نہ کی تو بھی یہی ہوگا کہ ہر طر پر اس پر ایک طلاق پڑیگی اور اگر یہ نیت کی کہ تینوں طلاق فی الحال اس پر واقع ہوں تو نیت صحیح ہوگی اس واسطے کہ فی الحال تین طلاق کا واقع ہونا سنت سے معلوم ہوا ہے اور اگر یہ نیت کی کہ ہر مہینہ کے شروع پر ایک طلاق واقع ہو تو یوں ہی ہوگا اور اگر عورت ایک مہینہ مدخل ہو اور اس سے کہا کہ تجھے بطور سنت تین طلاق ہیں تو فی الحال اس پر ایک طلاق واقع ہوگی خواہ فی الحال اس سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو پھر بعد مہینہ کے دوسری اور پھر بعد مہینہ کے تیسری واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر یہ نیت کی کہ فی الحال تینوں طلاق اس پر واقع ہوں تو ایسا ہی ہوگا یہ محیط شری میں ہے اور اسی طرح

[illegible]

اگر حاملہ ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہو گا کہ در صورت عدم نیت کے بطور سنت اور در صورت نیت کے اسکی نیت کے موافق طلاق پڑے گی یہ بتین میں ہے اور اگر عورت سے قبل دخول کے کہا کہ تجھ کو بطور سنت تین طلاق ہیں تو ایک فی الفور کہتے ہی واقع ہوگی پھر اگر اس سے نکاح کیا تو دوسری طلاق نکاح کرتے ہی واقع ہوگی اور یہی حال تیسری طلاق کا بھی ہے سراج الوہاج میں ہے اور اسی طرح اگر حاملہ ہو اور اس سے کہا کہ تجھ کو بطور سنت تین طلاق ہیں تو ایک کہتے ہی واقع ہوگی اور دوسری بعد وضع حمل کے فوراً واقع ہوگی اگرچہ بعد ایک ہی دور روز کے وضع حمل ہوا ہو یا اس سے دوبارہ نکاح کیا تو فوراً واقع ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اس سے کہا کہ تو طالق ہے بسنت اور یہ نہ کہا کہ تین طلاق پس اگر عورت مذکورہ کو حیض آنا ہو تو اس پر ایک طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ یہ قول ایسی طلاق کے وقت پر ہو اور اس کا وقت ایسا طہر ہے جس میں جامع ہوا ہو اور اگر وقت پر نہ ہو تو جب تک زکوٰۃ آوے تب تک واقع ہوگی پھر جب وقت آوے گا تب واقع ہو جائیگی اور اگر عورت ایسی ہو کہ مہینہ سے اس کا شمار ہو یا حاملہ ہو تو ایک طلاق اس پر کہتے ہی واقع ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے اور اگر اکٹھا تین طلاق کی نیت کی یا متفرق تین طہرون پر واقع ہونے کی نیت کی تو صحیح ہے ایسا ہی شمس الائمہ شرحی نے ذکر کیا ہے اور نیز ایسا ہی شیخ الاسلام و صاحب الاسرار نے ذکر کیا ہے اور فخر الاسلام و صدر الشہید و ایک جماعت نے جنہیں سے صاحب ہدایہ بھی ہیں ذکر کیا کہ ایسی صورت میں اکٹھا تین طلاق کی نیت صحیح نہیں ہے کذا فی المستنبطین چنانچہ ایک سے زیادہ اس صورت میں واقع ہونے کی یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بسنت ہے اور اس سے ایک طلاق بائینہ مراد لی تو عورت بائینہ ہوگی یہ محیط شرحی میں ہے اور اگر دو طلاق مراوین کو دو واقع ہوگی اور اگر الفاظ طالق سے ایک طلاق اور لفظ سنت سے دوسری طلاق مراد لی تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی یہ تاتاریخائین میں ہے اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہر ماہ میں بسنت ہے پس اگر وہ آئندہ از حیض ہو کہ مہینوں سے اسکی عدت کا شمار ہو تو ہر مہینہ پر ایک طلاق پڑے گی یہ بیان تک کہ وہ تین طلاق سے طالق ہو جاوے اور اگر حیض آتا ہو کہ حیض سے عدت شمار ہوتی ہو تو اس پر ایک طلاق پڑے گی لیکن اگر شوہر نے تین طلاق کے ہر مہینے پر ایک طلاق کی نیت کی ہو تو اسی طرح تین طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایسی عورت سے جسکو حیض نہیں آتا ہے کہا کہ تو مہینوں پر طالق ہے تو ہر مہینہ کے شروع پر اس پر ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو حیض پر طالق ہے تو حاملہ اس عورت کو حیض آنا ہو تو ہر حیض پر اس پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اسکو حیض نہ آتا ہو تو اس پر کچھ واقع ہوگا یہ محیط شرحی میں ہے۔ اور اگر باوجود کلام مذکور کے یہ بھی کہا کہ بسنت پس اگر وہ ایسے طہرن ہو جس میں جامع نہیں ہوا ہے تو ایک طلاق نے احوال پڑ جائیگی پھر ہر مہینہ پر اور ہر حیض پر جب طہر ہوگی ایک ایک طلاق پڑے گی اس واسطے کہ اسے حیض کا لفظ بھی کہا ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو بسنت دو طلاق سے طالق ہے تو ہر ایسے طہر میں جس میں جامع نہیں کیا ہے اس پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ بدل میں ہے۔ اور اگر اس نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہو کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو دو طلاق طالق ہے جنہیں سے اول طلاق بسنت ہے پس اگر وہ ایسے طہر میں ہو جس میں جامع نہیں ہوا ہے تو جو طلاق بسنت ہر وہ اس پر فی الحال ولاد واقع ہوگی پھر اسکے پیچھے ہی دوسری طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر عورت مذکورہ حالۃ ہو تو دونوں طلاق میں تاخیر ہو جائیگی یہاں تک کہ وہ طہر ہو پھر دونوں

فتاویٰ ہند کے کتاب الطلاق باب اول تفسیر و اقسام

طلاق اس طرح واقع ہوگی کہ پہلے طلاق سنت پڑیگی اُسکے پیچھے ہی دوسری طلاق بدعی واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ تو بدو طلاق طالق کہہ کر ان میں سے ایک بسنت اور دوسری طلاق بدعی کہہ کر تو طالق کہہ کر ایک طلاق سنت دو دیگر طلاق بدعت پس اگر عورت ایسی حالت میں ہو کہ وقت طلاق سنت ہو تو دونوں طلاق واقع ہوگی کیا اول طلاق سنت پڑیگی پھر اُسکے پیچھے ہی دوسری طلاق بدعت واقع ہوگی اور اگر وقت طلاق سنت نہ ہو تو طلاق بدعت بھی واقع ہو جائیگی اور طلاق سنت میں اسکا وقت آنے تک تاخیر ہوگی اور اگر اُس نے اپنے کلام میں بیان طلاق بدعت کو مقدم کیا اور عورت ایسی حالت میں ہو کہ وقت طلاق سنت نہیں ہو تو طلاق بدعت واقع ہو جائیگی اور طلاق سنت میں تاخیر ہو جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی جو دوسرے کہا کہ تو بدو طلاق بسنت طالق کہہ کر حسین سے ایک جائز ہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جسکو چاہے جائز قرار دے اور اگر اُس نے کچھ بیان نہ کیا بیہائیک کہ عورت حیض کے بعد طاهر ہوئی تو بدو طلاق جائز ہو جائیگی یہ ظہر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو بعد سنت طالق کہہ کر تو بعد حیض و ظہر کے واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ہر گاہ تو کوئی کچھ جنتی تو تو بسنت طالق کہہ کر پھر وہ تین کچھ ایک ہی حدیث سے جنتی تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک واقع نہوگی اس واسطے کہ ان دونوں اماموں کے نزدیک نفاس پہلے کچھ سے ہو پس جب وہ نفاس سے طاهر ہو تو ایک واقع ہوگی پھر ہر طہر میں دوسری واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق کہہ کر واحد کے ساتھ بسنت ہو تو تین طلاق لہفت سنت واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بے بسنت تو تینوں طلاق فی الحال واقع ہوگی یہ عتابیہ میں ہو۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو کل کے روز بسنت طالق کہہ کر حالانکہ عورت ایسی حالت میں ہو کہ کل کے روز اس پر طلاق سنت نہیں پڑ سکتی ہو تو اس پر طلاق نہ پڑیگی یہاں تک کہ سنت طلاق کا وقت آوے تب پڑیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو بسنت طالق کہہ کر اور یہ عورت اپنے شوہر کی طرف سے بغیر جماع کیے ہوئے طاهر موجود ہو لیکن کسی دوسرے مرد نے بطور زنا اُسکے ساتھ وطی کی ہو تو اسی طہر میں اس پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر عورت مذکورہ سے غیر مرد نے لہبہ وطی کی ہو تو اس طہر میں اس پر طلاق نہ پڑیگی یہ ظہر میں ہو۔ اور اگر اپنی جو دوسرے سے منظر ہوتی ہو اُسکو طلاق سنت دی اور وقت طلاق سنت ہو اور پھر کفارہ نظر ادا نہیں کیا ہو تو طلاق واقع ہو جائیگی اور عورت نظر اس طلاق سنتی واقع ہونے سے مانع نہوگی اور اسی طرح اگر اپنی جو دوسری بہن سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کر لیا اور دونوں میں تفریق کر ادائیگی اور پھر اپنی جو دوسری کو اُسکی بہن کی عدت کی حالت میں طلاق سنت دی تو بھی واقع ہو جائیگی اور اسی طرح اگر اپنی جو دوسری کو طلاق سنت ایسی حالت میں دی کہ وہ زنا سے حاملہ ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ ایک عورت کو اُسکے شوہر سے کمر جانے کی خبر دی گئی پھر اُس نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا پھر اُسکا پہلا شوہر آیا اور دوسرے شوہر اور عورت کے درمیان تفریق کر دی گئی اور دوسرے شوہر کی عدت عورت مذکورہ پر واجب ہوئی پھر اسی عدت کی حالت میں پہلے شوہر نے اُسکو طلاق سنت دیدی تو امام ابو یوسف کے نزدیک واقع نہوگی اور امام اعظم کے نزدیک واقع ہوگی۔ اور اگر شوہر نے عورت کو تین طلاق بسنت دیدی پھر اُسکو حیض آیا پھر طاهر ہوئی اور اُس پر ایک طلاق واقع ہوئی پھر اُس نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کیا اور دونوں میں تفریق کر دی گئی تو جب تک عورت مذکورہ دوسرے شوہر کی عدت میں رہی تب تک

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

یعنی تو طالق بطلاق قاضیان و فقہان ہو پس اگر اس نے طلاق سنت کی نیت کی تو دینا نہ اس کے قول کی تصدیق ہوگی
مگر فقہاء میں طلاق فی الحال واقع ہوگی اور اگر کما کہ تو بطلاق سنیا یا عدلیہ طالق ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک باوقاف
سنت واقع ہوگی اور اگر کما کہ بطلاق حسنہ یا جمیلہ طالق ہو تو فی الحال واقع ہوگی اور امام محمد نے جامع کبیر میں فرمایا
کہ دونوں صورتوں میں نے الحال واقع ہوگی اور اگر کما کہ تو طالق للبدن یا طلاق بدعت ہو اور فی الحال میں طلاق واقع
ہونے کی نیت کی تو واقع ہوگی اور نیز اگر ایک کی نیت کی تو بھی واقع ہوگی بشرطیکہ عورت حالت حیض میں نہ ہو یا ایسے
طریق میں جو حسین جامع کیا ہو اور اگر مرد کی کچھ نیت نہ ہو تو ایک طلاق فی الفور واقع ہوگی بشرطیکہ عورت حالت حیض یا
نفاس میں یا ایسے طریق میں جو حسین جامع نہ ہو اور اگر ایسے طریق کی حالت میں ہو حسین جامع نہیں ہوگا تو فی الحال
کچھ نہیں واقع ہوگی یہاں تک کہ عورت حائضہ ہو یا ایسی طریق اس سے جامع کرے یہ فتح القابیر میں ہے۔ اور اگر
کما کہ انت طالقہ تطلیقہ تھا یعنی تو طالقہ ہو بطلاق و آذان حق تو فی الفور مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کما کہ انت طالقہ تطلیقہ
بالسنة او مع السنة اول بعد السنة یعنی تو طالقہ بتطلیق سنت یا مع السنة یا بعد السنة ہو تو طلاق بوقت سنت ہوگی یہ محیط
سرخصی میں ہے اور الفاظ طلاق بدعت اس طرح ہیں کہ مثلاً کہ کہ تو طالقہ للبدن یا طلاق بدعت یا طلاق جو یا بطلاق
معصیت یا بطلاق شیطان ہو پس اگر اس صورت میں تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی یہ بدائع
میں ہے فصل ان لوگوں کے بیان میں جنکی طلاق واقع ہوتی ہو اور جنکی نہیں واقع ہوتی ہو۔ واضح ہو کہ شوہر کی طلاق
جبکہ وہ عاقل بالغ نہ ہو واقع ہوگی اگر خواہ وہ آزاد ہو یا بندہ خواہ اس کے برعکس خود طلاق دے ہو یا باکراہ
طلاق دے ہو یہ جو ہر نیرہ میں ہے۔ اور جس نے بطور لعب و تہلیل کے طلاق دی اسکی طلاق واقع ہوگی اور اسی
طرح اگر اسکو کوئی اور بات کہنی منظور تھی مگر زبان سے طلاق نکل گئی تو طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور جامع
الاصغر میں ہے کہ راشتہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص یہ کہنا چاہتا تھا کہ زینب طالقہ ہو مگر اسکی زبان سے نکلا کہ عمرہ
طالقہ ہو تو فقہار وہی مطلقہ ہو جائیگی جسکا نام لیا ہو اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ دونوں میں سے کوئی مطلقہ ہوگی اور اگر
ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق حالانکہ وہ انت طالق کے معنی نہیں جانتا ہو تو طلاق واقع ہوگی
اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق حالانکہ وہ یہ نہیں جانتا ہو کہ یہ طلاق ہو تو فقہار وہ مطلقہ ہو جائیگی اور فیما بینہ
و بین اللہ تعالیٰ مطلقہ نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے اور لعل کی طلاق اگرچہ وہ سمجھ و ارہو اور محسن و نام و برسم و
منعی علیہ و برسم کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہو اگر انی فتح القابیر اور اسی طرح معنویہ کی طلاق بھی واقع نہیں
ہوتی ہو اور یہ حکم اسوقت ہے کہ اسنے حالت عتہ میں طلاق دیدی ہو اور اگر حالت افاقہ میں طلاق دی تو صحیح ہے کہ
طلاق واقع ہوگی یہ جو ہر نیرہ میں ہے۔ ایک شخص سوئے ہوئے نے طلاق دی پھر جب خواب سے بیدار ہوا تو اپنے
عورت سے کہا کہ میں نے تجھے سوئے میں طلاق دیدی ہو تو طلاق واقع ہوگی اسطرح اگر کما کہ میں نے اس طلاق
کی (جو خواب میں دی ہو) اجازت دی تو بھی واقع ہوگی اور اگر کما کہ میں نے وہی طلاق واقع کی تو واقع ہو جائیگی
اور اگر یوں کہا کہ میں نے وہ طلاق واقع کی جو میں نے سوئے میں زبان سے کسی ہو تو واقع ہوگی مگر ہم نے
طلاق دی پھر جب تندرست ہوا تو کہا کہ میں نے اپنی جورو کو طلاق دیدی پھر کہا کہ میں نے یہ قول اسو اسطے کہا کہ
جس طلاق کو میں نے برسم کے مرض میں بان سے نکالا ہو اسے واقع ہو نہکا مجھے ہم ہو پس اگر یہ کلام اس ذکر و حکایت

کے درمیان میں ہو تو اسکی تصدیق کی جائیگی ورنہ نہیں یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ اور اگر طفل نے طلاق دی پھر جب بالغ ہوا تو اُس نے کہا کہ میں نے اس طلاق کی اجازت دی تو واقعہ منوگی اور اگر کہا کہ میں نے اسکو واقعہ کیا تو واقعہ ہی جائیگی اسواسطے کہ یہ ابتداءً ایقاع ہو یہ سبہ الرائق میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے طفل کی جوہر کو طلاق دی پھر طفل نے بعد بالغ ہونے کے کہا کہ میں نے اُس طلاق کو جبکہ فلان نے واقعہ کیا تھا واقعہ کیا تو طلاق واقعہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ میں نے اسکی اجازت دی تو کچھ واقعہ منوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر طفل کسی شخص کی طرف سے طلاق دینے کا وکیل ہو پس طفل نے طلاق دی تو صحیح ہے یہ تاتار خانہ میں ہو۔ زید نے عمر کی قسم کا بیان کرنا شروع کیا۔ (یعنی عمر نے جو قسم کھائی تھی کہ اگر اسکی عورت فلان کے گھر میں جاوے تو اسکو طلاق ہو مگر یا اور اس کے مثل) پھر جب وہ طلاق کے بیان تک پہنچا تو اس کے دل میں خود ہی عورت کا خیال آیا پس اگر اُس نے طلاق کے ذکر کے وقت حکایت عمر کی بیان کی نہایت نہیں کی بلکہ از سر نو طلاق کی نیت کی ہو اور اسلئے کلام اس طرح متصل ہو کہ یہ بھی ہو سکتا ہو کہ اُس نے اپنی جوہر پر طلاق واقعہ کی تو طلاق واقعہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اُس نے طلاق واقعہ کی ہو اور اگر اُس نے کچھ نیت نہ کی ہو تو واقعہ منوگی اسواسطے کہ یہ حکایت پر محمول ہو یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو اور سکران کی طلاق واقعہ ہوتی ہے بشرطیکہ وہ خمر یا نمینہ کے پینے سے نشہ میں ہو اور یہی ہمارے اصحاب کا مذہب ہے یہ محیط میں ہو اور اگر کوئی شخص شراب پینے پر باکراہ مجبور کیا گیا یا اُس نے بضرورت شراب پی اور نشہ ہوا اور اُس نے اپنی جوہر کو طلاق دیدی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ جیسے اسپرحد و جب نہیں ہوتی ہے اسی طرح اسکی طلاق بھی واقعہ منوگی اور اسکا کوئی تصرف نافذ نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر مثل بنگ یا مادہ خروا مستر کے دودھ وغیرہ سے نشہ میں ہو تو اسکی طلاق وعتاق کچھ واقعہ منوگی یہ ہندو مذہب میں ہو اور اگر بنگ سے نشہ میں ہو تو اسکی طلاق واقعہ ہو جائیگی اور اسکو حد مارسی جائیگی اسواسطے کہ یہ فعل لینے بنگ نوشی لوگوں میں پھیل گئی ہو اور ہمارے زمانہ میں اسی پر فتویٰ ہے جو ہر خواہر خلاطی میں ہو اور اگر اُس نے ایسی اشہ بہ میں سے جو خوب و فو کہ و شہد سے بنائی جاتی ہیں استعمال کی ہوں پھر اُس نے طلاق دی یا آزاد کیا تو اس میں اختلاف ہے اور فقہ ابو جعفر نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ جیسے اسپرحد لازم نہیں آتی ہے اسی طرح اُس کے تصرفات بھی نافذ نہ ہوں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور فقہ القدریر میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے جوہر یا شہد کی بنائی ہوئی شراب پی اور اُسکو نشہ ہوا اور اُس نے طلاق دی تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک واقعہ منوگی اور اس میں امام محمد نے اختلاف کیا ہے یعنی اس کے نزدیک واقعہ منوگی اور امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا جائیگا انتہی اور امام محمد سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی نے نمینہ پی اور اُس کے مزاج کے موافق منوئی اور ارتفاع بخارات سے اُس کے سر میں درو پیدا ہوا اور شدت درو سے اسکی عقل زائل ہو گئی نہ بوجہ نمینہ پینے کے نشہ کے پھر اُس نے طلاق دیدی تو واقعہ منوگی اور اگر کسی کی عقل بوجہ صدمہ ضرب کے زائل ہوئی یا اُس نے خود اپنے سر میں مارا کہ جس سے عقل زائل ہوئی پھر اُس نے طلاق دیدی تو طلاق واقعہ منوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اس میں امر پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اقرار طلاق پر باکراہ مجبور کیا گیا تو اسکا اقرار نافذ نہ ہوگا یہ سبہ الرائق میں ہو۔ ایک شخص کو سلطان نے باکراہ مجبور کیا کہ اپنی جوہر کے

فتاویٰ مالگیری جلد دوم
کتاب الطلاق باب اول فی تفسیر و اقسام
کے درمیان میں ہو تو اسکی تصدیق کی جائیگی ورنہ نہیں یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ اور اگر طفل نے طلاق دی پھر جب بالغ ہوا تو اُس نے کہا کہ میں نے اس طلاق کی اجازت دی تو واقعہ منوگی اور اگر کہا کہ میں نے اسکو واقعہ کیا تو واقعہ ہی جائیگی اسواسطے کہ یہ ابتداءً ایقاع ہو یہ سبہ الرائق میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے طفل کی جوہر کو طلاق دی پھر طفل نے بعد بالغ ہونے کے کہا کہ میں نے اُس طلاق کو جبکہ فلان نے واقعہ کیا تھا واقعہ کیا تو طلاق واقعہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ میں نے اسکی اجازت دی تو کچھ واقعہ منوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر طفل کسی شخص کی طرف سے طلاق دینے کا وکیل ہو پس طفل نے طلاق دی تو صحیح ہے یہ تاتار خانہ میں ہو۔ زید نے عمر کی قسم کا بیان کرنا شروع کیا۔ (یعنی عمر نے جو قسم کھائی تھی کہ اگر اسکی عورت فلان کے گھر میں جاوے تو اسکو طلاق ہو مگر یا اور اس کے مثل) پھر جب وہ طلاق کے بیان تک پہنچا تو اس کے دل میں خود ہی عورت کا خیال آیا پس اگر اُس نے طلاق کے ذکر کے وقت حکایت عمر کی بیان کی نہایت نہیں کی بلکہ از سر نو طلاق کی نیت کی ہو اور اسلئے کلام اس طرح متصل ہو کہ یہ بھی ہو سکتا ہو کہ اُس نے اپنی جوہر پر طلاق واقعہ کی تو طلاق واقعہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اُس نے طلاق واقعہ کی ہو اور اگر اُس نے کچھ نیت نہ کی ہو تو واقعہ منوگی اسواسطے کہ یہ حکایت پر محمول ہو یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو اور سکران کی طلاق واقعہ ہوتی ہے بشرطیکہ وہ خمر یا نمینہ کے پینے سے نشہ میں ہو اور یہی ہمارے اصحاب کا مذہب ہے یہ محیط میں ہو اور اگر کوئی شخص شراب پینے پر باکراہ مجبور کیا گیا یا اُس نے بضرورت شراب پی اور نشہ ہوا اور اُس نے اپنی جوہر کو طلاق دیدی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ جیسے اسپرحد و جب نہیں ہوتی ہے اسی طرح اسکی طلاق بھی واقعہ منوگی اور اسکا کوئی تصرف نافذ نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر بنگ یا مادہ خروا مستر کے دودھ وغیرہ سے نشہ میں ہو تو اسکی طلاق وعتاق کچھ واقعہ منوگی یہ ہندو مذہب میں ہو اور اگر بنگ سے نشہ میں ہو تو اسکی طلاق واقعہ ہو جائیگی اور اسکو حد مارسی جائیگی اسواسطے کہ یہ فعل لینے بنگ نوشی لوگوں میں پھیل گئی ہو اور ہمارے زمانہ میں اسی پر فتویٰ ہے جو ہر خواہر خلاطی میں ہو اور اگر اُس نے ایسی اشہ بہ میں سے جو خوب و فو کہ و شہد سے بنائی جاتی ہیں استعمال کی ہوں پھر اُس نے طلاق دی یا آزاد کیا تو اس میں اختلاف ہے اور فقہ ابو جعفر نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ جیسے اسپرحد لازم نہیں آتی ہے اسی طرح اُس کے تصرفات بھی نافذ نہ ہوں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور فقہ القدریر میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے جوہر یا شہد کی بنائی ہوئی شراب پی اور اُسکو نشہ ہوا اور اُس نے طلاق دی تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک واقعہ منوگی اور اس میں امام محمد نے اختلاف کیا ہے یعنی اس کے نزدیک واقعہ منوگی اور امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا جائیگا انتہی اور امام محمد سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی نے نمینہ پی اور اُس کے مزاج کے موافق منوئی اور ارتفاع بخارات سے اُس کے سر میں درو پیدا ہوا اور شدت درو سے اسکی عقل زائل ہو گئی نہ بوجہ نمینہ پینے کے نشہ کے پھر اُس نے طلاق دیدی تو واقعہ منوگی اور اگر کسی کی عقل بوجہ صدمہ ضرب کے زائل ہوئی یا اُس نے خود اپنے سر میں مارا کہ جس سے عقل زائل ہوئی پھر اُس نے طلاق دیدی تو طلاق واقعہ منوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اس میں امر پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اقرار طلاق پر باکراہ مجبور کیا گیا تو اسکا اقرار نافذ نہ ہوگا یہ سبہ الرائق میں ہو۔ ایک شخص کو سلطان نے باکراہ مجبور کیا کہ اپنی جوہر کے

طلاق دینے کے واسطے کسی کو وکیل کرے پس اس نے مارپیٹ و قید کے خوف سے کہا کہ تو میرا وکیل ہو اور اس سے
 فرمایا وہ کچھ نہ کہا پس وکیل نے اسکی جو رو کو طلاق دیدی پھر وکیل نے کہا کہ میں نے اسکو اپنی جو رو کے طلاق دینے کے
 واسطے وکیل نہیں کیا جو تو حلال نے فرمایا ہو کہ یہ قول اسکی طرف سے سموع نہوگا اور طلاق واقع ہو جائیگی پھر الائی میں ہو
 اور اگر ایک شخص نے اپنی جو رو کی طلاق دینے کے واسطے کسیکو وکیل کیا پھر وکیل نے شراب خمر پیکر اسکی جو رو کو طلاق دی
 تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ طلاق واقع نہوگی اور اکثر مشائخ کے نزدیک واقع ہوگی یہ تاہم خانہ میں ہو۔ اور
 گوئے کہ طلاق بشارہ ہوتی ہو اور گوئے کہ ایسا گونا گوارا ہو جو پیدا نشی ہو یا بعد کو اس طرح گونا گوارا ہو کہ ہر ہمیشہ
 کے واسطے گونا گوارا ہو گیا حتیٰ کہ اسکا اشارہ معلوم ہو یا یہ مضمرات میں ہو چاہے اس گوئے کو کہنے کی قدرت ہو یا
 نہ ہو یہ معراج الدرایہ و فتح القدر میں ہو۔ اور اگر گوئے کا اشارہ معروف نہ ہو جو اسکی طرف سے معلوم ہو یا اشارہ
 ایسا ہو کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ اس غرض کے واسطے ایسا اشارہ کرتا ہو و لیکن قطعی معلوم نہ ہو بلکہ شک ہو تو یہ
 باطل ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر کوئی شخص پیدائش کے بعد درمیان عمر میں گونا گوارا ہو گیا مگر دائمی نہیں تو اس
 گوئے کے اشارہ کا اعتبار نہیں ہو پھر جس صورت میں کہ گوئے کے اشارہ کا اعتبار نہ ہو تاہم اگر گوئے نے
 طلاق دمی اور اشارہ سے تین طلاق سے کم تعداد سمجھ میں آئی تو وہ جہی ہوگی یہ مضمرات میں ہو اور آخر
 نہا یہ حین امام مرقاشی سے منقول ہو کہ جو گونا گوارا بعد پیدائش کے گونا گوارا ہو اور اسکا اشارہ معلوم قرار دیا جاتا ہو اس کے
 واسطے گوئے ہونے کی مدت ایک سال مقرر کی گئی ہو۔ یعنی اگر ایک سال تک گونا گوارا ہو اسکا اشارہ معلوم ہوگا اور
 طلاق مثلاً واقع ہوگی اگرچہ بعد ایک سال کے اچھا ہو جاوے اور امام رحمۃ اللہ سے مروی ہو کہ ایسے گوئے
 کا تا دم موت گونا گوارا نہا ضرور ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ اسی پر فتوے ہو یہ نیز الفائق میں ہو۔ اور اگر آخر حسن
 تحریر کر سکتا ہو تو تحریر سے اسکی طلاق جائز ہوگی کذا فی البدایہ فی مسائل شتی بعضی مشائخ سے دریافت
 کیا گیا کہ ایک شخص نے جو نشہ میں ہو اپنی جو رو سے کہا کہ ہاں تو شراب پیا تو میرا وکیل ہو کہ باؤسی من
 طلاق داد و شویت تو فرمایا کہ دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ شیبہ ہو اور اس شوہر سے پیدائش اسکا ایک سال تک ہو
 جس نے اسکو طلاق دمی تھی تو اس لفظ سے طلاق واقع نہوگی بشرطیکہ مرد مذکور کی نیت طلاق کی نہ ہو اور اگر
 اس سے پہلے عورت مذکورہ کا ایسا شوہر نہ ہو تو طلاق واقع ہوگی خواہ نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ تاہم راخانہ میں ہو
 اور اگر شوہر مرد ہو کہ دار الحرب میں چلا گیا تو اسکی طلاق اسکی جو رو پر واقع نہوگی لیکن اگر ایسی حالت میں
 دارالاسلام میں واپس آیا کہ عورت مذکورہ اسکی فرقت کی غدت میں ہو تو طلاق جو اسنے دار الحرب میں دی تھی
 واقع ہو جائیگی اور اگر عورت مرتد ہو کہ دار الحرب میں چلی گئی تو شوہر کی طلاق اسپر واقع نہوگی پھر اگر وہ فہل
 عدت گزرنے کے واسطے آئی تو بھی امام اعظم کے نزدیک طلاق ناکو اسپر واقع نہوگی اور امام ابو یوسف کے
 کے نزدیک واقع ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر اپنی جو رو کو خرید یا بچہ اسکو طلاق دمی تو اسپر طلاق واقع
 نہوگی اور اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر کی تمام مالک ہوتی یا کسی حصہ کی مالک ہوتی تو پھر شوہر کی طلاق
 اسپر واقع نہ ہوگی اور اگر عورت نے شوہر کو خرید یا بچہ اسکو آزاد کر دیا پھر شوہر نے اسکو طلاق دمی تو
 طلاق واقع ہوگی اور علی ہذا اگر اپنی زوجہ کو خرید یا بچہ اسکو آزاد کیا پھر اسکو طلاق دمی تو حاکم لیکندہ

وکیل کرے
 فرمایا وہ
 وکیل نے
 اسکی جو رو
 کو طلاق
 دیدی
 وکیل نے
 کہا کہ میں
 نے اسکو
 اپنی جو رو
 کے طلاق
 دینے کے
 واسطے
 وکیل
 نہیں کیا
 جو تو
 حلال نے
 فرمایا
 ہو کہ
 یہ قول
 اسکی
 طرف سے
 سموع
 نہوگا
 اور
 طلاق
 واقع
 ہو جائیگی
 پھر الائی
 میں ہو
 اور اگر
 ایک شخص
 نے اپنی
 جو رو کی
 طلاق
 دینے کے
 واسطے
 کسیکو
 وکیل
 کیا پھر
 وکیل نے
 شراب
 خمر پیکر
 اسکی جو
 رو کو
 طلاق
 دی
 تو بعض
 مشائخ
 نے فرمایا
 کہ طلاق
 واقع
 نہوگی
 اور اکثر
 مشائخ
 کے
 نزدیک
 واقع
 ہوگی
 یہ تاہم
 خانہ میں
 ہو۔ اور
 گوئے کہ
 طلاق
 بشارہ
 ہوتی ہو
 اور گوئے
 کہ ایسا
 گونا
 گوارا
 ہو جو
 پیدا نشی
 ہو یا
 بعد کو
 اس طرح
 گونا
 گوارا
 ہو کہ
 ہر
 ہمیشہ
 کے
 واسطے
 گونا
 گوارا
 ہو گیا
 حتیٰ کہ
 اسکا
 اشارہ
 معلوم
 ہو یا
 یہ
 مضمرات
 میں
 ہو
 چاہے
 اس
 گوئے
 کو
 کہنے
 کی
 قدرت
 ہو
 یا
 نہ
 ہو
 یہ
 معراج
 الدرایہ
 و
 فتح
 القدر
 میں
 ہو۔
 اور
 اگر
 گوئے
 کا
 اشارہ
 معروف
 نہ
 ہو
 جو
 اسکی
 طرف
 سے
 معلوم
 ہو
 یا
 اشارہ
 ایسا
 ہو
 کہ
 جس
 سے
 یہ
 معلوم
 ہو
 کہ
 اس
 غرض
 کے
 واسطے
 ایسا
 اشارہ
 کرتا
 ہو
 و
 لیکن
 قطعی
 معلوم
 نہ
 ہو
 بلکہ
 شک
 ہو
 تو
 یہ
 باطل
 ہوگا
 یہ
 مبسوط
 میں
 ہو۔
 اور
 اگر
 کوئی
 شخص
 پیدائش
 کے
 بعد
 درمیان
 عمر
 میں
 گونا
 گوارا
 ہو
 گیا
 مگر
 دائمی
 نہیں
 تو
 اس
 گوئے
 کے
 اشارہ
 کا
 اعتبار
 نہیں
 ہو
 پھر
 جس
 صورت
 میں
 کہ
 گوئے
 کے
 اشارہ
 کا
 اعتبار
 نہ
 ہو
 تاہم
 اگر
 گوئے
 نے
 طلاق
 دمی
 اور
 اشارہ
 سے
 تین
 طلاق
 سے
 کم
 تعداد
 سمجھ
 میں
 آئی
 تو
 وہ
 جہی
 ہوگی
 یہ
 مضمرات
 میں
 ہو
 اور
 آخر
 نہا
 یہ
 حین
 امام
 مرقاشی
 سے
 منقول
 ہو
 کہ
 جو
 گونا
 گوارا
 بعد
 پیدائش
 کے
 گونا
 گوارا
 ہو
 اور
 اسکا
 اشارہ
 معلوم
 قرار
 دیا
 جاتا
 ہو
 اس
 کے
 واسطے
 گوئے
 ہونے
 کی
 مدت
 ایک
 سال
 مقرر
 کی
 گئی
 ہو۔
 یعنی
 اگر
 ایک
 سال
 تک
 گونا
 گوارا
 ہو
 اسکا
 اشارہ
 معلوم
 ہوگا
 اور
 طلاق
 مثلاً
 واقع
 ہوگی
 اگرچہ
 بعد
 ایک
 سال
 کے
 اچھا
 ہو
 جاوے
 اور
 امام
 رحمۃ
 اللہ
 سے
 مروی
 ہو
 کہ
 ایسے
 گوئے
 کا
 تا
 دم
 موت
 گونا
 گوارا
 نہا
 ضرور
 ہو
 اور
 مشائخ
 نے
 فرمایا
 کہ
 اسی
 پر
 فتوے
 ہو
 یہ
 نیز
 الفائق
 میں
 ہو۔
 اور
 اگر
 آخر
 حسن
 تحریر
 کر
 سکتا
 ہو
 تو
 تحریر
 سے
 اسکی
 طلاق
 جائز
 ہوگی
 کذا
 فی
 البدایہ
 فی
 مسائل
 شتی
 بعضی
 مشائخ
 سے
 دریافت
 کیا
 گیا
 کہ
 ایک
 شخص
 نے
 جو
 نشہ
 میں
 ہو
 اپنی
 جو
 رو
 سے
 کہا
 کہ
 ہاں
 تو
 شراب
 پیا
 تو
 میرا
 وکیل
 ہو
 کہ
 باؤسی
 من
 طلاق
 داد
 و
 شویت
 تو
 فرمایا
 کہ
 دیکھا
 جائیگا
 کہ
 اگر
 عورت
 مذکورہ
 شیبہ
 ہو
 اور
 اس
 شوہر
 سے
 پیدائش
 اسکا
 ایک
 سال
 تک
 ہو
 جس
 نے
 اسکو
 طلاق
 دمی
 تھی
 تو
 اس
 لفظ
 سے
 طلاق
 واقع
 نہوگی
 بشرطیکہ
 مرد
 مذکور
 کی
 نیت
 طلاق
 کی
 نہ
 ہو
 اور
 اگر
 اس
 سے
 پہلے
 عورت
 مذکورہ
 کا
 ایسا
 شوہر
 نہ
 ہو
 تو
 طلاق
 واقع
 ہوگی
 خواہ
 نیت
 کی
 ہو
 یا
 نہ
 کی
 ہو
 یہ
 تاہم
 راخانہ
 میں
 ہو
 اور
 اگر
 شوہر
 مرد
 ہو
 کہ
 دار
 الحرب
 میں
 چلا
 گیا
 تو
 اسکی
 طلاق
 اسکی
 جو
 رو
 پر
 واقع
 نہوگی
 لیکن
 اگر
 ایسی
 حالت
 میں
 دارالاسلام
 میں
 واپس
 آیا
 کہ
 عورت
 مذکورہ
 اسکی
 فرقت
 کی
 غدت
 میں
 ہو
 تو
 طلاق
 جو
 اسنے
 دار
 الحرب
 میں
 دی
 تھی
 واقع
 ہو
 جائیگی
 اور
 اگر
 عورت
 مرتد
 ہو
 کہ
 دار
 الحرب
 میں
 چلی
 گئی
 تو
 شوہر
 کی
 طلاق
 اسپر
 واقع
 نہوگی
 پھر
 اگر
 وہ
 فہل
 عدت
 گزرنے
 کے
 واسطے
 آئی
 تو
 بھی
 امام
 اعظم
 کے
 نزدیک
 طلاق
 ناکو
 اسپر
 واقع
 نہوگی
 اور
 امام
 ابو
 یوسف
 کے
 کے
 نزدیک
 واقع
 ہوگی
 یہ
 ذخیرہ
 میں
 ہو۔
 اور
 اگر
 اپنی
 جو
 رو
 کو
 خرید
 یا
 بچہ
 اسکو
 طلاق
 دمی
 تو
 اسپر
 طلاق
 واقع
 نہوگی
 اور
 اسی
 طرح
 اگر
 عورت
 اپنے
 شوہر
 کی
 تمام
 مالک
 ہوتی
 یا
 کسی
 حصہ
 کی
 مالک
 ہوتی
 تو
 پھر
 شوہر
 کی
 طلاق
 اسپر
 واقع
 نہ
 ہوگی
 اور
 اگر
 عورت
 نے
 شوہر
 کو
 خرید
 یا
 بچہ
 اسکو
 آزاد
 کر
 دیا
 پھر
 شوہر
 نے
 اسکو
 طلاق
 دمی
 تو
 طلاق
 واقع
 ہوگی
 اور
 علی
 ہذا
 اگر
 اپنی
 زوجہ
 کو
 خرید
 یا
 بچہ
 اسکو
 آزاد
 کیا
 پھر
 اسکو
 طلاق
 دمی
 تو
 حاکم
 لیکندہ

حدت میں ہو تو سبب زوال مانع کے طلاق واقع ہوگی یہ یقین میں ہے۔ اور اگر غلام نے کسی عورت سے نکاح کیا تو غلام کی طلاق اس عورت پر واقع ہو سکتی ہے اور آقا سے غلام کی طلاق اسکی عورت پر واقع نہ ہوگی یہ ہر ایمین ہے۔ اور طلاق کا اعتبار ہمارے نزدیک عورت کے لحاظ پر ہوتا ہے چنانچہ باندھی کی طلاق پوری دو ہونگی خواہ شوہر گزارد ہو یا غلام ہو اور آزاد عورت کی طلاق تین ہونگی خواہ شوہر گزارد ہو یا غلام ہو یہ کافی میں ہے دوسرا باب ایقاع طلاق کے بیان میں اور اسپین سات فصلیں ہیں۔ فصل اول طلاق صریح کے بیان میں اور طلاق صریح اس طرح ہے کہ مثلاً کہا کہ تو طالق ہے یا مطلقہ ہے یا میں نے تجھے طلاق دے دی پس ایک طلاق جہی واقع ہوگی اگرچہ اس نے ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو یا بے نیت طلاق کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ ہو یہ کنزین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے اور نیت یہ کی کہ تو وثاق سے چھوٹی تو قضاء اسکے قول کی تصدیق ہوگی اور وثاق سے چھوٹی تو طلاق ہے اور اگر عورت کو مثل قاضی کے حلال نہیں ہے کہ مرد نکو کر لے اپنے اوپر قابو دے جبکہ اس سے یہ کلام سن لے یا کوئی گواہ عادل اسکے سامنے یہ گو اہی دے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو وثاق سے طالق ہے تو قضاء کچھ واقع ہوگا اور اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ تو اس قید سے طالق ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر تو طالق ہے اس قول سے یہ نیت کی کہ تو کام سے چھوٹی ہوئی تو وثاق سے طلاق ہے تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ تو اس عمل سے طالق یا فلان کام سے طالق ہے تو وثاق سے طلاق ہے تصدیق ہوگی اور قضاء تصدیق ہوگی یہ یقین میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق از غل یا از قید ہے یہ مسئلہ متقی میں دو جگہ مذکور ہے اور ایک جگہ یہ جواب مذکور ہے کہ قضاء طلاق واقع ہوگی اور دوسری جگہ مذکور ہے قضاء طلاق واقع ہوگی اور حسن بن زیاد نے امام عظیم سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اس قید سے یا اس غل سے طالق ہے تو وہ مطلقہ ہو جائیگی اور قضاء مرد مذکور کا دعویٰ کہ میں نے سو سے طلاق کے بڑی یا طوق سے رہا ہونا مرد لیا ہے تصدیق ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق سے طالق اس عمل سے ہے تو آپس میں طلاق واقع ہوگی اور قضاء اسکے دعویٰ کی کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تصدیق نہ کی جائیگی یہ اختیار شریعت مختار میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو سے کہا کہ اسے مطلقہ پس اگر اس عورت کا اس سے پہلا کوئی شوہر نہ ہو مگر طلاق نہ ہو بلکہ مر گیا ہو تو اس عورت پر طلاق بڑ جائیگی اور اگر اس عورت کا شوہر پہلا کوئی ہو اور اس نے اسکو طلاق دے دی ہو پس اگر اس شوہر نے اس کلام سے پہلے واقعہ کی خبر دینے کا قصد نہیں کیا تو بھی مطلقہ ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اپنے کلام سے پہلے اخبار کا قصد کیا ہے تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ متدین ہو سکتا ہے اور رہا یہ امر کہ قضاء بھی اسکی تصدیق ہوگی یا نہ ہوگی تو اسپین روایات مختلف ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اسکی تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے اس کلام سے گالی دینے کا قصد کیا تھا تو قضاء تصدیق ہوگی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ متدین ہو سکتا ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق کیا (یا رہا کیا) تو یہ صریح نہیں ہے پس اگر طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی ورنہ نہیں یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ قال المترجم الطلاق کا اسم مفعول مونث مطلقہ بسکون طار و فتح لام بلا تشدید یعنی رہا کر و شدہ ہے قابل اور اگر عورت سے کہا کہ تو مطلقہ ہے یا اسے مطلقہ بسکون طار و فتح لام بلا تشدید تو بدون نیت کے طلاق

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

منہوگی یہ سراج الوباح میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت الطلاق بمعنی تو طلاق ہو یا انت طالق الطلاق بمعنی
تو طالق الطلاق ہو یا انت طالق بمعنی تو طالق ہو طلاق ہونے کے پس اگر کچھ نیت نہ ہو یا ایک یا دو طلاق کی
نیت ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر بین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی قال المترجم
اول ایک صورت میں شاید اگر دو زبان میں جسطرح ان الفاظ کا ترجمہ مذکور ہو غالباً طلاق واقع منہوگی دانستہ حاد
علم بان دوسری و تیسری صورت میں حکم مذکور جاری ہوگا واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ انت طلاق تو طلاق ہو تو
اس سے طلاق پڑ جائیگی اور اس میں نیت ہونے کی حاجت نہیں ہوگی مگر رجعی طلاق ہوگی اور تین طلاق کی نیت صحیح ہے
لیکن اس صورت میں کہ جب طلاق خبر بدون الف و لام کے ہو دو طلاق کی نیت صحیح نہیں ہوگا انی المدایہ مگر دو
طلاق کی نیت صحیح نہ ہونا اس وقت ہے کہ جب عورت حرہ ہو اور اگر باندی ہو تو دو طلاق واقع ہونگی دیکھی اس کے
حق میں کامل ہیں) یا حرہ ہونے کی صورت میں اگر ایک طلاق اسپر پہلے واقع ہو چکی ہو تو اسپر بھی دو طلاق
پڑ جائیگی بشرطیکہ ان دونوں کی پہلی طلاق کے ساتھ نیت کی ہو یہ سراج الوباح میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت
طالق الطلاق تو طالق۔ الطلاق ہو اور کہا کہ میں نے لفظ طالق سے ایک طلاق اور لفظ الطلاق سے دوسری طلاق
مراوی ہو تو اس کی تصدیق ہوگی پس دو طلاق رجعی واقع ہونگی بشرطیکہ عورت مدحولہ ہو ورنہ دوسرا کلام لغو ہو جائیگا کیا کافی
میں ہے۔ اور متفقہ میں ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرے واسطے طلاق ہے تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ
اگر اسے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جائیگی اور اگر کچھ نیت نہ ہو تو نہ پڑیگی قال المترجم یعنی اس عورت سے کہا کہ
کتاب الطلاق اور یہ عربی میں مجمل ہے صریح نہیں ہے لیکن جسطور سے ترجمہ اردو مذکور ہو زبان اردو میں غالباً اس
طلاق پڑ جائیگی اس واسطے کہ عرف میں متبادر یہی ہے پس زبان کے لحاظ سے صحیح ہے نہ محض غلیظ واللہ اعلم اور
امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر اسے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی ورنہ امر طلاق کا اختیار عورت کے ہاتھ ہوگا۔
اور اگر عورت سے کہا کہ حلیک الطلاق تیرے اوپر طلاق ہو تو وہ طالق ہوگی بشرطیکہ نیت ہو قال المترجم زبان اردو
میں بلا شرط مطلقہ ہوگی واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ طلاق علیک واجب یعنی میری طلاق تجھ پر واجب ہے تو طلاق پڑ جائیگی ہی
طرح اگر کہا کہ الطلاق علیک واجب طلاق تجھ پر واجب ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ بقالی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر فرمایا ہے اور اگر
عورت سے کہا کہ طلاق علی یعنی تیری طلاق مجھ پر تو واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ طلاق علی واجب لازم اور فرض
ثابت بمعنی تیری طلاق مجھ پر واجب یا لازم یا فرض یا ثابت ہے پس شیخ ابوالنہد نے فتاویٰ میں اس مسئلہ میں متاخرین کا اختلاف
نقل کیا ہے کہ بعض کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوگی چاہے نیت ہو یا نہ ہو اور بعض نے فرمایا کہ واقع ہوگی نیت کرے یا
نہ کرے اور بعض نے فرمایا کہ جب کہنے کی صورت میں بدون نیت واقع ہوگی اور لازم کہنے کی صورت میں واقع ہوگی اگرچہ نیت نہ ہو
اور فرق ان دونوں میں عرف کی ہے کہ قال المترجم ہی قول خیر زبان اردو کے موافق ہے واللہ اعلم الا لفظ فرض محض ہے لیکن
فرض بغیر حکم الہی غلط ہے لہذا اسو اسے واجب کے سب الفاظ میں واقع قول اخیر اردو میں صحیح ہے نہ غلط بل سبیطح
اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے ایسا کیا تو تیری طلاق مجھ پر واجب یا لازم یا ثابت ہے پس عورت نے یہ فعل کیا تو بھی
ایسا ہی اختلاف ہے اور شیخ صدر الشہید نے یہ اختیار رکھا ہے کہ سب صورتوں میں طلاق واقع ہوگی کذا فی محیط اور
یہی صحیح ہے محیط جس میں ہے اور شیخ امام اجل خلیل الدین حسن بن علی مرغینانی سب صورتوں میں طلاق واقع ہوگا فتویٰ

سلہ قال المترجم
ظاہر امر ادب ہوگا
قوت مذکورہ

میں میں
اختیار مذکورہ
ہو جائے

دیتے تھے یہ محیط میں ہو اور خاضی کے فتاویٰ میں ہو کہ مختاریہ ہو کہ سب صورتوں میں واقع ہوگی یہ فتح القدر
 میں ہو۔ ابن ساعہ نے امام محمد سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے کہا کہ کوئی طالق یعنی ہو جائے طالق
 یا کہا کہ اطلاق یعنی کوئی طالق تو امام محمد نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ طلاق واقع ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ انت طالق
 طالق یا انت طالق انت طالق یا انت طالق قدر طلق یا انت طالق قدر طلق تو دو طلاق واقع ہوگی درحالیکہ
 عورت مدخولہ ہو اور اگر کہا کہ دوسری سے میرا مقصد پہلی کی خبر دینا تھا تو قضاء کی تصدیق ہوگی مگر فیما بینہ و بین اللہ
 تعالیٰ مستدین ہو سکتا ہو۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہے پس اس سے کسی نے بوجھا کہ تو نے کیا کہا پس
 اس نے کہا کہ میں نے اسکو طلاق دیا یا کہا کہ میں نے یہ کہہ دیا کہ وہ طالق ہے تو قضاء ایک طلاق پڑیگی یہ بدائع
 میں ہو۔ اور اگر اپنی جوڑ سے کہا کہ انت طالق و طالق و طالق یعنی تو طالق و طالق و طالق ہے اور اسکو کسی شرط
 پر معلق نہیں کیا پس اگر عورت مدخولہ ہو تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک ہی طلاق واقع
 ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ انت طالق و طالق و طالق یا طالق و طالق و طالق یعنی تو طالق پس طالق
 پس طالق ہے یا تو طالق پھر طالق پھر طالق ہے یا تو طالق طالق طالق ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج الوباح میں ہو
 اگر ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ انت طالق انت طالق انت طالق یعنی تو طالق ہے تو طالق ہے تو طالق ہے تو
 طالق ہے پھر کہا کہ میں نے اول سے طلاق کا قصد کیا اور دوسری دوسری سے فقط عورت کا سمجھنا
 مقصود تھا تو دینا اسکی تصدیق ہوگی اور قضاء عورت یرتین طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں ہو۔ ہر گاہ طلاق دینے والے نے لفظ طلاق کو کمر کہا خواہ بھرت و یا بغیر حرف و او تو طلاق متعد
 ہوگی اور اگر دوم سے اول ہی مراد لینے کا دعویٰ کیا تو قضاء تصدیق ہوگی جیسے اس قول میں کہ انت طالق
 تو طالق ہے یا میں نے تجھے طلاق دی تو طالق ہے تو طلاق دو ہوگی اور اگر دوسری کو بھرت تفسیری حرف
 فاکے ساتھ ذکر کیا تو بدون نیت کے دوسری واقع ہوگی جیسے کہا کہ طلقک فانت طالق یعنی میں نے تجھے
 طلاق دی پس تو طالق ہے یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ انت طالق و عندی و انت طالق و عندی و انت طالق
 فاعندی یعنی تو طالق ہے اور عندی اختیار کر یا تو طالق ہے عادت اختیار کر یا تو طالق ہے پس عادت اختیار کر پس اگر اسے
 ایک طلاق کی نیت کی تو ایک پڑیگی اور اگر دو طلاق کی نیت ہو تو دو طلاق پڑیگی اور اگر کچھ نیت ہو پس در صورتیکہ
 حرف فاکے ساتھ انت طالق فاعندی کہا تو ایک واقع ہوگی اور اگر اعتدی یا و اعتدی کہا تو دو طلاق پڑیگی یہ محیط
 سرخسی میں ہو۔ اور اگر عورت کو طلاق دی پھر اس سے کہا کہ طلاق و ادعت میں نے تجھے طلاق دی تو دوسری
 طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ طلاق و ادعت است طلاق ابھی دی ہو تو دوسری واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ انت طالق و ادعت
 و ادعت تو طالق و ادعت و ادعت ہو تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا کہ انت طالق و انت و ادعت تو دو طلاق واقع
 ہوگی اور فتاویٰ میں ہو کہ ایک طلاق واقع ہوگی یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے پھر اس سے کہا
 کہ اسکو مطلقہ تو دوسری طلاق واقع ہوگی۔ ابن ساعہ نے اپنی نوادر میں امام ابو یوسف سے روایت کی ہو کہ ایک شخص کی
 دو عورتیں ہیں انہیں سے کسی کے ساتھ اسے دخول نہیں کیا ہو پس اسے کہا کہ میری جوڑ طالق ہے میری جوڑ طالق
 ہے پھر کہا کہ میں نے ان دونوں میں سے ایک کو مراد لیا تھا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ میں اسے قول کی تصدیق

یہ قول صحیح
 ہے اور اگر عورت

اثبات ہوتا ہے اور اگر اس نے جواب دیا کہ نعم یعنی ہاں نہیں دسی ہے تو مطلقہ نہوگی اس واسطے کہ نعم کے ساتھ ایسے تفہیم کا جواب نفی ہوتا ہے پس گویا اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دسی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر طالق سے قاف حذف کر کے یون کہا کہ تو طال پس اگر لام کو کسرہ دیا (جو قاف محذوف ہونے پر دلالت کرے) تو طلاق بلا نیت واقع ہوگی ورنہ اگر طلاق کی گفتگو میں یا حالت غضب میں کہا تو بھی یہی حکم ہے ورنہ نیت پر موقوف ہوگا اور اگر فقط لام حذف کیا اور کہا کہ تو طالق ہے تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر قاف ملام دونوں حذف کیے یعنی کہا کہ تو طال اور اتنے میں کسی نے اسکا مٹھ بند کر لیا یا خود خاموش ہو گیا تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ نیت کرے یہ بحر الرائق میں ہے ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیرا طلاق اور بیان باج الفاظ ہیں تلاق و تلاغ و طلاق و تلاک تو شیخ امام ابو بکر محمد بن افضل رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ طلاق واقع ہوگی اور اگر عہد آگیا اور قصد کیا کہ طلاق واقع نہو تو قصداً اسکی تصدیق نہ ہوگی اور دیا نہ تصدیق ہوگی لیکن اگر قبل اسکے اس نے گواہ کر لیے ہوں یا میں طور کہ اس نے گواہوں سے کہا کہ میری جورو مجھ سے طلاق مانگتی ہے اور مجھے اسکو طلاق دینا گوارا نہیں ہے پس میں اس لفظ کو زبان سے کہوں گا کہ اسکی گفتگو بند ہو جاوے پھر یہ لفظ کہا پھر گواہوں مذکور نے حاکم کے پاس اس سب سے گواہی دسی تو قاضی دونوں میں طلاق واقع ہوئی حکم نہ دیا اور شیخ امام ابو بکر رحمہ اللہ ابتدا میں عالم و جاہل میں فرق کرتے تھے جیسا کہ امام مسالامہ حلوئی کا قول ہے پھر اس سے رجوع کر کے حکم دیا جو پہلے بیان کیا ہے اور اسی پر فتوے ہیں یہ خلاصہ میں ہے اور شیخ امام ابو بکر رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے کہ ایک ترکی کے معاملہ میں مجھ سے اسکا فتویٰ طلب کیا گیا کہ اس ترکی نے اپنی جورو سے کہا تھا کہ تیرا تلاک یعنی بتاے فوقانی و کاف اور ترکی زبان میں تلاک تلی کو کہتے ہیں پس ترکی مذکور نے کہا کہ میں نے تلی مراد لی تھی اور طلاق میری مراد نہ تھی پس میں نے فتویٰ دیا کہ قصداً اسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ ذخیہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ آیا تو نے اپنی عورت کو طلاق دیدی ہے اس نے جیسے میں نعم یا بلے یعنی ہاں کہا مگر زبان سے اسکا تلفظ نہیں کیا تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے اور اگر عورت سے بہت دیر کیا کہ انت طالق یعنی طالق تو طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کہا کہ دنیا کی عورتیں یا صوبہ کے کی عورتیں طلاقات ہیں حالانکہ یہ شخص بھی رے کار ہونے والا ہے تو اسکی جورو طلاق نہوگی الا اس صورت میں ہوگی کہ اسکی نیت کی ہو اسکو ہشام نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کیا ہے اور اسی پر فتوے ہیں اور لفظ جمیع لینے سب عورتوں کا لفظ ذکر کرنے یا نہ کرنے میں کچھ فرق نہیں ہے اور یہی اصح ہے اور اگر کہا کہ اس کو چہ کی یا اس دار کی عورتیں طلاقات ہیں یا اس بیت کی عورتیں طلاقات ہیں حالانکہ اسکا گھر بھی اس کو چہ میں ہے یا وہ بھی اسی دار میں رہتا ہے اور اسکی جورو وہیں موجود ہے یا اس بیت میں ہے تو مطلقہ ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر کہا کہ اس شہر کی عورتیں یا اس گاؤں کی عورتیں طلاقات ہیں اور اسی میں اسکی جورو بھی ہے تو مطلقہ ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت بتلات تو بسہ ہستی تو تین طلاق پڑنیگی اگر نیت ہو اور اگر اس نے کہا کہ میں نے نیت نہیں کی پس اگر مذکورہ طلاق کی حالت میں اس نے ایسا کہا ہو تو تصدیق نہ ہوگی ورنہ

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

تصدیق ہوگی اور ایسا ہی فارسی (تولیس) کہنے سے یہی حکم ہوا اور یہی فتویٰ کے لیے مختار ہر قال المترجم اردو میں اُسکے ترجمہ سے طلاق واقع ہونا چاہیے واللہ اعلم اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو فلاں سے اطلاق ہو حالانکہ فلاں مذکورہ مطلقہ یا غیر مطلقہ ہو بہر حال اگر اُسے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں بخلاف اسکے اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مثلاً فلاں نے اپنی جو رو کو طلاق دی ہو پس شوہر نے اُس سے کہا کہ تو فلاں سے اطلاق ہو تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی اگرچہ اُس نے نیت نہ کی ہو یہ فتوح القدیر میں ہے اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ انت منی ثلثا تائیس اگر طلاق کی نیت کی ہو تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی پس اگر حالت مذکورہ طلاق میں کہا ہو تو تصدیق ہوگی اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے تین انگلیوں سے اشارہ کیا اور مراد یہ ہو کہ تین طلاق تو جب تک زبان سے نہ کیگا تب تک طلاق واقع ہوگی یہ ظہیر یہ بین ہے۔ اور منقہ بین بروایت ابن سماعہ رحمہ اللہ امام محمد رحمہ سے مروی ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ زینب میری جو رو طالق ہے پس زینب سے بعد طلاق ہونے کے اُسکے پاس رہنے سے انکار کیا اور قاضی کے سامنے طلاق ہونے کا مقدمہ پیش کیا پس شوہر نے کہا کہ فلاں شہر میں زینب نام کی میری دوسری جو رو ہو میں نے اُسکو مراد لیا تھا اور اس پر گواہ قائم نہیں کیے تو قاضی اس طلاق کو اسی عورت پر محمول کر کے اگر اس سے بائذ ہوگی تو عورت کو اس مرد سے جدا کر دیا پھر اگر شوہر نے اپنے دعویٰ والی عورت کو حاضر کیا اور اسکا نام زینب ہو تو اگر قاضی کو معلوم ہو گیا تو قاضی یہ طلاق اُسی پر واقع کر کے پہلی عورت کو اُسکو واپس دیکھا اور اُسکا طلاق باطل کر دیکھا اور انام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میری جو رو طالق ہے اور اُسکی جو رو معروفہ ہو پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ میری جو رو دوسری ہو پھر ایک عورت دوسری کو لایا اور اُس نے دعویٰ کیا کہ میں اس مرد کی جو رو ہوں اور شوہر نے اُسکے قول کی تصدیق کی پس شوہر نے کہا کہ میں نے اُسکو مراد لیا تھا یا کہا کہ میں نے اپنے کلام سے یہ اختیار کیا کہ جو رو کی طلاق کو اس جو رو پر ڈالوں پس اگر شوہر نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ قبل طلاق مذکور کے اس دوسری عورت سے نکاح کیا تھا تو اُسکی معروفہ جو رو سے طلاق پھر کہ اس مجبولہ پر پڑیگی اور اگر اُسکے گواہ قائم نہ کیے اور قاضی نے اُسکی معروفہ جو رو کی طلاق کا حکم دیدیا پھر اُس دوسری عورت مجبولہ کے ساتھ قبل طلاق مذکورہ اور قبل اُسکے کہ قاضی اس معروفہ جو رو کی طلاق کا حکم کرے نکاح کرنے کے گواہ ملے اور اُسے قائم کیے اور شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس جو رو دوسری کو مراد لیا تھا تو قاضی نے طلاق معروفہ کا حکم جو دیا ہو اُسکو باطل کر کے معروفہ جو رو اس مرد کو واپس کر دیکھا اور طلاق اس مجبولہ پر واقع کر دیکھا اور سبطرح اگر معروفہ جو رو نے دوسرا نکاح کر لیا ہو پھر ایسے گواہ قائم ہوتے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور نیز منقہ بین مذکور ہے کہ اگر دو عورتوں سے ایک سے نکاح صحیح اور دوسری سے نکاح فاسد نکاح کیا اور دونوں کا نام ایک ہی ہو پس شوہر نے کہا کہ فلاں عورت طالق ہے پھر کہا کہ میں نے اس عورت کو مراد لیا تھا جسکا نکاح فاسد واقع ہو ہو تو قضاۃ اسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ میری دونوں جو رو میں سے ایک طالق ہے پھر کہا کہ میں نے وہ جو رو مراد لی تھی جسکا نکاح فاسد واقع ہوا ہو تو قضاۃ تصدیق ہوگی یہ بایعویں فصل محیط میں ہے

اور اگر کہا کہ فلاں طالق ہے اور اسکا نسب اس کے ساتھ بیان نہ کیا یا اسکا نسب بیان کیا کہ اس کے باپ کی جانب نسبت کیا یا پسین یا اولاد کی جانب مشوب کیا حالانکہ اس نام و نسب کی انکی جو رو بہ پھر دعوے کیا کہ میں نے اپنی جو رو دے سوا کسی اجنبیہ کو مراد لیا تھا تو قضا کر اس کے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ یہ عورت اجنبیہ جسکو میں نے مراد لیا ہے سواے معروفہ جو رو دے کے یہ میری جو رو ہے اور اس غیر معروفہ نے بھی اسکی تصدیق کی تو اس پر طلاق واقع ہو جائیگی لیکن جو جو رو اسکی معروفہ ہے اس کے اوپر سے طلاق دور ہونے میں اس کے قول کی تصدیق نہوگی الا اس صورت میں دور ہو سکتی ہو کہ گواہ لوگ گواہی دین کہ اس نے قبل اس کلام طلاق کے اس غیر معروفہ سے نکاح کیا تھا یا قبل اس کلام کے دونوں کے اقرار نکاح کے گواہ ہوں یا عورت معروفہ اس کے قول کی تصدیق کرے یہ فتح التدریس میں ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک عورت کو طلاق دیدی یا ایک عورت طالق ہے پھر کہا کہ میں نے اپنی جو رو کی نیت نہیں کی تھی تو اس کے قول کی تصدیق کی جائیگی اور اگر کہا کہ زینب طالق ہے اور اسکی جو رو کا نام زینب ہے پھر کہا کہ میں نے اپنی جو رو کی نیت نہیں کی تھی تو قضا کر اس کے قول کی تصدیق نہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری جو رو طالق ہے حالانکہ اسکی دو جو رو ہیں اور دونوں معروفہ ہیں تو اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے جسکی جانب چاہے طلاق کو پھیرے یہ فتاویٰ قاضی خان ہے۔ جامع کبیر میں فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ میری ایک جو رو تھی میں نے اسکو طلاق دیدی تھی یا کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کر کے اسکو طلاق دیدی تھی یا کہا کہ میں نے ایک عورت کو طلاق دیدی جو میری جو رو تھی پھر اسکی معروفہ جو رو نے دعوے کیا کہ وہ میں ہی ہوں اور شوہر نے کہا کہ سواے اس معروفہ کے میری ایک جو رو تھی میں نے اسی کو طلاق دیدی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ شوہر نے اس صورت میں فی الحال طلاق واقع کرنے کا اقرار نہیں کیا ہے تاکہ عورت معروفہ متعین ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے کہا کہ میری ایک جو رو تھی پس تم لوگ گواہ رہو کہ وہ طالق ہے پس اسکی معروفہ جو رو نے دعوے کیا کہ اس نے مجھے ہی طلاق دی ہے جو تو قول معروفہ کا قبول ہوگا اسواسطے کہ اسکا یہ کہنا کہ تم لوگ گواہ رہو یہ فی الحال کے واسطے گواہ کر لیتا ہے پس اسکا یہ کہنا کہ وہ طالق ہے یہ فی الحال کے واسطے انشاء طلاق ہو کہ فی الحال طلاق کو اس نے پیدا کیا۔ اور اگر کہا کہ میں نے اپنی جو رو کو طلاق دی یا میری ایک جو رو طالق ہے یا کہا کہ میری جو رو دن میں سے ایک عورت طالق ہے اور باقی مسئلہ بجا لمار ہے تو اسکی معروفہ جو رو پر قضا کر طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ کلام القیاح طلاق فی الحال ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کی دو جو رو ہیں ایک کا نام زینب ہے اور دوسری کا نام عمرہ ہے پس اس نے عمرہ سے کہا کہ تو زینب ہے اس نے کہا کہ ہاں پس کہا کہ تو طالق ہے تو وہ مطلقہ نہوگی اصل میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی دو جو رو زینب و عمرہ ہیں پس اس نے پکارا کہ اسو زینب پس عمرہ نے اسکو جواب دیا پس مرد نے کہا کہ تم جھکو تین طلاق ہیں تو جواب دینے والی مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر اس نے کہا کہ میں نے زینب کی نیت کی تھی تو دونوں مطلقہ ہو جائیگی عمرہ بلا اشارہ اور زینب باقرار یہ خلاصہ میں ہے اور اگر اس نے کہا کہ اسو زینب تو طالق ہے پس اسکو کسی نے جواب نہ دیا تو زینب مطلقہ ہوگی اور اگر ایسی عورت کو جسکو دیکھتا تھا اسکی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اسو زینب تو طالق ہے پھر وہ عمرہ نام کی اسکی دوسری جو رو بکلی تو عمرہ پر طلاق واقع

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

ہو جائیگی کہ اشارہ کا اعتبار ہوگا اور نام کا احصاء ہر شوگا یہ قضاوئے قاضی خان میں ہو اور اگر کہا کہ اس زینب تو طلاق نہ
اگر کسی کی طرف اشارہ نہیں کیا مگر اُسے ایک آدمی کی شکل دیکھ کر اسکو زینب گمان کیا تھا حالانکہ وہ زینب نہ تھی
دوسری جو رو تھی تو قضاوئے زینب طلاق ہوگی نہ دیانتہ یہ تاناخا خاشیہ میں ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ میری جو وعمرہ
بنت صبیح طلاق ہے۔ حالانکہ اسکی جو وعمرہ بنت حفص ہے اور اس شخص کی کچھ نیت نہیں ہے تو اسکی جو وعمرہ مطلقہ شوگی
اور اگر صبیح نے اس شخص کی جو رو کی مان سے نکاح کیا ہو اور اسکی جو رو اس کے حجر میں رہی ہو اسکی کی طرف
شوب ہو گئی ہو پس شخص مذکور نے بطور مذکور کہا حالانکہ یہ شخص اس عورت کا نسب حقیقی یعنی اس کے پردہ فانی کا
نام جانتا ہے یا نہیں جانتا ہے تو ایسی صورت میں اسکی جو رو مطلقہ ہو جائیگی اور قضاوئے قضاوئے شوگی لیکن فیما
بینہ وہ بین اللہ تعالیٰ طلاق واقع نہ ہوگی بشرطیکہ اسکو اپنی جو رو کے حقیقی نسب سے آگاہی ہو اور اگر
آگاہی نہ ہو تو فیما بینہ وہ بین اللہ تعالیٰ بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر ان صورتوں میں اپنی جو رو کی نیت کی
ہو تو قضاوئے فیما بینہ وہ بین اللہ تعالیٰ بہر حال اسکی جو رو مطلقہ ہو جائیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر
ایک مرد نے کہا کہ میری جشیہ جو رو طلاق ہے اور اسکی نیت میں اپنی جو رو کی طلاق نہیں ہے اور اسکی جو رو جشیہ
نہیں ہے تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی اور اسی طرح اگر جو رو کے نام کے سواے دوسرے نام جو اسکا نام نہیں ہے
اس نام سے کہا اور اسکی نیت اپنی جو رو کی طلاق کی نہیں ہے تو بھی مطلقہ شوگی اور اگر ان صورتوں میں اپنی
جو رو کی طلاق کی نیت ہو تو اسکی جو رو مطلقہ ہو جائیگی یہ ذخیرہ میں ہے اگر ایک شخص کی عورت آنکھوں والی
ہو پس کہا کہ میری یہ اندھی جو رو مطلقہ ہے حالانکہ اُس نے آنکھوں والی کی طرف اشارہ کیا تو یہ طلاق
ہو جائیگی اور اشارہ کے ساتھ صفت کا اور نیز نام کا اعتبار نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر کہا کہ وہ بی
والی فاطمہ یا کانی فاطمہ طلاق ہے حالانکہ اسکی جو رو کا نام فاطمہ ہے مگر وہ بی کی نہیں ہے اور نہ کانی ہے تو خیر طلاق واقع
شوگی اور اگر فاطمہ بنت فلان بھی ذکر کیا یعنی اسکا نسب صحیح بھی ذکر کیا ہو تو طلاق بڑ جائیگی اگرچہ اُس نے کسی
صفت سے اسکو وصف کیا ہو کہ جو اس میں نہیں ہے اور وجہ طلاق پڑنے کی یہ کہ غائبہ کی توفیق و شناخت باسم و
نسب ہوتی ہے۔ عتاب یہ میں ہے اور اگر کہا کہ اس اگر وہ والی تو طلاق ہے اور اسکی طرف اشارہ کر کے کہا ہے تو طلاق
بڑ جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اپنی جو رو کو اسکا نام دے اس کے باپ کا نام لیکر بیان کیا یا بین طور کہ میری جو رو
عمرہ بنت فلان جس کے چہرہ پرتل ہے یا یون بیان کیا کہ اس لڑکی کی مان جس کے چہرہ پرتل ہے طلاق ہے
حالانکہ اسکی جو رو کے چہرہ پرتل نہ تھا یا تنہا بہر حال مطلقہ ہو جائیگی یہ محیط میں ہے اسی طرح اگر کہا کہ میری
جو رو جو صبیح کی بیٹی ہے یا فلان کی بیٹی ہے جس کے چہرہ پرتل ہے طلاق ہے۔ تو مطلقہ ہو جائیگی خواہ اس کے چہرہ
پرتل ہو یا نہ ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری جو رو عمرہ جو میری ام ولد ہے جو یہ بیٹی ہے
طلاق ہے اور اس مرد کی کچھ نیت نہیں ہے اور جو عورت بیٹی ہے وہ عمرہ کے سواے دوسری ہے اور
وہ اسکی جو رو بھی نہیں ہے تو وہ مطلقہ شوگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ ایک عورت نے ایک مرد سے
کہا کہ میرا نام فلا نہ بنت فلان الفلانیہ ہے پس اس مرد نے اس عورت سے نکاح کر لیا پھر کہا کہ میری ہے
جو رو تین بار طلاق ہے اَلَا فلا نہ بنت فلان الفلانیہ حالانکہ اس عورت کا نام نسب اور جو رو واقع نہیں ہے

جو اُس نے بیان کیا تھا تو فقہاء مطلقہ ہوگی اور فیما بین اللہ تعالیٰ مطلقہ ہونگی یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تیری طلاق تجھے فرض دی تو واقع ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے تیری طلاق تجھے نہیں دی تو مناسخ نے اس میں اختلاف کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ واقع ہوگی ایک مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ اپنی طلاق کو لے لے پس عورت نے کہا کہ میں نے لی تو طلاق پڑ جائیگی مگر عیون میں نیت شرط کی ہے اور اصح یہ ہے کہ نیت شرط نہیں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ طلاق اللہ تعالیٰ طلاق دی تجھے اللہ تعالیٰ نے تو عورت پر طلاق پڑ جائیگی اگرچہ نیت نہ کی ہو کذا فی الخلاصہ اور یہی اصح ہے یہ محیط میں ہے۔ اور شتی میں ہے کہ اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ تیری طلاق اللہ تعالیٰ نے ضرور چاہی یا تیری طلاق کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیدیا یا میں نے تیری طلاق ضرور چاہی تو یہ طلاق ہوگی الا اُس صورت میں کہ نیت کی ہو۔ اور اگر کہا کہ خواہش کی میں نے تیری طلاق کی یا دوست رکھا میں نے تیری طلاق کو یا راضی ہوا میں تیری طلاق سے یا ارادہ کیا میں نے تیری طلاق کو تو طالعہ ہوگی اگرچہ نیت ہو یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کہا کہ برکت من طلاق یعنی میں تیری طلاق سے بری ہو گیا تو اس میں مناسخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ فاضل خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں تیری طلاق سے بری ہوں یا برکت الیک من طلاق یعنی تجھے تیری طلاق سے بری ہو گیا تو صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط شری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ بری ہوا میں تیری طلاق سے پس اگر نیت کی ہو تو اس میں مناسخ نے اختلاف کیا ہے اور اگر نیت نہ کی ہو تو واقع ہوگی اور اصح یہ ہے کہ واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو سے کہا کہ میں نے تیری طلاق تجھے یہ کہ میں نے تیری طلاق سے بری ہو گیا تو صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط شری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ بری ہوا میں تیری طلاق سے پس اگر نیت کی ہو تو اس میں مناسخ نے اختلاف کیا ہے اور اگر نیت نہ کی ہو تو واقع ہوگی اور اصح یہ ہے کہ واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو سے کہا کہ تو طالعہ ہے اور مجھے تین روز تک اختیار ہے تو طلاق واقع ہوگی اور خیابا بطل ہوگا۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو کا نام مطلقہ رکھا پھر کہا کہ میں نے تیرا نام مطلقہ رکھا تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی نہ قضاء نہ دیانہ یہ فتاویٰ فاضل خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیری طلاق تجھے یہ کہ میں نے تیری طلاق سے بری ہو گیا تو صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی اگرچہ اُس سے طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر اُس نے دعویٰ کیا کہ میری یہ نیت تھی کہ میں نے طلاق اس عورت کے اختیار میں دی تو قضاء تصدیق نہ ہوگی و دیانہ تصدیق ہوگی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جوڑو کو طلاق دیتی چاہی پس عورت نے کہا کہ مجھے میری طلاق یہ کہ میں نے تیری طلاق سے بری ہو گیا تو صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے تیری طلاق سے اعراض کیا اور نیت اُس سے طلاق کی تھی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ترک طلاق اور اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑ جائیگی قال المترجم ترک طلاق بمعنی ترک الی طلاق فیض صیرت الیک یعنی تجھے دیدی بھی مستقل ہو لہذا نیت کے ساتھ طلاق پڑ جائیگی واللہ اعلم اور اگر اُس نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تو قضاء تصدیق ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ خلیت سل طلاق میں نے تیری طلاق کی راہ خالی کر دی اور نیت طلاق کی تو واقع ہو جائیگی یہ ظہیر میں ہے۔ اگر کسی نے اپنی جوڑو سے کہا کہ تو طالعہ ہے پھر رگ گیا پھر کہا کہ تین طلاق کے ساتھ پس اگر اسکی خاموشی بوجہ دم

۱۰۰
 قال المشرع
 یسئلین کثرت
 من دین فلان
 فلان کدو کا فرو
 دیکر جا پوچھا
 دوسرے کے
 واجبہ اگر اس کے
 بعدت ضعیف
 صادق جواب
 ان سائل میں
 کہنا چاہیے
 قال المشرع
 ۱۰۱
 یا مع ابوعبد

[illegible]

جانے کے ہو تو تین طلاق پڑ گئی اور اگر سانس ٹوٹ جانے سے نہ تو تین طلاق نہ پڑ گئی اور اگر کہا کہ تو طلاق پھر بعد سکوت کے جس سے پوچھا گیا کہ کتنی اُس نے کہا کہ تین تو تین طلاق واقع ہو گئی یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص سے دریافت کیا گیا کہ کس قدر طلاق دی ہیں اُس نے کہا کہ تین طلاق پھر دعویٰ کیا کہ وہ مجھ کو تھا تو قضائے اُس کے قول کی تصدیق ہو گئی یہ تاثر خانہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو اور بیکہ طلاق کہنا چاہتا تھا لیکن قبل اسکے کہ وہ بیکہ طلاق کہے کسی دوسرے نے اُسکا منہ بند کر لیا یا وہ مریگا تو ایک طلاق واقع ہو گئی یہ محیط شخصی میں ہو اور اگر کسی شخص نے اُسکا منہ بند کر لیا پھر اُس نے کہا کہ تین طلاق سے تو تین طلاق واقع ہو گئی اور یہ حکم ایسی صورت پر محمول ہو کہ جب اُس نے ہاتھ اٹھاتے ہی فوراً کہا کہ تین طلاق سے یہ ظاہر یہ ہیں ہو۔ اور اگر اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے پس اُس نے طلاق دیتی چاہی پس کسی نے اُسکا منہ بند کر لیا پھر جب ہاتھ ہٹایا تو اُس نے کہا کہ و آدم یعنی میں نے دی تو عورت مذکورہ پر تین طلاق پڑ گئی ایسا ہی سالام کا فتویٰ منقول ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور جب طلاق کی نسبت پوری عورت کی طرف کی یا ایسے عضو کی طرف جس سے پوری سے تعبیر کی جاتی ہو تو طلاق واقع ہو گئی اور اُسکی یہ صورت ہو کہ مثلاً کہے کہ تو طلاق ہو یا کہے کہ تیرا قبہ طلاق ہو یا تیری گردن طلاق ہو یا تیری روح طلاق ہو یا تیرا بدن یا تیرا جسم یا تیری فرج یا تیرا سر یا تیرا چہرہ کذا نے اہل ہدایہ یا کہا کہ تیرا نفس طلاق ہو بہر صورت مطلق ہو جائیگی یہ سراج الوباح میں ہو اور اگر ایسے جزو کی طرف اضافت کی جس سے تمام بدن سے تعبیر نہیں کی جاتی ہو جیسے کہا کہ تیرا ہاتھ یا تیرا پاؤں طلاق ہو یا تیری انگلی طلاق ہو تو طلاق واقع نہ ہو گئی یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ایک طلاق اور اس سے تمام بدن سے تعبیر کا قصد کیا تو عورت پر طلاق ہو گئی یہ سراج الوباح میں ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تیری ناف یا زبان یا ناک یا کان یا پٹلی یا ران طلاق ہو تو ایسی صورت میں نیت سے طلاق پڑ جائیگی یہ سراج الوباح میں ہو اور اس میں ہر کہ پیشہ و بیعت کی صورت میں طلاق نہ پڑیگی یہ کافی میں ہو اور اگر طلاق کی نسبت کسی جزو شائع کی جانب کی مثلاً کہا کہ تیرا نصف طلاق ہو یا نیت طلاق ہو یا تیرے ہزار حصوں میں سے ایک حصہ طلاق ہو تو طلاق پڑ جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر کہا کہ تیرا خون طلاق ہو تو اس میں دو روایتیں ہیں اور دونوں میں سے صحیح روایت یہ ہو کہ طلاق پڑ جائیگی یہ سراج الوباح میں ہو مگر خلاصہ میں لکھا ہو کہ خون کی صورت میں مختار یہ ہو کہ طلاق نہ پڑیگی انتہی اور اگر کہا کہ تیرے بال یا ناخن یا ستھوک طلاق ہو تو بالاجماع طلاق نہ پڑیگی یہ سراج الوباح میں ہو اور اسی طرح و انت درگ و حل میں حکم ہو یہ فسخ القدر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تجھ میں سے تیرا سر یا کہا کہ چہرہ طلاق ہو یا اپنا ہاتھ اُس کے سر یا گردن پر رکھا اور کہا کہ یہ عضو طلاق ہو تو اصح یہ ہو کہ طلاق پڑیگی یہ یقین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ سر طاق ہو اور اپنی جود و کے سر کی طرف اشارہ کیا تو صحیح یہ ہو کہ طلاق پڑ جائیگی جیسے کہ اگر کہا کہ تیرا سر یہ طلاق ہو تو واقع ہو گئی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور کہا کہ تیری دیر طلاق ہو تو طلاق نہ پڑیگی اور کہا کہ تیری است طلاق ہو تو واقع ہو گئی اور شیخ مرغنیانی نے فرمایا کہ اگر کہا کہ تیری قبیل طلاق ہو تو اس میں کوئی روایت نہیں ہو اور چاہیے کہ طلاق واقع ہو جاوے

طلاق سبب
سبب طلاق

اور اگر اپنی جوہر کو ایک طلاق دیدی پھر دوسری جوہر سے کہا کہ میں نے اسکی طلاق میں مجھے شریک کیا تو دوسری پر بھی ایک طلاق پڑ جائیگی اور اگر تیسری جوہر سے کہا کہ میں نے مجھے ان دونوں کی طلاق میں شریک کیا تو اسپر دو طلاق واقع ہوگی اور اگر چوتھی جوہر سے کہا کہ میں نے مجھے ان سب کی طلاق میں شریک کیا تو اسپر تین طلاق واقع ہوگی اور اگر پہلی جوہر کی طلاق بعوض مال ہو پھر دوسری جوہر سے کہا کہ میں نے مجھے اسکی طلاق میں شریک کیا تو اسپر طلاق پڑیگی مگر اسکے ذمہ مال لازم نہوگا اور اگر یوں کہا کہ میں نے مجھے اسکی طلاق میں بعوض اسقدر مال کے شریک کیا پس اگر دوسری جوہر نے قبول کیا تو اسپر طلاق پڑیگی اور مال سبھی لازم ہوگا اور اگر قبول نہ کیا تو کچھ نہیں یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ فلا نہ کو تین طلاق ہیں اور فلا نہ دیگر اسکے ساتھ ہر ایک کا فلا نہ دیگر کو میں نے اسکے ساتھ طلاق میں شریک کیا تو دونوں برتین تین طلاق پڑیگی یہ جھپٹا سخری میں ہے۔ اور اگر کسی مرد کی تین جوہر ہوں اور اسنے ان عورتوں سے کہا کہ ان تین طلاق ملنا لینے تم لوگ طلاقات بسہ طلاق ہو یا یوں کہا کہ میں نے تمکو تین طلاق دین تو ہر ایک عورت پر تین طلاق واقع ہوگی اور اس صورت میں تین طلاق کی تقسیم ان تینوں پر ہونگی بخلات اسکے اگر کہا کہ میں نے تم سب کے درمیان تین طلاق دین تو تین طلاق ان تینوں کے درمیان تقسیم ہوگی پس ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ غایہ سروسر و جی میں ہے۔ اور اگر اپنی عورتوں سے کہا کہ میں نے تم سب کو ایک طلاق میں شریک کیا تو یہ قبول اور تم سب میں ایک طلاق ہر دونوں یکساں ہیں یہ فتاویٰ قاضی خسان میں ہے۔ اور اگر اپنی چار عورتوں سے کہا کہ تم لوگ طلاقات بسہ طلاق ہو تو ہر ایک عورت برتین طلاق واقع ہوگی اور اگر اپنی جوہر سے کہا کہ تو طائفہ بائخ طلیقات سے ہر پس عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق کافی ہیں پس شوہر نے کہا کہ اچھا تین طلاق تجھ اور باقی تیری سوتوں پر ہیں تو تین طلاق اسپر واقع ہوگی اور اسکی سوتوں پر کچھ واقع نہونگی اسواسطے کہ تین طلاق کے بعد جو کچھ باقی رہیں وہ لخوا ہو گئیں پس اسنے اس عورت کی سوتوں کی جانب لخوا چپندر کو پھیرا پس کچھ واقع نہونگی یہ محیط سخری میں ہے۔ اور اگر اسنے چار جوہر دون سے کہا کہ تم لوگ تین طلاق سے طائفہ ہوا یہ نیت کی کہ تینوں طلاق اسکے درمیان مقسوم ہیں تو فیما بینہ و بین اللہ تمہارے وہ متدین ہوگا پس ہر ایک عورت پر ایک ایک طلاق واقع ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اسکی دو عورتیں ہوں پس اسنے کہا کہ تم دونوں میں دو طلاق ہیں تو ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تم دونوں کے درمیان دو طلاق مشترک کر دین تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک عورت کو دو طلاق دین پھر دوسری سے کہا کہ میں نے تجھکو اسکی طلاق میں شریک کیا تو ایسا نہیں ہو بلکہ دوسری پر بھی دو طلاق واقع ہوگی یہ سراج الاولیاء میں ہے۔ اور اگر اپنی عورتوں میں سے ایک کو ایک طلاق دی اور دوسری کو دو طلاق دین پھر تیسری سے کہا کہ میں نے مجھے ان دونوں کے ساتھ میں شریک کیا تو تیسری پر تین طلاق پڑیگی خواہ وہ مٹوہ ہو یا غیہ مٹوہ ہو اور اگر ایسی صورت ہیں کہ دو یا تین کو مختلف طلاقیں دین پھر تیسری یا چوتھی کو مطلقات میں سے کسی ایک کے ساتھ شریک کیا مثلاً کہا کہ تجھکو میں نے ان میں سے

ایک کے ساتھ شریک کیا اور جسکے ساتھ شریک کیا ہو اسکو معین نہیں کیا تو مرد کو اختیار ہوگا یعنی اس کے بیان پر رہیگا کہ جسکے ساتھ چاہے شریک کرے یہ عتاب میں نہ ہو۔ اور فتاویٰ بقالی میں ہے کہ اگر اپنی جود کو تین طلاق دین پھر اپنی دوسری جود سے کہا کہ میں نے تیرے واسطے اس طلاق میں حصہ قرار دیا تو شوہر کے بیان نیت پر ہو پس اگر اس نے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر تینوں طلاق میں سے ہر ایک میں حصہ قرار دینے کی نیت کی تو تین طلاق پڑیگی۔ اور متقی میں ہے کہ اگر اپنی ایک جود کو طلاق دے پھر اس سے نکاح کیا پھر اپنی دوسری جود سے کہا کہ میں نے تجھے فلانہ کی طلاق میں شریک کیا تو یہ مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھکو طلاق فلانہ میں شریک کیا حالانکہ فلانہ مذکورہ کو اس نے طلاق نہیں دے دی ہو یا فلانہ مذکورہ کسی مرد غیر کی جود ہو خواہ غیر مذکورہ سے اسکو طلاق دے دی ہو یا نہیں دے دی ہو بہر حال مرد صورتیکہ فلانہ مذکورہ غیر مرد کی جود ہو اس شخص کی جود پر طلاق نہ پڑیگی خواہ اس نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور نیز اگر وہ اسی کی جود ہو لیکن اسکو طلاق نہیں دے دی تھی تو بھی اسکی زوجہ پر طلاق نہ پڑیگی اور ایسا کہنا اسکی طرف سے فلانہ کی طلاق کا اقرار نہ ہوگا اسکو بشرطہ امام ابو یوسف سے اور ابوسلیمان نے امام ابو محمد سے مطلقاً روایت کیا ہے مگر بقالی میں اس کے آگے یہ جملہ زائد ہے کہ ایسا کلام اس فلانہ کی طلاق کا اقرار نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ یوں کہے کہ میں نے تجھے فلانہ کی طلاق میں شریک کیا جسکو میں نے طلاق دیدی ہو اور نیز بقالی میں مذکور ہے کہ اگر اپنی جود کو غیر کی جود کی طلاق میں شریک کیا تو نہیں صحیح ہے الا اس صورت میں کہ یوں کہے کہ میں اپنی جود پر وہ طلاق واقع کرتا ہوں جو فلانہ غیر کی عورت پر واقع کی گئی ہو اور نیز حنفی نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر ایک باندی آزاد کی گئی اور بخیار عتق اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس اس کے شوہر نے دوسری جود سے کہا کہ میں نے تجھے اسکی طلاق میں شریک کیا تو دوسری جود پر طلاق نہ پڑیگی اور ایسا ہی ہر جدائی جو بغیر طلاق واقع ہو اس کے ساتھ شریک کرنے میں بھی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھکو اسکی فرقت میں شریک کیا یا کہا کہ میں نے تجھے اسکی بیہوشی میں جو میرے اور اس کے درمیان واقع ہوئی شریک کر دیا تو اس جود پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر اس نے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت سین کی تھی تو قضائے تصدیق نہ ہوگی مگر قیامیہ و بین الدلتاے متدین ہو سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی چار عورتوں سے کہا کہ تم چاروں کے درمیان ایک طلاق ہے تو ہر ایک پر طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تم چاروں میں دو طلاق ہیں یا تین یا چار طلاق ہیں تو بھی یہی حکم ہے لیکن اگر یہ نیت کی ہو کہ طلاق ان سب کے درمیان مشترک ہو کہ تقسیم ہو تو دو طلاق میں ہر ایک پر دو طلاق اور تین طلاق میں ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تم چاروں میں بائع طلاقین ہیں اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو ہر ایک پر دو طلاق واقع ہونگی اور اسی طرح بائع سے زائد آٹھ تک یہی حکم ہوگا پھر اگر آٹھ سے زائد کہے تو ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر ایک عورت سے کہا کہ انت طالق دانت یعنی تو طالعہ ہو اور تو دو طلاق واقع ہوگی اور خانی بن ہو کہ ایک واقع ہوگی اور اگر اخیر نیت دوسری جود سے کہا ہو تو ایک طلاق دوسری جود پر پڑیگی۔

۱۵۹
ترجمہ اسلامی مالکیت جلد دوم
فقہ حنفی ہندیہ کتاب الطلاق باب دوم الطلاق
ایک کے ساتھ شریک کیا اور جسکے ساتھ شریک کیا ہو اسکو معین نہیں کیا تو مرد کو اختیار ہوگا یعنی اس کے بیان پر رہیگا کہ جسکے ساتھ چاہے شریک کرے یہ عتاب میں نہ ہو۔ اور فتاویٰ بقالی میں ہے کہ اگر اپنی جود کو تین طلاق دین پھر اپنی دوسری جود سے کہا کہ میں نے تیرے واسطے اس طلاق میں حصہ قرار دیا تو شوہر کے بیان نیت پر ہو پس اگر اس نے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر تینوں طلاق میں سے ہر ایک میں حصہ قرار دینے کی نیت کی تو تین طلاق پڑیگی۔ اور متقی میں ہے کہ اگر اپنی ایک جود کو طلاق دے پھر اس سے نکاح کیا پھر اپنی دوسری جود سے کہا کہ میں نے تجھے فلانہ کی طلاق میں شریک کیا تو یہ مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھکو طلاق فلانہ میں شریک کیا حالانکہ فلانہ مذکورہ کو اس نے طلاق نہیں دے دی ہو یا فلانہ مذکورہ کسی مرد غیر کی جود ہو خواہ غیر مذکورہ سے اسکو طلاق دے دی ہو یا نہیں دے دی ہو بہر حال مرد صورتیکہ فلانہ مذکورہ غیر مرد کی جود ہو اس شخص کی جود پر طلاق نہ پڑیگی خواہ اس نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور نیز اگر وہ اسی کی جود ہو لیکن اسکو طلاق نہیں دے دی تھی تو بھی اسکی زوجہ پر طلاق نہ پڑیگی اور ایسا کہنا اسکی طرف سے فلانہ کی طلاق کا اقرار نہ ہوگا اسکو بشرطہ امام ابو یوسف سے اور ابوسلیمان نے امام ابو محمد سے مطلقاً روایت کیا ہے مگر بقالی میں اس کے آگے یہ جملہ زائد ہے کہ ایسا کلام اس فلانہ کی طلاق کا اقرار نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ یوں کہے کہ میں نے تجھے فلانہ کی طلاق میں شریک کیا جسکو میں نے طلاق دیدی ہو اور نیز بقالی میں مذکور ہے کہ اگر اپنی جود کو غیر کی جود کی طلاق میں شریک کیا تو نہیں صحیح ہے الا اس صورت میں کہ یوں کہے کہ میں اپنی جود پر وہ طلاق واقع کرتا ہوں جو فلانہ غیر کی عورت پر واقع کی گئی ہو اور نیز حنفی نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر ایک باندی آزاد کی گئی اور بخیار عتق اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس اس کے شوہر نے دوسری جود سے کہا کہ میں نے تجھے اسکی طلاق میں شریک کیا تو دوسری جود پر طلاق نہ پڑیگی اور ایسا ہی ہر جدائی جو بغیر طلاق واقع ہو اس کے ساتھ شریک کرنے میں بھی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھکو اسکی فرقت میں شریک کیا یا کہا کہ میں نے تجھے اسکی بیہوشی میں جو میرے اور اس کے درمیان واقع ہوئی شریک کر دیا تو اس جود پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر اس نے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت سین کی تھی تو قضائے تصدیق نہ ہوگی مگر قیامیہ و بین الدلتاے متدین ہو سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی چار عورتوں سے کہا کہ تم چاروں کے درمیان ایک طلاق ہے تو ہر ایک پر طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تم چاروں میں دو طلاق ہیں یا تین یا چار طلاق ہیں تو بھی یہی حکم ہے لیکن اگر یہ نیت کی ہو کہ طلاق ان سب کے درمیان مشترک ہو کہ تقسیم ہو تو دو طلاق میں ہر ایک پر دو طلاق اور تین طلاق میں ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تم چاروں میں بائع طلاقین ہیں اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو ہر ایک پر دو طلاق واقع ہونگی اور اسی طرح بائع سے زائد آٹھ تک یہی حکم ہوگا پھر اگر آٹھ سے زائد کہے تو ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر ایک عورت سے کہا کہ انت طالق دانت یعنی تو طالعہ ہو اور تو دو طلاق واقع ہوگی اور خانی بن ہو کہ ایک واقع ہوگی اور اگر اخیر نیت دوسری جود سے کہا ہو تو ایک طلاق دوسری جود پر پڑیگی۔

یا غلام مجبور حرام ہو اور اس لفظ سے قسم مراد لی تو جب تک چار مہینے نہ گزر جاویں تب تک وہ بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا پھر اگر چار مہینے گزر گئے اور اُس نے اس عورت سے جس کی نسبت قسم کھائی تھی تربت نہ کی تو وہ مجبور کیا جائیگا کہ چاہے طلاق ایلا ویدے یا طلاق صریح دیدے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اُسکی جو روح طلاقہ ہو یا اُسکا غلام آزاد ہو پھر قبل بیان کے مر گیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک غلام آزاد ہو جائیگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کرے اور طلاق باطل ہو جائیگی مگر عورت کو نصف میراث مقررہ ملے گی اور تین چوتھائی مہر ملے گا اگر غنیمت ہو اور سعایت مذکورہ مہین سے عورت کو کچھ حصہ میراث نہ ملے گا یہ محیط سخری میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق لابل طالق کہ تو طالقہ ہو نہیں بلکہ تو طالقہ ہو تو عورت پر دو طلاق واقع ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہو نہیں بلکہ بیک طلاق ہو تو دو طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہو نہیں بلکہ طالقہ بیک طلاق ہو تو بھی یہی حکم ہو اور نیز منقہ بین امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہو نہیں بلکہ تو عورت مذکورہ پہلے کلام سے بیک طلاق مطلقہ ہوگی اور دوسرے کلام سے عورت پر کچھ لازم نہ ہوگی الا اُس صورت میں کہ شوہر نے نیت کی ہو اور اگر جو رو سے کہا کہ تو طالقہ ہو نہیں بلکہ تم دونوں کو پہلی جو رو پر دو طلاق واقع ہوگی اور دوسری جو رو پر ایک طلاق پڑے گی۔ اور پہلی میں مذکور ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ میں سننے کل کے روز ایک طلاق دے چکا ہوں نہیں بلکہ دو تو دو طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عدول سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہو نہیں بلکہ دو طلاق تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر غیر عدول سے ایسا کہ تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہو اور طالقہ ہو نہیں بلکہ یہ تو اسی طرح ہے تو ایک طلاق پڑے گی اور پہلی یہ تین طلاق واقع ہوگی اور اگر اُس نے تین عورتوں سے کہا کہ تو طالقہ اور تو نہیں بلکہ تو تو سب پر طلاق پڑے گی یہ محیط سخری میں ہو اور اگر غیر عدول سے کہا کہ یہ طالقہ ہو بیک طلاق اور بیک طلاق اور بیک طلاق نہیں بلکہ یہ دوسری جو رو تو دوسری جو رو تین طلاق واقع ہوگی اور پہلی جو رو پر ایک طلاق پڑے گی اور اگر پہلی عدول ہو تو اُسپر بھی تین طلاق واقع ہوگی یہ عتلا بہ میں ہو۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق نہیں بلکہ آئندہ کل تو نے احوال اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی پھر جب دوسرے روز پوچھے تب ہی عدت میں اُسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر ایک جو رو سے کہا کہ تو طالق بیک طلاق رجعی اور بدگر طلاق بائن ہو نہیں بلکہ یہ تو پہلی پر دو طلاق واقع ہوگی اور دوسری پر ایک طلاق اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہو نہیں بلکہ یہ تو دونوں پر تین طلاق واقع ہوگی اور اگر یوں کہا کہ نہیں بلکہ یہ طالقہ ہو تو دوسری جو رو پر ایک طلاق پڑے گی یہ عتلا بہ میں ہو۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہو یا نہیں یا کچھ نہیں تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر کس کہ تو طالق ہو یا نہیں یا کچھ نہیں یا لا غیر طالق ہو تو بالاتفاق کچھ نہیں واقع ہوگی یہ کافی میں ہو اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہو یا نہیں تو بعض نے فرمایا کہ اس میں بھی اختلاف ہو اور اصح یہ ہو کہ کچھ نہ واقع ہوگی یہ عتلا بہ میں ہو۔ اور نوادر ابن ساعدین امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر کسی کو شک ہو کہ اُس نے ایک طلاق

دسی ہر یا تین طلاق تو وہ ایک طلاق رکھی جاوے گی بیان تک کہ اسکو زیادہ کا یقین ہو یا اسکا غالب گمان اُسکے برخلاف ہو پھر اگر شوہر نے کہا کہ مجھے مضبوطی حاصل ہوئی کہ وہ تین طلاق نہیں یا وہ میرے نزدیک عین قسمدار بائی ہیں تو جو امر ارشد ہو اسپر مدارکار رکھو بھکا چہرہ اگر عادل لوگوں نے جو اس مجلس میں حاضر تھے خبر دی اور بیان کیا کہ وہ ایک طلاق تھی تو فرمایا کہ اگر لوگ عادل ہوں تو انکی تصدیق کر کے اسکا قول کو بھکا یہ ذخیرہ فصل کیا رہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ بیک طلاق یا بدو طلاق ہو تو بیان کرنے کا اختیار شوہر کو ہو یعنی بیان کر کے کہ دونوں میں سے کون بات ہے اور اگر ایسا قول غیر منقولہ سے کہا تو اسپر ایک طلافی پڑیگی اور شوہر بیان کا مختار منوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور امام قدوسی نے ذکر کیا ہے کہ اگر اپنی جو رو کے ساتھ ایسی چیز کو ملا یا چہرہ طلاق نہیں ہوتی ہر جیسے پتھر و چوپایہ وغیرہ اور کہا کہ تم دونوں میں سے ایک طالعہ ہی کہا کہ یہ طالعہ ہے یا یہ۔ تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اسکی جو رو پر طلاق پڑیگی اور اگر اپنی منکوہ اور ایک مرد کو جمع کیا یعنی یوں کہا کہ تم دونوں میں سے ایک طالق ہو یا یوں کہا کہ یہ عورت طالعہ ہے یا یہ مرد تو بدون نیت کے اسکی جو رو پر طلاق واقع ہوگی یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے۔ اور اگر اپنی منکوہ کے ساتھ اجنبیہ عورت کو جمع کیا یعنی کہا کہ تم دونوں میں سے ایک طالعہ ہے یا کہا کہ یہ طالعہ ہے یا یہ تو بدون نیت کے اسکی جو رو طلاق نہ ہوگی اسواسطے کہ اجنبیہ اس امر کی محل از روئے خبر ہے یعنی خبر دے سکتا ہے کہ اجنبیہ طالعہ ہے اگرچہ اختلاف طلاق اسپر نہیں کر سکتا ہے اور یہ صبیغہ طالعہ درحقیقت اخبار ہے اور اگر ایسی صورت میں کہا کہ میں نے تم دونوں میں سے ایک کو طلاق دیدی تو بدون نیت کے اسکی عورت پر طلاق پڑ جاوے گی یہ طلاق الاصل میں مذکور ہے اور ہشام نے اپنی نوادر میں امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے اپنی جو رو اور ایک اجنبیہ سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بیک طلاق طالعہ ہے اور دوسری لیسہ طلاق تو ایک طلاق اسکی جو رو پر واقع ہوگی۔ اور امام محمد رحمہ نے زیادات میں فرمایا کہ ایک مرد کی دو عورتیں دود جیتی ہوئی ہیں پس اُسنے دونوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک لیسہ طلاق طالعہ ہے اور دوسری لیسہ طلاق تو ایک طلاق اسکی جو رو پر واقع ہوگی۔ اور امام محمد رحمہ نے زیادات میں فرمایا کہ ایک مرد کی تحت میں ایک آزادہ اور ایک باندی ہے اور اُس نے دونوں سے دخول کر لیا ہے پس اُس نے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بدو طلاق طالعہ ہے پھر باندی آزادی کی گئی پھر شوہر نے بیان کیا کہ میری طلاق اسی معتقہ کے حق میں ہے تو یہ معتقہ بھرت غلیظہ طلاق ہو جائیگی قال المترجم حرمت غلیظہ یہ ہے کہ بدون دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیے اور اسکی دلی کیے ہوئے اول شوہر پر حلال نہیں ہو سکتی ہے سو آزادہ عورت پر تین طلاق کامل واقع ہونے کے بعد اور باندی پر دو طلاق کامل واقع ہونے کے بعد ایسا ہو جاتا ہے اور چونکہ حالت طلاق میں یہ معتقہ باندی تھی لہذا بیان اُسی وقت سے تعلق ہو کہ دو طلاق سے حرمت غلیظہ کے ساتھ حرام ہو جائیگی فافہم۔ اور اگر دونوں باندی ہوں اور شوہر نے کہا کہ

تم دونوں میں سے ایک بدو طلاق طالعہ ہر پھر دونوں آزاد کی گئیں پھر شوہر بیمار ہو یعنی مرض الموت کا مرخص ہوا اور پھر اُس نے دونوں میں سے کسی کے حق میں طلاق کا بیان کر دیا تو وہ بوجہ بھرت غلیظہ حرام ہو جائیگی لیکن میراث ان دونوں میں نصفاً نصف ہوگی اس واسطے کہ میراث کے حق میں یہ بیان کل عدم بیان کے ہر وہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے تحت میں کسی شخص کی دو بانڈیاں ہیں پس مولے نے دونوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو پھر شوہر نے کہا کہ تم میں سے جسکو مولے نے آزاد کیا ہو وہ بدو طلاق طالعہ ہو تو اس میں شوہر کو نہیں بلکہ مولے کو حکم دیا جائیگا کہ وہ بیان کرے کہ دونوں میں سے کون آزاد ہو پھر جب مولے نے دونوں میں سے ایک کا اعتق بیان کیا تو وہی بدو طلاق طالعہ ہو جائیگی لیکن بھرت غلیظہ مطلقہ نہ ہوگی اور اسکی عدت تین حیض ہوتے ہوگی۔ اور اگر مولے قبل بیان کے مرگیا تو اعتق ان دونوں میں پھیل چاؤ گیک پس اب شوہر کو حکم بیان دیا جائیگا پس جب شوہر نے کسی ایک کے حق میں طلاق بیان کی تو امام عظمیٰ کے نزدیک وہ بھرت غلیظہ مطلقہ ہو جائیگی اس واسطے کہ وہ ہنوز مستحکم یعنی سعایت کرنے والی باندھی ہو اور جو باندھی سعایت میں ہو اسکی طلاق کامل دو اور عدت دو حیض ہیں۔ اور اگر مولے مرا نہیں بلکہ غائب ہو گیا یعنی کہیں چلا گیا تو شوہر کو بیان کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر مسئلہ مذکورہ میں شوہر نے پہل کی اور کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بدو طلاق طالعہ ہو پھر مولے نے کہا کہ جسکو اُسکے شوہر نے طلاق دی ہو وہ آزاد ہو تو ایسی حالت میں شوہر کو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے پھر جب شوہر نے ایک کی طلاق بیان کی تو وہ مطلقہ ہو جائیگی اور چونکہ بعد طلاق کے ہی آزاد ہو گئی ہو لہذا بھرت غلیظہ حرام ہو جائیگی اور تین حیض سے عدت پوری کرے گی اور بعض نسخوں میں لکھا ہے کہ دو حیض سے عدت پوری کرے گی یہ کافی ہیں جو۔ امام محمد نے جامع میں فرمایا کہ اگر کسی مرد کی دو عورتیں ہوں اور وہ دونوں سے دخول کر چکا ہو پس دونوں سے کہا کہ تم دونوں طالعہ ہو تو ہر ایک بیک طلاق رجعی مطلقہ ہوگی پھر اگر اُسے دونوں میں سے کسی سے مراجعت نہ کی بیان تک کہ دونوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بدو طلاق طالعہ ہو تو بیان کا اختیار اُسکو حاصل ہو گا پھر اگر اُس نے بیان نہ کیا بیان تک کہ دونوں میں سے ایک کی عدت گزر گئی تو دوسری ان تین طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں کی عدت ساتھ ہی گزر گئی تو تین طلاق دونوں میں سے ایک پر واقع ہونگی اور مشائخ نے فرمایا کہ امام محمد کی یہ مراد ہے کہ تین طلاق کسی ایک معین پر واقع ہونگی مگر تین طلاق کسی ایک غیر معین پر واقع ہونگی پھر امام محمد نے فرمایا کہ اور شوہر کو یہ اختیار ہو گا کہ دونوں میں سے ایک معین پر ہر سہ طلاق واقع کرے اور مشائخ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ اُسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ دونوں میں سے ایک معین پر مقصود اب بیان ہر سہ طلاق واقع کرے مگر حکم نکاح اُسکو ایسا اختیار ہے یا بن طور کہ بعد انقضائے عدت کے دونوں میں سے ایک سے نکاح کر لے پس اگر دونوں کی عدت گزر جانے کے بعد پھر دونوں سے ساتھ ہی نکاح کرنا چاہا تو یہ نہیں جائز ہے اور اگر ایک سے نکاح کر لیا تو جائز ہے اور دوسری ان تین طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اگر اُس نے خود کسی سے دونوں میں سے نکاح نہ کیا یا نہ نکاح کیا تو کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور دوسرے شوہر نے اُس سے دخول کیا

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

کہ ہر ایک کو ایک طلاق دیدے پھر جب انھوں نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا تو پھر وہ اُسے نکاح کر سکتا ہے اور اگر انھوں نے دوسرے سے نکاح نہ کیا تو افضل یہ ہوگا کہ انہیں سے کسی سے نکاح نہ کرے لیکن اگر اُس نے انہیں سے تین عورتوں سے نکاح کر لیا تو نکاح جائز ہوگا اور جو تھی طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اور ایسا ہی علماء نے دلی کے حق میں سرمایا کہ احتیاطاً اُسے قربت نہ کرے اور اگر اُس نے تین سے قربت کی تو جو تھی طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اُسکو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ ان سب سے نکاح کر لے قبل اسکے کہ یہ دوسرے شوہر سے نکاح کر دین اور اگر ان سب میں سے ایک نے کسی شوہر سے نکاح کیا اور اُس نے اسکے ساتھ دخول کر کے پھر طلاق دیدی پھر اس نے ان چاروں سے نکاح کیا تو جامع میں نکاح ہوگا کہ سب کا نکاح جائز ہوگا اور اگر ہر ایک عورت نے دعوے کیا کہ وہی مطلقہ ہے طلاق ہر شوہر سے قسم لیجائیگی پس اگر اُس نے قسم سے انکار کیا تو ہر ایک پر تین تین طلاق پڑیگی اور اگر وہ سب کے دعوے پر قسم کھا گیا تو حکم وہی ہوگا جو ہم نے قسم لینے سے پہلے عمل درآمد ہونا بیان کیا ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اسی طرح اگر دو عورتیں ہوں اور ایسی صورت میں اُسے ایک سے نکاح کر لیا تو دوسری طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور یہ سب اُس صورت میں ہوگا کہ جب تین طلاق دیدی ہوں اور اگر ایک ہی طلاق بائن دی ہو تو یہ طریقہ ہے کہ سب سے نکاح جدید کر لے اور طلاق دینے کی کچھ حاجت نہیں ہے اور اگر طلاق رجعی ہو تو سب سے مراجعت کر لے۔ اور اگر تین طلاق کی صورت میں قبل بیان کے انہیں سے ایک مرگئی تو احسن یہ ہوگا کہ باقیات سے دلی نہ کرے الا بعد بیان مطلقہ کے کہ وہ فلاں تھی لیکن اگر قبل بیان کے دلی کر لی تو جائز ہے یہ بدائع میں ہے اور اگر اُس نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم میں سے ایک طالق ہے اور ہمز بیان نہ کیا تھا کہ دونوں میں سے ایک مرگئی تو جو باقی رہی ہو وہی مطلقہ ہوگی اور اسی طرح اگر مرئی نہیں بلکہ شوہر نے دونوں میں سے ایک سے جماع کیا یا بوسہ لیا یا اسکے طلاق کی قسم کھائی یا اُس سے طلاق کیا یا اُسکو طلاق دیدی تو دوسری جو دو طلاق بہتم کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک مرگئی پس شوہر نے کہا کہ میں نے اُسی کو مراد لیا تھا تو شوہر اسکا وارث ہوگا اور دوسری جو دو مطلقہ ہو جائیگی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر ایک معین کو طلاق دی پھر کہا کہ میں نے اس طلاق سے تین تین کا قصد کیا تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ایک سے دو تک ہے یا ایک سے دو تک کے درمیان طالق ہے تو یہ ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ ایک سے تین تک یا ایک سے تین تک کے درمیان تو دو طلاق ہوگی اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے کذا فی الہدایہ اور اگر اپنے قول ایک سے تین تک یا ایک سے تین تک کے درمیان سے ایک طلاق کی نیت کی تو دیا تہ تصدیق ہو سکتی ہے مگر قضاۃ تصدیق منوگی یہ غایب ہے رجعی میں ہے اور اگر کہا کہ ایک سے دس تک تو امام اعظم کے نزدیک دو طلاق واقع ہوگی یہ تین میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق مابین یک تا بیجو ہے یا ایک سے ایک تک تو یہ ایک طلاق ہوگی یہ سراج الویاج میں ہے ہشام نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ اگر اُس نے کہا کہ تو طالق مابین یک و تہ ہے تو یہ ایک طلاق ہے یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ دو سے دو تک تو امام اعظم کے نزدیک دو طلاق واقع ہوگی یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ

دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا تو پھر وہ اُسے نکاح کر سکتا ہے اور اگر انھوں نے دوسرے سے نکاح نہ کیا تو افضل یہ ہوگا کہ انہیں سے کسی سے نکاح نہ کرے لیکن اگر اُس نے انہیں سے تین عورتوں سے نکاح کر لیا تو نکاح جائز ہوگا اور جو تھی طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اور ایسا ہی علماء نے دلی کے حق میں سرمایا کہ احتیاطاً اُسے قربت نہ کرے اور اگر اُس نے تین سے قربت کی تو جو تھی طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اُسکو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ ان سب سے نکاح کر لے قبل اسکے کہ یہ دوسرے شوہر سے نکاح کر دین اور اگر ان سب میں سے ایک نے کسی شوہر سے نکاح کیا اور اُس نے اسکے ساتھ دخول کر کے پھر طلاق دیدی پھر اس نے ان چاروں سے نکاح کیا تو جامع میں نکاح ہوگا کہ سب کا نکاح جائز ہوگا اور اگر ہر ایک عورت نے دعوے کیا کہ وہی مطلقہ ہے طلاق ہر شوہر سے قسم لیجائیگی پس اگر اُس نے قسم سے انکار کیا تو ہر ایک پر تین تین طلاق پڑیگی اور اگر وہ سب کے دعوے پر قسم کھا گیا تو حکم وہی ہوگا جو ہم نے قسم لینے سے پہلے عمل درآمد ہونا بیان کیا ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اسی طرح اگر دو عورتیں ہوں اور ایسی صورت میں اُسے ایک سے نکاح کر لیا تو دوسری طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور یہ سب اُس صورت میں ہوگا کہ جب تین طلاق دیدی ہوں اور اگر ایک ہی طلاق بائن دی ہو تو یہ طریقہ ہے کہ سب سے نکاح جدید کر لے اور طلاق دینے کی کچھ حاجت نہیں ہے اور اگر طلاق رجعی ہو تو سب سے مراجعت کر لے۔ اور اگر تین طلاق کی صورت میں قبل بیان کے انہیں سے ایک مرگئی تو احسن یہ ہوگا کہ باقیات سے دلی نہ کرے الا بعد بیان مطلقہ کے کہ وہ فلاں تھی لیکن اگر قبل بیان کے دلی کر لی تو جائز ہے یہ بدائع میں ہے اور اگر اُس نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم میں سے ایک طالق ہے اور ہمز بیان نہ کیا تھا کہ دونوں میں سے ایک مرگئی تو جو باقی رہی ہو وہی مطلقہ ہوگی اور اسی طرح اگر مرئی نہیں بلکہ شوہر نے دونوں میں سے ایک سے جماع کیا یا بوسہ لیا یا اسکے طلاق کی قسم کھائی یا اُس سے طلاق کیا یا اُسکو طلاق دیدی تو دوسری جو دو طلاق بہتم کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک مرگئی پس شوہر نے کہا کہ میں نے اُسی کو مراد لیا تھا تو شوہر اسکا وارث ہوگا اور دوسری جو دو مطلقہ ہو جائیگی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر ایک معین کو طلاق دی پھر کہا کہ میں نے اس طلاق سے تین تین کا قصد کیا تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ایک سے دو تک ہے یا ایک سے دو تک کے درمیان طالق ہے تو یہ ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ ایک سے تین تک یا ایک سے تین تک کے درمیان تو دو طلاق ہوگی اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے کذا فی الہدایہ اور اگر اپنے قول ایک سے تین تک یا ایک سے تین تک کے درمیان سے ایک طلاق کی نیت کی تو دیا تہ تصدیق ہو سکتی ہے مگر قضاۃ تصدیق منوگی یہ غایب ہے رجعی میں ہے اور اگر کہا کہ ایک سے دس تک تو امام اعظم کے نزدیک دو طلاق واقع ہوگی یہ تین میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق مابین یک تا بیجو ہے یا ایک سے ایک تک تو یہ ایک طلاق ہوگی یہ سراج الویاج میں ہے ہشام نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ اگر اُس نے کہا کہ تو طالق مابین یک و تہ ہے تو یہ ایک طلاق ہے یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ دو سے دو تک تو امام اعظم کے نزدیک دو طلاق واقع ہوگی یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ

تو طلاق ہر رات تک یا کما کما ایک ماہ تک یا کما کما ایک سال تک تو اس میں تین صورتیں ہیں کہ یا تو اُس نے فی الحال واقع ہونے کی نیت کی اور وقت واسطے استدعا کے قرار دیا پس اس صورت میں طلاق فی الحال واقع ہوگی اور یا اس وقت مضاف الیہ کے بعد واقع ہونے کی نیت کی پس ایسی صورت میں اس وقت مضاف الیہ کے گزرنے کے بعد طلاق واقع ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو ہمارے نزدیک بدون وقت مضاف الیہ کے گزرنے کے طلاق واقع نہ ہوگی قال المرحوم قولہ ایک ماہ تک اسکے معنی یہ ہونے کہ مہینہ پر یعنی مہینہ بھر گزرنے پر تو طالعہ ہو فاقسم اور اسی طرح اگر کہا کہ گریون تک یا جاڑون تک تو طالعہ ہو تو یہ قول اور رت تک یا مہینہ تک تو طالعہ ہو دونوں یکساں ہیں اسی طرح اگر کہا کہ پہنچ تک یا خریف تک تو طالعہ ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ الیٰ حبش یا الیٰ زبان جزیرہ اگر اُس نے اپنی نیت میں کوئی وقت و زمانہ مراد لیا مثلاً مہینہ یا جاڑے یا خریف تو اسکی نیت پر ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو چھ مہینے پر رکھا جائیگا اور اگر کہا تو طالعہ الیٰ قریب ہو اور کچھ نیت نہ کی تو یہ ایک مہینہ سے ایک دن کم پر رکھا جائیگا بشرط جامع صغیر قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہاں سے ملک شام تک تو طالعہ ہو تو یہ ایک طلاق جہی ہوگی یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ واحد در دو ہو پس اگر اُس نے یہ نیت کی کہ ایک اور دو اور عورت مدخولہ ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر ایک مع دو کے مراد لی تو تین طلاق پڑیگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یہ فتح القدیر میں ہو اور اگر دو میں کئے سے طرہ نیت مراد لی تو ایک طلاق پڑیگی اس واسطے کہ طلاق ایسی چیز نہیں ہو جو خوف ہو سکے پس دو میں کہنا لغو ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تین میں ایک تو بھی یہی حکم ہو کہ اگر ایک اور تین مراد لی تو مدخولہ پر تین اور غیر مدخولہ پر ایک پڑیگی اور اگر ایک مع تین مراد لی تو ہر صورت تین طلاق پڑیگی اور اسی طرح اگر دو میں دو طلاق کا لفظ کہا اور دو اور دو مراد لی یا دوح دو کے مراد لی تو مدخولہ پر تین طلاق پڑیگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو یا اُس نے ضرب حساب مراد لی پس ایک در دو کہنے کی صورت میں فقط ایک ہی واقع ہوگی اور ایک در سہ کہنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہو اور دو در دو کہنے کی صورت میں فقط دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ بک یا درم کہ ہو یعنی مکہ میں یا مکہ کے اندر تو جہان ہو فی الحال اس پر طلاق پڑیگی اسی طرح اگر اُس نے کہا کہ دارمین تو طالعہ ہو تو جہان ہونے الحال مطلق ہوگی اور اگر اُس نے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ جب وہ مکہ میں آوے تب مطلق ہوگی تو فقہاء نہیں بلکہ دینا تصدیق کی جائیگی اور اگر صریح اُس نے یوں کہا کہ جب تو مکہ میں داخل ہو تو تجھے طلاق ہو تو جب تک مکہ میں داخل نہ ہو طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہا کہ تیرے دارمین داخل ہونے پر طلاق ہو تو بالفعل طلاق متعلق ہوگی یہ ہدایہ میں ہو اور اگر عورت سایہ میں بیٹھی ہو اُس سے کہا کہ تو دوحوب میں طالعہ ہو تو وہیں مطلق ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو اپنی منامین طالعہ ہو تو جب تک رکوع اور سجدہ نہ کرے تب تک طالعہ نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو اپنے روزہ میں طالعہ ہو تو صبح ہو جانے پر طالعہ ہو جائیگی یہ سراج الوہاج میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے مرض میں یا وضع میں طالعہ ہو تو جب تک مریض نہ ہو تب تک طالعہ نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ دخول دار پر تو طالعہ یک طلاق ہوگی

تو نے احوال واقع ہوگی یہ غایہ سرحدی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے حیض میں یا اپنے حیض کے ساتھ طالعہ ہو تو جب
 ہی خون دیکھے گی اسی وقت سے طالعہ ہوگی بشرطیکہ یہ خون تین روز تک برابر رہے تو جب وہ طاهر ہوگی حیض نہ
 آوے گا تب تک طالعہ نہ ہوگی اور اگر سب صورتوں میں حیض کی حالت میں ہو تو جب تک اس حیض سے پاک ہو کر
 پھر حالۃ نہو تب تک مطلقہ نہوگی یہ بدائع و شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق بدو کلک الدار
 او حیض تک یعنی تو طالعہ ہو ساتھ داخل ہونے پیرے کے گھر میں یا ساتھ اپنے حیض کے تو جب تک داخل
 نہو یا حالۃ نہو تب تک طلاق نہ پڑے گی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو ایسے کپڑے میں طالعہ ہو حالۃ نہو وقت
 عورت دوسرا کپڑا پہنے ہو تو فی احوال مطلقہ ہو جائیگی اسی طرح اگر کہا کہ تو طالعہ ہو درخت لیلہ تو مطلقہ نہو تو بھی یہی
 حکم ہے اور اگر مرد نے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ اگر ایسا کپڑا پہنے یا جب مریضہ ہو تب طالعہ ہو تو فضا نہیں مگر دیانہ
 اسکی تصدیق کی جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے گمہ جانے میں یا ایسا کپڑا پہنے میں طالعہ ہو
 تو جب تک ایسا فعل نہ کرے تب تک طالعہ نہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میرے علم میں یا میرے حساب
 میں یا میری رائے میں طالعہ ہو تو طلاق پڑ جائیگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ اس چیز میں جسکو میں جانتا ہوں تو طالعہ ہو تو
 ایسا حکم نہیں ہے یہ ظہیر پر میں ہے دوسری فصل زمانہ کی طرف طلاق کی اضافت کرنے اور اسکے متصلات کے
 باب میں۔ اگر کہا کہ تو کل کے دن میں یا کل طالعہ ہو اور اسکی نیت کو فی خاص نہیں ہے تو کل کی فجر طلوع ہوتے ہی
 طلاق پڑ جائیگی اور اگر اُسے دعویٰ کیا کہ میری نیت یہ تھی کہ کل کے روز آخر وقت طالعہ ہو تو دونوں صورتوں
 میں دیانتہ اسکی تصدیق ہوگی اور یہی فقہاء سوکل کے کہنے کی صورت میں بالاجماع اسکی تصدیق نہوگی اور کل کے
 روز میں کہنے کی صورت میں امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ قضاء بھی تصدیق ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ تصدیق نہ کی جائیگی
 اور اسی طرح اگر رمضان یا رمضان میں طلاق کہا یا کہا کہ انت طالق شہر آؤ فی شہر یعنی تو طالعہ ماہ یا ماہ میں ہو تو بھی
 یہی حکم ہے اور اگر کسی وقت کہا کہ تو رمضان میں طالعہ ہو تو رمضان سے وہ رمضان مراد ہوگا جو پہلے آوے اور اسی
 طرح اگر کہا کہ تو جمعرات کو طالعہ ہو تو پہلی جمعرات جو آوے وہی قرار دی جائیگی اور اگر اُسے کہا کہ میں نے اس
 رمضان کے سواے دوسرا رمضان مراد لیا تھا تو فقہاء اسکے قول کی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ سچا ہو سکتا ہے
 یہ محیط میں ہے۔ اور اگر جمعرات کے روز کہا کہ تو جمعرات کو یا جمعرات کے دن میں طالعہ ہو تو یہی جمعرات مسمیٰ جائیگی
 جو ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ تو جمعہ کو یا جمعہ کے دن میں طالعہ ہو اور یہ دن جمعہ کا ہو
 تو طلاق پڑ جائیگی اور اگلے جمعہ پر نہیں رکھا جائیگا الا اُس صورت میں کہ اُسے نیت کی ہو یہ محیط میں ہے۔ ایک
 شخص نے شعبان میں کہا کہ تو رمضان میں طالعہ ہو تو شعبان کے آخر روز جب آفتاب غروب ہوگا تو عورت
 پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ تو گرمی میں یا جاڑے میں یا ربیع میں یا خریف میں طالعہ ہو تو اُس وقت کے آسنے ہی پر طلاق
 پڑے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے بطول حلف اپنی جو رو سے نصف رمضان میں کہا کہ تو لیلۃ القدر
 میں طالعہ ہو تو جب تک اگلے سال کا رمضان نہ گزرے تب تک طلاق واقع نہوگی اور صاحبین کے قول پر جب
 اگلے رمضان کا نصف گزر جاوے تب ہی طلاق پڑے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر قسم کھانے والا عوام
 میں سے ہو تو جس رمضان میں قسم کھائی ہو اسکی سائستوین تاریخ گزرنے پر طلاق پڑ جائیگی اسواسطے کہ عوام

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

میں ستائیسویں رمضان لیلۃ القدر معروف مشہور ہے۔ یہ حادیس میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ بعد چھ روز کے ہو تو لوگوں کے عرف کے موافق ساتویں روز آفتاب غروب ہونے پر طالعہ ہو جائیگی یہ تاثر خالصہ میں ہے اور اگر کہا کہ تو آج کل یا کل آج طالعہ ہو تو جن دو وقتوں کا نام اس نے زبان سے بجا ہوا نہیں ہے پہلا وقت لیا جائیگا پس مثال مذکور میں اول صورت میں آج ہی طلاق پڑیگی اور دوسری صورت میں کل پڑیگی یہ ہر دو میں ہے اور اگر کہا کہ تو طالعہ آج کل ہو تو فی الحال ایک طلاق پڑیگی اور سوائے اسکے کوئی طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ کل اور آج تو وہ آج بیک طلاق طالعہ ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق پڑیگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہو آج کے روز اور جب کل آوے تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور جب کل کا روز ہو درحالیکہ وہ حدت میں ہو تو دوسری واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہو اسی روز جبکہ کل آوے تو طلوع فجر ہوتے ہی اسپر طلاق ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو اپنی رات میں دون کو طالعہ ہو تو جسم یہ قول کہا ہو انہی وقت اسپر طلاق واقع ہوگی پھر دن میں کچھ واقع نہوگی۔ اور یہ اس وقت کہ اسکی کچھ نیت نہو اور اگر یہ نیت کی ہو کہ ہر دو وقت میں ایک ایک طلاق واقع ہو تو اسکی نیت پر رہے گا۔ اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو اپنے دن کو اور رات کو طالعہ ہو تو ایک طلاق یہ قول کہتے ہی پڑ جائیگی اور دوسری طلوع فجر ہونے پر پڑیگی اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو طالعہ ہو اپنی رات میں اور اپنے دن میں یا دن میں کہا کہ تو اپنے دن میں اور اپنی رات میں طالعہ ہو تو ہر دو وقت میں اسپر ایک ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے کھانے اور اپنے پینے میں طالعہ ہو یا اپنے قیام و فعود میں تو جب تک دونوں افعال پائے نہ جائیں طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر کہا کہ اپنے کھانے میں اور اپنے پینے میں اور اپنے کھڑے ہونے میں اور اپنے بیٹھنے میں طالعہ ہو تو جو فعل ان دونوں میں سے پایا جائیگا طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر اپنے قول رات میں اور دن میں کہنے سے اس نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہو تو فیما بینہ وبين اللہ تعالیٰ تصدیق ہو سکتی ہے اور سوائے کہ اس نے ایسی بات کی نیت کی جو اس کے لفظ سے نکلتی ہے۔ اور نوادر میں صحاح میں امام محمد سے مروی ہے کہ اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالعہ ہر روز و شب ہو پس اگر اس نے دن میں یہ لفظ کہا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر رات میں کہا تو دو طلاق پڑیگی کذا فی الجملہ اور اگر دو پہر کو اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالعہ اول اس روز و آخر اس روز ہو تو ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ آخر اس روز اور اول اس روز ہو تو دو طلاق پڑ جائیگی اس واسطے کہ پہلی صورت میں جو طلاق پہلے وقت پڑیگی وہی آخر وقت ہوگی پس ایک ہی واقع ہوگی اور دوسری صورت میں جبکہ آخر روز پہلے کہا تو آخر روز کی طلاق پڑیگی اور اول وقت نہیں پڑیگی لہذا دو طلاق ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالعہ اس وقت کل ہو تو اسپر فی الحال ایک طلاق پڑیگی اور اگر اس نے کہا کہ میں نے اس وقت سے کل کے روز کا یہی وقت مراد لیا تھا تو قضاء اس کے قول کی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ وبين اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق ہو سکتی ہے یہی محیط میں ہے۔ اور منتقلی میں لکھا کہ کسی نے کہا کہ تو طالعہ ہو کل اور بعد کل کے تو فقط کل اسپر طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ دین و روز امر و زینے گزارے ہونے کل اور آج کے روز تو ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ آج کے روز اور گذرے ہوئے کل کے روز تو دو طلاق پڑیگی اور باوجود اسکے

کے عرف کے موافق ساتویں روز آفتاب غروب ہونے پر طالعہ ہو جائیگی یہ تاثر خالصہ میں ہے اور اگر کہا کہ تو آج کل یا کل آج طالعہ ہو تو جن دو وقتوں کا نام اس نے زبان سے بجا ہوا نہیں ہے پہلا وقت لیا جائیگا پس مثال مذکور میں اول صورت میں آج ہی طلاق پڑیگی اور دوسری صورت میں کل پڑیگی یہ ہر دو میں ہے اور اگر کہا کہ تو طالعہ آج کل ہو تو فی الحال ایک طلاق پڑیگی اور سوائے اسکے کوئی طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ کل اور آج تو وہ آج بیک طلاق طالعہ ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق پڑیگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہو آج کے روز اور جب کل آوے تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور جب کل کا روز ہو درحالیکہ وہ حدت میں ہو تو دوسری واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہو اسی روز جبکہ کل آوے تو طلوع فجر ہوتے ہی اسپر طلاق ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو اپنی رات میں دون کو طالعہ ہو تو جسم یہ قول کہا ہو انہی وقت اسپر طلاق واقع ہوگی پھر دن میں کچھ واقع نہوگی۔ اور یہ اس وقت کہ اسکی کچھ نیت نہو اور اگر یہ نیت کی ہو کہ ہر دو وقت میں ایک ایک طلاق واقع ہو تو اسکی نیت پر رہے گا۔ اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو اپنے دن کو اور رات کو طالعہ ہو تو ایک طلاق یہ قول کہتے ہی پڑ جائیگی اور دوسری طلوع فجر ہونے پر پڑیگی اور اگر عورت سے رات میں کہا کہ تو طالعہ ہو اپنی رات میں اور اپنے دن میں یا دن میں کہا کہ تو اپنے دن میں اور اپنی رات میں طالعہ ہو تو ہر دو وقت میں اسپر ایک ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے کھانے اور اپنے پینے میں طالعہ ہو یا اپنے قیام و فعود میں تو جب تک دونوں افعال پائے نہ جائیں طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر کہا کہ اپنے کھانے میں اور اپنے پینے میں اور اپنے کھڑے ہونے میں اور اپنے بیٹھنے میں طالعہ ہو تو جو فعل ان دونوں میں سے پایا جائیگا طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر اپنے قول رات میں اور دن میں کہنے سے اس نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہو تو فیما بینہ وبين اللہ تعالیٰ تصدیق ہو سکتی ہے اور سوائے کہ اس نے ایسی بات کی نیت کی جو اس کے لفظ سے نکلتی ہے۔ اور نوادر میں صحاح میں امام محمد سے مروی ہے کہ اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالعہ ہر روز و شب ہو پس اگر اس نے دن میں یہ لفظ کہا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر رات میں کہا تو دو طلاق پڑیگی کذا فی الجملہ اور اگر دو پہر کو اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالعہ اول اس روز و آخر اس روز ہو تو ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ آخر اس روز اور اول اس روز ہو تو دو طلاق پڑ جائیگی اس واسطے کہ پہلی صورت میں جو طلاق پہلے وقت پڑیگی وہی آخر وقت ہوگی پس ایک ہی واقع ہوگی اور دوسری صورت میں جبکہ آخر روز پہلے کہا تو آخر روز کی طلاق پڑیگی اور اول وقت نہیں پڑیگی لہذا دو طلاق ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالعہ اس وقت کل ہو تو اسپر فی الحال ایک طلاق پڑیگی اور اگر اس نے کہا کہ میں نے اس وقت سے کل کے روز کا یہی وقت مراد لیا تھا تو قضاء اس کے قول کی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ وبين اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق ہو سکتی ہے یہی محیط میں ہے۔ اور منتقلی میں لکھا کہ کسی نے کہا کہ تو طالعہ ہو کل اور بعد کل کے تو فقط کل اسپر طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ دین و روز امر و زینے گزارے ہونے کل اور آج کے روز تو ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ آج کے روز اور گذرے ہوئے کل کے روز تو دو طلاق پڑیگی اور باوجود اسکے

یہ بھی کہا کہ دیر وز سے ایک روز پہلے تو تین طلاق بڑھائی گئی یہ عتاب میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہر آج کے روز اور کل کے بعد تو امام عظیم رحمہ اللہ ابو یوسف کے نزدیک دو طلاق واقع ہو گئی یہ قادیسی کا صیغہ میں ہے۔ اور اگر اُس نے کہا کہ تو طالعہ ہر کل یا بعد کل کے تو پھر سون طلاق واقع ہو گئی اس واسطے کہ اُس نے دونوں وقتوں میں سے ایک کو ظرف ٹھہرایا ہے اور یہ اصل قرار پائی ہے کہ جب طلاق کی اضافت دو وقتوں میں سے کسی ایک کی طرف ہو تو دونوں وقتوں میں سے پہلے وقت میں واقع ہوتی ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہر آج کے روز وکل و بعد کل کے اور اس کی کچھ نیت نہیں ہے تو ایک طلاق واقع ہو گئی کذا فی محیط السرخسی اور اگر اُس نے تین روز میں متفرق تین طلاق کی نیت کی تو سب واقع ہو گئی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ایسی ایک طلاق کے ساتھ ہے جو بچہ کل واقع ہو گئی تو طلوع فجر ہونے پر طلاق بڑھا دی گئی اور اگر کہا کہ ایسی طلاق کے ساتھ جو نہ واقع ہو گئی مگر کل تو فی الحال طلاق بڑھائی گئی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو شروع ہر ماہ میں طالعہ ہے تو اُس پر تین مہینہ تک شروع ہر ماہ میں ایک طلاق پڑی گئی اور اگر کہا تو ہر مہینہ طالعہ ہے تو اُس پر ایک طلاق پڑی گئی یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر کہا کہ تو ہر جمعہ طالعہ ہے پس اگر اُس کی یہ نیت ہو کہ تو ہر روز جمعہ کو طالعہ ہے تو اُس پر ہر روز جمعہ کو ہر طلاق پڑی گئی یہ بیہان تک کہ وہ تین طلاق سے بائند ہو جاوے اور اگر یہ نیت ہو کہ اُس کی زندگی بھر میں جسے جمعہ کے دن گذریں سب میں طالعہ ہو گئی تو عورت پر فقط ایک طلاق پڑی گئی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالعہ ہر آج اور شروع ماہ پر تو پہلے ہی حکم ہے اور اگر ان اوقات مذکورہ میں ہر روز طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو موافق نیت واقع ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہر روز میں بیک طلاق ہے تو ہر روز ایک طلاق واقع ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہر روز یا عند کل یوم یا ہر گاہ کوئی روز گزرے تو ہر روز ایک طلاق کر کے تین طلاق واقع ہو گئی یہ محیط سرخسی میں ہے اور بشرح نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالعہ بعد ایام ہے تو یہی حکم ہے کہ بعد سات روز کے واقع ہو گئی۔ اور صحابی نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر عورت نے کہا کہ جب ذوالقعدہ ہو تو تو طالعہ ہے حالانکہ یہ مہینہ ذیقعدہ ہی کا ہے حسین سے کچھ دن گزر گئے ہیں تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ کہتے ہی وہ طالعہ ہو جائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو آمد روز میں طالعہ ہے پس اگر یہ کلام رات میں کہا تو آئندہ روز کے فجر ہوتے ہی طالعہ ہو جائیگی اور اگر یہ امر دن میں کہا ہے تو دوسرے روز جب ہی گھڑی آدھی بت ہی طالعہ ہو گئی اور اگر کہا کہ تو ایک روز گزرے پر طالعہ ہے پس اگر یہ کلام رات میں کہا ہے تو دوسرے روز جب آفتاب غروب ہو گا طالعہ ہو جائیگی اور اگر دن میں کہا ہو تو جب دوسرے روز کی یہی گھڑی آدھی حسین یہ لفظ کہا ہے تو طالعہ ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ تو تین دن آنے پر طالعہ ہے پس اگر رات میں کہا تو تیسرے روز طلوع فجر ہوتے ہی طالعہ ہو جائیگی اور اگر دن میں کہا تو چوتھے روز طلوع فجر ہوتے ہی طالعہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو تین روز گزرنے پر طالعہ ہے پس اگر رات میں کہا تو تیسرے روز آفتاب غروب ہونے پر طالعہ ہو جائیگی اس واسطے کہ اسی پر شرط پوری ہو جائیگی اور ایسا ہی جامع کے بعض نسخوں میں ہے۔ اور دوسرے نسخوں میں یوں ہے کہ جب تک چوتھی رات کی ایسی ہی گھڑی حسین یہ لفظ کہا ہے نہ آوے تب تک طالعہ نہ ہو گئی اور ایسا ہی امام قدوری نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو دیر و طالعہ ہے حالانکہ اُس سے آج ہی نکاح کیا ہے تو کچھ واقع نہ ہو گئی اور اگر روز

سے پہلے اس سے نکاح کیا ہو تو اس وقت طلاق بڑی اور اگر کہا کہ تو قبل اسکے کہ میں تجھے نکاح کروں طالعہ ہو گا تو کچھ واقعہ نہ ہوگی یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہو جبکہ میں تجھے نکاح کروں قبل اسکے کہ میں تجھے نکاح کروں یا کہا کہ تو طالعہ ہو قبل اسکے کہ میں تجھے نکاح کروں جو وقت میں تجھے نکاح کروں۔ یا کہا کہ جب میں تجھے نکاح کروں پس تو طالعہ ہو قبل اسکے کہ میں تجھے نکاح کروں تو پہلی دونوں صورتوں میں نکاح کرنے کے وقت بالاتفاق طلاق واقع ہوگی اور تیسری صورت میں امام اعظم و امام محمد کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی یہ فقہ القدر میں ہے۔ اور اگر اپنی جہاد سے کہا کہ تو اپنے دار میں داخل ہونے سے ایک مہینہ پہلے طالعہ ہو گا تو فلاں کے آنے سے ایک مہینہ پہلے طالعہ ہو پس اس قسم طلاق سے ایک مہینہ گزرنے سے پہلے فلاں مذکور آگیا یا عورت مذکورہ دار میں داخل ہو گئی تو طلاق نہ بڑی اور اگر وقت قسم سے مہینہ گزرنے پر فلاں مذکور آیا یا یہ عورت واپس داخل ہوئی تو طلاق بڑی۔ اور اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تو اس سے ایک مہینہ پہلے طالعہ ہو تو فی الحال طلاق بڑی جائیگی۔ پھر واضح رہے کہ ہمارے علما رحمہ اللہ کے نزدیک داخل ہونے یا آنے کے ساتھ ہی ساتھ طلاق بڑی اور وقوع طلاق اسکے داخل ہونے و فلاں کے آنے ہی پر مقصور ہو گا چنانچہ اگر مہینہ کے اندر بیچ میں کسی وقت عورت مذکورہ کو خلع دیدیا پھر وہ مہینہ پورا ہونے پر دار میں داخل ہوئی یا فلاں مذکور آگیا در حالیکہ یہ عورت عدت میں ہو تو خلع باطل نہ ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو فلاں شخص کی موت کے ایک مہینہ پہلے سے طالعہ ہو پس اگر فلاں مذکور مہینہ پورا ہونے پر مر گیا تو امام اعظم کے نزدیک شریعت مہینہ سے طالعہ قرار دے جائیگی اور صاحبین کے نزدیک فلاں مذکور کی موت کے بعد طالعہ ہوگی اور اگر فلاں مذکور پورا مہینہ ہونے سے پہلے مر گیا تو بالاتفاق طالعہ نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو رمضان سے ایک مہینہ پہلے سے طالعہ ہو تو بالاتفاق شروع شعبان میں طلاق بڑی جائیگی اور اگر کہا کہ فلاں کی موت سے ایک مہینہ پہلے تو بسطہ طلاق طالعہ ہو یا بطلاق بائن طالعہ ہو پھر مہینے کے بیچ میں اس سے خلع کر لیا پھر فلاں مذکور مہینہ پورا ہونے پر مر گیا پس اگر وہ عدت میں ہو تو ایک ماہ پہلے سے اس طلاق بڑی اور خلع باطل ہونے کا حکم دیا جائیگا اور شوہر نے جو خلع کا معاوضہ لیا ہو وہ عورت کو واپس دیکھا اور یہ امام اعظم کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک خلع باطل نہ ہو گا مگر طلاق مع خلع کے تین طلاق ہو جائیگی اور اگر عورت مذکورہ عدت میں نہ رہی ہو یا بین طور کہ اس نے وضع حمل کیا ہو پھر فلاں مذکور مر یا عورت مذکورہ نہ کہ اس وقت عورت مذکورہ فلاں مذکور مر یا تو بالاتفاق خلع باطل نہ ہو گا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میری موت سے ایک مہینہ پہلے یا کہا کہ اپنی موت سے ایک مہینہ پہلے طالعہ ہو پھر شوہر یا جو و مری تو امام اعظم کے نزدیک زندگی کے آخر جزو میں قبل موت کے طلاق بڑی جائیگی اور اس وقت سے ایک مہینہ پہلے سے طلاق قرار دے جائیگی اور صاحبین کے نزدیک طلاق نہ بڑی یہ محیط شخصی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو فلاں و فلاں کی موت سے ایک مہینہ پہلے طالعہ ہو پھر ان دونوں میں سے ایک شخص ایک مہینہ پہلے سے مر گیا تو عورت اس قسم سے کبھی طالعہ نہ ہوگی اور اگر وقت قسم سے ایک مہینہ گزرنے پر دونوں میں سے ایک مر تو وہ وقت قسم سے طالعہ ہو جائیگی اور دوسرے کی موت کا انتظار کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ تو فلاں و فلاں کے آنے سے ایک مہینہ پہلے سے طالعہ ہو پھر قسم سے ایک مہینہ پورا ہونے پر ایک آگیا پھر اسکے بعد دوسرا آیا تو طالعہ ہو جائیگی اس واسطے کہ دونوں کا معاہدہ عادتاً متفق ہو اس واسطے اس کا اعتبار ہے۔

ساقط ہوا۔ اور اگر کہا کہ تو یومِ صبحی اور فطر سے ایک مہینے پہلے طالق ہو تو جب رمضان کا چاند دکھلائی دیکھا تب ہی طالق ہو جائیگی اس واسطے کہ صبحی و فطر دونوں ساتھ ہی نہیں ہوتے ہیں پس وقوع طلاق کا متعلق بصفتِ تقدم ہوگا اور مہینہ کا اتصال ایک کے ساتھ معتبر ہوگا نہ دوسرے کے ساتھ یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو یومِ صبحی سے پہلے طالق ہو تو فی الحال طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق البسی طلاق سے ہو کہ قبل اسکے یومِ صبحی ہو تو فی الحال واقع ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے حیض آنے سے ایک مہینہ پہلے طالق ہو پس عورت مذکورہ ایک مہینہ ٹھہری پھر اسے فقط ایک یا دو روز خون دیکھا تو طالق نہ ہوگی جب تک تین روز تک خون نہ دیکھے اور اگر اسے تین روز تک خون دیکھا تو بعض نے فرمایا کہ امامِ عظیمؒ کے نزدیک اس سے ایک مہینہ پہلے سے طالق نہ ہوگی اور صحیح یہ ہو کہ اسی وقت سے طالق ہوگی یہ محیطِ سرخی میں ہو جتنی مین امام محمدؒ سے مروی ہو کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو کچھ پہلے کل کے یا کچھ پہلے آمد فلان کے طالق ہو تو کل سے یا فلان کے آنے سے ہلک مارنے کی مقدار پہلے سے طالق ہو جائیگی اور حاکم نے فرمایا کہ فلان کے آنے سے کچھ پہلے کی صورت میں یہ حکم ٹھیک نہیں ہو اور صحیح یہ ہو کہ فلان کے آنے پر طالق ہو جائیگی یہ محیط میں ہو اور اگر کہا کہ تو بعد یومِ صبحی کے طالق ہو تو رات گزرنے پر طالق ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو ایسے وقت طالق ہو کہ اسکے بعد یومِ صبحی ہو تو فی الحال طالق ہو جائیگی اور اگر کہا کہ یومِ صبحی کے ساتھ طالق ہو تو یومِ صبحی کی فجر طلوع ہونے سے طالق ہو جائیگی اور اگر کہا کہ صبحی یومِ صبحی یعنی اسکے ساتھ یومِ صبحی ہو تو فی الحال طالق ہو جائیگی یہ محیطِ سرخی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو میری موت کے ساتھ یا اپنی موت کے ساتھ تو کچھ واقع نہ ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو پہلے ایسے روز سے جس سے پہلے روز جمعہ ہو یا کہا کہ بعد ایسے روز کے جس کے بعد یومِ جمعہ ہو تو ہر دو مسئلہ میں جمعہ کے روز طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ انت طالق کبتر غیر نذر الیوم اور سو می نذر الیوم یعنی تو طالق بہ ماہ ہر سو اے اس روز کے یا غیر اس روز میں تو جیسا اُس نے کہا ہو دیا ہی ہوگا اور بعد اس روز کے گزر جانے کے طالق ہو جائیگی اور یہ قول ایسا نہیں ہو کہ جیسے اُس نے کہا کہ انت طالق کبتر الا نذر الیوم کہ تو طالق بہ ماہ ہر ایا یہ روز کہ اس صورت میں کہتے ہی طلاق پڑ جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اصل یہ ہو کہ جب طلاق متعلق بر فعل ہو تو آخر فعل پر طلاق پڑتی ہو اس واسطے کہ اگر اول فعل پر پڑ جاوے تو اول ہی متعلق ہوگی اور اگر دو فعلوں میں سے کسی ایک پر متعلق ہو تو جو فعل پہلے پایا جاوے اسی پر پڑ جائیگی اور اگر متعلق بفعل و وقت دونوں ہو تو دو طلاق پڑنیگی یعنی ہر ایک کے واسطے ایک طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ یہ دونوں مختلف ہیں اور اگر معلق کی لفعل یا بوقت پس اگر فعل واقع ہو تو طلاق پڑ جائیگی اور وقت کی امر کا انتظار نہ کیا جائیگا اور اگر وقت پہلے آگیا تو فعل پائے جانے تک واقع نہ ہوگی اور ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا یہ دونوں وقت سے حسین سے ایک کی جانب طلاق کی اضافت کی گئی۔ اور اگر یوں کہا کہ جب فلان آوے اور جب فلان دیگر آوے تو تو طالق ہو تو طالق نہ ہوگی الا بعد ان دونوں کے آجانے کے اور اگر جزا کو مقدم کیا کہ تو طالق ہو جبکہ فلان آوے اور جبکہ فلان دیگر آوے تو ان دونوں میں سے جبکہ کوئی آجائیکا تب ہی وہ طالق ہو جائیگی اور اسی طرح اگر جزا کے بیچ میں بولا تو بھی یہی حکم ہو کہ ذاتی محیطِ سرخی پھر دوسرے کے آنے پر کچھ واقع نہ ہوگی الا جس صورت میں واقع ہوگی کہ اُس نے نیت کی ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو جبکہ کل کا روز آوے اور بعد کل کے تو آخر وقت میں واقع ہوگی اور اگر عورت لپٹی ہوئی ہو اُس سے کہا کہ تو اپنے قیام و قعود میں طالق ہو تو جب تک

یہ دونوں فعل نہ کرے تب تک طالق نہ ہوگی اور اگر عورت بٹھی ہو اور برابر ایسی ہی بیٹھی رہے پھر وہ کھڑی ہوئی یا کھڑی
 تھی کہ برابر ایسی رہی پھر بٹھ گئی تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو طالق ہے اپنے قیام میں اور اپنے خود میں تو جو فعل
 ان دونوں میں سے پایا جائیگا طالق ہو جائیگی اور اگر دونوں پاسے گئے تو اس سے ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر
 ایسا کہا کہ تو طالق ہے جبکہ فلان روز آوے یا جبکہ فلان دیگر آوے تو دونوں میں جبکہ آیا جانا یا یا جائیگا تب ہی طالق
 ہو جائیگی اور ایسی طرح اگر کہا کہ تو ایک طلاق ہے جبکہ شروع مہینہ آوے یا جبکہ فلان آوے تو دونوں میں سے جو بات
 پائی جائیگی طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر کہا کہ تو شروع ماہ پر طالق ہے یا جبکہ فلان آوے پس اگر فلان کا آنا پہلے پایا گیا تو
 طلاق پڑ جائیگی اور اگر شروع مہینہ پہلے ہو تو طلاق نہ پڑیگی یہاں تک کہ فلان آوے یہ محض سرخی میں ہو۔ اور
 اگر کہا کہ تو طالعہ ہے شروع ماہ پر اور جبکہ فلان آوے تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک طلاق متعلق ہوگی
 پس بروقت مذکور ایک طلاق پڑیگی اور شرط پائے جانے پر دوسری طلاق پڑیگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر اپنی جو رو سے
 جو باندھی ہو کہا کہ جب کل آوے تو تو بدو طلاق طالعہ ہے اور مولیٰ نے اس باندھی سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو کل
 کے روز میں آزاد ہو تو یہ جو رو اس شوہر کو حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کر کے
 حلال کر آوے اور انکی عدت امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک تین حیض ہونگے یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر
 عورت سے کہا کہ جب میں تجھے طلاق دوں تو تو طالعہ ہے اور جب میں تجھے طلاق نہ دوں تو تو طالعہ ہے اور طلاق
 نہ دی یہاں تک کہ مر گیا تو دو طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ جب میں تجھے طلاق نہ دوں تو تو طالعہ ہے اور جب میں
 تجھے طلاق دوں تو تو طالعہ ہے پھر طلاق دینے سے پہلے مر گیا تو ایک طلاق پڑیگی یہ تین میں ہو۔ اور اگر کہا
 کہ انت طالق مالم اطلقک اور متی لم اطلقک اور متی لم اطلقک یعنی تو طالعہ ہے جبکہ میں تجھے طلاق نہ دوں اور
 ایضا و ایضا پھر وہ یہ کہ خاوند رہا تو عورت باطلاق طالعہ ہو جائیگی اور اگر خاوند نہ رہا بلکہ ساتھ ہی ملا کہ
 کہا کہ تو طالعہ ہے تو اس نے سین کو پورا کیا حتیٰ کہ اگر اس نے یون کہا ہو کہ جب میں طلاق نہ دوں تو تو طالعہ ہے پھر
 ساتھ ملا کہ تو طالعہ ہے تو طالعہ ہے تو ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ اس نے سین کو پورا کیا اور عورت پر ایک ہی طلاق پڑیگی
 اور اگر کہا کہ حین لم اطلقک اور حین سے انکی کچھ نیت نہیں ہے تو جب ہی چپ ہوا وہ عورت طالعہ ہو جائیگی
 اور اسی طرح اگر کہا کہ زبان لم اطلقک یا حیث لم اطلقک یا یوم لم اطلقک تو بھی یہی حکم ہے کہ چپ ہونے ہی
 طلاق پڑ جائیگی اور اگر زبان لا اطلقک اور حین لا اطلقک یعنی زمانہ کہ تجھے اسین طلاق نہ دوں یا حین کہ
 تجھے طلاق نہ دوں تو جب تک چھ مہینے نہ گزرین طلاق واقع نہ ہوگی بشرطیکہ زمانہ یا حین سے ایسی صورت
 میں آئے اپنی نیت کچھ نہ رکھی ہو یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر کہا کہ یوم لا اطلقک تو طلاق واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ
 ایک روز گزر جاوے یہ عقابہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے ایک عورت سے کہا کہ جس روز میں تجھ سے نکاح
 کروں پس تو طالعہ ہے پھر اس سے رات میں نکاح کیا تو طالعہ ہو جائیگی اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے خاصہ روز
 روشن کی نیت کی تھی تو قضاء بھی انکی تصدیق ہوگی یہ ہدایہ میں ہے اور اگر کہا کہ جس رات تجھے نکاح کروں پس تو
 طالعہ ہے پس اگر رات میں اس سے نکاح کیا تو طلاق پڑیگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ یوم اتزوجک
 فان طالق یعنی میرے تجھے نکاح کر لینے کے روز تو طالعہ ہے اور حکوتین مرتبہ کہا پھر اس سے نکاح کیا تو تین

لہذا نکاح کے بعد
 نہ دونوں میں
 مالم اطلقک
 حین لم اطلقک
 یوم لم اطلقک

طلاق واقع ہونگی یہ محیطا سرخی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر گاہ میں تجھے طلاق نہ دون پس تو طالعہ ہر پھر خاموش رہا تو عورت پر پورے تین طلاق واقع ہونگی اور ایک بارگی تین طلاق واقع ہونگی حتیٰ کہ اگر غیر مذکور ہو تو پس ایک ہی طلاق پڑیگی یہ تبیین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اذالم اطلاقک فانک طالق اور اذالم اطلاقک فانک طالق یعنی جب میں نے تجھے طلاق نہ دون پس تو طالعہ ہر یا بعد لفظ اذاسکے مازانکہ ہر صورت یہ اسکی نیت پر ہو پس اگر اسنے کہا کہ فی الحال طلاق واقع کرنے کی نیت کی تھی تو فوراً طالعہ ہوگی اور اگر کہا کہ میری نیت آخر عمر کی تھی تو یہ بمنزلہ قولہ ان لم اطلاقک فانک طالق کے ہو لینے اگر میں تجھے طلاق نہ دون تو تو طالعہ ہو اور اگر اسکی کچھ نیت نہ تو امام اعظم کے نزدیک طلاق واقع ہونگی یہاں تک کہ دونوں میں سے کوئی مر جاوے اور صاحبین رحمہ فرمایا کہ جب ہی وہ چپ ہو اتب ہی واقع ہو جائیگی یہ مضمرات میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہو۔ جب کہ میں تجھے طلاق نہ دون تو مطلقہ ہونگی یہاں تک کہ دونوں میں سے کوئی مر جاوے بشرطیکہ اسنے شرط مراد لی ہو لینے جب کہ معنی اگر مراد لیا ہو اور اگر دوسرے معنی مراد لیے ہوں لینے وقت کے تو جب ہی ساکت ہو گا تب ہی طلاق پڑ جائیگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ تو امام اعظم کے نزدیک طلاق نہ پڑیگی یہاں تک کہ دونوں میں سے کوئی مر جاوے اور صاحبین کے نزدیک خاموش ہوتے ہی طلاق پڑ جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر گاہ میں تیرے پاس بیٹھوں تو پاس بیٹھنے والے کی جو رو طالعہ ہو پس اسکے پاس ایک ساعت بیٹھا تو اسکی جو رو کو تین طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ ہر گاہ میں تجھے ماروں پس تو طالعہ ہو پس اسکو دونوں ہاتھوں سے مارا تو دو طلاق پڑیگی اور اگر ایک ہاتھ سے مارا تو ایک ہی طلاق پڑیگی اگرچہ اٹھلکیاں متفرق پڑی ہوں۔ ایک شخص نے اپنی جو رو سے کہا کہ ہر گاہ میں تجھے طلاق دون پس تو طالعہ ہر پھر اسکو ایک طلاق دی تو دو طلاق واقع ہونگی ایک طلاق تو بسبب طلاق دینے کے اور دوسری طلاق بسبب اس قول کے کہ ہر گاہ میں تجھے طلاق دون پس تو طالعہ ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر گاہ میری طلاق تجھ پر واقع ہو پس تو طالعہ ہر پھر اسکو ایک طلاق دی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو تیسری فصل تشبیہ طلاق واسکے وصف کے بیان میں۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالعہ مثل عدد اس چیز کے ہو حالانکہ ایسی چیز کا نام لیا جسکے واسطے عدد نہیں ہو جسے شمس و قمر وغیرہ تو امام اعظم کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بعد اس چیز کے جو میرے ہاتھ میں ہے تو میں نے خالاکہ اسکے ہاتھ میں کچھ نہیں ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ بعد حوض کی پھلیوں کے حالانکہ حوض میں کوئی پھلی نہیں ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ محیطا میں ہو۔ اور اگر طلاق کی اضافت ایسے عدد کی جانب کی جسکا نہو نامعاومر ہو جیسے کہا کہ بعد میری پھلی کے بالوں کے یا اسکا ہونا یا نہو ناجمول ہو جیسے کہا کہ بعد شیطان کے بالوں کے یا اسکے مثل کسی چیز کو بیان کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر ایسے عدد کی طرف اضافت کی کہ اسکی شان سے یہ ہو کہ موجود ہووے لیکن اس قسم کھانے کے وقت کسی وجہ پیش آنے سے زائل ہو جیسے بعد میری پھلی یا تیری پھلی کے بالوں کے حالانکہ دونوں نے نوبہ لگایا ہو تو بسبب شرط نہ پائی جانے کے طلاق نہ پڑیگی یہ فتح القدیر میں ہو اور اگر کہا کہ بعد دامن بالوں کے جو تیری فرج پر ہیں حالانکہ عورت نے نوبہ وغیرہ لگایا ہو کہ اسکی فرج پر کوئی بال نہیں ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ طلاق نہ پڑیگی جیسے کہ اگر کہا کہ بعد دامن بالوں کے جو میری پھلی کی پشت پر

۱۷۶
ترجمہ تاجی مالگیری جلد دوم
فتاویٰ ہندوہ کتاب الطلاق باب دوم البقا طلاق
طلاق واقع ہونگی یہ محیطا سرخی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر گاہ میں تجھے طلاق نہ دون پس تو طالعہ ہر پھر خاموش رہا تو عورت پر پورے تین طلاق واقع ہونگی اور ایک بارگی تین طلاق واقع ہونگی حتیٰ کہ اگر غیر مذکور ہو تو پس ایک ہی طلاق پڑیگی یہ تبیین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اذالم اطلاقک فانک طالق اور اذالم اطلاقک فانک طالق یعنی جب میں نے تجھے طلاق نہ دون پس تو طالعہ ہر یا بعد لفظ اذاسکے مازانکہ ہر صورت یہ اسکی نیت پر ہو پس اگر اسنے کہا کہ فی الحال طلاق واقع کرنے کی نیت کی تھی تو فوراً طالعہ ہوگی اور اگر کہا کہ میری نیت آخر عمر کی تھی تو یہ بمنزلہ قولہ ان لم اطلاقک فانک طالق کے ہو لینے اگر میں تجھے طلاق نہ دون تو تو طالعہ ہو اور اگر اسکی کچھ نیت نہ تو امام اعظم کے نزدیک طلاق واقع ہونگی یہاں تک کہ دونوں میں سے کوئی مر جاوے اور صاحبین رحمہ فرمایا کہ جب ہی وہ چپ ہو اتب ہی واقع ہو جائیگی یہ مضمرات میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہو۔ جب کہ میں تجھے طلاق نہ دون تو مطلقہ ہونگی یہاں تک کہ دونوں میں سے کوئی مر جاوے بشرطیکہ اسنے شرط مراد لی ہو لینے جب کہ معنی اگر مراد لیا ہو اور اگر دوسرے معنی مراد لیے ہوں لینے وقت کے تو جب ہی ساکت ہو گا تب ہی طلاق پڑ جائیگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ تو امام اعظم کے نزدیک طلاق نہ پڑیگی یہاں تک کہ دونوں میں سے کوئی مر جاوے اور صاحبین کے نزدیک خاموش ہوتے ہی طلاق پڑ جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر گاہ میں تیرے پاس بیٹھوں تو پاس بیٹھنے والے کی جو رو طالعہ ہو پس اسکے پاس ایک ساعت بیٹھا تو اسکی جو رو کو تین طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ ہر گاہ میں تجھے ماروں پس تو طالعہ ہو پس اسکو دونوں ہاتھوں سے مارا تو دو طلاق پڑیگی اور اگر ایک ہاتھ سے مارا تو ایک ہی طلاق پڑیگی اگرچہ اٹھلکیاں متفرق پڑی ہوں۔ ایک شخص نے اپنی جو رو سے کہا کہ ہر گاہ میں تجھے طلاق دون پس تو طالعہ ہر پھر اسکو ایک طلاق دی تو دو طلاق واقع ہونگی ایک طلاق تو بسبب طلاق دینے کے اور دوسری طلاق بسبب اس قول کے کہ ہر گاہ میں تجھے طلاق دون پس تو طالعہ ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر گاہ میری طلاق تجھ پر واقع ہو پس تو طالعہ ہر پھر اسکو ایک طلاق دی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو تیسری فصل تشبیہ طلاق واسکے وصف کے بیان میں۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالعہ مثل عدد اس چیز کے ہو حالانکہ ایسی چیز کا نام لیا جسکے واسطے عدد نہیں ہو جسے شمس و قمر وغیرہ تو امام اعظم کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بعد اس چیز کے جو میرے ہاتھ میں ہے تو میں نے خالاکہ اسکے ہاتھ میں کچھ نہیں ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ بعد حوض کی پھلیوں کے حالانکہ حوض میں کوئی پھلی نہیں ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ محیطا میں ہو۔ اور اگر طلاق کی اضافت ایسے عدد کی جانب کی جسکا نہو نامعاومر ہو جیسے کہا کہ بعد میری پھلی کے بالوں کے یا اسکا ہونا یا نہو ناجمول ہو جیسے کہا کہ بعد شیطان کے بالوں کے یا اسکے مثل کسی چیز کو بیان کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر ایسے عدد کی طرف اضافت کی کہ اسکی شان سے یہ ہو کہ موجود ہووے لیکن اس قسم کھانے کے وقت کسی وجہ پیش آنے سے زائل ہو جیسے بعد میری پھلی یا تیری پھلی کے بالوں کے حالانکہ دونوں نے نوبہ لگایا ہو تو بسبب شرط نہ پائی جانے کے طلاق نہ پڑیگی یہ فتح القدیر میں ہو اور اگر کہا کہ بعد دامن بالوں کے جو تیری فرج پر ہیں حالانکہ عورت نے نوبہ وغیرہ لگایا ہو کہ اسکی فرج پر کوئی بال نہیں ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ طلاق نہ پڑیگی جیسے کہ اگر کہا کہ بعد دامن بالوں کے جو میری پھلی کی پشت پر

ہین حالانکہ خود طلاق وغیرہ لگا چکا ہے جس سے کوئی بال مایہ موجود نہیں ہے تو یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے اور اگر کہا کہ تو طالق ہے بعد ازاں بالوں کے جو میرے سر پر ہیں حالانکہ طلاق کے استہکال سے سر پر کوئی بال نہیں ہے تو کچھ واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بعد ازاں خرید کے جو اس پیالہ مین ہے پس اگر شور باڈا اٹھنے سے پہلے اُس نے یہ کہا ہو تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر شور باڈا اٹھنے کے بعد کہا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ مختار الفتاویٰ مین ہے۔ اور اگر اُس نے کہا کہ تو طالق مانند ہزار کے یا مثل ہزار کے ہو پس اگر تین طلاق کی نیت کی تو بالاجماع تین طلاق واقع ہوگی اور اگر ایک کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام ابو یوسف رحمہما کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق بیک طلاق مثل ہزار کے ہو تو بالاجماع سب کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق مثل عدد ہزار کے یا مثل عدد تین کے یا مانند عدد تین کے ہو تو فتاویٰ دینیہ مین و بین اللہ تعالیٰ مین طلاق واقع ہوگی اور اگر اسکے سوا کچھ اور نیت کی ہو تو اسکی نیت باطل ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق مثل تین کے ہو پس اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق ہوگی اور اگر ایک کی نیت ہو یا کچھ نیت ہو تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ محیطہ شخصی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مثل ستاروں کے تو امام محمد کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی لیکن اگر اُس نے عدد کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی یہ سختی شرح مختار مین ہے۔ اور امام محمد سے روایت ہے کہ اگر شوہر نے کہا کہ تو طالق مثل عدد ستاروں کے ہو تو تین طلاق واقع ہوگی یہ تمیز مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالق مثل عدد ستاروں یا عدد خاک یا عدد سمندر و من کے ہو تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق بیک طلاق مثل تین کے ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق مثل اساطین یا مثل جبال یا مثل بحار کے ہو تو امام ابو حنیفہ و امام زفر رحمہما کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق مثل بڑائی پٹار کے ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر تین کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی یہ فصل کنایات فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق مثل عدد درگ کے ہو تو یہ بالاجماع تین طلاق ہیں یہ سراج الوماج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق کو ٹھری بھر کے ہو تو یہ ایک طلاق بائنہ ہے لیکن اگر تین کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی یہ ہایہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق گھر بھر کے یا مٹکا بھر کے ہو پس اگر تین کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر ایک یا دو کی نیت ہو یا کچھ نیت ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بیک طلاق مثل گھر کے ہو یا گھر بھر کے ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ محیطہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق مثل بڑائی تل کے یا مثل بڑائی درز کے یا مثل بڑائی رانی کے ہو تو امام اعظم کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور یہی حکم صاحبین کے نزدیک بھی ہے یہ محیطہ شخصی مین ہے۔ سب سے واضح ہے کہ اصل امام اعظم کے نزدیک یہ ہے کہ جب اُس نے طلاق کی تشبیہی چیز کے ساتھ کی تو بائنہ طلاق واقع ہوگی خواہ یہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور خواہ اُس نے بڑائی کا لفظ ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو اور امام ابو یوسف رحمہما کے نزدیک اگر بڑائی کا لفظ کہا تو بائنہ ہوگی درجہ جی ہوگی خواہ وہ چیز جس کے ساتھ تشبیہ کی ہو چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور یہی امام محمد رحمہما کے ساتھ بیان کیا اور بعض نے

ستریا کی کوئی طرف
 راتوں کے
 چھوٹے ستر سے
 میں غریبوں سے تین
 بس جو ستر بہ
 کے ایک ہر
 ہر گئی اور پست
 ستر کے ستر
 ستر ستر
 کہنا کہ ایسا
 نام غریبوں
 کے قول کے
 ستر ہونا

۱۳۔ کتا ہو کہ اگر
کوچھن طلاق
کے لئے پوچھو
اور نیت کی ہو
جب صحابہ کے
قول کی قصد ہے
تو صحابہ کی روایت
و نہایت ۱۴۔
لغات میں
جمع کو جمع ہی میں
جمع میں جمع
چال میں جمع
پارہ کجا میں جمع
ہوئے ہند

وصفت بہان کیا پس اگر ایسا وصف ہو کہ جس سے طلاق موصوف نہیں ہوتا ہو تو وصف لغو ہوگا اور طلاق رجعی واقع ہوگی چنانچہ اگر یوں کہا کہ تو طالق ایسی طلاق سے ہو کہ بچہ نہیں واقع ہوئی یا بدین شرط کہ مجھے اس خیار ہو تو یہ وصف لغو اور طلاق رجعی واقع ہوگی اور جب ایسے وصف سے موصوف کیا کہ وہ طلاق کی صفت ہوتا ہو تو رد حال سے خالی نہیں یا تو ایسا لفظ ہوگا کہ وہ زیادتی ہونے پر دال نہیں ہو جیسے احسن الطلاق یا افضل الطلاق یا اسن یا اجل یا عدل یا خیر طلاق تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی اور یا ایسا وصف ہوگا جو زیادتی پر دال ہو جیسے اشد طلاق وغیرہ تو یہ طلاق بائن ہوگی اور یہ اس برجمم اللہ تاملے کا اصول اتفاقی ہو اور اگر کہا کہ تو طالق اقع الطلاق یا انحش یا اخشب یا اسو یا اغلط یا اشتر یا اطول یا اکبر یا اعرض یا اعظم الطلاق ہو اور کچھ نیت نہ کی یا ایک طلاق کی یا دو طلاق کی غیر بانندی کی صورت میں نیت کی تو ایک ہی طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر اس نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی یہ تین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو جسکا طول و عرض اس قدر ہو تو یہ ایک طلاق بائن قرار دی جائیگی اور اگر اس نے تین طلاق کی نیت کی تو واقع نہ ہوگی یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالق عاتا الطلاق یا حل الطلاق ہو تو دو طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق اکثر الطلاق ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ تین طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ اقل الطلاق ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق کل النطق ہو تو ایک طلاق بٹیکگی اور اگر کہا کہ تو طالق کل تطلیق ہو تو تین طلاق واقع ہوگی خواہ اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق بعد ہر تطلیق کے ہو یا مع ہر تطلیق کے ہو یا کہا کہ تو ہر تطلیق کے ساتھ طالق ہو تو بھی یہی حکم ہو کہ تین طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالق تقلیل و تکثیر ہو تو تین طلاق واقع ہوگی اور یہی مختار ہو اور فقہ ابو جعفر اسے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہوگی اور یہی اخیر ہو اور اگر نہ کثیر کا لفظ پہلے کہا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالق کل الطلاق ہو تو یہ ایک طلاق قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ کثیر الطلاق ہو تو دو طلاق ہیں اور اگر کہا کہ انت طالق الطلاق لہ یعنی تو طالق طلاق کامل ہو تو یہ تین طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ انت طالق عدد من الطلاق یعنی طلاق میں سے چند عدد تو طالق ہو تو دو طلاق واقع ہوگی قال المترجم نابریکۃ ایک عدد میں داخل نہیں ہو اور جو کچھ طلاق تین سے کہا ہو اس واسطے تین ہو رہی نہیں ہو سکتی لامحالہ دو ہوگی فافہم اور اسی طرح اگر کہا کہ عدد الطلاق کو بھی ہی حکم ہو اور اگر کہا کہ حدۃ الطلاق تو یہ تین طلاق ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو اور دیگر تو یہ ایک طلاق ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو بیک طلاق و دیگر تو یہ دو طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ انت طالق بعد ہر واحدۃ یعنی تو طالق ہو سوا سے ایک کے تو یہ دو طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق ہو سوا سے دو کے تو تین طلاق ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو جو تین ہوگی یا تین ہو جاوے گی یا تین عود کرے گی یا تین ہو رہی ہو جاوے گی یا تین طلاق ہو جاوے گی تو یہ تین طلاق ہوگی یہ متر تاشی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالق تمام ثلث یا ثالث ثلاث ہو تو یہ تین طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق آخر تین طلاق ہو تو یہ ایک ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے مجھے آخر تین تطلیقات کی طلاق دی تو تین طلاق پڑے گی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالق ایک سے

کتاب الطلاق
باب دوم القاع طلاق
ترجمہ نقاد ہی عالمگیری جلد دوم
۱۶۶
نقاد ہی ہندیہ کتاب الطلاق باب دوم القاع طلاق
وصفت بہان کیا پس اگر ایسا وصف ہو کہ جس سے طلاق موصوف نہیں ہوتا ہو تو وصف لغو ہوگا اور طلاق رجعی واقع ہوگی چنانچہ اگر یوں کہا کہ تو طالق ایسی طلاق سے ہو کہ بچہ نہیں واقع ہوئی یا بدین شرط کہ مجھے اس خیار ہو تو یہ وصف لغو اور طلاق رجعی واقع ہوگی اور جب ایسے وصف سے موصوف کیا کہ وہ طلاق کی صفت ہوتا ہو تو رد حال سے خالی نہیں یا تو ایسا لفظ ہوگا کہ وہ زیادتی ہونے پر دال نہیں ہو جیسے احسن الطلاق یا افضل الطلاق یا اسن یا اجل یا عدل یا خیر طلاق تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی اور یا ایسا وصف ہوگا جو زیادتی پر دال ہو جیسے اشد طلاق وغیرہ تو یہ طلاق بائن ہوگی اور یہ اس برجمم اللہ تاملے کا اصول اتفاقی ہو اور اگر کہا کہ تو طالق اقع الطلاق یا انحش یا اخشب یا اسو یا اغلط یا اشتر یا اطول یا اکبر یا اعرض یا اعظم الطلاق ہو اور کچھ نیت نہ کی یا ایک طلاق کی یا دو طلاق کی غیر بانندی کی صورت میں نیت کی تو ایک ہی طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر اس نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی یہ تین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو جسکا طول و عرض اس قدر ہو تو یہ ایک طلاق بائن قرار دی جائیگی اور اگر اس نے تین طلاق کی نیت کی تو واقع نہ ہوگی یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالق عاتا الطلاق یا حل الطلاق ہو تو دو طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق اکثر الطلاق ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ تین طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ اقل الطلاق ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق کل النطق ہو تو ایک طلاق بٹیکگی اور اگر کہا کہ تو طالق کل تطلیق ہو تو تین طلاق واقع ہوگی خواہ اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق بعد ہر تطلیق کے ہو یا مع ہر تطلیق کے ہو یا کہا کہ تو ہر تطلیق کے ساتھ طالق ہو تو بھی یہی حکم ہو کہ تین طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالق تقلیل و تکثیر ہو تو تین طلاق واقع ہوگی اور یہی مختار ہو اور فقہ ابو جعفر اسے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہوگی اور یہی اخیر ہو اور اگر نہ کثیر کا لفظ پہلے کہا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالق کل الطلاق ہو تو یہ ایک طلاق قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ کثیر الطلاق ہو تو دو طلاق ہیں اور اگر کہا کہ انت طالق الطلاق لہ یعنی تو طالق طلاق کامل ہو تو یہ تین طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ انت طالق عدد من الطلاق یعنی طلاق میں سے چند عدد تو طالق ہو تو دو طلاق واقع ہوگی قال المترجم نابریکۃ ایک عدد میں داخل نہیں ہو اور جو کچھ طلاق تین سے کہا ہو اس واسطے تین ہو رہی نہیں ہو سکتی لامحالہ دو ہوگی فافہم اور اسی طرح اگر کہا کہ عدد الطلاق کو بھی ہی حکم ہو اور اگر کہا کہ حدۃ الطلاق تو یہ تین طلاق ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو بیک طلاق و دیگر تو یہ دو طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ انت طالق بعد ہر واحدۃ یعنی تو طالق ہو سوا سے ایک کے تو یہ دو طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق ہو سوا سے دو کے تو تین طلاق ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو جو تین ہوگی یا تین ہو جاوے گی یا تین عود کرے گی یا تین ہو رہی ہو جاوے گی یا تین طلاق ہو جاوے گی تو یہ تین طلاق ہوگی یہ متر تاشی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طالق تمام ثلث یا ثالث ثلاث ہو تو یہ تین طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق آخر تین طلاق ہو تو یہ ایک ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے مجھے آخر تین تطلیقات کی طلاق دی تو تین طلاق پڑے گی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالق ایک سے

فرمایا اور دوسرے کہ ہر توفیق امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قیاساً دو طلاق واقع ہونی چاہیے ہیں لیکن اختلاف
 العلماء میں مذکور ہے کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق بتطبیقہ حسنیاً جمیلہ ہو تو ایسی
 طلاق پڑیگی جس سے رجوع کر سکتا ہو خواہ عورت حائضہ ہو یا غیر حائضہ ہو اور یہ تطبیقہ سنت نبویؐ یہ فتح القدر
 میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طلاق ایسی طلاق سے ہے جو بچہ جائز نہیں ہے یا جو بچہ واقع نہ ہوگی یا
 بدین شرط کہ مجھے تین روز تک اختیار ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اختیار باطل ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ
 تو طلاق ایسی تطبیق سے ہے جو ہوا میں اڑتی ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے بدین شرط
 کہ مجھے سچ سے رجعت کا اختیار نہیں ہے تو شرط لغو ہے اور اسکو رجعت کا اختیار حاصل ہوگا یہ سراج الوہاج
 میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے بدین رنگ از طلاق تو یہ دو طلاق ہیں اور اگر کہا کہ الوان لینے رنگا از طلاق
 تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر اس نے کہا کہ میری مراد الوان سرخ و زرد و سفید تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی
 تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ انو آغا یا ضرر یا وجو یا لکھی انواع از طلاق یا ضرر یا طلاق یا وجہ از طلاق تو بھی
 یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق اطلاق الطلاق ہے تو بدون نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی یہ عتابیہ
 میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو بعد دخول کے ایک طلاق دی پھر اسکے بعد کہا کہ میں نے اس
 تطبیق کو بابتہ قرار دیا یا میں نے اسکو تین طلاق قرار دین تو اس میں روایات مختلف ہیں اور صحیح یہ ہے کہ امام اعظم
 کے قول پر یہ طلاق بنا برائے اسکے قول کے بابتہ یا تین ہو جائیگی اور امام محمد کے قول پر بابتہ یا تین کچھ نہ ہوگی اور امام
 ابو یوسف رحمہ کے قول پر بابتہ ہو سکتی ہے اور تین طلاق نہیں ہو سکتی ہے۔ اور اگر بعد دخول کے اپنی جورو کو ایک
 طلاق دیدی پھر عدت میں کہا کہ میں نے اس طلاق سے اپنی جورو پر تین تطبیقات لازم کر دیں یا کہا کہ میں نے
 اس تطبیقہ سے دو طلاقین لازم کر دیں تو یہ اسکے کہنے کے موافق ہوگا اور اگر اسکو ایک طلاق دیکر پھر رجوع
 کیا پھر کہا کہ میں نے اس تطبیقہ کو بابتہ قرار دیا تو بابتہ نہ ہوگی اور اگر عورت سے بعد دخول کے کہا کہ جب میں نے
 ایک طلاق دون تو یہ بابتہ ہے یا یہ تین طلاق ہیں پھر اسکو ایک طلاق دیدی تو اسکو رجعت کر لینے کا اختیار ہوگا
 اور یہ طلاق مذکورہ بابتہ یا تین طلاق نہ ہوگی اس واسطے کہ اس نے طلاق نازل ہونے سے پہلے قول مذکور کہا ہے
 اور اگر کہا کہ جب تو دار میں داخل ہو تو طلاق ہے پھر کہا کہ میں نے اس تطبیقہ کو بابتہ قرار دیا یا کہا کہ میں نے اسکو
 تین طلاق قرار دین لیکن یہ مقولہ عورت کے دار میں داخل ہونے سے پہلے کہا ہے تو یہ مقولہ بروقت واقع ہونے
 کے لازم نہ ہوگا یعنی ایک طلاق رجعی پڑیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے چوتھی فصل طلاق قبل الدخول کے
 بیان میں۔ اگر کسی شخص نے نکاح کے بعد اپنی عورت کو دخول کرنے سے پہلے تین طلاق دیں تو سب پھر
 واقع ہو جائیگی اور اگر تین طلاق متفرق دین تو وہ پہلی ہی طلاق سے بابتہ ہو جائیگی پس دوسری و
 تیسری اس پر واقع نہ ہوگی چنانچہ اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق طلاق طلاق ہے یا کہا کہ تو طلاق واحد واحد
 واحد ہے تو بہر صورت ایک طلاق واقع ہوگی یہ ہدایہ میں ہے اور اصل ایسے مسائل میں یہ ہے کہ جو حفظ پہلے
 بولا ہے اگر وہ پہلے واقع ہو گیا ہو تو وہی ایک واقع ہوگا اور اگر وہ آخر میں واقع ہوتا ہو تو دو واقع ہوگی
 چنانچہ اگر کہا کہ تو طلاق بیک طلاق قبل ایک طلاق کے ہے یا کہا کہ تو طلاق ہے بیک طلاق کہ بعد اسکے ایک

۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

طلاق ہر تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر کما کہ تو طلاق ہر بیک طلاق کہ قبل اسکے ایک طلاق ہو تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کما کہ واحد بعد واحد کے تو بھی دو واقع ہونگی اور اسی طرح اگر کما کہ واحد مع واحد کے یا بواحدہ کہ جسکے ساتھ واحدہ ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر عورت مدخلہ ہو تو ان سب صورتوں میں دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کما کہ تو طلاق ایسی ایک طلاق کے ساتھ کہ اس سے پہلے دو طلاق ہیں تو تین طلاق واقع ہونگی جیسے اس قول میں کہ بواحدہ مع دو یا بواحدہ کہ جسکے ساتھ دو ہیں یہی ہوتا ہے کہ تین طلاق بڑی ہیں اسی طرح اگر کما کہ بواحدہ کہ قبل اسکے دو ہیں یا بواحدہ بعد طلاق کے تو بھی یہی حکم ہے کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ عتاسیہ میں ہے۔ اور اگر کما کہ انتہا طلاق تینیں مع طلاق ایک یعنی تو طلاق ہر بدو طلاق مع میری طلاق کے منجملہ پھر اسکو ایک طلاق دی تو ایک واقع ہوگی اور اگر کما کہ تو طلاق ہر بعدہ طلاق ہر اگر تو دار میں داخل ہو تو داخل ہونے پر دو نوں طلاق واقع ہونگی یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور اگر غیر مدخلہ سے کما کہ تو اکیس طلاق سے طلاق ہر تو ہمارے طلاق تینہم کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کما کہ گیارہ طلاق تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کما کہ ایک اور اس تو ایک واقع ہوگی اور اگر کما کہ ایک ولسو یا ایک و ہزار تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ امام اعظم رحمہ سے حسن بن زیاد نے روایت کی ہے اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط میں ہے اور منتقی میں لکھا ہے کہ اگر غیر مدخلہ کو دو طلاق دین پھر کما کہ میں اسکو دو طلاق سے پہلے ایک طلاق دے چکا ہوں تو میں عورت سے دو طلاق مذکور باطل نہ کروں گا اور جسکا شوہر نے اقرار کیا ہے وہ بھی عورت کے ذمہ لازم کروں گا پس یہ عورت اس شوہر کے واسطے حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ اسکے سوا کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرے یعنی حالہ کراوے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کما کہ و طر طلاق تو بالاتفاق دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کما کہ نصف و یک تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی اور امام محمد کے نزدیک ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہی صحیح ہے جو ہرہ نیزہ میں ہے۔ اور اگر کما کہ تو طلاق بواحدہ د آخری ہے تو دو طلاق واقع ہونگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ تو طلاق بسے طلاق یا ایسے ہی کسی عدد کا نام لینا چاہا مگر انتہا طلاق یعنی تو طلاق کہ کبر مر گیا تین یا دو وغیرہ کچھ کہنے نہ پایا تو کچھ واقع نہ ہوگی یہ تین میں ہے اور اگر کما کہ تو طلاق البتہ ہو یا طلاق بائن ہو مگر البتہ یا بائن کہنے سے پہلے مر گیا تو کچھ واقع ہوگی یہ بحر الرائق میں ہے اور اگر کما کہ انتہا طلاق اشہد و اثلثا یعنی تو طلاق ہو تم گواہ دو تین طلاق سے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کما کہ فاشدہ و اثنین طلاق واقع ہونگی یہ عتاسیہ میں ہے اور اگر کما کہ تو دار میں داخل ہو تو تو طلاق ہر بیک طلاق و یک طلاق پھر وہ عورت دار میں داخل ہوئی تو اسپر ایک طلاق واقع ہوگی اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اور صاحبی کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کما کہ شرط کو مؤخر بیان کیا ہو تو بالاجماع دو طلاق واقع ہونگی یہ جو ہرہ نیزہ میں ہے اور اگر طلاق کو شرط کے ساتھ متعلق کیا پس اگر شرط مقدم بیان کی اور کما کہ اگر تو دار میں جاوے تو تو طلاق ہو و طلاق و طلاق ہو اور یہ عورت غیر مدخلہ ہو تو شرط بائی جانے پر امام اعظم رحمہ کے نزدیک ایک طلاق سے باندہ ہو جائیگی اور باقی لغو ہوگی

اور صاحبین کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر مدخولہ ہو تو بالاجماع تین طلاق سے بائندہ ہوگی لیکن امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ تینوں طلاقیں ایک بعد دوسری کے آگے پیچھے واقع ہونگی اور صاحبین رحمہم کے نزدیک الکیبارگی تینوں طلاقیں واقع ہونگی۔ اور اگر شرط مؤخر ہو مثلاً گناہ کہ تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہو اگر تو دارمین جاوے یا بجائے واو کے اور کوئی حرف عطف مثل پس وغیرہ کے ذکر کیا پھر عورت مذکورہ دارمین داخل ہوئی تو بالاجماع تین طلاق سے بائندہ ہوگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ الفاظ طلاق بحرف عطف بیان کیے ہوں اور اگر بغیر حرف عطف کے بیان کیے پس اگر شرط مقدم کی اور کسا کہ اگر تو دارمین داخل ہو تو تو طالقہ طالقہ طالقہ ہو اور عورت غیر مدخولہ ہو تو اول طلاق معلق بشرط ہوگی اور دوسری فی الحال واقع ہوگی اور تیسری لہو ہو پھر اگر اس سے کساح کیا پھر وہ دارمین داخل ہوئی تو جو طلاق شرط پر معلق تھی وہ واقع ہوگی اور اگر عورت مذکورہ بعد بائن ہونے کے قبل کساح میں آنے کے داخل ہوئی تو مرد مذکور نہایت ہوگا اور کچھ واقع ہونگی اور اگر عورت مدخولہ ہو تو اول معلق بشرط اور دوسری وقیسری نے الحال واقع ہوگی۔ اور اگر اُس نے شرط کو مؤخر کیا۔ اور کہا کہ تو طالقہ طالقہ طالقہ ہو اگر تو دارمین داخل ہو اور عورت غیر مدخولہ ہو تو اول طلاق نے الحال پڑ جائیگی اور باقی لہو ہو جاوے گی اور اگر مدخولہ ہو تو اول و ثانی نے الحال پڑ جائیگی اور تیسری معلق بشرط رہیگی یہ سراج الوماج میں ہو اور اگر عطف بحرف فار ہو مثلاً کہا کہ ان دخلت الدار فانت طالق فطالق فطالق یعنی اگر تو دارمین داخل ہو تو تو طالقہ پس طالقہ پس طالقہ ہو اور عورت غیر مدخولہ ہو پھر وہ دارمین داخل ہوئی تو موافق ذکر امام کرخی رحمہ اللہ کے اس میں اختلاف ہو کہ امام اعظم رحمہم کے نزدیک بیک طلاق بائندہ ہو جائیگی اور باقی لہو ہوگی اور صاحبین رحمہم کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور فقہ ابو اللیث رحمہم نے ذکر فرمایا کہ بالاتفاق ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہی اصح ہے۔ اور اگر بلفظ ختم ذکر کیا اور شرط کو مؤخر کیا مثلاً گناہ کہ انت طالق ختم طالق ختم طالق ان دخلت الدار یعنی تو طالقہ پھر طالقہ پھر طالقہ ہو اگر تو دارمین داخل ہو پس اگر عورت مدخولہ ہو تو امام اعظم رحمہم کے نزدیک اول دو طلاق فی الحال واقع ہونگی اور تیسری معلق بشرط رہیگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک نے الحال پڑ جائیگی اور باقی لہو ہوگی۔ اور اگر شرط کو مقدم کر کے کہا کہ اگر تو دارمین داخل ہو تو طالقہ پھر طالقہ پھر طالقہ ہو اور عورت مدخولہ ہو تو اول معلق بشرط ہوگی اور دوسری وقیسری فی الحال واقع ہوگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو پہلی معلق بشرط ہوگی اور دوسری نے الحال واقع ہوگی اور تیسری لہو ہوگی اور صاحبین رحمہم کے نزدیک سب طلاقیں معلق بشرط ہونگی خواہ شرط کو مقدم کرے یا مؤخر کرے لیکن شرط پائے جانے کے وقت اگر مدخولہ ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہو جائیگی خواہ شرط مؤخر ہو یا مقدم ہو یہ نفع القدر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہو اگر تو دارمین داخل ہو لیکن ہنوز یہ کہنے نہ پایا تھا کہ اگر تو دارمین داخل ہو کہ عورت مرگئی تو وہ مطلقہ نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہو اور تو طالقہ ہو اگر تو دارمین داخل ہو پھر عورت اول فقرہ یا دوسرے فقرہ پر مرگئی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ سب الرائع میں ہے اور اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ اور طالقہ ہو اگر تو دارمین داخل ہو تو وہ پہلی طلاق سے بائندہ ہو جائیگی اور دوسری طلاق معلق بشرط رہیگی

اور مدخل کی صورت میں اول فی الحال پڑ جائیگی اور دوسری حلق بشرط مہی چنانچہ اگر وہ عدت میں دارہ میں داخل ہوئی تو وہ بھی واقع ہوگی یہ ظہیر یہ ہیں ہر۔ ملتی میں ہر کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو غیر مدخل سے کہا کہ تو طالق ہو بیک طلاق جسکے بعد دوسری ایک ہو پس اگر وہ دار میں داخل ہوئی تو پہلی طلاق سے بائیں ہو جائیگی اور جو شرطیہ قسم کے ساتھ معلق تھی وہ عورت اس کے ذمہ لازم نہ آوے گی اس واسطے کہ یہ منقطع ہو اور اگر کہا کہ تو طالق بیک طلاق قبل ایک طلاق ہو اگر تو دار میں داخل ہو تو عورت مطلقہ ہوگی جب تک دار میں داخل نہ ہو پھر جب دار میں داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑ جائیگی اور وہ مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو طالق ایسی طلاق سے ہو جسکے پہلے ایک طلاق ہو یا مع ایک طلاق کے یا ساتھ اسکے ایک طلاق ہو اگر تو دار میں داخل ہو تو جب تک داخل نہ ہو مطلقہ نہ ہوگی پھر جب داخل ہوئی تو اس پر دو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بیک طلاق ہو کہ جسکے بعد دوسری ایک طلاق ہو اگر تو دار میں داخل ہو تو جب تک داخل نہ ہو طلاق نہ پڑے گی اور جب داخل ہوئی تو اس پر دو طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہر یا پنجوں فصل کنایات کے بیان میں۔ قال الترمذی وضع رہے کہ کنایات ہر زبان کے علیحدہ ہیں لہذا میں معتذر ہوں کہ اسکا ترجمہ اپنی زبان میں نہیں کر سکتا۔ ان تائمان بعد نقل کلام ترجمہ کردو گنا الا وہی الفاظ کہ جو باہم متحد نظر آویں واللہ تعالیٰ و لے التوسیق واضح رہے کہ کنایات سے طلاق بدون نیت واقع نہیں ہوتی ہر پس اگر نیت ہو تو واقع ہوگی یا حال اس پر دال ہو تو واقع ہوگی یہ جو ہر ہر ہر ہر ہر۔ پھر کنایات کی تین قسمیں ہیں اول وہ جو فقط جواب ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں امر کہ بیدک۔ اختاری۔ اعتدی یعنی تیرا کام میرے ہاتھ میں ہو۔ تو اختیار کر۔ تو عدت اختیار کر۔ دوم جو فقط جواب و رد کی صلاحیت رکھتے ہیں اخرجی۔ اذہبی۔ قوی۔ لقمی۔ استری۔ مخرمی یعنی تو نکل جا تو چلی جا تو اٹھ کھڑی ہو۔ تو نفع کر۔ تو ستر کر۔ تو خوار ادر۔ سوم آنکہ جواب دہم کی صلاحیت رکھتے ہیں غلیہ بریہ۔ بنہ۔ بثلہ۔ بائن۔ حرام۔ اور احوال بھی تین ہیں حالت رضار۔ حالت مذکرہ طلاق مثلاً عورت نے خود یا اسکے سواے دوسرے نے شوہر سے طلاق مانگی۔ حالت غضب۔ پس حالت رضار میں ان سب الفاظ میں سے کسی سے طلاق نہ واقع ہوگی الاہ نیت اور قسم کے ساتھ شوہر کا قول ترک نیت میں قبول ہوگا۔ اور حالت مذکرہ طلاق میں تضار ان سب سے سواے ان الفاظ کے جو جواب و رد ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں طلاق واقع ہو جائیگی اور جو جواب و رد ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان الفاظ میں تضار طلاق نہ قرار دیا جائیگی یہ کافی ہیں ہر۔ اور حالت غضب میں اگر ایسے الفاظ کے تو ان سب میں اسکے قول کی تصدیق ہوگی کہ کیا مراد غلیہ کیونکہ انہیں احتمال روک شتم کا ہو لیکن جو روک شتم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ طلاق کے واسطے صلاحیت رکھتے ہیں جیسے اعتدی و اختاری و امر کہ بیدک تو ایسے الفاظ میں شوہر کے قول کی تصدیق ہوگی ہر ایہ میں ہر اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے غلیہ و بریہ و بثلہ و بائن و حرام کے ساتھ چار در ملائے ہیں یعنی لا سبیل لی علیک میری تجھ کوئی راہ نہیں ہر و لا ملک لی علیک میری کوئی ملک تجھ نہیں ہر اور خلیت سبیلک میں نے تیری راہ خالی کر دی او بار ملک میں نے تجھے الگ کر دیا اور یہ امام شری نے بسوط میں و قاضی خان نے جامع صغیر میں اور اردن نے ذکر فرمایا ہر اور خرجت من لکی یعنی تو میری ملک سے نکل لے گی اسکی کوئی روایت نہیں ہر

منقطع یعنی اول طلاق بیک بیک و جب تک داخل نہ ہو پھر جب داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑ جائیگی اور وہ مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو طالق ایسی طلاق سے ہو جسکے پہلے ایک طلاق ہو یا مع ایک طلاق کے یا ساتھ اسکے ایک طلاق ہو اگر تو دار میں داخل ہو تو جب تک داخل نہ ہو مطلقہ نہ ہوگی پھر جب داخل ہوئی تو اس پر دو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بیک طلاق ہو کہ جسکے بعد دوسری ایک طلاق ہو اگر تو دار میں داخل ہو تو جب تک داخل نہ ہو طلاق نہ پڑے گی اور جب داخل ہوئی تو اس پر دو طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہر یا پنجوں فصل کنایات کے بیان میں۔ قال الترمذی وضع رہے کہ کنایات ہر زبان کے علیحدہ ہیں لہذا میں معتذر ہوں کہ اسکا ترجمہ اپنی زبان میں نہیں کر سکتا۔ ان تائمان بعد نقل کلام ترجمہ کردو گنا الا وہی الفاظ کہ جو باہم متحد نظر آویں واللہ تعالیٰ و لے التوسیق واضح رہے کہ کنایات سے طلاق بدون نیت واقع نہیں ہوتی ہر پس اگر نیت ہو تو واقع ہوگی یا حال اس پر دال ہو تو واقع ہوگی یہ جو ہر ہر ہر ہر ہر۔ پھر کنایات کی تین قسمیں ہیں اول وہ جو فقط جواب ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں امر کہ بیدک۔ اختاری۔ اعتدی یعنی تیرا کام میرے ہاتھ میں ہو۔ تو اختیار کر۔ تو عدت اختیار کر۔ دوم جو فقط جواب و رد کی صلاحیت رکھتے ہیں اخرجی۔ اذہبی۔ قوی۔ لقمی۔ استری۔ مخرمی یعنی تو نکل جا تو چلی جا تو اٹھ کھڑی ہو۔ تو نفع کر۔ تو ستر کر۔ تو خوار ادر۔ سوم آنکہ جواب دہم کی صلاحیت رکھتے ہیں غلیہ بریہ۔ بنہ۔ بثلہ۔ بائن۔ حرام۔ اور احوال بھی تین ہیں حالت رضار۔ حالت مذکرہ طلاق مثلاً عورت نے خود یا اسکے سواے دوسرے نے شوہر سے طلاق مانگی۔ حالت غضب۔ پس حالت رضار میں ان سب الفاظ میں سے کسی سے طلاق نہ واقع ہوگی الاہ نیت اور قسم کے ساتھ شوہر کا قول ترک نیت میں قبول ہوگا۔ اور حالت مذکرہ طلاق میں تضار ان سب سے سواے ان الفاظ کے جو جواب و رد ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں طلاق واقع ہو جائیگی اور جو جواب و رد ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان الفاظ میں تضار طلاق نہ قرار دیا جائیگی یہ کافی ہیں ہر۔ اور حالت غضب میں اگر ایسے الفاظ کے تو ان سب میں اسکے قول کی تصدیق ہوگی کہ کیا مراد غلیہ کیونکہ انہیں احتمال روک شتم کا ہو لیکن جو روک شتم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ طلاق کے واسطے صلاحیت رکھتے ہیں جیسے اعتدی و اختاری و امر کہ بیدک تو ایسے الفاظ میں شوہر کے قول کی تصدیق ہوگی ہر ایہ میں ہر اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے غلیہ و بریہ و بثلہ و بائن و حرام کے ساتھ چار در ملائے ہیں یعنی لا سبیل لی علیک میری تجھ کوئی راہ نہیں ہر و لا ملک لی علیک میری کوئی ملک تجھ نہیں ہر اور خلیت سبیلک میں نے تیری راہ خالی کر دی او بار ملک میں نے تجھے الگ کر دیا اور یہ امام شری نے بسوط میں و قاضی خان نے جامع صغیر میں اور اردن نے ذکر فرمایا ہر اور خرجت من لکی یعنی تو میری ملک سے نکل لے گی اسکی کوئی روایت نہیں ہر

اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ ہنر نہ خلیفہ سبیلک کے ہو اور نیا بیع میں لکھا ہو کہ امام ابو یوسف نے پانچ کے ساتھ
 چھ الفاظ ملائے ہیں پس چار تو وہی ہیں جو ہم نے ذکر کر دیے ہیں اور باقی دو یہ ہیں خالک میں نے بیع خلیفہ
 کر دیا اور احمی باہک تو اپنے لوگوں میں جا مل کذا نے غایتہ السرجی اور اگر کہا جملک علی غاربک تو بدون
 نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اتقلی یہاں سے دوسری جگہ جایا
 کہا کہ انطلقی جل یہاں سے تو یہ مثل احمی کے ہو اور برازیہ میں لکھا ہو کہ اگر کہا کہ احمی برقتک یعنی اپنے رفیقوں
 میں جا مل تو طلاق پڑ جائیگی اگر اس نے نیت کی ہو یہ سحر الراقی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اعتدے یعنی عدت
 اختیار کر لیا استبرسی رحمک یعنی اپنے رحم کو پاک کر لیا انت واحد یعنی تو واحد ہو ان صورتوں میں ایک
 طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ اُس نے دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو اور ان کے سوا اور الفاظ میں ایک طلاق
 بائنہ واقع ہوتی ہے اگرچہ وہ طلاق کی نیت کی ہو لیکن تین طلاق کی نیت صحیح ہو مگر اختاری یعنی تو اختیار کر
 اس میں تین طلاق کی نیت صحیح نہیں ہے یہ متین میں ہے اور اگر کہا کہ ابغی الازواج یعنی شوہروں کو ٹھوڑھو
 تو ایک بائنہ واقع ہوگی اگر نیت کی ہو اور اگر دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو تو پڑ جائیگی یہ شرح وقایہ میں ہے اور
 اسی طرح باندی کی صورت میں دو کی نیت صحیح ہے یہ ہنر الفائق میں ہے۔ اور اگر اپنی آزادہ منکوحہ کو ایک طلاق
 دیدی پھر اُس سے کہا کہ تو باندہ ہو اور دو کی نیت کی تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو واقع
 ہو جائیگی یہ محیطہ سرخی میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے نکاح نسخ کیا اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور امام اعظم سے
 مروی ہے کہ اگر تین طلاق کی نیت کی تو بھی صحیح ہے کہ تین طلاق واقع ہوگی یہ مسراج الدرایہ میں ہے۔ اور اگر
 اپنی جوڑو سے کہا کہ تو میری عورت نہیں ہو یا اُس سے کہا کہ میں تیرا شوہر نہیں ہوں یا اس سے دریافت کیا
 گیا کہ تیری جوڑو پس اُس نے جواب دیا کہ نہیں پھر دعویٰ کیا کہ میں نے عدا جھوٹ کہا تھا تو حالت رضائے غضب
 دونوں میں اُس کے قول کی تصدیق ہوگی اور طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ میری نیت طلاق تھی تو امام اعظم سے
 کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح نہیں کیا ہو اور طلاق کی نیت کی تو بالاجماع
 واقع نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے اور اگر کسی نے کہا کہ میری جوڑو نہیں ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اسی طرح
 اگر کہا علی حجتہ ان کانت لی امراۃ یعنی مجھ پر لازم ہے اگر میری جوڑو ہو تو بھی یہی حکم ہے اور یہ بالاجماع ہے چنانچہ
 امام سرخسی نے اپنے نسخہ میں اور شیخ بنم الدین نے شرح شانی میں ذکر فرمایا ہے یہ خلاصہ میں ہے اور سپر جملع ہے کہ اگر
 اُسے کہا کہ واللہ تو میری جوڑو نہیں ہو یا تو نہیں ہے واللہ میری جوڑو تو کچھ واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر کہا کہ
 مجھے تجھ سے کچھ حاجت نہیں ہے اور طلاق کی نیت کی تو یہ طلاق نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھے بند ہو جا اور طلاق
 کی نیت کی تو طلاق ہو جائیگی یہ مسراج الوماج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں تجھے نہیں ارادہ کرتا ہوں یا تجھے نہیں
 چاہتا ہوں یا تیری خواہش نہیں کرتا ہوں یا میری کچھ رغبت تجھ سے نہیں ہے تو امام اعظم کے نزدیک طلاق نہ واقع ہوگی
 اگرچہ نیت کی ہو یہ سحر الراقی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میری جوڑو نہیں ہے اور میں تیرا شوہر نہیں ہوں اور طلاق
 کی نیت کی تو امام اعظم کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور صاحبین کے نزدیک واقع ہوگی اور اگر شوہر نے
 کہا کہ میں تجھ سے بائن ہوں یا میں تجھے حرام ہوں اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ میں حرام

الحکم علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

جانب علی

یا بائن ہون اور تجھ سے اور تجھ پر نہ کہا تو طلاق نہ پڑگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر مذکورہ طلاق میں عورت سے کہا کہ بائیک میں نے اپنے سے تجھے بائن کر دیا یا میں نے تجھے بائن کر دیا یا میں تجھے بائن ہو گیا یا لا سلطان لی علیک میرا تجھ پر کوئی قابو نہیں ہے یا میں نے تجھے سرح کر دیا یا عورت سے کہا کہ میں نے تجھے تجھکو مہیہ کر دیا یا تیری راہ خالی کر دی یا تو سا مہیہ ہے یا تو حرہ ہے یا تو جان اور تیرا کام بس عورت نے کہا کہ میں نے اپنی نفس کو اختیار کیا تو طلاق پڑ جاوے گی پھر اگر مرد نے دعویٰ کیا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو قضا کے قول کی تصدیق نہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہیں ہے یا کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہیں باقی رہا تو طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ نیت ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ تو میرا شوہر نہیں ہے پس شوہر نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور طلاق کی نیت کی تو امام اعظم کے نزدیک واقع ہوگی یہ قادی قاضی خان میں ہو۔ اور حسن نے امام اعظم سے روایت کی ہے کہ اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھے تیرے لوگوں کو یا تیرے باپ کو یا تیری ماں کو یا شوہروں کو مہیہ کر دیا تو یہ نیت پر طلاق ہے اور اگر کہا کہ میں نے تجھے تیرے بھائی کو یا تیرے ماموں کو یا تیرے چچا کو یا فلاں اجنبی کو مہیہ کیا تو طلاق نہ ہوگی یہ سراج الوداع میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے تجھکو مہیہ کیا تو یہ بھی از جملہ کنایات ہے کہ اگر اس سے طلاق کی نیت ہو تو واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے مباح کر دیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت ہو یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ صرت غیر امر آتی لینے تو غیر میری جو رو کی ہو گئی خواہ رضا مندی میں کس یا غصہ میں تو مطلقہ ہو جائیگی اگر نیت کی ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میرے تیرے درمیان میں کچھ نہیں رہا اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع نہ ہوگی۔ اور قضا سے میں ہے کہ اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کوئی معاملہ نہیں رہا تو نیت پر طلاق پڑ جائیگی یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ میں تیرے نکاح سے بری ہوں تو نیت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ تو مجھے دور ہو اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ قادی قاضی خان میں ہے اور تو مجھے کیسے ہو اور تو نے مجھے چھٹکارا پایا یہ بھی جملہ کنایات سے ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تجھ چاروں طرف میں کھلی ہوں تو اس سے کچھ نہ واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو الا اگر اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ جو راہ تیرا جی چاہے اختیار کر لے اور پھر کہا کہ میری نیت طلاق تھی تو طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو اسکی تصدیق کیجا چکی اور اگر عورت سے کہا کہ جس راہ تیرا جی چاہے جا اور کہا کہ میں نے طلاق کی نیت کی تھی تو واقع ہوگی اور بدو نیت واقع نہ ہوگی اگرچہ مذکورہ طلاق کی حالت میں ہو اور منتفی میں ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو ہزار بار چلی جا اور طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہوگی۔ اور مجموع النوازل میں ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو جہنم کو جا اور طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جاوے گی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے آزاد کر دیا تو نیت سے طلاق پڑ جاوے گی یہ معراج الدراہم میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو حسرہ ہو جا یا تو آزاد ہو جا تو مثل تو آزاد ہو کہنے کے ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیری طلاق فروخت کی پس عورت نے کہا کہ میں نے خرید لی تو یہ طلاق رجمی ہے اور اگر مرد نے کہا ہو کہ بعض تیرے مہر کے تو طلاق بائن ہوگی۔ اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تیرے نفس کو فروخت کیا تو بھی ایسی صورت میں

یہی حکم ہے۔ ایک عورت سے اُسکے شوہر نے کہا کہ میں تجھ سے استنکاف کرتا ہوں پس عورت نے کہا کہ جیسے منہ
 میں تھوک سوا کر تو اس سے استنکاف کرتا ہے تو اسکو پھینک دے پس شوہر نے کہا کہ تھوک۔ تھوک اور
 منہ سے تھوک پھینک دیا اور کہا کہ میں نے پھینک دیا اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ ظہیر یہ
 میں ہے۔ ایک عورت کے شوہر کو گمان ہوا کہ میری عورت کا نکاح فاسد طور پر ہوا ہے پس اُس نے کہا کہ میں نے
 یہ نکاح جو میرے اور میری عورت کے درمیان ہو ترک کر دیا پھر ظاہر ہوا کہ نکاح بطور صحیح واقع ہوا ہے تو اُسکی
 جوڑ و مطلقہ ہوگی۔ اور اگر اپنی جوڑ سے کہا کہ میں تیری تین تطلیقات سے بری ہوں تو بعض نے کہا
 کہ نیت پر طلاق واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ طلاق نہ ہوگی اگرچہ نیت کرے اور یہی ظاہر ہے۔ اور اگر عورت سے کہا
 کہ تو سراح ہے تو یہ ایسا ہے جیسے کہا کہ تو خلیہ ہے یہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے زوجہ
 ہونے سے بری کر دیا تو بلا نیت طلاق پڑ جائیگی خواہ غضب ہو یا کوئی اور حالت ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ مجموع النوازل میں
 لکھا ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں تجھ سے بری ہوں پس شوہر نے کہا کہ میں بھی تجھے بری ہوں
 پس عورت نے کہا کہ دیکھ تو کیا کتنا ہے پس اُس نے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تو بسبب عدم نیت کے
 طلاق واقع نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ صفحت عن طلاق میں نے تیری طلاق سے صغیر کیا اور نیت
 طلاق کی تو طلاق نہ پڑیگی اور اسی طرح جو لفظ ایسا ہو کہ مختل طلاق ہو اس سے طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ طلاق
 کی نیت ہو مثلاً کہا باریک اللہ علیک تجھے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرماوے یا کہا مجھے کھانا کھلا دے یا بائی پاؤں
 ایسے الفاظ سے بہ نیت بھی طلاق نہ واقع ہوگی اور اگر ایسے الفاظ جمع کیے جو مختل طلاق ہیں اور نہیں
 ہیں مثلاً کہا یہاں سے جا اور کھا یا کہا تو یہاں سے جا اور کپڑا فروخت کر اور یہاں سے جاکے سے طلاق کی
 نیت کی تو اختلاف زفر و یعقوب میں مذکور ہے کہ امام ابو یوسف کے قول میں طلاق نہ واقع ہوگی اور امام زفر کے
 قول میں طلاق ہوگی یہ برائے یکتا ہے اور اگر کہا کہ یہاں سے جا کر نکاح کر لے تو ایک طلاق واقع ہوگی اگر
 نیت کی ہو اور اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی۔ اور فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر عورت سے
 کہا کہ یہاں سے جا کر کپڑا فروخت کر یا یہاں سے جا کر نفع کر یا یہاں سے اٹھ کر کھا اور یہاں سے جا کر اور اٹھ کر
 سے طلاق کی نیت کی تو واقع نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ کسی شوہر سے نکاح کرتا کہ وہ میرے واسطے
 تجھے حلال کر دے تو یہ تین طلاق کا اقرار ہے۔ اور اگر کہا کہ تو نکاح کر لے اور ایک طلاق کی نیت کی یا تین
 طلاق کی نیت کی تو صحیح ہے اور اگر کچھ نیت نہ ہو تو واقع نہ ہوگی یہ عتبا میں ہے۔ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد سے کہا کہ
 اگر تو مجھے فلاں عورت کی وجہ سے مارتا ہے جس سے میں نے نکاح کیا ہے تو میں نے اُسے چھوڑا تو اُس نے اور
 طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو عدت اختیار کر تو
 عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر تو اس سلسلہ میں کئی صورتوں کا احتمال ہو اول اُن الفاظ میں سے ہر ایک سے
 اُسے ایک طلاق کی نیت کی دوم فقط اول سے طلاق کی نیت کی سوم اول سے فقط چھین کی نیت کی اور پس چہارم
 پہلی دونوں سے طلاق کی نیت کی پنجم فقط پہلی و تیسری سے طلاق کی نیت کی ششم دوسری و تیسری سے
 طلاق کی نیت کی اور اول سے حیض کی نیت کی۔ پس ان سب چھ صورتوں میں اسپر تین طلاق واقع ہوگی

اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس اس نے کہا کہ اعتدلی یعنی تو عدت اختیار کر پھر دعویٰ کیا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ تاہم خانہ میں ہو۔ واضح ہو کہ طلاق صریح دوسری طلاق صریح سے ملجائی ہو مثلاً کہا کہ تو طلاق ہے تو ایک طلاق پڑیگی اور پھر کہا کہ تو طلاق ہے تو دوسری طلاق پڑیگی۔ اور نیز طلاق صریح طلاق بائن سے بھی ملجائی ہو مثلاً کہا کہ تو بائن ہے یا کسی قدر مال پر عورت کو خلع کر دیا پھر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہے تو ہمارے نزدیک یہ طلاق بھی پڑ جائیگی۔ اور بائن کے ساتھ بائن نہیں ملتی ہو مثلاً کہا کہ تو بائن ہے پھر عورت سے کہا کہ تو بائن ہے تو فقط ایک ہی طلاق بائن واقع ہوگی اس واسطے کہ دوسرے کا اول سے خبر قرار دینا ممکن ہو اور خبر صحیح ہو پس اسکا انشاء قرار دینا غیر ضروری ہو اس واسطے کہ انشاء اقتضاء ضروری ہوتا ہو مان اگر یہ کہا کہ میں نے دوسری طلاق بائن سے نیت غلط نہ چاہی تھی تو چاہیے کہ اعتبار کیجاوے اور اس سے حرمت غلط نہ ثابت کیجاوے کیونکہ اگر بائن غلط ہو مثلاً کہا کہ اگر تو دارمیں داخل ہو تو تو بائن ہے پھر اس سے کہا کہ تو بائن ہے پھر عدت میں وہ دارمیں داخل ہوئی تو طلاق پڑیگی یہ علنی شرح کنز میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو بائن ہے یا عورت کو خلع دیدیا پھر اس سے کہا کہ اگر تو دارمیں داخل ہو تو تو بائن ہے اور طلاق کی نیت کی پھر اول کی عدت میں وہ دارمیں داخل ہوئی تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ واللہ میں تجھے سے قربت نہ کروں گا پھر چار مہینہ گزرنے سے پہلے اس سے کہا کہ تو بائن ہے اور طلاق کی نیت کی یا اسے خلع دیدیا تو طلاق پڑ جائیگی پھر اگر چار مہینہ گزرے پھر اس سے وطی نہ کی تو پھر بھی طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر پہلے اسکو خلع دیدیا پھر اس سے کہا کہ تو بائن ہے تو کچھ واقع نہوگی۔ اور جو حکم طلاق صریح کی صورت میں معلوم ہوا ہو ویسا ہی انتہا حد تو واحدہ ہے اور تو عدت اختیار کر اور تو اپنے رحم کا استبرار کر انہیں بھی ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر عورت کو بائن کر دیا یا خلع دیدیا پھر عدت میں اس سے کہا کہ تو عدت اختیار کر اور طلاق کی نیت کی تو ظاہر الودایہ کے موافق دوسری طلاق واقع ہوگی یہ بھرا الرائق میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو کو بائن خلع دینے کے عدت میں کسی قدر مال لیکر طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی اور مال واجب ہوگا اور طلاق اسوجہ سے واقع ہوگی کہ صریح ہے پس طلاق بائن سے ملجائیگی اور اگر بعد طلاق رجعی کے عورت کو خلع دیا یا کسی قدر مال لیکر طلاق دی تو صحیح ہے اور اگر مال پر اسکو طلاق دی پھر عدت میں اسکو خلع دیا تو نہیں صحیح ہے۔ اور اگر عورت سے بعد بنیونت کے کہا کہ میں نے تجھے خلع کر دیا اور نیت طلاق کی ہے تو کچھ واقع نہوگی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو بائن کل ہے اور اس سے طلاق کی نیت کی پھر اسکو آج ہی کے روز بائن کر دیا پھر کل کا روز آیا تو شرط کی تعلیق اس پر واقع ہوگی یہ ہمارے نزدیک ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ پر قیاس کر کے اگر عورت سے کہا اگر تو دارمیں داخل ہو تو بائن ہے اور طلاق کی نیت کی پھر اس سے کہا کہ اگر تو فلان سے کلام کرے تو تو بائن ہے اور طلاق کی نیت کی پھر وہ دارمیں داخل ہوئی تو اس پر ایک طلاق واقع ہوگی پھر اس نے فلان مذکور سے بھی کلام کیا تو دوسری طلاق بھی واقع ہونا چاہیے یہ فیخیر میں ہے۔ اور اگر بائن سے کہا کہ تو طلاق بائن ہے تو یہ بھی اول کے جملہ لاحق ہوگی اور اگر کہا کہ تو بائن ہے

اس کے باپ کے ہاتھ میں پہنچا تو طلاق واقع ہوگی اور اگر ایسا نہ ہو تو طلاق واقع ہونے کی تا وقتیکہ عورت کو وہ خط نہ پہنچے اور اگر باپ نے اسکو اس خط کی اپنے پاس پہنچنے کی خبر دی پس اگر باپ نے وہ خط ہوا خط عورت کو دیا پس اگر اس خط کا پڑھنا سمجھنا ممکن تھا تو عورت پر طلاق پڑ جائیگی ورنہ نہیں یہ قنادی قاضی خان میں ہوا اور اگر طلاق کو حرفوں میں تحریر کیا مگر زبان سے ان شاء اللہ تعالیٰ کہہ دیا یا زبان سے طلاق کہی اور انشاء اللہ تعالیٰ لکھا تو آیا یہ صحیح ہو پس اس مسئلہ کی کوئی روایت نہیں ہو و لیکن صحیح ہونا چاہیے یہ ظہیر میں ہے۔ ایک شخص بیٹے جانے اور قید کیے جانے کے ڈر اسے اس امر پر بارگاہ مجبور کیا گیا کہ اپنی جو رد فلان نہ بنت فلان بن فلان کی طلاق تحریر کرے پس اس نے لکھا کہ اسکی جو رد فلان نہ بنت فلان بن فلان طالق ہے تو اسکی جو رد پر طلاق واقع ہوگی یہ قنادی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تم میری جو رد کو ایک خط لکھ کہ اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو تو طالق ہے پس اس نے لکھا اور بعد تحریر کے قبل اس کے کہ یہ خط اس مرد کو سنایا جاوے اسکی عورت گھر سے باہر نکلی پھر یہ خط اس مرد کو سنایا گیا پس اس نے یہ خط اپنی جو رد کو سمجھ دیا تو عورت مذکورہ اس نکلنے سے جسکا بیان ہوا ہے مطلقہ ہوگی۔ اسی طرح اگر اس نے اس طور سے خط تحریر کیا پھر جب شوہر کو سنایا گیا تو اس نے کاتب یعنی لکھنے والے سے کہا کہ میں نے یہ شرط کی تھی کہ ایک مہینہ تک نکلے یا بعد ایک ماہ کے نکلے تو بھی یہی حکم ہو اور اس شرط کا اسحاق جائز ہوگا یہ جامع میں مذکور ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت کو لکھا کہ میری جو رد جو سو اے تیرے دسواے فلان کے جو طالق ہے پھر اخیرہ کا نام مخور دیا پھر خط بھیجے تو وہ مطلقہ ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور نشتی میں لکھا ہے کہ اگر کاغذ میں ایک خط لکھا اور اس میں درج کیا کہ جب تجھے یہ خط میرا پہنچے تو تو طالق ہے پھر اسکو ایک دوسرے کاغذ پر اتار کر دوسرا خط تیار کیا یا کسی دوسرے کو حکم دیا کہ ایک نسخہ میری نقل اتار کر ایک نسخہ تیار کرے اور خود شین لکھو یا پھر دونوں خط اس عورت کو بھیجے تو قضائاً اس عورت پر دو طلاق واقع ہونگی بشرطیکہ شوہر اقرار کرے کہ یہ دونوں میرے خط ہیں یا گواہ لوگ اس امر کی شہادت واکرین اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ ایک طلاق عورت پر واقع ہوگی چاہے کوئی خط اسکو پہنچے پھر دوسرا باطل ہو جائیگا اس واسطے کہ یہ دونوں ایک ہی نسخہ ہیں۔ اور نیز نشتی میں ہے کہ ایک مرد نے دوسرے سے اپنی جو رد کی طلاق کا خط لکھوایا اور اس نے شوہر کو یہ خط پڑھ سنایا پس شوہر نے اسکو لیکر لیٹا اور مہر کی اور اسکا مستحوان لکھ کر اپنی عورت کو بھیج دیا پس وہ خط عورت کو پہنچا اور شوہر نے اقرار کیا کہ یہ میرا خط ہے تو عورت پر طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر اس لکھنے والے سے جس سے خط لکھوایا یہ کہا کہ تو یہ خط اس عورت کو بھیجے یا اس سے کہا کہ تو ایک نسخہ لکھ کر اس عورت کو بھیج دے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اس امر کے گواہ قائم ہوئے اور نہ شوہر نے اسطور سے اقرار کیا و لیکن اس نے جو بات نشتی وہ اسی طور سے بیان کر دی تو عورت پر طلاق لازم ہوگی نہ قضائاً نہ فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اور اسی طرح جو خط اس نے اپنے خط سے نہیں لکھا اور نہ بتلا کر لکھوایا اس سے طلاق واقع ہوگی جبکہ اس نے یہ اقرار نہ کیا ہو کہ یہ میرا خط ہے یہ محیط میں ہے سوا توین فیصل الفاظ فارسیہ سے طلاق کے بیان میں۔ جس آمل پر ہمارے زمانہ میں فارسی الفاظ سے طلاق پر فتویٰ ہوا ہے کہ اگر فارسی لفظ ایسا ہو کہ وہ فقط طلاق ہی میں استعمال کیا جاتا ہے تو وہ لفظ صحیح ہوگا کہ اس سے بدون نیت کے طلاق واقع ہوگی

۹
 عورت کو خط پہنچا تو طلاق واقع ہوگی
 اگر باپ نے اسکو اس خط کی اپنے پاس پہنچنے کی خبر دی پس اگر باپ نے وہ خط ہوا خط عورت کو دیا پس اگر اس خط کا پڑھنا سمجھنا ممکن تھا تو عورت پر طلاق پڑ جائیگی ورنہ نہیں یہ قنادی قاضی خان میں ہوا اور اگر طلاق کو حرفوں میں تحریر کیا مگر زبان سے ان شاء اللہ تعالیٰ کہہ دیا یا زبان سے طلاق کہی اور انشاء اللہ تعالیٰ لکھا تو آیا یہ صحیح ہو پس اس مسئلہ کی کوئی روایت نہیں ہو و لیکن صحیح ہونا چاہیے یہ ظہیر میں ہے۔ ایک شخص بیٹے جانے اور قید کیے جانے کے ڈر اسے اس امر پر بارگاہ مجبور کیا گیا کہ اپنی جو رد فلان نہ بنت فلان بن فلان کی طلاق تحریر کرے پس اس نے لکھا کہ اسکی جو رد فلان نہ بنت فلان بن فلان طالق ہے تو اسکی جو رد پر طلاق واقع ہوگی یہ قنادی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تم میری جو رد کو ایک خط لکھ کہ اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو تو طالق ہے پس اس نے لکھا اور بعد تحریر کے قبل اس کے کہ یہ خط اس مرد کو سنایا جاوے اسکی عورت گھر سے باہر نکلی پھر یہ خط اس مرد کو سنایا گیا پس اس نے یہ خط اپنی جو رد کو سمجھ دیا تو عورت مذکورہ اس نکلنے سے جسکا بیان ہوا ہے مطلقہ ہوگی۔ اسی طرح اگر اس نے اس طور سے خط تحریر کیا پھر جب شوہر کو سنایا گیا تو اس نے کاتب یعنی لکھنے والے سے کہا کہ میں نے یہ شرط کی تھی کہ ایک مہینہ تک نکلے یا بعد ایک ماہ کے نکلے تو بھی یہی حکم ہو اور اس شرط کا اسحاق جائز ہوگا یہ جامع میں مذکور ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت کو لکھا کہ میری جو رد جو سو اے تیرے دسواے فلان کے جو طالق ہے پھر اخیرہ کا نام مخور دیا پھر خط بھیجے تو وہ مطلقہ ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور نشتی میں لکھا ہے کہ اگر کاغذ میں ایک خط لکھا اور اس میں درج کیا کہ جب تجھے یہ خط میرا پہنچے تو تو طلاق ہے پھر اسکو ایک دوسرے کاغذ پر اتار کر دوسرا خط تیار کیا یا کسی دوسرے کو حکم دیا کہ ایک نسخہ میری نقل اتار کر ایک نسخہ تیار کرے اور خود شین لکھو یا پھر دونوں خط اس عورت کو بھیجے تو قضائاً اس عورت پر دو طلاق واقع ہونگی بشرطیکہ شوہر اقرار کرے کہ یہ دونوں میرے خط ہیں یا گواہ لوگ اس امر کی شہادت واکرین اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ ایک طلاق عورت پر واقع ہوگی چاہے کوئی خط اسکو پہنچے پھر دوسرا باطل ہو جائیگا اس واسطے کہ یہ دونوں ایک ہی نسخہ ہیں۔ اور نیز نشتی میں ہے کہ ایک مرد نے دوسرے سے اپنی جو رد کی طلاق کا خط لکھوایا اور اس نے شوہر کو یہ خط پڑھ سنایا پس شوہر نے اسکو لیکر لیٹا اور مہر کی اور اسکا مستحوان لکھ کر اپنی عورت کو بھیج دیا پس وہ خط عورت کو پہنچا اور شوہر نے اقرار کیا کہ یہ میرا خط ہے تو عورت پر طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر اس لکھنے والے سے جس سے خط لکھوایا یہ کہا کہ تو یہ خط اس عورت کو بھیجے یا اس سے کہا کہ تو ایک نسخہ لکھ کر اس عورت کو بھیج دے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اس امر کے گواہ قائم ہوئے اور نہ شوہر نے اسطور سے اقرار کیا و لیکن اس نے جو بات نشتی وہ اسی طور سے بیان کر دی تو عورت پر طلاق لازم ہوگی نہ قضائاً نہ فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اور اسی طرح جو خط اس نے اپنے خط سے نہیں لکھا اور نہ بتلا کر لکھوایا اس سے طلاق واقع ہوگی جبکہ اس نے یہ اقرار نہ کیا ہو کہ یہ میرا خط ہے یہ محیط میں ہے سوا توین فیصل الفاظ فارسیہ سے طلاق کے بیان میں۔ جس آمل پر ہمارے زمانہ میں فارسی الفاظ سے طلاق پر فتویٰ ہوا ہے کہ اگر فارسی لفظ ایسا ہو کہ وہ فقط طلاق ہی میں استعمال کیا جاتا ہے تو وہ لفظ صحیح ہوگا کہ اس سے بدون نیت کے طلاق واقع ہوگی

جیکہ اُسے عورت کی طرٹ اضافت کرنے کے کہا ہو اور جو الفاظ فارسی ایسے ہوں کہ وہ طلاق میں اور سوائے طلاق کے دوسرے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہوں وہ کنایات ہونگے پس انکا حکم سب احکام میں وہی ہوگا جو عربیہ الفاظ کنایات کا حکم ہے کہ ان فی البدائع وقال المترجم زبان اردو میں جو مختلط زبان الفاظ عربی و فارسی ہندی و ترکی وغیرہ سے ہر دو قسم کے الفاظ کا حکم معلوم ہو گیا کہ اگر لفظ عربی کہا یا فارسی کہا تو صریح بطور صریح و کنایہ بطور کنایہ رکھا جائیگا اور باقی زبانوں کے الفاظ کا حکم بھی یوں ہی ہونا چاہیے کیونکہ فارسی کی کوئی خصوصیت نہیں ہر جیسا کہ تبجو نیز امام اعظم نماز زبان فارسی کے جواز کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ ہر زبان میں بشرط جواز جائز ہوتی ہے نص علیہ بعض المتاخرین فلذا ہذا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ ہشتم ترا از زنی میں نے تجھے اپنی جو رو ہونے سے چھوڑ دیا تو جاننا چاہیے کہ یہ لفظ اہل خراسان و اہل عراق طلاق میں استعمال کرتے ہیں اور یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صریح ہے پس اس سے جو طلاق واقع ہوگی وہ رجعی ہوگی اور بدون نیت کے واقع ہوگی اور خلاصہ میں لکھا ہو کہ اسکو فقیہ ابو اللیثؒ نے لیا ہے اور تفرید میں لکھا ہے کہ اسی پر فتوے ہے یہ مآثر خانیہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ ہشتم ترا یعنی میں نے تجھے چھوڑا اور یہ نہ کہا کہ جو رو ہونے سے پس اگر حالت غضب و مذکرہ طلاق میں ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر ایک طلاق بائن یا تین طلاق کی نیت کی ہو تو نیت کے موافق ہوگی اور امام محمد کا قول اس میں امام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر جو رو سے کہا کہ ترا ایک بازو استم ہا ہشتم یا ہشتم ترا یا با سے کشا وہ کر دم ترا تو یہ سب عرف میں طلاق کی تفسیر ہے تا آنکہ طلاق رجعی واقع ہوگی اور بدون نیت واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور شیخ امام ظہیر الدین مرغٹ پاشی ہشتم کہنے کی صورت میں بدون نیت واقع ہونے کا اور طلاق رجعی ہونے کا فتویٰ دیتے تھے اور اسکے سوا اسکے دوسرے الفاظ میں نیت شرط فراتے تھے اور طلاق واقعہ کو بابتہ فرماتے تھے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ بیک طلاق دست بازو استم یعنی ایک طلاق سے میں نے تیرا ہاتھ باز رکھا تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بیک طلاق دست بازو استم ایک طلاق سے ہاتھ باز رکھا میں نے تو طلاق رجعی واقع ہوگی یہ تجھ میں و مزید میں ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق وہ پس شوہر نے کہا کہ داؤہ گیر و کردہ گیر یا کہا کہ داؤہ باؤ کردہ باؤ پس اگر نیت کی تو واقع ہوگی اور رجعی ہوگی اور اگر نیت نہ کی تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ داؤہ است یا کردہ است یعنی دی ہو یا کی ہو تو واقع ہوگی خواہ نیت ہو یا نہ ہو اور اگر دعویٰ کیا کہ میری نیت نہ تھی تو تقضائے تصدیق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ داؤہ انکار یا کردہ انکار تو واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر عورت کی طلاق طلب کرنے کے بعد شوہر نے کہا کہ داؤہ گیر و کردہ تو برد سے دوسری واقع نہ ہوگی الا اس صورت میں کہ دو کی نیت کی ہو اور اگر عورت نے کہا کہ میں ایک پر کفایت نہیں کرتی ہوں پس شوہر نے کہا کہ دو سے اس سے دو طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر عورت کی طلاق مانگتے پر مرد نے کہا کہ گفتہ گیر تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ دست از من باز دار یعنی ہاتھ مجھ سے باز رکھ پس مرد نے کہا کہ بازو استم گیر

تو طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ نیت ہو اور بائنہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مراد ار لینی مجھے مت رکھا پس شوہر نے کہا نا داشتہ گیر تو نیت کرنے سے طلاق واقع ہوگی اور بائنہ ہوگی یہ فرضیہ میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے پس مرد نے کہا کہ میں نہیں کرتا ہوں پس عورت نے کہا کہ اگر بڑی ہر دم شوہر کو کم پس مرد نے کہا کہ کن خواہی کے خواہی وہ لینے کر چاہے ایک چاہے دس تو طلاق واقع ہوگی یہ عتلا یہ میں ہو۔ ایک عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق دے پس شوہر نے کہا کہ دائم اور بیامی تھانی پس اگر یہ نیت کسی شہر والوں کی ہو اور شوہر کے شہر کی زبان ہو تو اسکی تصدیق ہوگی کہ میں نے اس سے جواب کا قصد نہیں کیا اور اگر کسی شہر والوں کی زبان ہو تو یہ جواب نہ ہوگا یہ محیط سرحدی میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو ایک طلاق ولین طلاق اولین و آخرین است تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو شہدہ اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ نترانہ الفیقین میں ہو ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ دست از من باز دار پس عورت نے کہا کہ بازداشتہ پس شوہر نے کہا کہ من نیز از تو بازداشتہ پس اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی تو کچھ واقع ہوگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ مرا بکار نیستی میرے کام کی نہیں ہو اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ہزار طلاق ترا تو تین طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے مذاکرہ طلاق کی حالت میں کہا کہ ہزار طلاق ترا تو تین طلاق پڑ جائیگی اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے ایقاع طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو قسم سے اسکی کافور قبول ہوگا۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو شہدہ طلاق باش پس اگر تین طلاق واقع کرنے کی نیت کی تو پڑ جائیگی در نہ نہیں یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے طلاق دیرے اس نے جواب دیا کہ سہ طلاق بر من تو در نہ نام برد تو تین طلاق پڑ جائیگی یہ عتلا یہ میں ہو۔ اور اگر فارسی میں کہا کہ تو طلاق تو واقع ہوگی جیسے اگر کہا کہ تو طلاق تو واقع ہوئی ہو اور اسی طرح اگر اس سے کہا کہ تو طلاق باش یا سہ طلاق باش یا سہ طلاق باش یا سہ طلاق شو تو بدو نیت کے طلاقین پڑ جائیگی اور یہی میرے استاد ظہیر الدین میرے مامون فتوے دیتے تھے اور باب السنن میں ہو کہ بلا نیت طلاق نہ پڑ جائیگی یہ خلاصہ میں ہو ایک شخص سے اسکی جورو سے لڑائی ہوئی پس عورت سے فارسی میں کہا کہ ہزار طلاق ترا اور اس سے زیادہ نہ کہا تو اشہر تین طلاق واقع ہوئیگی۔ ایک عورت سے اس کے شوہر نے کہا کہ ایک طلاق واحدہ پس عورت نے اس سے کہا کہ ہزار پس شوہر نے کہا کہ ہزار تو اس میں دو صورتیں ہیں یا تو کچھ نیت ہوگی یا نہ ہوگی پس نیت ہونے کی صورت میں موافق اسکی نیت کے ہوگی اور دوسری صورت میں واقع ہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ کیف لا طلاقین کیونکہ تو مجھے نہیں طلاق دیتا ہو پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ تو از سر تا پا طلاق کردہ تو شوہر سے دریافت کیا جائیگا کہ بیٹری کیا مراد ہو ایک عورت سے شوہر سے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ ایک طلاق وادست و دو طلاق وادست تو تین طلاق پڑ جائیگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیرا سہ طلاق اور اسکی کچھ نیت نہ تھی کہ کس قدر تو دو طلاق واقع ہوئیگی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو سہ دوسری عورت سے نکاح کیا ہو اس سے کہا کہ ہاں پس اس نے پہلی جورو کو کیون طلاق دی پس فارسی میں کہا کہ از پر آئے ترا

درمختار فی عالمگیری جلد دوم
فتاویٰ ہندیہ کتاب الطلاق باب دوم القیام طلاق
۱۸۹
۱۸۹

حالیہ تک اُس نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا ہے اور پہلی عورت کو طلاق دی ہے اور اس لفظ سے اُس نے طلاق کی نیت بھی نہیں کی تو مطلقہ ہوگی۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ میں طلاق ترا دادم تو اس میں صورتیں ہیں کہ یا تو ایقاع طلاق کی نیت کی یا عورت کو سپرد کرنے کی یا کچھ نیت کی ہوگی پس اول صورت میں واقع ہوگی۔ اور دوسری صورت میں نہ واقع ہوگی اور تیسری صورت میں واقع ہوگی یہ تجنیس و مزید میں ہے۔ اور اگر کہا کہ دست بازداشتم ترا تو اس میں شیعین کا اختلاف ہے لیکن ویسا ہی اختلاف ہے جیسا کہ ہشتم کہنے کی صورت میں ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ اگر عورت نے کہا کہ دست بازداشتی مرا پس اُس نے کہا کہ دست بازداشتی اور اگر عورت نے کہا کہ مرا درکار خدا سے کن پس شوہر نے کہا کہ ترا درکار خدا سے کردم یا عورت نے کہا کہ مرا بخدا ہی بخش پس شوہر نے کہا کہ بخشیم پس اگر طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور اگر نہ کی تو نہ واقع ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ ترا کدام طلاق ماندہ است یا کدام کحل یعنی تیرے لیے کوئی طلاق رکھتی ہے یا کوئی نکاح رہا ہے تو یہ تین طلاق کا اقرار ہے یہ قبیہ میں ہے۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے اسکی عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس کہا کہ نہ ترا طلاق ماندہ است نہ نکاح بر خیرہ گریختہ نہ تیرے لیے طلاق رہی ہے اور نہ نکاح تو اٹھ اور اپنی راہ لے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ اقرار ہے کہ وہ اسکو تین طلاق دے چکا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ دست بازداشتی بیک طلاق پس عورت نے کہا کہ سچ کہ تا گواہ لوگ میں پس شوہر نے کہا کہ دست بازداشتی بیک طلاق اور حبیب دونوں جدا ہوئے تو ایک اجنبی عورت نے شوہر سے پوچھا کہ زن را دست بازداشتی اچس نے کہا کہ دست بازداشتی بیک طلاق تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُس نے دوسری و تیسری مرتبہ دست بازداشتی کہا تو یہ انشاء سے طلاق ہے پس عورت پر تین طلاق واقع ہوئی لیکن اگر اس نے کہا کہ دوسری و تیسری مرتبہ میں نے پہلے واقعہ کی خبر دینے کا قصد کیا تھا تو ایسا نہ ہوگا اور اگر دست بازداشتی ام کہا تو یہ اخبار ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ چار راہ بر تو کشادم چار راہ میں نے تجھے کھول دین تو طلاق واقع ہوگی اگر اس نے نیت کی ہو اگرچہ یہ نہ کہے کہ لے جسکو چاہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ چار راہ بر تو کشادہ است تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو تا وقتیکہ یوں نہ کہے کہ لے جسکو چاہے ^{اگرچہ} لیکن اگرچہ اکثر مشائخ کے نزدیک ہے اور یہی امام محمد سے منقول ہے اور مجموع النوازل میں ہے کہ اگر عورت نے کہا کہ دست از من بردار پس شوہر نے جواب دیا کہ جہنم کو جا تو طلاق پڑ جائیگی۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ ترا دست طلاق بر خویش گیر دروزے خویش طلب کن یعنی میں نے تجھے طلاق دی تو اپنی راہ لے اور اپنی روزی کی جستجو کر تو فرمایا کہ طلاق اول رجبی ہے اور سرخویش گیر سے اگر طلاق کی نیت نہ کی تو پہلی رجبی طلاق رہیگی اور اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی پس پہلی طلاق بھی اُسکے ساتھ ملکہ دونوں طلاق بائن ہو جائیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے گران خسری می ہر بذریعہ عیب کے واپس دے پس شوہر نے کہا کہ لعیب بازو دست یعنی لعیب میں نے تجھے واپس دیا اور اُس سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ لعیب دادم یعنی بدو تو اسے خطاب کے تو واقع ہوگی اگرچہ

مطلقہ ہوگی
نکاح بائن ہوگی

اور اگر عورت نے کہا کہ مرا طلاق وہ مرا طلاق وہ پس مرد نے کہا کہ دادم تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ مرا طلاق کن مرا طلاق کن پس شوہر نے کہا کہ کردم کردم تو تین طلاق واقع ہوگی اور یہی اصح ہے اور اگر اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق وہ پس اُس نے کہا کہ این نیز وادہ و آن تو نیت کرنے پر واقع ہوگی اور بدون نیت واقع نہ ہوگی یہ فصول عموماً یہ ہیں ہر ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں تیری وکیل ہوئی پس شوہر نے کہا کہ ہاں تو ہر پس اُس نے کہا کہ میں نے اپنے تین تین طلاق دین پس شوہر نے کہا کہ تو برسن حرام کشتی مرا جدا بایرود یعنی تو مجھے حرام ہو گئی مجھے جدا ہونا چاہیے ہر پس اگر تو وکیل سے اُس نے طلاق کی بدون عدو کے نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی مگر ایک طلاق رجعی۔ اور اگر مفارقت کی بدون عدو کے نیت کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور یہ صاحبین کے نزدیک ہے اور امام اعظم کے قول کے موافق چاہیے کہ ایک طلاق بھی واقع ہو جیسے دیگر وکیل مخالفت کا حکم ہے کہ ایک طلاق کے واسطے وکیل کیا تھا اور اُس نے تین طلاق دیدیں تو ایک بھی واقع نہیں ہوتی ہر کذا نے اخلاصہ اور اسی پر فتوے ہے۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو خلع دیدیا پھر اُسکی عدت میں اُس سے کہا کہ وادست سے طلاق بین نے تجھے تین طلاق دیدیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو فرمایا کہ اگر اُس نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق پڑ جائیگی ورنہ نہیں۔ ایک شخص نے عورت سے کہا کہ ترا طلاق دادم میں نے تجھے طلاق دے پھر لوگوں نے اُسکو ملاست کی کہ یہ کیا کیا ہے نے کہا کہ دیگر دادم مگر یہ نہ کہا کہ دیگر طلاق اور نہ یہ کہا کہ اس عورت کو تو فرمایا کہ اگر عدت میں ہو تو طلاق پڑ جائیگی یہ فصول عموماً یہ ہیں ہر ایک شخص سے کہا گیا کہ این فلا نہ زن تو ہست کہا کہ ہاں ہر پھر کہا گیا کہ این زن تو سے طلاقہ ہست کہا کہ ہاں ہر تو مشائخ نے کہا کہ طلاق پڑ جائیگی اور اگر اُس نے دعویٰ کیا کہ میں نے سے طلاقہ کا لفظ نہیں سنا ہو یہی سنا کہ زن تو ہست تو قضاء تصدیق نہ ہوگی اور یہ اسوقت ہے کہ زن تو سے طلاقہ ہست بلند آواز سے کہا ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو قضاء اُس کے قول کی تصدیق ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے مرد سے کہا کہ زن از تو سے طلاقہ کہ این کار تو کردہ یعنی تیری جورو کو تیری طرف سے تین طلاق ہیں اگر تو نے یہ کام کیا ہو اُس نے کہا کہ ہزار طلاقہ تو یہ جواب ہوگا حتیٰ کہ اگر اُس نے یہ کام نہیں کیا ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ ظہیر یہ ہیں ہر ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں تیرے ساتھ نہیں رہتی ہوں اُس نے کہا کہ مت رہہ تو عورت نے کہا کہ طلاق تیرے اختیار میں ہے مجھے طلاق کر دے پس شوہر نے کہا کہ طلاق میکنم تین دفعہ کہا تو تین طلاق واقع ہوگی بخلاف اسکے اگر فقط کہم کہ تو ایسا نہ ہوگا اس واسطے کہ کہم استقبال کے واسطے بھی بولا جاتا ہے پس شک کی وجہ سے فی الحال واقع ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا اور محیط میں لکھا ہے کہ اگر عروہی میں کہا کہ اطلق تو طلاق نہ ہوگی لیکن اگر غالب اسکا استعمال براسی حال ہو تو طلاق ہو جائیگی۔ اور ایماں مجموع النوازل میں ہے کہ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ من بر تو سے طلاقہ ام کہ میں تجھے طلاقہ ہوں پس شوہر نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ اگر شوہر نے نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ حلال خدا بیتخالی تجھے حرام ہو اُس نے کہا کہ آ رہے یعنی ہاں تو بیک طلاق اس پر حرام ہو جائیگی۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنی ماں کے یہاں جا اُس نے کہا کہ تو مجھے طلاق دے تو چلی جاؤں اُس نے کہا کہ تو برسن طلاق

۱۔ طلاق بائنہ
۲۔ طلاق رجعی
۳۔ طلاق خلع
۴۔ طلاق تہن
۵۔ طلاق کفر
۶۔ طلاق عی
۷۔ طلاق بک
۸۔ طلاق بک
۹۔ طلاق بک
۱۰۔ طلاق بک
۱۱۔ طلاق بک
۱۲۔ طلاق بک
۱۳۔ طلاق بک
۱۴۔ طلاق بک
۱۵۔ طلاق بک
۱۶۔ طلاق بک
۱۷۔ طلاق بک
۱۸۔ طلاق بک
۱۹۔ طلاق بک
۲۰۔ طلاق بک
۲۱۔ طلاق بک
۲۲۔ طلاق بک
۲۳۔ طلاق بک
۲۴۔ طلاق بک
۲۵۔ طلاق بک
۲۶۔ طلاق بک
۲۷۔ طلاق بک
۲۸۔ طلاق بک
۲۹۔ طلاق بک
۳۰۔ طلاق بک
۳۱۔ طلاق بک
۳۲۔ طلاق بک
۳۳۔ طلاق بک
۳۴۔ طلاق بک
۳۵۔ طلاق بک
۳۶۔ طلاق بک
۳۷۔ طلاق بک
۳۸۔ طلاق بک
۳۹۔ طلاق بک
۴۰۔ طلاق بک
۴۱۔ طلاق بک
۴۲۔ طلاق بک
۴۳۔ طلاق بک
۴۴۔ طلاق بک
۴۵۔ طلاق بک
۴۶۔ طلاق بک
۴۷۔ طلاق بک
۴۸۔ طلاق بک
۴۹۔ طلاق بک
۵۰۔ طلاق بک
۵۱۔ طلاق بک
۵۲۔ طلاق بک
۵۳۔ طلاق بک
۵۴۔ طلاق بک
۵۵۔ طلاق بک
۵۶۔ طلاق بک
۵۷۔ طلاق بک
۵۸۔ طلاق بک
۵۹۔ طلاق بک
۶۰۔ طلاق بک
۶۱۔ طلاق بک
۶۲۔ طلاق بک
۶۳۔ طلاق بک
۶۴۔ طلاق بک
۶۵۔ طلاق بک
۶۶۔ طلاق بک
۶۷۔ طلاق بک
۶۸۔ طلاق بک
۶۹۔ طلاق بک
۷۰۔ طلاق بک
۷۱۔ طلاق بک
۷۲۔ طلاق بک
۷۳۔ طلاق بک
۷۴۔ طلاق بک
۷۵۔ طلاق بک
۷۶۔ طلاق بک
۷۷۔ طلاق بک
۷۸۔ طلاق بک
۷۹۔ طلاق بک
۸۰۔ طلاق بک
۸۱۔ طلاق بک
۸۲۔ طلاق بک
۸۳۔ طلاق بک
۸۴۔ طلاق بک
۸۵۔ طلاق بک
۸۶۔ طلاق بک
۸۷۔ طلاق بک
۸۸۔ طلاق بک
۸۹۔ طلاق بک
۹۰۔ طلاق بک
۹۱۔ طلاق بک
۹۲۔ طلاق بک
۹۳۔ طلاق بک
۹۴۔ طلاق بک
۹۵۔ طلاق بک
۹۶۔ طلاق بک
۹۷۔ طلاق بک
۹۸۔ طلاق بک
۹۹۔ طلاق بک
۱۰۰۔ طلاق بک

و اما دم فرستہ یعنی تو جائین طلاق دم ہر دم بھیجوں تو فرمایا کہ اسکی عورت پر طلاق نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ وعدہ ہو یہ خلاصہ
میں ہوا اور اگر کہا کہ ترا طلاق یا کہا کہ طلاق ترا تو اس تقدیم و تاخیر میں کچھ فرق نہ ہوگا طلاق واقع ہوگی یہ خزانۃ المفتیین
میں ہے۔ شیخ الاسلام نجم الدین شافعی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے کہا حالانکہ اسکی جوڑ اور
ہیں کہ طلاق آن دیگر ترا و دم تو این سے طلاق ہوئے وہ عورت نے کہا کہ میں نے یہ تین ملائین اسکو دین اور
میں جانتی ہوں کہ یہ عورت تین طلاقی ہو گئی پس جس عورت سے گفتگو کرتا ہوں اسپر طلاق واقع ہوگی یا نہ ہوگی تو شیخ
نے فرمایا کہ نہ اسکو طلاق ہوگی اور نہ اسکو۔ ایک شخص کی عادت تھی کہ جب وہ کسی لڑکے کو دیکھتا تو کہتا کہ امی ادرت
شش طلاقہ سپر ایک روز اُس نے شراب پی اور نشہ میں ہوا کہ اتنے میں اُسکا لڑکا اُسکے رو برو آیا اُس نے جہی
لڑکا سمجھ کر اُس سے کہا کہ رو اسو ادرت شش طلاقہ امی تیر سی مان جب طلاقہ تو بیان سے جا اور یہ نہ جانا کہ یہ میرا
لڑکا ہے تو اسکی جوڑ پر تین طلاق واقع ہو گئی۔ ایک شخص نے اپنی جوڑ کو دو طلاق دین پس اُس سے کہا
کہ کیا کہ آو ہم تم دونوں میں صلح کرادین اُس نے کہا کہ میان ما دیوار آہنی می باید یعنی ہم دونوں کے درمیان لوہے
کی دیوار چاہیے تو اسکی جوڑ پر تین طلاق نہ جاوینگی اور نہ یہ تین طلاق کا اقرار ہوگا۔ ایک عورت نے اپنے
شوہر سے کہا کہ میں تجھ سے طلاقہ ہوں اُس نے جواب دیا کہ تو چہ سے طلاقہ و چہ ہزار طلاقہ تو اسکی عورت مطلقہ نہ
ہوگی یہ ظہیرہ میں ہو۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا برک تو
باشیدن نیست مرا طلاق وہ پس شوہر نے کہا کہ چون تو دے طلاق دادہ شد پھر شوہر نے دعوئے کیا کہ
میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو فرمایا کہ نضائر اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اس جواب سے بعض
ائمہ دیگر نے بھی اتفاق کیا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جوڑ کو کسی مرد سے منہم کیا پھر اس مرد کو اپنے گھر میں
دیکھ کر غضب و غصہ میں آیا اور کہا کہ زن غیر اطلاق دام تو بعض نے فرمایا کہ نیت پر طلاق واقع ہوگی اور
بعض نے فرمایا کہ بدون نیت کے طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص نے اپنے دوستوں کو جمع کیا اور اپنی جوڑ
کو حکم دیا کہ انکے واسطے کھانا خود تیار کرے اور عورت مذکورہ شوہر کے گھر سے چلی گئی پس شوہر نے کہا کہ زنی
دوست دشمن مرا بنوازد از من بسط طلاق تو مجموع النوارل میں مذکور ہے کہ اسکی جوڑ پر طلاق واقع ہوگی ایک شخص
کے لونڈی غلام اسکی جوڑ کی برائیاں اُس سے ذکر کیا کرتے تھے پس ایک روز اُس نے کہا کہ چند آن کو دید
کہ بسط طلاق کردیدیش با چند آن کردید کہ بسط طلاقہ کردیدش تو عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہوا اور اگر
عورت سے کہا کہ دادمت یک طلاق اور خاموش ہو رہا پھر کہا دو طلاق دے طلاق تو تین طلاق واقع ہو گئی
اور اگر عورت سے کہا کہ ترا یک طلاق اور خاموش ہو رہا پھر کہا دو تو تین طلاق واقع ہو گئی اور اگر کہا کہ دو یا فراد
کے پس اگر عطف کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہو گئی اور اگر نہ نیت کی تو ایک واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور
اگر عورت سے کہا کہ ترا طلاق دام حنہ پیر می عورت نے کہا کہ میں نے خریدی اور اپنے آپ کو تین
طلاق دیدین شوہر نے کہا کہ رستی پس اگر رستی کہنے سے اجازت مراد تھی تو تین طلاق پڑ جاوینگی ورنہ ایک
ہی طلاق رجعی واقع ہوگی یہ عمتا بیہ میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ ار تو بنیر ار شدم تو بدون نیت کے واقع
ہو گئی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ بنیر ار شو از من دوست بازدار از من شوہر نے کہا کہ بنیر ار شدم تو طلاق واقع ہونے کے

اسی دو لکھی
کی مین طلائی
مین سنبھلی
دین تو کو کو
دوسے ۱۱
عسے بھلی
پوسے پوسے
رہنا مین
کلیاں علم و انداز
۱۱
حب تو جادو
تو طلائی دی گئی
۱۱

مرد با ۱۲
سید سلطان
نکاح کرد و یک
پایان کرد
و تنه
در سال ۱۲
که در آن زمان
بود که
مرد با ۱۲

واسطے نیت شرط ہے اور عورت کے کسی قول سے حالت نہ اگر طلاق میں مطلقہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مرا تو
 کارے نیست و ترا با من نے ہرچہ آن من است نزد تو مرا بدہ و بدو ہرچہ کہ خواہی تو بدو نیت۔ کے طلاق
 واقع نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ شیخ بنجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ بر خیز
 بنجانہ مادر و دوسرے ماہ عدت میں بزار پھر کہا کہ داد مست یکب طلاق پھر کہا کہ یہ اخیر کا لفظ میں نے اس واسطے
 کہ دیا کہ ایسا نہ کہ تجھ کو اول لفظ کے۔ معنی معلوم نہ ہوئے ہوں پس آیا پھر اس عورت سے نکاح کر سکتا ہوں فرمایا
 کہ نہیں اور عورت پر تین طلاق واقع ہو گئیں یہ طہیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو مجھے ایسی دور ہے
 کہ جیسے کہ مدینہ سے تو بدو نیت کے طلاق واقع ہوگی۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ زن تو بدو
 ہزار طلاق درست پس اس نے جواب دیا کہ زن تو نیر بہ ہزار طلاق است تو شیخ امام شافعی نے فتویٰ دیا کہ اسکی عورت پر
 طلاق پڑ جائیگی اور فرمایا کہ یہ روایت ابن ساعدہ ہے اور ظاہر الروایہ کے موافق طلاق نہ پڑیگی۔ ایک شخص
 نے اپنی عورت سے کہا کہ تو مرا نشانی تاقیامت یا کہا کہ تا ہم عمر تو بدو نیت طلاق واقع ہوگی۔ اور
 اگر عورت کو کہا کہ دیرا شوے حلالہ می باید یعنی تم کو حلالہ کرنے والا شوہر چاہیے ہے تو مطلقہ بہ طلاق
 ہو جائیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہ تو حیلہ خوشن کن تو یہ اسکی طرف سے تین طلاق کا اقرار ہوگا
 اور اگر کہا کہ حیلہ زنان کن تو یہ تین طلاق کا اقرار ہوگا بشہ طہیکہ نیت طلاق ہو اور اگر عورت سے کہا کہ میان
 مارا نیست اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہوگی ورنہ کچھ نہیں۔ اور اگر کہا کہ این ساعت میان ما
 راہ نیست تو بلا نیت کچھ نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ میان ما یو ار آہنی می باید تو واقع ہوگی یہ بدھیز کردی میں ہے
 عورت نے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ ہر کہ پھر کہا کہ دادی پس شوہر نے کہا کہ و اوم نہ پس اگر اس نے
 سختی سے ثقالت سے کہا تو یہ رد پر دلالت کرتا ہے تو طلاق واقع ہوگی اور اگر خفیف کہا تو واقع ہوگی اور
 اسی طرح اگر کہا کہ و اوم اور نہ کا لفظ نہیں کہا تو بھی واقع ہوگی یہ تاتار خانہ میں جت سے منقول ہے۔
 مجموع النوازل میں ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ آخر زن تو ام پس شوہر نے کہا کہ نہ تو و نہ زن تو
 اس سے کچھ واقع نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو زن من نہی تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور
 یہی مختار ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے۔ شیخ دوسوی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ
 ہمیشہ ہمیشہ حرامی حرامی تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہوگی اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میری طلاق کی نیت نہ تھی
 تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ حادی میں ہے۔ اور نسفیہ میں لکھا ہے کہ فنیج سے دریافت کیا گیا کہ ایک
 عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تیرے ساتھ نہیں رہتی ہوں اس نے کہا کہ ناباشیدہ گیر پس عورت نے کہا کہ یہ
 کیا بات کہتا ہے وہ کہ جو خدا تعالیٰ و اس کے رسول نے فرمایا ہے اچھی طرح نہ کہ طلاق تاکہ میں جلی جاؤں پس اس نے
 کہا کہ طلاق کر دہ گیر ہو تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس نے القیاح طلاق کی نیت کی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی پھر پوچھا
 گیا کہ کیا طلاق کر دہ گیر ایک طلاق اور بدو دوسری طلاق نہیں ہے تو فرمایا کہ ان دونوں سے ایک ہی طلاق
 سر لوجا بیگی لیکن اگر مرد نے دو طلاق کی نیت کی ہو تو صحیح ہے یہ تاتار خانہ میں ہے۔ شیخ الاسلام عطار بن حمزہ سے
 دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو دو طلاق دیدین اور بظاہر یہ معاوم نہیں ہو کہ اس نے تین طلاق

۲۰
 فتاویٰ ہندیہ
 کتاب الطلاق
 باب دوم القیاح
 طلاق

۲۱
 فتاویٰ ہندیہ
 کتاب الطلاق
 باب دوم القیاح
 طلاق

۲۲
 فتاویٰ ہندیہ
 کتاب الطلاق
 باب دوم القیاح
 طلاق

دین پھر اُس سے کنا گیا کہ تو اس سے پھر نکاح کیون نہیں کر لیتا ہر تو اُسے کہا کہ وہ سے مرا نشاید تارو سے دیگر سے نہ بند
پھر اُس نے دعویٰ کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ جب تک کہ اپنے باپ یا بھائی رمان وغیرہ کا گھر نہ دیکھے اور میں نے اسکو تین طلاق نہیں
دی ہیں تو شیخ نے فرمایا کہ یہ عورت کے تین طلاق ہونے کا اقرار ہر پس قضاء ہی حکم دیا جائیگا یہ ظہیرہ میں ہر فتاویٰ نسفی
میں لکھا ہر کہ ایک عورت نے اپنے مرد سے لڑائی میں کہا کہ میں تیرے ساتھ نہیں رہتی ہوں پس مرد نے کہا کہ اگر تیرا شی پس تو طلاق
واحده و تینق و تینق ہستی پس عورت نے کہا کہ میں رہتی ہوں تو تین طلاق واقع ہوگی اور علیٰ ہذا ایک شخص نے اپنے پس کو
اسکی جو رو کی بابت کچھ ملامت کی تو اُس نے کہا کہ اگر تیرا خوش نیست پس دادش سے طلاق پس باپ نے کہا کہ مرا خوش است تو
بھی یہی حکم ہر اور یہ نظم مسئلہ شتم و مجازات کی ہر اور اگر اس صورت میں لفظ پس کہا ہو تو یہ تعلیق ہوگی قال المترجم یعنی اگر لفظ
پس دے کہ تو یہ شرط یہ ہوگا کہ اگر موافق شرط ہو تو طلاق قطعی ورنہ نہیں۔ اور یہ دونوں مسئلہ اس صورت کے مشابہ نہیں ہیں کہ
مرد نے عورت سے کہا کہ اگر مرا خوش ہے تو طلاق پس عورت نے کہا کہ میں چاہتی ہوں تو طلاق واقع ہوگی اس واسطے
کہ یہ طلاق شرطیہ ہر کہ تعلیق بارادہ و جو پیش ہر اور چاہتا ایک امر باطنی ہر جسے قوت نہیں ہو سکتا پس تعلیق با اختیار ہوگی چنانچہ
عورت نے ظاہر کر دیا کہ میں چاہتی ہوں بخلات اسکے کہ جب اُس نے کہا کہ پس دادش تو یہ تعلیق نہیں بلکہ تحقیق ہر کہ فی الحال
اُس نے واقع کر دی یہ خلاصہ میں ہر اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ دور باش امین پس اگر نیت کی تو واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ
بیرم از زن و خواستہ آن پس اگر طلاق کی نیت کی ہو تو واقع ہوگی ورنہ نہیں یہ تانا را خانیہ میں ہر۔ واللہ اعلم بالصواب
تیسرا باب۔ تفویض طلاق کے بیان میں۔ قال المترجم یعنی طلاق عورت کے پسہ کی کہ وہ چاہے تو دے لے
اور اس میں تین تفصیلین ہیں **فصل اول** اختیار کے بیان میں۔ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اختیار کر اور اس سے
طلاق کی نیت ہر یعنی طلاق اختیار کر یا کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے تو عورت کو اختیار حاصل ہوگا کہ جب تک
اس مجلس تفویض پر ہر یعنی جس حالت پر ہر اس سے منتقل نہو اور جگہ نہ چھوڑے تب تک اسے آپ کو طلاق
دے سکتی ہر اگر مجلس دراز ہو جاوے کہ ایک دن یا زیادہ ہو پس یہی اختیار برابر رہیگا تا وقتیکہ اس مجلس سے اٹھے
نہیں یا دوسرے کام کو شروع نہ کرے اور نیز اگر مجلس سے کھڑی ہو جاوے تب بھی جب تک اس مجلس کو جہان
بمبھی بھئی نہ چھوڑے اختیار اسکے ہاتھ میں رہیگا اور شوہر کو اختیار نہ ہوگا کہ اس سے رجوع کرے اور نہ عورت
کو اس امر سے جو اسکے پسہ کو کیا ہر ماعت کر سکتا ہر اور نہ فتح کر سکتا ہر یہ جو ہر نہ میں ہر اور اگر عورت مذکورہ
قبل اسکے کہ وہ اپنے نفس کو اختیار کرے مجلس سے اٹھ کر کسی بیوی یا کسی ایسے دوسرے کام میں مشغول ہوگی کہ
معلوم ہو کہ وہ اپنے قبل کا قاطع ہر مثلاً کھانا طلب کیا تاکہ کھاوے یا سو رہی یا کنگھی کرنے لگی یا نہانے لگی یا
خضاب یعنی ہندی وغیرہ لگانے لگی یا اُس کے شوہر نے اُس سے جماع کیا یا کسی شخص نے اُس سے بیع یا خرید
کرنا شروع کی تو یہ سب اُس کے اختیار کو باطل کرتے ہیں یہ سراج الوداع میں ہر۔ اور اگر عورت نے پانی یا
تو یہ اُس کے اختیار کو باطل نہیں کرتا ہر اس واسطے کہ پانی کبھی اس غرض سے پیا جاتا ہر کہ اچھی طرح خصوصیت
کر سکے اور اسی طرح اگر کوئی خوراسی چیز کھائے تو بھی یہی حکم ہر بدون اسکے کہ اُس نے کھانا طلب کیا ہو یہ بتیین
میں ہر اور اگر بیٹھے ہوئے یا بغیر کھڑے ہوئے اُس نے کپڑے پہنے یا کوئی ایسا فعل قلیل کیا جس سے معلوم ہوتا ہر
کہ یہ اعراض نہیں ہر تو اسکا اختیار باطل نہوگا۔ اور اگر اُس نے کہا کہ میرے واسطے گواہ بلا دو کہ میں پسے اختیار ہے

قال المترجم
یعنی طلاق
باعتبار
مجلس
و اگر مجلس
دراز ہو جاوے
کہ ایک دن یا
زیادہ ہو پس
یہی اختیار
برابر رہیگا
تا وقتیکہ
اس مجلس سے
اٹھے
نہیں یا دوسرے
کام کو شروع
نہ کرے اور
نیز اگر مجلس
سے کھڑی ہو
جاوے تب بھی
جب تک اس
مجلس کو جہان
بمبھی بھئی
نہ چھوڑے
اختیار اسکے
ہاتھ میں
رہیگا اور شوہر
کو اختیار نہ
ہوگا کہ اس
سے رجوع کرے
اور نہ عورت
کو اس امر سے
جو اسکے پسہ
کو کیا ہر
ماعت کر سکتا
ہر اور نہ فتح
کر سکتا ہر
یہ جو ہر نہ
میں ہر اور
اگر عورت
مذکورہ قبل
اسکے کہ وہ
اپنے نفس کو
اختیار کرے
مجلس سے اٹھ
کر کسی بیوی
یا کسی ایسے
دوسرے کام
میں مشغول
ہوگی کہ
معلوم ہو کہ
وہ اپنے قبل
کا قاطع ہر
مثلاً کھانا
طلب کیا تاکہ
کھاوے یا سو
رہی یا کنگھی
کرنے لگی یا
نہانے لگی یا
خضاب یعنی
ہندی وغیرہ
لگانے لگی یا
اُس کے شوہر
نے اُس سے
جماع کیا یا
کسی شخص نے
اُس سے بیع یا
خرید کرنا
شروع کی تو
یہ سب اُس کے
اختیار کو باطل
کرتے ہیں یہ
سراج الوداع
میں ہر۔ اور
اگر عورت نے
پانی یا تو یہ
اُس کے اختیار
کو باطل نہیں
کرتا ہر اس
واسطے کہ پانی
کبھی اس غرض
سے پیا جاتا
ہر کہ اچھی
طرح خصوصیت
کر سکے اور
اسی طرح اگر
کوئی خوراسی
چیز کھائے تو
بھی یہی حکم
ہر بدون اسکے
کہ اُس نے کھانا
طلب کیا ہو
یہ بتیین میں
ہر اور اگر
بیٹھے ہوئے یا
بغیر کھڑے
ہوئے اُس نے
کپڑے پہنے یا
کوئی ایسا فعل
قلیل کیا جس
سے معلوم ہوتا
ہر کہ یہ
اعراض نہیں
ہر تو اسکا
اختیار باطل
نہوگا۔ اور اگر
اُس نے کہا کہ
میرے واسطے
گواہ بلا دو کہ
میں پسے
اختیار ہے

انکو گواہ کر لوں یا میرے باپ کو مجھے بلا دو کہ میں اس سے مشورہ لے لوں یا کھڑی تھی پھر تکیہ لگا لیا یا نہ لگائی تو وہ اپنے خیار پر رہی اسی طرح اگر بیٹھی تھی پس تکیہ لگا لیا تو اس کا قول کے موافق اپنے خیار پر رہی اور اگر کزوت سے لیٹ گئی تو اس میں امام ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں جن میں ایک روایت یہ ہے کہ اس کا اختیار باطل ہو جائیگا اور یہی امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ خیار باطل نہ ہوگا اور اگر کھڑی تھی پھر سوار ہو گئی تو خیار باطل ہو جائیگا اور اسی طرح اگر سوار تھی پھر اس جانور سے دوسرے جانور پر سوار ہوئی تو بھی اس کا خیار باطل ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر عورت تکیہ دے ہوئے ہو پھر سیدھی بیٹھ گئی تو اس کا خیار باطل نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر سوار تھی پھر اتر سی یا اس کے برعکس کیا تو اس کا خیار باطل ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر جانور پر سوار جاتی تھی یا محل میں سوار جاتی تھی پس ٹھہر گئی تو اپنے خیار پر رہی اور اگر چلی تو خیار باطل ہو جائیگا الا اس صورت میں کہ اگر شوہر کے اختیار دینے کا کلام بول کر چپ ہوتے ہی اس نے اختیار کر لیا تو صحیح ہے اور وجہ بطلان کی یہ ہے کہ جانور سوار سی کا چلنا اور ٹھہرنا اس عورت کی طرف مضاف ہوگا یعنی گویا یہ عورت خود چلی یا ٹھہری ہے پس جب سوار سی روان ہوگی تو مثل دوسری مجلس بدلنے کے ہر یہ اختیار مفسر مختار میں ہے۔ اور اگر سوار سی کے جانور پر جو کھڑا ہو اہو سوار کھڑی ہو پھر روانہ ہوئی تو اس کا خیار باطل ہوگا اور کھڑی تھی پس شوہر کے اختیار دینے پر اپنے نفس کو اختیار کر کے پھر روانہ ہوئی یا روان تھی پھر جس قدم میں شوہر نے اختیار دیا ہے اسی قدم میں اس نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا تو شوہر سے بائستہ ہو جائیگی اور اگر اپنے جانور روان ہو تو اس میں بھی اسی تفصیل سے حکم ہے اور اگر اس کے جواب سے اس کا قدم پہلے پڑا تو شوہر سے بائستہ نہ ہوگی اور اگر جانور سوار سی روان ہو پس اسکو ٹھہر لیا تو اس کا خیار باقی رہیگا اور اگر کو ٹھہری میں ہو پس ایک جانب سے دوسری جانب چلی گئی تو اس کا خیار باقی رہیگا اور کشتی مثل کو ٹھہری کے جانور مثل جانور سوار سی کے اور شمس الاممہ حلائی نے فرمایا ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں ہے کہ چاہے دونوں دو جانوروں پر سوار ہوں یا ایک پر ہوں یا عورت ایک جانور پر ہو اور مرد یا دونوں چلتا ہو اور چاہے دونوں دو کشتیوں میں ہوں یا ایک ہی کشتی میں ہوں اور خواہ دونوں دو محلوں میں ہوں یا ایک ہی میں ہوں بیان تک کہ اگر دونوں ایک شخص کے کندھے پر سوار ہوں اور عورت نے جس قدم میں شوہر نے اسکو اختیار دیا ہے اسی قدم میں اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو بائستہ ہو جائیگی ورنہ نہیں یہ فصول عمادیہ فیض میں ہے۔ اور جو محل کہ اسکو جمال آگے سے چلاتا ہو اور دونوں اسی محل میں ہوں عورت کا خیار باطل نہ ہوگا یہ عتاب میں ہے۔ اور اگر گھٹنوں کے بل تھی پس چار زانو ہو بیٹھی یا چار زانو تھی پس گھٹنوں کے بل ہو بیٹھی تو اس کا خیار باطل نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو خیاردیا پھر قبل اسکے کہ عورت مذکور اپنے نفس کو اختیار کرے شوہر نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اسکو طوعا یا کرہا کھڑا کر دیا یا اس سے جماع کر لیا تو عورت اس کے ہاتھ سے اختیار بیکل جائیگا اور مجموع النوازل میں اور اصل کے اس نسخہ میں جو امام خواہر زادہ کی شرح کا ہے یوں لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کو خیاردیا گیا اور اس کے پاس کوئی نہ تھا پس وہ خود گواہوں کے پکارنے کو بیٹھی تو وہ حالی سے خالی نہیں یا تو اس نے اپنی جگہ کو بدلایا نہیں بدلا پس اگر جگہ نہیں بدلی تو بالاتفاق خیار باطل نہ ہوگا اور اگر جگہ

محل میں چلی
جب روان ہوئی
تو اس کا خیار باطل

بہت اہم مسئلہ
اور نہایت چالانہ
واللہ اعلم

بذل گئی اور وہ دوسری جگہ ہو گئی تو اسپین مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اختلاف کیا ہے اور بنامی اختلاف ہے کہ بعض کے نزدیک بطلان خیار میں عورت کا اعراض کرنا یا مجلس جہان بھی اسکا بدل ہونا معتبر ہے کہ اگر انہیں سے کوئی بات پائی جاوے خیار باطل ہوگا اور بعض کے نزدیک عورت کا اعراض معتبر ہے کہ اگر اعراض پایا گیا تو خیار باطل ہوگا اور یہی صحیح ہے حتیٰ کہ اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے تئیں خرید لیں شوہر کھڑا ہوا اور عورت کی طرف ایک قدم یا دو قدم چل کر آیا اور کہا کہ میں نے فروخت کیا تو خلع صحیح ہے اور یہ انہیں بعض کے قول کے ساتھ موافق ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر عورت نے نماز شروع کر دی تو خیار باطل ہو جائیگا خواہ نماز فرض ہو یا وجبت یا نفل اور اگر عورت کے نماز میں ہونے کی حالت میں شوہر نے اسکو اختیار دیا پس عورت نے نماز کو پورا کیا پس اگر عورت نماز فرض میں یا نفل و ترکے واجب میں ہو تو خیار باطل نہوگا اور اس نماز سے برآمد ہونے پر رہیگا اور اگر نماز نفل میں ہو پس اگر اسنے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو وہ اپنے خیار پر رہیگی اور اگر دو رکعت سے بڑھایا تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور اگر ظہر کے پہلے کی چار سنتیں پڑھنے کی حالت میں اسکو اختیار دیا گیا اور اسنے چارون پوری کیں اور دو رکعتوں کے بعد سلام نہ پھیرا تو اسپین مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ مثل مطلق نفل کی صورت کے اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ باطل نہوگا اور یہی صحیح ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر تو اختیار کر پس اس نے کہا کہ میں نے اول یا دوم یا سوم کو اختیار کیا یا کہا کہ اختارت اختیار یعنی میں نے اختیار کیا حق اختیار کرنے کا تو بلا نیت تین طلاق واقع ہو گئی اور نیز ذکر نفس کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ عورت کے کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا اختیار اول یا دوم یا سوم یا حق اختیار کرنے کا اور یہ جامع کی روایت ہے اور زیادات کی روایت کے موافق نیت شرط ہے اگرچہ لفظ اختیار کر کو کئی مرتبہ کہا ہے پھر واضح رہے کہ عورت کے اس قول سے کہ میں نے اول یا دوم یا سوم کو اختیار کیا تین طلاق واقع ہونے کا مذہب امام اعظم رحمہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور در صورتیکہ اسنے یوں کہا کہ اختارت اختیار او الا اختیار او مرتہ او بمرہ او دفعتہ او بدفعہ او بو احدہ او اختیارہ واحدۃ یعنی اختیار کیا میں نے حق اختیار کرنے کا یا پورا اختیار یا ایک بارگی یا بیکی بارگی یا دفعتہ یا بدفعہ یا بیکی بار یا اختیارہ واحدہ تو بال اتفاق تین طلاق واقع ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر مرد دونوں اخیر کے اختیار کو بواو ذکر کرے یا اقلے یعنی لفظ پس کر کرے یا بلفظ ثم یعنی پھر یا کوئی حرف عطف ذکر کرے ہر حال کچھ فرق نہیں ہے حکم وہی ہوگا جو مذکور ہوا ہے کذا فی التبین اور اگر عورت نے اسکے جواب میں یوں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی یا کہا کہ میں طالق ہوں تو بھی یہ کل کا جواب ہے اور وہ تین طلاق سے طالق ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت سے تین مرتبہ اختیار کر کہا پس عورت نے کہا کہ اختارت التعلیقہ او اختارت التعلیقہ الاولیٰ یعنی میں نے وہی پہلی تعلیق کو اختیار کیا یا اسی کی تعلیق کو اختیار کیا تو بالاجماع ایک طلاق واقع ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا اختیار کر اختیار کر اختیار کر یا آخر دونوں کو حرف پس کے ساتھ ذکر کیا پس عورت نے جواب دیا کہ میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی یا کہا کہ میں نے اپنے نفس کو ایک تعلیقہ اختیار کیا تو یہ ایک طلاق باندہ ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شوہر نے اختیار کر کئی بار کہنا چاہا تھا مگر ہنوز ایک بار کے بعد دوسری بار کی نوبت نہ آئی تھی کہ عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا

باید ہوتا ہے
چھ مرتبہ

تو سچلی سب باطل ہو گئی یہ عتا یہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر تو اختیار کر پس عورت نے کہا کہ میں نے ایک کو باطل کر دیا تو سب باطل ہو جائیگی یہ محیط میں ہو اور اگر عورت سے کہا کہ اختیار کر اختیار کر اختیار کر پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے لفظ اول سے طلاق کی نیت کی تھی اور باقی دونوں سے صرف عورت کو سمجھانا مقصود تھا تو قضاء تصدیق ہو گئی لیکن فیابنیہ وہیں اللہ تعالیٰ تصدیق ہو گئی یہ سراج الوداع میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اختاری اختاری بالف یعنی تو اختیار کر اختیار کر اختیار کر بعوض ہزار کے پس عورت نے کہا کہ میں نے سب اختیار کیں تو پہلی دو طلاقیں بھٹ واقع ہو گئی اور تیسری بعوض ہزار کے واقع ہو گئی۔ اسی طرح اگر عورت نے یوں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا اختیار کرنے کر یا ایک بار یا بیکیار تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج الوداع میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو بادل یا بدوم یا بسوم اختیار کیا تو بھی امام عظیم کے نزدیک حکم مذکورہ بالا جاری ہے لیکن صاحبین کے نزدیک اگر اسے اول یا دوم کو اختیار کیا تو مفت ایک طلاق واقع ہو گئی اور اگر سوم کو اختیار کیا تو بعوض ہزار درم کے واقع ہو گئی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر عورت نے یوں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی ہو احدہ یا اختیار کیا اپنے نفس کو بیک تطلیق تو یہ ایک طلاق بائنہ ہو گئی پھر اس کے بعد عورت سے دریافت کیا جائیگا پس اگر اسے کہا کہ میں نے پہلی یا دوسری مراد لی ہو تو مفت واقع ہو گئی اور اگر کہا کہ تیسری مراد لی ہو تو بعوض ہزار درم کے واقع ہو گئی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اختاری و اختاری بالف پس عورت نے کہا کہ میں نے اختیار کی یا میں نے اختیار کی واحدہ یا واحدہ تو بالاجماع تین طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہو گئی اور اگر عورت نے کہا کہ بادل یا بدوم یا بسوم تو بھی امام عظیم کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبین کے نزدیک کچھ واقع ہو گئی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اختاری و اختاری بالف پس عورت نے کہا کہ میں نے ایک تطلیق کو اختیار کیا یا میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو بالاجماع کچھ واقع ہو گئی یہ محیط خسی میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے ایک طلاق دی تو بالاتفاق واقع نہ ہو گئی۔ اور اگر مرد نے ہر اختیار کر کے ساتھ کچھ مال علیحدہ علیحدہ ذکر کیا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اختیار کر لے یہ عتا یہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تین طلاق تو میں سے جتنی چاہے تو اختیار کر تو امام عظیم کے نزدیک عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ فقط ایک یا دو تک اختیار کرے اور صاحبین کے نزدیک تین طلاق تک لے سکتی ہے یہ فتح القدیر میں ہو اور اگر مرد نے کہا کہ تو اختیار کر پس اسے کہا کہ میں تجھے نہیں اختیار کرتی ہوں یا میں تجھے نہیں چاہتی ہوں یا مجھے تیری کوئی حاجت نہیں ہے تو یہ سب باطل ہو اور اگر کہا کہ میں طلاق نہیں اختیار کرتی ہوں تو یہ تفویض کار ہو اور اگر کہا کہ ہویت زوجی اور حبیت یعنی میں نے اپنے شوہر کو چاہا یا اسکو دوست رکھا تو عورت اپنے اختیار پر رہیگی۔ اور اگر کہا کہ مجھے اپنے شوہر کا فراق گران گذرا تو یہ اسکا اختیار کرنا ہے اور اگر یوں کہا کہ میں نے یہ اختیار کیا کہ تیری جوہر نہوں تو اس سے ہائے ہو جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تطلیق کو اختیار کر پس عورت نے کہا کہ میں نے اسکو اختیار کیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی اور اگر کہا کہ تطلیق تین کو اختیار کر پس اسے ایک کو اختیار کیا تو واقع ہو گئی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میری جوہر کو تخیر دے تو جب تک وہ تخیر نہ دے تب تک عورت کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر دوسرے سے کہا کہ میری جوہر کو اختیار کی خبر دے پھر قبل خبر دینے کے عورت نے کسی طور سے

فتح القدیر میں ہے
ایک ہی واقع ہو گئی

منکر اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط شری میں ہے اور اگر کہا کہ اختیار کر اپنے نفس کو آج کے روز یا اس مہینہ میں یا مہینہ تک۔ مال تک تو جب تک وقت مذکور باقی ہے تب تک عورت کو اختیار رہیگا خواہ وہ اس مجلس سے اعراض کرے یا دوسرے کام میں مشغول ہو جاوے یا اعراض نہ کرے سب برابر ہیں اور اس سے عداوت تک اسکو اختیار رہیگا اور اگر کہا کہ اختیار کر آج کے روز یا اس مہینہ میں تو باقی روز مذکور یا باقی ماہ مذکور پھر اسکو اختیار رہیگا اس سے زیادہ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ ایک روز تو جس وقت سے کہا ہے اس گھڑی سے دوسرے دن کی اسی گھڑی تک رکھا جائیگا اور اگر کہا کہ ایک مہینہ تو وہ اس کلام کی ساعت سے پورے تیس روز تک ہوگا۔ اور جب خیار کے واسطے وقت مقرر ہو تو وقت گذر جانے پر باطل ہو جاتا ہے خواہ عورت کو معلوم ہو ہو یا نہ ہو اور اگر غیر موقت ہو تو اس کے برخلاف ہے یہ سراج الوداع میں ہے اور اگر کہا کہ آج اختیار کر اور کل اختیار کر پس عورت نے آج کا خیار رد کر دیا تو کل کا خیار رد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ آج اور کل تو اختیار کر پس عورت نے آج کا خیار رد کیا تو بالکل باطل ہو جائیگا یہ محیط شری میں ہے۔ دوسری فصل امر بالید کے بیان میں قال الترمذی امر بالید کے یہ معنی ہیں کہ امر باتھ میں ہے اور مراد یہ ہے کہ امر طلاق عورت کے اختیار میں دیا اور یہ بھی ایک الفاظ تفویض میں سے ہے چنانچہ کتاب میں فرمایا ہے اور واضح رہے کہ مترجم امر بید کی جگہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے استعمال کرتا ہے قال فی الکتاب امر بالید بھی مثل تخییر کے ہے سب مسائل میں کہ ذکر نفس شرط ہے یا جو اسکے قائم مقام ہے اور نیز شوہر کو بعد امر بالید کے تفویض کی رجوع کا اختیار نہیں رہتا ہے اور اسکے سواے اور امور جو اختیار میں اوپر مذکور ہوئے ہیں سواے ایک امر کے کہ تخییر کی صورت میں فقط ایک خیار سے تین طلاق کی نیت نہیں صحیح ہے اور امر بالید میں صحیح ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے اور اس سے طلاق کی نیت تھی پس اگر عورت نے سنا ہے تو جب تک اس مجلس میں ہے امر طلاق اسکے اختیار میں رہیگا اور اگر عورت نے نہیں سنا ہے تو جب اسکے معلوم ہو یا خبر ہو سچے تب امر طلاق اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا یہ محیط میں ہے اور اگر عورت غائبہ ہو یعنی سامنے حاضر نہ ہو تو ایسا کہنے میں دو صورتیں ہوں گی کہ اگر شوہر نے کلام کو مطلق کہا ہے تو عورت کو اسی مجلس تک خیار مذکور رہیگا جس میں اسکو یہ بات ہو چکی اور اگر کسی وقت تک موقت کیا پس اگر عورت کو وقت مذکور باقی ہونے کی حالت میں خبر ہو چکی تو باقی وقت تک اسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر وقت گذر جانے پر اسکو علم ہو اتو اسکو کچھ اختیار نہ ہوگا یہ سراج الوداع میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے رد حالیکہ اسے تین طلاق کی نیت کی ہے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو بیک طلاق اختیار کیا تو تین طلاق واقع ہو گئی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے اور تین طلاق کی نیت کی اور عورت نے بھی تین طلاق اسے آپ کو دیدیں تو تین طلاق واقع ہو گئی اور اگر مرد نے دو طلاق کی نیت کی ہو تو ایک واقع ہو گئی اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی یا اپنے نفس کو اختیار کیا اور تین طلاق کا ذکر نہ کیا تو بھی تین طلاق واقع ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے اپنے نفس کو بائنتہ کر لیا یا اپنے نفس کو حرام کر دیا یا مثل اسکے اور الفاظ جو جواب ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر عورت نے یون کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی یا حرام

اپنی کوئی نیت
نہیں ہو چکی

بائن نے اپنے نفس کو بیک تطلیق اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شوہر نے امر عورت اُسکے ہاتھ میں دیا پس عورت نے جس مجلس میں اُسکو علم ہوا ہے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائنہ ہو جائیگی اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر شوہر نے دو طلاق کی یا ایک طلاق کی نیت کی ہو یا کچھ نیت عدد نہ ہو تو ایک واقع ہوگی یہ مجہا میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ ایک تطلیق میں تیرا کام تیرے ہاتھ ہے تو یہ ایک طلاق رجعی قرار دی جائیگی اور نیت میں ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں تین تطلیقات میں ہے پس عورت نے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دین تو یہ رجعی ہوگی یہ ذہیبہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جوڑو سے کہا کہ تیری تین تطلیقات کا امر تیرے ہاتھ میں ہے پس عورت نے کہا کہ تو مجھے اپنی زبان سے طلاق کیوں نہیں دیتا ہے تو یہ اس فتویٰ کا رد نہ ہوگا اور عورت کو اخت یار ہوگا چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کا کام اُسکے ہاتھ میں دیا پس اُسے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو قبول کیا تو طلاق پڑ جائیگی اور اسی طرح اگر عورت اُسکے ہاتھ میں دیا پس عورت نے کہا کہ قبلتھا یعنی میں نے اُسکو قبول کیا تو طلاق پڑ جائیگی یہ فصول استروشنی میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے یا تیری تھیلی میں ہے یا تیرے دامن میں ہے یا تیرے بائین ہاتھ میں ہے یا کہا کہ جعلیت الامر بیدک او فوضت الامر لک فی یدک اور طلاق کی نیت کی تو صحیح ہے اور اگر کہا کہ تیرا کام تیری آنکھ میں ہے یا تیرے پانوں میں ہے یا تیرے سر میں ہے یا مثل اُسکے کوئی عضو بیان کیا تو نہیں صحیح ہے الا نیت کے ساتھ۔ اور امر بالید سپرد کرنے پر ایک طلاق کی نیت کی سچر نیت بدل کر تین طلاق کی نیت کر لی تو نہیں صحیح ہے اور اسی طرح دو کی نیت نہیں صحیح ہے الا با ندسی کی صورت میں یہ عتسایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے منہ میں یا زبان پر ہے تو یہ ایسا ہے جیسے تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میرا امر تیرے ہاتھ میں ہے تو مختار یہ ہے کہ یہ ایسا ہے جیسے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے۔ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر شوہر نے امر بالید سے طلاق کی نیت نہ کی تو یہ امر کچھ ہنوگا سیغے ایسی فتویٰ کچھ نہ ہوگی لیکن اگر حالت غضب یا حالت مذکرہ طلاق میں اُسے با امر بالید سپرد کیا تو تضار ان دو لون حالتوں میں شوہر کے قول کی کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی سخی تصدیق نہ ہوگی اور اگر عورت نے دعوے کیا کہ اس نے طلاق کی نیت کی سخی یا حالت غضب یا مذکرہ طلاق میں ایسا کیا ہے تو قول شوہر کا قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور گواہ عورت کے مقبول ہونگے مگر گواہ مقبول ہونا صرف حالت غضب یا مذکرہ طلاق میں ایسا واقع ہونے کے ثبوت کرنے میں مقبول ہونگے اور نیت طلاق ہونے کے اثبات میں مقبول ہونگے یا ان اگر گواہ لوگ یہ گواہی دین کہ شوہر نے یہ اقرار کیا ہے کہ میری نیت طلاق سخی تو مقبول ہونگے یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت اُسکے ہاتھ میں دیا اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی اور شوہر نے دعوے کیا کہ تو نے اپنے نفس کو دو سہرے کام یا کلام میں مشغول ہونے کے بعد طلاق دیدی ہے اور عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اسی مجلس میں دین اُسکے کہ دوسرے فعل یا کلام میں مشغول ہوں طلاق دیدی ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور طلاق واقع ہوگی یہ فصول استروشنی میں ہے۔ اور اگر عورت نے دعوے کیا کہ اس شوہر نے میرا امر میرے ہاتھ میں

دیا ہو تو مسوم نہ ہوگا و لیکن اگر عورت نے بحکم امر بالید کے اپنے آپ کو طلاق دیدی پھر بنا براس امر مذکور کے وقوع طلاق و وجوب ہر کا دعوے کیا تو مسوم ہوگا۔ اور عورت اس امر کے واسطے قاضی کے پاس پراختہ نہیں کر سکتی ہر کہ قاضی اس کے شوہر پر جبر کرے کہ امر عورت اس کے ہاتھ میں دیدے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے اس شرط پر کہ اگر میں کھڑا ہوں تو جو رو کا کام اس کے ہاتھ میں ہو قرار دیا پھر خود کھڑا ہوا اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ جس وقت اس عورت کو علم ہوا ہے اس نے اس مجلس میں اپنے آپ کو طلاق نہیں دی اور عورت نے مجلس علم میں طلاق دیدینے کا دعوے کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا۔ اور حاکم نے ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ میں نے کل تیرا کام تیرے ہاتھ دیا تھا مگر تو نے اپنے نفس کو طلاق نہ دی پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ میرے جدا مجھ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی جو رو کا کام اس کے ہاتھ میں دیا بشرطیکہ وہ جو اکیلے پھر وہ جو اکیلے پس عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ تو نے تین روز سے معلوم کیا تھا مگر معلوم ہونے کی مجلس میں تو نے اپنے آپ کو طلاق نہیں دی اور عورت نے کہا کہ میں نے بھی جانا اور فی الفور اپنے کو طلاق دیدی پس قول کس کا ہوگا تو فرمایا کہ عورت کا قول قبول ہوگا یہ فصول عامہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جو رو کا کام اس کے ہاتھ میں دیا پس اس نے شوہر سے کہا کہ تو مجھ حرام ہے یا تو مجھے بائن ہے یا میں تجھ حرام ہوں یا میں تجھے بائن ہوں تو یہ سب طلاق ہیں۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھ حرام ہے اور یہ نہ کہا کہ مجھے بائن ہے اور یہ نہ کہا کہ مجھ سے تو یہ باطل ہے۔ اور اگر کہا کہ میں حرام ہوں اور یہ نہ کہا کہ تجھے یا کہا کہ میں بائن ہوں اور یہ نہ کہا کہ تجھ سے تو یہ سب طلاق ہیں یہ محیط ہیں ہے اور اگر ایک شخص نے طلاق میں اپنی جو رو کا کام اس کے ہاتھ میں دیا پس اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی تو یہ باطل ہے جیسے شوہر خود اپنے آپ کو طلاق دیدے تو باطل ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے اختیار میں آج اور پرسوں ہے تو اس میں رات وقت میں داخل نہ ہوگی چنانچہ اگر عورت نے رات میں طلاق دیدی تو واقع نہ ہوگی اور اگر اس روز کا تفویض کرنا اس نے رد کر دیا تو آج کی تفویض باطل ہوگی اور عورت کو پرسوں کی بابت حیار رہیگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اسی طرح اگر اس نے یون کہا کہ آج کے روز میں نے یہ سب رد کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں آج اور کل ہے تو تفویض میں رات بھی داخل ہوگی اور اگر اس نے آج کی تفویض رد کر دی تو اس کو کل بھی اختیار نہ رہیگا کذا فی الذخیرہ اور ولو ابھی میں لکھا ہے کہ اسی پر فتوے ہے یہ تانا خانہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جو رو سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں آج اور کل و پرسوں ہے پس عورت نے آج کی تفویض رد کر دی تو سب باطل ہو جائیگی اور اس کے بعد پھر اس کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور یہی صحیح ہے فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ سے امامین روایت ہے کہ اگر شوہر نے کہا کہ تیرا امر آج تیرے ہاتھ میں ہے اور تیرا امر کل کے روز تیرے ہاتھ میں ہے تو یہ دو امر ہیں حتیٰ کہ اگر عورت نے آج کے روز اپنے شوہر کو اختیار کیا یعنی اس کے ساتھ رہنا اختیار کیا تو جب کل کا روز ہوگا تو پھر اختیار اس کے ہاتھ میں ہو جائیگا

اور یہی صحیح ہے کہ یہ کافی میں ہے۔ اور اگر عورت نے آج اپنے نفس کو اختیار کیا پس مطلق ہو گئی پھر کل کا روز آسنے سے پہلے شوہر نے اُسکے ساتھ نکاح کر لیا پھر کل کے روز اُس نے چاہا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو اختیار کر سکتی ہے پس اگر اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دوسری طلاق پڑ جائیگی یہ بدلے میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا میرے ہاتھ میں اس روز ہے کہ حسین فلان آوے تو یہ دن ہی دن پر ہوگا رات آئین داخل ہوگی اور اگر فلان مذکور آیا اور عورت مذکورہ کو حسبِ نہ ہوئی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو اختیار عورت کے ہاتھ سے نکل جائیگا یہ عتبار یہ میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں آج کل ہے پس عورت نے آج رو کر دیا تو یہ نفوذ بیض باطل ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا میرے اختیار میں ایک دن یا ایک مہینہ یا ایک سال ہے یا کہا آج کے روز ماہ مہینہ یا اس سال ہے یا عربی زبان میں یون کہا کہ امرک الیوم او الشهر او السنۃ تو یہ نفوذ بیض متعین مجلس نہ ہوگی بلکہ عورت کو اس پورے وقت میں اختیار ہوگا کہ جب چاہے اپنے نفس کو اختیار کرے اور اگر اس مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی یا بدین جواب کے دوسرے کام میں مشغول ہو گئی تو بلا خلاف جب تک کچھ بھی وقت باقی رہیگا تب تک عورت کا خیار باطل ہوگا مگر فرق یہ ہے کہ اگر آسنے دن یا مہینہ یا سال کو بطور نکرہ ذکر کیا تو عورت کو وقت کلام شوہر سے دوسرے دن یا مہینہ یا سال کی اسی گھڑی تک خیار حاصل ہوگا اور اس صورت میں مہینہ بحساب دنوں کے شمار ہوگا اور اگر بطور معرفہ ذکر کیا تو عورت کو باقی روز معلوم و ماہ معلوم و سال معلوم تک اختیار رہیگا اور اس صورت میں مہینہ بحساب چاند کے رکھا جائیگا اور جب عورت مذکورہ نے اس وقت مذکور میں ایک دفعہ اپنے نفس کو اختیار کیا تو پھر دوبارہ اپنے نفس کو اختیار نہیں کر سکتی ہے اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے شوہر کو اختیار کیا یا کہا کہ میں طلاق کو نہیں اختیار کرتی ہوں تو بعض جگہ مذکور ہے کہ بنا بر قول امام اعظم و امام محمد کے اب پورے وقت تک اختیار اُسکے ہاتھ سے نکل گیا ہے کہ بعد اس کے پھر اپنے نفس کو اختیار نہیں کر سکتی ہے اگرچہ وقت باقی ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار میں اس ماہ میں ہے پس اُس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو بنا بر قول امام اعظم و امام محمد کے عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل گیا اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے اس مجلس پر اختیار نہ رہا اور یہ نہیں ہے کہ دوسری مجلس میں بھی نہ رہا اور بعض روایتوں میں اختلاف اس کے برعکس مذکور ہے مگر صحیح روایت وہی ہے جو اول مذکور ہوئی ہے یہ قاضی خان کی تصحیح جامع صغیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ امرامراتی فی ید فلان شہراً یعنی میری جو رو کے امر کا اختیار فلان کے ہاتھ میں ایک مہینہ ہے تو یہ مہینہ وہ قرار دیا جائیگا جو اس گفتگو سے آگے آتا ہے پس اگر فلان کو اس آگے مہینہ بمرتبہ نہ ہوئی یہاں تک کہ مہینہ گزر گیا تو اختیار باطل ہو جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار میں ہمیشہ ہے پس عورت نے ایک مرتبہ یہ اختیار رو کر دیا تو باطل ہوگا۔ اور اگر گئے ذکر کیا ہے کہ اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں آج کے روز یا ایک مہینہ ہے پس عورت نے اُسکو رو کر دیا تو باقی مدت میں امام اعظم کے نزدیک اسکا خیار باطل ہوگا یہ ترمذی میں ہے۔ ابن ساعہ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ اگر شوہر نے اپنی جو رو سے کہا کہ امرک بیدک ساس الشہر یعنی تیرا میرے ہاتھ میں سراسر ایک ماہ یا کہا کہ چاند دیکھو تو عورت کو

تو رجعی ہوگی۔ اور اگر غیر سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے اور حال یہ ہے کہ میں نے اسکا امر تیسرے ہاتھ میں کر دیا یا کہا کہ اور میں نے اسکا کام تیسرے ہاتھ میں کر دیا اور غیر مذکور نے طلاق دیدی تو دوسری طلاق پہلی کے سوا ہے اور ہوگی اسواسطے کہ واؤ واسطے عطف کے آتا ہے اور اگر حریف فار ذکر کیا یعنی بلفظ پس یا بلفظ کہ ذکر کیا تو وہ ایسی صورتوں میں بیان سبب کے واسطے ہوگا پس غیر مذکور کو فقط ایک طلاق کا اختیار ہوگا قال المترجم یعنی کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے تو یہ ایک طلاق ہے اور قولہ اور حال یہ ہے کہ میں نے اسکا امر تیسرے ہاتھ میں کر دیا تو یہ دوسری طلاق ہے پس دو طلاق سپرد کیں اور اگر یوں کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے کہ میں نے اسکا امر کا اختیار تیسرے ہاتھ میں دیا یا پس میں نے اسکا امر کا اختیار تیسرے ہاتھ میں دیا تو یہ ایک ہی طلاق کا اختیار رہیگا فافہم۔ پھر جب کہ اُس نے حریف واؤ ذکر کیا اور وکیل نے یعنی مامور نے عورت کو اپنی اسی مجلس میں طلاق دیدی تو عورت بدو طلاق بائنہ ہو جائیگی اسواسطے کہ معطوف فقرہ سے ضمن لفظ امر کے ساتھ اختیار دیا ہو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور جب ایک بائنہ ہوئی تو دوسری بھی بالضرور بائنہ ہوگی اسواسطے کہ شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور اگر وکیل مذکور نے اپنی مجلس سے اٹھ کھڑے ہونے کے بعد طلاق دیدی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ میری جورو کے امر کا اختیار تیسرے ہاتھ میں ہے پس تو اسکو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جامع میں ہے کہ اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کا امر تیسرے ہاتھ میں ہے پس تو اسکو طلاق دیدے پھر وکیل نے اپنی مجلس سے اٹھنے سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر مرد مذکور مجلس سے اٹھا قبل اسکے کہ عورت کو طلاق دے تو امر مذکور باطل ہو گیا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو اس عورت کو طلاق دیدے کہ اسکا امر تیسرے ہاتھ میں ہے تو یہ قول اور قول سابق دونوں یکساں ہیں یہ محیط میں ہے۔ اور مجموع النوازل میں ہے کہ اگر شوہر نے کسی لکھنے والے سے کہا کہ تو عورت کے واسطے یہ تحریر کر دے کہ اس عورت کا امر اسکے اختیار میں بدین شرط کہ میں ہر گاہ بدون اسکی اجازت کے سفر کروں پس یہ اپنے تین ایک طلاق دیدے جسوقت چاہے پس عورت نے کہا کہ میں ایک نہیں چاہتی ہوں بلکہ میں طلاق کی درخواست کی اور شوہر نے اس سے انکار کیا اور دونوں میں اتفاق ہوا پھر شوہر بدون اسکی اجازت کے باہر چلا گیا تو ایک طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہو جائیگا یہ فیصول عماد میں ہے اور اگر اپنی جورو کے امر کا اختیار جورو یا کسی اجنبی کے ہاتھ میں دیا پھر شوہر کو جنون مطلق ہو گیا تو یہ اختیار باطل ہوگا اور اگر اپنی جورو کے کام کا اختیار کسی طفل یا مجنون یا غلام یا کافر کے ہاتھ میں دیا تو جب تک وہ اپنی اس مجلس سے اٹھ کھڑا نہ ہو تب تک یہ اختیار اس کے ہاتھ رہیگا جیسا کہ خود عورت کو سپرد کرنے میں ہوتا ہے اور اگر اپنی صغیرہ جورو سے کہا کہ تیرا کام تیسرے ہاتھ میں ہے تو درحالیکہ وہ طلاق کی نیت لکھتا تھا پس صغیرہ مذکورہ نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو صحیح ہے اور طلاق واقع ہو جائیگی یہ فیصول استریشی میں ہے اور اگر اپنی جورو کا کام کسی معنویہ کے ہاتھ میں دیا تو صحیح ہے اور یہ مقصود مجلس ہوگا الا یہ کہ اگر یوں کہا کہ جب چاہے اسکو طلاق دیدے یا جب چاہے اس کے نفس کو طلاق دیدے تو ایسا نہیں ہے۔ اور اگر عورت دھردون کے ہاتھ میں یا تو دونوں میں سے ایک منفرد نہیں ہو سکتا ہے یعنی ایک تنہا اسکو طلاق نہیں دے سکتا اور اگر دونوں نے کہا کہ ہم نے عورت کو اپنی

۴
تو رجعی ہوگی۔ اور اگر غیر سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے اور حال یہ ہے کہ میں نے اسکا امر تیسرے ہاتھ میں کر دیا یا کہا کہ اور میں نے اسکا کام تیسرے ہاتھ میں کر دیا اور غیر مذکور نے طلاق دیدی تو دوسری طلاق پہلی کے سوا ہے اور ہوگی اسواسطے کہ واؤ واسطے عطف کے آتا ہے اور اگر حریف فار ذکر کیا یعنی بلفظ پس یا بلفظ کہ ذکر کیا تو وہ ایسی صورتوں میں بیان سبب کے واسطے ہوگا پس غیر مذکور کو فقط ایک طلاق کا اختیار ہوگا قال المترجم یعنی کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے تو یہ ایک طلاق ہے اور قولہ اور حال یہ ہے کہ میں نے اسکا امر تیسرے ہاتھ میں کر دیا تو یہ دوسری طلاق ہے پس دو طلاق سپرد کیں اور اگر یوں کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے کہ میں نے اسکا امر کا اختیار تیسرے ہاتھ میں دیا یا پس میں نے اسکا امر کا اختیار تیسرے ہاتھ میں دیا تو یہ ایک ہی طلاق کا اختیار رہیگا فافہم۔ پھر جب کہ اُس نے حریف واؤ ذکر کیا اور وکیل نے یعنی مامور نے عورت کو اپنی اسی مجلس میں طلاق دیدی تو عورت بدو طلاق بائنہ ہو جائیگی اسواسطے کہ معطوف فقرہ سے ضمن لفظ امر کے ساتھ اختیار دیا ہو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور جب ایک بائنہ ہوئی تو دوسری بھی بالضرور بائنہ ہوگی اسواسطے کہ شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور اگر وکیل مذکور نے اپنی مجلس سے اٹھ کھڑے ہونے کے بعد طلاق دیدی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ میری جورو کے امر کا اختیار تیسرے ہاتھ میں ہے پس تو اسکو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جامع میں ہے کہ اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کا امر تیسرے ہاتھ میں ہے پس تو اسکو طلاق دیدے پھر وکیل نے اپنی مجلس سے اٹھنے سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر مرد مذکور مجلس سے اٹھا قبل اسکے کہ عورت کو طلاق دے تو امر مذکور باطل ہو گیا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو اس عورت کو طلاق دیدے کہ اسکا امر تیسرے ہاتھ میں ہے تو یہ قول اور قول سابق دونوں یکساں ہیں یہ محیط میں ہے۔ اور مجموع النوازل میں ہے کہ اگر شوہر نے کسی لکھنے والے سے کہا کہ تو عورت کے واسطے یہ تحریر کر دے کہ اس عورت کا امر اسکے اختیار میں بدین شرط کہ میں ہر گاہ بدون اسکی اجازت کے سفر کروں پس یہ اپنے تین ایک طلاق دیدے جسوقت چاہے پس عورت نے کہا کہ میں ایک نہیں چاہتی ہوں بلکہ میں طلاق کی درخواست کی اور شوہر نے اس سے انکار کیا اور دونوں میں اتفاق ہوا پھر شوہر بدون اسکی اجازت کے باہر چلا گیا تو ایک طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہو جائیگا یہ فیصول عماد میں ہے اور اگر اپنی جورو کے امر کا اختیار جورو یا کسی اجنبی کے ہاتھ میں دیا پھر شوہر کو جنون مطلق ہو گیا تو یہ اختیار باطل ہوگا اور اگر اپنی جورو کے کام کا اختیار کسی طفل یا مجنون یا غلام یا کافر کے ہاتھ میں دیا تو جب تک وہ اپنی اس مجلس سے اٹھ کھڑا نہ ہو تب تک یہ اختیار اس کے ہاتھ رہیگا جیسا کہ خود عورت کو سپرد کرنے میں ہوتا ہے اور اگر اپنی صغیرہ جورو سے کہا کہ تیرا کام تیسرے ہاتھ میں ہے تو درحالیکہ وہ طلاق کی نیت لکھتا تھا پس صغیرہ مذکورہ نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو صحیح ہے اور طلاق واقع ہو جائیگی یہ فیصول استریشی میں ہے اور اگر اپنی جورو کا کام کسی معنویہ کے ہاتھ میں دیا تو صحیح ہے اور یہ مقصود مجلس ہوگا الا یہ کہ اگر یوں کہا کہ جب چاہے اسکو طلاق دیدے یا جب چاہے اس کے نفس کو طلاق دیدے تو ایسا نہیں ہے۔ اور اگر عورت دھردون کے ہاتھ میں یا تو دونوں میں سے ایک منفرد نہیں ہو سکتا ہے یعنی ایک تنہا اسکو طلاق نہیں دے سکتا اور اگر دونوں نے کہا کہ ہم نے عورت کو اپنی

جلس نفوذ میں طلاق دی ہو اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو اس سے قسم لیا گی کہ واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ ایسی ہی بات ہو۔ اور اگر شوہر نے میں طلاق کی نیت کی ہو پس دونوں میں سے ایک نے انکار کیا طلاق دیدی اور دوسرے نے دو طلاق یا تین طلاق دین تو ایک طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ ایک پر دونوں متفق ہوئے ہیں یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کے امر کا اختیار میرے ہاتھ دیتے ہو یا تمہیں کہہا کہ میں نے اس کے امر کا اختیار اپنے دیتے ہو یا تمہیں کر دیا پھر مخاطب نے عورت مذکورہ کو طلاق دی تو واقع ہوگی بلا اس صورت میں کہ شوہر اجازت دیدے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری جورو کا امر اللہ تعالیٰ اور تیرے اختیار میں ہے یا کہا میں نے اپنی جورو کے امر کا اختیار اللہ تعالیٰ اور تیرے ہاتھ میں دیا اور مراد امر سے طلاق ہو پس مخاطب نے طلاق دیدی تو واقع ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور متقی میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اس کے باپ کے ہاتھ میں دیا پس اس کے باپ نے کہا کہ میں نے اس کو قبول کیا تو مطلق ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ جناس مطلق میں مذکور ہے کہ دو مردوں نے ایک مرد پر گواہی دی اور دونوں نے کہا کہ ہم دونوں گواہی دیتے ہیں کہ فلاں نے حکم دیا تھا کہ ہم اسکی جورو کو یہ بات پہنچادین کہ اسنے عورت کا امر اس کے ہاتھ میں دیا ہو اور ہر کوئی جو بخی کہ اس کے بعد عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی تو دونوں کی گواہی جائز ہوگی۔ اور اگر دونوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں نے ہم سے کہا کہ تم دونوں میری جورو کا امر اس کے ہاتھ میں کر دو پس ہم دونوں نے اسکا امر اس کے ہاتھ میں کر دیا تو گواہی جائز نہیں اور یہ فصول استروشنی میں ہے۔ امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ اگر ایک مرد کی دو عورتیں ہوں پس اس نے کہا کہ تم دونوں کا امر تم دونوں کے ہاتھ میں ہو تو جب تک دونوں متفق نہ ہوں گی تب تک دونوں میں سے کوئی مطلقہ نہ ہوگی۔ اور اگر ایک عورت سے کہا کہ تیرا امر میرے ہاتھ میں ہو اور اس جورو کا امر میرے ہاتھ میں اسنے دوسری جورو کو طلاق دیدی پھر اپنے آپ کو طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ میری عورتوں کا امر میرے ہاتھ میں ہو یا کہا کہ میری جس عورت کو چاہے طلاق دے تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اپنے آپ کو طلاق دیدے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری عورتوں میں سے کسی ایک عورت کا امر میرے ہاتھ میں ہو اور طلاق کی نیت کی پس اسنے ایک جورو کو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ میں نے اسکی نہیں بلکہ دوسری کی نیت کی تھی تو قضاء اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر میرے ہاتھ میں ہے یا اسکا امر اس کے ہاتھ میں پس اگر مخاطب نے یا دوسری نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو دوسرا اختیار باطل ہو جائیگا اور اگر دونوں نے معاً اپنے آپ کو طلاق دیدی تو دونوں میں سے ایک مطلقہ ہو جائیگی اور اسکا بیان شوہر کے ذمہ ہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک فقہانی نے دوسرے کی جورو سے کہا کہ میں نے تیرا امر میرے اختیار میں کر دیا پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر شوہر کو شک ہو پوچھی پس اسنے اس سب کی اجازت دیدی تو عورت کے اختیار کر لینے سے طلاق واقع ہوگی لیکن جس مجلس میں اسکو شوہر کی اجازت دینے کا حال معلوم ہوا ہو اس مجلس تک اسکو اختیار حاصل ہو جائیگا اور اسی طرح اگر عورت نے خود کہا کہ میں نے اپنے امر کو اپنے ہاتھ میں کر دیا اور اپنے نفس کو اختیار کر لیا پس شوہر نے اس سب کی اجازت دیدی تو طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اجازت دینے پر عورت کا امر اس کے ہاتھ میں ہو جائیگا۔ اور اگر عورت

سے کسی ایک عورت کا امر میرے ہاتھ میں ہو اور طلاق کی نیت کی پس اسنے ایک جورو کو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ میں نے اسکی نہیں بلکہ دوسری کی نیت کی تھی تو قضاء اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر میرے ہاتھ میں ہے یا اسکا امر اس کے ہاتھ میں پس اگر مخاطب نے یا دوسری نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو دوسرا اختیار باطل ہو جائیگا اور اگر دونوں نے معاً اپنے آپ کو طلاق دیدی تو دونوں میں سے ایک مطلقہ ہو جائیگی اور اسکا بیان شوہر کے ذمہ ہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک فقہانی نے دوسرے کی جورو سے کہا کہ میں نے تیرا امر میرے اختیار میں کر دیا پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر شوہر کو شک ہو پوچھی پس اسنے اس سب کی اجازت دیدی تو عورت کے اختیار کر لینے سے طلاق واقع ہوگی لیکن جس مجلس میں اسکو شوہر کی اجازت دینے کا حال معلوم ہوا ہو اس مجلس تک اسکو اختیار حاصل ہو جائیگا اور اسی طرح اگر عورت نے خود کہا کہ میں نے اپنے امر کو اپنے ہاتھ میں کر دیا اور اپنے نفس کو اختیار کر لیا پس شوہر نے اس سب کی اجازت دیدی تو طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اجازت دینے پر عورت کا امر اس کے ہاتھ میں ہو جائیگا۔ اور اگر عورت

نے کہا کہ میں نے اپنا امر اپنے ہاتھ میں کر دیا اور اپنے نفس کو طلاق دیدی بھر شوہر نے اس کے لئے اجازت دی تو فی الحال ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور عورت کا امر اس کے اختیار میں ہو جائیگا چنانچہ اگر اس نے پھر اپنے نفس کو اختیار کیا تو دوسری طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور شوہر نے اجازت دی تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو بائنہ کر دیا اور شوہر نے اجازت دی تو شوہر کی نیت ہونے پر طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھ حرام کیا اور شوہر نے اجازت دیدی تو شوہر ایلا کر کرنے والا ہو جائیگا اس واسطے کہ حلال کا حرام کر لینا ایلا ہے و لیکن ہمارے عرف میں یہ قول طلاق ہو گیا ہو پس عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ ظہیرہ میں ہے و قال المترجم ہمارے عرف میں ایسا نہیں ہے پس ایلا ہونے کا حکم شہرہ و اللہ اعلم اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ البتہ میں نے اس کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہے اور عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور طلاق واقع ہونے کے واسطے اجازت کے وقت شوہر کی نیت طلاق ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اگر اجازت دینے کے وقت شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو نیت صحیح نہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنا امر اپنے ہاتھ میں کر دیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے اس کی اجازت دیدی اور شوہر کی نیت طلاق کی ہو تو امر عورت اس کے ہاتھ میں ہو جائیگا اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے خیار اپنی طرف کر لیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے اس کی اجازت دیدی اور شوہر کی نیت طلاق ہے تو خیار عورت کو حاصل ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کو خبر دی گئی کہ فلاں نے میری جو رو کو طلاق دیدی ہے پس اس نے کہا کہ جو اس نے کیا اچھا ہے یا کہا کہ اس نے بڑا کیا تو بعض نے فرمایا کہ اول صورت میں واقع ہوگی اور دوسری صورت میں نہیں واقع ہوگی اور یہی ظاہر ہے اور یہی مانو ہو یہ جو اہر اخلاطی میں ہے۔ اگر عورت نے کہا کہ میں نے کل اپنا امر اپنے اختیار میں کیا پس اپنے نفس کو اختیار کر لیا ہے اور شوہر نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور میں نے اس کی اجازت دیدی تو اس وقت جو رو کو اختیار حاصل ہوگا اور قبل اسکے جو اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تھا وہ باطل ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے کل کہا تھا کہ آج کے روز میرا میرے اختیار میں ہے پس شوہر نے کہا کہ میں نے اجازت دیدی تو صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ وہ دن گزر گیا یہ عتاب میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے کہا کہ زید کی جو رو طلاق ہے پس زید نے کہا کہ میں نے اجازت دیدی یا میں رضی ہوا یا میں نے اس کو اپنے نفس پر لازم کیا تو اس پر طلاق لازم ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ میں نے تیرا امر تیرے اختیار میں کرنا تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا پس اگر عورت نے اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگی اور مال لازم آوے گا یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا کہا کہ میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ میں کر دیا تو یہ در تفریق میں ہے اور اگر اس نے اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور اگر کہا کہ جملت امرک بیدک فامرک بیدک یعنی میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو یہ ایک تفویض ہے یہ محیط سہری میں ہے۔ اور اگر شوہر نے چند الفاظ تفویض کو جمع کر دیا مثلاً کہا کہ امرک بیدک اختیار میں ملتی پس اگر ان الفاظ کو بغیر حرف صلہ کر لیا تو ہر ایک

اس کے بعد دوسرے صورت
اس کے بعد تیسرے صورت

تیسرے صورت میں
کو اختیار کر طلاق دیدی ہے

کلام مبتدا قرار دیا جائیگا اور اگر بحرف فار ذکر کیا تو جو لفظ بحرف فار مذکور ہو وہ تفسیر قرار دیا جائیگا بشرطیکہ تفسیر کی صلاحیت رکھتا ہو اور امر بالید کی تفسیر ہونے کی صلاحیت لفظ اختیار کو ہو اور اختیار کی تفسیر امر بالید سے نہیں ہو سکتی ہے۔ اور نیز امر بالید کی تفسیر امر بالید سے ہوگی اور اسی طرح اختیار کی تفسیر اختیار سے ہوگی اس واسطے کہ کوئی لفظ خود اپنی تفسیر نہیں ہو سکتا ہے اور جب تفسیر ہو سکے تو ماتقدم کی علت قرار دیا جائیگا اور اگر علت بھی نہیں ہو سکے تو معطوف قرار دیا جائیگا۔ اور اگر بحرف واو ذکر کیا تو واسطے عطف کے ہوتا ہے پس عطف ہوگا اور تفسیر نہ ہوگا اس واسطے کہ معطوف اپنے معطوف علیہ کی تفسیر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے اور جب ایک دوسرے پر عطف کیے گئے تو جو تفسیر آخرین مذکور ہوگی تو وہ سب کی تفسیر قرار دی جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اختیار امر بالید کو مکرر بدون حرف واو کے ذکر کیا اور آخرین تفسیر ذکر کی تو یہ تفسیر لفظ اسی کی ہوگی جو اسکے متصل ہے اور اسکے ماقبل کی ہوگی یہ غایہ سرحدی میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ امرک بیدک مطلق نفک یا کہا کہ اختاری مطلق نفک یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے اپنے نفس کو طلاق دیدے یا کہا کہ اختیار کر تو اپنے نفس کو طلاق دیدے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تو اسکے قول کی تصدیق ہوگی اور عورت پر کچھ نہ واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے اختیار کر تو اپنے نفس کو طلاق دیدے اور جو روئے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور شوہر نے کہا کہ میں نے انہیں سے کسی سے طلاق کی نیت نہیں کی تو اسکے قول کی تصدیق ہوگی اور عورت پر ایک طلاق بائنہ ہوگی اور یہ اس قول سے واقع ہوگی کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے مگر شوہر سے قسم لیا جائیگی کہ واللہ میں نے اس سے تین طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اختار کر تو پس تیرا کام تیرے ہاتھ ہے پس اپنے نفس کو طلاق دیدے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دیدے پس تو امرک بیدک یعنی تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اس قول سے اس پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے نفس کو طلاق دے یا کہا کہ تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دے یا میں نے اپنے نفس کو اختیار کر تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اور اپنے نفس کو طلاق دے یا کہا کہ تو اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس اگر شوہر نے طلاق کی نیت نہ کی ہو تو عورت پر کچھ واقع ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دے یا میں نے اپنے نفس کو طلاق دے تو اس سے عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی لیکن اگر شوہر نے اپنے اس قول سے کہ اپنے نفس کو طلاق دے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور تو اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اور تو اختیار کر پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر اور تیرا کام تیرے ہاتھ ہے پس تیرا کام تیرے ہاتھ ہے تو بھی یہی حکم ہے کہ کچھ واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اور تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو عورت پر دو طلاق واقع ہوگی مگر اسکے ساتھ شوہر سے

قسم لیجائیگی کہ اُس نے امر بالید سے متین طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو اختیار کر اور تو اختیار کر
 پس اپنے نفس کو طلاق دیدے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس تو اپنے نفس کو طلاق
 دیدے تو بھی یہی حکم ہو یہ غایت سرور حرمین ہو اور اگر کہا کہ میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ کر دیا پس تیرا امر تیرے
 ہاتھ ہو پس اپنے نفس کو طلاق دے تو امر ایک ہی ہوگا اور تیسرا جملہ اس امر کی تفسیر ہو گیا یہ عتبار یہ میں ہو
 اور اگر کہا کہ اختیار کر تو پس اختیار کر تو پس تو اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے
 نفس کو اختیار کیا تو دو طلاق بائن ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو
 پس تو اپنے نفس کو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ تو اختیار کر پس تو اپنے نفس کو طلاق
 دے اور تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہو پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دو طلاق بائن
 واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت
 نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا یون کہا کہ تو اختیار کر پس تو اپنے نفس کو طلاق دے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو
 پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ کافی میں ہو اور اگر کہا کہ تو اختیار کر
 پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو اور اپنے نفس کو طلاق دے پس اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ واقع ہوگی
 اور اگر اپنے نفس کو طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو
 پس تو اختیار کر اور اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے یا پس اپنے نفس کو طلاق دے پس اُس نے
 کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک بائنہ واقع ہوگی۔ اور اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے نیت کی
 تھی تو محسکی تصدیق نہ کیجائیگی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو یا میں نے
 اختیار تیرے ہاتھ میں کر دیا پس اُس نے اپنے نفس کو طلاق دے یا تو اپنے نفس کو طلاق دے پس میں نے اختیار
 تیرے ہاتھ میں کر دیا پس اُس نے اپنے نفس کو طلاق دی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ طلاق دے
 اپنے نفس کو پس اختیار کر پس عورت نے کہا کہ میں نے اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ
 میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو دو طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو اختیار کر
 کر اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے اور کچھ نیت عدد نہیں کی ہو پس عورت نے کہا کہ میں نے
 اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر خاموش رہا پھر
 کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے آیا مجھے کافی نہیں ہو کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے اور امر بالید سے کچھ
 نیت نہیں کی پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو واقع ہوگی حتیٰ کہ اگر عورت نے کہا کہ
 میں نے اپنے آپ کو طلاق دی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ
 ہو پس تو اختیار کر اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو یا کہا کہ تیرا امر
 تیرے ہاتھ ہو تو اختیار کر پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر تیرا امر تیرے ہاتھ ہو یا تیرا امر تیرے ہاتھ ہو
 یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو تو اختیار کر اور تو اختیار کر اور کچھ نیت نہ کی تو سب صورتوں میں طلاق واقع
 ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ میں کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہو پس عورت نے اپنے

زیادہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور اگر عورت کو زیر کے آنے کا حال معلوم ہو ایہا نکاح کہ وقت گزر گیا تو اسکو اس تفویض کی رو سے کبھی اختیار نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے اور اگر کہا کہ میری جو رو کا امر فلان کے ہاتھ ایک ماہ ہی تو جسوقت یہ لفظ کہا ہے اس سے متصل اگرچہ مہینہ آتا ہے وہی یہ مہینہ قرار دیا جائیگا اور اس مہینے کے گزرنے سے یہ تفویض باطل ہو جائیگی اگرچہ فلان کو اس تفویض کا علم نہوا ہو۔ اور اگر کہا کہ جب یہ مہینہ گزر جاوے تو میری عورت کا امر فلان کے ہاتھ ہے پھر یہ مہینہ گزر گیا تو فلان کو اپنی مجلس علم میں یہ اختیار حاصل ہوگا اگرچہ دو مہینے گزرنے کے بعد اسکو آگاہی ہو اسواسطے کہ تفویض مذکور اس مہینے کے گزرنے پر معلق ہے اور جو امر معلق بشرط ہودہ شرط پائی جانے کے وقت مثل مرسل کے ہو جاتا ہے اور اگر بطور مرسل بعد مہینہ گزرنے کے فلان کو تفویض کرے تو فلان کو اپنی مجلس بھر ہی اختیار رہیگا پس ایسا ہی اس صورت میں بھی ہے۔ اور اگر کہا کہ میری جو رو کا امر بعد مہینہ گزرنے کے فلان و فلان کے اختیار میں ہے۔ پھر ایک مہینہ گزر گیا پھر دونوں میں سے ایک کو معلوم ہوا اور وہ طلاق دینے سے پہلے مجلس سے اٹھ کھڑا ہو تو امر مذکور باطل ہو جائیگا اور اگر اس نے طلاق دیدی تو بوقت رہائگی یہاں تک کہ دوسرے کو اس تفویض کا علم ہو پس اگر اس نے اپنی مجلس علم میں طلاق دی تو واقع ہو جائیگی ورنہ باطل ہوگی یہ محیط شخصی میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ اگر تو مجھے میرا قرضہ ایک مہینہ تک ادا نہ کرے تو تیری جو رو کا امر میرے ہاتھ ہوگا پس قرضدار نے کہا کہ ایسا ہی ہو پھر شرط پائی گئی یعنی قرضدار نے ادا کیا تو قرضخواہ کو اختیار حاصل ہوگا کہ اسکی جو رو کو طلاق دیدے یہ وجہ کر دہی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جب فلان مہینہ آوے تو اس میں سے ایک روز تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا کہا کہ روز جمعہ کے ایک گھنٹی تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور اسکی کچھ نیت شرطی تو یہ کچھ نہیں ہے لیکن جس مجلس میں یہ لفظ کہا ہے اگر اسی مجلس میں یہ روز یا یہ ساعت بیان کر دی تو اس کے بیان پر رکھا جائیگا یہ عتبار میں ہے۔ منتفی میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ جب چاند ہو تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس اگر عورت کو معلوم ہوا کہ چاند ہوا ہے مگر اس نے اپنے نفس کو اس مجلس میں اختیار نہ کیا تو عورت کے ہاتھ سے اختیار رکھ جائیگا اور اگر چاند کے چند روز بعد عورت آئی اور کہا کہ مجھے چاند کا حال معلوم نہیں ہو اختیار پس اگر عورت کو ایسی بات لائی کہ میری رائے میں وہ سچی معلوم ہوئی تو میں اسکو اسپر قسم دلاؤں گا اور اسکا قول قبول کروں گا اور اختیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اگر ایسی بات لائی کہ مجھے اس میں جھوٹی معلوم ہوئی تو میں اسکا قول قبول نہ کروں گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ جسوقت میں دوسری عورت سے تیرے نکاح کروں تو اس عورت کے امر کا اختیار تیرے ہاتھ ہے پھر اس عورت کو خلع دیدیا یا بائنہ طلاق دیدی پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اس دوسری کا امر اس عورت کے ہاتھ میں نہ ہوگا۔ اور اگر یوں کہا کہ جب میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو اسکا امر تیرے ہاتھ ہے اور یہ نہ کہا کہ تیرے اوپر پھر اس عورت کو خلع دیدیا یا طلاق بائنہ طلاق دیدی پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اسکا امر پہلی عورت کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ جسوقت میں اس نکاح میں تیرے اوپر دوسری عورت سے نکاح کروں تو اسکا امر تیرے ہاتھ میں ہوگا یا تیرے ہاتھ میں ہوگا یا تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہوگا پھر شوہر نے اس عورت کو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر دوبارہ نکاح کیا پھر اسپر دوسری عورت بیاہ لایا تو امر مذکور اس کے ہاتھ میں نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ ان عورت علیک مومت فی نکاحی او کنت

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

فی نکاحی فانک بیدک اگر میں تجھ دوسری عورت سے نکاح کروں مادامیکہ تو میرے نکاح میں ہر باجب تک کہ تو میرے نکاح میں ہو پس تیرا میرے ہاتھ ہو پھر اسکو طلاق بائن دیدی یا خلع دیدیا پھر اس سے نکاح کیا پھر اسکے اور پھر نکاح کیا تو اس قول کی صورت میں کہ مادامیکہ تو میرے نکاح میں ہر عورت مذکورہ کے ہاتھ میں اسکا منہ نہ جائیگا حال الترتیب ظاہر ادا مین معنی پیوستگی کا لحاظ کیا گیا ہے کہ ہر چند اسوقت یہ عورت اُسکے نکاح میں ہو مگر یہ وہ نہیں رہی بلکہ سچ میں طلاق یا خلع پایا ہے فانہم اور اس قول کی صورت میں کہ جب تک تو میرے نکاح میں ہو بھی ایسا ہی ہے بنا بر روایت کتاب الایمان مختصر کرخی رحمہ اللہ کے کہ اس مختصر کی کتاب الایمان میں مذکور ہے کہ ماومت واکنت دونوں یکساں ہیں۔ اور مجموع النوازل میں ان دونوں میں فرق کیا ہے اور اشارہ کیا ہے کہ ماکنت کی صورت میں جبکہ عورت کو خلع دینے کے بعد پھر اُس سے نکاح کرنے کے بعد اسپر دوسرا نکاح کیا تو عورت مذکور مختار ہوگی اسواسطے کہ کون بعد کون کے ہو سکتا ہے یعنی ایک ہونا اگر جاتا رہے تو پھر اسکے بعد ہونا ممکن ہو سکتا ہے اور دیہوت بعد دیہوت کے نہیں ہو سکتی ہے یعنی پیوستگی اگر جاتی رہے اور منقطع ہو جائے تو پھر پیوستگی نہیں پیدا ہو سکتی ہے یہ فصول استروشنی میں ہے وقال المترجم پوشیدہ نہیں ہے کہ ماکنت میں ما یعنی مادام ہے اگرچہ لفظ دام نہیں مذکور ہے پس ماکنت کو معنی مادام کنت ہونا چاہیے پس ماومت واکنت معنی واحد ہونے کے اگرچہ لفظا فرق ہو ابنا برین فرق محل تامل ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اور کمال فرق ترجمہ اسی قدر ہے کہ جو مترجم نے کیا ہے تا نیکہ یہ تامل میں ترجمہ میں بھی مرعی ہے بل نتیجی ان یرامی لیوائفہ من کل الوجوه فلتیائل۔ ایک شخص نے اپنی جورد کا امر اسکے ہاتھ میں کر دیا بشرط آنکہ اسپر دوسری عورت سے نکاح کرے پھر اُس عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ تو نے فلانہ سے مجھ پر نکاح کیا ہے اور فلانہ مذکورہ حاضر ہو کہتی ہے کہ میں نے اپنے نفس کو اس مرد کے نکاح میں دیا ہے اور گواہوں نے نکاح کی گواہی دی تو یہ عورت مختار ہو جائیگی۔ اور اگر فلانہ مذکورہ غائب ہو پس اس عورت نے شوہر پر گواہ قائم کیے کہ تو نے مجھ پر فلانہ بنت فلان بن فلان سے نکاح کیا ہے اور میرا میرے قبضہ میں ہو گیا پس آیا اس دعویٰ کی سماعت ہوگی یا نہ ہوگی تو اس میں درود آئین ہیں اور صحیح ہے کہ سماعت نہ ہوگی اسواسطے کہ فلانہ مذکورہ پر اثبات نکاح کے واسطے یہ عورت مذکورہ خصم نہیں ہے یہ فصول عامہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دارین داخل ہوئی تو تیرا میرے ہاتھ ہے پھر اسکو ایک طلاق بائنہ دیدی یا دو طلاق بائنہ دیدیں تو اسے مذکور باطل نہوگا ستہ کہ اگر پھر اُس سے نکاح کیا پھر وہ دارین داخل ہوئی تو اسے اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا خواہ عورت مذکورہ سے عدت میں نکاح کیا ہو یا بعد الفصحا عدت کے از خواہ بخولہ ہو یا غیر بخولہ ہو چنانچہ اگر غیر بخولہ سے بھی پھر نکاح کیا پھر اُس نے اپنے آپکو طلاق دی تو واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو فلان شخص کے دارین داخل ہوئی تو تیرا میرے ہاتھ ہے پھر وہ فلان کے دارین میں گئی پھر اپنے نفس کو طلاق دی پس اگر اس جلسہ سے جہان دارین داخل ہونے والی قرار دی گئی ہے تو وہ نہ ہونے سے پہلے اپنے نفس کو طلاق دی تو طلاق پر جائیگی اور اگر وہ قدم چل کر پھر اپنے نفس کو طلاق دیدی تو سطاقت نہ ہوگی یہ محیط میں ہے منتقی میں لکھا ہے کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں تجھ سے غائب ہو پس تو میری غیبت میں ایک دن یا دو دن ٹھہری تو تیرا میرے ہاتھ ہے تو فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ ایک دن ٹھہری تو اسکا امر اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا اور ایسی صورت میں دونوں باتوں میں سے اول بات چکم

خیر کہتے ہو کہ عورت
 کے قبضہ میں اطلاق
 ہی حق مالی و شخصی پر
 نافذ ہو یہ مردانہ
 فرائض عورت
 کے جملہ عورت پر
 ثابت نہیں ہیں
 لیکن اس میں ذائق
 میں خصم پر تاکہ
 ہم مکمل حاصل کر
 سکیں تمام مالی و
 حق کو کہ عورت کی
 سے لایا پر حال خود

[illegible]

لگایا جاتا ہو۔ ایک شخص نے اپنی جورو کے ہاتھ میں اسکا امر اس شرط سے دیا کہ اگر وہ اس عورت سے میرا تعلق مدت غائب رہا ہو جاوے تو عورت کا امر اسکے ہاتھ ہو کہ اپنے نفس کو حسب چاہے طلاق دیدے پھر اس مدت مذکورہ ہم غائب رہا مگر اس مدت کے آخر و زمین حاضر ہو گیا پھر ان کو دیکھا تو یہ عورت اور غائب ہو گئی یہاں تک کہ یہ مدت مذکورہ پوری تمام ہو گئی تو شیخ امام اُستاد رحمہ اللہ نے فتوے دیا کہ عورت کا امر اسکے اختیار میں رہیگا اور قاضی امام فخر الدین رحمہ اللہ نے فتوے دیا کہ اگر مرد مذکور اس عورت کی جگہ جانتا ہو کہ کہاں ہے تو عورت کا امر اسکے ہاتھ نہ ہوگا۔ اور فرمایا کہ یہ اس وقت ہے کہ عورت مدخل ہو اور اگر غیر مدخل ہو تو غیر مدخل سے اتنی مدت تک غائب ہونے سے اسکا امر اسکے ہاتھ نہ ہوگا اور اگر مدخل ہو اور اس سے اتنی مدت تک غائب رہا لیکن وہ شہر میں رہا مگر اسکے گھر نہیں آتا تھا تو عورت کا امر اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا اور فرمایا کہ ایسا ہی شیخ قاضی امام نے فتویٰ دیا ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں کوہ بخارا سے غائب ہو جاؤں تو عورت کا امر اسکے ہاتھ میں ہو تو حسب ہی وہ شہر سے نکلا اور ان دو ہیانت میں چھوٹے گا تب ہی عورت کا امر اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے فتاویٰ امام فخر الدین میں مذکور ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اسکے ہاتھ میں اس شرط سے دیا کہ حسب وہ اس عورت سے بخارا سے اسکا ان سے چھوٹے دو لون بہتے ہیں دو ہیانت تک غائب ہو تو عورت مذکورہ مختار ہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر وہ بخارا سے دو ہیانت تک غائب رہا لیکن یہ امر اس عورت سے دخول کرنے سے پہلے واقع ہوا اور عورت نے قبل اسکے مدخل ہونے کے اپنے نفس کو طلاق دیدی تو طلاق نہ پڑگی اس واسطے کہ وہ عورت سے ایسے مکان سے غائب نہیں ہو سکتی دونوں رہتے تھے ایسے مکان سے جس میں دونوں رہتے ہوں یہ مراد ہوتی ہے کہ مکان سکونت و ازدواج ہو یہ فصول استروثنی میں ہے قال المترجم ہمارے عرف میں مکان سے یہ معنی مراد نہیں ہوتے ہیں پس اگر یہ علت عدم طلاق ہو تو واقع ہونا چاہیے ہو فلیتأمل۔ اور اگر کہا کہ میں بخارا سے غائب ہوں تو وضع رہے کہ بخارا خاص قصہ ہوا طلاق ہوتا ہے یہ اکثر شائع کا قول ہے اور امام سرخسی نے فرمایا کہ کریمہ سے فریاد تک سب بخارا ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں بلوچ بخارا سے تیری بلا اجارت لگوں تو تیرا میرے ہاتھ ہے حسب چاہے تو طلاق دیدے پھر خود کو کب سے اسے کو گیا اور وہاں دونوں رہا تو عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ و غیرہ کروری میں ہے۔ شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں اس شہر سے غائب ہو جاؤں اور میرے غائب ہونے پر جو زمینہ گزرین تو میری جورو کا امر میرے ہاتھ ہو جی کہ تو اسکو اسکے باقی میرے اور نفقہ عدت کے عوض خلع کر دے پھر وہ غائب ہوا اور چھ ہیانت تک نہ آیا تو شیخ نجم الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ توکل مطلق ہو جی کہ اگر غیر مذکور مجلس سے اٹھ کھڑا ہو تو باطل نہ ہوگی اور جس کے سواے اور شائع سے فتوہ بخارا نے فتویٰ دیا کہ یہ تملیک ہو جی کہ مجلس سے اٹھ کھڑے ہونے سے باطل ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ ظہر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا کام اسکے ہاتھ میں برین شرط دیا کہ اگر وہ عورت کو اتنی چیز ایسے وقت نہ دے تو عورت کو اختیار ہے حسب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر وقت گزر گیا اور عورت نے اپنے تین طلاق دیدی پھر دونوں نے اختلاف کیا چنانچہ مرد نے کہا کہ میں نے اس عورت کو اس وقت پر چیز مذکور دیدی اور عورت نے اس سے انکار کیا تو طلاق کے حق میں شوہر کا قول قبول ہو گا حتیٰ کہ اس پر وقوع طلاق کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اس مسئلہ کی اصل وہ مسئلہ ہے جو فقہی میں مذکور ہے کہ

صہ مینی خشیہ
وہیچو امر
نہیچا چارہ بیک

ابوہار علیا دسی دوم
ابوہار سلطان آرمند
مین ۱۱ سن

ہو جائیگا چنانچہ فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ اگر مرد نے کہا کہ اگر میں تیرا نفقہ کر مینہ سے دس روز تک نہ سمجھوں تو تیرا طلاق ہے پھر دس روز گزرنے سے پہلے دوسرے موضع سے روانہ کیا تو قسم میں حائث ہو جائیگا یہ فصول عامہ میں ہیں اگر کہنا تجھے تیرا نفقہ دس روز میں نہ پہونچے تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر ان ایام میں عورت مذکورہ نے نشوونما لینے سرکشی کی مثلاً بلا اجازت شوہر کے اپنے باپ کے یہاں چلی گئی اور اسکو نفقہ نہ پہونچا تو امر بالبد کے حکم سے عورت پر طلاق واقع ہونگی یہ بھر الراق میں ہے۔ اگر کہنا کہ میں تجھے غائب ہو جاؤں تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر کسی ظالم نے اسکو قید کر لیا تو عورت کا امر اس کے ہاتھ میں نہ ہوگا اور شیخ نے فرمایا کہ اگر ظالم نے اسے چلنے کے واسطے جبر کیا پس وہ خود چلا گیا تو عورت کے ہاتھ میں اسکا امر ہو جائیگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر عورت کے ہاتھ اسکا امر بدین شرط کر دیا کہ جب وہ اس عورت کو بلا جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے پھر اسکو مارا پھر دونوں نے اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے کہا کہ میں نے جرم پر مارا ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اس کے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ جب اسکو بغیر جرم مارے تو عورت جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے پھر عورت بغیر حکم و اجازت شوہر کے گھر سے باہر چلی گئی پس شوہر نے اسکو مارا تو بعض نے فرمایا ہے کہ اگر شوہر اسکو اسکا مهر معجل ادا کر چکا ہے تو عورت کے اختیار میں اسکا امر نہ ہوگا اور اگر مهر معجل اسکو ادا نہیں کیا ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ اسکی بلا اجازت اپنے باپ کے گھر چلی جاوے اور مهر معجل وصول کرنے کے لیے اپنے نفس کو شوہر سے باز رکھے پس یہ خرد ج جرم نہ ہوگا اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی رحمہ اللہ تفصیل فتوے دیتے تھے کہ عورت کے ہاتھ میں اسکا امر ہوگا اور فرماتے تھے کہ عورت کا گھر سے باہر جانا مطلقاً جرم ہے اور اول اصح ہے یہ محیط میں ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر مہینہ تک میں تجھے دودنیا نہ دوں تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس عورت نے قرضہ لیا اور شوہر پر اترا دیا پس اگر شوہر نے اس مدت گزرنے سے پہلے قرضہ کو یہ مال دیدیا تو عورت کو ایقاع طلاق کا اختیار ہوگا اور اگر ادا نہ کیا تو ایقاع کا اختیار ہوگا۔ عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے بشرطیکہ میں شہر سے نکلوں الا تیری اجازت سے نکلوں پھر وہ شہر سے نکلا اور عورت بھی اس کے پہونچانے کو باہر نکلی تو یہ امر عورت کی طرف سے اجازت نہیں ہے اور اگر عورت سے اجازت مانگی پس عورت نے اشارہ کیا تو اسکا حکم ذکر نہیں فرمایا ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور میرے جد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اس کے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ وہ جو اکیلے پھر اس نے جو اکیلے پس عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ تین روز ہونے جب سے مجھے معلوم ہوا تھا مگر تو نے جس مجلس میں جانا تھا اس میں اپنے نفس کو طلاق نہیں دی اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ مجھے ابھی معلوم ہوا پس میں نے فی الفور طلاق دی ہے تو فرمایا کہ قول عورت کا قبول ہوگا یہ فصول عامہ میں ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں کوئی نقشہ ہوں یا تجھ سے غائب ہوں تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر ان دونوں باتوں میں ایک بات پائی گئی پس عورت نے اپنے آپ کو طلاق دی پھر دوسری بات پائی گئی تو اب عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے تین دوسری طلاق دے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں کبھی تمکو ماروں یا تجھ سے غائب ہو جاؤں تو تجب ایسا کروں تو تیرا امر تیرے

لے قال الغنی فی
فتاویٰ ہندیہ
کتاب الطلاق
باب سوم
فی طلاق
صفحہ ۲۱۵

اختیار ہر چاہے اپنے نفس کو ایک طلاق دے اور اگر چاہے تو دو اور اگر چاہے تین طلاق دے پھر اگر شرط پائے جانے پر عورت نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی تو اسی مجلس میں دوسری طلاق اپنے آپ کو دے سکتی ہے اور نہیں تو فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے یہ فصول استثنائی ہیں۔ اگر کہا کہ اگر میں تجھ سے چھ مہینہ غائب ہوں اور تجھکو میں اور میرا فقہ اس مدت میں نہ ملے تو میرا طلاق تیرے ہاتھ ہے پھر مرد مذکور غائب ہو گیا اور اس مدت تک خود اس سے نہیں ملا مگر فقہ عورت کو پہنچ گیا تو عورت کا امر اسکے اختیار میں ہو گا اس واسطے کہ طلاق اس مقام پر اس بات پر معلق ہے کہ دونوں باتیں نہ پائی جاویں اور ایسا نہ ہو بلکہ ایک بات پائی گئی پس مرد مذکور حائض ہو گا اور اگر کسی نے دو باتوں کے پائے جانے پر معلق کیا تو حسب تک دونوں نہ پائی جاویں حائض نہ ہو گا اور جب دونوں پائی جاویں گی حائض ہو گا چنانچہ اگر کہا کہ واللہ میں ان دونوں دار میں داخل ہو گا یا کہا کہ اگر تو اس دار میں داخل ہوئی تو تو طلاق ہے خواہ طلاق کو مقدم کیا یا مؤخر بیان کیا تو مطلق نہ ہو گی آیا دونوں دار میں داخل ہونے سے مطلق ہو گی یہ جو اہر خلائی ہیں ہر ایک شخص نے اپنی زوجہ صغیرہ کا امر اسکے اختیار میں بدین شرط دیا کہ جب وہ اسکے پاس سے ایک سال غائب ہو جاوے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے مگر ایسی طرح کہ شوہر کو کوئی خسارہ لاحق نہ ہو پھر شرط پائی گئی پھر عورت نے اسکو ہر دفعہ عدت سے برسی کیا اور اپنے اوپر طلاق واقع کی تو طلاق رجبی واقع ہو گی اور ہر دفعہ ساقط ہو گا یہ وجہ کر دری ہیں ہر ایک شخص نے اپنی جورد کا امر اسکے اختیار میں اس شرط سے کہ دیا کہ جب وہ اسکو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے پھر عورت مذکورہ نے اس شرط سے فقہ طلب کیا اور بہت اصرار کیا اور اسکے پیچھے لگ گئی تو یہ جنابت نہیں ہے لیکن اگر شوہر کے ساتھ برزانی کی یا اسکے کپڑے پھاڑ ڈالے یا اسکی ڈاڑھی پکڑی تو یہ جنابت ہے۔ اور اگر شوہر کو کہا کہ اگر گدھے یا اسے بوقوت یا خدا بے موت دے تو یہ عورت کی طرف سے جنابت ہے۔ اور اگر عورت کا امر اسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ جب وہ عورت کو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے آپ کو طلاق دے پھر عورت نے غیر محرم کے سامنے منہ کھولا تو شیخ امام استاد نے فتوے دیا کہ یہ جنابت ہے اور قاضی امام غفر الدین نے کہا کہ یہ جنابت نہیں ہے اور فرمایا کہ یہ قول قدوری رحمہ اللہ کے موافق ہے کہ اسکا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں محل پر وہ نہیں ہیں کذا فی الخلاصہ اور شیخ یہ کہ اگر اسنے ایسے شخص کے سامنے منہ کھول دیا ہے کہ اس عورت سے متہم ہو ایا ہو تو یہ جنابت ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنی آواز کسی اجنبی کو سنائی تو یہ جرم ہے اور سنانے کی یہ صورت ہے کہ کسی اجنبی سے باتیں کیں یا عسداً اس طرح باتیں کیں تاکہ اجنبی آدمی سنے یا اپنے شوہر سے اس طرح جھگڑے کہ طور پر باتیں کیں کہ اسکی آواز کسی اجنبی نے سنی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کسی اجنبی کو گالی دی تو یہ جنابت ہے یہ بحسب الرائق میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کا امر اسکے ہاتھ میں اس شرط سے دیا کہ اسکو بغیر جرم مارے۔ پھر عورت نے کوئی شرعی جنابت کی جس سے تحقق سزا سے ضرب ہوئی پس مرد نے اسکو نہیں مارا پھر چند روز بعد اسنے غیر شرعی جنابت کی پس مرد نے اسکو مارا اور عورت نے حکم امر بالید کے اپنے تین طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے پہلی جنابت پر مارا ہے پس تو اپنے آپ کو طلاق نہیں دے سکتی ہے اور عورت نے کہا میں نے تجھے پہلی جنابت پر مجھے مارا ہے اور مجھے اپنے تین طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے کیا تو قول شوہر کا قبول ہو گا یہ فصول معلوم ہیں

ہر دفعہ عدت سے برسی کیا اور اپنے اوپر طلاق واقع کی تو طلاق رجبی واقع ہو گی اور ہر دفعہ ساقط ہو گا یہ وجہ کر دری ہیں ہر ایک شخص نے اپنی جورد کا امر اسکے اختیار میں اس شرط سے کہ دیا کہ جب وہ اسکو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے پھر عورت مذکورہ نے اس شرط سے فقہ طلب کیا اور بہت اصرار کیا اور اسکے پیچھے لگ گئی تو یہ جنابت نہیں ہے لیکن اگر شوہر کے ساتھ برزانی کی یا اسکے کپڑے پھاڑ ڈالے یا اسکی ڈاڑھی پکڑی تو یہ جنابت ہے۔ اور اگر شوہر کو کہا کہ اگر گدھے یا اسے بوقوت یا خدا بے موت دے تو یہ عورت کی طرف سے جنابت ہے۔ اور اگر عورت کا امر اسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ جب وہ عورت کو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے آپ کو طلاق دے پھر عورت نے غیر محرم کے سامنے منہ کھولا تو شیخ امام استاد نے فتوے دیا کہ یہ جنابت ہے اور قاضی امام غفر الدین نے کہا کہ یہ جنابت نہیں ہے اور فرمایا کہ یہ قول قدوری رحمہ اللہ کے موافق ہے کہ اسکا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں محل پر وہ نہیں ہیں کذا فی الخلاصہ اور شیخ یہ کہ اگر اسنے ایسے شخص کے سامنے منہ کھول دیا ہے کہ اس عورت سے متہم ہو ایا ہو تو یہ جنابت ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنی آواز کسی اجنبی کو سنائی تو یہ جرم ہے اور سنانے کی یہ صورت ہے کہ کسی اجنبی سے باتیں کیں یا عسداً اس طرح باتیں کیں تاکہ اجنبی آدمی سنے یا اپنے شوہر سے اس طرح جھگڑے کہ طور پر باتیں کیں کہ اسکی آواز کسی اجنبی نے سنی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کسی اجنبی کو گالی دی تو یہ جنابت ہے یہ بحسب الرائق میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کا امر اسکے ہاتھ میں اس شرط سے دیا کہ اسکو بغیر جرم مارے۔ پھر عورت نے کوئی شرعی جنابت کی جس سے تحقق سزا سے ضرب ہوئی پس مرد نے اسکو نہیں مارا پھر چند روز بعد اسنے غیر شرعی جنابت کی پس مرد نے اسکو مارا اور عورت نے حکم امر بالید کے اپنے تین طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے پہلی جنابت پر مارا ہے پس تو اپنے آپ کو طلاق نہیں دے سکتی ہے اور عورت نے کہا میں نے تجھے پہلی جنابت پر مجھے مارا ہے اور مجھے اپنے تین طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے کیا تو قول شوہر کا قبول ہو گا یہ فصول معلوم ہیں

اگر عورت کا امر اسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ جب اُسکو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے پس شوہر نے اسے لعنت کی پھر عورت نے اس پر لعنت کی پس شوہر نے اُسکو مارا تو اس میں اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ یہ جنابت نہیں ہے اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ جنابت ہے اور یہی صحیح ہے اور اسی طرح اگر شوہر نے اپنی جود کی مان پر قذف کیا یعنی تمہیں نالگائی پھر عورت نے بھی شوہر کی مان کو ایسا ہی کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ اُسکو بغیر جنابت شرعی مارے۔ پھر عورت نے جھگڑے میں اپنے شوہر کو کہا کہ اسی مرد دور کے جسے یا اسی عرابی کے بچے پس شوہر نے اُسکو مارا حالانکہ شوہر ایسا ہی ہے جیسا عورت نے کہا ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ اپنے نفس کو طلاق دیدے اور اگر عورت نے کہا کہ اسی جولاہے کے بچے پس اگر شوہر ایسا ہی ہے جیسا عورت نے کہا تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہے اور یہ جنابت نہوگی کذا فی البحر الرائق قال المترجم قبار عرف کاہر پس جو امور غافتا بزالقاب میں شمار ہیں اور ممنوع ہیں وہ جرم ہونگے اگرچہ شوہر ایسا ہی ہو جیسا عورت نے کہا ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اسی پلید پس عورت نے بھی اُسکو یون ہی کہا تو یہ جنابت ہے اور یہ اُسوقت ہے کہ عورت نے اس لفظ کی جو شوہر نے کہا ہے تصریح کر دی ہے کہ اُسکو یون ہی اور اگر تصریح نہ کی مثلاً یون کہا کہ توئی یعنی تو ہی ہے تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ یہ بھی جرم ہے اور ایسا ہو کہ گویا یون کہا کہ تو خود پلید ہے یہ خسراتہ المفیقین میں ہے قال اگر کہا کہ تو ہی ہوگا تو عند المترجم یہ کچھ نہیں ہے واللہ اعلم۔ اور اگر اپنی جود کا امر اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ جب اُسکو بغیر جنابت مارے تو عورت جب چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے۔ پھر عورت نے قاضی کے پاس شوہر کی نالاش کی اور کہا کہ اس نے مجھے بغیر جرم مارا پس میں نے اپنے نفس کو طلاق دیدی ہے اور اپنے باقی ہر کی درخواست کی پس قاضی نے شوہر سے دریافت کیا کہ تو نے اُسکو کیوں مارا پس شوہر نے کہا کہ میں نے قصد سے نہیں مارا پس عورت نے قاضی سے کہا کہ اس نے مارنے کا اقرار کیا اور جو ایقاع طلاق صحیح ہونے کی شرط تھی اُسکا منکر ہوا پس اُسکو حکم دے کہ مجھے میرا باقی مہر دیدے پھر شوہر اس کے بعد قاضی کے پاس آیا اور دعوے کیا کہ میں نے اُسکو بوجہ ایسے جرم کے جو عورت سے صادر ہوا تھا مارا ہے اور اس پر گواہ قائم کیے پس اس کے دعوے کی صحت کا فتویٰ طلب کیا گیا تو سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ دعویٰ فاسد ہے اس واسطے کہ ہر دو قول میں تفاق نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جود کا امر ایک تالیف کے ساتھ اُسکے اختیار میں بدین شرط دیا کہ اُسکو بغیر جنابت مارے پھر عورت بدین چارو پر وہ چھت پر چڑھی پس اگر وہ دکھلانے کے واسطے چڑھی تھی تو جرم ہے ورنہ نہیں۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیدیا کہ اُسکو بغیر جنابت مارے پھر اس سے کہا کہ مجھے خریرہ دے پس عورت نے بطور امانت اُسکے پاس پھینک دیا پس شوہر نے اُسکو مارا تو یہ جنابت ہوگی اور اگر پھینکا گیا بطور امانت کے نہیں پھینکا تو یہ جنابت نہوگی۔ اور اگر عورت نے ایسا کام شروع کیا جو معصیت ہے پس شوہر نے اس سے کہا کہ اُسکو مت کہہ کہ یہ معصیت ہے پس عورت نے جواب دیا کہ میرا جی اس سے خوش ہوتا ہے پس شوہر نے اُسکو مارا تو ایسا کہنا عورت کی طرف سے جنابت ہوگا اور اگر عورت نے ایسا فعل شروع کیا جو معصیت نہیں ہے تو ایسی صورت واقع ہونے سے عورت کا جواب جنابت ہوگا یہ جو اہل اخطا طعی میں ہے۔ اور اگر اپنی جود کا امر اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیدیا کہ اُسکو مارے پھر اپنے سواے دوسرے کو حکم کیا کہ جس نے

اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ جب اُسکو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے پس شوہر نے اسے لعنت کی پھر عورت نے اس پر لعنت کی پس شوہر نے اُسکو مارا تو اس میں اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ یہ جنابت نہیں ہے اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ جنابت ہے اور یہی صحیح ہے اور اسی طرح اگر شوہر نے اپنی جود کی مان پر قذف کیا یعنی تمہیں نالگائی پھر عورت نے بھی شوہر کی مان کو ایسا ہی کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ اُسکو بغیر جنابت شرعی مارے۔ پھر عورت نے جھگڑے میں اپنے شوہر کو کہا کہ اسی مرد دور کے جسے یا اسی عرابی کے بچے پس شوہر نے اُسکو مارا حالانکہ شوہر ایسا ہی ہے جیسا عورت نے کہا ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ اپنے نفس کو طلاق دیدے اور اگر عورت نے کہا کہ اسی جولاہے کے بچے پس اگر شوہر ایسا ہی ہے جیسا عورت نے کہا تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہے اور یہ جنابت نہوگی کذا فی البحر الرائق قال المترجم قبار عرف کاہر پس جو امور غافتا بزالقاب میں شمار ہیں اور ممنوع ہیں وہ جرم ہونگے اگرچہ شوہر ایسا ہی ہو جیسا عورت نے کہا ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اسی پلید پس عورت نے بھی اُسکو یون ہی کہا تو یہ جنابت ہے اور یہ اُسوقت ہے کہ عورت نے اس لفظ کی جو شوہر نے کہا ہے تصریح کر دی ہے کہ اُسکو یون ہی اور اگر تصریح نہ کی مثلاً یون کہا کہ توئی یعنی تو ہی ہے تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ یہ بھی جرم ہے اور ایسا ہو کہ گویا یون کہا کہ تو خود پلید ہے یہ خسراتہ المفیقین میں ہے قال اگر کہا کہ تو ہی ہوگا تو عند المترجم یہ کچھ نہیں ہے واللہ اعلم۔ اور اگر اپنی جود کا امر اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ جب اُسکو بغیر جنابت مارے تو عورت جب چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے۔ پھر عورت نے قاضی کے پاس شوہر کی نالاش کی اور کہا کہ اس نے مجھے بغیر جرم مارا پس میں نے اپنے نفس کو طلاق دیدی ہے اور اپنے باقی ہر کی درخواست کی پس قاضی نے شوہر سے دریافت کیا کہ تو نے اُسکو کیوں مارا پس شوہر نے کہا کہ میں نے قصد سے نہیں مارا پس عورت نے قاضی سے کہا کہ اس نے مارنے کا اقرار کیا اور جو ایقاع طلاق صحیح ہونے کی شرط تھی اُسکا منکر ہوا پس اُسکو حکم دے کہ مجھے میرا باقی مہر دیدے پھر شوہر اس کے بعد قاضی کے پاس آیا اور دعوے کیا کہ میں نے اُسکو بوجہ ایسے جرم کے جو عورت سے صادر ہوا تھا مارا ہے اور اس پر گواہ قائم کیے پس اس کے دعوے کی صحت کا فتویٰ طلب کیا گیا تو سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ دعویٰ فاسد ہے اس واسطے کہ ہر دو قول میں تفاق نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جود کا امر ایک تالیف کے ساتھ اُسکے اختیار میں بدین شرط دیا کہ اُسکو بغیر جنابت مارے پھر عورت بدین چارو پر وہ چھت پر چڑھی پس اگر وہ دکھلانے کے واسطے چڑھی تھی تو جرم ہے ورنہ نہیں۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیدیا کہ اُسکو بغیر جنابت مارے پھر اس سے کہا کہ مجھے خریرہ دے پس عورت نے بطور امانت اُسکے پاس پھینک دیا پس شوہر نے اُسکو مارا تو یہ جنابت ہوگی اور اگر پھینکا گیا بطور امانت کے نہیں پھینکا تو یہ جنابت نہوگی۔ اور اگر عورت نے ایسا کام شروع کیا جو معصیت ہے پس شوہر نے اس سے کہا کہ اُسکو مت کہہ کہ یہ معصیت ہے پس عورت نے جواب دیا کہ میرا جی اس سے خوش ہوتا ہے پس شوہر نے اُسکو مارا تو ایسا کہنا عورت کی طرف سے جنابت ہوگا اور اگر عورت نے ایسا فعل شروع کیا جو معصیت نہیں ہے تو ایسی صورت واقع ہونے سے عورت کا جواب جنابت ہوگا یہ جو اہل اخطا طعی میں ہے۔ اور اگر اپنی جود کا امر اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیدیا کہ اُسکو مارے پھر اپنے سواے دوسرے کو حکم کیا کہ جس نے

عورت کو مارا پس آیا عورت کا امر اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا یا نہیں تو یہ مسئلہ حلف ہو کہ اس امر پر قسم کھائی کہ اپنی جورو کو نہ مارے گا پس دوسرے کو حکم دیا کہ جس نے عورت کو مارا پس اس مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف ہے چنانچہ بعضوں نے فرمایا کہ حائث ہو جائیگا جیسے کہ اگر یہ قسم کھائی کہ اپنے غلام کو نہ مارے گا پس غیر کو حکم دیا کہ اسکو مارے اور اسنے ارا تو حائث ہوتا ہے اور بعض نے فرمایا کہ حائث نہوگا اور اگر عورت کو کوئی دیکھ ہو بچا یا یا اسکے چٹکی لی یا اسکے بال کھینچے یا اسکو کاٹ کھایا یا گھونٹ دیا کہ جس سے اسکو درد و رنج ہو بچا تو عورت کا کام اسکے اختیار میں ہو جائیگا اور یہ سب اسوقت ہو کہ دلی میں ایسا نہ کیا ہو اور اگر دلی کی حالت میں بطور دلی ایسا کیا تو عورت کا امر اسکے اختیار میں نہوگا اگرچہ عورت کو درد و رنج ہو بچا ہو اور اسی طرح اگر دلی میں شوہر کا سر عورت کی ناک میں لگا جس سے ناک سے خون نکلا تو بھی مرد حائث نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ فضول استریشی میں ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر کے گھر کی کوئی چیز بلا اجازت دیدی حالانکہ ایسی چیز دیدینے میں کچھ پروا نہ کرنے کی عادت نہیں جاری ہو تو یہ عورت کی جنابت ہو اسی طرح شوہر کو بد دعا کرنا بھی جنابت ہے اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ عورتوں کے شوہر تو مرد ہوتے ہیں مگر میرا شوہر ایسا نہیں ہے تو یہ فعل بھی جنابت ہے اور اگر شوہر نے عورت کو روٹھی روٹی کھانے کو بلایا پس عورت غصہ میں آگئی تو یہ عورت کی جنابت نہیں ہے یہ بحسب الرائق میں ہے۔ اگر عورت کا امر عورت کے اختیار میں بدین شرط دیا کہ اسکو بغیر جنابت اسے پھر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے اجازت دی کہ تو ہر دس روز میں ایک بار اپنے والدین کے بیان جایا کر پھر دس روز یا زیادہ گزرے کہ وہ اُنکے بیان نہیں گئی پس اسکا آپ اسکو دیکھنے آیا پھر وہ عورت اپنے شوہر سے بدن اجازت لیے والدین کے بیان گئی پس شوہر نے اسکو مارا تو عورت کا امر اسکے اختیار میں ہو جائیگا۔ اگر عورت کی مان اسکو دیکھنے اسکے شوہر کے بیان آئی پس شوہر نے کہا کہ تیری مان کتنا آئی ہے پس عورت نے کہا کہ کتنا تیری مان اور میں نے پس شوہر نے اسکو مارا تو عورت کا کام اسکے اختیار میں نہ ہوگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر شوہر کے بیان نہ مان آیا پس شوہر نے عورت کو حکم دیا کہ وہاں کے سولے کے واسطے نمائی بچا دے پس عورت نے ایسا نہ کیا پس مرد نے اسکو مارا تو عورت کا کام اسکے اختیار میں ہو جائیگا اور اگر عورت کو کپڑے نہ دھونے یا کھانا نہ پکانے پر مارا تو یہ بلا جرم تارنا ہے یہ خزانۃ المفصلین میں ہے۔ اور اگر عورت کا امر اسکے ہاتھ میں اس شرط پر دیا کہ ہر گاہ اسکو گالی دے تو وہ اپنے نفس کو طلاق و سب سے کی منتا رہو گی پھر عورت سے کہا کہ لا تمزنی حرک یعنی تو اپنی جرح کو مست بھاڑ یا گوشت کھا یا کھایا دیوار سے اپنا سر مار تو اس سے عورت کا امر اسکے اختیار میں نہ ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ عورت کا امر اسکے اختیار میں اس شرط پر دیا کہ جب اسکو ماریے تو وہ اپنے نفس کو ایسے طور سے طلاق دے کہ دونوں میں ازواج کی خصوصیت نہ ہو پھر عورت نے شرط پائی جائے کہ بعد اپنے نفس کو طلاق دی تو مرد واجب ہوگا اور اگر کہا کہ بغیر خسار ان طلاق دے تو مرد واجب نہوگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے ہر بار جب تو چاہے۔ تو عورت کو اختیار نہوگا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے ہر بار جب چاہے خواہ اس مجلس میں یا دوسری مجلس میں یا ان تک کہ وہ تین طلاق سے باندہ ہو جاوے لیکن عورت مذکورہ اس مجلس میں اپنے آپ کو ایک سے زیادہ طلاق نہیں دے سکتی ہے پس اگر عورت نے

عورت کا امر اسکے اختیار میں نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ عورت کا امر اسکے اختیار میں اس شرط پر دیا کہ جب اسکو ماریے تو وہ اپنے نفس کو ایسے طور سے طلاق دے کہ دونوں میں ازواج کی خصوصیت نہ ہو پھر عورت نے شرط پائی جائے کہ بعد اپنے نفس کو طلاق دی تو مرد واجب ہوگا اور اگر کہا کہ بغیر خسار ان طلاق دے تو مرد واجب نہوگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے ہر بار جب تو چاہے۔ تو عورت کو اختیار نہوگا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے ہر بار جب چاہے خواہ اس مجلس میں یا دوسری مجلس میں یا ان تک کہ وہ تین طلاق سے باندہ ہو جاوے لیکن عورت مذکورہ اس مجلس میں اپنے آپ کو ایک سے زیادہ طلاق نہیں دے سکتی ہے پس اگر عورت نے

ایک طلاق چاہی تو ایک ہی واقع ہوگی اور اگر دوسری طلاق چاہی اور وہ عدت میں ہو تو دوسری بھی واقع ہوگی اور اسی طرح اگر تیسری طلاق چاہی اور وہ عدت میں ہو تو تیسری واقع ہوگی۔ لیکن اگر عورت مذکورہ سنے تین طلاق چاہنے کے بعد کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اسکی طلاق کے بعد شوہر اول کے نکاح میں آئی اور پھر اسنے کوئی طلاق چاہی تو اسے چاہنے سے ہارے نزدیک کچھ بھی واقع نہوگی اور قسم سابق میں طلاق چاہنے سے باطل ہوچکی۔ اور اگر عورت مذکورہ نے ایک ہی طلاق چاہی اور وہ پڑ گئی پھر عدت گزر گئی پھر دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے بعد پہلے شوہر کے نکاح میں آئی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک پوری تین طلاق کے ساتھ واپس آدگی۔ اور اگر عورت نے تین طلاقوں کو تین مرتبہ کر کے چاہا تو ایک بعد دوسری کے اسپر تین طلاق واقع ہونگی یہ فصول استریشی میں ہے۔ اور اگر عورت مذکورہ نے فقط ایک مرتبہ چاہا واپس اسپر ایک طلاق واقع ہوئی اور عدت گزر گئی پھر بدو ن دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے اسی شوہر سے نکاح کیا تو عورت مذکورہ کو تین طلاق میں سے باقی کی بابت بھی چاہنے کا اختیار رہیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے اختیار میں ہے اور اشدت اومتی شدت یعنی جسوقت تو چاہے یا ہر وقت کہ تو چاہے تو اسکو اختیار ہے کہ اپنے نفس کو اختیار کرے چاہے اس مجلس میں یا دوسری مجلس میں جسوقت اسکا جی چاہے۔ اور اگر اسنے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو امر مذکور اس کے ہاتھ سے باقی رہیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اذا ما شئت اومتی ما شئت تو بھی یہی حکم ہے یہ فصول استریشی میں ہے۔ اور اگر عورت مذکورہ نے امر بالید کو رد کر دیا تو رد نہ ہوگا اور اگر مجلس سے کھڑی ہو گئی یا کسی کام میں مشغول ہو گئی یا کوئی اور بات شروع کر دی تو بھی عورت کو اختیار رہیگا کہ چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے مگر وہ اپنے نفس کو ایک ہی طلاق دے سکتی ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ امرک بینک کیف شدت تیرا امر تیرے ہاتھ ہے بہر کیف کہ تو چاہے تو اسکا چاہنا مجلس ہی تک مقصور ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ ان شدت۔ او اشدت او کشدت او ان شدت او اینا شدت تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اسی طرح اگر اپنی عورت سے کہا کہ امرک بینک کیف شدت تو بھی مجلس ہی تک اختیار مقصور رہیگا یہ فصول حمادیہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر جب چاہے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو جب چاہے پھر اسکو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر اس سے نکاح کیا پھر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو امام اعظم کے نزدیک دوبارہ طلاق پڑ جائیگی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دوبارہ مطلقہ نہوگی اور شمس الائمہ نسفی نے فرمایا کہ امام ابو یوسف کا قول ضعیف ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ فلاں کا امر تیرے ہاتھ ہے تاکہ تو اسکو طلاق دے جبکہ تو چاہے تو یہ مشورہ ہے پس غلطیہ کو اسی مجلس تک اختیار رہیگا یہ بنتی میں مذکور ہے یہ مجیط میں ہے۔ اور اگر عورت کا امر اس کے ہاتھ دیدیا پھر اسکو طلاق بائن دیدی تو ظاہر الروایہ کے موافق امر بالید عورت کے ہاتھ سے نکل جائیگا اور اگر عورت کو ایک طلاق رزوی دیدی تو امر مذکور اسنے حال پر رہیگا اور شایخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ امر بالید منجز ہو یعنی بالفعل اختیار دیا ہو کسی فرد مطلق نہ ہو اور اگر معلق ہو مثلاً کہا کہ اگر میں تجھے مایون یا اسکے مثل کسی امر پر معلق کیا کہ اگر ایسا واقع ہو تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر عورت کو خلع دیدیا یا طلاق بائن دیدی تو امر بالید باطل نہوگا چنانچہ پھر اگر اس عورت سے نکاح کیا پھر

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

محکومہ اور عورت کا امر اسکے ہاتھ میں ہوگا خواہ عورت مذکورہ سے بعد القضاۃ عادت نکاح کیا ہو یا عادت ہی میں نکاح کر لیا ہو یہ ذخیرہ بین ہو۔ اور عتابیہ میں لکھا ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا میرے ہاتھ ہی مادیکہ تو میری جو رو ہو تو یہ اُسی نکاح تک کے واسطے ہوگا اور بعد بائنہ ہو جانے کے امر مذکور باطل ہو جائیگا اور اگر طلاق رجعی دیدی تو باطل ہوگا اور اگر عورت کا امر اسکے ہاتھ میں مطلقاً دیدیا اور یہ نہ کہا کہ مادیکہ تو میری جو رو ہو پھر اُسکو بائنہ کر دیا پھر اُس سے نکاح کیا تو اس میں دور و تین ہیں اور اظہر روایت یہ ہے کہ امر مذکور باطل ہوگا بلکہ بحال رہے گا اور اسی پر فقہی ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ ایک شخص سے اور اسکی جو رو سے جھگڑا ہوا پس جو رو نے کہا کہ اللہ پاک میرے تو مجھے اس سے نجات دے پس شوہر نے کہا کہ اگر تو مجھے نجات چاہتی ہے تو تیرا میرے ہاتھ ہو اور طلاق کی نیت کی گرتین طلاق کی نیت نہیں کی پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو تین طلاق میں پس شوہر نے کہا کہ تو نے نجات پائی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قول میں عورت پر کچھ واقع ہوگی یہ تحفیس و مزید میں ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ میں اپنے آپ کو طلاق دیدوں اُس نے کہا کہ ہاں پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دی پس اگر شوہر نے عورت کو تفویض طلاق کی نیت کی تھی تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر کی یہ نیت تھی کہ اگر تو طلاق دے سکتی ہو تو اپنے آپ کو طلاق دے تو عورت پر طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ میں تیری عورت کو تین طلاق دیدوں پس اُس نے کہا کہ ہاں پس اُس نے کہا کہ میں نے تیری جو رو کو تین طلاق دیدیں تو مشائخ نے کہا ہے کہ اسکی جو رو پر تین طلاق واقع ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ یہ اور پہلی صورت دونوں یکساں ہیں کہ طلاق جب ہی واقع ہوگی کہ جب شوہر نے اس اجنبی کو تفویض طلاق کی نیت کی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ تو اپنی دختر کا نکاح میرے ساتھ کر دے بدین شرط کہ میری جو رو کا اختیار میرے ہاتھ ہی چاہئے تو اُسکو طلاق دیدے اور چاہئے اُسکو طلاق نہ دے پس عمرو نے زید کے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کر دیا پھر زید کی جو رو کو طلاق دیدی تو فرمایا کہ اگر عمرو نے اُسی مجلس میں اسکی جو رو کو طلاق دی تو واقع ہو جائیگی اور اگر کھڑے ہو جانے کے بعد طلاق دی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا میرا تین طلاقیات کے ساتھ تیرے ہاتھ میں بدین شرط ہے کہ تو مجھے اپنے دوسرے بری کر دے پس عورت نے کہا کہ تو مجھے وکیل کر دے تاکہ میں اپنے نفس کو طلاق دون پس شوہر نے کہا کہ تو میری وکیل ہے تاکہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس اگر عورت نے پہلے شوہر کو ہر سے بری کر کے پھر اُسی مجلس میں طلاق دی تو واقع ہوگی اور اگر پہلے بری نہیں کیا تو واقع ہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنا میرے چھوڑ دیا بدین شرط کہ تو میرا میرے ہاتھ میں دیدے پس شوہر نے ایسا ہی کیا تو جب تک عورت اپنے آپ کو طلاق نہ دیدے تب تک عورت کا ہر قائم رہے گا یہ شرط میں ہے۔ اور اگر کوئی شخص باکراہ مجبور کیا گیا کہ اپنی جو رو کا امر اسکے ہاتھ میں دیدے پس اُس نے ایسا ہی کیا تو صحیح ہے اور صحیح ابونصر سے روایت ہے کہ اگر وہ باکراہ مجبور کیا گیا کہ کاغذ پر لکھے کہ اسکی جو رو طلاق ہے یا اسکی جو رو کا امر اسکے ہاتھ ہے تو صحیح نہیں ہے الا اُس صورت میں کہ اسکی نیت بھی ہو یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک غلام نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ میرا ساتھ اپنی اس باندی کا نکاح بدین شرط کر دے کہ اس باندی کا امر تیرے ہاتھ ہی پس اسے باندی مذکورہ کا نکاح

طلاق دینا باطل ہے اور اگر پہلی نے ابتدا کر کے اپنی سوت کو تین طلاقیں دیدیں پھر اپنے نفس کو طلاق دی تو اسکی سوت مطلقہ ہوگی خود سنوگی اس واسطے کہ وہ اپنے نفس کے حق میں مالک ہے اور تملیک مقصور مجلس میں ہے جس جب اسنے اپنی سوت کو طلاق دینا شروع کیا تو جو اختیار اسکو اس کے نفس کے واسطے دیا گیا تھا وہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اپنے نفس کو پہلے طلاق دینی شروع کرنے کے بعد دوسری کے طلاق دینے کا اختیار اس کے ہاتھ سے خارج نہیں ہو سکتا اور اس واسطے کہ وہ دوسری کے حق میں مکمل ہے اور کالت مقصور مجلس میں ہوتی ہے یہ طہیرہ بین ہے اور متقی بین امام اعظم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم دونوں اپنے نفسوں کو طلاق دو پھر اس کے بعد کہا کہ تم دونوں اپنے نفسوں کو طلاق نہ دو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو اپنے نفس کے طلاق دیدینے کا اختیار باقی ہے جب تک کہ دونوں اسی مجلس میں ثابت ہیں مگر کسی کو یہ اختیار نہ رہے گا کہ بعد امانت کے اپنی سوت کو طلاق دے یہ مجاہد متقی میں ہے۔ اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم دونوں اپنے نفسوں کو تین طلاقیں دو اگر تم دونوں چاہو پس ان دونوں میں سے فقط ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو اسی مجلس میں تین طلاقیں دیں تو دونوں میں سے کوئی مطلقہ نہ ہوگی پھر اگر قبل اس مجلس سے قیام کرنے کے دوسری نے بھی اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو تین طلاقیں دیدیں تو دونوں تین تین طلاق سے مطلقہ ہو جائیں گی اور دونوں میں سے ایک کی طلاق سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر دونوں مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئیں پھر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو تین طلاقیں دیں تو دونوں میں سے کوئی مطلقہ نہ ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو تین طلاقیں دے اگر تو چاہے پس اس نے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دیں تو بالاجماع کچھ واقع نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اس میں عورت نے یوں کہا کہ میں نے چاہی ایک اور ایک اور ایک پس اگر اسنے ایک دوسرے سے متصل اس طرح کہا تو تین طلاقیں پڑ جائیں گی خود مدخل ہو یا غیر مدخل ہو یہ تین میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو ایک طلاق دے اگر تو چاہے پس اسنے تین طلاقیں دیدیں تو امام اعظم کے نزدیک کچھ واقع نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے جب چاہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے خواہ اس مجلس میں یا اس کے بعد مگر اسکی نشیئت ایک ہی بار ہوگی اسی طرح اگر متی مائیت یا اذما شئت کہا تو مثل متی شئت بمعنی جب چاہے کہے ہو اور اگر کہا کہ کلا شئت یعنی ہر بار جب چاہے تو عورت کو برابر یہ اختیار رہے گا جتنی بار چاہے جب چاہے یہاں تک کہ تین طلاق پوری ہو جائیں یہ سراج الوداع میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ طلقی انفسک کیف شئت یعنی تو اپنے نفس کو طلاق دے جس کیفیت سے تیرا جی چاہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جس کیفیت سے چاہے یا نہ یا جبہ ایک یا دو یا تین اپنے تین دیدے مگر مشیت مذکورہ مقصور مجلس ہوگی یہ تہذیب میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے اور فلا نہ جو دوسری کو طلاق دے اگر تو چاہے پس اسنے کہا کہ فلا طلاق ہے اور میں طلاق ہوں یا کہا کہ میں طلاق ہوں اور فلا نہ طلاق ہے تو دونوں پر طلاق واقع ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے تو تین طلاق دے تین طلاق اگر تو چاہے پس اسنے کہا کہ میں طلاق ہوں تو کچھ واقع نہ ہوگی الا انکہ کہے تین طلاق سے طلاق ہوں تو واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے پس اسنے کہا کہ نہ شئت یعنی میں نے ضرور چاہا ہے کہ میں اپنے نفس کو

وہی بہت سی
اس مسئلہ کا
مذکورہ بالا
مذکورہ بالا

طلاق دون تو یہ باطل ہو۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے جب تو چاہے پھر یہ شخص
بجنون مطبق بجنون ہو گیا پھر عورت نے اپنے نفس کو طلاق دی تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ جس بات سے شوہر رجوع کر سکتا ہو
وہ اسکے ایسے بجنون ہو جانے سے باطل ہو جائیگی اور اپنی جس بات سے رجوع نہیں کر سکتا ہو وہ اسکے
بجنون ہونے سے باطل نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان دین ہے فقہی مین امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر عورت
سے کہا کہ اپنے نفس کو ایک طلاق بائنہ دیدے جب چاہے پھر اس سے کہا کہ اپنے نفس کو ایک ایسی طلاق دے
کہ مین رحبت کر سکوں جب تیرا جی چاہے پس عورت نے بعد چند روز کے کہا کہ مین طالقہ ہوں تو یہ ایک ایسی
طلاق ہوگی جس مین شوہر رجوع کر سکتا ہو اور عورت کا یہ قول شوہر کے دوسرے کلام کا جواب ہو گا یہ محیط مین
اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ طلقی نفسک عشر ان شدت یعنی اپنے نفس کو طلاق دے دس اگر تو چاہے
پس اس نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تین طلاق دین تو کچھ واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان دین ہے قلت تنبی ان کیون
ہذا علی قول الا عظم رحمۃ اللہ علیہ واللہ اعلم۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے پس
عورت نے کہا کہ مین نے چاہا تو کچھ واقع نہ ہوگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور زیادات مین لکھا ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ
جب کل کاروز آوے تو اپنے نفس کو بعض ہزار درم کے طلاق دے پھر شوہر نے کل کاروز آنے سے پہلے رجوع
کر لیا تو رجوع کرنا کچھ کارآمد نہ ہوگا اور اگر عورت نے کہا ہو کہ جب کل کاروز آوے تو مجھے بعض ہزار درم کے طلاق
دیدے پھر اس نے کل کاروز آنے سے پہلے اس سے رجوع کر لیا تو عورت کا رجوع کرنا کارآمد ہو گا یہ تاناخسانہ
مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہو اگر تو چاہے پس اس نے کہا کہ مین نے چاہا تو واقع ہوگی اور یہ شہادت مختص
بجلس ہوگی یہ تہذیب مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق ان اردت اور حقیقت او ہویت ادا حقیقت
پس عورت نے اسی مجلس مین کہا کہ مین نے چاہی یا مین نے ارادہ کی تو طلاق واقع ہوگی یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر
عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہو اگر تجھے بہلا معلوم ہو یا تیرے موافق ہو پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی تو واقع ہوگی
یہ تاناخسانہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ان شدت یعنی تو طالقہ ہو اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ رحبت مین
نے دوست رکھی تو واقع نہ ہوگی یہ غایہ مروجی مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ شامی الطلاق اور شکی طلاق کی
نیت کی پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی ہو تو استحسانا واقع ہوگی اور اگر نیت نہ ہو تو واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو
اپنی طلاق چاہ تو بلا نیت واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو چاہے تو طالقہ ہو پس عورت نے کہا کہ
ہاں یا مین نے قبول کیا یا مین راضی ہوئی تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہو اگر تو قبول کرے پس عورت
نے کہا کہ مین نے چاہی تو فقہ ابو کوئنی سے منقول ہو کہ طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر عورت
سے کہا کہ تو طالقہ ہو اگر تو چاہے پس اس نے کہا کہ مین نے چاہی اگر تو چاہے پس شوہر نے کہا کہ مین نے
چاہی حالانکہ اسکی نیت طلاق کی تھی تو امر مشیت مذکور باطل ہو گیا حتیٰ کہ اگر شوہر نے یون کہا کہ مین نے تیری
طلاق چاہی تو بشرط نیت واقع ہوگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہو اگر تو چاہے پس اس نے
کہا کہ مین نے چاہی اگر ایسا ہو تو اس مین دو صورت مین یا تو اس نے اپنے چاہنے کو ایسے امر پر حلق کیا جو زانہ ماضی مین
پایا گیا ہو پس ایسی صورت مین طلاق واقع ہو جائیگی یا اس نے اپنی مشیت کو ایسے امر پر حلق کیا جو ہنوز واقع نہیں ہو ہے

تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت کے ہاتھ سے محل جائیگا۔ اور اسی سے ہٹنے کہا ہو کہ اگر عورت نے یون کہا کہ میں نے چاہی اگر میرا باپ چاہے تو یہ باطل ہو اور اگر اس کے بعد اس کے باپ نے کہا کہ میں نے چاہی تو طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے کہا کہ تو طالق لے طلاق ہو اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ میں طالق ہوں تو یہ باطل ہو اور اگر کہا کہ میں لے طالق طالق ہوں تو تین طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق بیک طلاق ہو اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ میں نے تین طلاق چاہیں تو امام اعظم کے نزدیک واقع ہوگی اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق لے طلاق ہو اگر تو چاہے پس اسے ایک طلاق چاہی تو واقع نہ ہوگی اور اگر عورت نے ایک اور ایک چاہی تو تین طلاق پڑ جائیں گی خواہ مدخل ہو یا غیر مدخلہ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے چاہی ایک پھر خاموش رہی تو اعتراض ثابت ہو گیا حتیٰ کہ اگر اس کے بعد اور چاہی تو واقع ہوگی یہ ترمذی میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے کہا کہ تو طالق لے اگر تو چاہے اور تو چاہے اور تو چاہے پس عورت نے کہا کہ میں نے چاہا تو واقع ہوگی تا وقتیکہ تین مرتبہ نہ کہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق واحدہ ہو اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ میں نے ایک کی نصف چاہی تو مطلقہ ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ داؤد بن رشید نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی جوڑ سے کہا کہ تو طالق واحدہ ہو اگر تو چاہے تو طالق واحدہ ہو اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ ان التین میں نے ایک چاہی ان التین میں نے دو چاہیں تو فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ نے ملا کر کہا ہو تو تین طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جوڑ سے کہا کہ تو طالق لے اگر تو چاہے ایک اور اگر چاہے دو پس عورت نے کہا کہ میں نے چاہی تو تین طلاق سے مطلقہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ قال المترجم اصل عبارت عربیہ یہ عبارت طالق ان شئت و احدہ و ان شئت اثنین پس داؤد عاٹفہ لیکر یہ حکم دیا گیا ہے اور مظاہر معروف ایسے سلوب میں داؤد معنی ایسی ہے اور یہ زبان اردو میں زیادہ اظہر ہے لہذا ایسی صورت میں ہماری زبان میں تین طلاق واقع ہونے میں نیت معتبر ہوگی راہی تعالیٰ اعلم۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں فلانہ سے نکاح کروں تو وہ طالق ہو اگر چاہے پھر اس سے نکاح کیا تو جس مجلس میں عورت کو اسکا علم ہوا ہو اس مجلس تک اسکو اپنی مشیت یعنی چاہنے کا اختیار ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق لے اگر فلان چاہے تو فلان کو جس اپنی مجلس میں اسکا علم ہوا ہو اسی مجلس تک مشیت کا اختیار ہوگا پس اگر اس نے اس مجلس میں چاہا تو طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر فلان مذکور غائب ہو پھر اسکو خبر ہوئی تو اسی مجلس علم تک اسکو اختیار ہوگا یہ مدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق و طالق و طالق ہو اگر نہ چاہے پس زیر نے کہا کہ میں نے لے طالق واحدہ چاہی تو کچھ واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے چار طلاقیں چاہیں تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی جوڑ سے کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو طالق ہو تو اس مسئلہ میں کئی صورتیں ہیں از انہما ایک یہ کہ چاہنے کو مقدم کیا اور یون کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالق ہو اور دوم یہ کہ طلاق کو مقدم کیا اور کہا کہ تو طالق ہو اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے سو ہم آئندہ طلاق کو بیچ میں کیا کہ اگر تو چاہے پس تو طالق ہو اور اگر تو نہ چاہے

اور ان سب میں دو صورتیں ہیں اول آنکہ کلمہ شرط کا اعادہ کیا اور کہا اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالق ہی یا حرف شرط کا اعادہ نہ کیا اور حرف عطف کے ساتھ ذکر کیا یعنی یون کہا کہ اگر تو چاہے اور تو نہ چاہے پس تو طالق ہی اور الف ظہن میں ایک چاہنا دوم انکار کرنا سوم مکروہ جاننا پس اگر اس نے کلمہ شرط کا اعادہ نہ کیا اور عطف کے ساتھ ذکر کیا تو تینوں صورتوں میں طلاق واقع نہوگی خواہ اس نے طلاق کو مشیت پر مقدم کیا ہو یا آخر میں کہا ہو یا بیچ میں کہا ہو۔ اور اگر حرف شرط کو اعادہ کیا پس اگر مشیت کو مقدم کیا اور کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالق ہی تو کبھی طلاق واقع نہ ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو انکار کرے پس تو طالق ہی یا کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو مکروہ جانے پس تو طالق ہی بہر صورت ہی حکم ہی اور اگر طلاق کو مشیت پر مقدم کیا اور کہا کہ تو طالق ہی اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالق ہی پھر عورت نے اسی مجلس میں کہا کہ میں نے چاہی تو طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو بھی نہ چاہنا پائے جانے کی وجہ سے طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر اس نے طلاق کو بیچ میں کہا کہ اگر تو چاہے پس تو طالق ہی اور اگر تو نہ چاہے تو یہ بمنزلہ اسکے ہو کہ طلاق کو ہر دو شرط پر مقدم کیا قال المترجم ظاہر ہمارے زبان میں بلحاظ مبتدا و عرف کے در صورت تقدیم اثبات مشیت طلاق واقع ہوگی اور در صورت تاخیر کے واقع نہوگی فلینا مل واللہ تعالیٰ اعلم پس ظاہر ہوا کہ یہ خاص بزبان عربی ہو یعنی قولہ ان مشیت فانت طالق وان لم تثنی۔ اور اگر اس نے آیا کو ذکر کیا اور طلاق کو شرط پر مقدم ذکر کیا یعنی یون کہا کہ تو طالق ہی اگر تو چاہے اور تو انکار کرے پس عورت نے کہا کہ میں نے چاہی یا کہا کہ میں نے انکار کیا تو طلاق واقع ہوگی اور اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر امت بمنزلہ بایسکے ہو اور اگر اس نے طلاق کو بیچ میں کہا کہ اگر تو چاہے پس تو طالق ہی اور تو انکار کرے تو یہ تقدیم طلاق کے مثل ہے۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ یہ سب اس وقت ہی کہ کچھ مشیت نہ کی ہو اور اگر اس نے وقوع طلاق کی نیت کی اور تعلیق کی نیت نہیں کی ہو تو خواہ طلاق کو شرط پر مقدم کرے یا بیچ میں لاو یا موخر کرے سب صورتوں میں طلاق واقع ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو قلت معنی یہ ہیں کہ گویا اس نے یون کہا کہ تو بہر حال طالق ہی چاہے یا نہ چاہے فافہم اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہی اگر تو چاہے یا نہ چاہے پس اس نے اسی مجلس میں چاہی تو سبب چاہنے کے مطلقہ ہوگی اور اگر مجلس سے اٹھ گئی تو بھی مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہی اگر تو چاہے یا انکار کرے تو بیان دونوں میں سے ایک بات پر ہوگا کہ عورت اپنی مجلس میں دو باتوں میں سے کوئی ایک بات کرے پس اگر عورت نے مجلس میں چاہی تو مطلقہ ہوگی اور اگر اس نے مجلس میں کہا کہ میں نے انکار کیا تو بھی مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر چاہے اور انکار کرنے دونوں سے پہلے اٹھ کھڑی ہوئی تو مطلقہ نہ ہوگی اور واضح رہے کہ انکار کرنا سوائے اسکے کلام کے اور کسی صورت سے قرار نہ دیا جائیگا۔ اور یہ سب اس وقت ہی کہ شوہر کی نیت نہو اور اگر اس نے نیت کی ہو کہ بہر حال عورت پر طلاق واقع ہو تو اسکی نیت پر ہوگا پس لامحالہ عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تو چاہے تو طالق ہی اور اگر تو نہ چاہے تو طالق ہی اور اگر اس نے طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ اگر تو طلاق کو محبوب کلمے تو طالق ہی اور اگر طلاق کو مفضول کلمے تو طالق ہی نہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہی اگر تو انکار کرے یا

اور اگر اس نے طلاق کو محبوب کلمے تو طالق ہی اور اگر طلاق کو مفضول کلمے تو طالق ہی نہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہی اگر تو انکار کرے یا

مکرہہ زکے اپنی طلاق کو پس عورت نے کہا کہ میں نے انکار کیا تو مطلقہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نہ چاہے اپنی طلاق کو تو تو طالق ہو پس عورت نے کہا کہ میں نہیں چاہتی ہوں تو مطلقہ نہ ہوگی یہ محیط سہری میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے دوست رکھتی ہو یا سبغوض رکھتی ہو پس تو طالق ہو پس عورت نے کہا کہ میں تجھے دوست رکھتی ہوں یا سبغوض رکھتی ہوں تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ اُسکے دل میں جو اُس نے ظاہر کیا ہو اُسکے برخلاف ہو اور یہ جواب عورت کی طرف سے اس مجلس ہی تک کے واسطے ہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے اپنے دل سے دوست رکھتی ہو تو تو طالق ہو پس عورت نے کہا کہ میں تجھے دوست رکھتی ہوں حالانکہ وہ جھوٹی ہو تو امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما کے نزدیک مطلقہ ہو جائیگی یہ سراج دہان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق بواحد ہی پس اگر سنتے مکرہہ معلوم ہو تو برد پس اگر عورت نے ایک طلاق مکرہہ ظاہر کی تو تین طلاق واقع ہونگی کہ ایک طلاق بقول اول اور دو طلاق بتعلیق ہونگی اور اگر عورت خاموش رہی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ عتابیہ میں ہے۔ بشر بن الولید رحمہما نے امام ابو یوسف رحمہما سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالق بسہ طلاق ہو آیا یہ کہ تو ایک چاہے پھر وہ عورت قبل کسی چیز کے چاہنے کے مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو تین طلاق سے مطلقہ ہو جائیگی اور اگر اُسٹھنے سے پہلے اُس نے ایک طلاق چاہی تو اس پر ایک طلاق لازم ہوگی۔ اسی طرح اگر اس سے کہا کہ تو طالق بسہ طلاق ہو آیا یہ کہ تو ایک طلاق ارادہ کرے یا ایک کی خواہش کرے یا ایک کو دوست رکھے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اس طرح اگر کہا کہ تو طالق بسہ طلاق ہو آیا آنکہ فلان مرد ایک طلاق چاہے یا ایک کا ارادہ کرے یا ایک کی خواہش کرے یا ایک کو دوست رکھے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر فلان مذکور حاضر نہ ہو تو جس مجلس میں اُسکو یہ حال معلوم ہو اُن مجلس تک اُسکو یہ اختیار ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق بسہ طلاق ہو آیا آنکہ فلان کی اُسکے سواے راے ہو تو فلان کو یہ اختیار اُسکی مجلس تک ہوگا پس اگر فلان مذکور اس کے سواے راے سے پہلے اٹھ کھڑا ہو تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی اور یہ صورت اور جبکہ عورت سے کہا کہ تو طالق بسہ طلاق ہو اگر فلان کی رائے اس کے سواے دوسری نہ ہو دونوں یکساں ہیں اور مجلس ہی تک مقصور ہونگی۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالق ہو اگر فلان چاہے یا اگر فلان محبوب رکھے یا اگر فلان کی رضا ہو یا اگر فلان خواہش کرے یا اگر فلان ارادہ کرے پھر جب یہ خبر فلان کو پہنچی تو اُسکو اپنی مجلس علم میں اس کا اختیار ہوگا بخلاف اس کے اگر یوں کہا کہ اگر میں چاہوں یا میں پسند کروں تو مجلس ہی تک مقصور نہ ہوگا پھر واضح ہو کہ جب اس کا اقتصار مجلس تک نہ ہوا یعنی جب کہ شوہر نے کہا کہ تو طالق ہو اگر میں چاہوں وغیرہ تو مجلس تک اس کا اقتصار نہ ہوگا اور جب مجلس تک اقتصار نہ ہوا تو شوہر کس طرح کیگا کہ جس سے طلاق واقع ہوگی تو امام محمد نے کسی کتاب میں یہ مسئلہ ذکر نہیں کیا ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ شوہر کو یوں کہنا چاہیے کہ جو میں اپنی طرف قرار دیا تھا وہ میں نے چاہا اور اس چاہنے کے وقت طلاق کی صیغہ ہونا شرعاً نہیں ہے اور یہ بھی شرط نہیں ہے کہ یوں کہے کہ میں نے تیری طلاق چاہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہو اگر فلان نہ چاہے پس فلان نے مجلس میں کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو عورت مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر نے

حال المزمع
 محلی کے لئے
 موجود ہیں ان کے
 ان لم تثنی
 ملاقات فانت
 طلق ثم قالت
 لا استبار
 فانكس
 اگر تفسیر ہے
 طلاق نہ ہو
 تو تفسیر طلاق ہو
 جو وحدت سے
 کہہ کر میں نہیں

چاہتی تو ملاقات
میں نے حاضر ہوئی
اسے
اتوں فلاں
تو حکم تھا چوری
والہد عہد
اسلم ہوا
اختلافات
بیک بہشت
میں بول پڑاں
چو کا چو

[illegible]

حاصل ہوگا۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالق ہی اگر فلان نے آج کے روز میری طلاق نہ چاہی پس فلان نے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو طلاق واقع نہوگی اس واسطے کہ فلان کو اس تمام روز تک چاہنے کا اختیار ہر یہ تھا تو اسے قاضی خان میں ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو طالق ہی اگر تو چاہے تو عورت کو کل کے روز مشیت کا اختیار حاصل ہوگا یہ محیط میں ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہی جب تو چاہے اگر تو چاہے یا کہا کہ تو طالق ہی اگر تو چاہے جب تو چاہے تو یہ دونوں قول یکساں ہیں کہ جو وقت عورت چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اگر اس نے اپنا قول (اگر تو چاہے) موخر بیان کیا تو یہی حکم ہے اور اگر مقدم بیان کیا تو نے الحال کی مشیت کا اہمیت بار کیا جائیگا پس اگر عورت نے فی الحال اسی مجلس میں چاہی تو پھر جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے اور اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو امر تفویض باطل ہو گیا اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ قول اگر تو چاہے پس تو طالق ہی جب تو چاہے اس قول میں دو مشیت ہیں کہ پہلی مشیت اسی مجلس تک مقصور ہے اور دوسری طلاق ہے کہ اسکا اختیار عورت کو ہر گز وہ پہلی مشیت پر متعلق ہو چنانچہ اگر اسے پہلی مشیت کے موافق فی الحال طلاق چاہی تو جب چاہے اپنے نفس کو اسکا طلاق دے سکتی ہے اور فرمایا کہ اگر عورت نے یہ نہ کہا کہ میں نے چاہی یا نہ کہ مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو پھر عورت کو مشیت کا اختیار نہ رہیگا اور اگر عورت نے مشیت کے ساتھ اسی ساعت کا لفظ کہا یعنی میں نے اسی ساعت چاہی یا یہ لفظ نہ کہا تو انہیں کچھ فرق نہیں ہے یہ فی الواقع القاری میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق متی مشیت او متما شئت او اذاشیت او اذاماشیت یعنی تو طالق ہی ہر وقت کہ تو چاہے یا جب تو چاہے تو عورت کو اختیاریہ چاہے یا مجلس میں چاہے یا مجلس سے اٹھنے کے بعد چاہے اور اگر عورت نے فی الحال یہ امر روک دیا تو روہوگا۔ اور اس تفویض کے اختیار سے عورت فقط ایک طالق اپنے آپ کو دے سکتی ہے کہ فی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق زمان مشیت خود او حین مشیت خود یعنی تو طالق ہی زمان مشیت یا حین مشیت خود تو یہ بمنزلہ اذاشیت یعنی جب چاہے کہنے کے بعد پس یہ مشیت اسی مجلس تک مقصور نہ ہوگی یہ غایہ سرعتی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کلام مشیت یعنی تو طالق ہی ہر بار جب تو چاہے تو عورت کو برابر پورا اختیار رہیگا چاہے اسی مجلس میں چاہے غیر اس مجلس میں چاہے ایک طلاق چاہے ایک اور دوسری کے تین طلاق تک اپنے آپ کو طلاق دیوے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت مذکورہ نے ایک بار کی تین طلاق دیدیں تو امام غفرم کے نزدیک کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور یہ تفویض عورت کے روک دینے سے روک نہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہی ہر بار جب چاہے پس عورت مذکورہ نے ایک ایک کر کے اپنے آپ کو تین طلاق دیدیں پھر دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اسکے بعد اول شوہر کے نکاح میں آئی اور پھر اپنے نفس کو طلاق دی تو اس تفویض مذکور کے حکم سے واقع نہوگی۔ اور اگر اسے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دی ہوں پھر عدت کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اسکی طلاق کے بعد اول شوہر کے نکاح میں آئی تو امام غفرم و امام ابو یوسف رحمہ

کے نزدیک از سر نو تین طلاق کا مالک ہوگا اور عورت کو اختیار ہوگا کہ ایک بعد دوسری کے تین طلاق تک اپنے نفس کو دیدے اور اس میں امام محمد کا خلاف ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ کما شئت فانتي طالق ثلاثا یعنی ہر بار جبکہ تو چاہے تو سب طلاق طالقہ ہر پس عورت نے ایک ہی طلاق چاہی تو یہ باطل ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق حیث شئت او این شئت یعنی تو طالقہ ہر حیث شئت یا این شئت تو مطلقہ نہ ہوگی یہاں تک کہ چاہے اور اگر مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو اس کا اختیار شیت جاتا رہے گا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کیف شئت تو عورت قبل اپنے چاہنے کے ایک رجعی طلاق سے طالقہ ہو جائیگی پھر اگر اُسے کہا کہ میں نے ایک بانہ طلاق یا تین طلاق چاہی ہیں اور شوہر نے کہا کہ میں نے اسکی نیت کی تھی تو یہ شوہر کے قول کے موافق ہوگی اور اگر عورت نے تین طلاق چاہی ہیں اور شوہر نے ایک بانہ کی نیت کی یا اس کے برعکس تو ایک رجعی واقع ہوگی اور اگر شوہر کے اس قول کے وقت کچھ نیت نہ ہو تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ برہنہ موجب تخیر و اجراء ہے آن عورت کی شیت معتبر ہوگی کذا فی الہدایہ اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک جب تک نہ چاہے کچھ واقع نہ ہوگی پس اگر عورت نے چاہی تو ایک رجعی یا بانہ تین طلاق اپنے اوپر واقع کر سکتی ہے بشرطیکہ ارادہ شوہر کے مطابق ہو۔ اور جو امام اعظم نے فرمایا ہے وہ اسے ہی اور شرع خلاف در مقام پر ظاہر ہوتا ہے ایک یہ کہ قبل چاہنے کے عورت مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دوم یہ کہ عورت غیر مدخلہ کے ساتھ ایسا ہوا تو امام اعظم کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور صاحبین اس کے نزدیک کچھ نہیں واقع ہوگی۔ اور عورت کا رد کر دینا مثل مجلس سے اٹھ کھڑے ہونے کے ہی یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کم شئت او ما شئت یعنی تو طالقہ ہر جتنی چاہے تو جب تک عورت کوئی دوسرا کام شروع نہ کرے یا مجلس سے اٹھ کھڑی نہ ہو تب تک اپنی مجلس میں اس کو اختیار ہوگا کہ جس قدر چاہے ایک یا دو یا تین طلاق دیدے مگر اصل طلاق عورت کی شیت پر موقوف ہے یعنی اگر چاہے تو دے۔ اور اگر عورت نے اس تفویض کو رد کر دیا تو رد ہو جائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین میں سے جتنی چاہے طلاق دے یا تین میں سے جتنی چاہے اختیار کر تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دیدے مگر پوری تین طلاق نہیں دے سکتی ہے اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ تین طلاق تک بھی دے سکتی ہے کذا فی الکافی اور بنا برین اختلاف اگر کسی شخص سے کہا کہ میری عورتوں میں سے جسکو چاہے طلاق دیدے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ اسکی سب عورتوں کو طلاق دیدے اور صاحبین کے نزدیک اسکو یہ اختیار ہے یہ غایتہ سرحدی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ میری عورتوں میں سے جو طلاق چاہے اسکو طلاق دیدے پس سب عورتوں نے طلاق چاہی تو مکمل کو اختیار ہے کہ ان سب کو طلاق دیدے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اولیا سے عورت نے اُس کے شوہر سے عورت کے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے عورت کے باپ سے کہا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہے کہ جو تو چاہتا ہے اور یہ کہ باہر چلا گیا پس عورت کے باپ نے عورت کو طلاق دیدی تو اگر شوہر نے اپنے خسر کو تفویض طلاق کی نیت نہ کی ہوگی تو عورت مطلقہ نہ ہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ میں اس سے تفویض کی نیت نہیں کی تھی تو اسی کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کسی مرد سے

عورت کی نیت کی تھی تو اس کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کسی مرد سے

کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے تو اسکو اختیار ہوگا چاہے اس مجلس میں طلاق دے یا اسکے بعد طلاق دے
اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس سے رجوع کر لے یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اپنے آپ کو
طلاق دے اور اپنی سوت کو طلاق دے تو عورت کو اپنے آپ کو طلاق دینے کا اختیار اسی مجلس تک ہوگا
اس واسطے کہ اُس کے حق میں یہ تفویض ہے اور عورت کو اپنی سوت کو طلاق دینے کا اختیار اسی مجلس میں اور اسکے
بعد بھی ہوگا اس واسطے کہ اُس کے حق میں یہ عورت وکیل ہے۔ اور اگر دو مردوں سے کہا کہ تم دونوں میری جورو کو
طلاق دو اگر تم دونوں چاہو تو جب تک دونوں طلاق دینے پر متفق نہ ہوں تنہا کسی ایک کو اسکی طلاق کا اختیار
نہوگا۔ اور اگر دونوں سے کہا کہ تم میری جورو کو طلاق دیدو اور یہ نہ کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ وکیل ہے پس دونوں میں
سے ایک کو بھی اسکے طلاق دینے کا اختیار ہوگا یہ جو ہر ویرہ میں ہے۔ اور اگر دو مردوں کو اپنی جورو کی طلاق
کے واسطے وکیل کیا تو دونوں میں سے ہر ایک کو اسکے طلاق دینے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ طلاق جو جس مال نہو
اور اگر دونوں کو اپنی عورت کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہ دیا کہ تم دونوں میں سے ایک ہر دونوں دوسرے کے
اسکو طلاق نہ دے پس ایک نے اسکو طلاق دی پھر دوسرے نے اسکو طلاق دی یا ایک نے طلاق دی اور
دوسرے نے اُس کے طلاق کی اجازت دی تو واقع نہ ہوگی۔ اور اگر دو مردوں سے کہا کہ تم دونوں کے
دونوں اسکو تین طلاق دیدو پس ایک نے ایک طلاق دی پھر دوسری نے دو طلاقیں دیں تو کچھ
بھی واقع نہ ہوگی تا وقتیکہ دونوں مجتمع ہو کر تین طلاق نہ دیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دو مردوں
سے کہا کہ تم میری جورو کو تین طلاق دیدو تو ہر ایک کو تین طلاق دینے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح ایک کو
ایک طلاق اور دوسرے کو دو طلاق دینے کا بھی اختیار ہوگا یہ غائبہ میں ہے۔ اور اگر ایک شخص سے کہا کہ
تو میری جورو کی طلاق دینے کے واسطے وکیل ہے اگر تو چاہے پس مرد مذکور نے اسی مجلس میں چاہا تو چاہا
اور اگر چاہنے سے پہلے مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا تو وکیل باطل ہوگئی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی
سے کہا کہ تو میری جورو کو تین طلاق دیدے اگر جورو چاہے تو یہ شخص وکیل نہ ہوگا جب تک عورت مذکورہ
نہ چاہے اور عورت مذکورہ کو اسی مجلس تک چاہنے کا اختیار ہوگا اور اگر مرد مذکور مجلس سے اٹھ کھڑا
ہوا تو وکیل باطل ہو جائیگی اور اسکی طلاق اسکے بعد واقع نہ ہوگی اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ
مسئلہ یا درکھنا چاہیے اس واسطے کہ اس میں عام بلوئی ہے کیونکہ اکثر خطوط طلاق جنکو عورتوں کے شوہر پوچھ
سے لکھتے ہیں انہیں یوں لکھتے ہیں کہ تو میری جورو کی طلاق کے واسطے وکیل ہے اس سے دیر بابت کر کہ
وہ طلاق چاہتی ہے پس اگر عورت چاہے تو اسکو طلاق دیدے پھر اکثر یہ ہوتا ہے کہ وکیل لوگ اس عورت
کی مجلس مشیت کے بعد اسکو طلاق دیتے ہیں حالانکہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوتی ہے
اور اگر کسی شخص سے کہا کہ تو میری جورو کی طلاق کا وکیل ہے بدین شرط کہ مجھے اختیار ہے یا بدین شرط
کہ عورت مذکورہ کو اختیار ہے یا بدین شرط کہ فلان کو اختیار ہے تو دو کالت جائز ہے مگر یہ اختیار کی شرط باطل ہے
اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو میری عورتوں میں سے ایک کو طلاق دیدے پس اُس نے کسی ایک عورت
میں کو طلاق دیدی تو صحیح ہے اور شوہر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس عورت کے سوا اسے دوسری عورت کی طرف

طلاق مذکور پیر دے اور اگر اس نے کسی غیر معین ایک عورت کو طلاق دیدی تو بھی صحیح ہو لیکن ان عورتوں میں سے
 مطلقہ کا معین کرنا اور بیان کرنا شوہر کے اختیار میں ہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے
 کہا کہ میں نے تجھے اپنے تمام امور کا وکیل کیا پھر وکیل نے اسکی جورو کو طلاق دیدی تو شرع نے اس میں ہتھ نہ
 کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے اپنے تمام امور میں جنکے واسطے تو وکیل
 جائز ہو وکیل کیا تو وکالت عامہ ہوگی کہ خرید و فروخت و نکاح و غیرہ ہر چیز کو شامل ہوگی یہ فتاویٰ
 قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ میری جورو کو تطلیق دے دے پس وکیل نے اسکو دو
 طلاق دیدیں تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک نہیں جائز ہو اور صاحبین رحمہ کے نزدیک ایک طلاق واقع
 ہوگی یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو طلاق کے واسطے وکیل کیا پس وکیل
 نے عورت کو طلاق دیدی اور تین طلاق دین پس اگر شوہر نے تو وکیل سے تین طلاق کی نیت کی ہو
 تو واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت نہ کی ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک کچھ واقع نہ ہوگی۔ ایک شخص
 نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اسکی عورت کو ایک طلاق رجعی دیدے اور وکیل نے اسکی عورت کو ایک
 طلاق بائن دیدی یعنی کہا کہ میں نے تجھکو ایک طلاق بائن دمی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر
 وکیل نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھکو بائن کر دیا تو کچھ واقع نہ ہوگی۔ اور اگر وکیل سے کہا کہ عورت
 کو طلاق بائن دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو طلاقہ بتطلیقہ رجعیہ ہو تو ایک طلاق بائن واقع
 ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری جورو کو میرے بھائی کے سامنے طلاق دیدے پھر
 وکیل نے بدون موجودگی اسکے بھائی کے اسکی عورت کو طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوگی جیسے کہ اگر کہا کہ
 عورت کو گواہوں کے حضور میں طلاق دیدے اور وکیل نے بدون حضور می گواہوں کے اسکو طلاق دیدی تو
 واقع ہوتی ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے اپنی جورو کے طلاق دینے سے منع نہیں کیا ہوں
 تو یہ تو وکیل نہیں ہو چنانچہ اگر کسی کو دیکھا کہ اسکی عورت کو طلاق دیتا ہو پس اسکو منع نہ کیا تو یہ طلاق دہشہدہ
 اسکی طرف سے وکیل نہ ہو جائیگا اور طلاق واقع نہ ہوگی پس ایسا ہی اس مقام پر بھی ہو یہ فتاویٰ
 قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے زید سے کہا کہ میری جورو کو سنت طلاق بائن دیدے اور عمر سے
 کہا کہ میری جورو کو سنت طلاق رجعی دیدے پھر دونوں نے عورت کو ایک ہی طہرین طلاق دیدی تو عورت
 پر ایک طلاق واقع ہوگی مگر اس طلاق کے حق میں شوہر کو اختیار ہو چاہے بائنہ قرار دے یا
 رجعی یہ سب الراء میں ہے۔ اور اگر کسی غائب کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وکیل مذکور نے
 اپنی وکالت کا حال معلوم ہونے سے پہلے عورت مذکورہ کو طلاق دیدی تو یہ طلاق باطل ہوگی اسواسطے
 کہ چاہنے سے پہلے وکالت بہ طلاق ثابت نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اپنی
 عورت سے کہا کہ تو فلان کے پاس جاتا کہ وہ تجھے طلاق دیدے پس عورت اسکے پاس گئی اور اسے
 عورت کو طلاق دیدی تو صحیح ہو اور فلان مذکور وکیل طلاق ہو جائیگا اگرچہ اسکو اپنے وکیل ہونے کا
 حکم نہیں ہوا ہو اور زیادہ اہل سنت میں مسئلہ مذکور ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ فلان مذکور وکیل اپنے آگاہ ہونے کے

مطلقہ کا معین کرنا اور بیان کرنا شوہر کے اختیار میں ہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے
 کہا کہ میں نے تجھے اپنے تمام امور کا وکیل کیا پھر وکیل نے اسکی جورو کو طلاق دیدی تو شرع نے اس میں ہتھ نہ
 کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے اپنے تمام امور میں جنکے واسطے تو وکیل
 جائز ہو وکیل کیا تو وکالت عامہ ہوگی کہ خرید و فروخت و نکاح و غیرہ ہر چیز کو شامل ہوگی یہ فتاویٰ
 قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ میری جورو کو تطلیق دے دے پس وکیل نے اسکو دو
 طلاق دیدیں تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک نہیں جائز ہو اور صاحبین رحمہ کے نزدیک ایک طلاق واقع
 ہوگی یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو طلاق کے واسطے وکیل کیا پس وکیل
 نے عورت کو طلاق دیدی اور تین طلاق دین پس اگر شوہر نے تو وکیل سے تین طلاق کی نیت کی ہو
 تو واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت نہ کی ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک کچھ واقع نہ ہوگی۔ ایک شخص
 نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اسکی عورت کو ایک طلاق رجعی دیدے اور وکیل نے اسکی عورت کو ایک
 طلاق بائن دیدی یعنی کہا کہ میں نے تجھکو ایک طلاق بائن دمی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر
 وکیل نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھکو بائن کر دیا تو کچھ واقع نہ ہوگی۔ اور اگر وکیل سے کہا کہ عورت
 کو طلاق بائن دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو طلاقہ بتطلیقہ رجعیہ ہو تو ایک طلاق بائن واقع
 ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری جورو کو میرے بھائی کے سامنے طلاق دیدے پھر
 وکیل نے بدون موجودگی اسکے بھائی کے اسکی عورت کو طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوگی جیسے کہ اگر کہا کہ
 عورت کو گواہوں کے حضور میں طلاق دیدے اور وکیل نے بدون حضور می گواہوں کے اسکو طلاق دیدی تو
 واقع ہوتی ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے اپنی جورو کے طلاق دینے سے منع نہیں کیا ہوں
 تو یہ تو وکیل نہیں ہو چنانچہ اگر کسی کو دیکھا کہ اسکی عورت کو طلاق دیتا ہو پس اسکو منع نہ کیا تو یہ طلاق دہشہدہ
 اسکی طرف سے وکیل نہ ہو جائیگا اور طلاق واقع نہ ہوگی پس ایسا ہی اس مقام پر بھی ہو یہ فتاویٰ
 قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے زید سے کہا کہ میری جورو کو سنت طلاق بائن دیدے اور عمر سے
 کہا کہ میری جورو کو سنت طلاق رجعی دیدے پھر دونوں نے عورت کو ایک ہی طہرین طلاق دیدی تو عورت
 پر ایک طلاق واقع ہوگی مگر اس طلاق کے حق میں شوہر کو اختیار ہو چاہے بائنہ قرار دے یا
 رجعی یہ سب الراء میں ہے۔ اور اگر کسی غائب کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وکیل مذکور نے
 اپنی وکالت کا حال معلوم ہونے سے پہلے عورت مذکورہ کو طلاق دیدی تو یہ طلاق باطل ہوگی اسواسطے
 کہ چاہنے سے پہلے وکالت بہ طلاق ثابت نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اپنی
 عورت سے کہا کہ تو فلان کے پاس جاتا کہ وہ تجھے طلاق دیدے پس عورت اسکے پاس گئی اور اسے
 عورت کو طلاق دیدی تو صحیح ہو اور فلان مذکور وکیل طلاق ہو جائیگا اگرچہ اسکو اپنے وکیل ہونے کا
 حکم نہیں ہوا ہو اور زیادہ اہل سنت میں مسئلہ مذکور ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ فلان مذکور وکیل اپنے آگاہ ہونے کے

وکیل نہ ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور بعض نے فرمایا کہ جو زیادہ استثنائیں مذکور ہو وہ قیاس ہے اور جو اصل میں مذکور ہو وہ استحسان ہے پھر بنا بر روایت اہل کے جو حکم استحسان ہے جب کہ فلان مذکور ہو اگرچہ آگاہ نہیں ہوا وکیل ہو گیا اور شوہر نے عورت کو فلان مذکور کے پاس جانے سے منع کر دیا تو فلان مذکور اس سے معزول نہ ہو جائیگا در صورتیکہ فلان مذکور کو اپنے معزول ہونے سے آگاہ ہی نہ ہو اور یہ حکم نظیر ایک دوسرے مسئلہ کی ہو گیا کہ ایک شخص نے اپنی جو دو کونین طلاق دینے کے واسطے ایک شخص کو وکیل کیا پھر عورت سے کہا کہ میں نے فلان کو تجھے طلاق دینے سے منع کر دیا تو جب تک فلان مذکور کو اس مانعت کا علم نہ ہو وہ معزول نہ ہوگا اس واسطے کہ اگر فلان مذکور معزول ہو تو مقصود بالذات مانعت سے معزول ہوگا عورت کی مانعت کی تبعیت میں معزول نہ ہوگا حالانکہ عورت کے سپرد کوئی بات نہیں کی ہو تاکہ فلان مذکور کا اس کی تبعیت میں معزول ہونا صحیح ہو مگر فلان مذکور کا قبل علم کے مقصود ابمانعت معزول ہونا مستعذر ہے پس ثابت ہوا کہ وہ قبل علم کے معزول نہ ہوگا۔ اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو اس فلان مذکور کے پاس جانے سے پہلے اسکے پاس جانے سے منع کر دیا ہو۔ اور اگر فلان مذکور کے پاس جانے کے بعد عورت کو منع کیا تو فلان مذکور معزول نہ ہوگا اگرچہ اسکو معزول ہونے کا حال معلوم ہوا ہو اور عورت کے اسکے پاس جانے سے پہلے اگر فلان کو مانعت کا اور معزول ہونے کا حال معلوم ہو گیا تو معزول ہو جائیگا اور یہ بخلاف ایسی صورت کے ہے کہ ایک اجنبی سے کہا کہ فلان کے پاس جا اور اس سے کہ کہ وہ میری جو دو کونین طلاق دیدے پھر اسکے بعد اس اجنبی کو منع کر دیا تو مانعت صحیح ہے اور اگر جو دو کونین اس طرح منع کیا تو صحیح نہیں ہے۔ اور یہ بخلاف ایسی صورت کے ہے کہ اگر کسی شخص سے کہا کہ اگر میری جو دو کونین میرے پاس آئے تو اسکو طلاق دیدے یا کہا کہ اگر میری طرف نکلے تو تو اسکو طلاق دیدے پھر اسنے وکیل کو بعد عورت کے اسکے پاس آنے اور نکلنے کے طلاق واقع کرنے سے منع کر دیا تو صحیح ہے در حالیکہ وکیل آگاہ ہو جاوے جیسا کہ عورت کے اسکے پاس جانے یا اسکی طرف نکلنے سے پہلے مانعت کر دینا بروجہ مذکور صحیح ہے یہ محض میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی جو دو کونین طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اسکو اپنے نقشہ کی حالت میں طلاق دیدی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی جو دو کونین طلاق کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے اس عورت کو بائن یا رجمی طلاق دیدی پھر وکیل نے اسکو طلاق دی تو جب تک عورت مذکورہ عدت میں ہے وکیل کی طلاق اس پر واقع ہوگی اور موکل کے بائن کر دینے سے وکیل مذکور معزول نہ ہوگا بشرطیکہ طلاق وکیل بوض مال نہ ہو اور اگر وکیل نے طلاق دی وہی بیان تک کہ قبل انقضائے عدت کے موکل نے اس عورت سے نکاح کر لیا پھر وکیل نے اسکو طلاق دی تو وکیل کی طلاق اس پر واقع ہوگی۔ اور اگر موکل نے بعد انقضائے عدت کے اس سے نکاح کیا پھر وکیل نے اسکو طلاق دی تو وکیل کی طلاق اس پر واقع نہ ہوگی اسی طرح اگر شوہر یا جو دو مرتبہ ہو گئی تو بالعدت مذکورہ پھر وکیل نے اس عورت کو طلاق دی تو جب تک عورت مذکورہ عدت میں ہے رجم تک وکیل کی طلاق واقع ہوگی اور اگر موکل مرتبہ ہو کر دار الحرب میں جا ملا اور قاضی نے اسکے جانے کا حکم دیدیا تو وکالت

مقصود بالذات مانعت
وکیل کو اس کی مانعت
میں اس شخص
علم کی ہو کہ اسکو
لیجے وکیل کی طلاق
کے معزول کر دے
جس سے ہکا
اصل کو مقصود
ہو اور اس کے
قبل وکیل سے
منع ہو کر
ہو گا جس سے
غرض دوسری
جو دو کونین
منع ہو کر
کے پاس
بیان اسے
پہلے کیا تو
منع ہو کر
اس پر عدت
میں رجم کر
تو طلاق کو بائن
طلاق دینے کی
و کالت مذکور
میں عورت
نہ ہو کر

باطل ہو جائیگی حتیٰ کہ اگر موکل مذکور مسلمان ہو کر واپس آیا اور اُس عورت سے نکاح کیا پھر وکیل نے اس عورت کو طلاق دی تو طلاق وکیل واقع نہ ہوگی اور اگر وکیل مذکور لغو ذوالقہدہ سے ہو گیا تو وہ اپنی وکالت پر رہ گیا اگرچہ دارالحرب میں جائے لیکن جب قاضی اُسکے جاملنے کا حکم دیدے تو معزول ہو گیا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور جو شخص وکیل طلاق ہو اُسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی دوسرے کو وکیل کر دے۔ اور اگر طفل عاقل یا غلام کو وکیل کیا کہ طلاق دیدے تو صحیح ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا مگر اُس نے وکالت قبول نہ کی رو کر دی پھر اُس نے طلاق دی تو واقع نہ ہوگی۔ اور اگر وہ بدون قبول کرنے کے خاموش رہا پھر اُس نے طلاق دیدی تو واقع ہوگی اور اگر وکیل سے کہا کہ تو کل کے روز عورت کو طلاق دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو کل کے روز طالعہ ہے تو یہ باطل ہے۔ اور اگر کسی وکیل سے کہا کہ تو عورت کو طلاق دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو طالعہ ہے اگر تو دارمیں داخل ہو پھر عورت دارمیں داخل ہوئی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تو میری جو رو کو تین طلاق دیدے پس اُس نے ہر ار طلاقین دیدین تو صحیح نہیں ہے اور اسی طرح اگر اُس نے کہا کہ میری جو رو کو آدھی طلاق دیدے پس وکیل نے پوری ایک طلاق دیدی تو کچھ واقع نہ ہوگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور جو شخص طلاق منجز کے واسطے وکیل ہو یعنی جو بالعلقیت نے احوال واقع کرنے کے واسطے وکیل ہو اگر ایسے وکیل نے طلاق معلق دیدی تو صحیح نہ ہوگی یہ قنیہ میں ہے۔ ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا پھر ایک شخص کو اپنی جو رو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا پھر بدون حضور می عورت کے اس وکیل کو معزول کر دیا پس اگر عورت کی درجست سے یہ وکالت نہ ہو تو معزول کرنا صحیح ہو گا اور اگر بد رخواست عورت ہو تو بدون حضور می عورت کے اسکا معزول کرنا صحیح نہ ہو گا۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وکیل طلاق کا معزول کرنا مرد کے اختیار میں ہے اگرچہ وکیل مذکور بد رخواست عورت ہو۔ اور اگر کسی شخص کو طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ ہر بار جب من تجھے معزول کروں تو تو میرا وکیل ہے پس بعض نے فرمایا کہ یہ تو وکیل صحیح نہیں ہے اور بعض نے فرمایا کہ تو وکیل صحیح ہے اور اُسکو معزول نہیں کر سکتا ہے اس واسطے کہ وکالت متحد ہوتی ہے مطلق شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ موکل اُسکو معزول کر سکتا ہے پھر طریقہ عزل میں شائع نے اختلاف کیا ہے۔ شیخ امام نے فرمایا کہ اگر وکیل مذکور سے یوں کہے کہ میں نے تجھ کو تمام سب دکالتوں سے معزول کر دیا تو وہ معزول ہو جائیگا اور یہ قول منجز و معلق سب کی طرف راجع ہو گا اور بعض نے فرمایا کہ یوں کہے کہ میں نے تجھے معزول کیا جیسا کہ میں نے تجھے وکیل کیا یعنی جیسے تجھے وکیل کیا ہے ویسے ہی تجھے معزول کیا اور بعض نے فرمایا کہ یوں کہے کہ میں نے تیری وکالت معلقہ سے رجوع کیا اور تجھ کو وکالت مطلقہ سے معزول کیا یہ تاثر خانیہ میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میری جو رو کو طلاق دے پس اُسکو بائن کر دے یا کہا کہ اُسکو بائن کر دے پس اُسکو طلاق دے تو یہ ایسی توکیل ہے کہ مجلس ہی تک مقصور نہیں ہے اور شوہر کو اُس سے رجوع کرنے کا اختیار ہو گا اور جب وکیل نے اُسکو طلاق دی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اس وکیل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ ایک سے زیا دہ واقع کرے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر وکیل سے کہا کہ میری جو رو کو طلاق دے

چاہئے بغیر
 قاضی نے
 حکم کیا کہ فلان
 شخص اس پر
 بین کی گیا
 تو اس کا ترکہ کے
 وارثوں میں
 تقسیم ہو گا
 علیٰ غیر
 نے احوال
 اور سائق جو
 کسی شخص پر
 ہو تو مستحق

سلاطین و ملوک
بنین سید و امیر
آدمی که او
کمان جادو
دشمنان را کشت
که اگر فلان
دشمن نام
نه آدمی است
نقشه کشیده
تو به دست فلان

مرد نے یہ خط اُس وقت لکھا ہے کہ جب اس کے غائب ہو جانے سے ایک مہینہ سے زیادہ نہیں گزرا تھا لیکن خط لاسنے والے نے راہ میں دیر کر دی اس صورت میں آیا عورت مذکورہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے چونکہ تین مہینہ گزر گئے اور اس عورت کو علم نہیں ہوا ہے تو بعض نے جواب دیا کہ آخر زبان جامع کے باب ما یفعل فیہ امرائہ الی غیرہ بالوقت کے موافق عورت کا امرائے اسکے اختیار میں ہو گا۔ اور خواجہ شیخ الاسلام برہان الدین مین ہے کہ اگر کسی نے عورت سے کہا کہ اگر بے جرم شرعی سمجھو مارو تو تیرا میرے اختیار میں ہے پھر اس عورت سے کہا کہ میں سب کچھ اجازت دیتا ہوں کہ ہر نہایت تو اپنے مان و باپ کے مگر جایا کر پھر ہفتہ گزر گیا اور دس روز ہو گئے تو در اسکے باپ و مان اسکے یہاں آئے اور اسکے ساتھ یہ عورت اُن کے یہاں گئی مگر اجازت لیکر نہیں گئی پس شوہر نے اس بے اجازت جانے پر ہٹکو مارا پس آیا عورت کا امر اسکے اختیار میں ہو گا یا نہ ہو گا تو جواب دیا کہ مان ہو گا واللہ اعلم اور میں نے ایک فتوے دیکھا کہ جس کا جواب میرے چچا شیخ نظام الدین نے لکھا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے بغیر جرم شرعی مارنے پر اپنی جورو کا امرائے اسکے استودیا تھا اسکی مان اسکے شوہر کے مگر آئی اسس مرد نے کہا کہ یہ کتیا بیان کیون آئی ہے عورت نے کہا کہ ماورست و خواہر تو سیٹھ تیری مان و بہن ہے پس مرد نے عورت کو مارا تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا تھا کہ عورت کا امرائے اسکے اختیار میں نہ ہو گا یہ فصول عامہ ہیں نہ اپنی عورت کا امرائے اسکے اختیار میں بدین شرط دیا کہ اگر اسکو بغیر جرم مارے تو عورت اسے اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر شوہر نے اس عورت سے کہا کہ تجھ لعنت ہو اور عورت نے جواب دیا کہ لعنت خود تجھ پر ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ یہ عورت کی طرف سے جنایت نہیں ہے اس واسطے کہ عورت نے اس میں ہل نہیں کی ہے بلکہ اسے مرد کے کہنے پر کہ دیا ہے اور عامہ مشائخ کے نزدیک عورت کی طرف سے یہ جنایت ہے اور اصح یہی ہے اور علے ہذا اگر مرد نے کہا کہ اس تیری مان کلو ٹی (یا جیشن) پس عورت نے بھی اُلکھ کر کہا کہ تیری مان ہے کلو ٹی تو پہلے مشائخ کے قول پر یہ جنایت نہیں ہے اور عامہ مشائخ نے اس صورت میں باہم اختلاف کیا ہے چنانچہ بعض نے کہا کہ اگر شوہر کی مان زندہ ہو تو یہ عورت کی طرف سے شوہر کے حق میں جنایت نہیں ہے اور اگر مر گئی ہو تو یہ امر شوہر کے حق میں شوہر کی طرف سے جنایت ہو گا اور بعض نے کہا کہ عورت کا امر عورت کے اختیار میں نہ ہو گا خواہ شوہر کی مان زندہ ہو یا مر گئی ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر کو کہا کہ خدا سب کچھ موت دے تو یہ عورت کی طرف سے جرم ہے۔ اور اسی طرح اگر شوہر سے کہا کہ اس خدا تیرے کافر تو یہ بھی عورت کی طرف سے جرم ہے۔ اور اگر شوہر کو کہا کہ اسکو بخوی پس اگر شوہر ایسا ہی ہو تو یہ جنایت نہیں ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو عورت خطا دار ہے اور اگر شوہر نے اس سے کہا کہ تو ایسا نہ کر اسے جواب دیا کہ خوب کر دنگی پس اگر ایسے فعل کے حق میں کہا ہو جو خود مصیبت ہے تو یہ عورت کا جرم ہے اور اگر ایسے فعل میں کہا جو مصیبت نہیں ہے تو عورت کے حق میں یہ قول جنایت قرار نہ دیا جائیگا اور منتفی میں ہے کہ اگر اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ میں نے تیری طلاق تیرے ہاتھ میں رکھ دی اس نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دیدی پس شوہر نے

لکھنؤ ہندیہ

ایک ہفتہ سات دن مراد ہو ۱۲۔

کہا کہ میں نے بھی تجھے طلاق دی تو دو طلاق واقع ہو گئی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ
 اس بے مزہ پس اگر شوہر شریف ہو تو اُسکے حق میں یہ امر جنایت ہو گا۔ ایسا ہی عمدہ میں مذکور ہے۔ اور میرے
 والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے عورت کا امر اُسکے ہاتھ دیا کہ اسکو بے جرم نہ مار بگا بھر
 اس عورت نے اور عورتوں کے سامنے کہا کہ اگر تمہارے خاوند مرد ہیں تو میرا خاوند مرد نہیں ہے پس شوہر نے
 اُسکو مارا تو میرے والد نے جواب فرمایا کہ یہ عورت کی طرف سے جنایت ہے پس عورت کا امر اُسکے اختیار میں
 نہ ہو گا و اللہ اعلم۔ اور فتاویٰ دیناری میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنی جوڑو کا امر اُسکے اختیار میں دیا بریکہ
 اسکو کسی گناہ پر نہ مار بگا آلا اسپر کہ شوہر کی بلا اجازت فلاں شخص کے بیان جاہ سے پھر عورت فلاں مذکور کے
 بیان بلا اجازت شوہر گئی پس شوہر نے جھگڑا کیا عورت نے گالیوں دیں تو شوہر نے ارا پس اس عورت
 نے کہا کہ میں نے حکم امر سپرد شدہ کے اپنے آپکو طلاق دے لی پس شوہر نے کہا کہ میں نے بے اس جرم پر ارا
 ہو کہ تو میری بلا اجازت فلاں کے بیان گئی تو فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہو گا۔ اور طلاق فتاویٰ دیناری میں لکھا ہے
 کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو نے میری طلاق کی قسم کھائی تھی کہ تجھکو بیگناہ نہ مارو بگا بھر تو نے بے
 بیگناہ مارا اور اب میں تجھ پر طلاق ہوں پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے بیگناہ شرعی نہیں مارا ہو تو فرمایا کہ قول شوہر کا
 قبول ہو گا۔ اور اگر شوہر نے اُسکے بعد یوں کہا کہ میں نے تجھے یوں کہا تھا کہ تو اپنی بہن کے بیان نہ جا کہ تجھے
 اس میں غصہ آتا ہو پھر تو نے نہ مانا اور تو گئی اور میں نے تجھے اس سبب سے مارا اور عورت اپنی بہن کے بیان
 جانے سے منکر ہو تو قول کسکا قبول ہو گا اور گواہ کسپر لازم ہو گئے تو شیخ نے جواب میں فرمایا کہ قول شوہر کا قبول
 ہو گا اور اس میں گواہوں کی سماعت نہ ہو گی۔ ایک شخص نے دوسرے مرد سے مجلس شراب میں کہا کہ میں نے ہر جس
 عورت سے نکاح کیا ہے تیرے واسطے کیا ہے کہ اسکا رکھنا و چھوڑنا تیرے ہاتھ میں رہا ہے پس مخاطب
 نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو میں نے تیری جوڑو کو ایک طلاق و دو طلاق دین پس آیا واقع ہو گئی تو
 شیخ نے فرمایا کہ نہیں اس واسطے کہ یہ کہنا کہ تیرے ہاتھ میں رہا ہے یہ زمانہ ماضی میں جسکے ہاتھ میں اختیار ہونے کی خبر
 دیتا ہے اور زمانہ ماضی میں اختیار باخدا میں ہونے سے اسکا اب تک باقی ہونا لازم نہیں آتا بلکہ طلاق امر تو مجلس تک
 مقصور ہوتا ہے حالانکہ مجلس بدل چکی پس باطل ہو جائیگا حتیٰ کہ اگر یوں کہا کہ تیرے ہاتھ میں ہے تو یہ اس امر کا اقرار ہے کہ اختیار
 امر اب بھی قائم ہے پس اسکا طلاق دینا صحیح ہو گا یہ فیصلہ امتیازی میں ہے۔ اور میرے جڑو کے نوامذ میں ہے کہ
 ایک شخص نے عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں دیا کہ بیگناہ اگر دو دینا عورت کو نہ ہو بچاؤ سے تو
 عورت مختار ہے کہ اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر مرد نے اس عورت کے ایک قرض خواہ کو اپنے پر اترائی
 قبول کر لی پس آیا عورت بعد مدت گذرنے کے خود مختار ہو سکتی ہے یا نہیں تو جواب دیا کہ اگر شوہر نے مدت
 گذرنے سے پہلے قرض خواہ عورت کو دیسا ہے تو عورت مختار نہ ہو گی اور اگر نہ دیسا ہو تو ہو گی۔ ایک شخص
 نے اپنی عورت کا امر اُسکے اختیار میں دیا کہ بدو ن اسکی اجازت کے شہر سے باہر نہ جا بگا بھر باہر جا
 کا قصد کیا اور عورت نے اُسکی مشایعت کی پس آیا یہ عورت کی طرف سے اجازت ہے تو فرمایا کہ اجازت
 نہیں ہے۔ واضحہ فتوے ہے کہ ایک مرد نے عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں دیا کہ عورت کی بلا اجازت باندی نہیں

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

خرید گیا پھر عورت اپنے شوہر کے ساتھ نحاس مین گئی اور وہاں ایک باندی کو چھٹا اور اس باندی کو اس کے شوہر نے خرید لیا پس آیا عورت کا یہ چھٹا اجازت ہوگا تو ہمارے بعض اہل زمانہ نے اگرچہ وہ فتوے دینے کی لیاقت نہ رکھتا تھا جواب دیا کہ ہاں عورت کی طرف سے اجازت ہوگی کہ عورت کا امر اسکے اختیار میں ہو جائیگا اور میں نے جواب دیا کہ عورت کا امر اسکے اختیار میں ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتی ہوں تو نے روارکھی یا کہا کہ ایک کام کرتی ہوں تو نے اجازت دی پس شوہر نے کہا کہ ہاں میں نے روارکھا پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تین طلاق دیدین تو کچھ واقع نہ ہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت نہ کی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے بغیر جرم مارنے پر طلاق کو معلق کیا پھر عورت مذکورہ کو چھ مین جو کشتادہ دوسری جانب سے نہیں ہو آگ لیتے گئی اور اس کو چھ مین ایک مرد اجنبی رہتا تھا اور عورت کا یہ قصہ نہ تھا کہ اس اجنبی کو دیکھے مگر شوہر نے اس عورت کو مارا تو عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی اس واسطے کہ شوہر نے اسکو جرم پر مارا ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ جب کبھی بغیر میری اجازت کے تو اس شہر سے باہر جاوے تو تو نے اپنی عورت کا امر میرے ہاتھ میں دیا اُس نے کہا کہ ہاں دیا پھر اُسے ایک بار اس شخص سے باہر جانے کی اجازت لے لی پس آیا اب بلا اجازت بھی جاسکتا ہے تو شیخ علامہ الدین نے جواب دیا کہ ہاں جاسکتا ہے اس واسطے کہ ہر گاہ سمجھتی ہے وقت ہو اور ایک بار کا اجازت دینا ان اوقات کے واسطے شامل ہو جائیگا ایسا ہی میں نے اس کے فوائد سے لکھ لیا ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر ہر چھ مہینہ کے شروع پر تجھے تیرے مان باب کے شہر نہ لیجاؤں تو میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا کہ تو ایک طلاق بائن جب چاہے آپ کو دیدے اور عورت مذکورہ نے اس تفویض کو اسی مجلس تفویض میں قبول کیا پھر اسکے بعد ایک سال گزر گیا اور شوہر اسکو اسکے مان و باب کے گھر نہ لے گیا پس آیا عورت مذکورہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے یا نہیں جانتا چاہیے کہ یہ واقعہ مرغیان میں واقع ہوا تھا چنانچہ وہاں کے لوگوں نے اسکا استفتاء ہمارے پاس بھیجا پس میں نے لکھا کہ ہاں عورت کو یہ اختیار حاصل ہے اور اس وقت کے مفتیان سمرقند نے میرے جواب سے موافقت کی۔ اور میرے جد کے فوائد میں ہے کہ ایک نے کہا کہ میں شراب نہ پیونگا و جو نہ کھیلونگا و زمانہ کرونگا اور اگر گردن تو میری جو رو کو مجھ سے تین طلاق ہیں پس اگر اُس نے انہیں سے کوئی کام بھی کیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہوگی پھر لکھا کہ نفسی کی صورت میں کچھ اختلاف نہیں ہے مگر اثبات کی صورت میں اختلاف ہے یعنی اگر کہا کہ اگر میں شراب پیوں و جو کھیلوں و زمانہ کروں تو میں نے اپنی عورت کا امر اسکے ہاتھ دیا پھر اُس نے انہیں سے ایک فعل کیا تو بعضوں کے نزدیک عورت کا امر اسکے اختیار میں نہ ہوگا اور بعضوں کے نزدیک ہو جائیگا اور شیخ نے فرمایا کہ ایسے الفاظ سے غرض یہ ہے کہ نفس کو روکے اور فعل حرام سے اسکو باز رکھے اور ان افعال میں سے ہر فعل تنہا اسکی غرض کے واسطے صالح ہے پس چاہیے کہ سب فعلوں کے پائے جانے پر جزا موقوف نہ رہے اگرچہ لفظا و آدھا جمع کے واسطے ہیں ایسا ہی شیخ الاسلام برہان الدین نے ذکر فرمایا ہے اور فوائد علامہ میں مذکور ہے کہ

اور چاہے ایک ہی پر جمع کر دے۔ اور اگر کہا کہ ہر بار جب تو اس دار میں داخل ہو دے پس ہر بار کہ تو فلان سے کلام کرے تو تو طالق ہو تو دوسری قسم معانی بدخول ہوگی پس جبکہ وہ عورت دار میں داخل ہوگی تب دوسری قسم منعقد ہوگی پھر جب فلان سے تین بار کلام کرے تب تین طلاق سے طالق ہوگی یہ بحسب الرائق میں ہے۔ اگر ایک مرد نے دو مردوں سے کہا کہ ہر بار کہ میں تمہارے پاس کھانا کھاؤں تو میری جو دو طلاق ہو پھر اُسے ایک روز انہیں سے ایک کے پاس کھانا کھایا اور دوسرے روز دوسرے کے پاس کھانا کھایا تو اسکی جو دو پر تین طلاق پڑ جائیگی اس واسطے کہ جب اُس نے اول کے پاس کھانا کھایا اور تین لقمہ کھائے یا زیادہ کھائے تو گویا اُس کے پاس تین مرتبہ کھانا کھایا اور جب دوسرے کے پاس کھانا کھایا تو گویا اُس کے پاس بھی تین مرتبہ کھانا کھایا پس دونوں کے پاس تین مرتبہ کھانا کھانا پایا گیا اور اسکے پاس ہر بار کھانا شہر طہ نوح طلاق و اخذ ہو اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تیرے پاس کھانا کھایا پھر اسکے پاس کھانا کھایا تو میری جو دو طلاق ہو تو اس میں بھی حکم ہوگا جو مہنے بیان کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جو دوسرے کہا کہ ہر بار جب میں اچھی بات کہوں تو تو طالق ہو پھر بلا کہ سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ اللہ اکبر تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسے یون کہا کہ سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ اللہ اکبر تو عورت پر تین طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی دو جو رونا سے چکے ساتھ دخول کر لیا ہے یا نہیں کیا ہے یا ایک سے دخول کیا ہے نہ دوسری سے یون کہا کہ ہر بار جب میں تمہاری طلاق کی قسم کھاؤں تو تم دونوں میں سے ایک طالق ہو یا کہا کہ ایک تم دونوں کی طالق ہو اور مکرر دوسرے کہا تو بچہ واقع نہ ہوگی اور اگر تیسری مرتبہ کہا تو یہ کتاب میں مذکور نہیں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ واقع نہ ہوگی الا اگر اُس نے دوسری مرتبہ کی طلاق واحدہ کے سوا سے تیسری مرتبہ میں طلاق واحدہ مراد لی تو ایسی صورت میں ان دونوں کی طلاق پر قسم کھانے والا ہو جائیگا پس ایک قسم اول میں حائض ہو جائیگا۔ اور اگر یون کہا کہ ہر بار جب میں نے قسم کھائی تو تم دونوں میں سے ایک کے طلاق کی تو یہ عورت طالق ہو ہر بار کہ قسم کھائی میں نے تم دونوں میں سے ایک کے طلاق کی تو تم میں سے ایک طالق ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اختیاریہ بیان کہ کون عورت مطلقہ ہوئی شوہر کو ہے۔ اور اگر یون کہا کہ ہر بار کہ میں نے قسم کھائی تو تم دونوں میں سے ایک کے طلاق کی تو ایک تم میں سے طالق ہو ہر بار کہ میں نے قسم کھائی تو تم دونوں میں سے ایک کے طلاق کی تو وہ طالق ہو تو دو طلاق واقع ہوئی اور اختیار شوہر کو ہوگا چاہے دونوں طلاقوں کو ایک ہی پر دے اور چاہے دونوں پر تقسیم کر دے۔ اور اگر شوہر کی ایک بدخول ہو اور دوسری بدخول ہو پس اُس نے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تم دونوں کے طلاق کی قسم کھائی تو تم دونوں طالق ہو اور اسکو تین مرتبہ کہا تو پہلی قسم منعقد ہو کر دوسری قسم سے منحل ہوگی پس ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی اور تیسری قسم بدخول کے حق میں منعقد ہوگی اور دوسری قسم تیسری قسم سے منحل نہ ہوگی کیونکہ شہرہ تمام نہیں ہے یعنی دونوں کے طلاق کی قسم پائی نہ گئی۔ اور اگر غیر بدخول سے نکاح کر کے اس سے کہا کہ اگر میں دار میں داخل ہوں تو تو طالق ہو تو دوسری پہلی قسم منحل ہوگی اور دونوں میں سے ہر ایک پر دو طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ تیسری دفع

نہ دو مرتبہ
طالق ہو اور
تین مرتبہ

مردخولہ کے حق میں قسم کھانے پر کچھ شرط ہو جو دھتی اور اب شرط پوری ہو گئی پس دونوں میں سے ہر ایک بے طلاق بائنہ ہو جائیگی۔ اور اگر اُس نے غیر مردخولہ سے نکاح نہ کیا لیکن اس سے یہ کہا کہ اگر میں نے تجھے نکاح کیا اور تو دارمین داخل ہوئی تو تو طالق ہے تو قسم صحیح ہوگی اور پہلی دوسری قسم منحل ہو جائیگی لیکن مردخولہ کی ملک میں ہر پس ایسہ طلاق بائنہ ہوگی اور غیر مردخولہ اُسکی ملک میں نہیں ہر پس اسکے حق میں قسم لغو ہوگی اور اول و دوم دونوں منحل تو ہو گئی مگر کچھ جزا مرتب نہ ہوگی لیکن قسم کلمہ ہر بار منعقد ہوگی اور اگر انحلال ظاہر نہ ہو پس دونوں قسمیں باقی رہیں گی پھر جب اسکے بعد اُس سے نکاح کیا اور اُسکی طلاق کی قسم کھائی تو اس پر دو طلاق واقع ہو گئی۔ اور اگر اُس نے مردخولہ سے کہا کہ جب میں تجھے نکاح کروں تو تو طالق ہے تو صحیح ہوگی اس واسطے کہ وہ بائنہ موجود ہے لیکن اگر یوں کہا کہ جب میں تجھے بعد تیرے دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے نکاح کروں تو تو طالق ہے تو ایسی قسم صحیح ہوگی اس واسطے کہ اس میں اضافت بجانب ملک ہر پیشہ جابجاء کبیر حصیری ہیں ہر اور اگر اُس نے اپنی کنی عورتوں میں سے ایک سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تیری طلاق کی قسم کھائی تو باقیات طلاقات ہیں پھر دوسری عورت سے بھی ایسا ہی کلام کیا پھر تیسری سے بھی یہی کہا تو تیسری و چوتھی عورت تین تین طلاق سے طالق ہو جائیگی اور دوسری عورت پر دو طلاق اور پہلی پر ایک طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ دوسرے کلام سے وہ پہلی عورت کے طلاق کی قسم کھانے والا ہوا اور تیسرے کلام سے پہلی دوسری کے طلاق کی قسم کھانے والا ہوا ہے۔ اور اگر بجائے لفظ ہر بار کے لفظ جب ہو تو تیسری و چوتھی عورت میں سے ہر ایک پر دو دو طلاق واقع ہو گئی اور اول و دوم میں سے ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے کہا کہ ہر عورت میری عورتوں میں سے جو دارمین داخل ہو پس یہ طالق ہے اور فلانہ تو فلانہ مذکورہ نے احوال طالق ہو جائیگی اور اگر اسکی عدت میں وہ دارمین داخل ہوئی تو دوسری طلاق بھی اس پر واقع ہوگی یہ غتے میں مذکور ہے اور شیخ ابو الفضل نے فرمایا کہ یہ حکم اسکے خلاف ہے جو جامع میں مذکور ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ لہذا ل میں ہے کہ شیخ نصیر نے فرمایا کہ میں نے حسن بن زیاد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی جوڑو سے یوں کہا کہ ہر بار کہ میں داخل ہوں اس دارمین ایک دفعہ داخل ہونا تو تو طالق ہے ہر بار کہ میں اس دارمین دو دفعہ داخل ہوں تو تو طالق ہے پھر اس دارمین دو دفعہ کا داخل ہونا اس سے عمل میں آیا تو حسن بن زیاد نے فرمایا کہ عورت مذکورہ پر تین طلاق واقع ہوگی یہ ہاتھار خانیہ میں ہے اور اگر اُس نے دو عورتوں سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تم دونوں سے نکاح کیا پس تم دونوں طالق ہو پھر کسنا ایک سے ایک بار اور دوسری سے دوبارہ نکاح کیا تو دونوں ایک ایک طلاق سے طالق ہو گئی لیکن اگر اول سے بھی دوبارہ نکاح کیا تو دونوں پر ایک ایک طلاق دوسری بھی واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں نے دو عورتوں سے نکاح کیا پس دونوں طالق ہیں پھر اُس نے تین عورتوں سے نکاح کیا تو سب پر طلاق پڑ جائیگی اس واسطے کہ ہر ایک کے حق میں یہ بات پائی گئی کہ اُس نے دو عورتوں سے نکاح کیا ہے اور یہی شرط تھی۔ اور اگر اُس نے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تم دونوں کے پاس کھا یا پس میری جوڑو طالق ہے پھر اُس نے ہر ایک کے پاس تین تین لقمہ کھائے تو اُسکی عورت پر تین طلاق واقع ہو گئی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری

ہر عورت و ہر بار کہ میں نے کسی عورت سے پیش برس تک نکاح کیا پس وہ طالق ہو اگر میں اس دار میں داخل ہوں اور اس شخص کے نکاح میں ایک عورت ہو پھر اُسے دوسری عورت سے نکاح کیا پھر اُسے ان دونوں کو طلاق دیدی پھر ان دونوں سے دوبارہ نکاح کیا پھر دار میں داخل ہوا تو دونوں میں سے ہر ایک پر تین طلاق واقع ہو گئی جنہیں سے ایک طلاق بالیقاع اور دو بخلعت واقع ہو گئی اور اگر اُس نے دونوں کو طلاق دینے کے وقت دونوں سے نکاح نہ کیا ہو یہاں تک کہ دار میں داخل ہو گیا پھر دونوں سے نکاح کیا تو ہر ایک سبب اُسکے حاشیہ ہو جانے کے مطلقہ بیک طلاق ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ کلام دخلت ہذا الدار و کلمت فلانا او کلمت فلانا فامراة من نسائی طالق یعنی ہر بار کہ میں اس دار میں داخل ہوا اور میں نے فلان سے کلام کیا یا تیسریں نے فلان سے کلام کیا تو تیسری عورتوں میں سے ایک عورت طالق ہو پھر یہ شخص دار میں کسی مرتبہ داخل ہوا اور فلان سے اُس نے ایک ہی دفعہ کلام کیا تو عورت پر ایک ہی طلاق واقع ہو گئی۔ اور اگر یوں کہا کہ ہر بار کہ میں اس دار میں داخل ہوا اور اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو تو طالق ہو پھر وہ دار میں تین مرتبہ داخل ہوا اور فلان سے اُس نے ایک ہی دفعہ کلام کیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں نے کسی عورت سے نکاح کیا اور میں دار میں داخل ہوا تو وہ طالق ہو پھر ایک عورت سے تین مرتبہ نکاح کیا اور دار میں ایک ہی دفعہ داخل ہوا تو ایک ہی طلاق واقع ہو گئی اور اگر دوبارہ داخل ہوا تو دوسری طلاق واقع ہو گئی اور اگر تیسری بار داخل ہوا تو تین طلاق واقع ہو گئی۔ اور اُسکی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ اگر اپنی جو دوست سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے چھو بار اور اخروٹ کھایا تو طالق ہو پھر اُسے تین چھو بار سے اور ایک اخروٹ کھایا تو ایک ہی طلاق واقع ہو گئی اور اگر دوسرا اخروٹ کھایا تو دوسری طلاق اور اگر تیسرا اخروٹ کھایا تو تیسری طلاق بھی واقع ہو گئی یہ شرح تلخیص الجامع البکیر میں ہے۔ ابن ساعدی کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف کو فرماتے سنا کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ ہر بار کہ تو اس دار میں داخل ہوئی پس ہر بار کہ تو نے فلان سے کلام کیا تو تو طالق ہو تو یہ امر دونوں باتوں پر ہوگا اور لفظ تو جو ترجمہ فامی جزا پر داخل ہے پس اگر عورت مذکورہ ابتدا کرے کہ تین بار دار میں داخل ہوئی پھر اُس نے ایک بار فلان سے کلام کیا تو اس پر تین طلاق واقع ہو گئی اور اگر وہ دار میں ایک دفعہ داخل ہوئی پھر اُسے تین دفعہ فلان سے کلام کیا تو بھی اس پر تین طلاق واقع ہو گئی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ ہر بار کہ میں دار میں داخل ہوا پس تو طالق ہو اگر میں نے فلان سے کلام کیا پھر مرد مذکورہ دار میں چند مرتبہ داخل ہوا اور پھر چند ہی مرتبہ اُس نے فلان سے کلام کیا تو سب قسموں میں حاشیہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں نے عورت سے نکاح کیا تو وہ طالق ہو اگر وہ دار میں داخل ہوئی پھر عورت سے چند مرتبہ نکاح کیا اور وہ دار میں ایک مرتبہ داخل ہوئی تو بے طلاق طالق ہو جائیگی یہ بحسب الرائق میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ہر عورت کہ میں اس سے نکاح کروں کبھی فلان قریہ میں تو وہ طالق ہو پھر اُسے اُس قانون کی ایک عورت کو باہر نکال کر اُس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اس عورت کو باہر نکالا مگر دوسری جگہ سوا اسے اس قانون کے اُس سے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ ہر عورت کہ میں اس سے نکاح کروں اس قانون میں

سہ
ایک طلاق تو
واقع کرسکتا
ہے جوئی اور
دو طلاق دو
میں سے ایک
سبب قرار
دے دی اس
میں ہو مطلقہ
نکاح دوسری
سہ
قال الزنج
فوقہ بنی
ترجمہ
کتاب
جو تیسری
روایت ہے
بہر حال
مکمل میں
نہایت
میں
نہایت

تو وہ طالق ہر پھر اُسے اُس کاٹون کی ایک عورت سے نکاح کیا تو چاہے جہان نکاح کرے جائز ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر یون کہا کہ کل امراۃ لی تکون بخارا نے طالق ثلاثہ ہر میری عورت جو بخارا میں ہوگی وہ بسہ طلاق طالق ہر تو صحیح یہ ہے کہ اس کلام سے یہ مراد رکھی جائیگی کہ جس عورت سے وہ بخارا میں نکاح کرے وہ طالق ہوگی اور اسی سے مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُس نے سوائے بخارا کے دوسری جگہ کسی عورت سے نکاح کیا پھر اُسکو بخارا میں لے آیا اور خود اُسکے ساتھ بخارا میں رہا تو وہ مطلقہ ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص کی ایک غیر مدخولہ عورت ہر اُسے کہا کہ ہر میری جو رو اور ہر عورت کہ جس سے تیس سال تک نکاح کروں وہ طالق ہر اگر میں دارمین داخل ہوں پھر اُسے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکو طلاق دیدی اور پہلی عورت کو بھی طلاق دیدی پھر ان دونوں سے تیس سال کے اندر نکاح کیا پھر دارمین داخل ہوا تو پہلی جو رو قسم کی وجہ سے بدو طلاق طالق ہوگی سوائے اس طلاق کے جو اُسکو یہ بتخیر دیدی تھی پس جملہ اسپرین طلاق پڑیگی اور رہی جدیدہ پس اسپر سوائے اس طلاق کے جو اُسکو بتخیر دیدی تھی ایک طلاق بوجہ قسم کے واقع ہوگی چنانچہ جملہ دو طلاقوں سے مطلقہ ہوگی۔ اور اگر مرد مذکور بعد ان دونوں کے اول مرتبہ طلاق دینے کے دارمین داخل ہوا پھر ان دونوں سے نکاح کیا تو عورت قدیمہ نکاح کرتے ہی بوجہ قسم حائث ہونے کے بیک طلاق طالق ہوگی اگرچہ اُسکے حق میں انعقاد دو قسموں کا ہوا ہے ایک قسم تزوج دوم قسم کوں لیکن قسم کوں بلا جزا ہوگی پس نفس تزوج کی وجہ سے ایک طلاق واقع ہوگی اور رہی جدیدہ سوائے حائث ہونے کی وجہ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی یہ مجھ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں پس وہ طالق ہر اور فلانہ یعنی اپنی ایک موجودہ جو رو کا نام لیا یا یون کہا کہ ہر میری جو رو دارمین داخل ہو وہ طالق ہر اور فلانہ تو فلانہ مذکورہ نے احوال طالق ہو جائیگی اور اُسکے حق میں انتظار تزوج نو و نول دار نہوگا پھر اگر اسکے بعد اس عورت سے نکاح کیا یا یہ دارمین داخل ہوئی حالانکہ یہ عدت طلاق میں ہے تو اسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جس میں نکاح کروں یا کہا کہ تیس سال تک نکاح کروں وہ طالق ہر اگر میں نے فلان شخص سے کلام کیا پھر اُسے اس مدت کے اندر قبل فلان سے کلام کرنے کے ایک عورت سے نکاح کیا اور ایک عورت سے بعد فلان سے کلام کرنے کے نکاح کیا تو جس سے اس مدت کے اندر نکاح کیا ہے وہ طالق ہوگی۔ اور اگر قسم موقتہ نہو یعنی اس میں کوئی وقت ہمیشہ کا یا تیس سال وغیرہ کا بیان نہ کیا ہو مثلاً یون کہا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ بسہ طلاق طالق ہر اگر میں نے فلان سے کلام کیا پھر ایک عورت سے فلان سے کلام کرنے سے پہلے نکاح کیا اور ایک عورت سے فلان سے کلام کرنے کے بعد نکاح کیا تو جس سے کلام کرنے کے بعد نکاح کیا ہے وہ مطلقہ نہوگی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو جو عورت کہ میں اُس سے نکاح کروں وہ طالق ہر تو جس عورت سے قبل کلام کرنے کے نکاح کرے وہ طالق نہوگی خواہ قسم مطلق ہو یا موقت ہو۔ اور اگر اُسے ایسی عورت کے طلاق کی نیت کی ہو جس سے قبل فلان سے کلام کرنے کے نکاح کیا ہے تو اُسکی نیت صحیح ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر یون کہا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں اگر میں

[illegible]

دخول ہون تو وہ طالق ہو پس جس سے قبل دخول کے نکاح کیا ہو تو داخل ہونے سے مطلقہ نہوگی اور جس سے بعد داخل ہونے کے نکاح کیا ہو وہ مطلقہ ہوگی اور داخل ہونا بھی انعقاد قسم کی شرط قرار دیا جائیگا اور شرط اول شرط عتد ہونگی اور تقدیر کلام یون ہو کہ اگر مین دار مین داخل ہوا تو ہر عورت جس سے مین نکاح کروں وہ طالق ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جس کا مین مالک ہو تو وہ طالق ہو اگر مین دار مین داخل ہون یا داخل ہونے کی شرط کو مقدم بیان کیا تو یہ ایسی ہی عورتوں کو شامل ہوگا جو اسکی ملک مین ہوں اور انکو شامل نہ ہوگی جو بعد اسکے نکاح مین آدینگی اور اگر اس نے استقبال کی نیت کی تو تغلیظ کے طور پر اسکی تصدیق کی جائیگی پس جو عورت اسکی ملک مین ہو وہ باعتبار ظاہر مفہوم کلام کے مطلقہ ہوگی اور جو آئندہ اسکے نکاح مین آئی وہ اسکے اقرار پر مطلقہ ہوگی یہ کافی مین ہو۔ اور نو اور بن سماعہ مین امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ ایک شخص نے کہا کہ کل امراۃ اتزو جہا لشرب السویق فی طالق اوقال کل امراۃ اتزو جہا تلبس المعصر فی طالق ای ہر عورت جس سے مین نکاح کروں کہ ستو کھاوے (یا ستو کھاتی ہو) وہ طالق ہو یا کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کروں کہ کسم کارنگا ہوا پہنے (یا پہنتی ہو) وہ طالق ہو تو اس قول سے یہ مراد بھی جائیگی کہ بعد نکاح کرنے کے وہ ستو کھاوے یا کسم کارنگا ہو اگر پہنے لیکن اگر اس نے یہ نیت کی کہ قبل نکاح مین آنے کے ایسا کرتی ہو تو اسکی نیت پر ہی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر ایک عورت سے کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کروں جب تک تو زندہ ہو تو وہ طالق ہو پھر خاص بھی عورت سے نکاح کیا تو حانت نہوگا اور یہ کلام اس عورت کے سواے دوسری عورتوں کے حق مین رکھا جائیگا اور اسی طرح اگر یہ کلام اپنی جو رو سے کہا پھر اسکو طلاق بائن دیکر اس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ نہوگی یہ فصول استروشنی مین ہو۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تیرے نام کی ہر عورت جس سے مین نکاح کروں وہ طالق ہو پھر اس جو رو کو طلاق دے کر پھر اس سے نکاح کیا تو مطلقہ نہ ہوگی اگر چہ قسم کے وقت اسکی نیت بھی کی ہو جیسے اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کروں سواے تیرے وہ طالق ہو تو یہ عورت قسم مین داخل نہ ہوگی اگر چہ نیت کی ہو۔ ایک شخص کی چار عورتیں مین اس نے ایک جو رو سے کہا کہ میری ہر جو رو طالق ہو اگر تو اس دار مین داخل ہو پھر اسکو ایک طلاق بائن دیدی پھر اپنی عدت کی حالت مین یہ عورت دار مین داخل ہو گئی تو سب عورتیں مطلقہ ہو جائیں گی ایک شخص نے کہا کہ میری ہر جو رو طالق ہو اور اسکی نیت یہ ہو کہ جو اسوقت موجود ہو اور جو آئندہ اپنے نکاح مین لاویگا تو اس کلام سے طلاق ایسی جو رو کے حق مین نہ ہوگی جو آئندہ اسکے نکاح مین آوے یہ فتاویٰ قاضیان مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میری ہر جو رو طالق ہو اگر مین ایسا کروں حالانکہ اسکی کوئی جو رو اسوقت نہیں ہو اور اس نے یہ نیت کی کہ جس عورت سے اسکے بعد نکاح کرے تو اسکی نیت صحیح ہوگی جیسے یون کہا کہ ہر عورت جو میری جو رو ہوگی اور یہی شمس الاسلام محمود اوز جندی کا قول ہو اور شیخ نجم الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نیت مین صحیح ہو اور سید امام ابو نجیح لمی نے فرمایا کہ ہم پہلے قول کو لیتے ہین یہ فصول استروشنی مین ہو۔ امام محمد سے مروی ہو کہ اگر کسی نے اپنے والدین سے کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کروں جب تک تم دونوں زندہ ہو تو وہ طالق ہو پھر دونوں مر گئے تو قسم باطل ہو جائیگی اور یہی صحیح ہو یہ محیط سخی مین ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت

جو میرے نکاح میں داخل ہو وہ طالق ہے تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طالق ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ ہر عورت جو میرے واسطے حلال ہو وہ طالق ہے تو بھی ایسا ہی ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص جانتا ہے کہ میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طالق ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ قسم کے وقت بالغ تھا یا نہ تھا پھر اس نے ایک عورت سے نکاح کیا تو حائض نہ ہو گا اس واسطے کہ اس نے صحت قسم میں شک کیا ہے پس شک کے ساتھ حائض نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جب تک میں فاطمہ سے نکاح نہ کروں ہر عورت جس سے نکاح کروں وہ طالق ہے پھر فاطمہ سرگئی یا غائب ہو گئی پس اس نے دوسری عورت سے نکاح کیا تو در صورت فاطمہ کے غائب ہونے کے وہ مطلقہ ہو گی اور در صورت مرجع ہونے کے مطلقہ نہ ہو گی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں اسکی طلاق میں نے ایک درم کو تیرے ہاتھ فروخت کی پھر اس نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسکی پہلی جورو نے اس دوسری کے نکاح کے آگاہی کے وقت بھی کہا کہ میں نے قبول کی یعنی بیع مذکور یا کہا کہ میں نے اس عورت کو طلاق دے دیا یا کہا کہ میں نے اسکی طلاق خریدی تو جس عورت سے نکاح کیا ہو وہ مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر دوسری عورت سے نکاح کرنے سے پہلے موجودہ جورو نے کہا کہ میں نے بیع قبول کی تو اسکا قبول کرنا صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ یہ قبول قبل ایجاب ہے (بجرا لائق)۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کیا ہو وہ طالق ہے پس بنکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا پھر بنکاح صحیح اس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ ہو جائیگی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور ملقط میں ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ کل امراۃ اتزدھا علیک فہی طالق یعنی علی رقتک اس عورت جس سے میں نکاح کروں پھر وہ طالق ہے یعنی تیرے رقبہ پر تو دوسری عورت سے نکاح کرنے پر حائض نہ ہو گا یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طالق ہے پھر ایک فضولی نے اس کے ساتھ ایک عورت کا نکاح کر دیا اور اس نے اپنے فعل سے نہ قول سے اسکی اجازت دیدی جیسے ہر بھیجید یا تو یہ مطلقہ نہ ہو گی بخلاف اس کے اگر نکاح کے واسطے وکیل کیا تو مطلقہ ہو جائیگی اس واسطے کہ قول وکیل اسی کا قول ہو گا۔ اور منتفی میں ہے کہ اگر میں نے فلانہ سے نکاح کیا تو یہ طالق ہے اور اگر میں نے ایسے کو حکم کیا جو میرے ساتھ اسکا نکاح کر دے تو یہ طالق ہے پھر اس نے ایک شخص کو حکم دیا جس نے اس کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تو مطلقہ ہو گی۔ اور اگر اس نے خود اس سے نکاح کیا بدون اس کے کہ کسی کو وکیل کرے تو مطلقہ نہ ہو گی پھر اگر اس کے بعد کسی کو حکم دیا کہ میرے ساتھ فلانہ عورت کا نکاح کر دے حالانکہ وہ اس کے نکاح میں موجود ہے تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ اگر میں نے فلانہ سے نکاح کیا یا کسی شخص کو حکم دیا کہ میرے ساتھ نکاح کر دے تو یہ طالق ہے پھر کسی دوسرے کو حکم دیا جس نے اس کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تو مطلقہ نہ ہو گی۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے فلانہ سے نکاح کیا یا اسکا خطبہ کیا تو وہ طالق ہے پھر اسکا خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کیا تو مطلقہ نہ ہو گی اور اگر مسئلہ سابق میں قبل حکم دینے کے خود عورت سے نکاح کیا اور اس مسئلہ میں قبل خطبہ کرنے کے نکاح کیا تو طلاق واقع ہو گی مثلاً دو گواہوں کے حضور میں ابتدا کر کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم پر نکاح کیا اور اس نے قبول کیا تو مطلقہ ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے تیسری فصل کلام داذ وغیرہ

اور اگر اس نے خود اس سے نکاح کیا تو مطلقہ نہ ہو گی اور اگر مسئلہ سابق میں قبل حکم دینے کے خود عورت سے نکاح کیا اور اس مسئلہ میں قبل خطبہ کرنے کے نکاح کیا تو طلاق واقع ہو گی مثلاً دو گواہوں کے حضور میں ابتدا کر کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم پر نکاح کیا اور اس نے قبول کیا تو مطلقہ ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے تیسری فصل کلام داذ وغیرہ

تعلیق طلاق کے بیان میں۔ اگر نکاح کی طرف طلاق کی اضافت کی تو نکاح کے پیچھے ہی طلاق واقع ہوگی مثلاً کسی عورت سے کہا کہ اگر میں تجھے نکاح کروں تو تو طالق ہو یا کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کروں وہ طالق ہو اور ایسی ہی لفظ اذا ومتی یعنی جب کے ساتھ کہا کہ جب نکاح کروں تو بھی یہی حکم ہو اور اس میں کچھ فرق نہیں ہو خواہ اُسے کسی شہر یا قبیلہ یا وقت کی تخصیص کر دی ہو یا نہ کی ہو حکم یکساں ہو۔ اور اگر اسکو شرط کی طرف مضاف کیا تو شرط کے پیچھے ہی الفاظ واقع ہو جائیگی مثلاً اپنی عورت سے یوں کہا کہ اگر تو دارمین داخل ہو تو تو طالق ہے اور اضافت طلاق صحیح نہیں ہے الا اُس صورت میں کہ قسم کھانے والا بالفضل مالک ہو یا ملک کی طرف مضاف کر دے اور اگر کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ اگر تو دارمین داخل ہو تو تو طالق ہے پھر اُس عورت سے نکاح کیا پھر یہ دارمین داخل ہوئی تو مطلقہ نہ ہوگی یہ کافی نہیں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ ہر عورت جس کے ساتھ میں ایک فراش پر جمع ہوا وہ طالق ہے پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالق نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ نصف اس عورت کا جسکا تو میرے ساتھ نکاح کر دے طالق ہے پھر اُس نے ایک عورت کا اسکے ساتھ بدون اُسکے حکم کیا اسکے حکم سے نکاح کر دیا تو مطلقہ نہ ہوگی۔ اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا پھر نیکہ وہ طالق ہے تو طالق نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ واضح ہو کہ تعلیق بصریح بشرط یعنی جبکہ حرف شرط کو ذکر کر دے ایسی تعلیق عورت معینہ وغیر معینہ دونوں کے حق میں موثر ہوتی ہے اور تعلیق بمعنی الشرط غیر معینہ کے حق میں کارآمد ہوتی ہے چنانچہ اگر کہا کہ جو عورت کہ میں اُس سے نکاح کروں وہ طالق ہے تو کارآمد ہے اور معینہ کے حق میں کارآمد نہیں ہوتی ہے چنانچہ یہ قول کہ یہ عورت کہ جس سے میں نکاح کروں گا طالق ہے پھر اُس سے نکاح کیا تو طالق نہ ہوگی یہ معراج الدراہم میں ہے۔ پھر واضح ہو کہ شرط اگر جزاء سے متاخر ہو تو تعلیق صحیح ہے اگرچہ صرف یاد کرنے کا ہو بشرطیکہ شرط و جزاء کے بیچ میں سکوت نہ آگیا ہو آیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ جس نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہو اگر تو دارمین داخل ہو تو طلاق کا واقع ہونا دخول دار سے متعلق ہوگا اگرچہ حرف فارذکر نہیں کیا اسواسطے کہ شرط و جزاء کے بیچ میں سکوت واقع نہیں ہوا ہو۔ اور اگر شرط جزاء پر مقدم ہو پس اگر جزاء منقطع ہو تو جزاء کا تعلق شرط سے حسب ہی ہوگا کہ جب حرف فارذکر کیا ہو چنانچہ اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ ان دخلت الدار فان طالق یعنی اگر تو دارمین داخل ہو تو تو طالق ہو اور اگر تو ان دخلت الدار فان طالق یعنی اگر تو دارمین داخل ہو تو تو طالق ہو تو طلاق نے احوال واقع ہوگی لیکن اگر اُس نے دعویٰ کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ طلاق معلق بدخول ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاۃ تصدیق نہ ہوگی قال الشرح اردو میں اگرچہ اصل یہی ہے کہ حرف فارذکر ترجمہ لفظ تو یا پس بولا جاوے لیکن بسا اوقات حرف کر کے بھی بولتے ہیں اگرچہ جزاء اسم ہو لہذا قضاۃ بھی تصدیق ہونی چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر جزاء فعل مستقبل یا فعل ماضی ہو تو جزاء بدون حرف فارذکر سے متعلق ہوگی اور یہی اصل بنی ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دارمین داخل ہو تو تو طالق ہو تو وہ فی احوال مطلقہ ہو جائیگی اور اگر اُس نے دعویٰ کیا کہ میں نے تعلیق کی نیت کی تھی تو پھر گز کسی طور سے اسکی تصدیق نہ ہوگی ایسا ہی جامع میں مذکور ہے اور بعضی مشائخ نے فرمایا کہ شوہر سے دریافت کیا جائیگا کہ تو نے تعلیق کی نیت کیوں نہ کی ہے پس اگر اُس نے کہا کہ باطنی نیت تو اسکی نیت

لا
قول

ہندی

زبان

میں

جہاں

سے

بہت

بڑی

ہی

ہی

ہی

ہی

ہی

ہی

ہی

ہی

ہی

ہی

ہی

ہی

ہی

ہی

ہی

کسی طرح صحیح نہ ہوگی اور اگر اُسے کہا کہ بتقدیم و تاخیر تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی نیت صحیح ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ پس اگر تو دارین داخل ہو تو طالق ہو تو نے احوال طالق ہو جائیگی اور اگر اُس نے تعلیق کی نیت کی تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق کیجائیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق ہو اور اگر تو دارین داخل ہو تو نے احوال طالق ہوگی اور قضا یا دیانہ کسی طور پر اسکی تصدیق بدعوے تعلیق نہ ہوگی کہ میں نے تعلیق کی نیت کی تھی اور اگر اُسے اس قول سے کہ انت طالق دان دخلت الدار سے بیان حال کی نیت کی یعنی یہ مراد لی کہ واو حالیہ ہو اور معنی یہ ہیں کہ تو در حالت دخول دار کے طالق ہو تو اسکو امام محمد نے ذکر نہیں فرمایا اور شیخ ابو الحسن کرمی رحمہ اللہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اسکی نیت صحیح ہونی چاہیے اسواسطے کہ ایسی صورتوں میں واو حال کے واسطے بولا جاتا ہے یہ محیط میں ہے و قال المترجم یہ مخصوص بعبریت ہے فارسی و اردو وغیرہ میں ایسا نہیں ہے فانہم۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ان۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو امام محمد کے قول میں فی الحال مطلق ہو جائیگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ انت طالق بولا او لا ابر ان کان او ان لم یکن تو بھی امام ابو یوسف کے نزدیک طالق نہ ہوگی اور اسی کو محمد بن سلمہ نے اختیار کیا ہے یہ فتاویٰ کا ضیحاں میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ انت طالق دخلت یعنی تو طالق ہو تو داخل ہوئی تو نے احوال طالق پڑیگی اسواسطے کہ میں تعلیق نہیں ہے اور اگر کہا کہ انت طالق ان یعنی اکن بفتح ہمزہ کہا تو طلاق فی الحال پڑ جائیگی اور یہی جمہور کا قول ہے اور اگر کہا کہ ادخلی الدار و انت طالق یعنی تو دار میں داخل ہو در حالیکہ تو طالق ہے تو طلاق متعلق دخول ہوگی اسواسطے کہ حال شرط ہے جیسے آئے الی الفاد انت طالق کہنے کی صورت میں یعنی مجھے ہزار درم اور اگر در در حالیکہ تو طالق ہے چنانچہ جب تک ادا نہ کرے طالق نہ ہوگی یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ثم ان ر الدار تو نے احوال طلاق واقع ہوگی اور اگر اُس نے تعلیق کی نیت کی تو اسکی نیت بالکل صحیح نہ ہوگی اور اگر اُس نے متعارض کی نیت کی یعنی دخول دار کے مفارقت طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو عامہ مشائخ کے نزدیک یہ نیت صحیح نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اُس نے اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالق ہے اگر آسمان ہمارے اوپر ہو یا دن میں کہا کہ تو طالق ہے اگر یہ دن ہو یا رات میں کہا کہ تو طالق ہے اگر یہ رات ہو تو نے احوال طلاق پڑ جائیگی اسواسطے کہ یہ تحقیق ہے تعلیق بشرط نہیں ہے اسواسطے کہ شرط وہ ہوتی ہے جو بالفعل مستلزم ہو لیکن اسکے موجود ہونے کا خط ہو بخلاف صورت مذکورہ کے کہ یہ موجود نہیں ہے اگر عورت سے کہا کہ اگر ادھڑ سوئی کے ناکے سے نکل جاو تو تو طالق ہے تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ اس شخص کی غرض اس کلام سے تحقیق نفی ہے کہ اسکو ایک امر حال پر مطلق کیا ہے یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو مجھے وہ دینار جو تو نے میری تھیلی سے نکال لیا ہے واپس نہ کرے تو تو طالق ہے پھر معلوم ہوا کہ دینار مذکور اسکی تھیلی میں موجود تھا تو اسکی جو رو پر طلاق واقع نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نشہ میں تھا اُس نے دروازہ بجایا مگر دروازہ کھولا نہ گیا پھر اُس نے کہا کہ اگر تو نے دروازہ اس رات کو نہ کھولا تو تو طالق ہے اور حال یہ ہے کہ اس دار میں کوئی نہ تھا پس اس نے گزر گئی اور دروازہ نہ کھولا تو اسکی جو رو پر طلاق واقع نہ ہوگی یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر اپنی جو رو سے جو حائفہ ہے کہا کہ اگر تو حائفہ ہووے تو تو طالق ہے یا بیمار تھی اس سے کہا کہ اگر تو بیمار ہووے تو تو طالق ہے تو یہ

کمال الشہادت
مستحق کھنجر جابجہ
بدون اسکے عقل کو
خدا جان ہوتا ہے
کمال الشہادت
جو کہ جابجہ
تعلیق بشرط نہیں ہے
جبکہ مقصود اس
حال ہے اسواسطے
شرط ہے جو
جب تک صحت مسلم
جو کہ جو در ہوتا
نہیں ہے حال اسکا

کوئی شک نہ کہ
اونٹ نکلتا حال ہے
تو طلاق فی الحال
واقع ہونی چاہیے
جواب یہ کہ ایسی
بہر حال کیا ہو حال
تو غرض اس سے
کہ نفی قطعی ہو پس طلاق
حال ہے فانہم
علیہ تو طلاق
پھر اگر تو دار میں
داخل ہو یا

آئندہ کے حیض و مرض پر قرار دیا جائیگا اور اگر اسے ہی حیض و مرض مراد لیا ہو تو اسکی نیت کے موافق ہوگا۔
 اور اگر یوں کہا کہ اگر کل کے روز بھی تجھے حیض آئے تو تو طالق ہے حالانکہ اسکی معلوم ہے کہ یہ حائضہ تو یہ قول
 اسی حیض کے واسطے قرار دیا جائیگا چنانچہ اگر حیض جاری رہا یہاں تک کہ دوسرے روز کی صبح ہوگئی تو طالق
 ہو جائیگی بشرطیکہ یہ گھڑمی تین روز پورے کرتی ہو یا تین سے زائد مین ہو۔ اور اگر اسکو عورت کے حائضہ
 ہونے کا حال معلوم نہ ہو تو یہ جرید از سر نوکل کے روز حیض آئے پر قرار دیا جائیگا۔ اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ
 اگر تجھے بخار ہو جاوے حالانکہ اسکو بخار ہی یا کہا کہ اگر تیرے سر میں درد ہو جاوے حالانکہ اسکے درد ہی
 تو اسن بھی ایسی ہی تفصیل ہے جو حیض و مرض میں مذکور ہوئی ہے۔ اور اگر اسکی عورت صحت میں ہو پس اس سے کہا کہ
 اگر تو جنگی ہوئی تو تو طالق ہے تو چپ ہونے ہی طلاق واقع ہوگی یعنی فی الحال واقع ہوگی۔ اور اسی طرح اگر کہا
 کہ اگر تو بیا ہوئی یا کہا کہ اگر تو نے سنا تو تو طالق ہے حالانکہ عورت مذکورہ دیکھتی و سنتی ہے تو طلاق فی الحال واقع ہوگی۔ اور
 قیام و قعود و رکوب و سکنی اگر ان چیزوں کے ساتھ قسم کھائی تو انہیں حائض ہونے کے واسطے یعنی طلاق پر طے
 کے واسطے اتنا چاہیے کہ قسم کے بعد ایک ساعت تک ایسا پایا جاوے۔ اور یہ دخول و خروج تو قسم کے بعد پھر دخول
 یا خروج آئندہ پایا جاوے وہی مراد رکھا جائیگا اور ایسا ہی حل میں ہے چنانچہ اگر حاملہ سے کہا کہ اگر تو حاملہ ہوئی تو
 مراد وہ حمل رکھا جائیگا جو قسم کے بعد حادث ہو اور ایسا ہی مارنا و کھانا بھی آئندہ پر رکھا جائیگا جو قسم کے بعد پیدا
 ہووے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی جو روت سے کہا کہ انت طالق مالم تحضی او مالم تحبلی یعنی تو طالق ہے جب تک
 تجھے حیض نہ آوے یا جب تک تجھے حمل نہو حالانکہ قسم کے وقت وہ حائضہ یا حاملہ ہو تو خاکوش ہوتے ہی طلاق مجاہدی
 اور اگر اسے کہا کہ میں نے ہی حیض و حمل مراد لیا تھا جو بال فعل موجود ہے تو حیض کی صورت میں دیاتہ اسکی تصدیق ہوگی اور
 حمل کی صورت میں بالکل تصدیق نہ ہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے جبکہ تو ایک روز روزہ
 رکھے تو جس روز روزہ رہے اسدن غروب آفتاب ہونے پر طالق ہو جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ
 جب تو روزہ رکھے پس عورت کی نیت کے ساتھ روزہ ایک ساعت گذرا تو طالق ہو جائیگی یہ نہایت میں ہے
 اور اگر عورت سے کہا کہ جسوقت تو حائضہ ہو تو تو طالق ہے پھر اسے خون دیکھا تو جب تک تین روز تک برابر
 خون جاری نہ رہے تب تک طالق ہوگی اسواسطے کہ جو خون تین روز سے پہلے ہی منقطع ہو جاوے وہ حیض
 نہیں ہوتا ہے پھر جب تین روز پورے ہوئے تو جسوقت سے اسے خون دیکھا ہے اسوقت سے اس کے طالق
 ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اذا حدثت حیضہ فانت طالق یعنی جب تجھکو حیض کامل
 آ جاوے تو تو طالق ہے تو جب تک حیض منقطع ہو کر طہر میں داخل نہو جاوے تب تک طالق ہوگی اور حیض منقطع
 ہو کر طہر میں داخل ہونا اس طور سے ہے کہ دس روز گذر جاوے اور طہر ہو جاوے یا اگر خون برابر دوام جاری
 ہو گیا تو دس روز پورے گذر جاوے یا اگر دس روز سے کم ہوں تو خون منقطع ہو کر غسل کر لے یا خون ہونے
 کے ساتھ ایسی بات بانی جاوے جو قائم مقام غسل کر لینے کے ہے یہ غایۃ سروری میں ہے۔ اور اگر عورت نے بعد
 دس روز کے کہا کہ میں حائضہ ہو کر طہر ہو گئی اور مرد نے اسکی تکذیب کی تو طالق ہوگی۔ اور اگر ایک مہینہ گزرنے
 کے بعد اسے کہا کہ میں حائضہ ہو کر طہر ہو گئی اور پھر اب میں حائضہ ہوں تو اسکی خبر مقبول نہوگی اسواسطے کہ اسے

سلف مراد
 لیا یعنی اگر
 بال فعل ہو تو
 پر کفایت ہو
 ہو اسے
 سلف مراد
 قیام و قعود و
 رکوب و سکنی
 اور ہونا
 قسم کھانی
 ساعت تک
 ایسا پایا
 دخول و خروج
 یا خروج
 مراد وہ حمل
 رکھا جائیگا
 جو قسم کے
 بعد حادث
 ہو اور ایسا
 ہی مارنا و
 کھانا بھی
 آئندہ پر
 رکھا جائیگا
 جو قسم کے
 بعد پیدا
 ہووے یہ
 محیط میں
 ہے۔ اور اگر
 اپنی جو روت
 سے کہا کہ
 انت طالق
 مالم تحضی
 او مالم
 تحبلی یعنی
 تو طالق ہے
 جب تک
 تجھے حیض
 نہ آوے یا
 جب تک
 تجھے حمل
 نہو حالانکہ
 قسم کے
 وقت وہ
 حائضہ یا
 حاملہ ہو
 تو خاکوش
 ہوتے ہی
 طلاق
 مجاہدی
 اور اگر
 اسے کہا
 کہ میں نے
 ہی حیض و
 حمل مراد
 لیا تھا جو
 بال فعل
 موجود ہے
 تو حیض
 کی صورت
 میں دیاتہ
 اسکی
 تصدیق
 ہوگی اور
 حمل کی
 صورت میں
 بالکل
 تصدیق
 نہ ہوگی
 یہ سراج
 الوہاج میں
 ہے۔ اور اگر
 کہا کہ تو
 طالق ہے
 جبکہ تو
 ایک روز
 روزہ
 رکھے تو
 جس روز
 روزہ رہے
 اسدن
 غروب
 آفتاب
 ہونے پر
 طالق
 ہو جائیگی
 یہ کافی
 میں ہے۔
 اور اگر
 یوں کہا
 کہ جب
 تو روزہ
 رکھے پس
 عورت کی
 نیت کے
 ساتھ
 روزہ
 ایک
 ساعت
 گذرا تو
 طالق
 ہو جائیگی
 یہ نہایت
 میں ہے
 اور اگر
 عورت سے
 کہا کہ
 جسوقت
 تو حائضہ
 ہو تو تو
 طالق ہے
 پھر اسے
 خون
 دیکھا تو
 جب تک
 تین روز
 تک برابر
 خون
 جاری نہ
 رہے تب
 تک
 طالق
 ہوگی
 اسواسطے
 کہ جو
 خون
 تین روز
 سے پہلے
 ہی
 منقطع
 ہو جاوے
 وہ
 حیض
 نہیں
 ہوتا
 ہے
 پھر
 جب
 تین
 روز
 پورے
 ہوئے
 تو
 جسوقت
 سے
 اسے
 خون
 دیکھا
 ہے
 اسوقت
 سے
 اس
 کے
 طالق
 ہونے
 کا
 حکم
 دیا
 جائیگا
 یہ
 ہدایہ
 میں
 ہے۔
 اور
 اگر
 عورت
 سے
 کہا
 کہ
 اذا
 حدثت
 حیضہ
 فانت
 طالق
 یعنی
 جب
 تجھکو
 حیض
 کامل
 آ
 جاوے
 تو
 تو
 طالق
 ہے
 تو
 جب
 تک
 حیض
 منقطع
 ہو
 کر
 طہر
 میں
 داخل
 نہو
 جاوے
 تب
 تک
 طالق
 ہوگی
 اور
 حیض
 منقطع
 ہو
 کر
 طہر
 میں
 داخل
 ہونا
 اس
 طور
 سے
 ہے
 کہ
 دس
 روز
 گذر
 جاوے
 اور
 طہر
 ہو
 جاوے
 یا
 اگر
 خون
 برابر
 دوام
 جاری
 ہو
 گیا
 تو
 دس
 روز
 پورے
 گذر
 جاوے
 یا
 اگر
 دس
 روز
 سے
 کم
 ہوں
 تو
 خون
 منقطع
 ہو
 کر
 غسل
 کر
 لے
 یا
 خون
 ہونے
 کے
 ساتھ
 ایسی
 بات
 بانی
 جاوے
 جو
 قائم
 مقام
 غسل
 کر
 لینے
 کے
 ہے
 یہ
 غایۃ
 سروری
 میں
 ہے۔
 اور
 اگر
 عورت
 نے
 بعد
 دس
 روز
 کے
 کہا
 کہ
 میں
 حائضہ
 ہو
 کر
 طہر
 ہو
 گئی
 اور
 مرد
 نے
 اسکی
 تکذیب
 کی
 تو
 طالق
 ہوگی۔
 اور
 اگر
 ایک
 مہینہ
 گزرنے
 کے
 بعد
 اسے
 کہا
 کہ
 میں
 حائضہ
 ہو
 کر
 طہر
 ہو
 گئی
 اور
 پھر
 اب
 میں
 حائضہ
 ہوں
 تو
 اسکی
 خبر
 مقبول
 نہوگی
 اسواسطے
 کہ
 اسے

اپنے وقت سے خبر کی تاخیر کر دی ہے پس اسوجہ سے منہم ہو گئی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نصف حیضہ
حائضہ ہو وے تو طالق ہو تو طالق نہ ہو کی حجب تک حائضہ ہو کر طاهر نہ ہو جاوے اور اسی طرح اگر کہا جب تو تنائی حیضہ
حائضہ ہو یا چھٹا حصہ ایک حیض کامل کا حائضہ ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ جب تو نصف حیضہ حائضہ ہو تو تو
طالق ہے پھر جب تو نصف حیضہ دیگر حائضہ ہو تو طالق ہے تو جب تک حائضہ ہو کر طاهر نہ ہو جاوے وقوع طلاق کا حکم
نہ دیا جائیگا پھر جب حائضہ ہو کر طاهر ہو گئی تو اسپر دو طلاق واقع ہو گئی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جب تو نصف
حیضہ حائضہ ہو تو طالق ہے اور جب تو بحیضہ کامل حائضہ ہو تو طالق ہے تو جب وہ حیض کے بعد طاهر ہو جائیگی تو
سنا اسپر دو طلاق واقع ہو گئی یہ جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نصف یوم حائضہ ہو تو طالق ہے تو نصف
ہی یوم کے حائضہ ہونے پر طلاق واقع ہو گئی یہ عتائیین میں ہے اور اگر کہا کہ جب تو تمام دو حیض سے حائضہ ہو تو تو
طالق ہے پھر اس عورت کو پہلا حیض اس مرد کی ملک میں نہیں آیا اور دوسرا اسکی ملک میں آیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور
اسی طرح اگر دوسرے حیض گزرنے و طاهر ہونے سے ایک ساعت پہلے اسکے ساتھ نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہے اور نیز اگر
دس روز سے کم کی صورت میں خون قطع ہو جانے کے بعد نکاح کیا اور پھر وہ تین دنائی تھی تو حجب و بیگی یا نماز کا وقت
گزر جائیگا تو طالق ہو جائیگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ جب تو بحیض کامل حائضہ ہو تو طالق ہے
اور جب تو بدو حیض تمام حائضہ ہو تو تو طالق ہے پھر کو دو حیض پورے آگئے تو پھر دو طلاق واقع ہو گئی اور پہلا حیض تمام
پہلے قول میں شرط کامل ہو گا اور دوسرے قول میں شرط کا جزو قرار دیا جائیگا۔ اور اگر لون کہا کہ جب تو بحیضہ تمام حائضہ
ہو تو تو طالق ہے پھر جب تو بدو حیضہ تمام حائضہ ہو تو تو طالق ہے پھر اس عورت کو ایک حیض پورا آیا تو اسپر پہلی قسم کی
وجہ سے ایک طلاق واقع ہو گئی پھر جب تک اسکے بعد کو دو حیض تمام نہ آجائیں جب تک کہ دوسری قسم کی وجہ سے طلاق
واقع نہ ہوگی اسوجہ سے کہ لفظ پھر جو اس نے دونوں قسموں کے بیچ میں کہا ہے اسکے خلاف عمل در آمد ہی ہوئے
ہے۔ اور اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے پہلا مرد لیا تھا تو دیانتہ اسکی تصدیق ہو سکتی ہے فقہاء تصدیق
نہ ہوگی۔ بقالی میں لکھا ہے کہ اگر شوہر نے جو رو سے کہا کہ جب تو حائضہ ہو تو تو طالق ہے پھر کہا کہ ہر بار کہ تو بدو
حیض تمام حائضہ ہو تو تو طالق ہے تو حیضہ اول کے شروع ہونے ہی طلاق واقع ہوگی اور اسکے گزرنے اور
اسکے بعد دوسرے حیض تمام ہونے پر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے اگر شوہر زور دے دے وہ شرط میں
اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہو گا لیکن اگر عورت نے گواہ قائم کیے تو عورت کا دعویٰ ثابت ہو گا۔ اور جو باتیں
البتہ میں کہ وہ عورت ہی کے قول سے معلوم ہو سکتی ہیں تو عورت کا قول عورت ہی کے حق میں قبول ہو گا جیسے
کہا کہ اگر تو حائضہ ہو تو تو فلاں طالق ہے یا کہا کہ اگر تو سبھے چاہتی ہو تو تو اور فلاں طالق ہے پس عورت نے کہا کہ میں
حائضہ ہوئی یا میں سبھے چاہتی ہوں تو فقط یہی عورت طالق ہو جائیگی لیکن حیض کے بار میں عورت کا قول حجب ہی
مقبول ہو گا کہ جب حیض موجود ہونے کی حالت میں اسے خبر دی ہو اور بعد منقطع ہونے کے اسکی خبر کی تصدیق
ہوگی اور اگر لون کہا کہ اگر تو بحیض تمام حائضہ ہو جاوے تو تو فلاں طالق ہے تو اس حیض کے بعد جو طر آتا ہے اس طر میں
اسکا قول قبول ہو گا اسواسطے کہ وہی شرط ہے پس اس سے پہلے یا اسکے بعد قول قبول ہو گا۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ شوہر
نے اسکے قول کی تکذیب کی ہو اور اگر تصدیق کی تو اس عورت کے ساتھ اسکی سوت بھی طالق ہو جائیگی یہ عتائیین میں ہے

۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

اور یہ حکم بھی ایسا وقت ہے کہ اس عورت کے حائضہ ہونے کا علم نہ ہو فقط اسی عورت کی زبانی ظاہر ہوا ہو اور اگر اس کے حائضہ ہونیکا علم یقینی ہو گیا تو اس کے ساتھ اسکی سوت بھی طالق ہو جائیگی یہ جوہرہ بینہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو حائضہ ہو تو میرا غلام آزاد کر اور تیری سوت طالق ہے پھر عورت نے کہا کہ میں حائضہ ہوئی اور شوہر نے تکذیب کی تو طلاق عتیق ثابت ہوگا اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی اور تین روز تک برابر خون موافق عادت کے نہ آیا تو غلام آزاد ہوگا اور جس وقت سے خون دیکھا ہے اسی وقت سے اسکی سوت پر طلاق پڑیگی اور اس تین روز کے اول میں شوہر کو منع کرو یا جائیگا کہ اس عورت کی سوت سے وطی نہ کرے اور نہ اس غلام سے خدمت لے اور سب طرح اگر عورت کی سوت شوہر کی غیر رضوہ ہو پس عورت کے اس قول کے بعد سوت نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا پھر یہ خون تین روز رہا تو سوت کا نکاح مذکور جائز ہوگا اور تین روز سے پہلے خون منقطع ہو جائے یا باقی رہنے میں عورت ہی کا قول قبول ہوگا چنانچہ اگر تین روز کے اندر اسنے کہا کہ میرا خون منقطع ہو گیا ہے اور شوہر نے اسکی تصدیق کی تو نہ غلام آزاد ہوگا اور نہ سوت پر طلاق پڑیگی اور سوت کے نکاح مذکور کا باطل ہونا ظاہر ہوگا اور اگر عورت نے تین روز کے بعد دعویٰ کیا کہ تین روز کے اندر میرا خون منقطع ہو گیا ہے اور شوہر نے اسکی تصدیق کی مگر غلام نے اور سوت نے تکذیب کی تو قول غلام و سوت کا قبول ہوگا اور سوت کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میں حائضہ ہوئی اور شوہر نے اسکی تصدیق کی پھر عورت نے کہا کہ قبل خون کے طہر دس روز کا تھا تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی۔ اور اگر عورت مذکورہ ہونے لگا کہ اب میں نے خون دیکھا پھر اسکے بعد دعویٰ کیا کہ اس خون سے پہلے طہر دس روز کا تھا تو تصدیق کی جائیگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ اس خون سے پہلے تیرا طہر دس روز تھا اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ بیس روز تھا تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ کاسے میں ہے۔ اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ جب تم حائضہ ہو تو تم طالق ہو پھر دونوں نے کہا کہ ہم دونوں حائضہ ہوئے پس اگر شوہر نے دونوں کی تصدیق کی تو دونوں طالق ہو جائیگی اور اگر دونوں کی تکذیب کی تو دونوں طالق نہوگی اور اگر اسنے ایک کی تصدیق کی اور دوسری کی تکذیب کی تو جسکی تکذیب کی ہے وہ مطلقہ ہوگی اور جسکی تصدیق کی ہے اس کے حق میں شرط کامل پائی گئی اس واسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنے نفس کی خبر اور اپنے سوت کے حق میں شاہد ہو اور اپنے حق میں اسکی تصدیق ہوتی ہے اور غیر کے حق میں تکذیب ہوتی ہے پس جب شوہر نے اسکی تصدیق کی اور دوسری کی تکذیب کی تو جسکی تکذیب کی ہے اس کے حق میں دونوں شرطین پوری پائی گئیں یعنی اپنے نفس کا اخبار اور سوت کے قول کی شوہر نے خود تصدیق کی اور یہی وہ عورت جسکی شوہر نے تصدیق کی ہے اس کے حق میں دونوں شرطوں میں سے فقط ایک ہی بات باقی گئی ہے۔ اور اگر دونوں سے کہا کہ جب تم بحض کامل حائضہ ہو تو تم دونوں طالق ہو یا ایسے بچہ پر قرار دیا جائیگا جو دونوں میں سے کسی سے پیدا ہو پھر جب دونوں میں سے کسی نے کہا کہ میں حائضہ ہوئی پس اگر شوہر نے تصدیق کی تو دونوں مطلقہ ہو جائیگی اور اگر اسکی تکذیب کی تو فقط یہی طالق ہوگی اسکی سوت طالق نہوگی۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں حائضہ ہوئی تو دونوں طالق ہو جائیگی خواہ شوہر انکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے یہ سراج الاملج میں ہے۔ اور اگر تین عورتیں ہوں اور شوہر نے کہا

اگر تم سب حائضہ ہو تو سب طالق ہو۔ پس سب نے کہا کہ ہم سب حائضہ ہوئے تو انہیں سے کوئی طالق نہ ہوگی مگر ایسی صورت میں کہ شوہر انکی تصدیق کرے اور اسی طرح اگر انہیں سے ایک کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہو اور لگوائیں نے دو عورتوں کی تصدیق کی اور ایک عورت کی تکذیب کی تو جسکو جھٹلایا ہو وہ طالق ہو جائیگی۔ اور اگر چار عورتیں ہوں اور مسئلہ کی باقی صورت یہی رہے تو کوئی طالق نہ ہوگی الا اُس صورت میں کہ شوہر سب کی تصدیق کرے اور اسی طرح اگر ایک کی یاد کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر تین عورتوں کی تصدیق کی اور ایک کی تکذیب کی تو تصدیق کی ہوئی عورتوں کے سوا وہ ایک عورت جسکی تکذیب کی ہو وہ مطلقہ ہو جائیگی یہ متین میں ہو۔ اپنی چار عورتوں سے کہا کہ اگر تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم طالق ہو پھر انہیں سے ایک نے کہا کہ میں ایک حیض سے حائضہ ہو گئی اور شوہر نے اُسکی تصدیق کی تو سب طالق ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ ہر بار کہ تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم سب طالق ہو پس انہیں سے کہا کہ میں ایک حیض حائضہ ہو تو تم سب طالق ہو پس انہیں سے ہر ایک نے کہا کہ میں بیک حیض حائضہ ہوئی پس اگر اُس نے ہر ایک کی تکذیب کی تو ہر ایک انہیں سے بیک طلاق مطلقہ ہوگی اور اگر اُس نے فقط ایک عورت کی تصدیق کی تو باقی تین عورتوں میں سے ہر ایک بدو طلاق طالق ہوگی اور جسکی تصدیق کی ہو اسپر ایک طلاق پڑیگی۔ اور اگر اُس نے دو عورتوں کی تصدیق کی تو ان دونوں میں سے ہر ایک بدو طلاق پڑیگی اور باقی دونوں جسکو جھٹلایا ہو ہر ایک پر تین طلاق پڑیگی۔ اور اگر اُس نے تین عورتوں کی تصدیق کی تو چاروں میں سے ہر ایک پر تین طلاق پڑیگی کیونکہ جسکی تصدیق کی ہو ایک کے حق میں تین طلاق ثابت ہوئیں اور جسکو جھٹلایا اس کے حق میں چار طلاق ثابت ہوئیں یہ بکر الران میں ہو۔ اگر اپنی بدو جو وہ سے کہا کہ ہر بار کہ تو بدو حیض حائضہ ہو تو تجھے طلاق ثابت ہو پھر وہ دو حیض سے حائضہ ہو چکی تو اسپر ایک طلاق واقع ہوگی پھر جب اسکے بعد دو حیض سے حائضہ ہو جاوے تو اسپر دوسری طلاق پڑیگی پھر اسکے بعد اگر وہ حیض سے حائضہ ہوئی تو کچھ واقع ہوگی ایسے کہ تیسری بار کے پہلے ہی حیض آنے پر وہ عدت پوری ہو کر عدت سے باہر ہو چکی۔ اگر یوں کہا کہ جب تو بیک حیض حائضہ ہو تو تو طالق ہو پھر کہا کہ ہر بار کہ تو حائضہ ہو پس تو طالق ہو تو اگر اُس نے حیض کا خون دیکھا تو بیک طلاق طالق ہوگی اور جب اس سے پاک ہو تو دوسری طلاق پڑیگی یہ محیطا سرخی میں لکھا ہو اگر جو وہ سے کہا کہ اگر میں تجھے تیرے حیض میں مجامعت نہ کروں یہاں تک کہ تو پاک ہو جاوے تو تو طالق ہو پھر اس عورت کے پاک ہو جانے کے بعد دعویٰ کیا کہ میں نے اس عورت سے حیض میں مجامعت کی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ اگر کہا کہ جب تو حائضہ ہو تو تو طالق ہو پھر وہ بولی کہ میں بحالضہ ہوئی تو بعد اس واقعہ کے اگر وہ بچہ جنمے تو دیکھا جاوے کہ اگر اسوقت سے پورے چھ مہینہ پر اوپر سے روز پورے ہونے سے پہلے جنی تو اسپر کچھ واقع ہوگا کیونکہ تین روز پورے ہونے سے پہلے چھ مہینہ پر جسے سے ظاہر ہوا کہ اسوقت پر وہ حاملہ تھی اور اگر تین روز پورے ہونے کے بعد سے چھ مہینہ پورے پر وہ بچہ جنی تو بائیں ہو جائیگی اور یہ بچہ اس مرد کو جو اسکا شوہر ہو لازم ہوگا یعنی بچے کے نسب سے انکار نہیں کر سکتا ہو۔ اگر جو وہ حالت حیض میں ہو اور شوہر نے کہا کہ اگر تو پاک ہو تو تو طالق ہو پس عورت نے کہا کہ میں پاک ہو گئی اور شوہر نے اسکی تکذیب کی

جان کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہو اور لگوائیں نے دو عورتوں کی تصدیق کی اور ایک عورت کی تکذیب کی تو جسکو جھٹلایا ہو وہ طالق ہو جائیگی۔ اور اگر چار عورتیں ہوں اور مسئلہ کی باقی صورت یہی رہے تو کوئی طالق نہ ہوگی الا اُس صورت میں کہ شوہر سب کی تصدیق کرے اور اسی طرح اگر ایک کی یاد کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر تین عورتوں کی تصدیق کی اور ایک کی تکذیب کی تو تصدیق کی ہوئی عورتوں کے سوا وہ ایک عورت جسکی تکذیب کی ہو وہ مطلقہ ہو جائیگی یہ متین میں ہو۔ اپنی چار عورتوں سے کہا کہ اگر تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم طالق ہو پھر انہیں سے ایک نے کہا کہ میں ایک حیض سے حائضہ ہو گئی اور شوہر نے اُسکی تصدیق کی تو سب طالق ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ ہر بار کہ تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم سب طالق ہو پس انہیں سے کہا کہ میں بیک حیض حائضہ ہوئی پس اگر اُس نے ہر ایک کی تکذیب کی تو ہر ایک انہیں سے بیک طلاق مطلقہ ہوگی اور اگر اُس نے فقط ایک عورت کی تصدیق کی تو باقی تین عورتوں میں سے ہر ایک بدو طلاق طالق ہوگی اور جسکی تصدیق کی ہو اسپر ایک طلاق پڑیگی۔ اور اگر اُس نے دو عورتوں کی تصدیق کی تو ان دونوں میں سے ہر ایک بدو طلاق پڑیگی اور باقی دونوں جسکو جھٹلایا ہو ہر ایک پر تین طلاق پڑیگی۔ اور اگر اُس نے تین عورتوں کی تصدیق کی تو چاروں میں سے ہر ایک پر تین طلاق پڑیگی کیونکہ جسکی تصدیق کی ہو ایک کے حق میں تین طلاق ثابت ہوئیں اور جسکو جھٹلایا اس کے حق میں چار طلاق ثابت ہوئیں یہ بکر الران میں ہو۔ اگر اپنی بدو جو وہ سے کہا کہ ہر بار کہ تو بدو حیض حائضہ ہو تو تجھے طلاق ثابت ہو پھر وہ دو حیض سے حائضہ ہو چکی تو اسپر ایک طلاق واقع ہوگی پھر جب اسکے بعد دو حیض سے حائضہ ہو جاوے تو اسپر دوسری طلاق پڑیگی پھر اسکے بعد اگر وہ حیض سے حائضہ ہوئی تو کچھ واقع ہوگی ایسے کہ تیسری بار کے پہلے ہی حیض آنے پر وہ عدت پوری ہو کر عدت سے باہر ہو چکی۔ اگر یوں کہا کہ جب تو بیک حیض حائضہ ہو تو تو طالق ہو پھر کہا کہ ہر بار کہ تو حائضہ ہو پس تو طالق ہو تو اگر اُس نے حیض کا خون دیکھا تو بیک طلاق طالق ہوگی اور جب اس سے پاک ہو تو دوسری طلاق پڑیگی یہ محیطا سرخی میں لکھا ہو اگر جو وہ سے کہا کہ اگر میں تجھے تیرے حیض میں مجامعت نہ کروں یہاں تک کہ تو پاک ہو جاوے تو تو طالق ہو پھر اس عورت کے پاک ہو جانے کے بعد دعویٰ کیا کہ میں نے اس عورت سے حیض میں مجامعت کی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ اگر کہا کہ جب تو حائضہ ہو تو تو طالق ہو پھر وہ بولی کہ میں بحالضہ ہوئی تو بعد اس واقعہ کے اگر وہ بچہ جنمے تو دیکھا جاوے کہ اگر اسوقت سے پورے چھ مہینہ پر اوپر سے روز پورے ہونے سے پہلے جنی تو اسپر کچھ واقع ہوگا کیونکہ تین روز پورے ہونے سے پہلے چھ مہینہ پر جسے سے ظاہر ہوا کہ اسوقت پر وہ حاملہ تھی اور اگر تین روز پورے ہونے کے بعد سے چھ مہینہ پورے پر وہ بچہ جنی تو بائیں ہو جائیگی اور یہ بچہ اس مرد کو جو اسکا شوہر ہو لازم ہوگا یعنی بچے کے نسب سے انکار نہیں کر سکتا ہو۔ اگر جو وہ حالت حیض میں ہو اور شوہر نے کہا کہ اگر تو پاک ہو تو تو طالق ہو پس عورت نے کہا کہ میں پاک ہو گئی اور شوہر نے اسکی تکذیب کی

تو اس عورت کا قول خود اسکی ذات کے بارہ میں قبول ہوگا اور اسکی سوت کے بارہ میں اگر سوت کی طلاق بھی اسکے ظاہر ہونے پر معلق کی ہو اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی اور اسکی سوت بھی مطلقہ ہوگئی پھر اسس عورت نے دعوے کیا کہ یہ خون اسکو دس روز میں دوبارہ آیا تھا تو اسکے دعوے کی تصدیق نہوگی۔ اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے بطور سنت طلاق دی تو فلاں عورت بھی طالق ہے پھر اس عورت سے کہا کہ تو طالقہ سنت ہے پھر عورت کو ایک حیض آیا پھر وہ ظاہر ہوئی پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھے حیض میں جلا کر لیا یا تجھے طلاق دیدی ہے تو اسکی سوت پر کچھ واقع نہ ہوگی اور عورت پر البتہ واقع ہوگی اور اسی طرح اگر اسکی طلاق معلق کی ہو تو دوسری واقع ہوگی۔ اور اگر شوہر نے اسکے ایام حیض میں ایسا کیا ہو تو اسپر بھی واقع نہ ہوگی یہ عتاب سے ہیں۔ اگر کہا کہ تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھکو آتش دوزخ سے عذاب کرے تو تو طالقہ ہے اور فلاں عورت اور میرا غلام آزاد ہو وہ بولی کہ میں چاہتی ہوں تو وہ طالقہ ہو جائیگی اور فلاں عورت پر طلاق نہ ہوگی اور نہ غلام آزاد ہوگا اور یہ شرط مذکور بمنزلہ اس کہنے کے ہے کہ اگر تو مجھے چاہتی ہو یا تو مجھے بغض رکھتی ہو۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے اپنے دل سے چاہتی ہو تو تو طالقہ ہے اسنے کہا کہ میں تجھے چاہتی ہوں حالانکہ جھوٹی ہے تو بھی امام ابو حنیفہ رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک قضاۃ دو یا تہ وہ مطلقہ ہو جائیگی۔ اگر جو رو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر میں فلاں چیز کو پیار کرتا ہوں۔ پھر کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں حالانکہ وہ اس قول میں جھوٹا ہے تو یہ عورت اسکی جو رو رہیگی اور ازراہ دیانت اسکو گنجائش ہے کہ اس عورت سے وطنی کرے۔ پھر واضح ہو کہ محبت کی شرط پر تعلیق کرنا جیسے حیض کی شرط پر تعلیق کرنا دونوں یکساں ہیں مگر فقط دونوں میں فرق ہے ایک یہ کہ محبت کی تعلیق فقط اسی مجلس تک جس میں شرط لگائی ہے مقصور رہتی ہے کیونکہ وہ تخمینہ ہے حتیٰ کہ اگر عورت نے اس مجلس سے کھڑے ہو جانے کے بعد کہا کہ میں تجھے چاہتی ہوں تو طلاق نہ ہوگی بخلاف تعلیق بغض کے کہ وہ مجلس بدلنے سے مانند اور تعلیقات کے باطل بنیں ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ تعلیق بہ محبت میں اگر عورت اپنی حالت سے خبر دینے میں جھوٹی ہو تو طالقہ ہو جائیگی اور تعلیق بغض کی شرط میں فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ وہ ایسی صورت میں طالقہ نہ ہوگی یہ یقین میں ہے۔ اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ جب تم دونوں جنو۔ یا۔ کہا کہ جب تم دونوں دو فرزند جنو تو تم طالقہ ہو پس انہیں سے ایک کے بچہ پیدا ہوا تو جب تک دونوں میں سے ہر ایک کے فرزند پیدا ہو تب تک انہیں سے کوئی طالقہ نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر دونوں سے کہا کہ جب تم دونوں کو دو حیض آویں تو تم طالقہ ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر دونوں سے کہا کہ جب تم دونوں دو فرزند جنو تو تم طالقہ ہو پھر انہیں سے ایک کے دو فرزند پیدا ہوئے۔ یا کہا کہ جب تم دونوں کو دو حیض آویں تو تم طالقہ ہو پھر انہیں سے ایک کو دو حیض آگئے تو انہیں سے کوئی جو رو مطلقہ نہوگی اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کو ایک حیض آیا یا دونوں میں ہر ایک سے ایک بچہ پیدا ہوا تو دونوں طالقہ ہو جائیگی اور یہ شرط نہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک کے دو فرزند پیدا ہوں یہ محیط میں ہے۔ اگر اپنی جو رو سے کہا کہ جب تو بچہ بنے تو تو طالقہ ہے پھر اسنے کہا کہ میں بچہ جنی اور شوہر نے جھٹلایا اور سوت نکب شوہر اسکے حاملہ ہونے کا اقرار نہیں کر چکا اور نہ حمل ظاہر تھا اگر دائی نے ولادت کی گواہی دی تو امام عظیم کے نزدیک دائی کی گواہی پر قاضی حکم نہ دیگا اور صاحبین کے نزدیک دائی کی گواہی پر وقوع طلاق کا قاضی حکم دینا صحیح ہے۔ جہاں صغیر قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ جب تو ایک بچہ بنے تو تو طالقہ ہے پس وہ مردہ بچہ جنی تو

طائفہ ہو جائیگی یہ جوہرہ میرہ میں ہو۔ حاکم نے کافی میں لکھا کہ اگر جوہرہ سے کہا کہ جب تو ایک فرزند بنے تو طائفہ ہی پھر اسکا پیٹ گرا جسکی بعضی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر فقط خون کا تو تھڑا ہو کچھ خلقت ظاہر ہوئی ہو تو اس سے طلاق نہ پڑیگی یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اگر کہا کہ اگر تو دو فرزند بنے تو تو طائفہ ہی پھر ایک فرزند تو اس شوہر کی ملک نکاح میں جنی اور دوسرا فرزند ایسی حالت میں جنی کہ اسکے سوا کسی اور کے نکاح میں تھی پھر یہ عورت کسی وقت میں اسی شوہر کے نکاح میں آئی تو شرط مذکور کی وجہ سے اس پر طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر پہلا فرزند دوسرے شوہر کی ملک میں جنی اور دوسرا فرزند اس شوہر کی ملک میں جنی تو طائفہ ہو جائیگی یہ محیطا سترسی میں ہو۔ جوہرہ سے کہا کہ اگر تو لڑکا بنے تو طائفہ بیک طلاق ہو۔ اور اگر لڑکی بنے تو طائفہ بدو طلاق ہو۔ پھر وہ لڑکا و لڑکی دونوں جنی اور یہ دریافت نہیں ہوتا کہ پہلے کس کو جنی ہو تو قضاء اس پر ایک ہی طلاق پڑیگی اور تنزہ و احتیاط کی راہ سے اس پر دو طلاق پڑیگی اور عدت گذر چکی کہ اگر سواے ان دو طلاق کے کوئی اور طلاق بھی اسکو دی ہو یا عورت باندی ہو جسکے حق میں پوری طلاق دوہی ہوئی ہیں تو جب تک یہ عورت دوسرے شوہر سے حلالہ نہ کرے تب تک اسکو اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا ہو کیونکہ یہ احتمال ہو کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی ہو اور عدت گذر چکی ہو۔ یہ سب اس صورت میں ہو کہ یہ معلوم نہ ہو کہ لڑکا و لڑکی میں سے کون پہلے پیدا ہوا ہو اور اگر دونوں میں سے پہلا معلوم ہو جاوے تو اس میں کچھ وقت و شبہ نہیں یعنی لڑکا ہو تو ایک اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق پڑیگی اور چونکہ ولادت ہی سے عدت گذر چکی لہذا دوسرے بچے کی مشروط طلاق نہ پڑیگی۔ پھر اگر جوہرہ شوہر نے اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ وہی منکر ہو کذا فی التہیین۔ اور اگر اس صورت میں عورت ایک ختنی جنی یعنی اسکے لڑکا و لڑکی دونوں کا نشان ہو تو ایک طلاق پڑیگی اور دوسری طلاق میں توقف ہوگا پھر اگر بچے کے بڑھنے کے بعد کھلا کہ وہ لڑکا ہو تو ایک ہی طلاق رہی اور اگر کھلا کہ لڑکی ہو تو دوسری بھی واقع ہوگی کذا فی البحر الزاخر اور اگر ایک لڑکا اور دو لڑکیاں جنی اور پہلا معلوم نہیں ہو تو قضا دو طلاق پڑیگی اور تنزہ و احتیاط سے تین طلاق پڑیگی۔ اور اگر وہ لڑکے اور ایک دختر جنی تو ایسی صورت میں قضا ایک طلاق اور احتیاطاً تین طلاق ہونگی۔ اگر جوہرہ سے کہا کہ اگر تیرا حل لڑکا ہو تو طائفہ بیک طلاق اور اگر لڑکی ہو تو بدو طلاق ہو پھر وہ ایک لڑکا و ایک لڑکی جنی تو طائفہ ہوگی کیونکہ حل تو تمام پیٹ کا نام ہے پس جب تک تمام پیٹ لڑکا یا لڑکی نہ ہو تب تک طائفہ نہ ہوگی۔ اس طرح اگر یوں کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ میں ہے اگر لڑکا ہو الی آخرہ یعنی باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ جو کچھ تو عام ہے جیسے علی میں انسان باقی بطنک غلاما۔ کہنے میں لفظ عام ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہو تب بھی ایک طلاق اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہیں اور باقی صورت مسئلہ بحال خود ہی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ نہیں میں ہو۔ اگر جوہرہ سے کہا کہ ہر بار کہ تو ایک فرزند بنے پس تو طائفہ ہی پھر ایک ہی پیٹ میں وہ دو فرزند جنی یا تین طور کہ دونوں کی ولادت میں چھ مہینے سے کم مدت ہوئی تو فرزند اول سے طائفہ ہوگی اور فرزند دوم سے اسکی عدت گذر جائیگی اور دوسری طلاق نہ پڑیگی اور اگر وہ تین اولاد جنی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر آٹھ اس طرح جنی کہ ہر دو فرزند کے درمیان چھ مہینے کا فاصلہ ہو تو تین طلاق پڑ جائیگی چھ ماہ سے کم فاصلہ ہو اور اگر تین اولاد اس طرح جنی کہ ہر دو فرزند کے درمیان چھ مہینے کا فاصلہ ہو تو تین طلاق پڑ جائیگی اور پھر تین حیض سے کم مدت پوری کر لگی۔ اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ ہر بار کہ تم دونوں ایک فرزند بنو تو تم طائفہ ہو

لے اسکی علی سے جوہرہ
خود جوہرہ وہ شوہر کا
لے اسکی علی سے جوہرہ
خود جوہرہ وہ شوہر کا

پھر دونوں میں سے ایک کے بچہ پیدا ہوا پھر دوسری جو رکے پیدا ہوا پھر پہلی کے ایک اور پیدا ہوا پھر دوسری کے دوسرا پیدا ہوا مگر ہر ایک کے دونوں فرزند ایک ہی بیٹ سے ہوئے حتیٰ کہ یہ صادق آیا کہ ہر ایک جو دو فرزند بنی ہو تو پہلی جو بدو طلاق طالق ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت پوری ہو جائیگی اور دوسری جو دو تین طلاق سے طالق ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت بھی پوری ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کے دونوں فرزند کے درمیان چھ مہینہ یا اس سے زائد دو برس تک کا فاصلہ ہو تو پہلی جو دو طلاق سے طالق ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت پوری ہوگی مگر دونوں فرزند کا نسب اس مرد سے ثابت ہو گا اور دوسری عورت پر ایک طلاق پڑیگی اور پہلے فرزند سے اسکی عدت پوری ہو جائیگی اور اسکے دوسرے فرزند کا نسب اسکے شوہر سے ثابت ہو گا۔ اگر کسی نے اپنی حاملہ جو رو سے کہا کہ جب تو کوئی فرزند جنے تو بدو طلاق طالق ہو پھر اس سے کہا کہ جو فرزند تو جنے اگر وہ لڑکا ہو تو طالق ہو پھر اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا تو تین طلاق سے طالق ہوگی۔ اور اگر جو رو سے کہا کہ تیرے بیٹ میں جو بچہ ہی اگر وہ لڑکا ہو انہیں باقی مسئلہ بحال خود رہے تو اس پر ایک طلاق پڑیگی کیونکہ شرط قسم یہ کہ اسکے بیٹ میں ہو اور ولادت سے کھلا کہ اسکے بیٹ میں لڑکا تھا پس ظاہر ہو کہ طلاق اسی وقت سے ہر نہ وقت ولادت سے حالانکہ وضع حمل سے عدت گذر گئی پس ولادت سے کچھ واقع ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ کتاب الاصل میں ہے کہ اگر جو رو سے کہا کہ ہر بار کہ تو کوئی فرزند جنے تو طالق ہو اور اس عورت سے کہا کہ جب تو کوئی لڑکا جنے تو طالق ہو پھر وہ ایک لڑکا جنی تو دونوں قسم کی وجہ سے اس پر دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط میں ہے۔ اگر عورت کی طلاق کو اسکے حاملہ ہونے پر حلق کیا تو جب تک قسم کے وقت سے دو برس سے زیادہ میں نہ جنے تک طالق نہ ہوگی اور یہ مندوب ہے کہ اس سے وطنی کرنے سے پہلے اسکا استبراء کرے کیونکہ احتمال ہے کہ اس وقت سے حاملہ نہ ہو تو قسم آئندہ حمل پر واقع ہوگی کذا فی النہر الفائق۔ اگر جو رو سے کہا کہ اگر تو حاملہ نہ ہو تو طالق بس طلاق ہے۔ پھر قسم کے وقت سے دو برس سے کم میں اسکے بچہ پیدا ہوا تو حکم تضاثر میں اس پر طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر دو برس سے زائد میں اگرچہ ایک ہی روز زیادہ ہو کچھ جنے تو طالق ہوگی۔ اگر قسم کے بعد اسکو حیض آیا تو اس سے قربت نہ کرے بسبب اس احتمال کے کہ وہ حاملہ نہ ہو۔ سلیح اگرچہ نصف نہ ہوئی تو بھی اس سے قربت نہ کرنا چاہیے یہاں تک کہ وضع حمل ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر میں تجھے خطبہ کروں یا تجھے نکاح میں لوں تو طالق ہو پھر پہلے اسکو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو طالق نہ ہوگی۔ اور اگر خطبہ سے پہلے اس سے نکاح کیا بائین طور کہ کسی فضولی درمیانی نے اس عورت کو اس مرد سے بیاہ دیا اور مرد نے قبول کیا اور عورت کو خبر ہو چکی تو اسے درمیانی کے کام کی اجازت دیدی تو عورت مذکورہ طالق نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ ایک مرد نے دو عورتوں سے جو اسکے نکاح میں نہیں ہیں یوں کہا کہ اگر میں تم دونوں سے خطبہ کروں یا تم سے نکاح کروں تو تم دونوں طالق نہ ہو۔ پھر ان دونوں سے خطبہ کیا پھر دونوں سے نکاح کر لیا تو دونوں میں سے کوئی طالق نہ ہوگی۔ اور اگر دونوں خطبہ کرنے کے دونوں سے ایک عقد میں یا دو عقدوں میں نکاح کر لیا تو دونوں طالق ہو جائیگی۔ اور اگر ایک کو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا پھر دوسری کو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو دونوں میں سے کوئی طالق نہ ہوگی۔ اور اگر ایک کو خطبہ کیا پھر دونوں سے نکاح کر لیا تو دونوں طالق ہو جائیگی اور اگر ایک سے نکاح کر کے اسکو طلاق دی پھر دونوں سے نکاح کیا تو بھی دونوں طالق ہونگی یہ محیط میں ہے۔

اگر زبان فارسی میں قسم کھائی مثلاً یوں کہا۔ اگر فلاں را خواہم پس او طالق است۔ یا کہا۔ ہرز نے را کہ خواہم۔ تو جن مقامات میں یہ لفظ ان لوگوں کی زبان میں خطبہ یعنی سنگنی کی تفسیر ہوتا ہو وہ ان قسم منعقد ہوگی یعنی خطبہ سے طلاق نہیں ہو سکتی بسبب عدم ملک نکاح کے پس قسم لغو ہو اور جہاں کہیں اس لفظ خواہم سے نکاح مراد ہوتا ہو تو قسم منعقد ہو جائیگی بشرطیکہ قسم سے اسکی مراد بھی یہی ہو۔ پس اگر نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور ہمارے دیار کے عرف میں ان لوگوں کی مراد اس سے نکاح ہی ہو کرتی ہو پس قسم منعقد ہو جائیگی اور خطبہ کرنے سے حائث ہوگا پس جب نکاح کرے گا تو طلاق واقع ہو جائیگی۔ اور اگر کوئی شخص اس لفظ کی حقیقت سے واقف ہو کہ یہ سنگنی کے واسطے ہو اور اس نے اس طرح قسم کھائی پھر کہا کہ میں نے اس لفظ سے سنگنی مراد رکھی تھی تو حکم قضا میں اسکی تصدیق ہوگی اور دیانت میں اسکی تصدیق کیجا جائیگی کذا نے الذخیرہ۔ فارسی میں کہا۔ اگر فلاں را خواہم پس کہم۔ تو یہ سنگنی پر رکھا جائیگا۔ اور یوں کہہ کہ اگر فلاں را زن کہم۔ تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہو کہ اگر فلاں عورت سے نکاح کروں۔ اگر یوں کہا کہ۔ اگر زن آرم یعنی اگر عورت لاؤں۔ تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا اور فتوے اس قول پر ہو کہ یہ قول زفاف پر رکھا جائیگا۔ قال المترجم یعنی سنگنی کرنے و نکاح کرنے سے طلاق نہ ہوگی جب اسکو اپنے گھر رخصت کرالوے تو طلاق وغیرہ جو کچھ جزا سے قسم ہو واقع ہوگی۔ اگر فارسی میں کہا کہ۔ اگر دختر فلان مراد ہندو سی را طلاق۔ یعنی اگر فلان کی دختر مجھے دیں تو اسکو طلاق ہو پھر اس عورت سے نکاح کیا تو طلاق نہ پڑے گی قال المترجم یعنی جب اپنے بیان لاوے تو طلاق پڑ جائیگی لیکن ہمارے محاورہ میں ملک نکاح پر واقع ہونا صواب ہے فافہم۔ اگر کہا کہ۔ اگر دختر فلان را بزنی دہندہ میں۔ یا کہا۔ ہرز نے دادہ شوہر میں اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بھی مختار یہ ہو کہ اسپر طلاق نہ پڑے گی۔ قال المترجم ہمارے بیان پر نا اقرار ہے واللہ اعلم فتاویٰ نسفی میں ہے کہ فارسی میں کہا۔ اگر فلان کا کہم ہرز نے کہ خواہم خواہم از من بطلاق۔ پھر اس شخص نے یہ فعل کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالق نہ ہوگی۔ فتاویٰ صفری میں ہے کہ اگر اپنی منکو حہ سے فارسی میں کہا کہ اگر ترا ہرز نے کہم پس تو طالق ہستی۔ یا عربی میں تزوج تک کہا اور مترجم کہتا ہے یا اگر دو میں یہ کہا کہ اگر میں تجھے نکاح کروں تو تو طالق ہو۔ تو اس صورت میں نکاح کرنا اسکے ساتھ عقد کرنے پر رکھا جائیگا اور وطی کرنے پر نہیں ہوگا اسی طرح اگر فارسی میں کہا کہ اگر ترا نکاح کہم پس تو طالق ہستی۔ اور وہ منکو حہ ہے تو اس سے وطی کرنے سے طلاق نہ ہوگی ہاں اگر اسکو طلاق دیکر جدا کر کے پھر اس سے نکاح کرے تو طالق ہو جائیگی۔ اور اگر اپنی منکو حہ یا ایسی عورت سے جس سے نکاح حلال نہیں ہو یوں کہا کہ ان تکھا فانت طالق تو وطی کی طرف منصرف ہوگا حتی کہ اگر اپنی جو رو کو طلاق دیکر پھر اس سے عقد کر لیا تو وہ طالق نہ ہوگی کذا نے الخلاصہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسی عورت سے نکاح کروں جسکا شوہر تھا تو وہ طالق ہے پھر اپنی جو رو کو ایک طلاق بائند دیکر اس سے نکاح کر لیا تو وہ طالق نہ ہوگی یہ تجنیس مزید میں ہے اگر کہا کہ اگر میں نے فلاں عورت سے زنا کیا یا اسکو مخا طب کر کے کہا کہ اگر میں نے تجھے زنا کیا تو میری ہر جو رو جس سے میں نکاح کروں وہ طالق ہے پھر اس عورت سے زنا کر کے اسی سے نکاح کر لیا تو طالق نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر اپنے والدین سے کہا کہ اگر تم نے میری کسی عورت سے تزویج کر دی تو وہ تین طلاق سے طالق ہے پھر انھوں نے بدون اسکے حکم کے کسی عورت سے اسکی تزویج کر دی تو طالق نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اگر اپنے والدین سے کہا کہ اگر تم نے میری کسی عورت سے تزویج کر دی تو وہ عورت طالق ہے پھر انھوں نے اسکے حکم سے کسی عورت سے

شمار اسے
دین میں حکم فقہاء
ہو جائے کہ جو
ہندوستان میں
عرف مذکور ہے
نہیں لکھا ہے
ملاحظہ فرمائیے
حکم طلاق
دریافت معلوم
میں ہو
باضعہ شمس
۱۱ منہ
۱۲ لکھنؤ

۱۳ اگر کسی
۱۴ عورت سے
۱۵ نکاح کرے
۱۶ اور وہ
۱۷ عورت
۱۸ ایسی
۱۹ ہو جس
۲۰ سے
۲۱ طلاق
۲۲ دیکر
۲۳ پھر
۲۴ اس سے
۲۵ نکاح
۲۶ کرے
۲۷ تو
۲۸ وہ
۲۹ طلاق
۳۰ نہ
۳۱ ہوگی
۳۲ یہ
۳۳ فتح
۳۴ القدیر
۳۵ میں
۳۶ ہے
۳۷ اگر
۳۸ اپنے
۳۹ والدین
۴۰ سے
۴۱ کہا
۴۲ کہ
۴۳ اگر
۴۴ تم
۴۵ نے
۴۶ میری
۴۷ کسی
۴۸ عورت
۴۹ سے
۵۰ تزویج
۵۱ کر
۵۲ دی
۵۳ تو
۵۴ وہ
۵۵ تین
۵۶ طلاق
۵۷ سے
۵۸ طالق
۵۹ ہے
۶۰ پھر
۶۱ انھوں
۶۲ نے
۶۳ بدون
۶۴ اسکے
۶۵ حکم
۶۶ کے
۶۷ کسی
۶۸ عورت
۶۹ سے
۷۰ اسکی
۷۱ تزویج
۷۲ کر
۷۳ دی
۷۴ تو
۷۵ طالق
۷۶ نہ
۷۷ ہوگی
۷۸ یہ
۷۹ فتح
۸۰ القدیر
۸۱ میں
۸۲ ہے
۸۳ اگر
۸۴ اپنے
۸۵ والدین
۸۶ سے
۸۷ کہا
۸۸ کہ
۸۹ اگر
۹۰ تم
۹۱ نے
۹۲ میری
۹۳ کسی
۹۴ عورت
۹۵ سے
۹۶ تزویج
۹۷ کر
۹۸ دی
۹۹ تو
۱۰۰ وہ
۱۰۱ تین
۱۰۲ طلاق
۱۰۳ سے
۱۰۴ طالق
۱۰۵ ہے

اسکی تزویج کر دی تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ قسم صحیح نہیں اور وہ عورت طالقہ نہوگی اور شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قسم صحیح اور عورت طالقہ ہوگی اور یہی صحیح ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے فلان شخص کی دختر دین میں سے کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہے حالانکہ فلان شخص مذکور کی کوئی دختر نہیں ہے پھر اُسکے ایک دختر پیدا ہوئی پھر قسم کھانے والے نے اُس سے نکاح کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم میں حائث نہوگا اور اس قسم میں شرط ہے کہ قسم کھانے کے وقت دختر موجود ہو اور بعد قسم کے جو پیدا ہوا وہ قسم کے تحت میں داخل نہوگی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے کسی عورت سے نکاح کیا جب تک میں کوثر میں ہوں تو وہ طالقہ ہے۔ پھر کوثر چھوڑ دیا پھر دوبارہ اس میں عود کر آیا پھر کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے فلانہ عورت سے نکاح کیا اب تک تو وہ طالقہ ہے پھر اُس سے ایک مرتبہ نکاح کیا اور وہ طالقہ ہو گئی پھر اُس سے دوسری بار نکاح کیا تو طالقہ نہوگی۔ ایک نے جنابہ عورت سے کہا کہ جب تک تو میرے نکاح میں ہے تب تک ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طالقہ ہے پھر اُس جنابہ سے نکاح کیا پھر اس پر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اس پر طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میں تجھے نکاح کروں پھر جب تک تو میرے نکاح میں ہو تب تک ہر عورت جس سے نکاح کروں طالقہ ہے اور باقی مسئلہ مذکور بحالہ واقع ہو تو دوسری عورت پر طلاق پڑیگی یہ وجہ کر دی میں ہے۔ ایک عورت کسی مرد کی مطلقہ ہو اُس مرد نے کہا کہ اگر میں اس عورت سے نکاح کروں تو حلال الہی مجھ پر حرام ہے پھر اُس عورت سے نکاح کیا تو اس پر طلاق واقع ہوگی۔ اپنی جو رو سے کہا کہ اگر میں نے تیرے اور جب تک زندہ ہوں کوئی نکاح کیا تو حلال الہی مجھ پر حرام ہے پھر کہا کہ اگر میں نے تجھے کوئی نکاح کیا تو مجھ پر طلاق واجب ہے پھر اس پر ایک عورت سے نکاح کیا تو پہلی قسم کی وجہ سے دونوں عورتوں میں سے ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی اور دوسری قسم کی وجہ سے دوسری ایک طلاق واقع ہوگی مگر انہیں سے کسی ایک پر واقع ہوگی پس شوہر کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جسکی طرف چاہے پھر سے یہ فتح القدر میں ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے پانچ برس تک کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہے پھر پانچویں برس میں ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہو جائیگی یہ تنہیں و مزید میں ہے۔ ایک عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو اس سے پہلے تو طالقہ ہے پھر اُس سے نکاح کیا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ طلاق پڑ جائیگی اور امام ابو حنیفہ رحمہ و امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ نہیں پڑیگی یہ فتح القدر میں ہے کسی نے جو رو سے کہا کہ اگر میں نے تجھے کسی عورت سے نکاح کیا تو جس سے نکاح کروں وہ طالقہ ہے پھر جو رو کو طلاق بائن دیدی پھر اسکی عدت میں دوسری عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں ہندہ کے بعد زینب سے نکاح کروں تو دونوں طالقہ ہیں پھر دونوں سے اسی طرح نکاح کیا۔ یا یوں کہا کہ ہندہ سے زینب کے ساتھ نکاح کروں پھر دونوں سے ساتھ ہی نکاح کیا یا یوں کہا تھا کہ ہندہ سے زینب کے اوپر نکاح کروں پھر زینب کے ہوتے ہوئے اُسکے اوپر ہندہ سے نکاح کیا تو ان سب صورتوں میں دونوں پر طلاق پڑ جائیگی۔ اگر دونوں سے نکاح کرنے میں شرط کی ترتیب نہ رکھی بلکہ اسکے برخلاف ترتیب سے نکاح کیا تو دونوں میں سے کوئی طالقہ نہوگی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے زینب سے قبل ہندہ کے نکاح کیا تو دونوں طالقہ ہیں پھر زینب سے نکاح کیا تو وہ بھی طالقہ ہو جائیگی اور ہندہ کے نکاح تک توقف نہوگا پھر جب ہندہ سے نکاح کرے تو وہ طالقہ نہوگی۔ اور اگر یوں کہا ہو کہ اگر میں نے زینب سے پہلے ہندہ سے نکاح کیا تو دونوں طالقہ ہیں پھر زینب سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی جب تک کہ اسکے بعد ہی نے الفور

ہندہ سے نکاح نہ کرے لیکن اگر نے الفور ہندہ سے نکاح کر لیا تو زینب طالق ہو گئی اور ہندہ طالق نہ ہوگی۔ ایک نے
دوسرے کی باندی سے نکاح کیا پھر باندی سے کہا کہ اگر تیرا مالک مر گیا تو دو طلاق سے طالق ہے پھر اسکا مالک مر گیا
اور یہی مرد اسکا وارث ہے تو باندی پر طلاق پڑ جاوے گی اور امام ابو یوسف و امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس مرد کے واسطے
حلال نہ ہوگی جب تک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے حلال نہ کر دے یہ کافی بین ہر شتی بین امام ابو یوسف رحمہ سے
روایت ہے کہ کسی نے کہا کہ اگر میں ایک عورت کے بعد دوسری عورت سے نکاح کروں تو وہ طالق ہے پھر اُسے ایک
عورت سے نکاح کیا پھر اسکے بعد دو عورتوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو دوسری دونوں میں سے ایک طالق ہوگی
اور اختیار اسی کو ہوگا کہ جس پر چاہے واقع کرے۔ اور اگر دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا پھر ایک عورت سے
نکاح کیا تو بھی اخیر والی طالق ہوگی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کروں پھر
ایک عورت سے تو وہ دونوں طالق ہیں پھر اُسے تین عورتوں سے نکاح کیا تو انہیں سے دو طالق ہوگی اور اسکو
اختیار ہوگا کہ جن دو کے حق میں چاہے بیان کرے یہ محیط سہری میں ہے ایک مرد کی تین عورتیں ہیں اُس نے تین
سے ایک عورت سے کہا کہ اگر میں تجھے طلاق دوں تو دوسریاں دونوں طالق ہیں پھر انہیں سے دوسری عورت
سے بھی یوں ہی کہا پھر تیسری عورت سے بھی یوں ہی کہا۔ پھر اُس نے پہلی عورت کو ایک طلاق دیدی تو دوسری
دونوں پر بھی ایک ایک طلاق پڑ گئی اور اگر پہلی کو نہیں بلکہ درمیانی کو ایک طلاق دی تو پہلی پر ایک طلاق اور
درمیانی و تیسری میں سے ہر ایک پر دو طلاق پڑ گئی۔ اور اگر اُس نے تیسری کو ایک طلاق دی تو تیسری پر تین طلاق
اور درمیانی پر دو طلاق اور پہلی پر ایک طلاق ہوگی۔ ایک مرد کی چار عورتوں ہیں اُس نے انہیں سے ایک عورت
سے کہا کہ اگر میں اس رات تیرے پاس نہ سوؤں تو تینوں طالق ہیں پھر اُس نے دوسری عورت سے بھی مثل قول
مذکور کے کہا کہ پھر تیسری سے مثل اسکے پھر چوتھی سے مثل اسکے کہا۔ پھر پہلی عورت کے پاس سو یا تو اسپر تین
طلاق پڑ گئی اور باقیات میں سے ہر ایک پر جتنے ساتھ اس رات میں نہیں رہا ہر دو طلاق پڑ گئی۔ اور اگر دو عورتوں
کے ساتھ رات کو رہا تو انہیں سے ہر ایک پر دو طلاق پڑ گئی اور باقی دونوں جتنے ساتھ نہیں رہا ہر ایک پر ایک
ایک طلاق پڑ گئی۔ اور اگر تین عورتوں پاس رہا تو انہیں سے ہر ایک پر ایک طلاق پڑ گئی اور جسکے پاس نہیں رہا
ہر اسپر کچھ واقع نہ ہوگی۔ ایک شخص کی چار عورتیں ہیں اُس نے ان عورتوں سے کہا کہ تم میں سے ہر عورت کہ جس سے
میں نے آج کی رات جماع نہ کیا تو دوسریاں طالق ہیں پھر اُس نے انہیں سے ایک سے جماع کیا پھر فجر طلوع ہو گئی
تو جس سے جماع کیا اسپر تین طلاق واقع ہوئی اور جن سے جماع نہیں کیا انہیں سے ہر ایک پر دو طلاق
پڑ گئی یہ فتاویٰ کبرے میں ہے۔ ایک مرد کی تین عورتیں ہیں اُس نے ان عورتوں سے دخول کر لیا پھر پھر
مرتد ہو گیا پھر سب اسلام لائیں پھر اس مرد نے کہا کہ اگر میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالق ہے اور
اگر دو عورتوں سے نکاح کیا تو دونوں طالق ہیں اور اگر تین عورتوں سے نکاح کیا تو تینوں طالق ہیں پھر عدت
میں ان سب سے متفرق عقدوں میں نکاح کیا تو جس عورت سے پہلے نکاح کیا اسپر تین طلاق پڑ گئی کیونکہ وہ تینوں
قسم میں شامل ہوئی ہے اور دوسری بار والی پر دو طلاق پڑ گئی کیونکہ جس وقت اُس سے نکاح کیا ہے اس وقت پہلی
قسم میں شامل تھی پس وہ دو ہی قسموں میں شامل رہی اور تیسری عورت پر ایک طلاق پڑ گئی کیونکہ اس سے نکاح کبرے

لے صلح میں ہے
طالق طلاق
نہ پراف لام

سے مراد باقیات
ہیں اس میں
سے ان کو کہ دیا

کے وقت پہلی دوسری دونوں تسمین اگر چکی تھیں یہ عتابیہ ہیں۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں فلان مکان میں داخل ہوں تو
 ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طالق ہو اور فلانہ عورت یہ جو سامنے ہو۔ اُس نے اپنی ایک جورو کی طرف اشارہ
 کیا جو اُس وقت اسکے محل میں موجود تھی پھر وہ اس مکان میں داخل ہو اسی کہ فلانہ عورت مذکورہ پر طلاق پڑ گئی پھر
 اُس نے اُسی عورت مذکورہ سے نکاح کر لیا تو پھر وہ طالق ہو جائیگی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں ایسا کام کروں تا وقتیکہ
 فاطمہ سے نکاح نہ کروں تو ہر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طالق ہو پھر اُس نے یہ کام کیا پھر فاطمہ مذکورہ سے نکاح کیا
 تو وہ طالق ہو جائیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ قاعدہ۔ جب شرط دو وصف والی ہو تو وقوع طلاق کے واسطے یہ شرط ہو کہ
 دوسرا وصف اسکی ملک میں پایا جاوے مثلاً جو رو سے کہا کہ اگر تو زید کے گھر میں گئی اور عمر کے گھر میں گئی تو تو طالق ہو
 یا کہا کہ اگر تو نے کلام کیا عمر سے اور زید سے تو تو طالق ہو تو وقوع طلاق جب یہی ہوگی کہ دوسری شرط اسکے ملک نکاح
 میں پائی جاوے چنانچہ اگر دو وصف والی شرط یہ عورت کی طلاق سعلق کر کے پھر اسکو طلاق منجز دیدی یعنی بدون تعلیق
 شرط کے اسکو طلاق دیدینی اور اسکی عدت گزر گئی پھر دونوں شرطوں میں سے ایک شرط ایسے حال میں پائی گئی کہ حجب وہ
 عورت بائہ تھی پھر اُسی عورت سے نکاح کر لیا پھر دوسری شرط پائی گئی تو پہلے نکاح میں جو طلاق اسسعلق کی تھی وہ وقوع
 ہو جائیگی۔ اور امام زفر جہ نے کہا کہ نہیں وقوع ہوگی۔ اور عقل کی راہ سے اس مسئلہ کی چار تسمین ہو سکتی ہیں اول آنکہ دونوں
 شرطیں اسکی ملک نکاح میں پائی جاوے تو بالاتفاق طلاق واقع ہوگی۔ دوم آنکہ دونوں شرطیں اسکی ملک میں نہ پائی جاوے
 تو بھی اتفاق ہو کہ طلاق نہیں ہوگی سو تم آنکہ شرط اول اسکی ملک میں پائی جاوے اور دوسری اسکی ملک میں نہ ہو تو طلاق
 واقع نہ ہوگی۔ جہاں ہم آنکہ اول اسکی ملک میں نہ پائی جاوے اور دوسری اسکی ملک میں پائی جاوے پس اسی صورت
 میں وہ اختلاف ہو جو اوپر مذکور ہوا کذا فی البتین۔ جو رو سے کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دار اور اُس دار میں تو تو طالق
 ہو۔ یا یون کہا کہ۔ تو طالق ہو اگر تو داخل ہوئی اس دار میں اور اُس دار میں۔ یا یون کہا کہ۔ اگر تو داخل ہوئی اس دار
 میں تو تو طالق ہو اور اُس دار میں۔ تو سب صورتوں میں جب ہی طالق ہوگی کہ دونوں دار میں داخل ہووے قال الشرح
 تیسری صورت میں اگر بزبان عربی کہا کہ ان دخلت ہذہ الدار فانت طالق و ہذہ الدار۔ تو حکم مذکور مروی ہو اور خبر
 ترجمہ مذکور کے محل تامل ہو فایتال۔ اسی طرح اگر مرد مذکور نے حرف پس کے ساتھ جو عربی زبان کے حرف فاء کا
 ترجمہ ہو اور ہندی میں بجائے اسکے پھر بولتے ہیں یون کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دار میں پس اُس دار میں تو بھی یہی
 حکم ہو یا یون کہا کہ تو طالق ہو اگر تو داخل ہوئی اس گھر میں پس اُس گھر میں۔ یا یون کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس گھر میں
 تو تو طالق ہو پس اُس گھر میں۔ تو بھی یہی حکم ہو اور وایا اور کے ساتھ عطف ہونا اور پس کے ساتھ عطف ہونا دونوں
 یکساں ہیں جب تک دونوں گھروں میں داخل نہ ہو تب تک طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اس قدر فرق ہو کہ صورت اول
 یعنی عطف بواو ہونے میں دونوں گھروں کے داخل ہونے میں ترتیب کی کچھ رعایت نہیں بخلاف دوسری صورت
 یعنی عطف بحرف پس کے کہ بیان رعایت ترتیب ہوگی اور وہ یون کہ دوسرے گھر میں بعد پہلے گھر میں جانے کے
 جاوے اسی طرح اگر عربی زبان میں حرف ثم سے عطف ہو جسکے معنی مانند پھر کے ہیں لیکن ذرا دیر کے بعد ہونا چاہیے
 چنانچہ اگر کہا کہ ان دخلت ہذہ الدار ثم ہذہ الدار فانت طالق مع دیگر صورت مذکورہ بالا کے تو حکم وہی ہو جو حرف پس کے
 عطف میں مذکور ہوا لیکن اتنا فرق ہو کہ ترتیب سے داخل ہونے کے باوجود حرف ثم میں یہ بھی ہودے کہ دوسرے

ترجمہ ہندی
 کتاب الطلاق
 باب چہارم
 تعلیق الطلاق
 قاعدہ
 جب شرط دو وصف والی ہو تو وقوع طلاق کے واسطے یہ شرط ہو کہ دوسری شرط اسکے ملک نکاح میں پائی جاوے
 چنانچہ اگر دو وصف والی شرط یہ عورت کی طلاق سعلق کر کے پھر اسکو طلاق منجز دیدی یعنی بدون تعلیق شرط کے اسکو طلاق دیدینی اور اسکی عدت گزر گئی پھر دونوں شرطوں میں سے ایک شرط ایسے حال میں پائی گئی کہ حجب وہ عورت بائہ تھی پھر اُسی عورت سے نکاح کر لیا پھر دوسری شرط پائی گئی تو پہلے نکاح میں جو طلاق اسسعلق کی تھی وہ وقوع ہو جائیگی۔ اور امام زفر جہ نے کہا کہ نہیں وقوع ہوگی۔ اور عقل کی راہ سے اس مسئلہ کی چار تسمین ہو سکتی ہیں اول آنکہ دونوں شرطیں اسکی ملک نکاح میں پائی جاوے تو بالاتفاق طلاق واقع ہوگی۔ دوم آنکہ دونوں شرطیں اسکی ملک میں نہ پائی جاوے تو بھی اتفاق ہو کہ طلاق نہیں ہوگی سو تم آنکہ شرط اول اسکی ملک میں پائی جاوے اور دوسری اسکی ملک میں نہ ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ جہاں ہم آنکہ اول اسکی ملک میں نہ پائی جاوے اور دوسری اسکی ملک میں پائی جاوے پس اسی صورت میں وہ اختلاف ہو جو اوپر مذکور ہوا کذا فی البتین۔ جو رو سے کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دار اور اُس دار میں تو تو طالق ہو۔ یا یون کہا کہ۔ تو طالق ہو اگر تو داخل ہوئی اس دار میں اور اُس دار میں۔ یا یون کہا کہ۔ اگر تو داخل ہوئی اس دار میں تو تو طالق ہو اور اُس دار میں۔ تو سب صورتوں میں جب ہی طالق ہوگی کہ دونوں دار میں داخل ہووے قال الشرح تیسری صورت میں اگر بزبان عربی کہا کہ ان دخلت ہذہ الدار فانت طالق و ہذہ الدار۔ تو حکم مذکور مروی ہو اور خبر ترجمہ مذکور کے محل تامل ہو فایتال۔ اسی طرح اگر مرد مذکور نے حرف پس کے ساتھ جو عربی زبان کے حرف فاء کا ترجمہ ہو اور ہندی میں بجائے اسکے پھر بولتے ہیں یون کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دار میں پس اُس دار میں تو بھی یہی حکم ہو یا یون کہا کہ تو طالق ہو اگر تو داخل ہوئی اس گھر میں پس اُس گھر میں۔ یا یون کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس گھر میں تو تو طالق ہو پس اُس گھر میں۔ تو بھی یہی حکم ہو اور وایا اور کے ساتھ عطف ہونا اور پس کے ساتھ عطف ہونا دونوں یکساں ہیں جب تک دونوں گھروں میں داخل نہ ہو تب تک طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اس قدر فرق ہو کہ صورت اول یعنی عطف بواو ہونے میں دونوں گھروں کے داخل ہونے میں ترتیب کی کچھ رعایت نہیں بخلاف دوسری صورت یعنی عطف بحرف پس کے کہ بیان رعایت ترتیب ہوگی اور وہ یون کہ دوسرے گھر میں بعد پہلے گھر میں جانے کے جاوے اسی طرح اگر عربی زبان میں حرف ثم سے عطف ہو جسکے معنی مانند پھر کے ہیں لیکن ذرا دیر کے بعد ہونا چاہیے چنانچہ اگر کہا کہ ان دخلت ہذہ الدار ثم ہذہ الدار فانت طالق مع دیگر صورت مذکورہ بالا کے تو حکم وہی ہو جو حرف پس کے عطف میں مذکور ہوا لیکن اتنا فرق ہو کہ ترتیب سے داخل ہونے کے باوجود حرف ثم میں یہ بھی ہودے کہ دوسرے

سوت کا نام ہوا پھر اسے خود سوت کا نام اگر اسکو نہیں بنا تو طالق سنوگی جب تک کہ خود سوت کا نام اس سے کہرا نہ ہو
 یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک نے جو رستہ کہا کہ اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی تو تو طالق ہے اور یہ با
 گھر ایک ہی گھر کے ساتھ کسی ہو پھر عورت اس گھر میں ایک بار داخل ہوئی تو اسکا طالق ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے فلانہ عورت سے نکاح کیا اگر میں نے فلانہ عورت سے نکاح کیا تو وہ طالق ہے۔
 تو طلاق کا تعلق بشرط دوم ہوگا اور بشرط اول لغو ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق ہے اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا
 اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو بشرط اول معتبر ہے اور دوم شرط لغو ہے۔ اور اگر اس نے جزا کو دونوں شرطوں
 کے بیچ میں کر دیا مثلاً کہا کہ اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالق ہے اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو اول سے انعقاد
 قسم ہوگا اور دوم لغو ہے۔ اگر یوں کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تو طالق ہے اگر تجھ سے نکاح کروں تو
 قسم کا انعقاد بشرط دوم ہوگا اور اول لغو ہے یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر شرط کو بحرف عطف کر کیا مثلاً کہا کہ اگر میں
 نے تجھ سے نکاح کیا اور اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالق ہے یا کہا کہ اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا پس اگر میں نے
 تجھ سے نکاح کیا یا جب میں نے تجھ سے نکاح کیا یا ہر گاہ کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا تو حکم یہ ہے کہ طلاق واقع
 سنوگی جب تک کہ اس سے دوسرے نکاح نہ کرے۔ اور اگر جزا کو مقدم کیا ہو مثلاً کہا کہ تو طالق ہے اگر میں نے تجھ سے
 نکاح کیا اور اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو یہ ایک ہی مرتبہ نکاح کرنے پر ہوگا۔ اور اگر درمیان میں لایا مثلاً کہا کہ
 اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالق ہے اور اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا۔ تو ایسی صورت میں دونوں دفعہ ہر بار
 کے نکاح پر طلاق واقع ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اگر یوں کہا کہ تو طالق ہے اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا پس اگر
 میں نے تجھ سے نکاح کیا۔ یا جزا کو وسط میں لایا یا بین طور کہ اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالق ہے پس اگر میں
 نے تجھ سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہوگی جب تک کہ اس سے دوسرے نکاح نہ کرے قال المترجم عربی زبان میں اگر
 کہا کہ انت طالق ان تزوجتک فان تزوجتک یا جزا کو وسط میں لایا تو حکم مذکور صحیح ہے کیونکہ فارسی طلاق پر دلالت
 کرتی ہے اور اسکا تحقق دو چیزوں میں ہوگا پس شرط دوم کو اعادہ شرط اول قرار دینا ممکن نہ ہوگا اور یہاں وہ میں پس
 ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہونا اقرب و اشبه ہے کیونکہ اہل زبان کے نزدیک شرط دوم لغو ہے لیکن بشرط تصحیح
 کلام اگر محذوف مانا جاوے تو حکم زبان عربی سے اتفاق ہوگا پس فتویٰ کے وقت تامل ضرور ہے فافہم و اعلم
 اگر زبان عربی میں بحرف ثم لایا مثلاً کہا کہ انت طالق ان تزوجتک ثم ان تزوجتک۔ تو طالق ہے اگر میں نے تجھ سے
 نکاح کیا پھر اگر تجھ سے نکاح کیا تو پہلے تزوج پر طلاق واقع ہوگی۔ اگر یوں کہا کہ انت تزوجتک ثم ان تزوجتک
 فانت طالق۔ اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا پھر اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو طالق ہے تو ذخیرہ پر قسم منعقد ہوگی
 ایسے کہ حرف ثم ہر سے فصل ہے پس شرط دیگر اس جزا سے منفصل ہوئی یہ شرح جامع کبیر حصہ می میں ہے۔ ایک
 نے کہا کہ تو طالق ہے اگر تو نے کھایا اور اگر تو نے پیا۔ یا یوں کہا۔ اگر تو نے کھایا تو تو طالق ہے اور اگر تو نے پیا۔ تو دونوں
 میں سے جو کوئی پایا جائیگا طلاق واقع ہو جائیگی اور قسم باقی نہ رہیگی۔ اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق ہے اپنے کھانے
 اور اپنے پینے میں۔ تو بھی یہی حکم ہے قال المترجم عربی زبان یعنی انت طالق فی کلامہ فی شربک۔ اور فارسی زبان تو طالق
 ہستی در خوردنت و در نوشیدننت سب یکسان ہیں فافہم۔ اگر یوں کہا کہ اگر تو نے کھایا تو تو طالق ہے اور اگر تو نے

من
تکلف
بلون
سہ
بیض
کوشہ
میں
ہوئے
لحق
وہ
ادبی
بہرہ
خفیت
جودہ
نقد
چہ
جہ
بہ
ع
متبہ
چہ
بہ
ہ

پہلے تو طالق برین تطلقہ ہو تو شیخ نے فرمایا کہ طلاق واحد مطلق بہر واحد از فعل ہوگی یعنی اگر کھاوے یا پیے ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر بدین تطلقہ کا لفظ نہ کہا ہو تو ہر ایک فعل سے علیحدہ ایک ایک طلاق پڑیگی جتنے کہ دونوں فعل سے دو طلاق واقع ہونگی۔ جو رو سے کہا کہ اگر تو نے کھایا اور اگر تو نے پیا تو تو طالق ہو تو جب تک دونوں فعل نہ کرے تب تک طالق نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر بجائے تو نے کے میں نے ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر کہا کہ اگر میں اس درمیں داخل ہوا تو تو طالق ہو اگر میں نے فلان شخص سے کلام کیا تو کلام کرنا وہ معتبر ہوگا جو دار مذکور میں داخل ہونے کے بعد ہو یہ عتابیہ میں ہے۔ کہا کہ تو طالق ہو اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور اگر میں اس گھر میں داخل ہوا یا جزا کو درمیان میں کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو تو طالق ہو اور اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو تو طالق ہو۔ تو ان دونوں گھروں میں سے کسی میں داخل ہو وہ طالق ہو جائیگی اور قسم باطل ہو جائیگی۔ اگر اُسے جزا کو موخر کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور اگر میں اس دوسرے گھر میں داخل ہوا تو تو طالق ہو۔ تو ان دونوں گھروں میں سے کسی میں داخل ہو وہ طالق ہو جائیگی اور قسم باطل ہو جائیگی۔ اگر اُسے جزا کو موخر کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور اگر میں اس دوسرے گھر میں داخل ہوا تو تو طالق ہو تو جب تک وہ دونوں گھروں میں داخل نہ ہونے تک طالق نہ ہوگی یہ فتاویٰ کرنی ہیں میں ہے۔ قال المترجم ہذا علی اصل ان تقدیم الشرط و تاخیر ما یوثر فی اختلاف الحكم فی التکلم فتدکر جو رو سے کہا کہ اگر میں نے فلان شخص سے کلام کیا تو تو طالق ہو۔ اور یہ بھی اس سے کہا کہ اگر میں نے کسی انسان سے کلام کیا تو تو طالق ہو پھر نے فلان شخص مذکور سے بات کی تو دو طلاق سے طالق ہو جائیگی۔ اگر اپنی عورت کے حق میں کہا کہ اگر میں فلانہ عورت سے نکاح کروں تو وہ طالق ہو پھر یوں قسم کھائی کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں تو وہ طالق ہو پھر فلانہ مذکورہ سے نکاح کیا تو موجودہ جو رو دو طلاق سے طالق ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میری جو رو طالق ہو اگر میں فلان گھر میں جاؤں اور میرا غلام آزاد ہو اور پھر پیدل حج یا عمرہ واجب ہو اگر میں فلان شخص سے بات کروں تو حکم یہ ہے کہ جو رو دو طلاق پڑنا تو فلان گھر میں داخل ہونے پر ہی اور غلام کا آزاد ہونا اور پیدل خادہ کعبہ کو جانا فلان شخص سے بات کرنے پر معلق ہے یہ تاہم خانہ میں ہے۔ فتاویٰ میں ہے کہ اگر جو رو سے کہا کہ اگر تو نے مجھے چھوڑا کہ میں تیرے گھر میں داخل ہو جاؤں پس میں نے تیرے لیے زیور نہ خریدا تو تو طالق ہے۔ پھر عورت مذکورہ نے اسکو اپنے گھر میں آنے دیا پھر اسے عورت کے لیے زیور فی الفور نہ خریدا تو امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے درمیان اختلاف ہے کہ فی الفور طلاق پڑ جائیگی یا آخر عمر تک انتظار ہوگا اور مختار یہ ہے کہ بالفعل جائز ہوگا۔ شیخ نے کہا کہ اسی جنس کا ایک واقعہ ہوا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک مرد نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو نے اپنی گائے بچی پس میں نے اسکو قتل نہ کیا تو تو طالق ہو پھر عورت نے گائے بچی ڈالی پھر مرد مذکور نے فی الفور اسکو قتل نہ کیا تو علما رزمانہ نے فتوے دیا کہ عورت طالق نہ ہوگی۔ قال مترجم افتوا علی خلاف المختار فانہم زیادات میں ہے کہ ایک نے کہا کہ میری جو رو طالق ہو اگر میں فلان شخص کو آگاہ نہ کروں اس فعل سے جو تو نے کیا ہے تاکہ تجھکو مارے پس اُسے فلان شخص کو خبر دیدی مگر اُسے اسکو نہیں مارا تو قسم کھانے والا قسم میں سچا ہو گیا اور یہ قسم فقط خبر دینے پر ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ جو رو سے کہا کہ تو طالق ہو اگر تو اس کو چہرہ میں داخل ہوئی۔ پھر وہ عورت اس کو چہرہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں چھت کی راہ سے گئی اور اس کو چہرہ میں نہیں لگی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو میرے گھر میں داخل ہوا یا پیدل تو

بین تطلقہ
یعنی ہر ایک فعل سے علیحدہ ایک ایک طلاق پڑیگی
جتنے کہ دونوں فعل سے دو طلاق واقع ہونگی۔ جو رو سے کہا کہ اگر تو نے کھایا اور اگر تو نے پیا تو تو طالق ہو تو جب تک دونوں فعل نہ کرے تب تک طالق نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر بجائے تو نے کے میں نے ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر کہا کہ اگر میں اس درمیں داخل ہوا تو تو طالق ہو اگر میں نے فلان شخص سے کلام کیا تو کلام کرنا وہ معتبر ہوگا جو دار مذکور میں داخل ہونے کے بعد ہو یہ عتابیہ میں ہے۔ کہا کہ تو طالق ہو اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور اگر میں اس گھر میں داخل ہوا یا جزا کو درمیان میں کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو تو طالق ہو اور اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو تو طالق ہو۔ تو ان دونوں گھروں میں سے کسی میں داخل ہو وہ طالق ہو جائیگی اور قسم باطل ہو جائیگی۔ اگر اُسے جزا کو موخر کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور اگر میں اس دوسرے گھر میں داخل ہوا تو تو طالق ہو۔ تو ان دونوں گھروں میں سے کسی میں داخل ہو وہ طالق ہو جائیگی اور قسم باطل ہو جائیگی۔ اگر اُسے جزا کو موخر کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور اگر میں اس دوسرے گھر میں داخل ہوا تو تو طالق ہو تو جب تک وہ دونوں گھروں میں داخل نہ ہونے تک طالق نہ ہوگی یہ فتاویٰ کرنی ہیں میں ہے۔ قال المترجم ہذا علی اصل ان تقدیم الشرط و تاخیر ما یوثر فی اختلاف الحكم فی التکلم فتدکر جو رو سے کہا کہ اگر میں نے فلان شخص سے کلام کیا تو تو طالق ہو۔ اور یہ بھی اس سے کہا کہ اگر میں نے کسی انسان سے کلام کیا تو تو طالق ہو پھر نے فلان شخص مذکور سے بات کی تو دو طلاق سے طالق ہو جائیگی۔ اگر اپنی عورت کے حق میں کہا کہ اگر میں فلانہ عورت سے نکاح کروں تو وہ طالق ہو پھر یوں قسم کھائی کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں تو وہ طالق ہو پھر فلانہ مذکورہ سے نکاح کیا تو موجودہ جو رو دو طلاق سے طالق ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میری جو رو طالق ہو اگر میں فلان گھر میں جاؤں اور میرا غلام آزاد ہو اور پھر پیدل حج یا عمرہ واجب ہو اگر میں فلان شخص سے بات کروں تو حکم یہ ہے کہ جو رو دو طلاق پڑنا تو فلان گھر میں داخل ہونے پر ہی اور غلام کا آزاد ہونا اور پیدل خادہ کعبہ کو جانا فلان شخص سے بات کرنے پر معلق ہے یہ تاہم خانہ میں ہے۔ فتاویٰ میں ہے کہ اگر جو رو سے کہا کہ اگر تو نے مجھے چھوڑا کہ میں تیرے گھر میں داخل ہو جاؤں پس میں نے تیرے لیے زیور نہ خریدا تو تو طالق ہے۔ پھر عورت مذکورہ نے اسکو اپنے گھر میں آنے دیا پھر اسے عورت کے لیے زیور فی الفور نہ خریدا تو امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے درمیان اختلاف ہے کہ فی الفور طلاق پڑ جائیگی یا آخر عمر تک انتظار ہوگا اور مختار یہ ہے کہ بالفعل جائز ہوگا۔ شیخ نے کہا کہ اسی جنس کا ایک واقعہ ہوا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک مرد نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو نے اپنی گائے بچی پس میں نے اسکو قتل نہ کیا تو تو طالق ہو پھر عورت نے گائے بچی ڈالی پھر مرد مذکور نے فی الفور اسکو قتل نہ کیا تو علما رزمانہ نے فتوے دیا کہ عورت طالق نہ ہوگی۔ قال مترجم افتوا علی خلاف المختار فانہم زیادات میں ہے کہ ایک نے کہا کہ میری جو رو طالق ہو اگر میں فلان شخص کو آگاہ نہ کروں اس فعل سے جو تو نے کیا ہے تاکہ تجھکو مارے پس اُسے فلان شخص کو خبر دیدی مگر اُسے اسکو نہیں مارا تو قسم کھانے والا قسم میں سچا ہو گیا اور یہ قسم فقط خبر دینے پر ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ جو رو سے کہا کہ تو طالق ہو اگر تو اس کو چہرہ میں داخل ہوئی۔ پھر وہ عورت اس کو چہرہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں چھت کی راہ سے گئی اور اس کو چہرہ میں نہیں لگی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو میرے گھر میں داخل ہوا یا پیدل تو

کیا کرتا تھا تو میری جو رو طالقہ ہے۔ تو دیکھا جاوے کہ اگر دونوں میں گفتگو ایسی ہو رہی تھی کہ جو دلالت کرتی ہو کہ
 فی الفور داخل ہونا مقصود ہے تو فی الفور داخل ہونے پر رکھا جائیگا کیونکہ دلالت الحال موجب تقیید ہوئی ورنہ
 قسم آبدہ ہوگی اور قسم سے پہلے جرح اسکے آئے جانے کی عادت تھی اسی پر قسم واقع ہوگی حتیٰ کہ اگر عادت
 مذکور کی موافقت سے ایک مرتبہ بھی اسکے سامنے آئے انکار کیا تو قسم ٹوٹ جائیگی یعنی جو رو طلاق پڑ جائیگی یہ
 خزانہ مفتین میں ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر میں آج کے روزانہ دونوں گھروں میں نہ گیا تو میری جو رو طالقہ ہے۔ یا کہا کہ اگر
 میں نے فلان شخص کو آج کے دن دو کوڑے نہ مارے تو میری جو رو طالقہ ہے پھر وہ دونوں گھروں میں سے ایک
 ہی میں داخل ہوا یا ایک ہی کوڑا مارا اور دوسرے گھر میں نہ گیا یا دوسرا کوڑا نہ مارا یہاں تک کہ دن گزر گیا تو قسم ٹوٹ
 جائیگی اور طلاق پڑ جائیگی اس واسطے کہ قسم پوری ہونے کی شرط یہ تھی کہ دونوں گھروں میں داخل ہونا یا دونوں کوڑے
 مارنا یا جادے اور وہ پائی نہ گئی پس جب پورے ہونے کی شرط نہ ہوئی تو حانت ہونا ضروری ہو اسی طرح اگر کہا
 کہ اگر میں نے آج کے روز فلان و فلان سے کلام نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر فقط ایک سے کلام کیا اور دن
 گذر گیا تو قسم میں حانت ہو گیا پس قاعدہ یہ قرار پایا کہ جب داخل میں عدم فعل پر قسم مقصود ہو تو قسم میں سے
 ہونے کے واسطے دونوں کا سوا ضرور ہوگا اور جب شرط البتہ پائی جاوے تو حانت ہونا متعین ہوگا۔ اگر کہا کہ
 اگر میں آج کی رات شہر میں نہ گیا اور فلان سے ملاقات نہ کی تو میری جو رو طلاق ہے پھر شہر میں گیا مگر فلان نہ کور سے
 ملاقات نہ ہوئی وہ اپنے گھر پہ نہ تھا پس اس سے نہ لایا نہ تک کہ صبح ہو گئی پس اگر قسم کے وقت جانتا تھا
 کہ وہ اپنے مکان پر نہیں ہے تو قسم میں حانت ہو جائیگا اور اگر قسم کے وقت یہ نہ جانتا تھا تو قسم میں حانت نہ ہوگا۔
 ایسا ہی فتاویٰ ابواللیث کہیں مذکور ہے اور مسئلہ مقدمہ کے قیاس پر بیان بھی حانت ہو جانا چاہیے بوجہ معنی مذکورہ
 بالان کے لہذا فتویٰ کے وقت تامل کو نا ضروری ہے۔ قدوری میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے
 اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی اور تو نے مجھے فلان کپڑا نہ دیا تو تو طالقہ ہے پھر کپڑا دینے سے پہلے وہ
 عورت اس گھر میں چلی گئی تو طالقہ ہو جائیگی خواہ اسکے بعد کپڑا اسکو دے یا نہ دے۔ اور اگر کپڑا دینے کے بعد گھر
 میں گئی ہو تو طالقہ نہ ہوگی کیونکہ ایسے محاورہ میں لفظ آویا و آو واسطے حال کے ہونا ہے جیسے عربی میں ان دخلت الدار و
 انت راكبة یعنی اگر تو گھر میں گئی در حالیکہ تو سوار ہے کسی نے جو رو سے عربی میں کہا کہ ان لم تعطينی هذا الثوب دخلت الدار
 فانت طالقہ یعنی اگر تو نے یہ کپڑا مجھے نہ دیا اور گھر میں چلی گئی تو تو طالقہ ہے تو جب تک دونوں باتیں جمع نہ ہوں یعنی گھر میں
 جانا اور کپڑا نہ دینا تب تک طالقہ نہ ہوگی اور کپڑا نہ دینا جب ہی متحقق ہوگا کہ دونوں میں سے کوئی مبرا دینے یا یہ کپڑا تلف
 ہو جاوے پھر اگر دونوں میں سے کوئی مر گیا یا کپڑا تلف ہو گیا اور وہ گھر میں گئی ہو تو دونوں باتیں مجتمع ہونگی
 پس طالقہ ہو جائیگی یہ فخرہ میں ہے۔ قال المترجم ہمارے محاورہ میں اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ کپڑا نہ دیا اور گھر میں
 چلی گئی تو تو طالقہ ہے تو بدو ن کپڑا دے اگر عورت گھر میں چلی جاوے تو طالقہ ہو جائیگی کیونکہ عرف میں مقصود بالفعل
 ہوتا ہے اور بیان آور کا لفظ حالیہ ہی لیا جاتا ہے مانند صورت اول کے بلکہ صورت اول میں واو حالیہ ہونا
 متعین نہیں ہے پس علی ہذا دونوں محاورہ میں حکم برعکس ہے قتال و اللہ اعلم۔ اگر کسی نے باندی خریدنی چاہی
 اور اپنی جو رو سے کہا کہ اگر میں نے باندی خریدی پس اس سے نہ جھگو غیرت آئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر اسے باندی

سہ عدلی بخند
 جگر میں اینکلم یا
 جگر میں اینکلم یا
 جگر میں اینکلم یا

کہا کہ اگر تو نے یہ پیالہ دھویا ہو تو تو طالق ہو اور حال یہ تھا کہ عورت نے خادمہ کو حکم دیا تھا کہ پیالہ دھو دے اس نے دھویا
تھا پس اگر عادت یہ ہو کہ عورت ہی یہ پیالہ دھویا کرتی تھی اور کوئی نہیں دھوتا تھا تو طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر عادت یہ تھی کہ
خادمہ ہی دھویا کرتی تھی خود عورت نہ دھوتی تھی اور شوہر اسکو جانتا تھا تو طلاق واقع نہوگی اور اگر عادت یہ تھی کہ عورت
کبھی خود دھوتی تھی اور کبھی اسکی خادمہ دھوتی تھی تو ظاہر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی لیکن اگر شوہر کی یہ نیت ہو کہ اگر
خادمہ کو تو نے دھونے کا حکم نہ دیا ہو الخ تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہوگی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک نے عرضی میں
یوں قسم کھائی کہ ان غسلت امرأۃ لیا بہ فی طالق یعنی اگر میری جو روئے میرے کپڑے دھوئے تو وہ طالق ہے پھر عورت
نے اسکا لفظ دھویا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ حائض ہوگا الّا آنکہ ثیاب کے لفظ سے اسکی یہ بھی نیت ہو۔ ایک نے اپنی جو رو
سے کہا کہ اگر میں نے تیرے واسطے پانی خریدا تو تو طالق ہے پھر ایک سٹے کو ایک درم دیا کہ شے میں پانی ڈال دے تو میں
کلام ہو کہ وہ قسم میں جھوٹا ہوا یا نہیں تو بعض نے فرمایا کہ سٹے کو درم دیتے وقت اگر کوڑوں میں پانی ہو تو حائض ہوگا اور
اگر نہ ہو تو حائض نہوگا۔ سوا سٹے کہ حسب درم دیتے وقت کوڑوں میں پانی ہو تو وہ پانی خریدنے والا ہو جائیگا اور اگر نہ ہو تو
وہ اجارہ پر لینے والا ہوگا یہ ظہیر یہ ہیں۔ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو نے اپنے بھائی سے میرا شکوہ کیا تو تو طالق
ہے پھر عورت کا بھائی آیا اور عورت کے سامنے ایک بقیل بچہ تھا پس عورت نے کہا کہ اس بچے میرے شوہر نے میرے ساتھ لیا
ایسا کیا ہے یہاں تک کہ اسکا بھائی سن لے تو اس عورت پر طلاق نہ پڑیگی کیونکہ اس عورت نے طفل مذکور کو مخاطب
کیا ہے اپنے بھائی کو خطاب نہیں کیا۔ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو چپ نہ رہی تو تو طالق ہے وہ بولی کہ میں
نہیں جیتی پھر خاموش رہی تو طلاق واقع نہوگی کیا تو نہیں دیکھتا کہ اگر کسی نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو آواز سے
بڑبڑائے جاوے تو تو طالق ہے وہ بولی کہ میں تو زور سے بڑبڑاؤنگی حالانکہ وہ خاموش ہے تو طلاق نہیں پڑتی ہے
اور عورت کا یہ کہنا کہ میں تو زور سے بڑبڑاؤنگی کچھ نہیں ہے جب کہ وہ خاموش ہے۔ اسی طرح اگر عورت نے کسی شخص
معین کے بارہ میں کچھ کلام کیا پھر شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے فلان شخص کا ذکر و بارہ کیا تو تو طالق ہے وہ بولی کہ
میں تجھ سے بھراؤں شخص کا ذکر نہ کرونگی یا بولی کہ جب تو نے مجھ سے فلان شخص کے ذکر سے منع کیا تو میں فلان شخص
کا ذکر نہ کرونگی تو وہ قسم میں حائض نہوگا اور طلاق نہ پڑیگی کیونکہ اسقدر ذکر قسم سے مستثنیٰ ہے اور اگر عورت نے کہا کہ
تو نے کیوں مجھے فلان شخص کے ذکر سے منع کیا۔ یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلان شخص کے ذکر سے منع کیا تو میں
تو اسکا ذکر کر چکی۔ تو ایسی صورت میں حائض نہوگا اور طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر فلان شخص کا ذکر بھون میں کیا تو
طلاق نہ پڑیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ فتاویٰ سے میں لکھا ہے کہ شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر
سے کہا کہ مجھے بھوکے تیرے ساتھ رہنے کی طاقت نہیں ہے وہ بولا کہ اگر تو میرے گھر میں بھوکی رہی تو تو طالق ہے تو
شیخ نے فرمایا کہ سوائے روزہ کے اگر وہ عورت اسکے گھر میں ایسی نہیں رہی تو تو طالق نہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک
نے اپنی جو رو کو خلع دیدیا پھر عدت میں اس عورت سے کہا کہ اگر تو ہی میری جو رو ہے تو تو میں طلاق سے طالق
ہے اور اس کلام سے طلاق واقع کرنے کی نیت نہیں کی تو طلاق واقع نہوگی کیونکہ علی الاطلاق وہ اسکی جو رو نہیں ہے یہ
ماتار خانیہ میں ہے۔ فتاویٰ ابو اللیث میں ہے کہ ایک نے اپنی جو رو سے فارسی میں کہا کہ اگر تو فروازن سن باشی پس تو
طالق ہے۔ طلاق ہستی پھر دوسرے دن کی فجر طلوع ہونے کے بعد اس عورت کو خلع دیدیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر شوہر کی

کے بھوکے تیرے ساتھ رہنے کی طاقت نہیں ہے وہ بولا کہ اگر تو میرے گھر میں بھوکی رہی تو تو طالق ہے تو شیخ نے فرمایا کہ سوائے روزہ کے اگر وہ عورت اسکے گھر میں ایسی نہیں رہی تو تو طالق نہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک نے اپنی جو رو کو خلع دیدیا پھر عدت میں اس عورت سے کہا کہ اگر تو ہی میری جو رو ہے تو تو میں طلاق سے طالق ہے اور اس کلام سے طلاق واقع کرنے کی نیت نہیں کی تو طلاق واقع نہوگی کیونکہ علی الاطلاق وہ اسکی جو رو نہیں ہے یہ ماتار خانیہ میں ہے۔ فتاویٰ ابو اللیث میں ہے کہ ایک نے اپنی جو رو سے فارسی میں کہا کہ اگر تو فروازن سن باشی پس تو طالق ہے۔ طلاق ہستی پھر دوسرے دن کی فجر طلوع ہونے کے بعد اس عورت کو خلع دیدیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر شوہر کی

مراد پہلے کلام سے یہ تھی کہ دوسرے روز کے کسی جزو میں بھی یہ عورت اسکی جو زوجہ ہوگی تو فجر طلوع ہونے تک خلع میں
تاخیر کرنے سے وہ عورت تین طلاق سے طالق ہو جائیگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ تھی تو دوسرے روز غروب آفتاب
سے پہلے جب خلع دیدے تو قسم مذکور کی وجہ سے عورت پر کچھ طلاق نہ ہوگی پھر اگر دوسرے روز غروب آفتاب
سے پہلے اسکو خلع دے دیا پھر آفتاب ڈوبنے سے پہلے اس سے نکاح کر لیا تو قسم کی وجہ سے تین طلاق سے طالق
ہو جائیگی۔ اور اگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے خلع دے دیا پھر آئندہ روز یعنی پرسوں یا اسکے بعد اس سے نکاح
کر لیا تو قسم مذکور کی وجہ سے طالق نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ اپنی جو زوجہ کو طلاق نہ دیکھا پھر کسی شخص
نے اس مرد کی طرف سے بدو ن اسکے حکم و آگاہی کے اسکی جو زوجہ کو خلع دیدیا پھر اس مرد کو خلع نہ ہوئی اور اس نے
اجازت دیدی پس اگر زبان سے اجازت دی مثلاً یوں کہا کہ میں نے اجازت دیدی تو قسم میں جھوٹا ہو گیا اور
اگر کسی فعل سے اجازت دی اور زبان سے کچھ نہ کہا مثلاً خلع کے عوض مال لے لیا تو حائضہ ہوگا اور طلاق جائیگی
یہ تجنیس و مزید میں ہے۔ ایک نے اپنی جو زوجہ سے کہا کہ اگر میں نے تجھے کہا کہ تو طالق ہے تو تو طالق ہے پھر اس عورت
سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی تو قضا کر پھر دوسری طلاق ٹیپ کی اور اگر اس نے اسی قول سے طلاق کی نیت
کی ہو تو ازراہ دیانت اسکی تصدیق ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ ایک نے اپنی جو زوجہ سے رات میں زبان فارسی
کہا کہ اگر تراشب دارم تو سہ طلاق ہستی یعنی اگر میں تجھے آج کی رات رکھوں تو تو تین طلاق والی ہو پھر اسی رات
میں اسکو ایک طلاق بائن دیدی پھر رات گزر گئی پھر اس سے جدید نکاح کر لیا تو اب طالق نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کہا کہ اگر
ترا امر و دارم تو طالق ہستی پھر اس دن اسکو طلاق بائن دیدی تو صورت مسئلہ میں ہی حکم ہوگا یہ تجنیس و مزید میں
ہے۔ قلت فی الاصل۔ جزا مرد و آہ و فیہ نظر۔ ایک مرد کے پاس اس کے شہر کے عالموں میں سے ایک فقیہ کا ذکر کیا گیا پس
اس نے کہا کہ اگر وہ شخص فقیہ ہو تو میری جو زوجہ طالق ہے پس اگر فقیہ سے اسکی مراد وہ ہو جسکو لوگ اپنے عرف میں فقیہ
کہتے ہیں یا کچھ نیت نہ کی تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اس نے حقیقی فقیہ مراد لیا تو بھی قضا کر لینی حکم ہے اور دینا نہ یعنی خیابانیہ
و بین اللہ تعالیٰ طلاق واقع نہ ہوگی اس واسطے کہ وہ فقیہ نہیں ہے کیونکہ شیخ حسن ابصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ایک
شخص نے انکو فقیہ کہا تو اس سے فرمایا کہ تو نے کبھی کوئی فقیہ نہیں دیکھا فقیہ وہی ہوتا ہے جو دینا سے منہ پھیرے ہوئے
آخرت کا رعب اپنے نفس کے عیوب پر واقف ہو یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا ختنہ کی عمر پر پہنچا
اور میں نے اسکا ختنہ نہ کیا تو میری جو زوجہ طالق ہے تو ختنہ کا وقت کس برس ہے اور اگر اس نے اول وقت کی نیت کی ہو تو متیک
سات برس کا ہو وہ حائضہ ہوگا اور اگر اس نے آخر وقت کی نیت کی ہو تو شیخ صدر شہید نے فرمایا کہ مختار یہ ہے کہ بارہ برس
ہے یعنی انتہائے مدت بارہ برس یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا ختنہ کی عمر پر پہنچا اور میں نے اسکا
ختنہ نہ کیا تو میری جو زوجہ طالق ہے تو فقیہ ابو الیسف نے فرمایا کہ جب اس نے دس برس سے تاخیر کی تو جاسوسیہ کہ حائضہ ہو
جاوے اور انکے سواے دیگر مشائخ نے فرمایا کہ حائضہ ہوگا تا وقتیکہ بارہ برس سے تجاوز نہ کرے اور اسی پر
فتویٰ ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ نہ رہتا تو تیرا نکاح میرا نہیں ہوتا کیا
کرتا تھا تو تو طالق ہے پس اگر عورت کے لیے کوئی نہ رہتا تو یہ کلام اسی حدیث پر رکھا جائیگا ورنہ مرد کی نیت پر
مزح ہوگا یہ برابر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں سلطان سے خوف کرتا ہوں تو میری جو زوجہ طالق ہے پس اگر قسم کے

مراد پہلے کلام سے یہ تھی کہ دوسرے روز کے کسی جزو میں بھی یہ عورت اسکی جو زوجہ ہوگی تو فجر طلوع ہونے تک خلع میں تاخیر کرنے سے وہ عورت تین طلاق سے طالق ہو جائیگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ تھی تو دوسرے روز غروب آفتاب سے پہلے جب خلع دیدے تو قسم مذکور کی وجہ سے عورت پر کچھ طلاق نہ ہوگی پھر اگر دوسرے روز غروب آفتاب سے پہلے اسکو خلع دے دیا پھر آفتاب ڈوبنے سے پہلے اس سے نکاح کر لیا تو قسم کی وجہ سے تین طلاق سے طالق ہو جائیگی۔ اور اگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے خلع دے دیا پھر آئندہ روز یعنی پرسوں یا اسکے بعد اس سے نکاح کر لیا تو قسم مذکور کی وجہ سے طالق نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ اپنی جو زوجہ کو طلاق نہ دیکھا پھر کسی شخص نے اس مرد کی طرف سے بدو ن اسکے حکم و آگاہی کے اسکی جو زوجہ کو خلع دیدیا پھر اس مرد کو خلع نہ ہوئی اور اس نے اجازت دیدی پس اگر زبان سے اجازت دی مثلاً یوں کہا کہ میں نے اجازت دیدی تو قسم میں جھوٹا ہو گیا اور اگر کسی فعل سے اجازت دی اور زبان سے کچھ نہ کہا مثلاً خلع کے عوض مال لے لیا تو حائضہ ہوگا اور طلاق جائیگی یہ تجنیس و مزید میں ہے۔ ایک نے اپنی جو زوجہ سے کہا کہ اگر میں نے تجھے کہا کہ تو طالق ہے تو تو طالق ہے پھر اس عورت سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی تو قضا کر پھر دوسری طلاق ٹیپ کی اور اگر اس نے اسی قول سے طلاق کی نیت کی ہو تو ازراہ دیانت اسکی تصدیق ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ ایک نے اپنی جو زوجہ سے رات میں زبان فارسی کہا کہ اگر تراشب دارم تو سہ طلاق ہستی یعنی اگر میں تجھے آج کی رات رکھوں تو تو تین طلاق والی ہو پھر اسی رات میں اسکو ایک طلاق بائن دیدی پھر رات گزر گئی پھر اس سے جدید نکاح کر لیا تو اب طالق نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کہا کہ اگر ترا امر و دارم تو طالق ہستی پھر اس دن اسکو طلاق بائن دیدی تو صورت مسئلہ میں ہی حکم ہوگا یہ تجنیس و مزید میں ہے۔ قلت فی الاصل۔ جزا مرد و آہ و فیہ نظر۔ ایک مرد کے پاس اس کے شہر کے عالموں میں سے ایک فقیہ کا ذکر کیا گیا پس اس نے کہا کہ اگر وہ شخص فقیہ ہو تو میری جو زوجہ طالق ہے پس اگر فقیہ سے اسکی مراد وہ ہو جسکو لوگ اپنے عرف میں فقیہ کہتے ہیں یا کچھ نیت نہ کی تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اس نے حقیقی فقیہ مراد لیا تو بھی قضا کر لینی حکم ہے اور دینا نہ یعنی خیابانیہ و بین اللہ تعالیٰ طلاق واقع نہ ہوگی اس واسطے کہ وہ فقیہ نہیں ہے کیونکہ شیخ حسن ابصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے انکو فقیہ کہا تو اس سے فرمایا کہ تو نے کبھی کوئی فقیہ نہیں دیکھا فقیہ وہی ہوتا ہے جو دینا سے منہ پھیرے ہوئے آخرت کا رعب اپنے نفس کے عیوب پر واقف ہو یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا ختنہ کی عمر پر پہنچا اور میں نے اسکا ختنہ نہ کیا تو میری جو زوجہ طالق ہے تو ختنہ کا وقت کس برس ہے اور اگر اس نے اول وقت کی نیت کی ہو تو متیک سات برس کا ہو وہ حائضہ ہوگا اور اگر اس نے آخر وقت کی نیت کی ہو تو شیخ صدر شہید نے فرمایا کہ مختار یہ ہے کہ بارہ برس ہے یعنی انتہائے مدت بارہ برس یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا ختنہ کی عمر پر پہنچا اور میں نے اسکا ختنہ نہ کیا تو میری جو زوجہ طالق ہے تو فقیہ ابو الیسف نے فرمایا کہ جب اس نے دس برس سے تاخیر کی تو جاسوسیہ کہ حائضہ ہو جاوے اور انکے سواے دیگر مشائخ نے فرمایا کہ حائضہ ہوگا تا وقتیکہ بارہ برس سے تجاوز نہ کرے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ نہ رہتا تو تیرا نکاح میرا نہیں ہوتا کیا کرتا تھا تو تو طالق ہے پس اگر عورت کے لیے کوئی نہ رہتا تو یہ کلام اسی حدیث پر رکھا جائیگا ورنہ مرد کی نیت پر مزح ہوگا یہ برابر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں سلطان سے خوف کرتا ہوں تو میری جو زوجہ طالق ہے پس اگر قسم کے

وقت اسکو سلطان سے کوئی خوف نہ ہو اور نہ اسکے ذمہ کوئی ایسا جرم ہو جس سے سلطان کے خوف کی راہ نکلتی ہو تو وہ حائض ہوگا۔ ایک مرد ایک طفل سے منہم کیا گیا پس اس سے کہا گیا کہ فلان کتنا ہے کہ میں نے اسکو طفل مذکور سے خفیہ باتیں کرتے دیکھا ہے پس سنے کہا کہ اگر اُسے مجھ سے اس طفل سے کانپھوسی کرتے دیکھا ہو تو میری جو رو طالق ہے حالانکہ فلان مذکور نے اسکو در واقع طفل مذکور سے خفیہ باتیں کرتے دیکھا تھا مگر کسی دوسرے معاملہ میں یہ باتیں تھیں تو شیخ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ وہ حائض ہوگا۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میرے گھر میں آگ ہو تو میری جو رو طالق ہے حالانکہ اُسکے گھر میں چراغ جلتا ہے پس اگر اُسے اسوجہ سے قسم کھائی ہو کہ اسکے کسی بیوی نے اُس سے آگ مانگی تھی تاکہ اُس سے آگ جلاوے تو اسکی جو رو طالق ہو جائیگی اور اگر قسم اسوجہ سے تھی کہ پڑوسیوں نے اُس سے روٹی وغیرہ ایسی چیز مانگی تھی یا وہان کوئی سبب نہ ہو تو حائض ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد کسی طفل کے ساتھ منہم کیا گیا پس سنے فارسی میں کہا کہ اگر من بادی نا حفاظے کنم زن مرا طلاق است حالانکہ اُس شخص نے اس طفل کو گھوسا اور اسکا بوسہ لیا تھا تو اسکی جو رو طالق ہو جائیگی یہ فتاویٰ کہری میں ہے۔ جو رو سے کہا کہ اگر میں نے کوئی باندی خریدی یا بچہ دوسری عورت سے نکاح کیا تو بیک طلاق طالق ہے پس عورت نے کہا کہ میں ایک طلاق سے رضی نہیں ہوتی پس مرد نے کہا کہ پس تو بسہ طلاق طالق ہے اگر تو ایک سے رضی نہیں ہو تو فرمایا کہ اس کلام کے ساتھ ہی شرط مراد ہوگی یعنی فی الحال کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ عورت سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ موحدین کو عذاب دے تو تو طالق ہے تو فرمایا کہ حائض ہوگا جب تک ظہور نہ ہو اور فقیہ نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ بعضی موحدین کو عذاب دیا جائیگا اور بعضے کو نہ دیا جائیگا پس اشتباہ ہو پس شک کے ساتھ حکم نہ دیا جائیگا یہ حادی میں ہے ایک مرد نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مشرکین کو عذاب دے تو اسکی جو رو طالق ہے تو شیخ نے کہا کہ اسکی جو رو پر طلاق ہوگی اسواسطے کہ بعضے مشرکین کو عذاب ہوگا پس وہ حائض ہوگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان وقال المترجم فیہ تلخیص۔ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو فلان دار میں داخل ہوئی جتنا کہ فلان مذکور سمین ہے تو تو طالق ہے پھر فلان مذکور نے اس دار کو تحویل کر دیا اور ایک زمانہ تک ایسا رہا پھر وہ عود کر کے اسی دار میں آیا پھر عورت داخل ہوئی تو بعض نے فرمایا کہ طلاق واقع ہوگی اور اسی کو فقیہ ابو لیسٹ نے لیا ہے اور بعض نے کہا کہ حائض ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی یہ جواہر خلاطی میں ہے۔ اور اگر حالت غضب میں اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو نے پانچ برس تک ایسا کیا تو تو مجھے مطلقہ ہو جائیگی اور مرد نے اس سے تحویل کی نیت کی پھر اس مدت گزرنے سے پہلے عورت نے یہ فعل کیا تو منہم سے دریافت کیا جاوے کہ آیا تو نے اسکی طلاق کی قسم کھائی تھی پس اگر اسے خبر ہوئی کہ ہاں یہ قسم کھائی تھی تو اسکی خبر پر عمل درآمد ہوگا اور عورت پر طلاق واقع ہوئے کا حکم دیا جائیگا اور اگر اسے خبر دی کہ میں نے یہ قسم نہیں کھائی تھی تو اسکا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد نشہ میں ہے اُس نے اپنی جو رو کو بستر پر بلایا پس عورت نے انکار کیا پس اُس نے عورت سے کہا کہ اگر تو نے فرمان برداری کی اور میری سعادت کی تو خیر ورنہ تو طالق ہے پھر قسم کے بعد آئندہ اسکے بلانے پر عورت نے سعادت و فرمان برداری کی تو حائض ہوگا اور اگر قسم کے بعد بلانے پر اسے فرمان برداری نہ کی تو حائض ہو جائیگا یعنی طلاق واقع ہوگی اور مولانا رحم نے فرمایا کہ اگر اسے از سر نو نہ بلایا تو عدم سعادت کی صورت میں بھی حائض ہونا چاہیے اسواسطے کہ لوگ اپنے عرف میں اس سے حکم سابق کی فرمان برداری اور کھتے ہیں ایک مرد نشہ میں ہے اُس نے اپنی جو رو کو ایک درم عطا کیا پس عورت نے کہا کہ تو جب ہوش میں ہوگا تو مجھے لے لیگا

پس مرد نے کہا کہ اگر میں تجھ سے ملے لوں تو تو طالق ہے پھر اُسے نشہ کی حالت میں لے لیا تو قسم میں حانث ہو گا اسکو
کہ بعد افاقہ کے لے لینا شرط حنث ہے۔ ایک مرد نے جو نشہ میں ہی اپنی جوڑو سے کہا کہ میں نے اپنا یہ دار تجھے ہیہ کیا
پھر کہا کہ اگر میں نے اپنے دل سے یہ بات نہ کہی تو تو طالق لبس طلاق ہے پھر اسکو افاقہ ہوا اور اسکو سہا میں سے کچھ بھی یاد
نہ آیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی جوڑو طالق نہ ہوگی اسواسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس حالت میں جو کہتا ہے وہ دل سے
کہتا ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ اگر تو دار فلان میں داخل ہوئی تو تو طالق ہے پھر فلان
مر گیا اور دار مذکور میراث ہو گیا پھر عورت داخل ہوئی پس اگر میت پر ایسا قرضہ نہ ہو جو تمام ملک کو گھیرے ہوئے ہو
تو وہ حانث ہو گا اور اگر ایسا قرضہ ہو تو نفیہ ابواللیث نے فرمایا کہ اس صورت میں بھی حانث ہو گا اور اسی پر فتویٰ
ہے۔ ایک مرد منزل کی کوٹھری میں بیٹھا تھا اُسے کہا کہ اگر میں اس بیت میں داخل ہوں تو میری جوڑو طالق ہے تو قسم
اس بیت کے اندر داخل ہونے پر ہوگی اور یہ عربی زبان پر ہے قال المترجم اور ہمارے زبان میں بھی یہی ہے۔ اور اگر
اُسے فارسی میں کہا کہ اگر میں باہن خانہ اندر آیم تو میری جوڑو طالق ہے تو قسم اس منزل کے اندر داخل ہونے پر
ہوگی اور اگر اُسے کہا کہ میں نے اس کوٹھری کے اندر داخل ہونے کی نیت کی تھی تو دیانۃ تصدیق ہوگی قصداً
تصدیق ہوگی اور اگر اُسے اس کوٹھری کی طرف اشارہ کیا تو بھی بہر حال ایسا ہی حکم ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد نے
اپنی جوڑو سے کہا کہ اگر تو میرے بھائی کے گھر میں گئی تو تو طالق ہے پھر اسکا بھائی اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں چلا گیا
اور وہاں رہنے لگا پھر عورت اس دوسرے گھر میں داخل ہوئی تو بعض نے فرمایا کہ اگر مرد کو پہلے دار کی نسبت کچھ
مال ہوا تھا جس سے اُسے ایسی قسم کھائی تھی تو اب حانث ہو گا اور اگر اسکی قسم اپنے بھائی کی وجہ سے تھی
تو حانث ہو جائیگا اور اگر اسکی کچھ نیت ہو تو امام اعظم و امام محمد کے قول پر حانث ہو جائیگا۔ اور اگر عورت اسی
دار میں داخل ہوئی جس میں پہلے بھائی رہتا تھا اور قسم کے وقت اسکی ملک تھا پس اگر وہ دار بھائی کی ملک میں باقی ہو
مگر وہ سہین نہ رہتا ہو تو قسم کھانے والا عورت کے آسین جانے سے حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھانے کے بعد یہ
دار اُسکے بھائی کی ملک سے بوجہ بیع یا ہبہ وغیرہ کے نکل گیا ہو تو حانث ہو گا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اگر
عورت سے کہا کہ اگر تو گرد آستانہ فلان گردی پس طالق ہستی پھر وہ عورت اسکے گرد پھری مگر دار میں داخل نہ ہوئی اور
شوہر نے کہا کہ میری نیت یہ تھی کہ داخل ہو تو عورت طالق ہو جائیگی۔ اور اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ بھانہ فلان
اندر آئی تو طلاق اور یہ نہ کہا کہ اگر اور نہ لفظ چون کہا تو فی الحال طالق ہو جائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو سے
کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو میری جوڑو میں طالقات ہیں پھر وہ دار میں داخل ہوئی تو طلاق اسپر اور
دوسری عورتوں سب پر واقع ہوگی اور مولفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی قول پر عتماد ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک
مرد نے اپنی جوڑو کو ایک مرد کے ساتھ مشتم کیا پھر شوہر اپنے دار میں آیا اور اس مرد کو جسکے ساتھ مشتم کرتا تھا گھر
کے ایک کونے میں بیٹھا دیکھا اور عورت دوسرے کونے میں بیٹھی سوئی تھی پھر حسب شوہر نکلا اور وہ مرد بھی نکلا جسکے
ساتھ وہ اپنی جوڑو کو مشتم کرتا تھا تو سلطان نے عورت کے شوہر سے قسم لی کہ تو نے فلان کو اپنی جوڑو کے
ساتھ نہیں کپڑا پس مرد نے اپنی جوڑو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اُسے فلان کو اپنی جوڑو کے ساتھ نہیں کپڑا تو وہ
اپنی قسم میں جھوٹا ہو گا۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ اگر تو نے میرے جو میں سے لیکر نانوائی کے یہاں بیٹھے تو

طالق ہو اور شوہر کے گھر میں ایک چوپایہ تھا جسکو جو دیے جاتے تھے پس اس کے چارہ میں سے ایک ٹکڑی جو بچے تھے پس عورت نے ان جو کو اپنے ذاتی جو کے ساتھ نالوائی کو بھیجا پس اگر شوہر اسکو مکروہ نہ جانے یعنی دلالتہ الحال سے یہ بات معلوم ہو تو وہ اپنی قسم میں حائض نہ ہوگا اس واسطے کہ اس قدر قسم میں عادتہ مراہین ہوتے ہیں اور اگر وہ عقد نہ کا بھی بخل کرتا ہو تو وہ اپنی قسم میں حائض ہوگا اور امام عظیم رحم کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اگر عورت نے اپنے جو میں طاکر پھر شیعہ ہوں تو وہ حائض نہ ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ ایک مرد کو ایک جوڑو نے حرام کی قسم دی پس اس نے کہا کہ اگر ایک سال تک حرام کروں تو تو طالق ہو تو یہ لفظ جماع پر رکھا جائیگا کہ عورت کی آنکھ کے روبرو بت داخل فرج میں جماع کرے اور عورت جانتی ہو کہ یہ عورت اسکی مملو کہ نہیں ہے اور نہ اسکی جوڑو ہی یا اس فعل کے بت داخل فرج میں واقع ہونے کے چارہ نظر گو ابھی حین باشوہر خود ایک مرتبہ اقرار کرے اس واسطے کہ یہ فعل بڑا ناہر یعنی لفظ حرام اسکی قسم میں سمجھنے لگتا قرار پایا اور زنا فقط انہیں صورتوں سے ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ حاکم قاضی کے سامنے اس سے انکار کر گیا کہ میں نے نہیں کیا ہے اور عورت کے پاس گواہ نہیں ہیں تو وہ حاکم کے پاس قسم لے پس اگر وہ قسم کھا گیا تو عورت کو اس کے ساتھ رہنے کی گنجائش ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو کسی سے حرام کرے تو توبہ طلاق طالق ہو پھر مرد نے اسکو طلاق بائن دیدی پھر عدت میں اس سے جماع کیا تو امام عظیم رحم و امام محمد رحم کے نزدیک طالق ہوگی اس واسطے کہ ان دونوں اماموں کے نزدیک عموم لفظ کا اعتبار ہے اور امام ابو یوسف غرض کا اعتبار کرتے ہیں پس اس کے قول کے قیاس پر طالق نہ ہوگی اور اسی پر فتوے ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے کسی کا بوسہ لیا تو تو طالق ہے طلاق ہی پس اس نے اسی مرد کا بوسہ لیا تو طالق ہو جائیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ اگر تیرا کمر بند حرام پر کھلا جب سے تو میری جوڑو ہو تو تو طالق ہو پس عورت نے کہا کہ مجھے ایک مرد نے پکڑ لیا اور زبردستی باکراہ مجھ سے جماع کر لیا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر حالت ایسی ہو کہ عورت منع کرنے پر قادر نہ ہو تو یہ حائض نہ ہوگا اور اگر عورت روکنے و باز رکھنے پر قادر تھی تو مرد حائض ہو جائیگا بشرطیکہ شوہر نے اس کے قول کی تصدیق کی ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں حرام سے غسل کروں تو میری جوڑو طالق ہو یعنی غسل بوجہ حرام کرنے کے ہو پھر اس نے ایک جہنمہ عورت کو لپٹا لیا حتی کہ اسکو انزال ہو گیا اور اس نے غسل کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ امید ہے کہ وہ حائض نہ ہو اور اسکی قسم فعل جماع پر ہوگی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں فلان کو اپنے گھر میں لایا تو میری جوڑو طالق ہو تو جب تک اسکو داخل نہ کرے تب تک حائض نہ ہوگا یعنی جب تک فلان مذکور اس کے حکم سے اندر نہ آوے تب تک حائض نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر فلان میری کوٹھری میں داخل ہو تو میری جوڑو طالق ہو پھر فلان اسکی کوٹھری میں داخل ہوا خواہ قسم کھانے والے سے اجازت لیکر یا بدون اجازت اور خواہ اسکی آگاہی میں یا بغیر آگاہی کے تو قسم کھانے والا اپنی قسم میں حائض ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے آواز سے پادا تو میری جوڑو طالق ہو پھر اس کے بدون قصد کے آواز سے پاد لگ گیا تو عورت طالق نہ ہوگی اور یہ مسئلہ ظہیر ہے اس مسئلہ کی کہ قسم کھائی کہ اس دار میں داخل نہ ہوگا پھر زبردستی باکراہ داخل کیا گیا یا قسم کھائی کہ نہ نکلے گا پھر زبردستی باکراہ نکالا گیا یہ محیط میں ہے۔ اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ اگر میں تجھے خوش کروں تو تو طالق ہو پھر اسکو مارا پس اس نے کہا کہ مجھے تو نے خوش کیا تو طالق نہ ہوگی اس واسطے کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ جھوٹی ہے اور اگر عورت کو ہزار درم دیے اور عورت نے کہا کہ مجھے خوش نہیں کیا تو قول

سے
شک
المنہم
دست
نہو
الکائن
الذہب
حسب
کونان
وہو
عبدی
والله اعلم
ع
سے
نہو
الکائن
وہو
عبدی
والله اعلم
ع

عورت کا قبول ہوگا اس واسطے کہ احتمال ہو کہ اسکی درخواست دو ہزار درم کی ہو پس ایک ہزار درم سے خوش ہونگی یہ محسب
 شخصی میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیرا قریب میرے دار میں آیا تو تو طالق ہے پھر عورت و شوہر کا قریب
 دار میں داخل ہوا تو بعض نے فرمایا کہ حائض ہوگا اس واسطے کہ قرابت تجزی نہیں ہوتی ہو پس دونوں میں سے ہر ایک
 کا پورا قریب ہوگا اور بعض نے کہا کہ دیکھا جاوے کہ اگر وہ ایسے کام سے داخل ہوا کہ شوہر کے ساتھ مختص ہو تو مرد
 حائض ہوگا اور اگر ایسے کام کے واسطے آیا جو عورت سے مختص ہو تو حائض ہو جائیگا۔ ایک عورت اپنے شوہر کے
 کپڑوں میں سے کوئی کپڑا اٹھا لیکئی پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے میرا کپڑا آج کے روز واپس نہ دیا تو تو طالق ہے
 پس عورت گئی تاکہ لا کر واپس دے پھر شوہر اس کے پاس پہنچا اور وہ گٹھری میں سے شوہر کو واپس دینے کو نکالتی تھی
 پس شوہر نے عورت کے واپس دینے سے پہلے خود گٹھری میں سے لے لیا یا عورت سے چھین لیا تو مستحاناً حائض
 نہ ہوگا اور اسی کو شیخ زاہد فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا ہے یہ ظہیر میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ان میں
 فرجی احسن من فرجک فانت طالق یعنی اگر میرا آگے تناسل تیری فرج سے اچھا ہو تو تو طالق ہے اور عورت نے کہا کہ اگر
 میری فرج تیرے آگے تناسل سے اچھی ہو تو میری باندی آزاد ہو تو شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ اگر اس گفتگو
 کے وقت دونوں کھڑے ہوں تو عورت قسم میں سچی ہوگی اور مرد حائض ہو جائیگا اور اگر دونوں بیٹھے ہوں تو شوہر سچا
 ہوگا اور عورت حائض ہو جائیگی اس واسطے کہ عورت کی فرج حالت قیام میں مرد کے آگے تناسل سے بہتر ہو اور بیٹھنے
 کی حالت میں امر برعکس ہے اور اگر مرد کھڑا ہو اور عورت بیٹھی ہو تو فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ میں اسکو نہیں جانتا ہوں اور
 فرمایا کہ دونوں میں سے ہر ایک کا حائض ہونا چاہیے اس واسطے کہ دونوں قسموں میں سے ہر ایک کا چاہو ملاسی
 طور پر ہے کہ دونوں میں سے کوئی بہتر ہو اور تعارض کے وقت دونوں میں سے کوئی نسبت دوسرے کے احسن ہونگی
 پس دونوں میں سے ہر ایک حائض ہوگا۔ ایک شخص نے جوشہ میں ہی اپنی جورو سے کہا کہ اگر فلاں شخص تجھے مقعد سے
 نہ رکھتا ہو تو تو طالق ہے تو شیخ ابو بکر اسکاٹ نے فرمایا ہے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ غیر مقعد و غیر معلوم ہو پس وہ حائض نہ ہوگا یہ
 فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر مرد نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم میں سے جسکی فرج وسیع ہو وہ طالق ہے تو
 دونوں میں سے وہی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور شیخ امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ دونوں میں سے جو اطلب ہو یعنی
 بلغمی مطلوب ہو اس پر طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر ایک مرد اور شہکی جوڑ میں جھگڑا ہو پس عورت نے
 کہا کہ من بار خدا ہی تو ام یعنی تجھ سے افضل ہوں پس شوہر نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو تو طالق ہے پس اگر عورت اس
 سے افضل ہو تو طالق نہ ہوگی اس واسطے کہ علو و تفوق جب ہی ہوتا ہو کہ علم و فضل و حسب و نسب میں بڑھ کر ہو یہ محسب
 شخصی میں ہے۔ دو مردوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میرا بہتر تجھ سے ہے یا عورت نے شوہر سے جو طالق ہے
 تو اسکی ہچان کا یہ طریقہ ہے کہ جب دونوں سو جا دیں تو دونوں بکاربے جا دیں پس جو جلدی جواب دے اس سے
 دوسرے کا سر بھاری ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میرا ذکر یعنی آگے تناسل
 لوحے سے زیادہ شدید ہو تو تو طالق ہے تو عورت طالق نہ ہوگی اس واسطے کہ آگے تناسل استعمال سے ناقص نہیں ہوتا
 ہے یہ خلاصہ میں ہے وقال المترجم و فیہ نظر۔ ایک مرد نے ضیافت کا سامان کیا اور تیار ہی کی پھر ایک شخص دوسرے
 کا ٹون سے آیا پس اس نے کہا کہ اگر میں نے اس آئینا لے کے واسطے اپنے گاؤں میں سے ایک گائے ذبح

تجزیہ کی جائے گی
 عورت سے شوہر کا قریب
 دار میں داخل ہوا تو بعض نے
 فرمایا کہ حائض ہوگا اس واسطے
 کہ قرابت تجزی نہیں ہوتی ہو
 پس دونوں میں سے ہر ایک کا
 پورا قریب ہوگا اور بعض نے
 کہا کہ دیکھا جاوے کہ اگر وہ
 ایسے کام سے داخل ہوا کہ شوہر
 کے ساتھ مختص ہو تو مرد
 حائض ہوگا اور اگر ایسے کام کے
 واسطے آیا جو عورت سے مختص
 ہو تو حائض ہو جائیگا۔ ایک
 عورت اپنے شوہر کے کپڑوں میں
 سے کوئی کپڑا اٹھا لیکئی پس
 شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے
 میرا کپڑا آج کے روز واپس نہ
 دیا تو تو طالق ہے پس عورت
 گئی تاکہ لا کر واپس دے پھر
 شوہر اس کے پاس پہنچا اور وہ
 گٹھری میں سے شوہر کو واپس
 دینے کو نکالتی تھی پس شوہر
 نے عورت کے واپس دینے سے
 پہلے خود گٹھری میں سے لے لیا
 یا عورت سے چھین لیا تو
 مستحاناً حائض نہ ہوگا اور اسی
 کو شیخ زاہد فقیہ ابو اللیث نے
 اختیار کیا ہے یہ ظہیر میں ہے۔
 ایک مرد نے اپنی جورو سے
 کہا کہ ان میں فرجی احسن من
 فرجک فانت طالق یعنی اگر میرا
 آگے تناسل تیری فرج سے اچھا
 ہو تو تو طالق ہے اور عورت نے
 کہا کہ اگر میری فرج تیرے آگے
 تناسل سے اچھی ہو تو میری
 باندی آزاد ہو تو شیخ امام
 ابو بکر محمد بن فضل نے
 فرمایا کہ اگر اس گفتگو کے
 وقت دونوں کھڑے ہوں تو عورت
 قسم میں سچی ہوگی اور مرد
 حائض ہو جائیگا اور اگر
 دونوں بیٹھے ہوں تو شوہر سچا
 ہوگا اور عورت حائض ہو
 جائیگی اس واسطے کہ عورت
 کی فرج حالت قیام میں مرد
 کے آگے تناسل سے بہتر ہو اور
 بیٹھنے کی حالت میں امر
 برعکس ہے اور اگر مرد کھڑا
 ہو اور عورت بیٹھی ہو تو
 فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ
 میں اسکو نہیں جانتا ہوں اور
 فرمایا کہ دونوں میں سے ہر
 ایک کا حائض ہونا چاہیے اس
 واسطے کہ دونوں قسموں میں
 سے ہر ایک کا چاہو ملاسی
 طور پر ہے کہ دونوں میں سے
 کوئی بہتر ہو اور تعارض کے
 وقت دونوں میں سے کوئی
 نسبت دوسرے کے احسن ہونگی
 پس دونوں میں سے ہر ایک
 حائض ہوگا۔ ایک شخص نے
 جوشہ میں ہی اپنی جورو سے
 کہا کہ اگر فلاں شخص تجھے
 مقعد سے نہ رکھتا ہو تو تو
 طالق ہے تو شیخ ابو بکر
 اسکاٹ نے فرمایا ہے کہ یہ
 ایسی چیز ہے کہ غیر مقعد و
 غیر معلوم ہو پس وہ حائض
 نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان
 میں ہے۔ اور اگر مرد نے اپنی
 دو عورتوں سے کہا کہ تم میں
 سے جسکی فرج وسیع ہو وہ
 طالق ہے تو دونوں میں سے
 وہی عورت پر طلاق واقع
 ہوگی اور شیخ امام ظہیر
 الدین نے فرمایا کہ دونوں
 میں سے جو اطلب ہو یعنی
 بلغمی مطلوب ہو اس پر
 طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ
 میں ہے۔ اور اگر ایک مرد اور
 شہکی جوڑ میں جھگڑا ہو
 پس عورت نے کہا کہ من بار
 خدا ہی تو ام یعنی تجھ سے
 افضل ہوں پس شوہر نے کہا
 کہ اگر ایسا ہے تو تو طالق
 ہے پس اگر عورت اس سے
 افضل ہو تو طالق نہ ہوگی
 اس واسطے کہ علو و تفوق
 جب ہی ہوتا ہو کہ علم و
 فضل و حسب و نسب میں
 بڑھ کر ہو یہ محسب شخصی
 میں ہے۔ دو مردوں میں سے
 ہر ایک نے دوسرے سے کہا
 کہ اگر میرا بہتر تجھ سے
 ہے یا عورت نے شوہر سے جو
 طالق ہے تو اسکی ہچان کا
 یہ طریقہ ہے کہ جب دونوں
 سو جا دیں تو دونوں بکاربے
 جا دیں پس جو جلدی جواب
 دے اس سے دوسرے کا سر
 بھاری ہوگا یہ فتاویٰ
 قاضیخان میں ہے۔ ایک
 مرد نے اپنی جورو سے کہا
 کہ اگر میرا ذکر یعنی آگے
 تناسل لوحے سے زیادہ
 شدید ہو تو تو طالق ہے
 تو عورت طالق نہ ہوگی
 اس واسطے کہ آگے تناسل
 استعمال سے ناقص نہیں
 ہوتا ہے یہ خلاصہ میں
 ہے وقال المترجم و فیہ
 نظر۔ ایک مرد نے
 ضیافت کا سامان کیا
 اور تیار ہی کی پھر ایک
 شخص دوسرے کا ٹون سے
 آیا پس اس نے کہا کہ
 اگر میں نے اس آئینا لے
 کے واسطے اپنے گاؤں
 میں سے ایک گائے ذبح

وقت تک اتنا وقت ہو کہ وہ دور کحت نماز پڑھ سکتی ہو تو سب کے نزدیک قسم منعقد ہو جائیگی اور عورت طالق ہو جائیگی اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک قسم منعقد نہ ہوگی اور وہ طالق نہ ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک قسم منعقد ہوگی اور وہ طالق ہوگی۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہین یعنی قسم سب کے نزدیک ہر حال میں منعقد ہوگی اور طلاق واقع ہوگی یہ تا تاریخانیہ میں ہی۔ مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو میرے درہم جو رانی ہر اُسے کہا کہ میں نے تو بہ کر لی ہے پس مرد نے کہا کہ اگر تو نے میرے درہم میں سے کچھ اٹھا لیا تو تو طالق ہے پھر عورت نے گھر میں چھاڑ دیتے وقت ایک درہم کی تھیلی گری ہوئی پائی پس اُسے اٹھا کر ایک کوٹے میں رکھ دی اور شوہر کو خبر دیدی کہ میں نے اٹھائی نہ اس غرض سے کہ تجھ کو نہ دہن تو امید ہے کہ وہ طالق نہ ہوگی نہ مرد نے جورو سے کہا کہ اگر تو نے میری تھیلی میں سے درہم اٹھا لیے تو تو طالق ہے پس عورت نے تھیلی کا منہ کھول دیا اور اپنی دختر کو کہا پس اسے درہم نکال لیے تو کتاب میں مذکور ہے کہ مجھے خوف ہے کہ وہ طالق ہو جائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو درہم نکال لینے کی ہمت لکائی پھر اُس سے فارسی میں کہا کہ اگر از درہم من تو ہزار می پس تو طالق ہے طلاق ہستی پھر عورت نے شوہر کے درہم ایکے وال میں پا کر وہاں کو اٹھایا اور ایک عورت کو دیا اور اُس سے کہا کہ اس میں سے کچھ درہم نکال لے پس اُس نے اُس سے درہم نکال کر زوجہ کو دیدیے تو طلاق واقع ہو جائیگی۔ عورت سے کہا کہ اگر تو نے رمال بھر تک میرے درہم میں سے درہم جو رائے تو تو طالق ہے پھر عورت کو درہم دیدیے تاکہ انکو دیکھے پھر عورت نے بغیر علم شوہر کے اس میں سے کچھ نکالے پھر شوہر نے اُس سے کہا کہ تو نے اس میں سے کچھ درہم نکالے ہیں اُسے کہا کہ ہاں مگر چوری کے طور پر نہیں اور شوہر کو واپس دیے پس اگر شوہر کے اسکے پاس سے جدا ہو جانے کے بعد اُس کو واپس دیے تو طالق ہوگی اور اگر قبل شوہر کے جدا ہونے کے واپس دیے ہیں تو طالق نہ ہوگی۔ اور اگر عورت نے انکار کیا تو بھی طالق ہو جائیگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کی تھیلی سے درہم نکال لیے اور گوشت خریدا اور قصاب نے یہ درہم اپنے درہم میں مخلوط کر دیے پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ درہم آج کے روز واپس نہ دیے تو تو بس طلاق طالق ہے پھر دن گذر گیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہوئی۔ اور اسکا حیلہ یہ ہے کہ عورت پوری تھیلی قصاب کی لیکر شوہر کے سپرد کر دے تو شوہر اپنی قسم میں سچا ہو جائیگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ شوہر نے عورت سے کہا کہ تو نے درہم کیا کیا اُسے کہا کہ میں نے گوشت خریدا پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ درہم نہ دیا تو تو طالق ہے حالانکہ یہ درہم قصاب کے ہاتھ سے جاتا رہا تھا تو فرمایا کہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ درہم کلاڑا لایا یا سمندر میں گر گیا ہے تب تک مرد مذکور حائف نہ ہوگا۔ عورت نے شوہر کے درہم مسکی تھیلی سے چرائیے پھر انکو غیر کے درہم میں ملا دیا پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے یہی درہم مجھے واپس نہ دیے تو تو طالق ہے پس اگر عورت نے ایک ایک کر کے اُس کو واپس دیے تو بعینہ یہی درہم دیدیے یہ حاوی میں ہے۔ شوہر نے اپنے درہم عورت کے ہاتھ رکھے پھر واپس لینے کے وقت اُس کو ہمت لگائی پس فارسی میں کہا کہ اگر تو درہم بردارستی سب طلاق ہستی بطور استفہام کہا پس عورت نے کہا کہ ہستم پھر کھلا کہ عورت مذکورہ نے اٹھائے تھے پس اگر شوہر نے حائف ہونے کے وقت طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی اور اگر مجرد نحو لیت منظور ہو تا کہ عورت اقرار کر دے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک مومن نے اپنے پس سے کہا کہ اگر تو نے میرے مال سے کچھ چرایا تو میری مال طالق ہے

اگر تیرے پاس سے درہم نکالے
تو طلاق ہو جائیگی

اگر تیرے پاس سے درہم نکالے
تو طلاق ہو جائیگی

پھر لیبر مذکور نے باپ کے گھر سے انکین چرائیں تو مروسی ہو کر امام ابو یوسف سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا کہ اگر باپ اپنے بیٹے سے اسکا بھی محل کرتا ہو تو اسکی مان طالعہ ہو جائیگی اور امام محمد سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے کچھ جواب نہ دیا تو اسے کہا گیا کہ امام ابو یوسف نے اس طرح جواب دیا ہو تو فرمایا کہ سوائے ابو یوسف کے ایسی بھی بات کون کہہ سکتا ہو۔ ایک مروی اپنی جور سے کہا کہ اگر میں نے تجھے درم دیا کہ تو نے اس سے کچھ خرید تو تو طالعہ ہی پھر عورت کو ایک درم دیا اور حکم دیا کہ فلان کو دیدے تاکہ وہ تیرے لیے کوئی چیز خرید دے پھر شوہر کو اپنی قسم یاد آئی پس نے عورت سے درم واپس مانگا پس اگر عورت خود چیزیں خریدتی ہو تو حانت نہوگا اور اگر خود نہ خریدتی ہو تو حانت ہو جائیگا۔ ایک مروی نے اپنی جور سے کہا کہ اگر تو نے اس واسطے اس دارمین کوئی چیز بیچی تو تو طالعہ ہی پھر قسم کھا نیواے سننے اپنی باندی کو حکم دیا کہ اس دارم سے لوگ جو چیز مانگیں انکو دے پھر اس دارکا ایک آدمی آیا اور اسنے کوئی چیز مانگی پس باندی نے دیدی پھر موئے کو معلوم ہوا تو انکو مبرا معلوم ہوا اور غصہ میں ہو گیا پس قسم کھانے واسطے کی جور نے باندی سے کہا کہ تو جا اور موئے کے گھر سے اس سے اچھی چیز لیکر اس دارمین پہنچا دے پس باندی نے پہنچا دی تو شاخ نے فرمایا کہ اگر بدیل یہ بات معلوم ہو جاوے کہ باندی نے فعل اپنے موئے کے واسطے کیا ہو مولیٰ کی جور کی اطاعت میں تین کیا ہو تو مروی مذکور حانت نہوگا اور اگر معلوم ہو کہ باندی نے مولیٰ کی جور کی اطاعت میں کیا ہو تو مولیٰ حانت ہو جائیگا اور اگر اس معاملہ میں کوئی دلیل نہ ہو تو باندی سے دریافت کیا جائیگا اور جو کچھ اسنے کہا کہ میں نے مولیٰ کے واسطے کیا ہو یا مولیٰ کی جور کی اطاعت کی ہو وہ قبول کیا جائیگا ایسا ہی کتاب میں مذکور ہے اور مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ احتمال ہے کہ صورت مسئلہ کی یون ہو کہ اس دار کے لوگوں نے باندی سے کوئی چیز مانگی مگر اسنے نہ دی پھر مولیٰ کو اسکی خبر دی گئی تو اسنے بڑا مانا پس اسکی جور نے باندی سے کہا کہ مولیٰ کے گھر سے اس سے اچھی چیز اٹھا کر اس دارمین پہنچا دے پھر باقی مسئلہ وہی ہو جو آخر تک مذکور ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک دھوبی کی دکان سے کسی غیر کا کپڑا جاتا رہا پس دھوبی نے اپنے نوکر کو تھمت لگائی پس نوکر نے کہا کہ اگر من ترانیاں کردہ ام زن من سے طلاق یعنی اگر میں نے تیرا نقصان کیا ہو تو میری جور کو تین طلاق ہیں حالانکہ نوکر ہی اسکی لگیا تھا تو اسکی جور پر تین طلاق پڑ جائیگی۔ ایک شخص راہ میں جاتا تھا اسکو چور دن سنے پکڑا اور اسے پاس جورم تجھے وہ چھین لیے اور اس سے اسکی جور پر تین طلاق کی قسم لی کہ اسکے پاس سوا سب ان درمون کے جو ہیں میں اور درم ہنیں ہیں پس اسنے قسم کھائی پس اگر اسکے پاس تین درمون سے کم ہوں تو قسم میں جھوٹا نہوگا اور اگر اسکے پاس تین درم یا زیادہ ہوں پس اگر اس سے جور و طلاق کی قسم لی ہو تو جور و طلاق پڑ جائیگی اگرچہ وہ نہ جانتا ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کی قسم ہو تو اسپر کفارہ لازم نہوگا اس واسطے کہ اگر وہ جانتا ہوگا تو یہ سب غموس ہو اور اگر نہ جانتا ہوگا تو قسم لغو ہے۔ اور اگر فارسی میں قسم کھائی کہ اگر با من درمی ہست پس تو طالعہ ہی پس اگر اسکے پاس ایک درم یا زیادہ ہوں تو اس میں وہی تفصیل ہے جو مذکور ہوئی۔ اور اگر کہا کہ اگر با من سیم است پس اگر اسکے پاس ایسی چیز ہو کہ اگر وہ جانیں تو چھین لیں تو حانت ہوگا اور اگر ایسی چیز چاندی کی ہو تو حانت نہوگا۔ ایک مرد کو چور دن نے لوٹ لیا پھر اس سے جور و طلاق کی قسم لی کہ ہمارے فعل سے کسی کو خبر نہ کرے پھر قافا اسکے سامنے آیا پس اسنے قافلہ والوں سے کہا کہ رہتہ پر پھر پیسے ہیں پس قافلہ واسطے سمجھ گئے اور لوٹ پڑے۔

دوسری روایت میں ہے کہ اگر باپ اپنے بیٹے سے اسکا بھی محل کرتا ہو تو اسکی مان طالعہ ہو جائیگی اور امام محمد سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے کچھ جواب نہ دیا تو اسے کہا گیا کہ امام ابو یوسف نے اس طرح جواب دیا ہو تو فرمایا کہ سوائے ابو یوسف کے ایسی بھی بات کون کہہ سکتا ہو۔ ایک مروی اپنی جور سے کہا کہ اگر میں نے تجھے درم دیا کہ تو نے اس سے کچھ خرید تو تو طالعہ ہی پھر عورت کو ایک درم دیا اور حکم دیا کہ فلان کو دیدے تاکہ وہ تیرے لیے کوئی چیز خرید دے پھر شوہر کو اپنی قسم یاد آئی پس نے عورت سے درم واپس مانگا پس اگر عورت خود چیزیں خریدتی ہو تو حانت نہوگا اور اگر خود نہ خریدتی ہو تو حانت ہو جائیگا۔ ایک مروی نے اپنی جور سے کہا کہ اگر تو نے اس واسطے اس دارمین کوئی چیز بیچی تو تو طالعہ ہی پھر قسم کھا نیواے سننے اپنی باندی کو حکم دیا کہ اس دارم سے لوگ جو چیز مانگیں انکو دے پھر اس دارکا ایک آدمی آیا اور اسنے کوئی چیز مانگی پس باندی نے دیدی پھر موئے کو معلوم ہوا تو انکو مبرا معلوم ہوا اور غصہ میں ہو گیا پس قسم کھانے واسطے کی جور نے باندی سے کہا کہ تو جا اور موئے کے گھر سے اس سے اچھی چیز لیکر اس دارمین پہنچا دے پس باندی نے پہنچا دی تو شاخ نے فرمایا کہ اگر بدیل یہ بات معلوم ہو جاوے کہ باندی نے فعل اپنے موئے کے واسطے کیا ہو مولیٰ کی جور کی اطاعت میں تین کیا ہو تو مروی مذکور حانت نہوگا اور اگر معلوم ہو کہ باندی نے مولیٰ کی جور کی اطاعت میں کیا ہو تو مولیٰ حانت ہو جائیگا اور اگر اس معاملہ میں کوئی دلیل نہ ہو تو باندی سے دریافت کیا جائیگا اور جو کچھ اسنے کہا کہ میں نے مولیٰ کے واسطے کیا ہو یا مولیٰ کی جور کی اطاعت کی ہو وہ قبول کیا جائیگا ایسا ہی کتاب میں مذکور ہے اور مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ احتمال ہے کہ صورت مسئلہ کی یون ہو کہ اس دار کے لوگوں نے باندی سے کوئی چیز مانگی مگر اسنے نہ دی پھر مولیٰ کو اسکی خبر دی گئی تو اسنے بڑا مانا پس اسکی جور نے باندی سے کہا کہ مولیٰ کے گھر سے اس سے اچھی چیز اٹھا کر اس دارمین پہنچا دے پھر باقی مسئلہ وہی ہو جو آخر تک مذکور ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک دھوبی کی دکان سے کسی غیر کا کپڑا جاتا رہا پس دھوبی نے اپنے نوکر کو تھمت لگائی پس نوکر نے کہا کہ اگر من ترانیاں کردہ ام زن من سے طلاق یعنی اگر میں نے تیرا نقصان کیا ہو تو میری جور کو تین طلاق ہیں حالانکہ نوکر ہی اسکی لگیا تھا تو اسکی جور پر تین طلاق پڑ جائیگی۔ ایک شخص راہ میں جاتا تھا اسکو چور دن سنے پکڑا اور اسے پاس جورم تجھے وہ چھین لیے اور اس سے اسکی جور پر تین طلاق کی قسم لی کہ اسکے پاس سوا سب ان درمون کے جو ہیں میں اور درم ہنیں ہیں پس اسنے قسم کھائی پس اگر اسکے پاس تین درمون سے کم ہوں تو قسم میں جھوٹا نہوگا اور اگر اسکے پاس تین درم یا زیادہ ہوں پس اگر اس سے جور و طلاق کی قسم لی ہو تو جور و طلاق پڑ جائیگی اگرچہ وہ نہ جانتا ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کی قسم ہو تو اسپر کفارہ لازم نہوگا اس واسطے کہ اگر وہ جانتا ہوگا تو یہ سب غموس ہو اور اگر نہ جانتا ہوگا تو قسم لغو ہے۔ اور اگر فارسی میں قسم کھائی کہ اگر با من درمی ہست پس تو طالعہ ہی پس اگر اسکے پاس ایک درم یا زیادہ ہوں تو اس میں وہی تفصیل ہے جو مذکور ہوئی۔ اور اگر کہا کہ اگر با من سیم است پس اگر اسکے پاس ایسی چیز ہو کہ اگر وہ جانیں تو چھین لیں تو حانت ہوگا اور اگر ایسی چیز چاندی کی ہو تو حانت نہوگا۔ ایک مرد کو چور دن نے لوٹ لیا پھر اس سے جور و طلاق کی قسم لی کہ ہمارے فعل سے کسی کو خبر نہ کرے پھر قافا اسکے سامنے آیا پس اسنے قافلہ والوں سے کہا کہ رہتہ پر پھر پیسے ہیں پس قافلہ واسطے سمجھ گئے اور لوٹ پڑے۔

پس اگر اُس نے بھڑپے کئے سے چورون کو مراد لیا تو حائث ہو جائیگا اور اگر اُس نے حقیقت میں بھڑپے مراد لیے اور اس غرض سے کہا کہ یہ لوگ بھڑپوں کے خوف سے داپس ہو جاویں تو حائث نہوگا۔ اور اگر ایک نے کہا کہ اس رات میرے یہاں جماعت یعنی گروہ آیا اور سب چیزیں لینگے اور مجھ سے قسم لی کہ میں انکے ناموں سے خبر نہ دوں اور وہ میرے سانھی کو چہین ہیں پس اگر اُس نے انکے نام تحریر کر دیے تو بھی حائث ہو جائیگا تو اُسکا خیال یہ ہو کہ اسکے پڑوسوں کے نام لکھ کر اُسکے سامنے پیش کیے جا دیں اور کہا جاوے کہ یہ سنا تو وہ کہے کہ نہیں پھر دوسرا پیش کیا جاوے یہاں تک کہ جب ان لٹیروں میں سے کسی کا نام آوے تو وہ خاموش رہے یا کہے کہ میں کچھ نہیں کہتا پس بات ظاہر ہو جائیگی اور یہ مرد بھی حائث نہوگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک مرد کا ایک کپڑا تھا اُس سے کسی چور نے چور الیا یا غصب نے غصب کر لیا پھر کپڑے کے مالک نے قسم کھائی کہ اگر کپڑا میرا ہو (یعنی وہی کپڑا جو مذکور ہوا ہے اُسی طرف اشارہ ہے) تو میری جورو طالق ہے تو اس مسئلہ میں تین صورتیں ہیں۔ اول اُنکا یہ بات معلوم ہو جاوے کہ وہ کپڑا موجود ہے تو اسکی جورو طالق ہو جائیگی۔ دوم اُنکا یہ بات معلوم ہو جاوے کہ نابود ہو گیا تو طالق نہوگی۔ سوم اُنکا دونوں میں سے کوئی بات معلوم نہیں ہوئی تو بھی جورو طالق ہو جائیگی اس واسطے کہ موجود ہونا اصل ہے یہ تینیں و مزید ہیں۔ اور اگر فارسی میں کہا کہ اگر کسی را بنزد ہم زن مرا طلاق یعنی اگر کسی کو شراب دون تو میری جورو طلاق تو قسم اسکی نیت پر ہوگی یعنی اگر دینے سے بدیدہ دینے کی نیت کی تو پلانے سے حائث نہوگا اور اگر پلانے کی نیت کی تو بدیدہ دینے سے حائث نہ ہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ تو اگر دیگا یا پلا دیگا بہر حال حائث ہو جائیگا یہ خزانہ المفتین میں ہے اور فتاویٰ میں ہے کہ ایک مرد کو اسکی جورو نے شراب پینے پر عتاب کیا پس اُس نے کہا کہ اگر میں نے اُسکا پینا ہمیشہ چھوڑ دیا تو طالق ہے پس اگر اسکا عدم ہو کہ اسکا پینا چھوڑ گیا تو حائث نہوگا اگرچہ نہ بتایا ہو یہ خلاصہ میں ہو ایک مرد نے جو برہام کی بیماری میں تھا اپنے چنگے ہونے سے بدیدہ دینے کی نیت کو طلاق دی پھر کہا کہ میں نے یہ اپنی اسٹے کہا کہ مجھے یہ وہم ہوا کہ برہام میں جو لفظ میں نے اپنی زبان سے نکالا ہے وہ واقع ہو گیا ہے پس اگر اُسکے ذمہ حکایت کے سچ میں ایسا لفظ کہا ہو تو تصدیق کی جائیگی ورنہ نہیں۔ ایک طفل نے بچپن میں کہا کہ اگر میں نے سکر کو پیا تو میری جورو طالق ہے پھر اُس نے لڑکپن ہی میں اُسکو پیا تو طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسکے خسر نے یہ بات سنی اور کہا کہ میری لڑکی تجھے حرام ہو گئی بوجہ اس قسم کے تو اُس نے جواب دیا کہ ہاں حرام ہو گئی تو یہ قول اس طفل بالغ شدہ کی طرف سے حرمت کا اقرار ہے اور ایک طلاق یا تین طلاق ہونے میں اُسی طفل کا قول قبول ہوگا اور امام طہیر الدین وغیرہ نے اس مسئلہ میں اور مسئلہ برہام میں فتویٰ دیا ہے کہ طلاق نہیں پڑیگی اس واسطے کہ یہ قول جس سے طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جاوے برہام سے غیر واقع ہے یہ وجہ کر درمی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر تو میری بلا اجازت باہر نکلی تو تو طالق ہے پس عورت کو غصہ آیا اور اُس نے نکلنے کا قصد کیا پس لوگوں نے اُسکو روکا پس شوہر نے کہا کہ چھوڑ دو اُسکو نکل جائے دو اور شوہر کی کچھ نیت نہیں ہے تو یہ اجازت نہوگی۔ اور اگر اجازت دینے کی نیت ہو تو بدلائی اجازت ثابت ہو جائیگی۔ اور اگر غصہ میں عورت سے کہا کہ تو نکل اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے تو یہ اجازت دینے پر محمول کیا جائیگا لیکن اگر اُس نے نیت کی کہ تو نکل تاکہ تو طالق ہو جاوے تو ایسا ہی ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار میں سے نکلی الا با اجازت میری تو تو طالق ہے پھر اُس نے کسی بھیک مانگنے والے کو دنا کہ وہ صدقہ دیتا ہے پس

عورت سے کہا کہ سائل کو یہ ٹکڑا دیجے پس اگر سائل ایسی جگہ ہو کہ عورت بدو نہ کرے نہ نکلتے ہو تو نکلتے سے
 طالق نہ ہوگی اور اگر بغیر باہر نکلتے سے نکلتی تھی پھر باہر نکلی تو طالق ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر کے اجازت سے کچھ وقت سائل ایسی
 جگہ ہو کہ عورت اسکو بدو نہ یاہر نکلتے سے نکلتی ہو پھر وہ سائل رہتا ہو چلا گیا پس عورت نے نکلتے اسکو ٹکڑا دیا تو
 حاشہ ہوگا اور طلاق واقع ہوگی۔ قال الترجم فی المسئلة نوع تشدد فافهم۔ عورت سے کہا کہ اگر تو میری بلا اجازت
 اس دار سے نکلی تو تو طالق ہو پس اسکی عورت نے اس سے کہا کہ تو چاہتا ہو کہ میں نکلون تاکہ مطلق ہو جاؤں پس
 شوہر نے کہا کہ ہاں پس وہ نکلی تو طالق ہو جائیگی اسوا سے کہ یہ تنذیر ہی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر عورت دروازہ
 کی دہلیز پر کھڑی ہوئی اور کچھ قدم اسکا ایسا نکلا کہ اگر دروازہ بند کر دیا جاتا تو وہ باہر نکلتا پس اگر عورت کا پورا سہارا
 واعتماد اسقدر قدم پر چوڑا ہوتا کہ وہ نکلتا تو طالق نہ ہوگی اور اگر اسی قدر حصہ قدم پر ہو جو باہر
 رہتا ہو تو طالق ہو جائیگی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے بغیر میری اجازت نکلی
 تو تو طالق ہو پھر عربی زبان میں مرد نے اسکو اجازت دی حالانکہ وہ عربی نہیں جانتی ہو پھر وہ نکلی تو طالق
 ہو جائیگی اور اسکی نظریہ ہو کہ اگر عورت سوئی تھی یا کہیں غائب تھی اور اس حال میں اسکو اجازت دی تو نکلتے سے
 طالق ہوگی ایسا ہی نوازل میں مذکور ہے اور ایمان الال میں لکھا ہے کہ اگر ایسی طرح اسکو اجازت دی کہ وہ سنتی نہیں
 تھی تو یہ اجازت نہ ہوگی اور اگر اسکے بعد نکلی تو طالق ہو جائیگی یہ امام اعظم و امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔ اور متفقین
 لکھا ہے کہ اگر اپنی جوار سے کہا کہ تو طالق ہو اگر تو باہر نکلی یا میری اجازت سے تو اجازت یوں ہے کہ خود مرد اس سے
 اس طرح کہے کہ وہ سنتے یا ابھی بھیج کر سنا دے اور اگر اسنے اجازت دینے پر ایک قوم کو گواہ کر لیا تو یہ اجازت نہ ہوگی
 پھر اگر انھیں لوگوں نے جھکو شوہر نے اجازت دینے پر گواہ کیا ہو عورت کو پہنچا دیا کہ شوہر نے تجھکو باہر نکلتے کی
 اجازت دیدی ہو تو اگر شوہر نے ان لوگوں کو حکم نہیں دیا تھا کہ تم پہنچا دو تو عورت کے نکلتے سے عورت پر
 طلاق پڑ جائیگی اور اگر شوہر نے انکو حکم دیا ہو کہ تم اسکو یہ پیام پہنچا دو تو پھر عورت کے نکلتے سے عورت پر طلاق
 واقع نہ ہوگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ اگر تو میرے بلا ارادہ یا بلا خواہش یا بلا رضا مندی اس دار سے باہر نکلی تو تو طالق ہو
 تو واضح رہے کہ ارادہ و خواہش و رضا مندی ان الفاظ میں عورت کے سننے کی ضرورت نہیں ہے کہ اسکی رضا مندی
 ارادہ کو سننے چاہیے اگر شوہر نے کہا کہ میں راضی ہوں یا میں چاہتا ہوں پھر وہ عورت نکلی تو طالق نہ ہوگی۔ اگرچہ
 عورت نے شوہر کا اس طرح کہنا نہ سنا ہو اور یہ بلا خلاف ہے۔ اور نوازل میں لکھا ہے کہ عورت سے کہا کہ اگر تو میری بلا
 اجازت نکلی تو تو طالق ہو پس عورت نے شوہر سے اپنے بعضے قرابت والوں کے یہاں جانے کی اجازت مانگی
 اور مرد نے اجازت دیدی مگر عورت وہاں نہ گئی لیکن گھر میں جھاڑو دینے میں دروازے کے باہر نکلی تو طلاق
 واقع ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر کے اجازت دینے کے وقت تو نہ گئی پھر دوسرے وقت انھیں رشتہ داروں کے
 یہاں گئی جتنے یہاں جانے کی مرد نے اجازت دی تھی تو فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ اسپر طلاق واقع ہوگی اسوا سے کہ
 عادت کے موافق یہ اجازت اسی وقت کے واسطے تھی یہ خیال میں ہے۔ اگر اسنے قسم کھائی کہ شوہر سے باہر نہ جائیگا
 اور اگر جوار سے اسکی جوار و مسماۃ عائشہ طالق ہو حالانکہ اسکی جوار کا نام فاطمہ ہو تو نکلتے سے اسپر طلاق واقع نہ ہوگی
 یہ وجہ کر درسی میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے میرے بعض اہل کے یہاں جانے کی اجازت دیدی ہے پس

مسئلہ تالی المیزان
 و اجازت پر ہونا
 جہاد تعلیق

اُسے اجازت دی تو عورت کے بعض اہل اس عبارت میں اسکے والدین قرار دیے جاویں گے اور اگر وہ زندہ نہ ہوں تو اسکے اہل میں اسکا ہر ذمی رحم محرم ہو جس سے نکاح کبھی جائز نہیں ہو۔ اور اگر اُسکے والدین زندہ ہوں مگر ہر ایک کا گھر علیحدہ ہو یعنی یہ صورت ہو کہ باپ نے اُسکی ماں کو طلاق دی اور ماں نے دوسرا شوہر کیا اور باپ نے دوسری جوہر کی تو ایسی حالت میں اس عورت کا اہل باپ کا گھر ہو۔ عورت سے کہا کہ اگر تو نکلی تو طلاق واقع ہوگی پھر وہ نکلی تو طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ اُسے اضافت چھوڑ دی ہو یہ قنینہ میں ہو۔ عورت سے کہا کہ اگر تو دار میں سے نکلی سو اسے میری اجازت کے تو تو طلاق ہو پس اس دار میں آگ لگنا یا غرق ہونا واقع ہو پس عورت نکلی بھاگی تو مرد حائض ہوگا یہ قنینہ میں ہو۔ ایک نے اپنی جوہر سے کہا کہ اگر تو اس کو ٹھہری سے بغیر میری اجازت نکلی تو تو طلاق ہو اور عورت نے اپنی املاک میں سے کوئی محدود زمین کی تھی پس شوہر سے کہا کہ اجازت دیدے تو اُسے کہا کہ اچھا جا اور درم لیکر فرہون پر قبضہ و لاد سے پھر وہ نکلی اور گئی اور مرتن کو نہ پایا چنانچہ مسکو چند بار آدورفت کی ضرورت پڑی تو وہ طلاق ہوگی ایسا ہی امام نسفی نے فتوے دیا ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو اس دار سے نکلی الامیر ہی اجازت سے یا کہا کہ الامیر ہی رضا مند می سے یا کہا کہ الامیر ہی آگاہی سے یا عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو اس دار سے نکلی بغیر میری اجازت کے تو یہ سب یکساں ہیں اس واسطے کہ کلمہ الا وغیرہ استثنائے واسطے ہیں چنانچہ دونوں میں ہی حکم ہے کہ ایک بار اجازت دینے سے قسم شتمی نہ ہو جائیگی چنانچہ اگر ایک بار مسکو نکلنے کی اجازت دیدی اور وہ نکلی پھر دوبارہ بلا اجازت لیے نکلی تو طلاق ہو جائیگی اور یہ نظیر اس مسئلہ کی ہے کہ عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی لا بچا در تو تو طلاق ہو پھر وہ بغیر چادر نکلی تو طلاق ہو جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت کو ایک بار نکلنے کی اجازت دیدی پھر نکلنے سے پہلے مسکو نکلنے سے مانعت کر دی پھر اسکے بعد وہ نکلی تو طلاق پڑ جائیگی یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر اُسے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الامیر ہی اجازت سے تو تو طلاق ہو اور الامیر ہی اجازت دینے سے اس سے اجازت ایک بار کی نیت کی تو نقصان اُسکی تصدیق نہ ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے اس واسطے کہ یہ خلاف ظاہر ہو و جب کہ درمی میں ہو حائض ہونے کا حیلہ یہ ہے کہ عورت سے کہہ دے کہ میں نے تجھ کو ہر بار نکلنے کی اجازت دیدی یا کہے کہ ہر بار کہ تو نکلی تو میں نے تجھے اجازت دیدی ہے تو ایسی صورت میں عورت کے نکلنے سے حائض ہوگا اور مبطرح اگر کہدیا کہ ہر بار کہ تو نے نکلا چاہا تو میں نے تجھ کو اجازت دیدی یا میں نے تجھے ہمیشہ نکلنے کی اجازت دی یا یوں کہا کہ ازنت تک کیا ہے یہ کلمہ تو بھی یہی حکم ہے اور پھر اگر اسکے بعد یہی عام منع کر دیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اسکا نہی کر دینا صحیح ہے پیراج الوہان میں ہے اور یہی امام فضلی رحمہ کا مختار ہے اور اسی پر فتوے ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے دس روز اجازت دی تو وہ نہیں حسب چاہے نکلے جائز ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا یا تو نے ایسا کیا تو میں نے اجازت دی تو یہ اجازت ہوگی یہ وہیز کر دی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو اس دار سے نکلی حتیٰ کہ میں نے تجھے اجازت دی تو یہ حکم دونوں یا راضی ہوں یا آگاہ ہوں تو اس میں ایک مرتبہ اجازت دینا کافی ہوگا کہ اگر اُسے ایک مرتبہ اجازت دیدی اور وہ نکلی پھر واپس آئی پھر بلا اجازت نکلی تو حائض ہوگا اور اگر اُسے اپنے قول سے کہ یہاں تک کہ میں نے تجھے اجازت دی تو ہر بار اجازت دینے کی نیت کی تو بالاجماع اُسکی نیت کے موافق رہیگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو اگر تو اس دار سے باہر نکلی الا نکلیں تجھے اجازت دی تو یہ قول اور یہاں تک کہ میں نے تجھے اجازت دی

حائض ہونے کی اجازت دیدی

ہوگی

دو لون کیساں ہیں جتنا بچہ ایک مرتبہ اجازت دینے سے قسم تمام ہو جائیگی بیہیض میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی کے باہر نکلتے پر اپنی
جور و کی طلاق کی قسم کھائی کہ وہ باہر نکلتے پھر باندی سے کہا کہ ان درمون کا گوشت خرید لا تو یہ نکلتے کی اجازت ہو یہ خلاصہ
میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو کسی کی جانب نکلی الامیر می اجازت سے تو تو طالق ہے پس عورت نے اپنے باپ
کے پاس جانے کی اجازت مانگی پس اُس نے اجازت دی پھر وہ اپنے بھائی کے پاس گئی تو طالق ہو جائیگی یہ خزانہ الفقہین
میں درود منتفی میں ہے کہ اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے میرے باپ کے گھر جانے کی اجازت دے پس
اُسے کہا کہ اگر میں نے تجھے اسکی اجازت دی تو تو طالق ہے پھر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے نکلتے کی اجازت دی
اور یہ کہا کہ کہاں تو اپنی قسم میں حاشا نہ ہوگا اور یہ بچلافت اسکے ہے کہ ایک غلام نے اپنے مولے سے کسی
کی باندی سے نکاح کر لینے کی اجازت مانگی پس مولے نے اس سے کہا کہ اگر میں نے تجھے باندی کے تزویج کی
اجازت دی تو میری جور و طالق ہے پھر اسکے بعد اس سے کہا کہ میں نے تجھے جور و کر لینے کی اجازت دی یا میں نے
تجھے عورتوں سے نکاح کر لینے کی اجازت دی تو اپنی قسم میں حاشا نہ ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نے
یہ غلام میری اجازت سے خرید تو میری جور و طالق ہے پھر اس غلام کو تجارت کی اجازت دی پس اس نے یہی غلام
خرید تو مولے کی جور و طلاق پڑ جائیگی اور اگر غلام سے کہا کہ میں نے تجھے کپڑے کی تجارت کی اجازت دی
اور اُس نے یہ غلام خرید تو مولے کی جور و طالق نہ ہوگی۔ ایک مرد نے کہا کہ میری جور و طالق ہو اگر میں اس دارین
داخل ہو الا آنکہ مجھے فلان اجازت دے تو یہ قسم ایک مرتبہ کی اجازت پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ الا آنکہ مجھے
اسکے واسطے فلان اجازت دیا کرے تو یہ ہر بار کی اجازت پر واقع ہوگی۔ اور اگر اپنی جور و سے کہا کہ اگر تو اس
دار سے نکلی الامیر می اجازت سے تو تو طالق ہے پھر عورت سے کہا کہ تو فلان کے ہر امر میں جسکا وہ تجھے حکم کرے
اطاعت کر پس فلان نے اسکو باہر نکلتے کا حکم دیا تو وہ طالق ہو جائیگی اسوجہ سے کہ شوہر نے اسکو نکلتے کی اجازت
نہیں دی تھی۔ اور اسی طرح اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ تو اس عورت کو نکلتے کی اجازت دے پس اُس نے اجازت
دی اور وہ نکلی تو طالق ہو جائیگی اور اسی طرح اگر اس شخص نے عورت سے کہا کہ میرے شوہر نے تجھے نکلتے کی اجازت
دی ہے پس وہ نکلی تو بھی طالق ہو جائیگی اور اسی طرح اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ جو تجھے فلان حکم کرے وہ
میں نے تجھے حکم کیا پھر فلان نے اسکو نکلتے کی اجازت دی پس نکلی تو طالق ہو جائیگی۔ اور اگر مرد نے کسی شخص
سے کہا کہ میں نے ابھی اس جور و کو نکلتے کی اجازت دیدی ہے پس عورت کو خبر نہ پچا دی پس وہ نکلی تو طالق نہ ہوگی یہ
محیط میں ہے۔ اور فتاویٰ اہل میں ہے کہ اگر اپنی جور و سے کہا کہ تو اس گھر سے بغیر میری اجازت کے مت نکل کہ میں
نے طلاق کی قسم کھائی ہے پھر وہ بغیر اجازت کے اس داب سے باہر نکلی تو طالق نہ ہوگی یہ آثار خانیہ میں ہے۔ مرد
نے عورت سے کہا کہ اگر تو اس داب سے نکلی الا ایسے کام کے واسطے کہ اس سے چارہ نہیں ہے تو تو طالق ہے پس
عورت نے کسی پر اپنے حق کا دعوے کرنا چاہا پس اگر عورت وکیل کر سکتی ہو تو اگر نکلی تو مرد حاشا نہ ہوگا اور عورت پر
طلاق پڑ جائیگی اور اگر عورت وکیل نہ کر سکتی ہو تو نکلتے سے طالق نہ ہوگی اور مرد حاشا نہ ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی
جور و کی طلاق کی قسم کھائی کہ اسکی جور و بغیر اسکے علم کے نہ نکلتے گی پھر اسکی عورت نکلی ورحالیکہ وہ اسکو دیکھتا تھا
پس اسکو منع کیا یا منع نہ کیا تو مرد حاشا نہ ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جور و پر اپنے پڑوسی کے ساتھ تمت لگائی پس عورت

مولا کا کہ میری جور و طالق ہے اگر عورت باندی سے نکلتے کی اجازت دے پس اسکی اجازت دی تو میری جور و طالق ہے اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو کسی کی جانب نکلی الامیر می اجازت سے تو تو طالق ہے پس عورت نے اپنے باپ کے پاس جانے کی اجازت مانگی پس اُس نے اجازت دی پھر وہ اپنے بھائی کے پاس گئی تو طالق ہو جائیگی یہ خزانہ الفقہین میں درود منتفی میں ہے کہ اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے میرے باپ کے گھر جانے کی اجازت دے پس اُسے کہا کہ اگر میں نے تجھے اسکی اجازت دی تو تو طالق ہے پھر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے نکلتے کی اجازت دی اور یہ کہا کہ کہاں تو اپنی قسم میں حاشا نہ ہوگا اور یہ بچلافت اسکے ہے کہ ایک غلام نے اپنے مولے سے کسی کی باندی سے نکاح کر لینے کی اجازت مانگی پس مولے نے اس سے کہا کہ اگر میں نے تجھے باندی کے تزویج کی اجازت دی تو میری جور و طالق ہے پھر اسکے بعد اس سے کہا کہ میں نے تجھے جور و کر لینے کی اجازت دی یا میں نے تجھے عورتوں سے نکاح کر لینے کی اجازت دی تو اپنی قسم میں حاشا نہ ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نے یہ غلام میری اجازت سے خرید تو میری جور و طالق ہے پھر اس غلام کو تجارت کی اجازت دی پس اس نے یہی غلام خرید تو مولے کی جور و طلاق پڑ جائیگی اور اگر غلام سے کہا کہ میں نے تجھے کپڑے کی تجارت کی اجازت دی اور اُس نے یہ غلام خرید تو مولے کی جور و طالق نہ ہوگی۔ ایک مرد نے کہا کہ میری جور و طالق ہو اگر میں اس دارین داخل ہو الا آنکہ مجھے فلان اجازت دے تو یہ قسم ایک مرتبہ کی اجازت پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ الا آنکہ مجھے اسکے واسطے فلان اجازت دیا کرے تو یہ ہر بار کی اجازت پر واقع ہوگی۔ اور اگر اپنی جور و سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الامیر می اجازت سے تو تو طالق ہے پھر عورت سے کہا کہ تو فلان کے ہر امر میں جسکا وہ تجھے حکم کرے اطاعت کر پس فلان نے اسکو باہر نکلتے کا حکم دیا تو وہ طالق ہو جائیگی اسوجہ سے کہ شوہر نے اسکو نکلتے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اور اسی طرح اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ تو اس عورت کو نکلتے کی اجازت دے پس اُس نے اجازت دی اور وہ نکلی تو طالق ہو جائیگی اور اسی طرح اگر اس شخص نے عورت سے کہا کہ میرے شوہر نے تجھے نکلتے کی اجازت دی ہے پس وہ نکلی تو بھی طالق ہو جائیگی اور اسی طرح اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ جو تجھے فلان حکم کرے وہ میں نے تجھے حکم کیا پھر فلان نے اسکو نکلتے کی اجازت دی پس نکلی تو طالق ہو جائیگی۔ اور اگر مرد نے کسی شخص سے کہا کہ میں نے ابھی اس جور و کو نکلتے کی اجازت دیدی ہے پس عورت کو خبر نہ پچا دی پس وہ نکلی تو طالق نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور فتاویٰ اہل میں ہے کہ اگر اپنی جور و سے کہا کہ تو اس گھر سے بغیر میری اجازت کے مت نکل کہ میں نے طلاق کی قسم کھائی ہے پھر وہ بغیر اجازت کے اس داب سے باہر نکلی تو طالق نہ ہوگی یہ آثار خانیہ میں ہے۔ مرد نے عورت سے کہا کہ اگر تو اس داب سے نکلی الا ایسے کام کے واسطے کہ اس سے چارہ نہیں ہے تو تو طالق ہے پس عورت نے کسی پر اپنے حق کا دعوے کرنا چاہا پس اگر عورت وکیل کر سکتی ہو تو اگر نکلی تو مرد حاشا نہ ہوگا اور عورت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر عورت وکیل نہ کر سکتی ہو تو نکلتے سے طالق نہ ہوگی اور مرد حاشا نہ ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جور و کی طلاق کی قسم کھائی کہ اسکی جور و بغیر اسکے علم کے نہ نکلتے گی پھر اسکی عورت نکلی ورحالیکہ وہ اسکو دیکھتا تھا پس اسکو منع کیا یا منع نہ کیا تو مرد حاشا نہ ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جور و پر اپنے پڑوسی کے ساتھ تمت لگائی پس عورت

یہ نانا تاریخاً بین ہیں۔ عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی تو تو طالق ہے پھر عورت اس دار کے اندر باغ انکور
میں جسکے چاروں طرف دیوار ہے داخل ہوئی پس اگر یہ باغ اس دار میں شمار ہو کہ دار کے بیان کرنے سے باغ مذکور فہم
میں آجاتا ہو تو حانت ہوگا اور اگر شمار نہ ہو اور نہ مفہوم ہوتا ہو تو حانت ہوگا اس واسطے کہ پہلی صورت میں باغ مذکور
اسی دار میں ہے اور دوسری صورت میں نہیں ہے۔ اور دار میں حبس ہی شمار ہوگا اور جب ہی دار کے ذکر سے مفہوم ہوگا
کہ جب وہ پڑا ہو یا اسکا دروازہ غیر دار مذکور کی طرف نہ ہو فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک عورت اپنے والد کے گھر کی طرف
گئی جسکا گھر دوسرے گاؤں میں ہے اور اسکا شوہر اسکے پیچھے گیا اور چاکر عورت سے کہا کہ میرے گھر لوٹ چل پس اس نے
انکار کیا پس شوہر نے قسم کھائی کہ اگر تو اس رات میرے گھر نہ گئی تو تجھے طلاق ہو پس عورت شوہر کے ساتھ نکلی اور
شوہر اسکو فجر طلوع ہونے سے پہلے اپنے گھر لے آیا تو علماء نے فرمایا کہ اگر اکثر رات وہ اسی گاؤں میں تھا تو اس کے
حانت ہونے کا خوف ہے اور اگر اکثر رات گزرنے سے پہلے چلی ہو تو اسید ہو کہ وہ حانت ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ اگر
رات گزرنے سے پہلے وہ شوہر کے ساتھ چلی آئی تو وہ حانت ہوگا۔ ایک عورت اپنے باپ کے گھر شوہر کے ساتھ
تھی پس شوہر نے اس سے کہا کہ تو میرے ساتھ چل پس عورت نے انکار کیا پس شوہر نے اس سے کہا کہ اگر تو میرے
ساتھ نہ گئی تو تو لبہ طلاق طالق ہے پس شوہر نکلا اور عورت بھی اسکے پیچھے نکلی اور شوہر سے پہلے اسکے گھر پہنچی تو علماء
نے فرمایا کہ اگر شوہر سے اتنی دیر بعد نکلی کہ یہ اسکے ساتھ کلنا نہیں شمار کیا جاتا ہے تو مرد حانت ہو جائیگا۔ ایک
مرد نے اپنی جورو سے اسکے نکلتے وقت کہا کہ اگر تو میرے گھر واپس آئی تو تو لبہ طلاق طالق ہے پس عورت بیٹھ گئی اور دیر
نہ نکلی پھر نکلی پھر واپس آئی پس شوہر نے کہا کہ میں نے فی الفوریت کی تھی تو بعض نے فرمایا کہ قصداً اسکی تصدیق ہوگی
اور بعض نے کہا کہ تصدیق ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو جماع
کے واسطے بلایا اور اس نے انکار کیا پس شوہر نے کہا کہ ایسا کب ہوگا اس نے کہا کہ کل کے روز پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے
یہ امر جو مرد ہو کل کے روز نہ کیا تو تو طالق ہے پھر دونوں اسکو بھول گئے یہاں تک کہ کل کا روز گزر گیا تو وہ حانت ہوگا
اگر عورت سے اسکے باپ کے گھر ہونے کی حالت میں کہا کہ اگر تو آج کی رات میرے گھر حاضر ہوئی تو تو طالق ہے پھر
اسکے باپ نے اسکو حاضر ہونے سے روکا تو طالق ہو جائیگی اور یہی مختار ہے یہ جراح الرائق میں ہے۔ ایک مرد کے سامنے ایک
عورت چادر میں لپیٹی ہوئی تھی پس اس سے کہا گیا کہ یہ لپیٹی ہوئی عورت تیری جورو ہے پھر اس سے کہا کہ تو تین طلاق
کی قسم کھا اگر تیری کوئی جورو اسکے سوا ہے نہ پس اس نے تین طلاق کی قسم کھائی کہ میری کوئی جورو سوا ہے اسکے نہیں ہے
یعنی اگر ہو تو اسپر تین طلاق ہیں حالانکہ یہ لپیٹی ہوئی عورت ایک اجنبیہ عورت تھی اسکی جورو نہ تھی تو اس میں شائع نے
اختلاف کیا ہے اور فتویٰ اس امر پر ہے کہ قصداً اسکی جورو پر طلاق واقع ہوگی۔ اور اس طرح اگر تین میں ایک عورت
سے نکاح کیا پھر یہ عورت بغیر اسکے علم کے تہذیب کو چلی گئی پھر عورت کے شوہر نے قسم کھائی کہ اگر تہذیب اسکی کوئی جورو
ہو تو وہ طالق ہو تو اسکی جورو طالق ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ ایک مرد نے چاہا کہ ایک عورت
سے نکاح کرے اور اس عورت کے لوگوں نے اس مرد کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا اس واسطے کہ اسکی دوسری
جورو موجود تھی پھر یہ مرد اپنی پہلی جورو کو اپنے ساتھ مقبرہ میں لیجا کر بٹھا آیا پھر اس عورت کے لوگوں سے کہا کہ
میری جورو سوا ہے اسکے جو مقبرہ میں ہے لبہ طلاق طالق ہے پس ان لوگوں نے گمان کیا کہ اسکی کوئی جورو

زندہ ہتھیں ہو پس اسکے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح صحیح ہو گا اور وہ حانت بھی نہو گا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنی جوڑو سے کہا کہ اگر تو کل کے روز میرا انگر کھا نہ لائی تو تو طالق ہے پس عورت نے دوسرے روز یہ انگر کھا ایک آدمی کے ہاتھ بھیج کر پوچھا دیا پس اگر شوہر نے اپنے پاس بونج جانے کی نیت کی ہو تو حانت نہو گا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ عورت خود لاوے یا کچھ نیت ہو تو حانت ہو جائیگا یہ تتر تاشی میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ تیری جوڑو پر طلاق ہے اگر تو نے میرا قرضہ ادا نہ کیا پس قرضدار نے کہا کہ ناعم پس قرضخواہ نے اس سے کہا کہ یون کہ ناعم یعنی ہاں پس سنے کہا کہ ناعم یعنی ہاں اور اسکے جواب کا قصد کیا تو قسم لازم ہو گی اگرچہ قول واسکے جواب کے درمیان انقطاع پایا گیا ہے یہ خزانۃ المفصلین میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میری جوڑو طالق ہے اگر تیرے بچہ ہزار درم ہوں پس مدعی نے کہا کہ اگر تیرے اوپر میرے ہزار درم ہوں تو میری جوڑو طالق ہے پھر مدعی نے اپنے حق پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے موافق شرع اسکے گواہوں پر ہزار درم ہونیکا حکم دیریا تو مدعا علیہ اور اسکی جوڑو کے درمیان تفریق کر دیا یگی اور یہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے اور امام محمد رحم سے دور وایتون میں سے ایک روایت یہی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے پھر اگر مدعا علیہ نے اسکے بعد گواہ قائم کیے کہ میں نے مدعی مذکور کے دعویٰ سے پہلے اسکو ہزار درم ادا کر دیے ہیں تو مدعا علیہ و اسکی جوڑو کے درمیان قاضی کا تفریق کرنا باطل ہو جائیگا اور مدعی کی جوڑو طالق ہو جائیگی بشرطیکہ مدعی کے زعم میں یہ ہو کہ مدعا علیہ پر ان ہزار درم ہوں نے سواستے اور کچھ نہ تھے۔ اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مدعا علیہ نے ہزار درم کا اقرار کیا ہے تو شلخ نے فرمایا کہ قاضی اس مدعا علیہ و اسکی جوڑو کے درمیان تفریق نہیں کرے گا اور ہمارے مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مشکل ہے سواستے کہ جو امر گواہوں سے ثابت ہو وہ مثل آنکھوں کے مشاہدہ سے ثابت ہونے کے ہیں اور قاضی آنکھوں سے مدعا علیہ کا ہزار درم کا اقرار مدعی کے لیے معائنہ کرتا تو مدعا علیہ و اسکی جوڑو کے درمیان تفریق کرتا اور اگر مدعا علیہ نے فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے مجھے گالی کی بڑی باتیں کہیں تو تو طالق ہے پس عورت نے اسے لعنت کی تو ایک طلاق واقع ہو گی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور نیز ازل میں لکھا ہے کہ نقیہ ابوللیثؒ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں یہ تاہم خانیہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر برکت نہ دے تو طالق ہو گی اور اسطرح اگر کہا کہ اے کریمے اے جاہل اے جو قوت تو طالق نہو گی سواستے کہ یہ گالی نہیں ہے نہ محبط میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے مجھے شتم کیا تو تو طالق ہے پس عورت نے اسے لعنت کی تو طالق ہو جائیگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور تتر تاشی میں ہے کہ اگر تو نے میری ماں کو شتم کیا یا بڑی کے ساتھ اسکا ذکر کیا تو تو طالق ہے پھر عورت سے کہا کہ تیری ماں بڑی ہے تو طالق نہیں ہے پھر عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تیری ماں پس اگر یہ شتم بلخ میں یا اور ایسے شہر میں تھی جہاں ہوائی کو بوائے مانا جاتا ہے تو سواستے کہ ایک کوشم میں تو عورت پر طلاق پڑ جائیگی اور شہر ہائے ماوراء النہر میں نہیں بلکہ ان کے شتم نہ ہونے سے ہے میں اور نہ بدی سے ہے یاد کرنا جانتے ہیں وہاں سے لفظ سے حانت نہو گا عورت و مرد کے درمیان مرد کی اپنی کی بابت کچھ جھگڑا ہو اور پس شوہر نے عورت سے کہا کہ اگر تو نے میری بہن کو میرے سلسلے میں گالی دی تو تو طالق ہے پھر ایک روز آیا تو دیکھا کہ اسکی جوڑو اسکی بہن سے جھگڑتی اور اسکو گالی دیتی ہے پھر شوہر نے اسکی گالی سنی کہ کہ تھے شوہر کی بہن کو نہ ہی اور عورت اپنے شوہر کو دھکتی تھی تو طالق ہو جائیگی سواستے کہ شوہر ۱۷

کے سامنے اسکو گالی دی ہے یہ فتاوے کبریٰ میں ہیں۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں نے کسی کو گالی دی تو میری جورو طالق ہے پھر اسنے ایک مرد سے کو گالی دی تو اسکی جورو طالق ہو جائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تجکو قذف کیا یعنی زنا کی تمت لگائی تو تو طالق ہے پھر اسکو کہا کہ اگر میں چہنال کی بچی تو طالق ہو جائیگی اسوسلے کہ عرف میں اسکو اسی عورت کا قذف کرنا شمار کرتے ہیں اگرچہ درحقیقت یہ اسکی مان کا قذف کرنا ہوتا ہے یہ فتاویٰ فاضل خان میں ہیں۔ اور اگر بولا کہ اگر تو نے مجھے قذف کیا تو تو طالق ہے پس عورت نے مرد کو کہا کہ اگر میں چہنال کے بچے تو طلاق نہ پڑیگی اور فقیہ نے فرمایا کہ لیکن ہمارے زمانہ میں واقع ہوگی یہ تاتار خانہ میں ہے۔ مرد کو اسکی جورو نے کہا کہ اگر میں سفلہ پس مرد نے کہا کہ اگر میں سفلہ ہوں تو تو طالق ہے اور اس سے مرد کی مراد تعلیق ہی یعنی اگر ایسا ہو تو ایسا ہے اور اسے کہنے کا بدلا دنیا نیت میں نہ تھا تو اگر وہ سفلہ نہ ہو تو طالق نہ ہوگی اور مشائخ نے سفلہ کے معنی میں گفتگو کی ہے اور امام ابو حنیفہ رحم سے مردی ہے کہ مسلمان سفلہ نہیں ہوتا ہے اور سفلہ کا فرہی ہوتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہیں۔ اور امام ابو یوسف رحم سے مردی ہے کہ سفلہ وہ آدمی ہے کہ اپنے قول میں کچھ مبالغہ نہ کرے اور جو اسکو کہا جاوے اسکی بھی کچھ پروا نہ کرے اور اسی پر فتوے ہیں پختیس و مزید ہیں۔ عورت نے مرد کو کہا کہ اگر میں چہنال پس مرد نے کہا کہ اگر میں چہنال ہوں تو تو طالق ہے اور تعلیق کی نیت کی تو شیخ ابو عصمہ مروزی نے فرمایا ہے کہ گفتگو اسکو کہتے ہیں کہ یہ سننے کے کسی نے اسکی عورت کی طرف بدی کے ساتھ دست درازی کی اور پھر کچھ پروا نہ کرے اور اگر اسنے عورت کو سزا دی تو گفتگو نہیں ہو۔ عورت نے اپنے مرد کو کہا کہ اگر میں چہنال پس گفتگو نہیں ہونے کی یا اگر میں چہنال ہوں تو تو بسہ طلاق طالق ہے پس اگر شوہر نے اس سے عورت کی گفتگو کے بدلا دینے کی نیت کی ہو کہ جسکو فارسی میں خشم راندن کہتے ہیں تو کہتے ہی طلاق واقع ہو جائیگی خواہ شوہر ایسا ہو جیسا عورت نے کہا ہے یا نہ ہو اور اگر شوہر نے اس سے تعلیق طلاق کی نیت کی ہو تو تا وقتیکہ شوہر ایسا نہ ہوگا طلاق واقع نہ ہوگی اور بفاک یا قلتان ایسے مرد کو کہتے ہیں جو اپنی جورو کی بدکاری پر واقف ہو اور اسپر رخصتی ہو۔ اور اگر شوہر کی اس سے کچھ نیت نہ ہو تو بعض مشائخ نے اسکو مکافات یعنی بدلا دینے پر مجبور کیا ہے اور بعض نے اسکو تعلیق پر مجبور کیا ہے اور بعض نے فرمایا کہ اگر حالت غضب میں اسنے کہا تو مکافات پر مجبور ہوگا اسواسلے کہ یہی ظاہر ہے اور اگر غیر حالت غصہ میں کہا ہے تو تعلیق پر مجبور ہوگا اسواسلے کہ یہی ظاہر ہے۔ اور اگر عورت نے مرد کو کہا کہ تو قرتبان ہو پس شوہر نے کہا اگر تو نے جانا کہ میں قرتبان ہوں تو تو بسہ طلاق طالق ہے تو طالق نہ ہوگی جب تک یہ نہ کہے کہ میں نے جانا کہ تو قرتبان ہے یہ فتاوے کبریٰ میں ہیں۔ عورت نے خاوند کو کہا کہ اسکو کو سچ پس اسنے کہا کہ اگر میں کو سہ ہوں تو تو طالق ہے اور اس سے تعلیق کی نیت کی تو مختار یہ ہے کہ اگر اسکی وارثی خیف غیر متصلہ ہو تو طالق ہوگی ورنہ نہیں اسواسلے کہ اسی کو عورت میں کو سہ کہتے ہیں یہ عیسا خسی میں ہے۔ اور کو سہ کی تفسیر میں اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اگر اسکی وارثی خیف نہ ہو تو وہ کو سچ ہے یہ خلاصہ دو چیز کہ درمیان میں ذکر و قال المترجم ہمارے عرف میں مشہور ہے کہ کو سہ وہ ہے جسکی وارثی نہ ہو بلکہ واسطی العرفہ فافہم۔ اور علی نے امام ابو یوسف رحم سے روایت کی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو مجھے سفلہ یعنی بچی نہ تو تو طالق ہے تو یہ حسب پیر و قال المترجم ہمارے زبان میں تالیف ہاں اگر یوں کہا جاوے کہ اگر تو مجھ سے گھٹ ہے تو تو محتمل ہے کہ حسب پیر و قال المترجم ہمارے علم میں اگر مرد

اور ایسا ہی ہے کہ اگر کسی نے کسی کو گالی دی تو اسکی جورو طالق ہے اور اگر بولا کہ اگر تو نے مجھے قذف کیا تو تو طالق ہے اور اگر بولا کہ اگر میں چہنال کی بچی تو طالق ہو جائیگی اسوسلے کہ عرف میں اسکو اسی عورت کا قذف کرنا شمار کرتے ہیں اگرچہ درحقیقت یہ اسکی مان کا قذف کرنا ہوتا ہے یہ فتاویٰ فاضل خان میں ہیں۔ اور اگر بولا کہ اگر تو نے مجھے قذف کیا تو تو طالق ہے اور اس سے مرد کی مراد تعلیق ہی یعنی اگر ایسا ہو تو ایسا ہے اور اسے کہنے کا بدلا دنیا نیت میں نہ تھا تو اگر وہ سفلہ نہ ہو تو طالق نہ ہوگی اور مشائخ نے سفلہ کے معنی میں گفتگو کی ہے اور امام ابو حنیفہ رحم سے مردی ہے کہ مسلمان سفلہ نہیں ہوتا ہے اور سفلہ کا فرہی ہوتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہیں۔ اور امام ابو یوسف رحم سے مردی ہے کہ سفلہ وہ آدمی ہے کہ اپنے قول میں کچھ مبالغہ نہ کرے اور جو اسکو کہا جاوے اسکی بھی کچھ پروا نہ کرے اور اسی پر فتوے ہیں پختیس و مزید ہیں۔ عورت نے مرد کو کہا کہ اگر میں چہنال پس مرد نے کہا کہ اگر میں چہنال ہوں تو تو بسہ طلاق طالق ہے پس اگر شوہر نے اس سے عورت کی گفتگو کے بدلا دینے کی نیت کی ہو کہ جسکو فارسی میں خشم راندن کہتے ہیں تو کہتے ہی طلاق واقع ہو جائیگی خواہ شوہر ایسا ہو جیسا عورت نے کہا ہے یا نہ ہو اور اگر شوہر نے اس سے تعلیق طلاق کی نیت کی ہو تو تا وقتیکہ شوہر ایسا نہ ہوگا طلاق واقع نہ ہوگی اور بفاک یا قلتان ایسے مرد کو کہتے ہیں جو اپنی جورو کی بدکاری پر واقف ہو اور اسپر رخصتی ہو۔ اور اگر شوہر کی اس سے کچھ نیت نہ ہو تو بعض مشائخ نے اسکو مکافات یعنی بدلا دینے پر مجبور کیا ہے اور بعض نے اسکو تعلیق پر مجبور کیا ہے اور بعض نے فرمایا کہ اگر حالت غضب میں اسنے کہا تو مکافات پر مجبور ہوگا اسواسلے کہ یہی ظاہر ہے اور اگر غیر حالت غصہ میں کہا ہے تو تعلیق پر مجبور ہوگا اسواسلے کہ یہی ظاہر ہے۔ اور اگر عورت نے مرد کو کہا کہ تو قرتبان ہو پس شوہر نے کہا اگر تو نے جانا کہ میں قرتبان ہوں تو تو بسہ طلاق طالق ہے تو طالق نہ ہوگی جب تک یہ نہ کہے کہ میں نے جانا کہ تو قرتبان ہے یہ فتاوے کبریٰ میں ہیں۔ عورت نے خاوند کو کہا کہ اسکو کو سچ پس اسنے کہا کہ اگر میں کو سہ ہوں تو تو طالق ہے اور اس سے تعلیق کی نیت کی تو مختار یہ ہے کہ اگر اسکی وارثی خیف غیر متصلہ ہو تو طالق ہوگی ورنہ نہیں اسواسلے کہ اسی کو عورت میں کو سہ کہتے ہیں یہ عیسا خسی میں ہے۔ اور کو سہ کی تفسیر میں اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اگر اسکی وارثی خیف نہ ہو تو وہ کو سچ ہے یہ خلاصہ دو چیز کہ درمیان میں ذکر و قال المترجم ہمارے عرف میں مشہور ہے کہ کو سہ وہ ہے جسکی وارثی نہ ہو بلکہ واسطی العرفہ فافہم۔ اور علی نے امام ابو یوسف رحم سے روایت کی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو مجھے سفلہ یعنی بچی نہ تو تو طالق ہے تو یہ حسب پیر و قال المترجم ہمارے زبان میں تالیف ہاں اگر یوں کہا جاوے کہ اگر تو مجھ سے گھٹ ہے تو تو محتمل ہے کہ حسب پیر و قال المترجم ہمارے علم میں اگر مرد

کہ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ ان ملک استعانت طالتی تاننا یعنی اگر کچھ بچہ نہ تلوون تو تو طالق لے
 طلاق ہو تو فرمایا کہ اگر اسکو سخت اذیت دی اور ہر امر میں اس سے ہناتشہ کیا تو حائث نہوگا یہ تاتار خانیہ میں ہے ایک
 مرد نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر میں آج کے روز تیرے بچہ کو ایسا نہ ماروں کہ وہ دو ٹکڑے ہو جاوے تو تو بے طلاق طالق
 ہو پھر اسکو زمین پر دے مارا مگر وہ نہ چٹا تو بے طلاق طالق ہو جائیگی یہ محیط سترسی میں ہے۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ اگر
 میں تجھے ایسا نہ ماروں کہ تجھے نہ زندہ و نہ مردہ چھوڑوں تو تو طالق ہو تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ یہ قسم سخت شدید
 تکلیف دہ مارنے پر واقع ہوگی پس اگر ایسا کیا تو قسم سچی ہو جائیگی اور اگر یہ قید لگائی کہ یہاں تک کہ تو موت مارے یا
 بیمار ہو جاوے یا تو فریاد مانگے تو جب تک حقیقت یہ باتیں نہ پائی جاویں تب تک قسم میں چنانہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں
 نے تجھے بغیر جرم مارا تو تو طالق ہو پس عورت نے دسترخوان کی روٹی پر پیالہ نہ کھرایا کہ وہ جھکا اور دسکے پانوں پر شوربا گرا
 جس سے اسکو ضرر ہو پھر اس مرد نے اسکو مارا تو حائث نہوگا اگرچہ عورت سے بغیر قصد ایسا واقع ہو گیا ہو اسلئے کہ عورت
 احکام دنیویہ میں اپنی خطا پر موقوف ہو مگر ان گناہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد نے کسی دوسرے
 مرد کو بہت سخت دروناک مار دی پس مار کھانے والے نے کہا کہ اگر میں اسکی سزا نہ کروں تو میری جو رو طالق ہو پھر
 ایک زمانہ گزر گیا اور اُسے بدلہ نہ لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ قسم شرعی بدلے قصاص ارش و تضریر وغیرہ پر واقع نہیں ہوگی
 بلکہ فقط برائی ہو پچانے پر واقع ہوگی خواہ کسی طرح ہو پس اگر بغور برائی ہو پچانے کی نیت کی ہو تو فی الفور اور
 اگر یہ نیت نہ کی ہو تو مطلقاً کسی وقت برائی ہو پچانے پر واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاہنجان میں ہے۔ اور مجموع النوازل میں
 لکھا ہے کہ اگر دوسرے سے روئے کہا کہ اگر میں آج تجھ سے وہ نہ کروں جو کرنا چاہیے تو میری جو رو طالق ہو پھر یہ روز
 گذرا حالانکہ اسکے حق میں کچھ نیکی و بدی نہ کی تو حائث نہوگا اسلئے کہ اسکے حق میں اُسے وہ کیا جو کرنا چاہیے اور وہ
 عفو ہو لیکن اگر اُسے کہا کہ میری مراد اس سے ضرب و شتم تھی تو ایسا نہ کرنے کی صورت میں وہ حائث ہو جائیگا۔ اور اگر
 اپنی عورت سے کہا کہ اگر تجھکو خون کے اندر نہ کروں تو تو طالق ہو پس اسکی ناک میں مارا کہ خون جاری ہو اور اسکے
 کپڑے بھر گئے تو قسم سچی ہو گئی بشرطیکہ اتنی ہی اسکی مراد ہو اسلئے کہ ظاہر یہ ہے کہ بالکل خون میں بوبو دنیا مراد نہیں ہے اور
 اگر کہا کہ اگر اس کو چھ کو ترکستان نہ کروں تو تو طالق ہو تو فرمایا کہ اس طرح سچا ہو سکتا ہے کہ اس کو چھ والوں پر بہت سے ترک
 سلاط کردے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر گل میں تیرے ساتھ وہ نہ کروں جو کتا اٹے کی مثلی سے کتا ہے تو تو طالق ہو تو جس
 کہا ہے اسکے کپڑے کچھ نو چکر اسکو کھینچ کر زمین پر ڈال دے تو قسم میں سچا ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ علی نے کہا کہ میں نے
 امام محمدؒ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ضرور میں تجھکو مارو مگر حتیٰ کہ تجھکو قتل کر دو مگر یا تو مردہ اٹھائی
 جائیگی ورنہ تو طالق ہو اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے تو فرمایا کہ اگر عورت کو سخت شدید ضرب سے مارا تو قسم میں سچا ہو جائیگا یہ
 بدائع میں ہے۔ ایک نے جو رو سے کہا کہ اگر تو مجھے نہ دیکھو تو تو طالق ہو پس اسکے بچہ کو مارا پس عورت نے دیکھ
 آئی تاکہ مارے بچا دے پس اگر اتنا قریب ہو گئی کہ اگر اپنا ہاتھ بڑھائی تو دونوں کو الگ کر دیتی تو حائث ہو جائیگا یہ
 خلاصہ میں ہے۔ اپنے غلام سے کہا کہ اگر مجھے تجھے لپٹا کر چال ہوئی پس میں نے تجھے نہ مارا تو میری جو رو طالق ہو
 پھر غلام کو میل بھر پڑ دیکھا کسی کو سٹے کی چھت پر دیکھا کہ اس تک پہنچ نہیں سکتا ہے تو حائث نہوگا یہ فتاویٰ کبریٰ
 میں ہے۔ شیخ ابوالحسنؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد اپنی جو رو کو مارتا تھا پس چند عورتوں نے اسکا بچانا چاہا پس

اُس نے کہا کہ اگر تم مجھے اسکے مارنے سے روکو تو یہ بسہ طلاق طالق ہے پس عورتوں نے اُسکو روکا مگر وہ باز نہ آیا اور عورتوں کو روکا کیا تو فرمایا کہ وہ بسہ طلاق طالق ہے جاہلیگی اور یہی صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھے ایذا دی تو تو طالق ہے پھر ایک باندی خرید کر اُسکو اپنے تصرف میں لایا پس اگر قسم کے وقت ایسی کوئی حالت ہو جو ایسی ایذا کے معنی پر دلالت کرے جو اس فعل کے علاوہ طور پر ہو تو طالق نہ ہوگی اس واسطے کہ ایذا اور معنی پر ہوگی ورنہ طالق ہو جاہلیگی اس واسطے کہ عورت اُسکو ایذا شمار کرتی ہے حتیٰ کہ اگر یہ عورت اُسکو ایذا شمار نہ کرتی ہو تو طلاق نہ واقع ہوگی۔ عورت سے کہا کہ تو مجھے دوست نہیں رکھتی ہے عورت نے کہا کہ اگر میں تجھے دوست نہیں رکھتی ہوں تو طلاق واقع ہو جاہلیگی اور اگر عورت کچھ کہنے سے پہلے مرد کو چھوڑ کر الگ ہو گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی اس واسطے کہ قولہ خود تو فی اسی طلاق معلق بشرط کی جانب راسع ہوگا پس شوہر نے گویا یہ کہا کہ بلکہ تو طالق بسہ طلاق ہے اگر تو مجھے دوست نہ رکھتی ہو۔ مرد نے اپنی جو رو کو اپنے بستر پر بلایا پس عورت نے کہا کہ تو مجھے کیا کر گیا ہے فلاں عورت کافی ہے ایک عورت اجنبیہ کا نام لیا پس شوہر نے کہا کہ اگر میں اُسکو چاہتا ہوں تو تو طالق ہے تو مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور مختار یہ ہے کہ جب تک شوہر یہ نہ کہے کہ میں اُسکو چاہتا ہوں تنہا اُسکی جو رو طالق نہ ہوگی اگرچہ اُسکو دوست رکھتا ہو اس واسطے کہ طلاق اُسکی محبت کی خبر دینے پر معلق ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر تو میرے نزدیک خاک سے زیادہ اہوں تو تو بسہ طلاق طالق ہے اگر عورت سے ایسی اہانت کی جو بہت اہانت شمار کی جاتی ہے تو حانت نہ ہوگا اس واسطے کہ عورت اسکے نزدیک خاک سے زیادہ اہوں ہوئی یہ فتاویٰ کبر سے میں ہے۔ شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ کچھ عورتیں متفق ہوئیں کہ اپنے واسطے اور دوسرے کے واسطے بھی سوت کا تہی تھیں پس ایک عورت کا شوہر غصہ ہو گیا اور کہا کہ اگر تو نے کسی کے واسطے سوت کا تہا تو میرے واسطے کسی نے کا تا تو تو طالق ہے پھر ان میں سے ایک عورت نے اس عورت کے گھر دوئی بھیجی تاکہ سوت کات دے پس اس عورت کی مان سننے اُسکو کا تا تو فرمایا کہ اگر ان عورتوں کی عادت ہو کہ ہر ایک خود ہی سوت کاتی ہو تو جب تک خود نہ کاتے تب تک طالق نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تیرا سوت اپنے کام میں لاؤں یا میرے کام میں آوے تو تو طالق ہے پس عورت نے اپنا سوت کسی دوسری عورت کے سوت سے بدل لیا یا اپنے سوت کا کپڑا دوسری عورت کے سوت کے کپڑے سے بدل لیا پس شوہر نے اُسکو پنا تو ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ وہ اپنی قسم میں حانت نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر شوہر نے اسکے سوت کا جال بنایا اور اس سے شکار کیا تو صحیح یہ ہے کہ وہ حانت ہو جائیگا اس واسطے کہ اُسکو اُس نے اپنے لائق کام میں استعمال کیا ہے یہ خزانہ لغتین میں ہے۔ اگر کہا کہ اگر تیرا سوت کام میں لاؤں تو تو طالق ہے پھر اسکے کاتے سوت کا کپڑا اپنا تو شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ حانت نہ ہوگا پھر پوچھا گیا کہ اگر اُس نے یون کہا کہ میرے کام میں اُسکو تو فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ حانت ہو جائیگا۔ ایک مرد نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تیرا سوت میرے بدن پر آوے تو تو طالق ہے پھر اُس نے اپنا ہاتھ عورت کے کاتے ہوئے سوت پر رکھا یا اسکے سوت سے کپڑا اسی کر بنایا اُس کے سوت کے مرقعہ سے تکیہ لگایا یا اسکے سوت کے پھونسے پر سویا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی قسم خاصہ پہنے پر واقع ہوگی اور ان صورتوں میں وہ حانت نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر یہ کپڑا میرے تن پر آوے تو میری جو رو طالق ہے اور یہ کپڑا

عورتوں نے کہا کہ اگر میں نے تجھے دوست نہیں رکھتی ہوں تو طلاق واقع ہو جاہلیگی اور اگر عورت کچھ کہنے سے پہلے مرد کو چھوڑ کر الگ ہو گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی اس واسطے کہ قولہ خود تو فی اسی طلاق معلق بشرط کی جانب راسع ہوگا پس شوہر نے گویا یہ کہا کہ بلکہ تو طالق بسہ طلاق ہے اگر تو مجھے دوست نہ رکھتی ہو۔ مرد نے اپنی جو رو کو اپنے بستر پر بلایا پس عورت نے کہا کہ تو مجھے کیا کر گیا ہے فلاں عورت کافی ہے ایک عورت اجنبیہ کا نام لیا پس شوہر نے کہا کہ اگر میں اُسکو چاہتا ہوں تو تو طالق ہے تو مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور مختار یہ ہے کہ جب تک شوہر یہ نہ کہے کہ میں اُسکو چاہتا ہوں تنہا اُسکی جو رو طالق نہ ہوگی اگرچہ اُسکو دوست رکھتا ہو اس واسطے کہ طلاق اُسکی محبت کی خبر دینے پر معلق ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر تو میرے نزدیک خاک سے زیادہ اہوں تو تو بسہ طلاق طالق ہے اگر عورت سے ایسی اہانت کی جو بہت اہانت شمار کی جاتی ہے تو حانت نہ ہوگا اس واسطے کہ عورت اسکے نزدیک خاک سے زیادہ اہوں ہوئی یہ فتاویٰ کبر سے میں ہے۔ شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ کچھ عورتیں متفق ہوئیں کہ اپنے واسطے اور دوسرے کے واسطے بھی سوت کا تہی تھیں پس ایک عورت کا شوہر غصہ ہو گیا اور کہا کہ اگر تو نے کسی کے واسطے سوت کا تہا تو میرے واسطے کسی نے کا تا تو تو طالق ہے پھر ان میں سے ایک عورت نے اس عورت کے گھر دوئی بھیجی تاکہ سوت کات دے پس اس عورت کی مان سننے اُسکو کا تا تو فرمایا کہ اگر ان عورتوں کی عادت ہو کہ ہر ایک خود ہی سوت کاتی ہو تو جب تک خود نہ کاتے تب تک طالق نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تیرا سوت اپنے کام میں لاؤں یا میرے کام میں آوے تو تو طالق ہے پس عورت نے اپنا سوت کسی دوسری عورت کے سوت سے بدل لیا یا اپنے سوت کا کپڑا دوسری عورت کے سوت کے کپڑے سے بدل لیا پس شوہر نے اُسکو پنا تو ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ وہ اپنی قسم میں حانت نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر شوہر نے اسکے سوت کا جال بنایا اور اس سے شکار کیا تو صحیح یہ ہے کہ وہ حانت ہو جائیگا اس واسطے کہ اُسکو اُس نے اپنے لائق کام میں استعمال کیا ہے یہ خزانہ لغتین میں ہے۔ اگر کہا کہ اگر تیرا سوت کام میں لاؤں تو تو طالق ہے پھر اسکے کاتے سوت کا کپڑا اپنا تو شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ حانت نہ ہوگا پھر پوچھا گیا کہ اگر اُس نے یون کہا کہ میرے کام میں اُسکو تو فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ حانت ہو جائیگا۔ ایک مرد نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تیرا سوت میرے بدن پر آوے تو تو طالق ہے پھر اُس نے اپنا ہاتھ عورت کے کاتے ہوئے سوت پر رکھا یا اسکے سوت سے کپڑا اسی کر بنایا اُس کے سوت کے مرقعہ سے تکیہ لگایا یا اسکے سوت کے پھونسے پر سویا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی قسم خاصہ پہنے پر واقع ہوگی اور ان صورتوں میں وہ حانت نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر یہ کپڑا میرے تن پر آوے تو میری جو رو طالق ہے اور یہ کپڑا

کہا کہ انت طالق لہذا حلت الدار تو یہ مثل اس قول کے ہوا انت طالق ان حلت الدار پس جب تک داخل نہ ہو طالق نہ ہوگی اس واسطے کہ لا حرف نفی ہے کہ جلعنہ اسکی تاکید کی ہے پس گویا اُس نے نفی دخول کی اسی وجہ سے طالق معلق بدخول دار ہوتی ہے بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا انت طالق لو حلت الدار لفلانک تو یہ قسم اسکی طلاق کی ہے جو جب کہ عورت کے دار میں داخل ہو۔ نے پر اسکو طلاق نہ دے گویا اُس نے یوں کہا کہ جب تو دار میں داخل ہوگی تو تجھے طلاق دوں گا پس اگر تجھکو طلاق نہ دوں تو تو طالق ہے پس اگر وہ دار میں داخل ہوئی تو اسکو لازم ہے کہ عورت کو طلاق دیدے پس اگر طالق نہ دے وہی یہاں تک کہ شوہر مر گیا یا عورت مر گئی تو طلاق پڑ جائیگی اور یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو میرا غلام آزاد ہو اگر میں تجھے نہ ماروں۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ادخلی الدار وانت طالق پس دار میں گئی تو طالق ہوگی اس واسطے کہ صیغہ امر کا جواب بحرف داؤ مثل جواب شرط بقرن فار کے ہے یہ قتادے کا منی خان میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ ایتہ امرأۃ ازواجہ انت طالق یعنی کوئی عورت کہ میں اس سے نکاح کر دوں تو وہ طالق ہے تو یہ قسم ایک عورت پر واقع ہوگی الا آنکہ اُس نے تمام عورتوں کی نیت کی ہو اور اگر فارسی میں کہا کہ ہر کدام زن کہ بزنی کنم الخ تو یہ قسم ہر عورت پر واقع ہوگی اور بعد رشید نے فرمایا کہ مختار یہ ہے کہ ایک ہی عورت پر واقع ہوگی اور اگر یوں کہا کہ ایتہ امرأۃ زوجت نفسہ انت طالق یعنی جو کوئی عورت کہ اپنے آپکو میرے نکاح میں دے وہ طالق ہے تو یہ سب عورتوں کو شامل ہوگی اور اگر کہا کہ ہر چہ زن بزنی کنم تو یہ قسم ہر عورت پر ایک بار واقع ہوگی الا آنکہ اُس نے تکرار کی نیت کی ہو اور اگر کہا کہ ہر چہ گاہ زن بزنی کنم تو یہ قسم ہر عورت پر ایک بار کے واسطے واقع ہوگی اور جب ایک بار اس سے نکاح کیا تو وہ طالق ہو جائیگی اور قسم محل ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ ازین روز تا ہزار سال ہر زن کے ویراست پس طالق است حالانکہ اسکی کوئی جورو نہیں ہے پس اس نے کسی عورت سے نکاح کیا تو طالق نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر زید سے کہا کہ ایتہ نسائی کلک یعنی جو میری جوروں میں سے تجھے کلام کرے وہ طالق ہے پھر سب نے اس سے کلام کیا تو سب طالق ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ جس سے میری جوروں میں سے تو نے اس سے کلام کیا وہ طالق ہے پس زید نے ان سب سے معا کلام کیا تو ایک طالق ہوگی اور بیان کا خیال شوہر کو ہوگا کہ وہ طالق کون ہے یہ حصیری کی شرح جامع کبیر میں ہے۔ اگر اپنی دو جوروں سے کہا کہ تم میں سے جس نے یہ انار کھایا وہ طالق ہے پس دونوں نے سین سے کھایا تو دونوں میں سے کوئی طالق نہ ہوگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اگر مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالق ہے اسے زانیہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو طلاق معلق بدخول ہوگی اور حد واجب نہ ہوگی اور نہ لعان لازم ہوگا اس واسطے کہ قولہ یا زانیہ نذر ہے اور نذر داخل نہیں ہوتا ہے جیسے یوں کہا کہ تو طالق ہے یا زانیہ اگر تو دار میں داخل ہوئی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق ہے اسے زانیہ بنت الزانیہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر نذر کو مقدم کیا اور کہا کہ اسے زانیہ تو طالق ہے اگر تو دار میں داخل ہوئی تو مرد مذکور عورت کا قذف کرنے والا ہو گیا جب کہ ایسی گفتگو کی پس عورت سے طاعنہ کر گیا اور جب قذف صحیح ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اولاً اس سے طاعنہ کیا پھر وہ دار میں داخل ہوئی حالانکہ وہ لعان کی حد میں ہے تو طلاق معلق بھی واقع ہوگی کیونکہ محل طلاق باقی ہے اور اگر پہلے دار میں داخل ہوئی پھر مرد سے اُسے مخاصمہ قذف کیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو طاعنہ کرے اور اگر بائن ہو تو نہیں۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے اسے طالق اگر تو دار میں داخل ہوئی تو فی الحال طالق نہ ہوگی بلکہ طلاق معلق

ہوگی اور اگر کہا کہ اسو زانیہ بنت الزانیہ تو طالق ہے اگر تو دارمین داخل ہو تو فی الحال اس عورت اور اسکی مان دونوں کا
 قذف کرنے والا ہوگا اور طلاق معلق بدخول ہوگی یہ حصیری کی شرح جامع کبیرین ہے۔ اور اگر نہ اسے طلاق سے
 شروع کیا پس کہا کہ اسو طالق تو طالق ہے اگر تو دارمین داخل ہوئی تو ایک طلاق اسو طالق کہنے سے واقع ہوگی اور
 دوسری طلاق معلق بدخول دار ہوگی اور اگر مداد کو آخر کلام میں لایا یعنی کہا کہ تو طالق ہے اگر تو دارمین داخل ہوئی
 اسو زانیہ تو طلاق معلق بدخول ہوگی اسواسطے کہ اسنے طلاق کو دخول پر معلق کیا ہے پھر اسکے بعد عورت کو منادی
 کیا ہے پس عورت کا قذف کر نیوالا ہوا۔ اور اس قول میں کہ تو طالق ہے اگر تو دارمین داخل ہوئی اسو طالق تو اول
 متعلق بدخول ہوگی اور یا طالق کہنے سے ایک طلاق واقع ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جو روحمرہ سے کہا
 کہ اگر تو دارمین داخل ہوئی اسو عمرہ تو تو طالق ہے اور اسو زینب پھر عمرہ دارمین داخل ہوئی تو وہ طالق ہو جائیگی اور شوہر
 سے اسو زینب کہنے کی نیت پوچھی جائیگی اگر اسنے کہا کہ میں نے اسکے طلاق کی نیت کی تھی تو وہ طالق ہو جائیگی۔ اور اگر
 اسنے بغیر حرف اور ایسا کہا ہو پھر بیان کیا کہ میں نے زینب کی طلاق کی بھی عمرہ کے ساتھ نیت کی تھی تو دونوں طالق
 ہو جائیگی اور اگر طلاق کو مقدم کیا اور کہا کہ اسو عمرہ تو طالق ہے اگر تو دارمین داخل ہوئی اور اسو زینب پھر عمرہ دارمین داخل
 ہوئی تو دونوں طالق ہو جائیگی اور اگر اسنے کہا کہ میں نے طلاق زینب کی نیت نہ کی تھی تو اسکا قول قبول ہوگا اور اگر کہا کہ اسو
 عمرہ تو طالق ہے اور اسو زینب تو زینب طالق نہ ہوگی الا آنکہ اسکی نیت کی ہو یا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر اسنے کہا کہ تیرے ای فلان
 مجھے ہزار درم ہیں اور اسو فلان تو مال مذکور اول ہی کا ہوگا اور اگر مال مقدم کیا یعنی کہا کہ تیرے ہزار درم مجھ میں اسو
 زید اسو سالم تو مال مذکور ان دونوں کا ہوگا اور اگر کہا کہ اسو عمرہ تو طالق ہے اسو زینب تو عمرہ طالق ہوگی نہ زینب الا
 آنکہ زینب کی نیت کی ہو اور اگر کہا کہ تو طالق ہے اسو عمرہ اسو زینب تو زینب طالق نہ ہوگی الا آنکہ اسکی نیت کی ہو اور اگر
 دونوں کا نام مقدم کر کے کہا اسو عمرہ اسو زینب تو طالق ہے تو پہلی طالق نہ ہوگی الا آنکہ اسکی نیت کی ہو یہ فتاویٰ
 قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اول عورت کہ میں اس سے نکاح کروں پس وہ طالق ہے پھر ایک عورت سے نکاح کیا
 تو وہ طالق ہو جائیگی خواہ اسکے بعد دوسری کسی سے نکاح کرے یا نہ کرے یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ اول عورت
 کہ جس سے میں نکاح کروں وہ طالق ہے پس دو عورتوں سے نکاح کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو اسپر طلاق واقع
 نہ ہوگی۔ اور اگر دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا کہ جنہیں سے ایک کا نکاح فاسد ہے تو جبکا نکاح صحیح ہے وہ طالق
 ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ اخیر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طالق ہے پس اسنے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دوسری
 سے نکاح کیا تو دوسری پر طلاق واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ شوہر مر جاوے پس جب شوہر مر گیا تو یہی اخیرہ متعین ہوئی
 پس امام اعظم رحمہ کے نزدیک وقت تزوج سے اسپر طلاق واقع ہوگی حتیٰ کہ اگر اسکے ساتھ دخول ہو گیا تو طریقہ مہر
 لازم ہوگا نصف بوجہ طلاق قبل دخول کے اور ایک مہر بربائے عقد فاسد یعنی وطی کا عقد اور تین حیض سے اپنی عورت
 پوری کریگی اور صاحبین کے نزدیک فی الحال پر مقصور ہوگی یعنی طلاق بھی واقع ہوگی اور شوہر متوفی پر مہر
 مثل لازم ہوگا اور عورت پر امام محمد رحمہ کے نزدیک عدت وفات و طلاق واجب ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ کے
 نزدیک فقط عدت طلاق واجب ہوگی یہ محیط خسی میں ہے۔ جامع میں فرمایا کہ اگر کسی مرد نے کہا کہ آخر عورت
 کہ میں اس سے نکاح کروں وہ طالق ہے پھر اسنے عمرہ سے نکاح کیا پھر زینب سے نکاح کیا پھر عمرہ کو قبل دخول کے

اور اگر کہا کہ فلانہ اگر پہلی عورت ہو جس سے میں نکاح کروں تو وہ طالق ہو پھر اس سے نکاح کیا پھر اس عورت نے طلاق کا دعویٰ کیا پس مرد نے کہا کہ میں نے اس سے پہلے دوسری عورت سے نکاح کیا ہے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر کسی مرد نے دو عورتوں سے کہا کہ ادل عورت تم دونوں میں سے کہیں اسکو نکاح میں لاؤں وہ طالق ہو یا کہا کہ اگر میں تم دونوں میں سے ایک پہلے دوسری سے نکاح میں لایا تو وہ طالق ہو پھر کسے ایک سے نکاح کیا پس اس نے طلاق واقع ہونے کا دعویٰ کیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے پہلے دوسری سے نکاح کیا ہے تو بدو گواہوں کے اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر بدو گواہوں نے ان دونوں میں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا ہے تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے غرہ سے قبل زینب کے نکاح کیا تو وہ طالق ہو پھر عمرہ سے نکاح کیا اور اس نے طلاق کا دعویٰ کیا پس مرد نے کہا کہ میں نے اس سے پہلے زینب سے نکاح کیا ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تم دونوں میں سے ایک سے قبل دوسری کے نکاح کیا تو وہ طالق ہو پھر ان دونوں میں سے ایک سے نکاح کیا اور کہا کہ دوسری سے اس سے پہلے نکاح کیا ہے تو تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ دو ان سے ایک ساتھ نکاح کیا ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا پھر جامع کبیر از حصیری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ آخر عورت جسکو میں نکاح میں لاؤں وہ طالق ہو پھر اس نے ایک عورت سے دوبار نکاح کیا پھر مر گیا تو وہ طالق نہوگی اور اگر کہا کہ آخر تزوج کہ اسکو عمل میں لاؤں اسکی منکوحہ طالق ہو اور باقی مسئلہ بحال ہے تو یہی عورت جس سے دوبارہ نکاح کیا ہے وہ طالق ہو جائیگی یہ عجیب و غریب ہے۔ اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر دوسری سے نکاح کیا پھر جسکو طلاق دیدی تھی اس سے دوبارہ نکاح کیا پھر اس نے طلاق کی اضافت فعل ماضی کی طرف کی یعنی یوں کہا کہ آخر عورت جس سے میں نے نکاح کیا ہے وہ طالق ہو اور اسکی نیت کچھ نہیں ہے تو وہ طالق ہوگی جس سے ایک مرتبہ نکاح کیا ہے اور اگر کہا کہ آخر تزوج جسکو میں عمل میں لایا ہوں جو اس تزوج سے منکوحہ ہے وہ طالق ہو تو جس سے دوبارہ نکاح کیا ہے وہ طالق ہوگی یہ شرح جامع کبیر از حصیری میں ہے۔ ایک مرد کی دو عورتیں عمرہ و زینب ہیں پس اس نے کہا کہ عمرہ طالق ہو اسدم یا زینب طالق ہو چاہے میں اس گھر میں داخل ہوں تو انہیں سے کسی پر طلاق واقع نہوگی یہاں تک کہ وہ دار میں داخل ہو پھر جب وہ دار میں داخل ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جسپر طلاق واقع کرنا چاہے اختیار کرے۔ تو ایک مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ تو طالق ہو یا میں مرد نہیں ہوں یا عربی میں کہا کہ دانا غیر راجل تو عورت طالق ہوگی اسواسطے کہ وہ ضرور مرد ہو اور اپنے کلام میں کا ذہن ہی اور اگر کہا کہ تو طالق ہو یا میں مرد ہوں تو سچا ہوگا اور اسکی جوڑو پر طلاق نہ پڑے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ایک نے اپنی جوڑو سے کہا کہ تو طالق ہو اگر تو دار میں داخل ہوئی نہیں بلکہ یہ دوسری عورت تو یہ قسم پہلی ہی عورت کے داخل ہونے پر واقع ہوگی پھر اگر پہلی عورت دار میں داخل ہو گئی تو دونوں طالق ہو جائیگی اور اگر دوسری داخل ہوئی تو دونوں میں سے کوئی طالق نہوگی۔ اور اگر مرد نے اس کلام میں شرط سے جو کہنے کی نیت کی ہو تو صحیح ہے پس اگر دوسری دار میں داخل ہوئی تو پہلی عورت دیانہ و قضاار دونوں طرح طالق ہو جائیگی اور اگر پہلی داخل ہوئی تو بھی وہ دیانہ و قضاار طالق ہوگی مگر دوسری فقط قضاار طالق ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہو اگر تو چاہے نہیں بلکہ یہ دوسری تو پہلی عورت کے مشیت پر توفیق ہوگی اور دونوں کی مشیت دونوں کی

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

طلاق کے واسطے ہونا شرط نہیں ہے حتیٰ کہ اگر اسے صرف اپنی طلاق کو چاہا اپنی سوت کی طلاق کو نہ چاہا تو خاموش رہی مطلقہ ہوگی اور اگر اپنی طلاق نہیں بلکہ فقط سوت کی طلاق چاہی تو سوت ہی خاصۃً مطلقہ ہوگی اور اگر اسے دونوں کی طلاق چاہی تو دونوں طائفہ ہو جائیگی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ میں نے فقط دوسری عورت کی جانب مشیت راجع کرنے کی نیت کی تو دیاۃ اسکی تصدیق ہوگی اور قضاء ایسی صورت میں کہ حسین اسکیس سے تخفیف ہوتی ہو تصدیق ہوگی جیسری کی شرح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر بولا کہ تو طائفہ ہر اگر تو دار میں داخل ہوئی نہیں بلکہ فلانہ طائفہ ہر تو دوسری پر طلاق غیر واقع ہوگی یعنی یہ کلام کہتے ہی دوسری پر ایک طلاق پڑ جائیگی مگر پہلی عورت کی طلاق سعلق بذخول باقی رہیگی۔ اور اگر شرط کو مؤخر کر دیا اور کہا کہ تو طائفہ ہر نہیں بلکہ فلانہ طائفہ ہر اگر دار میں داخل ہوئی تو حکم برعکس ہو جائیگا کہ پہلی عورت پر فی الحال طلاق واقع ہوگی اور دوسری عورت کی طلاق سعلق بذخول پہلی کی شرح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دار میں نہیں بلکہ اس دوسرے دار میں تو طائفہ ہر تو جب تک دوسرے دار میں داخل ہو طائفہ ہوگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر تو اس دار میں داخل ہوئی تو تو طائفہ ہر نہیں بلکہ اس دار میں تو حکم یہ ہے کہ دونوں میں جسے میں داخل ہوگی طائفہ ہو جائیگی یہ محیط البشری میں ہے۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طائفہ ہر اگر فلان اس دار میں داخل ہو نہیں بلکہ فلان تو دونوں میں سے جو شخص داخل ہوگا عورت طائفہ ہو جائیگی اور اگر دونوں داخل ہونے تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نے رد جزا کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی پس اگر دوسرا فلان مذکور داخل ہوا تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ طائفہ ہوگی مگر قضاء طائفہ ہو جائیگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طائفہ ہر اگر تو اس دار میں داخل ہوئی نہیں بلکہ فلان تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے فلان سے نکاح کیا تو وہ طائفہ ہر نہیں بلکہ فلانہ اور یہ دوسری فلانہ بھی اسکی جو رو ہر کو یہ اسی دم طائفہ ہوگی اس واسطے کہ دوسرا کلام غیر مستقل ہو پس وہ متعلق بشرط ہو گا یہ شرح جامع کبیر حصیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو تو بسطہ طلاق طائفہ ہر نہیں بلکہ فلانہ پھر پہلی عورت دار میں داخل ہوئی تو دونوں میں سے ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اسی مسئلہ میں یون بولا ہو کہ نہیں بلکہ فلانہ طائفہ ہر تو دوسری پر نے احوال ایک طلاق واقع ہوگی اور پہلی کے حق میں تین طلاق معلق رہیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو داخل ہوئی تو تو حرام ہے نہیں بلکہ فلانہ تو پہلی کے داخل ہونے پر دونوں میں سے ہر ایک بیک طلاق بائن طائفہ ہو جائیگی۔ اور اگر اس صورت میں کہا کہ نہیں بلکہ فلانہ طائفہ ہر تو دوسری فی الحال بیک طلاق رجعی طائفہ ہوگی اور پہلی جو رو بروقت دخول کے بیک طلاق بائن طائفہ ہوگی شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اور قد درمی میں ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو تو طائفہ و طائفہ و طائفہ ہر نہیں بلکہ دوسری عورت پھر پہلی جو رو دار میں داخل ہوئی تو دونوں پر تین تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طائفہ واحدہ ہر نہیں بلکہ بسطہ اگر تو دار میں داخل ہو تو ایک طلاق فی الحال واقع ہوگی اور دو طلاقیں بروقت دخول دار کے واقع ہونگی بشرطیکہ عورت مدخولہ ہو اور اگر یون کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو تو طائفہ واحدہ ہر نہیں بلکہ بسطہ تو کوئی طلاق واقع ہوگی بیان تک کہ وہ دار میں داخل ہو پھر جب دار میں داخل ہوئی تو بسطہ طلاق طائفہ ہو جائیگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یہ محیط میں ہے جو مختصر فی فصل انتشار کے بیان میں ہے۔ اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طائفہ ہر انتشار اللہ تعالیٰ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے اور تو طائفہ ہر کے ساتھ ملا کر انتشار اللہ تعالیٰ کہا تو طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر انتشار اللہ تعالیٰ کہنے سے پہلے عورت مر گئی تو بھی

یہی حکم ہو گا نہ انہی ہدایہ بخلاف اسکے اگر انت طالق سے طلاق ہو کہنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کہنے سے پہلے شوہر
 مر گیا حالانکہ وہ مستنار کہنا چاہتا تھا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور یہ بات جب ہی معلوم ہو سکتی ہو کہ اس نے طلاق دینے سے پہلے
 یہ کہا ہو کہ میں اپنی جو رو کو طلاق دوں گا اور مستنار کروں گا یہ کفایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو الا ان انشاء اللہ تعالیٰ
 یا انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ مثل انشاء اللہ تعالیٰ کے ہے یہ سراج الوماج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو ما شاء
 اللہ کان تو واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طلاق ہو الا ما شاء اللہ تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر
 کہا کہ تو طلاق ہو فیما شاء اللہ تعالیٰ پس اگر متصل کہا تو طلاق واقع ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو
 ان لم یشاء اللہ تعالیٰ تو واقع ہوگی الا آنکہ ان لم یشاء اللہ تعالیٰ کو موقت کر دے مثلاً کہ دسے کہ آج کے روز تو
 دن گذر جانے کے بعد طلاق واقع ہو جائیگی یہ عتاسیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو ما لم یشاء اللہ تعالیٰ تو کچھ
 واقع ہوگی یہ اختیار بشرح مختار میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو کیف شاء اللہ فقہ توفی الحال طلاق ہو جائیگی یہ محیط
 نسخی میں ہے۔ اور متفقہ میں لکھا ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق بے طلاق ہو الا انشاء اللہ تعالیٰ تو ہر ایک طلاق
 واقع ہوگی اور اس مقام پر فرمایا کہ ہم استنار کو اکثر پر قرار دینگے اور اسکے بعد یہ سائل ذکر فرمائے کہ اگر کہا کہ تو
 طلاق بے طلاق ہو الا ما شاء اللہ تعالیٰ یا تو طلاق بے طلاق ہو الا ان لیس اللہ تعالیٰ اور اسکا حکم یہ ذکر فرمایا کہ صلا
 طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو اگر اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا یا رضی ہو یا ارادہ فرمایا تقدیر
 فرمایا تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو بقیۃ اللہ تعالیٰ یا ہاروۃ اللہ
 تعالیٰ یا بحیث اللہ تعالیٰ یا برضائہ اللہ تعالیٰ تو واقع ہوگی اس واسطے کہ یہ الباطل ہے یا تعلیق ہے ایسے امر کے ساتھ جیسے
 وقوت نہیں ہو سکتا ہے جیسے انشاء اللہ تعالیٰ کہنے میں ہے اس واسطے کہ حرف بار موحده واسطے الصاق کے ہے اور
 تعلیق کی صورت میں الصاق جزا بشرط ہوتا ہے۔ اور اگر ان الفاظ کو کسی بندہ کی طرف مضاف کیا تو یہ اسکی طرف سے
 اس بندہ کو تملیک ہے یا مالک و مختار کر دیا پس یہ تملیک مقصود مجلس ہوگی جیسے کہا کہ تو طلاق ہو اگر فلان چاہے۔ اور
 اگر کہا کہ تو طلاق ہو باذن اللہ تعالیٰ یا بامر فلان یا بحکم اللہ تعالیٰ یا بحکم فلان یا بقضاء یا باذن یا بعلم یا بقدرت اللہ تعالیٰ
 یا فلان تو دونوں صورتوں میں خواہ اللہ تعالیٰ کی جانب اضافت کرے یا بندہ کی طرف صورت فی الحال طلاق ہو جائیگی
 اس واسطے کہ عرفاً ایسے طور سے کہنے سے تنجیز مراد ہوتی ہے جیسے کہا کہ تو طلاق ہو بحکم قاضی اور اگر عربی زبان میں کہا کہ
 انت طالق لا امر اللہ تعالیٰ اولامر فلان آخر تک سب الفاظ مذکورہ بھرت لازم ذکر کیے تو سب صورتوں میں طلاق واقع
 ہوگی خواہ بندہ کی طرف اضافت کرے یا اللہ تعالیٰ کی طرف۔ اور اگر اس نے بھرت فی ذکر کیا پس اگر اللہ تعالیٰ کی طرف
 اضافت کی تو سب صورتوں میں طلاق واقع ہوگی الا فی علم اللہ تعالیٰ کی صورت میں کہ ہمیں فی الحال واقع
 ہوگی اس واسطے کہ یہ معلوم کا ذکر ہے اور وہ واقع ہو اور قدرت میں یہ بات نہیں لازم ہے اس واسطے کہ قدرت اس
 مقام پر مراد تقدیر ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی کسی چیز کو مقدر فرماتا ہے اور کبھی نہیں فرماتا ہے پس معلوم ہوا اور اگر حقیقت
 قدرت مراد ہو تو نے قدرت اللہ تعالیٰ کہنے سے بھی فی الحال واقع ہوگی اور اگر بندہ کی طرف اضافت کی تو
 پہلی چار فصلوں میں تملیک ہوگی کہ اگر فلان نے مثلاً اس مجلس میں دسی تو واقع ہوگی ورنہ نہیں اور باقی میں
 تعلیق ہوگی یہ بتیں میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اعانت دسی یا بھوتہ اللہ تعالیٰ

اور اُسے استنثار کی سنت کی تو یہ استنثار فیما بینہ و بینہ ابتدائی ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر طلاق ایسے شخص کی مشیت پر معلق کی جسکی مشیت معلوم نہیں ہو سکتی ہے جیسے کہا کہ اگر جبریل علیہ السلام نے چاہا یا ملائکہ نے یا جن نے یا شیاطین نے تو یہ بمنزلہ تعلیق بیشیہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اگر مشیت اللہ تعالیٰ و مشیتہ العباد جمع کر کے مثلاً یون کہا کہ تو طالق ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہی وزیر نے چاہی پھر وزیر نے چاہی تو واقعہ نہوگی اس واسطے کہ اُسے دو شرط پر معلق کی ہو کہ دونوں میں سے ایک کا وجود معلوم نہوا اور جو دو شرطوں پر معلق ہو وہ ایک ہی شرط کے پائے جانے پر نازل نہیں ہوتی ہے یہ بدائع میں ہے۔ اگر کسی سے کہا کہ میری جود کو طلاق دے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہی اور تو نے چاہی یا ما شاء اللہ تم و مشیت پھر اس مخاطب نے اسکو طلاق دی تو واقعہ نہوگی اور اگر کہا کہ تو میری جود کو طلاق دے یا ما شاء اللہ تم و مشیت یعنی بعض اسکے کہ خدا چاہے اور تو چاہے پس مخاطب نے اسکو کچھ مال پر طلاق دی تو ناجائز ہے اس واسطے کہ بیان مشیت بدل پر واقع ہوئی ہے نہ طلاق پر پس ذکر بدل لغو ہو گیا اور امر طلاق مطلقاً باقی رہ گیا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر طلاق دیوار کی مشیت پر معلق کی تو واقعہ نہوگی یہ نہر الفائق میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جود کو تین طلاقیں دین اور ساتھ ہی انشاء اللہ تعالیٰ کہدیا حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کیا ہے تو طلاق واقع نہوگی یہ تجنیس و مزید میں ہے۔ اور یہی فتوے کے واسطے مختار ہے یہ مختار الفتاویٰ میں ہے۔ اور اگر اپنی جود سے کہا کہ تو طالق ہے الا آنکہ فلان اُسکے سوا کے کچھ چاہے یا الا آنکہ فلان اسکے سوا کے اور کچھ ارادہ کرے یا الا آنکہ فلان اسکے سوا کے کچھ اور پسند کرے یا الا آنکہ فلان اسکے سوا کے کچھ اور بات پر رضی ہو یا خواہش کرے یا اسکی رائے میں آوے یا الا آنکہ فلان کو اسکے سوا کے کوئی اور دوسری بات ظاہر ہو پس اگر فلان نے اپنی مجلس میں اسکے سوا کے کچھ اور نہ چاہا یا نہ ارادہ کیا آخر تک سب الفاظ مذکورہ کو یون ہی سمجھنا چاہیے تو طلاق واقع ہوگی اور واضح رہے کہ فلان مذکور کی زبانی خبر کا اعتبار ہے نہ اسکا جو اسکے دل میں ہے کہ وہ پوشیدہ ہو حتیٰ کہ اگر فلان نے کہا کہ میں نے اسکے سوا کے دوسری بات چاہی یا ارادہ کی ہے تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ اُسے دل سے اسکے سوا کے کوئی اور بات نہ چاہی اور نہ ارادہ کی ہو اور اگر اُسے اپنے دل سے اسکے سوا کے کوئی اور بات چاہی ہو مگر خبر نہ دی تو طالق ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر نے الا آن کہنے سے کسی نے فعل کا استنثار کیا مثلاً کہا کہ تو طالق ہے الا آنکہ میں اسکے سوا کے کچھ اور چاہوں یا اسکے سوا کے کچھ اور ارادہ کروں تو اسکی تمام عمر میں اسکے سوا کے اور بات نہ چاہنے پر طلاق پڑیگی اور یہ نہوگا کہ اسی مجلس میں اور بات نہ چاہنے پر واقع ہو جاوے اور یہی حکم چاہنے و ارادہ کرنے کے ساتھ جو الفاظ مذکور ہوئے ہیں مثل خواہش و رضا و پسند و غیرہ نہیں بھی ہے۔ پھر اگر مذکور ہو گیا اور آخر عمر تک اُسے اسکے سوا کے کچھ اور بات نہ چاہی تو اسکی آخر زندگی میں یعنی متصل ہوت اسکی یہ جود و طالق موجب جائیگی اس واسطے کہ اسکے سوا کے دوسرے امر کا نہو یا متحقق ہو گیا پھر اگر یہ عورت غیر غولہ ہو تو اسکی وارث بھی نہوگی کیونکہ عدت نہیں ہے اگرچہ شوہر اس میں غار قرار پایا ہو یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ معلیٰ نے کہا کہ امام محمد نے فرمایا ہے کہ اگر مرد نے اپنی جود سے کہا کہ انت طالق لولا دخولک الدار یا کہا کہ انت طالق لولا مہرک یعنی تو طالق ہے اگر تیرا اس دار میں داخل ہونا نہو یا تو طالق ہے اگر تیرا مہر نہو یا کہا کہ تو طالق ہے اگر تیرا شرف نہو یا تو یہ سب استنثار ہیں اور طلاق واقع نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق ہے اگر اللہ تعالیٰ نہو یا یہ شرح جامع کبیر حصیر می میں ہے۔ اور مجموعہ التوازل

مین ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے اگر تیرا باپ نہ تو تیرا تیرا حسن نہ تو تیرا جمال نہ تو تیرا یمن نہ تو تیرا چہرہ نہ تو عورت پر طلاق واقع ہوگی اور یہ سب الفاظ بمعنی استنثار ہیں یہ خلاصہ مین ہے۔ اور مشیتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معلق کرنا امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اعدام و البطلان ہے یعنی جب طلاق کو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر معلق کیا تو طلاق وسیع ہو گیا و معدوم کر دیا اور امام ابو یوسف کے نزدیک تعلیق بشرط ہے پس باطل و معدوم نہیں کیا مگر بشرط ایسی لگائی کہ آپس پر وقوف نہیں ہو سکتا ہے جیسے کسی غائب کی مشیت پر معلق کیا کہ در صورت اسکے غائب ہونے کے شریعت کی مشیت پر وقوف نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ اس میں شرط ہے کہ متصل ہو جیسے اور شرط مین ہے۔ اور بعض نے کہا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اختلاف اسکے برعکس ہے اور خلاف کا ثمرہ چند مقامات پر ظاہر ہوتا ہے اور انجملہ یہ ہے کہ اگر بشرط کو مقدم کیا اور جواب مین بزبان عربی عربیت حرف فارسیہ لا یا مثلاً کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ انت طالق یعنی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے تو طالق ہے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک واقع ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وانت طالق یا کہا کہ مین نے تجھے کل طلاق دیدی ہے انشاء اللہ تعالیٰ تو طرفین کے نزدیک واقع ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک واقع ہوگی اور انرا انجملہ اگر ایک نے دو قسموں کو جمع کیا اور کہا کہ تو طالق ہے اگر تو دارمین داخل ہوئی اور میرا غلام آزاد ہو اگر تو نے ذیر سے کلام کیا انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ استنثار امام ابو یوسف کے نزدیک راجع بجمع ثانیہ ہوگا اور طرفین کے نزدیک پورے سے متعلق ہوگا۔ اور اگر اس نے دو ایقان کو جمع کیا کہ تو طالق ہے اور میرا غلام آزاد ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ استنثار بالاجماع دونوں سے متعلق ہوگا اور انجملہ یہ ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں شرطیہ طلاق کی قسم نہ کھا دھکا تو ان شاء اللہ تعالیٰ کے ساتھ طلاق دینے سے امام ابو یوسف کے نزدیک حانت ہو جائیگا اس واسطے کہ اس میں شرط موجود ہے اور طرفین کے نزدیک حانت ہوگا یہ تیسرین مین ہے۔ اور ایمان الحجامع مین لکھا ہے کہ دو قسم کے بعد جو ان شاء اللہ تعالیٰ بولا جاوے وہ دونوں قسموں کی طرف راجع ہوتا ہے یہ ظاہر الروایہ ہے یہ غایہ سروجی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ فانت طالق یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تو طالق ہے تو بالاتفاق طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق ہے وان شاء اللہ تعالیٰ یا فان شاء اللہ تعالیٰ تو یہ شخص استنثار کرنے والا ہوگا یعنی طلاق واقع ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگر تو اس دارمین داخل ہوئی تو دارمین داخل ہونے سے طلاق واقع ہوگی اور جہاں اور شرط کے درمیان استنثار قائل ہو یہ وجہ کر درمی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ تو طالق ہے تو استنثار راجع باول ہوگا اور دوسری طلاق ہمارے نزدیک واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق ہے بے طلاق ہے انشاء اللہ تعالیٰ تو طالق ہے تو ایک طلاق فی الحال واقع ہوگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ اگر کہا کہ تو طالق بواحدہ ہے اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور تو طالق ہے و طلاق ہے اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے تو مشائخ نے فرمایا کہ کوئی واقع ہوگی یہ فتاویٰ فاضلین مین ہے۔ نازل مین ہے کہ اگر جو رو سے کہا کہ تو طالق ہے حج کے نزدیک طلاق انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر نہ چاہا اللہ تعالیٰ نے تو تو بدو طلاق طالق ہے پھر دن گذر گیا اور اسکو طلاق نہ دسی تو دو طلاق واقع ہوگی اور اگر دن گذرنے سے پہلے اسکو ایک طلاق دیدی تو پھر فقط یہی ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ یہ دوسری جو دو استنثار دونوں پر ہوگا اور نہیں مشیت ہے دوسری کے واسطے اسلئے کہ اس نے اول سے رجوع فرار دیا ہے پس گویا یوں کہا

۱۰
مین کہتا ہے کہ
چھٹا ہے کہ
پہلے جو طلاق
دیکھو تو طلاق
واقع ہوگی
اور اگر بعد
میں طلاق
دیکھو تو طلاق
واقع ہوگی
اور اگر بعد
میں طلاق
دیکھو تو طلاق
واقع ہوگی

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

کہ تو طالق ہو ان شاء اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ یہ طالق ہی انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر اس نے شرط یعنی مشیت سے رجوع کا قصد کیا ہو تو اسکی نیت صحیح ہوگی اس واسطے کہ اس کے کلام میں یہ احتمال ہے اور تخفیف بھی نہیں ہے بلکہ غلطی ہے یہ خصیصہ کی شرح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بسے طلاق ہے الا ایک طلاق تو دو طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ایک طلاق تو ایک واقع ہوگی یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور مصنف نے اپنی زیادات میں ذکر فرمایا کہ کل سے کل کا استثناء جب ہی نہیں صحیح ہوتا ہے کہ جب بعینہ اسی لفظ سے ہو اور اگر بغیر اس لفظ کے استثناء کیا تو صحیح ہے اگرچہ ازراہ معنی کل کا کل سے استثناء کیا ہو چنانچہ اگر اس نے کہا کہ میری کل عورتیں طالقات ہیں الا کل میری عورتیں تو استثناء صحیح ہوگا بلکہ سب عورتیں طالق ہو جائیں گی اور اگر کہا کہ میری کل عورتیں طالقات ہیں الا زینب و عمرہ و بکرہ سلمیٰ تو انہیں سے کوئی طالق نہ ہوگی اگرچہ یہ کل سے کل کا استثناء ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری عورتیں طالقات ہیں الا یہ عورتیں یعنی اشارہ کیا حالانکہ تنگی طرف اشارہ کیا ہے اس کے سواے اسکی کوئی عورت نہیں ہے تو استثناء صحیح ہے اور کوئی انہیں سے طالق نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے اور اگر کہا کہ میری عورتیں طالقات ہیں فلانہ و فلانہ و فلانہ الا فلانہ تو استثناء جائز ہے اور اگر کہا کہ فلانہ طالق ہے و فلانہ طالق ہے و فلانہ طالق ہے الا فلانہ تو استثناء نہیں صحیح ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ اور یہ اور یہ الا یہ تو بھی استثناء باطل ہوگا یہ محیطہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری عورتیں طالقات ہیں الا زینب تو زینب طالق نہ ہوگی اگرچہ سواے زینب کے اسکی کوئی جو رد نہ ہو یہ غایہ سروجی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے بسے طلاق الا بواحدہ دو احدہ و واحدہ تو استثناء باطل ہوگا اور امام اعظم کے نزدیک تین طلاق واقع ہوگی اور صاحبین کے نزدیک ایسا نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک دو طلاق واقع ہوگی۔ اور امام اعظم کے قول ارجح ہے پس امام ابو حنیفہ کے یہاں سے میں یہ تنہا کہ اولے کی صحت میں توقف ہو یہاں تک کہ ظاہر ہو کہ وہ مستغرق ہے یا نہیں اور صاحبین کی یہاں سے میں اسکی صحت کا انحصار اولیٰ پر ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے بواحدہ دو احدہ و واحدہ الا بسے طلاق تو تین طلاق واقع ہوگی اور استثناء باطل ہوگا اس میں سب تینوں اماموں کا اتفاق ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بواحدہ دو و الا بدو یا بدو و یک ہے الا بدو تو تین طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ بدو و یک ہے الا یک تو بھی تین طلاق واقع ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق و احدہ شین الا واحدہ یعنی تو طالق یک دو و الا ایک تو دو طلاق واقع ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بدو و چار ہے الا پانچ تو تین طلاق واقع ہوگی یہ ظہر میں ہے۔ اور اگر بدو و یک سے کہا کہ تو طالق ہے تو طالق ہے الا واحدہ تو تین طلاق واقع ہوگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور شیعہ میں ہے کہ عورت سے کہا کہ تو طالق بسے و شہ ہے الا چار تو امام اعظم کے نزدیک تین طلاق واقع ہوگی اور یہی امام محمد سے مروی ہے اور اسکا قول و شہ جو اس نے دوبارہ کہا ہے وہ فاسل ہو جائیگا اور امام ابو یوسف نے کہا کہ بدو و طلاق طالق ہوگی اور امام محمد کے ظاہر قول یہی ہے یہ محیطہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بدو و و الا بدو پس اگر اس نے ایک ہی دو سے استثناء کی نیت کی ہو تو نہیں صحیح ہے اور اگر پہلے دو سے ایک کی اور دوسرے دو سے ایک کی استثناء کی نیت کی ہو تو صحیح ہے اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو استثناء صحیح اور دو طلاق واقع ہوگی یہ ظہر و غایہ سروجی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بدو و و الا تین تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق یکبارہ طلاق ہے الا تین تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ثلث ہے الا واحدہ و یقین تو امام ابو حنیفہ کے یہاں سے

روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہو گئی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہو گئی اور ایک کا
استثنا صحیح ہو گا اور باقی کا استثنا باطل ہو گا یہ فتاویٰ قاضی شامین ہیں۔ اور اگر مستثنیٰ منہ سے مستثنیٰ زاد ہو تو مستثنا
باطل ہو گا چنانچہ اگر کہا کہ تو طالق بسمہ الہ چار تو باطل ہو اور اگر ایک تطلیق کا کوئی جزو مستثنیٰ ہو تو بھی باطل ہے جیسے
تو طالق ہو الا نصف طلاق یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کہا کہ دو ونصف الا نصف تو استثنائے بنین صحیح ہے اور تین طلاق واقع
ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بسمہ الہ دو ونصف تو امام محمدؒ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہو گئی اس واسطے
کہ بعد استثنائے کے آدمی طلاق باقی رہتی ہے۔ اور اگر کہا کہ ایک ونصف الا ایک تو ایک واقع ہو گئی یہ عتابیہ
میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بسمہ الہ واحدہ ونصف تو اس پر دو طلاق واقع ہو گئی یہ بدائع میں ہے۔ ایک مروی
نے اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالق بسمہ طلاق ہو الا اسکی نصف تو دو طلاق واقع ہو گئی اور اگر کہا کہ الا انکے انصاف
یعنی ہر ایک طلاق کی نصف تو تین طلاق واقع ہو گئی یہ فتاویٰ قاضی شامین ہیں۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بسمہ طلاق ہو
الا نصف تطلیق تو تین طلاق واقع ہو گئی اور یہ قول امام محمدؒ کا ہے اور یہی مختار ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو بائنه
ہو الا بائنه پس اگر اول بائنه سے تین طلاق کی اور دوسری سے ایک کی نیت کی تو استثنائے صحیح ہے اور دو طلاق
واقع ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق بسمہ الہ واحدہ اور اسے البتہ سے تین طلاق کی نیت کی ہے
تو بھی استثنائے صحیح ہے اور یہی حکم ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک مروی نے اپنی جو رو سے کہا کہ تو بائنه الہ واحدہ اور بائنه
سے اسے تین طلاق کی نیت کی تو عورت پر دو طلاق بائنه واقع ہو گئی اسی طرح اگر کہا کہ تو بسمہ طلاق بائنه طالق
ہو الا واحدہ تو دو طلاق بائنه واقع ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بسمہ طلاق بائنه الہ واحدہ یا کہا کہ بسمہ طلاق البتہ
الا واحدہ تو دو طلاق رجعی واقع ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق ثلث ہو الا واحدہ یا واحدہ البتہ تو
بھی دو طلاق رجعی واقع ہو گئی یہ فتاویٰ قاضی شامین ہیں۔ اور اگر کہا کہ تو طالق بسمہ الہ واحدہ یا واحدہ البتہ تو دو طلاق
تو ایک طلاق بائنه واقع ہو گئی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ثلث ہو الا واحدہ یا واحدہ البتہ تو دو طلاق
واقع ہو گئی۔ اور زیادات میں فرمایا کہ اگر کہا کہ تو طالق بسمہ الہ واحدہ تو اس پر ایک طلاق بائنه واقع ہو گئی
اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالق بسمہ الہ واحدہ البتہ تو ایک بائنه واقع ہو گئی یا کہا کہ الا بائنه واحدہ تو ایک طلاق
رجعی واقع ہو گئی پھر فرمایا کہ الا یہ کہ اسکی نیت یہ ہو کہ بائنه صفت ہو کی ہے تو بیک طلاق بائنه طالع ہو گئی اس واسطے کہ
اسنے اپنے محفل لفظ کو مراد لیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالع بائنه ہو اور تو طالع غیر بائنه ہو الا یہی بائنه تو
استثنائے بنین ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالع بسمہ طلاق ہو الا ایک یا دو تو اس سے معین کر کے بیان
کرنے کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر قبل بیان کے مرگیا تو ابن سماعہ نے جو امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے اس کے
موافق ایک طلاق سے طالع ہو گئی اور یہی امام محمدؒ کا قول ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ
ثلثا الا شنیئاً یعنی تو طالع بسمہ طلاق ہو الا کچھ تو دو واقع ہو گئی اسی طرح اگر کہا کہ الا بعضہا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر
کہا کہ دو الا نصف تطلیق یا الا کچھ تو دو واقع ہو گئی اور یہ امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
نصف کا استثنائے کرنا ایک پورے کا استثنائے ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور شقی میں ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالع ثلث ہے
الا واحدہ یا الا شنیئاً تو اس سے کچھ استثنائے کیا اور عورت پر تین طلاق واقع ہو گئی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت سے

کہا کہ تو طالق ہے چہار طلاق الّا واحدہ تو امام ابو حنیفہ و امام محمد نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہوگی اور نیز امام محمد سے مروی
ہو کہ دو ہی واقع ہوگی اور اول صحیح ہے یہ حاوی میں ہے۔ اگر کہا کہ تو طالعہ چہار ہی الّا بسے تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا کہ پانچ
الّا ایک تو تین طلاق واقع ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ پانچ الّا تین تو دو واقع ہوگی یہ عتائیین میں ہے۔ اور اگر
کہا کہ تو طالعہ عشر ہی الّا نو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ الّا آٹھ تو دو طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ الّا سات
تو تین واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ الّا چھ یا پانچ یا چار یا تین یا دو یا ایک تو سب صورتوں میں تین ہی طلاق واقع
ہوگی یہ بدائع میں ہے اور اگر کہا کہ تو طالعہ ثلث ہی الّا دو الّا ایک تو دو طلاق واقع ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کہا
کہ تو طالعہ ثلث ہی الّا ثلث الّا واحدہ تو ایک طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ ہر عدد اس سے استثناء قرار دیا جائیگا جس سے
متصل ہے چنانچہ جب ایک عدوتین سے مستثنیٰ کیا گیا تو دو باقی رہے پس جب انکو تین سے استثناء کیا تو ایک رہا یہ جوہرہ فیہ
میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ عشر ہی الّا نو الّا آٹھ تو تین سے آٹھ استثناء کیے تو ایک رہا وہ پیش سے استثناء کیا تو دو
رہے پس گویا اسنے کہا کہ تو نو طلاق سے طالعہ ہو پس تین طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ پیش الّا نو الّا ایک تو تین
سے ایک نکالا آٹھ رہے انکو پیش سے نکالا تو دور رہے پس دو طلاق واقع ہوگی یہ سرراج الوہاب میں ہے مدین سماعہ
سے مروی ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالعہ چہار ہی الّا تین الّا دو تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہوگی گویا اسنے کہا کہ تو طالعہ
چار ہی الّا ایک کذا فی الصحاحی۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ بسے طلاق ہی الّا واحدہ والّا واحدہ تو دو طلاق واقع ہوگی اور استثناء
الحیرہ مطلق ہے یہ غایہ سررجی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تین الّا تین الّا دو الّا ایک تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا کہ پیش الّا نو الّا آٹھ
الساٹ تو دو باقی رہی یعنی دو طلاق واقع ہوگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر جو روز سے کہا کہ تو طالعہ ثلث ہی
غیر تین غیر دو تو امام محمد نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخانہ میں ہے قال للترجم اصل عبارت عربی یون ہے
انت طالق ثلثا غیر ثلث غیر ثنتین قال محمد لفتح شتان انتی والا حسن ترجمۃ الاعداد بالفارسیۃ فنقول اگر کہا کہ تو طالعہ
ثلث ہی غیر سی غیر دو تو دو طلاق واقع ہوگی ولا التزام فان المقصود المعنی لا العبارة۔ خانیہ میں لکھا ہے کہ ایک مرد نے اپنی جود
سے کہا کہ انت طالق ابدا ما خلا الیوم تو طالعہ ہی ہمیشہ اسوا کے آج کے روز کے کوئی الحال وقوع ہوگی گویا اسنے کہا کہ تو طالعہ
ایسی طلاق سے ہے کہ آج تجھے واقع ہوگی یہ اتنا رخانیہ میں ہے اور اگر کہا کہ تو طالعہ ثلث ہی الّا غیر واحدہ تو مستثنیٰ دو ہوگی یعنی
ایک واقع ہوگی یہ عتائیین میں ہے۔ اور اگر اپنی جود سے کہا کہ تو طالعہ ہی اگر تو نے زیر سے کلام کیا قبل آنے عمر کے تو زید
سے قبل آنے عمر کے کلام کرنے سے طلاق واقع ہوگی خواہ پھر عمر آوے یا نہ آوے اور بعد آنے عمر کے کلام کرنے
سے طالعہ نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہی الّا آنکہ عمرو آ جاوے تو تمام عمر میں جب عمر نہ آوے تو طلاق طاقع ہوگی یعنی اگر
عمرو نہ آیا بیانشک کہ قسم کمانے والا مر گیا تو اسکے آخر جزو حیات میں طلاق پڑ جائیگی اور اگر عمرو آ گیا تو طالعہ نہ ہوگی نیز بعض
جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ثلث ہی الّا واحدہ کل کے روز یا کہا کہ الّا واحدہ اگر تو نے فلان سے کلام کیا تو کل
کا روز آنے بافلان سے کلام واقع ہونے سے پہلے کچھ واقع نہ ہوگی اور کلام واقع ہونے یا کل کا روز آنے کے بعد واقع
ہوگی۔ ایک مرد نے اپنی جود کی طلاق کی قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کر بجا الّا ناسیا پھر فلان سے بھولے سے کلام کیا
پھر جان بوجھ کر کلام کیا تو حاش ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ تو طالعہ ہی اگر میں نے فلان سے کلام کیا الّا یہ کہ میں بھول جاؤں
پھر بھول کر اس سے کلام کیا پھر جان بوجھ کر کلام کیا تو حاش نہ ہو گا اسواسطے کہ کلمہ الایہ کہ درسطے غائب کے آتا ہی ایک

مرد نے دوسرے سے کہا کہ میں دسویں روز تک تیرے پاس آؤنگا الا یہ کہ میں رجائون اور اپنے دل سے یہ نیت کی کہ اگر کبھی نہ مردوگیا پس اگر جسکی قسم بنام اللہ تعالیٰ ہوگی تو حائث نہوگا اور اگر بطلاق عتاق ہوگی تو قضاء کی تصدیق نہوگی۔ ایک مرد سے جوڑو سے کہا کہ اگر تو دارمین داخل ہوئی تو طلاق ثلاث ہو کہ بچہ مرقع نہوگی الا بعد فلان سے کلام کرنے کے پھر عورت دارمین داخل ہوئی تو بسہ طلاق طلاق ہو جائیگی اور تذکرہ کلام فلان باطل ہے یہ فتاویٰ غایتان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ثلاث ہے الا واحدہ اگر تو حالفہ ہو اور طہا ہر ہو یا کہا کہ اگر تو دارمین داخل ہو تو شرط مستثنیٰ منہ کی طرف راجع ہوگی گویا اسے کہا کہ تو طلاق ثلاث ہے اگر تو نے ایسا کیا یا ایسا ہوا الا واحدہ تو وجود شرط کے وقت دو طلاق واقع ہوگی یہ شرح زیادات عتالیٰ میں ہے۔ اور لو ابھیہ میں ہے کہ اگر کہا تو طلاق ثلاث الا واحدہ بسنت ہے تو بطریق سنت دو طلاق سے طلاق ہوگی کہ ہر طرح ایک طلاق واقع ہوگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور استنبار کی شرط یہ ہے کہ تکلم بحرف ہو خواہ وہ مسموع ہوں یا نہ ہوں یہ شیخ امام ابو الحسن کرخی کے نزدیک ہے اور شیخ امام ابو جعفر فقیہ فرماتے تھے کہ خود اسکا سندنا ضرور ہے اور شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل اسی پر فتویٰ دیتے تھے کہ لسانی محیط اور صحیح وہی ہے جو فقیہ ابو جعفر نے ذکر فرمایا ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور ہر سے کا استنبار کرنا صحیح ہے یہ فتاویٰ غایتان میں ہے۔ اور مطلق میں ہے کہ اگر عورت نے طلاق کو سنا اور استنبار کو نہیں سنا تو اسکو شرعاً گنجائش نہیں ہے کہ اپنے ساتھ وطنی کرنے سے یہ تارخانہ میں ہے اور استنبار صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ اپنے ماقبل کے کلام سے موصول ہو صورتیکہ فصل کی کوئی ضرورت داعی نہو چاہے اگر طلاق و استنبار کے درمیان سکوت وغیرہ سے بدوین ضرورت فصل یا یا گیا تو استنبار صحیح نہیں اور اگر مثلاً سانس اٹھ گئی اور اسے دم لینے کی ضرورت سے سکوت کیا تو مانع صحت نہوگا اور فیصل شمار نہ کیا جائیگا الا اس صورت میں کہ سکنت ہو ایسا ہی ہشام نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہے یہ بدائع میں ہے اور اگر اسے پھینک لی یا ڈکاری یا اسکی زبان میں لکنت تھی کہ دیر تک مرد کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کہا تو استنبار صحیح ہوگا یہ اختیار شرح مختارین ہے۔ اور اگر اسے کہا کہ تو طلاق ہے مگر اسکے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ بھی بلا قصد کی زبان سے نکل گیا تو واقع ہوگی یہ وجہ کروری میں ہے اور یہی ظاہر المذہب ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ ایک شخص نے طلاق کی قسم کھائی اور اسکے آئین انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کا قصد کیا کہ اتنے میں کسی نے اسکا منہ بند کر لیا پھر اگر منہ پر سے ہاتھ اٹھاتے ہی اسے علی الاصال استنبار کہدیا تو استنبار صحیح ہوگا جیسے استنبار و طلاق کے درمیان پھینک یا ڈکارنے میں حکم ہے یہ فتاویٰ غایتان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق ثلاث و ثلاثہ انشاء اللہ تعالیٰ ہے یا کہا کہ تو طلاق و طلاق و طلاق انشاء اللہ تعالیٰ ہے تو استنبار صحیح ہوگا اور امام عظیم کے نزدیک تین طلاق واقع ہوگی۔ اور صاحبین کے نزدیک استنبار صحیح ہوگا اور وہ طلاق نہوگی یہ محیط شری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق واحدہ و ثلاث انشاء اللہ تعالیٰ ہے تو بالا جماع استنبار صحیح ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طلاق و طلاق و طلاق انشاء اللہ تعالیٰ ہے تو بھی صحیح ہے اس واسطے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی کلام لغو فاسل نہیں ہے یہ اختیار شرح مختارین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق بچارہ انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ استنبار بالا جماع صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طلاق بسبب طلاق انشاء اللہ تعالیٰ تو استنبار صحیح ہوگا یہ فایہ سرورجی میں ہے۔ اور مجتہدین کتاب الایمان میں ہے کہ اگر کہا کہ تو طلاق صحیح ہے انشاء اللہ تعالیٰ تو واقع ہوگی اور اگر کہا کہ باسنہ ہے تو واقع نہوگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ تو طلاق

لے کی ایک کلام

نوعا مل ہوا

ثلاث ہیں تو آگاہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ تو استثنائے صحیح ہو اور اگر کہا کہ تو طالق ثلاث ہو تو آگاہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ یا کہا کہ تو جہا انشاء اللہ تعالیٰ تو تین طلاق واقع ہوگی اور استثنائے باطل ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق جہا عمرہ ان شاء اللہ تعالیٰ تو طلاق واقع ہوگی یہ بدائع میں ہے اور ترقی میں ہے کہ اگر کہا کہ تو طالق ثلاث ہو اسے عمرہ بنت عبد اللہ انشاء اللہ تعالیٰ تو طالق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق ثلاث ہو اسے عمرہ بنت عبد اللہ بن عبد الرحمن انشاء اللہ تعالیٰ تو طالق ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ثلاث ہو یا طالق انشاء اللہ تعالیٰ تو طالق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ اس طالق تو طالق ثلاث ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو استثنائے مذکور تین طلاق سے متعلق ہوگا وہ واقع ہوگی مگر ایک طلاق فی الحال واقع ہوگی۔ اور نیز امام ابو حنیفہ رحمہ سے مروی ہے کہ تو طالق ثلاث ہو یا طالق انشاء اللہ تعالیٰ کی صورت میں تین طلاق واقع ہوگی مگر روایت اول ہی صحیح ہے اسکو فخر الاسلام نے ذکر فرمایا ہے یہ شرح لمحبص جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اسے زانیہ انشاء اللہ تعالیٰ تو استثنائے مذکور خاصہ طلاق سے ساتھ ہوگا اور عورت سے لعان کر گیا پھر جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق جہا زانیہ انشاء اللہ تعالیٰ تو استثنائے صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور اگر کہا کہ تو طالق جہا اسے چھنال کی چھنال انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ استثنائے سب سے متعلق ہے پس نہ طلاق واقع ہوگی اور نہ مرد پر حد لازم ہوگی اور نہ لعان یہ تاتار خانہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ثلاث ہو اسے فلا نہ الا واحدہ تو دو واقع ہوگی اور یا فلا نہ کہنا فاصل قرار نہ دیا جائیگا یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق جہا جہا خنی کہ تیرا قلب خوش ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو اس میں فاصلہ موجود ہے پس طلاق واقع ہوگی اور استثنائے صحیح ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ جو روکو طلاق دے یا خلع دید یا پھر استثنائے یا شرط کا دعویٰ کیا اور کوئی منافع موجود نہیں ہے تو کچھ اشکال نہیں ہے کہ مرد کا قول قبول ہوگا یہ شیخ القدر میں ہے اور اگر عورت نے طلاق کا دعویٰ کیا اور شوہر نے کہا کہ میں نے استثنائے کے ساتھ یوں کہا کہ تو طالق انشاء اللہ تعالیٰ ہے اور عورت نے استثنائے میں اسکی تکذیب کی تو روایت ظاہرہ میں مذکور ہے کہ قول شوہر کا قبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ پھر اگر گواہوں نے گواہی میں خلع یا طلاق بغیر استثنائے کی گواہی دی یعنی یوں کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسنے بغیر استثنائے کے خلع دید یا پھر یا کہا کہ بغیر استثنائے کے طلاق دی ہے یا کہا کہ اسنے طلاق دی اور استثنائے نہیں کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر گواہوں نے یوں کہا کہ ہمنے اس مرد کے منہ سے کوئی کلمہ سوائے کلمہ خلع یا طلاق کے نہیں سنا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور قاضی ان دونوں میں تفریق نہ کریگا الا یہ کہ شوہر کی طرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جو صحت خلع پر دلالت کرتی ہو جیسے بدلہ خلع پر قبضہ کر لینا یا کوئی دوسری وجہ ایسی ہی ہو تو ایسی صورت میں عورت کا قول قبول ہوگا یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہے اور شیخ نجم الدین نسفی سے مروی ہے کہ انھوں نے شیخ الاسلام ابو الحسن رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے باستحسان فرمایا ہے کہ مرد نے اگر طلاق میں استثنائے کا دعویٰ کیا تو بدن گواہوں کے اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ خلاف ظاہر ہے اور زمانہ میں فساد پھیل گیا ہے پس تلبیس و جھوٹ سے امن میں ہے یہ فتاویٰ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے گزرے ہوئے کل کے روز طلاق دیدی پس میں نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو ظاہر الروایہ کے موافق شوہر کا قول قبول ہوگا اور نوازل میں اس مسئلے میں اختلاف صحابین باہم ذکر کیا ہے کہ ہر نامے قول امام ابو یوسف شوہر کا قول قبول ہوگا اور بقول امام محمد طلاق واقع ہوگی اور شوہر کا

سلا

نہاد

نہی نہیں

نہاد

سک

لوگوں

میں

دیان

جانی

نہی

نہاد

نہاد

نہاد

نہاد

نہاد

نہاد

نہاد

قول نامقبول ہوگا اور احتیاطاً اسی پر فتوے دے دیا جائے۔ ایک مرد نے اپنی جوڑ کو تین طلاق دیدین پھر اس مرد کے ساتھ دو عادل گواہوں نے گواہی دی کہ تو نے اپنے کلام طلاق میں استثناء وصول کیا تھا حالانکہ خود اس مرد کو یہ بات یاد نہیں آتی ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد مذکور نے حالت غضب میں طلاق دی ہو بجا لیکہ جو وہ نہیں چاہتا ہے وہ اسکی زبان سے نکل سکتا ہو اور جو بکتا ہے وہ یاد نہیں رہ سکتا ہو تو اسکو ان دونوں کے قول پر اعتماد کر لینا جائز ہے مرد نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے

باب پنجم ان باب طلاق مردین کے بیان میں ہے شیخ محمد سی ۱۱ نے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنی جوڑ کو طلاق رجعی دیدی خواہ اپنی صحت میں یا مرض میں خواہ برضا مندی عورت یا بغیر رضا مندی پھر عورت کے عدت میں ہونے کی حالت میں مرگیا تو بالاجماع یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے اور اسی طرح اگر عورت وقت طلاق کے کتابیہ ہو یا کسی کی مملوکہ ہو پھر وہ عدت میں مسلمان ہو گئی یا آزاد کی گئی تو بھی وہ وارث ہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر اسکو طلاق بائن دیدی یا تین طلاق دیدین پھر عورت کو عدت میں چھوڑ کر مرگیا تو بھی اسی طرح ہمارے نزدیک عورت وارث ہوگی اور اگر عدت گزر جانے کے بعد مراد وارث ہوگی۔ اور یہ اسوقت ہے کہ بدون درخواست عورت کے طلاق دی ہو اور اگر بدرخواست عورت طلاق دی ہو تو بعد طلاق کے پھر یہ عورت وارث ہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اگر عورت درخواست طلاق پر باکراہ مجبور کی گئی ہو تو بھی وارث ہوگی یہ معراج الدرایہ میں ہے۔ اور اس مقام پر اہمیت کا وقت طلاق کے ہونا اور اسوقت سے برابر تا وقت موت باقی رہنا معتبر ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور مسوطین ہے کہ جسوقت عورت کو اپنے مرض میں بائن کیا ہے اسوقت اگر وہ باندی ہو یا کتابیہ ہو پھر وہ باندی آزاد کی گئی یا عورت کتابیہ مسلمان ہو گئی تو اسکو میراث میں ملے گی یہ حصیری کی شرح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر مرد نے اپنی جوڑ کو تین طلاق دیدین پھر وہ زندہ ہو گئی پھر مسلمان ہو گئی پھر شوہر مرگیا در حالیکہ وہ عدت میں ہو تو وارث ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر مرد مرگیا بعد از طلاق یا بعد از پھر قتل کیا گیا یا دار الحرب میں جا ملا یا حالت ارتداد میں دارالاسلام میں مرگیا تو اسکی جوڑ و اسکی وارث ہوگی۔ اور اگر عورت مرتد ہو گئی پھر مرگئی یا دار الحرب میں جا ملی پس اگر اپنی صحت میں مرتد ہو گئی ہو تو شوہر اسکا وارث ہوگا اور اگر مرض میں مرتد ہوئی ہے تو اسخسنا اسکا شوہر اسکا وارث ہوگا۔ اور اگر جوڑ مرد دونوں ساتھ ہی مرتد ہو گئے پھر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو یا پھر ایک مرگیا پس اگر مسلمان ہونے والا مراد ہے تو مرتد اسکا وارث ہوگا خواہ عورت ہو یا مرد ہو اور اگر مرتد مراد ہے اگر یہ مرتد شوہر ہو تو جوڑ و اسکی وارث ہوگی اور اگر جوڑ مرتد مری ہو پس اگر وہ مرض میں مرتد ہوئی تھی تو شوہر مسلمان اسکا وارث ہوگا اور اگر صحت میں مرتد ہوئی تھی تو وارث ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مردین کے سپر اپنے باپ کی جوڑ سے زبردستی باکراہ جامع کر لیا تو عورت وارث ہوگی اور اہل میں مذکور ہے کہ لیکن اگر باپ نے سپر کو اس فعل کا حکم دیا ہو تو فرقت کے حق میں یہ فعل سپر کا اس کے باپ کی طرف منتقل ہوگا کہ گویا باپ نے خود جدا کر دیا ہے پس فائز قرار دیا جائیگا یہ محیط میں ہے یعنی جوڑ مذکورہ وارث ہوگی فاعلم۔ اور اگر مردین نے اپنی جوڑ کو تین طلاق دیدین پھر اس کے سپر نے اس سے جماع کیا یا شہوت سے اسکا بوسہ لیا تو عورت اسکی وارث ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین اور مردین ہونے کی حالت میں یہ طلاقیں دین پھر عورت نے اپنے شوہر مذکور کے سپر کا بوسہ لیا پھر اسکی عدت میں شوہر مرگیا تو اسکو میراث میں ملے گی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے مرض کی

۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

حالت میں اپنے شوہر کے پس کی مطاوعت کی پھر عدت میں مریض کی یعنی بعد اس مطاوعت کے چونکہ جدائی واقع ہوئی اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہو گئی اور عدت بھی پھر عدت میں مریض کی تو استحساناً شوہر اسکا وارث ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر شوہر نے مرض میں اپنی جو رو کو بائن کر دیا پھر اچھا ہو گیا پھر مریض گیا تو عورت وارث نہ ہوگی یہ ہائین ہے اور اگر عورت نے اس سے کہا ہو کہ تو مجھے رجعت کی طلاق دیدے پس شوہر نے اسکو تین طلاق دیدیں یا بائنہ طلاق دی پھر مریض گیا تو عورت مذکورہ اسکی وارث ہوگی یہ غایہ سروجی میں ہے۔ اور اگر اپنے مرض میں عورت سے کہا کہ تیرا امر میرے ہاتھ میں ہے یا تو اختیار کر پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق دیدے اسنے ایسا ہی کیا یا عورت نے اپنے شوہر سے خلع لے لیا پھر اسکی عدت میں شوہر مریض ہوا اسکی وارث نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے نفس کو خود بخود تین طلاق دیدیں پس مرد نے اسکو جائز رکھا تو مرد کے مرنے پر اپنی عدت میں عورت اسکی وارث ہوگی اسواسطے کہ میراث کی مثال دالی شوہر کی احکامات ہوئی ہر تیس میں ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرض میں زوجہ کو طلاق دی اور برابر دو برس سے زیادہ بیمار رہ کر مریض عورت کے اس شوہر کے مرنے کے بعد چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو امام اعظم و امام محمد رحمہما کے قول میں عورت کو میراث نہ ملے گی یہ بدائع میں ہے قال المترجم مرد طلاق دہندہ جب ہی فاکر کلماتا ہے جب وہ اس غرض سے طلاق دے کہ میراث کا مال عورت کو نہ ملے یا دوسے ایسا اسکی طرف سے گمان ظاہر ہو تو وہ فاکر ہو گیا اسنے میراث دینے سے فرار کیا تو حق میراث میں ایسی طلاق کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ میراث ملے گی اگر شرائط موجود ہوں مگر فرار کا حکم جب ہی ثابت ہوتا ہے کہ جب عورت کا حق اسکے مال سے متعلق ہو جاوے اور اسکے مال سے جب ہی متعلق ہوتا ہے کہ جب وہ ایسا مریض ہو جس سے غالباً ہلاکت کا خوف ہو یا بن طور کہ وہ بستر پر پڑ گیا ہو کہ وہ گھر کے ضروری امور کا اقدام مثل تندرست آدمیوں کے عادت کے موافق نہ کر سکتا ہو اور اگر وہ بخل ان امور کا سرانجام کر سکتا ہو کہ گھر ہی میں اپنی ضرورت کو ادا کرتا ہو حالانکہ بیمار ہو تو وہ فارغ قرار دیا جائیگا اسواسطے کہ آدمی کترس سے خالی ہوتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ جو شخص اپنی حاجات کو جو گھر کے باہر سرانجام پاتی ہیں ادا نہ کر سکے وہ مریض ہے اگرچہ گھر کے اندر حاجات کو ادا کر سکے اسلیئے کہ ایسا نہیں ہے کہ ہر مریض گھر میں حاجات کے انجام دینے سے عاجز ہو جاوے جیسے پیشاب و پاخانہ کے واسطے قیام کرنا یہ تیس میں ہے اور عورت اگر ایسی ہو کہ بیماری سے چھت پر نہ چڑھ سکتی ہو تو وہ مریض ہے درہنہ میں۔ اور ایسے امور کے ساتھ بھی حکم قرار ثابت ہوا ہے جو مرض ہلاکت کے معنی میں ہوتے ہیں کہ جنہیں ہلاکت کا احتمال غالب ہو پس اگر انہیں سلامتی کا احتمال غالب ہو تو ابکا حکم مثل صحیح کے ہوگا اور وہ فارغ قرار نہ دیا جائیگا پس جو شخص محصور ہو یا صنف قتال میں ہو اور ندون کے جنگ میں اتر ہو یا کشتی میں ہو یا فضا میں یا رجم کے واسطے مقید ہو تو عیاناً وہ سلیم البدن ہے اور غالب اسنے حال میں سلامتی ہے اسواسطے کہ قتل دشمن کی بدی دور کرنے کے واسطے ہوتا ہے اور ایسا ہی منہ بھی ہوتا ہے اور بیشتر آدمی قید و درندوں کے جنگل سے نوح حیلہ سے خلاص پا جاتا ہے۔ اور اگر وہ صفوں کے بیچ سے نکلتا کہ کسی دشمن سے قتال کرے یا قید سے نکال کر ایسے قتل کے واسطے پیش کیا گیا جسکا وہ مستحق ہو چکا ہے یا کشتی ٹوٹ گئی اور وہ ایک تختہ پر بٹھایا اور ندہ کے منہ میں ہے تو ایسی حالت میں غالب گمان اسکے حق میں ہلاکت کا ہے پس اگر ایسی حالت میں اسنے طلاق دی تو فرار کرنے والا قرار دیا جائیگا۔ اور جسکے ہاتھ پاؤں رہ گئے ہیں یعنی گٹھیا ہو گئی ہے اور جسکو فاج لے مارا ہے جب تک اسکا مرض بڑھنے پر ہوتب تک وہ مریض ہے اور جب

سلیم البدن اگر حاجات نہ دیتا تو طلاق نہ ہوتی

سچی کو بائنہ میں خود جدا کیا جائے

ایک حالت پر ٹھہر جاوے اور نہ بڑھے اور نہ چھوڑا نا ہو جاوے تو طلاق وغیرہ کے حق میں وہ مثل صحیح کے ہے کذا فی الکا فی اور یہی حکم مرقن کا ہے اور اسی کو بعضی مشائخ نے لیا ہے اور صدر کبیر برہان الدین اور صدیق شہید حسام الدین اسی پر فتویٰ دیتے تھے یہ محیط میں ہے۔ اور جسکو مثل ہو اگر اس مرض میں اسکو زمانہ دراز گذرنا تو وہ صحیح کے حکم میں ہے لیکن اگر اس مرض میں اسکی حالت متغیر ہوئی تو جو زمانہ تغیر کا ہے یعنی ایک حالت سے بغیر شروع ہوا تو اسوقت سے مرض الموت کا زمانہ قرار دیا جائیگا اور یہی حال نخبے اور ایسے مرلیض کا ہے جسکا ایک طرف کا دھڑکنٹک ہو گیا ہو جو بدائع میں ہے۔ اور زمانہ درازی تغیر ہمارے اصحاب نے یوں فرمائی کہ ایک سال گذرے پس اگر اس مرض میں ایک سال باقی رہا تو بعد سال کے اسکا چوتھ صرف ہوگا وہ مثل تندر آدمی کے تصرف کے ہوگا یہ متر تاشی میں ہے۔ اور زخمی آدمی اور جسکے در وہ بوشر ملکہ اس تکلیف نے اسکو صاحب فراش نہ کر دیا ہو تو وہ مثل صحیح کے ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جو شخص قتل کے واسطے قید خواہ سے نکالا گیا تھا اگر وہ پھر قید میں واپس لایا گیا یا جو صف سے لڑنے کے واسطے نکلا تھا وہ صف میں واپس آ گیا تو وہ صحیح کے حکم میں ہو گیا جیسے مرلیض کہ وہ مرض سے اچھا ہو گیا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شوہر پر طلاق دینے کے واسطے اکراہ کیا گیا پس اگر اسکی جان یا عضو تلف کرنے کی وعید پر اکراہ کیا گیا ہو تو وہ طلاق دینے میں فارغ قرار دیا جائیگا اور اگر قید کرنے یا مار پیٹ کی وعید پر اکراہ ہو تو فارغ ہوگا یہ اعتبار میں ہے۔ اور اگر اپنے مرض میں جو رد کو تین طلاق دین پھر وہ قتل کیا گیا یا اس مرض کے سوا کسی وجہ سے مر گیا مگر مان وہ اچھا نہیں ہو گیا تھا تو اسکی عورت کو میراث ملیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر مرلیض نے مرض میں اپنی جو رد کو طلاق دی پھر عورت نے اسکو قتل کر دیا تو عورت کو میراث نہ ملیگی اسواسطے کہ قاتل کو میراث نہیں ملتی ہے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور عورت اسباب فراہ میں مثل مرد کے ہے چنانچہ اگر عورت نے بخیار بلوغ اپنے نفس کو اختیار کر لیا یا بخیار عرق اختیار کر لیا یا شوہر کے پس کو اپنے اوپر کسی حرکت بد کا قابو دید یا ماتم ہو گئی یا مثل اسکے اسباب جدائی مرد سے کسی سبب کو عمل میں لائی بعد اسکے کہ عورت کو ان امور میں سے جو چھٹے مرض وغیرہ کے ذکر کیے ہیں کوئی پیش آیا اور عارض ہوا ہے تو وہ فارغ قرار دیا جائیگی اور شوہر اسکا وارث ہوگا اور حالہ فارغ نہیں قرار پائی ہے یعنی فقط حمل کے سبب ہونے میں اگر امور فراق میں سے کوئی امر کرے تو فادہ نہ ہوگی لیکن اگر ورزہ شروع ہونے پر نہ سمجھا ایسا کیا تو فادہ ہو سکتی ہے یہ تین میں ہے۔ اور اگر مرلیض عورت واسطے شوہر کے درمیان بسبب غیبت ہونے کے جدائی کر دی گئی یا بین طور کہ شوہر غیبت نکلا اور اسکو ایک سال کی مدت دی گئی مگر اس عرصہ میں بھی اسنے عورت سے طے نہیں کی کہ اسکو قدرت حاصل نہ ہوئی پس عورت کو اختیار دیا گیا پس اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا اور حالیکہ وہ مرلیض ہے پھر عدت میں مر گئی یا بعد عجب کے یعنی اگر محال کئے ہونے کے جدائی ہوئی یا بنطور کہ عورت سے دخول کے بعد اسکو طلاق بائن ہی پھر محبوب ہو پھر عدت میں اس سے نکاح کیا پھر عورت کو یہ معلوم ہوا حالانکہ وہ مرلیض ہے پس اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر عدت میں مر گئی تو دونوں سلون میں شوہر اسکا وارث نہ ہوگا بشرط تفسیح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر عورت کو قذف کیا پھر دونوں میں باہم لعان واقع ہوئی اور حالیکہ عورت مرلیض تھی پھر قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی پھر وہ عدت میں مر گئی تو شوہر اسکا وارث نہ ہوگا بشرط جامع میں ہے۔ اور اگر مرض کی طلاق دینی ہوئی عورت مستحاضہ ہو اور اسکے حیض کے ایام مختلف ہوں تو ہم میراث کے واسطے اقل مدت جو اسکی ہو وہ لینگے۔ اور اگر اسکا حیض معلوم ہو پھر آخری حیض عدت میں سکا خون منقطع ہو گیا حالانکہ اسکے ایام دس روز سے کم ہیں پس اگر عورت کے غسل کر لینے باوقت نماز گذر جانے سے پہلے شوہر مرلیض ہو گیا تو عورت وارث ہوگی اور یہی طرح اگر عورت نے غسل کیا مگر کوئی عضو باقی رہا کہ وہ ان پانی میں نہ پونچا تو بھی اس صورت میں یہی حکم ہے یہ طہیر میں ہے۔ اور اگر سبب

عنین ہونے یا محبوب ہونے شوہر کے مرض میں دونوں میں تفسیق کر دی گئی اور عورت کی عدت میں شوہر نکاح
 کر گیا تو عورت اسکی میراث نہ پاوے گی اس واسطے کہ وہ فرقت پر رضی تھی یہ ترم ناشی میں ہے۔ اور اگر مرض میں اپنی عورت کو
 قذف کیا اور مرض میں اس سے لعان کیا تو بالاجماع یہ عورت اسکی وارث ہوگی اور اگر صحت میں عورت کو قذف کیا
 ہو اور باہم لعان مرض میں واقع ہوا تو امام ابو حنیفہ رحمہ و امام ابو یوسف کے قول میں اسکی وارث ہوگی یہ برائے میں
 ہے۔ اور اگر مرض میں عورت سے ایلا کیا اور مدت ایلا مرض میں گذر گئی تو جب تک عدت میں ہے اگر شوہر مرے تو وارث
 ہوگی۔ اور اگر ایلا حالت صحت میں کیا اور مدت ایلا مرض میں تمام ہو گئی تو پھر وارث نہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے اپنے
 مرض میں کہا کہ میں نے تجھے اپنی صحت میں طلاق مغلطہ دیدی ہے اور تیری عدت گذر گئی ہے پس عورت نے اسکی تصدیق
 کی پھر اس عورت کے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا یا کچھ وصیت کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عورت مذکورہ کو اس کے حصہ
 میراث کی مقدار اور اس مقدار مقررہ یا موصی بہا سے جو کم ہو وہ ملے گی اور صاحبین کے نزدیک شوہر کا اقرار وصیت
 صحیح ہے اور اگر عورت کے حکم سے عورت کو اپنے مرض میں تین طلاق دیدیں پھر اس کے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا یا کچھ وصیت
 کی تو بالاجماع عورت کو اس مقدار اور اس کے حصہ میراث دونوں میں سے جو کم ہو وہ ملے گی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور ہمارے
 نزدیک عورت کو اس مقدار اور مقدار حصہ میراث دونوں میں سے کمتر مقدار حسب ہی ملے گی جب عورت کی عدت میں
 شوہر مذکور مر گیا ہو اور اگر عدت گذرنے کے بعد رہی تو عورت کو تمام وہ مقدار ملے گی جس کا اس کے واسطے اقرار کیا ہے یہ فصول
 عمادیہ میں ہے۔ اور اگر کوئی آدمی مر گیا اور اسکی جو رو نے کہا کہ مجھے وہ اپنے مرض میں تین طلاق دے چکا ہے پھر وہ
 ایسی حالت میں مرا کہ میں عدت میں ہوں پس مجھے میراث چاہیے ہے اور وارثوں نے کہا کہ تجھے اسنے اپنی صحت میں طلاق
 دی ہے اور تجھے میراث نہیں چاہیے ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر وارثوں نے کہا کہ تو باندی
 تھی اور تو اسکے مرے کے بعد آزاد کی گئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں برابر آزادہ چلی آئی ہوں تو قول عورت کا قبول ہوگا
 یہ غایہ سر و جی میں ہے۔ اور اگر عورت باندی ہو پس وہ آزاد کی گئی اور اسکا شوہر مر گیا پس عورت نے شوہر کی زندگی
 میں آزاد کیے جانے کا دعویٰ کیا اور وارثوں نے اسے مرنے کے بعد آزاد کیے جانے کا دعویٰ کیا تو وارثوں کا
 قول قبول ہوگا اور اگر باندی کے مرنے کے بعد اس کے شوہر کی زندگی میں آزاد کیا تھا تو مولیٰ کا قول
 قبول ہوگا اور اسی طرح اگر عورت کتابیہ کسی مسلمان کے تحت میں ہو پس وہ مسلمان ہو گئی اور اسکا شوہر مر گیا پس
 کتابیہ مذکورہ نے کہا کہ میں شوہر کی زندگی میں مسلمان ہوئی ہوں اور وارثوں نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد موت شوہر
 کے تو قول وارثوں کا قبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے اسنے طلاق دی
 در حالیکہ وہ سوتا تھا اور وارثوں نے کہا کہ مجھے جاگتے ہیں طلاق دی ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ تاتار خانیہ میں ہے
 اور اگر اپنی جو رو سے اپنے مرض میں کہا کہ میں نے تجھے اپنی صحت میں تین طلاق دے چکا ہوں یا کہا کہ میں نے تیری
 مان یا تیری بیٹی سے جماع کر لیا ہے یا کہا کہ میں نے اس سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا ہے یا کہا کہ میرے اور
 اس کے درمیان قبل نکاح کے رضاعت متحقق ہو چکی ہے یا کہا کہ میں نے اس سے ایسی حالت میں نکاح کیا کہ یہ غیر
 کی عدت میں تھی اور عورت نے اس سے انکار کیا تو مرد سے بابت ہو جائیگی مگر اسکا میراث ملے گی اور اگر عورت نے
 اسکی تصدیق کی تو میراث نہ ملے گی یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر اپنے مرض میں تین طلاق دیدیں

پھر مر گیا اور اسکی مطلقہ جو رکعتی ہو کہ میری عدت ابھی نہیں گزری ہو تو اسکا قول قسم سے قبول ہوگا اگرچہ زمانہ وراثت گزر گیا ہو پس اگر عورت نے قسم کھالی تو میراث سے لے لی اور اگر نکول کیا تو اسکو میراث نہ لے لی جیسے عدت گزر جانے کے اقرار کرنے کی صورت میں ہو اور اگر عورت نے کچھ نہیں کہا و لیکن کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور مدت اتنی گزری ہو کہ اتنی مدت میں عدت تمام ہو سکتی ہو پھر عورت نے کہا کہ پہلے خاوند سے میری عدت نہیں گزری تھی تو عورت کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی چنانچہ دوسرے شوہر کے حق میں اسکا قول مضر ہوگا اور وہ اسکی جو رو رہی اور اول شوہر کی میراث بھی اسکو نہ لے گی اور دوسرے شوہر سے اسکا نکاح کرنا یہ دلائل اس عورت کی طرف سے عدت گزر جانے کا اقرار ہو اور اگر اُسے کسی سے نکاح نہیں کیا بلکہ اُسے کہا کہ میں حیض سے مایوس ہو گئی ہوں اور اُسے تین مہینہ عدت پوری کی پھر شوہر مر گیا اور وہ میراث سے محروم ہوئی پھر اسکے بعد اُسے کسی شوہر سے نکاح کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا یا حائضہ ہوئی تو اُسکو پہلے خاوند سے میراث لے گی اور دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح فاسد ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی مرد نے جو تندرست ہو اپنی جو رو سے کہا کہ جب شروع ماہ ہو یا جب تودار میں داخل ہو یا جب فلان شخص ظہر کی نماز پڑھے یا جب فلان شخص اس دار میں داخل ہو تو طلاق ہو پھر شوہر کے مریض ہونے کی حالت میں یہ باتیں پائی گئیں تو طلاق ہو جائیگی اور شوہر کی میراث نہ پائیگی اور اگر شوہر نے ایسا کلام مرض میں کہا ہو تو وراثت ہوگی سوائے اس صورت کے کہ جب تودار میں داخل ہو کہ اس صورت میں وراثت ہوگی یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر طلاق کو شرط پر معلق کیا پس اگر اپنے ذاتی فعل پر معلق کیا تو حائث ہونے کا وقت معتبر ہوگا چنانچہ اگر حائث ہونے کے وقت مریض تھا اور مر گیا اور عورت عدت میں تھی تو وراثت ہوگی خواہ تعلیق حالت صحت میں کی ہو یا مرض میں خواہ ایسا فعل ہو جسکے کرنے پر وہ مجبور ہو یا نہ ہو اور اگر اجنبی آدمی کے فعل پر معلق کیا تو قسم کھانے اور حائث ہونے دونوں کا وقت معتبر ہوگا پس اگر دونوں حالوں میں قسم کھانے والا مریض ہو تو عورت وراثت ہوگی ورنہ نہیں خواہ فعل جبر پر معلق کیا ہو ایسا ہو کہ اس سے چارہ ہو یا نہ ہو جیسے یوں کہا کہ جب فلان آدمی سے تو طلاق ہو پھر سراج الوداع میں ہو۔ اور اسی طرح اگر کوئی فعل آسانی پر تعلیق کی جیسے کہا کہ جب چاند ہو تو طلاق ہو تو بھی ایسا ہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر فعل عورت پر تعلیق کی پس اگر ایسا فعل ہو کہ عورت کو اس کے نہ کرنے کا چارہ ہو یعنی چاہے نہ کرے تو حائث ہونے پر عورت وراثت نہ ہوگی خواہ قسم اور حائث ہونا دونوں مرض میں واقع ہوئے یا تعلیق صحت میں اور حائث ہونا مرض میں ہو اور اگر ایسے فعل پر معلق کیا جس سے عورت کو کوئی چارہ نہیں ہو جیسے کھانا پینا نماز روزہ و والدین سے کلام کرنا و قرصہ دار سے قرضہ وصول کرنا وغیرہ پس اگر تعلیق فعل پر مشروط دونوں مرض میں واقع ہوں تو بالاجماع وراثت ہوگی اور اگر تعلیق صحت میں اور وجود شرط مرض میں ہو تو بھی امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک یہی حکم ہو جیسے کہ اپنے فعل پر تعلیق طلاق کرنے کا حکم ہو یہ سراج دہج میں ہو۔ اگر اپنی صحت میں اپنی جو رو سے کہا کہ اگر میں بصرہ کے اندر بخاؤں تو توبہ طلاق طالق ہو پس وہ بصرہ میں نہ آجائی کہ مر گیا تو عورت اسکی وراثت ہوگی اور اگر جو رو مر گئی اور شوہر زندہ رہا تو اسکا وراثت ہوگا اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو بصرہ میں نہ آئی تو طلاق ثلاث ہو پھر وہ عورت نہ آئی یہاں تک کہ شوہر مر گیا تو اسکی وراثت ہوگی اور اگر یہ عورت مر گئی اور شوہر باقی رہا تو اسکا وراثت ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر مریض نے اپنی جو رو کو بعد دخول کے طلاق بائن دیدی پھر اُس سے کہا کہ جب میں تجھے نکاح کروں تو توبہ طلاق طالق ہو پھر عدت تین اُس سے مکمل کر لیا تو طلاق ثلاث ہو جائیگی پھر اگر اسکی عدت میں مریض مر گیا تو یہ جدید عدت میں اسکی موت

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

قرار دیا جائیگی اور نکاح کرنے سے حکم فرار یا طل ہو گیا اگرچہ اسکے بعد طلاق واقع ہوئی ہو کیونکہ ترمزوج عورت کے نفل سے واقع ہوا ہو پس شوہر مریض فرار کرنے والا نہ ہو گا یہ امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ ایک مریض نے اپنی جوڑو سے کہا کہ کل کے روز تو طلاق ثلاث ہو حالانکہ یہ عورت باندی ہے اور اُس کے ہونے نے اس سے کہا کہ کل کے روزہ تو حجرہ ہو پھر کل کا روزہ ہوا تو طلاق و عتاق ساکت ہی واقع ہو سکے اور یہ عورت اپنے شوہر کی میراث نہ پا دیگی اور اسی طرح اگر مریض نے عتق کا کلام پہلے کہا ہو پھر شوہر نے اسکے بعد کہا ہو کہ تو کل کے روز طلاق ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر نے یوں کہا کہ جب تو آزاد کی گئی تو تو طلاق ثلاث ہو تو شوہر مریض مذکور فرار کنندہ قرار دیا جائیگا پس اگر مریض نے اس باندی سے کہا کہ کل کے روز تو حجرہ ہو اور شوہر نے کہا کہ پرسون تو ثلاث طلاق طلاق ہو پس اگر اسکو گفتگو سے مولی سے آگاہی ہو تو وہ فار ہو گا اور اگر نکاح نہ ہو تو فار ہو گا یہ ظہیر مین ہے ایک مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ جب مین مریض ہوں تو تو بسہ طلاق طلاق ہو پھر بیمار ہوا اور اسی مرض مین مر گیا وہاں کہ وہ عدت مین تھی تو عورت اسکی وارث ہو گی اور شیخ ابوالقاسم صفاری نے فرمایا کہ وارث ہو گی اور قول اول ہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ ایک باندی ایک غلام کے سخت مین ہے کہ دونوں سے انکے مولی نے کہا کہ کل کے روز تم دونوں آزاد ہو اور شوہر نے اس سے کہا کہ تو کل کے روز بسہ طلاق طلاق ہو تو اس باندی کو اپنے شوہر کی میراث نہ ملے گی اور اگر شوہر نے کہا کہ تو پرسون طلاق ثلاث ہو تو قیاساً عورت کے واسطے میراث ہو گی اور سخا نا اگر اسکو گفتگو سے آگاہی تھی تو وارث ہو گی اور اگر نہ تھی تو ہو گی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر مریض پر دعویٰ کیا کہ اسے بھوکو تین طلاق دیدین مگر وہ انکار کر گیا اور قاضی نے اس سے قسم لی تو قسم کھا گیا پھر عورت نے اسکی تصدیق کی کہ سچا ہے اور شوہر مر گیا پس اگر شوہر کے مرنے کے بعد عورت نے اسکی تصدیق کی ہو تو اسکی تصدیق صحیح نہیں ہے مریض نے اپنی دو جوڑو سے کہا کہ اگر تم اس دار مین داخل ہو تین تو تم طلاق ثلاث ہو پھر دونوں معاً دار مین داخل ہو تین پھر وہ مر گیا در حالیکہ دونوں عدت مین تھیں تو اسکی وارث ہو گی اور اگر ایک پہلے داخل ہوئی پھر دوسری تو پہلی وارث ہو گی نہ دوسری۔ ایک مرد نے اپنی صحت مین اپنی جوڑو سے کہا کہ جب مین چاہوں و فلان تو تو بسہ طلاق طلاق ہو پھر بیمار ہوا پھر شوہر اور فلان دونوں نے معاً طلاق چاہی یا پہلے شوہر نے پھر اجنبی نے چاہی پھر شوہر مر گیا تو عورت وارث ہو گی اور اگر پہلے اجنبی نے چاہی پھر شوہر نے تو عورت وارث ہو گی یہ ظہیر مین ہے۔ اور اگر مسلمان مریض نے اپنی کتابیہ جوڑو سے کہا کہ جب تو مسلمان ہو تو تو بسہ طلاق طلاق ہو پھر وہ مسلمان ہو گئی پھر شوہر مر گیا تو فرار کنندہ قرار دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر جوڑو کتابیہ آزاد ہو اور اس سے کہا کہ کل کے روز تو طلاق ثلاث ہو پھر وہ کل سے پہلے مسلمان ہو گئی یا بعد کل کے مسلمان ہوئی تو اس عورت کو میراث نہ ملے گی اور اگر مسلمان ہو گئی پھر شوہر نے اسکو تین طلاق دیدین حالانکہ مرد کو اسکے مسلمان ہونے کا علم نہیں ہے تو عورت کو میراث نہ ملے گی۔ اور اگر کافر کی جوڑو مسلمان ہو گئی پھر کافر نے اپنے مرض کی حالت مین اسکو تین طلاق دیدین پھر جوڑو مسلمان ہو گیا پھر مر گیا در حالیکہ وہ عدت مین تھی تو عورت کو میراث نہ ملے گی۔ اور اسی طرح غلام نے اگر مرض مین اپنی جوڑو کو طلاق دی پھر آزاد کیا گیا اور اس نے کچھ مال پایا تو عورت کو میراث نہ ملے گی۔ اور اگر اس نے یوں کہا کہ جب مین آزاد کیا جاؤں تو تو طلاق ثلاث ہو تو فرار قرار دیا جائیگا۔ اور اگر جوڑو بھی باندی غلام کہ ہو پس غلام نے اپنے مرض مین کہا کہ جب مین اور تو آزاد کیے جاؤں تو تو

۵ فتاویٰ ہندوستان
از نزہتی مین دیا

عقودہ

حصہ ہزار درم کا اسکو دنیا پڑیگا اور کسی حال میں دونوں میں سے کوئی وارث ہوگی اور اگر ایک نے طلاق دی تو اپنے حصہ ہزار درم کے عوض طالق ہوگی اور وارث ہوگی اور جو کسی مجلس سے طرہی ہوگی اس کے حق میں یہ قولیں باطل ہو گیا یہ کافی میں ہے۔ امام محمد نے فرمایا کہ ایک مرد نے اپنی دو جہیزوں سے حالانکہ دونوں اسکی مدخلہ میں کہا کہ تم میں سے ایک نے طلاق طالق ہو چکا ہے عرض الموت میں بیان کیا کہ وہ یہ ہو تو میراث سے محروم ہوگی اور اس بیان میں شوہر فرار کر نیوالا قرار دیا جائیگا پس اگر ان دونوں کے سوا کسی کوئی اور جو رہو ہو تو اسکو نصف میراث ملیگی۔ اور اگر شوہر کی موت سے پہلے وہ عورت مر گئی جس کے حق میں طلاق واقع ہونا بیان کیا ہو تو اس کے واسطے میراث ہوگی اور بیان اسکی جسے حق میں طلاق واقع ہونا بیان کیا ہو تو اس کے واسطے میراث ہوگی اور اگر وہ عورت مر گئی اور اگر شوہر کی کوئی دوسری جو رہی ہو تو میراث ان دونوں میں نصفاً نصف ہوگی۔ اور اگر وہ عورت مر گئی جس کے حق میں طلاق واقع ہونا بیان کیا ہو تو وہ مر رہی ہو اور دوسری مر گئی پھر شوہر مر گیا تو اس عورت کو نصف میراث ملے گی اس واسطے کہ اس کے حق میں بیان طلاق اس نصف حصہ کے واسطے صحیح ہوگا جو اسکا نہ تھا اور نہ صحیح ہونا فقط اسی نصف حصہ کے حق میں ہو جسکی یہ مستحق تھی پس وہ من وجہ نکاح ہوگی پس فقط نصف ہی کی مستحق ہوگی حتی کہ اگر اس مرد کی کوئی اور جو رہی ہو تو اس طالق کو فقط چوتھائی ملیگی اور تین چوتھائی دوسری جو رہی ہوگی۔ اور اگر ان دونوں میں سے ایک عورت قبل شوہر کے بیان کرنے اور شوہر کے مرنے کے مر گئی تو دوسری جو زندہ رہی ہو طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اور اسکو میراث نہ ملیگی۔ اور اگر شوہر نہیں مرا اور نہ اس نے کچھ بیان کیا یا نہ تک کہ دونوں میں سے ایک عورت وقت طلاق سے چھ مہینے سے زیادہ اور دو برس سے کم میں ایک بچہ جنی تو یا نسل بیان کے ہوگا اور شوہر کو اپنا اختیار باقی ہو پھر اگر شوہر نے اس بچہ کی نفی کی کہ میراث نہیں ہو تو اسکو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر اس نے کہا کہ میں نے ایقاع طلاق کے وقت وہ عورت مرادی تھی کہ جسکے بچہ نہیں ہوا ہو جسکے بچہ ہوا ہو اس کے اور شوہر کے درمیان لیاں کیا جائیگا اور بعد لیاں کے بچہ کا نسب اس مرد سے منقطع کر کے فقط ماں کی طرف بحق کیا جائیگا اور اگر اس نے کہا کہ میں نے یہ عورت جو بچہ جنی ہو مرادی تھی تو شوہر پر حدود واجب ہوگی اور بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ میں نے ایقاع کے وقت کسی کو مراد نہیں لیا تھا لیکن میں اس عورت کو مراد لیتا ہوں جو بچہ جنی ہو تو ایسی صورت میں حدود لیاں کچھ نہیں ہو اور بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر وقت ایقاع طلاق سے دو برس سے زیادہ کے بعد بچہ جنی ہو تو دوسری عورت طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اس واسطے کہ ایسی صورت میں ہم کو یقین معلوم ہو کہ وہ طلق بعد طلاق کے واقع ہوئی ہو اور جو بچہ جنی ہو وہ نکاح کے واسطے متعین ہو گئی تاکہ مرد نکاح طالق کے ساتھ وطی کرنے سے حرام کرے نہ والا نہ جائے اور نہ بچہ ضائع ہو جاوے۔ اور اگر اس مرد نے اس بچہ کے نسب سے انکار کیا تو دونوں میں لیاں کر لیا جائیگا مگر اس مرد سے اسکا نسب قطع نہ کیا جائیگا اسلئے کہ ہر گاہ شرع نے حکم دیدیا کہ اسکا لطفہ اسی مرد سے قرار پایا ہو اور اس سے ایک حکم متعلق کیا یعنی اس مرد سے وطی واقع ہونے کو بیان طلاق قرار دیا تو یہ بات اس کے نسب قطع ہونے سے مانع ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کے وقت ایقاع سے دو برس سے کم میں اور دوسری کے وقت ایقاع سے دو برس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہوا تو جسکے دو برس سے کم میں ہوا ہو وہی طلاق کے واسطے متعین ہوگی پس جب اس پر طلاق واقع ہوئی یعنی واقع ہونا معلوم ہو گیا تو اسکی عدت کے واسطے دیکھا جائیگا کہ اگر اس کے بچہ جنی اور اسکی موت کے بچہ جنی میں چھ مہینہ سے کم مدت ہو تو وضع حمل سے

ملہندی کو نہ بیان
نقول طلاق مریض

اسکی عدت منقضی ہو جائیگی اور اگر دونوں کے درمیان چھیننے یا اس سے زیادہ ہوں تو اس مطلقہ کی عدت حیض پر ہونگی اور اگر دوبرس سے کم مین بچے جننے والی سے وطی کرنے کا شوہر نے اولاً اقرار کیا تو اس کے اقرار سے دوسری جو دوبرس سے زیادہ مین جننی ہو طالق ہو جائیگی لیکن دوبرس سے کم مین جننے والی سے طلاق دور کرنے میں شوہر کے قول کی تصدیق نہوگی پس دونوں مطلقہ ہو جائیں گی۔ اور اگر وقت طلاق سے دوبرس سے زیادہ مین دونوں کے بچے پیدا ہو اور دونوں کے جننے مین ایک روز یا زیادہ کا تفاوت ہو تو پہلی عورت کا جہاد دوسری کے جن مین طلاق کا بیان ہو گا پھر جب دوسری بھی اس کے بعد جننی ہو تو طلاق اس پر چلی ہو وہ دوسری کی طرف پھیری نہ جائیگی اور ایسا ہو گیا کہ گویا اس نے دونوں مین سے ایک سے جماع کیا پھر دوسری سے جماع کیا تو دوسری جس سے آخر مین جماع کیا ہو طالق ہوگی پس ایسا ہی بیان ہو گا اور مطلقہ کی عدت وضع حل سے تمام ہو جائیگی اور بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہو گا یہ شرح زیادہ نہ تھا بی مین ہی۔ اور اگر بیان سے پہلے دونوں مین سے ایک مرگئی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو شوہر اس کا وارث نہوگا اور دوسری مطلقہ ہو جائیگی اور اسی طرح اگر دونوں ایک بعد دوسری کے مرگئیں پھر شوہر نے کہا کہ جو پہلے مری ہو مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو وہ دونوں مین سے کسی کا وارث نہوگا۔ اور اگر دونوں ساتھ ہی مرگئیں مثلاً دونوں پر دیوار گر پڑی یا دونوں غرق ہو گئیں تو دونوں مین سے ہر ایک سے نصف میراث کا وارث ہو گا اور اسی طرح اگر دونوں ایک بعد دوسری کے مین ولیکن مقدم و مؤخر معلوم نہ ہو تو یہ بھی بمنزلہ ساتھ ہی مرنے کے ہی۔ اور اگر دونوں ساتھ ہی مر گئیں پھر اس نے دونوں کی موت کے بعد ایک کو معین کیا اور کہا کہ مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو اس کا وارث نہوگا اور دوسری کا وارث ہو گا مگر نصف میراث پاویگا۔ اور اگر قبل بیان کے دونوں مر گئے ہوں گے پھر دونوں کی عدت گذر گئی اور شوہر سے بائن ہو گئیں تو شوہر کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ دونوں مین سے کسی ایک کے حق مین طلاق بیان کرے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اپنی جو رد کی طلاق کسی جننی کے سپرد کی اور حالت صحت مین سپرد کی پھر اجنبی نے اس کے مرض مین اسکی عورت کو طلاق دی پس اگر سپرد کرنا ایسے طور پر ہو کہ اسکو معزول نہ کر سکتا ہو تو عورت وارث نہوگی مثلاً اجنبی کو طلاق کا مالک کر دیا تو معزول نہیں کر سکتا ہو اور اگر تقویٰ ایسے طور پر ہو کہ اسکو معزول کر سکتا ہو مثلاً طلاق کے واسطے وکیل کیا ہو اور وکیل نے موکل کے مرض الموت مین طلاق دیدی تو عورت اسکی وارث نہوگی یہ سراج الواجه مین ہی

چھٹا باب رجعت اور جس سے مطلقہ حلال ہو جاتی ہو اور اس کے متصلات کے بیان مین۔ مطلقہ جب تک عدت مین ہی اس کے نکاح کے پتہ پر سابق باقی رکھ لینے کو رجعت کہتے ہیں یہ تیس مین ہی اور رجعت دو طرح کی ہو سکتی بدعی پس سنی رجعت یہ ہو کہ قول سے عورت سے مراجعت کرے اور اپنی مراجعت پر دو گواہوں کو گواہ کرے اور عورت کو اس سے آگاہ کر دے۔ اور رجعت بدعی یہ ہو کہ عورت سے قول سے رجوع کیا مثلاً کہا کہ مین نے تجھے رجعت کر لی یا مین نے اپنی جو رو سے مراجعت کر لی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ کر لیے مگر عورت کو اس سے آگاہ نہ کیا تو یہ مخالف سنت ہو اور بدعت ہو مگر خیر رجعت صحیح ہو جائیگی اور اگر عورت سے اپنے فعل سے مراجعت کی مثلاً اس سے وطی کر لی یا شہوت سے اسکا بوسہ لیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا تو ہمارے نزدیک اس سے بھی مراجعت ہو جائیگی مگر یہ فعل اسکا مکروہ ہو پس اس کے بعد مستحب ہو کہ گواہ کرے یہ جو ہرہ نیزہ مین لکھا ہو۔ اور الفاظ رجعت دو طرح کے صریح و کنایہ مین پس صریح جیسے عورت

اے شوہر! تجھے رجعت کر لی ہے
میں جو میراث ہوتی ہے
میراث نصف یا چارم

سے خطاب کر کے کہا کہ میں نے تجھ سے مراجعت کر لی یا عورت کی غیبت میں یا سامنے کہا کہ میں نے اپنی جہت سے مراجعت کر لی تو یہ صریح ہے اور یہ کہنا کہ میں نے تجھ سے مراجعت کر لیا یا تجھ سے رجوع کر لیا یا تجھے لوٹا لیا یا تجھے رکھ لیا یہ بھی الفاظ صریح میں سے ہیں اور مسکتک بہنزلہ اسکتک کے ہو یعنی تجھے رکھ لیا پس ان الفاظ سے بلا نیت رجعت کرنے والا ہو جائیگا اور کنایات جیسے کہا کہ تو میرے نزدیک جیسی تھی ویسی ہی ہو یا تو میری جہت سے رجوع کر کے یا تو ایسے الفاظ میں بدون نیت کے مراجعت کرنے والا ہو گا یہ فتوح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اس وقت باز آؤں یعنی اس گئی ہوئی میں تجھے پھیر لیا یا اگر رجعت کی نیت کی تو مراجعت ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر بلفظ تزویج اس سے رجوع کیا تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور اسی پر فقہائے کرام نے فتوح القدیر میں ہے کہ اگر اس سے نکاح پر لیا تو بھی بنا بر مختار مراجعت ہو جائیگا یہ جو ہرہ نیزہ میں ہے۔ اور اگر اس سے کہا کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں لے لیا تو ظاہر الردایہ کے موافق یہ رجعت ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے ہزار درم مہر پر رجوع کر لیا پس اگر عورت نے اس کو قبول کیا تو یہ زیادتی صحیح ہوگی ورنہ نہیں اس واسطے کہ یہ مہر میں زیادتی ہے پس عورت کا قبول کرنا شرط ہے اور یہ بہنزلہ تجدید نکاح کے ہو یہ محیط میں ہے۔ اور رجعت جیسے قول سے ثابت ہوتی ہے ویسے ہی فعل سے ثابت ہوتی ہے جیسے وطی کر لینا و شہوت سے مساس کرنا کذا فی النہایہ اور ایسے ہی دہن پر شہوت سے بوسہ لینے سے بالاجماع رجعت ثابت ہوتی ہے اور اگر گال یا ٹھوڑھی یا پیشانی پر بوسہ لیا یا مساس کر لیا تو اس میں اختلاف ہے اور عیون کی عبارت کے اطلاق سے ظاہر ہے کہ بوسہ چاہے جس جگہ کا ہو موجب حرمت مصاہرہ ہے اور یہی صحیح ہے جو ہرہ نیزہ میں ہے۔ اور عورت کی داخل فرج میں شہوت سے نظر کرنا رجعت ہے یہ فتوح القدیر میں ہے اور سوا کے فرج کے اور کہین اسکے بدن پر نظر کرنے سے رجعت نہیں ہوتی ہے یہ یقین میں ہے۔ اور ہر چیز جس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہے اس سے رجعت ثابت ہوتی ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور بغیر شہوت بوسہ لینا و مساس کرنا مکروہ ہے جبکہ اس سے رجعت کا قصد نہ ہو اور اسی طرح عورت کو ننگے دیکھنا بغیر شہوت مکروہ ہے ایسا ہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور جب مساس و نظر بغیر شہوت ہو تو یہ بالاجماع رجعت نہیں ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور واضح رہے کہ جیسے مرد کے بوسہ لینے و چھونے و نظر کرنے سے رجعت ہوتی ہے ویسے ہی عورت کی طرف سے بھی ایسے فعل سے رجعت ہو جاتی ہے کچھ فرق نہیں ہے بشرطیکہ جو فعل عورت سے صادر ہو اور وہ مرد کی دانستہ میں ہو اور مرد نے اس کو منع نہ کیا اور اس میں اتفاق ہے۔ اور اگر عورت نے ایسا فعل باختلاس کیا یعنی مثلاً مرد سوتا تھا اور عورت نے شہوت سے بوسہ لے لیا اور یہ نہیں ہوا کہ مرد نے اس کو قابو و ید یا ہوا کہ اس کا بوسہ لے لے یا عورت نے زبردستی کر لیا یا مرد مستودہ ہو تو شیخ الاسلام شمس الائمہ نے ذکر کیا کہ بقول امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے رجعت ثابت ہو جائیگی اور یہ شہوت ہے کہ شوہر نے اس امر کی تصدیق کی کہ شہوت کی حالت میں عورت نے ایسا کیا ہے اور اگر عورت کے شہوت میں چھونے سے انکار کیا تو رجعت ثابت نہ ہوگی اور اسی طرح اگر شوہر مریا اور اسکے داروں نے تصدیق کی یعنی عورت حالت شہوت میں تھی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شہوت میں چھونے کے گواہ پیش ہوئے تو مقبول ہونگے یہ فتوح القدیر میں ہے اور اگر گواہوں نے جماع واقع ہونے کی گواہی دی تو بالاجماع مقبول ہونگے یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر مرد سوتا ہو یا وہ بچوں پر اور عورت مطلقہ جمعی نے مرد کے آہ نکال کر اپنی فرج میں داخل کر لیا تو بالاتفاق یہ رجعت ہوگی یہ فتوح القدیر میں ہے

کی شرط کی تو صحیح نہیں ہے اور اگر شوہر نے بعد طلاق کے کہا کہ میں نے تجھ سے کل کے روز رجعت کی یا عید کا چاند دیکھے رجعت نہ کی تو بالاجماع یہ رجعت نہیں صحیح ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ میں نے اپنی رجعت کو اہل کر دیا یا میرے واسطے تجھ رجعت کا کچھ اختیار نہیں ہے تو اس سے کچھ نہ ہوگا اور مرد کو رجعت کا اختیار باقی رہے گا یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جہور کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی دین تو اسکو اختیار ہے کہ عدت میں اس عورت سے رجوع کرے خواہ وہ عورت راضی ہو یا نہ ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر مرد نے اس عورت کے ساتھ دخول کا دعویٰ کیا حالانکہ اس کے ساتھ خلوت میں رہا تھا تو اسکو رجعت ثابت ہے اور اگر خلوت میں نہ رہا ہو تو اسکو رجعت کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ روضہ میں لکھا ہے کہ اگر دونوں نے القضا می عدت پر اتفاق کیا اور رجعت میں اختلاف کیا تو صحیح یہ ہے کہ عورت کا قول قبول ہوگا اور یہی جمہور کا قول ہے یہ غایہ سروری میں ہے۔ اور عورت پر امام اعظم رحمہ کے نزدیک قسم واجب نہ ہوگی کذا فی الہدایہ اور اگر عدت باقی ہو تو صحیح یہ ہے کہ قول شوہر کا قبول ہوگا یہ غایہ سروری میں ہے اور اگر عدت گزر جائے کے بعد شوہر نے گواہ قائم کیے کہ شوہر نے عورت کی عدت میں کہا تھا کہ میں نے اس سے رجوع کیا ہے یا شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے رجوع کر لیا ہے تو یہ رجعت ہی ہے جسے الفائق میں ہے اور اگر عدت گزر گئی ہو پھر مرد نے کہا کہ میں اس سے عدت میں رجوع کر چکا ہوں اور عورت نے اسکی تصدیق کی تو رجعت صحیح ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر دونوں نے بروز جمعہ رجعت کرنے پر اتفاق کیا اور عورت نے کہا کہ میری عدت جمہور کی کو گزر گئی ہے اور شوہر نے کہا کہ سنیچر کو گزری ہے پس آیا قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا یا عورت کا یا جس کا دعویٰ پہلے ہو تو اس میں یقین صورت میں اور صحیح صورت اول ہے یعنی قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا یہ معراج الہدایہ میں ہے اور شرح طحاوی میں مذکور ہے کہ اگر مرد نے کہا کہ میں نے تجھ سے رجوع کیا پس عورت نے اسی دم شوہر کے کلام سے ملے ہوئے کہا کہ میری عدت گزر گئی ہے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک رجعت نہیں صحیح ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک رجعت صحیح ہے یہ سنایا ہے میں ہے اور صحیح امام اعظم رحمہ کا قول ہے یہ مہتممات میں ہے مگر واضح رہے کہ یہ ایسی صورت میں ہے کہ جب طلاق سے انہی مدت گزری ہو کہ القضا سے عدت کو مختل ہو اور اگر مختل نہ ہو تو رجعت ثابت ہوگی یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور ایسی صورت میں بالاجماع عورت سے یہ قسم لیجا سکتی کہ جس وقت اس نے خبر دی ہے اس وقت اسکی عدت گزر چکی تھی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اس بات پر اجماع ہے کہ اگر عورت ایک ساعت چپ رہی پھر اس نے کہا کہ میری عدت گزر گئی تو رجعت صحیح ہوگی اور اگر عورت نے پہل کر کے یوں کہا کہ میری عدت گزر گئی ہے پھر شوہر نے اس کے جواب میں فوراً ملا کر کہا کہ میں نے تجھ سے رجوع کیا تو رجعت صحیح نہ ہوگی یہ سنایا ہے میں ہے۔ اور اگر باندی کے شوہر نے اسکی عدت منقضی ہونے کے بعد کہا کہ میں تجھ سے رجعت کر چکا ہوں اور مولے نے اسکی تصدیق کی اور باندی نے تکذیب کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک باندی کا قول قبول ہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ مولے کا قول قبول ہوگا کذا فی الہدایہ اور قول امام اعظم رحمہ کا صحیح ہے یہ مہتممات میں ہے۔ اور اگر ام غلس ہو کہ مولے نے تکذیب کی اور باندی نے تصدیق کی تو بالاجماع صحیح روایت کے موافق رجعت ثابت ہوگی اور قول مولے کا قبول ہوگا یہ تیس میں ہے۔ اور اگر مولیٰ و باندی دونوں نے تصدیق کی تو بالاجماع رجعت ثابت ہوگی اور اگر دونوں نے تکذیب کی تو بالاتفاق رجعت ثابت ہوگی یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر باندی نے کہا کہ میری عدت

سہ
اس
لاصل
انقال
قوامہا
اوراد
یہ کہ
عدت
میں

رجعت
نہ
صحیح
رہے
رجعت
نہ
رجعت
نہ

گزر گئی اور مونسے اور شوہر نے کہا کہ نہیں گزری ہو تو قول باندی کا قبول ہو گا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ
 ولادت میری عدت گزر گئی تو بدون گواہوں کے اسکا قول قبول ہو گا یا اسکے ایسا پیٹ کر گیا ہو کہ اسکی بعض خلقت ظاہر
 ہو گئی ہو پس شوہر کو اختیار ہو کہ عورت سے اس امر پر قسم لے کر اسکے ایسا پیٹ کر گیا ہو اور یہ بالافتاق ہے اور عورت خواہ
 باندی ہو یا آزادہ ہو کچھ فرق نہیں ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ مونسے نے اگر شوہر سے کہا کہ تو اس سے رجعت کر چکا ہے کہ شوہر
 نے کہا کہ نہیں تو باندی کے مونسے کا قول باندی کے شوہر کے حق میں قبول ہو گا یہ جوہرہ نیزہ میں ہے۔ اور اگر عورت
 نے کہا کہ میری عدت گزر گئی پھر اسکے بعد اُس نے کہا کہ ہنوز نہیں گزری ہو تو مرد کو اس سے رجعت کر لینے کا اختیار ہو گا اور
 اگر مرد نے اپنی مطلقہ سے رجعت کر لی اور عورت کو معلوم ہوا پھر اسکی عدت گزر گئی اور اُس نے دوسرے مرد سے نکاح
 کر لیا تو وہ اول کی چور ہو گی خواہ دوسرے نے اُس سے دخول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس عورت اور دوسرے کے
 درمیان تفریق کر دینا ایسی اور فحش میں لکھا ہو کہ یہی صحیح ہے یا غایتہ سرجی میں ہے۔ اور رجعت کا حکم منقطع ہو جاتا ہے اگر جرہ کے
 بتیسرے حبس سے خارج ہو جانے کا حکم دیدیا گیا یا باندی کے دوسرے حبس سے وقت تمام ہو جائے۔ فی ذلک ذکر کے مطلقاً
 اگرچہ ہنوز خون بند نہ ہوا ہو یہ بحر الرائق میں ہے اور اگر دس روز سے کم میں منقطع ہو تو رجعت کا حکم منقطع ہو گا یہاں تک
 کہ عورت مذکور غسل کر لے یا اسپر ایک نماز کا وقت گزر جاوے۔ یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر طہر آخر وقت میں ہو تو اسکا یہی خفیف
 وقت ہے کہ بتیسرے حبس میں غسل کر کے تحریم تکبیر کی نیت کر سکتی ہو اور اس سے کم نہیں ہے اور اگر اول وقت ہو تو ثبوت
 ہو گا یہاں تک کہ یہ پورا وقت گزر جاوے۔ اس واسطے نماز تو قصاصے لازم بذمہ بندہ حبس ہی ہو جاتی ہے کہ حبس پورا وقت
 گزر جاوے۔ یہ بحر الرائق میں ہے اور اگر وقت میں سے فقط اتنا وقت رہ گیا کہ خالی غسل کر سکتی ہو یا اتنا بھی نہیں ہو تو
 اس وقت کے گزر جانے پر اسکی طہارت کا حکم نہ دیا جائیگا یہاں تک کہ اُس سے انکی نماز کا پورا وقت گزر جاوے۔ یہ
 شاہان شرح ہدایہ میں ہے۔ اور اگر وقت مہل میں ملا ہو تو جیسے وقت شروع یعنی ٹھیک دوپہر تو رجعت تا دخول وقت
 منقطع ہو گی یہ بحر الرائق میں ہے اور جس عورت کی عادت بھی پانچ روز ہو اور کبھی چھ روز حبس کی ہو پس وہ حالضہ
 ہوئی یعنی آخر حبس عدت آیا تو ہم رجعت کے واسطے اقل مدت عادت معتبر رکھینگے یعنی پانچ روز کے اندر رجعت کرے۔
 تو صحیح ہے اور دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے حق میں اکثر مدت یعنی چھ روز مثلاً گزر جانے معتبر رکھینگے یہ غنایہ میں ہے۔
 اور اگر مطلقہ عورت کتابیہ ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اس رجعت کا استحقاق خون منقطع ہونے ہی قطع ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔
 اور اگر عورت سے بعد ہی غسل کے حبس ہم نے کہا ہے کہ اس سے رجعت منقطع ہو جائیگی رجوع کیا تو ظاہر ہے کہ سرکوت
 رجعت صحیح ہونے کا حکم دیا جائیگا لیکن اگر دس روز پورے ایام حبس نہ گزرنے پائے تھے کہ خون نے پھر عود کیا تو
 رجعت صحیح ہو گی اور ایسا ہی کلام تمیم میں ہے کہ ذانی النہر الفائق اور اگر اُس نے غسل نہ کیا اور نہ اسپر ایک نماز کا وقت کامل
 گزر گیا بلکہ اُس نے تمیم کیا مثلاً وہ مسافر تھی تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جو تمیم سے رجعت منقطع ہو گی یہ
 محیط میں ہے۔ مگر ان اگر اُس نے اس تمیم سے نماز فرض یا نفل ادا کر لی تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک رجعت
 منقطع ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اُس نے اس تمیم سے نماز شروع کی تو شیخین کے نزدیک الفطل عرجت
 کا حکم نہ دیا جائیگا جب تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاوے اور یہی شیخین کے مذہب کی صحیح روایت ہے۔ مگر یہ بھی ہے کہ اگر
 اُس نے تمیم کر کے قرآن شریف کی تلاوت کی یا اسکو چھوایا مسجد میں داخل ہوئی تو شیخ کرخی رجعت نہ فرمایا کہ اس سے رجعت

رجعت
منقطع
ہوگا
۳۱۷

اُسکے دل میں رجعت کا قصد نہ ہو اور مرد کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اُسکو لیکر سفر میں جاوے یہاں تک کہ اس سے رجعت کر لینے پر گواہ کر لے یہ ہدایہ میں ہے اور اسی طرح سفر کی مسافت سے کم مسافت پر بھی باہر لیجانا حلال نہیں ہے یہ نہر الفائق میں ہے اور جیسے اُسکو سفر میں لیجانا مکروہ ہے ویسے ہی اُسکے ساتھ تخلیہ کرنا بھی مکروہ ہے اور سرخی نے منہ لایا کہ خلوت مکروہ ہے جب کہ اُسکے ساتھ وطی کر لینے سے مامون نہ ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور طلاق رجعی وطی کو مرام نہیں کرتی ہوتی کہ اگر اس سے وطی کر لی تو عقد لازم نہ آویگا یہ کٹایہ میں ہے۔ اور اگر اپنی جوڑو کو جو کسی کی باندی ہے طلاق رجعی دیدی پھر حرۃ عورت سے نکاح کیا تو اُسکو اختیار ہے کہ باندی سے رجوع کرے یہ بحر الرائق میں ہے فصل ان امور کے بیان میں جن سے مطلقہ حلال ہو جاتی ہے اور اُسکے منکحات کے بیان میں ہے۔ اگر تین طلاق سے کم طلاق بائن و پیری ہو تو مرد کو اختیار ہے کہ چاہے اس عورت سے عدت کے اندر نکاح کر لے یا بعد عدت کے اور اگر آزادہ عورت کو تین طلاق اور باندی کو دو طلاق دیدی ہوں تو یہ عورت جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے اور نکاح صحیح ہو اور دوسرا خاوند اس سے دخول بھی کرے پھر اُسکو طلاق دیدے یا مر جاوے تب تک پہلے خاوند کے واسطے حلال ہونگی یہ ہدایہ میں ہے خواہ یہ عورت مطلقہ بدخول ہو یا غیر بدخول ہو کچھ فرق نہیں ہے یہ فتح القدیر میں ہے اور یہ شرط ہے کہ دوسرے شوہر کا اُسکے ساتھ دخول کرنا ایسا ہو کہ اُسکے کرنے سے غسل واجب ہوتا ہے یعنی کم سے کم اتنا ہو کہ نختائین عورت و مرد کی لمبا دین یہ عینی شرح کنزین ہے اور حلالہ کے واسطے انزال شرط نہیں ہے۔ اور اگر ایسی عورت سے کسی نے بزنا یا بشبہہ وطی کر لی تو بسبب عدم نکاح کے پہلے خاوند کے واسطے حلال ہونگی اسی طرح اگر باندی سے اُسکے مولے نے بلبک میں طی کر لی مثلاً باندی اپنے شوہر پر بھرت غلیظہ حرام ہو گئی اور بعد عدت پوری ہو گئی اُسکے مولے نے اس سے وطی کر لی تو اس سے اپنے شوہر کے واسطے حلال ہونا جائیگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ حیض یا نفاس یا احرام یا روزہ میں وطی کر لی تو بھی اپنے اول شوہر کے واسطے حلال ہو جائیگی یہ محیط شرحی میں ہے۔ اور جس عورت کے ہر دو سو راح مقعد و فرج ایک ہو گئے ہوں اگر اس سے وطی کی تو حلالہ نہ ہوگا جب تک کہ وہ حاملہ نہ ہو اور اگر صغیرہ ہو کہ ایسی عورت سے جماع نہیں کیا جاتا ہے تو بھی اسکی جماع سے حلالہ نہ ہوگا اور اگر ایسی ہو کہ لائق جماع کے ہے تو اسکے جماع سے وہ حلال ہو جائیگی اگرچہ جماع سے اسکا مقام مقعد و فرج چٹکار ایک ہو گیا ہو یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور انفع میں ہے کہ جو طفل قریب بہ بلوغ ہو اگر اُس نے وطی کی تو حلالہ کے واسطے اسکی وطی مثل بالغ مرد کی وطی کے ہے کہ اگر اُس نے قبل بلوغ کے وطی کر لی اور طلاق بعد بالغ ہونے کے دی تو حلالہ ہو جائیگا اور طلاق بعد بلوغ کے ضرور ہے اس واسطے کہ قبل بلوغ کے اسکی طلاق واقع نہ ہوگی یتا ناخا بنہ میں ہے اور جماع صغیر میں مباح یعنی قریب بہ بلوغ لڑکے کی یہ تفسیر مذکور ہے کہ ایسا لڑکا کہ ہنوز بالغ نہیں ہوا مگر ایسے لڑکے جماع کرنے کے قابل ہیں اُس نے اپنی جوڑو سے وطی کی تو عورت پر غسل واجب ہوگا اور یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے واسطے حلال ہو جائیگی اور اس کلام کے معنی یہ ہیں کہ ایسا لڑکا ہو کہ اسکا آک تناسل شہوت سے متاثر ہوتا ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر دوسرا شوہر متاثر ہو تو اول کے واسطے حلال ہو جائیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر دوسرا شوہر غلام یا مدبر یا مکاتب ہو اور اُس نے اپنے مولے کی اجازت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا تو اول شوہر کے واسطے حلال ہو جائیگی یہ محیط میں ہے اور اگر کسی غلام سے جسکو اُسکے مولے نے اجازت نہیں دی ہے نکاح کیا

ع
نہر
الفائق
میں
ہے
اور
جیسے
اُسکو
سفر
میں
لیجانا
مکروہ
ہے
ویسے
ہی
اُسکے
ساتھ
تخلیہ
کرنا
بھی
مکروہ
ہے
اور
سرخی
نے
منہ
لایا
کہ
خلوت
مکروہ
ہے
جب
کہ
اُسکے
ساتھ
وطی
کر
لینے
سے
مامون
نہ
ہو
یہ
فتح
القدیر
میں
ہے۔
اور
طلاق
رجعی
وطی
کو
مرام
نہیں
کرتی
ہوتی
کہ
اگر
اس
سے
وطی
کر
لی
تو
عقد
لازم
نہ
آویگا
یہ
کٹایہ
میں
ہے۔
اور
اگر
اپنی
جوڑو
کو
جو
کسی
کی
باندی
ہے
طلاق
رجعی
دیدی
پھر
حرۃ
عورت
سے
نکاح
کیا
تو
اُسکو
اختیار
ہے
کہ
باندی
سے
رجوع
کرے
یہ
بحر
الرائق
میں
ہے
فصل
ان
امور
کے
بیان
میں
جن
سے
مطلقہ
حلال
ہو
جاتی
ہے
اور
اُسکے
منکحات
کے
بیان
میں
ہے۔
اگر
تین
طلاق
سے
کم
طلاق
بائن
و
پیری
ہو
تو
مرد
کو
اختیار
ہے
کہ
چاہے
اس
عورت
سے
عدت
کے
اند
ر
نکاح
کر
لے
یا
بعد
عدت
کے
اور
اگر
آزادہ
عورت
کو
تین
طلاق
اور
باندی
کو
دو
طلاق
دید
دی
ہوں
تو
یہ
عورت
جب
تک
دوسرے
خاوند
سے
نکاح
نہ
کرے
اور
نکاح
صحیح
ہو
اور
دوسرا
خاوند
اس
سے
دخول
بھی
کرے
پھر
اُسکو
طلاق
دیدے
یا
مر
جاوے
تب
تک
پہلے
خاوند
کے
واسطے
حلال
ہونگی
یہ
ہدایہ
میں
ہے
خواہ
یہ
عورت
مطلقہ
بدخول
ہو
یا
غیر
بدخول
ہو
کچھ
فرق
نہیں
ہے
یہ
فتح
القدیر
میں
ہے
اور
یہ
شرط
ہے
کہ
دوسرے
شوہر
کا
اُسکے
ساتھ
دخول
کرنا
ایسا
ہو
کہ
اُسکے
کرنے
سے
غسل
واجب
ہوتا
ہے
یعنی
کم
سے
کم
اتنا
ہو
کہ
نختائین
عورت
و
مرد
کی
لمبا
دین
یہ
عینی
شرح
کنزین
ہے
اور
حلالہ
کے
واسطے
انزال
شرط
نہیں
ہے۔
اور
اگر
ایسی
عورت
سے
کسی
نے
بزنا
یا
شبہہ
وطی
کر
لی
تو
بسبب
عدم
نکاح
کے
پہلے
خاوند
کے
واسطے
حلال
ہونگی
اسی
طرح
اگر
باندی
سے
اُسکے
مولے
نے
بلک
میں
طی
کر
لی
مثلاً
باندی
اپنے
شوہر
پر
بھرت
غلیظہ
حرام
ہو
گئی
اور
بعد
عدت
پوری
ہو
گئی
اُسکے
مولے
نے
اس
سے
وطی
کر
لی
تو
اس
سے
اپنے
شوہر
کے
واسطے
حلال
ہونا
جائیگی
یہ
ہدایہ
میں
ہے۔
اور
اگر
دوسرے
شوہر
نے
اُسکے
ساتھ
حیض
یا
نفاس
یا
احرام
یا
روزہ
میں
وطی
کر
لی
تو
بھی
اپنے
اول
شوہر
کے
واسطے
حلال
ہو
جائیگی
یہ
محیط
شرحی
میں
ہے۔
اور
جس
عورت
کے
ہر
دو
سوراخ
مقعد
و
فرج
ایک
ہو
گئے
ہوں
اگر
اس
سے
وطی
کی
تو
حلالہ
نہ
ہوگا
جب
تک
کہ
وہ
حاملہ
نہ
ہو
اور
اگر
صغیرہ
ہو
کہ
ایسی
عورت
سے
جماع
نہیں
کیا
جاتا
ہے
تو
بھی
اسکی
جماع
سے
حلالہ
نہ
ہوگا
اور
اگر
ایسی
ہو
کہ
لائق
جماع
کے
ہے
تو
اسکے
جماع
سے
وہ
حلال
ہو
جائیگی
اگرچہ
جماع
سے
اسکا
مقام
مقعد
و
فرج
چٹکار
ایک
ہو
گیا
ہو
یہ
نہر
الفائق
میں
ہے۔
اور
انفع
میں
ہے
کہ
جو
طفل
قریب
بہ
بلوغ
ہو
اگر
اُس
نے
وطی
کی
تو
حلالہ
کے
واسطے
اسکی
وطی
مثل
بالغ
مرد
کی
وطی
کے
ہے
کہ
اگر
اُس
نے
قبل
بلوغ
کے
وطی
کر
لی
اور
طلاق
بعد
بالغ
ہونے
کے
دی
تو
حلالہ
ہو
جائیگا
اور
طلاق
بعد
بلوغ
کے
ضرور
ہے
اس
واسطے
کہ
قبل
بلوغ
کے
اسکی
طلاق
واقع
نہ
ہوگی
یتا
ناخا
بنہ
میں
ہے
اور
جماع
صغیر
میں
مباح
یعنی
قریب
بہ
بلوغ
لڑکے
کی
یہ
تفسیر
مذکور
ہے
کہ
ایسا
لڑکا
کہ
ہنوز
بالغ
نہیں
ہوا
مگر
ایسے
لڑکے
جماع
کرنے
کے
قابل
ہیں
اُس
نے
اپنی
جوڑو
سے
وطی
کی
تو
عورت
پر
غسل
واجب
ہوگا
اور
یہ
عورت
اپنے
پہلے
شوہر
کے
واسطے
حلال
ہو
جائیگی
اور
اس
کلام
کے
معنی
یہ
ہیں
کہ
ایسا
لڑکا
ہو
کہ
اسکا
آک
تناسل
شہوت
سے
متاثر
ہوتا
ہو
یہ
ہدایہ
میں
ہے۔
اور
اگر
دوسرا
شوہر
متاثر
ہو
تو
اول
کے
واسطے
حلال
ہو
جائیگی
یہ
خلاصہ
میں
ہے۔
اور
اگر
دوسرا
شوہر
غلام
یا
مدبر
یا
مکاتب
ہو
اور
اُس
نے
اپنے
مولے
کی
اجازت
سے
نکاح
کیا
اور
اُسکے
ساتھ
دخول
کیا
تو
اول
شوہر
کے
واسطے
حلال
ہو
جائیگی
یہ
محیط
میں
ہے
اور
اگر
کسی
غلام
سے
جسکو
اُسکے
مولے
نے
اجازت
نہیں
دی
ہے
نکاح
کیا

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ایک ساعت اوپر (۳۶) روز سے کم میں تصدیق ہوگی۔ اور اگر مطلقہ مذکورہ ایسی عورت ہو کہ مینون سے اسکی عدت لگائی جاتی ہو اور وہ آزادہ ہو تو ایک ساعت اوپر (۹۰) روز سے کم میں اسکی تصدیق ہوگی اور اگر باندی ہو تو ڈیڑھ مہینہ سے کم میں اسکی تصدیق ہوگی اور یہ بالا جماع ہو یہ مضمرات میں ہیں۔ مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر ایسی عورت جو کو تین طلاق دیکھی ہیں بعد چار مہینہ کے بچہ جنی حالانکہ اُسے اس درمیان میں کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا ہو اور کتنی ہو کہ دوسرے شوہر سے میری عدت گزر گئی اور چاہتی ہو کہ شوہر اول کے نکاح میں واپس جاوے پس کیا امام اعظم کے نزدیک اسکی تصدیق ہوگی یا نہ ہوگی تو شیخ امام زہد رحمہ الدین نسفی نے جواب دیا کہ اسکی تصدیق ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر مطلقہ ٹائٹھ نے اپنے شوہر اول سے کہا کہ میں تیرے واسطے حلال ہو گئی ہوں پس اسے اس عورت سے نکاح کر لیا پھر عورت مذکورہ نے کہا کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول نہیں کیا تھا پس اگر عورت مذکورہ شرط طاعت سے واقف ہو تو اُسکے قول کی تصدیق ہوگی کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول نہیں کیا تھا ورنہ تصدیق ہوگی یہ نہایت میں ہے اور یہ ہوقت ہے کہ عورت کی طرف سے پہلے ایسا اقرار نہ پایا گیا ہو کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول کیا ہو یہ تا ناخانیہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے صرف اتنا کہا کہ میں حلال ہو گئی ہوں تو جب تک اس سے استفسار نہ کرنے کہ کیونکر تیا تک شوہر اول کو اس سے نکاح کر لینا حلال نہیں ہے اس واسطے کہ اس میں لوگوں میں اختلاف ہو کہ ذانی الذخیرہ اور شیخ مؤلف نے فرمایا کہ یہی صواب ہے یقینہ میں ہے۔ اور اجناس کی کتاب النکاح میں مذکور ہے کہ اگر عورت نے خبر دی کہ شوہر ثانی نے مجھ سے جماع کیا ہے مگر شوہر مذکور نے اس سے انکار کیا تو شوہر اول کے واسطے حلال ہو جائیگی اور اگر اسے برعکس ہو کہ شوہر ثانی نے اسکی جماع کا اقرار کیا اور عورت نے انکار کیا تو حلال ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھ سے دوسرے شوہر نے جماع کیا ہے اور شوہر اول نے بعد اسکے ساتھ تزوج کرنے کے کہا کہ مجھ سے دوسرے شوہر نے طی نہیں کی ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی اور شوہر اول پر عورت کے واسطے نصف مہر کی واجب ہوگا اور خاوی میں لکھا ہے کہ اگر شوہر اول سے نکاح کرنے کے بعد عورت نے کہا کہ میں نے کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہیں کیا اور شوہر اول نے کہا کہ تو نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اسے تیرے ساتھ دخول کیا ہے تو عورت کے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر دوسرے شوہر نے دعویٰ کیا کہ میرا نکاح اسکے ساتھ فاسد ہوا تھا اسلئے کہ میں نے اسکی مان کے ساتھ وطی کی تھی تو قاضی امام حسن نے جواب دیا کہ اگر عورت نے اسکے قول کی تصدیق کی تو شوہر اول پر حلال ہوگی اور اگر تکذیب کی تو حلال ہوگی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کسی عورت سے نکاح فاسد نکاح کیا اور کو تین طلاق دیدین تو اس سے پھر نکاح کر لینا جائز ہے اگر چہ اُسے دوسرے شوہر سے نکاح نہ کیا ہو سیراج و یا ج میں ہے زہد نے ہندہ سے بنیت حلالہ نکاح کیا یعنی تاکہ اسکے پہلے خاوند پر حلال کر دے مگر دونوں نے یہ شرط نہیں لگائی تو ہندہ اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائیگی اور کچھ کراہت ہوگی اور غیت مذکورہ کوئی چیز نہیں ہے اور اگر دونوں نے یہ شرط لگائی ہو تو مکروہ ہے اور باوجود اسکے امام اعظم و امام زفر کے نزدیک عورت اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائیگی کذا فی الخلاصہ اور یہی صحیح ہے یہ مضمرات میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت کو ایک یا دو طلاق دیدین اور اسکی عدت گزر گئی اور اُسے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسے عورت سے دخول کیا پھر اسکو طلاق دیدی اور اسکی عدت گزر گئی پھر اس سے شوہر اول نے نکاح کیا تو اسکو پھر اس عورت پر تین طلاق کا اختیار حاصل ہو جائیگا اور دوسرے شوہر جیسے تین طلاق کو نابود کر دیتا ہے ویسے ہی ایک یا دو طلاق کو جو شوہر اول نے دی تھیں نابود

کر دیا یہ اختیاء شرح مختار میں ہے اور یہی صحیح ہے مضمرات میں ہے۔ اور نوازل میں لکھا ہے کہ اگر عورت کے سامنے دو گواہوں نے گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجھ کو تین طلاق دیدیں حالانکہ اسکا شوہر غائب ہے تو اس عورت کو دوسرے سے نکاح کر لینے کی گنجائش ہے اور اگر شوہر حاضر ہو تو ایسی گنجائش نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر تین طلاق کسی شرط پر معلق ہیں پھر شرط پائی گئی اور عورت خوف کرتی ہے کہ اگر وہ شوہر کے سامنے پیش کرتی ہے تو وہ انکار کرے گا اور عورت نے فتویٰ طلب کیا تو علماء نے تین طلاق واقع ہونے کا فتویٰ دیا اور عورت کو خوف ہے کہ اگر شوہر کو معلوم ہوا تو وہ سرے سے طلاق معلق کرنے سے انکار کر جائیگا تو عورت کو گنجائش ہے کہ شوہر سے پوشیدہ دوسرے مرد سے نکاح کر کے حلالہ کر لے جب وہ کہیں سفر کو جاوے پھر جب وہ واپس آوے تو اس سے التماس کوئے کہ میرے غائبین نکاح کی جانب سے کچھ شک ہے جس سے دل کو خلجان ہے لہذا تجدید نکاح کر لے نہ بانیکہ شوہر منکر طلاق ہو گا یہ وجہ کروری ہیں ہر شیخ الاسلام یوسف بن سہق خطی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جو دو کو تین طلاق دیں اور اس سے چھپایا اور اس سے وطی کرتا رہا پس تین حیض گزر گئے پھر عورت کو اس بات سے آگاہ کیا پس آیا عورت کو یہ اختیار ہے کہ ابھی دوسرے خاوند سے نکاح کر لے فرمایا کہ نہیں اس واسطے کہ وطی جو دونوں میں واقع ہوئی وہ بشبہ نکاح خطی اور وہ موجب عدت ہے لہذا عدت تک توقف کر لگی لیکن اگر آخری وطی سے تین حیض گزر گئے ہوں تو دوسرے سے فی الحال نکاح کر سکتی ہے پھر اسے دریافت کیا گیا کہ اگر دونوں حرمت کو جانتے ہوں اور حرمت غلیظہ واقع ہونے کے مقرر ہوں لیکن مرد اس سے وطی کیے جاتا ہے اور تین حیض گزر گئے پھر عورت نے دوسرے خاوند سے بغیر نکاح کرنا چاہا تو شیخ نے فرمایا کہ نکاح جائز ہے کیونکہ جب وہ دونوں حرمت کے مقرر تھے تو یہ وطی زنا ہوئی اور زنا موجب عدت نہیں ہے اور دوسرے سے نکاح کرنے سے مانع نہیں ہوتا ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں لیکن اگر عورت مذکورہ پہلے سے ہو تو صاحبین کے قول پر تو وضع محل تک توقف کر لگی اور امام عظیم رحمہ کے قول پر ابھی نکاح جائز ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور شیخ الاسلام ابو الفاکم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے سنا کہ اُسے اس عورت کو تین طلاق دیدی ہیں اور عورت کو یہ قدرت نہیں ہے کہ اپنے نفس کو مرد سے باز رکھ سکے پس آیا عورت مذکورہ کو مرد مذکور کے قتل کر ڈالنے کی گنجائش ہے تو فرمایا کہ جس وقت اس سے قربت کرنے کا ارادہ کرے اس وقت عورت کو اس کے قتل کر ڈالنے کی گنجائش ہے اور حالیکہ اسکو کسی اور طور سے نہ روک سکتی ہو سو اسے قتل کے اور ایسا ہی شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے فتویٰ دیا ہے اور ایسا ہی امام سید ابو شجاع کا فتویٰ ہے اور قاضی سیبجانی فرماتے تھے کہ قتل نہیں کر سکتی ہے کذا فی المبیط اور ملقط میں لکھا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور شیخ نجم الدین رحمہ اللہ سے جواب سید امام ابو شجاع رحمہ اللہ کا حکایت کیا گیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ عورت قتل کر سکتی ہے تو فرمایا کہ وہ بڑا شخص ہے اور اس کے مشائخ بڑے بڑے مرتبہ کے ہیں وہ سوائے صحت کے نہیں کہتا ہے پس اس کے قول پر اعتماد ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور اگر عورت کے پاس دو عادل گواہوں نے گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجھ کو تین طلاق دیدی ہیں اور شوہر اس سے منکر ہے پھر قتل اسکے کہ دونوں گواہ قاضی کے سامنے یہ گواہی دیں مر گئے یا غائب ہو گئے تو عورت کو اس مرد کے ساتھ قربت کرنے کی اور ساتھ رہنے کی گنجائش نہیں ہے اور اگر شوہر اپنے انکار پر قسم کھا گیا اور گواہ لوگ مر چکے ہیں اور قاضی نے اس عورت کو اس مرد کے پاس کیا تو بھی عورت کو اس کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہیں ہے اور عورت کو چاہیے کہ اپنا مال دیکر اس سے اپنی جان چھڑا دے یا اس سے بھاگ جاوے اور اگر عورت اس بات پر قادر نہ ہو تو جب جانے کہ مجھ سے قربت کر گیا اسکو قتل کر ڈالے مگر چاہیے کہ

اسکو دو بار سے قتل کرے اور عورت کو یہ گنجائش نہیں ہو کہ اپنے آپ کو قتل کر دے اور اگر مرد مذکور کے پاس سے بھاگ گئی تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ عدت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لے اور شیخ شمس لائیکہ حلوانی نے شرح کتاب الاستحسان میں فرمایا کہ یہ جواب قضاء ہے اور فیما بینا بین اللہ تعالیٰ اگر بھاگ جاوے تو اسکو اختیار ہے کہ عدت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لے یہ محیط میں ہے۔ فتاویٰ نسفین میں ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر پر حرام ہو گئی مگر شوہر اس کے پھندے سے نہیں چھوٹتا ہے اور اگر اس کے پاس سے غائب ہو جاتا ہے تو وہ جادہ کر کے اسکو پھر واپس کر لیتی ہے پس آیا مرد مذکور کو اختیار ہے کہ زہر وغیرہ سے اسکو قتل کر دے تاکہ اس کے پھندے سے چھوٹ جاوے فرمایا کہ نہیں جائز ہے مگر جسطورہ سے ہو سکے اس عورت سے زہر ہو جاوے یہ تاتار خانہ میں ہے۔ اور حلالہ کے لطیف حیلوں میں سے یہ ہے کہ مطلقہ کسی غلام صغیر سے نکاح کرے جس کے آٹھ تنائل کو حرکت ہوتی ہو پھر جب یہ غلام اس سے وطی کرے چکے تو کسی سبب ملک سے اس غلام مذکور کی مالک ہو جاوے پس دونوں میں نکاح فسخ ہو جائیگا یہ تبیین میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں نے کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالق ثلاث ہے تو اس میں حیلہ یہ ہے کہ اس قسم کھانے والے مرد اور کسی عورت کے درمیان ایک فضولی نکاح باندھے اور یہ مرد اپنے قول سے اجازت نہ دے بلکہ اپنے فعل سے اجازت دے پس حانث ہوگا اور اگر اپنے قول سے اجازت دی تو حانث ہو جائیگا اور اسی پر اعتماد ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر عورت مطلقہ کو خوف ہو کہ محلل اسکو طلاق نہ دیگا پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں بدین شرط دیا کہ تیرا عیب نہیں چلاؤ گی اپنے نفس کو طلاق دیدیگی اور محلل نے اسکو قبول کیا تو نکاح جائز ہے اور عورت مذکورہ مختار ہو جائیگی کہ جب چاہے گی اپنے نفس کو طلاق دیدیگی تبیین میں ہے اور اگر عورت نے چاہا کہ محلل کی طع قطع کر دے تو اس سے کہے کہ میں تیری مطاعت نہ کروں گی یہاں تک کہ تو قسم کھا دے کہ تجھ پر تین طلاق ہیں اگر میں تیری درخواست کو نہ کرؤں پھر جب وہ قسم کھا جاوے تو اسکو اپنے ساتھ وطی کرنے دے پس جب ایک مرتبہ وطی کر چکے تو اس سے طلاق طلب کرے پس اگر اس نے طلاق دیدی تو خیر مطلقہ ہو جائیگی اور اگر نہ دی تو بھی یہی ہوگا کہ تین طلاق واقع ہو جائیگی یہ سراجہ میں ہے سا تو ان باب۔ ایلا رس کے بیان میں۔ اپنے نفس کو اپنی منکو حہ کی قربت سے روکنا بتا کیا تو قسم خواہ اللہ تعالیٰ کی یا طلاق وعتاق و حج و صوم وغیرہ کی مطلقاً یا مقیدہ بچہا راہ آزارہ جو روہین اور دو ماہ باندھی کی صورت میں ہوں کسی ایسے وقت کے بیچ میں سے نکلنے کے کہ اس میں بدو ان حانث ہونے کے قربت میں ہو سکے ایلا رس تبیین میں ہے فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ پس اگر اس مدت کے اندر عورت مذکورہ سے قربت کی تو حانث ہو جائیگا پس اگر اللہ تعالیٰ اس کے ذات یا صفات میں سے کسی صفت کی جس سے عرفاً قسم کھائی جاتی ہو تو کفارہ واجب ہوگا اور اگر سوائے اس کے دوسری بات کی مثل طلاق وعتاق وغیرہ کے قسم کھائی ہو تو جس جزاء کی قسم کھائی ہو وہ جزاء واقع ہوگی اور پھر بعد وطی کر لینے کے ایلا رس فقط ہو جائیگا اور اگر اس مدت میں اس سے وطی نہ کی تو یکبارہ طلاق بائنہ ہو جائیگی یہ پر حندی شرح نقایہ میں ہے پس اگر قسم چار مہینہ کی ہو تو قسم ساقط ہو جائیگی اور اگر قسم ہمیشہ کی ہو یا بیطور کہ سنہ یون کہا کہ واللہ میں تجھ سے بنا ہر قربت نہ کروں گا یا کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یعنی مطلقاً کہا بدو ان کسی وقت کی قید کے تو قسم باقی رہیگی لیکن قتل دوبارہ نکاح کے مکرر طلاق واقع ہوگی اگر چار مہینہ گزرے تو دوبارہ نکاح کی جائیگا اور اگر دوبارہ نکاح کیا تو ایلا رس و کرے گا پھر اگر اس سے وطی کرے تو خیر در نہ چار مہینہ گزرے تو دوبارہ نکاح کی جائیگا اور اس ایلا رس کی ابتدا وقت تہرج

[illegible]

سے قرار دیا جائے پھر اگر تیسری بار اس سے نکاح کیا تو پھر ایلاہ خود کر گیا پھر اگر اس سے قربت نہ کی تو چار مہینہ گزرے پھر تیسری طلاق واقع ہو جائیگی یہ کافی بین ہے۔ پھر اگر بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے اس عورت سے نکاح کیا تو ایلاہ مذکور کی وجہ سے اب طلاق واقع نہوگی مگر قسم باقی ہو چنانچہ اگر اس سے وطی کی تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر گیا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر ایلاہ سے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ بائن ہو گئی اور اسے دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر شوہر اول کے نکاح میں آئی تو تین طلاقیں کے ساتھ عود کر گئی اور جب چار ماہ گزریں گے طالق ہوگی یہاں تک کہ تین طلاقیں سے بائن ہو جائیگی اور ایسے ہی دوبارہ و سہ بارہ جہانتک ہوتا جاوے یہی ہوتا رہیگا یہ تیسری بین ہے۔ اور اگر ذمی سے بنام ذات پاک اللہ تعالیٰ یا بھینٹے از صفات اللہ تعالیٰ ایلاہ کیا تو امام اعظم کے نزدیک وہ مولیٰ یعنی ایلاہ کرنے والا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک وہ مولیٰ ہوگا اور اگر اسے طلاق یا عتاق کے ساتھ ایلاہ کیا تو بالاجماع مولیٰ ہوگا اور اگر اسے حج یا عمرہ یا صدقہ سے ایلاہ کیا تو بالاجماع مولیٰ ہوگا اور اسی طرح اگر اسے کہا کہ اگر بین تجھ سے قربت کروں تو تو مجھ پریری مان کی پشت سے کہل ہو یا فلاں جو رو میری پچھل میری مان کی پشت سے کہل ہو تو مولیٰ ہوگا پھر جس صورت میں ذمی کا ایلاہ کر دیا ہو یا ہو سکے احکام میں وہ مثل مسلمان کے ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور اسے وطی کی تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا یہ سراج و مانع بہت ہے اور جن الفاظ سے ایلاہ واقع ہوتا ہے وہ دو قسم کے ہوتے ہیں سب سے پہلے یہ کہ اسے پس صریح ہر ایسا لفظ ہے جس سے ایلاہ سے جماع کے معنی متبادر ہوں جیسے تجھے قربت نہ کروں گا یا تجھے جماع نہ کروں گا یا تجھے طی نہیں کروں گا یا تجھے مسافہ نہیں کروں گا یا تجھے جہانت کا غسل نہ کروں گا اسوجہ سے کہ جو مسافہ صفت اس عورت کی طرف منصفانہ کی گئی اس سے بخلاف عادت کے موافق جماع کے معنی مقصود ہوتے ہیں اور عورت سے بنامت کا غسل کرنا بائن ہی ہو کتنا ہی کہ عورت سے صریح بین جماع کر کے ہے۔ اور اسی طرح اگر بارہ سے کہہ کہ میں تجھے رسیدہ نہ کروں گا اسوا سے کہ عورت بین اسکا رسیدہ کرنا بائن ہی ہے کہ اس سے بنامت کر کے رسیدہ محیط شخصی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہہ کہ میں تجھے تیری دیر میں بائن سے کہہ کہ وہ وطی نہ کروں گا تو مولیٰ ہوگا اور اگر اس سے کہہ کہ میں تجھے جماع نہ کروں گا یا نہ اسکی نیت دریافت کی جائیگی پس اگر اسے کہہ کہ میں سے نے دیر میں وطی کرنی مراد لی ہے تو مولیٰ ہو جائیگا اور اگر اسے کہہ کہ میں نے خفیہ جماع مراد لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خفیہ جماع مراد لیا ہے تو وہ مولیٰ ہوگا اور اسی طرح اگر اسکی کچھ نیت نہ تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اسے کہہ کہ میں سے اس سے بھی حکم مراد لیا ہے تو وہ مولیٰ ہو جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور بنامت میں لکھا ہے کہ اگر ان الفاظ کے کہنے کے بعد اسے دعویٰ کیا کہ میں نے جماع ہر او نہیں لیا تھا تو قضاء اسکی تصدیق نہوگی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ تصدیق نہوگی یہ تا تا را خانیہ میں ہے۔ اور کتا بہ ہر ایسا لفظ ہے کہ اس کے بولنے سے جماع کے معنی خیال میں آویں مگر مثال در کا بھی ہو پس جب تک کہ وہ اس سے معنی جماع کی نیت نہ کرے گا تو ایلاہ نہوگا جیسے کہہ کہ تیرے آگے پیش نہوگا یا تیرے پاس نہ آوگا یا اوخل بہا ولا اغشا باپنا و تیرا میرا لگا نہ کروں گا اور تیرے ساتھ بستر پر نہ سوؤں گا تیرے ساتھ نہوگا یا تیرے بستر کے قریب نہوگا یا تجھے غناک کروں گا یا تجھے جلا پاؤں گا یہ محیط شخصی میں ہے۔ اور اگر کہہ کہ اگر میں تیرے ساتھ سوؤں تو تو بے طلاق طالق ہوگی اور اسکی نیت کچھ نہیں ہے تو یہ ایلاہ ہے اور عرف کے موافق جماع کے معنی پر قرار دیا جائیگا یہ ظہیر بہ میں ہے۔ اور ازاجملہ اصابت و مضاجعت و و تو یہی عینی شرح کترین ہے۔ اور بنامت میں لکھا ہے کہ ہر لفظ جس سے قسم منعقد ہو جاتی ہے ایلاہ بھی منعقد ہوگا جیسے واللہ واللہ وجلال اللہ وعظمتہ اللہ وکبریا اللہ و باقی سب الفاظ جس سے قسم

سہ
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

تو جائز ہو اور پھر حائض نہ ہوگا یہ فتاویٰ کبرے میں ہے۔ اور اس طرح قسم کھائی کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو مجھ پر حج یا عمرہ یا صدقہ یا صوم یا ہدی یا اعتکاف یا قسم یا کفارہ قسم واجب ہو تو وہ سولی ہوگا اور اگر کہا کہ مجھ پر اتباع جنازہ یا مسجدہ تلاوت یا قرأت قرآن یا بیت المقدس میں نماز یا تسبیح واجب ہو تو وہ سولی ہوگا۔ اور اگر کہا کہ مجھ پر سو رکعت نماز یا مثل اسکے جو عادتہ نفس پر شاق ہوتی ہے واجب ہیں تو واجب ہے کہ ایلاہ صبح ہو اور اگر کہا کہ مجھ پر واجب ہے کہ اس مسکین کو یہ درم صدقہ دیدن یا میرا مال سکیون پر صدقہ ہو تو ایلاہ صبح نہ ہوگا الا آنکہ اسکی تصدق کی نیت ہو اور اگر کہا کہ ہر عورت کہ مین اس سے نکاح کروں تو وہ طالق ہو تو امام اعظم تو امام محمد کے نزدیک سولی ہو جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر روزہ ماہ محرم مثلاً واجب ہیں پس اگر وقت قسم سے چار مہینہ سے پہلے یہ مہینہ گذرتا ہو تو ایلاہ کرنے والا نہ ہوگا اور اگر چار مہینہ سے پہلے نہ گذرتا ہو تو سولی ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر ایک مسکین کا کھانا یا ایک روزہ واجب ہو تو بالاتفاق وہ سولی ہوگا یہ محیطہ سرخسی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ جو رو سے فلاں زمانہ معین یا فلاں مقام معین مین قربت نہ کریگا تو وہ سولی نہ ہوگا۔ اگر عورت کے حائضہ ہونے کی حالت میں قسم کھائی کہ اس سے قربت نہ کریگا تو سولی نہ ہوگا یہ محیطہ سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو مجھ پر مثل جو رو فلاں شخص کے ہے حالانکہ فلاں مذکور نے اپنی جو رو سے ایلاہ کیا ہے پس اگر اس نے ایلاہ کی نیت کی ہو تو سولی ہو جائیگا اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ مین نے تجھ سے قربت کی تو تو مجھ پر حرام ہے اور قسم کی نیت کی تو سولی ہو جائیگا اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ مین نے تجھ سے قربت کی تو تو مجھ پر حرام ہے اور قسم کی نیت کی تو امام اعظم کے نزدیک سولی ہو جائیگا اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جب تک اس سے قربت نہ کرے تب تک سولی نہ ہوگا۔ اور اگر اپنی جو رو سے ایلاہ کیا پھر اپنی دوسری جو رو سے کہا کہ مین نے تجھ کو اسکے ایلاہ مین شریک کر دیا تو اس سے ایلاہ کرنے والا نہ ہوگا اور شیخ کوئی نے ذکر فرمایا کہ اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے پھر دوسری جو رو سے کہا کہ مین نے تجھے اسکے ساتھ شریک کر دیا تو دونوں سے ایلاہ کرنے والا ہو جائیگا اور دونوں مین تفسیر میں کر دیا جائیگی یہ ظہیر بن مین ہے۔ اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ جب مین تم دونوں سے قربت نہ کروں گا تو دونوں سے ایلاہ کر نیوالا ہو جائیگا پھر اگر چار مہینہ گذر گئے اور ان دونوں سے قربت نہ کی تو دونوں بائسنہ ہو جائیں گی اور اگر کسی ایک سے قربت کر لی تو اسکا ایلاہ ساقط ہو گیا اور دوسری کا ایلاہ اپنے حال پر باقی رہا اور اس مرد پر کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر دونوں سے قربت کر لی تو دونوں کا ایلاہ ساقط ہو گیا اور مرد مذکور پر کفارہ قسم واجب نہ ہوگا اور اگر چار مہینہ گذر گئے سے پہلے ایک مرگی تو دونوں کا ایلاہ ساقط ہو جائیگا اور مرد مذکور پر کفارہ قسم واجب نہ ہوگا اگرچہ اسکے بعد زندہ کے ساتھ قربت کرے اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر دونوں مین سے ایک کو طلاق دیدی تو ایلاہ باطل نہ ہوگا یہ سراج رہا ج میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی چار عورتوں سے کہا کہ واللہ مین تم چاروں سے قربت نہ کروں گا تو فی الحال ان چار عورتوں سے ایلاہ کرنے والا ہو جائیگا چنانچہ اگر اُس نے لسنے قربت نہ کی یا نہ تک کہ چار مہینہ گذر گئے تو سب کی سب بائسنہ ہو جائیں گی اور یہ ہمارے اصحاب ثلاثہ رحمہم اللہ کا قول ہے اور یہ استحسان ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر چار جو روؤں سے کہا کہ مین تم سے فریت نہ کروں گا الا فلاں یا فلاں سے تو وہ ان دونوں سے سولی نہ ہوگا چنانچہ اسکے ساتھ قربت کرنے سے مانت نہ ہوگا اور بدوین وطی کرنے کے چار مہینہ گذر گئے سے اس مرد اور ان

دونوں عورتوں کے درمیان مباہلت واقع ہوگی یہ فصول عمادیہ میں ہیں۔ اور اگر ایک ہی مجلس میں اپنی جہت سے
 تین مرتبہ ایلا کر لیا تو صاحبین کے نزدیک استحساناً ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر مجلس متعدد ہوں تو طلاق بھی
 متعدد ہو جائیگی یہ ظہیر میں ہیں۔ اور اگر اپنی دو عورتوں سے گما کہ والدین میں تم میں سے ایک سے قربت نہ کرونگا
 تو وہ ان دونوں میں سے ایک سے ایلا کرنے والا ہوگا چنانچہ اگر اُسے ان میں سے ایک سے طلی کی تو یہی
 ایلا کے واسطے متعین ہوگی اور مرد پر کفارہ واجب ہوگا اور ایلا راقط ہو جائیگا اور اگر اسے ایک کو تین طلاق
 دیدین یا وہ مرگئی یا مرتد ہو کر بائٹہ ہوگئی تو زوال مزاحمت کے باعث سے دوسری جہت ایلا کے واسطے متعین ہوگی
 اور اگر اسے دونوں میں کسی سے قربت نہ کی ہیانت تک کہ چار مہینہ گزر گئے تو دونوں میں سے ایک غیر معین یا مہر ہو جائیگی
 اور مرد مذکور کو اختیار ہوگا کہ جس پر چاہے دونوں میں سے طلاق واقع ہونا اختیار کرے اور اگر چار مہینہ گزرنے سے
 پہلے اُسے ان دونوں میں سے ایک کے حق میں ایلا متعین کرنا چاہا تو اسکو یہ اختیار ہوگا چنانچہ اگر اُسے ایک کو معین
 کیا اور پھر چار مہینہ گزر گئے تو اسی معین پر طلاق واقع ہوگی بلکہ دونوں میں سے ایک غیر معین پر طلاق بھی واقع ہوگی پھر مرد مذکور
 مختار ہوگا چاہے جسکو معین کرے۔ پھر اگر مرد مذکور نے دونوں میں سے کسی ایک پر طلاق واقع نہ کی ہیانت تک کہ اور
 چار مہینے گزر گئے تو دوسری پر بھی طلاق واقع ہوگی اور دونوں اس مرد سے بیک طلاق بائٹہ ہو جائیگی اور یہ ظاہر
 الروایہ کا حکم ہے یہ بدائع میں ہیں۔ اور اگر دونوں عورتیں دونوں مدتوں کے گزرنے پر بائٹہ ہوئیں پھر دونوں سے
 ساتھ ہی نکاح کر لیا تو دونوں میں سے ایک سے مولی ہوگا اور اگر دونوں سے آگے تہجے نکاح کیا تو دونوں میں
 سے ایک سے مولی ہوگا اور پہلی جس سے نکاح کیا ہو وہ سبب سبقت نکاح یا بوجہین کرنے کے متعین ہوگی لیکن جب ازل کے
 نکاح کے روز سے چار مہینہ گزریں تو وہ سبب سبقت مدت ایلا کے پہلے بائٹہ ہو جائیگی پھر جب اسکے بائٹہ ہونے سے چار
 مہینہ اور گزریں تو دوسری بھی بائٹہ ہو جائیگی یہ کافی میں ہیں۔ اور اگر اُسے گما کہ تم دونوں میں سے کسی سے قربت نہ کرونگا
 تو دونوں سے مولی ہو جائیگا پھر اگر چار مہینہ گزر گئے اور اُسے کسی سے قربت نہ کی تو دونوں بائٹہ ہو جائیگی اور
 اگر دونوں میں سے ایک سے قربت کی تو دونوں کا ایلا باطل ہو جائیگا اور کفارہ قسم واجب ہوگا یہ سراج وراج میں ہیں
 اور اگر قسم کھائی کہ اپنی زوجہ و اپنی باندی سے یا اپنی زوجہ و جنبیہ سے قربت نہ کرونگا تو جب تک کہ جنبیہ یا باندی سے قربت
 نہ کرے تب تک مولی ہوگا اور جب اسے قربت کر لی تو مولی ہو جائیگا اس واسطے کہ بعد اسکے زوجہ سے قربت
 کرنا بدون کفارہ کے ممکن ہوگا یہ مختار شرح مختار میں ہیں۔ ایک شخص نے اپنی جہت و اپنی باندی سے گما کہ والدین میں سے
 ایک سے قربت نہ کرونگا تو مولی ہوگا الا ائیں صورت میں کہ اُسے اپنی جہت کو مراد لیا ہو اور اگر اُسے ایک سے قربت نہ کی
 تو حائض ہو جائیگا اور اگر اُسے باندی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تو بھی مولی ہوگا۔ اور اگر گما کہ والدین میں تم میں
 سے کسی سے قربت نہ کرونگا تو استحساناً وہ محرمہ زوجہ سے مولی ہوگا شرح جامع کبیر حصہ سی میں ہیں۔ اور اگر کسی کی دو جہت و
 جنہیں سے ایک باندی ہو اور اُسے گما کہ والدین میں تم دونوں سے قربت نہ کرونگا تو وہ دونوں سے مولی ہو جائیگا پھر جب
 دو مہینہ گزرے اور اُسے کسی سے قربت نہ کی تو باندی بائٹہ ہو جائیگی پھر جب اور دو مہینے گزرے برون قربت کے
 تو محرمہ بھی بائٹہ ہو جائیگی۔ اور اگر گما کہ والدین میں تم سے ایک سے قربت نہ کرونگا تو ایک غیر معین سے ایلا کرنے والا
 ہو جائیگا اور اگر اُسے دو مہینہ گزرنے سے پہلے کسی ایک کو معین کرنا چاہا تو جنہیں کر سکتا ہے اور اگر دو مہینہ یا قربت گزر گئے

عین نکاح ہے
 عین بوجہ

یا غدا سبب نکاح ہے
 یا غدا سبب نکاح ہے

تو باندی جو رو باندہ ہو جائیگی اور اگر سر نو حرمہ کی مدت ایلا شہدہ ہوگی پھر اگر چار مہینہ گزرے اور اسے قربت نہ کی تو حرمہ باندہ ہو جائیگی۔ اور اگر دو مہینہ گزرنے سے پہلے باندی مرگئی تو قسم کے وقت سے ایلا کے واسطے حرمہ متعین ہو جائیگی یہ بدائع میں ہے اور اگر قبل مدت کے باندی آزاد ہو گئی تو اسکی مدت مثل مدت حرمہ کے ہو جائیگی پس جب وقت قسم سے چار مہینہ گزر گئے تو دونوں میں سے ایک باندہ ہو جائیگی اور اسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے متعین کرے اور اگر باندی واحد باندہ ہونے کے آزاد ہوئی پھر اس سے نکاح کیا تو باندی کے باندہ ہونے کے وقت سے چار مہینہ گزرنے پر حرمہ باندہ ہو جائیگی اور باندی کے آزاد ہونے کے وقت سے حرمہ کی مدت ایلا قرار ہو جائیگی اس سے پہلے سے قرار نہ دیا جائیگی اور اگر باندی کو دو مہینہ گزرنے سے پہلے خرید لیا تو قسم کے وقت سے چار مہینہ گزرنے پر حرمہ باندہ ہو جائیگی اور اگر باندی کے آزاد ہونے کے بعد پھر ان دونوں سے نکاح کیا تو ان دونوں میں سے ایک سے مولی ہوگا لیکن جب وقت قسم سے مدت ایلا گزر جاوے گی تو حرمہ باندہ ہو جائیگی اور اگر قبل مدت کے حرمہ مرگئی تو آزاد شدہ اپنے نکاح کے وقت سے مدت ایلا گزرنے پر باندہ ہوگی۔ اور اگر حرمہ مرگئی نہیں بلکہ اسکو طلاق بائن دیدی اور ہنوز اسکی عدت نہ گزری تھی کہ قسم کے وقت سے ایلا کی مدت گزر گئی تو اسپر ایک اور طلاق باندہ واقع ہوگی یہ کافی ہیں اور اگر ایلا کی وجہ سے حرمہ باندہ ہو گئی تو معتقہ از سر نو ایلا کے واسطے متعین ہو جائیگی اور حرمہ کے باندہ ہونے کے وقت اسکی ایلا کی مدت شمار ہوگی اور اگر حرمہ کی عدت گزر گئی یا اسکو تین طلاق دیدیں تو معتقہ کے تروج سے جب چار مہینہ گزریں گے تو وہ باندہ ہو جائیگی اس واسطے کہ وہ ایلا کے لیے اس وقت سے متعین ہوتی تھی یہ شرح جامع کبیر حصہ می میں ہے اور اگر اسنے یون کما کہ میں تم میں سے ایک سے قربت کروں تو دوسری مجھ پر پست میری مان کے ہو تو وہ نہیں سے ایک سے مولی ہوگا پھر جب دو مہینہ گزریں گے تو باندی باندہ ہو جائیگی اور حرمہ کا ایلا باطل ہو جائیگا اور اگر دونوں عورتیں حرمہ ہوں اور اسنے کما کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی تو دوسری مجھ پر پست میری مان کے ہو تو وہ ایک سے مولی ہوگا پھر اگر چار مہینہ گزر گئے تو ان میں سے ایک بسبب ایلا کے باندہ ہو جائیگی اور اسے تعین کا اختیار اس کی کو ہوگا پھر اگر اسنے ان دونوں میں سے کسی ایک کے حق میں طلاق کی تعین نہ کی یا ایک کے حق میں تعین کی اور دوسرے چار مہینہ گزر گئے تو اور کوئی طلاق واقع ہوگی اور اگر کما کہ اگر میں نے تم دونوں میں سے ایک سے قربت کی تو وہ میرے اور پست پست میری مان کے ہو تو ایلا باقی رہیگا اور اسی طرح اگر اسنے کما کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی تو تم میں سے ایک مجھ پر پست میری مان کے ہو تو بھی یہ حکم ہو یہ کافی ہیں اور اگر اسنے کما کہ اگر میں نے تم دونوں میں سے ایک سے قربت کی تو تم میں سے ایک مجھ پر پست میری مان کے ہو پھر دو مہینہ گزرنے سے ان میں جو باندی ہو رہے ہو وہ باندہ ہو گئی تو آزادہ عورت سے ایلا ہنوز باقی رہیگا چنانچہ اگر باندی کے باندہ ہونے کے وقت سے آزاد چار مہینہ گزر گئے تو آزادہ بھی باندہ ہو جائیگی۔ اور اگر باندی جو رو آزادہ جو رو دونوں سے کما کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی تو دوسری طلاق ہو تو ایلا کرنے والا ہو جائیگا پھر جب دو مہینہ گزر جاوے گا تو باندی باندہ ہو جائیگی اور حرمہ سے ایلا ساقط ہوگا مگر حرمہ کے حق میں ایلا کی مدت باندی کے باندہ ہونے کے وقت سے سبتر ہوگی چنانچہ اگر باندی کے باندہ ہونے کے وقت سے اور چار مہینہ گزرے اور ہنوز باندی عدت میں ہو تو حرمہ باندہ ہو جائیگی اس لیے کہ حرمہ سے قربت کرنا بدون باندی کے طلاق دیے ممکن نہیں ہے لیکن اگر اس مدت کے گزرنے سے پہلے باندی کی عدت

گزر گئی تو آزادہ سے ایلا ر سا قط ہو جائیگا کیونکہ باندی چونکہ محل طلاق نہیں رہی اس واسطے بندوق کسی امر کے لازم آنے کے وہ حرہ سے قربت کر سکتا ہے۔ اور اگر دونوں عورتیں آزادہ ہوں تو چار مہینہ گزرنے پر ایک باندہ ہو جائیگی اور شوہر کو بیان کا اختیار دیا جائیگا اور دوسری جو باقی رہی اس سے ایلا رکرنے والا ہو جائیگا پھر اگر چار مہینہ دوسرے گزرے اور پہلی عورت عدت میں ہی تو دوسری مطلق ہو جائیگی ورنہ نہیں اور اگر شوہر نے کسی کے حق میں بیان نہ کیا بیان تک کہ اور چار مہینہ گزر گئے تو دونوں باندہ ہو جائیگی۔ اور اگر باندی آزادہ دو جو روں سے کہا کہ اگر میں نے تم دونوں میں سے ایک سے قربت کی ایک طالق ہو تو وہ ایک سے مولی ہوگا اور دو مہینہ گزرنے پر باندی باندہ ہو جائیگی پھر اسکے باندہ ہونے کے وقت سے اگر اور چار مہینہ گزر گئے تو آزادہ بھی باندہ ہو جائیگی چاہے باندی مذکورہ عدت میں ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ بدون کسی چیز کے لازم آئے وہ حرہ سے وطی نہیں کر سکتا ہو اس واسطے کہ جزار ان دونوں میں سے ایک کی طلاق ہو اور پہلی کی عدت گزرنے پر طلاق اسی کے حق میں متعین ہو گئی جو محل طلاق باقی رہی اور اسی طرح اگر دونوں عورتیں آزادہ ہوں تو بھی یہی حکم ہو بان اتنا فرق ہو کہ باندہ ہونے کی مدت چار مہینہ ہوگی۔ اور اگر دونوں سے کہا کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی تو دوسری طالق ہو تو دونوں سے ایلا رکرنے والا ہوگا اور انہیں جو باندی ہو وہ دو مہینہ گزرنے پر طالق ہو جائیگی اور اگر پھر دو مہینہ گزر گئے اور پہلی باندی عدت میں ہو تو آزادہ طالق ہو جائیگی اور اگر باندی کی عدت اس سے پہلے گزر گئی تو حرہ پر کچھ طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر دونوں آزادہ ہوں تو چار مہینہ گزرنے کے بعد دونوں باندہ ہو جائیگی۔ اور اگر اسے یوں کہا کہ اگر میں نے تم میں سے کسی ایک سے قربت کی تو ایک تم میں سے طالق ہو تو وہ دونوں سے ایلا رکرنے والا ہو جائیگا اور باندی بعد دو مہینہ گزرنے کے طالق ہو جائیگی پھر جب دو مہینہ اور گزریں گے تو آزادہ بھی طالق ہو جائیگی چاہے باندی اس وقت عدت میں ہو یا نہ ہو۔ اور اگر دونوں آزادہ ہوں تو چار مہینہ گزر جانے سے ہر ایک بیک طلاق باندہ ہو جائیگی اور اگر اسے دونوں میں سے کسی سے قربت کر لی تو حائض ہو جائیگا لیکن طلاق فقط ایک واقع ہوگی اور وہ غیبت میں طلاق ہوگی کسی ایک پر واقع ہوگی اور قسم باطل ہو جائیگی یعنی آگے اسکا اثر نہ ہوگا لیکن اگر اسے یوں کہا کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی تو وہ طالق ہو تو ایسی صورت میں اگر کسی سے قربت کی تو وہ طالق ہو جائیگی اور پہلی قسم باطل ہوگی چنانچہ اگر اس نے دوسری عورت سے قربت کی تو وہ بھی طالق ہو جائیگی پھر حرج جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اگر کسی نے اپنی دو جو روں سے کہا کہ وائیدین اس سے یا اس سے قربت نہ کر دنگا پھر مدت گزر گئی تو دونوں باندہ ہو جائیگی یہ فصول عمادیہ میں ہیں۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میں نے اس سے قربت کی اور اس سے توبہ بمنزلہ اس قول کہی کہ اگر میں نے تم دونوں سے قربت کی یعنی ان دونوں سے ایلا رکرنے والا ہوگا اور اگر اسے یوں کہا کہ اگر میں نے اس سے قربت کی پھر اس سے تو ایلا رکرنے والا نہ ہوگا یہ معراج الدرایہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جو روں سے ایلا کیا پھر اسکا ایک طلاق بائن دیدنی پس اگر وقت ایلا سے چار مہینہ گزرے اور پہلی عورت طلاق میں ہو تو بسبب ایلا کے اسے دوسری طلاق واقع ہوگی اور اگر ایلا کی مدت گزرنے سے پہلے وہ عدت سے خارج ہو گئی ہو تو بسبب ایلا کے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ ایک مرد نے اپنی جو روں سے ایلا کیا پھر اسکو طلاق دیدنی پھر اس سے نکاح کر لیا پس اگر ایلا کی مدت گزرنے سے پہلے اس سے نکاح کیا ہو تو ایلا رو سیا ہی باقی رہیگا چنانچہ اگر وقت ایلا سے چار مہینہ بلاوطی گزر گئے تو ایلا

کی وجہ سے اس پر ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر بعد انقضائے عدت کے اس سے نکاح کیا تو ایلاہ تو رہیگا لیکن مدت ایلاہ وقت نکاح سے معتبر ہوگی۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو سے ایلاہ کیا مگر قبل اسکے اسکو ایک طلاق بائن سے بچھا تھا تو ایلاہ کرنے والا نہ ہوگا یہ فتاویٰ کا ضیخان میں ہے۔ اور اگر مطلقہ رجعیہ سے ایلاہ کیا تو مطلقہ ہو جائیگا لیکن اگر مدت گزرنے سے پہلے اسکی عدت طلاق گزر گئی تو ایلاہ ساقط ہو جائیگا یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی جوڑو سے ایلاہ کیا پھر مرتد ہو کر دہرا بحر سب میں جا ملا پھر چار مہینہ گزر گئے تو سبب ایلاہ کے بائینہ ہوگی کیونکہ سبب مرتد ہونے کے ملک اٹل اور مینونیت واقع ہو چکی اگرچہ مرتد ہونے کی وجہ سے ایلاہ وظہار باطل ہو سکتا ہے دو روایتیں ہیں مگر مختار یہی روایت ہے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو کی طلاق کی قسم کھائی کہ میں اُسکو طلاق نہ دوں گا پھر اس عورت سے ایلاہ کیا اور مدت ایلاہ گزر گئی تو مرد نے کور حاشنہ ہوگا اور اس پر ایک طلاق بوجہ ایلاہ کے اور دوسری طلاق بوجہ قسم کے واقع ہوگی۔ اور اگر اُس نے قسم کھائی حالانکہ وہ عین ہو پس قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی تو مختار قول کے موافق بوجہ قسم مذکورہ کے عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ تاتار خانہ میں ہے۔ ایک غلام نے اپنی آزادہ جوڑو سے ایلاہ کیا پھر یہ آزادہ جوڑو اس غلام کی مالک ہو گئی تو ایلاہ باقی نہ رہیگا۔ اور اگر اس عورت نے اس غلام کو بیع کر دیا یا آزاد کر دیا پھر اس غلام نے اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا تو ایلاہ سابق عود کرے گا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر اپنی جوڑو سے کما کہ والہ میں تجھے دو مہینہ دو مہینہ قربت نہ کروں گا تو ایلاہ کرنے والا ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کما کہ والہ میں تجھے قربت نہ کروں گا تو مہینہ دو مہینہ بعد ان دو مہینوں کے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر عورت نے کما کہ والہ میں تجھے دو مہینہ قربت نہ کروں گا پھر ایک روز ٹھہر کر کما کہ والہ میں تجھ سے دو مہینہ بعد پہلے دونوں مہینوں کے قربت نہ کروں گا تو ایلاہ کنندہ نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کما کہ والہ میں تجھ سے دو مہینہ قربت نہ کروں گا پھر ایک ساعت توقف کر کے کما کہ والہ میں تجھ سے دو مہینہ قربت نہ کروں گا تو ایلاہ کرنے والا نہ ہوگا۔ اور اگر کما کہ والہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا تو مہینہ اور نہ دو مہینہ تو ایلاہ کرنے والا نہ ہوگا یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور شتی میں لکھا ہے کہ اگر کما کہ میں تجھے چار مہینہ وطی نہ کروں گا بعد چار مہینہ کے تو وہ ایلاہ کرنے والا ہوگا گویا آئینہ یون کما کہ والہ میں تجھ سے آٹھ مہینہ وطی نہ کروں گا اور اگر کما کہ والہ میں تجھ سے دو مہینہ قبل دو مہینہ کے قربت نہ کروں گا تو یہ بھی ایلاہ ہے۔ اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے کما کہ والہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا چار مہینہ الا ایک روز پھر اسی دم کما کہ والہ میں تجھ سے اس روز قربت نہ کروں گا تو وہ ایلاہ کرنے والا ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی جوڑو سے کما کہ میرے تجھے قربت کرنے سے ایک مہینہ پہلے تو طلاق ہے تو جب تک ایک مہینہ نہ گزرے وہ ایلاہ کرنے والا نہ ہوگا پھر جب تک مہینہ گزرے اور وہ قربت نہ کرے تو اس وقت سے ایلاہ ہوگا پھر اگر مہینہ گزر جانے کے بعد مدت ایلاہ تمام ہونے سے پہلے اس سے جماع کیا تو قسم بین حاشنہ ہونے کی وجہ سے طلاق ہو جائیگی اور اگر چار مہینہ گزر گئے اور اس سے جماع نہ کیا تو ایک طلاق بائن سے سبب ایلاہ کے بائن ہوگی اور اسی طرح اگر یون کما کہ میرے تیرے ساتھ قربت کرنے سے ایک مہینہ تو طلاق ہے اگر میں تجھے قربت کروں تو بھی یہی حکم ہے بشرط تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اور شرح طحاوی میں لکھا ہے کہ میرے تیرے ساتھ قربت کرنے سے پہلے تو طلاق ہے تو وہ ایلاہ کرنے والا ہو جائیگا پھر اگر اس سے قربت کر لی تو قربت کرنے ہی بلا فصل طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر اسکو چار مہینہ چھوڑ دیا تو سبب ایلاہ کے بائنہ ہو جائیگی یہ تاتار خانہ میں ہے۔ اور اگر اپنی دو

سے ایک طلاق واقع ہو
تو یہ طلاق بائن
ہے نہ طلاق بائن
ایکین تامل ہو
اصل عبارت
یہ ہے کہ وہ
لا طلاق
اربعہ تامل ہو
الوقت اشتداد
جو ہمارے
کے پاس
مجاہدین
اسکے تامل میں
کے چار مہینہ
بعد ایلاہ یعنی
قسم ہو اور
اس تامل سے
دفع ہو جائے
بھی طلاق
مقتضی ہے
اور اخلافت
بجہ بائن جو
سے ہے

عورتوں سے کہا کہ تم دونوں بسہ طلاق طالق ہو ایک مہینہ قبل اسکے کہ میں تم سے قربت کروں تو مہینہ گزرنے سے پہلے وہ دونوں سے ایلا رکندہ ہوگا پھر مہینہ گزر جانے پر دونوں سے بولی ہو جاوے گا پھر اگر دونوں کو چار مہینہ چھوڑ دیا تو دونوں بائیں ہو جائیں گی اور اگر دونوں سے قربت کی تو ہر ایک بسہ طلاق بائیں ہو جائیں گی اور اگر اسنے ان دونوں میں سے ایک سے قبل مہینہ گزرنے کے قربت کی یا دونوں سے قربت کی تو ایلا باطل ہو گیا اور اگر بعد مہینہ گزرنے کے ایک سے قربت کی تو اسی سے ایلا ساقط ہوگا اور دوسری سے ایلا باقی رہے گا پھر اگر اسنے دوسری سے بھی قربت کی تو دونوں بسہ طلاق طالق ہو جائیں گی اور سبطرح اگر یوں کہا کہ تم دونوں طالق ثلاث ہو ایک مہینہ قبل اسکے کہ میں تم سے قربت کروں تو بھی ہی حکم ہی پیشرح جامع کبیر صیری میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو کے ساتھ قربت کرنے پر اپنے غلام آزاد ہونے کی قسم کھائی پھر اس غلام کو فروخت کیا تو ایلا ساقط ہو جائے گا پھر اگر قبل قربت کرنے کے وہ غلام اسکی ملک میں عود کر آیا تو پھر ایلا منعقد ہو جائے گا اور اگر بعد قربت کرنے کے اسکی ملک میں آگیا تو ایلا منعقد نہ ہوگا۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میں نے تجھے قربت کی تو میرے یہ دونوں غلام آزاد ہیں پھر دونوں میں سے ایک مر گیا یا اسنے ایک کو فروخت کر دیا تو ایلا باطل ہوگا اور اگر اسے دونوں کو فروخت کر دیا تو دونوں مر گئے خواہ ساتھ ہی یا آگے پیچھے تو ایلا ساقط ہو جائے گا پھر اگر قبل قربت کر کے انہیں سے ایک غلام اسکی ملک میں آگیا خواہ کسی وجہ سے ملک میں آیا ہو تو ایلا منعقد ہو جائے گا پھر اگر دوسرا بھی اسکی ملک میں آگیا تو پہلے غلام کے ملک میں آنے کے وقت سے ایلا کا اعتبار ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے قربت کی تو مجھ پر اپنے فرزند کی قربانی واجب ہے تو وہ ایلا کرنے والا قرار دیا جائے گا سیراج و طبع میں ہے۔ اور اگر دو غلاموں میں سے ایک غیر متعین کے آزاد ہونے پر ایلا کر لیا پھر دونوں میں سے ایک کو فروخت کر دیا پھر اسکو خرید کر لیا پھر دوسرے کو فروخت کر دیا تو مدت ایلا اسوقت سے ہوگی جسوقت سے پہلے فروخت کردہ غلام کو خرید لیا ہے اور اگر پہلے فروختہ غلام کے خریدنے سے پہلے دوسرے کو فروخت کر دیا ہو تو ایلا ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے قربت کی تو میرے غلام آزاد ہیں چاندو کیے یا ہر ملک جسکو میں نے خریدا ہے وہ آزاد ہو تو ایلا کرنے والا ہوگا اور اگر کہا کہ یہ غلام آزاد ہیں اگر میں اسکو خریدوں یا فلاں طالق ہے اگر میں اس سے نکاح کروں یا کہا کہ ہر عورت طالق ہے جسکو میں عرب میں سے نکاح میں لاؤں یا کہا کہ ہر عورت مسلم یا کہا کہ یہ درم صدقہ ہیں اگر میں انکا مالک ہو جاؤں تو ایلا کرنے والا ہوگا اسوا سطل یہ قربت کرنے سے مانع نہیں ہے یہ عتاب میں ہے۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تجھے قربت کی تو میرا یہ غلام آزاد ہے پھر چار مہینہ گزر گئے اور عورت نے قاضی کے پاس نالش کی اور قاضی نے دونوں میں تفریق کرادی پھر غلام نے گواہ قاعلم کیے کہ میں اصلی آزاد ہوں تو اسکی آزادی کا حکم دیا جائے گا اور ایلا باطل ہوگا اور عورت مذکور اپنے خاوند کو پس دیا جائے گی اور اسکا ظاہر ہو کہ وہ ایلا رکندہ نہ تھا کہ بدو کو فی بات لازم آنے کے وہ طہی کر سکتا تھا یہ طہیر میں ہے اور یہاں میں لکھا ہے کہ اگر اسنے کہا کہ واللہ میں تجھے قربت نہ کرونگا پھر ایک وز گزر پھر کہا کہ واللہ میں تجھے قربت نہ کرونگا پھر ایک وز گزرا پھر مرد مذکور نے کہا کہ واللہ میں تجھے قربت نہ کرونگا تو یہ تین قسمیں اور تین ایلا رہیں گے چنانچہ اگر چار مہینہ گزر گئے تو بیک طلاق بائیں ہو جائیں گی پھر جب ایک وز گزرے گا تو دوسری طلاق واقع ہوگی پھر جب ایک وز گزرے گا تو تیسری طلاق پڑے گی عورت مذکورہ بسہ طلاق بائیں ہو جائیں گی پھر جب تک وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر کے حلال نہ کرائے تب تک اسے واسطے حلال نہیں ہو سکتی ہے اور اگر اسنے بعد ان قسموں کے عورت سے قربت کی تو پھر تین کفارے

عورتوں سے کہا کہ تم دونوں بسہ طلاق طالق ہو ایک مہینہ قبل اسکے کہ میں تم سے قربت کروں تو مہینہ گزرنے سے پہلے وہ دونوں سے ایلا رکندہ ہوگا پھر مہینہ گزر جانے پر دونوں سے بولی ہو جاوے گا پھر اگر دونوں کو چار مہینہ چھوڑ دیا تو دونوں بائیں ہو جائیں گی اور اگر دونوں سے قربت کی تو ہر ایک بسہ طلاق بائیں ہو جائیں گی اور اگر اسنے ان دونوں میں سے ایک سے قبل مہینہ گزرنے کے قربت کی یا دونوں سے قربت کی تو ایلا باطل ہو گیا اور اگر بعد مہینہ گزرنے کے ایک سے قربت کی تو اسی سے ایلا ساقط ہوگا اور دوسری سے ایلا باقی رہے گا پھر اگر اسنے دوسری سے بھی قربت کی تو دونوں بسہ طلاق طالق ہو جائیں گی اور سبطرح اگر یوں کہا کہ تم دونوں طالق ثلاث ہو ایک مہینہ قبل اسکے کہ میں تم سے قربت کروں تو بھی ہی حکم ہی پیشرح جامع کبیر صیری میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو کے ساتھ قربت کرنے پر اپنے غلام آزاد ہونے کی قسم کھائی پھر اس غلام کو فروخت کیا تو ایلا ساقط ہو جائے گا پھر اگر قبل قربت کرنے کے وہ غلام اسکی ملک میں عود کر آیا تو پھر ایلا منعقد ہو جائے گا اور اگر بعد قربت کرنے کے اسکی ملک میں آگیا تو ایلا منعقد نہ ہوگا۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میں نے تجھے قربت کی تو میرے یہ دونوں غلام آزاد ہیں پھر دونوں میں سے ایک مر گیا یا اسنے ایک کو فروخت کر دیا تو ایلا باطل ہوگا اور اگر اسے دونوں کو فروخت کر دیا تو دونوں مر گئے خواہ ساتھ ہی یا آگے پیچھے تو ایلا ساقط ہو جائے گا پھر اگر قبل قربت کر کے انہیں سے ایک غلام اسکی ملک میں آگیا خواہ کسی وجہ سے ملک میں آیا ہو تو ایلا منعقد ہو جائے گا پھر اگر دوسرا بھی اسکی ملک میں آگیا تو پہلے غلام کے ملک میں آنے کے وقت سے ایلا کا اعتبار ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے قربت کی تو مجھ پر اپنے فرزند کی قربانی واجب ہے تو وہ ایلا کرنے والا قرار دیا جائے گا سیراج و طبع میں ہے۔ اور اگر دو غلاموں میں سے ایک غیر متعین کے آزاد ہونے پر ایلا کر لیا پھر دونوں میں سے ایک کو فروخت کر دیا پھر اسکو خرید کر لیا پھر دوسرے کو فروخت کر دیا تو مدت ایلا اسوقت سے ہوگی جسوقت سے پہلے فروخت کردہ غلام کو خرید لیا ہے اور اگر پہلے فروختہ غلام کے خریدنے سے پہلے دوسرے کو فروخت کر دیا ہو تو ایلا ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے قربت کی تو میرے غلام آزاد ہیں چاندو کیے یا ہر ملک جسکو میں نے خریدا ہے وہ آزاد ہو تو ایلا کرنے والا ہوگا اور اگر کہا کہ یہ غلام آزاد ہیں اگر میں اسکو خریدوں یا فلاں طالق ہے اگر میں اس سے نکاح کروں یا کہا کہ ہر عورت طالق ہے جسکو میں عرب میں سے نکاح میں لاؤں یا کہا کہ ہر عورت مسلم یا کہا کہ یہ درم صدقہ ہیں اگر میں انکا مالک ہو جاؤں تو ایلا کرنے والا ہوگا اسوا سطل یہ قربت کرنے سے مانع نہیں ہے یہ عتاب میں ہے۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تجھے قربت کی تو میرا یہ غلام آزاد ہے پھر چار مہینہ گزر گئے اور عورت نے قاضی کے پاس نالش کی اور قاضی نے دونوں میں تفریق کرادی پھر غلام نے گواہ قاعلم کیے کہ میں اصلی آزاد ہوں تو اسکی آزادی کا حکم دیا جائے گا اور ایلا باطل ہوگا اور عورت مذکور اپنے خاوند کو پس دیا جائے گی اور اسکا ظاہر ہو کہ وہ ایلا رکندہ نہ تھا کہ بدو کو فی بات لازم آنے کے وہ طہی کر سکتا تھا یہ طہیر میں ہے اور یہاں میں لکھا ہے کہ اگر اسنے کہا کہ واللہ میں تجھے قربت نہ کرونگا پھر ایک وز گزر پھر کہا کہ واللہ میں تجھے قربت نہ کرونگا پھر ایک وز گزرا پھر مرد مذکور نے کہا کہ واللہ میں تجھے قربت نہ کرونگا تو یہ تین قسمیں اور تین ایلا رہیں گے چنانچہ اگر چار مہینہ گزر گئے تو بیک طلاق بائیں ہو جائیں گی پھر جب ایک وز گزرے گا تو دوسری طلاق واقع ہوگی پھر جب ایک وز گزرے گا تو تیسری طلاق پڑے گی عورت مذکورہ بسہ طلاق بائیں ہو جائیں گی پھر جب تک وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر کے حلال نہ کرائے تب تک اسے واسطے حلال نہیں ہو سکتی ہے اور اگر اسنے بعد ان قسموں کے عورت سے قربت کی تو پھر تین کفارے

لازم آوینگے یہ ہاتھ خائینہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے ایک جلسہ میں تین مرتبہ اپنی جوڑو سے ایلا رکھا یعنی کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا ایک ہی لفظ کی تکرار کا قصد کیا ہو تو ایلا واحد اور قسم بھی ایک ہی ہوگی اور اگر اُسے کچھ نیت نہیں کی تو ایلا را ایک اور قسم تین ہونگی اور اگر تشدید و تغلیظ کی نیت کی ہو تو ایلا را ایک اور قسم تین ہونگی یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہے۔ پھر واضح ہو کہ ایلا چار طرح پر ہے ایک ایلا را اور ایک قسم جیسے واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا اور ایلا را دو اور قسم دو اور اسکی یہ صورت ہے کہ اپنی عورت سے دو جلسہ میں ایلا رکھا یا کہ ایک کہ جب کل کا روز آوے تو واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا اور جب پیر سون کا روز آوے تو واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا اور ایلا را واحد اور قسم دو اور یہی مسئلہ اختلافی ہے چنانچہ اگر اُسے ایک ہی مجلس میں کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا اور تغلیظ کی نیت کی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ایلا را ایک اور قسم دو ہونگی حتیٰ کہ اگر اُسے چار مہینہ گزرنے تک قربت نہ کی تو بائنہ بیک طلاق ہوگی اور اگر قربت کر لی تو دو کفار سے لازم آوینگے۔ اور دو ایلا را اور ایک قسم جیسے اپنی عورت سے کہا کہ ہر بار کہ تو ان دو مکروں میں داخل ہوئی تو واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا پس عورت ان دونوں میں سے ایک دار میں دو بار داخل ہوئی یا دونوں میں ایک بار داخل ہوئی تو یہ دو ایلا را اور ایک قسم ہی چنانچہ ایلا را اول پہلے داخل ہونے پر اور دوسرا دوسرے داخل ہونے پر منعقد ہوگا یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا ایک سال الا ایک یوم کہ تو یہ روز آخر سال میں سے کم کیا جائیگا اور اسپر نفاق ہے پس وہ مولیٰ ہو گا ایک مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ واللہ میں ایک سال تجھ سے قربت نہ کروں گا پھر جب چار مہینے گزرے اور وہ بیک طلاق بائنہ ہوئی پھر اس سے نکاح کیا پھر جب چار مہینہ گزرے اور وہ بائنہ ہوئی تو پھر نکاح کیا تو پھر آپ بائنہ ہوگی اس واسطے کہ سال میں سے چار مہینہ سے کم باقی رہ گئے ہیں یہ غایہ البیان میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا ایک سال تک الا ایک یوم تو ہمارے صحابہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے قول میں وہ فی الحال مولیٰ ہوگا اور امام زفر رحمہ کے نزدیک فی الحال مولیٰ ہو جائیگا پس ہمارے نزدیک اگر سال گذر گیا اور کسی دن اُسے اس عورت سے قربت نہ کی تو اسپر کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر ایسا کیا پھر اس سے کسی ایک روز قربت کی تو دیکھا جائیگا کہ اگر سال مذکور میں سے چار مہینہ یا زیادہ باقی رہ گئے ہیں تو مولیٰ ہو جائیگا اور اگر کم باقی رہے ہوں تو مولیٰ نہ ہوگا اور ایسا ہی اختلاف اس مسئلہ میں ہے۔ کہ اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا ایک سال تک الا ایک یوم حکم اختلافی مذکور اس میں بھی جاری ہے مگر اتنا فرق ہے کہ الا ایک روز کہنے کی صورت میں جب اُسے سال کے اندر عورت سے کسی روز قربت کی اور سال میں سے چار مہینہ یا زیادہ باقی رہ گئے ہیں تو جب تک اس روز آفتاب غروب نہ ہو جاوے تب تک مولیٰ نہ ہوگا اور ایلا را کی مدت اس روز غروب آفتاب کے وقت سے معتبر ہوگی اور الا ایک بار کہنے کی صورت میں ایک بار جماع سے فارغ ہونے کے بعد ہی سے بلا فصل مولیٰ ہو جائیگا اور وطی سے فارغ ہوتے ہی ایلا را کی مدت شروع ہو جائیگی یہ بدائع میں ہے اور اگر اُسے کوئی مدت معینہ میان نہ کی مطلق چھوڑی مثلاً کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا الا ایک روز تو جب تک اس سے ایک روز قربت نہ کرے تب تک مولیٰ نہ ہوگا پھر جب قربت کر لے گا تو مولیٰ ہو جائیگا اور اگر کہا کہ ایک سال الا ایک روز کہ جس میں میں تجھ سے قربت نہ کروں گا تو بھی مولیٰ نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ایسے استثنائے کے ساتھ مدت مطلق چھوڑی تو بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ واللہ میں تم سے قربت نہ کروں گا الا ایک روز

کہ حسین بن سہ سے قربت کرونگا تو اس قسم سے وہ کبھی مولیٰ نہوگا پس اگر آئیں ان دونوں سے دور روز جہاں کیا تو دوسرے
 روز آفتاب غروب ہونے پر حانث ہو جائیگا اور اگر کہا کہ واللہ میں تم سے قربت نہ کرونگا الا ایک دن یا ایک روز میں یا الاروز
 واحد کہ حسین بن سہ سے قربت کرونگا یا الاروز واحد میں کہ حسین بن سہ سے قربت کرونگا تو مولیٰ نہوگا یہاں تک کہ ایک روز
 ان دونوں سے قربت کرے پھر جب یہ روز گزر چکا تو دونوں سے ایلا کر سنے والا ہو جائیگا بسبب ایلا کی علامت پائی
 جانے کے اور اگر دونوں سے دور روز متفرق میں قربت کی مثلاً ایک سے بروز جمعرات اور دوسری سے بروز جمعہ قربت کی
 تو حانث ہو جائیگا اور قسم ساقط ہو جائیگی اور اسی طرح اگر دونوں سے بروز جمعرات پھر دونوں سے بروز جمعہ قربت کی تو بھی ای
 حکم ہو اور اگر دونوں سے بروز جمعرات قربت کی پھر ایک سے بروز جمعہ قربت کی تو جس سے بروز جمعہ قربت نہیں کی ہو اس سے
 ایلا کر نبو الا ہو جائیگا اور جس سے قربت کی ہو اس سے ایلا ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر بروز جمعرات ایک سے قربت کی اور
 بروز جمعہ دونوں سے قربت کی تو جس سے جمعرات کو قربت نہیں کی ہو اس سے ایلا کر سنے والا ہو جائیگا جبکہ بروز جمعہ آفتاب
 غروب ہو جاوے اور جس سے جمعرات کو قربت کی ہو اس سے ایلا ساقط ہو جائیگا پھر جس سے جمعرات کو قربت کی تھی اگر اسکے
 بعد اس سے پھر قربت کی تو حانث نہوگا اور اگر دوسری سے قربت کی تو حانث ہو جائیگا اور وہ دونوں سے ایلا ساقط ہو جائیگا اور اگر
 دونوں میں سے ایک سے چار شنبہ کے روز قربت کی اور دونوں سے جمعرات کے روز رطلی کی تو جمعرات کا روز متنازع کیونکہ سب سے
 ہوگا پھر اگر دوسری جو وہ سے جمعہ کے روز قربت کی تو حانث ہو جائیگا اور قسم ساقط ہو جائیگی سو سب سے روز متنازع کے
 دونوں سے قربت کرنا پابا گیا اور اگر روز جمعہ کے اسی عورت سے قربت کی جس سے چار شنبہ کو قربت کی تھی تو حانث نہوگا سو
 کہ شرط یہ تھی کہ دونوں سے قربت کرے نہ یہ کہ ایک سے حالانکہ آئیں ایک ہی سے دو مرتبہ قربت کی پس ایلا اس عورت کے
 ساتھ جس سے چار شنبہ کو قربت نہیں کی تھی باقی رہیگا۔ اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ واللہ میں تم سے قربت نہ کرونگا الاروز جمعرات
 تو جب تک جمعرات کا روز گزر نہ جاوے تب تک ایلا کر گذر نہوگا پھر بعد جمعرات کے وہ مولیٰ ہوگا اور اگر آئیں یوں کہا کہ لاکسی جمعرات کو
 تو وہ کبھی مولیٰ نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر ایک شخص کی جو دو کو فیہ میں ہو اور وہ بصرفہ میں ہی پس آئیں کہ واللہ میں
 کو فیہ میں داخل نہوگا تو وہ ایلا کر گذر نہوگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے قربت نہ کرنے کیواسلئے کوئی غائب نظر کی پس اگر
 ایسی چیز ہو جسکی مدت ایلا کے اندر پائی جاسکے کی امید نہوگا کسی نے حسب کے مہینہ میں کہا کہ واللہ میں سب سے
 قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ میں محرم کے روز سے نہوگا یا کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا الا فلان شہر میں حالانکہ اس شہر
 میں پوپنچنے تک چار مہینہ یا زیادہ ضرور گذرے ہیں تو شخص ایلا کر گذر نہوگا اور اگر چار مہینہ سے کم مدت گذری ہو تو وہ
 تو ایلا کر گذر نہوگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ تو اپنے بچہ کا دوہ چھڑاوے حالانکہ
 دوہ چھڑانے کی مدت چار مہینہ یا زیادہ ہو تو بھی سو سے ہو جائیگا اور اگر چار مہینہ سے کم مدت ہو تو مولیٰ نہوگا۔ اور
 اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے یا یہاں تک کہ وہ جانور جو قریب
 قیامت نکلے گا وہ نکلے یا دجال نکلے تو قیاس یہ ہے کہ وہ سو سے نہوگا اور استھان مولیٰ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ یہاں تک کہ
 قیامت برپا ہو یا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے گھٹیں کھسکے یا یہو جائے تو بھی وہ مولیٰ ہوگا۔ اور اگر ایسی غائبت
 مقرر کی ہو کہ مدت ایلا کے اندر اسکے پائے جانے کی امید ہو نہ بیقرار نکاح تو بھی وہ مولیٰ ہوگا جیسے یوں کہا کہ واللہ
 میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ تو مر جاوے یا میں مر جاؤں یا یہاں تک کہ تو نے مجھے قتل کرے یا میں تجھے

قتل کروں یا بیان تک کہ میں قتل کیا جاؤں یا تو قتل کی جاوے یا بیان تک کہ میں قتل کروں تو باتفاق وہ مولی ہوگا اور اسی طرح اگر جو رو باندھی ہو اور اس سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا بیان تک کہ میں تیرا مالک ہوں یا تیرے کسی ٹکڑے کا مالک ہوں تو بھی وہ مولی ہوگا اور اگر کہا کہ بیان تک کہ میں تجھے خرید کروں تو وہ مولی ہوگا اور نکاح فاسد نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی غائبت ہو کہ باوجود بقایاے نکاح کے مدت ایلاز کے اندر اسکے پاس نہ جائے گی امید ہو پس اگر ایسی چیز ہو کہ اسکے ساتھ قسم کھائی جاتی اور نذر کی جاتی ہے اور اسنے اپنے اوپر واجب کر لی تو مولی ہو جائیگا جیسے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو میرا غلام آزاد ہو تو مولی ہوگا یہ سراج و حاج میں ہے۔ اور اگر باندھی جو رو سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا بیان تک کہ میں تجھ کو اپنے واسطے خرید کر تجھ پر قبضہ کر لوں یہ خایہ سرورچی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ یوں نہ کہے کہ بیان تک کہ میں تجھ کو اپنے واسطے خرید کر تجھ پر قبضہ کر لوں یہ خایہ سرورچی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا بیان تک کہ فلان مجھے اجازت دے یا فلان شخص سفر سے آجاوے تو وہ مولی نہ ہوگا مگر قسم ہو جاویگی حتیٰ کہ اگر اسکے بعد اس سے قربت کی تو اسپر کفارہ لازم آجائیگا لیکن اگر فلان مر گیا تو اب امام ابو یوسف کے نزدیک وہ مولی ہوگا اور طرفین کے نزدیک قسم باطل ہو جائیگی چنانچہ اگر اسکے بعد عورت سے قربت کی تو حاشا نہ ہوگا پس جب قسم ہی باطل ہو گئی تو مولی نہ ہوگا یہ شرح تفتیح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا بیان تک کہ میں اپنے فلان غلام کو آزاد کروں یا بیان تک کہ اپنی فلاں جو رو کو طلاق دوں یا بیان تک کہ ایک مہینہ رو رہ رکھ لوں تو بقول امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد کے مولی ہو جائیگا اور اگر کہا کہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا بیان تک کہ اپنے غلام کو قتل کروں یا بیان تک کہ اپنے غلام کو مار دوں یا بیان تک کہ فلان کو قتل کروں یا فلان کو ماروں یا گالی دوں یا اسکے مانند اور کوئی بات کہی تو مولی نہ ہوگا اسواسطے کہ عرف و عادت میں ان چیزوں کی قسمیں کھائی جاتی ہیں یہ بدلتا نہیں ہے اور اگر اسنے جو رو و صغیرہ یا آنسے سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا بیان تک کہ تجھے حیض و کثرت سے ملے تو مولی ہوگا اگر جانتا ہے کہ چار مہینہ تک وہ حاملہ نہ ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر جو رو سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یاد ابیکہ تو میری جو رو ہے پھر اسکو بائنہ طلاق دیکر اس سے نکاح کر لیا تو اس سے ایلاز کنندہ نہ ہوگا جب چاہے اس سے قربت کرے اور حاشا نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا در حالیکہ تو میری جو رو ہوگی پھر اسکو بائنہ کر کے اس سے نکاح کر لیا تو مولی رہیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے قربت نہ کروں گا بیان تک کہ یہ بات کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس بات کے کرنے پر قادر نہ ہوگا جیسے آسمان چھو لینا وغیرہ تو وہ مولی ہوگا یہ تاتارا خانہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا مادامیکہ یہ نہرجاری ہے پس اگر ایسی نہر ہو کہ اسکا پانی منقطع نہیں ہوتا ہے تو وہ مولی ہوگا ورنہ نہیں یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر ایسے مرد نے جسے ایلاز کیا ہے بخون ہو کر وطی کر لی تو قسم باطل ہو جائیگی اور ایلاز ساقط ہو جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور ہر گاہ کہ ایلاز مسل ہو اور ایلاز کنندہ نذرست ہو جماع کرنے پر قادر نہ ہو تو اسکا رجوع کرنا جماع ہوگانہ زبانی گذافی محیط السرخسی اور اگر شہوت^{مطلق} سے عورت کا بوسہ لے لیا یا شہوت سے اسکا مس کیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دکھایا یا فرج سے علاوہ اس سے مباشرت کی تو یہ رجوع نہیں ہے یہ تاتارا خانہ میں ہے۔ اور اگر ایلاز کرنیوالا مریض ہو کہ جماع کرنے پر قادر نہ ہو یا عورت مریضہ ہو تو رجوع کر لینے کی یہ صورت ہے کہ کہے کہ میں نے اس عورت کی طرف رجوع کر لیا پس ایسا کہنا قسم پوری کرنے کا حکم باطل کرنے میں خلطی سے رجوع کرنے کے یہ مدامیکہ وہ مریض ہے یہ

کافی میں ہے۔ اور جب رجوع کرنا بقول بیا یا جاوے یعنی مرد نے کہا کہ میں نے اس عورت کی طرف رجوع کیا تو مدت ایلا گزرنے سے عورت پر طلاق واقع ہوگی اور رہی قسم پس اگر مطلق ہو تو وہ بحالہ باقی رہی چنانچہ اگر عورت سے طہ کی تو اس پر کفارہ قسم لازم آئیگا اور اگر قسم چار مہینہ کے واسطے ہو اور اس مدت میں موی نے جو رو سے رجوع کر لیا پھر بعد چار مہینہ کے عورت سے طہ کی تو موی پر کفارہ لازم نہ آئیگا یہ سراج و ماح میں ہے۔ اور جو اسع الفقہ میں مذکور ہے کہ اگر موی اپنی جو رو کے ساتھ جماع کرنے سے ہو جس سے عاجز ہو کہ عورت رتقار یا قرنار ہی یا صغیرہ ہی یا مرد مجبوب ہی یا عین ہی یا دار الحرب میں مقید ہی یا عورت جماع نہیں کرنے دیتی ہی یا عورت ایسی جگہ مخفی ہے کہ یہ مرد کو نہیں معلوم ہے در حالیکہ عورت مذکورہ سرکشی کیے ہوئے ہے یا عورت اتنی دور ہے کہ اس مرد کی جلد سے جلد چال پر کم سے کم چار مہینہ کی راہ ہے اگرچہ دوسرا آدمی اس سے جلدی ہو سچ سکتا ہو یا تین طلاق دینے کے گواہ گزرنے پر قاضی نے ان دونوں میں حاکم کر دیا ہو تو اسکا رجوع کرنا زانی ہوگا باین طور کہ کہے کہ میں نے اس عورت کی طرف رجوع کر لیا یا اس سے راجعت کر لی یا رجوع کر لیا یا اسکا ایلا باطل کر دیا بشرطیکہ مدت پوری ہونے تک برابر عاجز رہے اور اسی کے مثل بدائع میں ہے اور فرمایا کہ نیز اگر محسوس ہو یعنی قید خانہ میں ہو اور قاضی نے شرح مختصر طحاوی میں ذکر کیا ہے کہ اگر اپنی جو رو سے ایلا کیا اور عورت محسوس ہو یا خود محسوس ہو یا دونوں میں چار راہ سے کم کی راہ ہے مگر دشمن یا سلطان اس شخص کو مانع آتا ہے تو اسکا رجوع کرنا زانی نہ ہوگا اور فرمایا کہ قید خانہ میں مقید ہونے کی صورت میں دونوں قوموں میں توفیق دینا اس طرح ممکن ہے کہ جو قاضی نے ذکر کیا ہے وہ اس صورت پر محمول کیا جاوے کہ دونوں میں سے ایک کا قید خانہ میں پہنچنا ممکن ہے اور دشمن یا سلطان کا روکنا نادر و نازل ہونے کے کنارے لگا ہے اور جو قید برحق ہو اس میں زانی رجوع کا اعتبار نہیں ہے اور جو بظلم ہو اس میں اعتبار ہے مثل غائب کے یہ غایب سروجی میں ہے۔ آیا مریض کی طرف سے فقط ولی رضامندی کافی ہے تو بعض نے فرمایا کہ مان کافی ہے حتیٰ کہ اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو رجوع صحیح ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نہیں کافی ہے اور یہی وجہ ہے پھر بعض نے کہا کہ یہ اسوقت ہے کہ وقت ایلا سے چار مہینہ تک عاجز رہے اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ یوں ہو کہ عورت سے ایلا کر دیا در حالیکہ وہ جماع کرنے پر قادر تھا پھر اسنے اتنا توقف کیا کہ اس میں جماع کرتا تو کر سکتا تھا پھر اسکو مرض یا دوری مسافت یا قید یا مجبوب ہونا یا کفارہ کے باعث میں اسیر ہونا وغیرہ عاجز ہو جانے کے امور میں سے کوئی امر پیش آیا جس سے وہ عاجز ہو گیا یا ایلا کرنے کے وقت عاجز تھا پھر در میان مدت میں اسکا عجز زائل ہو گیا تو اسکا زانی رجوع کرنا صحیح ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مانع از جماع کوئی امر شرعی ہو مثلاً وہ احرام میں ہو کہ اسوقت سے تا اسوقت چار مہینہ میں تو ایسے شخص کا رجوع کرنا فقط جماع ہی سے ہو سکتا ہے زانی رجوع صحیح ہوگا یہ تا تاخانیہ میں ہے۔ اور بعض جسے ایلا کیا ہو اگر اپنی جو رو سے جس سے ایلا کیا ہو فرج کے سوا سے جماع کیا تو یہ امر مشککی طرف سے رجوع قرار نہ دیا جائیگا اور اگر حالت حیض میں اس سے طہ کی تو یہ رجوع کرنا ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر ایلا کرنے کے وقت شوہر مریض ہو پھر عورت بیان ہو گئی پھر چار مہینہ گزرنے سے پہلے شوہر اچھا ہو گیا تو امام زفر زہ کے نزدیک اسکا رجوع کرنا زانی ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک فقط جماع سے ہو سکتا ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر ایلا مطلق بشرط ہو تو زانی رجوع کرنا صحیح ہونے کے لیے شرط پائی جانے کی حالت میں مرض صحت کا اعتبار ہوگا وقت تعلیس کے انکا اعتبار ہوگا۔ اور اگر بعض نے اپنی جو رو سے کہا کہ میں تجھ سے کبھی قربت نہ کروں گا اور اسے رجوع نہ کیا یہاں تک کہ عورت بابت نہ ہو گئی پھر بعد بابت نہ ہونے کے وہ اچھا ہو گیا پھر بار ہو کر اس

عورت پر طلاق واقع ہوگی اور رہی قسم پس اگر مطلق ہو تو وہ بحالہ باقی رہی چنانچہ اگر عورت سے طہ کی تو اس پر کفارہ قسم لازم آئیگا اور اگر قسم چار مہینہ کے واسطے ہو اور اس مدت میں موی نے جو رو سے رجوع کر لیا پھر بعد چار مہینہ کے عورت سے طہ کی تو موی پر کفارہ لازم نہ آئیگا یہ سراج و ماح میں ہے۔ اور جو اسع الفقہ میں مذکور ہے کہ اگر موی اپنی جو رو کے ساتھ جماع کرنے سے ہو جس سے عاجز ہو کہ عورت رتقار یا قرنار ہی یا صغیرہ ہی یا مرد مجبوب ہی یا عین ہی یا دار الحرب میں مقید ہی یا عورت جماع نہیں کرنے دیتی ہی یا عورت ایسی جگہ مخفی ہے کہ یہ مرد کو نہیں معلوم ہے در حالیکہ عورت مذکورہ سرکشی کیے ہوئے ہے یا عورت اتنی دور ہے کہ اس مرد کی جلد سے جلد چال پر کم سے کم چار مہینہ کی راہ ہے اگرچہ دوسرا آدمی اس سے جلدی ہو سچ سکتا ہو یا تین طلاق دینے کے گواہ گزرنے پر قاضی نے ان دونوں میں حاکم کر دیا ہو تو اسکا رجوع کرنا زانی ہوگا باین طور کہ کہے کہ میں نے اس عورت کی طرف رجوع کر لیا یا اس سے راجعت کر لی یا رجوع کر لیا یا اسکا ایلا باطل کر دیا بشرطیکہ مدت پوری ہونے تک برابر عاجز رہے اور اسی کے مثل بدائع میں ہے اور فرمایا کہ نیز اگر محسوس ہو یعنی قید خانہ میں ہو اور قاضی نے شرح مختصر طحاوی میں ذکر کیا ہے کہ اگر اپنی جو رو سے ایلا کیا اور عورت محسوس ہو یا خود محسوس ہو یا دونوں میں چار راہ سے کم کی راہ ہے مگر دشمن یا سلطان اس شخص کو مانع آتا ہے تو اسکا رجوع کرنا زانی نہ ہوگا اور فرمایا کہ قید خانہ میں مقید ہونے کی صورت میں دونوں قوموں میں توفیق دینا اس طرح ممکن ہے کہ جو قاضی نے ذکر کیا ہے وہ اس صورت پر محمول کیا جاوے کہ دونوں میں سے ایک کا قید خانہ میں پہنچنا ممکن ہے اور دشمن یا سلطان کا روکنا نادر و نازل ہونے کے کنارے لگا ہے اور جو قید برحق ہو اس میں زانی رجوع کا اعتبار نہیں ہے اور جو بظلم ہو اس میں اعتبار ہے مثل غائب کے یہ غایب سروجی میں ہے۔ آیا مریض کی طرف سے فقط ولی رضامندی کافی ہے تو بعض نے فرمایا کہ مان کافی ہے حتیٰ کہ اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو رجوع صحیح ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نہیں کافی ہے اور یہی وجہ ہے پھر بعض نے کہا کہ یہ اسوقت ہے کہ وقت ایلا سے چار مہینہ تک عاجز رہے اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ یوں ہو کہ عورت سے ایلا کر دیا در حالیکہ وہ جماع کرنے پر قادر تھا پھر اسنے اتنا توقف کیا کہ اس میں جماع کرتا تو کر سکتا تھا پھر اسکو مرض یا دوری مسافت یا قید یا مجبوب ہونا یا کفارہ کے باعث میں اسیر ہونا وغیرہ عاجز ہو جانے کے امور میں سے کوئی امر پیش آیا جس سے وہ عاجز ہو گیا یا ایلا کرنے کے وقت عاجز تھا پھر در میان مدت میں اسکا عجز زائل ہو گیا تو اسکا زانی رجوع کرنا صحیح ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مانع از جماع کوئی امر شرعی ہو مثلاً وہ احرام میں ہو کہ اسوقت سے تا اسوقت چار مہینہ میں تو ایسے شخص کا رجوع کرنا فقط جماع ہی سے ہو سکتا ہے زانی رجوع صحیح ہوگا یہ تا تاخانیہ میں ہے۔ اور بعض جسے ایلا کیا ہو اگر اپنی جو رو سے جس سے ایلا کیا ہو فرج کے سوا سے جماع کیا تو یہ امر مشککی طرف سے رجوع قرار نہ دیا جائیگا اور اگر حالت حیض میں اس سے طہ کی تو یہ رجوع کرنا ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر ایلا کرنے کے وقت شوہر مریض ہو پھر عورت بیان ہو گئی پھر چار مہینہ گزرنے سے پہلے شوہر اچھا ہو گیا تو امام زفر زہ کے نزدیک اسکا رجوع کرنا زانی ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک فقط جماع سے ہو سکتا ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر ایلا مطلق بشرط ہو تو زانی رجوع کرنا صحیح ہونے کے لیے شرط پائی جانے کی حالت میں مرض صحت کا اعتبار ہوگا وقت تعلیس کے انکا اعتبار ہوگا۔ اور اگر بعض نے اپنی جو رو سے کہا کہ میں تجھ سے کبھی قربت نہ کروں گا اور اسے رجوع نہ کیا یہاں تک کہ عورت بابت نہ ہو گئی پھر بعد بابت نہ ہونے کے وہ اچھا ہو گیا پھر بار ہو کر اس

عورت پر طلاق واقع ہوگی اور رہی قسم پس اگر مطلق ہو تو وہ بحالہ باقی رہی چنانچہ اگر عورت سے طہ کی تو اس پر کفارہ قسم لازم آئیگا اور اگر قسم چار مہینہ کے واسطے ہو اور اس مدت میں موی نے جو رو سے رجوع کر لیا پھر بعد چار مہینہ کے عورت سے طہ کی تو موی پر کفارہ لازم نہ آئیگا یہ سراج و ماح میں ہے۔ اور جو اسع الفقہ میں مذکور ہے کہ اگر موی اپنی جو رو کے ساتھ جماع کرنے سے ہو جس سے عاجز ہو کہ عورت رتقار یا قرنار ہی یا صغیرہ ہی یا مرد مجبوب ہی یا عین ہی یا دار الحرب میں مقید ہی یا عورت جماع نہیں کرنے دیتی ہی یا عورت ایسی جگہ مخفی ہے کہ یہ مرد کو نہیں معلوم ہے در حالیکہ عورت مذکورہ سرکشی کیے ہوئے ہے یا عورت اتنی دور ہے کہ اس مرد کی جلد سے جلد چال پر کم سے کم چار مہینہ کی راہ ہے اگرچہ دوسرا آدمی اس سے جلدی ہو سچ سکتا ہو یا تین طلاق دینے کے گواہ گزرنے پر قاضی نے ان دونوں میں حاکم کر دیا ہو تو اسکا رجوع کرنا زانی ہوگا باین طور کہ کہے کہ میں نے اس عورت کی طرف رجوع کر لیا یا اس سے راجعت کر لی یا رجوع کر لیا یا اسکا ایلا باطل کر دیا بشرطیکہ مدت پوری ہونے تک برابر عاجز رہے اور اسی کے مثل بدائع میں ہے اور فرمایا کہ نیز اگر محسوس ہو یعنی قید خانہ میں ہو اور قاضی نے شرح مختصر طحاوی میں ذکر کیا ہے کہ اگر اپنی جو رو سے ایلا کیا اور عورت محسوس ہو یا خود محسوس ہو یا دونوں میں چار راہ سے کم کی راہ ہے مگر دشمن یا سلطان اس شخص کو مانع آتا ہے تو اسکا رجوع کرنا زانی نہ ہوگا اور فرمایا کہ قید خانہ میں مقید ہونے کی صورت میں دونوں قوموں میں توفیق دینا اس طرح ممکن ہے کہ جو قاضی نے ذکر کیا ہے وہ اس صورت پر محمول کیا جاوے کہ دونوں میں سے ایک کا قید خانہ میں پہنچنا ممکن ہے اور دشمن یا سلطان کا روکنا نادر و نازل ہونے کے کنارے لگا ہے اور جو قید برحق ہو اس میں زانی رجوع کا اعتبار نہیں ہے اور جو بظلم ہو اس میں اعتبار ہے مثل غائب کے یہ غایب سروجی میں ہے۔ آیا مریض کی طرف سے فقط ولی رضامندی کافی ہے تو بعض نے فرمایا کہ مان کافی ہے حتیٰ کہ اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو رجوع صحیح ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نہیں کافی ہے اور یہی وجہ ہے پھر بعض نے کہا کہ یہ اسوقت ہے کہ وقت ایلا سے چار مہینہ تک عاجز رہے اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ یوں ہو کہ عورت سے ایلا کر دیا در حالیکہ وہ جماع کرنے پر قادر تھا پھر اسنے اتنا توقف کیا کہ اس میں جماع کرتا تو کر سکتا تھا پھر اسکو مرض یا دوری مسافت یا قید یا مجبوب ہونا یا کفارہ کے باعث میں اسیر ہونا وغیرہ عاجز ہو جانے کے امور میں سے کوئی امر پیش آیا جس سے وہ عاجز ہو گیا یا ایلا کرنے کے وقت عاجز تھا پھر در میان مدت میں اسکا عجز زائل ہو گیا تو اسکا زانی رجوع کرنا صحیح ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مانع از جماع کوئی امر شرعی ہو مثلاً وہ احرام میں ہو کہ اسوقت سے تا اسوقت چار مہینہ میں تو ایسے شخص کا رجوع کرنا فقط جماع ہی سے ہو سکتا ہے زانی رجوع صحیح ہوگا یہ تا تاخانیہ میں ہے۔ اور بعض جسے ایلا کیا ہو اگر اپنی جو رو سے جس سے ایلا کیا ہو فرج کے سوا سے جماع کیا تو یہ امر مشککی طرف سے رجوع قرار نہ دیا جائیگا اور اگر حالت حیض میں اس سے طہ کی تو یہ رجوع کرنا ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر ایلا کرنے کے وقت شوہر مریض ہو پھر عورت بیان ہو گئی پھر چار مہینہ گزرنے سے پہلے شوہر اچھا ہو گیا تو امام زفر زہ کے نزدیک اسکا رجوع کرنا زانی ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک فقط جماع سے ہو سکتا ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر ایلا مطلق بشرط ہو تو زانی رجوع کرنا صحیح ہونے کے لیے شرط پائی جانے کی حالت میں مرض صحت کا اعتبار ہوگا وقت تعلیس کے انکا اعتبار ہوگا۔ اور اگر بعض نے اپنی جو رو سے کہا کہ میں تجھ سے کبھی قربت نہ کروں گا اور اسے رجوع نہ کیا یہاں تک کہ عورت بابت نہ ہو گئی پھر بعد بابت نہ ہونے کے وہ اچھا ہو گیا پھر بار ہو کر اس

کناح کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اسکا رجوع فقط جامع سے ہو گا یہ محیطا شخصی میں ہے۔ ایک مریض نے اپنی جوڑ سے کہا کہ والدین تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر وہ بس روز بھر رہا پھر کہا کہ والدین تجھے قربت نہ کرونگا تو وہ دو ایلاہ سے ایلاہ کندہ ہو جائیگا اور دونوں مدتوں کا شمار کیا جائیگا کہ ایک مدت پہلی قسم کے اور دوسری مدت دوسری قسم کے وقت سے شمار ہوگی اور اگر ان دونوں مدتوں میں سے کسی کے گزرنے سے پہلے اسنے بقول رجوع کیا تو صحیح ہے اور دونوں مدتیں مرتفع ہو جائیگی جیسے جامع کر لینے میں ہوتا ہے پھر اگر مرض برابر رہا یا نہ ہو کہ دونوں مدتیں پوری ہو گئیں تو یہ رجوع کرنا متاثر ہو جائیگا اور اگر پہلی مدت گزرنے سے پہلے اچھا ہو گیا تو یہ رجوع کرنا باطل ہو گیا اور جامع کے ساتھ رجوع کرے۔ اور اگر اسنے زبانی رجوع نہ کیا تو دونوں مدتوں کے گزرنے پر دو طلاق واقع ہوگی کہ ایک طلاق پہلی قسم سے چار مہینہ گزرنے پر اور دوسری طلاق دوسری قسم سے چار مہینہ گزرنے پر یعنی پہلی قسم سے دس روز بعد اور اگر اسنے جامع کر لیا تو دونوں قسموں میں حائض ہو گا پس دو کفارہ اسپر لازم آویں گے۔ اور اگر مرض سے اچھا ہوا اور زبانی رجوع نہ کیا یا نہ تھا کہ ایلاہ اول سے مدت چار ماہ گزر گئی تو بیک طلاق بائنہ ہو جائیگی پھر اگر دوسری ایلاہ کی مدت پوری ہونے میں جو دس روز باقی ہیں اگر ان میں اچھا ہو گیا تو ایلاہ ثانی سے رجوع کرنا بجا جامع ہو گا اگرچہ وہ کبھی جامع پر قادر نہ ہو اور اگر دوسری ایلاہ سے دس روز باقی مدت میں اچھا ہوا پس اگر دس روز کے اندر زبانی رجوع کیا تو ایلاہ دوم باطل ہو جائیگا اور اگر رجوع نہ کیا تو دس روز گزرنے پر دوسری ایک طلاق سے بائنہ ہو جائیگی اور اگر ایلاہ اول کی مدت میں زبانی رجوع کیا تو حق اول میں صحیح ہے حتیٰ کہ اول کی مدت گزرنے پر طلاق واقع ہوگی پھر اگر دوسری ایلاہ کے دس روز باقی مدت میں اچھا ہو گیا تو رجوع زبانی جو سابق میں کیا ہے اسکا حکم جاتا رہا چنانچہ اب اسکا رجوع کرنا جامع سے ہو گا اور اگر اسنے جامع سے رجوع نہ کیا یا نہ تھا کہ وہ بائنہ ہو گئی پھر اس نے نکاح کیا در حالیکہ وہ مریض ہے تو اسی ایلاہ ثانی کا مولیٰ رہیگا۔ اور اگر عورت مذکورہ سے قربت کی تو دونوں قسموں میں حائض ہو جائیگا اور اسپر دو کفارہ لازم آویں گے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور واضح رہے کہ مریض کے زبانی رجوع کرنا بیک اعتبار حجب ہی تک ہوتا ہے کہ نکاح قائم ہو اور اگر بیہوش ہو واقع ہو گئی تو کچھ اختیار نہیں ہے چنانچہ اگر مریض نے اپنی عورت سے ایلاہ کیا اور چار مہینہ گزر گئے اور اس سے رجوع نہ کیا یا نہ تھا کہ بیک طلاق اس سے بائنہ ہو گئی پھر بعد اسکے اس سے زبانی رجوع کیا تو بیکار ہو ایلاہ باطل ہو گا حتیٰ کہ اگر اس سے نکاح کیا اور مہینہ زود و لیسہ ہی مریض ہے پھر چار مہینہ گزر گئے کہ اس سے رجوع نہ کیا تو بیک طلاق دیگر بائنہ ہو جائیگی اور بجا رجوع کرنا جلیسا قیام زوجیت کی حالت میں معتبر ہے و لیسہ ہی بعد بائنہ ہونے کے بھی معتبر ہے چنانچہ اگر تندرست مرد نے اپنی جوڑ سے ایلاہ کیا اور چار مہینہ گزر گئے اور بیک طلاق بائنہ ہو گئی پھر اسکے بعد اس سے جامع کیا تو یہ ایلاہ باطل ہو جائیگا چنانچہ اگر اسکے بعد اس عورت سے نکاح کیا اور چار مہینہ بلا جامع گزر گئے تو اسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ محیطا میں ہے۔ اور اگر مدت کے اندر مدت میں دونوں نے اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہو گا لیکن اگر عورت جانتی ہو کہ یہ جھوٹ کتا ہے تو اسکو اس مرد کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہوگی بلکہ گناہ سے بچنے کے واسطے اسکے پاس سے بھاگ جاوے یا اپنا مال دیکر اپنی جان چھڑاوے۔ اور اگر مدت گزر جانے کے بعد دونوں نے اختلاف کیا اور شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے چار مہینہ کے اندر اس سے جامع کر لیا ہے تو اسکے قول کی تصدیق نہوگی الا اُس صورت میں کہ عورت اسکی تصدیق کرے یہ تارخانیہ میں ہے

سہ ماہ کی عورت

جامع کے ذریعہ سے رجوع کرنا

اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا تو ایک مرتبہ قربت کرنے کے وقت سے ایلاہ کرنے والا ہو جائیگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا پس اگر عورت نے اسی مجلس میں چاہا تو ایلاہ کنندہ ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر فلان چاہے تو فلان کو بھی اپنی مجلس تک اختیار رہیگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اگر کسی مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے اور یہ امر غیر مذکورہ طلاق کی حالت میں واقع ہو پس اگر اُسے طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر دو طلاق کی نیت کی تو تین صحیح ہو الا آنکہ جوڑو کسی کی باندھی ہو اور اگر ظہار کی نیت کی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک ظہار ہوگا اور اگر قسم کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو یہ ایلاہ ہے اور اگر کذب کی نیت کی تو یہ کذب ہوگا یہ ظاہر الروایۃ کے موافق ہے۔ اور اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھ کو اپنے اوپر حرام کیا یا اپنے اوپر نہ کیا یا گناہ تو مجھ پر حرام کردہ شدہ ہے یا حرام ہے مجھ پر یا مجھ پر نہ کیا یا کہا کہ میں تجھ پر حرام ہوں یا حرام کردہ شدہ ہوں یا میں نے اپنے نفس کو تجھ پر حرام کیا تو بھی یہی حکم ہے اور واضح رہے کہ اپنی نفس کے حرام کرنے کی صورتوں میں لفظ تجھ پر کنا شرط ہے چنانچہ اگر یوں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو حرام کیا اور یہ نہ کہا کہ تجھ پر اور طلاق کی نیت کی تو طلاق نہ ہوگی اور یہی حکم بیہونت میں ہے بخلاف عورت کے نفس کے حرام کرنے کے کہ آئین مجھ پر ذکر کرنا شرط نہیں ہے اور فرمایا کہ یہ متقدمین کا قول ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر اپنی جوڑو سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اسکی نیت دریافت کی جائیگی پس اگر اُسے کہا کہ میری نیت کذب تھی یعنی دروغگوئی تو اسکے قول کے موافق رکھا جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ حکم تضامین اُسکے اس دعوے کی تصدیق نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ قسم ظاہرہ ہے اور اگر اُسے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت کی تھی تو یہ طلاق بائن ہوگی لیکن اگر اُسے کہا کہ میں نے تین طلاق کی نیت کی تھی تو تین طلاق ہوگی اور اگر اُسے کہا کہ میں نے تحریم کی نیت کی یا کچھ نیت نہیں کی تھی تو یہ قسم ہوگی کہ اس سے ایلاہ کرنے والا ہو جائیگا اور بعض نے مشائخ اسکو بدون نیت مرد مذکور کے طلاق کی جانب راجع کرتے ہیں کیونکہ یہی عرف ہے اور صاحب کتاب نے فرمایا کہ باب الایمان میں اسکا ذکر آیا ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ غایہ سرجمی میں ہے۔ اپنی جوڑو سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے یا مثل خون کے یا مثل سور کے گوشت کے یا مثل خمر کے ہو تو اسکی نیت دریافت کی جائیگی پس اگر اُسے دروغ کی نیت کی ہو تو دروغ ہوگا اور اگر تحریم کی نیت کی تو ایلاہ ہوگا اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہے یہ سراج و باج میں ہے اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو تو مجھ پر حرام ہے پس اگر اُسے طلاق کی نیت کی تو بالاتفاق اماموں کے نزدیک ایلاہ کر نیوالا ہو جائیگا اور اگر قسم کی نیت کی تو امام اعظم کے نزدیک فی الحال ایلاہ کرنے والا ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک جب تک قربت نہ کرے تب تک ایلاہ کنندہ نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو تو طلاق ہے پھر مدت گزر گئی پس اُسے کہا کہ میں نے اس سے مدت کے اندر قربت کی تھی تو اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی مگر اسکے اقرار سے دو شرعی طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ دونوں تم مجھ پر حرام ہو تو دونوں میں سے ہر ایک سے ایلاہ کرنے والا ہوگا اور عورت کے ساتھ طی کرنے سے حائضہ ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر دو عورتوں سے کہا کہ تم مجھ پر حرام ہو اور ایک کے واسطے ایک طلاق کی اور دوسری کے واسطے تین طلاق کی نیت کی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دونوں پر تین تین طلاق واقع ہوگی اور امام اعظم کے نزدیک

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

اسکی نیت کے موافق ہوگا اور امام محمد کے قول پر بھی ایسا ہی ہونا واجب ہے اور فتویٰ امام عظیمہ و امام محمد کے قول پر ہے اور اگر اُس نے کہا کہ میں نے ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے ایلاہ کی نیت کی تھی تو امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں پر طلاق واقع ہوگی اور طرفین کے نزدیک اسکی نیت کے موافق ہوگا۔ اور اگر اُس نے تین عورتوں سے کہا کہ تم سب مجھے حرام ہو اور ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے قسم کی اور تیسری کے واسطے دروغ کی نیت کی تو سب طالق ہو جائیگی اور ایسا ہی کتاب میں مذکور ہے اور لازم ہے کہ یہ بنا بر قول امام ابو یوسف ہو اور یقیناً قول طرفین کے اسکی نیت کے موافق ہونا چاہیے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھے حرام ہے پھر کرہ ہو کہو کہو کہو تو مجھے حرام ہے اور اول قول سے طلاق کی اور دوسرے سے قسم کی نیت کی تو بالاتفاق اسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر کہا کہ تو مجھے مثل متاع فلان کے ہے تو حرام ہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سہمی میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو کہا کہ وہ مجھے حرام ہے یا کہا کہ میں تجھے حرام ہوں تو یہ قسم ہوگی اگرچہ نیت کی ہو جیسے شوہر کی طرف سے کہنے میں ہوتا ہے چنانچہ اگر اسکے بعد عورت نے اپنے شوہر کو اپنے ساتھ طلق کر کے دے دی تو قسم میں نہ انت ہو جائیگی اور اس پر کفارہ لازم آوے گا یہ ذخیرہ میں ہے آٹھواں باب خلع اور جو اسکے حکم میں ہے اُسکے بیان میں۔ اور اس میں چند فصلیں ہیں فصل اول سبب الخلع خلع اور اسکے حکم کے بیان میں۔ ملک نکاح کو بوجہ بدل کے بلفظ خلع زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں یہ فتح القدیر میں ہے اور گاہے بلفظ خبر بید و فروخت صحیح ہوتا ہے اور گاہے بلفظ زبان فارسی صحیح ہوتا ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور خلع کی شرط یہ ہے جو طلاق کی ہے اور خلع کا حکم یہ ہے کہ طلاق بائن واقع ہوگی یہ تبیین میں ہے۔ اور خلع بین تین طلاق کی نہیں صحیح ہے۔ اور اگر عورت سے کہی بار نکاح کیا اور کہی بار اسکو خلع و بیدا تو ہمارے نزدیک تین بار کے بعد دونوں دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیے یہ عورت اس مرد کو حلال نہ رہی یہ شرح جامع صغیر قاضی خان میں ہے۔ اور عامہ علماء کے نزدیک خلع جائز ہونے کے واسطے سلطان کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے اور انھیں کا قول صحیح ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور جب شوہر موجود میں بخش پیش آئی اور دونوں کو اسکا خوف ہو کہ ہم سے حدود اللہ تعالیٰ کی پاسداری ہوگی تو مضائقہ نہیں ہے کہ عورت انمال دیکر کہ شوہر اس پر عورت کو خلع دیدے اسے اپنے نفس کو چھڑا دے پس جب دونوں نے ایسا کیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور عورت پر مال لازم ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر سرکشی مرد کی جانب سے ہو تو خلع پر شوہر کو عفو لینا حلال نہیں ہے اور یہ حکم براہ دیانت ہے اور اگر اُس نے لیا تو قصداً جائز ہوگا اور عورت پر لازم ہوگا جتنے کہ عورت اسکو مرد سے داپس لینے کی تمنا نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر سرکشی عورت کی جانب سے ہو تو ہمارے نزدیک جس قدر مرد اسکو دیا ہے اس سے زیادہ لینا مرد کو مکروہ ہے اور باوجود اسکے اگر اُس نے زیادہ لیا تو قصداً جائز ہے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو مجھ سے اس قدر بکے عوض خلع میں لیا پس عورت نے کہا کہ میں نے خلع میں لیا تو بعض نے کہا کہ صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں صحیح ہے مطلقاً اور مختار یہ ہے کہ نہیں صحیح ہے لیکن اگر اُس نے تحقیق و تقریر کی نیت کی ہو تو صحیح ہے اس واسطے کہ ظاہر ہے کہ یہ صحیح ہے یہ محیط سہمی میں ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ میں نے تجھے اتنے مال پر خلع دیدیا پس عورت نے کہا کہ ان تو یہ کہ نہیں ہے کو یہ عورت نے کہا کہ ان تو نے مجھے خلع دیدیا اور اگر عورت نے کہا کہ میں راضی ہوئی یا میں نے اجازت دیدی تو صحیح ہے اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے اتنے مال کے عوض طلاق دیدے پس مرد نے کہا کہ ان تو یہ کہ نہیں ہے اس واسطے کہ یہ وعدہ ہے بخلاف اسکے اگر عورت نے کہا کہ میں بوجہ بدل کے طالق ہوں پس مرد نے کہا کہ ان تو طلاق واقع ہوگی

اخلاق سیکھنے کا محتاج ہو پس اگر اس دراز مدت تک اپنی مان کے ساتھ رہیگا تو اس عورت کو کے اخلاق پیدا ہو جائیں گے اور اسکی خرابی پوشیدہ نہیں ہو۔ پھر اگر بچہ کی مان نے دوسرا نکاح کر لیا تو باپ کو اختیار ہوگا کہ بچہ اس سے لے لے لے۔ اور اگر دونوں نے اس پر اتفاق کیا تو بچہ عورت کے پاس نہ چھوڑا جائیگا اس واسطے کہ یہ بچہ کا حق ہو اور دیکھا جائیگا کہ اتنی مدت رکھنے کی اجرت کیا ہوتی ہے اسی قدر شوہر اس عورت سے لے لیگا اور بچہ اپنے پاس رکھنے پر خلع جب ہی صحیح ہوتا ہے کہ مدت بیان کر دی ہو اور اگر بیان نہ کی ہو تو صحیح نہیں ہے خواہ بچہ دودھ پیتا ہو یا دودھ چھوٹ گیا ہو۔ اور بچہ پلکا ہو کہ اگر بچہ دودھ پیتا ہو تو صحیح ہے اگرچہ مدت بیان نہ کی ہو اور دوسرے تک دودھ پلاوے گی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور ابن کاعبر نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے خلع لیا اس قرار پر کہ اسکا جو شوہر ہر بر آتا ہو وہ اسکا اور جو اسکا بچہ اس عورت کے پیٹ میں ہو جب اسکو بچہ نہ ہو دوسرے تک دودھ پلاوے گی تو یہ خلع جائز ہے پس اگر بچہ ہو کر مر گیا یا اسکے پیٹ میں بچہ نہ تھا تو رضاعت کی قیمت شوہر کو دیگی اور اگر بچہ ایک سال کے بعد مر گیا تو یک سال کی قیمت رضاعت دیگی اور اسی طرح اگر عورت خود مر گئی تو اس پر رضاعت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت نے دس برس تک مدت بیان کی ہو تو شوہر دس برس تک کی اجرت رضاعت اور باقی آٹھ برس کا نفقہ لے لیگا لیکن اگر عورت نے خلع کے وقت کہا ہو اور اگر بچہ مر گیا یا عورت مر گئی تو عورت پر کچھ منوگا تو عورت کی شرط کے موافق رکھا جائیگا یا امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے یہ فتح القدر میں ہے عورت کو اس ارادہ پر خلع دیا کہ میرے فرزند کو دس برس تک نفقہ دے اور یہ عورت تنگ دست ہے پس اسے بچہ کا نفقہ اسکے باپ سے مانگا تو مرد مذکور پر نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور یہ جو اسے عورت پر شرط کر لیا تھا وہ عورت پر قرضہ رہا اور اسی پر اعتماد ہو یہ غایب سرخس میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جو رو کو اس شرط پر خلع دیا کہ یہ بچہ جو ان دونوں سے پیدا ہوا ہے چند سال معلومہ تک باپ کے پاس ہے تو خلع صحیح ہے اور شرط باطل ہے اس واسطے کہ ایسے صغیر بچہ کا مان کے پاس رہنا بچہ کا حق ہے کہ جو ان دونوں کے باطل کرنے سے باطل ہوگا۔ اسی طرح اگر جو رو کو اس شرط پر طلاق دی کہ بچہ کو اسکے بالغ ہونے تک اپنے پاس سے نفقہ دیکر اپنے پاس رکھے اور برہنہ شرط کہ عورت کا جو شوہر ہر بر آتا ہو اسکو چھوڑ دے اور عورت نے اسکو قبول کر لیا پھر عورت نے لڑکے کو اپنے پاس رکھنے سے انکار کیا تو وہ اس امر پر مجبور کیجا بیگی اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو لڑکے کے بالغ ہونے تک جو اجرت ہوتی ہو وہ اس پر واجب ہوگی۔ ایک عورت نے اس شرط سے خلع لیا کہ وہ نفقہ دسکنی سے برسی ہو تو خلع پورا ہو جائیگا اور شوہر نفقہ سے برسی ہوگا مگر سکنی باطل ہوگا اور اگر عورت نے اس شرط سے خلع لیا کہ سکنی کا خرچہ عورت کے ذمہ ہے تو عورت پر واجب ہوگا کہ شوہر سے یا کسی دوسرے سے کوئی مکان کرایہ لیں عورت پوری کرے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس شرط پر خلع لیا کہ شوہر کے بچہ کو جو اس عورت کے پیٹ سے ہے جب تک رہا رہیگا اپنے پاس سے نفقہ دیگی تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ عورت پر واجب ہوگا کہ جو کچھ مر اسے وصول پایا ہو وہ اس سے دے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس شرط پر خلع لیا کہ اپنا شوہر ہر بر آتا ہو اسے فرزند کے واسطے ملک قرار دے یا اس شرط سے اپنا مرد مذکور اسے فلان جہنی کے قرار دیگی تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ خلع جائز ہے اور فرزند یا جہنی کو کچھ نہ لے لے گا جو کچھ مر ہو وہ شوہر کا ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو خلع دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھے خلع دیا اور شوہر نے اجازت دی تو بغیر مال جائز ہے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر کسی نے جو رو سے کہا کہ تو اپنے آپکو خلع دیدے تو واقع ہوگا یہ خلع الا بوجہ مال لیکن اگر شوہر نے بغیر مال کی نیت کی ہو تو بغیر مال ہوگا

اور اگر کسی غیر سے کہا کہ میری جورو کو خلع دیدے تو وہ بغیر مال خلع نہیں دے سکتا ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو خلع دیدے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دی تو عورت پر مال لازم ہوگا لیکن اگر شوہر نے بغیر مال کی نیت کی ہو تو ایسا نہ ہوگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بعض ہزار درم کے خلع دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالعہ ہو تو اس میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ شوہر کا کلام جواب ہوگا اور خلع تمام ہو جائیگا اور بعضوں نے کہا کہ طلاق ہوگی خلع نہ ہوگا اور مختار یہ ہو کہ یہ کلام جواب قرار دیا جائیگا پھر اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے جواب کا قصد نہیں کیا تھا تو اس کا قول قبول ہوگا اور طلاق بغیر مال واقع ہوگی۔ اور اسی طرح اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تہ سے خلع کر دیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی تو بعض نے کہا کہ یہ جواب ہوگا اور خلع پورا ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ شوہر کی نیت دریافت کی جائیگی پس اگر اسے کہا کہ میں نے جواب کی نیت کی تھی تو جواب ہوگا۔ اور سند اولیٰ میں بھی شوہر کی نیت دریافت کرنی چاہیے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ عورت نے کہا کہ تو مجھے اتنے کے عوض خلع دیدے پس شوہر نے جواب دیا کہ میں نے تجھے الیہ طلاق دیدی یعنی طلاق بترہ وی تو بلا خلاف یہ ابتدا طلاق ہے یہ غایہ سرحدی میں ہے۔ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ تو مجھے خلع دیدے یا خریدنی خریدم پس شوہر نے اسے جواب میں کہا کہ تو طالعہ ہو تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ میں نے تجھے خلع دیا ایسا ہی نازل میں مذکور ہے اور فتوے اسپر ہو کہ اگر اسے جواب کی نیت کی ہو تو جواب ہوگا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ فروخت بیک طلاق ببدون نیت جواب ہوگا۔ امام استاذ ظہیر الدین نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ تو طالعہ ہو یا بیک طلاق پاسے تو کشادہ کردم بدون نیت جواب ہوگا اور صحیحاً میں مذکور ہے کہ فتوے شمس الاسلام اور جندی بھی ایسا ہی ہے اور یہی صحیح ہے جو خلاصہ میں ہے۔ اور اگر باہم اختلاف ہو کہ آیا شوہر سے بری ہو جائیگا یا نہیں اور فتویٰ اسپر ہو کہ بری ہوگا اور یہی اصح ہے جو فیہ میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت سے کہا کہ تو نے مجھے بیچ لیے یا خرید کیے تین طلاق بعوض اپنے مهر و نفقہ عدت کے پس عورت نے کہا کہ میں نے خریدے تو صحیح ہے یہ کہ طلاق واقع ہوگی جب تک کہ عورت کے کلام کے بعد شوہر بون نہ کہے کہ میں نے فروخت کیے کذا فی فتاویٰ قاضیخان لیکن اگر شوہر نے اس کلام سے تمحقق طلاق کی نیت کی ہو نہ مسامحت کی تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق اپنے مهر و نفقہ عدت کے عوض خریدے پس عورت نے کہا کہ میں نے خریدیں تو دونوں میں خلع پورا ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ میں نے تین طلاق پھر بائعہ تیرے مهر و نفقہ عدت کے عوض فروخت کیں پس عورت نے جواب دیا کہ بعت میں نے سچی اور اخیال ہو کہ یعنی خریدی ہو اور یہ نہ کہا کہ میں نے خریدی تو فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ طلاق واقع ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اپنا مهر و نفقہ عدت فروخت کیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے خرید تو اٹھ چلی جا پس وہ اٹھ کر چلی گئی تو طالعہ ہو کہ اسپر طلاق واقع ہوگی لیکن احوط یہ ہے کہ اگر اس سے پہلے دو طلاق ہو چکی ہوں تو تجدید نکاح کر کے زاور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے مهر و نفقہ عدت کے فروخت کی پس عورت نے فارسی میں کہا کہ بجان خریدم تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ کبرے میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنی طلاق فروخت کی یا میری ملک میں کر دی پس شوہر نے کہا کہ میں نے قبول کی اور طلاق کی نیت کی تو کچھ واقع ہوگی ایک عورت سے اس کے خاوند نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے مهر و نفقہ عدت کے قبل آنکہ خبر لیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لائے فروخت کر دی پس عورت نے کیا کہ میں نے قبول کی تو شاخ نے فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ طاہرہ ہو اور مرد نے اس طہرین اس سے جماع نہ کیا ہو تو طالق ہو جاوے گی یہ فتاویٰ قاضی خان بن ہر اور اگر کما کہ میں نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے ہر کے فروخت کی پس عورت نے کیا کہ میں طالق ہو گئی تو شوہر سے بعوض اپنے ہر کے ہاتھ ہو جائیگی گویا یوں کما کہ میں نے خریدی اور بعوض نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی مگر اول صبح ہو اور اگر شوہر نے کما کہ میں نے تیرے ہاتھ ایک تطلیق فروخت کی پس عورت نے کیا کہ میں نے خریدی تو مفت ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اس واسطے کہ یہ سچ طلاق ہو یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر شوہر نے کما کہ میں نے تیرے ہاتھ تیرے نفس کو فروخت کیا پس عورت نے کیا کہ میں نے خرید تو طلاق بائن واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک مرد نے اپنی جو رو سے کما کہ میں نے تیرے ہاتھ ایک تطلیق بعوض تین ہزار درم کے فروخت کی۔ اس کو اُس نے تین بار کہا۔ اور عورت نے ہر کلام کے بعد کہا کہ میں نے خریدی یہ شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے دوم و سوم کلام سے تکرار کی اور اولی کے اخبار کی نیت کی تھی تو قصداً اُس کے قول کی تصدیق ہوگی پس تین طلاق واقع ہوگی مگر عورت پر تین ہزار درم لازم ہوئے یہ فتاویٰ قاضی خان و خلاصہ و وجہ کر دہی میں ہو اور اسی کو فقہ نے اختیار کیا ہے یہ عبا میں ہو۔ اور اگر عورت سے کما کہ میں نے تجھے خلع کر دیا اور طلاق کی نیت کی تو یہ ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت سے کما کہ میں نے تجھے تیرے اس مال ہر پر جو مجھ آتا ہے خلع کر دیا اور اس کو تین بار کہا پس عورت نے کیا کہ میں نے قبول کیا یا کما کہ راضی ہوئی تو تین طلاق سے بے طلاق ہو جائیگی اس واسطے کہ اس کے قبول ہی سے واقع ہوئی ہیں اور اگر مرد نے کما کہ میں نے تجھ سے مبارات کی میں نے تجھے مبارات کی میں نے تجھے مبارات کی اور کچھ مال بیان نہ کیا پس عورت نے کما کہ میں راضی ہوئی یا میں نے اجازت دی تو مفت تین طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت نے کما کہ میں نے تجھے اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا میں نے تجھ سے اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا میں نے تجھ سے اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا پس شوہر نے کما کہ میں نے اجازت دی یا میں راضی ہو تو تین ہزار درم کے عوض تین طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر شوہر نے کما کہ میں نے تیرے ہاتھ تیرے بعوض ہزار درم کے فروخت کیا پس عورت نے مجلس میں کما کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ہزار درم کے عوض طلاق واقع ہوگی ایک مرد نے اپنی جو رو کے ہاتھ ایک تطلیق بعوض اسکے تمام ہر کے اور تمام اس چیز کے جو گھر میں عورت کی ملک ہے اسکے تن پر کے کپڑے کے فروخت کی پس عورت نے کما کہ میں نے خریدی حالانکہ عورت کے تن پر بہت سے کپڑے درز پور ہیں تو طلاق بائن اس ل پر واقع ہوگی جو گھر میں اس کا جو تمام وہ سب جو اسکے تن پر ہے کپڑے و زیور سے عورت ہی کی ملک ہوگا۔ مرد نے اپنی جو رو کے ہاتھ ایک طلاق بعوض اس ہر کے ہر کا شوہر پر آتا ہے فروخت کی حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ عورت کا مجھ پر نہیں آتا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کما کہ اس نے ہر کے ہاتھ ایک تطلیق بعوض تین ہزار درم کے فروخت کی پس عورت نے کما کہ میں نے خریدی یا کما کہ میں نے اپنے نفس کو بعوض اس مال کے جو تو نے مجھے عطا کیا ہو اور اگر مجھ لفظ اشتہار سے ان دونوں معنوں کو مختل ہو مگر عورت نے ایجاب ہی کی نیت کی زودہ کی پس شوہر نے کما کہ میں نے عطا کیا تو طلاق واقع ہوگی۔ اور یہ اس وقت ہو کہ عورت نے عوی زبان میں لفظ اشتہار ہی کہا ہو اور اگر مرد میں کما یا بخاری میں کما پس اگر فارسی میں کما کہ خرمی اور سکہ بجا ہو تو صحیح ہو اور نیت پر ہوگی اور اگر اُس نے کما کہ حرم تو صحیح نہیں ہو اور نہ نیت کر لی

اس واسطے کہ فارسی میں ایجاب کے واسطے لفظ خر می علیحدہ ہو اور وعدہ کے واسطے لفظ خر م علیحدہ ہو پس نیت کچھ موثر ہوگی اور عربی زبان میں دونوں کے واسطے ایک ہی لفظ اشتراکی ہو پس نیت معتبر ہوگی قال المشرع فارسی محاورہ شاید توران کے نواح کا ہو ورنہ ظاہر فصیح یہ ہو کہ خریدم ایجاب ہو اور خر می و خر م ہر دو ایجاب نہیں ہیں واللہ اعلم۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھے اپنا مہر سب کیا پھر کہا کہ مجھے کچھ عوض دے پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے تین طلاق عوض میں تو بسہ طلاق طالق طالق ہو جائیگی یہ تجھ سے و مزید میں ہو۔ ایک مرد نے اپنی جوڑ کو حکم دیا کہ اُسے ایک سری بھنی ہوئی خریدی پس شوہر نے اس سے کہا کہ سر خریدی پس عورت نے زعم کیا کہ یہ مجھے سری خریدی ہوئی کا حال پوچھتا ہو پس اُسے کہا کہ خریدم پس شوہر نے کہا کہ فروخت تو خلع صحیح ہو جائیگا لیکن اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو تو واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہو اور اگر سب سے کہوں نے عورت سے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو بیک طلاق لبوض اپنے کل حق کے جو عورتوں کا مردوں پر ہوتا ہو نہ نفقہ عدت سے خرید کیا پس اُسے کہا کہ ہاں میں نے خرید پھر شوہر سے پوچھا گیا کہ تو نے فروخت کیا پس اُسے کہا کہ ہاں تو خلع صحیح ہو جائیگا اور شوہر تمام حقوق مذکورہ سے بری ہو جائیگا اگرچہ جلسہ کے گو اہوں نے عورت سے نہیں کہا کہ تو نے اس سے خرید اس واسطے کہ عورت کا اپنے نفس کو خریدنا سوا اسے شوہر کے اور کسی سے ممکن نہیں ہو کذا فی الفتاویٰ الکبریٰ اور اسی پر فتوے دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے خلع لینے کا ارادہ کیا اور قوم کے لوگ جمع ہوئے اور چلے اُنھوں نے عورت سے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو لبوض ان تمام حقوق کے جو تیرے شوہر پر آتے ہیں خرید کیا پس عورت نے کہا کہ میں نے خرید کیا پھر ان لوگوں نے شوہر سے کہا کہ تو نے فروخت کیا اُسے جواب دیا کہ میں نے فروخت کیا حالانکہ شوہر کے دل میں یہ تھا کہ سبب خاندان سے کوئی مال فروخت کیا تو تفتار طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائیگا۔ ایک مرد نے بطلاق و احدا اپنی جوڑ کو خلع دیدیا پس اُس کے رقیقون نے کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا پس اُس نے کہا کہ روسہ بار یعنی جاتین بار تو اس کلام سے کچھ دفع ہوگی اس واسطے کہ یہ ایجاب نہیں ہو۔ ایک مرد نے اپنی جوڑ کو خلع دیدیا پس اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے کتنی طلاق کی نیت کی تھی اُس نے کہا کہ جتنی چاہی پس اگر شوہر نے کچھ نیت نہ کی ہو تو بیک طلاق طالق ہوگی ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے خلع دیدے اور فارسی میں کہا کہ سر خواہم پس شوہر نے کہا کہ سر ہار پھر اسکے بعد اُس کو خلع دیدیا بیک طلاق تو ایک طلاق وقع ہوگی اس واسطے کہ سر بار کہنے سے کوئی واقع نہیں ہوتی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے فصل دوم جس چیز کا بدل خلع ہونا جائز ہو اور جب کا نہیں جائز ہو اُس کے بیان میں جس چیز کا مہر ہونا جائز ہو اُس کا بدل خلع ہونا بھی جائز ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر باہم رضامندی سے خلع شراب یا سویر یا مردار یا خون پر واقع ہوا اور شوہر نے اسکو عورت سے قبول کیا تو فرقت ثابت ہو جائیگی اور عورت پر کچھ مال واجب ہوگا اور نہ وہ اپنے مہر میں سے کچھ واپس کر سکتی یہ حادی قدسی میں ہو۔ اور اگر جوڑ کو اپنے ذاتی غلام پر خلع دیدیا یا اپنے ذاتی غلام پر اسکو طلاق دیدی تو عورت کے ذمہ کچھ لازم ہوگا لیکن وقوع طلاق کے واسطے قبول ضروری ہو۔ پھر جس صورت میں مال واجب نہیں ہوتا ہو اور خلع بلفظ خلع یا بیع واقع ہوا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور جس صورت میں خلع بلفظ طلاق واقع ہوا تو مرد خلع ہونے کی صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی چنانچہ اگر شراب پر یا عورت سے شوہر کو سوا سے دوسرے قرضہ سے جو عورت کا شوہر پر آتا ہو بری کر دینے پر یا شوہر کو کفالت نفس جو اسے اس عورت کے واسطے قبول کی تھی اس سے بری کر دینے پر یا جو قرضہ عورت کا شوہر پر آتا ہو انہیں تاخیر و ملت دینے دینے پر عورت کو طلاق دی تو بری کرنا صحیح ہو اور

ملت دنیا اگر تادقت معلوم ہو تو صحیح ہو اور یہ طلاق رجعی واقع ہوگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر خلع میں ایسی چیز بیان کی
 جس میں احتمال ہو کہ مال ہو یا نہ ہو مثلاً جو چیز اسکے گھر میں ہو یا جو اسکے ہاتھ میں ہو اسپر خلع لیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے ہاتھ
 میں یا گھر میں اسدم کوئی چیز ہو تو وہ شوہر کی ہوگی اور اگر نہ ہوگی تو شوہر کو کچھ نہ لینگا۔ اسطرح اگر عورت نے جو اسکی بکریوں کے
 پیٹ میں ہو یا اسکی باندی کے پیٹ میں ہو اسپر خلع لیا اور کچھ کا نام صریح نہ لیا تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر عورت نے خلع میں
 ایسی چیز بیان کی جو مال تو ہو مگر وہ فی الحال موجود نہیں ہو اور ثانی الحال میں مل سکیگی مثلاً خلع لیا اسپر کہ جو اسکے درختان خرما
 میں اس سال پہلے آدین یا جو وہ اس سال کماوے نو اسپر واجب ہوگا کہ جو ہر اسنے وصول پایا ہو واپس کر دے خواہ وہ چیز
 بائی جاوے یا نہیں۔ اور اگر عورت نے خلع میں ایسی چیز بیان کی جو مال ہو اور اسکے وجود کے واسطے زمانہ درکار نہیں ہو
 لیکن اسکی مقدار معلوم ہو کہ اسکی مقدار پر وقت نہیں ہو سکتا ہو مثلاً خلع لیا اس محتاج پر جو اسکے گھر میں یا اسکے ہاتھ میں
 موجود ہو یا خلع لیا ان بھلون پر جو اسکے درختان خرما میں موجود ہیں یا خلع لیا ان بچوں پر جو اسکی بکریوں کے پیٹ میں ہیں
 یا اس دودھ پر جو اسکی بکریوں کے پیٹوں میں ہیں یا اس دودھ پر جو اسکی بکریوں کے پیٹوں میں ہیں اگر وہ چیز جو اسنے بیان کی ہو وہاں موجود ہو تو شوہر کو وہی ملے گی
 اور اگر وہاں کچھ نہ ہو تو عورت پر ہر مقبوضہ واپس کر دینا لازم ہوگا۔ اور اگر خلع میں ایسی چیز بیان کی جو مال ہو اور اسکی مقدار
 معلوم ہو سکتی ہو مثلاً بون کہا کہ علی مانی یدیی من الدرہم اود الزنا میر اود الفلوس جو میرے ہاتھ میں درم و بون یا دینار و بون
 یا فلوس سے ہیں تو اونی مقدار سپر درہم کا اطلاق ہوتا ہو تین ہیں پس اسکی مقدار معلوم ہوئی پس اگر عورت کے ہاتھ میں
 تین یا زیادہ ہوں تو شوہر کو یہ ملینگے اور اگر عورت کے ہاتھ میں آہیں سے کچھ نہ ہو تو درم یا دینار کی صورت میں وزن کے
 حساب سے تین درم یا دینار ملینگے اور فلوس کی صورت میں گنتی کے تین بیسے ملینگے اور اگر اسکے ہاتھ میں دودھ ہوں تو عورت
 کو حکم دیا جائیگا کہ تین درم پورے کر دے۔ قال مترجم یہ ہوتی ہے کہ اسنے عربی زبان میں درہم وغیرہ لفظ جمع کا اطلاق کیا اور
 اگر فارسی یا اردو میں کہا تو اقل جمع دو ہی پس صورت مذکورہ دو پر جاری ہوگی فانہم واللہ اعلم۔ اور اگر عورت نے عقد خلع میں ایسی
 چیز بیان کی جو مال ہو اور اشارہ ایسی چیز کی طرف کیا جو مال نہیں ہو مثلاً اسنے اس منکد سے کہ پر خلع لیا یعنی اشارہ کیا کہ میں
 شراب نکلی پس اگر شوہر کو معلوم تھا کہ اس میں شراب ہو تو اسکو کچھ نہ لینگا اور اگر یہ معلوم نہ تھا تو جو کچھ ہر اسنے عورت کو دیا ہو
 واپس لینگا اور یہ امام اعظم کا قول ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت کو ایک غلام معین پر خلع دیا پھر ظاہر ہو کہ وہ آزاد ہو یا
 مر گیا ہو تو شوہر نے جو کچھ اسکو دیا ہو پس کر دیگی اور اگر وہ غلام استحقاق میں لیا گیا ہو تو عورت سے اسکی قیمت لے لینگا اور اگر
 ظاہر ہو کہ یہ غلام ایسا ہے کہ اسکا خون حلال ہو تو بعض نے فرمایا کہ امام اعظم کے نزدیک اسکی قیمت واپس لینگا اور حد میں
 اس کے نزدیک بقدر نقصان واپس لینگا۔ اور اگر عورت کو ایک غلام معین پر خلع دیا جسکی قیمت ہزار درم ہو بدین شرط کہ شوہر
 اسکو ہزار درم واپس دے پھر غلام استحقاق میں لے لیا گیا تو شوہر عورت سے ہزار درم واپس لینگا اور غلام کی نصف قیمت
 لینگا اس واسطے کہ نصف غلام بعض ہزار کے بیچ ہے پس جب وہ استحقاق میں لیا گیا تو اسکا ثمن واپس لینگا اور وہ ہزار درم میں
 اور نصف غلام بدل اخلع ہے پس اسکی قیمت لے لینگا یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس قرار دیا کہ
 خلع لیا کہ ہر نفقہ عدت بدل اخلع ہے بشرطیکہ شوہر اسکو بیس درم واپس کر دے تو صحیح ہے اور شوہر کے ذمہ بیس درم
 لازم ہونگے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اگر عورت نے بھاگے ہوئے غلام پر خلع لیا بدین شرط کہ عورت اسکی ضمانت سے بری ہو
 تو بری ہوگی پس اگر عورت اسپر قابو پاوے تو بچہ اسکے سپرد کرے گی اور اگر بعینہ اسکے سپرد کرنے سے عاجز ہو تو اسکی قیمت سپرد

سلفہ فارسی و لغت کما مراد
 درت من استاز را

یہاں اسکا اشارہ
 ہے کہ اسکا اشارہ

کرے یہ سراج الوباح میں ہے۔ اور اگر عورت نے خلع لیا ایک حیوان پر جبکہ وصف بیان کر کے اپنے ذمہ لیا ہو جیسے گھوڑا بچر
 گدھا وغیرہ تو خلع جائز ہے اور شوہر کو اس جنس سے وسط لینگا مگر عورت کو اختیار ہے جو چاہے وسط جانور دے یا اسکی قیمت دے
 اور اگر عورت کو حیوان غیر موصوف پر خلع دیا تو طلاق واقع ہوگی اور عورت پر واجب ہوگا کہ جس چیز کا استحقاق عورت کا بسبب
 کھلج کے مرد پر ہوا ہو مرد کو واپس دے یہ بیاباع میں ہے۔ اور اگر عورت کو دراہم معینہ پر خلع دیا پھر انکو ستوقہ پایا تو کھرے
 درم عورت سے لے لینگا۔ اسی طرح اگر کپڑے پر بدین شرط کہ ہر وہی ہو خلع دیا پھر وہ مردی نکلا تو درمیانی ہر وہی کپڑے
 لینگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ میں نے تجھے خلع دیا اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو مہر میں سے کچھ
 ساقط ہوگا اور مرد کے اس قول سے عورت پر طلاق بائن واقع ہوگی بشرطیکہ مرد نے نیت کی ہو اور عورت کے قبول
 کو اس میں کچھ دخل نہیں ہو چنانچہ اگر مرد نے اس قول سے طلاق کی نیت کی اور عورت نے قبول نہیں کیا ہو تو بھی ایک طلاق
 بائن واقع ہوگی اور اگر اس نے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو واقع ہوگی اور قضاء و دیانہ دونوں طرح اسکے
 قول کی تصدیق ہوگی۔ اور اگر عورت سے باہم خلع کر دیا اور مال عوض کا بیان نہ کیا تو صحیح یہ ہو کہ ہر ایک دوسرے کے حق سے
 برمی ہو جائیگا اور اگر شوہر پر مہر باقی نہ ہو تو جو مہر مرد نے اسکو دیا ہو وہ واپس کر دیگی اسواسطے کہ عرف میں خلع کے ذکر میں
 مال گویا مذکور ہوتا ہے پس حکم میں معتبر ہوگا یہ وجیز کروری میں ہے اور یہی خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے
 تجھے اسقدر پر خلع دیدیا یعنی مال معلوم ذکر کیا تو جب تک عورت قبول نہ کرے تب تک طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر عورت کے
 قبول کے بعد مرد نے کہا کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو قضاء اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاویٰ
 قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت و مرد نے باہم خلع کا عقد کیا مگر بدل الخلع یہ قرار پایا کہ شوہر حکم ہے جو کہدے یا عورت
 حکم ہے یا اجنبی حکم ہے تو مانند مہر کی صورت کے جائز ہو لیکن مہر کی صورت میں معیار مثل ہے اور یہاں معیار وہ ہے جو مرد
 اسکو دیا ہو چنانچہ اگر عورت نے حکم شوہر پر خلع لیا اور شوہر نے بعد کو یہ حکم کیا کہ میں نے جو دیا ہے اسقدر واپس کر دے
 یا اس سے کم مقدار کا حکم دیا تو صحیح ہے اور اگر اس سے زیادہ کا حکم دیا تو عورت پر زیادتی لازم نہ ہوگی الا آنکہ عورت
 اسپر راضی ہو جاوے اور اگر عورت کے حکم پر ہو پس اگر عورت نے اسقدر کا حکم دیا جسقدر شوہر نے اسکو دیا ہے
 یا اس سے زیادہ کا حکم دیا تو جائز ہے اور اگر اس سے کم کا حکم دیا تو کسی ثابت نہ ہوگی الا آنکہ شوہر اسپر راضی ہو جاوے
 یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر حکم کوئی اجنبی ہو پس اگر اس نے بقدر مہر حکم دیا تو جائز ہے اور اگر اس نے زیادتی یا کمی کا حکم دیا تو زیادتی
 جائز نہ ہوگی الا آنکہ عورت راضی ہو جاوے اور کسی جائز نہ ہوگی الا آنکہ شوہر راضی ہو جاوے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت
 نے مرد سے اس شرط پر خلع لیا کہ شوہر کے باپ کو جو عورت کی ملک میں ہو عورت آزاد کر دے پس عورت نے ایسا کیا
 تو یہ آزاد کو نا عورت کی طرف سے ہوگا اور دلا عورت کی ہوگی اور اگر اس شرط پر خلع دیا کہ شوہر کے باپ کو شوہر کی طرف
 سے آزاد کر دے اور عورت نے ایسا کیا تو عتق شوہر کی طرف سے ہوگا پھر صورت اول میں آیا شوہر عورت سے جو
 عورت کو اس نے مہر دیا ہے واپس لینگا یا نہیں تو مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ واپس لینگا اور صحیح یہ ہے کہ
 عورت سے کچھ واپس نہ لینگا یہ تاتار خانہ میں ہے تیسری فصل طلاق برہال کے بیان میں۔ اگر شوہر نے عورت کو کسی
 مال پر طلاق دی اور اس نے قبول کی تو طلاق واقع ہوگی اور مال عورت کے ذمہ لازم ہوگا اور طلاق بائنہ ہوگی یہ ہر ایہ
 میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو قبل دخول کے ہزار درم پر طلاق دی اور عورت کے مرد پر تین ہزار درم مہر کے ہیں تو

اس میں سے ڈیڑھ ہزار درم سبب طلاق قبل دخول واقع ہونے کے ساقط ہو جائیگا اور باقی رہے ڈیڑھ ہزار درم کہ اس میں ایک ہزار کا باہم مقاصد ہو جائیگا پھر عورت اپنے شوہر سے شیعہ بلخی رحمہ اللہ کے نزدیک پانچ سو درم نہیں لے سکتی ہو اور باقی مٹانے کے نزدیک لے سکتی ہو اور اسی پر فتوے ہوئے جو غیر کو درمی میں ہو۔ مرد نے عورت کے مہر کے تین حصہ برابر کیے اور ایک تہائی مہر پر اسکو ایک طلاق دی اور پھر دوسری و تیسری طلاق بھی اسی طرح دی تو تین طلاق واقع ہو گئی اور تہائی مہر ساقط ہو گا اور شوہر اس کے دو تہائی مہر کا ضامن ہو گا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق ہزار درم کے عوض دیدے پس شوہر نے اسکو ایک طلاق دی تو عورت پر ہزار کی تہائی واجب ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق ہزار درم پر دیدے پس اس نے ایک طلاق دی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عورت پر کچھ لازم نہ آوے گا اور شوہر کو رجوع کرنا اختیار ہو گا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق بعوض ہزار درم کے یا ہزار درم پر دیدے پس عورت نے اپنے آپ کو ایک طلاق دی تو کچھ دفع نہ ہوگی یہ ہدایہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے حالانکہ شوہر اسکو دو طلاق دے چکا ہو پس اس نے ایک طلاق دیدی تو ہزار درم عورت پر واجب نہ ہوگا بلکہ یہ ظہیر میں ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دے پس شوہر نے کہا کہ تو طلاق واحدہ و واحدہ و واحدہ ہو تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہو گئی ایک بعوض ہزار درم کے اور دو طلاقین مفت بلا عوض یہ فتاویٰ صغیانیہ میں جو شوہر نے کہا کہ تو طلاق چار طلاق بعوض ہزار درم کے ہو پس عورت نے قبول کیا تو عورت بسبب طلاق بعوض ہزار درم کے مطلقہ ہو جائیگی اور اگر عورت نے تین طلاق بعوض ہزار درم کے قبول کیں تو کوئی واقع نہ ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے چار طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے پس مرد نے اسکو تین طلاق دیں تو یہ بعوض ہزار درم کے ہو گئی اور اگر ایک طلاق دی تو بعوض تہائی ہزار کے ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے یا ہزار درم پر دیدے پس مرد نے کہا کہ تو طلاق ثلاثہ ہو اور ہزار کا ذکر نہ کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مفت مطلقہ ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک طلاق ثلاثہ ہو جائیگی اور اسپر ہزار درم واجب ہونگے جو بمقابلہ ایک طلاق کے ہونگے اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے یا ہزار درم پر دیدے پس مرد نے کہا کہ تو طلاق ثلاثہ بعوض ہزار درم ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جب تک عورت کو قبول نہ کرے کوئی واقع نہ ہوگی اور جبکہ عورت نے سب کو قبول کر لیا تو تین طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک اگر عورت نے قبول نہ کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور باقی دو طلاق واقع نہ ہو گئی اور اگر اس نے قبول کیا تو طلاق ثلاثہ ہوگی جس میں سے ایک بعوض ہزار کے ہوگی اور دو طلاق مفت واقع ہو گئی یہ کافی میں ہے۔ اور ابو الحسن نے امام ابو یوسف رحمہ سے حکایت کی ہے کہ اسخون نے امام اعظم رحمہ کے قول کی طرف رجوع کیا اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ اسخون نے بھی اس مسئلہ میں امام اعظم رحمہ کے قول کی طرف رجوع کیا ایسا ہی جامع میں مذکور ہے یہ غایہ سرحدی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہزار درم پر ہو پس عورت نے قبول کیا تو طلاق ہو جائیگی اور اسپر ہزار درم واجب ہونگے اور تین اس قول کے ہو کہ تو طلاق بعوض ہزار درم کے ہو اور ان دونوں صورتوں میں عورت کا قبول کرنا ضروری ہے ہدایہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو اور پھر ہزار درم میں پس عورت نے قبول کیا یا عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے اور تیرے واسطے ہزار درم میں پس مرد نے اسکو طلاق دی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عورت بلا مال مطلقہ ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک بعوض مال مطلقہ ہوگی یہ محیط سخری میں ہے اور اگر شوہر نے جواب میں بڑھایا اور کہا کہ میں نے تجھے تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیں تو امام اعظم

کے نزدیک عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے پس اگر عورت نے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی اور عورت پر ہزار درم واجب ہونگے اور اگر عورت نے قبول نہ کیا تو باطل ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک میں طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی خواہ عورت قبول کرے یا نہ کرے بشرط جامع صغیر تا صغیران میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے اور تیرے اسٹے ہزار درم نہیں پس مرد نے کہا کہ میں نے تجھے ان ہزار درم پر چنکو تو نے بیان کیا طلاق دیدی پس اگر عورت نے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی اور مال واجب ہوگا اور اگر قبول نہ کیا تو واقع نہ ہوگی اور مال واجب نہ ہوگا یہ امام عظیم کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک طلاق واقع اور مال واجب ہوگا یہ محیط سخی میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالق ہے اور تجھے ہزار درم ہیں تو ہزار درم کے عوض طلاق واقع ہوگی اور اگر مرد نے کہا کہ تو طالق ثلاث بعوض ہزار درم کے ہے پس عورت نے کہا کہ میں نے قبول کی ایک طلاق بعوض ہزار درم کے تو تینوں طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے بعوض دو ہزار درم کے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی اور ہزار درم عورت کے فرائض ہونگے اور اگر مرد نے کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار درم دیے تو طالق ہے پس عورت نے اسکو دو ہزار درم دیے تو طالق ہو جائیگی اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ میں نے بعوض دو ہزار درم کے قبول کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ غایہ سرور میں ہے۔ ایک اجنبی عورت سے کہا کہ تو طالق ہزار درم پر ہے اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا اور اس عورت نے قبول کیا پھر اسے اس عورت سے نکاح کیا تو قبول کرنا دہی معتبر ہوگا جو بعد مکمل کرنے کے ہو یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے تین طلاق دیدے بعوض ہزار درم کے تو مجھے تین طلاق دیدے بعوض سو وینار کے پس مرد نے اسکو تین طلاق دیدیں تو بعوض سو وینار کے طالق ہو جائیگی اور اگر شوہر کی طرف سے ایجاب دونوں باتوں کا ہو تو عورت پر دونوں مال لازم ہونگے بشرط یہ کہ عورت نے شوہر سے کہا کہ تو مجھے اور میری سوت کو ہزار درم پر طلاق دیدے پس مرد نے اسکو یا اسکی سوت کو طلاق دیدی تو ہزار درم کا نصف واجب ہوگا بشرطیکہ دونوں کا ہر مثل برابر ہو جیسے اگر کہا کہ تو مجھے اور میری سوت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے تو یہی حکم ہے اور اگر دونوں کے مثل میں تفاوت ہو تو ہزار میں سے ہر حصہ واجب ہوگا جو مطلقہ کے مثل کے فرق میں پڑتا ہو۔ یعنی مثلاً خ نے فرمایا کہ یہ بنا پر قول صاحبین کے ہے اور امام عظیم کے قول پر کچھ واجب نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ یہ سب کا قول ہو لیکن اول ہی اصح ہے۔ اور اگر ایک مرد کی دو جہیز ہیں کہ دونوں نے اس سے دہیز ست کی کہ دونوں کو ہزار درم پر یا ہزار درم کے عوض طلاق دیدے پس اس نے ایک کو طلاق دیدی تو مطلقہ پر ہزار درم میں سے جو اسکے پرتے میں پڑتا ہو واجب ہوگا پھر اگر اس نے دوسری کو بھی طلاق دیدی تو اسکے ذمہ اسکا حصہ بھی واجب ہوگا بشرطیکہ اسی مجلس میں اسکو بھی طلاق دی ہو یہ فیہ فیہ میں ہے۔ اور اگر یہ سب قبل اسکے کہ شوہر نہیں کیے کسی کو طلاق دے یہ متفرق ہونے کی وجہ سے افتراق کے ان دونوں کا ایجاب نہ ہوگا چنانچہ اگر اسکے بعد اس نے طلاق دی تو طلاق بدون معاوضہ واقع ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر اپنی جہیز سے کہا کہ تو طالق واحد بعوض ہزار درم ہے پس عورت نے کہا کہ میں نے اس تطلیقہ کی نصف قبول کی تو بلا خلاف وہ بیک طلاق بعوض ہزار درم کے طالق ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے نصف اس تطلیقہ کی بعوض پانچ سو درم کے قبول کی تو باطل ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے پس ہر نے کہا کہ تو طالق نصف تطلیق ہو تو بیک طلاق بعوض ہزار درم کے طالق ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق نصف تطلیق بعوض پانچ سو درم ہے تو پانچ سو درم کے عوض بیک طلاق طالق ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ثلاث ہے

بوقت سنت بعوض ہزار درم کے حالانکہ اسوقت عورت طاهرہ موجود ہو تو ایک طلاق بعوض بتائی ہزار کے واقع ہوگی پھر دوسری طلاق دوسرے طہرین مفت واقع ہوگی الا آنکہ اس سے پہلے عورت سے نکاح کرے پھر تیسری بھی اسی طرح واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تین طلاق بوقت سنت حسین سے ایک بعوض ہزار درم ہو تو ہزار درم کے عوض تیسری طلاق واقع ہوگی اور اگر مہنوز دخول واقع ہوا ہو تو ایک طلاق مفت واقع ہو کر بائینہ ہو جائیگی پھر اگر اس سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طائفہ ہو پرسون بعوض ہزار درم کے اور کل بعوض ہزار درم کے اور آج بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو فی الحال ایک طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی پھر جب کل کار و زراؤں کا تو واقع ہوگی الا آنکہ اس سے پہلے نکاح کرے تو دوسری واقع ہوگی اور یہی حال پرسون کے دن کا ہو کر طلاق تیسری واقع ہوگی الا آنکہ پہلے تیسرے دن سے نکاح کرے تو تیسری طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طائفہ ہو و طلاق ہو کر بائینہ سے ایک بعوض ہزار درم ہو تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور دوسری طلاق عورت کے قبول پر متعلق رہیگی اور اگر عورت نے کہا کہ اگر تو نے مجھے طلاق دی تو تیسرے واسطے ہزار درم ہیں یا شہد ہرنے کہا کہ اگر تو میرے پاس لائی یا تو نے مجھے دیے یا ادا کیے ہزار درم تو تو کذا ہو تو یہ مجلس ہی تک کے واسطے ہو گا یہ غنایہ میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طائفہ ثلاث ہو جبکہ تو نے مجھے ہزار درم دیے یا ہر گاہ تو نے مجھے ہزار درم دیے تو وہ اسکی جو روز رہی پیا تک کہ اسکو ہزار درم دے پھر جب اسکو ہزار درم دیگی خواہ مجلس مذکور میں یا اسکے بعد تو اسپر طلاق واقع ہوگی اور جب لاوے تو شوہر کو اس سے انکار کا اختیار ہو گا نہ یہ کہ اسکے قبول پر مجبور کیا جائیگا لیکن جب عورت اسکو لاکر مرد کے سامنے رکھ دیگی تو طائفہ ہو جائیگی اور یہ استحسان ہو یہ بسو طہرین ہو کہ ہر گاہ مرد نے دو طلاق ذکر کیں اور دونوں کے بعد ہی مال ذکر کیا تو وہ دونوں کے مقابلہ میں ہو گا الا آنکہ اسنے اول کے ساتھ ایسا وصف بیان کیا جو منافی وجوب مال ہو تو ایسی صورت میں مال بمقابلہ دوم ہو گا اور یہ کہ عورت پر وجوب مال کی شرط یہ ہو کہ بیہوش نہ ہو پس اگر عورت سے کہا کہ تو طائفہ ہو اسدم بیک طلاق اور کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے یا بدین شرط کہ تو طائفہ ہو کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے یا کہا کہ آج کے روز طلاق واحدہ اور کل کے روز طلاق دیگر بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو ایک طلاق فی الحال بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق مفت واقع ہوگی الا آنکہ قبل اسکے نکاح کیے ملک کا اعادہ کرے یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طائفہ ہو اسدم ایسی ایک طلاق کے ساتھ کہ مجھے رجعت کا اختیار ہو بدین شرط کہ تو طائفہ ہو کل کے روز بیک طلاق بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو عورت پر ایک طلاق فی الحال مفت واقع ہوگی پھر جب کل کا روز ہو گا تو عورت پر دوسری طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طائفہ ہو امر و بیک طلاق بائن بدین شرط کہ تو طائفہ ہو کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے تو فی الحال ایک طلاق مفت واقع ہوگی پھر جب کل کا روز ہو گا تو دوسری طلاق مفت واقع ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے اسنے نکاح کر لیا پھر کل کا روز ہو تو دوسری طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طائفہ واحدہ ہو اور تو طائفہ طلاق دیگر بعوض ہزار درم کے پس عورت نے اسکو قبول کیا تو دو طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی اور معاوضہ مذکور دونوں کی طرف منصرف ہو گا۔ اور سیطرہ اگر کہا کہ تو طائفہ ہو امر و بواحدہ اور کل کے روز دیگر بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو آج کے روز ایک طلاق بعوض نصف ہزار کے واقع ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے نکاح کر لیا تو کل کے روز دوسری طلاق بعوض

ملک و زراؤں کا تو واقع ہوگی
ایک طلاق بعوض ہزار درم کے

پانچ سو درم یعنی نصف ہزار کے واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے اس ساعت ایسی ایک طلاق سے کہ مجھے اسین رجعت کا اختیار ہو اور کل کے روز بیک طلاق دیگر کہ اسین رجعت کا اختیار ہو بعوض ہزار درم کے یا کہا کہ تو طالق ہے اس ساعت بیک طلاق ماننا اور کل کے روز دیگر طلاق بائنہ بعوض ہزار درم کے یا کہا کہ تو طالق ہے اس ساعت بیک طلاق بدوین کچھ عوض کے اور کل کے روز بطلاق و دیگر بدوین کچھ عوض کے بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ ہزار درم مذکور دونوں طلاقوں کی جانب منصرف ہوگا چنانچہ ایک طلاق بمقابلہ نصف ہزار کے ہوگی پس ایک طلاق فی الحال بعوض نصف ہزار کے واقع ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق مفت واقع ہوگی الا آنکہ کل کے روز آئے سے پہلے دوبارہ نکاح کر لیا ہو تو پھر کل کے روز آئے پر دوسری طلاق بھی بعوض نصف ہزار کے واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے اس ساعت بیک طلاق کہ مجھے اسین رجعت کا اختیار ہو یا کہا کہ بائنہ یا کہا کہ مفت اور کل کے روز بطلاق و دیگر بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ مذکور منصرف بطلاق بائنہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے امر بیک طلاق اور کل کے روز بطلاق دیگر کہ مجھے اسین رجعت کا اختیار ہو بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ مذکور ہر دو طلاق کی جانب منصرف ہوگا یہ محیط بین ہے۔ اگر کسی کی دو جوڑیاں ہیں اسنے کہا کہ تم میں سے ایک طالق ہے بعوض ہزار درم کے اور دوسری بعوض پانچ سو درم کے پس دونوں سے قبول کیا تو دونوں طلاق ہو جائیگی اور ہر ایک پر پانچ سو درم واجب ہوئے اس واسطے کہ اسکے جوڑا نہ مذکور ہو وہ ہر ایک کی نسبت کر کے مشکوک ہو کہ کس پر واجب ہوا۔ اور اگر اسنے کہا کہ اور دوسری بعوض سو دینار کے تو دونوں پر کچھ واجب ہوگا اس واسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک کے حق میں شک پڑ گیا یہ عتابیہ بین ہے۔ اور اگر عورت کو طلاق دی اس شرط پر کہ عورت اسکو کفالت نفس فلان سے بری کر دے تو طلاق رجعی ہوگی۔ اور اگر عورت کو طلاق دی اس شرط پر کہ اسکو اُن ہزار درم سے بری کر دے کہ کفالت اسنے عورت کے واسطے فلان کی طرف سے قبول کی تھی تو طلاق بائنہ ہوگی یہ تاتار خانہ بین ہے۔ عورت سے دریافت کیا کہ تو مجھے طلاق دیدے اس شرط سے کہ جو میرا تجھ پر آتا ہے میں اسین تاخیر دون پس مرد سے طلاق دیدی پس اگر تاخیر کی مدت معاوضہ ہو تو تاخیر صحیح ہے اور اگر مدت معلوم نہ ہو تو نہیں صحیح ہے اور طلاق بہر حال حبی ہوگی یہ خلاصہ بین ہے۔ اور بدل خلع کا اُدھار بیعادی کرنا صحیح ہے باوجود جنالت مدت کے لیکن ایسی بہالت ہو کہ وہ قریب قریب دریافت کے ہو جیسے آواں چھا دو دیاس اور اگر آئینی جنالت ہو کہ محض فاحش ہو جیسے عطار و مہبوب الریاح و میرہ تو نہیں صحیح ہے اور جس صورت میں کہ مدت بیعادی نہیں صحیح ہوتی ہے مال فی الحال واجب ہوگا اور عورت کو خلع دینا اسکی زمین زراعت کرنے پر یا اسکے جانور سواری کے سواری پر یا خود عورت سے خدمت لینے پر ایسی طرح کہ اس خدمت سے اسکے ساتھ خلوت لازم نہ آئے اور ایسی ہی خدمت آتی صحیح ہے یہ فتح القدر بین ہے۔ اور مرد کی طرف سے خلع کا ایجاب یوں قرار دیا جاتا ہے کہ گویا اسنے طلاق کو عورت کے قبیل پر حلق کر دیا ہو حتی کہ مرد کو اس سے جمع کرنے کا اختیار نہیں ہوتا ہے اور مجلس سے مرد کے کھڑے ہو جائے سے باطل نہیں ہوتا ہے اور جبکہ عورت سامنے ہو تو بھی صحیح ہے اور جبکہ عورت کو خبر ہو چکی ہو اسکو اپنی مجلس تک اختیار قبول یا عدم قبول حاصل رہے گا اور خلع کی تعلیق شرط سے ساتھ جائز ہے اور نیز وقت کی طرف اضافت بھی صحیح ہے جبکہ کل کا روز آوے یا جب فلان شخص سفر سے آوے تو میں نے مجھے ہزار درم پر خلع دیا تو قبول کا اختیار عورت کو کل کا روز آئے یا فلان مرد کے آجانے پر ہے۔ اور عورت کی جانب یہ اعتبار کیا جاتا ہے کہ بالعوض اسکو مالک کر دیا یا شل بیع کے پس قبول کرنے سے پہلے عورت کا اس سے رجوع کرنا صحیح ہے اور عورت کے مجلس سے اٹھ کر کھڑے ہونے سے

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

باطل ہو جائیگا اور بحالت غیبت متوقف نہ ہوگا اور تیسری بشرط ادا نہ ہونے کی وجہ سے بجا نہیں آتا۔ اور خلع میں عورت کے واسطے شرط خیال جائز ہو نہ مرد کے واسطے یہ کنز الدقائق میں ہے۔ اور طلاق بالاحکام میں بمنزلہ خلع کے ہے لیکن فرق یہ ہے کہ جس صورت میں بدل خلع باطل ہو تو طلاق بائن رجعی ہوگی اور عوض طلاق حبس باطل ہو تو طلاق رجعی ہوگی اور حبس واجب ہو تو بائن واقع ہوگی یہ محض شرعی ہیں۔ شوہر نے اپنی جو رو سے کہا کہ تو طلاق ہزار درم پر اس شرط سے کہ تجھے تین روز خیال رہے پس عورت نے قبول کیا تو خیال باطل ہوگا اور طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہزار درم پر بشرط آنکہ تجھے تین روز تک خیال رہے پس عورت نے قبول کیا پس اگر عورت سے تین روز کے اندر رو کر دیا تو طلاق باطل ہو جائیگی اور اگر اسے تین روز کے اندر طلاق اختیار کی تو طلاق واقع ہوگی اور شوہر کے واسطے ہزار درم واجب ہوئے۔ یہ کافی ہیں۔ اور اگر دونوں نے خلع کا عقد باندھا اور وہ دونوں تبدیل چلے جاتے تھے پس اگر ہر ایک کا کلام دوسرے سے متصل واقع ہوا تو خلع صحیح ہوگا اور تبدیل ہوا تو صحیح ہوگا اور طلاق بھی واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ عورت نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھ سے تین طلاق کی جو ہزار درم کے درخواست کی مگر تو نے ایک طلاق مجھے دے دی اور شوہر نے کہا کہ تو نے ایک طلاق کی درخواست کی تھی تو قبول عورت کا اور گواہ مرد کے قبول ہوئے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ سے تین طلاق کی تھی تو قبول عورت نے کہا کہ میں نے قبول کی تھی تو قسم سے قول شوہر کا قبول ہوگا یہ غایت مسرورچی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تیری طلاق بعوض ہزار کے کل کے روز گزشتہ میں فروخت کی مگر تو نے قبول نہیں کی تھی اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کی تھی تو قبول عورت کا قبول ہوگا اس واسطے کہ بیع کا اقرار قبول کا اقرار ہے اس واسطے کہ وہ بیعت ہے یہ عتاب میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے سو درم کے عوض طلاق دیدے اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ بعوض ہزار درم کے تو قبول عورت کا قبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ شوہر کے قبول ہوئے۔ اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھے نفعت خلع دیدیا اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ بعوض ہزار درم کے تو قبول عورت کا قبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ شوہر کے قبول ہوئے یہ بسوط میں ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے اور میری سوت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پس تو نے فقط مجھے طلاق دے دی اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تم دونوں کو طلاق دیدی ہے تو اگر دونوں اسی مجلس میں ہوں جس میں ایجاب واقع ہوا ہے تو قبول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر دونوں مجلس سے متفرق ہو چکے ہوں تو قبول عورت کا قبول ہوگا اور عورت پر ہزار درم میں سے اسی کا حصہ واجب ہوگا کیونکہ وہ اسکی معترف ہے یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اسی طرح اگر اسے کہا کہ پس اس مجلس میں مجھے طلاق نہیں دے دی اور نہ میری سوت کو طلاق دے دی تو قسم سے عورت کا قبول قبول ہوگا اور شوہر پر لازم ہوگا کہ اپنے مال کو گواہوں سے ثابت کر دے لیکن عورت پر طلاق واقع ہوگی اسوجہ سے کہ شوہر نے اقرار کیا ہے یہ بسوط میں ہے۔ عورت نے اگر شوہر سے مال پر خلع لیا پھر اسے گواہ قائم کیے کہ اسے اپنی شوہر نے

اختیار کیا کہ عورت نے کہا کہ خلع ہم دونوں میں صحیح واقع ہوا اور مرد نے کہا کہ میں کھڑا ہو گیا پھر میں نے منہ سے خلع دیا ہو تو قول مرد کا قبول ہوگا اور یہ خلع سے انکار ہو یہ خلاصہ میں ہو اور اگر اپنی جو رو سے فارسی زبان میں خریدم و فروختم کے ساتھ خلع کیا پس شوہر نے کہا کہ میرے دل میں یہ بات سچی کہ فروختم یعنی بکری کی سری میں نے فروخت کی یا کہا کہ میں نے فروختم مختلف از فروختم یعنی روشن کرنا کہا ہو یا کہا کہ میں نے فروختم بقاء کہا ہو تو بعض نے فرمایا کہ میں قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر اس نے بدل الخلع پر قبضہ کر لیا ہو تو اس کا قول قبول ہوگا اس واسطے کہ ظاہر حال میں مرد کی تلمذ سب کرتا ہو اور بعض نے فرمایا کہ شوہر کا قول قضا قبول ہوگا اگرچہ اس نے بدل خلع پر قبضہ نہ کیا ہو اس واسطے کہ مرد کا کلام جواب کی راہ پر نکلا ہو اور جواب مستقیم سوال ہوتا ہو اور سوال تلبیک نفس کا تھا تو جواب اسی طرف منصرف ہو گا اور علیٰ ہذا اگر مرد نے کہا کہ میرے دل میں تمنا کہ میں نے اپنی قبا فروخت کی تو بھی بعضے مشائخ کے نزدیک اس کا قول قبول ہوگا اور اسی پر فتوے ہو اور اگر فروختم کہنے کے وقت شوہر نے بکری کی سری کی طرف یا قبا کی طرف اشارہ کیا ہو تو بر بنائے قول ان بعضے مشائخ کے کچھ چیز میں ہو اور خلع صحیح ہوگا لیکن اگر اس نے تصریح کر دی کہ میں نے اپنی قبا فروخت کی تو کسی صورت میں خلع صحیح ہوگا اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ اس نے بکری کا سر فروخت کیا ہو اور گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے کہا کہ میں نے بکری کا سر فروخت کیا تو اس کے گواہ مقبول ہونگے اور کسی طرح اگر گواہ قائم کیے جنہوں نے گواہی دی کہ اس نے فروختم از فروختن کہا ہو تو اس کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر اسکے معاملہ میں عورت نے گواہ قائم کیے کہ اس نے نفس عورت کو فروخت کیا یا عورت کو فروخت کیا ہو تو عورت کے گواہ اولی ہونگے یعنی وہی مقبول ہونگے ایسا ہی بعض نے کہا ہو اور اس میں میرے نزدیک نظر ہو اور لازم یہ ہو کہ شوہر کے گواہ اولی ہوں یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو میری عورت کو خلع دیدے تو اس کو سوائے بعض مال کے اور کسی طرح خلع دینے کا اختیار نہ ہوگا یہ عتبار یہ ہیں۔ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ مجھے میرے شوہر سے خلع کرادے بعض ہزار درم کے پس اگر وکیل نے بدل الخلع کو مطلق رکھا مثلاً کہا کہ اپنی جو رو کو ہزار درم پر خلع دیدے یا کہا کہ ان ہزار درم پر خلع دیدے یا بدل خلع کو اپنی طرف مضاف کیا یا اضافت ملک یا اضافت ضمان بخلاف یوں کہا کہ اپنی جو رو کو خلع دیدے نہ ہزار درم پر میرے مال سے یا ہزار درم پر بدین شرط کہ میں ضامن ہوں تو وکیل کے قبول سے خلع پورا ہو جائیگا پھر اگر بدل خلع اس نے مسل رکھا ہو تو وہ عورت پر ہوگا کہ اسی سے اس کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر بدل خلع مضاف بجانب وکیل ہو خواہ باضافت ملک یا باضافت ضمان تو عورت سے مطالبہ ہوگا بلکہ وکیل ہی سے مطالبہ بدل ہوگا پھر جو وکیل نے ادا کیا ہو از جانب عورت وہ عورت سے واپس لیگا۔ اور اگر عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ مجھے میرے شوہر سے خلع کرادے پھر وکیل نے اپنے کسی اسباب پر عورت کا خلع کرادیا اور شوہر کو سپرد کرنے سے پہلے وہ اسباب وکیل کے ہاتھ میں تلف ہو گیا تو وکیل اس کی قیمت کا عورت کے شوہر کے واسطے ضامن ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مرد نے کسی غیر سے کہا کہ میری جو رو کو طلاق دیدے پس اس نے عورت کو مال پر خلع کر دیا یا مال پر طلاق دیدی تو صحیح یہ ہو کہ عورت اگر مدخولہ ہو تو جائز نہیں اور اگر مدخولہ نہ ہو تو جائز ہو و علیٰ ہذا وکیل خلع نے اگر مطلقاً طلاق دیدی تو جائز ہونا چاہیے اور بعض نے فرمایا کہ یہی اصح ہو اس واسطے کہ خلع بعض و بغیر عوض متعارف ہو پس دونوں کا وکیل ہوگا یہ ظہیر و محیط سہ مشی میں ہو۔ ایک عورت نے کسی کو خلع کے واسطے وکیل کیا پھر اس سے رجوع کر لیا پس اگر وکیل کو اس کا علم نہ ہو تو عورت کا رجوع کرنا

خلع تو سلطان کی جائز ہے

اور یہی نہیں لگائی اور یہی نہیں لگائی

تو اسکو طلاق دے یا اسکو رکھ پس شوہر نے کہا کہ میں اسکو نہیں رکھوں گا بلکہ طلاق دید ونگا پس لمبی نے کہا کہ میں نے مجھے تمام اس سے جو اسکا تجھیر ثابت ہو بری کر دیا پس مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی پھر عورت نے انکار کیا کہ میں نے لمبی کو بری کرنے کا اختیار نہیں دیا تھا اور لمبی اسکا دعوی کرتا ہو پس اگر شوہر نے دعوی کیا کہ عورت نے اس لمبی کو لمبی کر کے بھیجا اور جس طرح لمبی کہتا ہو اسکو کھیل سہی کیا تو طلاق واقع ہوگی مگر عورت کا حق ویسا ہی رہیگا۔ اور اگر شوہر نے ایسا دعوی نہ کیا پس اگر لمبی نے یوں کہا کہ میں نے تجھے عورت کے حق سے بری کیا بدین شرط کہ تو اسکو طلاق دیدے تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر لمبی نے یہ نہ کہا ہو کہ بدین شرط کہ تو اسکو طلاق دیدے تو طلاق واقع ہوگی اور عورت اپنے حق پر ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر فضولی نے کہا کہ اپنی جو رو کو ہزار درم پر طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ میں نے طلاق دیدی تو مستوقف نہ ملے گی چنانچہ اگر عورت نے اجازت دیدی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک مرنے اپنی بیٹی کا اپنے داماد سے خلع کر لیا پس اگر دختر بالغہ ہو اور باپ نے بدل الخلع کی ضمانت کر لی تو خلع پورا ہو گیا یہ فتاویٰ رضویان میں ہے۔ ایک مرنے اپنی بیٹی بالغہ کا اس کے شوہر سے اس کے مہر پر جو شوہر پر باقی ہو اسکی اجازت سے خلع کر لیا تو یہ اس دختر بالغہ پر نافذ ہوگا اور اگر دختر مذکورہ کی اجازت نہ تھی اور اسکی بھی اس نے اجازت نہ دی پس اگر باپ نے بدل الخلع کی ضمانت نہ کی ہو سوائے برات مہر کے تو خلع جائز ہوگا اور طلاق واقع ہوگی اور اگر دختر مذکورہ نے اجازت دیدی تو خلع واقع ہوگا اور طلاق پڑ گئی اور شوہر اس کے مہر سے جو اس پر آتا ہو بری ہو گیا اور اگر باپ نے بدل الخلع کی ضمانت کر لی ہو تو طلاق واقع ہو جائیگی پھر جب عورت کو خبر ہو پھنسنے لگی پس اگر اس نے اجازت دیدی تو خلع مذکور اس دختر پر نافذ ہوگا اور شوہر اس کے مہر سے بری ہو جائیگا اور اگر اس نے اجازت نہ دی تو دختر مذکورہ اپنا مہر مذکور شوہر سے واپس لے لگی اور شوہر بدل الخلع کو اس کے باپ سے لے لے لیا کیونکہ وہ ضامن ہوا ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر باپ نے اپنی صغیرہ کا بومن مال دختر کے خلع کر لیا تو یہ صغیرہ پر جائز نہ ہوگا پس اسکا مہر اس کے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہوگا اور شوہر اس کے مال کا مستحق نہ ہوگا اور بایہ امر کہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں سو سین دور و تین ہیں اور اصح یہ ہے کہ واقع ہوگی یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور اگر باپ نے دختر صغیرہ کا ہزار درم پر خلع کر لیا بدین شرط کہ باپ ان ہزار درم کا ضامن ہو تو خلع جائز ہوگا اور ہزار درم باپ پر ہونگے اور اگر صغیرہ پر ہزار درم کی شرط کی ہو تو دختر مذکورہ کے قبول پر موقوف رہیگا بشرطیکہ وہ قبول کی اہلیت رکھتی ہو۔ یعنی واقف ہو کہ خلع سلب کتنہ ہوتا ہے اور نکاح جلب کتنہ ہوتا ہے از روئے شرع کے یوں مشروع ہو پس اگر اس نے قبول کیا تو بالاتفاق طلاق واقع ہوگی لیکن مال واجب ہوگا اور اگر باپ نے اسکی طرف سے قبول کیا تو ایک روایت میں صحیح ہے اور ایک روایت میں نہیں صحیح ہے اور یہی اصح ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر زوجہ صغیرہ کو خلع دیا اور مہر کی ضمانت نہ لی تو عورت کے قبول پر موقوف ہوگا پس اگر عورت مذکورہ نے قبول کیا تو طلاق ہو جائیگی اور نہ ساقط ہوگا اور اگر اسکی طرف سے اسکی باپ نے قبول کیا تو سین دور و تین ہیں اور اگر باپ نے مہر کی ضمانت کی اور وہ ہزار درم ہیں تو عورت مذکورہ مطلقہ ہو جائیگی اور اسکا مہر اس کے ذمہ یا نحو درم لازم ہونگے یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ وہ مدخولہ ہو اور اگر مدخولہ ہو تو عورت کے واسطے پورا مہر لازم ہوگا اور شوہر کے واسطے اسکا باپ ضامن ہوگا یعنی باپ تاوان دیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ صغیرہ کے شوہر اور صغیرہ کی مان کے درمیان خلع کی گفتگو واقع ہوئی پس اگر زوجہ صغیرہ کی مان نے بدل الخلع کو اپنے ذاتی مال کی طرف مضاف کیا یا اسکی ضامن ہوئی تو خلع پورا ہو جائیگا جیسے اجنبی کے ساتھ اس طرح گفتگو میں ہوتا ہے اور اگر مان نے اپنے

مال کی طرف مضاف نہ کیا اور نہ ضامن ہوئی پس آیا طلاق واقع ہوگی جیسے باپ کے ساتھ خلع کی ایسی گفتگو میں واقع ہوتی ہو تو اسکی کوئی روایت نہیں ہو اور صحیح یہ ہو کہ واقع ہوگی۔ اور اگر خلع کا عقد کرنے والا اجنبی ہو اور وہ بدل کا ضامن نہ ہو پس آیا خلع متوقف رہیگا تو بعض نے فرمایا کہ اگر زوجہ صغیرہ ہو کہ وہ خلع کو سمجھتی ہو اور تعبیر کر سکتی ہو تو خلع اس کے قبول کرنے پر موقوف نہ رہیگا اور بعض نے کہا کہ موقوف نہ رہیگا۔ اور اگر صغیرہ نے جو خلع کو سمجھتی ہو اور تعبیر کر سکتی ہو اپنے شوہر سے اپنے مہر پر خلع لیا تو طلاق بائن واقع ہوگی اور مہر ساقط نہ ہوگا۔ اور اگر صغیرہ نے خلع کے واسطے کوئی وکیل کیا پس وکیل نے یہ کام کیا تو اس میں دو روایتیں ہیں ایک روایت میں وکیل کرنا صحیح ہو اور وکیل کے قبول سے مثل صغیرہ کے خود قبول کرنے کے خلع پورا ہو جائیگا اور ایک روایت میں اگر وکیل بدل خلع کا ضامن نہ ہو تو طلاق واقع ہوگی جیسے اجنبی کے خلع کرانے میں ہونا ہو۔ اور اگر باپ نے اپنے پسر صغیر کی طرف سے خلع دیا تو صحیح نہیں ہو اور صغیر مذکور کی اجازت پر بھی موقوف نہ رہیگا یہ تمام دی تا ضیق میں ہیں جو شخص نشہ میں ہو یا زبردستی مجبور کیا گیا ہو اسکا خلع دینا ہمارے نزدیک جائز ہو اور طفل کا خلع دینا باطل ہو اور جو شخص معتود یا مرض کے سبب سے اس پر اغا ظاری ہو اور وہ اس میں بے بسو ط میں ہو۔ اگر باندی نے اپنے شوہر سے خلع لیا یا طلاق بال مال لی تو طلاق واقع ہوگی مگر مالی عوض کے واسطے وہ فی الحال ماخوذ ہوگی بان بعد از او ہونے کے اس سے مواخذہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے مولیٰ کی اجازت سے ایسا کیا ہو تو مواخذہ کے واسطے فی الحال ماخوذ ہوگی اور مواخذہ کے واسطے فروخت کی جائیگی الا آنکہ مولیٰ اسکی طرف سے دیکر بچا دے اور اگر باندی مذکورہ کسی کی مدبرہ یا ام ولد ہو تو اس حکم میں مثل محض باندی کے ہو الا بات یہ ہو کہ وہ بیچ نہیں کیجا سکتی ہو پس وہ بدل کو اپنی کمائی سے ادا کر لے بغیر طبع کے اسنے مولیٰ کی اجازت سے ایسا کیا ہو۔ اور اگر بکاتبہ باندی ہو تو وہ بدل خلع کے واسطے ماخوذ ہوگی الا بعد از او ہونے کے چاہے اسنے مولیٰ کی اجازت سے خلع لیا ہو یا بلا اجازت۔ اور اگر باندی نے اپنے شوہر سے اپنے مہر کے عوض بدون اجازت مولیٰ کے خلع لیا تو طلاق واقع ہوگی ولیکن مہر ساقط نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر باندی کے مولیٰ نے باندی کے رقبہ پر باندی کا خلع کر لیا اور شوہر مرد آزاد ہو تو مفت طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر بکاتب یا مدبر یا غلام ہو تو خلع جائز ہوگا اور یہ باندی اس مدبر یا غلام کے مالک کی ہو جائیگی اور رہا بکاتب ہو اسکا سن باندی میں حق ملک ثابت ہوگا دو باندیان ایک مرد آزاد کے تحت میں ہیں اور دونوں باندیوں کے مولیٰ نے شوہر سے ان دونوں کا خلع بائن خاص ایک کے رقبہ پر کر لیا تو معینہ خاص کا خلع باطل اور دوسری کا خلع صحیح ہوگا اور سن ان دونوں کے مہر پر تقسیم کیا جائیگا پس جو کچھ اس باندی کے پرستے میں واقع ہوا جسکے حق میں خلع صحیح ہوا ہو اس قدر شوہر کا حق دوسری باندی میں ثابت ہوگا اور اگر مولیٰ نے ہر ایک کا دونوں میں سے خلع بعوض دوسری کے رقبہ کے کر لیا تو ہر ایک پر ایک ایک طلاق بائن مفت واقع ہوگی اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کو اسنے دوسری کے رقبہ پر طلاق دی تو طلاق رجعی واقع ہوگی یہ اختیار شوہر مختار میں ہو۔ ایک باندی کسی غلام کی جو وہ ہو پس باندی کے مولیٰ نے ایک غلام مقبوضہ پر اس باندی کا اسکے شوہر غلام سے خلع کر لیا اور غلام نے اسکو قبول کیا تو جائز ہو خواہ غلام نے اپنے مولیٰ کی اجازت سے ایسا کیا ہو یا بلا اجازت۔ اور باندی کا قبول کرنا شرط نہیں ہے پھر اگر وہ غلام جو خلع میں بدل قرار دیا گیا ہو کسی نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو خلع ویسا ہی صحیح رہیگا اور باندی کے مولیٰ پر نادان واجب ہوگا مگر جو غلام استحقاق میں لیا گیا ہو اسکی قیمت باندی کے گردن پر ہوگی کہ اگر مولیٰ باندی پر سے یہ قیمت فدیہ دے تو خیر ورنہ باندی مذکورہ اسکے واسطے فروخت کی جائیگی۔ اور اگر مولیٰ نے

خلع بیچ حق طلاق میں
یعنی مال میں نہیں ہاں
جہاں واجب ہوگا

اور طلاق اگر ایسا
قبول نہ ہو تو خلع ہی
ایسا ہی ہے

وقت خلع کے اس غلام بدل الخلع کی بابت ضمان درک کر لی ہو تو بسبب ضمانت کر لینے کے اس سے قیمت غلام مستحق شدہ کی جاوے گی اور اگر باندی پر قرضہ ہو جو خلع سے پہلے کا ہو تو باندی فروخت کی جائے گی اور پہلے قرضداروں کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر اسکے ثمن میں سے کچھ باقی رہا تو اسکے شوہر کے مولیٰ کا ہوگا اور اگر باقی بچا ہو ثمن اس غلام کی پوری قیمت ہو جو مستحق میں لے لیا گیا ہو تو جس قدر کمی ہو وہ باندی مذکورہ بعد اپنے اگر ہوئے کے پوری کر دیگی۔ اور اگر باندی کے قرضخواہوں نے باندی کو بیع سے پہلے یا بعد بیع کے اپنے قرضہ سے برہمی کر دیا تو اس سے قیمت غلام مستحق کا موخذہ کیا جائیگا جیسا کہ قبل بری کر دینے کے تھا اور یہ ہوگا کہ رقبہ باندی مذکورہ اسکے شوہر کے مولیٰ کو دیدیا جاوے اور اگر باندی کے مولیٰ نے غلام بدل الخلع کی بابت ضمان درک کر لی ہو تو باندی مذکورہ اپنے قرضہ کے واسطے فروخت ہو سکتی ہو اور غلام مستحق کی قیمت باندی کا مولیٰ اسکے شوہر کے مولیٰ کو بسبب ضمان ہونے کے تاوان دیگا اور باندی کی گردن پر ہونے والی ضمانت جب مولیٰ اگر چہ آزاد کر دی جاوے۔ اور اگر باندی کے مولیٰ نے باندی کو اسکے رقبہ پر خلع کر لیا اور باندی پر قرضہ نہیں ہو اور مولیٰ ضمانت نہوا تو باندی مذکورہ شوہر کے مولیٰ کو سپرد کر دی جائیگی اور اگر باندی پر قرضہ ہو تو وہ قرضہ میں فروخت کی جائیگی پھر اگر کچھ باقی رہا تو اسکو مولیٰ سے شوہر لے لیا اور باندی کے مولیٰ پر ضمان واجب نہو گی اگر بچا ہو ثمن اس باندی کی قیمت کا ملے نہو۔ اور اگر بیع ہونے سے پہلے باندی کے قرضخواہوں نے باندی کو اپنے قرضہ سے بری کر دیا تو رقبہ باندی اسکے شوہر کے مولیٰ کو دیا جائیگا اور باندی کے مولیٰ کو کچھ نہ ملے گا اور اگر بری کرنا بعد بیع کے ہو تو اسکا ثمن مولیٰ سے شوہر کو دیدیا جائیگا اور اگر ثمن میں بسبب قیمت کے زیادتی ہو تو زیادتی مولیٰ کی ہوگی اور اگر کچھ کمی ہو پس اگر مولیٰ سے باندی نے ضمان درک کر لی ہو تو یہ کمی مولیٰ سے باندی پر ہوگی اور اگر ضمان درک نہ کی ہو تو باندی پر ہوگی کہ بعد آزاد ہونے کے اس سے موخذہ کیا جائیگا بشرط جاسم کیر حصیری میں ہو۔ اور اگر عورت نے اپنے مرض الموت میں اپنے مہر کے عوض جو اسکا شوہر پر آتا ہو خلع لے لیا پھر وہ عدت میں مر گئی تو شوہر کو اپنی عورت کی میراث کی مقدار و مہر مذکور کی مقدار دونوں میں سے کم مقدار ملے گی بشرطیکہ مہر اسکے تئیں مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر عورت کا کچھ مال سوائے اسکے ہو تو شوہر کو عورت کے مال کی اپنے حصہ میراث اور تئانی سے جو کم مقدار ہو وہ ملے گی اور اگر وہ الفقہاء سے عدت کے بعد مری تو مرد مذکور کو عورت کے تئانی مال میں سے مہر مذکور ملے گا۔ اور اگر عورت غیر بر خولہ ہو کہ اس نے اپنے مرض میں بعوض اپنے مہر کے اس سے خلع لے لیا تو ہم کہتے ہیں کہ نصف مہر تو شوہر کے ذمہ ہے بسبب طلاق قبل دخول کے ساقط ہو گیا نہ از جانب عورت اور باقی نصف مرد مذکور کو عورت کے تئانی مال سے ملے گا اور اسی طرح اگر عورت نے اپنے مہر سے زیادہ پر خلع لیا ہو تو نصف مہر بسبب طلاق قبل دخول کے ساقط ہو گیا اور باقی نصف سے زیادتی۔ کے شوہر کو اسکے تئانی مال سے ملے گا۔ اور اگر عورت کا مرض موت ہو بلکہ وہ مرض سے اچھی ہو گئی تو وہ کو تمام مہر ہی ملے گا۔ اور اگر عورت نے اپنی صحت کی حالت میں شوہر کی بیماری کی حالت میں خلع لیا تو خلع جائز ہو جو کچھ بدل قرار پائے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو اور عورت کو اس مرد کی کچھ میراث نہ ملے گی۔ اور اگر کسی عورت نے شوہر کے مرض سے ہونے کی حالت میں شوہر سے اسکی جو روکا خلع کر لیا کسی قدر مال سمی کے عوض جبکا وہ شوہر کے واسطے ضمان ہو گیا پس اگر شوہر اس مرض سے مر گیا تو یہ خلع اسکے تئانی مال سے جائز ہوگا۔ اور اگر عورت نے فیعل دن رضا مندی عورت کے شوہر کے مرض کی حالت میں کیا پس اگر قبل الفقہاء سے عدت کے شوہر مر گیا تو عورت کو اسکی میراث ملے گی نہ بسو طین ہو۔ اور اگر شوہر اس عورت کا چچا زاد بھائی ہو اور عورت اسکی مرنولہ ہو چکی ہو پس اگر شوہر اس سے میراث قربت نہ پاسکتا ہو بدین وجہ کہ مثلاً اسکا کوئی اور عصبہ موجود نہ ہو جو

ضمان درک
یعنی اسکی
مسئلہ میں
جو نقصان
پیش
آوے
کہ یہ پس
سبب
سوائے
ضامن ان
کیر الذرائع
ہو نہ کر دین
اسکے
میں
بجائے
عورت کے
مہر سے
کم مقدار
ملے گی
بشرطیکہ
مہر اسکے
تئانی مال
سے برآمد
ہوتا ہو
اور اگر
عورت کا
کچھ مال
سوائے
اسکے
ہو تو شوہر
کو عورت
کے مال کی
اپنے حصہ
میراث اور
تئانی سے
جو کم
مقدار ہو
وہ ملے
گی
اور اگر
عورت نے
اپنی صحت
کی حالت
میں شوہر
کی بیماری
کی حالت
میں خلع
لیا تو خلع
جائز ہو
جو کچھ
بدل قرار
پائے
خواہ
قلیل ہو
یا کثیر
ہو اور
عورت کو
اس مرد کی
کچھ میراث
نہ ملے
گی
اور اگر
کسی
عورت نے
شوہر کے
مرض سے
ہونے کی
حالت میں
شوہر سے
اسکی جو
روکا خلع
کر لیا
کسی قدر
مال سمی
کے عوض
جبکا وہ
شوہر کے
واسطے
ضمان
ہو گیا
پس اگر
شوہر اس
مرض سے
مر گیا
تو عورت
کو اسکی
میراث
ملے گی
نہ بسو
طین ہو
اور اگر
شوہر اس
عورت کا
چچا زاد
بھائی ہو
اور عورت
اسکی
مرنولہ
ہو چکی
ہو پس
اگر شوہر
اس سے
میراث
قربت
نہ پاسکتا
ہو بدین
وجہ کہ
مثلاً
اسکا کوئی
اور عصبہ
موجود نہ
ہو جو

بہ نسبت شوہر کے اقرب ہر تو یہ اور در بدر تہیکہ شوہر محض اجنبی ہو دونوں یکساں ہیں۔ اور اگر شوہر اس سے میراث قرابت
پاکتا ہو اور وہ بعد القضاے عدت کے مرگئی تو دیلیجا جائیگا کہ مقدار بدل الخلع کیا ہو اور جو سکو عورت مذکورہ کی میراث بحق
قرابت پہنچتی ہو وہ کیا ہو پس اگر بدل الخلع مقدار میراث کے مساوی یا کم ہو تو شوہر کو بدل الخلع دیا جائیگا اور اگر زیادہ ہو تو مقدار
میراث سے جب قدر زائد ہو وہ شوہر کو نہ دیا جائیگا الا با جازت باقی وارثوں کے۔ اور اگر عورت غیر مدخولہ ہو تو نصف مہر سبب
طلاق قبل دخول کے ساقط ہو گیا پس اس نصف کے حق میں عورت تبرع کرنے والی شمار نہو گی یا باقی نصف کی
بابت وہ تبرع کرنے والی شمار ہو سکتی ہو اور باوجود اسکے وہ وارث کے حق میں تبرع نہوئی تو اس نصف کی مقدار بھی جائیگی
اور عورت کے مال سے اسکی میراث کی مقدار پر بحفاظ کیا جائیگا پس جو دونوں میں سے کم ہو وہ شوہر کو دیا جائیگی۔ اور یہ سب
اُس وقت ہو کہ عورت اس مرض سے مرگئی ہو اور اگر اچھی ہو گئی تو جو کچھ اُس نے بدل بیان کیا ہو وہ سب پورا شوہر کو دیا جائیگا گویا
ایسا ہو کہ عورت نے اسکو کچھ مہر کیا پھر وہ مرض سے اچھی ہو گئی یعنی پورا مہر صحیح ہو ایہ محیط میں ہو۔ ایک عورت کے دو چچا زاد
بھائی ہیں اور دونوں اُسکے وارث ہیں پھر ایک نے اُس سے نکاح کیا اور دخول کر لیا پھر عورت مذکورہ نے اپنے مرض الموت
میں اپنے مہر پر خلع لے لیا اور اس عورت کا کچھ مال سوا اسکے نہیں ہو پھر وہ عدت میں مر گئی تو مہر مذکور ان دونوں بھائیوں کے
درمیان نصفاً نصف ہوگا۔ اور اگر شوہر نے اسکے مہر پر طلاق دیدی پھر وہ عدت میں مر گئی تو یہ طلاق رجعی ہوگی پس شوہر کو نصف
مہر سبب حق میراث زوجیت کے ملے گا اور باقی دونوں بھائیوں میں نصفاً نصف مشترک ہوگا یہ کافی میں ہو

نو ان باب ظہار کے بیان میں۔ قال المترجم ظہار کی تعریف میں کہ کسکو کہتے ہیں فرمایا کہ ظہار تشبیہ دینا اپنی زوجه کا یا اسکے کسی جزو کا جو شائع ہو یا اسکے ساتھ کل بدن سے تعبیر کیجاتی ہے محرمات ابدیہ کی ایسی خیمبر کے ساتھ جسکی طرف نظر حلال نہیں ہے اگرچہ حرمت ابدی بسبب رضاعت یا رشتہ صہریت کے پیدا ہوتی ہو یہ فتح القدر میں ہے۔ چاہئے زوجہ صہرہ ہو یا باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد یا کتابیہ یہ سراج و باج میں ہے۔ اور شرط صحیح طہارت ظہار عورت میں یہ ہے کہ وہ زوجه ہو اور مردین یہ ہے کہ وہ اہل کفارہ ہیں سے ہو سرخ می کا ظہار مثل طفل و مجنون کے نہیں صحیح ہے یہ فتح القدر میں ہے پس اگر کسی ایسی عورت سے نکاح کیا جتنے نکاح کی اجازت تھیں دی ہو پھر اسکے ساتھ ظہار کیا پھر اسنے نکاح کی اجازت دی تو ظہار باطل ہے اور اگر غلام یا مدبر یا مکتوب نے اپنی عورت سے ظہار کیا تو اسکا ظہار صحیح ہوگا یہ سراج و باج میں ہے۔ پس اگر کسی نے اپنی باندی سے ظہار کیا خواہ وہ موطن ہو یا غیر موطن رہ ہو تو نہیں صحیح ہے یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اسی طرح اگر خود کو ایسی عورت کے ساتھ تشبیہ دی جسکی حرمت ابدی نہیں ہو بلکہ بہ وقت کسی وقت تک ہے جیسے مطلقہ ثلاثہ تو ظہار صحیح نہوگا فیخص المحیطین ہے۔ رکن ظہار اپنی جوز وسے یہ کننا کانت علی نظرائی تو مجھے مثل پشت میری مان کے ہی یا جو لفظ اسکے قائم مقام باین طور ہو کہ اسکے معنی اس سے حال ہوں یہ نہایہ میں ہے۔ اور اگر جوز وسے کہا کہ تیرا منکر مجھے مثل ظهر میری مان کے ہے یا تیرا چرویا تیری گردن یا تیری فرج تو مثلاً میرے برابر جائینگے لینے ظہار کرنے والا ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر جوز وسے کہا کہ تیرا بدن مجھے مثل ظهر میری مان کے ہے یا تیرا چوکھی یا تیرا نصف حصہ یا اسکے مثل کوئی چیز و شائع بیان کیا تو بھی ہی حکم ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ایسا جزو ذکر کیا جس سے تمام بدن سے تعبیر نہیں کیجاتی ہے جیسے آنکھ یا پاؤں تو ظہار ثابت نہوگا یہ محیط نفسی میں ہے۔ اگر کہا کہ تیری پیٹھ مجھے مثل میری مان کی پیٹھ کے ہے یا مثل اسکے پیٹ یا مثل اسکی فرج کے ہے تو یہ ظہار نہیں ہے یہ جو ہر نیرہ میں ہے۔ قال المترجم وفیه نظر ظاہر فانهم اور اگر کہا کہ تو مجھے مثل گھٹنے میری مان کے تو قیاساً وہ مظاہر ہوگا اور اگر کہا کہ تیری نائیک

۴
 نال لفظ علم و کرم کا
 سن کے ساتھ تشبیہ میں
 الیہ جو سر سے تھکا دینے
 سلف قاتل سہیل لطیف
 باغیت ظاہر ہونے
 سلف قاتل العزیز
 الیہ جو ہر ذرہ میں
 سہیل نے ہر ایک
 چاہی ہوئے ہیں ایک
 دین کا پیش یعنی ایک
 چاہی ہوئے ہیں جو
 چاہی ہوئے ہیں جو
 چاہی ہوئے ہیں جو

لیت کے بعد جو صوفیوں نے
 اپنی اور صورت میں
 چہرہ طلاق داری کی ہو
 چنانچہ طلاق داری کی ہو
 سے خود دیکھیں کہ کون
 تابان رخ جو صورت از رویت
 از چہرہ آسمانی کو بخوان
 زہد و عبادت کی کسانیں
 آفت بین و لغت اطراف
 انظار را نہ مستحق
 غلام و سحر جات یوں کہ
 قیہ نما جو گاہ کہ نام
 عکس منظر ہوا کہ
 ۱۲۷۱ھ

مثل ران میری مان کے ہو تو یہ ظہار نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر عورت کو اپنی مان کے ایسے عضو سے تشبیہ دے جسکی طرف نظر کرنا اسکو حلال نہیں ہو تو پیشل پشت کے ساتھ تشبیہ کے ہو اور اسی طرح اگر سوا سے مان کے اور کسی عورت سے جس سے اسکا کبھی نکاح کرنا حلال نہیں ہو اپنی جود کو تشبیہ دے جیسے بہن و بھوپگی و رضاعی مان رضاعی بہن وغیرہ تو بھی یہی حکم ہے جو ہرہ نیرہ بن ہو قال المتزجم الا ترے کیف صرح ہننا بان التشبیہ لی عضون امہ لائل لہ النظر الیہ من الظہار والفرج من تلك الاعضاء فالنظر منی لا یدفع لہ علی ما مر فانہم۔ اور اگر عورت کو ایسی چیز سے تشبیہ دے جسکی طرف اسکو نظر حلال ہو جیسے بال و چہرہ و ہاتھ و پانوں تو یہ ظہار نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو مجھ پر مثل پشت میری مان کے ہو تو مظاہر ہو جائیگا خواہ عورت مدخولہ ہو یا نہ ہو اور اگر کہا کہ مثل پشت میری دختر کے ہو پس اگر مدخولہ ہو تو مظاہر ہوگا ورنہ نہیں یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر اپنی جود کو اپنے باپ یا بیٹے کی جود سے تشبیہ دے تو ظہار ہو خواہ باپ یا بیٹے نے اپنی جود سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اگر اپنی جود کو ایسی عورت سے تشبیہ دے جس سے اسکے باپ یا بیٹے نے نہ کیا ہو تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ ظہار ہوگا اور یہی صحیح ہے قال المتزجم اگر فتوے دیا جاوے کہ ظہار نہ ہوگا تو مفتی کی فقہیت کی دلیل ہو بنظر زمانہ موجودہ واللہ اعلم۔ اور اگر اپنی جود کو ایسی عورت کی مان یا بیٹی سے تشبیہ دے جس سے نہ کیا ہو تو ظہار ہوگا یہ ظہار یہ میں ہے۔ اور اگر شہوت سے کسی اجنبیہ کا بوسہ لیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا پھر اپنی جود کو اسکی دختر سے تشبیہ دے تو امام عظیم کے نزدیک شخص مظاہر ہوگا اور افعال مذکورہ وطی کے مشابہ نہیں ہیں یہ محیط میں ہے اور ظہار کا حکم یہ ہے کہ تا وقت ادا سے کفارہ تمام و کمال وطی و اسکی دواعی حرام ہیں یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر قبل کفارہ ادا کرنے سے اس عورت سے وطی کی تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور کچھ اسپر واجب نہیں ہے سوا سے پہلے کفارہ کے اور معا دوت نہ کرے یہاں تک کہ کفارہ ادا کر دے یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر عورت سے ظہار کیا پھر اسکو طلاق بائن دیدی پھر اس سے نکاح کر لیا تو اسکی وطی و شتمتاع حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ کفارہ ادا کرے اور اسی طرح اگر اسکی زوجہ باندی ہو اور اس سے ظہار کیا پھر اسکو خرید کیا حتی کہ بسبب ملک یہین کے نکاح باطل ہو گیا تو بھی اسکی وطی و شتمتاع جب تک کہ کفارہ نہ ادا کر دے حلال نہیں ہے۔ اسی طرح اگر عورت حرہ ہو پھر وہ اسلام سے مرتد ہو گئی اور درالحرب میں جالی پھر قید ہو کر وارا اسلام میں آئی پھر مرد مذکور نے اسکو خرید کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر عورت سے ظہار کیا پھر خود اسلام سے مرتد ہو گیا تو بھی امام عظیم کے نزدیک یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر عورت کو تین طلاقی دیدین پھر اسے دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر وہ اول شوہر کے نکاح میں آئی تو پہلے کفارہ ادا کر دینے کے بغیر اسکی وطی جائز نہیں ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ایک سال دو نوں مرتد ہو گئے پھر دونوں اسلام لائے تو امام ابو حنیفہ کے قول میں وہ دونوں اپنے ظہار پر ہونگے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور یہ سب ظہار مطلق اور ظہار مؤبد میں ہے اور رہا ظہار موقت جیسے کسی قدر مدت معلومہ مثل ایک روز یا ایک مہینہ یا ایک سال کے واسطے ظہار کیا تو ایسے ظہار موقت میں اگر اسے اس مدت کے اندر اس سے قربت کی تو اسپر کفارہ لازم آوے گا اور اگر اس سے قربت نہ کی یہاں تک کہ یہ مدت گزر گئی تو اسکے ذمہ سے کفارہ ساقط ہو جائیگا اور ظہار باطل ہوگا یہ جو ہرہ نیرہ میں ہے اور عورت کو اختیار ہے کہ ظہار کرے یا نہ کرے وطی کا مطالبہ کرے اور عورت پر واجب ہے کہ اپنے ساتھ شتمتاع سے اسکو مانع ہو یہاں تک کہ وہ کفارہ ادا کرے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ظہار کرنے والے نے کفارہ ادا نہ کیا اور یہ معاملہ قاضی کے سامنے بطور ناشنیش ہو تو قاضی اسکو

سوال
کسی عورت کی طرف سے تشبیہ دے جس سے اسکا کبھی نکاح کرنا حلال نہیں ہو اپنی جود کو تشبیہ دے جیسے بہن و بھوپگی و رضاعی مان رضاعی بہن وغیرہ تو بھی یہی حکم ہے جو ہرہ نیرہ بن ہو قال المتزجم الا ترے کیف صرح ہننا بان التشبیہ لی عضون امہ لائل لہ النظر الیہ من الظہار والفرج من تلك الاعضاء فالنظر منی لا یدفع لہ علی ما مر فانہم۔ اور اگر عورت کو ایسی چیز سے تشبیہ دے جسکی طرف اسکو نظر حلال ہو جیسے بال و چہرہ و ہاتھ و پانوں تو یہ ظہار نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو مجھ پر مثل پشت میری مان کے ہو تو مظاہر ہو جائیگا خواہ عورت مدخولہ ہو یا نہ ہو اور اگر کہا کہ مثل پشت میری دختر کے ہو پس اگر مدخولہ ہو تو مظاہر ہوگا ورنہ نہیں یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر اپنی جود کو اپنے باپ یا بیٹے کی جود سے تشبیہ دے تو ظہار ہو خواہ باپ یا بیٹے نے اپنی جود سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اگر اپنی جود کو ایسی عورت سے تشبیہ دے جس سے اسکے باپ یا بیٹے نے نہ کیا ہو تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ ظہار ہوگا اور یہی صحیح ہے قال المتزجم اگر فتوے دیا جاوے کہ ظہار نہ ہوگا تو مفتی کی فقہیت کی دلیل ہو بنظر زمانہ موجودہ واللہ اعلم۔ اور اگر اپنی جود کو ایسی عورت کی مان یا بیٹی سے تشبیہ دے جس سے نہ کیا ہو تو ظہار ہوگا یہ ظہار یہ میں ہے۔ اور اگر شہوت سے کسی اجنبیہ کا بوسہ لیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا پھر اپنی جود کو اسکی دختر سے تشبیہ دے تو امام عظیم کے نزدیک شخص مظاہر ہوگا اور افعال مذکورہ وطی کے مشابہ نہیں ہیں یہ محیط میں ہے اور ظہار کا حکم یہ ہے کہ تا وقت ادا سے کفارہ تمام و کمال وطی و اسکی دواعی حرام ہیں یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر قبل کفارہ ادا کرنے سے اس عورت سے وطی کی تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور کچھ اسپر واجب نہیں ہے سوا سے پہلے کفارہ کے اور معا دوت نہ کرے یہاں تک کہ کفارہ ادا کر دے یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر عورت سے ظہار کیا پھر اسکو طلاق بائن دیدی پھر اس سے نکاح کر لیا تو اسکی وطی و شتمتاع حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ کفارہ ادا کرے اور اسی طرح اگر اسکی زوجہ باندی ہو اور اس سے ظہار کیا پھر اسکو خرید کیا حتی کہ بسبب ملک یہین کے نکاح باطل ہو گیا تو بھی اسکی وطی و شتمتاع جب تک کہ کفارہ نہ ادا کر دے حلال نہیں ہے۔ اسی طرح اگر عورت حرہ ہو پھر وہ اسلام سے مرتد ہو گئی اور درالحرب میں جالی پھر قید ہو کر وارا اسلام میں آئی پھر مرد مذکور نے اسکو خرید کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر عورت سے ظہار کیا پھر خود اسلام سے مرتد ہو گیا تو بھی امام عظیم کے نزدیک یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر عورت کو تین طلاقی دیدین پھر اسے دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر وہ اول شوہر کے نکاح میں آئی تو پہلے کفارہ ادا کر دینے کے بغیر اسکی وطی جائز نہیں ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ایک سال دو نوں مرتد ہو گئے پھر دونوں اسلام لائے تو امام ابو حنیفہ کے قول میں وہ دونوں اپنے ظہار پر ہونگے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور یہ سب ظہار مطلق اور ظہار مؤبد میں ہے اور رہا ظہار موقت جیسے کسی قدر مدت معلومہ مثل ایک روز یا ایک مہینہ یا ایک سال کے واسطے ظہار کیا تو ایسے ظہار موقت میں اگر اسے اس مدت کے اندر اس سے قربت کی تو اسپر کفارہ لازم آوے گا اور اگر اس سے قربت نہ کی یہاں تک کہ یہ مدت گزر گئی تو اسکے ذمہ سے کفارہ ساقط ہو جائیگا اور ظہار باطل ہوگا یہ جو ہرہ نیرہ میں ہے اور عورت کو اختیار ہے کہ ظہار کرے یا نہ کرے وطی کا مطالبہ کرے اور عورت پر واجب ہے کہ اپنے ساتھ شتمتاع سے اسکو مانع ہو یہاں تک کہ وہ کفارہ ادا کرے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ظہار کرنے والے نے کفارہ ادا نہ کیا اور یہ معاملہ قاضی کے سامنے بطور ناشنیش ہو تو قاضی اسکو

نیت کر چکا تاکہ کفارہ ادا کرے یا عورت کو طلاق دے یہ طہیرہ میں ہے۔ اور اگر طہار کرے تو اسے نہ کہہ کہ میں نے کفارہ ادا کر دیا ہے تو اسکی تصدیق کیجا سکی جب تک اسکا دروغ معلوم نہ ہو یہ نہر اتفاق میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہہ کہ تو مجھ پر مثل طہرہ میری مان کے ہو تو مٹا ہر ہو جائیگا چاہے اسنے طہار کی نیت کی ہو یا اسکی کچھ نیت اصلاً نہ ہو اور نیز اگر اسنے کراست یا نہر است یا طلاق یا تحریم بقیم کی نیت کی ہو تو بھی طہار کے سوا اسے کچھ ہوگا۔ اور اگر اسنے کہہ کہ میں نے زمانہ ماہی کے اخبار دروغ کی نیت کی تو قضا اس کے قول کی تصدیق نہوگی اور عورت کو بھی روا نہیں ہو کہ اس کے قول کی تصدیق کرے جیسے قاضی کو تصدیق کرنا روا نہیں ہے۔ اور فیما بینہ دین اللہ تعالیٰ اس کے قول کی تصدیق ہوگی۔ اور اسی طرح اگر اسنے کہہ کہ میں تجھ سے مظاہر ہوں یا ظاہر تک یعنی میں نے تجھ سے مظاہرہ کی تو وہ مظاہر ہوگا خواہ اسنے طہار کی نیت کی ہو یا اسکی کچھ نیت نہ ہو اور جو کچھ وہ نیت کر چکا سوا اسے طہار کے اور کچھ نہوگا اور اگر اسنے زمانہ ماہی کے خبر دروغ کی نیت کی ہو تو قضا تصدیق نہوگی اور روایت تصدیق ہوگی اور اسی طرح اگر اسنے کہہ کہ تو مجھ پر مثل طہرہ میری مان کے ہو یا مثل ان میری مان کے ہو یا مثل فرج میری مان کے ہو تو یہ قول اور تو مجھ پر مثل طہرہ میری مان کے ہو دونوں کیساں ہیں یہ برائے میں ہے۔ اور اگر کہہ کہ انت منی کظرا می او عنہ سے اوسنی یعنی تو مجھ سے یا میرے نزدیک یا میرے مانند مثل طہرہ میری مان کے ہو تو وہ مظاہر ہوگا یہ جو ہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہہ کہ تو میری مان ہے تو مظاہر نہ ہوگا مگر لائق ہے کہ کہہ دے۔ اور اسی طرح اگر کہہ کہ امی میری دختر یا امی میری بہن یا مثل اس کے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر کہہ کہ تو مجھ پر مثل طہرہ میری مان کے ہو یا مانند میری مان کے ہو پس نیت کر کے کہہ کہ اور طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کراست یا طہار کی نیت کی تو اسکی نیت کے موافق ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو امام عظیم کے قول پر اسپر کچھ لازم نہوگا بسبب لفظ کو معنی کراست پر محمول کر کے یہ جامع حدیث میں ہے قال المترجم ابن اشارہ ہو کہ اس حکم میں صاحبین کا خلافت ہے لہذا غایۃ البیان میں کہہ کہ صحیح قول امام عظیم ہو انتہی اور اگر تحریم کی نیت کی تو انہیں روایات مختلف ہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ سب کے نزدیک طہار ہوگا اور اگر اسنے یون کہہ کہ تو مثل میری مان کے ہو اور یہ نہ کہہ کہ مجھ پر یا میرے نزدیک اور کچھ نیت نہیں کی تو بالاتفاق اسپر کچھ لازم نہ آوے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہہ کہ اگر میں نے تجھ سے وطی کی تو اپنی مان سے وطی کی تو اسپر کچھ لازم نہ آوے گا یہ غایۃ سر و حی میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہہ کہ تو مجھ پر حرام ہو مثل میری مان کے اور طلاق یا طہار یا ایلا ر کی نیت کی تو اسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ کی تو امام محمد کے قول میں طہار ہوگا اور شیخ خدائشہم نے ذکر فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک کے موافق بھی صحیح ہے اور جو امام محمد نے فرمایا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہہ کہ تو مجھ پر حرام ہو مثل طہرہ میری مان کے اور طلاق یا ایلا ر کی نیت کی تو امام عظیم کے نزدیک طہار کے سوا اسے کچھ نہوگا اور صاحبین کے نزدیک طلاق ہوگی اور اگر اسنے تحریم کی نیت کی یا کچھ نیت نہیں کی تو بالاتفاق طہار ہوگا۔ اور اگر اپنی عورت سے کہہ کہ تو مجھ پر مثل طہرہ میرے باب کے ہو یا مثل طہرہ میرے قریب کے ہو یا مثل طہرہ کسی مرد اجنبی کے بیان کیا تو مظاہر نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہہ کہ کفر ج ابی و کفر ج ابی مثل فرج میرے باب یا مثل فرج میرے پس کے ہو تو مظاہر ہوگا قال المترجم فرج کا لفظ عربی ہے شریک مرد و عورت دونوں پر طلاق ہوتا ہے فافہم اور عورت اپنے شوہر سے مظاہرہ نہیں ہوتی ہے یہ امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتوے ہیں اور یہی صحیح ہے یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور طہار کی شرط یہ ہے کہ شوہر اہل کفارہ میں سے ہو پس

نہایتی بین لکھا ہو۔ کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھ مثل پشت میری مان کے ہر ماہ رمضان پورا اور پورا رجب پھر اسے رجب
 میں کفارہ دیر یا تو اس سے رجب کا ظہار اور رمضان کا ظہار استحساناً سا قضا ہو جائیگا اور یہ ایک ہی ظہار ہوگا اور اگر اس سے
 شنبان میں کفارہ دیا تو جائز نہیں ہو اور فرمایا کہ آیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ تو مجھ مثل پشت میری مان کے ہر ہفتہ
 الابر و زجہ پھر کفارہ دیا پس اگر روز استثنائے کفارہ دیا تو کافی ہوگا اور اگر ایسے روز دیا جس روز وہ مظاہر ہو تو سب
 ایام کے واسطے کافی ہوگا۔ اگر کسی مرد نے اپنی جوڑ سے ظہار کیا پھر دوسرے مرد نے اپنی جوڑ سے کہا کہ تو مجھ ایسی ہی جیسے
 فلان کی جوڑ و فلان پہ ہو تو وہ اپنی جوڑ سے مظاہر ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی جوڑ سے ظہار کیا پھر اس عورت کے
 ساتھ دوسری جوڑ کو شریک کر دیا یا کہا کہ تو مجھ ایسی ہی جیسی یہ حالانکہ اسکی نیت ظہار تھی تو صحیح ہو اسطرح اگر مظاہرہ عورت کے
 مرنے کے بعد یا کفارہ دینے کے بعد کہا تو بھی یہ نیت مذکور دوسری سے مظاہر ہو جائیگا یہ عقابہ میں ہو۔ اور اگر اسے تیسری جوڑ
 سے کہا کہ میں نے تجھ کو ان دونوں کے ظہار میں شریک کیا تو وہ تیسری جوڑ سے بدو ظہار مظاہر ہو جائیگا یہ تہذیب میں
 ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی جوڑ و ن سے کہا کہ تم مجھ مثل ظہر میری مان کے ہو تو وہ سب سے مظاہر ہو جائیگا اور اس پر
 ہر ایک کے واسطے ایک کفارہ واجب ہوگا یہ کافی میں ہو۔ اور اپنی عورت سے کئی بار ایک مجلس میں یا کئی مجلسوں میں
 ظہار کیا تو اس پر ہر ظہار کے واسطے کفارہ لازم ہوگا الا آنکہ وہ پہلے ہی ظہار کو مراد لے جیسا کہ استنباحی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور
 بعض نے کہا کہ مجلس واحد اور مجلس متعددہ میں فرق ہے لیکن اعتناء قول اول پر ہے ہر مجلس الراجح میں ہو۔ اور ظہار کی تخلیق
 اپنی جوڑ کے ساتھ صحیح ہو چنانچہ اگر کہا کہ اگر تو اس دار میں داخل ہوئی یا تو نے فلان سے کلام کیا تو تو مجھ مثل پشت میری
 مان کے ہو تو بطور تعلیق صحیح ہے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر کسی اجنبیہ سے کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تو مجھ مثل پشت
 میری مان کے ہو پھر اس سے نکاح کیا تو مظاہر ہو جائیگا اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تو طلاق
 اور کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تو مجھ مثل پشت میری مان کے ہو پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق و ظہار دونوں
 لازم آویں گے اسواسطے کہ ان دونوں کا وقوع ایک ہی حالت میں ہو سکتا ہو۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں
 تو تو مجھ مثل پشت میری مان کے ہو اور تو طلاق ہو پھر اس سے نکاح کیا تو دونوں لازم آویں گے۔ اور اگر کہا کہ جب میں
 تجھ سے نکاح کروں تو تو طلاق ہو اور تو مجھ مثل پشت میری مان کے ہو پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق لازم آویگی اور ظہار
 لازم نہ آویگا یہ امام اعظم کے نزدیک ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ تو مجھ مثل ظہر میری مان
 کے ہو اگر تو اس دار میں داخل ہوئی تو صحیح نہیں ہے حتیٰ کہ اگر اس سے نکاح کیا اور وہ اس دار میں داخل ہوئی تو بالاجماع قول
 مذکور کی وجہ سے مظاہر ہوگا۔ اور اگر ظہار کو کسی شرط پر معلق کیا پھر قبل شرط پائی جانے کے عورت کو بائٹہ کر دیا پھر اسکی
 عدت میں یہ شرط پائی گئی تو ظہار واقع نہ ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو مجھ مثل پشت میری مان کے ہو انشاء اللہ تم
 تو ظہار نہ ہوگا اور اگر کہا کہ تو مجھ مثل ظہر میری مان کے ہو لکن فلان نے چاہا یا یوں کہ تو مجھ مثل پشت میری مان کے ہو اگر
 تو نے چاہا تو یہ چاہنا اسی مجلس تک کے واسطے ہوگا یہ فقادی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو تو
 مجھ مثل ظہر میری مان کے ہو تو ایلا کرنے والا ہوگا پس اگر اسکو چار مہینہ تک چھوڑ دیا تو بوجہ ایلا اس کے بائٹہ ہو جائیگی اور اگر
 چار مہینہ کے اندر اس سے وطی کی تو ظہار لازم ہو جائیگا۔ اور جس صورت میں کہ بوجہ ایلا اس کے بائٹہ ہو گئی پھر
 اس سے نکاح کیا پھر قربت کی تو بھی مظاہر ہوگا یہ مبسوط میں ہو

اگر عورت سے
 ظہار کیا تو اس پر
 ہر ظہار کے واسطے
 کفارہ لازم ہے

اگر اس سے نکاح
 کیا تو طلاق و
 ظہار دونوں لازم
 آویں گے

و سوال پاس۔ کفارہ کے بیان میں۔ مظاہر پر کفارہ جب ہی واجب ہوتا ہے جب بعد ظہار کے عورت سے وطی کا قصد کیا اور اگر اس امر پر رضی ہو کہ عورت مذکورہ مظاہر پر حجر منہ باقی رہے ہے سبب ظہار کے اور اسکی وطی کا عزم نہ کیا تو اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا۔ اور جب اس نے عورت کی وطی کا عزم کیا اور اس پر کفارہ واجب ہو تو وہ کفارہ دینے پر مجبور کیا جائیگا پھر اگر اسکے بعد اس نے عزم کیا کہ اس سے وطی نہ کرے گا تو کفارہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور اسی طرح اگر بعد عزم کے دونوں میں سے کوئی مر گیا تو بھی ساقط ہو جائیگا یہ نیا بیع میں ہو۔ کفارہ ظہار یہ ہے کہ ایک مرد جو محض ملکوت ہو اسکی ملک ہو اور جو منافع چاہتی ہے اسکی جنس کے ہو جو رہون نیت کفارہ کے ساتھ بلا عوض آزاد کرے کذا الجوهرة النيرة خواه یہ پردہ کافر ہو یا مسلمان ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو خواہ صغیر ہو یا کبیر ہو بشرط نقایہ بر جندی میں ہو اور جب نصف پردہ آزاد کیا پھر قبل جماع کے باقی نصف بھی آزاد کر دیا تو اسکے کفارہ سے جائز ہوگا اور اگر جماع کے بعد باقی نصف آزاد کیا تو امام اعظم کے نزدیک اسکے کفارہ سے جائز نہ ہوگا۔ اور اگر ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اور ان میں سے ایک نے اپنا حصہ اپنے کفارہ سے آزاد کیا تو امام اعظم کے نزدیک کفارہ سے روانہ ہوگا خواہ یہ شریک مؤسر ہو یا معسر ہو۔ اور اگر اپنا غلام آزاد کیا اور اپنے کفارہ سے آزاد کرنے کی نیت نہ کی یا بعد آزاد کرنے کی نیت کی تو کفارہ سے جائز نہ ہوگا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر دو مردوں میں سے نصف آزاد کیا مثلاً اسکے اور اسکے شریک کے درمیان دو غلام مشترک ہیں ان میں سے نصف اپنا حصہ آزاد کیا تو نہیں جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کفارہ ظہار سے جائز ہو اگر کچھ مستحق ہو اور اگر کچھ بھی نہ مستحق ہو تو نہیں جائز ہے یہ مختار ہے یہ غایتہ البیان میں ہے۔ اور گونے کا آزاد کرنا کفارہ ظہار سے نہیں جائز ہے اس واسطے کہ ایک جنس منفعت یعنی بولنا فوت ہو یہ کافی میں ہے۔ اور اگر منفعت میں خلل ہو تو وہ جائز ہونے سے مانع نہیں ہے حتی کہ عورت اور جب کا ایک ہاتھ اور دوسری طرف کا ایک پائون کٹا ہو یا جائز ہو بخلاف اسکے اگر ایک ہاتھ اور ایک پائون ایک ہی طرف سے کٹا ہوا ہو وہ نہیں جائز ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور جسکے دونوں ہاتھ شل ہوں وہ نہیں روا ہے کیونکہ اس جنس کی منفعت معدوم ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور مجہود کا آزاد کرنا جائز ہے۔ اور انہ سے کا بیکے دونوں ہاتھ یا دونوں پائون کٹے ہوئے ہوں آزاد کرنا نہیں جائز ہے۔ اور مرد و ام ولد کا تحریر کرنا نہیں جائز ہے اس واسطے کہ یہ ایک وجہ سے آزاد ہیں اور ایسے مکاتب کا آزاد کرنا جسے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو نہیں جائز ہے اور اگر مکاتب نے کچھ بدل کتابت منور ادا نہ کیا ہو آزاد کرے تو جائز ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر مکاتب اواسے بدل کتابت سے عاجز ہو گیا پھر اسکو کفارہ ظہار سے آزاد کیا تو جائز ہے خواہ اس نے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر غصی ہو یا اسکے ہر دو کان سکے ہوئے ہوں یا ذکر کٹا ہوا ہو تو ہمارے نزدیک اسکا آزاد کرنا جائز ہے اور جسکا انگوٹھا دونوں ہاتھوں کا کٹا ہوا ہو وہ نہیں جائز ہے اسی طرح اگر ہر ہاتھ میں سے تین انگلیاں کٹی ہوئی ہوں تو نہیں جائز ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر سوا سے دونوں انگوٹھوں کے اور دو انگلیاں کٹی ہوں تو جائز ہے اگرچہ ہر ہاتھ میں سے سوا سے انگوٹھے کے دو انگلیاں کٹی ہوں۔ اور جسکے دانت گر گئے ہوں کہ وہ کھانے سے عاجز ہو تو نہیں جائز ہے یہ فتح القدر میں ہے۔ رتقار قرنا و عشتار و بر خوار و در و خشی و نکٹا جائز ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور عشو اور مخرومہ و عین جائز ہے یہ فایہ سر و قی میں ہے۔ اور جسکی بلکین جاتی رہی ہوں اور دڑھی کے بال نابود ہوں وہ جائز ہے اور نیز ہونٹ کٹا جائز ہے بشرطیکہ کھانے پر قادر ہو اور بخون و معوہ نہیں جائز ہے اور اگر کبھی بخون ہو جاتا ہو اور کبھی افاقہ پس حالت افاقہ میں نہ کو آزاد کر دیا تو جائز ہے اور اسی طرح جو مرض الموت ہو بخا ہو

یعنی تو مثال
یا غلامت اسے
نہ نہیں کافی ہو
نہ نہیں کافی ہو

نہیں جائز ہو اور اگر ایسا ہو کہ اسکی موت کا بھی خوف ہو اور امید زندگی بھی ہو یعنی شاید اچھا ہو جاوے تو جائز ہو اور
 برتد بعضے مشائخ کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک نہیں جائز ہو اور مرتدہ بلا خلاف جائز ہو یہ محیط میں ہو اور ابراہیم
 لے امام محمد سے روایت کی ہو کہ اگر ایسا غلام کفارہ ظہار سے آزاد کیا جسکا خون حلال ہو کہ اسکا حکم ہو گیا ہو پھر اس سے
 خون عفو کر دیا گیا تو جائز نہ ہو گا ^{فتح القدیر و نہایہ میں ہو۔} اور کرنی نے مختصر میں ذکر فرمایا ہو کہ اگر غلام جسکا خون حلال ہو
 کفارہ ظہار سے آزاد کیا تو جائز ہو یہ شرح مبسوط ^{ابن ابی شیبہ} شرحی میں ہو۔ اور اگر کچھ مال پر اپنا غلام بہ نیت کفارہ آزاد کیا تو کافی
 نہ ہو گا اگرچہ مال عوض نہ اقط کر دیا ہو۔ اور جو غلام بھاگ گیا ہو اگر معلوم ہو کہ وہ زندہ ہو تو اسکا آزاد کرنا کفارہ سے جائز ہو
 یہ محیط میں ہو اور نہایت بڑھا جو عاجز ہو گیا ہو کفارہ سے نہیں جائز ہو اور جو غائب ہو اسکی خبر متقطع ہو نیز نہیں
 جائز ہو یہ غایہ سروجی میں ہو۔ اور اگر دو دھرتی پیتے ہوئے کو اپنے کفارہ سے آزاد کر دیا تو جائز ہو اور اگر وہ جو اسکی باندی
 کے پیٹ میں ہو کفارہ سے آزاد کیا تو کفارہ سے جائز نہ ہو گا یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور بفلوج جسکا ایک طرف کا
 ڈھتر ہو گیا ہو کفارہ سے نہیں جائز ہو اور نیز لنگا اور جسکو گٹھیا مار گئی ہو نہیں جائز ہو۔ اور اگر کفارہ ظہار سے اپنا غلام
 آزاد کیا در حالیکہ وہ مریض ہو اور یہ غلام اسکے تھائی مال سے برآمد نہیں ہوتا ہو پھر خود مر گیا تو غلام مذکور اسکے کفارہ
 سے جائز نہ ہو گا اگرچہ وارثوں نے اسکی اجازت دیدی ہو اور اگر مرض سے اچھا ہو گیا تو جائز ہو یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ اور
 اگر غلام حولی کو دار الحرب میں اپنے کفارہ ظہار سے آزاد کیا تو جائز نہ ہو گا اور اگر دار الاسلام میں اسکو آزاد کیا تو کافی ہو
 یہ شرح مبسوط شرحی میں ہو۔ اور اگر بدون اسکے فعل و دخل سکے کوئی ذمی رحم محرم اسکا اسکی ملک میں داخل ہوا
 جیسے وہ کسی ذمی رحم محرم کا وارث ہو تو بالا جماع اسکے کفارہ ظہار سے اسکا آزاد کرنا جائز نہ ہو گا۔ اور اگر اسکے فعل سے
 اسکی ملک میں داخل ہو پس اگر اپنے فعل کے ساتھ اسنے یہ نیت کی ہو کہ یہ میرے کفارہ سے آزاد ہو گا تو ہمارے نزدیک
 جائز ہو یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر اس نے ایسا غلام آزاد کیا جسکو کسی نے غضب کر لیا تھا تو وہ اسکے کفارہ سے
 جائز ہو جائیگا جب کہ وہ اسکو وصول ہو جاوے۔ اور اگر غاصب نے دعویٰ کیا کہ اسنے مجھے یہ غلام ہب کر دیا تھا اور جو اسے
 گواہ قائم کیے اور حاکم نے اسکے واسطے غلام مذکور کا حکم دیدیا تو کفارہ سے اسکا آزاد کرنا کافی نہ ہو گا یہ بحر الرائق میں ہو
 اور اگر غلام مقروض کو کفارہ سے آزاد کیا تو جائز ہو اگرچہ اسپر قرضہ کے واسطے سعایت و حبس ہی اسی طرح اگر غلام
 مریض کو اپنے کفارہ سے آزاد کیا تو جائز ہو اگرچہ رہن مذکور تنگ دست ہو اور غلام مذکور قرضہ کے واسطے سعایت
 کر گیا شرح مبسوط شرحی میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنا غلام کسی دوسرے کے کفارہ سے بدون اسکے حکم کے آزاد کیا تو
 بالاتفاق نہیں جائز ہو اور اس غلام کا عتق اس آزاد کرنے والے کی طرف سے واقع ہو گا اور اگر غیر نے اسکو اس کام
 کا حکم کیا ہو پس اگر پون کہا کہ اپنا غلام میری طرف سے آزاد کر دے اور کچھ معاوضہ کا ذکر نہیں کیا تو اسکا آزاد ہونا آزاد
 کرنے والے کی طرف سے واقع ہو گا یہ امام عظم و امام محمد کا قول ہو اور اگر یوں کہا کہ اپنے غلام کو میری طرف
 سے ہزار درہم پر آزاد کر دے تو اس غیر کی طرف سے عتق واقع ہو گا یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر کسی کو کل کہا
 کہ میرے باپ کو میرے واسطے خرید کرے پس اسکو بعد ایک ماہ کے میرے کفارہ ظہار سے آزاد کر دے پس کل نے
 اسکو خرید تو آزاد ہو جائیگا جیسے اسکے خود خریدنے کی صورت میں ہو مگر مکمل کے کفارہ ظہار سے جائز ہو جائیگا یہ قوا
 قاضیخان میں ہو۔ اور جس شخص پر دو کفارے دو ظہار کے واجب ہوئے پس اس نے دوہرے آزاد کیے اور کسی کو

کسی خاص کفارہ کے واسطے متعین نہیں کیا تو یہ اسکے دونوں کفاروں سے جائز ہونگے اور اسی طرح اگر اُسے چار ماہ کے روزہ رکھ لے یا ایک سو بیس مسکینوں کو کھانا دیدیا تو جائز ہو اور اگر اُسے دونوں ظہاروں سے ایک ہر وہ آزاد کیا یا دو مہینہ کے روزہ رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیدیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونوں ظہارین سے جسکا کفارہ چاہے قرار دے۔ اور اگر اُسے ایک ظہار سے ہر وہ آزاد کیا اور وہ قتل کیا گیا تو دونوں میں سے کسی سے جائز ہوگا یہ ہر ایسے میں ہو۔ اور یہ ہوتی ہو کہ رقبہ مومنہ ہو اور اگر کافرہ ہو تو اُسکے ظہار سے جائز ہو جائیگا یہ فسخ القدر میں ہو۔ اور اگر اپنی چار عورتوں سے ظہار کیا پس اُسے ایک ہر وہ آزاد کیا اور اُسکی ملک میں اور نہیں ہو پھر چار مہینہ کے پُر در پُر روزے رکھے پھر بیاہ ہو گیا اور اُسے ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیدیا اور اُسے کسی ایک کی خصوصیت کسی ظہار سے نہیں کی تو سب عورتوں کی طرف سے یہ تمام کفارہ استعانتاً صحیح ہو جائیگا اور اگر مظاہر سے اسکی عورت بائند ہو گئی پھر اُسے اسکا کفارہ ادا کیا حالانکہ وہ دوسرے شوہر کی سخت میں ہو یا مرتد ہو کر وارا محراب میں چلی گئی ہو تو کفارہ اسکے ظہار سے ادا ہو جائیگا۔ اور اگر شوہر مرتد ہو گیا پھر اُسے اپنا ایک غلام اپنے کفارہ ظہار سے آزاد کیا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو یہ عتق اسکے کفارہ سے جائز ہو جائیگا اور یہ صبح ہو یہ شرح مبسوط میں ہو۔ اور اگر کسی غلام سے کہا کہ اگر میں نے تجھے خرید کیا تو تو آزاد ہو پھر اسکو بہ نیت کفارہ ظہار خرید کیا تو وہ ظہار سے جائز ہوگا اور اگر اُسے قسم کے وقت دیوں کہا کہ تو میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہو تو ایسی صورت میں کفارہ ظہار سے جائز ہوگا۔ اور اگر اُسے کسی غلام سے کہا کہ اگر میں نے تجھے خرید لیا تو تو میرے کفارہ قسم سے آزاد ہو یا کہا کہ تلو عا آزاد ہو پھر اسکو بہ نیت کفارہ ظہار خرید لیا تو وہ ظہار سے آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے اسکو خرید لیا تو یہ تلو عا آزاد ہو پھر کہا کہ اگر میں نے اسکو خرید لیا تو یہ میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہو پھر اسکو خرید لیا تو وہ تلو عا آزاد ہوگا اور عتق کے واسطے وہی جہت متعین ہوگی جو اُسے پہلے بیان کی ہو اور وہ کسی گفتگو کے لاحق کرنے سے فسخ ہوگی اور علی ہذا اگر یوں کہا کہ اگر میں نے اسکو خرید لیا تو یہ میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہو پھر کہا کہ اگر میں نے اسکو خرید لیا تو یہ میرے کفارہ قسم سے آزاد ہو پھر اسکو خرید لیا تو وہ کفارہ ظہار سے آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے اس غلام کو خرید لیا تو یہ میرے کفارہ ظہار فلانہ عورت سے آزاد ہو پھر کہا کہ اگر میں نے اسکو خرید لیا تو یہ میرے کفارہ ظہار فلانہ عورت دیگر سے آزاد ہو پھر اسکو خرید لیا تو وہ پہلی عورت کے کفارہ سے آزاد ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر زید نے گمان کیا کہ میں نے ہندہ اپنی جوڑو سے ظہار کیا ہو پس اسکا کفارہ دیا پھر ظاہر ہوا کہ اسنے سلمیٰ سے ظہار کیا تھا تو کفارہ مذکور اسکے واسطے کافی ہوگا یہ عتابیہ میں ہو۔ اگر مظاہر نے آزاد کرنے کے واسطے ہر وہ پنا یا تو اسکا کفارہ یہ ہو کہ دو مہینہ پُر در پُر روزہ رکھے جس میں سے ماہ رمضان ہو اور روزِ خطر درمیان میں نہ آوے اور یومِ نحر وایامِ تشریق درمیان میں نہ پڑیں یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور اگر کفارہ روزے سے ادا کرنا تھا اور اُسے دن میں اپنی اس عورت سے جس سے ظہار کیا ہو بھولے سے جماع کر لیا یا رات میں عمداً یا بھولے سے جماع کر لیا تو امام عظیم و امام محمد کے نزدیک از سر نو روزے شروع کرے اور اگر دن میں عمداً جماع کر لیا تو بالاتفاق از سر نو روزے شروع کرے شریح طحاوی میں ہو۔ اور اگر اس عورت سے جس سے ظہار کیا ہو جماع نہ کیا بلکہ دوسری جوڑو سے جماع کیا پس اگر اس سے جماع اس طور سے واقع ہوا کہ روزے کے پُر در پُر ہونے میں بسبب فساد صوم کے خلل واقع ہوا تو بالاتفاق از سر نو شروع کرے اور اگر صوم میں فساد ہوا کہ جس سے پُر در پُر ہونے میں خلل پڑے مثلاً دن میں اُسے بھولے سے یا رات میں عمداً یا بھولے سے جماع کیا تو بالاتفاق

استطاعت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھا دے یہ سراج و باج میں ہو اور فقیر و مسکین اسپین کیسان میں یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا روا نہیں ہو انکو اس کفارہ سے بھی دینا روا نہیں ہو الا ذمی فقیر کہ امام عظیم و امام محمد کے نزدیک ذمی فقیر و ن کو کفارہ ظہار میں سے دے سکتا ہو مگر فقرا ہی اسلام ہمارے نزدیک بنے کے وسط محبوب تر ہیں اور یہ روا نہیں ہو کہ حر بنی فقیر و ن کو اسپین سے دیوے اگرچہ وہ امان لیکر دار الاسلام میں آئے ہوں یہ شرح مبسوط میں ہو۔ اور اگر اُسے تحریری کر کے کفارہ ظہار میں سے کسی کو دیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ صرف نہ تھا تو امام عظیم و امام محمد کے نزدیک اسکے سر سے ادا ہو جائیگا یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر کسی غیر کو حکم دیا کہ میری طرف سے میرے کفارہ ظہار سے کھانا کھا دے پس مامور نے ایسا ہی کیا تو جائز ہو لیکن مامور کو یہ اختیار نہ ہو گا کہ حکم دہندہ سے اسکو واپس لے یہ ظاہر الروایہ میں ہو اور وجہ یہ ہو کہ اسپین احتمال قرض و مہبہ دونوں کا ہی پس شک کے ساتھ واپس لینے کا استحقاق حاصل نہ ہو گا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر حکم دہندہ نے یہ کہہ دیا ہو کہ بدین شرط کہ تو مجھ سے واپس لینا تو مامور اس سے واپس لے سکتا ہو یہ تا تار خانہ میں ہو۔ اور اگر مظاہر کی طرف سے غیر نے بدون اسکے حکم کے صدقہ دیدیا تو ظاہر کے حق میں کافی نہیں ہو یہ شرح مبسوط میں ہو۔ اور ہر مسکین کو نصف صاع گیہون یا ایک صاع چھوٹے یا جو اسکی قیمت ہو دیوے اور اگر کسی نے ایک صاع گیہون اور دو صاع چھوٹے یا جو دیر لے تو مقصود حاصل ہونے کی وجہ سے جائز ہو یہ کافی میں ہو۔ اور گیہون کا آٹا اور اسکے ستوا اسکے مثل معتبر ہونگے یعنی نصف صاع دینا چاہیے اور جو کا آٹا اور اسکے ستو بھی جو کے مثل ہیں یعنی ایک صاع دینا چاہیے یہ جو ہرہ نیرہ میں ہو۔ اور اگر عمدہ چھوٹے نصف صاع دیے جو نصف صاع گیہون کی قیمت کو پہنچتے ہیں تو نہیں جائز ہو اور اسی طرح اگر نصف صاع سے کم گیہون ایسے دیے جو قیمت میں ایک صاع جو یا چھوٹے تک پہنچتے ہیں تو نہیں جائز ہو۔ اور اصل یہ ہو کہ جو جنس طعام مقصود علیہ ہو وہ دوسری جنس مقصود علیہ کا بدل نہیں ہو سکتی ہو اگرچہ قیمت میں زیادہ ہو۔ اور اگر تین سیر ذرہ یعنی چلینہ دانہ و فیل یا چرہ حب کی قیمت دوسرے گیہون کے مساوی ہو دیے تو جائز ہو اور ہشام نے فرمایا کہ یہ جب ہی جائز ہو کہ جب اسنے یہ ارادہ کیا ہو کہ ذرہ کو بدل گیہون کا قرار دے اور اگر یہ ارادہ کیا کہ گیہون کو بدل ذرہ کا قرار دے تو نہیں جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کفارہ ظہار سے ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز ہر روز نصف صاع دیا تو جائز ہو یہ فتاویٰ سراجیہ میں ہو۔ اور اگر یہ سب ایک ہی مسکین کو ایک ہی روز دیدیا تو فقط اسی روز کے سواے جائز نہ ہو گا اور یہ حکم متفق علیہ اسی صورت میں ہو کہ اسنے ایک ہی دفعہ دیدیا اور ایک ہی دفعہ مباح کر دیا اور اگر اسنے ایک ہی روز میں ساٹھ دفعہ کر کے دیا تو بعض نے فرمایا کہ کافی ہو گیا اور بعض نے فرمایا کہ اسی روز کے سواے کافی نہ ہو گا اور یہی صحیح ہے تبیین میں ہو۔ اور اگر اس نے تین مسکینوں کو ہر مسکین کو ایک صاع گیہون کے حساب سے دیا تو سوائے تین مسکینوں کے کافی نہ ہو گا اور اس پر وجہ یہ کہ اوڑھتے مسکینوں کو بھی نصف صاع گیہون ہر مسکین کو دیدے یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر اسنے ساٹھ مسکینوں کو ہر مسکین کو ایک گیہون کے حساب سے دیا تو کافی نہ ہو گا اور اس پر وجہ یہ کہ ایک صاع سے دیدے اور اگر اسنے پہلے مسکینوں کو نہ پایا اور دوسرے ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو ایک گیہون کے حساب سے دیدیا تو کفارہ ادا نہ ہوا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسنے ساٹھ مکتوبوں کو ایک ایک گیہون کے حساب سے دیا پھر یہ سب عاجز ہو کر قیق کر دیے گئے اور انکے مولیٰ لوگ غنی ہیں پھر یہ دوبارہ مکتوب کیے گئے پس کفارہ دہندہ نے دوبارہ انکو باقی ایک ایک کے حساب سے

کے مولیٰ ہو
نصف صاع
دینا چاہیے

اور اگر کسی نے ایک سال کے واسطے خواہ ایک ہی عورت سے تنہا یا دو عورتوں سے تنہا ویسے تو امام عظمیٰ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو نون طہارون سے کافی نہیں ہے فقط ایک نماز کا کفارہ ادا ہوگا یہ کافی نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے ہر مسکین کو نصف صاع گہون کے نزدیک دو نون طہارون کے واسطے ویسے اور پھر نصف صاع دیگر دوسرے کفارہ طہار سے دیے تو بالائے اتفاق جائز ہے یہ غایت البیان میں ہے۔ اور اگر دو کفارہ دو جنس مختلف سے ہوں تو ایسی صورت بالا جملع جائز ہے اور اگر اس نے نصف پروہ آزاد کیا اور ایک نہینہ روزہ رکھے یا تیس مسکینوں کو کھانا دیا تو اس کا کفارہ ادا ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر اس نے ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا دیا تو کفارہ ادا ہو گیا خواہ سیری مقدار مذکور سے کم میں حال ہو فی ہو یا زیادہ میں یہ شرح نقایہ ابو المکارم میں ہے۔ اور اگر اس نے ساٹھ مسکینوں کو دو نون ایک وقت صبح یا شام کھانا دیا یا صبح کا کھانا اور سحری کا کھانا دیا یا دو نون سحری کا کھانا دیا تو کفارہ ادا ہو گیا یہ سحر الرائق میں ہے۔ مگر اوفق بر اعدل یہ ہے کہ صبح و شام دونوں وقت کھلا دے یہ غایت البیان میں ہے۔ اور اگر اس نے صبح ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیا اور شام دوسرے ساٹھ مسکینوں کو اس کے سوا کھانا دیا تو کفارہ ادا ہوگا الا انکہ ان دونوں فریقوں میں سے کسی ایک فریق ساٹھ مسکین کو پھر صبح یا شام کسی وقت کھلا دے یہ تین میں ہے۔ اور منتخب یہ ہے کہ صبح و شام دونوں وقت کے کھانے کے ساتھ روکھی روٹی نہ بلکہ اس کے ساتھ کے واسطے حسب مقدار ہو یہ شرح نقایہ ابو المکارم میں ہے اور جو یا ذرہ کی روٹی کے ساتھ ادا ہو یا ضرور ہو تاکہ سیر ہو کر روٹی کھا سکے بجائے گہون کی روٹی کے اور اگر ان ساٹھوں میں کوئی دودھ چھوڑا یا ہوا کچھ ہو تو جائز نہیں ہے اسی طرح اگر کھانے سے پہلے انہیں سے بعض پیٹ بھرے ہوں تو بھی جائز نہیں ہے یہ تین میں ہے۔ اور اگر اطفال ہوں کہ ایسوں کا مزدوری میں لینا جائز ہے تو پورا ہوا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز تک دو وقت پیٹ بھر کے کھانا دیا تو جائز ہے اور اگر اس نے ساٹھ ساٹھ کے دو فریق یعنی ایک سو بیس مسکینوں کو ایک دفعہ کھانا کھلا دیا یعنی ایک وقت تو اس پر واجب ہوگا کہ انہیں سے ایک فریق کو دوسرے وقت بھی سیر کر کے کھانا کھلا دے یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اگر ساٹھ مسکینوں کو صبح کھانا کھلایا اور شام کے واسطے شام کے کھانے کی قیمت ان کو دیدی یا شام کو کھلایا اور صبح کے کھانے کی قیمت ہر ایک کو دیدی تو جائز ہے البتہ اصل میں مذکور ہے اور بقالی میں لکھا ہے کہ اگر ساٹھ مسکینوں کو صبح کھانا کھلایا اور ہر ایک کو ایک مد یعنی چارم صاع دیدیا تو اس میں دور و تین ہین یہ محیط میں ہے۔ اور واضح رہے کہ جس عورت سے طہار کیا ہو اس سے قربت کرنے سے پہلے کھانا کھانا واجب ہے اور اگر کھانا کھلانے کے درمیان میں قربت کر لی تو اسے سر لو اعادہ کرنا واجب نہ ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے

دیا تو اس کا کفارہ ردا انہو اسوجہ سے کہ یہ علان مکاتب عاجز ہو کر ایسے ہو گئے تھے کہ ان کو یہ کفارہ دینا جائز نہ تھا پس گویا دوسری جنس ہو گئے یہ سحر الرائق میں ہے۔ اور اگر کسی نے ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک مسکین کو ایک صاع گہون اپنے دو ظہاروں کے واسطے خواہ ایک ہی عورت سے تنہا یا دو عورتوں سے تنہا ویسے تو امام عظمیٰ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو نون طہارون سے کافی نہیں ہے فقط ایک نماز کا کفارہ ادا ہوگا یہ کافی نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے ہر مسکین کو نصف صاع گہون کے نزدیک دو نون طہارون کے واسطے ویسے اور پھر نصف صاع دیگر دوسرے کفارہ طہار سے دیے تو بالائے اتفاق جائز ہے یہ غایت البیان میں ہے۔ اور اگر دو کفارہ دو جنس مختلف سے ہوں تو ایسی صورت بالا جملع جائز ہے اور اگر اس نے نصف پروہ آزاد کیا اور ایک نہینہ روزہ رکھے یا تیس مسکینوں کو کھانا دیا تو اس کا کفارہ ادا ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر اس نے ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا دیا تو کفارہ ادا ہو گیا خواہ سیری مقدار مذکور سے کم میں حال ہو فی ہو یا زیادہ میں یہ شرح نقایہ ابو المکارم میں ہے۔ اور اگر اس نے ساٹھ مسکینوں کو دو نون ایک وقت صبح یا شام کھانا دیا یا صبح کا کھانا اور سحری کا کھانا دیا یا دو نون سحری کا کھانا دیا تو کفارہ ادا ہو گیا یہ سحر الرائق میں ہے۔ مگر اوفق بر اعدل یہ ہے کہ صبح و شام دونوں وقت کھلا دے یہ غایت البیان میں ہے۔ اور اگر اس نے صبح ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیا اور شام دوسرے ساٹھ مسکینوں کو اس کے سوا کھانا دیا تو کفارہ ادا ہوگا الا انکہ ان دونوں فریقوں میں سے کسی ایک فریق ساٹھ مسکین کو پھر صبح یا شام کسی وقت کھلا دے یہ تین میں ہے۔ اور منتخب یہ ہے کہ صبح و شام دونوں وقت کے کھانے کے ساتھ روکھی روٹی نہ بلکہ اس کے ساتھ کے واسطے حسب مقدار ہو یہ شرح نقایہ ابو المکارم میں ہے اور جو یا ذرہ کی روٹی کے ساتھ ادا ہو یا ضرور ہو تاکہ سیر ہو کر روٹی کھا سکے بجائے گہون کی روٹی کے اور اگر ان ساٹھوں میں کوئی دودھ چھوڑا یا ہوا کچھ ہو تو جائز نہیں ہے اسی طرح اگر کھانے سے پہلے انہیں سے بعض پیٹ بھرے ہوں تو بھی جائز نہیں ہے یہ تین میں ہے۔ اور اگر اطفال ہوں کہ ایسوں کا مزدوری میں لینا جائز ہے تو پورا ہوا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز تک دو وقت پیٹ بھر کے کھانا دیا تو جائز ہے اور اگر اس نے ساٹھ ساٹھ کے دو فریق یعنی ایک سو بیس مسکینوں کو ایک دفعہ کھانا کھلا دیا یعنی ایک وقت تو اس پر واجب ہوگا کہ انہیں سے ایک فریق کو دوسرے وقت بھی سیر کر کے کھانا کھلا دے یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اگر ساٹھ مسکینوں کو صبح کھانا کھلایا اور شام کے واسطے شام کے کھانے کی قیمت ان کو دیدی یا شام کو کھلایا اور صبح کے کھانے کی قیمت ہر ایک کو دیدی تو جائز ہے البتہ اصل میں مذکور ہے اور بقالی میں لکھا ہے کہ اگر ساٹھ مسکینوں کو صبح کھانا کھلایا اور ہر ایک کو ایک مد یعنی چارم صاع دیدیا تو اس میں دور و تین ہین یہ محیط میں ہے۔ اور واضح رہے کہ جس عورت سے طہار کیا ہو اس سے قربت کرنے سے پہلے کھانا کھانا واجب ہے اور اگر کھانا کھلانے کے درمیان میں قربت کر لی تو اسے سر لو اعادہ کرنا واجب نہ ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے

فتح القدیر میں ہے

گیا ر حوان باب لعان کے بیان میں۔ لعان ہمارے نزدیک شہادات موکدات بقسم از ہر دو جانب مقرون بلعن و غضب ہیں جو مرد کے حق میں قائم مقام حد قذف ہیں اور عورت کے حق میں قائم مقام حد زنا ہیں یہ کافی میں ہے۔ قال الشرح اگر کسی مرد نے اپنی جو رو کو زنا کی طرف منسوب کیا کہ اس نے زنا کیا ہو اور اس کے پاس گواہ نہیں ہیں تو اوفق حکم کلام باری تعالیٰ کے دونوں سے لعان لیا جائیگا جسکی صورت آگے مذکور ہے فاحفظہ۔ اور اگر کسی نے اپنی جو رو کو چنبر بار

زنا کی طرف منسوب کیا تو اسپر ایک ہی لعان واجب ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اس میں امر پر اجتماع ہے کہ جو دو مردوں کے درمیان فقط ایک ہی مرتبہ تلامع ہوگا یہ تحریر بشرح جامع کبیر حصہ بی میں ہے۔ اور لعان محکم عفو ابراہ و صلح نہیں ہے اور اسی طرح اگر عورت نے قبل ہرافتہ کے عفو کیا یا کسی قدر مال پر اس سے صلح کر لی تو صحیح نہیں ہے اور عورت پر بدل صلح واجب کرنا واجب ہے اور اسکے بعد عورت کو اختیار ہوگا کہ اس سے لعان کا مطالبہ کرے اور اس میں نیابت نہیں جاری ہو سکتی ہے چنانچہ اگر جو دو یا مرد کسی نے لعان کے واسطے کسی کو ذکیل کیا تو تو ذکیل صحیح نہیں ہے اور تو ذکیل بگو امان امام اعظم جو امام محمد کے نزدیک جائز ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور لعان کا سبب یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کو ایسا قذف کرے جو اخیسوں میں جب حد ہوتا ہے پس جو دو مرد میں اس سے لعان واجب ہوگی یہ نہایت میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ امی زانیہ یا تو نے زنا کیا ہے یا میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا تو لعان واجب ہوگی یہ سراج و مانع میں ہے۔ اور اگر مرد نے اپنی عورت کو قذف کیا حالانکہ یہ عورت ایسی ہے کہ اسکے قذف کرنے والے پر حد واجب نہیں ہوتی ہر بارین طور کہ یہ عورت ایسی ہو کہ شبہ میں اس سے وطی کی گئی ہو یا قبل اسکے اسکا زنا کرنا لوگوں میں ظاہر ہو گیا ہو یا اسکا کوئی بچہ ہو کہ اسکا باپ معروف ہو تو ایسی جو دو مرد میں لعان جاری نہوگی یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر جو دو سے کہا کہ تو بجماع حرام جماع کی گئی یا کہا کہ تو بجماع وطی کی گئی تو لعان وحد کچھ واجب نہوگی اور اگر عورت کو عمل قوم لوط کا قذف کیا یعنی اغلام کرانے کا قذف کیا تو امام اعظم کے نزدیک لعان وحد کچھ واجب نہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور لعان جاری ہونے کی شرط یہ ہے کہ دونوں جو دو مرد ہوں اور نکاح دونوں کے درمیان صحیح ہو خواہ عورت منحول ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہوئے کہ اگر اسکو قذف کیا پھر اسکو تین طلاق دیں یا ایک طلاق بائن دیدی تو حدود لعان کچھ واجب نہ ہوگی اور اسی طرح اگر نکاح دونوں میں فاسد ہو تو بھی لعان واجب نہوگا ^{اور اگر طلاق بائن دیدی تو حدود لعان کچھ واجب نہ ہوگی} وہ زوج مطلق نہیں ہے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر بعد طلاق کے پھر اس عورت سے ^{بہر} کیا پھر عورت نے اس سے اس قذف سابق کا مطالبہ کیا تو حدود لعان کچھ واجب نہوگی یہ سراج و مانع میں ہے۔ اور اگر عورت کو طلاق دیدی تو لعان ساقط نہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت کو طلاق بائن یا تین طلاق دیدیں پھر اسکو زنا کے ساتھ قذف کیا تو بسبب عدم زوجیت کے لعان واجب نہوگی۔ اور اگر اسکو طلاق رجعی دیدی پھر اسکو قذف کیا تو لعان واجب ہوگی اور اگر اپنی عورت کو جو دو کی موت کے بعد قذف کیا تو ہمارے نزدیک ملاحت نہ کی جائیگی یہ بدائع میں ہے۔ اہل لعان ہمارے نزدیک وہ لوگ ہیں جو اہل شہادت ہیں چنانچہ ایسے جو دو مرد کے درمیان لعان جاری نہوگی جو دونوں محدود القذف ہوں یا ان میں سے ایک ہو یا دونوں قریب ہوں یا ایک ہو یا دونوں کافر ہوں یا ایک ہو یا دونوں آخر میں ہوں یا ایک ہو یا دونوں نابالغ ہوں یا ایک ہو اور انکے ماسواے میں جاری ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی مرد کو قذف کیا پس اسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر اسنے اپنی عورت کو قذف کیا تو اسپر لعان واجب نہوگی اور اسپر لاری حدود مرد مقذوف کے واجب ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر دونوں فاسق یا دونوں اندھے ہوں تو لعان واجب ہوگی اسواسطے کہ یہ دونوں فی الجملہ اہل شہادت میں سے ہیں یہ مضمرات میں ہے۔ اور اگر بہرے نے اپنی عورت کو قذف کیا تو لعان واجب ہوگا یہ عتبہ میں ہے۔ اور ہر گاہ لعان بوجہ شرط شہادت نہ پائی جانے کے ساقط ہوئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرد کی جانب سے خلل واقع ہوا ہے تو اسپر حدود واجب ہوگی اور اگر عورت کی جانب سے خلل ہے تو حدود لعان کچھ واجب نہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر مرد عورت

دونوں محدود القذف ہوں تو مرد پر حدود واجب ہوگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر مرد غلام ہو اور جو روح محدود القذف ہو تو غلام
 پر اگر اس نے قذف کیا تو حد قذف واجب ہوگی۔ عورت نے اگر زنا کا اقرار کر لیا تو وہ اہل لعان ہونے سے خارج ہوگئی یہ
 مسوطہ میں ہے۔ اور حکم لعان یہ ہے کہ جب ہی دونوں لعان سے فارغ ہوں تو باہم طہی و استمتاع حرام ہوگی لیکن نفس لعان
 سے دونوں میں فرقت واقع نہوگی حتیٰ کہ اگر ایسی حالت میں مرد نے اسکو طلاق یا من ویدیہ تو واقع ہوگی اور اگر طہی
 اگر مرد نے اپنے نفس کی تکذیب کی تو بدوین تجدید نکاح کے وطی حلال ہو جائیگی یہ ہدایہ میں ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ
 و امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ لعان سے جو فرقت واقع ہوتی ہے وہ بیک طلاق یا منہ ہوتی ہے پس ملک بکھل جائے اور جاتی ہے اور
 جب تک اس حالت لعان پر باقی ہیں دونوں میں حرمت اجتماع و تزویج ثابت ہوتی ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور لعان
 کے واسطے شرط ہے کہ عورت مطالبہ کرے پس اگر مرد نے اس سے انکار کیا تو حاکم اسکو قید کر گیا بیان تک کہ وہ لعان
 کرے یا اپنی تکذیب کرے کذا نے الہدایہ پس اگر اس نے اپنی تکذیب کی تو اسکو حد قذف مار جائیگی یہ سراج و ہاج میں ہے
 اور اگر مرد نے لعان کیا تو عورت پر لعان کرنا واجب ہوگا اور اگر عورت نے اس سے انکار کیا تو حاکم اسکو قید کر لیا
 بیان تک کہ لعان کرے یا مرد کی تصدیق کرے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور عورت کے واسطے افضل یہ ہے کہ خصوصیت و مطالبہ
 ترک کرے اور اگر اس نے ترک نہ کیا اور قاضی کے حضور میں خواہمہ کیا تو قاضی اسکو فحاش کر گیا کہ تو اسکو جھوٹو دے
 اور اس سے اعراض کر پس اگر عورت نے اسکو ترک کیا اور اعراض کر کے چلی گئی پھر اسکی رائے میں آیا کہ مرد سے
 خواہمہ کرے تو اسکو یہ اختیار ہے اگرچہ مدت گزر گئی ہو اس واسطے کہ یہ اسکا حق ہے اور حق العبد سبب زمانہ دراز گزر جانے
 کے ساقط نہیں ہوتا یہ بدائع میں ہے۔ صفت لعان یہ ہے کہ قاضی پہلے شوہر سے لعان کر اوسے پس شوہر چار مرتبہ
 یون کہے کہ اشد باللہ انی لمن الصادقین فیما ریتہا بمن الزنا یعنی میں گواہی دیتا ہوں بقسم اللہ تعالیٰ کی کہ میں البتہ ضرر پہنچا
 ہوں اس بات میں جو میں نے اس عورت کی نسبت لگائی ہے زنا سے۔ اور پانچویں مرتبہ یون کہے لعنتہ اللہ علیہ انکان
 من الکاذبین فیما ریا یا بمن الزنا یعنی مرد مذکور اپنے تئیں کہے کہ اسپر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹو میں سے ہو اس
 امر میں جو اس نے اس عورت کو لگایا ہے زنا سے۔ اور مرد ان سب پانچوں میں اس عورت کی طرف اشارہ کرے۔ پھر عورت
 چار مرتبہ شہادت ادا کرے اور ہر بار میں یون کہے کہ اشد باللہ انی لمن الکاذبین فیما ریا یا بمن الزنا یعنی میں گواہی دیتی ہوں ان
 بقسم اللہ تعالیٰ کی کہ یہ مرد البتہ ضرر جھوٹو میں سے ہے اس بات میں جو اس نے مجھ پر لگائی ہے زنا سے۔ اور پانچویں مرتبہ
 عورت یون کہے کہ غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین فیما ریا یا بمن الزنا یعنی عورت اپنے آپکو کہے کہ اللہ تعالیٰ
 کا غضب ہے مجھ پر اگر یہ مرد سچو میں سے ہو اس امر میں جو اس نے مجھ کو لگایا ہے زنا سے۔ کذا فی الہدایہ۔ اور وقت لعان
 کے عورت کا کھڑا ہونا شرط نہیں ہے لیکن مندوب ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور لعان ہمارے نزدیک لفظ شہادت پر موقوف
 ہے حتیٰ کہ اگر مرد نے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں اللہ تعالیٰ کی کہ میں البتہ سچو میں سے ہوں یا عورت نے اس طرح قسم کھا کر لعان
 کیا تو لعان صحیح نہوگا یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور جب عورت و مرد دونوں لعان کر چکے تو حاکم ان دونوں میں تفریق
 کر دیا اور فرقت واقع نہوگی بیان تک کہ قاضی شوہر پر فرقت کا حکم دیدے پس شوہر اسکو طلاق کے ساتھ جدا کر دے
 پھر اگر اس نے انکار کیا تو قاضی دونوں میں تفریق کر دیا اور قبل اسکے کہ حاکم تفریق کرے فرقت واقع نہوگی اور زوجیت
 قائم ہے شوہر کی طلاق اس پر واقع ہوگی اور اسکا ظاہر و باطن درست ہوگا اور اگر دونوں میں کوئی مر گیا تو باہم دونوں میں

لعان یعنی لعان اس
 عورت کے لفظ

یہ ابوحنیفہ کا ہے
 لفظ ہذا کو سامع

میراث جاری ہوگی۔ اور دونوں ہر گاہ لعان سے فارغ ہوں دونوں نے قاضی سے درخواست کی کہ دونوں میں تفریق نہ کرے تو قاضی دونوں کی درخواست کو قبول نہ کرے گا اور دونوں میں تفریق کر دیگا یہ جو ہر نہ میں ہے۔ اور اگر قاضی نے خطا کر کے لعان پوری ہونے سے پہلے دونوں میں تفریق کر دی تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونوں باہم اکثر حصہ لعان کر چکے ہیں تو تفریق مذکور نافذ ہو جائیگی اور اگر دونوں نے باہم اکثر حصہ لعان نہ کیا ہو یا دونوں میں سے ایک نے اکثر حصہ لعان نہ کیا ہو تو تفریق مذکور نافذ نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قاضی نے بعد لعان شوہر کے قبل لعان عورت کے تفریق کر دی تو اس کا حکم نافذ ہو جائیگا اس واسطے کہ یہ صورت مجتہدین میں ہے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر قاضی نے خطا کر کے پہلے عورت سے لعان شروع کی پھر مرد سے لعان لی تو عورت سے لعان کا اعادہ کر دے اور اگر اُس نے ایسا نہ کیا بلکہ دونوں میں تفریق کر دی تو فرقت واقع ہو جائیگی یہ فتاویٰ کرخی میں ہے اور قاضی نے امین اسارت کی یہ میندین میں ہے۔ اور اگر مرد و عورت نے کسی حاکم کے پاس لعان کیا پھر اُس نے ہنوز دونوں میں تفریق نہ کی تھی کہ مر گیا یا معزول ہو گیا تو دوسرا قاضی ان دونوں سے از سر نو لعان کرائیگا یہ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہے یہ فتاویٰ کرخی میں ہے۔ اور اگر بعد لعان کے قبل قاضی کے تفریق کرنے کے دونوں میں یا ایک میں ایسی بات پیدا ہو گئی جو مانع لعان ہے تو لعان باطل ہو جائیگا اور ایسی صورت یہ ہے کہ بعد لعان کے فارغ ہونے کے قبل حاکم کے تفریق کر دینے کے دونوں گونگے ہو گئے یا ایک گونگا ہو گیا یا دونوں میں سے ایک سہرزد ہو گیا یا دونوں میں سے ایک نے اپنی تکذیب کی یا دونوں میں سے کسی نے کسی کو قذف کیا یعنی زنا کی تمت لگائی جس سے اسکو حد قذف ماری گئی یا عورت سے حرام وطی کی گئی تو لعان باطل ہو گیا اور حد بھی واجب نہ رہی اور دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی اور اگر لعان سے فارغ ہوتے ہی دونوں میں سے ایک مجنون ہو گیا تو قاضی دونوں میں تفریق کر دیگا یہ سراج و باج میں ہے۔ ایک مرد اور اسکی جو روتے باہم لعان کیا اور قاضی نے دونوں میں ہنوز تفریق نہ کی تھی کہ دونوں میں ایک معتوبہ ہو گیا تو قاضی ان دونوں میں تفریق کر دیگا اگرچہ معتوبہ ہو جانا اہلیت لعان کے واسطے نکل ہے۔ اور اگر مرد نے لعان کیا اور عورت نے ہنوز لعان نہ کی تھی کہ وہ معتوبہ ہو گئی یا عورت لعان سے فارغ ہونے سے پہلے معتوبہ ہو گئی یا مرد اپنی لعان سے فارغ ہو کر قبل لعان عورت کے معتوبہ ہو گیا تو دونوں میں تفریق نہ کرے گا اور عورت کو لعان کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر دونوں نے باہم لعان کیا پھر مرد یا عورت نے فرقت کے واسطے وکیل کیا اور وکیل خود غائب ہو گیا یعنی سفر کو چلا گیا مثلاً تو قاضی ان دونوں میں تفریق کر دیگا اس واسطے کہ لعان تمام ہونے کے بعد تفریق کی حاجت ہو اور یہ ایسی چیز ہے کہ امین نیابت جاری ہوتی ہے یہ شرح جامع کیسہ حصیری میں ہے۔ اور اگر دونوں نے باہم لعان کیا پھر دونوں غائب ہو گئے پھر دونوں نے فرقت کے واسطے وکیل کیا تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی یہ سراج و باج میں ہے زید نے بکر کی جو روتے بکر کے ساتھ قذف کیا پس بکر نے کہا کہ تو سچا ہے یہ عورت ایسی ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو بکر اپنی جو روتے قذف کر نیوالا ہو گا حتیٰ کہ باہم لعان واجب ہوگی اور اگر بکر نے صرف اسقدر کہا کہ تو سچا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا تو قاذف نہ ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے طلاق ہے اسو زانیہ تو حد واجب ہوگی نہ لعان اور اگر کہا کہ اسو زانیہ تو طالقہ ثلاث ہے تو حد لعان کچھ واجب نہ ہوگا یہ غایہ سرحدی میں ہے۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر اپنی عورت غیر منجولہ سے کہا کہ تو طالقہ ہے یا زانیہ بسم طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور حد و لعان لازم نہ آویگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مرد نے جو روتے کہا کہ اگر زانیہ پس عورت نے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ زانی ہے تو مرد پر لعان واجب ہوگی اس واسطے کہ عورت کا کلام قذف نہیں ہے

اس واسطے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ تو مجھ سے زیادہ زنا کرے پر قادر ہو اسی واسطے اگر کسی اجنبی کو اس لفظ سے قذف کیا تو مستحق حد نہیں ہوتا ہے اور نیز اگر اپنی جو رو کو کہا کہ تو فلا نہ عورت سے زیادہ زانی ہو یا تو ازنی الناس ہے یعنی سب لوگوں سے زیادہ زنا کنندہ ہے تو حد و لعان واجب نہیں یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اس زانی تو یہ قذف ہے اس واسطے کہ تاریخی حد قذف ہوتی ہے بخلاف اسکے اگر عورت نے مرد کو کہا کہ اس زانیہ تو نہیں صحیح ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اس زانیہ بنت زانیہ یا یون کہا کہ اس چھنال کی چھنال تو یہ سکا اور اسکی مان دونوں کا قذف ہے یہ عتاب میں ہے۔ پس اگر عورت داسکی مان دونوں نے حد کے مطالبہ پر اتفاق کیا تو مرد مذکور سے پہلے عورت کی مان کے واسطے حد لیا جائیگی پس لعان ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت کی مان نے حد قذف کا مطالبہ نہ کیا بلکہ عورت نے فقط مطالبہ کیا تو جو مرد میں باہم لعان کرایا جائیگا پھر اگر عورت کی مان نے اسکے بعد مطالبہ کیا تو ظاہر الروایہ کے موافق اسکے واسطے حد قذف مرد مذکور پر واجب ہوگی۔ اور اسی طرح اگر عورت کی مان مرگئی ہو پس اس سے کہا کہ اس چھنال کی چھنال تو یہ کو مطالبہ کا استحقاق ہے پس اگر عورت نے دونوں قذف خون کی بابت مطالبہ و مخصوصہ ایک ساتھ کیا تو مرد مذکور پر اس عورت کی مان کے واسطے حد قذف ماری جائیگی حتی کہ جو رو مرد کے درمیان لعان ساقط ہو جائیگا اور اگر اس نے اپنی مان کے قذف کا مطالبہ و مخصوصہ ایک ساتھ قذف کی نالیش کی تو دونوں میں لعان واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے ایک اجنبیہ عورت کو قذف کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر اس کو قذف کیا پس عورت نے حد و لعان کا مطالبہ کیا تو مرد مذکور کو حد ماری جائیگی اور لعان نہ کرایا جائیگا اور اگر عورت مذکورہ نے فقط لعان کا مطالبہ کیا نہ حد کا پس دونوں میں لعان نہ کرایا جائیگا پھر عورت مذکورہ نے حد کا مطالبہ کیا تو حد ماری جائیگی اس واسطے کہ حد و لعان میں جمع کرنا مشروع ہے یہ محیطہ شمس میں ہے۔ اور اگر کسی کی چار چوہوں اور اس نے ان سب کو بہ کلام واحد قذف کیا یا ہر ایک کو زنا کے ساتھ بکلام علیحدہ قذف کیا پس اگر شوہر اور عورتیں اہل لعان سے ہوں تو مرد مذکور سے ہر قذف کے واسطے ہر عورت کے ساتھ علیحدہ لعان کرایا جائیگا اور اگر شوہر اہل لعان سے نہ ہو تو اسکو حد قذف کی سزا دی جائیگی پس ایک ہی حد سب کی طرف سے کافی ہوگی۔ اور اگر شوہر اہل لعان سے ہو اور ان عورتوں میں سے بعض اہل لعان سے نہ ہوں تو جو عورت ان میں سے اہل لعان سے ہو اسی کے ساتھ ملاعت کرانی جائیگی اور پس یہ بدائع میں ہے اور اگر مرد آزاد نے اپنی زوجہ جو رو یا باندی جو رو کا قذف کیا پھر یہ وہی مسلمان ہو گئی یا یہ باندی آزاد کی گئی تو مرد مذکور پر حد لعان کچھ واجب نہ ہوگی۔ اور اگر باندی جو رو آزاد کی گئی پھر اسکے خاوند نے اسکو قذف کیا تو مرد مذکور پر لعان واجب ہوگا کیونکہ وقت آزاد کیے جانے باندی مذکورہ کے دونوں میں نکاح قائم تھا پھر اگر اس معتقہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی نجیاً عیناً تو لعان باطل ہو گیا اور مرد مذکور پر بھی واجب نہ ہوگا بشرطیکہ اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو اور اگر معتقہ مذکورہ نے اپنے نفس کو اختیار نہ کیا یہاں تک کہ باہم لعان واقع ہوا اور دونوں میں تفسیق کی گئی تو مرد مذکور پر نصف مرد واجب ہوگا۔ اور سید طرح اگر اس عورت سے دخول کیا ہو پھر دونوں میں سبب لعان کے تفریق کر دی گئی تو اس عورت کو عدت کا نفقہ دینی لیا جائیگا یہ مبسوط میں ہے جو رو و خاوند دونوں کافر ہیں ان میں سے جو مسلمان ہو گئی اور شوہر مسلمان نہ ہو اور مہنوز قاضی نے شوہر پر نکاح طہن کیا تھا کہ اس نے عورت کو زنا کے ساتھ قذف کیا یا اسکے بچہ کے نسب کی نفی کی یعنی کہا میرا نہیں ہے تو مرد مذکور پر حد واجب ہوگی اور اگر اسپر تھوڑی حد ماری گئی تھی کہ پھر وہ مسلمان ہو گیا پھر عورت مذکورہ کو دوبارہ قذف کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر باقی حد پوری کرنے کے بعد دونوں میں باہم لعان کرایا جائیگا یہ شایع میں ہے۔ اور اگر قذف کو کسی شرط سے معلق کیا تو حد

لو لمان کچھ واجب نہوگا۔ اور اسی طرح اگر یون کہا کہ اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تو زانیہ ہو یا تو زانیہ ہو اگر فلاں چاہے تو یہ بطل ہو۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو نے زنا کیا قبل اسکے کہ میں تجھ سے نکاح کروں یا میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا قبل اسکے کہ میں تجھ سے نکاح کروں تو وہ آج کے روز قذف کرنے والا ہوگا اور اس پر لمان واجب ہوگی بخلات اسکے اگر اسے کہا کہ میں نے تجھے زنا کے ساتھ قذف کیا قبل اسکے کہ میں تجھ سے نکاح کروں تو اس پر حد واجب ہوگی اس واسطے کہ اسکے اقرار سے ظاہر ہوا کہ اسے نکاح کرنے سے پہلے اسکو قذف کیا ہو تو یہ ایسا ہے جیسے یہ امر کو اہون سے ثابت ہوا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میری فرج زانی ہو یا میرا جسد زانی ہو یا میرا بدن زانی ہو تو یہ قذف ہے بخلات ہاتھ دیا تو ن کے۔ اور جس زانیہ میں عورت کو زنا کی ہمت لگاوے قذف ہو پس اگر تو رس کی ٹوکی ہو تو وہ مطالبہ کریگی جب بائع ہو اور مرد پر حد جاری ہو جائیگی اور اگر لوہش سے چھوٹی ہو تو قاذف کہ تعزیر و جانیگی جینی میں ہو۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ میں نے تجھے بکرہ نہیں پایا تو کچھ حد لمان واجب نہوگی یہ جمہور کا قول ہے اور یہی چاروں اماموں کے صحاب کا قول ہے اور یہی اصح ہے یہ غایہ سروجی میں ہے اور اگر کہا کہ وجہ ت معمار جلا کجا معہا یعنی پایا میں نے عورت کے ساتھ ایک مرد کہ اسکے ساتھ مجھے تھو اس قول سے وہ قاذف نہوگا اور اگر کہا کہ تیرے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا یا تیرے ساتھ طفل نے زنا کیا تو قاذف نہوگا یہ مفسوط میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا اور حالیکہ تو صغیرہ تھی یا مجنونہ تھی اور حال یہ ہے کہ اسکا جنون معود ہو تو حد لمان کچھ واجب نہوگی اور مرد کو زنا فی الحال قاذف قرار نہ دیا جائیگا یہ غایہ سروجی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا اور یہ حمل زنا سے ہے تو وہ دونوں میں باہم لمان واجب ہوگی بسبب قذف پائی جانے کے کیونکہ اسنے زنا کو صریح ذکر کیا ہے مگر لمان کے قاضی اس حمل کی نفی نہ کرے گا یعنی یہ نہوگا کہ اس بچہ کا نسب منقطع کر کے صرف اسکی مان کی طرف منسوب کرے یہ پراپیہ میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا حمل مجھ سے نہیں ہے تو لمان واجب نہوگی اور یہ امام ابو حنیفہ کو امام زفر کا قول ہے اور صاحبین نے کہا کہ اگر چہ مہینہ سے کم میں بچہ پیدا ہو تو دونوں لمان کرینگے اور اگر اس سے زیادہ میں پیدا ہو تو لمان نہیں ہے اور یہی صحیح ہے یہ مضمرات میں ہے اور ایسا ہی متون میں مذکور ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کے بچہ کے بعد ولادت کے پیدا ہوئے تھے یا جس جال میں کہ قبول مبارکباد یا سامان ولادت کی خرید کا وقت ہو نفی کی تو نفی صحیح ہے اور باہم لمان واقع ہوگا اور اگر اس کے بعد نفی کی تو لمان واقع ہوگا مگر بچہ کا نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر مرد اپنی جورو کے پاس سے غائب ہو اور اسکو ولادت طفل سے آگاہی نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ سفر سے آیا تو جس مقدار مدت میں ہنیت قبول ہوتی ہو اس عرصہ تک اسکی امام عظم رحم کے نزدیک بچہ کی نفی کا اختیار ہے اور صاحبین نے کہا کہ بعد آجانے کے مقدار مدت نفاس تک نفی کر سکتا ہے اس واسطے کہ نسب لازم نہیں ہوتا ہوا بعد اسکے علم کے پس آنے کی حالت پندرہ حالت ولادت کے ہوتی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر مرد بچہ کا دلالت بچہ کے نسب کا اقرار کر لیا تو بچہ اسکے بعد اسکی نفی صحیح نہیں ہے خواہ بجنور ولادت ہو یا اسکے بعد اور صریح کی صورت یہ ہے کہ یون کے کہ یہ میرا بچہ ہے اور دلالت کی صورت یہ ہے کہ مبارکباد دینے کے وقت ساکت ہو جاوے لیکن اس سے لمان کرا دیا جائیگا یہ غایہ البیان میں ہے کسی مرد کی جورو کے بچہ پیدا ہو پس مرد مذکور نے اسکی نفی کی اور کہا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے یا کہا کہ یہ بچہ زنا کا ہے اور لمان کسی وجہ سے ساقط ہے تو نسب متقی نہوگا خواہ مرد مذکور پر حد واجب ہو یا واجب نہوگی طرح اگر مرد مذکور واسکی جورو دونوں اہل لمان سے ہوں مگر دونوں نے باہم لمان نہ کیا تو نسب متقی نہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر اپنی زوجہ حرہ کے بچہ کی نفی کی پس عورت نے اسکی تصدیق کی تو حد لمان کچھ لازم نہوگی اور یہ بچہ ان دونوں سے ثابت نسب نہوگا

سلا
کان
بج
کذا
سے
دیر
ما
بن
اس
سک
کا
میں
اور
کے
رہ
ج
ع
سے
ت
ن
ب
ن
ر

۱۰۰ اسکی نفی پر ان دونوں کے قول کی تصدیق اس بچہ کے حق میں نہوگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر اپنی زوجہ کے بچہ
 ۱۰۱ کی نفی کی اور یہ دونوں ایسی حالت میں ہیں کہ دونوں پر لعان واجب نہیں ہوتی ہو تو بچہ کا نسب منقطع نہوگا اور اسی طرح
 ۱۰۲ اگر بچہ کا نطفہ ایسے حال میں قرار پایا ہو کہ دونوں پر لعان واجب نہوتا ہو پھر دونوں ایسی حالت میں ہو گئے کہ لعان
 ۱۰۳ کر سکتے ہیں مثلاً عورت کسی کی باندی یا عورت کتابیہ کافرہ سخی اسوقت بچہ کا علوق ہو پھر باندی آزاد کی گئی یا کافرہ مسلمان
 ۱۰۴ ہو گئی تو نفی کرنے کی صورت میں دونوں میں لعان نہ کرایا جائیگا اور بچہ کا نسب منقطع نہ ہوگا یہ محیطہ شخصی میں ہے۔ اور
 ۱۰۵ اگر زوجہ کے بچہ پیدا ہو پھر وہ مر گیا پھر شوہر نے اسکی نفی کی تو بچہ کا نسب اس مرد کو لازم ہوگا بعد لعان کے بھی اور دونوں
 ۱۰۶ سے لعان کرایا جائیگا اور اسی طرح اگر عورت کے دو بچہ پیدا ہوئے کہ انہیں سے ایک مردہ ہو پس شوہر نے دونوں کی
 ۱۰۷ نفی کی تو باہم لعان کرایا جائیگا اور دونوں بچہ اس مرد کو لازم ہونگے اور اسی طرح اگر عورت کے بچہ پیدا ہو پھر شوہر نے
 ۱۰۸ اسکی نفی کی پھر قبل لعان کے بچہ مر گیا تو شوہر سے لعان کرایا جائیگا اور بچہ اسکے ساتھ لازم ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک عورت
 ۱۰۹ ایک ہی بچہ سے دو بچہ جنی یعنی آگے پیچھے پس شوہر نے اول بچہ کا اقرار کیا اور دوسرے بچہ کی نفی کی تو دونوں بچہ اسکو
 ۱۱۰ لازم ہونگے اور عورت سے لعان کر گیا اور اگر اول کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو دونوں بچہ اسکو لازم ہونگے اور اس پر
 ۱۱۱ حد قذف واجب ہوگی اور اگر دونوں کی نفی کی پھر دونوں میں سے ایک قبل لعان کے مر گیا تو زندہ بچہ کی بابت لعان کر گیا اور یہ
 ۱۱۲ دونوں اسی کے بچہ قرار دیے جائینگے۔ اور اسی طرح اگر عورت دو بچہ جنی جنہیں سے ایک مردہ ہو پس شوہر نے دونوں کی نفی کی تو
 ۱۱۳ دونوں اسکو لازم ہونگے اور زندہ بچہ کی بابت لعان کر گیا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت ایک بچہ جنی پس شوہر نے
 ۱۱۴ اسکی نفی کی اور اسکی بابت لعان کیا پھر دوسرے روز عورت دوسرا بچہ جنی تو دونوں بچہ اس مرد کو لازم ہونگے اور لعان ہو چکا
 ۱۱۵ پس اگر اسنے کہا کہ یہ دونوں میری اولاد ہیں تو سچا ہوگا اور اسپر حد واجب نہ ہوگی اور اگر کہا کہ یہ دونوں میری اولاد نہیں ہیں
 ۱۱۶ تو اسکی اولاد ہونگے اور اسپر حد واجب نہوگی اور اگر مرد مذکور نے کہا کہ میں نے دروغ لعان کی اور جو بچہ میں نے عورت
 ۱۱۷ مذکورہ کو قذف میں کہا بھوگی نہمت لگائی تو مرد مذکور پر حد واجب ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اباحت نکاح کے واسطے
 ۱۱۸ عورت کی تصدیق چار مرتبہ شرط ہے اور حد و لعان ساقط ہونے کے واسطے ایک ہی مرتبہ کافی ہے یہ سراج دہاج میں ہے۔
 ۱۱۹ اور اگر اپنی جوہر کو طلاق رجعی دیدی پھر دوسرے سے ایک روز کم میں اسکے بچہ پیدا ہو پس مرد نے اسکی نفی کی پھر دوسرے سے
 ۱۲۰ ایک روز بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا کہ اسکے نسب کا اقرار کیا تو عورت مذکورہ اس سے بابت ہو گئی اور حد و لعان بچہ واجب نہوگی
 ۱۲۱ یہ امام عظیم و امام ابو یوسف کا قول ہے اور اگر طلاق بائن ہو اور باقی مسئلہ بجا لیا ہو تو مرد مذکور پر حد ماری جائیگی اور دونوں بچوں
 ۱۲۲ کا نسب اس سے ثابت ہوگا یہ امام عظیم و امام ابو یوسف کا قول ہے یہ ایضاح میں ہے۔ اور سنی نے ذکر کیا امام عظیم سے
 ۱۲۳ کہ اگر ایک عورت تین بچہ ایک ہی پیٹ سے جنی پس شوہر نے اول کا اقرار کیا اور دوسرے کی نفی کی اور تیسرے کا اقرار کیا تو
 ۱۲۴ لعان کرایا جائیگا اور یہ سب بچہ اسکی اولاد ہونگے اور اگر اسنے پہلے دوسرے کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو اسکو حد
 ۱۲۵ ماری جائیگی اور یہ سب اسکی اولاد ثابت لنسب ہوگی اور اسی طرح اگر ایک ہی بچہ کی نسبت اسنے پہلے اقرار کیا پھر نفی کی پھر
 ۱۲۶ اقرار کیا تو باہم لعان کرایا جائیگا اور بچہ اس سے ثابت لنسب اسکو لازم ہوگا اور اگر پہلے اسکی نفی کی پھر اقرار کیا تو اسکو
 ۱۲۷ حد ماری جائیگی اور بچہ اسکو لازم ہوگا یہ محیطہ شخصی میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول
 ۱۲۸ نہ کیا اور نہ اسکو دیکھا نہ ان تک کہ اسکے ایک بچہ پیدا ہو پس مرد نے اسکی نفی کی تو وہ عورت سے لعان کر گیا اور بعد

لعان کے بچہ مذکور اسکی مان کو لازم کیا جائیگا اور شوہر پر مہر کامل واجب ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصہ ہی میں ہے اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم میں ایک بے طلاق طالقہ ہو اور وہ دونوں سے دخول کر چکا ہو اور اسے دونوں میں سے کسی کو بیان نہ کیا پتا شک کہ دونوں میں سے ایک عورت وقت طلاق سے دو برس سے زیادہ میں بچہ جنی تو دوسری عورت طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اور دوسری عورت جو بچہ جنی ہو نکل کے واسطے متعین ہو جائیگی پس اگر اسے بچہ کی نفی کی تو قاضی ان دونوں میں لعان کرادے گا کیونکہ سبب لعان موجود ہے اور بچہ کا نسب قطع نہوگا۔ اور اگر عورت کے بچہ پیدا ہو اور اسکا شوہر خائب ہو پھر اسے بچہ کا دودھ اپنے وقت پر چھوڑا یا اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکا اور اس کے بچہ کا نفقہ مقدر کر دے اور گواہ قائم کر دیے پس قاضی نے دونوں کا نفقہ مقدر کر دیا پھر شوہر آیا اور اسے بچہ کی نفی کی تو قاضی ان دونوں میں لعان کر کے بچہ کا نسب اس مرد سے منقطع کر دے گا اور اگر نسب منکوم بہ ہو تو بچہ کو مست قاضی دونوں میں باہم لعان کرائیگا۔ اور اگر عورت کے ایک بچہ پیدا ہو اور یہ بچہ دائی کے بچہ پر لوٹ کر گرا جس سے وہ دودھ پیتا ہے پھر مر گیا اور اسکی ذیت کا حکم اس بچہ کے باپ کی مددگار برادر سی پر کیا گیا پھر اسکے باپ نے اسکے نسب کی نفی کی تو قاضی اس بچہ کے مان و باپ میں لعان کرائیگا اور اس بچہ کا نسب قطع نہ کرے گا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکل کیا پس وقت نکاح سے چھ مہینے پورے ہونے کے بعد اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو قاضی اس بچہ کے ثبوت نسب اور عورت مذکورہ کے ساتھ دخول واقع ہونے کا حکم دیکھا حتی کہ عورت کے واسطے پورے مہر و نفقہ عدت کا حکم کرے گا۔ اور اگر مرد نے اس بچہ کی نفی کی تو ان دونوں میں باہم لعان کرایا جائیگا اور بچہ کا نسب مرد سے منقطع کیا جائیگا اگرچہ وہ اس بات کا محکوم نہ ہو گیا ہو کہ اس مرد کا یہی بچہ نہ ہو پورے مہر و نفقہ عدت کا حکم دیا گیا ہو۔ اس طرح اگر مطلقہ طلاق دے دو برس سے زیادہ میں بچہ جنی تو یہ رجعت ہوگی اور اگر مرد نے اس بچہ کی نفی کی تو قاضی دونوں میں لعان کرائیگا اور بچہ کی اسکی مان کے ساتھ لاحق کر دے گا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصہ ہی میں ہے۔ اگر قذف بولے ہو تو قاضی اس ولد کا نسب قطع کرے اسکی مان کے ساتھ لاحق کر دے گا اور اس لعان کی صورت یہ ہے کہ حاکم اس مرد کو حکم دے کہ یونہی کھاوے شہد باللہ انی لمن الصادقین فیما یرئینا بہ من نفی الولد یعنی میں قسم اللہ تعالیٰ کی کہ میں البتہ ضرور چوں میں سے ہوں اس بات میں جو میں نے اس عورت کو لگائی ہے ولد کی نفی ہے۔ اور اسی طرح عورت کی جانب سے بھی عورت یونہی کہے کہ شہد باللہ انی لمن الصادقین فیما یرئینا بہ من نفی الولد یعنی میں قسم اللہ تعالیٰ کی گو اہی دیتی ہوں کہ اس مرد نے نفی ولد کی بات جو مجھے لگائی ہے میں یہ جھوٹا ہے۔ اور اگر مرد نے اسکو زنا اور نفی ولد دونوں سے قذف کیا ہو تو لعان میں دونوں باتیں ذکر کرے یعنی مرد یونہی کہے کہ شہد باللہ انی لمن الصادقین فیما یرئینا بہ من الزنا و نفی الولد اور عورت یونہی کہے کہ شہد باللہ انی لمن الکاذبین فیما یرئینا بہ من الزنا و نفی الولد یہ کافی میں ہے۔ اور جب قاضی نے بعد لعان کے ان دونوں میں تفریق کر دی تو یہ بچہ اپنی مان کو لازم ہوگا۔ اور بشرطہ امام ابو یوسف سے روایت کی کہ ضرور ہے کہ قاضی یونہی کہے کہ میں نے تم دونوں میں تفریق کر دی اور اس بچہ کا نسب اس مرد سے قطع کر دیا ہے کہ اگر قاضی نے یہ بات نہ کہی تو مرد مذکور سے اس کا نسب قطع نہوگا اور یہ صحیح ہے یہ مہسوط و نہایہ میں ہے پھر قاضی اس بچہ کا نسب نفی کر کے اسکی مان کے ساتھ لاحق کر دے گا اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ قاضی دونوں میں تفریق کرے گا اور کہے گا کہ میں نے یہ بچہ اسکی مان کے ساتھ لاحق کیا اور اس مرد کو اس بچہ کا نسب سے خارج کر دیا چنانچہ اگر قاضی نے یہ نہ کہا تو نسب قطع نہوگا یہ کافی میں ہے اور مہسوطین لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے پھر شرح

مجمع البحرین ابن الملک بین ہو۔ اور اگر بعد لعان کے جو رو و مرد دونوں سے یا ایک سے ایسی کوئی بات پائی گئی کہ اگر قبل لعان کے پائی جاتی تو لعان سے ملے ہوتی تو دونوں باہم لعان کنندہ باقی نہ رہینگے پس مرد مذکور کو حلال ہوگا کہ اس عورت سے نکاح کرے اور اسکی صورت یہ ہو کہ مثلاً مرد نے اپنی تکذیب کی پس اسکو حد ماری گئی یا عورت نے اپنی تکذیب کی یا دونوں میں کسی نے کسی دمی کو قذف کیا جسکے سبب سے اس پر حد قذف ماری گئی یا دونوں میں سے کوئی گونگا ہو گیا یا عورت مجنونہ ہو گئی یا بو طی حرام اسکے ساتھ وطی کی گئی یا دونوں میں کوئی مرتد ہو کر مسلمان ہو گیا پس ان امور مذکورہ میں سے اگر کوئی بات پائی گئی تو امام اعظم و امام محمد پر اسے نزدیک مرد مذکور کو اس عورت سے نکاح کر لینا حلال ہو جائیگا یہ نیا بیع و سراج الوہاج میں ہو۔ اور اگر دونوں میں تفریق کر دی گئی پھر عورت معتوہ ہو گئی تو مرد کو اس سے نکاح کر لینا جائز نہیں ہے کیونکہ معتوہ ہونے میں اہلیت لعان باقی رہتی ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر مرد محبوب یا نفی ہو تو اسکے نفی ولد کی صورت میں لعان شروع نہیں ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ ماعنہ عورت کا بچہ یعنی جسکا نسب مرد ملاعن سے قطع کر کے اسکی ماں کے ساتھ لاحق کیا گیا ہو بعض احکام میں وہ نسب کے ساتھ لاحق کیا گیا ہو چنانچہ علما نے فرمایا ہے کہ اگر ملاعنہ کے بچہ نے اپنے باپ کے واسطے گواہی دی تو قبول نہوگی اسبطر اگر اسکے باپ نے یعنی جسے نفی کی ہے اور لعان کیا ہے اس بچہ کے واسطے گواہی دمی تو مقبول نہوگی۔ اور اسی طرح اگر مرد نے اپنے مال کی زکوٰۃ اپنی ملاعنہ جو رو کے اس بچہ کو دمی جسکی نسبت لعان کیا ہو یا اپنے مال کی زکوٰۃ اس مرد کو دمی تو نہیں جائز ہے اور اسی طرح اگر ملاعنہ کے اس بچہ کا بوسر پیدا ہوا اور اس مرد ملاعن کی دختر کسی دوسری جو رو سے ہو اور مردون میں نکاح ہوا یا ملاعنہ کے ولد کی دختر اور اس مرد کی دوسری جو رو سے بنیا ہو اور اس بوسر نے اس دختر سے نکاح کیا تو نکاح جائز نہیں ہے اور اسی طرح اگر اس ولد ملاعنہ کا کسی شخص نے دعویٰ کیا یعنی اپنے نسب کا دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہے اگرچہ ولد نے اسکے قول کی تصدیق کی ہو۔ اور بعض احکام میں ولد ملاعنہ اجنبیوں کے ساتھ لاحق کیا جاتا ہے حتی کہ ملاعنہ کا ولد اس مرد ملاعن کا وارث نہوگا اور اسی طرح مرد ملاعن اسکا وارث نہوگا اور اسی طرح ان دونوں میں سے کوئی دوسرے پر نفقہ کا مستحق نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر پر نالش کی اور دعویٰ کیا کہ اُس نے مجھ کو قذف کیا ہے اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو قذف ثابت کرنے کے واسطے عورت کی طرف سے سوائے دو عادل مردوں کی گواہی کے اور گواہی قبول نہوگی اور عورتوں کی گواہی قبول نہوگی اور نہ شہادت علی الشہادۃ مقبول ہوگی یعنی گواہوں نے اپنی گواہی پر اور گواہ قائم کر دیے جنھوں نے گواہی دمی تو نامقبول ہوگی اور قاضی کا خط بجانب قاضی دیگر اس ثبات کے واسطے بھی مقبول نہوگا جیسے اجنبی پر قذف ثابت کرنے کے واسطے نامقبول ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت نے دو مرد گواہ قائم کیے پھر مرد نے بھی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اس امر کی گواہ دیں کہ عورت مرعیہ نے مرد مذکور کے قذف کرنے کی تصدیق کی تھی تو لعان ساقط ہو گیا اور مرد پر حد بھی لازم نہوگی۔ اور اگر عورت کے پاس گواہ نہوں اور اُس نے چاہا کہ شوہر کو اس امر پر قسم دلاوے تو عورت کو قسم دلانے کا اختیار نہیں ہے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کے تصدیق کرنے کا یعنی اسے میری تصدیق کی تھی دعویٰ کیا اور چاہا کہ عورت کو اس بات پر قسم دلاوے تو عورت پر قسم لازم نہوگی یہ مسوطین میں ہے۔ اور اگر عورت پر زنا کے چار گواہ قائم ہوئے تو لعان واجب نہوگی اور عورت پر حد زنا جاری کی جائیگی۔ اور اگر چار گواہ قائم ہوئے مگر ان میں سے ایک گواہ اسکا شوہر ہو پس اگر قبل اسکے مرد مذکور کی طرف سے قذف نہوا ہو تو ان گواہوں کی گواہی قبول ہوگی اور ہمارے نزدیک عورت پر حد زنا جاری کی جائیگی۔ اور اگر شوہر اس سے پہلے اسکو قذف کر چکا ہو پھر اپنے سوائے زنا کے اور تین گواہ

سید محمد علی

بین الیوم و جب
اشیاء و امور
والحدود و البیان

لایا تو یہ گواہ قذف کنندہ قرار دیے جاویں گے کہ اپنے حد قذف جاری کیجائیگی اور چوتھے شوہر پر عورت کے ساتھ لعان کی وجہ سے ہوگی۔ اور اگر شوہر اور تین گواہ اور آئے اور ان سب نے گواہی دی کہ اس عورت نے زنا کیا ہو مگر ان گواہوں کی تصدیق نہ ہوئی تو عورت پر حد زنا واجب نہوگی اور نہ ان گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی اور نہ شوہر پر لعان واجب ہوگی یہ بدلتے ہیں۔ اور اگر شوہر کے ساتھ تین اندھوں نے عورت پر زنا کی گواہی دی تو ان اندھوں کو حد قذف ماری جائیگی اور شوہر پر لعان واجب ہوگا۔ اور اگر عورت کے واسطے اسکے دو لڑکوں نے اسکے شوہر پر گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو قذف کیا ہو تو ان دونوں کی گواہی جائز نہوگی اور اسی طرح اگر عورت کے باپ اور عورت کے پسرنے اس طرح گواہی دی تو بھی ناجائز ہو۔ اور اگر عورت کے دو گواہوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اس مرد نے عورت کو قذف کیا ہو تو یہ اس عورت کو زنا کے ساتھ قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو کہا کہ یہ زنا سے پیدا ہوئی تو یہ گواہی جائز نہوگی یعنی قذف کرنا ثابت نہوگا اور اگر ایک گواہ نے کہا کہ اس مرد نے اسکو عربی زبان میں قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسے فارسی زبان میں قذف کیا تو یہ گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو کہا کہ تیرے ساتھ زینے زنا کیا اور دوسرے گواہ نے گواہی دی کہ اسے اس عورت سے کہا کہ تیرے ساتھ عورت نے زنا کیا اور مرد کو پر لعان واجب ہوگا۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جو رو کو زید کے ساتھ قذف کیا پھر زید آیا اور اسے اس مرد سے اپنے قذف کرنے کا مطالبہ کیا تو اس مرد کو حد قذف ماری جائیگی اور لعان ساقط ہو جائیگا۔ اور جب دو گواہوں نے کسی عورت کے شوہر پر اسکے قذف کرنے کی گواہی دی تو قاضی اسکو قید کر لے گا یہاں تک کہ ان گواہوں کی عدالت دریافت کرے اور مرد مذکور سے کفیل نفس قبول نہ کر لے گا اور اگر دونوں گواہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس مرد نے اپنی جو رو کو اور باندی کو ایک ہی کلمہ سے قذف کیا تو یہ گواہی جائز نہوگی۔ اور اگر زید کے دو بیٹوں نے جو ہندہ اسکی جو رو کے سواے دوسری جو رو کے بیٹے سے ہیں زید پر گواہی دی کہ زید نے اس ہندہ کو قذف کیا ہو اور ان دونوں کی باندی کے پاس ہو تو ان دونوں کی گواہی جائز نہوگی لیکن اگر زید غلام ہو یا محدود القذف ہو تو ضرب حد کی گواہی ان دونوں کی زید پر قبول ہوگی اور اگر زید پر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسے اپنی جو رو کو قذف کیا ہو پھر دونوں گواہوں کی تبدیل ہو گئی پھر قبل اسکے کہ قاضی انکی گواہی پر حکم دے یہ دونوں گواہ مر گئے یا کہیں چلے گئے تو قاضی لعان کا حکم دیدیگا اسواسطے کہ مرجانا یا غائب ہو جانا کی عدالت میں قیام نہیں ہو بخلاف اسکے اگر دونوں اندھے ہو گئے یا مرتد یا فاسق ہو گئے تو ایسا نہیں ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر عورت نے چار گواہ قائم کیے جنہیں سے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسے شوہر زید نے اسکے شوہر زید نے اسکو جہرات کے روز قذف کیا ہو اور باقی دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسے جمعہ کے روز قذف کیا ہو تو امام عظیم کے نزدیک دونوں جو رو مردین باہم لعان کر لے گا حکم دیا جائیگا یہ تائید بخانیہ میں ہے۔ اور اگر شوہر نے دعویٰ کر دیا کہ میرے اسکو قذف کرنے کے روز یہ باندی یا دوسری تھی تو لعان واجب نہوگا الا انکہ عورت مذکورہ قاضی کے نزدیک حریت یا اسلام کی راہ سے معروف ہو۔ اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ بروز قذف کرنے کے یہ عورت رقیقہ یا کافرہ تھی اور عورت نے اپنے آزاد ہونے یا مسلمان ہونے کے گواہ قائم کیے تو گواہ عورت کے اولیٰ ہونگے لیکن اگر شوہر کے گواہوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہو کہ یہ عورت بعد اسلام کے مرتد ہو گئی تھی تو یہ حکم نہیں ہوگا یہاں تک کہ یہ عورت عین یہ ہو۔ اگر مرد قاذف نے دو مرد گواہ اس مضمون کے قائم کیے کہ عورت نے خود زنا کا اقرار کیا ہو تو شوہر کے ذمہ سے لعان ساقط ہو جائیگا اور عورت کے ذمہ حد زنا لازم نہ آوے گی جیسے کہ اسکے ایک مرتبہ

لے اس گواہی پر حکم
نہوگا اسے واجب ہوگا
کیونکہ یہ اسے دونوں
دقت قذف کی گواہی
نصاب دونوں میں
کا پروردگار

اقرار کر دینے سے لازم نہیں آتی ہے۔ اور اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے عورت پر اس مضمون کی گواہی دی تو بھی استحساناً لعان ساقط ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر مرد نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ عورت زانیہ ہے بلوطی حرام اس سے وطی کی گئی ہے تو مرد پر لعان واجب ہوگی پس اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہیں کہ میں جس طرح کہتا ہوں یہ عورت ایسی ہی ہے تو مجلس سے قاضی کے اٹھنے تک اسکو مہلت دی جائیگی پس اگر وہ گواہ لے آیا تو خیر ورنہ عورت سے لعان کر گیا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اسکو قذف کیا درحالیکہ یہ صغیرہ تھی اور عورت نے کہا کہ اسنے وقت بلوغ کے قذف کیا ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور گواہ اگر دونوں نے قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر عورت نے قذف متقاوم کا دعویٰ کیا یعنی ایسے قذف کا جسکو زمانہ دراز گزر گیا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے تو جائز ہے پھر اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ میں اس عورت کو اسکے بعد طلاق رجعی دیدی اور خطبہ کر کے اسکے ساتھ نکاح کر لیا تو دونوں میں لعان و حد کچھ واجب نہ ہوگی یہ بمسوط میں ہے۔

بارھوان باب عین کے بیان میں۔ عین اسکو کہتے ہیں جو باوجود قیام آلہ کے عورتوں سے واصل نہ ہو سکے پس اگر وہ ایسا ہو کہ غلبہ عورتوں تک پہنچتا ہو اور باکرہ عورتوں تک نہ پہنچتا ہو یا بعضی عورتوں تک پہنچتا ہو اور بعضی تک نہ پہنچتا ہو اور یہ امر کسی مرض یا ضعف خلقت یا بڑھاپے یا سحر کی وجہ سے ہو تو جن عورتوں کی طرف نہیں پہنچ سکتا ہے ان کے حق میں یہ عین ہوگا یہ نہایت عین ہے۔ اور اگر اسنے خفہ یعنی ذکر کا سر اندر کر دیا تو وہ عین نہیں ہے۔ اور اگر سرفکر کٹا ہوا ہو تو ضرور ہے کہ باقی ذکر کو اندر کرے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر عورت اپنے شوہر کو قاضی کے پاس لے گئی اور اسپر دعوے کیا کہ یہ عین ہے اور فرقت کی درخواست کی تو قاضی اسکے شوہر سے دریافت کر گیا کہ تو اس عورت تک پہنچتا ہے یا نہیں پہنچا پس اگر اسنے اقرار کیا کہ میں نہیں پہنچتا تو اسکو ایک سال کی مہلت دیگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔ اور اگر شوہر نے اسکے دعویٰ سے انکار کیا اور کہا کہ میں اس تک پہنچتا ہوں پس اگر یہ عورت ثیبہ ہو تو قول مرد کا معتبر ہوگا مگر قسم کے ساتھ کہ میں اس تک پہنچتا ہوں یہ بدائع میں ہے پس اگر مرد مذکور نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہو گیا اور اگر اسنے قسم سے انکار کیا تو قاضی اسکو ایک سال کی مہلت دیگا یہ کافی میں ہے اور اگر عورت نے کہا کہ میں ویسی نہیں باکرہ موجود ہوں تو عورتیں اسکو دیکھیں اور ایک عورت کافی ہے اور وہ ہوں تو اخطا و اوثق ہے پس اگر عورتوں نے کہا کہ یہ ثیبہ ہے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا یہ سرراج و ہاج میں ہے پس اگر مرد نے قسم کھالی تو عورت کا کچھ حق نہیں ہے اور اگر اسنے قسم سے انکار کیا تو اسکو ایک سال کی مہلت دی جائیگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر عورتوں نے کہا کہ یہ باکرہ ہے تو بدون قسم کے عورت کا قول قبول ہوگا اور اگر عورتوں کو اسکے معاملہ میں شک پیدا ہوا تو اس عورت کا امتحان کیا جائیگا پس بعض نے فرمایا کہ اسکو حکم دیا جائیگا کہ دیوار پر پشیا ب کرے پس اگر وہ دیوار پر دھار چنیک سکے تو باکرہ ہے ورنہ ثیبہ ہے اور بعض نے فرمایا کہ مرغی کے انڈے سے اسکا امتحان کیا جاوے پس اگر مرغی کا انڈا اسکے اندام بنائی میں چلا جاوے یعنی سما جاوے اس سوراخ سے تو ثیبہ ہے اور اگر نہ سماوے تو باکرہ ہے یہ سرراج و ہاج میں ہے اور اگر بعضی عورتوں نے کہا کہ باکرہ ہے اور بعض نے کہا کہ ثیبہ ہے تو ان عورتوں کے سوا سب دوسری عورتوں کو دھلا دے پس جب ثابت ہو جاوے کہ مرد مذکور اس عورت تک نہیں پہنچتا ہے تو اسکو ایک سال کی مہلت دے خواہ یہ مرد خواہست کرے یا نہ کرے اور مہلت مذکور دینے پر گواہ کر دے اور اسکی تاریخ لکھ دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اشارے پر مذکورہ وقت

۱۷
اصحابیوں میں زیادہ
مشہور ہے

مخاصم سے ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور یہ مہلت سو اسے قاضی مصر یا مدینہ کے اور کی طرف سے ہوگی پس اگر عورت نے خود کو مہلت دی یا قاضی کے سوا کسی دوسرے نے مہلت دی تو اس مہلت کا اعتبار نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اس مدت میں سال قمری معتبر ہوگی ظاہر الروایہ ہو کذا فی التبین اور یہی صحیح ہے یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور جس نے امام فہم سے روایت کی ہے کہ سال شمسی معتبر ہو اور وہ سال قمری سے چند روز زیادہ ہوتا ہو اور شمس الائمہ سے کسی شرح کا کافی میں روایت حسن کی طرف سے ہیں کہ اسکے اختیار کرنے میں احتیاط ہو اور یہی مذہب صاحب تحفہ کا ہو اور یہی میر سے نزدیک مختار ہے غایۃ البیان میں ہو اور اسی کو شمس الائمہ نے اختیار کیا ہے یہ مبسوط میں ہو اور امام قاضی خان امام ظہیر الدین نے مدت مہلت میں یہ اختیار کیا ہے کہ سال شمسی کی مہلت دیکھا دے کہ اسکے اختیار کرنے میں احتیاط ہو یہ کفایہ میں ہو اور اسی پر فتویٰ ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے کہ سال شمسی تین سو پینسٹھ روز اور ایک سو تہائی روز اور ایک سو بیسٹھ روز کا ہوتا ہو اور سال قمری تین سو چوبیس روز کا ہوتا ہو یہ کافی میں ہو۔ اور مجتبیٰ میں لکھا ہے کہ اگر تاویل در میان مہلت سے واقع ہوئی تو بالاجماع سال کا اعتبار دنوں کے شمار سے ہوگا یہ بحر الرائق میں ہو اور ان ایام میں سے عورت کے ایام حیض ماہ رمضان محسوب کر دیا جائیگا یہ شرح جامع کبیر قاضی خان میں ہو اور مرد کے مرض یا عورت کے مرض کے ایام محسوب نہ کیے جائیں گے یہ ہر ایہ میں ہے۔ پس اگر اس سال میں مرد کو مرض ہو گیا تو بقدر مدت مرض کے امام محمد کے نزدیک اسکو اور مہلت دیکھا دینگے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو۔ اور اگر مرد نے حج کیا یا کہین غائب ہو گیا تو یہ ایام مرد کے ذمہ محسوب ہونگے اور اگر عورت نے حج کیا یا کہین غائب ہو گئی تو یہ ایام مرد کے حساب مدت میں شمار ہونگے یہ تہذیب میں ہے۔ اور اگر خاصہ کرنے کے وقت عورت احرام میں ہو تو قاضی مرد کے واسطے مدت مہلت مقرر نہ کرے بلکہ بیان تاکہ حج سے فارغ ہو جائے یہ نمایاں میں ہو۔ اور امام محمد سے فرمایا کہ اگر عورت نے مرد سے ایسے وقت میں قاضی کے بیان خاصہ پیش کیا کہ وہ مہر سے تھا تو قاضی بعد اسکے حلال ہو جانے کے مہلت ایک سال تک قرار دے گا۔ اور اگر ایسی حالت میں عورت نے خصوصیت کی کہ مرد کو مطلقا ہر تھا پس اگر وہ مردہ آزاد کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو قاضی اسکو سیواذ ایک سال کی مہلت وقت خصوصیت سے دے گا۔ اور اگر وہ عتاق پر فائدہ ہو تو اسکے لیے چودہ مہینہ کی مہلت مقرر کر دے گا۔ اور اگر قاضی نے ایک سال کی مدت مقرر کر دی حالانکہ مرد مطلقا ہو تھا پھر سال کے اندر اسنے اس عورت سے بھار کر لیا تو مدت میں کچھ بڑھایا نہ جائیگا یہ براخیہ میں ہو۔ اور اگر عورت کا شوہر ایسا مرد یعنی پایا گیا کہ وہ طالع پر قادر نہیں ہو تو اسکو تاویل و مہلت اسی سے نہ دیکھا جائیگا بلکہ حسب اچھا ہو جانے تب سے مہلت دیکھا جائیگا اگرچہ مرض طول پکڑے اور اگر معتوہ کے ساتھ اسکے ولی نے کسی عورت کا نکاح کیا مگر معتوہ مذکور اس عورت تک نہ پہنچا تو معتوہ کی طرف سے کسی خصم کے مقابلہ میں قاضی معتوہ کو ایک سال کی مہلت دے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر شوہر قید کیا گیا اور عورت نے قید خانہ میں اسکے پاس آنے سے انکار کیا تو یہ ایام مرد کی ضمانت میں محسوب ہونگے اور اگر عورت نے انکار نہ کیا اور قید خانہ میں کوئی جگہ خلوت کی بھی ہو تو یہ ایام مرد کے ایام مہلت میں محسوب ہونگے اور اگر کوئی جگہ خلوت کی نہ ہو تو محسوب ہونگے۔ اور اسی طرح اگر عورت کے مہر کے واسطے قید کیا گیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہوگا یہ تہذیب میں ہے اور اگر عورت کسی حق کے واسطے قید کی گئی اور شوہر اس تک جاسکتا ہو اور خلوت میں اسکے ساتھ رہ سکتا اور رات گزار سکتا ہو تو یہ ایام شوہر کی سیوا و مہلت میں محسوب ہونگے ورنہ نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر سیوا و مہلت گزر جانے کے بعد عورت قاضی کے پاس آئی اور دعویٰ کیا کہ میر شوہر مجھ تک نہیں پہنچا ہو اور شوہر نے پہنچنے کا دعویٰ کیا پس اگر

قال الامام
سینہ
فی ہر ایہ میں
ماہ رمضان
محسوب کر دیا
پس اگر اس سال
میں مرد کو مرض
ہو گیا تو بقدر
مدت مرض کے
ایام محسوب
نہ کیے جائیں
گے یہ ہر ایہ
میں ہے۔ پس
اگر اس سال
میں مرد کو مرض
ہو گیا تو بقدر
مدت مرض کے
ایام محسوب
نہ کیے جائیں
گے یہ ہر ایہ
میں ہے۔ اور
اگر مرد نے حج
کیا یا کہین
غائب ہو گیا
تو یہ ایام مرد
کے ذمہ محسوب
ہونگے اور اگر
عورت نے حج
کیا یا کہین
غائب ہو گئی
تو یہ ایام مرد
کے حساب مدت
میں شمار
ہونگے یہ تہذیب
میں ہے۔ اور
اگر خاصہ کرنے
کے وقت عورت
احرام میں ہو
تو قاضی مرد
کے واسطے مدت
مہلت مقرر نہ
کرے بلکہ بیان
تاکہ حج سے
فارغ ہو جائے
یہ نمایاں
میں ہو۔ اور
امام محمد سے
فرمایا کہ اگر
عورت نے مرد
سے ایسے وقت
میں قاضی کے
بیان خاصہ
پیش کیا کہ وہ
مہر سے تھا تو
قاضی بعد اسکے
حلال ہو جانے
کے مہلت ایک
سال تک قرار
دے گا۔ اور اگر
ایسی حالت میں
عورت نے
خصوصیت کی
کہ مرد کو
مطلقا ہر تھا
پس اگر وہ مردہ
آزاد کرنے کی
قدرت رکھتا ہو
تو قاضی اسکو
سیواذ ایک سال
کی مہلت وقت
خصوصیت سے
دے گا۔ اور اگر
وہ عتاق پر
فائدہ ہو تو
اسکے لیے
چودہ مہینہ کی
مہلت مقرر کر
دے گا۔ اور اگر
قاضی نے ایک
سال کی مدت
مقرر کر دی
حالانکہ مرد
مطلقا ہو تھا
پھر سال کے
اندر اسنے اس
عورت سے بھار
کر لیا تو مدت
میں کچھ بڑھایا
نہ جائیگا یہ
براخیہ میں ہو۔
اور اگر عورت
کا شوہر ایسا
مرد یعنی پایا
گیا کہ وہ طالع
پر قادر نہیں
ہو تو اسکو تاویل
و مہلت اسی سے
نہ دیکھا جائیگا
بلکہ حسب اچھا
ہو جانے تب سے
مہلت دیکھا
جائیگا اگرچہ
مرض طول
پکڑے اور اگر
معتوہ کے ساتھ
اسکے ولی نے
کسی عورت کا
نکاح کیا مگر
معتوہ مذکور اس
عورت تک نہ
پہنچا تو معتوہ
کی طرف سے
کسی خصم کے
مقابلہ میں
قاضی معتوہ کو
ایک سال کی
مہلت دے گا یہ
فتاویٰ قاضی
خان میں ہے
اور اگر شوہر
قید کیا گیا
اور عورت نے
قید خانہ میں
اسکے پاس
آننے سے انکار
کیا تو یہ ایام
مرد کی ضمانت
میں محسوب
ہونگے اور اگر
عورت نے انکار
نہ کیا اور قید
خانہ میں کوئی
جگہ خلوت کی
بھی ہو تو یہ
ایام مرد کے
ایام مہلت میں
محسوب ہونگے
اور اگر کوئی
جگہ خلوت کی
نہ ہو تو
محسوب ہونگے۔
اور اسی طرح
اگر عورت کے
مہر کے واسطے
قید کیا گیا
تو بھی اسی
تفصیل سے حکم
ہوگا یہ تہذیب
میں ہے اور
اگر عورت کسی
حق کے واسطے
قید کی گئی
اور شوہر اس
تک جاسکتا ہو
اور خلوت میں
اسکے ساتھ
رہ سکتا اور
رات گزار
سکتا ہو تو یہ
ایام شوہر کی
سیوا و مہلت
میں محسوب
ہونگے ورنہ
نہیں یہ فتاویٰ
قاضی خان میں
ہے۔ اور اگر
سیوا و مہلت
گزر جانے کے
بعد عورت
قاضی کے پاس
آئی اور دعویٰ
کیا کہ میر شوہر
مجھ تک نہیں
پہنچا ہو اور
شوہر نے پہنچنے
کا دعویٰ کیا
پس اگر

عورت پہلے سے یتیم ہو تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا پس اگر شوہر نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہو گیا اور اگر اس نے
قسم سے نکول کیا تو قاضی اس عورت کو اختیار دیگا کہ چاہے اسکے ساتھ رہنا اختیار کرے یا تفریق کرے۔ اور اگر عورت نے کہا
کہ میں ویسی ہی باکرہ موجود ہوں تو عورتیں اسکو دیکھیں اور ایک عورت کافی ہو اور وہ ہوں تو احتیاط زیادہ پس اگر ان
عورتوں نے کہا کہ یہ یتیم ہو تو قسم سے مرد کا قول قبول ہوگا اور اگر ان عورتوں نے کہا کہ یہ باکرہ ہو یا شوہر نے خود اقرار
کیا کہ میں اس تک نہیں پہنچا ہوں تو قاضی اس عورت کو درباب فرقت اختیار دیگا کذا فی شرح السباع الصغیر لقاضی خان
پس اگر عورت نے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا یا مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی یا قاضی کے پیادوں نے اسکو اٹھا دیا اسکے
اختیار کرنے سے پہلے قاضی اٹھ کھڑا ہوا تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا کذا فی البحر اور ایسا ہی امام محمد سے مروی ہو اور اسی پر
فتوے ہو یہ تا تا زخانیہ میں واقعات سے منقول ہو اور اگر عورت نے فرقت کو اختیار کیا تو قاضی اسکے شوہر کو حکم دیگا کہ اسکو
ایک طلاق بائنہ دے اور اگر شوہر نے انکار کیا تو قاضی ان دونوں میں تفریق کر دیگا ایسا ہی امام محمد نے اصل میں
نوکر فرمایا ہو یہ تبیین میں ہو اور فرقت ایک طلاق بائنہ ہے یہ کافی میں ہو اور عورت کے واسطے مہر کمال واجب ہوگا اور
عورت پر عدت واجب ہوگی۔ بشرطیکہ شوہر نے اسکے ساتھ خلوت کی ہو یہ بالاجماع ہو اور اگر عورت سے خلوت نہ کی ہو تو
عورت پر عدت واجب ہوگی اور اسکو نصف مہر ملیگا اگر مہر ہو اور اگر مہر نہ ہو تو اسکے واسطے متہ واجب ہوگا یہ بدائع میں ہو
اور اگر سیما و ملت ایک سال گذر گئی اور بعد اسکے عورت نے ایک زما تک مفاصمہ نہ کیا تو اسکا حق باطل ہو جائیگا اگرچہ اس نے اس
دو میان میں ساتھ سونے میں مرد کی مطاوعت کی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو
اور اگر بعد ملت گذرنے کے شوہر نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھے ایک سال دیگر یا ایک مہینہ یا زیادہ کی مہلت اور وہ
تو قاضی کو ایسا کرنا نہیں چاہیے الا برضا مندری عورت اور اگر عورت پہلے اس پر رضی ہوئی پھر اسے رجوع کر لیا تو اسکو یہ
اختیار ہو پس ملت باطل ہو جائیگی اور عورت کو اختیار حاصل ہوگا یہ نہایت میں ہو۔ اور اگر مہلت کا سال گذرنے پر قاضی
مرگیا یا معزول کیا گیا قبل اسکے کہ عورت اپنے امین کچھ اختیار کرے اور بجائے اس قاضی کے دوسرا مقرر کیا گیا
پس عورت اپنے شوہر کو دوسرے قاضی کے پاس لائی اور گواہ قائم کیے کہ فلان قاضی اول نے میرے اس شوہر کو ایک
سال کی مہلت میرے بارہ میں دی تھی اور وہ سال گذر گیا تو قاضی دوم اس مقدمہ کو قاضی اول کی واد پر مبنی مقرر کیا یہ فتاویٰ
قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قاضی کے تفریق کرنے کے بعد دو گواہوں سے گواہی دی کہ اس عورت نے قبل تفریق قاضی کے
یہ اقرار کیا تھا کہ مرد مذکور اس تک پہنچا ہو تو قاضی کی تفریق باطل ہوگی اور اگر عورت نے بعد تفریق قاضی کے
اقرار کیا کہ یہ مرد مجھ تک پہنچا تھا تو اسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر عورت کا مرد ایسا اس تک
پہنچا ہو پھر عاجز ہو گیا تو عورت کے واسطے کچھ اختیار ہوگا یہ تبیین میں ہو۔ اور اگر عورت کو وقت نکاح کے یہ معلوم ہو
کہ یہ مرد عین ہو عورتوں تک نہیں پہنچا ہو تو عورت کو حق خصومت حاصل ہوگا اور اگر عورت کو اس وقت معلوم نہ تھا
پھر اسکے بعد معلوم ہوا تو اسکا حق خصومت اسکو حاصل رہیگا اور ترک خصومت سے اسکا حق باطل ہوگا اگرچہ زمانہ دراز
تک وہ خصومت نہ کرے جب تک کہ وہ اس امر پر رضی ہو جاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر عین اور اسکی جوڑ
کے درمیان قاضی نے تفریق کر دی پھر اس عورت کے ساتھ اس عین نے نکاح کیا تو عورت کو اپنا اختیار حاصل ہوگا
اور اگر عین نے کسی دوسری عورت سے نکاح کیا جو اسکے حال سے آگاہ ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ اسکو اختیار حاصل ہوگا اور

اسی پر فتوے ہو یہ محیط سرخی میں ہو اور یہ صحیح ہو کہ دوسری عورت کو حق خصوصیت حاصل ہوگا اگر مرد مذکور اس تک نہ پہنچا ہو یہ فتاوے قاضی خان میں ہو اور ایسا ہی غایت سروجی میں ہو۔ اور اگر عورت سے نکاح کیا اور ایک مرتبہ اس تک پہنچا پھر عنین ہو گیا پھر اس عورت کو جدا کر دیا یعنی طلاق دیدی پھر اس عورت سے نکاح کیا اور اس تک نہ پہنچا تو اس عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے فرج کے سوا سے مباشرت کرتا تھا یہاں تک کہ اسکو اور عورت کو انزال ہو جاتا تھا اور اس سے فرج میں دخول نہیں کر سکتا تھا اور یہ عورت اسکے ساتھ یون ہی رہت تک رہی اور یہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو پھر اسے قاضی کے پاس مالش کی تو قاضی اس مرد کو ایک سال کی مہلت دیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عورت کی درعینی پانچا کے سوراخ میں دخول کرے تو وہ عنین ہونے سے خارج ہوگا یہ معراج الدرایہ میں ہو۔ اور اگر مرد کی منی ہنوا اور وہ جماع کرتا ہو پس منزل نہیں ہوتا ہو تو عورت کو حق خصوصیت حاصل ہوگا یہ نہایت میں ہو اور اگر بالقد عورت نے اپنے شوہر صغیر کو عنین پایا تو اسکے بالغ ہونے تک انتظار کرے اور اگر عورت صغیرہ ہو تو اسکا ولی بھی تفریق نہیں کر سکتا ہو اور اگر عورت نے اپنے شوہر معتوہ کو عنین پایا تو معتوہ کے ولی سے مخاصمہ کر لگی اور نجاصت ملی اس معتوہ کو ایک سال کی مہلت دی جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر باندی کا شوہر عنین بھلا تو امام اعظم کے قول میں خیار اسکے ولی کو ہوگا اور اسی پر فتوے ہو یہ فتاویٰ کبرے میں ہو۔ اور جیسے عنین کو ایک سال کی مہلت دی جاتی ہو ویسے ہی خصی کو بھی مہلت دی جائیگی اور یہی حکم پوٹھے آدمی کا ہو اگرچہ وہ خود کہے کہ مجھے امید نہیں ہو کہ میں اس عورت تک پہنچ سکوں گا یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ خنثی اگر مردوں کے آگے سے پیشاب کرتا ہو یعنی جس سے مرد پیشاب کرتے ہیں تو وہ مرد ہو اسکو نکاح کرنا جائز ہو پس اگر اسے نکاح کیا اور عورت تک نہ پہنچا تو مثل عنین کے اسکو بھی مہلت دی جائیگی یہ مسوطا میں ہو اور خنثی مشکل کا حکم مثل عنین کے ہو یعنی اگر عورت نے اپنے شوہر کو خنثی مشکل پایا تو وہی حکم ہوگا جو عنین کے ساتھ ہوتا ہو یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور اگر عنین کی عورت رتقا بریا قرار ہو تو وہ مہلت نہ پانچ جائیگا یہ پرائے میں ہو۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو محبوب پایا تو عورت کو قاضی فی الحال اختیار دیگا اور اس مرد کو مہلت ایک سال کی نہ دیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور جسکا ذکر بہت چھوٹا ہو جیسے گھنڈی تو وہ بھی محبوب کے ساتھ لاحق کیا جائیگا نہ وہ شخص جسکا آٹھ چھوٹا ہو کہ دخل فرج تک نہ پہنچا سکے یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ یہ محبوب ہو اور مرد نے کہا کہ میں محبوب نہیں ہوں اور حال یہ ہو کہ میں اس تک پہنچا ہوں تو قاضی اس مرد کو کسی مرد کو دکھلائیگا پس اگر چھوٹے اور ٹوٹے سے کپڑے کے باہر سے معلوم کر سکے بدون بے پردہ کرنے کے تو اسکو بے پردہ نہ کرے اور اگر بدون کشف ستر کرے چائے اور نظر ڈالے ہوئے معلوم نہ کر سکے تو کسی غیر کو حکم دیگا کہ اسکو دیکھے کیونکہ ضرورت ہے۔ اور اگر مرد اس عورت تک پہنچ گیا پھر محبوب ہو گیا تو عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ غایہ سروجی میں ہو۔ اور اگر محبوب کی عورت وقت نکاح کے اسکو جانتی ہو تو اسکو خیار حاصل ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر شوہر محبوب ہو اور عورت نہ جانتی ہو پھر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور محبوب مذکور نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا اور قاضی نے اسکا نسب اس محبوب سے ثابت کر دیا پھر عورت اسکے حال سے آگاہ ہوئی اور اسے فرقت کی درخواست کی تو عورت کو اس امر کا اختیار ہوگا اسوا سے کہ بچہ اس شخص محبوب کو بغیر جماع کے لازم ہو ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قاضی نے محبوب اور اسکی جورو کے درمیان بعد خلوت واقع ہونے کے تفریق کر دی پھر دوسرے تک میں اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب اس محبوب سے ثابت ہوگا اور قاضی کا تفریق کرنا باطل ہوگا اور عنین کی

کتاب الطلاق باب دوم از ہم عنین
درجہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم
۳۸۲
اسی پر فتوے ہو یہ محیط سرخی میں ہو اور یہ صحیح ہو کہ دوسری عورت کو حق خصوصیت حاصل ہوگا اگر مرد مذکور اس تک نہ پہنچا ہو یہ فتاوے قاضی خان میں ہو اور ایسا ہی غایت سروجی میں ہو۔ اور اگر عورت سے نکاح کیا اور ایک مرتبہ اس تک پہنچا پھر عنین ہو گیا پھر اس عورت کو جدا کر دیا یعنی طلاق دیدی پھر اس عورت سے نکاح کیا اور اس تک نہ پہنچا تو اس عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے فرج کے سوا سے مباشرت کرتا تھا یہاں تک کہ اسکو اور عورت کو انزال ہو جاتا تھا اور اس سے فرج میں دخول نہیں کر سکتا تھا اور یہ عورت اسکے ساتھ یون ہی رہت تک رہی اور یہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو پھر اسے قاضی کے پاس مالش کی تو قاضی اس مرد کو ایک سال کی مہلت دیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عورت کی درعینی پانچا کے سوراخ میں دخول کرے تو وہ عنین ہونے سے خارج ہوگا یہ معراج الدرایہ میں ہو۔ اور اگر مرد کی منی ہنوا اور وہ جماع کرتا ہو پس منزل نہیں ہوتا ہو تو عورت کو حق خصوصیت حاصل ہوگا یہ نہایت میں ہو اور اگر بالقد عورت نے اپنے شوہر صغیر کو عنین پایا تو اسکے بالغ ہونے تک انتظار کرے اور اگر عورت صغیرہ ہو تو اسکا ولی بھی تفریق نہیں کر سکتا ہو اور اگر عورت نے اپنے شوہر معتوہ کو عنین پایا تو معتوہ کے ولی سے مخاصمہ کر لگی اور نجاصت ملی اس معتوہ کو ایک سال کی مہلت دی جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر باندی کا شوہر عنین بھلا تو امام اعظم کے قول میں خیار اسکے ولی کو ہوگا اور اسی پر فتوے ہو یہ فتاویٰ کبرے میں ہو۔ اور جیسے عنین کو ایک سال کی مہلت دی جاتی ہو ویسے ہی خصی کو بھی مہلت دی جائیگی اور یہی حکم پوٹھے آدمی کا ہو اگرچہ وہ خود کہے کہ مجھے امید نہیں ہو کہ میں اس عورت تک پہنچ سکوں گا یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ خنثی اگر مردوں کے آگے سے پیشاب کرتا ہو یعنی جس سے مرد پیشاب کرتے ہیں تو وہ مرد ہو اسکو نکاح کرنا جائز ہو پس اگر اسے نکاح کیا اور عورت تک نہ پہنچا تو مثل عنین کے اسکو بھی مہلت دی جائیگی یہ مسوطا میں ہو اور خنثی مشکل کا حکم مثل عنین کے ہو یعنی اگر عورت نے اپنے شوہر کو خنثی مشکل پایا تو وہی حکم ہوگا جو عنین کے ساتھ ہوتا ہو یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور اگر عنین کی عورت رتقا بریا قرار ہو تو وہ مہلت نہ پانچ جائیگا یہ پرائے میں ہو۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو محبوب پایا تو عورت کو قاضی فی الحال اختیار دیگا اور اس مرد کو مہلت ایک سال کی نہ دیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور جسکا ذکر بہت چھوٹا ہو جیسے گھنڈی تو وہ بھی محبوب کے ساتھ لاحق کیا جائیگا نہ وہ شخص جسکا آٹھ چھوٹا ہو کہ دخل فرج تک نہ پہنچا سکے یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ یہ محبوب ہو اور مرد نے کہا کہ میں محبوب نہیں ہوں اور حال یہ ہو کہ میں اس تک پہنچا ہوں تو قاضی اس مرد کو کسی مرد کو دکھلائیگا پس اگر چھوٹے اور ٹوٹے سے کپڑے کے باہر سے معلوم کر سکے بدون بے پردہ کرنے کے تو اسکو بے پردہ نہ کرے اور اگر بدون کشف ستر کرے چائے اور نظر ڈالے ہوئے معلوم نہ کر سکے تو کسی غیر کو حکم دیگا کہ اسکو دیکھے کیونکہ ضرورت ہے۔ اور اگر مرد اس عورت تک پہنچ گیا پھر محبوب ہو گیا تو عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ غایہ سروجی میں ہو۔ اور اگر محبوب کی عورت وقت نکاح کے اسکو جانتی ہو تو اسکو خیار حاصل ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر شوہر محبوب ہو اور عورت نہ جانتی ہو پھر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور محبوب مذکور نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا اور قاضی نے اسکا نسب اس محبوب سے ثابت کر دیا پھر عورت اسکے حال سے آگاہ ہوئی اور اسے فرقت کی درخواست کی تو عورت کو اس امر کا اختیار ہوگا اسوا سے کہ بچہ اس شخص محبوب کو بغیر جماع کے لازم ہو ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قاضی نے محبوب اور اسکی جورو کے درمیان بعد خلوت واقع ہونے کے تفریق کر دی پھر دوسرے تک میں اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب اس محبوب سے ثابت ہوگا اور قاضی کا تفریق کرنا باطل ہوگا اور عنین کی

صدورت میں نسب ثابت ہوگا اور قاضی کی تفریق باطل ہو جائیگی بشرطیکہ شوہر دعویٰ کرتا ہو کہ میں اس عورت تک پہنچا ہوں یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر صغیر کو محبوب پایا تو قاضی عورت کی خصومت پر فی الحال تفریق کر دے گا اور شوہر کے بلوغ تک انتظار نہ فرمائے گا اور طفل کو حکم دے گا کہ اسکو طلاق دیدے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ فرقت بغیر طلاق نہ ہوگی اور اول صحیح ہے لیکن قاضی دونوں میں تفریق نہ کرے گا جب تک کہ اس طفل کی طرف کوئی خصم قرار نہ پاوے جیسے اسکا باپ یا باپ کا وصی اور اگر اس طفل کا کوئی ولی و وصی نہ ہو تو اسکا دادا یا دادا کا وصی اسکی طرف سے خصم ہوگا اور اگر وہ بھی نہ ہو تو قاضی اسکی طرف سے کوئی خصم قرار دے دے گا اور اگر ایسے گواہ پیش ہوں جنہ سے حق عورت باطل ہوتا ہو مثلاً گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عورت اسکے حال پر رہی ہو چکی ہو یا وقت عقد کے اسکے حال سے وقف تھی تو قاضی دونوں میں تفریق نہ کرے گا اور اگر گواہ ہوں اور عورت سے قسم طلب کی تو عورت سے قسم لے جائیگی پس اگر عورت نے قسم سے انکول کیا تو دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی اور اگر عورت نے قسم کھالی تو قاضی تفریق کر دے گا یہ غایہ سرجی میں ہے۔ اور اگر عورت صغیرہ ہو کہ اسکے باپ نے اسکا نکاح کر دیا ہو اور اس نے اپنے شوہر کو محبوب پایا تو اس صغیرہ کے باپ کی خصومت سے قاضی ان دونوں میں تفریق نہ کرے گا یہاں تک کہ یہ عورت خود بالغ ہو اور اگر عورت بالغ ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو پس عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ اسکے شوہر سے خصومت کرے اور خود یہ عورت غائبہ ہو پس آدھیل کی خصومت سے قاضی ان دونوں میں تفریق کرے گا یا نہیں تو اس صورت کو امام محمد نے کتاب میں ذکر نہیں فرمایا ہو اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ تفریق نہیں کرے گا بلکہ اس عورت کے حاضر ہونے کا انتظار کرے گا اور بعض نے فرمایا کہ قاضی دونوں میں تفریق کر دے گا یہ مجاہد میں ہے۔ اور اگر باندھی کا شوہر محبوب ہو تو تفریق کی بابت اختیار اسکے موئے کو ہوگا یہ امام عظیم و امام زفر کا قول ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر معتوہ کو جسکی صحت کی امید نہیں ہو اسکے ولی سے کوئی بالغہ عورت بیاہ دی پھر وہ محبوب نکلا تو اسکے ولی کی حضوری میں قاضی ان دونوں میں فی الحال تفریق کر دے گا۔ اور اگر وہ محبوب نہ ہو بلکہ وہ اس عورت تک نہیں پہنچتا ہو پس اگر اسکا کوئی ولی نہ ہو تو قاضی اسکی طرف سے ایک خصم مقرر کرے گا اور اسکو مہلت ایک سال کی دے گا پھر اگر اس مدت کے اندر وہ اس عورت تک نہ پہنچا تو قاضی ان دونوں میں تفریق کر دے گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر زوجہ میں کوئی عیب ہو تو شوہر کو درباب نکاح کوئی خیار حاصل نہ ہوگا اور اگر شوہر کو جنون یا برص یا جذام ہو تو عورت کو کوئی اختیار نہیں ہو یہ کافی میں ہے۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر جنون پیدا ہو گیا ہو تو مثل عینین ہونے کی صورت میں قاضی شوہر کو ایک سال کی مہلت دے گا پھر اگر وہ سال کے اندر اچھا ہو گیا اور سال پورا ہو گیا تو عورت کو اختیار دے گا اور اگر جنون مطلق ہو تو وہ مثل محبوب ہونے کے ہو اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہ حاوی قدسی میں ہے۔

تیسرے حوالان باب عدت کے بیان میں۔ عدت کتنے ہیں انتظار مدت معلومہ تک جو عورت کو لازم ہو اہی ہندو وال نکاح کے حقیقہ ہو یا شبہہ جو متاکد ہو بدخول یا سوت یہ شرح لقا یہ ہر چند میں ہے۔ ایک مہر سے ایک عورت سے بکلیح جائز نکاح کیا پھر بعد دخول یا بعد خلوت صحیحہ کے اسکو طلاق دی تو عورت پر عدت واجب ہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر نکاح فاسد ہو اور قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی پس اگر قبل دخول اسکے تفریق کر دی تو عدت واجب نہ ہوگی اور اگر بعد خلوت کے تفریق کی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر بعد دخول واقع ہوئے کے تفریق کی تو

عدت ان طلاق کا اختیار ہے ۱۱۲

وقت تفریق سے عورت پر عدت واجب ہوگی اور اسی طرح اگر فرقت بغیر قصار واقع ہوئی تو بھی عدت لازم ہے یہ ظہیر میں ہے اور رضولی کے نکاح کرنے میں طی واقع ہونے سے عدت واجب نہیں ہوتی ہے یہ چھپا سر خسی میں ہے۔ اور زانیہ پر عدت واجب نہیں ہوتی ہے یہ امام اعظم و امام محمد کا قول ہے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں تو وہ طالق ہے پھر جو اسے کہتا تھا وہ بھول گیا اور ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا تو وہ طالق ہوگی اور ایک مرد کامل اور نصف مہر واجب ہوگا اور اگر عدت واجب ہوگی اور اگر بچہ پیدا ہو تو اسکا نسب اسکے شوہر سے ثابت ہوگا یہ خلاصہ ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پھر کہا کہ میں قسم کھا چکا تھا کہ اگر میں کسی شے سے نکاح کروں تو وہ طالق ثلاث ہے اور مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ نسیہ ہے تو طلاق بوجہ قرار مرد مذکور کے واقع ہوگی پھر اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو عورت مذکورہ کو نصف مہر بوجہ طلاق قبل دخول کے ملیگا اور مہر مثل کامل بوجہ دخول کے ملیگا اور عورت پر بوجہ ایسی طی کے عدت واجب ہوگی مگر اسکو نفقہ عدت نہ ملیگا اور اگر عورت نے اس مرد کی تکذیب کی کہ اسنے قسم نہیں کھائی تھی تو عورت کو ایک مہر ملیگا اور اسکو نفقہ دس مہر ملیگا یہ فتاویٰ ضنیان میں ہے چار عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر عدت واجب نہیں ہوتی ہے ایک وہ عورت جسکو قبل دخول کے طلاق دیکھی ہو۔ دوم جو عورت جو ہمارے ملک میں امان لیکر داخل ہوئی حالانکہ وہ دارالحرب میں اپنا شوہر چھوڑ آئی ہو۔ سوم دو بہنیں جن سے ایک سے نکاح کیا گیا پس نکاح فسخ کیا گیا چہارم چار عورتوں سے زیادہ جمع کیں پس نکاح فسخ کر دیا گیا یہ تاتار خانیہ میں ہے عورتوں پر عدت واجب نابالغ جماع ثابت ہے یہ تتر تاشی میں ہے۔ اگر کسی مرد نے اپنی جوڑ کو طلاق بائن دیدی یا رجعی یا تین طلاق دین یا دونوں میں بغیر طلاق فرشت واقع ہوئی اور عورت آزادہ ایسی ہے کہ اسکو حیض آتا ہے تو اسکی عدت تین حیض ہیں خواہ یہ عورت آزادہ مسلمان ہو یا کلبیہ ہو یہ سراج و حاج میں ہے۔ اور جو عورت کہ بسبب نابالغ ہونے یا بڑھی ہونے کے حالفہ نہ تھی ہو یا اسکا سن سقندر ہو گیا ہو جو بالغہ کا ہوتا ہے مگر اسکو حیض نہ آتا ہو تو ایسی عورت کی عدت تین مہینہ ہے یہ نقایہ میں ہے۔ اسطرچ جس عورت نے خون دیکھا پھر نہ دیکھا تو اسکی عدت بھی مہینوں کے حساب سے تین مہینہ ہوگی اور یہی صحیح ہے۔ اور اگر عورت نے تین روز تک خون دیکھا ہو پھر اسکا خون منقطع ہو گیا تو اسکی عدت کا حساب حیض سے ہوگا اگرچہ زمانہ وراز گذر جاوے یہاں تک کہ وہ بڑھی ہو کہ اسے ہو جاوے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور جوامع الفقہ میں لکھا ہے کہ جس عورت نے تین روز سے کم خون دیکھا اسکی عدت مہینوں کے شمار سے ہوگی اور یہی صحیح ہے اور جسے تین روز دیکھا ہے اسکی عدت حیض سے شمار ہوگی یہ غایہ سرورجی میں ہے۔ اور اگر نابالغہ مہینوں کے شمار سے اپنی عدت پوری کرتی ہو کہ اس درمیان میں اسنے خون حیض دیکھا تو اگلا شمار باطل ہو گیا اور اگر اسنے حیض کے حساب سے عدت کا شمار کرے یہ سراج و حاج میں ہے۔ اور جب طلاق یا وفات کی عدت مہینوں کے شمار سے واجب ہوئی پس اگر النفا غایہ ماہ میں ایسا واقع ہو تو مہینوں کا شمار چاند سے ہوگا اگرچہ بیس یوم سے کم میں چاند مکمل آوے اور اگر یہ واقعہ درمیان ماہ میں ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اور دو روایتوں سے ایک روایت کے موافق امام ابو یوسف کے نزدیک مہینوں کا پورا کرنا دونوں کے شمار سے ہوگا چنانچہ طلاق کی عدت اوسے روز میں اور وفات کی عدت اکیسویں روز میں پوری ہوگی مجتہدین ہیں اور اگر چاند کی اول تاریخ میں عصر کے وقت اپنی عورت کو طلاق دی اور یہ عورت ایسی ہے کہ مہینوں سے اسکی عدت کا شمار ہوتا ہے تو اسکی عدت کا حساب چاند سے لگایا جائیگا اور ایک روز میں سے کچھ حصہ گذر جانا اس امر کا موجب ہوگا کہ دونوں سے اسکی عدت کا حساب لگایا جاوے بخلاف اسکے اگر دوسری یا تیسری تاریخ کو طلاق دی تو یہ حکم نہیں ہے یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہے

واجب ہونے کے اس میں دو مہینہ یا پنج روز مکاتب کے مرنے کے روز سے پورے کر دینی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مکاتب نے اپنے مولیٰ کی دختر سے اسکی اجازت سے نکاح کیا پھر مکاتب بعد وفات مولیٰ کے بقدر اداسے بدل کتابت کے کافی مال چھوڑ کر مر گیا تو اس عورت کی عدت چار مہینہ دس دن ہوگی خواہ مکاتب نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس عورت کو مہر اور میراث ملیگی اس واسطے کہ مکاتب مذکور آزاد مرا ہو اور اگر مکاتب مذکور بدون مال کافی چھوڑے مر گیا تو اسکا نکاح فاسد ہو گیا اس واسطے کہ عورت مذکورہ اسکی زندگی کے آخر جزو میں اسکی مالک ہو گئی ہو پس اگر مکاتب نے اسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو مہر میں سے بقدر کہ جتنی اسکی مالک ہوئی ہو ساقط ہو جائیگا اور وہ عورت تین حیض سے عدت پوری کر لگی اور اگر مکاتب نے دخول نہ کیا ہو تو مہر و عدت کچھ ہوگی یہ محیطہ خسی میں ہے۔ اور جو عورت کہ حاملہ ہوتی ہو وہ اپنی عدت حیض سے پوری کر لگی اگر اسکا حیض دس روز کا ہو تو اسکے غسل کرنے میں جو وقت صرف ہو گا وہ اسکے حیض میں داخل ہوگا اور اگر دس روز سے کم اسکو حیض آتا ہو تو غسل کرنے کا وقت ایام حیض میں داخل ہوگا اور اگر عورت کا فرہ ہو تو یہ وقت دونوں صورتوں میں سے کسی صورت میں حیض میں داخل ہوگا اور شوہر کو اس سے وطی کرنا حلال ہوگا اور اسکو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینا حلال ہوگا جبکہ یہ وقت آخری عدت کا ہو یہ سراج و حاج میں ہو حاملہ کی عدت یہ ہے کہ وضع حمل کرے یہ کافی میں ہے۔ اور جو عورت حیض سے اپنی عدت گذارتی ہو اگر اسکے حیض کے ایام پورے دس روز ہوں تو اسکے غسل کا وقت حیض میں داخل نہیں ہوگا پس تیسرے حیض میں خون منقطع ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل ہوگا اور اگر شوہر نے اسکو طلاق نہ دی ہو تو اس سے قربت کر سکتا ہو اور اگر طلاق دیدی ہو تو عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر اسکے ایام حیض دس روز سے کم ہوں پس اس نے غسل نہ کیا یا ایک نماز کا وقت کامل نہ گذر گیا تو رجعت باطل ہوگی اور عورت کے واسطے یہ جائز ہوگا کہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ عورت مسلمان ہو اور اگر عورت کتابیہ ہو تو خون منقطع ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل ہو جائیگا اور اس کے شوہر کو اس سے وطی کرنا حلال ہوگا اور عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینا جائز ہوگا خواہ اسکے ایام حیض دس روز کے ہوں یا کم ہوں یہ سراج و حاج میں ہو حاملہ کی عدت وضع حمل ہر کذا فی الکافی خواہ جو عدت کے وقت حاملہ ہو یا بعد وجوب کے حاملہ ہو گئی ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور خواہ عورت حرہ ہو یا مملوکہ کسی طور کی ہو قنہ یا مدبرہ یا سکا تہ یا ام ولد یا مستغاثہ خواہ مسکیم ہو یا کتابیہ ہو کذا فی البدائع خواہ عدت از طلاق ہو یا وفات یا تارکات وطی بشبہ کذا فی النہر الفائق اور حواہل نہایت انسب ہو یا بنو اور بنو نے کی صورت یہ ہے کہ کسی نے زمانے کے حاملہ کے ساتھ نکاح کیا یہ سراج و حاج میں ہے۔ اور اگر شوہر کی موت کے بعد عدت میں حمل پیدا ہو گیا تو شیخ کرخی نے ذکر کیا ہے کہ انقضای عدت بوضع حمل ہوگی اور شیخ یہ ہے کہ ایسی صورت میں انقضای عدت وضع حمل پر ہوگی اور تاویل مسئلہ یہ ہے کہ قرار لطفہ مضان ہوتا ہے قبل موت کے وقت کی طرف اور اسی وجہ سے میت سے نسب ثابت ہوتا ہے اور جب یہ فرض مسئلہ ہے کہ علق لطفہ بعد موت کے حادث ہو تو انقضای عدت ایسے حمل کے وضع پر بلا خلاف ہوگی یہ معتاد ہے میں ہے۔ معتدہ حمل کے واسطے کوئی مدت مقرر نہیں ہو چاہے طلاق یا موت سے ایک روز یا اس سے کم سکے بعد وضع حمل ہو تو عدت تمام ہو جائیگی یہ جو ہر مہرہ میں ہے لہٰذا اصل میں مذکور ہے کہ اگر شوہر مر گیا اور مہنوز وہ تختہ پر ٹھایا جاتا ہے یا کفایا جاتا ہے اور اسکی عورت نے وضع حمل کیا تو عدت پوری ہو گئی اور ایسی عدت کی انقضای شرط یہ ہے کہ جو وضع ہوا ہو اسکی خلفت ظاہر ہو گئی ہو اور اگر بالکل ظاہر نہ ہوئی ہو مثلاً خون کا ٹھکانا گوشت کا لٹھڑا اگر گیا تو اس سے عدت پوری ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر معتدہ عورت حاملہ ہو اور اسکے دو بچے پیدا ہوئے

بعض سنہ
کما کہ شہاد
مذکورہ
تو بوجہ
میں ایف
ہو کہ عورت
کا لو کہ
ہو اور
یہ کہ سنہ
بلکہ کوئی
سنہ سنہ
سکا جو
یہ کہ سنہ
سے سنہ
تو بوجہ
قال النہر
سے سنہ
نہا ہے
مقتضی
اسکا حاملہ
کے سنہ
مذکورہ
ظاہر خط
سنہ
شرح ہو

تو آخری بچہ کی پیدائش پر عدت منقضی ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت کے پیٹ سے بچہ کا اکثر حصہ نکل آیا تو علماء کا قول ہے کہ اسی وقت سے رجعت منقطع ہو جائیگی اگر طلاق بھی ہو لیکن عورت کو دوسرے شوہر سے بھی قحط نکاح کر لینا حقیقاً حلال نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ہشام نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی عورت کو طلاق دی حالانکہ وہ حاملہ ہو تو جب بچہ اسکے پیٹ سے سر کے بل یا پاؤں کے بل آدھا بدن اسکا سواے سر ٹانگوں کے نکل آیا تو عدت پوری ہوگئی اور امام محمد نے فرمایا کہ اسکا بدن جو تڑون سے لپک کر نکلے گا تو یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر آئندہ عورت ہو اور وہ حرہ ہو تو اسکی عدت تین مہینہ ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت آئندہ ہو اور اسے مہینوں کے شمار سے عدت شروع کی پھر اسے خون دیکھا تو جس قدر ایام اسکی عدت میں سے گزر چکے ہیں وہ سب باطل ہو گئے اور اس پر واجب ہوا کہ از سر نو حیض سے اپنی عدت پوری کرے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ اسے اپنی عادت کے موافق خون دیکھا کیونکہ عادت کے موافق خون دیکھنے سے اسکا آئندہ ہونا باطل ہو گیا اور یہی صحیح ہے کذا فی الہدایہ اور صدر شہید نے ذکر فرمایا ہے کہ حکم بایاس کے بعد جو خون اسکو دکھائی دیا ہو اگر وہ خون خالص ہو تو وہ حیض ہے اور حکم بایاس باطل ہو جائیگا لیکن آئندہ زمانہ کے واسطے نہ زمانہ ماضی کے احکام کے تحت میں۔ اور اگر دیکھا ہو خون خالص ہو بلکہ کدیر یا شہر ہو تو یہ حیض ہوگا اور فساد نسبت پر محمول کیا جائیگا اور یہی قول مختار ہے اور اسی پر فتوے ہیں اور جب عورت مدت ایاس تک پہنچ لے لی ہو اور وہ خون نہیں دیکھتی ہے پس آیا اسکے گذشتہ وقت عدت کے نہ باطل ہونے کے واسطے حکم حاکم بایاس شرط ہے یا نہیں شرط ہے تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور اولیٰ یہ کہ شرط ہے کہ حکم دیدے کہ یہ آئندہ ہی یہ سراج و باج میں ہے۔ مجموع النوازل میں لکھا ہے آئندہ عورت نے اگر مہینوں سے اپنی عدت پوری کر کے کسی مرد سے نکاح کیا پھر اسے خون دیکھا تو بعض کے نزدیک نکاح فاسد ہوگا اور اگر قاضی نے جواز نکاح کا حکم دیدیا ہو پھر اسے خون دیکھا تو نکاح فاسد ہوگا اور اس پر یہ ہے کہ نکاح جائز ہے اور قضاے قاضی شرط نہیں ہے بلکہ آئندہ عدت بحیض ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ آئندہ نے اگر کچھ عدت مہینوں کے شمار سے گذاری تھی کہ اتنے میں وہ حاملہ ہوگئی تو وضع حمل سے عدت کی تکمیل کر لی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ حرہ کی عدت وفات چار مہینہ دس روز ہے مرد خولہ ہو یا غیر مرد خولہ مسلمان ہو یا مسلمان مرد کے تحت میں کتابیہ ہو خواہ صغیرہ ہو یا بالغہ یا آئندہ ہو خواہ اسکا شوہر آزاد ہو یا غلام خواہ اس مدت میں اسکو حیض آئے یا نہ آئے گر حمل خلا ہر شوہر فتح القدر میں ہے۔ یہ عدت فقط نکاح صحیح میں واجب ہوتی ہے یہ سراج و باج میں ہے۔ اور جو مرد کے نزدیک دس روز دس دن الون کے معتبر ہیں یہ معراج الدراہم میں ہے۔ اور اگر منکوحہ باندی ہو پس اسکا شوہر اسکو چھوڑ کر گیا تو اسکی عدت دو مہینہ پانچ روز ہے اور بدیرہ و مکاتھہ و ام ولد و مستسماۃ کا بھی امام اعظم کے قول پر یہی حکم ہے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ ایک مرد سفر میں دور ہو اسکی جوڑ کو ایک مرد نے خبر دی کہ وہ مر گیا ہے اور دو مردوں نے خبر دی کہ وہ زندہ ہے پس جس نے اسکے موت کی خبر دی ہے اگر عورت کو یوں خبر دے کہ میں نے اسکی موت کو یا جنازہ کو اپنی آنکھ سے مانتا ہے اور شخص عادل ہے تو اس عورت کو گنجائش ہے کہ عدت پوری کر کے دوسرا نکاح کر لے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ خبر دینے والوں نے تاریخ بیان نہیں کی اور اگر تاریخ بیان کی مگر جن لوگوں نے اسکے زندہ ہونے کی تاریخ بیان کی ہے انکی تاریخ نسبت موت کے بعد مہینہ کے پیچھے ہے تو انھیں دو دن کی شہادت ادلی ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ شیخ رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت کا شوہر سفر میں غائب ہو پس ایک مرد اس عورت پاس آیا اور اسکے شوہر کے مرنے کی خبر دی پس اس عورت اور اسکے

الطمانہ نے مثل اہل مصیبت کے اغزیب کی اور عدت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور اُس نے اسکے ساتھ دخول کیا پھر ایک شخص دوسرا آیا اور اُس نے اس عورت کو خبر دی کہ اسکا شوہر زندہ ہے اور کہا کہ میں نے اسکو فلان شہر میں دیکھا پس اُسکے نکاح ثانی کی کیا کیفیت ہے اور آیا اسکو دوسرے شوہر کے ساتھ قیام کرنا حلال ہے یا نہیں اور یہ اور شوہر ثانی کیا کرے تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اُس نے اول خبر کی تصدیق کی تھی تو اُس سے یہ ممکن نہیں ہے کہ دوسرے خبر کی تصدیق کرے اور ان دونوں میں دوسرا نکاح باطل نہوگا اور ان دونوں کو اختیار ہے کہ اس نکاح پر برقرار رہیں یہ تانا خانہ و بحر الرائق میں نسفہ سے منقول ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی دو جوروں میں سے ایک معین کو بعد ان دونوں کے ساتھ دخول کرنے کے طلاق دیدی اور یہ دونوں حائضہ ہوتی ہیں پھر مر گیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ مطلقہ کون ہے تو ان میں سے ہر ایک پر عدت وفات واجب ہوگی کہ اس عدت میں تین حیض کی تکمیل کرگی۔ اسی طرح اگر اُس نے ہر دو جوروں میں سے ایک غیر معین کو تین طلاق دیدیں اور یہ اپنی صحت کی حالت میں کیا پھر تہل بیان کے مر گیا تو ان میں سے ہر ایک پر عدت وفات واجب ہوگی جنہیں وہ تین حیض کی تکمیل کرگی یہ فتاویٰ قاضی خانہ میں ہے۔ اگر اپنی جوروں سے کہا کہ اگر میں اس دین اشل ہوا آج کے روز تو تو طائفہ ثلث ہے پھر یہ دن گزرنے کے بعد مر گیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ وہ دخل ہوا تھا یا نہیں تو اس عورت پر عدت وفات واجب ہوگی اور عدت بحیض اسپر لازم نہیں ہے یہ مسئلہ طائین ہے۔ اور اگر طفل اپنی جوروں کو چھوڑ کر مر گیا پھر طفل کی موت کے بعد اُسکے حمل ظاہر ہوا تو مینوں کے شمار سے عدت پوری کرگی اور اگر حاملہ ہونے کی حالت میں طفل مذکور مر گیا تو استحساناً وضع حمل سے عدت پوری کرگی کذا فی محیط الشریعہ اور ہر دو صورت میں بچہ کا نسب اس طفل سے ثابت نہوگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور بروز موت حمل موجود ہوئی کا علم اس طرح ہو سکتا ہے کہ عورت مذکورہ طفل کی موت سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنے اور بعد موت کے حادث ہونے کے شناخت اس طرح ہو سکتی ہے کہ روز موت سے چھ مہینے یا زیادہ میں بچہ جنے یہ جامع صغیر میں ہے۔ اور اگر خضی اپنی جوروں کو چھوڑ کر مر گیا اور حالیکہ وہ حاملہ تھی یا بعد موت کے حمل پیدا ہوا تو اسکی عدت وضع حمل ہے اور محبوب اگر جوروں کو حاملہ چھوڑ کر مر گیا یا اسکی موت کے بعد حمل حادث ہوا تو دو روایتوں میں سے ایک روایت میں ہے کہ اسکا حکم مثل نخل کے ہے کہ بچہ کا نسب اس محبوب سے ثابت ہوگا اور انقضای عدت بوضع حمل ہوگی اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ وہ مثل طفل کے ہے یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر مجنون اپنی جوروں کو چھوڑ کر مر گیا تو نسب لدو عدت میں اسکا حکم مثل مرد متندرست کے ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اگر اپنی جوروں کو طلاق دیدی پھر مر گیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو اسکی عدت منتقل بعد وفات ہو جائیگی خواہ مرد مذکور نے اسکو حالت مرض میں طلاق دی ہو یا صحت میں اور عدت طلاق منہم ہو جائیگی اور اگر طلاق بائنہ یا تین طلاق ہوں پس اگر وہ وارث نہو سکتی ہو یا بین طور کہ اسکو حالت صحت میں طلاق دی ہو یا بعد از اسکی عدت طلاق منتقل بعد وفات ہوگی اور اگر وہ وارث ہوتی ہو یا بین طور کہ اسکو حالت مرض میں طلاق دی ہو پھر عدت گزرنے سے پہلے مر گیا پس عورت وارث ٹھہری تو چار مہینہ دس روز عدت وفات پوری کرگی جنہیں تین حیض کی تکمیل کا سماع رکھنی حتی کہ اگر چار مہینہ دس روز میں اسکو تین حیض نہ آئے تو اُسکے بعد تک پورے کرگی اور یہ امام اعظم و امام محمد کا قول ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مرد مرتد اپنی روت پر قتل کیا گیا حتی کہ اسکی جوروں اسکی وارث ٹھہری تو اسکی عدت ہر روز مدت میں سے عراز ہوگی یہ امام اعظم و امام محمد کا قول ہے۔ اور اگر ام ولد کا مولی اسکو چھوڑ کر مر گیا یا اسکو آزاد کر دیا تو اسکی عدت تین حیض ہوگی۔ اور یہ اسوقت ہے کہ ام ولد مذکورہ عدت کے اندر نہو اور نہ کسی شوہر کے تحت میں ہو۔ اور

امم ولد مذکورہ کو نفقہ عدت نہ ملے گا۔ اور اگر وہ حالفہ نہ ہو تو اسکی عدت تین مہینہ ہیں۔ اور اگر ایسی باندی کو چھوڑ کر جس سے وطی کیا کرتا تھا یا ایسی مدبرہ کو چھوڑ کر جس سے وطی کیا کرتا تھا یا ایسی باندی یا مدبرہ کو آزاد کر دیا تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ اگرچہ عدت تین مہینہ ہو۔

دواج میں ہو۔ اور اگر ابھی ام ولد کا کسی سے نکاح کر دیا پھر خود مر گیا در حالیکہ ام ولد مذکورہ اپنے شوہر کے تحت میں تھی یا کسی شوہر کی عدت میں تھی تو مرنے کے موت کی عدت اس پر واجب نہ ہوگی۔ اور اگر مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا پھر شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو اس پر آزادہ عورتوں کی عدت واجب ہوگی اور اگر شوہر نے اسکو پہلے طلاق دی پھر مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو اسکی عدت منقلب بعدت حرائز ہو جائیگی اور اگر طلاق بائن ہو تو عدت منقلب نہوگی پھر اگر اسکی عدت منقضی ہو گئی پھر مرنے مر گیا تو اس پر موت مولیٰ سے تین حیض کی عدت واجب ہوگی۔ اور اگر مولیٰ دشوہر دونوں مر گئے پس اگر یہ معلوم ہو کہ شوہر پہلے مرا ہوا ہے اور یہ معلوم ہو کہ دونوں کی موت کے درمیان دو مہینہ پانچ روز کا تفاوت ہو تو اس پر دو مہینہ پانچ روز کی عدت واجب ہوگی جیسے باندیوں پر اپنے شوہر کے مرنے میں واجب ہوتی ہے۔ اگرچہ شوہر کے مرنے کی اس پر تین حیض کی عدت ہوگی اور اگر دونوں کی موت میں دو مہینہ پانچ روز سے کم فرق ہو تو بھی اس پر شوہر کی وفات کی دو مہینہ پانچ روز کی عدت واجب ہوگی پھر مولیٰ کے موت کی اس پر کچھ عدت لازم نہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ام ولد کا شوہر مولیٰ دونوں اسکو چھوڑ کر مر گئے اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ دونوں میں سے کون پہلے مرا ہے اور دونوں کی موت میں دو مہینہ پانچ روز سے کم فرق ہو تو اس پر چار مہینہ دس روز کی عدت احتیاطاً دونوں میں سے آخر کی موت سے واجب ہوگی اور اس میں حیض کا اعتبار نہیں ہے اور اگر معلوم ہو کہ دونوں کی موت میں دو مہینہ پانچ روز یا زیادہ ہیں تو اس پر چار مہینہ دس روز کی عدت واجب ہوگی چھ مہینہ تین حیض کی بھی تکمیل کر لی اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں کی موت میں کتنے دنوں کا فرق ہے اور نیز معلوم نہ ہو کہ دونوں میں سے کون پہلے مرا ہے تو امام اعظم کے نزدیک عدت چار مہینہ دس روز ہوگی چھ مہینہ تین حیض کی تکمیل نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک چھ مہینہ تین حیض کی تکمیل بھی کر لی اور اسی طرح اگر شوہر نے اسکو طلاق رجعی دیدی ہو تو بھی ان صورتوں میں یہی حکم ہے اور اس عورت کو اپنے شوہر سے کچھ میراث نہ ملے گی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر صغیرہ کو جو حالفہ نہیں ہوتی ہے طلاق دی گئی اور شوہر نے اس سے دخول کر لیا ہے اور یہ صغیرہ ایسی ہے کہ اسکی مثل سے جامع کیا جاتا ہے تو اسکی عدت تین مہینہ ہوگی اور شیخ ابو علی نسفی نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ یہ صغیرہ ایسی ہو کہ مراہقہ یعنی قریب بہ بلوغ نہ ہو اور اگر قریب بہ بلوغ ہو تو شیخ ابوالفضل نے فرمایا کہ اسکی عدت مہینوں کے شمار سے منقضی نہوگی بلکہ توقف کیا جائیگا یہاں تک کہ کھلاوے کہ اسکو اس وطی سے حل رہا ہے یا نہیں رہا ہے یہ ترمذی میں ہے۔ صغیرہ کو اسکے شوہر نے طلاق دیدی پھر اس پر ایک روز کم تین مہینہ گزرے پھر اسکو حیض آیا تو جب تک اسکو تین حیض نہ آجائیں تب تک اسکی عدت منقضی نہوگی۔ ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق رجعی دیدی پس اس نے تین حیض سے عدت پوری کی مگر ایک روز کم رہا تھا پس شوہر مر گیا تو اسکے اوپر چار مہینہ دس روز کی عدت واجب ہوگی یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر مطلقہ نے اپنی عدت چھ مہینہ سے پوری کر لی شروع کی اور ایک حیض یا دو حیض آچکے تھے کہ پھر اسکا حیض مرتفع ہو کر بند ہو گیا تو وہ عدت سے خارج نہوگی یہاں تک کہ آئندہ ہو جاوے پھر اگر بند رہا یہاں تک کہ وہ آئندہ ہو گئی تو اس پر نہ مہینوں سے عدت پوری کر لی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ منکو صہبانی کو اگر اسکے شوہر نے طلاق رجعی دیدی پھر اسکی عدت میں مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا تو وقت طلاق سے اسکی عدت منقل بعدت حرائز ہو جائیگی پس اس پر تین حیض کی عدت پوری کر دینی واجب ہوگی اگر اسکو حیض آتا ہو یا تین مہینہ سے پوری کر لی لازم ہوگی

۴
 بختیاری
 مطلقه کی
 عدالت وقت
 بایستی که
 منقطع
 بیوگی چون
 منقطع نبیند
 برسد
 حکم منقطع
 معین برسد
 در بار
 منقطع
 منقطع
 بگویم که
 ده مطلق
 بنشیند که
 پس
 فقیه منقطع
 اسکی
 مطلق است
 لازم است که
 حرج در هر دو
 و العفو
 بوالوف
 ۱۲ اس

اگر حیض نہ آتا ہو۔ اور اگر اسکے شوہر نے ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیدی یا اسکو چھوڑ کر مر گیا پھر وہ عدت میں آزاد
کر دیگی تو اسکی عدت منتقل بعدت حرائر نہوگی پس اسپر واجب ہوگا کہ دو حیض سے عدت پوری کرے یا ایک مہینہ نصف
مہینہ سے پوری کرے یا دو مہینہ پانچ روز سے عدت پوری کر لی بحسب اختلاف احوال عورت کذا فی غایۃ البیان ^{فی حقہ} صغیر قاضی
کو بعد دخول کے طلاق دیگی تو اسکی عدت ڈیڑھ مہینہ ہوگی اور اگر عدت منقضی ہونے کے قریب ہو چکر اسکو حیض آگیا تو اسکی
عدت منتقل بحیض ہو جائیگی پس دو حیض سے عدت پوری کر لی پھر جب حیض کی عدت پوری ہونے کے قریب ہوئی تو آزاد
کر دیگی تو اسکی عدت تین حیض ہو جائیگی پھر جب اسکی عدت گزرنے کے قریب ہو چکی تو اسکا شوہر مر گیا تو اسپر چار مہینہ دس
روز کی عدت لازم ہوگی یہ عتابیہ میں ہو۔ طلاق کی صورت میں ابتداء سے عدت بعد طلاق سے ہوگی اور وفات میں بعد
وفات سے۔ اور اگر عورت کو طلاق یا وفات کا حال معلوم نہوا یا نہ تک کہ مدت عدت گزر گئی تو اسکی عدت پوری ہوگی
یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر عورت کو شوہر کی موت میں شک ہو تو جسوقت سے اسکو یقین ہو جاوے اسوقت سے عدت شروع
کر لی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور نکاح فاسد میں ابتداء سے عدت وقت تفریق سے ہوگی یا جسوقت سے وطی کنندہ نے اس عورت
سے وطی ترک کرنے پر عزم کر لیا ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی اس جو کو فلان وقت سے
طلاق دی ہے تو عدت اسی وقت اقرار سے ہوگی چاہے عورت نے اس مرد کے قول کی تصدیق کی یا تکذیب کی یا کہ مجھے معلوم نہیں ہے
مگر اس ارشاد میں شوہر کے قول کی تصدیق نہوگی اور یہی مختار ہے اور امام محمد نے کتاب میں یون جواب دیا ہے کہ در صورتیکہ عورت
نے اسکے قول کی تصدیق کی تو عدت اسی وقت سے ہوگی جسوقت سے طلاق دی ہے مگر متاخرین مشائخ نے وجوب عدت
کو وقت اقرار سے اختیار کیا ہے حتیٰ کہ اس مرد کو یہ حلال نہوگا کہ اس عورت کی بہن سے نکاح کرے یا اسکے سوا سے چار عورتوں کو
نکاح میں لاوے اور یہ مرد مذکور کی زجر ہے کہ اسے عورت مذکورہ کی طلاق کو پوشیدہ رکھا لیکن عورت کے واسطے نفقہ دہنی
واجب نہوگا اور شوہر پر دوبارہ مہر دیگر واجب ہوگا اگر اسنے دخول کیا ہو کیونکہ اسنے خود اقرار کیا اور عورت نے اسکی تصدیق
کی ہے غایۃ البیان میں نقلاً عن الیتمیہ والفتاویٰ الصغریٰ ہے۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدیں حالانکہ وہ اس عورت کے ساتھ
رہتا ہے پس اگر وہ مفطر طلاق ہو تو عدت گزر جائیگی اور اگر منکر طلاق ہو تو ان دونوں کی زجر کی غرض سے اسوقت اقرار سے
عدت واجب ہوگی اور یہی مختار ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جو کو تین طلاق دیدیں اور اسکی طلاق لوگوں سے
چھپائی پھر جب اسکو دو حیض آچکے تو اس سے وطی کی پس عورت مذکورہ کو حل رہ گیا پھر مرد مذکور نے اسکے طلاق دینے کا اقرار
کیا تو جب تک عورت مذکورہ کو وضع حمل نہوا سکے لیے نفقہ واجب ہوگا اسواسطے کہ اسکی عدت جب ہی منقضی ہوگی جب
وضع حمل ہو یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی مذکورہ جو رو سے کہا کہ ہر بار کہ تجھے حیض آوے اور تو ظاہر ہو جاوے تو تو طالق
پس عورت مذکورہ کو تین حیض آئے تو عدت کا شمار طلاق اول واقع ہونے کے وقت سے ہوگا یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہے۔ اگر مرد
نے اپنی جو کو طلاق دی پھر طلاق سے انکار کر گیا پس اسپر گواہ قائم کیے گئے اور قاضی نے دو نوٹین تفریق کرنے کا حکم دیا تو
عدت وقت طلاق سے ہوگی نہ وقت قضا تفریق سے یہ خلاصہ میں ہے۔ دو عدتیں ہمارے نزدیک مدت احدہ میں منقضی ہوتی
ہیں خواہ جنس واحد سے ہوں یا دو جنس سے ہوں چنانچہ اول کی صورت میں ہے کہ مطلقہ کو ایک حیض آیا پھر اسنے دوسرے
شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اس سے وطی کی اور وفات میں تفریق کر دیگی اور پھر اسکو دو حیض آئے تو اب
اس دوسرے شوہر کو اختیار ہوگا چاہے اس سے نکاح کرے کیونکہ شوہر اول کی عدت اب گزر گئی مگر دوسرے کسی شخص کو

یہ اختیار نہیں ہو کہ اس عورت سے نکاح کر سکے جب تک کہ وقت تفریق سے اس کے تین حیض پورے نہ ہو جاوین کہونکہ غیر کے
 حق میں دوسرے شوہر کی عدت ابھی باقی ہو اور اگر شوہر اول نے اسکو طلاق رجعی ہی ہو تو جب تک کہ بعد تفریق از نکاح ثانی کے
 عورت کو دو حیض نہیں آئے ہیں تب تک شوہر اول کو اختیار ہوگا کہ اس عورت سے مراجعت کرے۔ اور اگر نکاح ثانی کی تفریق
 کے بعد سے اس عورت کو تین حیض آگئے تو دونوں حدتین گذر جائیگی۔ اور دوم کی صورت یعنی دونوں حدتین دھنس
 کی ہوں یہ صورت ہو کہ ایک عورت کا شوہر اسکو چھوڑ کر مر گیا پھر اس عورت سے بشیدہ وطی کی گئی تو پہلی عدت وفات چار
 مہینہ دس روز گذرنے پر تمام ہو جائیگی اور دوسری عدت وطی بشیدہ بھی اگر ان مہینوں میں اسکو تین بار حیض آیا ہو تو تنقضی
 ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت کو بیک طلاق بائنہ یا بدو طلاق بائنہ طلاق دی پھر اس عورت سے
 عدت میں باوجود اقرار بجمت کے وطی کی تو عورت پر واجب ہوگا کہ ہر وطی کے واسطے وہ از سر نو حدت گزارے اور یہ عدت
 پہلی عدت کے ساتھ متداخل ہو جائیگی بیان تک کہ پہلی تنقضی ہو جاوے تو متداخل نہ رہیگی پھر جب پہلی عدت گذر گئی اور
 دوسری دتیسری باقی رہیں تو دوسری دتیسری حدتین وطی کی عدت ہونگی چنانچہ اگر عورت کو اس حالت میں طلاق دی
 تو دوسری طلاق واقع ہونگی پس اصل یہ ہے کہ جو عورت کہ طلاق کی حدت میں ہو اسکو طلاق دیگر لاحق ہوتی ہو اور جو معتدہ
 بعدت وطی ہو اسکو طلاق دیگر لاحق نہیں ہوتی ہے۔ اور طلاق ثلاثہ کے ساتھ اگر اس کے شوہر نے اسکی عدت میں وطی کی باوجود
 علم اس امر کے کہ یہ مجھ پر حرام ہے اور باوجود اقرار بجمت کے تو یہ حدت جدیدہ نگزارے گی لیکن شوہر و عورت دونوں رجم کے
 جاوینگے اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ میں حرمت سے آگاہ تھی اور جو شرائط احصاء کہیں وہ پائے گئے تو یہی حکم ہے اور
 اگر مرد نے شبہ کا دعوے کیا باین طور کہ یوں کہا کہ مجھے گمان تھا کہ یہ میرے واسطے حلال ہے تو عورت مذکورہ ہر وطی کے
 واسطے حدت جدیدہ پوری کرے گی اور پہلی عدت میں متداخل ہو جائیگی الا اس وقت میں متداخل نہ رہیگی کہ عدت اول گذر جاوے
 اور جب عدت اول گذر گئی اور دوسری دتیسری باقی رہی تو یہ وطی کی حدت ہوگی کہ ایسی حالت میں عورت نفقہ کی
 مستحق ہونگی۔ اور یہ جو پہلے بیان کیا ہے اس وقت ہے کہ عورت سے اسکو طلاق دینے کے اقرار کے باوجود وطی کی ہو اور اگر
 عورت سے در حالیکہ اسکی طلاق دینے سے منکر تھا وطی کی تو عورت جدیدہ عدت پوری کرے گی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے
 اپنی عورت کو تین طلاق دیدیں پس عورت نے اسی دم ایک مرد سے نکاح کیا اور اس نے اس عورت سے دخول کیا پھر
 دونوں میں تفریق کر دی گئی تو عورت مذکورہ پر ان دونوں کی وجہ سے تین حیض کی عدت گذارنی واجب ہوگی اور اس عورت
 کا نفقہ و سکنی شوہر اول پر واجب ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت نے عدت وفات میں دوسرے مرد سے
 نکاح کر لیا اور اس نے اس سے دخول کیا پھر دونوں میں تفریق کر دی گئی تو عورت پر شوہر متوفی کی باقی عدت چار مہینہ
 دس روز تک پوری کرنی ہوگی اور دوسرے شوہر کی عدت وطی کے تین حیض واجب ہونگے اور انہیں وہ حیض بھی محسوب
 ہوگا جو عورت کو تقیہ عدت وفات کے اندر آیا ہو یہ حراج الدرایہ میں ہے۔ عورت کو بعد وض مال کے یا بغیر مال کے خلع
 کر دیا پھر عدت میں اس عورت سے باوجود اسکی حرمت کے آگاہی کے اس سے وطی کر لی تو ہر وطی کے واسطے وہ جدیدہ
 عدت پوری کرے گی اور عدت خلع اور عدت وطی متداخل ہوگی بیان تک کہ عدت اول تنقضی ہو جاوے پھر اس کے بعد
 دوسری دتیسری حدت وطی ہوگی نہ عدت طلاق خلع کے اس عورت پر طلاق دیگر واقع نہیں ہو سکتی اور عورت کے واسطے
 نفقہ بھی واجب نہ ہوگا یہ ذخیرہ درمی میں ہے۔ اور اگر عورت کتا بیہ کسی مسلمان کے تحت میں ہو تو آپس میں وہی واجب ہوگا

جو مسلمان عورت پر واجب ہونا ہے پس اگر یہ کتابیہ عورت آزادہ ہو تو مثل مسلمہ آزادہ کے اور اگر باندی ہو تو مثل مسلمان باندی کے احکام کا ہونا لازم ہوگا اور اگر کتابیہ کسی کافر کے تحت میں ہو تو موت و فرقت کسی صورت میں اس پر عدت نہ ہو بشرطیکہ اس کے مذہب میں ایسا ہی ہو یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک عورت پر عدت واجب ہوگی یہ سراج نہاج میں ہے۔

چودھواں باب خدایہ کے بیان میں۔ عورت بنتو عتہ یا جسکا شوہر چھوڑ کر گیا ہو اگر وہ بالغہ مسلمہ ہو تو اس پر ایام عدت میں سوگ واجب ہے یہ کافی میں ہے۔ اور سوگ سے مراد وہی کہ خوشبو و تیل و سرمہ و خنار و خضاب خوشبو وادہ کپڑے کے پہننے اور کسم کے لہنگے و سرخ کپڑے کے پہننے سے اجتناب کرے اور نیز جو عرفان سے رنگا ہوا اس کے پہننے سے اجتناب کرے لیکن اگر وہ دھوا گیا ہو کہ کھنکی خوشبو نہ اڑتی ہو تو مضائقہ نہیں ہے اور تھناب اور خنار و سرمہ کے پہننے سے اجتناب کرے اور نیز پہننے سے اجتناب کرے اور اپنی زینت کرتے اور کنگھی سے سر کے بال سنوارنے سے اجتناب کرے یہ تا ماخانیہ میں ہے اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ ان کپڑوں سے مراد یہ ہے کہ سننے ایسے کپڑے جن سے زینت حاصل ہوتی ہو اور اگر کپڑے ہوں کہ ان سے زینت نہیں ہوتی ہو تو پہننے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے سر میں کنگھی ایسی طرف سے کر لی جس سے دنداد موسے ٹکے ہوئے ہوتے ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور کنگھی کرنا دوسری طرف سے کر دہرے ہر کے دندانہ باریک ہوتے ہیں کیونکہ اس طرف سے زینت کے واسطے ہوتی ہے یہ قادی قاضیخان میں ہے۔ اور عورت پر اجتناب کرنا اسکی حالت اختیار ہے تک واجب ہے اور حالت اضطرار میں کچھ مضائقہ نہیں ہے مثلاً اسکے سر میں درود وغیرہ کوئی بیادھی ہوئی کہ جسکی وجہ سے اس نے سر میں تیل ڈالا یا آنکھ میں کوئی بیادھی ہوئی کہ اس نے سرمہ لگایا بغرض محتاج کے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ محیط میں ہے اور اگر سر میں تیل ڈالنے کی عورت کی عادت پڑ گئی ہو کہ اسکو نہ ڈالنے کی صورت میں کسی بیماری درود وغیرہ کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو تیل ڈالنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ اس بیماری کے بیٹھ جانے کا غالب گمان ہو یہ کافی میں ہے۔ اور جرر کا لباس نہ پہننے کیونکہ اس میں زینت ہے الا بضرورت مثلاً اسکے بدن میں خارش ہو یا جلی پڑ گئی ہو یا اشتیاق کا رنگا ہو اکبر ماہیتا اسکو حلال نہیں ہے اور سیاہ رنگا ہوا پہننے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ قمیص میں ہے۔ اور اگر عورت ایسی فقیر ہو کہ اسکے پاس سوا سے ایک رنگین کپڑے کے نہ ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ اسکو بغیر ارادہ زینت کے پہننے بشرح طحاوی میں ہے۔ اور صغیرہ پر اور مجنونہ پر اگر چہ بالغہ ہو اور کتابیہ پر اور جو عورت نکاح فاسد کی عدت میں ہو اس پر اور مطلقہ بطلاق رجعی پر جدا دینے سوگ واجب نہیں ہے اور یہ ہمارے نزدیک ہے کذا فی البدائع۔ اور اگر کافرہ عورت عدت میں مسلمان ہو گئی تو اس پر باقی عدت تک سوگ کرنا لازم ہوگا یہ جو سہرہ سیرہ میں ہے اور باندی پر جبکہ منکوحہ ہو تو شوہر کی وفات یا طلاق بائن دینے کی عدت میں سوگ لازم ہے اور یہی حکم مبرہ و ام ولد و مسکاتہ و مستساعہ کا ہے اور اگر ام ولد کو اسکے مولیٰ نے آزاد کر دیا یا چھوڑ کر گیا تو اس پر سوگ نہیں ہے اور یہی حکم ایسی عورت کا ہے جس سے شہدہ سے وطی کی گئی ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور ہمیں کو وہ نہیں ہے کہ معتدہ غیر کو صرف خطبہ کرے خواہ وہ طلاق کی عدت میں ہو یا شوہر کی وفات کی عدت میں ہو یا بدائع میں ہے۔ اور ہاتھ لہن کرنا سو اس پر جامع ہے کہ رجعی مطلقہ سے تو لہن ممنوع ہے اور ایسے ہی ہمارے نزدیک جسکو طلاق بائن دی گئی ہو اور تو لہن اسی عورت سے جائز ہے جو شوہر کی وفات کی عدت میں ہو یہ غایۃ سرجمی میں ہے۔ اور تو لہن کی صورت یہ ہے کہ اس سے یون کے کہ میں تجھی نکاح کرنا چاہتا ہوں یا کہ میں ایسی عورت پسند کرتا ہوں جس میں یہ صفت ہو پھر ایسی صفتیں بیان کرے جو اس عورت میں ہیں

عبدی علی جلالی
مؤلف کتاب الطلاق

یا یون کہے کہ تو ناشار اللہ حسینہ یا جمیلہ ہو یا تو مجھے خوش معلوم ہوتی ہو یا میرے پاس تجھ ایسی کوئی نہیں ہو یا امید ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے تجھے یکجا کر دے یا اگر اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں ایک امر مقدر کیا ہو گا تو ہو گا یہ سراج و مانج میں ہو۔ اگر عورت معتدہ از نکاح صحیح ہو اور یہ عورت مطلق حرہ بالغہ عاقلہ مسلمہ ہو اور حالت اختیار ہی ہو تو یہ عورت نہ رات میں باہر نکلیں نہ دن میں خواہ طلاق تین و گئی ہوں یا ایک ہائے یا رجعی یہ بدائع میں ہو۔ اور جس عورت کو اسکا شوہر چھوڑ کر مر گیا وہ دن میں نکلی سکتی ہے اور کچھ رات تک مگر اپنی منزل کے سواے دوسری جگہ رات بسر نہ کرے گی یہ ہدایہ میں ہو۔ اور جو عورت نکاح فاسد کی عدت میں ہو وہ مکمل سکتی ہے الا اس صورت میں نہیں نکلی سکتی ہے کہ اس کے شوہر نے اسکو ممانعت کر دی ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر معتدہ باندی ہو تو وہ اپنے مولیٰ کی خدمت کیواسطے مکمل سکتی ہے خواہ عدت وفات ہو یا عدت خلع یا طلاق خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن اور اگر وہ عدت کے اندر آزاد کر دی گئی تو باقی عدت میں اُسپر وہی امور واجب ہونگے جو حرہ بائن کردہ شدہ پر واجب تھے میں اور قدوری میں لکھا ہے کہ اگر مولیٰ نے باندی کو اس کے شوہر کے ساتھ رہنے کے واسطے کوئی جگہ دیدی ہو تو جتنا اسے اس حال پر ہو یا نہ خارج نہ ہوگی الا آنکہ مولیٰ اسکو یہاں سے نکال لے۔ اور بدوہ باندی ام ولد و مکاتبہ کا حکم باہر نکلتا مباح ہونے کے حق میں مثل باندی کے ہے یہ محیط میں ہو۔ اور جو مستسعاۃ ہے یعنی سعایت کرتی ہو وہ امام عظیم کے نزدیک مکاتبہ کے ہے اور کتابیہ عورت کو عدت میں باجارت شوہر کے باہر نکلتا حلال ہے اور بدوہ اجازت شوہر کے حلال نہیں ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن طلاق ہوں اور اسی طرح عدت وفات میں اسکو اختیار ہے کہ منزل شوہر کے سواے دوسری منزل میں رات گزارے یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر کتابیہ عدت کے اندر مسلمان ہو گئی تو باقی مدت عدت میں اُسپر ہی احکام لازم ہونگے جو مسلمہ عورت پر واجب ہوتے ہیں۔ اور حرہ مسلمہ میں نکلی سکتی ہے نہ باجارت شوہر کے اور نہ بغیر اجازت شوہر کے اور یہی لڑکی نابالغہ پس اگر طلاق رجعی ہو تو باجارت شوہر کے مکمل سکتی ہے اور اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ بغیر اجازت شوہر کے مکمل جیسے قبل طلاق کے حکم تھا۔ اور اگر طلاق بائن ہو تو اسکو بغیر اجازت شوہر کے اور یہ اجازت شوہر کے دونوں طرح نکلنے کا اختیار ہے الا آنکہ یہ لڑکی قریب ببلوغ ہو تو بدوہ اجازت شوہر کے نہیں مکمل سکتی ہے ایسا ہی مشائخ نے اختیار کیا ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مولیٰ نے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا تو اسکو اختیار ہے کہ عدت میں نکلے یہ ظہیر میں ہے اور معتدہ و معتوبہ کا حکم مثل کتابیہ کے ہے کہ مکمل سکتی ہے یہ غایہ سرورجی میں ہو۔ اور جو سیہ عورت کا شوہر اگر مسلمان ہو گیا اور اس عورت نے اسلام سے انکار کیا یا تھک کہ دونوں میں تفریق ہو گئی اور عورت پر عدت واجب ہوئی بائن طور کہ شوہر نے اس سے دخول کیا تھا تو اسکو نکلنے کا اختیار ہے لیکن اگر شوہر نے اپنے لطفہ کی حفاظت کی غرض سے اس عورت سے چاہا کہ نہ نکلے اور اس سے مطالبہ کیا تو اُسپر لازم ہو گا کہ نہ نکلے۔ اور اگر مسلمان عورت نے اپنے شوہر کے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا یا تھک کہ دونوں میں تفریق واقع ہوئی اور چونکہ بعد از خولہ ہونے کے ایسا ہوا ہے عورت پر عدت واجب ہوئی تو اسکو اپنی منزل سے نکلنے کا اختیار نہیں ہے یہ بدائع میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے نفقہ عدت پر اپنے شوہر سے خلع لیا پس اس عورت کو اپنے نفقہ کے واسطے ضرورت ہوئی کہ باہر نکلے تو مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے لفظ نے کہا کہ وہ مکمل سکتی ہے جیسے وہ عورت جسکو شوہر چھوڑ مرا ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں مکمل سکتی ہے اور یہی مختار ہے بقا وے قاضیخان میں ہو۔ اور یہی اصح ہے یہ محیط شری میں ہے معتدہ پر واجب ہے کہ اسی مکان میں عدت گزارے جو حالت وقوع فرقت یا وقوع وفات شوہر میں اس کے رہنے کا مکان کہلاتا تھا یہ کافی میں ہے اور اگر وہ اپنے کنبہ والوں کو دیکھنے گئی یا کسی دوسرے گھر میں کسی سبب سے گئی کہ اوقت اس طلاق واقع

۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ہوئی تو اسی وقت بلا تاخیر اپنے رہنے کے مکان کو چلی جاوے اور یہی حکم عدت و نفات میں ہے یہ غایۃ البیان میں لکھا ہے اور اگر اپنے رہنے کے مکان سے بچکنے پر مضطر ہوئی یعنی مجبور ہوئی بایں طور کہ اس مکان کے گر پڑنے کا خوف ہو یا عورت کو اپنے مال کا خوف ہو یا یہ مکان کرایہ پر تھا اور عورت الیہا کچھ نہیں پاتی ہو کہ عدت و نفات اگر بیان پوری کرے تو اسکا کرایہ اس سے دیر سے تو ایسی حالت میں اسکو مکان منتقل کر لینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اگر وہ کرایہ دے سکتی ہو تو منتقل نہ کوگی۔ اور اگر عورت اس کے شوہر کی ہو اور وہ اسکو چھوڑ کر مر گیا تو عورت اپنے حصہ میں رہے اگر اسکا حصہ اس میں سے ہر قدر ہو کہ اس کے رہنے کے لائق کافی ہو۔ اور باقی وارثوں سے جو اس کے محرم ہوں اسے پردہ کر لگی یہ برائے میں ہے۔ اور اگر شوہر موتی کے گھر میں سے جو اسکا حصہ ہو وہ اس کے رہنے بھر کو کافی ہو اور باقی وارثوں نے اپنے حصہ سے اسکو نکال یا تو مکان منتقل کر دے یا یہ کرایہ میں ہو۔ اور اگر وارثوں نے اپنے حصہ میں اسکو اجرت پر رہنے دیا اور یہ کرایہ دے سکتی ہو تو مکان منتقل کر لگی یہ شرح مجمع البحرین ابن اللک میں ہے۔ اور جب عورت ہند کے ساتھ دوسری جگہ منتقل کرے تو جس میں عدت گذارے وہ شوہر کی حرمت باقی رکھنے میں ایسا ہے کہ گویا ہند سے وہیں عدت گذاری ہو جہاں سے منتقل ہو آئی ہو یہ برائے میں ہے۔ اور اگر عورت سوا دس شہر میں ہو اور اسکو سلطان وغیرہ کی طرف سے خوف پیدا ہو تو اسکو شہر میں منتقل ہو جانے کے واسطے گنجائش ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر عورت معتدہ ایسے گھر میں ہو کہ وہاں اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے اور اسکو چور و دہاڑیوں کسی سے خوف نہیں ہے لیکن اسکو پردہ کی طرف سے دل میں ڈر بیٹھ گیا ہو پس اگر خوف شدید نہیں ہے تو مکان منتقل نہیں کر سکتی ہے اور اگر خوف شدید ہے تو مکان منتقل کر سکتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کوٹھری حسین عدت بھی ہندم ہو گئی تو دوسرے گھر کی تدبیر کرنا عدت و نفات کی صورت میں اور طلاق بائن کی صورت میں درحالیکہ شوہر غائب ہو اس کے اختیار میں ہے اور طلاق بائن یا رجعی میں در صورتیکہ شوہر حاضر ہو تدبیر کا اختیار شوہر کو ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت کو تین طلاق یا ایک طلاق بائن دیری اور اس مرد کے سوا سے ایک کوٹھری کے اور مکان میں ہو تو چاہیے کہ اس کے اور اپنے درمیان ایک پردہ ڈال دے تاکہ اس کے اور اجنبیہ کے درمیان خلوت واقع نہ ہو اور اگر مرد فاسق ہو کہ اس کی طرف سے عورت کے حق میں خوف ہو تو عورت وہاں سے نکل کر دوسری جگہ رہنا اختیار کرے اور اگر شوہر وہاں سے نکل گیا اور عورت وہیں ہی تو یہ ہندم ہے اور اگر قاضی نے اس عورت کے ساتھ کوئی عقد عورت کر دیا کہ وہ ان دونوں کے درمیان حامل ہونے کی قدرت رکھتی ہو تو یہ اچھا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر جنگل میں اپنی عورت کو طلاق دی حالانکہ جنگل ہی میں اسکا خیمہ ہے اور عورت اس کے ساتھ اس کے خیمہ میں ہے اور مرد مذکور حمان گھاس پانی دیکھتا ہو وہاں اسکو ضرور منتقل ہونا پڑتا ہے پس آیا اسکو روہر کہ اس عورت کو بھی ہاں منتقل کر لیاوے تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس جگہ رہنے میں عورت کے جان و مال کے حق میں ضرر ظاہر ہوتا ہو تو تخیل و دہاڑی ورنہ نہیں یہ ظہیر میں ہے۔ معتدہ عورت سفر نہ کرے نہ حج کے لیے اور نہ کسی اور کام سے اور اسکا شوہر بھی اسکو بیکر سفر نہ کرے یہ ہمارے نزدیک ہے اور اگر اسکو سفر میں ساتھ لے گیا حالانکہ اس کی نیت رجعت کی نہیں ہے تو اس سے وہ رجعت کرنے والا نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ معتدہ کو روا ہے کہ بڑے گھر کے صحن میں نکلے اور اس گھر کی جس منزل میں چاہے رات گریے لیکن اگر اس وار میں غیور کی حویلیاں ہوں تو اپنی کوٹھری سے ان حویلیوں کی طرف نہ نکلے گی۔ اور اگر عورت کو ساتھ سفر میں لے گیا پھر اسکو طلاق بائن یا تین طلاق دیدیں یا اسکو چھوڑ کر مر گیا حالانکہ اس عورت اور اس کے شوہر کے اور منزل مقصود کے درمیان سفر کی مقدار سے کم ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ چاہے چلی جاوے اور چاہے واپس چلی آوے خواہ کسی شہر میں نزول ہو یا غیر

تو ایک عورت کی گواہی سے جو ولادت میں شہادت دے ولادت ثابت ہو جائیگی یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر وقت تکلی سے
ایک روز کم چھ مہینہ میں ایک بچہ جنی اور چھ مہینے سے ایک روز بعد دوسرا بچہ جنی تو دونوں میں سے کسی کا نسب ثابت
ہوگا یہ عینا یہ میں ہو۔ اور اصل یہ ہو کہ ہر عورت جس پر عدت واجب نہیں ہوئی تو اس کے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا
الا اس صورت میں کہ یقیناً معلوم ہو جاوے کہ یہ بچہ اس شوہر کا ہی اور اسکی یہ صورت ہو کہ چھ مہینے سے کم میں پیدا ہو۔ اور ہر
عورت جس پر عدت واجب ہوئی اس کے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا الا اس صورت میں کہ یقیناً معلوم ہو جاوے کہ یہ اسکا
نہیں ہو اور اسکی یہ صورت ہو کہ دو برس بعد پیدا ہو اور جب یہ اصل معلوم ہوگئی تو ہم کہتے ہیں کہ ایک مرد نے قبل دخول کے اپنی
جو رو طلاق دیدی پھر وقت طلاق سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو شوہر سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے
بعد یا پورے چھ مہینے پر پیدا ہوا تو نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر ایک اجنبی عورت سے کہا کہ جب میں سب سے نکاح میں لاؤں تو
تو طلاق ہو پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی پھر اگر وقت نکاح سے پورے چھ مہینے پر بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب
ثابت ہوگا۔ اور اگر وقت نکاح سے چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا تو نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر بعد دخول کے اسکو طلاق
دی پھر اس کے بچہ پیدا ہوا تو دو برس تک نسب پیدا ہونے میں نسب ثابت ہوگا اور اس کے پیدا ہونے پر عدت پوری ہو جائیگی
یعنی اب عدت پوری ہونے کا حکم ثابت ہوگا۔ اور اگر دو برس کے بعد بچہ پیدا ہو پس اگر طلاق رجعی ہو تو نسب ثابت ہوگا
مرد کو اس عورت سے مراجعت کرنے والا قرار دیا جائیگا اور اگر طلاق بائن ہو تو نسب ثابت ہوگا جب تک کہ شوہر دعویٰ
نہ کرے اور جب دعویٰ کیا تو اس سے نسب ثابت ہو جائیگا اور اگر عورت کی تصدیق کی بھی ضرورت نہ ہو یا نہیں تو اس میں
دو رو بہن میں ایک میں ہو کہ حاجت ہو اور دوسری میں ہو کہ نہیں ہو۔ اور یہ اس وقت ہو کہ مرد نے اسکو طلاق دی ہو اور اگر
قبل دخول کے یا بعد دخول کے اسکو چھوڑ کر مر گیا پھر وقت وفات سے دو برس تک میں عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب اس
مرد سے ثابت ہوگا اور اگر وقت وفات سے دو برس بعد ہوا تو نسب ثابت ہوگا۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ عورت نے
قبل اسکے انقضای عدت کا اقرار نہ کیا ہو۔ اور اگر عورت نے انقضای عدت کا اقرار کیا خواہ طلاق کی عدت ہو یا وفات کی
اور انسی مدت گزرنے پر اقرار کیا ہو کہ ایسی مدت میں یہ عدت گزر سکتی ہو پھر وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو نسب ثابت
ہوگا ورنہ نہیں۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ یہ عورت کبیرہ ہو خواہ اسکو حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ اور اگر صغیرہ ہو کہ اس کے شوہر
نے اسکو طلاق دیدی ہو پس اگر قبل دخول طلاق دیدی اور وقت طلاق سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا
اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ میں جنی تو نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ اسکو طلاق دی پس اگر اس نے حمل کا دعویٰ کیا
تو طلاق رجعی کی صورت میں شائیس مہینہ تک بچہ ہونے میں نسب ثابت ہوگا اور طلاق بائن کی صورت میں دو برس تک
ثابت ہوگا۔ اور اگر اس نے انقضای عدت کا اقرار کیا پھر وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا
اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ اسکو طلاق دی ہو تو امام غفرلہ
کے نزدیک سکوت بہتر کہ اقرار کے ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک سکوت بہتر کہ دعویٰ حمل کے ہو بشرط طحاوی میں ہر ایک
عورت نے عدت وفات میں کہا کہ میں حاملہ نہیں ہوں پھر اس نے دو برس بعد کہا کہ میں حاملہ ہوں تو قول اسکا قبول ہوگا اور
اگر اس نے چار مہینہ دس روز گزر جانے کے بعد کہا کہ میں حاملہ نہیں ہوں پھر کہا کہ میں حاملہ ہوں تو اسکا قول قبول ہوگا الا اس
صورت میں سچی بھی جائیگی کہ شوہر کی موت کے وقت سے چھ مہینہ سے کم میں اس کے بچہ پیدا ہو پس اسکا اقرار انقضای عدت بائن ہوگا

پہنچاؤسی قاضی خان میں ہو۔ اگر صغیرہ کو چھوڑ کر اسکا خاوند مر گیا پس اگر اسنے حمل کا اقرار کیا تو وہ مثل کبیرہ کے ہر کہ دو برس تک اسکے بچہ کا نسب ثابت ہوگا کیونکہ اس بارہ میں قول اسی کا مقبول ہو اور اگر چار مہینہ دس روز گزرنے کے بعد اسنے انقضائے عدت کا اقرار کیا پھر چھ مہینہ یا زیادہ گزرنے پر اسکے بچہ پیدا ہوا تو اسکے شوہر متوفی سے نسب ثابت ہوگا اور اگر اسنے حمل کا دعویٰ نہ کیا اور نہ انقضائے عدت کا اقرار کیا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اگر دس مہینہ دس روز سے کم میں بچہ جنمی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت ہوگا یہ متین میں ہو۔ بیٹہ کے اگر دو بچہ پیدا ہوئے ایک دوسرے سے کم میں اور دوسرا دو برس سے زیادہ میں اور ہر دو ولادت میں ایک روز کا فرق ہو تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دونوں کا نسب ثابت ہوگا یہ ظہیر میں ہو اور اگر بچہ کا بعض بدن دو برس سے کم میں خارج ہوا یعنی بیٹ سے نکلا پھر تمام متولد ہو ایمان تک کہ باقی بچہ دو برس بعد نکلا تو اسکے شوہر کو لازم ہوگا جن تک کہ دو برس کے اندر نکلا آدھا بدن نہ نکلا ہو یا ٹانگوں کی جانب سے زیادہ بدن دو برس سے کم میں نکل آیا ہو اور باقی دو برس بعد نکلا ہو اسکو امام محمد نے ذکر کیا ہے یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر طلاق بائنہ یا وفات کی عدت میں ہو اور دو برس تک میں اسکے بچہ پیدا ہوا پس شوہر نے ولادت سے انکار کیا یا شوہر کے وارثوں نے بعد وفات شوہر کے اس سے انکار کیا اور اس عورت نے دعویٰ کیا پس اگر اسکے شوہر نے حمل کا اقرار نہ کیا ہو اور نہ حمل ظاہر ہو تو نسب ثابت ہوگا الا گوہی دو مردوں یا ایک مرد و عورتوں کے یہ امام اعظم کا قول ہو اور اگر شوہر حمل کا اقرار کر چکا ہو یا حمل ظاہر تھا تو ولادت کے ثبوت میں عورت کا قول قبول ہوگا اگرچہ اسکے شوہر میں کوئی قابلہ گواہی نہ دے یہ امام اعظم کا قول ہو اور اگر وہ طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ جو تو جتنی بڑھ اسکے سوا سے دوسرا ہو تو اسکا قول قبول نہ کیا جائیگا یہ امام اعظم کا قول ہو یہ غایہ سراجی میں ہو اور اگر وفات کی عدت میں ہو اور وارثوں نے ولادت میں اسکے قول کی تصدیق کی اور ولادت پر کسی نے گواہی نہ دی تو یہ بچہ اسکے شوہر متوفی کا بیٹا ہوگا اور اس پر اتفاق ہو اور یہ بیٹا اسکا وارث ہوگا اور یہ حق میراث میں ظاہر ہو اسکا سطلے کہ ارث ان وارثوں کا خالص حق ہو۔ اور ہر ما حق نسب پس اگر یہ وارث لوگ اہل شہادت سے ہوں پس اگر ان میں سے دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں نے گواہی دی تو اس بچہ کے اثبات نسب کا حکم واجب ہوا حتیٰ کہ یہ بچہ تصدیق کرنے والوں کے نزدیک رہنے والوں نسب کے ساتھ شریک ہوگا اور بعض کے نزدیک مجلس حکم میں لفظ شہادت سے گواہی دینا شرط ہو اور صحیح یہ ہے کہ لفظ شہادت شرط نہیں ہے یہ کافی ہیں ہو۔ اور اگر معتدہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا پھر اسکے بچہ پیدا ہوا پس اگر اول شوہر کی وفات یا طلاق دینے کے وقت سے دو برس سے کم میں اور دوسرے شوہر کے نکاح سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہو تو بچہ اول شوہر کا ہوگا اور اگر اول کی وفات یا طلاق دینے سے دو برس سے زیادہ میں اور دوسرے شوہر کے نکاح سے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا ہو تو یہ بچہ نہ اول شوہر کا ہوگا اور نہ دوسرے کا اور آیا دوسرا نکاح جائز ہوا تو امام اعظم و امام محمد کے قول میں جائز ہو اور یہ اس وقت ہو کہ مرد کو وقت نکاح کے یہ معلوم ہو کہ عورت نے عدت میں نکاح کیا ہو اور اگر شوہر دوم کو وقت نکاح کے یہ بات معلوم تھی چنانچہ یہ نکاح فاسد واقع ہوا پھر اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب شوہر اول سے ثابت کیا جائیگا اگر اثبات ممکن ہو باین طور کہ اول کے طلاق دینے یا مرنے سے دو برس سے کم میں پیدا ہوا اگرچہ دوسرے شوہر کے نکاح کرنے سے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد پیدا ہوا ہو اسکا سطلے کہ اگرچہ

الحکم طلاق بت
بچہ جنمی یا نہ ہو

سطلے
بچہ جنمی یا نہ ہو

فاسد واقع ہوا ہے تو جب تک نسب کا حالہ فراش صحیح کی طرف ممکن ہوا دے ہو۔ اور اگر شوہر اول سے اسکا اثبات نسب ممکن ہو اور ثانی سے ممکن ہو تو ثانی سے نسب ثابت کیا جائیگا مثلاً اول کے طلاق دینے یا مرنے سے دوسرے بعد بچہ جنی اور دوسرے کے نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد جنی تو نسب دوسرے سے ثابت رکھا جائیگا سو اسلئے کہ دوسرے نکاح اگرچہ فاسد واقع ہوا ہے لیکن ہر گاہ نکاح صحیح سے اسکا نسب ثابت کرنا مستند رہا تو زنا پر محمول کرنے سے بہتر ہے کہ نکاح فاسد سے اسکا نسب ثابت کیا جاوے یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اسکا بیٹا گرا جسکی خلقت ظاہر ہو گئی پس اگر نکاح سے چار مہینہ پر ایسا بیٹا گرا ہے تو نکاح مذکور جائز ہوا اور اسکا نسب شوہر نکاح کشفہ سے ثابت ہوگا اور اگر ایک دن کم چار مہینہ پر ایسا بیٹا گرا ہے تو نکاح جائز نہوایہ بحوالہ فقہین ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر دونوں میں اختلاف ہوا چنانچہ شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھے ایک مہینہ سے اپنے نکاح میں لیا ہے اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ ایک سال سے تو یہ بچہ اس شوہر سے ثابت النسب ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک واجب ہے کہ شوہر سے قسم لیاوے بخلاف قول امام غزالی کے یہ کافی میں ہے اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ ان شوہر نے ایک مہینہ سے اپنے نکاح میں لیا ہے تو اس بچہ کا نسب اس شوہر سے ثابت نہوگا پھر اگر بعد باہمی اتفاق کے گواہ قائم ہوئے کہ اس مرد نے اس عورت کو ایک سال سے اپنے نکاح میں لیا ہے تو یہ گواہ قبول ہونگے۔ اور یہ جواب صحیح و مستقیم ہے در صورتیکہ اس بچہ نے بعد بڑے ہونے کے ایسے گواہ قائم کیے ہوں اور اگر گواہوں کا قائم ہونا اس بچہ کی صغر سنی میں ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ گواہ قبول نہونگے تا وقتیکہ قاضی اس صغیر کی طرف سے کوئی خصم مقرر نہ کر دے اور بعضوں نے کہا کہ اس تکلف کی کچھ حاجت نہیں ہے بلکہ بدون خصم مقرر کرنے کے قاضی ایسی گواہی کی سماعت کرے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور پانچ مہینہ گزرنے پر اسکے بچہ پیدا ہوا پس شوہر نے کہا کہ یہ بچہ میرا بیٹا ہے ایسے سبب سے کہ وہ اسکا موجب ہے کہ یہ بچہ میرا ہو اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ زنا کا ہے تو ایک روایت میں قول شوہر کا قبول ہوگا اور دوسری روایت میں ہے کہ جو کچھ عورت کہتی ہے وہی قبول کیا جائیگا اور اگر نکاح سے دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا اور باقی مسئلہ بجا لیا ہے تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ تا تا رخا۔ نہ میں ہے۔ اور اگر ایک باندھی سے نکاح کیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر اسکو خرید لیا پھر وقت خرید سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی تو اسکو لازم ہوگا ورنہ لازم نہ ہوگا الا بدعویٰ نسب اور یہ اس وقت ہے کہ بعد دخول کے ایسا واقع ہو اور اس میں کچھ فرق نہیں ہے کہ طلاق کیسی ہو خواہ طلاق بائن ہو یا رجعی ہو بہر حال یہی حکم ہے۔ اور اگر قبل دخول کے ایسا ہو پس اگر وقت طلاق سے چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنی تو اسکو لازم نہوگا اور اگر اس سے کم مدت میں جنی ہو تو بچہ اس مرد کو لازم ہوگا بشرطیکہ وقت نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ میں جنی ہو اور اگر وقت نکاح سے اس سے کم مدت میں جنی ہو تو لازم نہوگا۔ اور اسی طرح اگر اسنے طلاق دینے سے پہلے اپنی زوجہ کو خرید لیا ہو تو بھی احکام مذکورہ بالا میں یہی حکم ہے یہ تیسرے میں ہے۔ اور اگر اپنی زوجہ باندھی کو دو طلاق دیدین حتیٰ کہ اسپر حرمت غلیظہ حرام ہو گئی تو وقت طلاق سے دو برس تک اسکے بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا۔ اور اگر اپنی مذلولہ زوجہ کو خرید لیا پھر اسکو آزاد کر دیا پھر خریدنے کے وقت سے چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا الا آنکہ شوہر اسکا دعویٰ کرے اور امام محمد کے نزدیک وقت خرید سے دو برس تک بدون دعویٰ کے اسکا نسب ثابت ہے۔

ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اسکو آزاد نہیں کیا بلکہ اسکو فروخت کر دیا پھر وقت فروخت سے چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا اگرچہ اسکا دعویٰ کرے الا بتصدیق مشتری۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک بدون تصدیق مشتری کے نسب ثابت ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اگر ام ولد کو اسکا مولیٰ چھوڑ کر مر گیا یا آزاد کر دیا تو آزاد کرنے یا مرنے کے وقت سے دو برس تک اسکے بچہ کا نسب مولیٰ سے ثابت ہوگا یہ عتبار میں ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں بچہ ہو تو وہ میرا ہی پھر ایک عورت نے ولادت پر گواہی دی تو یہ باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم ہوقت ہے کہ وقت اقرار سے چھ مہینے سے کم میں جنی ہو اور اگر چھ مہینہ یا زیادہ میں جنی تو مولیٰ کے ذمہ لازم ہوگا لیکن تجھے معلوم کر لینا چاہیے کہ حکم اسی صورت میں ہے کہ جب مولیٰ نے بلفظ شرط تعلیق کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں بچہ ہو یا اگر تجھے حل ہو تو وہ میرا ہی اور اگر مولیٰ نے یون کہا کہ یہ مجھے حاملہ ہو تو اسکا بچہ مولیٰ کو لازم ہوگا اگرچہ چھ مہینہ سے زیادہ دو برس تک میں پیدا ہو لیکن اگر مولیٰ نے اسکی نفی کر دی تو لازم ہوگا چنانچہ کتاب الاجناس کی کتاب الاعتاق میں اسکی تصریح ہے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ ایک مرد نے غلام کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے پھر مر گیا پھر غلام کی ماں آئی اور وہ آزاد ہو اور کہا کہ میں اس مردیت کی جو رہی ہوں تو یہ اسکی جو رہی اور دونوں اسکے وارث ہونگے اور نو اور میں ذکر کیا ہے کہ یہ استحسان ہے۔ اور یہ ہوقت ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ عورت حرہ ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو اور میت کے دارنوں نے دعویٰ کیا کہ یہ میت کی ام ولد ہے اور یہ عورت نکاح کا دعویٰ کرتی ہے تو یہ عورت وارث ہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت کو تین طلاق دیدیں پھر قبل اسکے کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کر کے حاملہ ہو کر اسے دوبارہ اس سے نکاح کر لیا اور اسکے اس مرد سے بچہ پیدا ہوا اور حال یہ ہے کہ یہ دونوں اس نکاح کے فاسد ہونے کو نہیں جانتے تھے تو نسب ثابت ہوگا اور اگر دونوں فساد نکاح کو جانتے ہوں تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک نسب ثابت ہوگا یہ تاتار خانہ میں تجنیس نامہ صری سے نقل ہے۔ ایک مرد کی تخت میں ایک عورت ہو اور اسکے پاس ایک بچہ ہو اور یہ بچہ اس مرد کے قابو میں نہیں ہو پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ سے جب نکاح کیا ہے کہ جب میرے یہ بچہ تجھ سے پہلے ایک شوہر سے پیدا ہو چکا ہے اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ تو میرے تخت میں شکوہ جنی ہے تو وہ اس شوہر کا بیٹا ہوگا۔ اور اگر بچہ شوہر کے پاس ہو نہ عورت کے پاس پس شوہر نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ پھر سے نہیں بلکہ دوسری عورت سے ہے اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ مجھ سے ہے تو تول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت کے قول کی تصدیق ہوگی یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر بچہ جو مرد دونوں کے ماتحت میں ہو پس شوہر نے کہا کہ یہ بچہ تیرا ہے پہلے شوہر سے ہے جو مجھ سے پہلے تھا اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تجھ سے پیدا ہے تو یہ اسی مرد سے قرار دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پس وہ حاملہ ہو گئی پھر اس سے نکاح کر لیا پھر اسکے بچہ پیدا ہو پس اگر وقت نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ میں پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے کم میں جنی تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا الا نکہ شوہر اسکا دعویٰ کرے اور اسے یہ نہ کہا ہو کہ یہ زنا سے ہے اور اگر اسے کہا کہ یہ مجھ سے زنا سے ہے تو اسکا نسب اس سے ثابت ہوگا اور اسکا وارث بھی ہوگا یہ بیابج میں ہے۔ ایک مرد نے ایک باندی خریدی پس اس سے بچہ جنی پھر ایک مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ میری جو رہی ہے اور میرے ساتھ اسکے مولیٰ نے ساہ دیا اور اسپر گواہ قائم کیے تو یہ اسکی جو رہی قرار دی جائیگی اور یہ بچہ اسکے شوہر کا بچہ قرار دیا جائیگا اور چونکہ مولیٰ نے اسکا دعویٰ کیا تھا اسوجہ سے وہ آزاد ہوگا۔ ایک طفل ایک عورت کے پاس ہے پس ایک مرد نے اس عورت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔

مقالہ التجر
خلا سے راجع

نکاح کی رو سے
بچہ کا نسب

نکاح سے پیدا ہوا ہو اور عورت نے کہا کہ یہ تیرا بچہ مجھ سے زنا سے پیدا ہوا ہو تو بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت نہوگا اور اگر عورت نے اس کے بعد کہا کہ یہ تیرا بیٹا نکاح سے ہو تو اس کا نسب ان دونوں سے ثابت ہو جائیگا۔ ایک مرد مسلمان سے اپنی عورتوں سے جو بچہ اپنی حرام بہن نکاح کیا پس اس سے اولاد پیدا ہوگی تو اولاد کا نسب اس مرد سے امام عظمیٰ کے نزدیک ثابت ہوگا اور صاحبین کے نزدیک نہیں ثابت ہوگا اور یہ اختلاف اس بنا پر ہے کہ ایسا نکاح امام عظمیٰ کے نزدیک فاسد ہے اور صاحبین کے نزدیک باطل ہے یہ ظہیر یہ ہیں۔ اور اگر اپنی جوڑو کے ساتھ خلوت صحیح کی پھر سکو صریح طلاق دیدی اور کہا کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا ہو پس عورت نے اسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو عورت پر عہدہ واجب ہوگی اور عورت کو پورا ہر بیٹا پھر اگر مرد مذکور نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے مراجعت کر لی تو مراجعت صحیح نہوگی اور اگر دوسری سے کمین یہ عورت بچہ جنی اور منور اس سے انقضای عدت کا اقرار نہیں کیا ہو تو اس بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور مراجعت مذکورہ صحیح ہوگی اور قبل طلاق کے اس سے دلی کو نے والا قرار دیا جائیگا یہ سراج و مانج ہیں۔ ام ولد سے اگر کسی سے نکاح فاسد کیا اور شوہر نے اس سے دخول کیا اور اس کے بچہ پیدا ہوئے تو اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اگرچہ سولی ایسا دعویٰ کرے یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ نسب باشارہ ثابت ہو جاتا ہو باوجودیکہ زبان سے بولنے کی قدرت حاصل ہو یہ بنا یہ ہیں۔ ایک مرد نے ایک عورت اپنے صغیر بیٹے کو سیاہی جو جماع کرنے کے لائق نہیں ہے اور نہ ایسا ہے کہ اس سے حمل بجاوے یعنی جماع نہیں کر سکتا ہو پھر اس عورت کے بچہ پیدا ہوئے تو یہ اس صغیر کو لازم نہوگا لیکن جو کچھ شوہر کے باپ نے اس عورت کو اپنے پسری طرف سے دیا ہو وہ واپس نہوگی اور اگر اس عورت کے اقرار کیا کہ میں نے خود نکاح کیا ہو تو جو مہینہ مقدار مدت حمل کا نفقہ شوہر کو واپس دیگی یہ ظہیر یہ ہیں۔ ^{باز بچہ} قریب ببلوغ کی عورت کے اگر بچہ پیدا ہوئے تو اس کا نسب اسکی طفل سے ثابت ہوگا یہ سراج میں ہے اگر دار الحرب سے کوئی عورت حاملہ دار الحرب میں شوہر چھوڑ کر ہجرت کر کے دارالاسلام میں چلی آئی اور یہاں بچہ جنی تو امام عظمیٰ کے نزدیک اس کا بچہ حلی شوہر کو لازم نہوگا یہ ترمذی میں ہے۔ حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینہ اور زیادہ سے زیادہ دوسری ہیں یہ کافی ہیں۔ اور اس بات پر اجماع ہے کہ مدت کا اعتبار نکاح صحیح میں وقت نکاح سے ہو اور بعض نے فرمایا کہ نکاح صحیح میں دخول شرط نہیں ہے لیکن خلوت ہونا ضرر ہے یہ فتاویٰ تاجنخان میں ہے

سولہواں باب۔ حضانت کے بیان میں۔ بچہ کی حضانت کے واسطے سب سے زیادہ مستحق اسکی ماں ہو خواہ حالت قیام نکاح ہو یا فرقت واقع ہو گئی ہو لیکن اگر اسکی ماں سربز یا فاجرہ غرہامونہ ہو تو ایسا نہیں ہے یہ کافی ہیں ہر خواہ وہ مرد ہو کہ دار الحرب میں چلی گئی ہو یا دارالاسلام میں موجود ہو پھر اگر اس سے مرتع ہوتے سے تو بہ کر لی یا فوج سے تو بہ کر لی تو پھر سب سے زیادہ مستحق ہو گئی یہ بحر الرائق میں ہے اسی طرح اگر ماں چوٹی یا کاٹنے والی یا ناکھ ہو تو اس کا بچہ حق نہیں ہے نہ الرائق میں ہے۔ مگر ماں حضانت سے اگر انکار کرے تو صحیح ہے ہر کہ اسپر جبر نہ کیا جائیگا بسبب احتمال اس کے عجز کے لیکن اگر اس بچہ کا کوئی ذمی رحم محرم سوائے اس کے نہوے تو اسپر پدرش کے واسطے جبر کیا جائیگا تاکہ وہ بچہ ضائع نہو جاوے بخلاف باپ کے کہ جب بچہ ماں سے مستغنی ہو اور باپ نے اس کے لینے سے انکار کیا تو باپ پر جبر کیا جائیگا یہ عینی شرح کنز میں ہے اور اگر بچہ کی ماں مستحق حضانت نہو مثلاً بسبب امور مذکورہ کے وہ اہلیت حضانت کی نہ رکھتی ہو یا غیر محرم سے مزوج کر لیا ہو یا مرگئی ہو تو ماں کی ماں او لے ہو بہ نسبت اور سب کے اگرچہ اونچے درجہ میں ہو یعنی پرانی وغیرہ ہو۔ اور اگر ماں کی ماں یا ماں کی ماں علی ہذا القیاس کوئی نہو تو باپ کی ماں اگرچہ اونچے درجہ کی ہو بہ نسبت اور ان کے اولیٰ ہے

قال المذنب
نسب بولت
ہو یا بچہ ہو
لیکن امام سہول
بارفتی یہ بیایدیگا
اور فتوہ سہ
صاحبین سہول
پرواقت ہو اور
ابن کثیر فہی
کیا جاوے
اگر سہ ہو یا بچہ
سہل کے
سہل قال

دار الحرب
باز بچہ
باز بچہ
باز بچہ
باز بچہ
باز بچہ
باز بچہ
باز بچہ
باز بچہ
باز بچہ

یہ فتح القدر میں ہے۔ اور خصائص نے نفقات میں ذکر کیا ہے کہ اگر صغیرہ کی جدہ اسکے باپ کی جانب سے ہو یعنی اسکی مان کے باپ کی مان تو یہ بمنزلہ اس جدہ کے نہیں ہے جو اسکی مان کی جانب سے ہو یعنی مان کی مان کی مان یہ بحر الرائق میں ہے۔ پس اگر وہ مرگئی یا اسنے نکاح کر لیا تو ایک مان باپ کی سگی بہن بھی اولیٰ ہے پس اگر اسنے بھی نکاح کر لیا یا مرگئی تو اخیانی یعنی مان کی طرف کی بہن اولیٰ ہے اور اگر اسنے نکاح کر لیا یا مرگئی تو سگی بہن کی دختر پھر اگر وہ بھی مرگئی یا نکاح کر لیا تو اخیانی بہن کی دختر اولیٰ ہے پس یہاں تک ان سب کی ترتیب میں اختلاف روایت نہیں ہے اور اسکے بعد پھر روایات مختلف ہیں چنانچہ خالہ و پردہ سی بہن میں اختلاف ہے کہ کتاب النکاح کی روایت میں علاقہ کی بہن یعنی باپ کے طرف کی بہن خالہ سے اولیٰ ہے اور کتاب الطلاق کی روایت میں خالہ اولیٰ ہے۔ اور سگی بہن و مان کی طرف کی اخیانی بہن کی بیٹیاں بالاتفاق خالہ اولیٰ ہیں۔ اور علاقہ کی بہن کی بیٹی اور خالہ کی صورت میں اختلاف روایات ہے اور صحیح یہ ہے کہ خالہ اولیٰ ہے جو پھر خالہ اولیٰ میں وہ خالہ اولیٰ ہے جو ایک مان و باپ کی طرف سے سگی خالہ ہو پھر مان کی طرف سے خالہ پھر باپ کی طرف سے خالہ۔ اور بیٹیاں پھر بیٹوں سے اولیٰ ہیں اور پھر بیٹوں میں ہی ترتیب ہے جو بیٹے خالہ اولیٰ ہیں بیان کی ہے یہ قادی قاضیخان میں ہے۔ پھر بعد اسکے مان کی خالہ جو ایک مان و باپ سے ہو اولیٰ ہے پھر مان کی خالہ جو فقط مان کی طرف سے ہو پھر جو فقط باپ کی طرف سے ہو۔ پھر مان کی پھر بیٹیاں اسی ترتیب سے اولیٰ ہیں اور ہمارے نزدیک باپ کی خالہ سے مان کی خالہ اولیٰ ہے جو پھر اگر یہ بہن و باپ کی خالہ و پھر بیٹیاں اسی ترتیب مذکور سے اولیٰ ہوں گی یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اس باب میں اصل یہ ہے کہ یہ ولایت از جانب مادر مستفاد ہوتی ہے پس اس میں جانب مادر کی کو جانب پدر کی پر تقدیم ہوگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور چچا و داموں و پھوپھی و خالہ کی دختر و کو حضانہ میں کچھ اختلاف نہیں بدلتا میں ہے۔ اور نکاح کر لینے سے ان عورتوں کا حق حضانہ حب ہی باطل ہو جاتا ہے جب یہ کسی اجنبی سے نکاح کو بین اور اگر ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس بچہ کا فوی رحم محرم ہو مثلاً نانی نے ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس بچہ کا دادا ہو یا مان نے اس بچہ کے چچا سے نکاح کیا تو اس عورت کا حق حضانہ باطل ہوگا یہ قادی قاضیخان میں ہے۔ اور جس عورت کا حق بسبب نکاح کر لینے کے باطل ہو گیا تھا تو جب زوجیت تلف ہو جائیگی تو اسکا حق حضانہ عود کرے گا یہ ہدایہ میں ہے اور اگر ملاقا رجعی ہو تو جب تک عدت نہ گزر جاوے تب تک حق حضانہ عود نہ کرے گا سو اسطے کہ زوجیت ہنوز باقی ہے جو عینی شرح کثر میں ہے اور اگر بچہ کی مان نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور اس عورت کی مان یعنی بچہ کی نانی اس بچہ کو اسکی مان کے شوہر کے گھر میں لیکر رہتی ہے تو بچہ کے باپ کو اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے۔ ایک صغیرہ اپنی نانی کے پاس ہے کہ وہ اسکے حق میں خیانت کرتی ہے تو اسکی پھوپھیوں کو اختیار ہوگا کہ اس صغیرہ کو اس سے لے لیں جب کہ اسکی خیانت ظاہر ہو یہ قنیہ میں ہے۔ اور اگر بچہ کے باپ نے دعویٰ کیا کہ اسکی مان نے دوسرا نکاح کیا ہے اور مان نے اس سے انکار کیا تو قول اسکی مان کا قبول ہوگا اور اگر اسکی مان نے اقرار کیا کہ مان اسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا تھا مگر اسنے طلاق دیدی پس میرا حق عود کر آیا ہے پس اگر عورت نے کسی شوہر کو معین نہ کیا ہے تو قول عورت ہی کا قبول ہوگا اور اگر کسی مرد کو معین کیا ہو تو دعویٰ طلاق میں اسکا قول قبول نہ ہوگا یہاں تک کہ یہ شوہر اسکا اقرار کرے۔ اور اگر ان عورتوں سے جو بچہ کی پرورش کی ہو کسی سبب سے بچہ کا لے لینا واجب ہو یا بچہ کی پرورش کی کوئی عورت مشتاق نہیں ہو تو وہ اپنے عصبہ کو دیا جائیگا پس مقدم باپ ہوگا کہ پھر باپ کا باپ علیٰ ہذا اگر چہ کتنے ہی واسطے درج ہو

لے ان کی خالہ
و جس سے مقدم ہو

لے عصبہ ہو یا باپ
و اگر نہ ہو تو عود کرے گا

پھر ایک ماں باپ سے سگا بھائی بھرباب کی طرف کا بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علانی بھائی کا بیٹا اور ہی ترتیب اس کے پوتوں پر دو تون میں ٹوٹا ہوگی۔ پھر سگا چچا۔ پھر خلاتی چچا۔ اور رہی چچوں کی اولاد سو پھر انکو دیا جائیگا پس مقدم کے چچا کا بیٹا ہی پھر علانی چچا کا بیٹا مگر صغیر پھر انکو دیا جائیگا کہ پردریش کرین اور صغیرہ دختر نہ دیجائیگی۔ اور اگر صغیرہ کے چچا بھائی یا چچا ہوں تو چچان میں سے زیادہ صالح ہو وہ پردریش کے واسطے اولی ہوگا اور اگر بہن بھائی میں سے کسیان ہوں تو جو سب سے سن ہو وہ اولی ہی یہ کافی میں ہو۔ اور تحفہ الفقہاء میں مذکور ہے کہ اگر صغیرہ دختر کا کوئی عصبہ ہو سو چچا کے پسر کے تو قاضی کو اختیار ہو اگر اسکو دیکھے کہ وہ نسلخ ہو تو اسکو پردریش کے واسطے دیر سے در کی پسند این کے بیان رسکے یہ فایۃ البیان میں ہو۔ اور اگر صغیرہ کا کوئی عصبہ ہو تو ماں کی طرف کے بھائی کو دیجاوے پھر اسکے پسر کو پھر ماں کی طرف کے چچا کو پھر سگے ماموں کو پھر علانی ماموں پھر اخیانی ماموں کو یہ کافی میں ہو۔ ماں کا باپ بہ نسبت ماموں کے اولی ہو اور بہ نسبت اخیانی بھائی کے بھی اولی ہو یہ سراج و اراج میں ہو۔ اور صغیرہ بیٹا پردریش کے واسطے سولی القاق کو دیا جائیگا اور صغیرہ دختر نہ دیجائیگی یہ کافی میں ہو۔ اور باندھی اور ام ولد کو حضانت میں کچھ حق نہیں ہے جب تک کہ دونوں آزاد ہوں پس حضانت کا اختیار انکے سولی کو ہوگا بشرطیکہ یہ بچہ رقیق ہو مگر اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس بچہ اور اسکی ماں کے درمیان تفریق کرے یعنی جدا کر دے بشرطیکہ دونوں اسکے ملک میں ہوں اور اگر کچھ آزاد ہوں تو حضانت کا استحقاق اسکے آزاد اقرباؤں کو ہے اور جب باندھی وام ولد آزاد ہو جاوے تو انکو اپنی آزاد اولاد کی پردریش و حضانت کا حق حاصل ہوگا۔ اور مکاتبہ کا جو بچہ حالت کتابت میں پیدا ہوا ہے اسکی حضانت کی وہی حق ہے بخلاف اس بچہ کے جو کتابت سے پہلے پیدا ہوا ہے یہ عینی شرح کثر میں ہو۔ اور مدبرہ باندھی مثل قتیہ باندھی کے ہے یہ تمیز میں ہو۔ اور غیر مذمی رحم مہرم کو صغیرہ دختر کی حضانت میں کچھ حق نہیں ہے اور نیز عصبہ فاسق کو بھی صغیرہ کی پردریش میں کچھ حق نہیں ہے یہ کفایہ میں ہو۔ اور جو شخص ہر وقت گھر سے باہر چلا جاتا ہو اور دختر کو ضائع چھوڑ جاتا ہو اسکی حضانت کچھ نہیں ہے یہ بحر الرائق میں ہو۔ ماں و نانی پسر کی استحقاق ہے یہاں تک کہ وہ حضانت سے مستغنی ہو جاوے اور اسکی مدت سات برس مقرر کی گئی ہے اور قدوری نے فرمایا کہ اسوقت تک مستحق نہیں کہ تنہا کھالے اور تنہا پی لے اور تنہا استغنا کر لے اور شیخ ابو بکر رازی نے نو برس مقدار بیان کی ہے اور فتویٰ قول اول پر ہو۔ اور لڑکی کی صورت میں ماں و نانی اسوقت تک مستحق ہیں کہ اسکو حیض آوے۔ اور نو اور ہشام میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ جب دختر حد شہوت تک پہنچ جاوے تو اسکی پردریش کا باپ مستحق ہوگا اور یہ صحیح ہے یہ تمیز میں ہو۔ اور صغیرہ اگر مستثناة ہو یعنی قابل شہوت ہو حالانکہ مکمل شہوت نہ ہو تو ماں کا حق اسکی حضانت میں ساقط نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ مردوں کے لائق ہو جاوے یہ قتیہ میں ہو۔ اور جب پسر حضانت سے مستغنی ہو گیا اور دختر بالغ ہو گئی یعنی حد تک پہنچ گئی تو اسکے عصبہ انکی پردریش کے واسطے اولی ہونگے پس بہ ترتیب جو اقرب ہو مقدم کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور پسر کو یہ لوگ اپنے پاس رکھینگے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جاوے پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر اسکی رائے ٹھیک اور اپنے نفس پر مامون ہو تو اسکی راہ کھول دیجاوے گی جہاں چاہے جاوے اور اگر اپنے نفس پر مامون نہ ہو تو باپ اپنے ساتھ ملا لے گا اور اسکا دلی رہیگا مگر باپ پر اسکا لفظ واجب نہیں ہے اسکا جی چاہے بطور تلوع دے یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور لڑکی اگر یتیم ہو اور اپنے نفس پر غیر مامون ہو تو اسکی راہ بند رکھی جاوے گی اور باپ اسکو اپنے ساتھ سیل میں کرے گا اور اگر وہ اپنے نفس پر مامون ہو تو عصبہ

اسپر کوئی حق ایسا نہیں ہو اور اسکی راہ کھول دیجائیگی جہاں چاہے رہے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر بالغہ یا کرہ ہو تو اسکے
 ولیوں کو اختیار ہوگا کہ اپنے میل میں رکھیں اگر اسپر فساد کا خوف نہ ہو جو اسکی کم سنئی کے اور حبس و سن تیز کو پہنچ
 جادے اور ہارے و ہوش ہو کہ عقیقہ ہو تو اولیاء کو اپنے میل میں رکھنے کا ضروری اختیار نہیں ہو بلکہ اسکو اختیار ہو کہ جہاں
 چاہے رہے بشرطیکہ وہ ان اسکے حق میں خوف نہ ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت کا باپ دادا و دیگر عصبات میں کوئی
 نہ ہو یا اسکا کوئی عصبہ ہو مگر وہ مفسد ہو تو قاضی اسکے حال پر نظر کرے پس اگر وہ مامونہ ہو تو اسکی راہ چھوڑ دے
 کہ تنہا سکونت اختیار کرے خواہ وہ باکرہ ہو یا شبہ ہو ورنہ اسکو کسی عورت، امینہ ثقہ کے پاس جو اسکی حفاظت پر قادر
 ہو رکھے اسواسطے کہ قاضی تمام مسلمانوں کے حق میں لٹ نہ خیر خواہ مقرر ہوتا ہو یہ عینی شرح کنز میں ہو۔ اور اگر ایک عورت
 ایک طفل کو لائی اور ایک مرد سے نفقہ طلب کیا اور کہا کہ تجھ سے اور میری دختر سے یہ بیٹا ہو اور اسکی مان مرگئی ہو پس
 مجھے اسکا نفقہ دے پس اس مرد نے کہا کہ تو سچی ہو یہ تیری دختر سے میرا بیٹا ہو مگر اسکی مان نہیں مری ہو بلکہ میرے
 گھر میں موجود ہو اور چاہا کہ اس عورت سے یہ لڑکا لے لے تو اسکو یہ اختیار خود نہ ہوگا یہاں تک کہ قاضی اس بچہ کی مان
 کو خبردار کرے کہ وہ حاضر ہو کر اس بچہ کو لے لے پس اگر مرد مذکور ایک عورت کو حاضر لایا اور کہا کہ یہ تیری دختر ہو اور
 اسی عورت سے میرا یہ بیٹا ہو اور بچہ کی نانی نے کہا کہ یہ میری بیٹی نہیں ہو بلکہ میری بیٹی اس سپر کی مان مرگئی ہو پس
 نوال میں مقدمہ میں اسی مرد کا اور جو اسکے ساتھ عورت آئی ہو دونوں کا قبول ہوگا اور طفل مذکور کو دیدیا جائیگا۔ اسی
 طرح اگر نانی ایک مرد کو حاضر لائی اور ایک طفل کی نسبت کہا کہ یہ بیٹا میری دختر کا اس مرد سے ہو اور اسکی مان مرگئی ہو اور
 مرد مذکور نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تیری دختر سے نہیں بلکہ دوسری میری جو دوست ہے تو قبول مرد کا قبول ہوگا اور طفل مذکور
 کو اس سے لے لیگا۔ اور اگر یہ مرد ایک عورت کو لایا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا اس عورت سے ہے تو تیری دختر سے اور طفل کی
 نانی نے کہا کہ یہ عورت اس طفل کی مان نہیں ہو بلکہ اسکی مان میری دختر تھی اور جس عورت کو مرد مذکور لایا ہو اسنے کہا کہ تو
 سچی ہو میں اسکی مان نہیں ہوں اور یہ مرد جھوٹ بولا ہو مگر میں اسکی جو رو ہوں تو مرد مذکور یعنی اس طفل کا باپ اسکے واسطے
 اولی ہوگا کہ اسکو لے لیگا یہ ظہیر پہن ہو۔ اور سراجیہ میں مذکور ہو کہ اگر بچہ کی مان اسکے باپ کے نکل میں نہ ہو اور نہ
 عدت میں ہو تو وہ حضانت کی اجرت لے لے گی اور یہ اجرت علاوہ اجرت دودھ پلائی کے ہوگی یہ بھراائق میں ہو۔
 اور اگر بچہ کا باپ تنگ دست ہو اور مان نے بدون اجرت کے پرورش کرنے سے انکار کیا اور اس بچہ کی بھوپچی نے کہا کہ
 میں بغیر اجرت کے پرورش کرونگی تو بھوپچی اسکی پرورش کے واسطے اولی ہوگی یہ صحیح ہو یہ فتح القدر میں ہو۔ اور بچہ
 حبس مان و باپ میں سے ایک کے پاس ہو تو دوسرا اسکی جانب نظر کرنے اور اسکی تھاہر پر دست کرنے سے
 منع نہ کیا جائیگا یہ تاتہ خانہ میں حاوی سے منقول ہو۔ فصل حضانت کا مکان زوجین کا مکان ہو جبکہ دونوں
 میں زوجیت قائم ہو حتیٰ کہ اگر شوہر نے اس شہر سے باہر جانا چاہا اور چاہا کہ اپنے صغیر فرزند کو اس عورت سے جسکو
 حق حضانت حاصل ہو لے لے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا یہاں تک کہ بچہ مذکور اسکی حضانت سے بے پروا ہو جاوے۔ اور
 اگر عورت نے چاہا کہ جس شہر میں ہو وہاں سے نکل کر دوسرے شہر میں چلی جادے تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اسکو جانے
 سے منع کرے خواہ اسکے ساتھ فرزند نہ ہو یا نہ ہو اور اسی طرح اگر عورت معتدہ ہو تو اسکو منع ولد کے اور بدون اسکے خروج روا
 نہیں ہو اور شوہر کو اسکا کمال دینا روا نہیں ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر مرد اور اسکی جو رو کے درمیان فرقت واقع ہوئی

حضانت کی کتاب
 جہاں لکھو وہ پروردگار سے

ہی مان و جہاں شوہر
 زود و رہش سے

پس اُسے عدت پوری ہونے کے وقت چاہا کہ بچہ کو اپنے ساتھ لیکر اپنے شہر کو چلی جاوے پس اگر نکاح اسی کے شہر میں
ہندھا ہو تو اسکو یہ اختیار ہو گا اور اگر اُس کے شہر کے سوا سے دوسری جگہ واقع ہوا تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو گا الا
اُس صورت میں کہ اس مقام فرقت اور اس کے شہر میں ایسی قربت ہو کہ اگر بچہ کا باپ اس بچہ کو دیکھنے کے واسطے حکم
جاوے تو رات سے پہلے اپنے مکان کو واپس آسکے پس ایسی صورت میں بمنزلہ ایک شہر کے محلات مختلفہ کے ہو جائیگا
اور عورت کو یہ اختیار ہو کہ ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں چلی جاوے۔ اور اگر عورت نے اپنے شہر کے سوا سے
دوسرے شہر میں منتقل کرنا چاہا اور اُس شہر میں نکاح واقع نہیں ہوا ہو تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہو گا الا اس صورت میں کہ دونوں
مقاموں میں ایسی ہی قرابت ہو جیسی ہم نے اوپر بیان کی ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر عورت نے ایسے شہر میں منتقل کرنا
چاہا جو ہر طرح قریب نہیں ہو اور نہ وہ اسکا شہر ہو لیکن اصل عقد نکاح وہیں واقع ہوا تھا تو بیسوط کی روایت پر
اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ کے کبریٰ میں ہے۔ اور اگر جو رو و مرد دونوں سوا شہر کے ہوں اور
عورت نے چاہا کہ بچہ کو اپنے ساتھ گائون میں لیجاوے اور وہیں رکھے اور نکاح اسی گائون میں واقع ہوا تھا
جہاں لیے جاتی ہو تو عورت کو یہ اختیار ہے اور اگر نکاح دوسرے گائون میں واقع ہوا ہو تو عورت کو اپنے گائون
میں منتقل کر کے لیجانے کا اختیار نہیں ہو اور نہ اس گائون میں جہاں نکاح واقع ہوا ہو در صورتیکہ یہ گائون دور ہو
اور اگر دونوں گائون قریب ہوں ایسے کہ باپ لڑکے کو دیکھ کر غور پر راحت کے بعد رات سے پہلے اپنے گائون میں
واپس آسکے تو عورت کو وہاں منتقل کر لینے کا اختیار ہے یہ سراج و مانع میں ہے۔ اور اگر بچہ کا باپ شہر میں متوطن ہو
اور عورت نے بچہ کو گائون میں منتقل کر لیجانے کا ارادہ کیا پس اگر یہ گائون عورت کا ہو اور اسی میں عورت سے نکاح
کیا ہو تو عورت کو یہ اختیار ہے اگرچہ وہ شہر سے دور ہو اور اگر یہ عورت کا گائون نہ ہو پس اگر قریب ہو اور اصل نکاح اسی میں
واقع ہوا ہو تو عورت کو یہ اختیار ہے جیسے شہر کی صورت میں مذکور ہوا ہو اور اگر اُس میں نکاح واقع نہ ہوا ہو تو اسکو یہ اختیار
نہیں ہے اگرچہ وہ شہر سے قریب ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت نے بچہ کو گائون سے شہر جامع میں منتقل کر کے لیجانا
چاہا حالانکہ یہ شہر اس عورت کا نہیں ہے اور نہ اس میں نکاح واقع ہوا ہو تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہو الا اُس صورت میں کہ
شہر مذکور گائون سے ایسا ہی قریب ہو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بچہ کو دارالحرب
میں منتقل کر لیجاوے اگرچہ اصل نکاح وہاں واقع ہوا ہو اور یہ عورت حریمہ ہے اور شوہر مسلمان ہے یا ذمی ہے اور اگر دونوں
حرابی ہوں تو عورت کو یہ اختیار حاصل ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مان مرگئی یہاں تک کہ حق حضانت بچہ کی مانی یعنی مان
کی مان کو حاصل ہوا ہو تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ اسکو اپنے شہر کو منتقل کر لیجاوے اگرچہ اصل عقد اسی میں واقع ہوا ہو۔
اسی طرح ام ولد جب آزاد کر دی گئی تو وہ بچہ کو اس شہر سے جہاں اسکا باپ ہے باہر نہیں لیجا سکتی ہے یہ غایۃ البیان میں ہے
اور جب نانی کو یہ اختیار نہیں ہے تو نانی کے سوا اور عورتوں کا حکم بھی مثل نانی کے ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ منتقی میں
ابن سماعہ کی روایت سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے بصرہ میں ایک عورت سے نکاح کیا اور اُس کے
ایک بچہ پیدا ہوا پھر یہ مرد اس بچہ صغیر کو کوفہ میں لے گیا اور اس عورت کو طلاق دیدی پس عورت نے اپنے بچہ کے
بارہ میں مخاصمہ کیا اور چاہا کہ مجھے واپس دیا جاوے تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر مرد مذکور اس بچہ کو اس عورت کی
اجازت سے کوفہ میں لے آیا ہو تو مرد پر واجب نہیں ہے کہ اسکو واپس لاوے اور عورت سے کہا جائیگا کہ تو خود وہاں

سہ زبیر راجی پور
سید محمد علی شاہ

جا کر اس بچہ کو لے لے اور فرمایا کہ اگر بدون عورت مذکورہ کی اجازت کے مرد مذکور اسکو لے آیا ہو تو مرد پر واجب ہوگا کہ اس بچہ کو اس عورت کے پاس لے آوے۔ ابن ساعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک مرد اپنی عورت کو مع غرضت کے جو اس عورت کے پیٹ سے ہر بصرہ سے کوفہ میں لے آیا پھر عورت کو بصرہ واپس بھیج دیا اور اسکو طلاق دیدی تو مرد مذکور پر واجب ہوگا کہ اس بچہ کو بھی اس عورت کے پاس واپس بھیج دے پس عورت کے واسطے اس مرد سے اسکا مؤخرہ کیا جاد گیا یہ ظہیر یہ بین ہے۔ اور اگر طلاق دہندہ نے اپنے بچہ کو اسکی ماں سے جسکو طلاق دی ہے سو جسے لے لیا کہ اس عورت نے نکاح کر لیا ہے تو مرد مذکور کو اختیار ہے کہ اس بچہ کو لے کر سفر کو جادے یہاں تک کہ پھر اس بچہ کی ماں کا حق عود کرے یہ بھرا لائق بین سراجیہ سے منقول ہے

ستر صوان باب نفقات کے بیان میں اور اس میں چہ فصلیں ہیں **فصل اول** نفقہ زوجہ کے بیان میں مدافع رہا کہ مرد پر اپنی عورت کا نفقہ واجب ہے خواہ جو مرد مسلمان ہو یا ذمیہ ہو یا فقیر ہو یا غنیہ ہو خواہ اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ کبیہہ ہو یا ایسی صغیرہ ہو کہ اس سے جماع کیا جاسکتا ہو کذا فی فتاویٰ تافاویٰ تا صغیران خواہ مرد ہو یا مکاتبہ ہو یہ جوہرہ غیرہ میں ہے۔ اور مشائخ نے اس میں کلام کیا ہے کہ جماع کے لائق کتب تک ہوتی ہے اور مختار قول یہ ہے کہ جن تک کہ بیس کی توثیق تک قابل جماع نہیں ہوتی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی التا تاریخانیہ اور صحیح یہ ہے کہ من کا کچھ عتبا نہیں ہو بلکہ اعتبار ہی کا ہے کہ وہ شقت جماع کو برداشت کر سکے اور اسکی قدرت اسکو حاصل ہو جاوے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر عورت ایسی صغیرہ ہو کہ اس کے مثل سے وطنی نہیں کی جاتی ہے اور وہ جماع کے لائق نہیں ہے تو ہمارے نزدیک اس کے واسطے نفقہ نہ لگایا جائے گا بلکہ اسکی حالت ایسی ہو جاوے کہ وہ جماع کو برداشت کر لے خواہ وہ اپنے باپ کے گھر ہو یا شوہر کے گھر ہو یہ عیض میں ہے۔ اور کبیہہ نے اگر اپنا نفقہ طلب کیا اور وہ منور اس پر شوہر کے گھر میں بھیگی گئی تو اسکو یہ اختیار ہے کہ شوہر سے اس کے اپنے گھر بھیجے جائے کا مطالبہ نہ کیا ہو اور یہ فی مشائخ بالغ نے کہا کہ جب وہ اپنے شوہر کے گھر میں بھیگی گئی ہے تو مستحق نفقہ نہ ہوگی مگر فتویٰ قول اول پر ہے فتاویٰ غیاثیہ میں ہے۔ پس اگر شوہر نے اس کے گھر اپنے نہیں بھیجے جاسنے کا مطالبہ کیا اور اس نے شوہر کے گھر جاسنے سے انکار کیا تو اسکو نفقہ لگایا اور اگر اس نے وہاں منتقل ہو سنے سے انکار کیا پس اگر انکار حق ہو مثلاً اس نے سو بھرتے انکار کیا کہ اپنا منزل وصول کر لے تو بھی اسکو نفقہ لگایا اور اگر انکار بغیر حق ہو مثلاً شوہر نے اسکا مہر اسکو دیدیا ہے یا مہر میعاد دی ہے کہ جسکی مدت ابھی دور ہے یا اس نے اپنا مہر شوہر کو سپرد کر دیا ہے پھر اس نے انکار کیا تو اسکو کچھ نفقہ نہ لگایا یہ عیض میں ہے۔ اور اگر عورت نے نشوز کیا تو عورت کے واسطے کچھ نفقہ نہ لگایا یہاں تک کہ شوہر کے گھر میں آ جاوے اور نشوز کرنے والی وہ عورت ہوتی ہے جو شوہر کے گھر سے نکلی جاوے اور اپنے نفس کو شوہر سے روکے بخلاف اس کے اگر وہ شوہر کے گھر میں ہو اور شوہر کو اپنے اوپر قابو دینے سے روکے کہ تو وہ ناشعہ نہ ہوگی اس واسطے کہ منور وہ محض سو جو ہو ہے اور اگر عورت کی ملک ہو اور اس نے شوہر کو اپنے پاس ورنہل ہو سنے سے منع کیا تو اس کے واسطے نفقہ نہ لگایا لیکن اگر اس نے شوہر سے درخواست کی ہے کہ مجھے اس میرے مکان سے اپنے گھر لجاوے یا میرے واسطے کوئی مکان کرایہ لے لے تو ایسی صورت میں حکم ایسا نہیں ہے۔ اور جب عورت نے نشوز سمیٹ دیا تو اسکو نفقہ لگایا اور اگر شوہر زمین غصب میں رہتا ہو یعنی غیر کی ملک غصب کر کے زمین رہتا ہو پس عورت نے وہاں رہنے سے انکار کیا تو عورت کو نفقہ لگایا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے نفس کو شوہر کو سپرد کر دیا ہو پھر مہر وصول پانے کے واسطے قابو دینے سے انکار کیا تو امام اعظم کے نزدیک ناشعہ نہ ہوگی یہ فتاویٰ تافاویٰ تا صغیران میں ہے

یہ بچہ کو اس عورت کے پاس لے آوے۔ ابن ساعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک مرد اپنی عورت کو مع غرضت کے جو اس عورت کے پیٹ سے ہر بصرہ سے کوفہ میں لے آیا پھر عورت کو بصرہ واپس بھیج دیا اور اسکو طلاق دیدی تو مرد مذکور پر واجب ہوگا کہ اس بچہ کو بھی اس عورت کے پاس واپس بھیج دے پس عورت کے واسطے اس مرد سے اسکا مؤخرہ کیا جاد گیا یہ ظہیر یہ بین ہے۔ اور اگر طلاق دہندہ نے اپنے بچہ کو اسکی ماں سے جسکو طلاق دی ہے سو جسے لے لیا کہ اس عورت نے نکاح کر لیا ہے تو مرد مذکور کو اختیار ہے کہ اس بچہ کو لے کر سفر کو جادے یہاں تک کہ پھر اس بچہ کی ماں کا حق عود کرے یہ بھرا لائق بین سراجیہ سے منقول ہے

ایک مرد سلطان کی زمین میں رہتا ہو اور سلطان سے مال لیتا ہو پس عورت نے کہا کہ میں سلطانی زمین میں میرے ساتھ نہ رہو گی اور نہ تیرے مال سے کھاؤ گی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور اس سے انکار کرنے سے گنگا ہو گی اور ناشترہ ہو جائیگی۔ اور بعض علماء سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت کا مرد نماز نہیں پڑھتا ہو اور عورت نے اس کے ساتھ رہنے سے انکار کیا تو فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہو یہ ظہیرہ میں ہو۔ ایک عورت اپنے شوہر سے روپوش ہو گئی یا اس کے ساتھ جاسنے سے جس شہر میں وہ جانا چاہتا ہو انکار کیا اور یہ مرد اس عورت کو اسکا پورا مردے چکا ہو تو اس عورت کے واسطے اس شوہر پر کچھ نفقہ نہوگا۔ اور اگر مرد مذکور نے اسکو اسکا مہر نہ دیا ہو اور باقی مسئلہ بجالا ہو تو عورت کے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور یہ اسوقت ہو کہ اس عورت سے دخول نہ کیا ہو۔ اور اگر اس عورت سے دخول کیا ہو تو امام عظیم رہے نزدیک اس میں صورت میں بھی یہی حکم ہو اور صاحبین کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ نفقہ نہوگا خواہ شوہر نے اسکو اسکا مہر دیدیا ہو یا نہ دیا ہو شیخ امام ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ یہ اُن اماموں کے زمانہ میں تھا۔ اور ہمارے زمانہ میں شوہر اسکو لیکر عورت میں جاسکتا ہو اگرچہ اسکا مہر دیا ہو یا نہ دیا ہو یہ حیثیت ہو۔ اور اگر عورت اپنے قرضہ کی وجہ سے قید کی گئی تو اس کے واسطے شوہر پر نفقہ واجب نہوگا۔ اور شیخ کرخی نے فرمایا کہ اگر عورت ایسے قرضہ کی وجہ سے قید کی گئی جسکے اوامی اسکو قدرت نہیں ہو تو اس کے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور اگر اس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو اس کے واسطے نفقہ لازم نہوگا اور فتویٰ ہے کہ عورت کے واسطے دونوں صورتوں میں نفقہ نہوگا یہ جوہرہ میں ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ شوہر اس عورت تک قید خانہ میں نہ پہنچ سکتا ہو اور اگر قید خانہ میں کوئی ایسی جگہ ہو کہ وہاں اس تک پہنچ سکتا ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ عورت کے واسطے نفقہ واجب ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر عورت کو کوئی غاصب لیکر بھاگ گیا یا وہ ظلم سے قید کی گئی تو خصما نے ذکر فرمایا کہ وہ مستحق نفقہ نہوگی اور صدر شہید حاکم الدین نے ذکر فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے یہ عتابیہ میں ہو۔ اور اگر شوہر قید کیا گیا اور وہ ادا سے قرضہ پر قادر ہو یا نہیں قادر ہو یا شوہر بھاگ گیا تو عورت کے واسطے نفقہ لازم ہوگا یہ غایہ سہوچی میں ہو۔ اور اگر شوہر قید خانہ سلطانی میں ظلم سے قید کیا گیا تو اس میں اختلاف مشائخ ہو اور صحیح یہ ہو کہ عورت نفقہ کی مستحق ہو گی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر شوہر کسی دوسرے شہر میں ہو اور عورت سب سے بقدر سافت سفر کے دور میں ہو اور شوہر نے وہاں راہ خرچ اور سواری بھی تاکہ اس کے پاس جلی آوے مگر عورت نے اپنے ساتھ کوئی ذمی ختم نہ لایا پس نہ گئی تو وہ نفقہ کی مستحق ہو گی یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ اور اس جنس کے مسائل میں اصل یہ ہو کہ عورت کو دیکھا جاوے اگر وہ جماع کی صلاحیت نہیں رکھتی ہو تو اس کے واسطے نفقہ لازم نہوگا خواہ شوہر جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور اگر عورت جماع کی صلاحیت رکھتی ہو تو اس کے واسطے نفقہ لازم ہوگا خواہ مرد جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو یہ حیثیت میں ہو۔ اور اگر شوہر صغیر ہو اور جو رو کبیرہ ہو تو اس کے واسطے نفقہ لازم ہوگا کیونکہ اس پر ثن کا سپرد کرنا عورت کی طرف سے پایا گیا۔ اور اسی طرح جبکہ عورت کی طرف سے اپنے آپ کا سپرد کرنا پایا گیا مگر شوہر مجبور ہو یا غنیمت ہو یا مہر میں ہو کہ جماع کرنے پر قادر نہیں ہو یا حج کے واسطے نکلا ہو کہ احب اہم میں ہو تو بھی عورت کے واسطے نفقہ واجب ہوگا یہ اربع میں ہو اور اگر جو رو مرد دونوں صغیر ہوں کہ جماع کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو عورت کے واسطے نفقہ واجب نہوگا اس واسطے کہ حج اسکی جانب سے بھی ہو پس گویا کہ مجبور یا غنیمت کے تحت میں صغیرہ عورت ہو یا نہیں میں ہو۔ اور اگر عورت قبل شوہر کے پاس جانے کے ایسی مرہضہ ہو کہ جماع سے ممنوع ہو پھر وہ شوہر کے قرضہ بھی گئی اور اس حال میں بھی مرہضہ تھی

اگر اپنی جورو کی بہن یا خالہ یا چھوٹی بہن سے نکاح کیا اور جب تک اس سے دخول کیا تب تک اسکو نکاحا پھر دونوں میں تفریق کر دینی لگی اور مرد پر واجب ہو کہ جب تک اسکی جورو کی بہن عدت میں رہے تب تک اپنی جورو سے الگ رہے تو اسکی جورو کے واسطے نفقہ دینا ہوگا اور اسکی جورو کی بہن کے واسطے لازم نہ ہوگا اگرچہ آپر عدت واجب ہوئی ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی مرد کی جورو کے ساتھ ایک خادمہ یعنی باندی بھی ہو اور پھر زنا حال ہو تو اسپر اس عورت کے نفقہ کے ساتھ اسکی خادمہ کا نفقہ بھی مقدر کیا جائیگا اور یہ حکم ہر وقت ہو کہ یہ عورت آزادہ ہو اور اگر باندی ہو تو وہ خادمہ کے نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔ اور اگر جورو کے ساتھ دو یا زیادہ خادمہ ہوں تو امام اعظمؒ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ایک خادمہ سے زیادہ کا نفقہ مقدر نہ کیا جائیگا اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ خادمہ کے نفقہ میں شوہر خوشحال پر اسبق قرار واجب ہوگا جو تنگ دست پر اپنی زوجہ کے واسطے واجب ہوتا ہو یعنی ادنیٰ مقدار تک نفایت جس سے بستر ہو جاوے یہ کافی ہیں ہے۔ اور اس خادمہ میں اختلاف ہو بعض سے فرمایا کہ خادمہ یعنی عورت کی ملاکہ باندی ہو پس اگر غیر ملاکہ ہوگی تو عورت اسکی نفقہ کی مستحق نہ ہوگی یہی ظاہر الروایہ ہے۔ اور اگر شوہر تنگ دست ہو تو اسپر جورو کی خادمہ کا نفقہ واجب ہوگا اگرچہ عورت کے پاس خادمہ ہو اور یہ شیخ حسن نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہے اور یہی اصح ہے یہ تین میں ہے۔ اور اگر شوہر نے اپنی جورو سے کہا کہ تیری خادمہ میں سے کسی کو نفقہ نہیں دینگا لیکن اپنی خادمہ باندیوں میں سے سے تیری خدمت کے واسطے دینگا اور عورت نے اسکو قبول نہ کیا تو شوہر کو یہ اختیار نہیں ہے اور وہ مجبور کیا جائیگا کہ عورت کی ایک خادمہ کا نفقہ دے۔ ایک عورت کے خادمہ باندیوں میں پس اسسے اپنے شوہر سے کہا کہ تو میرے درمیان سے ایک کو نفقہ دے پس سنے ان ہر ایک کو نفقہ دیا پھر عورت نے کہا کہ میں اس نفقہ کو محسوب نہ کروں گی اسوجہ سے کہ تو نے اسسے خدمت کی ہے تو شوہر نے جو کچھ بطور معروف انکو نفقہ دیا ہے وہ عورت سے اسکی حساب میں محسوب ہوگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور ایک عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکی واسطے اسکی شوہر پر نفقہ مقرر کر دے پس اگر شوہر عورت حاضر ہو اور صاحبہ بہتر خواہن ہو تو قاضی اس عورت کے واسطے نفقہ نہیں مقرر کرے گا اگرچہ عورت شاہ رخ استیلا کرے الا اس صورت میں مقرر کرے گا کہ جب قاضی کو یہ بات ظاہر ہو جاوے کہ شوہر اسکو مارتا ہے اور اسکو نفقہ نہیں دیتا ہے۔ اور اگر شوہر صاحبہ دسترخوان ہو تو قاضی عورت کے واسطے باپ اور اسکی نفقہ مختار کرے گا کہ شوہر اسکو دیا کرے یہ بھیجا میں ہے۔ اور عورت کا نفقہ دونوں یا دونوں سے جس بھاویہ ہوں مقرر نہیں کرے گا بلکہ اسی قدر درجہ ذلت کے بھاویہ ہے میں نے یہ اختلاف ازرائی و گرائی فرج سے مقرر کرے گا کہ اس میں دونوں جانب کی رعایت ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قاضی سے عورت کے واسطے باپ اور اسکی نفقہ مقرر کر دیا تو شوہر اسکو مارتا ہو یا کسی دیکر یہ لگا اور اگر مارتا ہو تو اسکی نفقہ مقرر نہ دیا اور عورت سے فرما دیا کہ اسکو ملا لیا تو شام کے وقت عورت کو مطالبہ کا اختیار ہوگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور جب قاضی نے نفقہ مقرر کرنے کا ارادہ کیا تو حالت یہ دیکھے کہ شوہر آسودہ حال ہو مینہ کی روٹیاں اور بھنا گوشت کھاتا ہے اور عورت تنگ دست ہے یا اسکے عکس حال دیکھا تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں کے حال کا اعتبار کرے کہ ان فی الغیاثہ اور اسی پر قوی ہے چنانچہ عورت کو آسودہ حالی کا نفقہ ملے گا اگر دونوں آسودہ حال ہوں اور تنگ دستی کا نفقہ ملے گا اگر دونوں تنگ دست ہوں اور اگر عورت خوشحال اور مرد تنگ دست ہو تو بغرض تنگ دستی عورت کے جواسکے واسطے مقرر کیا جاتا اس سے کچھ زیادہ مقرر کیا جائیگا پس مرد سے کہا جائیگا کہ اسکو گھوٹوں کی روٹی اور ایک طرح کا بھاجہ یا دو طرح کا کھانے کو دے۔ اور اگر شوہر نہایت مالدار ہو کہ مثل خلوا و گوشت برد وغیرہ کھاتا ہو اور عورت تنگ دست ہو کہ اپنے گھر میں جو وغیرہ کی روٹی کھاتی ہو تو مرد پر یہ واجب ہوگا کہ اسکو وہ کھلاوے۔

جو خود کھاتا ہو اور یہ بھی نہیں ہو کہ جو وہ اپنے گھر میں کھاتی تھی وہ کھلا دے۔ لیکن یہ لازم ہو کہ اسکو گھوٹن کی روٹی اور ایک دو طرح کا سالن کھلا دے۔ اور ظاہر الروایہ کے موافق تنگدستی و خوشحالی میں مرد کے حال کا اعتبار ہو کہ کافی الکافی زور اسی کو مشائخ کی جماعت کشمیر نے اختیار کیا ہو اور تحفہ میں لکھا ہو کہ یہ صحیح ہو کہ یہ فتح القدر میں ہو۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوہر حمایت آسودہ حال ہو اور عورت فقیرہ ہو تو شوہر کے حق میں تنجب ہو کہ اپنے کھانے کے ساتھ عورت کو شریک کرے۔ اور کتاب میں فرمایا کہ جو حکم نفقہ کی تقدیر میں مذکور ہو ابا اعتبار حال شوہر فقط یا با اعتبار حال شوہر و عورت دونوں کے دیکھا ہی حکم لباس میں ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر شوہر تنگدست ہو اور عورت خوشحال ہو تو فی الحال عورت کو بقدر وید سے جو تنگدست عورتوں کا نفقہ ہوتا ہو اور جو باقی رہا وہ شوہر کے ذمہ قرضہ ہو گا یہ تبیین میں ہو۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں تنگدست ہوں اور مجھے تنگدستوں کے مانند نفقہ واجب ہو گا تو قول شوہر کا قبول ہو گا الا آنکہ عورت گواہ قائم کرے۔ پس اگر عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ مرد خوشحال ہو تو اس پر خوشحالوں کے مثل نفقہ فرض کیا جائیگا۔ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے۔ اور اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں اور عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ اس مرد کا حال دریافت کر اوسے تو قاضی پر دریافت کر انا واجب نہیں ہو لیکن اگر قاضی نے دریافت کر لیا تو بہتر ہو پس اگر قاضی کو ایک مرد عادل نے خبر دی کہ یہ خوشحال ہو تو قاضی اسکو قبول نہ کرے گا اور اگر دو مرد عادلوں نے قاضی کو اس کے خوشحال ہونے کی خبر دی تو قاضی اس مرد پر خوشحالوں کا نفقہ مقرر کرے گا اگرچہ ان عادلوں نے بلفظ شہادت خبر نہ دی ہو۔ اور اسی خبر میں عدم عدالت شرط ہو مگر اس میں لفظ شہادت شرط نہیں ہو۔ اور اگر ان دونوں عادلوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہو کہ وہ خوشحال ہو یا ہو کہ خبر پہنچی ہو کہ یہ خوشحال ہو تو قاضی اسکو قبول نہ کرے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قاضی نے شوہر پر تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا پھر مرد مذکور مالدار ہو گیا پس عورت نے نالیش کی تو قاضی اس کے واسطے خوشحالی کا نفقہ پورا کر دے گا یہ کافی میں ہو اور اگر عورت نے کہا کہ میں روٹی سالن نہیں پکاؤنگی تو کتاب میں لکھا ہو کہ وہ روٹی و سالن وغیرہ پکانے پر مجبور نہ کی جائیگی اور شوہر پر واجب ہو گا کہ پکا پکایا تیار کھانا اس کے واسطے لاوے یا اس کے پاس کوئی ایسی خادمہ دیدے کہ اسکی روٹی سالن پکانے کے کام کے واسطے کفایت کرے۔ اور فقہ ابو لیسٹ نے فرمایا کہ اگر عورت نے روٹی سالن پکانے سے انکار کیا تو شوہر پر اس عورت کے واسطے پکا پکایا کھانا تیار دینا اسی صورت میں واجب ہو کہ یہ عورت اشرف کی لڑکی ہو کہ اپنے ماں باپ وغیرہ میں خود اپنی ذات سے ایسے کام نہ کرتی ہو یا اشرف کی لڑکی نہ ہو مگر عورت کو کوئی ایسی حالت لاحق ہو کہ جسکی وجہ سے وہ روٹی سالن نہ پکا سکتی ہو اور اگر یہ بات نہ ہو تو شوہر پر یہ واجب ہو گا کہ عورت کے واسطے کھانا طیار لاوے یہ ظہیر میں ہو اور مشائخ نے فرمایا ہو کہ ایسے کام عورت پر دیانت کی راہ سے واجب ہیں اگرچہ فقہاء قاضی اسکو ان کاموں کے واسطے مجبور نہیں کرے گا یہ بجز الرافق میں ہو۔ اور اگر عورت کو کھانا پکانے کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو نہیں جائز ہو اور عورت کو اسکی اجرت لینا بھی جائز نہیں ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور شوہر پر واجب ہو کہ پیسنے کا آلہ یعنی چکی لاوے اور کھانے کے اور پیسنے کے برتن لاوے مثل کوزہ و گھڑا و بانڈسی پتیلی وغیرہ و چھاوڑ ویا اور اسکے مثل آلات یہ جو ہر غیرہ میں ہو۔ پھر بنا بر ظاہر الروایہ کے عورت اور اسکی خادمہ کے نفقہ میں فرق ہو چنانچہ اگر اسکی خادمہ نے ایسے کاموں سے انکار کیا تو اپنی مولا کے شوہر سے نفقہ کی مستحق ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور نفقہ واجب ماکول ہو اور طبوس ہو اور سکنی ہو پس ماکول آٹما ہو اور پانی اور نمک اور لکڑی و روغن یہ تا تار خانیہ میں ہو اور جیسے عورت کے واسطے قدر کفایت روٹی مقرر

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

کیا ایسی ویسے ہی اسکے ساتھ کے واسطے قدر کفایت اوام بھی مقرر کیا جائیگا یہ فتح القدر میں ہے اور نیز عورت کے واسطے واجب ہوگی وہ چیز جس سے تکلیف کرے اور جس سے وسوسہ زائل کرے جیسے کنگھی و تیل اور نیز سنڈرو خطمی وغیرہ جس سے سرد ہووے اور نیز وہ بھی واجب ہو جس سے بدن سے میل چھوڑا وے جیسے استنان و صابون وغیرہ سے موافق عادت شہر کے۔ اور جن چیزوں سے تملذذ و استمتاع مقصود ہوتا ہے جیسے خضاب و سرمہ وغیرہ تو وہ شوہر پر واجب نہیں ہیں بلکہ شوہر مختار ہو اسکا جی چاہے لاوے اور چاہے نہ لاوے۔ مگر جب شوہر اس فرض سے لایا تو عورت پر اسکا استعمال لازم ہے۔ اور رہی وہ چیز جس سے خوشبو مقصود ہوتی ہے تو وہ شوہر پر واجب نہیں ہے الا اتنی ہی کہ جس سے سہوکت و درود جادہ اور پس۔ اور جس سے بو ہی نکلے اور کرے وہ مرد پر واجب ہے۔ اور مرض کے واسطے دوا اور طبیب کی اجرت اور نیز فصد دیکھنے گانے کی اجرت و خرچہ بھی مرد پر واجب نہیں ہے یہ سراج و باج میں ہے۔ اور مرد پر اسقدر پانی واجب ہے جس سے اپنے کپڑے اور بدن کا میل دھوٹا لے یہ جو ہو غیرہ میں ہے۔ فتاویٰ شیخ ابوالیث میں ہے کہ عورت سے غسل اور وضو کے پانی کا ٹخن شوہر پر واجب ہے خواہ عورت غنیہ ہو یا فقیرہ ہو اور عینہ میں لکھا ہے کہ آبی پو شایخ بلخ کا فتویٰ ہے اور اسی پر محدث شہید نے فتویٰ دیا ہے اور اسی کو امام قاضی خان نے اختیار کیا ہے یہ تا تارخانیہ میں ہے۔ اور قابلہ کو اگر عورت نے اجارہ پر لیا تو اسکی اجرت عورت پر ہوگی اور اگر شوہر نے اجارہ پر رکھا تو شوہر پر ہوگی۔ اور اگر قابلہ خود ہی حاضر ہو گئی تو کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ شوہر پر واجب ہوگی اسواسطے کہ وہ دہلی کی مونسیت ہو اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مثل اجرت طبیب کے عورت پر واجب ہوگی یہ وجہ کروری میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو خود چھوڑ کر گاون میں چلا گیا تو قاضی کو روایہ کہ اس عورت کے واسطے نفقہ مقرر کر دے باوجود کہ شوہر غائب ہو اور یہ شرط نہیں ہے کہ غیبت بمقدار سفر ہو یہ قاضیخان و صاحب مجاہد سے قنہ میں ہے۔ ایک عورت قاضی کے پاس آئی اور کہا کہ میں فلا نہ منت فلان بن فلان ہوں اور میرا شوہر فلان بن فلان بن فلان مجھے چھوڑ کر غائب ہو گیا اور میرے واسطے کچھ نفقہ نہیں چھوڑا ہے اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکے واسطے نفقہ مقرر کر دے پس اگر غائب مذکور کا کچھ مال از جس نفقہ مثل دیم و دینار و اناج اور نیز کپڑے جیسے لباس میں واجب ہیں چاہتے ہیں اسکے مکان میں موجود ہو اور قاضی جانتا ہو کہ یہ اسکی مشکوہ ہے تو قاضی اس سے بیون قسم لے گا کہ واللہ اسنے اپنا نفقہ نہیں بھر پایا ہے اور نہ اسکے اور اسکے شوہر کے درمیان کوئی سبب مثل نشوز وغیرہ کے مانع از نفقہ ہو پھر اسکے بعد اسکو حکم دیگا کہ اسس مال میں سے اپنی ذات پر بغیر ہر نفقہ و تقیر کے خرچ کرے اور اس سے کفیل لے لیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور یہی صحیح ہے یہ غلط ہیں ہے۔ اور اگر غائب مذکور کا کچھ مال موجود نہ ہو تو ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک یہ حکم نہ دیگا کہ تو اسقدر نفقہ شوہر پر فرض ہے۔ اور اگر غائب مذکور کا مال موجود ہو مگر قاضی ان دونوں میں نکاح کو نہ جانتا ہو اور عورت نے اپنے نکاح پر گواہ قائم کیے تو امام اعظم کے نزدیک قبول نہونگے اور امام ابو یوسف کے نزدیک قبول ہونگے اور قاضی نفقہ مقرر کر دیگا اگرچہ قاضی اس غائب کے متقی میں نکاح واقعی کا حکم جاری نہ کر گیا چنانچہ اگر غائب مذکور نے حاضر ہو کر انکار کیا تو قاضی اس عورت کو تکلیف دیگا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے پس اگر اسے دوبارہ گواہ پیش نہ کیے تو غائب مذکور اس سے نفقہ واپس لیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اس زمانہ میں قاضی لوگ امام زفر و امام ابو یوسف کے مذہب کے موافق بسبب لوگوں کی حاجت سے نفقہ مقرر کرتے ہیں یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر ایک مرد غائب ہو گیا اور اسکی عورت نے نفقہ کی

ساکھ کا سالن وغیرہ سے جیسے کنگھی و تیل اور نیز سنڈرو خطمی وغیرہ جس سے سرد ہووے اور نیز وہ بھی واجب ہو جس سے بدن سے میل چھوڑا وے جیسے استنان و صابون وغیرہ سے موافق عادت شہر کے۔ اور جن چیزوں سے تملذذ و استمتاع مقصود ہوتا ہے جیسے خضاب و سرمہ وغیرہ تو وہ شوہر پر واجب نہیں ہیں بلکہ شوہر مختار ہو اسکا جی چاہے لاوے اور چاہے نہ لاوے۔ مگر جب شوہر اس فرض سے لایا تو عورت پر اسکا استعمال لازم ہے۔ اور رہی وہ چیز جس سے خوشبو مقصود ہوتی ہے تو وہ شوہر پر واجب نہیں ہے الا اتنی ہی کہ جس سے سہوکت و درود جادہ اور پس۔ اور جس سے بو ہی نکلے اور کرے وہ مرد پر واجب ہے۔ اور مرض کے واسطے دوا اور طبیب کی اجرت اور نیز فصد دیکھنے گانے کی اجرت و خرچہ بھی مرد پر واجب نہیں ہے یہ سراج و باج میں ہے۔ اور مرد پر اسقدر پانی واجب ہے جس سے اپنے کپڑے اور بدن کا میل دھوٹا لے یہ جو ہو غیرہ میں ہے۔ فتاویٰ شیخ ابوالیث میں ہے کہ عورت سے غسل اور وضو کے پانی کا ٹخن شوہر پر واجب ہے خواہ عورت غنیہ ہو یا فقیرہ ہو اور عینہ میں لکھا ہے کہ آبی پو شایخ بلخ کا فتویٰ ہے اور اسی پر محدث شہید نے فتویٰ دیا ہے اور اسی کو امام قاضی خان نے اختیار کیا ہے یہ تا تارخانیہ میں ہے۔ اور قابلہ کو اگر عورت نے اجارہ پر لیا تو اسکی اجرت عورت پر ہوگی اور اگر شوہر نے اجارہ پر رکھا تو شوہر پر ہوگی۔ اور اگر قابلہ خود ہی حاضر ہو گئی تو کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ شوہر پر واجب ہوگی اسواسطے کہ وہ دہلی کی مونسیت ہو اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مثل اجرت طبیب کے عورت پر واجب ہوگی یہ وجہ کروری میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو خود چھوڑ کر گاون میں چلا گیا تو قاضی کو روایہ کہ اس عورت کے واسطے نفقہ مقرر کر دے باوجود کہ شوہر غائب ہو اور یہ شرط نہیں ہے کہ غیبت بمقدار سفر ہو یہ قاضیخان و صاحب مجاہد سے قنہ میں ہے۔ ایک عورت قاضی کے پاس آئی اور کہا کہ میں فلا نہ منت فلان بن فلان ہوں اور میرا شوہر فلان بن فلان بن فلان مجھے چھوڑ کر غائب ہو گیا اور میرے واسطے کچھ نفقہ نہیں چھوڑا ہے اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکے واسطے نفقہ مقرر کر دے پس اگر غائب مذکور کا کچھ مال از جس نفقہ مثل دیم و دینار و اناج اور نیز کپڑے جیسے لباس میں واجب ہیں چاہتے ہیں اسکے مکان میں موجود ہو اور قاضی جانتا ہو کہ یہ اسکی مشکوہ ہے تو قاضی اس سے بیون قسم لے گا کہ واللہ اسنے اپنا نفقہ نہیں بھر پایا ہے اور نہ اسکے اور اسکے شوہر کے درمیان کوئی سبب مثل نشوز وغیرہ کے مانع از نفقہ ہو پھر اسکے بعد اسکو حکم دیگا کہ اسس مال میں سے اپنی ذات پر بغیر ہر نفقہ و تقیر کے خرچ کرے اور اس سے کفیل لے لیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور یہی صحیح ہے یہ غلط ہیں ہے۔ اور اگر غائب مذکور کا کچھ مال موجود نہ ہو تو ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک یہ حکم نہ دیگا کہ تو اسقدر نفقہ شوہر پر فرض ہے۔ اور اگر غائب مذکور کا مال موجود ہو مگر قاضی ان دونوں میں نکاح کو نہ جانتا ہو اور عورت نے اپنے نکاح پر گواہ قائم کیے تو امام اعظم کے نزدیک قبول نہونگے اور امام ابو یوسف کے نزدیک قبول ہونگے اور قاضی نفقہ مقرر کر دیگا اگرچہ قاضی اس غائب کے متقی میں نکاح واقعی کا حکم جاری نہ کر گیا چنانچہ اگر غائب مذکور نے حاضر ہو کر انکار کیا تو قاضی اس عورت کو تکلیف دیگا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے پس اگر اسے دوبارہ گواہ پیش نہ کیے تو غائب مذکور اس سے نفقہ واپس لیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اس زمانہ میں قاضی لوگ امام زفر و امام ابو یوسف کے مذہب کے موافق بسبب لوگوں کی حاجت سے نفقہ مقرر کرتے ہیں یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر ایک مرد غائب ہو گیا اور اسکی عورت نے نفقہ کی

و درخواست کی اور مرد غائب کا مال ایک شخص کے پاس ہے کہ وہ اسکا اقرار کرتا ہو اور اسکا بھی مقرر ہو کہ ان دونوں میں زوجیت قائم ہو تو قاضی اس مال میں سے غائب کی زوجہ کے واسطے نفقہ مقرر کر دیکھا اور اسی طرح اگر مرد مذکور نے اعتراف نہ کیا مگر قاضی کو یہ بات معلوم ہو تو بھی قاضی حکم دیکھا خواہ یہ مال اس کے پاس مانع ہو یا قرضہ ہو یا بطور مضاربہ ہو اور عورت سے اسکا کفیل لے لیا اور نیز عورت سے کفیل لے لیا کہ وہ اندر و غائب نے اسکو نفقہ مستعد ہو یہ نہیں دیا ہو اور نہ ان دونوں میں کوئی سبب سقوط نفقہ کا نشوز وغیرہ سے ثابت ہو نہ یہ جوہرہ میرہ میں ہو۔ اور اگر قاضی کو مال یا زوجیت ان دونوں میں سے ایک ہی بات معلوم ہو تو دوسری بات جو اسکے علم میں نہیں ہو اس کے اقرار کی احتیاج ہوگی اور یہی صحیح ہے۔ اور جس کے پاس غائب کا مال ہو اس نے اقرار نہ کیا اور قاضی کو معلوم بھی نہیں ہو پس عورت نے چاہا کہ مال کو یا زوجیت کو یا دونوں کو بذریعہ گواہوں کے ثابت کر اوسے تاکہ قاضی اس غائب کے مال میں سے اسکا نفقہ مقرر کر دے یا عورت کو حکم دے کہ غائب مذکور پر قرضہ لے تو قاضی اسکا حکم نہ کرے گا اس واسطے کہ یہ قضا علی الناس ہے اور امام زفر نے فرمایا کہ قاضی اس کے گواہوں کی سماعت کرے گا مگر نکاح کا حکم نہ دیکھا اور مال شوہر سے اسکا نفقہ دلا دیکھا بشرطیکہ اسکا مال ہو ورنہ عورت کو حکم دیکھا کہ قرضہ لے ورنہ قول ائمہ ثلاثہ کا ہے اور اسی پر اس زمانہ میں قاضیوں کا عمل در آمد ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ عینی شہد کثیرین ہو بھر جب شوہر واپس ہو کر آیا تو دیکھا جائیگا اگر اس نے پیشگی نفقہ نہیں دیا تھا تو جو ہوا ہو وہ ٹھیک ہوا اور اگر وہ پیشگی دے گیا ہو اور اس نے اس امر کے گواہ قائم کیے یا گواہ قائم نہ کیے مگر عورت سے قسم لی اور اس نے قسم سے نکول کیا تو مرد مذکور کو اختیار ہوگا چاہے عورت سے یہ نفقہ واپس لے یا کفیل سے مطالبہ کر کے وصول کرے۔ اور اگر عورت نے اقرار کر دیا کہ میں نے پیشگی نفقہ یا لیا تھا تو وہ عورت ہی سے واپس لے لیا اور کفیل سے نہیں لے سکتا یہ یہ بات میں ہے اور اگر غائب مذکور نے واپس آکر نکاح سے انکار کیا تو قسم سے اسی کا قول قبول ہوگا پس اگر وہ قسم کھا گیا اور مال حسین سے نفقہ دیا گیا ہو وہ ولایت تھا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے عورت سے لے لے یا مستوفع سے لے اور اگر مال مذکور قرضہ تھا تو اپنا مال وہ قرضہ اس سے لے لیا پھر قرضہ اس عورت سے واپس لے لیا یہ تا تاریخانیہ میں ہو اور اگر شوہر نے واپس ہو کر گواہ دیے کہ میں اسکو طلاق دے چکا تھا اور اسکی عدت گذر چکی تھی تو عورت لینے والی ضامن ہوگی وینے والا ضامن نہ ہوگا الا اخص صورت میں کہ مرد غائب کے گواہوں نے بیان کیا ہو کہ یہ وینے والا جانتا تھا کہ اسپر طلاق پڑی اور عدت گذر گئی ہو یہ عتابیہ میں ہو اور اگر وینے والے نے کہا کہ میں ان دونوں میں زوجیت قائم ہونے کو جانتا تھا اور طلاق سے آگاہ نہ تھا تو وہ ضامن نہ ہوگا مگر اس سے قسم لی جائیگی کہ وہ طلاق سے آگاہ نہ تھا یہ غائبہ سرجی میں ہو۔ اور اگر ولایت و قرضہ دونوں ہوں تو پہلے ولایت میں سے عورت کو نفقہ دینا شروع کرنا نسبت قرضہ سے شروع کرنے کے بہتر ہے۔ اور جب قاضی نے بیون یا مستوفع کو حکم دیا کہ مال غائب سے اسی عورت کو نفقہ دے پھر مستوفع نے کہا کہ مال ولایت غائب سے میں نے اسکو نفقہ دیدیا ہے تو اسکا قول قبول ہوگا اور اگر قرضہ دار نے ایسا دعویٰ کیا تو بدون گواہوں کے اسکا قول قبول نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر مال ولایت یا وہ مال جو شوہر کے گھر میں موجود ہو وہ عورت کے حق کی جنس سے ہوا اسکے خلاف جنس ہو تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اس میں سے کوئی چیز اپنے ذاتی نفقہ کے واسطے فروخت کرے اور یہی طرح قاضی بھی اس میں سے کوئی چیز اس کے

فتاویٰ ہندیہ جلد دوم
کتاب الطلاق باب ہند ہم نفقات
صفحہ ۴۱۱
موضوع
زوجیت
غائب
مال
نفقہ
مقرر
کفیل
قسم
طلاق
عدت
ضامن
غائبہ
سرجی
بیون
مستوفع
جنس
فروخت
غیر

نصفہ کے واسطے فروخت نہ کر ایسا اور یہ حکم سب کے نزدیک بالاتفاق ہے اور فرمایا کہ غائب کے غلام یا مکان کی ضرورت کی کر یہ میں سے اس عورت کو نصفہ دیا جاسکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور مرد مقوقہ و بمنزلہ غائب کے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور جس صورت میں قاضی کے واسطے مردا ہے کہ عورت کے واسطے مال شوہر سے نصفہ کا حکم دیتے ہیں اسی صورت میں خود عورت کے واسطے بھی وہاں کہ بدون حکم قاضی کے مال شوہر سے بقدر کفایت بطور معروفہ لے لے۔ اور اگر عورت نے قاضی سے اپنے نصفہ مقرر کرنے کی درخواست کی اور شوہر کا مال عورت پر قرضہ ہے پس اسے کہا کہ اس مال میں سے اس عورت کا نصفہ مختص کیا جاوے تو شوہر کو ایسا اختیار ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قاضی نے نصفہ کا حکم دیدیا پھر ان کے گران ہو گیا یا ارزان ہو گیا تو قاضی اپنے حکم کو بدل دینا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر شوہر نصفہ سے عاجز ہو تو اس کے باعث سے دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی بلکہ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اس پر قرضہ لیوے یہ کنز میں ہے۔ اور نصفہ دینے سے عاجز ہونا جب ہی ظاہر ہوگا کہ جب شوہر حاضر ہوا اور اگر شوہر عورت کو چھوڑ کر غیبت منقطعہ غائب ہو گیا اور اس عورت کے واسطے کچھ آئندہ چھوڑ گیا پس عورت نے یہ عالم قاضی کے حضور میں پیش کیا پس اسے ایسے عالم سے فتویٰ طلب کیا جو نصفہ سے عاجز ہونے کے سبب سے تفریق کو بائز جانتا ہے پس اسکی تحریر پر قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی تو صحیح یہ ہے کہ اسکا حکم قضاء ٹھیک رہوگا اور اگر یہ حکم دوسرے قاضی کے سامنے پیش کیا گیا اور اسے اسکی اجازت دیدی تو اسکا حکم قضاء بھی نافذ ہوگا یہی صحیح ہے اس واسطے کہ یہ حکم قضاء و مسئلہ مجتہد فیہ میں نہیں ہے اس واسطے کہ ہٹنے بیان کرو یا ہر کہ عاجز ہونا ہی ثابت نہیں ہوا ہے یہ نہایت میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے زمانہ گذشتہ کے نصفہ کی بابت خواصہ کیا قبل ازین کہ قاضی نے اس کے واسطے کچھ مقدار کر دیا ہو یا کسی قدر پر نام دونوں راضی ہوئے ہوں تو ہمارے نزدیک قاضی اس کے واسطے گذشتہ زمانہ کے نصفہ کا حکم نہ دیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے قبل اس کے کہ قاضی اس کے واسطے کچھ مفروض کرے یا دونوں باہم کسی قدر رضی ہوں اپنے شوہر پر قرضہ لیا اور اس سے کچھ اپنے نصفہ میں خرچ کیا تو وہ اسکو اپنے شوہر سے نہیں لے سکتی ہر بلکہ خرچ کرنے میں متعلق ہوگی خواہ شوہر غائب ہو یا حاضر ہو۔ اور اگر اسے قاضی کے مفروض کرنے یا باہمی رضامندی کے بنا اپنے مال سے خرچ کیا تو اپنے شوہر سے واپس لے سکتی ہے اور نیز اگر شوہر پر قرض لیا خواہ حکم قاضی لیا یا خود ہی لیا تو بھی شوہر سے ملے گا ہاں فرق اس قدر ہوگا کہ اگر اسے بغیر حکم قاضی قرضہ لیا ہو تو قرضخواہ کا مطالبہ خاصۃً اسی عورت سے ہوگا اور قرضخواہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ جو کچھ اسے قرضہ لیا ہو اسکو اس کے شوہر سے طلب کرے اور اگر اسے قاضی کے حکم سے لیا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا کہ قرضخواہ کو شوہر پر اترے اسے پس وہ شوہر سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کر چکا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قاضی نے عورت کے واسطے شوہر پر کچھ ماہواری مقرر کیا یا دونوں خود کسی قدر بمقدار معلوم پر ماہواری کے حساب سے رضی ہوئے پھر چند مہینہ گزر گئے اور شوہر نے اسکو کچھ نصفہ نہ دیا اور عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا یا اپنے مال سے خرچ کیا پھر شوہر مر گیا یا عورت مر گئی تو ہمارے نزدیک یہ سب نصفہ سا قسط ہو گیا اور اسی طرح اگر اس صورت میں اسکو طلاق دیدی تو بھی جو کچھ نفقات شوہر پر مجتمع ہوئے ہیں بعد فرض قاضی کے سب قسط ہو جائیں گے اور یہ سب اس وقت ہے کہ قاضی نے عورت کے واسطے نصفہ فرض کیا ہو اور اس کے ساتھ عورت کو قرضہ لینے کی اجازت نہ دی ہو اور اگر عورت کو شوہر پر قرضہ لینے کی اجازت دی اور اسے قرضہ لیا پھر دونوں میں سے ایک مر گیا تو یہ باطل ہوگا ایسا ہی حاکم شہید نے اپنے مختصر میں ذکر فرمایا ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور اسی طرح مسئلہ طلاق میں ایسا ہی جواب ہونا چاہیے کہ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شوہر نے

فتاویٰ ہندیہ کتاب الطلاق باب ہندہ نفقات
 فقہ حنفی میں ہے کہ شوہر کو اپنے نصفہ میں سے عورت کو نصفہ دینا چاہیے اور اگر عورت نے اپنے نصفہ مقرر کرنے کی درخواست کی تو شوہر کو ایسا اختیار ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قاضی نے نصفہ کا حکم دیدیا پھر ان کے گران ہو گیا یا ارزان ہو گیا تو قاضی اپنے حکم کو بدل دینا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر شوہر نصفہ سے عاجز ہو تو اس کے باعث سے دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی بلکہ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اس پر قرضہ لیوے یہ کنز میں ہے۔ اور نصفہ دینے سے عاجز ہونا جب ہی ظاہر ہوگا کہ جب شوہر حاضر ہوا اور اگر شوہر عورت کو چھوڑ کر غیبت منقطعہ غائب ہو گیا اور اس عورت کے واسطے کچھ آئندہ چھوڑ گیا پس عورت نے یہ عالم قاضی کے حضور میں پیش کیا پس اسے ایسے عالم سے فتویٰ طلب کیا جو نصفہ سے عاجز ہونے کے سبب سے تفریق کو بائز جانتا ہے پس اسکی تحریر پر قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی تو صحیح یہ ہے کہ اسکا حکم قضاء ٹھیک رہوگا اور اگر یہ حکم دوسرے قاضی کے سامنے پیش کیا گیا اور اسے اسکی اجازت دیدی تو اسکا حکم قضاء بھی نافذ ہوگا یہی صحیح ہے اس واسطے کہ یہ حکم قضاء و مسئلہ مجتہد فیہ میں نہیں ہے اس واسطے کہ ہٹنے بیان کرو یا ہر کہ عاجز ہونا ہی ثابت نہیں ہوا ہے یہ نہایت میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے زمانہ گذشتہ کے نصفہ کی بابت خواصہ کیا قبل ازین کہ قاضی نے اس کے واسطے کچھ مقدار کر دیا ہو یا کسی قدر پر نام دونوں راضی ہوئے ہوں تو ہمارے نزدیک قاضی اس کے واسطے گذشتہ زمانہ کے نصفہ کا حکم نہ دیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے قبل اس کے کہ قاضی اس کے واسطے کچھ مفروض کرے یا دونوں باہم کسی قدر رضی ہوں اپنے شوہر پر قرضہ لیا اور اس سے کچھ اپنے نصفہ میں خرچ کیا تو وہ اسکو اپنے شوہر سے نہیں لے سکتی ہر بلکہ خرچ کرنے میں متعلق ہوگی خواہ شوہر غائب ہو یا حاضر ہو۔ اور اگر اسے قاضی کے مفروض کرنے یا باہمی رضامندی کے بنا اپنے مال سے خرچ کیا تو اپنے شوہر سے واپس لے سکتی ہے اور نیز اگر شوہر پر قرض لیا خواہ حکم قاضی لیا یا خود ہی لیا تو بھی شوہر سے ملے گا ہاں فرق اس قدر ہوگا کہ اگر اسے بغیر حکم قاضی قرضہ لیا ہو تو قرضخواہ کا مطالبہ خاصۃً اسی عورت سے ہوگا اور قرضخواہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ جو کچھ اسے قرضہ لیا ہو اسکو اس کے شوہر سے طلب کرے اور اگر اسے قاضی کے حکم سے لیا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا کہ قرضخواہ کو شوہر پر اترے اسے پس وہ شوہر سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کر چکا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قاضی نے عورت کے واسطے شوہر پر کچھ ماہواری مقرر کیا یا دونوں خود کسی قدر بمقدار معلوم پر ماہواری کے حساب سے رضی ہوئے پھر چند مہینہ گزر گئے اور شوہر نے اسکو کچھ نصفہ نہ دیا اور عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا یا اپنے مال سے خرچ کیا پھر شوہر مر گیا یا عورت مر گئی تو ہمارے نزدیک یہ سب نصفہ سا قسط ہو گیا اور اسی طرح اگر اس صورت میں اسکو طلاق دیدی تو بھی جو کچھ نفقات شوہر پر مجتمع ہوئے ہیں بعد فرض قاضی کے سب قسط ہو جائیں گے اور یہ سب اس وقت ہے کہ قاضی نے عورت کے واسطے نصفہ فرض کیا ہو اور اس کے ساتھ عورت کو قرضہ لینے کی اجازت نہ دی ہو اور اگر عورت کو شوہر پر قرضہ لینے کی اجازت دی اور اسے قرضہ لیا پھر دونوں میں سے ایک مر گیا تو یہ باطل ہوگا ایسا ہی حاکم شہید نے اپنے مختصر میں ذکر فرمایا ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور اسی طرح مسئلہ طلاق میں ایسا ہی جواب ہونا چاہیے کہ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شوہر نے

عورت کو پیشگی نفقہ دیا پھر خیر نہ ہونے سے پہلے دونوں میں سے ایک مر گیا یا شوہر نے طلاق دیدی تو امام اعظم رحمہ اللہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ واپس نہوگا اگرچہ ویسا ہی قائم ہو اور اسی پر فتوے ہیں نہرالفائق میں ہر ادوی حکم لباس میں ہر یہ سراج و ہاج بین ہو۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین پھر اس نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور دوسرے شوہر نے طلاق دی اور وہ عدت میں ہو پس شوہر ادا لے سکے اس عدت میں نفقہ دیا تاکہ بعد انقضائے عدت کے اُسکے ساتھ نکاح کر لے مگر اُس نے بعد عدت کے اس مرد سے نکاح نہ کیا تو شیخ ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ اگر اسکو درم دیے ہیں تو واپس لے سکتا ہو الا اگر بطور صلہ دیے ہیں تو نہیں واپس لے سکتا ہو اور انکے سوا سے اور شیخ نے فرمایا کہ اگر اسکو نفقہ دیا اور یہ شرط کر لی کہ تجھے نفقہ دیتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھ سے بعد عدت کے نکاح کرے پھر اس نے عدت کے بعد اس سے نکاح کیا یا نہ کیا بہر حال اسکو اختیار ہو کہ اپنا نفقہ اس سے واپس کرے اور اگر یہ شرط ذکر نہ کی ولیکن از روئے دلالت یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ اس نے اسی غرض سے دیا ہو تو بعض نے کہا کہ پس نہیں لے سکتا ہو اور شیخ امام علیہ الدین نے فرمایا کہ بہر حال میں اسکو واپس لے سکتا ہوں اس واسطے کہ یہ رشوت ہے نہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر قاضی کو کسی عورت مدعیہ کے شوہر کی تنگی کا حال معلوم ہو تو قاضی اسکو قید نہیں کرے گا یہ محیط میں ہو اور اگر قاضی کو تنگی کا حال معلوم ہو اور عورت لے درخواست کی کہ نفقہ کے واسطے یہ قید کیا جاوے تو پہلی مرتبہ قاضی اسکو قید نہ کرے گا بلکہ اسکو حکم دے گا کہ اس عورت کو نفقہ دیا کرے اور اسکو آگاہ کر دے گا اگر تو نے اسکو نفقہ نہ دیا تو میں تجھے قید کر دوں گا پھر اگر عورت دوسری بار یا تیسری بار ناشی ہوئی تو قاضی اسے شوہر کو قید کرے گا۔ اور اس طرح نفقہ کے سوا اور قرضہ میں بھی حکم ہو۔ اور جب قاضی نے اسکو دو باتیں مہینہ قید کیا تو اسکا حال دریافت کر لے گا اور بعض جگہ چار مہینے لکھے ہیں اور صحیح یہ ہو کہ کوئی مدت مقرر نہیں ہو بلکہ قاضی کی رائے پر ہو اگر اسکی رائے میں آیا کہ اگر اسکا کچھ مال ہو تو ضرورت تک ہو کہ قرضہ ادا کر دیتا پس اسکی راہ چھوڑ دے گا مگر طالب قرضہ کو اس مرض سے ممانعت نہ کرے گا کہ چاہے اس کے ساتھ رہے بلکہ قرضخواہ کو اختیار ہو کہ جہاں وہ جاوے اس کے ساتھ جاوے مگر یہ اختیار نہیں ہو کہ اسکو کسی جگہ بٹھارے اور نیز اسکو تصرفات سے منع نہیں کر سکتا ہو۔ اور اگر قرضدار مجبوس غنی ہو تو اسکو رہا نہ کرے گا یہاں تک کہ وہ قرضہ ادا کرے یا نفقہ ادا کرے الا برضا مندی طالب کہ اگر طالب رضامند ہو جاوے کہ یہ رہا کیا جاوے تو اسکو رہا کر دے گا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر حاکم نے شوہر پر نفقہ مقرر کر دیا پھر اس نے دینے سے انکار کیا حالانکہ وہ آسودہ حال ہو اور عورت نے اسے قید کیے جانے کی درخواست کی تو قاضی اسکو قید کر سکتا ہو ولیکن اسکو اول ہی مرتبہ میں قید نہ کرنا چاہیے بلکہ دوبار یا تین بار تک تاخیر دے گا اور ہر بار جب اس کے حضور میں پیش ہوگا تو اسکو ملاست کرے گا اور دھمکا دے گا پھر اگر اس نے نہ دیا تو مسئلہ اور قرضوں کے اب اسکو قید کرے گا یہ بدائع میں ہو۔ اور جب شوہر قید کیا گیا تو نفقہ اس کے ذمہ سے ساقط نہوگا بلکہ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اس پر قرضہ لے حتیٰ کہ اسکا مال ظاہر ہونے پر یہ مال مفروضہ اس سے لیا جائیگا۔ اور اگر شوہر نے قاضی سے کہا کہ اس عورت کو بھی میرے ساتھ قید کر کہ میرے قید خانہ میں ایک جگہ خلوت کی ہو تو قاضی اس عورت کو قید نہ کرے گا ولیکن عورت مذکورہ اپنے شوہر کے گھر میں کر دے جائیگی اور شوہر اس کے واسطے قید کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور جب شوہر نفقہ کے واسطے قید کیا گیا تو جو مال اسکا از جنس نفقہ ہو وہ قاضی اس عورت کو بدوان رضامندی اس کے شوہر کے دیدے گا یہ بالاتفاق ہو اور جو مال خلاف جنس نفقہ سے ہو اسکو شوہر کی طرف سے فروخت نہ کرے گا بلکہ شوہر کو حکم دے گا کہ

خود فروخت کرے اور یہی حکم باقی قرضوں میں ہو یہ امام اعظم کا قول ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ قاضی اگر طرف سے فروخت کر دینگا اور یہ بیع اسپر نافذ ہوگی یہ بدائع میں ہو۔ اور بنا بر قول صاحبین کے جبکہ قاضی کو اس مجبوس شوہر کے مال کی بیع کا اختیار حاصل ہوا تو قاضی پہلے عروض سے شرمع کرے گا پس اگر عرض کا شن ادا سے نفقہ و قرضوں کے واسطے کافی نہوا تو پھر بیع عتقار شرمع کرے گا یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک مرد کا ایک ہی عا مہر ہو تو وہ نفقہ کے واسطے اسکے فروخت پر مجبور نہ کیا جائیگا اس واسطے کہ قرضدار جیسے اور قرضوں میں اپنے تن کے کپڑے فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا ہو ایسے ہی دین کے نفقہ کے واسطے بھی مجبور نہ کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر دونوں نے قاضی کے نفقہ مقرر کر دینے کے وقت سے جس قدر مدت گذری ہو اسکی مقدار میں اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور گواہ عورت کے اولی ہونگے یہ وجہ کروری میں ہو۔ اور اگر عورت کے واسطے نفقہ مقرر کر دیا گیا اور عورت کا کچھ مہر بھی شوہر پر باقی ہو پھر شوہر نے اسکو کچھ دیا پھر دونوں نے اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ یہ مہر میں سے دیا ہو اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ نفقہ میں تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا۔ اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ دسی ہوئی چیز ایسی ہو کہ عادت کے موافق مہر میں دیکھائی ہو اور اگر ایسی چیز ہو کہ عادت کے موافق مہر میں نہیں دیکھائی ہو جیسے ایک پیالہ کھیر و گردہ روٹی اور ایک طباق فواکہ وغیرہ ایسی چیزیں تو شوہر کا قول قبول نہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دونوں نے اس چیز کی مقدار و جنس میں اختلاف کیا پھر صلح واقع ہوئی یا جبکا حکم دیا گیا ہو نفقہ میں تو قول شوہر کا اور گواہ عورت کے قبول ہونگے۔ اور اگر عورت کو ایک کپڑا بھیجا پس عورت کہتی ہو کہ وہ یہ تھا اور مرد کہتا ہو کہ وہ کپڑا اس میں سے ہو جو مجھے عورت کے واسطے دیا جب ہو تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر عورت نے گواہ قائم کیے کہ اس نے یہ بھیجا ہو تو گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو مرد کے گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر ہر ایک نے اپنے دعوے کے دوسرے کے اقرار کرنے کے گواہ قائم کیے تو بھی شوہر کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اسی طرح اگر مرد نے درم بھیجے ہوں پس مرد نے کہا کہ یہ نفقہ تھا اور عورت نے کہا کہ یہ یہ تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر شوہر نے دعوے کیا کہ میں نے اسکو نفقہ دیا ہو اور عورت نے انکار کیا تو قسم سے عورت کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک عورت نے دعوے کیا کہ میرا شوہر مجھ سے غائب ہونا چاہتا ہو اور درخواست کی کہ نفقہ کا کھنیل دلایا جاوے تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہو کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہو۔ اور امام ابو یوسف نے کہا کہ ایک مہینہ کے نفقہ کے لیے استعنا کھنیل لیا جاوے اور اسی پر فتویٰ ہو۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ سفر میں ایک مہینہ سے زیادہ رہے گا تو ایک مہینہ سے زیادہ کے واسطے کھنیل لیا جائیگا یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ ایک مرد نے دوسرے کی جو رو کے واسطے دوسرے کی طرف سے نفقہ و مہر کی ضمانت کر لی تو فرمایا کہ نفقہ کی ضمانت باطل ہو الا آنکہ ما ہوارسی کوئی مقدار معلوم بیان کی ہو اور اسکے معنی یہ ہیں کہ شوہر و عورت دونوں کسی قدر نفقہ ماہوار تہی پر باہم رضامند ہو کے پھر ضامن کی تو روا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر عورت کے واسطے کوئی شخص ہر مہینہ کے نفقہ کا کھنیل ہو گیا تو فقط ایک ہی مہینہ کے واسطے کھنیل ہوگا اور اگر کھنیل نے کہا کہ میں نے تیرے شوہر کی طرف سے تیرے واسطے سال بھر کے نفقہ کی کفالت کی تو سال بھر کے نفقہ کے واسطے کھنیل ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تیرے واسطے ہر مہینہ کے واسطے یا جب تک میں زندہ رہوں نفقہ کی کفالت

اسے بیعت و زانیہ
اسے بیعت و زانیہ

کی تو وہ اس وقت تک کیوں اسے کفیل ہوگا جب تک یہ عورت اس مرد کے نکاح میں ہو جسکی طرف سے کفالت کی ہو۔ اور اگر کفیل نے ایک مہینہ یا ایک سال کے نفقہ کی کفالت کی پھر عورت کو اس کے شوہر نے طلاق یا زنی دیدی تو نفقہ عدت کے واسطے کفیل یا خود رہیگا۔ ایک مرد کو اسکی جو زوجہ قاضی کے پاس نفقہ کی نالیش میں لگئی پس شوہر کے پاس نے کہا کہ میں تجھے نفقہ دیتا ہوں پس باپ نے سودرم اسکو دیے پھر شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو شوہر کے باپ کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ عورت کو نفقہ میں دیا ہو وہ اس سے واپس لے یہ فتاویٰ قاضی خان ہیں۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے نفقہ سے بری کر دیا یا میں طور کہ کہا کہ تو میرے نفقہ سے ہمیشہ کے واسطے بری ہو جب تک میں تیری جو رہوں پس اگر قاضی نے اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ مقدر و مفروض نہ کیا ہو تو یہ برات باطل ہو اور اگر قاضی نے اس کے واسطے ماہوار سی نفقہ مثلاً دس درم مقرر کر دیے ہوں تو ماہ اول کے نفقہ سے برات صحیح ہوگی اور اس مہینہ کے سوائے اور مہینوں کے نفقہ کی برات درست نہوگی۔ اور اگر فرض قاضی کے بعد ایک مہینہ ٹھہر کر عورت نے کہا کہ میں نے تجھے پچھلے اور اگلے زمانہ کے نفقہ سے بری کیا تو گزشتہ ایام کے نفقہ سے اور اگلے ایک مہینہ کے نفقہ سے بری ہوگا اور اس سے زیادہ سے بری ہوگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو۔ اور ایسا ہی تجنیس و مزید میں ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھے ایک سال کے نفقہ سے بری کر دیا تو فقط ایک مہینہ کے نفقہ سے بری ہوگا لیکن اگر اس کے واسطے سالانہ نفقہ مقرر کیا گیا ہو تو ایک سال بھر کے نفقہ سے بری ہو جائیگا یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر عورت نے اپنے نفقہ سے ماہوار سی تین درم پر صلح کر لی تو جائز ہو اور نفقہ سے صلح کے جنس مسائل میں اصل یہ ہے کہ جب جو مرد کے درمیان نفقہ سے صلح ایسی چیز پر واقع ہوئی کہ قاضی کو کسی حال میں اس چیز پر نفقہ مقدر و مفروض کرنا روا ہو تو یہ صلح ان دونوں میں دون اعتبار کی جائیگی کہ گویا تقدیر و فرض نفقہ ہو اور معاوضہ اعتبار نہ کی جائیگی خواہ یہ صلح اسے وقت واقع ہوئی ہو کہ مہنوز قاضی نے اس کے واسطے کوئی نفقہ مفروض و مقدر نہیں کیا ہو یا خود دونوں کسی قدر ماہوار سی پر راضی نہیں ہونے ہیں اور خواہ اسے وقت واقع ہوئی ہو کہ قاضی اس کے کچھ نفقہ مفروض و مقدر کر بچا ہو یا خود دونوں کسی قدر ماہوار سی پر راضی ہو چکے ہیں۔ اور اگر صلح ایسی چیز پر واقع ہوئی کہ قاضی کو کسی حال میں اس چیز کے ساتھ شوہر پر نفقہ مقدر و مفروض کرنا روا نہیں ہو جیسے صلح ایک غلام پر یا ایک کپڑے پر واقع ہوئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر قاضی کی عورت کے واسطے ماہوار سی نفقہ مقدر و مفروض کرنے اور نیز دونوں کے کسی چیز ماہوار سی پر راضی ہونے سے پہلے یہ صلح واقع ہوئی تو بھی یہ تقدیر و فرض نفقہ اعتبار کی جائیگی۔ اور اگر یہ صلح بعد قاضی کے عورت کے واسطے نفقہ مقدر کرنے یا بعد دونوں کے باہمی ماہوار سی کسی قدر نفقہ پر راضی ہونے کے واقع ہوئی ہو تو صلح دونوں میں معاوضہ قرار دی جائیگی۔ اور تقدیر نفقہ اعتبار کرنے کا فائدہ یہ ہو کہ ہر زیادتی یا اس سے کسی جائز ہو پس اصل یہ ہے کہ جنس کے مسائل سب برآمد ہوتے ہیں۔ اگر عورت نے تین درم ماہوار سی پر شوہر سے صلح کر لی پھر عورت نے کہا کہ اس قدر مجھے کافی نہیں ہوتے ہیں تو عورت کو اختیار ہو کہ شوہر سے محاصہ کرے یہاں تک کہ شوہر اسکی ماہوار سی میں اسکی کفایت کے لائق بڑھاوے بشرطیکہ شوہر آسودہ حال ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر سے تین درم ماہوار سی پر اپنے نفقہ سے صلح کر لی پھر شوہر نے کہا کہ مجھے اس قدر دینے کی طاقت نہیں ہو تو اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور اسکو یہ سب پورے دینے پڑینگے اور کتاب میں فرمایا کہ الا اس صورت میں کہ قاضی اسکو اس سے بری کرے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ لیکن اگر

صلح چیز پر واقع ہوئی
کفالت سے باہر ہوگا

قاضی کو اسکا حال لوگوں سے دریافت کرنے سے معلوم ہو جاوے کہ یہ سفردوسنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے اور قاضی اس میں سے کم کر دے تو قاضی کم کر سکتا ہے اور کم کر کے اس پر کسی قدر لازم کر دیا جاسکتا ہے۔ اور اگر مہینہ میں کچھ نہیں گذرا حتیٰ کہ اسے عورت سے اس میں درم نفقہ سے ایسی چیز پر صلح کر لی کہ قاضی کو کسی حال میں جائز ہے کہ عورت کے نفقہ میں اسکو مقرر کرے مثلاً اس میں درم سے تین مخموم گندم پر جو معین ہیں یا غیر معین ہیں صلح کی تو یہ صلح تقدیر نفقہ اعتبار کی جائیگی اور اگر ایسی چیز پر صلح کی کہ قاضی کو کسی حال میں رو نہیں ہے کہ اسکو عورت کے نفقہ میں مقرر کرے تو یہ دوسری صلح معاوضہ قرار دی جائیگی۔ اور جو جواب ہم نے صلح از نفقہ میں ذکر کیا ہے اگر کپڑے سے صلح کی تو بھی اسی فیصل سے حکم دے اور اگر اپنی عورت کے لباس و اچھے سے مربع بیووی یا چادر زلی یا شامی اور مٹی پر صلح کر لی تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت کے ایک سال کے نفقہ کے ایک کپڑے پر صلح کر لی اور کپڑا اسکو دیدیا تو جائز ہے پھر اگر اسکے بعد کپڑا ہی نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ صلح قاضی کی اسکے واسطے ماہواری نفقہ فرض کر دینے یا باہمی قرار داد ماہواری نفقہ کے بعد اس نفقہ مفروضہ سے اس کپڑے پر صلح واقع ہوئی ہو تو عورت اپنے شوہر سے اس حساب سے نفقہ لے لیگی جو قاضی نے اسکے واسطے مقرر کر دیا تھا یا خود دونوں اس پر راضی ہوئے تھے۔ اور اگر ابتدائے صلح و قرار داد اسی کپڑے پر واقع ہوئی ہو تو عورت اس سے اس کپڑے کی قیمت لے لیگی۔ اور یہ سبہ نظر اس مسئلہ کی ہے کہ جب عورت کے نفقہ سے ایک خادم و سطر صلح واقع ہوئی اور اسکے واسطے کوئی معاوضہ نہیں لگائی گئی یا کوئی معاوضہ مقرر کی گئی پس اگر یہ صلح قبل قاضی کے نفقہ مقرر کر دینے کے یا قبل باہمی رضامندی کے ہو تو جائز ہے اور اگر یہ صلح بعد فرض قاضی یا باہمی رضامندی کے ہو تو نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی مرد کی دو عورتیں ہوں کہ ایک ان میں سے آزاد اور دوسری باندی ہو مگر باندی کے واسطے اسکے مولیٰ نے ایک جگہ علیحدہ رہنے کو دی ہے پھر مرد مذکور نے دونوں سے دونوں کے نفقہ سے صلح کر لی حالانکہ باندی کے واسطے آزادہ سے زیادہ اس صلح میں قبول کیا تو جائز ہے اور اگر اس باندی کے مولے نے اسکے واسطے کوئی جگہ رہنے کو نہ دی ہو اور اسے اپنے شوہر سے اپنے نفقہ سے صلح کر لی تو یہ صلح جائز نہیں ہے اور مرد مذکور کو اختیار ہوگا کہ یہ نفقہ یعنی مال صلح اس سے واپس کر لے اور سطر اگر مرد نے اپنی جو رو سے اسکے نفقہ سے صلح کر لی حالانکہ دونوں کا نکاح فاسد ہے تو بھی نہیں جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر سے خج کھانے و کپڑے سے زیادہ مقدار پر صلح کی پس اگر زیادتی صرف اسی قدر ہے کہ لوگ اپنے اندازہ کرنے میں اتنا خسارہ اٹھاتے ہیں تو صلح جائز ہوگی اور اگر خسارہ سفردوسنے کے اندازہ کرنے والوں کے اندازہ سے زیادہ یعنی لوگ اپنے اندازہ میں اتنا خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں تو زیادتی باطل ہوگی اور شوہر پر نفقہ شل واجب ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر غلام نے اپنے مولیٰ کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا تو اسکا نفقہ اس غلام میں واجب ہوگا کہ در صورت آزادی ہونے کے وہ بار بار فروخت کیا جائیگا یہ قنودے قاضی خان میں ہے۔ مگر مولیٰ کو یہ اختیار ہے کہ اسکے مذہب میں خود مال دیدے اور اسکو فروخت سے بچالے اور اگر غلام مذکور مر گیا تو نفقہ بھی ساقط ہو گیا اور سطر اگر قتل کیا گیا تو بھی صحیح قول کے موافق نفقہ ساقط ہو جائیگا یہ جوہرہ نیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی مدبر نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا تو عورت کا نفقہ اس مدبر کی کمائی سے متعلق ہوگا اور یہی حکم مکاتب کا ہے جب تک وہ کتابت سے عاجز نہ ہو جاوے اور اگر عاجز ہو گیا تو نفقہ اسکے واسطے فروخت کیا جائیگا اور اگر ایسے غلاموں نے بغیر اجازت اپنے مولیٰ کے نکاح کر لیا تو اس پر نفقہ و ہر کم واجب ہے۔

منوگاہیہ کافی میں ہو۔ اور اگر انہیں سے کوئی آزاد ہو گیا جو وقت سے آزاد ہوا اور اس وقت سے نکاح کحل جائز ہو گیا اور اس پر مرد واجب ہو گا اور آئندہ سے نفقہ بھی واجب ہو گا اور جس غلام میں سے کچھ نکلا آزاد ہو گیا ہو وہ امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک بمنزلہ مکاتب کے ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام کو اپنی باندی سے بیاہ دیا تو اس باندی کا نفقہ مولیٰ پر ہو گا خواہ اسکے واسطے علیحدہ مکان مقرر کر دیا ہو یا نہیں یہ کافی میں ہو۔ اور اگر مولیٰ نے کہا کہ میں اس باندی کو نفقہ نہ دوں گا تو وہ اسکے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ تاتار خانہ میں ہو۔ اور اگر اپنی دختر کو اپنے غلام کے ساتھ بیاہ دیا تو دختر کا نفقہ غلام پر واجب ہو گا یہ بدائع میں ہو۔ منکوحہ عورت اگر باندی ہو پس اگر باندی کے مونس نے اسکے واسطے کوئی مکان رہنے کا مقرر کر دیا ہو تو اسکے واسطے نفقہ واجب ہو گا ورنہ نہیں اور یہی حکم مدبرہ وام ولد کا ہو۔ اور رہنے کو جگہ دینے کے یہ معنی ہیں کہ مونس نے اس باندی سے خدمت لینا چھوڑ دیا اور اسکو اسکے شوہر کے ساتھ کر دیا۔ اور اگر مولیٰ نے باندی کے واسطے رہنے کا مکان دید یا پھر مولیٰ کی رائے میں آیا اور صلحت وقت معلوم ہوئی کہ اس باندی سے خدمت لیا کرے تو مولیٰ کو اختیار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور جب تک مولیٰ اس سے خدمت لے تب تک کی مدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہو گا۔ اور اگر مولیٰ نے اسکو اسکے شوہر کے گھر رہنے دیا مگر وہ خود بدون مطالبہ مولیٰ کے کسی کسی وقت آکر مولیٰ کی خدمت کرتی ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا نفقہ سا قضا ہو گا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر وہ کسی وقت مولیٰ کے یہاں آئی اور مولیٰ گھر میں نہیں ہو پھر مولیٰ کی اہلیخانہ نے اس سے خدمت لی اور اسکو اپنے شوہر کے یہاں واپس جانے سے روکا تو اسکے واسطے نفقہ ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اور مکاتبہ باندی نے اگر مولیٰ کی اجازت سے نکاح کر لیا تو وہ مثل حرہ کے ہو کہ اسکے حق میں نفقہ واجب ہونے کے لیے مولیٰ کے رہنے کی جگہ دینے کی ضرورت نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ میرے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا اور وہ تمام دن اپنے مولیٰ کے گھر خدمت میں رہتی ہو اور رات کو اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہو تو فرمایا کہ دن کا نفقہ مولیٰ پر اور رات کا نفقہ اسکے شوہر پر واجب ہو گا یہ تاتار خانہ میں یتیم سے منقول ہے اور اگر غلام یا مکاتبہ یا مدبرہ نے اپنے مولیٰ کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس عورت سے اولاد ہوئی تو شوہر اس اولاد کے نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا خواہ عورت لینے اولاد کی مان آزاد ہو یا باندی یا مدبرہ یا ام ولد یا مکاتبہ پھر اگر یہ عورت مکاتبہ ہو تو اولاد کا نفقہ اسی مکاتبہ پر لازم ہو گا اور اگر عورت مدبرہ یا ام ولد ہو تو انکی اولاد مثل انکے ہو گی کہ اولاد کا نفقہ بھی انکے مولیٰ پر واجب ہو گا اور اگر عورت کسی دوسرے شخص کی باندی ہو تو اولاد کا نفقہ اسکے مولیٰ پر لازم ہو گا۔ اور اگر عورت آزادہ ہو تو اولاد کا نفقہ اسی عورت پر واجب ہو گا اگر اسکے پاس مال ہو اور اگر اسکا مال نہ ہو تو نفقہ اولاد کا ان لوگوں پر ہو گا جو اس اولاد کے وارث ہوں پس جو سب سے زیادہ قریب ہو پہلے اس پر پھر دوسروں پر علی الترتیب لازم ہو گا۔ اسی طرح آزاد مرد نے اگر کسی باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا تو ایسی صورت میں اولاد کا وہی حکم ہو جو غلام و مدبرہ و مکاتبہ کی صورت میں بیان ہوا ہو یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر باندی یا ام ولد یا مدبرہ کا مولیٰ فقیر ہو کہ اولاد کو نفقہ نہ دے سکے اور اس اولاد کا باپ غنی ہو پس آبا باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اولاد کو نفقہ دے تو اس میں تفصیل ہے کہ اگر باندی سے اولاد ہو تو باپ کو نفقہ دینے کا حکم دیا جائیگا اور اگر مدبرہ یا ام ولد سے اولاد ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اولاد کو نفقہ دے یہ محیط میں ہے پھر اس اولاد کا باپ جو کچھ انکے نفقہ میں خرچ

اگر گناہ عورت کے مولے سے واپس لگایا یہ فتاویٰ قاضیان مین ہو۔ ایک شخص نے اپنی باندی اور اپنے غلام کو مکاح
 کیا پھر اس عورت کو اسی مکاتب سے بیاہ دیا پھر اسکے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس ولد کا نفقہ اسکی ماں پر ہوگا باپ پر نہ ہوگا
 بخلاف اسکے اگر مکاتب نے اپنی باندی سے دلی کی اور اس سے بچہ پیدا ہوا تو اسکا نفقہ مکاتب پر ہوگا۔ اور اگر مکاتب
 نے کسی کی باندی سے مکاح کیا پھر اس سے اولاد ہوئی یا نہ ہوئی یہاں تک کہ مکاتب نے اس باندی کو خود خرید لیا
 پھر اس سے بچہ پیدا ہوا تو اولاد کا نفقہ مکاتب کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور خاوند پر اپنی زوجہ کے واسطے
 لباس موافق عرف کے اسقدر واجب ہوتا ہے کہ جو اسکے لیے جاڑے و گرمی مین لائق ہو یہ تمام خانہ مین میناب سے
 منقول ہے اور سال مین دو ہی دفعہ کپڑا مفروض کیا جائیگا یعنی ہر شش ماہی مین ایک مرتبہ موافق مفروض کے دیر سے
 یہ مسموط مین ہو۔ اور اگر عورت کے واسطے چھ مہینہ کی مدت کے لیے کپڑا مفروض کر دیا گیا تو اب اسکے سوا اسکے لیے
 ہوگا یہاں تک کہ یہ مدت گزر جاوے اور اگر اس مدت کے گزرنے سے پہلے یہ کپڑے پھٹ گئے پس اگر ایسی حالت ہو کہ
 اگر وہ بطور متاد پہنتی تو نہ پھٹتے تو شوہر پر کچھ واجب ہوگا ورنہ اور واجب ہونگے۔ اور اگر چھ مہینہ کی مدت کے بعد یہی کپڑے
 باقی رہے پس اگر اسوجہ سے باقی رہے کہ عورت نے دوسرے دن کے کپڑے پہنیا ایک روز پہنے دوسرے روز نہ پہنے
 یا بالکل نہیں پہنے تو اس صورت مین عورت کے واسطے دوسرے کپڑے مفروض کیے جاویں گے ورنہ نہیں یہ جو ہر ہر
 مین ہو۔ اور اگر نفقہ و لباس ضائع ہوا یا چوری گیا تو بدون فصل گزرنے کے جدید نفقہ و لباس مفروض نہ کیا جائیگا
 بخلاف ایسی قرابت دار مرد و عورتوں کے جنکا کھانا کپڑا مرد پر واجب ہوتا ہے کہ انکے کھانے کپڑے مین ایسی صورت مین
 یہ حکم نہیں ہے یہ غایہ سرحدی مین ہو۔ اور نیز شوہر پر واجب ہو کہ اپنی استطاعت کے موافق عورت کے کپڑے کو ترش نہ
 چنانچہ اگر شوہر بالدار ہو تو اسپر جاڑوں مین طائفہ اور گرمیوں مین طلع واجب ہو مگر یہ دونوں برون بویا بچانے
 نہیں بچانے کے جاویں گے اور اگر فقیر ہو تو گرمیوں مین بویا اور جاڑوں مین نمادیو سے یہ سراج و مانج مین ہو۔ اور
 کتاب مین فرمایا کہ جس صورت مین قاضی شوہر پر عورت کی خادمہ کا نفقہ مفروض کر گیا اس صورت مین خادمہ کا لباس
 بھی مفروض کر گیا پس خادمہ کا لباس تنگدست آدمی پر جاڑوں مین بہت سستی کر باس کی قمیض اور انداز اور چادر ہو اور
 گرمیوں مین ایسے ہی قمیض و ازار ہو اور خوشحال آدمیوں پر جاڑوں مین زلی قمیض اور کر باس کی ازار اور سستی
 سی چادر ہو اور گرمیوں مین اسکے مثل ہو پس جاڑوں مین اسکے واسطے لباس بہ نسبت گرمیوں کے زیادہ مفروض
 کر گیا پھر واضح ہو کہ عورت کی خادمہ کے واسطے اور ہنی مفروض نہیں کی۔ اور کتاب مین فرمایا کہ عورت کی
 خادمہ کے واسطے مکعب یا سوزہ جو اسکو کافی ہو لازم ہو۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ امام محمد نے خادمہ کے
 واسطے بطرح لباس وغیرہ بیان فرمایا ہے یہ اپنے ملک کے عرف و زمانہ کے موافق ذکر فرمایا ہے اور چونکہ بعض ملک مین
 بہ نسبت دوسرے ملک کے جاڑے و گرمی مین زیادتی و کمی کی راہ سے فرق ہوتا ہے اور نیز عادت ہر ملک و زمانہ کی مختلف
 ہوتی ہو لہذا اس مین بوجہ مذکورہ اختلاف ہوگا پس قاضی پر لازم ہو کہ خادمہ کے نفقہ و لباس مین ہر ملک و زمانہ
 کے اعتبار سے اسقدر مفروض کرے جو اسکو کافی ہو مگر یہ ضرور ہے کہ خادمہ کا لباس عورت کے لباس کے برابر ہوگا
 یہ محیط مین ہو۔ فصل دوم سکنی کے بیان مین۔ قال المترجم سکنی سے مراد یہ ہے کہ عورت کے رہنے کا مکان
 اپنی استطاعت کے لائق موافق شرع کے معین کرے اور اسکی تفصیل کتاب مین ہے کہ قال المترجم پس

عورت کے واسطے سکنی ایسے مکان میں جو شوہر کے اہل و عورت کے اہل سے خالی ہو واجب ہو لیکن اگر عورت ان لوگوں میں رہنا پسند کرے تو ہو سکتا ہے یہ عینی شریعہ میں ہے۔ اور اگر عورت کو ایسے مکان میں رکھا کہ اسکے ساتھ کوئی نہیں ہو پس عورت نے قاضی سے شکایت کی کہ میرا شوہر مجھے مارتا اور ایذا دیتا ہے اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکو حکم کرے کہ مجھے صلح نیکو کار لوگوں کے بیچ میں لیکر رہے کہ جو انکی نیکی و بدی کو پہچانیں۔ پس اگر قاضی کو یہ بات معلوم ہو کہ بات یہی ہے جو یہ عورت کہتی ہے تو اس کے شوہر کو زجر کرے گا اور اس تعدی سے اسکو منع کر دیگا۔ اور اگر اسکو یہ بات معلوم نہ ہو تو دیکھے کہ اگر اس گھر کے بڑوسی لوگ پرہیزگار ہوں تو اسکو وہیں رکھیں گے مگر بڑوسیوں سے دریافت کریگا کہ اس مرد کی کیا حرکتیں ہیں پس اگر ان لوگوں نے وہی بیان کیا جو عورت نے کہا ہے تو اس مرد کو زجر کرے گا اور اسکو عورت کے حق میں تعدی کرنے سے منع کرے گا اور اگر ان لوگوں نے بیان کیا کہ وہ اسکو ایذا نہیں دیتا ہے تو اسکو وہیں چھوڑ دیگا اور اگر اسکے بڑوسیوں میں کوئی ایسا نبو حسیر اعتبار کیا جاوے یعنی ثقہ نہو یا ایسے لوگ ہوں کہ وہ شوہر کی جانب داری کرتے ہیں تو قاضی اس مرد کو حکم دیگا کہ پرہیزگار لوگوں میں اس عورت کو لیکر بود و باش اختیار کرے اور لوگوں سے دریافت کریگا اور انکی خبر پر اس کام کا عمل درآمد کریگا یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے اپنی سوت کے ساتھ رہنے سے انکار کیا یا شوہر کے قرائنیوں مثل شوہر کی ماں وغیرہ کے ساتھ رہنے سے انکار کیا پس اگر اس دار میں بیوت ہوں اور شوہر نے اس عورت کے واسطے ایک بیت خالی کر دیا ہو اور اسکا دروازہ علیحدہ کر دیا ہو تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ شوہر سے دوسرے بیت کا مطالبہ کرے اور اگر اس دار میں فقط ایک ہی بیت ہو تو عورت کو یہ اختیار ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں بھی با ندی کے ساتھ نہ ہوں گی تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے اسی طرح اگر اس نے کہا کہ میں تیری ام ولد کے ساتھ نہ ہوں گی تو بھی اسکو یہ اختیار نہیں ہے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور برہان الائمہ نے اسی پر فتوے دیا ہے یہ وجہ کر دہی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے چاہا کہ اپنے گھر میں عورت کے پاس اسکے باپ کو یا ماں کو یا کسی اسکے ذمی رحم محرم قرابت دار کو نہ آنے دے تو علمائے سنی اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو اسکے والدین کو اسکے دیکھنے کو آنے دینے سے منع نہیں کر سکتا ہے یا ماں اسکے پاس رہنے سے منع کر سکتا ہے اور اسکو ہمارے شائع نے اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور بعض نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو اسکو ایک مرتبہ اپنے والدین کی زیارت کے واسطے جانے سے منع نہیں کر سکتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ غایہ سرورجی میں ہے۔ اور آیا سو اے والدین کے اور دن کی زیارت سے منع کر سکتا ہے تو بعض نے فرمایا کہ ذمی رحم محرم کو ہر مہینہ ایک بار زیارت سے منع نہیں کر سکتا ہے اور شائع بلخ نے کہا کہ ہر سال ایک مرتبہ زیارت سے منع نہیں کر سکتا ہے اور اسی پر فتوے ہے اور اسی طرح اگر عورت نے چاہا کہ اپنی محارم مثل خالہ و بھوپھی و بہن کی زیارت کے واسطے جاوے تو اس میں بھی ایسے ہی اقوال ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور شوہر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اسکے والدین کو اور اسکے فرزند کو جو دوسرے شوہر سے ہو اور اسکے اہل کو اسکی طرف دیکھنے اور اس سے کلام کرنے سے جبہ لوگ چاہیں منع کرے یہ ہدایہ میں ہے۔ مجموع النوازل میں ہے کہ اگر عورت قابلہ ہو یا غسالیہ ہو یا اس عورت کا دوسرے بچہ کچھ حق آتا ہو یا ہر دوسرے کا کچھ حق آتا ہو تو باجارت و بغیر اجازت مکمل سکتی ہے اور حج کا بھی یہی حکم ہے اور سو اے اسکے جنبیوں کی زیارت یا ان کی عیادت یا ولیمہ کے واسطے شوہر اسکو اجازت نہ دے اور نہ وہ بکلی۔ اور اگر شوہر نے اسکو اجازت نہ دی اور وہ مکلی تو دونوں گنہگار ہوں گے اور عورت کو حمام میں داخل ہونے سے مانعت کرے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر عورت کو مجلس و غما میں جو بخت سے

عورت کے واسطے سکنی ایسے مکان میں جو شوہر کے اہل و عورت کے اہل سے خالی ہو واجب ہو لیکن اگر عورت ان لوگوں میں رہنا پسند کرے تو ہو سکتا ہے یہ عینی شریعہ میں ہے۔ اور اگر عورت کو ایسے مکان میں رکھا کہ اسکے ساتھ کوئی نہیں ہو پس عورت نے قاضی سے شکایت کی کہ میرا شوہر مجھے مارتا اور ایذا دیتا ہے اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکو حکم کرے کہ مجھے صلح نیکو کار لوگوں کے بیچ میں لیکر رہے کہ جو انکی نیکی و بدی کو پہچانیں۔ پس اگر قاضی کو یہ بات معلوم ہو کہ بات یہی ہے جو یہ عورت کہتی ہے تو اس کے شوہر کو زجر کرے گا اور اس تعدی سے اسکو منع کر دیگا۔ اور اگر اسکو یہ بات معلوم نہ ہو تو دیکھے کہ اگر اس گھر کے بڑوسی لوگ پرہیزگار ہوں تو اسکو وہیں رکھیں گے مگر بڑوسیوں سے دریافت کریگا کہ اس مرد کی کیا حرکتیں ہیں پس اگر ان لوگوں نے وہی بیان کیا جو عورت نے کہا ہے تو اس مرد کو زجر کرے گا اور اسکو عورت کے حق میں تعدی کرنے سے منع کرے گا اور اگر ان لوگوں نے بیان کیا کہ وہ اسکو ایذا نہیں دیتا ہے تو اسکو وہیں چھوڑ دیگا اور اگر اسکے بڑوسیوں میں کوئی ایسا نبو حسیر اعتبار کیا جاوے یعنی ثقہ نہو یا ایسے لوگ ہوں کہ وہ شوہر کی جانب داری کرتے ہیں تو قاضی اس مرد کو حکم دیگا کہ پرہیزگار لوگوں میں اس عورت کو لیکر بود و باش اختیار کرے اور لوگوں سے دریافت کریگا اور انکی خبر پر اس کام کا عمل درآمد کریگا یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے اپنی سوت کے ساتھ رہنے سے انکار کیا یا شوہر کے قرائنیوں مثل شوہر کی ماں وغیرہ کے ساتھ رہنے سے انکار کیا پس اگر اس دار میں بیوت ہوں اور شوہر نے اس عورت کے واسطے ایک بیت خالی کر دیا ہو اور اسکا دروازہ علیحدہ کر دیا ہو تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ شوہر سے دوسرے بیت کا مطالبہ کرے اور اگر اس دار میں فقط ایک ہی بیت ہو تو عورت کو یہ اختیار ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں بھی با ندی کے ساتھ نہ ہوں گی تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے اسی طرح اگر اس نے کہا کہ میں تیری ام ولد کے ساتھ نہ ہوں گی تو بھی اسکو یہ اختیار نہیں ہے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور برہان الائمہ نے اسی پر فتوے دیا ہے یہ وجہ کر دہی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے چاہا کہ اپنے گھر میں عورت کے پاس اسکے باپ کو یا ماں کو یا کسی اسکے ذمی رحم محرم قرابت دار کو نہ آنے دے تو علمائے سنی اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو اسکے والدین کو اسکے دیکھنے کو آنے دینے سے منع نہیں کر سکتا ہے یا ماں اسکے پاس رہنے سے منع کر سکتا ہے اور اسکو ہمارے شائع نے اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور بعض نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو اسکو ایک مرتبہ اپنے والدین کی زیارت کے واسطے جانے سے منع نہیں کر سکتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ غایہ سرورجی میں ہے۔ اور آیا سو اے والدین کے اور دن کی زیارت سے منع کر سکتا ہے تو بعض نے فرمایا کہ ذمی رحم محرم کو ہر مہینہ ایک بار زیارت سے منع نہیں کر سکتا ہے اور شائع بلخ نے کہا کہ ہر سال ایک مرتبہ زیارت سے منع نہیں کر سکتا ہے اور اسی پر فتوے ہے اور اسی طرح اگر عورت نے چاہا کہ اپنی محارم مثل خالہ و بھوپھی و بہن کی زیارت کے واسطے جاوے تو اس میں بھی ایسے ہی اقوال ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور شوہر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اسکے والدین کو اور اسکے فرزند کو جو دوسرے شوہر سے ہو اور اسکے اہل کو اسکی طرف دیکھنے اور اس سے کلام کرنے سے جبہ لوگ چاہیں منع کرے یہ ہدایہ میں ہے۔ مجموع النوازل میں ہے کہ اگر عورت قابلہ ہو یا غسالیہ ہو یا اس عورت کا دوسرے بچہ کچھ حق آتا ہو یا ہر دوسرے کا کچھ حق آتا ہو تو باجارت و بغیر اجازت مکمل سکتی ہے اور حج کا بھی یہی حکم ہے اور سو اے اسکے جنبیوں کی زیارت یا ان کی عیادت یا ولیمہ کے واسطے شوہر اسکو اجازت نہ دے اور نہ وہ بکلی۔ اور اگر شوہر نے اسکو اجازت نہ دی اور وہ مکلی تو دونوں گنہگار ہوں گے اور عورت کو حمام میں داخل ہونے سے مانعت کرے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر عورت کو مجلس و غما میں جو بخت سے

خالی ہر جانے کی اجازت دے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور عورت اپنے غلام کے ساتھ سفر نہ کرے اگرچہ وہ عورت ہو اور نہ اپنے مجوسی پسیر کے ساتھ اور نہ اپنے رضا عی بھائی کے ساتھ ہمارے زمانہ میں اور نہ دوسری عورت کے اور نہ اپنے لڑکے محرم کے ساتھ جو بالغ نہیں ہو الا آنکہ یہ لڑکا قریب یہ بلوغ یعنی باریہ تیرہ برس کا ہو۔ اور ضعیفہ لڑکی جو غیر شہداء ہو وہ بلا محرم سفر کر سکتی ہے۔ اور عورت اپنی دختر کے خاوند کے ساتھ اور اپنے شوہر کے پسیر کے ساتھ اور اپنی ماں کے خاوند کے ساتھ سفر کر سکتی ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ شوہر کے گھر سے کوئی چیز مردوں کی اجازت کے دیے اور نہ سوائے فریضہ روزوں کے روزے رکھ سکتی ہے یہ فتاویٰ تاضیخان میں ہے۔ تیسری فصل نفقہ عدت کے بیان میں۔ جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ نفقہ و سکنی کی مستحق ہے خود طلاق رجعی یا بائنہ یا تین طلاق ہون خواہ عورت حاملہ ہو یا نہ ہو۔ یہ قانونی ہے۔ اصل یہ ہے کہ فرقت ہر گاہ از جانب شوہر ہو تو عورت کو نفقہ ملیگا اور اگر از جانب عورت ہو پس اگر برحق ہو تو بھی نفقہ ملیگا اور اگر بمعصیت ہو تو اسکو نفقہ ملیگا اور اگر عورت کے سوائے غیر کی جہت سے کوئی بات پیدا ہوئے سے فرقت واقع ہوئی تو عورت کو نفقہ ملیگا اس ماعنہ عورت کو نفقہ و سکنی ملیگا اور جو عورت بسبب خلع و ایلا کے بابت ہوئی یا بسبب بدشوہر کے مرتد ہو جانے کے یا اس سبب سے کہ شوہر نے اسکی ان سے جماع کر لیا اور وہ بابت ہو گئی تو وہ نفقہ کی مستحق ہے اور اسی طرح عینین کی عورت نے اگر فرقت کو اختیار کیا تو مستحق نفقہ ہے۔ اور اسی طرح دبرہ دام ولد اگر کسی کے تعلق میں ہوں اور وہ آزاد کی گئیں اور فرقت کو اختیار کیا حالانکہ مولیٰ نے اسکو واسطے شوہر کے ساتھ رہنے کو جگہ دیدی تھی اور اپنی خدمت لینے سے الگ کر دیا تھا تو یہ بھی مستحق نفقہ ہوگی اور نیز ضعیفہ نے بعد بلوغ کے اسنے فرقت کو اختیار کیا یا بسبب غیر کفو ہونے کے بعد دخول کے فرقت واقع ہوئی تو وہ بھی مستحق نفقہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر عورت مرتد ہو گئی یا اسنے اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کی مطاعت کی یا شہوت سے اسکو چھوٹا تو اسکا نفقہ اسکو نفقہ ملیگا مگر سکنی کی مستحق ہوگی اور اگر زبردستی اسکو اسکا نفقہ ملیگا تو اسکو نفقہ و سکنی کی مستحق ہوگی یہ بدائع میں ہے پھر اگر مرتدہ مسلمان ہو گئی اور مہنوز عدت باقی ہو تو اسکو واسطے نفقہ نہوگا بخلاف اسکے اگر عورت نے نشوز کیا پس مرد نے اسکو طلاق دیدی پھر اسنے نشوز کو ترک کیا تو اسکو نفقہ ملیگا یہ محیطہ شخصی میں ہے۔ اور اصل اس باب میں یہ ہے کہ ہر عورت جبکا نفقہ فرقت کے ساتھ باطل نہیں ہوا پھر عدت میں عورت کی طرف سے کسی عارضہ کی وجہ سے مضائقہ ہوا پھر عدت میں وہ عارضہ برطرف ہو گیا تو اسکا نفقہ عود کر گیا اور جس عورت کا نفقہ فرقت کے ساتھ باطل ہوا ہے تو پھر عدت میں اسکا نفقہ عود نہیں کر گیا اگرچہ سبب فرقت زائل ہو جاوے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدیں پھر وہ مرتد ہوئی اور وہ بابت نہوگا تو اسکا نفقہ ساقط ہو جاوے گا مگر نفس ربوت کی وجہ سے نہیں بلکہ اسوجہ سے کہ وہ قید کی جائیگی بیانک کہ تو بہ کرے پس وہ شوہر کے گھر میں ہوگی پس نفقہ نہ ملیگا چنانچہ اگر وہ مرتد ہوئی اور مہنوز قید نہیں کی گئی بلکہ شوہر کے گھر میں ہو تو اسکو نفقہ ملیگا۔ اور اگر قید خانہ میں تو بہ کرے اپنے شوہر کے گھر میں آگئی تو اسکو عدت کا نفقہ ملیگا کیونکہ عارضہ زائل ہو گیا یعنی قید جاتی رہی اور یہ اسوقت ہے کہ تین طلاق یا ایک طلاق بائنہ ہو۔ اور اگر طلاق رجعی کی عدت میں ہو اور وہ مرتد ہو گئی خواہ قید کی گئی یا نہیں تو اسکو نفقہ نہ ملیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر عورت نے عدت میں اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کی مطاعت کی یا شہوت سے اسکو چھوٹا پس اگر وہ طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو اسکا نفقہ ساقط ہو گیا اور اگر طلاق بائنہ کی عدت میں ہو یا بغیر طلاق کے فرقت واقع ہونے کی عدت میں ہو تو اسکو

سہ
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

نصفہ و سکنی ملیگا بخلات اسکے اگر عدت میں مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی پھر عود کر کے مسلمان ہوئی یا قید کر کے لائی گئی خواہ آزاد کی گئی یا بنین تو اسکو نصفہ نہ ملیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور عسکاشوہر چھوڑ کر مر گیا ہو اسکے واسطے نصفہ بنین ہر خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو۔ اور اگر ام ولد ہو اور وہ حاملہ ہو تو اسکو میت کے تمام مال سے نصفہ ملیگا یہ سرانج و ہاج میں ہے۔ اور اگر عورت پر عدت واجب ہوئی پھر وہ اسوجہ سے قید کی گئی کہ اسپر کسی کا حق آتا ہو تو اسکا نصفہ عدت ماقط ہو جائیگا اور معتدہ اگر اپنے عدت کے مکان میں برابر بنین رہتی ہو بلکہ کبھی رہتی ہو اور کبھی خارج ہو جاتی ہو تو وہ نصفہ کی مستحق نہوگی یہ طہیر میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت کو طلاق دیدی و حالیکہ وہ ناشترہ تھی تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے شوہر کے گھر میں چلی آوے اور اپنا نصفہ عدت لیا کرے۔ اور اگر معتدہ کی عدت کو طول ہو گیا بسبب اسکے کہ حیض بند ہو گیا ہو تو اسکو برابر نصفہ ملیگا یہاں تک کہ وہ آئندہ ہو جاوے اور اسکی عدت مہینوں کے شمار سے گزر جاوے۔ اور اگر عورت نے حیض کے شمار سے عدت گزرنے سے انکار کیا تو قسم سے عورت ہی کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ اسنے اپنی عدت گزرنے کا اقرار کیا ہو تو اسکا نصفہ ماقط ہو جائیگا۔ اور اگر عورت پر عدت واجب ہوئی پس اسنے دعویٰ کیا کہ وہ حاملہ ہو تو اسکو وقت طلاق سے دو برس تک نصفہ ملیگا پھر اگر دو برس گزر گئے اور وہ نہ جنی اور اسنے کہا کہ میرا گمان تھا کہ میں حاملہ ہوں اور میں اتنی مدت تک حاملہ بنیں ہوئی اور اسنے نصفہ طلب کیا تو عورت کو نصفہ ملیگا یہاں تک کہ حیض سے اسکی عدت گزر جاوے یا آئندہ ہو کر مہینوں سے اسکی عدت گزر جاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر تینوں مہینہ میں حالتہ ہوئی پھر از سر نو اسپر عدت بحال ہے لازم ہوئی تو اسکو نصفہ عدت ملیگا۔ اور اسی طرح اگر قابل جماع صغیرہ کو بعد دخول کے طلاق دیدی اور تین مہینہ تک اسکو نصفہ دیا مگر وہ انہیں تین مہینوں کے اندر آخر میں حاملہ ہوئی پس اسپر از سر نو حیض کے شمار سے عدت واجب ہوئی تو برابر اسکو نصفہ دیا جائیگا کہ اسکی عدت گزر جاوے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر حرنی جو مرد دونوں میں سے ایک مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آیا پھر دوسرا آیا تو جو رو کو نصفہ نہ ملیگا جب طرح معتدہ عورت نصفہ کی مستحق ہوتی ہو وہیے ہی لباس کی بھی مستحق ہوتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اس نصفہ میں اسقدر کا اعتبار ہو جو عورت کو کافی ہو جاوے اور وہ درمیانی درجہ کا نصفہ کافی ہو اور وہ معتد بنین ہو اسواسطے کہ یہ نصفہ نظیر نصفہ نکاح ہو پس جو نصفہ نکاح میں معتد ہو وہی اس میں بھی معتد نہ ہو۔ معتدہ نے اگر اپنے نصفہ کی بابت مخاصمہ نہ کیا اور قاضی نے اسکے واسطے کچھ مفروض نہ کیا یہاں تک کہ عدت گزر گئی تو اسکے واسطے کچھ نصفہ نہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قاضی نے معتدہ عورت کے واسطے اسکی عدت میں اسکا نصفہ فرض کر دیا اور اسنے شوہر پر قرضہ لیا یا نہ لیا پھر قبل اسکے کہ وہ شوہر سے کچھ وصول کرے اسکی عدت گزر گئی پس اسنے اگر حکم قاضی قرضہ لیا ہو تو اسقدر شوہر سے لے سکتی ہو اور اگر اسنے بغیر حکم قاضی قرضہ لیا یا بالکل بنین لیا تو بعض نے فرمایا کہ نصفہ ماقط ہو گیا اور یہی صحیح ہے یہ جو اہر اخلاطی میں ہے۔ ایک مرد اپنی جو رو سے غائب ہو گیا پس اسکی جو رو نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا اور دوسرے مرد نے اس سے دخول کر لیا پھر شوہر اول واپس آیا تو قاضی شوہر ثانی اور اس عورت میں تفریق کر دیا اور اس عورت پر عدت واجب ہو گئی مگر ایام عدت میں اسکے واسطے کچھ نصفہ نہ شوہر اول پر وار نہ شوہر ثانی پر کسی پر واجب نہوگا۔ ایک مرد نے بعد دخول کے اپنی جو رو کو تین طلاق دیدی اور اسنے قبل عدت گزرنے کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اس سے دخول

کر لیا پھر قاضی نے ان دونوں میں تفریق کر دی تو امام عظیمؒ کے قول میں اسکے واسطے نفقہ دیکھنی شوہر اول پر واجب ہوگا۔ اگر کسی مرد کی منکوحہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور اس نے اس سے دخول کیا پھر قاضی کو یہ بات معلوم ہوئی اور اس نے دونوں میں تفریق کر دی پھر شوہر اول کو معلوم ہوا اور اس نے عورت کو تین طلاق دیدین تو اس عورت پر ان دونوں کی جہت سے عدت واجب ہوگی اور اسکے واسطے ان دونوں میں سے کسی پر نفقہ لازم ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہیں۔ اور اگر اپنی جو زوجہ کو باندی ہو طلاق بائن دیدی اور حال یہ ہے کہ اسکا مولیٰ اسکو اسکے شوہر کے ساتھ جگہ و بچکا ہو کہ برابر اسکے ساتھ رہا کرے اور خدمت مولیٰ نہ کرے یہاں تک کہ اس باندی کے واسطے اپنے شوہر پر نفقہ واجب تھا پھر اس باندی کو اسکے مولیٰ نے اپنی خدمت کے واسطے اس مکان سے کمال لیا تھا یہاں تک کہ شوہر کے لئے سے نفقہ ماقط ہو گیا تھا پھر جب ہاکہ اسکو اپنے شوہر کے پاس بھیج دے تاکہ وہ نفقہ لے تو مولیٰ کو ایسا اختیار ہو۔ اور اگر مہنوز مولیٰ نے اسکو اسکے شوہر کے ساتھ کسی مکان میں رہنے کی اجازت نہیں دی تھی کہ شوہر نے اسکو طلاق دی پھر مولیٰ نے چاہا کہ عدت میں اسکو اپنے شوہر کے پاس کر دے تاکہ وہ نفقہ کی مستحق ہو تو نفقہ واجب ہوگا اور اصل میں یہ کہ ہر عورت جسکے واسطے بروز طلاق نفقہ واجب تھا پھر ایسی حالت ہو گئی کہ اسکے واسطے نفقہ نہ رہا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جس حالت پر بروز طلاق تھی اسی حالت پر عود کر جاوے اور نفقہ لے۔ اور ہر عورت جسکے واسطے بروز طلاق نفقہ نہ تھا تو اسکے واسطے پھر نفقہ نہ ہوگا سوائے ناشزہ کے یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے ایک باندی سے محمل کیا اور مہنوز اسکے مولیٰ نے اسکو شوہر کے ساتھ مکان میں جگہ نہ دی تھی یعنی شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت نہ دی تھی کہ مرد مذکور نے اسکو طلاق رجعی دیدی تو مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ اسکے شوہر سے کہے کہ کوئی مکان کو لیکر اسکو اپنے ساتھ رکھ اور اسکو نفقہ دے۔ اور اگر طلاق بائن ہو تو مولیٰ کو اسکے اور اسکے شوہر کے درمیان تخلیہ کر دینے کا اختیار نہیں ہے اور باندی اپنے شوہر سے نفقہ کا مطالبہ نہیں کر سکتی ہے اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ وہ قبل طلاق بائن کے شوہر کے ساتھ جگہ دیے جانے کی مستحق نفقہ نہ تھی پس بعد طلاق بائن کے مستحق نفقہ نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہیں۔ اور اگر شوہر نے اسکو طلاق رجعی دیدی پھر مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا تو اس باندی کو اختیار ہوگا کہ اپنے شوہر سے مطالبہ کرے کہ اسکو کسی مکان میں رکھے اور اسکو نفقہ دے اسواسطے کہ اب وہ اپنے نفس کی مالک ہو گئی ہے اور اگر طلاق بائن ہو تو شوہر اسکے ساتھ ایک گھر میں تخلیہ میں نہیں رہ سکتا ہے اور وہ شوہر کو سکھنے کے واسطے ماخوذ نہیں کر سکتی ہے اور آ یا نفقہ کے واسطے ماخوذ کر سکتی ہے تو صحیح یہ ہے کہ نفقہ کے واسطے بھی مواخذہ نہیں کر سکتی ہے اور اگر مولیٰ نے اپنی ام ولد کو جو دوسرے کے نکاح میں ہے آزاد کر دیا تو اسکو عدت کا نفقہ نہ ملے گا اور سبط اگر مولیٰ مر گیا کہ وہ آزاد ہو گئی بسبب موت مولیٰ کے تو دست کے ترکہ سے اسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور اسکے پیٹ سے مولیٰ کا کوئی لڑکا ہو تو ام ولد کا نفقہ اس پر کے حصہ سے ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اما خصاف نے اپنی کتاب نفقات میں فرمایا ہے کہ اگر کسی مرد کو اسکی عورت قاضی کے پاس لائی اور نفقہ کا مطالبہ کیا اور مرد نے قاضی سے کہا کہ میں اسکو اکیسال سے طلاق دے چکا ہوں اور اسکی عدت اس مدت میں گزر گئی اور عورت نے طلاق سے انکار کیا تو قاضی اس مرد کا قول قبول نہ کرے گا اور اگر اس مرد کے واسطے دو گواہوں نے گواہی دی کہ جنگی عدالت کو قاضی نہیں جانتا ہے تو اس مرد کو حکم دیا کہ اس عورت کو نفقہ دے پھر اگر گواہوں کی تعدیل ہو گئی یا عورت نے اقرار کیا کہ اسکو تین حیض سالی ہیں

آگے ہیں تو عورت کے واسطے اس مرد پر کچھ نفقہ نہ ہوگا پس اگر عورت نے اس سے کچھ نفقہ میں لیا ہو تو اسکو واپس دیگی یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر عورت نے کہا کہ میں اس سال میں حائضہ نہیں ہوئی تو نفقہ کے واسطے قول عورت ہی کا قبول ہوگا پس اگر شوہر نے کہا کہ یہ مجھے خبر دے چکی ہو کہ میری عدت گزر گئی تو شوہر کا قول اس کے نفقہ باطل کرنے کے حق میں قبول نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دو گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس نے اپنی جو رو کو شہن طلاق دیدی ہیں اور عورت طلاق کا دعویٰ کرتی ہو یا انکار کرتی ہو تو حسب تک قاضی ان گواہوں کی عدالت دریافت کرنے میں مشغول رہے تب تک مرد کو حکم دیگا کہ اس عورت کے پاس نہ جاوے اور اس کے ساتھ خلوت نہ کرے مگر اس صورت میں قاضی اس عورت کو اس کے شوہر کے گھر سے باہر نہ کرے گا اسکو جامع میں صریح بیان فرمایا ہے لیکن یہ کہ گناہ اس عورت کے ساتھ ایک عورت امینہ رکھ دیگا تاکہ شوہر کو اس کے پاس نہ آنے دے اگرچہ اسکا شوہر مرد عادل ہو اور اس صورت میں امینہ عورت کا نفقہ بیت المال سے ہوگا۔ اور اگر عورت نے قاضی سے نفقہ طلب کیا حالانکہ یہ عورت کشتی ہو کہ مجھے اس سے طلاق دی ہو یا کشتی ہو کہ نہیں دی ہو یا کشتی ہو کہ میں نہیں جانتی ہوں کہ مجھے طلاق دی ہو یا نہیں تو اس میں دو صورتیں ہیں اگر شوہر نے اس کے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو قاضی اس کے واسطے نفقہ کا حکم دیگا اور اگر شوہر نے اس سے دخول کیا ہو تو قاضی اس کے واسطے بمقدار نفقہ عدت کے حکم دیدیگا یہاں تک کہ گواہوں کا حال دریافت کرے پھر اگر گواہوں کا حال دریافت ہونے میں دیر ہوئی ہو یا نہ ہو تو قاضی اس عورت کے واسطے نفقہ عدت سے زیادہ کچھ نہ دلا دیگا پھر بعد اسکے اگر گواہوں کی تبدیل ہو گئی اور دونوں میں تفریق کر دی گئی تو جو کچھ اس نے نفقہ میں لیا ہو وہ اس کے واسطے مسلم رہا اور اگر گواہوں کی تبدیل ہوئی تو عورت نے جو کچھ نفقہ لیا ہو اسکو واپس کر دینا واجب ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر شوہر نے اسکو بطریق اباحت دیا ہو تو اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو یہ تاتار خانہ میں ہے ایک عورت نے ایک مرد پر نکاح کے گواہ قائم کیے تو حسب تک گواہوں کا حال دریافت کیا جاوے تب تک اس کے واسطے کچھ نفقہ نہ دلا یا جائیگا اور اگر قاضی نے کوئی حلیت دیکھ کر عورت کے واسطے نفقہ مقرر کرنا چاہا تو یوں کہنا چاہیے کہ اگر تو اسکی جو رو ہو تو میں نے تیرے واسطے اس مرد پر ماہواری اس قدر مقرر کر دیا اور اس پر گواہ کرے پھر اگر ایک مہینہ گزرا حالانکہ عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا ہو اور گواہوں کی تبدیل ہو گئی تو عورت اس سے اپنا نفقہ سب سے لے لی جب سے اس کے واسطے قرض لیا گیا ہو۔ اور اگر شوہر نکاح کا مدعی ہو اور عورت انکار کرتی ہو پس شوہر نے اس پر گواہ قائم کیے تو بعد ثبوت نکاح کے اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ اس مدت مستفادہ تک کا ہوگا۔ دو ہنوں میں سے ہر ایک دعویٰ کرتی ہو کہ اس مرد نے مجھے نکاح کیا ہو اور وہ انکار کرتا ہو پھر دونوں نے نکاح دخول کے گواہ قائم کیے تو جب تک گواہوں کا حال دریافت کیا جاوے تب تک اس کے واسطے دونوں کو ایک عورت کا نفقہ دینا امام خصاف نے اسکی تصریح کر دی ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے ایک مہینہ تک نفقہ لیا پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عورت اس مرد کی رضاعی بہن ہو تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی اور جو کچھ عورت نے لیا ہو وہ شوہر کو واپس کر دیگی یعنی شوہر اس سے لے لیگا یہ ظہر بہ میں ہے۔

فصل چہارم نفقہ اولاد کے بیان میں۔ صغیر اولاد کا نفقہ اسکے باپ پر ہو کہ اس میں کوئی اسکے ساتھ شریک نہ کیا جائیگا یہ جوہرہ نیزہ میں ہے۔ اگر صغیر کچھ دودھ پیتا ہو پس اگر اسکی ماں اس کے باپ کے نکاح میں ہو اور یہ کچھ دوسری عورت کا دودھ لیتا ہو تو اسکی ماں اس کے دودھ پلانے پر مجبور نہ کی جائیگی۔ اور اگر کچھ دوسری عورت کا دودھ

عورت اگر شوہر سے نفقہ نہ لے سکی تو اس کے واسطے نفقہ عدت کے حکم دیدیگا

جب کہ باپ یا پڑا بیٹا ہو تو اس سے

جائز نہیں ہے اور اگر طلاق بائن یا تین طلاق کی عدت میں ہو تو دور وایتوں میں سے ایک وایت کے موافق جائز ہے
 پھر اگر اس نے کسی چیز معین پر صلح کی تو صلح جائز ہوگی اور اگر غیر معین چیز پر صلح کی تو جائز نہیں ہے الا آنکہ اسی
 مجلس میں یہ چیز اس عورت کو دیدے۔ اور ہر جس صورت میں کہ اجارہ نہیں جائز ہو اور نفقہ واجب ہو اور تو
 شوہر کے مرجع سے یہ اجرت ساقط ہوگی اس واسطے کہ یہ نفقہ نہیں ہے اجرت ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور دو چھوڑنے
 کے بعد صغیر اولاد کا نفقہ قاضی اسکے باپ پر بقدر اسکی طاقت کے مقرر کرے گا اور نفقہ اس اولاد کی مان کو دیا جائیگا
 تاکہ اولاد پر خرچ کرے اور اگر مان عورت نفقہ نہ تو دوسری کسی عورت کو دیا جائیگا کہ وہ اپنی خرچ کرے۔ ایک
 عورت کو اسکے شوہر نے طلاق دیدی اور اسکے پیٹ سے صغیر اولاد ہیں پس اس عورت نے کہا کہ میں نے
 ان اولاد کا پانچ مہینہ کا نفقہ وصول پایا ہے پھر اسکے بعد اس عورت نے کہا کہ میں نے بیس درم فقط وصول
 پائے تھے حالانکہ ان اولاد کا نفقہ پانچ ماہ کا سو درم ہیں تو منقہ میں مذکور ہے کہ یہ اسکے نفقہ پر قرار دیا جائیگا
 اور عورت کے اس قول کی کہ میں نے انکا نفقہ نہیں بلکہ فقط بیس درم وصول پائے ہیں تصدیق نہ کی جائیگی
 اور اگر عورت نے بعد اقرار وصول یا بی نفقہ کے دعوے کیا کہ یہ نفقہ ضائع ہو گیا تو اسکے باپ سے انکا نفقہ
 پھر لے لیگی۔ ایک مرد تنگدست کا ایک لڑکا صغیر ہے پس اگر مرد مذکور کماٹی کرنے پر قادر ہو تو اس پر واجب ہوگا کہ کماٹی
 کرنے اپنے بچہ کو کھلاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مرد مذکور نے کماٹی کرنے سے انکار کیا کماٹی
 کرے اور انکو کھلاوے تو وہ اس امر کے واسطے مجبور کیا جائیگا اور قید کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مرد مذکور
 کماٹی کرنے پر قادر نہ ہو تو قاضی انکا نفقہ مفروض کرے انکی مان کو حکم دے گا کہ بمقتار مفروضہ و مقدرہ قرض لیکر پھر
 خرچ کرے پھر جب انکا باپ اسودہ حال ہو تو اس سے واپس لے اور اسی طرح اگر باپ کو اس قدر ملتا ہے کہ فرزند
 کا نفقہ دے سکتا ہے مگر وہ نفقہ دینے سے انکار کرتا ہے تو قاضی اس مرد پر نفقہ مقرر کر دے گا پھر اولاد کی مان اس سے
 اس قدر وصول کرے گی۔ اور اسی طرح اگر قاضی نے اولاد کے باپ پر نفقہ مقرر کر دیا مگر اس مرد نے اولاد کو بلا نفقہ چھوڑ
 دیا اور قاضی کے حکم سے اولاد کی مان نے قرضہ لیکر اپنی خرچ کیا تو عورت مذکورہ اس قدر مال کو اولاد کے باپ سے
 لے لیگی اور باپ اپنی اولاد کے نفقہ کے واسطے اگر نہ دے تو قید کیا جائیگا اگر چہ باقی رضیوں کے واسطے قید نہ
 کیا جائے اور لکر قاضی نے اولاد کا نفقہ اسکے باپ پر مقرر کر دیا مگر مان نے اسکے واسطے قرضہ نہ لیا اور بچوں نے
 لوگوں سے بھیک مانگ کر اپنی اوقات بسر کی تو عورت مذکورہ اسکے باپ سے کچھ نہیں لے سکتی ہے اور اگر اولاد کو بھیک
 مانگنے سے قدر کفایت سے آدھا مل گیا تو نصف نفقہ اسکے باپ کے ذمہ سے ساقط ہوگا اور باقی نصف کے واسطے
 قرضہ لینا صحیح ہوگا۔ اور اسی طرح اگر سوائے اولاد کے اور محارم کا نفقہ کسی شخص پر فرض کیا گیا اور انھوں نے لوگوں
 سے بھیک مانگ کر اپنی گذر کی تو جہر انکا نفقہ فرض کیا گیا ہے اس سے کچھ نہیں لے سکتے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں ہے۔ اور اگر قاضی نے نفقہ اولاد اسکے باپ پر فرض کیا اور انکی مان کو قرضہ لیکر اپنی خرچ کرنے کا حکم
 دیدیا پس عورت مذکورہ نے قرضہ لیکر اپنی خرچ کیا حتی کہ اسکے واسطے یہ استحقاق حاصل ہوا کہ اسکے باپ سے
 واپس لے پھر باپ قبل ادا کرنے کے مر گیا پس آیا اس عورت کو یہ اختیار ہے کہ اسکے ترکہ میں سے انکا
 اسکے چھوڑا ہوا لے لیوے یا نہیں تو اصل میں مذکور ہے کہ ترکہ میں سے لے سکتی ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر قاضی نے

بہت سی باتیں

نفسیہ بہت سی باتیں

عورت کو قرضہ لینے کا حکم نہ دیا ہو مگر عورت نے قرضہ لیکر اپنی خرچہ کیا پھر نکاح باپ سے کہ عورت کو ادا کر دے
 مگر کیا تو بالاتفاق اگر اس مرد نے ترکہ میں مال چھوڑا ہو تو عورت مذکورہ اس میں سے مال منفر قرضہ کچھ نہیں لے سکتی ہے
 یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور دودھ چھوڑانے کے بعد بچہ کا نفقہ اگر اس کا کچھ مال ہو تو اس کے مال سے ہوگا یہ محسب
 میں ہو۔ اور اگر مال صغیر ہو مگر غائب ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اس کو نفقہ دے پھر اس کے مال سے واپس لے
 اور اگر باپ نے بدون حکم قاضی اس کو نفقہ دیا تو اس کے مال سے واپس نہیں لے سکتا ہے الا اس صورت میں کہ
 باپ نے نفقہ دینے پر گواہ کر لیے ہوں کہ میں اس کو نفقہ دیتا ہوں بشرطیکہ اس کے مال سے واپس لوں گا اور فیما بین
 وہیں اشد تعانے باپ کو واپس کر لینے کی گنجائش ہو اگرچہ اس نے گواہ نہ کر لیے ہوں بشرطیکہ دینے کے روز اس کی
 نیت یہ ہو کہ میں واپس لوں گا مگر قضا کے بدون اس صورت کے کہ گواہ کر لیے ہوں واپس نہیں لے سکتا ہے یہ سراج
 و ہاج میں ہو۔ اور اگر صغیر کا مال عتقار یا چادر میں یا کپڑے ہوں اور اس کے نفقہ میں اس کے فروخت کی ضرورت پڑی تو
 باپ کو اختیار ہو کہ یہ سب جو ہو فروخت کرے اور اس کے نفقہ میں خرچ کرے یہ ذخیرہ میں ہو یا ایک صغیر کا باپ
 تنگ دست ہو اور داد مال دار ہو اور صغیر کا مال ہو مگر غائب ہو تو داد کو حکم دیا جائیگا کہ اس کو نفقہ دے اور مال اس کے
 باپ پر قرضہ ہوگا پھر باپ اس قرضہ کو مال صغیر سے واپس لیگا اور اگر صغیر کا کچھ مال ہو تو یہ اس کے باپ پر قرضہ ہوگا
 کذا فی فتاویٰ سے قاضی خان و کذا فی القذوری اور صحیح مذہب یہ ہے کہ فقیر باپ بیت میں شمار ہے یعنی ایسی صورت میں
 نفقہ اس کے داد پر واجب ہوگا اور داد پر نفقہ واجب ہونے کے حق میں باپ فقیر بیت میں شمار ہوگا یہ ذخیرہ
 میں ہو۔ اور اگر باپ لنگھا ہو اور صغیر کا کچھ مال نہیں ہو تو نفقہ کا حکم داد پر دیا جائیگا اور داد اس کو کسی سے واپس
 نہیں لے سکتا ہے اور اسی طرح اگر صغیر کی ماں خوشحال ہو یا نانی خوشحال ہو اور باپ تنگ دست ہو تو اس عورت
 کو حکم دیا جائیگا کہ اس صغیر کو نفقہ دے اور یہ اس کے باپ پر قرضہ ہوگا بشرطیکہ باپ لنگھا ہو اور اگر لنگھا ہوگا تو اس پر
 کچھ واجب ہوگا۔ اور کافر پر اپنے ولد صغیر مسلمان کے نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اسی طرح مسلمان
 پر اپنے فرزند کا فرسے کے نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور صغیر کی ماں نسبت
 اور اقارب کے تحمل نفقہ کے واسطے مقدم ہے چنانچہ اگر باپ تنگ دست ہو اور ماں مالدار ہو اور صغیر کا داد بھی مالدار
 ہو تو ماں کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے مال سے اس کے نفقہ میں خرچ کرے پھر اس کے باپ سے واپس لے لی اور داد
 کو یہ حکم نہ دیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر ماں نے اولاد کو بقدر نصیب کفایت کے دیا تو باپ سے اسی قدر
 واپس لے لی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر اولاد کے باپ تنگ دست کا بھائی مالدار ہو تو بھائی کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے
 بھائی کی اولاد کو نفقہ دے پھر اولاد کے باپ سے واپس لیگا یہ محیط سنہی میں لکھا ہے۔ اولاد نہ رہے جب اس
 حد تک پہنچ جاوے کہ کمائی کر سکے حالانکہ فی ذاتہ وہ لائق نہ ہو تو باپ کو اختیار ہوگا کہ ان کو کسی کام میں دیدے
 تاکہ وہ کمادین یا ان کو اجارہ دیدے پھر ان کی اجرت و کمائی سے ان کو نفقہ دے۔ اور اولاد نافرست یعنی مونٹ کے حق
 میں باپ کو اختیار نہیں ہے کہ ان کو کسی کار یا خدمت کے واسطے مزدوری پر دیدے یہ خلاصہ میں ہے۔ پھر نہ اولاد
 کو اگر کسی کام میں سپرد کر دیا اور انھوں نے مال کمایا تو باپ ان کی کمائی کے کرائی ذات پر نہیں سے خرچ کرے گا اور
 جو اس کے خرچہ سے باقی رہے گا وہ اس کے لیے حفاظت سے رکھ چھوڑے گا یہاں تک کہ وہ بالغ ہوں جسے اور املاک

عورت کو قرضہ لینے کا حکم نہ دیا ہو مگر عورت نے قرضہ لیکر اپنی خرچہ کیا پھر نکاح باپ سے کہ عورت کو ادا کر دے
 مگر کیا تو بالاتفاق اگر اس مرد نے ترکہ میں مال چھوڑا ہو تو عورت مذکورہ اس میں سے مال منفر قرضہ کچھ نہیں لے سکتی ہے
 یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور دودھ چھوڑانے کے بعد بچہ کا نفقہ اگر اس کا کچھ مال ہو تو اس کے مال سے ہوگا یہ محسب
 میں ہو۔ اور اگر مال صغیر ہو مگر غائب ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اس کو نفقہ دے پھر اس کے مال سے واپس لے
 اور اگر باپ نے بدون حکم قاضی اس کو نفقہ دیا تو اس کے مال سے واپس نہیں لے سکتا ہے الا اس صورت میں کہ
 باپ نے نفقہ دینے پر گواہ کر لیے ہوں کہ میں اس کو نفقہ دیتا ہوں بشرطیکہ اس کے مال سے واپس لوں گا اور فیما بین
 وہیں اشد تعانے باپ کو واپس کر لینے کی گنجائش ہو اگرچہ اس نے گواہ نہ کر لیے ہوں بشرطیکہ دینے کے روز اس کی
 نیت یہ ہو کہ میں واپس لوں گا مگر قضا کے بدون اس صورت کے کہ گواہ کر لیے ہوں واپس نہیں لے سکتا ہے یہ سراج
 و ہاج میں ہو۔ اور اگر صغیر کا مال عتقار یا چادر میں یا کپڑے ہوں اور اس کے نفقہ میں اس کے فروخت کی ضرورت پڑی تو
 باپ کو اختیار ہو کہ یہ سب جو ہو فروخت کرے اور اس کے نفقہ میں خرچ کرے یہ ذخیرہ میں ہو یا ایک صغیر کا باپ
 تنگ دست ہو اور داد مال دار ہو اور صغیر کا مال ہو مگر غائب ہو تو داد کو حکم دیا جائیگا کہ اس کو نفقہ دے اور مال اس کے
 باپ پر قرضہ ہوگا پھر باپ اس قرضہ کو مال صغیر سے واپس لیگا اور اگر صغیر کا کچھ مال ہو تو یہ اس کے باپ پر قرضہ ہوگا
 کذا فی فتاویٰ سے قاضی خان و کذا فی القذوری اور صحیح مذہب یہ ہے کہ فقیر باپ بیت میں شمار ہے یعنی ایسی صورت میں
 نفقہ اس کے داد پر واجب ہوگا اور داد پر نفقہ واجب ہونے کے حق میں باپ فقیر بیت میں شمار ہوگا یہ ذخیرہ
 میں ہو۔ اور اگر باپ لنگھا ہو اور صغیر کا کچھ مال نہیں ہو تو نفقہ کا حکم داد پر دیا جائیگا اور داد اس کو کسی سے واپس
 نہیں لے سکتا ہے اور اسی طرح اگر صغیر کی ماں خوشحال ہو یا نانی خوشحال ہو اور باپ تنگ دست ہو تو اس عورت
 کو حکم دیا جائیگا کہ اس صغیر کو نفقہ دے اور یہ اس کے باپ پر قرضہ ہوگا بشرطیکہ باپ لنگھا ہو اور اگر لنگھا ہوگا تو اس پر
 کچھ واجب ہوگا۔ اور کافر پر اپنے ولد صغیر مسلمان کے نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اسی طرح مسلمان
 پر اپنے فرزند کا فرسے کے نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور صغیر کی ماں نسبت
 اور اقارب کے تحمل نفقہ کے واسطے مقدم ہے چنانچہ اگر باپ تنگ دست ہو اور ماں مالدار ہو اور صغیر کا داد بھی مالدار
 ہو تو ماں کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے مال سے اس کے نفقہ میں خرچ کرے پھر اس کے باپ سے واپس لے لی اور داد
 کو یہ حکم نہ دیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر ماں نے اولاد کو بقدر نصیب کفایت کے دیا تو باپ سے اسی قدر
 واپس لے لی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر اولاد کے باپ تنگ دست کا بھائی مالدار ہو تو بھائی کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے
 بھائی کی اولاد کو نفقہ دے پھر اولاد کے باپ سے واپس لیگا یہ محیط سنہی میں لکھا ہے۔ اولاد نہ رہے جب اس
 حد تک پہنچ جاوے کہ کمائی کر سکے حالانکہ فی ذاتہ وہ لائق نہ ہو تو باپ کو اختیار ہوگا کہ ان کو کسی کام میں دیدے
 تاکہ وہ کمادین یا ان کو اجارہ دیدے پھر ان کی اجرت و کمائی سے ان کو نفقہ دے۔ اور اولاد نافرست یعنی مونٹ کے حق
 میں باپ کو اختیار نہیں ہے کہ ان کو کسی کار یا خدمت کے واسطے مزدوری پر دیدے یہ خلاصہ میں ہے۔ پھر نہ اولاد
 کو اگر کسی کام میں سپرد کر دیا اور انھوں نے مال کمایا تو باپ ان کی کمائی کے کرائی ذات پر نہیں سے خرچ کرے گا اور
 جو اس کے خرچہ سے باقی رہے گا وہ اس کے لیے حفاظت سے رکھ چھوڑے گا یہاں تک کہ وہ بالغ ہوں جسے اور املاک

دیگا کہ اس میں سے خرچ کریں۔ اسی طرح اگر اسکا مال کسی پر قرضہ ہو اور وہ اقرار کرتا ہو تو بھی حکم ہو۔ اور اگر ولایت والا یا قرضدار منکر ہو اور ان لوگوں نے چاہا کہ ہم بذریعہ گواہوں کے ثابت کریں تو قاضی گواہوں کی سماعت نہ کرے گا۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ مال مذکور از جنس نفقہ ہو یعنی درم و دینار و نان و غیرہ یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر غائب کا مال اسکے والدین یا فرزند یا زوجہ کے پاس ہو اور وہ از جنس نفقہ ہوں جسکے یہ لوگ حق میں ہیں انھوں نے اس میں سے خرچ کر لیا تو جائز ہے اور ضامن نہ ہوں گے۔ اور اگر انکے سوائے دوسرے کے پاس ہو اور اسے قاضی کے حکم سے ان لوگوں کو دیا کہ انھوں نے اپنے نفقہ میں خرچ کیا تو دینے والا ضامن نہ ہوگا اور اگر اسے بغیر حکم قاضی دیدیا تو ضامن ہوگا۔ اور یہ اس وقت ہو کہ جو غائب چھوڑ گیا ہو وہ انکے حق کی جنس سے ہو اور اگر انکے حق کی جنس سے ہو اور انھوں نے چاہا کہ اپنے نفقات کے واسطے اس میں سے کوئی چیز فروخت کریں تو بالاجماع سوائے فرزند محتاج کے اور کوئی اس غائب کے عقاریا عروض کو نفقہ کے لیے فروخت نہیں کر سکتا مگر محتاج باپ کو استھان اختیار ہو کہ اسکے مال منقولہ کو اپنے نفقہ کے واسطے فروخت کرے لیکن عقار کو فروخت نہیں کر سکتا ہو الا اس صورت میں کہ ولد غائب صغیر ہو یہ قول امام ابو حنیفہ کا کتاب المفقود میں مذکور ہے۔ اور باہر اجماع ہے کہ جیسر نفقہ واجب ہو جب وہ حاضر ہو کسی کو اسکے عقاریا عروض کے بیچے کا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں ہے اور اگر باپ مر گیا اور بہت قسم کا مال چھوڑا اور اولاد صغیر چھوڑی تو اولاد کا نفقہ انکے حصوں میں سے ہوگا اور اسی طرح ہر شتمق نفقہ جو وارث ہو اسکا نفقہ اسکے حصہ میراث میں سے ہوگا اور اسی طرح میت کی جوہر کا نفقہ بھی اسکے حصہ میراث سے ہوگا خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو اور بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر میت نے کسی شخص کو وصی مقرر کیا ہو تو وصی ان اولاد صغار کو انکے حصوں سے نفقہ دیگا اور اگر کسی کو وصی نہیں کیا ہو تو قاضی بلحاظ وسعت و تنگی مال کے ان اولاد صغار میں سے ہر ایک کے واسطے تنگی حاجت کے قدر نفقہ مقرر کرے گا۔ اور صغیر کے واسطے خادم خرید دیگا اگر اسکی ضرورت ہوگی اس واسطے کہ یہ بھی منجملہ اسکے مصالحوں کے ہو اور ایسے ہی ہر چیز کا حکم جو اسکے مصالحوں سے ہو یہی ہو کہ قاضی اس صغیر کے واسطے اسکے حصہ سے خرید دیگا۔ اور اگر میت نے کسی کو وصی نہیں کیا اور اسکی اولاد صغار کو کبار دونوں ہیں تو ان میں سے ہر ایک کا نفقہ اسکے حصہ میراث سے ہوگا جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے اور قاضی اسکے مال میں ایک وصی مقرر کر دیگا اور اگر شہر میں کوئی قاضی نہ ہو اور کبار اولاد نے صغیر اولاد کو انکے حصوں میں سے نفقہ دیا تو اس نفقہ کے وہ لوگ ضامن ہوں گے اور یہ حکم قضا ہے نہ فیما بینہم دین الہی نہ ضامن ہوں گے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دفعہ سفر میں سقے پس ایک پر بیہوشی طاری ہوئی اور دوسرے نے اس پر بیہوشی کے مال سے اسی کی حاجت میں صرف کیا تو استھاناً ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ایک مر گیا اور دوسرے نے اسی کے مال سے انکی تنہیز و تکفین ردی تو بھی استھاناً ضامن نہ ہوگا اسی طرح ماذون غلاموں کا حکم ہے کہ اگر اور شہر و دیہات میں ہوں اور انکا مولیٰ مر گیا پس انھوں نے راہ میں خرچ کیا تو ضامن نہ ہوں گے مگر قضا و ضامن ہوں گے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر اولاد کبار نے اولاد صغیر کو نفقہ دیا پھر اسکا اقرار نہ کیا اور حقدار ان صغیر کا حصہ باقی ہے اسی کا اقرار کیا تو اسید ہے کہ ان اولاد کبار پر کچھ لازم نہ آوے۔ اور اسی طرح اگر کوئی مر گیا اور کسی کو وصی نہیں کیا اور اسکی اولاد صغار موجود ہو اور اسکا کچھ مال دوسرے کے پاس ودیعت ہو تو قضا و اسکو یہ اختیار ہے

مسئلہ دینی بقدر
مستند ہے

میں ہوں کہ مودع کی اولاد مذکور کو اس میں سے نفقہ دے اور مال میت سے محبوب کرے اور اگر اس نے مال میت سے مال نکال دیا ہے تو اس سے نفقہ دینا واجب ہے۔

فصل پنجم فی نفقہ زوجی الارحام کے بیان میں ہے۔ فرمایا کہ مالدار بیٹا اپنے محتاج والدین کو نفقہ دینے کے لئے واجب ہے۔

اور بیٹے مجبور کیا جائیگا خواہ دونوں مسلمان ہوں یا زیدی ہوں خواہ دونوں کما فی کرنے پر قادر ہوں یا قادر ہوں نہ ہوں۔ اگر اس کے والدین حری ہوں کہ ان کے لئے مالدار الاسلام میں آئے ہوں تو یہ حکم نہیں ہے اور مالدار بیٹے کے ساتھ والدین کو نفقہ دینے میں کوئی شریکت نہ کیا جائیگا یہ عتلا یہ میں ہے۔ اور امام ابو یوسف سے ہے جو روایت ہے اس میں مذکور ہے کہ مالدار ہونا یہ ہے کہ مالک نصاب ہو اور اسی پر فتوے ہیں اور نصاب سے وہ نصاب مراد ہے جس کے ہونے پر صدقہ سے محروم ہوتا ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر ذکر وراثت مختلط ہوں یعنی اولاد میں مذکور والد وراثت مالدار ہوں تو والدین کا نفقہ دونوں فریق پر برابر ہوگا یہ ظاہر الروایہ میں ہے اور اسی کو فقہ ابو الیثیم نے کیا ہے اور اسی پر فتوے دیا جاوے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر فقیر کے دو پسروں ایک نسبت دوسرے سے زیادہ مالدار ہو اور دوسرا فقط نصاب کا مالک ہو تو اس کا نفقہ ان دونوں پر یکساں واجب ہوگا اور اگر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا زیدی ہو تو بھی نفقہ دونوں پر مساوی ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے جس سے الا حکم نے کہا کہ ہمارے شلخ کا قول ہے کہ دونوں پر نفقہ واجب ہے برابر ہوگا کہ جبب دونوں کی مالداری میں خفیف تفاوت ہو اور اگر دونوں میں بہت تفاوت کھلا ہو اور تو واجب ہے کہ دونوں پر بقدر نفقہ مقرر کیا جاوے اس میں بھی تفاوت ہو یہ وجہ میں ہے۔ پھر جب قاضی نے دونوں پر نفقہ مقرر کر دیا ہے پھر دونوں میں سے ایک نے باپ کو نفقہ دینے سے انکار کیا تو قاضی دوسرے کو حکم دے گا کہ پورا نفقہ اپنے باپ کو دے اور پھر بقدر حصہ دوسرے کے جس نے نہیں دیا ہے اس سے واپس لے۔ اور اگر کسی مرد کی جو تنگدست و محتاج ہو زوجہ ہو اور یہ اس کے پسربالغ مالدار کی ماں نہیں ہے تو پسند کرنا اپنے باپ کی جو رو کو نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اسی طرح اگر باپ کی ام ولد ہو یا باندی ہو تو بھی انکو نفقہ دینے پر وہ مجبور نہ کیا جائیگا الا اس صورت میں کہ باپ سر فیض یا ایسا ضعیف ہو کہ اپنی ذاتی خدمت میں کسی خادمہ کا محتاج ہو جو اس کے کار ضروری کو سر انجام دے اور اس کی خدمت کرے تو ایسی صورت میں پسند کرنا اس کی خادمہ کے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا خواہ یہ خادمہ اس کی منکوہ ہو یا باندی ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر باپ محتاج فقیر ہو اور اس کی اولاد صغیر محتاج ہوں اور پسربالغ مالدار ہو تو یہ بیٹا اپنے باپ اور اس کی اولاد صغیر کے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور ماں اگر فقیرہ ہو تو پسربالغ اس کا نفقہ لازم ہے اگرچہ خود تنگدست ہو اور زمانہ بچی ہو۔ اور اگر پسربالغ صرف استقامت ہو کہ والدین میں سے ایک کو نفقہ دے سکتا ہے تو دونوں کو نہیں دے سکتا ہے تو ان اس نفقہ کی زیادہ مستحق ہے یعنی اسی کو دیا جائیگا۔ اور اگر کسی مرد کا باپ و صغیر بیٹا ہو اور وہ فقط ایک کے نفقہ دینے کی استطاعت رکھتا ہے تو بیٹے ہی کو دے گا۔ اور اگر اس کے والدین ہوں اور وہ ان میں سے کسی کے نفقہ دینے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے تو جو کچھ وہ کھاوے اس کے ساتھ یہ بھی کھاوے گا۔ اور اگر بیٹا مالدار ہو اور باپ کو زوجہ کی ضرورت ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس کا نکاح کر دے یا اس کے واسطے باندی خریدوے۔ اور اگر باپ کی دوزوجہ یا زیادہ ہوں تو پسربالغ پر فقط ایک زوجہ کا نفقہ واجب ہوگا کہ جسکو

وہ باپ کو دیدیگا پھر باپ اس قدر نفقہ کو ان سب پر تقسیم کر دیگا یہ جو ہرہ میرہ میں ہو۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر لیسہ فقیر کما تھا ہوا ہو اور باپ لنگا ہو تو وہ بیٹے کے روزنیہ میں بطور معرفت شریک ہو جائیگا اس واسطے کہ اگر وہ مشارک نہ ہو تو باپ کے حق میں تلف کا خوف ہو اور امام خصاص رحمہ اللہ نے ادب القاضی میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر باپ فقیر ہو اور کماؤ نہ ہو اور بیٹا فقیر کماؤ ہو پس باپ نے قاضی سے کہا کہ میرا بیٹا اس قدر کماؤ ہے کہ مجھے اس میں سے نفقہ دے سکتا ہے تو قاضی اس کے بیٹے کی کمائی کو دیکھے گا پس اگر انکی کمائی میں اس کے روزنیہ سے زیادتی ہو تو بیٹا اس میں سے باپ کو نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر اس کے روزنیہ سے زیادتی نہ ہو تو پسر پر کچھ واجب نہیں ہے اور یہ حکم فقہاء گہری اور میرا دیانت پسر کو حکم دیا جائیگا کہ کھلا دے۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ بیٹا تنہا ہو اور اگر جوہر اور چھوٹے بچے ہوں تو پسر پر جبر کیا جائیگا کہ باپ کو بھی اس میں داخل کرے اور نسل اپنے ایک عیال کے قرار سے مگر اس امر پر مجبور نہ کیا جائیگا کہ باپ کو ملحدہ کچھ دیا کرے اور اگر باپ کماؤ ہو تو آیا پسر کو کمانے و نفقہ دینے کا حکم کیا جائیگا یا نہیں تو اس میں اختلاف کیا گیا ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ جبر کیا جائیگا یہ محیط سسر خنی میں ہو۔ اور دادا کے حق میں استحقاق نفقہ کے واسطے بنا پر ظاہر الروایہ کے فقط فقر کا اعتبار ہو اور کچھ نہیں جیسا کہ باپ کے حق میں ہو اور نانا مثل دادا کے ہو اور ایسے ہی دادا یا نانا مستحق نفقہ ہیں اور دادا ہی نانی کے حق میں بھی استحقاق نفقہ کے لیے وہی اعتبار ہو جو دادا نانا کے حق میں ہو یہ محیط میں ہو اور نفقہ ہر فی رحم محرم کے واسطے ثابت واجب ہے بدین شرط کہ وہ صغیر فقیر ہو یا عورت بالغہ فقیرہ ہو یا مرد فقیر لنگا ہو یا اندھا ہو پس یہ نفقہ بحساب قدر میراث کے واجب ہوگا اور اس پر اس نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ ہایہ میں ہو اور میراث کا در حقیقت ہونا معتبر نہیں ہے بلکہ اہلیت ارث معتبر ہے یہ نقایہ میں ہو۔ اور اگر ذوی الارحام غنی ہوں تو ان میں سے کسی کو نفقہ دینے کا حکم نہ کیا جائیگا اور مردان ذوی الارحام جو بالغ ہوں اور سندرت ہوں ان کے نفقہ کے واسطے کسی پر حکم نہ دیا جائیگا اگرچہ سر دست فقیر ہوں اور عورتیں ذوی الارحام حالانکہ بالغہ ہوں ان کے واسطے نفقہ واجب ہے اگرچہ تنگ دست ہوں در صورتیکہ وہ نفقہ کی محتاج ہوں یہ وغیرہ میں ہو۔ اور شوہر کے ساتھ اپنی زوجہ کو نفقہ دینے میں کوئی شریک نہ کیا جائیگا اور اگر عورت کا شوہر تنگ دست ہو اور بیٹا ہو تو شوہر سے مالدار ہوا یا بھائی مالدار ہوں تو اس عورت کا نفقہ اسکے شوہر پر ہوگا باپ و بیٹے و بھائی پر ہوگا لیکن اسکے باپ یا بیٹے بھائی کو حکم دیا جائیگا کہ اس عورت کو نفقہ دے پھر جب اس کا شوہر آسودہ حال ہو گا تو اس سے اس پس سے یہ بدائع میں ہو۔ اور مرد فقیر کا والد اس کے بیٹے کا بیٹا و لون مالدار ہوں تو اس کا نفقہ اسکے والد پر واجب ہوگا اور اگر مرد فقیر کی دختر و پوتا و لون مالدار ہوں تو اس کا نفقہ خاصہ اس کی دختر پر ہوگا اگرچہ میراث ان دونوں میں مساوی ہو چکی ہو اور اگر مرد فقیر کی دختر کی دختر یا دختر کا بیٹا اور سگا بھائی ایک مان و باپ سے مالدار ہوں تو اس کا نفقہ اس کی دختر کی اولاد پر ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اگرچہ مستحق میراث بھائی ہو نہ دختر کی اولاد۔ اور اگر مرد فقیر کا والد و فرزند نہ ہو اور دونوں مالدار ہوں تو اس کا نفقہ اسکے والد پر واجب ہوگا اگرچہ دونوں تربت میں یکساں ہیں لیکن پسر کی جانب ترجیح ہے باین معنی کہ ثابت ہوا ہے کہ بیٹے کا مال باپ کا ہو اگرچہ اسکے معنی ظاہر مراد ہوں گر ترجیح کے واسطے کافی ہو۔ اور اگر مرد فقیر کا دادا و پوتا موجود ہو اور دونوں مالدار ہوں تو اس کا

نفقہ ان دونوں پر بقدر انکی میراث کے واجب ہوگا یعنی داد پر چھ حصہ اور باقی پوسٹے پر ہوگا اور اگر مرد فقیر کی دختر و سگی
 بہن دونوں مالدار ہوں تو اسکا نفقہ انکی دختر پر ہوگا اگرچہ میراث میں دونوں مساوی ہیں۔ اور اسی طرح اگر مرد فقیر کا بیٹا
 نصرانی اور بھائی مسلمان ہو اور دونوں مالدار ہوں تو نفقہ لپٹو واجب ہوگا اگرچہ میراث بھائی پر ہو بخوبی ہے۔ اسی
 طرح اگر مرد فقیر کی دختر و سگی الحاقہ دونوں مالدار موجود ہوں تو نفقہ انکی دختر پر واجب ہوگا اگرچہ میراث میں دونوں
 مساوی ہیں۔ اسی طرح اگر فقیر عورت کی دختر و سگی دونوں مالدار ہوں تو اسکا نفقہ انکی دختر پر واجب ہوگا اگرچہ میراث
 میں دونوں مساوی ہیں یہ بخوبی میں ہے۔ اور اگر مرد فقیر کی ماں و دادا دونوں مالدار ہوں تو اسکا نفقہ ان دونوں پر
 بقدر حصہ میراث کے واجب ہوگا یعنی ایک تہائی ماں پر اور دو تہائی دادا پر واجب ہوگا اور اسی طرح اگر ماں و سگیا بھائی
 دونوں مالدار ہوں تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر ماں و سگے بھائی کا بیٹا یا سگیا چچا یا کوئی عصبہ بیک مالدار ہوں تو دونوں پر
 بقدر انکے حصہ میراث کے تین تہائی واجب ہوگا۔ اور اگر مرد فقیر کی نانی و دادا دونوں نفقہ ان دونوں پر چھ حصہ ہو کر ایک حصہ
 نانی پر اور پانچ حصے دادا پر واجب ہوگا۔ اور اگر اسکا چچا سگی یا سگی مالدار ہوں تو نفقہ چچا پر ہوگا نہ بھوپھی پر۔
 اور اسی طرح اگر اسکا سگیا چچا اور سگیا مامون ہو تو نفقہ چچا پر ہوگا نہ مامون پر۔ اور اگر مرد فقیر کی سگی بھوپھی اور اسکا مامون موجود ہو تو
 نفقہ ان دونوں پر تین تہائی واجب ہوگا یعنی دو تہائی بھوپھی پر اور ایک تہائی مامون پر اور اسی طرح اگر اسکا مامون و خالہ سگی موجود
 ہوں تو بھی نفقہ ان دونوں پر تین تہائی واجب ہوگا۔ اور اگر اسکا مامون سگیا اور سگے چچا کا بیٹا ہو تو نفقہ مامون پر واجب
 ہوگا اگرچہ میراث اسکے چچا زاد بھائی کو ملیگی اور وجہ یہ ہے کہ نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اسپر واجب ہوتا ہو کہ
 جو ذی رحم محرم اہل میراث سے ہو اور اگر ذی رحم غیر محرم مثل اولاد چچا کے موجود ہو یا محرم ہو مگر ذی رحم نہ ہو جیسے
 رضاعی بھائی بہن یا ذی رحم محرم ہو مگر محرم ہونا اسکا ازراہ قرابت نہ ہو جیسے چچا کی اولاد اسکی دو دو شریکی ہو کر
 محرم ہو گئی تو ایسی صورت میں اسپر نفقہ واجب نہ ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر شخص فقیر کے تین بھائی
 متفرق ہوں یعنی ایک بھائی عینی سگیا ماں باپ سے دوسرے علاقہ فی فقط باپ کی جانب سے تیسرا خیانی فقط ماں کی جانب
 سے تو اسکا نفقہ اسکے عینی بھائی اور خیانی بھائی پر واجب ہوگا اسی طرح کہ بحساب میراث کے ایک چھٹا حصہ
 خیانی بھائی پر اور باقی اسکے عینی بھائی پر ہوگا اور اگر مرد فقیر کی بھوپھی و خالہ و چچا موجود ہوں تو اسکا نفقہ اسکے
 چچا پر ہوگا اور اگر چچا خود تنگ دست ہو تو اسکا نفقہ انکی بھوپھی و خالہ پر مساوی واجب ہوگا۔ اور اصل اس
 باب میں یہ ہے کہ جو شخص اہل میراث میں سے کل میراث بسبب عصبہ ہونے کے لے لیتے والا تھا جب وہ تنگ دست ہو تو
 ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا وہ مر گیا ہو اور جب وہ مر ہوا قرار دیا گیا تو باقیوں کا جو حقوق اسکے مر جانے کی صورت میں
 میراث کا پیدا ہوا ہو اسی حساب سے اسپر نفقہ واجب ہوگا۔ اور جو شخص تمام میراث نہیں بلکہ بعض میراث کا لینے والا ہو وہ
 تنگ دستی کی صورت میں مثل مردہ کے قرار نہ دیا جائیگا پس باقیوں پر اسی قدر حساب سے نفقہ واجب ہوگا اسی طرح
 وہ اس مفلس وراثت کے ساتھ میراث کے مستحق ہیں۔ اور اس اصل کا بیان مثال میں اسی طرح ہے کہ ایک مرد
 تنگ دست کمائی سے عاجز ہو اور اسکا ایک بیٹا بھی تنگ دست کمائی سے عاجز ہو یا صغیر ہو اور اسکے تین بھائی
 متفرق مالدار ہوں تو اس فقیر کا نفقہ اسکے عینی و خیانی بھائی پر چھ حصے ہو کر واجب ہوگا کہ چھٹا اسکے خیانی بھائی پر اور
 باقی اسکے بھائی پر واجب ہوگا اور اسکے بیٹے کا نفقہ اسکے سگے بھائی پر خاصہ واجب ہوگا۔ اور اگر اسکی

چچا یا سگی یا سگی مالدار ہوں تو نفقہ چچا پر ہوگا نہ بھوپھی پر۔
 اور اگر اسکا سگیا چچا اور سگیا مامون ہو تو نفقہ چچا پر ہوگا نہ مامون پر۔
 اور اگر مرد فقیر کی سگی بھوپھی اور اسکا مامون موجود ہو تو
 نفقہ ان دونوں پر تین تہائی واجب ہوگا یعنی دو تہائی بھوپھی پر اور ایک تہائی مامون پر
 اور اسی طرح اگر اسکا مامون سگیا اور سگے چچا کا بیٹا ہو تو نفقہ مامون پر واجب
 ہوگا اگرچہ میراث اسکے چچا زاد بھائی کو ملیگی اور وجہ یہ ہے کہ نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اسپر واجب ہوتا ہو کہ
 جو ذی رحم محرم اہل میراث سے ہو اور اگر ذی رحم غیر محرم مثل اولاد چچا کے موجود ہو یا محرم ہو مگر ذی رحم نہ ہو جیسے
 رضاعی بھائی بہن یا ذی رحم محرم ہو مگر محرم ہونا اسکا ازراہ قرابت نہ ہو جیسے چچا کی اولاد اسکی دو دو شریکی ہو کر
 محرم ہو گئی تو ایسی صورت میں اسپر نفقہ واجب نہ ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر شخص فقیر کے تین بھائی
 متفرق ہوں یعنی ایک بھائی عینی سگیا ماں باپ سے دوسرے علاقہ فی فقط باپ کی جانب سے تیسرا خیانی فقط ماں کی جانب
 سے تو اسکا نفقہ اسکے عینی بھائی اور خیانی بھائی پر واجب ہوگا اسی طرح کہ بحساب میراث کے ایک چھٹا حصہ
 خیانی بھائی پر اور باقی اسکے عینی بھائی پر ہوگا اور اگر مرد فقیر کی بھوپھی و خالہ و چچا موجود ہوں تو اسکا نفقہ اسکے
 چچا پر ہوگا اور اگر چچا خود تنگ دست ہو تو اسکا نفقہ انکی بھوپھی و خالہ پر مساوی واجب ہوگا۔ اور اصل اس
 باب میں یہ ہے کہ جو شخص اہل میراث میں سے کل میراث بسبب عصبہ ہونے کے لے لیتے والا تھا جب وہ تنگ دست ہو تو
 ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا وہ مر گیا ہو اور جب وہ مر ہوا قرار دیا گیا تو باقیوں کا جو حقوق اسکے مر جانے کی صورت میں
 میراث کا پیدا ہوا ہو اسی حساب سے اسپر نفقہ واجب ہوگا۔ اور جو شخص تمام میراث نہیں بلکہ بعض میراث کا لینے والا ہو وہ
 تنگ دستی کی صورت میں مثل مردہ کے قرار نہ دیا جائیگا پس باقیوں پر اسی قدر حساب سے نفقہ واجب ہوگا اسی طرح
 وہ اس مفلس وراثت کے ساتھ میراث کے مستحق ہیں۔ اور اس اصل کا بیان مثال میں اسی طرح ہے کہ ایک مرد
 تنگ دست کمائی سے عاجز ہو اور اسکا ایک بیٹا بھی تنگ دست کمائی سے عاجز ہو یا صغیر ہو اور اسکے تین بھائی
 متفرق مالدار ہوں تو اس فقیر کا نفقہ اسکے عینی و خیانی بھائی پر چھ حصے ہو کر واجب ہوگا کہ چھٹا اسکے خیانی بھائی پر اور
 باقی اسکے بھائی پر واجب ہوگا اور اسکے بیٹے کا نفقہ اسکے سگے بھائی پر خاصہ واجب ہوگا۔ اور اگر اسکی

باہم انہیں مختلف ہوں یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر ذمی مرد مسلمان ہو گیا اور اسکی جو روال کتاب سے نہیں ہے اور اسنے اسلام سے انکار کیا اور دونوں میں تفریق کر دی گئی تو اسکو نفقہ عدت نہ ملے گا اور اگر عورت ہی مسلمان ہوئی اور اسکے شوہر نے اسلام سے انکار کیا اور دونوں میں تفریق کر دی گئی تو شوہر پر نفقہ و سکنی عدت تک لازم ہو گا یہ مسوط میں ہے۔ اور اگر حربی داسکی جو روال مان لیکر دارالاسلام میں داخل ہوئی اور عورت نے قاضی سے نفقہ طلب کیا تو قاضی اسکے واسطے شوہر پر نفقہ مقدر نہ کرے گا۔ اور سیر کبیر میں فرمایا کہ اگر قاضی نے زوجہ و الدین و ولد کا نفقہ ایسے مسلمان کے مال میں فرض کر دیا جو دارالحرب میں اسیر ہو چکا ہو وہ قائم ہوئے کہ یہ اسیر مرد ہو گیا اور قاضی کے نفقہ مذکورہ فرض کرنے سے پہلے سے مرتد ہوا ہو تو جو روئے جو کچھ نفقہ لیا ہو وہ اسکی ضامن ہوگی اور اگر اسنے کہا کہ میرے نفقہ عدت میں محسوب کر لیا جاوے تو حکم ہو گا کہ میرے واسطے نفقہ لازم نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ ذمی نے اگر حرام میں سے کسی عورت سے نکاح کر لیا اور یہ نکاح اسکے دین میں جائز ہو پس عورت نے اس مرد سے اپنے نفقہ کا مطالبہ پیش کیا تو بقیاس قول امام عظیم ۷ کے قاضی اسکے واسطے نفقہ فرض کرے گا اور اگر نکاح بغیر گوہوں کے واقع ہو الاطلاق عورت نفقہ کی مستحق ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ **فصل ششم** مالک کے نفقہ کے بیان میں مولیٰ پر واجب ہے کہ اپنے غلام و باندی کو نفقہ دے خواہ باندی و غلام قن ہوں یا بدیا یا ام ولد خواہ صغیر ہو یا کبیر خواہ ہاتھ پائون سے ہو یا تندرست ہو خواہ اندھا ہو یا آنکھوں والا خواہ کسی کے پاس ہوں ہو یا اجارہ پر ہو یا سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر بولے نے نفقہ دینے سے انکار کیا تو جو مملوک اجارہ پر دیے جانے کے لائق ہو وہ اجارہ پر دیا جائیگا اور مال جارہ سے اسکو نفقہ دیا جائیگا اور جو سبب صغر سنی وغیرہ کے اجارہ دیے جانے کے لائق نہ تو غلام و باندی کی صورت میں مولیٰ کو حکم دیا جائیگا کہ انکو نفقہ دے یا فروخت کرے اور مرد پر دام و لد کی صورت میں مولیٰ پر جبر کیا جائیگا کہ انکو نفقہ دے اور بس یہ محیط میں ہے۔ اور اگر باندی ایسی ہو کہ وہ کسی سبب سے اجارہ پر نہیں دی جاسکتی ہو مثلاً خوبصورت ہو کہ اسکی وجہ سے فتنہ پیدا ہونے کا خوف ہو تو مولیٰ پر جبر کیا جائیگا کہ اسکو نفقہ دے یا فروخت کرے یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر انکی کمائی انکے خرچ کو کافی نہ تو باقی مولے پر واجب ہوگا اور اگر انکے خسر چھتے ہو تو بچی ہوئی کمائی مولیٰ کی ہوگی یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور رقیق کا نفقہ اس طرح مفروض و مقدر کیا جائیگا کہ اس شہر کا جو غالب کھانا ہو اس سے بقدر کفایت جس قدر روٹی و اسکے ساتھ کی چیز انداز کیجاوے وہ واجب کیجاوے اور یہی لحاظ کھڑے میں ہو۔ اور کپڑے میں یہ جائز نہیں کہ فقط اسی قدر دے کہ اسس سے ستر عورت ہو اور اگر مولیٰ نے اپنے خرچ میں فراخی کے ساتھ اٹھایا کہ طرح طرح کے کھانے اور عمدہ عمدہ استعمال میں لایا تو اسپر واجب نہیں ہے کہ رقیق کو بھی ایسا ہی دے مان مگر مستحب ہے اور اگر مولیٰ سبب بخل یا ریاضت کے مقاد سے بھی کم کھاتا پنتا ہو تو اصح قول کے موافق اسپر رقیق کی رعایت بحسب الغالب لازم ہے۔ اور اگر مولے کے چند غلام ہوں تو اسپر واجب ہے کہ انہیں کھانے و کپڑے میں مساوات رکھے اور بعض نے کہا کہ اسکو بیش قیمت نفیس غلام کو تفصیل دینے کا اختیار ہے کہ تمیز و کم قیمت سے اسکو زیادہ دے مگر قول اول اصح ہے اور یہی حکم باندیوں میں ہے۔ اور اگر غلام کو اپنے کھانے پکانے کے واسطے مامور کیا اور وہ پکا لایا تو چاہیے کہ اپنے ساتھ کھانے کے واسطے اسکو بٹھلائے اور اگر غلام نے بظراؤب ساتھ کھانے سے انکار کیا تو مولے کو چاہیے کہ اس کھانے میں سے اسکو بھی دیدے مگر ساتھ بٹھلانا تفصیل ہے و اقرب تواضع

میں جو کچھ ہے

میں جو کچھ ہے

و نکاح اہم اخلاق ہے یہ سراج دہان میں ہے۔ اور جو باندی اسے استعمال کے واسطے پسند کر لی ہو اس کے کپڑے میں سب رواج کے زیادتیاں کر سکتا ہے یہ غایہ سرورجی میں ہے۔ اور رقیقہ کے واسطے مولیٰ پر اسکی طہارت کا بانی خریدنا واجب ہے یہ جو ہرہ نیرہ میں ہے۔ اور موسے پر اپنے مکاتب کا نفقہ واجب نہیں ہے اور معتق بعض کا جسکا کچھ حصہ آزاد ہو گیا ہو یہی حکم ہے یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد کا ایک غلام ہے کہ اسکو نفقہ نہیں دیتا ہے پس اگر یہ غلام کمائی کرے نہ بتا دے تو اسکو رو نہیں ہے کہ بیرون رضا مندی مولیٰ کے موسے کا مال کھاوے اور اگر عاجز ہو تو اسکو کھانا روا ہے۔ اور اگر غلام کمائی کر سکتا ہو مگر موسے نے اسکو منع کر دیا تو غلام اس سے کہے کہ یا مجھے اجازت دے کہ کمائی کروں یا مجھے نفقہ دے پھر اگر اس نے اجازت نہ دی تو اپنے موسے کے مال سے جس طرح پاوے کھاوے یہ تا تار جائیہ میں ہے اور فروخت شدہ غلام کا نفقہ جب تک مشتری نے قبضہ نہیں کیا ہے بائع پر واجب ہے جب تک بائع کے قبضہ میں ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر بیع بنجیا رہو تو انجام کار میں جسکی ملک ہو جاوے اس پر واجب ہوگا اور بعض نے کہا کہ بائع پر واجب ہے اور بعض نے کہا کہ قرضہ سے اسکا نفقہ دیا جاوے پھر جسکی ملک ہو جاوے وہی ادا کرے یہ شرح فقاریہ جزی میں ہے۔ غلام و ولایت کا نفقہ اس پر ہے جس نے ولایت رکھا ہے اور عاریت غلام کا نفقہ عاریت لینے والے پر ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی نے غلام غصب کر لیا تو جب تک اس کے موسے کو واپس نہ دے تب تک اسکا نفقہ ہی غاصب پر ہے پس اگر غاصب نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکو نفقہ دینے کا حکم دے یا بیع کر دینے کا تو قاضی اس درخواست کو منظور نہ کرے گا لیکن اگر غاصب کی طرف سے غلام کے حق میں خوف ہو تو قاضی اس غلام کو لیکر فروخت کر کے اسکا ثمن اپنے پاس رکھ چھوڑے گا۔ اور اگر خریدنے والے ایک غلام عروس کے پاس ولایت رکھا پھر خود غائب ہو گیا کہ سفر کو چلا گیا پھر غلام قاضی کے پاس آیا اور درخواست کی کہ عمر کو نفقہ دینے کا حکم دے یا بیع کر دینے کا تو قاضی کو اختیار ہے کہ عمر کو حکم کرے کہ اسکو اجارہ پر دے اور اسکی مزدوری سے اسکو نفقہ دے اور اگر قاضی نے اسکا بیچنا مصلحت دیکھا تو فروخت کر دے۔ اور غلام مرہون کا اگر رہن ہونا ثابت ہو گیا تو اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائیگا جو غلام ولایت کے ساتھ مذکور ہوا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ غلام صنیر ایک عروس کے قبضہ میں ہے اس نے دوسرے سے کہا کہ یہ میرا غلام میرے پاس ولایت ہے اس نے انکار کیا تو اس سے قسم لی جائیگی کہ دلائل میں نے اسکو ولایت نہیں رکھا ہے پس قابض پر اس کے نفقہ کا حکم دیا جائیگا اور اگر غلام کبیر ہو تو قابض سے قسم لی جائیگی اور نفقہ اس پر واجب ہوگا جس کے واسطے اسکی منفعت ہو خواہ مالک ہو یا غیر مالک ہو یہ غایہ سرورجی میں ہے۔ اور اگر خریدنے والے وصیت کی کہ میرا غلام عمر کو دیا جاوے مگر ایک سال تک وہ بکر کی خدمت کرے اور وصیت تمام ہو گئی تو ایسے غلام کا نفقہ ہی پر واجب ہوگا جس کے واسطے اسکی منفعت خدمت ہے اور اگر وہ صنیر ہو کہ ہنوز لائق خدمت نہیں ہوا ہے تو اسکا نفقہ اس پر واجب ہے جو اس کے رقبہ کا مالک ہے یہ بیان تک کہ وہ خدمت کے لائق ہو جاوے پھر اس کے بعد اس کے مخدوم پر نفقہ واجب ہوگا اس واسطے کہ وہ غیر عوض کے اسکی منفعت کا مالک ہوا ہے۔ اور اگر وہ بکر کے پاس مریض ہو گیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرض مثل بخیرین وغیرہ کے ایسا ہو کہ وہ خدمت نہیں کر سکتا ہے تو اسکا نفقہ مالک رقبہ پر واجب ہوگا اور اگر ایسا مرض ہے کہ وہ خدمت کر سکتا ہے تو مستحق خدمت پر واجب رہیگا۔ اور اگر مرض نے طول بکھڑا اور قاضی نے مصلحت دیکھی کہ اسکو فروخت کا حکم دے تو اسکو فروخت کر کے اس کے ثمن سے دوسرا غلام خریدے کہ وہ خدمت کرنے میں مکافاتہ مقام ہو پس اسکا رقبہ بھی

اسی کی ملک ہوگا جسکی ملک پہلے غلام کا رقبہ تھا۔ اور اگر زید نے اپنی باندی کی عمر کے واسطے وصیت کی اور جو اس کے
 بیٹے میں ہو اسکی برکے واسطے وصیت کی تو اس باندی کا نفقہ عمر و پر واجب ہوگا یہ محض شخصی میں ہو۔ اور
 اگر مملوک دو شریکوں میں مشترک ہو تو اسکا نفقہ ان دونوں پر بقدر دونوں کی ملکیت کے واجب ہوگا۔ اسی طرح
 اگر مملوک دو شخصوں کے قبضہ میں ہو کہ ہر ایک دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا ہے اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو اسکا نفقہ ان
 دونوں پر واجب ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ باندی دو مردوں میں مشترک ہے اس کے ایک بچہ پیدا ہوا اور
 دونوں مولائوں نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا لطفہ ہے تو اس ولد کا نفقہ ان دونوں پر واجب ہوگا۔ اور اگر لڑکا پڑا ہو گیا
 اور یہ دونوں بغلس ہوئے تو اس پر ان دونوں کا نفقہ واجب ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ایک غلام دو شریکوں
 میں مشترک ہو پھر ایک غائب ہو گیا اور دوسرے نے بغیر حکم قاضی اور بغیر اجازت اپنے شریک کے اسکو نفقہ دیا تو وہ
 احسان کرنے والا ہوا یہ فتح القدر میں ہے۔ ایک غلام دو شریکوں میں مشترک ہو ان میں سے ایک غائب ہو گیا اور
 اسکو اپنے شریک کے پاس چھوڑ گیا اور شریک نے یہ مقدمہ قاضی کے حضور میں پیش کیا اور سپر گواہ قائم کر دیے
 تو قاضی کو اختیار ہے اس گواہی کو قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے اور اگر قبول کی تو اسکو نفقہ دینے
 کا حکم دیا اور حکم وہی ہوگا جو ودیعت کی صورت میں مذکور ہوا ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ ایک شخص نے غلام
 صغیر یا باندی صغیر آزاد کر دی تو آزاد کنندہ پر اسکا نفقہ واجب نہ رہیگا اور اسکا نفقہ بیت المال سے دیا جائیگا اگر
 اسکا کچھ مال ہو۔ اور علیٰ ہذا اگر بہت بڑھا ہو یا لہجہ ہو یا خریض ہو اور اسکی قرابت میں کوئی نہیں ہو تو اسکا نفقہ بیت
 المال سے دیا جائیگا یہ مضمرات میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام کو آزاد کیا حالانکہ وہ بالغ تندرست ہو تو اسکا نفقہ اسکی
 کمائی سے ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے ایک بھاگا ہوا غلام پایا اور اسکو اسکے مولیٰ کو واپس دینے کے واسطے
 لکھا اور بغیر حکم قاضی اسکو نفقہ دیا تو احسان کنندہ ہوگا کہ اسکے مولیٰ سے واپس نہیں لے سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں
 ہے ایک شخص نے ایک بھاگا ہوا غلام پکڑا اور اسکے مولیٰ کو تلاش کیا مگر نہ پایا پھر قاضی کے پاس حاضر ہو کر اس فقہ سے
 آگاہ کیا اور درخواست کی کہ مجھے اسکے نفقہ دینے کا حکم دیدے تو بدو گواہ قائم کیے قاضی التفتات نے کر گیا اور بعد
 گواہ قائم کرنے کے قاضی کو اختیار ہے چاہے گواہی قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے جیسے ثقیطہ نقطہ میں حکم ہے
 اور اگر قاضی نے گواہی قبول کر لی پس اگر اس شخص کا نفقہ دینا مالک غلام کے حق میں بہتر نظر آوے تو اسکو نفقہ دینے
 کا حکم کرے اور اگر اسکا نفقہ نہ دینا بہتر معلوم ہو مثلاً یہ خوف ہو کہ نفقہ اس غلام کو کھا جائیگا یعنی نفقہ کی تعداد اسقدر
 ہو جائیگی کہ جتنے کا غلام ہے تو اسکو حکم دیا کہ اسکو فروخت کر کے اسکا خن رکھ چھوڑے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک شخص کے
 قبضہ میں ایک باندی ہو اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہ حرہ ہے تو گواہ قبول ہونگے اگرچہ قاضی انکی عدالت سے
 واقف نہ ہو پھر انکی عدالت کا حال دریافت کر لیا مگر تائید دریافت حال گواہان اس قاضی کو حکم دیا کہ اسقدر نفقہ مقرر
 اسکو دیا کرے اور اسکو نفقہ دینے پر مجبور کر گیا اور اس باندی کو ایک فقہ عورت کے پاس رکھ گیا اور اس فقہ
 عورت کی حفاظت کرنے کی اجرت بیت المال پر ہوگی پھر اگر گواہوں کا حال دریافت کرنے میں دیر ہوئی
 اور مدعا علیہ نے نفقہ دیا پھر گواہوں کی تبدیل ہوئی اور اسکی آدھی کا حکم دیا گیا تو مدعا علیہ اس عورت سے
 اپنا دیا ہوا نفقہ واپس لے گا خواہ اس عورت نے دعویٰ کیا ہو کہ میں اصلی حرہ ہوں یا یہ دعویٰ کیا ہو کہ مولیٰ نے

پیر پیر
 آدمی دفعہ سہا
 ہوا پیر سہا

مجھے آزاد کر دیا ہو یا بالکل حریت کا دعویٰ نہ کیا ہو اور وجہ یہ ہو کہ یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اُس نے بغیر حق کے نفقہ لیا ہو اور اسی طرح اگر اس عورت نے اس مرد کے مال سے کوئی چیز بلا اجازت کھائی ہو تو ضمانت ہوگی اور اگر یہ گواہ مرد ہو تو یہ باندی اپنے مولیٰ کو واپس دی جائیگی اور مولیٰ اس سے نفقہ کے حساب میں کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو اور نیز جو اس نے بلا اجازت لے لیا ہو وہ نہیں لے سکتا ہو۔ اسی طرح اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہو اور اُس نے قاضی سے شکایت کی کہ مجھ کو نفقہ نہیں دیتا ہو تو قاضی اس مرد کو حکم کرے گا کہ اس کو نفقہ دے یا فروخت کر دے پس اگر قاضی نے اس کو نفقہ دینے پر مجبور کیا اور اُس نے نفقہ دیا پھر اگر گواہ قائم ہوئے کہ یہ عورت اصلی حرہ ہو اور قاضی نے اس کی حریت کا حکم دیدیا تو مولیٰ اُس سے اس قدر نفقہ کو واپس لیگا اور نیز جو کچھ اس کا مال بدون اس کی اجازت کے لیا ہو واپس لے سکتا ہو اور جو بلا اجازت کھا لیا ہو اُس کو واپس نہیں لے سکتا ہو۔ زید نے عروہ کی مقوضہ باندی پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہو اور عروہ نے انکار کیا اور زید نے اپنے دعوے کے گواہ قائم کیے تو قاضی اس باندی کو کسی عادل کے پاس رکھ کر گواہوں کا حال دریافت کرے گا اور چونکہ بظاہر عروہ کی ملک قائم ہو اُس کو حکم دیگا کہ اس باندی کو نفقہ دے پس اگر عروہ نے اس کو نفقہ دیا پھر گواہ مذکور رو کر دیے گئے تو باندی مذکور عروہ کی ملک ہوگی اور باندی پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر گواہوں کی تبدیل ہوئی اور قاضی نے زید کی ٹوکر سی کر دی تو عروہ اس مال نفقہ کو زید سے نہیں لے سکتا ہو اس واسطے کہ یہ ظاہر ہو کہ یہ باندی منصوبہ تھی کہ اس نے غاصب کا مال کھا لیا ہو اور یہ قاعدہ ہے کہ مغضوب اگر غاصب کے حق میں جانیٹ کرے تو وہ ہند ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کو بجائے باندی کے غلام ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو تو قاضی اس غلام کو اپنے عادل کے پاس نہ رکھے گا الا اس صورت میں کہ مدعا علیہ اپنے نفیس کا کفیل اور غلام کا کفیل بتا دے اور مدعی اس کے ساتھ رہنے پر قادر نہ ہو اور اگر مدعا علیہ سے خوف ہو کہ غلام مقبوضہ کو تلف کر دے گا تو اسی صورت میں قاضی اس کو عادل کے پاس رکھ کر بخلاف باندی کے۔ اسی طرح اگر مدعا علیہ مرد فاسق ہو کہ لونڈوں سے غلام کرنے میں معروف ہو تو قاضی اس کے قبضہ سے نکال کر مرد نفقہ کے پاس رکھے گا اور یہ امر مختص بدعویٰ و گواہی نہیں ہو بلکہ جہاں کہیں غلام کا مالک لونڈے باندی میں معروف فاجر ہو وہاں غلام کو اس کے قبضہ سے نکال کر عادل کے پاس رکھے گا بطور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے۔ اور جب قاضی نے غلام کو عادل کے پاس رکھا پس اگر غلام کمائی کر سکتا ہو تو اُس کو حکم دیگا کہ کمائے اور اپنی کمائی سے کھاوے بخلاف باندی کے کہ وہ کمائی سے عاجز ہو حتیٰ کہ اگر باندی کو کوئی ہنر آتا ہو کہ اُس کے ذریعہ سے وہ کمائی کرنے میں معروف ہو مثلاً باورچن یا غسالہ ہو تو اُس کو بھی یہی حکم دیا جائیگا اور شیخ ابو بکر بلخی اور فقیہ ابو اسحق حافظ نے فرمایا کہ اگر غلام کمائی سے سبب مرض یا صغرشی وغیرہ کے عاجز ہو تو مدعا علیہ کو اُس کے نفقہ دینے کا حکم دیا جائیگا اور اگر بجائے غلام کے چوپایہ ہو اور مدعا علیہ کو کفیل نہیں ملتا ہو اور اس کی ذات سے تلف کر دینے کا خوف ہو اور مدعی اس کی ملازمت پر قادر نہیں ہو تو قاضی مدعی سے کہے گا کہ میں مدعا علیہ کو اُس کے نفقہ دینے پر مجبور نہیں کرتا ہوں پس تیرا جی چاہے تو اس کو میں عادل کے پاس رکھوں اور تو اس کا نفقہ دے ورنہ میں عادل کے پاس نہ رکھوں گا اور یہ بخلاف باندی و غلام کے ہے یہ محیط میں ہے۔ اور جو شخص کسی چوپایہ کا مالک ہو تو اُس پر اس کا چارہ پانی واجب ہو اور اگر اُس نے اس سے انکار کیا تو اُس پر اس کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا اور نہ اس کی فروخت کے واسطے جبر کیا جائیگا لیکن فیما بینہ و بین القدر و پائے اس کو حکم دیا جائیگا کہ اُس کو فروخت کرے یا اس کو نفقہ دے اور یہ بطریق امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اور یہی اصل ہے

اور دو دھار جاؤر کا بالکل بے بالائے دو دھار دھار لینا کہ وہ جو در صورتیکہ اسکے حق میں یہ امر بسبب قلت چارہ کے مضر ہو اور بالکل
دو دھار چھوڑ دینا بھی مکروہ ہو اور مستحب ہو کہ دو دھار والے اپنے ناخن کٹوا دے کہ اسکو ایذا نہ ہو اور مستحب ہو کہ جب تک اسکا
بچہ دو دھار پیتا ہو اور کچھ نہیں کھاتا ہو تب تک اسکا دو دھار نہ لے الا اسی قدر کہ بچہ سسٹنچ رہے اور نیز جاؤر کو
ایسی تکلیف دینا جسکی وہ طاقت نہیں رکھتا ہو مثلاً بہت بوجھ لاونا اور برابر اسکو چلانا وغیرہ مکروہ ہو یہ جو ہرہ تیرہ
میں ہو۔ ایک چوپایہ دو شخصوں کی شرکت میں ہو کہ ایک نے اسکو چارہ دینے سے انکار کیا اور دوسرے نے
قاضی سے درخواست کی کہ مجھے حکم دے کہ چارہ دونوں تک متطوع نہواور واپس لے سکے تو قاضی اس انکار کرنے
والے سے کہیگا کہ تو اپنا حصہ فروخت کر یا چارہ دے ایسا ہی امام خصاص نے اپنی تفقات میں ذکر فرمایا ہو یہ محیط
میں ہو۔ اور اگر کسی کی ملک میں شہد کی کھیون کا چھتا ہو تو اسپر مستحب ہو کہ کھیون کے واسطے کچھ شہد انکے چھتون میں
باقی چھوڑ دے اور مستحب ہو کہ جاؤن میں بہ نسبت گرمیوں کے زیادہ چھوڑے اور اگر انکی غذا کے واسطے بجائے
شہد کے اور چیز موجود ہو تو اسپر شہد چھوڑ دینا متعین نہیں ہو یہ جو ہرہ تیرہ میں ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتاب العتاق

اس میں سات باب ہیں

باب اول عتاق کی تفسیر شرعی اور اسکے رکن وحکم والواع وشرط وسبب والفاظ کے بیان میں۔ اور ملک وغیرہ
کے سبب سے عتق واقع ہونے کے بیان میں عتق کی تفسیر شرعی یہ ہو کہ عتق ایسی قوت حکمیہ ہو کہ جس موقع پر واقع
ہوتی ہو اس میں لیاقت مالک ہونے کی اور اہلیت ولایات وشہادات کی پیدا کر دیتی ہو کذا فی محیط المسحی ستے کہ
وہ اس عتق کی وجہ سے غیرون پر تصرف کرنے اور غیرون کا تصرف اپنی ذات سے دور کرنے پر قادر ہو جاتا ہو یہ
تین میں لکھا ہو۔ اور عتاق کا رکن ہر ایسا لفظ ہو جو عتق پر فی الجملہ دلالت کرے یا اسکے قائم مقام ہو یہ بدائع
میں لکھا ہو۔ اور عتاق کا حکم یہ ہو کہ رقیق کی گردن سے دنیا میں مالک کی ملکیت اور رقیقیت زائل ہو جاتی ہو اور اگر
مالک نے اسکو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے آزاد کیا ہو تو عاقبت میں بڑا ثواب پاتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور عتاق
کی چار تہیں ہیں واجب و مستحب و مباح و حرام۔ پس واجب وہ عتاق ہو جو کفارہ قتل و ظہار و قسم و افطار میں
ہوتا ہو مگر فرق یہ ہو کہ قتل و ظہار و افطار کی صورت میں اگر بروہ آزاد کرنے کی قدرت ہو تو اسپر ہی واجب
ہوگا اور قسم کی صورت میں باوجود قدرت کے تخریک کے ساتھ واجب ہو یعنی چاہے بروہ آزاد کرے یا دوسرے
طور پر کفارہ ادا کرے۔ اور مستحب وہ عتاق ہو جو بدو ان اسپر واجب ہونے کے اسنے اللہ تعالیٰ کے واسطے آزاد کیا ہو
اور مباح وہ عتاق ہو جو اسنے بدو نیت کے آزاد کیا ہو۔ اور حرام وہ عتاق ہو جو اسنے شیطان کی راہ پر آزاد
کیا ہو کذا فی البحر الرائق پس اگر کسی نے شیطان یا ست کے واسطے اپنا غلام آزاد کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا مگر یہ شخص
کافر کہلائیگا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور عتاق کی شرط یہ ہو کہ آزاد کر نیوالا خود آزاد و بالغ عاقل مالک ہو جو پیا
مالک سے اسکا مالک ہو یہ نہایت میں ہو۔ پس نابالغ اور مجنون آزاد کرنے کی لیاقت نہیں رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے

سید احمد علی شاہ
ترجمہ عالمگیری

اگر ان دونوں نے ایسی حالت کی طرف عتق کی اختلاف کی مثال یوں کہا کہ میں نے ایک کو نابالغی کی حالت میں آزاد کیا ہے یا جنون کی حالت میں آزاد کیا ہے حالانکہ اسکا جنون مہر ہو تو غلام آزاد ہوگا اسی طرح اگر نابالغی یا جنون کی حالت میں کہا کہ جسوقت میں بالغ ہوں یا مجھے افاقہ ہو تو یہ غلام آزاد ہے تو عتق منعقد ہوگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ اگر اعتناق کو ایسی حالت کی جانب مضاف کیا جسکا واقع ہو جائے معلوم ہو حالانکہ وہ ایسی حالت میں آزاد کرنے کی لیاقت نہیں رکھتا تھا تو اس کے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر اس نے کہا کہ میں نے اپنے جنون کی حالت میں اس غلام کو آزاد کیا ہے حالانکہ اسکا جنون معلوم نہیں ہوا تو اس کے قول کی تصدیق نہیں ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور کبھی اسکو افاقہ ہو جاتا ہے تو وہ افاقہ کی حالت میں عاقل قرار دیا جائیگا اور جنون کی حالت میں مجنون یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور جو شخص باکراہ آزاد کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے آزاد کیا یا نشہ کے مست نے آزاد کیا تو آزاد ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور عتق کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ آزاد کرنا والا معتوہ نہ ہو اور بدہوش نہ ہو اور اسکو برسہا م کی بیماری نہ ہو اور نہ ایسا شخص ہو جسپر بدو نشہ کے بیہوشی طاری ہوئی ہو اور سویا ہوا نہ ہو چنانچہ ان لوگوں میں سے کسی کا آزاد کرنا صحیح نہیں ہے اور اگر کسی شخص نے کہا میں نے اپنے غلام کو سونے کی حالت میں آزاد کیا ہے تو قول اسی کا قبول ہوگا اور اگر کہا کہ میں نے اپنی پیدائش سے پہلے یا غلام کی پیدائش سے پہلے غلام کو آزاد کیا ہے تو وہ آزاد ہوگا اور آزاد کرنے والے کا بطوع خود آزاد کرنا ہمارے نزدیک آزاد ہونے کی شرط نہیں ہے اور نیز اسکا قصد کرنے والا ہونا بھی بالاجماع شرط نہیں ہے حتیٰ کہ اگر اس نے بھل و دلگی سے بدون قصد آزاد کیا تو صحیح ہوگا اور اسی طرح عمداً ہونا بھی شرط نہیں ہے حتیٰ کہ بھولے سے آزاد کرنے والے کا اعتناق صحیح ہوگا اور اسی طرح اعتناق میں شرط خیار نہ ہونا بھی شرط نہیں ہے خواہ اعتناق بوجہ یا بغیر عوض ہو بشرطیکہ خیار مولیٰ کے واسطے ہو حتیٰ کہ عتق واقع ہوگا اور شرط باطل ہوگی اور اگر خیار غلام کے واسطے ہو تو اس کے خیار شرط سے خالی ہونا اعتناق صحیح ہونے کی شرط ہے حتیٰ کہ اگر غلام نے ایسی حالت میں عقد رد کر دیا تو نسخ ہو جائیگا اور اسی طرح آزاد کرنے والے کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں ہے پس کافر کی طرف سے آزاد کرنا صحیح ہے لیکن اگر مرتد نے آزاد کیا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک نے احوالی نافذ نہ ہوگا بلکہ موقوف رہیگا اور اگر مرتد عورت نے آزاد کیا تو بالاتفاق نافذ ہوگا اور اسی طرح آزاد کرنے والے کا تندرست ہونا شرط نہیں ہے پس اگر ایسے مریض نے آزاد کیا جو اسی مرض میں مر گیا تو عتق صحیح ہے لیکن مریض کا آزاد کرنا اس کے ایک متاعی ترکہ سے اعتبار کیا جائیگا اور اسی طرح زبان سے کلام کرنا بھی شرط نہیں ہے پس اگر اعتناق اس طرح تحریر کر دیا جو ثبت ہو یا اس طرح اشارہ کیا جس سے اعتناق سمجھا جاتا ہے تو آزاد ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر غلام نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ کیا میں آزاد ہوں حالانکہ مولیٰ بیمار پڑا ہے پس مولیٰ نے اپنا سر ہلایا یعنی ہاں تو غلام آزاد نہ ہوگا یہ سراج الوماج میں ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں اسکا ایک غلام ہے اس شخص سے کسی نے کہا کہ تو نے اپنا یہ غلام آزاد کیا ہے پس اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں تو یہ غلام آزاد ہوگا اس واسطے کہ یہ شخص زبان سے کہنے پر قادر ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور یہ شرط نہیں ہے کہ آزاد کرنے والا یہ جانتا ہو کہ یہ میرا مملوک ہے چنانچہ اگر فاضل نے مالک سے کہا کہ تو یہ غلام آزاد کر دے پس اس نے آزاد کر دیا حالانکہ وہ یہ

نہیں جانتا کہ میرا یہ غلام تھا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور مالک اس خاص سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اسی طرح
 یا لے مشتری سے کہا کہ تو یہ غلام آزاد کر دے اور بیع کی طرف اشارہ کیا پس مشتری نے اسکو آزاد کر دیا اور
 یہ جانتا کہ میرا غلام ہے تو اسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور یہ امر مشتری کے قبضہ کرنے میں شمار ہوگا اور مشتری کے
 ذمہ نہیں لازم ہوگا یہ کشف کبیر میں ہے کذا فی البحر الرائق۔ اور شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے
 سے کہا کہ تو کہ کل عبیدی احرار پس اُس نے یہ لفظ کہا حالانکہ وہ عربی نہیں سمجھتا ہے تو اس کے سب غلام آزاد ہو جائیں گے
 اور میرے نزدیک یہ ہو کہ اس کے غلام آزاد ہونگے۔ اگر اس سے کہا کہ تو کہ انت حر پس اس نے کہا حالانکہ وہ
 یہ نہیں جانتا ہے کہ اس لفظ سے آزاد ہو جاتا ہے تو وہ محکمہ قضا میں آزاد ہو جائیگا لیکن فیما بینہ و بین اللہ نعم
 آزاد ہوگا یہ بیابج میں ہے۔ اور اعتناق کی شرطوں میں سے ایک نیت ہے مگر یہ اعتناق کی دو قسموں یعنی صریح
 و کناہ میں سے فقط کناہ میں شرط ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور عتق کا سبب جو اسکا ثابت کرنے والا ہو وہ
 کبھی نسب کا دعویٰ ہوتا ہے اور کبھی نسبی ناستے دار میں نفس ملکیت ہوتی ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ کسی آدمی کے
 سامنے ایک شخص کی حریت کا اقرار کیا تو یہ عتق کا سبب ہو سکتا ہے چنانچہ اس شخص غلام کو اگر کبھی اس شخص نے
 خرید یا کسی طور سے اسکا مالک ہوا تو آزاد ہو جائیگا اور کبھی دار الحرب میں داخل ہونا سبب ہوتا ہے چنانچہ اگر حربی
 نے ایک مسلمان غلام خرید لیا اور اسکو دار الحرب میں لے گیا اور یہ حال معلوم ہوا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک
 یہ غلام آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اسکا قبضہ غلام سے زائل ہو گیا یا بین طور کہ غلام اپنے حربی مالک کے پاس
 سے دارالاسلام میں بھاگ آیا تو وہ آزاد ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہو گیا مگر
 دارالاسلام میں نکل نہ آیا تو وہ آزاد ہوگا اگر اسکا مالک بھی مسلمان ہو گیا ہو پھر اہل اسلام نے اس ملک کو
 فتح کر لیا تو اسکا غلام اسکا غلام رہیگا اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہو گیا پھر اسکے مولے نے دار الحرب میں اسکو
 کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مشتری کے قبضہ سے پہلے وہ غلام آزاد ہوگا اور
 اسی طرح اگر کسی آدمی کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حربی دار الحرب کو لوٹ گیا اور دارالاسلام
 میں اپنی ام ولد چھوڑ گیا یا ایسا غلام مدبر چھوڑا جسکو اُس نے دارالاسلام میں مدبر کیا ہے تو ان دونوں کے
 آزاد ہو جانے کا حکم دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور عتق کے الفاظ تین قسم کے ہوتے ہیں ایک
 صریح دوم جو صریح کے ساتھ ملحق ہیں سوم کناہ پھر چنانچہ ہے کہ صریح مثل حریت و عتق دولا وغیرہ الفاظ کے ہیں
 اور چوتھے مشتق ہون وہ بھی صریح ہیں اور ایسے الفاظ سے جو عتق ہو سہیں نیت کی حاجت نہیں ہے پس اگر
 ایسے لفظ سے اپنے ملوک کا وصف کیا یا خبر دی یا پکارا مثلاً اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ تو حر ہے یا عتق ہے یا
 محرر ہے یا عتق ہے یا کہا کہ قد حررتک یعنی میں نے تجھے آزاد کیا ہے یا قد عتقتک یعنی میں نے تجھے آزاد کیا ہے یا یوں
 کہا کہ اسو حر یا اسو عتق یا اسو مولیٰ یا کہا کہ یہ میرا مولیٰ ہے تو سب صورتوں میں آزاد ہو جائیگا اور اگر اُس نے ان
 الفاظ میں دعویٰ کیا کہ میری مراد عتق نہ تھی تو محکمہ قضا میں اس کے قول کی تصدیق نہوگی یہ حاوی قدسی میں ہے اگر اُس نے
 دعویٰ کیا کہ میری مراد ہے کہ یہ شخص پہلے جو تھا پس اگر یہ غلام جہاد میں قید ہو کر آیا ہو تو از روئے دیانت اس کے
 قول کی تصدیق نہوگی مگر محکمہ قضا میں تصدیق نہوگی اور اگر اس غلام کی پیدائش میں اس کی ہو تو لیس طرح تصدیق نہوگی

غلام آزاد ہونے کا حکم

اور اگر غلام سے کہا کہ تو اس کام سے حر ہو یا کہا کہ تو آج کے دن اس کام سے حر ہو تو قضاء آزاد ہو جائیگا یہ محیط حسری
 میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے غلام سے کہا کہ انت حر البتہ یعنی تو البتہ آزاد ہو۔ لیکن یہ شخص ہنوز البتہ کا لفظ نہ کہنے پایا
 تھا کہ غلام مذکور مر گیا تو وہ غلام مرے گا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ ایک شخص نے گواہ کر لیا کہ میرے غلام
 کا نام حر ہو پھر اسکو اسی حر کہہ کر پکارا تو آزاد نہ ہو گا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور اگر اس لفظ سے انکی مراد التلاخیق
 ہو تو آزاد ہو جائیگا یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر اسکو فارسی میں پکارا کہ اسی آزاد تو آزاد ہو جائیگا اور
 اگر آزاد اسکا نام رکھا پھر آزاد کہہ کر پکارا تو آزاد نہ ہو گا لیکن اگر عربی میں یا حر کہہ کر پکارا تو آزاد ہو جائیگا یہ فتاویٰ
 کبریٰ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنا غلام کسی شہر کو بھیجا اور اس سے کہا کہ جب کوئی آدمی تیرے سامنے
 پڑے اور تیرا قصد کرے تو کہنا کہ میں حر ہوں پھر ایک شخص اس سے مترض ہوا اور غلام نے کہا کہ میں حر ہوں
 پس اگر مولیٰ نے سمجھنے کے وقت اس سے کہا ہو کہ میں نے تیرا نام حر رکھا ہے اگر کوئی تیرا قصد کرے تو
 اس سے کہنا کہ میں حر ہوں تو غلام مذکور آزاد نہ ہو گا اور اگر مولیٰ نے اس سے یہ نہ کہا کہ میں نے تیرا نام حر رکھا ہے بلکہ
 یہی کہا کہ جب کوئی تیری طرف قصد کرے تو تو کہنا کہ میں حر ہوں پھر غلام نے اپنی طرف قصد کرنے والے سے
 کہا کہ میں حر ہوں تو قضاء آزاد ہو جائیگا اور جب تک غلام نے یہ نہیں کہا ہے کہ میں آزاد ہوں تب تک آزاد
 نہ ہو گا جیسے کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو کہ کہ میں آزاد ہوں تو جب تک یہ نہ کہے کہ میں آزاد ہوں تب تک آزاد
 نہ ہو گا اور اگر کسی شخص سے کہا کہ تو میرے غلام سے کہ کہ تو آزاد ہو تو آزاد نہ ہو گا کہ وہ آزاد ہو تو فی الحال آزاد ہو جائیگا اور
 اگر ایک شخص کو حکم کیا کہ میرے غلام سے کہ کہ تو آزاد ہو تو آزاد نہ ہو گا جب تک کہ یہ مامور اس سے اس طرح نہ کہے
 یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سالم نام کو پکارا کہ اسی سالم پس مرزوقی نے جواب دیا کہ جی پس مولیٰ
 نے کہا کہ تو آزاد ہو حالانکہ اسکی نیت دغی ہو وہی آزاد ہو جائیگا جسے جواب دیا ہے اور اگر مولیٰ نے اس صورت میں
 کہا کہ میں نے سالم کی نیت کی تھی تو حکم قضاء میں دونوں آزاد ہو جائیگے مگر فیما بینہ و بین اللہ تالے خاصہ وہی
 آزاد ہو گا جسکی نیت کی تھی اور اگر ایک آدمی سے کہا کہ اسی سالم تو آزاد ہو پھر یہ آدمی اسکا دوسرا غلام نکالیا کسی
 غیر کا غلام نکلا تو سالم آزاد ہو گا یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے شخص سے کہا کہ کیا یہ آزاد نہیں ہے اور اپنے
 غلام کی طرف اشارہ کیا تو قضاء وہ آزاد ہو جائیگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ فتاویٰ البالیث ۷ میں ہے کہ اگر اپنے
 غلام سے کہا کہ انت حرۃ انت ضمیر مونث مخاطبہ کی ہے اور حرۃ صیغہ مونث ہے یا باندی سے کہا کہ انت حرۃ انت ضمیر
 مذکر خطاب اور حر صیغہ مذکر ہے تو غلام مذکور یا باندی مذکورہ آزاد ہو جائیگی یہ محیط و فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور اگر اپنے
 غلام سے کہا کہ العتاق علیک یعنی تجھے عتاق وار د ہوا ہے تو وہ آزاد ہو جائیگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے اور اگر کہا کہ
 تیرا آزاد کرنا مجھے واجب ہے تو آزاد نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا آزاد
 کرنا واجب ہے تو آزاد نہ ہو گا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت عتق یعنی تو عتق ہو تو آزاد ہو جائیگا اگرچہ نیت
 نہ کی ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ انت حر اولیٰ یعنی تو آزاد ہو یا نہیں ہے تو بالاجماع آزاد نہ ہو گا یہ
 سراج الوباح میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت عتق من فلان اور فلان کے لفظ سے اپنا دوسرا غلام
 مراد لیا اور اس کلام سے اسکی مراد یہ ہے کہ تو فلان مذکور سے پہلے سے میری ملک میں ہے یعنی عتق سے پڑانے کے

سلاؤ ذکب
 آزاد نہیں رہتی
 اگر غلام سے کہے
 اور نیت کا حال
 غلام سے جانتا ہے

معنی مراد لیے تو حکم قضا میں اس کے قول کی تصدیق نہوگی بلکہ غلام مذکور آزاد ہو جائیگا لیکن فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اگر اسکی یہی مراد تھی تو کبھی ہوگا اور اگر کہا کہ انت عتق من ہذا فی ملک او قال فی لہسن یعنی تو میری ملک میں بہ نسبت اس غلام کے پرانا ہو یا سن میں اس سے پرانا ہو تو کسی طرح آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو عتق لہسن ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت حر یعنی حسن میں بکتا ہو تو قضا اس کے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ انت عتق اور دعویٰ کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ میری ملک میں پرانا ہو تو قضا تصدیق نہوگی۔ اور اگر ایک شخص نے غلام سے کہا کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے آزاد کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اگرچہ کس نے آزادی کی نیت نہ کی ہو اور یہی مختار ہے یہ قنادی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو حر لہسن ہو یا حر لہسن ہو یا جمال و حسن میں حر لہسن ہو تو وہ آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ تو اپنے اخلاق میں حر النفس ہو تو آزاد نہ ہوگا یہ محیط سہری میں ہے۔ اور اجناس میں مذکور ہو کہ اگر غلام سے کہا کہ اسی حر النفس تو قضا آزاد ہو جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ منتقی میں ہے کہ ایک شخص کا غلام ہے جس پر قضا لازم آنے کی وجہ سے مولے کو اسکا خون حلال ہو گیا ہو پس مولیٰ نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا پھر دعویٰ کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ میں نے تجھے خون کے مواخذہ سے آزاد کیا تو حکم قضا میں یہ کلام رقیبت سے آزاد کرنے پر محمول ہوگا اور باوجود اسکے اس پر عفو کرنا بھی لازم ہوگا کیونکہ اس نے اقرار کیا ہے اس لیے کہ یہ اسکی نیت تھی اور اگر یہ نہ کہا ہو کہ میں نے قتل سے آزاد کرنے کی نیت کی تھی تو عفو کرنا اس پر لازم ہوگا اور اگر کہا کہ میں نے خون کے قصاص سے اسکو خالصہ لوجہ اللہ تعالیٰ آزاد کیا ہو تو جو اس نے کہا ہو اسی پر محمول کیا جائیگا یہ محیط میں ہے ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تیرا نسب حر ہو یا کہا کہ تیری اہل حر ہو پس اگر یہ معلوم ہو کہ وہ عقی ہو تو آزاد ہوگا اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ گرفتار شدہ ہو تو آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ تیرے مان و باب آزاد ہیں تو یہ آزاد ہوگا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ وہ دونوں اسکی پیدائش کے بعد آزاد کیے گئے ہوں۔ ایک شخص کا ایک غلام ہے اور اس غلام کا ایک بیٹا ہو پس مولیٰ نے کہا کہ تیرا بیٹا آزاد ہو تو بیٹا آزاد ہوگا اور باپ آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ تیرا بیٹا آزاد کا بیٹا ہو تو باپ آزاد ہوگا اور بیٹا آزاد نہ ہوگا یہ قنادی قاضی خان میں ہے۔ مقال المترجم اب ایسے مسائل کا بیان ہوتا ہے جو ایک گونہ عربیت سے متعلق ہیں پس انکو اصل زبان عربی کے ساتھ ملحوظ رکھنا چاہیے قال اور اگر عتق کو ایسے جزو بدن کی طرف مضاف کیا جس سے تمام بدن سے تغیر کجائی ہو مثلاً کہا کہ تیرا سر یا تیری گردن یا تیری زبان آزاد ہو تو آزاد ہو جائیگا اور اگر ایسے جزو بدن کی طرف مضاف کیا جس سے تمام بدن سے تغیر نہیں کجائی ہو تو آزاد نہ ہوگا یہ محیط سہری میں ہے قال المترجم فرج عرب کی زبان میں وہ جسم کہ جسکو شرمگاہ خواہ مرد کا ہو یا عورت کا ہو اور ذکر خاص مرد کا آکرتناسل اور قبل خاص عورت کا جسم گلا پس اب سننا چاہیے کہ کتاب میں فرمایا کہ اگر باندی یا غلام سے کہا کہ تیری فرج آزاد ہو تو وہ آزاد ہو جائیگا بخلاف لفظ ذکر کے اور یہ ظاہر الروایہ کا حکم ہے اور اگر باندی سے کہا کہ تیری فرج جامع سے آزاد ہو تو امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ قضا آزاد ہو جائیگی یہ قنادی قاضی خان میں ہے۔ اور روایت کی طرف اگر مضاف کیا تو واضح ہے کہ آزاد ہو جائیگا کذا فی النہر الفائق اور بعض نے فرمایا کہ آزاد ہوگا اور یہی اصح ہے اور اگر کہا کہ تیری عتق آزاد ہو تو بعض نے فرمایا کہ جیسے رقبہ کنے سے آزاد ہوتا ہے اسی طرح عتق کنے سے بھی آزاد ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ عتق

۴۴۱
قال المترجم
نہوگی بلکہ غلام
مذکور آزاد ہو
جائیگا لیکن فیما
بینہ و بین اللہ
تعالیٰ اگر اسکی
یہی مراد تھی تو
کبھی ہوگا اور
اگر کہا کہ انت
عتق من ہذا فی
ملک او قال فی
لہسن یعنی تو
میری ملک میں
بہ نسبت اس
غلام کے پرانا
ہو یا سن میں
اس سے پرانا ہو
تو کسی طرح
آزاد ہوگا اور
اسی طرح اگر
کہا کہ تو عتق
لہسن ہو تو بھی
یہی حکم ہے یہ
محیط میں ہے۔
اور اگر کہا کہ
انت حر یعنی
حسن میں بکتا
ہو تو قضا اس
کے قول کی
تصدیق نہوگی
اور اگر کہا کہ
انت عتق اور
دعویٰ کیا کہ
میری مراد یہ
تھی کہ میری
ملک میں پرانا
ہو تو قضا
تصدیق نہوگی۔
اور اگر ایک
شخص نے غلام
سے کہا کہ
تجھے اللہ تعالیٰ
نے آزاد کیا
تو وہ آزاد
ہو جائیگا اگر
چہ کس نے
آزادی کی نیت
نہ کی ہو اور
یہی مختار ہے
یہ قنادی
قاضی خان میں
ہے۔ اور اگر
کہا کہ تو حر
لہسن ہو یا حر
لہسن ہو یا
جمال و حسن
میں حر لہسن
ہو تو وہ آزاد
ہوگا اور اگر
کہا کہ تو اپنے
اخلاق میں حر
النفس ہو تو
آزاد نہ ہوگا
یہ محیط
سہری میں ہے۔
اور اجناس
میں مذکور ہو
کہ اگر غلام
سے کہا کہ اسی
حر النفس تو
قضا آزاد ہو
جائیگا یہ
غایۃ البیان
میں ہے۔
منتقی میں ہے
کہ ایک شخص
کا غلام ہے
جس پر قضا
لازم آنے کی
وجہ سے مولے
کو اسکا خون
حلال ہو گیا
ہو پس مولیٰ
نے اس سے کہا
کہ میں نے
تجھے آزاد
کیا پھر دعویٰ
کیا کہ میری
مراد یہ تھی
کہ میں نے
تجھے خون کے
مواخذہ سے
آزاد کیا تو
حکم قضا میں
یہ کلام
رقیبت سے
آزاد کرنے
پر محمول
ہوگا اور باوجود
اسکے اس پر
عفو کرنا بھی
لازم ہوگا
کیونکہ اس
نے اقرار کیا
ہے اس لیے
کہ یہ اسکی
نیت تھی
اور اگر یہ
نہ کہا ہو
کہ میں نے
قتل سے آزاد
کرنے کی نیت
کی تھی تو
عفو کرنا اس
پر لازم
ہوگا اور اگر
کہا کہ میں
نے خون کے
قصاص سے
اسکو خالصہ
لوجہ اللہ
تعالیٰ آزاد
کیا ہو تو جو
اس نے کہا
ہو اسی پر
محمول کیا
جائیگا یہ
محیط میں
ہے ایک
شخص نے
اپنے غلام
سے کہا کہ
تیرا نسب
حر ہو یا
کہا کہ تیری
اہل حر ہو
پس اگر یہ
معلوم ہو
کہ وہ عقی
ہو تو آزاد
ہوگا اور اگر
یہ معلوم
ہو کہ وہ
گرفتار
شدہ ہو تو
آزاد ہوگا
اور اگر
کہا کہ تیرے
مان و باب
آزاد ہیں
تو یہ آزاد
ہوگا اس
واسطے کہ
احتمال ہے
کہ وہ
دونوں اسکی
پیدائش کے
بعد آزاد
کیے گئے
ہوں۔ ایک
شخص کا
ایک غلام
ہے اور اس
غلام کا
ایک بیٹا
ہو پس مولیٰ
نے کہا کہ
تیرا بیٹا
آزاد ہو تو
بیٹا آزاد
ہوگا اور باپ
آزاد نہ
ہوگا اور اگر
کہا کہ تیرا
بیٹا آزاد
کا بیٹا ہو
تو باپ آزاد
ہوگا اور
بیٹا آزاد
نہ ہوگا
یہ قنادی
قاضی خان
میں ہے۔
مقال المترجم
اب ایسے
مسائل کا
بیان ہوتا
ہے جو ایک
گونہ عربیت
سے متعلق
ہیں پس
انکو اصل
زبان عربی
کے ساتھ
ملحوظ رکھنا
چاہیے
قال اور
اگر عتق
کو ایسے
جزو بدن
کی طرف
مضاف کیا
جس سے
تمام بدن
سے تغیر
کجائی ہو
مثلاً کہا
کہ تیرا
سر یا تیری
گردن یا
تیری زبان
آزاد ہو تو
آزاد ہو
جائیگا
اور اگر
ایسے
جزو بدن
کی طرف
مضاف کیا
جس سے
تمام بدن
سے تغیر
نہیں
کجائی ہو
تو آزاد
نہ ہوگا
یہ محیط
سہری میں
ہے
قال المترجم
فرج عرب
کی زبان
میں وہ
جسم کہ
جسکو
شرمگاہ
خواہ مرد
کا ہو یا
عورت کا
ہو اور ذکر
خاص مرد
کا آکرتناسل
اور قبل
خاص عورت
کا جسم
گلا پس
اب سننا
چاہیے کہ
کتاب میں
فرمایا کہ
اگر باندی
یا غلام
سے کہا کہ
تیری فرج
آزاد ہو تو
وہ آزاد
ہو جائیگا
بخلاف
لفظ ذکر
کے اور یہ
ظاہر الروایہ
کا حکم ہے
اور اگر
باندی سے
کہا کہ تیری
فرج جامع
سے آزاد
ہو تو امام
ابو یوسف
سے مروی
ہے کہ قضا
آزاد ہو
جائیگی
یہ قنادی
قاضی خان
میں ہے۔
اور روایت
کی طرف
اگر مضاف
کیا تو
واضح ہے
کہ آزاد
ہو جائیگا
کذا فی
النہر
الفائق
اور بعض
نے فرمایا
کہ آزاد
ہوگا اور
یہی اصح
ہے اور اگر
کہا کہ تیری
عتق آزاد
ہو تو
بعض نے
فرمایا کہ
جیسے رقبہ
کنے سے
آزاد
ہوتا ہے
اسی طرح
عتق کنے
سے بھی
آزاد
ہوگا اور
بعض نے
فرمایا کہ
عتق

اگرچہ معنی گردن ہو لیکن آزاد ہوگا اس واسطے کہ رقبہ بالکل تمام بدن کی تعبیر کرنا مستعمل ہو اور عشق سے تمام بدن کی تعبیر کا استعمال نہیں ہو جیسے دہر کا ایسا استعمال نہیں ہو یہ محیضاً شخصی مین ہو۔ اور اگر کہا کہ تیرا سر آزاد کا سر ہو یا تیرا منہ آزاد کا منہ ہو یا تیرا بدن آزاد کا بدن ہو تو وہ آزاد ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ تیرا سر مثل آزاد کے سر کے ہو یا تیرا منہ مثل آزاد کے منہ کے ہو یا تیرا بدن مثل آزاد کے بدن کے ہو تو آزاد ہوگا اور اگر یوں کہا کہ تیرا سر آزاد کا سر ہو یا تیرا چہرہ آزاد چہرہ ہو یا تیرا بدن آزاد بدن ہو تو آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ تیری فرج آزاد فرج ہو تو باندی آزاد ہو جائیگی کذا فی سراج الوہاج قلت اور اگر غلام سے کہا تو وہ بھی آزاد ہوگا قتال فیہ ہو اور اگر کہا کہ تو مثل آزاد کے ہو تو بدو نیت کے آزاد ہوگا یہ مجمع و کافی مین ہو۔ اور اگر کہا کہ اہل بلخ کے غلام آزاد ہیں یا کہا کہ اہل بغداد کے غلام آزاد ہیں مگر اُسے اپنے غلاموں کی نیت نہ کی حالانکہ وہ بھی بغداد کا رہنے والا ہو یا کہا کہ اہل بغداد کا ہر غلام آزاد ہو یا کہا کہ ہر غلام جو زمین پر ہو یا ہر غلام جو دنیا میں ہو آزاد ہو تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اُسکے غلام آزاد نہ ہونگے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ آزاد ہو جائیگے مگر فتوے امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہو اور اگر ایسی صورت مین یوں کہا کہ ہر غلام جو اس کو چہ مین ہو آزاد ہو حالانکہ اُسکا غلام بھی اس کو چہ مین ہو یا کہا کہ ہر غلام جو جامع مسجد مین ہو تو اس مین بھی ایسا ہی اختلاف ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام جو اس دار مین ہو آزاد ہو حالانکہ اُسکے غلام بھی اس دار مین ہیں تو بالاتفاق اُسکے غلام آزاد ہو جائیگے اور اگر کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سب آزاد ہیں تو بالاتفاق اُسکے غلام آزاد نہ ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو نہیں ہو مگر آزاد تو وہ آزاد ہو جائیگا یہ ہدای مین ہو اور اگر ایک آزاد عورت سے کہا کہ تو ایسی ہی آزاد ہو اور ایسے کے لفظ سے اپنی باندی کی طرف اشارہ کیا اور اولیا تو اسکی باندی آزاد ہو جائیگی اور اگر اُسے پھر دعویٰ کیا کہ میری مراد عتاق نہ تھی تو قضا اُسکے قول کی تصدیق نہ کی اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو آزاد ہو جیسے یہ عورت حالانکہ یہ عورت کسی دوسرے شخص کی باندی ہو تو اسکی باندی آزاد ہو جائیگی یہ جامع الجوامع سے تا تار خانہ مین نقل ہو اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو ایسی ہی جیسی یہ عورت حالانکہ یہ عورت ایک آزاد عورت ہو تو اسکی باندی آزاد نہ ہوگی الا جبکہ اُسے عشق کی نیت کی ہو اور اسی طرح اگر کسی آزاد عورت سے کہا کہ تو ایسی ہی جیسی یہ عورت اور یہ عورت اسکی باندی ہو تو اسکی باندی آزاد نہ ہو جائیگی الا اُس صورت مین کہ اُسکے عشق کی نیت کی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنے مملوک کے سینے ہوئے کپڑے کو کہا کہ یہ آزاد کی سلائی ہو یا مملوک کے چوپایہ کو کہا کہ یہ آزاد کا چوپایہ ہو یا مملوک کی چال کو کہا کہ یہ آزاد کی چال ہو یا مملوک کی یاتون کو کہا کہ یہ آزاد کی باتیں ہیں تو بدو نیت کے آزاد نہ ہوگا یہ محیضاً شخصی مین ہو۔ قال المترجم ہامی زبان مین قولہ یہ آزاد کا چوپایہ ہو آزاد ہونا اظہر من الشمس ایک شخص نے کہا کہ آزاد ہو پس اُس سے پوچھا گیا کہ تیری کیا مراد تھی اُس نے کہا کہ میرا غلام تو اسکا غلام آزاد ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اور جو الفاظ کہ محقق بصرت مین وہ اس طرح ہیں جیسے مالک نے کہا کہ مین نے تیرا نفس تیرے واسطے مہیا کیا یا تیرا نفس تجھے مہیا کیا یا تیرے نفس کو تیرے ہاتھ فروخت کیا تو مملوک اس کلام سے آزاد ہو جائیگا خواہ غلام قبول کرے یا نہ کرے خواہ مولیٰ نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ حادی قدسی مین ہو۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تیری گردن تیرے واسطے مہیا کر دی پس غلام نے کہا کہ مین نہیں چاہتا ہوں

صلوٰۃ اللہ علیہ خاندان
مہاراجہ جوت پوری
مفت محمد امجد علی شاہ
مفت محمد امجد علی شاہ
مفت محمد امجد علی شاہ

تو آزاد ہو جائیگا کذا فی المحیط اور یہی اصح ہے یہ ابوالمکارم کی شرح نقایہ میں ہے اور اگر غلام سے کہا کہ میں نے تیرا نفس
تیرے ہاتھ استے کو بیچا تو یہ غلام کے قبول پر موقوف ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے تیرا نفس تجھے صدقہ
دیہ یا تو آزاد ہو جائیگا خواہ عتق کی نیت ہو یا نہ ہو خواہ غلام نے قبول کیا یا نہ کیا ہو اور اگر کہا کہ میں نے تیرا عتق
تجھے ہمبہ کیا اور دعویٰ کیا کہ میری مراد عتق سے اعراض تھی تو امام اعظم ۲ سے دور و آئینہ میں چنانچہ ایک
روایت میں ہے کہ وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ تو مولے فلان کا بیچا کہہ کر فلان عتق ہو تو قضا آزاد ہو جائیگا
اور اگر کہا کہ تجھے فلان نے آزاد کیا تو امام ابو یوسف ۲ سے روایت ہے کہ وہ آزاد نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور
کنا یا ت عتق اس طرح ہیں کہ مثلاً غلام سے کہا کہ لا ملک لی علیک یعنی میری تجھ پر ملک نہیں ہے تو قال المترجم
ہماری زبان میں آزاد ہونا اظہر ہے اور کنا یہ ہوگا بخلاف زبان عرب کے کہ قابو نہیں چلتا ہو تو بھی ایسا کہتے ہیں
یا کہا کہ لا سیل لی علیک میرے واسطے تجھ کوئی راہ نہیں ہے یا کہا کہ قد خرجت عن ملکی تو میری ملک سے باہر ہو گیا
یا خلعت سبیلک میں نے تیری راہ خالی کر دی پس اگر اس سے حریت کی نیت کی تو آزاد ہو جائیگا اور اگر نیت
نہ کی تو آزاد نہ ہوگا یہ حاوی قدسی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ میرے واسطے تجھ کوئی راہ نہیں ہے سو اسے
فلان کے تو قضا آزاد ہو جائیگا اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میری مراد عتق نہ تھی تو تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ میرے
واسطے تجھ کوئی راہ نہیں ہے سو اسے راہ موالات کے تو قضا اس کے قول کی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہے ایک شخص نے
اپنے غلام سے کہا کہ میرا حق تجھ پر نہیں ہے پس اگر عتق کی نیت کی تو آزاد ہو جائیگا ورنہ نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان
میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو تو امام رحمہ اللہ کے قول کے موافق
آزاد ہوگا۔ اگر چہ عتق کی نیت کی ہو اور یہی مختار ہے یہ جو اسر اخلاطی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھ کو خالص اللہ
کے واسطے کر دیا تو امام اعظم ۲ سے مروی ہے کہ وہ آزاد نہ ہوگا اگرچہ اس نے عتق کی نیت کی ہو اور صاحبین ۲
سے مروی ہے کہ وہ آزاد ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے مرض میں اپنے غلام سے کہا کہ تو جو
اللہ تعالیٰ ہو تو یہ باطل ہے اور اگر کہا کہ میں نے تجھ کو جوہ اللہ تعالیٰ کر دیا خواہ صحت میں کہا یا مرض میں یا وصیت
میں اور کہا کہ میں نے عتق کی نیت نہیں کی یا کچھ بیان نہ کیا یا تاک کہ مر گیا تو یہ غلام فروخت کیا جائیگا اور اگر عتق کی
نیت کی تو آزاد ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کا غلام ہو تو بلا خلاف وہ آزاد نہ ہوگا
یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ میں تیرا غلام ہوں پس اگر آزادی کی نیت کی تو آزاد
ہو جائیگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور امام ابو یوسف ۲ سے مروی ہے کہ اگر اپنی باندی سے کہا کہ میں تجھے طلاق
دیتا ہوں اور مراد عتق تھی تو وہ آزاد ہو جائیگی اور اگر کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی ہے اور مراد عتق ہے تو ہمارے
نزدیک آزاد نہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر باندی سے کہا کہ تیری فرج مجھ پر ام ہو اور عتق کی نیت کی تو آزاد
نہوگی اور اگر اپنے غلام سے بطور ہجاریوں کہا کہ توح رہو پس اگر عتق کی نیت ہو تو آزاد ہوگا ورنہ نہیں اور اگر
اپنے غلام سے کہا کہ لا سلطان لی علیک یعنی مجھے تجھ پر غلبہ حاصل نہیں ہے یا کہا کہ جہاں چاہے چلا جا یا کہا کہ جہر
جی چاہے تو جہ کر تو وہ آزاد نہوگا اگرچہ نیت کی ہو اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو طالق ہے یا تو باندہ ہے یا تو تجھے
باندہ ہو گئی یا میں نے تجھے حرام کیا یا تو خلیہ ہے یا برتہ ہے یا کہا کہ تو اختیار کر پس باندی سے کہا کہ میں نے اختیار

فتاویٰ ہندیہ
کتاب العتاق
باب اول
تفسیر احکام
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

کیا یا کہا کہ توکل یا استبر اور پس اُسے ایسا ہی کیا تو ہمارے نزدیک آزاد ہوگی اگرچہ مالک نے عتق کی نیت کی ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تو میری باندی نہیں ہو یا کہا کہ میرا بچہ کچھ حق نہیں ہو تو آزاد ہوگی اگرچہ عتق کی نیت کی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اور طلاق کی لفظ خواہ صریح لفظ ہو یا بکنا یہ ہو باندی آزاد نہ ہوگی اگرچہ عتق کی نیت کی ہو یہ مجاہد سخی مین ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہو یا کہا کہ تو اختیار کر تو یہ نیت پر تو قوت ہو اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا امر آزادی تیرے ہاتھ مین ہو یا کہا کہ مین نے تیرا عتق تیرے ہاتھ مین کر دیا یا کہا کہ تو عتق کو عتبار کر یا کہا کہ مین نے عتق کے مقدمہ مین تجھے اختیار دیا یا تیرے عتق مین تجھے مختار کیا تو ان سب مین نیت کی کچھ حاجت نہیں ہو اس واسطے کہ یہ صریح ہو و لیکن یہ ضرور ہو کہ غلام عتق اختیار کرے مگر یہ اختیار مولیٰ کی طرف سے اُسی مجلس تک کے واسطے ہوگا کہ اگر غلام نے اُسی مجلس مین عتق اختیار کیا تو آزاد ہوگا ورنہ نہیں یہ بدائع مین ہو۔ ایک مرد کے پاس ایک باندی اُسکی ملک مین ہو پس اُسکی جو روئے اُس باندی کے معاملہ مین شوہر کو کچھ ملامت کی پس شوہر نے جو روئے کہا کہ اُسکے کام کا اختیار تیرے ہاتھ ہو پس جو روئے اُسکو آزاد کر دیا پس اگر شوہر نے اس کلام سے اُسکے عتق کے کام مین نیت کی ہو تو باندی مذکورہ آزاد ہو جائیگی ورنہ نہیں اس واسطے کہ یہ اختیار معاملہ بیع کے واسطے ہوگا یعنی بیع کر دے لیکن اگر اس طرح کہا کہ اس باندی کے حق مین جو تو کرے وہ جائز ہو تو یہ آزاد کرنے وغیرہ سب کے واسطے ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو اپنے نفس کو آزاد کر دے پس باندی نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو یہ باطل ہو یہ ميسوط مین ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ اپنے نفس کے معاملہ مین جو تو چاہے وہ کر پس اگر غلام نے مجلس سے اُٹھنے سے پہلے اپنے نفس کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا اور اگر اپنے نفس کو آزاد کرنے سے پہلے اُٹھ کر اُٹھا ہو تو بعد مجلس سے کھڑے ہو جانے کے اپنے نفس کو آزاد نہیں کر سکتا ہو اور اسکو اختیار ہوگا کہ ایسی صورت مین جسکو چاہے اپنے نفس کو مہرب کر دے یا فروخت کر دے یا صدقہ مین دے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو غیر ملوک ہو تو اُسکی طرف سے عتق نہوگا و لیکن اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ اُسکے ملک کا دعویٰ کرے اور اگر وہ غلام مر گیا تو بوجہ ولایت کے اُسکا وارث بھی نہیں ہو سکتا ہو اور اگر اسکے بعد غلام مذکور نے کہا کہ مین اسکا مملوک ہوں اور اس نے غلام کے قول کی تصدیق کی تو غلام اسکا مملوک ہوگا یہ ابراہیم نے امام محمد سے روایت کی جو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ میرا بیٹا ہو یا باندی سے کہا کہ یہ میری بیٹی ہو پس اگر مملوک مذکور اُسکے فرزند ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو یعنی سن اسکا ایسا ہو کہ اس مدعی کا بیٹا یا بیٹی ہو سکے اور وہ مجہول النسب بھی ہو کہ یہ معلوم نہو کہ یہ کسا لطفہ ہو تو نسب ثابت ہو جائیگا اور غلام آزاد ہو جائیگا خواہ غلام انجی حلیب ہو یعنی غیر ملک سے لایا گیا ہو یا وہ مین کی پیدائش ہو اور اگر مملوک مذکور اُسکے فرزند ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو لیکن اُسکا نسب معروف ہو تو بالالفاق مملوک مذکور آزاد ہو جائیگا مگر نسب ثابت نہوگا اسی طرح اگر مملوک مذکور اُسکے فرزند ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو ہی نسب ثابت نہ ہوگا مگر امام اعظم کے قول کے موافق مملوک آزاد ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو اور یہی صحیح ہو یہ زاد مین ہو اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا باپ ہو یا اپنی باندی سے کہا کہ یہ میری ماں ہو اور مملوک

مختار یہ ہو کہ آزاد ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ امی آزاد مرد یا باندی سے کہا کہ امی آزاد عورت یا باندی سے کہا کہ امی میری کدبانو یا امی کدبانو پس اگر عتق کی نیت کی تو آزاد ہوگا اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے اور اگر عتق کی نیت نہ ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور فقیہ ابو اللیث کا مختار یہ ہے کہ آزاد ہوگا اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ امی آزاد ہو یعنی بدون الف کے زود فقیا کہا تو فقیہ ابو بکر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ آزاد ہوگا اگرچہ عتق کی نیت کی ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ امی سولی زادہ تو وہ آزاد ہوگی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ امی نیم آزاد یعنی نصف آزاد تو یہ قول بمنزلہ اس کلام کے ہے کہ غلام سے کہا کہ تیرا نصف حصہ آزاد ہے ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ جب تک تو غلام محتائب تک میں تیرے عذاب میں گرفتار تھا اب کہ تو نہیں ہے تیرے عذاب میں گرفتار ہوں تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ کلام اسکی طرف سے غلام کے عتق کا قرار ہے پس فقہاء غلام آزاد ہو جائیگا۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ آزاد ہے پس اگر عتق کی نیت کی ہو تو آزاد ہو جائیگا ورنہ نہیں ایک غلام نے اپنے سولی سے کہا کہ میری آزادی پیدا کر پس سولی نے کہا کہ تیری آزادی میں سبب سزا کی اور نیت عتق نہ کی تو آزاد ہوگا قلت قضا آزاد ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ امی میرے مالک تو بلا نیت آزاد ہوگا یہ کافی میں ہے۔ ایک شخص کا ایک غلام ہو پس اسے کہا کہ میں نے اپنا غلام آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں تیرے باپ کا سولی ہوں کہ تیرے باپ نے میرے باپے مان کو آزاد کیا ہے تو زید مذکور عمرو کا غلام ہوگا اور اسی طرح اگر زید نے کہا کہ میں تیرے باپ کا سولی ہوں اور یہ نہ کہ تیرے باپ نے آزاد کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور زید حر ہوگا اور اگر زید نے کہا کہ میں تیرے باپ کا سولی ہوں مجھے تیرے باپ نے آزاد کیا ہے پس اگر عمرو نے باپ کے آزاد کرنے سے انکار کیا تو زید اسکا مملوک ہوگا لیکن اگر زید گواہ لاوے کہ عمرو کے باپ نے اسکو آزاد کیا ہے تو زید کے گواہ مقبول ہوں گے اور وہ آزاد ہوگا۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو آزاد کیا اور غلام کے پاس مال ہو تو یہ مال سولے کا ہوگا سوائے اتنے کپڑے کے جو غلام کی ستر پوشی کرے اور یہ سچی مولیٰ کے اختیار میں ہے کہ کپڑوں میں سے جو کچھ ساکڑا چاہے دیرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تم لوگ آزاد ہو سوائے فلان و فلان کے تو یہ سب غلام آزاد ہو جائیگے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے قال المترجم اسوجہ سے کہ مستثنیٰ اس کے ساتھ حکم حریت متعلق ہو پس استثناء کا رادہ ہوگا وقل الاستثناء باطل فتدبر۔ ایک شخص کے پانچ غلام ہیں پس اسے کہا کہ دس میرے مملوکوں میں سے آزاد ہیں الا ایک تو سب آزاد ہوں گے اور اگر کہا کہ میرے مملوک دسوں آزاد ہیں الا واحد تو چار آزاد ہوں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مرد آزاد کرنا چاہے تو چاہیے کہ غلام آزاد کرے اور عورت کو چاہیے کہ باندی آزاد کرے یہ مستحب ہے تاکہ مقابلہ عشاء ٹھیک متحقق ہو یہ ظہیر میں ہے قال المترجم حدیث شریف میں یہ مضمون ہے کہ جو شخص بندہ آزاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو مقابلہ عشاء بندہ کے آتش دوزخ سے آزاد فرماتا ہے پس استجاب مسئلہ مذکور پر ہوتا ہے حدیث موصوفہ ہے فافہم اور یہ مستحب ہے کہ جب آدمی سات برس کسی بندہ سے خدمت لے لے تو اسکو آزاد کر دے یا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے کہ شاید وہ آزاد کر دے یہ آثار خانیہ میں ہے منقول ہے اور مستحب ہے کہ آزاد کرنے والا بندہ کو ایک عتاق نامہ لکھ کر اس پر ثقہ لوگوں کی گواہی کر دے تاکہ غلام کے حق میں مضبوطی رہے اور باہم اختلاف اور انکار سے حفاظت ہو یہ محیط سرخی

مین ہر فصل ملک وغیرہ کی وجہ سے آزاد ہونے کے بیان میں۔ شخص جس نے ذی رحم محرم کا مالک ہوا وہ اس کی طرف سے فوراً آزاد ہو جائیگا خواہ یہ مالک صغیر ہو یا کبیر ہو عاقل ہو یا مجنون ہو یہ غایت البیان میں ہر اور ذی رحم محرم سے ہر البیاقربت وار مراد ہر جس سے نکل ہمیشہ کے واسطے حرام ہو پس رحم عبارت ہر قربت سے اور محرم عبارت ہر حرمت مناکحت سے پس اگر محرم بلا رحم کا مالک ہو تو وہ آزاد ہوگا مثلاً اپنے سپر کی زوجہ یا باپ کی زوجہ یا چچا کی بیٹی کا جو اس کی رضاعی بہن ہو مالک ہو تو کوئی آزاد ہو جائیگی اسی طرح اگر رحم ہو مگر محرم نہ ہو تو بھی یہ حکم ہر مثلاً مامون یا چچا کی اولاد کا مالک ہو تو وہ آزاد ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کوئی ایسے آدمی کا مالک ہو جو بسبب ضاعت یا مصاہرت کے اسپر دائمی حرام ہو تو وہ آزاد ہوگا اور اگر جو دو مرد مین سے کوئی دوسری کا مالک ہو تو اس کی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور مالک خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو دارالاسلام میں اس حکم کے واسطے کچھ فرق نہ ہوگا اور اس طرح جن ذی رحم محرم کا مالک ہو اہو چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر ہو کچھ فرق نہیں ہے یہ غایت البیان میں ہے۔ اور چونکہ یہ حکم دارالاسلام میں ہے لہذا اگر دارالحرب مین کوئی حربی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو تو وہ اس کی طرف سے آزاد ہو جائیگا جو ہرہ نیزہ میں ہے اور اگر کوئی حربی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو کر امان لیکر دارالاسلام میں آیا تو مالک مذکور اس کی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر مملوک نے اپنی اولاد کو خرید لیا تو وہ آزاد ہو جائیگا یہ جو ہرہ نیزہ میں ہے۔ اور اگر غلام ماذون نے ایسا مملوک خریدا جو اسکے مالک کا ذی رحم محرم ہو اور اسپر بقدر قرضہ نہیں ہے جو بالکل مجبوظ ہو تو مولیٰ کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اگر قرضہ مجبوظ ہو تو امام عظمیٰ کے نزدیک آزاد ہوگا اور اگر مکاتب نے اپنے مولیٰ کا بیٹا خریدا تو بالاتفاق آزاد ہو جائیگا یہ تاتار خانیہ میں اچھے سے منقول ہے اور اگر مکاتب نے ایسے لوگوں کو خریدا جن کی فروخت کا مجاز نہیں ہے جیسے والدین و اولاد وغیرہ پھر مولیٰ نے انکو آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائیگے یہ مضمرات میں ہے۔ اور جو شخص غلام خریدنے کے واسطے دیکل کیا گیا ہو اگر اس نے مکمل کا ذی رحم محرم خریدا تو وہ آزاد ہو جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے سپر کے واسطے اپنے مرض الموت میں ہزار درہم کا اقرار کیا اور اس شخص کا سوا سے اسکے کوئی وارث نہیں ہے اور کچھ مال بھی نہ چھوڑا سوا سے ایک مملوک کے کہ وہ اس سپر کا مالک کی طرف سے بھائی ہے اور اس مملوک کی قیمت اسی قدر ہے جقدر قرضہ کا قیمت نے اپنے سپر کے واسطے اڑا لیا ہے تو محرم نے فرمایا کہ مملوک آزاد ہو جائیگا سوا سے کہ مرض میں جو اقرار ہو وہ گویا وصیت ہے پس جب سپر نہ کر اسکا مالک ہو تو وہ اس کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اگر اقرار مذکور حالت صحت میں واقع ہوا ہو تو مملوک مذکور آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ وارث مذکور اسکا مالک نہیں ہوا بدین وجہ کہ قرضہ مذکور میت کے ترکہ کو مجبوظ ہے۔ اور اس بیان سے یہ فائدہ ثابت ہوا کہ جب ترکہ مین وارث کا قرضہ ہو تو وہ وارث کے ترکہ کے مالک ہونے سے منع ہوتا ہے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر ایسی باندی خریدی ہو جس کے باپ کے لطف سے بیٹ سے ہر حالانکہ وہ باندی اسکے باپ کے سوا کسی غیر کی ملک ہے تو خرید جائز ہوگی اور جو اسکے بیٹ میں ہے وہ آزاد ہوگا اور باندی آزاد ہوگی اور جب تک وضع محل نہ ہو مالک اسکو فروخت نہیں کر سکتا ہے کہ اسکی بیع جائز نہ ہوگی اور بعد وضع محل کے اسکو فروخت کر سکتا ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر حاملہ باندی کو آزاد کیا تو اسکا محل بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر فقط محل کو آزاد کیا تو بدون باندی کے فقط محل آزاد ہوگا اگر کسی قدر مال پر محل کو آزاد کیا تو محل آزاد ہوگا اور مال واجب ہوگا اور عتیق کے وقت محل موجود ہونا اسی طرح میافت

۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰

ہو سکتا ہے کہ وقت عشق سے چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر وقت عشق سے چھ مہینہ یا زیادہ میں بچہ جنی تو آزاد نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ حمل میں جو زیادہ بچہ ہوں کہ پہلا بچہ چھ مہینے سے کم میں پیدا ہو یا پھر دوسرا چھ مہینہ یا زیادہ میں پیدا ہو یا یہ باندی طلاق یا وفات کی عدت میں ہو پس وقت فراق سے دوسرے سے کم میں بچہ جنی پس اگر چھ وقت اعتاق سے چھ مہینہ سے زیادہ میں جنی ہو بہر حال اس صورت میں حل آزاد ہوگا یہ فتح القدر میں ہے۔ باندی کا بچہ جو اس کے مولیٰ سے ہو آزاد ہے اور جو اس کے شوہر سے پیدا ہو وہ اس کے مولیٰ کا ملک ہے بخلاف مغرور کے بچہ کے کہ اس کو فریب دیا گیا ہو اس کا یہ حکم نہیں ہے کہ مان کا تابع ہو اور آزاد عورت کا بچہ بہر حال میں آزاد ہوتا ہے اس واسطے کہ عورت کا پلہ بھاری ہے پس حریت کے وصف میں عورت کا تابع ہوگا جیسے کہ ملکیت و مرقعیت و تدبیر و اموریتہ الولد و کتابتہ میں یہ وصف بچہ کو مان کا ملتا ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر بچہ جس کے وقت اپنی باندی سے کہا کہ تو مرہ ہو اور حالت یہ ہو کہ ستھوڑا بچہ باہر نکل چکا ہے پس اگر نصف سے کم نکلا ہو تو بچہ بھی آزاد ہوگا اور اگر زیادہ ہو تو آزاد نہ ہوگا اور ہشام رحمہ اور علی رحمہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی حاملہ باندی سے درحالیہ اس کا بچہ نکل چکا ہو کہا کہ تو آزاد ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اس سے سر کے نصف بدن خارج ہو تو وہ مملوک ہوگا اور اگر سر کی جانب سے نصف بدن خارج ہو تو وہ آزاد ہوگا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ سر کے نصف خارج ہو تو آزاد ہے یہ محیط میں ہے۔ منتقی میں ہے کہ اگر باندی سے کہا کہ بڑا بچہ جو تیرے پیٹ میں ہے وہ آزاد ہے پس اس کے جوڑ یا دو بچہ پیدا ہوئے تو جو پہلے نکلا وہ بڑا ہے وہی آزاد ہوگا اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ حلقہ یا سترے جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہے تو جو اس کے پیٹ میں ہے وہ آزاد ہوگا یہ محیط شری میں ہے۔ ایک شخص نے غیر کی باندی کو آزاد کیا پھر مولیٰ نے بعد باندی کے بچہ پیدا ہونے کے عشق کی اجازت دی تو بچہ آزاد نہ ہوگا اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ میرا ہر مملوک سوائے تیرے آزاد ہے تو باندی کا حل آزاد نہ ہوگا۔ ایک شخص نے اپنی حاملہ باندی سے حالت صحت میں کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہے پس دوسرے دن باندی مذکور کے ایک مردہ بچہ پیدا ہوا جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو بقیاس قول امام عظیمہ کے باندی آزاد ہوگی۔ اور اگر خود بچہ پیدا ہو بلکہ کسی آدمی نے دوسرے روز اس کے پیٹ میں صدمہ پہنچا یا جس سے مردہ جنین پیٹ سے گر گیا جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو مولیٰ کو اختیار ہوگا پس اگر اس نے مان کو آزاد کیا تو اس کے آزاد ہونے سے بچہ بھی آزاد ہوگا اور اگر باندی مذکورہ حاملہ نہ ہو تو خود آزاد ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی حاملہ باندی سے کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہے پھر قبل اسکے کہ مولیٰ بیان کرے یعنی کسی کو معین کرے کہ دونوں میں سے کون آزاد ہے مرگیا پھر کسی آدمی نے باندی کے پیٹ میں ایسا صدمہ پہنچا یا کہ جس سے جنین مردہ جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی گر گیا تو فرمایا کہ مجرم پر اس جنین کے واسطے غرہ آزاد کا جرمانہ واجب ہوگا اور نصف باندی آزاد ہوگی اور نصف کے واسطے سعایت کرگی اور جنین پر کچھ سعایت نہوگی یہ محیط شری میں ہے۔ اگر حربی نے اپنے غلام حربی کو دار الحرب میں آزاد کیا تو امام عظیمہ کے نزدیک اس کا اعتاق نافذ نہ ہوگا اور سہین صاحبین کا خلاف ہے اور اگر حربی نے اپنے مسلمان غلام کو دار الحرب میں آزاد کیا تو بالاعتاق اعتاق نافذ ہوگا اور اسکی دلا اس حربی کو ملیگی۔ اور اگر حربی مرگیا یا قتل کیا گیا یا مسلمان کے ہاتھ میں قید ہو گیا تو اس کا کتاب آزاد نہ ہوگا اور بدل کتابت اس کے وارثوں کو ملیگا جب کہ خود مرگیا ہے۔ ایک شخص ہندوستان میں گیا یعنی دار الحرب میں

اگر بچہ جنی
وقت عشق سے
چھ مہینے سے
کم میں پیدا
ہو یا پھر
دوسرا چھ
مہینہ یا
زیادہ میں
پیدا ہو یا
یہ باندی
طلاق یا
وفات کی
عدت میں
ہو پس
وقت فراق
سے دوسرے
سے کم میں
بچہ جنی
پس اگر چھ
وقت اعتاق
سے چھ
مہینہ سے
زیادہ میں
جنی ہو
بہر حال
اس صورت
میں حل
آزاد ہوگا
یہ فتح
القدر میں
ہے۔ باندی
کا بچہ جو
اس کے مولیٰ
سے ہو آزاد
ہے اور جو
اس کے شوہر
سے پیدا ہو
وہ اس کے
مولیٰ کا ملک
ہے بخلاف
مغرور کے
بچہ کے کہ
اس کو فریب
دیا گیا ہو
اس کا یہ
حکم نہیں
ہے کہ مان
کا تابع ہو
اور آزاد
عورت کا
بچہ بہر حال
میں آزاد
ہوتا ہے اس
واسطے کہ
عورت کا
پلہ بھاری
ہے پس
حریت کے
وصف میں
عورت کا
تابع ہوگا
جیسے کہ
ملکیت و
مرقعیت و
تدبیر و
اموریتہ
الولد و
کتابتہ میں
یہ وصف
بچہ کو مان
کا ملتا ہے
یہ ہدایہ
میں ہے۔ اور
اگر بچہ جس
کے وقت
اپنی باندی
سے کہا کہ
تو مرہ ہو
اور حالت
یہ ہو کہ
ستھوڑا بچہ
باہر نکل
چکا ہے پس
اگر نصف
سے کم نکلا
ہو تو بچہ
بھی آزاد
ہوگا اور اگر
زیادہ ہو تو
آزاد نہ ہوگا
اور ہشام
رحمہ اور علی
رحمہ نے امام
ابو یوسف
سے روایت
کی ہے کہ
اگر ایک
شخص نے
اپنی حاملہ
باندی سے
درحالیہ
اس کا بچہ
نکل چکا
ہو کہا کہ
تو آزاد ہے
تو امام ابو
یوسف رحمہ
اللہ نے
فرمایا کہ
اگر اس سے
سر کے نصف
بدن خارج
ہو تو وہ
مملوک ہوگا
اور اگر سر
کی جانب
سے نصف
بدن خارج
ہو تو وہ
آزاد ہوگا
اور اس کے
معنی یہ ہیں
کہ سر کے
نصف خارج
ہو تو آزاد
ہے یہ محیط
میں ہے۔
منتقی میں
ہے کہ اگر
باندی سے
کہا کہ بڑا
بچہ جو تیرے
پیٹ میں ہے
وہ آزاد ہے
پس اس کے
جوڑ یا دو
بچہ پیدا
ہوئے تو جو
پہلے نکلا
وہ بڑا ہے
وہی آزاد
ہوگا اور اگر
اپنی باندی
سے کہا کہ
حلقہ یا
سترے جو
تیرے پیٹ
میں ہے آزاد
ہے تو جو اس
کے پیٹ میں
ہے وہ آزاد
ہوگا یہ محیط
شری میں ہے۔
ایک شخص
نے غیر کی
باندی کو
آزاد کیا
پھر مولیٰ
نے بعد باندی
کے بچہ
پیدا ہونے
کے عشق کی
اجازت دی
تو بچہ آزاد
نہ ہوگا اور
اگر اپنی
باندی سے
کہا کہ میرا
ہر مملوک
سوائے تیرے
آزاد ہے تو
باندی کا
حل آزاد
نہ ہوگا۔
ایک شخص
نے اپنی
حاملہ باندی
سے حالت
صحت میں
کہا کہ تو
یا جو تیرے
پیٹ میں ہے
آزاد ہے پس
دوسرے دن
باندی مذکور
کے ایک مردہ
بچہ پیدا
ہوا جسکی
خلقت ظاہر
ہو گئی تھی
تو بقیاس
قول امام
عظیمہ کے
باندی آزاد
ہوگی۔ اور
اگر خود
بچہ پیدا
ہو بلکہ
کسی آدمی
نے دوسرے
روز اس کے
پیٹ میں
صدمہ پہنچا
یا جس سے
مردہ جنین
پیٹ سے
گر گیا جسکی
خلقت ظاہر
ہو گئی تھی
تو مولیٰ کو
اختیار ہوگا
پس اگر اس
نے مان کو
آزاد کیا تو
اس کے آزاد
ہونے سے
بچہ بھی
آزاد ہوگا
اور اگر
باندی مذکورہ
حاملہ نہ ہو
تو خود آزاد
ہو جائیگی
یہ فتاویٰ
قاضی خان
میں ہے۔ اور
اگر اپنی
حاملہ باندی
سے کہا کہ
تو یا جو
تیرے پیٹ
میں ہے آزاد
ہے پھر قبل
اسکے کہ
مولیٰ بیان
کرے یعنی
کسی کو معین
کرے کہ
دونوں میں
سے کون آزاد
ہے مرگیا
پھر کسی
آدمی نے
باندی کے
پیٹ میں
ایسا صدمہ
پہنچا یا کہ
جس سے
جنین مردہ
جسکی
خلقت ظاہر
ہو گئی تھی
گر گیا تو
فرمایا کہ
مجرم پر اس
جنین کے
واسطے
غرہ آزاد
کا جرمانہ
واجب ہوگا
اور نصف
باندی آزاد
ہوگی اور
نصف کے
واسطے
سعایت
کرگی اور
جنین پر
کچھ
سعایت
نہوگی یہ
محیط شری
میں ہے۔ اگر
حربی نے
اپنے غلام
حربی کو
دار الحرب
میں آزاد
کیا تو امام
عظیمہ کے
دیکھ
اس کا
اعتاق نافذ
نہ ہوگا اور
سہین صاحبین
کا خلاف
ہے اور اگر
حربی نے
اپنے مسلمان
غلام کو
دار الحرب
میں آزاد
کیا تو بالاعتاق
اعتاق نافذ
ہوگا اور اسکی
دلا اس حربی
کو ملیگی۔ اور
اگر حربی
مرگیا یا قتل
کیا گیا یا
مسلمان کے
ہاتھ میں
قید ہو گیا
تو اس کا
کتاب آزاد
نہ ہوگا اور
بدل کتابت
اس کے وارثوں
کو ملیگا جب
کہ خود مرگیا
ہے۔ ایک
شخص ہندوستان
میں گیا یعنی
دار الحرب میں

۱ گیا پھر وہ دارالاسلام میں آیا اور اس کے ساتھ ایک ہندو آیا جو کہتا تھا کہ میں اسکا غلام ہوں پھر یہ ہندو مسلمان ہو گیا
 ۲ تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ہندو سے مذکور دارالحرب سے مسلمان کے ساتھ بدون اکراہ و تبریستی کے دارالاسلام میں
 ۳ چلا آیا ہو تو وہ آزاد ہوگا اور اسکا یہ قول کہ میں اسکا غلام ہوں باطل ہوگا اور اگر مسلمان اسکو زبردستی باکراہ کمال
 ۴ لایا ہو تو وہ مسلمان کا غلام ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ حربی نے اگر اپنا مسلمان غلام بیع کے واسطے پیش
 ۵ کیا تو وہ آزاد ہوگا اگرچہ اسکو فروخت نہ کیا ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے شریعہ میں لکھا ہے
 ۶ ووسر اباب معتق البعض کے بیان میں جسکا کچھ حصہ آزاد کیا گیا ہو۔ اور اگر اپنے غلام میں سے کچھ آزاد کیا
 ۷ خواہ یہ حصہ معین ہو یعنی معلوم ہو مثلاً چوتھائی وغیرہ یا ایسا نہ ہو جیسے غلام سے کہا کہ تجھ میں سے کچھ یا بعض وغیرہ
 ۸ یا تیرا کوئی جزو یا پارہ آزاد ہو گو فرق دونوں صورتوں میں یہ ہو کہ غیر معلوم کی صورت میں مولیٰ کو بیان کرنے کا
 ۹ حکم دیا جائیگا کہ کس قدر مراد ہو بہر حال امام اعظم کے نزدیک ٹھوڑا آزاد کرنے سے سب آزاد ہوگا اور صاحبین
 ۱۰ نے فرمایا کہ سب آزاد ہو جائیگا پھر امام کے نزدیک ایسا غلام اپنی باقی قیمت کے واسطے اپنے مولیٰ کو دینے کے لیے
 ۱۱ سعایت کرے گا یہ نہر الفائق میں ہے اور حضرات میں لکھا ہے کہ امام اعظم کا قول صحیح ہے انتہی در اگر کہا کہ تیرا ایک سہم آزاد ہو
 ۱۲ تو امام اعظم کے نزدیک چھٹا حصہ آزاد ہوگا اسبطرح اگر سہم کی جگہ شئی کا لفظ کہنا تو بھی یہی حکم ہے یہ عتائیین ہے اور معتق
 ۱۳ البعض مثل مکاتب کے ہوتا ہے کہ جب تک وہ معاوضہ جو پسند کرنا چاہے ہو ادا نہ کرے تب تک اسکی آزادی موقوف
 ۱۴ رہتی ہے لیکن جو کچھ کما دے اسکا وہی تحقق ہوتا ہے اور مولیٰ کا اسپر قبضہ نہیں رہتا ہے اور نہ خیریت لینے کا اتفاق ہو
 ۱۵ اور قیمت کامل رہتی ہے کذا فی النہر الفائق اور خود وارث نہیں ہو سکتا ہے اور نہ اسکا کوئی وارث ہو سکتا ہے اور
 ۱۶ اسکی گواہی بھی جائز نہیں ہے اور دو عورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کر کے انکو جمع نہیں کر سکتا ہے یہ تا نا جائزہ
 ۱۷ میں ہے۔ اور بدون اجازت مولیٰ کے نکاح نہیں کر سکتا ہے اور نہ کچھ بیہ یا صدقہ دے سکتا ہے الا بہت خفیف چیز
 ۱۸ اور کسی کی طرف سے کفالت نہیں کر سکتا ہے اور کسی کو قرض نہیں دے سکتا ہے مگر اس میں اور مکاتب میں انفاق
 ۱۹ ہو کہ اگر معتق البعض اپنے معاوضہ ادا کرنے سے عاجز ہو تو وہ رفیق نہیں کیا جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ الا
 ۲۰ جس قدر آزاد ہونے کو باقی ہو اسکو سعایت کر کے ادا کر کے آزاد ہونا چاہیے یا مولیٰ باقی بھی آزاد کر دے اور
 ۲۱ حسب کل ملک اہل ہو جائیگی تب وہ سب آزاد ہو جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر ایک غلام دو شریکوں میں مشترک ہو
 ۲۲ اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائیگا پس اگر شریک خوشحال ہو تو دوسرے شریک کو جس نے
 ۲۳ نہیں آزاد کیا ہے اختیار ہے کہ چاہے خود بھی آزاد کر دے اور چاہے شریک سے اپنے حصہ کا تادان لے اور
 ۲۴ چاہے غلام مذکور سے اپنے حصہ کی سعایت کر اوسے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور جب دو شریکوں میں سے ایک نے اپنا
 ۲۵ حصہ غلام آزاد کر دیا تو دوسرے شریک کو یہ اختیار ہوگا کہ اپنے حصہ غلام کو فروخت کرے یا ہبہ کرے یا ہر قرار
 ۲۶ دے اسواسطے کہ یہ غلام بشرک مکاتب کے ہے یہ مبسوط امام شری میں ہے اور تحفہ میں لکھا ہے کہ دوسرے شریک
 ۲۷ کو جس نے آزاد نہیں کیا ہے یا بیع طرح کا اختیار ہوگا جب کہ آزاد کرنے والا شریک خوشحال ہو پس چاہے اپنا حصہ
 ۲۸ آزاد کر دے اور چاہے مکاتب کر دے اور چاہے اس سے سعایت کر اوسے اور چاہے آزاد و کندہ شریک سے
 ۲۹ تادان لے اور چاہے اپنا حصہ مدبر کر دے لیکن اگر مدبر کر دیا تو اسکا حصہ مدبر ہو جائیگا مگر غلام پر فی الحال

اُسکے واسطے سعایت واجب ہوگی پس آزاد ہو جائیگا اور یہ اختیار نہیں ہو کہ اسکو مدبر کر کے قید لگا دے کہ اُسکے مرنے کے بعد آزاد ہو جائیگا کذا فی غایۃ السروحی اور اگر شریک آزاد کنندہ تنگدست ہو تو بھی یہی حکم ہے مگر یہ اختیار نہ ہوگا کہ شریک سے تادان لے کر یہ خزانہ مفتین میں ہو۔ اور جس شریک نے آزاد نہیں کیا ہو اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ اسی حال پر چھوڑ دے اور کچھ نہ کرے یہ بدائع میں ہو۔ اور جس شریک نے آزاد نہیں کیا ہو اُسکے اختیار کرنے کی یہ صورت ہو کہ مثلاً شریک سے کہے کہ میں نے یہ اختیار کیا کہ تجھ سے تادان لون یا لون سکے کہ مجھے میرا حق ویدے بالجملہ زبان سے جس طرح شعر ہو اختیار کرے اور اگر فقط دل سے کوئی امر اختیار کیا تو یہ کچھ چیز نہیں ہو یہ نہایت میں ہو۔ اور اگر شریک نے اپنا حصہ بھی آزاد کر دیا یا مکاتب یا مدبر کر دیا یا غلام سے اپنے حصہ کی سعایت کرا لی تو غلام کی دلا ران دونوں میں مشترک ہوگی اور اگر اُس نے آزاد کنندہ شریک سے تادان لے لیا تو غلام کی دلا فقط اُسی شریک کی ہوگی جس نے آزاد کیا ہو یہ محیط شخصی میں ہو اور سعایت لینے والا آزاد کنندہ سے جو غلام نے ادا کیا ہو بالاجماع واپس نہیں لے سکتا ہو یہ جو ہر ہیرہ میں ہو اور جب آزاد کرنے والے نے شریک کو تادان ویدیا تو اسکو اختیار ہو چاہے باقی غلام کو آزاد کرے یا مدبر کرے یا مکاتب کرے یا اُس سے سعایت کراوے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر شریک نے آزاد کرنے والے کو تادان سے بری کر دیا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے غلام کی جانب رجوع کرے اور اسکی دلا ران اسی آزاد کنندہ کے واسطے ہوگی اور جو شریک کہ ساکت رہا ہو اسکا غلام سے سعایت کرانے کا استحقاق باطل ہو گیا یہ عتابیہ میں ہو۔ اور اگر شریک نے جس نے آزاد نہیں کیا ہو آزاد کرنے والے کے ہاتھ اپنا حصہ فروخت کیا یا بوجض ہبہ کیا تو قیاساً مثل نصین کے جائز ہوگا مگر استحساناً نہیں جائز یہ نہایت میں ہو۔ اور جب ساکت نے شریک آزاد کنندہ سے تادان لینا اختیار کیا اور حالیکہ شریک مذکور خوشحال ہو پھر جاہا کہ اُس سے رجوع کر کے غلام سے سعایت کراوے تو جب تک شریک مذکور نے تادان دینا قبول نہیں کیا ہو یا قاضی حاکم نے اسکا حکم نہیں دیا ہو تب تک رجوع کر سکتا ہو اور یہ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہو اور اہل میں مذکور ہو کہ جب شریک ساکت نے تادان لینا اختیار کیا تو پھر اسکو سعایت کرانے کو اختیار کرنا جائز ہوگا اور اس میں کچھ تفصیل نہیں فرمائی۔ اور اگر غلام سے سعایت کرنا اختیار کیا تو پھر اسکو یہ اختیار ہوگا کہ شریک تو انگریز سے تادان لینا اختیار کرے خواہ غلام اس سعایت پر رضی ہو یا نہ ہو یا نہ ہو اور یہ حکم سب روایتوں کے موافق ہو کذا فی المحیط لیکن اگر غلام مر جاوے تو حکم اختیار بدل سکتا ہو یہ عتابیہ میں ہو اور واضح رہے کہ اختیار کرنا خواہ سلطان کے رو برو ہو یا کسی دوسرے کے رو برو ہو بہر حال یکساں ہو یہ مبسوط شمس الائمہ شخصی میں ہو۔ پھر اگر آزاد کنندہ نے غلام سے وہ مال جو تادان لازم آیا تھا واپس لیا پھر ساکت کو اسپر حوالہ کر دیا اور بھیل کیا کہ اس سے سعایت یا تقصارت وصول کرے تو یہ جائز ہو اور پوری دلا رستق یعنی آزاد کنندہ کی ہوگی اور اگر اُس نے کچھ اختیار نہ کیا بیان تک کہ اسکو مجروح کر دیا تو غلام کے واسطے اسپر ایش واجب ہوگا اور اسکا جنایت کر دینا اسکی طرف سے سعایت کا اختیار کرنا ہوگا اور یہی طرح اگر اُس سے کچھ مال غصب کر لیا جس سے غلام کی نصف قیمت ادا ہو سکتی ہو یا غلام نے اسکو قرض دیا یا اُسکے ہاتھ بیع کی تو یہ مال غلام کا ہے ہوگا یہ مبسوط شمس الائمہ شخصی میں ہو۔ اور یہاں یعنی آسودہ حال ہونے میں اس امر کا اعتبار ہو

سہ نصین بوجہ
مکان سہ بوجہ

حکم سہ بوجہ
نصین بوجہ

مستحق البعض اگر مکاتب کیا گیا پس اگر اسکو درمون یا وینارون پر مکاتب کیا پس اگر مکاتب بقدر اسکی قیمت کے ہو جائے
ہو اور اگر اسکی قیمت سے کم پر مکاتب کیا تو بھی جائز ہو۔ اور اگر اسکی قیمت سے زیادہ پر مکاتب کیا پس اگر زیادتی
استقدر ہو کہ لوگ اپنی انداز میں استقدر خسارہ اٹھالیتے ہیں تو بھی جائز ہو اور اگر استقدر زیادتی ہو کہ ایسے حاملین
لوگوں کی انداز سے بڑھ گئی ہو تو اس میں سے زیادتی طرح دیدی جائیگی۔ اور اگر کتابت عروض پر ہو تو قلیل و کثیر سب طرح
جائز ہو اور اگر حیوان پر ہو تو بھی جائز یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر غلام کو عروض پر مکاتب کیا اور وہ اسے کتابت سے
عاجز ہو گیا تو جن عروض کے ادا کرنے کا اس نے التزام کیا تھا وہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائینگے اور وہ اپنی نصف قیمت کے
دائے سعایت کرنے پر مجبور کیا جائیگا جیسا کہ قبل کتابت کے تھا اور اس شریک ساکت کو یہ اختیار حاصل نہوگا کہ شریک آزاد
کنندہ سے کچھ ضمان لے سکے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر غلام آزاد کرنے والے کا شریک طفل یا مجنون ہو جس کا باپ یا دادا یا
وصی موجود ہو تو اسکے ولی یا وصی کو اختیار ہوگا چاہے آزاد کنندہ سے اسکے حصہ کا تاوان لے اور چاہے غلام
سے سعایت کرانا اختیار کرے اور چاہے اسکو مکاتب کرے مگر اسکو یہ اختیار نہوگا کہ غلام مذکور کو آزاد کرے یا ورنہ کرے
اور اسی طرح اگر شریک مکاتب ہو یا ایسا ماذون التجارہ ہو کہ اسپر قرضہ ہو تو ان میں سے ہر ایک کو بھی تضمین و
سعایت و مکاتب کرنے کا اختیار ہوگا اور یہ اختیار نہوگا کہ اپنا حصہ آزاد کر دے اور اگر غلام ماذون پر قرضہ ہو تو اختیار
اسکے ولی کو حاصل ہوگا پس اگر شریک ساکت نے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی تو در صورتیکہ شریک طفل یا مجنون
ہو تو ولار اٹھین دونوں کو حاصل ہوگی اور در صورتیکہ مکاتب یا ماذون ہو تو ولار اسکے ولی کو ملے گی یہ بدلہ میں ہے اور
اگر طفل کا باپ نہ ہو اور نہ باپ کا وصی ہو مگر مان کا وصی ہو اور یہ غلام ایسا ہو کہ صغیر مذکور نے اسکو مان کی میراث میں
پایا ہو تو امام فقیر رحمہ نے یہ صورت کتابت میں ذکر نہیں فرمائی ہے اور حاکم ابو محمد سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے
اپنے استاد فقیہ ابو بکر بلخی رحمہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر اسکی مان کا وصی ہو اور کوئی اسکا وصی نہ
تو اس وصی کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے اور چاہے غلام سے سعایت کرے اور اگر چہ سعایت کرنا مکاتب
کے معنی میں ہے مگر وصی ماذون کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اسکو مکاتب کرے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر صغیر و مجنون کا کوئی ولی بھی
نہو پس اگر وہان کوئی حاکم شرعی ہو تو حاکم ایسے شخص کو مقرر کرے جو اس کے واسطے ان امور تضمین و سعایت کا بہتہ میں
سے جو بہتر ہو اختیار کرے اور اگر وہان کوئی حاکم نہ ہو تو امر موقوف رہے گا یہاں تک کہ طفل بالغ ہو اور مجنون کو الحاقہ حال
ہو پھر یہ دونوں خود ہی یا بچوں اختیارات میں سے جو چاہینگے اختیار کرینگے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شریک ساکت
کے کوئی امر اختیار کرنے سے پہلے غلام مر گیا اور شریک آزاد کنندہ موسر ہو پس شریک ساکت نے اس سے ضمان لینا
اختیار کیا تو امام اعظم رحمہ سے مشہور روایت کے موافق اسکو یہ اختیار حاصل ہے اور شیخ الاسلام نے اپنی شرح میں فرمایا کہ اگر
غلام مر گیا اور بعد از او ہونے کے جو اس نے کمائی کی ہو وہ چھوڑی تو شریک ساکت کو بلا خلاف یہ اختیار ہے کہ شریک آزاد کنندہ
سے تاوان لے لیکن غلام کی کمائی میں سے سعایت لے سکتا ہے یا نہیں یہیں مثلث کا اختلاف ہے اور حامد شافعی
کے نزدیک اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور اسی طرف امام محمد رحمہ نے اصل میں اشارہ فرمایا ہے۔ اور یہ اس وقت ہے کہ شریک
ساکت کے کوئی امر اختیار کرنے سے پہلے غلام مر گیا اور شریک آزاد کنندہ موسر ہو اور اگر شریک آزاد کنندہ موسر ہو اور باقی
مسئلہ بحال ہو تو اگر غلام کے بعد آزاد ہونے کی کمائی موجود ہو تو بلا خلاف شریک ساکت کو ان میں سے سعایت لے لینے کا

اختیار ہوگا۔ اور اگر ایسا کچھ مال نہ ہو جسکو غلام مذکور نے بعد آزادی کے کمایا ہو تو مال سعایت غلام کی گردن پر قرضہ باقی رہیگا یہاں تک کہ غلام کا کچھ مال ظاہر ہو یا کوئی شخص احسان کرے غلام پر جو قرضہ ہو ادا کر دے یا خود سالت سکو بری کر دے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر شریک آزاد کنندہ نے تاوان دیا تو حسب قدر اسے تاوان دیا ہو وہ غلام کے ترکہ میں سے لے لیا اگر اسکا کچھ ترکہ ہو اور اگر نہ ہو تو وہ غلام پر قرضہ ہوگا یہ برائے میں ہو۔ اور اگر غلام نے ایسا مال چھوڑا ہے میں سے کچھ اسے قبل آزادی کے کمایا ہو اور کچھ بعد آزادی کے پس جو اسے قبل آزاد ہونے کے کمایا ہو وہ دونوں مولاتوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور جو اسے بعد آزاد ہونے کے کمایا ہو وہ غلام کا ترکہ ہوگا وہ سالت سے لیا یا اگر آزاد کنندہ نے تاوان دیدیا ہو تو آزاد کنندہ لے لیا اور بعد حق بھر لے لینے کے اگر کچھ باقی رہا تو وہ آزاد کنندہ کو میراث ملیگا۔ اور اگر دونوں شریکوں نے اس میں اختلاف کیا چنانچہ ایک نے کہا کہ یہ وہ مال ہے جو اسے قبل عتق کے کمایا ہو اور یہ سب ہمارے درمیان میں مشترک ہے اور دوسرے نے کہا کہ یہ عتق کے کمایا ہو تو وہ بمنزلہ عتق کے کمائے ہوئے کے قرار دیا جائیگا اور جو شخص دونوں میں سے تاریخ سابق کا مدعی ہوگا اسکا قول قبول ہوگا الا محضت یہ سوط میں ہو۔ اور اگر شریک سالت مرگیا تو اس کے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ چاہیں اعتاق اختیار کریں یا تقصین یا سعایت یہ محیط شری میں ہو۔ پس اگر وارثوں نے آزاد کنندہ سے ضمان لے لی تو پوری دلا آزاد کنندہ کو ملے گی اور اگر وارثوں نے اپنا حصہ آزاد کر دینا یا غلام سے سعایت کرنا اختیار کیا تو اس کے حصہ کی میراث میت کے وارثوں میں سے مذکور کو ملے گی نہ وارثوں کو اور اگر بعضوں نے سعایت کو اختیار کیا اور بعضوں نے ضمان لینا تو ہر ایک کو ان میں سے وہی ملیگا جو اسے اختیار کیا ہو اور حسن نے امام اعظم ہم سے روایت کی ہے کہ وارثوں کو ایسے تفرق کا اختیار نہیں ہے بان یہ ہو سکتا ہے کہ چاہیں ضمان لینے پر اتفاق کریں یا سعایت کرانے پر اتفاق کریں اور یہی اصح ہے یہ سوط میں ہو۔ اور اگر آزاد کنندہ مرگیا پس اگر اسے اپنی صحت میں آزاد کیا ہو تو بلا خلاف اس کے ترکہ میں سے غلام کی نصف قیمت لے لیا جائیگی اور اگر حالت مرض میں آزاد کیا ہو تو وہ ضامن نہ ہوگا تاکہ اس کے ترکہ سے کچھ لیا جاوے اور یہ امام اعظم ہم کا قول ہے یہ برائے میں ہو۔ اور غلام مذکور اپنے مولیٰ کے واسطے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک سعایت کرے یا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو جن میں سے ایک نے اپنا حصہ غلام آزاد کیا سچ شریک سالت نے چاہا کہ اپنے حصہ میں سے نصف کی ضمان آزاد کنندہ سے لے اور نصف کے واسطے غلام سے سعایت کرے تو آیا یہ اختیار اسکو ہے یا نہیں تو فقہ ابوالملیث ہم نے فرمایا کہ اس مسئلہ کی کوئی روایت نہیں ہے اور کہنے والا یہ کہ سکتا ہو کہ اسکو یہ اختیار ہو اور کوئی کہنے والا یہ بھی کہ سکتا ہو کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے ایسا ہی زیادات کی کتاب الغصب میں ذکر فرمایا ہے یہ ظہیر یہ میں ہے حقیقہ میں امام ابو یوسف ہم سے مروی ہے کہ ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہے اسکو ایک نے آزاد کیا حالانکہ دوسرے یہاں تک کہ غلام پر سعایت واجب ہوئی پھر اسے سعایت کرنے سے انکار کیا تو وہ غلام معتق بمنزلہ ایسے آزاد کے ہے جس پر قرضہ ہو یہاں تک کہ قرضہ کو ادا کرے اور اس کے حق میں حکم یہ دیا جائیگا کہ اگر وہ سمجھدار ہے اور اپنے ہاتھ سے کام کر سکتا ہے یا اسکا کوئی کام معروف ہو جیسے بخاری وغیرہ تو وہ کسی کو اجرت ہو یا جائیگا اور اسکی اجرت لیکر اجرت سے اسکا قرضہ دیا جائیگا۔ اور نیز متقی میں مذکور ہے کہ ایک غلام صنیر دو آدمیوں میں مشترک ہے اسکو ایک شریک نے آزاد کیا در حالیکہ وہ صنیر ہے پس دوسرے نے اسکو اجرت پر دینا چاہا پس اگر غلام سمجھدار ہے اور وہ اس پر راضی ہے

تو یہ مواجرہ غلام پر جاری ہوگا اور یہ اجرت اس شریک کو ملے گی جس نے آزاد نہیں کیا ہو اور یہ اس کے حق میں محسوب ہوگی
 یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے اپنا حصہ اپنے شریک کی اجازت سے آزاد کیا تو اسپر تاوان
 واجب ہوگا تاوان ظاہر الروایہ کے موافق اسکو غلام سے سعایت کرانے کا اختیار حاصل ہوگا یہ بحر الرائق میں ہر نصف
 کے مضارب نے اگر ہزار درم سے جو اس المال ہو دو غلام خریدے جن میں سے ہر ایک کی قیمت ہزار درم ہو پس ان
 دونوں کو رب المال نے آزاد کر دیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور مضارب کے حصہ کا ضامن ہوگا خواہ دوسرے بھی
 یا معسر ہو یا کافی میں ہو۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دو غلام دو شخصوں میں مشترک ہیں اور ایک نے کہا کہ ان میں
 سے ایک غلام آزاد ہو حالانکہ کہنے والا شریک فقیر ہی پھر وہ غنی ہو گیا پھر اسے عتق کے واسطے ایک کو معین کر دیا
 تو بعد عتق کے اسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر وہ کسی کو عتق کے واسطے معین کرنے سے
 پہلے مر گیا حالانکہ وہ قبل موت کے غنی ہو گیا تھا تو دونوں میں سے ہر ایک کی قیمت کی جوتہائی کا ضامن ہوگا اور امام محمد
 نے فرمایا کہ قیمت وہ معتبر ہوگی جو اس کے کلام عتق کرنے کے روز تھی کذا فی الايضاح۔ اور اگر ایک غلام ایک جماعت
 کے درمیان مشترک ہو کہ ان میں سے ایک نے اپنا حصہ غلام آزاد کیا اور باقی شریکوں میں سے بعض نے اپنے حصہ
 کی سعایت کرانی اختیار کی اور بعض نے آزاد کرنا اختیار کیا اور بعض نے آزاد کنندہ سے ضمانت لینی پسند کی تو امام اعظم
 کے نزدیک ہر ایک کو وہ ملے گا جو اسے اپنے حصہ کی بابت اختیار کیا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ ایک
 غلام تین آدمیوں میں مشترک ہو کہ ایک نے اپنا حصہ آزاد کیا پھر اسکے بعد دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کیا تو تیسرے
 کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اول آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی ضمانت لے اگر وہ دوسرے کو چاہے آزاد کر دے یا مدبر
 یا مکاتب کر دے یا سعایت کر دے اور یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے آزاد کنندہ سے تاوان لے اگر چہ وہ دوسرے ہو پس
 اگر اسے اول آزاد کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا تو اول کو اختیار ہوگا چاہے آزاد کر دے یا مدبر یا مکاتب کر دے
 اور چاہے سعایت کر دے اور یہ اختیار اسکو حاصل نہ ہوگا کہ دوسرے آزاد کنندہ سے تاوان لے یہ ہر اربع میں ہو
 اور اگر ایک شریک نے آزاد کیا اور ساتھ ہی دوسرے نے اسکو مکاتب اور تیسرے نے اسی وقت مدبر کیا تو ان میں
 سے کسی شریک کو دوسرے سے رجوع کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اگر ایک نے پہلے اسکو مدبر کیا پھر دوسرے نے اسکو
 آزاد کیا پھر تیسرے نے اسکو مکاتب کیا تو مدبر کرنے والے کو آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت لینے کے لیے رجوع
 کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور مکاتب کرنے والا کسی سے رجوع نہیں کر سکتا ہو۔ اور اگر پہلے نے مدبر پھر دوسرے
 نے مکاتب اور پھر تیسرے نے آزاد کیا تو مدبر کو نیوے والے کو کرنے والے کا حکم دہی ہو جو مدبر ہو اور ہر مکاتب کرنے
 والا پس اگر غلام مدبر اور اسے کتابت سے عاجز ہو جائے تو آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت لے لے گا۔ اور اگر پہلے
 نے مکاتب کیا اور پھر دوسرے نے اسکو مدبر کیا اور پھر تیسرے نے آزاد کیا پس اگر غلام او سے کتابت سے عاجز
 ہو تو مکاتب کنندہ کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اسپر کچھ ضمان واجب نہ ہوگی اور اگر عاجز ہو تو مدبر کرنے والے
 سے تہائی قیمت لیگانہ آزاد کنندہ سے لیگانہ محیط اسر غشی میں ہو۔ اور اگر ایک غلام تین آدمیوں میں مشترک ہو پس ایک
 نے مدبر کیا پھر دوسرے نے اسکو آزاد کیا اور یہ دونوں دوسرے میں تو امام اعظم کے نزدیک مدبر کنندہ کی مدبر
 اسکے حصہ ہی تک رہی اور دوسرے کا آزاد کرنا صحیح ہو پھر ساکت کو اختیار ہوگا کہ مدبر کنندہ سے تہائی قیمت

حصہ کلام عتق کا
 اعتبار نہ کیا بلکہ
 وقت بیکار کے
 جو حصہ چاہے
 مستحب ہے

غلام کی ضمانت لے اور آزاد کنندہ سے تاوان نہیں لے سکتا ہو اور اگر چاہے تو غلام سے اسکی تہائی قیمت کے واسطے
سہایت کراوے اور اگر چاہے اسکو آزاد کر دے۔ اور جب مدبر کنندہ نے تاوان دیدیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ غلام
سے یہ مال تاوان لے لے پس غلام مذکور اسقدر مال کے لیے اسکے واسطے سہایت کریگا یہ مسوط شمس لائتمہ شمس
مین ہو۔ اور اگر مدبر کنندہ معسر ہو تو تیسرے ساکت کو غلام سے سہایت کرانے کا اختیار ہوگا نہ تاوان لینے کا۔ پھر جب ساکت
نے مدبر کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا اور لے لیا تو غلام کی دو تہائی ولار مدبر کنندہ کی ہوگی اور ایک تہائی آزاد کنندہ
کی ہوگی اور اگر اسنے غلام سے سہایت کرانی اختیار کی تو اسکی ولار ای تینوں میں تین تہائی ہوگی یہ غایہ البیان میں ہو
اور مدبر کنندہ کو بھی اختیار ہو کہ جسنے آزاد کیا ہو اس سے غلام کی تہائی قیمت لے یا نہ جفت کہ ایسے غلام کی در صورت
مدبر ہو کیا قیمت ہو جو ہو اسکی تہائی قیمت لے اور یہ اختیار نہیں ہو کہ جسقدر اسنے ساکت کو اسکے حصہ کی قیمت تاوان
دی ہو وہ آزاد کنندہ سے تاوان لے اور اس غلام کی ولار مدبر کنندہ اور آزاد کنندہ کے درمیان تین تہائی سطر ج
ہوگی کہ دو تہائی مدبر کنندہ کی اور تہائی آزاد کنندہ کی ہوگی یہ مسوط شمس لائتمہ شمس میں ہو۔ اور مدبر کنندہ کو اختیار
ہو چاہے اپنے حصہ کو جسکو مدبر کیا ہو آزاد کر دے اور چاہے غلام سے سہایت کراوے اور اگر اسنے اپنے اختیار
سے یہ امر اختیار کیا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے تو آزاد کنندہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ غلام سے اس حصہ کی
بابت سہایت کراوے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر آزاد کنندہ معسر ہو تو مدبر کنندہ کو تضمین کا اختیار نہ ہوگا بان غلام سے
سہایت کرانے کا اختیار ہوگا یہ غایہ البیان میں ہو۔ اور اگر ساکت نے مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کا تاوان لیا پھر
تیسرے شریک نے اسکو آزاد کر دیا تو مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے غلام کی دو تہائی قیمت تاوان
لے زمین سے ایک تہائی قیمت غلام کی مدبر ہونے کے ساتھ جو قیمت ہو زمین سے ہوگی اور ایک تہائی محض غلام ہونے
کے ساتھ جو قیمت ہو زمین سے ہوگی یہ بنایہ میں متراشی سے منقول ہو۔ اور واضح رہے کہ محض غلام کی قیمت ہو اسکی تہائی غلام
مدبر کی قیمت ہوتی ہو اور بعض نے فرمایا کہ محض غلام کی نصف قیمت ہوتی ہو اور اسی طرف صدر شہید گنجل کیا ہو اور اسی پر
فتوے ہو یہ کافی میں ہو۔ اور اگر ایک غلام تین رہطین مشترک ہو پھر ایک رہط نے اپنا حصہ آزاد کیا ہو اور دوسرے نے مدبر کیا
اور تیسرے نے مکاتب کیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہو کہ اول کون ہو تو ہم کہتے ہیں کہ بنا بر قول امام غلام کے آزاد کنندہ کا آزاد
کرنا نافذ ہوگا اور کسی پر اسکی ضمانت نہیں ہو سکتی ہو اور مدبر کنندہ کا مدبر کرنا بھی اپنے حصہ میں نافذ ہوگا اور اسکو اختیار حاصل
ہوگا چاہے غلام سے تہائی قیمت غلام مدبر کے واسطے سہایت کراوے یا استخسانا آزاد کنندہ سے ششم حصہ قیمت غلام تاوان
لے اور ششم حصہ قیمت کے واسطے غلام سے سہایت کراوے۔ اور ہا مکاتب کرنے والا پس اگر غلام اپنی کتابت پر رہا اور
مال کتابت اسنے ادا کیا تو خیر اور اسکی ولار ان سب میں تہائی مشترک ہوگی اور اگر غلام ادا سے کتابت سے عاجز
ہو گیا تو مکاتب کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ و مدبر کنندہ ہر دو فریق سے اپنے حصہ کی بابت نصف قیمت لے
لیگا لبر علیکہ دونوں دوسرے دونوں جو کچھ تاوان بن ہ غلام سے پس لے سکتے ہیں اور اس غلام کی ولار انھیں
دونوں میں نصف نصف مشترک ہوگی یہ مسوط میں ہو۔ اور مکاتب کنندہ در صورت عجز غلام چاہے تو اپنا حصہ بھی آزاد کر دے
اور چاہے غلام سے سہایت کراوے یہ شایع میں ہو۔ اور اگر غلام پانچ رہطین مشترک ہو پس ایک نے اپنا حصہ آزاد
کیا اور دوسرے نے اسکو مدبر کیا اور تیسرے نے اپنا حصہ مکاتب کیا اور چہارم نے اپنا حصہ فروخت کیا اور پنجم وصول

بابت سہایت
کراوے اور بیان
نقدہ اور قیمت

بابت سہایت
کراوے اور قیمت
نقدہ اور قیمت

کر لیا اور پانچویں نے اپنے حصہ پر کسی عورت سے نکاح کیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اول کون ہو تو ہم کہتے ہیں کہ بقول
امام اعظم رحمہ اللہ کے عتق و تدبیر کا حکم وہی ہے جو پہلے اول صورت میں بیان کیا ہو فقط فرق یہ ہو کہ تصفین یا سعایت کرنا اول
صورت میں تنائی کی بابت ہوگا اور یہاں پانچویں حصہ میں ہوگا اور رہی بیع پس اگر باہم اتفاق کیا کہ یہ بیع بعد عتق ہو تو
کے واقع ہوئی یا بائع نے کہا کہ قبل عتق کے تھی اور غلام اس کے قبضہ میں ہو اور مشتری نے کہا کہ بعد عتق کے واقع ہوئی
ہو تو بیع باطل ہوگی اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ قبل عتق و تدبیر کے واقع ہوئی ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا چاہے بیع
توڑ دے اور چاہے عقد بیع کو پورا کر دے اور اپنا حصہ خواہ آزاد کر دے یا اس سے سعایت کر لے پس اسکی دوا اس
مشتری کی ہوگی اور چاہے آزاد کنندہ مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت تاوان لے بشرطیکہ دونوں موسر ہوں پھر دونوں
اس مال تاوان کو غلام سے واپس لیتے اور رہی عورت پس اگر دونوں نے باہم اتفاق کیا کہ تزویج بعد عتق و تدبیر کے واقع
ہوا ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور عورت کے واسطے اس کے شوہر پر غلام کے پانچویں حصہ کی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر
دونوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ تزویج قبل عتق و تدبیر کے واقع ہوا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے بیع یعنی غلام مذکور
کا حصہ ترک کر کے شوہر سے اس کے پانچویں حصہ کی قیمت تاوان لے اور چاہے اجازت و یکہ اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام
سے اسکی پانچویں حصہ کی قیمت کیواسطے سعایت کر دے اور پانچویں حصہ غلام کی دوا عورت کی ہوگی اور چاہے تو آزاد کنندہ و
مدبر کنندہ دونوں سے پانچویں حصہ غلام کی قیمت نصف نصف تاوان لے پھر اگر کچھ زیادتی ہو تو عورت مذکورہ دربارہ ریادت
کے سببی سمجھی جائیگی بخلاف مشتری کے اور ہر حصہ کا تب کنندہ تو اسکی یہی حالت ہے جو پہلے ذکر کر دی ہے کہ اگر غلام نے
بدل کتابت اسکو ادا کر دیا تو اسکی جانب سے آزاد ہو جائیگا اور اگر عاجز رہا تو اسکو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ و مدبر کنندہ
سے اپنے حصہ کی قیمت نصف نصف تاوان لے بشرطیکہ دونوں موسر ہوں اور اگر غلام میں کوئی چھٹا حصہ کا شریک یا
ہو کہ جس نے اپنا حصہ صنفی فرزند کو ہبہ کر دیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے قبل عتق کے ایسا کیا یا بعد عتق کے تو میں اس
فرزند کے باپ کا قول قبول ہوگا پس اگر اس نے کہا کہ بعد عتق کے ہبہ واقع ہوا تو باطل ہے اور اگر اس نے کہا کہ قبل عتق کے
واقع ہوا تو ہبہ جائز ہے پھر اس طفل صنفی کا باپ اپنے فرزند کے قائم مقام اس حصہ میں قرار دیا جائیگا کہ وہ تصرف کر سکتا ہے
جیسے فرزند اپنے بالغ ہونے پر تصرف کرتا چنانچہ باپ کو ضمان لینے یا غلام سے سعایت کرانے کا اختیار ہوگا لیکن یہ
اختیار نہ ہوگا کہ حصہ مذکور آزاد کر دے پس اگر آزاد کنندہ و مدبر کنندہ دونوں موسر ہوں تو پدر مذکور ہر ایک کے ششم حصہ کی
قیمت نصف لے لیگا اور چاہے تو غلام سے ششم حصہ قیمت کے واسطے اپنے فرزند کے لیے سعایت کر اسے بیسوط
شش الاثمہ سرخسی میں ہو۔ ہشام نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ اگر ملوک تین آدمیوں میں مشترک ہو کہ تین سے ایک
کا نصف اور دو سرے کا تہائی اور تیسرے کا ششم حصہ ہو پس آدھے و تہائی کے شریکوں نے اپنا اپنا حصہ آزاد کر دیا
تو ششم حصہ والے کے حصہ کے نصف نصف و دونوں ضامن ہونگے اور نصف حصہ والے کی نصف دوا سبب اپنے
حصہ کے اور چھٹے حصہ کی نصف سبب تاوان دینے کے ہوگی اور تنائی والے کی تنائی دوا سبب اس کے حصہ کے اور
ششم حصہ کی نصف دوا سبب تاوان دینے کے ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنے فرزند کا بیع دوسرے
مرد کے بوجہ خرید یا صدقہ یا وصیت یا میراث کے مالک ہو تو باپ کا حصہ آزاد ہو جائیگا خواہ دوسرے شریک یہ جانتا ہو
کہ وہ میرے شریک کا بیٹا ہے یا بچا جانتا ہو اور باپ اپنے شریک کے حصہ کا ضامن بھی نہ ہوگا یعنی شرح کثرین ہے خواہ باپ

صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا
کا باپ اور والد ایک
ہو چنانچہ بیعت و وصیت
کے واسطے

موسر ہو یا معسر ہو یہ تاتار خانیہ میں بیابیع سے منقول ہو اور باپ کے شریک کو اختیار ہوگا چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اپنے حصہ کی بابت سعایت کر دے اور اسکے سوا اسے اسکو کچھ اختیار نہیں ہو اور یہ امام عظیم کے نزدیک ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ سوائے صورت میراث کے اور وجود ملک میں باپ شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہوگا بشرطیکہ موسر ہو اور اگر معسر ہوگا تو ابن مذکور شریک مذکور کے حصہ کے واسطے سعایت کرے گی یہ یعنی شرح کنز میں ہو اور اس پر اجماع ہو کہ اگر باپ اور اجنبی دونوں نے میراث میں پایا ہو تو باپ ضامن ہوگا اور یہی حکم ہر ایسے قریب میں ہو جو بسبب قرابت رحم کے خود آزاد ہو جاتا ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر ابتدا میں اجنبی نے نصف پسر کو خرید لیا پھر اس کے باپ نے نصف باقی کو خریدا اور باپ موسر ہو تو اجنبی کو اختیار حاصل ہوگا چاہے باپ سے تاوان لے اور چاہے پسر سے اسکی نصف قیمت کے واسطے سعایت کر دے اور یہ امام عظیم کے نزدیک ہو کذا فی البدایہ اور چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے یہ خاتما البیان میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے اپنا نصف غلام فروخت کیا یا ہبہ کیا اور یہ فروخت و ہبہ اس غلام کی نفی ہی محرم کے ساتھ ہو تو جس شخص کی طرف سے یہ غلام خود بخود بسبب ذی رحم قرابت ہونے کے آزاد ہو گیا ہو وہ اپنے شریک کے واسطے کچھ ضامن ہوگا خواہ شریک کو یہ امر معلوم ہو یا نہ ہو ہاں غلام اس شریک کے حصہ کے واسطے سعایت کرے گی امام عظیم کا قول ہے یہ محیط شری میں ہو۔ اور ہمارے اصحاب نے اجماع کیا ہے کہ اگر دو شریکوں میں سے ایک نے اپنا حصہ غلام کسی قریب ذی رحم کے ہاتھ فروخت کیا تو شریک دیگر کو یہ اختیار ہوگا کہ اس مشتری سے اپنے حصہ کی بابت تاوان لے بشرطیکہ وہ موسر ہو اور اسکو بائع سے تاوان لینے کا اختیار ہوگا یہ غایہ سروجی میں ہو۔ اور غلام مذکور سعایت کرے گی اگر وہ معسر ہو اس پر اجماع ہے یہ بیابیع میں ہو۔ دو بھائیوں نے اپنے باپ کی میراث میں ایک غلام پایا پھر ایک نے ان دونوں میں سے کہا کہ یہ میراث بھائی از جانب پدر ہو اور دوسرے نے انکار کیا تو اقرار کنندہ دوسرے کے واسطے کچھ ضامن ہوگا ہاں غلام مذکور اسکے حصہ کے واسطے سعایت کرے گی۔ اور اگر اس نے کہا کہ یہ میراث بھائی از جانب مادر ہو حالانکہ اسکا کوئی بھائی معروف از جانب مادر نہیں ہو تو دوسرے کے حصہ کا ضامن نہ ہوگا یہ محیط شری میں ہو۔ اور اگر ایک باندی جو زید اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو زید نے آزاد کر دی پھر وہ بچہ جنی تو شریک کو اختیار ہوگا کہ زید سے اپنے حصہ کی وہ قیمت لے جو آزاد کرنے کے روز تھی اور بچہ کی قیمت میں سے کچھ تاوان نہیں لے سکتا ہے یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر دو شریک باندی میں سے ایک نے باندی کے پیٹ میں جو ہو آزاد کیا پھر وہ بچہ جنی تو دونوں مرد سے تو پھر ضامن صاحب ہوگی اور اگر زندہ تو ام جنی تو ضامن ہوگا یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر دو شریک باندی میں سے ایک نے باندی کو آزاد کیا حالانکہ وہ حاملہ تھی پھر دوسرے نے جو اسکے پیٹ میں ہو وہ آزاد کر دیا پھر چاہا کہ اپنے شریک سے بچنے باندی کو آزاد کیا ہو باندی کی نصف قیمت تاوان لے لے تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور فعل سے کیا ہو وہ اسکی طرف سے اختیار سعایت ہو جائیگا۔ اور اگر دونوں نے جو باندی کے پیٹ میں ہو آزاد کر دیا پھر دونوں میں سے ایک نے باندی کو آزاد کیا اور وہ موسر ہو تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ شریک آزاد کنندہ سے باندی کی نصف قیمت تاوان لے اگر چاہے۔ اور حمل بنی آدم میں نقصان شاکر کیا جاتا ہو پس جس نے باندی کو آزاد کیا ہو وہ حاملہ باندی کی نصف قیمت تاوان دے گی یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر غلام کے دو شریکوں میں سے ایک نے غلام کی آزادی کو دوسرے روز فلان کے کسی فعل پر مطلق کیا مثلاً یوں کہا کہ اگر کل کے روز زید وار میں داخل ہوا تو آزاد ہو اور دوسرے شریک نے اسے برعکس کیا

یعنی اگر کل کے روز بیدارین داخل ہوا تو آزاد ہو پھر کل کا روز گزر گیا اور یہ معلوم ہوا کہ زید وارین کیا تھا یا نہیں کیا تھا تو نصف غلام آزاد ہو جائیگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے ان دونوں شریکوں کے لیے سعایت کر گیا جسکو دونوں نصفاً نصف تقسیم کر لینگے اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہو خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں یا ایک موسر اور دوسرا معسر ہو اور یہی امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہر یک بطریقہ دونوں معسر ہوں یہ عینی شرح کتر میں ہے۔ دو غلام دو شخصوں کے درمیان مشترک ہیں مثلاً زید و بکر کے درمیان دو غلام مشترک ہیں پس زید نے ایک غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اگر فلان اس وارین آج کے روز داخل ہوا اور بکر نے دوسرے غلام سے کہا کہ فلان اس وارین آج کے روز داخل ہوا تو آزاد ہو پھر وہ دن گزر گیا اور دونوں نے اتفاق کیا کہ ہکو نہیں معلوم کہ فلان مذکور داخل ہوا تھا یا نہیں تو ان دونوں غلاموں میں سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی تین چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کر گیا جو دونوں مولادوں کے درمیان نصفاً نصف مشترک ہوگی۔ اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے قیاس قولی پر یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی پوری قیمت کے واسطے سعایت کرے جو دونوں مولادوں میں نصفاً نصف ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے غلام سے کہا کہ اگر تو اس وارین امر و داخل ہوا تو آزاد ہو اور دوسرے شریک نے کہا کہ اگر تو اس وارین امر و داخل ہوا تو آزاد ہو پھر یہ دن گزر گیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ داخل ہوا یا نہیں داخل ہوا تو اسکا نصف آزاد ہو جائیگا اور نصف کے واسطے سعایت کر گیا جو دونوں کے درمیان نصفاً نصف مشترک ہوگی یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہو خواہ دونوں شریک موسر ہوں یا معسر ہوں یہ محیط شری میں ہے۔ اور اگر غلام دو شریکوں میں مشترک ہو کہ ایک نے اسکے عتق کی قسم کھائی کہ وہ وارین داخل ہوا اور دوسرے نے اسکے عتق کی قسم کھائی کہ وہ نہیں داخل ہوا تو نصف غلام آزاد ہو گیا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کر گیا جو دونوں میں مشترک ہوگی خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے کہ یہ ایضاً جن لکھا ہے۔ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہو کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے تجھے کل کے روز گزشتہ کو تیرا حصہ خرید لیا ہو تو یہ غلام آزاد ہو اور دوسرے نے کہا کہ اگر میں نے گزشتہ کل کے روز اپنا حصہ تیرے ہاتھ نہیں فروخت کیا ہو تو یہ آزاد ہو تو غلام آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک یہ گمان کرتا ہو کہ دوسرا حانت ہے پس مدعی بیع سے کہا جائیگا کہ تو اپنے گواہ قائم کر پس اگر اُسے گواہ قائم کیے تو بیع ہونے اور شن کی ڈگری کر دیا جائیگی اور مشتری کی طرف سے غلام بغیر سعایت آزاد ہو جائیگا اور اگر اسکے پاس گواہ نہ ہوں اور اُسے مشتری سے قسم لیتی چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہوگا پس اگر مشتری نے قسم کھانے سے نکول کیا تو بھی ہی حکم ہو اور اگر اُسے قسم کھالی تو غلام مذکور ملوک رقیق نہ چھوڑا جائیگا مگر امام اعظم رحمہ کے نزدیک بعد اسکے ملوک کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سہی کر گیا خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں یا مدعی بیع موسر ہو یا معسر ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر دونوں معسر ہوں یا مدعی بیع معسر ہو تو ایسا ہی حکم ہو اور اگر دونوں موسر ہوں یا مدعی بیع موسر ہو تو غلام سعایت نہ کر گیا چنانچہ روایت ابو حفص میں مذکور ہے کہ مدعی بیع کے واسطے غلام سعایت نہ کر گیا خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں یا ایک موسر ہو اور دوسرا معسر ہو اور یہ بالا جماع ہے اور یہی صحیح ہے پھر حسب منکر خریدنے سے قسم کھالی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ بائع سے قسم لے اگر وہ موسر ہے پس اگر بائع نے قسم سے انکار کیا تو اسکے ذمہ وجب نکول لازم ہوگا اور اگر وہ قسم کھا گیا تو سعایت کا حکم وہی ہوگا جو پہلے بیان کر دیا ہے اور قاضی کو بدوین در خواست منکر خرید کے بائع سے قسم لینے کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اگر بائع نے کہا کہ اگر میں

اگر مشتری نے بیع کر دیا ہو تو غلام سعایت نہ کر گیا چنانچہ روایت ابو حفص میں مذکور ہے کہ مدعی بیع کے واسطے غلام سعایت نہ کر گیا خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں یا ایک موسر ہو اور دوسرا معسر ہو اور یہ بالا جماع ہے اور یہی صحیح ہے پھر حسب منکر خریدنے سے قسم کھالی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ بائع سے قسم لے اگر وہ موسر ہے پس اگر بائع نے قسم سے انکار کیا تو اسکے ذمہ وجب نکول لازم ہوگا اور اگر وہ قسم کھا گیا تو سعایت کا حکم وہی ہوگا جو پہلے بیان کر دیا ہے اور قاضی کو بدوین در خواست منکر خرید کے بائع سے قسم لینے کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اگر بائع نے کہا کہ اگر میں

اپنا حصہ اس غلام میں سے تیرے ہاتھ فروخت کر چکا ہوں تو یہ آزاد ہو اور مشتری نے کہا کہ اگر تو اس میں سے اپنا حصہ
 میرے ہاتھ نہیں فروخت کر چکا ہو تو یہ آزاد ہو تو مدعی خرید کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے گواہ قائم کرے پس اگر اس نے گواہ قائم کیے
 تو غلام رقیق قرار دیا جائیگا اور اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو فقہ ابو اسحق سے روایت ہے کہ وہ قسم کھانے پر مجبور نہ کیا جائیگا لیکن اگر
 قسم کھائے تو منع نہ کیا جائیگا اور اگر مدعا علیہ نے قسم کھالی تو بیع ثابت نہوگی پس غلام مذکور امام اعظم کے نزدیک اپنی پوری قیمت کے
 واسطے سعایت کرے گا جو دونوں میں مشترک ہوگی خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں اور صاحبین کے نزدیک اگر دونوں معسر ہوں
 تو دونوں کے واسطے سعایت کرے گا اور اگر دونوں موسر ہوں یا مدعی خرید موسر ہو تو مدعی خرید کے واسطے اپنی نصف قیمت کے
 لیے سعایت کرے گا۔ اور اگر دونوں شریکوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے تیرا حصہ خریدا ہو اگر میں نے نہ خریدا ہو تو یہ آزاد ہو اور
 دوسرے نے کہا کہ میں نے اپنا حصہ فروخت نہیں کیا بلکہ میں نے تیرا حصہ مجھے خریدا ہو اگر میں نے اس کو فروخت کیا ہو تو یہ آزاد ہو
 تو دونوں کو قاضی حکم دے گا کہ اپنے اپنے گواہ لادیں پس اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ظاہر ہوگا کہ دونوں میں سے
 ہر ایک اپنی قسم میں سچا ہو اور غلام مذکور دونوں کے درمیان مشترک رقیق باقی رہے گا اور اگر فقط ایک نے گواہ قائم
 کیے تو پورا غلام اس کا رقیق ہوگا۔ اور اگر دونوں میں سے کسی نے گواہ قائم نہ کیے تو قاضی دونوں سے قسم لے گا لیکن
 اگر قسم لی تو جائز ہو پس اگر دونوں نے قسم سے نکل کیا تو غلام مذکور دونوں کے درمیان مشترک رقیق رہے گا جیسا کہ
 دونوں کے گواہ قائم کرنے کی صورت میں ہوا تھا اور دونوں میں سے جو نکل کر گیا اس کے ذمہ دوسرے کا دعویٰ ثابت
 ہوگا پس جو قسم کھا گیا ہو غلام اس کی ملک ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو غلام مذکور سعایت سے خارج
 ہو کر آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور جامع کبیر میں لکھا ہے کہ دو شریکوں میں سے اگر ایک نے دوسرے
 سے کہا کہ اگر تو نے اس غلام کو مارا جو میرے تیرے درمیان مشترک ہو تو وہ آزاد ہو پھر اس کو مارا حتیٰ کہ اس کا حصہ آزاد
 ہو گیا تو مارنے والے کے حصہ کا قسم کھانے والا ضامن ہوگا بشرطیکہ دوسرے کو یہ غایت البیان میں ہے۔ دوسرے کیوں میں سے
 ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے اس غلام کو مارا تو وہ آزاد ہو اور دوسرے نے کہا کہ اگر میں نے اس کو آج نہ مارا تو وہ
 آزاد ہو پھر اس نے غلام کو مارا تو پہلا قسم کھانے والا مارنے والے کے حصہ کا ضامن ہوگا یہ تشریح میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ہر
 ملوک حکما میں آئندہ مالک ہوں تو وہ آزاد ہو پھر دوسرے کے ساتھ مشترک کسی ملوک کا مالک ہو تو آزاد ہوگا پھر اگر اس نے
 اپنے شریک کا حصہ بھی خرید لیا تو اب آزاد ہو جائیگا اور اگر اس نے اپنا حصہ پہلے کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر شریک کا حصہ
 خود خرید لیا تو آزاد ہوگا۔ اور اگر کسی ملوک حین سے کہا کہ جب میں تیرا مالک ہوں تو تو آزاد ہو پھر اس کا نصف خریدا پھر فروخت
 کیا پھر باقی نصف خرید لیا تو آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک غلام
 دو شخصوں میں مشترک ہے پس ایک نے کہا کہ میرے شریک نے اس کو سال بھر ہوا کہ آزاد کرو یا ہو اور خود میں نے اس کو آج کے
 روز آزاد کیا ہو اور اس کے شریک نے کہا کہ میں نے اس کو آزاد نہیں کیا ہاں آج تو نے اس کو آزاد کیا ہے پس تو مجھے میرے
 حصہ نصف کی ضمانت دے تو بھنے زعم کیا کہ شریک نے سال بھر سے آزاد کیا ہو اس پر ضمانت واجب نہوگی۔ اوصاف سلطیح
 اگر کہا کہ میں نے اس کو کل کے روز گزشتہ میں آزاد کیا ہو اور میرے شریک نے سال بھر سے اس کو آزاد کیا ہو تو
 بھی یہی حکم ہو اور اگر اس نے اپنے آزاد کرنے کا اقرار نہ کیا لیکن گواہ قائم کیے کہ اس نے کل کے روز گزشتہ میں آزاد کیا ہو
 تو وہ اپنے شریک کے واسطے ضامن ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اس نے کہا کہ میرے شریک نے اس غلام کو ایک

میں سے آزاد کیا ہو اور میں نے دونوں سے تو وہ ضامن ہوگا اس واسطے کہ اس نے اپنے اوپر ضمان کا اقرار نہیں کیا ہے یہ ظہیر یہ
 میں ہے۔ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو کہ ایک نے کہا کہ یہ میرے غریب کی ام ولد ہے اور اس کے شریک نے اس سے انکار
 کیا تو وہ ایک روز تک موقوف رہی یعنی خدمت دہریگی اور ایک روز منکر کے واسطے خدمت دہریگی اور منکر کے واسطے سپہر حیات لینی
 واجب ہوگی اور جو شریک مقرر ہوا ہو اس کے واسطے باندی مذکورہ کوئی راہ نہیں ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اس کی نصف ولار
 اور نصف کمائی منکر کے واسطے ہوگی اور باقی نصف موقوف رہیگی اور اس کا نفقہ خود اس کی کمائی سے ہوگا اور اگر کمائی نہ ہو تو نصف
 نفقہ منکر پر ہوگا اور وہ مقرر کے واسطے ضامن ہوگا اور اگر منکر مر گیا تو امام اعظم کے نزدیک بوجہ اقرار مقرر کے وہ
 آزاد ہو جائیگی اور منکر کے حصہ کے لیے اس کے وارثوں کے واسطے سعایت کرے گی۔ اور اگر دونوں شریکوں میں سے
 ہر ایک نے اقرار کیا کہ یہ دوسرے شریک کی ام ولد ہے اور دوسرے نے اس سے انکار کیا تو یہ باندی موقوف رہیگی
 اور کسی شریک کے واسطے دوسرے شریک پر کوئی راہ نہ ہوگی اور نیز باندی پر بھی کوئی راہ نہ ہوگی پھر اگر کوئی ایک مر گیا
 تو وہ آزاد ہو جائیگی اور اس کی ولار موقوف رہیگی یہ تفرقہ ناشی میں ہے۔ اور اگر ایک شریک نے کہا کہ آزاد کیا میں نے اس
 غلام کو اور تو نے یا اس کے برعکس کیا یا کہا کہ ہم دونوں نے اس غلام کو آزاد کیا پس اگر دوسرے شریک نے اس کی تصدیق
 کی تو وہ دونوں کی طرف سے آزاد ہوگا اور اگر تکذیب کی تو وہ اول کی طرف سے آزاد ہوگا یہ تا تاریخانیہ میں ہے اور
 اگر دو شریکوں میں سے ایک نے دوسرے پر عتاق کی شہادت دی مثلاً غلام دو شریکوں میں مشترک تھا پس ایک نے
 دوسرے پر شہادت دی تو اس کا اقرار اپنی ذات پر جائز ہوگا دوسرے پر جائز ہوگا اور شہادت دینے والے کا حصہ آزاد
 ہوگا اور وہ اپنے شریک کے واسطے ضامن ہوگا اور غلام اپنی قیمت کے واسطے سعی کرے گا جو دونوں شریکوں کے درمیان
 مشترک ہوگی خواہ دونوں خوشحال ہوں یا دونوں تنگ دست ہوں یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے۔ پھر اگر اس کے بعد دونوں میں
 سے ہر ایک نے غلام کی سعایت کرانے سے پہلے اپنا حصہ آزاد کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جائز ہے اس واسطے کہ نصیب
 منکر اپنی ملک پر ہے اور ایسا ہی شہادت دینے والے کا بھی حصہ امام اعظم کے نزدیک اس کی ملک میں ہے اس واسطے کہ عتاق
 اس کے نزدیک متخیری ہوتا ہے پس جب دونوں نے اس کو آزاد کیا تو دونوں کا آزاد کرنا جائز ہوگا اور اس کی ولار ان دونوں
 میں مشترک ہوگی۔ اور اسی طرح اگر غلام نے سعایت کر کے اپنی قیمت ادا کر دی تو بھی ولار دونوں میں مشترک ہوگی
 یہ برائے میں ہے۔ اور جب دونوں کے واسطے سعایت واجب ہوئی اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے پر شہادت دی
 کہ اسے غلام سے سعایت پوری بھربائی ہو تو اس کی گواہی قبول ہوگی۔ اور اسی طرح اگر ایک نے اپنا حصہ سعایت وصول پاسنے
 کے بعد دوسرے پر گواہی دی کہ اس نے اپنا حصہ سعایت وصول پایا ہے تو شہادت قبول ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دو شریکوں
 میں سے ایک نے کسی دوسرے کو اس کے ساتھ اپنے شریک پر گواہی دی کہ اس نے سعایت وصول پائی ہے تو امام اعظم رحمہ
 سے نزدیک اس کی گواہی جائز نہ ہوگی اور اسی طرح اگر غلام کے واسطے شریک پر غصب مال یا جرحت بدن یا کسی اور ایسی
 چیز کی جس کی وجہ سے اس پر مال واجب ہووے گواہی دی تو اس کی گواہی رد کر دی جائیگی یہ مسوطا میں ہے۔ اور اگر دونوں
 میں سے ہر ایک نے دوسرے پر شہادت دی اور دوسرے نے انکار کیا تو ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ قسم جائیگی
 اور جب دونوں نے قسم کھالی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک غلام مذکور ہر ایک کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے شہاد
 کرے گا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک حالت تنگی و خوشحالی میں کوئی فرق نہ ہوگا کذا فی البرائع اور یہی صحیح ہے کذا فی المصنعات

سلہ عتاق آزاد کرنا

اور اسکی دلازان دونوں کے واسطے ہوگی یہ ہر ایہ میں ہو اور اگر دونوں نے اعتراض کیا کہ ہننے اسکو ایک ساتھ آزاد کیا ہو یا آگے پیچھے آزاد کیا ہو تو واجب ہو کہ دونوں میں سے کوئی دوسرے کے واسطے ضامن نہ ہو بشرطیکہ دونوں موسرین اور غلام بھی سعایت نہ کریں گے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اعتراض کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو واجب ہو کہ منکر سے قسم لیجائے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ایک غلام تین لفر کے درمیان مشترک ہو جنہیں سے دونوں نے تیسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو اور اس تیسرے نے چہر گواہی دی کہ یہ انکار کیا تو غلام مذکور ان تینوں کے واسطے سعایت کریگا جو باہم انہیں تین تنہائی مشترک ہوگی اور اگر کسی نے غلام کی سعایت میں سے کچھ وصول کیا تو باقی دو کو اختیار ہوگا کہ ان سے اپنا دو تنہائی حصہ اس سے واپس کریں جو باہم نصف نصف تقسیم کر لینگے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شریک تین میں سے ہر دو نے تیسرے پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہو تو گواہی ناقبول ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر تین شریکوں میں سے ایک نے باقی دونوں میں سے ایک پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہو اور شریک دیگر نے شہاد اول پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہو تو قاضی دونوں میں سے کسی پر آزاد کرنے کا حکم نہ دیگا محیط میں ہے۔ اور اگر شریکوں میں سے دو شریکوں نے تیسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ نہایت غلام سے وصول پایا ہو تو دونوں کی گواہی جائز نہ ہوگی اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ اسنے سب مال ہم دونوں سے وکیل ہو کر غلام سے وصول کیا ہو تو دونوں کی گواہی اس پر جائز نہ ہوگی لیکن غلام ان دونوں کے حصہ سعایت سے بری ہو جائیگا اور جس شریک پر گواہی دی ہو وہ اپنا حصہ غلام سے وصول کریگا اور اس میں باقی دونوں شریک جنہوں نے گواہی دی تھی بٹائی کی شرکت نہیں کر سکتے ہیں یہ سب میں ہے۔ نزدیک و دور کے درمیان ایک باندی مشترک ہو پھر دو گواہوں نے ان دونوں میں سے خاص ایک پر زید یا عمرو پر یہ گواہی دی کہ اسنے باندی کو آزاد کیا ہو اور باندی نے اگلی تکذیب کی مگر باندی نے دوسرے شریک پر دعویٰ کیا کہ اسنے آزاد کیا ہو مگر اسنے انکار کیا اور قاضی کے سامنے قسم کھا گیا کہ میں نے اسکو آزاد نہیں کیا ہو تو باندی مذکورہ گواہان مذکور کی گواہی سے آزاد ہو جائیگی اگرچہ باندی کی طرف سے دعویٰ نہیں پایا گیا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر زید و عمرو کے درمیان باندی مشترک ہو پھر ان دونوں میں سے ایک کے دو بیٹوں نے دوسرے شریک پر گواہی دی کہ اسنے اس باندی کو آزاد کیا ہو تو دونوں کی گواہی باطل ہوگی اور اگر دونوں نے اپنے باپ پر گواہی دی کہ اسنے آزاد کیا ہو تو گواہی جائز ہوگی پس اگر ان گواہوں کا باپ موسر یعنی خوشحال ہو پھر باندی مذکورہ مرگئی اور اسنے کچھ مال چھوڑا اور حال یہ ہو کہ بعد تق کے اسکے ایک بچہ بھی ہوا ہو پھر شریک نے چاہا کہ اس بچہ سے سعایت کر دے تو چھوڑا یہ اختیار نہیں ہو جیسے اس بچہ کی ماں کی زندگی میں تھا کہ اسکو اس بچہ سے سعایت کرانے کی کوئی راہ نہ تھی ایسے ہی بعد موت اسکی ماں کے بھی یہی رہیگا در صورتیکہ اسکی ماں نے مال چھوڑا ہو لیکن اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اپنے شریک موسر سے تاوان لے جیسے کہ باندی کی زندگی میں یہ اختیار تھا پھر شریک ضامن جو کچھ تاوان دیکھا وہ اس باندی کے ترکہ میں سے لے لیگا جیسے اسکی زندگی کی صورت میں بھی واپس لے سکتا تھا پھر جو کچھ مال اسکے ترکہ میں سے باقی رہیگا وہ اسکے پسر کی میراث ہوگا اور اگر باندی مذکورہ نے کچھ مال نہ چھوڑا ہو تو شریک ضامن مال تاوان کو اسکے پسر سے لے لیگا۔ اور اگر باندی مذکورہ مری ہو اور شریک نے یہ اختیار کیا کہ باندی مذکورہ سے سعایت کر دے تو اس سعایت میں یہ باندی بمنزلہ مکاتبہ کے ہوگی یہ مسو میں ہے۔ اور اگر غلام دور دونوں میں مشترک ہو پھر دو گواہوں نے انہیں سے ایک معین شریک پر گواہی دی کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ میں نے اس غلام کو آزاد کیا ہو

میں نے یہ نہیں

تو بیکون المذہب

اور ہر شریک موسر ہو تو قاضی اس غلام کے آزاد ہونے کا حکم دیکھا اور اس کے شریک کو یہ اختیار ہو گا کہ اپنے حصہ کی بابت اس سے تاوان لے یہ محیط میں ہے۔ مگر شریک ضامن اس مال تاوان کو غلام سے واپس لے گا اور غلام کی پوری دلاور اٹھی کی ہوگی اگرچہ وہ اپنا حصہ آزاد کرنے سے منکر ہوا ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے شریک معین پر یون گواہی دی ہو کہ اس نے یہ اقرار کیا ہے کہ یہ غلام حلال ہے تو قاضی اسکی آزادی کا حکم دیکھا مگر مقدمہ کی دلاور اس آزاد شدہ پر ثابت ہوگی اور شریک دیگر کو اس مقدمہ سے تاوان لینے کا اختیار حاصل نہوگا۔ اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے یہ اقرار کیا ہے کہ جس نے اسکو فروخت کیا تھا اس سے قبل فروخت کے چھکڑا کو آزاد کیا تھا تو یہ غلام اس شہود علیہ شریک کے مال سے آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہے اور اسکی دلاور موقوف رہی اسواسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک اسکو اپنی ذات سے دور کرنا اسلئے کہ بائع کتا ہے کہ میں نے اسکو آزاد نہیں کیا تھا بلکہ مشتری کے اقرار سے آزاد ہوا ہے پس اسکی دلاور مشتری کی ہوگی اور مشتری کہتا ہے کہ میں نے اسکو آزاد کیا پس دلاور اسکی ہوگی لہذا اسکی دلاور موقوف رہی بیان تک کہ دونوں میں سے کوئی دوسرے کی تصدیق کی طرف رجوع کرے پس دلاور اسی کی ہو جائیگی۔ اور اگر گواہوں نے شریک پر یون گواہی دی کہ اس نے یون اقرار کیا ہے کہ بائع اس غلام کو مدبر کر چکا ہے یا باندی تھی کہ اسکی نسبت یون اقرار کیا ہے کہ بائع اسکو قبل بیع کے ام ولد بنا چکا ہے تو خواہ غلام ہو یا باندی ہو اسکی ملک سے خارج ہو جائیگا اور وہ بائع سے انعام میں واپس نہیں لے سکتا ہے اور ان دونوں ملکوں میں سے کوئی آزاد نہو گا یا نہتک کہ بائع مر جاوے پھر جب بائع مر گیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے بشرطیکہ مدبر اس کے تھائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر ان دونوں پر کسی نے جنابت کی تو ایسی ہے جیسے مملوک پر جنابت کی یہ حقیقت تک ہے کہ جب تک بائع زندہ رہے اور امام اعظم کے نزدیک ان دونوں کی جنابت موقوف رہی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر دوسریوں میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میرے شریک نے عتق نافذ کیا اقرار کیا ہے تو اسپر حرام ہو گا کہ پھر غلام سے خدمات غلامی لے یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر غلام تین دلیوں میں شریک ہو جائے تو ایک غائب ہو گیا پھر دوا حاضر و ن نے اس غائب پر گواہی دی کہ اس نے اس غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے تو ان دونوں حاضر و ن اور غلام کے درمیان روک کر دی جائیگی پھر جب غائب مذکور آجائے گا تو غلام سے کہا جائیگا کہ اپنے گواہوں کا اعادہ کرے پھر جب اس نے اپنے گواہ بمقابلہ غائب مذکور کے اسپر قائم کیے تو غائب کے حصہ کے آزاد ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دو گواہوں نے دوسریوں میں سے ایک شریک پر یہ گواہی دی کہ اس کے شریک غائب نے اس غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا ہے تو امام اعظم کے نزدیک ایسی گواہی قبول ہوگی کذا فی الظہیر لیکن غلام اور اس شریک کے درمیان روک کر دی جائیگی تاکہ اس سے خدمات غلامی نہ لے سکے یہاں تک کہ شریک غائب حاضر آوے اور یہ استحسان ہے پھر جب غائب مذکور حاضر ہو گا تو اسپر گواہی کا اعادہ کرنا ضروری تاکہ حکم آزادی ثابت ہو اور اگر دونوں شریک غائب ہوں پھر دونوں میں سے ایک معین شریک پر گواہ قائم ہوئے کہ اس نے اپنا حصہ اس غلام میں سے آزاد کیا ہے تو بدو ان اسکے کہ کوئی خصوصیت اذقیل قذت و جنابت وغیرہ کسی وجہ سے ہووے ایسی گواہی مقبول نہوگی اور اگر اس قبل سے کوئی خصوصیت پائی گئی تو ایسی گواہی مقبول ہوگی جبکہ گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کے ہر دو مولادین نے اسکو آزاد کر دیا ہے یا دونوں میں سے ایک نے اسکو آزاد کیا اور دوسرے نے اس سے اپنا حصہ سعایت وصول کر لیا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر ایک غلام تین شریکوں میں مشترک ہو کہ ان میں سے ایک نے

دعویٰ کیا کہ میں نے اپنا حصہ ہزار درہم پر آزاد کیا ہے اور غلام نے کہا کہ اس نے مفت آزاد کیا ہے اور باقی دوسٹر کیوں نے
گواہی دی کہ اس نے ہزار درہم پر آزاد کیا ہے تو انکی گواہی جائز ہوگی اور اسی طرح اگر ہزار دوسٹر ایک کے باپوں یا بیٹوں نے
ایسی گواہی دی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر ان شریکوں میں سے بعض نے غلام شترک کو آزاد کیا اور اس غلام کے
قبضہ میں بہت مال ہے جسکو اس نے خود کمایا ہے مگر یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اس نے کس مال کی بابت شریکوں
اور غلام میں جھگڑا ہوا چنانچہ شریکوں نے کہا کہ اس نے یہ مال قبل عتق کے کمایا ہے اور غلام نے کہا کہ میں نے بعد عتق
کے کمایا ہے تو قول غلام کا قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔

تیسرا باب - دو غلاموں میں سے ایک کے عتق کے بیان میں۔ قال المترجم یعنی اس طرح کہ ان دونوں میں سے
ایک آزاد ہو بدون نصیب کے فافہم۔ جب مجہول کی طرف عتق مضاف کیا جاوے تو صحیح ہے اور مولیٰ کے واسطے اختیار نصیب
حاصل ہوگا جسکو چاہے معین کرے خواہ اسے یوں کہا ہو کہ تم دونوں میں کا ایک آزاد ہو یا یوں کہا ہو کہ یہ آزاد ہوا ہے آزاد ہو
یا اسے نام لیا ہو کہ سالم آزاد ہو یا غانم یہ ایضاً صحیح میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ یہ آزاد ہو ورنہ وہ۔ تو یہ کنشال اس قول
کے ہے کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو یہ خزائنہ المفتین میں ہے۔ اور اگر دونوں غلاموں نے حاکم کے پاس نالش کی تو مولیٰ
کو حاکم مذکور بیان کرنے پر مجبور کرے گا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر دونوں نے حاکم کے پاس مخاطبہ کیا اور مولیٰ نے
دونوں میں سے ایک کا عتق بطور نصیب اختیار کر دیا تو اختیار کرتے ہی اس پر عتق واقع ہوگا اور قبل اس طرح اختیار کرنے کے
جب تک اختیار مولیٰ باقی رہے گا تب تک وہ مثل دو غلاموں کے ہونگے اور یہ بنا بر اصل امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ
کے ہے پھر سراج و حاج میں ہے اور قبل اختیار کرنے کے مولیٰ کو روا ہوگا کہ ان دونوں سے خدمت لے اور نیز روا ہے کہ دونوں
کو کرایہ پر دے یا اسے کمانی کرادے اور کرایہ و کمانی مولیٰ کی ہوگی۔ اور اگر قبل اختیار مولیٰ کے ان دونوں پر جنایت کی گئی
ہے اگر جنایت از جانب مولیٰ ہو پس اگر قتل نفس سے کم ہو مثلاً اس نے غلاموں کے ہاتھ کو قطع کیا تو مولیٰ پر کچھ جیب
ہوگا خواہ دونوں کا ہاتھ ایک ساتھ کاٹا ہو یا آگے پیچھے۔ اور اگر جنایت قتل نفس ہو پس اگر مولیٰ نے آگے پیچھے دونوں
کو قتل کیا تو پہلا غلام ہوگا یعنی اس نے غلام کو قتل کیا اور دوسرا آزاد ہونے کے واسطے ستعین ہوگا پھر جب اس کو قتل
کیا تو آزاد کو قتل کیا پس موسیٰ پر دیت واجب ہوگی جو وارثان غلام کو ملیگی اور مولیٰ کو اس میں سے کچھ ملیگا اور
اگر دونوں کو ایک ساتھ ایک ضرب واحد سے قتل کیا تو موسیٰ پر واجب ہوگا کہ ان میں سے ہر ایک کے وارثوں کو
اکسی نصف دیت دیدے۔ اور اگر جنایت از جانب جنبی ہو پس اگر قتل نفس سے کم ہو مثلاً کسی جنبی نے ہر ایک غلام کا
ہاتھ کاٹ ڈالا تو اس جنبی پر غلام کے ہاتھ کا ارش واجب ہوگا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کی نصف قیمت اور یہ
ارش اس کے مولیٰ کا ہوگا خواہ جنبی مذکور نے آگے پیچھے قطع کیا ہو یا ایک ساتھ کاٹا ہو اور اگر جنایت قتل نفس ہو تو قاتل
یا ایک ہوگا یا دو ہونگے کس اگر قاتل ایک ہو تو اگر اس نے معاد دونوں کو قتل کیا تو قاتل پر دونوں میں سے ہر ایک کی
نصف قیمت واجب ہوگی اور یہ موسیٰ کی ہوگی اور نیز قاتل پر ہر ایک کی نصف دیت واجب ہوگی اور یہ دونوں کے
وارثوں کی ہوگی اور اگر قاتل نے دونوں کے آگے پیچھے قتل کیا تو قاتل پر اول مقتول کی قیمت اس کے مولیٰ کے واسطے
واجب ہوگی اور دوسرے مقتول کی دیت اس کے وارثوں کے واسطے واجب ہوگی۔ اور اگر قاتل دو ہوں اور
ہر ایک نے ایک ایک کو قتل کیا پس اگر ہر ایک کا قتل کرنا ایک ساتھ واقع ہو تو ہر ایک قاتل پر قیمت کامل واجب

حسین سے نصف وارثان مقتولان کو اور نصف مولا سے مقتولان کی ہوگی اور اگر قاتلون کا قتل کرنا آگے پیچھے واقع ہوا تو قاتل اول پر اپنے مقتول کی قیمت کا مل اسکے مولی کے واسطے واجب ہوگی اور قاتل دوم پر اپنے مقتول کی دیت اسکے وارثوں کے واسطے واجب ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اسنے اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک خرہ ہو پھر دونوں میں سے ہر ایک کے ایک بچہ پیدا ہو یا دونوں میں سے ایک کے ایک بچہ پیدا ہوا تو جس باندی کا عتق مولی اختیار کرے گا اسکا بچہ آزاد ہوگا اور اگر دونوں باندیاں ایک ساتھ گئیں یا دونوں ایک ساتھ قتل کی گئیں تو مولی کو اختیار ہوگا کہ ان بچوں میں سے جسکے حق میں چاہے عتق اختیار کر کے واقع کرے مگر جس بچہ کو عتق کے واسطے متعین کرے گا اسکو اپنی مادر مقتول کے جرم قتل کے معاوضہ میں سے کچھ ارشہ نہ ملے گا یہ ظہیر یہ میں ہے اور اگر دونوں باندیوں کی زندگی میں ایک کا بچہ مر گیا تو اسپر التفات نہ کیا جائیگا بخلاف اسکے اگر دونوں باندیوں کی موت کے بعد کسی کا بچہ مر گیا تو التفات ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مولے کے اختیار کرنے سے پہلے دونوں باندیوں سے شبہ میں وطی کی گئی تو دونوں باندیوں کا عتق واجب ہوگا اور یہ دونوں عتق مولی کو ملینگے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مولی کے اختیار کرنے سے پہلے ان میں سے ایک باندی نے کوئی جنایت کی پھر مولی نے جنایت کا حال معلوم کرنے کے بعد اسی باندی پر عتق واقع کرنا اختیار کیا تو مولی اس جنایت کا اختیار کرنے والا ہو گیا۔ اور اگر قاتل بیان کے مولی مر گیا تو ہر ایک باندی میں سے اسکا نصف آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے لیے مولی کے وارثوں کے واسطے سعایت کر لگی اور جس باندی نے جنایت کی ہو مولی پر اپنے مال سے اتنی قیمت واجب ہوگی جیسے کہ اگر اس نے جنایت کا حال معلوم ہونے سے پہلے اسی کو آزاد کر دیا جسے جنایت کی ہو تو یہی حکم ہو یہ مسوطہ میں ہے۔ اور اگر دونوں کو اس نے ایک ہی صفقہ میں بیع کر دیا تو یہ بیع دونوں کی باطل ہوگی یہ ایضاً میں ہے۔ اور اگر دونوں کو ایک ہی صفقہ میں بیع کر دیا اور دونوں کو مشتری کے سپرد کر دیا پھر دونوں کو مشتری نے آزاد کیا تو بائع بیان پر مجبور کیا جائیگا کہ اسنے مراد لیا ہو پھر جب بائع نے دونوں میں سے کسی ایک میں عتق کو عین کیا تو ملک فاسد دوسرے کے حق میں متعین ہوگی اور دوسرا مشتری کی طرف سے بقیت آزاد ہوگا۔ اور اگر بائع مذکور قبل بیان کرنے کے مر گیا تو اسکے وارثوں سے کہا جائیگا کہ تم لوگ بیان کرو جب انھوں نے کسی ایک کو عتق کے واسطے متعین کیا تو دوسرا مشتری کی طرف سے بقیت آزاد ہو جائیگا اور دونوں غلاموں میں عتق شائع ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مشتری نے آزاد نہ کیا بیان تک کہ بائع مر گیا تو عتق دونوں میں منقسم نہ ہوگا بیان تک کہ قاضی بیع فسخ کر دے پھر جب بیع کو فسخ کر دیا تو عتق منقسم ہوگا اور دونوں میں سے نصف نصف آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر مالک نے قبل اختیار کرنے کے کہ کون دونوں میں سے آزاد ہونے کے واسطے متعین ہوا ہو اسنے دونوں کو ہبہ کیا یا صدقہ میں دیدیا یا دونوں پر کسی عورت سے نکاح کیا تو مجبور کیا جائیگا کہ کسی ایک میں عتق اختیار کر لے پس دوسرے کا ہبہ و صدقہ و مہر قرار دینا جائز ہوگا اور اگر مولی کسی ایک میں عتق میں کرنے سے پہلے مر گیا تو دونوں کا ہبہ و صدقہ باطل ہو جائیگا اور مہر مقرر نہ بھی باطل ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دونوں کو اہل حرب یعنی کافر جو مسلمانوں سے لڑائی کرتے ہیں گرفتار کر لیے گئے تو مولی کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے کسی ایک میں عتق کو متعین کرے پس دوسرا اہل حرب کی ملک ہوگا اور اگر مولی نے کسی ایک میں عتق میں کیا بیان تک کہ خود مر گیا تو اہل حرب کی ملکیت دونوں میں سے باطل ہوگی اسواسطے کہ حریت دونوں میں شائع ہوگی یہ

مقتول کی قیمت کا مل اسکے مولی کے واسطے واجب ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اسنے اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک خرہ ہو پھر دونوں میں سے ہر ایک کے ایک بچہ پیدا ہو یا دونوں میں سے ایک کے ایک بچہ پیدا ہوا تو جس باندی کا عتق مولی اختیار کرے گا اسکا بچہ آزاد ہوگا اور اگر دونوں باندیاں ایک ساتھ گئیں یا دونوں ایک ساتھ قتل کی گئیں تو مولی کو اختیار ہوگا کہ ان بچوں میں سے جسکے حق میں چاہے عتق اختیار کر کے واقع کرے مگر جس بچہ کو عتق کے واسطے متعین کرے گا اسکو اپنی مادر مقتول کے جرم قتل کے معاوضہ میں سے کچھ ارشہ نہ ملے گا یہ ظہیر یہ میں ہے اور اگر دونوں باندیوں کی زندگی میں ایک کا بچہ مر گیا تو اسپر التفات نہ کیا جائیگا بخلاف اسکے اگر دونوں باندیوں کی موت کے بعد کسی کا بچہ مر گیا تو التفات ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مولے کے اختیار کرنے سے پہلے دونوں باندیوں سے شبہ میں وطی کی گئی تو دونوں باندیوں کا عتق واجب ہوگا اور یہ دونوں عتق مولی کو ملینگے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مولی کے اختیار کرنے سے پہلے ان میں سے ایک باندی نے کوئی جنایت کی پھر مولی نے جنایت کا حال معلوم کرنے کے بعد اسی باندی پر عتق واقع کرنا اختیار کیا تو مولی اس جنایت کا اختیار کرنے والا ہو گیا۔ اور اگر قاتل بیان کے مولی مر گیا تو ہر ایک باندی میں سے اسکا نصف آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے لیے مولی کے وارثوں کے واسطے سعایت کر لگی اور جس باندی نے جنایت کی ہو مولی پر اپنے مال سے اتنی قیمت واجب ہوگی جیسے کہ اگر اس نے جنایت کا حال معلوم ہونے سے پہلے اسی کو آزاد کر دیا جسے جنایت کی ہو تو یہی حکم ہو یہ مسوطہ میں ہے۔ اور اگر دونوں کو اس نے ایک ہی صفقہ میں بیع کر دیا تو یہ بیع دونوں کی باطل ہوگی یہ ایضاً میں ہے۔ اور اگر دونوں کو ایک ہی صفقہ میں بیع کر دیا اور دونوں کو مشتری کے سپرد کر دیا پھر دونوں کو مشتری نے آزاد کیا تو بائع بیان پر مجبور کیا جائیگا کہ اسنے مراد لیا ہو پھر جب بائع نے دونوں میں سے کسی ایک میں عتق کو عین کیا تو ملک فاسد دوسرے کے حق میں متعین ہوگی اور دوسرا مشتری کی طرف سے بقیت آزاد ہوگا۔ اور اگر بائع مذکور قبل بیان کرنے کے مر گیا تو اسکے وارثوں سے کہا جائیگا کہ تم لوگ بیان کرو جب انھوں نے کسی ایک کو عتق کے واسطے متعین کیا تو دوسرا مشتری کی طرف سے بقیت آزاد ہو جائیگا اور دونوں غلاموں میں عتق شائع ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مشتری نے آزاد نہ کیا بیان تک کہ بائع مر گیا تو عتق دونوں میں منقسم نہ ہوگا بیان تک کہ قاضی بیع فسخ کر دے پھر جب بیع کو فسخ کر دیا تو عتق منقسم ہوگا اور دونوں میں سے نصف نصف آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر مالک نے قبل اختیار کرنے کے کہ کون دونوں میں سے آزاد ہونے کے واسطے متعین ہوا ہو اسنے دونوں کو ہبہ کیا یا صدقہ میں دیدیا یا دونوں پر کسی عورت سے نکاح کیا تو مجبور کیا جائیگا کہ کسی ایک میں عتق اختیار کر لے پس دوسرے کا ہبہ و صدقہ و مہر قرار دینا جائز ہوگا اور اگر مولی کسی ایک میں عتق میں کرنے سے پہلے مر گیا تو دونوں کا ہبہ و صدقہ باطل ہو جائیگا اور مہر مقرر نہ بھی باطل ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دونوں کو اہل حرب یعنی کافر جو مسلمانوں سے لڑائی کرتے ہیں گرفتار کر لیے گئے تو مولی کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے کسی ایک میں عتق کو متعین کرے پس دوسرا اہل حرب کی ملک ہوگا اور اگر مولی نے کسی ایک میں عتق میں کیا بیان تک کہ خود مر گیا تو اہل حرب کی ملکیت دونوں میں سے باطل ہوگی اسواسطے کہ حریت دونوں میں شائع ہوگی یہ

اور اگر دونوں کو کسی نے حربی سے خرید کیا تو مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جنہیں چاہے عتق کو معین کرے پس دوسرے کو مشتری مذکور اس کے حصہ میں لے لیگا۔ اور اگر اہل حرب سے کسی نے ایک کو خرید کیا اور مولیٰ نے اسی کا عتق اختیار کیا تو آزاد ہو جائیگا اور خرید باطل ہو جائیگی اور اگر مولیٰ نے اس کو جس کو خرید کیا اس شخص کے عوض خرید لیا تو دوسرا آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اہل حرب نے ایک کو قید کیا تو آزاد ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر مولیٰ نے ایک کو کافر سے خرید کیا تو دوسرا آزاد ہوگا یہ خزانہ المقتنین میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی صحت میں دو ملک سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو پھر وہ مرض موت میں گرفتار ہوا پھر اس نے عتق کو ان میں سے ایک کی طرف سلج کیا تو یہی غلام مولیٰ کے تمام مال سے آزاد ہو جائیگا اگرچہ اس کی قیمت تھائی مال مولیٰ سے زائد ہو یہ بشرط طحاوی میں ہو۔ بیان تین طرح کا ہوتا ہے یعنی ولالت و ضرورت فیض کی مثال یہ ہو کہ مولیٰ نے ایک معین سے کہا کہ میں نے تجھے مراد لیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تھا اس لفظ سے جو میں نے ذکر کیا تھا یا میں نے اختیار کیا یا کہا کہ تو حر ہو اس لفظ سے جو میں نے کہا تھا یا اس لفظ سے جو میں نے ذکر کیا تھا یا اس اعتاق سے یا میں نے عتق سابق سے تجھے آزاد کیا ہو اور اس کے اور الفاظ جو اس معنی میں ہوں۔ اور اگر ان کا کہ تو حر ہو یا میں نے تجھے آزاد کیا اور یہ نہ کہا کہ بلفظ مذکور یا بعتق سابق پس اگر اس سے عتق جدید مراد لیا ہو تو دونوں آزاد ہو جائیں گے یہ غلام بسبب عتق جدید کے اور وہ بسبب لفظ سابق کے۔ اور اگر اس نے کہا کہ میں نے جدید عتق مراد نہیں لیا بلکہ وہی مراد لیا جو مجھ پر بسبب میرے قول (تم میں سے ایک حر ہو) کے لازم آیا ہو تو نذر بھی اس کی تقدیر ہوگی اور اس کا قول کہ میں نے تجھے آزاد کیا اس پر محمول ہوگا کہ اس نے عتق اختیار کیا یعنی گویا ان کا کہ میں نے تیرا عتق اختیار کیا۔ اور ولالت کی صورت یہ ہو کہ مولیٰ دونوں میں سے ایک کو اپنی ملک سے نکال دے بسبب بیع کے یا باہن طور کہ دونوں میں سے ایک کو رہن کر دے یا ایک کو اجارہ دیدے یا مکان تک کر دے یا مذکورہ کو بے یا بندی ہو اور اس کو ام ولد بنا دے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کو فروخت کیا بطور قطعی یا اپنے واسطے خیار کی شرط کر کے فروخت کیا یا مشتری کے واسطے خیار کی شرط کر کے فروخت کیا یا بطور بیع فاسد فروخت کیا خواہ سپرد نہیں کیا یا سپرد کر دیا یا چکا یا ایک کے سینے کی وصیت کر دی یا ایک پر نکاح کر دیا یا ایک کی آزادی پر قسم کھائی تو یہ سب دوسرے کے حق میں عتق کا اختیار کرنا ہو بطور ولالت یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک حر ہو پھر اس نے ان دونوں میں سے ایک سے وطی کی اور وہ حاملہ ہوئی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک دوسری آزاد ہو جائیگی اور اگر وہ حاملہ ہو گئی تو دوسری بالاتفاق آزاد ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور ان دونوں سے اس کو وطی کرنا امام علیہ الرحمہ کے مذہب کے موافق حلال ہو مگر اس کا فتوے نہ دیا جائیگا یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو پھر اس نے ایک سے اختیار کر لی تو یہ امر بالاتفاق سب کے نزدیک اختیار نہیں ہو یہ ظہیر میں ہو۔ اور بیان بضرورت کی صورت یہ کہ مثلاً قتل اختیار کرنے کے دونوں میں سے ایک مر گیا تو بضرورت دوسرا آزاد ہو جائیگا اور اگر اس کی طرح اگر دونوں میں سے ایک قتل کیا گیا خواہ اس کو مولیٰ نے قتل کیا یا کسی دوسرے نے اس کو قتل کیا یہی حکم ہو فرق اس قدر ہو کہ اگر مولیٰ نے قتل کیا ہو تو پھر بچہ واجب ہوگا اور اگر اجنبی نے قتل کیا تو اس پر غلام مقتول کی قیمت مولیٰ کے واسطے واجب ہوگی اور اگر ایسی صورت میں مولیٰ نے مقتول کا عتق اختیار کیا تو زندہ سے عتق مرفع ہوگا بلکہ وہ ضرور آزاد ہوگا لیکن مقتول کی قیمت اس صورت میں مقتول کے وارثوں کو ملے گی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کا ہاتھ کاٹا گیا تو دوسرا آزاد ہوگا خواہ مولیٰ نے اس کا ہاتھ کاٹا ہو

نقد و تنقید کا مجموعہ

نقد و تنقید کا مجموعہ

یا یہ چیز یا کہا کہ ان دونوں میں سے ایک آزاد ہو تو اہم عظم کے نزدیک اسکا غلام آنا ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ خواہ اسے
 نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر اپنے غلام اور غیر کے غلام دونوں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو تو بالاجماع
 اسکا غلام آزاد نہ ہو جائیگا الا اس صورت میں کہ اسکی نیت میں اپنے غلام کا عتق ہو۔ اور اسی طرح اگر باندی زندہ و باندی
 مردہ میں جمع کر کے یوں کہا کہ تو آزاد ہو یا یہ۔ یا یوں کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو تو اسکی باندی آزاد ہوگی
 اور اگر اپنے غلام و آزاد کے درمیان جمع کر کے یوں کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو تو اسکا غلام آزاد ہو جائیگا
 الا اس صورت میں کہ نیت ہو یہ سراج و باج میں ہو۔ فتاویٰ اہل ہر قند میں لکھا ہو کہ اگر کہا کہ میرے ملکوں میں سے
 ایک باندی اور ایک غلام آزاد ہو اور اسے بیان نہ کیا ہیانتک کہ مر گیا اور اس کے دو غلام اور ایک باندی ہو تو باندی
 آنا ہو جائیگی اور ہر دو غلام میں سے ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنے باقی نصف کے واسطے سعایت
 کرے گا اور اگر اسکے تین غلام اور ایک باندی ہو تو باندی آزاد ہو جائیگی اور غلاموں میں سے ہر ایک میں سے ایک تہائی
 آزاد ہوگی اور ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا۔ اور اگر اسکے تین غلام اور تین باندیاں ہوں تو
 ہر ایک باندی اور ہر ایک غلام میں سے اسکا تہائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنے باقی نصف کے واسطے سعایت کرے گا
 اور اگر اسکے تین غلام اور دو باندیاں ہوں تو ہر باندی میں سے نصف آزاد ہوگی اور باقی نصف کے واسطے ہر ایک
 سعایت کرے گی اور ہر غلام میں سے ایک تہائی آزاد ہو جائیگا اور باقی دو تہائی کے واسطے ہر ایک سعایت کرے گا اور
 اسی قیاس پر اس جنس کے مسائل کو بھی استخراج کرنا چاہیے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم
 میں سے ایک آزاد ہو حالانکہ اسکی نیت میں کوئی مسین نہیں ہو۔ پھر قبل بیان کے مر گیا تو ہر ایک میں سے نصف آزاد ہو جائیگا
 اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کرے گا یہ بدلے میں ہو اور مولیٰ کا وارث بیان کے حق میں قائم مقام ہوئے کا
 ہنوگا یہ محیط شخصی میں ہو۔ ایک مرد کے تین غلام ہیں ان میں سے دو غلام اسکے روبرو گئے پس اسے کہا کہ تم میں سے
 ایک آزاد ہو پھر ان دونوں میں سے ایک باہر نکل آیا اور تیسرا غلام داخل ہوا پس اسے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک
 آزاد ہو تو جب تک مولیٰ زندہ ہو اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا پس اگر بیان کیا اور کہا کہ میں نے کلام اول سے
 وہ غلام مراد لیا تھا جو اندر رہ گیا تھا تو وہی آزاد ہو جائیگا اور دوسرا کلام باطل ہو گیا اور اگر اسے کہا کہ میں نے کلام
 اول سے اسکا عتق مراد لیا تھا جو باہر نکل آیا تھا تو کلام اول سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا جو باہر نکل آیا تھا پھر مولیٰ کو حکم
 دیا جائیگا کہ دوسرے کلام کی مراد بیان کرے۔ اور یہ اسوقت ہو کہ اسے پہلے کلام کی مراد بیان کرنے سے شروع کیا پھر
 اگر دوسرے کلام کی مراد بیان کر لی شروع کی اور کہا کہ میں نے دوسرے کلام سے اس غلام کا عتق مراد لیا تھا جو
 اندر رہ گیا تھا تو کلام اول سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا جو باہر نکل آیا تھا اور ایجاب دل باطل ہنوگا۔ اور اگر اسے کہا
 کہ میں نے دوسرے کلام سے وہ غلام مراد لیا جو اندر داخل ہوا ہو تو خود داخل ہوا وہ آزاد ہو جائیگا اور کلام
 اول کے بیان کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر مولیٰ نے کچھ بیان نہ کیا اور ان میں سے ایک مر گیا تو موت بھی بیان ہو
 پس اگر باہر نکل آنے والا مراد ہو تو جو اندر رہ گیا ہو وہ باجواب اول آزاد ہو جائیگا اور دوسرا ایجاب باطل ہو جائیگا اور اگر
 وہ غلام مر گیا جو اندر رہ گیا ہو تو باہر نکلنے والا باجواب اول آزاد ہو جائیگا اور داخل ہونے والا باجواب دوم آزاد
 ہو جائیگا اور اگر وہ غلام مر گیا جو پیچھے داخل ہوا ہو تو باجواب اول کے حق میں وہ مختار کیا جائیگا پس اگر اسے باہر

نکلنے والے کو مراد لیا تو جو اندر رہ گیا ہو وہ باسباب دوم آزاد ہو جائیگا اور اگر وہ مراد لیا جو اندر رہ گیا تو اسباب دوم باطل ہو جائیگا اور اگر انہیں سے کوئی نہیں مرا بلکہ مولیٰ قبل بیان کے مرگیا تو عشق ان سب میں باعتبار احوال کے شائع ہو جائیگا پس باہر نکلنے والے سے نصف اور جو اندر داخل ہوا ہو اس میں سے نصف اور جو موجود رہا ہو اس میں سے تین چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور اگر مولیٰ سے پہلے اس کے مرض الموت میں صادر ہو اس اگر مولیٰ کی ملک میں مل اس قدر ہو کہ اس کی تہائی سے قدر آزاد شدہ برآمد ہو یعنی ایک رقبہ کامل اور تین چوتھائی حصہ رقبہ برنا سے قول امام اعظم و امام ابو یوسف یا اس کی تہائی سے برآمد ہو لیکن اس کے وارثوں نے اجازت دیدی تو حکم یہی ہو جو ہم نے بیان کیا ہو اور اگر مولیٰ کا کچھ مال سوا سے ان غلاموں کے ہو اور وارثوں نے اجازت بھی نہ دی تو بقدر تہائی کے ان سب میں بطریق مذکورہ بالا تقسیم کر دیا جائیگا اور اس کی توضیح یوں ہو کہ باہر نکلنے والے کا حق بقدر نصف کے اور داخل ہونے والے کا حق بھی اسی قدر اور جو اندر رہ گیا ہو اس کا حق بقدر تین چوتھائی کے ہو پس ایسا عدد چاہیے کہ اس کا نصف درج برآمد ہو اور یہ کم سے کم چار ہو پس حق خارج شونہ و دوم اور حق ثابت شونہ تین سہم اور حق داخل شونہ دو سہم پس جملہ سہم عشق سات تک پہنچے پس مولیٰ کے تہائی مال کے سات حصے کیے جائیں گے اور حسب تہائی مال کے سات حصے ہوں گے تو دو تہائی مال کے جو وہ حصے ہوں گے اور یہی سہم سہایت میں اور پورے مال کے کس حصے ہوں گے اور یہ فرض ہو کہ اس کا مال یہی تین غلام ہیں پس ہر غلام کے سات حصے ہوں گے پس جو غلام باہر نکل آیا تھا اس کے سات حصوں میں سے دو حصہ آزاد ہوں گے اور اپنے پانچ سہم کے واسطے سہایت کر گیا اور نیز داخل شونہ بھی دو سہم کے آزاد ہونے کے بعد اپنے پانچ سہم کے واسطے سہایت کر گیا اور جو غلام اندر ہی رہا تھا اس میں سے تین حصے آزاد ہو کر چار حصوں کے واسطے سہایت کر گیا پس سہم و صلیا کا مجموعہ سات ہوا اور سہم سہایت کا مجموعہ چودہ ہوا پس تہائی و دو تہائی تک ہر جو کہ ٹھیک ہو یہ کافی ہیں ہو۔ ایک شخص کے تین غلام سالم غانم و مبارک ہیں پس اس نے اپنی صحبت میں کہا کہ سالم حری ہو یا سالم و غانم دونوں حری ہیں یا سالم و غانم و مبارک سب آزاد ہیں پس اگر اس نے اپنے بیان میں خالی سالم پر عشق واقع کیا تو سالم تنہا آزاد ہو جائیگا اور اگر اس نے غانم پر عشق واقع کیا تو سالم بھی اس کے ساتھ آزاد ہوگا اور اگر مبارک پر عشق واقع کیا تو یہ سب آزاد ہو جائیں گے۔ اور اسی طرح اگر اس نے کنا ہو کہ اور نصف غانم اور تہائی مبارک آزاد ہو اس واسطے کہ اس کا ایک ہی حالت ہو اور محروم ہونے کے واسطے کہی احوال ہیں۔ اور اگر اس نے مرض میں ایسا کہا پس اگر اس کا کچھ مال سوا سے اس کے ہووے حتیٰ کہ ایک قبہ کامل اور پانچ چھ حصے ایک قبہ کے اس کے تہائی مال سے برآمد ہوں تو حکم ایسا ہی ہو اور اگر اس کا کچھ مال سوا سے اس کے ہووے اور وارثوں نے اجازت دیدی تو بھی ایسا ہی حکم ہو اور اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو یہ غلام اس کے تہائی مال میں بقدر اپنے اپنے حقوق کے شریک کیے جائیں گے اور اس کا طریقہ یہ ہو کہ سہایت کے تہائی مال کے چھ حصے کیے جائیں کیونکہ ہر نصف تہائی کی حاجت ہو پس سالم پورے چھ کا اور غانم اس کے نصف یعنی تین کا اور مبارک اس کے تہائی یعنی دو کا شریک کیا جائیگا جس کا مجموعہ گیارہ ہوئے پس تہائی مال کے گیارہ حصہ کیے جائیں گے اور باقی دو تہائی مال کے اس کے دو چہرہ بانیس حصے ہوں گے پس تمام مال کے (۲۳) حصہ ہوں گے اور کل (۳) غلام ہیں پس ہر غلام کے (۱۱) حصے ہوں گے پس سالم میں سے چھ حصہ آزاد ہوں گے اور (۵) حصے کے واسطے سہایت کر گیا اور غانم میں سے تین حصے آزاد ہوں گے اور آٹھ حصوں کے واسطے سہایت کر گیا اور مبارک میں سے دو حصہ آزاد ہوں گے اور (۹) حصوں کے واسطے سہایت کر گیا پس سہم و صلیا کا مجموعہ (۱۱) ہوا اور سہم سہایت کا مجموعہ (۲۲) ہوا پس تہائی

تتائی
باب دوم
عشق مہم
۲۶۸
ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم

دو دو تہائی ٹھیک برآمد ہوئی۔ اور اگر اُس نے کہا کہ سالم آزاد ہو یا غلام و دونوں آزاد ہیں یا مبارک و سالم آزاد ہیں تو اسکو اختیار ہوگا اور اُس سے کہا جائیگا کہ عتق ان تینوں میں سے جس پر چاہے واقع کرے تو اُسے جس پر عتق واقع کیا اس پر ایجاب میں جو جو شامل ہوگا وہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر وہ قبل بیان کر گیا تو پورا سالم آزاد ہوگا اور باقی دونوں میں سے ہر ایک میں سے ایک تہائی آزاد ہوگا۔ اور اگر اُس نے مرض میں ایسا کہا اور حال یہ ہو کہ اسکا مال بقدر ہو کہ ایک تہا دو تہائی رقبہ اُس کے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو یا نہیں نکلتا ہو مگر وارثوں نے اس عتق کی اجازت دیدی تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو کل مال کی تہائی میں یہ سب غلام بقدر اپنے اپنے حقوق کے مشترک ہونگے پس سالم کا حق پورے رقبہ کا ہو اور غلام و مبارک ہر ایک کا حق تہائی رقبہ کا ہو اور کم سے کم ایسا عدد جسکی تہائی برآمد ہو (۳) ہو پس حق سالم (۳) ہو اور باقی ہر ایک کا حق ایک ایک ہو پس مجموعہ سهام عتق (۵) ہو پس یہ تہائی مال کے حصص ہوئے پس پورے مال کے (۱۵) حصے ہوئے پس ہر رقبہ کے (۵) حصے ہوئے از انجملہ سالم میں سے (۲) آزاد اور دو کے واسطے سعایت کر گیا اور غلام و مبارک ہر ایک میں سے ایک حصہ آزاد اور چار حصوں کے واسطے سعایت کر گیا پس سهام عتق کا مجموعہ (۵) ہوا اور سهام سعایت کا مجموعہ (۱۰) ہوا یہ شرح جامع کبیر حصیر ہی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ سالم آزاد ہو یا غلام و سالم یا مبارک سالم تو یا کے بعد ہر جگہ خبر مقرر ہوگی اور یہ سب ایجابات مختلف ہونگے اور ایجابات مختلفہ میں کلمہ یا موجب تخیر ہوتا ہے پس سالم ہر حال میں آزاد ہو جائیگا اور مبارک و غلام میں سے ہر ایک ایک حال میں آزاد اور دو حال میں غیر آزاد ہونگے پس سالم اور باقی دونوں میں سے ایک تہائی حصے آزاد ہونگے اور بعض نے کہا کہ سالم ثانیاً مبتدا و آخر المعطوف علیہ ہے پس وہ اس سے آزاد ہوگا اور باقی دونوں تبعین و لیکن قبل عطف کے جو از عتق مانع عتق ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ سالم آزاد ہو یا سالم و غلام یا سالم و مبارک تو سب آزاد ہو جائینگے اس واسطے کہ یا نحو ہو گیا بسبب اتحاد اسم و خبر کے لیکن وہ مثل سکوت کے ہو کہ مانع عطف نہیں ہے اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم بیان مذکور ہے وہ صاحبین رحمہم کا قول ہے اور امام عظیم رحمہم کے نزدیک غلام و مبارک آزاد ہونگے لیکن اول اصح ہے۔ اور اگر اُس نے سالم و غلام سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو یا سالم تو سالم میں سے تین جو تہائی آزاد ہوگا اور غلام سے ایک جو تہائی۔ اور اگر کہا کہ سالم آزاد ہو یا غلام یا سالم تو ہر ایک میں سے نصف نصف آزاد ہوگا اس واسطے کہ سوم عین اول ہو پس اسکا ذکر لغو ہوا یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ ایک شخص کے چار غلام ہیں سالم۔ غلام۔ فرقد۔ مبارک۔ ان سب کی قیمت برابر ہو پس اُس نے اپنی صحت میں کہا کہ سالم و غلام آزاد ہیں یا غلام و فرقد آزاد ہیں یا فرقد و مبارک آزاد ہیں تو تینوں ایجابات صحیح ہیں پس مولیٰ کو اختیار دیا جائیگا چنانچہ جس ایجاب کو اُس نے اختیار کیا اس ایجاب میں جتنے شامل ہیں سب آزاد ہونگے اور باقی باطل ہونگے۔ اور اگر مولیٰ قبل بیان کر گیا تو سالم میں سے ایک تہائی حصہ آزاد ہوگا اور دو تہائی کے واسطے سعایت کر گیا اور یہی حال مبارک کا ہو اور رہا غلام پس وہ دو حال میں آزاد ہوگا اس واسطے کہ وہ دو ایجابوں اول و دوم میں داخل ہے پس اس میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہونگے اور ایک تہائی کے واسطے سعایت کر گیا اور یہی حال فرقد کا ہو اس واسطے کہ وہ ایجاب دوم و سوم دونوں میں داخل ہے اور احوال اصابت بنا بر روایت اس کتاب کے احوال متفرقہ قرار دیے جاتے ہیں پس اصابت ایجاب دوم علیحدہ ہے اور اصابت ایجاب سوم علیحدہ ہے اگر یہ قول مرض میں اُس نے کہا اور یہ غلام اُس کے تہائی مال سے برآمد ہوتے ہیں یا برآمد نہیں ہوتے ہیں کہ وارثوں نے

اجازت دیدی تو حکم ایسا ہی ہو اور اگر برآمد ہوئے اور وارثوں نے اجازت بھی نہ دی تو تہائی مال ان سب پر بقدر ان کے استحقاق کے تقسیم ہوگا پس سالم و مبارک میں سے ہر ایک کا حق ایک سہم ہو اور غانم و فرقد میں سے ہر ایک کا حق دو سہم ہو اور اگر ایک شخص نے اپنے تین غلاموں کو جنگی قیمت برابر ہو کہا کہ سالم آزاد ہو یا غانم آزاد ہو یا غانم و مبارک آزاد ہیں تو وہ مختار ہوگا جس ایجاب کو اسے اختیار کیا جو غلام اس ایجاب میں شامل ہو وہ آزاد ہوگا اور اگر وہ بیان سے پہلے مر گیا تو سالم میں سے ایک تہائی اور مبارک میں سے ایک تہائی اور غانم میں سے دو تہائی آزاد ہوگی۔ اور اگر اس میت کا کچھ مال سوائے ان غلاموں کے نہ ہو اور وارثوں نے اجازت نہ دی تو اسکا تہائی مال ان سب غلاموں پر بقدر ان کے حقوق کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر اس نے دو غلاموں کو کہا کہ سالم آزاد ہو یا مبارک آزاد ہو یا دونوں آزاد ہیں اور قبل بیان کے مر گیا تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور اگر سوائے اس کے کچھ مال نہ تو میت کا تہائی مال ان دونوں میں نصف نصف ہوگا یعنی ہر ایک میں سے تہائی حصہ آزاد ہوگا۔ اور اگر اس نے تین غلاموں سے کہا کہ سالم آزاد ہو یا غانم آزاد ہو یا مبارک و غانم و سالم آزاد ہیں تو اسکو اختیار ہوگا جس ایجاب کو اسے اختیار کیا جس غلام کو یہ ایجاب شامل ہو وہ آزاد ہوگا۔ اور وہ قبل بیان کے مر گیا تو مبارک سے ایک تہائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور سالم و غانم ہر ایک میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا۔ اور اگر اسکا کچھ مال سوائے اس کے نہ ہو اور وارثوں نے اجازت نہ دی تو تہائی مال ان سب میں بقدر ان کے حقوق کے تقسیم ہوگا یہ شرح زیادت عتائی میں ہو۔ اور اگر اس کے دو غلام ہوں پس اس نے کہا کہ سالم آزاد ہو یا غانم و غانم آزاد ہیں پھر بدوین بیان کے مر گیا تو پورا سالم و نصف غانم آزاد ہو جائیگا۔ اگر یہ قول اس نے مرحل میں کہا اور ان دونوں کے سوائے اسکا کچھ مال نہیں ہو تو اس کے تہائی مال میں دونوں بقدر اپنے اپنے حقوق کے شریک کیے جائیں گے پس سالم کا حق پورے رقبہ کا ہو اور حق غانم اس کے نصف میں ہو پس حق سالم دو سہام ہوئے اور حق غانم ایک سہم ہو پس کل تین سہام ہونے اور یہی تہائی مال ہو پس کل مال کے تین حصے ہونے کہ ہر رقبہ کے مقابلہ میں ساڑھے چار حصے ہونے پس سالم میں سے دو حصے آزاد ہونے اور ڈھائی حصوں کے واسطے وہ سعایت کریگا اور غانم میں سے ایک سہم آزاد ہوگا اور وہ ساڑھے تین سہام کے واسطے سعایت کریگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہو۔ اور اگر اس نے تین غلاموں سے کہا کہ تو آزاد ہو یا تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو یا تم تین میں سے ایک آزاد ہو اور بیان سے پہلے مر گیا تو اول سے چار نوین حصے آزاد ہونگے اور باقی دونوں میں سے ہر ایک سے ڈھائی نوین حصے آزاد ہونگے۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو اور اسی ایک اور دوسرے سے کہا کہ یا تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو اور پھر سب سے کہا کہ یا تم سب میں سے ایک آزاد ہو تو اول میں سے ساڑھے پانچ نوین حصہ آزاد ہونگے اور ڈھائی نوین حصے دوسرے میں سے آزاد ہونگے اور تیسرے میں سے ایک نوین حصہ آزاد ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو یا تو آزاد ہو ایک دوسرے غلام سے کہا یا تم سب میں سے ایک آزاد ہو تو اول و دوم میں سے ہر ایک میں سے چار نوین حصے اور تیسرے میں سے ایک نوین حصہ آزاد ہوگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تو اسی سالم آزاد ہو یا تو اسی مبارک آزاد ہو تو وہ مختار ہوگا۔ اور اگر اس نے غانم و سالم کو جمع کر کے کہا کہ تم میں سے ایک ہو تو دونوں میں سے ایک درمیان سے مل گیا اور عتیق درمیان مبارک اور درمیان ان دونوں میں سے ایک کے دائرہ ہا کہ ان میں سے جس کے حق میں چاہے بیان کرے اور اگر قبل بیان کے مر گیا تو نصف مبارک میں سے آزاد ہوگا اور باقی

نصف درمیان سالم و غانم کے مشترک ہوگا کہ ہر ایک میں سے چارم آزاد ہوگا کیونکہ دونوں مساوی ہیں۔ اور جامع بین
 نوکر ہو کہ اسکا یہ کہنا کہ تم دونوں میں سے ایک غلام ہو لغو ہو اور اگر اسے یہ کہنا کہ تم میں سے ایک غلام ہو بلکہ یوں کہنا کہ تم دونوں
 میں سے ایک مدبر ہو تو ان دونوں میں سے ایک مدبر ہو جائیگا اور قطعی عتق ان دونوں میں سے ایک اور مبارک کے
 درمیان دائر رہیگا پس اگر قبیل بیان کے مرگیا تو نصف مبارک آزاد ہو جائیگا اور اپنے نصف کے واسطے سعایت کریگا
 اور سالم و غانم ہر ایک میں سے چوتھائی آزاد ہو جائیگا باجواب قطع اور ہر ایک میں سے نصف مدبر ہو جائیگا اور اسکا
 اعتبار میت کے تہائی مال سے ہوگا اور اگر مولا سے میت کا کچھ اور مال ہو کہ تہائی سے برآمد ہوں تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی
 آزاد ہوگا کہ حسین سے ایک چوتھائی بسبب قطعی کے اور نصف بسبب تدبیر کے اور ایک چارم کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا
 اور اگر اسکا کچھ مال نہ ہو تو ایک تہائی مال ان دونوں میں نصف نصف ہوگا اور جو نیک مال میت وقت موت کے دور قبضہ میں پس
 اس میں سے تہائی مال دو تہائی رقبہ ہو اجو ان دونوں میں مشترک ہو پس ہر ایک کے واسطے ایک تہائی رقبہ ہوگا پس حساب
 میں ضرورت ایسے عدد کی ہو کہ اسکی تہائی و چوتھائی نکلتی ہو اور کتر ایسا عدد (۱۲) پس ہٹنے ہر غلام کے بارہ حصے کیے ہیں
 مبارک میں سے نصف یعنی چھ حصہ آزاد ہوئے بسبب ایجاب قطعی عتق کے اور وہ اپنے چھ حصوں یعنی نصف کے
 واسطے سعایت کریگا اور سالم و غانم ہر ایک میں سے ایک چارم بسبب ایجاب قطعی کے آزاد ہو یعنی تین تین سهام اور
 ایک تہائی بسبب مدبر ہونے کے اور وہ چار سهام ہوئے اور ہر ایک اپنے پانچ سهام کے واسطے سعایت کریگا پس سهام دھایا
 آٹھ ہوئے اور سهام سعایت (۱۶) ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر اسے سالم و غانم کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے اختیار
 کیا کہ تم میں سے ایک غلام رہے پھر غانم و مبارک کو جمع کر کے کہا کہ میں نے اختیار کیا کہ تم میں سے ایک غلام رہے پھر مرگیا
 تو اسکا اختیار اول باطل ہو گیا تو آزاد کرنا درمیان سالم و دونوں میں سے ایک کے دائر ہوگا تو سالم کے حصہ میں نصف عتق
 آیا اور باقی نصف باقی دونوں میں نصف نصف ہوگا یہ شرح زیادات عتباتی میں ہے۔ اور اگر اسے چار غلاموں سے کہا کہ تم
 میں سے ایک آزاد ہو پھر اسے سالم و غانم سے کہا کہ تم میں سے ایک غلام ہو پھر غانم و فرقہ سے کہا کہ تم میں سے ایک غلام
 ہو پھر فرقہ و مبارک سے کہا کہ تم میں سے ایک غلام ہو پھر قبیل بیان کے مرگیا تو اخیر کا اختیار کرنا پہلے اختیارات کا ناخ ہو اور
 فرقہ و مبارک دونوں میں سے ایک اس درمیان سے خارج ہو گیا اور عتق درمیان سالم و غانم و باقی دونوں میں سے
 ایک کے دائر ہو پس تہائی سالم اور تہائی غانم اور چھٹا حصہ فرقہ و چھٹا مبارک کا آزاد ہوا اور ہر غلام کے چھ حصہ ہوئے
 اور اگر اپنی صحت میں اپنی جو رو اور اپنے غلام سے کہا کہ تو طالق ہو یا وہ آزاد ہو اور یہ عورت غیر مدخلہ ہو اور وہ بلا بیان کے
 مرگیا تو غلام میں سے نصف آزاد ہو گیا اور اپنے نصف کے واسطے سعایت کریگا اور عورت کو پورا عمر اور میراث ملے گی اور
 یہ امام عظیم کے نزدیک ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اسے سالم و غانم سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو یا سالم
 آزاد ہو تو اس سے کہا جائیگا کہ کسی پر واقع کرنا اختیار کر پس اگر اسے ایجاب اول کو اختیار کیا تو دوبارہ اسکو بیان
 کرنے کا حکم دیا جائیگا پس اگر قبیل بیان کے مرگیا تو سالم میں سے تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور غانم سے ایک
 چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور اگر قبیل بیان کے مرگیا اور اسکا کچھ مال سوائے ان غلاموں کے نہیں ہو تو ان میں سے
 ہر ایک اپنے اپنے حق کے حساب سے اس کے تہائی مال میں شریک کیے جائیں گے اور ان میں سے ایک کا حق تین چوتھائی کا ہو
 اور دوسرے کا ایک چوتھائی کا پس ہر چوتھائی کا ایک سہم مقرر کیا پس ایک کے حق سے دس سهام اور دوسرے کے حق

کا ایک سہم ہو پس جملہ (۴) سہام ہوئے اور یہ بتائی مال ہو پس کل مال کے بارہ سہام ہوئے پس ہر قبضہ کے چھ سہام ہوئے پس سالمین سے (۳) آزاد ہو گئے اور تین سہام کے واسطے سعایت کرے گا اور غلامین سے ایک سہم آزاد ہوگا اور باقی سہام کے واسطے سعایت کرے گا یہ شرح جامع کبیر صیرری میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے صیغہ عتاق کو دو غلاموں میں سے ایک معین کی طرف مضاف کیا پھر بھول گیا تو اس معین کے چھ اختلافت نہیں ہو کہ ان دونوں میں سے ایک قبل بیان کے آزاد ہو۔ اور اسکے متعلق احکام و وطرح کے ہیں ایک طرح کے وہ جو حیات مولیٰ میں متعلق ہیں و دروم وہ کہ اسکی موت کے بعد متعلق ہیں پس ہم اول کا بیان کرتے ہیں کہ اگر ایک مرد نے اپنی دو باندیوں میں سے ایک معین کو آزاد کر دیا پھر اسکو بھول گیا یا دوس باندیوں میں سے ایک معین کو آزاد کر کے اسکو بھول گیا تو مولیٰ کو منع کر دیا جائیگا کہ انہیں سے کسی سے وطی نہ کرے اور نہ انہیں سے کسی سے خدمت لے۔ اور بخیرسی دل و گمان غالب سے ایک کو نکال کر باقی کسی سے وطی کرنا حلال نہیں ہے اور اسکا حلیہ یہ ہے کہ ان کے واسطے عقد نکاح باندہ لے تو انہیں سے جو آزاد ہو وہ بسبب عقد نکاح کے اسپر حلال ہو جائیگی اور جو نکلو کہ ہیں وہ ملوکہ ہونے کی وجہ سے حلال نہ ہوگی۔ اور اگر کسی نے بہم طور پر دو غلاموں سے ایک کو آزاد کیا اور یہ دونوں غلام مولیٰ کو قاضی کے پاس لے گئے اور اس سے بیان کی درخواست کی تو قاضی اسکو حکم دے گا کہ بیان کرے اور اگر اسے بیان سے انکار کیا تو قاضی اسکو بیان کرنے کے واسطے قید کرے گا ایسا ہی شیخ کرخی نے ذکر فرمایا ہے اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں ہی آزاد ہوں حالانکہ اسکے پاس گواہ نہیں ہیں اور مولیٰ نے اس سے انکار کیا اور دونوں نے اسکی قسم طلب کی تو قاضی ان دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے مولیٰ سے قسم لے گا کہ باللہ عزوجل میں نے اسکو آزاد نہیں کیا ہے پھر اگر مولیٰ نے ان دونوں کی قسم سے انکار کیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اگر دونوں کے واسطے قسم کھا گیا تو مولیٰ کو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا۔ اور قاضی نے شرح مختصر الطحاوی میں ذکر کیا ہے کہ جب بعد آزاد کرنے کے جماعت پیدا ہو گئی ہو اور مولیٰ کو یاد نہ آوے تو مولیٰ بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا پھر وضع ہو کہ اسی حالت میں بیان وطرح کا ہوتا ہے نص یا دلالت یا ضرورت پس نص کی یہ صورت ہے کہ مولیٰ ان دونوں میں سے ایک معین سے کہے کہ یہی ہے جسکو میں نے آزاد کیا تھا اور بھول گیا تھا اور دلالت و ضرورت کی صورت یہ ہے کہ فلان بقول اس سے ایسا صادر ہو کہ جو بیان پر دلالت کرے مثلاً دونوں میں سے ایک کے ساتھ کوئی ایسا تصرف کرے کہ بدون ملک کے اسکی صحت نہیں ہو سکتی جیسے بیع و ہبہ و صدقہ و وصیت و عتاق و جارہ و زہن و کتابت و تبریر و استیلا و جبکہ دونوں باندیان ہوں اور اگر دس باندیوں میں سے ایک آزاد ہو پھر مولیٰ نے انہیں سے ایک سے وطی کی تو جس سے وطی کی ہے یہ توفیت کے واسطے متعین ہو جائیگی اور یہ بھی بد دلالت یا ضرورت متعین ہو جائیگا کہ آزاد شدہ ان بقیوں میں ہی پس بیان صریح یا دلالت سے متعین ہو سکتی ہے اور اسی طرح اگر اسے دوسری و تیسری سے وطی شروع کی بیانتاک کہ تو تک توفیت ہو چکی تو جو باقی رہی ہے یعنی دسویں و عتق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اس میں یہ ہے کہ انہیں سے کسی سے وطی نہ کرے اور اگر وطی کی تو حکم وہی ہوگا جو ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ اور اگر قبل بیان کے انہیں سے کوئی ایک مرگئی تو جس سے یہ ہو کہ قبل بیان کے ان بقیوں سے وطی نہ کرے اور اگر قبل بیان کے وطی کی تو جائز ہے اور اگر وہ بچہ ایک مرگئی تو جو باقی رہی ہے وہ عتق کے واسطے متعین ہو جائیگی بان اسکا عتق بیان پر موقوف نہ ہوگا خواہ بیان صریح ہو یا بد دلالت۔ اور اگر مولیٰ نے کہا کہ میری ملاوکت ہے اور ان دونوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا تو دوسری باندی بد دلالت یا بضرورت عتق کے واسطے متعین ہو جائیگی

اور اگر دس غلام ہوں اور سب کو ایک صفقہ میں فروخت کیا تو سب کی بیج ہو جائیگی اور اگر تین تینا فروخت کیا تو نو تک کی بیج جائز ہوتی جائیگی اور دسوان واسطے عتق کے متعین ہوگا۔ دس دیون میں سے ہر ایک کی ایک باندی ہو پس نہیں سے ایک نے ایک باندی اپنی آزاد کردی اور بطور معین وہ معلوم نہیں ہوتی ہو تو انہیں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ اپنی باندی سے وطی کرے اور مالکوں کے مانند انہیں تصرف کرے۔ اور اگر یہ سب باندیاں انہیں سے ایک کی ملک میں آگئیں تو ایسا ہوگا کہ گویا یہ سب اسی کی ملک میں تھیں جنہیں سے اُسے ایک کو آزاد کیا پھر ہکو بھول گیا۔ اور دوم آنکہ اگر مولیٰ قبل بیان کے مرگیا تو دونوں میں سے ہر ایک میں سے اسکا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اپنے نصف کے واسطے سعایت کرے یعنی اپنی نصف قیمت کے واسطے مولائے قیمت کے وارثوں کے لیے ستا کرے یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ میں نے اپنا غلام قدیم لصحت آزاد کیا تو اس میں مثل غنہ نے تکم کیا ہے اور مختاریہ ہے کہ قدیم لصحت وہ ہے جسکی لصحت کو ایک سال گذر گیا ہو یہ تجنیس و مزید میں ہے۔ اور اگر باندی سے کہا کہ تو آزاد ہو یا میرا حمل۔ پھر ولادت کے بعد موملے مرگیا تو بچہ آزاد ہوگا اور باندی مذکورہ میں سے نصف حصہ آزاد ہوگا یہ خزائنہ المفتین میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اول بچہ جو تو جنے گی اگر لڑکا ہو تو آزاد ہو پس وہ باندی ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنی اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اول کون جنی ہو باوجودیکہ باندی اور اسکا مولیٰ دونوں ان دونوں بچوں کی ولادت پر اتفاق کرتے ہیں تو نصف باندی اور نصف لڑکی آزاد ہوگی اور لڑکا غلام رہے گا۔ اور اگر باندی نے دعویٰ کیا کہ اول لڑکا ہی پیدا ہوا ہے اور یہ لڑکی صغیرہ ہے پس مولیٰ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ نہیں بلکہ لڑکی اول ہوئی ہے تو قسم سے مولیٰ کا قول قبول ہوگا اور مولیٰ سے اُسکے علم پر قسم لے جائیگی پس اگر مولیٰ قسم کھا گیا تو انہیں سے کوئی آزاد نہ ہوگا لیکن اگر باندی اس کے بعد گواہ قائم کرے کہ وہ پہلے لڑکا ہی جنی ہے تو حکم آزادی دیا جائیگا۔ اور اگر مولیٰ نے قسم کھانے سے منکر کیا تو باندی اور لڑکی دونوں آزاد ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ اول لڑکا ہی ہو ہے تو باندی و لڑکی آزاد ہوگی اور لڑکا رقیق رہے گا۔ اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ اول لڑکی پیدا ہوئی ہے تو کوئی آزاد نہ ہوگی۔ اور اگر باندی نے دعویٰ کیا کہ اول غلام ہی پیدا ہوا ہے اور لڑکی نے باوجودیکہ وہ کبیرہ ہو گئی ہے کچھ دعویٰ نہ کیا تو مولیٰ سے قسم لے جائیگی پس اگر اُس نے قسم کھالی تو کچھ ثابت نہ ہوگا اور اگر اُس نے نکول کیا تو باندی آزاد ہو جائیگی نہ دختر۔ اور اگر لڑکی نے دعویٰ کیا کہ خالیکہ وہ کبیرہ ہے کہ اول لڑکا پیدا ہوا ہے اور باندی نے دعویٰ نہ کیا ہو تو ایسی صورت میں لڑکی ہی آزاد ہوگی نہ لڑکی مان یہ کافی میں ہے۔ اور اگر باندی سے کہا کہ پہلا بچہ جسکو تو جنے گی اور وہ لڑکا ہوگا تو وہ آزاد ہوگا اور اگر لڑکی ہو تو آزاد ہو پس وہ دو لڑکے اور دو لڑکیاں جنی پس اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ پہلا بچہ لڑکا ہو ہے تو وہ آزاد ہوگا اور باقی سب ملوک رہیں گے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اول وہ لڑکی جنی ہے تو یہ لڑکی رقیقہ رہے گی اور باقی سب کے سب آزاد ہو جائیں گے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ انہیں سے اول کون پیدا ہوا ہے تو باندی میں سے نصف حصہ آزاد ہوگا اور دونوں لڑکوں میں سے ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ایک چوتھائی کے واسطے سعایت کرے گا اور دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی میں چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کرے گی۔ اور اگر باندی و مولیٰ نے اتفاق کیا کہ یہ لڑکا پہلے ہوا ہے تو یہی آزاد ہو جائیگا چہرہ دونوں نے اتفاق کیا ہے اور باقی سب رقیق رہیں گے۔ اور اگر دونوں نے کسی پسر کے حق میں اختلاف کیا تو قسم سے مولیٰ کا قول قبول ہوگا مگر موملے سے اس کے علم پر بھی قسم لے جائیگی کہ وہ اند میں جانتا ہوں کہ باندی اسکو پہلے جنی ہے

اور اگر باندی سے کہا کہ اگر تیرا حل لڑکا ہو تو خرہ ہو اور اگر لڑکی ہو تو وہ خرہ ہو پھر اسکا حل ایک لڑکا اور ایک لڑکی
 نکلی تو کوئی آزاد نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ میں ہو اگر وہ الی آخر تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر
 اسنے یون کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہو تو خرہ ہو اور اگر لڑکی ہو تو وہ خرہ ہو تو صورت مذکورہ میں لڑکی و لڑکا
 آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر باندی سے کہا کہ اگر اول بچہ کہ تو اسکو بنے گی لڑکا ہو تو آزاد ہو اور اگر لڑکی ہو تو وہ آزادہ
 ہو پھر ان دونوں کو جنی پس اگر معلوم ہو جاوے کہ اول وہ لڑکا جنی ہو تو باندی مع لڑکی کے آزاد ہو جاوے گی اور لڑکا
 رقیق ہوگا۔ اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ پہلے وہ لڑکی جنی تو یہ لڑکی آزاد ہو جائیگی اور باندی مع لڑکا دونوں رقیق
 رہینگے۔ اور اگر کچھ معلوم نہ ہو مگر باندی و مولیٰ نے کسی امر پر اتفاق کیا تو اسی کے موافق حکم ہوگا۔ اور اگر دونوں نے
 کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں تو لڑکا رقیق رہیگا اور لڑکی آزادہ ہوگی اور نصف باندی آزادہ ہوگی یہ مبسوط میں ہے اور
 اگر باندی نے غلام پہلے پیدا ہونے کا دعوے کیا تو قسم سے مولیٰ کا قول قبول ہوگا یہ تشرناشی میں ہے۔ اور اگر کسی نے
 اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو جنی ایک لڑکا پھر ایک لڑکی تو تو آزادہ ہو اور اگر تو جنی ایک لڑکی پھر ایک لڑکا تو لڑکا آزاد
 ہو۔ پھر ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی پس اگر پہلے لڑکا جنی تو باندی آزاد ہو جائیگی اور لڑکا و لڑکی دونوں رقیق
 رہینگے۔ اور اگر پہلے لڑکی جنی تو لڑکا آزاد ہو جائیگا اور باندی و لڑکی دونوں رقیق رہینگے۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ انہیں
 کون پہلے پیدا ہوا ہے اور دونوں نے اتفاق کیا کہ ہم اسکو نہیں جانتے ہیں تو لڑکی رقیقہ ہوگی اور لڑکا و باندی
 ہر ایک میں سے نصف حصہ آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف قیمت کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا۔ اور اگر دونوں
 نے اختلاف کیا تو مولیٰ سے اسکے علم پر قسم کے ساتھ مولیٰ کا قول قبول ہوگا۔ اور یہ ہوتی ہے کہ وہ لڑکا و لڑکی
 ایک ایک جنی ہو اور اگر وہ دو لڑکے اور دو لڑکیاں جنی اور باقی مسئلہ بحالہ ہو پس اگر پہلے دو لڑکے جنی پھر دو
 لڑکیاں تو باندی آزاد ہو جائیگی اور اسکی آزادی سے دوسری لڑکی بھی آزاد ہوگی اور دونوں لڑکے اور پہلی
 لڑکی سب رقیق باقی رہینگے۔ اور اگر وہ پہلے ایک لڑکا جنی پھر دو لڑکیاں پھر ایک لڑکا تو باندی اور دوسری لڑکی دونوں
 آزاد ہو جائیگی اور دو لڑکا اپنی مان کے آزاد ہونے سے آزاد ہوگا۔ اور اگر ایک لڑکا پہلے جنی پھر لڑکی جنی پھر ایک لڑکے کا
 جنی پھر ایک لڑکی جنی تو باندی اور دو لڑکا اور دوسری لڑکی سب آزاد ہوں گی اپنی مان کے آزاد ہو جائیگی اور پہلا لڑکا
 اور پہلی لڑکی رقیق رہی جائیگی۔ اور اگر وہ پہلے دو لڑکیاں جنی پھر دو لڑکے جنی تو پہلا لڑکا فقط آزاد ہوگا اور باقی سب رقیق
 رہینگے اور اس طرح اگر وہ پہلے ایک لڑکی جنی پھر دو لڑکے پھر ایک لڑکی تو بھی فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا اور سب رقیق اگر
 وہ پہلے ایک لڑکی جنی پھر ایک لڑکا پھر ایک لڑکی پھر ایک لڑکا تو فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا۔ اور اگر تقدیم و تاخیر کچھ معلوم
 نہ ہو پس اگر سب نے اتفاق کیا کہ یہ معلوم نہیں کہ اول کون پیدا ہوا ہے تو ہر واحد اولاد میں سے جو ستھان حصہ آزاد ہوگا اور
 باندی یعنی انکی مان سے نصف حصہ آزاد ہوگا اور باقی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگی۔ اور اگر سب نے اختلاف
 کیا تو مولیٰ سے اسکے علم پر قسم لیکر اسی کا قول قبول کیا جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر باندی سے کہا کہ اول بچہ کہ تو بنے گی وہ
 آزاد ہو پس وہ پہلے ایک مردہ بچہ جنی پھر ایک زندہ جنی تو زندہ آزاد ہوگا۔ اور اگر باوجود اسکے یون کہا کہ تو آزادہ ہو تو وہ
 مردہ بچہ کے ساتھ آزاد ہوگی یہ خزائنہ المقتنین میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی دو باندیوں سے کہا کہ جو تم دونوں
 میں سے ایک کے پیٹ میں ہو آزاد ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس پر چاہے عتق واقع کرے پس اگر کسی

مرد نے ان دونوں میں سے ایک کے پیٹ میں ایسا مارا کہ وہ مردہ بچہ وقت تک عتق سے چھوٹنے سے کم میں ڈال گئی
تو وہ رقیق ہوگا اور دوسرا واسطے عتق کے مستحق ہوگا۔ اور اگر ہر ایک باندی کے پیٹ میں ایک ایک مردہ ایسا مارا
کہ وقت تک عتق سے چھوٹنے سے کم میں ہر ایک مردہ بچہ ڈال گئی تو ہر ایک کے بچہ کے واسطے اس جنابت کنندہ پر
وہ واجب ہوگا جو باندی کے جنین کے واسطے واجب ہوتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسے تین یا زیادہ بچے ہو
کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہو وہ حرمی اور جو کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہو تو جو کچھ پہلی
باندی کے پیٹ میں ہو وہ آزاد ہوگا اور دونوں باقیوں کے حق میں مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ حرمی ایک پر چاہے عتق واقع کرے یہ
ظہیر میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میری باندی کے پیٹ میں جو ہو وہ لڑکا ہو تو اس طفل کو آزاد کرو اور اگر لڑکی ہو تو اسکو
آزاد کر دو پھر وہ مرگیا پھر وہ باندی ایک لڑکا و ایک لڑکی دونوں جنی تو وحی پر واجب ہو کہ ان دونوں کو آزاد کرے مگر
اسکے تھائی مال سے آزاد کرے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اگر اول بچہ جو تو جسے گی وہ لڑکا ہو تو آزاد ہو اور اگر لڑکی ہو
لڑکا ہو تو وہ دونوں آزاد ہیں پھر وہ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں جنی اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہو کہ انہیں سے اول کون ہو یا باندی اور
اسکے پس ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہوگا۔ اور دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک سے چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور باقی تین چوتھائی
قیمت کے واسطے ہر ایک سعایت کر لگی اور شیخ ابو عصمہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک
کا تین چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی ایک چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کر لگی۔ قال المترجم بعض نسخوں میں
یہ عبارت بھی زائد ہو جو وہی کہ ہمارے اصحاب میں سے بعض نے جواب کتاب کی تصحیح میں تکلف کیا اور کہا کہ دونوں
لڑکیوں میں سے ایک مقصد و عتق ہو ایک حالت میں پس باوجود اس امر کے جانب تبعیت ان دونوں میں اعتبار نہ کی
جائے گی اور جب کہ تبعیت کا اعتبار ساقط ہو تو دونوں میں ایک لڑکی فی حال دون حال آزاد ہوگی پس اس میں سے نصف
حصہ آزاد ہوگا لہذا یہی نصف حصہ ان دونوں میں مشترک رہا پس ہر ایک میں سے چوتھائی حصہ آزاد ہوا۔ مگر اس صورت
میں یہ مسئلہ مسائل متقدمہ سے تخریج میں مخالف ہوگا پس اصح وہی ہے جو شیخ ابو عصمہ نے فرمایا ہے یہ مبسوط میں ہو۔
اور اگر دو مردوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اس نے اپنے دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا ہو تو امام عظیم رحم
کے نزدیک الیسی گواہی باطل ہو اور اگر دونوں نے اس پر گواہی دی کہ اس نے اپنی دو باندیوں میں سے ایک آزاد کی ہو
تو امام عظیم رحم کے نزدیک مقبول نہیں ہو اگرچہ اس میں دعویٰ شرط نہیں ہو۔ اور یہ سب اہم وقت ہے کہ دونوں گواہوں نے
گواہی دی ہو کہ اس نے اپنی صحت میں اپنے دو غلاموں میں سے ایک غلام کو آزاد کیا ہو۔ اور اگر دونوں نے
گواہی دی کہ اس نے اپنے مرض موت میں دو غلاموں میں سے ایک آزاد کیا ہو یا اپنی صحت یا مرض میں دو میں سے
ایک کو مدبر کیا ہو اور یہ گواہی اس شخص کی حالت مرض میں یا بعد وفات کے ادا کی ہو تو استحضار مقبول ہوگی اور اگر
دونوں نے اسکے مرنے کے بعد گواہی دی کہ اس نے اپنی صحت میں کہا تھا کہ دونوں میں سے ایک آزاد ہو تو بعض نے
کہا کہ گواہی مقبول نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ مقبول ہوگی کہ اس نے الدایہ اور اصح یہ ہے کہ گواہی مقبول ہوگی یہ کافی میں ہو۔
اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ اس نے ان دونوں میں سے ایک میں کو آزاد کیا تھا مگر ہم اسکو بھول گئے ہیں
تو دونوں کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے
اپنے غلام کو آزاد کیا ہو تو گواہی مقبول نہ ہوگی یہ متراشی میں ہو۔ اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنے

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

غلام سالم کو آزاد کیا ہو اور سالم کو وہ بچا سنتے ہیں اور اس مشہور علیہ کا ایک ہی غلام سالم نام ہو تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اگر اسکے دو غلام سالم نام کے ہوں اور مولیٰ اس عتق سے منکر ہو تو امام عظمیٰ کے نزدیک ان دونوں میں سے کوئی آزاد ہوگا یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر دو گواہوں نے ایک غلام کے عتق کی گواہی دی اور انکی گواہی پر اسکے آزاد ہونے کا حکم ہو گیا پھر دونوں نے اپنی اس گواہی سے رجوع کیا پس دونوں نے اسکی قیمت اسکے مولیٰ کو تاوان دی پھر ان دونوں کی گواہی کے بعد اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسکے مولیٰ نے اسکو آزاد کیا تھا تو بالاتفاق ہر دو گواہان سابق سے تاوان ساقط ہوگا اور اگر کچھلے دونوں گواہوں نے صریح کہا کہ پہلے دونوں گواہوں کی گواہی سے پہلے غلام کے مولیٰ نے اسکو آزاد کیا تھا تو بھی امام عظمیٰ کے نزدیک مقبول نہوگی اور جو کچھ پہلے گواہوں نے تاوان دیا ہو اسکو واپس نہ لے سکنگے یہ کافی ہیں ہو۔ اور جامع میں ہے کہ اگر ایک مرد نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ جب کل کا روز آ جاوے تو تم میں سے ایک آزاد ہو پھر دونوں میں سے ایک آج ہی کے روز مر گیا یا مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا یا فروخت کر دیا یا کسی کو بیہ قبضہ کر دیا یا پھر کل کا روز ہوا تو دو سہرا غلام آزاد ہوگا۔ اور اگر مولیٰ نے کل کا روز آنے سے پہلے کہا کہ میں نے اختیار کیا کہ جب کل کا روز آوے تو خاص اس غلام پر عتق واقع ہو تو یہ باطل ہے اور نیز جامع میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تم میں سے ایک آزاد ہو پھر نہیں سے ایک کو فروخت کر دیا یا پھر کل کا روز آنے سے پہلے اسکو خرید لیا یا پھر کل کا روز ہوا تو ان میں سے ایک آزاد ہو گیا مگر بیان کا اختیار مولیٰ کو ہو گا اور اگر اس نے ایک کو فروخت کر کے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے خرید لیا پھر دوسرے کو فروخت کر دیا مگر اسکو خرید انہیں سنا یا نہ سنا تک کہ کل کا روز آ گیا تو جو غلام کل کا روز ہونے پر اسکی ملک میں ہو وہ آزاد ہو جائیگا اور بیع کرنے سے اسکی قسم باطل نہوگی۔ اور اگر ایک میں سے نصف فروخت کر دیا یا پھر کل کا روز ہوا تو جو غلام پورا اسکی ملک میں ہو وہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اس نے دونوں میں نصف نصف فروخت کر دیا یا پھر کل کا روز ہوا تو دونوں میں سے ایک آزاد ہو گیا مگر بیان کا اختیار مولیٰ کو ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے چار غلام ہیں دو گورے ہیں اور دو کالے ہیں پس مولیٰ نے کہا کہ یہ دونوں گورے آزاد ہیں یا یہ دونوں کالے یا عتق کی اصناف وقت کی جانب کرنے کے کہا کہ یہ دونوں گورے آزاد ہیں یا یہ دونوں کالے جب کل کا روز آوے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے دونوں گورے غلاموں میں سے ایک مر گیا یا مولیٰ نے اسکو فروخت کر دیا یا پھر کل کا روز ہوا تو دونوں کالے غلام آزاد ہو جائیں گے اور مولیٰ نے کوئی اختیار حاصل نہوگا۔ اور اگر گوروں میں سے ایک اور کالوں میں سے ایک مر گیا تو کل کا روز آنے پر مولیٰ کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر دونوں گورے مر گئے تو دونوں کالے آزاد ہو جائیں گے یہ شرح جامع کی تفسیر میں ہے اور اگر یوں کہا کہ ہذا آخر ہذا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیں گے اور اگر کہا کہ ہذا ہذا آخر تو دوسرے غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ ہذا آخر ہذا ان داخل الدار تو پہلانی الحال آزاد ہو جائیگا اور دوسرے وقت شرط پائی جانے کے آزاد ہوگا یہ ظہر میں ہے اور اگر کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو جب کہ کل کا روز ہو تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو پھر کل کا روز ہوا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا یا مولیٰ نے اسکو فروخت کر دیا تو باقی آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک میں سے کوئی حصہ فروخت کر دیا تو بھی یہ حکم ہے یہ خزائنہ المفتین میں ہے۔ ایک نے دو غلام اور ایک آزادانہ دونوں کے مجموعہ کو کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں تو دو کے لفظ میں سے ایک بجانب

غلام سالم کو آزاد کیا ہو اور سالم کو وہ بچا سنتے ہیں اور اس مشہور علیہ کا ایک ہی غلام سالم نام ہو تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اگر اسکے دو غلام سالم نام کے ہوں اور مولیٰ اس عتق سے منکر ہو تو امام عظمیٰ کے نزدیک ان دونوں میں سے کوئی آزاد ہوگا یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر دو گواہوں نے ایک غلام کے عتق کی گواہی دی اور انکی گواہی پر اسکے آزاد ہونے کا حکم ہو گیا پھر دونوں نے اپنی اس گواہی سے رجوع کیا پس دونوں نے اسکی قیمت اسکے مولیٰ کو تاوان دی پھر ان دونوں کی گواہی کے بعد اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسکے مولیٰ نے اسکو آزاد کیا تھا تو بالاتفاق ہر دو گواہان سابق سے تاوان ساقط ہوگا اور اگر کچھلے دونوں گواہوں نے صریح کہا کہ پہلے دونوں گواہوں کی گواہی سے پہلے غلام کے مولیٰ نے اسکو آزاد کیا تھا تو بھی امام عظمیٰ کے نزدیک مقبول نہوگی اور جو کچھ پہلے گواہوں نے تاوان دیا ہو اسکو واپس نہ لے سکنگے یہ کافی ہیں ہو۔ اور جامع میں ہے کہ اگر ایک مرد نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ جب کل کا روز آ جاوے تو تم میں سے ایک آزاد ہو پھر دونوں میں سے ایک آج ہی کے روز مر گیا یا مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا یا فروخت کر دیا یا کسی کو بیہ قبضہ کر دیا یا پھر کل کا روز ہوا تو دو سہرا غلام آزاد ہوگا۔ اور اگر مولیٰ نے کل کا روز آنے سے پہلے کہا کہ میں نے اختیار کیا کہ جب کل کا روز آوے تو خاص اس غلام پر عتق واقع ہو تو یہ باطل ہے اور نیز جامع میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تم میں سے ایک آزاد ہو پھر نہیں سے ایک کو فروخت کر دیا یا پھر کل کا روز آنے سے پہلے اسکو خرید لیا یا پھر کل کا روز ہوا تو ان میں سے ایک آزاد ہو گیا مگر بیان کا اختیار مولیٰ کو ہو گا اور اگر اس نے ایک کو فروخت کر کے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے خرید لیا پھر دوسرے کو فروخت کر دیا مگر اسکو خرید انہیں سنا یا نہ سنا تک کہ کل کا روز آ گیا تو جو غلام کل کا روز ہونے پر اسکی ملک میں ہو وہ آزاد ہو جائیگا اور بیع کرنے سے اسکی قسم باطل نہوگی۔ اور اگر ایک میں سے نصف فروخت کر دیا یا پھر کل کا روز ہوا تو جو غلام پورا اسکی ملک میں ہو وہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اس نے دونوں میں نصف نصف فروخت کر دیا یا پھر کل کا روز ہوا تو دونوں میں سے ایک آزاد ہو گیا مگر بیان کا اختیار مولیٰ کو ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے چار غلام ہیں دو گورے ہیں اور دو کالے ہیں پس مولیٰ نے کہا کہ یہ دونوں گورے آزاد ہیں یا یہ دونوں کالے یا عتق کی اصناف وقت کی جانب کرنے کے کہا کہ یہ دونوں گورے آزاد ہیں یا یہ دونوں کالے جب کل کا روز آوے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے دونوں گورے غلاموں میں سے ایک مر گیا یا مولیٰ نے اسکو فروخت کر دیا یا پھر کل کا روز ہوا تو دونوں کالے غلام آزاد ہو جائیں گے اور مولیٰ نے کوئی اختیار حاصل نہوگا۔ اور اگر گوروں میں سے ایک اور کالوں میں سے ایک مر گیا تو کل کا روز آنے پر مولیٰ کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر دونوں گورے مر گئے تو دونوں کالے آزاد ہو جائیں گے یہ شرح جامع کی تفسیر میں ہے اور اگر یوں کہا کہ ہذا آخر ہذا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیں گے اور اگر کہا کہ ہذا ہذا آخر تو دوسرے غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ ہذا آخر ہذا ان داخل الدار تو پہلانی الحال آزاد ہو جائیگا اور دوسرے وقت شرط پائی جانے کے آزاد ہوگا یہ ظہر میں ہے اور اگر کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو جب کہ کل کا روز ہو تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو پھر کل کا روز ہوا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا یا مولیٰ نے اسکو فروخت کر دیا تو باقی آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک میں سے کوئی حصہ فروخت کر دیا تو بھی یہ حکم ہے یہ خزائنہ المفتین میں ہے۔ ایک نے دو غلام اور ایک آزادانہ دونوں کے مجموعہ کو کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں تو دو کے لفظ میں سے ایک بجانب

آزاد را سخ کیا جائیگا اور ایک بجانب غلام پس دونوں غلاموں میں سے فقط ایک آزاد ہوگا گویا اس نے یوں کہا کہ
دونوں غلاموں میں سے ایک آزاد ہو پس اسکو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے کہ ان دونوں میں سے کون مراد ہے پس
اگر موعے قبل بیان کے مرگیا تو دونوں میں سے ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا بشرطیہ میں ہو
چوتھا باب - عتق کے ساتھ قسم کھانے کے بیان میں - ایک شخص نے کہا کہ جب میں اس دارین داخل ہوں تو ہر
ملوک میرا جس روز ایسا ہوا وہ آزاد ہو حالانکہ اس روز اسکا کوئی ملوک نہیں ہو پس اس نے ایک ملوک خرید لیا پھر
وہ داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا - اور اگر قسم کھانے کے روز اسکی ملک میں کوئی غلام ہوا اور وہ برابر اسکی ملک میں باقی رہا
بیان تک کہ وہ دارین کو رسد داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا خواہ رات میں داخل ہوا ہو یا دن میں - اور اگر اس نے
جس روز ایسا ہوا کا لفظ نہ کہا ہو تو جس غلام کا وہ بعد قسم کے مالک ہوا ہو آزاد نہ ہوگا یہ کافی میں ہو - اور اگر اپنے غلام
سے کہا کہ اگر میں اس دارین داخل ہوا تو آزاد ہو پھر اس غلام کو دارین داخل ہونے سے پہلے فروخت کر دیا تو
قسم بیکار ہو جائیگی - اور اگر وہ دارین داخل ہوا بیان تک کہ اسکو دوبارہ خرید لیا پھر دارین داخل ہوا تو وہ آزاد
ہو جائیگا اسوا سٹے کہ زوال ملک کی وجہ سے قسم منحل نہیں ہوتی ہر بدائع میں ہو - اور خالد بن صبیح نے امام ابو یوسف
سے روایت کی ہے کہ اگر ایک مرنے والا کہ ہر بار جبکہ میں اس دارین داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہو حالانکہ اسکے
چند غلام ہیں پس وہ شخص اس دارین چار مرتبہ داخل ہوا تو اسپر ہر بار کے داخل ہونے کے لیے ایک غلام آزاد کرنا واجب
ہوا کہ یہ عتق جس غلام پر چاہے واقع کرے ایک بعد دوسرے کے چار آزاد کرے یہ محیط میں ہو - اور اگر اپنی باندی سے
کہا کہ اگر تو اس دارین داخل ہوئی تو آزاد ہو پھر اسکو آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دارا حرب بن چلی گئی پھر وہ ان سے قید
کر کے لائی گئی اور یہی شخص اسکا مالک ہوا پھر یہ باندی اس دارین داخل ہوئی تو ہمارے نزدیک وہ آزاد ہوگی یہ میناب
میں ہو - اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دارین آج کے روز داخل ہوا تو آزاد ہو پھر دن گذر جانے کے بعد اس غلام
نے دعویٰ کیا کہ میں اس دارین داخل ہوا تھا پس موعے نے انکار کیا تو قول مولیٰ کا قبول ہوگا اور اگر غلام سے کہا
کہ اس دارین داخل ہو تو آزاد ہو تو یہ بمنزلہ اس کلام کے ہو کہ جب تو اس دارین داخل ہو تو آزاد ہو پھر جب
میں ہو - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو ان دونوں گھروں میں داخل ہو تو آزاد ہو پھر ان گھروں میں داخل
ہونے سے پہلے اسکو فروخت کر دیا پھر وہ ان گھروں میں سے ایک میں داخل ہوا پھر اسکو خرید کیا پھر وہ
دوسرے گھر میں بھی داخل ہوا تو ہمارے نزدیک آزاد ہو جائیگا - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دارین
داخل ہوا تو آزاد ہو اگر تو نے فلان سے کلام کیا - تو دارین داخل ہونے کے وقت بھی اعتبار قیام ملک کا
ہوگا یہ بدائع میں ہو - امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ اگر موعے نے کہا کہ اول غلام جو میرے پاس آوے وہ آزاد ہو پس
اول اسکے پاس ایک غلام مردہ داخل کیا گیا پھر زندہ تو زندہ آزاد ہوگا اور اس میں کوئی اختلاف ذکر نہیں فرمایا پس
یعنی مشائخ نے کہا کہ یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ سب کا قول ہو اور یہی صحیح ہے بشرط
جامع کبیر حصہ ہی میں ہو - اور اگر دو غلام ایک ساتھ اسکے پاس داخل کیے گئے تو ان میں سے کوئی آزاد نہ ہوگا پھر اگر
اسکے بعد کوئی غلام تنہا اسکے پاس داخل کیا گیا تو وہ آزاد نہ ہوگا یہ بسوط میں ہو - اور اگر اپنے غلام سالم سے کہا کہ
تو آزاد ہو اگر تو اس دارین داخل ہو ان میں بلکہ غائم یعنی اپنے دوسرے غلام کا نام لیا تو دوسرا ہونے سے قبل ہمارے

آزاد نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت میری کہ جو اس دار میں داخل ہو تو وہ طالقہ ہی اور میرے
 غلاموں میں سے ایک غلام آزاد ہو چھرا سکی دو عورتیں داخل ہوئیں تو دونوں طالقہ ہو جائیگی اور غلام ایک ہی آزاد
 ہوگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ جس غلام کو چاہے معین کرے۔ اور اگر اس نے کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوئی میری کوئی عورت
 اس دار میں تو وہ طالقہ ہو اور ایک غلام میرے غلاموں میں سے آزاد ہو پس دو عورتیں داخل ہوئیں یا ایک ہی عورت
 دو مرتبہ داخل ہوئی تو دونوں عورتیں طالقہ ہو جائیگی اور دو غلام آزاد ہوں گے۔ ایک شخص کی باندیان ہیں اور اس کے
 اولاد ہو اور اس کے غلام بھی ہیں پس اس نے کہا کہ ہر باندی میری جو اس دار میں داخل ہو تو وہ آزاد ہو اور اسکا
 بیٹا اور ایک غلام میرے غلاموں میں سے آزاد ہو پس سب باندیان داخل ہوئیں تو سب آزاد ہو جائیگی اور
 اسکی اولاد بھی آزاد ہوگی اور ایک غلام آزاد ہوگا مگر واضح رہے کہ ہر باندی کا فقط ایک بیٹا آزاد ہوگا۔ اور اگر
 یہ غلام ان باندیوں کے شوہر ہوں پس اس نے کہا کہ ہر باندی میری جو اس دار میں داخل ہو تو وہ آزاد ہو اور اسکا
 شوہر اور اسکا بچہ پھر سب باندیان داخل ہوئیں تو سب آزاد ہو جائیگی اور اس کے شوہر اور اسکی اولاد بھی آزاد ہوگی
 اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میری کوئی باندی اس دار میں داخل ہوئی تو یہ اور اسکا شوہر اور اسکا بچہ اور ایک غلام میرے
 غلاموں میں سے آزاد ہو چھرا سب باندیان داخل ہوئیں تو سب آزاد ہوگی اور اس کے شوہر و اولاد بھی آزاد ہوگی
 اور ہر باندی کے مقابلہ میں ایک ایک غلام آزاد ہوگا۔ اور شرح کرخی میں لکھا ہے کہ اگر مولیٰ نے کہا کہ ہر بار کہ داخل
 ہوا میں اس دار میں اور میں نے فلان سے کلام کیا یا فلان کے ساتھ کلام کیا تو میرے غلاموں میں سے ایک غلام
 آزاد ہو چھرا کئی بار دار میں داخل ہوا اور فلان سے اس نے ایک ہی بار کلام کیا تو فقط ایک ہی غلام آزاد ہوگا یہ شرح
 جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اگر تو اس دار میں داخل ہوا یا اس دار میں تو جس دار
 میں داخل ہوگا آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ اس دار میں داخل ہوا اور اس دار میں تو جب تک دونوں میں داخل ہوا
 آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تو آج کے روز آزاد ہو اگر تو اس دار میں داخل ہوا تو جب تک آج اس دار میں داخل نہ ہوگا
 یہ حدیسی قدسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر ملوک کہ اسکو میں نے خرید کیا جب میں اس دار میں داخل ہو گیا تو وہ آزاد ہو تو یہ
 قسم انھیں غلاموں کے حق میں ہوگی جنکو بعد وار مذکور میں داخل ہونے کے خرید کرے یہ ایضاً میں ہے۔ ایک غلام نے
 کہا کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہو یا اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو میری جو روح طالقہ ہو پس
 اگر وہ پہلے دار میں داخل ہوا تو اسکا غلام آزاد ہوگا اور فلان سے کلام کرنے کا انتظار نہ کیا جائیگا۔ اور اگر پہلے فلان
 سے کلام کیا تو جو روح طالقہ ہو جائیگی اور دار میں داخل ہونے کا انتظار نہ کیا جائیگا پس جب ان دونوں شرطوں
 میں سے کوئی پائی گئی اور اسکا حکم سترتب ہو گیا تو دوسری باطل ہوگی اور اگر دونوں شرطیں ایک ساتھ پائی گئیں تو
 دونوں ہزاؤں میں سے ایک نازل ہوگی مگر تعیین کا اختیار اسکو حاصل ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ ایک مرد
 کی دو باندیان ہیں پس اس نے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی اس دار میں داخل ہوئی تو وہ آزاد ہو پھر اس نے ایک کو فروخت
 کر دیا پھر وہ دار میں داخل ہوئی پھر جو اس کے پاس باقی ہو وہ داخل ہوئی تو یہ آزاد ہوگی اور اگر بیسیجہ کے داخل ہونے
 سے پہلے جو اس کے پاس ہو وہ داخل ہوئی تو وہ آزاد ہو جائیگی یہ ظہیر یہ میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں دار میں داخل
 ہوا تو میری جو روح طالقہ ہو اور میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو یہ دو قسمیں قرار دی جائیگی پس جس

قسم کی شرط پائی جاوے گی اسکی جزا نازل ہوگی۔ اور اگر اُس نے اُسکے آخرین انشاء اللہ تعالیٰ کھدیا تو یہ مستثنیٰ ان دونوں قسموں کی طرف راجع ہوگا اور اسی طرح اگر فلان کی نیت پر متعلق کیا تو بھی فلان کی نیت ان دونوں قسموں کی طرف راجع ہوگی پس اگر فلان نے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو دونوں قسمیں باطل ہو جائیں گی اور اسی طرح اگر ان دونوں میں سے ایک کو اُس نے نہ چاہا تو بھی دونوں باطل ہو جائیں گی۔ اور اگر فلان نے مجلس میں چاہا تو دونوں قسمیں صحیح ہو جائیں گی پھر اُسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر اُس نے فلان سے کلام کیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر وارث کو میرا میں داخل ہوا تو جو روطا لقمہ ہو جائیگی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوا تو میری جو روطا لقمہ ہو جائیگی اور میرا غلام آزاد ہو تو ہوں دخول دار سے کچھ جزا واقع ہوگی اور اگر دار میں داخل ہوا تو دونوں جزا میں واقع ہوگی۔ اور اسی طرح اگر اُس نے جزا کو مقدم کیا باہین طور کہ میری جو روطا لقمہ ہو جائیگی اور میرا غلام آزاد ہو اگر میں دار میں داخل ہوا یا شرط کو وسط میں بیان کیا باہین طور کہ میری جو روطا لقمہ ہو جائیگی اگر میں دار میں داخل ہوا اور میرا غلام آزاد ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں دار میں داخل ہوا تو میری جو روطا لقمہ ہو جائیگی اور میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے فلان سے کلام کیا اور اس شخص کی کچھ نیت نہیں ہو تو پیدل حج کرنا واجب ہو اور میرا غلام آزاد ہو جائیگی اور غلام کا عتق معاقب کلام فلان ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میری جو روطا لقمہ ہو جائیگی اگر میں دار میں داخل ہوا اور میرا غلام آزاد ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور استثنیٰ مذکور پوری قسم سے متعلق ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اگر فلان نے چاہا تو بھی یہی حکم ہو ایک مرد نے کہا کہ ان دخلت الدار ان کلمت فلانا او اذ کلمت او کلمت او اذ قدم فلان فعبیدی حرا اور اس شخص کی کچھ نیت نہیں ہو تو قسم پون ہوگی کہ بعد فلان سے کلام کرے یا بعد فلان کے آجائے کے دار مذکور میں داخل ہو چنانچہ اگر پہلے داخل ہو کر پھر فلان سے کلام کیا تو غلام آزاد ہوگا اور اگر کلام کر کے پھر داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا اور اگر جزا کو دونوں شرطوں پر مقدم کیا یعنی کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں دار میں داخل ہوا اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو شرط ہو کہ بعد کلام کے دار مذکور میں داخل ہونا یا یا جاوے یہ شرط جامع کبیر حصیری میں ہو۔ اور اگر اُس نے اپنے اس قول سے کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوا اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو آزاد ہو یہ نیت کی کہ دخول دار مقدم ہو اور وہی شرط انعقاد ہو اور کلام فلان مؤخر ہو تو اسکی نیت صحیح ہوگی۔ اور اسی طرح تقدیم جزا کی صورت میں اگر اُس نے ایسی نیت کی یعنی کلام متاخر ہو تو اسکی نیت صحیح ہوگی لیکن اگر اس نیت میں اُسکے حق میں کوئی لفع ہو باہین طور کہ مثلاً اس نیت سے اُسکے حق میں تخفیف ہو تو بسبب تمت کے تضاد اسکی نیت رد کر دی جائیگی۔ اور اگر اُس نے دو گھروں کے واسطے کہا کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوا اگر میں اس دار میں داخل ہوا تو آزاد ہو تو حائث ہونے کی شرط دوسرے دار میں پہلے داخل ہونا ہوگی پس اگر وہ پہلے دار میں داخل ہوا تو حائث نہ ہوگا اور اگر دوسرے میں داخل ہونے کے بعد داخل ہوا تو حائث ہوگا۔ اور اگر اس نے ایک ہی دار کے حق میں کہا کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوا اگر میں اس دار میں داخل ہوا تو آزاد ہو پھر میں ایک بار داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا خواہ جزا مقدم ہو یا مؤخر ہو یہ شرح تخیص جامع کبیر میں ہو۔ اور اگر اُس نے جزا کو وسط میں بیان کیا باہین طور کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے فلان سے کلام کیا۔ یا کہا کہ اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہو اگر فلان شخص آیا تو قسم کا انعقاد اس امر پر

ہوگا کہ فعل اول واقع ہو پھر فعل ثانی پایا جاوے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرا ہر مملوک
نکر آزاد ہو اور اسکی ایک باندی حاملہ ہو پھر اسکے نرینہ بچہ پیدا ہوا تو آزاد نہ ہوگا اگرچہ وقت قسم سے چھ مہینہ سے
کم میں جنی ہو یہ شرح جامع صغیر قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ ہر میرا مملوک کہ جسکا میں مالک ہوں آئندہ زمانہ
میں وہ آزاد ہو الا ان مملوکوں کا اوسط۔ پھر اُس نے کوئی غلام خرید تو اسی وقت آزاد ہو جائیگا پھر اگر اُس نے دوسرا خرید تو آزاد نہ
ہوگا پھر اُس نے خرید یہاں تک کہ مر گیا تو وہ آزاد ہو جائیگا پھر اگر تیسرا خرید تو ان دونوں میں سے کوئی آزاد ہوگا
یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ پھر اگر وہ چوتھے غلام کا مالک ہوگا تو دوسرا غلام آزاد ہوگا اسی طرح جب آٹھویں
غلام کا مالک ہوگا تو چوتھا آزاد ہو جائیگا اور علیٰ ہذا القیاس کذا فی شرح تلخیص البیاض و حاصل آنکہ جب وہ
عدد غلام جفت خریدیگا تو جو غلام نصف اول میں واقع ہوگا وہ فی الحال آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ اسکا اوسط ہونا منظور
نہیں ہے اور جو غلام نصف ثانی میں واقع ہوگا اسکا حکم موقوف رہیگا حتیٰ کہ اگر اُس نے چھ غلام خریدے ایک بعد دوسرے
کے تو اول کے تین غلام آزاد ہو جائیں گے اور باقیوں کا حکم موقوف رہیگا پھر اگر اُس نے چوتھا خرید تو چوتھا آزاد ہوگا اسواسطے
کہ جو اس سے متاخر ہو وہ مثل مقدم کے ہو پس ستنی ہوگا۔ اور اگر وہ مر گیا حالانکہ چھ غلام کا مالک ہوا تھا تو سب
آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر طاق عدد کا مالک ہوا ہو تو سوائے درمیانی کے سب آزاد ہو جائیں گے۔ اور یہ ذکر نہیں
فرمایا کہ وقت خرید سے آزاد ہونے یا وقت موت کے کچھ پہلے سے اور فقہ ابو جعفر نے شیخ ابو بکر بن ابوسعید سے فکر
کیا کہ برقیاس قول امام ابو یوسف و امام محمد کے موت سے بلا فصل پہلے سے آزاد ہونگے اور امام اعظم کے قول پر
وقت خرید سے آزاد ہونگے اور بعض نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ بالاتفاق عتق انھیں غلاموں پر مقصور رہیگا اسواسطے
کہ استثناء سے خارج ہونے کی شرط یہ تھی کہ صفت و طبیعت منتفی ہووے اور یہ جب منتفی ہوگی کہ اسکے بعد کوئی غلام
خریدے پس حکم اسی پر مقصور رہا۔ اور اگر ایک غلام کا مالک ہوا پھر دوسرے غلام کا مالک ہوا پھر دوسرا غلام کا مالک ہوگا
مالک ہوا تو سب آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام جسکو میں خریدوں وہ آزاد ہو الا ان میں کا اول۔ پھر اُس نے ایک
غلام خرید تو وہ آزاد نہ ہوگا اور اسکے سوائے سب آزاد ہو جائیں گے چاہے جس طرح انکو خریدے اور اگر اولاً
دو خریدے تو دونوں آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر اُس نے یوں کہا ہو کہ الا ان میں کا آخر۔ پھر اُس نے ایک غلام خرید تو آزاد
ہو جائیگا اور اگر دوسرا خرید تو آزاد نہ ہوگا پھر اگر تیسرا خرید تو دوسرا آزاد ہو جائیگا علیٰ ہذا القیاس اور اگر ایک غلام
خرید پھر دوسرا خریدے تو سب آزاد ہو جائیں گے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا میں
مالک ہوں تو وہ آزاد ہو اور اسکا ایک مملوک موجود ہو پھر اُس نے ایک مملوک خرید تو آزاد نہ ہوگا جو اسکی ملک
میں تھا اور جو بعد قسم کے خرید ہو وہ آزاد نہ ہوگا لیکن اگر اُس نے اسکی بھی نیت کی ہو تو یہ بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر
اُس نے دعویٰ کیا کہ جو میری ملک میں تھا اُسکے عتق کی میں نے نیت نہیں کی تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ
شرح جامع صغیر قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا میں اس ساعت مالک ہوں وہ آزاد ہو تو یہ قسم ان
مملوک کے حق میں ہوگی جو پہلے سے اسکی ملک میں موجود ہیں اور چنانکہ اس ساعت بطور حبد مالک ہوگا وہ آزاد
ہونگے۔ اور اگر اُس نے لفظ ساعت سے وہ معنی مراد لیے جو پنجم مراد لیتے ہیں تو ساعت تک جو مملوک اسکے ملک
میں آویں انکو بھی آزادوں میں داخل کر سکتا ہے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ جو سابق سے اُسکے ملک میں ہیں اُسے عتق کو

سہ
ہوگا
کہ
نکر
آزاد
ہو
اور
اسکی
ایک
باندی
حاملہ
ہو
پھر
اسکے
نرینہ
بچہ
پیدا
ہوا
تو
آزاد
نہ
ہوگا
اگرچہ
وقت
قسم
سے
چھ
مہینہ
سے
کم
میں
جنی
ہو
یہ
شرح
جامع
صغیر
قاضی
خان
میں
ہے
ایک
مرد
نے
کہا
کہ
ہر
میرا
مملوک
کہ
جسکا
میں
مالک
ہوں
آئندہ
زمانہ
میں
وہ
آزاد
ہو
الا
ان
مملوکوں
کا
اوسط
پھر
اُس
نے
کوئی
غلام
خرید
تو
اسی
وقت
آزاد
ہو
جائیگا
پھر
اگر
اُس
نے
دوسرا
خرید
تو
آزاد
نہ
ہوگا
پھر
اُس
نے
خرید
یہاں
تک
کہ
مر
گیا
تو
وہ
آزاد
ہو
جائیگا
پھر
اگر
تیسرا
خرید
تو
ان
دونوں
میں
سے
کوئی
آزاد
ہوگا
یہ
شرح
جامع
کبیر
حصیری
میں
ہے
پھر
اگر
وہ
چوتھے
غلام
کا
مالک
ہوگا
تو
دوسرا
غلام
آزاد
ہوگا
اسی
طرح
جب
آٹھویں
غلام
کا
مالک
ہوگا
تو
چوتھا
آزاد
ہو
جائیگا
اور
علیٰ
ہذا
القیاس
کذا
فی
شرح
تلخیص
البیاض
و
حاصل
آنکہ
جب
وہ
عدد
غلام
جفت
خریدیگا
تو
جو
غلام
نصف
اول
میں
واقع
ہوگا
وہ
فی
الحال
آزاد
ہو
جائیگا
اسواسطے
کہ
اسکا
اوسط
ہونا
منظور
نہیں
ہے
اور
جو
غلام
نصف
ثانی
میں
واقع
ہوگا
اسکا
حکم
موقوف
رہیگا
حتیٰ
کہ
اگر
اُس
نے
چھ
غلام
خریدے
ایک
بعد
دوسرے
کے
تو
اول
کے
تین
غلام
آزاد
ہو
جائیں
گے
اور
باقیوں
کا
حکم
موقوف
رہیگا
پھر
اگر
اُس
نے
چوتھا
خرید
تو
چوتھا
آزاد
ہوگا
اسواسطے
کہ
جو
اس
سے
متاخر
ہو
وہ
مثل
مقدم
کے
ہو
پس
ستنی
ہوگا
اور
اگر
وہ
مر
گیا
حالانکہ
چھ
غلام
کا
مالک
ہوا
تھا
تو
سب
آزاد
ہو
جائیں
گے
اور
اگر
طاق
عدد
کا
مالک
ہوا
ہو
تو
سوائے
درمیانی
کے
سب
آزاد
ہو
جائیں
گے
اور
یہ
ذکر
نہیں
فرمایا
کہ
وقت
خرید
سے
آزاد
ہونے
یا
وقت
موت
کے
کچھ
پہلے
سے
اور
فقہ
ابو
جعفر
نے
شیخ
ابو
بکر
بن
ابوسعید
سے
فکر
کیا
کہ
برقیاس
قول
امام
ابو
یوسف
و
امام
محمد
کے
موت
سے
بلا
فصل
پہلے
سے
آزاد
ہونگے
اور
امام
اعظم
کے
قول
پر
وقت
خرید
سے
آزاد
ہونگے
اور
بعض
نے
فرمایا
کہ
اصح
یہ
ہے
کہ
بالاتفاق
عتق
انھیں
غلاموں
پر
مقصود
رہیگا
اسواسطے
کہ
استثناء
سے
خارج
ہونے
کی
شرط
یہ
تھی
کہ
صفت
و
طبیعت
منتفی
ہووے
اور
یہ
جب
منتفی
ہوگی
کہ
اسکے
بعد
کوئی
غلام
خریدے
پس
حکم
اسی
پر
مقصود
رہا
اور
اگر
ایک
غلام
کا
مالک
ہوا
پھر
دوسرے
غلام
کا
مالک
ہوا
پھر
دوسرا
غلام
کا
مالک
ہوگا
مالک
ہوا
تو
سب
آزاد
ہو
جائیں
گے
اور
اگر
کہا
کہ
ہر
غلام
جسکو
میں
خریدوں
وہ
آزاد
ہو
الا
ان
میں
کا
اول
پھر
اُس
نے
ایک
غلام
خرید
تو
وہ
آزاد
نہ
ہوگا
اور
اسکے
سوائے
سب
آزاد
ہو
جائیں
گے
چاہے
جس
طرح
انکو
خریدے
اور
اگر
اولاً
دو
خریدے
تو
دونوں
آزاد
ہو
جائیں
گے
اور
اگر
اُس
نے
یوں
کہا
ہو
کہ
الا
ان
میں
کا
آخر
پھر
اُس
نے
ایک
غلام
خرید
تو
آزاد
ہو
جائیگا
اور
اگر
دوسرا
خرید
تو
آزاد
نہ
ہوگا
پھر
اگر
تیسرا
خرید
تو
دوسرا
آزاد
ہو
جائیگا
علیٰ
ہذا
القیاس
اور
اگر
ایک
غلام
خرید
پھر
دوسرا
خریدے
تو
سب
آزاد
ہو
جائیں
گے
یہ
شرح
جامع
کبیر
حصیری
میں
ہے
اور
اگر
کہا
کہ
ہر
مملوک
جسکا
میں
مالک
ہوں
تو
وہ
آزاد
ہو
اور
اسکا
ایک
مملوک
موجود
ہو
پھر
اُس
نے
ایک
مملوک
خرید
تو
آزاد
نہ
ہوگا
جو
اسکی
ملک
میں
تھا
اور
جو
بعد
قسم
کے
خرید
ہو
وہ
آزاد
نہ
ہوگا
لیکن
اگر
اُس
نے
اسکی
بھی
نیت
کی
ہو
تو
یہ
بھی
آزاد
ہو
جائیگا
اور
اگر
اُس
نے
دعویٰ
کیا
کہ
جو
میری
ملک
میں
تھا
اُسکے
عتق
کی
میں
نے
نیت
نہیں
کی
تھی
تو
اُسکے
قول
کی
تصدیق
نہوگی
یہ
شرح
جامع
صغیر
قاضی
خان
میں
ہے
اور
اگر
کہا
کہ
ہر
مملوک
جسکا
میں
اس
ساعت
مالک
ہوں
وہ
آزاد
ہو
تو
یہ
قسم
ان
مملوک
کے
حق
میں
ہوگی
جو
پہلے
سے
اسکی
ملک
میں
موجود
ہیں
اور
چنانکہ
اس
ساعت
بطور
حبد
مالک
ہوگا
وہ
آزاد
ہونگے
اور
اگر
اُس
نے
لفظ
ساعت
سے
وہ
معنی
مراد
لیے
جو
پنجم
مراد
لے
تے
ہیں
تو
ساعت
تک
جو
مملوک
اسکے
ملک
میں
آویں
انکو
بھی
آزادوں
میں
داخل
کر
سکتا
ہے
اور
یہ
نہیں
ہو
سکتا
ہے
کہ
جو
سابق
سے
اُسکے
ملک
میں
ہیں
اُسے
عتق
کو

۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

پھر دے یہ قنادی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر ملوک کہ میں اسکا سرہ مالک ہوں وہ آزاد ہو تو اس کے جس
ملوک پر سرہ آ جاوے اور وہ چاند رات اور اسدن میں اسکا مالک ہو تو امام محمد رحمہ کے نزدیک وہ آزاد ہو جائیگا
اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ یہ قسم اس جدید ملوک کے حق میں ہوگی جسکا وہ چاند رات اور اسدن میں
مالک ہو جاوے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر ملوک جسکا میں کل کے روز مالک ہوں وہ آزاد ہو اور کچھ نیت
میں کی تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ جو اسکی ملک میں فی الحال ہیں اور جسکا کل تک مالک ہو اور جسکا کل مالک ہو سب
آزاد ہو جائیں گے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ فقط وہی آزاد ہونگے جسکا وہ سبب جدید کل کے روز مالک ہو جاوے
اور اگر کہا کہ ہر ملوک جسکا میں جمعہ کے روز مالک ہوں وہ آزاد ہو تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک وہی آزاد ہونگے جو جمعہ
کے روز جدید اسکی ملک میں آوین۔ اور اگر کہا کہ میرا ہر ملوک جمعہ کے روز آزاد ہو تو ان میں وہ ملوک بھی داخل
ہونگے جو اسکی ملک میں فی الحال موجود ہیں کہ وہ جمعہ کے روز آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر کہا کہ ہر ملوک کہ میں اسکا
مالک ہوں پس وہ آزاد ہو جسکا کل کاروز آوے تو یہ قسم بالا جماع اسخین ملوکوں پر واقع ہوگی جو فی الحال اسکی
ملک میں ہیں۔ اور اگر کہا کہ ہر ملوک کہ میں اسکا مالک ہوں تا بیست سال پس وہ آزاد ہو تو اس میں وہ شامل ہونگے جسکا
وقت قسم سے بیست سال تک جدید مالک ہو جاوے اور وہ شامل ہونگے جسکا وہ پہلے سے وقت قسم سے مالک ہووے
اور علی ہذا اگر کہا کہ ایک سال تک یا ہمیشہ تک یا موت تک تو بھی یہی حکم ہو کہ وقت قسم سے آئندہ اس مدت تک جسکا مالک
ہو وہ آزاد ہونگے کہ وہ جسکا اول سے وقت قسم کے مالک تھا۔ اور اگر اسنے کہا کہ سال تک کہنے سے میری مراد یہی
کہ جو میری ملک میں ایک سال تک باقی رہے تو قضاء اس کے قول کی تصدیق ہوگی مگر فیابینہ میں اسنے اس کے قول
کی تصدیق ہوگی یہ قنادی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اسنے کہا کہ ہر ملوک کہ میں اسکا مالک ہوں وہ بعد کل کے روز
کے آزاد ہو یا کہا کہ میرا ملوک بعد کل کے روز کے آزاد ہو اور اسکا ایک ملوک ہر پھر دوسرا اسکی ملک میں آیا پھر کل کے
روز بعد کا وقت آیا تو وہی آزاد ہوگا جو وقت قسم کے اسکی ملک میں تھا وہ جسکا وہ بعد قسم کے مالک ہوا ہو یہ کافی میں ہو۔
اور اگر کہا کہ ہر ملوک کہ جسکا میں مالک ہوں یا کہا کہ ہر میرا ملوک پس وہ بعد میری موت کے آزاد ہو اور اسکا ایک ملوک ہو۔
پھر اسنے ایک غلام خرید کیا تو جو وقت قسم کے اسکی ملک تھا وہ مدبر ہو گیا اور دوسرا بعد قسم کے اسکی ملک میں آیا ہر وہ
مدبر ہوگا اور اگر وہ مر گیا تو دونوں اس کے تنائی مال سے آزاد ہو جائیں گے یہ ہدایہ میں ہو۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ اسکی
کچھ نیت نہو اور اگر اسنے نیت شمول تمام کی تو یہ سب قسم سب کو شامل ہوگی کیونکہ اسنے ایسی نیت بیان کی جس سے اس کے
نفس پر سختی بڑھتی ہو پس اس کے قول کی تصدیق ہوگی یہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام جسکو میں خریدوں تو وہ آزاد ہو تا
سال پھر اسنے ایک غلام خرید لیا تو وہ آزاد ہوگا بیان تک کہ وقت خرید سے اس پر ایک سال گذر جاوے یہ قنادی
قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اسنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو آج یا کل تو آزاد ہوگا جسکا کل کاروز آوے الا
اُس صورت میں کہ اس کے سولی نے آج یا کل کہنے سے آج کے روز آزاد ہونے کی نیت کی ہو پس آج ہی آزاد ہو جائیگا
اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو آج کل تو آج ہی آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو کل آج تو کل کے روز آزاد ہوگا
یہ تا مار خانیہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ صبح خدا حاکم کے روز تو صبح کر گیا در حالیکہ آزاد ہوگا۔ یا صبح غدا تشریف لمار
حرا تو صبح کر گیا کل کے روز در حالیکہ پانی سپیے گا آزاد تو کل کے روز آزاد ہو جائیگا اگر چہ اسنے پانی نہ پیا اسی طرح

اگر کہا کہ کھڑا ہو گا یا بیٹھے گا آزاد تو بھی فی الحال آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو گزشتہ کل کے روز حالانکہ وہ اس
ملوک کا آج ہی مالک ہوا ہو تو آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو آزاد ہو قبل از انکہ میں نے تجھے خرید
کیا تو آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ جب کوئی دن گزرے تو تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو پھر وہ دن
گزرے تو دونوں آزاد ہو جاؤ بیٹھے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر اسنے کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر فلان اس دین کل
کے روز داخل ہوا اور میری جورو طالق ہو اگر وہ داخل ہوا ہو۔ اور معلوم نہیں ہوتا ہو کہ آیا وہ داخل ہوا تھا یا
نہیں تو عتیق و طلاق دونوں واقع ہونگی اسواسطے کہ اسنے اول قسم میں دخول دار کا اقرار کیا اور اسکو قسم سے موکد کیا
پس اسکی طرف سے طلاق کا اقرار ہو گا اور دوسری قسم میں دخول سے انکار کیا اور اسکو قسم سے موکد کیا پس اسکی
طرف سے اقرار عتیق ہو گا یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو ایک مہینہ پہلے
موت فلان فلان سے پھر ان دونوں میں سے ایک شخص اس گفتگو سے ایک مہینہ پہر گیا تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ محیط
میں ہے ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو قبل فطر وضحی کے ایک مہینہ تو اول رمضان میں آزاد ہو گا یہ فتاویٰ
قاضیخان میں ہے۔ جامع میں مذکور ہے کہ اگر غلام ماؤن یا مکاتیب نے کہا کہ ہر ملوک جبکا میں مالک ہوں کہ سندہ زمانہ
میں تو وہ آزاد ہو پھر وہ خود آزاد ہونے کے بعد ایک ملوک کا مالک ہوا تو آزاد ہو گا یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اور
صاحبین کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور ایسا ہی اختلاف ہے اگر کہا کہ ہر ملوک جبکو میں خرید کروں تو وہ آزاد ہو پھر بعد اپنے
آزاد ہونے کے خرید کیا تو امام اعظم کے نزدیک وہ آزاد ہو گا اور صاحبین اس کے نزدیک آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر
اسنے یوں کہا کہ جب میں آزاد ہو جاؤں پھر جس ملوک کا میں مالک ہوں وہ آزاد ہو یا جب میں آزاد ہو جاؤں پھر جس
ملوک کو میں خرید کروں وہ آزاد ہو پھر بعد آزاد ہونے کے وہ ایک ملوک کا مالک ہوا یا بعد آزادی کے خرید کیا تو بالاجماع
وہ آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر حنفی نے کہا کہ ہر ملوک جبکا میں آئندہ زمانہ میں مالک ہوں وہ آزاد ہو پھر
دارالاسلام میں اگر مسلمان ہو گیا اور ایک غلام خرید تو امام اعظم کے نزدیک آزاد نہ ہو گا۔ اور اگر کہا کہ اگر میں مسلمان
ہو جاؤں تو ہر ملوک جبکا میں مالک ہوں وہ آزاد ہو پھر مسلمان ہوا اور اسنے ایک غلام خرید تو بالاجماع آزاد ہو جائیگا
یہ شرح جامع کبیر حصہ ہری میں ہے۔ اور اگر ایک شخص اسنے ایک حرہ سے کہا کہ جب میں تیرا مالک ہوں تو تو آزاد ہو پھر
یہ عورت مرتد ہو کر دارالحرب میں چلی گئی اور وہاں سے ہما دین قید ہو کر آئی جبکو اس شخص اسنے خرید کیا تو امام اعظم رحمہ
کے نزدیک آزاد ہو گی اور اگر کہا کہ جب تو مرتد ہو کر پھر قید ہو کر دارالحرب سے آئے اور میں تجھے خرید کروں تو تو آزاد
ہو پھر ایسا ہی واقع ہوا تو وہ بالاجماع آزاد ہو جائیگی یہ سراج دہان میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اگر تو چاہے
تو مجلس ہی میں اسے چاہنے سے آزاد ہو گا اور اگر کہا کہ اگر فلان چاہے تو فلان کی مجلس ہی میں چاہنے سے آزاد
ہو گا اگر فلان مذکور اس مجلس میں موجود ہو ورنہ فلان کی مجلس علم میں چاہنے سے آزاد ہو گا یہ بیابح میں ہے۔ اور اگر
کہا کہ تو آزاد ہو اگر فلان اسنے نہ چاہا پس اگر فلان نے اپنی مجلس علم میں کہا کہ میں اسے چاہا تو یہ غلام آزاد ہو گا اور اگر
کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو آزاد ہو جائیگا لیکن میں نہیں چاہتا ہوں اس کسے نہ آزاد ہو گا کیونکہ اسکو اسی مجلس
میں چاہنے کا اختیار باقی ہو بلکہ اس طرح پر نہ چاہے کہ اس سے عرض کسے دوسرے کام میں مشغول ہو کر اس مجلس کو باطل
کر دے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر موسی نے کہا کہ تو آزاد ہو اگر میں چاہوں پس اگر اسنے آخر عمر تک نہ چاہا تو آزاد ہو گا

اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو تو آزاد ہو کر کل کے روز تو اسکو فی الحال منیت کا اختیار ہو پس اگر اُس نے فی الحال چاہا تو کل کے روز آزاد ہو جائیگا یہ برائے میں ہو۔ اصل میں مذکور ہو کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت حرمتی یا منیت ادا کیا منیت ادا کیا منیت پھر غلام نے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں پھر مولیٰ نے اسکو فروخت کر دیا پھر اسکو خرید کر پھر غلام نے عتق چاہا تو آزاد ہوگا۔ اور اگر کہا کہ انت حریت منیت پھر غلام مجلس سے کھڑا ہو گیا تو عتق باطل ہو گیا اور اگر کہا کہ انت حریت منیت تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بدوین چاہنے کے آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔

باب پانچواں عتق مجمل کے بیان میں۔ یعنی عتق پر اجرت و عوض مقرر کیا بمقابلہ فعل کے فافہم۔ ایک شخص نے اپنا غلام مال پر آزاد کیا اور اُس نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا مثلاً کہا کہ تو آزاد ہو ہزار درم پر یا ہزار درم یا ہزار درم دے یا ہر نیک تو مجھے ہزار درم ادا کر یا ہر نیک تو مجھے ہزار درم عطا کر دے یا ہر نیک تجھ میرے ہزار درم ہیں یا ہزار درم پر کہ انکو تو مجھے ادا کرے یا کہا کہ میں نے تیرا نفس تیرے ہاتھ استے پر فروخت کیا یا میں نے تیرا نفس تجھے ہیہ کیا یا ہر نیک تو مجھے اس قدر معاوضہ دے تو یہ سب صحیح ہو اور جو کچھ غلام کے ذمہ شرط کیا ہو وہ اپنا قرضہ رہیگا جسے کہ غلام کی طرف سے مولیٰ کے لیے اسکی کفالت صحیح ہو۔ اور جیسے اس مال کی کفالت صحیح ہو ویسے ہی یہ بھی روا ہو کہ مولیٰ اس کے عوض جو چاہے ہاتھوں ہاتھ بدل لے مگر اس کے ادا ہونے میں خیر نہیں ہو۔ اور غلام کا قبول کہ حاضر ہو پس اگر وہ مجلس ایجاب میں حاضر ہو تو اسی مجلس تک اس کے قبول کا اعتبار ہو اور اگر غائب ہو تو اسکی مجلس علم کا اعتبار ہو اور یہ بھی ضرور ہو کہ کل میں غلام قبول کرے چنانچہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو جو عوض ہزار درم کے پس غلام نے کہا کہ میں نے نصف میں قبول کیا یعنی اپنے نفس کی آزادی کو نصف کے عوض قبول کیا تو یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک نہیں جائز ہے بلکہ پورا غلام بعوض پورے مال کے آزاد ہو جائیگا یہ سب الرائق میں ہے اور اسکی دلائل اس کے مولیٰ کی ہوگی یہ برائے میں ہو۔ اور اگر حیوان یا کپڑا انکی جنس فرس و چارہ ہر دمی و مردی وغیرہ بیان کرنے کے بعد انکو عوض قرار دیا ہو تو غلام کے ذمہ انہیں سے اوسط درجہ کا اسی جنس کا لازم آوے گا اور اگر غلام اس اوسط کی قیمت لایا تو بنا بر شہور کے موسے اس کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ اور اگر جنس کا بیان نہ کیا گیا ہو مثلاً غلام سے کہا کہ تجھ پر ایک حیوان یا کپڑا یا جو یا یہ ہو اور غلام نے اسکو قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا مگر غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر غلام نے جو چیز قرار پائی تھی وہ ادا کر دی لیکن حیوان یا کپڑا وغیرہ پھر وہ استحقاق میں لے لیا گیا پس اگر عقد میں وہ غیر معین تھا یعنی خاص کوئی حیوان یا کپڑا نہ تھا بلکہ جنس بیان کر کے اسی جنس کا اوسط درجہ کا دیا تھا تو غلام پر اس کے مثل دینا لازم ہوگا اور اگر معین ٹھہرا ہو مثلاً کہا کہ میں نے تجھ کو اس غلام یا اس کپڑے پر آزاد کیا یا میں نے تجھے تیرے ہاتھ اس باندی پر فروخت کیا اور غلام اسکو قبول کر کے آزاد ہو گیا اور عوض کو مولیٰ کے سپرد کیا پھر وہ استحقاق میں لے لیا گیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک غلام سے اسکی ذات کی قیمت لے لیا اور اگر مال عوض کی جنس یا مقدار میں اختلاف واقع ہوا کہ مولیٰ نے کہا کہ میں نے تجھے غلام پر آزاد کیا ہو اور غلام نے کہا کہ ایک گڑ گدیوں پر یا ہزار درم پر آزاد کیا ہو یا موسے نے کہا کہ ہزار درم پر اور غلام نے کہا کہ سو درم پر تو قسم سے غلام کا قول قبول ہوگا اور اسی طرح اگر غلام نے اصل مال سے انکار کیا یعنی سرے سے کچھ مال نہیں ٹھہرا ہو تو بھی قسم سے قول اسکا اور گواہ مولیٰ کے قبول ہونے سے یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اگر موسے نے کہا کہ میں نے تجھے کل کے روز ہزار درم پر

قال الزم ج
مرا دہ ہو کہ
علی بن ابی
سکین بنی
لیک غلام ہر حال
آزاد ہو خواہ
یہ معاوضہ
ادا کرے یا
نہ کرے
یعنی نہیں گ
جاسکتا ہو
مال و معاوضہ
ٹھہرا ہو وہ
منہ
وضہ
منہ
اطلاق نظر
عدم خبر
صحیح ہو کہ
مرد ہو یا
مرد ہو یا
لا فنیہ
من الذوات
مع جہ
مجلس میں
ہو

آزاد کیا تھا مگر تو نے قبول نہیں کیا اور غلام نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو قسم سے مولیٰ کا قول قبول ہوگا یہ بدلے
 میں ہو۔ اور اگر اپنے مولے سے کہا کہ مجھے ہزار درم پر آزاد کر دے پس مولیٰ نے اس کا نصف حصہ آزاد کر دیا تو
 نصف مفت میں آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم کے عوض آزاد کر دے پس مولیٰ نے نصف آزاد کیا تو امام
 اعظم کے نزدیک نصف بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہوگا۔ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہی نہیں ہے ایک نے
 کہا کہ تو آزاد ہو بعوض ہزار درم کے اور اس نے قبول کیا تو اس کا نصف حصہ بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہوگا لیکن اگر
 دوسرے نے اجازت دیدی تو ہزار درم دونوں میں مشترک ہونگے یہ امام اعظم کا قول ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے
 اپنا حصہ بعوض ہزار کے آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا تو غلام پر ہزار درم آزاد کنندہ کے واسطے لازم آوینگے اور
 اس میں اس کا شریک مشارک نہ ہوگا۔ اور اگر ایک نے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہو پھر غلام نے کما فی
 کر کے اس کو ہزار درم ادا کیے تو اس کا حصہ آزاد ہوگا اور دوسرے کو اس مال میں شرکت کرنے کا اختیار ہی اس واسطے
 کہ اس نے یہ مال حالت رقیت میں کما یا ہو پس اگر شریک نے حصہ بانٹ لیا تو آزاد کنندہ غلام سے واپس نہیں لے سکتا ہی
 اس واسطے کہ غلام نے جو شرط کی تھی اس کو ادا کر دیا اور اگر اس نے یوں کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کر دے تو میرا حصہ آزاد
 ہو تو شریک سے جو دوسرے شریک نے لے لیا ہو اس قدر غلام سے واپس لیگا یہ محیط خسری میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے
 کہا کہ تو ہزار درم پر آزاد ہو پھر قبول اسکے کہ غلام قبول کرے کہا کہ تو سو دینار پر آزاد ہو پس غلام نے کہا کہ میں نے دونوں
 مالوں کے عوض قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور دونوں مال اس پر لازم آوینگے اور یہ ہر وقت ہے کہ غلام نے کہا ہو کہ میں نے
 دونوں مالوں کے عوض قبول کیا یا آنگہ اس نے فقط یوں کہا کہ میں نے قبول کیا۔ اور اگر کہا کہ میں نے دونوں میں سے
 ایک مال درم یا دینار کو قبول کیا تو آزاد ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اور مجھے ہزار درم ادا کر دے
 تو غلام مفت آزاد ہو جائیگا یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ ادا کر دے مجھے ہزار درم و تو آزاد ہو تو جب تک
 ہزار درم ادا نہ کرے تب تک آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کر دے پس تو آزاد ہو تو فی الحال آزاد ہو جائیگا یہ
 ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کر دے تو آزاد ہو تو فی الحال آزاد ہو جائیگا خواہ ادا کیے یا نہ کیے ہوں یہ
 برائے میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو اور تجھے ہزار درم ہین تو فی الحال آزاد ہو جائیگا اور ہزار درم چر جب ہونگے
 خواہ اس نے قبول کیا یا نہ کیا یہ امام اعظم کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر اس نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور
 ہزار درم لازم آوینگے اور نہ قبول کیا تو آزاد نہ ہوگا یہ ینابج میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے ایک غلام
 آزاد کر دے اور تو آزاد ہو یا میری طرف سے یہ لفظ نہ کہایا یوں کہا کہ جب تو نے میری طرف سے ایک غلام آزاد کیا تو تو آزاد
 ہو تو صحیح ہے اور غلام کا لفظ راجح بوسط ہوگا یعنی اوسط درجہ کا غلام آزاد کر دے اور یہ غلام ماذون التجارۃ ہو جائیگا
 پھر اگر اس نے اسے درجہ یا اعلیٰ درجہ کا غلام آزاد کیا تو نہیں جائز ہے۔ پس اگر اس نے اوسط درجہ کا غلام آزاد کیا تو دونوں
 بلا سعایت آزاد ہو جائینگے بشرطیکہ اس نے حالت صحت میں کہا ہو اور اگر حالت مرض میں کہا ہو اور ان دونوں کے سوا
 اس کا کچھ مال نہ ہو تو ایک تنافی ان دونوں کے درمیان موافق اس کے سهام کے تقسیم ہوگی پس اگر مامور کی قیمت ساٹھ دینار
 ہوں اور دوسرے کی قیمت چالیس دینار ہوں تو مامور کا دو تنافی حصہ بلا سعایت آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ وہ بعوض
 ہو پس وہ وصیت ہوگی اور ایک تنافی بلا عوض ہو پس مال میت تنافی حصہ مامور کا اور پورا غلام وسط ہو کہ مجموعہ اس کا

کما فی حدیث

تذکرہ مال آزاد ہوگا

ساتھ دینا رہوئے وہ ان دونوں میں دونوں کے حقوق کے موافق تقسیم ہوگا جس میں سے تہائی مامور کا حصہ یعنی چھ درم
و دو تہائی حصہ درم ہو پس اس قدر بلا سعایت آزاد ہو جائیگا اور باقی تیرہ درم و ایک تہائی حصہ درم کے واسطے سعایت
کرے گا اور غلام اوسط سے تیرہ درم و ایک تہائی حصہ درم بلا سعایت آزاد ہوگا اور باقی چھتیس درم و تہائی حصہ درم کے
واسطے سعایت کرے گا پس سہام و وصیت میں ہونے اور سہام سعایت چالیس حصے میں تہائی و دو تہائی ٹھیک برآمد
ہوئی۔ اور اگر غلام وسط کی قیمت مثل سہام مامور کے یا زیادہ ہو تو پورا غلام مامور بلا سعایت آزاد ہو جائیگا اور بدل
مذکور یعنی غلام وسط تہائی سے آزاد ہوگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے میری موت کے بعد
ایک غلام آزاد کر دے اور تو آزاد ہو تو یہ دو صورت سابق دونوں یکساں ہیں فرق یہ ہے کہ اگر اس صورت میں
درمیانی درجہ کا غلام آزاد کیا تو مامور آزاد نہ ہوگا الا با عتاق و ارث یا وصی یا قاضی اور صورت سابق میں جب مامور نے
اوسط درجہ کا غلام آزاد کر دیا تو بدو کسی کے آزاد کرنے کے خود آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر مولیٰ کی موت کے بعد
وارثوں نے غلام مامور سے کہا کہ تو غلام آزاد کر دے ہم تجھ کو فروخت کرینگے تو ان کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا لیکن قاضی
اس غلام مامور کو تین روز یا زیادہ کی مہلت موافق اپنی رائے کے دیگا یہ کافی ہیں ہی۔ پھر جس مدت تک قاضی
نے اسکو مہلت دی ہو اگر اس مدت میں اس نے ایک غلام وسط آزاد کیا تو قاضی مامور کو آزاد کر دیا ورنہ اسکو
وارثوں کو دیدیگا اور اسکی بیع کی انکو اجازت دیدیگا اور ابطال وصیت کا حکم دیدیگا۔ اور اگر مولیٰ نے اپنے وارثوں
سے کہا ہو کہ جب میری موت کے بعد یہ ایک غلام آزاد کر دے تو اسکو آزاد کر دے تو یہ صورت اور جب کہ یوں
کہا کہ جب تو میری موت کے بعد ایک غلام آزاد کر دے تو تو آزاد ہو دونوں یکساں ہیں یہ جھٹا میں ہے۔ ابن ہمام
نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ میں نے فروخت کیا تیرا نفس تیرے ہاتھ اور یہ ہزارم جویر
ہاتھ ہیں بعض ہزار درم کے تو فرمایا کہ وہ آزاد ہو اور جو غلام کے ہاتھ میں ہے وہ مولیٰ ہے لیگا اور اس پر کچھ اور واجب ہوگا
اور اسی طرح اگر اس کے غلام نے اس سے کہا کہ فروخت کر دے میرے ہاتھ میرا نفس اور یہ ہزار درم بعض سو درم
کے تو مولیٰ پورے ہزار درم لے لیگا اور غلام مفت آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ فروخت کیا میں نے
تیرا نفس تیرے ہاتھ اور یہ سو دینار بعض ہزار درم کے اور غلام نے اسکو قبول کیا اور غلام کی قیمت سو دینار کے
برابر ہو تو ہزار درم میں سے پانچ سو درم بقا بلہ غلام کے اور باقی سو بقیہ بلہ دیناروں کے ہونگے پس اگر قبل
اختراق کے غلام نے ہزار درم دیدیئے تو یہ دینار غلام کے ہونگے اور غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر قبل اختراق کے
کے دونوں جدا ہو گئے تو ہزار میں سے دینار دن کا حصہ باطل ہو گیا یعنی بیع صرف باطل ہوئی پس دینار مولیٰ
کے ہوئے اور پانچ سو درم جس کے عوض غلام آزاد ہو گیا وہ غلام پر قرضہ رہے۔ ہشام نے امام محمد سے روایت
کی ہے کہ اگر غلام نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ فروخت کر دے میرے ہاتھ میرا نفس اور مولیٰ نے کہا کہ میں نے ایسا کیا تو غلام
آزاد ہو جائیگا اور اپنی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا یہ جھٹا میں ہے۔ اور اپنے غلام کو آزاد کیا بعض ایسے مال
کے کہ اسکو کسی چنبی پر رکھا اور چنبی نے اسکو قبول کیا تو مال اس کے قرضہ لازم نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کسی مرد
دوسرے سے کہا کہ تو اپنے غلام کو اپنی طرف سے بعض ایسے ہزار درم کے آزاد کر دے کہ وہ مجھ میں پس اس سے آزاد
کر دیا تو اس مرد پر مال لازم نہ آئیگا اور اگر او کو دیا تو بھی اسکو واپس کر لینے کا استحقاق ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے کسی

ذمی نے اپنے غلام کو شہر اب یا سور پر آزاد کر دیا تو قبول کرنے سے آزاد ہو جائیگا اور سی کی قیمت لازم ہوگی اور اگر قبل وصول خمر کے دونوں میں سے کوئی مسلمان ہو گیا تو شیخین کے نزدیک غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک شراب کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط مسخری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درہم ادا کیے تو تو آزاد ہو یا ہر گاہ کہ تو نے ادا کیے تو یہ صحیح ہے اور اسی مجلس تک مقصور ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار درہم ادا کیے تو تو آزاد ہو تو یہ مجلس ہی تک مقصور ہے اور ان سب صورتوں میں غلام ماذون التجارۃ ہو جائیگا اور جب اس نے مال ادا کیا تو آزاد ہو جائیگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اس نے یہ مال قبل اس کلام موسے کے کمایا ہے تو غلام آزاد ہو اور مال سب مولی کا ہوگا اور غلام کے ذمہ دوسرے ہزار درہم واجب ہونگے اور اگر لیس مال ہو کر اس نے بعد اس کلام کے کمایا ہے تو غلام آزاد ہوگا اور وقت آزاد ہونے تک جو کچھ کمائی ہے وہ مولی کی ہوگی اور ہزار درہم معاوضہ میں سے غلام پر کچھ ہوگا یہ بیابج میں ہے اور قبل ادا کرنے کے مولی کو اس کے فروخت کا اختیار ہے اور اگر اس نے بدل میں سے کچھ ادا کرنا چاہا تو موسے اُس کے قبول پر مجبور کیا جائیگا لیکن غلام آزاد ہوگا جب تک کہ کل ادا نہ کرے اور اگر مولی نے اسکو کل سے یا بعض سے برسی کیا تو برسی ہوگا اور آزاد ہوگا یہ سراج و باج میں ہے۔ اور غلام نے اگر مال حاضر کیا یا بیطور کہ مولی اور مال کے درمیان سے روک اٹھاوی کہ مولی اُس کے قبضہ پر قادر ہے تو حاکم مولی کو مجبور کرے گا اور اسکو بمنزلہ قابض کے قرار دے گا۔ اور غلام کے آزاد ہونے کا حکم دیدیگا خواہ موسے نے قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر مولی نے اجنبی سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درہم ادا کر دے تو میرا یہ غلام آزاد ہو پھر وہ اجنبی ہزار درہم لایا اور موسے کے سامنے رکھے تو مولی اُس کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور غلام آزاد ہوگا اور اگر موسے نے قسم کھائی ہو کہ ہزار مذکور قبضہ نہیں کیا تو حانت ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر مولی نے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درہم ادا کر دے تو تو آزاد ہو پھر غلام نے موسے سے کہا کہ تو بجائے انکے مجھے سو دینار لے لے پس مولی نے لے لیے تو غلام آزاد ہوگا الا انکے موسے نے اسکی درخواست مذکور کے وقت کہا ہو کہ اگر تو نے مجھے یہ ادا کیے تو تو آزاد ہو تو یہ سبب اس دوسری قسم کے آزاد ہو جائیگا جیسے کہ اگر موسے نے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درہم ادا کر دے تو تو آزاد ہو پھر کہا کہ اگر تو مجھے باقی سو درہم ادا کر دے تو تو آزاد ہو پس اُس نے باقی سو درہم ادا کر دیے تو سبب دوسری قسم کے آزاد ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مولی مر گیا تو غلام مذکور رقیق ہوگا کہ غلام مع اسکی کمائی کے موسے کی میراث ہوگا اس واسطے کہ غلام اور چو کھ اُس نے کمایا ہے مولی کی ملک ہے۔ اور اس کمائی میں سے غلام کی طرف سے ادا نہ کیا جائیگا یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر مولی نے کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار درہم ادا کر دیے تو تو آزاد ہو پھر اس غلام کو فروخت کیا پھر مولی نے اسکو خرید کیا یا بسبب عیب یا خیار رویت یا خیار شرط کے مولی کو واپس دیا گیا پھر غلام مذکور ہزار درہم لایا تو موسے اُس کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر اُس نے قبول کر لیا تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ شرح زیادات عثمانی میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درہم ادا کر دے تو تو آزاد ہو پس غلام نے کسی سے ہزار درہم قرض لیکر مولی کو دیدیا تو غلام آزاد ہو گیا اور قرض خواہ مذکور مولی سے رجوع کر کے اپنے ہزار درہم وصول کر لیا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے فلان چیز اسباب میں سے دیدے تو تو آزاد ہو پس غلام نے یہ چیز دیدی تو آزاد ہو جائیگا لیکن جانتنا چاہیے کہ اگر یہ چیز ایسی ہو کہ صورت کتابت میں بدل کتابت ہو سکتی ہے تو موسے اُس کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر

صورت کتابت میں بدل کتابت ہونے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا لیکن اگر اُسے قبول کر لیا تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ اگر تو نے مجھے ایک کپڑا ادا کر دیا کیا کہہ اگر تو نے مجھے درہم ادا کر دیے تو تو آزاد ہو پس غلام نے ایک کپڑا ادا کر دیا یا تین درم یا زیادہ لاکر دیے تو مولیٰ اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور باوجود اسکے اگر اُسے اسکو قبول کر لیا تو شرط پائی جانے کی وجہ سے آزاد ہو جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جب فلاں آوے پس تو مجھے ہزار درم ادا کر دے تو تو آزاد ہو پس فلاں آیا اور اُسے ہزار درم ادا کیے تو مولیٰ اُسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر یہ ہزار درم ایسے ہوں کہ غلام نے فلاں کے کہنے سے پہلے کہائے ہیں تو غلام مذکور آزاد تو ہو جائیگا مگر مولیٰ اس سے دوسرے ہزار درم لے لیگا یہ شرح زیادات عتابی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ جب تو نے مجھے ایک غلام دیدیا تو تو آزاد ہو اور یہ نہ ہست لایا کہ کس قیمت کا غلام یا کس جنس کا غلام تو یہ جائز ہے اور جب غلام کی طرف سے قبول پایا گیا تو اُسکے ذمہ ایک غلام ثابت ہوگا پھر اگر وہ اوسط درجہ کا ایک غلام لایا تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اسی طرح اگر اعلیٰ درجہ کا لایا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اونی درجہ کا لایا تو مجبور نہ کیا جائیگا لیکن اگر مولے نے قبول کر لیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر غلام ایک اوسط درجہ کے غلام کی قیمت لایا تو مولے اُسکے قبول پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر مولے نے اسکو پسند کر کے قبول کر لیا تو غلام آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ جب تو نے مجھے ایک اوسط درجہ کا غلام دیدیا یا کہا کہ اوسط درجہ کا ایک گریہون دیا تو تو آزاد ہو پھر غلام اعلیٰ درجہ کا غلام یا گریہون لایا تو مولیٰ اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر قبول کیا تو غلام آزاد نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے سپید تھیلی میں ادا کیے تو تو آزاد ہو پس غلام نے سوائے سپید کے دوسری تھیلی میں ادا کیے تو آزاد نہ ہوگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم یا ہوا ری سودرم کر کے ادا کر دیے تو تو آزاد ہو اور باندی نے قبول کیا تو یہ مکاتبہ میں ہے اور جب تک اُس نے ادا نہیں کیے ہیں تب تک مولیٰ کو اُسکے فروخت کر دینے کا اختیار ہے اور اگر باندی نے ایک مہینہ خالی دیا کہ کچھ ادا نہیں کیا پھر ادا کیا تو آزاد نہ ہوگی۔ اور یہ ابو جعفر کی روایت میں مذکور ہے اور یہی صحیح ہے اور اسکی صحت کی دلیل یہ ہے کہ اگر باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے اس مہینہ میں ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہو پھر اُس نے اس مہینہ میں ادا نہ کیے اور دوسرے مہینے میں ادا کیے تو آزاد نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے کہا کہ میں نے تجھے اس چیز پر جو اس صندوق میں ہے درم و ن سے آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اس پر اپنی قیمت و حسب ہوگی یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ میری دیرے پسر کی ایک سال تک خدمت کر دے تو تو آزاد ہو یا کہا کہ جب تو نے میری اور میرے پسر کی ایک سال خدمت کر دی تو تو آزاد ہو پھر مولیٰ سال گزرنے سے پہلے مر گیا تو غلام آزاد نہ ہوگا اور اسی طرح اگر پسر مر گیا تو بھی اُسکے مرنے سے شرط عتق کیجاتی رہی پھر اُسکے بعد وہ آزاد نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اس شرط پر کہ تو چار برس میری خدمت کر دے پس غلام نے قبول کر لیا تو آزاد ہو گیا مگر اس پر چار برس اسکی خدمت کرنی واجب ہوگی اور اگر قبل خدمت کے مولیٰ مر گیا تو خدمت باطل ہوگئی اور امام غزالی و امام ابو یوسف کے نزدیک غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر ایک سال خدمت کے بعد مولے مر گئے یا شیخین کے نزدیک غلام پر اسکی تین چوتھائی واجب ہوگی۔ اور اسی طرح اگر غلام مر گیا اور مال چھوڑا تو

غلام
کافی
الغ
اور
غلام
مذکور
ک
اس
صورت
میں
آزاد
ہوگا
سراجیہ
میں
ب
چیز
میں
سراجیہ
میں
ب
میں
ب
میں
ب
میں
ب

بچپن کے نزدیک اس میں سے غلام کی قیمت مولیٰ کو ادا کی جائیگی یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے ایک سال میری خدمت کر دی تو تو آزاد ہو پس غلام نے ایک سال سے کم خدمت کی یا خدمت کے عوض کوئی مال و پیدا تو آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے میری و میری اولاد کی سال بھر خدمت کر دی تو تو آزاد ہو پھر سال میں انکی اولاد میں سے بعض مر گیا تو آزاد ہوگا یہ غایہ سر و جی میں ہو۔ اور اگر وصیت کے وقت اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو نے میرے پسر و دختر کی اس وقت تک خدمت کر دی کہ وہ بے پروا ہو جاوے تو تو آزاد ہو پس اگر دونوں صغیر ہوں تو مراد یہ ہوگی کہ اس وقت تک خدمت کر دے کہ وہ دونوں اور انکے کو پہنچ جائیں اور اگر کبیر ہوں تو اس پر محمول ہوگا کہ دختر کی اس وقت تک خدمت کرے کہ اسکا نکاح ہو جاوے اور پسر کی اس وقت تک کہ اسکو ایک باندی کا شن حاصل ہو جاوے اور اگر دختر کا نکاح ہو گیا اور پسر باقی رہا تو دونوں کی خدمت کرے اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا خواہ دونوں صغیر تھے یا کبیر تھے تو وصیت باطل ہو گئی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہو پھر اس کے ایک بچہ پیدا ہو پھر اسے ہزار درم ادا کیے تو اسکا بچہ اس کے ساتھ آزاد ہوگا۔ اور اگر اسے ہزار درم مال مولیٰ سے ادا کیے تو سبب وجود شرط کے آزاد ہو جائیگی اور مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ اس کے مثل اس سے لے لے۔ اور اگر مولیٰ اس قول کے کہنے کے وقت کہ جب تو ہزار درم ادا کرے تو تو آزاد ہو (یہاں پھر باندی نے کہا کہی کر کے مال مذکور ادا کیا پھر مولیٰ اسی مرض سے مر گیا تو قیاساً مولیٰ کے ثانی مال سے آزاد ہوگی اور اسکا مال پورے مال سے آزاد ہوگی اور اگر مولیٰ نے کہا کہ ہر گاہ تو مجھے ہزار درم ادا کر دے تو تو آزاد ہو پھر قبل ادا کرنے کے مولیٰ مر گیا تو یہ قول باطل ہو گیا یہ مبسوط میں ہو۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ اپنی اس باندی کو آزاد کر دے ہزار درم پر بدین شرط کہ مجھے اسکا نکاح کر دے پس مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا پھر باندی آزاد شدہ نے اس مرد سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو عتیٰ از جانب مولیٰ واقع ہوگا اور مرد مذکور پر کچھ واجب ہوگا۔ اور اگر مرد مذکور نے یوں کہا کہ اپنی باندی کو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کر دے اور باقی مسئلہ بجالاؤ تو ہزار درم اسکی قیمت اور اس کے مثل پر تقسیم ہونگے پس جو کچھ اسکی قیمت کے بڑے میں پڑیں وہ مرد مذکور پر واجب ہونگے اور جقدر مثل کے بڑے میں پڑیں وہ اس سے ساقط ہونگے اور اگر باندی مذکور نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا تو ہزار میں سے جو کچھ اسکی قیمت کے بڑے میں پڑیں وہ اول صورت میں ساقط ہونگے اور دوسری صورت میں مولیٰ کے ہونگے اور جقدر مثل کے بڑے میں پڑیں وہ دونوں صورتوں میں باندی کا ہونگے یہ کافی میں ہو۔ اور اگر اپنی ام ولد کو بدین شرط آزاد کیا کہ اس کے ساتھ اپنا نکاح کر لے پس ام ولد نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگی پھر اگر مولیٰ سے اپنا نکاح کرنے سے انکار کیا تو اس پر سعایت واجب ہوگی۔ اور اگر باندی کو اس شرط پر آزاد کیا کہ اس کے ساتھ نکاح کر لے پھر اس نے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا تو باندی پر اپنی قیمت کے واسطے سعایت واجب ہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم پر آزاد کیا بدین شرط کہ تو دس درم پر مجھے اپنے نکاح میں لے لے پس اس نے قبول کیا پھر اس سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو اس پر ہزار درم واجب ہونگے اور اگر اسکی قیمت ہزار سے زیادہ ہوں تو پورے قیمت کے واسطے سعایت کرے گا۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھے اپنے نکاح میں لے لے اور ہزار درم میرا ہر دسے پس اس نے قبول کیا پھر نکاح کر لینے سے انکار کیا تو آزاد ہو جائیگا اور اس پر اپنی قیمت کے واسطے سعایت واجب ہوگی اور اگر عورت سے سو درم پر

بکھل کر لیا اور وہ راضی ہو گئی تو غلام مذکور پر سعایت واجب ہو گئی اور اگر غلام نے اس سے ہزار درم پر بکھل کر اپنے
کو کما کر عورت نے بکھل کر لیا تو بھی غلام پر سعایت لازم نہ ہو گی یہ محیط سہری میں ہے۔ اور اگر اپنے دو غلاموں سے
کہا کہ جب تم دونوں ہزار درم ادا کرو تو تم آزاد ہو۔ تو دونوں کے ادا کرنے کا اعتنا نہ ہو۔ اور اگر ایک نے
سب مال اپنے پاس سے ادا کیا باقی طور کہ کہا کہ پانچ سو درم میری طرف سے اور پانچ درم میں بطور احسان
کے اپنے ساتھی کی طرف سے دیتا ہوں تو آزاد نہ ہونگے لیکن اگر اس نے کہا کہ پانچ سو درم میری طرف سے
اور پانچ درم میرے ساتھی نے سنبھلے ہیں تو اس وقت دونوں آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر کسی اجنبی نے ہزار درم
اداکرے تو یہ دونوں آزاد نہ ہونگے الا آفکہ یون کہے کہ میں ان دونوں کی آزادی کے واسطے ہزار درم دیتا ہوں
یا کہا کہ بدین شرط کہ وہ دونوں آزاد ہیں تو مولیٰ کے قبول کر لینے سے وہ دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اس ادا کرنے والے
کو یہ اختیار ہو گا کہ مولیٰ سے یہ مال لے لے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے
ایک بھوض ہزار درم کے آزاد ہو تو جب تک دونوں اس مجلس میں قبول نہ کریں تب تک کوئی آزاد نہ ہو گا پس اگر
دونوں نے قبول نہ کیا بیان تک کہ کھڑے ہو گئے تو ایجاب مذکور باطل ہو گیا اور اگر دونوں میں سے ایک نے
قبول کیا اور دوسرے نے قبول نہ کیا تو آزاد نہ ہو گا اور اگر دونوں نے قبول کیا مگر اس طرح کہ ہر ایک نے کہا کہ
بھوض پانچ سو درم کے میں نے قبول کیا تو دونوں میں سے کوئی آزاد نہ ہو گا۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے
کہا کہ میں نے بھوض ہزار درم کے قبول کیا یا ہزار درم کا لفظ نہ کہا یا ایک نے کہا کہ میں نے ہزار درم کے عوض قبول
کیا تو مولیٰ سے کہا جائیگا کہ تو بیان کر پس جب سے ان دونوں میں سے ایک کا عتق بیان کیا تو وہ آزاد ہو گا
اور اس پر ہزار درم لازم آوینگے اور اگر قبل بیان کے مر گیا تو یہ قبضہ ان دونوں میں برابر تقسیم ہو گا پس ہر ایک
میں سے نصف آزاد ہو گا بھوض پانچ سو درم کے اور باقی نصف کے واسطے ہر ایک سعایت کرے گی تیرہ طحاوی
میں ہے۔ ایک مرنے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک بھوض ہزار درم کے آزاد ہو پس دونوں نے
کہا کہ ہم نے قبول کیا پھر کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بھوض پانچ سو کے آزاد ہو پس دونوں نے کہا کہ ہم نے قبول
کیا تو پہلا ایجاب صحیح ہوا اور دوسرا باطل ہو اور جب کلام اول صحیح ہوا تو جب تک مولیٰ زندہ ہو بیان کے واسطے
اسکی طرف رجوع کیا جائیگا اور جب وہ قبل بیان کے مر گیا تو عتق ان دونوں میں شائع ہو گیا اور مال بھی عتق
کی تبعیت میں شائع ہو جائیگا پس ہر ایک کا نصف حصہ بھوض پانچ سو درم کے آزاد ہو گا اور ہر ایک کا نصف
قیمت کے واسطے سعایت کرے گا۔ اور اگر کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بھوض ہزار درم کے آزاد ہو پس ہزار
ان دونوں نے قبول نہ کیا تھا کہ اس نے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بھوض ہو ورنہ اس کے آزاد ہو پھر دونوں نے قبول
کیا تو دونوں ایجاب صحیح ہونگے۔ اور جب دونوں صحیح ہوئے اور دونوں نے قبول کیا تو اکا قبول ان دونوں
غلاموں کی طرف راجع کیا جائیگا اور مولیٰ کو اختیار دیا جائیگا چاہے دونوں پر بھوض ہر دو مال کے عتق واقع کرے
اور چاہے دونوں میں سے ایک پر بھوض دونوں مالوں کے عتق واقع کرے اور بیان مولیٰ کے اور ہر ایک کو چاہے
بیان کرے۔ اور اگر قبل بیان کے مر گیا تو ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ بھوض نصف دونوں مالوں کے آزاد ہو گا اور
ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام حسین سے کہا کہ تو ہزار درم پر

آزاد ہو پھر قبل اسکے کہ وہ قبول کرے اسکو اور ایک دوسرے اپنے غلام کو جمع کر کے کہا کہ تم میں ایک بعوض
 سو دینار کے آزاد ہو پس دونوں نے کہا کہ ہم نے قبول کیا تو مولے کو اختیار ہی چاہئے ہر دو کلام کو اول غلام معین
 کی طرف راجع کرے اور وہ بعوض ہر دو مال کے آزاد ہوگا اور چاہئے ہر دو کلام میں سے ایک کلام کو دوسرے
 غلام کی طرف راجع کرے اور معین مذکور بعوض ہزار درم کے اور غیر معین بعوض سو دینار کے آزاد ہوگا اور اگر قبل
 بیان کے مولیٰ مر گیا تو معین مذکور پورا آزاد ہوگا اور غیر معین میں سے نصف حصہ بعوض پچاس دینار کے آزاد
 ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ معین وغیر معین کی شناخت ہو اور اگر معلوم نہ ہو اور ہر ایک نے دونوں میں سے
 دعوے کیا کہ میں ہی اول معین ہوں تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی حصہ بعوض ہر دو مال کے نصف کے آزاد ہوگا
 یعنی ہزار درم کا نصف و سو دینار کا نصف ہر ایک پر واجب ہوگا اور ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سہا بہت
 کرے گا۔ اور اگر اپنے دو غلاموں سے کہہ کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار درم کے اور دوسرے بعوض پانچ سو درم کے
 آزاد ہو پس اگر دونوں نے ساتھ کہا کہ ہم نے قبول کیا یا ہر ایک نے کہہ کہ میں نے دونوں مالوں کے عوض قبول کیا
 یا ہر ایک نے کہا کہ میں نے ہر دو مال میں سے زیادہ کے عوض قبول کیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے پس دونوں
 میں سے ہر ایک کے ذمہ پانچ سو درم لازم آویں گے اور اگر دونوں میں سے ایک نے زیادہ مال اور دوسرے
 نے کم مال کے عوض قبول کیا تو وہی آزاد ہوگا جس نے دونوں مالوں میں سے زیادہ کے عوض قبول کیا ہو پس
 اس پر پانچ سو درم لازم آویں گے کذا فی البدائع اور اگر دونوں نے ہر دو مال میں سے کم کے عوض قبول کیا
 تو کوئی آزاد نہ ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر دو غلاموں سے کہہ کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار درم کے
 اور دوسرے بعوض دو ہزار درم کے آزاد ہو پس ایک نے کہا کہ میں نے غلے قبول کیا یعنی مطلقاً کہا یا یوں کہا کہ میں نے
 دو ہزار درم کے عوض قبول کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو آزاد نہ ہوگا۔ اور
 اگر ہر دو مال از ردی جنس کے مختلف ہوں مثلاً کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار درم کے اور دوسرے بعوض
 سو دینار کے آزاد ہو پس ایک نے قبول کیا اس طرح کہ میں نے بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو آزاد نہ ہوگا
 اور اگر اس نے مطلقاً کہا کہ میں نے قبول کیا یا کہا کہ میں نے دونوں مالوں کے عوض قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور
 غلام کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جسکو چاہے اپنے ذمہ لازم کرے یہ شرح زیادات عثمانی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ
 تم میں سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہو اور دوسرے مفت آزاد ہو پس دونوں نے ایک ساتھ قبول کیا
 تو دونوں مفت آزاد ہو جائیں گے اور اگر ایک نے بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو مولے سے کہا جائیگا کہ تو نے
 جو ايجاب بغیر بدل کہا ہے اسکو انہیں مستے ایک کی طرف راجع کر پس اگر اس نے قبول کرنے والے کے سوا دوسرے
 کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہو گیا اور قبول کنندہ بعوض ہزار درم کے آزاد ہوا اور اگر اس نے قبول کرنا والے
 کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہو گیا اور دوسرے بعوض بدل ہزار درم کے آزاد ہوگا بشرطیکہ وہ اسی مجلس میں
 قبول کرے۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے کسی نے قبول نہ کیا بیان تک کہ مولیٰ نے جو ايجاب مفت ہو
 انہیں سے ایک کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہو جائیگا اور دوسرے معاوضہ سے آزاد ہوگا بشرطیکہ اس نے
 مجلس میں قبول کیا ہو ورنہ آزاد نہیں ہو سکتا ہے اور اگر مولیٰ قبل بیان کے مر گیا تو جس نے قبول کیا ہو وہ سب

مطلقاً یعنی بالبدن
 کے خلاف اس کے قبول کیا

آزاد ہو جائیگا اور اسپر پانچ سو درم لازم ہونگے اور دوسرے کا نصف حصہ آزاد ہوگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے
سعایت کرے گی یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر دونوں سے کہا کہ تم میں سے ایک بھوض ہزار درم کے آزاد ہو اور دوسرا
بھوض سو دینار کے پس دونوں نے ساتھ ہی قبول کیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور
اگر کہا کہ تم میں سے ایک مفت آزاد ہو تم میں سے ایک بھوض سو دینار کے آزاد ہو پس دونوں نے قبول کیا تو
دونوں میں سے ایک مفت آزاد ہو جائیگا اور موسیٰ کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا ایجاب
باطل ہو گیا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تم میں سے ایک بھوض ہزار درم کے آزاد ہو پس دونوں نے قبول کیا پھر
کہا کہ تم میں سے ایک مفت آزاد ہو تو ایجاب اول صحیح ہوا اور موسیٰ نے مختار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا
ایجاب باطل ہو۔ اور اگر کہا کہ تم میں سے ایک بھوض ہزار کے آزاد ہو تم میں سے ایک مفت آزاد ہو پس دونوں
نے قبول کیا تو مفت آزاد ہو جائیں گے اور کسی پر کچھ واجب نہ ہوگا اس واسطے کہ جسپر بدل واجب ہو وہ بھول ہو یہ
کافی میں ہو۔ اور اگر اپنے دو غلام سے کہا کہ اسی میون تو آزاد ہو اسی مبارک ہزار درم پر تو یہ مال اخیر پر واجب ہوگا
اور اگر کہا کہ اسی مبارک میں نے تجھے مکاتب کیا ہزار درم پر اسی میون تو یہ کتابت اول پر ہوگی اس واسطے کہ
دوسرے کی نڈا کرنے سے پہلے جملہ تمام ہو گیا ہو۔ ایک شخص کے تین غلام ہیں پس اُس نے کہا کہ تم میں سے ایک
آزاد ہو سو درم پر اور دوسرا دو سو درم پر اور تیسرا تین سو درم پر پھر ان سب نے سویتن قبول کیا اور مولیٰ قبل بیان
کے مر گیا اور یہ امر اسکی صحت میں واقع ہوا تھا تو سب آزاد ہو جائیں گے مگر ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور سو کی
تہائی کے واسطے سعایت کرے گا۔ اور اگر سب نے دو سو میں قبول کیا تو ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور دو سو کی
تہائی کے واسطے سعایت کرے گا اور اگر انھوں نے فقط تین سو میں قبول کیا تو ہر ایک کا تہائی حصہ آزاد ہوگا اور اپنی
دو تہائی قیمت اور سو درم کے واسطے سعایت کرے گا۔ اور اگر دو غلاموں میں سے ایک سے کہا کہ تو آزاد ہو ہزار میں سے
اپنے حصہ پر کہ جب ہزار تجھ پر اور دوسرے کی قیمت پر تقسیم کیے جا دیں پس اُس نے قبول کیا تو آزاد ہوگا اور تین کے
تزو ایک اسپر اسکی قیمت واجب ہوگی اور امام محمدؒ کے نزدیک ہزار سے زیادہ نہ ملے گی یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر
کہا کہ تو آزاد ہو بعد میری موت کے ہزار درم کے عوض تو قبول کرنا اسکی موت کے بعد ہوگا اور جب اُس نے بعد
موت مولیٰ کے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا جب تک وارث یا وصی آزاد نہ کرے یا وارث کے انکار پر قاضی آزاد کرے اور
یہی اصح ہو اور اسکی ولایت کی ہوگی اور اگر وارث نے اسکو کفارہ میت سے آزاد کیا تو کفارہ سے آزاد ہوگا
بلکہ میت کی طرف سے آزاد ہوگا یہ نہ الفائق میں ہو۔ پھر جانا چاہیے کہ وصی کا اس غلام کا آزاد کرنا تحقیقاً
صحیح ہے یعنی خالص بلا تعلیق آزاد کرے اور تعلیقاً نہیں صحیح ہو چنانچہ اگر یوں کہا کہ جب تو اس دار میں داخل ہو تو تو
آزاد ہو تو وہ آزاد نہ ہوگا اور وارث اسکو تحقیقاً و تعلیقاً دونوں طرح آزاد کر سکتا ہو چنانچہ اگر کہا کہ جب تو اس دار
میں داخل ہو تو آزاد ہو تو صحیح ہو اور دار میں داخل ہونے پر آزاد ہو جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور اگر موسیٰ
نے کہا کہ جب میں مرا تو تو ہزار پر آزاد ہو یا کہا کہ جب تو نے بعد میری موت کے ہزار درم مجھے ادائیگی تو تو آزاد ہو
پس اُسے مولیٰ کی موت کے بعد ہزار درم اس کے وارث کو دیے تو وہ اعتاق کا مستحق ہوگا یہ پڑ تاشی میں ہو۔ اور اگر
اپنے غلام سے کہا کہ میری موت کے بعد ایک سو میری طرف سے کر اور تو آزاد ہو اور اُس کے سوا کچھ مال

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

ہنہین ہی تو مولیٰ کی طرف سے ایک سچ وسط ادا کرے پھر وارث اُسکو آزاد کر دے گا اور وہ اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے
سعاہت کرے گا۔ اور اگر باوجود اسکے میت نے کسی کے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہو تو یہ تہائی اس موصی لہا
غلام کے درمیان چار حصے ہوگی جسین سے تین حصہ غلام کو ملینگے اور باقی ایک حصہ کے واسطے موصی لہ کے لیے
سعاہت کرے گا اور کل کی دو تہائی کے واسطے وارثوں کے لیے سعاہت کرے گا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام
سے کہا کہ میری موت کے بعد میرے وصی کو ایک سچ کی قیمت دے کہ وہ میری طرف سے اُس سے سچ ادا کرے اور
تو آزاد ہو تو درمیان درجہ کے سچ کی قیمت رکھی جائیگی یعنی اس کلام سے مراد یہ ہوگی اور جب اُس نے درمیان درجہ کی
قیمت ادا کر دی تو اُسکا اعتناق واجب ہوا اور عتق کا نافذ کرنا سچ ادا ہونے تک موقوف نہ رہے گا اور جب وہ آزاد ہو گیا تو
دیکھا جائیگا کہ اگر درمیان درجہ کے سچ کی قیمت اُسکی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو اُس پر سعاہت واجب ہوگی۔ پھر وصی مذکور میت
کی طرف سے اس قیمت سے تہائی سچ کر دے گا جہاں سے ہو سکے۔ اور اگر باوجود اسکے اُس نے کسی کے واسطے تہائی
مال کی وصیت بھی کی ہو تو دو تہائی قیمت سچ وارثوں کی اور تہائی درمیان موصی لہ اور سچ کے چار حصے ہوگی جسین سے تین
حصے سچ کے واسطے اور ایک حصہ موصی لہ کو دیا جائیگا۔ اور اگر سچ کی قیمت غلام کی دو تہائی قیمت ہو تو تہائی غلام
خود غلام کے واسطے وصیت بھی ہو گیا پس یہ تہائی اس غلام اور موصی لہ کے درمیان چار حصے ہوگی جسین سے
ایک حصہ غلام کو وصیت میں ملے گا کہ جو آزاد ہو جائیگا اور ایک حصہ موصی لہ کو ملے گا اور دو حصے سچ کے واسطے ہونگے
جہاں سے پہنچ سکے یعنی غلام موصی لہ اور سچ کے حصص کے واسطے سعاہت کر کے ادا کرے گا یہ شرح زیادات
عتابی میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میرے وصی کو ایک سچ کی قیمت دے پھر جب تو نے وصی اور میری طرف
سے سچ ادا کر دیا گیا تو تو آزاد ہو تو اسی صورت میں سچ ہو جانے تک اُسکی تنفیذ عتق موقوف رہے گی اور اگر غلام سچ وسط کی
قیمت لیا تو وصی اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائیگا اور جب اُس نے ادا کر دی اور سچ ہو گیا تو عتق کا نافذ کرنا واجب
ہوا اور جب وہ آزاد ہو گیا تو وارثوں کے واسطے اپنی دو تہائی قیمت کے لیے سعاہت کرے گا خواہ سچ کی قیمت کم ہو
یا زیادہ ہو اور جو کچھ غلام نے وصی کو دیا ہو اُسین سے وارث لوگ کچھ نہیں لے سکتے ہیں اور قبل سچ کے اُس سے
سعاہت نہیں کر سکتے ہیں اور اگر باوجود اسکے میت نے کسی کے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہو تو جو کچھ
غلام نے ادا کیا ہو وصی اُس سے سچ کر دے گا پھر غلام کو آزاد کر دے گا پھر غلام اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے وارثوں
کے لیے اور تہائی کی چوتھائی قیمت کے واسطے موصی لہ کے لیے سعاہت کرے گا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے
کہا کہ بعد میری موت کے میری طرف سے ایک سچ کر اور تو آزاد ہو پھر موصی لہ سوال میں کرے گا پس غلام نے سچ کے واسطے
جانا چاہا تو وارثوں کو اختیار ہے کہ اس سال اُسکو منع کریں بلکہ آئندہ سال تک تاخیر کرے پس غلام مذکور دو تہائی
خدمت سے اُسکا حق پورا کر دے گا پھر اپنی ایک تہائی سے سچ ادا کر دے گا چنانچہ اگر موصی لہ کو جانے کے وقت چار مہینہ
پہلے مر گیا اور سچ کی آمد رفت کی مسافت دو مہینہ ہو تو چار مہینہ وارثوں کی خدمت کرے گا اور دو مہینہ سچ کے واسطے
صرف کرے گا تاکہ تہائی دو تہائی ٹھیک ہو جائے اور اگر موصی لہ سوال میں مرا اور وارثوں نے غلام سے کہا
کہ تو سچ کو جا ورنہ ہم تجھکو فروخت کرتے ہیں پس وہ نہ گیا تو وصیت بدون اسکی رضا مندی کے باطل ہوگی یا اور
اگر موصی لہ نے کہا کہ تو اسی سال میری طرف سے سچ کر دے اور تو آزاد ہو پھر موصی لہ سوال میں کرے گا تو وارثوں کو اختیار ہے

کہ سبب اپنے دو تہائی حق خدمت کے شکوہ اس سال جانے سے منع کریں پھر جب انھوں نے اُسکو روکا اور وقت
 گزر گیا تو اُسکی وصیت باطل ہو گئی سبب شرط عتیق جاسے نہ رہنے کے یعنی اسی سال حج کروینا۔ اور اگر اپنے غلام
 سے کہا کہ میری موت کے بعد پانچویں برس حج کر دے اور تو آزاد ہو تو وہ برابر وارثوں کی خدمت کرتا رہے گا
 یہاں تک کہ یہ سال آوے پھر جب یہ سال آیا تو کیا حج کرے اور بعد فراغ کے اُسکا عتیق واجب ہو پس بعد
 آزاد می کے وہ وارثوں کے لیے اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کر لیا۔ اور اگر غلام سے کہا کہ مجھے ہزار درم داد
 کر دے میں اس سے حج کرونگا پس تو آزاد ہو تو آزاد ہونا ادا سے ہزار درم پر موقوف ہو گا نہ ادا سے حج
 پر بخلانست اس کے اگر کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کیے جس سے تین سو حج کر لیا تو تو آزاد ہو تو جب تک حج
 نہ کر لے گا تب تک آزاد نہ ہو گا۔ شرح زیادۃ عتباتی میں ہے۔ فقہ ابو جعفر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے
 غلام سے کہا کہ تو میری طرف سے ایک روزہ رکھ اور تو آزاد ہو یا کہا کہ میری طرف سے دو رکعت نماز پڑھ اور تو آزاد ہو
 تو فرمایا کہ غلام آزاد ہو گیا خواہ اس سے روزہ رکھا ہو یا نہ رکھا ہو نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو یہ ذخیرہ بین ہے۔ اور اگر اپنے
 وارثوں سے کہا کہ جب تکو میرے فلان غلام سے نہ میری موت کے بعد ایک گریہوں ادا کر دے تو وہ آزاد ہو
 یا کہا کہ تو اسکو آزاد کر پھر غلام نہ کروروی ایک گریہوں لایا اور وارث سے قبول کر لے تو آزاد نہ ہو گا اور اگر سالی
 در جد کے لایا تو بھی آزاد نہ ہو گا جب تک وارث اچھی یا قاضی آزاد نہ کرے یہ کافی میں ہے۔

چھوٹا پاپ تیر کے بیان میں۔ قال اکثر جسم مرد و تیر سے یہ کہ غلام کی آزادگی کو اپنی موت کے بعد مطلق کرنا یعنی تیر سے مراد ہے تو اس کا جواب ہے۔ تیر سے مراد نوع پہر مطلق و تیر سے مراد ہے کہ غلام کا عشق فقط اپنی موت پر مطلق کیا بدون انضمام کسی دوسری چیز کے کہ اسے فی الینایع مثلاً کہا تو وہ بہتر اور اسکے واسطے چن الفاظ ہیں کہ بھی لیس طرح لفظ ہوتا ہے مثلاً کہا کہ تو تیر ہو یا تیر نہ ہو تجھے تیر کہا اور کبھی بلقا فخر برد عناق ہوتا ہے جیسے کہا کہ تو میری بعد میری موت کے یا تیر نہ ہو مجھے عمر کیا بعد اپنی موت کے یا تو عشق یا عشیق ہو تیر میری موت کے اور کبھی بلقا فی تیر ہوتا ہے مثلاً کہا کہ اگر تیر مر گیا تو تو آزاد ہو یا کہا کہ جب میں مر گیا یا ہر گاہ کہ میں مر گیا یا کہا کہ اگر میرے واسطے حادثہ واقع ہوا یا ہر گاہ میرے واسطے حادثہ واقع ہوا تو تو آزاد ہو اور یہی طرح اگر ان الفاظ میں بجا ہے موت کے لفظ وفات یا پاک ذکر کیا تو بھی یہی حال ہے اور کبھی یہ لفظ وصیت ہوتی ہے اور اس کی بدولت دشمنی کہ غلام کے واسطے اس کے نفس کی وصیت کرے یا اسکے رقبہ کی یا اسکی عشق یعنی گردن کی یا ایسی وصیت کی کہ تجھ اسکے اپنے رقبہ کل کا یا بعض کا عشق ہو اشدھا کہا کہ میں نے تیر سے واسطے وصیت کی تیر سے نفس کی یا تیر سے رقبہ کی یا تیری گردن کی یا اور ایسا لفظ کہا کہ جس سے تمام بدن سے تیر نکلتی ہو اس طرح اگر اس سے کہا کہ میں نے تیر سے واسطے اپنے مقامی مال کی وصیت کی تو یہ بھی تیر ہی بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے واسطے اپنے مال سے ایک نام کی وصیت کی تو آزاد ہوگا اور اگر ایک جزوی وصیت کی تو نہیں یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو میری بعد میری موت کے تو فی الحال سے مدبر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا پس تو بعد میری موت سے کہ جو یا میری موت کے تجھے حر ہے یا میری موت کے ساتھ حر ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخس میں ہے۔ اور در مطلق کا حکم یہ ہے کہ جب تک مولی زندہ ہو اسکا بیع و منہن جان نہ ہو اور نہ شکوہ قرار دیکر

[illegible]

کھاج جائز ہو اور نہ اسکا صدقہ دینا اور نہ رہن کرنا جائز ہو اور اسکا آزاد کر دینا یا اسکا شہ کر دینا جائز نہ ہو یہ سراج و دلہا
 میں ہو۔ اور اگر مدبر مطلق کو فروخت کیا اور قاضی نے جواز بیع کا حکم دیدیا تو اسکی قضا نافذ ہو جائیگی اور یہ حکم قضا
 مدبر کرنے کا فسخ کرنا قرار دیا جائیگا۔ سنے کہ اگر بعد بیع کے کسی وجہ سے وہ بھی اسکی ملک میں آگیا تو بعد اسکی موت کے
 آزاد ہوگا یہ ظہیر میں ہو اور موسے کو اس سے خدمت لینے اور اسکو مزدوری پر دینے کا اختیار ہو اور اگر باندی
 کو مدبرہ مطلقہ کیا تو اس سے وطی کر سکتا ہو اور اسکا جس مرد سے چاہے نکاح کر دے سکتا ہو یہ کافی میں ہو اور
 غلام کی کیا بیان اور مدبرہ کا ہر اور اثر سب مولیٰ کا ہوگا یہ بیاد بیع میں ہو۔ اور جب مولیٰ مر گیا تو مدبر اسکی تہائی مال
 سے آزاد ہوگا حتیٰ کہ اگر موسے کا کچھ مال سوا اسے اس مدبر کے ہو تو اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا
 یہ کافی میں ہو۔ اور اگر مولیٰ پر اسقدر قرضہ ہو کہ اس کے تمام مال کو مع رقبہ اس مدبر کے محیط ہو تو ہر تنخواہ ان مولیٰ کے
 واسطے مدبر بند کر اپنی تمام قیمت کے لیے سچی کرے گا یہ غایت البیان میں ہو۔ اور مدبر کی دلاڑی کی ہوگی جس سے اسکو بڑا ہو
 اور اس سے منتقل ہوگی اگرچہ یہ غلام دوسرے کی طرف سے آزاد ہو گیا ہو اور اسکی صورت یہ کہ مدبرہ باندی و شریکون
 میں مشترک ہو پھر اس کے ایک بچہ پیدا ہوا اور اس کے نسب کا ایک شریک نے دعویٰ کیا چنانچہ اس سے اس بچہ کا
 نسب ثابت ہو گیا اور اس نے اپنے شریک کو تاوان دیدیا پھر یہ ام و کد اس کے شریک کی موت کے بعد آزاد ہو گئی
 تو اسکی دلاڑان و دون شریکون کی ہوگی۔ اور اسی طرح اگر ایک غلام مدبر و شریکون میں مشترک تھا پس اسکو
 ایک سنے آزاد کر دیا اور وہ مالدار ہو پس اس نے شریک کو تاوان دیدیا تو اسکی دلاڑی بدلی بلکہ دونوں کی ہوگی یہ
 ایضاً میں ہو۔ مدبر یہ مقید اس طرح ہو کہ اپنے غلام کا عشق اپنی موت پر علق کرے مگر موصوفہ بھفتہ یا موت
 اور کسی اور شرط پر علق کرے مثلاً یوں کہ اگر گرین اپنے اس مرض میں مر جاؤں یا اپنے اس سفر میں مر جاؤں تو تو آزاد ہو
 یا مثال سکے کوئی صفت بیان کی جس میں احتمال ہو کہ اسکی موت اس صفت کے ساتھ ہوگی یا نہ ہوگی۔ یا موت کے ساتھ
 کوئی ایسی شرط ذکر کی جس کے واقع ہونے اور نہ ہونے کا احتمال ہو تو ایسی تدبیر سے وہ مدبر مقید ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ مدبر مقید
 کا یہ حکم ہو کہ اگر وہ اس صفت یا شرط کے ساتھ مر اؤں تو مطلق کے آزاد ہو جائیگا۔ اور مولیٰ کو اپنی زندگی میں اختیار ہو
 کہ ایسے مدبر کے ساتھ تمام طرح کے تصرفات بیع و ملک و غیرہ عمل میں لائے یہ سراج و دلہا میں ہو جس نے امام اعظم
 رحمہ اللہ سے روایت کی ہو کہ اگر مولیٰ سنے کہ اگر میں مر گیا اور دفن کیا گیا یا غسل دیا گیا یا غسل دیا گیا تو تو آزاد ہو
 تو یہ مدبر نہیں ہو اور اگر وہ مر گیا اور چالیس سال تک اسکی ملک میں تھا تو اس کے حق میں سبب ہو کہ تہائی مال سے آزاد کیا جاوے
 یہ بیاد بیع میں ہو۔ اور جملہ تدبیر مقید کے یہ ہو کہ اگر میں ایک سال ختم ہونے پر مر گیا یا اس سال تک مر گیا تو تو آزاد ہو یہ
 ہمایہ میں ہو۔ اور اگر اتنی مدت کی قید لگائی کہ ایسے شخص کے اتنی مدت تک جینے کا احتمال نہیں ہو مثلاً ساڑھے برس کے
 مولیٰ نے کہا کہ اگر میں سو برس کے بعد مر اؤں تو آزاد ہو تو اس میں زیادہ کے نزدیک یہ مدبر مطلق ہو اور یہی نعمت ہے یہ
 قیہ میں ہو۔ اور اگر غلام سنے کہ اگر میں مرون دن میں مرون اور اسنے دن ہی دن میں مرونے کی نیت نہیں
 کی تو مدبر مطلق ہوگا اور اگر یہ نیت کی کہ دن میں مرون دن رات میں تو مدبر مقید ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر کسی کہ تو
 آزاد ہو تو قیل میری موت کے ایک مہینہ پھر جیتے گذر اس پس وہ مر گیا تو بالاجماع آزاد ہو جائیگا لیکن شیخ ابو بکر اسکا
 کے نزدیک تہائی سے آزاد ہوگا اور فقیہ ابوالقاسم نے کہا کہ تمام مال سے آزاد ہوگا اور یہی امام اعظم کا قول ہو

مدبرہ باندی و شریکون

مدبرہ باندی و شریکون

اور فقیر ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر عینہ گذر نے سے پہلے مر گیا تو آزاد ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو میری موت کے ایک روز بعد تو یہ مدبر ہوگا اور مولیٰ کو اس کے فروخت کر نیکا اختیار ہو اور اگر موسیٰ ایسی حالت میں مرا کہ یہ غلام اس کی ملک میں تھا تو ایک روز کے بعد اس کے تنائی مال سے آزاد ہوگا اور بدولت وارث کے آزاد کرنے کے آزاد ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور استحضار وارثوں کو اس کے آزاد کرونیے کا حکم کیا جائیگا یہ تہذیب میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میری موت اور فلان کی موت کے بعد آزاد ہو یا کہا کہ بعد موت فلان میری موت کے تو آزاد ہو تو یہ فی الحال مدبر مطلق ہوگا پس اگر فلان پہلے مر گیا اور ہنوز وہ غلام اس مولیٰ کی ملک میں ہے تو اب مطلق مدبر ہو جائیگا اور اگر موسیٰ قبل موت فلان کے مر گیا تو وہ مدبر ہوگا اور وارثوں کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت خراساۃ بعد موتی تو بعد موت کے آزاد ہوگا یہ ظہر میں ہے اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ کسی کو بعد میری موت کے بچھو کوئی راہ نہ ہوگی تو شہساز نے فرمایا کہ وہ مدبر ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ حسن ابن امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہو کہ اگر کہا کہ تو فلان کی طرف سے میری موت کے بعد اس مولیٰ کی طرف سے مدبر ہوگا یہ محیط سخری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیرے رقبہ کی تیرے واسطے وصیت کر دی پس غلام نے کہا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں تو وہ مدبر ہو گیا اور اس کا رد کر دیا کچھ نہیں ہے یہ خزائن المفتین میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے بعد میری موت کے آزاد ہو اور اس کے واسطے اسودم کی وصیت ہو پھر مر گیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اسودم کی وصیت دونوں کے واسطے نصف نصف ہو گئی اور اگر کہا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے اسودم کی وصیت ہو تو صورت مذکورہ میں اسودم کی وصیت باطل ہوگی اس واسطے کہ دونوں میں سے ایک غلام ہی پس اس کے حق میں وصیت صحیح نہ ہوگی یہ ظہر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوں تو بعد میری موت تم کو مالک ہوا تو مدبر نہ ہو جائیگا یہ عتاقیہ میں ہے۔ اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے خریدا تو میری موت کے بعد آزاد ہو یا کہا کہ اگر میں نے تجھے خریدا پھر میں مر گیا تو تو آزاد ہو پھر اس کو خریدا تو وہ مدبر ہو جائیگی پھر اگر اس کو آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی پھر جہاد میں قید ہو کر آئی اور اس شخص نے اس کو خریدا تو اب مدبر نہ ہوگی چنانچہ اگر یہی مر گیا تو آزاد ہو جائیگی یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوں تو تو میری موت کے بعد آزاد ہو پھر اس کے بچہ پیدا ہو پھر اس شخص نے اس کو خریدا تو باندی مدبر نہ ہو جائیگی نہ اس کا بچہ۔ اور اگر مولیٰ نے کہا کہ تو قبل مدبر ہونے کے بچہ جنی ہو اور باندی نے کہا کہ نہیں بلکہ اس کے بچہ تو مولیٰ کا قول اس کے علم پر قسم لیکر مقبول ہوگا اور گواہ باندی کے قبول ہونگے۔ اور اگر دو باندیوں سے کہا کہ اگر میں تم دونوں کا مالک ہوں تو تم میری موت کے عینہ پھر بعد آزاد ہو پھر ایک کا مالک ہو اور وہ اس کے پاس بچہ جنی پھر دوسری کا مالک ہوا تو اس کی موت کے بعد دونوں آزاد ہو جائیں گی اور پہلی باندی کا بچہ رقیق رہیگا یہ محیط سخری میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو بعد میرے فلان سے کلام کرنے کے اور بعد میری موت کے آزاد ہو پس اس نے فلان سے کلام کر لیا تو مدبر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ جب تیرے فلان سے کلام کیا تو تو میری موت کے بعد آزاد ہو پس اس نے فلان سے کلام کیا تو مدبر ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو میری موت کے بعد اگر تو نے شراب نہ پی پھر موسیٰ کی موت کے بعد چھ عینہ تک اس نے شراب نہ پی پھر شراب پی لی اور ہنوز آزاد نہیں ہوا تھا تو عتق باطل ہو گیا اور اگر مولیٰ کی موت کے بعد شراب پینے سے پہلے

اور اگر کہا کہ تو آزاد ہو میری موت کے ایک روز بعد تو یہ مدبر ہوگا اور مولیٰ کو اس کے فروخت کر نیکا اختیار ہو اور اگر موسیٰ ایسی حالت میں مرا کہ یہ غلام اس کی ملک میں تھا تو ایک روز کے بعد اس کے تنائی مال سے آزاد ہوگا اور بدولت وارث کے آزاد کرنے کے آزاد ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور استحضار وارثوں کو اس کے آزاد کرونیے کا حکم کیا جائیگا یہ تہذیب میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میری موت اور فلان کی موت کے بعد آزاد ہو یا کہا کہ بعد موت فلان میری موت کے تو آزاد ہو تو یہ فی الحال مدبر مطلق ہوگا پس اگر فلان پہلے مر گیا اور ہنوز وہ غلام اس مولیٰ کی ملک میں ہے تو اب مطلق مدبر ہو جائیگا اور اگر موسیٰ قبل موت فلان کے مر گیا تو وہ مدبر ہوگا اور وارثوں کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت خراساۃ بعد موتی تو بعد موت کے آزاد ہوگا یہ ظہر میں ہے اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ کسی کو بعد میری موت کے بچھو کوئی راہ نہ ہوگی تو شہساز نے فرمایا کہ وہ مدبر ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ حسن ابن امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہو کہ اگر کہا کہ تو فلان کی طرف سے میری موت کے بعد اس مولیٰ کی طرف سے مدبر ہوگا یہ محیط سخری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیرے رقبہ کی تیرے واسطے وصیت کر دی پس غلام نے کہا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں تو وہ مدبر ہو گیا اور اس کا رد کر دیا کچھ نہیں ہے یہ خزائن المفتین میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے بعد میری موت کے آزاد ہو اور اس کے واسطے اسودم کی وصیت ہو پھر مر گیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اسودم کی وصیت دونوں کے واسطے نصف نصف ہو گئی اور اگر کہا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے اسودم کی وصیت ہو تو صورت مذکورہ میں اسودم کی وصیت باطل ہوگی اس واسطے کہ دونوں میں سے ایک غلام ہی پس اس کے حق میں وصیت صحیح نہ ہوگی یہ ظہر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوں تو بعد میری موت تم کو مالک ہوا تو مدبر نہ ہو جائیگا یہ عتاقیہ میں ہے۔ اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے خریدا تو میری موت کے بعد آزاد ہو یا کہا کہ اگر میں نے تجھے خریدا پھر میں مر گیا تو تو آزاد ہو پھر اس کو خریدا تو وہ مدبر ہو جائیگی پھر اگر اس کو آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی پھر جہاد میں قید ہو کر آئی اور اس شخص نے اس کو خریدا تو اب مدبر نہ ہوگی چنانچہ اگر یہی مر گیا تو آزاد ہو جائیگی یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوں تو تو میری موت کے بعد آزاد ہو پھر اس کے بچہ پیدا ہو پھر اس شخص نے اس کو خریدا تو باندی مدبر نہ ہو جائیگی نہ اس کا بچہ۔ اور اگر مولیٰ نے کہا کہ تو قبل مدبر ہونے کے بچہ جنی ہو اور باندی نے کہا کہ نہیں بلکہ اس کے بچہ تو مولیٰ کا قول اس کے علم پر قسم لیکر مقبول ہوگا اور گواہ باندی کے قبول ہونگے۔ اور اگر دو باندیوں سے کہا کہ اگر میں تم دونوں کا مالک ہوں تو تم میری موت کے عینہ پھر بعد آزاد ہو پھر ایک کا مالک ہو اور وہ اس کے پاس بچہ جنی پھر دوسری کا مالک ہوا تو اس کی موت کے بعد دونوں آزاد ہو جائیں گی اور پہلی باندی کا بچہ رقیق رہیگا یہ محیط سخری میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو بعد میرے فلان سے کلام کرنے کے اور بعد میری موت کے آزاد ہو پس اس نے فلان سے کلام کر لیا تو مدبر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ جب تیرے فلان سے کلام کیا تو تو میری موت کے بعد آزاد ہو پس اس نے فلان سے کلام کیا تو مدبر ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو میری موت کے بعد اگر تو نے شراب نہ پی پھر موسیٰ کی موت کے بعد چھ عینہ تک اس نے شراب نہ پی پھر شراب پی لی اور ہنوز آزاد نہیں ہوا تھا تو عتق باطل ہو گیا اور اگر مولیٰ کی موت کے بعد شراب پینے سے پہلے

۴

صفحہ

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

قاضی کے بیان مرافعہ کیا گیا اور قاضی نے اُسکے آزاد ہونے کا حکم نافذ کر دیا پھر اُسے شراب پی تو پھر وہ رقیب نہیں
 کیا جائیگا یہ ظہیر یہ مین ہے۔ امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو بعد میری موت کے
 اگر تو نے اسدم چاہا پس غلام نے اُسی دم چاہا تو مولیٰ کی موت کے بعد وہ تہائی سے آزاد ہوگا اور اگر مردہ نہ ہو تو
 یہ مردہ کی موت کے بعد تو غلام کو چاہنے کا اختیار نہ ہوگا یہاں تک کہ مولیٰ مر جائے پھر جب مولیٰ مرا
 اور اس کے مرنے کے وقت غلام نے چاہا تو بدون مدبر ہونے کے وہ تہائی مال سے آزاد ہوگا یہ بیابیع میں ہے۔ اور صحیح
 ابو بکر رازی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ بدون وارث کے یا وصی کے آزاد کرنے کے آزاد ہوگا اور حاکم رحمہ اللہ نے
 بھی اپنے مختصر میں اسی پر جزم کیا ہے یہ نہ الفائق میں ہے۔ پھر بنا بر ظاہر جواب کے مولیٰ کی موت کے بعد غلام کا چاہنا
 اُسی مجلس میں معتبر ہوگا یہ غایہ سرور جی میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اگر تو نے چاہا بعد میری موت
 کے پھر مولیٰ مر گیا اور جس مجلس میں غلام کو مولیٰ کی موت کا علم ہوا ہے اُس سے اٹھ کھڑا ہوا یا دوسرا کام شروع
 کر دیا تو اُس سے کوئی بات جو غلام کے اختیار میں دیکھی ہو باطل نہوگی یعنی ہنوز اسکو چاہنے کا اختیار ہوگا باطل نہوگا یہ
 بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ میرے غلام کو مدبر کر دے پس مامور نے اسکو آزاد کر دیا تو نہیں
 صحیح ہے۔ اور اگر کسی نے ایک طفل سے کہا کہ تیرا جی چاہے میرے غلام کو مدبر کر دے پس اُسے مدبر کر دیا تو جائز ہے
 خواہ طفل سمجھدار ہو یا نہ ہو یعنی جانتا ہو کہ مدبر کرنے سے ایسا حکم ہو جاتا ہے یا نہیں یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دو شخصوں سے کہا
 کہ تم میرا غلام مدبر کر دو پس ایک نے اسکو مدبر کر دیا تو جائز ہے اور اگر کہا کہ میرے غلام کے مدبر کرنے کا کام تم دونوں
 کے حوالہ ہے پس ایک نے اسکو مدبر کیا تو نہیں جائز ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ تم آزاد کرو بعد میری موت
 کے میرے غلام کو انشاء اللہ تعالیٰ تو استثنائے نہیں صحیح ہے اور اگر کہا کہ وہ بعد میری موت کے آزاد ہو انشاء اللہ تعالیٰ
 تو استثنائے استثنائے صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور زیادات میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے اپنے غلام کو ہزار
 درہم پر مدبر کیا اور اُسے قبول کیا تو وہ مدبر ہو جائیگا اور اُس پر کچھ واجب نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک غلام دو شخصوں
 میں مشترک ہو کہ ان میں سے ایک نے اسکو مدبر کیا اور دوسرا ساکت رہا تو بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے فقط مدبر کنندہ کا حصہ
 مدبر ہوگا اور شریک ساکت کو اپنے حصہ کی بابت پانچ طرح کا خیاب ہوگا بشرطیکہ مدبر کنندہ مالدار ہو اور وہ اختیار رات
 یہ میں کہ چاہے اپنا حصہ وہ بھی مدبر کر دے پس وہ مدبر دونوں میں مشترک ہوگا پس اگر دونوں میں سے ایک مر گیا
 تو اسکا حصہ کے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور غلام مذکور دوسرے کی واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت
 کرے گا لیکن اگر دوسرا بھی قبل وصول سعایت کے مر گیا تو سعایت باطل ہو جائیگی۔ اور چاہے آزاد کر دے پس اگر
 اُسے آزاد کر دیا تو عتیق صحیح ہوگا اور مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت غلام مدبر کے حساب
 سے لے لے اور اسکی ولار دونوں میں مشترک ہوگی اور آزاد کنندہ کو اختیار ہوگا کہ جو اُسے تاوان دیا ہو وہ غلام سے
 لے لے اور خواہ مدبر کنندہ آزاد کر دے اور خواہ غلام سے سعایت کر لے۔ اور چاہے شریک ساکت غلام سے
 سعایت کر لے پس جب وہ سعایت کر کے نصف قیمت ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیگا پھر مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ
 غلام سے سعایت کر لے پس جب اُسکی سعایت بھی ادا کر دی تو پورا آزاد ہوگا اور اگر مدبر کنندہ مال سعایت
 لینے سے پہلے مر گیا تو سعایت باطل ہو گئی اور اسکا حصہ غلام اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور چاہے مسکوبوں ہی

۲

ہوین شریک

بہرہ شریک

زنا شریک

اور شریک

سہ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

چھ شریک

تہائی مال سے اسکا حصہ آزاد ہوگا اور امام اعظم کے قول میں شریک مدعی کے واسطے وہ سعایت نہ کریگی کذبانی
البدائع۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی نہیں مرایا تک کہ اس کے دوسرا بچہ پیدا ہوا اور اس کے نسب کا دعویٰ
دوسرے شریک نے کیا تو استحساناً نسب ثابت ہوگا اور وہ بچہ کی قیمت اپنے شریک کو تاوان نہ دیگا یہ قول امام
اعظم کا ہے اسوجہ سے کہ یہ شریک کی ام ولد کا بچہ ہے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک ام ولد کے بچہ کی کچھ قیمت نہیں
ہوتی ہے مگر باندی کے نصف عقر کا ضامن ہوگا اور اگر شریک اول ہی نے اس بچہ کے نسب کا بھی دعویٰ کیا تو
اسکی نصف قیمت کا بحساب مدبر ہونے کے ضامن ہوگا اور اس پر دوسری وطی کی بابت نصف عقر و دیگر واجب
ہوگا یہ محض شخصی میں ہے۔ ایک مدبرہ دو شخصوں میں مشترک ہو اس کے بچہ پیدا ہوا اور دونوں نے اس کے نسب
کا ساتھ ہی دعویٰ کیا تو دونوں سے اس کا نسب ثابت ہوگا اور یہ باندی دونوں کی ام ولد ہو جائیگی اور مدبر ہونا
باطل ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے اپنے وصیت نامہ میں تحریر کیا کہ میرا فلان غلام بعد میری موت کے
آزاد ہو اور اس سے کسی نے اسکو نہیں مناسا پھر وہ مر گیا پھر جو وصیت نامہ میں پایا گیا ہے اس سے وارثوں نے
اککار کیا تو غلام مذکور مملوک رہ گیا اس واسطے کہ وارثوں نے اس کے آزاد کرنے سے انکار کیا۔ اور اگر غلام نے
دعویٰ کیا کہ یہ وارث لوگ جانتے ہیں تو وارثوں سے اس کے علم پر قسم لیکر انھیں کا قول قبول کیا جائیگا یہ فتاویٰ
کبریٰ میں ہے۔ اور اگر کسی نے جو اسکی باندی کے پیٹ میں ہے مدبر کیا تو جائز ہے پس اگر اس کے بعد وہ چھ مہینہ سے
کم میں بچہ جنی تو بچہ مدبر ہوگا اور اگر اس سے زیادہ میں جنی تو مدبر نہ ہوگا یہ ظہر میں ہے۔ اور اگر وہ جو اسکی باندی کے پیٹ
میں ہے مدبر کیا تو جب تک وضع حمل نہ ہو اسکو فروخت نہ کرے گا اور مہر قرار نہیں دیگا یہ محض شخصی میں ہے۔ اگر
ایسی باندی دو بچہ جنی ایک چھ سے کم میں اور دوسرا چھ مہینہ سے ایک روز اندر میں تو یہ دونوں مدبر ہونگی یہ بنا
میں ہے۔ اور اگر کسی نے جو اسکی باندی کے پیٹ میں ہے مدبر کیا پھر اس باندی کو مکاتب کر دیا تو جائز ہے پس اگر اس کے
بعد چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو وہ مدبر ہوگا کہ مولیٰ کی طرف سے بالقصد مدبر کیا ہوا ہے اور اپنی مان کی طرف سے
بالتبع وہ بھی داخل کتابت ہوگا پس اگر اسکی مان نے بدل کتابت موئے کو ادا کر دیا تو دونوں حکم کتابت آزاد
ہو جائیں گے اور اگر مان نے بدل کتابت ادا نہ کیا یہاں تک کہ مولیٰ مر گیا تو بچہ سبب مدبر ہونے کے آزاد ہو جائیگا
اور اسکی مان اپنے حال پر مکاتبہ نہ کی اور اگر موئے نہیں مر بلکہ اسکی مان مر گئی تو بچہ اپنی مان کی قسطن پر مال سعایت
ادا کرتا رہیگا اور اگر اس کے بعد موئے مر گیا اور یہ بچہ اس کے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو تو مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد
ہو جائیگا اور بدل کتابت سے برمی ہو جائیگا اور اگر اس کے تہائی مال سے برآمد نہ ہوتا ہو تو جس قدر اس کے تہائی مال
سے مکتا ہوا اس قدر بوجہ مدبر ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور اپنے باقی رقبہ کے واسطے اس پر سعایت لازم ہوگی بحبت
مدبر ہونے کے۔ پھر اس کے بعد اسکو اختیار دیا جائیگا چاہے کتابت کو اختیار کرے اور اسکو پورا کرے اور چاہے
مدبر ہونے کی حبت سے سعایت کو پورا کرے اگرچہ بدل کتابت زیادہ ہو اور یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے۔ اور اگر
ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اور جو اس کے پیٹ میں ہے اسکو ایک نے مدبر کیا تو جائز ہے پس اگر اس کے بعد چھ مہینہ
سے کم میں وہ بچہ جنی تو اس مدبر کنندہ کا حصہ مدبر ہوگا یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے یعنی مدبر کنندہ ہی کا فقط حصہ مدبر ہونا
امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور شریک ساکت کو اپنے حصہ کی بابت پانچ اختیارات حاصل ہونگے بشرطیکہ مدبر کنندہ

مالدار ہو۔ اور اگرچہ عینہ یا زیادہ میں بچہ ہو تو اسکا حصہ مدبر ہوگا۔ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو ایک نے کہا کہ جو تیرے پیٹ میں ہو وہ میری موت کے بعد آزاد ہو اور دوسرے نے باندی سے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہو جس کا گفتگو کے بعد چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی تو پورا بچہ ان دونوں میں مشترک مدبر ہو جائیگا اور اسکی بابت دونوں میں سے کوئی دوسرے کے لیے ضامن نہیں ہو سکتا ہو اور یہی باندی تو جس نے باندی کو مدبر نہیں کیا ہو اسکو امام اعظم کے نزدیک باندی کی بابت پانچ قسم کے اختیارات حاصل ہونگے بشرطیکہ مدبر کنندہ مالدار ہو اور اگر اس گفتگو سے چھ مہینے سے زیادہ میں جنی تو امام اعظم کے نزدیک باندی کو مدبر کیا ہو اسکا نصف حصہ باندی مدبر ہو گیا اور اسکی قیمت میں نصف بچہ بھی مدبر ہو گیا۔ اور دوسرے شریک کو اختیارات حاصل ہونے پھر اگر دوسرے شریک ساکت نے اس کے بعد مدبر کنندہ سے اپنے حصہ باندی کا تاوان لینا اختیار کیا تو مدبر کنندہ پر بچہ کی طرف سے کچھ تاوان دینا لازم ہوگا۔ اور اگر دوسرے شریک ساکت نے باندی سے اپنے حصہ کی بابت سعایت لینی چاہی تو پھر وہ بچہ سے سعایت نہیں کر سکتا ہو اگرچہ نصف بچہ بھی مدبر ہو گیا ہو اور وہ بچہ کہ بچہ بتا مدبر ہو گیا ہو پس جسے تدبیر میں تابع ہو اور ویسے ہی سعایت میں بھی اپنی مان کے تابع ہوگا یعنی مان کی سعایت ہی اسکی سعایت ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک باندی حاملہ دو شریکوں میں مشترک ہو پس ایک نے جو اس کے پیٹ میں ہو مدبر کیا اور دوسرے نے باندی کو آزاد کر دیا تو مدبر کنندہ کو آزاد کنندہ سے باندی کی نصف قیمت تاوان لینے کا اختیار ہو مگر مدبر کنندہ کو حل کی بابت تاوان لینے کا اختیار نہیں ہو یہ بیابح میں ہو۔ اور نابالغ آدمی کا اپنے غلام کو مدبر کرنا نہیں صحیح ہے خواہ فی الحال مدبر کر دے خواہ معلق بہ بلوغ خود چنانچہ اگر نابالغ نے کہا کہ جب میں بالغ ہوں تو تو میری موت کے بعد آزاد ہو تو نہیں صحیح ہو اور اسی طرح مجنون و مقنوعہ غالب کہ انکی تدبیر بھی نہیں صحیح ہو اور جو شخص نشہ میں ہو اسکا مدبر کرنا صحیح ہو اور اسی طرح جو شخص مجبور کیا گیا اور اس نے مدبر کیا تو صحیح ہو اور مکاتب نے اگر اپنی کمائی کے ملاک کو مدبر کیا تو نہیں صحیح ہو اور اسی طرح غلام ماذون التجارۃ نے اگر مدبر کیا تو نہیں صحیح ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی نے اپنے غلام کو مدبر کیا پھر اسکی عقل جاتی رہی تو تدبیر اپنے حال پر صحیح رہے گی بخلاف اس کے اگر غلام کے رب کے کسی کے واسطے وصیت کر دی پھر مجنون ہو گیا پھر مر گیا تو وصیت باطل ہوگی یہ خزانۃ المفتین میں ہو۔ ذمی نے اپنے غلام کو مدبر کیا پھر غلام مسلمان ہو گیا تو بسعایت آزاد ہو جائیگا اور اگر سعایت سے فارغ ہونے سے پہلے مولیٰ مر گیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور سعایت باطل ہوگی۔ اور اگر مولیٰ نے اس سے اسکی قیمت سے زیادہ مال پر بدون حکم قاضی صلح کر لی اور غلام عاجز آیا تو بقدر زیادتی کے صلح ٹوٹ جائیگی اور بقدر اپنی قیمت کے سعایت کرے گا۔ حوزی ہمارے ملک میں امان لیکر داخل ہوا پس اس نے غلام کو مدبر کیا پھر حربی دار الحرب سے قید کر کے لایا گیا تو مدبر مذکور آزاد کیا جائیگا اور اگر دار الحرب میں رہا کیا اور ہمارے بیان امان لیکر داخل ہوا پھر غلام بیان مسلمان ہو گیا تو حربی مذکور اس کے صلح کرنے پر مجبور کیا جائیگا غلام مدبر مرتد ہو کر دار الحرب میں چلا گیا یا کافران حربی اسکو قید کر لے گئے پھر مسلمانوں نے اسکو پکڑا اور لے آئے اور وہ مسلمان ہو گیا تو وہ اپنے مولائے سابق کو دیا جائیگا اور مدبر ہوگا یہ محیط خسر میں ہو۔ ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو یا مدبر ہو تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر اس نے کہا کہ میں نے آزاد ہونا مراد لیا ہو تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مدبر ہونا مراد لیا ہو تو مدبر ہو جائیگا اور اگر قبل بیان کے مر گیا اور صحت میں اس نے یہ قول کہا تھا

سلسلہ
 درہ چار
 طرہ
 اختیارات
 حاصل ہوگا
 بنائیں
 بابین میں
 گزشتہ
 سلسلہ
 قال فی
 احوال ان
 جہات
 لاکنہ میں
 سستہ
 الخ اس
 مبارک
 میں سمجھنے
 واسطے
 اعتماد
 دولت فراہ
 کیونکہ
 انسانی
 ہرگز
 ہو سکتا
 ہوگا
 جو
 ہو

تو نصف غلام اسکے تمام مال سے مفت آزاد ہو جائیگا اور نصف بوجہ مدبر ہونے کے آزاد ہوگا اگر اسکے تنائی مال سے برآمد ہو۔ اور اگر اسکے سوائے اسکے کچھ اور مال نہ تو نصف مفت آزاد ہوگا اور باقی نصف کی دو تنائی کے واسطے سعایت کرے یعنی کل کی ایک تنائی کے واسطے سعایت کرے گا۔ اور اگر دو غلام ہوں اور اسکے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد یا مدبر ہو اور قبل بیان کے مرگیا اور ان دونوں کے سوائے اسکے کچھ مال نہیں ہو اور یہ قول حالت صحت میں کہا ہو تو ہر ایک غلام کا چہارم حصہ مفت تمام مال سے آزاد ہوگا اور ایک چہارم بوجہ تدبیر کے تنائی مال سے آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے ہر حال میں سعایت کرے گا۔ اور اگر اسکے دونوں سے کہا کہ تم دونوں آزاد ہو یا مدبر ہو اور باقی صورت دہی ہوئی جو مذکور ہوئی ہو تو ہر ایک کا نصف حصہ بوجہ عتق قطعی کے اور نصف بوجہ تدبیر کے آزاد ہوگا اور یہ سب اس وقت ہو کہ قول مذکور اسنے صحت میں کہا ہو اور اگر مرض میں کہا تو فقط تنائی مال سے اسکے اعتبار کیا جائیگا یہ شرح صحاح میں ہے۔ اور اگر اپنی صحت میں اپنے ایک غلام اور ایک مدبر سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر اور دوسرا آزاد ہو اور ان دونوں کے سوائے اسکے کچھ مال نہیں ہو اور قبل بیان کے مرگیا تو جو محض غلام ہو وہ کل مال سے اور مدبر تنائی مال سے آزاد ہونگے اور اگر اسکے برعکس یوں کہا کہ تم میں سے ایک آزاد اور دوسرا مدبر ہو تو بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہی حکم ہو اس واسطے کہ یہ خبر دینا ہی مقدم و موخر بیان میں ہوتا کیساں ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ہر ایک کا نصف حصہ کل مال سے اور باقی نصف حصہ بوجہ تدبیر کے تنائی مال سے آزاد ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو اور دیگر تو مدبر ہو یعنی یوں کہا کہ دالآخر المدبر تو تن آزاد ہوگا اور مدبر نہ حال خود مدبر ہوگا اور یہ بالاتفاق ہو یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اپنے دو مدبر غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو پھر ان دونوں مدبروں میں سے ایک باہر نکل گیا اور ایک موجود رہا اور اسکے ایک تیسرا غلام آیا پس اسے اس مدبر موجود اور اس غلام سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک مدبر ہو تو جو مدبر باہر نکل گیا ہو وہ کسی وقت سے آزاد ہو گیا جس وقت اسے یہ کما تھا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو اور جو اسکے پاس رہ گیا تھا وہ ویسا ہی مدبر رہا اور جو غلام داخل ہوا تھا وہ غلام رہا اس میں سے کچھ آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر اپنی صحت میں اپنے دو مدبروں اور ایک فن سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہو اور دونوں باقی میں سے ایک آزاد ہو اور قبل بیان کے مرگیا تو فن میں سے نصف بطور عتق قطعی آزاد ہوگا اور باقی نصف کے واسطے سعایت کرے گا اور نصف عتق دونوں مدبرین مشترک ہوگا پس ہر مدبر میں سے چہارم حصہ بسبب عتق قطعی کے کل مال سے آزاد ہوگا اور تین چوتھائی بوجہ تدبیر کے تنائی مال سے آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر برعکس یوں کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو اور باقی دونوں میں سے ایک مدبر ہو تو نصف عتق قطعی کا مستحق فن ہوگا اور نصف عتق دونوں مدبروں کے درمیان ہر ایک کے واسطے چہارم چہارم ہوگا اور یہ زیادات کی روایت ہے اور امام قاضی خان نے فرمایا کہ جو زیادات میں مذکور ہیں وہی صحیح ہے یہ کتب میں جاتے ہیں اور اگر ان میں سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہو اور دونوں باقی آزاد ہیں تو فن کل آزاد ہو جائیگا اور ہر دو مدبر میں سے نصف نصف عتق قطعی آزاد ہوگا۔ اور اگر عتق کو مقدم کر کے یوں کہا کہ تم میں سے ایک آزاد اور دونوں باقی مدبرین تو ہر ایک کا تنائی اس اتفاق سے آزاد ہوگا۔ اور اگر اسنے ایک مدبر اور دو فن سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہو اور دونوں باقی آزاد ہیں تو دونوں فن مال سے آزاد ہونگے اور پہلا جملہ خبر قرار دیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو اور باقی دو مدبرین تو

نقد و تنقید عالمگیری جلد دوم

نقد و تنقید عالمگیری جلد دوم

ہر ایک کی تہائی سبب اعتاق کے آزاد ہو جائیگی۔ اور ہر ایک کی دو تہائی سبب تدریس کے تہائی مال سے آزاد ہوگی۔ اور اسی طرح اگر سبب شخص غلام ہوں اور اسے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو اور دو لون باقی مدبرین تو بھی ہر ایک کا تہائی حصہ کل مال سے سبب اعتاق کے آزاد ہو جائیگا اور باقی دو تہائی حصہ تہائی مال سے سبب تدریس کے آزاد ہوگا۔ اور اگر عکس یوں کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہو اور باقی دو لون آزاد ہیں تو ہر ایک کی دو تہائی کل مال سے آزاد ہوگی اور باقی تہائی مال سے سبب تدریس کے آزاد ہوگی یا کافی میں ہو۔ اور اگر اسے تین غلاموں سے جنہن سے ایک مدبر ہو کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں یا دو مدبر ہیں اور قبل بیان کے مرگیا اور یہ قول اسے حالت صحت میں کہا ہو تو ہر ایک میں سے ایک تہائی حصہ سبب ایجاب قطعی کے آزاد ہوگا اور مدبرین سے دو تہائی حصہ جیسا مدبر تھا ویسا ہی رہیگا اور ہر دو غلام میں سے چارم حصہ مدبر ہو جائیگا پس اگر اسکا کچھ مال ہو جسکی تہائی میں سے ایک قبہ اور چھٹا حصہ قبہ برآمد ہو تو مدبر معروف پورا آزاد ہو جائیگا اور ہر دو غلام میں سے ہر ایک کے تین چھٹے حصے اور نصف چھٹا حصہ آزاد ہوگا یعنی ایک تہائی سبب عتق قطعی کے اور ایک چارم سبب مدبر ہونے کے قال المترجم یعنی بارہ حصوں میں سے سات حصے آزاد ہو جائیں گے۔ اور اگر اسکا کچھ اور مال ہو تو اسکا تہائی مال ان غلاموں پر بحساب انکے سهام کے تقسیم ہوگا اور مدبر معروف کا حق دو تہائی ہو اور ہر دو غلام کا حق نصف ہو اور کم سے کم ایسا مدبر جسکا نصف و ثلث نکلتا ہو (۶) ہو اور مدبر معروف کا حق (۴) ہو اور ہر دو غلام کا حق (۳) ہو پس سهام وصیت کا مبلغ سات ہوا یہ تہائی مال رکھا گیا پس کل مال کے (۲۱) سهام ہوئے پس ہر غلام کی دو تہائی (۱۴) ہو جائے اس واسطے کہ عتق قطعی کی سونائی کے بعد ہر غلام میں سے دو تہائی رہی ہو اور جب دو تہائی سات ہوئی تو کل غلام کے سات حصے دس ہوئے پس کس واقع ہوئی لہذا ہم نے دو چند کر دیا تو ہر غلام کے (۲۱) سهام ہوئے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ مدبر معروف میں سے سبب عتق قطعی کے ایک تہائی لینے سات سهام آزاد ہوئے اور سبب تدریس کے بعد دو چند کرنے کے اس میں سے (۸) سهام آزاد ہوئے پس وہ (۱۳) سهام کے واسطے سعایت کر گیا یعنی (۱۵) سهام مجموعہ آزاد ہوئے اور باقی (۲) میں سے (۶) حصے بیکے واسطے سعایت کر گیا۔ اور ہر ایک غلام میں سے سبب عتق قطعی کے تہائی یعنی سات سهام آزاد ہوئے اور سبب تدریس کے بعد نصف کے ہر ایک سے (۲) سهام آزاد ہوئے پس جملہ (۱۰) سهام نکال کر باقی (۱۱) سهام کے واسطے ہر ایک سعایت کر گیا پس جملہ سهام وصیت (۱۴) ہوئے اور سهام سعایت (۲۸) ہوئے پس تخریج ٹھیک ہوئی۔ اور اگر سولی قبل بیان کے مرگیا تو ہر غلاموں میں سے ایک مرگیا تو دیکھا جاوے کہ اگر مدبر معروف مرگیا تو وہ اپنی وصیت کے آٹھون حصہ کا پورا حصہ لینے والا ہو گیا اور چھ حصے جو اس پر سعایت کے ساتھ وہ تلف ہو گئے اور یہ ڈوب جانا وارثوں کی حق تلفی اور جو موصی نے اپنی حق تلفی مشترک ہوئی اور یہ اس طرح ہو گا کہ باقی ان سهاموں پر تقسیم ہو جو ڈوب جانے سے پہلے تھے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ وارثوں کا حق (۲۸) سهام تھا اور ہر دو غلام باقی کا حق (۶) سهام کہ جملہ (۳۴) سهام ہوئے پس ہر دو غلام باقی میں سے ہر ایک کی دو تہائی (۱۶) ہوئے جنہن سے ہر ایک میں سے سبب تدریس کے (۲) سهام آزاد ہوئے اور باقی (۱۲) سهام کے واسطے سعایت کر گیا اور مدبر معروف اپنا حق پورا لے چکا ہو لینے سهام وصیت کے (۸) سهام پس جملہ سهام وصیت (۱۲) ہوئے اور سهام سعایت (۲۸) ہوئے اور تہائی دو تہائی ٹھیک ہو گئی پس تخریج مستقیم ہو۔ اور اگر مدبر معروف جنہن مرا بلکہ ہر دو غلام میں سے کوئی مرگیا تو وہ اپنی وصیت کے (۲) سهام پورا لے گیا اور جو اس پر سعایت تھی وہ ڈوب جائیگی اور یہ نقصان وارثوں و وارثوں پر مشترک ہو گا چنانچہ

باقی حق وارثان (۲۸) اور حق مدبر معروف (۲۹) اور حق غلام باقی (۳۰) پر تقسیم ہوگا پس جملہ سهام (۲۹) ہوئے پس دولت ہر ایک غلام باقی اور مدبر و حق سارٹ سے انشیل ہوئے انرا بجلہ مدبر کے (۲۹) سهام نکل گئے اور باقی سارٹ سے گیارہ سهام کے واسطے سعایت کر گیا اور غلام زرع کے (۳۰) سهام نکل گئے اور باقی سارٹ سے سولہ سهام کے لیے سعایت کر گیا اور غلام میت اپنے (۳۱) سهام وصیت سے لے گیا پھر لہذا مبلغ سهام وصیت (۱۲۷) ہوئے اور مبلغ سهام سعایت (۲۸) ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر ہر دو غلام مر گئے اور مدبر رہ گیا تو دونوں اپنے سهام وصیت پر رہے (۶) سهام لیکئے اور دونوں پر جو سهام سعایت تھے ڈوب گئے پس یہ حق تلفی کل پر ہوگی پس باقی سهام وارثان (۲۸) اور حق مدبر (۲۹) پر تقسیم ہونگے پس جملہ سهام (۲۸) ہوئے پس دولت رقبہ مدبر (۲۸) رہے انرا بجلہ (۲۹) سهام وصیت مدبر آزاد ہوئے اور باقی (۲۸) سهام کے واسطے سعایت کر گیا اور چونکہ ہر دو غلام مردہ اپنا حصہ لے چکے ہیں یعنی (۲۹) سهام لہذا جملہ سهام وصیت (۱۲۷) ہوئے اور سهام سعایت (۲۸) ہیں پس تہائی دو تہائی ٹھیک نکلی و تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر مولی نہ مرا بلکہ غلاموں میں سے ایک مر گیا پھر اسکے بعد مولا مر گیا ہم کہتے ہیں کہ اگر مدبر قبل موت مولا کے مر گیا تو عتق قطعی میں اسکی مزاحمت باطل ہوئی اور حق قطعی ہر دو باقی میں رہ گیا اور جب مولا مر گیا تو وہ ان دونوں میں شائع ہو گیا کہ جس سے نصف ہر ایک کا باقی بجا قطعی آزاد ہو گیا اور ہر ایک کا چوتھائی حصہ بسبب تدبیر کے مدبر ہو گیا پس اگر مولی کا کچھ مال اندھو کہ اسکی تہائی سے نصف رقبہ برآمد ہوتا ہو تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا انرا بجلہ نصف بسبب عتق قطعی کے اور چہارم بسبب تدبیر کے اور ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کر گیا۔ اور اگر اسکا کچھ مال نہ ہو تو ایک تہائی ان دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگی اور اسکا مال وقت موت کے رقبہ واحد ہو پس تہائی مال تہائی رقبہ ہوگا جو دونوں میں نصف نصف ہوگا چنانچہ ہر ایک میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا ^{کیونکہ ایک آزاد ہوگا} ^{۱۲۷} نصف نصف رقبہ بسبب عتق قطعی کے اور چھٹا حصہ بسبب تدبیر ہونے کے اور ہر ایک اپنی تہائی قیمت کے واسطے سعایت کر گیا۔ اور اگر مدبر نہیں مرا بلکہ ہر دو غلام میں سے ایک مر گیا پھر مولی مر گیا تو غلام میت کی مزاحمت دور ہو گئی اور عتق قطعی اس غلام باقی اور مدبر معروف کے درمیان رہا کہ ہر ایک کا نصف حصہ بسبب عتق قطعی کے آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک کا نصف باقی مدبر ہوا چنانچہ اگر مولی کا مال کچھ نہ ہو کہ اس میں سے تہائی ایک رقبہ ہوتا ہو تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اگر نہ ہو تہائی حق میت ان دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگی چنانچہ ہر ایک میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا اور ایک تہائی کے واسطے سعایت کر گیا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اور اگر مولا نے کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں یا مدبر میں اور یہ قول اسنے مرض میں کہا تو اسکا کلام ان دونوں کے حق میں تہائی سے معتبر ہوگا پس تہائی ان سب پر بقدر اسے کے سهام کے تقسیم ہوگی پس مدبر معروف کا حق تمام رقبہ کا چوتھائی حصہ (۲۹) سهام مفروضہ ہیں اور حق ہر دو غلام بحکم تدبیر کے نصف یعنی (۳۰) تہائی اور کچھ عتق قطعی دو تہائی یعنی (۲۸) ہیں جو پس سهام وصیت ہر دو غلام سارٹ ہوئے اور سهام وصیت مدبر (۶) ہوئے چنانچہ مجموعہ کل (۱۳) سهام وصیت ہوئے اور یہ تہائی مال ہوا پس کل مال کے (۳۹) سهام ہوئے پس ہر غلام کے (۱۳) سهام ہوئے جن میں سے مدبر میں سے (۶) سهام آزاد ہوئے اور (۷) سهام کے واسطے سعایت کر گیا اور ہر دو غلام میں سے سهام سعایت ہر ایک سے سارٹ تین سهام آزاد ہوئے تو ہر ایک سارٹ سے نو سهام کے لیے سعایت کر گیا پس جملہ سهام وصیت (۱۳) اور سهام سعایت (۲۶) ہوئے پس تخریج تہائی دو تہائی مستقیم ہو۔ اور اگر مدبر بعد موت مولی کے مر گیا تو پھر سعایت باطل ہو گئی اور خسارہ کل پر ہوا اور اسکی صورت

یہ ہوگی کہ باقی ہر دو غلام کی مقدار سهام (۷) پر اور مقدار سهام دارشان (۲۶) پر تقسیم ہوگی پس جملہ (۳۲) ہونے کے ہر غلام کے جملہ ساڑھے سولہ سهام ہونے پس ہر ایک میں سے ساڑھے تین آزاد اور باقی (۱۳) کے واسطے سعایت کر گیا اور مدبر میت اپنے سهام وصیت لے چکا ہو لہذا جملہ سهام وصیت (۱۳) اور سهام سعایت (۲۶) ہونے پس تخریج مستقیم ہو اور اگر ہر دو غلام میں سے ایک مر گیا تو اُس پر کی سعایت ڈوب گئی اور دوسرا سب پر رہا باقی طور کہ باقی مقدار حق سهام دارشان (۲۶) پر اور مقدار حق سهام غلام باقی ساڑھے تین اور مقدار حق سهام مدبر (۷) پر تقسیم ہو پس جملہ ساڑھے پینس سهام ہونے پس ہر ایک کے مقابلہ میں (۱۷) سهام اور تین چوتھائی حصہ سهام ہوا جنہیں سے مدبر سے (۷) سهام آزاد ہونے اور باقی گیارہ سهام اور تین چوتھائی سهم کے واسطے سعایت کر گیا اور غلام میں سے ساڑھے تین سهام آزاد ہوئے اور باقی (۱۳) سهام و چوتھائی سهم کے واسطے سعایت کر گیا اور چونکہ غلام مردہ اپنا حق وصیت لے چکا ہو لہذا مبلغ سهام وصیت (۱۳) ہوا اور مبلغ سعایت (۲۶) ہونے پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر دونوں غلام مردے اور مدبر مر گیا تو سعایت جو دونوں پر تھی ڈوب گئی پس باقی حق سهام دارشان (۲۶) پر اور سهام مدبر چھ پر تقسیم ہوگی کہ جس کے جملہ (۳۲) سهام ہونے جنہیں سے مدبر کے (۷) سهام آزاد ہونگے اور باقی (۲۶) سهام کے واسطے سعایت کر گیا اور چونکہ ہر دو غلام میت اپنے سهام وصیت پا چکے ہیں لہذا مبلغ سهام وصیت (۱۳) اور مبلغ سهام سعایت (۲۶) ہونے پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر مدبر مع ایک غلام کے مر گیا تو اُس پر جو کچھ سعایت تھی وہ ڈوب گئی تو باقی حق دارشان (۲۶) اور حق غلام باقی اس مجموعہ $\frac{1}{4}$ پر تقسیم ہوگی از انجملہ ساڑھے تین سهام غلام میں سے آزاد ہونگے اور باقی (۲۶) کے واسطے سعایت کر گیا اور چونکہ مدبر اور غلام میت نے اپنا اپنا حصہ لے لیا ہو یعنی ساڑھے نو سهام ہیں جملہ سهام وصیت (۱۳) ہونے اور سهام سعایت (۲۶) ہیں پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر مدبر قبل موت مولیٰ کے مر گیا تو عتق قطعی میں اُسکی مزاحمت جاتی رہی اور ایک رقبہ کامل اور نصف رقبہ باقی دونوں غلاموں میں رہا پس اگر مولیٰ کا اس قدر مال ہو کہ اسکی تنائی سے دُیر مدد رقبہ برآمد ہوتا ہو تو ہر غلام میں سے تین چوتھائی بوجہ عتق قطعی کے آزاد ہو جائیگا اور اپنی چوتھائی کے واسطے ہر ایک سعایت کر گیا اور اگر اسکا کچھ اور مال نہ تو اسکا تنائی مال یعنی دو تنائی رقبہ ان دونوں میں مشترک ہو گا پس ہر ایک میں سے تنائی رقبہ آزاد ہو جائیگا اور اپنی دو تنائی قیمت کے واسطے سعایت کر گیا۔ اور اگر مولیٰ سے پہلے ایک غلام مر گیا تو اسکی مزاحمت عتق قطعی میں سے باطل ہو گئی اور ایجاب قطعی در میان غلام اور مدبر کے رہا کہ ہر ایک کے واسطے نصف رقبہ ہو چکا اور نصف غلام باقی بھی مدبر ہو گیا پس اگر مولیٰ کا اس قدر مال ہو کہ اسکی تنائی سے یہ دونوں بقدر ملوکیت برآمد ہوتے ہوں تو دونوں مفت بلا سعایت آزاد ہو جائیں گے اور اگر اسکا کچھ اور مال نہ تو اسکا تنائی مال یعنی دو تنائی رقبہ ان دونوں کو مشترک ہوئے گا جس طرح کہ پہلے بیان کیا ہو۔ اور اگر اُس نے اپنی صحت میں کہا کہ تم سب آزاد ہو یا مدبر ہو اور قبل بیان کے مر گیا تو اسکا یہ قول کہ تم سب آزاد ہو ان سب کے حق میں صحیح ہو اور اسکا یہ قول کہ یا تم سب مدبر ہو اُس کے مدبر معروف کے حق میں لغو ہوا اور ہر دو غلام کے حق میں صحیح ہو گا یا اُس نے کہا کہ یا یہ دونوں غلام مدبر ہیں پس سب ایجاب قطعی کے دُیر مدد رقبہ آزاد ہو جائیں سب میں مشترک ہو گا کہ ہر ایک میں سے نصف رقبہ آزاد ہو گا اور سبب ایجاب تنائی کے ایک رقبہ مدبر ہو جو ہر دو غلام میں مشترک ہو گا کہ ہر ایک میں سے نصف مدبر ہو جائیگا اور مدبر معروف کا نصف ہر دو غلام اور اگر مولیٰ کا اور مال ہو کہ جسکی تنائی سے نصف رقبہ و ایک رقبہ کامل برآمد ہوتا ہو تو سب آزاد ہو جائیں گے

اور اگر کچھ اور مال نہ تو اسکا تہائی مال تقسیم کیا جائیگا اور وقت موت کے اسکا تہائی مال ڈیڑھ رقبہ ہو پس اسکی تہائی نصف رقبہ ہو اور ان سب میں مساوی تقسیم ہوگا پس ہر ایک کے حصہ میں چھٹا حصہ رقبہ کا ہو چنانچہ پس جملہ دو تہائی رقبہ ہر ایک میں سے آزاد ہوگا اس طرح کہ نصف بايجاب قطعی اور چھٹا حصہ سبب تدبیر کے آزاد ہوگا اور باقی ایک تہائی کے واسطے ہر ایک سعایت کرے گا اور اگر ايجاب مذکور حالت مرض میں واقع ہو تو تہائی مال سے سب اسی طرح آزاد ہونگے جیسے ہم نے بیان کر دیا ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تم میں سے ہر ایک آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہو کہ تم سب آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ ویہ ویہ سب مدبر ہیں تو بھی یہی حکم ہو کہ یہ بمنزلہ اس قول کے ہو کہ یا تم سب مدبر ہو۔ اور اگر ان میں سے کوئی مدبر نہ ہو اور اسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ ویہ ویہ مدبر ہیں تو دونوں ايجاب صحیح ہیں پس ہر دو کلام میں سے ہر ایک کے مقتضی کا نصف ثابت ہوگا چنانچہ ہر ایک میں سے نصف بايجاب قطعی آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف ہر ایک کا مدبر بھی ہوگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی میں سے ہوگا۔ اور اگر ايجاب بحالت مرض واقع ہوا ہو تو سب تہائی مال سے آزاد ہونگے جس قدر آزاد ہو سکیں جیسے ہم نے بیان کیا ہے۔ اور اگر ان میں سے ایک مدبر ہو اور اسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا تم میں ایک مدبر ہو تو سب کلام باطل ہو اس واسطے کہ قول تم میں سے ایک مدبر ہو لغوی ہے اور بايجاب اول وہ ايجاب فی حال دون حال ہو پس شک کے ساتھ ايجاب ہوگا اور اگر کہا کہ ہر ایک تم میں سے آزاد ہو یا مدبر ہو تو ہر دو کلام حق مدبر ہیں باطل ہیں اور ہر دو غلام کے حق میں صحیح ہیں اس واسطے کہ اسنے ہر فرد کے حق میں علیحدہ ايجاب کیا ہو گویا اسنے ہر ایک کے واسطے کہا کہ تو آزاد ہو یا مدبر ہو پس مدبر کے حق میں باطل ہوگا اور ہر ایک غلام کے حق میں صحیح ہوگا پس ہر کلام کے مقتضی کا نصف ثابت ہوگا پس ہر ایک غلام میں سے نصف بايجاب قطعی ثابت ہوگا اور نصف ہر ایک کا مدبر ہو جائیگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی سے ہوگا اور اگر قول مذکور مرض میں صادر ہوا تو تہائی سے سب آزاد ہونگے اور اسی طرح حساب لگایا جائیگا جس طرح ہم نے بیان کیا ہے اور اگر اسنے یوں کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہو اور مدبر اسی کو کہا کہ جو معروف مدبر ہو یا یہ مدبر ہو اور قبل بیان کے مرگیا تو سب مدبر ہو جائیگے اس واسطے کہ ہر دو ايجاب میں سے ایک کا التزام ہے اور دلالت سے یہ ثابت ہوئی کہ اسنے تدبیر کو اختیار کیا ہے اور دلالت اس طرح ہو کہ اسنے ثانی و ثالث کو اول تدبیر عطف کیا ہے پس اختیار ثابت ہوا اس واسطے کہ عطف مقتضی مشارکت ہے و در بیان معطوف و معطوف علیہ کے ایسے وصف میں جو بیان ہوا ہے اور صفت تدبیر مشارکت ثابت نہ ہوگی الا ایسی صورت میں کہ معطوف علیہ میں ايجاب میں اسکا تدبیر کا اختیار کرنا اعتبار کیا جاوے۔ اور اگر ان غلاموں میں کوئی مدبر نہ ہو پس اسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہو یا یہ مدبر ہو تو سب مدبر ہو جائیگے اور اگر کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہو اور یہ تو ايجاب اول باطل ہو گیا اور جس غلام کو تدبیر شامل ہے اور دوسرے جو اسے عطف ہے دونوں مدبر ہو جائیگے اور تیسرا حق باقی رہیگا اور وجہ یہ ہے جو ہم نے بیان کر دی ہے اور اگر اسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو اور یہ دونوں مدبر ہیں حالانکہ ان میں کوئی غلام پہلا مدبر نہ تھا تو دونوں ايجاب ثابت ہونگے پس ايجاب اول سے ڈیڑھ رقبہ آزاد ہوگا جو ان سب میں مشترک ہوگا اور دوسرے ايجاب سے ایک رقبہ کا مدبر ہو نا ثابت ہوگا مگر خاص ان میں دونوں کے حق میں حکی طرف تدبیر کی نسبت کی ہے اور اس تدبیر کا اعتبار تہائی مال سے ہوگا فی شرح زیادہ اعتباری ہیں اور اگر اسنے میں غلاموں سے کہا کہ تم آزاد ہو یا یہ مدبر ہو تو دونوں مدبر ہیں تو ہر ايجاب کی تہائی ثابت ہوگی اور یہ عامہ مشل کا

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

قول ہو پس کلام اول سے ایک رقبہ کا عتق ثابت ہوگا جو ان سب میں مشترک ہوگا اور دوسرے کلام سے تہائی عتق ثابت ہوگا جو فقط اسی کے واسطے ہوگا جسکی طرف اشارہ کیا ہو پس اسکے واسطے دو تہائی رقبہ کا عتق ثابت ہوگا اور تیسرے کلام سے دو تہائی رقبہ کی تدبیر انھیں دونوں کے واسطے جسکی طرف اشارہ کیا ہو ثابت ہوگی پس انہیں سے ہر ایک کا تہائی حصہ مدبر بھی ہو جائیگا یہ کافی میں ہو پس اگر اسکا کچھ اور مال ہو کہ جسکی تہائی سے دو تہائی رقبہ نکلتا ہو تو ہر ایک میں سے دو تہائی آزاد ہو جائیگی اور اپنی ایک تہائی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا اور اگر کچھ اور مال ہو تو وقت موت کے حسب قدر مال اسکا تھا اسکی ایک تہائی دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگی اور موت کے وقت اسکا مال ایک رقبہ کامل اور ایک رقبہ کی دو تہائی نکلا پس اسکی تہائی یعنی پانچ نوین۔ (بجائے ساتوین - نوین) حصے ان دونوں میں تقسیم ہونگے کہ ہر ایک کو دو ساتوین حصے اور نصف ساتوین حصہ پونچے گا اور ہر ایک اپنے تین ساتوین حصے اور نصف ساتوین حصے کے واسطے سعایت کرے گا اور مفرد اپنے تہائی کے واسطے سعایت کرے گا پس مجموعہ سهام وصیت پانچ ہونے اور جملہ سهام سعایت قتل ہونے کہ تہائی دو تہائی ٹھیک ہی پس تخریج مستقیم ہی شرح زیادات عثمانی میں ہو

ساتوین باب - استیلا اسکے بیان میں - استیلا وہ ہے کہ باندی ملا کہ تامل اپنے مولیٰ سے بچہ جنی خواہ ملک وقت علق تحقیقی ہو یا تقدیری کہ ذاقیل واللہ تعالیٰ علم بالصواب جب باندی اپنے مولیٰ سے بچہ جنی تو وہ اسکی ام ولد ہو گئی خواہ بچہ زندہ جنی یا مرنے والا سا قتل ہو گیا ایسا کہ جسکی پوری خلقت ظاہر ہو گئی تھی یا کچھ خلقت جبکہ اقرار کیا کہ یہ میرا نطفہ ہے تو باندی کے ام ولد ہو جانے کے واسطے یہ بچہ ہنر لہ زندہ کامل خلقت بننے کے ہو اور اگر ایسا بیٹ سا قتل ہو کہ اسکی خلقت میں سے کچھ ظاہر نہیں ہوا ہو مثلاً لو تھرایا تھکا خون کا یا ٹکڑا سا قتل ہو اور مولیٰ نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے نطفہ سے ہو تو اس سے باندی اسکی ام ولد ہوگی میرا ج میں ہو - ام ولد کی بیع جائز نہیں ہو اور اسی طرح ہر ایسا تصرف رہا نہیں جو جس سے حق حریت جو بسبب استیلا اسکے باندی کے واسطے ثابت ہوا ہو باطل ہوتا جیسے ہمہ و صدقہ و وصیت و رہن کوئی جائز نہیں ہو اور جو تصرف کہ موجب بطلان حق مذکور ہو وہ جائز ہو جیسے اجارہ پر دینا اور خدمت لینا اور کمائی کرنا اور کرایہ پر چلانا اور خود اس سے وطنی کرنا یا استماع کرنا اور اجرت و کمائی و کرایہ بولی کا ہوگا اور اگر کسی نے اس سے شہرہ سے وطنی کی تو اسکا عقر مولیٰ کا ہوگا اور اگر مولیٰ نے کسی سے اسکا نکاح کر دیا تو نہ مولیٰ کا ہوگا یہ بدائع میں ہے - اور اگر ایک قاضی نے ام ولد کی بیع کے جو از کا حکم دیدیا تو قضا نافذ ہوگی بلکہ دوسرے قاضی پر موقوف رہے گی اگر دوسرے قاضی نے اسکی قضا کو بحال رکھا تو نافذ ہوگی اور اگر باطل کر دیا تو باطل ہو گئی یہ ذخیرہ میں ہے - اور بولی کو اختیار ہو کہ کسی سے اسکا نکاح کر دے مگر جب تک اس سے ایک حیض سے اعتبار نہ کر لے تب تک نکاح کر دینا نہیں چاہیے ہو یہ بدائع میں ہے اور اگر بدو ان استبرائے اسکے نکاح کر دیا پھر وہ چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو یہ بچہ بولی کا ہوگا اور نکاح فاسد ہو اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ میں جنی تو بچہ کانسب شہرہ سے ثابت ہوا اور اگر مولیٰ نے اس کے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب شوہر ہی سے ثابت رہے گا مگر مولیٰ کے دعویٰ کی وجہ سے وہ آزاد ہو گیا یہ مبسوط میں ہے - اور اگر مولیٰ نے اسکا نکاح کر دیا اور نکاح سے اس کے بچہ ہو تو بچہ بھی اپنی ماں کے حکم میں ہوگا کہ مولیٰ کو اسکی بیع و ہبہ و رہن وغیرہ جائز نہیں ہو اور وہ کسی کے واسطے سعایت نہ کرے گا اور مولیٰ کے مرنے پر اس کے کل مال سے آزاد ہو جائیگا ماں مولیٰ کو اس سے خدمت لینا اسکا اجارہ پر دینا وغیرہ جائز ہو لیکن اگر بچہ لڑکی ہو تو مولیٰ کو اس سے استیلا جائز نہیں ہے

اس کے متعلق

اس کے متعلق

اور یہ مسئلہ اجماعی ہے اور اگر نکاح فاسد واقع ہوا ہو تو حق احکام میں یہ نکاح فاسد محض صحیح کیا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر مولا نے اُسکے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت نہ ہوگا بلکہ نسب غلام ہی سے ثابت ہوگا لیکن مولا کے اقرار کی وجہ سے یہ بچہ آزاد ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور جب ام ولد کا مولا آزاد ہو جائیگی خواہ مولا نے اُسکو کسی مرد سے بیہوش یا بے باہو اور نیز اسکا عتق تمام مال سے مستبر ہو جائے پس آزاد ہو جائیگی خواہ تھائی مال سے برآمد ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو اور پھر سعایت مولیٰ کے وارث یا مولیٰ کے قریبی خویش کسی کے واسطے کسی طرح واجب نہ ہوگی یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور یہ حکام ام ولد کے واسطے بہر حال ثابت ہونگے خواہ مولیٰ حقیقہً مرگیا یا حکماً مرگیا یا بین طور کہ مرتد ہوا اور دار الحرب میں چلا گیا اسی طرح اگر مولیٰ امان لیکر دارالاسلام میں آیا اور بیان کوئی باندی خریدی اور اُسکو ام ولد بنایا پھر دار الحرب کو چلا گیا پھر حیا و بین قید ہوا تو یہ باندی آزاد ہو جائیگی یہ بدائع میں ہے۔ اور جب ام ولد مولیٰ کے مرنے سے آزاد ہوئی تو اسوقت جو کچھ مال اُسکے پاس ہے وہ مولا کا ہوگا الا آنکہ مولا نے اُسکے واسطے اس مال کی وصیت کر دی ہو یہ بحر الرائق میں قاضیخان سے منقول ہے۔ اور ام ولد کا عتق تبرکاً ملک متکبر ہوگا جیسے عتق محارم اور اُسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر ام ولد کو اُسکے مولا نے آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی پھر قید ہو کر آئی اور مولیٰ نے اُسکو خرید لیا پھر ام ولد ہو گئی یعنی اُسکا ام ولد ہونا عود کر گیا اور اسی طرح اگر ذمہ ختم محرم کا کسی طور سے مالک ہوا اور وہ اُسکی طرف سے آزاد ہو گیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلا گیا پھر قید ہو کر آیا پھر اسنے خرید لیا تو آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح دوبارہ سہ بارہ جتنی دفعہ واقع ہووے یہی حکم ہے اور یہی حکم ام ولد میں ہے یہ قنات سے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر نصرانی کی ام ولد مسلمان ہو گئی تو اُسکے مولیٰ پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر اُسنے انکار کیا تو قاضی اُس باندی کو اُسکی ولایت سے نکال دیگا یا بین طور کہ اُسکی قیمت اندازہ کر کے اس باندی پر اقساط مقرر کر دیگا اور یہ حکم باندی ہو جائیگی مگر فرق اسقدر ہے کہ یہ عورت دوبارہ رقیق نہ کی جائیگی اگرچہ اپنے آپ کو عاجز کر دے۔ اور اگر اسلام پیش کرنے کے وقت نصرانی مذکور مسلمان ہو گیا ہو تو یہ عورت اپنے حال پر اُسکی ام ولد رہیگی بخلاف اُسکے کہ اگر اسوقت کے بعد مسلمان ہو گیا تو ایسا نہوگا۔ اور اگر اُسکا مولا سے نصرانی مرگیا تو آزاد ہو جائیگی اور اُسکے ذمہ سے سعایت ساقط ہو جائیگی۔ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر قاضی نے اسپر قیمت دینے کا حکم دیا ہو پھر وہ مرگئی اور اُسکا ایک بچہ ہو جسکو وہ حالت سعایت میں جنی ہو تو جو کچھ اسپر واجب ہو وہ اُسکا بچہ سعایت کر کے ادا کر گیا مجباً سرخی میں ہے۔ اور اگر زید کی باندی سے کے عمر سے ایک بچہ پیدا ہوا بنکاح یا بوطی شہہ پھر عمر اس باندی کا مالک ہوا تو بچہ کا عمر سے نسب ثابت ہوگا اور یہ باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ قنات سے قاضیخان میں ہے۔ مگر واضح رہے کہ ہمارے نزدیک اُسکی ام ولد اُسوقت سے ہو جائیگی جب سے اُسکا مالک ہوا ہو نہ اسوقت سے کہ جب سے بچہ کا نطفہ قسراً پایا ہو یہ ہر الفائق میں ہے اور اگر زنا سے کسی باندی سے استیلا کیا پھر اُسکا مالک ہو گیا تو استیلا اُسکی ام ولد نہ ہو جائیگی اور یہ ہمارے علماء سے نقل کا قول ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ مگر بچہ آزاد ہو جائیگا اور اُسکی مان شہ کے فروخت کا اُسکو اختیار ہے یہ مختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ میں نے اس باندی سے نکاح کیا اور یہ مجھ سے بچہ جنی ہو اور یہ بات سرت اُسکے قول سے معلوم ہوتی ہے اور مولا جسکی وہ باندی ہے اس سے انکار کرتا ہو تو یہ بات ثابت نہ ہوگی چرچہ یہ باندی کا مالک

ام ولد ام ولد بنایا

ام ولد ام ولد بنایا

ہو جائیگا تو باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور یہ ہمارے غلامے ثلثہ کا قول ہے۔ اور اگر اپنی صحبت میں اقرار کیا کہ میری اس باندی کی مجھ سے اولاد ہوئی ہو تو ہمارے غلامے ثلثہ کے نزدیک اسکی ام ولد ہو جائیگی اور تمام مال سے آزاد ہوگی خواہ اسکے ساتھ کچھ موجود ہو یا نہ ہو ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر اپنے مرض میں اپنی باندی سے کہا کہ تو مجھ سے جینی ہو پس اگر اسوقت اسکو حمل ہو یا اسکے ساتھ کچھ موجود ہو تو یہ باندی اسکے کل مال سے آزاد ہوگی ورنہ تنائی مال سے آزاد ہوگی یہ محیط شخصی میں ہو۔ اگر حاملہ باندی کی نسبت مولیٰ نے اقرار کیا کہ اسکا حمل مجھے ہے تو وہ اسکی ام ولد ہو جائیگی اسی طرح اگر کہا کہ اگر یہ حاملہ ہو تو اسکا حمل مجھ سے ہو پھر اسکے بچہ پیدا ہو یا وہ پیٹ ڈاں گئی جسکی پوری خلقت یا بعض خلقت ظاہر ہو گئی تھی اور مولیٰ نے اسکا اقرار کیا تو باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی بشرطیکہ چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہو۔ اور اگر مولیٰ نے ولادت سے انکار کیا پھر ولادت پر ایک قبا بلانے کو ابھی دی تو جائز ہے اور مولیٰ سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی نیز پھر یہ بین ہو۔ اور اگر باندی چھ مہینے یا زیادہ میں جینی تو بچہ مولیٰ کو لازم نہ ہوگا اور نہ باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اس باندی کا حمل مجھ سے ہے یا کہا کہ جو اسکے پیٹ میں ہو بچہ وہ میرا ہی پھر اسکے بعد دعویٰ کیا کہ یہ ریاختی کچھ نہ تھا پس باندی نے اسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر کہا کہ جو اسکے پیٹ میں ہو وہ میرا ہی اور حمل و ولد کا نام نہ لیا پھر کہا کہ اسکے پیٹ میں ریاختی پس باندی نے اسکی تصدیق کی تو اسکی ام ولد ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر باندی نے تکذیب کی اور کہا کہ نہیں بلکہ کچھ تھا اور وہ ساقط ہو گیا اور اسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو قول باندی کا قبول ہوگا اور وہ مولیٰ کی ام ولد ہوگی یہ محیط شخصی میں ہے۔ ایک مرد نے اقرار کیا کہ میری یہ باندی مجھ سے حاملہ ہے پھر دو برس سے زیادہ میں اسکے بچہ پیدا ہوا اور ایک عورت نے ولادت پر گواہی دی اور باندی نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ وہی حمل ہے اور مولیٰ نے وہی حمل ہونے سے انکار کیا تو باندی اسکی ام ولد ہوگی اور بچہ کا نسب اس سے ثابت نہ ہوگا اور اگر مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ وہی حمل ہے اور یہ میرا ہی حالانکہ اقرار سے دس برس بعد جینی ہو تو یہ بچہ مولیٰ کی اولاد سے ہوگا اور مولیٰ کا یہ قول کہ یہ وہی حمل ہے نو ذرا باطل قرار دیا جائیگا۔ اور اگر ایک مرد پر دو گواہوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اُس نے اپنی اس باندی کی نسبت کہا کہ یہ مجھ سے جینی ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اُس نے اس باندی کی نسبت کہا کہ یہ مجھ سے پسر جینی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسنے اقرار کیا ہو کہ یہ مجھ سے دختر جینی ہو تو بھی یہی حکم ہو کیونکہ دونوں گواہوں کی گواہی میں اس امر پر اتفاق ہو کہ یہ باندی اسکی ام ولد ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہو تو وہ میرے لطف سے ہے اور اگر لڑکی ہو تو مجھ سے نہیں ہے تو بچہ کا نسب اس سے ہر حال ثابت ہوگا خواہ لڑکی جنی یا لڑکا اور اگر کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں کچھ ہو تو مجھ سے نہ تو دو سال پھر وہ چھ مہینے سے کم میں جینی تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ میں جینی تو نسب اس سے ثابت ہوگا اور وقت مقرر کرنا باطل ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایک باندی خریدی جسکے تین اولاد ہیں پھر ان میں سے ایک کے نسب کا دعویٰ کیا پس اگر یہ سب ایک ہی لطن سے پیدا ہوئے ہوں تو سب کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور اگر مختلف لاطنوں سے پیدا ہوئے ہوں تو فقط اسی کا نسب اس سے ثابت

ہوگا جسکا دعویٰ کیا ہو اور باقی دونوں رقیق رہیں گے کہ چاہے انکو فروخت کر دے۔ اور اگر اسکی ملک میں یہ اولاد پیدا ہوئی ہو مثلاً ایک شخص کی باندی تین اولاد مختلف لہنوں سے جنی پس اگر مولے سب سے چھوٹے کے نسب کا دعویٰ کیا تو اسی کا نسب مولیٰ سے ثابت ہوگا اور باقی دونوں رقیق ہیں چاہے انکو فروخت کر دے اور یہ بالاتفاق ہو اور اگر اس نے سب سے بڑے کے نسب کا دعویٰ کیا تو اسکا نسب مولیٰ سے ثابت ہوگا اور باقی دونوں اپنی مان کے تابع بمنزلہ اپنی مان کے ہونگے کہ انکو فروخت نہیں کر سکتا ہو مگر مولے سے اسکا نسب ثابت ہوگا یہ مبسوط میں ہے ایک مرد کی ایک باندی ہو کہ اس سے وطی کرتا ہو اور ہر بار عزل کر لیتا ہو پھر یہ باندی کہیں غائب ہوئی یعنی ایک زمانہ تک اس کے حضور سے غائب رہی پھر لوٹ آئی اور وقت غائب ہونے سے چھ مہینے پر پہنچی ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایسے شخص کی طرف گئی تھی جو اس سے متم تھا اور مولے کا غالب گمان یہ ہو کہ اس باندی نے فحور کیا ہو تو مولے کو اس کے بچہ کی نفی کر دینے کی گنجائش ہو کہ یہ میرا نہیں ہے۔ اور اگر اسکا فحور ظاہر نہ ہو اور مولیٰ کی غالب اسے یہ بچہ کہ غنیف ہو تو مولیٰ کو اس کے بچہ کا نفی کرنا نہ چاہیے۔ اور چاہیے کہ گواہ کر دے کہ یہ میری ام ولد ہو تاکہ ایسا نہ کہ اسکی موت کے بعد اسکا بچہ رقیق بنایا جاوے یہ قنادی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے وطی کرتا ہو اور عزل نہیں کرتا ہو اور اسکو محفوظ کر لیا ہو پھر اس کے بچہ پیدا ہوا تو دیانت کی راہ سے فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ مولیٰ کو رو نہیں ہو کہ ان بچہ کو فروخت کرے اور اس پر واجب ہو کہ اعتراف کرے کہ یہ میرا ہے اور اگر اس سے عزل کرتا ہو اور اسکو محفوظ نہ کیا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مولے کو رو ہے کہ اس کے بچہ کی نفی کرے یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اگر کسی کی ام ولد اس پر مشیمہ کی واسطے حرام ہو گئی بائین طور کہ مولیٰ کے پسر نے اس ام ولد سے وطی کر لی یا باپ نے وطی کر لی یا مولیٰ نے اسکی دختر یا ان سے وطی کر لی پھر چھ مہینہ سے زیادہ کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا تو بعد تحریم کے جو بچہ اسکا ہو اہی بدون مولیٰ کے دعویٰ اس کا نسب مولیٰ سے ثابت ہوگا اور اگر مولیٰ نے دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہو جائیگا اس واسطے کہ حرام ہو جانے سے ملک زائل نہیں ہوتی ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی باندی نے کسی مرد کو دھوکا دیا اور کہا کہ میں حرہ ہوں پس اسے نکاح کیا اور اس سے اولاد ہوئی پھر باندی کے مولیٰ نے اپنا استحقاق ثابت کیا تو مولیٰ کے واسطے اس باندی کے ملنے اور اولاد کی قیمت ملنے اور وطی کنندہ سے عقر ملنے کا حکم دیا جائیگا پھر جب وہ آزاد ہو جائیگی تو اولاد کا باپ اس سے اولاد کی قیمت واپس لیگا اور اگر اولاد کے باپ نے نصف باندی اس کے مولیٰ سے خریدی تو اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اسکی نصف قیمت اس کے مولیٰ کو تاوان بھی دیدیگا یہ مبسوط میں ہے۔ زید نے بکر کی ام ولد کو عروس سے خرید لیا اور زید کو اسکا علم نہیں ہو پھر زید سے اس کے ایک بچہ پیدا ہوا پھر بکر نے اسکا دعویٰ کیا اور اس کے واسطے حکم ہو گیا تو زید بکر کے واسطے بچہ کی قیمت سبب دھوکے کے وجہ سے ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر اپنے ایسے غلام کی نسبت کہا کہ یہ میرا لڑکا ہو کہ ایسی عمر کا بیٹا ایسے شخص کے نہیں ہو سکتا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکی طرف سے آزاد ہو گیا اور آیا اسکی مان اسکی ام ولد ہوگی یا نہیں تو اس صحیح یہ ہے کہ یہ اقرار اسکی مان کے ام ولد ہونے کا اقرار ہے یہ سراج و باج میں ہے۔ اگر اپنے باپ کے تصرف وطی میں آئی ہوئی باندی سے استیلا دیکھا تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا یہ قینہ میں ہے۔ اگر باپ نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور باپ نے اسکا دعویٰ کیا تو باپ سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور یہ باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی خواہ بیٹے نے اسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو خواہ باپ نے شہرہ

۱

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ سراج و باج میں ہو۔ اور باپ پر اس باندی کی قیمت واجب ہوگی مگر عقر اور بچہ کی قیمت نہیں واجب ہوگی یہ کافی میں ہو اور اس استیلاؤ کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہو کہ باندی وقت علق سے تا وقت دعویٰ نسب پسر کی ملک میں ہو اور باپ اس وقت سے اہلیت دعویٰ بھی رکھتا ہو۔ چنانچہ اگر بیٹے نے باندی کو فروخت کر دیا پھر خریدایا اسکو واپس دی گئی اور وقت بیع سے چھ مہینے سے کم میں جنی پس باپ نے دعویٰ کیا تو صحیح ہوگا الا اُس صورت میں کہ بیٹا اسکا دعویٰ کی تصدیق کرے جیسے کوئی اجنبی دعویٰ کرے اور بیٹا تصدیق کرے تو بھی یہی حکم ہو اور نیز اگر باپ کا فرہو چھ مہینے سے کم میں ہو گیا یا غلام ہو پھر آزاد ہو گیا یا مجنون ہو پھر اسکو افاقہ ہو گیا پھر وقت اسلام یا عتق یا افادہ سے چھ مہینے سے کم میں تا وقت دعویٰ وہ جنی پس اسے دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہو کیونکہ باپ کو اہلیت دعویٰ حاصل نہ تھی لیکن اگر بیٹا تصدیق کرے تو نسب ثابت ہوگا یہ فتح القدر میں ہو۔ پس اگر بیٹے نے تصدیق کر لی تو بچہ کا نسب اس کے باپ سے ثابت ہوگا مگر باپ اس باندی کا مالک نہ ہوگا اور یہ بچہ اس کے پسر یعنی باندی کے مولیٰ کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ اس کے زعم کے موافق وہ اپنے بھائی کا مالک ہوا یہ تبیین میں ہو۔ اور اگر معتوہ نے اپنے افاقہ کے وقت دعویٰ کیا حالانکہ وہ وقت افاقہ سے چھ مہینے سے کم میں جنی ہو تو قیاساً نہیں صحیح ہو اس واسطے علق کے وقت وہ اہلیت نہیں رکھتا تھا اور اتھما نا صحیح ہو اس واسطے کہ عتق مطلق حق و ولایت نہیں ہو بلکہ عجز از عمل ہو یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اگر پسر نے اپنی باندی اپنے باپ کے نکاح میں دیدی اور اُس سے بچہ پیدا ہوا تو باندی اسکی ام ولد نہ ہو جائیگی اور باپ پر اس بچہ کی قیمت کچھ نہ ہوگی بان اس پر مرد واجب ہوگا اور بچہ آزاد ہوگا یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور اگر باندی مذکورہ پسر کی مدبرہ یا ام ولد ہو کہ قیمت سے باپ کی ملک میں منتقل نہ ہو سکتی ہو تو باپ کا دعویٰ کرنا باطل ہوگا یہ کفایہ میں ہو۔ اور دادا نے اگر اس کے پوتے کی باندی سے وطی کی پھر اس کے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا اگر باپ موجود ہو اس واسطے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا کی ولایت منقطع ہو پھر جب باپ مر گیا اور اس کے بعد دادا نے دعویٰ کیا تو اُس سے نسب ثابت ہوگا اور اسی طرح اگر باپ موجود ہو مگر ایسا ہو کہ اسکی ولایت کچھ نہیں ہو جیسے غلام یا کافر و مجنون وغیرہ ہو تو ولایت دادا کی ثابت ہو پس اسکا دعویٰ نسب صحیح ہوگا اور اگر باپ کی ولایت نے عتق کیا مثلاً دادا کے دعویٰ سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا یا آزاد کر دیا گیا یا افاقہ ہو گیا تو پھر دادا کا دعویٰ قبول نہ ہوگا اور اگر باپ مرتد ہو تو امام اعظم کے نزدیک اسکا دعویٰ نسب موقوف رہیگا پس اگر باپ مسلمان ہو گیا تو دادا کا دعویٰ صحیح نہوا اور اگر حالت موت پر مر یا دار الحرب میں جا گیا اور اس کے دار الحرب میں جا ملنے کا حکم دیدیا گیا تو دادا کا دعویٰ صحیح ہو جائیگا اور اگر مولیٰ نے باندی کو فروخت کیا اور وہ حاملہ ہو پھر دوبارہ خرید لینے سے اسکی ملک میں واپس آئی یا سبب عیب یا خیار شرط یا فسخ کے اسکو واپس دی گئی اور وقت بیع سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی ہو تو دادا کا باپ کا دعویٰ صحیح ہوگا الا آنکہ بیٹا یا پوتا تصدیق کرے تو اس سے نسب ثابت ہو جائیگا اور باندی قیمت اسکی ام ولد ہوگی مگر بچہ قیمت آزاد ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور اگر اپنی جورو یا باپ یا دادا کی باندی سے وطی کی اور وہ بچہ جنی اور بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا مگر اس کے دمر سے حد زنا بشہ ساقط کی جائیگی اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میرے واسطے اس کے مولیٰ نے حلال کر دی تو نسب ثابت ہوگا الا آنکہ حلال کر دینے کے دعویٰ میں مولیٰ تصدیق کرے اور اس امر کی تصدیق کرے کہ بچہ اسی کا ہو پس اگر وہ دون باتوں کی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں اور اگر مولیٰ نے تکذیب کی پھر بھی کسی وقت اس باندی کا مالک ہو تو نسب

ثابت ہو جائیگا یہ فتادے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر مولیٰ نے اپنے مکاتب کی باندھی سے وطنی کی اور اس سے
 بچہ پیدا ہوا اور اسکا دعویٰ کیا پس اگر مکاتب نے تصدیق کی تو نسب مولیٰ سے ثابت ہوگا اور مولیٰ پر اس باندھی
 کا عقر اور اس بچہ کی قیمت واجب ہوگی اور باندھی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر مکاتب نے تکذیب کی تو نسب ثابت
 نہوگا یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور یہ بچہ جسکے نسب کا مولیٰ نے دعویٰ کیا ہو اور سبب انکار مکاتب کے مولیٰ سے اسکا نسب
 ثابت نہیں ہوا ہو اگر کبھی مولیٰ اس بچہ کا مالک ہو تو مالک کے وقت مولیٰ سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور بمسوط
 میں مذکور ہو کہ در صورت تصدیق مکاتب کے اگر مولیٰ اس باندھی کا بھی مالک ہو تو یہ اسکی ام ولد ہو جائیگی یہ ہر ایہ میں ہو
 اور اگر کسی مرد نے اپنی باندھی کو مکاتب کیا اور اسکے بچہ پیدا ہوا جسکا نسب معروف نہیں ہو پس مولیٰ نے اسکے نسب کا
 دعویٰ کیا تو مولیٰ سے اسکا نسب ثابت ہوگا خواہ مکاتب اسکی تصدیق کرے یا تکذیب اور خواہ وقت کتابت
 سے چند مہینہ پر جہنی ہو یا کم میں یا زیادہ میں ہر حال نسب مولیٰ سے ثابت ہوگا جبکہ وہ دعویٰ کرے اور بچہ آزاد ہوگا
 اور مولیٰ پر اسکی بابت کچھ ضمان بھی واجب نہوگی پھر اگر مکاتب مذکورہ وقت کتابت سے چند مہینہ سے زیادہ پر جہنی ہو تو
 مولیٰ پر اسکا عقر واجب ہوگا پھر مکاتب کو اختیار ہو چاہے اپنی کتابت پر رہے اور چاہے عاجز ہو جائے یہ
 بدائع میں ہو۔ اور ما ذون میں مذکور ہو کہ غلام ما ذون نے اگر ایک باندھی خریدی اور اسکے بچہ ہو پس ما ذون نے اسکے
 نسب کا دعویٰ کیا تو نسب اس سے ثابت ہوگا اور اگر مہجور ہو تو ثابت نہوگا الا اس صورت میں کہ شہرہ کا دعویٰ کرے
 کرے یہ عتبار یہ میں ہو۔ اور اگر ایسی باندھی خریدی جو اس سے ایک بچہ جہنی ہو مع اس بچہ کے اور اس باندھی کی ایک دختر
 کے جو کسی دوسرے مرد سے پیدا ہوئی ہو خریدی تو باندھی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اسکو اس باندھی کے فروخت کا اختیار
 نہ رہیگا ہاں اسکی دختر کو جو دوسرے مرد سے ہوئی تھی فروخت کر سکتا ہو۔ اور اگر اس ام ولد کو کسی دوسرے کے
 نکاح میں دیدیا اور اس سے ایک بچہ جہنی تو اسکو اس بچہ کے فروخت کا بھی اختیار نہیں ہو اور اگر اس نے ان سب کو آزاد
 کر دیا اور پھر بعد اُنکے مرند ہو جانے اور مقید کر کے لائے جانے کے انکو خرید لیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک جیسے شخص
 ویسے ہی عود کر لگی کہ باندھی اور اسکی دوسری دختر خیرہ کے فروخت کا اختیار نہوگا اور پہلی دختر کو فروخت کر سکتا ہو اور امام
 محمد رحم نے فرمایا کہ باندھی کو نہیں فروخت کر سکتا ہو اور مرد و دختر کو فروخت کر سکتا ہو یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر ایک باندھی
 دو مردوں میں مشترک ہو پس دونوں کی ملک میں وہ حاملہ ہوئی پھر اسکے بچہ پیدا ہوا اور ایک نے اسکا دعویٰ کیا تو
 اس سے نسب ثابت ہوگا اور پوری باندھی اسکی ام ولد ہو جائیگی یعنی نصف قیمت شریک کو تاوان دیدیگا خواہ یہ
 مدعی تنگ حال ہو یا مالدار ہو اور نصف عقر کا بھی ضامن ہوگا اور قیمت ولدین بچہ ضامن نہوگا۔ اور اگر دونوں نے
 ساتھ ہی اسکا دعویٰ کیا تو وہ دونوں کا ولد قرار دیا جائیگا اور باندھی دونوں کی ام ولد ہوگی ایک وز ایک کی
 خدمت کر لگی اور دوسرے روز دوسرے کی اور کوئی شریک دوسرے کے واسطے اس باندھی کی قیمت میں سے کچھ
 ضامن نہوگا ہاں ہر ایک دوسرے کے واسطے نصف عقر کا ضامن ہوگا تو وہ قصاص ہو جائیگا یہ بدائع میں ہو۔ اور یہ بچہ ان
 دونوں میں سے ہر ایک سے پس کی کامل میراث پاویگا مگر یہ دونوں اس سے ایک پ کی کامل میراث پاویں گے یہ ہر ایہ میں ہو
 اور اگر اس باندھی کو ایک نے آزاد کر دیا یا مرگیا تو بالاتفاق کل باندھی آزاد ہو جائیگی اور اس پر رعایت بھی لازم
 نہ آویگی اور آزاد کنندہ پر امام اعظم رحم کے نزدیک ضمان بھی لازم نہوگی یہ فتادے قاضی خان میں ہو۔ ایک باندھی

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

شخصوں میں مشترک ہو جسمین سے ایک کا نو ان حصہ ہو اور دوسرے کا نو دسواں حصہ ہو پھر وہ ایک بچہ جنی اور دونوں نے ساتھ ہی اُسکا دعویٰ کیا تو وہ دونوں کا پس ہوگا اور ہر ایک کا پورا پس ہوگا پھر اگر وہ مر گیا تو دونوں اُسکے وارث ہونگے اس طرح کہ ہر ایک کو نصف میراث پد ریلیگی اور اگر اُسے کوئی جنایت کی تو دونوں کی مددگار برادری اُسکے جرم کے جرم نہ کو نصف نصف ادا کرے گی اور اگر باندی نے جنایت کی تو دونوں حصہ کے مالک پر دسواں حصہ جرم نہ اور باقی دسے پر باقی جرم نہ واجب ہوگا اور اسی طرح اس باندی کی دلا بھی اسی حساب سے دونوں کی ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر ایک باندی تین یا چار یا پانچ میں مشترک ہو اور اُسکے بچہ کا ان سب نے ساتھ ہی دعویٰ کیا تو اُسکا نسب ان سب سے ثابت ہوگا اور باندی ان سب کی ام ولد ہو جائیگی یہ امام غزالی کا قول ہے اگرچہ ان سب کے حصص مختلف ہوں مثلاً ایک کا چھٹا حصہ اور دوسرے کا چوتھا اور تیسرے کا تہائی اور باقی چوتھے کا ہو بہر حال اُسکے بچہ کا نسب ان سب سے برابر ثابت ہوگا یعنی ہر ایک کا پورا بیٹا ہوگا اور باندی میں سے ہر ایک کے حصہ کے قدر باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور تعدی بحصہ شریک ہونگی حتیٰ کہ اُسکی خدمت و کمائی و حاصلات ان سب میں بقدر اپنے حصص کے ہر ایک کو ملیگی یہ بدائع میں ہے ایک باندی دوسرے میں مشترک ہو اُسکے دو بچہ ایک ہی چڑھتے ہیں پھر تیسرے میں سے ایک نے بڑے کا یعنی جو پہلے پیدا ہوا ہو دعویٰ کیا اور دوسرے نے چھوٹے کا دعویٰ کیا تو دونوں بڑے کے مدعی ہونگے اور اگر دونوں دو لطن سے پیدا ہوئے تو بڑا اُسکے مدعی کا ہوگا اور باندی اُسی کی ام ولد ہو جائیگی اور اُسکا مدعی باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر شریک کو تاوان دیگا اور بچہ کی قیمت میں کچھ تاوان نہ دیگا اس واسطے کہ اسکا علق آزادی کے ساتھ ہوا ہو اور چھوٹے بچہ کا نسب اُسکے مدعی سے استخسانا ثابت ہوگا مگر وہ بچہ کی تمام قیمت کا شریک اول کے واسطے ضامن ہوگا یہ عتبا یہ میں ہے۔ اور اگر ایک باندی دوسرے میں مشترک ہو پس ایک نے کہا کہ جو تیرے پیٹ میں ہے اگر لڑکا ہو تو وہ مجھے ہے اور اگر لڑکی ہو تو مجھ سے نہیں ہے اور دوسرے نے کہا کہ جو تیرے پیٹ میں ہے اگر لڑکی ہو تو وہ میرا لطفہ ہے اور اگر لڑکا ہو تو وہ مجھ سے نہیں ہے تو اس مسئلہ میں دو صورتیں ہیں اول انکے یہ دونوں کلام ان دونوں سے ساتھ ہی صادر ہوئے اور اس صورت میں اس لطن سے جو پیدا ہوا وہ ان دونوں کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور اگر کسی سے ان دونوں سے پہلے کلام صادر ہوا تو جو پیدا ہوا وہ اُسی کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو بشرطیکہ ان دونوں کلاموں سے چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہو اور اگر کلام اول سے چھ مہینہ پر اور کلام ثانی سے چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا تو وہ دوسرے کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور اگر دونوں کلاموں سے چھ مہینہ پر پیدا ہوا تو اُسکا نسب ان دونوں میں سے کسی سے ثابت نہ ہوگا الا آنکہ دعویٰ از سر لو یا یا جاوے یہ محیط میں ہے۔ اگر دو شریکوں کی ملکہ مشترک باندی دونوں کے مالک ہونے کے وقت سے چھ مہینہ پر بچہ جنی پس ایک شریک نے باندی کا دعویٰ کیا کہ یہ میری دختر ہے اور دوسرے شریک نے اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا اور حال یہ ہو کہ ہر ایک نے جسکے نسب کا دعویٰ کیا ہو ایسا بچہ اُسکے پیدا ہو سکتا ہے اور دونوں کلام ساتھ ہی خارج ہوئے تو بچہ کی دعوت اولی ہوگی اس واسطے کہ وہ باندی کی دعوت کے لیے سبق ہے از راہ تقدیر بدین جہ کہ بچہ کے نسب کی دعوت استیلاوی ہے اور باندی کے نسب کا دعویٰ دعوت تحریر ہے اور دعوت استیلاوی مستند ہے اور دعویٰ تحریر مقدر ضرورت ہوتا ہے پس بچہ کے نسب کا دعویٰ مستند ہوگا پس اُسکے مدعی پر باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر دوسرے کے واسطے

واجب ہوگا اور یہ ہوگا کہ چونکہ مدعی نسب کینہ نے اسکی تحریر کا دعویٰ کیا ہو کہ یہ میری دختر ہو لہذا بچہ کا مدعی تاوان سے
 ہری ہو جائے اور اگر باندی دونوں کی ملوکہ ہونے کے وقت سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو ہر ایک شریک کا دعویٰ
 صحیح ہوگا کیونکہ کسی کے دعویٰ کا کوئی مرجع نہیں ہو اس واسطے کہ دونوں کی دعوت اس صورت میں دعوت تحریر پر کسی
 کو دوسرے پر بدعت نہ ہوگی پس بچہ کا نسب اس کے مدعی سے اور باندی کا نسب اس کے مدعی سے ثابت ہوگا پھر مدعی ولد اپنے
 شریک کو بابت ولد کے کچھ تاوان ندیگا اور اس پر اتفاق ہو اور باندی کے مدعی پر باندی کی بابت بھی امام اعظم کے
 نزدیک کچھ تاوان ہوگا اس واسطے کہ وہ اس دعویٰ میں ایسا ہو کہ گویا اس نے شریک کی ام ولد کو آزاد کر دیا اور ام ولد کی
 رقیبت امام اعظم کے نزدیک کچھ مستقیم نہیں ہوتی ہو یعنی قیمت دار ہو سنے میں داخل نہیں ہو۔ اور مدعی ولد پر کچھ عقر
 واجب ہوگا۔ اور اگر باندی دونوں کی ملک میں آنے کے وقت سے چھ مہینہ پر ایک لڑکی جنی پھر یہ لڑکی اپنے وقت پر ایک
 لڑکی جنی پھر دونوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک لڑکی کا دعویٰ کیا تو ہر دو دعویٰ صحیح ہونگے اور دختر اول کے مدعی پر
 باندی کی نصف قیمت اپنے شریک کے واسطے واجب ہوگی لیکن اگر یہ باندی لڑکی سے دعویٰ کے واقع ہونے کے قتل کی گئی
 تو ایسی صورت میں اول دختر کا مدعی اپنے شریک کے واسطے اصل باندی یعنی دختر اول کی مان کی کچھ قیمت کا ضامن ہوگا اور
 نیز اس پر دختر اول کی کچھ قیمت جس کے نسب کا دعویٰ کرنا ہو واجب ہوگی یہ امام اعظم کا قول ہو اور دوسری دختر کے مدعی پر دختر
 اول کے واسطے تمام عقر واجب ہوگا۔ اور اگر ہر دو کی ملوکہ ہونے سے چھ مہینہ سے کم میں لڑکی جنی پھر یہ لڑکی اپنے وقت پر
 ایک لڑکی جنی اور باقی مسئلہ بحال ہو تو مستبر دوسری ہی دختر کے نسب کا دعویٰ ہوگا اور پہلی دختر کا دعویٰ نسب صحیح نہ ہوگا
 اس واسطے کہ دختر دوم کا دعویٰ نسب بد دعویٰ ہوتا ہے پس بسبب ہتناد کے مقدم ہو اور دعویٰ دختر اول دعویٰ تحریر ہو اس واسطے
 کہ اس کا علوق ان دونوں کی ملک میں نہ تھا اور دوسری دختر کا مدعی اپنے شریک کے واسطے دختر اول کی نصف قیمت
 اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور دختر اول کے مدعی پر اپنے شریک کے واسطے اسکی مان کی بابت کچھ تاوان واجب
 ہوگا جیسا کہ پہلی صورت مذکورہ بالا میں واجب ہوا تھا بشرط تخص جاع کیر میں ہو۔ زید و عمرو کے درمیان ایک
 باندی مشترک ہے پس خالہ سے اس کے بچہ پیدا ہوا اور خالہ نے کہا کہ تم دونوں نے میرے ساتھ اس کا نکاح کرو یا تھا پس
 ہر دو شریک میں سے ایک نے مثلاً زید نے اسکی تصدیق کی اور عمرو نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم نے اسکو تیرے ہاتھ فروخت
 کیا تھا تو نصف باندی ام ولد موقوفہ رہی اور وہ کسی کی خدمت نہ کرے اور باقی نصف اسکی رقیق ہوگی جو تزویج کا
 مقرر ہو یعنی زید کی مگر خالہ کو اس باندی سے وطی حلال نہ ہوگی اس واسطے کہ زید و خالہ نے باہم نصف باندی کی بابت
 نکاح میں اتفاق کیا ہو اور اس قدر مفید حلت نہیں ہے اور نصف بچہ حصہ مقرر یعنی عمر کا نصف حصہ دار آزاد ہوگا
 اور باقی نصف کے واسطے حمایت کرے گا اور جو مقرر نکاح ہو اسکو خالہ سے تاوان لینے کا اختیار ہوگا اور نہ وہ مقرر بیع
 سے تاوان لے سکتا ہے اور خالہ پر اس کا عقر کامل واجب ہوگا جو زید و عمرو دونوں میں مشترک ہوگا پس مقرر یعنی عمرو
 اس میں سے نصف عقر بطریق ثمن لے لے گا اور مقرر نکاح یعنی زید باقی نصف کو بطریق ہب لے لے گا اور مقرر بیع سے کس
 جائیگا کہ تو اسکو اسی جہت سے لے لے گا تو مدعی ہو۔ اور اگر خالہ مگر گیا تو باندی مقرر نکاح یعنی زید کے واسطے اپنی نصف
 قیمت کے لیے حمایت کرے گی۔ اور اگر زید و عمرو دونوں نے کہا کہ ہم نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کیا ہو تو خالہ ان دونوں
 کے واسطے اسکی قیمت کا ضامن ہوگا مان اس کے عقر کا دونوں کے لیے ضامن ہو۔ اور اگر باندی مجبور ہو کہ اسکا مولیٰ

دعویٰ تحریر ہو
 کہ باندی یا اس کے
 بچہ کے نسب کا
 دعویٰ کیا جائے گا
 علوق ہوگی ملک
 میں نہ تھا اور دعویٰ
 مستبر اور اگر بچہ
 ولد ہو سنے کا مدعی
 جو اس کا علوق میں
 جو کہ اسکی ملک میں
 ہوا ہو تو اس کا مدعی
 نے باب فی امیلااد
 اثبات ان نسبت
 خارج ہوا کہ

اس کے بچہ کو
 آزاد کی مان اور دعویٰ
 دختر کی مان سے اس کا
 اصل سے قیاد دختر
 اور نہ کہا کہ اس کا
 مدعی کے واسطے
 اس واسطے کہ وہ قیاد
 آزاد ہو اس سے

نہ معلوم ہوتا ہو پس خالد نے کہا کہ تم دونوں نے اسکو میرے نکاح میں دیا ہے اور ان دونوں نے کہا کہ ہم نے تیرے ہاتھ
 اسکو فروخت کیا ہے تو باندی اسکی ام ولد ہوگی اور بچہ آزاد ہوگا اور خالد پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور بچہ کی قیمت کا ضامن
 نہ ہوگا اور آیا عقر کا ضامن ہوگا یا نہیں سو کتاب میں اسکو ذکر نہیں فرمایا اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا بعض
 نے کہا کہ ضامن ہوگا اور بعض نے کہا کہ نہیں ضامن ہوگا اور اگر خالد نے ہمہ کا دعویٰ کیا اور زید و عمرو نے
 بیچ کا دعویٰ کیا اور باندی مجبور ہو یا زید و عمرو نے کہا کہ تو نے اسکو غصب کر لیا ہے پس خالد نے کہا کہ تم دونوں سے
 ہے تو باندی اسکی ام ولد ہوگی اور اس پر باندی و بچہ دونوں کی قیمت واجب ہوگی اور اگر باندی نے ان سب کے قول
 کی تصدیق کی تو اس کے قول کی اس کے حق میں تصدیق کی جائیگی چنانچہ وہ رد کر کے زید و عمرو کی رقیق کر دی جائیگی
 اور اگر خالد نے خرید کا دعویٰ کیا اور جو باندی کا مولیٰ ہے اس نے نکاح کر دینے کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا مگر بچہ
 آزاد ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہے کہ یہ معلوم ہو کہ باندی اسی مفر کی ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو بچہ آزاد بھی ہوگا بچہ خسی میں ہے۔
 ایک باندی دو مردوں میں مشترک ہو اس کے ایک ہی بطن سے دو بچہ پیدا ہوئے ایک زندہ اور دوسرا مردہ پس
 دونوں میں سے ایک نے مردہ کے نسب کا دعویٰ کیا اور زندہ کی نفی کی تو زندہ بھی اس کے ساتھ لازم ہوگا اور بعد اس کے
 اسکی نفی نہیں کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر ہر ایک نے مردہ کے نسب کا دعویٰ کیا یا ہر ایک نے ہر دو بچہ کا دعویٰ کیا تو
 دونوں کا نسب ان دونوں سے ثابت ہوگا یہ بمسوط میں ہے۔ اگر باندی زید و اس کے پسرو اس کے پدران سب کے درمیان
 مشترک ہو پھر اس کے بچہ پیدا ہوا اور ان سب نے اس کے نسب کا دعویٰ کیا تو زید کا باپ اولیٰ ہے یعنی اسی سے نسب ثابت
 رکھا جائیگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر باندی زید اور اس کے پسر کے درمیان مشترک ہو اور اس کے بچہ کا ان دونوں نے
 دعویٰ کیا تو استحساناً زید اولیٰ ہے اور زید اسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور رہا نصف عقر سوزید اس کے نصف عقر کا اپنے
 پسر کے واسطے اور پسر اس کے نصف عقر کا زید کے واسطے ضامن ہوگا پس ہر قضا میں کہ لیتنگ یہ سراج و ہاج میں ہے
 اور اگر دو شریکوں میں سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو پس مشترک باندی کے بچہ کا دونوں نے ساتھ ہی دعویٰ کیا
 تو مسلمان اولیٰ ہے۔ اور یہ اس وقت ہے کہ ذمی دعویٰ نسب سے کچھ پہلے مسلمان نہ ہو گیا ہو اور اگر ذمی مسلمان ہو گیا ہے باندی
 کے بچہ ہوا پھر دونوں نے اس کے نسب کا دعویٰ کیا تو دونوں سے اس کا نسب ثابت ہوگا اس واسطے کہ حالت میں دونوں
 یکساں ہیں۔ اور اگر دعویٰ نسب درمیان مرند و ذمی کے ہو تو بچہ مرند کا ہوگا اور ہر ایک دونوں میں سے دوسرے
 کے لیے نصف عقر باندی کا ضامن ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر ایسا جھگڑا درمیان کتابی اور غرضی کے ہو تو کتابی
 اولیٰ ہے اور اگر غلام و مکاتب کے درمیان ہو تو مکاتب اولیٰ ہے اور اگر غلام مسلمان اور آزاد کا فرقے درمیان ہو تو کافر
 آزاد اولیٰ ہے اور اگر دونوں میں سے کسی کا دعویٰ نسب مقدم ہوا ہو تو جس نے پہلے دعویٰ کیا ہے وہی اولیٰ ہوگا چاہے
 کوئی ہو یہ سراج و ہاج میں ہے۔ امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ دو مردوں نے ایک کی زوجہ خریدی یعنی زید و عمرو دونوں
 نے زید کی زوجہ کو جو خالد کی باندی ہے خرید کیا پھر ایک مہینہ کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا تو شوہر سے اس کا نسب
 ثابت ہوگا اور وہ بچہ کی کچھ قیمت کا ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر دو بھائیوں نے ایک حاملہ باندی خریدی پس اس کے بچہ پیدا
 ہوا پھر ایک نے اس کا دعویٰ نسب کیا تو اس پر بچہ کی نصف قیمت تاوان لازم ہوگی اور یہ بچہ سبب قرابت کے اپنے چچا
 کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ دعویٰ نسب مقدم ہو چکا ہو پس حکم مضامین بجانب دعویٰ ہوگا نہ بجانب نسب

اگر زید و عمرو دونوں نے ایک باندی کو مشترک کر لیا ہے اور اس کے بچہ پیدا ہوئے تو دونوں کے نسب کا دعویٰ کیا جائے گا اور اگر ایک نے دعویٰ کیا تو وہ ایک ہی ہے۔

اگر ایک نے دعویٰ کیا تو وہ ایک ہی ہے۔ اگر ایک نے دعویٰ کیا تو وہ ایک ہی ہے۔ اگر ایک نے دعویٰ کیا تو وہ ایک ہی ہے۔

۲

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

نہاں

قرابت کذا فی الظہیر۔ اور اگر زید سے کوئی باندی بچہ جنی پھر زید نے اور عمر و نے ملکر اسکو خرید کیا تو وہ زید کی ام ولد ہو جائیگی اور زید کی نصف قیمت کا عمر و کے واسطے ضامن ہوگا خواہ خوشحال ہو یا تنگدست ہو۔ اسطرح اگر زید و عمر و دونوں نے اسکو میراث میں پایا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر باندی کے ساتھ اسکا بچہ بھی میراث میں پایا جو زید کا پسرو اور عمر و کا شریک عمر و اس بچہ کا ذی رحم محرم ہوتا ہے تو یہ بچہ ان دونوں سے آزاد ہو جائیگا اور اگر شریک عمر و اسکا ذی رحم محرم نہ ہو بلکہ اجنبی ہو تو حصہ زید اس ولد میں سے آزاد ہو جائیگا اور حصہ عمر و کے واسطے سعایت کرے گا۔ اور اسی طرح اگر دونوں نے اس بچہ کو خرید یا وہ انکو ہبہ کیا گیا تو بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہی حکم ہو خواہ شریک اجنبی کو خرید سے پہلے یہ بات معلوم ہو کہ میرا شریک اسکا باپ ہو یا نہ معلوم ہو۔ زید و عمر و کی مشترکہ باندی خالد سے بچہ جنی پس خالد نے زید سے اسکا حصہ باندی و بچہ خرید کیا حالانکہ زید مالدار ہو تو زید اسبے شریک عمر و کے حصہ باندی کا ضامن ہوگا اور عمر و کو بچہ کی بابت اپنے حصہ میں اختیار ہو چاہے زید سے تاوان لے اور چاہے اس سے سعایت کرادے اور چاہے آزاد کر دے یہ پریناے قول امام اعظم رحمہ یہی یہ مسوط میں لکھا ہے۔ ایک باندی و مرد و ن میں مشترک ہو دونوں نے اپنی صحت میں کہا کہ یہ باندی ہم میں سے ایک کی ام ولد ہو پھر دونوں میں سے ایک مر گیا تو زندہ کو حکم دیا جائیگا کہ تو بیان کر اور مردہ کے وارثوں کو یہ حکم دیا جائیگا پس اگر اُسے کہا کہ یہ میری ام ولد ہو تو وہ اسی کی ام ولد ہو جائیگی اور اسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور بچہ عمر کا ضامن نہ ہوگا اسواسطے کہ بعد ملک کے اسکے ساتھ وطی کا اُسے اقرار نہیں کیا ہو پس قتال ہو کہ شاید قبل ملک کے بذریعہ نکاح کے اُس سے اولاد ہوئی ہو اور اگر اُس نے کہا کہ یہ میت کی ام ولد ہو تو آزاد ہو جائیگی خواہ وارثان میت اسکے قول کی تصدیق کریں یا نہ کریں اور اسپر زندہ کے واسطے سعایت لازم نہوگی اور نہ وارثان میت کے واسطے سعایت کرے گی۔ اور اگر یہ کلام دونوں سے حالت مرض میں صادر ہوا اور وارثان میت نے کہا کہ ہمارے مورث نے تجھکو مراد لیا تھا تو اسکی سعایت نہوگی اور اگر میت کے وارثوں نے کہا کہ ہمارے مورث نے اپنے آپ کو مراد لیا تھا مگر ہم اسکی تصدیق نہیں کرتے ہیں تو شریک زندہ کے واسطے اس باندی کی نصف قیمت ترکہ میت میں واجب ہوگی اور باندی اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر دو شریکوں کی ملک میں باندی مشترکہ بچہ جنی اور ہر ایک نے اقرار کیا کہ ہم میں سے ایک کا یہ بچہ ہو یعنی ایک کا لطفہ ہو پھر دونوں میں سے ایک مر گیا تو بچہ آزاد ہوگا اور بیان کرنا زندہ شریک پر ہو پس اگر اُسے کہا کہ یہ میرا بچہ ہے تو اس سے نسب ثابت ہوگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور باندی کی نصف قیمت و نصف عقر کا شریک کے واسطے ضامن ہوگا اور اس میں صحت مرض بیکان ہو پس اگر اُسے صحت میں کہا کہ یہ میرے شریک کا ولد ہو تو اس بچہ کا نسب ان دونوں میں سے کسی سے ثابت نہوگا اور بچہ مفت آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح باندی بھی مفت آزاد ہو جائیگی۔ اور اگر یہ قول ان دونوں کی طرف سے شریک میت کے مرض میں واقع ہوا ہو پس وارثوں نے کہا کہ یہ زندہ شریک کی ام ولد ہو تو باندی و بچہ دونوں آزاد ہو جائیں گے اور ضمان سعایت کچھ نہوگی اور اگر وارثوں نے کہا کہ ہمارے مورث نے اقرار کیا کہ یہ میرا ولد ہو مگر ہم اسکی تصدیق نہیں کرتے ہیں تو باندی اور بچہ دونوں آزاد ہوں گے اور وارثوں پر واجب ہوگا کہ میت کے ترکہ سے باندی کی نصف قیمت و نصف عقر شریک زندہ کو تاوان دیں اور باندی مذکورہ پر جو ام ولد میت ہو کر آزاد ہو گئی ہو کسی کے واسطے سعایت واجب نہ ہوگی اور بچہ کا نسب شریک میت سے مستحسانا ثابت ہوگا بچہ شریک میں لکھا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

قسم صحیح ہو مگر حاشا ہونے سے اسپر فی الحال کفارہ ہال لازم نہ ہوگا اس واسطے کہ اسکی کچھ ملک نہیں ہر بان اسپر روزوں سے کفارہ واجب ہوگا مگر ہونے کو اختیار ہو کہ اسکو روزہ رکھنے سے منع کرے اور اسی طرح ہر ایسے روزہ سے منع کر سکتا ہو جسکے سبب وجوب کا سبب غلام ہو جیسے نذر کے روزے اور اگر مولیٰ نے اس غلام کو قبل اسکے کہ وہ روزے سے کفارہ ادا کرے آزاد کر دیا تو اسپر مال سے کفارہ دینا واجب ہوگا۔ اور نیز ہمارے نزدیک بطور خود ہونا قسم کے واسطے شرط نہیں ہے پس جسپر قسم کھانے کے واسطے اگر وہ نذر دستی کی گئی ہو اسکی قسم صحیح ہے اور اسی طرح جد و جہد بھی ہمارے نزدیک شرط نہیں ہے پس جسنے ہزل سے قسم کھائی یا خطا سے اسکی قسم صحیح ہو جائیگی۔ اور جس بات پر قسم کھائی ہو اسکے شرطین سے یہ ہو کہ وقت قسم کے اسکا وجود متصور ہو سکتا ہو اور یہ انعقاد قسم کی شرط ہو پس جو حقیقہ مستحیل الوجود ہو اسپر قسم منعقد نہ ہوگی اور اگر متصور الوجود ہونے کے بعد ایسی حالت ہو گئی کہ وہ مستحیل الوجود ہو گیا تو قسم باقی نہ رہی اور یہ امام عظیم و امام محمد رحمہما کا قول ہے۔ اور جو امر کہ حقیقہ مستحیل الوجود نہیں ہے مگر عادت کی راہ سے مستحیل الوجود ہو تو ہمارے اصحاب ششہ نے فرمایا کہ متصور الوجود شرط نہیں ہے چنانچہ جو امر عادت کی راہ سے مستحیل الوجود ہو مگر حقیقت میں مستحیل الوجود نہیں ہے اسپر قسم منعقد ہو جائیگی۔ اور نفس رکن میں یہ شرط ہو کہ استثنائے خالی ہو مثلاً ایسے الفاظ نہ ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اور الا ان شاء اللہ تعالیٰ اور انشاء اللہ تعالیٰ اور الا انکے مجھے اسکے سوا ہے اور امر ظاہر ہو کہ قریب مصلحت ہو اور الا انکے پیہر ہی اسے میں اسکے سوا ہے دوسرا ام آوے یا اسکے سوا ہے دوسرا ام مجھے پسند آوے یا یوں کہا کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ مدد دے یا اللہ تعالیٰ مجھے آسان کرے یا کہا کہ بمعونت الہی یا بتیسیر الہی یا مثل اسکے چنانچہ اگر میں سے کوئی لفظ اسے قسم سے ملا کر کہا تو قسم منعقد نہ ہوگی اور اگر جدا کر کے کہا تو قسم منعقد ہوگی۔ اور قسم بغیر اللہ کی صورت میں یعنی جملہ شریکیہ کی صورت میں قسم کھانے والے میں جو شرط جو از طلاق وعتاق کی ہو وہی سبب دونوں کے ساتھ قسم منعقد ہونے کی شرط ہے اور جو نہیں ہے وہ نہیں ہے اور مخلوق علیہ یعنی جسپر قسم کھائی ہو اس میں یہ شرط ہے کہ ایسا امر ہو کہ زمانہ آئندہ میں ہو ورنہ پس جو امر موجود ہو اسکی اسپر قسم کھانے سے قسم نہ ہوگی بلکہ تخفیر ہوگی چنانچہ اگر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طالق ہے اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو طلاق نے الحال واقع ہو جائیگی۔ اور جسکی طلاق یا عتاق کی قسم کھائی ہو اس میں یہ شرط ہے کہ ملک قائم ہو یا اضافت بجانب ملک یا سبب ملک ہو۔ اور نفس رکن میں وہی شرط ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قسم کھانے میں مذکور ہوئی ہے۔ اور اگر یہ لفظ بھی زیادہ کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ میری مدد فرماوے یا بمعونت الہی پس اگر اس لفظ سے استثنائے نیت ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ استغفار کنندہ ہوگا مگر قضاء اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی۔ اور از انجملہ یہ ہے کہ شرط و جزا کے درمیان کوئی حائل نہ کرے اور اگر داخل ہو گیا تو قسم یعنی تعلیق نہ ہوگی بلکہ تخفیر ہو جائیگی یہ بدائع میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو قسم ہوتی ہے وہ تین نوع کی ہے غمخیزہ و غم و غمخیزہ پس میں غمخیزہ ایسی قسم ہے کہ کسی چیز کی اثبات یا نفی بزمانہ حال یا ماضی پر عہد و دروغ کے ساتھ ہو ورنہ ایسی قسم کھانے والا آدمی سخت گنہگار ہوتا ہے اسکو چاہیے کہ توبہ و استغفار کرے اور اسپر کفارہ نہیں ہوتا ہے۔ اور قسم غمخیزہ کہ کسی چیز پر زمانہ ماضی یا حال میں قسم کھاوے در حالیکہ اسکا گمان ہو کہ یہ بات یوں ہی ہے جیسے کہتا ہے حالانکہ امر اسے برخلاف ہو مثلاً کہے کہ واللہ میں نے ایسا کیا ہے حالانکہ اسے در واقع نہیں کیا ہے اسکی یا دین یوں ہی ہے کہ اسے ایسا کیا ہے یا کہنا کہ واللہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے حالانکہ اسے ایسا کیا ہے مگر اسکا گمان یوں ہی ہے کہ میں نے

۱۲
 جابر
 نیایا
 سست
 کی راه
 عادت
 اگر چه
 تصور
 بسا
 الوجود
 تصور
 لا
 حال
 قطعاً
 حایا
 جابلیا
 پنج
 الوعد
 سیمین
 مودون
 خوصفا
 کس
 نیایا
 جابری

کہ حق لا فعل کذا تو صحیح یہ ہو کہ اگر اُسے حق کی لفظ سے اللہ تعالیٰ کو مراد لیا تو قسم ہوگی اور اگر کہا کہ حق اللہ میں ایسا کرونگا تو قسم ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ حق اللہ لا فعل کذا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک قسم ہوگی قال المترجم اگر ہمارے زبان میں اسکا ترجمہ یوں کیا کہ قسم حق اللہ تعالیٰ کی میں ایسا نہ کرونگا تو قسم ہوگی واللہ اعلم اور امام ابو یوسف کہ جسے دور وایتوں میں سے ایک روایت موافق قول طرفین رحمہما اللہ کے ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر کہا کہ حرمتہ اللہ تو شمس الاممہ حلوائی نے کہا کہ یہ بمنزلہ حق اللہ کے ہے یہ خلاصہ میں ہے قال المترجم حق اللہ میں واد قسم جاریہ ہے لہذا اگر اسکا ترجمہ بصریح لفظ قسم ہو تو قسم ہو جائیگی فلہذا ان الفاظ الباب اکثر ہا متعلق بالعربیۃ اور اگر کہا کہ غلطہ اللہ تھا یا کہا و ملکوتہ و قدرتہ تو یہ قسم ہوگی خواہ نیت قسم ہو یا نہ ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا و جہدت اللہ تو قسم ہو یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ وقوۃ اللہ و ارادۃ و سنیۃ و بختہ و کلامہ تو حالف ہو گا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ و امانۃ اللہ تو قسم ہوگی اور طحاوی نے ذکر کیا کہ یہ قسم نہ ہوگی اور یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت ہے اور اگر کہا کہ و عہد اللہ یا ذاتہ اللہ تو قسم ہوگی اور اگر کہا کہ گو اہی کو تیا ہوں کہ ایسا نہ کرونگا یا کہا کہ گو اہی دیتا ہوں ساتھ اللہ کے کہ ایسا نہ کرونگا یا کہ قسم کھاتا ہوں یا کہا کہ حلف کرتا ہوں یا حلف اللہ تھا لے کی کرتا ہوں یا عزم کرتا ہوں یا ساتھ اللہ کے عزم کرتا ہوں یا کہا کہ مجھے عہد ہے یا مجھے عہد اللہ ہے کہ ایسا نہ کرونگا یا کہا کہ مجھے ذمہ اللہ ہے کہ ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہوگی۔ اور اگر کہا کہ مجھے پیرین اللہ ہے یا کہا کہ نعرۃ اللہ یا کہا کہ مجھے نذر ہے یا کہا کہ مجھے نذر اللہ ہے کہ ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ بسم اللہ میں ایسا نہ کرونگا تو قول مختار میں یہ قسم نہ ہوگی الا اُس صورت میں کہ اُس نے قسم کی نیت کی ہو یہ فتاویٰ سے غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ بسم اللہ تو قسم ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ و ایم اللہ میں ایسا نہ کرونگا تو قسم ہوگی و اسی طرح و امین اللہ و ایم اللہ کسر ہمزہ و ن اللہ و ن اللہ و ن بسم قاعدہ بہرہ حرکات و اعراب بات ثلاثی حکم رکھتے ہیں یہ ظہیر یہ میں ہے اور اگر کہا کہ و یشاق اللہ تو قسم ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ مجھے پیرین اللہ ہے یا کہا کہ مجھے یشاق اللہ ہے تو بھی قسم ہوگی یہ ایضاح میں ہے اور اگر کہا کہ الطالب و الطالب لا فعل کذا تو یہ قسم ہوگی یہ رواج اہل بغداد کا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عربی زبان میں کہا کہ باللہ لا فعل کذا یعنی لفظ اللہ کے آخر ہائے ہوز کو ساکن کیا یا نصب دیا یا رفع دیا تو قسم ہوگی حالانکہ اعراب بکسرہ ہو جہر کے چاہیے تھا۔ اور اگر کہا کہ اللہ افعلن کذا اور ہائے ہوز کو ساکن کیا یا نصب دیا تو لیکن ہنوگی کیونکہ حرف قسم کوئی نہیں ہو لیکن اگر اعراب جری دیوے تو قسم ہوگی اس واسطے کہ کسرہ متقاضی ہے کہ سابق میں کوئی حرف جار ہے اور وہ حرف قسم ہے اور اگر کہا کہ بلکہ لا فعل کذا تو مشاقح نے فرمایا کہ قسم نہ ہوگی اس واسطے کہ اُسے نام خدا ذکر نہیں کیا ہو لیکن اگر اسکو کسرہ کا اعراب دیا اور قسم کا قصد کیا تو قسم ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر کہا کہ اللہ اللہ تو قسم ہو یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ اللہ تو قسم ہوگی اور اجناس میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ واللہ ان دخلت الدار یعنی واللہ اگر میں دار میں داخل ہوا تو قسم ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں مجوس سے بدتر ہوں اگر ایسا کروں تو قسم ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ میں شریک ہو یا شریک کفار ہوں اگر ایسا کروں تو بھی قسم ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر کہا کہ میں نے ایلا کر کیا یا میں نے عزم کیا کہ ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہے یہ ایضاح میں ہے۔ مجاہدین ہے کہ امام محمد نے فرمایا کہ اگر شرطیہ ایسی بات کہی جسکے ساتھ قسم نہیں کھائی جاتی ہو مثلاً کہا کہ اگر میں کھڑا ہوا یا میں بیٹھا

تو تو طالعہ ہر تو قسم ہوگی یہ خلاصہ میں ہو جس نے سوائے خدا کے دوسرے کی قسم کھائی وہ حالف ہوگا چنانچہ اگر نبی علیہ السلام یا کعبہ کی قسم کھائی تو قسم کھانے والا ہوگا یہ ہر ایہ میں ہو۔ لیکن اگر اسے برائت کی قسم کھائی یعنی کہا کہ میں کعبہ سے بری ہوں اگر میں ایسا کروں تو قسم ہوگی یہ اختیار شرع مختار میں ہو۔ امام محمد آئے اصل میں فرمایا کہ اگر کہا کہ والقرآن بوا قسم تو قسم نہ ہوگی اسکو امام محمد رحمہ نے مطلقاً ذکر کیا ہے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ قرآن کی قسم کھانا مستحار نہیں ہے پس ایسا ہو گیا کہ وعلم اللہ اور بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ اس کے زمانہ کا عرف ہے اور ہمارے زمانہ میں یہ قسم ہوگی اور ہم اسی کو لیتے ہیں اور ایسا ہی حکم کرتے ہیں اور یہی اعتقاد کرتے ہیں اور اسی پر ہمارا اعتماد ہے اور محمد بن مقاتل رازی نے فرمایا کہ اگر قرآن کی قسم کھائی تو قسم ہوگی اور اسی کو ہمارے جہور مشائخ نے لیا ہے یہ مضمرات میں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ میں بری از نبی یا قرآن ہوں تو یہ قسم ہوگی یہ کافی میں ہو شیخ عبد الکریم بن محمد رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ میں شفاعت سے بری ہوں اگر ایسا کروں تو فرمایا کہ یہ قسم ہوگی اور اس کے سوائے دوسروں نے کہا کہ یہ قسم نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میں بری ہوں قرآن یا قبلہ یا نماز یا روزہ رمضان سے تو یہ سب قسم ہوگی اور یہی مختار ہو۔ اور ایسے ہی توریت و تہیل و زبور سے بریت میں بھی حکم ہے اور ایسا ہی ہر امر شرعی جسکی برائت کفر ہو یہی حکم ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں صحف سے بری ہوں تو یہ قسم نہ ہوگی اور اگر کہا کہ میں بری ہوں اُس چیز سے جو صحف میں ہو تو قسم ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کتاب فقہ یا دفتر حساب حسین بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہو اٹھائی اور کہا کہ میں بری اس سے جو اسمین ہو اگر میں ایسا کروں پس یہی فعل کیا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا جیسے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے بری ہونے کی قسم کھانے اور حاشا ہونے کی صورت میں حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں بری ہوں متعلقہ سے یا جو متعلقہ میں ہو تو قسم نہیں ہے الا اُس صورت میں کہ معلوم ہو جو جیسے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہو اور اُس سے برائت کی نیت کی تو قسم ہو جائیگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں بری ہوں تو میں سے تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں ان تین دنوں یعنی رمضان سے بری ہوں اگر ایسا کروں پس اگر فرضیت اس رمضان سے برائت کی نیت کی ہو تو قسم ہوگی جیسے کہا کہ میں بری ہوں ایمان سے اگر ایسا کروں اور اگر اس کے اجر و ثواب سے بریت کی تو قسم نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ امر غیبی ہے اور اگر اسکی کچھ نیت ہو تو بوجہ شک کے حکماً قسم نہ ہوگی مگر احتیاطاً کفارہ دینا چاہئے اور اگر کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں بری ہوں اس حج سے جو میں نے کیا ہے تو یہ قسم نہ ہوگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں بری ہوں اُس قرآن سے جسکو میں نے پڑھا ہے تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا کہ میں بری ہوں حج سے اور نماز سے تو قسم ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں بری ہوں اپنے روزہ و نماز سے یا جو میں نے نماز پڑھی ہے اور جو روزے رکھے ہیں تو قسم نہ ہوگی یہ عتاب یہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میں یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا اسلام سے بیزاریا کافر یا غیر اللہ کا پرستش کرنے والا یا بندگان صلیب سے یا مثل اسکے جسکا اعتقاد کفر ہے ہوں تو استغناء یہ قسم ہوگی یہ بدائع میں ہو چنانچہ اگر کسی نے فعل کیا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا اور یا وہ کافر ہو جائیگا یا نہیں تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور شمس الائمہ شری نے فرمایا کہ فتویٰ کے واسطے مختار یہ ہو کہ اگر اس قسم کھانے والے کے نزدیک یہ بات ہو کہ اگر میں ایسا کروں گا تو کافر ہو جاؤں گا

پھر اسنے شرط مذکور کو کیا تو کافر ہو جائیگا سو جسے کہ وہ کفر پر راضی ہو اور اسکا کفارہ یہ ہوگا کہ کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور اگر اسکے نزدیک یہ بات ہو کہ وہ ایسا کرنے سے کافرنو جائیگا تو کافر نہوگا۔ اور یہ ہوتی ہے کہ جب اسنے ان الفاظ سے ایسے امر پر قسم کھائی جو زمانہ آمیزہ میں ہو گا اور اگر ایسے امر پر جو زمانہ ماضی میں ہو یا ہمیشہ کھائی مثلاً کہا کہ وہ یہودی یا نصرانی یا یاجوسی ہو اگر اسنے کل گذرے ہوئے میں ایسا کیا حالانکہ وہ جانتا ہو کہ میں ایسا کر چکا ہوں تو بلا شک ہمارے نزدیک اسپر کفارہ لازم نہ ہوگا اسواستے کہ یہ میں غموس ہو اور آیا کافر ہو جائیگا یا نہیں سواسین مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور شمس الاممہ سرخی نے فرمایا کہ فتویٰ کے واسطے مختار یہ ہو کہ اگر اسکے نزدیک یہ بات ہو کہ یہ قسم ہو اسکے حاش ہونے سے کافر نہوگا تو کافر نہ ہوگا اور اگر اسکے نزدیک یہ بات ہو کہ سطرچ قسم کھانے سے کافر ہو جائیگا تو بسبب کفر پر راضی ہونے کے کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہو کہ میں نے ایسا کیا حالانکہ خود جانتا ہو کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہو یا کہا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہو کہ میں نے ایسا نہیں کیا حالانکہ خود جانتا ہو کہ میں نے ایسا کیا ہو تو اسین مشائخ نے اختلاف کیا ہو عامۃ مشائخ کے نزدیک کافر ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر کہا کہ لیسفہ اللہ لا فعل کذا تو یہ قسم نہوگی اور اگر کہا کہ و علم اللہ لا فعل کذا تو ہمارے نزدیک قسم نہ ہوگی۔ اور اگر کہا و رحمۃ اللہ لا فعل کذا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک قسم نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ و عذاب اللہ و خط اللہ و غضب اللہ کا درضار اللہ و ثواب اللہ یا کہا و عبادة اللہ تو قسم نہوگی یہ قناصے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ شد اللہ لا الہ الا اللہ تو یہ قسم نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ وجہ اللہ تو بر قول امام اعظم و امام محمد رحمہما اللہ کے قسم نہوگی۔ شیخ ابو شجاع نے امام اعظمؒ سے ایک حکایت نقل کی اسین یہ بھی مذکور ہے کہ یہ آن جاہلون کی قسم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے جو ارج ذکر کرتے ہیں اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ امام رحمہ اللہ نے اسکو قسم نہیں قرار دیا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کسی قائل نے کہا کہ اسپر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر ایسا کرے یا کہا کہ اسپر عذاب اللہ ہو یا اسپر امانۃ اللہ ہو اگر ایسا کرے تو یہ قسم نہوگی یہ قناصے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو مجھے غضب اللہ یا سخط اللہ ہو تو حالت نہوگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ و سلطان اللہ لا فعل کذا تو اس صورت مسئلہ میں صحیح جواب یہ ہے کہ اگر اس نے سلطان سے قدرت مراد لی ہو تو یہ قسم ہو جیسے قولہ و قدرت اللہ کذا فی المبسوط اور اگر کہا کہ و بین اللہ تو قسم نہ ہوگی وہی طرح قولہ و طاعة اللہ و شرعیۃ اللہ بھی قسم نہیں ہے و نیز اگر عرش اللہ و حدود اسکے کی قسم کھائی تو مخالف نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ و بیت اللہ یا سجدۃ یا مشعر حرام یا بصریاء بمرود یا بنیر یا قبر یا بروضة یا الصلوۃ یا البنیام یا حج تو ان سب صورتوں میں مخالفت نہوگا اور اسی طرح اگر کہا و حمد اللہ و عبادة اللہ تو قسم نہیں ہے اور اسی طرح اگر آسمانوں یا زمین یا قمر یا ستاروں یا سورج کی قسم کھائی تو مخالفت نہوگا یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اگر بحق الرسول یا بحق القرآن یا بحق الامان یا بحق الساجد یا بحق الصوم یا بحق الصلوۃ قسم کھائی تو قسم نہوگی یہ قنادی قاضیان میں ہے۔ اور اگر کہا بحق محمد علیہ السلام تو قسم نہ ہوگی لیکن حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی بڑا ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو اللہ مجھے عذاب و فزع میں گرفتار کرے یا خبت سے محروم کرے تو یہ قسم نہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ لا الہ الا اللہ اللہ بین ایسا کرونگا تو یہ قسم نہیں ہے الا آنکہ اسنے قسم کی نیت کی ہو اور اسی طرح سبحان اللہ واللہ اکبر ضرور من ایسا کرے نہوگا تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں تے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اگر ایسا کیا یا جو اسنے تجھے

۱۰
 شتر مرغ تھاکو
 یہ اعتراض کا
 جواب یہ ہے کہ
 تقدیر یہ ہے کہ
 سائنس میں بیان
 سرفراز
 ہو کہ اگر
 لازم آجیگا
 کہ کفار مسلمان
 لازم آتا ہو تو
 پھر خدا کی قسم
 ہو کہ نہ ہو نہ ہو
 نہ جواب یہ ہے
 کہ بیان کفار سے

۱۲۸۵
 ۱۲۸۶
 ۱۲۸۷
 ۱۲۸۸
 ۱۲۸۹
 ۱۲۹۰
 ۱۲۹۱
 ۱۲۹۲
 ۱۲۹۳
 ۱۲۹۴
 ۱۲۹۵
 ۱۲۹۶
 ۱۲۹۷
 ۱۲۹۸
 ۱۲۹۹
 ۱۳۰۰
 ۱۳۰۱
 ۱۳۰۲
 ۱۳۰۳
 ۱۳۰۴
 ۱۳۰۵
 ۱۳۰۶
 ۱۳۰۷
 ۱۳۰۸
 ۱۳۰۹
 ۱۳۱۰
 ۱۳۱۱
 ۱۳۱۲
 ۱۳۱۳
 ۱۳۱۴
 ۱۳۱۵
 ۱۳۱۶
 ۱۳۱۷
 ۱۳۱۸
 ۱۳۱۹
 ۱۳۲۰
 ۱۳۲۱
 ۱۳۲۲
 ۱۳۲۳
 ۱۳۲۴
 ۱۳۲۵
 ۱۳۲۶
 ۱۳۲۷
 ۱۳۲۸
 ۱۳۲۹
 ۱۳۳۰
 ۱۳۳۱
 ۱۳۳۲
 ۱۳۳۳
 ۱۳۳۴
 ۱۳۳۵
 ۱۳۳۶
 ۱۳۳۷
 ۱۳۳۸
 ۱۳۳۹
 ۱۳۴۰
 ۱۳۴۱
 ۱۳۴۲
 ۱۳۴۳
 ۱۳۴۴
 ۱۳۴۵
 ۱۳۴۶
 ۱۳۴۷
 ۱۳۴۸
 ۱۳۴۹
 ۱۳۵۰
 ۱۳۵۱
 ۱۳۵۲
 ۱۳۵۳
 ۱۳۵۴
 ۱۳۵۵
 ۱۳۵۶
 ۱۳۵۷
 ۱۳۵۸
 ۱۳۵۹
 ۱۳۶۰
 ۱۳۶۱
 ۱۳۶۲
 ۱۳۶۳
 ۱۳۶۴
 ۱۳۶۵
 ۱۳۶۶
 ۱۳۶۷
 ۱۳۶۸
 ۱۳۶۹
 ۱۳۷۰
 ۱۳۷۱
 ۱۳۷۲
 ۱۳۷۳
 ۱۳۷۴
 ۱۳۷۵
 ۱۳۷۶
 ۱۳۷۷
 ۱۳۷۸
 ۱۳۷۹
 ۱۳۸۰
 ۱۳۸۱
 ۱۳۸۲
 ۱۳۸۳
 ۱۳۸۴
 ۱۳۸۵
 ۱۳۸۶
 ۱۳۸۷
 ۱۳۸۸
 ۱۳۸۹
 ۱۳۹۰
 ۱۳۹۱
 ۱۳۹۲
 ۱۳۹۳
 ۱۳۹۴
 ۱۳۹۵
 ۱۳۹۶
 ۱۳۹۷
 ۱۳۹۸
 ۱۳۹۹
 ۱۴۰۰
 ۱۴۰۱
 ۱۴۰۲
 ۱۴۰۳
 ۱۴۰۴
 ۱۴۰۵
 ۱۴۰۶
 ۱۴۰۷
 ۱۴۰۸
 ۱۴۰۹
 ۱۴۱۰
 ۱۴۱۱
 ۱۴۱۲
 ۱۴۱۳
 ۱۴۱۴
 ۱۴۱۵
 ۱۴۱۶
 ۱۴۱۷
 ۱۴۱۸
 ۱۴۱۹
 ۱۴۲۰
 ۱۴۲۱
 ۱۴۲۲
 ۱۴۲۳
 ۱۴۲۴
 ۱۴۲۵
 ۱۴۲۶
 ۱۴۲۷
 ۱۴۲۸
 ۱۴۲۹
 ۱۴۳۰
 ۱۴۳۱
 ۱۴۳۲
 ۱۴۳۳
 ۱۴۳۴
 ۱۴۳۵
 ۱۴۳۶
 ۱۴۳۷
 ۱۴۳۸
 ۱۴۳۹
 ۱۴۴۰
 ۱۴۴۱
 ۱۴۴۲
 ۱۴۴۳
 ۱۴۴۴
 ۱۴۴۵
 ۱۴۴۶
 ۱۴۴۷
 ۱۴۴۸
 ۱۴۴۹
 ۱۴۵۰
 ۱۴۵۱
 ۱۴۵۲
 ۱۴۵۳
 ۱۴۵۴
 ۱۴۵۵
 ۱۴۵۶
 ۱۴۵۷
 ۱۴۵۸
 ۱۴۵۹
 ۱۴۶۰
 ۱۴۶۱
 ۱۴۶۲
 ۱۴۶۳
 ۱۴۶۴
 ۱۴۶۵
 ۱۴۶۶
 ۱۴۶۷
 ۱۴۶۸
 ۱۴۶۹
 ۱۴۷۰
 ۱۴۷۱
 ۱۴۷۲
 ۱۴۷۳
 ۱۴۷۴
 ۱۴۷۵
 ۱۴۷۶
 ۱۴۷۷
 ۱۴۷۸
 ۱۴۷۹
 ۱۴۸۰
 ۱۴۸۱
 ۱۴۸۲
 ۱۴۸۳
 ۱۴۸۴
 ۱۴۸۵
 ۱۴۸۶
 ۱۴۸۷
 ۱۴۸۸
 ۱۴۸۹
 ۱۴۹۰
 ۱۴۹۱
 ۱۴۹۲
 ۱۴۹۳
 ۱۴۹۴
 ۱۴۹۵
 ۱۴۹۶
 ۱۴۹۷
 ۱۴۹۸
 ۱۴۹۹
 ۱۵۰۰
 ۱۵۰۱
 ۱۵۰۲
 ۱۵۰۳
 ۱۵۰۴
 ۱۵۰۵
 ۱۵۰۶
 ۱۵۰۷
 ۱۵۰۸
 ۱۵۰۹
 ۱۵۱۰
 ۱۵۱۱
 ۱۵۱۲
 ۱۵۱۳
 ۱۵۱۴
 ۱۵۱۵
 ۱۵۱۶
 ۱۵۱۷
 ۱۵۱۸
 ۱۵۱۹
 ۱۵۲۰
 ۱۵۲۱
 ۱۵۲۲
 ۱۵۲۳
 ۱۵۲۴
 ۱۵۲۵
 ۱۵۲۶
 ۱۵۲۷
 ۱۵۲۸
 ۱۵۲۹
 ۱۵۳۰
 ۱۵۳۱
 ۱۵۳۲
 ۱۵۳۳
 ۱۵۳۴
 ۱۵۳۵
 ۱۵۳۶
 ۱۵۳۷
 ۱۵۳۸
 ۱۵۳۹
 ۱۵۴۰
 ۱۵۴۱
 ۱۵۴۲
 ۱۵۴۳
 ۱۵۴۴
 ۱۵۴۵
 ۱۵۴۶
 ۱۵۴۷
 ۱۵۴۸
 ۱۵۴۹
 ۱۵۵۰
 ۱۵۵۱
 ۱۵۵۲
 ۱۵۵۳
 ۱۵۵۴
 ۱۵۵۵
 ۱۵۵۶
 ۱۵۵۷
 ۱۵۵۸
 ۱۵۵۹
 ۱۵۶۰
 ۱۵۶۱
 ۱۵۶۲
 ۱۵۶۳
 ۱۵۶۴
 ۱۵۶۵
 ۱۵۶۶
 ۱۵۶۷
 ۱۵۶۸
 ۱۵۶۹
 ۱۵۷۰
 ۱۵۷۱
 ۱۵۷۲
 ۱۵۷۳
 ۱۵۷۴
 ۱۵۷۵
 ۱۵۷۶
 ۱۵۷۷
 ۱۵۷۸
 ۱۵۷۹
 ۱۵۸۰
 ۱۵۸۱
 ۱۵۸۲
 ۱۵۸۳
 ۱۵۸۴
 ۱۵۸۵
 ۱۵۸۶
 ۱۵۸۷
 ۱۵۸۸
 ۱۵۸۹
 ۱۵۹۰
 ۱۵۹۱
 ۱۵۹۲
 ۱۵۹۳
 ۱۵۹۴
 ۱۵۹۵
 ۱۵۹۶
 ۱۵۹۷
 ۱۵۹۸
 ۱۵۹۹

فرض کیا ہو اُمین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اگر ایسا کیا تو یہ قسم نہیں ہو کہ یہ ایضاح میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو میں الی یا چور شراب خوار یا سود خوار ہوں تو یہ قسم نہیں ہو یہ کافی میں ہو۔ اور ابن سلام رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں نے اپنے اوپر زنا باندھی جیسی زنا رنصاری باندھتے ہیں تو فرمایا کہ یہ قسم ہوگی یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں اپنی جو رو کی طلاق کی قسم کھاؤں پھر اپنی جو رو سے کہا کہ تو طلاق ہے اگر تو چاہے تو اسکا غلام آزاد ہوگا اور یہ جو اسنے اپنی جو رو سے کہا ہو قسم نہیں ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ جب تجھے کوئی حیض آجائے تو مجھے اسکا غلام آزاد ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو کوئی پروردگار آسمان میں نہیں ہو تو یہ قسم ہو اور کافر ہوگا یہ عتابیہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو وہ کذب ہو تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ کذب ہو اگر میں ایسا کروں تو بھی قسم ہوگی اور اگر اسنے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھے نصرت کی گواہی ہو تو قسم ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ جو میں نے روزہ و نماز کیا وہ حق نہ تھا اگر میں ایسا کروں تو یہ قسم ہوگی یہ فتادی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اسی میرے پروردگار میں تیرا بندہ ہوں سمجھے گواہ کرتا ہوں اور تیرے ملائکہ کو گواہ کرتا ہوں کہ ایسا نہ کرونگا پھر اس نے یہی فعل کیا تو اسپر کفارہ نہیں ہو مگر اللہ تعالیٰ سے استغفار تو بہ کرے یہ خلاصہ میں ہو ایک نے دوسرے سے کہا کہ واللہ میں تیری ضیافت میں نہ آؤنگا پھر ایک تیسرے نے اس حالف سے کہا کہ اور میری ضیافت میں بھی نہ آؤنگا اسنے کہا کہ ہاں تو اس کے حق میں بھی مان کہنے سے حالف ہو جائیگا چنانچہ اگر اول یا دوم کی ضیافت میں گیا تو حاشا ہو جائیگا۔ اور بقالی میں ہو کہ اگر طعام یا اسکے مثل اپنے اوپر حرام کر لیا تو یہ قسم اسی قدر بر ہوگی جسکو عادت کے موافق کھانے کی چیزوں میں کھاتا ہو اور پینے کی چیزوں میں پیتا ہو الا آنکہ اسکی نیت میں اس مضمون کے سوا سے کچھ اور ہو اور فرمایا کہ اسی طرح اور اشارے کے تصرفات میں بھی اسی طرح اعتبار ہو اور فرمایا کہ طعام کا استیعا ب کھانے کے ساتھ مقبر نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ مجھے حلال نہیں ہو کہ ایسا کروں پس اگر اپنے اوپر اسے حرام کر لینے کی نیت کی تو یہ قسم ہوگی۔ اور اگر کہا کہ یہ کپڑا مجھے حرام ہو اگر میں اسکو پہنوں پھر اسکو پہنا اور اتار اتھیں تو قسم میں حاشا ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے حرام ہو یا کہا کہ میں نے سمجھے اپنے اوپر حرام کیا تو یہ قسم ہو چنانچہ اگر عورت مذکورہ جماع میں اسکی مطاوعت کر لی تو اسپر کفارہ لازم ہوگا اور نیز اگر مرد نے باکرہ اش سے جماع کر لیا تو عورت پر کفارہ لازم ہوگا اور اگر کسی مرد نے کہا کہ وہ مرد رکھتا ہو اگر ایسا کرے تو یہ قسم ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ وہ مرد کو حلال جانتا ہو یا شراب یا سور کو حلال جانتا ہو اگر اسنے ایسا کیا تو بھی قسم ہوگی۔ حالانکہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ قسم ہو جاوے کیونکہ استحلال حرام کفر ہو لیکن در واقع میں نہیں ہو اور حاصل یہ ہو کہ جو شوہر حرام بوجہ تباہی ہو کہ اسکی حرمت کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی ہو جیسے کفر وغیرہ تو اسکا استحلال معلق بشرط قسم ہو جائیگا اور جو شوہر اس طرح حرام ہو کہ کسی حال میں اسکی حرمت بھی ساقط ہو جاتی ہو جیسے مرد اور شراب وغیرہ تو اسکا استحلال معلق بشرط قسم ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر حلال مجھے حرام ہو تو یہ قسم کھانے اور پینے کی چیزوں پر قرار دیا جائیگی الا آنکہ اسنے اس کے سوا سے نیت کی ہو اور قیاس یہ چاہتا ہو کہ وہ فارغ ہوتے ہی حاشا ہو جاوے۔ اور یہ قسم عورت کو شامل ہوگی الا آنکہ اسنے نیت کی ہو پس اگر اسنے عورت کی بھی نیت کی ہو تو اس سے ایلا ہو جائیگا اور قسم سے کھانا پینا خارج ہوگا اور یہ غلط ہے۔

میں کہتا ہوں کہ
 اہل الظلم ہرگز
 قول برہمی کا
 ہونے کا حکم
 ہوتا ہے
 میں
 یہی اگر اس
 تمام حکام و
 با اس
 لیا ہے تو
 دیا ہے
 تصدیق ہو
 اور اگر خاص

فقط ایک ہی
نفسدانی ہے
یعنی صرف ایک

عصا یعنی
ماکولاتِ معین
انفتابِ الحام
لا اعتبارِ زمینِ در

ہجرت کا نتیجہ

1

ارادہ طلاق نہیں ہو گیا ہو اور اسی طرح اگر اس نے فارسی میں کہا کہ حلال بروے حرام یا حلال خدا یا حلال لہ یا حلال
اسلمین بروے حرام تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اس نے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو قضا اگر اچھی نصیب ہوگی اور اگر
فارسی میں کہا کہ ہرچہ بدست رہست گیرم برین حرام یعنی جو داسٹہ ہاتھ سے لون وہ مجھ پر حرام ہو تو بعض نے کہا کہ بلا نیت
طلاق قرار دیا جائیگا اور یہی مشائخ سمرقند نے اختیار کیا ہو اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مجھے اب تک لوگوں میں اسکا
رواج ظاہر نہیں ہوا ہو پس صحیح یہ ہو کہ جواب میں تفصیل کیجاوے کہ اگر اس نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہوگی اور
بدون دلالت کے احتیاط یہ ہو کہ آدمی اس میں توقف کرے اور خلافت متقدمین کے نکرے۔ اور اگر کہا کہ ہرچہ بدست
چپ گیرم برین حرام یعنی جو بائیں ہاتھ میں لون مجھ پر حرام ہو تو یہ طلاق نہ ہوگی الا نیت کے ساتھ اور اگر کہا ہرچہ بدست
گیرم برین حرام تو بعض نے فرمایا کہ بدون نیت کے طلاق نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ بلا نیت طلاق ہوگی نیت شرط نہیں
ہی۔ اور اگر کہا کہ حلال خدا مجھ پر حرام ہو حالانکہ اسکی وجوہ وہی تو اظہر قول کے موافق انہیں سے ایک پر طلاق واقع
ہوگی اور تعیین کرنے کا اختیار اسکو ہوگا جسکو چاہے میں کرے یہ کافی میں ہو شیخ ابو بکر رحمہ اللہ سے دریافت کیا
گیا کہ ایک نے کہا کہ یہ شراب مجھ پر حرام ہو پھر اسکو پی لیا تو فرمایا کہ اس میں امام اعظم و امام ابو یوسف کے درمیان اختلاف
ہو چنانچہ ایک امام نے فرمایا ہو کہ حاشا ہوگا اور دوسرے نے فرمایا کہ حاشا نہ ہوگا اور فتوے کے واسطے محتاط یہ ہو
کہ اگر اس نے اسکی حرمت کا ارادہ کیا ہو تو حاشا ہوگا اور پھر کفارہ لازم آویگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو یا اسنے شراب کے
حرام ہونے کی خبر بیان کرنے کی نیت کی ہو تو کفارہ لازم نہ ہوگا اور اسی کو صدر شہید رحمہ نے اختیار فرمایا ہو یہ ظہیر یہ
میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قسم کھانی محتمل تعلیق ہو جیسے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو واللہ میں اس دار میں داخل
ہوگا اور محتمل تاقیت بھی ہو جیسے قسم بغیر اللہ ہو جیسے کہا کہ واللہ میں اس دار میں داخل ہوگا اکیس سال تک پس سال بھر
گزرے پر قسم کی بھی انتہا ہو جائیگی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے کلام نہ کروں گا ایک روز اور ایک روز
تو مثل اسکے ہو کہ کہا کہ واللہ تجھ سے دو روز کلام نہ کروں گا یعنی دو روز گزرے پر قسم تھی ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو
اور ان دونوں دنوں میں بیچ کی رات بھی داخل ہوگی یہ محض میں ہو۔ اور اگر کہا کہ واللہ تجھ سے کلام نہ کروں گا ایک روز اور
دو روز تو مثل اسکے ہو کہ کہا کہ واللہ تجھ سے تین روز تک کلام نہ کروں گا۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں فلان سے کلام نہ کروں گا آج
اور نہ کل اور نہ پرسون تو اسکو رات میں اس سے کلام کرنا جائز ہو اسواسطے کہ یہ تین قسمیں ہیں اور اگر کہا کہ واللہ کلام
نہ کروں گا فلان سے آج اور کل اور پرسون تو یہ ایک ہی قسم ہو گیا اسنے کہا کہ اس سے تین روز تک کلام نہ کروں گا پس
بیچ کی رات میں قسم میں داخل ہوگی یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے کہا کہ واللہ الرحمن میں ایسا نہ کروں گا تو یہ دو قسمیں
ہیں چنانچہ اگر ایسا فعل کرنے سے وہ حاشا ہو تو اسپر دو کفارے لازم ہوں گے یہ ظاہر الروایہ کا حکم ہو اور اس جنس کے
مسائل میں اصل یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے والے نے اگر دو نام ذکر کیے اور دونوں پر بنیا و قسم رکھی پس اگر دوسرا
نام صفت اسم اول ہو اور دونوں کے درمیان حرف علت نہ ہو تو بالفاق جملہ روایات پر ایک ہی قسم ہوگی جیسے
واللہ الرحمن میں ایسا نہ کروں گا اور اگر دوسرا اسم پہلے اسم کی لغت ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو مگر اسنے بیچ میں حرف علت
بیان کر دیا ہو تو ظاہر الروایہ کے موافق دو قسمیں ہو جائیں گی جیسے کہا کہ واللہ الرحمن ایسا نہ کروں گا کذا فی المخطوط اور اکثر
مشائخ اسی ظاہر الروایہ پر ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر دوسرا اسم پہلے نام کی لغت ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو پس

اس میں اشارہ
ہو کہ یہ قسم صحیح
ہو
اس میں اشارہ
ہو کہ یہ قسم صحیح
ہو

اگر دونوں کے درمیان حرف عطف بیان کیا جیسے واللہ واللہ میں ایسا نہ کر ڈنگا تو ظاہر الروایۃ کے موافق دو قسمیں ہونگی اور یہی صحیح ہے اور اگر دونوں کے بیچ میں حرف عطف بیان نہ کیا تو بالاتفاق جملہ روایت یہ ایک ہی قسم ہوگی ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اُسے اُس سے دو قسموں کی نیت کی ہو تو دو قسم ہونگی پس اُسکا قول اللہ بحدث حرف قسم ابتدائی ہوگی اور اسی قسم صحیح ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ والرحمن ایسا نہ کر ڈنگا پھر کیا تو اس پر بالاتفاق سب کے نزدیک دو کفارے لازم آویں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی نے ایک عام پر قسم کھائی کہ اسکو کبھی نہ کر ڈنگا پھر اُسے اسی امر پر اسی مجلس میں قسم کھائی کہ اسکو کبھی نہ کر ڈنگا پھر کیا تو اس پر دو کفارے دو قسموں کے واجب ہونگے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ اُسے دوسری قسم کی نیت کی ہو یا تغلیظ کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر دوسرے کلام سے وہی پہلی قسم کی نیت کی ہو تو اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ اُسے حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ کی قسم کھائی ہو اور اگر اُسے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی ہو تو اسکی نیت کچھ صحیح نہ ہوگی اور اس پر دو کفارہ لازم ہونگے اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ یہ حسن اسکا ہے جو چاہئے امام رحمہ اللہ سے سنا ہے اور اگر اُسے ایک قسم بچ اور دوسری بنام اللہ تعالیٰ تو حائث ہونے پر اس پر ایک حج و ایک کفارہ لازم ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ نواز میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے ایک روز کلام نہ کر ڈنگا واللہ میں تجھے ایک مہینہ کلام نہ کر ڈنگا واللہ میں تجھے ایک سال کلام نہ کر ڈنگا پھر بعد ساعت کے اُس سے کلام کیا تو اس پر تین قسموں کی جزا لازم ہوگی اور اگر ایک روز کے بعد کلام کیا تو اس پر دو قسموں کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر ایک مہینہ کے بعد کلام کیا تو اس پر ایک ہی قسم ہوگی اور اگر ایک سال کے بعد کلام کیا تو اس پر کچھ نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوں اگر میں نے کل ایسا کیا ہو تو حالانکہ اُس نے ایسا کیا تھا اور جاننا تھا تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور مختار براے فتویٰ یہ ہے کہ اگر اُس کے زعم میں ہو کہ یہ کفر ہے تو کافر ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میں نے کل ایسا کیا ہو تو میں قرآن سے بری ہوں حالانکہ ایسا کر چکا اور جانتا ہے تو جواب مختار میں بھی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے بیزار ہی کی صورت میں مذکور ہوا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو اللہ و اُس کے رسول سے بری ہوں پھر حائث ہو تو یہ ایک ہی قسم ہے کہ اس پر ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو اللہ تعالیٰ سے بری ہوں اور رسول اللہ سے بری ہوں تو یہ دو قسمیں ہیں کہ حائث ہونے پر اس پر دو کفارہ لازم آویں گے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو اللہ تعالیٰ سے بری ہوں اور رسول اللہ سے بری ہوں اور اللہ و رسول مجھ سے بری ہوں پھر حائث ہو تو اس پر چار قسم کے کفارے لازم آویں گے اور امام محمد سے روایت ہے کہ اگر کہا کہ میں یہودی ہوں اگر ایسا کروں اور میں نصرانی ہوں اگر ایسا کروں تو یہ دو قسمیں ہیں اور اگر کہا کہ میں یہودی ہوں اگر ایسا کروں تو یہ ایک ہی قسم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو میں چاروں کتابوں سے بیزار ہوں تو یہ ایک ہی قسم ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو میں قرآن و انجیل اور تورات و زبور سے بری ہوں تو حائث ہونے پر ایک ہی کفارہ لازم آویگا ایسے کہ یہ ایک ہی قسم ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو میں قرآن سے بیزار ہوں اور میں انجیل سے بیزار ہوں اور میں تورات و زبور سے بیزار ہوں تو یہ چار قسمیں ہیں کہ اگر حائث ہوگا تو اس پر چار کفارے لازم آویں گے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں بری ہوں اُس چیز سے جو صحیفوں میں آئی ہے تو یہ ایک ہی قسم ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ

میں بری ہوں ہر آیت سے جو صحیف میں ہو تو بھی ایک ہی قسم ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہر قسم الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے کہا کہ واللہ اگر این کارکنم یعنی واللہ اگر یہ کام کروں تو ایسا تو شیخ نے فرمایا کہ میرے استاد نے یہ اختیار کیا تھا کہ یہ قسم نہ ہوگی پھر جو ع کیا اور فرمایا کہ قسم ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک نے کہا کہ سوگند خورم کہ این کارکنم یعنی قسم کھادوں یا کھاتا ہوں کہ یہ کام نہ کروں گا تو بعض نے فرمایا کہ یہ قسم ہوگی اور بعض نے کہا کہ نہ ہوگی اور اگر کہا کہ سوگند خورم کہ این کارکنم یعنی قسم کھاتا ہوں کہ یہ کام نہ کروں گا تو قسم ہوگی اس واسطے کہ ایسا کلام تحقیق کے واسطے ذکر کیا جاتا ہے نہ وعدہ کے طور پر جیسے کہا جاتا ہے گو اہی میدہم یعنی گو اہی یتا ہوں اور اگر کہا کہ سوگند خورم بطلاق کہ این کارکنم تو قسم نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ وعدہ و تحلف ہے اور اگر کہا کہ سوگند خورم تو قسم ہوگی بمنزلہ سوگند منجورم کے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ مرا سوگند بطلاق ست کہ شراب خورم یعنی مجھے قسم بطلاق ہے کہ شراب نہ پیوں گا پھر شراب پی لوں گی جو روطا لقمہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ میں نے قسم نہیں کھائی تھی بلکہ یہ جو میں نے کھایا تھا کہ مجھے قسم بطلاق ہے اس واسطے کہ یاد تھا کہ لوگ مجھے تعرض نہ کریں تو قضاۃ اسکے قول کی تصدیق انکی جائیگی یہ کافی ہیں ہو۔ اور اگر اسنے کہا کہ سوگند خوردہ ام یعنی میں نے قسم کھائی ہے اگر سچا ہے تو قسم نہ ہوگی اور اگر جھوٹا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہو یہ عیض میں ہو۔ اور اگر اسنے کہا کہ بر من سوگند است کہ این کارکنم پس اگر اچھی قدر کہا تو یہ خبر دینا ہو پس اسکی قسم کھانے کا اقرار یا قرار دیا جائیگا۔ اور اگر اس سے کچھ زیادہ کہا کہ یون کہا کہ مجھے قسم بطلاق ہے اس پر بطلاق لازم آویگی اور اگر اسنے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ کلام دروغ کھایا تھا کہ ہم جلس تعرض نہ کریں یا مثل اسکے کوئی غرض بیان کی تو قضاۃ انکی تصدیق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ باللہ العظیم کہ بزرگ ترا اللہ العظیم سے نہیں ہو کہ میں یہ کار نہ کروں گا تو قسم ہوگی جیسے باللہ العظیم الاعظم کہ میں ہوتا ہوں اور ایسی زیادات واسطے تاکید کے ہوتی ہیں پس فاصل قرار نہ دیا جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ سوگند می خورم بطلاق تو تطبیقہ نہیں ہو اس واسطے کہ لوگوں میں قسم بطلاق کا اس طرح رواج نہیں ہے اور تجرید میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ مرا سوگند خانہ است یعنی مجھے گھر کی قسم ہے تو اسکی جو روطا لقمہ ہو جائیگی اور یہ شرط نہیں ہے کہ خانہ سے اس نے جو رو کی نیت کی ہو اور یہی اصح ہے قال المترجم ہمارے عرفین قسم نہ ہوگی اور یہی اصح ہے۔ اور فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ باللہ کہ بزرگتر اس سے کوئی نام نہیں ہے بزرگ تر اس سے قسم نہیں ہے یا جو بزرگ ترین نام ہے کہ میں ایسا کروں گا یا نہ کروں گا تو یہ قسم ہے اور قول بزرگ تر یہ فاصل قرار نہ دیا جائیگا اور مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے اس صورت میں دعویٰ کیا کہ میں نے کربلے پانہ کرنے کی قسم نہیں کھائی بلکہ میری مراد یہ تھی کہ باللہ یہ سب قسموں سے بڑی قسم ہے یا میرے نزدیک اس سے بڑھ کر قسم نہیں ہے تو فرمایا کہ اسکی تصدیق نہ کی جائیگی اس واسطے کہ اسنے فعل کا کرنا یا نہ کرنا اس سے ملا دیا ہے اور یہ جو اسنے دعویٰ کیا کہ کلام مذکور اول پر مقصور ہے یہ خلاف ظاہر ہے کہ انی اخلاصہ اور اگر کہا کہ صحیف خدا بہت میں ہوتے اگر این کارکنم یعنی صحیف خدا میرے ہاتھ میں ہوتے اگر یہ کام کروں تو قسم نہ ہوگی اور اگر کہا کہ ہر میدی بخدا دارم نا امیدم اگر این کارکنم تو یہ قسم ہوگی قال المترجم ضرور ہے کہ یون ہو کہ ہر امید سے کہ بخدا دارم الی آخرہ ورنہ ہمارے عرف میں قسم نہ ہوگی واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ مسلمان نہ کروہ ام خدا سے را اگر این کارکنم یعنی میں نے خدا کے واسطے اپنے کام میں مسلمان بننے کی اگر یہ کام کروں پھر کیا تو فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ اگر اسنے اس سے یہ مراد لی ہے کہ جسے عبادات کی ہیں وہ حق نہیں تھیں تو یہ قسم ہوگی ورنہ نہیں اور اگر کہا کہ ہر چہ مسلمان نہ کروہ ام بہ کا قرآن دارم اگر این کارکنم پھر کیا

۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

تو کار ہوگا اور اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر کہا کہ واللہ کہ فلان شخص نہ گویم نہ ایک روز نہ دو روز تو یہ ایک ہی قسم ہے کہ تو روز گذرے پر پشہنی ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ حرام است یا تو سخن گفتن یعنی تجھے بات کرنی حرام ہو تو قسم ہوگی یہ ظہیر مین ہے قال المترجم ہمارے عرف مین جب ہو کہ اسے انشاء کی نیت کی ہو اور اگر مین تو مین فافہم واللہ اعلم۔ اور قاضی علی بن حسین سندھی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ پذیر قسم کہ چٹن نہ کنم اور کچھ نیت مین کی ہو تو فرمایا کہ قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہے کسی نے کہا کہ پذیر قسم خدا سے را کہ فلان کار نہ کنم تو یہ قسم ہوگی جیسے کہا کہ مین نے نذر کرنی ہے کہ ایسا نہ کروں گا۔ اور اگر کہا کہ خدا سے را و پیغمبر را پذیر قسم کہ فلان کار نہ کنم تو یہ قسم نہو کی اس واسطے کہ قول پیغمبر پذیر قسم یہ قسم نہیں ہے تو جب ذکر اللہ تعالیٰ اور شرط کے درمیان ایسی چیز متخلل ہو گئی جو قسم نہیں ہے تو فاضل ہو گئی پس ہونگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر فلان کام کروں تو ٹپ سے پرست سے بدتر ہوں تو فرمایا کہ یہ قسم ہے کہ حانت ہونے پر اسکا کفارہ واجب ہوگا اور اگر کہا کہ تین سو ساٹھ آیات قرآن سے بیزار ہو اگر یہ کام کرے تو یہ ایک ہی قسم ہے اور اگر یوں کہا کہ اگر سن این کار کنم مرا منع خوانیت و جہود و خونیت و سنگسار کینت سپر کیا تو اس کے ذمہ کچھ لازم نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر چہ مغان منعی کردہ اند و جہود و ان جہود ہی کردہ اند و گردان من کہ این کار نہ کردہ ام یعنی جو کچھ آتش پرستوں نے آتش پرستی کی ہو اور یہودیوں نے یہودگی کی ہو وہ میری گردن پر کہ مین نے یہ کام نہیں کیا ہو حالانکہ اس نے یہ کام کیا ہو تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے اور اگر کہا کہ اگر مین یہ کام کروں تو کاٹ مجھ پر شرف رکھتا ہو تو قسم نہ ہوگی یہ ظہیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہزار آتش پرست و بدست سے بدتر ہوں اگر ایسا کروں تو یہ قسم ہوگی چھپا مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو شطرنج کھیلنا چھوڑ دے اس نے کہا کہ چھاپ پس عورت نے کہا کہ مین تجھ سے طلاق ہوں اگر تو شطرنج کھیلنا کرے پس شوہر نے کہا کہ اگر مین شطرنج کھیلنا کروں پس عورت نے کہا کہ پھر یہ کیا پس شوہر نے کہا وہی جو تو کہتی ہو پھر اس کے بعد اس نے شطرنج کھیلی تو طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے شیخ نجم الدین عمر نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ ہر چہ بدست راست گرفت مین جرم کہ فلان کار نہ کنم یعنی جو مین نے دامن سے لیا پھر حرام ہے کہ فلان کار نہ کروں پھر یہ کام کیا تو فرمایا کہ حانت نہ ہوگا اس واسطے کہ اگر عرف طلاق ہو تو اس قول مین ہے کہ ہر چہ بدست راست گرفت مین نہیں ہے کہ ہر چہ بدست راست گرفت مین ظہیر مین ہے قال المترجم اوپر بیان کر دیا گیا کہ ہمارے بیان بالکل یہ عرف نہیں ہے و قد منا الاصل الی ہذا فافہم۔ اور اگر کہا کہ پذیر قسم یا خدا کہ از خریدہ تو کہ سیاری مخورم یعنی مین نے خدا سے نذر کر لی ہے کہ تیری خریدی ہوئی چیز سے کہ تو لا دے نکھا و لگا تو بعض نے فرمایا ہے کہ اگر نیت کر لگا تو قسم ہوگی اور اصح یہ ہے کہ بدون نیت سے قسم ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ فصل ظالمون کے قسم دلائے مین اور حالف کی غیر نیت متخلف پر قسم کھانے کے بیان مین فتاویٰ اے اہل سمرقند مین مذکور ہے کہ سلطان نے ایک شخص کو پکڑا پس اس سے قسم دلائی کہ با یز و لینے قسم ایزد کی پس اس شخص نے مثل اس کے کہا یعنی اس نے بھی کہ لیا کہ قسم با یزد پھر سلطان نے کہا کہ روز آدینہ بیانی یعنی بروز جمعہ تو آوے پس اس شخص نے مثل اس کے کہ لیا (یعنی ظاہر کہا کہ روز آدینہ بیایم) پھر وہ جمعہ کے روز نہ آیا تو اس پر کچھ لازم نہ آیا کیونکہ جب اس نے کہا کہ با یزد اور سکونت کیا اور یہ نکھا کہ با یزد کہ اگر ایسا نہ کروں تو یہ تو قسم منع نہوئی۔ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ شخص مظلوم کی قسم اسکی نیت پر ہوتی ہے اور اگر ظالم تو قسم دلا دیا

قال المترجم اور اگر یوں کہا کہ فلان شخص نہ گویم نہ ایک روز نہ دو روز تو یہ ایک ہی قسم ہے کہ تو روز گذرے پر پشہنی ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ حرام است یا تو سخن گفتن یعنی تجھے بات کرنی حرام ہو تو قسم ہوگی یہ ظہیر مین ہے قال المترجم ہمارے عرف مین جب ہو کہ اسے انشاء کی نیت کی ہو اور اگر مین تو مین فافہم واللہ اعلم۔ اور قاضی علی بن حسین سندھی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ پذیر قسم کہ چٹن نہ کنم اور کچھ نیت مین کی ہو تو فرمایا کہ قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہے کسی نے کہا کہ پذیر قسم خدا سے را کہ فلان کار نہ کنم تو یہ قسم ہوگی جیسے کہا کہ مین نے نذر کرنی ہے کہ ایسا نہ کروں گا۔ اور اگر کہا کہ خدا سے را و پیغمبر را پذیر قسم کہ فلان کار نہ کنم تو یہ قسم نہو کی اس واسطے کہ قول پیغمبر پذیر قسم یہ قسم نہیں ہے تو جب ذکر اللہ تعالیٰ اور شرط کے درمیان ایسی چیز متخلل ہو گئی جو قسم نہیں ہے تو فاضل ہو گئی پس ہونگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر فلان کام کروں تو ٹپ سے پرست سے بدتر ہوں تو فرمایا کہ یہ قسم ہے کہ حانت ہونے پر اسکا کفارہ واجب ہوگا اور اگر کہا کہ تین سو ساٹھ آیات قرآن سے بیزار ہو اگر یہ کام کرے تو یہ ایک ہی قسم ہے اور اگر یوں کہا کہ اگر سن این کار کنم مرا منع خوانیت و جہود و خونیت و سنگسار کینت سپر کیا تو اس کے ذمہ کچھ لازم نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر چہ مغان منعی کردہ اند و جہود و ان جہود ہی کردہ اند و گردان من کہ این کار نہ کردہ ام یعنی جو کچھ آتش پرستوں نے آتش پرستی کی ہو اور یہودیوں نے یہودگی کی ہو وہ میری گردن پر کہ مین نے یہ کام نہیں کیا ہو حالانکہ اس نے یہ کام کیا ہو تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے اور اگر کہا کہ ہزار آتش پرست و بدست سے بدتر ہوں اگر ایسا کروں تو یہ قسم ہوگی چھپا مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو شطرنج کھیلنا چھوڑ دے اس نے کہا کہ چھاپ پس عورت نے کہا کہ مین تجھ سے طلاق ہوں اگر تو شطرنج کھیلنا کرے پس شوہر نے کہا کہ اگر مین شطرنج کھیلنا کروں پس عورت نے کہا کہ پھر یہ کیا پس شوہر نے کہا وہی جو تو کہتی ہو پھر اس کے بعد اس نے شطرنج کھیلی تو طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے شیخ نجم الدین عمر نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ ہر چہ بدست راست گرفت مین جرم کہ فلان کار نہ کنم یعنی جو مین نے دامن سے لیا پھر حرام ہے کہ فلان کار نہ کروں پھر یہ کام کیا تو فرمایا کہ حانت نہ ہوگا اس واسطے کہ اگر عرف طلاق ہو تو اس قول مین ہے کہ ہر چہ بدست راست گرفت مین نہیں ہے کہ ہر چہ بدست راست گرفت مین ظہیر مین ہے قال المترجم اوپر بیان کر دیا گیا کہ ہمارے بیان بالکل یہ عرف نہیں ہے و قد منا الاصل الی ہذا فافہم۔ اور اگر کہا کہ پذیر قسم یا خدا کہ از خریدہ تو کہ سیاری مخورم یعنی مین نے خدا سے نذر کر لی ہے کہ تیری خریدی ہوئی چیز سے کہ تو لا دے نکھا و لگا تو بعض نے فرمایا ہے کہ اگر نیت کر لگا تو قسم ہوگی اور اصح یہ ہے کہ بدون نیت سے قسم ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ فصل ظالمون کے قسم دلائے مین اور حالف کی غیر نیت متخلف پر قسم کھانے کے بیان مین فتاویٰ اے اہل سمرقند مین مذکور ہے کہ سلطان نے ایک شخص کو پکڑا پس اس سے قسم دلائی کہ با یز و لینے قسم ایزد کی پس اس شخص نے مثل اس کے کہا یعنی اس نے بھی کہ لیا کہ قسم با یزد پھر سلطان نے کہا کہ روز آدینہ بیانی یعنی بروز جمعہ تو آوے پس اس شخص نے مثل اس کے کہ لیا (یعنی ظاہر کہا کہ روز آدینہ بیایم) پھر وہ جمعہ کے روز نہ آیا تو اس پر کچھ لازم نہ آیا کیونکہ جب اس نے کہا کہ با یزد اور سکونت کیا اور یہ نکھا کہ با یزد کہ اگر ایسا نہ کروں تو یہ تو قسم منع نہوئی۔ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ شخص مظلوم کی قسم اسکی نیت پر ہوتی ہے اور اگر ظالم تو قسم دلا دیا

کی نیت پر ہوتی ہو اور اسی کو ہمارے صحاب نے لیا ہو مثال اول تک ایک شخص ایک چیز معین کی بیج پر جو اس کے ہاتھ میں ہو مجبور کیا گیا پس اسے قسم کھائی کہ میں نے یہ چیز فلان کو دیدی ہو اور مراد یہی کہ اس سے بیعت کی ہو تاکہ مجبور کر نیوالے کے خیال میں آوے کہ جو اس کے ہاتھ میں ہو وہ دوسرے کی ملک میں ہو تاکہ پھر اس کو اس بیج کو لینے پر مجبور نہ کرے تو قسم کی نیت پر ہوگی اور جو اسے قسم کھائی ہو یہ میں غموس ہوگی نہ حقیقت اور نہ مبنی۔ اور مثال دوم اگر کسی نے کسی مقبوضہ مال معین پر عہد کرنے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میں نے تجھ سے سودم کو خریدی ہو۔ اور زید نے اس کے فروخت سے انکار کیا اور عہد کرنے اس سے قسم لی کہ تو قسم کھا کہ واللہ مجھے یہ چیز عہد کو سپرد کرنا واجب نہیں ہو پس زید اسی طرح قسم کھا گیا اور سپرد کرنے سے یہ نیت کی کہ بطور ہبہ یا صدقہ سپرد کرنا واجب نہیں ہو اور یہ نیت نہ کی کہ بطور بیع سپرد کرنا واجب نہیں ہو تو اگرچہ وہ اپنی نیت کی قسم میں سچا رہا اور حقیقت میں یہ میں غموس ہوئی اس لیے کہ اس نے اپنی لفظ سے وہ بات مراد لی جو اس کی لفظ کے محتملات میں سے ہو لیکن معنی یہ میں غموس ہو اس واسطے کہ اس نے اس قسم سے مردمان کا حق کاٹ دیا پس اس کی نیت مستبرنہ ہوگی اور شیخ امام زہد معروف بنو اہر زادہ نے فرمایا کہ یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں ہو اور اگر اس نے طلاق یا عتاق کی قسم لی اور قسم کھانے والا ظالم یا مظلوم ہو پس اس نے خلاف ظاہر نیت کی مثلاً قید سے طلاق یعنی رہائی کی یا فلان کام سے عتاق یعنی چھٹکارے یا آزادی کی نیت کی یا دروغ خیر و سہنے کی طلاق یا عتاق کے بارہ میں نیت کی تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ سچا ہوگا حتیٰ کہ فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ طلاق و عتاق واقع ہوگا لیکن در صورتیکہ وہ مظلوم ہوگا تو اس پر میں غموس کا گناہ بھی ہوگا اور در صورتیکہ ظالم ہوگا تو اس پر سی قسم سے وہ گناہ ہوگا جو میں غموس میں ہوتا ہو اگرچہ حقیقت میں جو اس نے نیت کی ہو اس میں سچا ہو۔ امام قدوری نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ یہ جو ابراہیم نخعی رحمہ سے منقول ہو کہ اگر حالف ظالم ہو تو قسم خلف کی نیت پر ہوتی ہو یا مرد واقعہ قاضی کے حق میں صحیح ہو اس واسطے کہ واجب یہ میں کا فر یا ثم ہو و ہر گاہ وہ ظالم ہو تو وہ اپنی قسم میں گنہگار ہو اگرچہ اس نے اپنے لفظ کے محتملات میں سے ایک معنی مراد لیے ہیں بدینہ جو کہ اس نے اس قسم سے غیر پر ظلم کرنے کا مقصد و حاصل کیا ہو اور یہ بات اس قبل کی قسم میں حاصل نہیں ہو پس اس میں ہر حال حالف کی نیت مستبرنہ ہوگی یہ مجھ میں ہو۔ فتاویٰ میں لکھا ہو کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف گذرا پس اس نے اس کی تعظیم کے واسطے اٹھنا یا پس اس نے کہا کہ واللہ کہ نخیزی یعنی واللہ آپ نہ اٹھیں گے گا مگر وہ اٹھ کھڑا ہو تو گذرنے والے پر کچھ لازم ہوگا۔ نوادرین سماعہ میں امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو کل فلان کے گھر گیا تھا اس نے کہا کہ ہاں میں پوچھنے واسطے گئے کہ واللہ تو گیا تھا پھر اس نے کہا کہ ہاں تو یہ قسم ہو وہ قسم کھانے والا ہو گیا اسی طرح اگر نجانے کا ذکر کیا ہو پھر کہا کہ واللہ تو نہیں گیا تھا اس نے کہا کہ ہاں تو بھی یہی حکم ہو۔ اور بشیر نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ زید نے عہد سے کہا کہ اگر تو نے خالد سے کلام کیا تو تیرا غلام آزاد ہو پس عہد کرنے والا تیرا جواز سے تو یہ بیعت قرار دیا جائیگا چنانچہ اگر بغیر اجازت زید کے خالد سے کلام کر گیا تو حاشا ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ واللہ تو ایسا و ایسا ضرور کرے اور مخاطب سے قسم لینے کی نیت نہ کی اور نہ اپنے اوپر قسم قرار دینے کی تو دونوں میں سے کسی پر کچھ لازم ہوگا در صورتیکہ مخاطب نے ایسا ایسا نہ کیا اور اگر کہنے والے نے اپنی قسم کی نیت کی ہو تو حالف ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ باللہ تو ضرور ایسا و ایسا کرے اور اگر کہا کہ واللہ تو ضرور ایسا و ایسا کر گیا اور مخاطب سے قسم لینے کی نیت

کی تو یہ استحلاف ہو اور دونوں میں سے کسی پر کچھ لازم ہوگا ورنہ اگر کچھ نیت ہوگی تو خود حالف ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ مثلاً زید نے عمر و سے کہا کہ واللہ تو ضرور ایسا کر گیا یا کہا کہ اللہ تو ضرور ایسا کر گیا پس عمر و نے کہا کہ ہاں پس اگر زید نے قسم کی نیت کی اور عمر و نے بھی قسم کی نیت کی تو دونوں میں سے ہر ایک حالف ہو جائیگا اور اگر زید نے قسم لینے کی اور عمر و نے حلف کی نیت کی تو عمر و حالف ہوگا اور اگر دونوں میں سے کسی نے کچھ نیت نہ کی تو در صورتیکہ اللہ تو ضرور ایسا کر گیا ہوگا اور عمر و حالف ہوگا اور در صورتیکہ واللہ بوا قسم کہا ہو خود زید حالف ہوگا اور اگر زید نے قسم لینے کی نیت کی اور عمر و نے یہ نیت کی کہ اسپر قسم نہیں ہو اور ہاں کہنا باین معنی ہو کہ ایسا ایسا کرنے کا وعدہ کیا ہوں قسم کے تو اپنی اپنی نیت پر ہوگا اور دونوں میں سے کسی پر قسم نہ ہوگی یہ خلاصہ دو چیز کردی محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر زید نے عمر و سے کہا کہ میں نے قسم رکھی کہ تو ضرور ایسا کر گیا یا کہا کہ میں نے اللہ کی قسم رکھی آہ یا کہا کہ میں نے شاہد کیا اللہ کو یا کہا کہ حلف رکھی میں نے اللہ کی کہ تو ضرور ایسا کر گیا خواہ ان سب صورتوں میں یہ کہا کہ تجھ پر یا نہ کہا تو ان سب صورتوں میں قسم کھانے والا زید ہوگا اور عمر و پر قسم نہ ہوگی اور اگر دونوں نے نیت کی ہو تو جواب دینے والا بھی حالف ہوگا یعنی عمر و الا انک زید نے اپنے قول سے فقط ہتھنہام کی نیت کی یعنی کیا تو قسم کھاتا ہو پس اگر زید کی یہ نیت ہو تو زید پر قسم نہ ہوگی۔ زید نے عمر و سے کہا کہ تجھ پر اللہ کا عہد ہو اگر تو ایسا کرے پس عمر و نے کہا کہ ہاں تو زید پر کچھ ہوگا اگرچہ اس نے قسم کی نیت کی ہو اور یہ قول زید کا عمر و سے قسم لینے پر ہو۔ ایک مرد نے اپنی جوڑو سے کہا کہ تو نے ایسا و ایسا کیا ہو اس نے کہا کہ میں نے نہیں کیا ہو پس مرد نے کہا کہ اگر تو نے کیا ہو تو تو طالق ہو پس عورت نے کہا کہ اگر میں نے کیا ہو تو میں طالق ہوں تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد نے اس قول سے اگر تو نے کیا ہو تو تو طالق ہو عورت کی قسم کی نیت کی ہو یعنی یہ مراد ہو کہ بھلا کیا اگر تو نے ایسا کیا ہو تو تو طالق تو عورت پر طلاق واقع ہوگی۔ چند فاسق لوگ باہم جمع ہوئے کہ بعض انہیں سے بعض کے ساتھ تصفع کرتے تھے پس ایک نے انہیں سے کہا کہ اب پھر جو کوئی کسی سے تصفع کرے تو اسکی جوڑو کو تین طلاق ہیں پس ایک نے انہیں سے فارسی میں کہا کہ بلا یعنی بھلا پھر اسکے بعد ان میں سے ایک نے دوسرے کو تصفع کیا اور اس نے بھی اسکو تصفع کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ جس نے بلا کہا ہو اسکی جوڑو طالق نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ کلام فاسد ہے قسم نہیں ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ مجھ پر پادہ حج واجب ہو اور میرا ہر ملوک آزاد ہو اور میری ہر عورت طالق ہو اگر میں اس دار میں داخل ہوں پس دوسرے نے کہا کہ مجھ پر مثل اسکے ہی جو تو نے اپنے اوپر قرار دیا ہو اگر میں اس دار میں داخل ہوں پھر دوسرا اس دار میں داخل ہو تو اس پر پادہ حج واجب ہوگا اور طلاق و عتاق کچھ واقع ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ایک شخص کو سر ہنگام سلطان نے قسم دلائی کہ کل کوئی کام نہ کرے جب تک فلاں نہ آجاوے پھر اس قسم کھانے والے نے دوسرے روز اپنے موزے پہنے پھر ایک میت کے پاس گیا اور فلاں کے آنے سے پہلے اسکا سر اسکی جگہ سے ہٹا دیا تو شیخ محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہو کہ وہ حانث ہوگا پس اسکی قسم اس کام سے سوائے پر ہوگی۔ ایک شخص اپنے امیر کے ساتھ سفر کو نکلا پس امیر نے اس سے قسم لی کہ بدون میری اجازت کے نہیں نہو پھر اسکا کپڑا پھیلی کر گئی جسکے لینے کے واسطے وہ واپس ہوا تو حانث ہوگا اس واسطے کہ ایسی قسم نہیں واقع ہوئی تھی ایک مرد چنانچہ رہا کہ سلطان سے لگائی بھائی کر کے لوگوں کو ضرر پہنچاتا ہوا کہ سلطان نے فلیان کھاتا ہوا وراثت کی جانی

سہ گویا
دوبازی
عہد واران
وزیر

نے لیجاتی ہو پس اس نے قسم کھائی کہ اگر میں نے دس درم سے زیادہ کی بابت کسی کی لگائی بجائی کی تو میری جو مالقہ ہو پھر اسکی جو روئے دس درم سے زیادہ کی بابت لگائی بجائی کی تو شیخ الاسلام نجم الدین نے ذکر فرمایا کہ اسکی جو روئے مالقہ نہ ہوگی یہ ظہیر یہ مین ہو۔ سلطان نے ایک مرد سے کہا کہ تیرے پاس فلان امیر کا مال ہو اسنے بھاریا پس سلطان نے اس سے اسکی جو روئے کی طلاق کی قسم لی کہ تیرے پاس فلان امیر کا مال نہیں ہو پس اس نے قسم کھائی حالانکہ اس مرد حالف کے پاس بہت سامان تھا جسکو امیر مذکور کی جو روئے اس نے اس کے پاس بھیجا تھا اور جو مال کو لایا تھا اسنے یہی کہا تھا کہ یہ فلان امیر کی جو روئے کا مال ہو اور حالت یہ تھی کہ اس عورت کا بھی اس قدر مال ہو سکتا تھا۔ پھر عورت مذکورہ نے اقرار کیا کہ یہ مال اس کے شوہر کا ہو تو اس سے حالف کی جو روئے مالقہ ہوگی تا وقتیکہ حالف اسکی تصدیق نہ کرے یا بعد دعویٰ صحیحہ کے قاضی ہوگا وہی گواہان عادل اسکا حکم نہ دیوے تب البتہ حالف مذکور حائث ہو جائیگا ایک شخص میں بکریان ایک شہر سے دوسرے شہر کو فروخت کے واسطے لیگیا اور بکریان دوسرے شہر کے اندر داخل کر دیں لیکن انہیں سے دس بکریان اپنی دکان پر ظاہر کیں پس حلیہ کے سردار نے اس سے قسم لی کہ وہ فقط دس بکریان لایا ہو اور شہر کے باہر کچھ نہیں چھوڑ آیا ہو پس اس نے قسم کھالی اور نیت یہ کی کہ فقط دس ہی بکریان لایا ہوں یعنی بازار میں فقط دس ہی لایا ہوں اور باہر کچھ نہیں چھوڑ آیا ہو یعنی بانارس سے باہر تو شاخ نے فرمایا کہ یہ شخص حائث ہوگا اس واسطے کہ اسنے ایسی بات مراد لی ہو جو اس کے لفظ سے نکلتی ہو مگر قضا اس کے قول کی تصدیق ہوگی۔ ایک شخص مرگیا اور اسنے ایک وارث اور کسی پر اپنا قرضہ چھوڑا پس وارث نے قرضہ اس سے قرضہ کی بابت خاصہ کیا پس قرضہ اس نے قسم کھائی کہ مدعی کا مجھے کچھ نہیں ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر قرضہ اس کو موت مورث کی خبر نہ تھی تو امید ہو کہ وہ حائث ہوگا اور اگر اسکو موت مورث سے آگاہی تھی تو صحیح یہ ہو کہ وہ حائث ہو جائیگا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو نے میرے کتنے پھل کھائے ہیں اسنے کہا کہ میں نے پانچ پھل کھائے ہیں اور تم کھا گیا حالانکہ اسنے دس پھل کھائے تھے تو چھوٹا حائث ہوگا اور اگر قسم لطلاق و عتاق ہوگی تو طلاق و عتاق وقع ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی سے کہا گیا کہ تو نے یہ غلام کتنے کو خرید لیا ہو اسنے کہا کہ سو درم کو حالانکہ اسنے دو سو درم کو خرید لیا ہو تو چھوٹا حائث ہوگا اور اگر اس پر طلاق و عتاق کے ساتھ قسم کھائی ہو تو کچھ جز لازم ہوگی۔ اور یہ ظہیر اسکی ہو جو جامع میں فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس کے پڑے کو دس درم کو خرید لیا ہو تو اسکو بارہ درم کو خرید لیا تو قسم میں حائث ہو جائیگا۔ ایک مرد بھاگ کر دوسرے کے مکان میں چھپا پس مالک مکان نے قسم کھالی کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہو اور مراد یہ لی کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرے مکان میں وہ کس جگہ ہو تو حائث ہوگا۔ ایک نے سلطان کے قسم دلانے سے قسم کھائی کہ مجھے یہ بات نہیں معلوم ہو پھر اسکو یاد آئی کہ اسکو معلوم تھی لیکن وقت قسم کے اسکو فراموش تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ امید ہو کہ وہ حائث نہ ہوگا اس لیے کہ وقت قسم کے وہ نہیں جانتا تھا۔ ایک نے اپنی جو روئے کی طلاق کی قسم کھائی کہ اس رات میں میرے گھر میں شور مچا نہیں ہو حالانکہ اس کے گھر میں شور مچا تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر شور مچا تھا تو اسکو معلوم ہوتا تو وہ یہ نہ کہتا کہ میرے گھر میں شور مچا ہو تو قسم میں حائث نہ ہوگا اور اگر شور مچا نہ تھا تو وہ حائث ہو گیا تھا ایسا کہ اسکو کوئی کھا نہیں سکتا تھا تو بھی حائث نہ ہوگا اس واسطے کہ قسم میں ایسا شور مچا نہیں ہو سکتا ہو اور اگر ایسا بگڑا تھا تو بعض اسکو نہیں کھا سکتے تھے اور بعض کھا سکتے تھے تو وہ اپنی قسم میں حائث ہو جائیگا۔ ایک شخص نے اپنی جو روئے

زمین میں روئی ہوئی پھر قسم کھائی کہ اگر اس زمین کی پیداوار میرے گھر میں داخل ہو تو حلال مجھ حرام ہی پھر اسکی عورت پر روئی اپنے سر پر رکھ کر دھنیے کو دھنیے کے واسطے بے چلی اور راہ میں اپنے سر پر رکھے ہوئے اپنے شوہر کے گھر میں داخل ہوئی پھر کھڑکے دھنیے کے یہاں لپگئی تو مرد کو اپنی قسم میں حانت ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص کو سلطان نے طلب کیا تاکہ اسکو تخت میں گرفتار کرے پھر ایک شخص کو پکڑ کر اس سے کہا کہ تو اسکے قرضداروں یا اقرباؤں کو بتلاتا کہ اسکے قرضداروں سے یا اقرباؤں سے مال لے لے پس اس نے جانتے سے انکار کیا پس اس سے قسم لی کہ تو اسکے قرضداروں یا اقرباؤں کو نہیں جانتا ہو حالانکہ اگر وہ بتلا دے تو میں لافان پر ضرر کبھی ہو پس اگر وہ جانتا ہو تو اسکے قسم کھا لینے کی گنجائش نہیں ہو لیکن جیلہ یہ ہو کہ اس مرد کا نام بیان کرے جسکو سلطان نے طلب کیا ہو مگر اس نام کا دوسرا آدمی ارادہ کر کے قسم کھا لیوے اور ایسی قسم وجیلہ خصاف رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہو اگرچہ ظاہر الروایات کے موافق نہیں صحیح ہو پس اگر حاکف مذکور مظلوم ہو گا تو امام خصاف کے قول پر فتویٰ دیا جائیگا۔ مطلق الفتاویٰ میں مذکور ہو کہ زید نے عمرو پر مال کا دعویٰ کیا اور عمرو نے انکار کیا پس قاضی نے عمرو سے قسم لی کہ تجھ پر اسکا اسقدر ایسا مال نہیں ہو پس عمرو نے اپنی آستین کے اندر سے انگلی سے ایک دوسرے شخص کی طرف اشارہ کر کے قسم کھالی کہ اسکا مجھ پر نہیں ہو تو ویانہ اسکی تصدیق ہوگی نہ قضایہ خلاصہ میں ہو تفصیل کفارہ کے بیان میں۔ حانت ہونے پر قسم کا کفارہ واجب ہوتا ہو اور کفارہ تین چیزوں میں سے ایک یہ ہو کہ اگر قدرت رکھتا ہو تو ایک بردہ آزاد کر دے اور جو بردہ کفارہ ظہار میں جائز ہو وہ بیان بھی زرا ہو یا دس مسکینوں کو لباس دیدے کہ ہر ایک کو ایک کپڑا یا زیادہ دے اور ادنیٰ لباس اسقدر ہو کہ حسین نماز جائز ہو جائی ہو یا دس مسکینوں کو کھانا دے اور کفارہ قسم میں کھانا دینا ویسا ہی ہو جیسے کفارہ ظہار میں دیا جاتا ہو یہ فتاویٰ حاوی قدسی میں ہو۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد سے روایت ہو کہ اونے لباس اسقدر ہو کہ اسکے اکثر بدن کو چھادے جسے کہ خالی ایک پاجامہ دیدینا کافی نہیں ہو اور یہی قول صحیح ہو یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر ان تین چیزوں میں سے کسی کے دینیہ کی اسکو قدرت نہ ہوئی تو ہر روز تین روز روزہ رکھے اور یہ تنگدست کا کفارہ ہو اور ادنیٰ کفارہ یہاں ہو اور اس کفارہ کے واسطے خوشحالی ہر قدر معتبر ہو کہ اسکی کفایت سے اسقدر بچا ہو کہ جس سے کفارہ قسم ادا کرے اور یہ حکم اسوقت ہو کہ جو منصوص علیہ ہو وہ اسکی ملک میں ہو اور اگر عین منصوص علیہ اسکی ملک میں ہو یعنی اسکی ملک میں کوئی غلام ہو یا دس مسکینوں کا لباس یا کھانا موجود ہو تو اسکو روزے سے کفارہ دنیا کافی نہو گا خواہ اسپر فرض ہو یا نہو۔ اور اگر اسکی ملک میں عین منصوص علیہ موجود نہو تو اسوقت تنگی و خوشحالی کا اعتبار ہو گا یہ سراج دہان میں ہو پھر موضع ہو کہ تنگی و خوشحالی کا اعتبار ہمارے نزدیک اسوقت ہو گا جب کفارہ دینیہ کا قصد کرتا ہو چنانچہ اگر قسم سے حانت ہونے کے وقت وہ خوشحال تھا پھر جب کفارہ دینے کا قصد کیا اسوقت تنگدست ہو گیا تو ہمارے نزدیک روزے اسکے حق میں کافی ہونگے اور اگر اسکے برعکس ہو تو کافی نہونگے یہ فتیہ القدیر میں ہو۔ اور جو فرمایا ہو کہ خوشحالی سے بیان یہ مراد ہو کہ اسکے کفاف سے کچھ زائد بچتا ہو تو کفافت کی مقدار یہ ہو کہ رہنے کے مکان سے اوپر عورت کے قدر کپڑے سے اور روزیہ کھانے سے فاضل رہتا ہو دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اسکا مال غائب ہو یا لوگوں پر اسکا قرضہ ہو اور سر دست وہ اسقدر نہیں پاتا ہو کہ اس سے بردہ آزاد کرے یا مسکینوں کو لباس دے

یا کھانا دے تو اسکو روزے رکھنے کافی ہونگے ایسا ہی امام محمد نے ذکر فرمایا ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ لوگوں پر قرضہ ہونے کی صورت میں بھی روزے سے جواز کا حکم جو امام محمد نے دیا ہے اسکی تاویل یہ ہے کہ اسکا قرضہ تنگ دست لوگوں پر ہو جو ادا کرنے پر قادر نہیں ہیں اور اگر اسکا قرضہ مالداروں پر ہو کہ اسکے ادا کرنے پر قادر ہیں کہ اگر اسنے تقاضا کر کے وصول کر لے تو کفارہ دیسا ادا کرنے پر قادر ہو جاوے تو اسکو روزے کافی ہونگے ایسا ہی امام محمد نے ابن سماعہ نے روایت کی ہے اور ایسا ہی مشائخ نے عورت کے حق میں کہا ہے کہ جب اسپر کفارہ لازم آیا اور اسکے ہاتھ میں اسکا کچھ مال نہیں ہو حالانکہ اسکا ہر اسکے شوہر پر ہے کہ اگر تقاضا کرے تو وہ ادا کر دے تو عورت کو روزے سے کفارہ دینا روانہ ہوگا۔ اور اگر ایک شخص کے پاس مال ہو حالانکہ اسپر لوگوں کا قرضہ بھی اسی قدر ہے کہ جتنا مال ہو یا اس سے بھی زیادہ ہو تو اسکو یہ قرضہ اس مال سے ادا کرنے کے بعد روزے سے کفارہ روا ہے ایسا ہی امام محمد نے اصل میں ذکر کیا ہے اور یہ ظاہر ہے اور قبل قضا سے قرضہ مذکور کے آیا اسکو روزے سے کفارہ دینا روا ہے یا نہیں سو ہمیں مشائخ نے اختلاف کیا ہے کذا فی المحیط اور اصح یہ ہے کہ روزے سے کفارہ دنیا اس صورت میں بھی روا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر ہر مسکین کو نصف کپڑا یا ایک کپڑا دیں تو اسکو روزے سے کفارہ ادا نہ ہوگا اور جب لباس سے کفارہ ادا نہ ہو اس اگر اسکی قیمت اس قدر ہو کہ جس سے دس سکینوں کا کھانا دیا جاتا ہو تو کیا کھانے سے اعتبار کر کے کفارہ ادا ہو جائیگا یا نہیں تو شیخ الاسلام خواہر زاہد نے ذکر فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب سے ظاہر روایت کے موافق کافی ہو جائیگا خواہ اسنے نیت کی ہو کہ یہ کپڑا طعام کے بدلے میں ہو یا یہ نیت نہ کی ہو یہ ظہیر میں ہے۔ اور ٹوپی اور موزہ لباس سے کفارہ دینے میں کافی نہیں ہے اور کھانے سے کافی ہے۔ اور کپڑے میں قایلین کا حال معتبر ہے کہ اگر وہ قایلین کے واسطے صالح ہو تو جائز ہو ورنہ نہیں۔ اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اوسط درجہ کے لوگوں کے واسطے ہو تو جائز ہے اور شمس لائبریری نے فرمایا کہ یہ قول شبہ بالصواب ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر ہر مسکین کو ایک عامہ دیدیا پس اگر اسقدر کپڑا ہے کہ وہ ایک قمیص یا چادر تک پہنچتا ہو تو لباس سے کفارہ ادا ہو جائیگا ورنہ لباس سے کفارہ ادا نہیں ہوگا کما طعام سے کفارہ ہو جائیگا بشرطیکہ اسکی قیمت اتنی ہو کہ طعام سے کفارہ کے مثل ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر دس سکینوں کو ایک کپڑا بھاری قیمت کا سب میں مشترک ایسا دیا کہ انکی اوسط لباس کی جہی کی قیمت کے مثل یا زیادہ ہے ہر ایک کے حصہ میں پہنچتا ہو تو یہ کپڑا انکے کفارہ لباس سے کافی نہ ہوگا اسواسطے کہ لباس مخصوص علیہ ہے نہ اسنے نفس کا بدلہ نہ گاہان غیر کا بدلہ ہو سکتا ہے چنانچہ اگر اس کپڑے میں سے ہر ایک کے حصہ میں طعام کی قیمت کے مثل قیمت کا حصہ پہنچتا ہو تو طعام سے کفارہ ادا ہو جائیگا اور جیسے اسکے برعکس کہ اگر ہر مسکین کو چارم صلح گیون دیے جو ایک صاع چھو ہارے کے برابر ہیں تو طعام سے کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں اگر اس چارم صلح گیون کی قیمت انکے لباس کی قیمت کے مثل ہو تو لباس سے کفارہ ادا ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ جسپر کفارہ قسم جب ہے اگر اسنے ایک پُرانا کپڑا سکین کو دیا تو مشائخ نے فرمایا کہ قیمت کے عوض جائز نہیں ہے و لیکن یہ دیکھا جائیگا کہ اگر ایسا ہو کہ اس سے نئے کپڑے کی نصف مدت تک انتفاع حاصل کیا جاوے تو نہیں جائز ہے اور جدید کپڑے سے چھ مہینہ انتفاع ہو سکتا ہے اور اس سے چار مہینہ یعنی نصف سے زائد مدت تک تو جائز ہے فتاویٰ ضیافت

اسے مال الفتنہ
بیان اس بیان
مذکورہ کپڑے
تو جائز ہو جائے

میں ہو۔ اور اگر ایک ہی مسکین کو دس کپڑے ایک ہی دفعہ دیدیے تو اُسکے کفارہ کی طرف سے کافی ہونگے جیسے
طعام میں ہوتا ہو اور اگر اُسکو ہر روز کسکے ایک ایک کپڑا دیا یہاں تک کہ دس کپڑے دس روز میں پورے کر دیے
تو کفارہ ادا ہو گیا جیسے طعام میں ہو۔ اور اگر مسکینوں کو ایک غلام یا چوپایہ جسکی قیمت دس مسکینوں کے کپڑے
کے برابر ہو دیر یا تو باعتبار قیمت کے اُسکا کفارہ لباس سے ادا ہو گیا جیسے درم دینے میں ہوتا ہو اور اگر غلام
چوپایہ کی قیمت دس مسکینوں کے لباس کے برابر نہ ہو پونجی مگر دس مسکینوں کے طعام کے برابر ہو پونجی تو کفارہ
طعام سے ادا ہو گیا۔ اور اگر کسی مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ کپڑا میرا ہے یا یہ چوپایہ میرا ہے پس بعد ثبوت و حکم قاضی
کے اُسکو لے لیا تو اُسپر واجب ہو گا کہ از سر نو کفارہ قسم ادا کرے۔ اور اگر زید کی طرف سے عمر دے زید کے حکم
سے دس مسکینوں کو لباس دیدیا تو زید سے کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ عمر دے زید سے اُسکا ثمن نہ پایا ہو۔ اور
اگر عمر دے بدون حکم زید کے اور بدون رضائے زید کے ایسا کیا تو زید کی طرف سے جائز نہ ہو گا۔ اور اگر کسی
نے اپنی قسم کے کفارات میں سے میتوں کے کفنوں میں یا سجد کی عمارت میں یا سیت سے ادا سے قضیہ میں
یا عتیق رقبہ میں دیا تو جائز نہیں ہو اور اگر اس میں سے کسی ابن سبیل کو جسکا گوشہ مسافرت میں نہیں رہا ہو دیدیا تو
جائز ہو۔ اور اگر ایک شخص نے چہرہ و قسموں کا کفارہ واجب ہو دو دو کپڑے دس مسکینوں کو دونوں قسموں
کی طرف سے دیے تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ کے قول میں اسکی ایک ہی قسم کی طرف سے ادا
ہونگے۔ اور اگر کسی نے ایک مسکین کو اپنے کفارہ قسم میں لباس دیا تھا پھر یہ مسکین مر گیا پس اُسکا ورثہ اُسکو
ملا اور اُسنے وہی کپڑا میراث میں پایا یا مسکین کی زندگی میں اُس سے خرید لیا یا مسکین نے اُسکو ہمہ کر دیا
تو اُسکا کفارہ مذکور فاسد نہ ہو گا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر کسی نے کفارہ قسم میں کھانا دینا اختیار کیا تو وہ دونوں
پر ہو ایک طعام تملیکت اور دوم طعام اباحث پس طعام تملیکت اس طرح ہو کہ دس مسکینوں میں سے ہر
ایک کو نصف صاع گیہون یا آٹا یا ستودے یا ایک صاع جو دے جیسے صدقہ فطر میں مذکور ہو اور اگر اُس
صورت میں اُسنے دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو چارم چارم صاع دیا پس اگر دوبارہ انھیں کو چارم
چارم صاع دیدیا تو جائز ہو گیا اور اگر دوبارہ اُنکو نہ دیا تو از سر نو طعام دیوے اور اسی طرح اگر کسی نے وصیت
کر دی کہ میرے کفارہ قسم میں میری طرف سے دس مسکینوں کو طعام دیا جاوے پس وصی نے دس مسکین کو
صبح کا کھانا کھلایا پھر یہ مسکین مر گئے قبل اسکے کہ انکو شام کا کھانا کھلاوے تو اُسپر لازم آوے گا کہ از سر نو کھانا دیوے
مگر وصی ضامن نہو گا۔ ایک شخص نے ایک ہی مسکین کو اپنے کفارہ قسم میں پانچ صاع گیہون دیدیے تو کفارہ
ادانہ ہو گا الا آئکہ ایک ہی مسکین کو دس روز میں دسے پس تعداد ایام مقام تعداد مسکین قائم ہوگی اور اگر ایک
مسکین کو گیہون دسیلے یعنی نصف صاع اور دوسرے کو جو دیے یعنی ایک صاع تو ظاہر الروایت کے موافق
جائز ہو۔ اور اگر کسی نے پانچ مسکینوں کو طعام دیا اور پانچ کو لباس دیا پس اگر اُسنے بطور تملیکت دیا تو کفارہ ادا
ہو گا اور طعام و لباس دونوں میں سے جو بیش قیمت ہو گا وہ دوسرے کم قیمت کا بدل قرار پاوے گا چاہے
کوئی ہو۔ اور اگر اُسنے طعام بطور اباحث دیا ہو پس اگر طعام کم قیمت ہو گا بہ نسبت لباس کے تو کفارہ ادا ہو جائیگا
اور اگر یہ طعام بیش قیمت ہو گا تو جائز نہو گا اسواسطے کہ لباس میں تملیکت ہو اور طعام بطور اباحث دیا ہو نہ بطور تملیکت

اور باحت میں تکیہ نہیں ہو۔ پس جب کہ طعام کم قیمت ہوگا تو لباس کو طعام کا بدل قرار دینا جائز ہوگا اور اگر اسکے برعکس ہوگا تو نہیں ہو سکے گا۔ اور اگر کسی نے کفارہ طعام بطور باحت اختیار کیا تو ہمارے نزدیک ردی اور طعام باحت اس طرح ہو کہ دو وقت صبح و شام یا دو دن صبح کو یا دو دن شام کو یا شام و سحری کو پیٹ بھر کے کھلاوے یعنی کھدے کہ پیٹ بھر کے کھا لو اور مستحب یہ ہو کہ صبح و شام دونوں وقت روٹی کے ساتھ سالن ہو یعنی جو چیز روٹی کے ساتھ کھائی جاوے اور اس صورت میں انکا پیٹ بھر جانا معتبر ہو مقدار طعام مقبہ نہیں ہو چنانچہ اگر تین روٹیاں دس مسکینوں کے سامنے رکھیں اور انھوں نے کھایا کہ سیر ہو گئے تو جائز ہو یہ امام ابو حنیفہ سے روایت کیا گیا ہو۔ اور اگر دس مسکینوں میں سے ایک کا پیٹ بھر ادا ہو تو اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اگر پیٹ بھر نہ سہی اس کے طعام میں سے استدراجنا اور ون کے کھایا ہو کھالیا تو جائز ہو گیا اور بعضوں نے کہا کہ نہیں جائز ہو اس واسطے کہ دس مسکینوں کا سیر کر دینا واجب تھا اور یہ نہیں پایا گیا۔ اور اگر دس مسکینوں کو صبح و شام کھانا سیر ہو کر کھلا دیا مگر ان میں ایک دودھ چھوڑا یا ہوا بچہ ہو تو جائز نہوا اور اسپر واجب ہو کہ بجائے اسکے ایک دوسرے مسکین کو کھلاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دس مسکینوں کو روکھا تو غیر سالن کے کھانا دیا پس اگر روٹی گہون کی دی تو جائز ہو اور اگر دوسری چیز ہو تو سالن ضرور ہو اور اگر انکو روٹی دیکھو یا ستو کھجور یا خالی ستو کھلاوے تو کفارہ ادا ہو گیا بشرطیکہ یہی اسکے اہل و عیال کا کھانا ہو۔ اور اگر اس نے ایک مسکین کو دس روز تک صبح و شام کھلایا تو کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ اس نے ہر روز کے کھانے میں ایک ہی روٹی کھائی ہو۔ اور اگر اس نے صبح کو دس مسکینوں کو کھانا دیا پھر شام کو دوسرے دس مسکینوں کو اسکے سوا سے کھانا کھلایا تو جائز نہیں ہو اور اسی طرح اگر اس نے دس روز تک صبح کو ایک مسکین کو اور شام کو دوسرے مسکین کو کھلایا تو بھی نہیں جائز ہو۔ اور اگر اس نے حصہ ایک مسکین کا دس مسکینوں پر بانٹ دیا تو بھی نہیں جائز ہو۔ اور اگر صبح کو ایک مسکین کو کھانا کھلایا اور شام کے کھانے کے مسکو دام دے پیسے یا درم تو کافی ہے اور اسی طرح اگر دس مسکینوں کی صورت میں اس نے ایسا ہی کیا کہ انکو صبح کا کھانا کھلایا اور اسکے شام کے کھانے کے انکو پیسے یا درم دے پیسے تو جائز ہو اور اگر دس مسکینوں کو اس نے ایک وقت کھانا کھلایا اور پھر انھیں کو چارم چارم صلح گیون دے پیسے تو کفارہ ادا ہو گیا۔ اور ہشام نے بروایت امام محمد فرمایا کہ اگر ایک مسکین کو بیس روز تک صبح کو کھانا کھلایا یا رمضان میں بیس رات اسکو کھانا کھلایا تو کفارہ ادا ہو گیا۔ اور اگر کسی نے کفارہ قسم میں روزے رکھے حالانکہ اسکی ملک میں غلام یا طعام تھا جسکو وہ بھول گیا تھا پھر بعد روزے پورے ہونے کے اسکو یا دیا تو بالا جماع اس کے کفارہ کے واسطے یہ روزے کافی ہونگے یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر کسی نے پانچ مسکینوں کو کھانا دیا پھر وہ فقیر ہو گیا تو اسپر واجب ہوگا کہ اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا چاہے تو از سر نو روزے سے کفارہ ادا کرے یہ موقوف میں ہے۔ اور اگر کسی نے دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو چارم چارم صلح گیون اپنے کفارہ قسم میں دے پھر یہ لوگ غنی ہو گئے پھر فقیر ہو گئے پھر اس نے انکو چارم چارم صلح دیا تو امام ابو یوسف اس سے روایت ہے کہ یہ کفارہ جائز نہوا جیسے مکاتب کو چارم صلح دیا پھر وہ عاجز ہو کر رقیق کر دیا گیا پھر دوبارہ مکاتب کیا گیا پھر اس نے اسکو چارم صلح دیا تو یہ کفارہ ادا ہونے کے واسطے نہیں کافی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے

اپنی قسموں کے کفارات میں دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو ہزار ہزار من گیہوں ایک بارگی ویدہ سے تو امام ابو حنیفہ
وامام ابو یوسف نے اس کے نزدیک یہ ایک ہی قسم کے کفارہ سے جائز ہونے کے معنی ایک ہی کفارہ ادا ہو گا یہ خلاصہ میں ہے
جس پر کفارہ قسم ہو اگر اسے پانچ صاع گیہوں دس مسکینوں کے سامنے رکھے پس انھوں نے چھینا چھٹی کر کے
لوٹ لیا تو فقط ایک ہی مسکین کی طرف سے کافی ہو گا یہ ظہیر میں ہے۔ اور جن لوگوں کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہو ان کو
کفارہ بھی دینا جائز نہیں ہو جیسے والدین و اولاد وغیرہ مگر کفارہ ذمی فقیروں کو دینا جائز ہے بخلاف زکوٰۃ کے
اور یہ امام ابو حنیفہ رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک ہے اور جن ذمی فقیروں کو دنیا بالا جماع نہیں جائز ہے پیراج و اہل میں ہے
اور روزہ کفارہ ایام تشریق میں نہیں روا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر تنگدست نے روزہ سے کفارہ دینا چاہا پس
دو روزے رکھ کر تیسرے روزہ بیمار ہو کہ اس کو افطار کرنا پڑا تو اسے روزے سے روک دے رکھے اسی طرح اگر عورت تین ایام
کے اندر حائض ہو گئی تو اسے روزہ ادا کرے یہ ظہیر میں ہے۔ اگر متفرق قسموں کے کفارات لازم آئے پس اس نے
کفاروں کی گنتی پر بروئے آزاد کیے کہ ہر قسم کے مقابلہ کوئی رقبہ معین نہیں کیا یا ہر رقبہ کو ان سب کی طرف سے کفارہ
کی نیت سے آزاد کیا تو اتنا کفارات ادا ہو جائیگا اور اسی طرح اگر ایک کفارہ کی طرف سے بروئے آزاد کیا اور
دوسرے سے کھانا دیا اور تیسرے سے کپڑا دیا تو جائز ہے اس واسطے کہ ان اوضاع میں سے ہر نوع سے کفارہ مطلقاً
ادا ہو جاتا ہے پس ان سب میں حکم یکساں ہو گا۔ ملوک جب تک آزاد نہ ہو اس کا کفارہ روزے سے ہے اور اگر اس کے مولے
نے اس کی طرف سے کھانا دیا یا بروئے آزاد کیا یا کپڑا دیا تو کافی نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر ملوک نے باجارت دلی
مال سے کفارہ ادا کر دیا تو جائز نہوایہ سراجیہ میں ہے۔ اور اس حکم میں مکاتب و مدبر و ام ولد و شیل قن کے ہیں
اور جو سعایت کرتا ہو وہ بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسی حکم میں شامل ہے اس واسطے کہ وہ مثل مکاتب کے ہے۔ اور
اگر کسی نے کفارے میں دو روزے رکھے پھر تیسرے روزہ اس کو اس قدر ملگیا کہ طعام یا لباس سے کفارہ ادا
کر سکتا ہو تو روزہ جائز نہوگا اور اس پر طعام یا لباس سے کفارہ دینا واجب ہو جائیگا۔ اور اگر تنگدست نے دو روزہ
روزہ رکھ کر تیسرے روزہ اس قدر پالیا کہ رقبہ آزاد کر سکتا ہو تو اس پر مال سے کفارہ دینا لازم ہو گا اور اس روز کا
روزہ بہتر ہو کہ تمام کرے اور اگر اس نے توڑ دیا تو اس پر قضا لازم نہوگی یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی میں ہے۔ عورت اگر
تنگدست ہو اور اس نے روزہ سے کفارہ دینے کا قصد کیا تو اس کے شوہر کو اختیار ہے کہ اس کو روزے سے منع کرے
یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر غلام نے کفارہ قسم کے روزے رکھے پھر قبل اس سے فارغ ہونے کے آزاد کر دیا گیا اور اس نے
مال یا پالا تو روزے اس کو کافی نہونگے۔ اور اگر فقیر نے چھ روزے دو قسموں کے کفارہ میں رکھے تو اس کو کافی نہیں اگرچہ
اس نے تین دن کی ہر ایک کے واسطے نیت نہ کی ہو۔ اور اگر اس کے پاس ایک کفارہ کا کھانا ہو پس اسے ایک کفارے
سے روزے رکھ لیے پھر دوسرے کفارہ میں یہ کھانا دیا تو جائز نہوگا اور بعد کفارہ طعام دینے کے اس کو دوبارہ
دوسرے کفارہ سے روزے رکھنے لازم آوینگے۔ اور کسی کا دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنا خواہ زندہ ہو یا
مردہ خواہ کفارہ میں ہو یا غیر کفارہ میں جائز نہیں ہے یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی پر کفارہ قسم واجب
ہو اور اس نے اس قدر نہ پالیا کہ بروئے آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا یا کپڑا دے اور وہ ایسا بڑھا ہو کہ روزہ
نہیں رکھ سکتا ہو اور نہ اس سے اس کی کچھ امید ہو پس لوگوں نے چاہا کہ اس کی طرف سے روزہ کے عوض ایک

مسکین کا روزہ

پیش کیا ہے

مسکین کو کھانا دیدین یا وہ مرگیا اور وصیت کر گیا کہ میری طرف سے ادا کرو یا جاوے تو جائز نہیں ہو کہ
اسکی طرف سے کھانا دیوین اور نہ اسکو کافی ہوگا الا آنکہ وہ خود دس مسکینوں کو کھانا دیدے یا اسکی طرف سے دیا
جاوے بشرط وصیت۔ اور اگر اسنے وصیت نہ کی اور لوگوں نے خود چاہا کہ اسکی طرف سے کفارہ دیدین تو
دس مسکینوں کے کھانے یا کپڑے سے کم کافی نہ ہوگا اور یہ روا نہیں ہو کہ دے لوگ اسکی طرف سے ہر وہ
آزاد کرین یہ سراج و باج میں ہو۔ ایک مرد نے ایک بردہ اپنے کفارہ قسم میں آزاد کر دیا اور نیت فقط اپنے
دل میں کی اور زبان سے کچھ نہ کہا اور زبان سے آزاد کر دینے کو کہا تو کافی ہو یہ مبسوط میں ہو۔ ایک شخص نے
قسم کھائی کہ ایسا نہ کروں گا پھر بھول گیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی تھی یا طلاق کی یا روزہ کی تو مشائخ نے فرمایا
کہ اسپر کچھ نہیں ہو یہاں تک کہ اسکو یا د آوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ شیخ محمد بن شجاع سے دریافت
کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی لطلاق اور یہ اسکو یاد ہو مگر وہ کہتا ہو کہ سمجھے یہ معلوم نہیں کہ میں اسوقت بالغ تھا
یا نہ تھا تو فرمایا کہ اسپر حاشا ہونے کی جزا کچھ نہ ہوگی جب تک یہ نہ جانے کہ اسوقت وہ بالغ تھا جب قسم کھائی تھی
زید نے عمرو کی جو رو کو زنا کی تمت دسی پس عمرو نے کہا کہ وہ بسہ طلاق طالق ہو اگر آج کے روز اسکا زنا ظاہر ہوا
پھر دن گذر گیا اور اسکا زنا ظاہر نہوا تو طلاق دافع ہوگی اور ظاہر ہونے کی یہی صورت ہو کہ چار مرد گواہی دیں یا وہ
عورت خود اقرار کرے ایک مرد اپنی جو رو کا کپڑا لیکر رنگریز کے پاس گیا تاکہ وہ رنگ کر دے پس اسکی جو رو نے
کہا کہ تو اسواسطے لے گیا کہ اسکو فروخت کر دے پس شوہر کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر میں نے اسکو رنگا ہو تو تو طالق ہو
پھر رنگریز نے اسکے بعد اسکو رنگا تو وہ حاشا ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر ایک شخص پر کفارہ قسم ہو اور وہ اس
حالت میں مر گیا یا قتل کیا گیا تو کفارہ مذکور سا قسط نہوگا اور کفارہ ظہار کا بھی یہی حکم ہو ایسا ہی فقیہ ابو بکر بخاری سے
منقول ہو اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ کفارہ ظہار سا قسط ہو جائیگا بخلاف کفارہ میں اسکے کہ سا قسط نہوگا یہ محیط میں ہو۔
اور اگر حاشا ہونے سے پہلے کفارہ ادا کر دیا تو کافی نہوا اگر اسکو مسکین سے واپس نہیں لے سکتا ہو اسواسطے کہ یہ صدقہ
ہوا ہو یہ ہمایہ میں ہو۔ اور اسکے متصلات میں مسائل نذر میں جس کسی نے نذر مطلق کی اسپر اسکا وفاء کرنا واجب
ہو کذا فی الہدایہ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر عیمہ یا ناز یا روزہ یا صدقہ وغیرہ کوئی امر طاعت واجب
ہو پھر وہ فعل کیا تو یہ چیز جو اپنے اوپر واجب کر لی ہو ادا کرنی واجب ہوگی اور اس صورت میں ہمارے نزدیک
موافق ظاہر الروایت کے اسپر کفارہ قسم نہیں واجب ہوگا اور امام محمد سے مروی ہو کہ جسے نذر ایسی شرط پر معلق
کی جسکا ہونا جانتا ہو جیسے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مریض کو شفا دیدے یا میرے غائب کو واپس بھیج دے
تو پندرہ فقیر کھلاؤں تو ایسی صورت میں کفارہ و بکرا اس سے خارج نہیں ہو سکتا ہو کذا فی المبسوط بلکہ بعبینہ بیان
کیا ہو اسپر واجب ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر نذر ایسی شرط پر معلق کی جسکا ہونا نہیں جانتا ہو
جیسے دارین داخل ہونا وغیرہ تو ایسی صورت میں اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے کفارہ قسم دیدے یا جو عینہ التزام کیا ہو وہ
دیدے اور مروی ہو کہ امام اعظم نے بھی اسی قول کی طرف رجوع کیا ہو کہ اسکو اسی طرح کا اختیار حاصل ہوگا اور شیخ
اسمعیل زاہد اسی پر فتویٰ دیتے تھے اور شیخ مولف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بھی یہی مختار ہو
کذا فی المبسوط اور تفصیل یہی صحیح ہو یہ ہمایہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر ناز واجب ہو تو اسپر کفارہ

مسکین کو کھانا دیدین یا وہ مرگیا اور وصیت کر گیا کہ میری طرف سے ادا کرو یا جاوے تو جائز نہیں ہو کہ
اسکی طرف سے کھانا دیوین اور نہ اسکو کافی ہوگا الا آنکہ وہ خود دس مسکینوں کو کھانا دیدے یا اسکی طرف سے دیا
جاوے بشرط وصیت۔ اور اگر اسنے وصیت نہ کی اور لوگوں نے خود چاہا کہ اسکی طرف سے کفارہ دیدین تو
دس مسکینوں کے کھانے یا کپڑے سے کم کافی نہ ہوگا اور یہ روا نہیں ہو کہ دے لوگ اسکی طرف سے ہر وہ
آزاد کرین یہ سراج و باج میں ہو۔ ایک مرد نے ایک بردہ اپنے کفارہ قسم میں آزاد کر دیا اور نیت فقط اپنے
دل میں کی اور زبان سے کچھ نہ کہا اور زبان سے آزاد کر دینے کو کہا تو کافی ہو یہ مبسوط میں ہو۔ ایک شخص نے
قسم کھائی کہ ایسا نہ کروں گا پھر بھول گیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی تھی یا طلاق کی یا روزہ کی تو مشائخ نے فرمایا
کہ اسپر کچھ نہیں ہو یہاں تک کہ اسکو یا د آوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ شیخ محمد بن شجاع سے دریافت
کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی لطلاق اور یہ اسکو یاد ہو مگر وہ کہتا ہو کہ سمجھے یہ معلوم نہیں کہ میں اسوقت بالغ تھا
یا نہ تھا تو فرمایا کہ اسپر حاشا ہونے کی جزا کچھ نہ ہوگی جب تک یہ نہ جانے کہ اسوقت وہ بالغ تھا جب قسم کھائی تھی
زید نے عمرو کی جو رو کو زنا کی تمت دسی پس عمرو نے کہا کہ وہ بسہ طلاق طالق ہو اگر آج کے روز اسکا زنا ظاہر ہوا
پھر دن گذر گیا اور اسکا زنا ظاہر نہوا تو طلاق دافع ہوگی اور ظاہر ہونے کی یہی صورت ہو کہ چار مرد گواہی دیں یا وہ
عورت خود اقرار کرے ایک مرد اپنی جو رو کا کپڑا لیکر رنگریز کے پاس گیا تاکہ وہ رنگ کر دے پس اسکی جو رو نے
کہا کہ تو اسواسطے لے گیا کہ اسکو فروخت کر دے پس شوہر کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر میں نے اسکو رنگا ہو تو تو طالق ہو
پھر رنگریز نے اسکے بعد اسکو رنگا تو وہ حاشا ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر ایک شخص پر کفارہ قسم ہو اور وہ اس
حالت میں مر گیا یا قتل کیا گیا تو کفارہ مذکور سا قسط نہوگا اور کفارہ ظہار کا بھی یہی حکم ہو ایسا ہی فقیہ ابو بکر بخاری سے
منقول ہو اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ کفارہ ظہار سا قسط ہو جائیگا بخلاف کفارہ میں اسکے کہ سا قسط نہوگا یہ محیط میں ہو۔
اور اگر حاشا ہونے سے پہلے کفارہ ادا کر دیا تو کافی نہوا اگر اسکو مسکین سے واپس نہیں لے سکتا ہو اسواسطے کہ یہ صدقہ
ہوا ہو یہ ہمایہ میں ہو۔ اور اسکے متصلات میں مسائل نذر میں جس کسی نے نذر مطلق کی اسپر اسکا وفاء کرنا واجب
ہو کذا فی الہدایہ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر عیمہ یا ناز یا روزہ یا صدقہ وغیرہ کوئی امر طاعت واجب
ہو پھر وہ فعل کیا تو یہ چیز جو اپنے اوپر واجب کر لی ہو ادا کرنی واجب ہوگی اور اس صورت میں ہمارے نزدیک
موافق ظاہر الروایت کے اسپر کفارہ قسم نہیں واجب ہوگا اور امام محمد سے مروی ہو کہ جسے نذر ایسی شرط پر معلق
کی جسکا ہونا جانتا ہو جیسے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مریض کو شفا دیدے یا میرے غائب کو واپس بھیج دے
تو پندرہ فقیر کھلاؤں تو ایسی صورت میں کفارہ و بکرا اس سے خارج نہیں ہو سکتا ہو کذا فی المبسوط بلکہ بعبینہ بیان
کیا ہو اسپر واجب ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر نذر ایسی شرط پر معلق کی جسکا ہونا نہیں جانتا ہو
جیسے دارین داخل ہونا وغیرہ تو ایسی صورت میں اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے کفارہ قسم دیدے یا جو عینہ التزام کیا ہو وہ
دیدے اور مروی ہو کہ امام اعظم نے بھی اسی قول کی طرف رجوع کیا ہو کہ اسکو اسی طرح کا اختیار حاصل ہوگا اور شیخ
اسمعیل زاہد اسی پر فتویٰ دیتے تھے اور شیخ مولف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بھی یہی مختار ہو
کذا فی المبسوط اور تفصیل یہی صحیح ہو یہ ہمایہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر ناز واجب ہو تو اسپر کفارہ

واجب ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہے کہ میں نماز پڑھوں یا کہا کہ نصف رکعت تو بھی یہی حکم ہے کہ دو رکعت واجب ہوگی اور اگر کہا کہ تین رکعت تو چار رکعتیں واجب ہوگی یہ فتاویٰ حادی قدسی ہیں۔ اور اگر نماز بغیر وضو کے نذر کی تو اسپر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر نذر کی کہ نماز بغیر قنات کے یا ننگے پڑھیکا تو اسپر نماز واجب ہوگی۔ اور اگر نذر کی کہ فریضہ ظہر آٹھ رکعتیں پڑھوں یا کہا کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے دو سو درم عطا فرماوے تو دس درم زکوٰۃ مجھ پر واجب ہے تو اسپر فقط چار رکعتیں نذر کی اور فقط پانچ درم زکوٰۃ کے واجب ہونگے یہ محیط شخصی میں ہے۔ اور اگر کسی نے کسی خاص جگہ روزہ رکھنے یا نماز پڑھنے کی نذر کی تو ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے اور امام اعظم و امام محمد نے فرمایا کہ اسکو اختیار ہے کہ جہاں چاہے نماز پڑھ دے یا روزہ رکھ لے یہ سراج و ہاج میں ہے اور اگر وقت کی خصوصیت کی چنانچہ کل کے روز نماز پڑھنے کی نذر کی پھر اُسے آج ہی پڑھ دی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کی کے نزدیک ادا ہوگئی اور اگر نذر کی کہ کل کے روز در اہم صدقہ کر گیا اور آج کے روز ہی انکو صدقہ کر دیا تو بالافتاء کافی ہو یہ حادی قدسی ہیں۔ ایک نے اپنے اوپر اس قدر سے زائد نذر میں واجب کر لیے جتنے اسکی ملک میں ہیں تو بقول مختار اس قدر واجب ہونگے جو اسکی ملک میں ہیں چنانچہ کسی نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو مجھ پر درم صدقہ کرنے واجب ہیں حالانکہ اسکی ملک میں فقط سو درم ہیں تو سو درم صدقہ کرنے واجب ہونگے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر اُسکے پاس مال و اسباب سو درم کا ہو تو فروخت کر کے انکو صدقہ کر دے اور اگر فقط دس درم کا ہو تو دس درم صدقہ کر دے اور اگر اُسکے پاس کچھ نہ ہو تو اسپر کچھ نہیں ہے یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہے کہ یہ بکری ہدیٰ بھیجوں حالانکہ یہ بکری دو سو روپے کی ملک ہے تو نذر صحیح نہیں ہے۔ اور اسپر کچھ لازم نہوگا ہاں اگر اُسے قسم کی نیت کی ہو تو قسم منعقد ہو جائیگی اور در صورت حاشا ہونے کے اسپر کفارہ قسم لازم آوے گا اور اگر کہا کہ واللہ ضروریہ بکری ہدیٰ بھیجوں گا تو ضرور قسم ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اسی طرح اگر عربی میں کہا لا ہدین ہذہ الشاة یعنی بلام قسم ذون تاکید بیان کیا تو قسم منعقد ہو جائیگی یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر ایسی چیز کی نذر کی جو معصیت ہے تو نہیں صحیح ہے اور اگر اسکو کہا تو اسپر کفارہ لازم آدے گا۔ اور اگر اپنے فرزند کے ذبح کی نذر کی تو اسپر بکری ذبح کرنی احتساباً لازم ہوگی اور اگر فرزند قتل کرنے کی نذر کی تو صحیح نہیں ہے اور اگر غلام ذبح کرنے کی نذر کی تو امام محمد کے نزدیک نذر صحیح ہے اور جنہیں رحمہما اللہ کے نزدیک نہیں صحیح ہے اور اگر والد یا والدہ کے ذبح کی نذر کی تو اس میں امام ابو حنیفہ رحمہ سے دو روایتیں ہیں جنہیں سے صحیح یہ ہے کہ ایسی نذر نہیں صحیح ہے یہ محیط شخصی میں ہے اور اگر اپنے پوتے کے ذبح کی نذر کی تو امام اعظم رحمہ سے دو روایتیں ہیں جنہیں سے ایک روایت میں مذکور ہے کہ اسپر کچھ لازم نہوگا اور یہی اظہر ہے۔ اور اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی پس اگر حج یا عمرہ وغیرہ کی نیت کی ہو جو اُس نے نیت کی ہے اسپر واجب ہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو اسپر کفارہ قسم واجب ہوگا۔ اور اگر نذر کے ساتھ کسی معصیت پر قسم کھائی تو اسپر کفارہ قسم واجب ہوگا۔ اور اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی اور اسکی نیت میں روزے ہیں اور کسی عدد کی نیت نہیں کی تو حاشا ہونے پر اسپر تین روزے واجب ہونگے۔ اور اسی طرح اگر صدقہ کی نیت کی اور عدد کی نیت نہیں کی تو اسپر دس سکینوں کا کھانا ہر مسکین کے واسطے نصف صلح گھون واجب ہونگے یہ مسوط میں ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ ہزار درم از مال من بدو لیشان داوہ۔ اور اس کے آگے کہنا چاہتا تھا کہ

اگر ایسا کروں مگر کسی نے اسکا منہ بند کر لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ احتیاطاً صدقہ کر دے اور اگر اس صورت میں طلاق یا حقائق کی نذر و قسم ہو تو واقع نہ ہوگی۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں کفالت مالی یا جانی کروں تو اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھے ایک پیسہ صدقہ کرنا واجب ہو پھر اسنے مال یا جان کی کفالت کی تو اُسپر ایک پیسہ صدقہ دینا واجب ہوگا۔ ایک نے کہا کہ میرا مال فقرا کے مکہ پر صدقہ ہو اگر ایسا کروں پھر حادث ہو اور اُسنے فقر اسنے بلخ یا کسی اور شہر کے فقروں پر صدقہ کر دیا تو جائز ہو اور نذر سے نکل گیا۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے اس غم سے حسین ہوں نجات پائی تو مجھے واجب ہو کہ دس درم نکال کر روٹی صدقہ کروں پس اس نے دس درم کی روٹیاں صدقہ کر دیں یا انکاشن دس درم صدقہ کر دیئے ہر طور جائز ہو۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے اپنی دختر کا نکاح کر دیا تو ہزار درم میرے مال سے صدقہ دینا ہر مسکین کو ایک درم پھر اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور ہزار درم ایکبارگی ایک مسکین کو دیدیے تو جائز ہو ایک نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض سے اچھا ہو گیا تو ایک بکر می ذبح کروں گا پھر اچھا ہو گیا تو اُسپر کچھ لازم ہوگا الا آنکہ اسطور سے کہے کہ اگر میں اس مرض سے اچھا ہو گیا تو مجھے اللہ کے واسطے ایک بکر می ذبح کرنی واجب ہو تو ذبح کرنی واجب ہوگی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے اپنے اس مال سے تجارت کی اور وہ ہزار درم ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے انہیں نفع دیا تو میں اللہ تعالیٰ کے واسطے حج کرنے کے لیے جاؤں گا پھر اُسنے تجارت کی اور اسکو کچھ بہت نہیں بڑھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اس نذر سے اُسپر کچھ لازم ہوگا۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو اللہ کے واسطے مجھے واجب ہو کہ اپنے قرابت داروں کی ضیافت کروں پھر حادث ہو تو اُسپر کچھ واجب ہوگا اور اگر یوں کہا کہ اللہ تم کے واسطے مجھے کذا و کذا کھانا دینا واجب ہو تو اُسپر یہ لازم آجا و یگا۔ ایک نے کہا کہ میرا مال مسکین کو مہر ہو تو یہ نہیں صحیح ہو الا آنکہ صدقہ کی نیت کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ اگر اللہ تم نے مجھے جو روموافق نصیب کی تو مجھے ہر جمعرات کا روزہ اللہ تم کے واسطے واجب ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ موافق جو روم وہ ہو کہ یہ جو اسکو نفقہ دے اس نفقہ پر راضی و قانع ہو اور جو تم سے چاہے اسین اسکو دریغ نہ ہو یہ وجیز کردری میں ہو۔ ایک شخص نے نذر کی کہ ایک دینار کو غنی لوگوں پر صدقہ کرے تو صحیح نہ ہوئی چاہیے اور بعض نے فرمایا کہ اگر ابن ابیہل کی نیت کی ہو تو صحیح ہو یہ جو اہر اخلاطی میں ہو۔ ایک نے نذر کی کہ اللہ کے واسطے مجھے مسکینوں کا کھانا ہو تو جتنے مسکین اور جقدر کھانا اسکی نیت ہو اسی قدر واجب ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ ہو تو دس مسکینوں کا ہر مسکین کے واسطے نصف صاع گیہوں واجب ہونگے یہ ميسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے مسکین کا کھانا ہو تو استحساناً اُسپر نصف صاع گیہوں یا ایک صاع چھوڑے یا جو واجب ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے دس مسکینوں کا کھانا ہو اور مقدار طعام بیان نہ کی پھر اُسنے پانچ مسکینوں کو کھلا دیا تو نہیں جائز ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے اس مسکین کو یہ طعام دینا واجب ہو پھر دوسرے مسکین کو یہ طعام دیا تو نذر ادا ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے اس مسکین کو کچھ چیز کھانا واجب ہو یعنی چیز سعین نہ کی تو ضرور ہو کہ اسی مسکین کو کھلا دے۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے دس مسکین کا طعام واجب ہو حالانکہ اسکی نیت یہ نہیں ہو کہ تعداد دس فقیر دن کو کھلاؤں بلکہ یہ نیت ہو کہ ایک کو اسقدر دن کہ جو دس کو کافی ہو تا ہو تو ایک کو دینا کافی ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے کھانا دینا دس کو واجب ہو تو جائز نہ ہو جتنا کہ

اگر بیخ نفقہ ہو
خیر و نذر سے نفع ہو
ہوگا کہ فی الحال
دہنکس ہے

وہ باقی بنیں رہا ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے یہ غلام اپنا اجرت پر دیا تو اسکی اجرت صدقہ ہو پھر اسکی اجرت خود کھالی تو اسکے مثل صدقہ کر دے اور آئین حیلہ یہ ہو کہ اس غلام کو فروخت کر دے پھر حکم مشتری اسکو اجرت پر ویرے پس قسم عمل ہو جائیگی پھر اسکو خرید لے پھر اپنے آپ اجرت پر دے تو اسپر کچھ لازم نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے تیرے گھر میں یہ کپڑا پہنا یا کہا کہ جب تک تیرے پاس ہوں یہ کپڑا پہنا یا یہ زیور پہنا تو یہ ہدیہ ہو تو آئین حیلہ یہ ہو کہ اسکو ہبہ کر دے پھر اپنے پس قسم عمل ہو جائیگی پھر اپنے ہبہ سے رجوع کرے یہ عتبا یہ مین ہو۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ اگر مین نے اپنا یہ غلام فروخت کیا تو اسکی قیمت سکیونوں پر صدقہ ہو پھر اسکو فروخت کیا اور مشتری نے غلام مین کوئی عیب پا کر بائع کو واپس کر دیا اور یہ امر قبل باہمی قبضہ کے واقع ہوا تو بائع پر اسکا صدقہ کرنا واجب نہیں ہو۔ اور اگر دونوں نے باہم قبضہ کر لیا ہو پھر مشتری نے غلام کو بسبب عیب کے واپس کر دیا اور مین درم یا دینار مین تو بائع پر اسکے مثل صدقہ کرے واجب ہونگے۔ اور اگر مین کوئی عیب پا کر واپس کر دیا اور مین نے حکم قاضی واپس کیا ہو تو بائع پر کچھ صدقہ واجب نہوگا اور اگر بغیر حکم قاضی واپس کیا ہو تو اسکی قیمت صدقہ کرے گا اور اگر مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا مگر مین اسکو نہیں دیا یہاں تک کہ غلام مذکور بسبب عیب کے حکم قاضی واپس کیا تو بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں ہو خواہ مین درم و دینار و عرض و من کسی جنس سے ہو سوا اور اگر رو کر دینا بغیر حکم قاضی واقع ہوا ہو تو اسکے مثل صدقہ کر دے۔ اور اگر بائع نے مین پر قبضہ کر لیا اور مین اسکا ہدیہ اور مشتری کو غلام نہیں سپرد کیا یہاں تک کہ غلام اسکے پاس ہلاک ہو گیا تو مین مشتری کو واپس کر دے اور کچھ صدقہ کرنا اسپر واجب نہیں ہو اور اگر مین اس صورت میں درم یا دینار ہوں تو اسکے مثل صدقہ کر دے۔ اور اگر غلام مذکور قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ کے استحقاق مین لے لیا گیا یعنی کسی نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو بعینہ مین کو واپس کر دے خواہ کسی جنس سے ہو اور اسپر واجب نہیں ہو کہ کچھ صدقہ کرے۔ اور اگر غلام معین کفارہ سے آزاد کرنے کی نذر کی پھر کفارہ کھانا و بیکرا دیا تو نذر باطل ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ بدنہ بعوض جزائے حید کے جو اسپر واجب ہو ہدیہ بھیجو گا پھر روزے رکھ لے یا کھانا و دیدیا تو نذر باطل ہو گئی اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ کپڑے کفارہ مین دوں گا پھر کھانا و دیدیا تو نذر باطل ہو گئی اور اگر انجان کفارہ مین دیا مگر انجان اسکی قیمت کو نہیں پہنچتا ہو تو بقدر زیادتی کے صدقہ کر دے یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان درمون کے عوض تیرے ہاتھ کچھ فروخت کیا اس کے عوض کے عوض کچھ فروخت کیا تو یہ دونوں صدقہ مین پھر انکے عوض کچھ فروخت کیا تو اگر کو صدقہ کر دے جبکہ قبضہ کرے اور درمون کا صدقہ کرنا اسپر واجب نہیں ہو اسواسطے کہ ان درمون کا سبب ملک مین مین ہی الا اس صورت میں کہ یہ درم بائع کے ہاتھ مین ہوں کہ بلفظ بیع انکا مالک ہو گیا تو انکا صدقہ کرنا بھی واجب ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان درمون کے عوض کچھ خرید لیا یا مین نے تجھے یہ درم ہبہ کیے تو صدقہ مین پھر ان درمون کے عوض کچھ خرید لیا یا ہبہ کیے در حالیکہ اسکے ہاتھ مین تھے تو اسپر انکا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر سپرد کر دیے ہوں تو اسکے مثل صدقہ کرنا واجب ہوگا اسواسطے کہ وقت حانت ہونے کے اسکے قبضہ ملک مین تھے حتی کہ اگر وقت خرید کے بائع کے ہاتھ مین ہوں یا وقت ہبہ کے ہو ہو ب لہ کے ہاتھ مین ہوں تو اسپر کچھ لازم نہوگا عتبا یہ مین ہو اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام بعوض اس کے گھر کے اور بعوض ان ہزار درم کے خرید کیا تو یہ دونوں سالکین پر صدقہ مین

لے لیا ہے

بعض حالات اس میں
میں کوئی شکار کیا

پھر ان دونوں کے عوض غلام خریدو تو اس پر ہزار درم کا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر کا صدقہ واجب نہ ہوگا۔ اور کسی نے کہا کہ اگر کسی نے چاہا کہ ایک غلام کسی شخص سے ہزار درم کو خریدے پس ہزار درم مالک غلام کو دے دے پھر اس طرح قسم کھائی کہ اگر میں نے یہ غلام ان ہزار درمون کے عوض خریدا اور انھیں ہزار درم دیے ہونے کی طرف اشارہ کیا تو یہ ہزار درم مسکینوں پر صدقہ ہیں اور مالک غلام نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام ان درمون کے عوض فروخت کیا تو یہ درم مسکینوں پر صدقہ ہیں اور اس نے بھی انھیں درمون کی طرف اشارہ کیا پھر مالک غلام نے انھیں درمون کے عوض غلام کو فروخت کیا تو بائع پر واجب ہو کہ ان درمون کو صدقہ کرے نہ شتر می پر یہ محسب میں ہے

تیسرا باب۔ دخول و سکنتی وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان میں۔ اصل یہ ہے کہ قسموں میں جو الفاظ مستعمل ہوں ہمارے نزدیک انکا مدار عرف پر ہے یہ کافی ہیں۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ بیت میں داخل ہونگا قال المترجم بیت وہ ہے جہاں شب باشی کی عادت ہو پھر وہ شخص مسجد یا سینہ یا آتش خانہ یا کعبہ یا حمام یا دہلیز یا ظاہر و دروازہ میں داخل ہوا تو حائث نہوگا۔ اور بعض نے فرمایا کہ دہلیز میں جو حکم مذکور ہوا وہ ایسی دہلیز کے حق میں ہے جو دروازہ سے خارج ہو اور اگر داخل دروازہ ہو اور وہاں شب باشی ہو سکنتی ہو تو حائث ہو جائیگا اور صحیح وہی ہے جو کتاب میں مطلقاً مذکور ہو اس واسطے کہ دہلیز میں سونے کی عادت نہیں ہے اگرچہ ممکن ہو خواہ وہ خارج در ہو یا داخل ہو یہ بذات میں ہو۔ اور اگر صفہ میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا اور بعض نے کہا کہ یہ اس وقت ہے کہ صفہ چار دیواری کا ہو جسے اماموں رحمہ اللہ کے وقت میں صفہ ہوتے تھے اور بعض نے کہا کہ یہ جواب علی الاطلاق ہے اور یہی صحیح ہے یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس مسجد میں داخل نہ ہوگا پھر وہ مسجد منہدم ہو گئی اور دہان گھر بنایا گیا پھر گھر توڑ کر مسجد بنائی گئی پھر وہ داخل ہوا تو حائث نہوگا بخلاف اسکے اگر قسم کھائی کہ اس مسجد میں داخل نہوگا پھر بعد اسکے منہدم ہو جانے یا بعد ہان دوسری مسجد بنائی جانے کے داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصہ ہی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ پڑوسی کے گھر میں اس دار میں داخل نہوگا پھر اس دار میں اور بڑھایا گیا یعنی دوسرے دار کی زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھی ہوئی زمین میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ زمین حائث نہوگا اور اگر اسے کہا کہ پڑوسی کے گھر میں داخل نہوگا تو ایسی صورت میں بالاجماع حائث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ مسجد میں داخل نہوگا پھر اس مسجد میں اور بڑھائی گئی اور وہ بڑھائی ہوئی میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا یہ کتابیہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس مسجد میں داخل نہوگا پھر انھیں پڑوس کے گھر سے ایک ٹکڑا بڑھایا گیا پس وہ اس بڑھائی ہوئی زمین میں داخل ہوا تو حائث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان قوم کی مسجد میں داخل نہوگا پھر ایسی صورت مذکورہ میں بڑھائے ہوئے ٹکڑے میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اس دار میں داخل نہوگا پھر انھیں زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھتی میں داخل ہوا تو حائث نہوگا اور اگر کہا کہ دار فلان میں داخل نہوگا پھر زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھتی میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا یہ فتاویٰ نے قاضی خان و ظہیر میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ مسجد میں داخل نہوگا پھر اسکی چھت پر کھڑا ہوا تو مختار یہ ہے کہ اس پر کھڑے ہونے سے حائث نہوگا بشرطیکہ قسم کھانے والا مجسم ہووے اور اسی پر فتوے ہوئے جو اہر اخلاطی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں اس دار میں داخل نہوگا پھر اسکے منہدم اور میدان ہو جانے کے بعد داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا

مسئلہ
اگر کسی نے چاہا کہ ایک غلام کسی شخص سے ہزار درم کو خریدے پس ہزار درم مالک غلام کو دے دے پھر اس طرح قسم کھائی کہ اگر میں نے یہ غلام ان ہزار درمون کے عوض خریدا اور انھیں ہزار درم دیے ہونے کی طرف اشارہ کیا تو یہ ہزار درم مسکینوں پر صدقہ ہیں اور مالک غلام نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام ان درمون کے عوض فروخت کیا تو یہ درم مسکینوں پر صدقہ ہیں اور اس نے بھی انھیں درمون کی طرف اشارہ کیا پھر مالک غلام نے انھیں درمون کے عوض غلام کو فروخت کیا تو بائع پر واجب ہو کہ ان درمون کو صدقہ کرے نہ شتر می پر یہ محسب میں ہے

اور اگر قسم کھائی کہ اس دار میں داخل ہونگا پھر وہ خراب ہو گیا اور وہاں دوسرا دار بنایا گیا پھر اس میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا اور اگر وہ مسجد یا بستان یا حمام گردانا گیا یا بیت کر دیا گیا پھر داخل ہوا تو حائث نہ ہوگا اور اسی طرح بعد حمام وغیرہ کے منہم ہو جانے کے داخل ہوا تو بھی یہی حکم ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار میں داخل ہونگا پھر ایک منہم شدہ دار میں داخل ہوا تو حائث نہ ہوگا اور اگر دار کا مسجد یا حمام یا بستان بنایا گیا پھر اس میں داخل ہوا تو بھی حائث نہ ہوگا اور اگر دار صغیر تھا کہ اسکو بیت کیا یا راستہ اسکا شارع عام کی طرف نکال دیا یا کسی دوسرے دار کی طرف نکال دیا یا بلند بستان کرنے کے اسکو دار دیگر بنایا یا وہ بحر یا نہر ہو گیا پھر داخل ہوا تو بھی حائث نہ ہوگا یہ محیط خسری میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بیت میں داخل نہ ہونگا یا بیت میں داخل نہ ہونگا پھر ایک بیت یا بیت معین کے منہم ہو جانے کے بعد جب تک کہ اس میں کوئی عمارت نہ تھی داخل ہوا تو حائث نہ ہوگا اور اگر وہ دوسرا بیت کر دیا گیا پھر وہ داخل ہوا تو بیت معین میں داخل نہ ہونے کی قسم کی صورت میں حائث نہ ہوگا اور غیر معین کی صورت میں حائث ہو جائیگا۔ اور اگر چھت گر گئی اور دیواریں قائم ہیں پھر داخل ہوا تو معین کی صورت میں حائث ہوگا اور غیر معین کی صورت میں حائث نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دار میں داخل ہونگا پھر سواری ہو کر یا پیادہ اس میں داخل ہوا یا اسنے کسی کو حکم دیا کہ وہ لا کر اسکو اس دار میں لے گیا تو حائث ہو جائیگا یہ ظہیر بہ میں ہے۔ اور اگر وہ جانور جسپر سواری تھا بٹک گیا اور اسکے روکے سے نہ رکا حتیٰ کہ اس دار میں داخل ہو گیا تو یہ حائث نہ ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر بدو ن اسکے حکم کے کوئی اسکو لا کر اندر لے گیا تو حائث نہ ہوگا خواہ اس امر سے دل سے راضی ہو یا نہ راضی ہو اور خواہ اسکی اقتناع پر قادر ہو یا نہ ہو یہ عامہ مشائخ کے نزدیک ہے اور یہی صحیح ہے اور خواہ اسکو اس دار تک دروازہ سے لے گیا ہو یا اور طرف سے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار میں داخل نہ ہوگا پھر اسکی دیواروں میں سے کسی دیوار پر کھڑا ہوا تو اپنی قسم میں حائث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اسکی چھت پر کھڑا ہوا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم امامون رحمہم اللہ کے عرف کے موافق ہے اور ہمارے عرف میں چھت پر چڑھنے یا دیوار پر چڑھنے کو دخول دار نہیں کہتے ہیں پس حائث نہ ہوگا مگر صحیح وہی ہے جو کتاب میں مذکور ہوا ہے یہ شرح جامع صغیر قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار میں داخل نہ ہوگا پھر اسکی چھت پر سے اتر آیا ایسے درخت پر چڑھا کہ اسکی شاخیں اس دار میں ہیں پس ایسی شاخ پر کھڑا ہوا کہ اگر وہاں سے گرے تو اس دار میں گرے تو حائث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اسکی دیوار پر کھڑا ہوا تو بھی یہی حکم ہے شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر یہ دیوار اس دار اور پڑوسی کے مکان میں مشترک ہو تو حائث نہ ہوگا۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ قسم عربی زبان میں ہو اور اگر فارسی یا اردو میں قسم کھائی پھر ایسے درخت پر چڑھا کہ اسکی شاخیں اس دار میں ہیں یا اسکی دیوار پر کھڑا ہوا یا چھت پر چڑھا تو اپنی قسم میں حائث نہ ہوگا اور یہی مختار ہے اسواسطے کہ عجم میں اسکو دخول نہیں شمار کرتے ہیں یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ بالا خانہ کا راستہ اگر اپنے نیچے کے مکان سے نہ ہو بلکہ اسکا راستہ دوسرے دار میں سے ہو تو یہ بالا خانہ باغیاں راستہ کے دوسرے دار میں سے شمار ہوگا حسین سے اسکا راستہ ہے یہ محیط میں ہے۔ قال المترجم یہ انکا عرف ہے اور ہماری زبان میں وہ جس دار میں سے حقیقتہً اس میں شمار ہوگا فافہم واللہ اعلم۔ اگر طاق دروازہ میں بیٹھا یا کھڑا ہوا یا میں حالتہ کہ

ع

سج

بیت

چھت

دخول

مع

چھت

د

دروازہ

س

دار تک

اسکی

دیواروں

میں

اور

میں

ہوگا

کہ

بھی

نہ

ہوگا

اگر دروازہ بند کر لیا جاوے تو یہ دار سے باہر رہا وے تو حانت ہوگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر اس دار کے پانچاٹھ
 سر راہ یا پلہ سر راہ میں گیا حالانکہ پانچاٹھ چھتے کا راستہ اسی دار سے ہو تو حانت ہو جائیگا اور اگر طاق دروازہ
 کے نیچے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑا ہوا پس اگر چوکھٹ ایسی ہو کہ اگر دروازہ بند کر لیا جاوے تو باہر رہا وے
 تو حانت نہ ہوگا اور اگر دروازہ بند کرنے سے اندر داخل رہے تو حانت ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے دونوں پانوں
 میں سے ایک اندر داخل کیا تو حانت ہوگا۔ اور بعض نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہو کہ دار کا داخل و خارج برابر سطح ہو
 اور اگر داخل کی طرف نیچا ہوا اور اس نے اپنا ایک پانوں اندر داخل کیا تو حانت ہو جائیگا اس واسطے کہ ایسی
 صورت میں اکثر جزو اسکا اندر داخل شدہ ہو جائیگا اور شیخ امام شمس الائمہ شری نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ وہ حانت
 نہیں ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ وہ کھڑے کھڑے داخل ہوا و اگر وہ لیٹ کر
 داخل ہوا خواہ چت یا پٹ یا کروت اور ڈھنگ کر کچھ اندر داخل ہو اسکا اکثر بدن دار میں داخل ہو گیا ہو
 تو وہ داخل ہونے والا ہو گیا اگرچہ اسکی پٹ لیاں باہر ہوں ایسا ہی امام محمد رحم سے مروی ہو۔ اور اگر اپنا سر
 داخل کر دیا اور دونوں پانوں داخل نہ کیے تو حانت نہ ہوگا اور اسی طرح اگر خالی ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز لے لی تو
 بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنا سر اور ایک قدم داخل کیا تو حانت ہو جائیگا اور اگر اس دار کے دروازہ
 کی طرف دوڑتا ہوا چلا آیا اور سٹھو کر کھا کر پھسل کر اس دار میں داخل ہو گیا تو اس میں اختلاف ہو اور صحیح
 یہ ہو کہ وہ حانت نہ ہوگا اور اگر ہوا کے جھکے سے اسکو پھینکا کہ وہ اس دار میں جا پڑا تو اس میں بھی اختلاف
 ہو اور صحیح یہ ہو کہ وہ حانت نہ ہوگا بشرطیکہ رک نہ سکا ہو اور اگر کسی آدمی نے اسکو زبردستی مکان مذکور
 میں داخل کر دیا پس وہ اس میں سے نکل آیا پھر خود اپنی خوشی سے اس میں داخل ہوا تو اس میں بھی اختلاف ہو اور
 صحیح یہ ہو کہ وہ حانت ہو جائیگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں اس دار میں داخل نہ ہوں گا الا راہ گذر
 کے طور پر تو اس میں سماعہ نے کہا کہ امام ابو یوسف رحم سے مروی ہو کہ اگر وہ اس میں داخل ہوا در جائیکہ اسکا ارادہ یہ
 نہیں ہو کہ وہاں بیٹھے پھر بعد اس طرح داخل ہونے کے اسکی رائے میں ایسا امر ظاہر ہو کہ وہاں بیٹھنا چاہیے پس
 بیٹھ گیا تو حانت نہ ہوگا۔ اور اگر اس دار میں کسی مریض کی عیادت کے واسطے داخل ہوا اور حالت ایسی ہو کہ اس عیادت
 میں اسکو بیٹھنا چاہیے ہو تو حانت ہو جائیگا اور اگر اس ارادہ سے داخل ہوا کہ بیٹھونگا نہیں پھر اسکی رائے میں
 یہ مصلحت ظاہر ہوئی کہ بیٹھے پس بیٹھ گیا تو حانت ہوگا اور اصل میں مذکور ہو کہ اگر قسم کھائی کہ اس دار میں داخل
 نہ ہوں گا الا بطور رگزر کے پھر اس میں بیٹھنے کی نیت سے یا اس میں کسی مریض کی عیادت کی نیت سے یا اس میں کھانا
 کھانے کی نیت سے داخل ہوا اور وقت قسم کھانے کے اسکی کچھ نیت نہ تھی تو حانت ہو جائیگا لیکن اگر اس میں
 راہ روی کے طور پر داخل ہوا اور بعد داخل ہونے کے اسکی رائے میں کسی طور سے بیٹھنا مصلحت معلوم ہوا تو
 بیٹھنے سے حانت ہوگا اس واسطے کہ راہ رودہ ہو کہ وہاں سے گذر جانے کی نیت سے داخل ہوا پس نیت مذکورہ
 داخل ہونے سے حانت ہوگا ہاں بغیر اس نیت کے اگر داخل ہو تو حانت ہو جائیگا۔ پھر فرمایا کہ اگر وقت قسم کھانے
 کے داخل ہونے سے اسکی نیت یہ ہو کہ اس میں نہ بیٹھونگا یعنی سکونت و نزول نہ کرونگا تو ایسی صورت میں اسکو ان سب
 امور مذکورہ بالا کی کنجائش ہو اور حانت نہ ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے

داخل ہوگا پس غیر دروازہ سے اس میں داخل ہوا تو حانت نہ ہوگا اور اگر دوسرے دروازہ سے داخل ہوگا تو حانت ہو جائیگا اور اگر قسم میں اسی دروازہ کی تعیین کر دی ہو تو دوسرے دروازہ سے داخل ہونے سے حانت نہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے اور اگر لفظ میں اس کی تعیین نہ کی ہو لیکن دل میں نیت یہی ہو تو قضاء اُس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں اس دار میں یا دار فلان میں داخل ہوگا پھر اس دار کے نیچے سرداب کھودا اور اس میں داخل ہوا یا نیچے کا ریزہ ہو تب میں داخل ہوا تو حانت ہوگا اور اگر کاریز میں سے کوئی جگہ دار میں کھلی ہوئی ہو پس اگر زیادہ کھلی ہو یعنی اس قدر ہو کہ اہل دار اس کا ریزہ سے اس قدر کشادگی سے ارتفاع حاصل کرتے ہوں یعنی پانی لیتے ہوں تو جب اس مقام پر پہنچے گا تو حانت ہو جائیگا اور اگر کم ہو خفیف کہ اہل دار کو اس سے کچھ ارتفاع حاصل نہ ہوتا ہو یہ فقط کاریز کی روشنی کے واسطے ہو تو حانت ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کسی مرد نے کہا کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوں الا آنکہ میں بھول جاؤں تو میرا غلام آزاد ہو پس بھولے سے اس دار میں داخل ہوا پھر یاد کے ساتھ اس میں داخل ہوا تو حانت نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر میں اس دار میں داخل ہوں الا بھولے سے تو میرا غلام آزاد ہو تو یاد کے ساتھ داخل ہونے پر حانت ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ اس دار میں داخل نہ ہوگا حالانکہ وہ اس میں موجود ہے پھر کئی روز اس میں رہا تو استغناء حانت ہوگا یہاں تک کہ اس میں سے نکل کر پھر داخل ہووے یہ کافی میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں اس دار میں کوئی بار داخل ہوں الا آنکہ مجھے فلان حکم کرے پس فلان نے اس کو اکیبا حکم کر دیا پس اگر وہ اس بار کے حکم سے داخل ہوا تو حانت ہوگا اور نیز بعد اسکے اگر بلا حکم بھی داخل ہوا تو حانت ہوگا اور اس کی قسم ساقط ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ اگر میں اس دار میں کوئی بار داخل ہوں الا بحکم فلان تو میرا غلام آزاد ہو پھر فلان نے اس کو اکیبا حکم کر دیا تو حانت ہوگا اور نیز بعد اسکے اگر بلا حانت ہو جائیگا اور اس صورت میں ہر بار اجازت ضروری ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور شرح کرخی میں مذکور ہے کہ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ واللہ تیرے اس دار میں آج کوئی داخل نہ ہوگا تو یہ قسم سوائے مالک مکان کے اور ورنہ پر ہوگی چنانچہ اگر مالک مکان خود داخل ہوا تو قسم کھانے والا حانت نہ ہوگا اور اگر سوائے اسکے دوسرے گیا تو حانت ہو جائیگا اور اگر خود قسم کھانے والا گیا تو بھی حانت ہو جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار کو اپنے قدموں سے طے نہ کروں گا پھر سوار ہو کر اس میں گیا تو حانت ہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار میں اپنا قدم نہ رکھو گا پھر اس میں سوار ہو کر داخل ہوا تو حانت ہو جائیگا اور اگر اس نے یہ نیت کی کہ حقیقت میں قدم نہ رکھو گا یعنی پیدل تو اس کی نیت پر ہوگا اور اسی طرح اگر اس میں جو تپا نہ گیا یا غیر جو تپا نہ ہے تو بھی یہ حکم ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں دار فلان میں قدم رکھوں تو میرا غلام آزاد ہو پس اس نے اپنے ایک پانوں کو اس میں داخل کیا تو ظاہر الروایت کے موافق حانت ہوگا یہ محیط میں ہے

قال المترجم ہمارے عرف میں حانت ہونا چاہیے واللہ اعلم الا آنکہ روایت کتاب میں یوں ہو کہ اگر میں اپنے دونوں قدم اس میں رکھوں اس لئے آخرہ تو ایسا نہ ہوگا فافہم۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ محلہ فلان میں داخل نہ ہوں گا پھر وہ ایسے دار میں داخل ہوا کہ اس کے دو دروازہ ہیں جس میں سے ایک اس محلہ میں ہے اور دوسرا

دوسرے محلہ میں ہو تو اپنی قسم میں حانث ہوگا ایک شخص نے قسم کھائی کہ بلخ میں نہ جاؤنگا تو یہ قسم خاص شہر پر قرار دی جائیگی نہ اسکے گائون پر۔ اور اگر قسم کھائی کہ مدینہ بلخ میں داخل نہ ہوگا تو قسم شہر بلخ اور اسکے روضہ پر ہوگی اور اسے کہ روضہ بھی مدینہ میں شمار ہوتا ہو اور اگر قسم کھانے والے نے خاتمہ شہر کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر رکھا جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان گائون میں نہ جاؤنگا پھر اسس گائون کی زمین میں گیا تو حانث نہ ہوگا اور قسم مذکور اس گائون کی آبادی پر قرار دی جائیگی۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان بلد میں نہ جاؤنگا تو یہ قسم خاص اسکی آبادی پر قرار دی جائیگی اسواسطے کہ بلد اسی قدر کا نام ہو جو روضہ کے اندر ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ بغداد میں داخل نہ ہوگا تو اسکے ہر دو جانب میں سے جس جانب سے داخل ہوگا حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ مدینہ اسلام میں داخل نہ ہوگا تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ ناحیہ کوفہ سے داخل نہ ہو اسواسطے کہ نام بغداد شامل ہو ہر دو جانب کو اور مدینہ اسلام الباقی نہیں ہو اور اگر قسم کھائی کہ مدینہ میں داخل نہ ہوگا تو شمس لائٹہ شمس نے شرح احکامات میں ذکر کیا ہو کہ مدینہ بنابر ظاہر روایت کے شہر واسطے نواح سب کو شامل ہو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ سمرقند و اورجند خاص مدینہ کے نام میں داخل نہ ہوں۔ فرغانہ و فارس یہ شہرون شیعہ نواح کے دیہات سب کو شامل ہیں۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فرات میں داخل نہ ہوگا پس کشتی میں سوار ہو کر فرات سے گزرا یا فرات کے پل سے گزرا تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ خاص بانی کے اندر داخل نہ ہو۔ یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ بصرہ میں داخل نہ ہوگا پھر اسکے کسی گائون میں گیا تو حانث ہو جائیگا۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ بغداد میں داخل نہ ہوگا پھر کشتی میں سوار ہو کر بغداد سے گزرا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ نے کہا کہ حانث نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہو محیطہ شمس میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان پرگنہ یا فلان دیہ میں داخل نہ ہوگا تو اسکی زمین میں جانے سے حانث ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ اگر لفظ کورہ کہا یعنی کورہ میں داخل نہ ہوگا تو کورہ بھی خالی آبادی کا نام ہو پس اسکی زمین میں داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا اور یہی اظہر جو اور شائع نے اختلاف کیا ہو کہ بخارا آیا آبادی کا نام ہو یا شامل نواح ہو اور فتویٰ اسپر ہو کہ وہ فقط آبادی کا نام ہو اور شام سووہ ایک ولایت کا نام ہو اور ایسی ہی خراسان اور الباقی ارمینہ چنانچہ اگر ارمین سے کسی میں داخل نہ ہونے کی قسم کھائی تو ارمین سے کسی کے گائون میں داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا اور اسی طرح ترکستان بھی ولایت کا نام ہو یہ محیطہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس کوچہ میں داخل نہ ہوگا پھر اس کوچہ کے کسی دار میں چھتوں کی راہ سے داخل نہ ہو گیا اور کوچہ میں قدم نہ رکھا تو فقیہ ابو بکر اسکاف نے فرمایا کہ یہ حانث نہ ہونے سے اقرب ہو اور فقیہ ابو الیث رحمہ نے فرمایا کہ یہ حانث ہو جانے سے قریب تر ہو اور دیکھو اجیہ میں کہا کہ اسی پر فتویٰ ہو اور ظہیر میں لکھا کہ صحیح یہ ہو کہ وہ حانث نہ ہوگا جب کہ وہ کوچہ میں نہیں نکلا ہو یہ تاثر خانیہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے کوچہ میں نہ جاؤنگا پھر وہ اس کوچہ کی مسجد میں داخل ہو گیا بدون اسکے کہ اس کوچہ میں داخل ہو تو حانث نہ ہوگا اور یہی مختار ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار میں داخل نہ ہوگا اھ کچھ نیت نہیں کی ہو پھر ایسے دار میں داخل ہوا جس میں فلان مذکور کرایہ پر یا عاریتہ رہتا ہو تو ناطقی نے ذکر کیا ہو کہ وہ حانث ہو جائیگا اور اگر فلان مذکور کے ملاوہ دار میں داخل ہوا حالانکہ فلان اس میں نہیں رہتا ہو تو بھی حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بیت میں داخل نہ ہوگا پھر ایسے بیت میں داخل ہوا جس میں فلان مذکور کرایہ پر یا عاریتہ

رہتا ہو تو حائث ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے دارملوک میں داخل نہ ہوگا پھر ایسے
 گھر میں داخل ہوا جسکو اُس نے دوسرے کو کرایہ پر دیدیا ہو تو امام محمدؒ نے نہ فرمایا کہ وہ حائث ہو جائیگا۔ اور اگر قسم
 سے کہا کہ فلاں کی دکان میں نہ جاؤنگا پھر اسکی ایسی دکان میں داخل ہوا جسکو اُس نے دوسرے کو کرایہ پر دیدیا ہو
 پس اگر فلاں کی کوئی اور دکان ہو جس میں وہ خود رہتا ہو تو وہ جس دکان میں داخل ہوا ہو اس کے داخل ہونے
 سے حائث نہ ہوگا اور اگر فلاں مذکور دکان میں رہنے میں معذور نہ ہو تو حائث ہو جائیگا اس واسطے کہ ہم
 جانتے ہیں کہ ایسی صورت میں حائث نے فلاں کی دکان کہنے سے سکوت مراد نہیں لی ہو بلکہ ملکیت مراد
 لی ہو۔ اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کے دارم میں نہ جاؤنگا پھر ایسے گھر میں گیا جو فلاں کے اور دوسرے کے درمیان
 مشترک ہو پس اگر فلاں مذکور اس میں رہتا ہو تو حائث ہو جائیگا اور اگر نہ رہتا ہو تو حائث نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے
 اور اگر قسم کھائی کہ بیت فلاں میں داخل نہ ہوگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو پھر اُس کے دار کے صحن میں گیا تو حائث
 نہ ہوگا جب تک کہ بیت میں داخل نہ ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ عرف حضرات ائمہ رحمہم اللہ کے فیہ رکھا ہو اور
 ہمارے عرف میں دار بیت ایک ہی ہے پس جب صحن دار میں داخل ہوگا تو حائث ہو جائیگا اور اسی پر فتویٰ
 ہے۔ قال المترجم اگر بیت کی تفسیر موافق اسکی تعریف کے ہمارے زبان میں کو ٹھہری ہو اور اگر ٹھہری ہو تو ہمارے عرف
 بھی موافق عرف ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہوگا واسمہ اللہ علی ذلک و ہذا ہو الا قرب عندہ واللہ اعلم۔ ایک شخص ایک
 منزل کے کسی بیت میں بیٹھا ہو پس اُس نے قسم کھائی کہ میں اس بیت میں داخل نہ ہوگا تو اسکی قسم اسی بیت پر
 واقع ہوگی جس میں بیٹھا ہو اس واسطے کہ اسکے ماوراء کو دار و منزل کے نام سے بولتے ہیں قال المترجم ہذا اولم
 لیکن فی المنزل بیت آخر والا فلا یتقض ہذا الاستدلال فانہم۔ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ قسم بزبان عربی ہو اور اگر قسم
 بزبان فارسی ہو تو قسم اس منزل اور اس دار پر واقع ہوگی قال المترجم اور ہمارے عرف میں بنا بر تفسیر مذکورہ بالا حکم
 موافق زبان عربی ہو واللہ اعلم اور اگر اُس نے کہا کہ میں نے یہی بیت جس میں بیٹھا تھا اور لیا تھا یعنی فارسی زبان میں
 قسم کھا کر یہ دعویٰ کیا تو دیانۃ اسکی تصدیق کیجائیگی نہ قضائے اس واسطے کہ فارسی میں لفظ خانہ نام کل کا ہے اور بیت
 کے واسطے اسم خاص ہوتا ہے جیسے تابخانہ و کاشانہ و زمستانہ وغیرہ۔ قال المترجم و فیہ نظر فلان تابخانہ و غیر
 ذلک ماسن شانہ البیت وہ یشغی ان یکون بتیا لا بخصوص اسمہ بل یلغی الذی ذکرنا دان کان کل من ذلک اسم
 خاصا ایضا و ذلک لایوجب عدم صدق العام علیہ فلیتأمل۔ اور یہ سب اس وقت ہے کہ اُس نے کسی بیت معین کی طرف
 اشارہ نہ کیا ہو اور اگر کسی بیت معین کی طرف اشارہ کیا ہو تو اعتبار اُس کے اشارہ کا ہوگا۔ ایک شخص نے قسم
 کھائی کہ ایسے دار میں نہ جاؤنگا جسکو فلاں خریدے پھر فلاں نے ایک دار خریدا اور حائث کے ہاتھ اسکو
 فروخت کر دیا پھر حائث اس میں گیا تو حائث نہ ہوگا۔ اور اگر فلاں نے دار خرید کر کے حائث کو ہب کر دیا پھر
 حائث اس میں گیا تو حائث ہو جائیگا اس واسطے کہ خرید اول کا حکم دوسری خرید سے مرفوع ہو گیا اور ہب سے
 مرفوع نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے قال المترجم فاذا كانت البتہ بعوض یشغی ان لا یخشت فانہا فی معنی البیع
 و فیہ مسامحۃ فانہم۔ قسم کھائی کہ دار فلاں میں داخل نہ ہوگا اور فلاں کا ایک دار لیا ہو کہ اس میں رہا کرتا ہو اور دوسرا
 دار کرایہ پر چلتا ہو تو کرایہ والے گھر میں داخل ہونے سے حائث نہ ہوگا بشرطیکہ کوئی دلیل ایسی اس مقام پر نہ ہو

میں نے جو کچھ لکھا ہے اس میں
جو کچھ لکھا ہے اس میں

پس لای بی خبر
 باز که ز کوی بی خبر
 در اسب
 حاصل تو از آنکه
 لفظ غایب
 ام ای بس
 گوارا و غایب
 بی که تو
 میل به کوه
 غنچه و کوه
 نقش و پس
 مراد پس
 جادو پس
 ۴

کہ اسکی قسم کے عام یعنی دونوں کو شامل ہو۔ نہ بدوالت کر لی ہو نہ محیطا خیری میں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ دالند میں اس
 دار فلان میں داخل ہوگا پھر فلان مذکور سے نہ ہو۔ اگر کسی سے کہے ہاتھ فروخت کر دیا پھر حالف اس میں داخل ہوا تو امام اعظم
 و امام ابو یوسف نہ کہنے نہ دیکھ جائیں۔ تو گناہ خلاصہ میں ہو۔ ایک عورت نے قسم کھائی کہ اسکا شوہر اس کے دار
 میں داخل ہوگا پس اس نے اپنے دار کو فروخت کر دیا پھر اسکا شوہر اس میں داخل ہوا تو اس نے یہ نیت کی تھی
 کہ ایسے دار میں داخل ہوگا جس میں وہ رہتی ہو تو بیع کر دینے سے قسم باطل نہ ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ تو قسم
 اس کے دار ملو کہ پر وارد ہوگی پھر حالف اس نے بیع کر دیا تو قسم باقی رہے گی یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہے
 اور اگر قسم کھائی کہ زید کے دار میں داخل نہ ہوگا پھر زید نے اپنے دار کو فروخت کر دیا پھر حالف اس میں داخل ہوا تو
 حالف داخل ہوا تو حائف ہو جائیگا اور اگر اس میں مکان کو بدل دیا ہو تو شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک خل ہونے
 سے حائف نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار میں داخل ہوگا پھر فلان نے اپنا دار فروخت کر دیا
 اور خود اس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں چلا گیا پھر حالف مکان مذکور میں داخل ہوا تو حائف نہ ہوگا
 اور شیخین رحمہما اللہ کا قول ہے۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ ابی جورو کے گھر میں داخل ہوگا پس عورت نے
 اپنا گھر کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر حالف نے اسکو مشتری سے کر لیا پر اسے لیا پس اگر قسم کھا لینا عورت کی
 طرف سے کسی بات پر ہو تو حائف نہ ہوگا اور اگر قسم سبب کراہت اسی دار کے ہو تو حائف ہو جائیگا۔ ایک شخص
 نے فارسی میں قسم کھائی کہ دروازہ فلان داخل نشو و الا چیزیں شکست ہو پھر اہل دار قتل یا یدم یا آگ لگنے
 یا موت غیرہ کی کوئی یلا نازل ہوئی پس حالف داخل ہوا تو حائف نہ ہوگا یہ قوائد سے قاضی خاں نے بیان کیا ہے۔ اور اگر قسم کھائی
 کہ دار زید میں داخل ہوگا پس زید نے عمر سے ایک دار مستعار لیا بدین غرض کہ اس میں طعام ولیمہ کر دے پھر
 حالف اس میں داخل ہوا تو حائف نہ ہوگا لیکن اگر عمر و اس میں دار کو خالی کر کے دوسرے مکان میں چلا گیا اور
 زید کے سپرد کر دیا کہ وہ اپنا اسباب اس میں لے آیا تو پھر حالف کے داخل ہونے سے حالف حائف ہو جائیگا یہ محیط
 میں ہے۔ ابن رستم کہتے ہیں کہ امام محمد نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک شخص معین کے مشورہ دار میں داخل
 ہونے کی قسم کھائی مثلاً قسم کھائی کہ عمرو بن حریث کے دار میں داخل ہوگا یا اور کسی دار میں جو ایسا ہی اپنے مالک کے
 نام سے مشہور ہو جیسے دار حسن بن الصباح وغیر ذلک پھر عمرو بن حریث نے یاسن بن الصباح وغیرہ نے اس دار کو
 جو اس کے نام سے مشہور معروف ہی فروخت کر دیا پھر حالف اس دار میں داخل ہوا تو حائف ہو جائیگا قال المترجم
 توضیح آنکہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فقیر محمد خان کے احاطہ میں یا کنواں محل میں داخل ہوگا پھر فقیر محمد خان نے
 اپنا احاطہ فروخت کر دیا یا کنواں نے یہ محل بیچ ڈالا پھر اس میں قسم کھانے والا داخل ہوا تو بھی حائف ہو جائیگا اس واسطے
 کہ ایسے سواض میں فقیر محمد خان و کنواں وغیرہ کا ذکر فقط شناخت کے واسطے ہی اور منظور وہ جگہ ہو کہ وہاں داخل
 ہوگا پس جب وہاں داخل ہوگا خواہ وہ فقیر محمد خان یا کنواں کے قبضہ و ملک میں ہو یا نہ ہو بہر حال حائف ہو جائیگا
 فانہم۔ اور اگر ان داروں میں سے کسی ایسے دار پر قسم کھائی جو کسی نسبت سے معروف نہیں ہو یعنی فقط فقیر محمد خان کا
 احاطہ کر کے معروف نہیں ہو اگرچہ وہ مکان جس کے اندر داخل ہونے کی قسم کھائی ہو وہ فقیر محمد خان کی ملک ہو پھر فقیر محمد خان
 کی ملک سے نکل جانے کے بعد اس میں داخل ہوا تو حائف نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ

مین دار فلان مین داخل ہونگا اور فلان مذکور اپنے باپ کے ساتھ ایک کرایہ کے مکان میں رہتا ہو جسکو اسکے باپ نے کرایہ پر لیا ہو تو حالف اسی مکان میں داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا قیاساً بر نیکی اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار میں داخل ہونگا پھر اس فلان مذکور کی جو رو کے گھر میں جس میں یہ فلان مذکور بھی رہتا ہو داخل ہو پس اگر اس شخص کا کوئی اور دار سوائے اس دار کے ایسا نہ ہو کہ جو اسکی طرف منسوب ہو یعنی رہنے و ملک وغیرہ کی اضافت سے منسوب ہو تو حانث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان عورت کے دار میں داخل ہونگا پھر ایسے دار میں داخل ہو کہ وہ اس عورت کے شوہر کا ہو اور یہ عورت بھی اس میں رہتی ہو پس اگر اس عورت کا اور کوئی مکان نہ ہو تو حانث ہوگا اور اگر دوسرا مکان ہو تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ نو اور مین امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر قسم کھائی کہ دار فلان مین داخل نہ ہونگا پھر اس فلان کے دار کی ایک دکان مین جسکا دروازہ شارع عام پر ہو داخل ہوا حالانکہ اس دکان کا کوئی دروازہ اس دار میں نہیں ہو تو اپنی قسم مین حانث ہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ حمام مین سر دھونے کے واسطے داخل ہونگا پھر حمام مین اس غرض سے نہیں بلکہ حمامی وغیرہ کو سلام کرنے کے واسطے داخل ہوا پھر وہاں اُس نے سبزی دھو لیا تو حانث نہ ہوگا اور بعضی مشائخ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ حمام مین داخل ہونگا پھر بیت السباح مین داخل ہو تو قسم مین حانث نہ ہوگا یہ فتاویٰ ضنیان مین ہے۔ ایک مرد کا ایک دار ہے اس میں بستان ہے نیز ایک قسم کھائی کہ مین اس دار میں داخل ہونگا پھر اس دار کے بستان مین داخل ہوا اور اس بستان کا دروازہ اسی دار کے گردن کی طرف ہے اور کوئی دروازہ نہیں ہے اور ایک ہی چار دیواری اس دار و بستان کو محیط ہے تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ بستان مین داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا خواہ بستان اس دار سے بڑا ہو یا چھوٹا ہو اور اگر یہ بستان وسط دار مین واقع ہو اور اسکے گرد اگر اس دار کے بیوت ہوں تو بستان مین داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رحم سے اس سلسلہ میں روایتیں ہیں ایک روایت مین ہے حکم ہے جو امام محمد رحم کا قول ہے اور دوسری روایت مین ہے کہ بستان مین داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا اگرچہ بستان وسط دار مین واقع ہو یہ ظہیر مین ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے فلان کو اپنے بیت مین داخل کیا تو میری جو روطا لقمہ ہے تو یہ قسم اسپر ہدی کہ فلان مذکور اسکی اجازت سے داخل ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان کو چھوڑ دیا کہ میرے بیت مین داخل ہو تو میری جو روطا لقمہ ہے تو یہ قسم اسکے علم پر ہوگی یعنی ہر گاہ جانا اور منع نہ کیا تو اُس نے چھوڑ دیا کہ داخل ہو جائے پس حانث ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ اگر فلان میرے بیت مین داخل ہووے تو میری جو روطا لقمہ ہے تو یہ فلان مذکور کے داخل ہونے پر ہوگی خواہ حالف اسکو اجازت سے یا نہ دے یا جانے یا نہ جانے یعنی اگر وہ کسی حال مین داخل ہو تو یہ قسم کھانے والا حانث ہو جائیگا یہ مجاہد مین ہے اور اگر کہا کہ اگر میرے اس دار میں کوئی داخل ہو تو میرا غلام آزاد ہو اور یہ دار اسی کا ہو یا دوسرے کا ہو پھر خود اس میں داخل ہو تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر اس دار میں کوئی داخل ہو تو میرا غلام آزاد ہو تو اپنے داخل ہونے سے بھی حانث نہ ہو جائیگا خواہ دار مذکور اسی کا ہو یا دوسرے کا ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ بقیہ مین فلان کو اپنے دار میں داخل ہونے سے منع کرونگا پس اگر اسکو ایک مرتبہ بھی منع کر دیا تو قسم مین سچا ہو گیا پھر اگر دوسری دفعہ منع ہو جائے دیکھا اور نہ منع کیا تو اسپر کچھ نہیں ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ مین اس دار میں داخل نہ ہونگا

عہدین شمل
افا عہدین شمل
لکھنؤ
۱۸۹۹

پھر مالک دار نے اس دار کے پہلو میں ایک بیت خرید اور بیت کا دروازہ اس دار میں بھونک دیا اور اس بیت کا دروازہ اسی دار سے کر دیا اور وہ دروازہ جو پہلے اس بیت کا تھا بند کر دیا پھر قسم کھا لیا اس بیت میں بدلتے دار کے اندر داخل ہونے کے داخل ہوا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ حائث ہو جائیگا اس واسطے کہ بیت مذکور بھی دار میں سے ہو گیا۔ زید نے خالد بن عبد اللہ سے کہا کہ اگر خالد بن عبد اللہ اس دار میں داخل ہوا تو خالد بن عبد اللہ کی جود طالق ہو پس خالد بن عبد اللہ نے کہا کہ تم لوگ مجھے اس امر کے گواہ رہو پھر خالد بن عبد اللہ اس دار میں داخل ہوا تو اس پر اپنی جود کی طلاق لازم ہوگی۔ ایک شخص نے کہا کہ میں اس دار میں اور اس حجرہ میں داخل ہونگا پھر دار سے باہر نکلا پھر دار میں داخل ہوا اور حجرہ میں داخل ہوا تو جب تک حجرہ میں داخل نہ ہوگا حائث نہ ہوگا اور یہ قسم ان دونوں میں داخل ہونے پر واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کے دار میں نہ داخل ہوگا اور یہ دونوں شخص سفر میں ہیں تو فرمایا کہ یہ قسم چولہا رہی و خیمہ و قبہ پر اور ہر منزل پر حسین اترنا واقع ہوئے واقع ہوگی لیکن اگر اس نے ان تینوں چیزوں میں سے کوئی خاص چیز مراولی ہو تو دیانت کی راہ سے اسکی تصدیق ہوگی مگر قضا ہوگی یہ محیط شخصی میں ہے۔ وقال المترجم ہمارے عرف کے موافق زید کے حضر کے گھر پر قسم واقع ہوگی الا آنکہ یہ لوگ صحرائی ہوں فافہم واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس فسطاط میں داخل ہونگا حالانکہ یہ فسطاط ایک مقام پر گڑا ہوا ہے پھر وہاں سے اٹھا کر دوسرے مقام پر گاڑا گیا پھر اس میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا اور یہی حکم جو میں قبہ کی صورت میں ہے۔ اور اسی طرح اگر لکڑی کی سیڑھی یا سنبھ ہو تو اس میں بھی یہی حکم ہو اس واسطے کہ ان چیزوں کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے اُن کے نام میں تغیر و زوال نہیں آتا ہے بلکہ میں ہے۔ قال خیار بدون کا خیمہ بالون کا ہوتا ہے حافظہ۔ اگر قسم کھائی کہ اس خیمہ میں داخل نہ ہونگا تو اعتبار اسکی جو بون و بندے دونوں کا ہے اور بعض نے فرمایا کہ اعتبار فقط جو بون کا ہے اور بعض نے فرمایا کہ اعتبار فقط بندے کا ہے پس بنا بر قول ثانی کے اگر خدا بدل دیا گیا اور جو میں وہی باقی ہیں پھر اس میں داخل ہوا تو حائث ہو جائیگا اور اسکے برعکس کیا گیا تو حائث نہ ہوگا اور بنا بر تیسرے قول کے اگر خدا بدل دیا گیا اور جو میں وہی ہیں تو اس میں داخل ہونے سے حائث نہ ہوگا اور اگر اسکے برعکس کیا گیا تو حائث ہو جائیگا اور اس صحیح وہی قول اول ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس بیت میں نہ جاؤں گا پھر ایک بیت میں داخل ہوا جو اس میں فلان مذکور موجود تھا مگر اس نے داخل ہونے میں اس کے پاس جانے کی نیت نہیں کی تھی تو حائث نہ ہوگا۔ و دو شخصوں میں سے ہر ایک نے قسم کھائی کہ میں اس دوسرے کے پاس نہ جاؤں گا پھر دونوں ساتھ ہی ایک منزل میں داخل ہوئے تو دونوں حائث نہ ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس نہ جاؤں گا تو شیخ الاسلام نے شرح میں ذکر فرمایا ہے کہ فلان کے پاس جانے سے عرف کی صورت مطلق یہ لفظ ہونے کے یہ مراد ہوتی ہے کہ فلان کے پاس اسکی زیارت و تعظیم کے واسطے ایسے مکان میں جہاں وہ اپنے ملاقاتی و زیارت کنندہ لوگوں کے واسطے بیٹھا کرتا ہے نہ جاؤں گا۔ اور امام قدوری نے بھی اپنی کتاب میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کیونکہ امام قدوری نے ذکر فرمایا کہ اگر وہ اسکے پاس کسی مسجد یا چھتے یا دہلیز میں گیا تو حائث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر فسطاط یا خیمہ میں اسکے پاس گیا تو بھی حائث نہ ہوگا لیکن اگر وہ بدوی ہو تو اسکے نشست کی جگہ یہی خیمہ ہوگی پس حائث ہو جائیگا اگر بیت

زیارت کیا۔ اور حال یہ ہو کہ اس میں عادت کا اعتبار ہو۔ اور ہمارے عرف میں اگر وہ مسجد میں اُسکے پاس گیا تو حائض ہو جائیگا ہاں اگر وہ مسجد میں داخل ہوا اور اُسکے پاس جانے کی نیت نہیں کی یا یہ نہیں جانتا ہو کہ وہ اس میں ہو تو حائض نہ ہوگا۔ اور قدوری میں لکھا ہو کہ اگر ایک قوم کے پاس گیا جن میں فلان مذکور بھی ہو مگر اُس نے اُسکے پاس جانے کا قصد نہیں کیا تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ حائض نہ ہوگا مگر قصداً اُسکی نصرت نہ کی جائیگی اور نیز قدوری میں فرمایا کہ فلان کے پاس جانے کے یہ معنی ہیں کہ جانتے وقت اُسکے پاس جائیگا قصد ہو خواہ وہ اپنے بیت میں ہو یا کسی دوسرے کے بیت میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس اس دین میں داخل نہ ہوگا پھر وہ دین میں داخل ہوا اور فلان اُس دین کے کسی بیت میں ہو تو حائض نہ ہوگا اور اگر محض دار میں ہوگا تو حائض ہو جائیگا اس واسطے کہ وہ فلان کے پاس داخل ہونے والا بھی ہوگا کہ جب اُسکو مشاہدہ کرے و قال المشرع ہمارے عرف میں حائض ہونا چاہیے واللہ اعلم اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس اس گائون میں داخل نہ ہوگا تو گائون میں داخل ہونے سے حائض نہ ہوگا الا آنکہ گائون مذکور میں اُسکے پاس گھر میں داخل ہو جاوے یہ محض میں ہو ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلان کے پاس داخل نہ ہوگا پس اسکی موت کے پیچھے اُسکے پاس گیا تو حائض نہ ہوگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوا میں ان دونوں داروں میں سے کسی ایک میں تو والدین سے تجھے نہیں ماروگا پھر دونوں میں داخل ہوا پھر عورت کو مارا تو ایک ہی مرتبہ حائض ہوگا اور اگر خراسان میں یون کہا کہ تو مجھ پر قسم ہو اگر میں نے تجھے مارا پھر دونوں میں داخل ہوا یا ایک میں داخل ہوا پھر عورت کو مارا تو ہر بار کے داخلہ کا کفارہ قسم اسپر واجب ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ ہر بار کہ میں اس دار میں داخل ہوا تو دلہنہ میں تجھے قریب نہ کروں گا پھر دار مذکور میں داخل ہوا تو ایلا کہ میں نے والا ہو جائیگا پس اگر بعد داخل ہونے کے عورت سے جماع کیا تو حائض ہو جائیگا اور قسم باطل ہو جائیگی چنانچہ اگر دوسری بار داخل ہوا تو ایلا کہ کشتہ نہ ہوگا کہ دوسری بار جماع کرنے سے اسپر دوسرا کفارہ لازم نہ آوے گا۔ اور اگر دوسری بار کے داخل ہونے کے بعد چار مہینہ یوں جماع کے گزر گئے تو عورت اس سے بائنہ ہوگی اور اگر پہلی بار داخل ہونے کے بعد عورت سے جماع نہ کیا بیان تک کہ دوسری بار داخل ہوا تو وہ ایلا کہ کشتہ رہیگا پس جب اول بار کے داخلہ سے چار مہینہ یوں جماع کیے گزر جاوے تو عورت مذکور بائنہ ہو جائیگی اور پھر جب دوسری بار کے داخلہ سے چار مہینہ پورے ہونگے تو بعد کو بائنہ بطلاق دیکر ہو جائیگی بشرطیکہ وہ پہلی طلاق بائنہ کی عدت میں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ تو مجھ پر قسم ہو اگر میں تجھے قریب نہ کروں پھر دار مذکور میں دو بار داخل ہوا تو دو ایلا کہ سے مولی ہو جائیگا۔ اور اگر بعد ہر داخلہ کے اس سے جماع کر لیا ہو تو اسپر دو کفارے لازم آوے گئے۔ اور اگر جماع نہ کیا دیکر ایسے ہی چھوڑ دی تو پہلے داخلہ سے چار مہینہ گزرنے پر بیک طلاق بائنہ بائن ہو جائیگی اور جب دوسرے داخلہ سے چار مہینہ پورے گزر جاوے تو بیک طلاق کی عدت میں ہو تو دوسری طلاق بائنہ ہی اسپر واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں اس دار میں داخل ہوا تو طلاق ثلث ہو اگر میں نے تجھ سے قریب نہ کی۔ پھر دار مذکور میں دو بار داخل ہوا تو قسم ہی ہو کے حق میں ہر بار کے داخلہ میں وہ مولی ہوگا چنانچہ اگر مدت کے اندر اُس سے قریب نہ کی تو وہ بیک طلاق طاعت ہو جائیگی اور اگر قریب نہ کی تو چار مہینہ گزرنے پر وہ بیک طلاق بائنہ ہوگی اور جب دوسرے داخلہ سے بھی چار مہینہ

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

گذرینگے تو دوسری طلاق سے طالق ہوگی لیکن تین سے زیادہ اسپر لازم نہیں ہونگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ ہر بار کہیں اس دارین داخل ہوا تو واسطے اللہ کے پھر اس غلام کا آزاد کرنا ہو اگر میں نے تجھ سے قربت کی یا کہا کہ تو یہ غلام آزاد ہو اگر میں نے تجھ سے قربت کی پھر دوبار داخل ہوا تو ہر بار کے واسطے یہ آزاد کنندہ ہوگا پس اگر عورت سے قربت کر لی تو ایک قسم میں حائض ہو جائیگا اسی طرح اگر اپنی جو روسے کہا کہ تو طالق ثلاث ہو اگر میں نے تجھ سے قربت کی پھر عورت سے قربت کر کے کہا کہ تو طالق ثلاث ہو اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو قسم بھی ہونے کے حق میں یہ دو ایلا رہیں اور اگر قربت کی تو ایک قسم میں حائض ہوگا پس تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں اس دارین داخل ہوا پس اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو پھر ایکسج لازم ہو یا کہا کہ تو پھر قسم نہ رہی پھر اس دارین دوبار داخل ہوا اور ہر داخلہ کے بعد عورت سے قربت کی تو اسپر دو حج یا جزا و قسم واجب ہوگی اور اسی طرح اگر لزوم حج کے پیچھے شرط قربت بیان کی ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں اس دارین داخل ہوا پس میں نے تجھ سے قربت کی تو پھر ایکسج واجب ہو پھر دارین داخل ہو پھر عورت سے قربت کی تو اسپر دو حج لازم ہونگے اور اگر دارین داخل ہوا یا عورت سے قربت کی ایک بار تو اسکے ذمہ لازم نہیں ہو الا ایک ایلا۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوا میں اس دارین تو دہشتہ میں نے تجھ سے قربت نہ کی تو یہ کہنا یا یہ کہنا کہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا دونوں برابر ہیں کہ ایک ہی بار طائف ہوگا قال المترجم یہ زبان عربی میں مستقیم ہو کہ کلام دخلت ہذہ الدار لم اقر بک واللہ۔ اور ہماری زبان میں اس صورت میں تالی ہو واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا ہر بار کہ میں داخل ہوا اس دارین تو یہ قول اور قول ہر بار کہ میں داخل ہوا اس دارین تو واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا دونوں یکساں ہیں۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قربت کی تو تو طالق ہو ہر بار کہ میں داخل ہوا اس دارین تو وہ ایلا کہنے والا نہ ہو جائیگا اور اگر عورت سے قربت کرنے کے بعد دارند کو میں داخل ہوا تو بیک طالق طالق ہو جائیگی یہ شہح جامع کہ میں ہو۔ اور اگر دونوں کے درمیان کلمہ یا داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ میں اس دارین نہ داخل ہونگا یا اس دارین نہ داخل ہونگا یا اس میں نہ داخل ہونگا پھر ان دونوں میں سے کسی ایک میں داخل ہوا تو حائض ہو جائیگا اور اگر دونوں میں سے کسی میں داخل ہوا یہاں تک کہ مر گیا تو حائض ہوگا۔ اور اگر کلمہ یا درمیان دو اثباتوں کے داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ میں اس دارین داخل ہونگا یا اس وارد دیگر میں داخل ہونگا پھر وہ انہیں سے ایک میں داخل ہوا تو قسم میں سچا ہو گیا اور اگر دونوں میں سے کسی میں داخل ہوا یہاں تک کہ مر گیا تو حائض ہو گیا۔ اور اگر کلمہ یا درمیان نفی اور اثبات کے داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ میں اس دارین داخل ہونگا یا اس وارد دیگر میں آج ضرور داخل ہونگا پس اگر دوسرے دارین داخل ہو گیا تو قسم میں سچا ہو گیا اور قسم نفی ساقط ہو گئی اور اگر دونوں دارین میں داخل ہونا اسکے ہاتھ سے فوت ہو گیا تو قسم اثبات میں حائض ہو گیا اور قسم نفی ساقط ہو گئی اور اگر دارین میں داخل ہوا تو قسم نفی میں حائض ہو گیا اور میں اثبات ساقط ہو گئی۔ اور ایسے مسائل میں ایک دفعہ اسکے حائض ہونے سے قسم نکل ہو جاتی ہو چنانچہ اگر دوبارہ جس شرط سے حائض ہو گیا ہو اسکو بجالایا تو بکر حائض نہ ہوگا اور اسی طرح جب قسم میں اثبات سے ابتدا کی ہو یہی حکم ہو مثلاً کہا کہ واللہ میں اس دارین آج ضرور داخل ہونگا یا اس وارد دیگر میں کبھی داخل ہونگا لیکن بات اتنی ہو کہ قسم اثبات میں اگر آج ہی اس دارین داخل ہو گیا

تو قسم میں سچا ہوگا اور قسم انہی میں دوسرے دار میں داخل ہونے پر حاشہ ہوگا یہ شرح تلمیض جامع کیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ والدین اس دار میں داخل نہ ہوگا یا اس وار دیگر میں داخل ہوگا پس اگر دوسرے دار میں داخل ہونے سے پہلے دار اول میں داخل ہوا تو حاشہ ہو جائیگا۔ اور اگر پہلے دار دیگر میں داخل ہوا تو قسم ساقط ہوگی اور اگر اس نے تخییر کی نیت کی ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ قسم اسکی نیت پر ہوگی پس قسم کا انقضاء ان دونوں میں سے ایک پر ہوگا یعنی یا تو اول پر نہ داخل ہونے کے ساتھ یا دوسرے پر داخل ہونے کے ساتھ اور یہی عامہ مشائخ کا قول ہے اور یہی مذہب شیخ ابو حیدر اللہ زعفرانی کا ہے اور یہی اصح ہے۔ اور اگر کہا کہ والدین ہی اس دار میں داخل نہ ہوگا یا دوسرے دار میں سے ایک میں داخل ہوگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے پس اگر پہلے وہ دار میں سے کسی میں داخل ہو تو اپنی قسم میں سچا ہوگا اور قسم ساقط ہوگی اور اگر دونوں دار میں سے کسی میں داخل ہونے سے پہلے وہ دار اول میں داخل ہوا تو اپنی قسم میں حاشہ ہوگا یہ شرح جامع کیر حصہ سہری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ والدین اس دار کا داخل ہونا آج ترک کر دینا یا کل کے روز اس وار دیگر میں داخل ہونا یا کل کے روز اسے اسس دار کا داخل ہونا ترک کیا تو اپنی قسم میں سچا ہوگا اور قسم ساقط ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ میں اس دار میں داخل نہ ہوگا پس اگر میں اس دار میں داخل نہ ہوا تو میں اس دار میں داخل ہوگا تو یہ استدلال باطل ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ میں اس دار میں داخل نہ ہوگا مادامیکہ زید نہیں ہے پھر زید اس سے منع اپنے اہل و عیال کے نکل گیا پھر زید نے دوبارہ اسی مکان میں عود کیا پھر حالت اس میں داخل ہوا تو حاشہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مادامیکہ میرے تن پر یہ کپڑا ہے یا جب تک مجھ پر یہ کپڑا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر لون کہا کہ والدین اس دار میں داخل نہ ہوگا در حالیکہ تو اس میں ساکن ہو یا در حالیکہ میرے تن پر یہ کپڑا ہے پھر مخاطب اس سے نکل گیا اپنی آٹھ گیا پھر عود کر کے آگیا یا حالت نے یہ کپڑا اتار دیا پھر میں لیا پھر داخل ہوا تو حاشہ ہو جائیگا یہ محیطہ شخصی میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ میں اس دار میں سکونت نہ کروں گا پس اگر اس میں ساکن نہ ہوا تو اس کے سکونت کرنے کے یہ معنی ہیں کہ خود اس میں رہے اور اثاثہ الیبت اور اسباب ضرورت اس میں لا کر رکھے پس حسب ایسا کر چکا تو اسوقت حاشہ ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اسس دار میں سکونت نہ رکھوں گا پھر خود نکل گیا اور اپنے اہل و عیال کو اس میں چھوڑ دیا پس اگر قسم کھانے والا کسی دوسرے کے عیال میں ہوشل پس رات کے کہ باپ کے عیال میں ہووے یا جو روکے کے خاوند کے ساتھ ہووے تو حاشہ حاشہ ہوگا اور اگر حالت کسی کے عیال میں نہ ہو تو اپنی قسم میں سچا نہ ہوگا الا آنکہ اسی وقت سے تنقل کر کے دین میں مشغول ہو جاوے اس واسطے کہ برابر اس طرح سے رہنا سکونت ہوگی پھر امام اعظم رحمہ کے نزدیک قسم سچی نہ ہونے کی شرط یہ ہے کہ اپنے اہل و عیال اور سب متاع کو اٹھا لیا جو سے حتیٰ کہ اگر اس میں ایک کھوٹی یا جھارا ہو گئی تو حاشہ ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے اگر اپنے اہل و عیال اور اثرا سباب کو لئے گیا تو قسم میں سچا ہوگا اور اسی قول پر فتوے ہو اور امام محمد رحمہ کے قول پر اگر اہل و عیال کو اور اس قدر اسباب کو کہ خانہ داری اس سے ہو سکتی ہوئے گیا تو قسم میں سچا ہوگا یہ قاضی خان میں ہے۔ اور مشائخ نے منسربایا ہو کہ یہ آسن ہے اور لوگوں کے حق میں اس میں زیادہ آسانی ہے اور اسی پر فتوے ہو یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اس میں اتفاق ہے

کہ قسم میں پتے ہونے کے واسطے اہل و عیال و خادموں کا اٹھالیا جائے شرط ہو اور اگر سب کو کوچہ یا مسجد میں منتقل کر کے لے گیا اور دارمذکور کو سپرد نہ کیا تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حادث ہوگا جب تک کہ دوسرا سکن نہ کرے اور اگر دوسرے کو پابین طور سپرد کر دیا کہ اپنا دارمذکور تھا اسکو کسی دوسرے کو کرایہ پر دیدیا یا اس میں کرایہ یا عمارت پر رہتا تھا پس خالی کر کے اُسکے مالک کو سپرد کر دیا اور اپنے واسطے مسکن نہیں کر لیا تو حادث نہوگا۔ ایک مروت نے قسم کھائی کہ میں اس دارمذکور نہ رہوں گا پس اس نے اپنے اہل و متعلق کو اٹھالیا تاچاہا پس اسکی جو روت نے اس میں سے نکلنے سے انکار کیا تو مروت پر واجب ہو کہ اُسکے متعلقین کو کشش کرے پھر اگر وہی غالب آئی اور مروت حاجت ہو گیا اور نکل کر دوسرے دارمذکور میں جا رہا تو اپنی قسم میں حادث نہوگا یہ قیادے قاضیخان میں ہے۔ ایک مروت نے قسم کھائی کہ میں اس دارمذکور نہ رہوں گا پس جب نکلنا چاہا تو دروازہ اس طرح بند پایا کہ اُس سے نکل نہیں سکتا ہو یا پیریاں ڈال کر نکلنے سے روکا گیا تو بعضے مشائخ نے فرمایا کہ صورت اول میں حادث ہوگا اور دوسری میں نہیں اور صحیح یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں حادث نہ ہوگا یہ غیانیہ میں ہے۔ اور اگر دیوار گر کر نکلنے پر قادر ہو تو اُسپر یہ نہیں واجب ہے حادث نہوگا یہ قیادے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں اس رات اس شہر میں رہوں تو ایسا ہو یعنی طلاق و طلاق کی قسم کھائی پھر اُسکو بخاراکرا ایسا حال ہو گیا کہ خود نہیں نکل سکتا ہو یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو حادث نہوگا ایسا اس واسطے کہ یہ ممکن تھا کہ وہ کسی کو اجارہ پر مقرر کر لیتا جو اسکو شہر سے باہر کر دیتا اور جو شخص مقید ہو اُسکے ساتھ یہ حکم نہیں ہے اس واسطے کہ جس نے اسکو قید کیا ہو وہ اسکو نکل جانے سے روکے گا حتیٰ کہ اگر اسکو نہ روکتا ہو تو مقید بھی مثل مریض کے ہوگا اور یہی صحیح ہے کہ یہ محیط میں ہے۔ ایک مروت نے اپنی جو روت سے کہا کہ اگر تو اسی دارمذکور میں ساکن رہی تو طالق ہو اور حال یہ ہے کہ مکان کی چار دیواری ہو اور دروازہ بند مقفل ہو تو یہ عورت مخدور ہو بیان تک کہ دروازہ کھولا جاوے اور عورت پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ دیوار پھاڑ جاوے اور فقیہ نے فرمایا کہ ہم انہی کو لیتے ہیں یہ غیانیہ میں ہے۔ اور اگر اُس گھر میں اپنا اسباب چھوڑ کر دوسرے گھر کی تلاش میں گیا تو صحیح قول کے موافق حادث نہ ہوگا اس واسطے کہ دوسرے گھر کی تلاش بھی اُٹھ جانے کے کاموں میں سے ایک کام ہے اور جب تک تلاش کرے تب تک کی مدت حکم عرف اس میں سے مستثنیٰ ہوگی بلکہ تلاش کی مدت میں افراط نہ کر دے یہ شرح مجمع البحرین میں ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دارمذکور نہ رہوں گا پھر خود نکل کر دوسرے گھر کی تلاش میں گیا تا کہ اس میں اہل و عیال و اسباب کو منتقل کر لیا جاوے پھر دوسرا مکان اُسکو چند روز تک ملا اور اسکو یہ ممکن ہو کہ اپنا اسباب اس میں سے نکال کر باہر رکھے تو حادث نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی لاوٹنے کا جائز تلاش کرنے میں مشغول ہو کہ اُس پر لاو کر لیا جاوے یا آدمی رات میں ایسی قسم کھائی کہ صبح ہونے تک اسکو اُٹھ جانا ممکن نہیں ہو یا اسباب بہت ہو اور خود نکل گیا اور آپ ہی اسباب منتقل کرتا ہو حالانکہ یہ ممکن ہے کہ وہ کرایہ پر منتقل کر لے مگر ایسا نہیں کرتا ہو تو ان سب صورتوں میں وہ حادث نہ ہوگا۔ اور یہ اس وقت ہے کہ وہ خود اسباب کو اس طرح منتقل کرتا ہو جیسے لوگ منتقل کر لیا کرتے ہیں اور گروہ ایسے منتقل نہ کرتا ہو جیسے لوگ منتقل کر لیتے ہیں تو حادث نہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت کہ عورتی زبان میں قسم کھائی ہو اور اگر فارسی میں قسم کھائی کہ وہ اند میں بدین خانہ اندر نہا شتم پھر خود اس قصہ سے نکل گیا کہ

سہ لفظی نہوگا
ترجمہ فقہ حنفی جلد ۱۰

عودہ کر گیا تو اپنی قسم میں حاشہ نہوگا اور اگر اس قصد سے نکل گیا کہ عود کر گیا تو حاشہ ہو جائیگا یہ فتاویٰ تاضیخان
میں ہو۔ اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو اس دار میں ساکن رہی تو طالق ہو اور یہ قسم آدمی رات کو کھائی تو عورت معذور
ہوگی اور اگر اُس نے اس طرح کی قسم اپنے حق میں کھائی ہو تو وہ معذور نہ ہوگا اس واسطے کہ وہ رات میں نہیں ڈرتا ہی
حتیٰ کہ اگر اسکے حق میں بھی خوف چورون وغیرہ کی طرف سے ثابت ہو تو وہ بھی معذور ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور
اگر قسم کھائی کہ اس دار میں ساکن نہ ہوگا حالانکہ اس میں رہتا ہو پھر اس پر متاع مذکور منتقل کر لیا جائے اگر ان معلوم ہوا تو
اسکا حیلہ یہ ہو کہ متاع مذکور ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر دے جس پر اسکو اعتماد ہو دے اور خود نکل کر دوسرے
کان میں چلا جاوے پھر جب اسکو آسانی معلوم ہو اسوقت اس سے خریدنے سے یہ فتادی سر اجیر میں ہو۔ اگر ایک
شخص دوسرے شخص کے ساتھ ایک دار میں رہتا ہو پھر ان میں سے ایک نے قسم کھائی کہ اس دوسرے کے ساتھ
نہ رہوگا پس اگر اُس نے منتقل کرنا شروع کر دیا حالانکہ فی الحال ممکن بھی ہو تو خیر ورنہ حاشہ ہو جائیگا اور اگر حالف
نے اپنا اسباب اس دوسرے کو ہبہ کر دیا یا اُس کے پاس ودیعت رکھایا عاریت دیا پھر مکان کی تلاش میں نکلا
اور چند روز تک کوئی مکان نہ ملا لیکن اس دار میں جہین دوسرا رہتا ہو نہ آیا تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ اگر اُس نے
اپنا اسباب دوسرے کو ہبہ کیا اور اُس نے قبضہ کر لیا ہو یا اسکو ودیعت دیا یا عاریت دیا اور اسی وقت باہر نکل گیا
بائین ارادہ کہ پھر عود نہ کر گیا تو اسکے ساتھ رہنے والا شمار نہ ہوگا یہ سراج و ہاج میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ
اس شہر میں نہ رہوگا پھر خود چلا گیا اور اپنے اہل و اسباب کو اس میں چھوڑ گیا تو حاشہ نہوگا اور اگر کسی کا نوں کی
نسبت اس طرح کی قسم کھائی کہ اس میں نہ رہوگا تو وہ بمنزلہ شہر کے ہو اور یہی صحیح ہو اور کو چہ و محلہ اس حکم میں بمنزلہ
دار کے ہو اور اگر قسم کھائی کہ اندر میں وہ نہ شام پھر اپنے اہل و عیال و اسباب لیکر وہاں سے نکل گیا پھر واپس
ہو کر اس میں سکونت اختیار کی تو حاشہ ہو جائیگا اور اسی طرح جو محل مستحق ہوتا ہو اس میں ایک وقت میں پچا ہونے
سے قسم باطل نہیں ہو جاتی ہو یہ خزانۃ المفتین میں ہو۔ اور شاخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ شخص مذکور
بغرض رہنے و سکونت کرنے کے واپس آیا ہو اور اگر کسی کے دیکھنے کو آیا یا اپنے اسباب کو منتقل کرنے کے واسطے
آیا اور چند روز رہا اور اسکی نیت یہاں سکونت کرنے کی تھی ہو تو اپنی قسم میں حاشہ نہوگا اور اگر رہنے کے واسطے
آیا ہو تو ایک دم کارہنا حاشہ ہونے کے واسطے کافی ہو دوام شرط نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں ایک
سال یا امسال اس دیہ میں رہوں تو میری جو رو طالق ہو پس ایک روز بقیہ سال سے کم رہا یا یوں قسم کھائی کہ اس
دار میں وہینہ بھر نہیں رہوگا پھر ایک ساعت رہا تو حاشہ نہ ہوگا جب تک کہ وہینہ بھر نہ رہے یہ خزانۃ المفتین میں ہو
اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ساکن نہ ہوگا پھر حالف اپنے سفر میں فلان کے گھر آرا اور ایک یا دو روز تک
رہا تو حاشہ نہوگا اور فلان کے ساتھ ساکن نہ ہوگا جب تک کہ اسکے ساتھ کم سے کم پندرہ روز تک نہ رہے یہ فتاویٰ
تاضیخان میں ہو۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ کوئٹہ میں نہ رہوگا پس اس وقت میں وہاں گزرا اور وہاں چودہ روز
رہنے کی نیت کی تو حاشہ نہوگا اور اگر پندرہ روز کی نیت کی تو حاشہ ہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ
سکونت نہ کروگا پھر فلان مذکور اس حالف کے دار میں غصب کی راہ سے داخل ہوا اور رہنے لگا پس حالف اسکے
ساتھ رہا تو حاشہ ہو جائیگا خواہ حالف کو یہ بات معلوم ہوئی ہو یا نہیں اور اگر غاصب کے اُن کے ہی حالف نے

خود بخوان

۱۰۰

(Signature)

2

2.

...

2.

2

11

10

25

٢٠

6.9

11/11/11

4

۵۲

اقول غلام

الحمد لله

الحمد لله

۱۰۰

۱۰۰

ایک دور

مجلس

10

21

اپنے اٹھ جانے کا بندوبست کیا اور منتقل کرنا شروع کیا تو حانث نہوگا یہ خزانہ المقتن میں ہو۔ اور اگر حانث نے سفر کیا پھر فلان مذکور اس حانث کے اہل و عیال کے ساتھ ساکن رہا تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ نہیں حانث ہوگا اور اسی پر فتوے ہو۔ اور متقی میں لکھا ہے کہ اگر مخلوف علیہ یعنی جس کے ساتھ نہ رہنے پر قسم کھائی ہو تین روز یا زیادہ کی راہ پر سفر کر گیا پھر قسم کھانے والا اُس کے اہل کے ساتھ آئین رہا تو امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر حانث نہ ہوگا اور اگر اس سے کم دوری پر گیا ہو تو حانث ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ کوفہ میں ساکن نہوگا تو یہ قسم کوفہ کے دار و احادیں ساتھ رہنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر حانث ایک گھر میں رہے اور مخلوف علیہ دوسرے گھر میں رہے تو حانث نہ ہوگا لیکن اگر اُس نے یہ نیت کی ہو کہ میں اور مخلوف علیہ کوفہ میں نہ رہوگا یعنی ایک گھر میں ہو یا دو گھر میں تو اس صورت میں اسکی نیت پر قسم ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ اس گاؤں میں نہ رہوگا تو یہ قسم ایک گھر میں اُس کے ساتھ رہنے پر واقع ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ خراسان میں نہ رہوگا تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ دنیا میں نہ رہوگا تو بھی ایک گھر میں اُس کے ساتھ رہنے پر قسم واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ نہ رہوگا پھر کشتی میں اُس کے ساتھ رہنا ہو کہ ہر ایک کے ساتھ اُس کے اہل و متاع ہو اور اسکو اپنی منزل بنایا تو اپنی قسم میں حانث نہوگا اور یہ ملاحون کے حق میں مساکنت ہو اور یہی حکم جنگلی لوگوں کا ہو کہ جب وہ ایک ہی خیمہ میں مجتمع ہو کر رہیں تو حانث ہوگا اور اگر خیمہ متفرق ہوں تو حانث نہوگا اگرچہ باہم نزدیک نزدیک ہوں یہ ظہیرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ نہ رہوگا پھر اُس کے ساتھ کسی دار کے یا بیت کے غرض کہ مسجد میں ساکن رہا تو حانث ہو جائیگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ سکونت نہ کروں گا اور کچھ نیت نہیں کی پھر احاطہ میں دونوں اس طرح رہے کہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ قصر میں رہا تو حانث نہ ہوگا اور ساتھ رہنا جب تحقق ہوگا کہ دونوں ایک ہی بیت میں رہیں یا دونوں ایک ہی دار کے علیحدہ علیحدہ بیت میں رہیں اور اگر اہل و عیال ہوں تو اہل و عیال و مال و اسباب آئین رکھیں اور جب ایک دار میں علیحدہ علیحدہ قصر میں تو ہر قصر علیحدہ مسکن ہو لہذا حانث نہ ہوگا اور اگر اُس نے اپنی قسم میں یہ نیت کی ہو کہ اس طرح علیحدہ علیحدہ قصر میں بھی نہ رہوگا تو حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہو کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ احاطہ بہت بڑا ہو جیسے کوفہ میں دار ولید ہو یا بخارا میں دار لوح جو کہ یہ ہنزلہ ایک محلہ کے ہو اور اگر دار ایسا ہو تو بدون نیت مذکور کے بھی حانث ہو جائیگا خواہ اس دار میں بیوت ہوں یا قصر ہوں۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ سکونت نہ کروں گا پھر ایک ہی بیت یا ایک ہی قصر میں اُس کے ساتھ بدون اہل و متاع کے ساکن رہا تو ہمارے نزدیک حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ایک دار میں نہ رہوگا اور دار معین کا نام لیا پھر دونوں نے اُسکو بائٹ لیا اور بیچ میں دیوار کھڑی کر دی اور ہر ایک نے اپنا دروازہ علیحدہ بھڑ لیا پھر قسم کھانے والا ایک حصہ میں رہا اور دوسرا دوسرے حصہ میں رہا تو قسم کھانے والا حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ساکن نہ رہوگا اور کسی دار معین کا نام نہیں لیا اور نہ نیت کی پھر اسی طرح ایک دار کے دو حصہ کر کے انکے درمیان دیوار کر دی گئی پھر قسم کھانی والا ایک ٹکڑے میں اور دوسرا دوسرے ٹکڑے میں رہا تو حانث نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے

قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ ساکن نہ ہوگا اور کوئی دارمیں نہیں بیان کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر اُس کے ساتھ بازار کی دکان میں رہا جس میں دونوں کوئی صنعت کا کام کرتے ہیں یا تجارت کرتے ہیں تو حائث نہ ہوگا اور یہ قسم انہیں مکانوں پر واقع ہوگی کہ جنکو انہوں نے گھر بنایا ہو کہ اس میں اہل و عیال کے ساتھ رہتے ہیں لیکن اگر اُس نے اس طرح دکان میں رہنے کی نیت بھی کی ہو یا باہر قریب اس قسم کے دونوں میں ایسی گفتگو ہو جو اس پر ولایت کرے تو اس صورت میں حائث ہوگا کہ قسم اُس کے کلام سابق و سننے پر ہوگی اور اگر اُس نے دکان کو اپنا گھر بنا لیا چنانچہ کہا جاتا ہو کہ فلاں شخص بازار میں رہتا ہو پس اگر قسم مذکور کے ساتھ کوئی امر اس پر ولایت کرتا ہو کہ اس سے قسم سے یہ مروی ہو کہ بازار میں فلاں کے ساتھ رہنا ترک کر گیا تو قسم اسی پر محمول ہوگی اور اگر ایسا قریب نہ ہو مگر اُس نے کہا کہ میں نے بازار کی مساکنت کی نیت کی تھی تو اُس کا قول قبول ہوگا کہ اس نے اپنے نفس پر سختی کی ہو چنانچہ بدائع میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلاں دارمیں اُس کے ساتھ ساکن نہ ہوگا پھر وہ منہدم کیا گیا اور وہاں دوسرا دار بنایا گیا پھر اس میں ساکن ہوا تو حائث ہوگا اور یہ بخلاف اُس کے جو کہ بیعت میں اُس کے ساتھ نہ رہنے کی قسم کھائی پھر وہ منہدم کر کے میدان چھوڑ دیا گیا پھر اسی مقام پر دوسرا بیت بنایا گیا پھر اس میں اُس کے ساتھ رہا تو حائث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس دارمیں بیعت میں اُس کے ساتھ نہ رہوگا پھر وہ بیتان کر دیا گیا تو اس میں ساتھ رہنے سے حائث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دارمیں یا کسی دارمیں نہ رہوگا اور کوئی دارمیں بیان نہیں کیا اور نہ نیت کی پھر زید کے ایسے دارمیں رہا جسکو اُس نے بعد قسم کے فروخت کر دیا ہو تو اس میں رہنے سے حائث نہ ہوگا اور اگر زید کے ایسے دارمیں رہا جو وقت قسم سے وقت سکونت تک اُسکی ملک ہو تو بالاتفاق حائث ہو جائیگا اور اگر ایسے دارمیں رہا جسکو زید نے بعد اُسکی قسم کے خرید کیا ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حائث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کے کسی دارمیں ساکن نہ ہوگا پھر ایسے دارمیں رہا جو زید کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو تو حائث نہ ہوگا خواہ دوسرے کا اس میں حصہ کم ہو یا زیادہ ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کے اس دارمیں ساکن نہ ہوگا پھر زید نے اسکو فروخت کر دیا پھر حائث نہیں رہا تو اس میں دوسرے میں اگر اُس نے اس دارمیں بالخصوص رہنے کی نیت کی ہو تو حائث ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ زید کی ملکیت میں جب تک ہو نہ رہوگا تو حائث نہ ہوگا اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حائث نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ ایسے دارمیں نہ رہوگا جسکو فلاں خریدے پھر فلاں نے کسی دوسرے کے واسطے ایک دار خرید لیا جس میں یہ حائث ساکن ہو تو حائث ہوگا اور اگر اُس نے دعویٰ کیا کہ میری یہ نیت تھی کہ فلاں اپنے واسطے خریدے پس اگر قسم امدت کی ہو تو اُسکی تصدیق کی جائیگی اور اگر قسم بطلاق یا عتاق ہو تو قضا اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ بیعت میں نہ رہوگا اور اُسکی کچھ نیت نہیں ہے پھر وہ بالون کی بیعت یا منطاط یا خیمہ میں رہا تو حائث نہ ہوگا بشرطیکہ آبادی کے رہنے والوں میں سے ہو اور اگر بدوی ہو تو حائث ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لایبیت مع فلاں یا لایبیت فی مکان کہ لایبیت فلاں کے ساتھ رات نہ گزاروگا تو رات بھر اُس کے ساتھ رہنے پر قسم ہوگی پس اگر آدمی رات سے زیادہ اُس کے ساتھ کچھ رہا تو حائث ہوا اور اگر اس سے کم رہا تو حائث نہ ہوگا خواہ وہ سویا ہو یا نہ سویا ہو یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس منزل میں رہتا

نہ گذارو گنگا پھر خود اس میں سے نکل کر باہر سویا اور اپنے اہل و عیال و اسباب کو دہن چھوڑا تو حانث ہوگا اور ایسی قسم اسکی ذات پر ہوگی اہل و اسباب پر ہوگی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ رات اس بیت کی چھت پر نہ گذارو گنگا اور اس چھت پر ایک غرہ ہو کہ اسکی زمین اور چھت ایک ہو تو وہاں رات گزارنے سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کسی چھت پر رات نہ گذارو گنگا پھر اس غرہ کی زمین پر سویا تو حانث ہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں منزل فلان میں رات نہ گذارو گنگا کل کے روز تو یہ باطل ہے الا آنکہ اس نے دوسری آنے والی رات مراولی ہو۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں کل کے روز فلان کی منزل میں نہ ہو گنگا تو وہ کل کی کسی ساعت ہونے پر ہوگی یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لایاوی مع فلان او لایاوی فی مکان او اور ادبیت یعنی اوارت نہ کر و گنگا فلان کے ساتھ یا فلان مکان یا دار یا بیت میں تو اوارت یہ ہو کہ ٹھہر رہے کسی مقام میں فلان کے ساتھ خواہ تھوڑی دیر یا بہت دیر خواہ رات میں یا دن میں اور یہ امام ابو یوسف آکا دوسرا قول ہے اور یہی امام محمد کا قول ہے لیکن اگر اُس نے اس سے زیادہ ایک دو روز کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی۔ اور ابن رستم نے امام محمد سے روایت کی کہ اگر کسی نے کہا کہ لایاوی و یا ایک بیت یا دار یعنی کوئی بیت کبھی مجھے اور مجھے ساتھ جگہ نہ لگے گا تو امام ابو یوسف کے دوسرے قول اور میرے قول میں یہ قسم طرہ بعین پر واقع ہوگی الا آنکہ اُس نے اس سے زیادہ ایک دو روز کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی۔ اور ابن رستم نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر زید نے کہا کہ عمر کو جگہ نہ دو گنگا حالانکہ عمر مذکور زید کے عیال میں اس کے مکان میں موجود ہو تو زید حانث ہوگا الا آنکہ زید کی نیت عمر کو ڈراسنے کی ہو کہ جن حرکتوں میں گرفتار ہو انکو چھوڑے تو ایسا نہیں ہو۔ اور اگر عمر اس کے عیال میں نہ ہو اور اس کے مکان میں نہ ہو تو یہ زید کی نیت پر ہو اگر یہ نیت کی ہو کہ عمر کو اپنے عیال یعنی پرورش میں نہ رکھیگا تو قسم اسکی نیت پر ہوگی۔ اور اگر نیت کی کہ اسکو اپنے گھر میں داخل نہ کریگا پھر اگر عمر بدون اسکی اجازت کے داخل ہو اور زید اسکو دیکھ کر چپ ہو رہا تو حانث نہ ہو گا یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرفوعہ کو نکلا اور اس کے ساتھ دوسرا ہو اور اسکا ارادہ ایسے مقام پر جانے کا ہو کہ اسکو بیان کر دیا ہو پس قسم کھائی کہ اس شخص سے سوائے اس سفر کے ساتھ نہ کھونگا پھر جب تھوڑی ساہ قطع کی تو دونوں کی رائے میں دوسرے مقام کو جانا اصلحت معلوم ہو پس دونوں دوسرے مقام کی طرف لوٹ پڑے جو سوائے اس مقام کے ہو جس کا پہلے نام لیا تھا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ اسی پہلے سفر میں ہی پس حانث ہوگا۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں آج پیدل نہ چلوں گا الا ایک میل پھر اپنے گھر سے نکل کر ایک میل تک پیدل جا کر اپنے مکان کو پیدل و پس آیا تو امام محمد نے فرمایا کہ اپنی قسم میں حانث ہوگا اسوائے اس کے کہ وہ وہیل پیدل چلا ہو۔ زید نے کہا کہ واللہ عمر کی مصاحبت نہ کروں گا پس اگر زید ایک قطار میں چلتا ہو اور عمر دوسری قطار میں تو امام محمد نے فرمایا کہ اسکا مصاحب نہ ہوگا اور اگر دونوں ایک ہی قطار میں ہوں تو وہ مصاحب ہوگا اگرچہ ایک اس قطار کے اول میں ہو اور دوسرا آخر میں ہو۔ اور اسی طرح اگر دونوں ایک کشتی میں ہوں اس طرح کہ ایک ایک درجہ میں اور دوسرا دوسرے درجہ میں ہو اور ہر ایک کا کھانا الگ الگ ہو تو بھی یہی حکم ہے اسوائے اس کے کہ اسکا آنا جانا ایک ہی راستہ سے ہوگا اور اگر کہا کہ واللہ میں فلان کی مرافقت نہ کروں گا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر دونوں کا طعام ایک ہی ہو ایک مکان میں حالانکہ وہ دونوں ایک جماعت کے ساتھ ہیں چلتے ہیں تو ان دونوں میں مرافقت ثابت ہوگی۔

قسم کھائی کہ اپنی بیٹ سے نہ نکلوں گا یعنی جس بیٹ میں موجود ہو پھر صحن دار میں نکلا تو حائث ہو جائیگا اور ہمارے
 شاخین مشائخ نے فرمایا کہ یہ اس کے عرف کے موافق اور ہمارے عرف میں صحن دار بھی بیٹ ہو پس جب تک کوچہ
 میں نہ نکلے حائث ہوگا اور اسی پر فتوے ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار سے نہ نکلوں گا پھر اپنا ایک پانوں اس
 دار سے نکلا تو اپنی قسم میں حائث نہ ہوگا ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہو۔ اور ہمارے بعض مشائخ نے
 فرمایا کہ اگر وار مذکور کا باہر بیچا ہو تو اپنی قسم میں حائث ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ اسکا سہارا نکلے ہوئے پانوں پر
 ہو تو حائث ہوگا اگرچہ وار کا باہر بیچا ہو لیکن ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایت کے موافق کسی حال میں حائث
 نہ ہوگا اور اسی کو شمس الائمہ سرخسی و حلوانی نے اختیار کیا ہو۔ اور یہ اس وقت ہو کہ کھڑے کھڑے قدموں کے
 بل نکلا ہو اور اگر بیٹھ کر اُسے اپنے دونوں قدم باہر نکالے اور اسکا بدن اندر ہو تو اپنی قسم میں حائث نہ ہوگا پھر اگر
 کھڑا ہو گیا تو حائث ہو جائیگا۔ اور اگر چپت یا پٹ یا کروٹ لیٹا ہو پھر ڈھنگا مہا شک کہ اسکا بعض بدن باہر ہو گیا
 پس اگر زیادہ بدن باہر ہو گیا تو حائث ہو جائیگا اگرچہ اسکی سابقین اندر رہی ہوں۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار
 سے خارج نہ ہوں گا اور اس دار میں ایک بڑا درخت ہو جسکی شاخیں دار سے باہر ہیں پھر اس درخت پر چڑھ کر
 ان شاخوں پر آیا بیان تک کہ دار سے باہر بیچ راستہ پر ہو گیا کہ اگر گھرے تو راستہ میں گھرے تو حائث نہ ہوگا خواہ
 قسم کھانے والا بلا و عرب کا ہو یا بلا و عجم کا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ میری جو رو اس دار سے نہ نکلیں پھر
 وہ عورت دار کے دروازہ سے یا دیوار کے اوپر سے یا کوئی سوراخ کر کے نکلی بہر حال حائث ہو گیا اور اگر قسم کھائی
 کہ اس دار کے دروازہ سے باہر نہ نکلا تو کسی دروازہ سے نکلے خواہ دروازہ قدیم سے یا نیا دروازہ بنا کر بہر حال
 حائث ہوگا اور اگر دیوار کے اوپر سے یا سوراخ کر کے نکلے تو حائث ہوگا ایسا ہی بعض مشائخ نے شرح بیان الاصل
 میں ذکر کیا ہو اور حیل میں ذکر فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے نہ نکلوں گا پھر چھت پر چڑھ کر کسی دی
 کے بیان آؤ کر نکلا یا اس دار کا کوئی دوسرا دروازہ نکال کر اس سے نکلا تو حائث نہ ہوگا اور شیخ ابو نصر دہلوی نے
 فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ حائث ہو جائیگا اس واسطے کہ سب اسی دار کے دروازہ ہیں۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار
 سے اس دروازہ سے نہ نکلوں گا پھر دوسرے دروازہ سے سو اسے دروازہ معین مذکور کے نکلا تو ایمان الاصل
 میں مذکور ہو کہ حائث ہوگا قال الترمذی ظاہر مسئلہ میں تصحیف ہوئی ہو اور صحیح یون ہو کہ قسم کھائی کہ اس دار کے اس
 دروازہ سے نہ نکلوں گا فافہم۔ فتاویٰ اہل ہند میں لکھا ہو کہ ایک نے قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے نہ نکلوں گا
 اور اسکی نیت لکڑی کا در ہو پھر یہ دروازہ گر گیا پھر اس مقام سے وہ شخص نکلا تو حائث نہ ہوگا اور اگر لکڑی کا
 دروازہ مراد نہ تھا تو حائث ہوگا یہ توضیح میں ہو۔ اور اگر اپنی جو رو کے حق میں قسم کھائی کہ نہ خارج ہوگی منزل سے
 الابراے زیارت پھر اکیبا روہ عورت اسی واسطے نکلی پھر دوسری بار اور کام کے واسطے نکلی تو حائث ہو گیا اور
 اگر یہ نیت کی ہو کہ اس مرتبہ نہ نکلیں گی الابراے زیارت پھر دوسری بار اور کام کے واسطے نکلی پھر دوسری بار اور کام
 کے واسطے نکلی تو حائث نہ ہوگا۔ اور اگر عورت پر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ منزل سے نہ نکلیں گی پس وہ عورت کسی
 دوسرے کے ساتھ نکلی یا تنہا نکلی پھر فلاں مذکور جا کر اسکے ساتھ ہو گیا تو حائث نہ ہوگا۔ اور اگر عورت پر قسم کھائی
 کہ وہ اس دار سے خارج نہ ہوگی پھر وہ اس دار کے بالا خانہ میں یا کوٹھے پر کے پائخانہ میں جسکا رستہ طریق اعظم

قال الترمذی
 اسکی نیت
 کباب
 بیان میں
 اختلاف
 احوال
 عجیب
 کی عورت
 مذکور ہوئی
 ہوا در بیان
 تعلیم فتاویٰ
 دہلی فتاویٰ
 اعلم

جمع
 تفسیر
 رشیدیہ
 س
 شرح
 صحت میں
 اور بیٹ
 یہ کہ دروازہ
 نہ نکلیں گی
 نکلے ہوئے
 ہندو مت کے

کی طرف ہو گئی تو یہ دار سے نکلنا نہ ہوا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب خارج ہوگا یا مکہ کی طرف نہ جاؤنگا پھر مکہ جانے کے ارادہ سے نکلا پھر واپس ہو آیا تو حانث ہو جائیگا اور حانث ہونے کے واسطے شرط یہ ہو کہ اپنے شہر کی آبادی سے مکہ کو جانے کی نیت سے خارج ہو جاوے اور اگر آبادی سے تجاوز کرنے سے پہلے لوٹ آیا تو حانث ہوگا اگرچہ وہ اسی نیت پر ہو یہ کافی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب پیدل نہ نکلونگا پھر اپنے شہر کی آبادی سے پیدل نکل گیا پھر سوار ہو لیا تو حانث ہوگا اور اگر سوار ہو کر آبادی سے نکلا پھر پیدل ہو لیا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ میں ہو اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ مکہ میں داخل ہوؤنگا پھر داخل ہوا بیانتک کہ مر گیا تو آخر جزو اجزائے حیات میں حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اُسکے پاس کل کے روز آؤنگا اگر استطاعت ہوئی پھر اسکو مرض یا سلطان وغیرہ کوئی مانع و عارض پیش نہ آیا مگر وہ نہ آیا تو حانث ہوگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ بغداد میں پیدل نہ آؤنگا پھر سوار ہو کر بغداد تک آیا پھر پیدل ہو کر بغداد میں داخل ہوا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور نیت میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میری جو روفلان کی شادی نکاح میں نہ آؤیگی پھر اسکی عورت قبل شادی نکاح کے گئی اور وہیں رہی یہاں تک کہ شادی نکاح ہو گئی تو حانث ہوگا۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلان کے پاس نہ آؤنگا تو یہ قسم اُسپر ہو کہ اُسکے مکان یا دکان پر نہ آوے خواہ اُس سے ملاقات ہو یا نہ ہو اور اگر اسکی مسجد میں آیا تو حانث ہوگا۔ اور نیت میں لکھا ہو کہ ایک نے دوسرے کا ساتھ لازم کر لیا یعنی اپنے حق کی طلب کے واسطے ہر وقت اُسکے ساتھ رہنے لگا پس جبکا ساتھ بکڑا ہو اُس نے قسم کھائی کہ کل اُسکے پاس آؤنگا پھر جہاں اُسکا ساتھ بکڑا تھا وہاں آیا تو قسم میں سچا ہوگا یہاں تک کہ اُسکے مکان پر آوے اور اگر اُسکے مکان پر اسکا ساتھ بکڑا ہو اور قسم کھائی کہ کل اُسکے پاس ضرور آؤیگا پھر طالب اس مکان سے دوسری جگہ اٹھ گیا پھر قسم کھانے والا اسی مکان پر آیا جہاں اسکا ساتھ بکڑا تھا اور اسکو نہ پایا تو قسم میں سچا ہوگا یہاں تک کہ جس مکان میں اٹھ گیا ہو وہاں جاوے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں تیرے پاس فلان مقام پر کل کے روز نہ آؤں تو میرا غلام آزاد ہو پھر وہیں آیا مگر اسکو نہ پایا تو قسم میں سچا ہوگا یہاں تک کہ اگر میں تجھ سے فلان مقام پر کل نہ ملوں تو میرا غلام آزاد ہو پھر حالف اُس مقام پر آیا اور اسکو نہ پایا تو حانث ہو جائیگا۔ اور نیت میں مذکور ہو کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کی عیادت کرونگا یا فلان کی زیارت کرونگا پس اُسکے دروازہ پر گیا مگر اسکو اندر آنے کی اجازت نہ دی گئی پس بدون اسکی ملاقات کے واپس گیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اُسکے دروازہ پر آیا مگر اجازت نہ مل گئی تو فرمایا کہ حانث ہو جائیگا جتنا کہ وہ طریقہ بجا نہ لاوے جو عیادت کرنے والا یا زیارت کرنے والا کرتا ہو یہ محیط میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی زیارت اسکی زندگی اور مرے پر نہ کرونگا پھر اُسکے جنازہ کی شایعت کی تو حانث ہو جائیگا اور اگر اسکی قبر پر آیا تو حانث ہوگا الا آنکہ اُس نے یہی نیت کی ہو تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ رات تک میں سے نہ جاؤنگا یہاں تک کہ اس سے ملاقات کروں پھر وہ روپوش ہو گیا یہاں تک کہ رات ہو گئی پھر حالف نے اُسکے دروازہ پر رات گزاری تو حانث نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اگر میں اسکو فلان کی طرف نہ اٹھالیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اٹھالے گیا مگر اسکو نہ پایا تو حانث نہ ہوگا یہ غیانیہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ کسی داہ پر سوار نہ ہوؤنگا پھر گھوڑے یا گدے یا خیر پر سوار ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر اونٹ پر سوار ہوا تو حانث ہوگا

۱۔ چاند کی طرف
۲۔ اگر مکہ کی طرف
۳۔ حقیقت میں
۴۔ حاکم کا
۵۔ حاکم کا
۶۔ حاکم کا
۷۔ حاکم کا
۸۔ حاکم کا
۹۔ حاکم کا
۱۰۔ حاکم کا
۱۱۔ حاکم کا
۱۲۔ حاکم کا
۱۳۔ حاکم کا
۱۴۔ حاکم کا
۱۵۔ حاکم کا
۱۶۔ حاکم کا
۱۷۔ حاکم کا
۱۸۔ حاکم کا
۱۹۔ حاکم کا
۲۰۔ حاکم کا

اور یہ استعسان ہو اور اگر اُسے اسکی نیت کی ہو یعنی اونٹ پر بھی سوار نہ ہو گا تو یہ قسم اسکی نیت پر ہوگی یعنی حانث ہوگا اور اگر اُسے کسی نوع خاص کی نیت کی ہو مثلاً گھوڑا یا گدھا وغیرہ تو دیا نہ اسکی تصدیق ہوگی اور قضاۃ تصدیق ہوگی اسواسطے کہ اُسے عام لفظ سے خاص کی نیت کی ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ سوار نہ ہو گا تو اسکی قسم ان جانوروں پر ہوگی جن پر لوگ سوار ہوتے ہیں جیسے گھوڑا و چمچر وغیرہ اور اگر بعد قسم کے وہ کسی آدمی کی پیٹھ پر سوار ہو تو حانث ہوگا اور قضاوی ابواللیث سین لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ سوار نہ ہو گا اور گھوڑے یا گدھے کی نیت کی کہ یہ سوار نہ ہو گا تو دیا نہ کی راہ سے فیما بینہ و بین اللہ تم بھی اسکی تصدیق ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فرس پر سوار نہ ہو گا پھر بردون پر سوار ہو تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بردون پر سوار نہ ہو گا پھر فرس پر سوار ہو تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ فرس عربی گھوڑے کو کہتے ہیں اور بردون عجمی گھوڑے کا نام ہے و قال المترجم شامی نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ عربی زبان میں اُسے قسم کھائی ہو اور اگر فارسی میں قسم کھائی کہ براسب نہ نشیند یا اردو میں قسم کھائی کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو گا تو کسی گھوڑے پر سوار ہو بہر حال حانث ہوگا یہ قضاوی قاضیخان میں ہے اور اگر عربی زبان میں قسم کھائی کہ خیل پر سوار نہ ہو گا تو فرس یا بردون کسی پر سوار ہو تو حانث ہوگا یہ ہر ایک میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہ ہو گا پھر زبردستی کسی دابہ پر لا دیا گیا تو حانث نہ ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہ ہو گا پھر گھوڑے و چمچر وغیرہ پر زین پوشش ڈال کر سوار ہو یا اونٹ و گدھے پر اکاف ڈال کر سوار ہو یا ننگی پیٹھ پر سوار ہو بہر حال حانث ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مرکب پر سوار نہ ہو گا پھر کشتی میں سوار ہو تو قضاوی سین بروایت ہشام مذکور ہے کہ حانث ہوگا اور حسن رحمہ اللہ نے مجھ میں فرمایا کہ نہیں حانث ہوگا اور اسی پر فتوے ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور لفظ دستور کا اونٹ کو شامل نہیں ہے الا ایسے مقام پر جہاں اونٹ پر بھی سوار ہوتے ہیں یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس زمانہ پر سوار نہ ہو گا پھر ہمیں کچھ کمی یا زیادتی کر کے اسپر سوار ہو تو حانث ہو جائیگا اور اگر خیار زین کو بدل دیا ہو تو حانث نہ ہوگا کہ زین میں معتبر وہی خیار ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ آج ضرور اس دابہ پر سوار نہ ہو گا پھر اسکو مضبوط باندھا اور جکڑا اگر اُسکے سوار ہونے پر قادر نہ ہوا تو آج کا دن گذر جائے پر حانث ہو جائیگا یہ قضاوی قاضیخان میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس دابہ پر سوار نہ ہو گا حالانکہ اسپر سوار ہی پس برابر اسپر سوار رہا تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے اس دابہ پر سوار نہ ہو گا پس فلان نے اپنا یہ دابہ فروخت کر دیا پھر حالت اس پر سوار ہو تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ دابہ فلان پر سوار نہ ہو گا پھر ایسے دابہ پر سوار ہو جو فلان وغیرہ کے درمیان مشترک ہو تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ وہ اب فلان پر سوار نہ ہو گا پھر اسکے دو اب میں سے تین جانوروں پر سوار ہو تو حانث ہوگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ دابہ فلان پر سوار نہ ہو گا پھر اسکے غلام ماؤن کے دابہ پر سوار ہو خواہ وہ غلام مقروض ہو یا غیر مقروض ہو تو حانث نہ ہوگا یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے مگر فرق دونوں صورتوں میں اتنا ہے کہ اگر غلام مذکور پر اسقدر قرضہ ہو کہ اسکے تمام رقبہ کو محیط ہو تو اسکے جانور پر سوار ہونے سے حانث نہ ہوگا اگرچہ اسکی نیت ہو کہ فلان کے غلام کے جانور پر بھی سوار نہ ہو گا اور اگر غلام مذکور پر اسقدر قرضہ ہو کہ اسکی گروں کو بھی مستغرق ہو یا بالکل قرضہ نہ ہو تو جب تک نیت نہ کی ہو حانث نہ ہوگا یعنی نیت کرنے کی

صورت میں حانت ہوگا یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ تابندہ کشتی پر سوار ہونوگا پھر چند فرسخ یعنی چند کوس کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوا پھر اتر پڑا تو حانت نہ ہوگا یہ حادی میں ہو۔ مجموع النوازل میں ہو کہ ایک نے کہا کہ ہر بار کہ میں کسی دابہ پر سوار ہوں تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہو کہ اسکو صدقہ کر دوں پھر ایک دابہ پر سوار ہوا تو اسپر لازم آیا کہ اسکو صدقہ کر دے پھر اگر صدقہ کر کے اسکو خرید لیا پھر اسپر سوار ہوا تو پھر اسکا صدقہ کر دینا لازم آیا اسی طرح یتسری چوتھی بار جتنی بار ایسا کرے اسپر یہی لازم آوے گا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں فلان قریہ میں گیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس گانوں کی زمین میں گیا تو حانت نہ ہوگا یہ عتابیہ میں ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ بیٹھو کہ چاشت کا کھانا میرے یہاں کھالے پس اسنے کہا کہ اگر میں نے چاشت کا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہو پھر وہاں سے اپنے گھر آکر چاشت کا کھانا کھایا تو حانت نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر میں نے آج چاشت کا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہو تو ایسی صورت مذکورہ میں حانت ہوگا یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ چلوں گا پھر زمین پر جو تاپا سودہ پہنکر چلا تو حانت نہ ہوگا اور اگر کچھو کچھ نہ پر چلا تو حانت نہ ہوگا اور اگر اجڑا ہر جو تاپا پہنکر یا ننگے پاؤں چلا تو حانت ہوگا یہ خلاصہ میں ہو

پانچواں باب کھانے پینے وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان میں۔ کھانے کے یہ معنی ہیں کہ جو چیز جانے کا
احتمال رکھتی ہو۔ اپنے منہ سے اپنے پیٹ میں پہونچانا خواہ اسکو شکستہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ چبا ہو یا نہ چبا
ہو۔ جیسے روٹی و گوشت و فواکہ وغیرہ۔ اور پینے سے یہ مراد ہو کہ جو چیز چبانے کی محتاج نہیں ہر سال چیزوں
سے اسکو اپنے پیٹ میں پہونچانا جیسے پانی و بنید و دودھ و وہی و شہد و ستوتھے ہوئے وغیرہ لکھیں
اگر یہ بات پانی جادے تو پتہ تحقیق ہوگا اور وہ حانث ہوگا ورنہ نہیں الا انکہ اسکو بھی عرف و عادت میں پتہ ہولتے
ہوں تو یوں بھی حانث ہو جائیگا یہ بدائع میں ہو۔ اور ذوق کسی شے کا اپنے منہ سے پہچاننا بدون اس عین شے کے
اپنی حلق میں داخل کرنے کے یہ کافی ہیں ہو۔ اگر قسم کھائی کہ یہ اخروٹ یا یہ انڈانہ کھاؤنگا پھر اسکو نگل گیا تو
حانث ہوگا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر کسی ایسی چیز کے نہ کھانے کی قسم کھائی جس میں چبانہ نہیں ہو سکتا ہو
پھر اسکو دوسری چیز کے ساتھ کھایا پس اگر دوسری چیز ایسی ہو کہ اس طرح کھائی جاتی ہو تو قسم میں حانث ہو جائیگا
مثلاً قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا یا یہ شہد نہ کھاؤنگا پھر اسکو روٹی یا چھوڑے کے ساتھ کھایا تو حانث ہو گیا
اور اگر دودھ کو یوں ہی اور شہد میں پانی ڈال کر پی گیا تو حانث نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے قسم
کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا پس اسکو پی گیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکو نہ پوئنگا پھر اسکی کھیر بنائی یا
اس میں روٹی ملکر کھائی تو حانث نہ ہوگا اور یہ حکم ستوون وغیرہ میں ہو کہ جو کھائے جاسکتے ہیں اور پیئے بھی جاسکتے
ہیں اور مشابہت نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ قسم بزبان عربی ہو اور اگر فارسی میں ہو پھر اسکو کھایا یا پیسا بہر
حال حانث ہوگا اور اسی پر فتوے ہو یہ قتادی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ روٹی نہ کھاؤنگا
پھر اسکو خشک کر کے کوٹ ڈالا اور پانی ڈال کر اسکو پی لیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اسکو بھجوا دیا ہو کھایا تو حانث
ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ قال المترجم ہمارے عرف میں کھانے پینے میں وہی اعتبار ہو جو عرف زبان عرب کا ہو
بخلاف زبان فارسی کے چنانچہ شراب الخمر عربی ہو اور اردو شراب پتہ بخلاف فارسی کے کہ شراب خوردن ہولتے ہیں

۴
شماره
چهارم
جلد اول
برای
کتابخانه
ملی
تاسیس
شده
در
سال
۱۳۵۶
قمری
به
مناسبت
روزگار
پانزدهمین
روزگار
پانزدهمین

لہذا مترجم نے احکام میں تفریق و تلبیہ کا قصد نہیں کیا ہے فاقہم واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر قسم کھانی کہ دودھ نہ کھاؤنگا پھر دودھ کی کھیر پکا کر کھائی تو شیخ ابو بکر بخاری نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اگرچہ اس میں پانی نہ ڈالا ہو اور اگرچہ دودھ کا جرم اس میں دکھلائی دیتا ہو یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر قسم کھانی کہ سکہ نہ کھاؤنگا پھر ایسے سونے کے تھکے جو مسکے میں لٹھ کیے گئے تھے اور قسم کھانے والے کی کچھ نیت نہیں ہو تو امام محمد رحمہ اللہ نے اصل میں فرمایا کہ اگر اجزاء سے مسکہ ظاہر ہوتے ہوں اور حکام مزہ آتا ہو تو حانث ہوگا اور ظاہر ہوتے ہوں اور مزہ نہ آتا ہو تو حانث ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ رب نہ کھاؤنگا پھر ایسا عصیدہ بنایا ہو اٹھایا جس میں رب ملا یا گیا ہو تو شاخ نے فرمایا کہ اپنی قسم میں حانث ہوگا الا آنکہ عصیدہ پر رب بعینہ قائم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھانی کہ زعفران نہ کھاؤنگا پھر ایسی کوکب کھائی چہرہ زعفران لگائی گئی ہو یعنی مثل تل وغیرہ کے چٹائی گئی ہو تو حانث ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر قسم کھانی کہ شکر نہ کھاؤنگا پھر سکر منہ میں لی اور جو سا بیان تک کہ بچھل گئی پھر اسکو نگل گیا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے قال المترجم اگر سکر بسین مہلہ سے مراد شکر بشین سمجھ ہو تو ہمارے عرف میں حانث ہوگا لیکن ظاہر سکر بسین مہلہ بعد تبذیر ہو جو عرب میں معروف ہے واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھانی کہ سکہ نہ کھاؤنگا پھر سکہ پکا کر کھا یا تو حانث نہ ہوگا اسوا سے ہے کہ اسکو سکر کہ نہیں کہتے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم ایسی چیر پر معقود کی جو بعینہ کھائی جاتی ہو تو اس چیر بعینہ کھانے کی طرف راجع ہوگی اور اگر ایسی چیر پر معقود کی جو بعینہ نہیں کھائی جاتی ہو یا ایسی چیر ہو کہ بعینہ کھائی جا سکتی ہو ولیکن ازراہ عادت وہ اسطرح نہیں کھائی جاتی ہو تو جو چیر اس سے بنائی جاوے یا لجاوے اسکی طرف قسم راجع ہوگی یہ وجہ کروری میں لکھا ہے اور ترجمہ کہتا ہے کہ اسکی تو صیح ائندہ ذیل سے ذہن نشین ہوگی چنانچہ فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس درخت خرباسے یا اس درخت انگور سے نہ کھاؤنگا پھر اسسکہ گدر چھو اسسے یا ترچختہ یا خشک یا اسکا پتہ یا شاخو ذہ یا کیر یا ن یا ولس جو اسسکہ کے محل سے حاصل ہو یا یا انگور یا غیرہ انگور کھاسے تو حانث ہو جائیگا ولیکن شرط یہ ہو کہ وہ اپنی حالت سے کسی کی صنعت جدید سے متغیر نہ کیا گیا ہو اور ایسا ہو مثلاً نمید یا ناطف یا سکہ یا پکائے ہوئے دس کو کھا یا تو حانث نہ ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اسنے عین درخت خرباسے سے کچھ کھا یا یعنی چھال و پتے وغیرہ تو حانث نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور اگر قسم کھانی کہ میں اس ہانڈی سے کچھ نہ کھاؤنگا تو یہ قسم اس چیر پر ہوگی جو اس میں پکائی جاوے یہ محیط سر شعی میں ہے۔ اور اگر قسم کھانی کہ میں اس ہانڈی سے کچھ نہ کھاؤنگا حالانکہ قسم سے پہلے اسنے پیالے میں اس ہانڈی سے بھر کر نکال لیا ہو پھر جو پیالہ میں تھا وہ کھا یا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے قال المترجم احوط یہ ہے کہ نہ کھاوے واللہ اعلم۔ ایک نے قسم کھائی کہ خر بوزہ نہ کھاؤنگا پھر اسکی کچی چھوٹی بتیان کھائیں تو شاخ نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اور انھیں ہاشاش میں سے شیخ محمد بن الفضل ہیں اور یہ حکم اسوقت ہو کہ یہ بتیان ایسی ہوں کہ خر بوزہ نہ کھلاتی ہوں قال المترجم ہمارے زبان میں حانث ہوگا واللہ اعلم بان عربی زبان میں بطبع خر بوزہ اور حدیث بتیان میں پس اسید ہو کہ حانث نہ ہو اور اگر قسم کھانی کہ یہ حدیث نہ کھاؤنگا پھر اسی کو پورا خر بوزہ ہو جانے کے بعد یعنی بطبع ہو جانے کے بعد کھا یا تو اس میں اختلاف ہو اور صحیح یہ ہے کہ حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھانی کہ میں اس ہانڈی سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اس فالیر کی بتیان یا خر بوزہ کھا یا تو حانث ہوگا جیسے قسم کھانی کہ اس درخت

اب اگر فائز ہونے سے
اس میں مسئلہ ہے
قسم کھانے میں ایسا
وغیرہ میں ایسا
نہی ہے
فرمایا ہے
کہ ہاؤنگا پھر
ایسی کوکب کھائی
چہرہ زعفران لگائی
گئی ہو تو حانث
ہوگا یہ فتاویٰ
قاضی خان میں ہے
اور اگر قسم کھانی
کہ شکر نہ کھاؤنگا
پھر سکر منہ میں
لی اور جو سا بیان
تک کہ بچھل گئی
پھر اسکو نگل گیا
تو حانث نہ ہوگا
یہ خلاصہ میں ہے
قال المترجم اگر
سکر بسین مہلہ سے
مراد شکر بشین
سمجھ ہو تو ہمارے
عرف میں حانث
ہوگا لیکن ظاہر
سکر بسین مہلہ
بعد تبذیر ہو جو
عرب میں معروف
ہے واللہ اعلم۔
اور اگر قسم کھانی
کہ سکہ نہ کھاؤنگا
پھر سکہ پکا کر
کھا یا تو حانث
نہ ہوگا اسوا سے
ہے کہ اسکو سکر
کہ نہیں کہتے
ہیں یہ فتاویٰ
قاضی خان میں
ہے۔ اور اگر قسم
کھانی کہ میں
اس ہانڈی سے
کچھ نہ کھاؤنگا
حالانکہ قسم
سے پہلے اسنے
پیالے میں اس
ہانڈی سے بھر
کر نکال لیا ہو
پھر جو پیالہ
میں تھا وہ کھا
یا تو حانث نہ
ہوگا یہ خلاصہ
میں ہے قال
المترجم احوط
یہ ہے کہ نہ
کھاوے واللہ
اعلم۔ ایک نے
قسم کھائی کہ
خر بوزہ نہ
کھاؤنگا پھر
اسکی کچی
چھوٹی بتیان
کھائیں تو
شاخ نے فرمایا
کہ حانث نہ
ہوگا اور انھیں
ہاشاش میں
سے شیخ محمد
بن الفضل ہیں
اور یہ حکم
اسوقت ہو کہ
یہ بتیان ایسی
ہوں کہ خر
بوزہ نہ کھلاتی
ہوں قال
المترجم ہمارے
زبان میں
حانث ہوگا
واللہ اعلم
بان عربی
زبان میں
بطبع خر
بوزہ اور
حدیث بتیان
میں پس
اسید ہو کہ
حانث نہ ہو
اور اگر قسم
کھانی کہ
یہ حدیث نہ
کھاؤنگا
پھر اسی کو
پورا خر
بوزہ ہو
جانے کے
بعد یعنی
بطبع ہو
جانے کے
بعد کھا
یا تو اس
میں
اختلاف
ہو اور
صحیح
یہ ہے
کہ
حانث
نہ
ہوگا
اور
اگر
قسم
کھانی
کہ
میں
اس
ہانڈی
سے
کچھ
نہ
کھاؤنگا
پھر
اس
فالیر
کی
بتیان
یا
خر
بوزہ
کھا
یا
تو
حانث
ہوگا
جیسے
قسم
کھانی
کہ
اس
درخت

قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا پھر اس پر استیغافہ گذرے کہ مردار اسکو حلال ہو گیا اور وہ مردار کھانے پر مضطر ہوا پس اس نے مردار کھایا تو حاشا ہوگا اور شیخ کرخی نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ قول امام محمد کا ہے اور ابن رزم نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ وہ حاشا ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا پھر خفیف کوئی چیز طعام میں سے کھائی تو بھی حاشا ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ پانی نہ پیونگا تو بھی خفیف پانی پینے سے حاشا ہوگا اور اگر اس نے کل پانی یا کل طعام کی نیت کی ہو تو اسی صورت میں حاشا ہوگا یہ بسوط میں ہے۔ اس پر یہ کہ ہر چیز کہ اسکو آدمی ایک بٹھیک میں کھا سکتا ہو یا ایک بار پینے میں پی سکتا ہو تو اس چیز پر قسم اس کے کل پر ہوگی اور اس سے تھوڑے کے کھانے سے حاشا ہوگا اس واسطے کہ مقصود یہ ہے کہ اس کے کل سے باز نہ ہوگا اور یہ حال ہے اور ہر چیز کہ اسکو آدمی ایک بٹھیک میں نہیں کھا سکتا ہو یا ایک دفعہ پینے میں نہیں پی سکتا ہو تو اس سے تھوڑے کے کھانے پینے سے بھی حاشا ہوگا اس واسطے کہ قسم سے مقصود یہ ہوگا کہ اس چیز ہی سے باز نہ ہوگا یہ مقصود ہوگا کہ اس کے کل سے باز نہ ہوگا اس واسطے کہ یہ خود ممکن نہیں ہے پس جو فعل غالباً متمنع ہو وہ قسم سے مقصود نہیں ہوتا ہے اور اگر قسم کھائی کہ اس باغ کا پھل نہ کھاؤنگا یا ان درختوں کے پھل نہ کھاؤنگا یا ان دونوں دونوں میں سے نہ کھاؤنگا یا ان دونوں بکریوں کے دودھ میں سے نہ کھاؤنگا یا اس بکری سے نہ کھاؤنگا پھر اس میں سے تھوڑا کھایا تو حاشا ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس شے کا گھی نہ کھاؤنگا پھر اس میں سے کچھ کھایا تو حاشا ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ اڑنا نہ کھاؤنگا تو حاشا ہوگا جب تک کہ پورا اڑنا نہ کھاوے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ طعام نہ کھاؤنگا پس اگر اس سب کو ایک دفعہ میں کھا سکتا ہو تو جب تک سب نہ کھاوے حاشا ہوگا اور اگر سب کو اس طرح نہیں کھا سکتا ہو تو اس میں سے تھوڑا کھانے سے بھی حاشا ہوگا۔ اور ایک روایت میں قاعدہ یون مروی ہے کہ اگر یہ چیز ایسی ہو کہ اسکو اپنی تمام عمر میں کھا جا سکتا ہو تو جب تک کل نہ کھاوے حاشا ہوگا مگر روایت اول صحیح ہے اور وہی ہمارے مشائخ کے نزدیک مختار ہے اور امام محمد سے مروی ہے کہ اگر قسم کھائی کہ اس اونٹ کا گوشت نہ کھاؤنگا تو قسم اس کے تھوڑے پر بھی ہوگی اس واسطے کہ ایک دفعہ میں اس سب کو وہ نہیں کھا سکتا ہے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ کل انا نہ کھاؤنگا پھر اس کے دو ایک دانہ چھوڑ کر باقی سب کھا گیا تو یہ چھوڑنا کچھ نہیں ہے استھاناً وہ حاشا ہوگا اور اگر اس سے زیادہ چھوڑے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس نے اسے چھوڑے کہ عرف و عادت کے موافق کھانے والا اسے چھوڑ دیا کرتا ہے اور کھا جاتا ہے کہ اس نے انا نہ کھاؤنگا تو بھی حاشا ہوگا اور اگر اس نے چھوڑے ہیں کہ عرف و رواج میں کھانے والا اسے چھوڑ دینا نہیں ہے بلکہ یہ کھا جاتا ہے کہ اس نے سب نہیں کھا یا ہے تھوڑا چھوڑ دیا ہے تو وہ حاشا ہوگا۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ جو نہ کھاؤنگا یعنی پاؤ یا ڈیڑھ پاؤ کے قریب تھے پھر سب کھا گیا سو اسے دو ایک دانہ کے کہ انکو چھوڑ دیا جیسے چھوڑ دیا کرتے ہیں تو وہ اپنی قسم میں حاشا ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ گردہ روٹی نہ کھاؤنگا پھر کچھ قلیل چھوڑ کر سب کھا گیا تو حاشا ہوگا الا آنکہ اس نے کل نہ کھانے کی نیت کی ہو تو حاشا ہوگا مگر آیا قضاء کی اس نیت کی تصدیق ہوگی یا نہیں تو اس میں دو روایتیں ہیں یہ و چیز کہ درمی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں اس گردہ روٹی کو کھاؤں تو میری جو روطا لقمہ ہو پھر کما کہ اگر میں اسکو نہ کھاؤں تو میرا غلام آزاد ہو تو ایسا حیلہ کہ جس سے جو روطا لقمہ ہو اور غلام آزاد نہ ہو یہ ہے کہ اس میں سے نصف کھا لیں اور نصف چھوڑ دے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی

نقدی و تاریخی عالمگیری جلد دوم

کی فالیز ہر اسے عموماً اسکے بچانے کے واسطے مقرر کیا اور عمر کو مباح کر دیا کہ اس میں سے جو چاہے کھاوے پس عمر نہ
 قسم کھائی کہ اگر اپنے فالیز میں سے کچھ کھاؤں تو میری جو رو کو طلاق ہو حالانکہ خود عمر کی کوئی فالیز نہیں ہو نہ بطور ملک نہ
 اجارہ پر نہ مستعار پھر اس نے اس فالیز میں سے جسکے بچانے کے واسطے مقرر کیا گیا ہو کھایا تو اسکی جو رو طلاق نہ ہوگی
 الا جب کہ یہ فالیز عرف میں اسکی طرف مضاف ہو یعنی اسکی فالیز کہلائی جاوے اور بدون اسکے وہ حانت نہوگا یہ طریقہ
 میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ تم یعنی چھوہارا نہ کھاؤنگا تو چھوہارے کی قسموں میں سے جس قسم میں سے کھائیگا حانت
 ہو جائیگا اور اگر جس کھایا تو بھی حانت ہو جائیگا اس واسطے کہ جس اُن چھوہاروں کو کہتے ہیں کہ دودھ میں
 ڈال دیے جاوین تاکہ جب پھول جاوین تو کھائے جاوین اور اسی طرح اگر چھوہاروں کا عصیدہ کھایا تو بھی حانت
 ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ چھوہارا نہ کھاؤنگا پھر یہ چھوہارا اور چھوہاروں میں مل گیا پھر وہ شخص یہ
 سب چھوہارے کھایا تو حانت ہو گیا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں تم نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہیں
 ہے پھر اس نے قسم کھایا تو حانت نہوگا اور اسی طرح اگر پس جو آگ سے بچائے گئے ہیں یا رطب کھائے تو حانت
 نہوگا اس واسطے کہ عرف میں انکو تمر نہیں کہتے ہیں الا انکہ قسم کے وقت اُنکی نیت میں یہ بھی ہوں تو حانت ہوگا
 یہ بدائع میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس آٹے سے نہ کھاؤنگا پھر اسکی روٹی کھائی یا خیس بنایا گیا وہ کھایا یا
 خبز القطار کھائے تو حانت ہوگا یہ جو اہر اخلاطی میں ہے۔ اور اگر حالف مذکور نے بعینہ یہ آٹا پھانک لیا یا گوندھا
 ہوا کھا لیا تو یہ کتاب میں مذکور نہیں ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں وہ حانت نہوگا یہ شرح جامع صغیر فاضلانیات
 میں ہے۔ اور اگر اس نے قسم کے وقت بعینہ اس آٹے کے کھانے کی نیت کی ہو یعنی بعینہ یہ آٹا جیسا آٹا ہو کھاؤنگا
 تو اسکی روٹیاں کھانے سے حانت نہ ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس گہون سے نہ کھاؤنگا اور
 اسکی نیت یہ ہے کہ بعینہ اس کے دانہ نہ کھاؤنگا تو اسکی نیت صحیح ہے چنانچہ اگر اسکی روٹیاں کھائیں ہیں تو حانت نہوگا
 اور اگر یہ نیت ہو کہ جو اس سے تیار کیا گیا اس سے نہ کھاؤنگا تو بھی اسکی نیت صحیح ہے کہ اگر اس نے بعینہ یہ دانے
 کھائے تو حانت نہ ہوگا۔ اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو یعنی یہ الفاظ قسم بطور مذکور اسکے زبان سے نکلے اور اسکی کچھ نیت
 نہیں ہے پھر اس نے ان گہون کی روٹی کھائی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک حانت نہ ہوگا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک
 حانت ہوگا اور اگر بعینہ یہ دانے کھائے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک حانت ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اس نے قسم
 کھائے تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حانت نہ ہوگا اور امام محمد رحمہ کے قول سے بھی یہی ظاہر
 ہے یہ قنادی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ان گہوؤں سے نہ کھاؤنگا پھر انکو لویا اور انکی پیدوار میں سے
 کھایا تو حانت نہوگا یہ جو ہر نیزہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے تو یہ قسم
 جو د گہوؤں کی روٹی پر ہوگی اور کل اس انانج پر ہوگی جس سے اس شہر کے لوگ بطور متعارف روٹی بچاتے
 ہیں حتی کہ اگر ایسی جگہ کوئی ہو کہ وہاں کے لوگ جو کی روٹی نہیں بچاتے ہیں یعنی انہیں متعارف دراج نہیں ہے
 تو وہاں جو کی روٹی کھائے سے حانت نہ ہوگا اور اگر جواری کی روٹی بچائی پس اگر حالف ایسے شہر والوں میں سے
 ہو جس میں جواری کی روٹی متعارف ہو تو اسکی قسم اس روٹی کی طرف بھی راجع ہوگی ورنہ نہیں یہ محیط میں ہے۔ اور اگر
 قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤنگا پھر کلچہ کھایا یا جوڑیج کھایا تو شیخ محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ تینوں صورتوں میں حانت نہوگا

۱۰ قسم کھائی کہ اگر اپنے فالیز میں سے کچھ کھاؤں تو میری جو رو کو طلاق ہو حالانکہ خود عمر کی کوئی فالیز نہیں ہو نہ بطور ملک نہ اجارہ پر نہ مستعار پھر اس نے اس فالیز میں سے جسکے بچانے کے واسطے مقرر کیا گیا ہو کھایا تو اسکی جو رو طلاق نہ ہوگی الا جب کہ یہ فالیز عرف میں اسکی طرف مضاف ہو یعنی اسکی فالیز کہلائی جاوے اور بدون اسکے وہ حانت نہوگا یہ طریقہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ تم یعنی چھوہارا نہ کھاؤنگا تو چھوہارے کی قسموں میں سے جس قسم میں سے کھائیگا حانت ہو جائیگا اور اگر جس کھایا تو بھی حانت ہو جائیگا اس واسطے کہ جس اُن چھوہاروں کو کہتے ہیں کہ دودھ میں ڈال دیے جاوین تاکہ جب پھول جاوین تو کھائے جاوین اور اسی طرح اگر چھوہاروں کا عصیدہ کھایا تو بھی حانت ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ چھوہارا نہ کھاؤنگا پھر یہ چھوہارا اور چھوہاروں میں مل گیا پھر وہ شخص یہ سب چھوہارے کھایا تو حانت ہو گیا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں تم نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے پھر اس نے قسم کھایا تو حانت نہوگا اور اسی طرح اگر پس جو آگ سے بچائے گئے ہیں یا رطب کھائے تو حانت نہوگا اس واسطے کہ عرف میں انکو تمر نہیں کہتے ہیں الا انکہ قسم کے وقت اُنکی نیت میں یہ بھی ہوں تو حانت ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس آٹے سے نہ کھاؤنگا پھر اسکی روٹی کھائی یا خیس بنایا گیا وہ کھایا یا خبز القطار کھائے تو حانت ہوگا یہ جو اہر اخلاطی میں ہے۔ اور اگر حالف مذکور نے بعینہ یہ آٹا پھانک لیا یا گوندھا ہوا کھا لیا تو یہ کتاب میں مذکور نہیں ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں وہ حانت نہوگا یہ شرح جامع صغیر فاضلانیات میں ہے۔ اور اگر اس نے قسم کے وقت بعینہ اس آٹے کے کھانے کی نیت کی ہو یعنی بعینہ یہ آٹا جیسا آٹا ہو کھاؤنگا تو اسکی روٹیاں کھانے سے حانت نہ ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس گہون سے نہ کھاؤنگا اور اسکی نیت یہ ہے کہ بعینہ اس کے دانہ نہ کھاؤنگا تو اسکی نیت صحیح ہے چنانچہ اگر اسکی روٹیاں کھائیں ہیں تو حانت نہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ جو اس سے تیار کیا گیا اس سے نہ کھاؤنگا تو بھی اسکی نیت صحیح ہے کہ اگر اس نے بعینہ یہ دانے کھائے تو حانت نہ ہوگا۔ اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو یعنی یہ الفاظ قسم بطور مذکور اسکے زبان سے نکلے اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے پھر اس نے ان گہون کی روٹی کھائی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک حانت نہ ہوگا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک حانت ہوگا اور اگر بعینہ یہ دانے کھائے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک حانت ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اس نے قسم کھائے تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حانت نہ ہوگا اور امام محمد رحمہ کے قول سے بھی یہی ظاہر ہے یہ قنادی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ان گہوؤں سے نہ کھاؤنگا پھر انکو لویا اور انکی پیدوار میں سے کھایا تو حانت نہوگا یہ جو ہر نیزہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے تو یہ قسم جو د گہوؤں کی روٹی پر ہوگی اور کل اس انانج پر ہوگی جس سے اس شہر کے لوگ بطور متعارف روٹی بچاتے ہیں حتی کہ اگر ایسی جگہ کوئی ہو کہ وہاں کے لوگ جو کی روٹی نہیں بچاتے ہیں یعنی انہیں متعارف دراج نہیں ہے تو وہاں جو کی روٹی کھائے سے حانت نہ ہوگا اور اگر جواری کی روٹی بچائی پس اگر حالف ایسے شہر والوں میں سے ہو جس میں جواری کی روٹی متعارف ہو تو اسکی قسم اس روٹی کی طرف بھی راجع ہوگی ورنہ نہیں یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤنگا پھر کلچہ کھایا یا جوڑیج کھایا تو شیخ محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ تینوں صورتوں میں حانت نہوگا

اور مختار وہ ہے جو فقیہ ابو الہیثم نے فرمایا ہے کہ جو شیخ یعنی لوزینہ کی صورت میں حانت نہ ہوگا اس واسطے کہ اسکو مطلقاً چیز نہیں کہتے ہیں اور ایسا ہو گیا جیسے فارسی میں نان زرد آلو کھا کر سنے ہیں اور کلیچہ و میسر یعنی میوہ پڑھی کیون کی صورت میں اس واسطے کہ کلیچہ تو مطلق روٹی ہے اور میسر روٹی کے ساتھ کچھ اور زیادہ کیا ہے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے اور اگر خبز القطائف کھائی تو حانت نہ ہوگا الا آنکہ اسکی نیت کی ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلا نہ عورت کی روٹی نہ کھاؤں یعنی اسکی پکائی ہوئی تو خابزہ یعنی روٹی پکانے والی وہ عورت ہوگی جس نے توڑ میں پکائی ہو نہ وہ جس نے آٹا گوندھا اور روٹی کو لگانے کے لائق کر دیا پس اگر اسکے ہاتھ کی روٹی لگائی ہوئی کھائی تو حانت ہوگا ورنہ نہیں یہ ظہیر میں ہے۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ خبز نہ کھاؤنگا پھر اس نے ترید کیا یا تو اپنی قسم میں حانت نہ ہوگا اور اسی طرح اگر لاکشہ کھایا تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ شوربانہ کھاؤنگا پس اسے سبوں اس بالیط کھایا تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ خبز نہ کھاؤنگا پھر جو چور کر ڈالی جانے کے بعد اسکو کھایا تو حانت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور اگر عصیدہ یا تہاج کھایا تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خبز نہ کھاؤنگا پھر سبوسہ کھایا تو امام محمد نے فرمایا کہ حانت ہونا چاہیے ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ شیخ محمدی اس سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ روٹی و نورمانہ کھاؤنگا پھر اسے انہیں سے ایک چیز کھائی تو فرمایا کہ جب تک دونوں نہ کھاوے حانت نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور قسم کھائی کہ بیونا ہوانہ کھاؤنگا تو یہ قسم خاصہ گوشت پر واقع ہوگی اور بگین و گاجر وغیرہ بھونی ہوئی پر واقع ہوگی الا آنکہ اسکی نیت عام ہو کہ جو بھونی جاتی ہو مثل اندسے وغیرہ کے تو اسکی نیت پر عمل در آمد ہوگا اور نیت مخصوص ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ سر نہ کھاؤنگا پس اگر اسے نیت کر لی کہ مچھلی و بکری وغیرہ کسی کا سر ہونہ کھاؤنگا تو جسکا سر کھاؤنگا حانت ہو جائیگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو فقط بکری و گاسے کی سری پر واقع ہوگی یہ امام اعظم کا قول ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ اس زمانہ میں فقط بکری کی سری پر واقع ہوگی کذا فی البدل اور یہ اختلاف باعتبار عصر زمانہ کے ہے اس واسطے کہ امام اعظم ہر کے وقت میں عرف دونوں کی سری پر تھا اور صاحبین کے زمانہ میں فقط بکری کی سری پر تھا اور ہمارے زمانہ میں بحسب عادت فتویٰ دیا جائیگا کذا فی البدایہ قال المیزج ہمارے زمانہ میں بھی یہی حکم ہے اور اقرب بقول صاحبین ہے واللہ اعلم اور سری کی قسم میں جبکہ بدون نیت ہو تو ٹہری و مچھلی و گر گر گون کا سر بالا جماع داخل نہیں ہیں اور اسی طرح اونٹ کی سری بھی بالا جماع نہیں داخل ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اندانہ کھاؤنگا تو یہ پرندوں کے اندسے پر واقع ہوئی خواہ بطکا ہو یا مرغی یا کوئی اور پرند کا اور مچھلی کے اندسے کھانے سے حانت نہ ہوگا الا آنکہ اسنے اسکی نیت کر لی ہو یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طلیح نہ کھاؤنگا پس اگر اسے تمام مطبوخات کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر قسم واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو استحساناً مطبوخ گوشت پر واقع ہوگی قال المیزج ہم یہ ہمارے رواج میں مستقیم نہیں ہو سکتا ہے واللہ اعلم شیخ نے فرمایا کہ یہ جب ہو کہ گوشت پانی میں پکایا گیا ہو اور اگر خشک قلیہ ہو تو اسکو طلیح نہیں کہتے ہیں۔ اور اگر گوشت پانی میں بچھڑ کیا گیا پس اسنے شور بار روٹی کے ساتھ کھایا اور گوشت نہ کھایا تو بھی حانت ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلا نہ عورت کا طلیح نہ کھاؤنگا یعنی اسکے ہاتھ کا بچا یا ہو پس اس عورت نے اسکے واسطے ہانڈی گرم کر دی مگر گوشت کسی دوسری عورت نے پکایا تو اسکے کھانے سے حانت نہ ہوگا اور اگر فارسی میں کھایا

اور مختار وہ ہے جو فقیہ ابو الہیثم نے فرمایا ہے کہ جو شیخ یعنی لوزینہ کی صورت میں حانت نہ ہوگا اس واسطے کہ اسکو مطلقاً چیز نہیں کہتے ہیں اور ایسا ہو گیا جیسے فارسی میں نان زرد آلو کھا کر سنے ہیں اور کلیچہ و میسر یعنی میوہ پڑھی کیون کی صورت میں اس واسطے کہ کلیچہ تو مطلق روٹی ہے اور میسر روٹی کے ساتھ کچھ اور زیادہ کیا ہے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے اور اگر خبز القطائف کھائی تو حانت نہ ہوگا الا آنکہ اسکی نیت کی ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلا نہ عورت کی روٹی نہ کھاؤں یعنی اسکی پکائی ہوئی تو خابزہ یعنی روٹی پکانے والی وہ عورت ہوگی جس نے توڑ میں پکائی ہو نہ وہ جس نے آٹا گوندھا اور روٹی کو لگانے کے لائق کر دیا پس اگر اسکے ہاتھ کی روٹی لگائی ہوئی کھائی تو حانت ہوگا ورنہ نہیں یہ ظہیر میں ہے۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ خبز نہ کھاؤنگا پھر اس نے ترید کیا یا تو اپنی قسم میں حانت نہ ہوگا اور اسی طرح اگر لاکشہ کھایا تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ شوربانہ کھاؤنگا پس اسے سبوں اس بالیط کھایا تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ خبز نہ کھاؤنگا پھر جو چور کر ڈالی جانے کے بعد اسکو کھایا تو حانت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور اگر عصیدہ یا تہاج کھایا تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خبز نہ کھاؤنگا پھر سبوسہ کھایا تو امام محمد نے فرمایا کہ حانت ہونا چاہیے ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ شیخ محمدی اس سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ روٹی و نورمانہ کھاؤنگا پھر اسے انہیں سے ایک چیز کھائی تو فرمایا کہ جب تک دونوں نہ کھاوے حانت نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور قسم کھائی کہ بیونا ہوانہ کھاؤنگا تو یہ قسم خاصہ گوشت پر واقع ہوگی اور بگین و گاجر وغیرہ بھونی ہوئی پر واقع ہوگی الا آنکہ اسکی نیت عام ہو کہ جو بھونی جاتی ہو مثل اندسے وغیرہ کے تو اسکی نیت پر عمل در آمد ہوگا اور نیت مخصوص ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ سر نہ کھاؤنگا پس اگر اسے نیت کر لی کہ مچھلی و بکری وغیرہ کسی کا سر ہونہ کھاؤنگا تو جسکا سر کھاؤنگا حانت ہو جائیگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو فقط بکری و گاسے کی سری پر واقع ہوگی یہ امام اعظم کا قول ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ اس زمانہ میں فقط بکری کی سری پر واقع ہوگی کذا فی البدل اور یہ اختلاف باعتبار عصر زمانہ کے ہے اس واسطے کہ امام اعظم ہر کے وقت میں عرف دونوں کی سری پر تھا اور صاحبین کے زمانہ میں بحسب عادت فتویٰ دیا جائیگا کذا فی البدایہ قال المیزج ہمارے زمانہ میں بھی یہی حکم ہے اور اقرب بقول صاحبین ہے واللہ اعلم اور سری کی قسم میں جبکہ بدون نیت ہو تو ٹہری و مچھلی و گر گر گون کا سر بالا جماع داخل نہیں ہیں اور اسی طرح اونٹ کی سری بھی بالا جماع نہیں داخل ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اندانہ کھاؤنگا تو یہ پرندوں کے اندسے پر واقع ہوئی خواہ بطکا ہو یا مرغی یا کوئی اور پرند کا اور مچھلی کے اندسے کھانے سے حانت نہ ہوگا الا آنکہ اسنے اسکی نیت کر لی ہو یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طلیح نہ کھاؤنگا پس اگر اسے تمام مطبوخات کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر قسم واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو استحساناً مطبوخ گوشت پر واقع ہوگی قال المیزج ہم یہ ہمارے رواج میں مستقیم نہیں ہو سکتا ہے واللہ اعلم شیخ نے فرمایا کہ یہ جب ہو کہ گوشت پانی میں پکایا گیا ہو اور اگر خشک قلیہ ہو تو اسکو طلیح نہیں کہتے ہیں۔ اور اگر گوشت پانی میں بچھڑ کیا گیا پس اسنے شور بار روٹی کے ساتھ کھایا اور گوشت نہ کھایا تو بھی حانت ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلا نہ عورت کا طلیح نہ کھاؤنگا یعنی اسکے ہاتھ کا بچا یا ہو پس اس عورت نے اسکے واسطے ہانڈی گرم کر دی مگر گوشت کسی دوسری عورت نے پکایا تو اسکے کھانے سے حانت نہ ہوگا اور اگر فارسی میں کھایا

۴ کہ اگر از دیک گرم کردہ تو بخورم پس چنین و پنهان است پس اگر عورت نے دیک گرم کی مگر پکا یا کسی دوسری عورت نے تو اسکے کھانے سے حانت نہوگا اسواسطے کہ قول دیک گرم کردہ تو سے عرف کے موافق بختہ تو مراد ہوتا ہو یہ بچہ یا عین ہو اور اگر قسم کھائی کہ حلوانہ کھاؤنگا تو اسہین اصل یہ ہو کہ فقہائے نزدیک حلوانہ ایسی شیرین پیر ہو جسکی جنس سے ترش نہ ہو اور جسکی جنس سے ترش بھی ہو وہ حلوانہ نہیں ہو پس اسکا مزج عرف پر ہو پس جنس و شہد صاف و سکر و ناطف و رب و قمر و اسکے مانند چیزوں کے کھانے سے حانت نہوگا اور تیر معلی نے امام محمد رحم سے انجیر و خشک کے کھانے سے حانت ہونا بھی روایت کیا ہو اسواسطے کہ انجیر کی جنس میں ترش نہیں ہوتا ہو پس اسہین خالص سے حلاوت متحقق ہوئے اور اگر اسنے انگور شیرین یا خرلوزہ شیرین یا انار شیرین یا آلو شیرین کھایا تو حانت نہ ہوگا اسیلے کہ اسکی جنس سے بعض شیرین نہیں ہوتا ہو پس اسہین خالص معنی حلاوت متحقق نہوئے اور ایسے ہی کشمش بھی حلوانہ نہیں ہو کہ اسکی جنس میں ترش بھی ہوتی ہو اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ حلاوت نہ کھاؤنگا تو اسکا حکم مثل حلوانہ کے ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ دانہ نہ کھاؤنگا یعنی نہ چاؤنگا تو تل و غیرہ جو دانہ چاؤنگا اور کھاؤنگا حانت نہوگا یعنی جسکو لوگ عادت کے موافق چباتے ہوں اور رواج ہو پس اسکے چبانے سے حانت نہوگا اور اگر اسنے اپنی قسم میں کوئی خاص واد معین کی نیت کی ہو تو اسکے چبانے سے حانت نہوگا اور دوسرے کے چبانے سے حانت نہوگا اور اگر موتی نگل گیا تو حانت نہوگا یہ بدائع میں ہو۔ فتاویٰ میں لکھا ہو ایک مرد نے قسم کھائی کہ حرام نہ کھاؤنگا پھر غضب کیے ہوئے درم سے طعام خرید کر کھایا تو حانت نہ ہوگا اور وہ گنہگار ہوا اور اگر غضب کیا ہو گوشت یا روٹی کھائی تو حانت نہوگا۔ اور اگر روٹی یا گوشت بوض زیت کے فروخت کیا پھر اسکو کھایا تو حانت نہ ہوگا اور اگر کتے یا بندر یا چیل کا گوشت کھایا تو اسدین عمر و نے کہا کہ حانت نہ ہوگا اور شیخ نصیر نے کہا کہ حانت نہ ہوگا اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور حسن نے فرمایا کہ سب حرام ہو اور فقیہ ابو الیث نے فرمایا کہ حسین علماء کا اختلاف ہو وہ حرام مطلق نہ ہوگی پھر صاحب کتاب نے فرمایا کہ قول فقیہ ابو الیث کا بہت اچھا ہو۔ اور اگر اسنے مضطر ہو کر حرام یا مردار کھایا تو اسہین مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور مختار یہ ہو کہ وہ حانت نہوگا اسواسطے کہ حرمت باقی ہو لیکن اتنا ہو کہ گنہگار سی دور کر دی جاتی ہو اور فوائد شمس الانامہ حلوانی میں مذکور ہو کہ اگر ایسے بارغ انگور سے کھایا جسکو اسنے معاملہ پر پیدا ہو یعنی بٹائی پر حالانکہ وہ قسم کھا چکا ہو کہ میں حرام نہ کھاؤنگا تو حانت نہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور گہوٹن غضب کر کے انکو پکا یا پس اسکے مالک کو اسکے مثل گہوٹن دینے سے قبل اسکے کہ غضب کیے ہوئے گہوٹن کو کھاوے تو اپنی قسم میں حانت نہوگا اور اگر تاوان ادا کرنے سے پہلے کھایا حالانکہ ہنوز اسپر قاضی نے تاوان کا حکم نہیں دیا ہو تو حانت نہوگا یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ انگور نہ کھاؤنگا یا یہ انار نہ کھاؤنگا پھر اسکو چبا کر اسکا رس چوسنا اور بھوک پینکنا شروع کیا تو حانت نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ اسکا کھانا نہیں بلکہ چوسنا ہو۔ اور اگر انگور یا انار کا پانی پیوڑا اور اسکو نہیں پیا بلکہ اسکا پوست و گوشت وغیرہ کھالیا تو قسم میں حانت ہو جائیگا اور اگر اسکو چبا کر سب نگل گیا تو پوست و گوشت وغیرہ کے کھانے سے حانت نہوگا اسکے عرق کے نگلنے سے حانت نہ ہوگا قال الترمذی جسم ہمارے عرف میں ہر طرح حانت نہوگا بلکہ پوست وغیرہ میں نائل ہو واللہ تعالیٰ اعلم اور عیون میں لکھا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ یہ انگور نہ کھاؤنگا پھر اسکو چبا کر

۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

اسکا پوست وغیرہ پھینک دیا اور اسکا عرق پی گیا تو حانت نہوگا اور اگر اسکا چھلکا پھینک دیا اور عرق و شیج نکل گیا تو حانت ہوگا اور صدر شہید رحم نے واقعات میں اسکی تعلیل یوں فرمائی ہے کہ بدینو جبہ کہ انگور تین چیسرون کا نام ہے پس اول صورت میں اسنے اقل کو کھایا پس اسپر انگور کھا جانے والے کا اطلاق نہ ہوگا اور دوسری صورت میں اسنے اکثر کھایا اور اکثر کے واسطے حکم کل ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فاکہ نہ کھاؤنگا پھر اسنے انگور یا انار یا خرباسے تر کھایا تو امام اعظم رحم کے نزدیک حانت نہوگا اور صاحبین اس کے نزدیک حانت ہوگا یہ ہدایہ میں ہے اور فقیہ ابواللیث رہنے فرمایا کہ ہم فتویٰ کے واسطے صاحبین کے قول کو لیتے ہیں اسواسطے کہ انکا قول اظہر ہے پھر یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ اسنے کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر ان چیزوں کی بھی نیت کی ہو تو بالائتقان حانت نہ ہوگا یہ شرح نقایہ ابوالکلام میں ہے۔ اور انچیر و شمش و سیب و آخروت و پستہ و آلو بخارا و عناب و امروہ و بی بی بالا جماع فواکہ ہیں خواہ تروتازہ ہوں یا خشک ہوں خواہ خام ہوں یا پختہ ہوں اور کھیر و گڑھی و گاجر بالاجماع فواکہ ہیں سے نہیں ہیں اور شہوت فواکہ میں سے ہے اور امام قدوسی نے خرپوزہ کو فواکہ میں سے شمار کیا ہے اور شمس الائمہ حلوانی نے نہیں شمار کیا قال المترجم ہمارے بیان کے خرپوزہ کو شمار امام قدوسی بھی شمار نہ کریں گے اور امام نے فرمایا کہ تل اور باقلا پھلون میں سے نہیں ہیں اور حاصل یہ ہے کہ جو فہین فاکہ شمار ہوتا ہو اور کھلنا کھایا جاتا ہو وہ فاکہ ہے اور جو ایسا نہ ہو وہ نہیں ہے یہ وجہ کروری میں ہے اور باوام و آخروت فواکہ میں سے ہے کہ اصل میں انکو خشک فواکہ میں شمار کیا ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اسنے عرف کے موافق ہے اور ہمارے عرف میں اسکو فواکہ یا لبسمین شمار نہیں کرتے ہیں اور امام محمد رحم نے فرمایا کہ لبس سرکہ و لبس احمر فاکہ ہے یہ محیط حشری میں ہے اور زہیب یعنی کشمش اور چھو بارے جیسے ہمارے بیان ملتے ہیں اور خشک و انہ انار فاکہ نہیں ہیں کدانی قناب سے قاضی خان۔ اور یہ بالا جماع ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر قسم کھائی کہ میں اس سال کسی فاکہ سے نہ کھاؤنگا پس اگر ان دنوں فواکہ تازہ و تر ہوں تو قسم انھیں پر واقع ہوگی پس خشک کے کھانے سے حانت نہوگا اور اگر ان دنوں تروتازہ نہ ہوں تو خشک پر واقع ہوگی اور یہ استحسان ہے اور اسی کو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے لیا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا یا رتم لیکن ادام سے نہ کھاؤنگا قال المترجم رومی رومی کا مقابل یعنی جس سے رومی رومی نہ کھلاوے فافہم تو جو چیز رومی کے ساتھ اس طرح کھائی جاوے کہ رومی اس کے ساتھ صیغ کی جاوے وہ ادام ہے جیسے سرکہ و زیت و عسل و دودھ و کھن و گھی و شوربا و نمک وغیرہ اور جو رومی کو صیغ نہ کرے ان چیزوں سے جہا جرم مثل رومی کے جرم کے ہو اور وہ ایسی ہے کہ اکیلی کھائی جاسکتی ہے تو وہ ادام نہیں ہے جیسے گوشت و انڈا و چھو باراد و کشمش وغیرہ اور یہ تفصیل امام اعظم رحم و امام ابویوسف کے نزدیک ہے اور امام محمد رحم نے فرمایا کہ جو چیز رومی کے ساتھ غالباً کھائی جاتی ہو وہ ادام ہے اور یہی امام ابویوسف رحم سے بھی مروی ہے کدانی فتح القدیر اور امام محمد رحم کے قول کو فقیہ ابواللیث رہنے لیا ہے اور اختیار میں فرمایا کہ یہی مختار ہے بل عرف اور محیط میں لکھا ہے کہ یہی اظہر ہے اور قلانس نے اپنی تہذیب میں فرمایا کہ اسی پر فتوے ہے یہ نہ الفائق میں ہے۔ اور حاصل یہ ہے کہ جس سے رومی صیغ کیجاتی ہے جیسے سرکہ وغیرہ جو ہم نے ذکر کی ہیں وہ بالا جماع ادام ہیں اور جو غالباً اکیلی کھائی جاتی ہیں جیسے

لکھا اشارہ ہے کہ یہ فواکہ ہیں

خریدنے والا انکو رو چھو بار او کشمش وغیرہ تو یہ بالاجماع ادا نہیں ہین بنا بر قول صحیح کے انکو رو خبر برون ہین اور رہے بقول
سو وہ بالاتفاق ادا نہیں ہین یہ فتح القدر میں ہے۔ اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہو کہ اسکی کچھ نیت نہ ہو اور اگر
اُس نے نیت کی ہو تو بالاجماع اسکی نیت پر قسم ہوگی یہ نہیں ہین ہر اور خاکہ بالاجماع ادا نہیں ہین یہ سراج و ہاج
میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید کو میراث میں کچھ ملا اور اسکو حالف نے کھایا تو
حاشا نہ ہوگا اور اگر زید نے کوئی چیز خریدی یا اسکو ہبہ کی گئی یا اسکو صدقہ دسی گئی اور اُس نے قبول کر لیا پھر
حالف نے اسکو کھایا تو حاشا نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے اسکو کوئی چیز ہبہ
کر دی یا حالف نے اُس سے خرید لی حالانکہ یہ چیز اسکی کمائی کی ہو پھر حالف نے اسکو کھایا تو حاشا نہ ہوگا
اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے بہت کچھ کمایا اور مرگیا اور عمر و اسکا وارث ہو ا پس
حالف نے عمر کے یہاں اس میراث میں سے کچھ کھایا تو حاشا نہ ہوگا اور اسی طرح اگر حالف خود اسکا وارث
ہو ا پس اس میں سے کچھ کھایا تو حاشا نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر کسی دوسرے کے پاس سوا سے میراث کے بطور
خرید یا وصیت کے یہ مال منتقل ہو گیا پھر وہاں سے حالف نے کھایا تو حاشا نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم
کھائی کہ زید کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پس زید مر گیا اور اسکی میراث سے اُس نے کھایا تو حاشا نہ ہوگا اور اگر زید
کی میراث عمر و کو ملی اور عمر و مر گیا اور اسکی میراث خالد کو ملی پھر اس میں سے حالف نے کھایا تو حاشا نہ ہوگا یہ
بدائع میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر عمر و نے مرتے وقت زید کے واسطے کسی چیز
کی وصیت کی اور پھر اُس چیز میں سے حالف نے کھایا تو حاشا نہ ہوگا اور اگر زید نے حالف کو طعام ہبہ کیا اور
حالف نے پھر قبضہ کرنے کے اس میں سے کھایا تو حاشا نہ ہوگا اور اسی طرح اگر زید نے حالف کے واسطے وصیت
کر دیا ہو تو بعد قبول کے اس میں سے کھانے سے حاشا نہ ہوگا اور واضح رہے کہ بال ہر عورت کی کمائی میں دخل ہے اور
اسی طرح ہر احمق و مجروح کی کمائی میں داخل ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص کے پاس درم ہین پس
اُس نے قسم کھائی کہ انکو نہ کھاؤنگا پھر ان درمون کے عوض دینار یا پیسے بدل کیے پھر اُس کے بعد ان دیناروں
یا پیسوں سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو امام محمد نے فرمایا کہ حاشا نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ درم یا دینار نہ کھاؤنگا
پھر اسکے عوض کوئی اسباب خرید پھر اسباب کے عوض طعام خریدا اور اسکو کھایا تو حاشا نہ ہوگا اور اسی طرح
اگر ان درمون یا دیناروں کے عوض جو خریدے پھر جو کے عوض طعام خرید کر کھایا تو حاشا نہ ہوگا اور فرمایا کہ
اگر ایسی چیز پر جو کھائی نہیں جاتی ہو قسم کھائی کہ میں اسکو نہ کھاؤنگا پھر اسکے عوض طعام وغیرہ کھانے کی چیز خرید کر اسکے
اسکو کھایا تو حاشا نہ ہوگا اور اگر ایسی چیز پر قسم کھائی جو کھائی جاتی ہو یہ کہ اسکو نہ کھاؤنگا پھر اسکے عوض کھانے
کی چیز خرید کر اسکو کھایا تو حاشا نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو اپنے والد کی
میراث سے طعام نہ کھلاؤنگا پھر اپنے والد کی میراث میں طعام پایا اور وہ فلان کو کھلایا یا درم پائے اور اُس کے
عوض طعام خرید کر کے کھلایا تو حاشا نہ ہوگا اور اگر طعام میراث کے عوض دوسرا طعام بدل کر کے اس میں سے
اسکو کھلایا تو حاشا نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے والد کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اسکا باپ مر گیا اور
یہ اسکے مال کا وارث ہو ا پس اس مال کے عوض طعام خرید کر اور اسکو کھایا تو قیاساً حاشا نہ ہوگا اور استھاناً

بجائے حاشا
معاذ سر ہوتا ہے
رسم تمام ہوتا ہے
وہی ہے
چوتھی ہے اور
چوتھم حاشا
بجائے حاشا
پس اس صورت
میں جو کہ اسکی
نیت خود والد علم
دارتہ علم
نہایت علم
کے ہیں
کیا اور اسکا
دین پر اثر ہے
اور ان کی کمائی
میں شامل ہے
یا نہیں

حادث ہوگا اس واسطے کہ بحسب عادت میراث کھانے کی یہی صورتیں ہیں اور اگر مال میراث کے عوض کوئی چیز خرید کر اس چیز کے عوض طعام خرید کر کے کھایا تو حادث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے کھیتوں سے نہ کھاؤنگا پھر اسکی پیداوار میں سے جو کاشتکار کے پاس ہو یا فلاں کے مشتری کے پاس ہو خرید کر کھایا تو حادث ہوگا اور اگر فلاں سے کسی شخص نے خرید کیا اور اسکو بویا پھر اسکی پیداوار میں سے حالف نے کھایا تو حادث ہوگا یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ ملک فلاں سے یا جسکا فلاں مالک ہو اہر کچھ نہ کھاؤنگا پھر فلاں کی ملک سے کوئی چیز ٹکڑے دوسرے کی ملک میں داخل ہو گئی اور اسکو حالف نے کھایا تو حادث ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ جو فلاں نے خریدا یا جو فلاں خریدے اس میں سے نہ کھاؤنگا پھر فلاں نے اپنے واسطے یا غیر کے واسطے کوئی چیز خریدی اور اس میں سے حالف نے کھایا تو حادث ہوگا اور اگر فلاں نے خریدی ہوئی کو جسکے واسطے خریدی تھی اسکے حکم سے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی اور پھر اس میں سے حالف نے کھایا تو حادث نہ ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایسا گوشت نہ کھاؤنگا کہ اسکو فلاں نے خرید پھر فلاں نے ایک بکری کا بچہ حلوان خرید کیا اور اسکو ذبح کیا پھر اس میں سے حالف نے کھایا تو حادث نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس فلاں کا یہ طعام نہ کھاؤنگا پھر فلاں نے یہ طعام فروخت کر دیا پھر حالف نے اسکو کھایا تو حادث نہ ہوگا اور یہ شخصین جہما اللہ کے نزدیک ہو اور امام محمد کے نزدیک حادث ہوگا یہ شرح زیادت عتباتی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں ایسے طعام سے نہ کھاؤنگا جسکو فلاں تیار کرے یا ایسی روٹی نہ کھاؤنگا جسکو فلاں پکا دے پس فلاں نے اسکو تیار کر کے فروخت کر دیا پھر حالف نے مشتری کے پاس اسکو کھایا تو حادث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے طعام سے نہ کھاؤنگا اور یہ فلاں طعام فروشن ہو پس حالف نے اس سے خرید کر کے کھایا تو حادث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ میرا یہ طعام نہ کھاؤنگا پھر فلاں نے اسکو یہ طعام ہدیہ دیدیا تو بقیاس قول امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہ کے حادث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی زمین کی پیداوار سے نہ کھاؤنگا پھر اس پیداوار کے ٹکڑے سے کھایا تو حادث ہوگا اور اگر اس نے نفس لپیداوار کی نیت کی ہو تو فلاں بینہ و بین اللہ تعالیٰ یعنی دیانۃ تصدیق ہوگی اور قضائۃ تصدیق نہ ہوگی کذا فی الذخیرہ وقال المشرع بطور عریض یعنی زبان عرب صحیح ہو کہ بجائے پیداوار کے غلہ کا لفظ لکھا اور ہمارے عرف میں از بسکہ پیداوار خود اسکے اناج وغیرہ پر اطلاق ہوتا ہے نہ اس پیداوار کے دامون پر لہذا حکم برعکس ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلاں سے نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو پھر حالف نے اس طعام سے خریدایا فلاں نے اسی کو طعام ہبہ کیا اور اس سے حالف نے خرید لیا تو اسکے کھانے سے حادث نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اصل میں مذکور ہو کہ اگر قسم کھائی کہ ایسا طعام نہ کھاؤنگا کہ اسکو فلاں خریدے پھر ایسا طعام کھایا کہ اسکو حالف کے واسطے فلاں اور ایک شخص دوسرے نے خرید دیا ہو تو حادث ہوگا الا آنکہ اس نے نیت کی ہو کہ وہ نہ کھاؤنگا جسکو فلاں اکیلا خریدے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلاں سے نہ کھاؤنگا پھر ایسا طعام کھایا جو فلاں دوسرے کے درمیان مشترک ہو تو حادث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کی روٹی نہ کھاؤنگا پھر اسکے دوسرے کے درمیان مشترک روٹی کھائی تو بھی حادث ہوگا بخلاف اسکے اگر قسم کھائی کہ فلاں کی

فائدہ ہر
بادیوت
یا صدق
خرید و فروخت
بیشمار
ملک و بدائع
محیط و بدائع
کر زمین
فلاں کو
خوار ہو
نفس
صورت
میں امام
خوار ہو
کھاؤنگا
راہ و حدیث
کا اختلاف
جاری ہو
اور یہ
محیط
میں
عمر و خوار
نہ خرید
کھاؤنگا
نہ خرید
نہ خرید

قسم کھائی کہ اپنے داماد کی روتی سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا داماد سفر کو چلا گیا اور اپنی جورو کے واسطے نفقہ چھوڑ گیا جسین سے اُسنے کھایا پس اگر داماد اس عورت کے واسطے نفقہ الگ کر گیا ہو تو حانت نہوگا اور اگر الگ نہ کر گیا ہو بلکہ یہ کہ گیا ہو کہ میرے طعام میں سے بقدر کفایت تو کھالیں حالے نے بھی کھایا تو حانت ہوگا یہ وجہ کر درمی میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ اپنے باپ کے مال سے نہ کھاؤنگا پھر باپ مر گیا اور حالف وارث ہوا اور اُس نے کھایا تو حانت نہ ہوگا اور یہی صیح ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہو اور اگر قسم میں یہ لفظ بھی کہا ہو کہ باپ کے مال سے بعد اسکے مرنے کے نہ کھاؤنگا تو اس صورت میں حانت ہوگا یہ وجہ کر درمی میں لکھا ہو اور اگر کسی عورت نے قسم کھائی کہ اپنے پس کے اطمعہ سے نہ کھاؤنگی حالانکہ قسم سے پہلے اُسکا بیٹا اسکو چند قسم کے اطمعہ بھیج چکا ہو پس انکو اُسنے کھایا تو حانت نہ ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہو کہ عورت نے کچھ بیت نہ کی ہو اور اگر اُسے قسم میں اس طعام کی بھی نیت کی ہو تو حانت ہوگی اور اضافت باعتبار مجاز صحیح ہوگی یعنی جو پہلے پس کا تھا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤنگا پس فلان نے ایک برتن سے اور حالف نے دوسرے برتن سے کھانا کھایا تو حانت نہ ہوگا جب تک کہ دونوں ایک ہی برتن سے نہ کھا دیں یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ مال فلان سے نہ کھاؤنگا پھر دونوں نے روپیہ ڈال کر کوئی چیز خریدی اور دونوں نے کھائی تو قسم میں حانت نہوگا اسواسطے کہ عرف میں یہ اپنا مال کھانا کہلاتا ہے ایسا ہی فتاوے ابو اللیث میں مذکور ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی چیز سے نہ کھاؤنگا پھر فلان کی مہج اسکی جورو نے اپنی ہانڈی میں ڈالی جسکو حالف نے کھایا تو سنیج ابو بکر محمد بن نفیض نے فرمایا کہ حانت ہوگا الا آنکہ فلان و حالف کے درمیان کوئی سبب قسم ایسا ہو کہ جو اس امر پر دلالت کرے کہ ایسی مہج وغیرہ مراد نہیں ہو اگر قسم کھائی کہ فلان کے باغ انگور سے اس سال کوئی چیز نہ کھاؤنگا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی قسم بارہ مہینہ بر واقع ہوگی اور ہمارے مولانا نے فرمایا کہ چاہیے یوں ہو کہ اس سال کے جس قدر ایام باقی رہیں میں سنین پر واقع ہو یہ فتاوے قاضی خان میں ہو ایک نے کہا کہ واللہ جو فلان لاویگا اُسکو نہ کھاؤنگا یعنی ایسی کھانے کی چیز جیسے گوشت و طعام وغیرہ پھر حالف نے اس فلان کو گوشت دیا کہ اُسکو پکاوے پس اُسنے پکا نا شروع کیا اور اسمین گارے کی اوجھ کا ایک ٹکڑا ڈال دیا جو ہانڈی کے جوش میں نکل گیا پھر حالف نے ہانڈی کا شوربا کھایا تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ میری دانست میں وہ حانت نہوگا جبکہ اُسنے اسمین ایسا گوشت ڈال دیا جو تنہا پکا کر اس سے شوربا لینے کے لائق نہیں ہو بسبب اسکے کہ قلیل ہو۔ اور اگر اسقدر ہو کہ تنہا پکا کر اس سے شوربا لیا جاسکتا ہو تو اس صورت میں حانت نہوگا حالانکہ امام محمد رحم نے فرمایا ہو کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جو فلان لاویگا میں اُسکو نہ کھاؤنگا پھر فلان مذکور گوشت لایا اور اُسکو بھونا اور بعد تیار ہونے کے اُسکے اپنے حالف کے چانول رکھے چنانچہ اسکی ہتی چانولوں میں آئی جسکو حالف نے کھایا تو حانت ہوگا اسی طرح اگر فلان مذکور چنے لایا اور انکو پکایا پس حالف نے اُسکا شوربا کھایا اور اسمین چنے کا مزہ آتا ہو تو حانت ہوگا اور اسی طرح اگر تازہ چھوڑے جسکو رطب کہتے ہیں لایا جسین سے رب ہوا اور اُسکو حالف نے کھایا یا زیتون لایا اور وہ پکایا جسکا تیل حالف نے کھایا تو حانت ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے طعام سے کوئی طعام نہ کھاؤنگا

پھر اسکا سر کہ یا روغن زیتون یا نمک کھایا یا اینین سے کوئی چیز لے کر اپنے کھانے کے ساتھ کھائی تو حائش ہوگا اور اسکا پانی یا ہینڈ لیکر اس کے ساتھ اپنی روٹی کھائی تو حائش ہوگا یہ جو ہرہ میرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ گھوٹون نہ کھاؤنگا پھر انکو دوسرے سے اناج کے ساتھ ملا کر کھایا یا قسم کھائی کہ یہ جو نہ کھاؤنگا پھر انکو دوسرے سے اناج میں ملا کر کھا یا پس اگر لپون سے کھایا یعنی پھنکی مار کر کھا یا پس اگر یہ گھوٹون یا جو غالب ہوں تو حائش ہوگا اور اگر دوسرے اناج کو غلبہ ہو تو حائش نہ ہوگا اور اگر ساومی ہوں تو قیاس یہ ہو کہ حائش ہوگا اور اتھنا نا حائش ہوگا اور اگر ایک ایک دانہ کر کے کھایا ہو تو ہر حال حائش ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا یا کہنا کہ نہ پیونگا الا با جازت فلان پھر فلان نے اسکو اجازت دی تو یہ اجازت ایک لقمہ اور ایک سو گھوٹ پر ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی طعام نہ کھاؤنگا اور نہ پیونگا پھر کھانے پینے کی کوئی چیز رکھی اور اسکو حلق میں داخل نہ کرنے دیا تو حائش ہوگا۔ اور اگر اپنی قسم کسی فعل پر منعقد کی پھر اس سے کھٹ کر کیا تو حائش نہ ہوگا اور اگر اس سے بڑھ کر کیا تو حائش ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کھانا پینا کچھ نہ چکھونگا پھر اسکو اپنے منہ میں داخل کیا تو حائش ہوگا پھر اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میری مراد نہ چکھنے سے یہ شئی نہ کھاؤنگا یا نہ پیونگا تو بابتہ فیما بینہ و بین اللہ تم اسکی تصدیق ہوگی اور قضا و تصدیق نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ نہ چکھونگا کھانا اور نہ پینا پھر ایک چکھنا تو حائش ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ نہ کھاؤنگا کھانا اور نہ پینا اور اسی طرح اگر حرف یا دونوں کے بیچ میں لایا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ طعام و شراب نہ چکھونگا پھر اس نے ایک کو چکھا تو حائش ہوگا اور شیخ ابوالقاسم الصفار رحمہ نے فرمایا کہ حائش ہوگا اور شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اسکی نیت پر ہے اور اگر اس نے کچھ نیت نہ کی ہوگی تو ایک کے چکھنے سے حائش ہوگا اور اسی پر فتوے ہوئے کسی نے قسم کھائی کہ خبر نہ چکھونگا پھر ایسی روٹی کھائی جسکا خمیر شراب سے کیا گیا ہو تو شدادہ سے فرمایا کہ اپنی قسم میں حائش ہوگا جیسے قسم کھائی کہ زیت نہ چکھونگا پھر روٹی کھائی جسکا آثار زیت میں گوندھا گیا ہو تو حائش نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے گھر میں طعام نہ چکھونگا اور نہ شراب یعنی پینے کی چیز پھر اس کے گھر میں کوئی چیز چکھی اور اسکو اپنے منہ میں داخل کیا مگر اس کے پیٹ میں نہیں پہنچی تو حائش ہوگا اور یہ قسم فقط نہ چکھنے پر ہوگی۔ اور اگر اس سے کسی نے کہا کہ میرے پاس آج کے روز کھانا کھا پس اس نے قسم کھائی کہ میرے گھر نہ چکھونگا طعام و نہ شراب تو یہ قسم کھانے پر ہوگی نہ چکھنے پر یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ پانی نہ چکھونگا پس اس نے نماز کے واسطے کلی کی تو حائش ہوگا یہ خلاصہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ خمیر نہ چکھونگا پھر وہ شراب سرکہ ہو گئی پس اسکو پیا تو حائش نہ ہوگا اور اگر بھی نیت ہو کہ جو اس سے ہو گا وہ بھی نہ چکھونگا تو حائش ہوگا یہ جو ہرہ میرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ تغدی نہ کرونگا تو غدار وہ کھانا ہو جو طلوع فجر سے وقت ظہر تک ہو اور عشا وہ کھانا ہو کہ نماز ظہر سے آدھی رات تک ہو یہ بدائع میں ہے پس اگر قسم کھائی کہ آج تغدی نہ کرونگا پھر نصف نماز کے بعد کھایا تو حائش ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور شیخ محمدی نے فرمایا کہ یہ امام رحمہ کا عرف تھا اور ہمارے عرف میں عشا کا وقت بعد نماز عصر کے ہے۔ پھر واضح رہے کہ غدار و عشا غبارت ایسے کھانے سے ہیں جس سے عادت کے متوافق نہ ہو کہ کھانا لوٹن کی غلاب عادت کا مقصود ہوتا ہے

۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

پس ایسا ہی بیان ہو اور استحساناً حائث ہوگا۔ اور اگر اس نے اس صورت میں متفرق تغذی کرنے کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی۔ اور اگر اس نے یوں کہا کہ اگر میں نے دو رغیف کھالین یا میں نے یہ دو رغیفین کھالین تو میرا غلام آزاد ہو پھر ان دونوں کو ایک بارگی یا متفرق کھالیا تو تمہارا استحساناً حائث ہو گیا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم غدا پر معفو کی اور اس میں سے روٹی کو استثنا کر لیا تو جو چیز کہ روٹی کی تبعیت میں کھائی جاتی ہو وہ بھی روٹی کی استثناء کے ساتھ مستثنی ہوگی چنانچہ اگر کہا کہ تغذی نہ کرو نکھا سوائے روٹی کے تو روٹی کے ساتھ سالن سرکہ وزیتون وغیرہ جو بال مقصود نہیں کھائے جاتے ہیں مستثنی ہونگے اور روٹی کے ساتھ اس کے کھانے سے حائث ہوگا اور جو چیز بمقصد کھائی جاتی ہو اور عادت کے موافق بتواتر کھائی جاتی ہو جیسے خبث یا دھانول وغیرہ اس سے حائث ہوگا اور وہ مستثنی ہوگی اور اگر ایسی چیز ہو کہ اس میں بمقصد کھانے کی بھی عادت ہو یعنی کھانا انکا خود ہوتا ہو اور روٹی کے ساتھ اسکی تبعیت میں بھی کھانے کی عادت ہوتی ہو جیسے گوشت و مچھلی و دودھ وغیرہ تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ روٹی کے استثناء کرنے میں اسکی تبعیت میں یہ بھی مستثنی ہونگی اور ان کے کھانے سے حائث ہوگا اور امام محمد نے فرمایا کہ مستثنی انہو نگی اور حائث ہوگا۔ پس جب امر معلوم ہو گیا تو ہم کہتے ہیں کہ امام محمد نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں نے کھایا آج کے روز الا رغیف تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس نے رغیف کھائی اور پھر اسکے بعد فاکہ یا چھوہارے یا خبث یا دھانول کھائے تو حائث ہوگا ان اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے روٹی سے استثناء کا قصد کیا تھا یعنی روٹی میں اگر سوائے رغیف کے کھاؤں تو ایسا ہی تو اس صورت میں اسکے قول کی دیانۃ تصدیق ہوگی مگر قصداً تصدیق نہ ہوگی۔ پھر واضح رہے کہ اگر مسئلہ مذکورہ میں بعد رغیف کے کھانے کے فواکہ یا چھوہارے کھائے ہوں یا رغیف کے ساتھ ہی کھائے ہوں بہر حال حائث ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے تغذی کی الا رغیف تو میرا غلام آزاد ہو پھر رغیف سے تغذی کی پھر فواکہ یا چھوہارے کھائے تو حائث ہوگا اور اسی طرح اگر خبث کھایا تو بھی حائث ہوگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ تغذی کی صورت میں ان چیزوں کے کھانے سے جب ہی حائث ہوگا کہ بغیر رغیف کے کھانے کے اس نے یہ چیزیں کھائی ہوں اور اگر رغیف سے تغذی کرنے کے بعد جب کہ تغذی برغیف ہو چکی اور تغذی منقطع ہو گئی اور پھر فواکہ کھایا تو حائث نہ ہوگا اس واسطے کہ اس کے ساتھ تغذی کرنے والا نہیں کھائیگا اور تغذی کے طور پر اس کے کھانے کا رواج نہیں ہو اور اگر اس صورت میں بھی اس نے خاصۃً خبر یعنی روٹی سے استثناء کی نیت کی ہو تو دیانۃ تصدیق کی جائیگی نہ تصداً یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر قسم سے پہلے کوئی ایسا کلام واقع ہو کہ اس سے ال امر پر استدلال کیا جاوے کہ اس نے روٹی سے استثناء مراد لیا ہو مثلاً کہا گیا ہو کہ تو آج دو رغیف کھائیگا پس اس نے کہا کہ اگر میں آج کے روز کھاؤں الا ایک رغیف تو میرا غلام آزاد ہو تو اس صورت میں اسکی قسم خاصۃً رغیف پر ہوگی چنانچہ اگر اس نے رغیف کھانے کے بعد ہی چھوہارے وغیرہ کھائے تو حائث ہوگا اور اسکی قسم رغیفوں کے ساتھ مقید ہوگی اور اگر کہا کہ اگر میں آج کے روز ایک رغیف سے زیادہ کھاؤں تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم خاصۃً روٹی پر ہوگی چنانچہ اگر بعد ایک رغیف کے اس نے چھوہارے وغیرہ کھائے تو حائث ہوگا اور تقدیر کلام اس صورت میں یہ ہوگی کہ اگر میں آج کے روز جنس رغیف سے ایک رغیف سے زیادہ کھاؤں تو میرا غلام

آزاد ہو پس چونکہ اس طرح کہنے میں اسکی قسم خاص و مطعون کے ساتھ مختص ہوتی ہو اسی طرح صورت مذکورہ میں بھی
 رغیفوں کے ساتھ مخصوص ہوگی اور جو ہم نے الارغیف کہنے کی صورت میں بیان کیا ہو وہی غیر رغیف و اسے
 رغیف کہنے کی صورت میں بھی ہو یہ محیط میں مذکور ہو ایک مرد نے کہا کہ اگر میں نے کپڑا پہنا یا میں نے کھانا یا
 میں نے پیا تو میری جو رو طالق ہو اور پھر دعویٰ کیا کہ میں نے اپنی قسم میں خاصہ فلان طعام مراد لیا تھا اور فلان
 طعام مراد نہیں لیا تھا تو قضا و دیا نہ کسی طرح اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور یہی صحیح اور یہی ظاہر الروایہ ہے
 اور اگر کہا کہ ان لبست ثوبا و اکلت طعاما یعنی اگر پہنا میں نے کپڑا یا کھایا میں نے کھانا تو میرا غلام آزاد ہو پھر
 دعویٰ کیا کہ میں نے فلان کپڑا یا فلان کھانا خاصہ مراد لیا تھا تو دیا نہ اسکی تصدیق ہوگی مگر قضا و تصدیق نہوگی
 یہ بشرح جامع صغیر قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار فلان سے نہ پیونگا پھر اس میں سے کوئی چیز کھائی
 تو صدر رشید رحمہ اللہ نے اپنے واقعات میں فرمایا کہ مختار میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ حاشیہ ہوگا الا انکے تمام ماکولات
 و مشروبات کی نیت کی ہو کذا فی المحیط قال المترجم ہمارے عرف کے موافق بالقطع وہ حاشیہ ہوگا اور اگر اسے
 تمام ماکولات کی نیت کی ہو تو خلاصہ محاورہ ہو پس جو لازم آوے اسکی نیت کا پھل ہوگا اس واسطے کہ کھانا و پینا
 ہمارے اطلاق میں جدا جدا ہیں واللہ اعلم۔ فارسی میں کہا کہ از خانه فلان هیچ چیز نہ خورم یعنی فلان کے گھر سے
 کچھ نہ کھاؤنگا تو یہ کھانے و پینے دونوں کو شامل ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور یہ نوع استعمال ہو و ایسا ہی
 ہمارا عرف ہو واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ شرب نہ پیونگا پھر دونوں نے ایک ہی مجلس میں
 ایک ہی مشروب سے پیا تو حاشیہ ہوگا اگر چہ دونوں کے پینے کے برتن مختلف ہوں اور اسی طرح اگر ایک مجلس ہو
 اور دونوں کے مشروب مختلف ہوں تو بھی حاشیہ ہوگا اور اگر اُس نے مشروب واحد یا ظرف واحد میں ساتھ
 نہ پینے کی نیت کی ہو تو قضا و اسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کی ضیافت
 میں ایک بار سے زیادہ نہ پیونگا پس اُس نے ایک بار اس کے مکان میں پیا اور دوسری بار اسکے بستان میں
 پیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ضیافت ایک ہی ہو تو حاشیہ ہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ بانی نہ پیونگا پھر اُس نے آب
 فلیہ پیا تو حاشیہ نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کی گاہے کا دودھ نہ پیونگا پھر
 اسکی گاہے مرگئی اور اسکی ایک پیچھا ہو جو بڑی ہوئی پھر اُسکا دودھ اُس نے پیا تو حاشیہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے
 ایک نے قسم کھائی کہ لایشرب الماء یعنی پانی نہ پیونگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو چاہے کس قدر پیئے حاشیہ ہوگا اور
 اگر اُس نے الماء سے کل الماء یعنی تمام پانی مراد لیا ہو تو بھی حاشیہ ہوگا اور نیت صحیح ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی
 کہ لایشرب شربا یعنی کوئی پینے کی چیز نہ پیونگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو پانی وغیرہ کوئی پینے کی چیز پیئے حاشیہ ہوگا
 ایسا ہی ایمان اہل میں مذکور ہو اور حیل اصل میں مذکور ہو کہ اگر قسم کھائی کہ لایشرب الشربا یعنی شرب نہ پیونگا
 اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو یہ قسم خمر پر واقع ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور امام سرخسی نے فرمایا کہ یہ زبان عربی میں
 قسم کھانے کی صورت میں ہے اور اگر فارسی میں قسم کھائی تو بہر حال خمر پر واقع ہوگی مؤلف رحمہ اللہ نے فرمایا
 کہ فتویٰ کے واسطے مختار وہ ہو جو حیل الاصل میں فرمایا ہو یہ خلاصہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ آج نہ پیونگا تو جو چیز پیے
 حاشیہ ہوگا جسے کہ سرکہ اور گھی پینے سے بھی حاشیہ ہوگا یہ و چیز کدوری میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ پیونگا

سے
 کپڑا
 وہ
 دونوں
 جس
 جس
 بن
 حشر
 تو
 سچا
 کجا
 جب
 ۵۸۰

پھر دودھ میں پانی ڈال کر اسکو پیا تو اصل اس مسئلہ اور اس کے جنس کے مسائل میں یہ ہو کہ جب حالف نے اپنی
قسم کسی سیال چیز پر معقود کی اور پھر اس چیز میں دوسری جنس کی سیال چیز خلط کر دی پس اگر وہ سیال چیز جس پر قسم
کھائی ہو غالب ہو تو حانت ہوگا اور اگر دوسری جنس کی سیال چیز غالب ہو تو حانت ہوگا اور اگر دونوں برابر
ہوں تو قیاساً حانت ہوگا مگر استحسان یہ ہو کہ حانت نہ ہوگا اور غالب ہونے کے معنی امام ابو یوسف نے یوں
بیان کیے ہیں کہ جس پر قسم کھائی ہو اگر اسکا رنگ ظاہر ہوتا ہو اور اسکا مزہ پایا جاتا ہو تو وہ غالب ہو اور امام محمد
نے فرمایا کہ غلبہ میں حیث الاجزاء ہر حال المتزج ہذا ہو الا ظہر لیکون احکم الی الا کثر ایل و خروج المخلوط الی الا کثر کم
فلینا مل اور یہ اس وقت ہو کہ جس پر قسم کھائی تھی اسکو غیر جنس میں ملا دیا اور اگر اسی جنس میں ملا یا مثلاً دودھ کو دوسرے
دودھ میں ملا دیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک یہ اور اول یکسان ہیں یعنی اعتبار غالب کا ہوگا پس براہ رنگ
و مزہ کے یہاں اعتبار ممکن نہیں ہو اس واسطے بہ لحاظ مقدار کے غلبہ اعتبار کیا جائیگا اور امام محمد کے نزدیک
ایسی صورت میں ہر حال میں حانت ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اختلاف ان چیزوں میں ہو جو غلط و متزج
ہو جاتی ہیں اور جو چیزیں مختلط و متزج نہیں ہوتی ہیں جیسے تیل کہ دودھ میں ملا یا جاوے مثلاً اور تیل نہ پینے
کی قسم ہو تو بالاتفاق حانت ہوگا اور قدوری میں لکھا ہو کہ اگر کسی قدر آب زمزم پر قسم کھائی کہ اس میں سے کچھ
نہ پوئگا پھر اسکو دوسرے پانی میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ مغلوب ہو گیا پھر اس میں سے پیا تو امام محمد رحمہ کے
نزدیک حانت ہوگا اور اگر اسکو کنوئین یا حوض میں ڈال دیا پھر اسکا پانی پیا تو حانت ہوگا یہ ظہیر یہ لیں ہو۔
اور اگر قسم کھائی کہ اس آب شیرین میں سے نہ پوئگا پھر اسکو کھاری پانی میں ڈال دیا کہ کھاری اس پر غالب
ہو گیا پھر اسکو پیا تو حانت ہوگا اور اسی طرح اگر کھاری پر قسم کھائی اور اسکو شیرین میں ملا دیا تو بھی صورت
مذکورہ میں یعنی شیرین غالب ہو جائے میں ہی حکم ہو کہ حانت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قناد سے قاضی خان میں ہو۔ ایک نے
قسم کھائی کہ خمر نہ پوئگا پھر اسکو غیر جنس میں مزج کر دیا جیسے کنبی و خمر میں ملا دیا اور پھر اس میں سے پیا تو غالب
کا اعتبار کیا جاوے گا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ بنیذ نہ پوئگا تو مختار یہ ہو کہ قسم آب انگور مسکر نہ واقع
ہوگی خواہ وہ خام ہو یا مطبوخ ہو یہ وجہ کروری میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ سکی خورم تو صحیح ہو کہ سکی کا لفظ فقط
آب انگور مسکر پر واقع ہوتا ہو خواہ خام ہو یا مطبوخ ہو یہ محیط میں ہو۔ اور خانیہ میں لکھا ہو کہ اسی پر فتوے ہو یہ
تامار خانیہ میں ہو۔ اور اگر فارسی میں قسم کھائی کہ خورم و بدست بگیریم پھر اسکو اپنے ہاتھ میں لیکر ایک جگہ سے
دوسری جگہ لے گیا پس اگر قسم کے وقت اپنے کلام سے یہ نیت نہ کی تھی کہ نہیں پوئگا یعنی قسم سے مراد یہی تھی کہ اسکو
نہ پوئگا تو صحیح یہ ہو کہ حانت ہوگا یہ وجہ کروری میں ہو۔ اور ہم خمر جسکی فارسی ہو صحیح یہ ہو کہ یہ فقط آب انگور خام
پر واقع ہوتا ہو اور اگر فارسی میں کہا کہ مسکرہ خورم یعنی قسم کھائی تو بعض نے فرمایا ہو کہ جو خوب سے بنائی جاتی
ہو اس پر اسکی قسم نہ واقع ہوگی اور صحیح یہ ہو کہ اس میں عرف کا اعتبار ہو کہ اگر عرف میں ان چیزوں سے بنائی ہوئی شراب
کو مسکرہ کہتے ہیں تو حانت ہوگا ورنہ جسکو نہیں کہتے ہیں اس سے حانت ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ تمیز ربیب
نہ پوئگا پھر بنیذ کشش پئی تو اپنی قسم میں حانت ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایسی شراب نہ پوئگا کہ اس سے مسکر
ہوتا ہو پھر شراب مسکر کو دوسری شراب غیر مسکر میں ملا کر پی لیا تو فتاویٰ قناد سے اہل سمرقند میں مذکور ہو کہ اگر ایسی

ہو کہ اس میں سے بہت پینے سے نشہ ہو جاوے تو حانت ہوگا۔ اور اگر اپنی قسم ایسی چیز کے پینے پر عہد کی جو پی نہیں جاتی ہو اور جو چیز اس سے نکلتی ہو وہ پی جاتی ہو تو اسکی قسم جو اس سے نکلتی ہو اس کے پینے پر واقع ہوگی اسکی مثال یہ ہو کہ منتقے میں مذکور ہو کہ اگر قسم کھائی کہ اس تریبے چھو مارے سے نہ پوئگا پھر اسکی مہینہ پی تو اپنی قسم میں حانت ہوگا اور اس جنس کے مسائل کی تخریج میں یہی اصل ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک نے اپنی جو رو کی طلاق کی قسم اس امر پر کھائی کہ مسکن نہ پوئگا پھر کوئی چیز مسکن اسکے حلق میں ڈالی گئی جو اسکے پیٹ میں چلی گئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر بدون اسکے فعل کے اندر چلی گئی تو حانت نہ ہوگا ہاں اگر اسکے بعد اس نے خود پی لی تو حانت ہوگا اور اگر اسکے منہ میں ڈالی گئی پس اس نے روک رکھی پھر اسکو پی گیا تو حانت ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں کے پیالے سے نہ پوئگا پھر حالف نے اسکے پیالے سے اپنے ہاتھ پر پانی ناکر اپنے ہاتھ سے پی لیا تو حانت نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں کے پانی سے نہ پوئگا اور حالف اس فلاں کی دکان میں بیٹھتا ہو پھر حالف نے ایک کوزہ خرید کر رات کو فلاں مذکور کی دکان میں رکھ دیا پھر فلاں کے ابھرنے اس کوزہ میں نہر سے پانی بھر کر رات میں دکان میں رکھ دیا پھر صبح کو حالف اس دکان میں آیا تو پانی کا کوزہ مذکور انگ کر اس میں سے پی لیا پس اگر حالف نے یہ کوزہ اسی حیلہ کے واسطے خریدا ہو تا کہ حانت نہ ہو تو مجھے امید ہے کہ وہ حانت نہ ہوگا اس واسطے کہ ابھرنے اور اس صورت میں حالف کا عامل ہو جائیگا پس وہ اپنا پانی پینے والا ہو یا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس قریہ میں خمر نہ پوئگا پھر اس قریہ کے باغیچے میں انگور یا کھیتوں میں شراب پی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر گالوں کی آبادی میں یا ان باغیچے انگور میں جو آبادی سے ملے ہوئے ہیں شراب پی تو حانت ہوگا ورنہ نہیں یہ ظہیر میں ہے اگر کہا کہ اگر میں اپنے شراب پی یا جو اچھلا تو میرا غلام آزاد ہو تو ان دونوں میں سے ایک کام کرنے سے حانت ہو جائیگا اور قسم غشی ہو جائیگی اور اگر کہا کہ واللہ اگر شراب بخورم و تمہارے بکنم تو ان میں سے ایک فعل کرنے سے حانت ہوگا اور اگر کہا کہ تاگل سرخ نہ بنم شراب بخورم تو یہ قسم راجح ہوگی گل سرخ کے بہار پر یعنی گویا یوں کہا کہ جب تک گلاب نہ پھولے گا میں شراب نہ پوئگا بشرطیکہ اس نے حقیقہ گل سرخ دیکھنا مراد نہ لیا ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ ان دونوں بکریوں سے نہ پوئگا پھر ایک کا دودھ پیا تو حانت ہوگا یہ سہرا جیہ میں ہے۔ ایک نے اپنی جو رو کی طلاق کی قسم کھائی اس پر کہ مادام کہ بخار میں ہوں شراب نہ پوئگا پھر قصر الجوش کی طرف چلا گیا پھر وہاں سے واپس آیا اور شراب پی تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اس نے مادام کہ بخار میں ہوں اس قول سے بخار کی سکونت مراد لی اور حال یہ کہ وہ قسم کے وقت بخار کا ساکن تھا تو حانت ہوگا اور اگر قول مذکور سے اس نے اپنے بدن کا بخار میں ہونا مراد لیا پھر قصر الجوش میں جا کر واپس اگر شراب پی تو قسم باقی نہ رہیگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو پھر وہاں جا کر واپس آیا تو کافی ہے حانت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے شراب پی تو میری عورت مطلقہ ہو جائیگی اور میرا غلام آزاد ہو جائیگا پھر اس نے شراب پی تو اسکی عورت طالقہ اور غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے طلاق و عتاق کی نیت نہیں کی تھی بلکہ میری غرض یہ تھی کہ میرے اصحاب میرا پیچھا چھوڑ دیں تو تصدیق ہوگی۔ ایک نے قسم کھائی کہ میں مسکن نہ

یا تسبیح یا تہلیل کی تو ہمارے علماء کے نزدیک حائث ہو گیا یہ محیط میں ہے۔ فقیہ ابو لیلیث نے فرمایا کہ اگر فارسی میں قسم کھائی یعنی کلام نہ کرنے کی تو خارج نماز میں بھی قرار ہے و تسبیح و تہلیل سے حائث ہوگا اس واسطے کہ وہ فارسی یا تسبیح کھلائیگا نہ مکمل اور اسی پر فتوے ہو کذا فی قال الترحیم ہمارے زبان میں بھی یہی حکم ہو اللہ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا پھر نماز میں تکبیر کسی یا دعا کی تو حائث نہ ہوگا اور اگر نماز سے باہر تکبیر کسی یا دعا کی تو حائث ہو گیا بشرطیکہ قسم عربی زبان میں ہو اور اگر فارسی میں ہو تو اس سے نماز میں یا غیر نماز میں کسی حال میں حائث نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر حالف نے نماز میں فلاں مذکور کی اقتدا کی پھر فلاں مذکور نماز میں بھول گیا پس حالف نے اس کے جتانے کے واسطے سبحان اللہ کہا تو حائث نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر حالف نے چند لوگوں کی امامت کی جنہیں مخلوف علیہ یعنی جس سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی ہو شامل ہو پس اس نے نماز ختم ہونے پر سلام پھیرا تو پہلے سلام سے حائث نہ ہوگا اور نہ دوسرے سلام سے اور یہی مختار ہے اور یہ اس وقت ہے کہ حالف امام ہو اور اگر حالف مقتدی ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ بنا بر قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے حائث نہ ہوگا اور اگر مخلوف علیہ امام ہو اور حالف مقتدی ہو پس اس نے امام کو لقمہ دیا تو اپنی قسم میں حائث نہ ہوگا اور اگر نماز سے باہر اسکو قرآن پڑھایا تو اماموں کے عرف کے موافق حائث ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پس اسکو کوئی کتاب پڑھ سنائی پس فلاں نے اسکو لکھا تو نہ پایا کہ اگر اسکو لکھوانے کا قصد کیا تو مجھے خوف ہے کہ وہ حائث ہوگا یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر حالف نے اسکو دور سے پکارا پس اگر اتنی دور ہو کہ وہ نہیں سنتا ہے تو حائث نہ ہوگا اور اگر دوری اسقدر ہو کہ وہ اسکی آواز سنتا ہے تو حائث ہوگا اور اسی طرح اگر مخلوف علیہ سوتا ہو پھر حالف نے اسکو پکارا پس اگر اسکو جگا دیا تو حائث ہوا اور اگر نہ جگایا تو شخص شمس الاممہ سرخسی نے ذکر کیا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ حائث نہ ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضی خان میں ہے۔ اور اسی پر ہمارے مشائخ میں اور یہی مختار ہے یہ ہر الفائق میں ہے۔ اور اگر حالف ایسی جماعت پر گذر جس میں مخلوف علیہ بھی ہو پس اس نے اس جماعت پر سلام کہا تو حائث ہو گیا اگرچہ مخلوف علیہ نے نہ سنا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اس نے سوائے مخلوف علیہ کے ہا قیوں کو مراد لیا ہو تو فیما بینہ و بین اللہ نعم حائث نہ ہوگا مگر قضاۃ تصدیق نہ کیجائیگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ایک قوم پر حسین مخلوف علیہ بھی ہو سلام کیا تو حائث ہوا اگرچہ جانتا نہ ہو کہ فلاں نہیں ہے۔ اور اگر اس نے استنثار کر لیا یعنی کہا کہ السلام علیکم الاعلی فلاں تو حائث نہ ہوگا اور اگر کہا کہ الاعلی واحد اور اس سے فلاں مذکور کی نیت کی تو اسکی تصدیق کیجائیگی یہ عتابیہ میں ہے۔ قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر فلاں نے دروازہ بجا یا پس حالف نے کہا کہ کون ہے یا کہا کہ یہ کون ہے یا کہا کہ وہ کون ہے تو بعض نے کہا کہ حائث نہ ہوگا الا آنکہ یون کے کہ تو کون ہے اور یہی مختار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر مخلوف علیہ نے اسکو پکارا پس اس نے جواب دیا کہ لبیک یعنی جی حاضر ہوں یا کہا کہ لبی یعنی میں حاضر ہوں تو قسم میں حائث ہوگا یہ محیط میں ہے۔ تجزیہ میں لکھا ہے کہ اگر مخلوف علیہ کے دروازہ کھٹکانے کے بعد اس نے کہا کہ میں ہا یعنی کون ہے یہ آدمی تو حائث ہوگا اور اگر اس سے کہا کہ تو بھٹک گیا ہے۔ یا سست ہو گیا ہے پس اس نے کہا خوب است یعنی

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

اچھا ہے یا کہا کہ بان یا کہا کہ آریے تو حانت ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ فتاویٰ میں لکھا ہے کہ قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان نے کسی دوسرے کو پکارا پس حانت نے کہا کہ میں حاضر ہوں تو حانت ہوگا اور اسی طرح اگر فارسی میں کہا کہ بی تو بھی یہی حکم ہے یہ کتابیہ میں ہے۔ مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا پھر جسکی جو رو آئی اور وہ کھانا کھاتا تھا پس جو رو سے کہا کہ ہا یعنی تو بھی کھا تو حانت ہو گیا یہ محیط میں ہے۔ قسم کھائی کہ اپنی جو رو سے کلام نہ کرونگا پھر گھر کے اندر گیا اور اس میں سوا سے جو رو کے کوئی نہ تھا پس کہا کہ یہ چیز کس نے رکھی یا یہ چیز کہاں ہے تو حانت ہوگا اور اگر اس میں دار میں سوا سے اس عورت کے کوئی دوسرا بھی ہو تو حانت نہ ہوگا اور اگر یہ کہہ کہ مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کس نے کیا ہے تو حانت ہوگا اگرچہ گھر میں سوا سے عورت کے کوئی نہ ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر اس سے ایسی عبارت میں بات کی کہ فلان اسکو نہ سمجھا تو بھی حانت ہوگا یہ محیط میں ہے۔ قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان مذکور نے کسی کو گالی دی اور حالف نے اسکو مکن کہہ کر منع کرنا چاہا پھر مک، ہی کہنے پایا تھا کہ اسکو قسم یاد آگئی کہ خاموش ہو گیا تو حانت نہ ہوگا اسو سطلے کہ اسقدر غیر معلوم ہے پس کلام نہ ہوگا۔ فلان مذکور نے حالف کے باپ کو گالی دی پس حالف نے کہا کہ نہیں بلکہ تو ہی ہے تو حانت ہو گیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور شارح نے فرمایا کہ جس نے قسم کھائی ہے کہ فلان سے کلام نہ کرونگا اسنے کسی دوسرے سے کلام کیا اور غرض یہ ہے کہ فلان مذکور کو سزا تو حانت نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر دیوار سے کلام کیا اور کہا کہ امی دیوار ایسا دایسا ہے تو حانت نہ ہوگا اگرچہ غرض اسکی یہ ہو کہ فلان سن لے اور اسی پر فتوے ہے یہ فتاویٰ صفحہ ۱۱ میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک نے کہا کہ امراۃ طالق ان کز وجبت النساء او اشتریت البعید او کلمت الرجال او الناس میری جو رو طالق ہے اگر میں نے عورتوں سے نکاح کیا یا غلاموں کو خرید کیا یا مردوں سے کلام کیا یا لوگوں سے کلام کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا یا ایک مرد سے کلام کیا یا ایک غلام خریدا تو حانت ہوگا اور اگر کہا کہ سکیون یا فقیرون سے کلام نہ کرونگا پھر انہیں سے ایک سے کلام کیا تو حانت ہوگا اور اسنے تمام مردوں یا تمام عورتوں کی نیت کی ہو تو اسکی تصدیق کی جائیگی اور کبھی حانت ہوگا اور اگر کہا کہ ان تزوجت النساء او اشتریت البعید او کلمت الرجال فلذا اگر میں نے عورتوں کو نکاح میں لیا یا غلاموں کو خریدا یا مردوں سے کلام کیا تو چنین وچنان ہے پس جب تک تین غلام نہ خریدے یا تین عورتوں سے نکاح نہ کرے یا تین مردوں سے کلام نہ کرے تب تک حانت ہوگا اور اگر اس نے جنس مرادی یعنی جنس عورت سے نکاح نہ کرونگا تو ایک عورت سے نکاح کرنے اور ایک غلام خریدنے سے حانت ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیر می میں ہے۔ اور تین سے زیادہ کی نیت کی ہو تو ہو سکتا ہے اور اگر دو کی نیت کی تو نہیں صحیح ہے یہ شرح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ بنی آدم سے کلام نہ کرونگا پھر کسی ایک آدمی سے کلام کیا تو حانت ہوگا اور اگر اس نے اس سے کل آدمیوں کی نیت کی ہو تو کبھی حانت نہ ہوگا اور دینا دقتا اسکی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے اس غلام سے کلام نہ کرونگا پھر فلان نے اپنا غلام فروخت کر دیا پھر حالف نے اس سے کلام کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک حانت نہ ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضی خان

سلا

نقدی

وہابی

زمان

میں

الف

لاہر

مکمل

اور

ارد

نہاں

حانت

ہونا

باج

اجب

چی

صحیح

رت

سہ

ند

وہابی

چہ

رح

نیت

نیت

نیت

نیت

مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے غلام سے کلام نہ کرونگا پس اگر کوئی غلام معین مرا دلیا ہو تو یہ کلام اور قولہ فلاں کے اس غلام سے دونوں یکساں ہیں اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو پس اگر فلاں کے ایسے غلام سے کلام کیا جو وقت قسم کے موجود تھا اور وقت حانت ہونے کے بھی موجود ہو تو بالاجماع حانت ہوگا اور اگر ایسے غلام سے کلام کیا کہ وہ وقت قسم کے موجود تھا اور وقت کلام کرنے کے اسکا غلام نہ تھا تو بالاتفاق حانت ہوگا اور اگر وقت قسم کے اسکا غلام نہ تھا اور وقت کلام کرنے کے اسکا غلام تھا تو امام ابو حنیفہ رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک حانت ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہے۔ شیخ ابوبکر رحمہ نے فرمایا کہ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں کے غلام سے کلام نہ کرونگا پھر کسی مضاربہ کے غلام سے جنہیں اسکا لفع شریک ہو یا نہیں کلام کیا تو بالاجماع حانت ہوگا یہ حاوی مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں کے دوست یا فلاں کی زوجہ یا فلاں کے بیٹے یا نسل انکے سے جنگی اصناف فلاں کی طرف حکم ملک نہیں ہو کلام نہ کرونگا پھر فلاں مذکور نے بعد اس قسم کے نکاح کیا یا بعد قسم کے اسکا بیٹا پیدا ہوا پھر حانت نے اس سے کلام کیا تو حانت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور جاسع صغیر مین مذکور ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں کی جو رو سے کلام نہ کرونگا حالانکہ فلاں کی کوئی جو رو نہیں ہو پھر اسنے ایک نکاح کیا اور اس عورت سے حانت نے کلام کیا تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حانت ہوگا اور امام محمد رحمہ اسکے خلاف فرماتے ہیں کہ حانت نہ ہوگا اور حجتہ مین لکھا ہو کہ فتوے سنیین کے قول پر ہے یہ تا تار خانیہ مین ہے اور اگر حانت نے ایسی عورت سے کلام کیا جسکو فلاں مذکور نے بعد اسکی قسم کے بائن کر دیا یا ایسے شخص سے جس سے فلاں مذکور نے بعد اسکی قسم کے دشمنی کر لی ہو تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حانت ہوگا اور اگر حانت نے اپنی قسم مین یون کہا ہو کہ فلاں کی زوجہ یہ عورت یا فلاں کا دست یا شخص پھر حانت نے زوجیت یا دوستی دور ہو جانے کے بعد اس سے کلام کیا تو بالاتفاق حانت ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے غلاموں سے کلام نہ کرونگا تو موافق ظاہر الروایت کے یہ قسم کم سے کم اونے مرتبہ جمع پر ہوگی یعنی عربی زبان کی قسم مین تین پر اور فارسی و اردو مین دو پر ہوگی پس عربی زبان کی قسم مین اگر اسکے تین غلاموں سے منجملہ دس غلاموں کے کلام کیا تو حانت ہوگا اور اگر دو سے کلام کیا تو حانت نہ ہوگا کہ جمع کا ہونا ضروری جیسے فارسی و اردو مین کم سے کم دو ہونا ضروری ہے فتاویٰ قاضیخان مین ہے زیادہ من المتجم۔ اور اگر اسنے فلاں کے کل غلام مراوے ہیں مین تو اسکی تصدیق کی جائیگی اور یہی صحیح ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی زوجات سے کلام نہ کرونگا یا فلاں کے اصداق سے کلام نہ کرونگا تو جب تک سب سے کلام نہ کرے حانت نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے بھائیوں سے کلام نہ کرونگا حالانکہ اسکا ایک ہی بھائی ہو پس اگر وہ جانتا تھا تو اس ایک سے کلام کرنے سے حانت ہوگا اور نہیں جانتا تھا تو نہیں حانت ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس چادر کو سے کلام نہ کرونگا پھر اس سے اسوقت کلام کیا کہ وہ اس چادر کو فروخت کر چکا ہو تو بالاجماع حانت ہوگا اور اگر چادر مذکور خریدنے والے سے کلام کیا تو حانت نہ ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے۔ قسم کھائی کہ اگر مین نے فلاں سے کلام کیا تو مجھے قسموں سے اسقدر ہیں کہ جسقدر کہ فلاں چاہے پس اس سے کلام کیا اور فلاں نے چاہا کہ اسپر تین نہیں ہوں یا کم باز بادہ تو اسپر اس طرح نہیں لازم آوے گی یعنی وہی ایک کھارہ قسمی

یعنی فلاں
میں سے کسی کا
مضاربہ
سین بظاہر
مال مضاربہ
ہو جو پس
از کس
خدا مین
نفع جی
تیسرے جی
بظاہر نہ ہو
رسد فلاں
تھا تو
کی پس
کو تو فلاں
مذکور
کسی مین
باز فلاں
پس اس
چادر کو
سے کلام
ہو تو
مذکور فلاں
نہی فلاں
نہی فلاں
مذکور فلاں
مذکور فلاں

نیت نہ تھی تو میرے نزدیک وہ حائض نہیں ہوگا اور فقیر ابو الیثم نے فرمایا کہ قول اول جہیز اور بعض نے
قول حسن کو اختیار کیا ہو یہ تا تار خانہ میں ہو و قال المترجم قول حسن رہ بنظر عرف ہمارے نزدیک مانوفہ ہو واللہ اعلم
شیخ اسد بن عمرو سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی جوڑو سے کہا کہ اگر میں نے تیرے قدرت کا کلام کیا تو میرا غلام
آزاد ہو پھر اس عورت سے کہا کہ تو زانیہ ہو انشاء اللہ تم تو حائض ہو گاہے خلاصہ میں ہو۔ اور اگر نکاح کر کے قبل طہی کے
اپنی جوڑو سے تین مرتبہ کہا کہ اگر میں نے تجھ سے کلام کیا تو تو طالق ہو تو دوسری ہاریہ کلام قسم کہنے پر پہلی قسم میں حائض
ہوا اور دوسری قسم امام کے نزدیک منعقد ہوگی اور تیسری ہاں اس طرح قسم کھانے سے دوسری قسم منعقدہ بلا جزا رخصل ہوگی اور
تیسری منعقد نہ ہوگی اور اگر اس نے تیسری قسم نہ کھائی یہاں تک کہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا پھر اس سے کلام
کیا تو دوسری قسم کی وجہ سے ہمارے نزدیک طالق ہو جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اپنی جوڑو سے کہا کہ اگر تو نے
فلان و فلان سے کلام کیا تو تو طالق ہو پس اس عورت نے ایک سے کلام کیا نہ دوسرے سے پس اگر اسکی نیت یہ
ہو کہ جب تک دونوں سے کلام نہ کرے حائض نہ ہو تو اسکی نیت پر ہوگی کہ وہ حائض نہ ہوگا یا کچھ نیت نہ کی ہو تو بھی
حائض نہ ہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ ایک سے بھی کلام کرے تو حائض ہو تو حائض ہوگا اور اگر کسی مقام میں ایسے کلام
میں یہ عرف ہو کہ افراد مقصود ہوتا ہو یعنی ایک کسی سے کلام نہ کرے اجتماع نہیں مقصود ہوتا ہو کہ حائض جب
ہو جب دونوں سے کلام کرے تو اس مقام کے عرف کے موافق حائض کی یہی نیت قرار دی جائیگی قسم کھائی کہ فلان
و فلان سے کلام نہ کر دنگا پس اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو یا یہ نیت ہو کہ حائض نہ ہو وہے الا دونوں سے کلام کرنے سے
تو انہیں سے ایک سے کلام کرنے سے حائض نہ ہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ ایک سے کلام کرنے سے حائض ہو تو اسکی
نیت پر حکم ہوگا اور شیخ ابوالقاسم صفار نے فرمایا کہ اگر کچھ نیت نہ ہو تو بھی ایک سے کلام کرنے سے حائض ہوگا لیکن
مختار یہ ہو کہ نہیں حائض ہوگا یہ فتاویٰ کبرے میں ہو۔ قال المترجم شیخ ابوالقاسم رحمہ اللہ کے دیار میں عرف
ہوگا کہ تنہا ایک سے کلام نہ کرنا مقصود ہوتا ہوگا جیسے ہمارے عرف میں ہو لہذا یہ حکم بنظر عرف صحیح اور وہاں کے
عرف کے موافق مختار ہوگا جیسے ہمارے یہاں ہو واللہ اعلم اور اگر کہا کہ ان دونوں آدمیوں سے کلام نہ کر دنگا یا
فارسی میں کہا کہ بائین دونوں سخن نہ گویم تو انہیں سے ایک سے کلام کرنے سے حائض نہ ہوگا اور اگر اسے ایک سے
کلام نہ کرنے کی بھی نیت کی ہو تو اسکی نیت صحیح نہ ہوگی یہ شارح کا قول ہو اور مولف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نیت صحیح ہوگی چاہے
اس واسطے کہ تنبیہ ذکر کر کے ایک مراد لیا جاتا ہو پس جبکہ وہ کہتا ہو کہ میری نیت ایسی تھی اور حال یہ ہو کہ اس سے
اس کے نفس پر سختی پہنچتی ہو تو تصدیق کی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان و خلاصہ میں ہو قال المترجم صحیح عندنا مطلقاً
اگر کہا کہ اس قوم کے لوگوں سے یا اہل بغداد سے کلام کرنا مجھ پر حرام ہو پھر ان میں سے ایک آدمی سے کلام
کیا تو حائض ہوگا اور یہ برخلاف اسکے ہو کہ جو ہم نے بیان کیا اس صورت میں کہ اس نے کہا کہ والدین ان دو
آدمیوں سے کلام نہ کر دنگا یا فارسی میں کہا کہ والد بائین دونوں سخن نہ گویم بدین وجہ کہ ہم نے اس صورت میں بیان کیا کہ
بالا اتفاق ایک سے کلام کرنے سے حائض نہ ہوگا اور فتوے کے واسطے یہی مختار ہو پس ایسا ہی اس مقام پر ہو یہ فتاویٰ
کبرے میں ہو قال ہمارے نزدیک دونوں صورتوں میں حائض ہوگا کما قد ذکرنا ہناک ایضاً فانہم۔ اور اگر کہا کہ
کلام فلان و فلان مجھ پر حرام ہو پھر دونوں میں سے ایک سے کلام کیا تو حائض ہوگا اور بعض نے کہا حائض نہ ہوگا الا

اُس نے ہر ایک سے کلام نہ کرنے کی نیت کی ہو اور یہی مختار ہو یہ جو ہر اخلاطی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا ینکم فلاں او فلاں یعنی فلاں یا فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر ایک سے کلام کیا تو حانث ہو گا قال المترجم ہمارے عرف کے موافق یہ مفہوم مرد و ہر کہ اسکی مراد یہ ہوگی کہ ان دونوں میں سے ایک سے کلام نہ کرونگا پس جب کسی ایک سے کلام کر لیا تو دوسرا کلام نہ کرنے کے واسطے متعین ہو گیا کہ جب اُس سے کلام کر گیا حانث ہو گا واللہ اعلم۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ میں کلام نہ کرونگا فلاں سے اور نہ فلاں سے تو ایک سے کلام کرنے سے حانث ہو گا یہ خلاصہ میں ہو قال المترجم یہ ہمارے عرف کے بھی موافق ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نہ کرونگا فلاں سے یہ فلاں سے کلام نہ کرنے سے تو پہلے سے کلام کرنے سے اور باقی دونوں سے کلام کرنے سے حانث ہو گا اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نہ کرونگا فلاں سے و فلاں سے یا فلاں سے تو پہلے دونوں سے یا پہلے ایک سے کلام کرنے سے حانث ہو گا اور اگر کسی اول سے یا دوسرے سے کلام کیا تو حانث نہ ہو گا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ ان خرجت من ہذہ الدار حتی اکلم الذی ہو فیہا فامراتہ طالق یعنی اگر میں نے اُس شخص سے جو دار میں ہو کلام نہ کیا یہاں تک کہ میں اس وار سے نکل گیا تو میری جو رو طالق ہو اور اس دار میں کوئی آدمی نہیں ہو پس وہ باہر نکل گیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حانث نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنی باندیوں سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے کلام کیا تم میں سے کسی ایک سے تو تم میں سے ایک سوا ہے اسکے آزاد ہو پھر اُس نے اپنی صحت میں جار سے کلام کیا اور قبل بیان کے کر گیا تو سب آزاد ہونگی یہ کافی میں ہو قال المترجم میرے نزدیک یہ مراد نہیں ہو کہ اگر سب میں ہوں مثلاً تو سب کی سب مفت آزاد ہو جائیں گی بلکہ مراد یہ ہو کہ آزاد تو سب ہونگی مگر سعایت لازم آوے گی یعنی جسپر جب قدر مال سعایت کر کے ادا کرنا واجب ہو بعد منہائی اس قدر حصہ کے جو آزاد ہو ادا کر مگی فافہم۔ اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو نے یہ بات فلاں سے کہی تو تو طالق ہو پھر عورت نے وہ بات فلاں مذکور سے کہی و لیکن ایسی عبارت میں کہی کہ فلاں مذکور نہ سمجھا تو عورت مذکورہ طالق ہوگی جیسے کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا پھر ایسی عبارت میں کلام کیا کہ فلاں اسکو نہ سمجھا تو حانث ہوتا ہو پس ایسا ہی بیان ہو یہ محیط میں ہو۔ حجہ میں لکھا ہو کہ قسم کھائی کہ کسی چیز سے کلام نہ کرونگا پھر کسی جاوے یا ایسے حیوان سے جو ناطق نہیں ہو کلام کیا تو حانث نہ ہو گا اور اگر گنگے یا ہرے سے کلام کیا تو حانث ہو گا اور اگر اطفال سے کلام کیا پس اگر سمجھتے ہوں تو حانث ہو اور اگر نہ سمجھتے ہوں تو حانث نہ ہو گا یہ تا تار خانہ میں ہو۔ شمس الاسلام اور جندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ کسی سے کلام نہ کرونگا پھر ایک کافر اسکے پاس اسلام لانے کے واسطے آیا تو شیخ رحمہ اللہ فرمایا کہ صفت اسلام بیان کر دے اور وہ سب بیان کر دے جس سے کافر مسلمان ہو جاتا ہو اور اُس سے بات نہ کرے پس حانث نہ ہو گا یہ محیط میں ہو مترجم کہتا ہو کہ اگر ایسی صورت میں یہ دیکھے کہ میرے کلام نہ کرنے سے اسکے اسلام میں تاخیر ہوگی بدینو جب کہ اسکی خاطر کو انقباض ہوتا ہو تو لازم ہو کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے اور اسکو خوشی خاطر سے مسلمان کرے واللہ تعالیٰ اعلم ایک نے اپنی جو رو کو دیکھا کہ کسی اجنبی مرد سے باتیں کرتی ہو پس اسکو غصہ آیا اور عورت سے کہا کہ اگر تو نے اسکے بعد کسی مرد اجنبی سے بات کی تو تو طالق ہو پھر اسکے بعد اسکی عورت نے شوہر کے شاگرد پیشہ سے بات کی جو اس عورت کا ایسا نام ہے درانین ہو جس سے

نکاح حرام ہو یا کسی ایسے مرد سے جو انسی دار میں رہتا ہو جس سے شناسائی ہو مگر وہ اس عورت کا ذی رحم محرم نہیں ہو یا عورت نے اپنے کسی ذوی الارحام یعنی نالتے دار سے بات کی حالانکہ وہ بھی ایسا نہیں ہو کہ اس سے نکاح حرام ہووے تو وہ عورت طالق ہو جائیگی یہ ظہیر یہ بین ہو۔ اگر قسم کھائی کہ لایکلم رجلاً ایک مرد سے بات نہ کروں گا پھر اسے ایک مرد سے بات کی اور کہا کہ میں نے اسے سوائے دوسرے کو مراد لیا ہو تو حائض نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ لایکلم الرجل یعنی مرد سے بات نہ کروں گا تو جنس مرد پر قسم ہوگی یا تعین درست ہوگا کہ کسی مرد سے بات کرنے سے حائض ہوگا یہ محیط بین ہو۔ اگر قسم کھائی کہ اس جو ان سے بات نہ کروں گا پھر اسکے لڑھے ہو جانے کے بعد اس سے بات کی تو حائض ہوگا یہ حادی بین ہو۔ اگر قسم کھائی کہ طفل سے بات نہ کروں گا پھر کسی لڑھے سے بات کی تو حائض نہ ہوگا یہ محیط بین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ مرد سے بات نہ کروں گا پھر طفل سے بات کی تو حائض ہوگا یہ ظہیر بین ہو اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے عورت سے بات کی تو میرا غلام آزاد ہو پھر لڑکی سے بات کی تو حائض نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر میں نے عورت سے نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر لڑکی سے نکاح کیا تو حائض ہوگا اس واسطے کہ بچپن کلام کرنے سے مانع ہو پس عورت کے حق میں جو قسم معقودہ ہو اس میں لڑکی کا مراد لینا عادت کی راہ سے نہ ہوگا اور نکاح کرنا ایسا نہیں ہو یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کروں گا مرد سے یا طفل سے یا غلام سے یا شاب سے یا کھل سے یعنی انہیں سے کسی سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تو ہم کہتے ہیں کہ شرع میں غلام نام ایسی عمر کے مرد کا ہو جو بالغ نہ ہو پھر جب بالغ ہوا تو شاب ہو گیا اور اسکو فتی بھی کہتے ہیں اور امام ابو یوسف رہے روایت ہے کہ شاب پندرہ برس سے تیس برس تک ہو جب تک اسپر غلبہ غالب نہ ہو اور کل تیس برس سے پچاس برس تک ہو اور پچاس برس سے زیادہ کاشیخ کہلاتا ہو اور پندرہ برس سے کم شاب نہیں ہو اور تیس برس سے کم کاشیخ کہلاتا ہو اور پچاس برس سے کم کاشیخ نہیں کہلاتا ہو اور اسکے درمیان میں جو عمر ہو اس میں شرط معتبر ہو اور قدوری میں امام ابو یوسف رہے روایت ہے کہ شاب پندرہ برس سے پچاس برس تک ہو الا آقا کہ شرط اسپر اس سے پہلے غالب ہو جاوے اور کل تیس برس سے آخر عمر تک ہو اور شیخ پچاس برس سے زیادہ عمر کا ہوتا ہو پس بنا براس روایت کے پچاس برس سے زیادہ عمر والے کو امام ابو یوسف نے شیخ بھی قرار دیا اور کہل بھی۔ اور وصایا النوازل میں امام ابو یوسف رہے مروی ہے کہ تیس برس کا کہل ہو اور نیز امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ جو تینتیس برس کا یا اس سے زیادہ کا ہووے وہ کہل ہو پھر جب پچاس برس کا ہو گیا تو وہ شیخ ہو اور نوادر بن سماعہ میں لکھا ہے کہ کہل تیس برس سے چالیس برس تک ہے اور شیخ وہ ہے کہ پچاس برس سے اسکی عمر زیادہ ہو اگرچہ اسکے بال سفید نہ ہوئے ہوں اور اگر چالیس برس سے عمر زیادہ ہوئی اور اسکے سفید بال بہت ہو گئے تو وہ شیخ ہو اور اگر سیاہ زیادہ ہوں تو شیخ نہیں ہو اور امام محمد رہے مروی ہے کہ غلام وہ ہے کہ پندرہ برس سے عمر میں کم ہو اور شاب وفتی وہ ہے کہ پندرہ برس یا زیادہ کا ہو اور جب چالیس برس کا ہو تو اسوقت سے ساٹھ برس تک کہل ہو الا آنکہ بالون کی سفیدی اسپر غالب ہو جاوے تو وقت غلبہ سے شیخ ہوگا۔ اگرچہ پچاس برس تک کی عمر نہ ہو کی ہو مگر کہل جب تک چالیس برس کا نہ ہوگا اور جب تک چالیس برس تک ہو اور نہ کرے تب تک شیخ نہ ہوگا۔ قال المترجم ہی ہمارے عرف کے موافق ہو لیکن لا دخل لہ فی الشرع فی مثل ذلک فاتبعنا

مجلس
پروا
عرف
مع
کتاب
برون
باز
کتاب
برون
نیم
تیس
پروا
بلکه
جنس
مراد
آتش
جنس
بات
تو
حاشی

یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ خبر انہ میں لکھا ہو کہ ایک نے کہا کہ جسے غلام عبداللہ سے کلام کیا اسکی جو روٹا لکھو اور عبداللہ ہی قسم کھانے والا ہو اور اسی کا غلام یہ غلام ہو پس اُس نے خود اپنے غلام سے کلام کیا تو حانث ہو گیا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک نے کہا کہ واللہ میں فلان سے کلام نہ کرونگا استفہ اللہ انشاء اللہ تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ استثنای صحیح ہو اور حانث نہ ہوگا اور یہ حکم از راہ دیانت ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک نے کہا کہ واللہ کلام نہ کرونگا کسی سے الا فلان یا فلان سے تو اُسکو اختیار ہو چاہے دونوں سے کلام کرے یا ایک سے یعنی ان دونوں سے کلام کرنے میں منع دیا مجموعاً حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہو۔ اور اگر کہا کہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا شخص بصری یا کوئی سے پھر اُس نے بصرہ کے رہنے والے سے یا کوئی نہ رہنے والے سے کلام کیا یا دونوں سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی تمام آدمیوں سے یا بصرہ کے تمام آدمیوں سے یا کوئی نہ بصرہ کے تمام آدمیوں سے کلام کیا تو بھی حانث نہ ہوگا اور اگر کہا کہ واللہ کسی آدمی سے کلام نہ کرونگا الا ان دو آدمیوں میں سے ایک آدمی سے تو اس صورت میں مستثنیٰ ان دونوں میں سے ایک آدمی ہو پس اگر ان میں سے ایک سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر دونوں سے کلام کیا تو حانث ہوگا۔ اور اگر کہا کہ کلام نہ کرونگا کسی سے کبھی الا دو مردوں میں سے ایک سے کوئی ہو یا بصری ہو یا کہا کہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا ان دو میں سے ایک سے کوئی ہو یا بصری ہو پھر اس نے ایک کوئی یا بصری سے کلام کیا یا دونوں سے کلام کیا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا یہ محیط میں ہو قال المترجم ہماری زبان کے موافق آئین تامل ہو واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا مرد واحد انرا اہل کو فہ سے پھر اُس نے کوئی کے دو مردوں سے کلام کیا تو حانث ہو گیا اور اگر کہا کہ الا مرد کوئی سے تو کوئی کے تمام مردوں سے کلام کرنے سے حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہو۔ زید و عمرو نے اپنے درمیان شترک باندھی سب کے سب کے نسب کا دعویٰ کیا اور قاضی نے دونوں سے اُس کے نسب کا حکم دیا پھر خالد نے کہا کہ اگر میں نے زید کے بچے سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہو اور بکر نے کہا کہ اگر میں نے عمرو کے بچے سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہو بکر و زید نے اُسی بچہ کو رکھ کر سے کلام کیا تو دونوں حانث ہو گئے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ زید نے کہا کہ اگر میں نے عمرو سے کلام کیا تو میں کفار کا شریک ہوں ان باتوں میں جو وہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہوں جو اس کے لائق نہیں ہیں پھر اس نے عمرو سے کلام کیا تو کیا واجب ہوگا فرمایا کہ اس پر کفارہ قسم واجب ہوگا یہ ظہیر میں ہو قال المترجم شاخ کے نزدیک ایسی قسم عربی زبان میں قسم ہوتی ہو اور اردو فارسی میں واللہ اعلم کیا حکم ہو انکان فلیکن کذلک فافہم۔ زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے کلام نہ کرونگا پھر عمرو نے اُسکو خوشخبری دی تو اُس نے کہا کہ الحمد للہ یا بڑی خبر سائی تو اُس نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون تو اس سے حانث نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہو۔ اور اگر بدخبر کی صورت میں زید نے عمرو سے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دے مجھے دونوں کو محفوظ رکھے تو حانث ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے کلام کیا تو گھر جانا مجھے حرام ہو اور کلام کیا پھر دُعا میں داخل ہوا اور بکر سے کلام کیا تو اس پر ایک کفارہ قسم واجب ہوگا اور اگر یوں کہا ہو کہ اور کلام بکر حرام ہو تو ایسی صورت میں اس پر دو قسموں کے کفارہ سے واجب ہونگے یہ

تاما زخانہ میں ہو قال المترجم ان سالتک انت بین جزاؤہ بین ادا انت بین حقت لزمک بین ادا انت بین
لو حقت لا یلزمک الکفارة الایمین فاجب بما ذکرنا من قولہ اگر زید نے عروس سے کہا کہ اگر میں نے تجھے کلام کیا
لے آخر فتدبر اگر اپنی عروس سے کہا کہ اگر تو نے فلاں عورت سے کلام کیا تو تو طالق ہے پھر اسکی عروس نے ایک
روز کپڑے دھوئے پھر اتنے میں فلاں مذکورہ آئی اور اس سے کہا کہ تو تنگ گئی ہو اس نے یہ جانکر کہ یہ فلاں
ہو یا بے جانے جواب دیا کہ نہیں اچھی ہوں یا کہا کہ ہاں تو یہ سب کلام ہو پس وہ طالق ہو جائیگی یہ ظہیر یہ میں ہوں
اصل یہ ہر کہ کلام و حدیث یعنی بات و خطاب یہ جب ہی ہوتے ہیں جب بالمشافہ ہوں یہ عتابیہ میں ہوں اگر زید
نے عروس سے کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ فلاں آگیا ہو تو میری عروس طالق ہے یا میرا غلام آزاد ہو پس عروس
نے اسکو فلاں کے آجانے کی جھوٹ خبر دی تو زید حانت ہو گیا یعنی اسکی عروس طالق ہو گئی اور غلام آزاد ہو گیا
بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کی آمد کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکی جھوٹ خبر دی
تو اسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ میری عروس گھر میں ہو تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے
اسکو جھوٹ خبر دی کہ میری عروس گھر میں ہی تو حانت ہوگا اور اسکا غلام آزاد ہو گیا اور اگر کہا کہ اگر تو نے میری عروس
کے گھر میں ہونے کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکو جھوٹ خبر دی تو آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر
تو نے مجھے بشارت دی کہ فلاں آیا ہو یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کے آنے کی بشارت دی پس مخاطب نے
اسکو جھوٹ اسکی خوشخبری دی تو حالف اپنی قسم میں حانت ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے آگاہ کیا کہ فلاں آیا
ہو یا تو نے مجھے فلاں کے آنے کی آگاہی دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی آگاہی دی تو حانت ہوگا اور
اگر حالف کے آگاہ ہو جانے کے بعد فلاں نے اسکو اس امر کی سچی خبر دی یا آگاہ کیا تو بھی حانت ہوگا بخلاف
اسکے اگر اس نے یوں قسم کھائی ہو کہ اگر تو نے مجھے خبر دی پھر جس نے حالف کے آگاہ ہونے کے بعد کو خبر
دی تو اپنی قسم میں حانت ہو جائیگا اور اگر حالف نے اس صورت میں اپنے اس قول سے کہ تو نے مجھے
آگاہی دی یہ نیت کی ہو کہ خبر دی تو بعد آگاہ ہونے کے مخاطب کے آگاہ کرنے سے بھی حانت ہو جائیگا
اور جاسیے کہ حالف کی نیت دیانہ و قضاء و دون طرح صحیح ہووے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر تو نے مجھے لکھا
کہ فلاں آیا ہو تو میرا غلام آزاد ہو پس مخاطب نے اسکو دروغ ایسا لکھا تو وہ حانت ہو گیا خواہ اسکا خط پوچھا ہوا
نہ پہنچا ہو اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کے آنے کو لکھا تو میرا غلام آزاد ہو پس اس نے جھوٹ لکھا تو حانت
نہ ہوگا اور اگر اس صورت میں مخاطب نے اسکو لکھا کہ فلاں آیا ہو اور حال یہ ہر کہ واقعی فلاں مذکور اسکے لکھنے سے
پہلے آگیا تھا مگر مخاطب کو معلوم نہ تھا تو حالف حانت ہو جائیگا۔ زیادہ اہم میں امام محمد نے فرمایا کہ اگر زید نے
قسم کھائی کہ عروس کا سر بھی اٹھا رہ نہ کرونگا پس زید نے عروس کے ایک خط کی جو اس نے زید کو لکھا تھا خبر دی یا اسکے
کسی کلام کی خبر دی یا کسی سے پوچھا کہ آیا عروس کا سجدہ یہ ہے پس زید نے سر ہلایا یعنی ہاں تو اپنی قسم میں حانت ہو گیا
اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے سجدہ کا افشاء نہ کرونگا یا فلاں سے افشاء نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلاں
کے سجدہ سے فلاں کو آگاہ نہ کرونگا یا فلاں کے ہونے کی جگہ سے فلاں کو آگاہ نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلاں
کا سجدہ ضرور پوشیدہ کرونگا یا خفیہ رکھونگا یا چھپا رکھونگا یا فلاں کو اس پر راہ نہ تہلاؤنگا پھر ان میں سے کوئی بات کی

کلام کیا کہ اگر میں نے تجھے کلام کیا تو تو طالق ہے پھر اسکی عروس نے ایک روز کپڑے دھوئے پھر اتنے میں فلاں مذکورہ آئی اور اس سے کہا کہ تو تنگ گئی ہو اس نے یہ جانکر کہ یہ فلاں ہو یا بے جانے جواب دیا کہ نہیں اچھی ہوں یا کہا کہ ہاں تو یہ سب کلام ہو پس وہ طالق ہو جائیگی یہ ظہیر یہ میں ہوں اصل یہ ہر کہ کلام و حدیث یعنی بات و خطاب یہ جب ہی ہوتے ہیں جب بالمشافہ ہوں یہ عتابیہ میں ہوں اگر زید نے عروس سے کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ فلاں آگیا ہو تو میری عروس طالق ہے یا میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکو فلاں کے آجانے کی جھوٹ خبر دی تو زید حانت ہو گیا یعنی اسکی عروس طالق ہو گئی اور غلام آزاد ہو گیا بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کی آمد کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکی جھوٹ خبر دی تو اسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ میری عروس گھر میں ہو تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکو جھوٹ خبر دی کہ میری عروس گھر میں ہی تو حانت ہوگا اور اسکا غلام آزاد ہو گیا اور اگر کہا کہ اگر تو نے میری عروس کے گھر میں ہونے کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہو پس عروس نے اسکو جھوٹ خبر دی تو آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے بشارت دی کہ فلاں آیا ہو یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کے آنے کی بشارت دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی خوشخبری دی تو حالف اپنی قسم میں حانت ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے آگاہ کیا کہ فلاں آیا ہو یا تو نے مجھے فلاں کے آنے کی آگاہی دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی آگاہی دی تو حانت ہوگا اور اگر حالف کے آگاہ ہو جانے کے بعد فلاں نے اسکو اس امر کی سچی خبر دی یا آگاہ کیا تو بھی حانت ہوگا بخلاف اسکے اگر اس نے یوں قسم کھائی ہو کہ اگر تو نے مجھے خبر دی پھر جس نے حالف کے آگاہ ہونے کے بعد کو خبر دی تو اپنی قسم میں حانت ہو جائیگا اور اگر حالف نے اس صورت میں اپنے اس قول سے کہ تو نے مجھے آگاہی دی یہ نیت کی ہو کہ خبر دی تو بعد آگاہ ہونے کے مخاطب کے آگاہ کرنے سے بھی حانت ہو جائیگا اور جاسیے کہ حالف کی نیت دیانہ و قضاء و دون طرح صحیح ہووے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر تو نے مجھے لکھا کہ فلاں آیا ہو تو میرا غلام آزاد ہو پس مخاطب نے اسکو دروغ ایسا لکھا تو وہ حانت ہو گیا خواہ اسکا خط پوچھا ہوا نہ پہنچا ہو اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کے آنے کو لکھا تو میرا غلام آزاد ہو پس اس نے جھوٹ لکھا تو حانت نہ ہوگا اور اگر اس صورت میں مخاطب نے اسکو لکھا کہ فلاں آیا ہو اور حال یہ ہر کہ واقعی فلاں مذکور اسکے لکھنے سے پہلے آگیا تھا مگر مخاطب کو معلوم نہ تھا تو حالف حانت ہو جائیگا۔ زیادہ اہم میں امام محمد نے فرمایا کہ اگر زید نے قسم کھائی کہ عروس کا سر بھی اٹھا رہ نہ کرونگا پس زید نے عروس کے ایک خط کی جو اس نے زید کو لکھا تھا خبر دی یا اسکے کسی کلام کی خبر دی یا کسی سے پوچھا کہ آیا عروس کا سجدہ یہ ہے پس زید نے سر ہلایا یعنی ہاں تو اپنی قسم میں حانت ہو گیا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے سجدہ کا افشاء نہ کرونگا یا فلاں سے افشاء نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلاں کے سجدہ سے فلاں کو آگاہ نہ کرونگا یا فلاں کے ہونے کی جگہ سے فلاں کو آگاہ نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلاں کا سجدہ ضرور پوشیدہ کرونگا یا خفیہ رکھونگا یا چھپا رکھونگا یا فلاں کو اس پر راہ نہ تہلاؤنگا پھر ان میں سے کوئی بات کی

تو اپنی قسم میں حانث ہوگا اور اگر اُس نے ان سب صورتوں میں یہ نیت کی ہو کہ کلام یا تحریر یا الہی سے آگاہ نہ کروں گا اور اشارہ کی نیت نہ ہو تو کتاب میں مذکور ہو کہ انہیں مدین یعنی مستدین رکھا جائیگا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں مذکور ہو اور اس میں شک نہیں ہو کہ فیما بینہ و بین اللہ تم اُس کے قول کی تصدیق ہوگی اور رہا یہ کہ اُس کے قول کی قضاء تصدیق ہوگی یا نہیں سو حاکم مشائخ کے نزدیک قضا و تصدیق نہ ہوگی۔ پھر واضح ہو کہ اگر اُس نے اسی چیزوں کی قسم کھائی پھر اُس نے اسکا حیلہ اور اس سے بچنے کی راہ تلاش کی تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ اُس سے یوں کہا جاوے کہ ہم جگہوں کے نام لیتے ہیں یا بھیدوں کو بیان کرتے ہیں پس جو جگہ یا بھید فلان کا ہو پس تو انکار کرتا جانا اور جب ہم فلان کی جگہ یا بھیدوں کو بیان کریں تو تو خاموش ہو جانا پس جب اُس نے ایسا کیا اور وہ لوگ فلان کی جگہ یا بھید سے واقف ہو گئے تو یہ اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں عورت سے اپنی خدمت نہ چاہو نہ لگا پھر اسکو اپنی خدمت کے واسطے اشارہ کیا تو اُس سے خدمت چاہی یعنی حانث ہوا۔ اس واسطے کہ اشارہ سے خدمت چاہنا متعارف ہے خصوصاً بادشاہوں میں اور بڑے لوگوں میں پس وہ حانث ہو گیا خواہ فلاں مذکورہ نے اسکی خدمت کر دی ہو یا نہ کی ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو فلاں کے بھید سے خبر نہ کروں گا یا فلاں کو فلاں کے موجود ہونے کی جگہ سے خبر نہ کروں گا پھر خط یا الہی کے ذریعہ سے ایسا کیا تو حانث ہو گیا اگر قسم کھائی کہ فلاں کو ایسی بشارت نہ دوں گا پھر خط یا الہی کے ذریعہ سے ایسا کیا تو اپنی قسم میں حانث ہو گیا اور اگر اُس سے کہا گیا کہ آیا یہ بات ایسی ہے یا فلاں شخص فلاں جگہ ہے پس اُس نے اپنے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں تو فعل خبر دنیا یا بشارت دنیا نہیں ہے پس اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا۔ لیکن اگر اُس نے خبر دینے یا بشارت دینے سے اعم مراد لی ہو کہ خواہ سر کے اشارہ سے ہو یا اور طور پر تو دیا جائے و قضا و تصدیق کیجا یگی۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو کے واسطے مال کا اقرار نہ کروں گا پس زید سے کہا گیا کہ آیا تجھ پر عمرو کا اس قدر ہے پس اُس نے سر کے اشارہ سے کہا کہ ہاں تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے بھید کی بات نہ کروں گا تو خط لکھنے والی بھیجے اور سر سے اشارہ کرنے سے حانث نہ ہوگا اور اگر اس سے پوچھا گیا کہ آیا فلاں کا بھید چنین و چنان ہے یا فلاں شخص فلاں جگہ ہے پس اُس نے کہا کہ ہاں تو قسم میں حانث ہو گیا اور مثل بات نہ کرنا کہنے کے تحدیث نہ کرنا یا گفتگو نہ کرنا بھی ہے اور اگر کسی نے ایسی سب قسمیں کھائیں لینے مع سب مذکورہ بالا قسموں کے کلام کرنے اور زبان سے نہ نکالنے کی پھر حاکم گوں گا ہو گیا کہ وہ زبان سے کلام کرنے پر قادر نہیں ہے تو اسکی قسم اشارہ و تحریر پر ہو جائیگی الا ایک بات میں اور وہ یہ ہے کہ اگر قسم کھائی کہ فلاں کے بھید کی بات نہ کروں گا یا فلاں کے بھید کی تحدیث نہ کروں گا تو اس قسم کی صورت میں وہ اشارہ کرنے و تحریر کرنے سے حانث نہ ہوگا اگرچہ اُس نے بعد گوئے ہو جلنے کے اشارہ یا تحریر کی ہو اور باقی سب صورتوں میں حانث ہوگا۔ اور ہر جس صورت میں کہ ہم نے اشارہ سے حانث ہو جانے کو بیان کیا ہے اگر اُس نے دعوے کیا کہ میں نے اشارہ کیا لیکن اس حال میں میرے اس امر کی نیت نہ تھی جس پر میں نے قسم کھائی ہے تو دیکھا جاوے اگر یہ جواب ایسی بات کا ہو جو اُس سے دریافت کی گئی ہو تو قضا و تصدیق نہ ہوگی اور دیا جائے تصدیق کیجا یگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ لا اقول لفلان کذا لینے فلاں سے ایسا نہیں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

کہونگا اور نیز یہ صیفہ مشترک ہو واسطے حال کے یعنی فلان سے ایسا نہیں کہتا ہوں اور مراد اول ہو کہ سب سے
امام محمد رحم نے جامع و زیادات میں ذکر نہیں فرمایا اور نوادر میں امام محمد رحم سے مروی ہو کہ یہ بھی مثل خبر
نہ دونگا و بشارت نہ دونگا کے ہوتے کہ تحریر کرنے اور ایچی نبیجھنے سے حانث ہوگا اور اشارہ کرنے سے
حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یدعو فلانا سیئعے فلان کو نہ بلاؤنگا پھر اسکو خط یا ایچی کے ذریعہ سے بلایا
تو ظاہر المراد یہ میں حانث ہوگا اور امام محمد رحم سے نوادر میں مذکور ہو کہ اگر لفظ تبلیغ کہا کہ فلان کو تبلیغ
نہ کرونگا تو یہ بہت لہذا خبر کے ہو کہ بذریعہ خط و ایچی کے حاصل ہو سکتی ہو پس خط و ایچی سے تبلیغ کرنے
سے حانث ہوگا اور اسی طرح لفظ ذکر ہو بشارت عربی کہ وہ بھی بذریعہ ایچی و خط حاصل ہو جاتا ہو اور اگر
کہا کہ اسی عبیدی بشری بکذا فہو حر یعنی میرے غلاموں میں سے جس کسی نے مجھے انکی بشارت دی وہ آزاد
ہو پس سب نے ایک ساتھ اسکو بشارت دی تو سب آزاد ہو جاویں گے اور اگر ایک بعد دوسرے کے بشارت
دے تو خاصہ پہلا ہی آزاد ہوگا اور اگر غلاموں میں سے ایک نے اسکے پاس ایچی بھیج دیا پس اگر ایچی نے جواب
بشارت مذکورہ کی بیان کی ہو وہ اپنے نبیجھنے والے کی طرف سے پیغام دیا تو نبیجھنے والا غلام آزاد ہو گیا اور اگر ایچی
نے اسکو خود خبر دی اور نبیجھنے والے کی طرف اضافت نہ کی تو وہ آزاد نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا
کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ یہ پتھر سونا ہو یا یہ مرد عورت ہو تو ایسا پس مخاطب نے اسکو ایسی خبر دی تو وہ حانث ہو گیا
کیونکہ شرط پائی گئی اور اگر کہا ہو کہ اگر تو نے آگاہ کیا یا بشارت دی تو حانث نہ ہوگا یہ تا تار خانہ میں ہو۔ اور اگر قسم
کھائی کہ فلان کو نہ لکھونگا پس دوسرے کو حکم کیا کہ اسنے لکھا تو ہشام نے امام محمد رحم سے روایت کی ہو کہ امام محمد رحم
کہتے تھے کہ ہارون الرشید نے مجھے یہ مسئلہ پوچھا پس میں نے جواب دیا کہ اگر یہ قسم کھائے والا سلطان ہو یعنی ایسا
ہو کہ وہ خود موافق رواج نہیں لکھا کرتا ہو تو وہ حانث ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ قرآن سے سورہ
نہ پڑھونگا پھر اسنے نگاہ سے اسکو اول سے آخر تک دیکھا تو بالافتاق حانث نہ ہوگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو
اور اگر قسم کھائی کہ فلان کا خط نہ پڑھونگا یا فلان کی کتاب نہ پڑھونگا پھر اسکی کتاب کو اول سے آخر تک دیکھا اور
جواہر میں ہو سمجھ لیا تو امام ابو یوسف کے قول میں حانث نہ ہوگا کیونکہ پڑھنا نہیں پایا گیا اور اسی پر فتویٰ ہے قال المتوہم
یہ زبان عربی تھیک ہو اور ہماری زبان میں تامل ہو بسبب عرف عام کے الا آنکہ بنا بر اصل امام عظیم رحم کلام کیا
جاوے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ کتاب فلان کو نہ پڑھونگا پھر کتاب فلان سے ایک سطر پڑھی تو
حانث ہوا اور اسی سطر میں حانث نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ سورہ نہ پڑھونگا پھر اس
سورہ میں سے ایک حرف چھوڑ دیا تو حانث ہو گیا اور اگر بڑی آیت چھوڑ دی تو حانث نہ ہوگا یہ بدائع میں ہو و فیہ
نظر واللہ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ یہ شعر نہ پڑھونگا پس اسنے نصف بیت پڑھی تو حانث نہ ہوگا اگرچہ یہ نصف بیت کسی دوسرے
شعر کی ایک بیت ہو۔ امام محمد رحم سے مروی ہو کہ فارسی آدمی نے قسم کھائی کہ سورہ الحمد بعربینہ نہ پڑھونگا پھر
اسنے نے سخن سے پڑھی تو حانث نہ ہوگا اور اگر وہ فصیح ہو تو حانث ہوگا۔ اور تنقی میں لکھا ہو کہ اگر قسم کھائی
کہ کتاب نہ پڑھونگا تو یہ قسم ہر ایسی تحریر پر ہوگی جو سپیدی میں بسیا ہی ظاہر ہو یا اور طور پر ہو اور اگر اسنے
کاغذ میں تحریر مراد لی جیسے لوگوں میں ہوتی ہو تو دیا نہ اسکی تصدیق ہوگی اور فضا تصدیق نہ ہوگی یہ محیط میں ہو

سلسلہ
اگر قسم
عربی
زبان میں
ہو تو اشارہ
سے
حانث
ہو یا اگر
اس سے
الحدوث
والنقص
۱۱۸
سلسلہ
نشان
درجہ
مرد
زبان
میں
فتویٰ
میں
نقص
چھوڑ دینا
۱۱۹

مثال ہو یہ خلاصہ میں ہو ابن مقال سے مروی ہو کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی ماں سے تین برس کلام نہ کروں گا یعنی اگر کلام کروں تو میری جو روطا لقمہ ہو تو فرمایا کہ اسکو چاہیے کہ ماں کے پاس کسیکو بھیج کر درخواست کرے کہ وہ رضی ہو جاوے اور اسکو اجازت دیدے کہ خیر کلام نہ کرے کہ یہ شخص حالت میں ہو جاوے یہ عادی میں ہو فتاویٰ نسفی میں لکھا ہو کہ اگر فارسی میں کہا کہ اگر با فلان گویم خدا سے برابر سن یک سالہ روزہ تو اس سے کلام کرنے سے کچھ نہیں لازم آوے گا اور اگر کہا کہ یکسال روزہ تو کلام کرنے سے ایکسال کے روزے اور لازم آویں گے یہ خلاصہ میں ہو تجرید میں امام محمد رحم سے روایت ہو کہ ایک نے کہا کہ لا اکلکم الیوم سنتہ او شہر یعنی اس روز سال بھر یا مہینہ بھر کلام نہ کروں گا تو اس پر واجب ہو گا کہ سال یا ماہ میں جتنی دفعہ یہ دن آوے اس میں کلام ترک کرے یہ تا تا رخانیہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلان سے اپنے اس سال کلام نہ کروں گا تو وقت قسم سے تاخرہ محرم کلام نہ کرنے پر قسم ہوگی اور وقت قسم سے ایکسال کامل پر نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور مجموعہ النوازل میں لکھا ہو کہ ایک نے اپنی حورو سے کہا کہ ان کلمتک الی سنتہ فانت طالق اذہبی یا عدۃ اللہ یعنی اگر میں نے تجھے ایکسال تک کلام کیا تو طالق ہو جی جی جاو دشمن خدا کی تو وہ طالق ہو جائیگی یہ محیط میں ہو۔ نسفی میں لکھا ہو کہ اگر کہا کہ واللہ لا اکلکم شہر البتہ یعنی تجھے مہینہ بھر بعد مہینہ کے کلام نہ کروں گا تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہو کہ دو مہینہ کلام نہ کروں گا اور اسی طرح اگر کہا کہ سال بھر بعد سال کے کلام نہ کروں گا تو یہ بمنزلہ اسکے ہو کہ دو برس تجھ سے کلام نہ کروں گا اور اگر کہا کہ واللہ تجھے کلام نہ کروں گا ایک مہینہ بعد اس مہینہ کے تو اسکو اختیار ہو گا کہ اس مہینہ کلام کرے یہ ذخیرہ میں ہو۔ جامع میں ہو اگر قسم کھائی کہ تجھ سے اس روز کلام نہ کروں گا جس دن میں کہ فلان آوے گا پھر اس روز کے اول میں اس سے کلام کیا اور فلان مذکور اس روز کے آخر میں آیا تو اپنی قسم میں حانت ہو گیا اور اگر فلان مذکور اول روز میں آگیا پھر اس روز کے آخر میں حالف نے اس سے کلام کیا تو حاتمہ مشائخ کے نزدیک حانت نہ ہو گا کذا فی المحيط اور یہی صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر کہا کہ اس مہینہ میں جو فلان کے قدم سے پہلے ہو تجھے کلام نہ کروں گا پھر حالف نے اس سے ایک مہینہ کے شروع میں کلام کیا اور فلان مذکور اس مہینہ کے آخر میں آیا تو اپنی قسم میں حانت ہو گیا اور اگر کہا کہ واللہ لا اکلکم شہر قبل قدم فلان یعنی واللہ قدم فلان سے مہینہ قبل تجھ سے کلام نہ کروں گا پھر اس سے کلام کیا جسکے پانچ روز بعد فلان مذکور آگیا تو اپنی قسم میں حانت نہ ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ تجھ سے ایک مہینہ کلام نہ کروں گا الا ایک روز یا سوائے ایک روز کے تو یہ سبکی نیت پر ہو اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو اسکو اختیار ہو گا کہ جس ایک روز چاہے کلام کرنے کے واسطے اختیار کرے اسواسطے کہ اس نے ایک روز ذکر سنشٹی کیا ہو اور اگر اسنے یون استثنار کیا کہ الانقصان ایک روز تو اسکی قسم (۲۹) روز پر واقع ہوگی اسواسطے کہ کسی شے کا نقصان نہیں ہوتا ہو الا اسکے آخر سے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہو اور آخرا یان القدوری میں ہو کہ اگر قسم کھائی کہ فلان و فلان سے اس سال کلام نہ کروں گا الا ایک روز پس اگر اس نے ان دونوں سے ایک ہی روز کلام کیا تو حانت نہ ہو گا اور اگر ایک سے ایک روز اور دوسرے سے کسی دوسرے روز کلام کیا تو حانت ہوا اور اگر اسنے ایک ہی روز پہلے ایک سے کلام کیا پھر دونوں سے کلام کیا تو حانت نہ ہو گا اور اگر اسنے ایک روز معرفہ استثنار کیا یعنی الا الیوم کہا پس اس میں اس نے ایک سے کلام

یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کر دنگا اس سے ایک روز سال بھر یا سال بھر ایک روز پس اگر اسے کوئی روز خاص مراد لیا ہو تو تمام سال میں اسی روز کلام نہ کرنے پر قسم واقع ہوگی یعنی جب یہ روز آوے کلام نہ کرے اور اگر کچھ نیت ہو تو ہر جمعہ میں سے ایک روز کلام نہ کرے حتیٰ کہ اگر پورے کوئی جمعہ کے ہر روز کلام کر گیا حانت ہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمک یوما یا لا اکلمک لیسبت یوما تو اسکو اختیار ہو کہ جو روز چاہے قرار دے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں سے دس روز تک کلام نہ کرونگا تو دسواں روز قسم میں داخل ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر یوں قسم کھائی کہ تجھ سے آج یا کل کلام نہ کرونگا پھر اس سے آج یا کل کلام کیا تو حانت ہوا اور اگر کہا کہ اس سے کلام کرنا آج یا کل ترک کرونگا پس آج اس سے کلام ترک کیا تو قسم میں سچا ہو جائیگا اور قسم ساقط ہو جائیگی کہ کل کلام ترک کرنا اہمپر لازم نہ ہوگا یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ واللہ نہ کلام کر دنگا اس سے آج اور کل تو قسم آج باقی دن اور کل پر واقع ہوگی اور جو رات ان دونوں کے درمیان ہو وہ قسم میں داخل نہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کر دنگا اس سے آج وکل و پرسون تو یہ ایک ہی کلام ہی کہ تین روز تک کسی وقت اس سے کلام نہ کرے خواہ رات ہو یا دن ہو اور اگر کہا کہ آج کے دن میں اور کل کے دن میں اور پرسون کے دن میں تو حانت ہوگا یہاں تک کہ اس سے ہر روز جب کو بیان کیا ہو کلام کرے اور اگر اس سے رات میں کلام کیا تو حانت نہ ہوگا یہ وجہ ذکر درسی میں ہے۔ ایک نے کہا کہ کلام نہ کرونگا فلاں سے ایک روز درمیان دو روز کے اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے تو امام محمد رحم سے مروی ہے کہ یہ ہنزلہ اس قول کے ہے کہ واللہ فلاں سے ایک روز کلام نہ کرونگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر رات میں کہا کہ نہ کلام کرونگا اس سے ایک روز تو اس وقت سے تا غروب آفتاب ہوگی یہ عتابیہ میں ہے اور بعد اس قسم کے قبل طلوع فجر کے اس سے کلام کیا تو صحیح یہ ہے کہ حانت ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دن میں کہا کہ اس سے ایک رات کلام نہ کرونگا تو قسم کے وقت سے طلوع فجر تک ہوگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر تھوڑا دن گزرے قسم کھائی کہ فلاں سے ایک روز کلام نہ کرونگا تو یہ باقی دن اور پوری رات اور دوسرے روز ہی ساعت تک جس وقت قسم کھائی ہو کلام نہ کرے اور اسی طرح اگر رات میں قسم کھائی کہ اس سے ایک رات کلام نہ کرونگا تو باقی رات اور دوسرا دن اور دوسری رات کی اسی ساعت تک کلام نہ کرنے پر قسم واقع ہوگی پس جو دن بچ میں آگیا ہو وہ بھی قسم میں داخل ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے ایک روز اور ایک روز کلام نہ کرونگا تو یہ قسم اور واللہ میں تجھ سے دو روز کلام نہ کرونگا دونوں یکساں ہیں پس جو رات ان دونوں کے درمیان ہو قسم میں داخل ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ تجھ سے ایک روز اور دو روز کلام نہ کرونگا تو تیسرا روز گزرنے پر قسم پوری ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا تجھ سے ایک روز اور نہ دو روز تو یہ قسم دو روز پر ہوگی حتیٰ کہ اگر تیسرے روز اس سے کلام کیا تو حانت نہ ہوگا۔ اور عتقی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے آدمی رات یا دو پہر دن کو قسم کھائی کہ واللہ تجھ سے دو رات کلام نہ کرونگا تو اس سے پرسون اسی وقت تک کلام ترک کرے اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے تین روز کلام نہ کرونگا اور رات میں قسم کھائی کہ تو اس ساعت سے تیسویں روز کے آفتاب غروب ہونے تک کلام ترک کرے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر درمیان دن کے کسی وقت قسم کھائی

کہ واللہ آج میں اس سے کلام نہ کرونگا تو اس دن باقی میں تا غروب کلام نہ کرے اور اگر رات میں قسم کھائی کہ اس روز اس سے کلام نہ کرونگا تو باقی یہ رات اور دوسرے روز غروب آفتاب تک کسی وقت کلام کرے نہ ہے حانت ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دن میں قسم کھائی کہ اس رات کلام نہ کرونگا تو باقی روز اس میں داخل ہوگا اور اسکی قسم خاصہ اس رات پر واقع ہوگی اور اگر اول رات میں قسم کھائی کہ آج کے روز اس سے کلام نہ کرونگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے تو یہ باطل ہے اور اگر آخر رات میں قسم کھائی تو اسکے دن پر واقع ہوگی یہ نیتی میں مذکور ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ الاکرم احدی یومئ یا کہا کہ واللہ لاخر جن احدی یومئ او احد الیومین او احد ایامی یعنی واللہ ضرور کلام کرونگا فلاں سے اپنے دور روز کے ایک میں یا سفر کو جاؤنگا اپنے دور روز کے ایک میں یا دور روز کے ایک میں یا ایام کے ایک روز میں تو یہ دس روز سے کم پر ہوگی اور اس میں دن و رات دونوں داخل ہیں حتیٰ کہ اگر دس روز گزرنے سے پہلے رات یا دن میں کلام کیا یا سفر کو چلا گیا تو اپنی قسم میں سبھا رہا اور اگر کلام نہ کیا یا سفر کو نہ کیا یا نہ تک کہ دس روز گزر گئے تو حانت ہو گیا اور اگر کہا کہ اپنے ان دونوں میں سے ایک میں تو یہ قسم اسی روز اور اس کے دوسرے روز پر واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے کلام نہ کرونگا تین روز الا اس روز اور مابعد اس روز کے تو یہ قسم اس روز کے بعد کی دونوں پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ غیر اس یوم کے یا سو سے اس یوم کے تو یہ قسم اس روز کے بعد تین روز پر واقع ہوگی یہ غائبہ میں ہے۔ عیون میں لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا مادامیکہ وہ اس دار میں ہے پھر اپنے ہاں اثابہ سمیت اس دار سے نکل گیا پھر دوبارہ اس دار میں آکر رہا پھر حالف نے اس سے کلام کیا تو حانت ہوگا یہ محیط میں ہے اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ ماکان فیما یعنی جب تک کہ وہ اس میں رہے یا بیضا ح میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں تجھ سے کلام نہ کرونگا مادامیکہ بعد او میں ہوں پھر خود تنہا بعد اس سے نکل گیا تو قسم باقی نہ رہے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ قدوری میں لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نہ کرونگا اس شخص کے جتنیکہ اس پر کپڑا ہو یا مادامیکہ اس پر کپڑا ہو یا برابر تا وقتیکہ اس پر کپڑا ہو پھر مرد مذکور نے اسکو اتار کر پھر پہنا اور حالف نے اس سے کلام کیا تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس سے کلام نہ کرونگا در حالیکہ اس پر کپڑا ہو پھر مرد مذکور نے اسکو اتار کر پہنا اور حالف نے اس سے کلام کیا تو حانت ہو گیا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی جہر سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے کلام نہ کرونگا مادامیکہ تیرے مان و باپ دونوں زندہ ہیں پھر ان دونوں میں سے ایک کے مرجانے کے بعد عورت سے کلام کیا تو حانت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ زید نے عمرو سے جو کھڑا ہو کہا کہ واللہ میں اس شخص سے کلام نہ کرونگا اور اسکی نیت یہ ہے کہ جب تک کھڑا ہو و لیکن لفظ میں کھڑے ہونے کو ذکر نہیں کیا ہے تو اسکی نیت باطل ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ واللہ اس قائم سے کلام نہ کرونگا یعنی مادامیکہ قائم ہو تو اس نیت کی دیا نہ تصدیق ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے ہمیشہ کلام کرونگا تو یہ قسم اس پر ہوگی کہ جب اس سے ملاقات ہو تو اس کے ساتھ کلام کرنے سے باز نہ رہے اور اگر قسم کھائی کہ اس سے ہمیشہ کلام نہ کرونگا پس اگر اس سے کبھی کلام کیا تو حانت ہوگا اور اگر دعویٰ کیا کہ میری یہ نیت تھی کہ اس سے لفظ ہمیشہ کو نہ کرونگا تو قضاء اسکی تصدیق ہوگی یہ ایضاً ح میں ہے قال المترجم یہ تلفظ

قال القاضی
بہرہ میں
دو ایک
دو میں
اور دو
ایک روز
میں ایک
دونوں
اور دونوں
کے میں
میں کا ایک
فارغ
جو حالف
رحمہ
دارت
سے
نیت میں
کے میں
لفظ میں
نہان سے
میں

بعض عشر واثوہ تیرہ روز پر ہوگی اور جامع الجوامع میں مذکور ہے کہ اگر اُس نے اس صورت میں (۱۹) روز سے زیادہ کی نیت کی ہو تو اسکی تصدیق کی جائیگی یہ تا تا رخانیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ لا اکلم مولاک یعنی جس سے تو نے مولا کی ہو اُس سے کلام نہ کرونگا حالانکہ اُسکے دو مولی المولات ہیں ایک علیؑ اور دوسرا اخیلؑ ہو اور انکی کچھ نیت نہیں ہو تو انہیں سے جس سے کلام کرے گا حائث ہوگا قال اللہ جس سے تو چھ کتاب اللہ سے معلوم کرنی چاہیے فافہم۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ میں تیرے جد سے کلام نہ کرونگا اور اسکے جد و دہن ایک باپ کی طرف سے اور دوسرا باپ کی طرف سے تو بھی اس صورت میں یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہے۔ منتفی میں مذکور ہے کہ اگر کہا کہ مجھے قریب سال بھر کے کلام نہ کرونگا تو اُس سے چھ مہینہ و ایک روز کلام نہ کرے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اوفلانے تجھ سے دس روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھ سے نو روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھ سے (۱۸) روز کلام نہ کرونگا تو وہ دوبار حائث ہو اسیلئے دو قسموں میں حائث ہو چکا اور تیسری قسم اسپر ہی پس اگر آٹھ روز کے اندر اُس سے کلام کر لیا تو اسپن بھی حائث ہوا اور اگر کہا کہ واللہ تجھ سے آٹھ روز کلام نہ کرونگا اور تجھ سے نو روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھ سے دس روز کلام نہ کرونگا تو دو قسموں میں ابھی دو مرتبہ حائث ہوا اور اس پر تیسری قسم رہی پس اگر دس روز کے اندر اُس سے کلام کر لیا تو اسپن بھی حائث ہو گیا یہ مبسوط میں ہے۔ امام محمد رحم نے فرمایا کہ اگر ایک نے کہا کہ ہر بار کہ میں نے فلان سے ایک روز کلام کیا پس اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہے کہ ایک درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے دو روز کلام کیا پس واسطے اللہ کے مجھ پر واجب ہے کہ دو درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے تین روز کلام کیا تو واسطے اللہ کے مجھ پر واجب ہے کہ تین درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے چار روز کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہے کہ چار درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے پانچ روز کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہے کہ پانچ درم صدقہ کروں پھر اُسے چوتھے و پانچویں روز کلام کیا تو اسپر تیس درم صدقہ کرنے واجب ہیں اور اگر اُس نے اول روز میں یا اور کسی ایام میں دوبار کلام کیا تو اسپر تیس درم صدقہ کرنے واجب ہونگے۔ اور اگر کہا کہ ہر دن میں کہ میں اسپن فلان سے کلام کروں تو واسطے اللہ کے مجھ پر واجب ہے کہ ایک درم صدقہ کروں ہر دو دن کہ میں انہیں فلان سے کلام کروں تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہے کہ دو درم صدقہ کروں اسی طرح پانچ قسم تک ہو سچا یا پھر اُس سے چوتھے و پانچویں روز کلام کیا تو اسپر بائیس درم واجب ہونگے اس واسطے کہ اُس نے پانچ قسمیں کھائی ہیں اور پہلی قسم کی جزا ایک درم صدقہ مقرر کی اور دوسری کی دو درم اور تیسری کے واسطے مدت قرار دی ہو اور فقہار نے ہر مدت کا نام دو درم رکھا ہے پس اول قسم کی مدت ایک روز ہے اور اسکا دور و شب دو ہر روز ہوتا ہے اور دوسرے کی مدت دو روز ہے کہ اسکا دور و شب دو ہر دو روز میں ہوتا ہے اور تیسری کا دور تین روز ہے اور چوتھی کا دور چار روز ہے اور پانچویں کا پانچ روز ہے اور ہر دو روز میں ایک ہی مرتبہ حائث ہوگا کیونکہ اُسے بلفظ ہر قسم قرار دی ہے اور یہ لفظ موجب تکرار نہیں ہے اسیلئے کہ تکرار قضیہ عموم لفظ ہے نہ قضیہ عموم الوقت پس جو دن کہ بعد قسم کے پایا گیا وہ پوری مدت اول قسم کی ہوگی اور تھوڑی مدت دیگر قسموں کی ہوگی لیکن پوری مدت دیگر قسموں کی ہوگی پس جب کہ اُس نے چوتھے روز کلام کیا تو چوتھا روز پہلی قسم کا

چوتھا دور ہو اور وہ بعینہ دوسری قسم کا تہ دور ثانی ہو اور وہ بعینہ تیسری قسم کے دور سے دور کا پہلا دور ہو اور وہ بعینہ چوتھی قسم کا تہ دور اول ہو اور وہ بعینہ پانچویں قسم کے دور اول کا چوتھا روز ہو اور ان دوروں میں وہ بالکل حاشہ نہیں ہوا ہو اور ایک ہی شرط کئی قسموں کے واسطے شرط ہونے کی صلاحیت ملتی ہو پس وہ سب قسموں میں حاشہ ہوا پس اس کے ذمہ پانچویں قسم اول کے ایک درم اور پانچویں قسم کے دوسری کے دو درم اور پانچویں قسم کے تین درم اور پانچویں قسم کے چار درم اور پانچویں قسم کے پانچ درم واجب ہونے کے اکھا مجموعہ پندرہ درم ہونے پھر جب پانچویں روز اس سے کلام کیا تو اول دوم و چہارم میں حاشہ ہوا اور تیسری و پانچویں قسم میں حاشہ نہ ہوا اس واسطے کہ پانچویں روز پہلی قسم کا پانچویں دور ہو اور اس میں وہ حاشہ نہیں ہوا پس اب حاشہ ہو گا اور دوسری قسم کے تیسرے دور کا اول روز ہو اور اس میں بھی وہ حاشہ نہیں ہو چکا اور چوتھی قسم کے دور دوم کا پہلا روز ہو اور اس میں بھی وہ حاشہ نہیں ہو چکا پس حاشہ ہو گا پس اور سات درم اس پر لازم آویں گے کہ کل بائیس درم ہونے اور تیسری و پانچویں قسم میں اس وجہ سے حاشہ نہ ہو گا کہ تیسری قسم کے دوسرے دور کا دوسرا روز ہو کہ چہرین وہ حاشہ ہو چکا ہو اور پانچویں قسم کے اول دور کا تہ ہو اور پانچویں قسم کے اول دور میں وہ سب حاشہ ہو چکا ہو لہذا اب دوبارہ حاشہ نہ ہو گا پس حاصل یہ ہو کہ بتجدد و عدم بتجدد دور کا کچھ اثر کلام کرنے میں بار اول میں نہیں ہوتا ہے کہ اگر اس نے بعد ان قسموں کے فلان مذکور سے کلام کیا چاہے جس روز اپنی عمر میں کلام کرے اس پر پندرہ درم لازم آویں گے ہاں اس کا اثر کلام کرنے میں دوسری بار میں ہوتی ہے کہ اگر اس سے روز اول و روز دوم کلام کیا تو اول روز کے عوض اس پر پندرہ درم لازم آویں گے اور دوسری بار کے عوض فقط ایک ہی درم لازم آویگا اس واسطے کہ اس صورت میں پہلی قسم کے سوا کسی قسم کا دور جدید نہیں ہوا ہو اور اگر بائیس سے روز اول اور روز ثالث میں کلام کیا اور دوسرے روز کلام نہیں کیا یا دوسرے روز تیسرے روز اس سے کلام کیا تو اول کے واسطے اس پر پندرہ درم لازم آویں گے اور دوسری بار کے عوض فقط تین ہی درم لازم آویں گے اس واسطے کہ بتجدد فقط قسم اول دوم کا ہوا ہو۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ فلان مذکور کو مخاطب نہ کیا ہو۔ اور اگر فلان مذکور کو مخاطب کر کے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تجھ سے کلام کیا تو واسطے اللہ کے مجھ پر واجب ہو کہ ایک درم صدقہ کروں۔ ہر بار کہ میں نے تجھ سے کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہو کہ دو درم صدقہ کروں اسی طرح پانچ قسمیں کھائیں تو اس پر بیس درم واجب ہوں گے اس واسطے کہ اول قسم کی جزا ایک درم ہو اور اس کی شرط یہ ہو کہ فلان کے ساتھ کلام کرے پس جب دوسری قسم سے اس کے ساتھ کلام کیا تو حاشہ ہو گیا اور اس کی جزا کا ایک درم لازم آیا اور نیز قسم بھی ویسی ہی باقی رہی اس واسطے کہ لفظ ہر بار کے ساتھ ہو اور دوسری قسم منعقد ہوئی پھر جب تیسری قسم میں اس کو مخاطب کیا تو شرط لینے کلام کرنا اس کے ساتھ پایا گیا پس قسم اول کی جزا کا ایک درم اور دوسری کے جزا کے دو درم اور اس پر واجب ہونے اور نیز دونوں قسمیں بھی ویسی ہی باقی رہیں اور تیسری قسم منعقد ہوئی پھر جب چوتھی قسم میں اس کو مخاطب کیا تو پہلی دوسری و تیسری میں حاشہ ہوا پس جزا اول کا ایک درم اور جزا دوم کے دو درم اور جب اس سوم کے تین درم اس پر واجب ہونے اور یہ سب قسمیں بھی ویسی ہی باقی رہیں اور چوتھی قسم منعقد ہوئی پھر جب پانچویں قسم میں اس کو

مخاطب کیا تو اگلی سبب میں نخل ہو میں پس اول کی جزا کا ایک درم اور جزا دوم کے دو درم اور جزا سوم کے تین درم اور جزا چارم کے چار درم اسپر واجب ہوئے اور قسمیں بھی ویسی ہی رہیں اور پانچویں قسم منعقد ہوئی پس ان سبب کا مجموعہ بیس درم ہوئے اور پانچویں میں ہنوز حاشہ نہیں ہوا ہو کیونکہ شرط یعنی کلام کرنا ابھی نہیں پایا گیا ہوتی کہ اگر بعد پانچویں قسم کے بھی اُس نے کلام کیا تو ان سبب میں حاشہ ہوگا پس مجموعہ (۳۵) درم اسپر واجب ہونگے اور اگر یوں کہا کہ ہر روز کہ میں نے تجھ سے کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہو کہ ایک درم صدقہ کروں اسی طرح پانچ قسمیں کھائیں پھر سکوت کیا تو اسپر دس درم واجب ہونگے پھر اگر دوسرے روز اُس سے کلام کیا تو اور چھ درم واجب ہونگے اور اگر فقط تیسرے روز کلام کیا ہو تو فقط تین درم واجب ہونگے اور اگر فقط چوتھے روز کلام کیا تو اسپر چار درم واجب ہونگے اور اگر پانچویں روز کلام کیا ہو تو سات درم اسپر واجب ہونگے اور اگر بعد قسموں کے اول روز کلام کیا تو اسپر فقط پانچ درم بوجہ پانچویں قسم کے واجب ہونگے یہ شرح جامع کیہ حصیری میں ہے

سالتوان باب طلاق وعتاق کی قسم کے بیان میں۔ اگر کہا کہ اول غلام کہ میں اسکو خریدوں تو وہ آزاد ہو تو اول وہ ہوگا جو اکیلا تنہا خریدے کہ اُس سے پہلے کوئی دوسرا نہ ہو پس اگر اُس نے بعد اپنی قسم کے ایک غلام خریدا تو وہ آزاد ہوگا اور اگر ایک غلام پورا اور نصف غلام خریدا تو پورا غلام آزاد ہوگا اور اگر دو غلام خریدے تو کوئی آزاد نہ ہوگا پھر انکے بعد بھی جو کوئی خریدیگا وہ بھی آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ آخر غلام جسکو میں خریدوں وہ آزاد ہو تو آخر وہ آزاد ہوگا پھر انکے بعد بھی جو کوئی خریدیگا وہ بھی آزاد نہ ہوگا کہ جب حالف مر جاوے پس اگر اسنے کسی غلام خریدے پھر مر گیا تو جسکو سب سے اخیر میں خریدا ہو وہ آزاد ہوگا پھر اس میں اختلاف ہے کہ یہ اخیر کا غلام کس وقت سے آزاد قرار دیا جائیگا سو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ اسی وقت سے کہ جب خریدا ہو حتیٰ کہ اسکا آزاد ہونا اسکے ترکہ کے تمام مال سے اعتبار ہوگا یعنی ضرور کل بلا سببیت آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ اسنے حالت صحت میں خریدا ہو اور اگر کہا کہ درمیان غلام جسکو میں خریدوں وہ آزاد ہو تو درمیان ہی وہ ہوگا جو ایسا تنہا ہو کہ اسکے دونوں طرف عدد مساوی ہوں اور یہ بھی بدو ان حالف کے مرنے کے معلوم نہیں ہو سکتا ہو پس ہم کہتے ہیں کہ جب حالف مرا تو بیکجا جاوے کہ اگر اسنے جفت عدد کے غلام چھوڑے تو ان میں کوئی درمیان نہ ہوگا اور اگر باقی یا سات وغیرہ طاق عدد چھوڑے تو دونوں طرف مساوی عدد جفت کے درمیان جو ایک تنہا ہوگا وہی اوسط ہو اور جو ان میں سے نصف اول میں آگیا وہ درمیان ہی ہونے سے خارج ہو گیا یہ ایضاح میں ہے قال الترمذی باوجودیکہ سات میں جو تنہا درمیان ہی ہو لیکن اگر اسکو مولیٰ اسنے تنہا نہ خریدے پھر بیکجا تیسرے کے ساتھ خریدا ہو تو یہ نصف اول میں چلا گیا پس درمیان نہ رہا پس حال یہ رہا کہ حالف کے مرنے پر طاق عدد کے باوجود ترتیب خرید میں بھی جو درمیان نہ رہا ہو وہ تنہا خرید گیا ہو فاضل فاضل فیہ اجمال الا ایضاح بالامریہ علیہ ان کنت خیر منصرف من باب لطف القرینہ منجوراً فشد براور اگر کہا کہ اول غلام کہ میں اسکا مالک ہوں در حالیکہ وہ منفرد ہو یا کہا کہ اول غلام کہ میں اسکو خریدوں در حالیکہ وہ منفرد ہو تو وہ آزاد ہو پھر وہ دو غلام کا مالک ہو پھر اکیلے ایک غلام کا مالک ہو تو تیسرا آزاد ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ اول غلام کہ اسکا مالک ہوں در حالیکہ وہ اکیلا ہو تو تیسرا آزاد نہ ہوگا الا ان صورت میں کہ اسنے اکیلے منفرد ملک شراد لیا ہو یا فی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اول غلام کہ اسکو بعض دنیاروں کے خریدوں تو وہ آزاد ہو پس اسنے ایک غلام بعض

قال الترمذی
درمیان میں
بوجہ پانچویں قسم کے
واجب ہونگے
اور اگر دوسرے روز
اُس سے کلام کیا تو
اور چھ درم واجب
ہونگے اور اگر فقط
تین درم واجب
ہونگے اور اگر فقط
چوتھے روز کلام
کیا تو اسپر چار درم
واجب ہونگے اور اگر
پانچویں روز کلام
کیا ہو تو سات درم
اسپر واجب ہونگے
یہ شرح جامع کیہ
حصیری میں ہے

درہون کے یا کسی اسباب کے خرید یا پھر ایک غلام بعوض دنیا روں کے خرید الوہ آزاد ہوگا اور سبط طرح اگر کہا کہ اول
غلام کہ اسکو خریدوں در حالیکہ جہشی ہو تو وہ آزاد ہو پھر اسنے چند غلام گورے رنگ کے خریدے پھر ایک جہشی خرید
تو وہ آزاد ہوگا یہ بحر الریق میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام کہ جسے مجھے فلانہ عورت کے جتنے کی بشارت دی وہ آزاد ہو
پس اسکو آگے پیچھے تین غلاموں نے اسے جسے کی بشارت دی تو اول آزاد ہوگا بخلاف اسکے اگر سب نے
ساتھ ہی اسکو یہ خوشخبری سنائی تو سب آزاد ہونگے حاکم شہید نے فرمایا کہ اگر اسنے کہا کہ میں نے ایک کو مراد لیا
تھا تو قضا اسے قول کی تصدیق نہ کیا جائیگی اور فیما بینہ و بین اللہ تم اسکو گنجائش ہو کہ تمین سے ایک جسکو چاہے
آزاد ہونے کے واسطے اختیار کرے اور باقیوں کو اپنی ملک میں رکھے یہ غایہ البیان میں ہے۔ اگر زید نے قسم کھائی کہ اگر
اس درہون داخل ہوں تو میری جو رو طالق ہے اور میرا غلام آزاد ہو پھر قسم کھائی کہ طلاق نہ دوں گا اور آزاد نہ کروں گا پھر وہ
دارین داخل ہوا تو اسکی جو رو طالق ہوگی اور غلام آزاد ہوگا اور وہ دوسری قسم میں حانت نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی
کہ طلاق نہ دوں گا اور آزاد نہ کروں گا پھر قسم کھائی کہ اگر دارین داخل ہوں تو میری جو رو طالق ہے اور غلام آزاد ہو پھر
وہ دارند کو رہن داخل ہوا تو دونوں قسموں میں حانت ہوا۔ اور اگر اپنی جو رو سنے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے
یا غلام سے کہا کہ تو اپنے نفس کو آزاد کر دے یا کسی آدمی کو اس کام کے واسطے وکیل کیا پھر قسم کھائی کہ طلاق نہ دوں گا
یا آزاد نہ کروں گا پھر جو رو غلام وکیل نے وہ کام کیا تو شخص حانت ہوا اور اگر کہا کہ تو طالق ہے اگر تو چاہے یا تو آزاد ہو اگر
تو چاہے پھر قسم کھائی کہ میں آزاد نہ کروں گا یا طلاق نہ دوں گا پھر اسکی جو رو اور اسے غلام نے طلاق و عتق چاہی تو یہ
حانت نہ ہوگا یہ کافی میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ تزوج نہ کروں گا یا طلاق نہ دوں گا یا آزاد نہ کروں گا پھر اس کام
کے واسطے کسی کو وکیل کر دیا تو وکیل کے کرنے سے یہ حانت ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ اپنی زبان سے
ایسا نہ کروں گا تو فقط قضا اسکی تصدیق نہ ہوگی یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں اس دارین داخل
ہوا پس دوسرے سے بھی کہا کہ پھر اسے شل ہو اگر میں اس دارین داخل ہوں پھر دوسرا اس دارین داخل ہوا تو
اسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر اول نے یوں کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا واجب ہو اگر میں اس دار
ین داخل ہوں پھر دوسرے نے کہا کہ پس مجھ پر اسے شل ہو اگر میں اس دارین میں داخل ہوں تو یہ قسم اول و دوم دونوں پر لازم آدگی
یہ ایضاح میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر اس بیت میں ہوا لا ایک مرد پھر دیکھا تو بیت مذکور میں ایک مرد اور
ایک لڑکا نکلا یا ایک مرد اور ایک عورت تھی تو قسم کھانے والا حانت ہو گیا اور اگر بیت مذکور میں ایک مرد اور ایک جائزہ
چوہا یہ ہو یا اسباب ہو تو حانت نہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر بیت میں ہوا لا ایک بکری پھر دیکھا تو اس میں کوئی
اور چوہا یہ نکلا بکری نہ تھی تو حانت ہو گیا اور اگر کہا کہ اگر بیت میں ہوا لا ایک کپڑا پھر اس میں کوئی آدمی یا چوہا یہ یا
ظروف نکلے تو حانت ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اگر کہا کہ کل ملک میرے آزاد ہیں تو اسکی ام ولدین و مدبر باندیان
و غلام و محض غلام و باندیان سب آزاد ہو جائیگی یعنی باندیان و غلام سب کو شامل ہوگا لیکن اگر اسنے خالی مذکور
کی نیت کی ہو تو دیانۃ اسکی تصدیق ہوگی مگر قضا تصدیق نہ ہوگی اور اگر خالی جہشیدوں کی نیت کی ہو تو قضا و دیانۃ
کسی طرح تصدیق نہ ہوگی اور اگر خالی مونثون کی نیت کی ہو تو بھی قضا و دیانۃ کسی طرح تصدیق نہ ہوگی اور اگر اسنے
کہا کہ میں نے مدبروں کی نیت نہیں کی تھی تو ایک روایت میں دیانۃ تصدیق ہوگی نہ قضا اور دوسری روایت میں

کسی طرح تصدیق نہ ہوگی یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اس قسم کے تحت میں اُسکے ایسے مملوک بھی داخل ہونگے جو رہیں ہوں یا کسی کے پاس و وصیت ہوں یا بھاگ گئے ہوں یا جنگ و محاربت میں لڑے ہو یا کسی نے غصب کر لیا ہو خواہ ایک ہو یا کئی ہوں خواہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں لیکن اس قسم میں مکاتب داخل ہونگے الا انکھ اُسے انکی نیت کی ہو پس اگر مکاتون کی نیت کی ہو تو وہ بھی آزاد ہو جائینگے اور اسی طرح اس قسم میں وہ مملوک بھی داخل ہونگا جس میں سے کچھ آزاد ہو چاہے اور جس غلام کو اُسے تجارت کی اجازت دی ہو وہ داخل ہوگا خواہ اُس پر قرضہ ہو یا نہ ہو اور رہے اُسکے غلام مازون کے غلام و در صورتیکہ اُسکے غلام مازون پر قرضہ نہ ہو یا داخل ہونگے یا نہیں سو امام اعظم و امام ابو یوسف رحم نے فرمایا کہ اگر انکی نیت کی ہو تو داخل ہونگے اور آزاد ہو جائینگے اور جو مملوک مشترک ہو یعنی اُسکے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو وہ داخل نہ ہوگا ایسا ہی امام ابو یوسف رحم نے فرمایا ہے اس واسطے کہ جس مملوک میں سے تھوڑے حصے کا مالک ہو وہ حقیقتہً اُسکا مملوک نہیں کہلاتا ہے اور اگر اُسکی بھی نیت کی ہو تو اُسکا نام آزاد ہوگا اور باقیہ کہ میں حل و دخل ہوگا یا نہیں پس اگر حل کی مان اُسکی ملک میں ہو تو داخل ہوگا اور اپنی مان کے آزاد ہونے کے ساتھ وہ بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسکی ملک میں خالی حل ہو اُسکی مان نہ ہو مثلاً کسی نے اپنے مرتے وقت اُسکے واسطے اپنی باندی کے حل کی وصیت کی ہو تو ایسا حل آزاد ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو مکاتب نہ کروں گا پھر کسی نے اپنی نے اُسکے غلام کو بدن اُسکے حکم کے مکاتب کر دیا پھر اُسے اُسکے مکاتب کرنے کو جائز رکھا اور اجازت دیدی تو حاشا ہو گیا جیسے دیکھ کر نے میں ہوتا ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو آزاد نہ کروں گا پھر اُسکے غلام نے مال کتابت ادا کیا اور آزاد ہو گیا پس اگر مرد مذکور نے بعد قسم کھانے کے اُسکو مکاتب کیا ہو تو حاشا ہو اور اگر قبل قسم کے مکاتب کیا تھا تو حاشا ہو گا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ اگر میں کسی جاریہ کو اپنے تصرف و طے بن لایا تو وہ آزاد ہے پھر ایسی باندی کو اپنے تصرف و طے بن لایا جو اُسکی ملک میں موجود تھی تو وہ آزاد ہوگی اور اگر سی باندی کو خرید کر اُسکو اس طرح تصرف میں لایا تو آزاد نہ ہوگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں اپنے کسی باندی کو اپنے تصرف میں لایا تو طائفہ ہر یا میر غلام آزاد ہے پھر کسی باندی کو جو اُسکی ملک میں ہو یا جسکو بعد قسم کے خرید لیا ہو اپنے تصرف و طے میں لایا تو عورت یعنی اُسکی جو رو پر طلاق پڑ جائیگی اور اسکا غلام آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے اپنے تصرف و طے میں کر لیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُسکو خرید کر تصرف و طے میں کر لیا تو اُسکا وہ غلام آزاد ہوگا جو قسم کے وقت اُسکی ملک تھا اور جسکو بعد قسم کے خرید لیا ہو وہ آزاد ہوگا یہ بکوالائق میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تجھکو فلان نے فروخت کیا تو آزاد ہو پھر اُسکو فلان مذکور کے ہاتھ فروخت کیا پھر فلان سے خرید کیا تو آزاد نہ ہوگی اس واسطے کہ شرط یہ ہے کہ فلان اُسکو فروخت کرے اور فلان کا اُسکو فروخت کر دینا اُسکی زوال ملک کا سبب ہو اور حالف کی ملک حاصل ہونا اپنے خریدنے سے ہے نہ فلان کی بیعت سے۔ اور اگر کہا کہ اگر تجھکو فلان نے مجھے بیع کیا تو آزاد ہو پھر فلان نے اپنے قبضہ کی حالت میں اُسکو بیع کر دی اور اُسے قبضہ کیا تو آزاد ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ جب فلان نے تجھکو میرے ہاتھ فروخت کیا تو آزاد ہے تو اس صورت میں یہ حکم ہو یہ مبسوط میں ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر میں نے تیرے پاس بیعت کی تو تیرے پاس تو نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر زید نے عمرو کو آدمی بھیج کر بلایا اور وہ خود چلا آیا پھر دوسرے روز آدمی بھیج کر

بلا یا اور وہ نہ آیا تو زید کا غلام آزاد ہوگا اور ایک دفعہ قسم لوری ہونے سے یہ قسم باطل نہ جائیگی باقی رہیگی یہاں تک کہ وہ ایک بار حانت ہو جاوے پس جب ایک بار حانت ہو گیا تو اب قسم مذکور باطل ہو گئی۔ اسی طرح اگر یون کما کر اگر تو نے مجھے آدمی بلا لے کو بھیجا اور میں تیرے پاس نہ آیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر یون کما کہ اگر تو میرے پاس آج نہیں میں تیرے پاس نہ آیا یا اگر تو نے میری زیارت کی اور میں تیری زیارت کو نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم ایک دفعہ حانت ہو جانے سے باطل نہ ہوگی بلکہ ہمیشہ کے واسطے باقی رہیگی۔ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ اگر تو نے اپنے نفس کو طلاق نہ دی تو میرا غلام آزاد ہو تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ یہ اسی مجلس پر ہے اور یہ عورت کو اختیار دینا ہو پس اگر عورت نے اسی مجلس میں اپنے آپ کو طلاق دی تو اس پر واقع ہوگی اور اس کا غلام آزاد نہوگا۔ اور اگر اس مجلس میں اس نے طلاق نہ دی تو یہ حانت ہو گیا چاہے اور مجلس میں وہ اپنے آپ کو طلاق دے یا نہ دے اور دوسری مجلس میں اگر وہ اپنے آپ کو طلاق دے تو طالق لقمہ نہوگی۔ اور کسی نے اگر دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے میرا یہ غلام نہ فروخت کیا تو وہ میرا غلام رہے اور اگر تو یہ اسکو اجازت بیع ہی اور یہ قسم و اجازت ہمیشہ کے واسطے ہو یعنی اگر اس مجلس میں اس نے فروخت نکلیا تو کہنے والا حانت نہوگا۔ اور اگر زید نے کہا کہ اگر میں کو قسمین داخل ہوا اور میں نے نکاح نہیں کیا تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم اس طرح پر واقع ہوگی کہ کو قسمین داخل ہونے سے پہلے نکاح کرے اور اگر یون کہا ہو کہ پس میں نے نکاح نہ کیا تو اس طرح پر واقع ہوگی کہ داخل ہونے کے وقت نکاح کرے یعنی داخل ہونے پر نکاح کرے اور اگر کہا کہ پھر میں نے نکاح نہ کیا تو یہ داخل ہونے کے بعد ہمیشہ تک نکاح کرنے پر واقع ہوگی ایک سے کہا گیا کہ فلاں عورت سے نکاح کر لے پس اس نے کہا کہ اگر میں نے کبھی نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس نے اس عورت کے سواے دوسری سے نکاح کیا تو حانت ہوگا۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے ترک کیا یہ کہ آسان کو چھو وون تو میرا غلام آزاد ہو تو وہ بھی حانت نہوگا۔ ایک نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے آسمان کو نہ چھوا تو اسی وقت حانت ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے

آٹھواں باب خرید و فروخت و نکاح وغیرہ میں قسم کھانے کے بیان میں۔ اگر قسم کھائی کہ نہ خرید و نہ گایا نہ بیع کر و نہ گایا نہ اجارہ و نہ گنا پھر اس نے کسی شخص کو دیکل کیا جس نے یہ فعل کیا تو حانت نہوگا الا آنکہ اس نے بیعت کی ہو کہ دوسرے کو بھی اس کام کے کرنے کا حکم نہ دے نہ گنا تو ایسی بیعت بیان کرنے کی صورت میں اس کے قول کی تصدیق کی جائیگی کیونکہ اس نیت سے اس نے اپنے اوپر سختی زیادہ کر لی ہو یا یہ صورت ہو کہ قسم کھانے والا ایسا شخص مسنر نہ ہو کہ وہ خود یہ کام نہ کرتا ہو تو دیکل کرنے سے بھی حانت ہوگا اور اگر ایسا شخص ہو کہ خود بھی کرتا ہو اور بھی دوسرے کے سپرد کرتا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اکثر کیونکر کرتا ہو پس اسی کا اعتبار ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ خرید و نہ گنا یا بیع نہ کر و نہ گنا تو خسر یا فاسد میں حانت ہو جائیگا اگرچہ قبضہ نہواور ایسی بیع سے بھی ضمن بائع یا مشتری کے واسطے خیال ہواور ایسی بیع سے بھی جو بطریق فضولی کے ہو اور ایسی بیع سے بھی جو بشرط عوض لکریہ بشرط عوض میں وقت دونوں کے باہمی قبضہ کے حانت ہوگا اور جو بیع باطل ہوتی ہو اس سے حانت نہوگا اور مدبر و دام ولد و مکاتب کی خرید و فروخت کرنے سے حانت نہوگا اور بعد بیع واقع ہونے کے اگر ایسی قسم کے بعد اس نے بیع کا اقالہ کر لیا تو بھی حانت نہوگا لیکن اگر ابتدا سے بیع بلفظ اقالہ کی تو حانت ہوگا اور اگر باہمی ضماندی سے

لا
بیع
دوسرے
کے
بھی
کام
کند
اور اگر
غلام
کلام
راہ
اور اگر
کو حانت
دینا
حانت
ہوگی
بیع
کے
بھی
کام
کند
اور اگر
غلام
کلام
راہ
اور اگر
کو حانت
دینا
حانت
ہوگی

اصل شریف کی اپنی زبان میں ہو کہ منظور ہو پس ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی محل میں بیکٹری سے وغیرہ کے اپنا فعل بیع وغیرہ کرنے پر قسم کھائی ہو اور بیکٹری کسی دوسرے کا ہو پس اگر ایسا لفظ جو ملک پر دال ہو یا واسطے کے معنی میں ہو مثلاً تیرا کپڑا یا فروخت واسطے تیرے وغیرہ ملک محل فعل سے مقرون کر کے ذکر کیا اور محل فعل مثلاً بیع فعل کا محل کپڑا ہو پس یوں کہا کہ میں نے فروخت کیا یہ کپڑا تیرا یا تیری ملک کا یا جو تیری ملک ہو تو اسکی قسم کپڑے کے فروخت کی اس حالت تک ہوگی کہ یہ کپڑا اس مخاطب کی ملک میں ہو علی العموم والاطلاق چنانچہ اوپر مذکور ہوا۔ اور اگر ایسا لفظ موصوفہ بالا مقرون بہ فعل ذکر کیا نہ محل فعل مثلاً یوں کہا کہ فروخت کیا میں نے تیرے واسطے یہ کپڑا یعنی یہ فعل تیرے واسطے کیا تو اس میں محل کو دیکھنا چاہیے کہ کیسا فعل ہو پس اگر فعل ایسا ہو کہ اس میں وکالت جاری ہوتی ہو الی آخرہ اور حسب اصل مذکور کی توضیح ہو گئی تو ہم پھر کتاب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے تیرے واسطے فروخت کیا کوئی کپڑا تو میرا غلام آزاد ہو اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو پس مخلوف علیہ یعنی مخاطب نے اپنا کپڑا کسی کو دیا تاکہ اسکو حالف کو دے تاکہ حالف اسکو فروخت کر دے پس درمیانی آدمی یہ کپڑا حالف کے پاس لایا اور کہا کہ یہ کپڑا واسطے فلان کے فروخت کر دے یعنی مخلوف علیہ کے واسطے فروخت کر دے یا کہا کہ یہ کپڑا فروخت کر دے اور یہ نہ کہا کہ فلان کے واسطے لیکن حالف جانتا ہو کہ یہ مخلوف علیہ کا ہے پس حالف نے اسکو فروخت کیا تو اپنی قسم میں حاشا ہوا اور اگر درمیانی آدمی نے کہا کہ یہ کپڑا میرے واسطے فروخت کر دے یا کہا کہ اسکو فروخت کر دے اور حالف کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ مخلوف علیہ کا ہے پس حالف نے اسکو فروخت کیا تو حاشا ہوگا اور اگر حالف نے یوں قسم کھائی کہ اگر میں نے تیرا کپڑا فروخت کیا یا جو تیری ملک ہو فروخت کیا ایسا کپڑا جو تیرا ہو یا تیری ملک ہو اور یا فی مسئلہ بدستور ہو تو ہر حال میں حاشا ہوگا خواہ درمیانی نے اس سے کہا ہو کہ فلان کے واسطے فروخت کر دے یا کہا ہو کہ میرے واسطے فروخت کر دے یا کہا ہو کہ اسکو فروخت کر دے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا ہو ہر صورت میں حاشا ہوگا بشرطیکہ اسکا فروخت کرنا ایسی حالت میں واقع ہوا ہو کہ یہ کپڑا مخلوف علیہ کی ملک میں ہو اور اگر حالف نے اول صورت میں یہ نیت کی کہ ایسا کپڑا فروخت کروں جو مخلوف علیہ کی ملک ہو اور دوسری صورت میں اس طرح قسم کھا کر کہ اگر میں نے فروخت کیا کپڑا واسطے تیرے یہ نیت کی کہ مخلوف علیہ کے حکم سے فروخت کیا تو فیما بینہ و بین اللہ تم اسکی قسم نیت پر ہوگی لیکن اول صورت میں قاضی بھی اسکی نیت کی تصدیق کرے گا اور دوسری صورت میں جب کہ موافق ہمارے ہے ذکر کے ہر دو صورتوں میں ملک کے اُس نے اپنی نیت ظاہر کی تو قاضی اسکی تصدیق نہ کرے گا اور جس صورت میں کہ ملک کی تصریح کر دی ہے ہر صورت میں کسی طور پر تصدیق نہ کی جائیگی کذا فی الذخیرہ مع زیادۃ من المشرع حصہ اللہ تعالیٰ منتفی میں ابن سماعہ کی روایت سے امام محمد رحمہ سے مروی ہو کہ ایک نے قسم کھائی کہ نہ فروخت کروں گا واسطے فلان کے کوئی کپڑا پس حالف نے مخلوف علیہ کا کوئی کپڑا فروخت کر دیا پس مخلوف علیہ نے اس بیع کی اجازت دیدی تو حالف حاشا ہو گیا اور اگر حالف نے اسکو اپنے واسطے فروخت کیا تو حاشا ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں کوئی چیز تیرے اسباب میں سے تیرے واسطے فروخت نہ کروں گا پھر ایک تکیہ فروخت کیا جس میں مخلوف علیہ کا صوف بھر ہوا ہو تو حاشا ہوگا یہ عتاب میں ہے۔ زید نے عمرو سے ایک غلام چکایا اور بائع نے اسے دام ہزار درم مانگے اور شتر ہی نے پانچ سو روپے

لیس بائع نے کہا کہ یہ آزاد ہو اگر میں نے تجھے ہزار درم سے کچھ خلیا کیے پھر اسکے بعد کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسکو پانچ سو درم کو فروخت کیا پس مشتری نے بیع قبول کر لی یا نہیں قبول کی تو بائع حاث ہو گیا اور غلام آزاد ہو گیا۔ اور اگر بائع نے بچانے کے وقت کہا ہو کہ اگر میں نے اسکے من سے کچھ خط کیا تو یہ آزاد ہو اور باقی مسئلہ بدستور واقع ہو تو غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر اسکے من سے اسکے بعد کچھ خط بھی کر دیا تو قسم نخل ہوئی و لیکن غلام آزاد نہ ہوگا اس واسطے کہ وہ بائع کی ملک سے باہر ہو چکا ہو اور اگر اس صورت میں بائع نے جڑا قسم اپنی جوڑو کی طلاق یا کسی دوسرے غلام کی آزادی قرار دی ہو تو اسکی جوڑو پر طلاق پڑ جائیگی اور دوسرے غلام آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر ان صورتوں میں تھوڑا من مشتری کو پہرہ کر دیا خواہ پورا من وصول کرنے کے بعد یا اس سے پہلے تو بھی اپنی قسم میں حاث ہو گیا اور اگر تمام من مشتری کے ذمہ سے خط کر دیا یا اسکو تمام من ہمہ کر دیا تو حاث نہ ہوگا اور اگر مشتری کو بعض من سے بری کر دیں اگر من پر قبضہ کرنے سے پہلے ایسا کیا تو اپنی قسم میں حاث ہوگا اس واسطے کہ یہ خط قرار دیا جائیگا اور اگر بعد قبضہ من کے ایسا کیا تو اپنی قسم میں حاث نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک نے دوسرے سے ایک کپڑا چکا یا اور بائع نے بارہ سہ کم کو دینے سے انکار کیا پس مشتری نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں اسکو بارہ کو خریدوں پھر اسکو تیرہ کو یا بارہ ایک دینا رکھ دو یا بارہ اور ایک کپڑے کے عوض خرید تو اپنی قسم میں حاث ہوگا اور اگر اسکو گیارہ اور ایک دینا رکھ کے عوض یا گیارہ اور ایک کپڑے کے عوض خرید تو حاث نہ ہوگا اور اگر بائع نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے اسکو دس کو فروخت کیا پھر اسکو گیارہ کے عوض یا دس و ایک دینا رکھ کے عوض یا نو اور ایک دینا رکھ کے عوض فروخت کیا تو حاث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ زید نے کوئی چیز بعض درمون کے فروخت کی پھر قسم کھائی کہ اسکا من نہ لوں گا پھر ان درمون کے عوض گبیون لے لیے تو حاث نہ ہو گیا یہ وجہ کر درمی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ چیز کسی کے ہاتھ فروخت نہ کروں گا پھر اسکو دو آدمیوں کے ہاتھ فروخت کیا تو حاث نہ ہو یا یہ عتابیہ میں ہے۔ قسم کھائی کہ کپڑا نہ خریدوں گا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو پھر اسنے ریشی چادر یا طیلسان یا پوسٹین یا قبا خریدی تو حاث نہ ہوا اور اگر اس نے سیخ یا بچھو یا ٹوپی یا سنالی خریدی تو حاث نہ ہوگا یہ وجہ کر درمی میں ہے قال المترجم ہمارے عرف کے موافق اسید ہو کہ کپڑے سے جو متبادر ہوتا ہو اسی پر محمول ہو واللہ تعالیٰ اعلم قال فی الوجیز و اسی طرح اگر کوئی ملکہ یا خرید یا جو نصف کپڑے کے برابر نہیں ہو تو بھی حاث نہ ہوگا اور اگر نصف کپڑے کے برابر یا زیادہ ہو تو حاث ہوگا اور اگر اسقدر خرید جس سے نماز جائز ہو جاتی ہو تو حاث ہوگا انتہی قلت و ہذا ظاہر ایک نے قسم کھائی کہ اس عورت کے واسطے نوب نہ خریدوں گا پھر اسکے واسطے اور ٹھنی خریدی تو حاث نہ ہوگا یہ جو اہر اخلاطی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کتان نہ خریدوں گا تو ہمارے عرف میں یہ قسم کتان کے کپڑے پر واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے کچھ نہ خریدوں گا پھر اس سے ایک کپڑے کی بیع سلم ٹھرائی تو حاث نہ ہوا کذا فی الظہیر یہ قسم کھائی کہ اپنی باندی کے لیے نیا کپڑا نہ خریدوں گا تو عرف میں نیا وہ کپڑا ہو جو دھلا نہ ہو یا فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا شتر طعاما طعام نہ خریدوں گا پھر اسنے گبیون خریدے تو ہمارے علماء کے قول میں حاث نہ ہوگا یہ حاوی میں ہے قال المترجم یہ عرف امانوں کا ہو اور ہمارے عرف کے موافق طعام فی الحال کھانے قابل پر واقع ہوگا کما صرحناہ فی کتاب البیوع اور اگر قسم کھائی کہ ان درمون کی روٹی نہ خریدوں گا تو جب تک یہ درم پہلے نانوائی کو دیکر پھر اس سے نہ کئے کہ مجھے ان درمون کی روٹی

دیکھئے تب تک حانت نہ ہوگا چنانچہ اگر نالوائی کو یہ درم دینے سے پہلے روٹی خریدنے کو اس طرح کہا تو حانت نہوگا اور جامع میں فرمایا کہ اگر اس نے عقد بیع کو انھیں درمون کی طرف مضاف کیا تو حانت ہوگا خواہ یہ درم دیے ہوں یا منور نہ دیے ہوں یہ وجہ کروری میں ہو اور مترجم کہتا ہے کہ یہی اصح ہے واللہ تم علم اور اگر قسم کھائی کہ جو نہ خریدوگا پھر اس نے گھوٹن خریدے جنہیں جو کے دانہ موجود ہیں تو حانت نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لکھوری اینٹ یا لکڑی یا نہر کل نہ خریدوگا پھر اس نے کوئی پختہ مکان خرید تو حانت نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خرما کے پھل نہ خریدوگا پھر اس نے ایک زمین خریدی جس میں خرما کے درخت ہیں اور درختوں پر پھل موجود ہیں اور مشتری نے شرط کر لی کہ یہ پھل میرے ہونگے تو حانت ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بقل نہ خریدوگا پھر ایسی زمین خریدی جس میں بقل موجود ہو اور مشتری نے شرط کر لی کہ یہ بقل میری ہوگی تو بھی حانت ہوگا اس واسطے کہ اس صورت میں بقل بیع میں بالمقصود داخل ہوگی نہ بالتبع۔ اور اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ خریدوگا پھر زندہ بکری خریدی تو حانت نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ کڑوا تیل نہ خریدوگا پھر سرسوں خریدی تو حانت نہوگا اور علی ہذا اگر کسی نے قسم کھائی کہ نہر کل نہ خریدوگا اور نہ خرما کے پتے پھر ایک بور یا خریدا یا خرما کے پتوں کی زنجیل خریدی تو شاخ نے فرمایا کہ حانت نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بکری کا بچہ نہ خریدوگا پھر گا بھن بکری خریدی یا قسم کھائی کہ صنیر ملک نہ خریدوگا پھر حاملہ باندی خریدی تو حانت نہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی درخت نہ خریدوگا پھر ایک زمین خریدی جس میں درخت ہیں تو حانت نہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ قال المترجم اس جنس کے مسائل میں اصل یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے نہ خریدنے کی قسم کھائی تو اس میں تین صورتیں ہیں کہ اگر یہ چیز دوسری چیز کے خریدنے میں آئی اور ایسی چیز ہو کہ اس کی تبعیت میں بدون ذکر شرط کے داخل ہو جاتی ہو تو حانت نہوگا اور اگر بدون شرط کے داخل نہیں ہوتی ہو اور شرط کرنے سے داخل ہو سکتی ہو پس شرط کی تو حانت ہوگا اور اگر مستقل بعد ذکر کے بیع میں آتی ہو تو بھی حانت ہوگا اگر خرید کیا ہو فلیتأمل اور اگر قسم کھائی کہ دیوار نہ خریدوگا پھر ایک دار خریدی جسکی چار دیواری قائم ہو تو استحساناً حانت نہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ درخت خرما نہ خریدوگا پھر ایک باغ چار دیواری کا خرید جسکے اندر درختان خرما ہیں تو حانت ہوا اور اگر قسم کھائی کہ صوف نہ خریدوگا پھر ایک بکری خریدی جسکی پشت پر صوف موجود ہو تو حانت نہوگا اور اسی طرح اگر بکری کو لبوس صوف تراشیدہ خریدا تو بھی یہی حکم ہو یہ ظاہر الروایہ ہے کذا فی فتاویٰ قاضیخان اور صوف نہ خریدنے کی قسم میں اگر کھال خریدی جس پر صوف موجود ہو تو حانت نہ ہوگا اور امام محمد رحمہ سے مروی ہے کہ ایسی کھال خریدنے سے حانت ہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ خریدوگا پھر ایک بکری خریدی جسکے تھنوں میں دودھ ہو تو حانت نہوگا اور اسی طرح اگر بکری کو اسکی جنس کے دودھ کے عوض خرید تو بھی حانت نہوگا یہ ظاہر الروایہ کے موافق ہے اور یہ صورت اور بکری کو بوض گوشت کے خریدنا امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک یکساں ہیں کہ ہر حال میں بیع جائز ہو اور اگر دودھ نہ خریدنے کی قسم کھائی ہوگی تو اس صورت میں حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ چکنی نہ خریدوگا پھر ایک دنبہ ذبح کیا ہو آخر خرید کیا تو حانت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ جس پر قسم کھائی ہو اگر وہ دوسری چیز کی تبعیت میں بیع میں داخل ہوگئی ہو تو اس سے حانت نہ ہوگا اور اگر مقصوداً داخل ہوئی ہو تو حانت ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ قال المترجم انما عشرت علیہ بعد

دوسرے کی طلاق یا موت کی حدت میں بھی یا مثل اسکے اور کوئی وجہ تھی تو حالف حانت ہوگا یہ سراج و ہانج میں ہو ایک نے قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو حالانکہ اُس نے ایسا کیا ہو خواہ نکاح حلال ہو یا نکاح فاسد تو حانت ہوگا اور یہ استحسان ہے اور اگر اُس نے یہ نیت کی کہ بیکل صحیح زمانہ ماضی میں کسی عورت سے نکاح نہیں کیا ہو تو قضا و دیانہ دونوں طرح اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اگرچہ اس صورت میں حالف کے حق میں تخفیف ہو اور اگر نکاح فاسد کی زمانہ مستقبل میں نیت کی ہو تو قضا و اسکے قول کی تصدیق ہوگی اگرچہ یہ امر جو اُس نے نیت کیا ہو اسکی عبارت کا مدلول مجاز ہو لیکن چونکہ اُسکے حق میں تغلیظ ہے لہذا اُسکا قول قبول ہوگا اور نکاح جائز سے بھی حانت ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصہ صریح میں ہے۔ اور اگر حالف کا نکاح کسی فضولی نے کر دیا پس اگر قسم سے پہلے فضولی کا عقد قرار پایا پھر حالف نے بعد قسم کے اجازت دیدی خواہ بقول اجازت دی یا بفعل تو وہ حانت نہ ہوگا اور اگر فضولی نے بعد اسکی قسم کے عقد قرار دیا تو حالف حانت ہوگا جب تک کہ اجازت نہ دے اور جب اجازت دیدی تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُس نے بقول اجازت دی مثلاً کہا کہ میں نے اس نکاح کی اجازت دی تو وہ حانت ہوا اور یہی مختار ہے اور اگر بفعل اجازت دی مثلاً مہر بھجودیا یا مثل اسکے کوئی امر کیا تو ابن ساعہ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ وہ حانت ہوگا اور اکثر شراح اسی پر ہیں اور اسی پر فتوے ہو اور اگر حالف کا نکاح بعد قسم کے فضولی نے بطور فاسد کر دیا پھر حالف نے بقول یا بفعل اسکی اجازت دیدی تو حانت ہوگا اور قسم عمل نہیں کی ہے کہ اگر اسکے بعد بطور جائز نکاح کیا تو اپنی قسم میں حانت ہوگا۔ اور اسی طرح اگر حالف نے کسی کو بیکل کیا کہ نکاح کرادے پس بیکل نے بطور فاسد کسی عورت سے نکاح کرادیا تو مکمل حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر حالف پر نکاح کرنے کے واسطے اکراہ کیا گیا پس اُس نے نکاح کیا تو اپنی قسم میں حانت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ نوادر ہشام میں امام محمد سے مروی ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جو رویتین طلاق کی اس شرط پر کہ اس دختر صغیرہ کا نکاح کر دے پھر حالف کی موجودگی میں کسی فضولی نے اُسکا نکاح کر دیا اور حالف خاموش ہو یا اور شوہر نے قبول کر لیا پھر حالف نے یعنی دختر کے باپ نے اجازت دیدی تو حانت نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اپنی باندی کے نکاح کی بابت اس طرح قسم کھائی تو اس صورت میں یہی حکم ہے۔ اور تجربہ دین امام محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے بواسطہ فضولی کے بدون اجازت عورت مذکورہ کے نکاح کیا پھر قسم کھائی کہ اس عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر عورت مذکورہ راضی ہوئی یعنی نکاح فضولی کی اجازت دی تو وہ حانت نہ ہوگا۔ اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ اپنے نفس کو کسی کے نکاح میں نہ دوں گی پھر کسی فضولی نے بدون اسکی اجازت کے یا بیکل نے اسکی اجازت سے اسکو کسی مرد کے نکاح میں دیدیا پھر اُس نے اجازت دیدی یا اگر تھی کہ اُسکے ولی نے اُسکا نکاح کر دیا پس یہ خاموش رہی تو حانت ہوگی اور یہ روایت مخالف روایت مقدمہ ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر باکرہ عورت نے قسم کھائی کہ کسی کو اجازت نہ دوں گی کہ وہ میرا نکاح کر دے پھر ایک مرد نے اُسکا نکاح کر دیا اور اسکو خبر پہنچی پس وہ خاموش رہی تو اسکی کوئی روایت امام محمد سے نہیں ہے ہاں مرد کے حق میں روایت موجود ہے کہ اگر کسی مرد نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو تجارت کی اجازت نہ دوں گا پھر غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھ کر سکوت کیا تو حانت ہوگا اور امام ابو یوسف سے دونوں مسئلوں میں روایت ہے کہ وہ حانت ہوگا یہ محیط میں ہے۔

قال ابو یوسف
اول قسمین عورت
حانت ہوگی اور قسم
میں سے حانت ہوگا
اور خلی نہیں کہ اول
میں عورت کا حانت
ہو جائے نہیں ہو
کیونکہ اسے اجازت
نہیں دی جس
تاکہ اس نے بیکل
کر دیا تو حانت
ہو جائے نہیں

اب ہو حالانکہ
بیکل میں مذکور
نہیں ہو بلکہ لوگوں
میں سے ایک
سے نکاح کیا اور
صاحبین میں
سے ابو یوسف
سے مذکور
حالت بیکل
نہیں ہو
امام محمد اور
اسکو نہیں
کیا

مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر عورت نے قسم کھائی کہ اپنے تزوج کے بارہ میں اجازت نہ دوں گی حالانکہ یہ عورت
باکرہ ہو پھر اُس کے باپ نے اُسکا نکاح کر دیا اور یہ خاموش رہی تو نکاح یور اہو گیا اور یہ حانت نہو گی یہ خلاصہ میں ہو
اور اگر اپنی رضاعی بہن سے یا اور کسی ایسی عورت سے جس کے ساتھ اُسکا نکاح کبھی حلال نہیں ہو اور یہ شخص اُسکو جاننا
ہو یوں کہا کہ اگر تین نے تجھ سے نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس عورت سے نکاح کیا تو حانت ہو گیا یہ جامع کبیر
میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ نکاح نہ کروں گا پھر مجنون ہو گیا پھر اُس کے باپ نے اُسکا نکاح کر دیا تو حانت نہو گا۔ اور بخیر
میں امام محمد رحم سے روایت ہے کہ اگر قسم کھائی کہ نکاح نہ کروں گا پھر معتوہ ہو گیا پھر اُس کے باپ نے اُسکا نکاح کر دیا تو حانت
ہو یا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ عورتوں سے نکاح نہ کروں گا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو حانت ہو گا
یہ محیط سرخسی میں ہو۔ قال المترجم ہمارے عرف میں تو یہ صورت ایسی ظاہر ہے کہ بزبان عربی قولہ لا تنزع زوج النساء
اور لسانہ جمع ہے اس پر الف لام محتمل استغراق ہو جسے لفظ عورتوں سے استغراق مراد ہو سکتا ہو لہذا ذکر کر دیا کہ ما
جنس مراد ہو قتال۔ ایک نے قسم کھائی کہ ایسی عورت سے نکاح نہ کروں گا جسکا شوہر تھا پھر اپنی جوہر کو طلاق بائن
دید پھر اس سے نکاح کر لیا تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ اپنی قسم میں حانت نہو گا اس واسطے کہ اُسکی قسم اس عورت کے
سواے اور عورتوں کی طرف منصرف ہو گی یہ ظہیر میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ نکاح نہ کروں گا الا چادر م پر
پھر کسے چادر ہی درم پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر قاضی نے عورت کا مہر پورے دس درم کر دیے تو وہ حانت
نہو گا اور اسی طرح اگر بعد عقد کے خود اُسکا مہر بڑھا دیا تو کبھی حانت نہو گا یہ وجہ کر درسی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی
کہ ایک دینار سے زیادہ نہ نکاح نہ کروں گا پھر چاندی کے عوض نکاح کیا جو ازراہ قیمت ایک دینار سے زیادہ ہو
مثلاً سودرم نقرہ پر نکاح کیا تو حانت نہو گا یہ خلاصہ میں ہو قال المترجم شیخی ان یوں الجواب علی قول الامام والاعلیٰ
قولہما ففی عرفنا شیخی ان یحیث والنداعلم۔ ایک نے قسم کھائی کہ بہت فلاں سے نکاح نہ کروں گا پھر فلاں مذکور کے
ایک دوسری دختر پیدا ہوئی پھر اس سے نکاح کر لیا تو حانت نہو گا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی دختروں میں سے کسی
دختر سے نکاح نہ کروں گا یا فلاں کی کسی دختر سے نکاح نہ کروں گا تو امام اعظم رحم کے نزدیک اس صورت میں حانت ہو گا
یہ محیط سرخسی میں ہو۔ فتاویٰ میں لکھا ہے کہ زید نے کہا کہ والدہ اس دار کے رہنے والوں میں سے کسی عورت سے
نکاح نہ کروں گا یا عمر کی دختروں میں سے نکاح نہ کروں گا حالانکہ دار مذکور میں کوئی نہیں رہتا ہو پھر اس میں کوئی لوگ اگر
رہے یا عمر کی ایک دختر پیدا ہوئی پھر دار مذکور کی کسی عورت سے یا عمر کی اس دختر سے نکاح کیا تو حانت نہو گا
لیکن یہ امام محمد رحم کا قول ہے اور مختار یہ ہے کہ حانت ہو گا اور یہ شیخین رحم کا قول ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اہل کوفہ میں
کسی عورت سے نکاح نہ کروں گا پھر ایک کوئی عورت سے نکاح کیا جو اسکی قسم کے روز پیدا نہیں ہوئی تھی بلکہ بعد پیدا
ہوئی ہو تو بالاتفاق حانت ہو گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ نژاد فلاں سے کوئی عورت اپنے نکل میں نہ لوں گا پھر اسکی دختر
کی دختر سے نکاح کیا تو حانت ہوا اور اگر اس صورت میں یہ لفظ کہا ہو کہ اہل بیت فلاں سے یعنی فلاں کے گھر سے
تو نکتہ کو نکاح میں لانے سے حانت نہو گا الا آنکہ اس کے پسر کی دختر سے نکاح کرے یہ خلاصہ میں ہو قال المترجم
اگر اسکا دار عرف پر ہو تو حکم باعتبار عرف کے مختلف ہو گا والظاہر انہ لیس لک فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ زنان اہل
کوفہ یا پھر سے نکاح میں نہ لاؤں گا پھر ایسی عورت سے نکاح کیا جو بصرہ میں پیدا ہوئی اور اسے کوفہ میں نشوونما پایا

قبول نہ کی یا قبول کی مگر اسپر قبضہ نہ کیا تو ہمارے نزدیک قسم کھانے والا حادث ہوگا اور اسی طرح اگر ہمہ غیر قسم کھا تو بھی ہمارے نزدیک حادث ہوگا اور اسی طرح اگر عمری دیا یا بجلہ دیا یا لمبی کے ہاتھ اس کے پاس سمیٹا یا کسی دوسرے کو حکم کیا کہ اسے فلان مذکور کو ہمہ کر دیا تو بھی حادث ہوگا اور ہمہ نہ کرنے کی قسم میں صدقہ دینے سے ہمارے نزدیک حادث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ہمہ نہ کرونگا پھر عاریت دی تو حادث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ صدقہ نہ دوں گا یا قرض نہ دوں گا پھر فلان مذکور کو صدقہ دیا یا قرض دیا مگر اسے قبول نہ کیا تو یہ شخص اپنی قسم میں حادث ہو گیا اور اگر قسم کھائی کہ قرض نہ مانگوں گا پھر قرض مانگا مگر فلان نے اس کو قرض نہ دیا تو اپنی قسم میں حادث ہوا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو اپنا غلام ہمہ نہ دوں گا پھر اس غلام کو دوسرے نے بغیر اس کی اجازت کے ہمہ کر دیا پھر اس نے اجازت دیدی تو حادث ہو گیا جیسے غیر کو ہمہ کرنے کا ذکیل کرنے میں حادث ہوتا ہو اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو ہمہ نہ دوں گا پھر اس کو عوض پر ہمہ دیا تو اپنی قسم میں حادث ہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو مکاتب نہ کروں گا پھر کسی اور نے اس کے غلام کو بدون اس کی اجازت کے مکاتب کیا پھر اس نے اس کی کتب کی اجازت دیدی تو حادث ہوا جیسے مکاتب کرنے کے لینے و کھیل کرنے میں حادث ہوتا ہو یہ فتاویٰ فاضلین میں ہر فتاویٰ میں ہو کہ اگر قسم کھائی کہ فلان سے کچھ مستعار نہ لوں گا پھر فلان مذکور نے اس کو اپنے گھوڑے پر اپنی رویت میں سوار کر لیا تو حادث نہ ہوگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ کندی کرنے میں کام نہ کروں گا پھر فلان کے اس کام میں شریک کے ساتھ کندی کا کام کیا تو حادث ہوگا اور اگر فلان کے غلام ماذون کے ساتھ کام کیا تو حادث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ اس شہر میں شرکت نہ کروں گا پھر دونوں اس شہر سے نکلے اور باہر دونوں نے شرکت کا عقد قرار دیا پھر دونوں داخل ہوئے اور شرکت میں کام کیا پس اگر قسم کھانے والے نے یہ نیت کی ہو کہ اس شہر کے اندر شرکت کا عقد اس کے ساتھ قرار نہ دوں گا تو حادث نہ ہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ فلان کی شرکت میں کام نہ کروں گا تو حادث نہ ہوگا اور اگر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو مضاربیت کا مال یا کہ اس سے مضاربیت کرے تو یہ اور اول دونوں یکساں ہیں یعنی قسم میں اس کی نیت جیسی ہوگی اسی تفصیل سے حکم ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ مشارکت نہ کروں گا پھر اس کو اپنے پس منظر کے مال میں شریک کیا تو حادث نہ ہوگا۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے مشارکت نہ کروں گا پھر زید نے خالد کو مال مضاعت دیا اور حکم کیا کہ میں اپنی رائے سے کام کرے پھر خالد نے اس مال میں عمرو کو شریک کر لیا تو زید حادث ہوگا۔ ایک نے اپنے بھائی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے شریک کیا تو حلال اللہ تع۔ مجھ حرام ہو پھر دونوں کی رائے میں آیا کہ باہم شرکت کریں تو مشارکت نے فرمایا کہ اسکے واسطے یہ صورت نکلتی ہو کہ اگر قسم کھانے والے کا کوئی بیٹا بالغ ہو تو قسم کھانے والا مال کو اپنے اس بیٹے کو مضاربیت پر دے اور اس بیٹے کے واسطے نفع میں سے بہت خفیف حصہ قرار دے اور اپنے بیٹے کو اجازت دے کہ اس تجارت میں اپنی رائے سے عمل کرے پھر یہ پس منظر چاہے مشارکت کر لے پھر جب اس نے ایسا کیا تو پس منظر کے واسطے حسب شرط کیا گیا ہو وہ ہوگا اور جو کچھ بچے کا وہ آدھون آدھون اسکے باپ و چچا کے درمیان مشترک ہوگا اور وہ حادث نہ ہوگا اور اگر بجائے پس منظر کے کوئی اجنبی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ طبع میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے ہر وہی کپڑا نہ لوں گا پھر اس سے ایک ہر وہی تقبلی لی جن میں ایک ہر وہی کپڑا ہو جس کو

اُس نے قبیل کے اندر ٹھونس دیا ہو اور شخص اُس سے واقف نہ تھا تو قضا حانت ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ
فلان سے درم نہ لوں گا پھر اُسے حالف کو پیسے ایک قبیلے میں بھر کر دیے اور اُس کے درمیان ایک درم ڈال دیا ہو
پس حالف نے اُن پیسوں پر قبضہ کر لیا حالانکہ وہ درم ہونے کو نہیں جانتا تھا تو قضا حانت ہوگا یہ خلاصہ میں ہو
اور اگر حالف نے اس سے ایک قفیر اٹھا لیا جس میں درم بھی ہو اور یہ آگاہ نہوا تو حانت ہوگا اور اسی طرح اگر اُس سے کوئی
کپڑا لے لیا جس میں درم بندھے ہوئے ہیں اور اُس کو معلوم نہوا تو بھی حانت ہوگا اور اگر اُس نے یہ قسم کھائی ہو کہ فلان سے
درم بطور ہبہ نہ لوں گا تو ان سب صورتوں میں حانت ہوگا خواہ اس کو معلوم ہو یا نہ ہو کہ اس میں درم ہی یا نہ معلوم ہو اور اگر
قسم کھائی ہو کہ فلان سے درم بطور وریعت کے نہ لوں گا اور ان صورتوں میں جو ہم نے بیان کی ہیں کوئی درم لیا تو یہ
بہت لمبہ ہے کہ ہو اور اسی طرح اگر صدقہ کا لفظ کہا ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ قناری قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی
کہ کوئی کفالت نہ کروں گا پھر اُسے آزاد یا غلام کی کفالت نفس یا کپڑے یا چوپایہ کی کفالت یا درک بیج کی کفالت
کی تو وہ حانت ہوگا یہ منسوط سحری میں ہو۔ اور اگر کہا کہ کسی آدمی کی طرف سے کسی چیز کی کفالت نہ کروں گا پھر کسی
شخص کی نفس کی کفالت کی لینے جب تو مانگے گا میں ضامن ہوں کہ میں اس کو حاضر کروں گا تو حانت ہوگا قال للترجم
یہ حکم زبان عربی میں اس طرح قسم کھانے میں بظاہر ہو یعنی کہا کہ لا ینفل عن النان بشئ اور وجہ یہ ہو کہ کفالت بصلہ عن
کفالت مالی ہی میں مستقل ہوتا ہے چنانچہ ظہیر بن مذکور ہو اور ہماری زبان میں بھی باعتبار تباور کے امید ہو کہ یہی
حکم ہو واللہ اعلم فلیتأمل فیہ۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کفالت نہ کروں گا پھر سوائے فلان کے دوسرے
کے واسطے کفالت کی اور جن درمون کی ضمانت کی ہو وہ اصل میں اسی فلان کے ہیں تو حانت ہوگا اور اسی طرح
اگر فلان مذکور کے غلام کے واسطے کفالت کر لی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر فلان کے واسطے کفالت کر لی حالانکہ یہ درہم
اصل میں کسی اور کے ہیں فلان کے نہیں ہیں تو حانت ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی طرف سے کفالت نہ کروں گا
پھر اس کی طرف سے ضمانت کر لی تو حانت ہوگا اور اگر لفظ کفالت سے یہ نیت کی ہو کہ کفالت نہ کروں گا یعنی میں کفیل
ہوں یہ نہ کروں گا لیکن ضمانت کروں گا تو فیما بینہ و بین اللہ تھا لے اُس کی تصدیق ہوگی اس واسطے کہ اُس نے اپنے
سکھ سے جو لفظ نکالا ہے اُس کے حقیقی معنی کی نیت کی ہو لیکن اُس نے ضمانت و کفالت میں فرق کی نیت کی ہو اور
یہ خلاصہ ظاہر ہو پس قضا اُس کے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی طرف سے کفالت نہ کروں گا
پس فلان نے اس حالت پر کسی کو اپنے مال کی جو فلان کا اس حالف پر آتا ہو اُترائی کر دی یعنی حوالہ کر دیا تو یہ
حانت ہوگا بشرطیکہ محتمل نہ کا محیل پر کچھ قرضہ نہوا اور اگر محتمل نہ کا محیل پر قرضہ ہو تو حالف اس حوالہ کے قبول
کرنے سے کفیل ہو جائیگا پس حانت ہوگا اور اسی طرح اگر اُس کے واسطے قرضہ مذکور کا ضامن ہو گیا تو بھی یہی
حکم ہو اور اگر محتمل نہ کا محیل پر مال ہو اور محیل کا محتمل علیہ پر کچھ مال نہوا تو حانت ہوگا یہ منسوط میں ہو۔ اور اگر
قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کچھ ضامن نہوا پھر اُس کے واسطے نفس یا مال کی ضمانت کر لی تو حانت ہوگا اور
اسی طرح اگر فلان کے واسطے کفالت کر لی یا حوالہ قبول کر لیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر فلان کے حکم سے اُس کے لیے
کوئی چیز خریدی تو یہ ضمانت نہیں ہو اور اگر اُس کے غلام یا دھیل یا مضارب یا شریک مفاد یا شریک عنان
کے واسطے ضمانت کر لی تو حانت ہوگا۔ اور اگر فلان کے واسطے ضمانت نہ کی مگر کسی دوسرے کے واسطے ضمانت کر لی پھر

ع

ہ

ح

ب

ب

ب

ب

ب

ب

ب

ب

ب

ب

ب

ب

ب

ب

ب

ب

ب

دوسرا مر گیا اور فلان مذکور اسکا وارث ہوا تو قسم کھانے والا حائث نہ ہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ کسی کے واسطے کسی چیز کا ضامن نہ ہوگا پھر ایک شخص کے واسطے ایک وار کے درک کا یا ایک غلام کے رک کا جسکو اسنے خرید یا ہر ضامن ہوا تو حائث ہوگا اور اگر کسی غائب کے واسطے ضامن ہو اگر اسکی طرف سے کسی نے خطاب نہ کیا یعنی رضامندی اسکی ضمانت پر اور قبول کا کسی نے جواب نہ دیا تو امام عظیم و امام محمد رحمہما کے نزدیک حائث نہ ہوا اور سہین امام ابو یوسف نے خلاف کیا ہے اور اگر اس غائب کی طرف سے کسی نے خطاب کیا اور قبول کیا تو بالاتفاق حائث ہوگا۔ اور اسی طرح اگر غلام محجور نے قسم کھائی کہ کسی کی ضمانت نہ کروں گا پھر بدون اجازت اپنے مولے کے ضمانت کی تو حائث ہو یا یہ ظہیر بین ہی ہو ان باب حج و روزہ میں قسم کھانے کے بیان میں۔ اگر قسم کھائی کہ حج نہ کرے تو یہ قسم حج صحیح پر ہوگی حج فاسد پر۔ اور اگر قسم کھائی کہ حج نہ کروں گا یا عربی میں کہا کہ لا حج حجتہ پھر اسنے حج کا احرام باندھا تو حائث نہ ہوگا یہاں تک کہ وقوف عرفہ ادا کرے اسکو ابن سماعہ نے امام محمد رحمہما سے روایت کیا ہے اور بشیر نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ حائث نہ ہوگا یہاں تک کہ طواف زیارت میں سے زیادہ ادا کرے یعنی سات پھر دن میں سے تین سے زیادہ پھرے تب حائث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ عمرہ نہ کروں گا یا لا یمتر عمرہ پھر احرام عمرہ باندھا تو حائث نہ ہوگا یہاں تک کہ کم سے کم طواف کے چار پھرے پھرے اسکو بشیر نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہے یہ محیط میں ہے شتفی میں ابن سماعہ کی روایت سے امام محمد رحمہما سے مروی ہے کہ ایک نے کہا کہ واللہ حج نہ کروں گا یہاں تک کہ عمرہ ادا کروں پھر اسنے عمرہ حج کا احرام باندھا اور دونوں کے افعال پورے ادا کیے تو وہ حائث نہ ہوگا اسواسطے کہ اسنے حج سے پہلے عمرہ ادا کر دیا پس قسم میں سے ہونے کی شرط باقی گئی یہ محیط سخی میں ہے۔ ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر میں نے اس سال حج نہ کیا تو تو آزاد ہو پھر اس شخص نے کہا کہ میں نے حج ادا کیا اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اس سال کو فہ میں قربانی کی ہے تو گواہی قبول نہ ہوگی اور غلام مذکور آزاد نہ ہوگا یہ یسین میں ہے اور اگر اسنے کہا کہ مجھ پر واجب ہے پیدل جانا طرف مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یا طرف مسجد نبوی کے تو اسپر کچھ لازم نہ آوے گا اور اگر اسنے کہا کہ مجھ پر واجب پیدل جانا طرف بیت اللہ کے حالانکہ اسکی نیت میں بیت المقدس یا کوئی دوسری مسجد ہے تو اسپر کچھ لازم نہ آوے گا اور اگر کہا کہ مجھ پر احرام واجب ہے اگر میں نے ایسا فعل کیا پھر اسنے ایسا فعل کیا کہ وہ حائث ہوا تو اسپر حج یا عمرہ واجب ہوگا اور اسپر ائمہ کا اتفاق ہے۔ اور اگر کہا کہ میں احرام باندھوں گا یا میں محرم ہوں یا ہرے بھیجوں گا یا پیدل بجانب بیت اللہ جاؤں گا اگر میں نے ایسا کیا تو اس میں تین صورتیں ہیں ایک اب واجب و وعدہ و عدم نیت پس اگر اسکی نیت یہ ہو کہ ایسا فعل کرنے کی صورت میں مجھ پر واجب ہے یا کچھ نیت نہ تو ان دونوں صورتوں میں جو اسنے کہا ہو وہ اسپر واجب ہوگا اور اگر اسکی نیت فقط وعدہ ہو لیکن اگر ایسا کروں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ احرام باندھوں گا مثلاً تو اسپر کچھ لازم نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھوں گا پھر نماز فاسد پڑھی مثلاً بغیر طہارت کے نماز پڑھی تو استحساناً حائث نہ ہوگا اور اگر اسنے یہ نیت کی ہو کہ نماز فاسد بھی نہ پڑھوں گا تو دیانۃ و قضاءً دونوں طرح اس کے قول کی تصدیق ہوگی تاہم اگر اسنے اپنی قسم زمانہ ماضی پر معقود کی یا بن طور کہ کہا کہ اگر میں نے نماز پڑھی ہو تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ نماز فاسد و جائز دونوں پر ہوگی اور اگر اس نے زمانہ ماضی میں خاصۃً صحیح نماز کی نیت کی تو دیانۃً و قضاءً اسکی نیت کی تصدیق ہوگی

۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھو گا پھر کھڑا ہوا اور قرأت کی اور رکوع کیا تو یہاں تک حائث ہوگا اور اگر اس کے ساتھ سجدہ کیا پھر قطع کی تو حائث ہو گیا یہ ہدایہ مین ہے۔ پھر سلام محمد نے یہ بتیں ذکر فرمایا کہ وہ کسب حائث ہوگا اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ رکعت مین سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد ہی حائث ہوگا یہ بتیں مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی ایک نماز نہ پڑھو گا تو حائث ہوگا یہاں تک دور رکعت پوری پڑھے۔ یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین ایک نماز نہ پڑھو گا پھر دو رکعتیں پڑھیں اور بقدر تشہد کے نہ بیٹھا پس اگر اس نے اپنی قسم نفل پر معقود کی ہو تو حائث ہوگا اور اگر اپنی قسم فرض پر معقود کی اور وہ نماز دور مین ہو تو بھی ہی حکم ہے اور اگر یہ فرض چار رکعتی ہو تو اپنی قسم مین حائث ہوگا اور یہی اظہر واشبہ ہے اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھو گا پھر کھڑا ہوا اور رکوع اور سجدہ کیا مگر قرأت نہ کی تو بعض نے کہا ہے کہ حائث ہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ حائث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ظہر کی نماز نہ پڑھو گا تو حائث ہوگا یہاں تک کہ بعد چار رکعت کے تشہد پڑھے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فجر کی نماز نہ پڑھو گا تو حائث ہوگا یہاں تک کہ بعد دو رکعت کے تشہد پڑھے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ نماز مغرب نہ پڑھو گا تو حائث ہوگا یہاں تک کہ بعد تین رکعتوں کے تشہد پڑھے یہ مجملہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہے کہ اگر مین نے ظہر کو امام کے ساتھ پایا پھر امام کو تشہد مین پایا اور اس کے پیچھے نیت کر کے داخل ہو گیا تو حائث ہو گیا۔ اور اگر قسم کھائی کہ جمعہ کو امام کے ساتھ نہ پڑھو گا پھر اس نے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی اور وہ پڑھی پھر امام نے سلام پھیرا اور اس نے اپنی دوسری رکعت پڑھ کر تمام کی تو حائث ہوگا اور اگر اس نے امام کے ساتھ شروع تکبیر لہی پھر سو گیا یا اسکو حدیث ہو گیا پس وہ وضو کرنے چلا گیا پھر وضو کر کے آیا اور حال یہ ہے کہ امام سلام پھیر چکا ہے پس اس نے جہان سے نماز چھوڑی تھی اسی پر امام کی تمیت مین بنائی تو حائث ہوگا اگرچہ ادا سے نماز مین سفارت نہیں پائی گئی اس واسطے کہ لفظ ساتھ سے بیان حقیقہ قرآن مراد نہیں ہوتا ہے بلکہ اسکا امام کا تابع و مقتدی ہونا مراد ہوتا ہے اور اگر اس نے حقیقہ قرآن کی نیت کی ہو تو دیانہ فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق ہوگی اور قضاء بھی تصدیق ہوگی یہ بدائع مین ہے اور اگر اس نے اس صورت مین یہ نیت کی ہو کہ بدون مقارنت کے بطور متابعت کے نہ پڑھو گا تو قضاء اس کے قول کی تصدیق ہوگی یہ محیط مین ہے و نازل مین لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ سجدہ نہ کرو گا یا قسم کھائی کہ رکوع نہ کرو گا پھر نماز یا غیر نماز مین ایسا کیا تو حائث ہوگا اور فتاویٰ آہو مین لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ آج کے روز جماعت سے نہ پڑھو گا پھر کس نے ایک کے پیچھے اقتدا کی یا ایک کا امام ہوا تو حائث ہوگا اگرچہ اسکا مقتدی طفل ہو یہ تا تاریخانیہ مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ کسی کی امامت نہ کروں گا پھر اس نے تنہا اپنی نماز شروع کی اور نیت کی کہ کسی کی امامت نہ کروں گا پھر چند لوگ آئے اور انھوں نے اس کے پیچھے اقتدا کی تو قضاء حائث ہوگا نہ دیانہ جب کہ وہ رکوع و سجدہ کرے اور اسی طرح اگر حالف نے روز جمعہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور نیت یہ ہے کہ خود جمعہ پڑھتا ہوں تو حالف کا اور ان لوگوں کا جمعہ استحباً ناجائز اور حالف قضاء حائث ہوگا نہ دیانہ اور اگر اس نے جمعہ کے اور نماز مین نماز شروع کرنے سے پہلے ایسے گواہ کر لیے ہوں کہ مین تنہا اپنے واسطے نماز پڑھتا ہوں اور باقی مسئلہ بجا ہے ہو تو دیانہ و قضاء دونوں طرح حائث ہوگا اور اگر اس نے نماز شروع کر لی پھر اسکو حدیث ہوا پس اس نے ایک شخص کو آگے کر دیا تو حائث ہوا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت مین لوگوں کی امامت کی تو حائث ہوگا اس واسطے کہ اسکی قسم صرف بجانب

مطلق نماز ہوگی اور وہ فریضہ و نافلہ ہی اور جواز سے کی نماز مطلق نماز میں نہیں داخل ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی امامت نہ کرونگا یعنی ایک شخص معین کو کہا پس اس نے نماز پڑھی اور لوگوں کی امامت کی نیت کی پس فلاں مذکور نے بھی اس کے پیچھے نماز پڑھی تو حالف مذکور حاث ہو گیا اگرچہ اسکو یہ معلوم نہوا ہو یہ قنای سے قاضی خان میں ہو۔ قسم کھائی کہ فلاں کے پیچھے نماز نہ پڑھونگا پھر اس کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو حاث ہو گیا اور اگر اس نے یہ نیت کی کہ حقیقتہً پیچھے کھڑے ہو کر نہ پڑھونگا تو قضاء اسکی تصدیق ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ ولتد تیرے ساتھ نماز نہ پڑھونگا پھر دونوں نے ایک دھام کے پیچھے نماز پڑھی تو حاث ہوا الا آنکہ اس نے یہ نیت کی ہو کہ تیرے ساتھ اس طور سے کہ ہم دونوں کے ساتھ تیسرا نہوے تو ایسی صورت میں حاث نہ ہوگا یہ وجہ کروری میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ ضرور آج کے روز یا پنجون نمازین بجماعت پڑھونگا اور اپنی عورت سے جماع کرونگا دن میں اور غسل نہ کرونگا پس اگر اس نے یوں کیا کہ فجر و ظہر و عصر بجماعت سے پڑھ کر اپنی عورت سے جماع کیا پھر بعد غروب آفتاب کے نہ کر مگر عشاء کو بجماعت سے پڑھ لیا تو حاث نہ ہوا اس واسطے کہ اسکا غسل بوقت میں واقع ہوا نہ دن میں یہ قادی کبریٰ میں ہو۔ اور مجموع البوازل میں مذکور ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ میں اس مسجد والوں کے ساتھ نماز نہ پڑھونگا مادام کہ فلاں زندہ ہو اس میں نماز پڑھتا ہے پھر فلاں مذکور بیمار ہوا کہ تین روز تک اس میں نماز نہ پڑھی یا تندرست تھا اور اس میں تین روز تک نماز نہ پڑھی پس اگر حالف نے ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی تو حاث نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس مسجد میں نماز نہ پڑھونگا پھر یہ مسجد بنائی گئی اور حالف نے بڑھے ہوئے مقام پر نماز پڑھی تو حاث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ پتی فلاں کی مسجد میں نماز نہ پڑھونگا پھر اس میں جبکہ بڑھائی گئی اور اسے پڑھی ہوئی جگہ پر نماز پڑھی تو حاث نہ ہوگا یہ وغیرہ میں ہو۔ اگر قسم کھائی کہ میں کسی نماز کو اس کے وقت سے تاخیر نہیں کیا ہو حالانکہ ایک دفعہ وہ سو گیا تھا یہاں تک کہ نماز کا وقت نکل گیا پھر اسکو قضا کیا تو صحیح یہ ہے کہ اگر وقت اس نے پہلے سو یا تھا اور بعد وقت نکل جانے کے جاگا تو حاث نہ ہوگا اور اگر وقت آجانے کے بعد سو یا تھا تو حاث ہوگا یہ وجہ کروری میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ نہ سو و نہ لگا یہاں تک کہ اتنی رکعتیں پڑھوں پھر بیٹھے سو گیا تو حاث نہ ہوگا یہ سراجیہ میں ہو۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نے نماز پڑھی تو تو آزاد ہو پس غلام نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی اور مولیٰ نے انکار کیا تو وہ آزاد ہوگا یہ مجبوسہ خسی میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ نکسیر سے وضو نہ کرونگا پھر نکسیر چھوٹی پھر کسے پیشاب کیا پھر وضو کیا یا پیشاب کیا پھر نکسیر چھوٹی پھر اس نے وضو کیا تو وضو ان دونوں سے ہوگا اور وہ اپنی قسم میں حاث نہ ہوگا یہ مجبوسہ میں ہو۔ نتیجہ میں ہو کہ کہا کہ ولتد غسل کرونگا اپنی اس عورت سے بجماعت سے پھر اس عورت سے جماع کیا پھر دوسری عورت سے جماع کیا یا اسکے برعکس وقع ہوا تو قسم میں حاث نہ ہوا اس واسطے کہ اسکی قسم جماع پر واقع ہوئی تھی اور اگر اس نے حقیقتہً غسل ہی کی نیت کی ہو تو بھی اس صورت میں یہی حکم ہو اس واسطے کہ غسل اس عورت سے بھی واقع ہوا یہ قنای سے کبریٰ میں ہو۔ عورت نے اگر قسم کھائی کہ جنابت سے غسل نہ کرونگی یا حیض سے غسل نہ کرونگی پھر اس کے شوہر نے اس سے جماع کیا اور وہ حائضہ ہوئی پھر اس نے غسل کیا تو یہ غسل دونوں سے ہوگا اور وہ اپنی قسم میں حاث نہ ہوگی یہ طبریہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو غسل نہ پڑھونگا یا فلاں کے سر کو نہ دھوؤنگا پھر یہ

موت کے اسکو غسل دیا تو حائض ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ حرام سے غسل نہ کرونگا تو یہ جماع پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اُس نے اجنبیہ عورت سے بطور حرام جملع کیا اور غسل نہ کیا یا کیا تو حائض ہوگا اور اگر اجنبیہ عورت سے محالہ کیا کہ اسکو انزال ہو گیا پس اُس نے غسل کیا تو حائض نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ قال المترجم یہ عرف پر مبنی ہے فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنی عورت سے قربت نہ کرونگا پھر چٹ لیٹ گیا اور عورت نے پیرا کر اپنی حاجت روائی کی تو حسد و التوارل میں مذکور ہے کہ وہ حائض ہوگا حتیٰ کہ اگر دونوں اجنبی ہوں تو دونوں پر حد زنا وجسہ ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہو یا ان اگر وہ سوتا ہو پس عورت نے ایسا کیا تو حائض نہ ہوگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں عورت سے جماع نہ کرونگا یا اسکا بوسہ نہ لوں گا تو یہ قسم زندگی بھر پر واقع ہوگی نہ موت کے بعد یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر عروالی میں کہا کہ ان باضغٹک او جامعتک بعد ہی کر لینے اگر میں نے تجھ سے باضغٹ کی یا جماعت کی تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم فرج میں جماع کرنے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ان اتیک یعنی اگر میں تیرے پاس آیا تو یہ جماع پر واقع ہوگی بشرطیکہ اسکی نیت ہو پس اگر اُس نے جماع کی نیت کی تو صحیح ہے اور اگر زیارت کی نیت کی تو صحیح ہو پس اگر اُس نے زیارت کی نیت کی ہو پھر عورت سے وطی کی تو حائض ہوگا بخلاف اسکے اگر جماع کی نیت کی ہو پھر زیارت کی تو حائض نہ ہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو حاکم بن نصیر بن مہر وہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر عورت سے اسکے پاس اسکے دیکھنے کو آیا اور اس سے جماع نہ کیا تو حائض نہ ہوگا اور اگر باوجود اسکے جماع بھی کیا تو حائض ہوگا اور اگر کہا کہ ان اصبحتک یعنی میں تجھ تک پہنچا تو بدون نیت کے یہ قسم جماع پر واقع ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو اسکا حکم اُسی پر ہوگا جیسے حاکم سے منقول ہوا ہے یہ شرح تلخیص جامع کبیرین ہے۔ اگر قسم کھائی کہ میں آج کے روز یا ایک روز ایک روزہ نہ رکھونگا پھر صبح کو روزہ دار اُٹھا پھر اسکو توڑ ڈالا تو حائض ہوگا اور اگر کہا کہ لااقصوم روزہ نہ رہونگا پھر اُس نے ایسا کیا تو حائض ہوگا یہ جامع کبیرین ہے۔ قال المترجم ہمارے عرف فقہین متبادر اس سے ہیں کہ تمام دن صائم نہ رہونگا پس امید ہے کہ تھوڑی دیر صائم رہنے سے حائض نہ ہو واللہ اعلم۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ واسطے اللہ کے مجھ لازم ہے کہ میں اس روز روزہ رکھوں جسین کہ فلاں سفر سے آوے پھر فلاں مذکور ایسے روز آیا کہ جس دن یہ شخص کچھ کھا چکا تھا یا بعد زوال کے آیا تو حائض نہ ہوگا پھر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر یوں قسم کھائی کہ البتہ روزہ رہونگا میں جس روز کہ فلاں سفر سے آویگا پھر فلاں اسکے کھانے اور زوال سے پہلے آیا تھا پس اگر اُس نے اس روز روزہ رکھا تو بہر کفارہ لازم نہ آویگا اور اگر اس روز صائم نہ رہا تو کفارہ قسم لازم آویگا اور در صورتیکہ فلاں ایسے وقت آیا کہ یہ کھا چکا تھا تو بہر حال اسپر کفارہ قسم لازم آجائیگا یہ شرح جامع کبیر حصہ می میں ہے۔ اور اگر کسی روز بعد کھانے کے یا بعد زوال شمس کے کہا کہ واللہ میں آج کے روز روزہ رہونگا تو باقی روز کھانے دینے و جماع کرنے سے باز رہے۔ قسم میں سچا ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قسم کو رات کی طرف مضاف کیا اور کہا کہ واللہ میں ات روزہ رہونگا تو اس رات محض اسی طور سے باز رہنے سے قسم میں سچا ہو جائیگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لاصومین حینا یعنی واللہ تا جین روزہ رکھونگا پس اگر اُس نے جین سے کسی قدر مدت معلومہ کی نیت کی ہو تو قسم اسکی نیت پر واقع ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو چھ مہینے پر واقع ہوگی اور تقدیر سیلہ ہوگی کہ واللہ جہ ہینہ

سچا ہو جائیگا
بائی کی ۱۲ سنہ

روزہ رکھو گا اسی طرح اگر اُس نے لیصومن کہیں لینے چاہے کو بالف و لام ذکر کیا ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر یون کہا کہ ان صمت حیثا فلذا لینے اگر روزہ رکھائیں نے تا حین تو حین و جان یا ان صمت الحین بالف و لام پس اگر کوئی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی ورنہ چھ مہینہ پر واقع ہوگی پس جب تک چھ مہینے روزے نہ رکھے گا تب تک حائث نہ ہوگا جیسے اس طرح کہنے میں ہوتا ہے کہ اگر میں چھ مہینے روزے رکھوں تو ایسا ہی ہو اور واضح رہے کہ یہ ضرور نہیں ہو کہ انھیں چھ مہینے پر ہو جو متصل قسم ہیں بلکہ جب کبھی چھ مہینے روزے نہ رکھے گا حائث ہوگا۔ اور اگر کہا کہ ان صمت زمانا او الزمان اگر روزے نہ رکھے میں نے تازمانہ پس اگر اُس نے کچھ نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر نیت نہ تو حین اور زمان کا ایک ہی حکم ہو ایسا ہی جامع صغیر میں مذکور ہے کہ حین و زمان کا حکم یکساں ہے اور جامع کبیر میں لکھا ہے کہ اگر اُس نے دو مہینے یا اس سے زیادہ چھ مہینے تک نیت کی تو قسم اسکی نیت پر ہوگی اور جو جامع کبیر میں ذکر فرمایا ہے وہی صحیح ہے کیونکہ اہل لغت نے اجماع کیا ہے کہ زمانہ دو مہینے سے چھ مہینے تک ہوتا ہے اور اگر کسی کچھ نیت نہ ہو تو قسم چھ مہینے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ عمر یعنی تا عمر تو پیشل حین و زمان کے ہے اسکو دوری نے ذکر فرمایا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ لثہ علی صوم العمر یعنی اللہ کے واسطے پچھ عمر بھر کا روزہ واجب ہے اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے تو ہمیشہ عمر بھر روزہ رکھنے پر قسم ہوگی یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر اُس نے کہا کہ ان صمت الابد او ان صمت الدہر فلذا لینے اگر روزہ رکھائیں نے ہمیشہ یا روزہ رکھائیں نے دہر بھر تو ایسا ہی ہے تو اس طرح حائث ہوگا کہ اپنی تمام عمر روزہ رکھے باہن طور کہ کسی روزہ افطار نہ کرے اور اگر کسی روزہ افطار کر لیا تو اپنی قسم میں یا رہا ہو اور اگر کسی روزہ بھی افطار نہ کیا بیان تک کہ مر گیا تو اپنی حیات کے آخر جزو میں حائث ہوگا پس اگر جزائے قسم مذکور کسی غلام کی آزادی ہو تو اُس کے تھائی مال سے اسکی آزادی معتبر ہوگی اور اگر کہا کہ ان صمت ابداً بدون الف و لام کے تو ایک ساعت کے صوم سے حائث ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ان صمت دہر اقصیٰ جس اگر کسی قدر وقت معلوم کی نیت کی ہو تو قسم اسکی نیت پر واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو امام اعظم رحم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ دہر کیا ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر اُس نے اپنی عمر میں چھ مہینے جمع یا جمع روزے نہ رکھے تو اپنی قسم میں حائث ہوگا اور اگر تادموت اس نے چھ مہینے روزے نہ رکھے ہوں تو حائث نہیں ہوا اور اگر اُس نے یون کہا کہ ان صمت ازمنہ او دہورا او احیاناً فلذا لینے اگر میں نے روزے نہ رکھے تازمانہ یا دہر یا حیثا تو ان میں سے ہر ایک سے تین پر واقع ہوگی لینے جملہ اٹھارہ مہینے پر لیکن روزے میں استیجاب شرط ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ان صمت الشہر لینے اس مہینہ روزہ رکھے تو جب تک پورا مہینہ روزہ نہ رکھے تب تک حائث نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے ایک مہینہ روزے نہ رکھے تو میرا غلام آزاد ہو تو قسم ایک مہینہ روزے پر ہوگی خواہ متفرق رکھے یا پورے اور وہی مہینہ متعین نہ ہوگا جو قسم سے متصل ہے پس اگر ایک مہینہ روزے نہ رکھے سے پہلے مر گیا تو حائث ہوا۔ اور اگر کہا کہ ان ترکت لصوم شہراً لینے اگر میں نے ایک مہینہ روزہ ترک کیا تو یہ قسم اس مہینہ کی طرف راجع ہوگی جو اسکی قسم سے متصل ہے اور اگر قبل اس مہینہ کے گزرنے کے اُس نے ایک روز یا ایک ساعت روزہ رکھ لیا تو حائث نہ ہوگا جب تک کہ پورا مہینہ روزہ ترک نہ کرے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ان ترکت صوم شہراً صاف یا اسے یون کہا کہ ان

لکھنؤ
پورا کر کے روزہ

صحت شرعی اگر ترک کیا میں نے روزہ ایک ماہ کا یا روزہ رکھائیں نے ایک مہینہ تو یہ قسم اسکے تمام پر واقع ہوگی کہ اپنی تمام عمر میں ایک مہینہ روزہ ترک کرے یا مہینہ بھر روزہ رکھے یہ سب الراق میں لکھا ہے۔ ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ روزہ رکھ میری طرف سے ایک روز اور تو آزاد ہو گیا خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے نماز پڑھے یا نہ پڑھے اور اگر کہا کہ حج کر میری طرف سے ایک حج اور تو آزاد ہو تو جب تک اسکی طرف سے حج نہ کرے آزاد نہ ہوگا اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ حج میں نیابت جاری ہوتی ہے اور نماز و روزہ میں نیابت نہیں جاری ہوتی ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ روزہ ماہ رمضان کے کوفہ میں نہ رکھو گا تو اسکی قسم ماہ رمضان کے پورے روزے کوفہ میں رکھنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اس نے ایک روزہ کوفہ میں رکھا پھر وہاں سے باہر چلا گیا یا کوفہ میں بیمار پڑا رہا کوئی روزہ نہ رکھا تو حائث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوفہ میں افطار نہ کروں گا تو اسکی قسم کوفہ میں بروز فطر اسکے ہونے پر واقع ہوگی پس اگر بروز فطر کوفہ میں ہوگا تو حائث ہوگا اگرچہ اسنے کچھ کھا یا دیا نہ ہو بشرط تخلص جامع کبیر میں ہے اور کتاب میں یہ مذکور نہیں ہے کہ اگر اسنے رات سے یوم فطر کے روزے کی نیت کی ہو اور کچھ نہ کھا یا پس کیا حائث ہوگا تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حائث ہوگا اسوا سطر کے ہر گاہ مراد افطار سے دخول و یوم الفطر تھا اور وہ پایا گیا تو واجب ہے کہ وہ حائث ہو جائے بشرط جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس افطار نہ کروں گا تو حقیقتہً اسکے پاس افطار کرنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اس نے اپنے گھر افطار کر لیا پھر فلان کے پاس عشا کا کھانا کھایا تو حائث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ رمضان کا چاند کوفہ میں نہ دیکھو گا تو اسکی قسم روایت ہلال کے وقت کوفہ میں ہونے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اسوقت کوفہ میں ہو تو حائث ہوگا اگرچہ اسنے اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھا ہو والا آنکہ وہ مسئلہ افطار و روتہ ہلال میں اپنے لفظ کو مطلق رکھے یا میں ملکہ کہ افطار نہ کروں گا یا ہلال رمضان نہ دیکھو گا یعنی بدون اضافت کے تو ایسی صورت میں اسکی قسم حقیقتہً افطار اور حقیقتہً چاند دیکھنے پر واقع ہوگی اور نیز اگر اسنے مطلق لفظ نونے کی صورت میں باوجود اضافت کے اپنی نیت یہ کی ہو کہ کوفہ میں کسی چیز سے کھانے و پینے کی افطار نہ کروں گا حقیقتہً یا کوفہ میں اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھو گا تو دونوں مسئلوں میں اسکی اس نیت کی تصدیق ہوگی لیکن فرق یہ ہے کہ اگر چاند دیکھنے کے مسئلہ میں اسنے حقیقتہً آنکھ سے چاند دیکھنے کی نیت کی تو قضائاً دو یا تہ دونوں طرح سے اسکی نیت کی تصدیق کی جائیگی بخلاف فطر کے کہ اگر اسنے حقیقتہً افطار کی نیت کی تو دو یا تہ اسکی تصدیق کی جائیگی مگر قاضی اسکی تصدیق نہ کرے گا یہ شرح تخلص جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر وہ چاند نہ دیکھنے کے وقت کوفہ میں تھا لیکن اسکا معلوم نہ تھا پس آیا حائث ہوگا یا نہ ہوگا تو بعض نے کہا ہاں بعض نے نہیں۔ اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے اس سال کوفہ میں قربانی کی پھر دسویں ذی الحجہ کو وہ کوفہ میں تھا مگر اسنے قربانی نہیں کی تو حائث نہ ہوگا اور اگر اسکی یہ نیت ہو کہ اسوقت یعنی بروز قربانی کوفہ میں موجود ہو تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم اسکی نیت پر ہوگی یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ عورت نے اپنے شوہر کو لونڈ سے بازی لی ملامت کی پس شوہر نے قسم کھائی کہ لایا کی حرام یعنی حرام نہ کروں گا تو بوسہ لینے و چھونے سے اگرچہ بشہوت ہو حائث نہ ہوگا اور فرج کے سوا سے دوسری جگہ جماع کرنے سے حائث ہوگا اور اگر لونڈوں یا عورت سے کوہٹ کی تو فتورسی

پہنا جو فلانہ کے سوت کاتے ہوئے سے سیا گیا ہو تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ایسا کپڑا پہنا جس میں فلانہ کے سوت
 کا سلکہ ہو تو یہی حانث نہ ہوگا اور اگر اس کے سوت کا ازار بند ہو تو امام ابو یوسف رحمہ کے قول میں حانث ہوگا اور امام محمد رحمہ
 کے قول میں حانث ہوگا اور اسی پر فتوے ہو۔ اور اگر تکمہ یا گھنڈی اس کے سوت سے ہو تو پہنے کی قسم میں حانث
 نہ ہوگا اور اگر لینٹہ اس کے سوت کا ہو تو حانث نہ ہوگا اور یہی حکم زلق کا بھی بعض کے نزدیک ہے اور نیز رقعہ کا جس کو فارسی
 میں سیان تین کہتے ہیں بعض کے نزدیک یہی حکم ہے جبکہ اس عورت کے سوت سے ہو اور امام محمد رحمہ سے مروی ہے
 کہ حانث ہوگا اور جبکہ رقعہ میں حانث ہوگا تو لینٹہ و زلق میں بھی حانث ہوگا اور یہی حکم اس رقعہ کا ہوگا جو حبیب پر
 ہوتا ہے اور اگر اسے ایک بارہ اس کے سوت سے بقدر وہاں کاشت کے لیکر اپنی ستر عورت پر رکھا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس
 عورت کے سوت سے بنی ہوئی ٹوپی یا شبکہ جس کو فارسی میں کلوتہ کہتے ہیں پہنی تو حانث ہوگا اور یہی حکم جوڑب کا ہے یہ
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے بنا ہوا کوئی کپڑا نہ پہنوں گا پھر اس میں سے تھوڑا قطع
 کیا پھر اس کو پہنا پس اگر یہ اس قدر ہو کہ ازار یا چادر کے برابر ہو تو حانث ہوگا ورنہ نہیں اور اس کو قطع کر کے سراویل
 بنا کر پہنا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر عورت نے قسم کھائی کہ کپڑا نہ پہنوں گی پھر اسے خمار یا مقننہ پہنا تو حانث نہ ہوگی
 جب کہ یہ بقدر ازار کے نہ پہنچتا ہو اور اگر اس قدر ہوتا ہو تو حانث ہوگی اگرچہ اس سے ستر عورت نہ ہو سکتا ہو
 اور اسی طرح اگر حالف نے عمامہ پہنا تو حانث نہ ہوگا الا آنکار اس کے پیچ لپیٹے کہ وہ قدر ازار یا ردا کے ہو جاوے یا بقدر
 ہو جاوے کہ اس سے قمیص یا سراویل قطع کیا جاسکتا ہو تو حانث ہوگا یہ ایضاً میں ہے۔ اور اگر اسے کپڑا نہیں
 کہا تھا پھر عورت مذکورہ کے سوت سے عمامہ باندھا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کے سوت سے
 نہ پہنوں گا پھر کپڑا ناف کے نیچے تک پہنچایا اور مہنوز اپنے دونوں ہاتھ آستینوں میں داخل نہ کیے اور اس کے پائون
 مہنوز اس کے لفافہ کے نیچے ہیں تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بائجاہ یا سوزے نہ پہنوں گا پھر اپنی ایک
 ٹانگ سراویل میں داخل کی یا ایک پائون موزے میں داخل کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنوں گا
 پھر سوتے میں اس کے اوپر ڈال دیا گیا اور سوتے ہی میں اس کے اوپر سے آٹا ر لیا گیا تو فقیہ بلخی رحمہ نے فرمایا کہ وہ
 حانث نہ ہوگا اور فقیہ ابواللیث رحمہ نے فرمایا کہ یہ قیاس ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں اور اگر سوتے میں اس کے اوپر ڈال دیا گیا
 پھر جب وہ سوتے سے ہوشیار ہوا تو اس نے آٹا ر پھینکا تو بھی حانث نہ ہوگا اور اگر چھوڑ دیا کہ وہ اس کے اوپر پڑا
 تو حانث ہوگا اور اگر نیند سے ہوشیار ہی کے بعد اس کے اوپر ڈال دیا گیا تو حانث ہوگا خواہ وہ جانتا ہو یا نہ جانتا
 ہو ایسا ہی شیخ ابو نصر رحمہ نے فرمایا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے کوئی کپڑا
 نہ پہنوں گا پھر فلانہ مذکورہ اور دوسری عورت دونوں کے سوت سے ایک کپڑا بنا لیا لیکن دوسری عورت کا سوت
 اس ٹھکان کے اول میں ہی یا آخرین ہو پس اسی مقام سے اس کا سوت کاٹ کر الگ کر دیا گیا یعنی کپڑا الگ ہو گیا
 پھر اس نے باقی کپڑا جو خالص فلانہ کے سوت کا ہے پہنا پس اگر وہ اس قدر ہو کہ مقدار ازار یا چادر کو پہنچتا ہو تو حانث
 ہوگا اور اگر اس قدر نہ پہنچتا ہو تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس کی سراویل قطع کر کے پہنی تو حانث ہوگا اور اگر بھی کپڑا قبل
 اس کے کہ اس میں سے دوسری عورت کا کپڑا قطع کر دیا جاوے پہنا تو حانث نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی
 کہ فلانہ کے غزل کا کپڑا نہ پہنوں گا پھر اس عورت کے غزل سے بنی ہوئی کھلی اور می تو حانث ہوگا اگرچہ صوف

۴
تیمبر
کرم
چانه
زین
تیمبر
نور
مید
م
کرم
عقار
اشبار
موت
مین
نور
خود
نفس
پوداد
بیان
دوم
کاجان
نفس
بایک
۱۱

کی ہر یہ محیط سرخسی میں ہر۔ اور اگر قسم کھائی کہ کپڑا نہ پہنوں گا تو اسکی قسم ہر ایسے کپڑے پر واقع ہوگی کہ شہ عورت کو چھایا
ہو اور اس سے نماز جائز ہوتی ہر جسے کہ اگر ٹاٹ یا بساط یا طائفہ اوڑھ لیا تو حائث نہوگا اور اگر کسا یا خزی یا طلسان
اوڑھی تو حائث ہوگا اسواسطے یہ بھی انہیں سے ہو کہ پہنی جاتی ہن اور اسی طرح اگر پوسٹین پہنی تو بھی حائث ہوگا
اور اگر ٹوٹی اوڑھی تو حائث نہ ہوگا کذا فی محیط اور یہی حکم کھال و بور یا موز سے و جورب کا ہر پوتا یا خانہ میں ہر
اور اگر لعینہ کسی کپڑے کی نہ پہنے کی قسم کھائی پھر اس میں سے نصف سے زائد پہنا تو حائث ہوایہ مبسوط میں ہر۔ اور
اگر قسم کھائی کہ سر اوپل نہ پہنوں گا پھر کسی دراز قد آدمی کا لباس پہنا جو پھر سر اوپل ہو گیا اور یہ کپڑا سر اوپل کی
تشرکش پر ہو تو حائث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ثیاب نہ پہنوں گا پھر سر اوپل پست قد آدمی کی پہنی جو پھر ثیاب ہوگی
تو حائث نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہر اور خلاصہ میں لکھا ہر کہ جو کپڑا شہ عورت کے لائق نہیں ہوتا ہر وہ ٹوب ٹین
کہلاتا ہر یہ تاتار خاصہ میں ہر۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمیص نہ پہنوں گا پھر بے آستینوں کی قمیص پہنی اور وقت
شہ کے اسکی کچھ نیت نہیں ہر تو حائث ہوگا یہ محیط میں ہر۔ لفظ میں لکھا ہر کہ اگر قسم کھائی کہ نہ پہنوں گا پھر
زبردستی وہ پہنایا گیا تو حائث نہ ہوگا اور اگر اسکے اتارنے پر قادر ہوا کہ نہ اتارا تو حائث ہوگا یہ تاتار خاصہ
میں ہر۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمیص نہ پہنوں گا تو قسم اسطور پر واقع ہوگی جیسے عادت کے موافق پہنتا ہر اور
گریبان سے سر نکالنے کے بعد اکثر کا اعتبار کیا جائیگا یہ کتابہ میں ہر۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ پہنوں گا سر اوپل نہیں
یا چادر پھر اسنے سر اوپل یا قمیص یا چادر کی لنگی باندھی تو حائث نہوگا اور اسی طرح اگر ان میں سے کسی چیز کا
علامہ باندھا تو بھی حائث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ قمیص یا یہ سر اوپل یا یہ چادر نہ پہنوں گا تو چاہے جس طور
سے پہنے حائث ہوگا اگر چہ چادر کی لنگی باندھی یا قمیص کو چادر بنایا یا غسل کرنے میں قمیص کو سر سے
باندھا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ علامہ نہ پہنوں گا پھر اسکو اپنے کندھے پر ڈالا تو بھی حائث ہوگا۔ اور اگر
قسم کھائی کہ دو قمیص نہ پہنوں گا پھر ایک قمیص پہنکر اتار ڈالی پھر دوسری پہنی تو حائث نہ ہوگا بیان تک کہ وہ
دونوں کو ساتھ ہی پہنے۔ اور اگر کہا کہ واللہ ان دونوں قمیصوں کو نہ پہنوں گا پھر ایک کو پہنکر اتار کر دوسری
پہنی تو حائث ہوگا اسواسطے کہ اس صورت میں قسم اسکے عین پر واقع ہوتی پس اس میں اعتبار اسم کا کیا گیا
موافق عادت کے پہنے کا یہ بدائع میں ہر۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں نے کو نہ پہناؤں گا پھر اسکو کوئی کپڑا عاریت
دیا یا اسکی موت کے بعد اسکو کفن دیا تو حائث نہوگا الا اس صورت میں کہ پہنانے سے اس نے شہ پوشی کی
نیت کی ہو نہ مالک کر دینے کی۔ قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنوں گا بیان تک کہ مجھ کو فلاں اجازت دے پھر فلاں
مر گیا تو قسم ساقط ہوگئی۔ اور اگر کہا کہ الا آنکہ فلاں مجھ کو اجازت دے پھر فلاں نے اسکو ایک مرتبہ اجازت
دیدمی تو یہ قسم منتفی ہوگئی یہ سراجیہ میں ہر۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کے غزل سے نہ پہنوں گا پھر اسی قبائلی
جسکا ابرہ اسکی جورو کے غزل کا ہر اور اسے دوسری عورت کے کاتے سوت کا ہر تو حائث ہوایہ فتاویٰ
قاصیخان میں ہر۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو کپڑا نہ پہناؤں گا پھر فلاں کو درم دیے اور اسنے کپڑا خرید کر پہن لیا
تو حائث نہ ہوگا اور اگر اسکو پہنے کا کپڑا بھیجا تو حائث ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ اپنے ہاتھ سے نہ دوں گا تو حائث
نہوگا یہ مینو مین ہر۔ امام ابو یوسف رہے مروی ہو کہ ایک نے قسم کھائی کہ سیاہ نہ پہنوں گا تو یہ قسم خالص کپڑوں

کہ حشود استر دور کرنے اور بدینے سے جبہ کا نام نہ ملے گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اس میں جو بھر تھا وہ نکال ڈالا اور پھر اس پر سو یا تو مشاخ نے فرمایا کہ وہ حانث ہوگا اس واسطے کہ جس فراشیں پر سو یا جاتا ہو وہ بدون حشو کے نہیں ہوتا ہو قال المترجم ہذا فی عرفہ واما فی عرفنا کیون حانثا۔ اور اگر اسکا بھر او نکال کر خواہ صوف ہونا روئی وغیرہ اس بھر او پر سو یا تو حانث ہوگا اس واسطے کہ خالی بھر او کو فراش نہیں کہتے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہی ایک عورت نے قسم کھائی کہ یہ مقنعہ نہ پہنوں گی پھر اس سے غازیون کا نشان بنایا گیا پھر نشان سے الگ کر کے اسی عورت کو واپس دیا گیا پھر اُس نے اس سے مقنعہ بنایا تو وہ حانث ہوگی یہ تخراتہ المفتین میں ہے۔ جامع میں مذکور ہو کہ اگر عورت نے قسم کھائی کہ یہ بلحفہ نہ پہنوں گی پھر اسکے دونوں جانب سے دیے گئے اور درع کر دی گئی اور اسکے گریبان اور استین کر دی گئیں پھر اسکو عورت نے پنا تو حانث ہوگی اور اگر اسکی دونوں جانب جو ملا کر سی گئی تھیں سیون توڑ دی گئی اور ہر دو استین اور گریبان اس سے نکال ڈالا گیا پھر اس سے اسکو پنا تو حانث ہوگی اس واسطے کہ اسم حفر کسی دوسرے سبب جدید سے نہیں بلکہ اول ہی سے قائم نہیں تھا پھر عود کر آیا اور یہ بخلاف اسکے کہ بلحفہ قطع کر کے اسکی قمیص سلائی گئی پھر سلائی اور ترکیب وغیرہ توڑ دی گئی اور ٹکڑے اس طرح چھوڑ دیے گئے کہ پھر وہ ملحق ہو گئی اور اسکو عورت نے پنا تو حانث ہوگی۔ قدوری میں ہو کہ اگر مہمین ایک شقہ خنر پر قسم کھائی کہ اسکو نہ ہونگا پھر وہ نوچ دی گئی اور کالی گئی اور دوسرا شقہ کر دی گئی پھر اسکو پنا تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بساط پر نہ بیٹھوں گا پھر اسکی دونوں جانب ملا کر سلائی گئی اور خرچ بنائے گئے پھر اس پر بیٹھا تو حانث ہوگا پھر اگر سیون توڑ کر بساط کر دیا گیا تو اس پر بیٹھنے سے حانث ہوگا اور اگر پیچ سے قطع کر کے دو خرچ کر دیے گئے پھر انکی سیون اور گریبان قطع کیا گیا اور بساط کر دیا گیا اور اس پر بیٹھا تو حانث نہ ہوگا اگرچہ اسم بساط اس پر لولا جاتا ہو اور اس نام نے عود کیا ہو اور ہمارے مشاخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہی کہ ہر دو خرچ ایسے ہوں کہ اگر دونوں الگ کر دیے جاویں تو ہر ایک کو تنہا بساط نہ کہہ سکتے ہوں اور اگر ہر ایک ان میں سے بساط کہا جاسکتا ہو تو جب دونوں کو اُدھیر کر ایک کو دوسرے میں سی دیا اور اس پر بیٹھا تو حانث ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھوں گا تو جب ہی حانث ہوگا کہ خالی زمین پر بیٹھے کہ اسکے اور زمین کے درمیان سوائے اسکے کپڑوں اسکے کچھ نہ ہو اور اگر اسکے اور زمین کے درمیان چٹائی یا بوریا یا کرسی یا فرش وغیرہ ہوگا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس چٹائی یا اس بچھونے یا اس فرش پر نہ بیٹھوں گا پھر اسکے اوپر اسکے مثل دوسرا بچھا یا گیا اور اس پر بیٹھا تو حانث ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اسکے اوپر اسکے مثل دوسرا بچھا یا گیا اور اس پر سو یا تو حانث ہوگا یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اس پر چادر پانک پوش سجھا دیا گیا تو سونے سے حانث ہوگا اور یہ بالا جماع ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس تخت پر یا اس دکان پر نہ بیٹھوں گا یا اس چھت پر نہ سوؤنگا پھر اسکے اوپر ایک مصلیٰ یا بچھو یا فرش سجھا دیا گیا پھر اس پر بیٹھا تو حانث ہوگا اور اگر تخت پر دوسرا تخت سجھا دیا گیا یا دکان پر دوسری دکان یا چھت پر دوسری چھت بنا دی گئی اور اس پر بیٹھا یا سو یا تو حانث ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنوں گا پھر سونے کی انگوٹھی پہنی تو حانث ہوگا اور اگر موتی کی لڑھی غیر مرصع پہنی تو صاحبین رہ کے نزدیک حانث ہوگا اور امام اعظم م کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر وہ مرصع ہو تو بالاتفاق

حانث ہوگا اور زبرد و زمر کی لڑائی غیر مرصع میں بھی ایسا ہی اختلاف ہو اور صاحبین رحمہ کا قول ہمارے عرف
 دیار سے اقرب ہو پس صاحبین رحمہ ہی کے قول پر فتوے دیا جائیگا اس واسطے کہ بدون مرصع کرنے کے اسے
 زیور پہنا ہمارے دیار میں عادت ہو اور اگر خلخال یا دبلوچ یا انگن پہنے تو حانث ہوگا خواہ سونے کے ہوں یا
 چاندی کے یہ کافی میں ہو۔ اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنوں گی پھر چاندی کی انگوٹھی پہنی تو حانث نہ ہوگی
 اور یہ ظاہر الدیہ ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم جب ہو کہ یہ انگوٹھی مردوں کی انگوٹھیوں کی ساخت پر بنی ہوئی
 ہو اور اگر عورتوں کی انگوٹھیوں کی ساخت پر ہو کہ اسکا نگلیہ ہو تو حانث ہوگی اور یہی اصح ہے یہ محیط میں ہو۔ اور
 پادشاہوں کا تاج زیور نہیں ہو اور عورتوں کا تاج زیور ہو اور انگن اور کنگھار زیور ہو یہ تشریفاتی میں ہو عورت نے
 قسم کھائی کہ کعب نہ پہنوں گی پھر اسے لاکھ پہنا تو کہا گیا ہو کہ اگر لاکھ کو عرف و عادت میں کعب بولتے ہیں تو
 حانث ہونا اس کے ذمہ لازم ہوگا ورنہ نہیں یہ محیط میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنوں گا پھر اسے تلوار کی پٹکی
 چمکا باندھا تو حانث ہوگا اور یہ قسم عورتوں کے زیور پر ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ
 ذرع نہ پہنوں گا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو پھر اس نے لوسہ کی ذرع یا عورت کی ذرع پہنی تو حانث ہوگا اور اگر
 اس نے ان دونوں میں سے ایک کی نیت کی ہو تو دوسری اسے حانث ہوگا یہ محیط خسی میں ہو۔ اور اگر قسم
 کھائی کہ ہتھیار نہ پہنوں گا پھر تلوار لٹکائی یا بازو پر کمان یا ٹمہال لٹکائی تو حانث نہ ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر
 فارسی میں قسم کھائی کہ سلاح نہ پوشم تو ان چیزوں سے حانث ہوگا پس اگر لوسہ کی زرہ پہنی تو حانث ہوگا
 یہ محیط میں ہو۔ لباس میں اصل یہ ہو کہ ثوب کا لفظ ازیر سے کم کو شامل نہیں ہو و سلاح کا لفظ زرہ و تلوار و کمان
 کو شامل ہو نہ چھری اور بے بنے ہوئے لوسہ کو یہ عتابیہ میں ہو و اللہ تعالیٰ اعلم مترجم کشا ہو کہ اس فصل میں
 اس زبان اردو کی رعایت سے بہت بڑا اختلاف ہوگا یہ سب عربی زبان کے موافق قسم کھانے میں حکم ہو
 جو اوپر مذکور ہوا ہو ان اکثر مقام پر ہماری زبان کے بھی موافق ہوگا اور اسکا اصل حکم اس ضعیف کے جز و مفرد
 در باب قسم سے واضح ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ و نعم الوکیل و سہ الاستغاثۃ و التوفیق۔

گیا رحو ان باب۔ ضرب و قتل وغیرہ کی قسم کے بیان میں۔ قال المترجم ضرب جان سے مار ڈالنے سے
 کم جسکو مارنا کہتے ہیں اور قتل مار ڈالنا فاحفظ۔ اگر قسم کھائی کہ فلان مرد کو نہ ماروں گا پھر اس کے مرجانے کے بعد
 اسکو مارا تو حانث ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے غلام کو نہ ماروں گا پھر دوسرے کو حکم کیا کہ اسے
 اس غلام کو مارا تو حانث ہوگا اور اگر حالف نے کہا کہ میری بیعت تھی کہ خود اپنے ہاتھ سے ایسا نہ کروں گا تو قتار
 اس کے قول کی تصدیق کیجائیگی اور حانث ہوگا اور اگر کسی آزاد کے مارنے پر قسم کھائی پھر ایک شخص دیگر کو
 حکم کیا جس نے اسکو مارا تو حانث ہوگا الا آنکہ قسم کھانے والا سلطان یا قاضی ہو یعنی جو خود اپنے ہاتھ سے نہیں
 مارا کرتا ہو یہ طہیرہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے فرزند کو نہ ماروں گا پھر دوسرے کو حکم کیا جس نے اسکو مارا تو باب
 حانث ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو سو کوڑے ماروں گا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو
 پھر اسکو سو کوڑے ہلکے ہلکے مارے تو قسم میں سچا ہو گیا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ اسکو ایسی
 مارے مارا ہو کہ اس سے کچھ الم اسکو ہوا ہو اور اگر ایسی مار ماری کہ اسکو کچھ الم نہ ہوا تو سچا نہ ہوگا اور اگر

۲
 حانث ہوگا
 دیار میں
 عادت ہو
 اور اگر
 خلخال یا
 دبلوچ یا
 انگن پہنے
 تو حانث
 ہوگا خواہ
 سونے کے
 ہوں یا
 چاندی کے
 یہ کافی
 میں ہو
 اور اگر
 عورت نے
 قسم کھائی
 کہ زیور نہ
 پہنوں گی
 پھر چاندی
 کی انگوٹھی
 پہنی تو
 حانث نہ
 ہوگی
 اور یہ
 ظاہر الدیہ
 ہو اور
 مشائخ نے
 فرمایا کہ
 یہ حکم جب
 ہو کہ یہ
 انگوٹھی
 مردوں کی
 انگوٹھیوں
 کی ساخت
 پر بنی ہو
 ئی ہو اور
 اگر عورتوں
 کی انگوٹھیوں
 کی ساخت
 پر ہو کہ
 اسکا نگلیہ
 ہو تو حانث
 ہوگی اور
 یہی اصح
 ہے یہ محیط
 میں ہو اور
 پادشاہوں
 کا تاج
 زیور نہیں
 ہو اور
 عورتوں
 کا تاج
 زیور ہو
 اور انگن
 اور کنگھار
 زیور ہو
 یہ تشریفاتی
 میں ہو
 عورت نے
 قسم کھائی
 کہ کعب نہ
 پہنوں گی
 پھر اسے
 لاکھ پہنا
 تو کہا گیا
 ہو کہ اگر
 لاکھ کو
 عرف و
 عادت میں
 کعب بولتے
 ہیں تو
 حانث ہونا
 اس کے
 ذمہ لازم
 ہوگا ورنہ
 نہیں یہ
 محیط میں
 ہو ایک نے
 قسم کھائی
 کہ زیور نہ
 پہنوں گا
 پھر اسے
 تلوار کی
 پٹکی
 چمکا
 باندھا
 تو حانث
 ہوگا اور
 یہ قسم
 عورتوں
 کے زیور
 پر ہوگی
 یہ فتاویٰ
 قاضی خان
 میں ہو اور
 اگر قسم
 کھائی کہ
 ذرع نہ
 پہنوں گا
 اور اسکی
 کچھ نیت
 نہیں ہو
 پھر اس نے
 لوسہ کی
 ذرع یا
 عورت کی
 ذرع پہنی
 تو حانث
 ہوگا اور
 اگر اس نے
 ان دونوں
 میں سے
 ایک کی
 نیت کی
 ہو تو
 دوسری
 اسے حانث
 ہوگا یہ
 محیط
 خسی میں
 ہو اور اگر
 قسم کھائی
 کہ ہتھیار
 نہ پہنوں
 گا پھر
 تلوار
 لٹکائی
 یا بازو
 پر کمان
 یا ٹمہال
 لٹکائی
 تو حانث
 نہ ہوگا
 اور
 مشائخ
 نے فرمایا
 کہ اگر
 فارسی میں
 قسم کھائی
 کہ سلاح
 نہ پوشم
 تو ان
 چیزوں
 سے حانث
 ہوگا پس
 اگر لوسہ
 کی زرہ
 پہنی تو
 حانث
 ہوگا یہ
 محیط میں
 ہو لباس
 میں اصل
 یہ ہو کہ
 ثوب کا
 لفظ ازیر
 سے کم کو
 شامل
 نہیں ہو
 و سلاح
 کا لفظ
 زرہ و
 تلوار و
 کمان کو
 شامل
 ہو نہ
 چھری اور
 بے بنے
 ہوئے
 لوسہ کو
 یہ عتابیہ
 میں ہو و
 اللہ تعالیٰ
 اعلم
 مترجم
 کشا ہو
 کہ اس
 فصل میں
 اس زبان
 اردو کی
 رعایت
 سے بہت
 بڑا
 اختلاف
 ہوگا یہ
 سب عربی
 زبان کے
 موافق
 قسم
 کھانے
 میں حکم
 ہو جو
 اوپر
 مذکور
 ہوا ہو
 ان اکثر
 مقام
 پر ہماری
 زبان کے
 بھی
 موافق
 ہوگا اور
 اسکا
 اصل
 حکم اس
 ضعیف
 کے جز و
 مفرد
 در باب
 قسم سے
 واضح
 ہوگا
 انشاء
 اللہ تعالیٰ
 و نعم
 الوکیل
 و سہ
 الاستغاثۃ
 و التوفیق۔

دو شاخہ کوڑے سے پچاس کوڑے اسکو مارے اور ہر بار کی مار میں دونوں شاخیں اُسکے بدن پر پڑتی تھیں تو قسم میں سچا ہو گیا اور اگر ان سب کوڑوں کو یکجا جمع کر کے سب سے ایک چوٹ یا چوٹیں اُنکے عرض سے مار دیں تو قسم میں سچا نہ ہو جائیگا اور اگر اُنکے سروں سے مارا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسے مارنے سے پہلے اُنکے سرے برابر کر دیے ہوں کہ چوٹ مارنے سے ہر ایک کوڑے کا سراسر اُسکے بدن پر پہونچتا ہو تو وہ اپنی قسم میں سچا ہو جائیگا اور اگر بعض کوڑا دوسرے کے درمیان گھس گیا ہو تو اُسی قدر میں سچا ہوگا جتنے اُسکے بدن پر پہونچے اور جتنے ایک دوسرے کے اندر گھس رہے ہیں انکی بابت سچا نہ ہوگا اور عامہ مشائخ اسی پر ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اپنی دختر صغیرہ کو بیس سوٹ ماروں گا تو یہ کرے کہ اس صغیرہ کو بیس چھان مار دے یہ ظہیرہ میں ہے۔ ایک نے کہا کہ واللہ اگر میں نے فلان کو پکڑا تو اسکو سو کوڑے ماروں گا پھر اسکو پکڑا اور ایک کوڑا یا دو کوڑے مارے تو فرمایا کہ فی الحال حانت ہوگا یہ قسم ہمیشہ کے واسطے ہے کہ اگر تا آخر موت سب سو مارے تو حانت ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جو رو کو نہ ماروں گا پھر اُسکے چکی کاٹی یا دانت سے کاٹا یا گاگا گھرنٹ دیا یا بال پکڑ کر کھینچے کہ جس سے کہ اُسکو اذیت ہوئی تو اپنی قسم میں حانت ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہے کہ ایسی حرکتیں اُسے ملامت میں نہ کی ہوں اور اگر ملامت میں آیا کیا تو حانت ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اسی طرح اگر اُسکے سر سے لگے مارے ہی کہ اُسکے خون نکل آیا یا عورت میں ایسا کیا تو حانت ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہے کہ قلم عربی زبان میں ہو اور اگر فارسی میں ہو تو ان سب صورتوں میں حانت ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ اگر بطور غضب کے ایسا کیا تو حانت ہوگا اور اگر اسکے بال اکھاڑ لیے تو میں حانت ہے اور صحیح یہ ہے کہ اگر غصہ میں ایسا کیا تو حانت ہوگا اور اگر اُسکو دفع کیا یعنی دھکا دیا یا بین طور کہ اُسکے تن کو کچھ تکلیف نہ پہونچی تو حانت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر عربی نے فارسی میں قسم کھائی کہ اپنی عورت کو نہ ماروں گا تو اس سے پوچھا جائیگا کہ تو نے اس سے کیا مراد لی ہو پس اگر اُسے ضرب مراد لی ہو تو یا ضرب کی جگہ زدن کہہ دیا ہو تو ایسا ہی ہے جیسے عربی میں قسم کھائے حکم ہے اور اگر وہ مراد لی جو فارسی مراد لیتا ہے تو ایسا ہے جیسے فارسی میں قسم کھانے کا حکم ہے اور اگر معلوم نہ ہوا تو اسوقت جس زبان میں قسم کھائی ہو اُسکے موافق حکم دیا جائیگا اور اسی طرح اگر فارسی نے عربی میں قسم کھائی تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے یہ ذخیرہ میں ہے قال المترجم اردو زبان کا حکم موافق فارسی کے ہے نہ عربی کے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھے مارا تو تو طالق ہے پھر اس عورت کی ہانڈی کو مارا جس میں اُسکے چوٹ لگ گئی تو مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ وہ حانت ہو گیا اور ایسا ہی شیخ ظہیر الدین مرغینانی فتوے دیا کرتے تھے اور بعض نے فرمایا کہ وہ حانت ہوگا اور ایسا ہی بقالی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے اور یہی اظہر واشبہ ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنی جو رو کو نہ ماروں گا پھر اُس نے اپنا کپڑا جھاڑا کہ وہ عورت کی آنکھ میں لگا جس سے اُسکے درد ہوا تو فتاویٰ ابواللیث میں مذکور ہے کہ وہ حانت نہ ہوگا یہ محسوس نہیں ہوا ایک نے اپنی عورت سے کہا کہ ان لم اضربک حتی اترکک لاجتہ ولا میتہ فعبدی حر یعنی عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھے یہاں تک نہ ماروں کہ تجھے ڈال دوں نہ زندہ نہ مردہ تو میرا غلام آزاد ہے تو امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ یہ قسم اُسپر ہوگی کہ اسکو سخت دردناک مارنا مارے پس اگر ایسا کیا تو اپنی قسم میں سچا رہا۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو

کوڑوں سے یہاں تک مارو گا کہ مر جاوے یا قتل ہو جاوے تو یہ مارنے کا مبالغہ نہیں بہت مارو گا یہ فتاویٰ
قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہاں تک اسکو مارو گا کہ بیوش ہو جاوے یا موت مارے یا رووے
یا ڈبائی دے تو جب تک یہ امور حقیقت نہ پائے جاوے تب تک قسم میں سچا نہ ہوگا یہ محیط خشری میں ہے۔ اور اگر قسم
کھائی کہ اسکو تلوار سے یہاں تک مارو گا کہ مر جاوے تو جب تک مر نہ جاوے تب تک قسم میں سچا ہوگا یہ خلاصہ
میں ہے۔ قال المترجم پس قسم میں چھوٹا ہو جاوے ورنہ سخت گنہگار ہوگا الا انکے جہاد میں کفار کو اس طرح
مارنے کی قسم کھائی ہو فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ میں ضرور سبھے تلوار سے مارو گا اور اسکی کچھ نیت نہیں
ہو پھر اسکو تلوار کے عرض سے مارا تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر اسکی نیت دھار سے مارنے کی ہو تو دھار
سے مارنے پر قسم ہوگی اور اگر اسکو نیلام سے مارا تو اپنی قسم میں سچا ہوا اور اگر نیلام تلوار اسکی دھار سے کٹ گیا ہو تو دھار
نکل آئی اور اسکو جسکے مارنے کی قسم کھائی ہو زخمی کیا تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو تیرے سے نہ
مارو گا پھر اسکو تیرے کے ہینٹ سے مارا تو حائف نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں تجھے کوڑے
یا تلوار سے نہ مارو گا پھر اسکو کوڑے یا تلوار سے مارا پھر دھوے کیا کہ میں نے اس کوڑے و تلوار کے سوا سے
دوسرے کوڑے کی نیت کی تھی تو قضائے اسکے قول کی تصدیق ہوگی اس واسطے کہ اسنے وہ معنی مراد لیے ہیں جو
اسکے کلام سے نکلتے ہیں اور حقیقت حال اسکی اللہ عز وجل کے درمیان ہو کہ وہی عالم الغیب ہے یہ محیط خشری میں ہے
شقی میں امام محمد رحم سے روایت ہے کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر میں نے تجھے نو کوڑے نہ مارے تو تو آزاد
ہو پھر قبل اسکے کہ اسقدر کوڑے اسکو مارے غلام مر گیا تو آزاد مرا اور نیز امام محمد رحم سے مروی ہے کہ البتہ فلان کو
آج پچاس مارو گا اور اسکی نیت میں ایک معین کوڑا ہو پھر اس کوڑے کے سوا سے دوسرے کوڑے سے
پچاس اسکو ماروے اور وقت گذر گیا تو فرمایا کہ جس کوڑے سے مارے اپنی قسم سے نکل گیا اور اسکی نیت باطل ہو
یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کوڑے سے مارنے کی قسم کھائی پھر اسکو کپڑے میں لپیٹ کر اس سے مارا تو قسم میں سچا ہوگا
قسم کھائی کہ اس چھری کے پھل سے یا اس نیزہ کے پھل سے اسکو نہ مارو گا پھر پھل نکال کر دوسرا پھل
اُسپر چڑھایا اور اس سے مارا تو حائف ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بال نہ چھوؤ گا پھر اسنے سر مٹڑا یا
اور دوسرے بال نکلے اور انکو چھوا تو حائف ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکے دانت نہ چھوؤ گا پھر دوسرے
دانت جھے جھکوا سنے چھوا تو حائف ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ان ضربتک الابد او ابد او والدہ
پھر ایک ساعت الیہا کیا تو حائف ہوا۔ اور اگر کہا کہ ان لم اضربک شہر افیدی حرینی اگر میں نے تجھے ایک مہینہ
نہ مارا تو میرا غلام آزاد ہو تو جب حائف ہوگا کہ قسم کے وقت سے برابر ایک مہینہ گذرنے تک کبھی اسکو نہ مارے
اور اگر اتنی مدت میں کسی ساعت اسکو مارا تو حائف ہوا یہ شرح جامع کبیر حیدری میں ہے۔ اور اگر اپنی جوڑ
سے کہا کہ اگر میں نے تجھے آج نہ مارا تو تو طالق ہے اور چاہا کہ اسکو مارے پس عورت نے کہا کہ اگر تیرا عفو میرے
عفو سے چھو تو میرا غلام آزاد ہو پس مرد نے اسکو ایک لکڑی سے مارا بدو ن اسکے کہ اپنا ہاتھ عورت کے
بدن پر پہنچاوے تو دونوں میں کوئی حائف نہوا اور اگر عورت نے یوں کہا کہ اگر تو سنے مجھے مارا تو میرا
غلام آزاد ہو تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ عورت مذکورہ اپنا غلام کسی کے ہاتھ حبس کر اسکو عتقاد ہو فروخت کر دے پھر شوہر

ع
نیکر
جسکو
عزت
میں
بیان
سخت
میں
حب
میں
غلام
دہرہ
ارسطو
میں
۱۱
۱۲

اسکو اسی روز مارے ہلی مار پس شوہر حانت ہوگا اور عورت کی قسم نفل ہو جائیگی مگر بدرون جزا کے پھر جسکے ہاتھ غلام بیچا ہو اس سے سول لے لے یہ ظہیر یہ بین ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر نہ مارا میں نے آج کے روز تیرے فرزند کو زمین پر ستے کہ دو ٹکڑے ہو جاوے تو ایسا پھر اسکو بمبالغہ مارا رہی تو صبح یہ ہو کہ وہ حانت ہوگا یہ بیابج بین ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں مر گیا پس نہ مارا میں نے تجھے تو میرا ہر ملوک آزاد ہو پھر مر گیا اور اسکو نہ مارا تو غلام و ملوک آزاد نہ ہونگے اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے نہ مارا تو ایسا پھر مارنے سے پہلے مر گیا تو آخر جزا اجزائے حیات میں حانت ہوا اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر میں نے تجھے نہ مارا حتی کہ میں مردن یا دو میان اپنے اور در میان اسکے کہ میں مردن تو تو آزاد ہو پھر اسکو نہ مارا حتی کہ مر گیا تو غلام آزاد ہوگا ایک نے چاہا کہ اپنے فرزند کو مارے پس قسم کھائی کہ مجھکو اُسکے مارنے سے کوئی مانع نہ ہو پھر اسکو ایک دفعہ چھان مارا میں تعین کہ کسی نے اسکو منع کیا حالانکہ وہ اس سے زیادہ مارنا چاہتا تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ حانت ہوا اس واسطے کہ اسکی مراد یہ ہو کہ دل بھر کے اسکو مارنے تک کوئی مانع نہ ہو پس جب بیچ میں کسی نے منع کیا تو حانت ہو گیا یہ قتاوے قاضی خان میں ہو۔ اور اصل یہ ہو کہ حتم واسطے انتہائے غایت کے ہوتا ہے پس جہاں تک ممکن ہو اسی معنی پر محمول ہوگا باین طور کہ جو اُسکے ماقبل ہو وہ قابل امتداد ہو اور اسکا مدخول مقصود اور موافق در انتہا محالوت علیہ ہو اور اگر یہ متعذر ہو تو حتم محمول بلا م سبب ہوگا بشرطیکہ ممکن ہو باین طور کہ التقاد قسم ایسے دو فعلوں پر ہو کہ ان میں سے ایک اسکی طرف سے اور دوسرا دوسرے کی طرف سے ہوتا کہ ایک فعل صالح جزا سے دیگر ہو اور اگر یہ بھی متعذر ہو تو عطف پر عمل کیا جائیگا۔ اور غایت کے حکم میں سے یہ ہو کہ قسم میں سچا ہونے کے واسطے اس غایت کا وجود شرط ہے پس اگر قبل غایت کے فعل سے باز رہا تو حانت ہوا۔ اور لام سبب کے حکم سے یہ ہو کہ جو صالح سبب ہو اسکا وجود شرط ہو نہ وجود سبب۔ اور حکم عطف سے یہ ہو کہ سچے ہونے کے واسطے معطوف و معطوف علیہ دونوں کا وجود شرط ہو یہ محیط میں ہو۔ قال المترجم یہ مخصوص بزبان عربی ہو و لم اجد لی مسلکا الی توفیق الاستاذ فی ذلک الا ان یوسفقہ اللہ عزوجل فانہ نعم خیر موفیق و بین ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے فلان کو خبر نہ دی اسکی جو تو نے کیا ہے حتی کہ تجھکو مارے تو میرا غلام آزاد ہو پھر اسکو خبر دی مگر اُس نے نہ مارا تو یہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں تیرے پاس نہ آیا حتی کہ تو طعام چاشت مجھے کھلا دے یا کہا کہ اگر میں نے تجھے نہ مارا حتی کہ تو مجھے مارے تو میرا غلام آزاد ہو پھر اسکے پاس آیا مگر اُس نے طعام چاشت نہ کھلایا یا اسکو مارا مگر اُس نے اسکو نہ مارا تو یہ حانت نہو بلکہ قسم میں سچا رہا اور اگر کہا کہ اگر میں نے اُسکے ساتھ ساتھ ملازمت نہ کی یہاں تک کہ وہ میرا قرضہ ادا کر دے یا اگر میں نے اسکو نہ مارا حتی کہ سات و اشل ہو جاوے یا حتی کہ صبح ہو جاوے یا حتی کہ زید و وکانہ ادا کر لے یا حتی کہ مجھے منع کرے یا حتی کہ میرا ہاتھ تھک جاوے تو ایسا تو ایسی قسم میں سچے ہونے کی شرط یہ ہو کہ ملازمت مارنا اسوقت تک پایا جاوے کہ جب غایت کا وجود متحقق ہو اور اگر غایت پائی جانے سے پہلے وہ اس فعل سے باز رہا مثلاً ادا سے قرضہ سے پہلے اُس نے ملازمت یعنی ساتھ ساتھ رہنا چھوڑ دیا یا امور مذکورہ کے پائے جانے سے پہلے مارنا چھوڑ دیا تو حانت ہوگا اسواسطے کہ حتم اس مقام پر غایت کے واسطے ہو کیونکہ ملازمت

امر مستند ہو اور اسی طرح مار بطریق تکرار کے مستند ہوتی ہو اور اگر اُس نے جزا کی نیت کی ہو تو دینا نہ سکے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضا بہ تصدیق نہ ہوگی اس واسطے کہ اُس نے مجبوری سے مراد یہ ہیں اور اگر دونوں فعل ایک ہی شخص کی طرف سے ہوں باین طور کہ کہا کہ اگر میں نہ آیا آج تیرے پاس حتی کہ طعام چاشت تیرے پاس کھاؤں یا حتی کہ نہ کھائے ماروں یا کہا کہ اگر تو آج میرے پاس نہ آیا حتی کہ تو میرے پاس طعام چاشت کھاوے تو میرا غلام آزاد ہو تو قسم میں سے ہونے کے واسطے دونوں فعلوں کا پایا جانا شرط ہو لینے حتی عاطفہ ہو گا کہ اگر اُس کے پاس آیا اور طعام چاشت نہ کھایا پھر اس کے بعد بلا تراخی طعام چاشت کھایا تو وہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر بالکل طعام چاشت نہ کھایا تو وہ حاشا ہو اس واسطے کہ کسی غایت پر حمل کرنا مستند نہ ہو یہ کافی ہیں۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تجھے مارا تو تو طالق ہو پھر اسکو متعطلی سے مارا کہ عورت پر ہلکی انگلیاں متفرق واقع ہوئی ہیں تو وہ عورت ایک ہی بار طالق ہوگی اور اگر اُس کے دونوں ہاتھوں سے مارا تو دو بار طالق ہوگی یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر میں تجھ سے ملاقی ہوا پس میں نے تجھے نہ مارا تو میری جورو طالق ہو پھر غلام کو ایک سیل سے دیکھا یا چھت پر دیکھا کہ اُس تک پہنچ نہیں سکتا ہی تو حاشا نہ ہوگا یہ قضا سے کہری ہیں۔ اگر میں نے فلان کو دیکھا تو قسم ہو کہ اسکو مارونگا تو دیکھنا نزدیک و دور دونوں پر ہو اور مارنا جو وقت چاہے الا انکے اُسے بہ مراد لی ہو کہ بغور دیکھنے کے مارونگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے دیکھا پس میں نے تجھے نہ مارا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اسکو دیکھا مگر ایسی حالت میں ہو کہ بیمار ہی کی وجہ سے اُسٹھنے کی طاقت دار نہ کی قوت نہیں رکھتا ہی تو حاشا ہو ایہ ظہیر یہ ہیں۔ اور اگر زید کی جورو نے ایک ہانڈی کی بابت اُس سے جھگڑا کیا یعنی تو اُس سے مل کر کرنا ہو پس زید نے قسم کھائی کہ اگر میں نے اپنا ہاتھ اُس کے سر پر رکھا تو میرا غلام آزاد ہو پھر غصہ کی حالت میں اُس کے سر پر چھت ماری تو حاشا نہ ہوگا یہ عتاب یہ ہیں۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے غلام کو ہر حق باطل پر مارونگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو اُس کے معنی یہ ہیں کہ جب وہ اس سے حق یا باطل کی شکایت کرے تو اسکو مارے اور اس صورت میں وجود شکایت کی حالت میں مارنا نہیں لیا جائیگا اور اگر اُس نے یہ نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر اسے شکایت کی پس اسکو مارا پھر اُس نے اسی بات میں دوبارہ اُس سے شکایت کی تو دوبارہ اس پر واجب نہیں ہو کہ اسکو مارے یہ محیط میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کو ہزار بار مارونگا تو یہ قسم بہت بار مارنے پر واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو ہزار بار قتل کرونگا تو یہ قسم شدت قتل پر ہوگی یہ قضا سے خاصا خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو مارونگا یا فلان سے کلام کرونگا حالانکہ فلان مر چکا ہو پس اگر اُسکی موت سے آگاہ نہ ہوا ہو تو امام عظام ہوا امام محمد کے نزدیک حاشا نہ ہوگا اور اگر اُسکی موت سے آگاہ ہو استحالی اُسکی قسم مستند ہوگی اور اسی وقت حاشا نہ ہوگا اور یہ بالا جماع ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تیرے لئے مجھے مارا اور میں نے تجھے مارا تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم اس پر ہوگی کہ قسم کھانے والا مخلوق علیہ سے ہے اور اگر اُس کے بعد مارنے کی نیت لی ہو تو دوسرے کے مارنے ہی اسکو مارنے پر قسم ہوگی یہ قضا سے قاضی خان میں ہے۔ قال المتبرجہ ہمارے نزدیک دھوم اٹھ رہی ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے بس غلام کو تو نے مارا تو فلان وہ آزاد ہو پھر اُس نے اپنے سب کو مارا تو ان میں سے سوائے ایک کے اور کوئی آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ میرے بس غلام نے مارا تو فلان

۲

ماہنامہ

پیشہ

موجودہ

اور دوسری

نہیں

۳

توضیحات

نہیں

باب ہفتم

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

تو وہ آزاد ہو پھر بھون نے اسکو مارا تو سب آزاد ہو گئے۔ پھر مسئلہ اولیٰ میں جب ان سب میں ایک آزاد ہوا تو انہیں
 سے کسی ایک کو عتق کے واسطے پسند کرنے کا اختیار مولیٰ کو ہی کہ جسکو چاہئے معین کرے۔ اور اگر کہا کہ کل عید
 ضرر نہ ہو پھر اس نے سب کو مارا تو سب آزاد ہو جاوینگے اور اگر اُس نے بعض کو مارا تو بعض ہی آزاد ہونگے نہ
 محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جسکو کہ مارا تو نے میرے غلاموں میں سے پس وہ آزاد ہو پھر اُس نے سب کو مارا تو صاحبین
 کے نزدیک سب آزاد ہو جاوینگے اور امام عظمیٰ رحمہ کے نزدیک سوائے ایک کے سب آزاد ہونگے یہ شرح
 تلخیص جامع کبیر میں ہے قال المترجم یہ قسم بزبان عربی کی صورت میں ہو کہ من ضرر بہ من عبیدی فہو حر و ہمارے
 نزدیک یہ اور اول یکسان ہو خافہم۔ اور اگر کہا کہ اگر مارا اس غلام کو کسی نے تو اسکی جو رطل لقمہ ہی یعنی کہنے والے کی تویر قسم
 سب پر واقع ہوگی یعنی اگر خود حالف نے مارا تو اسکی جو رطل لقمہ ہوگی اور اگر کسی نے اسکو مارا تو بھی اسکی جو رطل لقمہ
 ہوگی۔ اور اگر کہا کہ اگر میرے اس سر کو کسی نے مارا تو میری جو رطل لقمہ ہو تو سوائے اس کے اور کسی دینی کے
 مارنے پر قسم ہوگی۔ زید نے عمر کو مارنے کا قصد کیا پس خالد نے اس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو مارا تو میرا غلام
 آزاد ہو پھر اُس کے مارنے سے باز رہا پھر اسکے بعد اسکو مارا تو خالد حانت نہ ہوگا اور یہ قسم ہے الفور مارنے پر
 واقع ہوگی یہ سراجیہ میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر زید نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ اگر مارا میں نے تم دونوں
 کو الا ایک روز یا الا ایک دن میں یا الا ایک روز کہ اس میں تم کو مارونگا یا الا روز سے یا الا بروز سے تو میرا غلام
 آزاد ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ انکو جس روز چاہے مارے خواہ دونوں کو اکٹھا مارے یا متفرق پھر اگر ان میں سے
 ایک کو بروز جمعرات مارا اور دوسرے کو بروز جمعہ تو حانت نہ ہوگا یہاں تک کہ بروز جمعہ آفتاب غروب ہو جاوے
 اسوا سطلے کہ اُس نے دونوں کو بروز استنار مارا اسوا سطلے کہ روز استنار وہ ہو کہ اس دن دونوں کا مارنا مجمع ہوگا
 اور اگر آفتاب غروب نہ ہوا یہاں تک کہ اُس نے عود کر کے پھر اول کو مارا تو حانت نہ ہوگا پھر اگر اس کے بعد ان دونوں
 کو ایک روز میں مارا یا دو روز میں مارا یا اسی کو مارا جسکو بروز جمعہ مارا ہی تو جو وقت مارے اسی وقت حانت ہوگا
 اسوا سطلے کہ اُس نے ان دونوں کو روز استنار کے سوائے دوسرے روز مارا کیونکہ اُس نے اول کو بروز جمعرات
 اور دوسرے کو بروز سنیچر مارا ہو پس دونوں کی مار غیر یوم الاستنار میں پائی گئی اور اگر دونوں کو ایک ہی روز
 مارا تو اسوجہ سے کہ مستثنیٰ روز واحد ہے کہ اس میں دونوں کو مارے اور اُس نے دونوں کو ایک ہی روز مارا پس
 مستثنیٰ گذر گیا پس اب جو اسکے سوائے ایام ہیں وہ غیر مستثنیٰ ہیں اور اگر اسکے بعد نہ مارا اگر اسی کو جسکو بروز جمعرات
 مارا ہی تو حانت نہ ہوگا اسوا سطلے کہ یہ تکرار نصف شرط کی ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر مارا میں نے تم دونوں کو الا دروزیکہ
 اس میں تم دونوں کو مارونگا یا الا روزیکہ اس میں تم دونوں کو مارونگا یا الا یوم اضربکم انیس پس جس دن دونوں
 کا مارا جانا مجمع ہو وہی دن مستثنیٰ ہے اور وہ حانت نہ ہوگا اور اگر دونوں کو دو متفرق دنوں میں مارا تو وہ حانت
 ہوگا جب کہ دوسرے روز آفتاب غروب ہو جاوے اور اگر اُس نے آفتاب غروب ہونے سے پہلے اول
 کو پھر دوسرے کو مارا تو حانت نہ ہوگا اسوا سطلے کہ یہی روز مستثنیٰ ہو گیا اور اگر اسی کو مارا جسکو اخیر میں مارا ہو تو
 آفتاب غروب ہونے پر حانت ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے اور اگر کہا کہ اگر میں نے فلان کو قتل نہ کیا تو
 میری جو رطل لقمہ ہو حالانکہ فلان مذکور مرچھا ہے اور وہ اسکو جانتا ہو تو اسکی قسم منعقد ہوگی کیونکہ یہ تصور ہے پھر فی الحال

سلاطین
 لکھنے والے کی جو روایت ہے

حاشیہ ہوگا اس واسطے کہ عادت کے موافق عجز و تحقیق ہو جیسے مسئلہ صحو و لیسار۔ اور اگر آدمی کی موت سے آگاہ نہ تھا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک حاشیہ ہوگا جیسے مسئلہ مذکورہ میں ہو مگر فرق اس قدر ہے کہ مسئلہ مذکورہ میں (دو لون) طرح ایک ہی حکم ہی چاہیے جانتا ہو کہ زہ میں پانی نہیں ہو یا بخانتا ہو اور یہی صحیح ہے یہ کافی میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کو قتل کرونگا پھر وہ آج ہی مر گیا تو حاشیہ ہوگا یہ تبیین میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے فلان کو قتل کیا یا اسکو چھو تو میرا غلام آزاد ہو پھر کسی دوسرے کی طرف قصد کیا لیکن ہاتھ خطا کر گیا کہ فلان مذکور قتل ہو گیا یا اسکو چھو لیا تو حاشیہ ہو گیا یہ محیطا سرخی میں ہو۔ اگر دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے تجھکو بروز جمعہ قتل کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر بعد قسم کے اسکو بروز پنجشنبہ اس طرح مارا کہ بروز جمعہ وہ مر گیا تو یہ اپنی قسم میں حاشیہ ہوا اور اگر اسکو بروز جمعہ ایسا مارا کہ وہ سنیچر کے روز مر گیا تو حاشیہ نہ ہوا۔ اور اگر اسکو مارنا قبل قسم کے واقع ہوا مثلاً اسکو چار شنبہ کے روز مارا پھر پنجشنبہ کے روز قسم کھائی کہ اگر میں نے تجھکو بروز جمعہ قتل کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر وہ بروز جمعہ مر گیا تو اپنی قسم میں حاشیہ نہ ہوگا یہ محیطا میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ قتل نہ کرونگا فلان کو کو فہ میں۔ پھر اسکو سوا کو فہ میں مارا اور وہ کو فہ میں مرا تو حاشیہ ہوگا اور اس میں موت کی جگہ زمانہ کا اعتبار ہو محسوس کر نے کی جگہ زمانہ کا اعتبار نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے تجھکو مسجد میں شتم کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر حالف نے در حالیکہ خود مسجد میں تھا اور دوسرا مخلوف علیہ مسجد سے باہر تھا اسکو شتم کیا تو حاشیہ ہوگا اور اگر اس کے برعکس ہو تو حاشیہ نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہو۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے تجھکو قتل کیا مسجد میں یا میں نے تیرے سر کو زخمی کیا مسجد میں یا میں نے تجھے مارا مسجد میں تو میرا غلام آزاد ہو پھر اسکو قتل کیا یا سر زخمی کیا یا مارا در حالیکہ حالف خود مسجد کے اندر ہو اور مخلوف علیہ مقتول و شتم و مضر و ب مسجد سے باہر ہو تو حاشیہ نہ ہوگا اور اگر اس کے برعکس واقع ہو تو حاشیہ ہوا۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر تو اس زخم سے مر گیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر وہ اس زخم اور دوسری کسی علت سے مر گیا تو حاشیہ ہوا یہ محیطا میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو پتھر نہ مارونگا پھر اُس نے کسی اور کو پتھر مارا مگر وہ اُس سے بچکر فلان مذکور کے لگا تو وہ حاشیہ ہوگا اور اگر اُس نے فلان کو پھیک مارا مگر وہ فلان کے نہیں لگا تو حاشیہ ہوگا الا انکے اپنے لگ جانے کی نیت کی ہو یہ عتابیہ میں ہو۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے تیری طرف پتھر یا تیر پھینکا مسجد میں تو میرا غلام آزاد ہو تو مسجد میں ہونا حالف کے حق میں معتبر ہوگا اور اگر یوں کہا کہ اگر میں نے پھینکا مارا مسجد میں تو میرا غلام آزاد ہو تو مسجد میں ہونا مخلوف علیہ کا معتبر ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے کل فلان کو ننگا بھوکھا نہ قید رکھا تو میرا غلام آزاد ہو پھر کل کے روز اسکو ننگا بھوکھا قید کیا پھر کسی اور نے اگر اسکو کھانا کھلایا تو یہ حاشیہ ہو گیا یہ فتاویٰ کبر سے و خلاصہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی تعذیب نہ کرونگا پھر اسکو زندان میں رکھا تو حاشیہ ہوگا الا انکے اپنے یہ بھی نیت کی ہو ایسا ہی فتاویٰ میں مذکور ہو اور اسکی وجہ یہ ہے کہ قید خانہ میں رکھنا تعذیب قاصر ہے پس وہ قسم کے تحت میں داخل ہوگی اور نیز فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر اپنی جورو کو بستر پر بلایا پس اُس نے انکار کیا اور کہا کہ تو مجھے عذاب دیتا ہے پس شوہر نے کہا کہ اگر میں نے تجھے عذاب دیا تو تو طالق ہے پھر وہ عورت بستر پر آئی اور شوہر نے اُس سے جماع کیا پس اگر ایسی حالت میں جماع کیا کہ عورت اس امر کو گراں رکھتی تھی تو شوہر نے

اسکو عذاب دیا پس وہ طالق ہو گئی اور اگر عورت طاعت نچوشتی خاطر تھی تو طالق نہ ہوگی یہ ذخیرو میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی
 جود سے کہا کہ اگر میں نے تجھے ضرر نہ دیا یا کہا کہ اگر میں نے تجھے رنج نہ دیا تو طالق ثلاث ہے پھر کسے پاس سے
 گئی مہینہ غائب رہا کہ اسکو کچھ نفقہ نہ دیا اور گسے اور دوسری عورت سے نکاح کر لیا پس عورت سے اس کے لوگوں نے
 کہا کہ تیرے شوہر نے ضرر دیا یا تجھے رنج دیا پس عورت نے کہا کہ مجھے ضرر نہیں دیا اور مجھے رنج نہیں دیا تو قول
 عورت کا قبول ہوگا اور شوہر حائض نہ ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ اگر میں نے تجھے ضرر نہ پہنچایا یا تجھے رنج نہ پہنچایا
 تو طالق ثلاث ہے پھر ایسا فعل بقصد اسکی ضرر رسانی کے کیا تو حائض ہو گیا یہ محیط خرسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مرد نے
 کئی فلذا تو روبرو ملامت کرنے سے حائض ہوگا اور اگر کہا کہ اگر مراد برسر زنی تو ملامت کی طرف راجع کیجا نیکی لہذا طلاق
 کوئی قریبہ محتمل ہو ورنہ سر پر مارنے پر محمول ہوگی قسم کھائی کہ اپنی جود کو ایدانہ و ننگا پھر کسے کپڑے میں نجاست
 بھر گئی پس عورت سے کہا کہ اسکو و حدود سے پس اس نے انکار کیا پس اس سے کہا کہ زہرہ دران بشوی تو بعض نے کہا کہ
 حائض ہوگا اور قاضی نے فرمایا کہ حائض ہوگا اور اسی پر فتویٰ دیا جاوے یہ وجہ کر دہی میں ہے۔ قدوری میں امام
 ابو یوسف رحم سے مروی ہے کہ اگر اپنی جود سے کہا کہ تو طالق ہے یا واللہ میں آج خادم کو مارونگا پھر خادم کو اسی روز مارا
 تو اپنی قسم میں سچا رہا اور طلاق واقع ہوگی اور اگر یہ دن گزر گیا اور اس نے خادم کو نہ مارا تو حائض ہوگا پس مختار کیا جائیگا
 چاہے عورت پر طلاق واقع کرے یا چاہے اپنے اوپر قسم لازم کرے اور اگر گسے اسی روز کہہ دیا کہ میں نے اپنی
 جود پر طلاق واقع کرنی اختیار کی تو میں اس کے ذمہ یہ لازم کرونگا اور قسم باطل ہو گئی اور اگر اس نے اس دن
 کہا کہ میں نے قسم کو اپنے اوپر لازم کیا اور طلاق کو باطل کیا تو طلاق باطل نہ ہوگی اور اگر خادم قتل اسکے کہ اسکو
 مارے مر گیا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے طلاق دے اور چاہے قسم کا کفارہ ادا کرے اور اگر قسم کھائے والا
 خود مر گیا تو حائض ہونا یا طلاق ایک چیز واقع ہوگی لیکن چونکہ قبل بیان کے مر گیا ہے لہذا طلاق واقع ہوگی
 اور عورت کو میراث ملے گی۔ اور در صورتیکہ خادم مر گیا ہو اس صورت میں فرمایا کہ یہ تختہ اندازہ تدبیر ہے اور قاضی ابھر
 اس کے واسطے جہنم کر گیا اس واسطے کہ جب وہ کفارہ و طلاق کے درمیان مخیر کیا گیا اور ایک ان میں سے
 داخل حکم نہیں ہو تو قاضی اوپر یہ لازم نہ کرے گا حتیٰ کہ اگر بجا سے کفارہ کے کسی دوسری عورت کی طلاق ہو تو قاضی
 اوپر جبر کرے بیان کرے اس واسطے کہ جو وہ اختیار کرے گا وہ خواہ مخواہ طلاق واقع ہوگی اور وہ داخل حکم ہے یہ محیط
 میں ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے تجھے شتم کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس سے کہا کہ اللہ تجھیں برکت دے
 تو اسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ نہ تو اور نہ تیرے اہل اور نہ تیرا مال تو اسکا غلام آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ
 یہ شتم ہے یہ فلیس یہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جود کو کسی بات میں متهم نہ کرونگا پھر اس سے کہا کہ خدا جانے
 تو نے کیا کیا ہے تو حائض ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں کو قذف نہ کرونگا پھر اس سے کہا کہ
 اور چھناں کے بچہ تو اپنی قسم میں حائض ہوگا اور یہی فتوہ ہے اس کے واسطے مختار ہے اس واسطے کہ ہمارے دیار و زمانہ
 میں اسکو قذف شمار کرتے ہیں اور اگر قسم کھائی کہ نہ قذف نہ کرونگا یا نہ شتم نہ کرونگا کسی کو پھر مردے کو قذف کیا
 مردہ کو شتم کیا تو حائض ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے قسم کھائی کہ میں عمرو سے بہتر ہوں طلاق
 زید جو یا شراب خوار ہے اور عمرو لوگوں کے نزدیک پرہیزگار و اہل علم سے ہے تو قضاۃ وہ حائض ہوگا یہ

سوائے اختیار کرنا
 صحیح نیست اگرچہ

اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میری حبیب میں (۴۵) درم تھے کہ تم نے مجھے لے لیے ہیں پس انھوں نے
 انکار کیا پس وہ قسم کھا گیا اور کہا کہ اگر آج میری حبیب میں چالیس دینار و پانچدرم نہ ہے ہوں (۴۶) غطریغیہ وہاں
 عدالی تو میری جو رو طالقہ ہو حالانکہ اس روز اسکی حبیب میں چالیس عدالی اور پانچ غطریغیہ تھے پس اُس نے بھل
 تو ٹھیک کے گرفتار میں خطا کی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُس نے تفصیل کو قسم میں ملا کر کہا تو حانث ہوگا اور اگر تفصیل
 کو جدا کر کے کہا ہو تو حانث ہوگا۔ اور اگر اسکی حبیب میں عدالی و غطارفہ ہوں کہ اگر عدالی کی قیمت غطارفہ میں ملانی
 جاوے تو چالیس غطارفہ ہوں پس اُس نے جمع کر کے کہا کہ اگر میری حبیب میں چالیس غطریغی نہ ہے ہوں اُس نے
 غطریغی اور اُس نے عدالی یعنی جملہ تعداد ٹھیک بیان کی اور تفصیل میں خطا کی تو میری جو رو طالقہ ہو تو مشائخ نے فرمایا
 کہ اگر اُس نے بعینہ غطارفہ مراد لیے تو حانث ہوگا خواہ تفصیل ٹھیک بیان کی ہو یا خطا کی ہو خواہ ملا کر بیان کی ہو یا جدا یہ
 فتاوے قاضیان میں ہیں۔ اور اگر نہ پد سے قسم کھائی کہ عمرو سے کچھ غصب نہ کرونگا پھر زید رات میں عمرو کے پاس
 داخل ہوا اور اسکا مال چور لیا اور مخلوط علیہ یعنی عمرو کو معلوم نہ ہوا یا جنگل میں عمرو کے پاس آیا اور اس کے سر کے
 نیچے سے اسکی چادر نکال لی اور عمرو کو معلوم نہ ہوا یا اسکی آستین کے اندر سے درون کی تھیلی کاٹ لی بدلت میں
 عمرو کے پاس داخل ہوا اور اس سے مکاریہ کیا اور مارا اور اسکی متاع کمال لایا اور لے گیا تو وہ غاصب ہوگا
 بلکہ چور ہوگا کہ اسکی وجہ سے اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا ^{چند روز} ^{مقتضی} ^{ہو}۔ اور اگر قسم کھائی کہ عمرو سے چوری
 نہ کرونگا پھر اس سے مکاریہ کر کے رات میں اس کے مکان میں گھسکر اس کے مال سے لے لیا تو حانث ہو
 اور اگر قسم کھائی کہ عمرو سے غصب نہ کرونگا یا اس سے چوری نہ کرونگا پھر راہ میں اس سے رہبری کر کے لے لیا تو
 غصب کی قسم میں حانث ہوگا سرقہ کی قسم میں حانث نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں نے
 تیرے مال میں خیانت نہیں کی ہو حالانکہ اسکی جو رو اسکی اجازت یا رضامندی سے خیانت کر چکی ہو تو حانث ہوگا
 ایک ساعی نے یعنی بادشاہوں کے حضور میں لوگوں کے مال لٹوانے کے واسطے سعایت کرنے والے نے قسم
 کھائی کہ اگر اس سے آگے کسی کا دس درم سے زیادہ زیان کروں تو میری جو رو طالقہ ہو پھر اپنی جو رو کا اس سے
 زیادہ زیان کیا تو صحیح یہ ہو کہ اسکی جو رو طالقہ ہوگی یہ وجہ کر درمی ہیں ہو

بارھواں باب۔ تقاضاے درامسم میں قسم کھانے کے بیان میں۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے اپنا
 حق لے لوں گا یا فلاں سے اپنا حق قبض کروں گا پھر خود سے لے لیا یا اس کے دیکھنے سے لے لیا تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور
 اگر اُس نے یہ مراد لی ہو کہ خود اپنے آپ ہی ایسا کروں گا تو قضا کر دیا نہ اسکی تصدیق ہوگی اور اسی طرح اگر فلاں
 مذکور کے دیکھنے سے اپنا حق لے لیا تو بھی قسم میں سچا رہا اور اسی طرح اگر اپنے شخص سے لے لیا جسے دیوں
 کے حکم سے اس مال کی کفالت کر لی تھی یا ایسے شخص سے لے لیا جسے دیوں کے حوالہ کرنے سے لڑائی قبول
 کر لی تھی تو بھی قسم میں سچا رہا یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر کسی شخص سے بغیر حکم مطلوب وصول کیا یا بکفالت یا حوالہ بغیر حکم
 مطلوب تھا تو وہ اپنی قسم میں حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اپنے قرضہ کے عوض مطلوب سے ایک غلام
 بطور بیع فاسد کے خرید کر کے اس پر قرضہ کر لیا پس اگر اسکی قیمت اسی قدر ہو جو بقدر حق ہو تو وہ اپنے قرضہ کا
 وصول پاسنے والا ہوگا اور حانث نہ ہوگا اور اگر پورا نہ ہو تو حانث ہوگا اور اگر حالف نے اپنے حق کے مثل اسکا مال

بہت حقیقت
 میں درم غطریغی
 سٹھ انکی
 قیمت ہونے پر
 سٹھ درم غطریغی
 کہ فلاں سے
 اپنا حق سٹھ درم
 اور اگر فلاں سے
 اپنا حق درم
 دن تو یہ غطریغی
 غلط نہیں
 دیکھ کر
 حانث ہوگا
 اگر کسی نے
 اپنا حق قبض
 کر لیا تو
 تصدیق ہوگی
 سچ
 کہ چکی سچائی
 کہ حوالہ کر دیا
 بہت سچا

غصب کر لیا تو بھی قسم میں سچا ہو گیا اور اسی طرح اگر اسکے ونا میر یا متاع عروض تلف کر دیے تو بھی یہی حکم ہے
یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر طالب نے قسم کھائی کہ ضرور وصول کر لوں گا اور کوئی وقت نہیں مقرر کیا پھر مطلوب کو اپنے
حق سے بری کر دیا یا ہبہ کر دیا تو اپنی قسم میں حائف ہو گیا اور اگر اسکے واسطے کوئی وقت مقرر کر دیا ہو پھر قبل وقت
کے مطلوب کو مال سے بری کر دیا تو قسم کا قضا ہو گئی اور حائف نہ ہو گا اور یہ امام عظیم و امام محمد رحمہما کا قول ہے اور اگر
اپنا قرضہ وصول کر لیا پھر اسکو زینت یا ہبہ یا تو اس سے قبضہ کرنا مستحق ہو اور وہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور
لینے والے نے اپنے لینے کی قسم کھائی ہو یا دینے والے نے دینے کی قسم کھائی ہو۔ اور اگر یہ درہم ستوقہ
ہوں تو یہ اپنے حق کا وصول پانا نہ ہو گا اور اگر بجائے اپنے حق کے کوئی کچھ اسے لیا پھر اس میں عیب یا ک
اسکو واپس کر دیا یا کسی نے اس پر اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو بھی وہ اپنے وصول کر لینے کی قسم میں سچا
ہو چکا ہے یہ ایضاً میں ہے۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ جو میرا عمرو بر آتا ہے اسکو قبض نہ کروں گا پھر زید نے خالد
کو جسکا زید پر کچھ نہیں آتا ہے عمرو پر حوالہ کر دیا اور خالد نے عمرو سے وصول کیا تو زید حائف ہو گیا اس واسطے کہ
خالد اسکا وکیل القبض ہے اور اگر حوالہ قبل قسم کے ہوا ہو پھر خالد نے عمرو سے بعد زید کی قسم کے وصول کر لیا تو
زید حائف نہ ہو گا اور علی ہذا اگر کسی نے دیون سے وصول کرنے کا وکیل کر دیا پھر قسم کھائی کہ دیون پر جو کچھ
میرا ہے وصول نہ کروں گا پھر بعد قسم کے وکیل نے وصول کیا تو حائف نہ ہو گا اور بعض نے فرمایا ہے کہ چاہیے کہ
حائف ہو جاوے یہ محیط میں ہے۔ اصل میں فرمایا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے جدا ہونگا یا تنگ کہ جو کچھ میرا
اس پر ہے اس سے وصول کر لوں پھر قرضدار اس کے ساتھ سے بھاگ گیا حالانکہ یہ اس کے ساتھ سے جدا نہیں ہوا
تھا تو وہ حائف نہ ہو گا اور اگر قسم کھائی ہو کہ اپنے قرضدار سے جدا ہونگا اور باقی مسئلہ بحال رہے تو حائف نہ ہو گا
اور اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے جدا ہونگا یا تنگ کہ جو کچھ میرا اس پر ہے اس سے وصول کر لوں پھر ایسی جگہ
اوسنے اپنے بیٹھا کہ اسکو دیکھتا رہا تاکہ اس کے ہاتھ سے گم ہو جاوے اور اسکی نگہبانی کرتا رہا تو اس سے جدا ہو سکتا ہے
والا ہو گا و اگر ان کے درمیان میں کوئی سترو یا مسجد کا کوئی عمود حاصل ہو گیا تو بھی اس سے جدا ہونے والا نہ ہو گا
اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مسجد کے اندر بیٹھا اور دوسرا مسجد سے باہر اور دروازہ مسجد کا کھلا ہوا ہو کہ
اسکو دیکھتا ہو تو اس سے جدا ہونے والا نہ ہو گا اور اگر بیچ میں دیوار مسجد حاصل ہو اور ایک اندر اور دوسرا باہر ہو
تو جدا ہونے والا ہو گا اور اسی طرح اگر دونوں کے درمیان دروازہ بند ہو اور بیچ حائل کے ہاتھ میں ہو
اور حائل باہر ہو کہ دروازہ پر بیٹھا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ سب منتقے سے منقول ہے اور حیل میں مذکور ہے کہ اگر طالب
سو گیا یا مطلوب سے فائل ہو گیا یا کسی نے اسکو باتوں میں لگا لیا کہ مطلوب بھاگ گیا تو اپنی قسم میں حائف نہ ہو گا
اور اگر نہ سویا اور نہ فائل ہوا پھر وہ چلا اور طالب اس کے ساتھ نہ گیا اور باوجود امکان کے اسکو منع نہ کیا تو اپنی
قسم میں حائف ہو گا اور نیز حیل میں مذکور ہے کہ اگر ملازمت سے اسکو مانع ہوا حتی کہ مطلوب بھاگ گیا تو اپنی
قسم میں حائف نہ ہو گا اور اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے جدا ہونگا یا تنگ کہ اس سے اپنا کل حق
وصول کر لوں پھر اس سے رہن یا کفیل لے لیا اور جدا ہو گیا تو حائف نہ ہو گا حالانکہ رہن قبل جدا ہونے
کے تلف ہو گیا اور اسکی قیمت مثل قرضہ کے یا زیادہ ہے تو ایسی صورت میں حائف نہ ہو گا یہ وغیرہ میں ہے۔ ایک

لے جائے جائے
جو فقہ کے علاوہ ہو

اپنے مدیون کے دروازہ پر آیا اور قسم کھائی کہ یہاں سے نہ جاؤنگا یہاں تک کہ اس سے اپنا حق ملے لون پھر مدیون نے آکر اسکو اس مقام سے دور کر دیا پھر اپنا حق لینے سے پہلے خود چلا گیا تو بعض نے فرمایا کہ حائث ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اگر اسکو دور کر دیا جائے تو وہ اپنے قدم سے نہیں چلا اور دوسری جگہ جا پڑا پھر خود چلا گیا تو حائث نہ ہوگا یہ ظہیر یہ مین ہی۔ اور اگر قرضدار اپنے قسم کھائی کہ قرضخواہ کو اسکا حق دیدیوگا پھر دوسرے کو اور کردینے کا حکم دیا یا قرضخواہ کو اترا لی کر دی اور اسنے وصول کر لیا تو یہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر مدیون کی طرف سے کسی نے براہ احسان ادا کر دیا تو وہ اپنی قسم میں سچا ہوگا اور اگر اسنے یہ نیت کی ہو کہ یہ امر خود اپنے ہاتھ سے کر دینگا تو دینا نہ دقتاً اس کے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر بطلب سے قسم کھائی ہو کہ اسکو اسکا حق نہ دوںگا پھر ان صورتوں میں سے کسی صورت سے اسکو دیا تو حائث ہوگا اگر اسنے یہ نیت کی ہو کہ اپنے ہاتھوں نہ دینگا تو قضا اسکی تصدیق نہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ زید نے عروس سے کہا کہ واللہ تیرا مال سب مجھے نہ دینگا یہاں تک کہ مجھ کوئی قاضی حکم کرے پھر ایک دکیل کیا جسے عروس سے صورت بہ طور قاضی کی اور قاضی نے دکیل پر ادائی کا حکم دیدیا تو یہ حکم زید پر ہوگا جسے کہ بعد اسکے ادا کرنے سے حائث نہ ہوگا۔ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ واللہ تجھ سے جدا نہ ہونگا یہاں تک کہ تجھ سے اپنا حق وصول کروں پھر اسنے اپنے قرضدار سے بیوہ اس قرضہ کے قبل جدا ہونے کے ایک غلام خریدیا اور اسپر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ اس سے جدا ہو گیا تو امام محمد نے فرمایا کہ جو عالم اسکو ایسی صورت میں حائث نہیں قرار دیتا ہے کہ جب قبل جدا ہونے کے اسکو قرضہ مہیہ کیا اور مدیون نے قبول کیا پھر اس سے جدا ہو گیا ہے تو وہ اس صورت میں بھی اسکو حائث نہیں قرار دینگا اور یہی امام اعظم رحم کا قول ہے اور جو اسکو صورت مہیہ مذکورہ میں حائث قرار دیتا ہے اسکے نزدیک اس صورت میں بھی حائث ہوگا اور یہ امام ابو یوسف رحم کا قول ہے اور یہ اسوقت ہے کہ بیع پر قبضہ کرنے سے پہلے اس سے جدا ہو گیا اور اگر جدا ہوا یہاں تک کہ غلام بائع کے پاس ہو گیا پھر اس سے جدا ہو گیا تو حائث ہوگا اور اگر مدیون نے کسی دوسرے کا غلام اسکے ہاتھ بیوہ اس کے قرضہ کے فروخت کیا اور اس نے غلام پر قبضہ کر لیا پھر جدا ہو گیا پھر غلام مذکور کے موئے نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا اور بیع کی اجازت نہ دی تو حائث نہ ہوگا۔ اور اگر مدیون نے اسکے ہاتھ اپنا غلام فروخت کیا بدین شاکہ بائع کو اس بیع میں خیال نہ ہو اور حالف نے بیع پر قبضہ کر لیا پھر جدا ہو گیا تو حائث ہوگا۔ اور اگر قرضہ کسی عورت پر ہو پس قسم کھائی کہ اس سے جدا نہ ہونگا یہاں تک کہ اس سے اپنا قرضہ پورا نہ ہو جائے حالف نے اس عورت سے اس قرضہ پر جو اسکا عورت مذکورہ پر آتا ہے نکاح کر لیا تو اپنا قرضہ بھر لیا۔ اور اگر مدیون نے جو قرضہ اسپر آتا ہے اسکے عوض طالب کے ہاتھ غلام یا باندی فروخت کی پھر بیع مذکورہ ام ولد یا مکاتب یا مدبرنگلی یا کسی دوسرے کی ام ولد یا مدبرنگلی پھر طالب نے اس پر قبضہ کرنے کے بعد مدیون کا ساتھ چھوڑا تو حالف یعنی طالب مذکور حائث نہ ہوگا اور اگر طالب نے ہزار درم لینے سب جو کچھ قرضہ تھا مطلوب کو مہیہ کر دیا پس مطلوب نے اسکو قبول کر لیا یا طالب نے اپنے کسی قرضخواہ کو اسپر اترا لی کرادی کہ جو کچھ اسپر آتا ہے وہ میرے اس قرضخواہ کو دیدیوگا یا مطلوب نے طالب کو کسی اور پر اترا دیا اور طالب نے مطلوب اول کو بری کر دیا پھر طالب اس سے جدا ہو گیا تو ان

لہ
بیع کا حائث کی صورت میں دکیل کا فعل نہیں ہے

سب صدر تو ن میں حالف حاشٹ ہوگا یہ قضاوی قاضی خان میں ہو اگر قسم کھائی کہ زید کے حق سے نہ دبار کھونگا اور انکی کچھ نیت نہیں ہو تو جاسیے کہ جس وقت قسم کھائی ہو اسی وقت اسکو ادا کر دے اور مراد یہ ہو کہ اسی وقت سے دینے میں مشغول ہو جاوے۔ جسے کہ اگر قسم سے فارغ ہوتے ہی اس کام میں مشغول نہوا تو حاشٹ ہو جائیگا خواہ طالب نے اس سے ملنا نہ مانگا ہو یا نہ مانگا ہو اور اگر یہ نیت کی ہو کہ فلان کے طلب کرنے کے بعد یا فلان مدت تک نہ دبار کھونگا تو انکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر مطلوب نے طالب سے حساب کر کے جو کچھ چاہا اس کے پاس تحاسب ادا کر دیا اور طالب نے سب سے بھول پائے گا اگر کیا پھر چند روز بعد اس سے ملا اور کہا کہ میرا پیرے پاس اتنا اتنا فلان جہت سے اور باقی رہا ہو پس مطالب کو بھی یاد دہوا حالانکہ حساب کے وقت دونوں بھول گئے تھے پس اگر اسی دم ادا کر دیا تو حاشٹ ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لاکھیس ذل لاجل یعنی جب وقت آجائیگا تو اسکا کچھ روکا نہ چھوڑو گا تو میعاد آئے پر تاخیر نہ کرے اور اگر اس نے اپنی عمر ادلی تو انکی نیت پر قسم ہوگی یہ عتا بیت نہ ہوتا ہو۔ قسم کھائی کہ اسکو اول ماہ میں ادا کرونگا پھر چاند کے پہلے آوے گا کے اندر ادا کر دیا تو سچا رہا ورنہ حاشٹ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکو سہ ماہ ادا کرونگا یا حسب چاند شکے گا تو وہ چاند رات اور اس کے نام دن میں ادا کر دے پس حاشٹ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ الیہ اسکا قرضہ اول ماہ و آخر ماہ میں ادا کرونگا تو پندرہویں اور سولہویں ان دونوں تاریخوں میں ادا کر دے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا حق وقت صلیہ ظہیر میں ادا کرونگا تو مستیر ظہیر کا تمام وقت ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا حق حسب ظہیر کی ناز پڑھوگا ادا کرونگا تو پورا وقت ظہیر لیا جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا قرضہ سہ ماہ ادا کرونگا پھر اس سے پہلے دیدیا یا طالب نے اسکو بری کر دیا یا طالب مر گیا تو امام عظم و امام محمد کے نزدیک قسم ساقط ہوگئی اور اگر مطلوب مر گیا تو بالاجتماع حاشٹ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ فلان کو اسکا مال ادا کرونگا حالانکہ فلان اس سے پہلے مر گیا ہو مگر اسکو معلوم نہ تھا تو حاشٹ ہوگا اور اگر جانتا ہو تو حاشٹ ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جانتا ہو یا نہ جانتا ہو دونوں صورتوں میں حاشٹ ہوگا یہ محیط مشی میں ہو سوا اگر قسم کھائی کہ اسکا قرضہ ادا کرونگا حسب ناز پیشین پڑھوں تو اسکو ظہیر کے آخر وقت تک ادا کرنے کا اختیار ہے یہ قضاوی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ عند طلوع الشمس او حين تطلع الشمس تو وقت طلوع سے تا قبض آفتاب ادا کر سکتا ہو اور اگر کہا کہ وقت الغروب او قبض آفتاب سے زوال آفتاب تک ادا کر دے یہ محیط میں ہو۔ قرضہ اس نے قسم کھائی کہ شہر سے نہ جاؤنگا حتی کہ تیرا قرضہ سمجھے ادا کر دے یا شیر مال سمجھے دیدون پھر قبل ادا سے قرضہ کے چلا گیا تو حاشٹ ہوگا جیسے قسم کھائی کہ اسکا قرضہ یا مال ادا نہ کرونگا پھر اس میں سے قتل دیدیا تو حاشٹ نہیں ہوتا ہو یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ دالہ ہو کچھ میرا تجھ پر آج قبض نہ کرونگا پھر حالف نے مطلوب کی باندی سے اسی مال پر اسس روز بکال کیا اور اس سے دخول کیا تو حاشٹ ہوگا اور اسی طرح اگر مطلوب کے سرین زخم شہ سوخم کر دیا جس میں قصاص واجب ہو اور اس سے اسی مال پر صلح کر لی تو یہ قصاص ہو جائیگا اور وہ حاشٹ ہوگا یہ محیط مشی میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر اپنے قرضہ سے چہر سو درم آتے ہیں کہا کہ اگر میں نے آج تجھ سے یہ قرضہ درم دون درم کر کے لیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس سے پچاس درم لے لیے اور باقی نہ لیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو حاشٹ نہ ہوگا۔ جیسے پورے سو درم ایک بار کی لینے میں حاشٹ ہوگا روز اول اگر

۱۔ اگر قسم کھائی کہ زید کے حق سے نہ دبار کھونگا اور انکی کچھ نیت نہیں ہو تو جاسیے کہ جس وقت قسم کھائی ہو اسی وقت اسکو ادا کر دے اور مراد یہ ہو کہ اسی وقت سے دینے میں مشغول ہو جاوے۔ جسے کہ اگر قسم سے فارغ ہوتے ہی اس کام میں مشغول نہوا تو حاشٹ ہو جائیگا خواہ طالب نے اس سے ملنا نہ مانگا ہو یا نہ مانگا ہو اور اگر یہ نیت کی ہو کہ فلان کے طلب کرنے کے بعد یا فلان مدت تک نہ دبار کھونگا تو انکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر مطلوب نے طالب سے حساب کر کے جو کچھ چاہا اس کے پاس تحاسب ادا کر دیا اور طالب نے سب سے بھول پائے گا اگر کیا پھر چند روز بعد اس سے ملا اور کہا کہ میرا پیرے پاس اتنا اتنا فلان جہت سے اور باقی رہا ہو پس مطالب کو بھی یاد دہوا حالانکہ حساب کے وقت دونوں بھول گئے تھے پس اگر اسی دم ادا کر دیا تو حاشٹ ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لاکھیس ذل لاجل یعنی جب وقت آجائیگا تو اسکا کچھ روکا نہ چھوڑو گا تو میعاد آئے پر تاخیر نہ کرے اور اگر اس نے اپنی عمر ادلی تو انکی نیت پر قسم ہوگی یہ عتا بیت نہ ہوتا ہو۔ قسم کھائی کہ اسکو اول ماہ میں ادا کرونگا پھر چاند کے پہلے آوے گا کے اندر ادا کر دیا تو سچا رہا ورنہ حاشٹ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکو سہ ماہ ادا کرونگا یا حسب چاند شکے گا تو وہ چاند رات اور اس کے نام دن میں ادا کر دے پس حاشٹ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ الیہ اسکا قرضہ اول ماہ و آخر ماہ میں ادا کرونگا تو پندرہویں اور سولہویں ان دونوں تاریخوں میں ادا کر دے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا حق وقت صلیہ ظہیر میں ادا کرونگا تو مستیر ظہیر کا تمام وقت ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا حق حسب ظہیر کی ناز پڑھوگا ادا کرونگا تو پورا وقت ظہیر لیا جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا قرضہ سہ ماہ ادا کرونگا پھر اس سے پہلے دیدیا یا طالب نے اسکو بری کر دیا یا طالب مر گیا تو امام عظم و امام محمد کے نزدیک قسم ساقط ہوگئی اور اگر مطلوب مر گیا تو بالاجتماع حاشٹ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ فلان کو اسکا مال ادا کرونگا حالانکہ فلان اس سے پہلے مر گیا ہو مگر اسکو معلوم نہ تھا تو حاشٹ ہوگا اور اگر جانتا ہو تو حاشٹ ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جانتا ہو یا نہ جانتا ہو دونوں صورتوں میں حاشٹ ہوگا یہ محیط مشی میں ہو سوا اگر قسم کھائی کہ اسکا قرضہ ادا کرونگا حسب ناز پیشین پڑھوں تو اسکو ظہیر کے آخر وقت تک ادا کرنے کا اختیار ہے یہ قضاوی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ عند طلوع الشمس او حين تطلع الشمس تو وقت طلوع سے تا قبض آفتاب ادا کر سکتا ہو اور اگر کہا کہ وقت الغروب او قبض آفتاب سے زوال آفتاب تک ادا کر دے یہ محیط میں ہو۔ قرضہ اس نے قسم کھائی کہ شہر سے نہ جاؤنگا حتی کہ تیرا قرضہ سمجھے ادا کر دے یا شیر مال سمجھے دیدون پھر قبل ادا سے قرضہ کے چلا گیا تو حاشٹ ہوگا جیسے قسم کھائی کہ اسکا قرضہ یا مال ادا نہ کرونگا پھر اس میں سے قتل دیدیا تو حاشٹ نہیں ہوتا ہو یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ دالہ ہو کچھ میرا تجھ پر آج قبض نہ کرونگا پھر حالف نے مطلوب کی باندی سے اسی مال پر اسس روز بکال کیا اور اس سے دخول کیا تو حاشٹ ہوگا اور اسی طرح اگر مطلوب کے سرین زخم شہ سوخم کر دیا جس میں قصاص واجب ہو اور اس سے اسی مال پر صلح کر لی تو یہ قصاص ہو جائیگا اور وہ حاشٹ ہوگا یہ محیط مشی میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر اپنے قرضہ سے چہر سو درم آتے ہیں کہا کہ اگر میں نے آج تجھ سے یہ قرضہ درم دون درم کر کے لیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس سے پچاس درم لے لیے اور باقی نہ لیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو حاشٹ نہ ہوگا۔ جیسے پورے سو درم ایک بار کی لینے میں حاشٹ ہوگا روز اول اگر

اُس سے پچاس درم لے لیے اور باقی پچاس آخر وز لیے تو حانت ہوگا۔ اور اگر اُس نے در اہم قبضہ میں زیوٹ یا نہرہ پائے ہوں تو حانت ہونا بحال باقی رہیگا دوز نہ ہوگا خواہ اُس نے واپس کر کے بدل لیے ہوں یا نہ واپس کیے اور بدل لیے ہوں یا واپس کیے اور بدلے میں نہ لیے ہوں۔ اور اسی طرح اگر ان درمون کو مستحقہ یا بالعی کسی اور نے اپنا استحقاق ثابت کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر یہ درم ستوقہ یا رصاص ہوں اور اُس نے اسی روز واپس کر کے بدل لیے تو بدل لینے کے وقت حانت ہوگا اور اگر اُس نے بدل نہ لیے ہوں تو حانت نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھانی کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے تجھ سے آج کے روز ان سو درمون میں سے کوئی درم لیا پھر اس روز اُس سے پچاس درم لیے تو لینے کے وقت حانت ہوگا اور یہ استحقاق ہو اور اگر اُس نے اس روز کچھ نہ لیا تو حانت نہ ہوگا اور اگر کوئی وقت قسم میں بیان نہ کیا یعنی قسم کو مطلق رکھا یا بن طور کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں نے سو درمون قرضہ میں سے تجھ سے درم دین درم کر کے لیا پھر اُس سے پچاس درم وصول کر لیے تو لیتے ہی حانت ہوگا اور اگر کہا کہ اگر میں نے قبضہ کیا درم دین درم کر کے تو میرا غلام آزاد ہو پس قرضہ دار نے اسکے واسطے پچاس درم وزن کر دیے اور اسکو دیے پھر اسی میں اسکے واسطے اور پچاس درم وزن کر کے دیے تو استحقاق حانت نہ ہوگا تا وقتیکہ وزن کرنے کے کام میں مشغول ہو اور اگر باقی وزن کرنے سے پہلے وہ کسی اور کام میں مشغول ہو گیا تو حانت ہوگا اور یہی استحقاق ہمارے علما میں ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور اگر کہا کہ واللہ جو میرا تجھ پر نہ ہوگا الا ایک بار میں یا الا ایک دفعہ میں پھر اسکے واسطے ایک ایک درم کر کے وزن کیا اور ہر ایک درم کے وزن سے فایز ہو کر اسکو دیتا گیا تو حانت نہ ہوگا اور اگر وہ اس مجلس میں سوائے وزن کے اور کام میں درمیان میں مشغول ہو گیا ہو تو حانت ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصہ ہی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے اپنے اس مال پر جو میرا فلان پر ہے کچھ کر کے قبضہ کیا تو وہ مساکین پر صدقہ ہے یعنی تمام وہ مال جو فلان پر ہے پھر اسے دس درم میں سے نو درم پر قبضہ کر کے اسکو کسی کو ہبہ کر دیا پھر اسے باقی درم پر قبضہ کیا تو باقی درم کا صدقہ کر دینا اس پر واجب ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے قبض نہ کیا جو میرا مال تجھ پر ہے تو بھی اُس صورت میں یہی حکم ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میں نے قبض نہ کیے وہ دہا ہم جو میرے تجھ پر ہیں تو وہ مسکینوں پر صدقہ ہیں پھر اسے عوض درم یا کوئی اسباب پر قبضہ کیا یعنی بطور وصول حق کے تو حانت نہ ہوگا۔ اور جو اسے ہبہ کیا ہو اسکے مثل کا ضامن ہوگا پس مال ضمان کو صدقہ کر گیا یہ ظہیر میں ہے اور اگر کہا کہ اگر میں نے قبض نہ کیے تجھ سے تو اہم بطریق ادا سے اس مال کے جو میرا تجھ پر ہے تو میرا غلام آزاد ہو پھر اُس سے اُن در اہم کے عوض اسباب یا دینا قبض کیے تو اپنی قسم میں حانت ہوا یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ ان لم ازن مالی علیک فلما کنی اگر اپنا مال جو تجھ پر ہے وزن کر کے نہ لے لوں تو میرا غلام آزاد ہو پھر اُس نے کوئی چیز اپنی جنس حق کے خلاف قبض کی خواہ ایسی چیز وزن میں سے ہو کہ وزن کی جاتی ہو یا نہیں تو وہ اپنی قسم میں سچا نہ ہوگا اس واسطے کہ جب اُس نے فلان کی قید لگائی تو عموم لفظ کا اعتبار ساقط ہو پس لاج بجا انحصار انخصوص ہوا کہ وہ قبض عین حق ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر قبض کیا میں نے اپنا مال جو تجھ پر ہے قبضی میں تو میرا غلام آزاد ہو پھر میں نے اسکو بجائے درم کے دینا یا اسباب ادا کیا تو حالت حانت ہوگا کیونکہ جب عموم لفظ باطل ہوا تو راجح بجانب قبض عین الحق ہوا جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا ہے اور اگر اُس نے وزن سے اپنا بھر پور قرضہ وصول کر لیا مراد لیا ہو تو فیما بینہ و بین اللہ لیس اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاۃ تصدیق نہ ہوگی پھر شرح جامع صغیر قاضیان

مین ہو۔ اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قبض نہ کیے در اہم بطریق اداسے اس مال کے جو میرا تجھ پر تو میرا غلام آزاد ہو پھر
 مطلوب نے طالب سے ایک درم قرض لیا اور اسکو قرضہ مین ادا کیا پھر دوبارہ اس سے قرض لیا اور ادا کیا اسی طرح
 برابر ایک ہی درم کو قرض لے کر ادا کرتا گیا یہاں تک کہ اس کے کل درم اسی ایک درم کے قرضہ لیکر دینے سے پورے
 ادا کر دیئے تو طالب حاشا ہوا اور اگر اس نے تین درم قرض لیکر وہ طالب کو اس کے قرضہ سابق مین ادا کیے پھر دوبارہ
 سہ بارہ اسی طرح اٹھ تین درمون کو قرض لے کر ادا کرتا گیا یہاں تک کہ اس کا سب قرضہ سابق ادا کر دیا تو
 طالب اپنی قسم مین سچا رہا۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید پر جو میرا مال ہے وزن کر کے لے لوں گا پھر زید نے ہکلو غیر وزن
 کیے ہوئے ذیر یا اور اس سے لے لیا تو حاشا ہوا اور اگر وکیل قرض خواہ نے وزن کر کے لیا تو قرض خواہ سچا رہا اور
 اسی طرح اگر قرضہ اس نے قسم کھائی کہ مجھ پر جو اس کا ہے وزن کر کے دیدوں گا پھر قرضہ دار کے وکیل نے وزن کر کے
 دیدیا تو وہ اپنی قسم مین سچا رہا اور اسی طرح اگر طالب و مطلوب دونوں نے اسی طرح قسم کھائی جیسے ہم نے
 بیان کیا ہے پھر ہر ایک نے اس کام کے واسطے جس پر قسم کھائی ہے وکیل کیا تو وکیل کا فعل مثل اس کے خود فعل کے
 ہوگا اور اسی طرح اگر ہر ایک نے قبل قسم کے وکیل کیا ہو پھر ہر ایک کے وکیل نے بعد اپنے موکلوں کی قسم کے وقت
 قسم کے کیا تو ہر ایک کی قسم پوری ہو گئی اس واسطے کہ تو وکیل ہر ایک کی طرف فعل مستدام ہے پس بعد قسم کے اسکی استقامت
 ہر ایک سے بمنزلہ اسکے ہے کہ بعد قسم کے از سر نو وکیل کیا یہ سب خراج مین مذکور ہے۔ اور یہ مسئلہ بعض کے قول کا
 مؤید ہے اور قول بعض یہ ہے کہ اگر قرض خواہ نے کسی کو وکیل کیا کہ زید سے میرا قرضہ قبض کر لے پھر قسم کھائی کہ اس
 قرضہ کو قبض نہ کروں گا پھر اسکی قسم کے بعد وکیل نے اس پر قبضہ کیا تو چاہیے کہ حالف اپنی قسم مین حاشا ہو جاوے اور
 وجہ تائید یہ ہے کہ تو وکیل فعل مستدام ہے پس بعد قسم کے گو یا بعد وکیل قبضہ ہوئی اور فعل وکیل مثل اس کے فعل کے
 ہو پس گویا اس نے قبضہ کیا اور حاشا ہو اذانی المیض و وجہ التائید من المترجم۔ قرضہ دار نے اپنے قرض خواہ سے
 کہا کہ واللہ تیرا قرضہ بخشہ تک ادا کروں گا پھر ادا نہ کیا یہاں تک کہ روز بخشناںہ کی فجر طلوع ہو گئی تو اپنی قسم مین حاشا
 ہوا اس واسطے کہ اس نے بخشناںہ کو غایت قرار دیا ہے اور غایت مین داخل نہیں ہوتی ہو جسکی غایت قرار دی گئی ہے
 جب کہ غایت اخراج ہو اور اگر کہا کہ واللہ تیرا قرضہ پانچ روز تک ادا کروں گا تو جب تک پانچویں روز کا آفتاب
 غروب نہ ہو جاوے تب تک حاشا ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قرض خواہ نے قسم کھائی کہ اپنے
 قرضہ دار سے آج اپنا قرضہ قبض نہ کروں گا پھر طالب نے قرضہ دار مذکور سے اسی روز کوئی چیز اس قرضہ کے عوض
 خریدی اور اسی روز بیچ پر قبضہ کیا تو حاشا ہوگا اور اگر بیچ پر کل کے روز قبضہ کیا تو حاشا ہوگا اور اگر بعد قسم کے
 اسی روز قرضہ دار سے کوئی چیز بطور بیچ فاسد کے خریدی اور اس پر اسی روز قبضہ کر لیا پس اگر اسکی قیمت مثل قرضہ یا
 زیادہ ہو تو حاشا ہوگا ورنہ حاشا ہوگا اور اگر اس روز قرضہ دار کی کوئی چیز تلف کر دی پس اگر تلف کی ہوئی چیز مثلی ہو یعنی
 اسکا تادان اس کے مثل دینا ہوتا ہے نہ اسکی قیمت تو حاشا ہوگا اور اگر قیمتی ہے پس اگر اسکی قیمت مثل قرضہ کے یا
 زیادہ ہو تو حاشا ہوگا لیکن یہ شرط ہے کہ پہلے غصب کر کے پھر تلف کی ہو اور اگر بدون غصب کیے ہوئے تلف
 کی ہو مثلاً جلا دیا تو حاشا ہوگا یہ طریقہ مین ہے قرضہ دار نے اپنے قرض خواہ سے کہا کہ مین نے میرا مال کل کے روز ادا کیا
 تو میرا غلام آزاد ہو پھر قرض خواہ غائب ہو گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا قرضہ قاضی کو دیدے پس اگر دیدیا تو حاشا ہوگا اور

۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

قرضہ سے بھی بری ہو گیا اور یہی مختار ہی اور اگر وہ ایسی جگہ ہو کہ جہاں قاضی نہیں ہو تو حانت ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں ہو اور اگر قرضخواہ غائب ہو بلکہ موجود ہو لیکن وہ مال قرضہ کو قبول نہیں کرتا ہو پس اگر اس کے سامنے ہن جنت
 سے رکھ دیا کہ اگر قرضہ کرنا چاہے تو اس کا ہاتھ اس مال تک پہنچ سکتا ہو تو حانت ہو گا اور قرضہ سے بھی بری ہو گا
 اور اسی طرح اگر غاصب نے اس طرح مال منصوب واپس کرنے کی قسم کھائی اور جس سے غضب کیا ہو وہ اسکو قبض
 نہیں کرتا ہو پس غاصب نے اسی طرح کیا تو بری ہو گیا اور حانت ہو گا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور تعلق میں ہو کہ ابن سماعہ
 نے فرمایا کہ میں نے امام ابو یوسف کو فرماتے سنا کہ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ واللہ میں تجھے جدا نہ کرے گا
 حتیٰ کہ تو میرا حق دیدے آج کے روز اور اسکی نیت یہ ہو کہ میں تیرا ساتھ نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ تو مجھے میرا حق دے
 پھر وہ دن گزر گیا اور اس نے ساتھ نہ چھوڑا اور قرضدار نے قرضہ بھی نہ دیا تو حانت ہو گا اور اگر یہ دن گزر جانے
 کے بعد اس سے جدا ہو گیا تو حانت ہو گا اور اسی طرح اگر کہا کہ تجھ سے جدا نہ کرے گا یہاں تک کہ تجھے سلطان
 کے پاس پہنچاؤں گا آج کے روز یا یہاں تک کہ تجھکو مجھ سے سلطان چھوڑا دے پھر یہ دن گزر گیا اور اس کا
 ساتھ نہ چھوڑا اور اسکو سلطان کے پاس نہ لے گیا اور نہ سلطان نے اسکو حالف سے چھوڑا یا تو بھی ہی
 حکم ہو کہ جب ہی حانت ہو گا کہ اس کا ساتھ بعد اسکے ترک کرے ورنہ حانت نہیں ہو۔ اور اگر اس نے دن کو مقدم
 کیا یا بن طور کہ کھا نہ آج تجھے نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ تو مجھے میرا حق دیدے پھر یہ دن گزر گیا اور اس کا ساتھ نہ
 چھوڑا اور نہ اس نے قرضہ دیا تو حانت ہو گا اور اگر اس دن کے بعد اس کا ساتھ چھوڑ دیا تو حانت ہو گا یہ جملہ میں ہو
 اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمر سے تقاضا نہ کروں گا پھر عمر کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے تقاضا نہ کیا تو حانت
 ہو گا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر قرضخواہ نے قسم کھائی کہ اگر نہ لیا میں نے تجھ سے اپنا مال جو میرا تجھ پر آتا ہو کل کے روز
 تو میری جو رو طالعہ ہو اور قرضدار نے بھی قسم کھائی کہ کل کے روز اسکو نہ دوں گا پس قرضخواہ نے جس سے جبراً
 لے لیا تو دونوں حانت نہ ہونگے اور اگر اس سے یہ ممکن نہ ہوا تو اسکو قاضی کے پاس پہنچ لیا و پس جب
 اس سے محضہ کیا تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا۔ ایک نے اپنے قرضدار سے قسم لی کہ واللہ تیرا حق فلاں روز ضرور
 ادا کروں گا اور تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیدوں گا اور بغیر تیری اجازت کے نہ جاؤں گا پھر روز موعود پر حالف آیا اور
 اسی روز قرضہ سب ادا کر دیا۔ لیکن اس نے ہاتھ نہیں پکڑا اور بدوں اسکی اجازت کے چلا گیا تو یہ حالف
 قرضدار حانت نہ ہو گا۔ اگر قسم کھائی کہ اپنا مال تجھ پر چھوڑوں گا اور اسکو قاضی کے پاس لے گیا پس قاضی
 نے اسکو قید کیا یا اس سے قسم لے لی تو حالف اپنی قسم میں سچا ہو گیا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اس طرح اگر اسکو قاضی
 کے پاس نہ لے گیا اور رات ہونے تک اسکو ساتھ سے نہ چھوڑا تو بھی سچا ہو گیا یہ جملہ میں ہو۔ قال الزہری
 عبارة المسئلة هكذا ادع مالي عليك وحلف عليه آه فتدبر اور اگر عینی میں قسم کھائی کہ لے لیتا ہوں مال او عند
 حلف او حین حلف المال او حین حلف اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو حلفت مال دینے کا وقت آوے ہی ساعت
 میں دیدے اور اگر اس ساعت سے زیادہ تاخیر ہو گئی تو حانت ہو گا یہ بسوط میں ہو قال المزی جم قولہ
 ویدے یعنی دینے میں مشغول ہو جاوے فافہم۔ اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ فلاں روز اسکو قرضہ ادا کروں گا پھر روز مذکور
 سے پہلے ادا کر دیا۔ یا قرضخواہ نے اسکو ہبہ کر دیا یا بری کر دیا پھر وہ دن آیا حالانکہ اس پر قرضہ نہ تھا

سلا
 ریس
 اگر وہ
 جہاں
 ہو گا
 اگر اس
 کا حق
 دے
 اگر اس
 کے پاس
 پہنچاؤں
 گا
 اگر اس
 کے پاس
 نہ لے
 گیا
 اور نہ
 سلطان
 نے اسکو
 حالف
 سے
 چھوڑا
 یا تو
 بھی ہی
 حکم
 ہو کہ
 جب ہی
 حانت
 ہو گا
 کہ اس
 کا
 ساتھ
 بعد
 اسکے
 ترک
 کرے
 ورنہ
 حانت
 نہیں
 ہو۔
 اور
 اگر
 اس
 نے
 دن
 کو
 مقدم
 کیا
 یا
 بن
 طور
 کہ
 کھا
 نہ
 آج
 تجھے
 نہ
 چھوڑوں
 گا
 یہاں
 تک
 کہ
 تو
 مجھے
 میرا
 حق
 دیدے
 پھر
 یہ
 دن
 گزر
 گیا
 اور
 اس
 کا
 ساتھ
 نہ
 چھوڑا
 اور
 نہ
 اس
 نے
 قرضہ
 دیا
 تو
 حانت
 ہو
 گا
 اور
 اگر
 اس
 دن
 کے
 بعد
 اس
 کا
 ساتھ
 چھوڑ
 دیا
 تو
 حانت
 ہو
 گا
 یہ
 جملہ
 میں
 ہو
 اور
 اگر
 قرضخواہ
 نے
 قسم
 کھائی
 کہ
 اگر
 نہ
 لیا
 میں
 نے
 تجھ
 سے
 اپنا
 مال
 جو
 میرا
 تجھ
 پر
 آتا
 ہو
 کل
 کے
 روز
 تو
 میری
 جو
 رو
 طالعہ
 ہو
 اور
 قرضدار
 نے
 بھی
 قسم
 کھائی
 کہ
 کل
 کے
 روز
 اسکو
 نہ
 دوں
 گا
 پس
 قرضخواہ
 نے
 جس
 سے
 جبراً
 لے
 لیا
 تو
 دونوں
 حانت
 نہ
 ہونگے
 اور
 اگر
 اس
 سے
 یہ
 ممکن
 نہ
 ہوا
 تو
 اسکو
 قاضی
 کے
 پاس
 پہنچ
 لیا
 و
 پس
 جب
 اس
 سے
 محضہ
 کیا
 تو
 اپنی
 قسم
 میں
 سچا
 ہو
 گیا۔
 ایک
 نے
 اپنے
 قرضدار
 سے
 قسم
 لی
 کہ
 واللہ
 تیرا
 حق
 فلاں
 روز
 ضرور
 ادا
 کروں
 گا
 اور
 تیرے
 ہاتھ
 میں
 ہاتھ
 دیدوں
 گا
 اور
 بغیر
 تیری
 اجازت
 کے
 نہ
 جاؤں
 گا
 پھر
 روز
 موعود
 پر
 حالف
 آیا
 اور
 اسی
 روز
 قرضہ
 سب
 ادا
 کر
 دیا۔
 لیکن
 اس
 نے
 ہاتھ
 نہیں
 پکڑا
 اور
 بدوں
 اسکی
 اجازت
 کے
 چلا
 گیا
 تو
 یہ
 حالف
 قرضدار
 حانت
 نہ
 ہو
 گا۔
 اگر
 قسم
 کھائی
 کہ
 اپنا
 مال
 تجھ
 پر
 چھوڑوں
 گا
 اور
 اسکو
 قاضی
 کے
 پاس
 لے
 گیا
 پس
 قاضی
 نے
 اسکو
 قید
 کیا
 یا
 اس
 سے
 قسم
 لے
 لی
 تو
 حالف
 اپنی
 قسم
 میں
 سچا
 ہو
 گیا
 یہ
 خلاصہ
 میں
 ہو۔
 اور
 اس
 طرح
 اگر
 اسکو
 قاضی
 کے
 پاس
 نہ
 لے
 گیا
 اور
 رات
 ہونے
 تک
 اسکو
 ساتھ
 سے
 نہ
 چھوڑا
 تو
 بھی
 سچا
 ہو
 گیا
 یہ
 جملہ
 میں
 ہو۔
 قال
 الزہری
 عبارة
 المسئلة
 هكذا
 ادع
 مالي
 عليك
 وحلف
 عليه
 آه
 فتدبر
 اور
 اگر
 عینی
 میں
 قسم
 کھائی
 کہ
 لے
 لیتا
 ہوں
 مال
 او
 عند
 حلف
 او
 حین
 حلف
 المال
 او
 حین
 حلف
 اور
 اسکی
 کچھ
 نیت
 نہیں
 ہو
 تو
 حلفت
 مال
 دینے
 کا
 وقت
 آوے
 ہی
 ساعت
 میں
 دیدے
 اور
 اگر
 اس
 ساعت
 سے
 زیادہ
 تاخیر
 ہو
 گئی
 تو
 حانت
 ہو
 گا
 یہ
 بسوط
 میں
 ہو
 قال
 المزی
 جم
 قولہ
 ویدے
 یعنی
 دینے
 میں
 مشغول
 ہو
 جاوے
 فافہم۔
 اگر
 قرضدار
 نے
 قسم
 کھائی
 کہ
 فلاں
 روز
 اسکو
 قرضہ
 ادا
 کروں
 گا
 پھر
 روز
 مذکور
 سے
 پہلے
 ادا
 کر
 دیا۔
 یا
 قرضخواہ
 نے
 اسکو
 ہبہ
 کر
 دیا
 یا
 بری
 کر
 دیا
 پھر
 وہ
 دن
 آیا
 حالانکہ
 اس
 پر
 قرضہ
 نہ
 تھا

تجارت کے نہیں ہو تو حانت نہ ہوگا یہ سراج و باج میں ہو۔ ایک شخص مر گیا اور اُس نے وارث چھوڑا اور میت کا ایک شخص پر قرضہ ہو پس وارث مذکور اس قرضہ دار کے پاس آیا اور اُس سے مخاصمہ کیا پس قرضہ دار نے قسم کھائی کہ اس شخص کا مجھے کچھ نہیں ہو پس اگر وہ اُس کے مورث کی موت سے آگاہ نہ تھا تو مجھے اس پر کہ حانت نہ ہوگا اور اگر آگاہ تھا تو حانت ہوگا اور یہ مختار ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اصل میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میرے لیے کچھ مال نہیں ہو حالانکہ اُس کا قرضہ کسی مفاس یا تو انکر پر ہو تو حانت نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کسی نے ہکا مال غصب کر لیا ہو اور اس کو تلف کر ڈالا اور اُس کا اقرار کرتا ہو یا وہ مال معینہ جو وہ مگر وہ انکار کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مال منسوب لعینہ موجود ہو اور خالص اقرار کرتا ہو کہ میں نے فلان سے غصب کر لیا ہو تو اس میں شائبہ کے اختلاف کیا ہو۔ اور اگر کسی کے پاس اس کی ولایت ہو اور مستودع مقرر ہو تو حانت ہوگا اور اگر اُس کے پاس قلیل یا کثیر سونا یا چاندی ہوگی تو حانت ہوگا اور اسی طرح اگر اُس کے پاس مال تجارت یا مال سوانم ہو تو بھی یہ حکم ہو اور اگر اُس کے پاس اسباب حیوان غیر سائمہ ہوں تو حانت نہ ہوگا یہ محیط میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ زید سے جس حق کا دعوے کرتا ہو اُس سے صلح نہ کرونگا پھر کسی کو قتل کیلئے جسے زید سے اس کی بابت صلح کر لی تو حانت نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ زید سے صلح نہ کرونگا پھر کسی کو قتل کیلئے جسے زید سے اس کی بابت صلح کر لی تو حانت نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید سے صلح نہ کرونگا پھر اُس سے صلح کر کے واسطے قتل کیا کہ اُس نے صلح کر لی تو قضا حانت ہوگا اس واسطے کہ صلح میں عمدہ ہندہ وکیل نہیں ہو یہ محیط ہر قسم میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ ہزار درہم نہ سہرچ نہ کرونگا پھر اُن سے اپنا قرضہ ادا کیا تو حانت نہ ہوگا اس واسطے کہ عرف میں یہ خرچ کرنا نہیں ہو اور بعض نے کہا کہ حانت ہوگا اور اگر اس طرح بھی نہ دینے کی نیت کی ہو تو بالاتفاق حانت ہوگا اس واسطے کہ اُس نے اپنے اوپر سختی کی نیت بیان کی ہو لیکن صرف میں اس کی تصدیق ہوگی یہ وجہ کردری میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ قرضہ اپنے ذمہ نہ لونگا پھر کسی عورت سے نکاح کیا تو بلحاظ دین ہر کے حانت نہ ہوگا اور اگر بیع سلم میں ذمہ لیتے تو حانت ہو یا یہ خلاصہ میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ ایسا فعل نہ کرونگا تو ہمیشہ کے واسطے ترک کرے یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ ضرور ایسا کرونگا تو ایک بار کرنے سے قسم پوری ہو جائیگی خواہ اُس نے باکراہ اس کو کیا ہو یا خوشی سے خواہ یا دوسے یا بھولے سے خواہ خود اپنے واسطے یا غیر کی طرف سے وکیل ہو کہ۔ اور اگر اُس نے اس فعل کو نہ کیا تو اُس کے حانت ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا یہاں تک کہ اُس کے طرف سے اس فعل سے یاس ہو جاوے اور اس کی یہ صورت ہو کہ وہ بدون اس فعل کے کرنے کے مر جاوے پس اس پر واجب ہو کہ کفارہ ادا کرنے کی وصیت کر جاوے یا یہ صورت ہو کہ محل فعل فوت ہو جاوے جیسے قسم کھائی کہ زید کو مارونگا یا یہ گروہ روٹی کھاؤنگا پھر زید اس کے فعل سے پہلے مر گیا یا روٹی کسی نے کھائی تو حانت ہوگا۔ اور یہ ہر وقت ہو کہ قسم مطلق ہو اور اگر مقید ہو مثلاً قسم کھائی کہ اس روٹی کو آج کے پہلے کھا جاؤنگا تو قبل وقت گذرنے کے فوت محل فعل سے امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک قسم ساقط ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ نے اس میں خلاف کیا ہے فتح القدیر میں ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ حرام نہ کرونگا تو نکاح فاسد سے حانت نہ ہوگا اور اس طرح جو باہر بہائم کے ساتھ دہلی کرنے سے بھی حانت نہ ہوگا الا آنکہ کوئی بات ایسی ہو کہ وہ اس امر پر دلالت کرے کہ یہ بھی مراد سختی

جیسے مثلاً قسم کھانے والا گائون کے جاہل گوارون میں سے ہو جو بھٹم و چوباون کے پیچھے چلتے ہیں یہ سرچہ
 میں ہو ایک نے قسم کھائی کہ کچھ وصیت نہ کرونگا پھر اُسے مرض الموت میں پہنچ گیا تو حانت ہوگا اور اسی طرح اگر اپنے
 مرض الموت میں اپنے باپ کو خرید کر وہ اُسکی طرف سے آزاد ہو گیا تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ آج اسکو
 سو درہم پہنچا کرونگا پھر اسکو ایسے سو درہم پہنچے جو داہب کے کسی دوسرے پر قرضہ ہیں اور اسکو اُسکے
 وصول کر لینے کا وکیل کر دیا تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر پہنچنے والا قبل سو ہو ب لہ کے قبضہ کر کے کر گیا
 تو سو ہو ب لہ اُسپر قبضہ نہ کر سکے گا اسواسطے کہ وہ وارثوں کی ملک ہو گئی یہ فتح القدر میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی
 کہ زید جس امر کا حکم کرے گا اور جس سے منع کرے گا اس میں اُسکی اطاعت کرونگا پھر اسکے بعد زید نے اُسکو اُسکی
 جو رو سے جماع کرنے سے منع کیا پھر اُس نے اپنی جو رو سے جماع کیا تو حانت ہوگا بشرطیکہ بیان کوئی
 ایسی بات نہ ہو جو اسپر دلالت کرے کہ ایسے اوامر و نواہی بھی مراد تھے۔ قسم کھائی کہ فلان کی خدمت نہ کرونگا پھر اجرت
 پر اُسکی قمیص سی دی تو حانت ہوگا اور اگر بلا اجرت سی دی تو حانت ہونے کا خوف ہے یہ فتاویٰ کبر کے
 میں ہے۔ اور اگر کہا کہ کل مال جو میری ملک ہو ہدی ہو پس دوسرے نے کہا کہ اور مجھ اسکے مثل ہے تو دوسرے
 پر لازم ہوگا کہ اپنا تمام مال خواہ مال اول سے کم ہو یا زیادہ ہو یا برابر ہو ہدی کر دے لیکن اگر اسکی نیت ہو کہ
 اول کے مال کے برابر ہدی ہو تو قسم اُسی قدر پر ہوگی قال المترجم ہدی سے مراد وہ مال کہ فقرائے مکہ معظمہ کو
 صدقہ دیا جاوے۔ اور اگر کہا کہ کل مال کہ میں اُسکا مالک ہوں سال بھر تک پس وہ ہدی ہو پس دوسرے نے
 کہا مثل اسکے تو دوسرے پر کچھ لازم نہ ہوگا یہ ایضاً ح میں ہے۔ اور اگر ایک نے قسم کھائی کہ میں اس دی کو نہیں پہچانتا
 ہوں حالانکہ وہ اسکو صورت سے پہچانتا ہو مگر نام سے نہیں پہچانتا ہو یعنی نام کہیں جانتا ہو تو حانت نہ ہوگا
 اسی طرح یہ مسئلہ اصل میں مذکور ہو اور فرمایا کہ لیکن اگر اُس نے صورت سے بھی نہ پہچاننے کی نیت کی ہو تو حانت
 ہوگا پس اگر اُس نے اسی نیت کی تو اُس نے اپنے اوپر سختی کر لی اور لفظ اس مراد کو محتمل ہے۔ اور یہ اس وقت ہے کہ مخلوق علیہ
 کا کچھ نام ہو اور اگر اسکا کچھ نام نہ ہو مثلاً ایک شخص کے بہان فرزند پیدا ہوا اور پڑوسی نے دیکھا کہ قسم کھائی کہ میں اس فرزند
 کو نہیں پہچانتا ہوں حالانکہ ہنوز اسکا نام نہیں رکھا گیا ہو تو وہ حانت ہوگا اسواسطے کہ وہ اسکو صورت سے
 پہچانتا ہو اور نام اسکا کوئی خاص نہیں ہو تاکہ اسکی شناخت شرط کیجاوے یہ محیط و ظہیر میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی
 کہ یہ فعل نہ کرونگا مادامیکہ فلان اس شہر میں ہو پھر فلان مذکور بیان سے چلا گیا پس اُس نے یہ کام کیا پھر وہ
 لوٹ آیا پھر اُس نے دوبارہ یہ فعل کیا تو حانت نہ ہوگا یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ برزجمہ کوئی عمل نہ کرونگا
 اسی کوئی کام نہ بنائے گا اور اس شخص کے پاس کپڑا سٹھا جسکی قمیص تیار کرانی منظور تھی پس اسکو درزی کے پاس
 لے گیا اور اسکو امر کیا کہ اسکی قمیص بنائی جائے تو حانت نہ ہوگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ
 زید نے عمرو کے پاس کوئی چیز ہدی بھیجی پس عمرو نے کہا کہ اگر میں نے تجھے اس ہدیہ کے عوض یہ قبائلی دی تو میرا
 غلام آزاد ہو پھر کچھ زمانہ گزرا پھر عمرو نے اسکو دس درہم دیے اور اُس نے اسے بائیم صلح کر لی تو حانت ہو گیا اور غلام
 ابویوسف نے فرمایا کہ جب تک قبا باقی ہو اور وہ زندہ ہو تب تک حانت نہیں ہوگا چنانچہ اگر اُس کے بعد قبا
 ویر ہو تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس فلم سے نہ لکھونگا پھر اسکو توڑ ڈالا پھر دوبارہ

ملک کا مسئلہ نہیں
 بلکہ اس کا دوسرا جواب ہے

لیکن اس میں
 شامل ہو کر
 رویت اور
 ملاقات
 میں فرق آئے
 پس جو فرق
 اس میں
 پس یہ نظام
 سے برون
 کیا کہ اگر میں
 دیکھتا ہوں
 نہارا تو دھڑا
 جو بارہوی
 جو کہ
 اس لحاظ سے
 ساتھ طمان
 معاف کی جائے
 ایک پیل کے
 فاصلے سے
 دیکھتا ہوں
 ہوگا اگر اگر
 کہ اگر کہ میں
 سمجھتا ہوں
 ہوں اگر کہ
 حالت نہ ہو
 نہ ہوں

ورنہ اگر کچھ نیت نہ کی تو یہ قسم ایک مہینہ کے سفر پر ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور فتاویٰ اور رار النہر میں مذکور ہو کہ شیخ
ابونصر بوسی سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے قسم کھائی مگر یہ سبولی گیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کھنے کی یا جو روکے
طلاق کی این سے کسی کی قسم کھائی تھی تو فرمایا کہ اسکی قسم طلاق پر ہوگی الا آنکہ اسکو یاد ہو جاوے یہ تا مار خانیہ میں ہو
قال المترجم اس سے ظاہر ہوا کہ ان تین میں طلاق کو ترجیح ہوگی نظر بر فقہ و حفظ دین اللہ تعالیٰ فافہم۔ اگر کسی نے ایک
خادم کی نسبت جو اسکی خدمت کرتا تھا قسم کھائی کہ اس سے خدمت نہ چاہوں گا تو اس مسئلہ میں دو وجہیں ہیں اول
آنکہ خادم مذکور اسکا مملوک ہو اور اس میں چار صورتیں ہیں ایک یہ کہ بعد قسم کے اس سے ظاہر و صریح خدمت
چاہی مثلاً کہا کہ میری خدمت کر دے تو وہ حانث ہوگا اور یہ ظاہر ہو کہ دوسری صورت یہ کہ قسم کے بعد کسے بدون حکم
مولیٰ کے مولیٰ کی خدمت کی اور مولیٰ نے اسکو خدمت کرنے دی حالانکہ وہ قسم سے پہلے خدمت مولیٰ کے حکم سے کیا
کرتا تھا تو اس صورت میں بھی حانث ہوگا اور تیسری صورت یہ ہو کہ اس نے بغیر حکم مولیٰ کے اسکی خدمت کی اور پہلے
بھی بغیر حکم مولیٰ کے خدمت کیا کرتا تھا تو اس صورت میں بھی حانث ہوگا اور چوتھی صورت یہ ہو کہ بعد قسم کے
اس نے مولیٰ کی خدمت بدون اس کے حکم کے کی اور قسم سے پہلے اسکی خدمت بالکل نہیں کرتا تھا تو اس صورت
میں بھی حانث ہوگا۔ اور رہی وجہ دوم وہ یہ ہو کہ خادم مذکور کسی دوسرے کا مملوک ہو اور اس میں بھی وہی چار
صورتیں ہیں جو پہلے بیان کی ہیں مگر اس وجہ میں پہلی دونوں صورتوں کے وقوع سے حانث ہوگا اور تھیلی
دونوں صورتوں کے وقوع سے حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خادم مملوک زید سے خدمت نہ چاہوں گا پھر
خادم مذکور سے صریح نہیں بلکہ اشارہ سے وضو کا پانی یا پینے کے واسطے پانی مانگا اور قسم کھانے کے
وقت اسکی کچھ نیت نہ تھی کہ کیونکر یا کیسی خدمت نہ چاہوں گا تو شخص حانث ہوگا خواہ خادم غلام اسکو کجا لاوے یا نہ
لاوے اور اگر اس نے قسم میں یہ نیت کی ہو کہ اس طرح خدمت نہ چاہوں گا کہ میں اس سے خدمت کو کہوں تب وہ خدمت
کر دے تو دیا گئے فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اس کے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضاء تصدیق نہ ہوگی۔ اور اگر قسم
کھائی کہ زید کا خادم میری خدمت نہ کرے گا پھر قسم کھانے والا اور زید مذکور ساتھ دسترخوان پر کھانے کو بیٹھے اور
یہی خادم ان لوگوں کے کھانے و پانی کی خبر گیری کرتا ہو تو حالف مذکور حانث ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اندر گھر
کے ہر کام کاج کو خدمت بولتے ہیں اور باہر کے کام کاج مثل خرید و فروخت وغیرہ کو تجارت بولتے ہیں اور وہ
خدمت میں شمار نہیں ہو۔ اور واضح ہو کہ خادم کا اطلاق غلام و باندی دونوں پر ہو خواہ بڑا ہو یا اتنا چھوٹا کہ خدمت
کر سکتا ہو یہ ظہیر یہ ہیں ہو۔ قال المترجم ہمارے عرف میں گھر کے کام کاج کے ساتھ بازار کے ضروری خرید و فروخت
بھی خدمت میں داخل ہو اور یہی اس کے عرف میں بھی بنا بر صریح مراد ہو اور بالفاظ خادم سو ہمارے عرف میں غلام
ہو بولا جاتا ہو اور نیز لڑکا ہو اور سی و سالہ لڑکی بھی اور باندی بہ خدمت نہیں بلکہ خادمہ کا اطلاق ہوتا ہو اور اس طرح
مائدہ یا سالانہ پر جو عورت کو کہ ہو خادمہ کہلاتی ہو بنا برین مسائل کی تخریج میں فرق ملحوظ رکھنا چاہیے ہو فافہم۔
واللہ تعالیٰ اعلم للمصدق والصواب واضح ہو کہ مزارعت میں کاشتکار و مالک زمین جہاں مذکور ہوئے ہیں
اسے بوند و مالک زمین مراد نہیں ہیں بلکہ بٹائی ہو جو ستے بوند و مالک کاشتکار ہیں اور نیز بٹائی ہو مالک
بچا نے واسطے حامل ہیں و مالک باغ و زمین سے انکا عقد مزارعت و تجارت وغیرہ ہوتا ہو جو: جمیع المناہات

کتاب المزارعت سے تفصیل و اختلاف دریافت ہوگا وہاں سے معلوم کرنا چاہیے جب یہ معلوم ہوا تو ہم کہتے ہیں کہ کتاب میں مذکور ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ میں فلان کے کاشتکاروں میں سے نہ ہوں گا حالانکہ اس وقت وہ فلان کا کاشتکار ہے یا کہا کہ میں فلان کا جوتا نہ ہوں گا حالانکہ اسکی زمین اُسکے پاس ہے اور فلان مذکور غائب ہے کہ اُسی وقت وہ اس عقد کو جو دونوں کے درمیان ہو نہیں توڑ سکتا ہے تو حانت ہو جائیگا اسواسطے کہ حانت ہونے کی شرط یہی ہے کہ وہ فلان کے کاشتکاروں میں سے ہو اور یہ بات پائی گئی اور وہ اس میں معذور بعد شرعی نہیں ہے اور اگر وہ مالک زمین کے پاس عقد مزارعت توڑنے کے واسطے چلا تو حانت ہوگا اگرچہ مالک زمین شہر میں نہ ہو کہیں باہر ہو اسوجہ سے کہ اتنی دیر سے مستثنیٰ ہوتی ہے پس ایسا ہو کہ جیسے کسی نے قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ ہوں گا اور نکلنا چاہا مگر اُس نے کبھی نہ پائی الا بعد ساعت کے تو جب تک وہ کبھی کی تلاش میں ہے حانت نہیں ہوتا ہے پس ایسا ہی بیان بھی ہے اور اگر وہ بعد قسم کے مالک زمین کے پاس جا کر اُسکو اسکی زمین واپس کر دینے کے کام کے واسطے سوائے اور کام میں مشغول ہوا تو حانت ہوگا جیسے کہ مسئلہ مکان میں سوائے کبھی کی جستجو کے اور کام میں مشغول ہونے سے حانت ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ کام قسم سے مستثنیٰ نہیں ہے اور اگر مالک زمین کے پاس باہر جانے سے اسکو کسی آدمی نے روکا یا مالک زمین شہر میں موجود ہے مگر اُسکے پاس پہنچنے سے کسی نے اُسکو روکا تو حانت نہ ہوگا اسواسطے کہ فلان کا کاشتکار ہونا ہی اُسکے حانت ہونے کی شرط ہے اور باوجود منع کے اسکا تحقق ہوگا چنانچہ اسکا بیان اوپر گزرا ہے حتیٰ کہ اگر اُس نے یوں کہا کہ اگر میں نے فلان کی کاشتکاری نہ چھوڑی تو ایسا تو واجب ہے کہ مسئلہ دو قوتوں پر ہو جیسے مکان کی سکونت کے مسئلہ میں ہونے بیان کیا ہے یہ فتاویٰ کبرے میں ہے۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ اہل حرفہ میں سے ایک نے اپنے کار کے اوزاروں سے کام نہ بنانے پر یوں قسم کھائی کہ اگر دست برآنا نہ نکلیں تو میرا غلام آزاد ہو مثلاً بھر اُس نے انکو ہاتھ سے چھو اگر کام نہ بنانے کے واسطے نہیں یوں ہی چھو پس آیا حانت ہوگا یا نہیں تو شیخ نے فرمایا کہ نہیں یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے فارسی میں کہا کہ اگر من کشت کم درین وہ زن من طالق است یعنی اگر میں اس گانوں میں کھیتی کروں تو میری جو روطا لقمہ ہو پس اگر اُس نے خربوند یا کپاس کی کھیتی کی تو حانت ہوگا اور اگر کسی دوسرے کی بولی ہوئی کھیتی کو بانی دیا یا زمین گھڑی وہل چلائی کی یا کھیتی کاٹی تو حانت نہ ہوگا اور اگر دوسرے کو مزارعت پر دیدی یا زراعت کے واسطے کوئی شخص اجرت پر مقرر کیا جس نے زراعت کی تو بھی حانت نہ ہوگا بشرطیکہ یہ شخص ایسا ہو کہ خود اپنے آپ اس کام کو کرتا ہو کیونکہ اُس نے اپنے آپ کھیتی نہیں کی اور اگر اُس نے بھی نیت کی ہو کہ دوسرے کو حکم نہ کروں گا تو اسکی تصدیق ہوگی کہ وہ حانت ہوگا اسواسطے کہ اس کے لفظ سے یہ معنی بھی نکل سکتے ہیں اور اس میں اُس کے اوپر سختی زائد ہوتی ہے نہ آسانی۔ اور اگر اُس کے غلام یا مزدور نے اُس کے واسطے کھیتی کی حالانکہ قبل قسم کے اسکو حکم دینا تھا تو وہ حانت ہوگا الا آنکہ اُس نے خاصۃً اپنے ہاتھ سے کھیتی نہ کرنے کی نیت کی ہو یہ فتاویٰ کبرے میں ہے۔ اور اگر مالک زمین یا کاشتکار نے کہا کہ اگر میں کشت مریکا تا زن من طالق است یعنی اگر کھیتی میرے کام آوے تو میری جو روطا لقمہ ہو پھر اپنا حصہ پسند اور فروخت کر دیا یا کسی کو قرضہ میں دے دیا یا ہبہ کر دیا تو حانت ہوگا اور اگر اسکو کسی نے تھٹھ کر دیا پس مالک نے اُس سے تادان لیا اور لیکر اپنے

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

نصف میں خرچ کیا تو حاش نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے فلان کے لیے ایک عدلیہ یا نصف عدلیہ کی ضمانت کر لی تو میری جو رو طالق ہو پھر اُس کے واسطے کسی کی طرف سے دس درم غطریفیہ کی ضمانت قبول کر لی تو حاش نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کام نہ بناؤنگا اور وہ موزہ دوز ہو پس اُسے دوکاندار سے موزہ دوزی سکھاؤزار خریدے اور موزہ بنایا پھر فلان مذکور کے ہاتھ فروخت کر دیا تو حاش نہ ہوگا یہ خزانہ المفتین میں ہے شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد کے پاس کرایہ بچھاڑے پر چلانے کی چیزیں ہیں اُس نے قسم کھائی کہ اگر چیزوں کو کرایہ پر دوں تو میری جو رو طلاق ہو پھر اُسکی جو رو نے ان چیزوں کو اجارہ پر دیا اور انکی اجرت خود وصول کی خواہ خود خرچ کی یا اپنے شوہر کو دیدی تو شوہر مذکور حاش نہ ہوگا۔ اور اگر مرد مذکور نے مستاجروں سے کہا ہو کہ تم ان مکانوں میں رہو تو شیخ الاسلام سے یہ صورت منقول نہیں ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ چاہیے کہ یہ صورت کبھی اجارہ پر ہو اور وہ اپنی قسم میں حاش نہ ہو جاوے اور اسی طرح اگر اُسے مستاجروں سے ایسے مہینہ کی اجرت کا تقاضا کیا جس میں وہ لوگ مکانوں میں نہیں رہتے تو بھی یہ امر اُسکی طرف سے اجارہ پر ہو اور وہ اپنی قسم میں حاش نہ ہوگا اور اگر اُسے ایسے مہینہ کی اجرت کا تقاضا کیا جس میں وہ رہ چکے ہیں یعنی چڑھا ہو اچھلا کر یا مانگا تو یہ اجارہ نہیں ہو اور وہ اپنی قسم میں حاش نہ ہوگا یہ محیطین میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ سونا یا چاندی نہ چھوؤنگا پھر اس میں سے مفزور یعنی سکہ زدہ چھو تو حاش نہ ہوگا یہ محیط سخی میں لکھا ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لکڑی نہ چھوؤنگا پھر کسی درخت کی بالو چھوئی تو حاش نہ ہوگا نہ نکلات اسکے اگر کہا کہ جنم یا عود نہ چھوؤنگا تو ایسی صورت میں حاش نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بال نہ چھوؤنگا پھر کل چھو تو حاش نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ صوف نہ چھوؤنگا پھر مندہ چھو تو حاش نہ ہوگا یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دھندلہ چھوؤنگا پھر رسی چھوئی تو حاش نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ چلوؤنگا پھر موزہ یا چونہ ہنک زمین پر چلا تو حاش نہ ہوگا اور اگر زمین پر فرش و بچھونا بچھا ہوا ہو اس پر چلا تو حاش نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کسی نعل کی نسبت قسم کھائی کہ اسکو نہ پہنوؤنگا پھر اُسکا شراب یعنی تسیم کاٹ کر اس میں دوسرا تسیم لگا کر اسکو پہنا تو حاش نہ ہوگا یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اور اگر اپنے طرف اشارہ کر کے اس طرح کہا کہ اگر میرے اس سر کو کسی نے چھو یا اپنی طرف اضافت نہ کی یوں ہی کہا کہ اگر اس سر کو کسی نے چھو تو میری باندی آزاد ہو پھر قسم کھانے والے نے خود چھو تو حاش نہ ہوگا۔ امام محمد نے رقبات میں بیان فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ آج کے روز بال نہ چھوؤنگا پھر اُس نے اپنا سر چھو تو حاش نہ ہوگا اور اگر دوسرے کا سر چھو تو حاش نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمار بازی نہ کروؤنگا پھر اُس نے یہ کہا کہ دست عاریف داد تو حاش نہ ہوگا اور اگر مجاہد ہری کی تو بنا بر قول مختار کے حاش نہ ہوگا یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ شفعہ سپرد نہ کروؤنگا یعنی نہ دیدوؤنگا پھر خاموش رہا اور خاصہ نہ کیا بیان تک کہ شفعہ باطل ہو گیا تو حاش نہ ہوگا اور اگر شفعہ سپرد کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو حاش نہ ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ ایک شخص مزدوروں کو مزدوری پر لایا جو کہ وہ اُس کے واسطے کام نہ بنائے۔ ان میں سے کسی کا ریکہ نے قسم کھائی کہ اُس کے ساتھ کام نہ بناؤنگا پھر اُسکی رائے میں آیا کہ اچھا اسکا کام بناؤں تو فرمایا کہ اسکو پتا ہے کہ جس چیز میں اسکا کام بنایا کرتا تھا وہ چیز

اور ضرور ہو کہ اقرار صریح ہو اور اسکا کذب ظاہر نہ ہو پس گونگے کو اقرار پر حد نہ ماری جائیگی اگر اپنی تحریر کے ذریعہ سے یا اشارہ سے اقرار کیا اسی طرح اسپر گواہی بھی مقبول نہوگی اسواسطے کہ شاید وہ شہدہ کا مدعی ہو نہ نہر الفائق میں ہو۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ میں نے گونگی عورت سے زنا کیا یا عورت نے اقرار کیا کہ میں نے گونگے مرد سے زنا کیا تو دونوں میں سے کسی پر حد واجب نہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اسی طرح اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا پھر ظاہر کیا کہ وہ مجبور ہے یا عورت نے اقرار کیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ رتقا ہے یا میں طور کہ عورتوں نے اُسکے رتقا ہونے کی گواہی دی قبل اسکے کہ حد ماری جاوے تو حد واجب نہ ہوگی اور یہ بھی ضرور ہو کہ دونوں میں سے ایک دوسرے کی تکذیب نہ کرے چنانچہ اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے جسکے ساتھ اس فعل کا اقرار کرتا ہو انکار کیا یا عورت نے اقرار کیا اور مرد نے انکار کیا تو امام رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں میں سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور ضرور ہو کہ اقرار حالت ہوش میں ہو حتیٰ کہ اگر اُس نے نشہ میں اقرار کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر اہل مانع صحت اقرار ہو اور موجب شہدہ ہو عورت کے حق میں یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اور اقرار کی یہ صورت ہے کہ اقرار کنندہ عاقل بالغ اپنی ذات پر چار مرتبہ اپنی چار مجلسوں میں زنا کرنے کا اقرار کرے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ مجلس قضی کا اعتبار ہو اور اول صبح ہو کذا فی السراج الوہاج اور یہی صحیح ہے شرح طحاوی میں ہے اور زنا کے اقرار کنندہ کی مجلسوں کا مختلف ہونا ہمارے نزدیک شرط ہو کذا فی الشنہی پس اگر اُس نے مجلس واحد میں چار مرتبہ اقرار کیا تو یہ ہنر لہ ایک دفعہ اقرار کے ہے یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر اُس نے ہر روز ایک مرتبہ یا ہر مہینہ ایک مرتبہ اقرار کیا یہاں تک کہ چار مرتبہ اقرار ہو گیا تو محکو حد کی سزا دی جائیگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور مجالس اقرار کے اختلاف کی یہ صورت ہے کہ ہر بار کہ وہ اقرار کرے قاضی اسکو رو کر دے پس چلا جاوے یہاں تک کہ قاضی کی نظر سے غائب ہو جاوے پھر اُسے اور اگر اقرار کرے یہ کافی ہیں۔ اور امام المسلمین کو چاہیے کہ اقرار کنندہ کو اقرار سے زجر کرے اور کرہ است ظاہر کرے اور اُسکے ایک طرف نہ دور کرنے کا حکم کرے یہ محیط میں ہے پس جبکہ اُس نے چار مرتبہ اقرار کیا تو اسکی حالت پر نظر کرے پس اگر معلوم ہو کہ یہ صحیح اعتقل ہو اور یہ ایسا ہو کہ اسکا اقرار جائز ہو تو اس سے دریافت کریگا کہ زنا کیا ہو اور کیونکر ہوتا ہو اور اسکے ساتھ زنا کیا ہو اور کہاں زنا کیا ہو کیونکہ اس میں شہدہ کا احتمال ہے یہ محیط خسی میں ہے۔ اور ہا یہ سوال کہ کب نے زنا کیا ہو تو بعض نے فرمایا کہ زمانہ زنا دریافت نہ کریگا اسواسطے کہ زمانہ دراز ہو جانا گواہی سے مانع ہو نہ اقرار سے اور صحیح یہ ہے کہ زمانہ بھی دریافت کریگا اسکا احتمال ہے کہ شاید اُس نے ایام نابالغی میں زنا کیا ہو پس جب اسکو بھی دریافت کر لیا اور ظاہر ہوا کہ اُس نے زنا کیا ہو تو اس سے دریافت کریگا کہ وہ محسن ہے پس اگر اُس نے کہا کہ وہ محسن ہے تو دریافت کریگا کہ حصان کیا ہے پس اگر اُس نے حصان کو بھی ٹھیک ٹھیک اُسکے شرائط سے بیان کیا تو اُسکے رجم کا حکم دیگا پتہ میں ہے۔ اور اگر اقرار کنندہ نے کہا کہ میں محسن نہیں ہوں اور گواہوں نے اُسکے محسن ہونے کی گواہی دی تو امام اسکو رجم کر دیگا یہ محیط میں ہے اور اسکو تلقین کرنا سندوب ہے یعنی یوں کہے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا شاید تو نے چھوا ہو گا یا شاید تو نے شہدہ سے وطی کی اور اصل میں فرمایا کہ شاید تو نے اُس سے نکاح کر لیا ہو یا شہدہ سے وطی کر لی ہو بالجملہ مقصود یہ ہے کہ اسکو ایسی بات تلقین کرے جس سے حد درجہ ہو جاوے کوئی لفظ کیون نہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر چار گواہوں نے ایک شخص پر زنا کرنے کی گواہی دی پس اُسے ایک مرتبہ اقرار کر لیا تو امام محمد کے نزدیک اسکو حد ماری جائیگی اور امام ابو یوسف اسکے

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

نزدیک حد نہ ماری جائیگی اور یہی صحیح ہے کہ کافی بین ہو۔ اور یہ اس وقت ہے کہ اس نے بعد قضا کے اقرار کیا ہو اور اگر قبل قضا کے اقرار کیا تو بالاتفاق حد سا قضا ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ پھر گواہوں نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی پھر اس شخص نے بعد انکی گواہی کے اقرار کیا پھر انکار کر گیا اور چار مرتبہ اسے اقرار نہیں کیا ہو تو اس پر حد واجب نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر ایک شخص پر چار آدمیوں نے زنا کی گواہی دی اور اس کے ثبوت کا اس پر حکم دیا گیا پھر اس نے چار مرتبہ اقرار کیا تو اس پر حد قائم کی جائیگی یہ حاوی قدسی میں ہے۔ اور اگر اس نے رجوع کر لیا تو اس کا رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اسی کو امام طحاوی نے اختیار کیا ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر گواہوں کی گواہی کے بعد اس نے زنا کا اقرار کیا تو یہ گواہ حد قذف کی سزا دیے جائیں گے اگرچہ چار سے کم ہوں یہ عتبائیہ میں ہے۔ اگر اقرار کنندہ نے حد قائم کیے جانے سے پہلے یا حد قائم کیے جانے کے بعد میں اپنے اقرار سے رجوع کر لیا تو اس کا رجوع کرنا قبول کیا جائیگا اور اس کی راہ چھوڑ دیا جائیگی یہ ہدایہ میں ہے اور رجوع کرنا خواہ مرد کی طرف سے یا عورت کی طرف سے ہر دونوں یکساں ہیں دونوں سے قبول کیا جائیگا یہ سراج مباح میں ہے اور ایسا ہی اگر قاضی کے نزدیک گواہی و اقرار سے زنا ظاہر ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ایک شخص بھاگا اور رجوع نہ کیا تو اس سے تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر زنا پر ثابت رہا مگر محض ہونے سے رجوع کیا تو اس سے قبول کیا جائیگا اور سنگسار نہ کیا جائیگا بلکہ در سے ماری جائیگی یہ ایضاح میں ہے۔ اور اگر کسی شخص پر حد زنا ثابت ہوئی ہے گواہان حالانکہ وہ شخص ہیں یا محض نہیں ہیں پھر جب اس پر حد قائم کی گئی تو حضور ہی حد جاری ہوئے کے بعد وہ بھاگ گیا اور داروغہ و عامل نے اس کو تلاش کر لیا پس یہ اسی وقت پکڑ گیا تو اس پر باقی حد بھی قائم کی جائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر بعد چند روز کے ہاتھ آیا تو حد سا قضا ہو گئی یہ عتبائیہ میں ہے۔ اور اقرار زنا میں ذمی و غلام مثل مسلمان آزاد کے ہیں خواہ غلام ماذون ہو یا مجبور ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر غلام نے خود زنا کا اقرار کیا تو اقرار میں اس کے مولیٰ کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے اور اگر لکھوں نے غلام پر زنا کی گواہی دی تو مولیٰ کا حاضر ہونا شرط ہے کیونکہ مولیٰ کو گواہوں میں طعن کا اختیار ہے یہ خزائنہ المفتین میں ہے۔ اور اگر غصی نے زنا کا خود اقرار کیا یا گواہوں نے اس پر گواہی دی تو اس پر حد جاری کی جائیگی اور یہی حکم عینین کا ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اندر سے اگر زنا کا اقرار کیا تو اس پر حد جاری کی جائیگی۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ میں نے مجنون یا ایسی عورت نہا لنبہ سے جو قابل جماع ہے زنا کیا تو اس پر حد جاری کی جائیگی اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے مجنون یا طفل سے جماع کیا تو اس پر حد واجب نہ ہوگی یہ ایضاح میں ہے۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ اس نے ایسی عورت سے زنا کیا ہے کہ اس کو بچا تھا نہیں ہے تو اس پر حد جاری کی جائیگی اور اسی طرح اگر اس نے اقرار کیا کہ میں نے فلانہ عورت سے زنا کیا حالانکہ یہ عورت غائب ہے تو استحساناً اس پر حد جاری کی جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ امام محمد نے جماع صغیر میں فرمایا کہ ایک مرد نے چار مرتبہ اقرار کیا کہ میں نے فلانہ عورت سے زنا کیا اور فلانہ کہتی ہے کہ مجھ سے اس نے نکاح کیا ہے یا عورت نے چار مرتبہ اقرار کیا کہ میں نے فلان مرد سے زنا کیا اور فلان کہتا ہے کہ میں نے اس سے نکاح کیا تو دونوں میں سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی اور مرد پر اس کا مہر لازم آوے گا یہ محیط میں ہے اور قاضی کا جاننا حد و دین حجت نہیں ہوتا ہے اس پر صحابہ رضی اللہ عنہ کا اجماع ہے اگرچہ قیاس اس کے اعتبار کا مقتضی ہے یہ کافی میں ہے **فصل** حد و انکی اقامت کی کیفیت کے بیان میں۔ جب حد واجب ہوئی اور مرد زانی محض ہے

سے
کی گواہی ہونے
کی تبدیلی ہونے
یا انصاف کے لئے
کم ہونے سے بڑھ کر
نہاؤ گواہوں کو
حد قذف کی حد
لکھ کر لکھ کر
جائے کی گواہی
علیہ تو ہر جگہ
ان سے
غلام ماذون
ہو گیا اس کا
ان کا

نکاح سے
نکاح کی حالت
میں جو حد واجب
ہوگی اس پر
کی گواہی ہونے
کو خود نہ ہو
بچا کہ فلان
نکاح سے زنا کیا
ہو تو حد جاری
کر نہ کر سکے
مقتضی استحسان
سے کافی میں ہے

تو اسکو پھرون سے رجم کیا جاوے بیان تک کہ وہ مر جاوے اور یہ شہر سے باہر میدان میں لیجا کر کیا جاوے یہ
 ہدایہ میں ہے۔ اور واضح رہے کہ رجم کے واسطے جو احصان معتبر ہو وہ یہ ہو کہ آزاد عاقل بالغ مسلمان ہو کہ جسے
 کسی عورت آزادہ سے نکاح صحیح نکاح کیا اور اس سے دخول کر لیا ہو اور وہ دونوں صفت احصان پر ہو
 ہوں یہ کافی میں ہے۔ پس یہ لحاظ قیود مذکورہ اگر مرد نے اپنی جو رو سے ایسی خاتون کی جس سے مہر واجب ہوتا ہے
 اور عدت لازم ہوتی ہے تو محسن نہ ہو جائیگا اور جماع سے بھی محسن نہ ہوگا اگر نکاح فاسد ہو اور نیز جماع سے نکاح
 صحیح میں بھی محسن نہ ہوگا اگر اس عورت سے قبل نکاح کے یہ کہہ دیا ہو کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تو طلاق
 ہے اسوجہ سے کہ وہ نفس عقد سے طلاق ہو جائیگی پس اسکے بعد اس سے جماع کرنا زنا ہوگا ولیکن اس سے حد
 واجب نہ ہوگی کیونکہ سبب اختلاف علماء کے اس میں شبہ واقع ہو گیا ہے اور اسی طرح اگر مرد مسلمان نے مسلمان عورت
 سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور اس سے دخول کر لیا تو محسن نہ ہو جائیگا پس اس میں بھی حکم یہی ہے مہسوط میں ہے
 اور دخول میں ایسا ایسا معتبر ہو جو قبل کے اندر ہو اور ایسا ہو کہ اس سے غسل واجب ہو جاوے اور شرط آنکہ
 صفت احصان دونوں میں دخول کے وقت ہو چنانچہ اگر دو ملوکوں کے درمیان وطی نکاح صحیح حالت ثبوت
 میں واقع ہوئی پھر دونوں آزاد ہو گئے تو وطی مذکورہ کی وجہ سے محسن نہ ہوئے اور یہی حکم دو کافروں کا ہے اور
 اسی طرح اگر مرد آزاد نے کسی باندی یا صغیرہ یا مجنونہ سے نکاح کر کے اس سے وطی کر لی تو کوہ محسن نہ ہوگا اور اسی
 طرح اگر مسلمان نے کتابیہ عورت سے نکاح کر کے وطی کی تو بھی حکم یہی ہے اور اسی طرح اگر مرد میں ان باتوں میں سے
 کوئی بات ہو حالانکہ عورت آزادہ عاقلہ بالغہ مسلمہ ہو تو بھی حکم یہی چنانچہ اگر شوہر کافر کے وطی کرنے سے پہلے عورت
 مسلمان ہو گئی پھر دونوں میں تفریق کیے جانے سے پہلے کافر نے اس سے وطی کر لی تو عورت اس دخول کی وجہ سے محسنہ
 نہ جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر مرد نے بعد اسلام یا اعتیق یا افاقہ کے اپنی عورت سے دخول کر لیا تو وہ محسن ہو جائیگا اور
 اس احصان میں زنا سے عفت شرط نہیں ہے یہ مہسوط میں ہے۔ اور اگر مرد مسلمان کے تحت میں حرہ مسلمہ ہو اور دونوں
 محسن ہوں پھر دونوں ساتھ مرتد ہو گئے نفوذ باللہ منہا تو دونوں کا احصان باطل ہو گیا پھر اگر دونوں مسلمان
 ہو گئے تو انکا احصان عود نہ کر گیا بیان تک کہ بعد اسلام کے اس عورت سے دخول کرے یہ فتح القدیر میں ہے
 اور اگر بعد وجوب حد کے مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہو گیا تو اسکو درے مارے جاوینگے اور رجم نہیں کیا جائیگا اور اگر
 درے ہی واجب ہوں تو اسکو درے نہ مارے چاہوینگے یہ عتاب میں ہے۔ اور اگر احصان ثابت ہونے کے بعد
 بسبب مثنوہ یا مجنون ہونے کے احصان زائل ہو گیا تو جب افاقہ حاصل ہو گا تب پھر طریق کے نزدیک احصان عود
 کر گیا کہ وہ محسن ہو جائیگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک عود نہ کر گیا جب تک کہ بعد افاقہ کے اپنی جو رو سے دخول
 نہ کرے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور احصان کا ثبوت باقرار ہوتا ہے یا دو مردوں کی گواہی سے یا ایک مرد و دو عورتوں
 کی گواہی سے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر اسے باوجود شرائط موجود ہونے کے دخول واقع ہونے سے انکار کیا
 پھر اگر اسکی جو رو کے ایسی مدت میں بچ پیدا ہو کہ اسکا ہونا متصور ہو سکتا ہے تو شرعاً وہ وطی کنندہ قرار دیا جائیگا یہ بین میں ہے
 اور احصان پر گواہی مثل مال پر گواہی کے ہو کہ شہادت علی شہادت سے ثابت ہو سکتا ہے یا بقیع میں ہے۔ اگر زنا کنندہ
 کسی ذمی کا مسلمان غلام ہو پھر دو ذمیوں نے گواہی دی کہ اسے اس غلام کو قبل زنا کے آزاد کیا ہے حالانکہ اس نے انی

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

میں سب شرائط احصان موجود ہیں تو ان دونوں کی گواہی مقبول ہونگی یہ کافی ہیں۔ اگر کسی مرد کی جورو نے
 اقرار کیا کہ میں اسکی باندہی ہوں پھر مرد نے زنا کیا تو رجم کیا جائیگا اور اگر اُس نے قتل اسکے ساتھ دخول کرنے کے وقت
 کا اقرار کیا پھر مرد نے زنا کیا تو استحساناً وہ رجم نہ کیا جائیگا۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر ولی کے نکاح کیا اور
 اس سے دخول کیا تو امام ابو یوسف رہنے فرمایا کہ اس سے یہ دونوں محض نہ ہو جاویں گے اس واسطے کہ یہ نکاح
 غیر صحیح ہے قطعاً بسبب اختلاف علماء کے وان اخبار کے جو اس مسئلہ میں وارد ہوئے ہیں یہ محیط سخی
 میں ہے۔ اور قاضی کو چاہیے کہ گواہوں سے دریافت کرے کہ احصان کیا ہو پس اگر انھوں نے اپنے بیان
 میں کہا کہ اس نے آزادہ عورت سے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا ہو تو امام اعظم رحمہ کے قول ثانی پر گواہوں کے
 اس کہنے پر کہ اس سے دخول کیا ہو اکتفا کیا جائیگا اور اس میں امام محمد رحمہ نے خلاف کیا ہو اور اگر گواہوں نے کہا کہ
 اسکو سس کیا یا بلس کیا ہو تو بالاجماع اس قول پر اکتفا نہ کیا جائیگا اور اگر کہا کہ اس سے جماع کیا یا مباحضہ کیا
 تو بالاجماع اس پر اکتفا کیا جائیگا یعنی کافی ہے اور بقالی میں لکھا ہے کہ اگر انھوں نے کہا کہ غسل منہا یعنی اس سے
 غسل کیا جیسے بولتے ہیں کہ اس نے اپنی جورو سے نہان کر لیا تو اس پر اکتفا کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر گواہوں
 نے کہا کہ اپنی جورو سے لقا کیا یا قربت کی ہو تو اس پر اکتفا نہ کیا جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ منتقی میں امام محمد رحمہ سے روایت
 ابراہیم مذکور ہے کہ اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے خلوت کر لی پھر اسکو طلاق دیدی پھر شوہر نے کہا کہ میں نے
 اس سے وطی کی ہے اور عورت نے کہا کہ اُس نے مجھ سے وطی نہیں کی ہے تو شوہر اپنے اقرار سے محض ہو جائیگا اور
 عورت بسبب اپنے انکار کے محض نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اس سے دخول کیا اور طلاق دیدی اور کہا کہ یہ
 حرہ مسلمہ تھی اور عورت نے کہا کہ میں اسوقت نصرانیہ تھی تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے
 دبر میں وطی کر لی تو اس سے وہ محض نہ ہوگا یہ مضمرات میں ہے۔ اور امام السلبین کے واسطے سخت ہے کہ جماعت
 مسلمانوں کو حکم دے کہ اقامت رجم کے واسطے حاضر ہوں یتیمی میں ہے اور لوگوں کو چاہیے کہ رجم کے وقت
 مثل نماز کے صیغہ بستم ہو جاویں ہر گاہ جو کسی قوم رجم کر دے تو وہ پیچھے چلی جاوے اور اسکے سواے دوسرے
 آگے بڑھیں اور رجم کریں یہ بحر الرائق و سراج و ہاج میں ہے۔ اور رضائع میں ہے کہ زنا کار کو جو شخص پھر بارے
 وہ عدا اس کے قتل کا قصد کرے لیکن اگر مروجہ اسکا ذمی رجم محرم ہو تو اُس کے حق میں عدا قتل کرنے کی
 نیت سے مارنا سخت نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جب رجم کرنا گواہوں کی گواہی سے ثابت
 ہو تو واجب ہے کہ پہلے گواہ رجم کریں پھر امام پھر اور لوگ جتنے کہ اگر گواہوں نے ابتدا کرنے سے انکار کیا تو
 مشہود علیہ کے ذمہ ہے حد ساقط ہو جائیگی مگر گواہوں پر حد واجب نہ ہوگی اس واسطے کہ ہمارے شروع کرنے سے
 انکار کرنا صریح رجوع از شہادت نہیں ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اسی طرح اگر گواہوں میں سے ایک
 نے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر گواہ لوگ سب مر گئے یا ایک تو حد ساقط ہو جائیگی اور اسی طرح
 اگر سب یا ایک غائب ہو گیا تو بھی ظاہر الروایہ کے موافق یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگر گواہوں میں یا ایک میں ایسی
 بات ہو گئی جس سے وہ اہلیت شہادت سے خارج ہو گیا مثلاً کوئی مرتد ہو گیا یا اندھا یا گونگا یا فاسق ہو گیا
 یا کسی کا قذف کیا اور حد ماری گئی تو بھی حد ساقط ہو جائیگی۔ اور اس میں کچھ فرق نہیں ہے کہ یہ امر گواہوں میں

فتاویٰ ہندیہ
 کتاب الحدود
 باب دوم
 زنا کے بیان میں
 ۶۶۶
 ترجمہ فتاویٰ مالگیری جلد دوم

یا ایک مین قبل قضا کے پیدا ہوا یا بعد قضا کے قبل حد قائم کرنے کے پیدا ہوا بہر حال یہی حکم ہو کہ حد ساقط ہو جائیگی۔ اور اگر ان گواہوں میں سے بعض کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں یا الیامریض ہو کہ پھر نہ مار سکتا ہو اور سب گواہ حاضر ہوئے تو قاضی پھر مارے گا اور اگر بعد ازاں گواہی کے اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے تو اقامت حد متنع ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ گواہوں کی موت وصیت سے حد ساقط و باطل نہوگی اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہ حاوی قدسی میں ہے۔ اور اگر مشہور علیہ محض نہو تو حاکم شہید نے کافی میں فرمایا کہ موت وغیبت کی صورت میں اس پر حد قائم کی جائیگی اور اسوائے ان دونوں صورتوں کے باطل ہوگی یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اس پر اجماع ہے کہ سوای رجم کے باقی حدود میں گواہوں اور امام المسلمین کسی پر ابتدا کرنی واجب نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ قاضی نے اگر لوگوں کو رجم کا حکم دیا تو انکو رجم کرنے کی گنجائش ہو اگرچہ انھوں نے اسے شہادت کو معائنہ نہ کیا ہو۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ امام محمد رجم نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے کہ قاضی فقیہ عادل ہو اور اگر فقیہ غیر عادل ہو یا عادل غیر فقیہ ہو تو لوگوں کو رجم نہ کرنا روا نہیں ہے جب تک اسے شہادت کو خود معائنہ نہ کریں یہ ظہیر میں ہے اور اگر اس شخص نے خود اقرار کیا ہو تو امام المسلمین ابتدا کرے پھر عام مسلمان رجم کریں اور مرجوم کو غسل دیا جائیگا اور کفن پنا یا جائیگا اور اس پر نماز پڑھی جائیگی اور اگر غیر محض ہو تو اسکی حد سو کوڑے ہیں بشرطیکہ آزاد ہو اور اگر غلام ہو تو پچاس کوڑے ہیں کہ حکم امام ایسے درے سے اسکو مارے گا جیسے گھنڈی نہو اور چوٹ ایسی لگائی جائے کہ درمیانی درجہ کی ہونے لگی کہ زخم سخت ہو پانچ درے اور نہ ایسی کہ الم نہو۔ اور جو حد شارح نے مقدر فرمائی ہے اس سے زیادتی نہیں جائز ہے یہ کافی میں ہے۔ اور چاہیے کہ حد وہ قائم کرے جو عقل رکھتا ہو اور دیکھتا ہو یہ النصاح میں ہے۔ اور اسمین مرد و عورت یکساں ہیں پس اگر دونوں محض ہوں تو دونوں رجم کیے جائیں گے یا دونوں محض نہ ہوں تو ہر ایک پر سو درے مارے جائیں گے اور اگر ایک محض اور دوسرا غیر محض ہو تو محض پر رجم اور دوسرے پر درے لازم ہونگے اور اسی طرح اگر قاضی کے نزدیک گواہوں یا اقرار سے زنا ظاہر ہو جائے تو یہی حکم ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور حد و تعزیر کی سزا میں مرد و عورت یکساں ہیں اور اگر اس پر سبکی اور اسی حالت میں اسکو سزا دی جائیگی و شراب خوار کی سزا میں بھی ظاہر الروایۃ کے موافق یہی حکم ہے اور حد قذف کی سزا میں شکار نہ کیا جائیگا لیکن حشو و فردہ اتار لیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور عورت کسی صورت میں نکلی نہ کیجا دیگی مگر حشو و فردہ اس پر سے بھی اتار لیا جائیگا کذا فی الاختیار شرح المختار اور اگر عورت کے بدن پر سوا حشو و فردہ کے اور کچھ نہو تو یہ نہ اتارے جائیں گے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور عورت کو بھلا کر حد مار سجاویگی اور اگر رجم کی صورت میں اس کے واسطے گڈھا کھودا گیا تو بھی روا ہے اور اگر نہ کھودا گیا تو کچھ مضر نہیں ہے یہ اختصار شرح مختار میں ہے لیکن گڈھا کھود دینا احسن ہے اور سنیہ تک گڈھا کھودا جائیگا اور مرد کے واسطے گڈھا نہ کھودا جائے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور مرد کو تمام حدود میں کھڑے ہونے کی حالت میں سزا دی جائیگی یہ اختصار شرح مختار میں ہے۔ اور کسی حد میں مسدود نہ کیا جائیگا اور نہ پکڑا اور نہ باندھا جائیگا بلکہ کھڑا چھوڑ دیا جائیگا الا آنکہ وہ لوگوں کو عاجز کرے تو باندھ دیا جائیگا یہ محیط شری میں ہے اور حدود کی یہ صورت

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

بیان کی گئی ہے کہ زمین پر ڈال دیا جاوے اور کھینچا جاوے جیسا ہمارے زمانہ میں کیا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ مٹی
 یہ صورت ہو کہ مارنے والا کوڑے کو کھینچے اور اپنے سر پر بلند کرے اور بعض نے کہا کہ مد یہ ہو کہ بعد مارنے کے چھینچے
 اور یہ سب اس واسطے نہ کیا جاوے کہ یہ مستحق ہے زیادہ ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور کوڑے سو اسے چہرہ اور فرج و
 آٹہ تناسل اور سر کے اور تمام بدن پر متفرق مارے جاوینگے یہ عتاب یہ میں ہو۔ اور محسن کے حق میں کوڑے
 مارنا و سنگسار کرنا دونوں نہ کیا جائیگا اور نہ باکرہ کے حق میں یہ کیا جاوے کہ کوڑے مارے جاوین اور اسکے ساتھ
 وہ ایک سال کے واسطے غرب یعنی شہر بدر بھی کیجاوے وہاں اگر امام المسلمین کی رائے میں تخریب یعنی شہر بدر کے
 میں مصلحت معلوم ہو تو اپنی رائے سے جس قدر مدت کے واسطے چاہے ازراہ سیاست و تخریر شہر بدر کو دے نہ ہزار
 حد اور یہ کچھ زنا کی صورت سے مختص نہیں ہے بلکہ ہر جرم میں جائز ہے اور یہ امام المسلمین کی رائے پر ہو یہ کافی میں
 ہے۔ اور نہ یہ میں تخریب کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ قید کیجاوے اور یہ تفسیر احسن ہے کہ دوسرے اقلیم میں
 کمال دینے کی بہ نسبت قید کرنے میں زیادہ فتنہ دور ہوتا ہے یہ بحر الرائق و تبيين میں ہے۔ اور اگر مریض پر حد واجب
 ہوئی پس اگر رجم کی حد واجب ہوئی تو فی الحال قائم کر دیجیادگی اور اگر درے واجب ہوئے ہوں تو فی الحال
 نہ مارے جاوینگے یہاں تک کہ وہ اچھا چنگا ہو جاوے لیکن اگر ایسا مریض ہو کہ اسکی زندگی سے یا یوسی ہوگئی ہو
 تو حد قائم کر دیجیادگی یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر ایسا مریض ہو کہ اسکے زوال کی امید نہ ہو جیسے سل وغیرہ یا یہ شخص ناقص
 ضعیف الخلق ہو تو اسکو ایک عتکال مارا جاوے جس میں تلو تسمہ ہوں یعنی سوتسمہ کا ایک مٹھا بندھا ہوا ایک بار مار
 دیا جاوے اور ضرور ہو کہ ہر تسمہ اسکے بدن پر ہو پنج جاوے اور اسواسطے کہا گیا ہے کہ ایسی صورت میں تسموں کا کشادہ
 ہونا چاہیے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور جو عورت نفاس میں ہو وہ حد قائم کرنے میں بمنزلہ مریضہ کے ہے اور جو
 عورت حیض میں ہو وہ بمنزلہ صحیحہ کے ہے کہ فوراً اسپر حد قائم کیجا سکتی ہے اور حیض سے خارج ہونے کا انتظار
 نہ کیا جائیگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ حاملہ نے اگر زنا کیا تو حالت حمل میں اسکو حد نہ مار یجا یگی خواہ اسکی حد کوڑے ہوں
 یا رجم ہو لیکن اگر اسکا زنا بذریعہ گواہوں کے ثابت ہو گیا ہو تو قید کیجاوے گی یہاں تک کہ وہ بچہ بنے پھر
 جب بچہ پیدا ہو گیا تو دیکھا جاوے کہ اگر محسنہ تھی تو وضع حمل کے بعد اسکو رجم کیا جائیگا یہ ظاہر الدیہ ہے اور
 اگر غیر محسنہ تھی تو چھوڑ رکھی جاوے گی یہاں تک کہ وہ نفاس سے خارج ہو پھر اسپر حد قائم کیجاوے گی یہ غایۃ البیان
 میں ہے اور اگر اسکے اقرار سے حد ثابت ہوئی ہو تو قید نہ کیجاوے گی لیکن اس سے کہا جائیگا کہ جب وضع حمل کرے
 تو حاضر ہو پس اگر بعد وضع حمل کے وہ آئی تو وہ رجم کر دیجیادگی بشرطیکہ ایسا کوئی ہو کہ اسکے بچہ کی پرورش
 دودھ پلائی کرے اور اگر ایسا کوئی نہ ہو تو انتظار کیا جائیگا یہاں تک کہ وہ بچہ کا دودھ چھڑا دے یہ ظہیر یہ میں
 ہے۔ اور اگرچہ اسنے تاخیر میں طول دیا اور کہے جاتی ہو کہ میں ابھی نہیں جنمی ہوں۔ گواہوں نے ایک عورت پر زنا
 کی گواہی دی پس اسنے کہا کہ میں حاملہ ہوں تو اسکا قول قبول نہ ہوگا بلکہ عورتوں کو دکھلائی جاوے گی پس اگر
 عورتوں نے کہا کہ یہ حاملہ ہے تو اسکو دو سال کی مہلت دیجا پس اگر وہ نہ جنمی تو اسکو رجم کر دیجیادگی یہ فتح القدیر میں ہے
 اگر گواہوں نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پس اسنے دعویٰ کیا کہ میں عذرا ہوں یا القار ہوں تو عورتوں
 کو دکھلائی جاوے گی اگر انھوں نے کہا کہ یہ ایسی ہی ہے تو اسے ذمہ سے حد دور کیجا یگی اور گواہوں پر بھی حد واجب ہے

سہ
 بعض فقہاء
 زنا کا کوڑا
 عتاب میں سے
 اس پر زیادتی ہے
 "منہ مستطاع"
 یعنی دعویٰ کیا
 کہ حاملہ عورت
 کو رجم کرنا
 عتاب میں سے
 کوئی لازمہ
 تصور نہیں
 ہے بلکہ جب
 تلمسک زنا
 کی کیا جاوے
 تو انتظار
 صحت سے
 میں حال میں
 تخریر و تسمہ
 میں سے
 اگرچہ اس
 جو نہ تو تسمہ
 میں سے
 کیا جاوے
 نہ ہو

منوگی اور اسی طرح اگر مرد کی صورت میں اُسے محبوب ہونے کا دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہو اور غدر اور قمار وغیرہ جن چیزوں کے ثبوت میں عورتوں کے قول پر عمل ہوتا ہو اس کے ثبوت میں ایک عورت کا قول قبول ہو گا کذا فی الاولیاء اور اگر دو عورتیں ہوں تو احوط ہے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور موسیٰ اپنے غلام پر خود حد نہیں قائم کر سکتا ہوا بالاجازت امام المسلمین یہ ہدایہ میں ہے۔ اور سخت گرمی یا سخت جاڑے میں حد نہیں قائم کی جائیگی یہ تاتار خانہ میں ہے۔ اسی طرح شدت گرمی یا شدت جاڑے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ سراج و باج میں ہے۔ ایک مرد سے فعل فاحشہ سرزد ہوا پھر اُسے تو یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو وہ قاضی کو اپنے اس فعل منکر سے خبردار کرے یہ ظہیر میں ہے۔

تیسرا باب جو وظلی موجب حد ہو اور جو نہیں ہو اُس کے بیان میں۔ جو وظلی کہ موجب حد ہوتی ہو وہ زنا ہو کذا فی الکالی پس اگر محض حرام ہو تو حد واجب ہوگی اور اگر اس میں کوئی شبہ ہو بیٹھ گیا تو حد واجب نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور شبہ یہ ہے کہ مشابہ ثابت کے ہو حالانکہ ثابت نہیں ہو اور وہ چند النوع ہیں ایک شبہ فعل اور اسکو شبہ اشتباہ کہتے ہیں اور اسکی یہ صورت ہے کہ غیر دلیل محل کو دلیل گمان کرے اور اسکا تحقق ایسے شخص کے حق میں ہو گا کہ جس پر یہ مشتبہ ہو جاوے نہ ایسے شخص کے حق میں جس پر مشتبہ نہ ہو اور گمان ہونا ضروری نہ کہ شبہ اشتباہ متحقق ہو پس اگر اُسے دعویٰ کیا کہ میرا گمان تھا کہ یہ میرے واسطے حلال ہے تو حد نہ ماری جائیگی اور اگر یہ دعویٰ نہ کیا تو حد ماری جائیگی دوم شبہ در محل اور اسکو شبہ حکم کہتے ہیں اور اسکی یہ صورت ہے کہ محل میں کوئی دلیل حلیت کی قائم ہو مگر اسکا عمل بسبب کسی مانع کے ممتنع ہو گیا پس یہ سب کے حق میں شبہ اعتبار کیا جائیگا اور مجرم کے گمان پر اور اس کے دعویٰ حل پر اسکا ثبوت موقوف نہ ہو گا پس حدود و لون طرح میں ساقط ہوگی مگر بچ کا نسب دوسری طرح میں ثابت ہو گا اگر دعویٰ کرے اور اول صورت میں ثابت نہ ہو گا اگر چہ دعویٰ کرے اور نوع اول میں مہر مثل واجب ہو گا۔ سوم شبہ عقد کہ جب عقد یا گیا خواہ حلال ہو یا حرام ہو خواہ ایسا حرام ہو کہ محکی تحریم پر اتفاق ہو یا اس میں اختلاف ہو خواہ ظنی کنندہ حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو بہر حال امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکو حد نہ ماری جائیگی اور صاحبین کے نزدیک اگر اُسے ایسا نکاح کیا جسکی حرمت پر اجماع و اتفاق ہو تو یہ کچھ شبہ نہیں ہے پس اگر وہ تحریم کو جانتا تھا تو اسکو حد ماری جائیگی ورنہ حد نہیں ماری جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور امام اسحاقی نے فرمایا کہ اصل یہ ہے کہ ہر گاہ اُسے شبہ کا دعویٰ کیا اور اس پر گواہ قائم کیے تو حد ساقط ہوگی پس بچہ و دعویٰ بھی حد ساقط ہوگی اگر وہ مستطیع نہیں ہو جناب کہ اگر وہ واقع ہونے پر گواہ قائم نہ کرے یہ بھرا رائق میں ہے۔ اگر تین طلاق دہی ہوئی عورت سے عدت میں وظلی کی تو یہ شبہ در محل ہے۔ اور اگر تین طلاق دیدین پھر رجعت کی عدت گزر جانے کے بعد اس سے وظلی کی تو بالا جماع اسکو حد ماری جائیگی۔ اور اگر مولیٰ نے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا یا مرد نے اپنی جو رو کو خلع دیا یا جو رو کو طلاق دہی اس سے عدت میں وظلی کرنا بمنزلہ تین طلاق دہی ہوئی سے عدت میں وظلی کرنے کے ہے کیونکہ حرمت بالا جماع ثابت ہو گئی ہے اور اگر اپنے باپ یا ماں کی باندی سے وظلی کی کذا فی الکالی یا اپنی جد یا جدہ کہتے ہیں اوسے در سب کے ہو اسکی باندی سے وظلی کی تو بھی یہی حکم ہے فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اپنی زوجہ کی باندی سے یا اپنے سولے کی باندی سے وظلی کی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مرتین سے مرتین باندی سے وظلی کی تو بھی بروایت کتاب الحدود یہی حکم ہو کذا فی الکالی اور یہی مختار ہے یہ تعلیل میں ہو اور جو مستغیر رہیں ہو اگر اُسے ایسا کیا تو وہ بھی اس بات میں بمنزلہ مرتین کے ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر دو لون میں سے

عورت اور عورت
جسکی بکارت
نہی ہو
ہو اور قمار
وہ عورت
جسکا پردہ
جسکی بکارت ہو
ہو اور اسکی
ایک پردہ
فاحشہ بھی
عورتوں کی
رجح کے
پہنچا ہوا ہو
ہو یا نہ ہو
اگر وہ
بکارت نہ ہو
بلکہ اختیار ہو
وہ اس سے
باندی سے
ساقط ہے
ظنی نہیں
موقوف ہے
شفا علیہ السلام
ہو اور اسکی

ایک نے گمان کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے دعویٰ نہ کیا تو دونوں کو حد نہ ماری جائیگی جب تک کہ دونوں اسکا اقرار کریں کہ ہم
حرمت سے واقف تھے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک غائب ہو پس حاضر نے کہا کہ میں نے جانا کہ وہ مجھ پر حرام ہو تو
حاضر کو حد ماری جائیگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر اپنے بھائی یا چچا کی لونڈی سے زنا کیا اور کہا کہ میرا گمان تھا کہ وہ مجھ پر حلال ہے
تو اسکو حد ماری جائیگی اور یہی حکم باقی محارم میں ہے سوا سے قرابت اولاد کے یہ کافی میں ہے۔ اسی طرح اگر اپنی جوڑو کے کسی محرم
کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہو یہ سراج و حاج میں ہے۔ اور اگر مستعربا باندی سے طی کی تو اس پر حد لازم آئیگی اگرچہ دعویٰ
کرے کہ میرا گمان تھا کہ یہ مجھ پر حلال ہے کذا فی محیط الشریعہ سید طرح اگر تاجرہ باندی سے جو خدمت کے لیے لو کر گئی ہو یا دولت کی
باندی سے طی کی تو بھی حد لازم آئیگی یہ سراج و حاج میں ہے۔ شہرہ محل کی یہ صورتیں ہیں کہ اپنے وطن کی باندی یا ولد لولہ کی باندی
سے وطی کی کذا فی الکافی خواہ اسکا دلزدہ ہو یا مرگیا ہو یہ عتاب میں ہے۔ پھر اگر وہ حاملہ ہو گئی اور بچہ پیدا ہوا تو باپ سے اسکا
نسب ثابت ہوگا اور عقد واجب ہوگا اور اگر حاملہ نہ ہوئی تو باپ پر عقد واجب ہوگا اور باپ کی ملک اس باندی میں ثابت نہوگی
اور واد مثل باپ کے ہو لیکن باپ کے ہوتے داد کا نسب ثابت نہوگا۔ یا ایسی جوڑو سے عدت بنی طی کی جس پر بکنا یہ طلاق
واقع ہوئی ہو یا بائٹھ نے قبل سپرد کرنے کے مبیعہ باندی سے وطی کی یہ کافی میں ہے۔ یا اپنے مکان کی باندی سے وطی کی یا اپنے
غلام ماذون کی باندی سے وطی کی جس پر قدر قرضہ ہو کہ اس کے رقبہ و مال کو محیط ہو یا شوہر نے اپنی باندی سے قبل نہو جو کہ سپرد کرنے
کے وطی کر لی جسکو مہر میں دیا ہو یا ایسی باندی سے وطی کی جو اس کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو یتیمین میں ہے۔ اور اگر دوسریوں
میں سے ایک نے باندی کو آزاد کر دیا پس اگر شریک کو تادان دیدیا پھر اس سے وطی کی تو حد نہ ماری جائیگی اور اگر شریک سے
اس سے وطی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر وہ باندی سے طاعت کرتی ہو پس اگر آزاد کنندہ نے اس سے وطی کی تو اسکو حد
ماری جائیگی اور اگر دوسرے شریک نے اس سے وطی کی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ خزانہ مفتین میں ہے۔ اور سید طرح اگر بوری
باندی ایک شخص کی ہو اور اس سے نصف آزاد کر دیا پھر اس سے وطی کی تو بالاتفاق اس پر حد لازم نہوگی کذا فی محیط۔ اور اگر اپنی
باندی کو جس سے وطی کر رہا تھا اسی حالت میں آزاد کر دیا پھر اس سے جدا ہو گیا پھر اسی مجلس میں اس سے وطی کر لی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی
یہ خزانہ مفتین میں ہے۔ اور اگر جوڑو مرتد ہو گئی تو ذوالنہد منہا اور شوہر پر حرام ہو گئی یا بدنیو جوہر حرام ہو گئی کہ شوہر نے اسکی مان
یا بٹھائی سے طی کر لی بدنیو جوہر کہ عورت نے شوہر کے پس کی مطاوعت کی پھر شوہر نے اس سے جماع کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ
مجھ پر حرام ہو گئی ہے تو اس پر حد واجب نہوگی اور اسی طرح اگر بائچ عورتوں سے ایک عقیدین نکاح کیا یا چار کے نکاح میں یا بچوں کا نکاح
کیا یا اپنی جوڑو کی بہن یا مان سے نکاح کیا پس اس سے جماع کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ یہ مجھ پر حرام ہے یا عورت سے بطور متوہ
مزدوج کیا تو ان صورتوں میں وطی کنندہ پر حد واجب نہوگی اگرچہ اس نے کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے یہ فتاویٰ
قاضیان میں ہے۔ اور اگر غنائم جہاد دار الحرب سے دارالاسلام میں آگئے پھر قبل تقسیم کے کسی غازی نے لوط کی
باندیوں میں سے کسی سے وطی کی تو اس پر حد واجب نہوگی اگرچہ وہ کہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے اور اسی طرح اگر دار الحرب
میں بھی آگئے ایسا کر لیا تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج و حاج میں ہے۔ شہرہ در عقد کی صورت یہ ہے کہ کسی محرم سے نکاح کر کے
وطی کرے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر حد واجب نہوگی لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ یہ حرام ہے تو اسکو کوئی سزا اور ذمہ
در بجائگی اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک اگر وہ حرمت کو جانتا ہو تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر نہ جانتا ہو تو اس پر حد نہوگی
کذا فی الکافی اور اسی کو فقہ ابوالمہدی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے اور اسی پر فتوے ہیں یہ مضمرات میں ہے۔ اور سید بانی نے کہا کہ صحیح

قول امام اعظم رحمہ اللہ کا یہ نہر الفائق میں ہو۔ اور اگر غیر کی منکوحہ سے یا اسکی معتدہ سے یا اپنی مطلقہ ثلث سے نکاح کر لیا تو بعد تزوج کے وہ مثل محرمہ کے ہو۔ اور اگر نکاح مختلف فیہ ہو مثلاً بلاگو اہون کے کسی عورت سے نکاح کیا یا بلاولی کے عورت سے نکاح کیا تو بالاتفاق اس پر حد واجب نہ ہوگی کیونکہ اس میں شہد کل کے نزدیک متکلف ہو۔ اسی طرح اگر آزادہ جو رو پر ایک باندی سے نکاح کر کے وطی کی یا مجوسیہ سے نکاح کیا یا باندی سے بدون اجازت اس کے مولیٰ کے نکاح کیا یا غلام نے کسی باندی سے بدون اجازت اپنے مولیٰ کے نکاح کیا تو بالاتفاق اس میں طے کتدہ پر حد واجب نہ ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر وطی بملک نکاح یا بملک میں ہو اور حرمت کسی امر کے عارض ہونے سے ہو گئی تو اس سے وطی کرنا موجب حد نہیں ہو جیسے جو رو و حائلۃ یا نفسا ربیا صائمہ ہو یا احرام باندی ہوئے ہو یا شہد اس سے کسی نے وطی کی ہو یا جو رو سے بظہار کیا ہو یا ایلا کر کیا ہو۔ اور اسی طرح اگر اسکی مملوکہ باندی سپر سبب ضاعت یا صہریت کے حرام ہو یا یہ وجہ ہو کہ اس باندی کی ایسی ذی رحم محرم اس کے نکاح میں ہو کہ جس سے یہ باندی اس پر حرام ہو یا یہ باندی مجوسیہ یا مرتدہ ہو تو اس کے وطی کرنے سے مولیٰ پر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ حرمت سے آگاہ ہونے کا اقرار کرے یہ محیط میں ہو اگر ایک عورت کو اجارہ پر لیا تاکہ اس سے زنا کرے یا اس سے وطی کرے یا کہا کہ تو یہ دراہم لے تاکہ میں تجھ سے وطی کروں یا کہا کہ تو مجھے اپنے اوپر اس قدر درمون کے عوض قابو دے پس عورت نے منظور کیا اور ایسا واقع ہوا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اور نظم میں اس بیان پر یہ قدر زیادہ فرمایا کہ اس عورت کو اسکا ہر مثل ملیگا اور دونوں کو سزا و بجا نیگی اور قید کیے جاویں گے بیان تک کہ دونوں تو بہ کریں۔ اور صاحبین نے فرمایا کہ دونوں کو حد ماری جائیگی جیسے کہ اگر مرد نے عورت کو بلا شرط مال دیا اور ایسا کیا تو بھی یہی حکم ہو بخلاف اس کے اگر یوں کہا کہ تو یہ دراہم لے تاکہ میں تجھ سے تمتع حاصل کروں تو یہ حکم نہیں ہو اس واسطے کہ متعہ ابتدا سے اسلام میں سبب باحت تھا پس شہد باقی رہا یہ قمر تاشی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے اس قدر مہر دیا تاکہ تجھ سے زنا کروں تو حد واجب نہ ہوگی یہ کافی میں ہو۔ زید کی باندی نے اگر کوئی جنایت عمدہ کی پھر ولی جنایت نے اس عورت سے زنا کیا تو ولی جنایت پر بالاتفاق حد زنا واجب نہ ہوگی۔ اور اگر جنایت براہ خطا ہو اور ولی جنایت نے اس باندی سے زنا کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ ولی جنایت پر حد واجب ہوگی خواہ مولے اس باندی کا دنیا اختیار کرے یا اسکا فدیہ دنیا اختیار کرے اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر مولے نے ولی جنایت کو یہ باندی اس جرم میں دینی اختیار کی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اور اگر فدیہ دنیا اختیار کیا تو اس پر حد واجب ہوگی۔ اور اگر کسی مرد نے ایک اجنبیہ کا شہوت سے بوسہ لیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا پھر اسکی مان یا بیٹی سے نکاح کر کے دخول کیا تو اس پر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ کہنے کہا کہ میں جانتا تھا کہ یہ مجھ پر حرام ہے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور ایسی ہی طے سے اسکا احسان باطل نہ ہوگا حتیٰ کہ اسکا قذف کرنے والا حد قذف ماری جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی مرد نے اپنی جو رو کی مان یا بیٹی کا بوسہ لیا یا جو رو نے شوہر کے سپر یا باپ کا بوسہ لیا حتیٰ کہ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی پھر شوہر نے اس سے وطی کر لی تو اس پر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ شوہر کے کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے یہ تا تار خانہ میں ہے۔ اور اصل میں مذکور ہے کہ گونگا حد زنا یا کسی حد کے واسطے حد وین سے ماخوذ نہ ہوگا اگرچہ وہ باشارت یا بہ کتابت اقرار کرے یا اس پر گواہی دیں۔ اور جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہو اور کبھی اسکو افاقہ ہوتا ہو پس اگر اسنے حالت افاقہ میں زنا کیا تو حد زنا کے واسطے ماخوذ ہوگا اور اگر اسنے کما کہ میں

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

اپنے جنون کی حالت میں زنا کیا ہو تو اس پر حد جاری نہ ہوگی جیسے بالغ نے اگر کہا کہ میں نے حالت نابالغی میں زنا کیا ہو تو اس پر حد جاری نہ ہوگی۔ اور جس نے درالحرب یا دارالبیعی میں زنا کیا پھر وہ ہمارے یہاں آگیا تو اس پر حد جاری نہ کی جائیگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کوئی سرحد دار الحرب میں داخل ہوا اور انہیں سے کسی مرد نے وہاں زنا کیا تو اس پر حد جاری نہ ہوگی اور اسی طرح امیر لشکر حد و وقصا میں کو قائم نہ کرے گا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر خلیفہ نے بذات خود جہاد کیا یا امیر لشکر نے خود جہاد کیا جو اپنی ولایت کے لوگوں پر حد و قائم کرتا تھا تو وہ دارالحرب میں بھی حد و وقصا میں قائم کرے گا اور یہ اس وقت ہے کہ اُس نے لشکر میں ہو کر زنا کیا اور اگر وہ اہل حرب سے جاملے اور زنا کیا تو اس پر حد قائم نہ کی جائیگی اور شاخ نے فرمایا کہ یہ امیر اپنے لشکر میں حد اسی صورت میں قائم کرے گا کہ جس پر حد قائم کرنا چاہتا ہو اُنکی طرف سے مرتد ہو جانے اور اہل حرب سے مل جانے سے بچو۔ اور اگر مرتد ہو جانے اور اہل حرب سے مل جانے کا خوف ہو تو حد قائم نہ کرے گا یہاں تک کہ دارالحرب سے جدا ہو کر دارالاسلام میں آجائے یہ ظہیر میں ہے۔ اگر ذی نے ایسی عورت حربیہ سے جو امان لیکر دارالاسلام میں آئی ہو زنا کیا تو بالاجماع ذمی پر حد واجب ہوگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اسی طرح اگر ایسی عورت سے مسلمان نے زنا کیا تو اس پر حد جاری کی جائیگی یہ فتاویٰ سے قاضیان میں ہے۔ اور جو عورت با مرد اہل حرب میں سے امان لیکر یہاں داخل ہوئی ہو اس پر امام عظیم و امام محمد کے نزدیک حد نہیں ہے سوائے حد قذف کے اور اگر مسلمان عورت یا ذمیہ عورت نے حربی مستامن کو اپنے اوپر قابو دیا تو امام عظیم کے نزدیک مسلمہ اور ذمیہ کو حد ہر کجائی اور امام محمد کے نزدیک دونوں میں سے کسی پر حد نہ ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں پر حد جاری کی جائیگی یہ عتابیہ میں ہے۔ ذی نے اگر زنا کیا پھر مسلمان ہو ا پس اگر یہ امر اس پر اس کے اقرار سے یا مسلمان گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو تو اس کے سر سے حد ورنہ کی جائیگی اور اگر ذمی گواہوں کی گواہی سے اس پر ثابت ہوا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو اس پر حد قائم نہ کی جائیگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر مرتد درست نے مجنونہ عورت یا ایسی صغیرہ سے جو جماع کے قابل ہو زنا کیا تو بالاجماع خاصہ مرد پر حد قائم کی جائیگی یہ ہدایہ میں ہے اور اگر سوتلی ہوئی عورت سے زنا کیا تو مرد پر حد واجب ہوگی یہ محیط خمری میں ہے۔ اور اگر نابالغ یا مجنون نے عورت بالذہ عاقلہ سے زنا کیا اور عورت مذکورہ نے بخوشی قابو دیا تو بلا خلاف طفل مجنون پر حد واجب نہ ہوگی اور سہمی عورت سوہما سے غلام کے قول پر سہم کو حد کی سزا نہ دی جائیگی اور اگر صغیرہ نابالغہ سے زنا کیا تو دونوں پر حد نہ ہوگی اور زانی پر اسکا مہر واجب ہوگا اور اگر طفل نے اس امر کا اقرار کیا تو اس کے اقرار سے اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر طفل نے بالذہ عورت سے زنا کیا اور اسکا پردہ بکارت زائل کر دیا اور یہ عورت باکراہ و مجبوری اس فعل میں مبتلا ہوئی ہو تو طفل مذکور اس کے مہر کا ضامن ہوگا بخلاف اسکے اگر عورت مذکورہ خوشی سے اس بات پر رضی ہوئی ہو تو ایسا نہیں ہے۔ اور اگر نابالغہ لڑکی کے طفل کو اپنی طرف بلا یا جس نے زنا کیا اور اسکا پردہ جاتا رہا تو طفل مذکور پر مہر واجب ہوگا اور باندھی نے اگر طفل سے زنا کر لیا تو وہ اسکے مہر کا ضامن ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر سوتلی ہوئی مرد سے عورت نے خود وطی کی اور اپنے نفس پر قابو دیدیا تو دونوں پر حد واجب نہ ہوگی یہ محیط خمری میں ہے۔ اور جس مرد کو سلطان نے مجبور کیا سختی کے اس نے زنا کیا تو اس پر حد نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ ہم پہلے فرماتے تھے کہ حد ہر جبر جمع کیا اور فرمایا کہ اس پر حد نہیں ہے اور اگر سوائے سلطان کے دوسرے نے اکراہ کیا تو امام ابو یوسف امام محمد نے فرمایا کہ اس پر حد نہیں ہے کذا فی فتح القدر اور اسی پر فتوے ہیں یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر عورت پر اکراہ کیا گیا یا شک کے اس نے

تیرے پاس ہدیہ بھیجا ہو تو اس کے قول پر اعتماد کر کے اس سے وطی کر لینی حلال ہے۔ پھر جو عورت شب زفاف میں گھسی گئی تھی اگر اس کے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اس عورت پر عدت واجب ہوگی مگر اس عورت کی عدت لگالے واسطے کو حد قذف کی سزا دی جائیگی یہ غایۃ البیان میں ہے تاکہ مرد نے اندھیری رات میں اپنے بچہ کو نے پر ایک عورت کو پایا اور حال یہ ہو کہ اسکی ایک جو رو پرانی ہو پس جسکو بستر پر پایا ہو اس سے وطی کر لی اور کہا کہ میں نے گمان کیا کہ وہ میری جو رو ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اسپر حد واجب ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنی کوٹھری میں کسی عورت کو پایا اور اس سے وطی کر لی اور کہا کہ میں نے اسکو اپنی جو رو گمان کیا تھا تو اس مرد پر حد واجب ہوگی اگرچہ وہ اندھا ہو یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر اندھے نے اپنی عورت کو بستر پر بلایا پس غیر عورت نے جواب دیا اور اسکی پس اس سے جماع کر لیا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسپر حد واجب ہوگی اور اگر غیر عورت نے جواب میں یون کہا کہ میں فلا نہ ہوں یعنی اسکی جو رو کا نام لیا پس اندھے نے اس سے جماع کر لیا تو اسکو حد نہ مار جائیگی اور اگر آنکھوں والا ہو تو ایسی صورت میں اسکی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی باندی سے دوسرے کے واسطے حلال کر دی پس دوسرے نے اس سے وطی کی تو اسپر حد نہ ہوگی یہ محیط خسی میں ہے۔ اور جو شخص لٹے میں ہو اگر اس نے زنا کیا تو اسکو حد ماری جائیگی جب وہ ہوش میں آ جاوے یہ سراج میں ہے۔ اور اگر رت فاسد ہو اور مشتری نے بیوہ باندی سے قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ کے وطی کی تو اسپر حد واجب نہ ہوگی۔ اور اگر بائع نے اپنے واسطے اختیار کی شرط کر کے باندی فروخت کر دی پس مشتری نے اس سے وطی کی یا خیار مشتری کا تھا اور بائع نے اس سے وطی کی تو اسپر حد جاری کی جائیگی خواہ وہ حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ امام محمدؒ نے اصل میں فرمایا کہ اگر کوئی باندی غصب کر کے اس سے زنا کیا پھر اسکی قیمت تادان دیدی تو بالاتفاق اسپر حد نہ ہوگی اور اگر اس سے زنا کر کے پھر اسکو غصب کیا اور اسکی قیمت تادان دیدی تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک حد ساقط نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص مردیت لیتا پھر ایک عورت اجنبیہ آئی اور مرد کے اوپر بیٹھی یہاں تک کہ اپنی حاجت پوری کر لی تو دونوں پر حد واجب ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر باندی سے زنا کیا پھر اسکو خرید کر نکال دیا تو ظاہر اردو میں مذکور ہے کہ بالاتفاق اسکو حد کی سزا دی جائیگی۔ اور اسی طرح اگر کسی آزادہ عورت سے زنا کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو بھی یہی حکم ہے ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح کتاب الحدود میں ذکر کیا ہے۔ اور اگر ایک عورت سے زنا کیا پھر کہا کہ میں اسکو خرید کر چکا تھا تو اسپر حد واجب نہ ہوگی خواہ یہ عورت آزادہ ہو یا باندی ہو۔ اور اگر باندی سے زنا کیا پھر دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو خرید کر بدین شرط کہ اس کے مولیٰ کو خیار حاصل ہو اور اس کے مولیٰ نے کہا کہ یہ جھوٹا دعویٰ ہے اس نے باندی کو فروخت نہیں کیا تو فرمایا کہ وطی پر حد واجب نہ ہوگی اور اسی طرح اگر دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو بوجہ فی الحال خرید لیا یعنی کسی مدت کے وعدہ پر جسکو بیان کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ آزادہ عورت نے اگر ایک غلام سے زنا کیا پھر اسکو خرید لیا تو ان دونوں کو حد کی سزا دی جائیگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ ایک مرد نے ایک باندی سے زنا کیا پھر دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو بطور فاسد خرید لیا تھا یا مولیٰ نے اسکو مجھے ہبہ کر دیا تھا حالانکہ مولیٰ نے اسکی تکذیب کی یا گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے زنا کرنے کا اقرار کیا اور اس نے قاضی کے سامنے خرید یا ہبہ کا دعویٰ کیا تو حد اس کے ذمہ سے دور کی جائیگی یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر کبیر عورت سے زنا کیا پس اسکا پانچواں پشاپ کا سوراخ ایک کر دیا پس اگر اس عورت نے اسکی مطاوعت بدون دعویٰ شہد کے کر لی تھی تو دونوں پر حد واجب ہوگی اور زانی پر اس فضا یعنی ہر دوسرا خ ایک کو دینے کے جرم میں کچھ لازم نہ ہوگا اس واسطے کہ عورت مذکورہ خود راضی ہوئی تھی اور

سلطنت ہندو
مہاراجہ

چونکہ حدود واجب ہوتی ہیں سو جس سے اسکے واسطے کچھ مہر بھی ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر شہدہ کا دعویٰ پایا گیا تو زانی پر چارہنوں کی
اور نیز اس جرم انصاف کی بابت بھی کچھ لازم نہ ہوگا مگر اسپر عقرو واجب ہوگا۔ اور اگر عورت سے زبردستی ایسا کیا گیا بدون
دعویٰ شہدہ کے تو مرد پر حدود واجب ہوگی نہ عورت پر اور عورت کے واسطے مہر ثابت نہ ہوگا پھر انصاف کو دیکھا جائیگا
کہ اگر اس طرح سو راج ایک ہو گیا کہ عورت اپنا پیشاب نہیں تنہا مکتی ہو تو زانی مذکور پر عورت کی پوری دیت واجب
ہوگی اور اگر پیشاب تنہا مکتی ہو تو زانی کو حد ماری جائیگی اور اسپر تنائی دیت واجب ہوگی اور اگر باوجود اسکے
دعویٰ شہدہ بھی ہو تو دونوں پر حدود واجب نہ ہوگی پھر اگر عورت اپنا پیشاب تنہا مکتی ہو تو اس مرد پر تنائی دیت واجب
ہوگی اور پورا مہر لازم ہوگا یہ ظاہر الزماریہ ہے اور اگر وہ پیشاب نہ تنہا مکتی ہو تو مرد پر تمام دیت واجب ہوگی اور امام
ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما کے نزدیک مہر واجب نہ ہوگا۔ اور اگر عورت ایسی صغیرہ ہو کہ لائق جماع کے ہو تو وہ سب احکام
مذکورہ میں مثل کیرہ کے ہر سوا سے ایک بات کے کہ اسکی رضا مندی سے ارش جنابت ساقط نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی صغیرہ ہو کہ
لائق جماع نہیں ہو پس اگر زخم ایسا ہو کہ وہ اپنا پیشاب روک سکتی ہو تو اس مرد پر اسکی تنائی دیت اور پورا مہر واجب ہوگا اور
حد واجب نہ ہوگی اور اگر نہ روک سکتی ہو تو پوری دیت کا ضامن ہوگا اور امام اعظم رحمہما ابو یوسف کے نزدیک مہر
کا ضامن نہ ہوگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر زانی نے کسی باندی سے وطی کی کہ وطی سے اسکی آنکھوں کی بینائی جاتی ہے تو زانی
پر بلا خلاف حد نہ ہوگی اور اگر وطی سے اسکی ران توڑ دی تو حد اور نصف قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر عورت آزادہ ہو تو
بلا خلاف زانی پر حدود دیت واجب ہوگی یہ عقاب میں ہے۔ ایسے امام المسلمین نے جسکے اوپر امام بنین ہو اگر ایسی بات کی
جس سے حدود واجب ہوتی ہیں جیسے زنا و سرقت و شراب خواری و قذف تو اس سے ہواخذہ نہ کیا جائیگا سوا سے قصاص و
جرم مالی کے چنانچہ اگر کسی آدمی کو قتل کیا یا کسی کا مال تلف کیا تو اسکے واسطے ماخوذ ہوگا اور اگر منعت کی ضرورت
پڑے تو تمام اہل ایمان مظلوم کے واسطے منعت ہونگے پس وہ ایسا حق بھر پانے پر قادر ہوگا اور یہ مفید و جو بہرہ کی کافی ہے
چوتھا باب زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ زنا پر گواہی نہیں قبول ہوتی ہے الا چار
مسلمان آزاد مردوں کی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر زنا پر چارہنوں سے کم ایک یا دو یا تین مردوں آزادوں نے گواہی دی
تو گواہی مردود اور گواہ کو حد قذف ماری جائیگی یہ ہمارے علماء کا مذہب ہے اور اگر قاضی کی مجلس میں چار گواہ حاضر ہوئے
تاکہ ایک مرد پر زنا کی گواہی دیں پھر ایک یا دو یا تین نے گواہی دی اور بانی نے انکار کیا تو ہمارے علماء کے نزدیک جس نے
گواہی دی ہے اسکو حد قذف ماری جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر چاروں میں سے تین نے اسکے زنا پر گواہی دی اور چوتھے نے
انکار کیا تو تین نے ان دونوں کو ایک بخت میں دیکھا تو مشہور و عایدہ کو حد نہ ماری جائیگی اور تینوں گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی
اور چوتھے گواہ پر حد نہ ہوگی الا اگر اسے اول یوں کہا ہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے زنا کیا پھر زنا کرنے کی تفسیر
اس طرح بیان کی جیسے ذکر ہوا تو اب اسکو بھی حد ماری جائیگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور ہمارے نزدیک شہادت کے
صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مجلس شہادت متحد ہو حتیٰ کہ اگر گواہوں نے مختلف مجلسوں میں گواہی دی تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی
اور سب کو حد قذف کی سزا دی جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر گواہ لوگ گواہوں کی جگہ کھڑے
ہوں پس ایک بعد دوسرے کے اٹھا اور گواہی دی تو گواہی جائز ہے اور اگر سب مجلس سے باہر ہوں پھر ایک داخل ہوا اور
اس نے گواہی دی پھر باہر چلا گیا پھر دوسرا آیا اور گواہی دیکر باہر چلا گیا اسی طرح ایک بعد دوسرے کے یوں گواہی

مذکورہ میں مثل کیرہ کے ہر سوا سے ایک بات کے کہ اسکی رضا مندی سے ارش جنابت ساقط نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی صغیرہ ہو کہ لائق جماع نہیں ہو پس اگر زخم ایسا ہو کہ وہ اپنا پیشاب روک سکتی ہو تو اس مرد پر اسکی تنائی دیت اور پورا مہر واجب ہوگا اور اگر نہ روک سکتی ہو تو پوری دیت کا ضامن ہوگا اور امام اعظم رحمہما ابو یوسف کے نزدیک مہر کا ضامن نہ ہوگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر زانی نے کسی باندی سے وطی کی کہ وطی سے اسکی آنکھوں کی بینائی جاتی ہے تو زانی پر بلا خلاف حد نہ ہوگی اور اگر وطی سے اسکی ران توڑ دی تو حد اور نصف قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر عورت آزادہ ہو تو بلا خلاف زانی پر حدود دیت واجب ہوگی یہ عقاب میں ہے۔ ایسے امام المسلمین نے جسکے اوپر امام بنین ہو اگر ایسی بات کی جس سے حدود واجب ہوتی ہیں جیسے زنا و سرقت و شراب خواری و قذف تو اس سے ہواخذہ نہ کیا جائیگا سوا سے قصاص و جرم مالی کے چنانچہ اگر کسی آدمی کو قتل کیا یا کسی کا مال تلف کیا تو اسکے واسطے ماخوذ ہوگا اور اگر منعت کی ضرورت پڑے تو تمام اہل ایمان مظلوم کے واسطے منعت ہونگے پس وہ ایسا حق بھر پانے پر قادر ہوگا اور یہ مفید و جو بہرہ کی کافی ہے چوتھا باب زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ زنا پر گواہی نہیں قبول ہوتی ہے الا چار مسلمان آزاد مردوں کی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر زنا پر چارہنوں سے کم ایک یا دو یا تین مردوں آزادوں نے گواہی دی تو گواہی مردود اور گواہ کو حد قذف ماری جائیگی یہ ہمارے علماء کا مذہب ہے اور اگر قاضی کی مجلس میں چار گواہ حاضر ہوئے تاکہ ایک مرد پر زنا کی گواہی دیں پھر ایک یا دو یا تین نے گواہی دی اور بانی نے انکار کیا تو ہمارے علماء کے نزدیک جس نے گواہی دی ہے اسکو حد قذف ماری جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر چاروں میں سے تین نے اسکے زنا پر گواہی دی اور چوتھے نے انکار کیا تو تین نے ان دونوں کو ایک بخت میں دیکھا تو مشہور و عایدہ کو حد نہ ماری جائیگی اور تینوں گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور چوتھے گواہ پر حد نہ ہوگی الا اگر اسے اول یوں کہا ہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے زنا کیا پھر زنا کرنے کی تفسیر اس طرح بیان کی جیسے ذکر ہوا تو اب اسکو بھی حد ماری جائیگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور ہمارے نزدیک شہادت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مجلس شہادت متحد ہو حتیٰ کہ اگر گواہوں نے مختلف مجلسوں میں گواہی دی تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی اور سب کو حد قذف کی سزا دی جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر گواہ لوگ گواہوں کی جگہ کھڑے ہوں پس ایک بعد دوسرے کے اٹھا اور گواہی دی تو گواہی جائز ہے اور اگر سب مجلس سے باہر ہوں پھر ایک داخل ہوا اور اس نے گواہی دی پھر باہر چلا گیا پھر دوسرا آیا اور گواہی دیکر باہر چلا گیا اسی طرح ایک بعد دوسرے کے یوں گواہی

دی تو انکی گواہی مقبول نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اگر دو گواہوں نے ایک مرد سے زنا کرنے پر گواہی دی اور دو
گواہوں نے اُسکے اقراز زنا پر گواہی دی تو مشہود علیہ پر حد نہ ہوگی اور گواہوں پر بھی حد قذف واجب نہ ہوگی اور اگر تین
گواہوں نے اُسکے زنا کرنے پر اور چوتھے نے اُسکے اقراز زنا پر گواہی دی تو تین گواہان اول پر حد قذف واجب
ہوگی یہ ظہیر مین ہو۔ اور اگر گواہوں نے کہا کہ اُسنے ایسی عورت سے زنا کیا کہ جسکو ہم نہیں پہچانتے ہیں تو مشہود علیہ
کو سزا سے حد نہ بچائیگی یہ ہدایہ مین ہو۔ اور اگر مشہود علیہ نے کہا کہ جس عورت کو تم نے میرے ساتھ دیکھا تھا وہ میری
جوڑو یا باندی نہ تھی تو بھی حد نہ ماری جائیگی اس واسطے کہ گواہی ایسی واقع ہوئی کہ وہ موجب حد نہیں ہو اور یہ کلام مذکور
اسکی طرف سے اقرار نہیں ہو یہ فتح القدیر مین ہو۔ چار گواہوں نے ایک آدمی پر گواہی دی کہ اسنے ایک عورت سے
زنا کیا جسکو ہم نہیں پہچانتے ہیں پھر کہا کہ وہ عورت فلانہ ہو تو مشہود علیہ کو سزا سے حد نہ بچائیگی اور گواہوں پر بھی حد قذف
لازم نہ ہوگی۔ چار مردوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے زنا کیا ہو مگر انہیں دو گواہوں نے اس طرح
گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے بصرہ مین زنا کیا ہو اور دوسرے اس طرح کہ اس عورت سے اسنے کو فہ مین زنا کیا ہو تو بالاتفاق
سب کے قول کے موافق مرد پر یا عورت کسی پر حد واجب نہ ہوگی اور ہمارے نزدیک گواہوں پر بھی استحسانا حد لازم
نہ ہوگی۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے زنا کیا مگر دوسرے گواہی دی کہ اسنے اس
عورت سے دار کے آسن بیت مین زنا کیا اور دوسرے اس طرح کہ اسنے اس عورت سے اس بیت دیگر مین زنا کیا ہو تو
انکی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی تاہین طور کہ دوسرے نے کہا کہ اسنے اس عورت
سے بروز جبہ زنا کیا اور دوسرے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے بروز شہید زنا کیا یا دوسرے اس طرح گواہی دی کہ اسنے
اس عورت سے اس دار کے بالا خانہ پر زنا کیا اور دوسرے گواہی دی کہ اسنے اس دار کے سفل مین زنا کیا ہو یا دوسرے
گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے اس فلان کے دار مین زنا کیا اور دوسرے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے اس
فلان دیگر کے دار مین زنا کیا تو ان مسائل مین مشہود علیہ پر حد نہیں ہو اور گواہوں پر بھی ہمارے نزدیک حد قذف لازم نہ آوے گی
یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اور اگر چار گواہوں نے گواہی دی کہ اس مرد سے اس عورت سے بصرہ مین وقت طلوع
شیش کے بروز فلان ازراہ فلان ازسنہ فلان زنا کیا اور چار گواہوں نے اُسی پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے
کو فہ مین یعنیہ اسوقت مذکور مین زنا کیا تو دونوں مین سے کسی پر حد واجب نہوگی یہ نہر الفائق مین ہو۔ اور اگر چار
گواہوں مین سے دو مردوں نے کہا کہ اسنے اس عورت سے اس بیت کے اس گوشہ مین زنا کیا اور دوسرے دو مردوں
نے گواہی مین کہا کہ اسنے اس عورت سے اس بیت کے اس گوشہ دیگر مین زنا کیا ہو تو مشہود علیہ اور عورت مشہود علیہا
کو استحسانا سزا سے حد بچائیگی اس واسطے کہ احتمال ہو کہ ابتدا سے زنا ایک گوشہ مین ہو اور انتہائے زنا دوسرے گوشہ
مین ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ بیت چھوٹا ہو کہ اس مین امر کا جو ہم نے بیان کیا ہو احتمال ہو اور اگر بڑا ہو گا تو یہ حکم
نہ ہو گا اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی کہ ہر ایک نے ان مین سے گواہی دی کہ اسنے اس فلانہ
عورت سے زنا کیا ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور ہر ایک کی گواہی اسی زنا پر محمول ہوگی جسکی نسبت دوسرے
ساتھی نے گواہی دی ہو یہ کافی مین ہو۔ اور اگر چار گواہوں مین سے دو گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ
اس مرد نے فلانہ عورت سے فلان ساعت روز مین زنا کیا اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے

فلاں عورت سے دن کی فلاں ساعت دیگرین زنا کیا ہو تو ایسی گواہی مقبول نہوگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم ہر وقت ہو کہ جب دوسرے دو گواہوں نے ایسی ساعت بیان کی ہو کہ ساعت اول و ثانی میں تو فقیہ نہ ہو سکے مثلاً دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے روز جمعرات کی ساعت میں زنا کیا اور دوسرے دو گواہوں نے اس سے روز جمعہ کی ساعت میں زنا کرنے کی گواہی دی یا دوسرے دو گواہوں نے روز جمعرات ہی کی ایسی ساعت بیان کی کہ اس ساعت تک زنا متہ نہیں ہو سکتا ہو تو گواہی مقبول نہیں ہو اور اگر دوسرے گواہوں نے ایسی ساعت بیان کی ہو کہ اس وقت تک زنا متہ ہو سکتا ہو تو قبول ہوگی۔ امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ چار مردوں نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی جس میں سے دو گواہوں نے کہا کہ اس مرد نے اس عورت کو باکراہ مجبور کر کے زنا کیا ہو اور دوسرے دو گواہوں نے کہا کہ اس عورت نے خود سبکی مطاوعت کی ہو تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ حدان سب سے دور کر دیا جائیگی یعنی مرد و عورت دو گواہوں سب سے فرج کی جائیگی۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا ہو مگر ان میں سے تین مردوں نے گواہی دی کہ اس عورت نے اسکی مطاوعت کی اور چوتھے نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس سے باکراہ مجبور کر کے ایسا کیا ہو تو بنا بر قول امام غفرم کے ان میں سے کسی پر حد قائم نہ کی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر تین گواہوں نے باکراہ مجبور کرنے پر اور ایک نے عورت کی مطاوعت پر گواہی دی تو امام غفرم کے نزدیک ان میں سے کسی پر حد نہ ہوگی یہ محیط خسی میں ہو۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی مگر جس عورت سے زنا کیا ہو اس میں اختلاف کیا یا زنا کی جگہ میں اختلاف کیا یا زنا کے وقت میں اختلاف کیا تو انکی گواہی باطل ہوگی لیکن ہاں سے نزدیک گواہوں پر حد واجب نہوگی یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے اس لباس میں اختلاف کیا جو زنا کے وقت مرد پر یا عورت پر تھا یا اس کے رنگ میں اختلاف کیا یا جس عورت سے زنا کیا ہو اس کے طول و قصر میں یا اسکی سڑائی و دہلائی میں اختلاف کیا تو کچھ مفسرین ہو اس واسطے کہ انکا اختلاف ایسے امر میں ہو جس کے ذکر کے لئے محتاج نہ ہو اور اسبطرح اگر دو گواہوں نے کہا کہ اس نے سپید رنگ عورت سے زنا کیا اور دو گواہوں نے کہا کہ اس نے گندم گون عورت سے زنا کیا ہو تو کچھ مفسرین ہو اس واسطے کہ ہر دو رنگ باہم متشابہ ہیں پس یہ اختلاف درمیان اصل شہادت کے نہوگا اور ایسی متخالف نہیں جیسے کالی و گوری میں اختلاف ہو اور اگر دو نے کہا کہ جشیہ سے اور دو نے کہا کہ خراسانیہ سے یا دو نے کہا کہ کوفیہ سے اور دو نے کہا کہ بصریہ سے یا دو نے کہا کہ آزادہ عورت سے اور دو نے کہا کہ باندی سے یا دو نے کہا کہ بالغہ سے اور دو نے کہا کہ ایسی تھی کہ مہوز بالغہ نہ تھی تو گواہی مقبول نہوگی یہ متر تاشی میں ہو۔ اگر چار گواہوں نے گواہی دی کہ اس مرد نے یوم النحر کو مکہ میں فلاں عورت سے زنا کیا اور چار گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے یوم النحر کو کوفہ میں فلاں کو قتل کیا تو ہر دو فریق گواہوں میں سے کوئی قبول نہ ہوگا اور گواہان زنا پر حد بھی واجب نہوگی۔ اور اگر ہر دو فریق میں سے ایک فریق حاضر ہو اور اس نے گواہی دی اور اسکی گواہی پر حکم نے حکم دیدیا پھر دوسرے فریق کے گواہوں نے گواہی دی تو دوسرے فریق کی گواہی باطل ہو اور گواہان زنا پر حد قائم نہ کی جائیگی اگرچہ فریق ثانی کے گواہ وہی ہوں یہ مبسوط میں ہو۔ اگر گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہو حالانکہ یہ عورت غائبہ ہو تو مرد مذکور کو حد کی سزا دی جائیگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر چار مردوں نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پھر اسکو عورتوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ باکرہ ہو تو دونوں پر حد نہوگی اور گواہوں پر بھی حد قذف نہ ہوگی یہ کافی میں ہو اور اسی طرح اگر انھوں نے کہا کہ یہ زنا یا قرتا رہی تو بھی یہی حکم ہو سیف القدیر میں ہو۔ اگر گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی حالانکہ وہ محبوب ہو تو اسکو سزا سے حد نہ دی جائیگی اور گواہوں کو بھی حد نہ مار جائیگی یہ تبیین میں ہو۔ چار گواہوں نے

وہی عورت سے دن کی فلاں ساعت دیگرین زنا کیا ہو تو ایسی گواہی مقبول نہوگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم ہر وقت ہو کہ جب دوسرے دو گواہوں نے ایسی ساعت بیان کی ہو کہ ساعت اول و ثانی میں تو فقیہ نہ ہو سکے مثلاً دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے روز جمعرات کی ساعت میں زنا کیا اور دوسرے دو گواہوں نے اس سے روز جمعہ کی ساعت میں زنا کرنے کی گواہی دی یا دوسرے دو گواہوں نے روز جمعرات ہی کی ایسی ساعت بیان کی کہ اس ساعت تک زنا متہ نہیں ہو سکتا ہو تو گواہی مقبول نہیں ہو اور اگر دوسرے گواہوں نے ایسی ساعت بیان کی ہو کہ اس وقت تک زنا متہ ہو سکتا ہو تو قبول ہوگی۔ امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ چار مردوں نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی جس میں سے دو گواہوں نے کہا کہ اس مرد نے اس عورت کو باکراہ مجبور کر کے زنا کیا ہو اور دوسرے دو گواہوں نے کہا کہ اس عورت نے خود سبکی مطاوعت کی ہو تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ حدان سب سے دور کر دیا جائیگی یعنی مرد و عورت دو گواہوں سب سے فرج کی جائیگی۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا ہو مگر ان میں سے تین مردوں نے گواہی دی کہ اس عورت نے اسکی مطاوعت کی اور چوتھے نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس سے باکراہ مجبور کر کے ایسا کیا ہو تو بنا بر قول امام غفرم کے ان میں سے کسی پر حد قائم نہ کی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر تین گواہوں نے باکراہ مجبور کرنے پر اور ایک نے عورت کی مطاوعت پر گواہی دی تو امام غفرم کے نزدیک ان میں سے کسی پر حد نہ ہوگی یہ محیط خسی میں ہو۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی مگر جس عورت سے زنا کیا ہو اس میں اختلاف کیا یا زنا کی جگہ میں اختلاف کیا یا زنا کے وقت میں اختلاف کیا تو انکی گواہی باطل ہوگی لیکن ہاں سے نزدیک گواہوں پر حد واجب نہوگی یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے اس لباس میں اختلاف کیا جو زنا کے وقت مرد پر یا عورت پر تھا یا اس کے رنگ میں اختلاف کیا یا جس عورت سے زنا کیا ہو اس کے طول و قصر میں یا اسکی سڑائی و دہلائی میں اختلاف کیا تو کچھ مفسرین ہو اس واسطے کہ انکا اختلاف ایسے امر میں ہو جس کے ذکر کے لئے محتاج نہ ہو اور اسبطرح اگر دو گواہوں نے کہا کہ اس نے سپید رنگ عورت سے زنا کیا اور دو گواہوں نے کہا کہ اس نے گندم گون عورت سے زنا کیا ہو تو کچھ مفسرین ہو اس واسطے کہ ہر دو رنگ باہم متشابہ ہیں پس یہ اختلاف درمیان اصل شہادت کے نہوگا اور ایسی متخالف نہیں جیسے کالی و گوری میں اختلاف ہو اور اگر دو نے کہا کہ جشیہ سے اور دو نے کہا کہ خراسانیہ سے یا دو نے کہا کہ کوفیہ سے اور دو نے کہا کہ بصریہ سے یا دو نے کہا کہ آزادہ عورت سے اور دو نے کہا کہ باندی سے یا دو نے کہا کہ بالغہ سے اور دو نے کہا کہ ایسی تھی کہ مہوز بالغہ نہ تھی تو گواہی مقبول نہوگی یہ متر تاشی میں ہو۔ اگر چار گواہوں نے گواہی دی کہ اس مرد نے یوم النحر کو مکہ میں فلاں عورت سے زنا کیا اور چار گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے یوم النحر کو کوفہ میں فلاں کو قتل کیا تو ہر دو فریق گواہوں میں سے کوئی قبول نہ ہوگا اور گواہان زنا پر حد بھی واجب نہوگی۔ اور اگر ہر دو فریق میں سے ایک فریق حاضر ہو اور اس نے گواہی دی اور اسکی گواہی پر حکم نے حکم دیدیا پھر دوسرے فریق کے گواہوں نے گواہی دی تو دوسرے فریق کی گواہی باطل ہو اور گواہان زنا پر حد قائم نہ کی جائیگی اگرچہ فریق ثانی کے گواہ وہی ہوں یہ مبسوط میں ہو۔ اگر گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہو حالانکہ یہ عورت غائبہ ہو تو مرد مذکور کو حد کی سزا دی جائیگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر چار مردوں نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پھر اسکو عورتوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ باکرہ ہو تو دونوں پر حد نہوگی اور گواہوں پر بھی حد قذف نہ ہوگی یہ کافی میں ہو اور اسی طرح اگر انھوں نے کہا کہ یہ زنا یا قرتا رہی تو بھی یہی حکم ہو سیف القدیر میں ہو۔ اگر گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی حالانکہ وہ محبوب ہو تو اسکو سزا سے حد نہ دی جائیگی اور گواہوں کو بھی حد نہ مار جائیگی یہ تبیین میں ہو۔ چار گواہوں نے

ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پھر بعد رجم کیے جانے کے معلوم ہوا کہ یہ محبوب تھا تو اسکی دیت گواہوں پر ہوگی اور حد نہ ہوگی اور اگر عورت پر اس طرح گواہی دی ہو پھر بعد رجم کے عورتوں نے اسکو دیکھ کر کہا کہ یہ باکرہ یا رتھار ہو تو گواہوں پر ضمان نہ ہوگی اور نہ اپنے حد واجب ہوگی۔ اگر چار مردوں نے ایک مرد پر ایک عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی پھر چار مردوں نے ان گواہوں پر گواہی دی کہ انہیں نے اس عورت سے زنا کیا ہو تو انہیں سے کسی کی گواہی قبول نہ ہوگی اور کسی پر حد قائم نہ ہوگی کیونکہ شبہ پیدا ہو گیا یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک پہلے گواہوں پر حد قائم لیجائیگی سبب اسکے کہ انکا زنا کرنا حجت سے ثابت ہوا اور حجت چار گواہوں کی گواہی ہے پس وہ لوگ فاسق ٹھہرے اور اگر فریقت ثانی نے کہا کہ ان لوگوں نے اس عورت سے زنا کیا ہو اور بس خاموش رہے تو ان لوگوں پر حد واجب ہوگی اسواسطے کہ انہوں نے دوسرے زنا کی گواہی دی ہے نہ اس زنا کی جسکی فریق اول نے گواہی دی ہے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر چار مردوں نے ایک مرد پر ایک عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی اور دوسرے چار گواہوں نے فریق اول گواہوں پر گواہی دی کہ انہیں نے اس عورت سے زنا کیا ہو اور تیسرے فریق چار مردوں نے دوسرے فریق گواہوں پر گواہی دی کہ انہیں نے اس عورت سے زنا کیا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک سب پر حد ہوگی اور صاحبین کے نزدیک مرد و عورت دو بیانی فریق گواہوں پر حد زنا واجب ہوگی یہ یقین میں ہے۔ اور اگر گواہوں میں سے بعض فریق نے بعض پر زنا کرنے کی گواہی دی نہ دی بلکہ بعض پر محدود القذف ہونے کی گواہی دی اور باقی مسئلہ بحال ہے تو مرد و عورت پر سبب اول گواہی کے حد زنا واجب ہوگی یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر زنا کرنے پر گواہی دی حالانکہ گواہ غلام یا کافر یا محدود القذف ہیں یا اندھے ہیں تو مشہود علیہ پر حد واجب نہ ہوگی مگر گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر چار مردوں نے کسی پر زنا کی گواہی دی حالانکہ ایک انہیں سے غلام ہے یا محدود القذف ہے تو مشہود علیہ پر حد واجب نہ ہوگی مگر گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر غلام آزاد کیا گیا پھر ان لوگوں نے گواہی کا اعادہ کیا تو دوبارہ انکو حد قذف کی سزا دی جائیگی اور اسی طرح اگر سب گواہ غلام ہوں اور انہوں نے گواہی دی اور انکو حد قذف کی سزا دی گئی پھر وہ آزاد کیے گئے پھر انہوں نے گواہی کا اعادہ کیا تو انکو دوبارہ حد قذف کی سزا دی جائیگی بخلاف کافروں کے کہ اگر انہوں نے کسی مسلمان پر زنا کی گواہی دی پھر بعد محدود القذف ہونے کے مسلمان ہو کر انہوں نے گواہی کا اعادہ کیا تو یہ حکم نہ ہوگا اور امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر تھوڑی حد ماری گئی پھر انہیں سے ایک گواہ غلام نکلا پس دوسرے چار گواہوں نے گواہی دی تو مشہود علیہ کو حد ماری جائیگی اسواسطے کہ یہ حد باطل ہو چکی یہ عتبہ میں ہے اور اگر چاروں گواہوں میں سے ایک گواہ مکاش یا طفل یا اندھا ہو تو سوائے طفل کے سب گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور اگر یہ امر بعد مشہود علیہ کے رجم کیے جانے کے معلوم ہوا تو گواہوں کو حد ماری جائیگی اور رجم کی دیت بیت المال سے دی جائیگی اور اگر مشہود علیہ کو حد میں درجے ماریے گئے ہوں تو گواہوں کو درجے ماری جائیگا بشرطیکہ مشہود علیہ اسکی درخواست کرے اور ہا اگر شش ضرب شتودہ ہر ہوگا یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے یہ ایضاً میں ہے۔ اور معتق بعض امام اعظم کے نزدیک مثل مکاتب کہے ہو اور مکاتب اہل شہادت میں سے نہیں ہے یہ مسوطین ہے۔ اور اگر چار گواہوں نے گواہی دی حالانکہ وہ فاسق ہیں یا ظاہر ہو کہ وہ فاسق ہیں تو انکو حد قذف نہ ماری جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر مشہود علیہ نے دعویٰ کیا کہ انہیں سے ایک گواہ غلام ہے تو قول اسی کا قبول ہوگا یہاں تک کہ ثابت کیا جاوے

کے گواہوں پر حد واجب ہوگی

کہ وہ آزاد ہو یہ تاتار خانہ میں ہو۔ ایک مرد نے دوسرے کو زنا کی قہر لگائی پھر اس قاذف نے دوسرے مردوں کے ساتھ گواہی دی کہ یہ زانی ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر مقتذوف اس قاذف کو قاضی کے بیان لایا پھر قاذف نے ان گواہوں کے ساتھ اسکے زانی ہونے کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی اور اگر مہنوز محسوک قاضی کے پاس نہیں لایا تھا تو گواہی مقبول ہوگی یہ محیط خسی میں ہو۔ امام محمد نے جامع ضعیف میں فرمایا کہ چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی حالانکہ یہ مرد غیر محسن ہو اور امام نے اسکو حد میں مارا پھر ظاہر ہوا کہ یہ گواہ غلام یا کفار یا محدود القذف تھے حالانکہ مشہود علیہ ان درون کی سزا سے مرگیا ہو یا درون سے اسکا بدن مجروح ہو گیا ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ قاضی پر یا بیت المال پر اسکا تاوان لازم نہ ہوگا یہ محیط میں ہو اگر کوئی شخص گواہوں کی گواہی پر حد زنا میں درے مارا گیا پس درون کی چوٹ سے وہ مر گیا یا مجروح ہو گیا پھر ظاہر ہوا کہ بعض گواہ غلام یا محدود القذف یا کافر ہیں تو ان گواہوں کو بالاتفاق حد قذف کی سزا دی جائیگی اور امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ ان گواہوں پر اور نیز بیت المال پر کچھ تاوان واجب نہ ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور وہ محسن ہو یا گواہوں نے پھر زنا و حصان دونوں کی گواہی دی پس امام مسلمین نے اسکو جرم کیا پھر ایک گواہ غلام یا مکانب یا محدود القذف یا گیا تو مرجوم کی دیت قاضی پر واجب ہوگی اور قاضی کو بیت المال سے نہیں لے سکتا ہو اس پر اجماع ہو اور اگر یہ ظاہر ہو کہ یہ گواہ فاسق تھے تو قاضی پر ضمان واجب نہ ہوگی۔ چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور ان گواہوں کا چند نفر نے تزکیہ کیا اور کہا کہ یہ لوگ آزاد مسلمان عادل ہیں لیکن نیچے ظاہر ہوا کہ یہ غلام یا کفار یا محدود القذف ہیں پس اگر تزکیہ کرنا واسلے اپنے تزکیہ پر جسے رہے اور اس سے رجوع نہ کیا لیکن یہ کہ اسے خطا جاتی تو بالاتفاق خبر ضمان واجب نہ ہوگی اور ضمان بیت المال سے بالاتفاق واجب نہ ہوگی اور اگر انھوں نے تزکیہ سے رجوع کیا اور کہا کہ ہم انکو غلام یا کافر یا محدود القذف جانتے تھے مگر ہم نے باوجود اسکے عہد تزکیہ و تعدیل کی تو اس میں اختلاف ہو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ضمان ان تزکیہ کرنے والوں پر واجب نہ ہوگی اور بیت المال سے واجب نہ ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ تزکیہ کرنے والوں پر ضمان نہ ہوگی اور بیت المال سے واجب نہ ہوگی اور یہ حکم اسوقت ہو کہ گواہوں کا غلام یا کفار یا محدود القذف ہونا ظاہر ہو اور اگر یہ ظاہر ہو کہ یہ گواہ فاسق ہیں و تزکیہ کرنے والوں نے اپنی تعدیل سے رجوع کیا یعنی کہا کہ ہم نے جان بوجہ عہد تعدیل کی تو وہی ضمان ہونگے اور یہ اسوقت ہو کہ تزکیہ کرنے والوں کا کہ یہ لوگ آزاد مسلمان عادل ہیں اور اگر تزکیہ کرنے کے بعد اتنا کہا کہ یہ عدول ہیں پھر ظاہر ہو کہ گواہ لوگ غلام ہیں تو مزکیہ پر ضمان واجب نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مسلمان نے بلفظ شہادت کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ احرار ہیں یا بلفظ خبر کہا کہ یہ لوگ احرار ہیں تو ان دونوں میں فرق نہیں ہے یہ نہایتین ہو اور گواہوں پر ضمان واجب نہ ہوگی اور نہ انکو حد قذف کی سزا دی جائیگی یہ کافی میں ہے۔ چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پھر گواہوں نے قاضی کے حضور میں قرار کیا کہ ہم نے باطل کی گواہی دی ہے تو تاخیر حد واجب ہوگی اور اگر قاضی نے انکو حد نہ ماری بیان تک کہ دوسرے چار گواہوں نے اسی مشہود علیہ پر زنا کی گواہی دی تو ہر ایک گواہی جائز ہوگی اور مشہود علیہ پر حد کی سزا واجب ہوگی اور فریق اول سے حد قذف دو کی جائیگی یہ مسوط میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے مشہود علیہ کے کوڑوں سے مجروح ہو جانے کے بعد پھر جانے کے بعد رجوع کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک کچھ ضمان نہ ہوگا نہ تاوان ارش و نہ تاوان نفس کے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اگر وہ کوڑوں سے نہیں مرے تو ارش جرحت کے ضمان ہوگا اور اگر مر گیا تو دیت کے ضمان ہونگے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ چار مردوں نے غیر محسن پر زنا کی گواہی دی پس قاضی نے اسکو کوڑے مارے کہ درون نے اسکو مجروح کر دیا پھر گواہوں میں سے ایک نے رجوع کیا تو وہ ارش جرحت کما

بیت المال سے واجب نہ ہوگی

کہ واپس اگر ان اولاد نے اپنے باپ کو رحم کیا مگر ایسا پتھر نہ پڑا کہ وہ مر جاوے اور بعد اُنکے لوگوں نے رحم کیا کہ وہ مر گیا پھر ان
 گواہوں میں سے ایک نے رجوع کیا تو رجوع کرنے والا چارم دیت کا ضامن ہوگا اور خاص اپنے مال سے دیگا اور یہ
 تین برس میں ادا کرے گا اور یہ مال اُس مرحوم کے وارثوں اور اس رجوع کرنے والے کے درمیان میراث مشترک ہوگا
 پس اس مال میں سے بقدر حصہ اس رجوع کنندہ کے اسکے ذمہ سے ساقط کیا جائیگا اور باقی کا وہ ضامن رہیگا کہ جسکو
 تین سال میں ادا کرے گا بشرطیکہ اُسکا حصہ چارم دیت کو وفا نہ ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ رجوع کرنے والا چارم دیت
 کا اسی وقت ضامن ہوگا کہ جنھوں نے رجوع نہیں کیا اور انھوں نے اُس سے کہا کہ ہمارے باپ نے ضرور زنا کیا ہی ہے
 پہلے گواہی دی ہو مگر اسکو دیکھا ہی اور تو نے نہیں دیکھا پس تو نے باطل گواہی دی پس اس صورت میں تاوان سب مامون
 کے نزدیک واجب ہو اور اگر باقیوں نے اُس سے کہا کہ تو نے ہمارے ساتھ ہمارے باپ کو زنا کرتے دیکھا اور تو رجوع
 کرنے میں جھوٹا ہی تو رجوع کرنے والا ضامن نہ ہوگا اور ہمارے علمای ثلاثہ کے نزدیک اس رجوع کرنے والے پر حد قذف
 واجب ہوگی الا آنکہ جن لوگوں نے اُسکے ساتھ گواہی دی ہو وہ اس پر حد قذف واجب ہونے سے منکر ہوں پس انکو یہ اختیار
 ہوگا کہ اس سے دوبارہ امر قذف کے مختصمہ کریں۔ ان یہ دیکھا جائیگا کہ اس مرحوم کا باپ یا دادا یا کوئی اور بیٹا جسے اس پر
 گواہی نہیں دی ہو موجود ہی یا نہیں پس اگر ہوگا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اس رجوع کنندہ سے دوبارہ امر قذف مختصمہ
 کرے اور اگر مرحوم کا کوئی بیٹا یا باپ یا دادا نہ ہو مگر ان گواہوں میں سے بعض کی اولاد ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر وہ ہی رجوع
 کرنے والے کا بیٹا ہو تو اسکو اختیار نہ ہوگا کہ اپنے باپ سے دوبارہ قذف اپنے دادا کے مختصمہ کرے اور اگر بیٹا نہیں ہے
 کسیکا ہو جنھوں نے رجوع نہیں کیا ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ اس رجوع کرنے والے سے حد قذف کا دعوے کر کے حد لے لے
 اور یہ سب اس وقت ہی کہ جب ان گواہوں نے مشہود علیہ کو سنگسار کیا اور وہ انکی ضرب سے مرا نہیں۔ اور اگر انھوں نے
 پتھر مارے کہ وہ مر گیا پھر ان گواہوں میں سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کیا اور یہ اسے ان گواہوں کے میث کا
 کوئی وارث نہیں ہو تو اس مسئلہ میں تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ باقیوں نے اس رجوع کرنے والے سے کہا کہ تو اپنے
 رجوع کرنے میں جھوٹا ہی اور گواہی دینے میں سچا ہو۔ دوم آنکہ انھوں نے کہا کہ ہمارا پدر زانی تھا لیکن تو نے اسکا
 زنا کرنا نہیں دیکھا یا کہا کہ نہیں معلوم کہ تو نے اسکا زنا کرنا دیکھا یا نہیں اور تو نے باطل کے ساتھ گواہی دی سو ہم آنکا انھوں
 نے کہا کہ ہمارے باپ نے کبھی زنا نہیں کیا اور تو نے جو کہا کہ وہ زانی ہو تو تو نے جھوٹ کہا پس وجہ اول میں رجوع کرنا والا
 کچھ ضامن ہوگا اور میراث سے بھی محروم نہ ہوگا اور دوسری صورت میں رجوع کرنے والا چارم دیت کا ضامن ہوگا اور میراث
 سے محروم ہوگا اور اس پر حد قذف واجب ہوگی اگرچہ اُس نے اپنے اوپر حد قذف کا اقرار کیا ہو لیکن چونکہ باقیوں نے قذف میں اُسکی
 تصدیق کی اور حق حد قذف انھیں کا ہوا ہے تہا ذہن نہیں کرتا ہی پس اس پر حد قذف مقرر ہوگی حتیٰ کہ اگر اُسکے سوا سے کوئی اور وارث مستحق حد وجود
 ہو انہیں سے کہ جسکو پہلے اوپر ذکر کیا ہو تو وہ اُس سے حد مذکور لے لیگا اور باقی گواہوں پر بھی میث میں سے کچھ ضامن ہوگی اور باقی
 تینوں گواہ ایسی گواہی کی وجہ سے مستحق حد قذف نہ ہونگے۔ اور تیسری صورت میں سب کے سب ضامن ہونگے اور سب میراث
 سے محروم ہونگے اور مقتول مذکور کی دیت ان لوگوں کے سوا سے پھر شخص کہ مقتول سے سب سے زیادہ قریب ہو اسکو لیگی
 اور ان لوگوں کو حد قذف کی سزا دی جائیگی۔ ایک شخص کی دو عورتیں ہیں اور ان میں سے ایک سے اسکے پانچ بیٹے ہیں پھر ان میں سے
 چار بیٹوں نے اپنے بھائی پر جو پانچواں بیٹا ہی گواہی دی کہ اس نے ہمارے باپ کی چوڑ سے زنا کیا ہو تو یہ امر خالی نہیں ہو کہ

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

اسکے باپ نے اس عورت سے وطی کی ہوگی یا نہیں۔ اور نیز ان گواہوں کی مان زندہ ہوگی یا مرگئی ہوگی۔ اور نیز ان کے باپ نے انکی تصدیق کی ہوگی یا تکذیب کی ہوگی اور نیز انھوں نے گواہی میں یا کہا ہوگا کہ اس عورت نے اس مرد کی مطاوعت کی نہ کر نے میں یا یوں گواہی دی ہوگی کہ برادر مشہود علیہ کی طرف سے زنا میں اس کے اوپر زبردستی واقع ہوئی پس اگر انھوں نے گواہی دی کہ ہمارے بھائی نے اس عورت سے زنا کیا اور اس عورت نے بھی اسکی مطاوعت کی ہو اور حال یہ ہو کہ اس عورت سے اسکے باپ نے دخول نہیں کیا ہو پس اگر ان گواہوں کی مان زندہ موجود ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی خواہ انکا باپ انکی تصدیق کرتا ہو یا تکذیب اور انکی مان خواہ منکرہ ہو یا مدعیہ ہو اور اگر انکی مان مرگئی ہو پس اگر انکا باپ اسکا مدعی ہو تو بھی انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر باپ اس سے منکر ہو تو گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر اس عورت سے اسکے باپ نے دخول کر لیا ہو پس اگر اس عورت نے اس مشہود علیہ کی زنا کرنے میں مطاوعت کی ہو اور گواہوں کی مان زندہ ہو تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی خواہ انکا باپ انکی تصدیق کرتا ہو یا تکذیب اور خواہ انکی مان اسکی مدعیہ ہو یا منکرہ ہو اور اگر انکی مان مرگئی ہو پس اگر باپ اسکا مدعی ہو تو گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول ہوگی۔ اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ گواہوں نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت سے زنا کیا در حالیکہ وہ مطاوعہ ہی اور اگر یہ گواہی دی کہ اس مشہود علیہ نے اس سے زبردستی زنا کیا ہو پس اگر انکی مان مرگئی ہو تو انکی گواہی ہر حال میں مقبول ہوگی خواہ باپ مدعی ہو یا منکر ہو۔ خواہ باپ نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اگر انکی مان زندہ ہو پس اگر باپ انکا اس امر کا مدعی ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول نہ ہوگی خواہ انکی مان اسکی مدعیہ ہو یا منکرہ ہو۔ اور ہر جس صورت میں انکی گواہی مقبول ہوئی ہو تو حد زنا اسکے بھائی پر قائم کی جائیگی اور عورت پر بھی اگر اسے رخصتی سے زنا کیا ہو قائم کی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر چار نصرانیوں نے دو نصرانیوں پر زنا کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے انکی گواہی پر حکم دیدیا پھر مرد یا عورت مسلمان ہو گئی تو فرمایا کہ دونوں سے حد ساقط ہو جائیگی اور پھر اگر اسکے بعد گواہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے تو کچھ نہ ہوگا خواہ وہ گواہی کو اعادہ کریں یا نہ کریں۔ اور اگر انھوں نے دو مردوں اور دو عورتوں پر زنا کی گواہی دی پھر جب حاکم نے انکے اوپر حد کا حکم دیدیا تو دونوں مردوں یا دونوں عورتوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو جو مسلمان ہوا ہو اس سے اور اسکے ساتھی سے حد ساقط ہوگی اور جو نہیں مسلمان ہوا ہو اس پر اسی طرح حد رہیگی ساقط نہ ہوگی یہ مبسوط میں ہو۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر مشہود علیہ بزنا یعنی چہر زنا کی گواہی دی گئی ہو تو گواہ لایا کہ جنھوں نے ان گواہوں میں سے ایک گواہ پر جس نے اس پر زنا کی گواہی دی ہو یہ گواہی دی کہ یہ گواہ محدود القذف ہو تو قاضی ان دونوں گواہوں سے دریافت کرے گا کہ اس گواہ پر حد قذف کیونکر قائم ہوئی ہو یعنی کسے قائم کی ہو اور اسکی وجہ یہ ہو کہ اگر حد قذف از جانب سلطان یا نائب السلطان قائم ہوئی ہو تو ایسے گواہ کی گواہی باطل ہوگی اور اگر عیال میں سے کسی نے بغیر اجازت امام المسلمین کے اس پر حد قذف قائم کر دی ہو تو اسکی گواہی اس طرح محدود ہونے سے باطل ہوگی لہذا ضرور ہو کہ یہ دریافت کیا جاوے کہ کس نے اس پر حد قائم کی ہو۔ اور اگر اسکے دونوں گواہوں نے کہا کہ اس گواہ کو قاضی پر گنہ فلان نے حد قذف کی سزا دی ہو اور اس قاضی کا نام بیان کر دیا پس اس گواہ نے جس پر محدود القذف ہونے کی گواہی دی گئی ہو کہا کہ میں گواہ پیش کرتا ہوں اس قاضی کے اقرار کی کہ اس نے مجھے حد نہیں ماری ہو اور دونوں فریق گواہوں نے اسکی کوئی تاریخ و وقت نہیں بیان کیا تو قاضی اسکے محدود القذف ہونے کا حکم دیدیگا اور سبب

گواہی گواہان اقرار مذکور کے محدود القذف ہونے کا حکم دینے سے باز نہ رہیگا۔ اور اگر گواہوں نے اسکی حداری جانے کا کوئی وقت بھی بیان کیا ہو مثلاً کہا کہ قاضی کو رہ فلان نے اسکو حد قذف سنہ چار سو ستاون میں ماری ہر پھر مشہود علیہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ قاضی سنہ چار سو پچپن میں مر گیا ہر یا اس امر پر گواہ قائم کیے کہ یہ قاضی سنہ چار سو ستاون میں فلان ملک دیگر کو گیا تھا تو قاضی اسکے محدود القذف ہونے کا حکم دیدیگا اور اسکے گواہوں کی طرف التفات نہ کرے گا الا آنکہ انہیں سے کوئی بات مشہور ہو مثلاً قاضی مذکور کا مرنا اس وقت سے جو گواہان مشہود علیہ نے شاہد کے محدود ہونے کا بیان کیا ہر پہلے واقع ہونا تا میں عام مشہور ہو گیا ہو کہ ہر صغیر و کبیر و عالم و جاہل اسکو جانتا ہو یا مثلاً جس سال میں گواہوں نے اسپر حد قذف قائم کی جانی بیان کی ہر اس سال قاضی مذکور کا دوسرے ملک میں ہونا مشہور معروف ہو کہ اسکو ہر صغیر و کبیر و عالم و جاہل جانتا ہو تو ایسی صورت میں قاضی اسکے محدود القذف ہونے کا حکم دیدیگا اور مشہود علیہ پر حد زنا کا حکم دیکھا یہ محیط میں ہر۔ اور اگر مشہود علیہ نے یعنی جیسے زنا کی گواہی دی گئی ہر دعویٰ کیا کہ یہ گواہ محدود القذف ہر اور میرے پاس اسکے گواہ ہیں تو اسکے اور مجلس سے اٹھنے کے درمیان مہلت دیجائیگی بدون اسکے کہ وہ مخفی ہا طبع کیا جاوے پس اگر وہ گواہ لایا تو خیر ورنہ اسپر حد قائم کیجائیگی پس اگر اُس نے اقرار کیا کہ میرے گواہ شہر میں موجود نہیں ہیں اور درخواست کی کہ چند روز مجھے مہلت دیجاوے تو قاضی اسکو مہلت نہ دیگا۔ اور اگر مشہود علیہ نے کچھ دعویٰ نہ کیا بلکہ کسی شخص دیگر نے گواہوں میں سے کسی پر دعویٰ کیا کہ اُس نے مجھے قذف کیا ہر تو مشہود علیہ قید رکھا جائیگا اور قذف کے گواہوں کا حال دریافت کیا جائیگا پس اگر انکی تعدیل کی گئی تو حد قذف پہلے ماری جائیگی پس مشہود علیہ سے حد زنا ساقط کیجائیگی۔ اسی طرح اگر گواہان زنا میں سے کسی نے قاضی کے سامنے کسی کو قذف کیا پس اگر مقذوف یعنی جسکو تہمت لگائی ہو آیا اور اُس نے حد قذف کا مطالبہ کیا تو اسپر حد قذف قائم کیجائیگی اور حد زنا ساقط ہو جائیگی اور اگر مقذوف نہ آیا تا کہ اپنے حد قذف کا مطالبہ کرے تو حد زنا قائم کر دیجائیگی اور اگر حد زنا قائم کی جانے کے بعد مقذوف نے اگر حد قذف کا مطالبہ کیا تو اسکے واسطے حد قذف بھی ماریجائیگی۔ اور اسی طرح اگر بجائے قاذف کے جو رہو یا گواہی اور کسی حق کی حقوق العباد میں سے ہو تو بھی یہی حکم ہر یہ سبوط میں ہر اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور ہنوز تعدیل گواہوں کی نہ ہوئی تھی کہ مشہود علیہ کو کسی نے قتل کر ڈالا تو عید ا قتل کرنے میں قصاص اور خطر قتل کرنے میں دیت قاتل کی مرد کا برابر ماری پر وجہ ہوگی اور سبط طرح اگر تعدیل گواہوں کے اسکو قتل کیا اور ہنوز حکم برجم نہیں ہوا ہر تو بھی یہی حکم ہر یہ کافی میں ہر۔ اور جیسے ان دونوں صورتوں میں اسکی ضمانتیں واجب ہوتی ہر یعنی بالکل قتل کرو یا تو دیت یا قصاص واجب ہوتا ہر اسی طرح اگر اسکے اطراف میں سے کوئی عضو کاٹ ڈالا یا ضائع کیا تو اسکی ضمانت بھی واجب ہوگی جیسے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا یا آنکھ پھوڑ دی تو ضمانت ہوگا یہ محیط میں ہر۔ اور اگر اسکے رجم کا حکم دیا گیا ہو پھر اسکو کسی نے عدا یا خطر قتل کیا تو اسپر کچھ نہیں ہر یہ کافی میں ہر اور سبط طرح اس صورت میں اُسکے نفس کی ضمانت واجب نہیں ہوتی ہر ویسے ہی اس صورت میں اُسکے اطراف کی ضمانت بھی واجب نہ ہوگی اور اگر قاتل کے قتل کرنے کے بعد اسکی صورت میں گواہوں نے رجوع کیا تو قاتل پر کچھ واجب نہ ہوگا یہ محیط میں ہر۔ اور اگر بعد حکم ہو جانے کے اسکو عدا قتل کر دیا پھر گواہ غلام یا کفار پائے گئے یا محدود القذف نکلے تو قیاس چاہتا ہر کہ قصاص واجب ہو اور استعنا ناقول کی دیت قاتل کے مال سے تین سال میں واجب ہوگی۔ اور اگر قاتل نے اسکو بطریق رجم قتل کیا ہو پھر گواہان مذکور غلام نکلے تو اسکی دیت بیت المال سے واجب ہوگی اسواسطے کہ قاتل نے

جو کچھ کیا وہ بامر امام السلین کیا جو بخلات اسکے اگر اسکو تلو اسے قتل کیا تو حکم امام کی فرمان برداری نہیں کی پس یہ حکم نہوگا یہ کافی ہیں ہوں۔ اور اگر گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسنے اس عورت سے فحش کی اور یہ نہ کہا کہ اس سے زنا کیا تو انکی گواہی باطل ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسنے اس عورت سے جماع کیا یا مباحضت کی تو بھی یہی حکم ہو اور گواہوں پر حد نہ واجب ہوگی یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور کہا کہ ہنے عہد نظر ڈالکر دیکھا ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم نے تلمذ ذکے واسطے عہد نظر ڈالی تو بالاجماع قبول نہ ہوگی یہ قطع القدر میں ہو۔ چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پس امام نے اسکو حد مارنی چاہی پھر ان گواہوں میں سے ایک نے دوسرے کو ٹھٹھ لگائی یعنی قذف کیا پس مقذف اس امر سے ڈرا کہ اگر میں حد قذف کا مطالبہ کرتا ہوں تو گواہی باطل ہو جائیگی پس اسنے مطالبہ نہ کیا تو فرمایا کہ انکی گواہی جائز رہی اور مشہود علیہ کو سزا سے حد دیکھا دی گئی یہ مبسوط میں ہو۔ چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور دو گواہوں نے اسپر محض ہونے کی گواہی دی پس قاضی نے رجم کا حکم دیدیا اور وہ رجم کیا گیا کہ اسی در بیان میں گواہان احصان نے رجوع کر لیا یا وہ غلام نکلے اور مرد مذکور کو تپھر دن نے زخمی کیا ہو مگر ہنوز وہ مرانہیں ہو تو قیاس چاہتا ہو کہ اسپر سو کوڑے کی حد قائم کیجاوے اور یہ امام اعظم و امام محمد رحمہما کا قول ہو اور استھاننا اس سے سزا سے جلد اور باقی رجم سب دور کیے جاوینگے اور ہر دو گواہ لوگ بھی جراحات کی بابت کچھ ضامن نہوینگے اور تہا دان بیت المال پر ہوگا چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور اسکے احصان پر کسی نے گواہی نہ دی پس قاضی نے اسکے درے مارنے کا حکم دیدیا پھر دو گواہوں نے اسپر بعد پورے سو درے مارے جانے کے محض ہونے کی گواہی دی تو قیاس اول اس صورت میں بھی یہ حکم ہوگا کہ رجم کیا جاوے اور استھان یہ ہو کہ رجم کیا جائیگا اور اس مسئلہ میں ہمارے علماء نے استھان ہی کو لیا ہو اور صورت اولی میں قیاس کو اختیار کیا ہو۔ اور یہ حکم جو ہنے بیان کیا اس صورت میں ہو کہ اسپر پورے درے مارے گئے ہوں اور اگر ہنوز پورے درے نہیں مارے گئے کہ دو گواہوں نے اسپر محض ہونے کی گواہی دی تو رجم جاری کرنے سے مانع نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پس اس نے شبہ کا دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو اپنی جو رویا باندی گمان کیا تھا تو اسکے ذمہ سے حد ساقط نہوگی اور اگر کہا کہ یہ میری جو رویا باندی ہو تو اسپر حد نہ ہوگی اور گواہوں پر بھی نہ ہوگی یہ سراج راج میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اس باندی سے زنا کیا پس اسنے کہا کہ میں اسکو خرید کر چکا تھا بخیر یا فاسد یا شرط یا خیار البائع یا صدقہ یا ہب کا دعویٰ کیا یا کہا کہ میں نے اس سے نکاح کر لیا تھا اور گواہوں نے کہا کہ اسنے اقرار کیا ہو کہ اسین میری کوئی ملک نہیں تو حد اسکے ذمہ سے دفع کیجا یگی اسواسطے کہ شبہ موجود ہو اور اسی طرح حرج کی صورت میں بھی رویت ہو کہ اگر مشہود علیہ نے کہا کہ میں اسکو خرید چکا تھا تو اس سے حد دور کیجا یگی۔ اور اسی طرح اگر گواہوں نے کہا کہ یہ اسکو آزاد کر چکا تھا پھر اس سے زنا کیا ہو اور وہ آزاد کرنے سے انکار کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ عتابہ میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے ایک مرد اور ایک عورت پر گواہی دی پس عورت نے دعویٰ کیا کہ اسنے مجھ سے زبردستی ایسا کیا ہو اور گواہوں نے اسکی گواہی نہیں دی بلکہ یہ کہا کہ اس عورت نے اسکی مطاوعت کی تو عورت پر بھی حد واجب ہوگی یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے ایسی حد کی گواہی دی جسکا عہد مقدم ہو گیا ہو یعنی زمانہ زیادہ گزرا ہو تو حد کی سزا نہ دیکجا یگی اسواسے

اسکا حکم نہیں
محض ہونے کی گواہی
سزا کا اثر ہے
سبب اور صورت
اولی میں قیاس
بہت شکیں
مقتضات بیان
کیا ہو چکا ہے
بلکہ ضامن
نفس
نہو جبکہ
محض ہونے
محض ہونے
اسکا حکم نہیں
محض ہونے کی گواہی
سزا کا اثر ہے
سبب اور صورت
اولی میں قیاس
بہت شکیں
مقتضات بیان
کیا ہو چکا ہے
بلکہ ضامن
نفس
نہو جبکہ
محض ہونے
محض ہونے

حد قذف کے یہ کنز میں ہے۔ اور اگر زنا بمقام کی گواہی دی تو اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ گواہوں کو حد قذف مار جائیگی اور بعض نے کہا کہ انکو بھی لحد مار جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور تقادم میں یہ ضرور ہے کہ بغیر عذر و بر کی گئی ہو اور اگر بغیر ہو جیسے مرض یا دوری مسافت یا خوف راہ وغیرہ تو گواہی مقبول ہوگی اور مشہود علیہ کو حد ماری جائیگی یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور تقادم جیسے ابتداء قبول شہادت سے مانع ہو ویسے ہی بعد قضاء کے اقامت سے مانع ہو اور یہ حکم ہمارے نزدیک ہے چنانچہ اگر تھوڑی حد قائم کیے جانے کے بعد وہ بھاگ گیا پھر تقادم عہد کے بعد گرفت رہو کہ آیا تو اسپر باقی حد قائم نہ کی جائیگی۔ اور تقادم میں اختلاف ہے کہ سقد مدت میں تقادم ہوتا ہے تو امام محمد سے مروی ہے کہ انھوں نے تقادم کی مدت ایک مہینہ مقرر کیا ہے اور یہی روایت امام اعظم و امام ابو یوسف سے ہے اور یہی اصح ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور شراب بخواری کے سوا سے حد وین تقادم کی تقدیر ایک مہینہ ہے بالاتفاق۔ اور یہی شرا بخواری و امام محمد کے نزدیک اس میں بھی یہی تقدیر ہے اور بعضین کے نزدیک اس میں بدو شراب کی زائل ہو جانے تک ہے کی تقدیر ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اس نے حد متقادم کا اقرار کر لیا تو اسکو حد کی سزا دی جائیگی سوا سے شرا بخواری کے یہ شرح وقایہ میں ہے جس نے کسی عورت معین یا غیر معین سے زنا کرنے کا اقرار چار مرتبہ کیا پھر عورت حاضر ہوئی تو وہ حال سے خالی نہیں یا تو مرد پر حد قائم کیے جانے سے پہلے حاضر ہوئی یا بعد مرد پر حد قائم کیے جانے کے حاضر ہوئی پس اگر مرد پر حد قائم کیے جانے کے بعد حاضر ہوئی اور اسے بھی مثل مرد کے اقرار کیا تو اسپر بھی حد قائم کی جائیگی اور اگر اسے انکار کیا اور مرد مذکور پر قذف کرنے کا دعویٰ کیا تو مرد مذکور کو حد قذف نہ ماری جائیگی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ مرد پر دو حدین واجب نہ ہونگی ایک حد تو ہم اسپر قائم کر چکے ہیں پس دوسری اسپر قائم نہ ہوگی اور اگر مرد پر حد قائم کیے جانے سے پہلے حاضر ہوئی پس اگر اسے زنا سے انکار کیا اور نکاح کا دعویٰ کیا تو حد وین سے ساقط ہوگی اور مرد پر عقر واجب ہوگا اور اگر اسے نکاح کا دعویٰ نہ کیا اور زنا سے انکار کیا اور مرد پر حد قذف کا دعویٰ کیا تو امام اعظم کے نزدیک مرد سے حد زنا ساقط ہوگی اور اسی طرح اگر عورت مقرر ہوئی اور مرد غائب ہو تو مرد کا حکم بھی اس باب میں مثل حکم عورت کے ہے یہ شرح طحاوی میں ہے اور اگر مرد مذکور پر حد قائم کیے جانے کے بعد عورت حاضر ہوئی اور اسے نکاح کا دعویٰ کر کے اپنے مہر کا مطالبہ کیا تو اسکے واسطے کچھ مہر نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ متقی بن لکھا ہے کہ ایک مرد نے زنا کا اقرار کیا اور وہ محسن ہو پس قاضی نے اسکے جرم کا حکم دیا پس لوگ اسکو جرم کرنے کو لے گئے پس اس نے اپنے اقرار سے رجوع کیا پس اسکو ایک شخص نے قتل کر ڈالا یعنی بطور جرم کے تو قاتل پر کچھ نہ ہوگا جب تک کہ قاضی اس سے جرم کو باطل نہ کرے اور اگر قاضی نے اس سے حکم جرم باطل کیا پھر اسکو کسی نے قتل کیا تو اسکے قصاص میں قتل کیا جائیگا یہ حیا خسی میں ہے۔ اصل میں امام ابو حنیفہ سے مذکور ہے کہ ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے اقرار کا دعویٰ کیا کہ اسے مجھ سے زبردستی ایسا کیا ہے تو امام نے فرمایا کہ مرد کو حد کی سزا دی جائیگی اور عورت پر حد نہیں قائم کی جائیگی یہ البیاض میں ہے۔ جو شخص کہ دار الحرب میں مسلمان ہو اور اگر اسے اقرار کیا کہ میں نے دار الحرب میں زنا کیا تو مسلمان ہونے کے تو اسپر حد نہیں ہے یہ بیہ خط میں ہے۔ اور اگر مرد مسلمان دار الحرب میں امان لیکر داخل ہوا اور وہاں کسی مسلمان عورت یا دوسرے عورت سے زنا کیا پھر وہاں سے دارالاسلام میں آیا اور زنا کرنے کا اقرار کیا تو ہمارے نزدیک اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر غلام نے بعد آزاد ہونے کے اقرار کیا کہ میں نے غلام ہونے کی حالت میں زنا

کیا تھا تو اسپر غلاموں کی حد قائم کیجائیگی اور غلام پر حد اس کے اقرار سے اور سوائے اقرار کے اور بموجب حد ہوتے ہیں پائے جانے سے بھی قائم ہوتی ہے اگرچہ اس کا موئے غائب ہو اور چوری کے ہاتھ کاٹے جانے اور قصاص کا بھی یہی حکم ہے یہ محیطین ہیں۔ اور اگر وہ مرتد نہ ہو تو اقرار کیا اور دو گواہوں نے زنا پر گواہی دی تو اس کو حد نہ ماری جائیگی یہ متر تاشی ہیں۔ پانچواں باب شراب خواری کی حد میں۔ ایک شخص نے شراب پی اور پکڑا گیا اور ہنوز اس کی بدبو موجود ہے یا اس کو پکڑ لائے در حالیکہ وہ نشہ میں مست تھا پس گواہوں نے اسپر شراب خواری کی گواہی دی تو اسپر حد واجب ہوگی قال الترمذی یعنی اسٹیڈرے۔ اسی طرح اگر اُس نے خود اقرار کیا اور بدبو موجود ہے تو بھی یہی حکم ہے خواہ اس نے تھوڑی شراب پی ہو یا بہت۔ اور اگر اُس نے بدبو جاتی رہنے کے بعد اقرار کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اس کو حد نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر بدبو جاتی رہنے کے بعد اور نشہ زائل ہونے کے بعد اسپر گواہوں نے گواہی دی تو بھی چنین رحمہما اللہ کے نزدیک اس کو حد نہ ماری جائیگی۔ اور اگر گواہوں نے اس کو ایسی حالت میں پکڑا کہ اُس کے منہ سے بدبو آتی ہے یا نشہ میں ہے پس اس کو یہاں سے اس شہر کو لے چلے جہاں امام موجود ہے پس اس کے پاس پہنچنے سے پہلے بدبو نشہ جاتا رہا تو مرد کو بولا جماع حد مار کی جائیگی یہ سراج و ہاج میں ہے۔ اور اگر نشہ کے بیہوشی نے اپنے اوپر شراب خواری کا اقرار کیا تو اُس کے اقرار پر اس کو حد نہیں ماری جائیگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور مست شراب کے پچانے میں اختلاف ہے چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ نشہ شراب کا مست وہ ہے کہ زمین کو آسمان سے نہ پہچانتا ہو اور مرد کو عورت سے نہ شناخت کرتا ہو اور صاحبین نے کہا کہ سکران وہ ہے کہ اس کا کلام مخلط ہو کہ غالب کلام اس کا ہندیان ہو جاوے تو وہ سکران یعنی نشہ شراب کا مست ہے اور صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہے۔ اور اگر قاضی کے پاس گواہوں نے ایک مرد پر شراب خواری کی گواہی دی تو قاضی اسے دریافت کرے گا کہ شراب کیا چیز ہے پھر دریافت کرے گا کہ اس نے کیوں کر پی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس نے یہ مجبوری زبردستی پی ہو پھر دریافت کرے گا کہ کب پی ہو کیونکہ احتمال تقادم ہو پھر دریافت کرے گا کہ کہاں پی ہو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس نے دار الحرب میں پی ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں ہیں پس اگر گواہوں نے ان سب کو ٹھیک بیان کیا تو قاضی اس مشہود علیہ کو قید کرے گا تاکہ گواہوں کی عدالت دریافت کرے اور ظاہر عدالت پر حکم نہ کرے پھر شراب خواری کی گواہی دی ہو ضرور ہے کہ وہ عاقل بالغ مسلمان اور ناطق ہو پس طفل پر ایسی حد نہیں ہے اور نہ مجنون اور نہ کافر۔ اور خاصہ میں لکھا ہے کہ گونگے کو بھی حد شراب خواری نہ ماری جائیگی خواہ گواہوں نے اسپر گواہی دی ہو یا اُس نے خود ایسے اشارہ سے بتلایا کہ جو اس کی طرف سے معاملات میں اقرار شمار کیا جاتا ہے۔ اور اندھے کو ایسی حد ماری جائیگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر دارالاسلام میں مسلمان نے شراب پی اور کہا کہ میں نے اُس کے حرام ہونے کو نہیں جانا تھا تو اس کو حد مار جائیگی یہ سراجیہ میں ہے اور اگر ایک شخص بہ شراب خواری کی گواہی دی گئی اور اُس نے دعویٰ کیا کہ میں دودھ سمجھ کر پی گیا تھا یا کہا کہ میں بہ شراب نہیں جانتا تھا تو یہ قول اس کا مقبول نہ ہوگا اور اگر کہا کہ میں اس کو نیب سمجھا تھا تو یہ قول اس کا مقبول ہوگا یہ بحر الرائق میں ہے شراب کا پینا د مردوں کی گواہی سے یا خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے ثابت ہو جاتا ہے اور اس میں مردوں کے ساتھ خواتین کی گواہی نہیں قبول ہوتی ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور جو شخص حالت نشہ میں ہے اور گواہوں نے بہ شراب خواری کی گواہی دی تو اسپر حد نہیں قائم کیجائیگی یہاں تک کہ اُس کو ہوش ہو جاوے اور نشہ اُتر جاوے پھر جب افاقہ ہو گیا تو پھر حد قائم کیجائیگی خواہ شراب کی بدبو اس سے جاتی رہی ہو یا نہ گئی ہو مسلمان نے اگر شراب پی کی تو اس کو حد نہیں ماری جائیگی

متعجب
 شہر سب کیا ہو اور باقی
 انساں کو لفظ بیان
 کیا ہو تو غافلہ اند
 لے لیجئے اسکے
 محض سے باغ و بہار
 کی تالی ہو اس
 سلف و اولہ احوال
 تقاضہ ہو کہ ہر
 ظاہر و باطن
 تقاضہ ہو کہ ہر
 بصر و باطن
 کہ ہر بصر و باطن

[illegible]

چھٹا باب حد القذف اور تفسیر کے بیان میں۔ واضح ہو کہ شرع میں قذف کرنا زنا کرنا کسی طرح کے زنا لگانے کو کہتے ہیں۔ اور اگر کسی مرد نے دوسرے مرد کو محض یا عورت کو محض زنا کے ساتھ قذف کیا یعنی مثلاً کہا کہ تو نے زنا کیا یا اس زانی پس اس نے قذف کرنے کا لاش کر کے مطالبہ کیا تو قاذف کو حاکم اشیٰ کو طے ماریگا اگر آزاد ہو اور اگر غلام ہوگا تو چالیس کوڑے ماریگا یہ فتح القدر میں ہے۔ اور سوا سے پوسٹین و شتو کے اسکے کپڑے اسکے بدن سے نہ اتارے جاویں گے اور کوڑے اسکے بدن پر متفرق جگہوں پر مارے جاویں گے جیسے زنا کی حد میں ہے پھر شرح نقایہ بولہ کارم میں ہے۔ اور قذف کا ثبوت قاذف کے خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے یا دو مردوں کی گواہی سے ہو جاتا ہے جیسے اور سب حقوق میں حکم ہے یہ اختصار شرح مختار میں ہے۔ اور مردوں کے ساتھ عورتوں کے گواہ ہونے سے نہیں ثابت ہوتا ہے اور گواہی پر گواہی ہونے سے نہیں ثابت ہوتا اور اگر ایک قاضی کا خطاب نام دوسرے قاضی کے درمقدم ثبوت قذف ہو تو دوسرے قاضی کے نزدیک ثبوت نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اس نے قذف کا اقرار کیا پھر رجوع کر لیا تو رجوع مقبول نہ ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور قاذف پر حد قذف جب ہی ہوتی ہے کہ مقذوف محض ہو اور محض ہونے کی پانچ شرطیں ہیں یعنی آزاد عاقل بالغ مسلمان عقیق ہو کہ اس نے تمام عمر میں کسی عورت سے زنا یا دوطی شہدہ یا نکاح فاسد نہ کی ہو یہ شرح طحاوی میں ہے۔ پس اسکا احصان ہر دوطی حرام سے جو غیر ملک میں واقع ہو باطل ہو جائیگا خواہ عورت ضعیف ہو یا کبیرہ خواہ ایسی باندی ہو جو استحقاق میں لے لی گئی یا کسی مرد کی متین طلاق دی ہوئی معتدہ ہو یا بانشہ ہو یا باندی سے دوطی کی پھر اسکی خرید کا دعویٰ کیا یا اس سے نکاح کا دعویٰ کیا یا اپنے دوسرے کے درمیان مشترکہ باندی سے دوطی کی یا ایسی عورت سے دوطی کی جو دوطی کرانے پر مجبور کی گئی یا ایسی عورت سے دوطی کر لی جو شبہ ناف میں اسکی جو رو کی جگہ بھی گئی یا اس نے اپنے کفر کی حالت میں یا دارا بحرب میں یا حالت جنون میں دوطی کی یا اپنی اپنی باندی سے دوطی کی جو ہمیشہ کے واسطے اس پر سبب رضاعت کے حرام ہو گئی یہ خزانہ المفتیین میں ہے۔ اور یہی صحیح ہے یہ میں میں ہے اور اگر ایسی باندی خریدی جس سے اسکا باپ دوطی کر چکا ہو یا خود اسکی مان سے دوطی کر چکا ہو پھر اس سے دوطی کی پھر اسکو کسی نے قذف کیا تو بالاجماع قاذف پر حد نہ ہوگی۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جسکی مان کو یا بیٹی کو شہوت سے چھوایا یا اسکی مان یا بیٹی کی فرج کو بنظر شہوت دیکھا ہو یا اسکے باپ یا بیٹے نے اسکی فرج کو شہوت سے دیکھا ہو پھر اس سے دوطی کر لی تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اسکا احصان زائل نہ ہوگا اور اسکے قاذف کو حد باری جائیگی اور گواہان نے فرمایا کہ اسکا احصان زائل ہوگا اور اسکے قاذف کو حد باری جائیگی اور اسی طرح اگر ایسی صفت کی عورت سے نکاح کر کے اس سے دوطی کی تو اس میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر ایسے مرد کو قذف کیا جس نے اپنی مان سے دوطی کی در حالیکہ اسکی مان مجوسیدہ ہو یا نکاح کی ہوئی ہو یا باندی بطور خرید فاسد کے خریدی ہوئی ہو یا اسکی جو رو جو جس سے حالت حیض میں دوطی کی یا اس سے ظہار کیا تھا یا فرض روزے سے عثمی حالانکہ یہ اسکے روزہ دار ہو لے کو جانتا تھا یا باندی حالت کتابت میں تھی تو اس کے قاذف کو حد قذف کی نہ باری جائیگی یہ فتح القدر میں ہے۔ اور ترقی میں لکھا ہے کہ چار جو رو نکاحی موجود ہیں پھر پانچویں سے نکاح کر کے اس سے بھی دوطی کر لی تو اس کے قاذف کو حد قذف نہ باری جائیگی۔ اور اگر مسلمان نے اپنی مرتدہ باندی سے دوطی کی تو اسکا احصان زائل نہ ہوگا اور اسکے قاذف کو حد باری جائیگی اور تفسیر میں لکھا ہے کہ اگر اپنی ایسی باندی سے دوطی کی جو اپنے کسی شوہر کی عدت میں ہے تو میرے نزدیک اسکا احصان

[illegible]

زانیہ نہ ہوگا اور میں اُسکے قاذف کو حد مارونگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر آزادہ جو رو پر ایک باندی سے نکاح کیا یا دو بیہونوں سے ایک عقد میں نکاح کیا یا ایک عورت اور اس عورت کی بھوپھی سے ایک عقد میں نکاح کیا تو ایسے عقود فاسد سے جو وطی واقع ہو وہ احسان کو زائل کر دیتی ہیں اور اسی طرح اگر ایک عورت سے نکاح کر کے اس سے وطی کر لی پھر معلوم ہوا کہ یہ عورت اس سبب مصاہرت کے حرام تھی تو بھی یہی حکم ہے یہ امام اعظم و امام محمد رحمہما کا قول ہے یہ مسوط میں لکھا ہے ایک شخص نے اپنے بستر کی باندی سے وطی کی کہ جس سے وہ حاملہ ہو گئی یا بیہونہ کی تو اُسکا احسان ساقط نہ ہوگا چنانچہ اُسکے قاذف کو حد قذف ماری جائیگی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ہر وطی کرنے والا جسکے ذمہ سے حد دور کیجاتی ہے اور اس پر ہر قرار دیا جاتا ہے اور بچہ کا نسب اس سے ثابت کیا جاتا ہے تو ایسے ہی کرنے والے کا احسان ساقط نہیں ہوتا ہے چنانچہ میں اُسکے قاذف کو حد مارونگا اور اسی طرح اگر کسی کی باندی سے بغیر اجازت اُسکے مولیٰ کے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو میں ایسے شخص کے قاذف کو حد مارونگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کر لیا یا ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جسکو جانتا ہو کہ اسکا شوہر موجود ہے یا کسی دوسرے کی عدت میں ہو یا کسی اپنے ذی رحم محرم سے جان بوجھ کر نکاح کیا پھر اس سے وطی کی تو ایسے شخص کے قاذف پر کچھ حد واجب نہ ہوگی اور اگر ان دونوں میں سے کوئی صورت بغیر علم کے کی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اُسکے قاذف کو حد ماری جائیگی یہ جوہرہ نیرو میں ہے۔ ذمی نے اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس سے اسکے دین میں نکاح کرنا حلال تھا جیسے اپنی ذی رحم محرم سے نکاح کیا پھر مسلمان ہو گیا پھر اسکو کسی نے قذف کیا پس اگر اُس نے بعد مسلمان ہونے کے اس عورت سے وطی کی ہو تو اُسکے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر حالت کفر میں دخول کر چکا ہو تو بھی صاحبین کے قول پر یہی حکم ہے اور امام اعظم کے نزدیک اُسکے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسی دو باندیوں کا مالک ہوا جو کسب میں بنیں ہیں پس ان دونوں سے وطی کر لی تو اُسکے قاذف کو حد قذف کی سزا دیکھائیگی یہ مسوط میں ہے اور اگر ایسی عورت کو قذف کیا جسکو زنا کی وجہ سے پہلے حد ماری گئی ہو تو اُسکے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر ایسی عورت ہو کہ اُسکے ساتھ علامت زنا کی ہو اور وہ یہ کہ قاضی نے اُسکے اور اُسکے شوہر کے درمیان لعان کرا کے اُسکے بچہ کا نسب اُسکے شوہر سے قطع کر کے اُسکے ساتھ لاحق کیا ہو یا ایسی عورت ہو کہ اُسکے ساتھ ایک بچہ ہو کہ اُسکا پدر معلوم نہیں ہوتا ہو تو ایسی عورت کے قاذف پر حد نہیں ہے اور اگر اُسکے بچہ کو قذف کیا تو اُسکے قاذف پر حد واجب ہوگی اور اگر جو رو مرد کے درمیان بغیر ولد کے لعان ہوا ہو یا لعان بولد ہو مگر ولد کا نسب اُسکے شوہر سے قطع نہیں کیا گیا یا قطع بھی کیا گیا مگر شوہر نے پھر اپنی تکذیب کی اور بچہ کا نسب اُسکے ساتھ لاحق کیا گیا پھر کسی مرد نے ایسی عورت کو قذف کیا تو اُسکے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اگر اپنی جو رو سے کہا کہ امی زانیہ پس عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تو ہے تو عورت کو حد قذف ماری جائیگی اور دونوں میں لعان نہ کر لیا جائیگا اور اگر چہ یہ سے کہا کہ امی زانیہ پس اُس نے کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا تو مرد کو حد نہ ماری جائیگی اور عورت کو حد مار جائیگی اور اگر اپنی جو رو سے کہا کہ امی زانیہ پس اُس نے کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا تو مرد پر حد نہیں ہوا ورنہ لعان۔ اور نیز عورت پر بھی حد نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر عورت نے ابتدا کر کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا پس مرد نے اُسکو قذف کیا تو بھی ان دونوں میں سے کسی پر حد نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اچھنیہ عورت سے کہا کہ تیرے ساتھ تیرے

سلا
بکتاب
النکاح
و النکاحات
اور زانیہ
کے بیان میں
۶۹۰
نہ جہ قادی
مالگیری
جلد دوم

شوہر نے بھیسے نکاح کرنے سے پہلے زنا کیا تو وہ قاذف ہوگا اور اگر کہا کہ تجھ سے اپنی انگلی سے زنا کیا تو اس پر حد قذف نہ ہوگی یہ تاتار خانہ میں ہو۔ اور اگر زید نے عمر سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو زانی ہو اور خالد نے کہا کہ میں بھی گواہ ہوں تو خالد پر حد نہ ہوگی الا آنکہ یون کے کہے کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں جسکی تو نے گواہی دی یہ عتاب میں ہو۔ زید نے عمر کو خالد سے کہا کہ تم میں سے ایک زانی ہو پس زید سے کہا گیا کہ یہ یعنی عمرو یا خالد کسی خاص کو دریافت کیا گیا کہ یہ تو زید نے کہا کہ نہیں تو زید پر حد نہ ہوگی۔ اور اگر زید نے عمر سے کہا کہ اوزالی پس خالد نے کہا کہ تو نے سچ کہا تو زید پر حد ہوگی جس نے پہلے کہا ہو اور خالد جس نے تصدیق کی ہو اس پر نہ ہوگی اور اگر خالد نے یون کہا کہ تو نے سچ کہا وہ ایسا ہی ہو جیسا تو نے کہا تو خالد بھی قاذف ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اسی طرح اگر خالد نے فقط یون کہا کہ وہ ایسا ہی ہو جیسا تو نے کہا تو خالد کو بھی حد قذف ماری جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ امی قحبہ کے بچے یا عورت سے کہا کہ امی فلاں کی آشنا یا کہا کہ امی دعویٰ یا امی دعیہ کے بچے تو حد واجب نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ بطور حرام تیرے ساتھ فلاں نے مجاہمت کی یا تجھ سے فلاں نے فجوری کیا یا کہا کہ فلاں کہتا ہو کہ تو زانی ہو یا تو زنا کرتی ہو یا کہا کہ میں نے تجھے چھڑنا کرنے والا نہیں دیکھا یا تو لوگوں سے بڑھ کر زنا کرنے والا ہو یا تو مجھ سے بڑھ کر زانی ہو یا تو زانیوں سے بڑھ کر زانی ہو یا تو نے اسوے فرج کے زنا کیا یا تیری ران یا پانوں نے زنا کیا یا کہا کہ امی لوطی یا تو نے کار قوم لوط کیا یا فلاں تجھے زبردستی یا سونے میں یا جنون کی حالت میں زنا کیا گیا تو حد قذف واجب نہ ہوگی اور اسی طرح تو بیض کرنے سے بھی حد قذف واجب نہ ہوگی اور اسی طرح قذف آخریس اور زنا عورتوں کے قذف سے اور دارا سرحدین زنا کرنے کے ساتھ باغیوں کے لشکر میں زنا کرنے کے ساتھ قذف کرنے سے بھی حد قذف واجب نہیں ہوتی ہو اور طفل کو یا ایسے مجنون کو جس کا جنون مطبق ہو قذف کرنے سے حد قذف واجب نہیں ہوتی ہو اور اگر مجنون کبھی حالت جنون میں ہوتا ہو اور کبھی فاقہ میں تو حد قذف واجب ہوگی اور اسی طرح محبوب کی قذف سے بھی حد نہیں واجب ہوتی اور خصی وغینہ کی قذف سے حد نہیں واجب ہوتی ہو یہ خزانۃ المفتین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ امی ولد الزنا یا ابن الزنا حالانکہ اسکی مان محضہ ہو تو کئے والے کو حد ماری جائیگی اسوے اسے کہ اسکی مان کو قذف بزنا کیا ہو یہ ترمذی میں ہو۔ اور اگر طفل مراہق یعنی قریب بلوغ کو قذف کیا پس طفل مذکور نے بلوغ بسن کا یا احتلام کا دعوے کیا تو اسکے قول سے قاذف کو حد قذف نہ ماری جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی مرد کو کہا کہ امی زانیہ تو اس پر حد واجب نہ ہوگی اور یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہو کہ زانی شریعہ مطہری اور یہ آسمان ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ امی زانی بدون یا می تائیت کے تو بالاجماع قاذف پر حد واجب ہوگی۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ زنا مت تو قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو اور اگر کسی نے دوسرے مرد سے کہا کہ زنا کی تو اس نے اہل اور جس حالت میں کہا ہو وہ حالت غضب تھی تو اسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک قاذف کو حد ماری جائیگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر اسے قاذف زنا مت فی اہل سے پہاڑ پر چڑھنا مراد نہ لیا ہو تو بالاجماع حد واجب ہوگی یہ متبین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ زنا مت علی اہل تو بالاجماع حد واجب نہ ہوگی یہ مضمہرات میں ہو اور اگر زنا مت علی اہل حالت غضب میں کہا ہو تو بعض نے کہا کہ حد واجب نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ حد واجب ہوگی اور یہی وجہ ہے شرح القدیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ زنا مت فی اہل تو بالاجماع حد ماری جائیگی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یا زانی بہرہ تو اہل میں مذکور ہو کہ اگر اسے دعویٰ کیا کہ میں نے

تنبیہ
زنا فاحشہ

غضب میں کہا تو کہنے والے کو حد قذف ماری جائیگی یہ کثرت میں ہے اور اگر کسی سے کہا کہ تو ابن فلان نہیں ہے اور فلان سے اس کے دادا کا نام لیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ کافی میں ہے۔ ایک شخص کو اس کے باپ کے سوا دوسرے کی طرف منسوب کیا بدون غضب و عصبانیت تو حد نہ ماری جائیگی اور اگر حالت غضب میں ایسا کیا ہو تو حد ماری جائیگی اور اگر اسکو اس کے دادا کی طرف منسوب کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اسوا سطلے کہ دادا بھی باپ ہے اور اسی طرح اگر اسکو اس کے چچا یا مامون کی طرف منسوب کیا یا اسکی ماں کے شوہر یعنی سوتیلے باپ کی طرف منسوب کیا تو بھی یہی حکم ہے اسوا سطلے کہ یہ لوگ بھی مجازاً باپ کہلاتے ہیں یہ مترناشی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو ولادت فلان سے نہیں ہے تو یہ قذف نہیں ہے اور اگر کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے یا تجھے تیرے باپ نے نہیں پیدا کیا ہے تو یہ اسکی ماں کا قذف ہے اور سیطرہ اگر کہا کہ تو رشک کا نہیں ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیر بن لکھا ہے۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تیرا جد زانی ہے تو قذف پر حد نہ ہوگی یہ ایضاً صحیح میں ہے۔ اور اگر کہا کہ زانی کے بھائی تو اس کے بھائی کے حق میں قذف ہے پس اگر اسکا بھائی ایک ہی ہو تو حق خصوصیت اسکو حاصل ہوگا۔ اور اگر زید کے عروسے سے کہا کہ امی زانی کے بھائی ہیں عروسے نے کہا کہ نہیں بلکہ تو عروسہ کو حد ماری جائیگی اور زید کے ساتھ عروسے کے بھائی کی بابت قذف کی خصوصیت ہوگی یہ عتبات میں ہے اور اگر کسی سے کہا کہ امی ابن الزانیہ یعنی دوزانیہ عورتوں کے بیٹے اور حال یہ ہے کہ اسکی سگی حقیقی ماں مسلمان ہے تو قاذف پر حد واجب ہوگی خواہ اسکی دور کی ماں یعنی جدہ مسلمان ہو یا نہ ہو اور اگر زانی مسلمان ہو اور ماں کافرہ ہو تو قاذف پر حد نہیں ہے اسوا سطلے کہ ولادت کی طرف جو اضافت ہو وہ سب سے نزدیک سے شامل ہونا شروع ہوتی ہے اور اگر کسی سے کہا کہ امی ابن ہزار زانیہ تو قاذف کو حد ماری جائیگی یہ سرانج و ہاج میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ امی ابن الزانیہ یعنی دوزانیہ عورتوں کے بیٹے تو یہ اسکی ماں و باپ دونوں کا قذف ہے پس اگر وہ دونوں زندہ ہوں تو حد قذف کے مطالبہ کا اختیار انکو ہے اور اگر مر گئے ہوں تو مطالبہ حد کا اختیار اسکو ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے ایک اجنبیہ عورت سے کہا کہ تو نے اونٹ پھیل یا لگے کے ساتھ زنا کیا تو اس پر حد نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو نے زنا کیا بنا قہ یا بقرہ یا بجا مہ یا بدر ہم تو قاذف پر حد واجب ہوگی اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو نے زنا کیا بقرہ یا بنا قہ یا اسکے مانند تو اس پر حد نہیں ہے اور اگر کہا کہ بکنیر یا بجا مہ یا بدر تو اس پر حد واجب ہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر دوسرے سے کہا کہ اپنے بھائی کو کہنے والے پر حد نہیں ہے اسوا سطلے کہ یہ استقبال کے واسطے ہے اور اگر کہا کہ انت زانی و احب انت زانی و انت زانی کہنے والے پر حد نہیں ہے اسوا سطلے کہ یہ بطریق ہتھام و تعبیر ذکر کیا جاتا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ فاعل کے سوا دوسرے کا سزا یا بھونا کیونکہ جائز ہے یا ایضاً صحیح میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی زنا و عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا قبل اسکے کہ تو مخلوق ہو وے یا قبل اسکے کہ تو پیدا ہو وے تو اس پر حد نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی ایسی عورت یا مرد کو قذف کیا جس نے حالت نصریت میں زنا کیا ہے تو قاذف کو حد نہ ماری جائیگی اور مراد یہ ہے کہ بعد اسلام کے ایسے زنا سے قذف کیا جو اس سے حالت نصریت میں واقع ہوا ہو مثلاً یون کہہ کہ تو نے زنا کیا حالیکہ تو کافر تھی اور اسی طرح اگر کسی آزاد و شدہ سے کہا کہ تو نے غلام ہونے کی حالت میں زنا کیا تو قاذف پر حد نہ ہوگی جیسے قاذف نے اقرار کیا کہ میں نے زنا کے ساتھ قذف کیا حالیکہ تو کنابہ یا باندہ سی تھی تو قاذف پر حد نہیں ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کسی شخص سے کہا کہ امی سٹڈے یا لنبے یا حجام کے بیٹے حالانکہ اسکا باپ ایسا نہیں ہے تو کہنے والے پر حد نہیں ہے اور اگر کسی سے کہا کہ امی کرنبے یا شہر یا اسود کے بیٹے حالانکہ اسکا باپ ایسا نہیں ہے تو بھی حد نہ ہوگی اور اگر کہا کہ اسود بھی یا حبشی کے بچے تو یہ اس کے حق میں قذف نہ ہوگا اور کہنے والا قاذف نہ ہوگا اور اگر عربی آدمی سے کہا کہ امی عجمی یا امی عجمی تو کہنے والے پر حد نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر عربی سے کہا کہ

غضب میں
ترناشی میں
سیطرہ
ظہیر بن
عتبات میں
سرانج و ہاج
قاضی خان
فتاویٰ قاضی خان
ظہیر میں
امام محمد
نصریت میں
فتح القدیر
کرنبے یا شہر
شہر یا اسود
حبشی
عجمی

اور وہ حقان تو اسپر حدین ہیں اور اگر کسی سے کہا کہ اسی میرے بیٹے کو اسپر حدین ہے۔ اور اس طرح اگر کسی سے کہا کہ تو میرا غلام یا میرا
آباد کردہ ہے تو یہ اسپر رقت کا یا دلا رکا دعویٰ ہے اور قذف بالکل نہیں ہے اور اگر کسی سے کہا کہ او بیوی یا اونصرانی یا اونجوسی یا
اونچہ بیوی تو اسپر حدین ہے مگر اسکو تعزیر و سبائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ اسی جو لاپہ کئے تھے تو کہنے والے پر حد
ہوگی یہ نفع القدر میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ تو عربی نہیں ہے یا اسی درزی کے بیٹے یا اسی کاندے کے بیٹے حالانکہ اسکا باپ ایسا
نہیں ہے تو یہ قذف نہیں ہے اور اگر کہا کہ تو آدم کا بیٹا نہیں ہے یا تو انسان نہیں ہے یا تو مر نہیں ہے یا تو آدمی نہیں ہے تو یہ قذف نہیں ہے اور اگر
کہا کہ تو حلال نہیں ہے تو یہ قذف ہے یہ جو ہرہ نیزہ میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ اسی ابن الاصفر حالانکہ اسکا باپ ایسا نہیں ہے
تو کہنے والے پر حد ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ذکر آیا کہ فلان میت مرد صالح تھا کہ اسنے نہ پی اور نہ ذاکیا پس دوسرے
نے کہا کہ کیا سب یا کہا کہ کیا اسنے سب تو یہ قذف نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ اسنے یہ سب کیا تو یہ قذف ہے یہ وجہ کر درمی میں
ہے۔ اور آثار میں امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ اگر دوسرے سے کہا کہ یا نعل تو اسپر حد ہوگی اسواسطے کہ یغوت عمان میں یا
زانی ہے اور مختصر حصاص میں حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ اگر کسی نے اپنی جو رو سے کہا کہ اسی روپی تو حد واجب ہوگی
اور اسی طرح اگر کہا کہ اسی سیاہ یا کہا کہ اسی غریبا یا کہا کہ اسی حلب یا اور اسکے مثل کوئی لفظ کہا تو حد واجب ہوگی اسواسطے کہ یہ سب
الفاظ عرفا اسکے زانیہ ہونے سے مخبر ہیں ایسا ہی اصل میں مذکور ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی کو قذف کیا اور کہا کہ اسی زانیہ
کے بیٹے پھر قاذف نے دعویٰ کیا کہ اسکی مان باندی یا نصرانیہ ہے اور مقذوف کہتا ہے کہ میری مان آزادہ مسلمان ہے تو
قول قاذف کا قبول ہوگا اور مقذوف پر حد واجب ہے کہ گواہ لاوے اور اسی طرح اگر اسکی ذات کو قذف کیا ہو اور دعویٰ
کیا کہ مقذوف غلام ہے تو قول قاذف کا قبول ہوگا اور مقذوف پر حد واجب ہے کہ اپنے گواہ پیش کرے اور ظاہر اصل حریت
کافی نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر قاذف نے کہا کہ میں غلام ہوں اور مجھ پر غلاموں کی حد واجب ہے اور مقذوف نے کہا کہ تو
آزاد ہے تو قول قاذف کا قبول ہوگا یہ ایضاً صحیح میں ہے۔ اور اگر اپنے پسریاں یا باپ یا بہن انہیں سے کسی کی باندی سے
دلی کی بھر دعویٰ کیا کہ اسکے مالک نے اسکو میرے ہاتھ فروخت کیا تھا حالانکہ اسکے پاس بیچ کے گواہ ہیں تو اسکے
قاذف پر یعنی اگر ایسے شخص کو کسی نے قذف کیا تو قاذف پر حد ہوگی اور اسی طرح اگر خرید پر ایک ہی گواہ قائم کیا ہو تو بھی
یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر زید نے عمرو کو قذف کیا حالانکہ عمرو کے پاس اس امر کے گواہ نہیں ہیں کہ زید نے اسکو
قذف کیا ہے اور عمرو نے چاہا کہ زید سے قسم لے کہ وہ اللہ میں نے اسکو قذف نہیں کیا ہے تو ہمارے نزدیک حاکم اس سے قسم
لیگا ہے جو ہرہ نیزہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے پر قذف کا دعویٰ کیا پس اگر قاذف نے اسکا اقرار کیا یا اسپر اس امر کے
گواہ قائم ہوئے تو قاذف سے کہا جائیگا کہ جو امر تو نے کیا ہے اسکو ثابت کر کہ یہ صحیح ہے پس اگر اسنے ثابت کیا تو خیر ورنہ اسپر
حد قائم کی جائیگی یعنی حد قذف۔ اور فرمایا کہ اگر اسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر قاذف نے اپنے سچے ہونے پر گواہ قائم کیے تو اسکے
گواہوں کی سماعت ہوگی اور جب گواہوں کی سماعت ہوئی تو تھوڑے کوڑے جو باقی رہے ہیں اسکی ضرب سے ساقط
کیے جائینگے پھر اس شخص کی شہادت ساقط ہوگی یعنی وہ اہل شہادت میں سے رہیگا اور کوئی نشان فسق اسکے ساتھ لازم نہوگا۔
ایضاً صحیح میں ہے۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد پر دعویٰ کیا کہ اسنے مجھ کو قذف کیا ہے پھر وہ گواہ لایا کہ یہ
گواہی دین کہ اسنے اسکو قذف کیا ہے تو قاضی ان گواہوں سے دریافت کرے گا کہ قذف کیا چیز ہے اور کیونکر ہوئی ہے پس اگر گواہوں
نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسنے اس مرد کو کہا کہ اسی زانی تو دونوں کی گواہی مقبول ہوگی اور قاذف کو حد قذف یا سبائیگی

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

بیشتر طبع ہر دو گواہ عادل ہوں۔ اور اگر قاضی ان کو اہوں کی عدالت نہ جانتا ہو تو قاذف کو قید کر گیا یہاں تک کہ گواہوں کی عدالت دریافت کرے اور عدالت یہ ہو کہ ایسے امور کے کام میں لائے سے ہاں ہے جسکو آدمی اپنے دین میں مذہب و حرام جانتا ہو۔ پس اگر ایک نے کہا کہ اسے اسکو کہا کہ اس زانی اور یہ دن جمعہ کے کہا اور دوسرے نے کہا کہ اسے اسکو جمعرات کے روز کہا کہ زانی تو امام ابو حنیفہ ہم نے فرمایا کہ لہی گواہی قبول ہوگی اور قاذف کو حد ماری جائیگی اور صاحبین نے کہا کہ قبول نہوگی یہ ظہیر میں ہو اور قول امام اعظم کا اولیٰ ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دو گواہوں نے کسی پر دوسرے کو قذف کرنے کی گواہی دی مگر جس جگہ قذف کیا ہو اس میں اختلاف کیا تو امام اعظم نے فرمایا کہ حد واجب ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ حد نہیں واجب ہوگی۔ اور اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس کے اسکو جمعرات کے روز قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس قاذف نے اقرار کیا کہ میں نے اسکو جمعرات کے روز قذف کیا ہو تو بالاتفاق سب کے نزدیک قاذف پر حد نہ ہوگی یہ فتاویٰ کرنی میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے جس زبان میں قذف واقع ہوا ہو اختلاف کیا یعنی مثلاً کسی نے کہا کہ عربی میں قذف کیا اور دوسرے نے کہا کہ فارسی میں یا اردو میں تو انکی گواہی باطل ہوگی یہ فتع القدر میں ہو۔ اور اگر ایک جماعت نے کہا کہ ہم نے زید کو دیکھا کہ وہ فلاں عورت سے ماسوائے فرج کے زنا کرتا تھا تو انہیں سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی نہ زید پر اور نہ جماعت مذکورہ پر۔ اور اگر جماعت نے کہا کہ ہم نے زید کو دیکھا کہ وہ فلاں سے زنا کرتا تھا پھر اتنا کہ خاموشی ہی پھر کہہ ماسوائے فرج کے تو ان لوگوں پر حد قذف واجب ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو اور اگر کسی پر قذف کا دعویٰ کیا اور اس پر ایک گواہ قائم کیا تو قاذف کو قاضی حد نہ ماریگا اور یہ کہ قید کر گیا یا نہیں سو اگر گواہ مذکور فاسق ہو تو قید نہیں کر گیا اور اگر عادل ہو اور مدعی نے کہا کہ میرا دوسرا گواہ بھی شہر میں ہو تو قیاس یہ ہو کہ اسکو قید نہ کر گیا اور سختی اسکو دو یا تین روز تک قید کر گیا اور اگر اُس نے دعویٰ کیا کہ شہر سے باہر میرا گواہ ہو تو اسکو قید نہ رکھے گا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ جس مقام پر دوسرے گواہ کے ہونے کو کہتا ہو وہ شہر سے اتنا دور ہو کہ تین روز میں اسکو حاضر نہ لاسکتا ہو اور اگر اتنا فاصلہ ہو کہ تین روز میں اسکو حاضر لاسکتا ہو تو قاذف کو قید نہ رکھے گا یہ ظہیر میں ہو۔ اور تجنبیں الناصری میں لکھا ہے اگر قاذف نے دعویٰ کیا کہ جسکو میں نے قذف کیا ہو یہ زانی ہو۔ اور میرے پاس اس کے گواہ ہیں تو اسکو گواہ قائم کرنے کی واسطے عدالت دی جائیگی پس اگر اُس نے گواہ قائم کیے تو خیر ورنہ اسکو حد قذف ماری جائیگی اور اگر اُس نے کوئی ایسا نہ پایا جسکو گواہوں کے پاس نہ بھیجے تو وہ خود کو توالی کے ساتھ روانہ کیا جائیگا کہ جو اسکی حفاظت کریں گے پس اگر اُس نے گواہ نہ پائے تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر اسکے بعد اُس نے گواہ قائم کیے تو انکی گواہی قبول ہوگی یہ تاتار خانہ میں ہو۔ اور اگر کسی کو قذف کیا پھر قاذف چار گواہ فاسق لایا کہ یہ مقذوف ایسا ہی ہو جیسا میں نے کہا تو اسکے سر سے حد دو ماری جائیگی اور مقذوف اور گواہوں سے بھی دور ہوگی یہ ظہیر میں ہو۔ جسکو قذف کیا ہو اگر وہ زندہ ہو تو حق خصوصیت اسکے سوائے کسی کو نہیں ہو خواہ وہ حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر مرد مقذوف قبل مطالبہ کے یا بعد مطالبہ کے یا قاذف پر تھوڑی حد قائم کیے جانے کے بعد ماریا تو قاذف سے حد باطل ہوگی اور بعض حد باقی رہی ہوئی بھی باطل ہوگی اگرچہ ایک ہی کو زار ہوا یہ فتاویٰ کرنی میں ہو۔ اور اگر مرد مقذوف جو غائب تھا حاضر آیا اور قاذف کو قاضی کے پاس لایا پھر قاذف کو تھوڑی حد ماری گئی تھی کہ پھر وہ غائب ہو گیا تو حد پوری نہ کی جائیگی الا اسی صورت میں کہ پورے ہونے تک حاضر رہے اس واسطے کہ پوری حد میں مطالبہ شرط ہو یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور اگر میت محسن کو قذف کیا تو اسکے والدین کو اگرچہ اپنے درجہ کے

ہوں یا داد پر داد وغیرہ اور اسکی اولاد کو اگرچہ نیچے درجہ کے ہوں پوتے پردتے وغیرہ اسکی حد قذف کے مطالبہ کا اختیار ہو اور اس مطالبہ میں خصوصیت وارث کی نہیں ہو خواہ وہ وارث ہو یا نہ ہو مثلاً کافر ہو یا مورث کا قاتل ہو یا خود قریق ہو کہ اس صورت میں وارث ہوگا مگر مطالبہ حد قذف کا مستحق ہو اور نیز اقرب والحدود دونوں یکساں ہیں اور اگر بعض نے مطالبہ ترک کیا تو باقیوں کو مطالبہ کا اختیار ہو یہ تہریر تاشی میں ہے۔ قال لمرحوم ہذا اذا ثبت له الاختیار والاحتقاق اور حد قذف میت کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہے الا اسی صورت میں کہ اس قذف سے اسکی نسبت میں قرح واقع ہوتا ہو یہ ہدایہ میں ہے اور اس مطالبہ میں لیسر کا بیٹا اور دختر کا بیٹا ظاہر الزم ہے اسکی موافق یکساں ہیں یہ قضاوے قاضی خان میں ہے اور مان کے باب یا مان کو اس مطالبہ کا اختیار نہیں ہے۔ یہ محیط میں ہے۔ اور بھائیوں و بہنوں و چچاؤں و بھوپھیوں و دامادوں و خالاؤں کو مطالبہ حد قذف کا اختیار نہیں ہے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اولاد کو مطالبہ حد قذف کا اختیار اسوقت نہیں حاصل ہوتا ہے کہ قاذف اسکا باپ یا دادا وغیرہ کہنے ہی اپنے سے درجہ کا ہو یا مان و نانی وغیرہ ہو یہ الفیاض میں ہے۔ اور اگر اپنے باپ یا مان یا بھائی یا چچا کو قذف کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی۔ ایک نے اپنے بیٹے کو کہا کہ او ابن الوانیہ اور اسکی مان مریجی ہو اور اس عورت کا ایک اور بیٹا کسی دوسرے خاوند سے ہے پس اسنے حد قذف کا مطالبہ کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی اور اسی طرح اگر میت متوفی کے دو بیٹے ہوں پس ایک نے قاذف کے قول کی تصدیق کی تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ حد قذف کا مطالبہ کرے اور اگر متوفی کا ایک ہی بیٹا ہو اور اسنے قذف میں قاذف کی تصدیق کی پھر چاہا کہ حد قذف کا مطالبہ کرے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ امام محمد نے جامع صغیر میں فرمایا کہ ایک مرد کا ایک غلام ہے اس غلام کی مان آزادہ مسلمان تھی اور وہ مریجی تھی پھر مولیٰ نے اس غلام کی مان کو قذف کیا تو غلام کو اپنے مولیٰ سے اسکی حد قذف کے مواخذہ کا اختیار نہیں ہے۔ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مردوں نے باہم گالی گلوچ کی پس ایک نے کہا کہ میں تو زانی نہیں ہوں اور نہ میری مان زانیہ ہو تو فرمایا کہ ایسے واقعہ میں حد نہیں ہے اور اگر کہا کہ جسے ایسا کیا وہ زانیہ کا بیٹا ہے پس ایک نے کہا کہ یہ میں نے کہا ہے تو ابتدا کرنے والے پر حد نہیں ہے بقاوی کہ نہی میں ہے۔ اور اگر کسی غلام سے کہا کہ اس زانیہ پس اسنے کہا کہ نہیں بلکہ تو ہے تو غلام کو حد ماری جائیگی نہ آزاد کو اور اگر دونوں آزاد ہوں تو اس صورت میں دونوں کو حد ماری جائیگی یہ خزائنہ المفیتین میں ہے۔ اگر اجنبی نے کسی اجنبیہ کو قذف کیا جو محضہ ہے پس قاذف پر حد قائم کی گئی پھر اس عورت کو دوسرے نے قذف کیا تو دوسرے پر بھی حد قائم کی جائیگی یہ محیط میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت میں کیا ہے کہ چار مردوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے فلان بنت فلان مخدومہ سے زنا کیا اور یہ عورت جبکا نام لیا ہے عورت معروفہ ہے اور اسکا نام و نسب ٹھیک بیان کیا اور زنا کو بھی بیان کر دیا کہ زنا اسکو کہتے ہیں اور اسکو ثابت کیا اور یہ عورت غائبہ ہے پس مرد مذکور کو رجم کیا گیا پھر ایک مرد نے اس عورت غائبہ کو قذف کیا پس عورت نے اپنے حد قذف کا مطالبہ ایسے قاضی کے بیان کیا جسے مرد مذکور پر رجم کا حکم دیا ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ قیاس یہ ہے کہ اسکی قاذف کو حد ماری جاوے مگر میں استحساناً حکم دیتا ہوں کہ اس عورت کے قاذف کو حد ماری جاوے یہ ظہر یہ میں ہے۔ اور جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ اگر عورت مذکورہ نے اپنی حد قذف کا مطالبہ کسی دوسرے قاضی کے بیان کیا تو وہ قاذف کو حد ماریگا الا انک وہ قاضی اول کے حکم قضا پر گواہ قائم کرے یہ اتنا خانیہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے ہند بار قذف کیا یا چند بار زنا کیا یا چند بار شراب پی پھر وہ ایک بار حد سے محدود ہوا تو وہ ان سب کے واسطے

مطالبہ حد قذف کے لیے
اختیار و احتقاق
میں ہے
اور اگر اپنے باپ یا مان یا بھائی یا چچا کو قذف کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی
اور اگر کسی غلام سے کہا کہ اس زانیہ پس اسنے کہا کہ نہیں بلکہ تو ہے تو غلام کو حد ماری جائیگی نہ آزاد کو اور اگر دونوں آزاد ہوں تو اس صورت میں دونوں کو حد ماری جائیگی
یہ خزائنہ المفیتین میں ہے
اگر اجنبی نے کسی اجنبیہ کو قذف کیا جو محضہ ہے پس قاذف پر حد قائم کی گئی پھر اس عورت کو دوسرے نے قذف کیا تو دوسرے پر بھی حد قائم کی جائیگی
یہ محیط میں ہے
ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت میں کیا ہے کہ چار مردوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے فلان بنت فلان مخدومہ سے زنا کیا اور یہ عورت جبکا نام لیا ہے عورت معروفہ ہے اور اسکا نام و نسب ٹھیک بیان کیا اور زنا کو بھی بیان کر دیا کہ زنا اسکو کہتے ہیں اور اسکو ثابت کیا اور یہ عورت غائبہ ہے پس مرد مذکور کو رجم کیا گیا پھر ایک مرد نے اس عورت غائبہ کو قذف کیا پس عورت نے اپنے حد قذف کا مطالبہ ایسے قاضی کے بیان کیا جسے مرد مذکور پر رجم کا حکم دیا ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ قیاس یہ ہے کہ اسکی قاذف کو حد ماری جاوے مگر میں استحساناً حکم دیتا ہوں کہ اس عورت کے قاذف کو حد ماری جاوے یہ ظہر یہ میں ہے
اور جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ اگر عورت مذکورہ نے اپنی حد قذف کا مطالبہ کسی دوسرے قاضی کے بیان کیا تو وہ قاذف کو حد ماریگا الا انک وہ قاضی اول کے حکم قضا پر گواہ قائم کرے یہ اتنا خانیہ میں ہے
اور اگر کسی نے ہند بار قذف کیا یا چند بار زنا کیا یا چند بار شراب پی پھر وہ ایک بار حد سے محدود ہوا تو وہ ان سب کے واسطے

جو جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر ایک جماعت کو کلام واحد سے قذف کیا یا ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کلام سے قذف کیا یا ایام متفرقہ میں قذف کیا پھر ان سب نے اس پر حد قذف کا دعویٰ کیا تو ان سب کے واسطے اسکو حد واحد ماری جائیگی اور اسی طرح اگر انہیں سے بعض نے دعویٰ کیا اور بعض نے نہ کیا پس اسکو حد ماری گئی تو یہ حد ان سب کے واسطے ہو جائیگی اور اسی طرح اگر انہیں سے ایک حاضر ہوا تو قاذف پر ایک ہی حد ہوگی اور بس پھر اگر اسکے بعد جسے مطالبہ نہیں کیا ہو وہ آیا تو اسکے حق کی حد قذف باطل ہوگی کہ اسکے واسطے دوسری بار اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ اور اگر قاذف کو سزا سے حد دی گئی پھر بعد فارغ ہونے کے اُس نے دوسرے کو قذف کیا تو دوسرے کے واسطے اسکو دوسری حد ماری جائیگی اور جو حد قذف جاری کر دیا جائی ہو وہ اپنے اقبل کے حد و قذف کو باطل کر دیتی ہو اور جو اسکے مابعد لازم آوین انکو ساقط نہیں کرتی یہی سراج و امان میں ہو۔ اور اگر زنا یا شراب خواری کی وجہ سے اسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر وہ بھاگ گیا پھر اُس نے دوبارہ زنا کیا یا شراب پی تو اسکو از سر نو حد ماری جائیگی اور اگر قذف میں ایسا ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اول مقذوف حاضر ہوا تو اُس کے واسطے حد پوری کر دی جائیگی اور دوسرے مقذوف کے واسطے کچھ سزا نہ دی جائیگی اور اگر فقط دوسرا حاضر ہوا تو قاذف کو دوسرے قذف کے واسطے از سر نو حد ماری جائیگی اور اول کی باقی حد باطل ہوگی۔ اور اگر ایک شخص پر اجناس مختلفہ کی حدود مختص ہوئیں مثلاً اُس نے قذف کیا و زنا کیا و چوری کی اور شراب پی تو اس پر کل یہ حد و قاضی کیے جاویں گے لیکن ہر در پر قائم نہ کیے جاویں گے اسوجہ سے کہ اسکے ہلاک ہو جانے کا خوف ہو بلکہ انتظار کیا جائیگا یہاں تک کہ اول سے اچھا ہو جاوے پس پہلے اُس پر حد قذف جاری کی جائیگی اسواسطے کہ اس میں حق العبد ہو پھر اسکے بعد امام المسلمین کو اختیار ہو جائے پہلے حد زنا جاری کرے اور چاہے پہلے ہاتھ کاٹے اور شراب خواری کی حد مقرر کی جائیگی اور اگر باوجود اسکے اُس نے کسی کو مجروح کیا ہو جسکا بدلہ بھی اس پر واجب ہو۔ تو پہلے جراحت کا بدلہ لے لیا پھر حد قذف جاری کرے پھر جو باقیوں میں سے اتوی ہو علی الترتیب پوری کی جائیگی یہ نہیں میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تم سب زانی ہو الا ایک تو اسکو حد ماری جائیگی اسواسطے کہ اسکا کلام مستثنیٰ منہ یعنی اصل قذف موجب حد صار ہو اسلئے ہر ایک کو حد قذف کے دعوئے کا اختیار ہو تا وقتیکہ وہ مستثنیٰ کو معین کرے یہ بقاوی کبرے میں ہو۔ ایک غلام نے ایک آزاد کو قذف کیا پھر آزاد کیا گیا پھر دوسرے کو قذف کیا پھر دونوں نے باجماع دعویٰ کیا تو اسکو اسی درے مارے جاویں گے اور اگر پہلے اول مقذوف آیا اور اُس کے واسطے چالیس درے مارے گئے پھر دوسرے نے دعویٰ کیا تو اُس کے واسطے اسی پورے کر دیے جاویں گے یعنی فقط چالیس درے ماری جائیں گے اور اگر قبل اسکے کہ دوسرا مقذوف اسکو لاوے اُس نے ایک آزاد کو قذف کیا تو اسی ان دونوں کے واسطے ہونگے مگر از سر نو اُسے نہیں مارے جاویں گے اسواسطے کہ جس قدر باقی ہو وہ تمام حد الاحرار پر پس میں آزاد مدعی کئی دخل ہو سکتے ہیں یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اگر مسلمان حد قذف میں سزا پاب ہو تو چاہے نزدیک اسکی گواہی ہمیشہ کے واسطے ساقط ہو گئی یعنی کبھی کسی معاملہ میں اسکی گواہی مقبول نہ ہوگی اگرچہ وہ توبہ کر لے الا عبادات میں قبول ہو سکتی ہو یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر کوئی کافر حد قذف میں سزا پاب ہو تو اسکی گواہی دیگر اہل ذمہ پر جائز نہ ہوگی۔ پھر اگر مسلمان ہو گیا تو اسکی گواہی ذمی کافرون و مسلمانوں سب پر مقبول ہوگی اور اگر قذف میں اسکو ایک کوڑا مار گیا پھر باقی حد ماری گئی تو اسکی گواہی جائز ہوگی اور امام ابو یوسف ۲۷ سے مروی ہو کہ اسکی گواہی رد کر دی جائیگی اور اقل تابع اکثر ہو لیکن اول اصح ہو یہ ہر اہل میں ہو اور اگر کسی نے حالت کفر میں قذف کیا اور حالت اسلام میں اسکو حد ماری گئی تو ہمیشہ کے واسطے اسکی گواہی باطل ہو جائیگی اور اگر غلام کو حد قذف ماری گئی

و من
 بیان سال چو کبریا
 القدر لائق کو باسی
 نہیں تو تاج و حسن
 سلہ قال اللہ عز وجل
 عداوتی جو کہ شکوہ
 راہیجا بگی ہر ایک
 شخص کے دوست
 بیان لوگوں میں سے
 جگہ سے تمشکانی
 از اور یہ اورین ہوا
 قانوش نے عبوت
 اشتہار بطور ابام کیا

[illegible]

پھر وہ آزاد کیا گیا اور اسے تو بہ کی تو بھی اسکی گواہی ہمیشہ کے واسطے مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر اسے حالت رقت میں قذف کیا پھر آزاد کیا گیا پھر اسپر حد جاری کی گئی تو غلاموں کی حد جاری کی جائیگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر مسلمان کو ستھوڑی حد قذف ماری گئی یعنی قبل اسکی کوڑے پورے ہونے کے وہ بھاگ گیا تو ظاہر الروایہ کے موافق اسکی گواہی مقبول ہوگی جب تک اسکو پوری حد نہ ماری جاوے یہ سراج و باج میں ہے اور مبسوط میں لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ پھر پوری حد قذف جاری کی گئی پھر چار گواہ قائم ہونے کے واسطے قذف میں سچ کہا ہو تو اسکی گواہی مقبول ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مقذوف نے قبل اسکے کہ اسکے قاذف پر حد قائم کی جاوے زنا کیا یا کوئی دھڑی حرام غیر مملوک کی تو اسکے قاذف سے حد ساقط ہوگئی اور اسی طرح اگر مقذوف مرتد ہو گیا تو بھی اسکے قاذف سے حد ساقط ہوگئی پھر اسکے بعد اگر مسلمان ہو گیا تو اسکے قاذف پر حد دعویٰ نہ کرگی اور اسی طرح اگر معتوہ ہو کہ اسکی عقل جاتی رہی ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور قاذف کے ذمہ سے اس طرح حد ساقط ہو جاتی ہے کہ مقذوف اس کے قول کی تصدیق کرے یا مارے جانے کے درمیان میں قائم کرے اور یہ بناء ایک روایت کے روایات میں سے ہے یہ سراج و باج میں ہے۔ اور چار گواہوں سے کم مقذوف کے زنا کرنے پر اسکی طرف سے مقبول نہ ہوگی پھر اگر وہ چار گواہ لایا جنہوں نے مقذوف کے زنا کا مقدم کی گواہی دی تو قاذف کے ذمہ سے احتساب ناصد دور کی جائیگی اور اگر وہ تین گواہ لایا جنہوں نے مقذوف کے زنا پر گواہی دی اور قاذف نے کہا کہ میں جو تنہا ہوں تو اسکے کام پر التفات نہ کیا جائیگا اور اسکے ساتھ ہی باقی تینوں گواہوں پر بھی حد قذف جاری کی جائیگی اور اگر دوسروں نے یاد دہورتوں اور ایک مرد نے گواہی ادا کر دی کہ اس مقذوف نے اپنے زنا کا اقرار کیا ہے تو قاذف اور تینوں گواہوں سب کے ذمہ سے حد در کردی جائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر بکاتب اس قدر مال چھوڑ کر مر گیا کہ اسکے ادسے کتابت کے واسطے کافی ہو پس اسکا مال کتابت ادا کر کے آخر جزو اجزائے حیات میں اسکی آزادی کا حکم دیا گیا اور اسکا باقی ترکہ وارثان احرار کے درمیان تقسیم کیا گیا پھر اس مکاتبیت کو کسی نے قذف کیا تو اسپر حد جاری نہ کی جائیگی یہ بیضاوی میں ہے۔ اور اگر حربوں میں سے کوئی امان لیکر ہارے یہاں آیا اور اسے کسی مرد مسلمان کو قذف کیا تو اسپر حد واجب ہوگی اور یہ اخیر قول امام عظیم رحمہ کا ہے اور یہی قول صاحبین کا ہے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ حد قذف اور حد زنا میں فرق ہے کہ حد قذف سبب تقادم کے ساقط نہیں ہوتی ہے اور حد زنا و شراب خواری سبب تقادم کے ساقط ہو جاتی ہے اور حد قذف بدون مطالبہ مقذوف کے قائم نہیں کی جاتی ہے اور حد قذف پر گواہی بھی جب ہی مقبول ہوتی ہے کہ جب پہلے دعویٰ ثابت ہو جاوے اور حد قذف ثابت ہو جانے کے بعد عفو کرنے اور بری کرنے سے ساقط نہیں ہوتی ہے اور اسی طرح اگر قاضی کے حضور میں مرافعہ ہونے سے پہلے عفو کیا تو بھی ساقط نہ ہوگی۔ اور سب طرح اگر قذف سے کسی قدر مال پر صلح کر لی تو باطل ہو مال صلح واپس کر دے اور مقذوف کو اختیار ہے کہ اس کے بعد حد قذف کا مطالبہ کرے اور یہ ہمارے نزدیک ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور ایسی حد تو قاضی اپنے علم پر قائم کر سکتا ہے جبکہ اپنے ایام قضا میں آگاہ ہوا ہو اور اسی طرح اگر قاضی کے سامنے قذف کیا تو اسکو حد مار گیا اور اگر قاضی مقرر ہونے سے پہلے قاضی نے اسکو جانا پھر قاضی مقرر ہوا تو قاضی کو اختیار نہیں ہے کہ اپنے علم پر اس حد کو جاری کرے جب تک اسکے پاس اسکی گواہی نہ گذرے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مقذوف نے مطالبہ چھوڑ دیا تو یہ بہتر ہے اور اسی طرح

سب کے ذمہ سے حد در کردی جائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر بکاتب اس قدر مال چھوڑ کر مر گیا کہ اسکے ادسے کتابت کے واسطے کافی ہو پس اسکا مال کتابت ادا کر کے آخر جزو اجزائے حیات میں اسکی آزادی کا حکم دیا گیا اور اسکا باقی ترکہ وارثان احرار کے درمیان تقسیم کیا گیا پھر اس مکاتبیت کو کسی نے قذف کیا تو اسپر حد جاری نہ کی جائیگی یہ بیضاوی میں ہے۔ اور اگر حربوں میں سے کوئی امان لیکر ہارے یہاں آیا اور اسے کسی مرد مسلمان کو قذف کیا تو اسپر حد واجب ہوگی اور یہ اخیر قول امام عظیم رحمہ کا ہے اور یہی قول صاحبین کا ہے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ حد قذف اور حد زنا میں فرق ہے کہ حد قذف سبب تقادم کے ساقط نہیں ہوتی ہے اور حد زنا و شراب خواری سبب تقادم کے ساقط ہو جاتی ہے اور حد قذف بدون مطالبہ مقذوف کے قائم نہیں کی جاتی ہے اور حد قذف پر گواہی بھی جب ہی مقبول ہوتی ہے کہ جب پہلے دعویٰ ثابت ہو جاوے اور حد قذف ثابت ہو جانے کے بعد عفو کرنے اور بری کرنے سے ساقط نہیں ہوتی ہے اور اسی طرح اگر قاضی کے حضور میں مرافعہ ہونے سے پہلے عفو کیا تو بھی ساقط نہ ہوگی۔ اور سب طرح اگر قذف سے کسی قدر مال پر صلح کر لی تو باطل ہو مال صلح واپس کر دے اور مقذوف کو اختیار ہے کہ اس کے بعد حد قذف کا مطالبہ کرے اور یہ ہمارے نزدیک ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور ایسی حد تو قاضی اپنے علم پر قائم کر سکتا ہے جبکہ اپنے ایام قضا میں آگاہ ہوا ہو اور اسی طرح اگر قاضی کے سامنے قذف کیا تو اسکو حد مار گیا اور اگر قاضی مقرر ہونے سے پہلے قاضی نے اسکو جانا پھر قاضی مقرر ہوا تو قاضی کو اختیار نہیں ہے کہ اپنے علم پر اس حد کو جاری کرے جب تک اسکے پاس اسکی گواہی نہ گذرے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مقذوف نے مطالبہ چھوڑ دیا تو یہ بہتر ہے اور اسی طرح

بین لکھا ہو کہ تعزیر ایک ہی جگہ ماری جاوے گی پس جاننا چاہیے کہ اس مسئلہ میں اختلاف روایات نہیں ہو بلکہ اختلاف جو اس
 سبب اختلاف موضوع کے ہو۔ یعنی متفرق سبب اعضا پر مارنے کا حکم اس صورت میں ہو کہ تعزیر انفرادی ہے کہ ہو
 (۲۹) کوڑے اور ایک ہی جگہ مارنے کا حکم ایسی صورت میں ہو کہ تعزیر اتہار ہے جب تک نہ پہنچی ہو پتھین میں لکھا ہو اور جو
 تعزیر میں اصل یہ ہو کہ جو شخص کسی منکر کا مرتکب ہو یا کسی مسلمان کو ناحق اپنے قول یا فعل سے ایذا دی تو تعزیر واجب
 ہوگی الا انکہ دروغ گوئی اسکے قول سے خود ظاہر ہو جیسے کسی آدمی کو کہا کہ اوکے اوکے اور وغیرہ تو تعزیر واجب نہ ہوگی
 یہ شرح طحاوی میں ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ اگر ایسا لفظ کسی شراف کو
 کہا جیسے فقہاء میں سے کوئی فقیہ ہو یا کوئی علوی ہو تو کہنے والے کو تعزیر دیجائیگی اور اگر عوام میں سے ہو تو تعزیر نہ دیجائیگی
 اور یہ قول آہسن ہے یہ ہر ایہ میں ہے۔ اگر کسی نے کسی مسلمان کو کہا کہ اوفاسق حالانکہ وہ فاسق نہیں ہو یا کہا کہ اوفاسق کے
 بچہ یا کا فر یا یہودی یا نصرانی یا نصرانی کے بچہ یا خبیث یا چور حالانکہ وہ چور نہیں ہو یا اوفاجبر یا متافق یا تو طعی یا قوم کو طہاکام
 کرنے والے یا تو مذہبے یا زبستو خوار یا شراب خوار یا دیوث یا مخنث یا خائن یا تجھ کے بچے یا زندیق یا قرطبان یا ماوی لودالی
 یا ماوی اللصوص تو کہنے والے کو تعزیر دیجائیگی اور اگر کہا کہ اولک او سائب او بصیر طریے او حجام اتی بخار اتی مو احسب
 اتی ولد الحرام اتی عیار اتی ناکس اتی منکوس اتی مسخرہ اتی کشخان اتی ضحکے اتی موسوس اتی ابن موسول اتی ابن اسود حالانکہ اسکا
 باپ ایسا نہیں ہو اتی دیہاتی حالانکہ ایسا نہیں ہو اتی کہنے والے کو تعزیر نہ دیجائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اتی
 ابن الفاجرہ یا ابن الفاسق تو اسپر تعزیر واجب ہوگی اس واسطے کہ اسنے اسکو ایک طرح کا عیب لگایا یا غایب البیان
 میں ہے اور اگر فاسق سے کہا کہ اتی فاسق یا شراب خوار سے کہا کہ اتی شراب خوار یا ظالم سے کہا کہ اتی ظالم تو اس میں کچھ وجہ
 نہ ہوگا یہ عقاب یہ میں ہے اور اگر کسی مرد صالح ذی مروت سے کہا کہ اتی چور اتی مشرک اتی کافر تو اسکو تعزیر دی جائیگی
 یہ غایب البیان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اتی پلید تو اسکو تعزیر دی جائیگی یہ واقعات میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اتی سفلیہ تو تعزیر
 دی جائیگی یہ جو ہر ہر ہر میں ہے قال المترجم اما الاطلاق فی عرفنا فقیہ تامل۔ اور اگر کہا کہ او بے نماز تو تعزیر دی جائیگا
 یہ سرا حبسہ میں ہے۔ اور اگر کسی مرد صالح سے کہا کہ او سقیہ تو تعزیر دیجائیگی یہ متراشی میں ہے۔ اور اگر مرد صالح سے کہا کہ
 اتی معفوج اتی ابن قرطبان تو نا طقی نے ذکر فرمایا کہ اسپر تعزیر واجب ہوگی اور اگر کہا کہ اتی بندر اتی جلا د اتی جواری تو
 اس میں تعزیر واجب نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور صدر الشہید نے فرمایا کہ جواری کہنے میں تعزیر واجب
 ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اتی معفوج تو تعزیر دیجائیگی اور حد واجب نہ ہوگی یہ امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما
 قول ہے اور اگر کہا کہ یا معفوج اسبیل تو حد واجب ہوگی اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک کسی صورت میں تقاض نہ ہوگا
 لیکن اسپر تعزیر واجب ہوگی اس واسطے کہ اسنے اسکو ایک نوع کا عیب لگایا اور قول معفوج بمعنی مضروب الدبر یعنی جسکو
 گانڈوکتے ہیں یہ ظہر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اتی ابلہ یا اتی لاشی یا اتی ستور تو اسپر کچھ لازم نہ آوے گا اور اگر کہا کہ اتی قدر تو اس میں
 تعزیر واجب ہوگی یہ فتاویٰ کبرے میں ہے۔ اور اگر کسی نے کسی حادثہ میں صلا کا فتویٰ لیکر اپنے خصم کے سامنے
 پیش کیا پس خصم نے کہا کہ میں اسپر نہیں نکل کرتا ہوں یا کہا کہ جو انھوں نے فتوے دیا ہو ایسا نہیں ہو حالانکہ یہ شخص
 جاہل ہو اور اسنے اہل علم کو تحقیر کے ساتھ یاد کیا ہو تو اسپر تعزیر واجب ہے۔ اور اگر کسیکو تعزیر کے ساتھ قذف کیا یعنی
 اسکو زنا کاری کے ساتھ تعزیر کی تو تعزیر واجب ہے یہ حادی قدسی میں ہے۔ آدمی کے واسطے اولیٰ یہ ہے کہ جب

مجلس شورای اسلامی

کتابخانه عمومی

بغیر کسی کی

مکتبہ اسلامیہ

بوده و این

جانب
میں سے

وہی ہے جس نے

پیشینہ

۵۰۰

مجاہدین

44

چندون

۱۲۸

طریق زراعت و پختن

دعوت الی حق

100



مجلس

١٠٠

خطہ برہنہ

2

(continued)

10

اُس سے ایسی بات کہی جاوے جو موجب حد و تعزیر ہو تو اسکو جواب نہ دیوے اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر کہا کہ اسو حدیث میں حسن یہ ہو کہ اُس سے باز رہے اور اگر باز رہا اور قاضی کے حضور میں مراءضہ کیا کہ کہنے والے کو تادیب دے تو جائز ہو اور اگر باوجود اسکے کہنے والے کو جواب دیا کہ نہیں بلکہ توہر کو کچھ مضائقہ نہیں ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ ہمارے اصحاب سے مروی ہو کہ اگر کسی نے طرح طرح کے گناہ و فساد کرنے کی حادث پکڑ لی تو اسپر اسکا گھر گرا دیا جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور فخر الاسلام نے فرمایا کہ اگر کسی نے مسجدوں کے دروازے چرانے کی عادت کر لی تو وہ جب ہو کہ اسکو تعزیر دیجائے اور مبالغہ کیا جاوے یعنی بطور حد و تعزیر دیجائے اور قید کیا جاوے یہاں تک کہ توبہ کرے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور مرغ و فریب کے قبائے و خطوط لکھنا موجب تعزیر ہو اور نیز موجب تعزیر یہ بھی ہے کہ احکام شریعت کے ساتھ ممانعت کرے یعنی ٹھٹھول۔ اور منجمہ موجبات تعزیر کے وہ ہو جو ابن رستم نے ذکر کیا ہو کہ اگر بزورِ دم کاٹ ڈالی یعنی سر سے کاٹ ڈالی یا باندی کے بال سر کے مونڈ ڈالے تو تعزیر واجب ہوگی۔ از انجملہ اگر سلطان نے کسی کو کسی سامان کے قتل پر ناحق ہار کر مجبور کیا یعنی اس طرح اکراہ کیا کہ تجھکو قتل کرونگا اگر تو اسکو قتل نہ کر گچا پس سنے اسکو قتل کیا تو اسکا قصاص سلطان پر ہوگا اور تعزیر قاتل پر ہوگی یہ امام اعظم ہم و امام محمد رحمہما کا قول ہو اور از انجملہ یہ ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کو زنا کرنے پر اکراہ کیا پس نے زنا کیا تو جسے اکراہ کیا ہو اسپر تعزیر واجب ہوگی اور منجمہ موجبات تعزیر کے نہ بار و ہو نہ تار خانیہ میں ہے۔ اور اگر بیہوشی سے طے کی یا شبہ میں طے کی یا کسی مسلمان کو ٹھپڑ مارا یا باز اذین اپنے سر سے منڈیل تار ڈالی یعنی ننگے سر سچرا تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر گواہان تعزیر بعد مشہود علیہ کے تعزیر دیے جانے کے معام ہو کہ غلام ہیں یا کافر ہیں حالانکہ مشہود علیہ تعزیر دیے جانے سے مرگیا ہو یا فوٹون سے مجروح ہو یا گواہوں نے بعد گواہی کے رجوع کیا تو امام اعظم رحمہما کے نزدیک اسے پھر ضمان نہیں اور صاحبین نے اس میں اختلاف کیا ہو یہ محیط شری میں ہے۔ قنیہ میں لکھا ہو کہ اگر کسی سے کہا کہ یا فاسق پھر چاہا کہ گواہوں سے اسکا فسق ثابت کرے تاکہ اپنی ذات سے تعزیر دفع کرے تو اسکے گواہوں کی سماعت نہوگی اور اگر اسکے فسق کا اثبات ضابطہ چاہا تو اس میں خصوصت نہیں صریح ہو قتل جرح گواہوں کے کہ کہا کہ میں نے اسکو اتنی رشوت دی ہو کہ اسپر رشوت کا مال واپس کر دینا واجب ہوگا اور گواہی قبول ہوگی ایسا ہی اس مقام پر ہے۔ اور یہ اسوقت ہو کہ گواہوں نے اسکے فسق کی گواہی دی اور کچھ تفصیل زبان کی اور اگر فسق کی تفصیل کرنے میں ایسی بات بیان کی جو متضمن حق اللہ تعالیٰ بحق العباد ہو تو ایسی گواہی قبول ہوگی مثال اسکی یہ ہو کہ زید نے مثلاً کسی سے کہا کہ ابوفاسق پھر جب وہ زید کو قاضی کے حضور میں لے گیا تو زید نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو دیکھا کہ اسنے اجنبیہ عورت کا بوسہ لیا یا اسکو چٹا لیا یا اس سے خلوت کی یا مثل اسکے کوئی افسق بیان کیا پھر دو گواہ قائم کیے کہ جنہوں نے گواہی دی کہ ہم نے اسکو ایسا کرتے دیکھا ہو تو شک نہیں کہ ایسی گواہی قبول ہوگی اور زید کی ذات سے تعزیر درود جائیگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اگر ایک نے دوسرے پر ایسا دعویٰ کیا جو موجب تکفیر ہو اور مدعی اپنے دعویٰ کے ثبات سے عاجز رہا تو اسپر کچھ واجب نہ ہوگا بشرطیکہ یہ کلام اسکی طرف سے بطریق دعویٰ نہ ہو حکم شرع صادر ہو اہو اور اگر اسکا صدور بطریق بدگویی یا اقتصاص کے صادر ہو اہو تو اپنے لائق سزا دیا جائیگا پھر الفائق میں سراجیہ سے منقول ہے۔ ایک شخص حنفی مذہب کا شافعی مذہب ہو گیا تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ جو اہر اخلاطی میں ہے۔ زید نے عمر کو ناحق مارا پھر عمر نے زید کو بھی ناحق مارا تو دونوں کو تعزیر دیجائیگی اور تعزیر جاری کرنے میں پہل اس سے کیجائیگی جس نے پہل کی ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور جو شراب خواروں کے مجمع میں بیٹھا یا جو لوگ شراب خواروں کی مہنت پر جمع ہوئے کہ شہد شراب خواروں

لو ایسی صورت میں بھی چور کا ہاتھ ہی کاٹا جائیگا اور اگر دون میں اسنے مالک سے مقتاتہ کیا مثلاً مکان میں پوشیدہ سینہ لگائی اور بیت میں داخل ہو گیا پھر مال کو مالک سے بطور تقابلہ و مغالبہ لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ستر کا کم سے کم نصاب دس درم مضروبہ بوزن سب سے کھرے ہوں یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر گننے میں جبر کا وزن دس درم غیر مضروبہ ہو چور یا یا ایسی شے جسکی قیمت دس درم غیر مضروبہ ہو چورائی تو بقول صحیح اس میں ہاتھ کاٹنا نہیں لازم آتا ہے اور اگر نصف دینا جسکی قیمت نصاب ہو چر آیا تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا لازم آتا ہے اور اگر ایسا دینا چر یا جسکی قیمت نصاب سے کم ہو تو قطع نہیں ہے۔ یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر دس درم کھوئے جسکی جائزہ غالب ہو چرائی تو ظاہر ہے کہ اس سے موافق اس میں قطع نہیں ہے اور یہی اصح ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر زیوت یا نہرہ یا ستوقہ دس درم خیرا کیے تو ان میں حد قطع نہیں آتی ہے الا آنکھ کیسے درم بہت ہوں کہ جسکی قیمت کھرے دس درم یا زیادہ ہو تو لہذا ہاتھ کاٹنا جائیگا یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور جب مال مسروق کی تقویم واجب آئی پس آیا ایسے نقد سے قیمت اندازہ کیجا وگی جو عزیز الوجود ہے یعنی بہت کم ہے یا ایسے نقد سے جو شہر میں لوگوں کے درمیان بہت رائج ہے تو امام ابو یوسف نے امام اعظم سے روایت کی کہ ایسے دس درم سے اندازہ کیا جائیگا جو شہر میں لوگوں میں زیادہ رائج ہے اور حسن نے امام اعظم سے روایت کی کہ وہ اگر الوجود دس درم سے اندازہ کیجا وے حتی کہ شک کے ساتھ کاٹنا نہ واجب ہوگا یہ محیط میں ہے اور یہی بعض کے نزدیک مختار ہے یہ خزائن المفتین میں ہے۔ اور ایک کے اندازہ کرنے پر نہ کاٹا جائیگا اور نہ اندازہ کرنے والوں کے اختلاف کرنے کی صورت میں یعنی اگر اندازہ کرنے والا ایک ہو یا اندازہ کرنے والے اگرچہ زیادہ ہوں مگر باہم اختلاف کریں اس طرح کہ کوئی انکی قیمت نصاب اندازے اور کوئی نصاب سے کم تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور قیمت ایسے دو مرد عادل کی کہنے سے ثابت ہوگی جنکو معرفت قیمت میں ہارت ہے یہ یقین میں ہے۔ اور نصاب کا پورا ہونا چور کے حق میں ہی معتبر ہے یعنی اسی کی طرف اعتبار کیا جائیگا کہ اُس نے چوری کس قدر کی ہے نہ مالکوں کی طرف اور اسی وجہ سے اگر چور نے دس آدمیوں کے مال سے ایک بیت سے دس درم ہر ایک سے ایک ایک درم چر یا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ مگر بشرط یہ کہ ہر ایک ہی ہو چنانچہ اگر دو منزل مختلف سے مالک ایک شخص نے پورا نصاب چر یا یعنی مثلاً ہر ایک منزل سے پانچ پانچ درم کھرے چرائے تو اس میں قطع نہیں ہے اور ایکے ار کے بیوت بمنزل بیت واحد کے ہیں چنانچہ اگر ایک دار میں دس بیت ہوں اور ہر بیت میں ایک ایک آدمی رہتا ہو پس چور نے ہر بیت سے ہر رہنے والے کا ایک ایک درم کھر چر یا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا بخلاف اسکے اگر دو رہا ہو اور اس میں حجرے مختلف متعدد ہوں تو ایسا حکم نہیں ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ اس سب کو ایک ہی بار نکال لاوے اور اگر بعض کو نکال لایا پھر داخل ہو کر باقی کو نکال لایا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق میں ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ اسکو ظاہر نکال لاوے چنانچہ اگر حرم میں ایک نیاز نکل گیا اور باقی کو نکال لیا تو اسکا ہاتھ قطع نہ کیا جائیگا اور اسکا انتظار نہ کیا جائیگا کہ چور اسکو پاشخانہ میں پھرے بلکہ اسکے مثل کا ضامن ہوگا یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور جو شخص کہ مباشر فعل چوری کے ساتھ اسکا ہاتھ موقوف ہے اگر وہ یہ میں اسکا بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر ایک جماعت ہو اور چوری کرنے کا مباشر سمین فقط بعض ہوں تو ان سب کا ہاتھ کاٹا جائیگا بشرطیکہ ہر ایک کے حصہ میں بقدر نصاب آوے اور یہ امتحان ہے خواہ مکان حرم سے سب اس چوری کے مباشر کے ساتھ نکلے ہوں یا اسکے بعد فی الفور نکلے ہوں یا وہ انکے بعد فی الفور نکلا ہو۔ اگر ان چوروں میں کوئی معذور یا مجنون یا ستورہ ہو یا جسکا مال جبراً یا اسکا ذمی رحم محرم ہو تو کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر ایک

لو ایسی صورت میں بھی چور کا ہاتھ ہی کاٹا جائیگا اور اگر دون میں اسنے مالک سے مقتاتہ کیا مثلاً مکان میں پوشیدہ سینہ لگائی اور بیت میں داخل ہو گیا پھر مال کو مالک سے بطور تقابلہ و مغالبہ لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ستر کا کم سے کم نصاب دس درم مضروبہ بوزن سب سے کھرے ہوں یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر گننے میں جبر کا وزن دس درم غیر مضروبہ ہو چور یا یا ایسی شے جسکی قیمت دس درم غیر مضروبہ ہو چورائی تو بقول صحیح اس میں ہاتھ کاٹنا نہیں لازم آتا ہے اور اگر نصف دینا جسکی قیمت نصاب ہو چر آیا تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا لازم آتا ہے اور اگر ایسا دینا چر یا جسکی قیمت نصاب سے کم ہو تو قطع نہیں ہے۔ یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر دس درم کھوئے جسکی جائزہ غالب ہو چرائی تو ظاہر ہے کہ اس سے موافق اس میں قطع نہیں ہے اور یہی اصح ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر زیوت یا نہرہ یا ستوقہ دس درم خیرا کیے تو ان میں حد قطع نہیں آتی ہے الا آنکھ کیسے درم بہت ہوں کہ جسکی قیمت کھرے دس درم یا زیادہ ہو تو لہذا ہاتھ کاٹنا جائیگا یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور جب مال مسروق کی تقویم واجب آئی پس آیا ایسے نقد سے قیمت اندازہ کیجا وگی جو عزیز الوجود ہے یعنی بہت کم ہے یا ایسے نقد سے جو شہر میں لوگوں کے درمیان بہت رائج ہے تو امام ابو یوسف نے امام اعظم سے روایت کی کہ ایسے دس درم سے اندازہ کیا جائیگا جو شہر میں لوگوں میں زیادہ رائج ہے اور حسن نے امام اعظم سے روایت کی کہ وہ اگر الوجود دس درم سے اندازہ کیجا وے حتی کہ شک کے ساتھ کاٹنا نہ واجب ہوگا یہ محیط میں ہے اور یہی بعض کے نزدیک مختار ہے یہ خزائن المفتین میں ہے۔ اور ایک کے اندازہ کرنے پر نہ کاٹا جائیگا اور نہ اندازہ کرنے والوں کے اختلاف کرنے کی صورت میں یعنی اگر اندازہ کرنے والا ایک ہو یا اندازہ کرنے والے اگرچہ زیادہ ہوں مگر باہم اختلاف کریں اس طرح کہ کوئی انکی قیمت نصاب اندازے اور کوئی نصاب سے کم تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور قیمت ایسے دو مرد عادل کی کہنے سے ثابت ہوگی جنکو معرفت قیمت میں ہارت ہے یہ یقین میں ہے۔ اور نصاب کا پورا ہونا چور کے حق میں ہی معتبر ہے یعنی اسی کی طرف اعتبار کیا جائیگا کہ اُس نے چوری کس قدر کی ہے نہ مالکوں کی طرف اور اسی وجہ سے اگر چور نے دس آدمیوں کے مال سے ایک بیت سے دس درم ہر ایک سے ایک ایک درم چر یا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ مگر بشرط یہ کہ ہر ایک ہی ہو چنانچہ اگر دو منزل مختلف سے مالک ایک شخص نے پورا نصاب چر یا یعنی مثلاً ہر ایک منزل سے پانچ پانچ درم کھرے چرائے تو اس میں قطع نہیں ہے اور ایکے ار کے بیوت بمنزل بیت واحد کے ہیں چنانچہ اگر ایک دار میں دس بیت ہوں اور ہر بیت میں ایک ایک آدمی رہتا ہو پس چور نے ہر بیت سے ہر رہنے والے کا ایک ایک درم کھر چر یا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا بخلاف اسکے اگر دو رہا ہو اور اس میں حجرے مختلف متعدد ہوں تو ایسا حکم نہیں ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ اس سب کو ایک ہی بار نکال لاوے اور اگر بعض کو نکال لایا پھر داخل ہو کر باقی کو نکال لایا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق میں ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ اسکو ظاہر نکال لاوے چنانچہ اگر حرم میں ایک نیاز نکل گیا اور باقی کو نکال لیا تو اسکا ہاتھ قطع نہ کیا جائیگا اور اسکا انتظار نہ کیا جائیگا کہ چور اسکو پاشخانہ میں پھرے بلکہ اسکے مثل کا ضامن ہوگا یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور جو شخص کہ مباشر فعل چوری کے ساتھ اسکا ہاتھ موقوف ہے اگر وہ یہ میں اسکا بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر ایک جماعت ہو اور چوری کرنے کا مباشر سمین فقط بعض ہوں تو ان سب کا ہاتھ کاٹا جائیگا بشرطیکہ ہر ایک کے حصہ میں بقدر نصاب آوے اور یہ امتحان ہے خواہ مکان حرم سے سب اس چوری کے مباشر کے ساتھ نکلے ہوں یا اسکے بعد فی الفور نکلے ہوں یا وہ انکے بعد فی الفور نکلا ہو۔ اگر ان چوروں میں کوئی معذور یا مجنون یا ستورہ ہو یا جسکا مال جبراً یا اسکا ذمی رحم محرم ہو تو کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر ایک

شخص نے دوسرے کے دس درم چرائے پھر جب مال چرایا ہو وہ مر گیا پھر اس میت کے وارث دس آدمی ہوئے تو انکو اختیار ہوگا کہ چوری مذکور کی بابت چور کا ہاتھ کٹو اوین اور اگر انہیں سے بعض غائب ہوں تو جو کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہاں تک کہ سب حاضر ہوں۔ اگر زید نے عمرو کو دھکیل کیا کہ تو میرے ہر حق کے مطالبہ کا دھکیل ہو پس عمرو نے خالد کو پکڑا جس نے زید کے دس درم چرائے کا اقرار کیا ہو تو عمرو کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ دس درم مال کا جسکی نسبت خالد نے اقرار کیا ہو مطالبہ کرے مگر میں اسکا ہاتھ نہ کاٹوں گا اور اگر دھکیل کے واسطے خالد پر دس درم کی دگر سی کردی گئی پھر موکل خود حاضر ہو تو بھی میں خالد کا ہاتھ نہ کاٹوں گا یہ محیط سرخی میں ہو سرقہ کی علت میں ہاتھ کاٹے جانے میں غلام و آزاد برابر ہیں یہ ہر ایک میں ہو۔ سرقہ کا طور و بالون میں سے ایک بات پائی جانے پر ہوتا ہو یعنی گواہ گواہی دین یا جرم خود اقرار کرے پس اگر سرقہ کا طور اقرار کے ساتھ ہو تو قاضی اس سے دریافت کریگا کہ سرقہ کیا ہو پس اگر اسنے سرقہ کی ماہیت بیان کر دی تو قاضی اس سے دریافت کریگا کہ کیا چیز چرائی ہو کیونکہ اگر مسروق مال ہوگا تو اسے واسطے ہاتھ کاٹنا لازم نہ آوے گا پس اگر اسنے جنس مال بیان کی تو اس سے مقدار مال دریافت کریگا اور یہ اسوقت ہو کہ جو چیز اسنے چرائی ہو وہ مجلس قضا میں حاضر نہ ہو بلکہ غائب ہو اور اگر مجلس قضا میں حاضر ہو اور جسکی یہ چیز چرائی ہو وہ اسکا مدعی ہو پس چور نے چوری کا اقرار کیا تو قاضی کو مسروق واسطے مقدار کے دریافت کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہو بلکہ اسی سرقہ کو دیکھے گا کہ اگر اسکے چرائے سے ہاتھ کاٹا جاسکتا ہو تو ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیگا ورنہ نہیں۔ پھر اس سے دریافت کریگا کہ تو نے کیونکر چرائی پھر اس سے مکان و جگہ دریافت کریگا مگر وقت دریافت نہ کریگا اگرچہ اس میں تقادم و تخریک کا احتمال ہو پھر اس سے دریافت کریگا کہ کمال چرایا ہو پھر جب اسنے اس سب کو ٹھیک بیان کیا تو اب اسے قاضی ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیگا اور امام اعظم و امام محمد کے نزدیک ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی ہے جو محیط میں ہو اور امام الشافعی کیواسطے مستحب ہو کہ اسکو تلقین کرے تاکہ وہ چوری کا مقرب ہو یہ طریقہ میں ہو۔ اور نیز چاہیے کہ مقرر کو اقرار سے پھر جانے کی تلقین کرے کہ جیل اسے سے حدود ہو جانے کا حاصل ہو پس اگر وہ اقرار سے پھر گیا تو ہاتھ کاٹے جانے کے حق میں صحیح ہے یعنی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا مگر مال تاوان نہ واجب ہونے کے حق میں نہیں صحیح ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور اگر اقرار کیا کہ میں نے اس سے سو درم اسکے چرائے پھر کہا کہ مجھے وہم ہو یا ہو بلکہ میں نے فلاں شخص کے سو درم چرائے ہیں تو ان دونوں میں سے کسی کے واسطے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا مگر اول مقرر کو مال واپس دے اور اسی کے مثل دوسرے کو واپس دے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر اسنے چوری کا اقرار کیا پھر جمع کیا پھر بعض مال کا اقرار کیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ عتابیہ میں ہو۔ اور قدری میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے اقرار کیا کہ میں نے یہ درہم چرائے ہیں اور یہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کسے ہیں یا کہا کہ میں اسکے مالک کو نہیں پہچانتا ہوں تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ امام محمد نے جامع منہج میں فرمایا کہ دو مردوں نے اقرار کیا کہ ہم نے یہ سو درم چورائے ہیں پھر انہیں سے ایک نے کہا کہ یہ میرا مال ہو تو انہیں سے کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا خواہ انہیں سے ایک نے یہ مقولہ حکم قضا ہونے سے پہلے کہا ہو یا بعد حکم قضا ہونے کے قبل ہاتھ کاٹے جانے کے کہا ہو اسی کی امام محمد نے اصل میں تصریح کر دی ہے واسطے کہ باب حدود میں استيفار کے لیے شہد بقضا ثابت ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے فلاں شخص سے یہ پیراجو دونوں کے ہاتھ میں ہو چرایا ہو تو امام محمد نے یہ مسئلہ کتاب الاصل میں ذکر فرمایا اور اسکی دو صورتیں قرار دیں ایک یہ کہ دوسرے نے اسکے

چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہاں تک کہ سب حاضر ہوں۔ اگر زید نے عمرو کو دھکیل کیا کہ تو میرے ہر حق کے مطالبہ کا دھکیل ہو پس عمرو نے خالد کو پکڑا جس نے زید کے دس درم چرائے کا اقرار کیا ہو تو عمرو کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ دس درم مال کا جسکی نسبت خالد نے اقرار کیا ہو مطالبہ کرے مگر میں اسکا ہاتھ نہ کاٹوں گا اور اگر دھکیل کے واسطے خالد پر دس درم کی دگر سی کردی گئی پھر موکل خود حاضر ہو تو بھی میں خالد کا ہاتھ نہ کاٹوں گا یہ محیط سرخی میں ہو سرقہ کی علت میں ہاتھ کاٹے جانے میں غلام و آزاد برابر ہیں یہ ہر ایک میں ہو۔ سرقہ کا طور و بالون میں سے ایک بات پائی جانے پر ہوتا ہو یعنی گواہ گواہی دین یا جرم خود اقرار کرے پس اگر سرقہ کا طور اقرار کے ساتھ ہو تو قاضی اس سے دریافت کریگا کہ سرقہ کیا ہو پس اگر اسنے سرقہ کی ماہیت بیان کر دی تو قاضی اس سے دریافت کریگا کہ کیا چیز چرائی ہو کیونکہ اگر مسروق مال ہوگا تو اسے واسطے ہاتھ کاٹنا لازم نہ آوے گا پس اگر اسنے جنس مال بیان کی تو اس سے مقدار مال دریافت کریگا اور یہ اسوقت ہو کہ جو چیز اسنے چرائی ہو وہ مجلس قضا میں حاضر نہ ہو بلکہ غائب ہو اور اگر مجلس قضا میں حاضر ہو اور جسکی یہ چیز چرائی ہو وہ اسکا مدعی ہو پس چور نے چوری کا اقرار کیا تو قاضی کو مسروق واسطے مقدار کے دریافت کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہو بلکہ اسی سرقہ کو دیکھے گا کہ اگر اسکے چرائے سے ہاتھ کاٹا جاسکتا ہو تو ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیگا ورنہ نہیں۔ پھر اس سے دریافت کریگا کہ تو نے کیونکر چرائی پھر اس سے مکان و جگہ دریافت کریگا مگر وقت دریافت نہ کریگا اگرچہ اس میں تقادم و تخریک کا احتمال ہو پھر اس سے دریافت کریگا کہ کمال چرایا ہو پھر جب اسنے اس سب کو ٹھیک بیان کیا تو اب اسے قاضی ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیگا اور امام اعظم و امام محمد کے نزدیک ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی ہے جو محیط میں ہو اور امام الشافعی کیواسطے مستحب ہو کہ اسکو تلقین کرے تاکہ وہ چوری کا مقرب ہو یہ طریقہ میں ہو۔ اور نیز چاہیے کہ مقرر کو اقرار سے پھر جانے کی تلقین کرے کہ جیل اسے سے حدود ہو جانے کا حاصل ہو پس اگر وہ اقرار سے پھر گیا تو ہاتھ کاٹے جانے کے حق میں صحیح ہے یعنی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا مگر مال تاوان نہ واجب ہونے کے حق میں نہیں صحیح ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور اگر اقرار کیا کہ میں نے اس سے سو درم اسکے چرائے پھر کہا کہ مجھے وہم ہو یا ہو بلکہ میں نے فلاں شخص کے سو درم چرائے ہیں تو ان دونوں میں سے کسی کے واسطے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا مگر اول مقرر کو مال واپس دے اور اسی کے مثل دوسرے کو واپس دے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر اسنے چوری کا اقرار کیا پھر جمع کیا پھر بعض مال کا اقرار کیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ عتابیہ میں ہو۔ اور قدری میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے اقرار کیا کہ میں نے یہ درہم چرائے ہیں اور یہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کسے ہیں یا کہا کہ میں اسکے مالک کو نہیں پہچانتا ہوں تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ امام محمد نے جامع منہج میں فرمایا کہ دو مردوں نے اقرار کیا کہ ہم نے یہ سو درم چورائے ہیں پھر انہیں سے ایک نے کہا کہ یہ میرا مال ہو تو انہیں سے کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا خواہ انہیں سے ایک نے یہ مقولہ حکم قضا ہونے سے پہلے کہا ہو یا بعد حکم قضا ہونے کے قبل ہاتھ کاٹے جانے کے کہا ہو اسی کی امام محمد نے اصل میں تصریح کر دی ہے واسطے کہ باب حدود میں استيفار کے لیے شہد بقضا ثابت ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے فلاں شخص سے یہ پیراجو دونوں کے ہاتھ میں ہو چرایا ہو تو امام محمد نے یہ مسئلہ کتاب الاصل میں ذکر فرمایا اور اسکی دو صورتیں قرار دیں ایک یہ کہ دوسرے نے اسکے

کہ مقررہ نہ دو لون مالون کا دعویٰ کیا ہو پس یہ امام اعظم کا قول ہو اور اگر اُس نے کہا کہ میں نے چارے سو درم نہیں بلکہ دس درم تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور وہ ضامن نہ ہوگا اور مراد اس سے یہ ہو کہ یہ اس صورت میں ہو کہ جب مقررہ نہ دو سو درم کا دعویٰ کیا ہو یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر اُس نے کہا کہ میں نے چارے دو سو درم نہیں بلکہ سو درم تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور دو سو درم کا ضامن ہوگا اس واسطے کہ اُس نے دو سو درم چرانے کا اقرار کیا پھر اُس سے پھر گیا پس ضمان واجب ہوئی اور ہاتھ کاٹنا واجب نہ ہوا اور سو درم کا اقرار صحیح نہ ہوگا اس واسطے کہ مقررہ اس کا دعویٰ نہیں کرتا ہی اور اگر سو درم پر رجوع کرنے میں مسروقہ نے اس کی تصدیق کی تو ضمان بھی واجب نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں اس سے دس درم چرانے نہیں بلکہ اُس سے نو تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ میں اول کے واسطے دس درم کی ضمان لو اور دوسرے کے واسطے ہاتھ کاٹنے کا حکم دوں گا۔ اور امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ دوسرے کے واسطے اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہاں تک کہ دوسرے کے واسطے ایک بار اور اقرار کرے پھر انھوں نے امام اعظم کے قول کی طرف رجوع کیا محیط شخصی میں ہے۔ اور متفقہ میں لکھا ہے کہ اگر اقرار کیا کہ میں نے اس سے دس درم چرانے نہیں بلکہ میں نے انکو اس سے چرانے تو فرمایا کہ میں ان دونوں کے واسطے دس درم کا ضامن کروں گا اور پھر نہیں کاٹوں گا یہ ظہیر میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے چرایا یہ کپڑا اُس سے اور وہ سو درم قیمت کا ہو پھر کہا کہ میں نے اس سے دس درم کو چرایا ہو تو امام اعظم کے نزدیک اول کی بابت ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور دوسرے کی بابت ہاتھ کاٹا جائیگا محیط شخصی میں ہے۔ اور اگر کسی نے اقرار سرقہ کرے تو صحیح نہیں ہو اور اگر لڑکا غلام ہو یا اس کے جامع کرنے سے حل رہا یا لڑکی حائضہ یا حاملہ ہوئی پھر اُس نے اقرار کیا تو اقرار صحیح ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی نے سرقہ کا بطوع خود اقرار کیا پھر کہا کہ یہ متاع میری متاع ہو یا کہا کہ میں نے اسکو ولایت دی تھی یا کہا کہ میں نے اسکو اس سے بطور ہن کے عوض اس دین کے جو میرا سپرد ہو لیا ہو تو اس مرد کے ذمہ سے ہاتھ کاٹنا اور کرنا جائیگا جیسے اگر گواہوں سے سرقہ ثابت ہوا ہو پھر کہنے ایسا کہا تو یہی حکم ہو۔ اور اگر قاضی نے یہ چور پر ہاتھ کاٹنے کا حکم گواہی یا باقرار دیدیا پھر جسکی چیز چرائی تھی اُس نے کہا کہ یہ میری متاع نہیں ہو اسکی متاع ہو اُس نے مجھے چرائی نہیں ہو یہ میرے پاس ولایت تھی یا کہا کہ میرے گواہوں نے جھوٹ گواہی دی یا اُس نے جھوٹ اقرار کیا یا مثال سکے تو اسکے ذمہ سے ہاتھ کاٹنا ساقط ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی نے باکرہ جوڑی کا اقرار کیا تو اُس کا اقرار باطل ہو اور بعض متاخرین نے اُس کے صحیح ہونے کا فتویٰ دیا ہو یہ ظہیر میں ہے سپر سرقہ کا دعویٰ کیا گیا ہو اگر اس نے سرقہ کا انکار کیا تو قضیہ ابو بکر الاعمش سے مردی ہو کہ اس صورت میں امام المسلمین اپنی غالب رائے پر عمل کر گیا پس اگر اسکی غالب رائے میں آوے کہ یہ چور ہو اور مال اُس کے پاس ہو تو اسکو تہنیت دے اور امام المسلمین کو ایسا کرنا جائز ہو اور عامہ شارح کے نزدیک امام المسلمین کو اسکے تزیرونیے کا اختیار ہو جیسے کہ انکو جو روں کے ساتھ جاتے دیکھتے تو ایسا کر سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ زید نے عمرو پر سرقہ کا دعویٰ کیا تو ندعی پر گواہ لائے لازم ہیں اور مدعی علیہ قسم کا نہ ہوگی اور مارنا خلاف شرع ہو اسکا فتوے نہ دیا جائیگا اس واسطے کہ مفتی کا فتوے مطابق شرع ہوتا چاہیے ہو۔ زید نے عمرو پر چوری کا دعویٰ کر کے عمرو کو سلطان کے حضور میں پیش کیا اور درخواست کی کہ سلطان اسکو سزا دے تاکہ یہ اقرار کرے پھر اسکو سلطان نے ایک یا دو مرتبہ پٹو کر قید خانہ میں واپس بھیج دیا پس عمرو کو پھر اپنے سزا پانے کا خوف ہوا اور وہ قید خانہ پر پڑھا پس وہاں سے گرا اور مر گیا اور اسکو اس قید میں ناحق ان سب کا خسارہ بھی اٹھانا پڑا ہی پھر چوری مذکور عمرو کے سود سے خالی

رجوع کرنے میں
مقررہ نہ دو
لو اور سو درم
کا اقرار صحیح
نہ ہوگا اس
واسطے کہ
مقررہ اس کا
دعویٰ نہیں
کرتا ہی اور
اگر سو درم
پر رجوع کرنے
میں مسروقہ
نے اس کی
تصدیق کی تو
ضمان بھی
واجب نہ ہوگی
یہ فتح القدیر
میں ہے۔ اور
اگر کہا کہ
میں اس سے
دس درم چرانے
نہیں بلکہ اُس
سے نو تو امام
ابو حنیفہ نے
فرمایا کہ میں
اول کے واسطے
دس درم کی
ضمان لو اور
دوسرے کے
واسطے ہاتھ
کاٹنے کا حکم
دوں گا۔ اور
امام ابو یوسف
فرماتے تھے کہ
دوسرے کے
واسطے اس کا
ہاتھ نہ کاٹا
جائیگا یہاں
تک کہ دوسرے
کے واسطے
ایک بار اور
اقرار کرے
پھر انھوں نے
امام اعظم کے
قول کی طرف
رجوع کیا
محیط شخصی
میں ہے۔ اور
متفقہ میں
لکھا ہے کہ
اگر اقرار کیا
کہ میں نے اس
سے دس درم
چرانے نہیں
بلکہ میں نے
انکو اس سے
چرانے تو
فرمایا کہ میں
ان دونوں کے
واسطے دس درم
کا ضامن کروں
گا اور پھر
نہیں کاٹوں گا
یہ ظہیر میں
ہے اور اگر
کہا کہ میں نے
چرایا یہ کپڑا
اُس سے اور وہ
سو درم قیمت
کا ہو پھر کہا
کہ میں نے اس
سے دس درم
کو چرایا ہو
تو امام اعظم
کے نزدیک
اول کی بابت
ہاتھ نہیں
کاٹا جائیگا
اور دوسرے کی
بابت ہاتھ
کاٹا جائیگا
محیط شخصی
میں ہے۔ اور
اگر کسی نے
اقرار سرقہ
کرے تو صحیح
نہیں ہو اور
اگر لڑکا
غلام ہو یا
اس کے جامع
کرنے سے حل
رہا یا لڑکی
حائضہ یا
حاملہ ہوئی
پھر اُس نے
اقرار کیا تو
اقرار صحیح
ہو یہ محیط
میں ہے۔ اور
اگر کسی نے
سرقہ کا بطوع
خود اقرار
کیا پھر کہا
کہ یہ متاع
میری متاع
ہو یا کہا کہ
میں نے اسکو
ولایت دی تھی
یا کہا کہ میں
نے اسکو اس
سے بطور ہن
کے عوض اس
دین کے جو
میرا سپرد
ہو لیا ہو تو
اس مرد کے
ذمہ سے ہاتھ
کاٹنا اور کرنا
جائیگا جیسے
اگر گواہوں
سے سرقہ
ثابت ہوا ہو
پھر کہنے ایسا
کہا تو یہی
حکم ہو۔ اور
اگر قاضی نے
یہ چور پر
ہاتھ کاٹنے
کا حکم گواہی
یا باقرار
دیدیا پھر
جسکی چیز
چرائی تھی
اُس نے کہا
کہ یہ میری
متاع نہیں
ہو اسکی
متاع ہو
اُس نے مجھے
چرائی نہیں
ہو یہ میرے
پاس ولایت
تھی یا کہا
کہ میرے
گواہوں نے
جھوٹ گواہی
دی یا اُس
نے جھوٹ
اقرار کیا
یا مثال
سکے تو اسکے
ذمہ سے ہاتھ
کاٹنا ساقط
ہو جائیگا
یہ محیط
میں ہے۔ اور
اگر کسی نے
باکرہ جوڑی
کا اقرار کیا
تو اُس کا
اقرار باطل
ہو اور بعض
متاخرین نے
اُس کے صحیح
ہونے کا
فتویٰ دیا
ہو یہ ظہیر
میں ہے
سپر سرقہ
کا دعویٰ
کیا گیا
ہو اگر اس
نے سرقہ کا
انکار کیا
تو قضیہ
ابو بکر
الاعمش
سے مردی
ہو کہ اس
صورت میں
امام المسلمین
اپنی غالب
رائے پر عمل
کر گیا پس
اگر اسکی
غالب رائے
میں آوے کہ
یہ چور ہو
اور مال اُس
کے پاس ہو
تو اسکو
تہنیت دے
اور امام
المسلمین کو
ایسا کرنا
جائز ہو
اور عامہ
شارح کے
دیکھنے میں
امام المسلمین
کو اسکے
تزیرونیے
کا اختیار
ہو جیسے کہ
انکو جو روں
کے ساتھ
جاتے دیکھتے
تو ایسا
کر سکتا
ہو یہ
ذخیرہ میں
ہے۔ زید نے
عمرو پر
سرقہ کا
دعویٰ کیا
تو ندعی
پر گواہ
لائے لازم
ہیں اور
مدعی علیہ
قسم کا
نہ ہوگی
اور مارنا
خلاف
شرع ہو
اسکا
فتوے نہ
دیا جائیگا
اس واسطے
کہ مفتی کا
فتوے مطابق
شرع ہوتا
چاہیے ہو۔
زید نے
عمرو پر
چوری کا
دعویٰ کر کے
عمرو کو
سلطان کے
حضور میں
پیش کیا
اور درخواست
کی کہ سلطان
اسکو سزا
دے تاکہ
یہ اقرار
کرے پھر
اسکو
سلطان نے
ایک یا دو
مرتبہ پٹو
کر قید خانہ
میں واپس
بھیج دیا
پس عمرو
کو پھر اپنے
سزا پانے
کا خوف
ہوا اور وہ
قید خانہ
پر پڑھا
پس وہاں
سے گرا اور
مر گیا اور
اسکو اس
قید میں
ناحق ان
سب کا
خسارہ بھی
اٹھانا
پڑا ہی
پھر چوری
مذکور عمرو
کے سود
سے خالی

کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی تو دارثان عمر کو اختیار ہوگا کہ زید سے اپنے مورث کی وصیت اور جو کچھ سکو مالی خسارہ لاحق ہوا اور
سب نے لیون اس واسطے کہ یہ سب اسی زید کے سبب سے ہو چکا ہو اور زید اس سبب کے ذریعہ خوش کرنے میں غلام ہی ہوتا
کبرے میں ہی۔ اور اگر چوری کا اقرار کیا پھر بھاگا تو کبھی اسکا بھیجا نہ فی الفور نہ بعد بخلاف اسکے اگر گواہوں کی
گواہی سے اس پر چوری ثابت ہوئی پھر بھاگا تو فی الفور اسکا بھیجا کیا جائیگا اور ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محض مین ہی۔ اگر کسی نے
کہا کہ انا سارق ہذا الثوب یعنی قات کو تنوین دی اور بارہ موصدہ کو زبردیا تو اسکا ہاتھ مین کاٹا جائیگا اور اگر اسنے
سارق ہذا الثوب کہا یعنی باضافت تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیر مین ہی۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ زید کے غلام
کے ہاتھ مین دس درم مین اسنے اقرار کیا کہ مین نے یہ درم عمر کے چراسے مین پس اگر ایسا غلام ہو کہ کو تجارت کرنے
کی اجازت ہو یا مکتب ہو اور اسنے ایسے مال کے سرقہ کا جسکو وہ تلف کر چکا ہو یا موجود ہی اقرار کیا تو اسکا اقرار
ہاتھ کاٹنے اور ضمان مال دونوں کے حق مین صحیح ہے۔ پس اسکا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا اور مال سرقہ اگر موجود ہو تو وہ پس
دیا جائیگا۔ اور اگر غلام محجور ہو یعنی تصرفات سے ممنوع ہو پس اگر اسنے ایسے سرقہ کا اقرار کیا جسکو وہ تلف کر چکا ہو تو اسکا
اقرار ہاتھ کاٹنے جانے کے حق مین صحیح ہو اور اگر اسنے ایسے مال کے سرقہ کا جو بعینہ اسکے ہاتھ مین موجود ہو اقرار
کیا پس اگر مولیٰ نے انکی تصدیق کی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال سرقہ اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا اور اگر مولیٰ نے مال کے
حق مین اسکی تکذیب کی کہ یہ مال میرا ہو تو بنا بر قول امام عظیمہ کے اس صورت مین بھی اسکا اقرار حق قطع مال دونوں
مین صحیح ہو پس غلام کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مذکور اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر سرقہ کا طور گواہی
پر ہو تو شرط ہو کہ دوسرے عادل گواہ ہوں۔ اور خالی عورتوں کی گواہی اس مین مقبول نہ ہوگی نہ حق مال مین اور نہ حق قطع مین
اور مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی حق مال مین ہمارے نزدیک مقبول ہو اور حق قطع مین مقبول ہوگی۔ اور ایسا
ہی اگر گواہی پر گواہی ہو تو وہ بھی ہمارے نزدیک حق مال مین مقبول ہو اور ہاتھ کاٹنے جانے کے حق مین مین مقبول ہو
جب دوسرے عادل نے سرقہ کی گواہی دی تو قاضی مال و قطع دونوں کے حق مین یہ گواہی قبول کرے گا پھر دونوں گواہوں
سے دریافت کرے گا کہ سرقہ کیا چیز ہو پھر مال مسروق کی جنس و مقدار دریافت کرے گا بشرطیکہ مال مسروق پھر ہی قاضی
مین حاضر نہ ہو اور اگر مجلس فقہا مین حاضر ہو تو ان سے مال مسروق کی جنس مقدار دریافت کرے گا لیکن سرقہ بر نظر کرے گا
جیسے پہلے فصل اقرار مین بیان کیا ہو۔ پھر دونوں سے دریافت کرے گا کہ کیوں کر چوری کی اور گواہوں سے مکان و وقت
و مسروق منہ کو بھی دریافت کرے گا پس جب اسٹھوں نے اس سب کو ٹھیک بیان کیا اور قاضی ان گواہوں کی عدا
سے آگاہ ہو تو سارق پر ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدے گا اور اگر وہ گواہوں کی عدالت سے واقف نہ ہو تو اس پر ہاتھ کاٹے
جائے گا حکم یہاں جب تک کہ گواہوں کا حال دریافت کر لے اور عدالت ظاہر ہونے تک سارق کو قید رکھے گا پھر اس حالت
مین کہ وہ تائب ہو اگر گواہوں کی عدالت ظاہر ہو گئی پس اگر مسروق منہ حاضر ہو تو قاضی چور پر ہاتھ کاٹے جانے کا حکم
دے گا اور اگر وہ نہ تائب ہو تو سارق کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دے گا۔ اور اگر مسروق منہ حاضر ہو اور قاضی نے چور پر ہاتھ
کاٹے جانے کا حکم دیدیا پھر استیفاء قطع سے پہلے مسروق منہ غائب ہو گیا تو امام محمد نے اس صورت کو کتاب مین
ذکر مین کیا ہے اور مشائخ نے اس مین اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ واجب ہو کہ اس مین امام عظیمہ کے دو قول ہوں کہ قول
اول ہاتھ کاٹ دیا جائیگا اور بر قول دوم مین کاٹا جائیگا اور مین سے بعض نے فرمایا کہ استیفاء قطع امام عظیمہ کے اول قول

دو لون قولون کے موافق ممنوع ہو۔ اور اگر دو گواہوں نے چوری پر گواہی دی پھر ان دونوں کی عدالت ظاہر ہونے کے بعد دونوں غائب ہو گئے یا مر گئے اور منہ ز قاضی نے حکم نہیں دیا یا جاری نہیں ہوا ہو تو ان دونوں صورتوں میں امام اعظم کے اول قول کے موافق قاضی کچھ حکم نہ دیگا اور نہ نافذ کریگا اور دوسرے قول کے موافق حکم دیکر نافذ کر دیگا۔ اور اگر دونوں گواہ فاسق یا مرتد یا اندھے ہو گئے یا دونوں کی عقل جاتی رہی پس اگر ایسا امر ثل حکم قضا کے واقع ہوا تو حکم قضا ہونے سے مانع ہو اور اگر یہ امور بعد حکم ہونے کے قبل جاری ہونے کے پیش آئے تو جاری ہونے سے مانع ہونگے اور اگر دو گواہوں نے دو مردوں پر گواہی دی کہ فلان و فلان دونوں نے فلان شخص کی چوری کی اور دونوں گواہوں نے سرفہ بیان کیا اور جن دونوں پر گواہی دی ہو انہیں سے ایک غائب ہو نہیں ملا اور باقی نہیں آیا تو بنا بر آخر قول امام حنفیہ کے اور وہی صاحبین کا قول ہو یہ حکم ہو کہ جو حاضر ہو اسکا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا پھر جو غائب ہو جب حاضر ہو اور مالک مال اسکو قاضی کے حضور میں لیکر یا تو قاضی اسکو حکم دیگا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر امام المسلمین نے کسی چور کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیا پھر مسروق منہ لے اسکو عفو کر دیا تو اسکا عفو کرنا باطل ہو یہ ایضاً حین لکھا ہو اگر دو کافروں نے ایک کافر ایک مسلمان پر سرفہ کی گواہی دی تو کافر کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا جیسے مسلمان کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ اگر دو گواہوں نے ایک آدمی پر گواہی دی کہ اسے گائے چرائی ہو اور دونوں نے اسکے رنگ میں اختلاف کیا کہ دونوں میں سے ایک لے کہا کہ وہ سپید تھی اور دوسرے نے کہا کہ سیاہ تھی تو امام اعظم رہ کے نزدیک گواہی مقبول ہوگی اور صاحبین نے اس میں خلاف کیا ہو۔ اور کرنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اختلاف ایسے دو رنگوں میں ہو کہ جو باہم متشابہ ہوں جیسے سرخی و زردی اور جو باہم متشابہ نہیں ہیں جیسے سپیدی و سیاہی تو یہ گواہی بالاجمل مقبول نہوگی اور صحیح یہ ہو کہ سب میں اختلاف ہو اور اگر دونوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے بل چرایا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے گائے چرائی تو بالاجمل گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ اسنے کپڑا چرایا ہو مگر ایک نے کہا کہ کپڑا ہر دی تھا اور دوسرے نے کہا کہ وہ مردی تھا تو نسخ ابی سلیمان میں مذکور ہو کہ اس میں بھی اختلاف ہو اور نسخ ابو حفص میں مذکور ہو کہ بالاجمل ایسی گواہی قبول نہ ہوگی۔ جس پر سرفہ کی گواہی دی گئی ہو اگر اسنے کہا کہ یہ میل اسباب ہو کہ میں نے اسکے پاس کھوایا تھا اور یہ منکر ہو گیا تھا یا میں نے اس سے خریدنا تھا یا کہا کہ اسنے اقرار کیا تھا کہ یہ میرا ہوتا ہے سب صورتوں میں چور کے ذمہ سے حد ساقط کیجا بیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مال اس نے چرایا ہو اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مال اس نے چرایا اور مسروق منہ یعنی جسکا مال چرایا ہو دعوی کرتا ہو کہ زید نے چرایا ہو تو زید کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ محیط سرفہ میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے ایک غلام یا ذوق پر دس دہم یا زیادہ کے سرفہ کی گواہی دی اور غلام منکر ہو پس اگر اسکا مولے حاضر ہو تو بالاتفاق سبب الامون کے نزدیک غلام کا ہاتھ کاٹنا جائیگا اور مال مسروق کی نسبت یہ حکم ہو کہ اگر غلام منہ اسکو تلف کر دیا ہو تو ضامن نہ ہوگا اور اگر بعینہ قاضی نے مسروق منہ کو واپس کر دیا اور اگر مولے غائب ہو تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک غلام کا ہاتھ کاٹنا جائیگا اور مال مسروق کا ضامن ہوگا اور اگر گواہوں نے دس دہم سے کم چرانے کی گواہی دی تو قاضی مال مذکور دینے کا حکم کرے گا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ کرے گا خواہ مولے حاضر ہو یا غائب ہو۔ اور اگر گواہوں نے غلام یا ذوق پر دس دہم چرانے کے اقرار کی گواہی دی تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک قاضی اس پر مال کا حکم دیدیگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیگا۔ اور اگر کسی غلام یا ذوق پر دس دہم یا زیادہ چرایا ہو

کی گواہی دی تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قاضی اسپرچ حکم نہ دیگا نہ ہاتھ کاٹنے کا اور نہ مال کا۔ اور اگر گواہوں نے غلام مجبور کے اقرار پر سترہ کی گواہی دی تو قاضی ایسی گواہی کو کسی طرح قبول نہ کرے گا خواہ مولیٰ حاضر ہو یا غائب ہو چنی کہ غلام کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور نہ مال کے واسطے مولیٰ اس کے فروخت کرنے کے لیے ماخوذ ہوگا مگر غلام بعد اپنے آزاد ہونے کے مال کے واسطے ماخوذ ہوگا یہ ذخیرہ بین ہر۔ لیس اگر کسی کے گھر میں داخل ہوا وہاں متاع محفوظ ہو اور اس نے متاع کو لے لیا اور اسکو باہر نکالا تو مالک کو اختیار ہو کہ اسکو قتل کر دے اور لوہا اور ابن ساعدہ میں ہو کہ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر چور سینہ در دیتا ہو تو چور ہی میں اور مالک اسکو دیکھ کر چلانا شروع کیا پس اگر وہ بھاگ گیا تو خیر ورنہ اسکو روا ہو کہ چور کو قتل کر دے اور لوہا اور ابن ساعدہ میں قول امام محمد اس طرح مذکور ہو کہ امام محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر چور مکان میں سینہ در دیتا ہو اور مالک نے اسکو قتل کر دیا تو کیا اسکی دیت کا ضامن ہوگا پس امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکو قتل کرنا روا ہو اور دیت کا ضامن نہ ہوگا اور مجبور اور نو اور بن ساعدہ میں امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ اگر چور کسی کے دار میں داخل ہو اور مالک مکان کو معلوم ہوا اور یہ بھی جاتا کہ میں اسکو پکڑ نہیں سکتا ہوں تو اسکو روا ہو کہ قتل کر دے خواہ وہ مکارہ سے داخل ہوا یا غیر مکارہ سے مگر حال یہ ہو کہ اس کے مال چڑا لیجائے گا ارادہ رکھتا ہو پس اگر اسکو قتل کر دیا تو قاتل پر قصاص و دیت کچھ لازم نہ ہوگی یہ محیط خشری میں ہو قتادے اہل سمرقند میں لکھا ہو کہ چور نے ایک شخص کی دیوار میں سینہ در لگانی شروع کی اور مہنوز سوراخ نہ ہونے پایا تھا کہ مالک نے اسکو دیکھ کر اوپر سے ایک پتھر ڈال دیا کہ وہ مر گیا تو مالک کی مددگار برادری پر اسکی دیت واجب ہوگی اور مالک مذکور پر کفارہ قتل لازم آویگا یہ ذخیرہ بین ہو۔ فتاویٰ ابواللیث رحمہ اللہ میں مذکور ہو کہ ایک شخص دوسرے کی دیوار پر چڑھا بغرض چور ہی کے اور دیوار پر چادر پڑی ہو پس مالک دیوار کو خوف ہوا کہ اگر میں چلا یا تو یہ چادر لیکر چل دیکھا پس آیا مالک کو حلال ہو کہ اسکو پھینک مارے تو فرمایا کہ ہاں اسکو روا ہو بشرطیکہ چادر و س درم یا زیادہ کی ہو اور نقیبہ ابواللیث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب نے اس مقدار کی شرط نہیں لگائی ہو بلکہ مطلقاً فرمایا ہو کہ اسکو تیر وغیرہ مار دینے کا اختیار ہو۔ جنایات اجماع الصغیر میں مذکور ہو کہ ایک شخص دوسرے کے بیان رات کو داخل ہوا اور مال چڑا کر اسکو دار سے باہر نکال لایا پھر مالک مال اس کے پیچھے دوڑا اور اسکو قتل کر ڈالا تو مالک پر کچھ نہیں ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہو کہ یہ ایسی صورت میں ہو کہ دوسرے قتل کرنے کے اور کسی طرح اس سے مال واپس نہ لے سکتا ہو پس جب کہ ایسی صورت ہو تو اسکو قتل کرنا روا ہو اور قاتل پر ضمان واجب نہ ہوگی اور نقتیہ میں لکھا ہو کہ اگر کسی کے پاس ایک گروہ روٹی ہو اور دوسرے اس سے چھین لینی چاہی تو مالک کو روا ہو کہ اس سے ملو اسے مقابلہ کرے جبکہ اپنے نفس پر بھوک سے خائف ہو اور اسی طرح اگر اس کے پیچھے کا پالی ہو تو اس میں بھی یہ حکم ہو یہ محیط میں ہو قال المتروجم جب اپنے نفس پر خائف ہو بھوک یا پیاس سے یہ عام ہو خواہ ملک ایسا ہو جہاں کثرت سے پانی ملتا ہو یا شل عرب وغیرہ کے ہو فافہم۔ ایک چور معروف ہو یعنی مشہور چور ہو اسکو کسی نے اسی حالت میں پایا کہ وہ چوری میں مشغول تھا بلکہ اپنی اور ضرورت میں مشغول تھا تو اسکو قتل کرنا روا نہیں ہو یا ان اسکو پکڑ کر امام المسلمین کے پاس لاوے تاکہ امام اسکو قید کر کے توبہ کرادے یہ تلخیص میں ہو۔ اگر مالک مال چور پر چلا یا کہ وہ بھاگ گیا تو مالک کو پیچھا کر کے اسکو مارنا روا نہیں ہو الا آنکہ اسکا کچھ مال لے بھاگا ہو تو حلال ہو کہ اسکا پیچھا کر کے اسکو متحیار سے مارے بیان تک کہ اسکا مال ڈال دے یہ محیط میں ہو۔ مدعی کے حق میں تسلیم ہو کہ جب چور پر دعویٰ کرے تو بائین لفقاد دعویٰ کرے کہ اس نے لیا نہ لیا

لفقہ
خالف
سید
بھوک
پہلیاں
سے
بھوک
سخت
سے
بھوک
سے

۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ہاں لفظ سرتہ اسی طرح گواہوں کے حق میں مستحب ہو کہ چرانے کی لفظ سے گواہی نہ دیں بلکہ لے لینے کی گواہی دیں یا یوں کہیں کہ یہ مال اس طالب کا جو تاکہ ہاتھ کاٹنے کی حد چور کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے۔ ایک نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اس نے مجھ سے یہ مال چھ لیا ہو پس چور نے کہا کہ ہاں میں نے لے لیا ہو تو وہ مال کا ضامن ہوگا اور اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اگرچہ اسکے بعد وہ چھ لینے کا بھی اقرار کرے یہ سراجیہ میں ہو۔ ایک نے دوسرے پر سرتہ کا دعوے کیا اور دعا علیہ نے اس سے انکار کیا تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ اس سے قسم لی جائیگی پس اگر اس نے قسم سے انکار کیا تو اس پر مال کا حکم دیا جائیگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دیا جائیگا لہذا اس نے الظہیر پر اور اسی طرح اگر اس نے اقرار سے رجوع کو لیا تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح گواہی کی صورت میں اگر ایسا ہو تو بھی حکم ہو کہ مال کا ضامن ہوگا اور ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ عتابیہ میں ہو۔ دو گواہوں نے ایک شخص پر چوری کی گواہی دی اور اسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر گواہوں نے رجوع کیا کہ یہ نہیں بلکہ فلاں دوسرا ہو تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اول کی دیت کے دونوں گواہ ضامن ہونگے اور اگر دوسرے دو گواہوں نے اول گواہوں کے رجوع کر لینے پر گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی اور اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ دو گواہوں نے چور کے اقرار سرتہ پر گواہی دی اور وہ منکر ہو یا خاموش ہو تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ اور اگر چار نے گواہی دی پھر دوسرے رجوع کیا اور دوسرے شخص پر چوری کی گواہی دی تو ان دونوں مشہود علیہما میں سے کسی کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور بال کا حکم اول پر دیا جائیگا یہ تاتاریہ خانیہ میں ہو

دوسرا باب ان صورتوں کے بیان میں جن میں ہاتھ کاٹا جائیگا اور جن میں ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اس میں تفصیلین ہیں۔ فصل اول جن میں ہاتھ کاٹا جائیگا۔ جو چیز تافہ مباح دارالاسلام میں پائی جاتی ہو اسکی چورنی میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو جیسے جلانے کی کڑیاں و گھاس و زکول و مچلیاں و زرنج و مغرہ و نورہ و غیرہ اور مچلی میں نمک دی ہوئی اور تازی دونوں داخل ہیں یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور ساکھ و قناد و آنوس و صندل و سنبل و دیا قوت و زبرجد میں ہاتھ کاٹنا جائیگا لہذا اس نے الکافی حاصل آفک جملہ جو اس میں ہاتھ کاٹنا جائیگا یہ غیاثیہ میں ہے اور سنو و چاندی و موتی و فیروزہ ان چیزوں میں ہشام نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہو کہ اگر اس نے ان چیزوں کو ایسی صورت پر چھ لیا کہ جیسی مباح پائی جاتی ہیں لینے مٹی میں ملی ہوئی اور پھر میں مخلوط تو ہاتھ کاٹنا واجب نہ ہوگا اور ظاہر الروایت کے موافق ہر حال ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا۔ اور جس لکڑی سے ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہو اگر اسکا تخت یا کرسی یا دروازہ بنایا پھر اسکو کسی نے چورایا تو ہاتھ کاٹنا جائیگا اور گھاس و زکول و پتھر میں جیسے قبل عمل کے ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا ویسے ہی اگر اسکی چٹائی وغیرہ بنائی تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا لینے مثلاً اسکا پوریا بنایا جسکو کسی نے چھ لیا تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر بوریہ کے اصل مال پر دستکاری خالص ہو جیسے بغدادی و ہرجالی چٹائیاں ہوتی ہیں کہ انکی بنا دھڑ ہی کی قیہ کھاتی ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اس میں بھی ہاتھ کاٹنا جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور دروازوں کے سرتہ میں جب ہی ہاتھ کاٹنا جائیگا کہ جب وہ خزینہ ہوں اور خفیہ ہوں کہ ایک آدمی پر اٹھا لیجا تا بھاری ہوا سوا سوا کہ بھاری دروازوں کی چوری پر رغبت نہیں کی جاتی ہو اور اگر دوسرے مرکب ہوں تو اس کے سرتہ میں ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا یہ قیہ میں ہو۔ اور جو چیزیں جلد فاسد و بگڑ جاتی ہیں جیسے دودھ و گوشت و فواکہ ترا انکی چوری سے ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور فواکہ خشک جو لوگوں کے پاس رہتے ہیں جیسے اخروٹ و بادام تو اس کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا جائیگا

بشرطیکہ وہ حرز میں ہوں اور جو نوک درخت پر ہوں اور جو کھیتی ہنوز کاٹی نہ گئی ہو تو اسکی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر نوک بعد استحکام کے توڑا گیا اور کھیتی کاٹ کر کسی احاطہ میں جسکا دروازہ قفل ہو رکھی گئی تو اسکی چوری سے ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج و باج میں ہی۔ اور گوشت سے جو ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہو تو یہ عام ہو خواہ گوشت نمک دیا ہوا ہو یا غیر اسکا ہو یہ فتح القدر میں ہی۔ اگر ایک کے دوسرے سے طعام چڑایا حالانکہ ایسے سال میں چڑایا کہ قحط ہو تو اسکی چوری سے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ ایسا طعام ہو کہ جلد بگڑ جاتا ہو یا جلد نہ بگڑتا ہو خواہ محض ہویا نہ ہو اور اگر سال فراخی ہو پس اگر طعام ایسا ہو کہ جلد بگڑ جاتا ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر طعام ایسا ہو کہ جلد نہیں بگڑتا ہو اور وہ محض ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ پھلون میں بھی اسی تفصیل سے یہی حکم ہو یعنی اگر سال قحط ہو تو پھلون کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ ایسے پھل ہوں کہ جلد بگڑ جاتے ہوں یا جلد نہ بگڑتے ہوں خواہ پھل درخت پر ہے یا چڑھے ہو یا محض ہوں۔ اور اگر سال آسودگی ہو تو جلد بگڑنے والے پھلون کی چوری سے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ درخت پر سے لیے ہوں یا اور جگہ محض ہوں اور اگر پھل ایسے ہوں کہ جلد بگڑتے ہوں اور محض ہوں تو انکی چوری سے ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہی۔ اور تمام خوب میں اور غنوں میں اور غنیمت و عود و مشک ان سب کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر روئی یا کتان یا صوف کو چڑایا تو بھی ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر گیون یا جو یا آٹا یا ستوبیا بھی یا چھوٹے یا منقی یا زرخن زیتون کو چڑایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح پتے کی خیزون اور فرش اور نیرلوہے پتلہ جست کے برتنوں اور لکڑی اور چمڑے کماٹے ہوئے اور کاغذ و چھڑیاں و زار و دین اور رسیاں چڑائے میں بھی ہاتھ کاٹا جائیگا اور تھرون کے چڑائے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی یہ سراج و باج میں ہی۔ اور رخام کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہو اور نیز پتھر و ن کی ہانڈیاں چڑائے سے بھی ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہو اور نمک چڑائے سے بھی ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہو یہ میں ہی۔ اور امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سینگوں کی چوری میں ہاتھ کاٹنا نہیں ہو خواہ معمول ہوں یا غیر معمول ہوں یعنی بنائے ہوئے ہوں یا کماٹے ہوئے نہ ہوں۔ اور اگر کوئی درخت چرمسیتہ یا غ سے چڑایا حالانکہ وہ دس درم کا ہو تو اس میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی یہ سراج و باج میں ہی۔ اور سرکہ و شہد کی چوری میں بالاتفاق ہاتھ کاٹا جاتا ہو یہ شرح البحر میں ہے تاجر اہل عدل سے کسی باغی نے کچھ چڑایا و حالیکہ وہ اسنے درمیان تھا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور شکر چڑانے سے بالا جماع کاٹا جائیگا یہ ہر ایہ میں ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے ہاتھی دانت چڑانے میں جہتک اس سے کوئی چیز نہیں بنائی گئی ہو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ہاتھی دانت خواہ معمول ہو یا غیر معمول واجب ہے کہ اس میں ہاتھ نہ کاٹا جاوے اسواسطے کہ اسنے بال ہونے میں اختلاف ہو اور مشائخ نے منسربایا کہ یہ حکم جو امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہو واجب ہے کہ ایسے ہاتھی دانت میں ہو جو با استخوانا سے حال ہو اور ہاتھی دانت غیر معمول میں اسواسطے ہاتھ نہ کاٹا جائیگا کہ وہ مباح میں سے ہو اور معمول میں اسواسطے ہاتھ کاٹا جاتا ہو کہ اس میں صنف کا گب ہو پس ایسا ہو گنا جیسے معمول لکڑی کدانی الا لاصلاح یعنی جیسے لکڑی مباح ہوتی ہو مگر جب اسنے سخت وغیرہ بنا لے گئے تو اسنے چڑانے سے ہاتھ کاٹا جائیگا یہاں ہی بیان ہو فافہم۔ اور نظامہ الروایہ کے موافق آگینیہ کی چوری سے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ فتح القدر میں ہے۔ اور عید کے چڑانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو خواہ حیدر و شئی ہو یا غیر و شئی ہو خواہ خشکی کی ہو یا ترسی کی یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور خنار کی چوری میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو اور نہ بقول کی چوری میں اور نہ ریحان و صلب یعنی تر و تازہ میں اور نیز انجیر و پانی و خرما کی گٹھلیاں

لکڑی سے بنے ہوئے ہوتے ہیں
بھٹ و فوس کا کام میں
انکے میں ہنوز کھدہ دینی
خیزون کی چوری میں
سراج و باج میں
سنگ و صوف و عود و مشک
ان سب کی چوری میں
ہاتھ کاٹا جائیگا
اور اسی طرح اگر روئی یا کتان یا صوف کو چڑایا تو بھی
ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر گیون یا جو یا آٹا یا ستوبیا بھی
یا چھوٹے یا منقی یا زرخن زیتون کو چڑایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا
اور اسی طرح پتے کی خیزون اور فرش اور نیرلوہے پتلہ جست
کے برتنوں اور لکڑی اور چمڑے کماٹے ہوئے اور کاغذ و چھڑیاں
و زار و دین اور رسیاں چڑائے میں بھی ہاتھ کاٹا جائیگا
اور تھرون کے چڑائے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی یہ سراج و باج میں ہی
اور امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سینگوں کی چوری میں ہاتھ کاٹنا نہیں
ہو خواہ معمول ہوں یا غیر معمول ہوں یعنی بنائے ہوئے ہوں یا کماٹے ہوئے نہ ہوں
اور اگر کوئی درخت چرمسیتہ یا غ سے چڑایا حالانکہ وہ دس درم کا ہو تو اس میں
ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی یہ سراج و باج میں ہی۔ اور سرکہ و شہد کی چوری میں
بالاتفاق ہاتھ کاٹا جاتا ہو یہ شرح البحر میں ہے تاجر اہل عدل سے کسی باغی
نے کچھ چڑایا و حالیکہ وہ اسنے درمیان تھا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ تاتار
خانیہ میں ہے۔ اور شکر چڑانے سے بالا جماع کاٹا جائیگا یہ ہر ایہ میں ہے۔
امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے ہاتھی دانت چڑانے میں جہتک اس سے کوئی چیز
نہیں بنائی گئی ہو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ہاتھی
دانت خواہ معمول ہو یا غیر معمول واجب ہے کہ اس میں ہاتھ نہ کاٹا جاوے
اسواسطے کہ اسنے بال ہونے میں اختلاف ہو اور مشائخ نے منسربایا کہ یہ حکم
جو امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہو واجب ہے کہ ایسے ہاتھی دانت میں
ہو جو با استخوانا سے حال ہو اور ہاتھی دانت غیر معمول میں اسواسطے ہاتھ
نہ کاٹا جائیگا کہ وہ مباح میں سے ہو اور معمول میں اسواسطے ہاتھ کاٹا جاتا
ہو کہ اس میں صنف کا گب ہو پس ایسا ہو گنا جیسے معمول لکڑی کدانی الا
لاصلاح یعنی جیسے لکڑی مباح ہوتی ہو مگر جب اسنے سخت وغیرہ بنا لے گئے تو
اسنے چڑانے سے ہاتھ کاٹا جائیگا یہاں ہی بیان ہو فافہم۔ اور نظامہ الروایہ کے
موافق آگینیہ کی چوری سے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ فتح القدر میں ہے۔ اور عید کے
چڑانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو خواہ حیدر و شئی ہو یا غیر و شئی ہو خواہ خشکی
کی ہو یا ترسی کی یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور خنار کی چوری میں ہاتھ کاٹنا نہیں
آتا ہو اور نہ بقول کی چوری میں اور نہ ریحان و صلب یعنی تر و تازہ میں اور نیز
انجیر و پانی و خرما کی گٹھلیاں

چراغ سے ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو اور اگر درندہ جانوروں کو ذبح کیا گیا ہو اور انکی کھال کسی نے چرائی تو ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو
 الا اس صورت میں کہ اس کھال کا بچھونا یا مصلے بنایا گیا ہو اور نیز ایسے برتن و ہانڈی کے چرانی میں کہ میں حسین طعام ہو ہاتھ
 کاٹنا نہیں آتا ہو یہ عتبار یہ ہے اور اگر ذمی سے شراب یا سورجرائی تو اس میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو اور باز یا صغر وغیرہ
 نام پرندوں کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو اور نیز وجوہ کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو اور کٹے اور چپتے
 کے چرانے سے ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو اور مرغی اور بٹ اور کبوتر کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو یہ تشریحات میں ہیں
 اور مشروبات میں درجہ کے ہوتے ہیں اول حلال جیسے قلع کے مانند چیزیں پس انکی چوری سے ہاتھ کاٹنا لازم
 آتا ہو اور دوم شراب لقیع التمر والزمیب جھو ہارے و منقے کو بھگو کر انکا آب زلال لینے میں اور صحیح یہ ہے کہ اسے چرانے
 میں ہاتھ کاٹنا جائیگا اور سوم خمر وغیرہ مسکرات پس انکے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو اور وہاب انگوٹھ میں ہاتھ
 کاٹنا جائیگا اور تہنور و دف و تومار اور ہر شے مادی کے چرانے میں قطع نہیں ہو یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور طبل و بربط
 میں قطع نہیں ہو اور یہ حکم اسوقت ہو کہ اسے طبل لہو چرایا ہو اور اگر غازیون کا طبل چرایا تو اس میں مشائخ نے اختلاف
 کیا ہے جبکہ اسکی قیمت دس درم ہو اور صدر شہید نے اختیار کیا ہے کہ ہاتھ کاٹنا نہیں واجب ہوتا ہے یہ محیط میں ہے اور یہی اصح
 ہے اور ولو الجہ میں ہے کہ یہی مختار ہے یہ نہ الفائق میں ہے اور نیز دروئی کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے یہ سراج و ہاج
 میں ہے۔ اور نو اور ابو یوسف میں ہے کہ رب و جلاب میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہے یعنی شرح کسر میں ہے۔ اور اگر ذمی نے ذبی
 کی خمر یعنی شراب چرائی تو چور کا ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا یہ ایضاً میں ہے۔ اور شرطیہ چرانے میں ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا اگرچہ سونے
 کی ہو اور زرد کا بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اور مصحف مجید کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اگرچہ اس پر زرد درم کا طبلہ
 چڑھا ہو اور اسی طرح کتب فقہ و لغت و نحو و شعر کی کتابوں کے چرانے میں بھی ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا یہ سراج و ہاج
 میں ہے۔ اور اگر کسی نے سدا کے جلد اور آئی کو قبل اسکے کہ انہیں کچھ لکھا جادے چرایا تو چور کا ہاتھ کاٹنا جائیگا جب کہ
 نصاب پورا ہو یہ محیط خسی میں ہے اور دفتر ہائے حساب کے چرانے میں چور کا ہاتھ کاٹنا جاتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور دفتر ہائے
 حساب سے وہ دفتر ادہن جنکا حساب کتاب ہو چکا ہو اور اگر وہ ہنوز حساب میں ہوں انکا حساب گذر گیا ہو تو ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا
 اور دفتر ہائے تجارت کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا جاتا ہے اس واسطے کہ اسے مقصود ورق ہیں یہ سراج و ہاج میں ہے اور تیروں
 کی وڈیان چرانے میں ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا اور اگر اسکو خزانگ یعنی تیر بنالیا پھر چرانے چرایا تو ہاتھ کاٹنا جائیگا یہ ذخیرہ
 میں ہے۔ اور سونے یا چاندی کی صلیب یا سونے و چاندی کے بت چرانے سے ہاتھ کاٹنا نہیں لازم آتا ہے اور جن دیون
 پر تصاویر ہیں انکے چرانے سے قطع لازم آوے گا اس واسطے کہ وہ عبادت کے واسطے نہیں کئے گئے ہیں جو ہر ذمہ
 میں ہے۔ اور زعفران و عنبر و ورس و دوسرے وکتم کی چوری سے قطع درست ہوگا یہ عتبار یہ میں ہے۔ اور اگر غلام اتنا بڑا ہو کہ
 میز اپنے نفس کا معبر ہو تو اسکے چرانے سے ہاتھ نہیں کاٹنا جائیگا اگرچہ وہ سوتا ہو یا بچنوں یا عجمی ہو اس واسطے کہ یہ
 چوری نہیں ہے بلکہ غصب ہے یا فریب دہی دہکا نا ہے یہ نہ الفائق میں ہے اور اگر غلام غیر میز ہو کہ اپنے نفس سے تعبیر کر سکے
 تو بالاجماع اسکے چرانے سے ہاتھ کاٹنا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور تنقی میں لکھا ہے کہ اگر غلام ضعیف یا بچہ درم قیمت کا
 جسکے کان میں پانچ درم کا سونے کی کسی نے چرایا تو میں اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دوں گا یہ محیط میں ہے۔ اگر ذبی کے عمر و پر
 دس درم قرضہ ہوں پس زید نے عمرو کے بیت سے اسکے مثل چرایا پس اگر اسکا قرضہ ایسا ہو کہ فی الحال ادا کرنا چاہیے ہے

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

تو اس صورت میں اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر قرضہ میعاد میں ہو تو قیاس یہ ہو کہ ہاتھ کاٹا جاوے اور استسنا ناظر نہ کاٹا جائیگا
 خواہ جو کچھ اسنے لیا ہو وہ بقدر اسکے مال کے ہو یا زیادہ ہو یا کم ہو اور اگر زید نے اسکا عوض مساوی دس درم کے چرایا ہو تو ہاتھ
 کاٹا جائیگا و لیکن اگر زید نے کہا کہ میں نے اسکو اپنے حق کے عوض نہیں لیا ہر اپنے حق کی ادائی میں لیا ہو اور اسکی تصریح
 کر دی تو بالاجماع اسکے ذمہ سے حدود کی جائیگی اور اگر اسنے اپنے حق سے حید قسم کے درہم لے لیے یا اس سے کھوٹے لے
 لیے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور اگر اپنے حق کی جنس کے خلاف جنس کا نقد لیا ہو تو صحیح یہ ہو کہ ہاتھ
 نہیں کاٹا جائیگا یہ تیس میں ہو۔ اور اگر چاندی کا زیور چرایا حالانکہ قرضدار پر درم قرضہ میں یا سونے کا زیور چرایا حالانکہ
 قرضدار پر دینار ہیں تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر متاع یا زیور کو چور نے تلف کر دیا اور اسپر اسکی قیمت واجب ہوئی اور وہ مثل
 اسی کے ہو جو قرضدار پر قرضہ آتا ہو تو بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج و حاج میں ہو۔ اور اگر مکاتب یا غلام نے مولیٰ کے
 قرضدار سے کچھ چٹے لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا الا آنکہ اسکے مولے نے انکو اپنا مال وصول کرنے کا وکیل کیا ہو تو ایسی صورت
 میں ہاتھ کاٹنا واجب نہ ہوگا اور اگر کسی نے اپنے باپ کے قرضدار یا بلوغ پسرا اپنے مکاتب کے قرضدار سے چرایا تو ہاتھ
 کاٹا جائیگا اور اگر اپنے صغیر پسر کے قرضدار سے چرایا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور اگر اپنے غلام یا دون
 دیون کے قرضدار سے کچھ چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر غلام مذکور دیون نہ ہو یعنی قرضدار نہ ہو تو اسکا قرضہ خود مولے کا
 مال ہوگا پس چوری سے ہاتھ نہ کاٹا جائیگا بشرطیکہ چوری کا مال اسکی جنس حق سے ہو یہ ایضاً میں ہو۔ اور اگر چوری
 ایسی دو چیزوں کی واقع ہوئی جنہیں سے ایک ایسی ہو کہ اسکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جاتا ہو اور دوسری ایسی ہو کہ اسکے
 چرانے سے ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہو تو اصل یہ ہو کہ جو چیز مقصود بدزدی ہو اگر ایسی ہو کہ اسکے چرانے میں ہاتھ کاٹا جاتا ہو
 اور وہ نصاب کو پہنچی ہو تو بالاجماع ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر مقصود بدزدی دوسری چیز ہو کہ جسکے چرانے سے ہاتھ نہیں
 کاٹا جاتا ہو تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اگرچہ اسکے ساتھ ایسی چیز بھی ہو جسکے سبب سے ہاتھ کاٹا جاتا ہو اور وہ پورے نصاب
 تک پہنچی ہو یہ امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کا قول ہے کہ زانی المیٹ قال الترحم حال اصل یہ ہو کہ چوری کا مقصود ملحوظ ہوگا کہ چوری
 کرنے سے کیا چیز مقصود تھی اسی پر حکم کا مدار ہوگا قائل۔ اور اگر چاندی کا برتن چرایا جسکی قیمت سو درم ہو اور اس میں نیند یا طلا
 ہو جو باقی نہیں رہ سکتا ہو یا دودھ ہو تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اس صورت میں اس چیز کو مقصود قرار دیا جائیگا جو برتن کے
 اندر ہو۔ اور اگر طفل آزاد کو چرایا تو ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو اگرچہ طفل مذکور پر زیور ہو اور یہ امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کا قول ہے اور
 امام ابو یوسف رحمہ نے کہا کہ ہاتھ کاٹا جائیگا جبکہ طفل پر زیور ہو اور وہ نصاب کو پہنچ گیا ہو اور یہ اختلاف ایسے طفل میں ہو
 جو چلتا اور بولتا نہیں ہو کہ وہ خود اپنے قابو میں نہیں ہو اور اگر بولتا و چلتا ہو تو بالاجماع اسکے چرانے والے پر ہاتھ کاٹنا نہیں
 آتا ہو اگرچہ اسپر کثرت سے زیور ہو یہ سراج و حاج میں ہو۔ متفقین لکھا ہو کہ اگر ایک کتاب چرایا جسکی گردن میں سو درم
 کا طوق ہو تو میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹوں گا اور اگر گدھا چرایا جسکی قیمت نو درم ہو اور اسپر اکاف ایک درم قیمت کا ہو تو چور
 کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر گورہ حصین شہد ہو چرایا حصین سے شہد کی قیمت ایک درم اور گورہ کی قیمت نو درم ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا
 اور اصل میں مذکور ہو کہ اگر خم شراب چرایا حصین سے خم کی قیمت دس درم ہو تو ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہو اور شمس اللامۃ خسی
 نے اپنی شرح میں لکھا ہو کہ اگر حزمین شراب کو پی لیا اور برتن باہر نکالا اور ظرف الیسا ہو کہ اسکی چوری سے ہاتھ
 کاٹا جاتا ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر نغمہ چرایا حصین پانی بھر رہا ہو اور وہ کشت درم کا ہو

کہ ایک کپڑا چڑایا اور اسکو سلا یا پھر اسکو زکوة دیا پھر اسنیں نقصان آگیا پھر اس نے ناقص کو چور یا تو ہاتھ نہیں کاٹا یا اسکا
یہ نہر الفائق میں ہو۔ اور اگر گارے چرائی کہ جسکے جرم میں اسکا ہاتھ کاٹا گیا اور گارے مذکور اسکے مالک کو واپس دی گئی پھر
مالک کے پاس وہ بچہ جنی پھر چور نے اسکا بچہ چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر کسی مال عین کی چوری میں اسکا ہاتھ کاٹا
گیا اور عین مذکور اسکے مالک کو واپس دی گئی اور مالک نے کسی کے ہاتھ فروخت کر دی پھر اسکو خرید لیا پھر دوبارہ
چور نے اسکو چرایا تو امام محمد نے یہ مسئلہ کسی کتاب میں ذکر نہیں فرمایا ہو اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہو چنانچہ ہمارے
عراقی مشائخ فرماتے ہیں کہ اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور مشائخ مادر النہر فرماتے ہیں کہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیر میں ہو
اور اسی طرح اگر مالک نے وہ چیز چور کے ہاتھ فروخت کر دی پھر اس سے خرید لی پھر دوبارہ چور نے اسکو چرایا تو بھی
ایسا ہی حکم ہو یہ نہر الفائق میں ہو۔ ایک نے اپنے مال کی زکوة نکالی اور الگ کر کے رکھی تاکہ فقروں کو بانٹ دے پھر
اسکو کسی غنی یا فقیر نے چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اس واسطے کہ ہنوز وہ اکی ملک میں باقی تھی اور یہی مختار ہو بغیر شہر میں ہو
اور اگر کسی چور نے حربی مستائن کا مال چرایا تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور یہ ہمارے نزدیک بدلیل استحسان ہو سہل
عدل کے کسی آدمی نے اہل لغی کے لشکر میں رات کے وقت غارت کی اور ان میں سے کسی آدمی کا کچھ مال چرایا اور اسکو
امام اہل عدل کے پاس لایا تو فرمایا کہ میں اسکا ہاتھ نہیں کاٹوں گا اس واسطے کہ اہل عدل کو مدد ہو کہ جس طور سے انکو
قدرت حاصل ہو اہل بغاوت کا مال لے لیں اور اسکو رکھ چھوڑیں یہاں تک کہ باغی لوگ توبہ کریں یا مدد کریں پھر یہ مال
انکے وارثوں کو دیدیا جائیگا پس اس طرح چوری کرنے میں شبہ ہو گیا کہ اسنے اسی طریق سے لے لیا ہو اور اس طرح اگر باغیوں
میں سے کوئی آدمی اہل حق و عدل کے لشکر میں غارت کر کے مال لے گیا تو اسکا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائیگا اس واسطے کہ
اہل بغاوت مال اہل عدل کا حلال جانتے ہیں اور انکی تاویل اگرچہ فاسد ہو لیکن جب اسکے ساتھ متو کا انضمام کیا گیا تو وہ
بغیر تاویل صحیح کے ہو گئی اور اگر اہل عدل کے ملک میں سے کسی آدمی نے دوسرے کا مال چرایا حالانکہ چور اسکو کا فر کہتا ہو
اور اسکا مال لینا و خون بہانا روکتا ہو تو میں اسکا ہاتھ کاٹوں گا اس واسطے کہ تاویل یہاں متو سے خالی ہو اور بدین متو کے تاویل
کا کچھ اعتبار نہیں ہو اسی واسطے اسکی ضمان ساقط نہیں ہوتی ہو پس ایسا ہی ہاتھ کاٹنا بھی ساقط نہ ہوگا اور اسکی وجہ یہ ہو
کہ وہ اہل عدل کے تحت میں ہو پس امام اہل عدل کو اسپر دسترس ہو کہ ہاتھ کاٹنے کی حد اسپر پوری جاری کر دے بخلات
اس شخص کے کہ جو اہل بغاوت کے لشکر میں ہو کہ اسپر امام اہل عدل کا ہاتھ نہیں پونچتا ہو یہ مبسوط میں ہو فصل دوم حرز
اور حرز سے لینے کے بیان میں ہو۔ حرز دو طرح کا ہوتا ہو ایک حرز کہ حسین کوئی بات حفاظت کی خود موجود ہو جیسے
میوت و دور اور ایسے حرز کہ حرز نہ مکان کہتے ہیں اور یہی فسطاط و دوکان و خیموں کا حکم ہو کہ یہ سب حرز نہیں حرز ہوتی
ہیں اگرچہ انہیں کوئی شخص حافظ نہ ہو دے خواہ انہیں سے چور نے ایسی حالت میں چرایا کہ اسکا دروازہ کھلا ہوا تھا یا دروازہ
ی نہ تھا اس واسطے کہ عمارت سے غرض احوال ہوتی ہو لیکن واضح رہے کہ ہاتھ اسوقت تک نہیں کاٹا جائیگا جب تک
کہ باہر نہ نکال لاوے بخلات احوال بحفاظت کے کہ اگر حافظ ہو اور چور نے لے لی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ وہ باہر لایا ہو یا
لایا ہو دوم حرز بحفاظت جیسے کوئی شخص راستہ پر یا جنگل میں یا مسجد میں بیٹھا ہو اور اپنے پاس اپنی متاع رکھ لی تو وہ اس متاع کا
حرز ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ حافظ مذکور اس متاع سے قریب ہو اور اگر اس سے دور ہو تو وہ اسکا حفاظت کرنے والا
میں ہو اور قریب اسکو کہتے ہیں کہ اتنے فاصلہ پر ہو کہ اسکو دیکھتا اور حفاظت کر سکتا ہو اور اس میں کچھ فرق نہیں ہو کہ

حافظ سوتا ہوا جاگتا ہوا و متاع اُسکے نیچے ہوا یا پاس رکھی ہو اور یہی صحیح ہے یہ سراج و دیا جین ہے۔ اور اگر اس نے متاع کو کھینچ کر
جمع کیا اور اپنے متاع پر نہیں سویا بلکہ قریب اُسکے سویا اور وہ چوری گئی تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا بشرطیکہ ایسی جگہ سویا ہو
کہ اُسکو دیکھتا اور اسکی حفاظت کر سکتا ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ ہر نوع کا حرز علیحدہ ہو پس جو حرز
جسکے واسطے معتبر ہو اگر اس میں سے یہ چیز چرائی تو ہاتھ کاٹا جائیگا جیسے مثلاً دایہ کو اُصطل سے یا بکری کو حظیر سے جسے لیا
تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر ان مقاموں سے اُس نے درم یا دینار چرائے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور قنادے کو بھی
میں ہے کہ جو چیز ایک نوع کے واسطے حرز ہو وہ ہر نوع کے واسطے حرز ہے حتیٰ کہ غلام نے شریح بقال اور قمرہ ہاے
خرما کو درم و دینار موتی کے واسطے حرز قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ سراج و دیا جین ہے اور شمس اللامہ شری سے
فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی مذہب ہے یہ ظہیر ہے میں ہے۔ اور حرز بہ مکان میں احرام کا حفاظ کا اعتبار نہیں ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ
میں ہے۔ اور اگر حمام میں سے رات کو چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دن کو چرایا تو نہیں اور یہ جو لوگوں کی حادث حمام
میں مقوڑی رات گئے تک جانے کی ہے اس قدر بمنزلہ دن کے ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ
سے روایت ہے کہ اگر حمام میں کسی کے نیچے سے کسی نے کپڑا چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا جیسے مسجد میں سے کسی کی متاع چرائی
حالانکہ اسکا مالک اُسکے پاس موجود ہو تو ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور صاحبین کے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور یہی ظاہر للذہب
ہے اور اسی پر فتوے ہو یہ کافی میں ہے۔ اور اگر حرز بہ مکان ہو اور اُسکو اندر آنے کی اجازت دی گئی پھر اُس نے اجازت سے داخل
ہو کر کوئی چیز چرائی تو اُسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اسکے حق میں یہ حرز نہ ہوگا اگرچہ وہ ان کوئی نگہبان ہو اور اگرچہ مالک متاع
اُس پر سوتا ہو اور ان عمارت میں جو کسی ہو کہ اس میں بلا اجازت جب چاہے داخل ہو سکتا ہو اور منع نہ کیا جاتا ہو تو یہ اور
جنگل کا میدان کیساں ہے کہ نگہبان بٹھالنے سے وہ محرز ہو جائیگا جیسے مسجد و راستہ کا حکم ہے یہ البیاض میں ہے۔ اور اگر
کسی نے گون کو پھاڑ کر اس میں سے کچھ چرایا یا صندوق میں ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ میں ہے۔
اور اگر اونٹ کو راستہ سے مع اُسکے بوجھ کے چرایا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ اسکا مالک مسافر ہو یا نہ ہو اسلئے کہ یہ مال
ظاہر غیر محرز ہے اور اسی طرح اگر جوال بعینہ چرائی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر جوال کو چاک کو کے نہیں سے مال نکال لیا پس
اگر اسکا مالک وہاں ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا ورنہ نہیں اور اگر جوال زمین پر پڑی ہوں پس جوال مع متاع کے چرائیں پس اگر
اُسکا مالک وہاں ہو اس طرح کہ اسکی حفاظت کر سکتا ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ سوتا ہو یا جاگتا ہو یہ سراج و دیا جین ہے
اور اگر کسی نے قطار میں سے اونٹ چرایا تو اُسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ اسکے ساتھ قائد یا سائق ہو جو اسکو کھینچا یا مالک
ہو یا نہ ہو پس امام رحمہ نے قطار کو سائق و قائد سے غرض نہیں رکھا اگرچہ دونوں اُسکے حافظ ہوں اسلئے کہ مال جب ہی
نگہبان سے محرز ہوتا ہے کہ جب اُسکا قصد حفظ ہو اور جب اُسکا قصد کوئی اور ہو اور حفاظت کرنا اسکی طبیعت میں حاصل
ہوتا ہو تو ایسا نہیں ہے حتیٰ کہ اگر قطار کے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھی ہو جو محض نگہبانی کرتا ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ
میں ہے۔ اور اگر چور نے حرز میں اُسکو لیلیا اور ہنوز باہر نہیں لایا خواہ اُسکو لا دیا ہو یا نہیں تو اُسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور
اگر اُس نے حرز میں سے باہر پھینک دیا جان اُسکا ایک ساتھی ہے پس ساتھی نے اُسکو لے لیا تو دونوں میں سے کسی پر ہاتھ کاٹنا
نہیں آتا ہے اور اگر اُس نے دیوار کے پیچھے سے اپنے ساتھی کو دیدی اور خود اس چیز کے ساتھ نہیں کلا تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا
کہ ان دونوں میں سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ جو اندر ہو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور باہر لے لے کا

[illegible]

ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا بشرطیکہ اُسے اندر ہاتھ نہ ڈالا ہو۔ اور اگر باہر والے نے اپنا ہاتھ خرزین داخل کر کے اندر والے سے یہ چیز لے لی تو امام اعظم کے قول میں ان دونوں میں سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہیں آتا اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دونوں کا ہاتھ کاٹو گناہ یہ فتاویٰ کے کفری میں ہو۔ اور اگر اندر والے نے مال کو سینہ کے منہ پر رکھ دیا پھر باہر نکل کر اسکو لے لیا تو اسکو امام محمد نے ذکر نہیں فرمایا اور صحیح یہ ہو کہ ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر دارین کوئی نہر جاری ہو اور جو رنے متاع کو لیکر نہر میں ڈال دیا پھر وہاں سے نکل کر اسکو لے لیا پس اگر متاع مذکور خود پانی کے زور سے باہر نکل آئی تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر اُسے پانی کو حرکت دی جس سے وہ متاع باہر آگئی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اسکا امام ترمذی نے ذکر کیا ہے لیکن مسودہ میں ہے کہ اگر خود پانی کے زور سے بھی نکل آئی ہو تو اس صحیح یہ ہو کہ اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ نہایت میں ہو۔ اور اگر جو رنے اندر سے اسکو رستہ میں پھینک دیا پھر نکل کر اسکو لے لیا تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسکو ایسی جگہ پھینکا کہ اسکو دیکھنا ہی پھر نکل کر اسکو لے لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر ایسی جگہ پھینکا کہ اسکو دیکھنا نہیں ہو تو اس پر ہاتھ کاٹا جانا نہیں لازم آتا ہے اگرچہ نکل کر اسکو لے لیا ہو اور اگر اسکو گدھے پر لا کر ہانک کر باہر نکال لایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر مال چرایا اور اسکو دار سے باہر نہیں نکالا ہو تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور حکم ہوت ہے کہ دار چھوڑنا ہو کہ اہل بیوت اس کے صحن سے بے پردہ نہ ہوں یعنی صحن سے ارتفاع کے حاجت مند ہوں۔ اور اگر دار کبیر ہو کہ زمین مقاصد ہوں یعنی حجرے و منازل ہوں اور ہر مقصورہ میں رہنے والے ہوں اور اہل منازل اس دار کبیر کے صحن سے بے پردہ ہوں کہ اس سے ارتفاع حاصل نہ کر سکیں ہوں ان اسی قدر ارتفاع حاصل کر سکتے ہوں جیسے کوچ سے نفع اٹھاتے ہیں پھر مقصورہ میں سے جڑا کر صحن دار میں لایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر بعض مقصورہ کے رہنے والے نے دوسرے مقصورہ کی کوئی چیز چرائی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر بیت میں لقب لگایا پھر نکلا اور کوئی چیز نہیں لی پھر دوسری رات میں آیا اور دخل ہو کر کوئی چیز چرائی یا پس اگر مالک بیت کو لقب کا علم ہو گیا مگر اُسے اسکو بند نہیں کیا یا لقب نہ کوڑا پھر ہو کہ رات کو چوکیدار وہ اسکو دیکھتے ہوں پھر وہ ایسی ہی بڑی ہی تو اس چور پر ہاتھ کاٹا جانا نہیں لازم آتا ہے ورنہ اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا پھر سراج و باج میں ہو۔ چور ایک گدھے کو لیکر ایک مکان میں داخل ہوا اور کبیر سے جمع کر کے گدھے پر لا کر منزل سے باہر آیا اور اپنے گھر چلا گیا پھر اس کے بعد گدھا وہاں سے نکل کر اُس کے گھر کو آیا تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر کسی کو تیر وغیرہ کے ہاتھ و غیرہ میں کوئی چیز باذرع دی اور چھوڑ دیا پس طائر مذکور اس کے گھر میں چلا آیا اور اُسے اس طائر سے وہ چیز کھول لی تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ سراج و باج میں ہو اور اگر جو رنے خرزین سے مال چرایا پھر دوسرا خرزین داخل ہوا اور پھر کو مع مال کے اپنے اوپر لا کر باہر نکال لایا تو خاصہ جسکو لا لایا ہو اسی کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر جو رنے نصاب و دفعہ یا زیادہ میں نکالا پس اگر ان دفعات کے درمیان میں مالک کو اطلاع ہو گئی کہ اس نے لقب کو درست کر دیا اور روارہ بند کر دیا تو دوسری بار نکالنا دوسری چوری ہو اور ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا در صورتیکہ ہر بار جو کچھ نکالا ہو وہ مقدار نصاب سے کم ہو اور اگر سراج و باج میں مالک وغیرہ واقع نہ ہوئی ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج و باج میں ہو۔ ایک نے چیت پر سے بقدر نصاب کے چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا ایک نے برون اجازت مالک کے دیواری کو چھوڑا پھر وہ غائب ہو گیا پھر ایک چور اس راہ سے بیت میں داخل ہوا اور کچھ چرایا تو مختار یہ ہو کہ جو کچھ چور سے چرایا ہو لقب لگانے والا اسکا ضامن نہ ہو گا

مقامہ
مقبول
جائز
بہر
عنا
ہو
جو
سراج
و باج
میں

یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر ایسا کچھ اچھا لیا جو کہ چہ میں سمجھا یا گیا ہو تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر شخص میں سمجھا ہوا جو کہ کو چہ کی جانب ہو چکا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر دیوار بجانب دروازے پر یا خاص بجانب سطح پر سمجھا یا ہوا چھ لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور چور نے بیت کو نقب لگا کر اس میں ہاتھ ڈال کر کوئی چیز لے لی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور بعضے چارے اصحاب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ایسے بیت کبیر پر محمول ہے جو میں نقب سے داخل ہونا ممکن ہے اور اگر بیت استقر چھوٹا ہو کہ نقب سے اس میں داخل نہ ہو سکے پس اس میں ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو بالاجماع ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر صرف کے صندوق میں یا دوسرے کی آستین میں ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج و ہاج میں ہے۔ چنانچہ لوگ ایک سرے میں یا ایک بیت میں اترتے پھر زمین کسی نے دوسرے کا مال چھ لیا اور مالک مال کی حفاظت کرتا تھا یا اس کے سر کے نیچے تھی تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر آستین کے باہر درمون کی پھیلی نکلتی ہوئی کو کاٹ کر دم لے لیے تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر آستین میں ہاتھ ڈال کر پھیلی کو چاک کر کے دم لے لیے تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر بندش کو کھول کر لیے تو اول صورت میں ہاتھ کاٹا جائیگا اور دوسری صورت میں نہیں کاٹا جائیگا یہ کافی میں ہے۔ متقی میں حسن کی روایت سے امام اعظم رحمہ اللہ سے مذکور ہے کہ امام نے قشاش کے حق میں فرمایا اور قشاش اس شخص کو کہتے ہیں جو دروازہ کی غلق کے واسطے ایسی چیزیں اپنے پاس رکھتا ہے کہ جس سے اسکو کھول لے کر اگر قشاش نے دن میں دروازہ بند کھول لیا اور دار و بیت میں کوئی نہیں ہے اور متاع لے لی تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر دریا بیت میں کوئی اہل دار و بیت میں سے ہو اور قشاش نے متاع اس میں سے لے لی حالانکہ وہ نہیں جانتا ہے تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر قشاش نے بازار کا کوئی دروازہ کھولا تو بھی اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور فقافت کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور فقافت وہ ہے جو جب کو دم پر کھنے کو دینے جاتے ہیں پس وہ اس میں سے لے لیتا ہے اور مالک کو علم نہیں ہوتا ہے اور حاوی میں لکھا ہے کہ اگر دروازہ کا دروازہ بھڑا ہوا ہو اور غلق نہ ہو یعنی تالانہ دیا ہو پھر چور اس میں خفیہ داخل ہوا اور خفیہ اسباب لے لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر دروازہ دار کھلا ہوا ہو پس وہ دن میں داخل ہوا اور چھ لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر رات میں دروازہ دار سے داخل ہوا اور دروازہ مقفل نہ تھا بھڑا ہوا تھا اور اسوقت داخل ہوا کہ لوگ عشا کی نماز پڑھ چکے تھے اور خفیہ یا مکارہ کے ساتھ مال لے لیا اور اس کے ساتھ ہتھیار ہو یا نہیں ہو اور مالک مکان اس سے آگاہ ہوا یا آگاہ نہ ہو تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ اور اگر کوئی لھن کشتی کے دار میں شام و عشا کے درمیان داخل ہوا اور لوگ ہنوز آتے جاتے ہیں تو یہ وقت بمنزلہ دن کے ہے۔ اور اگر مالک دار کو چور کا آنا معلوم ہوا اور چور نہیں جانتا ہے کہ مالک مکان اس میں چور جانتا ہے کہ مالک مکان اس سے آگاہ نہ ہو تو چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر دونوں کو علم ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر دونوں نہ جانتے ہوں تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر رات میں کسی سے مکارہ کیا گئے کہ اسکا مال لے لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر دن میں اس سے مکارہ کیا اور خفیہ اس کے گھر میں سینہ لگا کر اسکی متاع کو زبردستی لے لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور قیاس چاہتا ہے کہ دونوں صورتوں میں نہ کاٹا جاوے لیکن پہلے اول صورت میں اسخان کو لیا اور کہا کہ ہاتھ کاٹنا واجب ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر حزن میں سے ایک بکری نکال لایا اور دوسری اس کے پیچھے چلی آئی اور پہلی بکری نصاب نہ تھی تو چور پر ہاتھ نہ کاٹنا نہیں آوے گا یہ سراج و ہاج

میں ہے۔ اور اگر چراگاہ سے کوئی بکری یا گائے یا اونٹ چرایا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا ایسا ہی امام محمد رحمہ نے ذکر فرمایا ہے اور
 شیخ الاسلام نے فرمایا کہ الاس صورت میں ہاتھ کاٹا جائیگا کہ اس کے ساتھ کوئی چرواہا لگا ہوا ہو اور بقالی میں مذکور ہے کہ
 چراگاہ سے مویشی چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا اگرچہ اس کے ساتھ چرواہا ہو اس واسطے کہ چرواہا چرانے کے واسطے
 مقرر ہوتا ہے نہ حفاظت کے واسطے پس وہ چرواہے کے ہونے سے حرمین نہ ہونگے اور اگر سوا سے چرواہے کے اس کے
 ساتھ کوئی اور نگہبان ہو تو ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا اور اسی پر فتوے ہو اور اگر بکریاں کسی گھر میں رات کو آکر رہا کرتی ہوں
 جو انھیں کے واسطے بنایا گیا ہو اور اس گھر کا دروازہ مقفل ہو تاہی پس چور نے در بند کو توڑ کر داخل ہو کر کوئی بکری چھین کر لی
 تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور بقالی میں لکھا ہے کہ اگر دروازہ بھڑا ہو تو غلطی کا اعتبار ضروری نہیں ہو الا نیکہ یہ گھر جنگل میں گیا
 ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر پھر دن یا کاٹون کا حظیرہ بنا لیا اور اس میں بکریاں جمع کیں اور وہ خود انھیں کے پاس
 ہو تو ان کے چوکا ہاتھ کاٹا جائیگا امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر بکریوں کو غیر حظیرہ میں جمع کیا اور نیز کوئی نگہبان ہی یا نہیں
 ہو حالانکہ وہ انکو ایک مقام پر جمع کر چکا ہو تو پھر ان کے چرانے والے کو سراسر حدیثی ہاتھ کاٹنے کی دیکھا جائیگا چاہی
 میں ہو۔ اور عامہ مشائخ کے نزدیک اگر اس نے بکریوں کو ایسے مقام پر جمع کیا جو آٹنے کی حفاظت کے واسطے مقرر ہو یا
 کیا ہو پھر ان میں سے چور نے چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ اس کے ساتھ نگہبان ہو یا نہ ہو یہ محیط میں ہے۔ اور یہی صحیح ہے یہ
 ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے ان و باپ سے اگرچہ کتنے ہی اونچے درجے کے ہوں یا فرزند سے اگرچہ کتنے ہی
 نیچے درجے کے ہوں یا ذی رحم محرم سے مثل بھائی و بہن و چچا و امون و بھوپھی و خالہ کے کوئی چیز چرائی تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا
 اور اگر اس نے اپنے ذی رحم محرم کے گھر سے غیر کی مشاع چرائی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر غیر کے گھر سے اپنے ذی رحم
 محرم کا مال چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر رضاعی مان یا بہن کی کوئی چیز اس کے پاس سے چرائی تو
 ہاتھ کاٹا جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر چور دوسرے کسی نے دوسرے کا مال چرایا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اسی طرح
 اگر چور دوسرے سے ایک نے دوسرے کی حرز خاص سے جسمین دونوں رہتے نہیں ہیں کوئی چیز چرائی تو بھی یہی حکم ہے
 یہ خاتہ البیان میں ہے۔ اور اگر چور نے اپنے شوہر سے یا شوہر نے اپنی چور سے مال چرایا پھر اس چور کو طلاق دے دی
 اور مہنوز اس سے دخول نہیں کیا تھا پس وہ بغیر عدت کے بائنہ ہو گئی تو بھی دونوں میں سے کسی کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا
 اور اگر اپنی مہنوز یا مہنوز سے یعنی جسکو طلاق قطعی دے چکا ہو یا جسکو خلع دے چکا ہو کوئی مال چرایا پس اگر وہ عدت میں ہو
 تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو طلاق یا تین طلاق اور اسی طرح اگر عورت نے طلاق دینے والے
 شوہر کے گھر سے چرایا اور یہ عدت میں ہو تو عورت کا بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ سراج دہاج میں ہے۔ اور اگر چوری
 کر لینے کے بعد چور کو طلاق بائن ویدی اور اسکی عدت گزر گئی پھر چوری کا مقدمہ قاضی نے حضور میں پیش ہوا تو
 اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ تیس میں ہے۔ اور اگر مرد نے کسی اجنبیہ عورت سے اسکا مال چرایا یا عورت نے کسی
 اجنبی مرد سے اسکا مال چرایا پھر مہنوز قاضی کے حضور میں یا امام المسلمین کے حضور میں مرافعہ نہیں ہوا تھا کہ دونوں
 نے باہم نکاح کر لیا پھر اس مقدمہ کا مرافعہ ہوا اور چور نے اقرار کیا تو قاضی اسکا ہاتھ نہیں کاٹے گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور
 اگر قاضی نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیا مگر مہنوز جاری نہ ہوا تھا کہ دونوں نے باہم نکاح کر لیا تو امام عظیم و امام محمد رحمہ کے
 نزدیک چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ سراج دہاج میں ہے۔ اور اگر ایسی چور سے چرایا جو سپر اسوجہ سے حرام ہو گئی ہو کہ اسے

فرمایا کہ دونوں کا ٹی جاوینگے اور بعض نے کہا کہ اگر اصلی تحصیل متین ہو اور اسی کے کاٹنے پر اقتدار ممکن ہو تو زائد نہ کاٹی جائے
اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو دونوں کا ٹی جاوینگے اور یہی مختار ہو اور اگر وہ ان دونوں میں سے ایک ہی سے گرفت کرتا ہو تو جس سے
گرفت کرتا ہو وہی کا ٹی جاوینگے یہ جو میرہ میرہ میں ہو۔ اور اگر اسکا داہنا پاؤں ایسا ہو کہ اسکی انگلیاں کٹی ہوئی ہوں پس
اگر اس پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہو اور چل سکتا ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر اس پاؤں کے بل چل نہیں سکتا ہو تو
ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ مبسوط میں ہو۔ جسپر چوری کی وجہ سے قطع واجب ہو اور منور اسکا ہاتھ نہیں کاٹا گیا تھا کہ کسی
شخص نے اسکا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا پس اگر قبل خصوصیت کے ایسا ہوا تو اسکے ہاتھ کاٹنے والے پر عہدہ کاٹنے کی
صورت میں قصاص ہو اور خطا کی صہرت میں ارش واجب ہو اور چور کا چوری میں بایان پاؤں کاٹا جائیگا اور اگر بعد
خصوصیت کے قبل حکم قضا کے ایسا ہوا تو بھی یہی حکم ہو لیکن اتنا فرق ہوگا کہ چوری میں چور کا بایان پاؤں نہ کاٹا جائیگا اور
اگر بعد حکم قضا کے ایسا ہوا تو کاٹنے والے پر ضمان واجب نہ ہوگی اور اسکا کاٹنا چوری میں کاٹے جانے کا نائب ہو جائیگا
تھے کہ چور نے جو مال سرقت میں سے تلف کر دیا ہو اسپر اسکی ضمان واجب نہ ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر کسی جہنی نے
لے داہنا ہاتھ نہیں بلکہ بایان ہاتھ کاٹا تو چوری کی وجہ سے اسکا داہنا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا تاکہ جس منفعت گرفت کا بالکل
خوب کر دینا لازم نہ آوے اور اگر اسکا بایان ہاتھ بھی نہ کاٹا گیا بلکہ داہنا پاؤں کاٹا گیا تو چوری کی وجہ سے جو قطع اسپر
واجب تھا وہ ساقط ہو گیا اور اگر اسکا داہنا پاؤں بھی نہ کاٹا گیا بلکہ بایان پاؤں کاٹا گیا ہو تو چوری کی وجہ سے ہاتھ
داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر حاکم نے جلاوے سے کہا کہ اس مرد کا داہنا ہاتھ کاٹ دے بجز سرقہ حکایہ
مرتکب ہو اور پس جلاوے نے عہدہ اسکا بایان ہاتھ کاٹ دیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جلاوے پر کچھ واجب نہ ہوگا لیکن
اسکو بطور تادیب کچھ سزا دی جائیگی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اس میں اشارہ ہو کہ اس صورت میں اختلاف ہو اور یہ خطا
ایسی صورت میں ہو کہ جلاوے نے عہدہ اسکا بایان ہاتھ کاٹا ہو اور اگر خطا اُس نے ایسا کیا تو بالاجماع وہ ضامن نہ
ہوگا خواہ جلاوے نے اپنے اجتہاد میں خطا کی باین طور کہ اُس نے اجتہاد کیا کہ نص قرآنی میں مطابق ہاتھ مذکور ہو خواہ داہنا
ہو یا بایان ہو پس اُس نے بایان ہاتھ کاٹ دیا خواہ اُس سے شناخت میں خطا ہوئی کہ اسنے بایان ہاتھ کاٹ دیا اور
یہی صحیح ہے مصنف میں ہو۔ اور اگر حاکم نے یوں کہا کہ اسکا ہاتھ کاٹ دے پس اُس نے بایان ہاتھ کاٹ دیا تو بالاتفاق
ضامن نہ ہوگا اور اگر چور نے اپنا بایان ہاتھ پیش کیا اور کہا کہ یہ میرا داہنا ہاتھ ہے پس جلاوے نے اسکو کاٹ دیا تو ضامن
نہ ہوگا اگرچہ جانتا ہو کہ یہ اسکا بایان ہاتھ ہے اور یہ حکم بالاتفاق ہو کہ اُس نے فتح القدیر اور اگر جلاوے کے سواے دوسرے
لے اسکا بایان ہاتھ کاٹ دیا تو بھی ضامن نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر چور کا ہاتھ کاٹے جانے کا حکم
ہو گیا پھر کسی نے اسکا داہنا ہاتھ بدون اجازت امام المسلمین کے کاٹ دیا تو اسپر کچھ نہیں ہو لیکن امام اسکو اس فعل
پر تادیب کریگا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر جلاوے نے اسکا داہنا پاؤں کاٹ دیا تو جلاوے اس پاؤں کی دیت کا ضامن ہوگا
اور جو مال سرقہ کا ضامن ہوگا اور اگر جلاوے نے چور کا بایان پاؤں کاٹا تو جلاوے اس پاؤں کی دیت کا ضامن ہوگا اور چور
کا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر جلاوے نے اسکے دونوں ہاتھ کاٹے تو اسکا داہنا ہاتھ چوری کے سبب سے کٹا ہوا قرار دیا
جائیگا اور باین ہاتھ کا جلاوے کا ضامن ہوگا کہ اسکی دیت چور کو ادا کریگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر جلاوے نے دونوں ہاتھ اور دونوں
پاؤں کاٹ دیے تو چور کے واسطے جلاوے کے باین ہاتھ اور دونوں پاؤں کا ضامن ہوگا اور اگر چور کا داہنا ہاتھ

سلاہ تادیب
اور باین ہاتھ

معدوم ہو تو اُسکا بایان پانوں کا ٹاٹا جائیگا یہ فتاوے عتابیہ میں ہو اور اگر چوری کے گواہوں سے چور پر سزا سے قطع کا حکم دیدیا گیا پھر چھوٹ بھاگا یا مہنوز حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ چھوٹ بھاگا پھر رامہ کے بعد کپڑا گیا تو اُسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر کو تو ال وغیرہ اُسکے پیچھے دوڑ کر اُسی وقت اُسکو پکڑ لائے تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر چور نے دو شخصوں سے چرایا ہو تو ایک کی غیبت میں چور کا ہاتھ نکٹا جائیگا یہ عتابیہ میں ہو۔ اگر کسی چور نے چور بانی سے چرایا اور مرافقہ قاضی ملخ کے حضور میں ہوا تو قاضی مذکور کو بعد ثبوت کے اسکے ہاتھ کاٹنے کا امتیاز ہو اور اگر چور جانبات پر باغیوں میں سے کوئی شخص براہ بناوت بدون تقلید از جانب والی خراسان کے غالب ہوا تو قاضی ملخ کو چور جانبات کے چور پر حد سرقہ قائم کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور یہ نظیر اُسکی ہو کہ خوارزم میں سے کسی نے چرایا اور قاضی بخارا کے پاس مرافقہ کیا گیا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر سرقہ سخت سردی یا گرمی میں ثابت ہوا کہ اس حالت میں اسکے ہاتھ کاٹنے سے اسکی موت کا خوف ہو تو قید رکھا جاوے یہاں تک کہ سختی سردی یا گرمی کی فز ہو جاوے اور اگر استقدر شدت نہ ہو کہ کاٹے جانے سے چور کی موت کا خوف ہو تو تاخیر نہ کی جائیگی بلکہ قطع کر دیا جائیگا اور اگر سردی یا گرمی میں کسی نے تک قید رکھا گیا پھر وہ قید خانہ میں مر گیا تو مال مسروقہ کی ضمانت اس چور کے ترکہ میں واجب ہوگی یہ مبسوط میں ہو۔ اور چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا تا آنکہ جس سے چرایا ہو وہ حاضر ہو اور سرقہ کا مطالبہ کرے اور امام ابو یوسف دم فرماتے ہیں کہ میں حد میں کاٹ دوں گا اور صحیح وہی ہے جو ظاہر الروایہ میں نہ راوا الفقہار میں ہو۔ اور ہمارے نزدیک چوری کا گواہی سے ثابت ہونا یا خو چور کے اقرار سے ثابت ہونا دونوں یکساں ہیں کچھ فرق نہیں ہو اور اسی طرح اگر وقت قطع کے غائب ہو گیا تو بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہے یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور مستودع یعنی ولایت رکھنے والے سے اگر مال ولایت چرایا یا غاصب سے مال مفسوب چرایا یا غاصب سے مال ربا یا استیمیر سے مال مستغاریت یا جبر سے مال اجارہ یا مضارب سے مال مضاربت یا مستبضع سے مال بضاعت یا جسنے خریدنے کے واسطے کسی چیز پر قبضہ کر لیا اس سے یہ چیز پانہن سے مال مرہون چرایا تو انہن سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ چور کا ہاتھ کٹواوے اور نیز ہر ایسا شخص جسکے ہاتھ میں دوسرے کی چیز حفاظت کے واسطے ہو جیسے باپ یا وصی وغیرہ اسکو اختیار ہو کہ چور اگر اس سے چراوے تو چور کا ہاتھ کٹواوے اور نیز حد سرقہ جب بھی جاری کی جاوے گی کہ جب ان لوگوں سے چمکے کی صورت میں مال مسروقہ کے اصل مالک نے ناشن کی لیکن راہن کی خصوصیت سے جب ہی حد سرقہ چور پر جاری کی جائیگی جب بعد ادا سے قرضہ کے مال مرہون قائم ہو یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کسی مال مسروقہ کے سرقہ میں چور کا ہاتھ کاٹا گیا پھر دوسرے چور نے اس چور سے یہ چیز چالی تو اول چور کو یا اصل مالک کو کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے چور کا ہاتھ کٹواوے اور ایک روایت کے موافق اول چور کو یہ اختیار ہو کہ اس میں سے واپس لیوے اور اگر دوسرے چور نے قبل اول چور کے ہاتھ کاٹے جانے کے یا کسی مشہور کی وجہ سے اسکے ذمہ سے حد سرقہ دور کیے جانے کے بعد چرایا تو اول چور کی خصوصیت کرنے سے دوسرے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ہر ایہ میں ہو۔ تو اور ہشام میں ہو کہ میں نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ ایک نے دوسرے سے ہزار درم چرایا پھر ایک اور شخص نے جسکے ہزار درم اس مسروقہ منہ پر استیمیر میں ہزار درم سرقہ اس چور سے غصب کر لیے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ میں چور اول سے سزا سے قطع دور کروں گا یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی چور نے مال چرایا اور قبل اسکے کہ مقدر حاکم کے پاس جاوے مال مسروقہ اسکے مالک کو واپس دیا تو چور کو سزا سے قطع نہ کی جائیگی اور اگر گواہ

قاری ہندی کتاب اسرف باب دوم ص ۱۰۷

سے جانے اور حکم ہو جانے کے بعد واپس کیا تو قطع کیا جائیگا اور قبل حکم قضا ہونے کے واپس کرنے میں احتیاج نہیں ہے۔
قطع جاری کی جائیگی۔ اور اگر چور نے مالک مال کے فرزند یا کسی ذمی رحم کو واپس دیا پس اگر وہ مالک مال کے عیال میں نہ ہو
تو چور کو سزا سے قطع نہ کی جائیگی اور اگر اس کے عیال میں ہو تو نہ دی جائیگی۔ اور اسی طرح اگر اسکی جوڑو یا غلام یا اجیر کو چور ہواری
یا سالانہ پر نو کر دے واپس کیا تو بھی حکم اسی تفصیل سے ہو۔ اور اگر اس کے والد یا جد یا والدہ یا جدہ کو واپس دیا حالانکہ یہ لوگ اس کے
عیال میں نہیں ہیں تو سزا سے قطع نہ دی جائیگی اور اگر اس کے عیال میں جو شخص ہو اسکو دیا تو سزا سے قطع نہ دی جائیگی اور اگر اس کے
مکاتب کو واپس دیا تو سزا سے قطع نہ دی جائیگی کیونکہ مکاتب اسکا غلام ہیں۔ اور اگر کسی مکاتب کا مال چرایا اور اس کے مولیٰ کو
واپس دیا تو سزا سے قطع نہ دی جائیگی اور اگر عیال میں سے کسی سے چرایا اور اسے شخص کو واپس دیا جس کے عیال میں یہ
عیال ہو تو سزا سے قطع نہ دی جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کسی چور پر مال چوری کی بابت سزا سے قطع کا حکم ہو گیا پھر مالک نے
یہ مال اسکو ہبہ کر کے سپرد کر دیا یا اس کے ہاتھ فروخت کر دیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر چور سے کسی نے
یہ مال غصب کر لیا اور مالک نے غاصب سے ضمان اختیار کیا تو چور سے سزا سے قطع ساقط ہو گئی یہ عتاب میں ہے۔ اور اگر
دس درم کا ہوئے ہیں یہ فقہاء کہہ کہ مال مسروقہ کی قیمت اور سرقہ دس درم ہو اور نیز برور سزا سے قطع دس درم ہو
چنانچہ اگر دس درم اسکی قیمت دس درم ہو اور اس کے بعد اس میں نقصان آ گیا پس اگر نقصان بدین وجہ آیا کہ اس مال
کے عین میں سے کچھ کمی ہو گئی ہو تو سزا سے قطع نہ دی جائیگی اور اگر بوجہ نقصان نسخ کے قیمت میں نقصان آیا ہو تو سزا
قطع نہ دی جائیگی یہ ظاہر الروایۃ کا حکم ہے کہ اسے محیط اور اگر کسی غلام نے دس درم کی چوری کا اقرار کیا پس اگر یہ غلام مذکور
ہو تو اسکا اقرار صحیح ہو اور اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور یہ مال مسروق منہ کو سیلئے جس سے چرایا ہو واپس دیا جائیگا اگر قائم ہو
اور اگر تلف ہو گیا ہو تو غلام مذکور پر ضمان واجب نہ ہوگی خواہ اس کے مولے نے اس کے اقرار کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی
ہو یہ سراج دلچ میں ہے۔ اور اگر یہ غلام مجبور ہو اور مال ویسا ہی موجود ہو پس اگر اس کے مولے نے اس کے اقرار کی تصدیق
کی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مسروق منہ کو مال سرقہ واپس دیا جائیگا اور اگر مولے نے اسکی تکذیب کی اور کہا کہ یہ مال میرا ہوتا ہوں
اعظم کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مذکور مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اور اگر مال مذکور تلف ہو گیا ہو تو ہمارے
سب اصحاب کے نزدیک غلام مذکور کا اقرار بابت حد شرعی یعنی سزا سے قطع کے صحیح ہوگا اور غلام مذکور پر ضمان واجب
نہ ہوگی خواہ اس کے مولے نے اسکی تکذیب کی ہو یا تصدیق کی ہو۔ اور یہ سب اسی وقت ہو کہ غلام وقت اقرار کے کبیر ہو اور اگر
وقت اقرار کے صغیر ہو تو اس پر سزا سے قطع بالکل لازم نہیں آتی ہو لیکن مال کی نسبت یہ حکم ہے کہ اگر یہ صغیر مذکور ہو تو مال بظن
مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا بشرطیکہ ویسا ہی قائم ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو وہ ضامن ہوگا۔ اور اگر غلام مجبور ہو پس
اگر مولے نے اس کے اقرار کی تصدیق کی ہو تو مال مسروقہ مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اگر ویسا ہی قائم ہو اور اگر تلف
ہو گیا ہو تو اس پر ضمان نہ ہوگی نہ فی الحال اور نہ بعد از ادھونے کے یہ غایت البیان میں ہے۔ اور اگر غلام نے دس درم سے کم کی چوری
کا اقرار کیا تو اس پر سزا سے قطع نہ ہوگی پھر مال کی بابت دیکھا جائیگا کہ اگر یہ غلام مذکور ہو تو اسکا اقرار صحیح ہوگا اور مال مذکور مسروق منہ
کو واپس دیا جائیگا اور اگر تلف ہو گیا ہو تو ضامن ہوگا خواہ غلام مذکور کبیر ہو یا صغیر ہو۔ اور اگر غلام مذکور مجبور ہو پس
اگر اس کے مولے نے اس کے اقرار کی تصدیق کی تو یہی حکم ہو اور اگر تکذیب کی تو یہ مال مولیٰ کا ہوگا اور غلام کو دیکھا جائیگا
کہ اگر وقت اقرار کے کبیر ہو تو بعد حق کے مال افاری کا ضامن ہوگا اور اگر صغیر ہو تو ضامن نہ ہوگا یہ سراج دلچ میں ہے

اور اگر چور کو سزا سے قطع دی گئی اور مال مسروقہ بعینہ اسکے پاس موجود ہو تو وہ مال اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا کیونکہ مال مذکور اپنے مالک کی ملک میں باقی ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر تلف ہو گیا ہو تو سارق مذکور اسکا ضامن نہ ہو گا اور اسی طرح اگر اسنے تلف کر ڈالا ہو تو بھی بنا بر شہور کے یہی حکم ہو کہ ضامن نہ ہو گا اس واسطے کہ ہمارے نزدیک سزا سے قطع و ضمان مال کے درمیان جمع نہیں کی جاتی ہو یہ سراج و باج میں ہو۔ اور یہ اسوقت ہو کہ سزا سے قطع واقع ہو گئی ہو اور اگر اس نے سزا سے قطع دیے جانے سے پہلے تلف کر دیا یا تلف ہو گیا پس اگر مالک نے کہا کہ میں اس سے اپنے مال کی ضمان لوں گا تو پھر ہمارے نزدیک اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر مالک نے کہا کہ میں سزا سے قطع کو اختیار کرتا ہوں تو چور کو سزا سے قطع دیدی جائیگی اور اس پر ضمان نہ ہو گی یہ ہمارے نزدیک ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر چور کا دانا ہنا یا سٹخ کاٹ دیا گیا پھر چور کے سوا کسی دوسرے نے مال مسروقہ کو جو بعینہ موجود ہو تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہو گا کہ تلف کرے والے سے اسکی قیمت تاوان لے لے اور اگر چور نے وہ مال کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھا ہو اور وہ اس کے پاس تلف ہو گیا تو مستودع ضامن نہ ہو گا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر چور نے مال مسروقہ کسی دوسرے کو اپنی طرف سے بذریعہ بیع یا ہبہ یا اسکے مانند وجہ کے مالک کر دیا اور یہ امر قبل چور کے ہاتھ کاٹے جانے کے واقع ہوا یا اسکے بعد واقع ہوا تو یہ تملیک باطل ہو اور مال مسروقہ منہ کو واپس دیا جائیگا اور مشتری اپنا ثمن چور سے واپس لے گا۔ اور اگر وہ مال مشتری یا ہبہ ہو ب نہ کے پاس تلف ہو گیا ہو تو مشتری یا چور کسی برضمان نہوگی ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہو اور اگر مشتری یا ہبہ ہو ب نہ لے اسکو تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہو گا کہ اس سے تاوان لے لے پھر مشتری نے اپنا ثمن چور کو دیا ہو چور سے واپس لیگا اور چور سے اس مال کی قیمت واپس نہیں لے سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی آدمی نے چور سے غصب کر لی اور چور کا ہاتھ کاٹے جانے کے بعد وہ غاصب کے پاس تلف ہو گئی تو چور کے واسطے اس پر ضمان نہ ہو گی اور مالک کے واسطے بھی ضمان نہوگی یہ ایضاح میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کئی بار چوری کی اور پھر اسکا ایک ہی حد کی سزا دی گئی تو یہ سزا اس سب کے واسطے ہو گی اس واسطے کہ جو حدود خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہونے میں جب وہ کئی مجتمع ہو جاتے ہیں تو متداخل ہو جاتے ہیں بشرطیکہ سب ایک ہی جنس کے ہوں اسلئے کہ مقصود اقامت حد سے یہ ہوتا ہو کہ سبب جرم کے ارتکاب سے مندرجہ ہو بجان اسکے اگر اسنے ایک بار چوری کی اور پھر حد قائم کی گئی پھر اسنے دوسری بار چوری کی تو ایسا نہیں ہو بلکہ دوسری حد قائم کی جاوے گی کیونکہ ہر ایک یقین معلوم ہوا کہ وہ حد اول سے مندرجہ نہیں ہوا اور اس امر پر اجماع ہو کہ اگر چوری کے مالوں کے مالک حاضر ہوئے اور انھوں نے نہ مخاصمہ کے چور پر برقر ثبات کیا پس اگر مالہ اسے مسروقہ چور کے پاس تلف ہو گئے ہوں یا اسنے تلف کر دیے ہوں تو وہ اسکے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور اگر ان میں سے ایک یا دو حاضر ہوئے اور انھوں نے نہ مخاصمہ کیا اور باقی لوگ غائب ہوں پس جو حاضر ہو اسکے واسطے قاضی لے چور کا ہاتھ کاٹا پھر باقی لوگ حاضر ہوئے پس اگر چور کے پاس مالہ اسے مسروقہ تلف ہو گئے ہوں یا اسنے تلف کر دیے ہوں بہر حال امام عظیم ہر کے نزدیک وہ باقیوں کے واسطے اسکے اموال کا ضامن نہوگا اور صحابہ میں نے فرمایا کہ غائبوں کے سرقات کی قیمت کا ضامن ہو گا اور شخص وقت خصوصیت کے حاضر تھا اسکے سرقہ کا بالاجماع خدا نے نہوگا اور اگر مالہ اسے مسروقہ قائم ہوں تو امام انکو اسکے مالوں کو واپس کر دے گا اور یہ واپس کرنا سزا سے قطع سے مانع نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک ہی شخص لے کئی بار ہر بار سرقہ کا انصاف کامل پراپا اور بعض سرقہ انصاف کامل نہیں اس سے

چور کو سزا سے قطع دیدی جائیگی اور اس پر ضمان نہ ہو گی یہ ہمارے نزدیک ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر چور کا دانا ہنا یا سٹخ کاٹ دیا گیا پھر چور کے سوا کسی دوسرے نے مال مسروقہ کو جو بعینہ موجود ہو تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہو گا کہ تلف کرے والے سے اسکی قیمت تاوان لے لے اور اگر چور نے وہ مال کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھا ہو اور وہ اس کے پاس تلف ہو گیا تو مستودع ضامن نہ ہو گا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر چور نے مال مسروقہ کسی دوسرے کو اپنی طرف سے بذریعہ بیع یا ہبہ یا اسکے مانند وجہ کے مالک کر دیا اور یہ امر قبل چور کے ہاتھ کاٹے جانے کے واقع ہوا یا اسکے بعد واقع ہوا تو یہ تملیک باطل ہو اور مال مسروقہ منہ کو واپس دیا جائیگا اور مشتری اپنا ثمن چور سے واپس لے گا۔ اور اگر وہ مال مشتری یا ہبہ ہو ب نہ کے پاس تلف ہو گیا ہو تو مشتری یا چور کسی برضمان نہوگی ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہو اور اگر مشتری یا ہبہ ہو ب نہ لے اسکو تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہو گا کہ اس سے تاوان لے لے پھر مشتری نے اپنا ثمن چور کو دیا ہو چور سے واپس لیگا اور چور سے اس مال کی قیمت واپس نہیں لے سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی آدمی نے چور سے غصب کر لی اور چور کا ہاتھ کاٹے جانے کے بعد وہ غاصب کے پاس تلف ہو گئی تو چور کے واسطے اس پر ضمان نہ ہو گی اور مالک کے واسطے بھی ضمان نہوگی یہ ایضاح میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کئی بار چوری کی اور پھر اسکا ایک ہی حد کی سزا دی گئی تو یہ سزا اس سب کے واسطے ہو گی اس واسطے کہ جو حدود خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہونے میں جب وہ کئی مجتمع ہو جاتے ہیں تو متداخل ہو جاتے ہیں بشرطیکہ سب ایک ہی جنس کے ہوں اسلئے کہ مقصود اقامت حد سے یہ ہوتا ہو کہ سبب جرم کے ارتکاب سے مندرجہ ہو بجان اسکے اگر اسنے ایک بار چوری کی اور پھر حد قائم کی گئی پھر اسنے دوسری بار چوری کی تو ایسا نہیں ہو بلکہ دوسری حد قائم کی جاوے گی کیونکہ ہر ایک یقین معلوم ہوا کہ وہ حد اول سے مندرجہ نہیں ہوا اور اس امر پر اجماع ہو کہ اگر چوری کے مالوں کے مالک حاضر ہوئے اور انھوں نے نہ مخاصمہ کے چور پر برقر ثبات کیا پس اگر مالہ اسے مسروقہ چور کے پاس تلف ہو گئے ہوں یا اسنے تلف کر دیے ہوں تو وہ اسکے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور اگر ان میں سے ایک یا دو حاضر ہوئے اور انھوں نے نہ مخاصمہ کیا اور باقی لوگ غائب ہوں پس جو حاضر ہو اسکے واسطے قاضی لے چور کا ہاتھ کاٹا پھر باقی لوگ حاضر ہوئے پس اگر چور کے پاس مالہ اسے مسروقہ تلف ہو گئے ہوں یا اسنے تلف کر دیے ہوں بہر حال امام عظیم ہر کے نزدیک وہ باقیوں کے واسطے اسکے اموال کا ضامن نہوگا اور صحابہ میں نے فرمایا کہ غائبوں کے سرقات کی قیمت کا ضامن ہو گا اور شخص وقت خصوصیت کے حاضر تھا اسکے سرقہ کا بالاجماع خدا نے نہوگا اور اگر مالہ اسے مسروقہ قائم ہوں تو امام انکو اسکے مالوں کو واپس کر دے گا اور یہ واپس کرنا سزا سے قطع سے مانع نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک ہی شخص لے کئی بار ہر بار سرقہ کا انصاف کامل پراپا اور بعض سرقہ انصاف کامل نہیں اس سے

مخاصہ کیا گیا حتیٰ کہ بعد ثبوت کے اسکا ہاتھ کاٹا گیا تو باقی نصابوں کا امام اعظم کے نزدیک ضامن نہ ہوگا اور اس میں صاحبین کا خلاف ہو یہ غایب البیان میں ہے۔ اور اگر چوری کا اقرار کیا اور جس سے چرایا ہو وہ غائب ہو پس حاکم نے اپنا اجتہاد کیا پس اپنے اجتہاد سے اسکا ہاتھ کوٹا دیا تو مسروق منہ کے واسطے چور نہ ہو کہچہ ضامن نہ ہوگا اگرچہ مسروق منہ بعد حاضر آنے کے اسکے اقرار کی تصدیق کرے یہ مبسوط میں ہے

تیسرا باب سارق مال مسروق میں جو شو پیدا کر دے اسکے بیانی میں ہے۔ اگر کسی دار میں کوئی کپڑا چرایا اور دار مذکور کے اندر ہی اسکو پھاڑ کر دو کاپڑے کر دیے پھر اسکو باہر نکالا پس اگر یہ کپڑا بعد چاک کر ڈالنے کے مساوی دس درم کے ہو تو بالاتفاق اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا بخلاف اسکے اگر باہر نکال لانے کے بعد اسنے پھاڑا کہ جس سے اسکی قیمت نصاب سرقہ سے کم ہوگی۔ اور اگر اسنے حرز کے اندر چاک کر دیا پھر اسکو باہر نکالا حالانکہ وہ مساوی دس درم کے ہو پس اگر اس طرح عیددار کر دینے سے نقصان لیسر گیا ہو تو بالاتفاق چور پر سزا سے قطع ہوگی اور اگر نقصان فاحش ہو پس اگر کپڑے کے مالک نے یہ اختیار کیا کہ کپڑا پھٹا ہو الیکر اس سے اپنے نقصان کا تاوان لے لے تو چور پر سزا سے قطع ہوگی اور اگر یہ اختیار کیا کہ یہ کپڑا چور کو دیدے اور اس سے اپنے صبح سالم کپڑے کی قیمت لے لے تو چور پر سزا سے قطع نہ ہوگی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ہر دو صورت میں اس پر سزا سے قطع نہیں ہو یہ مبسوط میں ہے اور علماء نے فاحش و لیسر کے فرق میں اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ نقصان فاحش اس قدر نقصان ہو کہ جس سے عین مال و کچھ منفعت فوت ہو جاوے اور لیسر وہ ہے کہ اس سے کچھ منفعت نازل نہ ہو بلکہ فقط عیب آگیا ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر کپڑا پھاڑ دینے سے اسکا اتلاف یعنی وہ کپڑا بیکار ہو گیا ہو تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اس کپڑے کی پوری قیمت اس چور سے تاوان لے اور اس سے زیادہ کچھ اختیار نہیں ہے اور چور اس سچھے ہوئے کپڑے کا مالک ہو جائیگا اور اسکو سزا سے قطع نہ دی جائیگی اور اتلاف یعنی بیکار کر ڈالنے کی تفریق ہے کہ اس کپڑے کی قیمت نصف سے زیادہ گھٹ جاوے یعنی اگر نصف قیمت کا بھی نہ رہے تو یہ اتلاف ہو کذا فی التبین۔ اور اگر کبھی چوٹی پس اسکو ذبح کر ڈالا پھر اسکو حرز سے باہر نکال لایا تو چور کو سزا سے قطع نہ دی جائیگی اگرچہ بعد ذبح کے وہ مساوی دس درم یا زیادہ کی ہو لیکن مسروق منہ کے واسطے اسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ایسی چاندی یا سونا چرایا جس میں قطع واجب ہو پھر اس کے درم یا دینار بنالے تو اسکو سزا سے قطع دی جائیگی اور امام اعظم کے نزدیک یہ درم یا دینار مسروق منہ کو واپس دیکھا اور صاحبین نے فرمایا کہ مسروق منہ کو ان درمون یا دینار لینے کی کوئی راہ نہیں ہے کذا فی الہدایہ اور اسی طرح اگر اس چاندی یا سونے کے برتن یا زیور بنالیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر اسنے لوہا یا تانبہ یا پتیل یا مشابہ اسکے کوئی چیز چرائی پھر اس کے برتن بنالے پس اگر بنالے جانے کے بعد وہ وزن سے فروخت ہوتے ہوں تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور اگر بعد اسکے وہ عدد گنتی سے فروخت ہوتے ہوں تو وہ بالاتفاق چور کے ہو جائینگے اور اگر کوئی کپڑا چور کے قطع کر کے سلا یا تو سزا سے قطع دی جانے کے بعد بالاتفاق وہ چور کا ہوگا اور کچھ ضامن ہوگا کذا فی الغیاثہ لیکن چور کو اس سے کسی طرح انتفاع حاصل کرنا حلال نہیں ہے اور فیما بینہ و بین اللہ تم چور اسکا ضامن ہے یہ تشرناشی میں ہے۔ اور اگر چور نے مسروق کپڑے کی تمبھیں قطع کر کر کہنوز نہیں سی ہو کہ اسکو ہاتھ کاٹے جانے کی سزا دی گئی تو یہ کپڑا قطع کیا ہو مسروق منہ کو واپس دیکھا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کپڑا چور کے کھوسنہ زنگا پس چور کا ہاتھ کاٹا گیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک یہ کپڑا اس سے نہ لیا جائیگا اور نہ وہ ضامن ہوگا کذا فی الکافی اور اگر بعد ہاتھ کاٹے جانے کے اسنے زنگا ہو

چوری میں مذکور ہوئے ہیں بائیں جاوین اور یہ شرط ہے کہ راہزن سب کے سب جہنی ہوں صاحبان موال کے حق میں اہل وجوب قطع ہوں نہ جسم آنکہ ان راہزنوں کے توبہ کر لینے اور مالکوں کو مال واپس کر دینے سے پہلے امام المسلمین نے اپنے قابو پایا ہووے یہ تاتار خانہ میں ہے۔ اور اگر ایک جماعت روک ٹوک کی قدرت رکھنے والی یا ایک ہی شخص ایسا کہ روکنے اور باز رکھنے پر قادر ہو سکے پھر انھوں نے راہزنی کا قصد کیا مگر ہنوز نہ کچھ مال لیا تھا کسی جان کو قتل کیا تھا کہ گرفتار ہووے تو امام انکو قید خانہ میں قید کر گیا یہاں تک کہ وہ توبہ کرین مگر پہلے انکو لغزیر دے دیجائیگی۔ اور اگر انھوں نے مال معصوم لے لیا یعنی کسی مسلمان یا ذمی کا مال لیا اور اسقدر مال ہو کہ در صورت اس جماعت پر تقسیم کیے جانے کے ہر ایک کو دس درم یا زیادہ ہو سکتے ہیں یا ایسی چیز ہو سکتی ہو جسکی قیمت اسقدر ہوگی تو امام ان لوگوں کے داہنے ہاتھ اور اگلے طرف کے پائوں قطع کر گیا اور اگر حربی مسلمانوں کی راہزنی کی ہو تو راہزنوں پر جہاد جاری نہ کی جائیگی۔ اور اگر راہزنوں نے قتل کیا اور مال نہ لیا ہو تو امام المسلمین انکو سزا سے حد شرعی قتل کر گیا ستنے کہ اگر اولیائے مقتول نے انکو عفو کر دیا تو انکی عفو کی طرف التفات نہ فرمایا گیا۔ اور اگر راہزنوں نے مال بھی لیا اور قتل بھی کیا تو انکے سزا دینے میں امام کو اختیار ہو چاہے انکے دہنے ہاتھ اور بائیں پائوں قطع کر کے پھر انکو قتل کرے اور سولی دے اور چاہے بدون قطع انکو قتل کرے اور چاہے انکو سولی دیدے اور جب سولی دینا چاہا تو ظاہر ہر روایہ کے موافق زندہ سولی دیکر نیزہ سے انکا پیٹ پھوڑے تاکہ مر جاوین اور امام طحاوی سے مروی ہے کہ زندہ سولی نہ دیگا بلکہ قتل کر کے پھر سولی دیگا اور اول صبح ہو اور یہی امام کرخی کا قول ہے پھر صحیح یہ ہے کہ تین روز تک انکو سولی دیا ہو اچھوڑ کر کیگا پھر روک دو کر دیگا تاکہ ان لوگوں کے جو کوئی وارث وغیرہ ہوں وہ انکو اتار کر دفن کرین یہ کافی ہیں ہے۔ اور جب راہزن قتل کیا گیا یا قطع کیا گیا تو پھر اس پر مال کی ضمان نہیں ہوتی ہو کذا نے المیض اور نیز جو اسنے قتل یا مجروح کیا ہو اسکا بھی ضمان نہیں ہوتا ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر مباشر قتل انہیں سے ایک ہی ہوا ہو تاہم حد شرعی ان سب پر جاری کیجاوگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر راہزن نے قتل نہ کیا اور نہ مال لیا مگر مجروح کیا ہو تو جسکے مجروح کرنے میں قصاص آتا ہو اسکی بابت اس سے قصاص لیا جا سکتا ہو اور حسین ارش ہے اسکا ارش لیا جا سکتا ہو اور لینے کا اختیار والیان قصاص کو یہی ہدایہ میں ہے اور اگر راہزنوں نے مال لیا اور مجروح کیا تو داسنے طرف کے ہاتھ اور بائیں طرف کے پائوں قطع کیے جاوینگے اور جراح کا حکم باطل ہو جائیگا خواہ عمدہ مجروح کیا ہو یا خط سے یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اگر راہزن نے توبہ کر لی پھر بکڑا گیا حالانکہ اسنے راہزنی کو عمدہ قتل کیا ہو تو اولیائے مقتول کو اختیار ہو چاہے اسکو قتل کرین اور چاہے اسکو عفو کرین اور جو مال لے لیا ہو اگر اسکے پاس تلف ہو گیا یا اسنے تلف کر دیا اسکی ضمان اس پر واجب ہوگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر گروہ راہزنان قبل توبہ کرنے کے گرفتار ہوا اور انھوں نے عمدہ مقتول و مجروح کیا ہو لیکن جو کچھ مال انھوں نے لیا ہو وہ پونچ چیز ہو اور ہر ایک کے حصہ میں قدر نصاب نہیں ہو سکتی ہو تو امر قصاص میں خواہ قصاص نفس ہو یا قصاص جرح اولیائے قصاص کو اختیار ہو چاہے قصاص لے لیں اور چاہے عفو کر دین یہ نہایت میں ہے۔ اور اگر اسنے فقط مال لے لیا اور کچھ نہیں کیا پس اگر توبہ کر کے حاضر ہوا قبل اسکے کہ گرفتار کیا جاوے تو اس پر واجب ہو کہ جو کچھ اسنے لیا ہو واپس کر دے اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اسکی ضمان دے یہ سراج میں ہے۔ اور اگر راہزنی کر کے مال لے لیا پھر اس فعل کو ترک کر کے اپنے اہل و عیال میں زمانہ تک مقیم رہا تو امام المسلمین اسکا ناسخہ جاری نہ کریگا یہ جسو ظاہر میں ہے۔

یہ بھی لوگوں کا مال و عیال کا کئی انہوں ایسا شخص ہو کہ اگر وہ جہادی کہتا ہے پھر قطع دہ جب نہ ہوتی بلکہ یہ ہر ایک کے سب ایسے ہوں کہ جہادی میں نہ ہوں نہ قطع واجب نہ ہوں اور اسکی تفصیل

نہیں ہے بیان ہوتا ہے کہ

یہ بھی لوگوں کا مال و عیال کا کئی انہوں ایسا شخص ہو کہ اگر وہ جہادی کہتا ہے پھر قطع دہ جب نہ ہوتی بلکہ یہ ہر ایک کے سب ایسے ہوں کہ جہادی میں نہ ہوں نہ قطع واجب نہ ہوں اور اسکی تفصیل

نہیں ہے بیان ہوتا ہے کہ

یہ بھی لوگوں کا مال و عیال کا کئی انہوں ایسا شخص ہو کہ اگر وہ جہادی کہتا ہے پھر قطع دہ جب نہ ہوتی بلکہ یہ ہر ایک کے سب ایسے ہوں کہ جہادی میں نہ ہوں نہ قطع واجب نہ ہوں اور اسکی تفصیل

اور اگر رہزنوں میں کوئی طفل ہو یا مجنون ہو یا جس آدمی کی رہزنی کی ہو اسکا کوئی ذریعہ محرم ہو تو باقیوں کے ذمہ سے حد ساقط ہو جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اسی طرح اگر انہیں کوئی گناہ ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر رہزنوں نے ایک بڑے قافلہ کی حسین مسلمان اور حری مستامن بھی ہیں رہزنی کی تو ان رہزنوں پر حد جاری کیجاوے گی الا نکاح قتل کرنا اور مال لینا خاصہ حربوں کے ساتھ واقع ہوا ہو تو ایسی صورت میں اس پر حد واجب نہوگی جیسے کہ جب خالی حربی ہوں اس کے ساتھ مسلمان و ذمی کوئی نہ ہوں تو رہزنی سے حد واجب نہیں ہوتی ہر یہ نہایت میں ہے۔ اور اگر قافلہ والوں میں سے بعض نے بعض کی رہزنی کی تو حد واجب نہیں ہوتی ہر یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور ابراہیم نے امام محمد رحم سے روایت کی ہے کہ رہزنوں نے ایک قافلہ کی رہزنی کی اور ایک آدمی کو قتل کیا پھر بیٹھ پھیر کر چل دیے تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں ولی مقتول موجود ہو اور اس نے ان رہزنوں کا پیچھا کیا تو قافلہ والوں کو بھی انکا پیچھا کرنا روا ہو ورنہ نہیں اور اگر ان رہزنوں نے کسی شخص کا مال لے لیا تو قافلہ والوں کو انکا پیچھا کرنا روا ہے اگرچہ مالک مال نے انکا پیچھا نہ کیا ہو اور اگر یہ مال تلف کر دیا گیا ہو تو قافلہ والوں کو پیچھا کرنا روا نہیں ہے اس واسطے کہ وہ مال ان تلف کرنے والوں کے ذمہ فرض ہو گیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر انہیں کوئی غلام ہو تو وہ مثل مردان آزاد کے ہے اور عورت کا بھی یہی حکم ہے یہ ظاہر الروایہ ہے یہ ہبوط میں ہے۔ اور اگر رہزنی کرنے میں مرد و عورتیں مشترک ہوئی ہوں تو ظاہر الروایہ کے موافق انہیں سزا سے قطع کی حد نہیں واجب ہوگی۔ اور اگر رہزنوں میں عورت ہو جس نے قتل کیا اور مال لے لیا اور مردوں نے نہیں کیا تو عورت قتل نہ کیجائیگی بلکہ مرد قتل کیے جاویں گے اور یہی مختار ہے۔ دس عورتوں نے رہزنی کی اور انھوں نے قتل کر کے مال لے لیا تو سب قتل کیجائیگی اور سب مال کی ضمانت ہوگی یہ سیراجیہ میں ہے۔ اور اگر رہزنوں نے اقرار کیا تو رہزن کے ایک یا اقرار کرنے سے قطع طریق ثابت ہو جاتا ہے لیکن سزا قصاصی کے مثل نہیں ہے اقرار کنندہ کا پھر جانا مقبول ہے یعنی اگر اقرار سے رجوع کیا تو قبول ہوگا پس حد ساقط ہو جائیگی اور مال کا اس سے مواخذہ کیا جائیگا بشرطیکہ اس نے اقرار نہ کر کے ساتھ مال لینے کا اقرار کیا ہو۔ اور نیز قطع طریق کا ثبوت دو گواہوں کی گواہی سے ہوتا ہے بشرطیکہ دونوں رہزنی معائنہ کرنے کی یا رہزنوں کے اقرار کرنے کی گواہی دیں اور اگر ایک نے رہزنی کے معائنہ کی اور دوسرے نے رہزنوں کے اقرار رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہ نے اپنے باپ پر رہزنی کی گواہی دی تو خواہ باپ ہو یا دادا ہو یا پردادا وغیرہ کہتے ہی اسے درجہ کا ہو گواہی قبول نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اپنے بیٹے یا پوتے یا پوتے وغیرہ کہتے ہی نیچے درجہ کے فرزند پر رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر دونوں گواہوں نے کہا کہ قطعاً علینا و علی اصحابنا و اخذوا مالنا تو گواہی قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہوں نے رہزنوں پر عام لوگوں میں سے کسی کے رہزنی کرنے کی گواہی دی اور اس شخص کا کوئی ولی معلوم ہوتا ہو یا نہیں معلوم ہوتا ہو تو بدون کسی خصم کے حاضر ہونے کے اپنی حد نہیں قائم کیجائیگی۔ اور اگر رہزنوں نے ان لیکر داخل ہونے والے تاجروں کی رہزنی دار الحربین کی یا دار الاسلام میں ایسے مقام پر کی جہاں باغی لوگ غالب ہیں پھر یہ لوگ گرفتار کر کے امام المسلمین کے پاس لائے گئے تو اپنی حد نافذ نہ کرے گا اور اگر رہزن لوگ ایسے قاضی کے پاس پہنچائے گئے جس کا یہ مذہب ہو کہ اسے مال کی ضمانت ہے پس اسے مال کی ضمانت لیکر اولیائے مقتولین کے سپرد کر دیا یعنی ان رہزنوں کو اولیائے مقتولین کے سپرد کر دیا پس ان لوگوں نے اولیائے مقتولین سے سزا ادا کرنے صلح کر لی پھر ایک زمانہ کے بعد یہ لوگ کسی دوسرے قاضی کے سامنے پیش کیے گئے تو وہ اپنی حد قائم نہ کرے گا۔ اور جبکہ رہزنوں کی نسبت باغی

[illegible]

اگر مسلمان اسکی طرف نہ مضطرب ہوں بائیں طور کہ خبر بغیر آئی اور عورتوں کے نکلنے کی حاجت و ضرورت تھی تو قتال کے واسطے عورتوں کے نکلنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور عورتوں کو ایسی حالت میں روا ہو کہ بدون اجازت اپنے آباہا و شوہروں کے نکلیں اور آباہ و شوہروں کو ایسی حالت میں انکی ممانعت کا اختیار نہیں ہو اور اگر نکلنے سے منع کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور اسی طرح اگر مسلمان لوگ انکی مدد کی طرف مضطرب ہوں لیکن ان عورتوں کو دوسرے تیر اندازی کر کے قتال کرنا ممکن ہو تو بھی اس طرح قتال کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور غازیوں کے واسطے روٹی دکھانا پکانے و پانی پلانے اور موجود ہون کی دعا کرنے کے واسطے جو ان عورتیں نہ جاویں اور وہیں مجوزہ یعنی بڑھیاں عورتیں جنکا سن اس قدر دراز ہو گیا ہو تو مضائقہ نہیں ہو کہ وہ صوف وغیرہ کے کپڑے پہن کر بڑے لشکر کے ساتھ نکلیں اور رخصیوں و محروحوں کی مدارات کریں اور پانی پلاویں و روٹی کھانا پکاوے لیکن قتال نہ کریں۔ یعنی حکم طفل کا اور اس مرد کا جو مراہق ہو یعنی قریب بہ بلوغ ہو اگر قتال کی طاقت رکھتا ہو تو مثل حکم بالغ کے ہو جب تک کہ بغیر عام نہ ہو یعنی ہو سکتا ہو کہ بدون اجازت والدین کے نہ نکلا اور باپ اسکو اجازت دینے سے گنہگار نہ ہو گا جیسے بالغ کو اجازت دینے سے گنہگار نہیں ہوتا ہو اگرچہ جانتا ہو کہ اکثر اس میں قتل ہو جاتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر غازیوں نے جہاد کرنا چاہا حالانکہ قرضخواہ غائب ہو پس اگر مدیون کا مال اس قدر ہو کہ جو کچھ اس پر قرضہ ہو اس کے ادا کے واسطے کافی ہو تو اس کے جہاد کے پلے جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور کسی کو بھی کر دے کہ اگر تجھے جاذبہ پیش آوے تو میرے ترکہ میں سے میرا قرضہ ادا کر دے اور اگر اس کے پاس وفا سے قرضہ کے لائق نہ ہو تو ادا لے یہ ہو کہ ٹھہرا رہے یہاں تک کہ تحمل اسکا قرضہ ادا کر دے اور اگر باوجود اس کے بدون اجازت قرضخواہ کے اسے جہاد کیا تو یہ مکروہ ہو اور اگر قرضخواہ نے اسکو جہاد کرنے کی اجازت دیدی مگر قرضہ سے بری نہ کیا تو بھی مستحب ہی ہو کہ ادا سے قرضہ کے واسطے تحمل کرے اور اگر ایسی حالت میں اسے جہاد کیا تو بھی مضائقہ نہیں ہو۔ اور اسی طرح اگر قرضہ میعاد دی ہو اور قرضدار بطریق ظاہر جانتا ہو کہ میں میعاد آنے سے پہلے واپس آجاؤں گا تو بھی یہی حکم ہو کہ انی الذخیرہ۔ اور اگر زید نے اپنے قرضخواہ کو عمرو پر قرضہ آرائی کر اس کے جہاد کا قصد کیا پس اگر زید کا عمرو پر مثل اس قرضہ کے قرض ہو تو اس کے جہاد میں جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور اگر زید کا عمرو پر مثل اس کے مال نہ ہو تو مستحب یہ ہو کہ نہ لے لے اور اگر عمرو نے زید کو جہاد میں جانے کی اجازت دی اور قرضخواہ نے نہ دی تو جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو جبکہ حوالہ تمام ہو گیا ہو۔ اور اگر اسے قرضخواہ کے لیے کسی پر استرائی نہیں کرائی لیکن اسکی طرف سے بدون اسکی اجازت کے کسی شخص نے اسے قرضخواہ کے واسطے بدین طور کفالت کر لی کہ وہ قرضدار کو بری کر دے اور اسے قبول کیا تو ایسی صورت میں قرضدار کو روا ہو کہ جہاد کو چلا جاوے اور ان دونوں میں سے کسی سے اجازت لینے کی حاجت نہیں ہو۔ اور اگر اسکی طرف سے کسی کفیل نے اس کے حکم سے کفالت کر لی ہو اور مدیون کی برارت کی شرط نہیں کی تو اسکو اختیار نہیں ہو کہ جہاد کو جاوے جب تک کہ قرضخواہ کفیل سے اجازت حاصل نہ کرے اور اگر کفالت بغیر اس کے حکم کے کر لی ہو تو اس پر بھی واجب ہو کہ فقط طالب سے اجازت حاصل کرے اور کفیل سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہو اور یہی حال کفالت بالنفس میں ہو کہ اگر کفیل نے اس کے حکم سے اسے بنفس کی کفالت کی ہو یعنی بانی طور کہ جب قرضخواہ اسکو طلب کرے گا تو میں اسکو حاضر کر دوں گا اس طرح کفالت بالنفس کر لی مگر اس کے حکم سے تو اسکو بدون اجازت کفیل کے جانے کا اختیار نہیں ہو اور اگر بدون اس کے حکم کے کفالت بالنفس کر لی ہو تو بدون اجازت لینے کفیل کے اس کے چلے جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو۔ اور اگر قرضدار بنفس ہو اور اسکو ادا سے قرضہ کے لیے کوئی حیلہ نہیں ہو سوا اس کے کہ غازیوں کے ساتھ دار الحرب میں

مقتضیٰ ہے
مقتضیٰ ہے

یہ بات آوے کہ انھوں نے میرا نکلا اسی وجہ سے مکروہ رکھا ہو کہ میرے قتل ہو جانے کے خوف سے ان کے دل پر گھبراہٹ
و صدق ہو تو نہ نکلے اور اگر اسکی تخری میں یہ بات آوے کہ انھوں نے میرا جہاد کا جانا اسی وجہ سے مکروہ رکھا کہ ہمارے دین و ملت
والوں سے قتال کر گیا تو اسکا اختیار ہوگا کہ بدو ن انکی رضا مندی کے چلا جاوے الا انکہ اُنکے ضائع ہو جانے کا خوف ہو تو ایسی
صورت میں نہ نکلے گا اور اگر اُسے تخری کی اور اسکی تخری انہیں سے کسی بات پر واقع نہ ہوئی بلکہ اسکو شک رہا اور کوئی جانب گمان
دوسرے پر مرتج نہ ہوئی تو یہ کتاب میں مذکور نہیں ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ چاہیے کہ نہ نکلے اور اگر بدو ن کو اسکا نکلا سو وجہ
سے گوارا نہ ہو کہ ہمارے اہل دین سے قتال کر گیا اور نیز اُسکے قتل کے خوف سے بھی انکو بے صبری اور صدمہ ہو تو
جہاد کو نہ جاوے۔ اور اگر اسکے ماور و پدر زندہ ہیں انھوں نے اُسکو جہاد کو جانے کے واسطے اجازت دیدی اور اُسکے
جہدین و جدتین بھی زندہ ہیں انھوں نے اُسکا جانا مکروہ رکھا تو جہاد کے اکراہ کی طرف التفات نہ کرے جہاد کے واسطے
جاوے اور اگر اُسکے والدین مر گئے ہوں مگر دادا اور نانی زندہ ہیں یعنی باپ کا باپ اور ماں کی ماں تو بدو ن ان دونوں
کی اجازت کے نہیں جاسکتا ہو اور اگر اُسکا سگا دادا اور سگانا اور سگی وادی اور اسکی نانی موجود ہوں تو اجازت کا اختیار
اسکی نانی اور سگے دادا کو ہو۔ اور یہ اسوقت ہو کہ اسنے جہاد کے واسطے نکلا چاہا اور اگر یہ چاہا کہ تجارت کے واسطے دشمن
کی ملک میں امان لیکر جاوے پس والدین نے اُسکے نکلنے کو مکروہ رکھا پس اگر دشمنوں کے ملک کا امیر ایسا ہو کہ اسکی طرف سے
اسکو اپنے اوپر خوف نہ ہو اور یہ لوگ ایسی قوم ہوں کہ اپنے عہد کو وفا کرنے میں معروف ہوں اور اسکو وہاں تجارت کے لیے
جانے میں منفعت ہو تو مضائقہ نہیں ہو کہ یہ انکی نافرمانی کر سکے چلا جاوے اور اگر دشمنوں کے ملک کے تاجروں میں مسلمانوں
کے لشکروں میں کسی لشکر کے ساتھ جاتا ہو پس اُسکے والدین نے یا ایک نے اسکو مکروہ رکھا پس اگر یہ لشکر بڑا ہو کہ
غالب رہے سے دشمنوں کی طرف سے اپنی خوف نہ ہو تو بھی نکلنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور اگر غالب رہے کے موافق اس لشکر
کے حق میں دشمنوں کی طرف سے خوف ہو تو نہ نکلے اور اسی طرح اگر سر پہ یا جریۃ الخیل ہو تو بھی بدو ن والدین کی اجازت
کے نکلے اسوا سطلے کہ غالب اس صورت میں ہلاکت ہی ہو۔ اور یہ جو ہننے ذکر کیا یہ والدین اور اجداد و جدات کی صورت
میں تھا اور رہا انکے سوا سطلے اور ذوی الرحم مثل بیٹے و بیٹیاں و بھائی و بہن و بھوپھیان و مامون و خالائین وغیرہ ہر ذی
رحم محرم کہ اس نے اسکا جہاد کے واسطے نکلا مکروہ رکھا اور یہ امر اپنے شاق ہو پس اگر انکے ضائع ہو جانے کا خوف ہو مثلاً
انکے ملک میں کچھ مال نہیں ہو اور وہ صغیر یا صغیر ہیں یا کبیرہ عورتیں ہیں مگر انکے ازواج نہیں ہیں یا کبیر مرد ہیں
مگر باج ہیں کسی صرفہ کے لائق نہیں ہیں اور انکا لفقہ اسی پر ہو تو بدو ن انکی اجازت کے نہ جاوے اور اگر انکے حق
میں ضائع ہونے کا خوف نہیں ہو یا بن طور کہ انکا لفقہ اسپر نہیں ہو مثلاً انکا مال ہو یا مال نہیں ہو مگر وہ لوگ بالغ تندرست
ہیں یا عورتیں بالغ ہیں کہ جسکے شوہر موجود ہیں تو بدو ن انکی اجازت کے جاسکتا ہو اور رہی اسکی جو و پس اگر
اُسکے ضائع ہو جانے کا خوف ہو تو بدو ن اسکی اجازت کے نہ جاوے اور اگر اُسکے ضائع ہونے کا خوف نہ ہو تو بدو ن اسکی
اجازت کے چلا جاوے اگر چہ یہ امر اپنے شاق گذرے یہ ذخیرہ میں ہو عورت نے اگر اپنے شوہر کو جہاد سے منع کیا پس اگر
اس عورت کا قلب اُسکے صدمہ فراق کا تحمل نہیں ہو اور چہرہ نے سے اسکو ضرر ہو چننا ہو تو اسکو منع کرنے کا اختیار ہو
اور گنہگار نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا ہو کہ مسلمان عورتیں
مردوں کے ساتھ ہو کر قتال کریں الا اس صورت میں کہ مسلمان لوگ مضطر ہوں اور مرد کی جانب مختلف ہو جاوے پس

اگر مسلمان انکی طرف مضطر ہوں یا میں طور کہ خبر لیں آئی اور عورتوں کے نکلنے کی حاجت و ضرورت تھی تو قتال کے واسطے عورتوں کے نکلنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور عورتوں کو ایسی حالت میں روا ہو کہ بدون اجازت اپنے آباہ و شوہروں کے نکلیں اور آباہ و شوہروں کو ایسی حالت میں انکی ممانعت کا اختیار نہیں ہو اور اگر نکلنے سے منع کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور اسی طرح اگر مسلمان نوک انکی مدد کی طرف مضطر ہوں لیکن ان عورتوں کو دور سے تیر اندازی کر کے قتال کرنا ممکن ہو تو بھی اس طرح قتال کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور غازیوں کے واسطے روٹی دکھانا پکانے و پانی پلانے اور مجروحوں کی دوا کرنے کے واسطے جوان عورتیں نہ جاویں اور ہمیں مجوزہ یعنی بڑھیاں عورتیں جنکا سن اس قدر دراز ہو گیا ہو تو مضائقہ نہیں ہو کہ وہ صوف وغیرہ کے کپڑے پہن کر بڑے لشکر کے ساتھ نکلیں اور مرصیوں و مجروحوں کی مدارات کریں اور پانی پلاویں و روٹی کھانا پکاویں و لیکن قتال نہ کریں۔ یعنی حکم طفل کا اور اس مرد کا جو مراہق ہو یعنی قریب بہ بلوغ ہو اگر قتال کی طاقت رکھتا ہو تو مثل حکم بالغ کے ہو جب تک کہ بغیر عام نہ ہو بخوبی ہو یعنی عام نہ ہو کہ بدون اجازت والدین کے نہ نکلے اور باپ اسکو اجازت دینے سے گنہگار نہ ہو گا جیسے بالغ کو اجازت دینے سے گنہگار نہیں ہوتا ہو اگرچہ جانتا ہو کہ اکثر اس میں قتل ہو جاتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قریبوں نے جہاد کرنا چاہا حالانکہ قرضخواہ غائب ہو پس اگر مدیون کا مال اس قدر ہو کہ جو کچھ پس قرضہ ہو اس کے ادا کے واسطے کافی ہو تو اس کے جہاد کے لئے جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور کسی کو وحی کر دے کہ اگر مجھے حادثہ پیش آوے تو میرے ترک میں سے میرا قرضہ ادا کر دے اور اگر اس کے پاس وفائے قرضہ کے لائق نہ ہو تو اسے یہ بھی کہ ٹھہرا رہے یہاں تک کہ تحمل اسکا قرضہ ادا کر دے اور اگر باوجود اس کے بدون اجازت قرضخواہ کے اسنے جہاد کیا تو یہ مکروہ ہو اور اگر قرضخواہ اسنے جہاد کرنے کی اجازت دیدی مگر قرضہ سے بری نہ کیا تو بھی مستحب یہی ہو کہ اداے قرضہ کے واسطے تحمل کرے اور اگر ایسی حالت میں اسنے جہاد کیا تو بھی مضائقہ نہیں ہو۔ اور اسی طرح اگر قرضہ میعاد ہی ہو اور قرضدار بطریق ظاہر جانتا ہو کہ میں میعاد آنے سے پہلے واپس آجاؤں گا تو بھی یہی حکم ہو کہ انی الذخیرہ۔ اور اگر زید نے اپنے قرضخواہ کو عمرو پر قرائی کر کے جہاد کا قصد کیا پس اگر زید کا عمرو پر مثل اس قرضہ کے قرض ہو تو اس کے جہاد میں جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور اگر زید کا عمرو پر مثل اس کے مال نہ ہو تو مستحب یہ ہو کہ نہ نکلے اور اگر عمرو نے زید کو جہاد میں جانے کی اجازت دی اور قرضخواہ نے زید کو تو جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو جبکہ حوالہ تمام ہو گیا ہو۔ اور اگر اسنے قرضخواہ کے لیے کسی برائے قرائی نہیں کرائی لیکن اسکی طرف سے بدون انکی اجازت کے کسی شخص نے اس کے قرضخواہ کے واسطے بدین طور کفالت کر لی کہ وہ قرضدار کو بری کرے اور اسنے قبول کیا تو ایسی صورت میں قرضدار کو روا ہو کہ جہاد کو چلا جاوے اور ان دونوں میں سے کسی سے اجازت لینے کی حاجت نہیں ہو۔ اور اگر اسکی طرف سے کسی کفیل نے اس کے حکم سے کفالت کر لی ہو اور مدیون کی برائت کی شرط نہیں کی تو اسکو اختیار نہیں ہو کہ جہاد کو جاوے جب تک کہ قرضخواہ کفیل سے اجازت حاصل نہ کرے اور اگر کفالت بغیر اس کے حکم کے کر لی ہو تو اس پر یہی واجب ہو کہ فقط طالب سے اجازت حاصل کرے اور کفیل سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہو اور یہی حال کفالت بالنفس میں ہو کہ اگر کفیل نے اس کے حکم سے اس کے نفس کی کفالت کی ہو یعنی با نیطو کہ جب قرضخواہ اسکو طلب کر گیا تو میں اسکو حاضر کروں گا اس طرح کفالت بالنفس کر لی مگر اس کے حکم سے تو اسکو بدون اجازت کفیل کے جانے کا اختیار نہیں ہو اور اگر بدون اس کے حکم کے کفالت بالنفس کر لی ہو تو بدون اجازت کفیل کے اس کے چلے جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو۔ اور اگر قرضدار مفلس ہو اور اسکو اداے قرضہ کے لیے کوئی حیلہ نہیں ہو سوا اس کے کہ غازیوں کے ساتھ دار الحرب میں

مکروہ مستحب
علاوہ اس پر

اگر نہ صاحبان مال نے خود اپنی خوشی خاطر سے جل دینا چاہا تو یہ مکروہ نہیں ہو بلکہ یہ طریقہ بہتر و مرغوب فیہ ہو خواہ بیت المال میں مال ہو یا نہ ہو۔ اور اگر مسلمانوں کو قوت قتال حاصل نہ ہو باہرین طور کہ بیت المال میں مال نہ ہو تو مضافاً فقہ نہیں ہو کہ امام المسلمین مالداروں پر اس قدر مال دینے کا جو جہاد کے واسطے جائے والوں کے لیے کافی ہو حکم کرے۔ پھر جو شخص اپنی جان و مال سے جہاد کرنے پر قادر ہو اس پر اپنی جان و مال سے جہاد کرنا واجب ہو۔ اور جو شخص اپنی ذات سے جائزے سے عاجز ہو اور اسکے پاس مال ہو تو اس پر واجب ہو کہ اپنے مال سے بجائے اپنے کسی دوسرے کو جہاد کے واسطے روانہ کرے پس ان دونوں میں سے ایک اپنی جان سے اور دوسرا اپنے مال سے جہاد کرنے والا ہو جائیگا۔ اور جو شخص اپنی ذات سے جائزے پر قادر ہو لیکن اسکے پاس مال نہیں ہو پس اگر بیت المال میں مال ہو تو امام المسلمین اسکو بقدر کفایت کے بیت المال سے دیدیگا اور حجب امام نے اسکو بیت المال سے قدر کفایت دیدیا تو پھر حکم دینا نہیں ہو کہ کسی دوسرے سے بھی جعل لے۔ اور اگر بیت المال میں مال نہ ہو یا ہو مگر امام نے اسکو نہیں دیا تو اسکو روا ہو کہ دوسرے سے جعل لیکر جہاد کو جاوے یہ فیہ خبرہ میں ہے۔ اور اگر زید نے عمر کو جعل دیا کہ میری طرف سے جہاد کرے پس اگر زید نے جعل دینے کے وقت یہ نفقہ کہا ہو کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کر تو عمر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ سوا بے جہاد کے اور جگہ اس مال کو صرف کرے حتیٰ کہ اسکو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ اس سے اپنا ذاتی قرضہ ادا کرے جہاد کو جاوے اور اپنے مال بچوں کا نفقہ اٹھائے۔ اور اگر زید نے اس سے یون کہا ہو کہ یہ میرے واسطے ہو تو اس سے جہاد کر تو عمر کو روا ہوگا کہ اس مال کو غیر جہاد میں بھی صرف کرے جیسے اسکو جہاد میں صرف کر سکتا ہو چکم شیخ الاسلام نے شرح سیر کبیر میں اور شمس الائمہ غفری نے شرح سیر صغیر میں ذکر فرمایا ہے اور شیخ الاسلام نے شرح سیر صغیر میں ذکر فرمایا ہے کہ عمر کو دونوں صورتوں میں اختیار ہو کہ اس مال میں سے کچھ اپنے مال بچوں کے نفقہ کے واسطے چھوڑ جاوے اور اسطے کہ اسکا جہاد کو جانا بدوون اسکے بن نہیں پڑیگا پھر یہ بھی معنی جہاد کے اعمال میں سے ہے۔ اگر زید نے عمر کو اپنی طرف سے جہاد کے واسطے حل دیا پھر عمر کو از قسم مرض وغیرہ کوئی ایسا عذر پیش آیا جس سے وہ خود نہ جاسکا اور گھٹنے چا بہا جائے اپنے کسی دوسرے کو جس قدر مال لیا ہو اس سے کم دیکر جہاد کرنے کے لیے روانہ کرے تو اس میں کچھ مضافاً فقہ نہیں لیکن جو کچھ مال بچا لیا ہو اسکی نسبت اگر اسکی یہ مراد ہو کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے تنہا بن بجائے رکھنا ہوں بلکہ بیت المال میں داخل کر دوں گا تو بجائے میں کچھ مضافاً فقہ نہیں ہو اور اگر اسکی مراد یہ ہو کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے بچاؤں تو دیکھنا چاہیے کہ اگر زید نے جعل دینے کے وقت عمر سے یون کہا تھا کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کر تو عمر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بچے ہوئے مال کو اپنی ذات کے واسطے رکھے اور اگر یون کہا ہو کہ یہ مال میرا ہو تو اس سے جہاد کر تو عمر کو اختیار نہ ہوگا کہ بچے ہوئے کو اپنی ذات کے واسطے رکھے اور یہ ظاہر ہو کیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اس صبر میں تو اسکے واسطے یہ جائز ہو کہ سب مال اپنی ذات کے واسطے رکھے جہاد نہ کرے۔ اور اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کے واسطے کسی قدر جعل کی شرط کی یا بغیر کسی کا قتل کر دے پس اسے قتل کر دیا تو اس میں کچھ مضافاً فقہ نہیں ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ شرط کرونیے والے کو لازم ہو کہ اسے جو شرط کر دسی ہو یعنی دینے مال کی وہ پوری کر دے۔ لیکن حکم قضائین اس پر ادا کرنے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا۔ اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو کتاب میں مذکور ہو یہ خاصۃً امام محمد رحمہ کا قول ہو اور امام عظیمہ و امام ابو یوسف کے نزدیک یہ شرط جائز نہیں ہو اور بعضی مشائخ نے فرمایا کہ یہ بالا جملہ جہاد میں ہے اور اگر اس پر شک ہے

بہ حال مالداروں
کمالی مرکز تاسیسات
جو اس سے
فتاویٰ ہند کتاب السیر
بیت المال میں مال
بچوں کا نفقہ اٹھائے
اور اگر زید نے اس سے
یون کہا ہو کہ یہ میرے
واسطے ہو تو اس سے
جہاد کر تو عمر کو روا
ہوگا کہ اس مال کو غیر
جہاد میں بھی صرف کرے
جیسے اسکو جہاد میں
صرف کر سکتا ہو چکم
شیخ الاسلام نے شرح
سیر کبیر میں اور شمس
الائمہ غفری نے شرح
سیر صغیر میں ذکر
فرمایا ہے اور شیخ
الاسلام نے شرح سیر
صغیر میں ذکر فرمایا
ہے کہ عمر کو دونوں
صورتوں میں اختیار ہو
کہ اس مال میں سے کچھ
اپنے مال بچوں کے نفقہ
کے واسطے چھوڑ جاوے
اور اسطے کہ اسکا
جہاد کو جانا بدوون
اسکے بن نہیں پڑیگا
پھر یہ بھی معنی جہاد
کے اعمال میں سے ہے
اگر زید نے عمر کو
اپنی طرف سے جہاد کے
واسطے حل دیا پھر عمر
کو از قسم مرض وغیرہ
کوئی ایسا عذر پیش
آیا جس سے وہ خود نہ
جاسکا اور گھٹنے چا
بہا جائے اپنے کسی
دوسرے کو جس قدر مال
لیا ہو اس سے کم دیکر
جہاد کرنے کے لیے
روانہ کرے تو اس میں
کچھ مضافاً فقہ نہیں
لیکن جو کچھ مال بچا
لیا ہو اسکی نسبت اگر
اسکی یہ مراد ہو کہ
اسکو اپنی ذات کے
واسطے تنہا بن بجائے
رکھنا ہوں بلکہ بیت
المال میں داخل کر دوں
گا تو بجائے میں کچھ
مضافاً فقہ نہیں ہو
اور اگر اسکی مراد یہ
ہو کہ اسکو اپنی ذات
کے واسطے بچاؤں تو
دیکھنا چاہیے کہ اگر
زید نے جعل دینے کے
وقت عمر سے یون کہا
تھا کہ اس مال سے میری
طرف سے جہاد کر تو
عمر کو یہ اختیار نہ
ہوگا کہ بچے ہوئے مال
کو اپنی ذات کے
واسطے رکھے اور اگر
یون کہا ہو کہ یہ مال
میرا ہو تو اس سے
جہاد کر تو عمر کو
اختیار نہ ہوگا کہ
بچے ہوئے کو اپنی
ذات کے واسطے رکھے
اور یہ ظاہر ہو کیا
تو نہیں دیکھتا ہو کہ
اس صبر میں تو اسکے
واسطے یہ جائز ہو
کہ سب مال اپنی ذات
کے واسطے رکھے جہاد
نہ کرے۔ اور اگر کسی
مسلمان نے دوسرے
مسلمان کے واسطے
کسی قدر جعل کی
شرط کی یا بغیر کسی
کا قتل کر دے پس اسے
قتل کر دیا تو اس میں
کچھ مضافاً فقہ نہیں
ہو اور امام محمد
رحمہ نے فرمایا کہ
شرط کرونیے والے کو
لازم ہو کہ اسے جو
شرط کر دسی ہو یعنی
دینے مال کی وہ پوری
کر دے۔ لیکن حکم
قضائین اس پر ادا
کرنے کے واسطے
جبر نہ کیا جائیگا۔
اور بعضے مشائخ نے
فرمایا کہ یہ جو کتاب
میں مذکور ہو یہ
خاصۃً امام محمد
رحمہ کا قول ہو اور
امام عظیمہ و امام
ابو یوسف کے
دیکر جہاد کرنے کے
لیے روانہ کرے تو
اس میں کچھ
مضافاً فقہ نہیں
لیکن جو کچھ
مال بچا لیا ہو
اسکی نسبت اگر
اسکی یہ مراد ہو
کہ اسکو اپنی ذات
کے واسطے تنہا بن
بجائے رکھنا ہوں
بلکہ بیت المال
میں داخل کر دوں
گا تو بجائے میں
کچھ مضافاً فقہ
نہیں ہو اور اگر
اسکی مراد یہ ہو
کہ اسکو اپنی ذات
کے واسطے بچاؤں
تو دیکھنا چاہیے
کہ اگر زید نے
جعل دینے کے وقت
عمر سے یون کہا
تھا کہ اس مال سے
میری طرف سے
جہاد کر تو عمر
کو یہ اختیار نہ
ہوگا کہ بچے ہوئے
مال کو اپنی ذات
کے واسطے رکھے
اور اگر یون کہا
ہو کہ یہ مال میرا
ہو تو اس سے
جہاد کر تو عمر
کو اختیار نہ ہوگا
کہ بچے ہوئے کو
اپنی ذات کے
واسطے رکھے
اور یہ ظاہر ہو
کیا تو نہیں دیکھتا
ہو کہ اس صبر میں
تو اسکے واسطے
یہ جائز ہو کہ
سب مال اپنی ذات
کے واسطے رکھے
جہاد نہ کرے۔
اور اگر کسی
مسلمان نے دوسرے
مسلمان کے
واسطے کسی قدر
جعل کی شرط کی
یا بغیر کسی کا
قتل کر دے پس
اسے قتل کر دیا
تو اس میں کچھ
مضافاً فقہ نہیں
ہو اور امام
محمد رحمہ نے
فرمایا کہ شرط
کرونیے والے کو
لازم ہو کہ اسے
جو شرط کر دسی
ہو یعنی دینے
مال کی وہ پوری
کر دے۔ لیکن
حکم قضائین
اس پر ادا کرنے
کے واسطے جبر
نہ کیا جائیگا۔
اور بعضے
مشائخ نے
فرمایا کہ یہ
جو کتاب میں
مذکور ہو یہ
خاصۃً امام
محمد رحمہ کا
قول ہو اور
امام عظیمہ
و امام ابو
یوسف کے
دیکر جہاد کرنے
کے لیے روانہ
کرے تو اس میں
کچھ مضافاً
فقہ نہیں لیکن
جو کچھ مال
بچا لیا ہو اسکی
نسبت اگر اسکی
یہ مراد ہو کہ
اسکو اپنی ذات
کے واسطے تنہا
بن بجائے رکھنا
ہوں بلکہ بیت
المال میں داخل
کر دوں گا تو
بجائے میں کچھ
مضافاً فقہ
نہیں ہو اور اگر
اسکی مراد یہ
ہو کہ اسکو اپنی
ذات کے واسطے
بچاؤں تو دیکھنا
چاہیے کہ اگر
زید نے جعل دینے
کے وقت عمر سے
یون کہا تھا کہ
اس مال سے میری
طرف سے جہاد
کر تو عمر کو
یہ اختیار نہ
ہوگا کہ بچے
ہوئے مال کو
اپنی ذات کے
واسطے رکھے
اور اگر یون
کہا ہو کہ یہ
مال میرا ہو
تو اس سے جہاد
کر تو عمر کو
اختیار نہ ہوگا
کہ بچے ہوئے
کو اپنی ذات
کے واسطے
رکھے اور یہ
ظاہر ہو کیا
تو نہیں دیکھتا
ہو کہ اس صبر
میں تو اسکے
واسطے یہ جائز
ہو کہ سب مال
اپنی ذات کے
واسطے رکھے
جہاد نہ کرے۔
اور اگر کسی
مسلمان نے
دوسرے مسلمان
کے واسطے
کسی قدر جعل
کی شرط کی
یا بغیر کسی
کا قتل کر دے
پس اسے قتل
کر دیا تو اس
میں کچھ
مضافاً فقہ
نہیں ہو اور
امام محمد
رحمہ نے
فرمایا کہ
شرط کرونیے
والے کو لازم
ہو کہ اسے جو
شرط کر دسی
ہو یعنی دینے
مال کی وہ پوری
کر دے۔ لیکن
حکم قضائین
اس پر ادا کرنے
کے واسطے
جبر نہ کیا
جائیگا۔ اور
بعضے مشائخ
نے فرمایا کہ
یہ جو کتاب
میں مذکور ہو
یہ خاصۃً امام
محمد رحمہ کا
قول ہو اور
امام عظیمہ
و امام ابو
یوسف کے

کسی مزدور کو اسکے اجر مثل سے اس قدر زائد پر کہ لوگ اپنے انداز سے بین اتنا نقصان نہیں اٹھاتے ہیں مقرر کیا پس اگر کسی کام کیا اور مدد پوری ہو گئی تو اجر مثل سے جس قدر مزدوری زیادہ قرار دی ہو وہ زیادتی باطل ہو اور اگر امیر لشکر باقاعضی کے کہا کہ میں نے اسکو اس طرح مقرر کیا حالانکہ میں جانتا تھا کہ بنین چاہیے تو پوری اجرت اس مقرر کرنے والے کے مال میں سے ہوگی اور اگر امیر لشکر نے کسی مسلمان یا ذمی سے کہا کہ اگر تو نے اس سوار کو قتل کیا تو تیرے واسطے سو درم ہیں پس اسے قتل کیا تو اسکو کچھ دلیگا اور اگر حربی کفار مقتول پڑے ہوں پس امیر لشکر نے کہا کہ جو انکے سر کٹے اسکے واسطے دس درم اجرت ہو تو یہ جائز ہے۔ کافروں کے سروں کا دارالاسلام میں لاؤ لاؤ مکروہ ہو یہ مضرت میں ہو۔ امام المسلمین پر واجب ہو کہ انکو مسلمین کو قلعہ بند کرے اور دروازہ ہرے انکو پر لشکر کشیں کرے تاکہ کفار کو بلاد مسلمین میں قوت سے مانع ہوں اور انکو مقبور کریں یہ خزانہ لغتین میں ہو۔ اور اگر امام کوئی لشکر روانہ کرے تو چاہیے کہ انہر کوئی شخص امیر مقرر کر دے اور ایسے ہی آدمی کو امیر مقرر کرے جو اسکے واسطے صالح و لائق ہو یعنی لڑائی اسکے کام میں خوش ناہیر ہو اور پیر ہنر گار ہو اور لشکر پونہ شہقت کرنے والا ہو اور سخی ہو اور شجاع ہو اور حبیب اسطور پر انہر کوئی امیر مقرر کیا تو چاہیے کہ ان مجاہدین کے واسطے اسکو وصیت کر دے یہ بسوط میں ہو۔ اور جب شہر الطسوار می اسکے آدمی میں جمع ہوں تو امام المسلمین کو چاہیے کہ اسکو امیر مقرر کر دے خواہ وہ قریشی ہو یا اور قبیلہ عرب سے ہو یا سبطی از مدالی ہو یہ محیط میں ہو۔ اور یہ روا ہو کہ اگر امام کسی فاسق کو تہریر لڑائی میں زیادہ لائق پاوے تو اسکو امیر مقرر کر دے یہ عتاب میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ جب امیر لشکر نے لشکر کو کسی بات کا حکم دیا تو لشکر پر واجب ہو کہ اس بات میں اسکی اطاعت کریں الا آنکہ بالیقین یہ بات گناہ ہو۔ اور واضح ہو کہ اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ اہل لشکر یقین یہ جانتے ہوں کہ امیر نے جس بات کا حکم کیا ہو اس میں ہکو نفع ہو سچے گا مثلاً امیر لشکر نے حکم کیا کہ ابھی قتال شروع نہ کرو اور انکو یقین معلوم ہو کہ ابھی قتال شروع نہ کرنے میں ہمارا نفع ہو یا میں طور کہ یقین معلوم ہو کہ فی الحال ہم اہل حرب سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہمارے پیچھے دوسرے لشکر ہو کہ وہ دشمنی الحال میں ہمارے ساتھ ملجائیگا اور قوت بڑھ جائیگی پس جب ایسی صورت ہو تو بالیقین فی الحال قتال کا ترک کرنا اہل لشکر کے حق میں نافع ہو تو اس صورت میں امیر لشکر کی اطاعت کریں۔ دوم آنکہ انکو یقین معلوم ہو کہ جس امر کا حکم دیتا ہو اس سے ہمارا ضرر ہو مثلاً مثال مذکورہ میں دیکھتے ہوں کہ اہل حرب ہم سے فی الحال نہیں لڑ سکتے ہیں اور یا ضرر قتال میں عنقریب انکی مدد جائیگی جس سے ہمارا اُن سے مقابلہ کرنا دشوار ہو جائیگا اور ہکو ضرر ہو سچے گا اور یقین ہو تو امیر لشکر کی اطاعت نہ کریں۔ اور سوم آنکہ اہل لشکر کو شک ہو کہ جس امر کا حکم دیتا ہو کہ اس میں ضرر ہو گا یا نفع ہو گا دونوں طرف احتمال یکساں ہو کسی امر کا انکو یقین نہ ہو تو اہل لشکر پر اسکے قول کی اطاعت واجب ہو۔ اور اسی طرح اگر امیر لشکر نے انکو قتال کرنے کا حکم دیا اور وہ جانتے ہیں کہ یقین ہکو نفع ہو سچے گا یا اس میں انکو شک ہو کہ نفع ہو گا یا ضرر ہو گا دونوں طرف احتمال برابر ہو تو امیر کے حکم کی اطاعت کریں اور اگر یقین جانتے ہوں کہ ہکو نفع حاصل نہ ہوگا بلکہ ضرر ہو سچے گا تو اس میں اسکے قول کی اطاعت نہ کریں۔ اور اگر اہل لشکر یا ہم مختلف ہوں بعضہ کہتے ہوں کہ ہمیں طاقت ہو اور بعضہ کہتے ہوں کہ ہمیں نجات ہو اور کسی گمان کو دونوں گمانوں میں سے دوسرے پر ترجیح نہوئی بلکہ شک لڑا تو اہل لشکر پر امیر کی اطاعت واجب ہو۔ اگر امیر لشکر نے لشکر کو کسی بات کا حکم دیا اور لشکر میں سے ایک نے نافرمانی کی تو امیر مذکور

مسئلہ
فتاویٰ ہند
کتاب السیر
باب اول
فقیر شریک
ترجمہ
فتاویٰ
عالمگیری
جلد دوم
۷۳۶
کسی
مزدور
کو اسکے
اجر مثل
سے اس قدر
زائد پر کہ
لوگ اپنے
انداز سے
بین اتنا
نقصان
نہیں اٹھاتے
ہیں
مقرر
کیا پس
اگر کسی
کام کیا
اور مدد
پوری ہو
گئی تو
اجر مثل
سے جس قدر
مزدوری
زیادہ
قرار دی
ہو وہ
زیادتی
باطل ہو
اور اگر
امیر
لشکر
باقاعضی
کے کہا
کہ میں
نے اسکو
اس طرح
مقرر
کیا حالانکہ
میں جانتا
تھا کہ
بنین
چاہیے
تو پوری
اجرت
اس
مقرر
کرنے
والے کے
مال
میں سے
ہوگی
اور اگر
امیر
لشکر
نے کسی
مسلمان
یا ذمی
سے کہا
کہ اگر
تو نے
اس
سوار کو
قتل کیا
تو تیرے
واسطے
سو درم
ہیں
پس اس
کو قتل
کیا تو
اسکو
کچھ
دلیگا
اور اگر
حربی
کفار
مقتول
پڑے
ہوں
پس
امیر
لشکر
نے کہا
کہ جو
انکے
سر کٹے
اسکے
واسطے
دس درم
اجرت
ہو تو
یہ جائز
ہے۔
کافروں
کے سروں
کا دار
الاسلام
میں
لاؤ
لاؤ
مکروہ
ہو یہ
مضرت
میں
ہو۔
امام
المسلمین
پر واجب
ہو کہ
انکو
مسلمین
کو قلعہ
بند کرے
اور
درازہ
ہرے
انکو
پر
لشکر
کشیں
کرے
تاکہ
کفار
کو بلاد
مسلمین
میں
قوت
سے
مانع
ہوں
اور
انکو
مقبور
کریں
یہ
خزانہ
لغتین
میں
ہو۔
اور
اگر
امام
کوئی
لشکر
روانہ
کرے
تو
چاہیے
کہ
انہر
کوئی
شخص
امیر
مقرر
کر دے
اور
ایسے
ہی
آدمی
کو
امیر
مقرر
کرے
جو
اسکے
واسطے
صالح
و لائق
ہو
یعنی
لڑائی
اسکے
کام
میں
خوش
ناہیر
ہو
اور
پیر
ہنر
گار
ہو
اور
لشکر
پونہ
شہقت
کرنے
والا
ہو
اور
سخی
ہو
اور
شجاع
ہو
اور
حبیب
اسطور
پر
انہر
کوئی
امیر
مقرر
کیا
تو
چاہیے
کہ
ان
مجاہدین
کے
واسطے
اسکو
وصیت
کر دے
یہ
بسوط
میں
ہو۔
اور
جب
شہر
الطسوار
می
اسکے
آدمی
میں
جمع
ہوں
تو
امام
المسلمین
کو
چاہیے
کہ
اسکو
امیر
مقرر
کر دے
خواہ
وہ
قریشی
ہو یا
اور
قبیلہ
عرب
سے
ہو یا
سبطی
از مدالی
ہو یہ
محیط
میں
ہو۔
اور
یہ
روا
ہو کہ
اگر
امام
کسی
فاسق
کو
تہریر
لڑائی
میں
زیادہ
لائق
پاوے
تو
اسکو
امیر
مقرر
کر دے
یہ
عتاب
میں
ہو۔
امام
محمد
رحمہ
نے
فرمایا
کہ
جب
امیر
لشکر
نے
لشکر
کو
کسی
بات
کا
حکم
دیا
تو
لشکر
پر
واجب
ہو کہ
اس
بات
میں
اسکی
اطاعت
کریں
الا
آنکہ
بالیقین
یہ
بات
گناہ
ہو۔
اور
واضح
ہو کہ
اس
مسئلہ
کی
تین
صورتیں
ہیں
ایک
یہ
کہ
اہل
لشکر
یقین
یہ
جانتے
ہوں
کہ
امیر
نے
جس
بات
کا
حکم
کیا
ہو
اس
میں
ہکو
نفع
ہو سچے
گا
مثلاً
امیر
لشکر
نے
حکم
کیا
کہ
ابھی
قتال
شروع
نہ
کرو
اور
انکو
یقین
معلوم
ہو
کہ
ابھی
قتال
شروع
نہ
کرنے
میں
ہمارا
نفع
ہو یا
میں
طور
کہ
یقین
معلوم
ہو
کہ
فی
الحال
ہم
اہل
حرب
سے
مقابلہ
کی
طاقت
نہیں
رکھتے
ہیں
اور
جانتے
ہیں
کہ
ہمارے
پیچھے
دوسرے
لشکر
ہو
کہ
وہ
دشمنی
الحال
میں
ہمارے
ساتھ
ملجائیگا
اور
قوت
بڑھ
جائیگی
پس
جب
ایسی
صورت
ہو
تو
بالیقین
فی
الحال
قتال
کا
ترک
کرنا
اہل
لشکر
کے
حق
میں
نافع
ہو
تو
اس
صورت
میں
امیر
لشکر
کی
اطاعت
کریں۔
دوم
آنکہ
انکو
یقین
معلوم
ہو
کہ
جس
امر
کا
حکم
دیتا
ہو
اس
سے
ہمارا
ضرر
ہو
مثلاً
مثال
مذکورہ
میں
دیکھتے
ہوں
کہ
اہل
حرب
ہم
سے
فی
الحال
نہیں
لڑ
سکتے
ہیں
اور
یا
ضرر
قتال
میں
عنقریب
انکی
مدد
جائیگی
جس
سے
ہمارا
اُن
سے
مقابلہ
کرنا
دشوار
ہو
جائیگا
اور
ہکو
ضرر
ہو سچے
گا
اور
یقین
ہو
تو
امیر
لشکر
کی
اطاعت
نہ
کریں۔
اور
سوم
آنکہ
اہل
لشکر
کو
شک
ہو
کہ
جس
امر
کا
حکم
دیتا
ہو
کہ
اس
میں
ضرر
ہو گا
یا
نفع
ہو گا
دونوں
طرف
احتمال
یکساں
ہو
کسی
امر
کا
انکو
یقین
نہ
ہو
تو
اہل
لشکر
پر
اسکے
قول
کی
اطاعت
واجب
ہو۔
اور
اسی
طرح
اگر
امیر
لشکر
نے
انکو
قتال
کرنے
کا
حکم
دیا
اور
وہ
جانتے
ہیں
کہ
یقین
ہکو
نفع
ہو سچے
گا
یا
اس
میں
انکو
شک
ہو کہ
نفع
ہو گا
یا
ضرر
ہو گا
دونوں
طرف
احتمال
برابر
ہو
تو
امیر
کے
حکم
کی
اطاعت
کریں
اور
اگر
یقین
جانتے
ہوں
کہ
ہکو
نفع
حاصل
نہ
ہوگا
بلکہ
ضرر
ہو سچے
گا
تو
اس
میں
اسکے
قول
کی
اطاعت
نہ
کریں۔
اور
اگر
اہل
لشکر
یا
ہم
مختلف
ہوں
بعضہ
کہتے
ہوں
کہ
ہمیں
طاقت
ہو
اور
بعضہ
کہتے
ہوں
کہ
ہمیں
نجات
ہو
اور
کسی
گمان
کو
دونوں
گمانوں
میں
سے
دوسرے
پر
ترجیح
نہوئی
بلکہ
شک
لڑا
تو
اہل
لشکر
پر
امیر
کی
اطاعت
واجب
ہو۔
اگر
امیر
لشکر
نے
لشکر
کو
کسی
بات
کا
حکم
دیا
اور
لشکر
میں
سے
ایک
نے
نافرمانی
کی
تو
امیر
مذکور

اسکو اول باری میں تاویب نہ کر گیا یعنی سزا نہ دیگا بلکہ اسکو نصیحت و نہالش کر دیکتا کہ پھر ایسا نہ کرے پھر اگر اس کے بعد اس سے دوبارہ ایسی حرکت کی تو اسکو تادیب کر گیا الا آنکہ وہ کوئی عذر بیان کرے تو البتہ اسکو چھوڑ دیکتا لیکن اس سے خدا کی قسم لے لیا کہ میں نے ایسی حرکت بعذر کی ہو اس واسطے کہ وہ ایسی بات کا دعوے کرتا ہو جو اس پر وجوب توہیر سے ملے ہو اور اسکا ثبوت اسی کے قول سے ہوتا ہو پس وہ اپنے قول میں بدو ن قسم کے سچا نہیں قرار دیا جائیگا۔ اور اگر امیر لشکر نے لشکر کی تربیت باندی میں یون کیا کہ سابقہ بین اقوام معین کی خصوصیت کر دی اور شہید اور مسیرہ میں بھی یون ہی کیا کہ شہید چند اقوام خاص کے واسطے اور مسیرہ چند اقوام خاص دیگر کے واسطے معین کر دی پھر دشمن نے ساتھ پر حملہ کیا اور بہت سختی سے مقابلہ کیا اور زمین و مسیرہ والوں کو اہل ساتھ کے حق میں سختی و شکست کا خوف لاحق ہوا تو مضائقہ نہیں ہو کہ وہ لوگ ساتھ کی مدد کے واسطے ساتھ میں چلے جاویں۔ اور یہ اسوقت ہو کہ اس سے ان کے مراکز میں خلل نہ پڑتا ہو اور اگر اس سے ان کے مراکز میں خلل پڑتا ہو تو اہل ساتھ کو مدد دینا نہ چاہیے اور اگر امیر لشکر نے انکو حکم دیا ہو کہ اپنے مراکز سے جہش کر کے نہ جاویں اور منع کر دیا کہ کوئی دوسرے کو مدد نہ دین تو انکو نہ چاہیے کہ اہل ساتھ کو مدد دیں اگرچہ وہ اپنی جانب سے بے خوف ہوں و اہل ساتھ کے حق میں خوف کرتے ہوں۔ اور اگر امام نے اہل لشکر کو منع کر دیا کہ جانوروں کے چارہ کے واسطے نہ کلین تو انکو کلنا نہ چاہیے خواہ اہل منعت ہوں یا نہ ہوں یعنی اتنے لوگ کہ مکرو دشمن کو دور کر سکتے دروک سکتے ہوں یا ایسے ہوں تو دونوں کیساں ہیں ولیکن امام نے جب انکو چارہ کے واسطے جانے سے منع کیا تو امام کو چاہیے کہ لشکر میں سے ایک قوم کو چارہ کے واسطے روانہ کرے اور انپر ایک شخص امیر مقرر کر دے کہ وہ تمام لشکر کے واسطے چارہ لاویں اور اگر امام نے کسیکو نہ بھیجا اور لشکر کو چارہ کی ضرورت لاحق ہوئی اور انکو اپنی جانوں اور اپنی سوار یوں کے حق میں خوف لاحق ہوا اور ان کے پاس اسقدر نہیں ہو کہ جس سے چارہ خریدیں تو مضائقہ نہیں ہو کہ وہ چارہ کے واسطے جاویں اگرچہ امیر لشکر کی نافرمانی ہو اور اگر امیر لشکر نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص چارہ کے واسطے نہ جاوے الا فلاں شخص کے جھنڈے کے نیچے ہو کر تو اہل لشکر کو چاہیے کہ اسکی شرط کا لحاظ رکھیں کہ اسی کے جھنڈے کے نیچے جاویں اور اسی طرح اگر امیر لشکر نے بائین عبارت کہا کہ شخص چارہ کے واسطے جانا چاہے تو اسکو چاہیے کہ فلاں کے جھنڈے کے نیچے ہو کر جاوے تو بھی چاہیے کہ اسی کے جھنڈے کے نیچے جاویں یہ محیط میں ہو۔ ماہما سے حرام میں قتال کرنا روا ہو اور ان مہینوں میں قتال سے جو ممانعت کی گئی تھی وہ منسوخ ہو گئی ہو۔ اور اگر مسلمانوں کی تعداد کافروں کی تعداد سے نصف ہو تو مسلمانوں کو انکی لڑائی سے بھاگ جانا حلال نہیں ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ ان لوگوں کے ساتھ ہتھیار ہوں اور اگر ہتھیار نہ ہوں تو جسکے پاس ہتھیار نہ ہوں اس کو مضائقہ نہیں ہو کہ وہ ایسے کافر کے روبرو سے جسکے پاس ہتھیار ہیں دور بھاگ جاوے اور اسی طرح اگر اسکے پاس تیر اندازی کا آلہ نہ ہو یعنی تیر اندازی سے لڑائی نہیں کر سکتا ہو تو مضائقہ نہیں ہو کہ جو کافر تیر اندازی کرتا ہو اس کے سامنے سے فرار کر جاوے اور علی ہذا مضائقہ نہیں ہو کہ ایک آدمی تین کافروں کے مقابلہ سے فرار کرے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور جب مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار یا زیادہ ہو تو انکو کافروں کے مقابلہ سے بھاگنا حلال نہیں ہو اگرچہ تعداد کافروں کی کسی گونہ ہو اور یہ حکم اسوقت ہو کہ ان سب کا کلمہ ایک ہی ہو اور اگر کلمہ متفرق ہو تو ایک کے مقابلہ میں دو کا اعتبار کیا جائیگا اور ہر ایک زمانہ میں طاقت کا اعتبار ہو۔ اور جو شخص ایسے مقام سے فرار کر گیا جہاں اہل قلعہ متحین و غیرہ مار کر ضرر نشانی کر سکتے ہیں یا ایسی جگہ سے جہاں تیروں یا پتھروں سے صدمہ ہو پختا ہے میں تو کچھ مضائقہ نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا

جہش کر کے نہ جاویں
 اگرچہ وہ اپنی جانب سے بے خوف ہوں
 و اہل ساتھ کے حق میں خوف کرتے ہوں
 امام نے جب انکو چارہ کے واسطے جانے سے منع کیا تو امام کو چاہیے کہ لشکر میں سے ایک قوم کو چارہ کے واسطے روانہ کرے اور انپر ایک شخص امیر مقرر کر دے کہ وہ تمام لشکر کے واسطے چارہ لاویں اور اگر امام نے کسیکو نہ بھیجا اور لشکر کو چارہ کی ضرورت لاحق ہوئی اور انکو اپنی جانوں اور اپنی سوار یوں کے حق میں خوف لاحق ہوا اور ان کے پاس اسقدر نہیں ہو کہ جس سے چارہ خریدیں تو مضائقہ نہیں ہو کہ وہ چارہ کے واسطے جاویں اگرچہ امیر لشکر کی نافرمانی ہو اور اگر امیر لشکر نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص چارہ کے واسطے نہ جاوے الا فلاں شخص کے جھنڈے کے نیچے ہو کر تو اہل لشکر کو چاہیے کہ اسکی شرط کا لحاظ رکھیں کہ اسی کے جھنڈے کے نیچے جاویں اور اسی طرح اگر امیر لشکر نے بائین عبارت کہا کہ شخص چارہ کے واسطے جانا چاہے تو اسکو چاہیے کہ فلاں کے جھنڈے کے نیچے ہو کر جاوے تو بھی چاہیے کہ اسی کے جھنڈے کے نیچے جاویں یہ محیط میں ہو۔ ماہما سے حرام میں قتال کرنا روا ہو اور ان مہینوں میں قتال سے جو ممانعت کی گئی تھی وہ منسوخ ہو گئی ہو۔ اور اگر مسلمانوں کی تعداد کافروں کی تعداد سے نصف ہو تو مسلمانوں کو انکی لڑائی سے بھاگ جانا حلال نہیں ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ ان لوگوں کے ساتھ ہتھیار ہوں اور اگر ہتھیار نہ ہوں تو جسکے پاس ہتھیار نہ ہوں اس کو مضائقہ نہیں ہو کہ وہ ایسے کافر کے روبرو سے جسکے پاس ہتھیار ہیں دور بھاگ جاوے اور اسی طرح اگر اسکے پاس تیر اندازی کا آلہ نہ ہو یعنی تیر اندازی سے لڑائی نہیں کر سکتا ہو تو مضائقہ نہیں ہو کہ جو کافر تیر اندازی کرتا ہو اس کے سامنے سے فرار کر جاوے اور علی ہذا مضائقہ نہیں ہو کہ ایک آدمی تین کافروں کے مقابلہ سے فرار کرے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور جب مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار یا زیادہ ہو تو انکو کافروں کے مقابلہ سے بھاگنا حلال نہیں ہو اگرچہ تعداد کافروں کی کسی گونہ ہو اور یہ حکم اسوقت ہو کہ ان سب کا کلمہ ایک ہی ہو اور اگر کلمہ متفرق ہو تو ایک کے مقابلہ میں دو کا اعتبار کیا جائیگا اور ہر ایک زمانہ میں طاقت کا اعتبار ہو۔ اور جو شخص ایسے مقام سے فرار کر گیا جہاں اہل قلعہ متحین و غیرہ مار کر ضرر نشانی کر سکتے ہیں یا ایسی جگہ سے جہاں تیروں یا پتھروں سے صدمہ ہو پختا ہے میں تو کچھ مضائقہ نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا

کافرون سے جہاد و قتال کرین کذا نے الاختیار شرح المختار اور دوا ہو کہ انکے قلعوں کے پیچھے جھینٹیں نصب کریں اور انکو جلا دین اور انہر پانی سے سیل بہا دین اور انکے درخت کاٹ ڈالیں اور انکی کھیتی خراب کرویں یہ ہدایہ میں ہے۔ اور مضائقہ نہیں ہو کہ انکے قلعہ خراب کر کے خاک میں ملا دیں اور پانی میں اسکو غرق کرویں اور عمارتیں ڈھا دیں اور شیخ حسن بن زیاد کہتے تھے کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ جب یہ معلوم ہو کہ اس قلعہ میں کوئی مسلمان قیدی نہیں ہو اور جب یہ بات معلوم نہ ہو تو جلا نا وغرق کرنا روا نہیں ہو لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم نے اس امر سے انکو منع کیا تو مشرکین کے ساتھ انکو قتال کرنا وغالب ہونا مستعذر ہو جائیگا اور قلعے تو بہت کم کسی قیدی سے خالی ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ اس جلا نے وغرق کرنے میں کافرون کا قصد کریں گے یہ بیسوط میں ہے اور شرکوں کو تیر مارنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اگرچہ ان میں مسلمان قیدی یا مسلمان تاجروں اور اگر انھوں نے مسلمانوں کے بچے یا قیدیوں کو ڈھال بنایا تو انکو تیر مارنے سے اہل اسلام باز نہ رہیں مگر تیر سے کفاروں کے قتل کا قصد رکھیں پھر اس طرح لڑائی میں جو مسلمان قیدی یا تاجر یا بچہ مسلمان تلف ہوا اسکی دیت ان مجاہدوں پر نہ ہوگی اور نہ انہر کفار قتل لازم آویگا۔ اور جب لشکر بہت بڑا ہو جسپر بے خوفی و امن کے ساتھ اطمینان ہو تو اسکے ساتھ عورتوں اور قرآن مجید لیجانے میں مضائقہ نہیں ہو اور سریہ یعنی چھوٹے لشکر کے ساتھ جسپر اطمینان مذکور نہیں ہو اسکے ساتھ عورتوں و مصاحف کا لیجانا مکروہ ہو سا و اگر کوئی مسلمان امان لیکر دارالحرب میں گیا تو مضائقہ نہیں ہو کہ وہ اپنے ساتھ قرآن مجید لجاوے بشرطیکہ یہ قوم کفار ایسی ہوں کہ اپنا عہد وفا کرتے ہوں یہ ہدایہ میں ہے۔ اور جب لشکر بڑا ہو تو خدمت کے واسطے بڑھی عورتوں کو ساتھ لیجانے میں مضائقہ نہیں ہو اور جو ان عورتوں کا اپنے گھر میں رہنا اسلم ہو اور اولیٰ یہ ہو کہ بخوف فتنہ عورتیں بالکل نہ جاویں اور اگر بغرض جماعت عورتوں کا لیجانا ظہور میں ہو تو باندیوں کو لیجاویں نہ آزادوں کو یہ تبیین میں ہے۔ ایک قوم پرہیزگار لوگوں کی جہاد کے واسطے جانا چاہتی ہو اور اگر انکے ساتھ فاسقوں کی ایک قوم بھی جہاد کو جاتی ہو جنکے ساتھ مزامیر ہیں پس اگر پرہیزگاروں سے یہ ممکن ہو کہ بدو ان فاسقوں کے چلے جاویں یعنی جہاد میں اسقدر کافی ہوں تو ان فاسقوں کے ساتھ نہ جاویں اور اگر بدو ان فاسقوں کے جانا ممکن نہ ہو تو انکے ساتھ جاویں یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور مسلمانوں کو چاہیے کہ غدر نہ کریں اور غلول یعنی خیانت نہ کریں اور شکر نہ کریں کذا فی الہدایہ اور عورتوں کو قتل نہ کریں اور نہ بچوں کو اور نہ مجنوں کو اور نہ شیخ فانی کو اور نہ اندھے کو اور نہ کنبے کو الا اس صورت میں کہ انہیں سے کسی کو تدبیر جنگ میں مداخلت ہو یا عورت ملکہ ہو یعنی انکی بادشاہ ہو تو اسکو قتل کر دین اور اسی طرح اگر اکا بادشاہ کوئی طفل صغیر ہو اور اسکو میدان حرب میں اپنے ساتھ لائے ہوں اور اسکے قتل کرنے میں انکی جماعت پریشان ہونی جاتی ہو تو اسکے قتل کرنے میں مضائقہ نہیں ہو جو ہر قیرہ میں ہو۔ اور اگر عورت مال والی ہو کہ لوگوں کو لڑائی پر اپنے مال سے برا انگینہ کرتی ہو تو وہ قتل کر دیا جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اسی طرح ان لوگوں میں سے جو مقابلہ کرتا ہو وہ بھی قتل کیا جاوے مگر اتنی بات ہو کہ طفل و مجنون اسی وقت تک قتل کیے جاسکتے ہیں جب تک لڑائی کرتے ہیں اور ان دونوں کے سواے باقیوں کے قید کیے جانے کے بعد بھی قتل کر دینے میں مضائقہ نہیں ہو اور اگر مجنون کبھی اچھا ہو جاتا ہو اور کبھی بھرا مجنون ہو جاتا ہو تو وہ افاقہ کی حالت میں شل صحیح کے ہو کذا فی الہدایہ اور جب کا ایک ہاتھ ایک طرف سے اور دوسری طرف سے دوسرا پاؤں کٹا ہوا یا جبکا خاصہ دھنسا ہوا ہو وہ قتل نہ کیا جائیگا بشرطیکہ ایسے لوگ اپنے مال سے یا

۱۲
 نہایتی و ہزار
 جہانگیر فرمایا کہ
 ہر ایک کو
 ہندوستان کی
 حالت کا حال
 ہندوستانی
 و ہلو انہی کتے
 بین اور اب
 انہی مازہ بین
 جان نہیں
 جابا
 ہر ایک کو
 ہندوستان کی
 ۱۳
 ہندوستان کی
 ۱۴
 ہندوستان کی
 ۱۵
 ہندوستان کی
 ۱۶
 ہندوستان کی
 ۱۷
 ہندوستان کی
 ۱۸
 ہندوستان کی
 ۱۹
 ہندوستان کی
 ۲۰
 ہندوستان کی
 ۲۱
 ہندوستان کی
 ۲۲
 ہندوستان کی
 ۲۳
 ہندوستان کی
 ۲۴
 ہندوستان کی
 ۲۵
 ہندوستان کی
 ۲۶
 ہندوستان کی
 ۲۷
 ہندوستان کی
 ۲۸
 ہندوستان کی
 ۲۹
 ہندوستان کی
 ۳۰
 ہندوستان کی
 ۳۱
 ہندوستان کی
 ۳۲
 ہندوستان کی
 ۳۳
 ہندوستان کی
 ۳۴
 ہندوستان کی
 ۳۵
 ہندوستان کی
 ۳۶
 ہندوستان کی
 ۳۷
 ہندوستان کی
 ۳۸
 ہندوستان کی
 ۳۹
 ہندوستان کی
 ۴۰
 ہندوستان کی
 ۴۱
 ہندوستان کی
 ۴۲
 ہندوستان کی
 ۴۳
 ہندوستان کی
 ۴۴
 ہندوستان کی
 ۴۵
 ہندوستان کی
 ۴۶
 ہندوستان کی
 ۴۷
 ہندوستان کی
 ۴۸
 ہندوستان کی
 ۴۹
 ہندوستان کی
 ۵۰
 ہندوستان کی
 ۵۱
 ہندوستان کی
 ۵۲
 ہندوستان کی
 ۵۳
 ہندوستان کی
 ۵۴
 ہندوستان کی
 ۵۵
 ہندوستان کی
 ۵۶
 ہندوستان کی
 ۵۷
 ہندوستان کی
 ۵۸
 ہندوستان کی
 ۵۹
 ہندوستان کی
 ۶۰
 ہندوستان کی
 ۶۱
 ہندوستان کی
 ۶۲
 ہندوستان کی
 ۶۳
 ہندوستان کی
 ۶۴
 ہندوستان کی
 ۶۵
 ہندوستان کی
 ۶۶
 ہندوستان کی
 ۶۷
 ہندوستان کی
 ۶۸
 ہندوستان کی
 ۶۹
 ہندوستان کی
 ۷۰
 ہندوستان کی
 ۷۱
 ہندوستان کی
 ۷۲
 ہندوستان کی
 ۷۳
 ہندوستان کی
 ۷۴
 ہندوستان کی
 ۷۵
 ہندوستان کی
 ۷۶
 ہندوستان کی
 ۷۷
 ہندوستان کی
 ۷۸
 ہندوستان کی
 ۷۹
 ہندوستان کی
 ۸۰
 ہندوستان کی
 ۸۱
 ہندوستان کی
 ۸۲
 ہندوستان کی
 ۸۳
 ہندوستان کی
 ۸۴
 ہندوستان کی
 ۸۵
 ہندوستان کی
 ۸۶
 ہندوستان کی
 ۸۷
 ہندوستان کی
 ۸۸
 ہندوستان کی
 ۸۹
 ہندوستان کی
 ۹۰
 ہندوستان کی
 ۹۱
 ہندوستان کی
 ۹۲
 ہندوستان کی
 ۹۳
 ہندوستان کی
 ۹۴
 ہندوستان کی
 ۹۵
 ہندوستان کی
 ۹۶
 ہندوستان کی
 ۹۷
 ہندوستان کی
 ۹۸
 ہندوستان کی
 ۹۹
 ہندوستان کی
 ۱۰۰
 ہندوستان کی

اپنی رائے سے لڑائی میں شریک نہ ہوں یہ محیط میں ہو۔ اور جبکہ ایک طرف کا بدن خشک ہو گیا ہو وہ قتل نہ کیا جائیگا اور اگر باوجود اسکے وہ قتال میں شریک ہو تو اسکے قتل کرنے میں مضائقہ نہیں ہو اور اسی طرح اندھا دلچا و بول چال جو جس اگر ایسے لوگ قتال میں حاضر ہوں اور کافروں کو لڑائی میں برا بھلا کہیں تو ان کے قتل میں مضائقہ نہیں ہو۔ اور اگر کسی نے ایسے لوگوں میں سے کسی کو قتل کر دیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور جبکہ بایان ہوا کٹا ہوا ہو یا دونوں پائوں میں سے ایک پائوں کٹا ہو تو وہ لڑائی کرنے والوں میں سے ہو بس وہ قتل کر دیا جائیگا اور اسی طرح گونگا و بہرا بھی قتل کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور طفل و معتوہ جب تک لڑائی برا بھلا کہتے ہوئے ہوں تب تک ان کے قتل کر دینے میں مضائقہ نہیں اور جب وہ مسلمانوں کے ہاتھ میں آگئے تو پھر مسلمانوں کو ان کا قتل کرنا نہیں چاہیے اگرچہ انھوں نے کبھی آدمیوں کو قتل کیا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور مضائقہ نہیں ہو کہ مرد مسلمان اپنے ہر ذی رحم محرم کو جو مشرک ہو پہل کر کے اس کو قتل کرے سوائے والد و والدہ کے اور اپنے اجداد و جدات کے خواہ باپ اواد وغیرہ مردوں کی طرف سے ہوں یا مان و نانی وغیرہ عورتوں کی طرف سے ہوں۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ اس کے والد نے اس کو اس کام کے کرنے پر مضطر نہ کیا ہو اور اگر باپ نے بیٹے کو اپنے قتل کرنے پر مضطر کیا مثلاً بیٹا اس سے بھاگ نہیں سکتا ہو تو مضائقہ نہیں ہو کہ اس کو قتل کر دے اور اگر صرف جنگ میں بیٹے نے اپنے باپ پر قابو پا یا تو نہ چاہیے کہ قصد کے اس کو قتل کر دے اور یہ بھی نہ چاہیے کہ اس کو لوٹ جانے کا قابو دے تاکہ وہ جرأت حاصل کر کے مسلمانوں پر لوٹ کر آوے بلکہ اس کو کسی گوشہ میں یا کسی مقام پر جگہ تنگ کر کے لیجاوے اور مضبوطی سے رکھے تاکہ کوئی دوسرا مسلمان اگر اس کو قتل کر دے یہ محیط میں ہو۔ اور جب تک راہب صومعہ میں منرومی ہو تب تک قتل نہ کیا جائیگا الا آنکہ لوگوں میں مخالط ہو جاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ پس اگر مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے قتل نہیں کیے جاتے ہیں لا دلالتی اور دارالاسلام میں نکال لانے کی قوت حاصل ہو تو ان کو دارالحرب میں چھوڑا نا نہ چاہیے نہ عورت کو اور نہ طفل کو اور نہ معتوہ کو اور نہ اندھے کو اور نہ لہجے کو اور نہ دایین و بائیں جانب سے ایک ہاتھ و ایک پائوں کٹے ہوئے کو اور نہ اپنے ہاتھ کٹے ہوئے کو اس واسطے کہ ان سے اولاد پیدا ہوگی پس ان کے وہاں چھوڑا نے میں مسلمانوں پر سختی و درد ہو جائیگی اور رہا بڑھا بھوس جس سے لطفہ نہیں قرار پاسکتا ہو تو چاہیں اس کو وہاں چھوڑا دیں اور چاہیں نکال لا دیں اور یہی حکم ایہوں اور صومعہ والوں کا ہو بشرطیکہ وہ سب ایسے ہوں کہ عورتوں سے جماع نہیں کر سکتے ہیں اور یہی حکم ایسی بڑھی عورتوں کا ہو جن سے اولاد ہونے کی امید نہیں ہو یہ ہدایہ سے بحوالہ میں منقول ہو۔ امام قدوری نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ کفار و رذیل کے ہیں بعض ان میں سے وہ ہیں جو اللہ عزوجل کے منکر ہیں اور بعض وہ ہیں جو اللہ عزوجل کا اقرار کرتے ہیں مگر اسکی وحدانیت کے منکر ہیں جیسے بت پرست ہیں جو منکر اللہ عزوجل ہو جب اسکا اقرار کر لے تو اسکے سلام کا حکم دیا جائیگا اور جو شخص مقرر اللہ عزوجل ہو اور منکر اسکی وحدانیت کا ہو جب اسکی وحدانیت کا مقرر ہو جاوے یا میں طور کہ لے لا الہ الا اللہ تو اسکے سلام کا حکم دیا جائیگا اور جو مقرر اللہ عزوجل ہو اور اسنے رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا ہو جب وہ رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کر لے تو اسکے سلام کا حکم دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ بت پرست یا ذی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہیں کرتا ہو اگر اسنے کہا اللہ تو وہ مسلمان نہ ہو گا اور اگر مانکہ میں مسلم ہوں تو وہ مسلمان ہو جائیگا پھر اگر اسنے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ میں حق پر ہوں تو مسلمان نہ ہو گا۔ اور

یہودی یا نصرانی نے اگر کہا کہ لا الہ الا اللہ تو وہ مسلمان نہ ہو گا جب تک یہ نہ کہے محمد رسول اللہ۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جو یہودی و نصرانی آج کل مسلمانوں کے مدبر و موجد ہیں اگر انہیں سے کسی نے کہا کہ اشد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ تو اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا یہاں تک کہ اپنے دین سے بیزاری کا اقرار کرے چنانچہ اگر نصرانی ہو تو کہے کہ میں نصرانیت سے بیزار ہوں اور اگر یہودی ہو تو کہے کہ میں یہودیت سے بیزار ہوں اور باوجود اسکے کہ میں دین اسلام میں داخل ہوا۔ اور اگر یہودی یا نصرانی نے کہا کہ انا مسلم یعنی میں مسلم ہوں یا کہا کہ اسلام لایا میں تو اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اس واسطے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مسلم وہ ہے جو تابع حق و گردن جھکائے ہوئے ہو اور ہم حق پر ہیں پس اگر اُس نے کہا کہ میں مسلم ہوں تو اس سے دریافت کیا جائیگا اگر اُس نے کہا کہ اس سے میری یہ مراد ہو کہ میں نے دین نصرانیت یا یہودیت کو چھوڑا اور میں دین اسلام میں داخل ہوا تو اُس کے اسلام کا حکم دیا جائیگا حتیٰ کہ اگر اسکے بعد اس نے رجوع کیا یعنی اسلام سے پھر گیا تو قتل کیا جائیگا اور اگر اُس نے کہا کہ میری مراد یہ ہے کہ میں حق کے واسطے گردن جھکائے ہوں اور میں حق پر ہوں تو مسلمان نہ ہو گا۔ اور اگر اس سے دریافت نہ کیا گیا یہاں تک کہ اُسے مسلمانوں کے ساتھ جماعت کی نماز پڑھی تو مسلمان ہو گا اور اگر وہ قبل دریافت کیے جانے یا قبل مسلمانوں کے ساتھ جماعت میں نماز پڑھنے کے مر گیا تو مسلمان ہونے کی حالت میں مرنے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر نصرانی یا یہودی نے کہا کہ لا الہ الا اللہ میں یہودیت یا نصرانیت سے بیزار ہوا اور اسکے ساتھ یوں نہ کہا کہ میں اسلام میں داخل ہوا تو اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا حتیٰ کہ اگر مر گیا تو اس پر نماز نہ پڑھی جائیگی اور اگر اُس نے اسکے ساتھ یہ کہا ہو کہ میں اسلام میں داخل ہوا تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا یہ فتاویٰ فاضل خان ہیں۔

ہو۔ امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی نے کسی شخص کے جواب میں جسے اُس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو دریافت کیا تھا یوں کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا۔ اور بعض مشائخ سے مروی ہے کہ اگر نصرانی سے کہا گیا کہ محمد اللہ کے رسول برحق ہیں اُس نے کہا کہ ہاں تو مسلمان ہو گا۔ ہمارے زمانہ میں یہ واقعہ ہوا کہ ایک نصرانی سے کہا گیا کہ کیا دین اسلام حق ہو پس اُس نے کہا کہ ہاں پھر اُس سے کہا گیا کہ کیا دین نصرانیت باطل ہو پس اُس نے کہا کہ ہاں پس بعض مفتیوں نے فتویٰ دیا کہ وہ مسلمان نہ ہوا اور بعض نے فتویٰ دیا کہ مسلمان ہو گیا۔ اور اسی طرح اگر نصرانی یا یہودی نے کہا کہ میں دین حنیفیہ پر ہوں تو وہ مسلمان نہ ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور بعض مشائخ سے مروی ہے کہ اگر یہودی نے کہا کہ میں اسلام میں داخل ہوا تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اگرچہ اُس نے یہ نہ کہا ہو کہ میں یہودیت سے بیزار ہوا اور مجوسی نے اگر کہا کہ میں اسلام لایا یا کہا کہ میں مسلم ہوں تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اس واسطے کہ یہ لوگ انہی ذات کے واسطے وصف اسلام کا دعوے نہیں کرتے ہیں بلکہ ایک گونہ بدگوئی شمار کرتے ہیں یہ فتاویٰ فاضل خان ہیں۔

اگر اہل کتاب میں سے یا کسی اہل شرک نے ہماری جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تو ہمارے نزدیک اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور اگر اُس نے اکیلے نماز پڑھی تو امام اعظم کے قول پر اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اور بریلے قول صاحبین رحمہما اللہ کے اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا۔ اور ہمارے بعض مشائخ نے کہا کہ حقیقت میں کچھ اختلاف نہیں ہے کیونکہ امام اعظم رحمہ اللہ سے جو منقول ہوا اسکی یہ تاویل ہو کہ اُس نے بدون اذان و اقامت کے تنہا نماز پڑھی پس ایسی صورت میں اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اور صاحبین سے جو منقول ہوا اسکی تاویل یہ ہے کہ اُس نے اذان و اقامت کے ساتھ تنہا نماز پڑھی پس ایسی صورت میں اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے اس پر اتفاق ہے کچھ اختلاف نہیں ہے۔ اور جناس میں لکھا ہے کہ اگر گواہوں نے کہا کہ راہبہ یسلی بنتہ یعنی ہم نے اسکو دیکھا کہ بسنت نماز پڑھتا تھا اور یہ نہ کہا کہ جماعت نماز پڑھتا تھا پس نے

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

۷۴۱

کہا کہ میں نے اپنی نماز پڑھی ہے تو یہ اسلام نہ ہو گا بیان تک کہ وہ کہیں کہ اسنے ہماری سی نماز پڑھی اور ہمارے قبل کا ہے قتال کیا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ اذان دیتا اور اقامت کرتا تھا تو مسلمان ہو گا خواہ اذان غیر میں ہو یا حضر میں اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم نے اسکو سنا کہ مسجد میں اذان دیتا تھا تو یہ کچھ نہیں ہے جب تک یہ نہ کہیں کہ یہ موزن ہو چنانچہ جب انھوں نے یہ کہا کہ یہ موزن ہو تو وہ مسلمان ہو گا اس واسطے کہ جب انھوں نے اسکو موزن کہا تو یہ عادیہ ہو گا پس مسلمان ہو گا یہ بزاز نے سے بحر الرائق میں منقول ہے۔ اور اگر اسنے دوزخ رکھا یا حج کیا یا زکوٰۃ ادا کی تو ظاہر الروایہ کے موافق اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور ابو بن رشید نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ اگر اسنے اس طور پر حج کیا جیسے مسلمان کرنے میں بائیں طور کے لوگوں نے اسکو دیکھا کہ اسنے احرام کے واسطے تہیہ کیا اور تلبیہ کہا اور مسلمانوں کے ساتھ مناسک حج میں حاضر رہا تو مسلمان ہو گا اور اگر وہ مناسک میں حاضر نہ ہوا یا مناسک میں حاضر ہوا مگر حج نہ کیا تو مسلمان نہ ہو گا۔ اور اگر ایک گواہ نے کہا کہ میں نے اسکو دیکھا کہ بڑی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور دوسرے گواہ نے کہا کہ میں نے اسکو دیکھا کہ فلاں مسجد میں نماز پڑھتا تھا تو دونوں کی گواہی قبول کی جائیگی اور وہ اسلام کے واسطے مجبور کیا جائیگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان ملکن و قتل نہ کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور حسن بن زیاد سے مروی ہے کہ اگر کسی نے ذمی سے کہا کہ اسلام لائے کہ میں اسلام لایا تو اسلام پر ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ امام محمد نے سیر کہیں فرمایا کہ اگر مسلمان نے کسی شرک پر حملہ کیا تاکہ اسکو قتل کر دے پس جب اسکو تنگ دباؤ میں کر لیا تو اسنے کہا کہ اے اللہ لا الہ الا اللہ پس اگر کافر ایسی قوم میں سے ہو کہ وہ لوگ اس کلمہ کو نہیں کہتے ہیں تو مسلمان پر واجب ہے کہ اس سے باز رہے اور اگر اسکو پکڑ کر امام المسلمین کے پاس لایا تو وہ آزاد مسلمان ہو بغیر طلبہ اسنے یہ کلمہ توحید قبل مرد مسلمان کے اسکو مقہور کرنے کے کہا ہو اور اگر مسلمان نے اسکو مقہور کر لیا پھر اسنے یہ کلمہ کہا تو وہ فی ہو گا لیکن قتل نہ کیا جائیگا پس اگر اسنے کہا کہ میں نے جو کہا تھا اس سے سلام کی نیت نہیں کی تھی بلکہ یہودیت میں داخل ہونے کی نیت کی تھی یا میں نے چاہا تھا کہ مجھے پناہ ملے تاکہ تو مجھے قتل نہ کرے تو اسکے قول پر التفات نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ایسا ہو کہ جب اسنے لا الہ الا اللہ کہا اور مسلمان نے اسکے قتل سے ہاتھ روک لیا پس وہ بھاگ گیا اور مضر کون میں جا ملا پھر لڑتا ہوا آیا پھر اس پر مسلمان نے حملہ کیا پھر جب اسکو تنگ جا دیا یا تو اسنے کہا کہ لا الہ الا اللہ پس اگر اسکا گروہ ہو کہ وہاں وہ پناہ میں جاسکتا ہو تو اسکے قتل کر ڈالنے میں مضائقہ نہیں ہے اور اگر اسکا گروہ پریشان و متفرق ہو گیا ہو تو مسلمان کو اسکا قتل کر دینا روا نہیں ہے لیکن اسکو تادیب کرے اس فعل پر جو اس سے صادر ہوا ہو۔ اور اگر یہ مشترک ایسے لوگوں میں سے ہو جو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے مقرر نہیں ہیں اور باقی مسئلہ بجا نہ ہو تو اسکے قتل کر دینے میں مضائقہ نہیں ہے اگرچہ اسنے یہ کلمہ کہا ہو۔ اور اگر اسنے یوں کہا کہ اے اللہ لا الہ الا اللہ و ان محمد اعبدہ و رسولہ تو مسلمان پر واجب ہے کہ اسکے قتل سے ہاتھ روک لے اور جب کوئی کافر اسلام پر مجبور کیا گیا اور وہ اسلام لایا تو اتھماتا اسکا اسلام صحیح ہو گا اور نوادر بن شرمین نے ذکر ہے کہ جو شخص نشہ میں اسلام لایا تو اسکا اسلام قبول کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر بہت پرست نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو وہ مسلمان ہو گا اور اسی طرح اگر کہا کہ میں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں یا میں جنتیہ پر ہوں یا اسلام پر ہوں تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور اگر وہ مر گیا تو اس پر نماز پڑھی جائیگی۔ اور اگر کسی کافر نے دوسرے کافر کو اسلام تلقین کیا تو وہ مسلمان نہوا اور اسی طرح اگر اسکو قرآن سکھایا یا قرآن پڑھایا تو وہ مسلمان نہوا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے

تیسرا باب مصداقہ امان کے بیان اور اس بیان میں کہ کسی امان روا ہو۔ اگر امام المسلمین کی رائے میں آیا کہ اہل
 حرب سے مصداقہ کر لے یا بعض فریق اہل حرب سے مصداقہ کر لے اور یہیں مسلمانوں کے حق میں سمجھائی ہو تو کچھ مضائقہ
 نہیں ہو اور اگر امام المسلمین کی رائے میں آیا کہ اہل حرب سے مواد عذر کر لے اور اس پر کچھ مال اُن سے لے لیتے ہیں کچھ مال لے کر اُن سے
 مواد عذر کر لے تو مضائقہ نہیں ہو لیکن یہ حکم اس وقت ہو کہ مسلمانوں کو مال کی حاجت ہو اور اگر حاجت نہ ہو تو اس طرح مواد عذر
 جائز نہیں ہو اور جب قدر مال اس مواد عذر سے لیا ہو وہ چیز کے مصارف کے طور پر صرف کیا جائیگا بشرطیکہ مسلمانان مجاہدین
 نے اُن کے ملک میں جا کر نزول کر کے اس طرح مواد عذر سے مال نہ لیا ہو بلکہ اہل حرب نے اپنا کچھ بھیج کر اس طرح صلح کی وجہ سے
 کی ہو اور اگر مسلمانوں کے لشکر نے انکو گھیر لیا تو ان کے مال دیکر صلح کر لی تو یہ مال غنیمت ہو کہ اُن کا خمس یعنی پانچواں
 حصہ نکال کر باقی کو باہم مسلمانوں میں تقسیم کر دے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر اہل حرب سے کسی ایک فریق مسلمانوں نے
 مواد عذر کر لی بدون اجازت امام کے تو مواد عذر جائز ہی اور یہ سب مسلمانوں پر جائز ہو گی یعنی کوئی اسکو توڑ نہیں سکتا ہو
 اس واسطے کہ یہ امان ہو اور ایک کا امان دینا مثل سب کے امان دینے کے ہو یعنی سب کی طرف سے امان ہو مگر یہ سراج
 دہاج میں ہے۔ اور اگر کسی مسلمان نے اہل حرب سے ہزار دینار پر ایک سال کی شرط پر صلح کر لی تو اُن کی صلح جائز ہے پس اگر امام کو یہ
 بات معلوم نہ ہوئی یہاں تک کہ سال گزر گیا تو وہ مال لیکر اسکو بیت المال میں داخل کر دے اور اگر امام کو اُن کی صلح کا حال معلوم ہوا اور
 سال نہیں گزرا ہو تو امام غور فرمایا پس اگر اسکے باقی رکھنے میں مصلحت ہو تو اس صلح کو باقی رکھیں اور مال لے لیا اور
 اگر اسکے توڑ دینے میں مصلحت معلوم ہو تو مال انکو واپس دیا پھر اُن کی صلح انکی طرف پھینک دیا اور اُن کے ساتھ قتال کر گیا
 اور اگر نصف سال گزر گیا ہو تو بھی کل مال استھاناً واپس کر دیا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر مسلمان نے اہل حرب سے کہا کہ
 وادعکم بالف دینار یعنی میں نے تم سے بعض ہزار دینار کے بمقابلہ ایک سال کے صلح کی پھر سال میں سے تھوڑا گزر گیا
 اور تھوڑا باقی ہو کہ امام نے اُن کی صلح انکو رد کر دی یعنی رد صلح کی اطلاع کر دی تو امام کو مال میں سے بقدر گزری ہوئی مقدار
 سال کے حساب سے مال میں سے لے لیا یعنی اسقدر لے لے اور باقی کے متقابل میں جب قدر مال رہا وہ واپس کر دے مثلاً
 نصف سال گزرا ہو تو نصف مال کا استحقاق ہو اور نصف مال واپس کر دے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اہل حرب سے تین سال
 کے واسطے ہر سال کی بعض ہزار درم کے صلح کی ہو اور کل مال وصول کر لیا پھر امام نے مواد عذر مذکورہ کو توڑ دینے
 و رد کر دینے کا قصد کیا حالانکہ ایک سال گزرا ہو تو انکو واپس کر دے اس واسطے کہ تسبیہ متفرق ہونے سے عقود
 متفرق ہو گئے بخلاف صورت اول کے کہ اس میں مال مذکور بشرط مواد عذر ایک سال کامل ہو اور عقداً ایک ہی ہو
 اور مال بجز شرط یعنی لفظ پر مذکور ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور مواد عذر دس برس سے زیادہ تک کے واسطے روا ہو بشرطیکہ
 امام المسلمین کو اس مواد عذر میں مسلمانوں کے حق میں بہتری نظر آوے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر دشمن نے
 مسلمانوں کا محاصرہ کیا اور کہا کہ اگر مال دیکر صلح کر لو تو ہمکو منظور ہو تو امام المسلمین اسکو منظور فرمایا گا الا اسی صورت میں کہ
 خوف ہلاکت ہو تو روا ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر اہل حرب نے امام المسلمین سے چند سال معلوم بدین شرط ادا کرینگے کہ ہمارے ملک میں ہمیں احکام اسلام
 صلح کی درخواست کی کہ ہم ہر سال مسلمانوں کو اسقدر مال معلوم بدین شرط ادا کرینگے کہ ہمارے ملک میں ہمیں احکام اسلام
 جاری نہ ہوں تو امام اسکو منظور نہ فرمایا گا الا اسی صورت میں کہ مسلمانوں کے واسطے اس میں بہتری ہو پس اگر یہ امر مسلمانوں کے
 واسطے بہتر ہو اور صلح اس امر پر واقع ہوئی کہ ہر سال مسلمانوں کو سو سو اس نفوسینگے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ

بہتر ہو اور صلح اس امر پر واقع ہوئی کہ ہر سال مسلمانوں کو سو سو اس نفوسینگے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ

جہاں اہل حرب ہیں جہاد کیا جئے ہمے مصاحفہ نہیں ہو اور وہاں کسی ایسے شخص کو گرفتار کیا جو ایسے ملک کا رہنے والا ہو جئے ہمے مصاحفہ ہو مگر وہ اس ملک کے کافرون کے پنجہ میں جنہر مسلمانوں نے جہاد کیا ہو اسیر تھا تو اس صورت میں وہ ہمارے لوٹ کا مال ہو گا یہ سراج و ہاج میں ہو۔ واضح ہو کہ ذمی اسکو کہتے ہیں کہ اُسے عہد کیا کہ ہم مسلمانوں سے مقابلہ نہ کریں گے جزیہ ادا کریں گے اور اپنے دین پر مسلمانوں کے تابع ہو کر رہیں گے قال نے الکتاب اور اگر ذمیوں نے اپنا عہد توڑا تو وہ مثل اُن مشرکوں کے ہیں جنہوں نے اپنی صلح کا عہد توڑا اور انکا مال لے لینا جائز ہو اس واسطے کہ جزیہ کے ساتھ انکا باقی رکھنا روا ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور جو لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے اور انہوں نے غلبہ کیا اور جس ملک میں رہتے ہیں وہ دار الحرب ہو گیا تو خوف کی حالت میں اُنسے بلا مال یہ صلح کر لینا روا ہو بشرطیکہ سپہن مسلمانوں کے حق میں بہتری ہو اور اگر اُنسے مال لیکر صلح کی تو جب اس پر قہار ہو تو یہ مال انکو واپس نہ دیا جاوے ہو اسلئے کہ یہ مال مسلمانوں کے واسطے غنیمت ہو بخلاف باغیوں کے لینے وہ گروہ مسلمان جو امام برحق کی اطاعت سے کشتی کر کے باغی ہو جاوے تو جب لڑائی ختم ہو جاوے اور باغی لوگ تابع ہوں تو انکا مال جو ہاتھ آیا ہو وہ ان لوگوں کو واپس کر دینا واجب ہو اس واسطے کہ وہ مال غنیمت نہ ہو گا ہاں قبل لڑائی ختم ہونے کے انکا مال انکو واپس نہ کر گیا اس واسطے کہ اس میں حق میں اعلات ہو یہ نہر الفائق و فتح القدر میں ہو۔ اور عرب کے بت پرست لوگ مثل مرتدوں کے ہیں حکم مواعیت میں اس واسطے کہ عرب کے بت پرستوں سے مثل مرتدوں کے سوائے اسلام کے اور کچھ قبول نہ کیا جائیگا پس وہ اسلام لا دین یا تلوار حکم ہو آئندہ سردار لشکر اسلام کو یا اور کوئی قائد ہو اسکو یہ مکروہ ہو کہ اہل حرب کا ہر یہ قبول کر کے مخصوص نہ ہو اسلئے کہ بلکہ یوں کر ناچاہیے کہ اسکو مسلمانوں کے واسطے مال غنیمت قرار دے۔ اور اہل حرب کے ہاتھ ہتھیاروں و کرائع کا فروخت کرنا مکروہ ہو خواہ اُنسے صلح ہو گئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور نیز انکے پاس یہ سامان بھیجا بھی مکروہ ہو اور اسی طرح لوہا وغیرہ جو چیز اصل آلات حرب ہو انکے یہاں بھیجا یا انکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہو اور ذمیوں کے یہاں ان چیزوں کا بھیجنا مکروہ نہیں ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور اگر حسبی ایک تلوار لایا اور بجائے اسکے کمان یا نیزہ یا ڈھال خریدی تو دارالاسلام سے باہر نہ لیجانے پاوے یہ مبسوط میں ہو اور اگر اسکو درمیں کے عوض فروخت کر کے پھر دوسری خریدی تو مطلقاً منع کیا جائیگا یہ تبیین میں ہو۔ اور اگر اہل حرب کے کسی بادشاہ نے درخواست کی کہ میں تمہارا ذمی ہوتا ہوں برین شرط کہ جزیہ ادا کروں گا اور اپنی مملکت میں جس طرح چاہوں گا قتل و ظلم وغیرہ سے حکم کروں گا تو اسلام میں یہ امر روا نہیں ہو اور اسکی درخواست قبول نہ کی جائیگی۔ اور اگر کوئی قطعہ زمین اسکا جو زمین اُسکے اہل مملکت سے ایک قوم ساکن ہو جو اسکے غلام ہوں کہ جسکو ان میں سے چاہتا ہو فروخت کرتا ہو پھر اُسے مسلمانوں سے ذمی ہو کر صلح کر لی تو بعد صلح کے بھی وہ لوگ اُسکے غلام ہونگے جیسے پہلے تھے کہ جنکو چاہے فروخت کر دے یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اگر سپہن کاؤن غالب آیا پھر مسلمانوں نے اپنے ذمی ہونے کی وجہ سے اس دشمن کو زیر کر کے ان غلاموں کو اس نے چھین لیا تو قتل سپہ غنیمت کے سب مملوک اس ذمی بادشاہ کو مفت واپس دیے جاویں گے اور اگر تقسیم غنیمت ہو چکی ہو تو پھر قیمت واپس دیے جاویں گے جیسے دیگر اموال اہل ذمہ کا حکم ہو اور علیٰ ہذا اگر بادشاہ مذکور مسلمان ہو گیا اور جو لوگ اسکی مملوکہ زمین میں اُسکے غلام ہیں وہ بھی مسلمان ہو گئے یا اسکی زمین دلوے مسلمان ہوئے اور بادشاہ مسلمان نہوا تو یہ لوگ جو اسکی زمین میں ہیں اسکے غلام رہیں گے۔ جیسے پہلے تھے یہ مبسوط میں ہو۔ فصل امان کے بیان میں۔ اگر کسی مرد مسلمان

۲
چند
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲

آزاد نہ یا عورت مسلمہ آزادہ نے کسی کافر کو یا ایک جماعت کفار کو یا اہل قلعہ کو یا ایک شہر والوں کو امان دی تو اسکا ان لوگوں کو امان دینا صحیح ہے اور مسلمانوں میں سے کسی کو روانہ ہوگا کہ پھر ان لوگوں سے قتال کرے لیکن اگر اسکا اس طرح امان دینا خلاف مصلحت ہو کہ اس میں مفسدہ نظر آوے تو امام المسلمین انکی امان توڑنے سے انکا اطلاع دیدیگا جیسے کہ اگر خود امام نے امان دی پھر مصلحت اس امان کے توڑ دینے میں ظاہر ہوئی تو انکو امان توڑ دینے کی اطلاع کردیگا۔ اور اگر امام نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا اور لشکر اسلام میں سے کسی آدمی نے انکو امان دیدی حالانکہ اس میں خرابی ہے تو امام ان لوگوں کو امان توڑ دینے سے مطلع کردیگا اور اس شخص کو جس نے امان دیدی تھی تا دیب کرے گا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور ذمی کا امان دینا باطل ہے لیکن اگر امام نے ذمی کو حکم کیا کہ ان حربیوں کو امان دیدے پس اس نے دیدی تو جائز ہے یہ یسین میں ہے۔ اور مکاتب کا امان دینا روا ہے اور جو مسلمان کہ اہل حرب کے ملک میں تاجر ہو یا جو مسلمان کہ انکے ہاتھ میں مقیم ہو اسکا امان دینا روا نہیں ہے اور جو شخص دار الحرب میں مسلمان ہو ہو اور وہاں موجود ہو اور اس نے اہل حرب کو امان دیدی تو انکی امان روا نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر غلام نے امان دی پس اگر وہ جہاد و قتال کرنے میں اپنے مولے کی طرف سے اجازت یافتہ ہو تو بلا خلاف اس غلام کا امان دینا روا ہے اور اگر وہ قتال سے ممنوع ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اسکا امان دینا نہیں صحیح ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول اس مسئلہ میں مضطرب ہے۔ اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ غلام مجبور کی امان میں یہ اختلاف مذکور اس صورت میں ہے کہ یہ جہاد بدون نفیر ہے۔ پوپنچنے کے واقع ہوا ہو اور اگر جہاد کے واسطے نفیر عام ہو چکی ہو کہ جس سے ہر فرد بشر پر جہاد کرنا فرض صلیں ہو جائے تو ایسی صورت میں اس غلام کی امان بلا خلاف صحیح ہوگی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہر صورت میں اختلاف ہے یہ محیط میں ہے اور باندی کے امان دینے میں بھی وہی تفصیل ہے جو غلام میں مذکور ہوئی یعنی اگر باندی اپنے مولیٰ کی اجازت سے قتال کرتی ہو تو اسکا امان دینا صحیح ہے اور اگر وہ قتال نہ کرتی ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اسکی امان نہیں صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی طفل نے امان دی حالانکہ غیر عاقل ہو یعنی اس کے نفع و ضرر کو نہیں سمجھتا ہو تو اسکی امان نہیں صحیح ہے جیسے مجنون کا حکم ہے اور اگر وہ اسلام کو سمجھتا ہو اور وصف اسلام بیان کرتا ہو یعنی اسلام کسکو کہتے ہیں پس وہ ٹھیک ٹھیک بیان کرتا ہو حالانکہ وہ قتال سے ممنوع ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں صحیح ہے اور امام محمد کے نزدیک صحیح ہے اور اگر وہ قتال کے واسطے اجازت یافتہ ہو تو اس میں ہر کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک بالائفاق صحیح ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور جو شخص مختلط العقل ہو مگر وہ اسلام کو جانتا ہو اور اسکا وصف بیان کرتا ہو تو وہ بمنزلہ طفل عاقل کے ہے یہ یسین میں ہے۔ اور اگر طفل بالغ ہو مگر وہ اسلام کے ارکان و اوصاف نہیں بیان کر سکتا ہو بسبب بخلانہ کے اور اگر عیشت کو نہیں سمجھتا ہو تو اسکی امان نہیں صحیح ہے اس لیے کہ وہ بمنزلہ مرتد کے ہے اور یہی حکم لڑکی کا ہے خواہ لڑکی آزادہ ہو یا باندی ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کسی مرد نے ایک گروہ مشرکوں کو امان دیدی پھر دوسرے گروہ مسلمانوں نے انپر تاخت کی اور مردوں کو قتل کیا اور عورتوں اور اموال کو لوٹ لیا اور انکو اس میں تقسیم کر لیا اور ان عورتوں سے انکی اولاد ہوئی پھر اس گروہ مسلمانوں کو جنھوں نے تاخت کی ہے امان دیے جانے کا حال معلوم ہو تو قتل کرنے والوں پر جسکو انھوں نے قتل کیا ہو اسکی دیت واجب ہوگی اور عورتیں اور مال انکے اہل کو دیے جائیں گے اور ان عورتوں سے جو نیک انھوں نے دلی کی ہو انکا مہر و ان دینگے اور ان سے جو اولاد پیدا ہوئی ہو وہ بغیر قیمت آزاد

ہونگے اور اپنے والد کے مسلمان ہونے کی وجہ سے انکی تبعیت میں مسلمان ہونگے کہ سننے والے جانے کی کوئی بات نہیں ہو اور واضح ہو کہ عورتیں تین حیض گزر جانے کے بعد واپس دیکھا رنگی اور اس عدت کے زمانہ میں یہ عورتیں کسی عادل کے پاس چھوڑی جاوینگی اور عادل اس معاملہ میں بوڑھی پرہیزگار عورت ہوگی نہ مریہ محیط میں ہو۔ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں نے اہل حرب کو امان کی ناپاکاری تو سب اہل حرب انکی امان ہی کی آواز سنکر امن میں مہجادیہنگے چاہے کسی زبان میں انکو نداد ہی ہو خواہ انھوں نے اس کلام کو سمجھا کہ امان معلوم کر لی ہو یا اس زبان کو نہ سمجھے اور اس سے امان کو نہ معلوم کیا ہو صرف آواز سنی ہو جیسے مثلاً عربی زبان میں انکو امان دینے کی منادی کر دی حالانکہ وہ لوگ رومی ہیں کہ عربی نہیں سمجھتے ہیں یا بنطی زبان میں انکو نداد سے امان دی حالانکہ یہ لوگ ایسی قوم ہیں کہ بنطی نہیں سمجھتے ہیں اور مثل اسکے تو ایسی صورت میں آواز سنکر وہ مومن ہو جاوینگے اور اگر کافروں نے مسلمانوں کے امان دی کی آواز نہیں سنی تو انکے واسطے امان حاصل نہ ہوگی پس انکا قتل کرنا اور گرفتار کرنا روا ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے ایسے مقام سے انکو منادی کی کہ وہاں سے آواز سن سکتے ہیں مگر دیگر قرائن سے ہر جہت سے یہ معلوم ہو کہ ان لوگوں نے آواز نہیں سنی ہو مثلاً یہ لوگ خواب میں تھے یا قتال میں مشغول تھے تو یہ امان ہوگئی اور معلوم ہونے سے یہاں یہ مراد ہو کہ غالباً اس سے یہ امر معلوم ہوا نہ بعلم حقیقی۔ اور واضح رہے کہ سب کو امان حاصل ہونے کے واسطے یہ شرط نہیں ہو کہ آواز امان کو سب لوگ سنیں بلکہ اکثر کافروں کا سن لینا کافی ہو اور یہ سب کس لینے کے قائم مقام رکھا جائیگا۔ اور اگر مسلمانوں نے کسی حربی سے کہا کہ لا تختف دست خوف کر یا اس سے کہا کہ تو امان یافتہ ہو یا اس سے کہا کہ لا باس علیک تو اندیشہ سختی مت کر تو یہ سب امان ہو اور اگر اس سے کہا کہ لبک امان اللہ تو امان ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ لبک عبد اللہ یا لبک ذمتہ اللہ یا اس سے کہا کہ بڑھ آ اور اللہ تعالیٰ کا کلام سن یا اس سے کہا کہ اجڑناک ہنسنے بچاؤ دیا تو بھی امان حاصل ہوگئی۔ اور اگر سردار لشکر اسلام نے کسی جماعت معین سے جو قلعہ میں محصور ہیں کہا کہ تم نکل کر ہماری طرف آؤ ہم تم سے صلح کی بابت مراوضت کریں اور تم امان یافتہ ہو یا یہ لفظ نہ کہا کہ تم امان یافتہ ہو پس وہ لوگ نکل آئے تو یہ سب امان یافتہ ہونگے۔ اور اگر اس سے کہا کہ تم ہماری طرف نکلو اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو وہ امان یافتہ نہ ہونگے اور اگر اس نے کہا کہ ہمارے پاس آؤ تو یہ امان ہو اور اگر اس نے کہا کہ ہماری طرف نکلو اور ہم سے خرید و فروخت کرو تو یہ امان ہو۔ اور اگر اہل حرب کسی قلعہ میں یا کسی مضبوط جگہ میں جہاں انکو پناہ و قوت حاصل ہو موجود ہوں پس کسی مسلمان نے کسی حربی کو اشارہ کیا کہ ہمارے پاس چلا آیا اہل قلعہ کو اشارہ سے کہا کہ تم دروازہ کھول دو اور آسمان کی طرف اشارہ کیا پس انھوں نے دروازہ کھول دیا اور گمان کیا کہ یہ امان ہو اور جو فعل اس مرد مسلمان نے کیا ہو وہ مسلمانوں اور ان حریوں کے درمیان معروف ہو کہ جب ایسا کیا جاتا ہو تو امان ہوتی ہو یا یہ امر بطرح ان میں معروف نہ ہو بہر حال ان مشرکوں کو امان ہوگی۔ اور اگر دشمن کی طرف اپنی انگلی سے اس طرح اشارہ کیا کہ جس سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ میرے پاس آؤ حالانکہ یہ اشارہ کرنے والا اپنی زبان سے کہہ رہا ہو کہ اگر تو آویگا تو میں تجھے قتل کرونگا پس دشمن مذکور چلا آیا تو وہ امان یافتہ ہو اسکا قتل کرنا روا نہیں ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ مفسر نے اسکے اشارہ کو سمجھا اور اسکو امان خیال کیا اور اشارہ کرنے والے کے اس قول کو کہ اگر تو آویگا تو تجھے قتل کرونگا نہیں سنا یا نہ سمجھا ہو۔ اور اگر اشارہ کرنے والے کا یہ قول سن کر سمجھ لیا ہو پھر بھی چلا آیا تو یہ امان نہ ہوگی۔ اور علیٰ ہذا اگر مسلمان نے کافر سے کہا کہ چلا آ تاکہ میں تجھے قتل کروں پس کافر نے

اعلیٰ کلام سنا اور سمجھ لیا اور آخر کلام نہیں سنایا نہ کہ نہیں سمجھا پس چلا آیا تو اسکو امان ہو اور اگر اُس نے آخر کلام نہ سمجھ لیا
 ہو تو امان نہ ہوگی اور علیٰ ہذا اگر مسلمان نے مشرک سے کہا کہ چلا اگر قتال کرنا چاہتا ہو اگر تو مرد ہو پس اُس نے اول کلام کو
 نہ سمجھ لیا اور آخر کلام کو نہیں سنایا آخر کلام کو سنا اور اسکو نہیں سمجھا پس چلا آیا تو اسکو امان ہوگی اور اگر اُس نے اول کلام کو نہ سمجھ لیا
 کلام سب سنا اور سمجھ لیا ہو پھر چلا آیا تو اسکو امان نہ ہوگی اور علیٰ ہذا اگر حربی سے کہا کہ بیان آدیکھ تو میں تیرے ساتھ
 گیا کرتا ہوں تو بھی ایسا ہی حکم ہے یہ ذخیرہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک جماعت کفار نے مسلمانوں سے کہا کہ امنو نا علیٰ ذرا بنالینہ
 ہکو امان دو بشرط آنکہ ہمارے ساتھ ہمارے ذریعے بھی امن میں ہو پس مسلمانوں نے انکو اس طرح پر امان دی تو وہ لوگ اور انکی
 اولاد اور انکی اولاد کی اولاد اگرچہ کتنے ہی شیخہ درجہ کی ہو سب امن میں داخل ہوگی لیکن اولاد پس ان امن میں داخل
 ہوگی اولاد و خیران امن میں داخل ہوگی یہ سیر کیسے ہو کہ انی الظہیرہ اور اگر حربی نے کہا کہ امنو علیٰ علیٰ اولاد یعنی امان دو مجھکو بشرط
 آنکہ میں سیری اولاد بھی داخل ہو پس مسلمانوں نے اسکو اس طرح امان دی تو وہ اور اسکی اولاد سب اور اولاد میں سے
 مردوں کی اولاد سب داخل ہوگی اور عورتوں کی طرف سے جو اسکی اولاد ہو وہ داخل ہوگی۔ اور اگر اُس نے کہا کہ امنو نے علیٰ
 اولاد اولاد یعنی مجھے امان دو بشرط آنکہ سیری اولاد کی اولاد میں داخل ہو تو شیخ الاسلام اور قاضی رکن الاسلام علیٰ ہذا
 نے ذکر کیا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور شمس الائمہ شری نے ذکر کیا کہ اس صورت میں دختر دن کی اولاد از روئے
 حکم روایت داخل ہوگی۔ اور اگر اُس نے کہا کہ امنو علیٰ ابائی یعنی مجھے امان دو بشرط آنکہ سیری سب امن میں داخل ہوں اور
 اس کے مادر و پدر و دونوں موجود ہیں تو امان میں داخل ہو جائینگے اور اگر اس کے مادر و پدر ہوں بلکہ جد و جدہ موجود ہوں تو
 ان دونوں کے واسطے امان حاصل ہوگی اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر انکی زبان میں حسین وہ باتیں کرتے ہیں جو کبھی
 باپ بولتے ہوں جیسے پسر کے پسر کو بیٹا بولتے ہیں تو جد بھی بمنزلہ پسر کے پسر کی امان میں داخل ہوگا یہ محیط میں ہے اور
 اگر حربیوں نے کہا کہ امنو نا علیٰ ابنا سنا یعنی ہکو امان دو باہن بشرط کہ ہمارے ابنا میں داخل ہوں حالانکہ انکے بیٹے بیٹیاں
 موجود ہیں تو سب امان میں داخل ہونگے۔ اور اگر انکی اولاد زینہ ہوں بلکہ خاصہ لڑکیاں ہوں تو وہ کوئی امن میں
 داخل ہونگی بلکہ سب مال غنیمت ہونگی۔ اور اگر انھوں نے کہا کہ امنو نا علیٰ بنات سنا و خواتنا یعنی ہکو امان دو بشرط یہاں
 بیٹیاں و بنین امان میں داخل ہونگی تو یہ امان خاصہ مومنوں کے واسطے ہوگی اس میں کوئی مذکر انکی اولاد وغیرہ میں سے
 داخل نہ ہوگا یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ امنو علیٰ اخوتی حالانکہ اسکی بھائی اور بنین موجود ہیں تو سب کی سب امان میں داخل
 ہونگی اور اگر اسکی بنین ہوں اور انکے ساتھ کوئی مذکر نہ ہو تو بھی سب کی سب امان میں داخل ہونگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر
 حربیوں نے کہا کہ امنو نا علیٰ ابنا سنا حالانکہ انکے صلبی فرزند و پسرون کے غیر موجود ہیں تو ہر دو فریق امان میں داخل ہونگے اور اگر
 انکے صلبی پسرون بلکہ پسرون کے پسر ہوں تو وہ بھی امان میں ہونگے۔ اور اگر حربیوں نے کہا کہ امنو نا علیٰ ابنا سنا حالانکہ انکے
 باپ بنین ہیں بلکہ اجداد موجود ہیں تو اجداد و اس امان میں داخل ہونگے اور سبط اگر انھوں نے کہا کہ ہکو امان دو بشرط
 آنکہ ہمارے مائیں امن میں داخل ہوں حالانکہ انکی مائیں جنھوں نے انکو جنا ہو نہیں موجود ہیں بلکہ انکے جدات موجود ہیں تو یہ عورتیں
 اس امان میں داخل ہونگی۔ اور اگر حربی نے کہا کہ مجھے امان دو بدین بشرط کہ میرے موالی امن میں داخل ہوں حالانکہ
 اسکے موالی یعنی غلام کوئی نہیں ہو فقط باندیاں ہیں تو استھانایہ باندیاں اسکے ساتھ امان میں داخل ہونگی یہ ظہیرہ
 میں ہے اور اگر کسی حربی نے قلعہ کے اندر سے امیر لشکر اسلام سے کہا کہ امنو نا علیٰ سماعی مجھے امان دو بشرط آنکہ سیری سماعی

میری اولاد ہیں اور انھوں نے انکی تصدیق کی تو یہ لوگ قیاساً و تمسلاً دونوں طرح سے فہمی ہونگے۔ اور اگر اطفال صغیر اسکے ساتھ ہوں اور وہ ایسے ہیں کہ اپنے نفس سے تعبیر کر سکتے ہیں یعنی بیان کر سکتے ہیں کہ کون ہیں پس اس جہی سے کہا کہ یہ میری اولاد ہیں اور انھوں نے انکی تصدیق کی تو بحکم قیاس وہ فہمی ہونگے اور تمسلاً وہ فہمی ہونگے اور اگر ان اطفال نے انکی تکذیب کی تو وہ مسلمانوں کے لیے فہمی ہونگے۔ اور اگر اسکے ساتھ بالغہ عورتیں ہوں اور اسنے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں اور ان عورتوں نے تصدیق کی تو قیاساً فہمی ہونگی اور تمسلاً مامون ہونگی بالجملہ اس جنس کے مسائل میں اصل یہ قرار پائی کہ جو شخص اپنے نفس کے واسطے اپنے امان طلب کر سکتا ہو بلحاظ غالب اکثر کے تو وہ امان میں دوسرے کا تابع نہیں قرار دیا جائیگا اور جو شخص بلحاظ غالب اکثر کے اپنے واسطے امان اپنے آپ نہیں لیتا تو وہ امان میں دوسرے کا تابع کیا جائیگا پس علیٰ ہذا اگر حرجی نے اپنے واسطے امان لی تو انکی کوئی جہد و منہین و پھوپھیاں و خالائیں ہر عورت جو انکی ذات حرم محرم ہو امان میں اسکے تابع کیا و نیکی اور اس جہی کا باپ جد و بھائی وغیرہ جو خود امان لیتا ہو ایسے لوگ اس جہی کے ساتھ انکی تبعیت میں داخل امان ہونگے۔ اور جو شخص کرستاس کے امان کی تبعیت میں داخل امان ہوتا ہو اگرستاس کے ساتھ دارالاسلام میں داخل ہو اس معلوم ہو کہ یہ ایسا ہو جیسا کہ اُسنے کہا یعنی ستاس کے ساتھ داخل امان ہوتے والے لوگوں میں سے ہر یا ستاس نے دعویٰ کیا کہ یہ ایسا ہو اور جو ساتھ آیا ہو اُسنے اسکے قول کی تصدیق کی تو ہر حال دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہو اور وہ اس ستاس میں داخل امان کی تبعیت میں داخل امان ہوگا اور اگر اُسنے اس ستاس کی تکذیب کی تو وہ فہمی ہوگا اور اگر پہلے تکذیب کی پھر تصدیق کی تو بھی فہمی ہوگا۔ اور اگر پہلے انکی تصدیق کی پھر تکذیب کی تو ہمیں تفصیل ہو کہ اس ستاس جہی کے ملوک رقیق اور انکی اولاد و مخارج و اپنے نفس سے تعبیر کر سکتے ہیں اس میں ہینگے اور اسکا اجیر و عورت بالغہ اگر انھوں نے اول مرتبہ انکی تصدیق کی تو اپنی ذات پر اسکے رقیق ہونے کا اقرار نہ کیا کیونکہ ستاس نے خود ہی اپنی رقیبت کا دعویٰ نہیں کیا ہو پس اسے آزاد باقی رہے پھر جب اسکے بعد انھوں نے انکی تکذیب کی تو انھوں نے اپنی ذاتوں پر رقیبت کا اقرار کر لیا اور جہی اگر اپنی ذات پر رقیبت کا اقرار کرے تو اسکا اقرار رقیبت صحیح ہوتا ہو اور مسئلہ محصور میں بیان فرمایا کہ اگر محصور نے مسلمانوں سے امان طلب کی بدین شرط کہ میں مسلمانوں کے پاس حاضر آؤں گا تو ان میں اسکا لباس اور جو پتھار پہننے ہوئے ہو اور جانور سواری اور جو کچھ روپیہ و اشرفی وغیرہ اپنے ساتھ کمال لایا ہو داخل ہوگا پتھان ہو اور اسو اسے اسکے جو کچھ رہا وہ فہمی ہوگا پھر واضح ہو کہ اسکے ہتھیاروں و کپڑوں میں سے ہتھیار داخل امان ہونگے جتنے ہتھیار اسکے مثل آدمی باندھ سکتا ہو یا جتنے کپڑے اسکے مثل آدمی پہنتا ہو حتیٰ کہ اگر اُسنے چند کمانیں اپنے ہونڈ پر گکائیں یا چند تلواریں لٹکائیں یا چند قبائین پہنیں یا چند عمارتیں پہنیں یا بندھیے جیسے کوئی بوجھ لاوے ہوئے ہو تو بقدر زیادتی کے اُسکے ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر سردار لشکر اسلام نے امیر قلعہ کے پاس کسی ضرورت سے کوئی ایچی بھیجا پھر ایچی وہاں گیا اور وہ مسلمان ہو پھر جب اُسنے پیغام پوچھا تو کہا کہ امیر لشکر اسلام نے میری بانی تجھے اور تیرے اہل مملکت کے واسطے امان بھیجی ہو پس تو دروازہ کھول دے یا امیر قلعہ کے پاس دروغ بنایا ہو اس سردار لشکر اسلام کی طرف سے خط لے گیا زبانی یہ امر بیان کیا اور اس بیان کے وقت چند آدمی مسلمان بھی حاضر تھے پس جب امیر قلعہ نے دروازہ قلعہ کھول دیا اور مسلمان اس میں گھس پڑے اور انھوں نے ٹوٹاؤ کر نشانہ شروع کیا تو امیر قلعہ نے کہا کہ تمھارے ایچی نے تمہیں بیان کیا کہ تمھارے سردار لشکر نے تمکو امان دی ہے اور ان مسلمانوں نے جو وقت بیان کے حاضر تھے گوہی دی تو یہ سب لوگ امان میں ہونگے کہ جو کچھ اُسنے لیا گیا ہو وہ سب انکو واپس دیا جائیگا۔ اور اگر یوں واقع ہوا کہ جو شخص امیر قلعہ کے

پاس گیا ہو وہ سردار لشکر اسلام کا ایلی نہیں ہو بلکہ اسے اپنی طرف سے ایک خط جعلی بنایا اور اس کو لے کر سردار قلعہ کے پاس گیا اور زبانی اسے یہ بات بیان کی اور کہا کہ میں سردار لشکر اسلام کا ایلی اور مسلمانوں کا ایلی ہوں پھر ایسا واقعہ ہوا تو یہ سب لوگ مسلمانوں کے واسطے فتنی ہونگے لیکن امام کو جائز ہو کہ ان لوگوں کا قول قبول کرے یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر سردار لشکر اسلام کے ایلی نے بعد سردار کے پیغام پہنچانے کے کہا کہ فلاں قائد لشکر نے تم کو امان دی ہو اور مجھے اس امر کے واسطے بھیجا ہو اور مسلمانوں نے تار و تارہ امیر لشکر تم کو امان دی ہو اور میں نے بھی تم کو قبول اپنے تمہارے پاس داخل ہونے کے تم کو امان دی تھی اور تم کو آواز دیا کہ اگر دی تھی اور اس کی اس گفتگو پر قوم حاضرین مسلمان گواہ ہوئی تو اس صورت میں یہ سب فتنی ہونگے بشرطیکہ جو کچھ اسے بیان کیا ہو وہ دروغ خبر دی ہو۔ اور اگر کسی مسلمان نے اس کو کسی حاجت کے واسطے بھیجا ہو پس ایلی نے اس کی ضرورت پوری کر کے کہا کہ جتنے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہو اسے تم کو امن ہی ہو تو یہ باطل ہو یہ محیطہ شرعی میں ہو۔ اور اگر امام نے یا کسی مسلمان نے کسی ذمی کو حکم کیا کہ لو ان حربیوں کو امان دیدے پس اگر ذمی سے یوں کہا کہ انکو امان دیدے پس ذمی نے حربیوں سے کہا کہ میں نے تم کو امان دی یا کہا کہ فلاں نے تم کو امان دی تو دونوں کیساں ہیں اور وہ سب امان یافتہ ہو جائینگے اور اگر ذمی سے کہا کہ تو کہ فلاں نے تم کو امان دی پس میں نے اسے کہا کہ فلاں نے تم کو امان دی تو بھی وہ سب امان یافتہ ہو جائینگے اور اگر ذمی نے کہا کہ میں نے تم کو امان دی تو یہ باطل ہو یہ خبر میں ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا پس امیر لشکر نے اہل قلعہ سے کہا کہ اگر کبھی کسی وقت میں تم کو امان دون کو میری امان باطل ہو یا تو تمہارے واسطے امان حاصل نہ ہوگی یا تو میں نے وہ امان تمہارے سردار سے یعنی رد کر دی پھر اسی امیر لشکر نے انکو امان دی تو اس کی امان باطل ہوگی اور اگر امیر لشکر نے کسی منادی کو حکم کیا کہ لشکر میں پکار دے کہ جسے تم میں سے اہل قلعہ کو امان دی تو اس کی امان باطل ہوگی پھر کسی مسلمان نے اہل قلعہ کو امان دی تو اس کی امان جائز ہوگی اور اگر منادی کو حکم دیا کہ اہل قلعہ کو پکار کر مطلع کروے یا خط لکھ بھیجا یا ایلی بھیج دیا کہ اگر کسی مسلمان نے تم کو امن دیا تو اس کی امان پر اعتماد نہ کرنا کہ اس کی امان باطل ہو پھر کسی مسلمان نے انکو امان دی اور اہل قلعہ اس کی امان پر قلعہ سے اتر آئے تو وہ لوگ فتنی ہونگے اور اگر امیر لشکر نے اہل قلعہ سے کہا کہ اگر تم کو کوئی مسلمان امان دے تو تم کو امان حاصل ہونگی یہاں تک کہ میں تم کو امان دون پھر ان کے پاس کوئی مسلمان آیا اور کہا کہ میں سردار لشکر کی طرف سے تمہارے پاس ایلی آیا ہوں کہ تم کو سردار لشکر نے امان دی پس اہل قلعہ اس خبر پر قلعہ سے اتر کر حاضر ہونے تو وہ سب امان یافتہ ہونگے اگرچہ مرد و کورس خبر میں کا ذب ہو۔ اور اگر اہل قلعہ سے امیر لشکر نے کہ دیا ہو کہ تم کو امان حاصل ہونگی اگر کسی مسلمان نے تم کو امان دی یا میری طرف سے ایلی بکرا آیا یہاں تک کہ میں خود تم کو امان دون اور باقی مسئلہ بجا واقع ہوا تو یہ سب لوگ فتنی ہونگے اور اگر امیر نے اس کے پاس ایلی بھیجا ہو اور اسے انکو پیغام امان امیر کا جو بچا یا ہو تو وہ لوگ امان یافتہ ہونگے۔ اور اگر اسے کہا کہ جب میں تم کو امان دی تو میری امان باطل ہو پھر انکو امان دی تو یہ امان صحیح ہوگی محیطہ شرعی میں ہو۔ اگر مسلمانوں نے اہل حرب کے کسی قلعہ یا شہر کا محاصرہ کیا پس انھوں نے مسلمانوں سے درخواست کی کہ تم ہکو اللہ تعالیٰ کے حکم پر تار و لینے ہم تمہارے پاس آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہم پر حکم کرے اس شرط پر ہکو بلاؤ تو مسلمانوں کو اس طرح پر بلانا نہیں چاہیے یہ محیطہ میں ہو اور اگر مسلمانوں نے انکو حکم اللہ تعالیٰ پر اتار دیا جو دیکھا تو ایسا چاہیے تو امام کو چاہیے کہ انہیں اسلام پیش کرے پس اگر وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو سب کے سب آزاد ہونگے کہ انکو انکا ال بدوین

۲۰
چند
۳۰
۴۰
۵۰
۶۰
۷۰
۸۰
۹۰
۱۰۰
۱۱۰
۱۲۰
۱۳۰
۱۴۰
۱۵۰
۱۶۰
۱۷۰
۱۸۰
۱۹۰
۲۰۰
۲۱۰
۲۲۰
۲۳۰
۲۴۰
۲۵۰
۲۶۰
۲۷۰
۲۸۰
۲۹۰
۳۰۰
۳۱۰
۳۲۰
۳۳۰
۳۴۰
۳۵۰
۳۶۰
۳۷۰
۳۸۰
۳۹۰
۴۰۰
۴۱۰
۴۲۰
۴۳۰
۴۴۰
۴۵۰
۴۶۰
۴۷۰
۴۸۰
۴۹۰
۵۰۰
۵۱۰
۵۲۰
۵۳۰
۵۴۰
۵۵۰
۵۶۰
۵۷۰
۵۸۰
۵۹۰
۶۰۰
۶۱۰
۶۲۰
۶۳۰
۶۴۰
۶۵۰
۶۶۰
۶۷۰
۶۸۰
۶۹۰
۷۰۰
۷۱۰
۷۲۰
۷۳۰
۷۴۰
۷۵۰
۷۶۰
۷۷۰
۷۸۰
۷۹۰
۸۰۰
۸۱۰
۸۲۰
۸۳۰
۸۴۰
۸۵۰
۸۶۰
۸۷۰
۸۸۰
۸۹۰
۹۰۰
۹۱۰
۹۲۰
۹۳۰
۹۴۰
۹۵۰
۹۶۰
۹۷۰
۹۸۰
۹۹۰
۱۰۰۰

اور اولاد سب سپرد کر دیے جاویں گے اور ان کا ملک دارالاسلام ہو جائیگا اور ان کی ارضی زمین سے فقط عشر لیا جائیگا اور اگر انھوں نے اسلام سے انکار کیا تو امام انکو ذمی بنا دیگا اور اپنے چوبیس مقرر کرے گا اور ان کی زمین پر پھر حج بائیس گنا اور یہ لوگ رقیق نہیں بنائے جائیں گے اور نہ قتل کیے جاویں گے اور نہ وہ لوگ اپنی محفوظ جگہ میں واپس کیے جاویں گے۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کسی ایک معین کے حکم پر اترے تو یہ جائز ہو پس اگر اس مسلمان نے اپنے قتل کا یا رقیق بنانے کا یا ذمی بنانے کا حکم دیا تو یہ حکم جائز ہوگا اور اگر اُس نے یہ حکم دیا کہ انہی جگہ پر واپس کر دیے جاویں تو یہ حکم نہیں جائز ہے۔ اور اگر فلان مذکور قبل اسکے کہ ان کے حق میں کچھ حکم کرے مگر کیا یا قتل کیا گیا تو وہ لوگ ایسے ہو جاویں گے جیسے الذمہ کے حکم پر اترے۔ یعنی ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جو حکم اللہ تعالیٰ پر اترے کی صورت میں مذکور ہوا ہو۔ اور اگر اس مسلمان نے اپنے آپ کو حکومت سے خارج کیا یعنی کہا کہ میں ان کے حق میں حکم ہونے سے خارج ہوتا ہوں تو وہ خارج ہو جائیگا اور اگر اُس نے پہلے یہ حکم کیا کہ واپس کر دیے جاویں پھر اسکے قتل کیے جانے کا حکم کیا تو احتساباً نہیں صحیح ہو یہ محض سبھی میں ہے۔ اور اگر انھوں نے کسی مسلمان کو بطور مذکور حکم قرار دیا لیکن یہ مسلمان بسبب اپنے فسق کے یا بسبب محدود القذف ہونے کے ایسا ہو کہ اس کی گواہی روا نہیں ہو تو ان کے حق میں اس کا حکم جائز ہوگا خواہ ان کے قتل کیے جانے کا یا رقیق بنانے کا یا سوائے اسکے اور حکم کرے یہ محض میں ہے۔ اور نوازل میں لکھا ہو کہ اگر اہل حرب کسی ایسے شخص کے حکم پر اترے جو محدود القذف ہو یا اندھا ہو تو یہ جائز نہیں ہو یہ تاتار خانہ نہیں ہے۔ اور اگر انھوں نے کسی غلام یا طفل آزاد کو جو عاقل ہو گیا ہو حکم دیا تو اس کا حکم جائز نہ ہوگا۔ اور اگر باوجود اسکے کہ اس کے حکم پر اترے تو ذمی بنائے جاویں گے جیسے حکم اللہ تعالیٰ پر اترنے کی صورت میں ہے۔ اور اگر وہ کسی ذمی کے حکم پر اترے پس اس ذمی نے قتل کیے جانے والی عورتیں کو کچھ رقیق بنائے جلانے کا یا اسکے سوائے اور حکم کیا تو جائز ہے ایسا ہی امام محمد نے سیر کبیر میں ذکر کیا ہے اور اگر قبل اسکے کہ ذمی کو اپنے اوپر حکم بنا دیں وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو پھر ان کے حق میں ذمی کا کوئی حکم مثل قتل کیے جانے یا رقیق بنانے وغیرہ کا جائز نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں امام المسلمین انکو آزاد مسلمان قرار دیگا کہ ان کے اوپر کوئی راہ نہ ہوگی۔ اور اگر انھوں نے کسی عورت کو حکم قرار دیا تو اس عورت کا حکم انہیں سب طرح کا روا ہو سوائے حکم قتل کے کہ اگر عورت مذکورہ ان کے حق میں قتل کیے جانے کا حکم کرے تو قبول نہ ہوگا ایسا ہی زیادات میں مذکور ہے۔ اور جو مسلمان ان کے ہاتھ میں بقید ہو وہ حکم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے اور اسی طرح جو مسلمان ان کے ملک میں تاجر ہو وہ بھی حکم نہیں ہو سکتا ہے اور اسی طرح اگر انہیں سے کوئی شخص مسلمان ہو کر وہیں رہا ہو وہ بھی حکم نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ان میں کا جو شخص لشکر اسلام میں ہوا وہ بھی حکم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور سیر کبیر میں لکھا ہو کہ اگر اہل حرب نے یہ شرط کی کہ ہم لوگ فلان کے حکم پر اترے ہیں بدین شرط کہ اگر اُس نے ہمارے حق میں کچھ حکم کیا تو یہ حکم پورا ہوگا اور اگر اُس نے کچھ حکم نہ کیا تو ہمارے تمام غلات میں واپس کر دو یا یہ شرط کی کہ ہم فلان کے حکم پر بدین شرط اترتے ہیں کہ اگر اُس نے ہمارے حق میں یہ حکم کیا کہ یہ لوگ اپنے مقام محفوظ میں واپس ہو چکاویں جاویں تو ہم لوگ اسکے پورا کر دو تو مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ انکو اس شرط پر آمادہ رہیں اور اگر انھوں نے اس شرط پر انکو آمادہ کر دیا تو حکم کو نہ چاہیے کہ ان کے حق میں حکم کرے کہ اپنے مقام محفوظ میں واپس کر دیے جاویں اور اگر مسلمانوں نے انکو اس شرط پر آمادہ کر دیا تو حکم نے ان کے حق میں یہی حکم کیا کہ اپنے مقام محفوظ میں واپس کر دیے جاویں تو ہم اُس کے حکم کو پورا کریں گے اور اہل حرب کو ان کے مقام

محفوظ رہیں۔ پس کروینگے۔ نو اور ابن سہامہ بن امام محمد بن سے مروی ہے کہ اگر امیر لشکر نے اہل قلعہ میں سے کسی قوم کو امان
 دی ہو تو بشرط کہ وہ فلاں کے غلام ہوں اور وہ اس امر پر رضی ہوئے اور فلاں کی طرف اتر کر گئے تو مسلمانوں میں سے
 جو انکو لوٹ لے اسی کے واسطے فتنی ہونگے اور فلاں کے بخصوص غلام نہ ہونگے۔ اور اگر کافروں نے ان کی درخواست
 کی ہو تو بشرط کہ ہر ایک ان پیش کیا جاوے پس اگر ہم قبول کر لیں تو خیر ورنہ ہم اپنی جاسے محفوظ رہیں واپس کر دیتے جاوین
 تو امام المسلمین پر اسکا قبول کرنا واجب ہو اور اگر اس شرط پر کہ اپنا اسلام پیش کیا جاوے وہ لوگ اترے پس اپنا اسلام
 پیش کیا گیا مگر انھوں نے قبول نہ کیا تو انکو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے قلعہ میں چلے جاوین اور مسلمانوں کو رو نہیں دیں کہ
 انکو قتل کریں اور انکی عورتوں و بال بچوں کو گرفتار کر لیں۔ اور اگر ان لوگوں نے بعد انکار اسلام کے ادا سے خارج
 پر رضا مندی ظاہر کی تو یہ امر انکے ذمہ لازم ہو جائیگا اور اسکے بعد پھر وہ لوگ رہا نہ کیے جاوینگے کہ اپنے مقام محفوظ
 میں جا کر جنگ کریں اور اگر بعض اہل قلعہ اس شرط پر اتر آئے کہ فلاں جو کچھ ہمارے حق میں حکم کرے ہو منظور ہو
 پھر ان لوگوں کے قلعہ سے جدا ہونے کے بعد قلعہ مذکور فتح کیا گیا اور جو شخص متقابل قلعہ میں تھا قتل کیا گیا تو یہ لوگ
 جو اس شرط سے نکل آئے تھے اپنی شرط مذکور پر ہونگے۔ اور اگر ان لوگوں نے یہ بھی شرط عدم رضا مندی
 کے ہم لوگ اپنے قلعہ کو واپس کیے جاوین اور حال یہ گذرا ہو کہ قلعہ منہدم کیا گیا ہو تو یہاں سے جو اقرب مقام ایسا ہو کہ
 اس میں محفوظ ہو سکیں وہاں بھیج دیے جاوینگے۔ اور اگر تمام اہل قلعہ کے اتفاق سے اسے لوگ اس طرح صلح کے واسطے
 نکلے ہوں تو مسلمان لوگ اہل قلعہ کو قتل نہیں کریں گے اور اگر انھوں نے قتل کیا تو اپنا کچھ کفارہ وغیرہ لازم نہ آوینگا
 لیکن انھوں نے اسارت کی۔ اور اگر وہ لوگ اس شرط سے نکلے کہ ہمارے حق میں والی بذات خود حکم کرے تو والی
 مثل لشکر کے ایک سپاہی مسلمان کے ہر سپاہی اسکا حکم بھی ہوگا۔ اور اگر وہ لوگ علی حکم اللہ تعالیٰ حکم فلاں اتر آئے
 تو یہ مثل اسکے ہو کہ علی حکم اللہ تعالیٰ اترے اور اگر وہ لوگ علی حکم فلاں و فلاں اتر آئے پھر ان دونوں میں سے ایک مر گیا تو
 اسکے بعد اکیلے دوسرے کا حکم انکے حق میں روانہ ہوگا اور سنتے میں فرمایا کہ ان اسوقت رہا ہوگا کہ ہر دو فریق یعنی کفار
 و مسلمان اسکے حکم تنہا پر رضا مند ہو جاوین۔ اور نیز اسی مقام پر فرمایا کہ اور اسی طرح اگر ہر دو زندہ ہیں مگر دونوں نے
 حکم میں اختلاف کیا تو بھی یہی حکم ہو کہ کسی کا حکم تنہا روانہ ہوگا الا آنکہ ہر دو فریق کسی ایک کے حکم پر رضا مند ہو جاوین
 اور اگر ہر دو حکم میں سے ایک نے حکم کیا کہ انہیں سے اپنے اپنے قلعے میں قتل کیے جاوین اور انکے بال بچے رقیق بنا سنے
 جاوین اور دوسرے نے یہ حکم کیا کہ انہیں سب کے سب قتل بنا سنے جاوین تو انہیں سے کوئی قتل نہ کیا جائیگا اور سب کے
 سب مرد و عورت و بچے مسلمانوں کے واسطے فتنی ہونگے۔ اور اگر دونوں نے حکم کیا کہ انہیں سے اپنے اپنے قلعے میں قتل کیے
 جاوین اور انکے بال بچے رقیق بنائے جاوین تو امام المسلمین کو اس کے حق میں اختیار ہو جائیگا کہ اسے کہے کہ تم اپنے قلعے کو قتل
 اور انکی عورتوں و بچوں کو رقیق کرے اور چاہے سب کو فتنی قرار دے۔ اور اگر اہل عرب کسی مسلمان کے حکم پر اتر آئے
 اور کسی کو معین نہیں کیا تو معین کرنا امام المسلمین کے اختیار میں ہوگا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص افضل ہوگا اسکو مختار
 کرے گا اور اگر بعد حکم قرار دینے کے قبل حکم جاری ہونے کے وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو وہ آزاد مسلمان ہونگے اور اگر حکم نے
 انکے فتنی ہونے کا حکم قبل انکے مسلمان ہونے کے دیدیا تو اور فتنی انکے واسطے خراجی رہیگی اور اگر حکم نے انکے حق میں
 حکم دیا کہ انہیں سے جتنے سرگروہ ہیں کہ انکے غدر کا خوف ہو قتل کیے جاوین اور باقی مرد و عورتیں رقیق بنائی جاوین

تو ایسا حکم جائز ہوگا۔ اور اگر حکم نے انکے حق میں یہ حکم دیا کہ انکے مرد قتل کیے جاویں اور عورتیں وہ بچے رقیق بنائے جاویں پس انہیں سے مرد قتل کیے گئے اور عورتیں وہ بچے رقیق بنائے گئے تو یہ زمین فنی ہوگی چاہے امام المسلمین اسکو پانچ حصے کر کے ایک حصہ رکھ کر چار حصے مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دے اور چاہے اسکو اپنے حال پر والی کے قبضہ میں چھوڑ دے اور اس زمین کی آبادانی کے واسطے ایسے لوگوں کو بلا دے جو اسکو تعمیر کریں اور اسکا خرچ ادا کریں جیسے ذمیوں کی زمین بیکار افتادہ کی نسبت حکم ہو۔ اور اگر اہل حرب کے اتر آنے کے بعد قبل حاکم کے حکم کے حاکم مرگیا تو یہ لوگ اپنے مقام محفوظ میں واپس کر دیے جاویں ماسوائے مسلمانوں کے یعنی جو مسلمان لڑو گئے ہیں کہ انہیں گے جو آزاد ہیں وہ مفت الگ کر دیے جاویں گے اور ساتھ لے لیے جاویں گے اور جو لوگ ملوک ہیں وہ قیمت دیکر انہیں سے نکال لیے جاویں گے اسی طرح جو ہماذی انکے پاس ہوا وہ بھی جو انکا زیروست مسلمان ہو کر سمجھے اعانت چاہے پھر واصل رہے کہ جس صورت میں بموجب شرائط وغیرہ کے یہ واجب ہو کہ وہ اپنے مقام میں اپس کے دیے جاویں تو اسی مقام پر واپس کر دیے جاویں گے جہاں سے نکلے ہا یہ اس آئے تھے اور جو مقام اس سے زیادہ مضبوط ہو یا جہاں لشکر زیادہ موجود ہو وہاں واپس نہ کیے جاویں گے یہ محیط میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں نے اہل قلعہ میں کسی شخص سے کہا کہ اگر تو نے ہمارے بچہ کو چنان رہنائی کی تو تو اس دادہ شدہ ہو یا کہا کہ تو مجھ کو ہمنے امان دی پھر اسنے ہر طرح رہنائی نہ کی تو امام کو اختیار ہو چاہے اسکو قتل کر دے اور چاہے اسکو رقیق بنا دے۔ اور اگر اس سے یوں کہا کہ ہم نے تجھ کو امان دی بدین شرط کہ تو ہمارے بچہ کو چنان رہنائی کرے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس اسنے رہنائی نہ کی تو امام محمد رحمہ نے اس صورت کو کتاب میں ذکر نہیں فرمایا اور اس میں یہ حکم ہو کہ وہ اپنی امان پر ہوگا کہ امام کو اسکا قتل کرنا یا رقیق بنانا روا نہیں ہو۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی لشکر دار الحرب میں داخل ہوا اور اہل حرب کے کسی ایسے قلعہ یا شہر کے نزدیک آکا گذر ہوا کہ ان مسلمانوں کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں ہو اور مسلمانوں نے چاہا کہ ان لوگوں کے سوائے دوسروں کی طرف جاویں پس اہل شہر نے اُسے کہا کہ تم ہمارے ساتھ کا عہد دو کہ ہماری اس نہر سے پانی نہ پوہیاں تاکہ ہمارے یہاں سے کوچ کر جاؤ برین شرط کہ ہم تم سے قتال نہ کریں گے اور نہ تمہارا پیچھا کریں گے جو وقت تم کوچ کر جاؤ گے پس اگر ایسا عہد دینے میں مسلمانوں کے واسطے منفعت ہو تو اُسے یہ معاہدہ کر لیں اور جب اُسے یہ معاہدہ کر لیا تو انکو نہ چاہیے کہ اس نہر سے خود پانی پین یا اپنے جانوروں کو پلا دیں بشرطیکہ بالیقین معلوم ہو کہ یہ ان لوگوں کے پانی کے واسطے مضر ہوگا یا ضرر و عدم ضرر کچھ نہ معلوم ہو۔ اور اگر مسلمان اس پانی کی طرف محتاج ہوں تو انکو چاہیے کہ یہ معاہدہ انکے سہولت دینے یعنی توڑ دیں اور انکو مطلع کر دیں۔ اور اگر بالیقین انکے پانی میں اسوجہ سے ضرر نہ ہو پختا ہو مثلاً پانی بہت کثرت سے ہو تو ہوں رد معاہدہ کے مسلمانوں کو روا ہو کہ خود پین اور اپنے جانوروں کو پلا دیں۔ اور جیسا حکم پانی کے حق میں مذکور ہو وہ لیا ہی گھاس و چارہ کے حق میں بھی ہو۔ اور اگر ان لوگوں کے مسلمانوں سے یہ معاہدہ لیا ہو کہ ہمارے کھیتوں و زمینوں و بھلون سے کچھ متعرض نہ ہوں اور مسلمانوں نے اُسے یہ عہد کر لیا پھر مسلمانوں کو کسی حاجت لاحق ہوئی تو مسلمانوں کو روا نہیں ہو کہ انہیں سے کسی چیز سے کچھ متعرض ہوں جب تک کہ انکو عہد رو کر دینے کے بعد اسکی اطلاع نہ دیدیں خواہ یہ امر ان کفاروں کے حق میں مضر ہو یا نہ ہو۔ اور اگر کفاروں نے عہد لیا کہ ہمارے کھیتوں و گھاس کو نہ جلاؤ پس مسلمانوں نے اُسے یہ عہد کر لیا تو مسلمانوں کو واجب ہو کہ اسکو وفا کریں پس انکے کھیتوں و گھاس میں سے کچھ نہ جلاویں اور اسکا

لے ہماذی
جو انکا زیروست

مضانقہ نہیں ہو کہ اسپین سے اپنے کھانے کی چیز کھا دین اور جانوروں کو چارہ دین۔ اور اگر انھوں نے یہ عہد لیا کہ ہمارے
کھیتوں میں سے نہ کھاؤ اور نہ ہماری گھاس سے چارہ دو اور مسلمانوں نے اسے یہ عہد کر لیا تو مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ اسپین
سے کچھ کھاویں یا جلا دین یا اپنے جانوروں کو چارہ دین۔ اور اس شخص کے مسائل میں اہل یہ ہو کہ جس چیز کا امان واقع
ہو تو اس چیز کے مثل مضر اور اس سے زیادہ مضر دونوں سے امان ہوگی اور جو بات اس سے کم مضر ہو اس سے امان ہوگی
اور اسی وجہ سے اگر کافروں نے معاہدہ لیا کہ ہماری کھیتیاں نہ جلاؤ اور مسلمانوں نے یہ عہد دیا تو مسلمانوں کو رو نہیں
ہو کہ ان کھیتوں کو غرق کر دیں یہ تو خیرہ میں ہو۔ اور اگر کفار شہر نے معاہدہ لیا کہ اس راہ سے نہ گزرو بے شرط کہ ہم تم
میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے اور نہ قید کریں گے پس اگر یہ عہد دیتا مسلمانوں کے حق میں بشر ہو تو عہد دینے میں مضائقہ
نہیں ہو پس مسلمان لوگ دوسری راہ اختیار کریں اگرچہ دوسری راہ مسلمانوں پر دور و پر مشقت ہو۔ اور اگر اسکے بعد
مسلمانوں نے اسی راہ سے گزرنا چاہا دوسری راہ سے نہیں جاتے ہیں تو مسلمانوں کو یہ اختیار نہیں ہو جب تک کہ
معاہدہ ٹوڑ کر انکو اطلاع نہ دیدیں۔ اور مسلمان بھی انہیں کسی کو قتل یا قید نہ کریں گے اور اس راہ سے گزرنے سے امان
ہونا قتل اور قید سے بھی امان ہوگی۔ اور اگر کافروں نے ہم سے عہد لیا کہ ہم انکے دیہات کو خراب نہ کریں یعنی انکی
عمارت برباد نہ کریں تو مضائقہ نہیں ہو کہ انکے دیہات میں جو متاع وغیرہ از قسم عمارت نہیں ہو ہم پاویں اور لے لیں۔ اور
تخریب کرنے سے امان دینا متاع و زناج وغیرہ سے امان نہ ہوگی۔ اور اگر انھوں نے یہ شرط کی کہ جو شخص ہم انکا قید کریں
اسکو قتل نہ کریں تو انکو اسیر کر لینے میں مضائقہ نہیں ہو اور اگر انھوں نے شرط کی کہ ہم انہیں سے کوئی قید نہ کریں تو ہم کو
نہ چاہیے کہ انکو قتل کریں یا قید کریں اپنے دونوں باتیں ہم کو نہیں کر لی چاہیے ہیں یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اہل حرب نے
کہا کہ ہم کو امان دو دیکھتے کہ ہم تمہارے لیے دروازہ قلعہ کھول دیں اور تم داخل ہو بے شرط کہ تم ہم پر سلام پیش کرو پس
ہم مسلمان ہو جاویں۔ پھر انھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ لوگ اس میں ہونگے اور مسلمانوں پر واجب
ہو کہ انکے قلعہ سے نکل آویں پھر انکا عہد انکو رو کر کے اطلاع دیدینگے۔ اور اگر مسلمانوں نے بھی اپنے شرط کر لیا ہو کہ اگر ہم لوگ
اسلام سے انکار کر جاؤ گے تو ہمارے تمہارے درمیان امان نہیں ہو اور وہ لوگ اس پر راضی ہو گئے اور باقی مسئلہ
جعالہ ہو تو اگر انھوں نے اسلام سے انکار کیا تو مضائقہ نہیں ہو کہ ان میں سے لڑنے والے قتل کیے جاویں اور وہ
ریق بنائے جاویں اور اگر انہیں سے بعض نے اسلام قبول کیا اور بعض نے انکار کیا تو جو مسلمان ہو اوہ آزاد ہو اور
جنے انکار کیا وہ فقی ہو اور اگر امام مسلمین نے اس پر اسلام پیش کیا اور اُسے انکار کیا اور وہ فقی قرار دیا گیا پھر وہ مسلمان ہو گیا
تو اسکو قتل نہیں کر سکتا ہو لیکن وہ فقی رہیگا۔ اور اگر امام نے اس پر اسلام پیش کیا اور اُسے انکار کیا اور وہ فقی قرار دیا گیا پھر وہ مسلمان ہو گیا
کا حکم نہیں دیا ہو کہ وہ مسلمان ہو گیا تو استخسانا آزاد ہوگا۔ اور اگر حربی نے حاضر ہونے کے ارادہ پر یہ شرط کی ہو
کہ مجھے تم امان دو بے شرط کہ تم مجھ پر اسلام پیش کرو پس اگر میں تین روز تک میں مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ میرے واسطے
امان نہ ہوگی پس مسلمانوں نے اس پر اسلام پیش کیا تو اسکو اس وقت سے تین رات دن تک ہمت ہوگی پس اگر
دلت گزری اور وہ مسلمان نہ ہوا تو بدون حکم کے وہ فقی ہوگا اور اگر اُسے اکیلے یہ شرط کی ہو کہ اگر میں تین روز تک
مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ میں تمہارا غلام ہو گا یا تمام اہل قلعہ نے یہی شرط کی تو وہ لوگ جیسے انھوں نے شرط کی ہے
التزام کیا ہو سب مسلمانوں کے اہل ذمہ ہونگے۔ اور اگر مسلمان نے کافر سے کہا کہ تو امان یافتہ ہو بڑیکہ تو اتر آوے پس

۴
 گنج کھیتی
 میں سے
 نہ کھانے
 پیرا ہوا
 پیرا لپ
 امان دی
 کہ کھا لیا گیا
 خود بیان
 کے
 کھانے
 اور اسکے
 چلانے
 اور کھانے
 کہ
 دینے
 وغیرہ سب
 سے امان
 ہوگی خواہ
 کھانا ہو
 کھانے
 کے مثل
 مفتر ہو
 شائع
 نوائے ابرار
 شائع
 شائع
 دنیا و غیرہ

نویمان لاوے تو وہ بعد چلے آنے کے قبل اسلام لانے کے امان یافتہ ہوگا پس اسکو اسکی حفاظت گاہ میں پہنچا دینا واجب ہوگا اگر مسلمان نہ ہو جاوے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو امان یافتہ ہی رہنے لگا تو اسے پس تو ہوسودینا دے دے پس اسے قبول کیا اور چلا آیا پھر اُسے دینار دینے سے انکار کیا تو بھی اسکا اسکیا من میں پہنچا دینا واجب ہوگا سو اسے کہ اول صورت میں یہ امان معلق بشرط قبول اسلام اور دوم میں معلق با د اے دینار ہو پس جب وہ چلا آیا اور قبول کیا تو وہ امان یافتہ ہوگا اور دینار اُسکے ذمہ ہونگے پس جب اُسے دینار دینے سے انکار کیا تو قید خانہ میں رکھا جائیگا تاکہ وہ ادا کرے مگر وہ فنی نہیں ہو سکتا ہو کیونکہ اسکے حق میں امان ثابت ہوگئی ہو پس جب اُسے کسی وقت دینار ادا کر دے تو اسکی راہ چھوڑ دینی واجب ہوگی تاکہ وہ اپنے امن میں پہنچ جاوے اور یہ دینار اُسکے ذمہ سے ساقط ہونگے الا اسلام لانے سے یا ذمی بن جانے سے۔ اور اسی طرح اگر اُسے صلح کی ہو بدین شرط کہ نکو ایک برس دینے لگے تو پھر واجب ہوگا کہ اوسے دینار دے یا اسکی قیمت ادا کرے۔ اور اگر حربی نے مسلمانوں سے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ میں تمہارے پاس آؤں پس میں تمکو سودینا دوں گا اور اگر تم کو نہ دوں تو میرے واسطے امان نہیں ہو یا یوں کہا کہ اگر میں قلعہ سے اتر کر تمہارے پاس آیا اور میں نے تمکو سودینا دیدیے تو میں امان یافتہ ہوں پھر وہ اتر کر چلا آیا اور مسلمانوں نے اس سے دینار طلب کیے پس اُسے دینے سے انکار کیا تو تیسرا وہ فنی ہوگا مگر آخرا فنی نہ ہوگا سیاتک کہ وہ امام المسلمین کے حضور میں پیش کیا جاوے پس امام اسکو حکم کرے گا کہ یہ مال ادا کرے پس اگر اُسے ادا کیا تو خیر نہ انکو فنی قرار دیا۔ اور اگر محصور لوگوں میں سے کسی شخص نے کہا کہ تم مجھے امان دو حتی کہ میں تمہارے پاس آؤں بدین شرط کہ میں تمکو سودینا دوں گا کی طرف کسی مقام پر رہنا کی ضرورت نہ ہوگا پس مسلمانوں نے اسی شرط پر اسکو امان ہی پھر جب وہ اتر آیا تو انکو اس مقام پر لے آیا مگر دیکھا تو دہان کوئی قید ہی نہیں ہو پس اُس نے کہا کہ قیدی یہاں تھے مگر میں چلے گئے مگر میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ کہاں چلے گئے تو یہ شخص اپنے قلعہ میں یا جہان سے وہ آیا ہو وہیں پہنچا دیا جائیگا اور جو شخص حربی ہمارے قبضہ میں آسے ہو اگر اُسے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ میں تمہیں سوراں نفر کی طرف رہنائی کروں اور باقی مسئلہ بحال خود ہو پھر اُسے مسلمانوں کو رہنائی نہ کی تو امام کو اختیار ہوگا کہ اسکو قتل کر دے یعنی وہ امان یافتہ نہ ہو جائیگا۔ اور اگر محصور نے کہا کہ مجھے امان دو کہ میں تمہارے پاس آؤں بدین شرط کہ میں تمکو سوراں نفر قیدیوں کی طرف کسی مقام پر رہنائی کروں گا بدین شرط کہ اگر میں سونفر کی طرف رہنائی نہ کروں تو میں تمہارے واسطے فنی یا رفیق ہوں گا پھر اُسے شرط دینا نہ کی تو وہ مسلمانوں کے واسطے فنی ہوگا مگر مسلمانوں کو اسکا قتل کرنا روا نہ ہوگا۔ اور اگر اُسے کہا کہ تم مجھے امان دو بدین شرط کہ میں تمہارے پاس آؤں پس تم کو ایسے گاؤں کی رہنائی کروں جس میں سوراں بروے ہیں اور حال یہ ہو کہ انکو مسلمان پہلے پاچکے تھے یا اسکی رہنائی سے پہلے وہ چلے گئے اگرچہ پائے نہ تھے تو اسکی رہنائی کچھ نہ ہوگی اور وہ فنی ہوگا۔ اور اگر وہ مسلمانوں کو راہ سے لے گیا اور مسلمان اس راہ چلے پھر قیل و بان تک پہنچنے کے مسلمان پہچان گئے یا مرد نہ کر رہے مسلمانوں کو اس جگہ کا پتا بتا دیا اور خود انکے ساتھ نہ گیا پس مسلمان اسکے پتے پر گئے یہاں تک کہ انھوں نے یہ قیدی پائے تو یہ اسکی رہنائی میں داخل ہو۔ اور اگر اُسے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ میں تمہیں ایسے بطریق کی رہنائی کروں کہ تم اسکے عیال و اولاد تک پہنچ جاؤ اور اگر ایسا نہ کروں تو میرے واسطے امان نہیں ہو پھر جب وہ اتر آیا تو دیکھا کہ مسلمانوں نے بطریق پالیا ہو پس

اور باقی تمام اموال مجاہدین میں تقسیم کر دیے تو یہ جائز ہو لیکن مکروہ ہے الا آنکہ اُس کے قبضہ میں اٹھنے والی بھی چھوڑ دیا جس سے وہ ناکارہ
 کر سکتے ہیں تو بغیر کراہت جائز ہو اور اگر فقط ان جریوں کی جانیں انکو بخش دیں اور باقی اراضی سے سب اموال دیگر کے فائین کے
 درمیان تقسیم کر دیں تو یہ نہیں جائز ہے۔ اور اسی طرح اگر ان لوگوں کی اراضی ہو اور امام نے چاہا کہ اپنے انکو بخش دینے کے ساتھ
 احسان کرے تو نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہو۔ اور چاہے ان سب کو تقسیم کر دے فقط اراضی رہنے دے اور اراضی کو بجز مجاہدین پر
 وقف کی ہوئی کے رکھے اور اگر چاہے اراضی میں اہل ذمہ میں سے دیگر اقوام کو لاکر بسا دے اور سکو خارجی قرار دے خواہ خراج مقرر
 مقرر کرے یا خراج مطلقہ اور یہ سب خراج انھیں مجاہدین کو حاکم ہو گا یہ شرح لمحاوی سے تائید یافتہ میں نقل ہے۔ اور اگر کسی اہل
 ذمہ سے اپنا عہد توڑ کر ہڈ کر دیا اور اپنی اراضی پر غالب ہو گئے یا مسلمانوں کے ملکوں سے کسی شہر وغیرہ پر تالافت ہوئے اور یہاں اتفاق
 دار الحرب ہو گیا پھر مسلمانوں نے انکو مغلوب کیا اور امام المسلمین کو ان لوگوں سے حق میں خزاں مال ہو تو امام چاہے پھر احسان کرے
 کہ انکی جانیں اور اموال و مال و سب سے اور اراضی انکو تسلیم کر دے اور انکی اراضی پر خراج مقرر کر دے اور چاہے شہر مقرر کر دے
 اور یہ نام کے واسطے عشر ہو در حقیقت خراج ہی ہو اور اسی وجہ سے ایسا عشر مقرر نہ کیا کی جاکر عشر مقرر نہ کیا اور چاہے دو چہ عشر مقرر
 کرے جیسے حضرت امام عادل عمر رضی اللہ عنہ نے بنی تغلب کے اوپر مقرر کیا تھا اور اگر امام چاہے ان سے مردوں کو قتل اور عورتوں کو
 بچوں کو تقسیم کر دیا اور اراضی بلا مالکان لے لی پس زمین کوئی قوم مسلمان لاکر بسائی کہ وہ مسلمانان فائین کی دگاری کریں ورنہ اراضی اُس کے
 واسطے کر دی تاکہ اس سے ثروت اور کریں تو جائز ہو لیکن فیصل رضامندی انھیں لوگوں کے کر چکا کہ بنا دیا اس اراضی میں قتل کر کے لانا جائز
 ہو۔ اور جب اس اراضی میں کسی قوم مسلمان کو قتل کر کے لایا اور یہ اراضی انکی ملک ہو گئی تو چاہے اس اراضی پر عشر مقرر کرے اور چاہے
 خراج مقرر کرے۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی قوم مرتد ہو گئی اور وہ اپنے دیار پر یا مسلمانوں کے دیار میں سے کسی اور غالب ہوئی اور یہاں
 بالاتفاق دار الحرب ہو گیا پھر مسلمان لوگ اپنے غالب ہوئے تو ان کے مردوں سے سوائے تاوار یا اسلام کے کچھ قبول نہ کیا جائیگا چنانچہ اگر انھوں
 نے اسلام سے انکار کیا تو قتل کر دیے جائیں گے اور انکی عورتیں و بچے فائین میں تقسیم کر دیے جائیں گے اور اپنے اسلام لانے کے واسطے جبر
 کیا جائیگا اور انکی اراضی و اموال بھی درمیان فائین کے تقسیم کر دیے جائیں گے اور اس اراضی پر عشر مقرر کیا جائیگا۔ اور اگر امام المسلمین کی اس
 میں یہ بہتر معلوم ہوا کہ سب قتل کر دیے جائیں اور عورتیں و بچے ان مجاہدوں کے درمیان تقسیم کر دیے جائیں اور اراضی
 تقسیم نہ کیا دے اور جس نے یا مسلمانوں کے حق میں بہتر دیکھا تو ایسا کر سکتا ہو پھر اسکے بعد اگر انکی رائے میں بہتر معلوم ہو کہ اس
 زمین میں کوئی ذمی قوم لاکر بسائے کہ وہ اپنی ذات اور اس اراضی کا خراج ادا کیا کریں تو ایسا کر سکتا ہو پھر جب سب تسلیم کر دیا تو یہ اراضی
 ان ذمیوں کی ملک ہو جائیگی کہ انکی ذریات نسلاً بعد نسل ان کے وارث ہوں گے اور اس اراضی کا خراج ادا کرتے ہوئے اسے جاننا
 چاہیے کہ اس مقام پر ذمیوں کا منتقل کر کے لانا ذکر فرمایا بخلاف مسلمانان تقدم کے ہوجہ سے کہ ذمیوں کو مردوں کے قتل کیے جانے
 سے کچھ غلط و غصب لاحق ہوگا اور یا تقدم میں ایسا نہیں ہو۔ اور اگر امام المسلمین کے غالب ہو جانے کے بعد مردوں کو مسلمان ہو گئے تو وہ
 آزاد ہوں گے اپنے کوئی راہ نہوگی لیکن انکی عورتیں و بچے و اموال کے حق میں امام کو اختیار ہو چاہے انکو فائین کے درمیان تقسیم کر دے
 اور اراضی پر عشر مقرر کر دے اور چاہے انھیں مرتدین مسلمان شدہ کو انکی عورتیں و بچے و اراضی بطور حسان بیدے اور اراضی پر چاہے عشر
 مقرر کرے اور چاہے خراج باندھے اور اگر امام نے چاہا کہ انکی جو اراضی عشری تھی انکو عشری بنے دے اور جو خارجی تھی انکو خارجی
 اپنے حال سابق پر رکھے تو اسکو یہ بھی اختیار ہو۔ اور اگر ایسے ذمیوں پر جنھوں نے اپنا عہد توڑ دیا تھا یا اہل حرب یا امام غالب
 آیا اور امام نے چاہا کہ انکو ذمی بنا دے کہ خراج ادا کیا کریں اور حال یہ ہو کہ قتل اپنے غالب ہونے کے لڑائی کی حالت میں

۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

انکا مال حاصل ہوا ہو تو یہ مال ان لوگوں کو واپس نہ دیا جائیگا الا سبب عذر کے اور عذر فقط یہ ہو کہ یہ لوگ قیدی تھے اور انکی
 زراعت پر بدون اس مال کے قادر نہ ہوں۔ اور رہا وہ مال جو ان لوگوں کے قبضہ میں موجود رہا ہو پس اگر عمارت ارضی
 اور انکی زراعت کے واسطے اس مال کی طرف محتاج ہوں تو امام اسکو اسنے لے لیگا اور اگر اسکے محتاج نہ ہوں تو امام کو اختیار
 ہو جائے اسکو اسنے لیکر غنائم کے درمیان تقسیم کر دے اور چاہے نہ لے مگر اولیٰ یہ ہو کہ یہ مال انھیں کے قبضہ میں
 چھوڑ دے بغرض انکی تالیف قلوب کے تاکہ اسلام کی بھلائیوں پر واقف ہو کر مسلمان ہو جاویں۔ اور اسی طرح انہر غالب
 آنے سے پہلے انکی عورتیں یا بچوں میں سے جو کوئی گرفتار کر لیا ہو وہ بھی واپس نہ کیا جائیگا اور انہر غالب آنے کے
 ہو اسنے پاس ہین انھیں سے کوئی اسنے لے لیگا۔ اور جب امام نے بلاد اہل حرب سے کوئی بلد فتح کر لیا اور اس بلد کو اور
 اسکے لوگوں کو مجاہدین فتح کرنے والوں کے درمیان تقسیم کر دیا پھر چاہا کہ ان لوگوں پر انکی گردنوں وارضی کے ساتھ حسان
 کرے یعنی انکی جانیں اسکے سپرد کرے کہ ذمی رہیں اور انکی اراضی اسکے ملک میں دیر سے بادا سے سراج تو امام کو یہ اختیار
 نہیں ہو اور اسی طرح اگر انہر اس طرح احسان کر دیا پھر چاہا کہ تقسیم کرے تو یہ اختیار انکو یا محیط میں ہو۔ اور جو لوگ اسیر ہوں
 انکے حق میں امام کو اختیار ہوتا ہے چاہے انکو قتل کر دے اور چاہے رقیق بنا دے سوائے ایسے سیروں کے جو مشرکان
 عرب سے یا مرتدان اسلام سے ہوں کہ اسنے سوائے اسلام یا تلوار کے اور کچھ قبول نہیں کیا جائیگا اور چاہے انکو مسلمانوں
 کا ذمی بنا کر آزاد چھوڑ دے مگر سوائے مشرکان عرب و مرتدان اسلام کے کہ یہ لوگ ذمی بھی نہیں ہو سکتے ہیں اور جو مسلمان
 اسیر ہوں ان میں سے مسلمان ہو گیا اسکے حق میں اور کوئی اختیار نہیں ہو سوائے اشتقاق کے کہ اسکو رقیق قرار دے سکتا ہے
 یہ یقین میں ہو۔ اور یہ جائز نہیں ہو کہ انکو دار الحرب میں واپس کر دے اور واضح ہو کہ اگر مسلمانوں میں سے اہل حرب
 کے ساتھ میں اسیر ہوں تو اہل حرب کے اسیروں سے مفادات کر لینا یعنی ان اسیروں کو اہل حرب کو دیکر اسے اسیروں
 کو اسنے لینا امام اعظم رحمہ کے نزدیک نہیں جائز ہو کذا فی الکافی والمتون لیکن اس میں اختلاف ہے بنا برین اوست مذکور ہے
 کہ صحیح قول امام اعظم رحمہ کا ہو اتنی اور امام محمد رحمہ نے سیر کبیر میں فرمایا کہ کافروں کی قیدی عورتیں یا مرد جو مسلمانوں
 کے قبضہ میں ہوں دیکر مسلمان قیدی سے جو کافروں کے پنجے میں ہوں مفادات کر لینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور یہ
 امام ابو یوسف رحمہ کا قول ہو اور امام اعظم رحمہ سے اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں انھیں سے اظہر روایت یہی ہے
 کہ اسنے محیط اور بھی عامہ مشائخ کا قول ہو یہ نہر اتفاق میں ہو۔ پھر واضح ہو کہ مفادات کرنے میں اہل لشکر کی رضامندی
 شرط ہو اس واسطے کہ اس میں مال صین سے اسنے حق کا ابطال ہو اور اگر سوائے مردوں کے اس مفادات سے اہل لشکر
 نے انکار کیا تو اسے لشکر کو یہ اختیار نہیں ہو کہ دیگر مفادات کر لے اور رہے رجال یعنی قیدی مردان کفار پس اگر ہنوز
 تقسیم واقع نہ ہوئی ہو تو امیر کو اختیار ہو کہ ان مردوں کو دیکر مسلمان قیدیوں کو چھڑا لے اور اگر تقسیم واقع ہو چکی ہو
 تو امام کو یہ اختیار نہیں ہو الا برضا مندری لشکر۔ اور اگر بادشاہ کفار کا ایچی آیا کہ وہ کسی مقام پر اسیروں کے مفادات
 کرنا چاہتا ہو اور انھوں نے مسلمانوں سے عہد لیا کہ تم ہکو امان دو ان قیدیوں کے لانے پر یہاں تک کہ فدیہ کر لینے
 سے فارغ ہوں اور اگر فدیہ کر لینے پر اتفاق نہ ہو تو ہم ان مسلمان قیدیوں سمیت جو ہمارے ساتھ ہیں واپس دینے مسلمانوں
 کو چاہیے کہ اپنا عہد وفا کریں اور جیسے اسنے مفادات شرط کی ہو مفادات کریں خواہ مفادات میں ان پنا شرط کیا ہو یا
 اور قیدی وغیرہ لیکن اگر مفادات پر باہم رضامندی نہ ٹھہری اور کافروں نے مسلمان قیدیوں کو لیکر واپس جانا چاہا

۱۴۱۱ھ
 ۱۲۰۸ھ

یہ فتاویٰ طرہ داری
 دول قونی ہند

حالانکہ مسلمانوں کو اپنے قوت حاصل ہو تو مسلمانوں کو روہنیں ہو کہ ان کافروں کو چھوڑ دین کہ وہ مسلمان قیدیوں کو اپنے ملک میں واپس لیجاوین اور انہیں لازم ہو کہ معاہدہ کی اس شرط کا وفا ترک کریں اور قیدیوں کو ان کے ہاتھوں سے چھڑائیں مگر سوائے اس چھڑانے کے اور کسی چیز کا اُسے تعرض نہ کریں یہ محیط میں ہو۔ اور کافروں سے اس طرح مال کے عوض مفادات کرنا کہ کافروں سے مال لیکر ان کے قیدی رہا کریں تو یہ امر مذہب مشہورہ میں سے کسی شے کے موافق نہیں جائز ہو۔ اور اگر کافروں کا قیدی جو ہمارے پاس ہو مسلمان ہو گیا تو روہنیں ہو کہ جو مسلمان اس کے قیدی میں ہیں اُس کے عوض اس سے مفادات کر لیجاوے الا اُس صورت میں کہ اُس کا دل اس امر سے خوش ہو اور یہ اپنے اسلام پر مامون ہو۔ اور اس میں پر احسان کرنا یعنی انکو مفت چھوڑ دینا روہنیں ہو یہ کافی میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ جب مشرکوں کے لڑکے اسیر کیے گئے اور ان کے ساتھ انکی مائیں اور باپ بھی اسیر ہیں تو ان اطفال سے مفادات کر لینے میں مضائقہ نہیں ہو اور اگر اکیلا طفل اسیر کر کے دارالاسلام میں نکال لایا گیا تو بعد اسکے اسکے ساتھ مفادات کر لینا نہیں جائز ہو اور اسی طرح اگر دارالحرب میں غنیمت تقسیم دہی گئی کہ طفل کسی مسلمان غازی کے حصہ میں آیا یا اموال غنیمت فروخت کر دیے گئے یعنی کسی مسلمان نے یہ مال غنیمت خرید لیا تو کبھی اُس سے مفادات نہیں رہا ہو کہ طفل اس شخص کی تبعیت میں جس کے ملک میں بوجہ تقسیم کے یا خرید کے آیا ہو حکوم باسلام ہو گیا ہو یہ محیط میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں نے گھوڑے و ہتھیار کفار سے لیے پھر کافروں نے ان کے عوض مفادات کی درخواست کی بائیں طور کہ مال لیکر یہ چیزیں ہکو ویدی جاوین تو ایسا کرنا نہیں جائز ہو اور اگر انھوں نے درخواست کی کہ ہمارا قیدی ہکو ویدو اور اسکی مفادات میں یہ مرد مشرک لے لو یا دشمن لے لو تو مسلمانوں کو ایسا کرنا نہیں جائز ہو اور جو مسلمان دارالحرب میں اسیر ہوں انکی مفادات کر لینا بعض درم یا دیناروں کے یا ایسی چیزوں کے جسے امر جنگ میں تقویت نہیں لیجاتی ہو جیسے کپڑے وغیرہ سے جائز ہو مگر ہتھیار یا گھوڑے و دیگر چھڑا نا نہیں جائز ہو یہ سراج و ماسج میں ہو امام محمد رحمہ نے سیر کبیر میں فرمایا کہ اگر آزاد مسلمان یا ذمی آدمی لے جو حولی کافروں کے پنجہ میں دارالحرب میں قید ہو کسی مسلمان یا ذمی سے جو امان لیکر دارالحرب میں گیا ہو کہا کہ مجھے فدیہ دیکر اُسے چھڑا لے یا مجھے اُسے خرید لے پس اُسے ایسا ہی کیا اور اسکو دارالاسلام میں نکال لایا تو وہ بیان آزاد ہو گا پس ملک کی کوئی راہ نہیں ہو لیکن جس قدر مال اس قیدی کے فدیہ میں اُسے دیا ہو وہ اس سیر رہا شدہ کے ذمہ قرضہ ہو گا پس تمام جو کچھ اُس نے فدیہ میں دیا ہو اُس سے واپس لیگا بشرطیکہ مقدار دیت سے زائد نہ ہو اور اگر اُسے مقدار دیت سے زائد مال اسکے فدیہ میں دیا ہو تو اسیر رہا شدہ سے فقط بقدر دیت کے واپس لے سکتا ہو اور جو کچھ اس سے زیادہ ہو وہ نہیں لے سکتا ہو۔ قال البیہقی جمیعاً یعنی جب اسیر مسلمان یا ذمی لے اپنے خرید لینے کا حکم دیا تو یہ حقیقت میں خرید نہیں بلکہ نقد یہ ہو پس ملک، نوگی ان جو کچھ فدیہ دیا ہو واپس لیگا اگر جو مقدار دیت یعنی دس ہزار درم سے زائد ہو وہ نہیں لے سکتا کیونکہ خرید کا حکم اسیر نہ دیت سے غبن فاحش نا جائز ہو گا بخلاف حکم نقد یہ کے فافتم اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ بقیاس قول امام عظیم جابجاء کہ جس قدر اُسے اسکے فدیہ میں دیا ہو سب اُسے لے لے خواہ مقدار دیت سے کم ہو یا زیادہ ہو اور اس صحیح یہ ہو کہ امام عظیم رحمہ و امام ابوحنیفہ رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک وہی حکم ہو جو اول مذکور ہو اور علیٰ ہذا اگر اسیر مذکور نے اس سے کہا ہو کہ ہزار درم فدیہ دیکر مجھے لے چھوڑا لے اور یا مور کو اتنے کے عوض چھڑا لینا ممکن نہواحتی کہ اُسے زیادہ دیکر چھڑا لیا تو امور مذکور اس سے فقط ہزار درم لے لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر اسیر نے ماسور سے یعنی جس سے اپنے چھڑانے کے واسطے کہا ہو یوں کہا کہ مجھ ان لوگوں سے

ایم ایک درم سے غنیمت حاصل کیے قیدیوں کا فروں کا اسکی باوجود مسلمان قیدیوں کو چھڑا دے پس لینا ۱۱ مسلمان قیدی کے غنیمت درم یا دیناروں کے یا ایسی چیزوں کے جسے امر جنگ میں تقویت نہیں لیجاتی ہو جیسے کپڑے وغیرہ سے جائز ہو مگر ہتھیار یا گھوڑے و دیگر چھڑا نا نہیں جائز ہو یہ سراج و ماسج میں ہو امام محمد رحمہ نے سیر کبیر میں فرمایا کہ اگر آزاد مسلمان یا ذمی آدمی لے جو حولی کافروں کے پنجہ میں دارالحرب میں قید ہو کسی مسلمان یا ذمی سے جو امان لیکر دارالحرب میں گیا ہو کہا کہ مجھے فدیہ دیکر اُسے چھڑا لے یا مجھے اُسے خرید لے پس اُسے ایسا ہی کیا اور اسکو دارالاسلام میں نکال لایا تو وہ بیان آزاد ہو گا پس ملک کی کوئی راہ نہیں ہو لیکن جس قدر مال اس قیدی کے فدیہ میں اُسے دیا ہو وہ اس سیر رہا شدہ کے ذمہ قرضہ ہو گا پس تمام جو کچھ اُس نے فدیہ میں دیا ہو اُس سے واپس لیگا بشرطیکہ مقدار دیت سے زائد نہ ہو اور اگر اُسے مقدار دیت سے زائد مال اسکے فدیہ میں دیا ہو تو اسیر رہا شدہ سے فقط بقدر دیت کے واپس لے سکتا ہو اور جو کچھ اس سے زیادہ ہو وہ نہیں لے سکتا ہو۔ قال البیہقی جمیعاً یعنی جب اسیر مسلمان یا ذمی لے اپنے خرید لینے کا حکم دیا تو یہ حقیقت میں خرید نہیں بلکہ نقد یہ ہو پس ملک، نوگی ان جو کچھ فدیہ دیا ہو واپس لیگا اگر جو مقدار دیت یعنی دس ہزار درم سے زائد ہو وہ نہیں لے سکتا کیونکہ خرید کا حکم اسیر نہ دیت سے غبن فاحش نا جائز ہو گا بخلاف حکم نقد یہ کے فافتم اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ بقیاس قول امام عظیم جابجاء کہ جس قدر اُسے اسکے فدیہ میں دیا ہو سب اُسے لے لے خواہ مقدار دیت سے کم ہو یا زیادہ ہو اور اس صحیح یہ ہو کہ امام عظیم رحمہ و امام ابوحنیفہ رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک وہی حکم ہو جو اول مذکور ہو اور علیٰ ہذا اگر اسیر مذکور نے اس سے کہا ہو کہ ہزار درم فدیہ دیکر مجھے لے چھوڑا لے اور یا مور کو اتنے کے عوض چھڑا لینا ممکن نہواحتی کہ اُسے زیادہ دیکر چھڑا لیا تو امور مذکور اس سے فقط ہزار درم لے لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر اسیر نے ماسور سے یعنی جس سے اپنے چھڑانے کے واسطے کہا ہو یوں کہا کہ مجھ ان لوگوں سے

فدیہ کر لے بوجہ اس چیز کے جو پیر می رہا ہے میں آدھے یا جسکے عوض آدھا ہے یا یوں کہنا کہ مجھے تو اسے فدیہ کر لے اور میرے فدیہ کر لینے میں جو تو کر گیا جائز ہو گا تو اس صورت میں جو کچھ وہ اس کے فدیہ میں دے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو نہ اسے لگا اور اگر یہ قیدی غلام ہو یا باندی ہو اور اسے کسی مسلمان یا ذمی مستامن سے کہا کہ مجھے اسے خرید لے یا فدیہ کر لے پس اسے اسکی قیمت کے مثل یا کم یا زیادہ پر ایسا کر لیا تو یہ جائز ہو اور وہ اس شتری کا غلام ہو گا۔ اور اگر غلام نے کہا کہ مجھے میرے واسطے خرید دے پس اگر اسکو اس کے مثل قیمت یا بغین لیسیر خرید دیا اور انکو خبر کر دی کہ میں اسکو اسکی ذات کے واسطے خریدتا ہوں تو یہ غلام آزاد ہو گا کہ اسپر ملک کی کوئی راہ نہ ہوگی پھر مامور کو اختیار ہو گا کہ جو کچھ اسے اس غلام کے فدیہ میں دیا ہو اس سے واپس لے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مکاتب نے کسی شخص کو حکم دیا کہ مجھے فدیہ کر دے پس اسے فدیہ کر دیا تو جب قدر اسے فدیہ میں دیا ہو مکاتب سے واپس لیا اور اگر مکاتب مذکور ادا سے کتابت سے عاجز ہو گیا تو مال مذکور اسکی گردن پر فرض ہو گا یعنی اس کے عوض وہ موسے کے پاس سے فروخت کر لیا جاسکتا ہو۔ اور اگر مکاتب نے اسکو حکم دیا کہ مجھے پانچ ہزار درم کے عوض فدیہ کر دے حالانکہ اسکی قیمت ہزار درم ہو تو امام عظیم م کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین کے قول کے موافق نہیں جائز ہو الا بقدر ہزار درم کے لیکن یہ ہوقت تک ہو کہ وہ آزاد نہیں ہوا ہو۔ اور اگر غلام ماذون نے کسی کو حکم کیا کہ مجھے فدیہ کر دے تو یہ اس ماذون کے مولیٰ پر جائز نہ ہو گا یعنی اگر اسے فدیہ کر دیا تو جو مال دیا ہو وہ اس ماذون کے مولیٰ سے نہیں لے سکتا ہو اور نہ اس ماذون کے رقبہ سے وصول پاسکتا ہو جب تک وہ ملوک ہر مان جب وہ آزاد ہو جاوے تو یہ مال اسپر ادا کرنا لازم ہو گا۔ اور اگر کسی اجنبی نے دوسرے کو حکم کیا کہ جو دار الحرب میں اسیر ہو اسکو خرید پس اگر مامور سے یوں کہا کہ اسکو میرے واسطے خرید لے یا کہا کہ اسکو میرے مال کے خرید لے تو مامور اس مال کو جس کے عوض خریدتا ہو اس حکم دینے والے سے لے لیا اور اگر اسے یہ لفظ کہ میرے واسطے یا میرے مال سے نہ کہا ہو تو وہ اس حکم دینے والے سے اس میں لے سکتا ہو والا اس صورت میں کہ اسکا خلیفہ ہو تو یہ ظہیر نہیں ہو۔ اور فتاویٰ میں مذکور ہو کہ اگر قیدی نے کسی شخص کو وکیل کیا کہ مجھے فدیہ کر دے پھر وکیل نے کسی دوسرے سے کہا کہ اسکو میرے واسطے خرید دے تو جائز ہو اور اسی طرح اگر وکیل نے اس سے کہا کہ اسکو میرے واسطے میرے مال سے خرید دے تو بھی جائز ہو اور وکیل کو اختیار ہو گا کہ اس سیر موکل سے یہ مال واپس لے۔ اور اگر وکیل نے دوسرے وکیل سے یوں کہا کہ اسکو خرید اور یہ نہ کہا کہ میرے واسطے یا میرے مال سے پھر دوسرے وکیل نے خریدنا تو وہ متطوع یعنی احسان کنندہ ہو جائیگا حتیٰ کہ وکیل دوم کسی سے یہ مال نہیں لے سکتا ہو اور وکیل اول بھی اپنے موکل سے کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک گروہ مسلمانوں نے اپنے چندہ سے مال جمع کیا اور ایک شخص کو دیا کہ وہ دار الحرب میں جا کر حربیوں سے مسلمان قیدیوں کو خریدے تو یہ شخص اس ملک کے تاجرون سے دریافت کر لیا پس جسکی نسبت اسکو خبر دیا جاوے کہ یہ آزاد ہو اور ان لوگوں کے پیچہ میں اسیر ہو تو شخص مذکور اسکو خرید لیا مگر اسی قدر قیمت دیا کہ اگر یہ واقع میں غلام ہوتا تو اس مقام پر اسکی کیا قیمت ہوتی پس اسی قدر قیمت سے تجاوز نہ کر گیا یعنی بوجہ اسکی مثل قیمت کے یا خفیف زیادتی کے ساتھ خرید سکتا ہو اور اگر شخص مامور نے کسی سیر کو خریدنا چاہا پس اس نے اس سے کہا کہ میرے واسطے مجھے خرید لے پس مامور نے اسی مال سے جو اسکو دیا گیا ہو خرید دیا تو مامور اس مال کا ضامن ہو گا اور اسیر مذکور سے جسکو خرید دیا ہو یہ مال واپس لیا اور اگر شخص مامور مذکور نے اس سیر سے جسے اس سے وقت ارادہ خرید کے یہ کہا تھا کہ مجھے میرے واسطے خرید لے یوں کہا کہ میں تجھے بوجہ اس مال کے جو مجھے دیا گیا ہو بغرض حصول ثواب خرید دینگا پھر

اسکو خرید اتوا مالکان مال کے واسطے خرید بیوا لامرد گایہ سنا تا رخانیہ میں ہو۔ اور اگر زبرد نے عمرو کو حکم کیا کہ دارالحرب میں سے ایک ایسی زمین آزاد یعنی مثلاً خالہ کو بعض مال مسمی کے یعنی مثلاً بعض ہزار درم کے خریدے پس عمرو نے خالہ کو خرید اتوا خالہ زبرد نے عمرو کے واسطے اس مال سے کچھ واجب نہوگا۔ مان عمرو کو یہ اختیار ہوگا کہ زبرد سے یہ مال واپس لے بشرطیکہ زبرد نے اسکو واسطے اس مال کی ضمانت کر لی ہو یا یہ کہا ہو کہ اسکو میرے واسطے خرید دے۔ اور اگر زبرد نے عمرو سے کہا ہو کہ تو خالہ کو خالہ کی ذات کے واسطے خرید اور اس کے لئے اس کی اللہ تعالیٰ سے امید رکھ تو عمرو زبرد سے کچھ نہیں لے سکتا ہی بیچتا میں ہو۔ ایک شخص دارالحرب میں داخل ہوا اور اس کے پاس مقدور مال ہو کہ اس سے فقط ایک قیدی خرید سکتا ہو تو عالم اسیر کے خریدنے سے جاہل قیدی کا خریدنا افضل ہو یہ سراجیہ میں ہو۔ اور جب امام المسلمین نے دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف عود کرنا چاہا اور حال یہ ہو کہ اس کے ساتھ اس کثرت سے پیشی ہیں کہ انکو دارالاسلام میں لائے پر قدرت نہیں ہو تو یہ نہ کرے کہ انکی کو بچیں کاٹ کر وہاں چھوڑ دے بلکہ انکو ذبح کر کے جلا دے اور ہتھیاروں کو بھی جلا دے اور جو ہتھیار ایسے ہوں کہ سوختہ نہ ہو سکیں مثلاً لوہے کے ہیں تو انکو ایسی جگہ دفن کر دے جہاں کفار و اقصیٰ ہوں یہ کافی ہیں ہو اور کفار کے ظروف و اثاثہ میں سے ہر چیز کو اس طرح توڑ دے کہ بعد شکستہ ہونے کے وہ نفع لینے کے لائق نہ رہیں اور روغنوں اور نام سیال چیزوں کو اس طرح جلا دے کہ پھر اہل کفر اس سے استفادہ نہ کر سکیں اور یہ سب امور اس واسطے کرے کہ اہل کفر گھڑ کر چلیں۔ اور رہے قیدی پس جب ایسے ہوں کہ انکو دارالاسلام میں منتقل کر لانا مستعذر ہو تو ان میں سے مردوں کو قتل کر دے اگر وہ اسلام نہ لائیں اور عورتوں کو بچوں کو اور بوڑھوں کو ایسی زمین میں چھوڑ دے کہ وہاں بھوک و پیاس سے مر جاویں اس واسطے کہ انکا قتل کرنا تو مستعذر ہو کیونکہ ممانعت ہو اور انکا باقی رکھنا غیر موافق ہو اور اسی واسطے جب مسلمان لوگ دارالحرب میں سانپ یا بچھو یا وین تو یہ کرینگے کہ بچھو کی دم کاٹ دینگے اور سانپ کے دانت توڑ دینگے اور انکو باطل قتل نہ کرینگے تاکہ جب تک مسلمان وہاں ہیں تب تک مسلمانوں سے انکا ضرر دفع ہو اور تیغچھ انکی نسل باقی رہے تاکہ موجب ایذا کے کفار ہو یہ سراج و باج میں ہو۔ واضح ہو کہ اصل یہ ہو کہ جب تک غنائم دارالاسلام میں نہ آجائیں کہ جس سے ہمز ہو جاتے ہیں تب تک وہ ملوک نہیں ہو جاتے ہیں کذا فی محیط السرخسی اور اس اصل پر چند مسائل مبنی ہیں از انجملہ یہ ہو کہ اگر مجاہدین غنائم سے کسی شخص نے غنیمت کی بازیون میں سے کسی باندی سے وطی کی پس اس کے بچ پیدا ہوا اور وطی کرنے والے نے اس کے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت نہوگا اور عقرو واجب ہوگا اور یہ باندی اور بچ اور یہ عقراں سب غنائم سے کہ درمیان تقسیم کیا جائیگا اور از انجملہ یہ ہو کہ اگر مال غنیمت امام نے دارالحرب میں تقسیم کر دیا پھر کوئی مجاہد جسکو غنیمت کا حصہ ملا ہو دارالحرب میں مگر قبیل اسکے کہ اسکا حصہ غنیمت دارالاسلام میں آجائے تو اس مال کی اسکے ورثہ میں شریعت پائینگے۔ اور از انجملہ یہ ہو کہ اگر غنیمت میں سے کوئی چیرکسی غازی نے تلف کر دی تو ہمارے نزدیک وہ ضامن نہوگا۔ اور از انجملہ یہ ہو کہ اگر امام نے بدوین اپنے اجتہاد کے اور بدوین حاجت غازیوں کے مال غنیمت تقسیم کر دیا تو ہمارے نزدیک نہیں صحیح ہو یہ تبیین میں ہو۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ متصل بدارالاسلام نہو جس صورت میں کہ متصل بدارالاسلام ہو اور امام نے اسکو فتح کر لیا اور اس پر احکام اسلام جاری کیے تو تقسیم کرنے میں مضائقہ نہیں ہو یہ شرح طحاوی میں ہو۔ اور اگر امام نے غنیمت کو دارالحرب میں اپنے اجتہاد سے یا سبب حاجت غازیوں کے تقسیم کر دیا تو قسمت صحیح ہو اور دارالاسلام میں غنیمت بحال لائے جانے کے بعد جو غازی مرا ہو اسکا حصہ اسکے وارثوں

وہ مال جو غنائم
غنائم کا وہ مال ہے جو
وہی نہیں ہے اور
پارا نہ ہو اور ہمارے
اسکے مال میں ہو
کہ اگر کوئی غلام قبل
اسکے غنیمت
دارالاسلام میں
ہو تو نہ ہو جاسا
مگر اگر وہ اسکا
غنیمت سے کہ اور
نہوئے اگر نہ

اسکے مال میں
وہ مال جو غنائم
غنائم کا وہ مال ہے جو
وہی نہیں ہے اور
پارا نہ ہو اور ہمارے
اسکے مال میں ہو
کہ اگر کوئی غلام قبل
اسکے غنیمت
دارالاسلام میں
ہو تو نہ ہو جاسا
مگر اگر وہ اسکا
غنیمت سے کہ اور
نہوئے اگر نہ

وہ مال جو غنائم
غنائم کا وہ مال ہے جو
وہی نہیں ہے اور
پارا نہ ہو اور ہمارے
اسکے مال میں ہو
کہ اگر کوئی غلام قبل
اسکے غنیمت
دارالاسلام میں
ہو تو نہ ہو جاسا
مگر اگر وہ اسکا
غنیمت سے کہ اور
نہوئے اگر نہ

اور نیز مضائقہ نہیں ہو کہ تہین کرین ایسے دہن سے جو کھایا جاتا ہو مثل گھی و روغن زیتون و سرکہ کے اور مضائقہ نہیں ہو کہ خود اس سے تہین کرے اور اپنے جانور کی۔ اور جو آدمی ان کہ نہیں کھائے جاتے ہیں مثل روغن بھنڈہ و خیر سی اور روغن ورد اور اسکے مانند کے تو اسکو روا نہیں ہو کہ اس سے تہین کرے۔ اور جو شکر کہ نہ کھائی جاتی ہو اور نہ پی جاتی ہو تو اہل لشکر میں سے کسی کو روا نہیں ہو کہ اس سے کچھ انتفاع حاصل کرے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو۔ اور اگر لشکر کے ساتھ تاجر لوگ دار الحرب میں داخل ہوئے جنگا ارادہ قتال کا نہیں ہو تو انکو روا نہیں ہو کہ طعام میں سے کوئی چیز کھاوین یا اپنے جانوروں کو کھلاوین الا اس صورت میں کہ خرید کر کے دام و دیرین اور اگر ایسے تاجر نے انہیں سے کوئی چیز خود کھائی یا اپنے جانور کو کھلائی تو اس پر ضمان واجب نہ ہوگی اور اگر اسکے پاس اس میں سے کوئی چیز باقی ہو تو اس سے وہ لے لیجائیگی اور رہا لشکر مجاہدین کا تو انکو مضائقہ نہیں ہو کہ اپنے غلاموں کو جو انکے ساتھ داخل ہوئے ہیں بدین غرض کہ سفر میں انکے کاموں میں اعانت کریں ایسے کھانے پینے کی چیزوں سے انکو کھلاوین اور یہی حکم ان مجاہدوں کی عورتوں اور بچوں کا ہو ان جو شخص ان مجاہدوں کے ساتھ مزدور خدمت کرنے کے واسطے مقرر ہو کر گیا ہو وہ نہیں کھا سکتا ہے۔ اور جب بڑھی عورتیں بدین غرض لشکر کے ساتھ داخل ہوں کہ لشکر کے پیاروں اور زینوں کا علاج کریں تو یہ عورتیں خود کھا وینگی اور اپنے جانوروں کو کھلاوین اور اپنے رفیقوں کو کھلاوین یہ سب راجح و مانع ہیں۔ اور کچھ فرق نہیں ہو ایسے طعام میں کہ جو کھانے کے واسطے مہیا ہو اور ایسے طعام میں جو کھانے کے واسطے مہیا نہ ہوں یعنی دونوں طرح کا طعام کھا سکتے ہیں حتی کہ اہل لشکر کو روا ہو کہ گاسے بکریاں اونٹ وغیرہ مویشی کو فروج کر کے کھاوین اور انکی کھالیں مال غنیمت میں داخل کردین اور اسی طرح جو بے شک و فو کہ تر و خشک اور ہر شے جو عادت کے موافق کھائی جاتی ہو کھاوین و یہ اطلاق ایسے شخص کے حق میں ہو جسکے واسطے سهم غنیمت ہو یا وہ رخصت کے طور پر غنیمت سے پانے کی لیاقت رکھتا ہو خواہ وہ غنی ہو یا فقیر ہو اور تاجر و مزدور خدمت کو ایسا کھانا دیا جائیگا الا انکہ گھوڑوں کی روٹی یا پکا ہوا گوشت ہو تو ایسی صورت میں تاجر و مزدور کو بھی کھلا دینے میں مضائقہ نہیں ہو یہ تمیز میں ہو۔ اور اگر لشکر نے چارہ اپنے جانوروں کے واسطے اور طعام اپنے کھانے کے واسطے اور لکڑیاں استعمال کے واسطے اور روغن استعمال کے لیے اور تھپاڑا لڑائی کے واسطے دار الحرب سے لے لیے تو انکو یہ روا نہیں ہو کہ انہیں سے کوئی چیز فروخت کریں ورنہ ان چیزوں سے متول حال کرنا روا ہو لینے انکو ذخیرہ کر کے اپنے وقت حاجت کے واسطے نگاہ رکھیں اور اگر انھوں نے انہیں سے کوئی چیز فروخت کی تو اسکا ثمن مال غنیمت میں داخل کردین یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور اگر انھوں نے تل یا پاز یا ساگ یا مریج وغیرہ ایسی چیزیں پائیں جو عادت کے موافق بطور تعیش کھائی جاتی ہیں تو انہیں سے تناول کرنے میں مضائقہ نہیں ہو اور وہ اوں و خوشنود میں سے کچھ استعمال کرنا روا نہیں ہو۔ اور واضح ہو کہ یہ حکم جو از اسی وقت ہو کہ امام المسلمین نے انکو کھانے پینے کی چیزوں سے انتفاع حاصل کرنے سے منع نہ کیا ہو اور اگر امام نے انکو اس سے منع کر دیا ہو تو انکو ایسی چیزوں سے انتفاع حاصل کرنا سباح نہیں ہو اور اگر اہل لشکر کو آگ روشن کرنے کی حاجت ہوئی خواہ پکانے کے واسطے یا صدمہ سردی دفع کرنے کی غرض سے تو مضائقہ نہیں ہو کہ اہل حرب کی لکڑیاں درخت کل وغیرہ جو بادین وہ جلاوین بشرطیکہ یہ جلانے کے واسطے رکھی گئی ہوں اور اگر اسکے سوائے اور کام کے واسطے رکھی گئی ہوں لینے عادت کے موافق ظاہر ہو کہ ایسی چیز جلانے کی نہیں ہو مثلاً لکڑی کے کٹھوتے اور کٹھوتیاں بنانے کے واسطے رکھی گئی ہوں اور حال یہ کہ انکی قیمت ہو تو اسکا استعمال کرنا روا نہیں ہو اور اگر گھوڑوں کے واسطے جو نہ ملین تو مضائقہ نہیں ہو کہ گھوڑوں سے

اور اگر اُسے دارالحرب میں صابون یا حوض جو احراز میں کی ہوئی ہو پائی تو اُس سے انتفاع حاصل نہیں کر سکتا جو الاروقت ضرورت اور اگر دارالحرب کی زمین میں حوض لگی ہو اور اُسے اس میں سے کچھ کاٹ لی پس اگر اس کاٹ لی ہوئی کی کچھ قیمت ہو تو اُس سے انتفاع نہیں جائز ہے الا بوقت ضرورت اور اگر اسکی کچھ قیمت نہ ہو تو اسکو بدون ضرورت لاحق ہونے کے بھی استعمال کر سکتا ہے۔ اور اگر اہل لشکر میں سے ایک شخص نے کسی آدمی کو اپنے لیے چارہ لانے کے واسطے مزدور مقرر کیا اور وہ کسی سطورہ کو گیا اور وہاں سے چارہ لایا پھر کہا کہ میری رائے میں یوں آیا ہو کہ میں یہ چارہ بٹھے نہ دوں اور اپنے واسطے رکھوں اور شہکو تیری اجرت واپس کر دوں اور مستاجر نے ہٹ کی کہ نہیں میں یہ چارہ ہی لوں گا پس اگر اجیر نے یہ اقرار کیا کہ میں یہ چارہ بر بنائے اجارہ لایا ہوں تو اُسپر جبر کیا جائیگا کہ مستاجر کو دیدے در صورتیکہ دونوں اس چارہ کے حاجت مند ہوں یا دونوں اُس سے بے پروا ہوں اور اگر اُسکی حاجت ہو اور مستاجر اُس سے بے پروا ہو تو اُس کو اختیار ہو کہ اسکو نہ دے لیکن اجیر کے واسطے اجرت بھی نہ ہو گی اور اگر اسکو واسطے اجارہ پر مقرر کیا ہو کہ میرے واسطے خشک گھاس کاٹ لا دے اور باقی مسئلہ بحال ہو تو مستاجر کو اختیار ہو گا کہ اس سے لے لے اگرچہ مستاجر اس گھاس سے بے پروا ہو اور اجیر کو اسکی ضرورت ہو مگر یہ حکم اس صورت میں ہو کہ اجیر نے اقرار کیا کہ میں ہی کے واسطے کاٹ لایا ہوں یا ظہر میں ہے۔ اور اگر دارالحرب میں کوئی درخت پایا اور اس میں سے لکڑی لی پس اگر اس جگہ اسکی کچھ قیمت ہو تو اُس سے انتفاع حاصل کرنا نہیں روا ہے الا اس صورت میں کہ کھانا پکانے یا صدمہ سردی دفع کرنے کے واسطے جلاوین اور اگر اس جگہ اس لکڑی کی کچھ قیمت نہ ہو لیکن اہل لشکر نے اس میں کوئی ایسی دستکاری کی ہو جس سے اسکی قیمت ہو گئی ہو تو اُس سے انتفاع حاصل کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر اسکو دارالاسلام میں نکال لائے اور امام نے تقبیل غنیمت کا قصد کیا پس اگر اس مقام پر جہان امام نے تقسیم غنائم کا قصد کیا ہو اس لکڑی میں سے بے بنی ہوئی کی کچھ قیمت ہو تو امام کو اس ساختہ کے حق میں اختیار ہے چاہے اسے ساختہ کو لیکر انکو اس قدر قیمت جو سبب دستکاری کے اس میں بڑھ گئی ہو دیکر اس ساختہ کو غنائم میں داخل کر لے اور چاہے اس ساختہ کو فروخت کر کے اسکا شن اسکے ساختہ وغیر ساختہ دونوں قیمتوں پر تقسیم کرے پس جقدر ساختہ کے حصہ میں بہ نسبت غیر ساختہ کے حصہ میں کی زیادتی ہو بقدر حصہ دستکاری ہو گا وہ اس دستکار کو دیر سے جتنے اس لکڑی میں دستکاری کی ہو اور جو باقی رہا وہ غنیمت میں داخل کر دے پس غنیمت پانے والوں کا حق دستکاری منقطع نہ ہو گا۔ اور اگر اس لکڑی کی دارالحرب میں کچھ قیمت نہ ہو اور دارالاسلام میں بھی جہان امام نے تقسیم غنائم کا قصد کیا ہو کچھ قیمت نہ ہو تو وہ لکڑی اسی کو سلم رہی جو اپنے ساتھ لے آیا ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اہل لشکر میں سے کسی آدمی نے کسی مقام پر طعام کثیر پایا جس میں سے تھوڑا اسکی حاجت سے بچا اور اُس نے چاہا کہ اسکو دوسرے مقام پر لایا جائے مگر دیگر حاجت مند ان لشکر میں سے کسی نے اُس سے اس طعام کو طلب کیا پس اگر وہ جانتا ہو کہ مجھے اس دوسرے مقام پر طعام نہ ملے گا تو مضائقہ نہیں ہے کہ اس طلب کرنے والے کو دینے سے انکار کرے اور اپنے ساتھ اسکو دوسرے مقام پر لے جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو اسکا انکار کرنا حلال نہیں ہے۔ اور اگر باوجود شخص اول کی حاجت کے دوسرے طالب نے اُس سے یہ طعام لے لیا اور مہنوز اس میں سے کھایا نہیں ہو کہ شخص اول نے امام سے مالش کی اور امام کو شخص اول کی حاجت بجانب اس طعام کے معلوم ہوئی تو امام اسکو واپس کر دے گا اور اگر اول اسکا محتاج نہیں اور دوسرا اسکا محتاج معلوم ہو تو امام اسکو دوسرے سے واپس نہ لے گا اور اگر امام کے نزدیک ثابت ہوا

کہ دونوں اس سے لے کر وہاں تو ایسی خصوصیت میں امام اسکو دوسرے سے لے لیا مگر اول کو واپس نہ دیکھا بلکہ ان دونوں کے سوا کسی دوسرے کو دیکھا۔ اور یہ حکم جو ہم نے بیان کیا ہے ہر ایسی چیز میں جاری ہے جس میں مسلمان لوگ بحق شرعی یکساں ہیں جیسے رباہات میں اتنا کسی مقام پہنچا مسجد و مین انتظار نماز کے واسطے بیٹھنا یا سنے میں یا عرفات میں حج کے واسطے کسی جگہ اتنا چنانچہ اگر مسجد میں کسی جگہ کوئی بیٹھا تو وہ اس مقام کا بہ نسبت دوسرے شخص کے مستحق ہو۔ اور اگر کسی نے بویا بچھایا اگر اسکو کسی دوسرے کے حکم سے بچھا دیا ہو تو بچھوانے والے کے خود بچھانے کے مانند ہو یعنی اس جگہ کا مستحق وہی ہو جس نے بچھایا ہو اور اگر بچھانے والے نے خود بیرون حکم دوسرے کے بچھایا ہو تو بچھانے والا اسکا مستحق ہو اسکو اختیار ہو کہ یہ جگہ جسکو چاہے دیدے۔ اور اسی طرح اگر کسی نے منی یا عرفات میں کسی مقام پر اپنا خیمہ کھڑا کر لیا حالانکہ اس سے پہلے اس مقام پر ایک شخص دیگر اتنا کرتا تھا اور یہ امر معروف ہو تو جو شخص ابکی مرتبہ اس مقام پر پہلے آن کر اترا ہو وہی اسکا مستحق ہو اور دوسرا جسکا اس مقام پر اتنا معروف ہو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسکو اس مقام سے اٹھاوے۔ اور اگر اُس نے اس مقام میں سے بہت جگہ وسیع اپنی حاجت سے زیادہ لی تو غیر کو اختیار ہو کہ اُس سے اسکی جگہ کا وہ گوشہ جسکی اسکو حاجت نہیں ہو لیکر وہاں اسکے برابر آپ اتارے اور اگر اتنی جگہ کو اُس سے ایسے دو آدمیوں نے طلب کیا کہ ہر ایک کو انہیں سے اس جگہ کی ضرورت ہو اور جو شخص پہل کر کے وہاں اترا چکا ہو اُسے چاہا کہ میں انہیں سے ایک کو دونوں دوسرے کو نہ دونوں کو اسکو یہ اختیار ہوگا اگر ان دونوں میں سے ایک پیش قدمی کر کے وہاں اترا پھر اس شخص نے جو پہل کر کے اس مقام وسیع میں اترا چکا ہو اور وہ بے پرواہ ہو یہ چاہا کہ اسکو وہاں سے ہٹا کر کے دوسرے ایسے شخص کو جو اس جگہ کا محتاج ہو وہاں اتارے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اور اگر اس شخص نے جو وہاں پہل کر کے اترا تھا یہ کہا کہ میں نے اسقدر زائد گوشہ مقام کو فلاں کے واسطے اسکے حکم سے لے لیا تھا کہ اسکو یہاں اتار دینا اسے واسطے نہیں لیا تھا تو اس سے اس امر پر قسم لیا جیسی اور بعد قسم کھانے کے اسکو یہ اختیار ہوگا کہ جو یہاں اترا ہو اسکو اٹھاوے (اور یہی حکم طعام و چارہ کا ہو کہ اگر اُسے کہا کہ میں نے اسکو فلاں کے حکم سے اسکے واسطے لیا تو قسم لے کر اسکا قول مسلم ہوگا۔ اور اگر اہل لشکر میں سے دو آدمیوں نے ایک نے جو پائے اور دوسرے نے نرکل۔ پھر دونوں نے باہم مبادلہ کیا اور جسے جو چیز فریاد ہو اسکا حاجت مند ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ جو کچھ اُس نے دوسرے سے خرید لیا ہو اسکو استعمال میں لاوے اور یہ دونوں کے درمیان میں بیع ہوگی اسواسطے کہ ان دونوں چیزوں میں سے ہر ایک کو یہ اختیار تھا کہ بقدر اپنی حاجت لے لے لیکن چونکہ لانے والے کی حاجت مقدم مانع تھی کہ بغیر اسکے رضامندی سے کہ نہیں لے سکتا تھا پس باہم مبادلہ ہر ایک نے دوسرے کو راضی کر لیا پھر جو استعمال کیا تو اصلی مبالغہ ہونے پر نہ باہم مبادلہ زکوہ اور یہ صورت بہتر ہے اسکے ہو کہ چند مہمان ایک دسترخوان پر مجتمع ہوئے کہ ہر مہمان اس مرتبہ سے منع کیا گیا کہ اپنا ہاتھ اس طعام کی طرف دراز کرے جو دوسرے کے سامنے ہو بغیر رضامندی دوسرے کے اور اگر دوسرے کی طرف سے رضامندی پائی گئی تو ہر ایک کو دونوں میں سے اختیار ہوگا کہ جو طعام چاہے کھاوے مگر باہم مبادلہ کی کڑائی کرنے والے کی ملک ہو جو اسے مبالغہ کر دی ہو نہ آنکہ دوسرے مہمان نے مبالغہ کر دی۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ دونوں میں سے ہر ایک نے جو کچھ دوسرے کو مبادلہ میں دیا ہو جیسے دوسرے سے لی ہوئی چیز کا حاجت مند تھا ویسے ہی دوسری چیز کا حاجت مند ہو پس ان دونوں میں سے ایک نے چاہا کہ دونوں نے باہم مبادلہ کیا ہو اسکو توڑ دے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اور اگر یہ صورت ہو کہ جو کچھ باہم مبادلہ سے لیا گیا ہو اسکا حاجت مند ہو

اور مشتری اس سے بیچے پروا ہو تو بائع کو اختیار ہو کہ جو دیا ہو وہ لے لے اور جو لیا ہو واپس کر دے اور اگر یہ ہوا کہ جب بائع نے واپس کر لینے کا قصد کیا تو مشتری نے وہ چیز جو خریدی ہو کسی دوسرے شخص کو جو اس چیز کا حاجت مند ہو دیدی تو بائع کو اس سے واپس لینے کا اختیار نہ ہو گا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر دونوں نے باہم مبايعت کر لی حالانکہ دونوں اس سے بے پروا ہوں یا دونوں کو اس کی حاجت ہو یا ایک بے پروا اور دوسرا حاجت مند ہو اور ہنوز دونوں میں باہمی قبضہ نہ ہوا تھا کہ ایک کی رائے میں آیا کہ اس میں مبايعت کو توڑ دے تو اس کو اختیار ہو گا کہ ترک کر دے۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو کوئی چیز قرض دی برین شرط کہ لینے والا اس کے مثل ادا کر دے گا پس اگر دونوں میں سے ہر ایک اس چیز سے بے پروا ہو یا ہر ایک اس کا حاجت مند ہو تو قرض لینے والے پر کچھ بھی واجب نہ ہو گا اگر اس نے اس چیز کو تلف کر دیا ہو۔ اور اگر ہنوز تلف نہیں کیا ہو موجود ہو تو قرض دینے والا اس کا مستحق ہو اگر اس نے چاہا کہ میں واپس کر لوں تو واپس لے سکتا ہو اور اگر لینے والا حاجت مند ہو اور اس کا دینے والا اس سے بے پروا ہو تو دینے والا اس سے واپس نہیں لے سکتا ہو۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ قرض کے دینے والے کے وقت دونوں اس سے بے پروا ہوں پھر قبل اسکے کہ لینے والا اس کو تلف کر دے دونوں اسکے حاجت مند ہو گئے تو دینے والا اس کا مستحق ہو اور اگر لینے والا پہلے حاجت مند ہوا پھر دینے والا حاجت مند ہوا یا نہوا بہر حال لینے والے پر دینے والے کو کوئی راجح نہیں ہے۔ اور اگر ایسے گھوٹاں میں سے جو دخل غنیمت میں کسی کے پاس سے دوسرے نے اپنے ذاتی درمیان کے عوض خریدے اور درم دیدیے اور گھوٹاں پر قبضہ کر لیا تو یہی مشتری ان گھوٹوں کا مستحق ہوا بشرطیکہ اس کا حاجت مند ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک سے بیچ لیا دینے کا قصد کیا اور گھوٹاں ہنوز بعید قائم ہیں تو اس کو یہ اختیار ہو پس مشتری گھوٹوں کو واپس کر دے گا اور اپنے درم لے لے گا اور یہ اس صورت میں ہو کہ دونوں ان گھوٹوں سے بے پروا ہوں یا مشتری سے بے پروا ہو اور بائع اس کا حاجت مند ہو اور اگر مشتری ہی اس کا حاجت مند ہو تو بائع پر واجب ہو گا کہ مشتری کو اس کے درم واپس کر دے اور گھوٹاں مشتری کو مسلم رہینگے۔ اور اگر مشتری نے وہ گھوٹاں تلف کر دیے ہوں تو بائع پر واجب ہو گا کہ مشتری کا فن واپس کر دے اور جو کچھ مشتری نے تلف کر دیا ہو وہ ہر حال اس کو مسلم رہا۔ اور اگر مشتری چلا گیا اور بائع کو یہ قدرت حاصل نہ ہوئی کہ اس کو اس کا فن واپس کر دے تو یہ درم اس کے پاس ہنوز لفظ کے ہونگے مگر فرق یہ ہو کہ یہ درم اس کے پاس مضمون ہیں۔ اور اگر اس نے غنائم کے جمع و تقسیم کرنے والے کے حضور میں یہ امر پیش کیا پس اس نے کہا کہ میں نے مشتری بیچ کی اجازت دی اور فن داخل کر تو اس کو جائز ہو گا کہ اس فن مذکور صاحب غنائم کے حضور میں پیش کر دے یعنی دیدے۔ پھر اگر اس کے بعد مالک وراہم آیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس نے گھوٹاں قبل اسکے کہ صاحب غنائم بیچ کی اجازت دے تلف کر دیے ہوں تو درہم مذکورہ اس کو واپس دیے جاویں گے اور اگر اس نے بعد اجازت بیچ کے تلف کیے ہوں قبل اسکے تلف نہ کیے ہوں تو درہم مذکورہ مال غنیمت میں داخل ہونگے اور اگر مشتری نے کہا کہ قبل مشتری اس بیچ کی اجازت دینی کے میں نے گھوٹاں کھائے تھے پس مجھے درم واپس کر دے اور اس نے اس امر پر قسم کھائی تو اس کی تصدیق نہ کی جائیگی اور اس کو درم واپس نہ کیے جاویں گے یہاں تک کہ اس کے گواہ قائم کر دے کہ میں نے اجازت بیچ سے پہلے گھوٹاں کھائے تھے۔ اور اگر وہ آویون میں سے ایک سے گھوٹاں پاس لے اور دوسرے سے لے لے کھڑا پھر دونوں سے باہم مبايعت کا قصد کیا تو دونوں کو یہ اختیار نہیں۔ اور اگر دونوں نے ایسا کیا اور ہر ایک نے جو کچھ دوسرے سے لے لیا تھا وہ درالحرب میں تلف کر دیا تو دونوں میں سے کسی پر ضمان واجب نہ ہوگی مگر اتنی بانہ ہو کہ کھڑے کافر وخت کرنے والا بیچ کرنے میں گنہگار ہو اور اسی طرح اس کا مشتری بھی۔ اور اگر دونوں نے تلف نہ کیا یہاں تک کہ دارالاسلام

بے پروا ہوں یا دونوں کو اس کی حاجت ہو یا ایک بے پروا اور دوسرا حاجت مند ہو اور ہنوز دونوں میں باہمی قبضہ نہ ہوا تھا کہ ایک کی رائے میں آیا کہ اس میں مبايعت کو توڑ دے تو اس کو اختیار ہو گا کہ ترک کر دے۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو کوئی چیز قرض دی برین شرط کہ لینے والا اس کے مثل ادا کر دے گا پس اگر دونوں میں سے ہر ایک اس چیز سے بے پروا ہو یا ہر ایک اس کا حاجت مند ہو تو قرض لینے والے پر کچھ بھی واجب نہ ہو گا اگر اس نے اس چیز کو تلف کر دیا ہو۔ اور اگر ہنوز تلف نہیں کیا ہو موجود ہو تو قرض دینے والا اس کا مستحق ہو اگر اس نے چاہا کہ میں واپس کر لوں تو واپس لے سکتا ہو اور اگر لینے والا حاجت مند ہو اور اس کا دینے والا اس سے بے پروا ہو تو دینے والا اس سے واپس نہیں لے سکتا ہو۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ قرض کے دینے والے کے وقت دونوں اس سے بے پروا ہوں پھر قبل اسکے کہ لینے والا اس کو تلف کر دے دونوں اسکے حاجت مند ہو گئے تو دینے والا اس کا مستحق ہو اور اگر لینے والا پہلے حاجت مند ہوا پھر دینے والا حاجت مند ہوا یا نہوا بہر حال لینے والے پر دینے والے کو کوئی راجح نہیں ہے۔ اور اگر ایسے گھوٹاں میں سے جو دخل غنیمت میں کسی کے پاس سے دوسرے نے اپنے ذاتی درمیان کے عوض خریدے اور درم دیدیے اور گھوٹاں پر قبضہ کر لیا تو یہی مشتری ان گھوٹوں کا مستحق ہوا بشرطیکہ اس کا حاجت مند ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک سے بیچ لیا دینے کا قصد کیا اور گھوٹاں ہنوز بعید قائم ہیں تو اس کو یہ اختیار ہو پس مشتری گھوٹوں کو واپس کر دے گا اور اپنے درم لے لے گا اور یہ اس صورت میں ہو کہ دونوں ان گھوٹوں سے بے پروا ہوں یا مشتری سے بے پروا ہو اور بائع اس کا حاجت مند ہو اور اگر مشتری ہی اس کا حاجت مند ہو تو بائع پر واجب ہو گا کہ مشتری کو اس کے درم واپس کر دے اور گھوٹاں مشتری کو مسلم رہینگے۔ اور اگر مشتری نے وہ گھوٹاں تلف کر دیے ہوں تو بائع پر واجب ہو گا کہ مشتری کا فن واپس کر دے اور جو کچھ مشتری نے تلف کر دیا ہو وہ ہر حال اس کو مسلم رہا۔ اور اگر مشتری چلا گیا اور بائع کو یہ قدرت حاصل نہ ہوئی کہ اس کو اس کا فن واپس کر دے تو یہ درم اس کے پاس ہنوز لفظ کے ہونگے مگر فرق یہ ہو کہ یہ درم اس کے پاس مضمون ہیں۔ اور اگر اس نے غنائم کے جمع و تقسیم کرنے والے کے حضور میں یہ امر پیش کیا پس اس نے کہا کہ میں نے مشتری بیچ کی اجازت دی اور فن داخل کر تو اس کو جائز ہو گا کہ اس فن مذکور صاحب غنائم کے حضور میں پیش کر دے یعنی دیدے۔ پھر اگر اس کے بعد مالک وراہم آیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس نے گھوٹاں قبل اسکے کہ صاحب غنائم بیچ کی اجازت دے تلف کر دیے ہوں تو درہم مذکورہ اس کو واپس دیے جاویں گے اور اگر اس نے بعد اجازت بیچ کے تلف کیے ہوں قبل اسکے تلف نہ کیے ہوں تو درہم مذکورہ مال غنیمت میں داخل ہونگے اور اگر مشتری نے کہا کہ قبل مشتری اس بیچ کی اجازت دینی کے میں نے گھوٹاں کھائے تھے پس مجھے درم واپس کر دے اور اس نے اس امر پر قسم کھائی تو اس کی تصدیق نہ کی جائیگی اور اس کو درم واپس نہ کیے جاویں گے یہاں تک کہ اس کے گواہ قائم کر دے کہ میں نے اجازت بیچ سے پہلے گھوٹاں کھائے تھے۔ اور اگر وہ آویون میں سے ایک سے گھوٹاں پاس لے اور دوسرے سے لے لے کھڑا پھر دونوں سے باہم مبايعت کا قصد کیا تو دونوں کو یہ اختیار نہیں۔ اور اگر دونوں نے ایسا کیا اور ہر ایک نے جو کچھ دوسرے سے لے لیا تھا وہ درالحرب میں تلف کر دیا تو دونوں میں سے کسی پر ضمان واجب نہ ہوگی مگر اتنی بانہ ہو کہ کھڑے کافر وخت کرنے والا بیچ کرنے میں گنہگار ہو اور اسی طرح اس کا مشتری بھی۔ اور اگر دونوں نے تلف نہ کیا یہاں تک کہ دارالاسلام

میں داخل ہوئے تو ہر ایک پر یہ واجب ہوا کہ جو چیز اسکے پاس ہو وہ واپس کر دے اور اگر اسکو تلف کر گیا تو ضامن ہوگا۔ اور اگر یہ دونوں دارالحرب میں ہوں اور دونوں نے تلف نہیں کیا ہو تو بٹھنے کیلئے پر قبضہ کیا ہو اس پر واجب ہو کہ کپڑے کو غنیمت میں داخل کر دے جیسے کہ اگر کسی نے ابتدا میں پایا ہوتا تو اس غنیمت میں داخل کر دینا واجب تھا۔ اور جس نے گھوڑوں پر قبضہ کیا ہو اسکے حق میں اس صورت میں بھی اسی تفصیل سے حکم ہو جو صورت اول میں گذرا باعتبار حاجتمندی ہر دو یا بے پروائی ہر دو یا حاجت گیر مردہ نہ دہندہ یا حاجت دہندہ نہ گیر نہ۔ اور اگر گھوڑوں کا خریدنے والا چلا گیا کہ اسکا نشان و پتا نہیں چلتا ہو تو صاحب منعم اس کپڑے کو اس شخص سے جسکے پاس ہوئے لے لیا جائے اگر وہی ابتدا کرتا ہو تو لے لیتا۔ اور اگر کپڑے کا خریدنے والا چلا گیا اس طرح کہ اسکا نشان و پتا نہیں چلتا ہو اور دوسرا موجود ہو تو صاحب منعم گھوڑوں کے خریدار سے چلتا دارالحرب میں ہیں کچھ مترض ہوگا جیسے کہ اگر اسے ابتدا کر پائے ہوئے تو بھی یہی حکم تھا ہر اگر خریدنے والا ان گھوڑوں کو قبل اسکے کہ کھا جاوے دارالاسلام میں نکال لایا تو صاحب منعم ان گھوڑوں کو اس سے لیکر مال غنیمت میں داخل کر دینا چھوڑ دینا ہوگا۔ اگر مال غنیمت میں سے کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہوا یا کوئی کپڑا پہن لیا یا کوئی تنہا اٹھایا اور ہنوز تقسیم واقع نہیں ہوئی ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہو جبکہ اسکو اس چیز کی حاجت پڑی ہو۔ پھر جب لڑائی سے فارغ ہو تو اسکو غنیمت میں واپس کر دے اور اگر اسنے دکر سننے سے پہلے تلف کر دیا تو اس پر ضمان واجب ہوگی۔ اور اگر اسکو کچھ حاجت ہو مگر وہ غنیمت کے گھوڑے پر سوار ہو لیا تاکہ اپنے گھوڑے کو محفوظ رکھے یا کپڑا پہن لیا تاکہ اپنے کپڑے محفوظ رکھے تو یہ مردہ ہو لیکن اگر تلف ہو گیا تو وہ ضامن نہ ہوگا یہ شہرح طحاوی میں ہے۔ اور قبل تقسیم واقع ہونے کے بدون حاجت پیش آنے کے کپڑے و متاع غنائم سے انتفاع حاصل کرنا مردہ ہو کیونکہ اس میں ایک جماعت کا شراک ہو لیکن جب یہ لوگ کپڑے اور گھوڑوں وغیرہ چارپایوں و ہتھیار و متاع کے حاجت مند ہوں تو امام المسلمین دارالحرب میں انکے درمیان اموال غنیمت تقسیم کر دینا پس حاصل یہ ہو کہ اگر ایک کو حاجت ہوئی تو اسکو اموال غنیمت سے انتفاع مباح ہو اور اگر سب کو حاجت ہوئی تو امام المسلمین تقسیم کر دینا اور ان چیزوں کا حکم بخلات مردمان اسے شرمسار ہو کہ اس میں کو امام و مان تقسیم نہ کر دینا اس واسطے کہ ان اسیروں کی طرف حاجت و طرح سے ہر یا و لٹی کے واسطے یا خدمت کے واسطے اور یہ فضول حاجت ہو یہ کافی میں ہے۔ اور اگر مجاہدین نے اجتماع کیا اور دارالحرب میں امام سے تقسیم کی درخواست کی تو امام انکو عطیہ دینا چھوڑ کر انھوں نے عطیہ قبول نہ کیا تو بخون فقہ امام انکے درمیان تقسیم کر دینا۔ اور یہ طریق اگر امام کے پاس بار بار یہ نہ ہو جب مال غنیمت لاؤلاوے تو بھی دارالحرب میں امام انکے درمیان تقسیم کر دینا تاکہ ہر ایک اپنے حصہ کو لا دلاسنے کی کلفت برداشت کرے یہ محسوس میں ہے۔ اور جب مسلمان لوگ دارالحرب سے نکل آئے تو پھر انکو روہنیں ہو کہ اموال غنیمت سے اپنے چوپایوں کو چارہ دین اور نہ یہ جائز ہو کہ خود اس میں سے کھا دیں اور جسکے پاس چارہ و طعام بچ رہا ہو وہ غنیمت میں داخل کر دے اگر وہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور اگر تقسیم ہو گئی ہو تو اگر خود غنی ہو تو بچے ہوئے کو صدقہ کر دے اور اگر فقیر ہو تو اس سے انتفاع حاصل کرے اور اگر دارالاسلام میں آ جانے کے بعد اس سے انتفاع حاصل کر لیا تو اسکی قیمت مال غنیمت میں داخل کر دے اگر غنیمت ہنوز تقسیم نہیں ہوئی ہو اور اگر تقسیم ہو گئی ہو تو اسکی قیمت صدقہ کر دے بشرطیکہ تو نکر ہو اور اگر فقیر ہو تو اس پر کچھ نہیں ہے یہ کافی میں ہے۔ اور جو حربی دارالحرب میں مسلمان ہو گیا تو اسنے اسلام سے اپنی جان و اپنی اولاد و خرد سال کو جو بالغ نہیں ہوئی ہیں محفوظ کر لیا اور یہ حکم اسوقت ہو کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے ہوں۔

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

پہلے مسلمان ہو گیا اور اگر بعد گرفتار ہونے کے مسلمان ہوا تو وہ غلام ہو اور اسی طرح اگر اسکا مال و اولاد پکڑ لیے گئے اور وہ نہیں
 بڑا گیا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو مسلمان ہونے سے اُسے فقط اپنے نفس کو محفوظ کیا اور نیز جو مال اسکے پاس ہو یا اسکی
 وراثت کسی مسلمان یا ذمی کے پاس ہو اُسکے ساتھ محفوظ ہوئی اور اسکی اولاد کبیر یعنی بالغہ اور اسکی زوجہ و زوجہ کا حمل اور
 اسکے اموال غیر منقولہ اور اسکا غلام جو حربیوں کی طرف سے قتال کرتا ہو اور جو اسکا مال کسی حربی کے پاس غصب یا ولایت
 ہوا نہیں ستے کوئی محفوظ نہ ہونگے بلکہ یہ سب فنی ہونگے۔ اور اسی طرح جو چیز اسکی کسی مسلمان یا ذمی کے پاس غصب ہو وہ
 بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک فنی ہوگی۔ اور اگر کوئی مسلمان یا ذمی دارالحرب میں ان لیکر داخل ہو اور وہاں اُس نے
 مال پایا پھر مسلمان لوگ اس دارالحرب پر غالب ہوئے تو اس مال کا حکم بھی ویسا ہی ہو جیسا کہ اس شخص کا جو دارالحرب
 میں مسلمان ہوا چنانچہ سب صورتوں میں وہی حکم ہو سوا کے ایسے مال کے جو اسکا کسی حربی کے پاس ہو کہ رویت یا تسلیم ان
 کے موافق یہ مال اسی مسلمان یا ذمی مستامن کا ہوگا اور روایت ابو حفص کے موافق اس میں بھی وہی حکم ہو کہ فنی ہوگا اور
 شائع نے فرمایا کہ روایت ابوسلیمان اصح ہے۔ اور یہ سب اسوقت ہو کہ مسلمان لوگ اس دارالحرب پر غالب آئے
 ہوں اور اگر مسلمانوں نے اس دارالحرب پر غارت کی اور غالب نہیں ہوئے تو بھی امام محمد رحمہ کے نزدیک یہی حکم ہو مگر امام
 اعظم رحمہ کے نزدیک اسکا تمام مال فنی ہو جائیگا سوائے اسکی جان اور اسکی اولاد و صغار کے۔ اور جو شخص کہ دارالحرب میں مسلمان
 ہو کر دارالاسلام میں چلا آیا تو اسکا حکم بھی اسی تفصیل سے ہو جیسا محیط میں ذکر فرمایا ہے تبیین میں ہے۔ **فصل دوم کیفیت**
قسمت۔ امام المسلمین غنیمت کو تقسیم کرے گا پس پانچواں حصہ نکال کر باقی چار پانچویں حصے غنائین کے درمیان تقسیم
 کرے گا پھر امام اعظم رحمہ کے نزدیک سوار کے واسطے دو سهام اور پیدل کے واسطے ایک سهم ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ سوار
 کے واسطے تین سهام ہیں یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور جو شخص لشکر پر امیر مقرر کیا گیا ہو وہ اس حکم میں بمنزلہ ایک لشکر کے
 ہو یہ سراجہ میں ہو۔ اور سیحانی نے شرح طحاوی میں فرمایا کہ اگر سوار کے پاس کئی گھوڑے ہوں تو ظاہر روایہ کے
 موافق فقط ایک ہی گھوڑے کا حصہ لگایا جائیگا اور گھوڑوں میں کچھ فرق نہیں ہو چنانچہ عزلی و نجیب و ہر زون و ہمیں
 وغیرہ جنہر گھوڑے کا اطلاق ہوتا ہو سب یکساں ہیں مگر جسکے پاس سواری میں اونٹ یا چھ یا گدھا ہو تو وہ اور پیدل
 یکساں ہو یہ غایتہ البیان میں ہو۔ اور جو شخص دارالحرب میں سوار داخل ہوا پھر اسکا گھوڑا مر گیا تو وہ سوار کے حصہ کا مستحق
 ہو۔ اور اگر کسی نے گھوڑا مستعار لیا یا اجارہ پر لیا اور قتال کے واسطے لیا ہو پس وقت تقسیم غنیمت کے اسکو
 لیکر حاضر ہوا تو اسکے واسطے سوار کا حصہ لگایا جائیگا یعنی اس گھوڑے کا حصہ اسکو دیا جائیگا اور اگر اسے گھوڑا چھپر
 قتال کیا ہو غصب کر کے لیا ہو اور اسکو حاضر لایا تو بطریق حرام اُسکے حصہ کا مستحق ہو پس چاہیے کہ اس گھوڑے کا
 حصہ صدقہ کر دے۔ واضح رہے کہ اگر اسکا گھوڑا اسکے ساتھ رہا یہاں تک کہ غنیمت حاصل ہوئی یا جب وہ داخل ہوا
 اسکا گھوڑا مر گیا یا دشمن اسکو پکڑے گیا یا ٹانگ توڑ دی یا لنگڑا ہو گیا خواہ قبل حصول غنیمت کے یا بعد حصول غنیمت کے
 تو اس میں کچھ فرق نہ ہوگا بلکہ وہ سوار کے حصہ کا مستحق ہوگا خواہ وہ شخص و فترت میں سوار و فترت میں لکھا ہو یا پیدل و فترت میں لکھا ہو
 ہو یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر دارالحرب میں پیدل داخل ہوا پھر اسے گھوڑا خریدا یا مستعار لیا یا اسکے واسطے
 باستخفاق واجب ہوا اور اسے سوار ہو کر قتال کیا تو اسکو پیدل کا حصہ ملیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اصل
 یہ قرار پائی ہو کہ معتبر ہمارے نزدیک وہ حالت ہو کہ جب اُس نے دارالاسلام سے مجاوزت بردار الحرب کی ہو یعنی جس

۲۰
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

حال سے وہ دارالاسلام سے پار ہوا ہو۔ اور اگر اُس نے سوار بھیاں سے تجاوز کیا اور دارالحرب میں سوار داخل ہوا پھر اُس نے اپنا گھوڑا فروخت کر دیا یا رہن کر دیا یا اجارہ پر دیا یا ہبہ کیا یا عاریت دیا تو ظاہر الروایہ کے موافق گھوڑے کا حصہ باطل ہو جائیگا اور پیدل کا حصہ باطل ہو جائیگا۔ سراج و مانج میں ہو۔ اور اگر اُس نے قتال سے فراغت کے بعد گھوڑا فروخت کر دیا تو سکا سوار کا حصہ ساقط ہوگا اور سہین اتفاق ہو کچھ اختلاف نہیں ہو یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اگر اُس نے حالت قتال میں اسکو فروخت کر دیا تو اصح قول کے موافق اُسکا حصہ سوار ساقط ہو جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کسی غاصب نے اُسکا گھوڑا غصب کر لیا اور اسکو قیمت تادان دیدی تو وہ پیادہ رہ گیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دارالحرب میں سوار داخل ہوا مگر قتال کی حالت میں اُس نے بسبب غنیمت مقام یا چھوڑ درختوں کے پیادہ قتال کیا تو ایسے لوگوں کو سواروں کا حصہ ملتا ہے اور اگر وہ دارالحرب میں ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر داخل ہوا جس پر قتال کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہو خواہ بسبب اسکے کہ یہ گھوڑا بہت بوڑھا ہو یا بسبب اسکے کہ یہ بہت بچہ ہو کہ سواری لینے کے لائق نہیں ہو تو وہ سوار کے حصہ کا مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر یہ گھوڑا ایسا مر لیں ہو کہ اُس پر سوار ہو کر قتال نہیں کر سکتا ہو مثلاً پتھر وغیرہ سے اُسکا جسم ٹھس گیا یا اسکو صلح کی بیماری پیدا ہو گئی پس اسی حال سے اس پر وہ حد دارالاسلام سے تجاوز کر کے دارالحرب میں داخل ہوا پھر اسکی بیماری زائل ہو گئی اور ایسا ہو گیا کہ اُس پر قتال کر سکتا ہو اور یہ غنائم حاصل ہونے سے پہلے واقع ہو تو اتنا حصہ اُسکا سواروں کا حصہ لگایا جائیگا۔ اور اگر اُس نے غصب کیے ہوئے یا مستعار یا اجارہ میں ہوئے گھوڑے پر درخت سے تجاوز کیا پھر مالک اُس سے واپس کر لیا پس وہ جنگ میں پیدل حاضر ہوا تو اُس کے حق میں دو روایتیں ہیں یہ فتح القدر میں ہو اور جو شخص بحرم کشتی پر سوار ہو کر قتال کرتا ہو وہ دوسہام کا مستحق ہو اگرچہ کشتی میں گھوڑے پر سوار ہو کر قتال نہیں کر سکتا ہو یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر اُس نے اپنا گھوڑا کسی شخص کو ہبہ کر دیا اور اسکو سپرد کر دیا اور جسکو ہبہ کیا ہو وہ اس گھوڑے پر سوار ہو کر دارالحرب میں بقصد قتال داخل ہوا اور اس لشکر کے ساتھ اس گھوڑے کا ہبہ کرنے والا بھی گیا پھر اُس نے اپنی ہمت رجوع کر کے اپنا گھوڑا لے لیا تو جس قدر غنائم قبل اسکے اپنی ہمت سے رجوع کرنے کے حاصل ہوئے ہیں ان میں اس کو ہبہ کا حصہ سوار کا لگایا جائیگا اور جس قدر غنائم اسکے رجوع کرنے کے بعد حاصل ہوئے ہیں ان میں اُسکا پیدل کا حصہ لگایا جائیگا اور ہبہ کرنی والا جس نے ہبہ سے رجوع کر لیا ہو جملہ غنائم میں اُسکا حصہ پیدل کا لگایا جائیگا۔ اور اگر اپنا گھوڑا دارالاسلام میں بطور بیع فاسد کے فروخت کیا اور اسکو مشتری کے سپرد کر دیا جسکو مشتری لشکر کے ساتھ دارالحرب میں لگایا اور گھوڑا بیچنے والا بھی اُس کے ساتھ داخل ہوا ہو پھر اُس نے جو بیع فاسد ہونے کے اپنا گھوڑا واپس لیا تو جو کچھ غنائم حاصل ہوں ان میں اُس کا حصہ پیدل کا لگایا جائیگا خواہ واپس کر لینے سے پہلے حاصل ہوئے ہوں یا اسکے بعد اور مشتری ان غنائم کے حصہ میں جو واپس کر لینے سے پہلے حاصل ہوئے ہیں سوار قرار دیا جائیگا اور جو اسکے بعد حاصل ہوئے ہیں ان میں پیدل قرار دیا جائیگا۔ ایک شخص اپنا گھوڑا دارالحرب میں لے گیا تاکہ اس پر سوار ہو کر قتال کرے پھر کسی نے گواہ قائم کر کے اپنا استحقاق ثابت کر کے اسکے ہاتھ سے یہ گھوڑا لے لیا تو استحقاق ثابت کر کے لینے والا جملہ غنائم میں پیدل قرار دیا جائیگا اور جس پر استحقاق ثابت کر کے لیا ہو وہ ان غنائم میں جو قبل واپس لینے کے حاصل ہوئی ہیں سوار قرار دیا جائیگا اور جو اسکے بعد حاصل ہوئی ہیں ان میں پیدل قرار دیا جائیگا۔ دوسروں میں سے ایک کے پاس گھوڑا ہو اور دوسرے کے پاس خچر ہو پس دونوں نے باہم بیع کر لی اور دونوں انکو لیکر دارالحرب میں داخل ہونے پھر ایک نے اپنے خریدے ہوئے میں غیب پا کر واپس کر کے جو دیا تھا وہ واپس کر لیا تو خچر خریدنے والا جملہ غنائم میں

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

سہ

پیدل ہوگا اور گھوڑا خریدنے والا ان غنائم میں جو قبل باہمی روبع کے حاصل ہوئی ہیں سوار قرار دیا جائیگا اور جو بعد اسکے حاصل ہوئی ہیں انہیں پیدل قرار دیا جائیگا۔ اور اگر اپنا گھوڑا دارالاسلام میں ایک شخص کے پاس جبکہ اس پر قرضہ آتا ہو بعض اس قرضہ کے رہن کر دیا پھر رہا ہوں مرتن دونوں دارالحرب میں داخل ہوئے اور مرتن یہ گھوڑا بھی اپنے ساتھ لے گیا تاکہ اس پر قتال کرے پھر رہا ہوں نے مرتن کو اسکا قرضہ دارالحرب میں ادا کر کے اس سے اپنا گھوڑا لے لیا تو رہن کرنے والا اسے غنائم میں جو فک رہا ہوں سے پہلے یا بعد حاصل ہوئی ہیں پیدل قرار دیا جائیگا اور اسی طرح مرتن بھی جملہ غنائم میں پیدل ہوگا اور اگر اس نے اپنا گھوڑا دارالحرب میں فروخت کر دیا پھر دوسرا گھوڑا خرید لیا تو وہ استخسانا جیسا سوار تھا ویسا ہی ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو گھوڑا قتل کر دیا اور مالک فرس کو قیمت دیدی اور اسے لے لی اور اس کے عوض دوسرا گھوڑا نہ خرید انو جو غنائم حاصل ہوئی ہیں انہیں اس کے واسطے سواروں کا حصہ لگا یا جائیگا۔ اور جس نے اپنا گھوڑا دارالحرب میں باکراہ فروخت کیا تو اس کے گھوڑے کا حصہ ساقط نہ ہوگا۔ اور اگر غازی نے اپنا گھوڑا دارالحرب میں درمون کے عوض فروخت کر دیا حالانکہ اس سے پہلے غنائم حاصل ہو چکی ہیں پھر اس نے دوسرا گھوڑا مستعار لیا یا اجارہ پر لیا پھر غنائم حاصل ہوئیں تو جو غنائم بعد بیع کے حاصل ہوئی ہیں وہ انہیں پیدل قرار دیا جائیگا اور اجارہ لینے یا عاریت لینے والا بجائے مشتری کے قرار نہ دیا جائیگا بخلاف اسکے اگر اس نے دوسرا گھوڑا خرید لیا تو بنا بر حکم استخسان کے وہ سوار ہی قرار پائیگا۔ اور اگر کسی نے اپنا گھوڑا فروخت کر دیا پھر اسکو دوسرا گھوڑا مہبہ کیا گیا اور اسکو سپرد کر دیا گیا تو وہ سوار قرار پائیگا اس واسطے کہ جو چیز مہبہ کر دی گئی ہو وہ اپنی ذات سے اسکی ملک میں آگئی پس وہ مثل مشتری کے ہوا۔ اور اگر پہلا گھوڑا اس کے پاس باجارہ یا عاریت ہو پس اس کے ہاتھ سے لے لیا گیا پھر اس نے دوسرا خریدا تو دوسرا بجائے اول کے قائم ہوگا اور اگر پہلا باجارہ ہو اور دوسرا بھی باجارہ ہو یا عاریت ہو اور دوسرا بھی عاریت ہو تو دوسرا بجائے اول کے قائم ہوگا اور اگر اول باجارہ ہو اور دوسرا عاریت ہو تو دوسرا بجائے اول کے ہوگا اور اگر اول عاریت ہو اور دوسرا باجارہ ہو تو دوسرا بجائے اول کے قائم ہوگا پھر دارالحرب میں عاریت لینے والے نے اگر پہلا گھوڑا اس کے ہاتھ سے واپس لے لیا جانے کے بعد دوسرا گھوڑا مستعار لیا تو بعد اسکے جو غنائم ہوں انہیں وہ سوار قرار دیے جانے اور سواروں کے حصہ بانٹنا سبب قیام دوم کے مقام اول میں جب ہی متحقق ہوگا کہ جب دوسری عاریت دینے والے کا کوئی اور گھوڑا اسو اسے اس گھوڑے کے ہوجو اسے عاریت دیا ہو اور اگر عاریت دہندہ کا دوسرا گھوڑا اسو اس کے ہوتو جو غنائم اسکے بعد حاصل ہوں انہیں عاریت لینے والا سواروں کے حصہ کا متحق ہوگا پس عاریت دینے والا سبب اپنے اس گھوڑے کے سواروں کے حصہ کا متحق ہوگا پس اگر عاریت لینے والا بھی حصہ سوار کا متحق ہو تو لازم آوے کہ دونوں میں سے ہر ایک سبب ایک ہی گھوڑے کے ایک ہی غنیمت میں سے حصہ کامل کا متحق ہو اور یہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر دارالاسلام میں اس نے ایک گھوڑا خریدا اور نہوز باہمی قبضہ دافع نہ ہوا یہاں تک کہ وہ دارالحرب میں داخل ہو پھر مشتری نے اس گھوڑے پر قبضہ کیا اور دشمن ادا کر دیا تو بائع مشتری دونوں پیدل قرار پائینگے اور اگر دشمن میعاد میں ہوا فی الحال ادا کرنا ٹھہرا ہو کہ مشتری نے دارالحرب میں داخل ہونے سے پہلے اسکو ادا کر دیا پھر دونوں دارالحرب میں داخل ہوئے اور مشتری نے گھوڑے پر قبضہ کیا تو استخسانا مشتری سوار قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دواوی ایک گھوڑے کو جو اسکے درمیان شرکت میں ہو لیکر دارالحرب میں بدین قصد داخل ہوئے کہ کبھی اس پر سوار ہو کر قتال کرے اور کبھی وہ تو یہ دونوں پیدل ہوں میں شمار ہونگے اور اسی طرح اگر دو گھوڑے لیکر داخل ہوئے اور دونوں میں سے ہر ایک گھوڑا دونوں کے درمیان نصف نصف مشترک ہو تو بھی وہ دونوں پیدل ہوں میں شمار ہوں لیکن اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو اپنا حصہ

بجائے مشتری کے قرار نہ دیا جائیگا بخلاف اسکے اگر اس نے دوسرا گھوڑا خرید لیا تو بنا بر حکم استخسان کے وہ سوار ہی قرار پائیگا۔

اور فتنہ کا خوف نہ ہو تو اسکے ہاتھ فروخت کرنے میں مضائقہ نہیں ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے مال غنیمت میں سونے یا چاندی کی
لکٹھی حبیب صلیب و تامل پڑے ہیں بانی تو قبل تقسیم غنائم کے انکا شکستہ کر دینا مستحب ہو۔ اور اگر کسی مسلمان کے ہاتھ
اسکو فروخت کرنا چاہا اگر یہ خریدار مرد معتد ہو کہ اس سے یہ خوف نہیں ہو کہ شرکون کے ہاتھ فروخت کر دیکے تو اسکے ہاتھ بیچ دینے
میں مضائقہ نہیں ہو اور اگر اس پر اعتماد نہ ہو بلکہ خوف ہو کہ شاید شرکون کے ہاتھ لالچ سے بچ ڈالے تو اسکے ہاتھ فروخت کرنا
مکروہ ہو اور اگر سکہ دار درم و دینار پر صلیب یا تامل ہوں اور شکستہ کرنے سے پہلے انکا تقسیم کرنا یا کسی کے ہاتھ بیچ کرنا چاہا
تو کچھ مضائقہ نہیں ہو اور جو ایسی چیزیں غنیمت میں آئی ہیں جنکی قیمت ہر جیسے شکاری کتا و دیگر جانوروں پر بند ہے تعلیم یافتہ
مثل باز و شکرہ وغیرہ کے تو مثل اور اموال کے یہ مال بھی غنیمت میں کہ غائبین کے درمیان تقسیم کیے جاویں گے۔ اور اگر کسی
طرح خشکی کے شکار و سونے چاندی وغیرہ کی کانین اور گڑے ہوئے خزانہ جو کچھ حاصل ہو سکے یا اسکے ہندو سے غوطہ خور مسلمانوں
نے جو کچھ نکالا ہو وہ شہتہ ہی ہو کہ اس میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی غائبین کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا اور بھلیاں اور باقی
سب جانور شکار جو کھائے جاتے ہیں اور شکار کر کے پاٹے جاتے ہیں انکا حکم مثل دیگر مالوں کے یعنی کھانے کی
چیزوں کے ہو۔ اور غنیمت کے شکاری کتے و باز و صدقہ سے شکار کرنا مکروہ ہو اور بیویوں کا تقسیم کر دینا جائز ہو۔ اور اگر
مسلمانوں نے ایسا گھوڑا یا چسپ یہ لکھا ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہو تو یہ اور جیسے کچھ نہیں لکھا ہو دونوں کیساتھ
ہیں رہا یا مگر ایسا گھوڑا یا مسلمانوں کا قرار دیا جائیگا یا جرمیوں کا یعنی کس نے اسکو اس طرح وقف کیا ہو جو جس مقام پر
وہ پایا گیا ہو اس سے استدلال کیا جائیگا پس اگر ایسی جگہ پایا گیا کہ بیشتر مسلمان ہیں یا مسلمانوں کے قریب ہو تو
وہ مسلمانوں کا قرار دیا جائیگا اور نقطہ ہوگا پس اسکے ساتھ وہی کیا جائیگا جو اور لفظوں کے ساتھ کیا جاتا ہو اور اگر ایسی جگہ
پایا گیا کہ غالباً ان مشرک ہیں یا قریب مشرکین کے ہو تو وہ اہل حرب کا قرار دیا جائیگا اور غنیمت میں شمار ہوگا پس اسکے
ساتھ وہی برتاؤ ہوگا جو اور غنائم کے ساتھ ہوتا ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے اسکو شرکون سے لیا اور مسلمانوں کے ایک قوم نے
گواہی دی کہ یہ لشکر اسلام کے گھوڑوں میں سے ہو اور امام غنائم کو تقسیم کر چکا ہو یا اس گھوڑے کو فروخت کر چکا ہو یا ہنوز نہیں
تقسیم کر چکا اور نہیں فروخت کیا ہو اور یہ گھوڑا جسکے قبضہ میں تھا وہ حاضر ہو تو وہ اس گھوڑے کو مفت سے لیکر خواہ قبل
تقسیم کے پاوے یا بعد تقسیم کے اور اسکا حکم وہی ہوگا جو ہر بروام ولد کے حق میں ہو۔ اور یہ امام ابو یوسف و امام محمد
کا قول ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے غنیمت حاصل کی اور اسکو احراذین کیا ہو یا تنک کہ دشمن اپنے غالب آیا
اور انھوں نے مسلمانوں سے یہ اموال غنیمت لے لیے پھر دوسرا لشکر مسلمانوں کا آیا اور اسے غالب ہو کر دشمنوں
سے یہ غنیمت لے لی تو یہ غنیمت ان دوسروں کے واسطے ہوگی پہلوں کے واسطے نہ ہوگی اور اگر پہلوں نے اسکو دارالاسلام
میں لا کر احراذین کر لیا ہو پھر ایسا واقع ہوا تو دوسروں پر واجب ہوگا کہ یہ اموال غنیمت پہلوں کو واپس کر دیں۔ اور جب
امام نے پانچواں حصہ نکال کر باقی چار پانچویں حصے لشکر کو دے دیے اور پانچواں حصہ اسکے پاس تلف ہوا گیا تو اہل لشکر
کے ہاتھ میں جو کچھ ہو وہ انکو مسلم رہیگا اور اسی طرح اگر اسے پانچواں حصہ نکال کر اسکے مستحقین کو دیا اور باقی چار
پانچویں حصے اسکے ہاتھ میں تلف ہو گئے تو پانچواں حصہ اسے مستحقین کو مسلم رہیگا۔ اور اگر امام نے کچھ غنیمت لشکر یوں میں
سے بعض کے پاس ودیعت رکھی قبل اسکے کہ اموال غنائم تقسیم ہوں اور اسے سب سے زیادہ کچھ اسے کیا ہو یا تنک کہ
مر گیا تو وہ کچھ ضامن نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ امام محمد بھی یہی کہتا ہے کہ اگر ایک یا دو تین مسلمان یا اس قدر

مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو تو وہ ان کے ہاتھ میں رہے گا اگر وہ مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ ہو تو وہ ان کے ہاتھ میں نہ رہے گا

مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو تو وہ ان کے ہاتھ میں رہے گا اگر وہ مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ ہو تو وہ ان کے ہاتھ میں نہ رہے گا

۲
غنائم کا تقسیم
کے بعد
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

مسلمان با ذمی جنگ و قوت منعت حاصل نہیں ہو بیرون اجازت امام کے دارالحرب میں داخل ہوئے اور وہاں انھوں نے غنائم حاصل کیے اور اسکو دارالاسلام میں نکال لائے تو یہ سب انھیں کے واسطے ہوگا اس میں سے پانچواں حصہ غنیمت کا لا جائیگا اور اگر امام نے ایسے داخل ہونے والے کو اجازت دی ہو تو جو کچھ حاصل کریں اس میں سے پانچواں حصہ نکال لیا جائیگا اور جو باقی رہے وہ مثل سهام غنائم کے ان میں تقسیم ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر ایسی حاجت ہے جنکو قوت و منعت حاصل ہو دارالحرب میں داخل ہو کر غنیمت حاصل کی تو اس میں پانچواں حصہ ہے کہ امام نے لیا اگرچہ امام نے انکو اجازت نہ دی ہو یہ ہر ایہ میں ہے۔ امام ابو الحسن کرخ نے فرمایا کہ اگر دارالحرب میں دو فرقہ اس میں متفق ہوئے ایک وہ فرقہ ہے کہ امام کی اجازت سے داخل ہوا ہے اور دوسرا بغیر اجازت گیا ہے حالانکہ باوجود اسکے اجتماع کے بھی انکو قوت و منعت حاصل نہیں ہو پھر انھوں نے کچھ غنیمت حاصل کی تو جو کچھ ایسے لوگوں کو ملا ہے جنکو امام نے اجازت دی ہو اس میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی انھیں کے درمیان تقسیم ہوگا کہ اس میں دو سرے فرقہ والے شرکت نہیں کر سکتے ہیں اور جو کچھ ایسے لوگوں نے پایا ہے جنکو اجازت حاصل نہ تھی تو ان میں سے ہر ایک نے جو کچھ پایا ہے وہ محاکمہ ہے کہ اس میں اسکے ساتھیوں میں سے کوئی اور دوسرے فرقہ میں سے کوئی شرکت نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر فرقہ اجازت یافتہ وغیرہ اجازت یافتہ دونوں ایک چیز کے لینے میں شریک ہوئے تو وہ ان میں لینے والوں کی تعداد پر تقسیم ہوگی پھر بقدر اجازت یافتہ لینے والوں کے حصہ میں آئی ہر اس میں سے پانچواں حصہ لیکر باقی انھیں میں بحساب سهام غنیمت کے تقسیم کر دیا جائیگا چنانچہ اس فرقہ کے سب لوگ لینے والے اور غیر لینے والے اس میں سے حصہ رسد پاویں گے اور جو کچھ اس فرقہ کے حصہ میں ہے جو اجازت یافتہ نہیں ہیں وہ ان کے لینے والوں کے درمیان انھیں کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور اس فرقہ میں سے جو شخص لینے میں شریک نہ تھا اسکو کچھ نہ ملیگا اور اس میں سے پانچواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اور اگر فرقہ اجازت یافتہ وغیرہ اجازت یافتہ دونوں مجتمع ہو گئے کہ ان کے اجتماع سے انکو قوت و منعت حاصل ہو گئی تو ایک جماعت نے جو کچھ غنیمت حاصل کی وہ ان سب کے درمیان بعد پانچواں حصہ نکالنے کے بحساب سهام غنیمت کے تقسیم ہوگی اور اسی طرح ہر گروہ نے قبل اکٹھا ہونے کے یا بعد اکٹھا ہونے کے جو کچھ حاصل کیا ہے دونوں کا حکم یکساں ہے چنانچہ اس میں سے پانچواں حصہ نکال لیا جائیگا اور باقی ان سب کے درمیان بحساب سهام غنیمت کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر وہ جماعت جو اجازت امام داخل ہوئی ہے اسکو قوت و منعت حاصل ہے اور انھوں نے غنائم حاصل کیے پھر ایسے ایک یا دو ذمی جنکو منعت میں حاصل ہے بغیر اجازت امام کے دارالحرب میں جو روں کی طرح داخل ہوئے اور لشکر مذکور کے غنائم حاصل کرنے کے بعد اپنے ملگے پھر سکے بعد انھوں نے غنائم حاصل کیے اور ایک دو جو بطور جو روں کے داخل ہوئے ہیں انھوں نے بھی لشکر سے ملنے سے پہلے غنیمت حاصل کی اور اسکے بعد بھی حاصل کی تو ان سب نے جو کچھ حاصل کیا ہے اس میں سے پانچواں حصہ نکال لیا جائیگا اور باقی ان کے درمیان بحساب سهام غنیمت کے تقسیم ہوگا لیکن جو غنیمت ان ایک دو کے ملنے سے پہلے اہل لشکر نے حاصل کی ہے اس میں اہل لشکر کے ساتھ یہ ایک دو ذمی جو بطور جو روں کے داخل ہوئے ہیں شریک ہونے لگے مگر یہ ایک دو جو بطور جو روں کے داخل ہوئے ہیں انھوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے اس میں اہل لشکر شریک ہونے لگے پھر اس میں ہے۔ اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کر دیا اور ہر حق دار کو اس کا حق دیدیا اور غنیمت میں سے کچھ خفیہ باقی رہا کہ سبب کثرت لشکر اور قلت اس چیز کے تقسیم نہیں بن پڑتی ہے تو امام المسلمین اسکو مساکین پر صدقہ کر دے اور اگر صدقہ نہ کی بلکہ مسلمانوں کے لیے کسی وقت حاجت

اور فتنہ کا خوف نہ تو اسکے ہاتھ فروخت کرے عین مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر مسلمانوں نے مال غنیمت میں سونے یا چاندی کی
 کٹھی حسین صلیب و تماشیل پڑے ہیں یا تو قبل تقسیم غنائم کے انکا شکستہ کر دینا مستحب ہے۔ اور اگر کسی مسلمان کے ہاتھ
 اسکو فروخت کرنا چاہا اگر یہ خریدار مرد مستحکم ہو کہ اس سے یہ خوف نہیں ہو کہ مشرکوں کے ہاتھ فروخت کر دیا تو اسکے ہاتھ بیچ دینے
 میں مضائقہ نہیں ہے اور اگر اس پر اعتماد نہ ہو بلکہ خوف ہو کہ شاید مشرکوں کے ہاتھ لالچ سے بیچ دے تو اسکے ہاتھ فروخت کرنا
 مکروہ ہے اور اگر سکہ دار درم و دینار پر صلیب یا تماشیل ہوں اور شکستہ کرنے سے پہلے انکا تقسیم کرنا یا کسی کے ہاتھ بیچ کرنا چاہا
 تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور جو ایسی چیزیں غنیمت میں آئی ہیں جنکی قیمت ہو جیسے شکاری کتا و دیگر جانوروں پرندہ سے تعلیم یافتہ
 مثل باز و شکرہ وغیرہ کے تو مثل اور اموال کے یہ مال بھی غنیمت میں کہ غائبین کے درمیان تقسیم کیے جاویں گے۔ اور ایسی
 طرح خشکی کے شکار و سونے چاندی وغیرہ کی کاغذیں اور گڑے ہوئے خزانہ جو کچھ حاصل ہوئے یا اسکے سمندر سے غوطہ خور مسلمانوں
 نے جو کچھ نکالا ہو وہ شائبہ ہی ہو کہ اس میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی غائبین کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا اور پچھلیاں و برباتی
 سب جانور شکار جو کھائے جاتے ہیں اور شکار کر کے پائے جاتے ہیں انکا حکم مثل دیگر مالکات کے یعنی کھانے کی
 چیزوں کے ہو۔ اور غنیمت کے شکاری کتے و باز و صقر سے شکار کرنا مکروہ ہے اور بیویوں کا تقسیم کر دینا جائز ہے۔ اور اگر
 مسلمانوں نے ایسا گھوڑا یا جیسپر یا لکھا ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہو تو یہ اور جیسپر نہیں لکھا ہو دونوں یکساں
 ہیں رہا یا کہ ایسا گھوڑا یا مسلمانوں کا قرار دیا جائیگا یا جیسپر کی معنی کس نے اسکو اس طرح وقف کیا ہو تو جس مقام پر
 وہ پایا گیا ہو اس سے استدلال کیا جائیگا پس اگر ایسی جگہ پایا گیا کہ بیشتر مسلمان ہیں یا مسلمانوں کے قریب ہو تو
 وہ مسلمانوں کا قرار دیا جائیگا اور نقطہ ہوگا پس اسکے ساتھ وہی پایا جائیگا جو اور لفظوں کے ساتھ پایا جاتا ہو اور اگر ایسی جگہ
 پایا گیا کہ غالباً ان مشرک ہیں یا قریب مشرکین کے ہو تو وہ اہل حرب کا قرار دیا جائیگا اور غنیمت میں شمار ہوگا پس اسکے
 ساتھ وہی ہر تانہ ہوگا جو اور غنائم کے ساتھ ہوتا ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے اسکو مشرکوں سے لیا اور مسلمانوں کے ایک قوم سے
 گواہی ملی کہ یہ لشکر اسلام کے گھوڑوں میں سے ہے اور امام غنائم کو تقسیم کر چکا ہو یا اس گھوڑے کو فروخت کر چکا ہو یا ہنوز نہیں
 تقسیم کر چکا اور نہیں فروخت کیا ہو اور یہ گھوڑا جسکے قبضہ میں تھا وہ حاضر ہو تو وہ اس گھوڑے کو مفت لے لیا خواہ قبل
 تقسیم کے پاوے یا بعد تقسیم کے اور اسکا حکم وہی ہوگا جو مدبر و ام ولد کے حق میں ہے۔ اور یہ امام ابو یوسف و امام محمد
 کا قول ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مسلمانوں نے غنیمت حاصل کی اور اسکو احراؤ میں کیا ہو یا تک کہ دشمن اپنے غالب آیا
 اور انھوں نے مسلمانوں سے یہ سوال غنیمت لے لیے پھر دوسرا لشکر مسلمانوں کا آیا اور اسنے غالب ہو کر دشمنوں
 سے یہ غنیمت لے لی تو یہ غنیمت ان دوسروں کے واسطے ہوگی پہلوں کے واسطے نہ ہوگی اور اگر پہلوں نے اسکو دارالاسلام
 میں لا کر احراز کر لیا ہو پھر ایسا واقع ہوا تو دوسروں پر واجب ہوگا کہ یہ اموال غنیمت پہلوں کو واپس کر دیں۔ اور جب
 امام نے پانچواں حصہ نکال کر باقی چار پانچویں حصے لشکر کو دے دیئے اور پانچواں حصہ اسکے پاس تلف ہو گیا تو اہل لشکر
 کے ہاتھ میں جو کچھ ہو وہ انکو مسلم رہیگا اور اسی طرح اگر اسنے پانچواں حصہ نکال کر اسکے تحقیق کو دیا اور باقی چار
 پانچویں حصے اسکے ہاتھ میں تلف ہو گئے تو پانچواں حصہ اسنے تحقیق کو مسلم رہیگا۔ اور اگر امام اسے کچھ غنیمت لشکریوں میں
 سے بعض کے پاس ودیعت رکھی قبل اسکے کہ اموال غنائم تقسیم ہوں اور اسے سب یا ان کے کچھ اسنے کیا ہو یا نہ کیا کہ
 مرگیا تو وہ کچھ ضامن نہ ہوگا یہ متاثر سے قاضیخان میں ہے۔ امام محمد سے ہے کہ اگر ایک یا دو تین مسلمان یا مسلمان

صلیب و تماشیل
 سونے یا چاندی
 ہر اور فضائی
 اسکی بیعت
 کتے ہیں۔
 تماشیل و
 شکار و سونے
 چاندی وغیرہ
 کی کاغذیں
 اور گڑے ہوئے
 خزانہ جو کچھ
 حاصل ہوئے یا
 اسکے سمندر
 سے غوطہ خور
 مسلمانوں نے
 جو کچھ نکالا
 ہو وہ شائبہ
 ہی ہو کہ اس
 میں سے پانچواں
 حصہ نکال کر
 باقی غائبین
 کے درمیان
 تقسیم کر دیا
 جائیگا اور
 پچھلیاں و
 برباتی سب
 جانور شکار
 جو کھائے
 جاتے ہیں اور
 شکار کر کے
 پائے جاتے
 ہیں انکا حکم
 مثل دیگر
 مالکات کے
 یعنی کھانے
 کی چیزوں کے
 ہو۔ اور غنیمت
 کے شکاری کتے
 و باز و صقر
 سے شکار کرنا
 مکروہ ہے اور
 بیویوں کا
 تقسیم کر دینا
 جائز ہے۔ اور
 اگر مسلمانوں
 نے ایسا گھوڑا
 یا جیسپر یا
 لکھا ہو کہ یہ
 اللہ تعالیٰ کی
 راہ میں وقف
 ہو تو یہ اور
 جیسپر نہیں
 لکھا ہو
 دونوں یکساں
 ہیں رہا یا کہ
 ایسا گھوڑا یا
 مسلمانوں کا
 قرار دیا
 جائیگا یا
 جیسپر کی
 معنی کس نے
 اسکو اس
 طرح وقف
 کیا ہو تو
 جس مقام پر
 وہ پایا گیا
 ہو اس سے
 استدلال
 کیا جائیگا
 پس اگر ایسی
 جگہ پایا گیا
 کہ بیشتر
 مسلمان ہیں
 یا مسلمانوں
 کے قریب ہو
 تو وہ
 مسلمانوں کا
 قرار دیا
 جائیگا اور
 نقطہ ہوگا
 پس اسکے
 ساتھ وہی
 پایا جائیگا
 جو اور لفظوں
 کے ساتھ پایا
 جاتا ہو اور
 اگر ایسی جگہ
 پایا گیا کہ
 غالباً ان
 مشرک ہیں یا
 قریب مشرکین
 کے ہو تو وہ
 اہل حرب کا
 قرار دیا
 جائیگا اور
 غنیمت میں
 شمار ہوگا
 پس اسکے
 ساتھ وہی
 ہر تانہ ہوگا
 جو اور غنائم
 کے ساتھ ہوتا
 ہو۔ اور اگر
 مسلمانوں نے
 اسکو مشرکوں
 سے لیا اور
 مسلمانوں کے
 ایک قوم سے
 گواہی ملی کہ
 یہ لشکر اسلام
 کے گھوڑوں میں
 سے ہے اور امام
 غنائم کو
 تقسیم کر چکا
 ہو یا اس
 گھوڑے کو
 فروخت کر چکا
 ہو یا ہنوز
 نہیں تقسیم
 کر چکا اور
 نہیں فروخت
 کیا ہو اور یہ
 گھوڑا جسکے
 قبضہ میں تھا
 وہ حاضر ہو تو
 وہ اس
 گھوڑے کو
 مفت لے لیا
 خواہ قبل
 تقسیم کے
 پاوے یا بعد
 تقسیم کے اور
 اسکا حکم وہی
 ہوگا جو مدبر و
 ام ولد کے حق
 میں ہے۔ اور یہ
 امام ابو یوسف
 و امام محمد کا
 قول ہے یہ
 محیط میں ہے۔
 اور اگر
 مسلمانوں نے
 غنیمت حاصل
 کی اور اسکو
 احراؤ میں
 کیا ہو یا تک
 کہ دشمن اپنے
 غالب آیا اور
 انھوں نے
 مسلمانوں سے
 یہ سوال
 غنیمت لے لیے
 پھر دوسرا
 لشکر
 مسلمانوں کا
 آیا اور اسنے
 غالب ہو کر
 دشمنوں سے
 یہ غنیمت
 لے لی تو یہ
 غنیمت ان
 دوسروں کے
 واسطے ہوگی
 پہلوں کے
 واسطے نہ
 ہوگی اور اگر
 پہلوں نے
 اسکو دارالاسلام
 میں لا کر
 احراز کر لیا
 ہو پھر ایسا
 واقع ہوا تو
 دوسروں پر
 واجب ہوگا کہ
 یہ اموال
 غنیمت پہلوں
 کو واپس کر دیں۔
 اور جب امام
 نے پانچواں
 حصہ نکال کر
 باقی چار
 پانچویں حصے
 لشکر کو دے دیئے
 اور پانچواں
 حصہ اسکے
 پاس تلف ہو گیا
 تو اہل لشکر
 کے ہاتھ میں
 جو کچھ ہو وہ
 انکو مسلم
 رہیگا اور اسی
 طرح اگر اسنے
 پانچواں حصہ
 نکال کر اسکے
 تحقیق کو دیا
 اور باقی چار
 پانچویں حصے
 اسکے ہاتھ میں
 تلف ہو گئے تو
 پانچواں حصہ
 اسنے تحقیق کو
 مسلم رہیگا۔ اور
 اگر امام اسے
 کچھ غنیمت
 لشکریوں میں
 سے بعض کے
 پاس ودیعت
 رکھی قبل اسکے
 کہ اموال غنائم
 تقسیم ہوں اور
 اسے سب یا ان کے
 کچھ اسنے کیا
 ہو یا نہ کیا کہ
 مرگیا تو وہ
 کچھ ضامن
 نہ ہوگا یہ متاثر
 سے قاضیخان
 میں ہے۔ امام
 محمد سے ہے کہ
 اگر ایک یا دو
 تین مسلمان یا
 مسلمان

مسلمان یا ذمی جنگ و قوت منت حاصل نہیں ہو بدون اجازت امام کے دار الحرب میں داخل ہونے اور وہاں انھوں نے غنائم حاصل کیے اور اسکو دارالاسلام میں نکال لے تو یہ سب انھیں کے واسطے ہوگا اس میں سے پانچواں حصہ یمن نکالا جائیگا اور اگر امام نے ایسے داخل ہونے والے کو اجازت دی ہو تو جو کچھ حاصل کریں اس میں سے پانچواں حصہ نکال لیا جائیگا اور جو باقی رہے وہ مثل سهام غنائم کے نہیں تقسیم ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر ایسی جماعت نے جنگ و قوت و منت حاصل ہو دار الحرب میں داخل ہو کر غنیمت حاصل کی تو اس میں پانچواں حصہ ہو کہ امام نے لیا اگرچہ امام نے انکو اجازت نہ دی ہو یہ ہر ایہ میں ہے۔ امام ابو الحسن کرخی نے فرمایا کہ اگر دار الحرب میں دو فریق آپس میں متفق ہوئے ایک وہ فریق ہو کہ امام کی اجازت سے داخل ہوا ہو اور دوسرا بغیر اجازت گیا ہو حالانکہ باوجود انکے اجتماع کے بھی انکو قوت و منت حاصل نہیں ہو پھر انھوں نے کچھ غنیمت حاصل کی تو جو کچھ ایسے لوگوں کو ملا ہو جنگو امام نے اجازت دی ہو اس میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی انھیں کے درمیان تقسیم ہوگا کہ اس میں دو سرے فریق واسطے شرکت نہیں کر سکتے ہیں اور جو کچھ ایسے لوگوں نے پایا ہو جنگو اجازت حاصل نہ تھی تو ان میں سے ہر ایک نے جو کچھ پایا ہو وہ چھاپا ہو کہ اس میں اسکے ساتھیوں میں سے کوئی اور دوسرے فریق میں سے کوئی شرکت نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر فریق اجازت یافتہ وغیر اجازت یافتہ دونوں ایک چیز کے لینے میں شریک ہوئے تو وہ ان میں لینے والوں کی تعداد پر تقسیم ہوگی پھر ہندو اجازت یافتہ لینے والوں کے حصہ میں آئی ہو اس میں سے پانچواں حصہ لیکر باقی انھیں میں بحساب سهام غنیمت کے تقسیم کر دیا جائیگی چنانچہ اس فریق کے سب لوگ لینے والے اور غیر لینے والے اس میں سے حصہ رسد پاویں گے اور جو کچھ اس فریق کے حصہ میں ہو جو اجازت یافتہ نہیں ہیں وہ انکے لینے والوں کے درمیان انھیں کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور اس فریق میں سے جو شخص لینے میں شریک نہ تھا اسکو کچھ نہ ملے گا اور اس میں سے پانچواں حصہ بھی نہیں ہوگا۔ اور اگر فریق اجازت یافتہ وغیر اجازت یافتہ دونوں مجتمع ہو گئے کہ انکے اجتماع سے انکو قوت و منت حاصل ہو گئی تو ایک جماعت نے جو کچھ غنیمت حاصل کی وہ ان سب کے درمیان بعد پانچواں حصہ نکالنے کے بحساب سهام غنیمت کے تقسیم ہوگی اور اسی طرح ہر گروہ نے قبل اکٹھا ہونے کے یا بعد اکٹھا ہونے کے جو کچھ حاصل کیا ہو دونوں کا حکم یکساں ہو چنانچہ اس میں سے پانچواں حصہ نکال لیا جائیگا اور باقی ان سب کے درمیان بحساب سهام غنیمت کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر وہ جماعت جو اجازت امام داخل ہوئی ہو اسکو قوت و منت حاصل ہو اور انھوں نے غنائم حاصل کیے پھر ایسے ایک یا دو آدمی جنگ و منت میں حاصل ہو بغیر اجازت امام کے دار الحرب میں جو رونا کی طرح داخل ہوئے اور لشکر مذکور کے غنائم حاصل کرنے کے بعد اسے پھر اسکے بعد انھوں نے غنائم حاصل کیے اور ایک دو جو بطور جو رونا کے داخل ہوئے ہیں انھوں نے بھی لشکر سے ملنے سے پہلے غنیمت حاصل کی اور اسکے بعد بھی حاصل کی تو ان سب نے جو کچھ حاصل کیا ہو اس میں سے پانچواں حصہ نکالا جائیگا اور باقی انکے درمیان بحساب سهام غنیمت کے تقسیم ہوگا لیکن جو غنیمت ان ایک دو کے ملنے سے پہلے اہل لشکر نے حاصل کی ہو اس میں اہل لشکر کے ساتھ یہ ایک دو آدمی جو بطور جو رونا کے داخل ہوئے ہیں شریک ہونے لگے مگر یہ ایک دو جو بطور جو رونا کے داخل ہوئے ہیں انھوں نے جو کچھ حاصل کیا ہو اس میں اہل لشکر شریک ہونے لگے پھر ان میں سے ہر ایک نے غنائم کو تقسیم کر دیا اور ہر حقدار کو اسکا حق دیدیا اور غنیمت میں سے کچھ خفیہ باقی رہا کہ سبب کثرت لشکر اور قلت اس چیز کے تقسیم نہیں بن پڑتی ہو تو امام المسلمین اسکو سبب کثرت لشکر اور قلت اس چیز کے تقسیم کرنے کی وجہ سے کسی وقت حاجت

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

و سختی کے واسطے بیت المال میں داخل کیا تو اسکو یہ بھی اختیار ہو۔ اور اگر اہل لشکر میں سے ایک قوم میر لشکر کے پاس آئی اور انھوں نے کہا کہ ہمارے گھر دور ہیں ہم بیان زیادہ نہیں ٹھہر سکتے پس غنائم میں سے ہمارے حق اہلکو تخمینہ و انداز سے دیدیجئے اور تیر کوئی گناہ نہیں جو تم ہمارے حق سے حلت میں ہو پس امیر لشکر نے انکو اسی انداز سے دیدیا اور وہ چلے گئے پھر جب باقیوں کو اسی انداز سے انکا حصہ دیا تو جو لوگ چلے گئے تھے انکے حصہ سے باقیوں کا حصہ زیادہ پڑا تو امیر انکو اسکو صدقہ نہ کر گیا بلکہ ایک سال اسکو رکھ چھوڑ گیا اور ان مسلمانوں کو خبر کر گیا اور یہ بقیہ مال سبب انکے تول کے کہ تم حلت میں ہو اس امیر کا نہیں ہو جائیگا۔ اور اگر امیر نے یہ مال صدقہ کر دیا پھر اسکے حقدار آئے تو انکو اختیار ہوگا کہ اسکے مال سے اپنا حق تاوان لیں اور امیر اس تاوان کو بیت المال سے نہ لے سکیگا اور خمس میں سے لے سکیگا۔ اور یہی حکم امام المسلمین کے حق میں ہو کہ اگر امام المسلمین نے یعنی جو سب سے بڑا سردار مسلمانوں کا ہو اُس نے بذات خود جہاد کیا اور طرح تفسیر واقع ہوئی اور اُسے بقیہ کو صدقہ کر دیا پھر اسکے حقدار آئے تو انکو اختیار ہوگا کہ امام سے اس حق کا تاوان لیں اور یہ تاوان اس امام کے مال سے ہوگا کہ اسکو کہیں سے اور کسی سے واپس نہیں لے سکتا ہو جیسے امیر لشکر کی صورت میں مذکور ہوا ہو لیکن اگر امام نے یہ مصلحت دیکھی کہ یہ مال مسکینوں کو قرضہ دے اور قرضہ کے طور پر انہیں تفسیر کر دیا سبب انکی حاجت کے جو جو اسکے حقدار آئے اور انھوں نے صدقہ کی اجازت نہ دی تو امام انکو بالہائے فقر و سائکین میں سے بیعہ دیدیگا۔ اور شاخ نے ذکر کیا کہ اس مقام پر تین نفر سردار ہیں اول امام اکبر دوم امیر لشکر سوم صاحب مقاسم یعنی وہ شخص کہ جسکو تقسیم غنائم کا کام سپرد کر دیا گیا ہو پس صاحب مقاسم کو یہ اختیار ہی نہیں ہو کہ زیادتی کو صدقہ کر دے۔ اور امیر لشکر کو یہ اختیار ہو کہ زیادتی کو صدقہ کر دے مگر یہ اختیار نہیں ہو کہ بیت المال فقر و سائکین پر فقیر و سکینوں کو قرضہ دیدے۔ اور امام اکبر کو یہ اختیار ہو کہ زیادتی کو صدقہ کر دے اور چاہے بیت المال سائکین پر سکینوں کو قرضہ دیدے۔ اور اگر ایک لشکر عظیم نے غنائم حاصل کیے اور اسکو دارالاسلام میں نکال لائے اور وہ تقسیم نہیں کیے گئے بیان تک کہ لوگ متفرق ہو کر اپنے اپنے طرف چلے گئے اور انکے گھروں کا پتہ معلوم نہیں ہو مگر بعضے اس لشکر میں سے رہ گئے تو امام المسلمین ان باقیوں کو اُنکے حصے دیدیگا اور غایبوں کے حصے رکھ چھوڑ گیا پھر اگر ایک سال گزند گیا اور کوئی طالب حاضر نہ ہوا تو انکو صدقہ کر دیا۔ اور اگر غنائم میں سے کسی شخص نے کوئی چیز بطور غلول لے لی اور اسکو نہ لایا بیان تک کہ غنائم تقسیم کر دی گئیں اور مستحقان غنائم متفرق ہو گئے پھر اسکو لایا تو امام کو رواد ہو کہ اسکے تول کی تصدیق کرے اور اس سے لیکر اس میں سے ہر پنجواں حصہ کمال فقیر و سکینوں کو دیدے اور باقی کو رکھ چھوڑے یہاں تک کہ اسکے مستحقین حاضر آویں اور جب اسکے مستحقوں کے آنے سے ناامید ہو جائے تو اسکو صدقہ کر دے اور یہ بھی روا ہو کہ اُسکے تول کی تکذیب کرے اور جو کچھ لایا ہو اس میں سے ہر پنجواں حصہ اس سے لے لے اور باقی چار ہر پنجویں حصے اسکے پاس چھوڑ دے کہ اسکا مواخذہ نہ ہو رہے۔ اور اگر غلول کرنے والا اسکو امام کے پاس نہ لایا بلکہ اُس نے خود اس فعل سے توبہ کی تو اسکو رکھ چھوڑے اسوقت تک کہ اُسکے مستحق کے آنے کی امید رکھتا ہو اور جب اسکی یہ امید منقطع ہو جائے تو اسکو اختیار ہو چاہے صدقہ کر دے مگر یہ بشرط ضامن ہوگا کہ اگر مستحق نے اسکے صدقہ کی اجازت نہ دی تو یہ ضامن ہوگا لیکن احسن وہی ہو کہ امام کو دیدے کذا فی محیط تفسیری فصل تنفیل کے بیان میں امام و امیر لشکر کو مستحب ہو کہ تنفیل کرے۔ اگر امام یا امیر لشکر نے تنفیل کی اور کسی کے واسطے غنیمت میں سے جو غنائم کے لئے آگئی ہو کچھ قرار دیا تو اسی تنفیل نہیں جائز ہو اور تنفیل اسی مال کی جائز ہو جو ہنوز ہاتھ نہیں آیا چنانچہ اگر امام نے کہا کہ جو

تخص جو کچھ پاوے وہ اسی ہر پھر انہیں سے کسی ایک نے دارالحرب میں کوئی چیز پائی تو وہ خاصہ اسی کی ہوگی کہ اس میں کسی
 لینے یا بچوان حصہ نہ ہوگا اور نہ اس میں کوئی دوسرا شریک ہوگا اور اگر وہ دارالحرب میں مر گیا تو جو کچھ اُس نے پایا ہو وہ اسی
 میراث ہوگا یعنی اُس کے دارفون کو جو دارالاسلام میں ہیں ملیگا یہ فتاویٰ تاجنہ میں ہے۔ اور امام کو یہ نہ چاہیے کہ کل انور
 کی تفصیل کرے یا میں طور کہ لشکر سے کہے کہ جو کچھ تم حاصل کرو وہ تمہارا ہو۔ اور اگر امام دارالحرب میں لشکر کے ساتھ داخل
 ہوا اور کسی ٹکڑے لشکر پر کوئی امیر کہ سرپرہ روانہ کیا اور اُس نے کہدیا کہ جو کچھ تم حاصل کرو وہ تمہارا ہو تو یہ جائز ہے اور اگر
 دارالاسلام سے اس طرح سرپرہ روانہ کیا اور اس کے لیے کل غنیمت کی جو حاصل کریں تفصیل کر دی تو یہ نہیں چاہیے و مدارالاسلام
 میں غنیمت احراز کرنے کے بعد غنیمت میں سے تفصیل نہیں کر سکتا ہر الا خمس یعنی پانچویں حصہ میں سے تفصیل ہوگی یہ کافی نہیں
 ہے اور بعد غنیمت حاصل ہونے کے قبل تقسیم کے بعض ایسے مجاہدین کے واسطے جنکو سختی و محنت زیادہ ہو چکی تھی اپنے
 اجتہاد سے تفصیل کی پھر ایسے امام کے پاس مقدمہ پیش ہوا جو بعد حصول غنیمت کے تفصیل دہنیں جانتا ہو تو دوسرے
 امام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جو اول سے لے لیا اسکو توڑ دے۔ اور امام محمد پر نے فرمایا کہ قاتل اسباب مقتول کا بنفس القتل بحق
 نہیں ہوتا ہر تا وقتیکہ امام پہلے قتل کرنے کے اس کے واسطے تفصیل نہ کر دے یعنی یوں کہدے کہ جس مجاہد نے کسی کافر کو قتل کیا
 تو اسکا اسباب ہی قاتل کا ہے اور یہ ہمارے سب علماء کا مذہب ہے۔ اور اگر پانچواں حصہ نکال لینے کے بعد تفصیل کی باسیطہ کہ
 امام نے سرپرہ روانہ کیا اور اُس نے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اس میں سے بعد پانچواں حصہ نکال لینے کے تمہارے واسطے
 بتائی یا جو تھائی ہے پھر باقی میں تم لوگ لشکر کے شریک ہو تو یہ مطلقاً جائز ہے اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ امام نے کوئی سرپرہ
 روانہ کیا اور اُس نے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اس میں سے تمہارے واسطے بتائی ہو یا کہا کہ تمہارے واسطے جو تھائی ہے پھر باقی
 میں تم لوگ لشکر والوں کے ساتھ شریک ہو پس یہ روا ہے اگرچہ اس میں جو فقرہ کا حق ہو اس کے حق کا ابطال لازم آتا ہے
 کہ بعد خمس لے لینے کے تفصیل باقی میں سے نہیں کی ہے۔ پھر بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر ان کے واسطے بتائی یا جو تھائی
 مطلقاً نفل کی ہو تو انکو بتائی یا جو تھائی تمام غنیمت میں سے پہلے دیدیگا پھر باقی میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی کو تمام
 لشکر پر تقسیم کر دیا اسی طریقہ سے کہ جو تقسیم غنیمت میں شروع ہو اور سرپرہ واسطے جنکو نفل مل چکی ان لوگوں میں شامل ہونے
 اور اگر اہل سرپرہ کے واسطے بتائی یا جو تھائی کی نفل بعد پانچواں حصہ نکالنے کے لی ہو تو پہلے تمام غنیمت میں سے پانچواں
 حصہ نکال کر باقی میں سے اہل سرپرہ کو انکا حصہ نفل دیدیگا پھر باقی کو تمام لشکر پر مع اہل سرپرہ کے بحساب تمام غنیمت تقسیم
 کر دیا۔ اور امام محمد پر نے فرمایا کہ اگر امام نے اہل لشکر سے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ نکالنے کے بعد باقی تم سب
 پر مساوی نفل ہے تو یہ باطل ہے پچھلے میں ہے۔ اور جبکہ اسباب مقتول کا قاتل کے واسطے نفل نہ قرار دیا گیا تو وہ منجملہ غنیمت کے
 ہوگا کہ اس میں قاتل وغیرہ قاتل سب برابر ہوں گے اور اسباب مقتول اسکا گھوڑا ہے یا جو سواری ہے اور جو سپر پیر سے و یا سپر پیر
 اور جو مرکب پر کاشی و ترین وغیرہ آلات ہوں اور جو اسکا مال اسکے ساتھ گھوڑے پر اسکے حقیقہ یا کمرین ہو مگر اسکا غلام اور جو کچھ
 غلام کے ساتھ ہو اور غلام کی سواری کا جانور اور جو کچھ اس جانور پر ہے اور جو کچھ مقتول کے گھر میں ہے وہ اسباب مقتول میں داخل
 نہیں ہے یہ کافی نہیں ہے۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جس کسی نے کافر کو قتل کیا تو مقتول کا گھوڑا اسکا ہو پھر ایک نے ایک کافر
 نوپا پیا و قتل کیا حالانکہ اس کافر کے ساتھ اسکا غلام اسکا گھوڑا ایسا اسکے پہلو میں ایک جانبے دونوں صفوں کے درمیان
 گھڑا ہو تو یہ گھوڑا اس قاتل کا ہوگا اس واسطے کہ مقصود امام یہ ہے کہ ایسے کافر کو قتل کر لے جو سواری ہو کر گھوڑے پر قاعدہ ہو اور

۴

یعنی ہر

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

اس مقتول پر صادق ہو کہ وہ سوار ہو کر لڑنے پر قادر تھا بخلاف اسکے اگر اسکا غلام اسکا گھوڑا اسکے پہلو میں ایک جانب بیٹھ ہوئے نہ کھڑا ہو تا تو ایسا نہ ہوتا یہ یقین میں ہو۔ پھر جاننا چاہیے کہ تنقیل سے صرف اس قدر ہوتا ہو کہ باقی مجاہدین کا حق ان مالِ نفل سے منقطع ہو جاتا ہو اور رہا یہ امر کہ جسکے واسطے نفل کر دیا ہو اسکی ملک میں آجائے سو یہ جب ہی ہوتا ہو کہ جب مال دار اسلام میں آجائے سے احرار میں ہو جاوے جیسے اور غنائم میں حکم ہو پس اگر امام نے لشکر سے کہا کہ جسنے کوئی باندی بانی وہ اسی کی ہو پھر کسی مسلمان نے ایک باندی بانی اور اسکا استبرار کر لیا اور ہنوز وہ دار الحرب میں ہو تو امام عظیم دہام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اس باندی سے اسکو وطی کرنا یا اسکو فروخت کر دینا رد نہیں ہو یہ کافی میں ہو۔ اور امام کو نہ چاہیے کہ کافرون کی ہریت و اسلام کی فتح کے روز تنقیل کرے اور اسی طرح یہ بھی نہ چاہیے کہ قبل ہر بیت فتح کے تنقیل مطلقا کرے بدون استفتاء روز ہر بیت فتح کے یعنی یوں کہ جسے جس کا فرقتل کیا اسکا اسباب اسکا ہو یا جسے کوئی قیدی گرفتار کیا وہ اسی کا ہو بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جسے جس کا فرقتل کیا قبل ہر بیت کفار و فتح اسلام کے تو اسکا اسباب قاتل ہی کا ہو۔ اور باوجود اسکے کہ چاہیے نہیں اگر امام نے اس طرح مطلقا تنقیل کی کہ روز فتح کو ہفتا نہ کیا تو تنقیل نہ کرے روز فتح و ہر بیت بھی باقی چنانچہ روز فتح و ہر بیت جو غازی جس کا فرقتل کر گیا اسکا اسباب اسی غازی کا ہو گا یا محیط میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر امام نے کہا کہ جسے جس کا فرقتل کیا اسکا اسباب اسی قاتل کا ہو پھر ایک غازی نے ایک کافر کو مجروح کیا اور دوسرے غازی نے اسکو قتل کر دیا پس اگر اول نے اس کافر کو ایسا مجروح کیا ہو کہ ایسے زخم سے زندہ نہیں رہ سکتا ہو اور مجروح کو اتنی قوت نہیں ہی ہو کہ قتل میں مذکور سکے یا ہتھ سے یا کلام مشورہ سے اہل کفر کو مدد دے سکے تو اسکا اسباب پہلے غازی کا ہو گا اور اگر اول کے زخم سے یہ زندہ رہ سکتا ہو یا باوجود اس زخم کے اس میں ہاتھ یا کلام مشورہ سے مدد دینے کی قوت ہو تو اسکا اسباب دوسرے غازی کا ہو گا۔ پھر جاننا چاہیے کہ اگر امام نے تنقیل بعد خمس کی یعنی مشکایوں کہا کہ جسے کسی کافر کو قتل کیا تو پانچواں حصہ لینے کے بعد اسکا اسباب اسی قاتل کا ہو تو پانچواں حصہ اس اسباب میں سے لے لیا جائیگا اور اگر مطلقا اسکے اسباب کو نفل کر دیا لینے یوں کہا کہ جسے جس کا فرقتل کیا اسکا اسباب اسی قاتل کا ہو تو اس صورت میں اسباب میں سے پانچواں حصہ نہ لیا جائیگا اور یہی ہمارے علماء کا مذہب ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر امیر نے لشکر سے دار الحرب میں جب کہ وہ بمقابلہ دشمن صف آر اسے کہا کہ جسے جس دشمن کو قتل کیا اسکا اسباب اسی قاتل کا ہو پھر امیر لشکر نے خود کسی کافر کو قتل کیا تو استحسانا مقتول کا اسباب امیر لشکر کا ہو گا اور اگر یوں کہا کہ جس کافر کو میں نے قتل کیا تو اسکا اسباب میرا ہی ہو گا تو اس طرح وہ اس اسباب کا مستحق نہ ہو گا اور اگر امیر نے یوں کہا کہ جسے تم میں سے کسی کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب قاتل ہی کا ہو پھر امیر لشکر نے کسی کافر کو قتل کیا تو امیر کو کچھ نہ ملیگا اور اگر امیر نے کہا کہ جسکو میں نے قتل کیا اسکا اسباب میرا ہی ہو پھر کسی کو قتل نہ کیا یا اتنا کہ کہ تم میں سے جسے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی قاتل کا ہو پھر امیر نے خود کسی کافر کو قتل کیا تو امیر کو اسکا اسباب ملیگا۔ اور اگر امیر نے لشکر سے کہا کہ اگر تم میں سے کسی مرد نے کسی کافر کو قتل کیا تو مقتول کا اسباب اسی کا ہو پھر وہ آدمیوں نے ایک کافر کو قتل کیا تو استحسانا اسکا اسباب ان دونوں کا ہو گا اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ جسے قتل کیا کسی کافر کو تو مقتول کا اسباب اسی کا ہو تو بھی صورت مذکورہ میں مقتول کا اسباب ان دونوں کا ہو گا اور اگر میں آدمیوں نے ایک کو قتل کیا تو استحسانا اسکے واسطے کچھ نہ ہو گا قال لیسر حجم یہ بالسلوب عربیت ہونی قولہ ان قتل رجل منکم و قولہ من قتل قتیلا اور ہماری زبان میں یہ لگتا ہے کہ ہر صورت میں سو سے ایک کے قاتل ہونے کے اس استحسان کے کو افق اسباب کا استحقاق نہ ہو گا و اللہ اعلم۔ اور اگر امام نے کہا کہ جسے جس کا فرقتل کیا تو اسکا اسباب اسی

سلا

اوس

خبر

دینی

بندی

میں

رسم

میں

میں

میں

میں

میں

کا ہر پھر ایک مسلمان نے ایک کا ذکر کو تیرا نیزہ مار کر اسکو گھوڑے سے گرا دیا اور اپنے لشکر میں بھیج لایا اور کا فر مذکور بیان چند روز ہر اس
 زخم سے مر گیا اور ہونو زبال غنیمت تقسیم نہیں ہوا ہر تو اس مقتول کا اسباب کے قاتل ہی کو ملیگا اور اگر کا فر مذکور دارالاسلام میں کی غنیمت
 تقسیم ہونے کے بعد مر گیا تو قاتل کو اس سبب میں بایں خصوصیت کچھ نہ ملیگا اور اگر غازی نے اسکو مجروح کیا اور مشرکوں نے اس
 مجروح کو چھین لیا اور اپنے لشکر میں لے بھاگے اور غازی نے اسکا اسباب لے لیا پھر اس غازی اور باقی غانین جن غنائم
 ہوا چنانچہ غازی نے کہا کہ مجروح مذکور قبل تقسیم غنیمت کے مر گیا اور غانین نے کہا کہ نہیں بعد تقسیم غنیمت مر ہی تو قول غانین کا
 قبول ہوگا اور غازی کے گواہ ان لوگوں پر قبول نہ ہونگے الا آنکہ گواہ مسلمان ہوں۔ اور اگر کوئی مرد غازی کسی کا فر کو اس کے
 گھوڑے کی زین سے اٹھا لایا اور صفت یا لشکر کی طرف لا کر اسکو ذبح کر ڈالا تو اس کے اسباب میں سے اس غازی کے
 واسطے کچھ نہ ہوگا اور ایسا کرنا مکروہ ہے اور اگر اسکو صفت میں اٹھا لانے کے بعد اس سے قتال کر کے اسکو قتل کیا تو وہ
 مستحق اسباب ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جس نے اکیلے تم میں سے کسی کا فر کو قتل کیا وہ اس کے
 اسباب کا مستحق ہے پھر دو غازیوں نے کسی کو قتل کیا تو اس کے اسباب کے مستحق نہ ہونگے۔ اور نوادہ بن سادہ میں امام ابو یوسف
 سے روایت ہے کہ اگر امیر نے کسی مسلمان سے کہا کہ اگر تو نے اس کا فر کو قتل کیا تو اسکا اسباب تیرے ہی واسطے ہو پس اس
 مسلمان اور ایک دوسرے مسلمان دونوں نے اسکو قتل کیا تو پورا مسلمان اسی مسلمان کو ملیگا اور دوسرے کے واسطے اس میں
 سے کچھ نہ ہوگا۔ اور مفتی میں مذکور ہے کہ اگر امام نے دس مسلمانوں سے کہا کہ اگر تم نے قتل کیا ان دس کو خاصۃً یا دس مسلمانوں
 سے کہا کہ اگر تم نے فلان قریب کے لوگوں کو اسیر کیا یا قتل کیا تو تمہارے واسطے چھین چھان ہو یعنی کوئی غیر عین جزی کی تفصیل
 کی پھر ان لوگوں کے ساتھ سوائے اسکے اور لوگ بھی شریک ہو گئے بدون اجازت امام المسلمین کے تو یہ سب کے سب مال
 غنیمت میں شریک ہونگے اور فرمایا کہ یہ صورت شریعت میں نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر امیر نے ایک غازی سے کہا
 کہ اگر تو نے ایک کا فر کو قتل کیا تو تیرے واسطے اسکا اسباب ہوگا پس اس نے دو کا فر کو قتل کیا تو اس کے واسطے خاصۃً اول مقتول
 کا اسباب ہوگا اور اگر امیر نے تمام اہل لشکر سے کہا کہ اگر تم میں سے کسی نے کسی کا فر کو قتل کیا تو اس کے واسطے اسکا اسباب ہوگا
 پھر ان میں سے ایک نے دس کا فر کو قتل کیا تو ان سب کے اسباب کا مستحق ہوگا اور یہ استحسان ہے۔ اور اگر کسی مرچھین سے کہا کہ
 اگر تو نے کا فر کو قتل کیا تو تیرے واسطے اسکا اسباب ہوگا پس اس نے دو کا فر کو قتل کیا تو اس کے واسطے ان میں سے
 ایک کا اسباب ہوگا پس دونوں میں سے ایک اسباب ہوگا چاہے اختیار کرے اور اختیار کرنے کا کام اس قاتل کو سپرد ہوگا اگر امام
 کو کذا فی الظہیر اور اسی طرح اگر امیر نے کہا کہ اگر تو نے کوئی قیدی حاصل کیا تو وہ تیرا ہوگا پس اس نے آگے پیچھے دو قیدی پکڑے
 تو پہلا قیدی اسی کا ہوگا اور اگر اس نے ساتھ ہی دو قیدی پکڑے تو ان میں سے ایک چھانت لینے کا اختیار اسی کو ہوگا۔ اور
 اگر مشرکوں کی صف میں سے دس مشرک نکل کر میدان میں قتال کرنے کو آئے اور سب طلب کیے پس امیر نے دس
 مسلمانوں سے کہا کہ انکی جانب نکل کر جاؤ اگر تم نے انکو قتل کیا تو ان کے سامان تمہارے واسطے ہونگے پس یہ مسلمان نکلے
 اور ہر مسلمان نے اپنے مقابل کو قتل کیا تو استحساناً ہر قاتل کے واسطے اپنے مقتول کا اسباب ہوگا۔ اور اگر انھوں نے
 دس مشرکوں کو قتل کیا اور دسواں بھاگ گیا تو استحساناً ان کے اسباب کے مستحق ہونگے محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جس نے
 کا فر کو قتل کیا تو اس کے واسطے اسباب ہوگا پھر ایک ذمی نے جو مسلمانوں کے ساتھ ہو کر قتال کرتا تھا کسی کا فر کو قتل کیا تو اس کے
 اسباب کا مستحق ہوگا اور اسی طرح اگر کسی تابع نے کسی کا فر کو قتل کیا تو وہ بھی اس کے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ قاتل کے مقابل کراہو

۱۰
 پھر اگر ان میں سے
 کسی کا فر کو قتل کیا تو اس کے
 اسباب کے مستحق ہوگا
 اور اگر کسی مرچھین سے
 کہا کہ اگر تو نے ایک
 کا فر کو قتل کیا تو
 تیرے واسطے اسکا
 اسباب ہوگا پس اس
 نے دو کا فر کو قتل
 کیا تو اس کے واسطے
 ان میں سے ایک کا
 اسباب ہوگا چاہے
 اختیار کرے اور
 اختیار کرنے کا کام
 اس قاتل کو سپرد
 ہوگا اگر امام کو
 کذا فی الظہیر اور
 اسی طرح اگر امیر
 نے کہا کہ اگر تو نے
 کوئی قیدی حاصل
 کیا تو وہ تیرا ہوگا
 پس اس نے آگے
 پیچھے دو قیدی
 پکڑے تو پہلا
 قیدی اسی کا ہوگا
 اور اگر اس نے
 ساتھ ہی دو قیدی
 پکڑے تو ان میں
 سے ایک چھانت
 لینے کا اختیار
 اسی کو ہوگا۔ اور
 اگر مشرکوں کی
 صف میں سے دس
 مشرک نکل کر
 میدان میں قتال
 کرنے کو آئے اور
 سب طلب کیے
 پس امیر نے دس
 مسلمانوں سے
 کہا کہ انکی
 جانب نکل کر
 جاؤ اگر تم نے
 انکو قتل کیا
 تو ان کے سامان
 تمہارے واسطے
 ہونگے پس یہ
 مسلمان نکلے
 اور ہر مسلمان
 نے اپنے مقابل
 کو قتل کیا تو
 استحساناً ہر
 قاتل کے واسطے
 اپنے مقتول کا
 اسباب ہوگا۔ اور
 اگر انھوں نے
 دس مشرکوں کو
 قتل کیا اور
 دسواں بھاگ
 گیا تو
 استحساناً ان
 کے اسباب کے
 مستحق ہونگے
 محیط سرخسی
 میں ہے۔ اور
 اگر امیر نے
 کہا کہ جس نے
 کا فر کو قتل
 کیا تو اس کے
 واسطے اسباب
 ہوگا پھر ایک
 ذمی نے جو
 مسلمانوں کے
 ساتھ ہو کر
 قتال کرتا تھا
 کسی کا فر کو
 قتل کیا تو اس
 کے اسباب کا
 مستحق ہوگا
 اور اسی طرح
 اگر کسی تابع
 نے کسی کا فر
 کو قتل کیا تو
 وہ بھی اس کے
 اسباب کا
 مستحق ہوگا
 خواہ قاتل کے
 مقابل کراہو

۱۱
 امام رضا علیہ السلام
 فرمایا کہ اگر تو نے
 دس کا فر کو قتل
 کیا تو اس کے
 اسباب کے
 مستحق ہوگا
 اور اگر کسی
 مرچھین سے
 کہا کہ اگر تو نے
 ایک کا فر کو قتل
 کیا تو تیرے
 واسطے اسکا
 اسباب ہوگا
 پس اس نے
 دو کا فر کو قتل
 کیا تو اس کے
 واسطے ان میں
 سے ایک کا
 اسباب ہوگا
 چاہے اختیار
 کرے اور
 اختیار کرنے کا
 کام اس قاتل کو
 سپرد ہوگا
 اگر امام کو
 کذا فی الظہیر
 اور اسی طرح
 اگر امیر نے
 کہا کہ اگر تو نے
 کوئی قیدی
 حاصل کیا تو
 وہ تیرا ہوگا
 پس اس نے
 آگے پیچھے
 دو قیدی
 پکڑے تو
 پہلا قیدی
 اسی کا ہوگا
 اور اگر اس نے
 ساتھ ہی دو
 قیدی پکڑے
 تو ان میں
 سے ایک
 چھانت لینے
 کا اختیار
 اسی کو ہوگا۔
 اور اگر
 مشرکوں کی
 صف میں سے
 دس مشرک
 نکل کر
 میدان میں
 قتال کرنے
 کو آئے اور
 سب طلب
 کیے پس
 امیر نے دس
 مسلمانوں
 سے کہا کہ
 انکی جانب
 نکل کر جاؤ
 اگر تم نے
 انکو قتل
 کیا تو ان کے
 سامان تمہارا
 واسطے ہونگے
 پس یہ مسلمان
 نکلے اور ہر
 مسلمان نے
 اپنے مقابل کو
 قتل کیا تو
 استحساناً ہر
 قاتل کے واسطے
 اپنے مقتول کا
 اسباب ہوگا۔
 اور اگر انھوں
 نے دس مشرکوں
 کو قتل کیا اور
 دسواں بھاگ
 گیا تو
 استحساناً ان کے
 اسباب کے
 مستحق ہونگے
 محیط سرخسی
 میں ہے۔ اور
 اگر امیر نے
 کہا کہ جس نے
 کا فر کو قتل
 کیا تو اس کے
 واسطے اسباب
 ہوگا پھر ایک
 ذمی نے جو
 مسلمانوں کے
 ساتھ ہو کر
 قتال کرتا تھا
 کسی کا فر کو
 قتل کیا تو اس
 کے اسباب کا
 مستحق ہوگا
 اور اسی طرح
 اگر کسی تابع
 نے کسی کا فر
 کو قتل کیا تو
 وہ بھی اس کے
 اسباب کا
 مستحق ہوگا
 خواہ قاتل کے
 مقابل کراہو

یاد کرنا ہو اور اسی طرح اگر مسلمان عورت یا ذمیہ عورت نے قتل کیا تو وہ بھی اپنے مقتول کے اسباب کی مستحق ہوگی۔ اور اسی طرح اگر غلام نے کسی کافر کو قتل کیا تو اس کے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ وہ اس وقت تک مسلمانوں کے ساتھ ہو کر قتال کرتا ہو یا نہ کرتا ہو بہر حال یہ لوگ اپنے مقتول کے اسباب کے مستحق ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جس نے کسی کافر کو قتل کیا اس کے واسطے اس کا اسباب ہو پس اس کلام کو بعض نے سنا اور بعض نے سنا نہ سنا کسی نے ایک کافر کو قتل کیا تو مقتول کا اسباب اس کو ملیگا اگرچہ اس نے کلام امام کو نہ سنا ہو۔ اور اگر امام نے کوئی سرتیہ روانہ کیا اور اپنے اہل لشکر میں کہا کہ میں نے اس سر پہ کے واسطے چارم غنیمت لعل کر دی حالانکہ اہل سر پہ میں سے اس کو کسی نے نہ سنا تو احتساب اہل سر پہ کو لعل ملیگی اور اگر امیر نے کہا کہ جس نے قیدی پکڑا وہ اسی کا ہر پھر ایک نے دو یا تین قیدی پکڑے تو سب اسی کے ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم میں سے کچھ چیز لایا اس کے واسطے اس چیز میں سے تھوڑا ہوگا پھر ایک شخص کپڑے یا بروے لایا تو بمقدور دشمن سے امیر کی رائے میں اس کو دے دے کہ یہ اختیار امیر کے ہاتھ ہے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جس نے کوئی کافر قتل کیا اس کے واسطے اس کا اسباب ہوگا پس اس نے کسی جبر کو جو مشرکوں کا مزدور تھا اور اس کے ساتھ ہو کر لڑتا تھا قتل کیا یا اس کے ساتھ کے تاجر کو یا غلام کو جو اپنے مولیٰ کے ساتھ خدمت گذار تھا یا ایسے شخص کو جو نعوذ باللہ مرتد ہو کر در احرب میں چلا گیا تھا یا ایسے ذمی کو جو عہد توطر کر مشرکوں کے بیٹوں کے ساتھ مل گیا تھا قتل کیا تو قاتل کو اس کا اسباب ملیگا اور اگر اس نے کسی عورت مشرک کو قتل کیا پس اگر وہ قتال کرتی تھی تو اس کے اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر قتال نہ کرتی تھی تو اس کا اسباب قاتل کو نہ ملیگا اور اگر ایسے طفل کو جو ہنوز بالغ نہیں ہوا ہو قتل کیا تو اسباب نہ پادہ ہوگا اور اگر جرم یونین سے کسی مریض یا مجروح کو قتل کیا تو اس کے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ اس مریض یا مجروح کو استطاعت قتال ہو یا نہ ہو۔ اور اگر بڑھے بھوس کو قتل کیا جس سے خود قتال کرنے یا رے دینے کا فہم نہیں ہوتا ہو اور نہ اس سے نسل کی امید ہو تو اس کے اسباب کا مستحق نہ ہوگا یہ ظہیر یہ ہیں۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جس نے کسی بطریق کو قتل کیا تو اس کا اسباب اسی قاتل کا ہو پھر بطریقوں میں سے نہیں بلکہ اور کافروں میں سے ایک کو قتل کیا تو اس کے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جس نے ادھیر کو قتل کیا اس کا اسباب اس کے قاتل کا ہو پس اس نے جو ان کو قتل کیا تو اس کے اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر امیر نے کہا کہ جو جوان قتل کرے پھر اسے بڑھے کو قتل کیا تو اس کا اسباب کا مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو اسیر کو لایا اس کے واسطے اس قدر نفل ہو پھر ایک شخص دصیف کو پکڑ لایا تو اس کے واسطے کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ اسیر اسم بالغ مذکر کا ہو اور دصیف ہم صغیر کا ہو پس اس نے جنس میں اختلاف کیا اور اسی طرح اگر اس نے کہا کہ جو دصیف لاوے اس کے واسطے اس قدر ہر ایک شخص اسیر لینے بالغ مذکر کو پادہ دہ دیتے ہوئے کو گرفتار کر کے لایا تو کچھ مستحق نہ ہوگا اس واسطے کہ اس نے جنس میں خلافت کیا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جس نے مشرکین کے صعلو کون میں سے کسی صعلو کو قتل کیا تو اس کے واسطے اس کا اسباب ہوگا پھر کسی غازی نے ایک بطریق کو قتل کیا تو اس کے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اس واسطے کہ بطریق کے اسباب کی قیمت بہ نسبت اسباب صعلو کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور اگر کہا کہ جو شخص ہزار درم غنیمت لایا اس کے واسطے اس قدر ہر ایک شخص ہزار درم لایا تو کچھ مستحق نہ ہوگا اس واسطے کہ خلاف جنس لایا ہو یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر لشکر اسلام دار الحرب میں داخل ہوا اور قتل از انکہ قتال کی نوبت ہوئے پھر امیر لشکر نے کہا کہ جس نے کسی کافر کو قتل کیا اس کے واسطے اس کا اسباب ہوگا تو یہ حکم تفصیل کا ہرقتیل کے حق میں جس کو دار الحرب میں اپنے اسی جہاد میں قتل کریں برابر جاری رہیگا جہاں تک کہ یہ لوگ دارالاسلام میں واپس آئیں اور اگر اسی روز باہم مسلمانوں و مشرکوں کے درمیان لڑائی ہوئی اور کوئی فریق دوسرے سے منہزم نہ ہوا حتیٰ کہ پھر دوسرے روز لڑائی ہوئی اور کسی مسلمان نے کسی کافر کو قتل کیا تو اس کے اسباب کا مستحق ہوگا اس واسطے کہ جنگ اول باقی ہو تو تفصیل بھی باقی رہیگی اور

اگر کافرون نے شکست کھائی اور مسلمانوں نے انکا بیچا کیا تو حکم تنقیل مذکور باقی رہیگا اور اسی طرح اگر کافران جوں شکست کھا کر
 بھاگے اور اپنے قلعوں میں داخل ہوئے اور مسلمان انکے قلعوں میں ہیں ہنوز واپس نہیں ہوئے حتی کہ کافرون نے اپنے قلعوں
 میں قرار پکڑا اور مسلمانوں نے انکا محاصرہ کر لیا اور برابر لڑائی جاری ہو تو تنقیل مذکور کا حکم برابر باقی رہیگا اور اگر کافران جوں
 نے شکست کھا کر اپنے شہروں و قلعوں میں پناہ لی اور مسلمانوں نے انکا بیچا نہ کیا پھر مسلمان لوگ ان شہروں و قلعوں میں سے
 کسی شہر یا قلعہ کی طرف گذرے اور انکا محاصرہ کیا پھر کسی مسلمان نے کسی ایسے کافر کو قتل کیا جو شکست کھا کر بیان پناہ گزین ہو
 تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اور اسی طرح اگر مسلمانوں نے منہزم شدہ کافرون کا بیچا کیا اور راہ میں ایک قلعہ کی طرف
 گذرے ہو جس میں سوائے ان منہزم شدہ کافرون کے جکا تعاقب کیا ہو ایک جماعت کفار باقوت و قوت نہ ہو پھر ان میں سے کسی
 کافر کو کسی مسلمان نے قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کوئی بطریق قتل کیا گیا پس امیر نے
 انکا جو شخص اسکا سر لاوے اسکے واسطے اس قدر نفل ہو پس اگر یہ بطریق مقتول و اسکا سر ایسے مقام پر ہو کہ اس پر قدرت نہیں
 ہو سکتی ہو لا بقنال و خوف تو سر لاوے والا مستحق نفل ہوگا اور اگر ایسے مقام پر ہو کہ بغیر قتال و خوف کے اسکا سر حاصل
 ہو سکتا ہو تو لانے والا کچھ مستحق نہ ہوگا اور اگر امیر نے معین چند لوگوں سے کہا ہو کہ جو شخص تم میں سے اسکا سر لاوے
 اسکے واسطے اس قدر ہو تو یہ تنقیل نہیں بلکہ اجارہ فاسدہ ہو بیچیت سرخشی میں ہو۔ اور اگر مسلمانوں و کافرون نے قتال
 کے واسطے صف بندی کی اور اس وقت میں امیر لشکر نے مسلمانوں سے کہا کہ جو شخص کسی کافر کا سر لایا اسکے واسطے غنیمت
 میں سے پانچ سو درم ہیں تو یہ مردوں کے سروں پر ہوگی نہ لڑکوں کے سروں پر چنانچہ جو شخص کسی مرد کا سر لاوے مستحق
 پانچ سو درم کا ہوگا ورنہ نہیں اور بھلائی اسکے اگر ایسی حالت میں کہ کفار شکست کھا کر بھاگ گئے اور لڑائی ختم ہو
 امیر لشکر نے کسی سے زبان عدوی میں کہا کہ سن جا براس فلہ کذا یعنی جو کوئی اس لایا یعنی سر لایا اسکے واسطے پانچ سو درم
 ہیں تو یہ قیدیوں پر ہوگی نہ مردوں کے سر کاٹ لائے ہو۔ اور اگر زید ایک مرد کا سر لاوے اور کہا کہ میں نے اسکو قتل کیا ہو اور اسکا
 سر لایا ہوں اور عمر و نے کہا کہ میں نے اسکو قتل کیا اگر اسکا سر اس زید نے لے لیا تو جو شخص اس مقتول کا سر لایا ہو
 وہی پانچ سو درم کا مستحق ہوگا اور اسی کا قول قسم سے کہ میں نے اسکو قتل کیا ہو قبول ہوگا اور وہ سر سے پر اپنے دعویٰ کے
 گواہ لانا لازم ہیں چنانچہ اگر اسنے مسلمان گواہ پیش کیے کہ اسی نے اسکو قتل کیا ہو تو اسی کے واسطے پانچ سو درم کا حکم دیا جائیگا
 اور اگر ایک شخص ایک سر لایا اور مسلمانوں میں سے ایک نے کہا کہ یہ سر دشمنوں میں سے ایک شخص کا ہو جو مر گیا تھا اور اس نے
 اسکا سر کاٹ لیا اور جو شخص سر لایا ہو وہ کہتا ہو کہ میں نے اسکو قتل کیا ہو تو قول اسی کا قبول ہوگا جو سر لایا ہو لیکن اس سے
 قسم لیجائیگی۔ اور یہ اس وقت ہو کہ یہ معلوم ہو کہ یہ کسی مشرک کا سر ہو اور اگر شک پیدا ہو گیا کہ یہ مسلمان کا سر ہو یا مشرک
 کا سر ہو اور محام نہیں ہوتا ہو تو علامت سے شناخت کی جائے پس اگر اس پر علامت مشرکان ہو مثلاً اسکے بال کترے ہوئے
 ہوں تو وہ مستحق نفل ہوگا اور اگر اس پر علامت اسلام ہو مثلاً داڑھی میں خضاب مشرک ہو تو وہ مستحق نفل نہ ہوگا اور اگر اس طرح
 بھی شناخت نہیں ہو سکتی اور اشتباہ موجود رہا یہ نہ کھلا کہ مسلمان کا سر ہو یا کافر کا تو لانے والا مستحق نفل نہ ہوگا اور اگر
 زید ایک سر لایا کہتا ہو کہ میں نے اسکو قتل کیا ہو اور اسکے ساتھ عمر و ہو وہ کہتا ہو کہ اسکو میں نے ہی قتل کیا ہو اور زید
 سے قسم طلب کی پس زید نے قسم سے نکل کر کیا تو قیاساً دونوں میں سے کوئی مستحق نفل نہ ہوگا اور اسکا حکم عموماً مال
 نفل دیا جائیگا۔ اور اگر دو آدمی ایک سر لائے کہتے ہیں کہ ہم دونوں نے اسکو قتل کیا ہو اور سر مذکور دونوں کے قبضہ میں ہو

مستحق
 حکم سے انکار کیا

نواں نقل ان دونوں کے درمیان تقسیم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر تین آدمی یا زیادہ ہوں تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جو اس شہر کے دروازہ سے یا اس قلعہ کے دروازہ سے یا اس مطمورہ کے دروازہ سے داخل ہوا اسکے واسطے ہزار درم ہیں پھر مسلمانوں میں سے ایک قوم ہجوم کر کے انکی بائگی میں داخل ہو گئی پھر گئے اسکا ایک دوسرا دروازہ بند نظر آیا تو ان لوگوں کے واسطے نقل کا استحقاق ہوگا اور انہیں سے ہر ایک ہزار درم کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے کہا کہ جو میں داخل ہوا اسکے واسطے چارم غنیمت ہو پھر دس دس ایک بارگی داخل ہوئے تو اسکے واسطے فقط ایک چوتھائی غنیمت ملے گی حسین سب شریک ہونگے اور اگر ایک داخل ہوا پھر دوسرا داخل ہوا تو برابر ایسے سب داخل ہونے والے اس مقدار نقل میں شریک ہوتے ہادیگے یہاں تک کہ دشمن ملتجی ہووے۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جو دروازہ مطمورہ میں داخل ہوا اسکے واسطے اس مطمورہ کا بطریق ہو یعنی بطریق مذکور اسکو دیا جائیگا پھر ایک جماعت داخل ہوئی تو اسکے واسطے فقط یہی بطریق ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے مطلقاً کہا کہ اسکے واسطے بطریق ہو پھر چند لوگ داخل ہوئے تو ہر ایک کو ایک ایک بطریق علیحدہ علیحدہ ملیگا اور اگر قلعہ کے اندر فقط تین بطریق پائے گئے تو ان لوگوں کے واسطے ہی تین بطریق ہونگے اور کچھ نہ ملیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ جو شخص اس میں داخل ہوا اس واسطے اسکے ایک باندی ہو پھر لوگ داخل ہوئے اور قلعہ فتح ہونے پر دیکھا گیا کہ اس میں فقط دو یا تین باندیاں تھیں تو ہر ایک داخل ہونے والے کے واسطے اوسط درجہ کی باندی کی قیمت ہوگی اس واسطے کہ یہ کہنا کہ اسکے واسطے ایک باندی ہو اسکے یہ معنی ہیں کہ اسکے واسطے اوسط درجہ کی باندی کی قیمت ہوگی اور اگر یوں کہا کہ تو اسکے واسطے انکی بیویوں میں سے ایک باندی ہوگی پھر دیکھا گیا تو اس میں فقط دو یا تین باندیاں تھیں تو مثل مذکورہ سابق ان سب داخل ہونے والوں کو یہی باندیاں ملیں گی اور کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر رام نے کہا کہ جو اس میں داخل ہوا اسکے واسطے ہزار درم ہیں پس کچھ لوگ جانب دروازہ سے داخل ہوئے اور کچھ لوگ چھت کی طرف سے اس طرح اترے کہ اردن لے انکو انکی اجازت سے لٹکا کر اٹار دیا پس ان سب نے قلعہ مذکور فتح کر لیا تو یہ لوگ مال کے مستحق ہونگے یعنی ہر ایک ہزار درم کا مستحق ہوگا مگر یہ حکم اس وقت ہو کہ لشکر کر ایسی جگہ پہنچ گئے ہوں کہ اہل قلعہ سے مقابلہ کر سکتے ہوں اور اگر ایسی جگہ ہوں کہ مقابلہ نہیں کر سکتے مثلاً دیوار سے ایک ہاتھ یا دو ہاتھ لٹکے ہوئے ہوں تو یہ لوگ نقل کے مستحق نہ ہونگے اور اگر لٹکانے والوں نے انکو لٹکا یا تھما کہ جب سچ تک پہنچے تو سی لوٹ گئی اور یہ لوگ قلعہ میں گرے تو ایسی صورت میں بھی مستحق نقل ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو اول داخل ہوا اسکے واسطے تین ہیں برصے ہیں اور جو دوم داخل ہوا اسکے واسطے دو اس اور جو سوم داخل ہوا اسکے واسطے ایک اس ہیں پس ایک داخل ہوا پھر ایک اور داخل ہوا تو ہر ایک اسی قدر کا مستحق ہوگا جو اسکے واسطے بیان کر دیا ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تم میں جو داخل ہوا اسکے واسطے تین اس بروے ہیں اور دوم کے واسطے دو اس اور سوم کے واسطے ایک اس ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر تینوں ساتھ ہی داخل ہوئے تو اول دشمنی کی نقل باطل ہو گئی اور ثالث کی نقل میں یہ لوگ سب شریک ہونگے اور اگر اول مرتبہ دعا ایک ساتھ داخل ہوئے تو اول کی نقل باطل ہوئی اور دوم کی نقل میں یہ دونوں شریک ہونگے۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ اگر تو اول داخل ہوا تو میں سچے کھانا تازہ دوں گا اور اگر تو دوبارہ داخل ہوا تو میرے واسطے دو اس بروے ہیں پھر وہ اول داخل ہوا تو قیاساً اسکے واسطے کچھ نہیں ہو مگر استحساناً وہ نقل مشروط یعنی دو بروے کا مستحق ہوگا اور اگر اس سے پہلے ایسی گفتگو نہ ہوتی ہو تو وہ کچھ مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے تین شخصوں میں سے کہا کہ جو تم میں سے اس قلعہ کے دروازہ سے اول داخل ہوا اسکے واسطے تین اس بروے ہیں اور دوم کے واسطے دو اس اور سوم کے واسطے ایک اس ہیں پھر ان تینوں میں سے

نواں نقل ان دونوں کے درمیان تقسیم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر تین آدمی یا زیادہ ہوں تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جو اس شہر کے دروازہ سے یا اس قلعہ کے دروازہ سے یا اس مطمورہ کے دروازہ سے داخل ہوا اسکے واسطے ہزار درم ہیں پھر مسلمانوں میں سے ایک قوم ہجوم کر کے انکی بائگی میں داخل ہو گئی پھر گئے اسکا ایک دوسرا دروازہ بند نظر آیا تو ان لوگوں کے واسطے نقل کا استحقاق ہوگا اور انہیں سے ہر ایک ہزار درم کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے کہا کہ جو میں داخل ہوا اسکے واسطے چارم غنیمت ہو پھر دس دس ایک بارگی داخل ہوئے تو اسکے واسطے فقط ایک چوتھائی غنیمت ملے گی حسین سب شریک ہونگے اور اگر ایک داخل ہوا پھر دوسرا داخل ہوا تو برابر ایسے سب داخل ہونے والے اس مقدار نقل میں شریک ہوتے ہادیگے یہاں تک کہ دشمن ملتجی ہووے۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جو دروازہ مطمورہ میں داخل ہوا اسکے واسطے اس مطمورہ کا بطریق ہو یعنی بطریق مذکور اسکو دیا جائیگا پھر ایک جماعت داخل ہوئی تو اسکے واسطے فقط یہی بطریق ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے مطلقاً کہا کہ اسکے واسطے بطریق ہو پھر چند لوگ داخل ہوئے تو ہر ایک کو ایک ایک بطریق علیحدہ علیحدہ ملیگا اور اگر قلعہ کے اندر فقط تین بطریق پائے گئے تو ان لوگوں کے واسطے ہی تین بطریق ہونگے اور کچھ نہ ملیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ جو شخص اس میں داخل ہوا اس واسطے اسکے ایک باندی ہو پھر لوگ داخل ہوئے اور قلعہ فتح ہونے پر دیکھا گیا کہ اس میں فقط دو یا تین باندیاں تھیں تو ہر ایک داخل ہونے والے کے واسطے اوسط درجہ کی باندی کی قیمت ہوگی اس واسطے کہ یہ کہنا کہ اسکے واسطے ایک باندی ہو اسکے یہ معنی ہیں کہ اسکے واسطے اوسط درجہ کی باندی کی قیمت ہوگی اور اگر یوں کہا کہ تو اسکے واسطے انکی بیویوں میں سے ایک باندی ہوگی پھر دیکھا گیا تو اس میں فقط دو یا تین باندیاں تھیں تو مثل مذکورہ سابق ان سب داخل ہونے والوں کو یہی باندیاں ملیں گی اور کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر رام نے کہا کہ جو اس میں داخل ہوا اسکے واسطے ہزار درم ہیں پس کچھ لوگ جانب دروازہ سے داخل ہوئے اور کچھ لوگ چھت کی طرف سے اس طرح اترے کہ اردن لے انکو انکی اجازت سے لٹکا کر اٹار دیا پس ان سب نے قلعہ مذکور فتح کر لیا تو یہ لوگ مال کے مستحق ہونگے یعنی ہر ایک ہزار درم کا مستحق ہوگا مگر یہ حکم اس وقت ہو کہ لشکر کر ایسی جگہ پہنچ گئے ہوں کہ اہل قلعہ سے مقابلہ کر سکتے ہوں اور اگر ایسی جگہ ہوں کہ مقابلہ نہیں کر سکتے مثلاً دیوار سے ایک ہاتھ یا دو ہاتھ لٹکے ہوئے ہوں تو یہ لوگ نقل کے مستحق نہ ہونگے اور اگر لٹکانے والوں نے انکو لٹکا یا تھما کہ جب سچ تک پہنچے تو سی لوٹ گئی اور یہ لوگ قلعہ میں گرے تو ایسی صورت میں بھی مستحق نقل ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو اول داخل ہوا اسکے واسطے تین ہیں برصے ہیں اور جو دوم داخل ہوا اسکے واسطے دو اس اور جو سوم داخل ہوا اسکے واسطے ایک اس ہیں پس ایک داخل ہوا پھر ایک اور داخل ہوا تو ہر ایک اسی قدر کا مستحق ہوگا جو اسکے واسطے بیان کر دیا ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تم میں جو داخل ہوا اسکے واسطے تین اس بروے ہیں اور دوم کے واسطے دو اس اور سوم کے واسطے ایک اس ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر تینوں ساتھ ہی داخل ہوئے تو اول دشمنی کی نقل باطل ہو گئی اور ثالث کی نقل میں یہ لوگ سب شریک ہونگے اور اگر اول مرتبہ دعا ایک ساتھ داخل ہوئے تو اول کی نقل باطل ہوئی اور دوم کی نقل میں یہ دونوں شریک ہونگے۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ اگر تو اول داخل ہوا تو میں سچے کھانا تازہ دوں گا اور اگر تو دوبارہ داخل ہوا تو میرے واسطے دو اس بروے ہیں پھر وہ اول داخل ہوا تو قیاساً اسکے واسطے کچھ نہیں ہو مگر استحساناً وہ نقل مشروط یعنی دو بروے کا مستحق ہوگا اور اگر اس سے پہلے ایسی گفتگو نہ ہوتی ہو تو وہ کچھ مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے تین شخصوں میں سے کہا کہ جو تم میں سے اس قلعہ کے دروازہ سے اول داخل ہوا اسکے واسطے تین اس بروے ہیں اور دوم کے واسطے دو اس اور سوم کے واسطے ایک اس ہیں پھر ان تینوں میں سے

ایک مرد اس قلعہ کے دروازہ سے داخل ہوا حالانکہ اسکے ساتھ مسلمانوں میں سے ایک جماعت ہو تو تین بروے اسی کے وسط ہونگے اس واسطے کہ امیر نے ان تین کی طرف اس تغفل میں اضافت کر دی ہو چنانچہ یہ کہنیا کہ تم میں سے پس مراد کی اول سے یہ ہوئی کہ تم میں سے جو اول داخل ہو خواہ تنہا یا عام کے ساتھ آیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر امیر نے یوں کہا کہ آؤ میں سے جو اول داخل ہو پھر ایک مرد داخل ہوا اور اسکے ساتھ چند بہائم گھس گئے یا کہا کہ مردوں میں سے جو اول داخل ہو پھر ایک مرد داخل ہوا اور اسکے ساتھ چند عورتیں گھس گئیں تو یہ اول داخل ہوئے والا سختی نظر مشروط ہوتا ہو پس ایسا ہی صورت مذکور میں بھی ہو۔ اور اگر امیر نے تینوں سے یوں کہا کہ تم میں سے جو شخص کہ لوگوں سے قبل اول داخل ہوا تو اسکے واسطے بقدر نقل ہو پھر ان میں ایک داخل ہوا اور اسکے ساتھ دوسرے شخص بھی انھیں تین میں سے یا اور لوگوں مسلمان یا کافروں میں سے داخل ہوا تو اسکے واسطے کچھ متحقق نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص اول اس قلعہ میں داخل ہوا اسکے واسطے تین بروے ہیں پھر اس قلعہ میں پہلے ایک ذمی داخل ہوا پھر ایک مسلمان داخل ہوا تو وہ نقل مذکور کا سختی ہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ لوگوں میں جو شخص اول آئین داخل ہوا اسکے واسطے تین بروے ہیں پھر ایک ذمی پہلے داخل ہوا پھر ایک مسلمان داخل ہوا تو مسلمان مذکور سختی نقل نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ کل شخص کہ تم میں سے اول اس قلعہ میں داخل ہوا اسکے واسطے ایک بروہ ہو پھر پنج آدمی ایک ساتھ داخل ہوں گے تو ہر ایک نے اگل ہونے والا ایک اس کا سختی ہوگا بخلاف اسکے اگر یوں کہا کہ جو داخل ہوا یا کوئی مرد کہ داخل ہوا تو یہ حکم نہیں ہو اس واسطے کہ پہلے ایک فروس کے واسطے ہو۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم میں یا بخوان داخل ہوا اسکے واسطے ایک اس ہو پھر پنج آدمی ایک ساتھ داخل ہوں گے تو ان میں ہر ایک داخل ہونے والا یا بخوان کی نقل کا سختی ہوگا یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جس نے سونا یا پارہ اسکا ہو یا کہا کہ جس نے چاندی یا پانی وہ سب کی ہر ایک شخص نے تلوار حسین چاندی یا سونے کا حلیہ ہو پانی تو یہ حلیہ اسکا ہوگا اور تلوار غنیمت میں ہوگی پس دیکھا جائیگا کہ اگر حلیہ الگ کرنے میں ضرر فاحش نہ ہو تو تلوار میں سے الگ کر کے اس شخص کو دیا جائیگا اور اگر حلیہ الگ کرنے میں ضرر فاحش ہو تو قیمت حلیہ اور قیمت شمشیر پر نظیر کیا جائیگی پس اگر حلیہ کی قیمت زیادہ ہو تو اس شخص کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے تلوار کی قیمت دیکر تلوار مع حلیہ بیخے اسی طرح محلی لے لے اور اگر تلوار کی قیمت زیادہ ہو تو امام کو اختیار ہوگا چاہے اس شخص کو حلیہ کی قیمت نفس حلیہ کے خلاف اقد سے جو ساختہ ہو دیر یعنی اگر حلیہ چاندی کا ہو تو دیناروں سے اسکی قیمت یا سونے کا ہو تو درہموں سے اسکی قیمت دیر سے اور تلوار مع حلیہ کے غنیمت میں داخل کر دے اور چاہے حلیہ اسکے پاس چھوڑ دے اور اگر دونوں میں سے کسی نے نہ لی تو تلوار فروخت کر دیا جائیگی اور اسکا ثمن اس تلوار کے محل اور حلیہ کی قیمت پر تقسیم کیا جائیگا پس ان میں سے جو حصہ قیمت حلیہ کے پڑنے میں ہو وہ اس شخص کا ہوگا جس کے واسطے نقل کی گئی تھی اور باقی داخل غنیمت ہوگا۔ اور کتاب میں یہ مذکور نہیں ہو کہ اگر تلوار کی اور حلیہ کی قیمت مساوی ہو تو کیا حکم ہو اور شائع نے فرمایا کہ اس صورت میں امام کو اختیار حال ہونا چاہیے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر شائع مفضل یا کام مفضل یا جلد بندی ہوئی مفضل حسین وہ اپنی کتاب میں لکھتے تھے ایسے شخص نے پانی شکی نسبت امام نے سونا و چاندی نقل کر دی ہو تو اسکو فقط چاندی بیگی اور اصل شکر داخل غنیمت ہوگی اور اسی طرح اگر سونے یا چاندی کا زیور حسین گنگنے جڑے ہیں یا انگوٹھی جس پر نگینہ ہو پانی تو زیور اسکا ہوگا اور امین سے سب گینگے نکال کر غنیمت میں داخل کیے جائینگے۔ اور اگر اسنے کوڑا پائے حسین چاندی کی کیلین اس طرح جڑی ہیں کہ اگر اسنے جدا کیا دین نور و زارہ تہا ہو جاوے حتی کہ و زارہ نہ باقی رہے تو ایسی حالت میں اسکو کچھ نہ لیا اور اسی طرح اگر زمین میں اس طرح کی کیلین جڑی ہوں یا امیر ایک یا دو پھلکیان

۱۲۹۰
۱۲۹۱
۱۲۹۲
۱۲۹۳
۱۲۹۴
۱۲۹۵
۱۲۹۶
۱۲۹۷
۱۲۹۸
۱۲۹۹
۱۳۰۰
۱۳۰۱
۱۳۰۲
۱۳۰۳
۱۳۰۴
۱۳۰۵
۱۳۰۶
۱۳۰۷
۱۳۰۸
۱۳۰۹
۱۳۱۰
۱۳۱۱
۱۳۱۲
۱۳۱۳
۱۳۱۴
۱۳۱۵
۱۳۱۶
۱۳۱۷
۱۳۱۸
۱۳۱۹
۱۳۲۰
۱۳۲۱
۱۳۲۲
۱۳۲۳
۱۳۲۴
۱۳۲۵
۱۳۲۶
۱۳۲۷
۱۳۲۸
۱۳۲۹
۱۳۳۰
۱۳۳۱
۱۳۳۲
۱۳۳۳
۱۳۳۴
۱۳۳۵
۱۳۳۶
۱۳۳۷
۱۳۳۸
۱۳۳۹
۱۳۴۰
۱۳۴۱
۱۳۴۲
۱۳۴۳
۱۳۴۴
۱۳۴۵
۱۳۴۶
۱۳۴۷
۱۳۴۸
۱۳۴۹
۱۳۵۰
۱۳۵۱
۱۳۵۲
۱۳۵۳
۱۳۵۴
۱۳۵۵
۱۳۵۶
۱۳۵۷
۱۳۵۸
۱۳۵۹
۱۳۶۰
۱۳۶۱
۱۳۶۲
۱۳۶۳
۱۳۶۴
۱۳۶۵
۱۳۶۶
۱۳۶۷
۱۳۶۸
۱۳۶۹
۱۳۷۰
۱۳۷۱
۱۳۷۲
۱۳۷۳
۱۳۷۴
۱۳۷۵
۱۳۷۶
۱۳۷۷
۱۳۷۸
۱۳۷۹
۱۳۸۰
۱۳۸۱
۱۳۸۲
۱۳۸۳
۱۳۸۴
۱۳۸۵
۱۳۸۶
۱۳۸۷
۱۳۸۸
۱۳۸۹
۱۳۹۰
۱۳۹۱
۱۳۹۲
۱۳۹۳
۱۳۹۴
۱۳۹۵
۱۳۹۶
۱۳۹۷
۱۳۹۸
۱۳۹۹
۱۴۰۰
۱۴۰۱
۱۴۰۲
۱۴۰۳
۱۴۰۴
۱۴۰۵
۱۴۰۶
۱۴۰۷
۱۴۰۸
۱۴۰۹
۱۴۱۰
۱۴۱۱
۱۴۱۲
۱۴۱۳
۱۴۱۴
۱۴۱۵
۱۴۱۶
۱۴۱۷
۱۴۱۸
۱۴۱۹
۱۴۲۰
۱۴۲۱
۱۴۲۲
۱۴۲۳
۱۴۲۴
۱۴۲۵
۱۴۲۶
۱۴۲۷
۱۴۲۸
۱۴۲۹
۱۴۳۰
۱۴۳۱
۱۴۳۲
۱۴۳۳
۱۴۳۴
۱۴۳۵
۱۴۳۶
۱۴۳۷
۱۴۳۸
۱۴۳۹
۱۴۴۰
۱۴۴۱
۱۴۴۲
۱۴۴۳
۱۴۴۴
۱۴۴۵
۱۴۴۶
۱۴۴۷
۱۴۴۸
۱۴۴۹
۱۴۵۰
۱۴۵۱
۱۴۵۲
۱۴۵۳
۱۴۵۴
۱۴۵۵
۱۴۵۶
۱۴۵۷
۱۴۵۸
۱۴۵۹
۱۴۶۰
۱۴۶۱
۱۴۶۲
۱۴۶۳
۱۴۶۴
۱۴۶۵
۱۴۶۶
۱۴۶۷
۱۴۶۸
۱۴۶۹
۱۴۷۰
۱۴۷۱
۱۴۷۲
۱۴۷۳
۱۴۷۴
۱۴۷۵
۱۴۷۶
۱۴۷۷
۱۴۷۸
۱۴۷۹
۱۴۸۰
۱۴۸۱
۱۴۸۲
۱۴۸۳
۱۴۸۴
۱۴۸۵
۱۴۸۶
۱۴۸۷
۱۴۸۸
۱۴۸۹
۱۴۹۰
۱۴۹۱
۱۴۹۲
۱۴۹۳
۱۴۹۴
۱۴۹۵
۱۴۹۶
۱۴۹۷
۱۴۹۸
۱۴۹۹
۱۵۰۰
۱۵۰۱
۱۵۰۲
۱۵۰۳
۱۵۰۴
۱۵۰۵
۱۵۰۶
۱۵۰۷
۱۵۰۸
۱۵۰۹
۱۵۱۰
۱۵۱۱
۱۵۱۲
۱۵۱۳
۱۵۱۴
۱۵۱۵
۱۵۱۶
۱۵۱۷
۱۵۱۸
۱۵۱۹
۱۵۲۰
۱۵۲۱
۱۵۲۲
۱۵۲۳
۱۵۲۴
۱۵۲۵
۱۵۲۶
۱۵۲۷
۱۵۲۸
۱۵۲۹
۱۵۳۰
۱۵۳۱
۱۵۳۲
۱۵۳۳
۱۵۳۴
۱۵۳۵
۱۵۳۶
۱۵۳۷
۱۵۳۸
۱۵۳۹
۱۵۴۰
۱۵۴۱
۱۵۴۲
۱۵۴۳
۱۵۴۴
۱۵۴۵
۱۵۴۶
۱۵۴۷
۱۵۴۸
۱۵۴۹
۱۵۵۰
۱۵۵۱
۱۵۵۲
۱۵۵۳
۱۵۵۴
۱۵۵۵
۱۵۵۶
۱۵۵۷
۱۵۵۸
۱۵۵۹
۱۵۶۰
۱۵۶۱
۱۵۶۲
۱۵۶۳
۱۵۶۴
۱۵۶۵
۱۵۶۶
۱۵۶۷
۱۵۶۸
۱۵۶۹
۱۵۷۰
۱۵۷۱
۱۵۷۲
۱۵۷۳
۱۵۷۴
۱۵۷۵
۱۵۷۶
۱۵۷۷
۱۵۷۸
۱۵۷۹
۱۵۸۰
۱۵۸۱
۱۵۸۲
۱۵۸۳
۱۵۸۴
۱۵۸۵
۱۵۸۶
۱۵۸۷
۱۵۸۸
۱۵۸۹
۱۵۹۰
۱۵۹۱
۱۵۹۲
۱۵۹۳
۱۵۹۴
۱۵۹۵
۱۵۹۶
۱۵۹۷
۱۵۹۸
۱۵۹۹
۱۶۰۰
۱۶۰۱
۱۶۰۲
۱۶۰۳
۱۶۰۴
۱۶۰۵
۱۶۰۶
۱۶۰۷
۱۶۰۸
۱۶۰۹
۱۶۱۰
۱۶۱۱
۱۶۱۲
۱۶۱۳
۱۶۱۴
۱۶۱۵
۱۶۱۶
۱۶۱۷
۱۶۱۸
۱۶۱۹
۱۶۲۰
۱۶۲۱
۱۶۲۲
۱۶۲۳
۱۶۲۴
۱۶۲۵
۱۶۲۶
۱۶۲۷
۱۶۲۸
۱۶۲۹
۱۶۳۰
۱۶۳۱
۱۶۳۲
۱۶۳۳
۱۶۳۴
۱۶۳۵
۱۶۳۶
۱۶۳۷
۱۶۳۸
۱۶۳۹
۱۶۴۰
۱۶۴۱
۱۶۴۲
۱۶۴۳
۱۶۴۴
۱۶۴۵
۱۶۴۶
۱۶۴۷
۱۶۴۸
۱۶۴۹
۱۶۵۰
۱۶۵۱
۱۶۵۲
۱۶۵۳
۱۶۵۴
۱۶۵۵
۱۶۵۶
۱۶۵۷
۱۶۵۸
۱۶۵۹
۱۶۶۰
۱۶۶۱
۱۶۶۲
۱۶۶۳
۱۶۶۴
۱۶۶۵
۱۶۶۶
۱۶۶۷
۱۶۶۸
۱۶۶۹
۱۶۷۰
۱۶۷۱
۱۶۷۲
۱۶۷۳
۱۶۷۴
۱۶۷۵
۱۶۷۶
۱۶۷۷
۱۶۷۸
۱۶۷۹
۱۶۸۰
۱۶۸۱
۱۶۸۲
۱۶۸۳
۱۶۸۴
۱۶۸۵
۱۶۸۶
۱۶۸۷
۱۶۸۸
۱۶۸۹
۱۶۹۰
۱۶۹۱
۱۶۹۲
۱۶۹۳
۱۶۹۴
۱۶۹۵
۱۶۹۶
۱۶۹۷
۱۶۹۸
۱۶۹۹
۱۷۰۰
۱۷۰۱
۱۷۰۲
۱۷۰۳
۱۷۰۴
۱۷۰۵
۱۷۰۶
۱۷۰۷
۱۷۰۸
۱۷۰۹
۱۷۱۰
۱۷۱۱
۱۷۱۲
۱۷۱۳
۱۷۱۴
۱۷۱۵
۱۷۱۶
۱۷۱۷
۱۷۱۸
۱۷۱۹
۱۷۲۰
۱۷۲۱
۱۷۲۲
۱۷۲۳
۱۷۲۴
۱۷۲۵
۱۷۲۶
۱۷۲۷
۱۷۲۸
۱۷۲۹
۱۷۳۰
۱۷۳۱
۱۷۳۲
۱۷۳۳
۱۷۳۴
۱۷۳۵
۱۷۳۶
۱۷۳۷
۱۷۳۸
۱۷۳۹
۱۷۴۰
۱۷۴۱
۱۷۴۲
۱۷۴۳
۱۷۴۴
۱۷۴۵
۱۷۴۶
۱۷۴۷
۱۷۴۸
۱۷۴۹
۱۷۵۰
۱۷۵۱
۱۷۵۲
۱۷۵۳
۱۷۵۴
۱۷۵۵
۱۷۵۶
۱۷۵۷
۱۷۵۸
۱۷۵۹
۱۷۶۰
۱۷۶۱
۱۷۶۲
۱۷۶۳
۱۷۶۴
۱۷۶۵
۱۷۶۶
۱۷۶۷
۱۷۶۸
۱۷۶۹
۱۷۷۰
۱۷۷۱
۱۷۷۲
۱۷۷۳
۱۷۷۴
۱۷۷۵
۱۷۷۶
۱۷۷۷
۱۷۷۸
۱۷۷۹
۱۷۸۰
۱۷۸۱
۱۷۸۲
۱۷۸۳
۱۷۸۴
۱۷۸۵
۱۷۸۶
۱۷۸۷
۱۷۸۸
۱۷۸۹
۱۷۹۰
۱۷۹۱
۱۷۹۲
۱۷۹۳
۱۷۹۴
۱۷۹۵
۱۷۹۶
۱۷۹۷
۱۷۹۸
۱۷۹۹
۱۸۰۰
۱۸۰۱
۱۸۰۲
۱۸۰۳
۱۸۰۴
۱۸۰۵
۱۸۰۶
۱۸۰۷
۱۸۰۸
۱۸۰۹
۱۸۱۰
۱۸۱۱
۱۸۱۲
۱۸۱۳
۱۸۱۴
۱۸۱۵
۱۸۱۶
۱۸۱۷
۱۸۱۸
۱۸۱۹
۱۸۲۰
۱۸۲۱
۱۸۲۲
۱۸۲۳
۱۸۲۴
۱۸۲۵
۱۸۲۶
۱۸۲۷
۱۸۲۸
۱۸۲۹
۱۸۳۰
۱۸۳۱
۱۸۳۲
۱۸۳۳
۱۸۳۴
۱۸۳۵
۱۸۳۶
۱۸۳۷
۱۸۳۸
۱۸۳۹
۱۸۴۰
۱۸۴۱
۱۸۴۲
۱۸۴۳
۱۸۴۴
۱۸۴۵
۱۸۴۶
۱۸۴۷
۱۸۴۸
۱۸۴۹
۱۸۵۰
۱۸۵۱
۱۸۵۲
۱۸۵۳
۱۸۵۴
۱۸۵۵
۱۸۵۶
۱۸۵۷
۱۸۵۸
۱۸۵۹
۱۸۶۰
۱۸۶۱
۱۸۶۲
۱۸۶۳
۱۸۶۴
۱۸۶۵
۱۸۶۶
۱۸۶۷
۱۸۶۸
۱۸۶۹
۱۸۷۰
۱۸۷۱
۱۸۷۲
۱۸۷۳
۱۸۷۴
۱۸۷۵
۱۸۷۶
۱۸۷۷
۱۸۷۸
۱۸۷۹
۱۸۸۰
۱۸۸۱
۱۸۸۲
۱۸۸۳
۱۸۸۴
۱۸۸۵
۱۸۸۶
۱۸۸۷
۱۸۸۸
۱۸۸۹
۱۸۹۰
۱۸۹۱
۱۸۹۲
۱۸۹۳
۱۸۹۴
۱۸۹۵
۱۸۹۶
۱۸۹۷
۱۸۹۸
۱۸۹۹
۱۹۰۰
۱۹۰۱
۱۹۰۲
۱۹۰۳
۱۹۰۴
۱۹۰۵
۱۹۰۶
۱۹۰۷
۱۹۰۸
۱۹۰۹
۱۹۱۰
۱۹۱۱
۱۹۱۲
۱۹۱۳
۱۹۱۴
۱۹۱۵
۱۹۱۶
۱۹۱۷
۱۹۱۸
۱۹۱۹
۱۹۲۰
۱۹۲۱
۱۹۲۲
۱۹۲۳
۱۹۲۴
۱۹۲۵
۱۹۲۶
۱۹۲۷
۱۹۲۸
۱۹۲۹
۱۹۳۰
۱۹۳۱
۱۹۳۲
۱۹۳۳
۱۹۳۴
۱۹۳۵
۱۹۳۶
۱۹۳۷
۱۹۳۸
۱۹۳۹
۱۹۴۰
۱۹۴۱
۱۹۴۲
۱۹۴۳
۱۹۴۴
۱۹۴۵
۱۹۴۶
۱۹۴۷
۱۹۴۸
۱۹۴۹
۱۹۵۰
۱۹۵۱
۱۹۵۲
۱۹۵۳
۱۹۵۴
۱۹۵۵
۱۹۵۶
۱۹۵۷
۱۹۵۸
۱۹۵۹
۱۹۶۰
۱۹۶۱
۱۹۶۲
۱۹۶۳
۱۹۶۴
۱۹۶۵
۱۹۶۶
۱۹۶۷
۱۹۶۸
۱۹۶۹
۱۹۷۰
۱۹۷۱
۱۹۷۲
۱۹۷۳
۱۹۷۴
۱۹۷۵
۱۹۷۶
۱۹۷۷
۱۹۷۸
۱۹۷۹
۱۹۸۰
۱۹۸۱
۱۹۸۲
۱۹۸۳
۱۹۸۴
۱۹۸۵
۱۹۸۶
۱۹۸۷
۱۹۸۸
۱۹۸۹
۱۹۹۰
۱۹۹۱
۱۹۹۲
۱۹۹۳
۱۹۹۴
۱۹۹۵
۱۹۹۶
۱۹۹۷
۱۹۹۸
۱۹۹۹
۲۰۰۰
۲۰۰۱
۲۰۰۲
۲۰۰۳
۲۰۰۴
۲۰۰۵
۲۰۰۶
۲۰۰۷
۲۰۰۸
۲۰۰۹
۲۰۱۰
۲۰۱۱
۲۰۱۲
۲۰۱۳
۲۰۱۴
۲۰۱۵
۲۰۱۶
۲۰۱۷
۲۰۱۸
۲۰۱۹
۲۰۲۰
۲۰۲۱
۲۰۲۲
۲۰۲۳
۲۰۲۴
۲۰۲۵
۲۰۲۶
۲۰۲۷
۲۰۲۸
۲۰۲۹
۲۰۳۰
۲۰۳۱
۲۰۳۲
۲۰۳۳
۲۰۳۴
۲۰۳۵
۲۰۳۶
۲۰۳۷
۲۰۳۸
۲۰۳۹
۲۰۴۰
۲۰۴۱
۲۰۴۲
۲۰۴۳
۲۰۴۴
۲۰۴۵
۲۰۴۶
۲۰۴۷
۲۰۴۸
۲۰۴۹
۲۰۵۰
۲۰۵۱
۲۰۵۲
۲۰۵۳
۲۰۵۴
۲۰۵۵
۲۰۵۶
۲۰۵۷
۲۰۵۸
۲۰۵۹
۲۰۶۰
۲۰۶۱
۲۰۶۲
۲۰۶۳
۲۰۶۴
۲۰۶۵
۲۰۶۶
۲۰۶۷
۲۰۶۸
۲۰۶۹
۲۰۷۰
۲۰۷۱
۲۰۷۲
۲۰۷۳
۲۰۷۴
۲۰۷۵
۲۰۷۶
۲۰۷۷
۲۰۷۸
۲۰۷۹
۲۰۸۰
۲۰۸۱
۲۰۸۲
۲۰۸۳
۲۰۸۴
۲۰۸۵
۲۰۸۶
۲۰۸۷
۲۰۸۸
۲۰۸۹
۲۰۹۰
۲۰۹۱
۲۰۹۲
۲۰۹۳
۲۰۹۴
۲۰۹۵
۲۰۹۶
۲۰۹۷
۲۰۹۸
۲۰۹۹
۲۱۰۰
۲۱۰۱
۲۱۰۲
۲۱۰۳
۲۱۰۴
۲۱۰۵
۲۱۰۶
۲۱۰۷
۲۱۰۸
۲۱۰۹
۲۱۱۰
۲۱۱۱
۲۱۱۲
۲۱۱۳
۲۱۱۴
۲۱۱۵
۲۱۱۶
۲۱۱۷
۲۱۱۸
۲۱۱۹
۲۱۲۰
۲۱۲۱
۲۱۲۲
۲۱۲۳
۲۱۲۴
۲۱۲۵
۲۱۲۶
۲۱۲۷
۲۱۲۸
۲۱۲۹
۲۱۳۰
۲۱۳۱
۲۱۳۲
۲۱۳۳
۲۱۳۴
۲۱۳۵
۲۱۳۶
۲۱۳۷
۲۱۳۸
۲۱۳۹
۲۱۴۰
۲۱۴۱
۲۱۴۲
۲۱۴۳
۲۱۴۴
۲۱۴۵
۲۱۴۶
۲۱۴۷
۲۱۴۸
۲۱۴۹
۲۱۵۰
۲۱۵۱
۲۱۵۲
۲۱۵۳
۲۱۵۴
۲۱۵۵
۲۱۵۶
۲۱۵۷
۲۱۵۸
۲۱۵۹
۲۱۶۰
۲۱۶۱
۲۱۶۲
۲۱۶۳
۲۱۶۴
۲۱۶۵
۲۱۶۶
۲۱۶۷
۲۱۶۸
۲۱۶۹
۲۱۷۰
۲۱۷۱
۲۱۷۲
۲۱۷۳
۲۱۷۴
۲۱۷۵
۲۱۷۶
۲۱۷۷
۲۱۷۸
۲۱۷۹
۲۱۸۰
۲۱۸۱
۲۱۸۲
۲۱۸۳
۲۱۸۴
۲۱۸۵
۲۱۸۶
۲۱۸۷
۲۱۸۸
۲۱۸۹
۲۱۹۰
۲۱۹۱
۲۱۹۲
۲۱۹۳
۲۱۹۴
۲۱۹۵
۲۱۹۶
۲۱۹۷
۲۱۹۸
۲۱۹۹
۲۲۰۰
۲۲۰۱
۲۲۰۲
۲۲۰۳
۲۲۰۴
۲۲۰۵
۲۲۰۶
۲۲۰۷
۲۲۰۸
۲۲۰۹
۲۲۱۰
۲۲۱۱
۲۲۱۲
۲۲۱۳
۲۲۱۴
۲۲۱۵
۲۲۱۶
۲۲۱۷
۲۲۱۸
۲۲۱۹
۲۲۲۰
۲۲۲۱
۲۲۲۲
۲۲۲۳
۲۲۲۴
۲۲۲۵
۲۲۲۶
۲۲۲۷
۲۲۲۸
۲۲۲۹
۲۲۳۰
۲۲۳۱
۲۲۳۲
۲۲۳۳
۲۲۳۴
۲۲۳۵
۲۲۳۶
۲۲۳۷
۲۲۳۸
۲۲۳۹
۲۲۴۰
۲۲۴۱
۲۲۴۲
۲۲۴۳
۲۲۴۴
۲۲۴۵
۲۲۴۶
۲۲۴۷
۲۲۴۸
۲۲۴۹
۲۲۵۰
۲۲۵۱
۲۲۵۲
۲۲۵۳
۲۲۵۴
۲۲۵۵
۲۲۵۶
۲۲۵۷
۲۲۵۸
۲۲۵۹
۲۲۶۰
۲۲۶۱
۲۲۶۲
۲۲۶۳
۲۲۶۴
۲۲۶۵
۲۲۶۶
۲۲۶۷
۲۲۶۸
۲۲۶۹
۲۲۷۰
۲۲۷۱
۲۲۷۲
۲۲۷۳
۲۲۷۴
۲۲۷۵
۲۲۷۶
۲۲۷۷
۲۲۷۸
۲۲۷۹
۲۲۸۰
۲۲۸۱
۲۲۸۲
۲۲۸۳
۲۲۸۴
۲۲۸۵
۲۲۸۶
۲۲۸۷
۲۲۸۸
۲۲۸۹
۲۲۹۰
۲۲۹۱
۲۲۹۲
۲۲۹۳
۲۲۹۴
۲۲۹۵
۲۲۹۶
۲۲۹۷
۲۲۹۸
۲۲۹۹
۲۳۰۰
۲۳۰۱
۲۳۰۲
۲۳۰۳
۲۳۰۴
۲۳۰۵
۲۳۰۶
۲۳۰۷
۲۳۰۸
۲۳۰۹
۲۳۱۰
۲۳۱۱
۲۳۱۲
۲۳۱۳
۲۳۱۴
۲۳۱۵
۲۳۱۶
۲۳۱۷
۲۳۱۸
۲۳۱۹
۲۳۲۰
۲۳۲۱
۲۳۲۲
۲۳۲۳
۲۳۲۴
۲۳۲۵
۲۳۲۶
۲۳۲۷
۲۳۲۸
۲۳۲۹
۲۳۳۰
۲۳۳۱
۲۳۳۲
۲۳۳۳
۲۳۳۴
۲۳۳۵
۲۳۳۶
۲۳۳۷
۲۳۳۸
۲۳۳۹
۲۳۴۰
۲۳۴۱
۲۳۴۲
۲۳۴۳
۲۳۴۴
۲۳۴۵
۲۳۴۶
۲۳۴۷
۲۳۴۸
۲۳۴۹
۲۳۵۰
۲۳۵۱
۲۳۵۲
۲۳۵۳
۲۳۵۴
۲۳۵۵
۲۳۵۶
۲۳۵۷
۲۳۵۸
۲۳۵۹
۲۳۶۰
۲۳۶۱
۲۳۶۲
۲۳۶۳
۲۳۶۴
۲۳۶۵
۲۳۶۶
۲۳۶۷
۲۳۶۸
۲۳۶۹
۲۳۷۰
۲۳۷۱
۲۳۷۲
۲۳۷۳
۲۳۷۴
۲۳۷۵
۲۳۷۶
۲۳۷۷
۲۳۷

اس طرح ہوں کہ اگھاڑ لینے کی صورت میں زمین نہیں رہتی ہو تباہ ہوئی جاتی ہو تو بھی اسکو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر اسے شکر کون میں سے کوئی شخص گرفتار کیا جسے اپنے دانستہ ہونے سے باندھے تھے تو اسکو بیسوا نہ ملیگا بخلات اسکے اگر اسے اپنی ناک وصلے کی ہوا کر لگائی ہو تو اسکو یہ ناک ملے گی۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسے زیور یا یاوہ اسی کا ہر پھر ایک نے کافرون کے بادشاہ کا تلج پایا تو یہ اسکا نہ ہوگا بخلات اسکے اگر تاجاے زمانہ میں سے ہو تو اسکا ہوگا اور اگر اسے موتی یا یا قوت یا زمرہ یا یا حسین کچھ سونا نہیں ہو تو امام عظام کے نزدیک اسکو کچھ نہ ملیگا اور صاحبین دم کے نزدیک یہ اسی کے ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسے لو یا یاوہ اسی کا ہر اور جس نے سوائے اسکے اور کچھ پایا تو اسکو اسکا نصف ہو تو لو سب اسی کو ملیگا خواہ پتر ہو یا برتن یا ہتھیار وغیرہ اور رہا جسٹن تلوار و پھری سوا میں سے نصف اسکا ہوگا کیونکہ وہ غیر حدید ہو اور اگر کہا کہ جسے سونا یا چاندی پائی وہ اسی کی ہر پھر ایک نے سونے کی بافت کا کپڑا یا پاپس اگر سونا اسکا تار ہو تو اسکو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر امیر نے اہل لشکر سے کہا کہ جس نے تم میں سے سونا یا یا تو اس میں سے اسکے واسطے اسقدر ہو تو اس تنفیل کی تحت میں دراہم ہندو بہ سونے کا زیور پتر سب داخل ہونگے اور اسی طرح اگر کہا کہ جسے چاندی پائی تو تنفیل کے تحت میں دراہم ضرورہ و چاندی کا زیور و چاندی کا پتر سب داخل ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جسے قرپائی وہ اسی کی ہر پھر ایک شخص نے قبا یا جبہ یا یا جسکی نہ میں قرپائی ہو تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسے قرپا کپڑا یا یاوہ اسی کا ہر پھر ایک شخص نے ایک جبہ یا یا جسکا اسٹر قز کا اور ابرہہ اور کپڑا ہو تو اسکو قز کا کپڑا ملیگا اور دوسرا کپڑا داخل غنیمت ہوگا پس یہ جبہ فروخت کر دیا جائیگا اور اسکا شین اسکے اسٹر کی قیمت اور باقی کی قیمت پر تقسیم کیا جائیگا چنانچہ بقدر بقابلہ قیمت اسٹر ہو وہ اس شخص کو دیدیا جائیگا اور باقی داخل غنیمت ہوگا اور اگر کہا کہ جسے جبہ حریر پایا وہ اسی کا ہر پھر ایک نے جبہ یا یا جسکا ابرہہ یا اسٹر حریر پس اگر اسکا ابرہہ حریر ہو تو پورا جبہ اسی کا ہوگا اور اگر اسٹر حریر ہو تو اسکے واسطے اس میں سے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسے جبہ خز پایا وہ اسی کا ہر پھر ایک نے ایک جبہ یا یا جسکا ابرہہ خز ہو اور اسٹر سمور یا قز کچھ نہ ملیگا اس واسطے کہ جبہ کی نسبت سمور یا فنک کی طرف ہوتی ہو نہ خز کی طرف یعنی سمور کا جبہ کہلائیگا خز کا نہ کہلائیگا اور اگر کہا کہ جسے خز کپڑا یا یاوہ اسی کا ہر پھر ایک نے جبہ خز پایا کہ اسکا اسٹر سمور یا فنک ہو تو اس میں فقط ابرہہ اسکا ہوگا اور اگر کہا کہ جسے فنک پایا وہ اسی کا ہر پھر ایک نے جبہ خز پایا جسکا اسٹر فنک ہو تو اسٹر اسی کا ہوگا اس واسطے کہ اسٹر کپڑا کہلاتا ہو۔ اور اگر مہین کر کے کہا کہ جسے یہ جبہ خز پایا وہ اسی کا ہر پھر ایک نے اسکو پایا پھر دیکھا گیا تو اسکا اسٹر فنک وغیرہ کسی دوسرے کپڑے کا ہو تو پورا جبہ اسی کا ہوگا۔ اور اگر کہا کہ جسے تم میں سے قبا یا خز یا قبا سے مروی پائی وہ اسی کی ہر پھر ایک نے اس صنف کی قبا دھری پائی جسکا اسٹر خز نہیں ہو یا مروی نہیں ہو تو اسکو فقط ابرہہ ملیگا۔ اور اگر کہا کہ جو جزوہ لاپا وہ اسی کے واسطے ہر پھر ایک جزوہ یا گاسے یا میل لایا تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر کہا کہ جو جزوہ لایا وہ اسی کے واسطے ہر پھر ایک شخص ناقہ یا اونٹ لایا تو اسی کے واسطے ہوگا اور اگر کہا کہ جو شخص بقبرہ لایا وہ اسی کے واسطے ہو پھر ایک شخص بھینس لایا تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جو شخص کیش لایا وہ اسی کے واسطے ہو پھر ایک شخص انجھامعز لایا تو اسکو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جسے بز حاصل کیا تو یہ لفظ روئی کے اور کتان کے کپڑوں پر ہوگا ایسا ہی امام محمد نے سیر کیر میں ذکر فرمایا ہو۔ اور مشائخ نے کہا کہ یہ اہل کونہ کے عرفہ ہو کیونکہ اہل کوفہ کے عرفہ میں بز کا لفظ روئی و کتان کے کپڑے پر واقع ہوتا ہو اور اسکا بیچنے والا بز کہلاتا ہو اور ہمارے دیار کے عرفہ میں بز کا لفظ روئی و کتان پر واقع نہیں ہوتا ہو اور اسکا بائج بز نہیں کہلاتا ہو بلکہ کرباسی کہلاتا ہو اور ہمارے عرفہ میں

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

بڑا لفظ فقط یعنی کپڑوں پر واقع ہوتا ہو اور کسی کے ہاتھ کو بڑا بولتے ہیں قال المترجم ہا سے عرف میں بڑا ہر قسم کے کپڑے
فردخت کرنے والے کو کہتے ہیں کچھ خصوصیت لاشی وروئی وکٹان کی نہیں ہو اور لفظ بڑا استعمال بطور عرف نہیں ہو۔ اور
ثوب کا اطلاق شامل ہو و بیاج کو و برسون کو یعنی سندس و قزو کسار اور اسکے مانند کو اور نہیں شامل ہو فرش و ٹاٹ و کل و
پردہ وغیرہ کے مانند کو اور اس لفظ کے تحت میں ٹوپی و عامہ داخل نہیں ہو۔ اور لفظ متاع کا اطلاق کپڑوں و قمیص و فرش
و پردوں پر ہوتا ہو پس اگر ثوب کی نفل کر دی اور اسے انہیں سے کوئی چیز پائی تو اسکا مستحق ہوگا اور اگر ظرف و
چھالکین و قمیے و تیلیان تانبے یا پتیل کی پائیں تو اسکو کچھ نہ ملے گا۔ اور اگر امیر لشکر اسلام نے دار الحرب میں داخل ہوئے کا
قصہ کیا اور اسے دیکھا کہ مسلمانوں کے پاس زرہ ہیں کم ہیں حالانکہ انکو اپنے قتال میں اسکی ضرورت ہو پس اسے کہا کہ جو شخص
زرہ کے ساتھ داخل ہوا اسکے واسطے غنیمت میں سے اسقدر نفل ہو یا کہا کہ اسکے واسطے مثل حصہ غنیمت کے حصہ ہو تو اس میں کچھ
مضائقہ نہیں ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ جو شخص دوزرہ کے ساتھ داخل ہوا اسکے واسطے اسقدر ہو تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں
ہو۔ اور اگر کہا کہ جو شخص تین زرہ ہون کے ساتھ داخل ہوا اسکے واسطے تین سو ہیں اور جو چار زرہ ہون کے ساتھ داخل ہوا اسکے
واسطے چار سو ہیں تو انہیں سے دوزرہ ہون کی نفل جائز ہو اور اس سے زیادہ جو کچھ ہو اسکی نفل نہیں روا ہو یعنی ابتدا سے
استعداد ہی نہ ہوگی اور امام محمد رحم نے فرمایا کہ اگر تین زرہ ہون کا پتہ ممکن ہو اور انکو پس کر قتال کر سکتا ہو اور سین مسلمانوں کے
حق میں کچھ زیادہ نفع ہو تو تین کے ساتھ بھی نفل جائز ہوگی۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص گھوڑے کے ساتھ داخل ہوا اسکے
واسطے اسقدر ہو تو اسی تنفییل نہیں روا ہو بخلاف اسکے اگر کہا کہ جو شخص زرہ ہون کے ساتھ داخل ہوا اسکے واسطے اسقدر ہو
کہ یہ جائز ہو۔ اور نو اور تین تیز و نڈھالوں کے ساتھ داخل ہونے کی صورت ذکر کر کے جواب دیا کہ اسکی تنفییل بھی جائز ہو اور
اسی طرح اگر امیر نے گھوڑے سواروں سے کہا کہ جو شخص تم میں سے داخل ہو اور حالیکہ اسکے گھوڑے پر ایک شخص خفاف
ہو تو اسکے واسطے اسقدر ہو اور جو سطر داخل ہو کہ اسکے گھوڑے پر دو خفاف ہیں تو اسکے واسطے اسقدر نفل ہو تو جاننا
چاہیے کہ یہ مسئلہ بعض نسخوں میں مذکور ہو اور اسکی صورت میں ذکر کیا کہ ایک شخص دو خفاف کے ساتھ داخل ہوا اور اسکے ساتھ دو
گھوڑے ہیں تو دونوں کے واسطے بول نفل قرار دی ہو وہ جائز ہو اور بعض نسخوں میں ہو کہ ایک شخص دو خفاف کے ساتھ داخل
ہوا اور اس میں دو گھوڑوں کے ساتھ ہونے کا ذکر نہیں ہو اور جواب دہی مذکور ہو کہ دونوں کی تنفییل جائز ہو اور کہ دونوں حال
میں صحیح ہو۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم میں سے تین خفاف کے ساتھ داخل ہوا تو اسکے واسطے اسقدر ہو تو دو خفاف کی
نفل جائز ہوگی اور اس سے زیادہ کی جائز نہ ہوگی اور شیخ الاسلام نے کہا کہ اس صورت میں دو سے زیادہ کی بھی جائز ہوگی
کہ تین خفاف میں اسکے حق میں اور مسلمانوں کے حق میں منفعت ہو جیسے تین زرہ ہون کی صورت میں مذکور ہوا ہو یہ محیط میں
ہو اور اگر امیر نے کسی کو دیوار قلعہ پر دیکھا ہو مسلمانوں سے قتال کرتا ہو پس کہا کہ جو شخص چھت پر چڑھ کر اسکو کپڑا لائے
تو وہ اسی کے واسطے اور باخسہ و رم ہیں پھر ایک شخص چڑھ کر کپڑا لایا تو بھی بوری نفل پادیکا اور اگر یہ شخص دیوار قلعہ سے باہر کی طرف
گر پڑا حالانکہ امیر نے اسکی گرفتاری کے واسطے نفل مذکور مقرر کر دی تھی پھر اسکو کسی مسلمان نے گرفتار کر کے قتل کر دیا تو اسکو کچھ نفل
نہ ملے گی اور اگر دیوار قلعہ سے اسکو کسی مسلمان نے تیر مار کر گرا دیا تو وہ نفل کا مستحق ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص دیوار پر چڑھ گیا اور اسکا قصد
کیا حالانکہ وہ دیوار سے اندر قلعہ کی جانب گر پڑا ہو پس اسکو قتل کر دیا تو نفل کا مستحق ہوگا۔ اور اگر امیر نے دیوار قلعہ پر کسی
کو دیکھ کر کہا کہ جسے اسکو گرفتار کیا اسی کا ہو پھر مرد مذکور دیوار پر سے باہر کی جانب گر پڑا اور کسی نے اسکو کپڑا تو دیکھا جائیگا

کہ اگر ایسے مقام پر گرا ہو کہ مسلمانوں کی گرفتاری سے روکا جاتا ہو تو گرفتار کرنے والے کا ہوگا اور اگر ایسے مقام پر گرا ہو کہ مسلمانوں کی گرفتار کرنے سے روکا نہیں جاتا ہو تو اسکا نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو قلعہ پر چڑھ کر اہل تابعہ پر اترا اسکے واسطے ہتھیار پہنچا کر ایک شخص دیو اور قلعہ پر چڑھ گیا مگر اندر نہیں اتر سکا ہو تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے ایک شہر دیکھا کہ اسکا جو شہر سے داخل ہوا اسکے واسطے ہتھیار پہنچا کر ایک شخص دوسرے شہر سے داخل ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دوسرا شہر تھیں تو تکلیف میتعین مثل اہل کے ہو تو وہ اہل کا مستحق ہوگا اور اگر اس سے کم ہو تو کچھ مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص ہکو راہ بتا دے دس نفر رقیق پر اسکے واسطے ایک نفر جو پھر ایک نے بتائی اور اسکے راہ بتانے کے پتہ و نشان پر مسلمان لوگ گئے اور یہ راہ بتانے والا اسکے ساتھ نہ گیا اور انھوں نے رقیق پائے تو راہ بتانے والے کے لیے کچھ نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے حردی قیدیوں سے کہا کہ تم میں سے جسے مثل نفر پر رہنائی کی وہ آزاد ہو پھر انہیں سے ایک نے دس نفر پر راہ بتائی اور خود ساتھ نہ گیا اور مسلمان لوگ پتہ و نشان بتائے ہوئے پر گئے اور وہاں اُنھوں نے دس نفر امیر کیے تو راہ بتانے والا آزاد ہوگا لیکن چھوڑ نہ دیا جائیگا کہ دارالحرب میں واپس جاوے لیکن اگر قیدی مذکور نے یہ شرط کر لی ہو کہ جب میں ہکو راہ بتا دوں اور پونچا دوں تو میں آزاد ہوں تم مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے شہر کو چلا جاؤں تو اس صورت میں کہ اُس نے راہ بتائی اور مسلمان اس طرح پہنچ گئے تو اسکی راہ چھوڑ دیا جائیگی سداً اگر امیر نے کہا کہ میں ہکو دس اہل بیواؤں پر راہ بتا دوں گا اور میں آزاد ہوں پس امام نے کہا کہ ان بھروسہ کیا اور اُس نے راہ بتائی یعنی دس ملگے تو وہ آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر امام نے اہل حرب سے کہا کہ ہکو سو نفر دید و بد میں شرط کہ تم لوگ اپنے قلعوں میں اس سے رہو پس انھوں نے نوے نفر دیے تو امام کو دہا کہ اُس نے مقاتلہ کر کے لیکن جب قدرالے لیے ہیں انکو واپس کر دیا اور اگر یہ لوگ سب مسلمان ہو گئے یا بعض مسلمان ہو گئے تو انکی قیمت واپس کر دیا۔ اور اگر امام نے سداً اہل قلعہ سے کہا کہ تمہارے پاس جو سو نفر مسلمان قیدی ہیں ہکو دید و بد بریکہ تم اس میں ہو پھر اُسے نوے نفر دیے تو اس نے مقاتلہ کوئے اور اس میں سے کوئی بھی واپس نہ دیا اور نہ کچھ معاوضہ میں واپس دیا۔ اور اگر امیر نے کسی قیدی سے کہا کہ جسے میں دالت کی دس قتال کرنے والوں پر یعنی ایسے دس دیون حربیوں پر جو قتال کرنے کی قدرت رکھتے ہیں تو وہ آزاد ہو پھر ایک قیدی نے اہلو لیا کر ایسے دس حربیوں پر دالت کی جو ایک قلعہ کے اندر ہیں کہ انپر دسترس نہیں ہو تو وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر اُس نے ایسے دس حربیوں پر دالت کی جنپر دسترس ہو جو قلعہ وغیرہ کے متنع نہیں ہو لیکن وہ مسلمانوں سے بھاگ گئے تو دیکھا جائیگا کہ اگر وہ مسلمانوں کے قریب ہو جاوے پہلے بھاگ گئے تو مقہور کر لینے و غالب ہو جانے کی دالت اسکے طرف سے نہ پائی گئی پس وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر مسلمانوں کے قریب ہو جانے کے بعد وہ بھاگ گئے تو وہ آزاد ہوگا اور اگر امیر لشکر نے قیدیوں سے کہا کہ جس نے ہکو نلان قلعہ یا ایسے جھل یا لشکر گاہ شاہی کی دالت کی تو وہ آزاد ہو پھر انہیں سے ایک نے اہلو اس طرح رہنائی کی کہ اہل اسلام ظفریاب نہ ہونے تو قیدی مذکور آزاد ہوگا اور اگر امیر نے دارالحرب میں غنائم حاصل کیے اور دارالاسلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جو شخص ہکو دارالاسلام کے سیدھے راستہ پر دالت کرے اسکے واسطے ایک نفر جو پھر ایک مسلمان نے ہکو پتہ و نشان بتا کر راہ دارالاسلام کی رہنائی کی اور خود ساتھ نہ گیا تو وہ کچھ مستحق نہ ہوگا اور اگر اسکے ساتھ گیا اور راستہ کی دالت کی تو اُسکو اسکا اجر مثل لیگا کہ سسی سے متجاوز نہ ہوگا یعنی اگر ایسے رہنائی کرنے والے کی اجرت ایک نفر بروہ ہو تو اُسکو بروہ لیگا اور اگر کم ہو تو کم لیگی اور اگر زیادہ ہو تو بروہ سے زیادہ نہ لیگی۔ اور اگر کہا کہ جس نے ہکو راہ کی دالت کی تو اسکے واسطے اسکی اہل و اولاد ہوگی پھر ایک قیدی نے اسکو راہ بتلائی تو یہ لوگ یعنی قیدی و اسکے اہل و اولاد اپنے قیدی ہونے میں مثل سابق امیر ہونگے اور اگر کہا کہ تو اسکے واسطے اسکی جان اور اسکے اہل و اولاد و سودم از غنیمت ہونگے پھر اُس نے رہنائی کی تو اسکے واسطے یہ سب ہونگے۔ اور

سلا
اور
کس
بہ
ام
بی
بی
بی
بی

اگر کہا کہ اگر کسی نے ہکو فلان حصن کے راہ کی رہنمائی کی تو وہ آزاد ہو پھر ایک قیدی نے اہکواس قلعہ کی کنی راہوں میں سے جو
 سب سے دور کی راہ تھی وہ تہلانی تو وہ آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ لوگ یہ راہ چلتے ہوں اور اگر لوگ اس راہ سے وہاں نہ جاتے ہوں
 تو وہ آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسے ہکو فلان قلعہ کی فلان راہ تہلانی تو وہ آزاد ہو پھر ایک قیدی نے اسکو سوائے اس راہ
 کے دوسری راہ کی دلالت کی تو دیکھا جائیگا کہ جس راہ کو امیر نے بیان کیا ہے یہ دوسری راہ فراخی اور رفاہیت میں اس کے مثل
 ہو تو وہ آزاد ہوگا اور اگر اس دوسری راہ میں بہ نسبت راہ مذکورہ امیر کے شقت زیادہ ہو تو آزاد نہ ہوگا یہ محیط خسی میں
 ہو۔ امیر لشکر نے اگر دارا حرب میں اہل لشکر کو تنقیل کی اور کہا کہ جسے کراوع و سلاح و متاع وغیرہ ایسی چیزوں سے کچھ حاصل
 کیا تو اس کے واسطے اس میں سے چہارم ہو تو اس تنقیل کے تحت میں ہر وہ آدمی داخل ہوگا جسکو مال غنیمت میں سے بطور سہم
 یا بطور رزق کے کچھ ملتا ہو اور جسکو سہم یا رزق کسی طرح کچھ غنیمت سے نصیب نہیں ملتا ہو وہ اس تنقیل میں داخل نہ ہوگا پس
 عورتیں و لڑکے و غلام و اہل ذمہ کہ جنکو غنیمت میں سے بطور رزق ملتا ہو وہ اس نفل کے مستحق ہونگے یہ محیط میں لکھا ہے۔
 ولیکن اگر امام نے آزاد بالغ مسلمانوں کی تخصیص کر دی ہو تو ایسی صورت میں عورتوں و لڑکوں و غلاموں و اہل ذمہ کو اس
 تنقیل میں کچھ استحقاق نہ ہوگا یہ محیط خسی میں ہے۔ اور تاجر لوگ اہل استحقاق غنیمت کے ہیں پس وہ مستحق نفل بھی ہونگے
 اور جو حربی کہ اس نے ہم سے امان کر لی ہو اگر بدون اجازت امام کے اسے قتال کیا تو اس کے واسطے غنیمت سے کچھ نہیں ہوگا
 وہ مستحق نفل بھی نہ ہوگا اور اگر اس نے با جازت امام قتال کیا ہو تو بطور رزق کے نہ مستحق غنیمت ہو پس وہ مستحق نفل بھی ہوگا یہ محیط
 میں ہے۔ اور اگر امام نے کہا کہ جسے تم میں سے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی کے واسطے ہو پھر اہل حرب میں سے کوئی قوم مسلمان
 ہو گئی اور انہیں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا یا لشکر کے ازاریوں میں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا تو قیاساً وہ مستحق اسباب
 مقتول نہ ہوگا اور استحساناً اس کے اسباب کا مستحق ہوگا۔ اور اگر کہا کہ جسے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی کے واسطے ہو پھر
 اس لشکر کی مدد کے واسطے دوسرا لشکر دارالاسلام سے داخل ہوا اور انہیں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا تو اس کے واسطے
 اسکا اسباب ہوگا بشرطیکہ سردار اول ہو ورنہ نون لشکروں کا سردار ہو۔ اور اصل یہ ہو کہ جسکا قتل فی الجملہ مباح ہو تنقیل میں
 اس کے قتل کر ڈالنے سے اس کے اسباب کا مستحق ہوتا ہو۔ اور ہر اسباب کہ اگر اس میں تنقیل نہ ہو تو بذریعہ غنیمت کے اسکا استحقاق ثابت
 ہو تو اسکی تنقیل صحیح ہو اور جس اسباب کا استحقاق بذریعہ غنیمت نہیں ہوتا ہو اسکی تنقیل بھی صحیح نہیں ہے۔ پس اگر امیر نے کہا کہ
 جس نے تم میں سے کسی کا قتل کیا اسکا اسباب اسی کا ہو پھر ایک غازی نے کسی اہل حرب کو جسے مسلمانوں سے قتال
 نہیں کیا ہو یا کسی تاجر حربی کو جو ان کے لشکر میں ہو یا کسی ذمی کو جو عہد توڑ کر حربیوں کی طرف چلا گیا ہو یا کسی حربی بریض کو
 جو قتال کرنے پر قیادہ نہیں ہو قتل کر دیا تو اس کے اسباب کا مستحق ہوگا اس واسطے کہ ان لوگوں کا قتل مباح ہے اور اگر کسی
 عورت یا طفل کو قتل کیا تو اس کے اسباب کا مستحق نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ یہ دونوں مقاتل ہوں اور اگر کسی بڑھے پھوس
 کو قتل کیا تو اس کے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے کفاروں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے قتال کیا اور اس
 مسلمان کو کسی غازی نے قتل کر دیا تو نفل میں اس کے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اس واسطے کہ مسلمان اور جو اس کے ساتھ ہو
 وہ غنیمت نہیں ہو سکتا ہو اور اگر یہ اسباب جو اس کے پاس ہو مشرکوں نے اسکو عاریت دیا ہو پس مسلمانوں نے اسکو
 قتل کیا تو اس اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر حربیوں کی عورت یا طفل نے کسی مشرک کو اپنا اسباب عاریت دیا ہو جو اس کے
 پاس ہو پس کسی غازی نے اس مشرک کو قتل کیا تو یہ اسباب ایسا ہی ہو کہ جیسے اہل حرب میں سے بالغ کا اسباب اس کے

۲

محکم

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

محدود

پاس عاریت ہو یعنی یہ اسباب نفل و غنیمت ہوگا۔ اور اگر مسلمان یا ذمی نے اپنے ہتھیار کسی حربی کو عاریت دیے اور اُس نے مسلمانوں سے قتال کیا اور کسی غازی نے اس حربی کو قتل کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ مسلمان زمین دار الحرب میں مسلمان ہوا اور مہاجر ہمارے یہاں ہجرت کر کے نہیں آیا تو اس حربی مقتول کا اسباب اُسکے قاتل کا ہوگا اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور صاحبین نے ہمیں خلاف کیا ہے اور یہ اختلاف اس بنا پر ہے کہ ایسے مسلمان کا مال امام اعظم کے نزدیک غنیمت ہوتا ہے اور صاحبین نے اُسکے نزدیک نہیں ہوتا ہے اور اگر یہ عاریت دینے والا مسلمان دار الاسلام کا ہو تو حربی مذکور مقتول کا ایسا اسباب نفل نہ ہوگا کیونکہ ایسے مسلمان کا مال بالاتفاق غنیمت نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان دار الحرب میں مسلمان ہوا اور دار الاسلام میں ہجرت کر کے نہیں آیا ہو پھر کسی حربی نے براہ غضب اسکے ہتھیار لیکر اُسے قتل کیا اور کسی مسلمان نے اُسکو قتل کیا تو قاتل اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب میں داخل ہوا اور کسی مشرک نے اسکے ہتھیار غضب کر لیے اور انھیں ہتھیاروں سے لشکر اسلام سے قتال کیا اور کسی غازی نے اُسکو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا۔ اور اگر کسی مسلمان نے کسی مشرک کو درجا لیکر وہ اپنی صف میں ہو تیر مار کر قتل کیا اور مشرکوں نے اس مقتول کا اسباب اتار لیا پھر کافروں نے شکست کھائی اور یہ اسباب مال غنیمت میں پایا گیا تو وہ غنیمت ہی ہوگا اور قاتل کو نہ ملیگا اور اگر کافروں نے شکست کھائی اور بھاگے اور یہ معلوم نہیں کہ انھوں نے اُسکا اسباب اتار لیا ہو یا نہیں اتارا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر انھوں نے اُسکے تن سے اسباب اتارا ہو اور پایا گیا تو وہ فنی ہوگا اور اگر مقتول کے تن سے کچھ نہیں اتارا ہو تو وہ سب قاتل کا ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اسکے مقتول ہونے پر مشرک لوگ اُسکو خنجر لینگے اور مہوڑا اسکا اسباب اسکے تن پر ہو زمین سے کچھ نہیں اتارا گیا ہو کہ کافروں نے شکست کھائی اور بھاگے تو اسکا اسباب قاتل کا ہوگا۔ اور اگر لشکر ایک مرحلیا جو سرحد چلا تھا کہ لوگوں نے اس اسباب کو کسی جانور پر لٹا دیا ہو یا پایا اور یہ معلوم نہیں کہ یہ کسی شخص کے ہاتھ میں تھا یا نہیں تو یہ اسکی اسباب قاتل کا ہوگا اور اُٹھنا نہ ہوگا۔ اور اگر مشرکین نے اسکا جانور پکڑ لیا اور سپرقتول کو لا دیا حالانکہ اسباب مقتول اُسکے تن پر موجود ہو پھر مسلمانوں نے اُسکو پکڑا تو اسباب مذکور قاتل کا ہوگا اور اگر کافروں نے مقتول کے جانور پر مقتول کو اور اُسکے ہتھیاروں اور اپنے ہتھیاروں اور متاع کو لا دیا پھر یہ گرفتار کیا گیا تو یہ فنی ہوگا الا اس صورت میں کہ اسباب دیگر بہت خفیف مثل پوستہ وغیرہ کے ہو تو اسباب مذکور قاتل کا ہوگا۔ اور اگر وارثان مقتول نے اُسکا جانور پکڑ لیا اور سپرقتول اور اسکے ہتھیاروں کو لا دیا تو یہ فنی ہوگا اور اسی طرح اگر دھبی ہو تو ہنزہ وارث کے ہو۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جس نے کسی مشرک کو قتل کیا تو اسکے واسطے اسکا فرس ہی پھر ایک نے ایسے مشرک کو جو بزدلوں پر سوار ہو کر قتل کیا تو قاتل اسکے اسباب کا مستحق ہوگا۔ اور اگر گدھے یا بچرا اونٹ پر سوار ہو تو اسکے سلب کا مستحق ہوگا اور اگر کہا کہ جس نے کسی مشرک کو قتل کیا تو قاتل اسکے واسطے اُسکا بز دوں ہو پھر کسی مشرک کو جو فرس پر سوار ہو کر قتل کیا تو اُسکے فرس کا مستحق ہوگا اسواسطے کہ گھٹیا چیز کی تقیل سے وہ بڑھیا چیز کا مستحق ہوگا اور اگر کہا کہ جس نے کسی کافر کو قتل کیا تو مقتول کا دار بہ یعنی جانور سوار یعنی قاتی کے واسطے ہر پھر کسی کافر کو جو گدھے یا بچرا فرس پر سوار تھا قاتل کیا تو اس جانور کا مستحق ہوگا اور اگر اوٹ پر سوار تھا تو اونٹ کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جس نے کسی مشرک کو خرمادہ پر قتل کیا وہ اسی کے واسطے ہی پھر زنگدھے پر کسی کافر کو قتل کیا تو قاتل زنگدھے کا مستحق نہ ہوگا اسواسطے کہ جو لفظ مادہ کے واسطے ہو وہ نہ شامل نہیں ہو اور اسی طرح اونٹنی و اونٹ میں بھی بخلاف بغل و بغلہ کے کہ یہ دونوں اسم جنس ہیں کہ خمر و خمری دونوں پر بوسلتے ہیں پس موادہ دونوں کو شامل ہیں

محیط سرخی میں ہر

یا نچوان باب استیلا کفار کے بیان میں۔ کفار ترک اگر کفار روم پر غالب ہوئے اور انکو قید کر کے لے گئے اور ان کے اموال لوٹ لے لئے تو ان کے مالک ہو جاویں گے پھر اگر ہم لوگ ترک پر غالب آئے تو جو کچھ وہ روم سے لے گئے ہیں ہمیں سے بھی جو کچھ لوٹ لیا گیا وہ ہمارے واسطے حلال ہوگا اگرچہ ہمارے اور روم کے درمیان مواعدت ہو اور ہم سے اور ان ہر دو کردہ میں سے ہر ایک سے مواعدت ہو اور اگر ہر دو منسربین باہم لڑے اور ایک فریق غالب ہوا تو ہکوردواہی کہ فریق غالب سے دوسرے فریق کا مال جو انھوں نے لوٹا ہو خرید کرین اور خلاصہ میں مذکور ہو کہ دارالحرب میں احراز کر لینا شرط ہو اور یہ شرط غنیمت ہی کہ وہ لوگ اپنے دیار میں اس مال غنیمت کو احراز کر لیں اور اگر ہم سے ہر دو فریق سے مواعدت ہو اور دونوں فریق ہمارے دیار میں باہم لڑے تو ہکوردواہی کہ فریق غالب سے کچھ خرید لینا روا نہیں ہو اور اگر ہر دو فریق اپنے دیار میں لڑے جو مسلمان مان لیکر وہاں گیا ہو اسکو فریق غالب سے فریق مغلوب کا لوٹا ہوا مال خرید لینا جائز ہو خواہ آدمی ہو یا اور مال ہو یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر جرحی لوگ ہمارے اموال پر غالب ہوئے اور اسکو اپنے دیار میں لے جا کر احراز میں کر لیا تو ہمارے مذہب کے موافق اسکے مالک ہو جاویں گے پھر اسکے بعد اگر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے اور لوٹ کے مال میں مالک قدیم نے اپنی حیرت کو کافروں سے لے لئے تھے پائی اور ہنوز غنیمت تقسیم نہیں ہوئی ہو تو اسکو مفت لے لیا اور اگر بعد تقسیم غنیمت کے ایسے شخص کے پاس پائی جسکے حصہ میں آئی ہو پس اگر قیمتی چیزوں میں سے ہو تو بقیہ اسکو لے لیا اگر چاہے اور اگر مثلی چیزوں میں سے ہو تو بعد تقسیم ہو جانے کے اسکو نہیں لے سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ابن مالک نے بواسطہ امام ابو یوسف کے امام اعظم سے روایت کی کہ اگر غنیمت کے مال میں ایسی لونڈی یا غلام آیا جسکو کفار مسلمانوں کے یہاں سے قید کر لئے گئے تھے اور وہ تقسیم غنیمت سے کسی شخص کے حصہ میں آیا پھر اسکا مولا سے قدیم یا تو اس شخص سے جسکے حصہ میں پڑا ہو اسکے لینے کے روز کی قیمت دیکر لے سکتا ہو اور جس روز خود لینا چاہتا ہو اس روز کی قیمت دے دینے سے نہیں لے سکتا ہو یہ فیض میں ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ کافروں مسلمانوں کے مالوں پر غالب ہو کر اسکو دارالحرب میں اپنے احراز میں لے گئے ہوں اور اگر انھوں نے ان اموال کا احراز نہ کیا ہو یہاں تک کہ مسلمان لوگ انپر غالب ہو گئے اور اموال مذکورہ اسے چھین لیے پھر کسی مال کا مالک آیا تو اسکو مفت لے لیا اسواسطے کہ بسبب عدم احراز کے کافروں اسکے مالک نہیں ہوئے تھے۔ اسی طرح اگر کافروں نے ان اموال کو دارالاسلام میں تقسیم کر لیا تو انکی تقسیم نہیں جائز ہو تو جب مسلمان لوگ انپر غالب ہو گئے اور یہ اموال اسے لے لیے تو ہر مال کا مالک اسکو مفت لے لیا۔ اور اگر کسی مسلمان نے ایک غلام جسکو جرحی قید کر کے لیا تھے دارالحرب میں لے کر خرید کر کے لایا اور اسکا مولا سے قدیم کیا تو اسکو اختیار ہو کہ چاہے شمن دیکر اس سے لے لے یا چھوڑ دے۔ اور اگر مولا سے مذکور شکوہ لینے سے پہلے مر گیا پھر اسکا وارث اس غلام کے لینے کا مطالبہ کرتا ہو آیا تو امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ وارث مذکور نہیں لے سکتا ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اسکو بھی لینے کا اختیار ہو یہ سراج و ملج میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر ایک مسلمان نے ایک غلام فروخت کیا اور ہنوز مشتری کو سپرد نہ کیا تھا کہ دشمن اسکو قید کر کے لے گیا پھر بائع مر گیا پھر کوئی مسلمان اسکو خرید لیا تو بائع کے وارث کو اختیار ہوگا کہ اسکو اس مسلمان سے شمن دیکر لے لے اور مشتری اول کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے ہر دو شمن دیکر اسکو وارث بائع سے لے لے لیکن اگر مشتری اول کا حق نہیں نہ ہوتا تو وارث بائع کو خرید لانے والے مسلمان سے لینے کا اختیار نہوتا یہ محیط میں ہے اور جسکو شمن

۴
فلا اله الا انت سبحانك
ما كنا لنجد غيرك

بسم الله الرحمن الرحيم

2000

10

10

10

PK

۱۱۱

31

1954

مجلس

Wit

1954

المفوض سفيان

بالتوفيق من الله تعالى

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش رو

لاکھ پانچ سو

1851

نکته: در این کتاب

10/10/19

۱۲۰

1

گرفتار کر کے لے گیا ہو اس سے کسی تاجر نے خریدا اور اگر حرب سے یہاں لایا تو مالک قدیم اسکو تاجر مذکور سے بوجھ ہاں شہن کے
 لے سکتا ہو جسکے عوض تاجر مذکور نے اس سے خریدا ہو اور اگر تاجر نے اسکو کسی اسباب کے عوض خریدا ہو تو اس اسباب
 کی قیمت کے عوض لے سکتا ہو اور اگر تاجر نے اسکو حربی سے بیچ فاسد خریدا ہو تو اس غلام کی قیمت کے عوض لے سکتا ہو اور
 اگر حربی نے کسی مسلمان کو یہ غلام ہبہ کر دیا ہو تو بھی مالک قدیم اسکو اسکی قیمت کے عوض لے سکتا ہو کذا فی التبعین وہی حکم مثلی چیز کا ہو
 کہ اگر مثلی چیز کو دشمن نے کسی مسلمان کو ہبہ کیا اور وہ لایا تو اسکے مثل دیکر مالک قدیم اسکو نہ لے گا اسواسطے کہ میں کچھ فائدہ نہیں
 ہوا و نیز اگر ایسی چیز کو حربی سے کسی مسلمان نے ذرو و صغیر میں اسکے مثل دیکر خریدا ہو تو بھی مالک قدیم اسکو نہ لے گا کیونکہ
 بیفائدہ ہو لیکن اگر مشتری نے کم مقدار یا کھوٹی چیز دیکر خریدا ہو تو ایسی صورت میں مالک قدیم کو اختیار ہو کہ جو کچھ اس نے
 دیکر لی ہو اسی کے مثل دیکر لے لے کیونکہ اس میں فائدہ ہو یہ غایۃ البیان میں ہو۔ ایک مسلمان نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ میں
 سے ایک آزاد ہو اور بیان نہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں کو دشمن قید کر کے لے گیا پھر مسلمان لوگ اس پر غائب ہوئے اور دونوں
 غلام بن گئے اور انکو دارالاسلام میں نکال لائے تو دونوں اپنے مولیٰ کو دیکر جاوینگے اور اگر ان دونوں کے
 قید ہو کر دارالحرب میں محرز ہو جائے کے بعد مالک مذکور نے ان دونوں میں سے ایک کے حق میں یمن کر کے عتق میان
 کر دیا ہو تو اسکا بیان صحیح ہو گا اور اہل کفر دوسرے غلام کے مالک ہو جاوینگے اور اگر اہل کفر ان دونوں میں سے ایک ہی
 کو اپنے احرار دارالحرب میں لے گئے ہوں تو دوسرا جو باقی رہا ہو وہی عتق کے واسطے معین ہو جائیگا یہ کافی میں ہو اور اگر حربی
 کوئی غلام گرفتار کر کے لے گئے اور اسکو کوئی شخص خرید کر کے دارالاسلام میں نکال لایا پھر اسکی آنکھ پھوڑی گئی اور ہنگام ارش
 اس آنکھ پھوڑیوالے سے لیا گیا تو غلام کا مولا سے قدیم اسکو اس شہن سے عوض لے سکتا ہو جسکے عوض خریدنیوالے
 نے دشمن سے خریدا ہو اور ارش مذکور اس سے نہیں لے سکتا ہو اور شہن میں سے بھی کچھ گھٹا یا نہ جائیگا۔ اور اگر اہل حرب
 کسی غلام کو گرفتار کر کے لے گئے اور ایک شخص نے اسے ہزار درم کو خریدا پھر دوبارہ اہل حرب اسکو گرفتار کر کے دارالحرب
 میں لے گئے پھر اسکو دوسرے شخص نے اسے ہزار درم کو خریدا تو مولا سے اول کو یہ اختیار نہیں ہو کہ دوسرے مشتری سے
 اسکو لے لے مگر مشتری اول کو اختیار ہو کہ چاہے دوسرے مشتری سے اسکا شہن دیکر لے لے پھر مولا سے اول اس مشتری سے
 چاہے تو وہ ہزار درم دیکر لے لے اور اسی طرح اگر وہ شخص جسکے پاس سے دوبارہ قید کر لیا تھا غائب ہو تو مولیٰ اول کو اسکے لینے کا
 اختیار ہو گا جیسے اسکی حالت حضور میں ہو کذا فی المداہرہ اور اگر مشتری اول نے اسکے لینے سے انکار کیا تو مولا سے اول اسکو
 دوسرے مشتری سے نہیں لے سکتا ہو یہ کافی میں ہو۔ اور اگر مشتری اول نے اسکو دوسرے مشتری سے خرید لیا تو مالک قدیم کو اس
 سے لینے کا اختیار نہ رہیگا اسواسطے کہ مشتری اول کی ملک عود کرنے کے ضمن میں مالک قدیم کے لیے لینے کا حق ثابت ہو تھا
 اور اس صورت میں اسکی ملک سابق نے عود نہ کیا تھا بلکہ خرید ملک ہدیہ حاصل ہوئی ہو یہ بتین میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے
 دشمن سے گرفتار کردہ شدہ غلام خرید کیا اور اسکو دارالاسلام میں نکال لایا پھر اسکا مالک قدیم حاضر نہ ہوا یا نہ نکلا کہ اس مشتری
 نے اسکو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مالک قدیم حاضر نہ ہوا تو اسکو اختیار ہو گا کہ دوسرے مشتری سے شہن دیکر لے لے
 اور اول سے مطالبہ کی اسکو کوئی راہ نہیں ہو اول مشتری سے جب ہی لے سکتا ہو کہ جب تک غلام مذکور اسکی ملک میں باقی ہو اور
 اس میں کوئی ایسی بات نہ پیدا ہوئی ہو کہ جسکی وجہ سے وہ مولا سے قدیم کی ملک میں کر دینے سے منع ہو اور اگر مالک قدیم
 نے چاہا کہ بیع ثانی کو ٹھوڑے پھر مشتری اول سے اس شہن کو دیکر لے لے جو اسے دشمن کو دیا ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک

اسکو یہ اختیار نہیں ہو یہ سراج ویاچ میں ہو۔ امام محمد بہ نے سیر صغیر میں فرمایا کہ اگر حرجی سے خرید لانے والے نے اسکو اجارہ
 پر دیا یا رہن کیا اور مولے قدیم نے لینا چاہا تو مولے قدیم کو اختیار ہو کہ اسکا عقد اجارہ توڑ دے اور یہ اختیار نہیں ہو
 کہ عقد رہن توڑ دے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مشتری اول نے یہ غلام کسی کو ہبہ کر دیا ہو تو مولے قدیم اس عقد ہبہ کو توڑ
 نہیں سکتا ہو مگر وہ ہبہ سے اس غلام کی قیمت اسکو دیکر لے سکتا ہو۔ اور اسی طرح اگر غلام مذکور نے جنایت کی اور
 مشتری اول نے اولیائے جنایت کو یہ غلام دیدیا تو ولی جنایت سے بھی مولے قدیم اسکی قیمت دیکر لے سکتا ہو۔ اور
 اسی طرح اگر مشتری اول نے عمداً جنایت کی پھر ولی جنایت سے اس غلام کے دینے پر صلح کر لی تو بھی مولے قدیم
 اس صلح کو توڑ نہیں سکتا بلکہ اسکی قیمت دیکر ولی جنایت سے لے سکتا ہو اور اگر جنایت عمداً نہ ہو بلکہ بظطاً ہو تو مولے
 قدیم اس جنایت کے ارش کو دیکر ولی جنایت سے لے سکتا ہو۔ اور اگر حرجی نے کسی مسلمان کو ایسا غلام ہبہ کر دیا پھر
 کسی شخص نے اسکی آنکھ پھوڑ دی اور اس مسلمان نے یہ غلام انسی کے ذمہ ڈال کر اس سے اسکی قیمت لے لی تو مالک قدیم
 کو اختیار ہو کہ اس آنکھ پھوڑنے والے سے اس غلام کو قیمت دیکر لے لے جو کانے کے حساب سے ہر یہ امام عظیم کا قول ہے اور
 صاحبین نے فرمایا کہ سلامت دونوں آنکھوں کی صورت میں جو قیمت تھی وہ دیکر لے سکتا ہو اور یہ وہ قیمت ہے جو اسے مہوبہ
 کو دی ہو۔ اور اگر بجائے غلام کے باندی ہو اور باندی کے بچہ پیدا ہوا اور اس بچہ کو کسی نے قتل کیا تھے کہ مہوبہ نے
 قاتل سے اسکی قیمت لے لی پھر مالک قدیم حاضر آیا تو اسکو بچہ کی قیمت لینے کی کوئی راہ نہیں ہو ولیکن باندی کو چاہے
 وہ قیمت دیکر جو مہوبہ لے کے قبضہ کے بعد تھی لے لے یا چھوڑ دے اور اگر مان مرگئی یا قتل کی گئی اور بچہ موجود ہو تو مالک قدیم
 اس بچہ کو بعض اسکے حصہ کے لے سکتا ہو یعنی قیمت کو بچہ اور اسکی مان پر سطح تقسیم کیا جاوے کہ مان کی وہ قیمت اعتبار کی
 جاوے جو روز ہر قبضہ تھی اور بچہ کی وہ قیمت جو اُس روز ہو یعنی جسدن مالک لینا چاہتا ہو پس اس تقسیم میں جو حصہ قیمت بمقابلہ قیمت
 دلہ اور عسائی کے عوض بچہ کو لے سکتا ہو۔ اور اگر دارالاسلام میں ایک نے دوسرے سے ایک غلام بعض ہزار درم کے جو فی الحال
 اور اگر ناقرار پائے ہن خرید کیا اور منہور پر قبضہ نہ کیا تھا کہ دشمن اسکا گرفتار کر کے لگایا پھر کوئی شخص اسکو پانچ سو درم کو خرید لیا
 تو بائع اسکو پانچ سو درم دیکر لے سکتا ہو پھر جب بائع نے اسکو لے لیا تو مشتری بائع سے دونوں دشمن ایک ہزار
 پانچ سو درم کے عوض لے سکتا ہو اور اگر بائع نے اسکو لینے سے انکار کر دیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے خریدنے
 والے سے پانچ سو درم دیکر لے لے۔ اور اگر بائع نے اسکو ہزار درم ادھار کو فروخت کیا ہو تو مشتری اسکو واپس لینے کا حق
 ہوگا نسبت بائع کے اور اگر اسنے انکار کیا تو بائع سے کہا جائیگا کہ پانچ سو درم کے عوض لے لے کہ تیرے ہی ہر دیکر جائیگا
 اور اگر دشمن کسی غلام کو گرفتار کر کے لے گیا اور کسی نے اُس سے ہزار درم کو خرید لیا اور دارالاسلام میں لایا پھر دوبارہ
 اسکو دشمن قید کر کے لے گیا پھر دوسرے نے دشمن سے پانچ سو درم کو خرید لیا پھر مالک قدیم اور مشتری اول دونوں محکمہ
 قاضی میں حاضر ہوئے اور قاضی کو اول مشتری کی خرید کا مال معلوم ہو یا نہیں معلوم ہو پس قاضی نے مالک قدیم کے واسطے
 مشتری سے لینے کا حکم دیا تو یہ حکم نافذ نہ ہوگا پس غلام مذکور دوسرے مشتری کو واپس دیا جائیگا تاکہ مشتری اول
 اس سے لے لے پھر مشتری اول سے مالک قدیم ہر دشمن دیکر لے سکتا ہو۔ اور اگر مالک قدیم نے مشتری دوم سے
 بدون حکم نفاذ کے لے لیا یا اس سے خرید لیا پھر مشتری اول حاضر ہوا تو اسکو مالک قدیم سے ہزار درم دیکر لے سکتا ہو
 پھر مالک قدیم اُس سے ہر دشمن دیکر لے سکتا ہو۔ اور اسی طرح اگر مشتری دوم نے غلام مذکور اسے مالک قدیم کو ہبہ کر دیا

لے چکے ہیں
 اب اس مذکور کے

تو مشتری اول اس سے لے سکتا ہو اگر اس کی قیمت دیکر لے سکتا ہو اس واسطے کہ وہ اس صورت میں شل اجنبی کے ہوا پھر مالک قدیم اس سے یعنی مشتری اول سے نہیں اور یہ قیمت دونوں دیکر لے سکتا ہو۔ اور اگر مرتن کے پاس سے غلام مرہون گرفتار کر لیا گیا اور اس کو کوئی شخص ہزار درہم کو حشر پیدلایا اور رہن و مرتن دونوں حاضر ہوئے تو لینے کا استحقاق مرتن کو ہی پس اگر اس نے یہ نہیں دیکر لے لیا تو احسان کرنے والا ہو یعنی یہ مرتن محسوب بحساب رہن نہیں کر سکتا اور اس سے نہیں لے سکتا ہو جیسے کہ غلام نے اس کے پاس جنایت کی اور اس سے فدیہ دیکر بچا لیا تو اس فدیہ میں وہ متطوع ہوتا ہو۔ اور اگر مرتن نے اس کے لینے سے انکار کر دیا تو رہن اس کو نہیں دیکر لے سکتا ہو اور جب رہن نے اس کو لے لیا تو قرضہ مرتن سا قط ہو گیا اور فدیہ ان دونوں پر آدھا آدھا ہوگا اگر مرہون کی قیمت دو ہزار اور قرضہ ایک ہزار ہو اور جس طرح وہ رہن تھا ویسا ہی رہیگا اور اگر مرتن نے اس کا فدیہ دینے سے انکار کیا پس رہن نے اس کا فدیہ دیدیا تو مرتن اس کو لے لیگا اور اس کے پاس بوجہ نصف قرضہ کے رہن رہیگا۔ اور اگر رہن نے اس کا فدیہ دینے سے انکار کیا اور مرتن نے فدیہ دیکر اس کو لے لیا تو مثل سابق کے اس کے پاس رہن رہیگا اور مرتن مذکور فدیہ کے حصہ رہن میں لینے نصف فدیہ حصہ رہن دینے میں احسان کنندہ ہوگا اور اگر رہن غائب ہو اور مرتن نے اس کا فدیہ دیدیا تو امام عظیم کے نزدیک نصف فدیہ کو رہن سے لے لیگا احسان کنندہ قرار نہ دیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک اس صورت میں بھی احسان کنندہ ہوگا اور اگر مال مرہون کوئی مثلی چیز ہو اور مرتن نے فدیہ نہ دیا تو رہن کے فدیہ دیکر لینے کے بعد مرتن اس کو رہن سے نہیں بچنے لے سکتا ہو یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کسی غلام نے جنایت کی پھر کافر لوگ غالب ہوئے اور اس غلام کو بھی قید کر کے دارالحرب میں لے گئے پھر لشکر اسلام اپنے غالب آیا اور غلام مذکور کو دارالاسلام میں بحال لائے اور مالک قدیم نے اس کو نہ لیا چھوڑ دیا اور ولی جنایت نے اس کو جرم جنایت سے لینا چاہا حالانکہ غنیمت تقسیم ہو چکی ہو تو اس کو یہ اختیار نہ ہوگا اس واسطے کہ ولی جنایت کے واسطے خالی حق ثابت ہو اور اس سے ملک توڑنا نہیں جائز ہے محیط میں ہو۔ اور اگر ایسا غلام جس کو کفار قید کر لے گئے تھے اور بعد غلبہ لشکر اسلام کے دارالاسلام میں غنیمت تقسیم ہونے میں وہ کسی شخص کے حصہ میں آیا اور اس کا مولا سے قدیم حاضر نہ ہوا یا تنگ کہ اس شخص نے اس کو آزاد یا مدبر کر دیا تو رہن ہو۔ اور اگر بجائے غلام کے باندی تھی کہ اس کو اس شخص نے کسی کے ساتھ بیاہ دیا اور شوہر سے اولاد جنی تو مالک قدیم کو حاضر ہو کر اختیار ہوگا کہ باندی اور اس کی اولاد کو لے لے اور نکاح توڑنے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر اس شخص نے جس کے حصہ میں بڑی ہو اس کا عقد لیا کسی نے اس باندی پر جنایت کی تھی اس کا جرم نہ لیا ہو تو مولا سے قدیم کو اس باندی کے ساتھ اس عقود جرمانہ کے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی یہ مبسوط میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک شخص کی ملک میں ایک کافر سی جید چھوہارے ہیں اس کو کفار نے لیا اور دارالحرب میں لے گئے پھر کوئی مسلمان امان لیکر دارالحرب میں داخل ہوا اور اس سے یہ چھوہارے بوجہ دو کافر سی ردی چھوہارے کے خریدے اور ان کو دارالاسلام میں لے آیا پھر مالک قدیم حاضر ہوا تو اس کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس خریدنے والے سے لیوے ایسا ہی زیادات میں مذکور ہو اور سیر کبیر میں امام محمد رحمہ نے ذکر فرمایا کہ دو کافر سی چھوہارے دیکر لے سکتا ہو اس واسطے کہ جس نے دشمن سے یہ خرید کیا ہو اس نے بخرید صحیح خرید ہے اس واسطے کہ دارالحرب میں مسلمان و حربی کے درمیان رہا جاری نہیں ہوتا ہے پس جب خرید صحیح ہوتی تو جتنے کو مشتری کو پڑی ہو وہ دیکر لینے کا استحقاق اس کو حاصل ہوگا جیسے درہون کے عوض خریدنے کی صورت میں اس قدر درہم دیکر لے سکتا ہو۔ اور زیادہ استین جو حکم مذکور ہے

لے لینے کے لئے
پہلے اس کی ملک میں
ایک اور پیر لیا گیا
تو جتنی کی وہ
ہو نہیں تو
کتنی ہو منہ
اسے یعنی کسی نے
اس باندی سے لینے
میں وہی کی اسلام
منہ سے
سیلے ہو چکا
اس سے دیا ہو
یا نہ دیا کی
میں
کے لئے
میں چاہے
خبر ہے
میں
میں باندی جو
بکری نامہ
بچا ہو چکا
یا نہ ہو
میں

کہ نہیں لے سکتا ہو اسکی وجہ یہ ہو کہ جسے دشمن سے یہ کر خریدا ہو اُسے بخیر فاسد خریدی ہو اُسے کہ اللہ تم سے ربوہ کو
 مطلقاً حرام کر دیا ہو پس چونکہ اس بیع میں ربوہ واقع ہوا بیع فاسد ہوئی اور جو چیز بیع فاسد خریدی گئی ہو وہ مشتری کے پاس
 مضمون بالیقینہ ہو لینے اس کے تاوان میں مشتری پر قیمت واجب ہو نہیں جب ہر اور میں صورت میں اس خریدی ہوئی چیز
 کی قیمت یہ ہو کہ اُس کے مثل چھو بار سے دو سوے اور اس کے مثل چھو بار سے دیکر لینے میں کچھ فائدہ نہیں ہو اور ربوہ میں جب فائدہ
 نہ تو بیع ناروا ہو اور ہمارے مشائخ میں سے محققین نے فرمایا کہ جو حکم سیر کبیر میں مذکور ہو وہ امام اعظم و امام محمد کا قول
 ہو اور جو حکم زیادات میں مذکور ہو وہ امام ابو یوسف کا قول ہو اس واسطے امام ابو یوسف کے نزدیک مسلمان و حربی کے
 درمیان دار الحرب میں ربوہ جاری ہوتا ہو۔ اور اگر صورت مذکورہ میں مسلمان نے حربی سے گز گز کر کے برابر دی چھو بار سے
 ہاتھوں ہاتھ دیکر لے ہوں اور انکو دارالاسلام میں نکال لایا تو سب روایات کے موافق مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اس سے ایک گز خریدی
 دیکر لے لے۔ اور اگر مشتری نے حربیوں سے گز گز کر لیا جو بعض شراب یا سور کے خریدا ہو اور دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو
 سب روایات کے موافق لینے کا اختیار نہ ہوگا لیکن اگر یہ مشتری ذمی ہو تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ انکو سور یا شراب کی قیمت
 دے کر اس سے لے لے اور اگر حربیوں سے خریدا لے لے اس نے انکو اسی کے مثل دیکر خریدا ہو اور دارالاسلام میں لے لے
 آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اس سے لینے کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اگر مشتری مذکور نے اس کے مثل دھار پر
 خریدا ہو اور دارالاسلام میں لے لے آیا تو بھی مالک قدیم کو اس سے لینے کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اگر کافروں نے کسی مسلمان کے ہزار
 درم ان درم میں سے جو بیعت المال میں قبول کیے جاتے ہیں یعنی کھرے درم لے لیے اور انکو دار الحرب میں لے گئے پھر کوئی مسلمان
 وہاں داخل ہوا اور اُسے غلہ کے ہزار درم دیکر اُسے یہ ہزار درم خریدا اور باہمی قبضہ کے بعد دونوں متفرق ہوئے پھر
 دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اختیار ہوگا جیسے درم غلہ اُسے دیے ہیں انہیں کے مثل دیکر درم
 مذکورہ لے لے اور اگر انکو دنیا روں کے عوض بھرت صحیح خرید کیا اور دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ انہیں
 دنیا روں کے مثل دیکر اس سے لے لے۔ اور اسی طرح اگر اس مسلمان نے اس کے ہاتھ ہزار درم غلہ کے عوض ہزار درم بیعت المال
 کے نقد کے فروخت کیے اور حربیوں نے نقد بیعت المال میں وہی درم دیے جنکو وہ لوگ یہاں سے لوٹ لے گئے ہیں اور مسلمان
 مذکور انکو دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ مثل درم غلہ دیکر اس سے یہ درم لے لے۔ اور اگر کافروں کو
 دارالاسلام سے مسلمان کا گز لے گئے اور انکو دار الحرب میں لیجا کر اقرار کر لیا پھر انان لیکر کوئی مسلمان دار الحرب میں داخل
 ہوا اور ایک گز گھوڑوں کی بیعت سلم میں انکو سو درم دیے اور یہ بیعت سلم صحیح قرار پائی ہو پھر جب مسلمان ادا کرے کی سیاد آئی تو
 انھوں نے یہی گز جو دارالاسلام سے لے گئے ہیں انکو ادا کیا پس اُسے قبضہ کر لیا اور اسکو دارالاسلام میں نکال لایا تو مالک
 قدیم کو اختیار ہوگا کہ اس سے سو درم دیکر لے لے اور اگر مسلمان نے حربیوں کے ہاتھ کوئی اسباب بیعت ہزار درم کو فروخت کیا جو
 نقد بیعت المال ہوں پھر انھوں نے اُنکو وہی ہزار درم نقد بیعت المال دیے جو دارالاسلام میں سے کسی مسلمان کے
 لے گئے ہیں اور اپنے احراز میں کر لیے ہیں پس اُسے اپنے قبضہ کیا اور انکو دارالاسلام میں لایا تو مالک قدیم کو اختیار نہ ہوگا کہ اس
 سے یہ درم لے لے اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کا ایک گز گھوڑوں سے لے گئے اور دار الحرب میں لیجا کر اپنے ہزار میں کر لیا پھر کوئی
 مسلمان انان لیکر دار الحرب میں داخل ہوا اور ان کے ہاتھ کوئی اسباب بعض ایک گز گھوڑوں کے جو بیعت سلم میں ایک مشتری
 کے ذمہ قرار پائے ہیں فروخت کیا پھر مشتری نے وہی گز جو دارالاسلام سے لے گئے ہیں ادا کر لیے ہیں ان سے نقد کر لیا

اور اسکو دارالاسلام میں نکال لایا تو مالک قدیم کو یہ اختیار ہوگا کہ اسکو لے لے۔ اور اگر حربیوں نے کرمسلمان کو اپنے دار میں آجائز کر لیا
پھر کوئی مسلمان امان لیکر انکے دار میں داخل ہو اور اُسے ان لوگوں کو ایک گریبون قرضہ دیے پھر انھوں نے اسکو اسکے وطن
میں وہی گرا دیا کیا جسکو وہ دارالاسلام سے اپنی حرز دار الحرب میں لینگے ہیں پس قبضہ کر کے اسکو دارالاسلام میں نکال لایا
تو مالک قدیم کو اس گز کے لینے کی کوئی راہ نہوگی جو گز اُسے قرضہ میں دیا ہو اور حربیوں نے لیا ہو وہ اس کر کے جو وہ اپنی حرز
میں لینگے ہیں مثل ہو یا گھٹ کے ہو یا اس سے کھڑا ہو یا محیط میں ہو۔ اور اگر دشمن نے مسلمان سے دس کپڑے لیے یعنی غالب
ہو کر کسی مسلمان کے دس کپڑے لوٹ کر دارالاسلام سے دار الحرب میں نکال لینگیا پھر کوئی مسلمان دار الحرب میں امان لیکر داخل
ہوا اور اُسے کوئی اسباب دشمن کے ہاتھ دس کپڑوں کے عوض فروخت کیا بتکا و صف اور ادا کرنے کی مدت بیان ہوگئی ہو حتی
کہ بیع بہرہ جو صحیح ہو پھر دشمن نے اسکو وہی دس کپڑے ادا کیے جنکو لوٹ کر اپنے احراز میں لینگیا ہو پس مسلمان مذکور ان کپڑوں
کو دارالاسلام میں نکال لایا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اسکو اسکی متاع کی قیمت دیکر یہ کپڑے لے لے۔ اور اگر گریبون کا کہ جسکو
اہل حرب یہاں سے اپنے احراز میں لے گئے ہیں دو مسلمانوں نے اہل حرب سے خرید لیا اور باہم تقسیم کر لیا پھر ایک نے اپنا حصہ
متاع کر ڈالا تو مالک قدیم کو اختیار ہو کہ نصف باقی کو نصف دشمن مذکور دیکر لے لے اور اگر بجائے کر کے اس مسلمان میں کپڑے
ہوں تو باقی نصف کپڑوں کو مالک قدیم اگر چاہے تو چوتھائی دشمن اور نصف شدہ کی نصف قیمت دیکر لے سکتا ہو۔ اور اگر اہل حرب کسی
مسلمان کی چاندی کی جھاگل لے گئے ہوں جسکی قیمت ہزار درم اور وزن با پنجہ شوقال ہو پھر کسی مسلمان نے دشمن سے اُسکے
وزن سے زیادہ یا کم کے عوض اسکو خرید تو مالک قدیم اسکی قیمت کے عوض اسکو لے سکتا ہو چاہے جسقدر تک ہو بچے گز
قیمت اسکی جنس کے خلاف سے ہوگی یعنی اگر چاندی کی جھاگل ہو تو سو نے۔ سے قیمت اور اگر سونے کی جھاگل ہو تو چاندی
سے قیمت ادا کر لگایا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر اُسکے وزن کے مثل درم ہاتھوں ہاتھ دیکر خرید کر کے دارالاسلام میں لایا ہو تو
مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اسی قدر درم دیکر اُس سے لے لے سب روایات کے موافق حکم ہو اور اگر اسکے مثل وزن کے درہم
آدھار پر خرید کر کے دارالاسلام میں لایا تو یہ صورت اور در صورتیکہ اُسے اسکے وزن سے زیادہ یا کم درم کے عوض خرید
ہو سب یکساں ہیں یعنی مالک قدیم بقیمت لے سکتا ہو اور اگر تاجر مذکور نے ابرق کو حربیوں سے بعض شراب یا سور کے خرید
ہو تو مالک قدیم کل روایات کے موافق مختار ہو کہ چاہے اسکے خلاف جنس سے اسکی قیمت دیکر لے لے اور اگر کوئی ذمی اسکو شراب
یا سور کے عوض خرید کر کے دارالاسلام میں لایا ہو تو مالک قدیم اس بریق کو بعض قیمت شراب یا سور کے جو اُسے دینے میں
لے سکتا ہو۔ اور سیر کیر میں مذکور ہو کہ کسی غلام کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے اور کوئی مسلمان اُسے اس غلام کو بعض ہزار درم
اور ایک طل شراب کے خرید کر کے دارالاسلام میں لایا تو دیکھا جاوے کہ اگر اسکی قیمت ہزار درم یا ہزار سے کم ہو تو مولائے
قدیم اسکو ہزار درم دیکر لے سکتا ہو اور اگر ہزار سے زیادہ ہو تو پوری قیمت لے سکتا ہو مگر شراب جکا دینا مذکور ہوا ہو اسکے سبب سے ہزار
سے کسی یا ہزار سے زیادتی نہ کیجائیگی۔ اور اگر مسلمان نے اُسے یہ غلام بعض ہزار درم اور مردار جانور یا خون کے خرید ہو تو مالک
قدیم اسکو ہزار درم دیکر لے سکتا ہو اور مردار و خون کی وجہ سے ہزار پر کچھ بڑھا یا نہ جائیگا اگرچہ غلام کی قیمت ہزار سے زیادہ ہو
اور اگر زید نے عمر سے ایک غلام غصب کیا اور غاصب کے ہاتھ سے حربیوں نے غلبہ کر کے لیا اور اسکو اپنے حرز دار الحرب میں
لینگے پھر مسلمان نے اس دار الحرب میں فتح پا کر غنیمت حاصل کی پھر عمر دے یہ غلام غنیمت میں دیکھا اور ہنوز غنیمت تقسیم ہوتی
ہو تو اسکو مفت لے سکتا ہو اور غاصب ہر زمانہ نہوگی اور اگر بعد تقسیم غنیمت کے جس غازی کے حصہ میں آیا ہو اُسکے پاس نہ لکھا

تو مذکور ہو کہ عمرو کو اختیار ہو کہ چاہے اس شخص سے جسکے حصہ میں آیا ہو اس غلام کی اس روز کی قیمت جس روز لینا چاہتا ہو اسکو دیکر لے لے اور اگر چاہے اس سے غلام نہ لے اور غاصب سے غلام کی اس روز کی قیمت جس دن اس نے غصب کیا تھا تاوان لے لے بھر اگر مالک قدیم لے یہ اختیار کیا کہ غازی سے لینے کے روز کی غلام کی قیمت دیکر غلام لے لیا تو غاصب سے بھی قیمت نہیں لے سکتا اگر بلکہ اس قیمت اور غاصب کے غصب کرنے کے روز کی غلام کی قیمت دونوں میں سے جو کم ہو وہ لے لیا مثلاً غلام مذکور کی قیمت ہزار و غصب ہزار درم تھی اور جس غازی کے حصہ میں پڑا ہو اس سے لینے کے روز کی قیمت دو ہزار درم ہو پس مالک قدیم نے دو ہزار درم دیکر اس سے لے لیا تو وہ غاصب سے وہی قیمت لیا جو ہزار و غصب تھی یعنی ہزار درم اور اگر روز غصب کی قیمت ہزار درم ہو پھر نرخ گھٹ جانے کی وجہ سے غازی سے لینے کے روز پانچ سو درم تھے کہ اس نے پانچ سو درم دیکر لے لیا تو غاصب سے بھی پانچ سو درم واپس لیا۔ یہ سب اس صورت میں کہ مالک قدیم نے غازی سے جسکے حصہ میں آیا ہو غلام لینا اختیار کیا اور اگر اس نے غازی سے نہ لیا بلکہ غاصب سے اس کے غصب کرنے کے روز کی قیمت تاوان یعنی اختیار کی تو جب غاصب نے تاوان دیدیا تو اسکا حکم بعد تاوان دینے کے مثل مالک قدیم کے ہو یعنی جس سے غصب کر لیا تھا چنانچہ اگر اس نے غلام کو غنیمت میں قبل اسکی تقسیم کے پایا تو بغیر کچھ دیے ہوئے مفت لے لیا اور اگر بعد تقسیم کے کسی غازی کے پاس جسکے حصہ میں پڑا ہو پایا تو اسکی قیمت دیکر اس کے لے سکتا ہو۔ اور اسی طرح اگر مسلمانوں نے جہاد میں غلبہ ہو کر یہ غلام غنیمت میں حاصل نہیں کیا بلکہ کوئی مسلمان جو دارالحرب میں داخل ہوا ہو اسے خریدا یا پس اگر مولائے قدیم نے غاصب سے ہونے والی قیمت روز غصب تاوان نہ لی ہو تو اسکو دو طرح کا اختیار ہو چاہے خرید لانے والے کو اسکا ثمن دیکر اس سے غلام لے لے اور چاہے اس سے نہ لے اور غاصب سے روز غصب کی قیمت غلام لے لے پس اگر اس نے خرید لانے والے سے اسکا ثمن دیکر غلام لے لیا تو غاصب سے قیمت روز غصب و ثمن مذکور جو اس نے مشتری کو ادا کیا ہو دونوں میں سے جو کم ہو وہ تاوان لے سکتا ہو اور اگر اس نے خرید لانے والے سے غلام نہ لیا اور غاصب سے روز غصب کی قیمت تاوان لے لی تو اس کے بعد مالک قدیم کو غلام ہر ماہ لگانے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور غاصب مذکور بجائے مالک قدیم کے قائم ہوگا پس غاصب مذکور کو اختیار ہوگا کہ چاہے خرید لائے اسے اسکا ثمن دیکر غلام لے لے اور چاہے چھوڑ دے۔ پھر اگر غاصب نے خرید لانے والے کو اسکا ثمن دیدیا جس غازی کے حصہ میں پڑا ہو اسکو اسکی قیمت دیدی اور غلام اس سے لے لیا پھر مالک قدیم نے چاہا کہ غاصب سے جو قیمت تاوان لی ہو وہ غاصب کو واپس کر کے غلام اس سے لے لے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اگر مالک قدیم نے غاصب سے اپنے زعم کے موافق قیمت حاصل کی ہو یا میں طور کہ دونوں نے روز غصب کی قیمت میں اختلاف کیا چنانچہ غاصب نے کہا کہ جس روز میں نے غصب کیا ہو اس روز غلام کی قیمت ہزار درم تھی اور مالک نے کہا کہ دو ہزار درم تھی اور مالک نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے اور غاصب سے دو ہزار درم قیمت پائی یا گواہ نہ تھے پس غاصب سے قسم طلب کی اور غاصب نے قسم کھانے سے انکار کیا پس غاصب سے دو ہزار درم حاصل کیے یا دونوں نے مالک کے دعویٰ کے موافق مقدار پر باہمی رضامندی سے صلح کر لی تو ان تینوں صورتوں میں مالک قدیم کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے غاصب کو اسکی قیمت واپس کر کے غلام لے لے یا چھوڑ دے۔ دوم یہ کہ اگر مالک نے غاصب کے زعم کے موافق قیمت پائی ہو یا بطور کہ مالک کے پاس گواہ نہ تھے اس نے غاصب سے قسم طلب کی پس غاصب نے قسم کھائی اور مالک نے اس سے ہزار درم موافق اس کے دعویٰ کے پائے پھر غلام مذکور غاصب کے ہاتھ میں آیا جیسے کہ پہلے بیان کیا ہو تو مالک قدیم کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے غاصب سے جو قیمت

لی ہو اسکو واپس کر کے غلام لے لے اور چاہے غلام اسی کے پاس رہنے دے۔ پھر امام محمدؒ نے کتاب میں ذکر فرمایا کہ ہر گاہ مالک قدیم سے فیہ غاصب کے زعم کے موافق غلام کی قیمت اسی سے لے لی ہو پھر اسے غلام نہ کر رہے ہوں۔ سے خرید لے والے کے پاس یا اسے غازی کے پاس جسکے حصہ میں پڑا ہو دیکھا اور قیمت غلام وہی ہو جو مالک قدیم کتا تھا یعنی شلاد ہزار درم تو مالک قدیم کو اختیار دیا جائیگا۔ اور اگر غلام کی قیمت اس قدر بانی گئی جیسے غاصب کتا تھا یا اس سے بھی کم بانی گئی پس آیا مالک قدیم کو اختیار حاصل ہوگا یا نہیں سو امام محمدؒ نے اس صورت کو ذکر نہیں فرمایا اور فقیر ابو جعفر ہندی سے منقول ہو کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک روایت میں ہو کہ اسکو اختیار حاصل ہوگا اور دوسری ایک روایت میں ہو کہ نہیں حاصل ہوگا پھر واضح ہو کہ جس صورت میں مالک قدیم کو اختیار دہی قیمت و اخذ غلام یا ترک غلام حاصل ہو ہو اگر ایسی صورت میں مالک قدیم نے کہا کہ میں یہ قیمت جو مجھے ملی ہو رکھے لیتا ہوں اور اس غلام فلا ہر شدہ کے روز غصب کی پوری قیمت تک میں جب قدر اور مجھے زیادہ چاہیے ہو وہ غاصب سے لے لوں گا تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو بلکہ اسقدر وہ اختیار رکھتا ہو کہ چاہے قیمت واپس کر کے غلام لے لے اور چاہے ہی قیمت رہنے دے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کوئی مال عین کسی مستاجر کے اجارہ میں یا کسی کے پاس عاریت یا ودیعت ہو اور جہادی کفار غالب ہو کر اسکو اپنے حردار و حریب میں لینگے پھر مال مذکور دار الاسلام میں آیا پس آیا مستاجر یا مستودع یا مستقیم کو مخلص کر کے واپس لینے کا اختیار شرعی ہو یا نہیں ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ مال عین جہاد کی غنیمت میں آیا تو مستاجر کو اختیار ہو کہ مطالبہ کرے پس قبل تقسیم ہونے غنیمت کے مطالبہ کرنے سے مفت بغیر کچھ دیے ہوئے لے لیا اور یہی اختیار مستقیم و مستودع کو ہو پھر جب مستاجر اسکو لے لیا تو اسکا اجارہ عود کر گیا اور اجرت اس مدت گذشتہ کی کہ جس میں اسے کوئی انتفاع نہیں پایا ہو اس کے ذمہ سے ساقط ہوگی یہ بجز ارائی میں ہو۔ اور اگر مستاجر کے اس دعوے سے کہ یہ مال جو غنیمت میں آیا ہو اس کے پاس اجارہ میں تھا مسالانہ نے انکار کیا تو مستاجر کو اس امر کے گواہ قائم کرنے ضرور ہو گئے کہ یہ اس کے پاس اجارہ میں تھا اور جب حاکم نے گواہ قبول کر کے مال مذکور اسکو ویدیا پھر اجارہ دینے والا آیا اور اسے اس کے اجارہ سے انکار کیا اور بیان کیا کہ یہ مال اس کے پاس عاریت یا ودیعت تھا تو اس میں قبل اس مال کے مالک عین کا مقبول ہوگا۔ اور اگر غنیمت تقسیم ہو گئی پھر اسے کسی غازی کے پاس پایا جسکے حصہ میں پڑا ہو تو وہی اسکو مخلص کا اختیار ہو پس اگر اس شخص نے جسکے حصہ میں پڑا ہو مدعی کے پاس اجارہ میں ہونے سے انکار کیا اور مدعی نے اجارہ پر گواہ قائم کیے تو اثبات اجارہ کے گواہ مقبول ہونگے اور وہ اثبات اجارہ کے واسطے خصم ہو سکتا ہو پھر اس کے بعد اسکو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اس غازی کو اس مال کی قیمت دیکر اس سے لے یا اسی کے پاس چھوڑ دے اور اگر چاہے مستاجر کے مستقیم یا مستودع ہو اور بعد تقسیم غنیمت کے اس نے کسی غازی کے پاس جسکے حصہ میں آیا ہو یا تو وہ اس غازی کے مقابلہ میں خصم نہیں ہو سکتا ہوتا حتیٰ کہ اگر اسے گواہ قائم کیے کہ یہ مال مذکور اس کے پاس ودیعت یا عاریت تھا تو اس کے گواہوں کی سماعت نہ ہوگی اور تقسیم ہو جانے کے بعد ان دونوں کو یہ اختیار نہیں ہو کہ جسکے حصہ میں آیا ہو اس سے قیمت دیکر لے لیں اور بعد قسمت کے یہ دونوں اس مال کی نسبت مثل اجنبی کے ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی یتیم کا غلام اہل حرب قید کر کے لے گئے اور اسکو کوئی مشتری دام دیکر خرید لیا یا اس خرید لاسے ہونے غلام کا مولائے قدیم مرجح ہو جسکا وارث اسکا فرزند یتیم موجود ہو تو اس یتیم کے وصی کو اختیار ہو کہ یتیم کے واسطے مشتری کو اس کا شن دیکر لے لے اور اپنی ذات کے واسطے نہیں لے سکتا ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یتیم کے واسطے بھی وصی کو مشتری کا شن دیکر اس سے لینے کا جب بھی اختیار ہو کہ

مالک قدیم سے فیہ غاصب کے زعم کے موافق غلام کی قیمت اسی سے لے لی ہو پھر اسے غلام نہ کر رہے ہوں۔ سے خرید لے والے کے پاس یا اسے غازی کے پاس جسکے حصہ میں پڑا ہو دیکھا اور قیمت غلام وہی ہو جو مالک قدیم کتا تھا یعنی شلاد ہزار درم تو مالک قدیم کو اختیار دیا جائیگا۔ اور اگر غلام کی قیمت اس قدر بانی گئی جیسے غاصب کتا تھا یا اس سے بھی کم بانی گئی پس آیا مالک قدیم کو اختیار حاصل ہوگا یا نہیں سو امام محمدؒ نے اس صورت کو ذکر نہیں فرمایا اور فقیر ابو جعفر ہندی سے منقول ہو کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک روایت میں ہو کہ اسکو اختیار حاصل ہوگا اور دوسری ایک روایت میں ہو کہ نہیں حاصل ہوگا پھر واضح ہو کہ جس صورت میں مالک قدیم کو اختیار دہی قیمت و اخذ غلام یا ترک غلام حاصل ہو ہو اگر ایسی صورت میں مالک قدیم نے کہا کہ میں یہ قیمت جو مجھے ملی ہو رکھے لیتا ہوں اور اس غلام فلا ہر شدہ کے روز غصب کی پوری قیمت تک میں جب قدر اور مجھے زیادہ چاہیے ہو وہ غاصب سے لے لوں گا تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو بلکہ اسقدر وہ اختیار رکھتا ہو کہ چاہے قیمت واپس کر کے غلام لے لے اور چاہے ہی قیمت رہنے دے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کوئی مال عین کسی مستاجر کے اجارہ میں یا کسی کے پاس عاریت یا ودیعت ہو اور جہادی کفار غالب ہو کر اسکو اپنے حردار و حریب میں لینگے پھر مال مذکور دار الاسلام میں آیا پس آیا مستاجر یا مستودع یا مستقیم کو مخلص کر کے واپس لینے کا اختیار شرعی ہو یا نہیں ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ مال عین جہاد کی غنیمت میں آیا تو مستاجر کو اختیار ہو کہ مطالبہ کرے پس قبل تقسیم ہونے غنیمت کے مطالبہ کرنے سے مفت بغیر کچھ دیے ہوئے لے لیا اور یہی اختیار مستقیم و مستودع کو ہو پھر جب مستاجر اسکو لے لیا تو اسکا اجارہ عود کر گیا اور اجرت اس مدت گذشتہ کی کہ جس میں اسے کوئی انتفاع نہیں پایا ہو اس کے ذمہ سے ساقط ہوگی یہ بجز ارائی میں ہو۔ اور اگر مستاجر کے اس دعوے سے کہ یہ مال جو غنیمت میں آیا ہو اس کے پاس اجارہ میں تھا مسالانہ نے انکار کیا تو مستاجر کو اس امر کے گواہ قائم کرنے ضرور ہو گئے کہ یہ اس کے پاس اجارہ میں تھا اور جب حاکم نے گواہ قبول کر کے مال مذکور اسکو ویدیا پھر اجارہ دینے والا آیا اور اسے اس کے اجارہ سے انکار کیا اور بیان کیا کہ یہ مال اس کے پاس عاریت یا ودیعت تھا تو اس میں قبل اس مال کے مالک عین کا مقبول ہوگا۔ اور اگر غنیمت تقسیم ہو گئی پھر اسے کسی غازی کے پاس پایا جسکے حصہ میں پڑا ہو تو وہی اسکو مخلص کا اختیار ہو پس اگر اس شخص نے جسکے حصہ میں پڑا ہو مدعی کے پاس اجارہ میں ہونے سے انکار کیا اور مدعی نے اجارہ پر گواہ قائم کیے تو اثبات اجارہ کے گواہ مقبول ہونگے اور وہ اثبات اجارہ کے واسطے خصم ہو سکتا ہو پھر اس کے بعد اسکو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اس غازی کو اس مال کی قیمت دیکر اس سے لے یا اسی کے پاس چھوڑ دے اور اگر چاہے مستاجر کے مستقیم یا مستودع ہو اور بعد تقسیم غنیمت کے اس نے کسی غازی کے پاس جسکے حصہ میں آیا ہو یا تو وہ اس غازی کے مقابلہ میں خصم نہیں ہو سکتا ہوتا حتیٰ کہ اگر اسے گواہ قائم کیے کہ یہ مال مذکور اس کے پاس ودیعت یا عاریت تھا تو اس کے گواہوں کی سماعت نہ ہوگی اور تقسیم ہو جانے کے بعد ان دونوں کو یہ اختیار نہیں ہو کہ جسکے حصہ میں آیا ہو اس سے قیمت دیکر لے لیں اور بعد قسمت کے یہ دونوں اس مال کی نسبت مثل اجنبی کے ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی یتیم کا غلام اہل حرب قید کر کے لے گئے اور اسکو کوئی مشتری دام دیکر خرید لیا یا اس خرید لاسے ہونے غلام کا مولائے قدیم مرجح ہو جسکا وارث اسکا فرزند یتیم موجود ہو تو اس یتیم کے وصی کو اختیار ہو کہ یتیم کے واسطے مشتری کو اس کا شن دیکر لے لے اور اپنی ذات کے واسطے نہیں لے سکتا ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یتیم کے واسطے بھی وصی کو مشتری کا شن دیکر اس سے لینے کا جب بھی اختیار ہو کہ

نہیں مذکور اس غلام کی قیمت کے برابر ہو یہ مجبوسہ کسی میں ہو۔ منتفی میں ہو کہ کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب قید کر کے اپنے
 حوزہ دار الحرب میں لے گئے پھر کسی مسلمان نے دار الحرب میں داخل ہو کر اُسے یہ غلام منسرد یا اور دارالاسلام میں نکال لایا اور
 بیان کسی عورت سے اس غلام کے رقبہ پر نکاح کیا اور نکاح میں اس غلام کا رقبہ مہر قرار دیا ہو پھر اُسکا مولائے قدیم حاضر
 آیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے اس غلام کو اسکی قیمت دیکر لے لے۔ اور اگر مشتری نے بغیر مہر کسی عورت کو اس کے نکاح
 میں لیا پھر اس عورت سے اس امر پر صلح کی کہ اُس کے ہر کے عوض جو واجب ہوا ہو یہ غلام سیرد کر گیا تو مولائے قدیم سے
 کہا جائیگا کہ چاہے اس عورت کے مہر مثل کے عوض اس غلام کو لے لے یا چھوڑ دے۔ اور اگر کسی شخص نے مشتری پر
 کسی مال کا دعویٰ کیا اور دعویٰ بیان نہ کیا پھر مشتری نے اس سے اس کے اس دعویٰ سے اس غلام پر صلح کر لی تو مولائے
 قدیم اُس سے یہ غلام اسکی قیمت دیکر لے سکتا ہو اور اگر دونوں نے مقدار دعویٰ میں اختلاف کیا تو صلح کنندہ کا قول قبول
 ہوگا۔ اور اگر غلام مسلمان کو دشمن اسیر کر کے لے گئے اور اپنے دار الحرب میں لیا کر اپنے احرار میں کر لیا پھر وہ اُسے
 چھوٹ گیا اور انکا کچھ مال بھی لے آیا اور دارالاسلام کی طرف بھاگا پھر کسی مسلمان نے اسکو پکڑ لیا پھر اُسکا مولائے قدیم آیا تو پکڑ
 لینے والے سے بیویوں ہی لے سکتا ہو کہ اسکی قیمت دیدے اور یہ امام محمد رحمہ کا قول ہو اور جو کچھ مال اس غلام کے پاس تھا
 وہ اُسی کا ہو جس نے اسکو گرفتار کیا چنانچہ مولائے قدیم کو اس کے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور بقیاس قول امام اعظم رحمہ کے مولائے قدیم
 اسکو مفت بغیر کچھ دیے ہوئے لے لیا کیونکہ جب وہ دارالاسلام میں داخل ہوا تو وہ جماعت مسلمانوں کے واسطے فدی ہو گیا
 کہ امام اسلمین اسکو لے لیا اور اُسکا پانچواں حصہ لیکر باقی چار پانچویں حصے تمام مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور امام محمد رحمہ
 نے اپنے اس قول سے رجوع کیا ہو اور کہا کہ جب اسکو پکڑ لیا تو وہ غنیمت ہوا اور اُس کے پانچ حصے میں سے ایک حصہ لے
 لیا جائیگا اگر اسکا مولائے قدیم حاضر نہ آیا اور باقی پانچویں حصے اور جو مال اس کے پاس ہو سب پکڑ لینے والے کا کر دیا جائیگا
 پھر اگر اس کے بعد اسکا مولائے قدیم حاضر ہوا تو اسکی قیمت دیکر لے سکتا ہو اور اگر پانچ حصے کیے جانے سے پہلے حاضر آیا تو اسکو
 مفت لے لیا۔ اور اگر کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب قید کر کے لے گئے اور اس کے مولائے مسلمان نے اسکو آزاد کر دیا پھر مسلمان
 لوگ اپنے غالب ہوئے اور یہ غلام ماتہ آیا تو اسکا مولائے قدیم اسکو مفت لے لیا اور غنق مذکور باطل ہو اور اگر مسلمان لوگ اسکو
 دار الحرب سے نکال لائے پھر مولائے قدیم نے قبل اس کے تقسیم کیے جانے کے آزاد کر دیا تو اسکا آزاد کرنا جائز ہو۔ ایک حربی
 دارالاسلام میں امان لیکر داخل ہوا اور بیان کسی کا کچھ طعام یا کوئی متاع چرائی اور اسکو لیکر دار الحرب میں داخل ہوا پھر
 اس سے کوئی مسلمان خرید کر کے اسکو دارالاسلام میں نکال لایا تو اسکا مالک اسکو مفت لے سکتا ہو اس واسطے کہ حربی
 مذکور اس مال کا دارالاسلام سے نکال لیجانے سے پہلے ضامن تھا پس دار الحرب میں لیجانے سے اُسکا احرار کر لینے والا
 نہ ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے اس حربی کے پاس کچھ مال ودیعت رکھا کہ جسکو وہ دار الحرب میں لے گیا تو حربی مذکور اس
 مال کا احرار کر لینے والا ہو جائیگا پھر اگر اہل حرب جب سب مسلمان ہو گئے یا ذمی ہو گئے یا بھی شخص مسلمان یا ذمی ہو گیا تو مال
 مذکور اسی کا ہوگا اس واسطے کہ وہ دارالاسلام میں اس مال کا ضامن نہ تھا۔ کوئی حربی ہمارے بیان امان لیکر داخل ہوا
 حالانکہ اس کے ساتھ کوئی ایسا غلام ہو جسکو اُس نے مسلمانوں سے دار الحرب میں لیا کر اپنے حوزہ میں کر لیا ہو پھر اسکو حربی
 مذکور سے کسی مسلمان نے خرید لیا تو مالک قدیم کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مشتری کو اسکا دشمن دیکر اس سے یہ غلام لے لے۔ بشرطین الاولیہ
 نے امام ابو یوسف سے امار میں روایت کی ہو کہ اگر اسیر کی ہوئی باندی کو اہل حرب سے کسی مسلمان نے خرید لیا اس کے

اس سے پہلے بیچنے گزرتا
 اور اس سے آزاد
 فتاویٰ کا ذات
 ۱۸۶۱

حصہ غنیمت میں آئی اور اس سے اس باندی کو اسکے مولائے قدیم نے بحکم حاکم لے لیا یعنی قبل گرفتار ہونے کے جو کوئی تبتا
 یا قرضہ اس باندی کے ذمہ ہو وہ اس باندی کے ساتھ لگے گا اور جس بائع کے مالک قدیم نے اسکو خریدیا ہو اگر اس میں سے
 کسی عیب قدیم ہونے سے واقف ہو تو بائع اول کو بسبب اس عیب کے واپس کر سکتا ہو اور اگر اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا
 ہو کہ جس سے واپس نہیں کر سکتا ہو تو عیب قدیم کا نقصان بائع اول سے لے سکتا ہو اور مولائے مذکورہ دونوں امور کے مطالبہ
 کی اہل حرب سے خرید لانے والے یا جسکے حصہ میں پڑی ہو اسکی طرف کوئی راہ نہیں ہو لیکن اگر اس میں کوئی ایسا عیب
 نکلا جو اہل حرب کے پاس پیدا ہو گیا ہو یا اسے خرید لانا والے کے پاس یا جسکے حصہ میں پڑی ہو اس کے پاس پیدا
 ہو گیا ہو تو اس عیب کی وجہ سے اسکو واپس کر سکتا ہو اور اگر وہ اس کے پاس مرگئی یا اس میں کوئی عیب اس کے پاس پیدا
 ہو گیا تو نقصان عیب نہیں لے سکتا ہو۔ اور اگر مالک قدیم نے اس سے باندی کو بدون حاکم کے لیا ہو تو جو کچھ قرضہ اس
 باندی پر ہوگا وہ اسکے ساتھ آوے گا اور جنایت جو اسکے گرفتاروں پر ہوگی وہ اس باندی پر ہوگی وہ اس باندی کے پیچھے ساتھ
 نہ لگے گا اور مالک مذکور اس باندی کو کسی عیب قدیم کے پانے سے اسکے بائع اول کو واپس نہ کر سکیگا مگر جس سے لیا ہو
 اسکو بسبب عیب قدیم یا جدید کے واپس کر سکتا ہو اور اگر باندی مذکورہ اس کے پاس مرگئی ہو یعنی واپس نہ کر سکتا ہو تو جس سے لیا ہو
 اس سے اس کے نقصان عیب قدیم یا جدید کو لے سکتا ہو اور اگر اس شخص کے پاس سے جس نے اسکو قبضہ لے لیا ہو
 کسی نے استحقاق ثابت کر کے لیا یعنی یہ ثابت کر دیا کہ یہ باندی میری ملک ہو پس اگر اس لینے والے نے اسکو حکم حاکم
 کے ساتھ لیا ہو تو جس سے یہ باندی لی ہو اسی کو واپس کر دے پھر یہ استحقاق ثابت کرنے والا اس سے قیمت یا ثمن لے لیگا
 اور اگر اس نے بغیر حکم حاکم کی ہو تو جس نے گواہوں سے اپنا استحقاق ثابت کیا ہو وہ اسی قدر دیکر لے لیگا جس قدر دیکر لینے والے
 نے لی ہو اور ہر دو صورت میں اس استحقاق ثابت کرنے والے کو اختیار ہوگا کہ اگر اس میں کوئی عیب قدیم پایا جاوے تو جس
 بائع سے اسکو خریدیا ہو اس سے رجوع کرے اور اگر اس شخص نے جس نے باندی مذکورہ کو اول مرتبہ ثمن دیکر لے لیا ہو
 باندی مذکورہ کو آزاد کر دیا یا باندی مذکورہ اس سے کچھ جزی لیں اگر اس نے حکم قاضی اسکو لیا ہو تو جب اس مستحق نے اپنا استحقاق
 ثابت کیا تب قاضی اس کے آزاد کرنے کو باطل کر دے اور قیاساً وہ شخص اس بچہ کو بھی مثل اسکی مان کے اس شخص کی ملک میں رہے
 واپس کر دے گا لیکن میں استخساناً یہ حکم دیتا ہوں کہ جس نے اول مرتبہ لیا ہو وہ اپنے اس بچہ کو مستحق اسکی قیمت دیکر آزاد اپنے
 پاس رکھے۔ اور اگر دو غلاموں کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے اور ان دونوں کو ایک شخص ایک ہی ثمن دیکر خرید لیا تو ان کے
 مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ چاہے ان دونوں میں سے ایک ہی کو اسکا حصہ ثمن مشتری کو ادا کر کے لے لے اور دوسرے کو
 چھوڑ دے۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی کہ ایک شخص کے غلام کو اہل حرب گرفتار کر کے لینگے پھر مولیٰ نے
 ایک شخص کو حکم کیا کہ غلام مذکور میرے واسطے بعوض ہزار درم کے اسے خرید کر پھر مرد مذکور نے اسکو اپنے واسطے
 خرید تو غلام مذکور بھی حکم دینے والے یعنی مولائے قدیم کا ہوگا اور اس طرح اگر مولیٰ نے اس شخص کو حکم کیا کہ میرے واسطے
 ان لوگوں سے ہبہ مانگ لے پس مرد مذکور نے اپنے واسطے ہبہ مانگ لیا تو بھی وہ مولائے مذکور کا ہوگا اور اسی طرح اگر مولیٰ
 نے اسکو حکم کیا کہ اہل حرب سے غلام مذکور اس کے مولیٰ کے واسطے مانگ لے پھر مرد مذکور نے اسکو اہل حرب سے خرید کیا اور یہ
 خرید بعوض شراب کے واقع ہوئی تو بھی یہ غلام اپنے مولیٰ کے واسطے ہوگا اور یہ غلام جزیوں کی طرف سے مولائے مذکور کے
 لیے ہبہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مولے کو گاہی حاصل ہوئی کہ میرا ملک دار الحرب سے نکالا گیا ہو پھر اس نے ایک ہبہ مانگ اسکو

مالک قدیم نے اسکو پایا تو جہان پادے ہفت لے لیا لیکن در صورتیکہ غنیمت تقسیم ہو گئی اور یہ غلام کسی کے حصہ میں آیا پھر اس سے مالک قدیم نے بنا برحقاق مذکور لے لیا تو اس شخص کو جس کے حصہ میں آیا تھا اسکا عوض بیعت المال سے دیدیا جائیگا اور جس کے حصہ میں تھا اس کے لیے غلام مذکور واپس لانے کا جمل بھی مالک مذکور پر واجب نہ ہوگا۔ اور فقہاء نے فرمایا کہ اگر غلام بھاگ گیا اور اس کے پاس سولے کا مال ہو تو حربی لوگ اس مال کے جو اس کے پاس ہو مالک ہو جائینگے اور خود اس غلام کے مالک نہ ہونگے۔ اور اگر کوئی اونٹ چھوٹ کر وحشیانہ انکے بیان بھاگ گیا اور انھوں نے پکڑ لیا تو اس کے مالک ہو جائینگے اور اگر کوئی آدمی خرید کر کے اسکو دارالاسلام میں نکال لایا تو اس کے مالک قدیم کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے شمن دیکر اسکو لے لے۔ اور اگر کوئی غلام اپنے ساتھ ایک گھوڑا و متاع لیکر حربیوں کی جانب بھاگ گیا اور انھوں نے یہ سب پکڑ لیا اور کسی شخص نے اسے یہ سب خرید لیا اور دارالاسلام میں نکال لایا تو مولائے قدیم کو اختیار ہو کہ غلام کو مفت اور گھوڑے و متاع کو مشتری کا شمن دیکر لے لے اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہر کذا فی السراج الواجب۔ اور اگر حربیوں میں سے کسی کا غلام مسلمان ہو گیا پھر ہمارے بیان نکل کر چلا آیا یا اس ملک پر مسلمان غالب ہوئے تو وہ آزاد ہو اور اسی طرح اگر حربیوں کے غلام ہمارے لشکر میں نکل کر چلے آئے تو وہ آزاد ہیں یہ ہدایت ہے اگر حربی ہمارے بیان امان لیکر داخل ہو اور اسے کوئی مسلمان غلام خرید اور کسی طور سے اسکو دارالحرب میں لے گیا تو امام اعظم کے نزدیک غلام مذکور اسکی ملک سے آزاد ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہ ہوگا اور امام ابو یوسف اسے ایک ولایت مثل تول امام اعظم کے بھی مروی ہو اور اسی طرح اگر غلام مذکور ذمی ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو۔ اور اگر حربی کا غلام دارالحرب میں مسلمان ہو گیا تو بالاتفاق وہ اس حربی کا غلام ہوگا جیسے تھا پس اگر حربی نے اسکو کسی مسلمان یا حربی کے ہاتھ فروخت کیا تو امام اعظم کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی حربی دارالحرب میں مسلمان ہو گیا اور وہاں اس کے ملوک موجود ہیں پھر وہ ہمارے بیان نکل کر چلا آیا پھر اس کے پیچھے اسکا کوئی غلام بھی مسلمان ہو کر دارالاسلام میں چلا آیا تو وہ مثل سابق کے اپنے مولائے مذکور کا غلام ہوگا اور اسی طرح اگر وہ حالت کفر ہی میں نکل آیا تو بھی یہ حکم ہے۔ سراج و حاج میں ہو۔ اور اگر اہل حرب کسی مال پر جسکو انھوں نے مسلمانوں سے لیا تھا مسلمان ہونے یا سب ذمی ہونے تو مال مذکور انھیں کا ہوگا کہ مسلمانوں کو اسے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی حربی دارالحرب سے نکلے ہمارے بیان چلا آیا یعنی ہمیں کی سکونت اختیار کی اور اس کے ساتھ ایسے مال مذکور میں سے کچھ ہو تو اس سے اس مال کی نسبت تعرض نہیں ہو سکتا جو یہ مسوط میں ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے اہل حرب میں سے کچھ لوگ گرفتار کیے اور ہنوز انکو باہم تقسیم نہ کیا اور نہ انکو دارالاسلام میں نکال لائے یہاں تک کہ یہ قیدی انکے ہاتھوں سے چھوٹ کر اپنے ماسن میں بھاگ گئے یا اہل حرب نے غلبہ کیا اور انکو چھڑا کر اپنے ماسن میں لے گئے پھر مسلمانوں میں سے دوسری قوم غالب ہوئی اور خاص ان قیدیوں کو بھی گرفتار کر کے دارالاسلام میں نکال لائے خواہ باہم تقسیم کر لیا یا ہنوز تقسیم نہیں کیا پھر اول فریق اور دوم فریق نے ان اسیرین کی بابت قاضی کے حضور میں مخاصمہ کیا تو فریق دوم ہی ان قیدیوں کا مستحق ہو اور اگر مسئلہ مذکورہ میں فریق اول نے دارالحرب میں ان قیدیوں کو باہم تقسیم کر لیا ہو مگر انکو دارالاسلام میں نکال کر نہیں لائے اور باقی مسئلہ بحال خود واقع ہو تو ایسی صورت میں فریق اول ہی ان اسیرین کا مستحق ہوگا پس اگر فریق اول نے ان اسیرین کو دوسرے فریق کے پاس قتل تقسیم غنیمت کے پایا تو مفت بغیر کچھ دے ہوئے لے لینے اور اگر تقسیم ہونے کے بعد پایا تو انکو یہ اختیار ہوگا کہ چاہیں قیمت دیکر اس سے لے لیں جیسے انکو اپنی اور مالک کی نسبت بھی اختیار حاصل ہو اور اسی طرح اگر فریق اول کو دارالاسلام میں نکال لایا اور باہم تقسیم کر لیا

سہ ماہی مذکور
میں سے نہ لے لیں

پھر دے بھاگ گئے یا اہل حرب غالب ہو کر انکو چھوڑ لیگئے اور باقی مسئلہ بحال خود واقع ہوا تو بھی فریق اول ہی انکا مستحق ہوگا اور اگر فریق اول ان امیروں کو دارالاسلام میں نکال لایا اور منہوز باہم تقسیم نہ کیا تھا کہ یہ لوگ چھوٹ کر بھاگ گئے یا حربی لوگ غالب ہو کر انکو چھوڑ دے گئے پھر باقی مسئلہ بحال خود واقع ہوا تو اس صورت میں اگر فریق دوم کے باہم تقسیم کر لینے کے بعد فریق اول حاضر آیا تو فریق دوم ہی ان قیدیوں کا سخت ہوگا چنانچہ اسی طرح یہ مسئلہ زیادات میں مذکور ہوگا۔ اور اگر فریق دوم کے باہم تقسیم کر لینے سے پہلے فریق اول حاضر ہوا تو اس میں ایک روایت میں مذکور ہو کہ فریق اول جتنی مستحق ہوگا اور دوسری روایت میں ہو کہ فریق دوم مستحق ہوگا۔ اور اگر فریق اول انکو اپنے احرار میں دارالاسلام میں نکال لائے اور باہم تقسیم نہ کیا یہاں تک کہ حریوں نے غالب ہو کر انکو چھوڑ لیا اور منہوز انکو دارالحرب میں اسنے احرار میں نہیں لے جانے پائے۔ لیکن یہ مسئلہ ان میں سے دوسری قوم نے دارالاسلام میں اپنے غالب ہو کر ان امیروں کو اپنے لے لیا تو فریق دوم ان امیروں کو فریق اول کو دے دینے خواہ باہم تقسیم کر لیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن اگر فریق دوم کے درمیان انکا بانٹ دینے والا ایسا امام ہو جسکے نزدیک مشرکوں کا اس طرح لے لینا تمایک احرار ہی تو ایسی صورت میں فریق دوم ہی انکا مستحق رہیگا یہ محیط میں ہے۔ جاننا چاہیے کہ دارالحرب ایک ہی شرط سے دارالاسلام ہو جاتا ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ اس ملک میں احکام اسلام کا اظہار ہو۔ اور امام محمد رحمہ نے زیادات میں بیان فرمایا کہ دارالاسلام امام عظمیٰ کے نزدیک جب ہی دارالحرب ہو جاتا ہے کہ تین شرطیں پائی جاویں ایک یہ کہ اس میں احکام کفار کے بر سبیل شہتہ جاری ہوں اور حکم اسلام کے موافق اس میں حکم نہ دیا جاوے۔ دوم یہ کہ یہ ملک دارالحرب سے اس طرح متصل ہو کہ ان دونوں کے درمیان بلاد اسلام میں سے کوئی بلاد نہ ہو اور سوم یہ کہ اس میں کوئی مسلمان اور کوئی ذمی اپنی امان اول پر جو اسکو قتل غلبہ کفار کے حاصل تھی باقی نہ رہے یعنی جو امان مسلمان کو اپنے اسلام سے اور ذمی کو اپنے عقد ذمہ سے حاصل تھی باقی نہ رہے۔ اور صورت سلبہ تین وجہ سے ہو ایک یہ کہ اہل حرب ہمارے کسی دیار پر غالب ہو جاویں اور دوم یہ کہ کسی شہر کے لوگ اسلام سے مرتد ہو کر غالب ہو جاویں اور احکام کفر وہاں جاری کریں سوم یہ کہ کسی شہر کے ذمی اپنا عقد ذمہ توڑ دیں اور بر سبیل غلبہ اس شہر پر قابض ہو جاویں تو ان سب صورتوں میں سے ہر صورت میں یہ صوبہ یا شہر یا ملک جب ہی دارالحرب ہو جائیگا کہ جب تینوں شرطیں مذکورہ بالا پائی جاویں اور امام ابو یوسف و امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک ہی شرط سے دارالاسلام بھی دارالحرب ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں احکام کفر جاری و ظاہر ہوں اور یہ قول موافق قیاس کے ہے۔ پھر اگر کوئی ملک سبب تینوں شرائط مذکورہ بالا پائی جائے کہ دارالحرب ہو گیا پھر اسکو امام نے فتح کیا اور غنیمت لوٹ میں آئی پھر قتل تقسیم غنیمت کے وہاں کے لوگ حاضر ہوئے تو اسکو مفت بغیر کچھ دیے لے لیگئے یعنی دیدی جائیگی اور اگر بعد تقسیم ہو جانے کے حاضر ہوئے تو ہر ایک اپنی اپنی چیز کی قیمت دیکر لے سکتا ہے اور یہی زمین پس بعد فتح کر لینے امام اسلمین کے وہ اپنے حکم اول کی طرف عود کر گئی یعنی اگر وہ زمین خراجی تھی تو خراجی ہو جائیگی اور اگر عشری تھی تو عشری ہو جائیگی لیکن اگر قبیل اسکے امام نے اس پر خراج باندھ دیا ہو تو وہ عود کرنے میں عشری نہوگی یہ سرارج و حاج میں ہے

فصل اول

چھٹا باب مستامن یعنی امان لیکر داخل ہونے والے کے بیان میں۔ اور اس میں تین فصلیں ہیں۔

مسلمان کی امان لیکر دارالحرب میں داخل ہونے کے بیان میں۔ اگر کوئی مسلمان تاجر امان لیکر دارالحرب میں داخل ہو تو اس پر حرام ہے کہ حریوں کی جانوں یا مالوں سے کچھ تعرض کرے لیکن اگر ان تاجروں کے ساتھ حریوں کے

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

بادشاہ نے جان بوجھ کر غدر کیا یا بائین طور کہ انکے مال لئے یا قید کیا یا اور کسی نے ظلم کیا اور بادشاہ نے جان بوجھ کر منع نہ کیا تو ایسی حالت میں ان تاجروں کو انکی جانوں و مالوں سے تعرض کرنا سباح ہو مانند اس شخص کے جسکو اہل حرب قید کر کے لے گئے یا بطور چورون کئے انکے ملک میں پوشیدہ داخل ہوا کہ اسکو یہ امور سباح ہوتے ہیں پس اسی طرح ایسے تاجروں کو بھی روا ہو کہ انکا مال لے لے اور انکو قتل کرے مگر یہ نہیں روا ہو کہ وہاں کی کسی عورت سے حلال جان کر دہلی کرے اسواسطے کہ فروج کی حلت سوائے ملک کے نہیں ہوتی ہو اور جنگ کہ اپنے دارالاسلام میں حربیہ عورت کو لا کر اپنے اجراء میں نہ کرے تب تک ملک متحقق نہیں ہوتی ہو لیکن اگر اُسے دارالاسلام میں اپنی منکوہ عورت کو جسکو اہل حرب قید کر کے لے گئے ہیں پایا اپنی ام ولد یا مدبرہ کو پایا اور حال یہ ہو کہ اہل حرب نے ان عورتوں سے دہلی نہیں کی ہو تو یہ عورتیں انکی ملک میں باقی ہیں پس اُسے دہلی کر سکتا ہو مگر ان عورتوں سے اگر اہل حرب نے دہلی کی ہو تو ان عورتوں کے حق میں شبہ پیدا ہوگا پس ان عورتوں پر عارت واجب ہوگی لہذا جب تک انکی عدت منقضی نہ ہو جاوے تب تک اُسے دہلی کرنا اسکو روا نہیں ہو بخلاف اسکے اگر محض ملوکہ باندی کو اہل حرب قید کر کے لے گئے ہوں اور اسکو اُسے نہ دہان پایا تو اسکے ساتھ اسکو دہلی کرنا جائز نہیں ہو اگرچہ اہل حرب نے اُس سے دہلی نہ کی ہو اسواسطے کہ حربی ایسی باندی کے مالک ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے اسکو جائز نہیں ہو کہ اس باندی سے کسی طرح کچھ تعرض کرے بشرطیکہ انکے دیار میں امان لیکر داخل ہوا اور امان تو رسی نہیں گئی اور اپنی زوجہ و دام ولد و مدبرہ سے اسکو تعرض جائز ہو یہ یقین میں ہو۔ اور اگر تاجر مذکور نے خود غدر کیا اور حرمیوں کی کوئی چیز لیکر دارالاسلام میں بحال لایا تو اسکا مالک تو ہو جائیگا مگر یہ ملک خبیث یعنی حرام طور پر مالک ہوگا پس اسکو حکم دیا جائیگا کہ یہ چیز صدقہ کر دے۔ اور اگر اس تاجر کے ہاتھ کسی حربی نے کوئی چیز قرض بھی یا اُسے کسی حربی کے ہاتھ قرض بھی یا اس تاجر و حربی میں سے کسی نے دوسرے سے غصب کر لی پھر تاجر مذکور دارالاسلام میں چلا آیا اور حربی مذکور بھی امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہوا یا کسی حربی نے دوسرے حربی کے ہاتھ کوئی چیز قرض بھی یا ایک حربی نے دوسرے حربی کی کوئی چیز غصب کر لی پھر دونوں امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہوئے اور یہاں کے حاکم کے حضور میں تالش پیش کی تو ان دونوں میں سے کسی کے واسطے دوسرے پر کچھ حکم کسی چیز کا نہ دیا جائیگا اور اگر دونوں حربی مذکور مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آگئے ہوں تو جبکہ قرضہ چاہیے ہو اسکے واسطے قرضدار پر اسکے قرضہ کا حکم دیا جائیگا اور رہی غصب کی صورت سوسب وجوہ مذکورہ بالا میں غصب کی بابت قضاء کچھ تعرض نہ کیا جائیگا لیکن جس صورت میں کہ مسلمان حرمیوں کے یہاں امان لیکر داخل ہوا اور حربی کی کوئی چیز غصب کر لی ہو اور حربی مسلمان ہو کر یہاں آیا اور تالش پیش کی ہو تو غاصب کو ازراہ دیانت مال غصب اسکو واپس کر دینے کا حکم دیا جائیگا مگر قضا اسپر حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر دو مسلمان امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہوئے پھر ان میں سے ایک نے دوسرے کو عدا یا خطا قتل کیا تو قاتل پر اُسکے مال سے مقتول کی دیت واجب ہوگی اور خطا قتل کرنے کی صورت میں اسپر کفارہ بھی واجب ہوگا اور باقصاص سے ظاہر اور ایہ کے موافق قصاص واجب نہیں ہوتا ہو۔ اور اگر یہ دونوں قیدی ہوں یعنی کفار انکو دارالاسلام سے قید کر کے لے گئے ہوں پھر ایک نے دوسرے کو قتل کیا یا مسلمان تاجر نے کسی مسلمان اسپر قتل کیا تو امام عظیم ہر کے نزدیک قاتل پر کچھ واجب نہیں ہو سوائے اسکے کہ خطا قتل کرنے کی صورت میں کفارہ قتل ادا کرنا واجب ہو یہ کافی ہیں ہو۔ امام محمد پر لے فرمایا کہ مضائقہ نہیں ہو کہ مسلمان تاجر اہل حرب کے یہاں چاہے جو چیز لیجاوے۔ سوائے کراع و سلج و سبی کے

سلہ ایک کال
جو ایک چیز ہے

اور یہاں سے یہ چیز واپس لیے جاتا ہو تو ایسی صورت میں وہ منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اہل حرب ایسے لوگ ہوں کہ جب کوئی تاجر مسلمان یا ذمی انکے یہاں ان چیزوں میں سے کوئی چیز لیجاتا ہو تو پھر واپس نہیں لانے دیتے ہیں مگر اسکا شن اسکو دیدیتے ہیں تو تاجر مسلمان یا ذمی کو انکے یہاں ہر قسم کے گھوڑے و ہتھیار و درقین لیجانے سے ممانعت کی جائیگی مگر خچر و گدھے و بیل اونٹ لیجانے سے نہ روکا جائیگا اور اسی طرح ایک کشتی لیجانے سے جسپر سوار ہوتا ہو اور سبب ملا تاہر منع نہ کیا جائیگا اور اگر اُسے دوسری کشتی اُسکے ساتھ لیجانے کا قصد کیا تو اس سے روک دیا جائیگا۔ اور یہ سبب بحکم اٹھان ہو۔ اور ایسی حالت میں وہ اپنے ساتھ کوئی خادم خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو نہیں لیجانے پاویگا۔ اور اگر کوئی حربی ہمارے یہاں امان لیکر کرا ع و مسلح و درقین کے ساتھ داخل ہو تو جو کچھ ساتھ لایا ہو اسکو لیکر لوٹ جانے سے منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اُسے یہ چیزیں درمیان یعنی نقد کے عوض بیچ ڈالیں پھر اس نقد کے عوض یہاں سے بھی دوسری چیزیں خریدیں خواہ ویسے ہی کہ یہی اسکی تھیں یا اسے فضل یا اسے بدتر تو وہ ان چیزوں میں سے کسی کو دار الحرب میں نہ لیجانے پاویگا۔ اور اسی طرح اگر اُسے وہی بعینہ خریدیں جنکو فروخت کیا ہو یا مشتری سے درخواست کی کہ مجھے اتنا کہ کہے پس مشتری نے اس بیع کا قبل قبضہ بیع کے یا بعد قبضہ بیع کے اقالہ کر دیا یا مشتری نے ان خریدی ہوئی چیزوں کو سبب بخیار ویت کے یا سبب بخیار شرط کے جو مشتری نے اپنے واسطے شرط کیا تھا حزلی مذکور کو واپس کر دیا تو بھی یہی حکم ہو کہ حربی مذکور ان چیزوں کو پہلے نہ لیجانے پاویگا۔ اور اگر حربی مذکور نے بیع میں اپنے واسطے بخیار شرط کر لیا ہو پھر اس بخیار کی وجہ سے بیع کو توڑ دیا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے ان چیزوں کو اپنے ساتھ واپس لیجاوے یا بیچ میں ہو۔ اور اگر حربی کوئی تلوار لایا اور بجائے اسکے کمان یا نیزہ یا ڈھال خریدی تو یہاں سے دار الحرب میں نہ لیجانے پاویگا اور اسی طرح اگر اپنی تلوار سے بہتر دوسری تلوار اپنی تلوار سے بدل لی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر دوسری تلوار اسکی تلوار کے مثل یا خراب ہو تو اسکو ساتھ لیجانے سے منع نہ کیا جائیگا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اس جنس کے مسائل میں اہل یہ کہ ہر گاہ اُسے اپنے ہتھیار کے عوض دوسری جنس کا ہتھیار بدل لیا تو اسکو نہ لیجانے پاویگا اور اسپر جبر کیا جائیگا کہ اسکو دارالاسلام میں فروخت کر دے خواہ یہ ہتھیار جو اُسے بدل لیا ہو اسکے ہتھیار کی نسبت فائدہ میں بہتر ہو یا بدتر ہو اور اگر اُسے اپنے ہتھیار کے بدل میں اسی جنس کا ہتھیار لیا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے ہتھیار کے مثل یا اس سے خراب ہو تو اسکو لیکر دار الحرب میں لوٹ جاسکتا ہو روکا نہ جائیگا اور اگر اس ہتھیار سے اچھا ہو تو لیجانے نہ پاویگا اور اگر اُسے اپنے ہتھیار کے مثل بدل لیا پھر دونوں نے باہم بیع کا اقالہ کر لیا ہو تو جو ہتھیار اسکو ملا ہو یعنی اچھی کا ہٹا ہٹھیا کر کہ بعد اقالہ کے ملا ہو اسکو لیکر دار الحرب میں لوٹ جاسکتا ہو اور اگر اُسے بیع مبادلہ میں اپنے ہتھیار سے اچھا یا خراب بدل لیا ہو پھر دونوں نے بیع کا اقالہ کر لیا تو بعد اقالہ کے جو ہتھیار اسکا اُسکے ہاتھ آیا ہو اسکو دونوں صورتوں میں ساتھ لیکر واپس میں جاسکتا ہو۔ اور کرا ع کا مبادلہ کہ سب صورتوں میں وہی حکم رکھتا ہو جو ہتھیار کے مبادلہ میں ہتھے بیان کیا ہو۔ اور اگر اُسے اپنے زنگدھے کے عوض مادہ گدھی بدل لی یا زنگوڑے کے عوض مادہ گھوڑی ل لی تو اسکو دار الحرب میں لیجانے سے روکا جائیگا اگرچہ جسکو لیے جاتا ہو قیمت میں اس سے کم ہو جسکو بدل کو چھوڑے جاتا ہو۔ اور اگر اُسے اپنے زنجیر کے عوض مادہ خرمی ل لی خواہ قیمت میں اُسکے مثل ہو یا کم ہو تو چھوڑ دیا جائیگا کہ اسکو لیجاوے۔ اور اگر اُسے اپنی اویان کے عوض نہ بدل لیا تو میں لیجانے پاویگا اور اگر اُسے اپنے اصل گھوڑے کے عوض برفون یعنی دو غلام گھوڑا یا برفون کے عوض بیل گھوڑا بدل لیا اسکے ساتھ لیجانے سے روکا جائیگا اور نہ لیجانے پاویگا۔ اور اگر اُسے اپنی مادہ گھوڑی کے عوض دوسری مادہ گھوڑی جو اس کے

گھوڑی سے دوڑ میں کم ہو بل لی ولیکن بلی ہوئی گھوڑی انکی گھوڑی کے بہ نسبت مضبوط زیادہ ہو اور اس سے نسل کی امید زیادہ ہو تو لیجانے سے روکا جائیگا اور اسپر جبر کیا جائیگا کہ اسکو میان فروخت کر دے لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ جو گھوڑی سنے دیدی ہو انکی بہ نسبت یہ گھوڑی جسکو لیے جاتا ہو انتفاع حاصل کرنے میں سب طرح سے کم لیا ہو تو لیجا سکتا ہو اور رہی باندی و غلام یعنی رقیق سوا انکو کسی طرح بعد تبدیل کر لینے کے نہیں لیجا سکتا ہو اسپر جبر کیا جائیگا کہ فروخت کر دے خواہ جو رقیق برے میں لیا ہو اسی جنس کا ہو جو اس نے دیا ہو یا غیر جنس ہو خواہ اس سے گھٹ کر ہو یا بڑھ کر ہو یا برابر ہو۔ اور اگر روم کے دو شخص حربی امان لیکر ہمارے یہاں داخل ہوئے اور ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ رقیق اور دوسرے کے ساتھ ہتھیار بہین پھر دونوں نے آپس میں رقیق اور ہتھیاروں کا مبادلہ کر لیا یا ہر ایک نے اپنا مال دوسرے کے ہاتھ در مون کے عوض بیچ ڈالا پھر ہر ایک نے اس چیز کو جو اس نے اس طرح حاصل کی ہو دار الحرب میں لیجانا چاہا تو منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر روم کا کوئی حربی یہاں امان لیکر داخل ہو اور اپنے ساتھ کراخ یا سلاح یا رقیق لایا پھر یہاں سے اسے چاہا کہ تاتار یا ولیم وغیرہ کسی ایسے کافروں کے ملک میں جو مسلمانوں کے دشمن ہیں ان چیزوں کو لیکر جاوے تاکہ انکے ہاتھ فروخت کرے تو اسکو اس سے منع کیا جائیگا اور اسی طرح اگر ان چیزوں کو ایسے دار الحرب میں داخل کرنا چاہے جسے مسلمانوں سے موافقت ہو تو بھی منع کیا جائیگا اور اگر ایسے ملک میں لیجانا چاہا جہاں کے لوگ مسلمانوں کے اہل ذمہ ہیں تو منع نہ کیا جائیگا اور اگر دوسری ستاس چارے یہاں آئے ایک روم کا ہو اور دوسرا تاتار کا ہو اور انہیں سے ایک کے ساتھ رقیق اور دوسرے کے ساتھ کراخ یا سلاح بہین پھر دونوں نے باہم ان چیزوں کا مبادلہ کر لیا یا ہر ایک نے دوسرے کی متاع کو دہن کے عوض خریدا تو دونوں میں سے کسی کو نہ چھوڑا جائیگا کہ وہ اپنی خریدی ہوئی اس چیز کو اپنے ملک میں لیجاوے۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے یکساں خدمت کے ہتھیار بدل لیے تو ہر ایک کو اختیار دیا جائیگا کہ اپنی خریدی ہوئی چیز کو اپنے ملک میں لیجاوے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے بہ نسبت دوسرے کے بہتر لیا ہو تو جسے دونوں میں سے خراب لیا ہو وہ اپنے خراب ہتھیار کو اپنے ملک میں لیجا سکتا ہو اور جس نے بہتر لیا ہو وہ نہیں لیجا سکتا ہو بلکہ اسپر جبر کیا جائیگا کہ اسکو فروخت کر دے بہتر لے اسکے جیسے کہ حربی نے مسلمان سے ایسا مبادلہ کیا چنانچہ ہمیں بھی یہی حکم ہوتا ہو اور اسی طرح اگر دونوں میں سے افضل ہتھیار کے بارے کو شترمی نے بسبب خیار رویت یا اپنے خیار شرط یا بسبب عیب کے خریدا ہو ہتھیار واپس کر دیا ہو تو بھی وہ اسکو دار الحرب میں واپس نہیں لیجا سکتا ہو بخلاف انکے اگر دونوں نے باہم رقیق کو رقیق سے مبادلہ کر لیا اور یہ دونوں رقیق یکساں ہیں یا ان میں سے ایک بہ نسبت دوسرے کے افضل ہو تو اس صورت میں ان دونوں کا مبادلہ بہتر لے مبادلہ مسلمان یا ذمی و ستاس کے قرار نہ دیا جائیگا۔ پس در صورتیکہ ہر دو رقیق میں مساوات تحقق ہو تو ہر ایک ملک میں اس بیع سے جو رقیق آگیا ہو اسکو اپنے ملک میں لیجانے سے مانعت نہ کی جائیگی اور اگر دونوں میں سے ایک افضل ہو اور دوسرا گھٹیا ہو تو جسے گھٹیا لیا ہو وہ منع نہ کیا جائیگا اور جسے افضل لیا ہو اسکو مانعت کی جائیگی اور اگر دونوں نے باہم باندی و غلام کا مبادلہ کیا ہو تو دونوں میں سے کسی کو اجازت نہ ہوگی کہ جو اس نے لیا ہو اسکو اپنے ملک میں لیجاوے اس واسطے کہ نزد مادہ کا اختلاف جنسی ہو کذا فی محیط۔ فصل دوم حربی کے امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہونے کے بیان میں۔ اگر حربی امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہوا تو اسکو یہ قدرت نہ دی جائیگی کہ یہاں سال

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

بھرتک رہے اور امام اہلین اس سے فرماویگا کہ اگر تو سال بھرتک یہاں رہیگا تو میں تجھے جزئیہ باندھ دوں گا۔ پھر اگر امام کے اس طرح اس سے فرمانے کے بعد وہ سال تمام ہونے سے پہلے اپنے ملک کو واپس گیا تو اس پر کوئی راہ نہیں ہو اور اگر گیا نہیں رہا تو وہ ذمی ہو اور جزئیہ کے واسطے سال سو قوت سے شمار ہوگا جس وقت سے امام نے اس سے کہہ دیا ہو نہ اس وقت سے کہ جس وقت سے وہ دارالاسلام میں داخل ہوا ہو اور امام کو یہ بھی روا ہو کہ اگر مصلحت دیکھے تو اسکے واسطے اس سے کم مدت مقرر کر دے مثلاً مہینہ یا دو مہینہ چنانچہ اسکے بعد اگر وہ رہا تو ذمی ہو جائیگا پھر جو مدت مقرر کر دی ہو اگر اسکے بعد گذر جانے کے وہ ذمی ہو گیا تو از سر نو اس سے اس وقت کے بعد سے آئندہ سال کے واسطے جزئیہ لیا لیکن اگر اسکے واسطے یہ شرط کر دی ہو کہ اگر تو سال بھرتک رہا تو مجھ سے جزئیہ لوں گا تو ایسی صورت میں سال تمام ہونے پر جزئیہ لے لیا کذا فی التبین۔ پھر اسکے بعد وہ نہ چھوڑا جائیگا کہ دارالحرب میں لوٹ جاوے یہ کفایہ میں ہے۔ اور اگر کوئی حربی ہمارے ملک میں امان لیکر آیا اور اس نے یہاں کوئی زمین خراجی خریدی پھر جب اس پر خراج باندھا گیا تب ہی سے وہ ذمی ہو گیا اور اسی طرح اگر اس نے زمین عشری خریدی تو وہ زمین بنا بر قول امام محمد کے عشری ہوگی اور بنا بر قول امام غزالی کے خراجی ہو جائیگی پس خراج باندھ جانے کے وقت سے اس سے آئندہ سال کا جزئیہ لیا جائیگا اور اسکے حق میں زمینوں کے احکام ثابت ہونگے چنانچہ دارالحرب میں جانے سے منع کیا جائیگا اور اسکے مسلمان کے درمیان قصاص جاری ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے اس کی شراب یا سور کو تلف کر دیا تو اس کی قیمت تاوان دیگا اور اگر وہ خطائے قتل کیا گیا تو اس کی دیت واجب ہوگی اور واجب ہوگا کہ جو چیز اس کو تکلیف دہ ہو وہ اس سے دور کیجاوے چنانچہ اس کی غیبت حرام ہوگی جیسے مسلمان کی غیبت حرام ہے اور خراج باندھنے سے یہ مراد ہے کہ اگر خراج لازم کر دیا جائیگا اور جب سے اس سے سبب خراج کو کیا ہے اس وقت سے وقت خراج کی پیداواری ہو جانے پر اس سے لے لیا جائیگا اور سبب خراج اس ارضی کی زراعت ہے یا اس کو اس زمین میں زراعت کی قدرت حاصل ہو اگر چہ اس نے بیکار چھوڑ رکھا ہو بشرطیکہ اس کی ملک میں ہو بیخ القدر میں ہے۔ اور خالی خریدنے ہی سے ظاہر الروایہ کے موافق ذمی نہیں ہو جاتا ہے۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر اس نے اس ارضی کو فروخت کر دیا قبل اسکے کہ اس کا خراج واجب ہووے تو اسکے خرید کی وجہ سے ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر خراجی زمین کو اجارہ پر لیکر اس میں زراعت کی تو ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر ایسی زمین خراجی ہو کہ جس کا خراج مؤلف نہیں ہو بلکہ بٹائی ہو اور حربی نے اپنے بچوں سے اس میں زراعت کی پھر جو کچھ پیداوار ہوئی ان میں سے امام نے خراج لیا اور خراج کا حکم اس مزارع یعنی حربی پر جاری کیا نہ مالک زمین پر تو امام اس حربی کو ذمی قرار دیا اور اس پر اس کی جان کا خراج بھی مقرر کر گیا یعنی جزئیہ مقرر کر گیا۔ اور اگر حربی مستامن نے ایسی ارضی کو خریدا جس کا خراج بٹائی پر ہوا اور اس کو مسلمان کو اجارہ پر دیدیا اور امام نے اس کا خراج اس مسلمان مستاجر سے لے لیا اور اس کا مذہب یہ ہے کہ خراج مذکور زراعت پر ہوتا ہے تو مستامن مذکور ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر مستامن نے خریدی ہوئی زمین میں زراعت کی اور یہ زمین خراجی ہو پھر اس کی کھیتی جمی پھر زراعت کو ایسی آفت پہنچی کہ وہ جاتی رہی تو زمین مذکور پر اس سال خراج نہ ہوگا اور حربی مذکور ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر حربی مستامن ایک زمین کا مالک ہوا اور مالک ہونے کے وقت سے چھ مہینے سے کم میں اس ارضی پر خراج واجب ہوا تو جس وقت سے اس کی زمین پر خراج واجب ہوا اگر اس پر واجب ہوا اس وقت سے وہ ذمی ہو جائیگا اور اس پر اس کے نفس کا جزئیہ واجب ہوگا کہ جس روز سے اس کی زمین پر خراج واجب ہوا ہے اسکے بعد سے ایک سال گذرنے پر اس سے یہ جزئیہ لے لیا جائیگا۔ اور اگر جو یہ عورت امان لیکر ہمارے یہاں داخل ہوئی اور اس نے

موجود ہیں تو اس قاتل پر بھی واجب نہ ہوگا سوائے کفارہ کے کہ فقط خطا سے قتل کرنے کی صورت میں کفارہ قتل واجب ہوگا۔
یہ ہمارے ہیں۔ اور اگر کسی نے خطا سے ایسے مسلمان کو قتل کیا جس کا کوئی دلی نہیں ہو یا ایسے حربی کو قتل کیا جو ان نیکو اور اسلام
میں داخل ہو کر پھر مسلمان ہو گیا تھا تو ایسے مقتول کی دیت اس قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اس دیت کو
امام المسلمین وصول کر لیا اور اس قاتل پر کفارہ قتل واجب ہوگا۔ اور اگر عمر ایسے مسلمان کو قتل کیا جس کا کوئی وارث نہیں
ہو یا ایسے حربی متما میں کو قتل کیا جو مسلمان ہو گیا تھا اور حال یہ ہو کہ اس متما میں مسلمان ہو جانے والے کے ساتھ میں ہکا
کوئی وارث قصداً مسلمان نہیں ہوا ہو اور نہ تبعاً مسلمان ہوا بائین طور کہ اس نے ساتھ اپنا کوئی صغیر لڑکا لایا ہو یا تو ایسی صورت
میں امام المسلمین کو اختیار ہو کہ چاہے قاتل کو قصاص میں قتل کرے اور چاہے قاتل سے مقتول مذکور کی دیت بطور صلح کے
نہ بطور جبر کے لے لے لیکن اگر قاتل کو عفو کر دینا چاہے تو اس کو یہ اختیار نہیں ہوگا۔ اور اگر مقتول عقیق ہو اور اس کو لہذا نہ لیا
کسی دوسرے نے قتل کیا پس اگر خطا سے قتل کیا ہو تو کوئی مشبہ نہیں ہوگا کہ اس کی دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگا
بیت المال میں داخل ہوگی اور قاتل پر کفارہ قتل واجب ہوگا اور اگر عمر آقتل کیا تو امام کو اختیار ہو چاہے قاتل کو قصاص
میں قتل کرے اور چاہے اس سے دیت پر صلح کرے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہے یہ فتح المقدیر میں ہے۔ اور
اصل یہ ہے کہ جو شخص جس دار میں ہو اس کے اس دار کے اہل ہونے کے واسطے یہ دار ذیل ظاہری ہے یعنی جس مقام پر جو شخص یا یا
گیا وہ مقام اس امر کی ذیل ظاہری ہے کہ شخص وہیں کا ہو اور علامات بہ نسبت مکان کے اقوامی ہوتے ہیں اور گواہ بہ نسبت
علامات وغیرہ سب کے اقوامی ہیں چنانچہ اگر کسی چھوٹے لشکر اسلام نے جو باغی کسی سردار کے سوائے امام المسلمین کے ہو
جہاد کر کے کسی قوم کو اسیر کیا اور انکو لے آئے پس اس قوم نے دعویٰ کیا کہ ہم اہل اسلام سے ہیں یا مسلمانوں کے فریاد ہیں
ہیں اور ان لوگوں نے یہ کہہ کر دارالاسلام سے اسیر کیا ہو اور اس لشکر والوں نے کہا کہ یہ لوگ اہل حرب ہیں ہم نے انکو دارالحرب
میں گرفتار کیا ہو تو قول ان اسیروں کا قبول ہوگا اور اگر قیدیوں نے کہا کہ انھوں نے ہم کو دارالحرب میں قید کیا ہو لیکن
ہم اہل اسلام یا ذمی ہیں اور ہم دارالحرب میں امان لیکر تجارت کے لیے یا ملاقات کے واسطے داخل ہوئے تھے یا ہم لوگ اہل
حرب کے پنجہ میں اسیر تھے تو ان لوگوں کا قول قبول نہ ہوگا اور ہم لوگ رفیق قرار دیے جاوینگے لیکن اگر ان لوگوں میں اسلام
کی علامتیں مثل ختنہ و خضاب و مونچھیں کتری ہونے و قرارت قرآن و فقہ وغیرہ کے پانی جاوین اور انھوں نے اسلام
کا دعویٰ کیا تو ان سے گرفتاری و رقی ہونا دور کیا جائیگا۔ اور اسی طرح اگر دارالحرب پر غالب ہو جانے کے بعد دارالحرب میں
کسی قیدی میں ایسی علامات پائی گئیں تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر اس لشکر میں سے بعض نے ان قیدیوں پر گواہی دی
تو قبول نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ گواہی اپنی ذات و نفع کے واسطے ہو اور اگر تاجروں نے ان قیدیوں پر گواہی دی
تو مقبول ہوگی اس واسطے کہ ان کی ان قیدیوں میں شرکت نہیں ہو اور اسیر کبیرین لکھا ہو کہ اہل لشکر میں سے بعض کی گواہی
اپنے مقبول ہوگی۔ اور یہ اختلاف اس جہت سے ہو کہ وضع مسئلہ مختلف ہے یعنی سیر کبیر میں صورت مسئلہ میں یہ ہو کہ بڑا لشکر
جہاد کر کے انکو اسیر کر کے لایا پس ایسی صورت میں شرکت عام ہوگی اور ایسی عام شرکت ایسی گواہی قبول ہونے سے
مانع نہیں ہوگی جیسے دو فقیروں کی گواہی بیت المال کے واسطے ہوتی ہو کہ شرکت تمام فقیروں کی علی العموم ہو اور میان
وضع مسئلہ چھوٹے لشکر میں ہو اور ایسی شرکت خاص ہو پس یہ قبول گواہی سے مانع ہوگی۔ اور اگر اہل ذمہ نے ان قیدیوں
کے نفع کی گواہی دی یا ان طور کہ یہ لوگ مسلمان یا ذمی ہیں تو ایسی گواہی قبول نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ فریادوں کی گواہی مسلمانوں

یہ کافی ہیں۔ فصل سوم ایسے ہدیہ کے بیان میں جو بادشاہ اہل حرب مسلمانوں کے سردار لشکر پاس نیچے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ دشمنوں کا بادشاہ جو ہدیہ لشکر اسلام کے سردار کے پاس یا امام المسلمین کے پاس جو لشکر کے ہمراہ ہو نیچے تو اس کے قبول کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور یہ مال ہدیہ مسلمانوں کے واسطے فنی ہو جائیگا۔ اور اس طرح اگر حربیوں کے بادشاہ نے مسلمانوں کے قائدین میں سے کسی فائدہ کے پاس جبکہ قوت منعت حاصل ہو ہدیہ بھیجا تو اس کا بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کسی ایک بزرگ مسلمان کے پاس جبکہ قوت منعت حاصل نہیں ہو ہدیہ بھیجا تو یہ ہدیہ خاص اٹھی کا ہوگا۔ اور منتفی میں لکھا ہو کہ اگر کوئی گروہ لشکر دارالحرب میں داخل ہو اور اہل حرب نے اس لشکر میں سے کسی لشکر میں یا فائدہ کو ہدیہ بھیجا تو وہ غنیمت ہوگا لیکن اگر اس طرح تنفیذ کر دی گئی ہو کہ جو چیز جسکو ہدیہ بھیجی جاوے وہ اسی کی ہوگی تو ایسا ہی ہوگا اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر خلیفہ کے عاملوں میں سے کسی عامل کو جبکہ خلیفہ نے اسکو کسی کام کے واسطے بھیجا ہو کوئی چیز ہدیہ دی گئی تو خلیفہ کو چاہیے کہ یہ مال ہدیہ اس عامل سے لیکر مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دے بشرطیکہ ہدیہ دینے والے نے اپنی خوشی خاطر سے اسکو ہدیہ بھیجا ہو اور اگر باکراہ و مجبوری بھیجا ہو تو چاہیے کہ ہدیہ دینے والے کو واپس کر دے اگر اس پر قادر ہو اور اگر نہ قادر ہو تو اسکو بیت المال میں رکھ دے اور اگر ہدیہ قصہ جو اسکی بابت گذرا ہو تحریر کر دے اور اسکا حکم مثل مال لفظ کے ہوگا۔ اور اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر دارالحرب میں داخل ہو پھر اس لشکر کے سردار نے دشمن کے بادشاہ کو کچھ ہدیہ بھیجا تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہو پھر اگر اس کے بعد دشمنوں کے بادشاہ نے بھی ہدیہ بھیجا تو دیکھا جائیگا کہ دشمنوں کے بادشاہ نے جو کچھ ہدیہ بھیجا ہو اگر اسکی قیمت اس ہدیہ کی قیمت کے برابر ہو جو سردار لشکر نے دشمنوں کے بادشاہ کو بھیجا تھا یا اس سے خفیف زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ میں ایسا نقصان اٹھاتے ہیں تو وہ خاصہ سردار لشکر کے واسطے ہوگا۔ اور اگر ہدیہ بادشاہ دشمنان اس قدر زیادہ ہو کہ لوگ ایسے نقصان کو اپنے اندازہ میں نہیں اٹھاتے ہیں تو اس میں سے بقدر ہدیہ امیر لشکر کے اسیر کا ہوگا اور جب قدر زیادہ ہو وہ غنیمت ہوگا قال المتزجم قوله لوگ اپنے اندازہ میں ایسا نقصان اٹھاتے ہیں اس کے معنی ہیں کہ جو لوگ مبصر ہیں ان میں سے ایک نے مثلاً دس دوسرے قیمت اندازہ کی اور دوسرے نے سارے دس دس انداز کی اور باقی اندازہ کرنے والے اس دس اور سارے دس میں اندازہ کوئی نہ ہو تو یہ آدھا درم زیادتی ایسی زیادتی شمار کیجاتی ہو کہ جو لوگ اپنے اندازہ میں اٹھا جاتے ہیں بلکہ گویا زیادتی ہی نہیں ہو اور اگر مثلاً ہدیہ بادشاہ حربیان بارہ یا پندرہ روپیہ یا زیادہ ہو تو سارے دس روپیہ سے جب قدر زیادہ ہو وہ ایسی زیادتی قرار دیجا سکتی کہ لوگ اپنے اندازہ میں نہیں اٹھاتے ہیں اور تامل سے یہ مقام سمجھ لینا چاہیے اور جہاں کہیں یہ عبارت مذکور ہو اسکا یہی مطلب ہو۔ اور اسی طرح اگر امیر ثور نے حربیوں کے بادشاہ کو ہدیہ بھیجا اور بادشاہ مذکور نے اس سے دو چند یا زیادہ ہدیہ بھیجا تو اس میں بھی یہی حکم ہے یعنی ان میں سے بقدر ہدیہ سردار موصوف کے سردار موصوف کا ہوگا اور باقی جب قدر زیادہ ہو وہ سب بیت المال میں داخل ہوگا۔ اور اگر مسلمانوں نے اہل حرب کے قلعوں میں سے کسی قلعہ کا یا شہر میں سے کسی شہر کا محاصرہ کیا اور اس حالت میں امیر لشکر نے حربیوں کے ہاتھ اپنا کوئی اسباب وغیرہ فروخت کیا تو اس کے ثمن کو دیکھا جائیگا کہ جو ثمن حربیوں نے دیا ہو اگر اس چیز کی قیمت کے برابر ہو جو امیر نے اس کے ہاتھ فروخت کر دی ہو یا اسکی قیمت سے فقط اس قدر زیادہ ہو جب قدر لوگ اپنے اندازہ کرنے میں نقصان اٹھا جاتے ہیں تو یہ پورے ثمن امیر مذکور کا ہوگا اور اگر ثمن مذکور مع مذکور کی قیمت سے اس قدر زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ کرنے میں ایسی زیادتی دیکر خسارہ نہیں

یہ ہدیہ بھیجنا
سردار کے پاس
یا امام المسلمین کے پاس
جو لشکر کے ہمراہ ہو
تو اس کے قبول کرنے میں
کچھ مضائقہ نہیں ہو
اور یہ مال ہدیہ مسلمانوں کے
واسطے فنی ہو جائیگا
اور اس طرح اگر حربیوں کے
بادشاہ نے مسلمانوں کے
قائدین میں سے کسی فائدہ کے
پاس جبکہ قوت منعت حاصل ہو
ہدیہ بھیجا تو اس کا بھی یہی
حکم ہو۔ اور اگر مسلمانوں میں
سے کسی ایک بزرگ مسلمان کے
پاس جبکہ قوت منعت حاصل نہیں
ہو ہدیہ بھیجا تو یہ ہدیہ خاص
اٹھی کا ہوگا۔ اور منتفی میں
لکھا ہو کہ اگر کوئی گروہ لشکر
دارالحرب میں داخل ہو اور اہل
حرب نے اس لشکر میں سے کسی
لشکر میں یا فائدہ کو ہدیہ
بھیجا تو وہ غنیمت ہوگا لیکن
اگر اس طرح تنفیذ کر دی گئی
ہو کہ جو چیز جسکو ہدیہ
بھیجی جاوے وہ اسی کی ہوگی
تو ایسا ہی ہوگا اور امام
محمد رحمہ نے فرمایا کہ اسی
طرح اگر خلیفہ کے عاملوں میں
سے کسی عامل کو جبکہ خلیفہ
نے اسکو کسی کام کے واسطے
بھیجا ہو کوئی چیز ہدیہ دی
گئی تو خلیفہ کو چاہیے کہ یہ
مال ہدیہ اس عامل سے لیکر
مسلمانوں کے بیت المال میں
داخل کر دے بشرطیکہ ہدیہ
دینے والے نے اپنی خوشی خاطر
سے اسکو ہدیہ بھیجا ہو اور
اگر باکراہ و مجبوری بھیجا
ہو تو چاہیے کہ ہدیہ دینے
والے کو واپس کر دے اگر اس پر
قادر ہو اور اگر نہ قادر ہو
تو اسکو بیت المال میں رکھ
دے اور اگر ہدیہ قصہ جو اسکی
بابت گذرا ہو تحریر کر دے
اور اسکا حکم مثل مال لفظ کے
ہوگا۔ اور اگر مسلمانوں کا کوئی
لشکر دارالحرب میں داخل ہو
پھر اس لشکر کے سردار نے
دشمن کے بادشاہ کو کچھ ہدیہ
بھیجا تو اس میں کچھ مضائقہ
نہیں ہو پھر اگر اس کے بعد
دشمنوں کے بادشاہ نے بھی ہدیہ
بھیجا تو دیکھا جائیگا کہ
دشمنوں کے بادشاہ نے جو کچھ
ہدیہ بھیجا ہو اگر اسکی قیمت
اس ہدیہ کی قیمت کے برابر ہو
جو سردار لشکر نے دشمنوں کے
بادشاہ کو بھیجا تھا یا اس سے
خفیف زیادہ ہو کہ لوگ اپنے
اندازہ میں ایسا نقصان اٹھاتے
ہیں تو وہ خاصہ سردار لشکر
کے واسطے ہوگا۔ اور اگر ہدیہ
بادشاہ دشمنان اس قدر زیادہ
ہو کہ لوگ ایسے نقصان کو اپنے
اندازہ میں نہیں اٹھاتے ہیں
تو اس میں سے بقدر ہدیہ امیر
لشکر کے اسیر کا ہوگا اور جب
قدر زیادہ ہو وہ غنیمت ہوگا
قال المتزجم قوله لوگ اپنے
اندازہ میں ایسا نقصان اٹھاتے
ہیں اس کے معنی ہیں کہ جو
لوگ مبصر ہیں ان میں سے ایک
نے مثلاً دس دوسرے قیمت
اندازہ کی اور دوسرے نے سارے
دس دس انداز کی اور باقی
اندازہ کرنے والے اس دس اور
سارے دس میں اندازہ کوئی نہ
ہو تو یہ آدھا درم زیادتی
ایسی زیادتی شمار کیجاتی
ہو کہ جو لوگ اپنے اندازہ میں
اٹھا جاتے ہیں بلکہ گویا
زیادتی ہی نہیں ہو اور اگر
مثلاً ہدیہ بادشاہ حربیان بارہ
یا پندرہ روپیہ یا زیادہ ہو
تو سارے دس روپیہ سے جب قدر
زیادہ ہو وہ ایسی زیادتی
قرار دیجا سکتی کہ لوگ اپنے
اندازہ میں نہیں اٹھاتے ہیں
اور تامل سے یہ مقام سمجھ
لینا چاہیے اور جہاں کہیں یہ
عبارت مذکور ہو اسکا یہی
مطلب ہو۔ اور اسی طرح اگر
امیر ثور نے حربیوں کے بادشاہ
کو ہدیہ بھیجا اور بادشاہ
مذکور نے اس سے دو چند یا
زیادہ ہدیہ بھیجا تو اس میں
بھی یہی حکم ہے یعنی ان میں
سے بقدر ہدیہ سردار موصوف
کے سردار موصوف کا ہوگا اور
باقی جب قدر زیادہ ہو وہ سب
بیت المال میں داخل ہوگا۔ اور
اگر مسلمانوں نے اہل حرب کے
قلعوں میں سے کسی قلعہ کا یا
شہر میں سے کسی شہر کا
محاصرہ کیا اور اس حالت میں
امیر لشکر نے حربیوں کے ہاتھ
اپنا کوئی اسباب وغیرہ فروخت
کیا تو اس کے ثمن کو دیکھا
جائیگا کہ جو ثمن حربیوں نے
دیا ہو اگر اس چیز کی قیمت
کے برابر ہو جو امیر نے اس کے
ہاتھ فروخت کر دی ہو یا اسکی
قیمت سے فقط اس قدر زیادہ
ہو جب قدر لوگ اپنے اندازہ
کرنے میں نقصان اٹھا جاتے
ہیں تو یہ پورے ثمن امیر
مذکور کا ہوگا اور اگر ثمن
مذکور مع مذکور کی قیمت سے
اس قدر زیادہ ہو کہ لوگ اپنے
اندازہ کرنے میں ایسی زیادتی
دیکر خسارہ نہیں

اٹھاتے ہیں تو اس میں سے قیمت اسباب سے جتنا زیادہ ہو وہ دخل غنیمت ہوگا۔ رہا یہ امر کہ ایسی حالت میں جریوں کے ہاتھ فروخت کرنا کیسا ہے تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مکروہ ہے خواہ کوئی چیز ہو سب چیزوں کا حکم یکساں ہے یہ محیط میں ہے۔
 ساتواں باب۔ عشر خراج کے بیان میں۔ اگر زمین سے مالگزارنی مقاسمہ یا موطف لیجاو یعنی خراج تو وہ زمین خراجی ہو اور اگر دسواں حصہ لیا جاوے تو وہ زمین عشری ہو کہذا قال المتزجم تفعیہا للناس۔ ارضیہ قسم کی ہوتی ہے عشری و خراجی پس زمین عرب سب عشری ہو اور یہ زمین تمامہ و جازو مکہ و یمن و طائف و عمان و بحرین کی ہو اور امام محمد نے فرمایا کہ زمین عرب کی حذیب سے تا مکہ و عدن تا اقصاے حجر اور سواد عراق کی بھی زمین ایسی ہی ہو پس جو زمین اس میں سے عجمیوں کی نہروں سے پہنچی جاوے وہ خراجی ہوگی اور سواد عراق کی حد طولی نجوم موصول سے تا زمین عبادان و حد عرضی زمین حلوان کی منقطع اخیل سے تا اقصاے زمین قادیسیہ ہو جو متصل بغزیب از ارضی عرب ہے۔ اور اسو اسے اسکے ہر ملک جو بغیوت فتح کیا گیا اور وہاں کے لوگ مسلمان نہ ہوئے اور امام نے ان لوگوں پر احسان کیا تو یہ زمین خراجی ہوگی اگر اس میں کو خراجی بانی ہو پختا ہو۔ اور جو ملک صلح فتح کیا گیا اور اسکے لوگوں نے خراج قبول کیا تو یہ زمین خراجی ہوگی اور جو ملک کہ بغیوت فتح کیا گیا اور امام نے اس ملک کو فتح کرنے والے مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیا تو وہ عشری ارضی ہوگی اور جو ملک بغیوت فتح کیا گیا اور قبل اسکے کہ امام اُس کے حق میں کچھ حکم کر دے وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو امام کو اس ارضی کی بابت اختیار ہے چاہے اُسکو فغانین کے درمیان تقسیم کر دے پس عشری ہوگی اور چاہے وہاں کے لوگوں پر احسان کر کے انھیں کے پاس رہنے دے پھر اسکے بعد امام کو اختیار ہوگا چاہے اس ارضی پر خراج باندھے یا نہ باندھے۔
 خراجی بانی سے پہنچی جاتی ہو اور چاہے عشر مقرر کرے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور جس ملک کے لوگ بطوع خود مسلمان ہو گئے وہ ارضی عشری ہوگی اور اسی طرح ارضی عرب میں سے اگر کوئی زمین قہر و غلبہ سے فتح کی گئی حالانکہ وہاں کے لوگ بہت پرست تھے پھر وہ لوگ بعد فتح ہو جانے کے مسلمان ہو گئے اور امام نے ارضی مذکور اسکے پاس چھوڑی تو اُس کے پاس وہ ارضی عشری رہیگی۔ اور اسی طرح بلاد و عجم میں سے جو ملک کہ امام نے قہر و غلبہ سے فتح کیا اور اس میں مزدور ہوا کہ آیا ان لوگوں پر انکی جانوں اور ارضی کے ساتھ احسان کرے کہ انکو آزاد کر کے انکی زمین اسکے پاس چھوڑے اور ارضی پر خراج باندھے یا ارضی کو فغانین کے درمیان تقسیم کرے اُسپر عشر باندھے پھر کہا کہ میں نے اس ارضی کو عشری کر دیا پھر انکی سارے میں آیا کہ اس ارضی کے لوگوں پر انکی گردنوں اور ارضی کے ساتھ احسان کرے تو احسان مذکور کے بعد ارضی عشری باقی رہیگی۔ ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ نے اپنے نوادین اور کرخانی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ اور اس طرح اگر زمین خراجی سے خراج کا پانی منقطع ہو گیا اور وہ عشری بانی سے پہنچی جانے لگی تو وہ بھی عشری ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی نے ارض سوات کو زندہ کیا پس اگر یہ زمین تحت ارضی خراجی سے ہو تو خراجی ہوگی اور اگر تحت عشری سے ہو تو عشری ہوگی اور یہ حکم اس وقت ہے کہ اس زمین کا زندہ کرنے والا یعنی آباد و مزدور کرنے والا مسلمان ہو۔ اور اگر ذمی ہوگا تو اُس پر خراج باندھا جائیگا اگرچہ وہ تحت عشری سے ہو۔ اور ارضی بصرہ ہمارے نزدیک عشری ہو سبب جامع صحابہ رضی اللہ عنہم کے سیراج و ہاج میں ہے۔ اور خراج دو قسم کا ہوتا ہے خراج ذلیفہ پس خراج مقاسمہ یہ ہے کہ زمین کی پیداوار میں سے مثل پانچواں حصہ یا چھٹا حصہ وغیرہ کے باندھا دیا جاوے اور خراج وظیفہ یہ ہے کہ مالک نے زمین کے ذمہ کچھ چیزیں باندھا کہ جب اُسکو ارضی سے متعلق کرنے پر قابو حاصل ہو تو خراج مذکور اسکے ذمہ متعلق ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔

دینی عجمیوں کی

مکروہی ہوئی

مزدور سے

پہنچی ہوئی

خارجہ و غنیمت

در مقام مذکور

ساتھ مسلمان

ہو گئے

میں

ارضی و ملک

وہ زمین ہے

مقتضی بیکار

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

اور خراج مقاسمہ شل سے پیدا ہوا اور زراعت پر قابو پانے سے متعلق نہیں ہے۔ جسے کہ اگر گنسنے باوجود قدرت زراعت کے اراضی کو محفل چھوڑ دیا تو خراج مذکور مثل عشر کے واجب نہ ہوگا۔ تا نا تا خانہ میں نظیر یہ ہے۔ بقول ہے اور خراج وظیفہ اس تفصیل سے ہے کہ امام محمد نے فرمایا کہ اراضی خراجی کی ہر جریب پر جو زراعت کی صلاحیت رکھتی ہے ایک تفریز ایک درم ہو اور جریب رطبہ پر پانچ درم ہیں اور جریب کرم یعنی پھلواری انگور پر دس درم ہیں کذا فی المبحث اور اسوے مذکور کے دیگر اصناف مثل زعفران و رونی و بستان وغیرہ کے بحسب طاقت خراج باندھا جائیگا اور انتہائے طاقت یہ ہے کہ خراج اسکی نصف پیداوار تک پہنچے اور بستان ہر ارضی ہو کہ دیواروں سے گھری ہو اور زمین رختان خرا اور رختان انگور و دیگر اشجار ہوں اور ایسی طرح ہوں کہ درختوں کے درمیان کشادہ میں زراعت ممکن ہو اور اگر اشجار باہم ایسے گنجان ہوں کہ اراضی میں زراعت ممکن نہ ہو تو وہ کرم سیٹے چار دیواری کا باغ انگور ہو گا کذا فی الکافی۔ اور جریب ذراع ملک سے ساٹھ ہاتھ مربع رقبہ کا نام ہے اور ذراع ملک ساٹھ ٹھکی کا ہوتا ہے جو عام لوگوں کے ذراع سے ایک شت زیادہ ہوتا ہے۔ سب کتاب العشر و الخراج کی عبارت ہے اور شیخ اسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ امام محمد نے کہا کہ جریب ساٹھ ہاتھ مربع زمین کا نام ہے یہ قول امام محمد کا اپنی اراضی کی جریبوں کا بیان ہے اور یہی تقدیر تمام اراضی کے حتیٰ میں لازم نہیں ہے بلکہ شروں کے اختلاف سے اراضی کی جریب بھی مختلف ہوتی ہے پس ہر شہر میں دہان کے لوگوں کا رواج معتبر ہو گا اور تفریز سے مراد صاع ہے پھر اٹھ رطل عراقی ہوتے ہیں جسکے چار میں شرعی ہوئے اور یہ امام عظیم و امام محمد کا قول ہے اور یہی پہلا قول امام ابو یوسف کا ہے۔ اور یہ تفریز گیارہون سے ہوگی چنانچہ کتاب العشر و الخراج کے ایک مقام پر یوں ہی لکھا ہے اور دوسرے مقام پر اس کتاب میں لکھا ہے کہ جو اس میں میں بویا جاوے اس نانج سے یہ تفریز ہوگی اور یہی صحیح ہے اور چاہیے کیوں کہا جاوے کہ یہ تفریز مع دولپ نانج کے ہوگی اور دولپ کی تفسیر میں گفتگو ہو۔ بعضوں نے کہا کہ دولپ اند کے یہ سننے ہیں کہ ناسپے والا ڈھیری میں ناسپے کے وقت تفریز کے دونوں جانب اپنے ہاتھ کشادہ رکھ لے اور جس قدر نانج اس کے ہاتھ میں گرے اسکو تھامے رہے اور تفریز اس نانج کے عاشر کی تقبلی میں ڈال دے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی ہیں کہ ناسپے والا تفریز کو چرے پھر تفریز کی چوٹی پر ہاتھ پھیرے جسے کہ جو دانہ اسکی چوٹی پر ہیں وہ گر پڑیں پھر اس تفریز کو عاشر کی تقبلی میں ڈال دے پھر ڈھیری سے دولپ بھر کے نانج اسکی تقبلی میں ڈال دے۔ اب جاننا چاہیے کہ یہ مقدار مذکور جو خراج نفعت قرار دی گئی ہے سال میں فقط ایک مرتبہ واجب ہوتی ہے چاہے مالکان میں اس میں میں میں ایک مرتبہ زراعت کرے یا کئی مرتبہ زراعت کرے۔ بچاٹ خراج مقاسمہ و عشر کے اسوے سے کہ خراج مقاسمہ و عشر میں پیداوار کا کوئی حصہ جب تک نہ ہو پس مکرر پیداوار سے مکرر واجب ہوگا۔ پھر یہ مقدار خراج جو ہمنے بیان کی ہے جب بھی واجب ہوگی کہ اراضی کو اسکی ادائیگی کی طاقت ہو یعنی اسکی پیداوار اس قدر ہو کہ اس پر ایسا خراج باندھا جاوے اور اگر اراضی اسکی طاقت نہ رکھتی ہو یا بطور کہ اسکی پیداوار کم ہو تو جس مقدار تک اسکی طاقت ہو وہاں تک گھٹا دیا جائیگا پس جو وظیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا ہے اگر اراضی کو اسکی برداشت کی طاقت ہو تو اس سے گھٹا دینا بالاجماع جائز ہے اور ہاں اگر اس وظیفہ سے بڑھا دینا جبکہ اراضی کو اس بڑھتی کی طاقت ہو باین طور کہ اسکی پیداوار بہت کثرت سے ہو تو اسکا کیا حکم ہے سو جس اراضی پر وظیفہ مقرر کر دینا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صادر ہو گیا ہے پس زیادہ کر دینا بالاجماع نہیں جائز ہے اور اسی طرح اگر کسی اور امام سے ان اراضی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ کے مثل وظیفہ مقرر کرنا صادر ہو گیا ہو تو پھر بڑھانا بھی

اس کا جواب ہے کہ

دہان و غیرہ کے مال میں
عشر و تفریز کا حکم ہے
بیشک اس کا حکم ہے
فقہاء کے اس سے

بالاجماع نہیں جائز ہو اگرچہ یہ ارضی اس زیادتی کی طاقت رکھتی ہوں اور اگر اسی امام نے اس ارضی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ کے برابر وظیفہ مقرر کر دیا پھر اس وظیفہ پر بنظر طاقت ارضی بڑھانے کا قصد کیا تو اسکو یہ روایتیں ہر اگرچہ ارضی کو زیادہ خراج موقوف برداشت کرنے کی طاقت ہو۔ اور اسی طرح اگر اسی امام نے چاہا کہ اس وظیفہ سے تحویل کر کے دوسرا وظیفہ مقرر کرے یعنی مثلاً پہلے درمون سے اسکا خراج تنہا اب اسکو تحویل کر کے خراج مقاسمہ باندھنا چاہا یا خراج مقاسمہ بندھا تھا اسکو تحویل کر کے خراج درم باندھنا چاہا تو یہ بھی اسکو رو نہیں ہو۔ اور اگر اسنے وظیفہ مذکورہ سے بڑھا کر مالکان ارضی پر زیادہ باندھ دیا یا تحویل کر کے انپر دوسرا وظیفہ مقرر کیا اور انپر اسکا حکم دیدیا اور یہ اسنے اپنی رائے سے کیا پھر اسکے بعد دوسرا شخص والی ہوا اور دوسرے کی رائے اسکے خلاف ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر والی اول نے جو کچھ انپر کیا ہو وہ انکی خوشی خاطر سے کیا ہو تو جو کچھ اول نے کیا ہو دوسرا بھی اسکو جاری رکھے اور اگر اول والی اس امر کو بغیر انکی خوشی خاطر کے کیا ہو تو ارضی کو دیکھا جاوے کہ اگر یہ ارضی قہر و غلبہ سے فتح کی گئی ہوں پھر امام نے ان لوگوں پر احسان کر کے اسکے سپرد کی ہوں تو بھی جو کچھ اول نے کیا ہو دوسرا اسکو جاری رکھے اور اگر غلبہ اسلام سے پہلے صلح ہو کر یہ ارضی فتح ہوئی ہوں اور باقی مسئلہ بجا لہا ہو تو دوسرا امام اس فعل کو جو اول نے کیا ہو توڑ دیگا۔ اور زمین وہ ارضی جہیز پہلے پہل امام المسلمین خراج باندھنا چاہتا ہو اور اسنے وظیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ باندھنا چاہا تو امام ابو یوسف سے دو روایتوں میں سے ایک روایت کے موافق و بنا بر قول امام محمد رحمہ کے جائز ہو اور بنا بر دوسری روایت کے امام ابو یوسف سے اور بنا بر قول امام عظیم رحمہ کے نہیں جائز ہو اور یہی صحیح ہو۔ اور ہر ما خراج مقاسمہ خراج مقاسمہ کی تقدیر امام المسلمین کی رائے کے سپرد ہو لیکن نصف پیداوار سے زائد مقدار نہ ہوگی جو شخص زمین خراجی کا مالک ہو اس سے خراج لیا جائیگا چاہے وہ کافر ہو یا مسلمان ہو صغیر ہو یا بالغ ہو آزاد ہو یا غلام ماذون یا مکاتب ہو مرد ہو یا عورت ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر ارضی وقف ہو تو اسپر بھی عشر با خراج جیسی زمین ہو و جب ہو گا یہ وجہ کر دین میں ہو اگر کسی ارضی کو جسکا خراج موقوف ہو کسی غاصب نے غصب کر لیا پس اگر غاصب کو رمنکر ہو اور مالک کے پاس گواہ نہ ہوں تو دیکھا جائیگا کہ اگر غاصب نے زمین زراعت نہیں کی تو اسکا خراج کسی پر نہ ہو گا اور اگر غاصب نے زمین زراعت کی ہو اور زراعت نے اسکو کچھ نقصان نہیں پہونچا یا تو اسکا خراج غاصب پر ہو گا۔ اور اگر غاصب کو غصب کر لینے کا اقرار کرنا ہو یا مالک کے پاس گواہ ہوں اور زراعت نے زمین مذکور کو نقصان نہیں پہونچا یا تو اسکا خراج مالک نے زمین پر ہو گا اور اگر زراعت نے اسکو نقصان پہونچا یا تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک اسکا خراج مالک زمین پر ہو گا خواہ نقصان قلیل ہو یا کثیر ہو گواہ مالک نے مقدار نقصان کے عوض جسکو غاصب سے تاوان لیا اسکو اجارہ پر دی ہو یا بیع الوفا کی صورت میں اگر مشتری نے اسپر قبضہ کر لیا تو مشتری بمنزلہ غاصب کے قرار دیا جائیگا اور اگر اپنی خراجی زمین کیلئے اجارہ پر دی یا عاریت دی تو اسکا خراج مالک زمین پر ہو گا جیسے مزارعت پر دینے کی صورت میں ہو لیکن اگر ارضی مذکور چار دیواری دار باغ انگور ہو یا رطب ہو یا اسکے درخت باہم بہت گنجان ہوں کہ درمیانی زمین قابل زراعت نہ ہو تو چکم نہیں ہوگا اور اگر اپنی زمین عشری کو اجارہ پر دیا تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک اسکا عشر مالک پر ہو گا اور صاحبین کے نزدیک مستاجر پر ہو گا اور اگر اپنی زمین عشری کسی کو عاریت دی اور مستعیر نے زمین زراعت کی تو اس میں امام عظیم رحمہ سے دو روایتیں ہیں یعنی ایک روایت میں عشر مالک پر اور دوسری میں عشر مستعیر پر ہو گا۔ اور اگر قابل زراعت کو اجارہ پر یا مستعیر

سکہ

خرید

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

لاؤ

دیا پھر مشاجر یا مستعیر نے اس میں انگوڑے کے پٹر لگائے یا اسکو رطاب لگا یا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اسکا خراج مستاجر یا مستعیر پر ہوگا۔ اور اگر عشری زمین غصب کر کے اس میں زراعت کی اور زراعت نے زمین کو نقصان نہیں پہنچایا تو مالک زمین پر اسکا عشر واجب نہ ہوگا اور اگر زراعت نے اس میں نقصان پہنچایا ہو تو مالک زمین پر اسکا عشر واجب ہوگا گو یا مقدار نقصان کے عوض مالک نے غاصب کو اجارہ پر دی ہو یہ قیاس سے قاضیخان میں چرلہ اگر کسی نے اپنی خراجی زمین کسی کے ہاتھ فروخت کر دی در حالیکہ وہ زمین فارغ ہو یعنی اس میں کھیتی وغیرہ موجود نہیں ہو پس اگر سال میں سے اسقدر مدت باقی ہو کہ اس میں مشتری اراضی مذکور میں زراعت کر سکتا ہو تو مشتری مذکور پر خراج واجب ہوگا خواہ زراعت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اور اگر سال میں سے اسقدر مدت کہ حسین مشتری زراعت کر سکے باقی نہ رہی ہو تو اسکا خراج بائع کے ذمہ ہوگا اور اس میں گفتگو ہو کہ اس باب میں فقط گیون وجو کی کھیتی کا اعتبار ہو یا جابہ کوئی زراعت ہو عام ہو اور نیز خبر اسقدر مدت ہو کہ کھیتی اس میں تیار ہو کر کاٹنے کے لائق ہو جاوے یا اتنی مدت کہ کھیتی اس میں خراج سے دو چند قیمت پر پورے جاوے چنانچہ ان سب میں اختلاف ہو اور فتوے اس پر ہو کہ مقدار مدت میں مہینہ ہر پچاس اگر تین مہینہ باقی ہوں تو مشتری پر خراج واجب ہوگا ورنہ بائع پر واجب ہوگا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو۔ اور اگر کسی نے زمین خراجی خریدی اور مشتری کو امانت وقت نہ ملا کہ حسین زراعت کر سکے اور سلطان نے سال تمام مشتری سے اسکا خراج لے لیا تو مشتری کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بائع سے اسکو واپس لے یہ قیاس سے قاضیخان میں ہو۔ اور اگر مالک نے کاشتکار سے اپنی زمین نکال لی حالانکہ اس کے قبضہ میں تھی اور وہ روکنے پر قادر نہیں ہو پھر سلطان نے سال تمام پر کاشتکار سے خراج لے لیا تو وہ مالک سے خراج مذکور کے مثل واپس لے لیا اور ظاہر الردائے کے موافق واپس نہیں لے سکتا ہو اور یہی صحیح ہو یہ وجہ مذکور می میں ہو اور اگر زمین میں دو فصلیں بر جمع دخلیت پیدا ہوتی ہوں اور ان دونوں میں سے ایک بائع کو ملی ہو اور دوسری مشتری کو سپرد کی گئی ہو یا بائع مشتری دونوں میں سے ہر ایک اپنے واسطے ایک ایک پیداوار کو حاصل کر سکتا ہو تو اس زمین کا خراج ان دونوں پر ہوگا ایسا ہی صدر الاسلام نے شرح کتاب العشر و الخراج میں ذکر کیا ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے زمین خراجی فروخت کی پھر مشتری نے ایک مہینہ کے بعد دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی پھر دوسرے نے تیسرے کے ہاتھ اسی طرح فروخت کی یہاں تک کہ سال گذر گیا اور زمین مذکور ان میں سے کسی کے ہاتھ میں تین ماہ نہیں رہی تو اسکا خراج کسی پر نہ ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں صحیح حکم یہ ہو کہ دیکھا جاوے کہ اگر اخیر مشتری کے قبضہ میں ہونے کی حالت میں تین ماہ باقی رہے ہوں تو زمین مذکور کا خراج اسی پر ہوگا کسی نے ایسی زمین فروخت کی حسین کھیتی ہو جو ہنوز تیار می پر نہیں پہنچی ہو پس زمین کو مع اس کھیتی کے فروخت کیا تو بہر حال اسکا خراج مشتری پر ہوگا اور اگر کھیتی میں دانہ بست ہو کر کھیتی تیار ہو جانے کے بعد فروخت کی ہو تو نفیہ ابواللیث نے ذکر فرمایا کہ یہ بمنزلہ ایسی صورت کے ہو کہ جب زمین فارغ یعنی کھیتی وغیرہ سے خالی فروخت کی اور اس کے ساتھ کٹے ہوئے گیون یعنی کٹی ہوئی کھیتی فروخت کی۔ اور یہ سب اس وقت ہو کہ جب خراج لینے والے آخر سال پر خراج لیتے ہوں اور اگر شروع سال میں خراج لے لیتے ہوں بطور تحلیل کے تو یہ محض ظلم ہو کہ نہ بائع پر واجب ہو تا ہو اور مشتری پر اور اگر کسی شخص کی زمین خراجی میں اسکا ایک قریہ ہو حسین بیوت و متنازل ہیں جنکو وہ کرایہ پر چلاتا ہو یا نہیں چلاتا ہو تو اس قریہ کی بابت کچھ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کسی شخص کی ملک میں مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں کوئی داخلہ ہو جسکو

۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

اُس نے بستان بنایا یا زمین درختان خرما لگائے اور اسکو اپنی منزل سے خارج کر دیا تو اُس پر کچھ واجب نہ ہوگا اس واسطے کہ لائق زمین
 بھی تابع وار مذکور ہو اور اگر اُس نے کل دار کو بستان بنایا یا لکڑی اگر وہ ارضی عشری میں سے ہو تو اُس پر عشر اور اگر ارضی خراجی
 کے تحت میں ہو تو اُس پر خراج واجب ہوگا یہ قنارے قاضی خان میں ہر دو ایک شخص نے زمین خراجی خریدی اور زمین مکان
 بنایا تو اُس پر خراج واجب ہوگا اگرچہ اس میں زراعت کرنے پر قدرت نہیں باقی رہی کہ محیط میں ہو۔ اور اگر سلطان نے خراج
 زمین کو مالک زمین کے واسطے کر کے بدون اس سے وصول کر کے اسکو دینے کے اُچی پر چھوڑ دیا تو امام ابو یوسفؒ کے
 قول پر جائز ہو بخلات قول امام محمد رحمہ کے اور فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہر بشر طیکہ مالک میں خراج سے پانے کی اہلیت رکھتا
 ہو۔ اور اسی جواز مذکور پر قاضیوں اور عاملوں کے واسطے بھی اس طرح جائز ہو۔ اور ہر خراج واجب ہوا اگر سلطان نے اس سے
 طلب نہ کیا تو مالک زمین پر واجب ہو کہ اسکو صدقہ کر دے اور اگر بن طلب کرنے کے بطور خود صدقہ کر دیا تو اسکے عودہ سے بری
 و خراج نہ ہوگا یہ قنارے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر عامل نے بدون علم سلطان کے کاشتکار پر خراج چھوڑ دیا تو حلال نہیں ہر اگرچہ
 کاشتکار مذکور خراج میں سے پانے کی اہلیت رکھتا ہو یہ وجہ کروری میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر سلطان نے عشر کو مالک زمین
 کیواسطے کر دیا تو یہ جائز نہیں ہو اور یہ حکم بالاتفاق ہر اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ اگر سلطان نے عشر کو مالک زمین پر چھوڑ دیا تو اس میں
 دو صورتیں ہیں اول یہ کہ غفلت سے چھوڑا یا بطور کہ بھول گیا تو ایسی صورت میں ہر عشر واجب ہو اور جب ہو کہ بقدر عشر کے
 فقیر صدقہ کر دے اور دوم یہ کہ قصداً باوجود اپنے علم کے چھوڑا اور زمین بھی دو صورتیں ہیں اول آنکہ ہر عشر واجب ہو اور
 غنی ہو تو ایسی صورت میں یہ مال اُس کے واسطے سلطان کی طرف سے جائز ہوگا اور سلطان اُس کے برابر مال کو بیت المال خراجی
 سے نکال کر بطور مافان کے بیت المال صدقہ میں داخل کرے اور دوم آنکہ ہر عشر واجب ہو اور وہ فقیر ہو یعنی عشری کی جانب مائل ہو
 تو اس پر اسکا چھوڑ دینا جائز ہو اور یہ اُس پر صدقہ ہوگا پس جائز ہوگا جیسے کہ اگر اس سے لیکر پھر اسکو نصف خراج کے طور پر دیدیا
 تو جائز ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے جامع صغیر میں ذکر فرمایا کہ اگر کسی کی ملک میں زمین خراجی ہو اور اُس نے اس زمین کو
 سطل رکھا تو اس پر خراج واجب ہوگا کذا فی المبیط اور یہ حکم اس وقت ہو کہ خراج مؤلف ہو اور اگر خراج مقاسمہ ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا یہ
 سراج و باج میں ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جس کاشتکار نے ادنیٰ و علی دو کاشتوں میں سے علی کو چھوڑ کر ادنیٰ کی طرف بلا عذر
 انتقال کیا تو اُس پر علی کا خراج واجب ہوگا مثلاً کسی کے پاس خزان کی کاشت کے لائق زمین ہو اُس نے زعفران چھوڑ کر کوئی
 النج بویا تو اُس پر زعفران کا خراج واجب ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کسی پاس ہما ز دیوری دار باغ انگور ہو اور اُس نے کاشت کر
 صاف زمین کر کے النج بویا تو اُس پر باغ انگور مذکور کا خراج واجب ہوگا۔ اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ خود جان لینا چاہیے اور فتویٰ
 نہ دینا چاہیے تاکہ حکام ظالم مالہا سے رعیت بر طبع کا ہاتھ نہ پھیلا دیں یہ کافی ہیں ہو۔ اور ہر خراج بندھا ہو اگر وہ مسلمان ہو گیا
 تو بدستور سالت اس سے خراج لیا جائیگا اور یہ روا ہے کہ مسلمان کسی ذمی سے خراجی زمین خریدے اور شتری سے خرچ لیا جاوے
 یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور ایک ہی زمین پر عشر و خراج جمع نہ کیا جائیگا چاہے زمین عشریہ ہو یا خراجیہ ہو۔ اور اگر تجارت کے
 واسطے کوئی زمین عشری یا خراجی خریدی تو زمین مذکور کا عشر یا خراج واجب ہوگا اور زکوٰۃ تجارت لازم نہوگی یہ محیط میں ہو
 اور اگر کسی ذمی کا فرسے زمین عشری خریدی تو امام عظیم و امام زفر نے فرمایا کہ اس سے خراج لیا جائیگا یہ زکوٰۃ میں ہو اور
 اگر ایسی قوم ہر عشر خراج بندھا ہو اپنی ارضی کے آباد کرنے و پیداوار کرنے و حاصلات اٹھانے سے عاجز ہوئے اور ان کے
 پاس مسقر زمین ہو کہ اُس سے خراج ادا کریں تو امام کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ انکی ارضی ان کے ہاتھ سے نکال کر دوسرے کی ملک

۱۴

صلہ

جس

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

۱۴

مین دیر سے یہ ذخیرہ مین ہو۔ کتاب العشر و خراج مین فرمایا کہ اگر ارضی خراج مین کسی ملک کی کمائی سے عاجز ہوا اور اسکو معطل چھوڑ دیا تو امام کو اختیار ہو کہ اسکے قبضہ سے نکال کر ایسے شخص کے قبضہ مین دیر سے جو اسکی پرداخت کرے اور اسکا خراج ادا کرے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین صحیح حکم یہ ہو کہ پہلے اس مین کو اجارہ پر دیوے اور اجرت سے بقدر خراج کے لیکر باقی کو مالک کے واسطے رکھ چھوڑے ایسا ہی امام محمد رحمہ نے زیادات مین فرمایا ہو اور اگر اجارہ پر لینے والا کوئی بیٹے تو کسی کو تہائی یا چوتھائی وغیرہ حصہ کی بٹائی پر جیسے حصہ بٹائی پر ایسی مین دیجاتی ہو ویر سے پھر مالک مین کے حصہ مین سے بقدر خراج کے لیکر باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے اور اگر بٹائی پر لینے والا بھی کوئی نہ ملے تو ایسے شخص کو دیر سے جو اسکی پرداخت کرے اور اسکا خراج ادا کرے اور اسکے جواز کی وجہ دو باتوں مین سے ایک پر ہو یا تو یہ کہ جسکو دی ہو وہ زرعیت کرنے و خراج ادا کرنے مین قائم مقام مالک کا ہو یا اسکے پاس مقدار خراج کے عوض اجارہ مین ہو کہ جو کچھ اس سے لیا گیا وہ امام کے حق مین خراج ہو اور جس نے دیا ہو اسکے حق مین مال اجارہ ہو یعنی اسنے گویا اجرت ادا کی ہو پھر فرمایا کہ اگر امام کو ایسا شخص بھی نہ ملا جو اسکو خراج پر لیوے تو امام اسکو فروخت کر کے اسکے مین سے بقدر خراج کے نکال کر باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے اور بعض نے فرمایا کہ یہ جو ذکر فرمایا ہو کہ امام اس راضی کو فروخت کرے یہ امام ابو یوسف و امام محمد رحمہ کا قول ہو اور بنا بر قول امام اعظم رحمہ کے چاہیے کہ اسکو فروخت نہ کرے اس واسطے کہ اسکے مال کو فروخت کر کے لینے مین سپر حجر یعنی منع از تصرف لازم آتا ہو حالانکہ امام رحمہ اللہ کے نزدیک مرد آزاد پر حجر و مہنین ہو اور بعض نے فرمایا کہ مہنین یہ سب امامون کا قول ہو اور یہی صحیح ہو اس واسطے کہ امام اعظم رحمہ ایسے موقع پر آزاد کے حق مین بھی حجر و مہنین ہیں جسکا نفع عائد بجانب عام ہو۔ اور بعضی کتابوں مین اس مسئلہ مین مذکور ہو کہ امام المسلمین اودات زرعیت و بیع خرید کر کے کسی دی کو دیر سے تاکہ وہ اس سے زرعیت کرے پھر جب حاصلات آوے تو اس مین سے جو کچھ خرچ پڑا ہو اور خراج لیکر باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ امام المسلمین مالک زمین کو بیت المال سے ہر قدر قرضہ دے کہ جس سے وہ سب در ادوات کا شتکار سی خریدے اور مضبوطی کرے اور کوئی تحریر کرے تاکہ وہ زرعیت کرے پھر جب حاصلات ظاہر ہو تو اس مین سے خراج لے لے اور جو کچھ قرض دیا ہو وہ مالک مین پر آوے ہر گاہ کہ اگر بیت المال مین کچھ ہو تو زمین مذکور ایسے شخص کو دیر سے جو اسکی پرداخت کرے اور اسکا خراج ادا کیا کرے پھر در صورتیکہ مالک زمین زرعیت سے عاجز ہوا اور امام نے ارضی مذکورہ کے ساتھ ایسا نفل کیا جو مہنے بیان کیا ہو پھر مالک مین کو قدرت زرعیت و کام کی قوت حاصل ہو گئی تو جسکے قبضہ مین ہو امام اس سے لیکر مالک زمین کو واپس کو گایا سو اسے ایک صورت بیع کے کہ اگر کسی کے ہاتھ فروخت کر دی ہو تو اس سے واپس نہ لیا گیا یہ محیط مین ہو کہ اگر اہل خراج ارضی چھوڑ کر بھاگ گئے تو حسن نے امام اعظم رحمہ سے روایت ذکر کی ہو کہ امام کو اختیار ہو چاہے اس راضی کی پرداخت بیت المال سے کرے اور جو غایہ حاصل ہو گا وہ مسلمانوں کا ہو گا اور چاہے اور لوگوں کو مقاطعہ پر دیر سے اور جو اسے لیا وہ بیت المال کا ہو گا اور امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ اگر اہل خراج مر گئے تو امام المسلمین انکی ارضی مزارعت پر دیر سے اور چاہے اس راضی کو اجارہ پر دے اور اسکی اجرت بیت المال مین داخل کرے اور اگر اہل خراج چھوڑ کر بھاگ گئے تو امام اس راضی کو اجارہ پر دے کہ 3 اور اجرت مین سے بقدر خراج کے لے لے اور باقی کو مالکان ارضی کے واسطے رکھ چھوڑے پھر جب وہ لوگ واپس آوین تو یہ باقیات انکو دیر سے اور جس سال وہ لوگ بھاگے مین جب تک کہ سال نہ گزر جاوے تنک جا رہے ہر ہر گاہ کہ

شرح بکیر و جہانگیر
ابو دؤد خلیفہ بغدادی

سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر اہل ذمہ اپنی ارضی سے دوسرے ملک میں منتقل کیے گئے تو بعد از حج ہو اور بدون عذر نہیں صحیح ہو اور عذر یہ ہو کہ ان لوگوں کو قوت و شوکت حاصل نہیں ہل حرب کی طرف سے ان پر خوف ہو انکی طرف سے ہر پر خوف ہو یا بن طور کہ مسلمانوں کے پوشیدہ حالات سے اہل حرب کو آگاہ کر دین اور ان لوگوں کو انکی ارضی کی قیمت لیگی یا اس ملک سے جہان منتقل کیے گئے ہیں انکو ارضی کے مثل ارضی لیگی اور اس پر اس ارضی کا جہان منتقل کیے گئے ہیں خراج واجب ہوگا اور ایک روایت میں ہو کہ جہان منتقل کیے گئے ہیں اس ارضی کا خراج اپنے واجب ہوگا مگر اولیٰ اس ہوگا اور انکی ارضی سابقہ خراجیہ ہوگی اور اگر کسی مسلمان نے اس میں توطن اختیار کیا تو اس پر اس ارضی کا خراج واجب ہوگا یہ کافی میں ہو کسی گاؤں میں ارضی ہو جسکے مالکان مر گئے یا غائب ہو گئے اور اہل قریہ اس کے خراج ادا کرنے سے عاجز ہوئے اور چاہا کہ اسکو مسلمان کے سپرد کر دین تو سلطان اس ارضی کے حق میں وہی کر چکا ہو ہم نے بیان کیا ہو۔ اور اگر سلطان نے چاہا کہ اس ارضی کو اپنی ذات کے واسطے لے لے تو اس طرح ہو سکتا ہو کہ کسی شتری کے ہاتھ فروخت کر کے پھر اس سے خود خرید لے۔ ایک قوم نے ایک قطعہ زمین خریدا جس میں چار دیواری کے باغیاں انکو ادا کیت ہیں تو کل کا خراج یکجائی مشترک ادا کریں اور اگر ان میں سے ایک نے باغیاں انکو اور دوسرے نے ارضی خریدی اور خراج کی تقسیم چاہی تو مشل نے فرمایا کہ اگر باغیاں انکو کا خراج معلوم ہو اور نیز خراج ارضی معلوم ہو تو حکم وہی رہیگا جو قبل خرید کے تھا اور اگر خراج باغیاں انکو معلوم نہ ہو اور تمام قطعہ مذکور کا خراج یکجائی ہو تو اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ یہ باغیاں انکو دراصل باغیاں انکو ہی تھے کہ سوائے باغ انکو ہونے کے انکا کچھ اور ہونا ثابت و معلوم نہیں ہوتا ہر معنی کوئی نہیں کہتا ہو کہ یہ دراصل ارضی تھی پھر باغ انکو ہو گئی بلکہ سب ہی کہتے ہیں کہ دراصل یہ باغیاں انکو ہی تھے اور اس ارضی کا بھی یہی حال ہو تو خراج باغیاں انکو اور خراج ارضی پر نظر کیجاوے پس جب ان میں سے ہر ایک کا خراج معلوم ہو جاوے تو پورے قطعہ زمین کا خراج ان دونوں پر تقسیم کر دیا جاوے پس جس قدر ہر ایک کے پرستہ تین پڑے وہی اس پر واجب ہوگا۔ کسی گاؤں کی ارضی کا خراج علی التفاوت ہو یکساں نہیں ہو پھر جسکی ارضی کا خراج زیادہ ہو اس نے درخواست دی کہ میری ارضی کا خراج اوروں کے برابر کر دیا جاوے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر یہ معلوم ہو کہ خراج ابتدا میں برابر تھا یا علی التفاوت تھا تو جیسا قبل اسکے ہوتا رہا ہو اسی حال پر چھوڑا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو (اور فتاویٰ میں لکھا ہو کہ اگر کسی شخص نے اپنی خراجی زمین کو مقبرہ یا بھاریے کی کاروان سرسے یا فقیروں کا سکون بنا دیا تو خراج ساقط ہو جائیگا) اگر خراج ارضی کسی مسلمان پر تنوالی دو سال کا چڑھ گیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ اس سے تو پورے گزشتہ ایام کا خراج لیا جائیگا اور امام اعظم رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ اس سال کا لیا جائیگا جس میں وہ اب ہر ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح سیر صغیر میں ذکر کیا ہو۔ اور صدر الاسلام نے کتاب عشرہ خراج میں امام اعظم رحمہ اللہ سے دو روایتیں ذکر کی ہیں اور صدر اسلام نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ اس سے پورا گزشتہ کا خراج لے لیا جائیگا یہ محیط میں ہو اور اگر کسی زمین پر پانی چڑھا یا یعنی غرق ہو گئی یا اس سے بانی منقطع ہو گیا یعنی ٹوٹ گیا یا وہ زرعت کرنے سے باز رکھا گیا تو اس پر خراج واجب نہ ہوگا یہ نہ اتفاق میں ہو۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے نواد میں ذکر کیا ہو کہ اگر زمین خراجی ہو گئی پھر دو سال شروع ہونے سے اس قدر مدت پہلے اسکا پانی خشک ہو گیا کہ اتنی مدت میں وہ دوبارہ زرعت کرنے پر قادر ہو مگر اس نے زرعت نہ کی تو اس پر خراج واجب ہوگا اور اگر دو سال شروع ہونے سے پہلے اتنی مدت پانی خشک ہو ا کہ اتنے دنوں میں نہ زرعت کر لینے پڑے

سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر اہل ذمہ اپنی ارضی سے دوسرے ملک میں منتقل کیے گئے تو بعد از حج ہو اور بدون عذر نہیں صحیح ہو اور عذر یہ ہو کہ ان لوگوں کو قوت و شوکت حاصل نہیں ہل حرب کی طرف سے ان پر خوف ہو انکی طرف سے ہر پر خوف ہو یا بن طور کہ مسلمانوں کے پوشیدہ حالات سے اہل حرب کو آگاہ کر دین اور ان لوگوں کو انکی ارضی کی قیمت لیگی یا اس ملک سے جہان منتقل کیے گئے ہیں انکو ارضی کے مثل ارضی لیگی اور اس پر اس ارضی کا جہان منتقل کیے گئے ہیں خراج واجب ہوگا اور ایک روایت میں ہو کہ جہان منتقل کیے گئے ہیں اس ارضی کا خراج اپنے واجب ہوگا مگر اولیٰ اس ہوگا اور انکی ارضی سابقہ خراجیہ ہوگی اور اگر کسی مسلمان نے اس میں توطن اختیار کیا تو اس پر اس ارضی کا خراج واجب ہوگا یہ کافی میں ہو کسی گاؤں میں ارضی ہو جسکے مالکان مر گئے یا غائب ہو گئے اور اہل قریہ اس کے خراج ادا کرنے سے عاجز ہوئے اور چاہا کہ اسکو مسلمان کے سپرد کر دین تو سلطان اس ارضی کے حق میں وہی کر چکا ہو ہم نے بیان کیا ہو۔ اور اگر سلطان نے چاہا کہ اس ارضی کو اپنی ذات کے واسطے لے لے تو اس طرح ہو سکتا ہو کہ کسی شتری کے ہاتھ فروخت کر کے پھر اس سے خود خرید لے۔ ایک قوم نے ایک قطعہ زمین خریدا جس میں چار دیواری کے باغیاں انکو ادا کیت ہیں تو کل کا خراج یکجائی مشترک ادا کریں اور اگر ان میں سے ایک نے باغیاں انکو اور دوسرے نے ارضی خریدی اور خراج کی تقسیم چاہی تو مشل نے فرمایا کہ اگر باغیاں انکو کا خراج معلوم ہو اور نیز خراج ارضی معلوم ہو تو حکم وہی رہیگا جو قبل خرید کے تھا اور اگر خراج باغیاں انکو معلوم نہ ہو اور تمام قطعہ مذکور کا خراج یکجائی ہو تو اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ یہ باغیاں انکو دراصل باغیاں انکو ہی تھے کہ سوائے باغ انکو ہونے کے انکا کچھ اور ہونا ثابت و معلوم نہیں ہوتا ہر معنی کوئی نہیں کہتا ہو کہ یہ دراصل ارضی تھی پھر باغ انکو ہو گئی بلکہ سب ہی کہتے ہیں کہ دراصل یہ باغیاں انکو ہی تھے اور اس ارضی کا بھی یہی حال ہو تو خراج باغیاں انکو اور خراج ارضی پر نظر کیجاوے پس جب ان میں سے ہر ایک کا خراج معلوم ہو جاوے تو پورے قطعہ زمین کا خراج ان دونوں پر تقسیم کر دیا جاوے پس جس قدر ہر ایک کے پرستہ تین پڑے وہی اس پر واجب ہوگا۔ کسی گاؤں کی ارضی کا خراج علی التفاوت ہو یکساں نہیں ہو پھر جسکی ارضی کا خراج زیادہ ہو اس نے درخواست دی کہ میری ارضی کا خراج اوروں کے برابر کر دیا جاوے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر یہ معلوم ہو کہ خراج ابتدا میں برابر تھا یا علی التفاوت تھا تو جیسا قبل اسکے ہوتا رہا ہو اسی حال پر چھوڑا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو (اور فتاویٰ میں لکھا ہو کہ اگر کسی شخص نے اپنی خراجی زمین کو مقبرہ یا بھاریے کی کاروان سرسے یا فقیروں کا سکون بنا دیا تو خراج ساقط ہو جائیگا) اگر خراج ارضی کسی مسلمان پر تنوالی دو سال کا چڑھ گیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ اس سے تو پورے گزشتہ ایام کا خراج لیا جائیگا اور امام اعظم رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ اس سال کا لیا جائیگا جس میں وہ اب ہر ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح سیر صغیر میں ذکر کیا ہو۔ اور صدر الاسلام نے کتاب عشرہ خراج میں امام اعظم رحمہ اللہ سے دو روایتیں ذکر کی ہیں اور صدر اسلام نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ اس سے پورا گزشتہ کا خراج لے لیا جائیگا یہ محیط میں ہو اور اگر کسی زمین پر پانی چڑھا یا یعنی غرق ہو گئی یا اس سے بانی منقطع ہو گیا یعنی ٹوٹ گیا یا وہ زرعت کرنے سے باز رکھا گیا تو اس پر خراج واجب نہ ہوگا یہ نہ اتفاق میں ہو۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے نواد میں ذکر کیا ہو کہ اگر زمین خراجی ہو گئی پھر دو سال شروع ہونے سے اس قدر مدت پہلے اسکا پانی خشک ہو گیا کہ اتنی مدت میں وہ دوبارہ زرعت کرنے پر قادر ہو مگر اس نے زرعت نہ کی تو اس پر خراج واجب ہوگا اور اگر دو سال شروع ہونے سے پہلے اتنی مدت پانی خشک ہو ا کہ اتنے دنوں میں نہ زرعت کر لینے پڑے

کرنے پر قادر نہیں ہو تو اس پر خراج بھی واجب نہ ہوگا۔ اور اگر زمین خراجی میں ایسی زمین ہو کہ زمین سے قلیل یا کثیر نمک نکلتا ہو تو اسکا حکم بھی ایسا ہی ہو کہ اگر مالک زمین اسکے اصلاح کرنے اور مزودہ کر دینے اور خراجی پانی سے پانی پہونچانے پر قادر تھا تو اس پر خراج واجب ہوگا اور اگر وہاں خراجی پانی نہیں پہونچ سکتا تھا یا وہ بہاڑ پر واقع ہو کہ وہاں پانی نہیں پہونچ سکتا ہو تو خراج واجب نہ ہوگا۔ اور اگر زمین خراجی کے درمیان کوئی قطعہ زمین نتیجہ واقع ہو کہ مزارعت کے لائق نہیں یا اسکو پانی نہیں پہونچتا ہو پس اگر مالک زمین مذکور جسکی اصلاح کر سکتا تھا مگر نہ کی تو اس پر اسکا خراج واجب ہوگا۔ اور اگر اصلاح نہیں کر سکتا تھا تو اس پر خراج بھی واجب نہ ہوگا یہ فتاویٰ سے قاضی خان ہیں۔ قال المترجم واضح ہو کہ بیان دو وقت ہیں ایک وقت وجوب خراج اور دوسرا وقت ادائے خراج واجبہ فافہم۔ اور امام عظیم کے نزدیک وقت وجوب خراج کا اول سال ہو یعنی شروع سال مگر بدین شرط کہ زمین نامیہ حقیقہ یا اعتباراً اسکے قبضہ میں ایک سال باقی رہے یہ ذخیرہ کی کتاب العشر والخراج میں ہے اور دالی ملک کو چاہیے کہ خراج کے واسطے ایسے شالیہ آدمی کو مقرر کرے جو لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آوے اور اسے خراج لینے میں انصاف و عدل کو پیش نظر رکھے اور ہر بار جب غلہ پیدا ہو تب اسے بقدر اسکے خراج لے لے یہاں تک کہ آخر غلہ پر پورا خراج حاصل ہو جائے اور اس کلام سے مراد یہ ہے کہ بقدر غلہ کے خراج مقرر کرے چنانچہ اگر کسی زمین میں ربیع و خریف دو فصلیں پیدا ہوتی ہوں تو غلہ ربیع حاصل ہونے کے وقت شالیہ متولے مذکور انرازہ و تخمینہ سے یہ لحاظ کرے کہ اس میں غلہ خریف کتنا پیدا ہوگا پس اگر اسکی خاطر میں جم جاوے کہ مثل غلہ ربیع کے پیدا ہوگا تو خراج کے دو حصہ کر ڈالے پس غلہ ربیع میں سے نصف خراج لے لے اور باقی نصف خراج میں تاخیر کرے یہاں تک کہ غلہ خریف پیدا ہووے پس نصف خراج اس میں سے لے لے۔ اور ایسا ہی بقول ہیں کہ دیکھے کہ اگر یہ ایسی چیزوں میں سے ہو جو پانچ مرتبہ نوچی جاتی ہیں یعنی ایک مرتبہ نوچنے کے بعد پھر ہری ہو کہ دوبارہ و سہ بارہ اسبطرح پانچ مرتبہ تک نوبت پہونچتی ہو تو خراج کے پانچ ٹکڑے کر کے ہر مرتبہ سے پانچواں حصہ خراج لے لے اور اگر ایسی نہات سے ہو کہ چار مرتبہ نوچی جاتی ہیں تو ہر مرتبہ سے چہارم خراج وصول کرے اور اسی قیاس پر سمجھ لینا چاہیے یہ محیط میں ہے۔ اور جس پر خراج یا عشر واجب ہو گیا ہو اگر وہ مرگیا تو یہ اسکے ترکہ سے وصول کر لیا جائیگا اور ختمات بلاد کے موافق غلہ کی پختگی کا وقت بھی مختلف ہو پس پیداوار غلہ کی اور اک کے وقت خراج لیا جائیگا اور مالک ارغنی کو حلال نہیں ہو کہ جب تک خراج ادا نہیں کیا ہو تب تک اس پیداوار میں سے کھاوے یا ان بعد ادا کرنے کے کھانا حلال ہے یہ فتاویٰ قاضی خان ہیں اور نیز حسین سے عشر دینا چاہیے ہر زمین سے بھی کھانا حلال نہیں ہو بیان تک کہ عشر ادا کر دے اور اگر کھا جائیگا تو نقصان ہوگا اور سلطان کو اختیار ہے کہ زمین خراجی کی پیداوار روک رکھے یہاں تک کہ خراج وصول کر لے یہ ظہیر میں ہے۔ اور امام محمد نے اپنی نواد میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر کسی نے خوشی سے اپنی زمین کا خراج سال یا دو سال کا پیشگی بطور تعجیل ادا کر دیا تو یہ جائز ہے۔ اور متقی میں ہے کہ اگر کسی نے اپنی زمین کا خراج پیشگی دیا پھر اسی سال میں غرق ہوگئی تو فرمایا کہ جو کچھ خراج اس نے ادا کیا ہو وہ اسکو واپس کر دیا جاوے پھر اگر اسکے قبضہ میں نہ رہا گیا اور اس نے دوسرے سال اس میں زراعت کی تو اس سال کے خراج میں محسوب کر دیا جائیگا۔ اور امام محمد سے مروی ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی زمین کا دو سال کا خراج ادا کر دیا یعنی پیشگی پھر اس زمین پر پانی چڑھ آیا اور غرق آگ ہو کر وحلہ ہوگئی تو فرمایا کہ جو کچھ امام نے وصول کیا ہو وہ اسکو واپس کر دے بشرطیکہ بعینہ موجود ہو اور اگر امام نے اس خراج کو دیدیا ہو یعنی مجاہدین کے صرف میں لایا ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔

اگر اصل جہاد
قادر نہیں ہو تو بدین
مسکو واجب ہوگا
اس سے
فتاویٰ ہند بکتاب السیر
باب ہفتم در بیان عشر
خراج
کی روشنی میں
کتاب العشر والخراج
میں ہے اور دالی ملک
کو چاہیے کہ خراج کے
واسطے ایسے شالیہ
آدمی کو مقرر کرے
جو لوگوں کے ساتھ
نرمی سے پیش آوے
اور اسے خراج لینے
میں انصاف و عدل
کو پیش نظر رکھے
اور ہر بار جب
غلہ پیدا ہو تب
اسے بقدر اسکے
خراج لے لے یہاں
تک کہ آخر غلہ
پر پورا خراج
حاصل ہو جائے
اور اس کلام سے
مراد یہ ہے کہ
بقدر غلہ کے
خراج مقرر کرے
چنانچہ اگر کسی
زمین میں ربیع و
خریف دو فصلیں
پیدا ہوتی ہوں
تو غلہ ربیع
حاصل ہونے کے
وقت شالیہ
متولے مذکور
انرازہ و تخمینہ
سے یہ لحاظ کرے
کہ اس میں غلہ
خریف کتنا پیدا
ہوگا پس اگر
اسکی خاطر میں
جم جاوے کہ
مثل غلہ ربیع
کے پیدا ہوگا
تو خراج کے دو
حصہ کر ڈالے
پس غلہ ربیع
میں سے نصف
خراج لے لے
اور باقی نصف
خراج میں
تاخیر کرے
یہاں تک کہ
غلہ خریف
پیدا ہووے
پس نصف
خراج اس میں
سے لے لے۔
اور ایسا ہی
بقول ہیں کہ
دیکھے کہ اگر
یہ ایسی چیزوں
میں سے ہو جو
پانچ مرتبہ
نوچی جاتی ہیں
یعنی ایک مرتبہ
نوچنے کے بعد
پھر ہری ہو کہ
دوبارہ و سہ
بارہ اسبطرح
پانچ مرتبہ
تک نوبت
پہونچتی ہو
تو خراج کے
پانچ ٹکڑے
کر کے ہر
مرتبہ سے
پانچواں
حصہ خراج
لے لے اور اگر
ایسی نہات
سے ہو کہ
چار مرتبہ
نوچی جاتی
ہیں تو ہر
مرتبہ سے
چہارم
خراج
وصول کرے
اور اسی
قیاس پر
سمجھ لینا
چاہیے یہ
محیط میں
ہے۔ اور جس
پر خراج یا
عشر واجب
ہو گیا ہو
اگر وہ
مرگیا تو
یہ اسکے
ترکہ سے
وصول کر
لیا جائیگا
اور ختمات
بلاد کے
موافق غلہ
کی پختگی
کا وقت
بھی مختلف
ہو پس
پیداوار
غلہ کی اور
اک کے
وقت
خراج
لیا جائیگا
اور مالک
ارغنی کو
حلال
نہیں ہو کہ
جب تک
خراج
ادا نہیں
کیا ہو
تب تک
اس
پیداوار
میں سے
کھاوے
یا ان
بعد ادا
کرنے کے
کھانا
حلال
ہے یہ
فتاویٰ
قاضی
خان
ہیں
اور
نیز
حسین
سے
عشر
دینا
چاہیے
ہر
زمین
سے
بھی
کھانا
حلال
نہیں
ہو
بیان
تک
کہ
عشر
ادا
کر
دے
اور
اگر
کھا
جائے
تو
نقصان
ہوگا
اور
سلطان
کو
اختیار
ہے
کہ
زمین
خراجی
کی
پیداوار
روک
رکھے
یہاں
تک
کہ
خراج
وصول
کر
لے
یہ
ظہیر
میں
ہے۔
اور
امام
محمد
نے
اپنی
نوادر
میں
ذکر
فرمایا
ہے
کہ
اگر
کسی
نے
خوشی
سے
اپنی
زمین
کا
خراج
سال
یا
دو
سال
کا
پیشگی
بطور
تعجیل
ادا
کر
دیا
تو
یہ
جائز
ہے۔
اور
متقی
میں
ہے
کہ
اگر
کسی
نے
اپنی
زمین
کا
خراج
پیشگی
دیا
پھر
اسی
سال
میں
غرق
ہوگئی
تو
فرمایا
کہ
جو
کچھ
خراج
اس
نے
ادا
کیا
ہو
وہ
اسکو
واپس
کر
دیا
جاوے
پھر
اگر
اسکے
قبضہ
میں
نہ
رہا
گیا
اور
اس
نے
دوسرے
سال
اس
میں
زراعت
کی
تو
اس
سال
کے
خراج
میں
محسوب
کر
دیا
جائے
گا۔
اور
امام
محمد
سے
مروی
ہے
کہ
اگر
ایک
شخص
نے
اپنی
زمین
کا
دو
سال
کا
خراج
ادا
کر
دیا
یعنی
پیشگی
پھر
اس
زمین
پر
پانی
چڑھ
آیا
اور
غرق
آگ
ہو
کر
وحلہ
ہوگئی
تو
فرمایا
کہ
جو
کچھ
امام
نے
وصول
کیا
ہو
وہ
اسکو
واپس
کر
دے
بشرطیکہ
بعینہ
موجود
ہو
اور
اگر
امام
نے
اس
خراج
کو
دیدیا
ہو
یعنی
مجاہدین
کے
صرف
میں
لایا
ہو
تو
اس
پر
کچھ
واجب
نہیں
ہے۔

اگر اصل جہاد
قادر نہیں ہو تو بدین
مسکو واجب ہوگا
اس سے
فتاویٰ ہند بکتاب السیر
باب ہفتم در بیان عشر
خراج
کی روشنی میں
کتاب العشر والخراج
میں ہے اور دالی ملک
کو چاہیے کہ خراج کے
واسطے ایسے شالیہ
آدمی کو مقرر کرے
جو لوگوں کے ساتھ
نرمی سے پیش آوے
اور اسے خراج لینے
میں انصاف و عدل
کو پیش نظر رکھے
اور ہر بار جب
غلہ پیدا ہو تب
اسے بقدر اسکے
خراج لے لے یہاں
تک کہ آخر غلہ
پر پورا خراج
حاصل ہو جائے
اور اس کلام سے
مراد یہ ہے کہ
بقدر غلہ کے
خراج مقرر کرے
چنانچہ اگر کسی
زمین میں ربیع و
خریف دو فصلیں
پیدا ہوتی ہوں
تو غلہ ربیع
حاصل ہونے کے
وقت شالیہ
متولے مذکور
انرازہ و تخمینہ
سے یہ لحاظ کرے
کہ اس میں غلہ
خریف کتنا پیدا
ہوگا پس اگر
اسکی خاطر میں
جم جاوے کہ
مثل غلہ ربیع
کے پیدا ہوگا
تو خراج کے دو
حصہ کر ڈالے
پس غلہ ربیع
میں سے نصف
خراج لے لے
اور باقی نصف
خراج میں
تاخیر کرے
یہاں تک کہ
غلہ خریف
پیدا ہووے
پس نصف
خراج اس میں
سے لے لے۔
اور ایسا ہی
بقول ہیں کہ
دیکھے کہ اگر
یہ ایسی چیزوں
میں سے ہو جو
پانچ مرتبہ
نوچی جاتی ہیں
یعنی ایک مرتبہ
نوچنے کے بعد
پھر ہری ہو کہ
دوبارہ و سہ
بارہ اسبطرح
پانچ مرتبہ
تک نوبت
پہونچتی ہو
تو خراج کے
پانچ ٹکڑے
کر کے ہر
مرتبہ سے
پانچواں
حصہ خراج
لے لے اور اگر
ایسی نہات
سے ہو کہ
چار مرتبہ
نوچی جاتی
ہیں تو ہر
مرتبہ سے
چہارم
خراج
وصول کرے
اور اسی
قیاس پر
سمجھ لینا
چاہیے یہ
محیط میں
ہے۔ اور جس
پر خراج یا
عشر واجب
ہو گیا ہو
اگر وہ
مرگیا تو
یہ اسکے
ترکہ سے
وصول کر
لیا جائیگا
اور ختمات
بلاد کے
موافق غلہ
کی پختگی
کا وقت
بھی مختلف
ہو پس
پیداوار
غلہ کی اور
اک کے
وقت
خراج
لیا جائیگا
اور مالک
ارغنی کو
حلال
نہیں ہو کہ
جب تک
خراج
ادا نہیں
کیا ہو
تب تک
اس
پیداوار
میں سے
کھاوے
یا ان
بعد ادا
کرنے کے
کھانا
حلال
ہے یہ
فتاویٰ
قاضی
خان
ہیں
اور
نیز
حسین
سے
عشر
دینا
چاہیے
ہر
زمین
سے
بھی
کھانا
حلال
نہیں
ہو
بیان
تک
کہ
عشر
ادا
کر
دے
اور
اگر
کھا
جائے
تو
نقصان
ہوگا
اور
سلطان
کو
اختیار
ہے
کہ
زمین
خراجی
کی
پیداوار
روک
رکھے
یہاں
تک
کہ
خراج
وصول
کر
لے
یہ
ظہیر
میں
ہے۔
اور
امام
محمد
نے
اپنی
نوادر
میں
ذکر
فرمایا
ہے
کہ
اگر
کسی
نے
خوشی
سے
اپنی
زمین
کا
خراج
سال
یا
دو
سال
کا
پیشگی
بطور
تعجیل
ادا
کر
دیا
تو
یہ
جائز
ہے۔
اور
متقی
میں
ہے
کہ
اگر
کسی
نے
اپنی
زمین
کا
خراج
پیشگی
دیا
پھر
اسی
سال
میں
غرق
ہوگئی
تو
فرمایا
کہ
جو
کچھ
خراج
اس
نے
ادا
کیا
ہو
وہ
اسکو
واپس
کر
دیا
جاوے
پھر
اگر
اسکے
قبضہ
میں
نہ
رہا
گیا
اور
اس
نے
دوسرے
سال
اس
میں
زراعت
کی
تو
اس
سال
کے
خراج
میں
محسوب
کر
دیا
جائے
گا۔
اور
امام
محمد
سے
مروی
ہے
کہ
اگر
ایک
شخص
نے
اپنی
زمین
کا
دو
سال
کا
خراج
ادا
کر
دیا
یعنی
پیشگی
پھر
اس
زمین
پر
پانی
چڑھ
آیا
اور
غرق
آگ
ہو
کر
وحلہ
ہوگئی
تو
فرمایا
کہ
جو
کچھ
امام
نے
وصول
کیا
ہو
وہ
اسکو
واپس
کر
دے
بشرطیکہ
بعینہ
موجود
ہو
اور
اگر
امام
نے
اس
خراج
کو
دیدیا
ہو
یعنی
مجاہدین
کے
صرف
میں
لایا
ہو
تو
اس
پر
کچھ
واجب
نہیں
ہے۔

اسکھوان باب جزیرہ کے میان میں۔ جزیرہ اس مال کا نام ہے جو اہل ذریعہ سے لیا جاتا ہے کذا فی النہایہ اور جزیرہ فقط اسی ذمی پر واجب ہوتا ہے کہ مرد بالغ ہو لیاقت قتال رکھتا ہو عاقل ہو مختبر ہو اگرچہ اپنے حرفہ کو اچھی طرح نہ جانتا ہو یہ سراجیہ میں ہے۔ اور جزیرہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ کہ صلح و تراضی سے اپنے مقرر کیا گیا ہو جس کی مقدار وہی ہر کسی جیسر باہم اتفاق ہو اور اسی حساب سے ہر ایک پر مقرر ہوگا یہ کافی میں ہے پس اس مقدار سے زیادہ نہ کیا جائیگا اور کم بھی نہ کیا جائیگا۔ یہ نہرا لفاق میں ہے۔ اور دوم جزیرہ وہ کہ جب امام المسلمین کافرون پر غالب ہوا اور احسان کر کے انکو انکی املاک پر باقی رکھ کر اپنے از سر نو جزیرہ اپنی رائے سے مقرر کیا کذا فی الکافی۔ پس یہ جزیرہ مقرر بعد معلوم ہو خواہ چاہیں یا انکار کریں رضی ہوں یا ناراض ہوں پس تو مگر ہر سال میں دزن سابعہ کے اڑنا لیش درم مقرر کیے جاویں گے چنانچہ ماہواری چار درم وصول کر لینگا اور جو شخص متوسط الحال ہو اس پر سالانہ چوبیس درم یعنی ماہواری دو درم ہونگے اور جو شخص فقیر متعل ہو اس پر سالانہ بارہ درم یعنی ماہواری ایک درم مقرر ہوگا کذا فی فتح القدیر والہدایہ والکافی۔ اور متعل کے معنی میں گفتگو ہو اور اسکے صحیح معنی یہ ہیں کہ متعل وہ ہے جو کام کرنے پر قادر ہو اگرچہ اپنا حرفہ اچھی طرح نہ جانتا ہو۔ اور علمائے نے تو انکر اور متوسط الحال اور فقیران تینوں کی شناخت میں گفتگو کی ہے چنانچہ شیخ ابام ابو جعفر نے فرمایا کہ ہر بلاد میں رہاں کا عرف معتبر ہوگا پس جس بلاد والے اپنے شہر میں جسکو تو انکر شمار کرتے ہوں یا متوسط یا فقیر شمار کرتے ہوں وہ ایسا ہی ہوگا اور یہی اصح ہے مجتہدین میں ہے۔ اور امام کرخی نے فرمایا کہ فقیر وہ ہے جو دو سو درم یا کم کا مالک ہو اور متوسط وہ ہے جو دو سو درم سے زائد درم ہزار درم تک کا مالک ہو اور تو نکر وہ ہے جو دس ہزار درم سے زائد کا مالک ہو اور شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اعتماد اس باب میں کرخی رحمہ اللہ کے قول پر ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور متعل میں یہ ضرور ہے کہ وہ تندرست ہو اور سال میں زیادہ مدت انکی تندرستی ہونا کافی ہے یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور ایضاح میں مذکور ہے کہ اگر ذمی تمام سال بیمار رہا اور اسے کام کرنے پر قدرت نہ پائی حالانکہ وہ خوشحال ہو تو اس پر جزیرہ واجب نہ ہوگا اور اسی طرح اگر نصف سال یا زیادہ بیمار رہا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر باوجود قدرت و تندرستی کے اسے کام کرنا چھوڑا تو وہ متعل کے حکم میں ہوگا یہ نہایت میں ہے۔ اور جزیرہ ہمارے نزدیک بتدائے سال سے واجب ہوتا ہے اور جزیرہ اہل کتاب پر ہے خواہ وہ عرب کے ہوں یا عجم کے اور مجوس و بت پرستان عجم پر ہے یہ کافی میں ہے۔ پھر جزیرہ لینے کا وقت سال کا آخر زمانہ ہو قبل اسکے کہ دوسرا سال شروع ہو جاوے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ روایت ہے کہ ہر دو مہینہ پر قسط کر کے لیا جائیگا اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ماہواری لینے ہر مہینہ لیا جائیگا اور اصح وہی قول اول ہے یہ بسوط میں ہے۔ اور یہودیوں میں ساری دخل زمین اور نصیبارے میں فرنگ و ارمنی دخل ہیں۔ اور اگر لشکر اسلام نے اہل کتاب و مجوس و بت پرستوں پر جو عجم کے ہوں غلبہ پایا قبل اسکے کہ اپنے جزیرہ مقرر کیا جاوے یعنی بغیر صلح کے تو وہ لوگ اور انکی عورتیں و بچے سب فنی ہونگے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور یہ صلابی لوگ موامام عظم نے فرمایا کہ ان سے جزیرہ لیا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ نہیں لیا جائیگا۔ اور یہ بیعتہ سوشاخ نے فرمایا کہ دیکھا جاوے کہ اگر وہ جدید پیدا ہوئے ہیں تو وہ لوگ مرتد ہیں کہ ان سے جزیرہ نہ لیا جائیگا بلکہ وہ لوگ قتل کیے جاویں گے۔ اور اگر وہ لوگ پڑا نے ہوں یعنی قدیمی یہ فرقہ چلا آتا ہو تو ان سے جزیرہ لیا جائیگا۔ اور یہ زہدین لوگ سو ان سے جزیرہ لیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور عرب کے بت پرستوں پر جزیرہ نہ باندھا جائیگا اور نہ مرتد لوگوں پر جزیرہ ہوگا بلکہ اسلام لاوین یا قتل کیے جاویں اور اگر ان لوگوں پر غلبہ حاصل ہو تو انکی عورتیں و بچے فنی ہونگے۔ اور ان کے مردوں میں سے جو شخص مسلمان نہ ہو اوہ قتل کیا جاوے۔ اور اصح ہے

یہی فتاویٰ ان فضیلت
ہے کہ شہر ہر جگہ

اور اسکا اہل کو قسم
کیے جاویں گے

کہ عورت و بچہ و اندھے پر جزیرہ نہیں ہو اور نیز مفلوج اور بڑھے بچوں اور فقیر غیر معمول پر بھی جزیرہ نہیں ہو یہ ہر ایسے ہر
 اور نیز مجنون اور پانچ پر بھی جزیرہ نہیں ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور معتوہ سے بھی نہ لیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور
 جن لوگوں کے ہاتھ و پاؤں کٹے ہوئے ہوں ان پر جزیرہ واجب نہیں ہوتا ہو یہ تاتار خانہ میں ہو اور ملاک و مکاتب
 و مدبر و دام ولد پر جزیرہ نہیں باندھا جائیگا اور نہ انکے مولے انکی طرف سے اوکریں گے اور ایسے ایسوں پر بھی نہیں باندھا
 جائیگا جو لوگوں سے الگ ہیں مخالفت نہیں کرتے ہیں یہ ہر ایسے میں ہو۔ اور دلواری نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا کہ نصاریٰ
 بخوان پر انکے رؤس ارضی پر سالانہ ہزار حلقہ ہر حلقہ پچاس درم کا ہو دسے باندھا جائیگا جس میں سے ہزار حلقہ ماہ صفر میں اور
 ہزار حلقہ ماہ رجب میں واجب ہونگے اور یہ انکے رؤس یعنی ہر ہر نظر پر اور انکی ارضی پر تقسیم کیا جائیگا پس جو کچھ انکے رؤس کے
 مقابلہ میں آوے وہ جزیرہ ہوگا اور جو انکی ارضی پر پڑے وہ خراج ہوگا اور یہ جو دلواری نے فرمایا ہو یہی صحیح ہے سبب کے کہ حدیث
 کے موافق ہو مگر اسکی اتنی بات کہ ہر حلقہ پچاس درم کا ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کتاب الخراج میں فرمایا کہ یہ حلما سے
 بیان کردہ شدہ دو ہزار حلقہ ہیں جو انکی ارضی اور انکے رؤس پر باندھے جائیں گے اور انکے مردوں کی تعداد ہر ہر نظر پر
 جو مسلمان نہیں ہوتے ہیں اور بخوان کی ہر ہر زمین پر تقسیم کیے جائیں گے اگر بعض نے اپنی زمین پوری یا تھوڑی سی مسلمان کے
 ہاتھ فروخت کر دی ہو یا کسی ذمی یا غلبہ کے ہاتھ فروخت کر دی ہو اور ارضی کے خراج مذکور میں عورت و بچہ سب کی ارضی مثل
 مردوں کی ارضی کے ہیں مگر جزیرہ رؤس سو وہ مردوں پر ہو عورتوں و بچوں پر نہیں ہو۔ یہ غایتہ البیان میں ہو۔ اور امام ابو یوسف
 نے کتاب الخراج میں حلقہ کو بیان کیا ہو چنانچہ فرمایا کہ ہر حلقہ ایک اوقیہ ہے یعنی اسکی قیمت اسقدر ہو ثلثت دار و قبیہ چالیس درم وزن
 کا ہوتا ہو اور شائد اس پر پچاس درم چڑھتے ہوں پس قول دلواری اس کے موافق ہوگا لیکن ہر الفائق میں نقلاً از فتح القدیر یہاں
 اعتراض کیا کہ پس قول دلواری کہ ہر حلقہ پچاس درم ہو صحیح نہیں ہو اس واسطے کہ اوقیہ چالیس درم ہو نہ ہی وقت بشارت الی الجواب فانہ
 اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر انکے سب مرد مر گئے یا مسلمان ہو گئے تو وہ ہزار حلقہ میں سے کچھ کم نہوگا اور یہ سب مقدار
 یعنی وہ ہزار درم انکی ارضی سے وصول کیا جائیگا یہ حاوی قدسی میں ہو اور جو مرد انہیں سے مسلمان ہو گیا اسکے اس کا جوہر
 ساقط ہو جائیگا اور وہ مقدار ان لوگوں بڑا الی جائیگی جو مسلمان نہیں ہوئے ہیں۔ اور بخوانی کا آزاد کیا ہو غلام جسکو
 مولے کہتے ہیں وہ مثل ذمی کے غلام آزاد کیے ہوئے کے ہو کہ اس پر اسکی ذات کا جزیرہ باندھا جائیگا یہ تاتار خانہ میں دلواری
 سے نقل ہو۔ اور واضح ہو کہ حلقہ کہتے ہیں نہ بند چادر کو اور یہی مختار ہو اور حلقہ دو کپڑے نمونہ تک حلقہ نہ کہلایا گیا یہ
 کفایہ میں ہو۔ اور حجت میں لکھا ہو کہ اگر نصرانی کما تا ہو دسے مگر اسکے خراج سے نہیں بچتا ہو تو اس سے جزیرہ اس نہ لیا جائیگا
 یہ تاتار خانہ میں ہو اور اگر مسلمان کا آزاد کیا ہو غلام مرد نصرانی ہو تو اس پر جزیرہ باندھا جائیگا یہ ہر ایسے میں ہو۔ اور قریشی نے
 اگر کا غلام آزاد کر دیا تو اس سے جزیرہ لیا جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر ذمیوں میں سے کوئی لڑکا شروع سال میں قبل
 اسکے کہ ان لوگوں پر جزیرہ باندھا جاوے محتلم ہو ایسے اسکو احکام ہو جو علامت بلوغ ہو اور حال یہ ہو کہ وہ تو انگریز
 تو اس پر جزیرہ باندھا جائیگا اور اس سے اس سال کا جزیرہ لے لیا جائیگا اور اگر ان لوگوں یعنی ذمی مردوں پر جزیرہ باندھے جانے کے
 بعد وہ محتلم ہو ہو تو اس پر جزیرہ نہ باندھا جائیگا یہاں تک کہ یہ سال گزر جاوے۔ اور اگر شروع سال میں کوئی غلام آزاد کیا گیا
 حالانکہ اسکے پاس مال اسکی ملک ہو پس اگر ان لوگوں پر جزیرہ باندھے جانے سے پہلے آزاد کیا گیا تو اس پر بھی جزیرہ باندھا جائیگا
 اور اس سال کا جزیرہ اس سے لیا جائیگا اور اگر مردوں پر جزیرہ باندھے جانے کے بعد آزاد کیا گیا تو اس پر جزیرہ نہ باندھا جائیگا

کے
 جزیرہ
 نہ
 لیا
 جائیگا
 یہ
 ہر
 ایسے
 میں
 ہو
 اور
 اگر
 ذمی
 وں
 میں
 سے
 کوئی
 لڑکا
 شروع
 سال
 میں
 قبل
 اسکے
 کہ
 ان
 لوگوں
 پر
 جزیرہ
 باندھا
 جاوے
 محتلم
 ہو
 ایسے
 اسکو
 احکام
 ہو
 جو
 علامت
 بلوغ
 ہو
 اور
 حال
 یہ
 ہو
 کہ
 وہ
 تو
 انگریز
 تو
 اس
 پر
 جزیرہ
 باندھا
 جائیگا
 اور
 اس
 سے
 اس
 سال
 کا
 جزیرہ
 لے
 لیا
 جائیگا
 اور
 اگر
 ان
 لوگوں
 یعنی
 ذمی
 مردوں
 پر
 جزیرہ
 باندھے
 جانے
 کے
 بعد
 وہ
 محتلم
 ہو
 ہو
 تو
 اس
 پر
 جزیرہ
 نہ
 باندھا
 جائیگا
 یہاں
 تک
 کہ
 یہ
 سال
 گزر
 جاوے
 اور
 اگر
 شروع
 سال
 میں
 کوئی
 غلام
 آزاد
 کیا
 گیا
 حالانکہ
 اسکے
 پاس
 مال
 اسکی
 ملک
 ہو
 پس
 اگر
 ان
 لوگوں
 پر
 جزیرہ
 باندھے
 جانے
 سے
 پہلے
 آزاد
 کیا
 گیا
 تو
 اس
 پر
 بھی
 جزیرہ
 باندھا
 جائیگا
 اور
 اس
 سال
 کا
 جزیرہ
 اس
 سے
 لیا
 جائیگا
 اور
 اگر
 مردوں
 پر
 جزیرہ
 باندھے
 جانے
 کے
 بعد
 آزاد
 کیا
 گیا
 تو
 اس
 پر
 جزیرہ
 نہ
 باندھا
 جائیگا

یہاں تک کہ سال گذر جاوے۔ اور اگر حریف قبل اسکے کہ ذمی مردون پر جزیہ باندھا جاوے ذمی ہو گیا تو اسپر جزیہ باندھا جائیگا اور اس سال کا جزیہ اس سے لیا جائیگا اور اگر ذمی مردون پر جزیہ باندھے جانے کے بعد وہ ذمی ہو تو اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا یہاں تک کہ یہ سال گذر جاوے۔ اور جو شخص کسی ایسے مرض وغیرہ میں گرفتار ہو کہ قابل جزیہ کے نہیں ہو اگر اسکو افتادہ ہو گیا تو جب تک یہ سال نہ گذر جاوے اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا خواہ ذمی مردون پر جزیہ باندھے جانے سے پہلے اسکو افتادہ ہو گیا ہو یا اسکے بعد ہوا ہو وہ بعد وضع جزیہ کے غنی ہو گیا یا اس سے پہلے غنی ہو گیا۔ اور جس جزیہ واجب الادا ہو اگر وہ مر گیا یا مسلمان ہو گیا حالانکہ اسپر گذشتہ کا جزیہ باقی ہو تو ہمارے نزدیک یہ باقی اس سے نہ لی جائیگی اور سب طرح اگر وہ اندھا ہو گیا یا لنگھا یا کو لایا بڑھا پھوس ہو گیا کہ کسی کام کرنے پر قادر نہیں ہو یا فقیر ہو گیا کہ اسکو کچھ دسترس نہیں ہو حالانکہ اسپر کچھلا جزیہ بنفس باقی ہو تو یہ باقی ساقط ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہو۔ اور خانہ مین لکھا ہو کہ اگر ذمی سال مین کچھ دنون غنی رہا اور کچھ دنون فقیر رہا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر زیادہ دنون غنی رہا ہو تو اس سے تو انگریزوں کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر اسکے برعکس ہو تو فقیروں کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر آدھے سال تو نگر اور آدھے سال فقیر رہا تو اس سے متوسط حال والوں کا جزیہ لیا جائیگا یہ تاتار خانہ مین ہو۔ اور اگر امام کے جزیہ مقرر کرنے سے پہلے مرض چنگا ہو گیا تو اسپر جزیہ باندھا جائیگا اور جزیہ باندھنے کے بعد اگر وہ چنگا ہو تو اسپر جزیہ اس سال کا نہ باندھا جائیگا۔ اور جزیہ کا پیشگی دو سال یا زیادہ کے واسطے ادا کرنا جائز ہو۔ اور اگر ذمی نے دو سال کے واسطے پیشگی جزیہ ادا کیا پھر اسلام لایا تو مین سے ایک سال کا خراج واپس کر دیا جائیگا مگر سال اول کا خراج واپس نہ کیا جائیگا جبکہ یہ سال شروع ہو جانے کے بعد وہ مسلمان ہو یا مر گیا ہو یہ اختیار شرح مختار مین ہو اور یہ مسئلہ اس امام کے قول پر ہو جو شروع سال سے جزیہ واجب ہونے کو فرمایا ہو اور جامع صغیر مین اسی پر تنصیف کر دی ہو اور اسی پر فتوے بھی ہو یہ فتاویٰ کبریٰ مین ہو۔ اور اگر پورے چند سال می پر چڑھ گئے اور اس سے جزیہ نہ لیا گیا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا تو ہمارے نزدیک اس سے جزیہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ذمی مذکور مسلمان نہ ہوا بلکہ اپنے کفر پر چار ہا تو امام عظم نے فرمایا کہ اس سے گذشتہ سالون کے جزیہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا اور نیز اس سال کے جزیہ کا حسین وہ ہو مطالبہ نہ کیا جائیگا یہاں تک کہ یہ سال پورا ہووے یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہو اور ذمی بخراں و بطنی کے درمیان ایک باندی ہو اور اسکے لڑکا پیدا ہوا پس دونوں نے ساتھ ہی اسکے نسب کا دعویٰ کیا پھر وہ بچہ بڑا یعنی بالغ ہوا تو اسپر نصف خراج بخراںون کا سا اور نصف خراج بطنیون کا سا ہو گا یہ سراجہ مین ہو۔ اور اگر بخراں و بطنی کے درمیان مشترک باندی ہو اور اسکے لڑکا پیدا ہوا اور دونوں نے ساتھ ہی اسکے نسب کا دعویٰ کیا پھر اسکے ہر دو باپ مر گئے اور یہ لڑکا بالغ ہوا تو سیر مین مذکور ہو کہ اگر پہلے بطنی مرے تو اس سے اہل بخراںون کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر پہلے بخراںون مر گیا تو اس سے بنی نسب کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر دونوں ساتھ ہی مر گئے تو نصف بطنیون کا سا اور نصف بخراںون کا سا لیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اور اگر ذمی نے مال جزیہ اپنے غلام یا مائتہ کے ہاتھ بھیجا تو یہ قدرت اسکو نہ بچائیگی چنانچہ سب روایات مین سے اصح روایت یہی ہو بلکہ اسکو تاکید کی جائیگی کہ جزیہ کو خود حاضر کرے اور کھڑا ہو کر ادا کرے اور اس سے وصول کرنے والا بیٹھا ہو گا اور ایک روایت مین آیا ہو کہ اسکی مہلت کو ہر طر کر خوب جنبش دیگا اور کہیگا کہ ام ذمی لا اپنا جزیہ دے یہ بتن مین ہو اور ادا کرے۔ دے واسطے کا ہاتھ نیچے رہیگا اور لینے والا کا ہاتھ اوپر ہو گا یہ تاتار خانہ مین ہو۔ امام المسلمین کو اختیار ہو چاہے ارضی جماعہ کو جمع کر کے دونوں کا خراج

یہ جہاں درمیان یا دنیاروں یا کیلی یا دنی یا کیڑوں سے مقرر کرے اور چاہے ہر ایک کو الگ الگ کر دے یعنی ہر ایک کے واسطے علیحدہ علیحدہ خراج مقرر کرے۔ پس اگر امام نے جمع کر کے ایک ہی خراج مقرر کیا تو بقدر حال حاجم و انکی تعداد کے و بقدر اراضی کے دونوں پر یہ جزیرہ مجموعی عدل انصاف سے تقسیم کیا جائیگا پس جب قدر حاجم کے حصہ میں پڑے وہ جزیرہ کی روئی میں ان پر تشریب مذکورہ بالا مقرر ہوگا اور جب قدر اراضی کے حصہ میں پڑے وہ خراج ہوگا کہ ہر اراضی پر بقدر اسکی پیداوار کے تشریب مذکورہ بالا مقرر کیا جائیگا۔ پھر اگر جماعہ میں سے اسبب موت یا اسلام لانے کے تعداد کم ہوگئی تو جماعہ کے حصہ میں سے اسی قدر حصہ گھٹا کر اراضی پر تقسیم کیا جائیگا بشرطیکہ اراضی اسکو برداشت کر سکے اور ہیطرح اگر کل جماعہ ہلاک ہو گئے تو انکا حصہ منتقل کر کے اراضی پر بڑھا دیا جائیگا بشرطیکہ اراضی برداشت کر سکے اور اگر اراضی برداشت نہ کر سکے تو یہ مقدار مذکورہ تمام مجموعی خراج سے طرح دیکھا جائیگی۔ اور اگر جماعہ اس کے بعد کثرت سے ہو گئے تو حاجم کا حصہ انکی طرف رو کر دیا جائیگا اور اگر اراضی کی پیداوار میں کمی ہوگئی تو بقدر نقصان کے اس میں سے حصہ کم کر کے جماعہ پر ڈالا جائیگا بشرطیکہ جماعہ اسکو برداشت کر سکیں پھر اگر اسکے بعد اراضی اپنے حال کمال پر ہوگئی تو حصہ مذکورہ پھر اراضی پر رو کر دیا جائیگا اور اگر اس حصہ کو جماعہ میں برداشت کر سکتے ہیں تو ساقط ہو جائیگا لیکن جب پھر اراضی مذکورہ اپنی طاقت پر آ جاوے اور برداشت کر سکے تو پھر پورا کر دیا جائیگا۔ اور اگر اراضی تمام تلف ہوگئیں یا منظور کہ غرق ہوگئیں یا ناساک ہوگئیں یعنی ان میں سے پانی چھوٹنے لگا اور وہ ایسی تڑپٹی ہوگئی کہ قابل زراعت نہیں ہو اور جماعہ باقی رہے تو حصہ اراضی بجانب جماعہ منتقل نہ کیا جائیگا اور اگر امام نے علیحدہ علیحدہ جماعہ و اراضی کا خراج مقرر کیا پس جماعہ پر کسی قدر عمدہ معاوضہ مقرر کیا اور اراضی پر بھی کسی قدر حصہ معلومہ بیان کیا تو کمی وغیرہ کی صورت میں یہ نہ ہوگا کہ ہر دو میں سے کوئی دوسرے کا حصہ برداشت کرے بلکہ وہ حصہ جو سہر دست نہیں اٹھا سکتا ہو اس مقدار سے جو اُس پر مقرر کی گئی ہو طرح دید یا جائیگا یا ناساک کہ پھر انکی ایسی حالت ہو جاوے کہ جو طرح دید یا گیا ہو اسکو برداشت کرے پس پھر اُس پر عائد کیا جائیگا۔ اور اگر امام نے ان لوگوں سے اسطورہ صلح کی کہ انکی اراضی سے کل مال لے لیا اور جماعہ سے کچھ نہ لیا یا جماعہ سے کل لیا اور اراضی سے کچھ نہ لیا تو یہ صلح نہیں ہو بلکہ کل مال جماعہ دار اراضی پر تشریب مذکورہ سابق تقسیم کیا جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر کسی ملک کے لوگ جسے امام نے کسی قدر مال معلومہ صلح کی ہو کہ جسکو وہ اپنے جماعہ دار اراضی سے ادا کریں گے سب مسلمان ہو گئے تو انکا خراج روئی ساقط ہو جائیگا اور خراج اراضی ساقط نہ ہوگا یہ تا تا رخا نہ میں ہو و اللہ اعلم فیصل اگر ذبیون نے جو بدیعون یا کنیسون کا بنانا چاہا یا مجوس نے آستخانہ بنانا چاہا پس اگر انھوں نے مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر یا قلعے میں اسکا بنانا چاہا تو بالاتفاق سب کے نزدیک منع کیے جاوینگے اور اگر انھوں نے سواد شہر اور دیہات میں اسکا بنانا چاہا تو اس میں روایات مختلفہ ہیں اور روایتوں کے خلاف کی وجہ سے مشائخ نے اس میں بھی اختلاف کیا ہو چنانچہ مشائخ پنج نے فرمایا کہ اس سے بھی منع کیے جاوینگے گرایسے گاؤں میں جہاں کے اکثر رہنے والے ذمی ہوں منع نہ کیے جاوینگے اور مشائخ بخارا نے حمین سے امام ابو بکر محمد بن الفضل بھی ہیں فرمایا کہ منع نہ کیے جاوینگے اور شمس المامہ سخی نے فرمایا کہ میرے نزدیک اصح یہ ہو کہ وہ لوگ سواد شہر میں بھی بنانے سے منع کیے جاوینگے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور زمین عرب میں شہروں و دیہاتوں سب جگہ اس سے منع کیے جاوینگے یہ ہدایہ میں ہو۔ اور جیسے جدید بیحد کتبہ کا بنانا نہیں دیا ہو ایسے ہی جدید صومعہ کا بنانا بھی نہیں روا ہو کہ حمین تھا ایک شخص ان میں سے اپنے طریقہ پر عبادت کر

بجلاف اسکے اگر کسی نے اپنے گھر میں کوئی جگہ نماز کے واسطے بنائی کہ اس میں نماز پڑھے تو اس سے منع نہ کیا جائیگا غایۃ البیان
میں ہو۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ سوا شہر و دیہات میں جو بیچے و کنالیں قدیمی بنے ہوئے ہوں وہ نہ ڈھائے جائیں گے اور
رہا شہروں میں سوا امام محمدؐ نے اجارات میں ذکر کیا ہو کہ شہر میں جو ہوں وہ نہ ڈھائے جائیں گے اور کتاب العشر و اخراج
میں ذکر کیا کہ مسلمانوں کے شہروں میں جو ہوں وہ ڈھائے جائیں گے اور شمس الائمہ خمسہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک اصح
اجارات کی روایت یہ ہے فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر انکی بیویوں میں سے یا کنیسوں میں سے کوئی بیوہ یا کنیسہ قدیمی
سندھ ہو گیا تو انکو اختیار ہوگا کہ اسی مقام پر جیسا تھا ویسا ہی بنالین اور اگر انھوں نے کہا کہ ہم انکو یہاں سے تھیل کر کے
دوسری جگہ بنائیں گے تو انکو یہ اختیار ہوگا بلکہ اسی مقام پر اس قدر عمارت کا جیسا پہلے تھا بنا سکتے ہیں اور پہلی عمارت سے زیادہ
کر سکتے ہیں منع کیے جائیں گے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور واضح رہے کہ قدیمی سے مراد ہو کہ جب امام اسلام نے انکے شہر کو
فتح کیا یا اسے مصلح کر لیا کہ جزیرہ دیا کریں اور تابع اسلام ہو کر اپنے دین پر اپنے ملک پر قائم رہیں اس سے پہلے کا بنا ہوا ہو
اور یہ شہر پہلے نہیں ہو کہ لامحالہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں موجود ہو یہ غایۃ البیان میں ہے۔
اور اگر انکا کوئی کنیسہ کسی گاؤں میں ہو پھر اس کنیسہ الون نے اس میں کثرت عمارت بنالی پھر یہ گاؤں بھی منجمہ امصار کے
ہو گیا تو بنا بر روایت کتاب العشر کے انکو حکم دیا جائیگا کہ انکو گراویں اور بنا بر عامہ روایات کے انکو یہ حکم نہ کیا جائیگا اور
اسی طرح اگر انکا کوئی کنیسہ کسی شہر سے قریب ہو پھر انھوں نے اس کے گرد عمارت بنانی شروع کیں اور یہاں تک طرعیں کہ یہ
موضع اس شہر سے متصل ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ گویا شہر کے محلوں میں سے ایک محلہ ہو تو بھی انکو اس کنیسہ کے ڈھانسنے
کا حکم کیا جائیگا اور صحیح وہی حکم ہو جو عامہ روایات میں مذکور ہو یہ تائید ثانیہ میں ہے۔ اور اگر اہل حرب کی کسی قوم نے
درخواست صلح اس شرط پر کی کہ ہم لوگ مسلمانوں کے اہل ذمہ اس شرط سے ہوتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے ہمارے ملک میں
کوئی شہر اپنے واسطے بنایا یا اختیار کیا تو ہم کو اس میں جدید بیچے یا کنیسے بنانے سے اور علانیہ شراب و سوز و خروش کرنے سے
منع نہ کریں تو مسلمانوں کو اس شرط پر اسے مصلح نہ کرنا چاہیے اور اگر اس شرط پر اسے مصلح کر لی تو انکو اس صلح کے توڑنے
کا اختیار ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی قوم اہل حرب نے مسلمانوں سے صلح کی بدین شرط کہ ہم اپنے جانوں و اراضی
سے مسلمانوں کے اہل ذمہ بدین شرط ہوتے ہیں کہ ہم سے مسلمان لوگ یہ شرط کریں کہ ہمارے ساتھ ہمارے گھروں و
گاؤں و قصبوں و شہروں میں مقاسمہ کریں حالانکہ اس میں بیچے و بیچے و تشخانہ ہیں اور ان میں شراب و سوز و خروش کیجاتی
ہے اور علانیہ ماؤں و بیٹیوں و بہنوں سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اور مجوس کا ذبیحہ و مردار علانیہ فروخت کیا جاتا ہے تو ایسی صلح
میں جو چھوڑا یا بڑا شہر کہ وہ مسلمانوں کا شہر ہو جائیگا کہ اس میں ناز و جمہ قائم کی جائیگی اور حدود شرعی جاری کیے جائیں گے
تو ایسے شہر میں ان آدمیوں کو ان سب امور کے اظہار سے ممانعت کی جائیگی اور انکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس میں کوئی
جدید بیچہ یا کنیسہ یا تشخانہ بناویں جو قبل صلح کے نہ تھا اور اس میں علانیہ شراب نہ بیچنے پائیں گے اور نہ سوز و خروش و مردار اور
ذبیحہ کیوں کا ذبح کیا ہوا جانور۔ اور نیز یہ بھی اختیار نہ ہوگا کہ اس میں علانیہ ماؤں و بیٹیوں کے ساتھ نکاح ظاہر
کریں اور اسکے لیے کچھ بھی روانہ ہوگا الا خصلت واحدہ۔ اور کنالیں و بیچے و تشخانہ جو کہ اس مقام کے شہر اسلام ہو جانے
سے پہلے کے تھے وہ اسی حال پر چھوڑ دیے جائیں گے جس طرح شہر اسلام ہو جانے سے پہلے اہل ذمہ وہاں کیا کرتے تھے
لیکن یہ لوگ اپنی صلیبیں اپنے کنالیں سے باہر نہ نکالیں گے۔ اور اگر اسکے ایسے کنیسوں میں سے کوئی کنیسہ سندھ ہو گیا

لے خوار و مضائقہ
شرعیہ السلاطین

تو اسکو ویسا ہی بنالینگے جیسا وہ پہلے تھا اور اگر انھوں نے کہا کہ ہم اسکو یہاں سے تھوڑ کر کے شہر میں دوسرے مقام پر بنالینگے تو انکو یہ اختیار نہ ہوگا۔ اور اگر امام کسی قوم اہل حرب پر غالب آیا پھر اسکو مصلحت معلوم ہو کہ انکو ذمی بنا کر اپنا دار الحکومت بنالے تو اسکو خراج باندھے اور اس ملک کو غنائم کے درمیان تقسیم نہ کرے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد کو ذوالون کے ساتھ کیا تھا تو یہ جائز ہو پس جب ایسا کیا تو یہ لوگ ذمی ہو جاویں گے اور منع نہ کیے جاویں گے کہینسہ بنانے سے اور نہ بیع بنانے سے اور نہ آلتخانہ بنانے سے اور نہ بیع خمر سے اور نہ بیع خنزیر سے اور نہ اظہار سان تمام افعال سے جو ہنپا کی ملت کے بیان کیے ہیں یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر امام نے بلاد اہل شرک میں سے کوئی شہر قہر و غلبہ سے فتح کیا پھر ان لوگوں سے اس شرط پر صلح کی کہ انکو ذمی بنادے حالانکہ اس سرزمین میں قدرتی بیع و کنائش آلتخانہ ہیں یا اہل شرک کے گاؤں میں سے کوئی گاؤں ایسا ہو پھر یہ گاؤں مسلمانوں کے شہروں میں سے ایسا شہر ہو گیا کہ اس میں نماز جموع قائم کیجاتی ہو اور حدود شرعی جاری ہیں تو امام ان اہل ذمہ کو ان کنیسوں و بیعوں میں اپنی ملت کی نماز پڑھنے سے مانعت کر دے گا اور انکو حکم کرے گا کہ ان مکانات کو اپنے رہنے کے گھر بنالیں کہ ان میں رہا کریں اور امام کو یہ نہ چاہیے کہ انکو منہدم کر دے۔ اور اگر اہل حرب میں سے کسی قوم نے ذمی ہو جانے پر اس شرط سے صلح کی کہ اپنے ذمی ہو جانے کے بعد ہم اپنے دیہاتوں یا شہروں میں کینسہ بیع و آلتخانہ بنادینگے پھر بعد صلح کے ایسا وضع جہاں انھوں نے بنایا ہو مسلمانوں کے شہروں میں سے ایک شہر ہو گیا تو مسلمانوں کو روا نہیں ہو کہ اس میں سے کچھ ڈھاویں اور یہ حکم بنابہ جامہ روایت کے ہے اور بنابہ روایت کتاب العشر و الخراج کے مسلمانوں کو اس کے ڈھا دینے کا اختیار ہو۔ اور اسی طرح اگر ان کے شہروں میں سے کوئی شہر مسلمانوں کے واسطے ایسا شہر ہو گیا کہ اس میں جموع قائم کیا جاتا ہو اور حدود شرعی جاری ہیں پھر مسلمانوں نے اس شہر کو چھوڑ دیا اور دوسرے مقام پر چلے گئے اور یہاں کوئی مسلمان نہ رہا سوائے پانچ سات مسلمانوں کے یعنی بہت کم پھر اہل ذمہ نے اسکو نو آئین کیلئے بنائے پھر مسلمانوں نے اپنی مصلحت دیکھ کر خود کیا اور اسی شہر میں آکر رہے اور یہ شہر ایسا ہو گیا کہ اس میں نماز جموع و عیدین قائم کیجاتی ہو اور حدود شرعی جاری ہیں تو جو کنائش انھوں نے جدید بنالیے تھے وہ ہر دم نہ کیے جاویں گے۔ اور شیخ رکن الاسلام علی سعیدی نے فرمایا کہ اسی طرح اگر اس شہر کے مسلمانوں کا شہر ہو جانے کے بعد اہل ذمہ نے اس میں کوئی جدید کینسہ بنالیا اور مسلمانوں نے اسکو منہدم نہ کیا یہاں تک کہ اسکو چھوڑ کر چلے گئے پھر مصلحت سمجھ کر مسلمان لوگ اس میں خود کر کے چلے آئے اور وہ مسلمانوں کا شہر ہو گیا تو بھی کینسہ ہمارے مذکور ہر دم نہ کیے جاویں گے اور جو شہر ایسا ہو کہ وہ مسلمانوں کا شہر بنایا ہو اور قبل اس کے شہر بنانے کے اس میں بیع و کینسہ تھے پھر مسلمانوں نے چاہا کہ ذمیوں کو ان میں نماز پڑھنے سے منع کریں پس ذمیوں نے کہا کہ ہم لوگ ایسی قوم اہل ذمہ ہیں کہ ہم نے امام المسلمین سے اپنے بلاد پر صلح کر لی ہو پس حکم یہ رو نہیں دینگے کہ ہم ان کینسون میں نماز پڑھنے سے منع کرو اور مسلمانوں نے کہا کہ ہمیں بلکہ ہم نے تمہارے ملک کو بزدل شہر غلبہ کے فتح کیا ہو پس ہم نے تمکو اہل ذمہ کر دیا پس تمکو روا ہو کہ ہم تمکو ان کنائش میں نماز پڑھنے سے منع کریں پس یہ مقدمہ اس امام کے حضور میں پیش کیا گیا جو اس وقت میں امام ہو اور اس ملک کے فتح کا زمانہ دراز گزرا ہو اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہو کہ ابتدائ میں یہ بات کیونکر ہوئی تھی تو امام سو صوفی دریافت کرادیا کہ فقہاء اہل خیر کے پاس اس باب میں کوئی اثر ہو پس اگر فقیہوں نے کوئی خبر بیان کی تو اسکو لیکر اسکے موافق کار بند ہوگا اور اگر فقیہوں کے پاس کوئی خبر نہ ہو یا اخبار مختلفہ ہوں تو امام اس دیار کو بطریق صلح فتح کیا ہو اقرار دے گا اور قول نہیں اہل ذمہ کا قبول کرے گا مگر ان سے قسم لے گا اور اگر ایک خبر میں

مسئلہ دھارم دارا
نہایت ناہنجور

بیان ہوا کہ یہ صلح سے فتح ہوا ہے اور دوسری خبر میں مذکور ہے کہ یہ قہر و غلبہ سے فتح ہوا ہے تو بھی قول اہل ذمہ قبول ہوگا اور اگر کسی قوم نے دوسری قوم کی شہادت پر شہادت یعنی گواہی دی کہ اس دیار والوں سے صلح کر کے فتح کیا گیا ہے اور دوسری قوم نے دوسری قوم کی شہادت پر شہادت دی کہ یہ دیار قہر و غلبہ سے فتح کیا گیا ہے تو قہر و غلبہ سے فتح کیے جانے کی گواہی اولیٰ یعنی مقبول ہوگی۔ اور اگر کوئی اثر کسی ثقہ سے روایت کیا ہوا ملے کہ یہ دیار صلح سے لیا گیا ہے اور شہادت پر شہادت گذری کہ یہ دیار صلح سے فتح کیا گیا ہے تو جو امر اس گواہی میں مذکور ہو وہی حق یعنی وہی مقبول ہوگا لیکن اس شرط سے کہ گواہان اہل و گواہان فرع ہر دو فریق مسلمان ہوں۔ اور اگر اثر کسی ثقہ سے روایت کیا گیا کہ یہ دیار صلح سے لیا گیا ہے اور شہادت پر شہادت گذری کہ قہر و غلبہ سے فتح کیا گیا ہے تو بھی گواہی مذکور مقبول ہوگی بلکہ اس صورت میں عام ہے خواہ گواہ لوگ مسلمانوں میں سے ہوں یا ذمیوں میں سے ہوں یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور یہ سنو اور یہ کہ کوئی ذمی اس اختیار پر نہ چھوڑ دیا جاوے کہ وہ مسلمان سے مشابہت پیدا کرے یعنی ذمی مسلمان سے مشابہت نہ کرے پاوے نہ لباس میں اور نہ سواری میں اور نہ وضع و ہیئت میں۔ اور ذمیوں کو گھوڑے کی سواری سے منع کیا جاوے الا اس وقت سوار ہونے پاوے کہ اسکی حاجت ہو ورنہ کدانی الحیط پھر جب اہل ذمہ بسبب ضرورت کے سوار ہوں مثلاً امام کو محاربہ اور مسلمانوں سے برائی دور کرنے میں انکی مدد کی حاجت ہوئی پس سوار ہو کر دشمن سے لڑنے کو گئے تو چاہیے کہ جہاں مسلمانوں کا مجمع ہو ورنہ وہاں سواری سے اتر پڑیں پھر اگر ضرورت برابر باقی رہے تو انکو حکم کیا جاوے کہ اکاف کی ہیئت کی زمین بنو اورین کدانی الکافی قال لترجم اکاف بالان خرکذا قالوا اور خیر بر سوار ہونے سے منع نہ کیے جائینگے اور نیز گدھے کی سواری سے بھی منع نہ کیے جاوے لیکن اس سے مانع کیا ورنہ کہ مسلمانوں کے زمین کے طور کی زمین بنو اورین اور چاہیے کہ انکے قریبوں زمین برشل انار کے ہوا و شیخ ابو جعفر نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انکی قریبوں زمین مثل مقدم اکاف کے جو مثل انار کے ہوتا ہے چاہیے ہو اور بعضے مشائخ نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ انکی زمین مثل مسلمانوں کی زمین کے ہو لیکن اسکے آگے کی طرف ایک چیز مثل انار کے ہی ہو ورنہ لیکن قول دل صح ہے اور منع کیے جاوے چار پہنے اور عالموں اور ورادہ پہنے سے جسکو علما سے دین پہنتے ہیں اور چاہیے کہ دے لوگ کلاہما سے مضروبہ اور حین اور اسبطح اس سے منع کیے جاوے کہ انکی اعلیٰ کی شرک مثل شرک مسلمانوں کی تعلیم کے ہوں اور ہمارے دیار میں مرد لوگ تعلیم نہیں پہنتے ہیں بلکہ مکعب پہنتے ہیں پس واجب ہے کہ انکے مکعب مثل ہمارے مکعب کے ہوں بلکہ اسکے خلاف ہوں اور چاہیے کہ کچھ کھڑے ہوئے بزرگ ہوں اور زینت دار ہوں۔ اور نیز چاہیے کہ وہ تنگ پکڑے جاوے تاکہ انہیں سے ہر شخص ہوئے دورے کے مثل بنا کر اپنی کریم باندھے رہے اور چاہیے کہ یہ لیطریاصوفیہ سے ہوا اور ابریشم سے ہوا اور چاہیے کہ گندہ غلیظ ہو ایسا رقیق نہ ہو کہ بدون نگاہ گرڈونے کے اُسپر نظر نہ پڑے اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ چاہیے کہ ہکو اپنی کریم گرہ ویکر باندھے اور اسکے واسطے حلقہ نہ بناوے جیسے مسلمان پٹی باندھتا ہے بلکہ دایم بائیں اسکے چوڑے لٹکائے رہے۔ اور نیز موزہ ہاے زینت دار نہ پہنتے پاوینگے اور چاہیے کہ انکے موزے کھڑے ہوئے بزرگ ہوں اور اسی طرح وہ لوگ تباہاے زینت دار و قیصماے زینت دار نہ پہنتے پاوے بلکہ کرباس کی موٹی قبائین جنکے تنکے لاسنے لاسنے اور دامن کوتاہ ہوں پھین اور اسی طرح کرباس کی موٹی قیص جنکے گلے کے چاک سینہ پر ہوں مثل عورتوں کے ایسی قمیصیں پہنتے پاوینگے۔ اور یہ سب اس وقت ہے کہ جب مسلمانوں نے اپنہ زور شیر غلبہ پایا ہو ورنہ

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

اور اگر انکے ساتھ بعض ان چیزوں پر صلح واقع ہوئی ہو تو وہ لوگ موافق صلح کے رکھے جاویں گے پھر مشائخ نے اختلاف کیا ہو کہ ایسی صورت میں ہمارے اور انکے درمیان مخالفت وضع فقط ایک علامت کے ساتھ شرط ہو یا دو علامتوں یا تین علامتوں سے اور حاکم امام ابو محمد فرماتے تھے کہ اگر امام نے انکے ساتھ صلح کی اور ایک علامت پر انکو ذمہ دیا ہو تو اس علامت پر اور نہ بڑھائی جاوے گی۔ اور اگر کسی ملک کو بزدل شیر غلبہ و دھرم سے فتح کیا تو امام کو اختیار ہوگا کہ اپنے بہت سی علامات مذکورہ لازم کر دے یہی صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اور واجب ہو کہ انکی عورتوں سے بھی مسلمان عورتوں سے تیز کر دی جاوے راہ چلنے کی حالت اور حراموں میں داخل ہونے کی حالت میں چنانچہ اس غرض سے انکی عورتوں کی گردنوں میں لوہے کے ملوث ڈالوائے جادوین اور مسلمان عورتوں کی ازار سے انکی ازار مخالفت رہے۔ اور انکے گھروں کے دروازوں وغیرہ پر ایسے علامات مقرر کر دیے جادوین جن سے مسلمانوں کے گھروں سے تیز ہو جاوے تاکہ یہ نہ کہ انکے دروازوں پر سائل کھڑا ہو کر انکے واسطے منفرت کی دعا کرے پس حاصل یہ ہے کہ ایسے امور سے انکی تیز کر دینی واجب ہے کہ وہ ان کے لوگوں میں یہ امور بحسب رواج و زمانہ کے ذلت و حقارت و مقہوریت پر دلالت کریں تاکہ انکے ذلیل و حقیر و مقہور ہونے پر اشتهار ہو جاوے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اگر کسی می نے کسی مسلمان سے بیعت کا رشتہ بوجھا تو مسلمان کو نہ چاہیے کہ اسکو بیعت کی راہ بتاوے اس واسطے کہ یہ بیعت پر راہ بتلانی ہوگی۔ اگر کسی مسلمان کا باپ یا ماں ذمی ہو تو مسلمان کو نہ چاہیے کہ اسکو گھر سے بیعت کو پہنچاوے اور یہ رد ہو کہ اسکو بیعت سے ہاتھ پکڑ کر گھر پہنچاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور ذمی لوگ ہتھیار نہ اٹھانے پادینکے اور جب استہ میں چلیں تو مسلمان لوگ متفق ہو کر اس طرح چلیں کہ ذمی اس میں نہ چلیں اور کوئی مسلمان اُسے سلام کرنے میں پہل نہ کرے ہاں اگر وہ لوگ پہلے سلام کریں تو جواب میں فقط علیکم کے یہ فتح القیوم میں ہے۔ اور ذمیوں کے غلام اس واسطے تنگ نہ پکڑے جادینکے کہ زنا بارہ مذہب اور یہی مختار ہے یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور نصرانی کو اختیار نہیں ہے کہ اپنے گھر میں مسلمانوں کے شہر میں ناقوس بجاوے اور اختیار نہیں ہے کہ نصرانیوں کو اپنے گھر میں نماز کے واسطے جمع کرے ہاں اسکو یہ اختیار ہے کہ خود تنہا نماز پڑھ لے اور نصرانیوں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے گھر میں صلیب وغیرہ نکالیں اور اگر انھوں نے زبور یا انجیل پڑھنے میں اپنی آواز بلند کی پس اگر ان میں اظہار شرک ہو تو اس سے منع کیے جادینکے اور اگر اس سے اظہار شرک واقع نہ ہو تو ممانعت نہ کی جائیگی اور مسلمانوں کی بازاروں میں اُسکے پڑھنے سے منع کر دیے جادینکے اور اسی طرح اسلام کے شہر و قسائے شہر میں شراب و سوار کے فروخت کرنے اور شراب و سوز ظاہر کرنے سے منع کیے جادینکے اور اگر قسائے شہر سے دور ہو گئے تو وہاں صلیب نکالنے و ناقوس بجانے میں مضائقہ نہیں ہے۔ اور یہ وہی موضع میں جو شہر ہائے اسلام سے ہندوستان ایسے امور سے منع نہ کیے جادینکے اگرچہ اس مقام میں گنتی کے چند مسلمان رہا کرتے ہوں ایسا ہی امام محمد نے سیر کبیر میں فرمایا ہے۔ اور بہت سے ائمہ بلخ نے فرمایا کہ یہ قول امام محمد نے نظر بخصوص یہاں کو فرمایا ہے اس واسطے کہ وہاں ان دیہات کے تمام رہنے والے ذمی و روافض ہیں اور ہمارے دیہات کے دیہاتوں میں بھی اہل ذمہ ایسے امور سے منع کیے جادینکے جیسے شہروں میں منع کیے جاتے ہیں۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دیہات میں ایسے امور کے اظہار و احداث سے کسی حال میں منع نہ کیے جادینکے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور تھمس خواہ زیادہ میں فرمایا کہ اگر اہل ذمہ نے مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں یا مسلمانوں کے گاؤں میں سے کسی گاؤں میں ایسا کوئی امر کیا جس پر صلح نہیں کی ہو یعنی داخل صلح نہیں ہو مثل زنا و فواحش و مزیر و طبل و راگ و لہو اور نوحہ سے رونا اور کبوتر بازی وغیرہ

سچے مفاد کا
کہو میں شرط
تم ہمارے فر
دار ہی میں
ہو کہ ایسا
ایسا کرو اور
مسلمانوں سے
غلات دھن
اس طرح رکھو
اپنی کریم ناز
باندھو تو
یہی ایک
ریاضی ۱۲

९.

10

10

چند

۱۰۰

10-11-1944

Ch 4

2

۱۰۰

94

— 67 —

10

4

اس سے منع کیے جائیں گے جیسے مسلمان منع کیے جاتے ہیں اور بجز یدین لکھا ہو کہ مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ ان کے یہاں ان کے مکانات میں اتریں اور نہ چاہیے کہ ان کے گھروں و اراضی میں سے کوئی چیز یدین الا انکی جانب سے تملیک کے ساتھ یعنی جب وہ لوگ نجوشی اجازت دین و مالک کروین تو لے سکتا ہو یہ تاتار خانہ میں ہو۔ اور اگر مسلمانوں نے ارضی موات میں جس کا کوئی مالک نہیں ہو کسی شہر کی بنیاد ڈالی اور اس ارضی کے قریب میں اہل ذر کے گائوں میں پھر شہر مذکور بہت بڑھ گیا یعنی آبادی بہت بڑھی یہاں تک کہ ان گائوں تک پہنچے اُن سے متجاوز ہو گئی تو یہ دیہات اس شہر میں سے ہو جائیں گے کوئی شہر نے ان کے اطراف سے انکو گھیر لیا ہو پھر اگر ان ذمیوں کے قریبی بیٹے و کناس ان دیہاتوں میں ہوں تو وہ اپنے حال پر چھوڑ دیے جائیں گے اور اگر مسلمانوں کے شہر ہو جانے کے بعد انھوں نے ان دیہاتوں میں جو شہر میں سے ہو گئے ہیں کوئی بیوی یا کنیسہ یا آتشخانہ جدید بنانا چاہا تو اس سے منع کر دیئے جائیں گے۔ شہر اسے اسلام میں سے جو شہر ایسا ہو کہ زمین نماز جمعہ ہوتی ہو اور حدود شرعی قائم ہوں وہاں کسی مسلمان یا ذمی کو نہ چاہیے کہ علانیہ شراب یا سوردخل کرے۔ اور اگر کسی مسلمان نے ایسے شہر میں شراب یا سوردخل کی اور کہا کہ میں اس شہر سے ہو کر جاتا تھا اور شراب کو میں سر کر بنا نے کو لیے جاتا ہوں یا کہا کہ یہ میری زمین ہے بلکہ دوسرے کی ہو اور یہ نہ بتلایا کہ اسکی ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ شخص مرد متدین ہو کہ اسپر شہر بخواری کا شہدہ و اتمام ہو تو اسکی راہ چھوڑ دی جائیگی اور حکم دیا جائیگا کہ اسکو سر کر کر دے اور اگر مرد مذکور شہر بخواری میں تھم ہو یعنی اسپر شہدہ ہو تو اسکی شراب بہادی جائیگی اور اُسکے سوردخل کر کے آگ سے جلا دیئے جائیں گے۔ اور اگر امام نے دیکھا کہ بغیر تعزیر کے باز نہ آویگا اور قصد کیا کہ اسکو کوڑے مار کر قید کر کے تعزیر دیجاوے یہاں تک کہ اسکی تو بہ ظاہر ہو تو ایسا کر سکتا ہو اور اگر اُس نے فقط کوڑے مارنے یا قید کرنے پر اقتصار کیا تو یہ بھی کر سکتا ہو مگر اسکو یہ نہ چاہیے کہ جس مشک یا کپتے یا ظرف دیگر میں شراب تھی اسکو بھاڑ ڈالے یا توڑ ڈالے اور اگر اس مشک نے غیرہ کو بھاڑ ڈالا یا ظرف کو توڑ ڈالا تو اسکا ضامن ہوگا۔ ہاں اگر امام نے مصلحت دیکھی کہ یہ بات اس شخص کے حق میں عقوبت کے طور پر کرے پس خود کیا یا کسی دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم دیا پس اُس نے کیا تو ضمان لازم نہ ہوگی۔ اور اگر امام نے شراب کی مشک یا برتن اور وہ جانور جس پر لہے تھے پکڑ کر اس سب کو فروخت کر دیا تو بیع باطل ہوگا۔ اور اگر شہر ہائے اسلام سے کسی شہر کے اندر شراب لانے والا کوئی ذمی ہو پس اگر یہ شخص جاہل ہو تو امام اسکی متاع اسکو واپس کر کے اسکو شہر سے محال دیگا اور اسکو آگاہ کر دیگا کہ اگر پھر ایسی حرکت کی تو تجھکو سزا دوں گا۔ اور جاہل ہونے سے یہ مراد ہو کہ ذمی مذکور یہ نہ جانتا ہو کہ ایسا کرنا نہیں چاہیے ہو یعنی شراب ایسے شہر کے اندر نہیں لانا چاہیے ہو۔ اور اگر ذمی مذکور نے جان بوجھ کر ایسا کیا تو امام موصوف اسکی شراب نہیں بہا دیگا اور نہ اسکے سواروں کو قتل کرے گا لیکن اگر یہ مصلحت معلوم ہو کہ اسکو تا دیبا سزا دے خواہ کوڑے مارنے یا قید کرنے سے تو ایسا کر سکتا ہو اور اگر کسی مسلمان نے اسکو تلف کر دیا تو وہ ضامن ہوگا لیکن جو شخص امام ہو اگر اسکا بیب یہ ہو کہ ایسے بے ادبی کے ساتھ بطریق عقوبت ایسا کرنا جائز ہو پس اُس نے خود کیا یا دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم دیدیا تو ایسی صورت میں سپر ضمان نہ ہوگی۔ اور اگر ذمیوں میں سے کوئی شخص کشتی میں شراب لاد کر مثل جلد و بغداد وغیرہ دریا میں ڈال دے اور دریا کی راہ میں اسکو لیے ہوئے بعد اویا مرائن یا واسطہ کے اندر ہو کر گذرا تو اس سے منع نہ کیا جائیگا اور اس طرح اگر شہر اسلام کے اندر راہ سے شراب لیکر گذرنا چاہا اور حال یہ ہو کہ سوائے اس راہ کے دوسرا راستہ نہیں ہو تو یہ بھی ممانعت نہ کی جائیگی امام کو چاہیے کہ انکے ساتھ کوئی مرد امین بھیجے تاکہ مسلمان میں سے کوئی اُسے تعرض نہ کرے اور تاکہ یہ لوگ مسلمانوں کے مسکنوں میں

کے کسی سکون میں جہان کے مسلمان شرابخواری سے منہم ہیں دلیل نہ کرنے پاویں۔ اور اگر ذمیوں نے اپنے گائون میں سے کسی گائون یا اپنے شہروں میں سے کسی شہر میں فتنہ و فحش کی ایسی باتوں میں سے جس پر منع واقع نہیں ہوئی ہو کوئی بات اظہار کرنی اور علانیہ کرنی چاہی مثل زنا وغیرہ فواحش کے جنکو اپنے دین کے موافق حرام جانتے ہیں تو وہ لوگ اس سے منع کیے جاویں گے جیسے مسلمان منع کیے جاتے ہیں اور اسی طرح سکر بھی منع کیے جاویں گے اس واسطے کہ وہ اسکو حلال نہیں جانتے ہیں بلکہ اصل شرابخواری کو حلال جانتے ہیں اور اسی طرح علانیہ اظہار سے مزاسیر و طعنورہ اور وغیرہ فروخت کرنے سے منع کیے جاویں گے اور جسے انہیں سے کوئی چیز توڑ ڈالی تو اس پر ضمان سنوگی جیسے مسلمان کی ایسی کوئی چیز توڑ ڈالنے سے ضمان نہیں ہوتی ہو اور یہ بنا بر قول صاحبین کے ہو اور بنا بر قول امام اعظم رحمہ کے توڑنے والا اسکی قیمت کا بریں حساب کہ یہ تراشیدہ و خراشیدہ لکڑی ہو ضمان ہوگا اور لہو کے واسطے ہونے کے حساب سے جو قیمت ہو اسکا ضمان ہوگا جیسے مسلمان کی ایسی چیز توڑ ڈالنے کی صورت میں حکم ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر کسی مسلمان کی جو رو ذمیہ عورت ہو تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اسکو شراب پینے سے منع کرے اس واسطے کہ یہ اسکے نزدیک حلال ہو یا نہ اسکو یہ اختیار ہو کہ اپنے مکان میں اسکو شراب لانے سے منع کرے اور اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ عورت مذکورہ پر غسل جنابت کے واسطے جبر کرے اس واسطے کہ یہ محسوس واجب نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور کتاب العشر وخراج میں فرمایا کہ انہیں سے کسیکو نہ جھوٹا جائیگا کہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں کوئی گھریا حویلی خریدے اور نیز کسی کو یہ بھی اختیار نہ دیا جائیگا کہ شہر اسلام میں رہنے پاوے اور اسی روایت کو حسن بن زیاد نے اختیار کیا ہو اور بنا بر روایت عامہ کتب کے روایات کے انکو دارالاسلام میں رہنے کی گنجائش دیا جائیگی سوائے زمین عرب کے کہ اگر کوئی شہر یا صوبہ عرب ہو مثل حجاز وغیرہ کے تو وہاں انکو رہنے کا قابو نہ دیا جائیگا کذا فی المحيط اور شیخ شمس الائمہ حلوئی فرماتے تھے کہ بنا بر روایت عامہ کتب کے انکے رہنے پانے کا حکم جب ہی ہو کہ جب یہ لوگ تھوڑے ہوں کہ انکے یہاں رہنے کی وجہ سے تعطل لازم نہ آوے اور مسلمانوں کی کوئی جماعت بمقابلہ انکے قلیل نہ سمجھی جاوے۔ اور اگر کثرت سے ذمیوں نے سکونت بشہر اسلام چاہی کہ جس سے تعطل لازم آتا ہو اور صلح خراج میں خلل پڑتا ہو یا انکی وجہ سے مسلمانوں کی کوئی جماعت قلیل سمجھی جاتی ہو تو انکو منع کیا جائیگا کہ مسلمانوں کے درمیان نہ رہیں اور کہا جائیگا کہ ایسی طرف جا کر رہو جہاں مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور یہ حکم امام ابو یوسف رحمہ سے امالی میں محفوظ ہو۔ اور اگر ایسے شہروں میں سے کسی شہر میں ان لوگوں نے گھر خریدے پھر چاہا کہ ان گھروں میں سے کسی کو بیٹھ یا کینسہ یا آتشخانہ بنادین کہ اپنی عبادت کے واسطے وہاں جمع ہو اکریں تو انکو اس سے ممانعت کی جائیگی۔ اور اگر انھوں نے مسلمانوں سے اس کام کے واسطے کوئی گھر یا کوٹھری اجارہ پر لی تو مسلمان کے حق میں مکروہ ہو کہ انکو اجارہ پر دیوے۔ اور اگر مسلمانوں نے انکو گھریا حویلی اجارہ پر دی تا کہ اس میں آکر رہیں پھر انھوں نے اس مکان میں ایسی کوئی بات ظاہر کی کہ جو ہمنے ذکر کی ہو تو مالک مکان اور غیر مالک مکان سب کو اختیار ہو کہ انکو اس سے منع کریں اور عقداً اجارہ فسخ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر ذمیوں میں سے کسی نے ادا سے جزیہ سے انکار کیا یا کسی مسلمان کو قتل کیا یا کسی مسلمان عورت سے زنا کیا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بد گوئی سے یاد کیا تو ایسے ذمی کا عہد ذمہ نہیں ٹوٹے گا۔ اور اگر قول جزیہ سے انکار کیا تو اسنے اپنا عہد توڑا۔ اور ذمی کا عہد جب ہی ٹوٹے گا کہ جب وہ دارالحرب میں جاوے۔ یا کسی گائون میں کسی مقام پر یا کسی قلعہ یا گدھی میں یہ لوگ غلبہ کر کے مسلمانوں سے قتال کریں چنانچہ جب ایسا کرینگے تو بالکل عہد مذمٹ جائیگا اور جب عہد ٹوٹ گیا تو اسکا حکم مثل مرتد کے ہو یعنی جو اسلام سے پھر گیا۔

بیس و کینه
 عبادتگاه و درگاه
 از شش خاندان
 ده آگ کا کا
 بین ده آگ
 از دشمن گشته
 فدای کرب و عشق
 گشته زمین و آسمان
 عجله حال و آرام
 و یک آن حضرت
 عجله حال و آرام
 کی بر کوی و
 صورتی بین

ہوتا ہے کہ اسے
 کھانا کھانے سے
 اور اگر وہ
 تو اس میں
 جو کہ اسے
 میں دیکھ رہا
 ہے کہ اسے
 اسے

4
 5
 6
 7
 8
 9
 10
 11
 12
 13
 14
 15
 16
 17
 18
 19
 20
 21
 22
 23
 24
 25
 26
 27
 28
 29
 30
 31
 32
 33
 34
 35
 36
 37
 38
 39
 40
 41
 42
 43
 44
 45
 46
 47
 48
 49
 50
 51
 52
 53
 54
 55
 56
 57
 58
 59
 60
 61
 62
 63
 64
 65
 66
 67
 68
 69
 70
 71
 72
 73
 74
 75
 76
 77
 78
 79
 80
 81
 82
 83
 84
 85
 86
 87
 88
 89
 90
 91
 92
 93
 94
 95
 96
 97
 98
 99
 100
 101
 102
 103
 104
 105
 106
 107
 108
 109
 110
 111
 112
 113
 114
 115
 116
 117
 118
 119
 120
 121
 122
 123
 124
 125
 126
 127
 128
 129
 130
 131
 132
 133
 134
 135
 136
 137
 138
 139
 140
 141
 142
 143
 144
 145
 146
 147
 148
 149
 150
 151
 152
 153
 154
 155
 156
 157
 158
 159
 160
 161
 162
 163
 164
 165
 166
 167
 168
 169
 170
 171
 172
 173
 174
 175
 176
 177
 178
 179
 180
 181
 182
 183
 184
 185
 186
 187
 188
 189
 190
 191
 192
 193
 194
 195
 196
 197
 198
 199
 200
 201
 202
 203
 204
 205
 206
 207
 208
 209
 210
 211
 212
 213
 214
 215
 216
 217
 218
 219
 220
 221
 222
 223
 224
 225
 226
 227
 228
 229
 230
 231
 232
 233
 234
 235
 236
 237
 238
 239
 240
 241
 242
 243
 244
 245
 246
 247
 248
 249
 250
 251
 252
 253
 254
 255
 256
 257
 258
 259
 260
 261
 262
 263
 264
 265
 266
 267
 268
 269
 270
 271
 272
 273
 274
 275
 276
 277
 278
 279
 280
 281
 282
 283
 284
 285
 286
 287
 288
 289
 290
 291
 292
 293
 294
 295
 296
 297
 298
 299
 300
 301
 302
 303
 304
 305
 306
 307
 308
 309
 310
 311
 312
 313
 314
 315
 316
 317
 318
 319
 320
 321
 322
 323
 324
 325
 326
 327
 328
 329
 330
 331
 332
 333
 334
 335
 336
 337
 338
 339
 340
 341
 342
 343
 344
 345
 346
 347
 348
 349
 350
 351
 352
 353
 354
 355
 356
 357
 358
 359
 360
 361
 362
 363
 364
 365
 366
 367
 368
 369
 370
 371
 372
 373
 374
 375
 376
 377
 378
 379
 380
 381
 382
 383
 384
 385
 386
 387
 388
 389
 390
 391
 392
 393
 394
 395
 396
 397
 398
 399
 400
 401
 402
 403
 404
 405
 406
 407
 408
 409
 410
 411
 412
 413
 414
 415
 416
 417
 418
 419
 420
 421
 422
 423
 424
 425
 426
 427
 428
 429
 430
 431
 432
 433
 434
 435
 436
 437
 438
 439
 440
 441
 442
 443
 444
 445
 446
 447
 448
 449
 450
 451
 452
 453
 454
 455
 456
 457
 458
 459
 460
 461
 462
 463
 464
 465
 466
 467
 468
 469
 470
 471
 472
 473
 474
 475
 476
 477
 478
 479
 480
 481
 482
 483
 484
 485
 486
 487
 488
 489
 490
 491
 492
 493
 494
 495
 496
 497
 498
 499
 500
 501
 502
 503
 504
 505
 506
 507
 508
 509
 510
 511
 512
 513
 514
 515
 516
 517
 518
 519
 520
 521
 522
 523
 524
 525
 526
 527
 5

اور اسکے معنی یہ ہیں کہ جب وہ دارالحرب میں جا ملا تو جانے کا حکم ہونے سے انکی موت کا حکم ہو گا یعنی گویا وہ حکم کر گیا اور اگر کس نے توبہ کی تو اسکی توبہ قبول کی جائیگی اور اسکا عہد ذمہ پھر عہد کر گیا۔ اور ذمی کے عہد توڑنے سے انکی فریات کی امان باطل نہ ہوگی مگر اسکی ذمہ جو رد جسکو وہ دارالاسلام میں چھوڑ گیا ہو اس سے وہ بائند ہو جائیگی اور اسپر اجتماع ہو اور اسکا مال اسکے وارثوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا۔ اور نیز ذمی مذکور عہد توڑ کر جو مال اپنے ساتھ دارالحرب میں لے گیا ہو انہیں بھی اسکا حکم مثل مرتد کے ہو اور اگر اس دارالحرب پر مسلمانوں نے غلبہ پایا تو ذمی تمام مسلمانوں کے واسطے فنی ہو گا اور اگر وہ دارالحرب میں جا ملا پھر دارالاسلام میں واپس آکر بیان سے اپنا مال لیکر اسکو دارالحرب میں لے گیا پھر اس دارالحرب پر اسلام غالب آیا تو اس ذمی مذکور کے وارث اس مال کے جسکو ذمی مذکور لوٹ کر لے گیا ہو غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے مفت حق دارین اور بعد تقسیم کے غنیمت دیکر لے سکتے ہیں اور اگر ذمی مذکور قید کیا گیا تو وہ رقیق بنایا جائیگا بخلاف مرتد کے کہ اگر اسلام سے پھر کر دارالحرب میں جا ملا پھر دارمذکور پر مسلمانوں نے غلبہ پایا اور مرتد مذکور قید کیا گیا تو قتل کر دیا جائیگا بشرطیکہ مسلمان نہ ہو جاوے۔ اور اسی طرح اگر ذمی مذکور بعد عہد توڑنے کے واپس آیا یا قتل اسکے تو اسپر جزا مقرر کرنا روا ہو بخلاف مرتد کے کہ اس سے واسطے اسلام کے پھر قبول نہ کیا جائیگا کذا فی فتح القدیر

تو ان باب مرتدون کے احکام کے بیان میں۔ مرتدون میں اسی کو کہتے ہیں جو دین اسلام سے پھرنے والا ہو یہ نہ الفائق میں ہو۔ اور مرتد ہونے کا حکم یہ ہو کہ بعد وجود ایمان کے کلمہ کفر اپنی زبان پر جاری کرے۔ اور رد صحیح ہو کی شرطوں میں سے یہ ہو کہ عاقل ہو پس مجنون کا مرتد ہونا نہیں صحیح ہو اور نہ ایسے طفل کا جو عقل نہیں رکھتا ہو مگر جو مجنون ایسا ہو کہ کبھی صحیح ہو جاتا ہو اور کبھی مجنون ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر اسنے حالت افاقہ میں ارتداد کیا ہو تو صحیح ہو اور اگر حالت جنون میں مرتد ہوا ہو تو نہیں صحیح ہو۔ اور اسی طرح جو شخص نشہ میں ایسا ہو کہ اسکی عقل جاتی رہی ہو تو اسکا ارتداد بھی نہیں صحیح ہو۔ اور بالغ ہونا صحت ارتداد کے واسطے شرط نہیں ہو۔ اور نیز مذکور ہوتا بھی صحت ارتداد کے واسطے شرط نہیں ہو اور طوع صحت ارتداد کے واسطے شرط ہو یعنی خوشی خاطر سے ہو پس جو شخص باکراہ مرتد ہونے پر مجبور کیا گیا اسکا ارتداد نہیں صحیح ہو یہ سحر الراق میں ہو۔ اور طفل کہ سمجھدار ہو وہ ہر ایسا لڑکا جو یہ جانتا ہو کہ اسلام سبب نجات و روزی ہو اور حرام و ناپاک کو پاک حلالی سے تمیز کرتا ہو اور شیریں کو تلخ سے تمیز کرتا ہو یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور فتاوا اسے قاری ہدایہ میں اسکی تقدیر کہ جب ایسا سمجھدار ہو جاوے یہ بیان کی ہو کہ سات برس کا ہو جاوے یہ نہ الفائق میں ہو۔ اور جسکو مرض برسام لاحق ہو یا ایسی کوئی چیز کھلا دی گئی کہ عقل جاتی رہی اور ہدیہ ان بکنے لگا پس مرتد ہو گیا تو یہ ارتداد ہو گا اور اسی طرح اگر معتوہ ہو یا موسوس یا کسی وجہ سے اسکی عقل مغلوب ہو گئی ہو تو اسکا بھی یہی حال ہو یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور جب مسلمان اسلام سے پھر گیا نعوذ باللہ منہ تو اسپر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر اسکو کوئی بندہ پیش ہووے کہ اسکو اسنے ظاہر کیا تو وہ بندہ صاف صاف کھول کر دوڑ کیا جاوے۔ لیکن بنا بر قول مشائخ کے یہ جاننا چاہیے کہ اسپر اسلام پیش کرنا واجب نہیں ہو بلکہ مستحب ہو فتح القدیر میں ہو۔ اور وہ تین روز تک قید خانہ میں نبوس رکھا جائیگا پس اگر مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ قتل کر دیا جائیگا اور یہ بھی اسوقت ہو کہ اسنے کچھ مہلت مانگی ہو اور اگر اسنے مہلت طلب نہ کی تو اسی وقت قتل کر دیا جائیگا اور اس حکم میں غلام و آزاد کے درمیان کچھ فرق نہیں ہو یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور اسکے مسلمان ہونے کی یہ صورت ہو کہ کلمہ شہادت ادا کرے اور سواے اسلام کے باقی تمام دینوں سے نیرازی کرے

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

اگر اس دین سے جسکی طرف منتقل ہو اور نیز اسی کی توبہ کی کافی ہو بیچھڑا دینا ہو۔ اور ناطقی سے حسن کی کتاب الازداد سے اجناس میں نقل کیا ہو کہ اگر مرتد نے توبہ کی اور اسلام کی طرف عود کیا پھر کافر ہو گیا بیان تک کہ اسے تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور ہر بار امام سے مہلت مانگی تو امام اسکو تین روز کی مہلت دیگا پھر اگر چوتھی بار اسے کفر کی طرف عود کیا پھر مہلت کی درخواست کی تو امام اسکو مہلت نہ دیگا چنانچہ اگر مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ اسکو قتل کر دیگا اور شیخ کرخی نے اپنے مختصر میں فرمایا کہ اگر تیسری بار کے بعد بھی اسلام سے پھر گیا اور امام کے پاس لایا گیا تو بھی اس سے توبہ کرنے کو کہے گا پس اگر اسے توبہ نہ کی تو اسکو قتل کر دیگا اور اسکو مہلت نہ دیگا۔ اور اگر توبہ کی تو اسکو تکلیف دہ مارا کر دیا مگر اسقدر نہ ہوگی کہ حد شرعی کے درجہ تک پہنچ جاوے پھر اسکو قید کر دیگا اور قید خانہ سے نہیں نکالے گا یہاں تک کہ توبہ کی عاجزی کے آثار ظاہر ہوں اور اس کے ظاہر حال سے ایسے شخص کا سا حال ظاہر ہو کہ جو اخلاص سے کام لے رہا ہو پھر جب اسے ایسا کیا تو اسکی راہ چھوڑ دی جائیگی پھر جب یہ کیا گیا پھر اسے ارتداد اختیار کیا تو ہمیشہ اس کے ساتھ ایسا ہی کیا جائیگا یہاں تک کہ وہ اسلام کی طرف رجوع کرے اور قتل نہ کیا جائیگا الا یہ کہ اسلام لانے سے انکار کرے اور شیخ ابو الحسن کرخی نے فرمایا کہ یہ ہمارے سب اصحاب کا قول ہو کہ مرتد سے ہمیشہ توبہ کرنے کو کہا جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہو اور اگر قتل اس کے کہ اس پر اسلام پیش کیا جاوے کسی نے اسکو قتل کر دیا یا اسکا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو یہ مکروہ بہ کراہت تشریحی ہے نہ فسخ القیدی میں ہو۔ اور چونکہ کراہت تشریحی ہے پس اس سے بھی معلوم ہوتا ہو کہ قاتل یا قاطع پر ضمان واجب نہ ہوگی لیکن اگر اس نے بغیر اجازت امام کے ایسا کیا ہو تو اس کے اس فعل پر اسکو تادیب دی جائیگی یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور اگر طفل مرتد ہو حالانکہ وہ سمجھ رہا ہو تو اسکا مرتد ہونا امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک ارتداد ہو یعنی معتبر صحیح ہو کہ اس پر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا مگر وہ قتل نہ کیا جائیگا۔ پیراج و مانج میں ہو۔ اور اگر طفل قریب بہ بلوغ جسکو مرہون کہتے ہیں مرتد ہوا تو اسکا بھی یہی حکم ہو یہ محیط شری میں ہو اور مرتدہ عورت قتل نہ کی جائیگی بلکہ قید خانہ میں بیٹھ کر رکھی جائیگی اور ہر تین روز میں ایک بار اس پر مار پڑیگی تاکہ اسلام لادے لیکن اگر کسی نے اسکو قتل کر دیا تو قاتل پر کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ اس میں شبہ ہو کہ قاتل پر بالیقین قصاص وغیرہ واجب ہوگا کہ نہیں یا مرتدہ عدم قتل میں مستحبہ ہو۔ باندی مرتدہ پر اسلام کے واسطے جبر کرنے کا کام اس کے مولیٰ کو دیا جائیگا کیونکہ اس میں دونوں حق جمع ہوتے ہیں باین طور کہ مولا کا مکان اس مرتدہ کے واسطے قید خانہ کر دیا جاوے اور اسلام لانے کے واسطے اسکو تادیب مار دینا اس کے مولے کو سونپ دیا جاوے اور باوجود اس کے مولا سے انکار اس سے اپنی خدمت بھی لیا کر گیا اور اصل میں ذکر فرمایا کہ باندی مرتدہ اس طرح پر اپنے مولے کو جب پیر و کچا لگی کہ مولیٰ کو اسکی خدمت وغیرہ کی حاجت ہو تو اور صحیح یہ ہو کہ مرتدہ مذکورہ اس کے مولے کو پیر و کچا لگی خواہ مولے کو حاجت ہو یا نہ ہو خواہ وہ درخواست کرے یا نہ کرے یہ تین میں ہو مگر واضح رہے کہ اسکا مولے اس سے وطی نہ کرے گا۔ اور عورت حنفیہ جو مجتہد ار ہو وہ مثل بالنسہ کے ہوا اور حنفی مثل عورت کے جو یہ ہذا الفائق میں ہو۔ اور جہ مرتدہ جب تک دارالاسلام میں موجود ہو بتک گرفتار کر کے رقیقہ تین بنائی جائیگی اور اگر وہ دارالحرب میں جا ملی پھر وہاں سے گرفتار کر کے لائی گئی تو رقیقہ بنائی جائیگی۔ اور امام اعظم رحمہ سے نوادر میں یہ روایت بھی ہو کہ وہ دارالاسلام میں بھی رقیقہ بنائی جائیگی۔ بعض متشیخ نے کہا کہ اگر اس روایت کے موافق ایسی مرتدہ باندی کے حق میں فتوے دیدیا جاوے جسکا شوہر موجود ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہو اور چاہیے کہ اسکا شوہر اسکو امام سے رقیق بنوائے یا امام اس مرتدہ مذکورہ کو اس کے شوہر کو مہر کر دے بشرطیکہ وہ مصرعہ ہو یعنی ایسا ہو کہ

سلا
او شخص
تیس
میں
ادی
اور
گارت
ہو سکتا
کی علامات
دندان

پیر
میں
رہ
سے
مہر
پیر
میں
رہ

یہ صاحبین کا قول ہو اور امام اعظم کے نزدیک جڑ سے باطل نہ ہوگی۔ چہارم ایسا تصرف جسکے موقوف رہنے یا نہ رہنے میں اختلاف ہو جیسے خرید و فروخت۔ اجارہ۔ اعتاق۔ تدبیر۔ کتابت۔ وصیت۔ قبضہ۔ یوق۔ چنانچہ امام اعظم کے نزدیک یہ تصرف موقوف رہینگے کہ اگر پھر مسلمان ہو گیا تو نافذ ہو جائینگے اور اگر مر گیا یا قتل کیا گیا یا دار الحرب میں جانے کا حکم دیا گیا تو باطل ہو جائینگے۔ اور اگر کتابت نے اپنی روت کی حالت میں تصرف کیا تو بالاتفاق اسکا تصرف نافذ ہوگا یہ تینوں قاضیان میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے اپنے مرتد غلام یا مرتدہ باندی کو فروخت کیا تو بیع جائز ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر مرتد تو بہ کر کے دارالاسلام میں عود کر کے آیا پس اگر قاضی نے ہنوز اسکے دار الحرب میں جانے کا حکم نہیں دیا یعنی ایسا حکم دینے سے پہلے وہ مناسب ہو کر عود کر آیا ہو تو اسکے مال سے حکم روت باطل ہو جائیگا پس ایسا ہوگا کہ گویا وہ برابر مسلمان ہی رہا ہو اور اسکے مملوک مدبر و ام ولد و ن میں سے کوئی خود اسکی طرف سے آزاد شدہ نہ ہوگا اور اگر قاضی کے حکم مذکور دینے کے بعد وہ مناسب ہو کر واپس آیا ہو تو جو کچھ مال وہ اپنے وارثوں کے ہاتھ میں پاوے ہو اسکے لئے اور جو کچھ وارث نے اپنی ملک سے زائل کر دیا ہو خواہ ایسے سبب سے زائل کیا ہو جو قابل تسخ ہو تا ہو جیسے بیع و ہبہ وغیرہ یا ایسے سبب سے جو قابل تسخ نہیں ہوتا ہو جیسے اعتاق و تدبیر و استیلا و توہن مال کو مرتد کسی طرح نہیں پاسکتا اور وارث کا تصرف مذکور بجائے خود صحیح رہیگا اور وارث پر تاوان بھی لازم نہ ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور اگر مرتد نے نصرانیہ باندی سے وطی کی جو حالت اسلام میں اسکی ملک تھی پھر اسکے مرتد ہونے کے وقت سے چھ مہینے سے زیادہ کے بعد وہ بچہ چینی اور مرتد مذکور نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا تو یہ باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور بچہ مذکور آزاد ہوگا اور اسکا فرزند ہوگا یہ ہر ایہ میں ہو۔ پھر اگر مرتد مذکور مر گیا یا قتل کیا گیا تو اسکا فرزند اسکا وارث نہ ہوگا اور اگر مسئلہ مذکور میں بجائے نصرانیہ کے مسلمہ باندی ہو تو یہ فرزند اسکا وارث ہوگا خواہ مرتد مذکور مر گیا یا قتل کیا گیا یا دار الحرب میں چلا گیا ہو۔ اگر کوئی مرتد اپنا مال لیکر دار الحرب میں چلا گیا پھر غلبہ پا کر یہ مال لے لیا گیا تو وہ فنی ہوگا اور مرتد مذکور کے وارثوں کو اس مال کی طرف کوئی راہ نہ ہوگی۔ اور اگر مرتد دار الحرب میں جا ملا پھر لوٹ کر دارالاسلام میں اگر یہاں سے اپنا مال لے گیا اور اسکو دار الحرب میں داخل کر لیا پھر یہ مال غلبہ پا کر لے لیا گیا تو یہ مال اسکے وارثوں کو جو دارالاسلام میں ہیں واپس دیا جائیگا لیکن اس میں دو صورتیں ہیں کہ قبل تقسیم کے انکو مفت دیدیا جائیگا اور بعد تقسیم ہو جانے کے قیمت واپس دیا جاسکتا ہو۔ اور اگر مرتد دار الحرب میں لگیا اور یہاں اسکا ایک غلام ہو پس اسکے بیٹے کے واسطے اس غلام کا حکم دیا گیا پس اسکے بیٹے نے اس غلام کو سکا مت کر لیا پھر مرتد مذکور مناسب ہو کر مسلمان واپس آیا تو کتابت مذکور اپنے حال پر درست رہیگی اور مال کتابت اور ولہ اسے شخص کی ہوگی جو مسلمان ہو کر واپس آیا ہو یہ کافی میں ہو۔ اور یہ ہوقت ہو کہ ہنوز مکاتب مذکور مال ادا کر کے آزاد نہیں ہوا ہو اور اگر مکاتب مذکور کے مال ادا کر کے آزاد ہو جانے کے بعد وہ واپس آیا تو اس آزاد شدہ کی ولہ اس کے بیٹے کی ہوگی یہ نہایت میں ہو۔ امام محمد نے جامع صغیر میں فرمایا کہ اگر مرتد نے کسی کو خطا سے قتل کیا پھر دار الحرب میں جا ملا یا مر گیا یا حالت ارتداد پر قتل کیا گیا یا وہ دارالاسلام میں زندہ وجود ہو بہر حال بالاتفاق اس مقتول کی دیت اس مرتد کے مال سے ہوگی پس اگر اسکی کمائی فقط حالت اسلام کی یا فقط حالت دت کی ہو تو اسی سے پوری دیت دیدیا جائیگی اور اگر حالت اسلام و روت کی کمائیاں ہوں تو بقول صاحبین دیت دونوں سے یکجا لگی اور دونوں کی کمائیاں ہوں تو برابر بقول صاحبین کے دونوں کمائیوں سے مقتول کی دیت پوری کی جائیگی اور برابر بقول امام اعظم پہلے اسکی اسلام کی کمائی سے اور کچھ اسکی

سچا اگر کچھ کسی رہی اور پوری ادا نہ ہوئی تو باقی اسکی روت کی کمائی سے پوری کر دی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور یہ وقت ہو کہ مرتد کو قتل مسلمان ہو جانے کے قتل کیا گیا یا مرگیا ہو اور اگر وہ بعد مرتد ہونے کے پھر مسلمان ہو کر مر یا نہیں مر تو بالاتفاق دیت مذکورہ اسکی دونوں کمائیوں سے دی جائیگی یہ یقین میں ہو اور اگر مرتد نے کچھ مال غصب کر لیا یا کوئی چیز تلف کر دی تو بالاتفاق اسکی ضمان اس مرتد کے مال سے دی جائیگی اور یہ حکم اسوقت ہو کہ غصب کرنا یا مال تلف کر دینا بالمعاذہ ثابت ہو اور اگر فقط مرتد کے اقرار سے ثابت ہو تو صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک یہ مال تاوان اسکی دونوں حالتوں کی کمائیوں سے دیا جائیگا اور امام عظیم رحمہ کے نزدیک اسکی ارتداد کی کمائی سے دیا جائیگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ سب یہ صورت ہو کہ خطا کا رنود مرتد ہو دے اور اگر یہ صورت ہو کہ مرتد کسی نے جنایت کی یا نیلور کر اُسکے مرتد ہو جانے کے بعد کسی نے اسکا ہاتھ یا باؤن عہد کاٹ ڈالا تو امام محمد رحمہ نے اصل میں بیان فرمایا ہے کہ یہ جنایت کرنیوالا کچھ ضامن ہو گا خواہ مرتد مذکور اس قطع کی وجہ سے حالت روت پر مرگیا یا مسلمان ہو کر مرے ہو۔ اور یہ حکم جب ہو کہ اُسکے مرتد ہونے کی حالت میں قطع کیا ہو اور اگر اس طرح ہو کہ اُسکے مسلمان ہونے کی حالت میں کسی مسلمان نے اسکا ہاتھ کاٹا خواہ عہد کاٹا ہو یا خطا سے پھر جبکا ہاتھ کاٹا ہو وہ مرتد ہو گیا اور نہ ہی ختم قطع کی وجہ سے حالت روت پر مرگیا تو کاٹنے والے پر اس عضو کی دیت واجب ہوگی خواہ خطا سے کاٹا ہو یا عہد کاٹا ہو اور وہ جان تلاف شدہ کا ضامن ہو گا پس اگر کاٹنے والے نے عہد کاٹا ہو تو ضمان مذکور اُسکے مال سے واجب ہوگی اور اگر خطا سے کاٹا ہو تو اسکی مددگار برادر سی پر واجب ہوگی۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ جبکا عضو قطع کیا ہو اس قطع کی وجہ سے حالت روت پر مرے ہو اور اگر وہ مسلمان ہو گیا پھر حالت اسلام پر اس قطع کی وجہ سے مرگیا پس اگر وہ شخص دار الحرب میں نہیں گیا ہو یا جا ملا مگر حکم الحاق سے پہلے مسلمان ہو کر عود کر آیا ہو تو استحسانا اسکی جان کی دیت پوری پوری واجب ہوگی خواہ عہد کاٹا ہو یا خطا سے قطع کیا ہو مگر فرق اسقدر ہو کہ خطا سے قطع کرنے کی صورت میں دیت مذکور اس قطع کرنے والے کی مددگار برادر سی پر واجب ہوگی اور عہد کی صورت میں خاص اسی کے مال پر واجب ہوگی اور عہد قطع کی صورت میں قطع کرنیوالے پر قصاص واجب ہوگا اور یہی امام عظیم و امام ابو یوسف نے اختیار کیا ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر وہ دار الحرب میں جا ملا اور قاضی نے اُسے لحاق کا حکم دید یا پھر نائب ہو کر مسلمان واپس آیا پھر سبب قطع مذکور کے مرگیا تو قاطع پر نصف دیت واجب ہوگی یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور اگر ہاتھ کاٹنے والا مرتد ہو گیا اور جبکا ہاتھ کاٹا ہو وہ مسلمان باقی رہا اور ہاتھ کاٹنے والا اپنی روت قتل کیا گیا پھر مقطوع الید یعنی جبکا ہاتھ کاٹا گیا ہو وہ بھی مرگیا تو اصل میں مذکور ہو کہ اگر اُسے عہد قطع کیا ہو تو اُسکے واسطے کچھ نہ ہو گا اور اگر خطا سے قطع کیا ہو پس اگر اس زخم سے اچھا ہو گیا ہو دے تو اسکی مددگار برادر سی پر اس قطع کے ہاتھ کی ضمان واجب ہوگی اور اگر مرگیا ہو تو قاطع کی مددگار برادر سی پر جان کی دیت کا مل واجب ہوگی اور اگر مادرہ باندی یا ام ولد مرتد ہو گئی اور دار الحرب میں چلی گئی پھر ہمسکا مولیٰ دار الاسلام میں مرگیا پھر وہ گرفتار ہو کر پکڑائی تو فہمی ہوگی بخلاف اُسکے اگر ایسی باندی مولیٰ کے قبضہ سے جرموں کی قیت میں آگئی ہو پھر وہ اسیر ہو کر آئی تو مولیٰ کو واپس کر دی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر سکا تب مرتد ہو گیا اور دار الحرب میں جا ملا اور اُسے کچھ مال کمایا پھر وہ مع اس مال کے گرفتار کیا گیا اور اُسے اسلام لانے سے انکار کیا پس قتل کیا گیا تو اس مال سے اُسکے مولیٰ کو مال کتابت ادا کر دیا جائیگا اور جو باقی رہا وہ وراثت میں سکتا ہو گا یہ ہمایہ میں ہو۔ اور اگر ایسا ہو کہ جو کچھ سکا تب مذکور کا مال رہا ہو وہ اسکی ادا کے کتابت کے واسطے کافی نہ ہو تو جو کچھ ہو وہ اُسکے مولیٰ کا ہو گا یہ کافی میں ہو۔ ایک غلام مع

۲
روح
میں
سج
چھ
چھ
دیں
دار الحرب
۷
میں
جبر
۸
بہ
۹
دعا
کا
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰

اپنے موئے کے مرتد ہو کر دونوں دارالحرب میں جانے پھر مولیٰ وہیں مر گیا اور غلام مذکور اسیر ہو کر دارالحرب سے دارالاسلام میں لایا گیا تو وہ فتنی ہو گا پھر اگر مسلمان نہ ہو تو قتل کر دیا جائیگا۔ اور اگر غلام مرتد ہو کر مولیٰ کا مال لیکر دارالحرب میں چلا گیا پھر مع اس مال کے گرفتار ہو کر آیا تو وہ فتنی نہ ہو گا بلکہ اسکے مولیٰ کو واپس کر دیا جائیگا۔ ایک قوم اسلام سے مرتد ہو کر مسلمانوں سے لڑے اور اپنے شہروں میں سے کسی شہر پر غالب ہوئے جو انکی زمین حرب میں ہو اور انکے ساتھ انکی عورتیں و بچے ہیں پھر مسلمان لوگ اپنے غالب آئے تو انکے مرد قتل کیے جاویں گے اور عورتیں و بچے اسیر کر کے رقیق بنائے جاویں گے یہ مسوطا میں ہو۔ اور اگر جو روادار دونوں مرتد ہو کر دارالاسلام سے دارالحرب میں چلے گئے پس عورت و بچہ حاملہ ہوئی اور اسکے بچہ پیدا ہوا اور بچہ جب بالغ ہوا تو اسکے بھی فرزند ہوا پھر مسلمان لوگ اپنے غالب ہوئے تو ہر دو فرزند فتنی ہوں گے مگر انہیں سے فرزند اول پر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور دوسرے فرزند پر اسلام کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر عورت مذکورہ دارالاسلام میں حاملہ ہو گئی ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ کافی میں ہو۔ اور نوادر میں مذکور ہو کہ اگر جو روادار دونوں مرتد ہو کر مع اپنے فرزند صغیر کے دارالاسلام سے دارالحرب میں چلے گئے پھر اس فرزند کے بالغ ہونے پر اسکے بھی فرزند پیدا ہوا پھر اس دوسرے فرزند کو مسلمان بنانے فتح پا کر گرفتار کیا تو امام اعظم و امام محمد رحمہما کے نزدیک اس پر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور جس شخص کا اسلام بے تعیت اسکے والدین کے قرار پایا ہو اگر وہ مرتد بالغ ہو تو در صورت انکار اسلام کے قیاساً قتل کیا جائیگا اور سختاً قتل نہیں کیا جائیگا۔ اور اگر صغیر سن میں مسلمان ہوا اور مرتد بالغ ہوا تو قیاساً قتل کیا جائیگا اور سختاً قتل نہ کیا جائیگا۔ اور جو شخص کہ باکراہ اسلام لایا ہو اگر مرتد ہو گیا تو سختاً قتل نہ کیا جائیگا۔ مگر واضح رہے کہ ان تینوں صورتوں میں اس پر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اگر اسلام لانے سے پہلے کسی نے سکوت کیا تو قاتل پر کچھ لازم نہ ہو گا۔ اور جو کہ دارالاسلام میں لپیٹ پایا گیا ہو وہ محکوم باسلام ہو گا یعنی اسکے مسلمان ہونے کا حکم بے تعیت دارالاسلام دیا جائیگا پھر اگر وہ کافر بالغ ہو تو اس پر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور قتل نہ کیا جائیگا یہ فتح القدر میں ہو موجب بات کفر چنانچہ انواع میں از انجملہ وہ ہیں جو متعلق بایمان اسلام ہیں چنانچہ اگر کسی نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرا ایمان صحیح ہو یا نہیں تو یہ خطاب عظیم ہو لیکن اگر اسکی یہ مراد ہو کہ میرے دل سے شک رفع ہو یا نہیں تو خیر۔ اور جس نے اپنے ایمان میں شک کیا اور کہا کہ میں یا انداز ہوں انشاء اللہ تمہارے تودہ کافر ہو لیکن اگر اُس نے یہ مراد بیان کی کہ مجھے یہ نہیں معلوم کہ دنیا سے ایمان کے ساتھ کھلوں گا تو ایسی صورت میں اُسکے کافر ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور جس شخص نے قرآن اپنی کلام اللہ تعالیٰ کی نسبت کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق ہو تودہ کافر ہو اور جس نے ایمان مخلوق ہونے کو کہا وہ بھی کافر ہو اور جس نے عقائد کیا کہ ایمان و کفر ایک ہی تودہ کافر ہو اور جو ایمان سے راضی نہ ہو اوہ کافر ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور جو شخص اپنی ذات کے کفر پر راضی ہو اوہ کافر ہو اور جو دوسرے شخص کے کفر پر راضی ہو اس کے حق میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور کتاب التخییر میں کلمات کفر کے بیان میں لکھا ہو کہ جو دوسرے کے کفر پر راضی ہوا تاکہ وہ ہمیشہ عذاب دیا جاوے تو اسکے کفر کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر دوسرے کے کفر پر راضی ہوا تاکہ اللہ جل شانہ کے حق میں وہ بات کہے جو اسکی صفات کے لائق نہیں ہو تو اسکے کافر ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اسی پر فتوے ہوئے تاناخانیہ میں ہو۔ اور جس نے کہا کہ میں صفت اسلام نہیں جانتا ہوں تودہ کافر ہو اور جس نے لامہ حلوائی نے یہ مسئلہ بہت مبانیہ کے ساتھ ذکر فرمایا اور کہا کہ ایسے شخص کا نہ کچھ دین ہو اور نہ نماز اور نہ روزہ اور نہ کوئی طاعت اور نہ نکاح اور اسکی اولاد سب اولاد زنا ہوگی۔ اور جامع میں مذکور ہو کہ اگر کسی مسلمان نے صغیر نصرانیہ سے نکاح

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

کیا اور اس وقت کے والدین نصرانی ہیں پھر وہ بالغ ہوئی در حالیکہ وہ دینوں میں سے کسی دین کو نہیں سمجھتی اور نہ اسکو وصف کر سکتی ہو کہ کیونکر ہر حالانکہ یہ عورت متوہد نہیں ہو تو وہ اپنے شوہر سے بائند ہوگی۔ اور امام محمد کے اس قول کے کہ کسی دین کو نہیں سمجھتی ہو یہ سننے میں کہ اپنے دل سے نہیں جانتی پہچانتی ہو اور اس قول کے کہ نہ اسکو وصف کر سکتی ہو یہ معنی میں کہ زبان اسکو بیان نہیں کر سکتی ہو قال المترجم یعنی مثلاً اسلام کو بیان نہیں کر سکتا ہو کہ کیا ہو اور نہ دل سے جانتا ہو تو وہ کافر ہو اور اگر یوں بیان کیا کہ اسلام یہ ہو کہ گواہی دے کہ اللہ تم واحد ہو اسکا کوئی شریک نہیں ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تم کے رسول بندے ہیں اور قیامت وحشر و جزا وغیرہ سب حق ہو تو یہ اسلام کے واسطے کافی ہو۔ فافہم اور اسی طرح اگر ضمیمہ مسلمہ سے نکاح کیا پھر جب وہ بالغ ہوئی تو وہ اسلام کو نہیں سمجھتی ہو اور نہ وصف کر سکتی ہو حالانکہ وہ متوہد نہیں ہو تو وہ بھی اپنے شوہر سے بائند ہو جائیگی۔ اور فتاویٰ نسفی میں لکھا ہو کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک عورت سے کہا گیا کہ توحید سیدانی یعنی توحید کو جانتی ہو اُسے کہا کہ نہیں۔ تو فرمایا کہ اگر اُسکی مراد یہ ہو کہ جس بیان سے مکتب میں لڑکے کہتے ہیں وہ مجھے یاوشین ہو تو یہ اسکے حق میں مضر نہیں ہو اور اگر اُسکی مراد ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو پہچانتی ہی نہیں ہوں تو اسی عورت ہونہ نہیں ہو اور اسکا کحل صحیح نہ ہوا اور حامد بن ابی حنیفہ سے روایت ہو کہ جو شخص مرگیا اور اُسے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ میرا خالق اور اللہ عزوجل نے کوئی اور گھر سوا سے اس گھر کے رکھا ہو اور ظلم حرام ہو تو وہ مسلمان نہیں مراد یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص گناہ کر رہا ہو اور کہتا جاتا ہو کہ مسلمان ہی ظاہر کرنا چاہیے تو اسکے کفر کا حکم دیا جائیگا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی میں مسلمان ہوں اُسے کہا کہ تجھ پر تیری مسلمان پر لعنت ہو تو ایسا کہنے والا کفر کا جائیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک نصرانی مسلمان ہو گیا پھر اسکا مالدار باپ مرگیا پس اُسے کہا کہ کاش میں اسوقت تک مسلمان نہ ہوا ہوتا تاکہ اسکا مال میراث لینا تو اسکے کافر ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ایک نصرانی کسی مسلمان کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ پر اسلام پیش کرنا کہ میں تیرے پاس مسلمان ہوں پس اُسے کہا کہ تو ظلم عالم کے پاس جاتا کہ وہ تجھ پر اسلام پیش کرے پس تو اسکے پاس مسلمان ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور شیخ ابو جعفر نے فرمایا کہ اس طرح دزدانگ کرنا کفر نہ ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک کافر مسلمان ہو گیا پس اس سے ایک شخص نے کہا کہ تجھے اپنے دین کی طرف سے کیا بلا پیش آئی تھی تو یہ کہنے والا کافر ہو گا یہ خلاصہ میں ہو۔ یہاں تک تو بیان ایسی صورتوں کا ہوا جو متعلق بایمان و اسلام ہیں اور رسم و گیدہ کلمات کفر ہیں جو ذات اللہ تعالیٰ اسکی صفات وغیرہ سے متعلق ہیں۔ چنانچہ اگر کسی نے وصف کیا اللہ تم کو ایسے وصف سے جو لائق شان الہی نہیں ہو یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام سے تسخر کیا یا اسکے اور میں سے کسی مرعنی حکم سے تسخر کیا یا اسکے وعدہ و نوبت عتاب کا انکار کیا یا اسکا کوئی شریک گردانا یا فرزند یا جو ر و قرار دیا یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہو گا یعنی حکم دیا جائیگا کہ وہ کافر ہو اور اگر کسی نے کہا کہ ردا ہو کہ اللہ تعالیٰ ایسا فعل کرے جس میں کچھ حکمت نہیں ہو تو کافر کہا جائیگا اور اگر یہ اعتقاد کیا کہ اللہ تعالیٰ کفر سے راضی ہوتا ہو تو کافر ہو یہ بھارالقی میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر خدا مجھے اسکا حکم کر گیا یا اگر خدا ہی اسکا حکم کر گیا تو نہ کروں گا تو اُسے کفر کیا یہ محیط میں ہو۔ اور تفسیر میں لکھا ہو کہ قرآن مجید میں جو یہود و جبہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کو واسطے آیا ہو حالانکہ وہ ان ہرگز یہ جو ارح جو ظاہر میں سمجھے جاتے ہیں مراد نہیں ہیں پس کیا فارسی میں یا اردو میں اللہ تعالیٰ شانہ پر ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو یا نہیں پس بعضے مشائخ نے فرمایا کہ جائز ہو بشرطیکہ اُسے اس لفظ سے عضو کے معنی نہ سمجھ لے ہوں اور اکثر مشائخ نے فرمایا کہ نہیں صحیح ہو اور اسی پر اعتماد ہو یہ تاہم تاہم یہ میں ہو قال المترجم جن بعض مشائخ

عربی میں ہے کہ کسی دین کو نہیں سمجھتی ہو یہ معنی میں کہ زبان اسکو بیان نہیں کر سکتی ہو اور اگر یوں بیان کیا کہ اسلام یہ ہو کہ گواہی دے کہ اللہ تم واحد ہو اسکا کوئی شریک نہیں ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تم کے رسول بندے ہیں اور قیامت وحشر و جزا وغیرہ سب حق ہو تو یہ اسلام کے واسطے کافی ہو۔ فافہم اور اسی طرح اگر ضمیمہ مسلمہ سے نکاح کیا پھر جب وہ بالغ ہوئی تو وہ اسلام کو نہیں سمجھتی ہو اور نہ وصف کر سکتی ہو حالانکہ وہ متوہد نہیں ہو تو وہ بھی اپنے شوہر سے بائند ہو جائیگی۔ اور فتاویٰ نسفی میں لکھا ہو کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک عورت سے کہا گیا کہ توحید سیدانی یعنی توحید کو جانتی ہو اُسے کہا کہ نہیں۔ تو فرمایا کہ اگر اُسکی مراد یہ ہو کہ جس بیان سے مکتب میں لڑکے کہتے ہیں وہ مجھے یاوشین ہو تو یہ اسکے حق میں مضر نہیں ہو اور اگر اُسکی مراد ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو پہچانتی ہی نہیں ہوں تو اسی عورت ہونہ نہیں ہو اور اسکا کحل صحیح نہ ہوا اور حامد بن ابی حنیفہ سے روایت ہو کہ جو شخص مرگیا اور اُسے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ میرا خالق اور اللہ عزوجل نے کوئی اور گھر سوا سے اس گھر کے رکھا ہو اور ظلم حرام ہو تو وہ مسلمان نہیں مراد یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص گناہ کر رہا ہو اور کہتا جاتا ہو کہ مسلمان ہی ظاہر کرنا چاہیے تو اسکے کفر کا حکم دیا جائیگا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی میں مسلمان ہوں اُسے کہا کہ تجھ پر تیری مسلمان پر لعنت ہو تو ایسا کہنے والا کفر کا جائیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک نصرانی مسلمان ہو گیا پھر اسکا مالدار باپ مرگیا پس اُسے کہا کہ کاش میں اسوقت تک مسلمان نہ ہوا ہوتا تاکہ اسکا مال میراث لینا تو اسکے کافر ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ایک نصرانی کسی مسلمان کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ پر اسلام پیش کرنا کہ میں تیرے پاس مسلمان ہوں پس اُسے کہا کہ تو ظلم عالم کے پاس جاتا کہ وہ تجھ پر اسلام پیش کرے پس تو اسکے پاس مسلمان ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور شیخ ابو جعفر نے فرمایا کہ اس طرح دزدانگ کرنا کفر نہ ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک کافر مسلمان ہو گیا پس اس سے ایک شخص نے کہا کہ تجھے اپنے دین کی طرف سے کیا بلا پیش آئی تھی تو یہ کہنے والا کافر ہو گا یہ خلاصہ میں ہو۔ یہاں تک تو بیان ایسی صورتوں کا ہوا جو متعلق بایمان و اسلام ہیں اور رسم و گیدہ کلمات کفر ہیں جو ذات اللہ تعالیٰ اسکی صفات وغیرہ سے متعلق ہیں۔ چنانچہ اگر کسی نے وصف کیا اللہ تم کو ایسے وصف سے جو لائق شان الہی نہیں ہو یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام سے تسخر کیا یا اسکے اور میں سے کسی مرعنی حکم سے تسخر کیا یا اسکے وعدہ و نوبت عتاب کا انکار کیا یا اسکا کوئی شریک گردانا یا فرزند یا جو ر و قرار دیا یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہو گا یعنی حکم دیا جائیگا کہ وہ کافر ہو اور اگر کسی نے کہا کہ ردا ہو کہ اللہ تعالیٰ ایسا فعل کرے جس میں کچھ حکمت نہیں ہو تو کافر کہا جائیگا اور اگر یہ اعتقاد کیا کہ اللہ تعالیٰ کفر سے راضی ہوتا ہو تو کافر ہو یہ بھارالقی میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر خدا مجھے اسکا حکم کر گیا یا اگر خدا ہی اسکا حکم کر گیا تو نہ کروں گا تو اُسے کفر کیا یہ محیط میں ہو۔ اور تفسیر میں لکھا ہو کہ قرآن مجید میں جو یہود و جبہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کو واسطے آیا ہو حالانکہ وہ ان ہرگز یہ جو ارح جو ظاہر میں سمجھے جاتے ہیں مراد نہیں ہیں پس کیا فارسی میں یا اردو میں اللہ تعالیٰ شانہ پر ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو یا نہیں پس بعضے مشائخ نے فرمایا کہ جائز ہو بشرطیکہ اُسے اس لفظ سے عضو کے معنی نہ سمجھ لے ہوں اور اکثر مشائخ نے فرمایا کہ نہیں صحیح ہو اور اسی پر اعتماد ہو یہ تاہم تاہم یہ میں ہو قال المترجم جن بعض مشائخ

خالی نہیں ہو تو اسکی تکفیر کی جائیگی اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہو پس اگر اس قول سے یہ قصد کیا جو ظاہر اخبار میں وارد
 ہو ہو اسکی حکایت ہو تو تکفیر نہ کی جائیگی اور اگر مراد مکان ثابت کرنا ہو تو تکفیر کی جائیگی اور اگر اسکی کچھ شبہ نہ ہو تو اکثر کے نزدیک
 تکفیر کی جائیگی اور یہی صحیح ہو اور اسی پر قیاس ہے۔ اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ انصاف کے واسطے بیٹھا ہو یا انصاف کے واسطے کھڑا
 ہو ہو تو اسکی تکفیر کی جائیگی کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو فوتی و تحت سے موصوف کیا یہ بحر الہاق میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میرا آسمان پر
 خدا ہو اور زمین پر فلان تو اسکی تکفیر کی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ خدا فرومی نکر و از آسمان یا کہا کہ می بنید
 یا کہا کہ از عرش تو یہ اکثر کے نزدیک کفر ہو الا آنکہ عربی میں کہے کہ یطلع تو ایسا نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ خدا نے از بر عرش می دانند
 تو یہ کفر نہیں ہو اور اگر کہا کہ از بر عرش سے دانند تو یہ کفر ہو اور اگر کہا کہ اری اللہ تعالیٰ الجنتہ تو یہ کفر ہو اور اگر کہا کہ من الجنتہ تو
 یہ کفر نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور شیخ ابو حفص رحمہ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو منسوب بخیر کیا یعنی مثلاً کہا کہ ظالم ہو تو یہ العقبہ کا کفر ہو۔
 یفصل عما ید بین ہو۔ ایک نے کہا کہ یارب ابن ستم پسند لینے امی پروردگار یہ ظالم پسند نہ کرے تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور
 اس صحیح یہ ہو کہ تکفیر کی جائیگی اور اگر کہا کہ خدا سے عزوجل بر تو ستم کنا و چنانچہ تو بر من ستم کردی تو صحیح یہ ہو کہ اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر کسی
 نے کہا کہ کاش اگر اللہ تعالیٰ نے دن قیامت کے انصاف کیا تو میں تجھے اپنی داد دے دیتا تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر کسی نے کاش
 اگر کے یوں کہا کہ جو وقت اللہ تعالیٰ نے الی آخرہ تو تکفیر نہ کی جائیگی یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز حق
 انصاف سے فیصلہ کیا تو میں تجھے اپنے حق کے لیے ماخوذ کر دیتا تو یہ کفر ہو یہ محیط میں ہو۔ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ بوسلم میں
 کہ یہ جگہ ایسی ہو کہ نہ بیان اللہ ہو اور نہ رسول تو فرمایا کہ اس محاورہ سے یہ مراد ہوتی ہو کہ اس جگہ حکم خدا و حکم رسول کے موافق کام
 نہیں کیا جاتا ہوا چہر بوجھا گیا کہ اگر ایسی جگہ کے واسطے یہ کہا گیا جہاں کے لوگ زہد متقی ہیں تو فرمایا کہ اگر وہاں حکم خدا و رسول کا زمینہ
 ہوتے ہیں تو اس نے ان کاموں کے دین ہونے سے انکار کیا مثل نماز بائے پنجگانہ کے پس اسکی تکفیر کی جائیگی یہ تیسرے میں ہو۔
 اور اگر ظالم کے ظلم کرتے وقت کہا کہ یارب اس سے یہ ظلم پسند نہ کر اور اگر تو پسند کر گیا تو میں پسند نہ کر دیتا تو یہ کفر ہو گو بائیس
 یوں کہا کہ اگر تو رضی ہو تو میں رضی نہ ہوں گھا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ امی خدا روزی مجھ پر کشادہ کر دے یا میری
 تجارت چلتی کر دے یا مجھ پر ظلم نہ کر تو شیخ ابو نصر دوسری نے فرمایا کہ یہ شخص کافر ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک نے
 دوسرے سے کہا کہ جھوٹ مست بول گئے کہ جھوٹ ہو کسو اسطے اسو اسطے کہ اسکو بولین تو فی الحال کافر ہو جائیگا اور اگر
 کسی سے کہا گیا کہ رضائے خدا طلب کر اسنے کہا کہ مجھے نہیں چاہیے ہو۔ یا کہا کہ اگر خدا مجھے بہشت میں کر دے گا تو اسکو غارت کر دوں گا
 یا کسی سے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی مت کر کہ تجھے دوزخ میں ڈال دیا پس اسنے کہا کہ میں دوزخ سے نہیں ڈرتا ہوں
 یا اس سے کہا گیا کہ بہت نہ کھایا کہ خدا تجھے دوست نہ رکھے گا پس اس نے کہا کہ میں تو کھاؤں گا خواہ مجھے دوست رکھے یا دشمن
 تو ان سب سے بھگت کر گیا جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا گیا کہ بہت مت نہیں یا بہت مت سویا بہت مت کھاپس اسنے کہا کہ
 اتنا کھاؤں گا اور اتنا سوؤں گا اور اتنا ہنسوں گا جتنا میرا جی چاہے تو اسکی بھگت کی جائیگی۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ گناہ بہت کر
 کہ خدا کا عذاب سخت ہو پس اس نے کہا کہ میں عذاب کو ایک ہاتھ سے اٹھاؤں گا تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر اس سے کہا
 گیا کہ مان و باپ کو آزار مت دے پس اسنے کہا کہ ان دونوں کا مجھ پر کچھ حق نہیں ہو تو اسکی تکفیر کی جائیگی لیکن گناہ گار ہو گا۔ ایک
 نے کہا کہ امی شیطان میرا کام کر دے تاکہ جو تو کہے کر دے گا مان و باپ کو آزار دے گا اور جو کہے تو نہ کیگا نہ کر دے گا تو اسکی تکفیر کی جائیگی
 یہ تینیس سے تا اربعانیہ میں منقول ہے اگر کسی سے کہا کہ اگر تو روز جہان کا خدا ہو جائیگا تو بھی تجھ سے اپنا حق لے لوں گا

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

تو اسکی تکفیر کجا نیگی یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک نے جھوٹ بات کہی جبکو کسی نے سنکر کہا کہ میرا خدا اس تیرے جھوٹ کو بیخ کر دے یا کہا کہ اگر خدا تیرے اس دوسرے میں برکت کرے تو بعض نے فرمایا کہ یہ قریب بہ کفر ہو اور صباح میں لکھا ہو کہ ایک نے جھوٹ کہا پس دوسرے نے کہا کہ اللہ تیرے جھوٹ میں برکت دے تو اسکی تکفیر کجا نیگی۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ فلاں تیرے ساتھ یہ عیاشین چلتا ہو پس اسنے کہا کہ اللہ تعالیٰ بھی اُسکے ساتھ یہ عیاشین چلتے تو شیخ نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کجا نیگی قال المترجم و فیہ نظر اور تفسیر میں لکھا ہو کہ میں نے صدر الاسلام جمال الدین سے دریافت کیا کہ ایک نے کہا کہ خدا تعالیٰ زکوہ دست رکھتا ہو کہ مجھے نہیں دیا ہو تو فرمایا کہ اگر اس کلام سے اُسکا قصہ یہ ہو کہ خدا سے عزوجل کی طرف نسبت بخل کی کی تو تکفیر کیا جاوے گا مگر اس قول سے کہ زکوہ دست رکھتا ہو تکفیر کجا نیگی یہ تاثر خانیہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ انشاء اللہ تو یہ کام کر گیا پس اسنے کہا کہ میں بغیر انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام کروں گا تو اسکی تکفیر کجا نیگی یہ خزانۃ المفتیین میں ہو۔ ظالم نے کسی پر ظلم کیا پس مظلوم نے کہا کہ یہ بتقدیر الکی ہو پس ظالم نے کہا کہ میں بغیر تقدیر الکی کرنا ہوں تو اسکی تکفیر کجا نیگی یہ فیہیل غراویہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ امی خدا اپنی رحمت مجھے دریغ مست کر تو یہ الفاظ کفر میں سے ہو یہ نیز حبیب میں ہو۔ اور اگر ہر دو خصم کے درمیان جھگڑا طبل کھینچا اور دیر تک باہم جھگڑے و سخت کلامی کے ساتھ باتیں رہیں پس مرد نے جو روئے سے کہا کہ خدا سے ڈرا اور اپنے آپ کو اسکی نافرمانی سے بچا۔ پس عورت نے اسکو جواب دیا کہ میں نہیں اُس سے ڈرتی ہوں تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر شوہر نے اسکو معصیت ظاہرہ پر عتاب کر کے اسکو اللہ تم سے خوف دلا یا ہو پس اسنے یہ جواب دیا کہ تو اس سے مزہ ہو جائیگی اور اپنے شوہر سے باز نہ ہو جائیگی اور اگر شوہر نے اسکو ایسے مر پر عتاب کیا جو میں خدا کی طرف سے خوف کا مقام نہیں ہو تو وہ کافر نہ ہوگی لیکن اگر اُس سے اپنے اس کلام سے استحقاق کیا تو اپنے شوہر سے باز نہ ہو جائیگی۔ ایک نے دوسرے کو مانا چاہا پس اس سے اس بچارہ دے کہ کہا کہ آیا تو خدا سے تعالیٰ سے نہیں ڈرتا ہو اسنے کہا کہ نہیں تو امام محمد سے مروی ہو کہ اُسے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا پس جواب میں فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اسواسطے کہ وہ کہہ سکتا ہو کہ تقویٰ اسپن ہو جو میں کرتا ہوں اور اگر کوئی آدمی گناہ کرتا ہو اوکھا گیا پس دوسرے نے اس سے کہا کہ آیا تو خدا سے نہیں ڈرتا ہو پس اسنے کہا کہ نہیں تو کافر ہو جائیگا اسواسطے کہ اسکی تاویل ممکن نہیں ہو۔ اور اسی طرح اگر کسی سے کہا گیا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا ہو پس اسنے حالت غصہ میں کہا کہ نہیں تو کافر ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ تا مامی شویم بدتر خدا سے باما می شود بدتر تا مامی شویم نیکوتر خدا سے باما می شود نیکوتر یعنی جتنا میں بدتر ہوتا جاتا ہوں خدا میرے ساتھ بدتر ہوتا جاتا ہو او جتنا میں نیک تر ہوتا ہوں اتنا خدا میرے ساتھ نیک تر ہوتا ہو تو اسکی تکفیر کجا نیگی یہ خلاصہ میں ہو قال المترجم دہذا صحیح۔ اور عتاب میں لکھا ہو کہ اگر کوئی حکم خدا یا شریعت پر بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند کرے مثلاً کسی سے کہا گیا کہ خدا ایٹھا لے نے چار عورتیں حلال کر دی ہیں پس وہ کہے کہ میں اس حکم کو نہیں پسند کرتا ہوں تو یہ کفر ہو یہ تاثر خانیہ میں ہو۔ اور اگر عورت نے اپنے پس سے کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا پس پس نے کہا کہ واللہ میں نے نہیں کیا پس اس عورت نے غصہ میں کہا کہ مرد فیہ نظر واللہ تو شاخ نے اس عورت کی تکفیر میں اختلاف کیا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور جسنے کہا کہ خدا سے عزوجل ہووے اور کوئی چیز نہ دے تو اسکی تکفیر کجا نیگی یہ طیبۃ میں ہو و فیہ نظر۔ اور اگر کسی نے کہا کہ خدا سے عزوجل لے میرے حق میں سب نیکی کی ہو یہ کسی طرف سے ہو تو اسنے کفر کیا یہ محیط میں ہو و فیہ نظر۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ باری بازن بس نیامدی پس اسنے کہا کہ خدا سے بازنان بس نیامدین چکو نہ بس آیم تو اسکی تکفیر کجا نیگی یہ غیانیہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ از خدا سے می بینم

کے نزدیک مطلقاً نہیں بلکہ جب اسکی نیت میں اہانت ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدمی تھے یا جنی تو اسکی تکفیر کی جائیگی یہ منقول عمادیہ میں ہے اور اگر کہا کہ اگر فلان پیغمبر حق خویش از ولایت یعنی اگر فلان پیغمبر ہو تو بھی اس سے اپنا حق لے لوں گا تو یہ کفر نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ محمد دروغ گو ہے یا کہا کہ جابر پیغمبر ریمناک بود یا کہا کہ اسنے ماخون بڑے بڑے تھے تو بعض نے فرمایا کہ مطلقاً اسکی تکفیر کی جائیگی حالانکہ ترجمہ موافق زبان اردو کے یہی صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ اگر اسنے بطریق اہانت کے کہا ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ اس نے ایسا دلیا کہا ہو تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا حالانکہ ترجمہ ہی اس پر ہمارے نزدیک واللہ اعلم۔ اور اگر ایسے شخص کو بدزبانی سے یاد کیا جسکا نام محمد یا احمد اور اسکی کنیت ابوالقاسم ہو چنانچہ اسکو کہا اسو چھناں کے بچے تو اور جو اور کہ خدا کا نام یا اس کنیت کا جنہ ہو تو بعض مقام پر ذکر فرمایا کہ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوقت یاد کر لیتا تھا پھر بھی اسنے ایسا کہا تو اسکی تکفیر کی جائیگی یہ محیط میں ہے اور اگر کسی نے کہا کہ ہر عصیت گناہ کبیرہ ہے الا معاصی انبیاء علیہم السلام کہ انکے معاصی سب صغیرہ ہیں تو اسکی تکفیر کی جائیگی اور اگر کہا کہ ہر عصیان جو عہد ہو وہ کبیرہ ہے اور اسکا کرنے والا فاسق ہے اور ساتھ اسکے یہ بھی کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے معاصی عمدہ تھے تو اسنے کفر کیا اسواسطے کہ یہ ختم ہے اور اگر کہا کہ معاصی انبیاء علیہم السلام کے عہد ان تھے تو یہ کفر نہ ہوگا یہ تمیز میں ہے۔ اور رافضی اگر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہو یا مثال اسکے بدزبانی سے یاد کرتا ہو اور انکو لعنت کرتا ہو تو عوذ باللہ نہ تو وہ کافر ہے اور اگر فقط اتنی بات ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہو تو وہ کافر نہ ہوگا بلکہ مشرک ہے اور معتزلی متبع ہوتا ہے لیکن اگر اسنے دیدار آہی کا محال ہونا کہا تو اب کافر ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمس زنا لگائی تو وہ کافر ہو اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویوں کو رضی اللہ عنہن ایسی تمس لگائی تو عوذ باللہ نہ تو کافر نہ کہا جائیگا لیکن مستحق لعنت ہوگا اور اگر کہا کہ عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم اصحاب نہ تھے تو اسکی تکفیر کی جائیگی لیکن مستحق لعنت ہوگا یہ خزانہ الفقہ میں ہے۔ اور جسنے امامت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انکار کیا تو وہ بعض کے نزدیک کافر ہے اور بعض نے کہا کہ مبتدع ہے کافر نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے اور اسی طرح جسنے خلافت عمر رضی اللہ عنہ سے انکار کیا وہ بھی اصح قول کے موافق کافر ہے اگرچہ اس میں احوال اختلافی ہیں کذا فی التلمیذ اور جو لوگ حضرت عثمان و حضرت علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں انکی تکفیر کرنا واجب ہو لینے کافر کرنا واجب ہے۔ اور سب زید یون کو کافر کرنا واجب ہے اسنے اس اعتقاد پر کہ وہ عجم میں سے ایک بنی ظاہر ہونے کا انتظار کرتے ہیں کہ اسنے اس ناپاک اعتقاد کے موافق وہ ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پاک کو منسوخ کر چکا ہے و جیز کر دے ہیں۔ اور روافض کو کافر کرنا واجب ہے اسنے اس قول پر کہ مروجے لوٹ کر دنیا میں آویسنگے اور ارواح میں متنازع ہوتا ہو یعنی اوگون ہوتا ہے اور اسکی روح امامون میں منتقل ہوتی اور اس قول پر کہ ائمہ اطہار میں سے ایک امام پوشیدہ ہو سکے ہیں وہ آخرین نکلیں گے اور اس قول پر کہ شرعی امر و نہی جب تک امام موصوف تکلیف معطل ہے اور اس قول پر کہ جبریل علیہ السلام نے قطعی سے وحی اتی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور ایسے سب لوگ مسلم اسلام سے خارج ہیں اور اسنے احکام دہی میں جو مرتدوں کے احکام ہیں یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور اگر اہل اہل میں مذکور ہو کہ اگر کسی پر اکراہ کیا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شتم کرے پس اسنے کیا تو اس میں تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ کہتا ہو کہ میرے دل میں کچھ نہیں گذرا میں نے محمد کو شتم کیا جیسے اکراہ کرنے والوں نے مجھ سے چاہا تھا حالانکہ میں اس پر رضی نہیں ہوں تو ایسی صورت میں اسکی تکفیر کی جائیگی

۲
خلاصہ
ترجمہ
صغیرہ
محیط
تمیز
اور
تمیز
خزانہ
فقہ
سب
بانی
ہو اور اس
اعتقاد
اسکی ہلان میں
دوسرا
قابل
لکھا ہے

جیسے کوئی شخص کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا پس اسے کہا حالانکہ محسوس دل ایمان سے مطمئن ہو تو وہ کافر نہ ہوا اور دوم یہ کہ وہ کلمہ
 ہو کہ میری نیت اس وقت ایک نصرانی محمد نام تھا پس میں نے اسکو شتم کیا تو اس صورت میں بھی اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور وجہ
 سوم یہ کہ اس نے کہا کہ میرے دل میں ایک شخص نصرانی محمد نام کا خیال آیا مگر میں نے اسکو شتم نہیں کیا بلکہ محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کو شتم کیا تو اس صورت میں وہ قضا و دیاۃ تکفیر کیا جائیگا۔ اور جس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن
 ہو گئے تھے تو اسکی تکفیر کی جائیگی اور جس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہوشی طاری کی گئی تھی اسکی تکفیر نہیں کی جائیگی
 یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ کاش اگر آدم گہیوں نہ کھاتے تو ہم لوگ شقی نہ ہوتے تو اسکی تکفیر کی جائیگی یہ خلاصہ
 میں ہے۔ اور جسے خبر متواتر کا انکار کیا تو وہ کافر ہو یعنی جو حدیث یا جو امر شرعی اسطور پر روایت کیا گیا اور چلا آتا ہو کہ
 عقل میں نہیں آتا کہ غلطی ظہور یا دروغ ہو تو اسکا انکار کرنے والا کافر ہو جیسے پنجگانہ نمازوں کی تعداد رکعات مثلاً۔ اور جو
 شخص خبر مشہور کا انکار کرے بعض کے نزدیک اسکی بھی تکفیر کی جائیگی اور عیسیٰ بن ابان نے فرمایا کہ کہا جائیگا کہ گمراہ ہو گیا ہو
 تکفیر نہ کی جائیگی اور یہی صحیح ہے اور جسے خبر واحد سے انکار کیا تو اسے انکار کرنے والے کی تکفیر نہ کی جائیگی مگر ایسا شخص اسے
 قبول نہ کرنے سے گنہگار ہو گا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے کسی نبی کی نسبت یہ نہاکی کہ کاش یہ نبی ہوتا تو مشکل
 نے فرمایا کہ اگر یہ مراد ہو کہ اگر وہ مبعوث نہ ہوتا تو حکمت سے خارج نہ تھا تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور اگر اسے اس بزرگ نبی
 کی نسبت استخفاف و صداوت دل میں رکھی ہو تو کافر ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خان بن ہو قال الشر جہم میں نہیں
 سمجھتا ہوں کہ اس روایت کے ٹھیک کیا سنی ہیں اور نہ اسکی وجہ معنی مفہوم ہوتی ہو بالجمہ اگر کسی نبی کے لفظ سے عام
 مراد ہو یعنی ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل ہو تو میرا اعتقاد ہو کہ ایسا شخص کافر ہو اور عجب کہ اگر کوئی کہے
 کہ اگر خدا فلان پیغمبر کو نہ بھیجتا تو خارج از حکمت نہ تھا تو علی الاختلاف اسکی تکفیر کی جائیگی کہ نسبت بعثت ہو لہذا لے اللہ
 عن ذلک علو اکبر اقلینا ل فیہ۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مجھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رک کہیں تو سو خذہ نہ چھوڑوں
 تو اسکی تکفیر کی جائیگی اور اگر کہا کہ میں بھی کہوں تو تکفیر کی جائیگی یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ رک
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو پسند کرتے تھے مثلاً کہا کہ کدوے دراز کو پسند فرماتے تھے پس اس دوسرے نے
 کہا کہ میں اسکو نہیں پسند کرتا ہوں تو یہ کفر ہو اور ایسا ہی امام ابو یوسف اسے بھی مروی ہے اور بعضے متاخرین نے کہا
 کہ اگر اسنے یہ قول بطور اہانت کے کہا ہو تو کفر ہو اور بدون اس کے کفر نہیں ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ حضرت آدم
 علیہ السلام نے بڑا بنا ہر پس ہم سب جولاہم کی اولاد ہونے تو یہ کفر ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تھے تو اپنی نین انگلیاں چاٹتے تھے پس دوسرے نے کہا کہ بے ادبی ہو تو یہ کفر ہے۔ اگر
 کسی نے کہا کہ وہتانوں کی کیا پاکیزہ رسم ہو کہ کھانا کھاتے ہیں اور ہاتھ نہیں دھوئے ہیں تو شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ قول طریقہ
 مسنون کی اہانت کے طور پر کہا ہو تو کافر کہا جائیگا۔ اگر کسی نے کہا کہ یہ کیا رسم ہو کہ مونچھیں کتر واکریا مند واکر پست کر دیا
 اور دستار زیر گلو لانا پس اگر اسنے قول مذکور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طعن کرنے کے طور پر کہا ہو تو اسے کفر کیا ہے
 محیط میں ہے۔ اگر عاشورار کے روز کسی سے کہا کہ سر نہ لگا کہ سر نہ لگا تا اس روز سنت ہو اسنے کہا کہ عورتوں و مخنثوں کا کام
 ہو تو کافر ہو جائیگا اور تحقیر میں لکھا ہے کہ ایک نے کوئی بات کہی پس دوسرے نے کہا کہ دروغ می گوید اگر ہم پیغمبر است
 یعنی بھڑکنا ہو اگر بالکل پیغمبر ہو تو اسپر کفر لازم ہو گا اور اسی طرح اگر کہا کہ اسکی بات پر گردیدہ نہ ہو گا اگر بالکل پیغمبر ہو تو بھی

مسئلہ ششم
 وجہ دوم کفر

یہی حکم ہو اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ گر ان خویست اگر ہمہ پیوست یعنی بد خلق ہو اگر بالکل پیوست ہو یا کہ اگر رسل باہم فرشتہ مقرب است یا کہا کہ اگر رسل است باہم فرشتہ مقرب است گر ان جان ست تو نے احوال کا فرہوگا۔ ایک نے چاہا کہ اپنے غلام کو مارے پس دوسرے نے اس سے کہا کہ اسکو مت مار پس اس نے جواب دیا کہ اگر محمد مصطفیٰ فراموے کہ مت اتلا بھی نہ چھوڑوں یا کہا کہ اگر آسمان سے آواز آوے کہ مت مار تو بھی ماروں تو اسپر کفر لازم ہوگا۔ اور شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے صدر الاسلام جمال الدین سے دریافت کیا کہ اگر کسی نے احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی حدیث پڑھی پس دوسرے نے اس سے کہا کہ ہمہ روز خلشہا خواند تو شیخ نے فرمایا کہ اگر کہنے والے نے اسکی اضافت پڑھنے والے کی طرف کی نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو دیکھا جائیگا کہ اگر ایسی حدیث ہو جو متعلق بدین و احکام شرعی ہو تو اسکی تکفیر کی جائیگی اور اگر ایسی حدیث ہو جو اس سے متعلق نہیں ہو تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور اسکی گفتگو اس امر پر محمول کی جائیگی کہ اسکی مراد یہ ہو کہ اسکے سوا سے دوسری چیز کا پڑھنا اولیٰ ہو۔ قال المترجم یعنی ان لیغیر بالضرر لموج۔ اگر کسی نے کہا کہ بھرت جو ان عربی تو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ پیوست صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت پیوست تھے اور ایک وقت ایسا تھا کہ پیوست نہ تھے یا کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں مومن ہو یا کافر ہو تو اسکی تکفیر کی جائیگی غرض المعانی میں مذکور ہو کہ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ خلافت مست کہ اس نے کہا کہ پیوست ان خلافت گفتندی پیوستوں نے خلافت کہا ہو تو شیخ نے فرمایا کہ یہ کلمہ کفر ہو چاہیے کہ عورت تو بہ کرے اور نکاح کی تجدید کرے یہ تاتار خانیہ میں ہو اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ مجھے تیرا دیکھنا جیسے ملک الموت کا دیکھنا ہو تو یہ خطا ہے عظیم ہو اور اسکی تکفیر میں مشایخ کا اختلاف ہو بعض نے کہا کہ اسکی تکفیر کی جائے اور اکثروں نے فرمایا کہ نہیں تکفیر کی جائیگی یہ محیط میں ہو اور خانیہ میں لکھا ہو کہ بعض نے فرمایا کہ اگر اسے یہ قول سبب عداوت ملک الموت کے کہا ہو تو کافر ہو جائیگا اور اگر اسے لفظ سبب کراہت موت کے کہا ہو تو کافر نہ ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ روے فلان دشمن میرا دم چون روے ملک الموت تو اکثر مشایخ کے نزدیک اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور تخمینہ میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ میں فلان کی گواہی کی سماعت نہ کرونگا اگرچہ جبریل و میکائیل ہو تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر کسی نے فرشتوں میں سے کسی کو عیب لگا یا تو تکفیر کی جائیگی۔ ایک نے کہا کہ مجھے ہزار درم دے تاکہ میں ملک الموت کو بھیجوں کہ وہ روح فلان کو رفع کرے تاکہ اسکو قتل کرے پس آیا ایسے قاتل کی تکفیر کی جائیگی یا نہیں تو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شیخ ابو ذر رحمہ اللہ نے فرمایا ہو کہ فرشتوں کے ساتھ سخت کفر تا کفر ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرا فرشتہ ہوں فلان مقام میں تیرے کام میں مدد کرونگا تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور اسی طرح اگر مطلقاً کہا کہ میں فرشتہ ہوں تو بھی یہی حکم ہو بخلاف اسکے اگر کہا کہ میں نبی ہوں یا تیرا نبی ہوں تو اسکی تکفیر کی جائیگی یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ ایک نے ایک عورت سے نکاح کیا اور گواہ حاضر ہوئے پس اسے کہا کہ خدا و رسول کو میں نے گواہ کیا یا کہا کہ خدا و فرشتوں کو گواہ کہا تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر اسے کہا کہ دامن ہاتھ کے فرشتہ اور بائیں طرف کے فرشتہ کو گواہ کیا تو تکفیر نہ کی جائیگی یہ فیصول عمادیہ میں ہو۔ اب ان الفاظ کا بیان ہو جو متعلق بہ قرآن ہیں۔ جو شخص قرآن کے مخلوق ہوئے کا قاتل ہو وہ کافر ہو یہ فیصول عمادیہ میں ہو۔ اور جس نے آیت قرآن میں سے کسی آیت کا انکار کیا یا اس سے تمسخر کیا اور جزانہ میں لکھا ہو کہ یا عیب لگا یا تو کافر ہو یا یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ اور اگر قتل اغویہ بلفظ قتل اغویہ بلفظ الناس کے قرآن کا جزو ہونے سے انکار کیا تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور

تکفیر کی جائیگی
جس سے وہ درواز
ہو اس کے درواز

بعض متاخرین نے فرمایا کہ تکفیر کجا نیگی کیونکہ بعد صدر اول کے اس امر پر اجماع ہو گیا ہو کہ یہ دونوں صورتیں قرآن میں سے ہیں اور صحیح وہی قول اول ہو اس واسطے کہ اجماع متاخر اختلاف متقدم کو رفع نہیں کرتا ہو یہ ظہیر بین ہو۔ اگر وہ بجائے پر یا بالسرے بجائے پر قرآن کو پڑھا تو اسے کفر کیا۔ ایک نے قرآن پڑھا پس کسی نے کہا کہ نتیجہ بانگ شکوفان است تو کفر ہو مجھ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ قرآن تو نے بہت پڑھا مگر ہم سے جنابیت کو دور کیا تو نیکی تکفیر کجا نیگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ قل ہو اللہ احد اور ابوست باز کردی یعنی تو نے قل ہو اللہ احد کی کھال کھینچ دی یا کہا کہ الم نشرح لک زبان گرفتہ یعنی الم نشرح کا تو نے گریبان پکڑا ہوا یا جو شخص مریض کے پاس اس پر ہوتا تھا اس سے کہا کہ پس مردہ کے منہ میں مت رکھ یا کسی سے کہا کہ اے کو تاہ ترازا نا اعطیناک یعنی ادا نا اعطیناک سے بھی زیادہ کوتاہ۔ یا جو شخص قرآن پڑھتا تھا اور کوئی کلمہ اس کو یاد نہیں ہوتا تھا اس سے کہا کہ والتفت الساق بالساق یا کسی کے پاس قدر بھر کے لایا اور کہا کہ کا سا دہا تا یا کسی سے بطریق مزاح کے کہا کہ فکانت سرا یا ناب و تول کے وقت بطریق مزاح کے کہا کہ واذا کالوا اور نو ہم بخسرون یا کسی سے کہا کہ تو نے الم نشرح کی پکڑ سی باندھی ہو اور اسکی مراد یہ ہو کہ تو نے علم کو ظاہر کیا ہو یا کسی موضوع کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا فجمعنا ہم جمعا یا کہا و حشرنا ہم لغدا و منہم احدا یا کسی سے کہا کہ تو الذاریات نزاع کیا ہو نہ پڑھتا ہو نوں کے پیش سے یا زیر سے اور اسکی مراد ظہر ہو یا کسی شخص نے کہا کہ اقرأ ہشک قال اللہ تعالیٰ قال کلال ران یعنی تو پڑھتا کہ میں تجھے بدگوئی کروں کہ اللہ تو نے نے فرمایا ہو کلال ران۔ تو یہ بھی سخت گستاخی و کفر ہو یا کسی نے دوسرے کو حاجت سے نماز ادا کرنے میں بلایا یا اسے کہا کہ میں تمنا نماز پڑھتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الصلوۃ تنفی یا کسی دوسرے سے کہا کہ تفشیلہ یجوز فان التفشیل مذہب بالروح قال اللہ تعالیٰ ولا تنازعوا تفشیلوا و تذہبوا حکم یعنی تفشیلہ جائز ہو کیونکہ وہ بالی دور کرتا ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو ولا تنازعوا تفشیلوا و تذہبوا حکم تو ان سب صورتوں میں اسکی تکفیر کجا نیگی۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ گھر تو نے ایسا پاک کیا ہو جیسے والسماء والطارق تو بعض نے فرمایا تکفیر کیا جائیگا اور شیخ ابوبکر بن سلیمان نے فرمایا کہ اگر کہنے والا جاہل ہو تو تکفیر کجا نیگی اور اگر عالم ہو تو تکفیر کجا نیگی اور اگر کہا کہ قاعا صفتنا شدہ است تو اس میں خطر عظیم ہو یعنی شاید تکفیر تک پہنچے اور اسی طرح اگر باندی کی کھرچن یا بقیہ کی نسبت کہا کہ والباقیات الصالحات تو اس میں بھی خطر عظیم ہو۔ اور اگر کہا کہ قرآن اجمعی ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کہا کہ قرآن میں کلمہ عجیبی ہو تو اسکے حق میں تامل ہو ایسا ہی شیخ ابوالقاسم مفسر نے ذکر کیا ہو یہ فصول عمادہ میں ہو۔ اور خزائن الفقہ میں لکھا ہو کہ اگر کسی سے کہا گیا کہ تو قرآن کیون نہیں پڑھتا تو اس نے کہا کہ قرآن سے میں بیزار ہوں تو تکفیر کیا جائیگا اور رسالہ صدر الصدور رسالہ قاضی القضاۃ کمال الدین بن مہر گور ہو کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے کوئی سورہ یاد رکھتا ہو اور وہی سورہ بہت پڑھتا ہو پس دوسرا کہے کہ این سورہ را زبون گرفتہ یعنی اس سورہ کو تو نے کمزور و با پایا ہو تو کافر ہو جائیگا اور تخفیر میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے قرآن کو فارسی میں نظم کیا تو قتل کیا جائیگا اس واسطے کہ وہ کافر ہو یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ اب ان الفاظ کفر کا بیان ہو جو نماز روزہ و زکوٰۃ سے متعلق ہیں کسی نے ایک بیمار سے کہا کہ نماز پڑھو نے اس نے جواب دیا کہ کبھی نہیں پڑھو گا پھر اس نے نہ پڑھی بیان تک کہ مر گیا تو کہا جائیگا کہ وہ کافر مر ہو اور اگر کسی نے کہا کہ میں نہیں پڑھو گا تو اس میں احتمال چار صورتوں کا ہو اول یہ کہ میں پڑھو گا کیونکہ میں پڑھ چکا ہوں دوم یہ کہ تیرے حکم سے نہیں پڑھو گا کیونکہ ایسے بزرگ نے حکم کیا ہو جو تجھ سے بہتر ہو و سوم یہ کہ میں پڑھو گا ازراہ فسق و مجاہدت کے تو یہ تینوں صورتیں کفر نہیں ہیں اور چہارم یہ کہ میں پڑھو گا اس واسطے کہ نماز مجھ میں واجب ہو اور میں اسے کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہوں تو اسکی تکفیر کجا نیگی پس اگر کسی نے اسی قدر کہا کہ میں نہیں پڑھو گا تو اس سے اسکی

تکفیر نہیں کیجا سکتی ہو اس واسطے کہ اس میں انھیں چاروں صورتوں کا احتمال ہو۔ اور اگر کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھ لیس اُس نے کہا کہ پڑھا ہوا ہو جو نماز پڑھے اور اپنے اوپر مفت کام پڑھاوے یا یوں کہا کہ مدت ہوئی جب سے میں نے بیگا رہیں کی ہو یا کہا کہ یہ کام کون آخر تک پورا کر سکتا ہو یا کہا کہ عقلمند کو ایسے کام میں نہ پڑنا چاہیے جسکو آخر تک نہا نہ سکے یا کہا کہ اور لوگ میرے واسطے کر لیتے ہیں یا کہا کہ نماز پڑھتا ہوں تو کچھ سرفرازی سمجھے نہیں لیجاتی ہو یا کہا کہ تو نے نماز پڑھی تو کیا سرفرازی پائی یا کہا کہ نماز کی پڑھوں میرے مال و باپ تو میرے ہیں یا کہا کہ نماز پڑھی وہ پڑھی دو زون یکساں ہیں یا کہا کہ اتنی نماز پڑھی کہ میرا دل اکتا گیا یا کہا کہ نماز ایسی چیز نہیں ہو کہ نہنگی تو سطر جائیگی تو یہ سب کفر ہو یہ خزانۃ المفتیین میں ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس حاجت کے واسطے آؤ نماز پڑھیں پس اُس نے کہا کہ میں نے بہت نماز پڑھی میری کوئی حاجت نہیں برآئی اور یہ بطور استخفاف و طعنے کے کہا تو کافر ہو جائیگا یہ تا تاریخانیہ میں ہو۔ اور اگر نازیون سے ایک فاسق نے کہا کہ آؤ اور سلامی دیجو اور اپنی مجلس فسق و فجور کی طرف اشارہ کیا تو کافر کہا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ بے نمازی کیا اچھا کام ہو تو یہ کفر ہو۔ اور اگر کسی شخص سے کہا کہ نماز پڑھ تا طاعت کا مزہ سمجھو حال ہو یا فارسی میں کہا کہ نماز کن تا حلاوت نماز کردن بیابی پس اس شخص نے کہا کہ تو نماز نہ پڑھ تا بے نمازی کا مزہ سمجھو حال ہو تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کسی غلام سے کہا گیا کہ تو نماز پڑھ اُس نے کہا کہ نہیں پڑھوں گا اس واسطے کہ ثواب میرے مویں کا ہو گا تو اسکی تکفیر کیجا جائیگی۔ اور اگر کسی شخص سے کہا گیا کہ نماز پڑھ اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مال میں نقصان کر دیا ہو پس میں اُسکے حق میں نقصان کروں گا تو یہ کفر ہو۔ ایک شخص فقط رمضان بھر نماز پڑھتا ہو اور کہتا ہو کہ یہی بہت ہو یا کہتا ہو کہ اسی قدر پڑھ جاتی ہو اس واسطے کہ رمضان کی ہر نماز ساوی ستر نازون کے ہو تو اسکی تکفیر کیجا جائیگی۔ اور اگر کسی نے عدا قبلہ رخ کے سواے دوسرے رخ ہو کر نماز پڑھی مگر اتفاقاً ہی رخ قبلہ کا نکلا تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ کافر ہو اور اسی کو فقیہ ابوالیشہ رحمہ نے اختیار کیا ہو۔ اور یہی طرح اگر بغیر طہارت کے پڑھی یا نجس کپڑے سے پڑھی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر عدا بغیر وضو پڑھی تو اسکی تکفیر کیجا جائیگی اور صدر الشہید رحمہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں۔ اور کتاب التخری میں مذکور ہو کہ اگر کسی نے قبلہ رخ کے واسطے اپنا دیکھ لیا پس اسکی تحریمی کسی جانب پر واقع ہوئی کہ یرخ ہو پھر اُس نے اس جہت کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کر کے نماز پڑھی تو امام اعظم رحمہ سے مروی ہو کہ میں ایسے شخص کے حق میں کفر کا خوف کرتا ہوں کہ اُس نے قبلہ سے روگردانی کی ہو اور مشائخ نے اسکے کفر میں اختلاف کیا ہو اور شمس الامم حلوانی نے فرمایا کہ اظہر ہو کہ اگر اُس نے قبلہ رخ کے سواے دوسری طرف بطور تہنر اور استخفاف کے نماز پڑھی تو کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی شخص ایسی صورت میں کسی وجہ سے مبتلا ہو گیا مثلاً چند لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور درمیان میں اسکو حدیث ہو گیا یعنی بائی نکلتی یا قعدہ آگیا اور ظاہر کرنے سے اسکو شرم ملے ہوئی پس اُس نے چھپا یا اور اس طرح نماز پڑھ لی یا دشمن کے نزدیک تھا پس کھڑے ہو کر اسنے نماز پڑھی حالانکہ اسکو طہارت نہ تھی تو ہمارے بعض مشائخ نے کہا کہ کافر نہ ہو جائیگا اس واسطے کہ اُسنے بطور استنرار ایسا نہیں کیا ہو لیکن جو شخص بسبب ضرورت یا حیا کے سمین مبتلا ہو اسکو چاہیے کہ قیام سے قیام نماز کا قصد نہ کرے اور قرات میں کچھ نہ پڑھے اور جب جھکے تو رکوع کا قصد نہ کرے اور رکوع کی تسبیح نہ پڑھے تاکہ بالاجماع کسی کے نزدیک کافر نہ ہووے اور اگر نجس کپڑے پر نماز پڑھی تو بعض نے فرمایا کہ کافر نہ ہو جائیگا۔ اور اگر کسی طفل کا مقدمی بنا یعنی کسی طفل کے پیچھے نماز پڑھی یا کسی مجنون یا عورت یا جہنی یا جسکو حدیث ہو ہو اور اُسنے طہارت نہ نہیں کی ہو اُسکے پیچھے نماز پڑھی یا وقتہ نماز پڑھی حالانکہ اسپر فائتہ یعنی قضا نماز کا ادا کرنا واجب ہو اور وہ اسکو یاد بھی ہو

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

تو بالالتفاق ایسا شخص کا فرہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ نماز قریضہ ہو مگر اس کا رکوع و سجود نہیں تو اس کی تکفیر نہ کی جائیگی اس واسطے کہ وہ تاویل کرتا ہو اور اگر کسی نے مطلقاً فرضیت رکوع و سجود سے انکار کیا تو اس کی تکفیر کی جائیگی حتیٰ کہ اگر کسی نے دوسرے سے سچہ کی فرضیت سے بھی انکار کیا تو بھی اس کی تکفیر کی جائیگی اس واسطے کہ وہ اجمال و تاثر کو رد کرتا ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر گنبد قبلہ نہ ہو تا اور بیت المقدس قبلہ ہو تا تو میں نماز کعبہ کی جانب پڑھتا اور بیت المقدس کی جانب نہ پڑھتا یا جیسی صورت تھیں مستط میں مذکور ہو ویسے کہ اگر فلان شخص قبلہ ہو جاوے تو میں اس کی طرف منہ نہ کروں یا کہا کہ اگر فلان جانب قبلہ ہو جاوے تو میں اس کی طرف منہ نہ کروں یا جیسی صورت تھیں میں مذکور ہو ویسے کہ کہا کہ قبلہ نماز دوہین ایک کعبہ و دوسرا بیت المقدس تو کہنے والے کی تکفیر کی جائیگی یہ نتائج میں ہو۔ شیخ ابراہیم بن یوسف نے فرمایا کہ اگر کسی نے یہ یا سے معنی لوگوں کے دکھانے کو نماز پڑھی تو اس کے واسطے کچھ تو اس میں ہو بلکہ اس پر عذاب ہو اور بعضوں نے فرمایا کہ اس کی تکفیر کی جائیگی اور بعضوں نے کہا کہ نہ اس پر عذاب ہو اور نہ اس کو کچھ تو اس میں ہو اور وہ ایسا ہو کہ گویا اس نے نہیں نماز پڑھی اور مصباح الدین میں مذکور ہے کہ شیخ ابو حفص کبیر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مشرکوں کے پاس آیا حالانکہ وہ ان کے پاس ایک یا دو نمازیں ترک کر دین پس اگر تقسیم سے ترک کر دین تو کافر ہوگا اور اس پر اس نماز کی قضا واجب ہوگی اور اس نے یہ امر بطور فسق کے کیا ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا بلکہ فاسق کبیر ہو اور چونکہ ترک کی ہو اس کو قضا کرے۔ اور یتیمہ میں مذکور ہے کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مسلمان ہو حالانکہ وہ دارالاسلام میں ہو پھر ایک مہینہ کے بعد اس سے نماز پڑھنا نہ کو دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ وہ مجھے فرض ہوئی ہیں تو فرمایا کہ کہا جائیگا کہ ہنوز وہ کافر ہو حالانکہ وہ نو مسلموں میں کم مدت کا مسلمان ہو و سے یہ تاثر خانیہ میں ہو۔ ایک مؤذن نے اذان دی پس اس وقت اس سے ایک نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا تو کافر ہو گا یہ فتاویٰ خانیہ میں ہے اور یتیمہ میں ہے کہ کسی مؤذن نے اذان دی پس ایک شخص نے کہا کہ یہ آواز غوغا ہو تو تکفیر کیا جاوے بشرطیکہ اس نے بطریق انکار سے کہا ہو و سے اور فصول میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے اذان سن کر کہا کہ یہ جس کی آواز ہے تو تکفیر کیا جائیگا یہ تاثر خانیہ میں ہے کسی شخص سے کہا گیا کہ زکوٰۃ ادا کر پس اس نے کہا کہ میں نہیں ادا کرونگا تو پھر کیا جائیگا گایض نے کہا کہ مطلقاً اور بعض نے کہا کہ احوال باطنہ کی زکوٰۃ وہ خود پوشیدہ ادا کرتا ہو انہیں تکفیر کیا جائیگا اور اول ظاہرہ کی زکوٰۃ کہ جنکو سلطان یا والی وصول کرتا ہو انہیں ایسا کہہ کہنے سے تکفیر کیا جائیگا اور چاہیے کہ زکوٰۃ کی صورت بھی اسی تفصیل سے ہو جو نماز میں گزری ہے یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ کاش رمضان کے روزے فرض نہ ہوتے تو میں مشائخ سے اختلاف کیا ہو اور صحیح وہی ہے جو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ اس کی نیت پر ہو چنانچہ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ اس نے ایسا لفظ سوچا ہے کہ وہ حقوق رمضان اور انہیں کر سکتا ہو تو اس کی تکفیر نہ کی جائیگی اور اگر ماہ رمضان اس کے وقت اس نے کہا کہ آمد آن ماہ گران یعنی وہ بھاری مہینہ آیا یا کہا کہ آمد آن ضیف ثقیل یعنی وہ مکان آیا ہو جو خاطر یہ گران ہو جاتا ہو تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر ماہ رجب آنے کے وقت اس نے کہا کہ بغضبا اندر افتادیم یعنی میں حذابوں میں پڑ گیا پس اگر اس نے فضیلت دیے ہوئے مہینوں کی اہانت کے واسطے ایسا کہا تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر اس نے اپنے نفس کی مشقت کے خیال سے ایسا کہا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور چاہیے کہ مسئلہ اولیٰ میں بھی جواب اسی تفصیل سے ہو و سے اور اگر کسی نے کہا کہ روزہ ماہ رمضان زد و بگرد تو بعض نے کہا کہ تکفیر کیا جائیگا اور حاکم عبد الرحمن نے فرمایا کہ تکفیر نہیں کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ ایسے روزے کہ کب تک کہ میرا دل اکتا گیا تو یہ کفر ہو۔ اور اگر کہا کہ

ایسی طاعت ادا نہ تھی۔ نے ہر غدا سب کر دی ہیں پس اگر اُسے انکی تادیل کی تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ
کاش اگر اللہ تعالیٰ ایسی طاعت کو ہم پر فرض نہ فرماتا تو ہمارے واسطے بہتر ہوتا پس اگر اُسے انکی تادیل کی تو تکفیر نہ کیا جائیگا
یہ بھی پائیں ہو۔ اور اگر کہا کہ نماز مجھے موافق نہیں آتی ہو۔ یعنی راستہ نہیں آتی ہو یا حلال نہیں کرتی ہو یا نماز کس واسطے
پڑھوں کہ جو رو نہیں رکھتا وہ بچہ نہیں رکھتا ہوں یا کہا کہ نماز کو میں نے طاق پر رکھ دیا ہو تو ان سب صورتوں میں تکفیر
کیا جائیگا یہ خزانہ الفتین میں ہو۔ اب اُن الفاظ کفر کا بیان ہو جو علم و عالموں سے متعلق ہیں۔ نصاب میں مذکور
ہو کہ جو کسی عالم سے بغیر کسی سبب ظاہر کے بغض رکھے تو اس پر کفر کا خوف ہو۔ اور اگر کسی شخص مصلح کے حق میں کہا کہ اسکا
دیکھنا میرے نزدیک ایسا ہی جیسے سور کا دیکھنا تو اس پر کفر کا خوف ہو یہ خلاصہ میں ہو اور اگر بغیر سبب کسی عالم یا فقیہ کو شتم کیا
یعنی بدگوئی سے یاد کیا تو اس پر کفر کا خوف ہو اور اگر کسی عالم سے کہا کہ تیرے علم کی دم میں گدھے کا خایہ یا بجائے دم
کے کون و مقصد وغیرہ الفاظ فحش استعمال کیے اور علم سے علم دین مراد لی تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ جو الرائق میں ہو۔ کسی
جاہل نے کہا کہ جو لوگ علم سیکھتے ہیں وہ داستانیں ہیں کہ انکو سیکھ لیتے ہیں یا کہا کہ ہادست انچہ میگوند یعنی جو کچھ سیکھتے ہیں
بیہودہ ہو یا کہا تزدیرست یعنی فریب دہی ہو یا کہا کہ میں علم حلیہ سے منکر ہوں تو یہ سب کفر ہو یہ بھی پائیں ہو۔ ایک شخص
ایکس اونچی جگہ بیٹھ جاتا ہو دگر جلسہ والے اُس سے بطور استعزاز و تحفظ کے سناٹہ پوچھتے ہیں پھر اسکو تکیوں سے
مارتے ہیں اور یہ سب ہشتے ہیں تو یہ سب کافر کے جاوینگے اور اسی طرح اگر وہ مقام بلند پر نہ بیٹھتا اور یہ صورت واقع ہوئی
تو بھی یہی حکم ہو۔ ایک شخص مجلس علم سے آتا تھا اُس سے کسی نے کہا کہ تو بتجانہ سے آتا ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح
اگر کہا کہ مجھے مجلس علم سے کیا کام ہو یا کہا کہ جو کچھ وہ لوگ کہتے ہیں اسکو کون ادا کر سکتا ہو تو تکفیر کیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہو
اور اگر کہا کہ علم کو کاسہ و کیسہ میں نہیں رکھ سکتے ہیں یعنی پیالہ طعام و کیسہ زرین رکھنے کے قابل نہیں ہو حالانکہ سفر میں
انھیں دونوں سے ہو یا کہا کہ مجھے حبیب میں روپیہ چاہیے ہو میں علم کو کیا کروں تو تکفیر کیا جائیگا یہ عتاب میں ہو۔ اور اگر
کہا کہ مجھے اپنی جو رو بچوں میں ایسی مشغولی ہو کہ مجلس علم میں نہیں پہنچتا ہوں پس اگر اُسے اس کلام سے علم کی اہانت کا
قصہ کیا تو مخاطبہ عظیم ہو اور مجموعہ التوازل میں مذکور ہو کہ اگر کسی عالم سے کہا کہ جا اور علم کو پیالہ میں رکھ کر اپنے کھانے میں لا
تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر فقیہ علم کی کوئی بات یا کوئی حدیث صحیح بیان کرتا ہو پس دوسرے نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہو اور اسکو
رو کر دیا یا کہا کہ یہ بات کس کام آدگی روپیہ چاہیے کہ آج کل لوگوں کی آبرو ہو علم کس کے کام آتا ہو تو یہ کفر ہو اور
اگر کسی نے کہا کہ زندہ نوا خلاف شرع کرنا عالم ہٹنے سے اچھا ہے تو یہ کفر ہو۔ اگر کسی عورت نے اپنے خاوند عالم کی
نسبت کہا کہ لعنت شوہر عالم پر ہو تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ عالموں کے افعال جیسے کافروں کے افعال تو ایسی
تکفیر کیجائیگی اور یہ اسوقت ہو کہ اُسے تمام افعال مراد لیے ہوں کہ اس صورت میں اُسکے قول سے حق و باطل میں مساوات
ہو جائیگی اور یہ کفر ہو۔ اور اگر کسی عالم سے کسی واقعہ میں جھگڑا کیا اور عالم نے اسکو کوئی وجہ شرعی بتلائی پس اسے کہا کہ یہ
دانشمندی یعنی عالم پناہ کرو کہ پیش نہیں جائیگا تو اس پر کفر کا خوف ہو۔ اور اگر کسی فقیہ سے کہا کہ امودانشند کہ یا کہا کہ
امو علویا کہ تو تکفیر نہ کیجائیگی بشرطیکہ اسکا قصد استخفاف دین نہ ہو۔ حکایت کی گئی ہو کہ ایک فقیہ نے اپنی کتاب ایک
شخص کی دوکان میں رکھ دی اور چلا گیا پھر اُس دوکان کی طرف سے گذرا پس دوکاندار مذکور نے اس سے کہا کہ
دستر فراموش کر دی یعنی دستہ اپنا بھول گئے پس فقیہ نے کہا کہ میری کتاب تمھاری دوکان میں ہو دستہ تو نہیں چھو

۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

پس دو کا نذر مذکور کرنے کا کہ بڑھتی دستبرد سے لکڑی کا ٹکڑا ہو اور تم کتاب سے لوگوں کی گردن کاٹے ہو پس فقیر موصوف نے اس امر کی شکایت بحضور شیخ محمد بن الفضل رحمہ اللہ کی پس شیخ موصوف نے اس کو نذر کے قتل کا حکم دیا یہ محیط مین ہو۔ شیخ عبد الکریم و شیخ ابو علی سفیدی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنی جو رو پر خفا ہو کر نذر اٹھا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی فرمائش و ارسی کرنے کو کہا کہ نذر اٹھا اور خدا ہے تعالیٰ کی معصیت سے منع کیا کرتا تھا پس عورت نے اس سے کہا کہ مین خدا کو کچھ نہیں جانتی اور علم کو کچھ نہیں سمجھتی مین نے اپنے سینہ و وزن مین رکھ دیا ہو پس ہر دو شیخ نے فرمایا کہ اس عورت نے کفر کیا یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ طالب علم لوگ فرشتوں کے پر وں پر چلتے ہیں پس اُس نے کہا کہ یہ تو جھوٹ ہے تو تکفیر کیا جائیگا قال المسترجم ظاہر یہ مہول اس صورت پر ہو کہ قائل مذکور جو پیش احادیث مرویہ مین داروہو کہ فرشتے طالب علم دین کے واسطے بازو پکھڑاتے ہیں مین چکا ہو اور نیز اُس نے علم دین کے طالب علموں کے واسطے ایسا کہا ورنہ اگر طالب علم فضول مثل منطق و فلاسفہ وغیرہ پکھڑاتا ہو تو تکفیر نہیں کیا جائیگی یا قائل مذکور اس خبر سے واقف نہ تھا پس اُس نے اس طرح کہا تو ایسا ہو کہ وہ لائق تکفیر نہ ہوگا واللہ اعلم۔ اگر کسی نے کہا کہ قیاس امام عظیم کا حق نہیں ہو تو تکفیر کیا جائیگا یہ تا تا رخانیہ مین ہو قال المسترجم ظاہر اُس نے سلفاً قیاس کی نسبت کہا تو انجان سے خالی نہیں ہو ورنہ قائل ہو واللہ اعلم۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ایک پیالہ پلاؤ کا علم سے بہتر ہو تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ ایک پیالہ پلاؤ کا اللہ سے بہتر ہو تو تکفیر کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہو قال المسترجم ظاہر اسکی وجہ یہ ہو کہ اللہ سے بہتر کرنے کی صورت مین یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ایک پیالہ پلاؤ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتر و نعمت ہو بخلاف وجہ اول کے کہ اس مین یہ احتمال نہیں ہو سکتا اور نہ معنی تاویلی کی وجہ وجہ یہ بخلاف صورت دوم کے کہ نظر بغیر و گمان نیک پس بتجدد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی نسبت بہتر تصور کرے کیونکہ کوئی حق بھی ایسا نہیں سمجھ سکتا ہو اور نیز مشائخ متاخرین نے اسے کافی مین اور اور وجہ مین بیان کی ہیں مگر بے تکلف و راست ہی وجہ یہ جو فقیر نے اپنی وحمت پر بیان کی ہو اگرچہ کسی بزرگ سے نہیں پائی ہو لہذا اگر میرا سوچ ہو تو اللہ تم غفور و رحیم کسی نے اپنے مخاصم سے کہا کہ افسوس می اللہ شرع یا فارسی مین کہا کہ باسن بشرع مد یعنی میرے ساتھ شرع کی طرف چل پس اُسے مخاصم نے کہا کہ کوئی پیادہ لے آتا کہ چلوں بے جبر نہیں جاؤ گا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اس واسطے کہ اُس نے شرع سے عناد کیا اور اگر اُس نے کہا کہ میرے ساتھ قاضی کے حضور میں چل پس اُسے ایسا جواب دیا تو تکفیر نہ کیا جائیگا کیونکہ قاضی کی عناد سے تکفیر نہ ہوگی اور اگر کسی نے کہا کہ میرے ساتھ شریعت وہ جیلے فائدہ نہ دینگے یا کہا پیش نہ جاویں گے یا کہا کہ میرے واسطے واپس ہو شریعت کو کیا کروں تو یہ سب کفر ہو اور اگر کسی نے کہا کہ جہنم میں رہوں یا اللہ سے شریعت و قاضی کمان تھا تو بھی تکفیر کیا جائیگا اور بعض متاخرین نے فرمایا کہ اگر قاضی نے مراد اس شریعت کا قاضی لیا ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اس واقعہ مین حکم شرع یوں ہو پس دوسرے نے کہا کہ مین رسم پر چلتا ہوں نہ شرع پر تو بعض مشائخ کے نزدیک تکفیر کیا جائیگا۔ اور مجموع النوازل مین مذکور ہو کہ ایک نے اپنی جو رو سے کہا کہ تو کیا کہتی ہو کہ حکم شرع کیا چیز ہو پس عورت نے ایک بڑی سی ڈکاری اور کہا کہ ایک شرع مابقی اس شرع کو تو وہ کافر ہو گئی اور اسے شوہر سے ہائے ہوئی یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص کے سامنے کسی نے امامون کا فتوہ سے پیش کیا پس اُس نے رو کر دیا اور کہا کہ یہ کیا کھڑا بناؤ ہے لیا ہو تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اسوجہ سے کہ اُس نے حکم شرع کو رد کر دیا اور اسی طرح اگر اُس نے کچھ نہ کہا فقط فتوے مین رد کر دیا اور کہا کہ یہ کیا شرع ہو

دستبرہ ہوتی آدمی
جس سے بخدا
کہا کہ تم جو تمنا کرو
میں اسے حاصل کروں گا
میں نے تم کو یہ بتا دیا
کہ تم کو جو تمنا ہو
میں اسے حاصل کروں گا
میں نے تم کو یہ بتا دیا
کہ تم کو جو تمنا ہو
میں اسے حاصل کروں گا

[illegible]

نقائص الہی کے

پاکستان میں

اسکریپٹس

نہیں لگا اور میں
سے اور

5/10/1944

کتابخانه

۱۳۰۰

۱۰۰

۱۰۰

لفظ سے پہلے

انوار شاہ

شماره پنجم
مهرماه ۱۳۳۳

100

تو بھی یہی حکم ہو۔ ایک شخص نے کسی عالم کے پاس ایک صورت پیش کی کہ اس سے میری جو روپر طلاق ہوئی یا نہیں پس
عالم بصوت نے فتوے دیا کہ واقع ہو گئی پس فتوے پوچھنے والے نے کہا کہ میں طلاق دلائی کیا جانوں بچوں کی ماں میرے
گھر میں رہنا چاہیے تو قاضی امام علی سعدی نے اس کے کفر پر فتوے دیا ہر یہ منقول غلامیہ میں ہو۔ اور اگر مدعی و مدعا علیہ میں
سے یعنی جن دونوں میں باہم جھگڑا ہو ان میں سے ایک شخص عالموں سے حکم شرع کا فتوے لکھا کر اپنے خاصم کے
پاس آیا اور کہا کہ یہ فتوے ہو پس اس نے کہا کہ ایسا نہیں ہو جو انھوں نے فتوے دیا ہو یا کہا کہ میں اس پر عمل نہ کروں گا تو
اس پر لعنہ و واجب ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اب ان کلمات کفر کا بیان ہو جو حلال و حرام فاسقون و فاجرون وغیرہ کے
کلام سے تعلق ہیں۔ اگر کسی نے حرام کو حلال یا حلال کو حرام اعتقاد کر لیا تو اسکی تکفیر کی جائیگی لیکن اگر اس نے کسی حرام
کو بدین غرض کہ اس چیز کی تزویج ہو یعنی اچھی فروخت ہو جاوے حلال کہا یا جہالت سے اسکو حلال کہا کہ خود جانتا
نہ تھا تو یہ کفر نہ ہوگا۔ اور اعتقاد کرنے کی صورت میں ہم نے جو حکم ذکر کیا ہے وہ ایسی چیزوں کے ساتھ ہو جو بعینہ حرام ہوں اور
اس نے اس بعینہ حرام کو حلال اعتقاد کر لیا جسے کہ کفر ہو گیا اور اگر یہ چیز حرام لغیرہ ہو تو اس کے اعتقاد و حلت سے کافر
نہ ہوگا اور نیز حرام بعینہ کی صورت میں بھی جب ہی تکفیر کی جائیگی کہ جب اسکا حرام ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اگر اخبار
آجود سے ثابت ہو تو تکفیر نہ کی جائیگی یہ خلاصہ میں ہو۔ قال المترجم حرام چیزیں بنظر اپنی ذات کے دو طرح کی ہوتی ہیں
ایک وہ جو بعینہ حرام ہیں جیسے سور و کتا وغیرہ اور دیگر وہ ہیں کہ لغیرہ حرام ہیں پھر بنظر حرمت بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ
جو قطعی دلیل سے انکا حرام ہونا ثابت ہو جیسے شراب انگوری وغیرہ اور دوم وہ کہ اس کے حرام ہونے پر اخبار
آجود وغیرہ ظنی دلیل ہیں اور نیز حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنا دو طرح پر ہو ایک یہ کہ جان بوجھ کر کہنا ہو دوم یہ ہو
جہالت ہو نہیں جانتا ہو پھر جان بوجھ کر بھی دو طرح پر ہو ایک یہ کہ اعتقاد سے کہ دوم یہ کہ دل سے اعتقاد نہیں ہو مگر سے
کسی اپنے مطلب کے واسطے کہنا ہو۔ پس اگر بعینہ حرام کو جان بوجھ کر حلال اعتقاد کیا تو کافر ہو اور باقی صورتیں اوپر کی
عبارت مذکورہ سے سمجھ لینا چاہیے۔ کسی شخص سے کہا گیا کہ میرے نزدیک ایک حلال پسند ہے یا وہ حرام پس اس نے کہا کہ
دو لون میں سے جو جلد حاصل ہو جاوے تو اس پر کفر کا خوف ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ مال چاہیے خواہ حلال خواہ حرام تو بھی
یہی حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ جب تک حرام پاؤں حلال کے گرد نہ پھروں تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی فقیر کو مال حرام میں سے
کچھ دیکر اب کی امید رکھی تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر فقیر نے یہ بات جان لی پھر دینے والے کو دعا دہی اور دینے والے
نے اسکی دعا پر آمین کہی تو کافر ہوا۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ تو حلال سے کھا یا کر پس اس نے کہا کہ میرے نزدیک حرام
اس سے پسند ہو تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر اس کے جواب میں یوں کہا کہ تو اس جہان میں ایک بھی حلال کھانے والا لے آتا کہ
میں اسکو سجدہ کروں تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کسی سے کہا گیا کہ حلال کھا پس اس نے کہا کہ مجھے حرام چاہیے ہو تو تکفیر
کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ کسی فاسق شرابخوار کے لڑکے نے شراب پی پس اس کے اقارب نے اگر اس پر درم تار کیے تو
سب کافر ہو جائیں گے اور اگر اسکو بشارت نہ دی لیکن کہا کہ مبارک باد تو بھی کافر ہو جائیں گے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ خمر یعنی
شراب حرام کی حرمت قرآن سے نہیں ثابت ہوئی ہو تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ شراب کی حرمت قرآن
شریف سے ثابت ہو اور باوجود اسکے وہ شراب پیتا ہو پس اس سے کہا گیا کہ تو کیوں تو نہیں کرتا ہو اس نے کہا کہ مان کے
دودھ سے کوئی صبر کر سکتا ہو تو تکفیر نہ کی جائیگی اس لیے کہ یہ استفہام ہو یا یہ ہو کہ اس نے دودھ و شراب کو یکساں پسند کیا

اس کا علاج دنیا
درونی پانچ ماہ سے

اور کتابہ بعض مصنفہ امام شریعی میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے اپنی جو رو سے حالت حیض میں وطی کرنے کو حلال اعتقاد کیا تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور اسی طرح اگر اپنی عورت سے لواطت یعنی کون میں جماع کرنے کو حلال اعتقاد کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور نوادر میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ ان دونوں مسنون میں تکفیر کی جائیگی اور یہی صحیح ہے۔ ایک شراب پی اور کہا کہ خوشی اسی کو ہو جو میری خوشی کے ساتھ خوش ہو اور نقصان و طوطا اسکو ہو کہ میری خوشی کے ساتھ خوش نہیں ہو تو یہ کفر ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی نے افعال خلاف شرع مثل شراب بخاری و قمار بازی وغیرہ شروع کرنے کے وقت اپنے دوستوں سے کہا کہ تو کچھ دیر چھپی زندگی کر لیں تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور اسی طرح اگر شراب میں مشغول ہو اور کہا کہ مسلمانیاں شکار کرتا ہوں یا کہا کہ مسلمانیاں شکارا ہوں تو تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر فاسقوں میں سے ایک نے کہا کہ اگر اس شراب میں سے کچھ گر پڑے تو جبریل علیہ السلام اپنے برون پر اسکو اٹھا لیں تو تکفیر کیا جائیگا۔ اگر کسی فاسق سے کہا گیا کہ تو ہر روز صبح اٹھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ و خلق خدا کو ایذا دیتا ہو پس نے کہا کہ جھا کرتا ہوں تو تکفیر کیا جائیگا۔ اگر کسی نے خلاف شرع گناہوں پر چلنے کو کہا کہ یہ بھی ایک راہ و ذریعہ ہے تو تکفیر کیا جائیگا محیط میں ہے۔ اور جنہیں ناطقی میں مذکور ہے کہ اصح یہ ہے کہ تکفیر نہ کیا جائیگا یہ تاثر خانیہ میں ہے۔ کوئی شخص کسی صغیر گناہ کا مرتکب ہو پس اس سے کہا گیا کہ اللہ تم سے توبہ کر پس اسنے کہا کہ میں نے کیا کیا ہے جو مجھے توبہ کرنی چاہیے تو تکفیر کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر طعام حرام کھانے کے وقت کہا کہ بسم اللہ تو امام خواہر زادہ نے ذکر کیا کہ تکفیر کیا جائیگا اور اگر بعد فراغت کے الحمد للہ کہا تو بعض متاخرین نے کہا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر شراب کا پیالہ یا سکہ میں لیکر بسم اللہ کہہ کر لی جاوے تو بالاتفاق کافر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر زنا کرنے کے وقت یا چوسنے کے وقت کعبتین یا تہمتین لیکر بسم اللہ کہہ کر شروع کرے تو کافر ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر دو آدمیوں میں باہم سخت کلامی ہوئی پس ایک نے انہیں سے کہا کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پس دوسرے نے کہا کہ لا حول کچھ کار آمد نہیں ہے یا کہا کہ لا حول کو کیا کروں یا کہا کہ لا حول لایعنی من جوع یا کہا کہ لا حول کو نزدیک کے پیالہ میں نہیں چور کر سکتے ہیں یا کہا کہ جائے وطی کے لا حول کچھ فائدہ نہیں دیتی ہے تو ان سب صورتوں میں اسکی تکفیر کی جائیگی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اسی طرح اگر تہلیل و تہلیل کے وقت کسی نے ایسی باتیں کہیں یعنی کسی نے تہلیل یا تہلیل کہی اور دوسرے نے اسکی نسبت ایسے کلمات کہے تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر کسی نے کہا سبحان اللہ پس دوسرے نے کہا کہ تو نے سبحان اللہ کی آبر و کھوئی یا کہا کہ کھال کھینچ ڈالی تو یہ کفر ہے اور اگر کسی سے کہا کہ تو کہ لا الہ الا اللہ پس اسنے کہا کہ میں نہیں کہوں گا تو بعض مشائخ نے کہا کہ یہ کفر ہے اور بعض نے کہا کہ اگر اس سے اسکی پیرادہ ہو کہ تیرے حکم سے نہیں کہوں گا تو تکفیر کی جائیگی اور بعض نے کہا کہ مطلقاً تکفیر کی جائیگی اور اگر کہا کہ اس کلمہ کے کہنے سے تو نے کیا سخر از می پائی تاکہ میں بھی کہوں تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ ایک شخص نے چند مرتبہ چھینک لی پس حاضرین میں سے ایک شخص نے ہر بار جب اسنے چھینک لی تو یہ حکم اللہ کا پھر اسنے ایک چھینک لی پس اسنے کہا کہ اس پر حکم اللہ کہنے سے میرا ک میں دم آیا یا کہا کہ میرا جی اگتا گیا یا کہا کہ میں ملول ہو گیا تو بعض نے کہا کہ جواب صحیح کے موافق اسکی تکفیر نہ کی جائیگی یہ محیط میں ہے۔ سلطان کو چھینک اسکی پس ایک نے کہا کہ یہ حکم اللہ پس کسی دوسرے نے کہا کہ سلطان کے واسطے ایسا مست کہ توبہ دوسرے تکفیر کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ان کلمات کفر کا بیان ہے جو احوال قیامت روز قیامت سے متعلق ہیں۔ اور جسے انکار کیا روز قیامت کا یا جنت کا یا دوزخ کا یا سیران کا یا پل صراط کا یا ان صحیفوں کا جس میں

سوال

التمیز

باز

سوال

سوال

سوال

مجھے اس فضول حرکت سے کیا کام ہو تو یہ سب الفاظ کفر ہیں یہ فضول عبادت ہیں ہو۔ اور اگر کسی سے کہا کہ فلان کو مصیبت پہنچی یا جس کا کوئی مرگیا ہو اُس سے کہا کہ سنو بڑی مصیبت پہنچی تو بعض مشائخ بلخ نے فرمایا کہ کہنے والے کی تکفیر کی جائیگی اور بعض مشائخ نے کہا کہ تکفیر کی جائیگی لیکن یہ خطا بے عظیم ہو اور بعضوں نے فرمایا کہ نہ کفر ہو اور نہ خطا ہو اور سی طرف حاکم عبدالرحمن اور قاضی ابو علی سفدی نے میل کیا ہو اور اسی پر فتوے کے ہر مقال المترجم ہی اصح ہو و قد ورد فی اصح الاسطر جاع مانی مشل طفو السرج فکیف فیمن مات لمیت وقد قال تم ولشتر الصابرین الذین اذا اصابتم مصیبتہ قالوا ان اللہ وانا الیہ راجعون نعم لو لم یترجم لمتحقق نعم الثواب من قولہ تم اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمتہ فما قالوا انما یحیی علی ما اذا قالوا لک عمامۃ لظلم فیما وقع ولکن ہذا کفر صریح غلط ان مختلف فیہ فایتا مل۔ اور اگر عزادار سے کہا کہ ہرچہ از جان دی بخاست بر جان تو زیادت باد جو کچھ انکی جان سے گھٹا ہو تیری جان پر بڑھ جاوے تو کہنے والے کے کفر کا خوف ہو یا کہا کہ زیادت کناد تیری جان پر زیادتی کرے تو یہ خطا جہل ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ از جان فلان بکاست و بجان تو پیوست یعنی فلان کی جان سے گھٹی و تیری جان کو ملی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر کہا کہ وہ مرا اور جان تجھے سپرد کر دی تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک شخص اپنے مرض سے چنگا ہو گیا پس دوسرے نے کہا کہ فلان خراب تر شد تو یہ کفر ہو۔ اور اگر کوئی بیمار ہو اور اُس کا مرض سخت ہو گیا اور برابر بیمار دائمی ہو ا پس اُس نے خدا سے تعالیٰ سے کہا کہ اگر چاہے تو مجھے مسلمان وفات دے اور چاہے تو مجھے کافر وفات دے تو اللہ تعالیٰ سے کافر و اپنے دین سے مرتد ہو جائیگا قال المترجم عبارت اصل یہ ہو فقال الربض ان شدت تو فنی مسدا وان شدت لونی کافر ایمیہ کافر باللہ مرتدا عن دینہ و اقول ہذا کاذب صحیف و اصل العبارة ہذا کہ اگر خدا تو مجھے وفات دے چاہے مسلمان و چاہے کافر تو فنی ان شدت مسدا وان شدت کافر اس واسطے کہ صورت اول میں احتمال ہو کہ خاتمہ علی مشیت اللہ تعالیٰ ہو خواہ باسلام یا کفر اگرچہ اللہ تعالیٰ کی رضا بر کفر نہیں ہو و ہذا کاذب اسلوا سے قولہ تعالیٰ ولو شاء اللہ لجمع علی الہدیۃ و نحوہ و اما الثانی فانہ محکوم بہذا احکام جدا فانہم۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو ا پس اُسے کہا کہ تو نے میرا مال لیا اور میری اولاد ملی اور چہن و چنان لیا پس وہ کیا ہو کہ اسکو کر چکایا وہ کیا باقی رہا ہو کہ تو نے اسکو نہیں کیا یا مثل اسکے اور الفاظ اسکے تو وہ کافر ہو ایہ محیط میں ہو۔ اب ان الفاظ کفر کا بیان ہو جو متعلق بہ تلقین کفر و حکم یا بار تداو و تعلیم کفر ہیں اور متعلق متشبہ کفار وغیرہ از اقرار صریح و کنایہ ہیں۔ اگر کسی نے دوسرے کو کلمہ کفر تلقین کیا تو مرد مذکور کافر ہو جائیگا اگرچہ بطور تب کے ہو۔ اور اسی طرح اگر کسی مرد نے دوسرے کی عورت کو حکم دیا کہ مرتد ہو کر اپنے شوہر سے بائند ہو جا تو یہ حکم دینے والا کافر ہو جائیگا ایسا ہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہو اور امام عظیمہ سے مروی ہو کہ جس نے دوسرے کو کافر ہونے کا حکم کیا تو خود کافر ہو جائیگا خواہ مامور نے کفر کیا یا نہ کیا۔ فقیہ ابو الملیث نے کہا کہ اگر کسی نے دوسرے کو کلمہ کفر سکھایا تو جب کہ اسکو کلمہ کفر سکھایا اور ارتداد کا حکم کیا تو کافر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کسی عورت کو کلمہ کفر سکھایا تو جب ہی کافر ہو گا کہ جب اسکو مرتد ہو جانے کا حکم کیا ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے پر مانند اسکے عضو یا جان وغیرہ تلف کرنے کی تحریف کے ساتھ اکراہ کیا کہ کلمہ کفر زبان سے کہے پس اُسے کلمہ کفر زبان سے نکالا تو اس میں کئی صورتیں ہیں اول آنکہ اُس نے زبان سے کلمہ کفر کہا حالانکہ اسکا دل ایمان سے مطمئن ہو اور انکی خاطر میں کوئی شیئ سوا ہے اس چیز کے جس پر اکراہ کیا ہو نہیں گذری بیغیہ زبان سے کلمہ کفر کہے تو اس صورت میں اسکے کفر کا حکم نہ کیا جائیگا نہ قضا و اور نہ فیلینیہ و بین اللہ تعالیٰ اور وجہ دوم یہ کہ اس شخص نے

۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

بیان کیا کہ میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ میں اُسکو گزشتہ زمانہ میں اپنے کفر سے دروغ خبروں پس میں نے ہی ارادہ سے زبان سے کلمہ کفر نکالا اور اُسکے جواب تہدید سے بارادہ کفر مستقبل کے زبان سے کلمہ کفر نہیں نکالا تو ایسی صورت میں قاضی قضا نے اُسکے کفر کا حکم دیا حتیٰ کہ اُسکے اور اُسکی جو رو کے درمیان تفریق کو دیکھا اور وجہ سوم یہ کہ اُس نے کہا کہ میرے دل میں گذرا تھا کہ دروغ اُسکو اپنے زمانہ گزشتہ کے کفر سے خبروں میں لیکن میں نے زبان سے نکالنے میں زمانہ ماضی کے اپنے کفر کی بہ طور دروغ خبر دینے کی نیت نہیں کی بلکہ اُسکے جواب کلام پر کفر مستقبل کی نیت کی تو ایسی صورت میں یہ شخص قضا اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ دونوں طرح کا فر ہو جائیگا۔ اور اگر کسی پر اگر اہ کیا گیا کہ اس صلیب کی طرف نماز پڑھے پس اُس نے صلیب کے رخ نماز پڑھی تو اس میں تین صورتیں ہیں۔ اول اُنکے اُس نے کہا کہ میری خاطر میں کچھ نہیں گذرا مگر میں نے صلیب کی طرف اگر اہ کی وجہ سے مجبور ہو کر نماز پڑھی تو اس صورت میں قضا اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اُسکی تکفیر نہ کیا جائیگی اور اگر اُس نے کہا کہ میرے دل میں گذرا کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے نماز پڑھتا ہوں اور میں نے صلیب کے واسطے نماز نہیں پڑھی تو اس صورت میں بھی نہ قضا اور نہ فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ کسی صورت سے تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر اُس نے کہا کہ میرے دل میں گذرا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے نماز پڑھوں مگر میں نے اُسکو ترک کیا اور صلیب کے واسطے نماز پڑھی تو اس صورت میں اُسکی تکفیر نہ کیا جائیگی قضا اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ دونوں طرح سے تکفیر نہ کیا جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی سے کہا گیا کہ بادشاہ کو سجدہ کرور وہ ہم بچاؤ قتل کرینگے تو افضل یہ ہو کہ قتل ہو جاوے اور سجدہ نہ کرے یہ فصول عماد یہ میں ہو۔ اور اگر عدا کوئی شخص کلمہ کفر بولا لیکن اُس نے کفر کا اعتقاد نہیں کیا تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور میرے نزدیک یہی صحیح ہے کہ یہ بھلائی میں ہو۔ اور جو کلمہ کفر بولا حالانکہ وہ نہیں جانتا ہو کہ یہ کلمہ کفر ہو مگر اُس نے اپنے اختیار سے یہ لفظ کہا ہو تو حامی علما نے کہا کہ اُسکی تکفیر نہ کیا جائیگی اور نادانستگی کا عذر مقبول نہ ہوگا مگر بعض علما نے اُسکی تکفیر کیے جانے میں اختلاف کیا ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ ہر ل کرنے والے اور استنہار کرنے والے نے اگر ازراہ استخفاف واستہزاء و مزاح کے کلمہ کفر کہا تو سب کے نزدیک کفر ہوگا اگرچہ اسکا اعتقاد اسکے خلاف ہو اور اگر کوئی شخص خطا سے کلمہ کفر بولا مثلاً اسکا ارادہ تھا کہ ایسا لفظ بولے جو کفر نہیں ہو پھر اُسکی زبان خطا کر گئی اور اُسکی زبان سے کلمہ کفر نکل گیا تو سب کے نزدیک یہ کفر نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر جو جس کی ٹوپی اپنے سر پر رکھی تو صحیح قول کے موافق اُسکی تکفیر نہ کیا جائیگی الا اُنکے بہ ضرورت بفرض گرم یا سردی رفع کرنے کے ایسا کیا ہو تو تکفیر نہ ہوگی۔ اور اگر اپنی کمر میں زنا را باندھی تو بھی تکفیر نہ کیا جائیگا لیکن اگر لڑائی میں مسلمانوں کے واسطے بھید لائے گیا اور باندھ گیا تاکہ کافر لوگ دھوکا کھا دیں تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مجھ سے بہتر ہیں اس چیز سے جس میں ہم ہیں یعنی ہمارے فعل سے فعل مجھ سے اچھا ہو یا کہا کہ مجوسیت سے نصرانیت بہتر ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر کہا کہ نصرانیت سے مجوسیت بہتر ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ یہودیت سے نصرانیت بہتر ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا یا کسی حال سے کہا کہ جو تو کرتا ہو اس سے کفر بہتر ہو تو بعض کے نزدیک مطلقاً تکفیر نہ کیا جائیگا اور فقیہ ابو الیث نے کہا کہ جب ہی تکفیر نہ کیا جائیگا کہ اُس نے تحسین کفر کا قصد کیا ہو اور اگر اس شخص کے فعل کی تفسیح بیان کرنی منظور ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر مجوسیوں کے نوروز میں نکلا تاکہ جو وہ لوگ اس روز کرتے ہیں اس میں اُنکے ساتھ موافقت کرے تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر نوروز کے دن کوئی چیز ایسی خریدی جسکو عادت کے موافق اور دونوں میں نہیں خریدتا تھا آج بعض

تعلیم نوروز کے نہ غرض کھانے پینے کے اسکو خریدتا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کسی نے نوروز کے دن مشرکوں کو بڑھائی
تعلیم نوروز کچھ ہدیہ بھیجا اگرچہ ایک انڈا ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر ایسے مجوسی کی دعوت قبول کی جس نے اپنے لڑکے کا سر
منڈایا ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر امر کفار کی تحسین کرتا ہو تو بالافتات تکفیر کیا جائیگا حتیٰ کہ مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا
کہ کھانے کے وقت مجوس کا خاموش رہنا کلام ترک کرنا اچھا ہے یا ازبیت جن میں مجوسیوں کا عورت کے ساتھ نہ لینا اچھا ہے تو وہ
کافر ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر کسی انسان کے واسطے لوطیہ یا مرد قتل جماعت جانور ذبح کیا یا حلوا وغیرہ بنا یا تو شیخ
الاسلام ابو بکر رحمہ نے فرمایا کہ یہ کفر ہو اور ذبح کیا ہو جانور مرد اور بچہ اسکا کھانا حلال نہیں ہے اور شیخ اسماعیل زادہ نے
فرمایا کہ اگر گاسے یا اونٹ جو زاب میں حاجیوں یا نمازیوں کی آمد سے کہ واسطے ذبح کیا تو علماء کی ایک جماعت نے فرمایا کہ
یہ کفر ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک عورت نے اپنی کمر میں ڈورا باندھا اور کہا کہ یہ زنا رہی تو تکفیر کی جائیگی یہ خلاصہ
میں ہے۔ ایک نے دوسرے سے فارسی میں کہا کہ گیر گی بہ ازین کار کہ تو می کنی یعنی کافر ہونا اس کام سے جو تو کرتا ہو
بہتر ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس شخص کے فعل کی تصحیح کا قصد کیا ہو تو کفر نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک نے
کہا کافری کردن بہ از خیانت کردن یعنی چوری کرنے سے کافری کرنا بہتر ہو تو اکثر علماء کے نزدیک اسکی تکفیر کی جائیگی کذا فی لمیط
اور شیخ ابوالقاسم صفار نے بھی اسی پر فتوے دیا ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے اپنی جورو کو مارا پس جورو نے کہا کہ تو مسلمان
نہیں ہو پس مرو نے کہا کہ مہب انی لست بمسلم یعنی مانا کہ میں مسلمان نہ ہوں تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اس سے
کافر نہ جائیگا۔ اور ہمارے بعض اصحاب سے منقول ہے کہ اگر کسی سے کہا گیا کہ کیا تو مسلمان نہیں ہو اُسے کہا کہ نہیں تو یہ کفر ہو
یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ سبجے کچھ تمہیں نہیں ہو اور نہ دین اسلام ہو کہ تو
اجنبیوں کے ساتھ مجھے خلوت میں چھوڑ دینے پر راضی ہوتا ہو پس شوہر نے کہا کہ مجھے تمہیں نہیں ہو اور نہ دین اسلام ہو
تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کی جائیگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ او کافرہ او یہودیہ او جو سیدہ پس عورت نے کہا کہ میں
ایسی ہی ہوں یا کہا کہ میں ایسی ہی ہوں مجھے طلاق دیدے یا کہا کہ اگر میں ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ کیوں رہتی یا کہا کہ اگر
میں ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ صحبت نہ کرتی یا کہا کہ تو مجھے نہ رکھتا تو اسکی تکفیر کی جائیگی اور اگر یوں کہا کہ اگر میں ایسی ہوں تو
تو مجھے مت رکھ تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور بعضوں نے کہا کہ اس صورت میں بھی تکفیر کی جائیگی مگر اول اصح ہے اور اسی پر شیخ جمال الدین
نے فتوے دیا ہے۔ اولیٰ ہذا اگر عورت نے شوہر کو کہا کہ اس کا فراموشی ہوئی یا مجوسی پس شوہر نے کہا کہ میں ایسا ہی ہوں تو
مجھ سے الگ ہو یا کہا کہ اگر میں ایسا نہ ہوتا تو سبجے نہ رکھتا تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میں ایسا ہوں تو تو میرے
ساتھ مت رہ تو اس میں اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اسکی تکفیر نہ کی جائیگی۔ اور اگر یوں کہا کہ ایک راہ کہ چنیم با من مباشر تو ظہر ہے
کہ اسکی تکفیر کی جائیگی اور بعض نے فرمایا کہ نہیں تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر کسی اجنبی سے کہا کہ اس کا فراموشی ہوئی پس اُسے کہا کہ ایسا ہی
ہوں میرے ساتھ صحبت نہ رکھ یا کہا کہ اگر میں ایسا نہ ہوتا تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھتا۔ خلاصہ آنکہ آخر تکب دہی الفاظ بیان کیے
جو پہلے او پر بیان کیے ہیں تو انکا حکم بھی اسی طرح ہو گا جیسا ہم سے جورو و مرد کے درمیان ایسے الفاظ جاری ہوئے
کی صورت میں بیان کیا ہو یہ جھٹلا میں ہے۔ ایک شخص نے کسی فعل کا ارادہ کیا پس اسکی جورو نے کہا کہ تو کافر ہو اگر ایسا
فعل کرے مگر مرو نے نہ مانا اور وہ فعل کیا تو تکفیر نہ ہو گی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اس کا فراموشی ہوئی پس عورت نے کہا کہ میں
بلکہ تو ہو با عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ او کافر پس شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ تو ہو تو ان دونوں میں تفریق ہے

سہ سیر
یا قاضی خان

واقع نہ ہوگی ایسا ہی فقیہ ابو اللیث نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ چون منع نجات
 آگندہ شدہ پس شوہر نے کہا کہ تو ابتک اتنی مدت آتش پرست کے ساتھ رہی یا کہا کہ تو اتنی مدت آتش پرست کے ساتھ کیوں ہی
 نویہ شوہر کی طرف سے کفر ہو اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ اوغرانہ پس عورت نے کہا کہ پھر تو نے اتنی مدت مغرانہ کو رکھا ہے یا کہا کہ مغرانہ کو
 کیوں رکھا ہے نویہ عورت کی طرف سے کفر ہو۔ اور اگر اجنبیہ عورت سے یا کافرہ یا اجنبی مرد سے کہا کہ اوکا فرا وجس سے کہا ہو اُسے کچھ
 نہ کہا یا اپنی جو رو سے کہا کہ اوکا فرہ اور عورت نے کچھ نہ کہا یا جو رو نے اپنے شوہر سے کہا کہ اوکا فرا شوہر نے کچھ نہ کہا تو فقیہ
 ابو بکر عیشی فرماتے تھے کہ کہنے والا تکفیر کیا جائیگا اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور فتویٰ کے واسطے اس جنس کے
 مسائل میں مختار یہ ہے کہ ایسے کلمات کے کہنے والے نے اگر اسکو پر اسکنے کی نیت کی اور در واقع اسکو کافر اعتقاد نہیں کیا ہو
 تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور اگر در واقع اسکو کافر اعتقاد کر کے اپنے اعتقاد کے موافق اسکو ان کلمات سے مخاطب کیا تو اسکی تکفیر
 کی جائیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے فرزند سے کہا کہ امی منع کچھ یا امی کافر کچھ یا امی یہودی کچھ تو اکثر علماء نے فرمایا کہ یہ کفر
 نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ کفر ہوگا اور اگر مرد نے اپنے فرزند کے واسطے ایسے الفاظ کہے تو اس میں بھی اختلاف ہے اور اس
 یہ ہے کہ اگر مرد کو روئے اپنے نفس کا ارادہ نہیں کیا ہو تو تکفیر نہ کی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنے جانور کی
 نسبت کہا کہ امی کافر خداوند تو بالاتفاق تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ امی کافر امی یہودی امی مجوسی پس
 اُسے کہا کہ لبیک لیٹھے جی ہاں تو وہ تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اُسے بچپن گیر لیٹھے ہاں ایسا ہی جان لے
 تو اس کی تکفیر کی جائیگی۔ اور اگر اس دوسرے نے کہا کہ خود تو ہی ہو یا کچھ نہ کہا بلکہ خاموش رہا تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی سے
 کہا کہ مجھے اپنے کافر ہو جانے کا خوف تھا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر یوں کہا کہ تو نے مجھے بیان تک رنج ہو نچا یا کہ میں نے
 جاہا کہ کافر ہو جاؤں تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک نے کہا کہ یہ زمانہ مسلمانی اختیار کرنے کا نہیں ہو زمانہ کافری ہو تو بعض نے
 فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور صاحب محیط نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ حکم ٹھیک نہیں ہے قال المترجم ہمارے زمانہ میں
 اگر کسی نے ایسا کہا تو سپر کفر کا خوف ہو جیسے ہمارے زمانہ میں جو شخص اپنے دل و اعتقاد سے راست اسلام درخصاے
 حق عزوجل کے موافق زندگی بسر کر جاوے اور اللہ تعالیٰ اسکا خاتمہ بخیر کرے تو امید ہے کہ مستحق ثواب جمیل و جزاے
 جبریل ہو گا بشتنا اللہ تعالیٰ ایاہا اہل الاسلام برحمتہ و رافقہ منہ تعالیٰ الصراط القویم بتوفیق الخیر و ہو علی کل شیء قدیر اور واقعات نا ملقی
 میں لکھا ہے کہ مسلم و مجوسی و دونوں کسی مقام پر یکجا جمع تھے پس کسی نے مجوسی کو پکارا کہ امی مجوسی پس مسلمان نے اسکو جواب دیا تو
 شیخ نے فرمایا کہ اگر اس پکارنے والے کے کسی ایک ہی کام میں دونوں لگے ہوئے ہوں پس مسلمان نے یہ گمان
 کر کے کہ وہ اس کام کے واسطے پکارتا ہو جواب دیا ہو تو مسلمان مذکور پر کفر لازم نہ آویگا اور اگر دونوں ایک ہی کام میں لگے ہوں
 تو سپر کفر کا خوف ہو۔ اگر کسی مسلمان نے کہا کہ میں ملحد ہوں تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر اُس نے عذر کیا کہ میں وہ جانتا تھا
 کہ یہ کفر ہو تو اسکا یہ عذر قبول نہ ہوگا۔ ایک نے کوئی بات کہی کہ قوم نے یہ زعم کیا کہ یہ کفر ہو حالانکہ درحقیقت وہ کفر نہیں ہو پس
 اس سے کہا گیا کہ تو کافر ہوا اور تیری جو رو پر طلاق واقع ہو گئی پس اُس نے کہا کہ کافر شدہ گیر وزن طلاق شدہ گیر لیٹھے
 کافر ہو اسی سمجھ سے تو کافر ہو جائیگا اور اسکی جو رو اس سے بائہ ہو جائیگی یہ فضول عماد یہ میں ہو۔ یتیمہ میں ہو کہ میں نے اپنے
 والد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ میں فرعون ہوں یا بللیس ہوں تو فرمایا کہ ایسی صورت میں کافر کہا
 جائیگا یہ تا تا رخا نبہ میں ہو۔ ایک شخص نصیحت کنندہ نے کسی فاسق کو نصیحت کی اور اسکو تو یہ کی طرف رجوع کرنے کو

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

چاہا پس اس فاسق نے کہا کہ اگر پس انہی کلام منان برسر نہم یعنی ان سب کے بعد آتش پرستوں کی ٹوپی اپنے سر پر رکھو لگاتار تکفیر کیا جائیگا۔ ایک نے اپنے خاوند سے کہا کہ تیرے ساتھ رہنے سے کافر ہونا بہتر ہو تو اس عورت کی تکفیر کیجائیگی اگر کسی نے کہا کہ ہرچہ مسلمانی کردہ ام ہمہ بجا فران و ادم لینے جو کچھ میں نے مسلمانی کی ہو وہ سب کافروں کو دیدی بشرطیکہ فلان کام کروں پھر اس شخص نے فلان کام کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور اسپر کفارہ قسم بھی لازم نہ آئیگا۔ ایک عورت نے کہا کہ میں کافر ہوں اگر ایسا کام کروں تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ فی الحال کافر ہو کر اپنے شوہر سے بائٹہ ہو جائیگی اور شیخ علی سعدی نے فرمایا کہ یہ تعلیق دینا ہو اور کفر نہیں ہو قال المترجم قول شیخ علی سعدی صحیح ہے۔ اور اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو نے اسکے بعد مجھے بھگائی یا زیادتی یا کہا کہ اگر تو نے میرے واسطے فلان چیز نہ خریدی تو میں کافر ہو جائیگی تو فی الحال کافر ہو جائیگی یہ فصول عداد یہ میں ہو۔ ایک نے کہا کہ کنت مجوسیا الا ان سلت اور یہ اُسے سبیل متخیل کہا اور اسکا اعتقاد نہیں کیا تو اسکے کفر کا حکم دیا جائیگا۔ اور شمس لائٹہ حلوئی نے فرمایا کہ اگر کسی کے واسطے تجھ کا سجدہ کیا لینے عبادت کا سجدہ نہیں کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی قال المترجم یعنی قریب بکفر ہو اگرچہ تکفیر کیجائیگی یہ سراجیہ میں ہو اور خزانہ میں لکھا ہو اگر زید نے عمر سے کہا کہ اللہ تعالیٰ عرق چل تجھ سے مسلمانی الگ کر لے اور بکرنے کہا کہ آمین تو یہ دونوں کافر ہو جائیگے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ازیت دی پس اُس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں مجھے مت ریج دے پس اس ایذا دینے والے نے کہا کہ چاہے مسلمان نہ چاہے کافر تو تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر کافر ہو گا تو میرا کیا نقصان ہو تو بھی اسپر کفر لازم ہو گا یہ تا تاریخانیہ میں ہو۔ کوئی کافر مسلمان ہوا اور مسلمانوں نے اسکو چیزیں اور مال و متاع دیا پس کسی مسلمان نے کہا کہ کاش میں کافر ہوتا تاکہ مسلمان ہو جاتا اور لوگ مجھے بھی چیزیں دیتے یا فقط دل سے اس امر کی تمنا کی تو وہ کافر ہو جائیگا ایسا ہی بعض مشائخ سے منقول ہے۔ اگر کسی نے تمنا کی کہ کاش اللہ تعالیٰ نے شراب حرام نہ کی ہوتی تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر یہ تمنا کی کہ کاش اللہ تعالیٰ نے حرام نہ کیا ہوتا ظلم یا زنا کاری یا ناحق قتل کر دینا تو کافر ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ چیزیں کسی وقت میں حلال نہیں تھیں پس اول صورت میں اُس نے ایسی چیز کی تمنا کی جو مستحیل نہیں ہو اور دوسری صورت میں ایسی چیز کی تمنا کی جو مستحیل ہو اور علی ہذا اگر یہ تمنا کی کہ بھائی وہن کا نکاح حرام نہ ہوتا تو تکفیر کیا جائیگا اسواسطے کہ ابتدا میں یہ حلال تھا مگر نہیں ہو اور حاصل یہ ہو کہ جو چیز کسی وقت میں حلال تھی پھر وہ حرام ہو گئی ہو پس اسکی نسبت تمنا کی کہ کاش حرام نہ ہوتی تو تکفیر کیا جائیگا۔ اگر کسی مسلمان نے کوئی نافرمانی خواہ صورت دیکھ کر تمنا کی کہ کاش میں نصرانی ہوتا تاکہ اس سے نکاح کر لیتا تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ حق کے ساتھ تو میری مدد گاری کر پس اس دوسرے نے کہا کہ حق کے ساتھ تو ہر کوئی مدد گاری کرتا ہو میں ناحق کے ساتھ تیری مدد گاری کروں گا تو تکفیر کیا جائیگا یہ فصول عداد یہ میں ہو قال المترجم اصل عبارت یہ ہو مرا حق یا رہی وہ فقال ذلک الغیر بحق ہر کس یا رہی وہ میں ترا بنا حق یا رہی وہم تکفیر کذا فی غیر الفصول مگر میں اسکی وجہ نہیں سمجھتا ہوں الا آنکہ مراد ہو واسطہ حق یا بائے قسم مراد ہو واللہ اعلم۔ ایک شخص نے دوسرے سے جس سے جھگڑا کر رہا ہو کہا کہ تو ہر روز اپنے مثل اور وس مٹی کے بنائے یا مٹی سکے نہ کہا پس اگر اسکی مراد مثل سے مثل من حیث الخلق ہے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر یہ مراد ہو کہ اپنے سے کئی گونہ جمع کر لے مجھے کچھ ڈر نہیں ہو مثلاً تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور ہمارے زمانہ میں اسی جنس کا ایک واقعہ ہوا کہ کسی کسان یا مالی نے کہا کہ میں نے یہ درخت

مسلمہ بن موسیٰ بن ہون
میرزا محمد مسلمان بن ہون

پیدا کیا ہو پس بالافتاق سب مفتون نے جواب دیا کہ اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اس واسطے کہ پیدا کرنے سے اس مقام پر عادت کے موافق پٹر لگانا مراد ہو حتیٰ کہ اگر اُسے حقیقت پیدا نش مراد لی ہو تو تکفیر کیا جائیگا قال یہ ہمارے عرف کے خلاف ہو بان اگر یہ کہا کہ میرا جمایا ہوا ہے یا اگایا ہوا ہے تو البتہ یہ جواب ہو سکتا ہو کیونکہ پیدا کیا ہوا جسے لگایا ہوا ہمارے عرف میں نہیں ہو فافہم واللہ اعلم۔ اور اگر کسی نے کہا کہ رہے دار کارکنیم و آزاد وار جو ریم یعنی مسافروں کی طرح کا کر و لگا اور آزادوں کی طرح کھاؤ لگا تو بعض نے فرمایا کہ یہ خطا ہے کلام ہو اور وہی ایسا کلام بولتا ہو جو اپنا رزق اپنی کمائی سے جانتا ہو قال المترجم ہمارے نزدیک اس میں کم خوف ہو بان اگر اسکی یہ نیت ہو کہ روزی میری کمائی سے ہو تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کسی نے کہا جب تک فلاں بجائے خود موجود ہو یا جب تک کہ میرا یہ روپیہ کا بازو سلامت ہو مجھے روزی کی کچھ کمی نہیں ہو تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اس پر کفر کا خوف ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ وہیشی بدبختی ہو تو یہ خطا ہے عظیم ہو۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ ایک سجدہ خدا کو کر اور ایک سجدہ مجھ کو تو بعض نے کہا کہ اسکی تکفیر کی جائیگی قال المترجم یعنی کمال سخت قریب بہ کفر ہو لیکن تکفیر نہ کی جائیگی۔ اور شیخ ابو بکر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص شطرنج کھیلتا ہو پس اسکی جو روئے نہ کہا کہ تو شطرنج نہ کھیلا کر اس واسطے کہ میں نے عالموں سے سنا ہو کہ انھوں نے کہا کہ جو شطرنج کھیلے وہ دشمنان خدا سے تعالیٰ سے ہو پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ ایدون کہ من دشمن خدا یم شکیم و نیار ام پس شیخ نے دریافت کرنے والے سے کہا کہ یہ سخت لفظ ہو ہمارے علماء کے قول پر چاہیے کہ اپنی جو روئے نکاح کی تجدید کرنے اور اسکی جو روئے بابت ہو گئی اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کی جائیگی۔ اور شیخ عبدالکریم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ایک قوم سے جھگڑا کرتا تھا پس کہا کہ میں دس اسٹن پرستوں سے بڑھ کر ستمگار ہوں یا کہا کہ میں دس مجوسیوں سے بڑھ کر ہوں تو فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور اسپر لازم ہو کہ توبہ و استغفار کرے۔ اور شیخ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ یا ایک درم دے تاکہ مسجد کی عمارت میں صرف کیا جاوے یا مسجد میں نازکے واسطے حاضر ہو پس نے کہا کہ میں مسجد میں آؤنگا اور نہ درم دوں گا مجھے مسجد سے کیا کام ہو اور وہ اسی پر مصر ہو یعنی عہد ایسا ہی کرتا ہو تو فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کی جائیگی لیکن اسکو تعزیر و پادوسے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی نے چاند کے گرد ہاؤیکھ کر دعوے کیا کہ بانی برست گا تو دعوے علم غیب سے تکفیر کیا جائیگا یہ بحر الراقی میں ہو۔ اور اگر بخومی نے کہا کہ تیری جو روئے کے پیٹ رہا ہو پس نے اُسکے قول کا اعتقاد کیا تو کافر ہوا یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اور اگر ہمارے نے آواز کی پس کہا کہ مرخص مر جاو گیا یا کہا کہ بارگراں ہونے والا ہو یا عتق نے آواز کی پس سفر سے لوٹ پڑا تو مشائخ نے اسے سے شخص کے کفر میں اختلاف کیا ہو یہ خاصہ میں ہو۔ امام فضلی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ یا احمر ینے اہو برنج پس شخص نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے سبب کے گو دے سے پیدا کیا ہو اور مجھ کو مٹی سے پیدا کیا ہو اور مٹی اپنی میں ہوتی ہو پس یا تکفیر کیا جائیگا تو فرمایا کہ بان اور نیز دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایسا قول کہا جو شرع میں ممنوع ہو پس اس سے ایک نے کہا کہ تو کیا کرتا ہو تجھ پر کفر لازم آگیا اُس نے کہا کہ میں کیا کروں گا جب مجھ پر کفر لازم آگیا پس آیا تکفیر کیا جائیگا تو فرمایا کہ بان۔ اور نیز دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ضیائی کی جگہ زار پڑھتا ہو اور صحابہ الناری کی جگہ صحابہ اچھ پڑھتا ہو تو فرمایا کہ اسکی امامت نہیں جائز ہو اور اگر عہد اُسے ایسا کیا تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور جابح صغریٰ نے مذکور ہو کہ شیخ علی رازی فرماتے تھے کہ جو شخص اس طرح قسم کھا یا کرتا ہو کہ مجھے اپنی زندگی کی قسم یا تیری زندگی کی قسم یا تیری جان یا

عہد کیا گیا
عہد کیا گیا

وغیرہ ایسے الفاظ کا استعمال کرتا ہو میں اُس کے حق میں کفر کا خوف کرتا ہوں اور اگر کہا کہ رزق اللہ کی طرف سے ہو مگر سب سے
 کی طرف سے جہنم چاہتا ہو تو بعض نے کہا کہ یہ شرک ہو ایک نے کہا کہ میں ثواب و عذاب سے بری ہوں تو بعض نے فرمایا
 کہ اُسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور نوازل میں مذکور ہو کہ ایک نے کہا کہ جو فلان کیسے دہی کرونگا اگرچہ سراسر کفر کے تو اُسکی تکفیر
 کی جائیگی ایک نے فارسی میں کہا کہ از مسلمان بیزارم یا مثلاً اردو میں کہا کہ میں مسلمانیت سے بیزار ہوں تو بعض نے فرمایا
 کہ اُسکی تکفیر کی جائیگی۔ اور نقل ہو کہ مامون رشید بادشاہ کے وقت میں ایک فقیہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک
 جولاہے کو قتل کر ڈالا اسپر کیا واجب ہو اُس نے جواب دیا کہ تلافی میت واجب ہو پس مامون رشید نے حکم دیا کہ اس فقیہ کو مار دو
 چنانچہ اُس کے حکم سے یہاں تک مارا گیا کہ مر گیا اور مامون نے کہا کہ یہ حکم شرع کے ساتھ استہرا ہو اور احکام شرعی سے
 استہرا کرنا کفر ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر درویشی را گوید در شرع کلمہ شہادت تو یہ کفر ہو یہ عثمانیہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے
 ہمارے زمانہ کے سلطان کو کہا کہ عادل ہو تو اُس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا چنانچہ امام علم الہدی ابو مسعود ماتریدی نے لایا ہے
 فرمایا ہے اور بعض نے کہا کہ تکفیر کیا جائیگا قال المترجم اگر ہمارے زمانہ کے بادشاہ کو بمعنی شرعی عادل قرار دیا تو بدرجہ اولیٰ
 تکفیر کیا جاوے وہ ہوالا صح۔ اور اگر جابر بن یمن سے کسی کو فارسی میں کہا کہ اے خدا میں تو تکفیر کیا جاوے اور اگر کہا کہ اے خدا
 تو تکفیر کیا جاوے بنا بر قول اکثر مشائخ کے اور یہی مختار ہو کذا فی الخلاصہ قال المترجم ہماری زبان میں ان دونوں سے
 تکفیر کیا جائیگا واللہ اعلم ولم اجد فیہ النص۔ اصول الصغار میں مذکور ہے کہ شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ جمعہ کے روز
 منبر دن پر خطیب جو الفاظ نسبت بادشاہ وقت کے پڑھا کرتے ہیں مثلاً العادل الاعظم شہنشاہ اعظم مالک قباب ہم سلطان ارض
 اللہ مالک بلاد اللہ معین خلیفۃ اللہ علیہ الفیاض علی الاطلاق والتحقیق جائز ہیں یا نہیں تو فرمایا کہ نہیں جائز ہیں اس واسطے کہ ان
 سے بعض الفاظ کفر ہیں اور بعض معصیت و دروغ ہیں چنانچہ شہنشاہ کہ بیرون صفت اعظم کے خصائص سارا اللہ تعالیٰ سے
 ہو اور کسی بندہ کا وصف اس لفظ سے جائز نہیں ہو اور مالک رقاب ام یہ محض دروغ ہو اور سلطان ارض اللہ و دیگر اسکے
 امثال سو یہ علی الاطلاق محض دروغ ہیں یہ تا تاریخ نہیں ہو۔ اور امام ابو منصور نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کے بدو
 زمین کو بوسہ دیا یا اسکے واسطے مثل رکوع کے پشت خم کر کے جھک گیا یا صرف اپنا سر اُس کے ڈال دیا تو اُسکی تکفیر کی جائیگی۔
 اس واسطے کہ اُسکی غرض اُسکی عبادت نہیں ہو بلکہ تعظیم ہو اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی نے ان ظالموں میں سے کسی کے
 واسطے سجدہ کیا تو یہ کبیرہ گناہوں میں ایک بڑا کبیرہ گناہ ہو اور آیا اُسکی تکفیر کی جائیگی تو بعض نے فرمایا کہ مطلقاً تکفیر کی جائیگی اور
 اکثروں نے فرمایا کہ اس میں چند صورتیں ہیں اول آنکہ اگر اُس نے عبادت کا قصد کیا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر تحقیر کا قصد کیا تو
 تکفیر نہ کیا جائیگا بلکہ اسپر ایسا کرنا حرام ہو بشرطیکہ اُسکا ارادہ کفر کا نہ ہو یہ اکثر عالموں کے نزدیک ہو اور رہا زمین کا بوسہ دنیا
 تو یہ قریب سجدہ ہو فرق اتنا ہو کہ زمین کو بوسہ دینے میں اس قدر رخ و پیشانی کا زمین پر رکھنا نہیں ہوتا ہو جیسے سجدہ میں
 ہو بلکہ کم ہو یہ ظہیر میں ہو۔ قال المترجم صرح یہ ہو کہ جو افعال کمال تعظیم کے واسطے موضوع ہیں اور وہ دہی ہیں جو مخصوص
 بعبادت الہی ہیں اگر انکو کسی بندہ کے ساتھ برے تو کفر کا حکم دیا جائیگا واللہ اعلم۔ اور اگر کسی نے اعتقاد کیا کہ خراج
 سلطان کی ملک ہو تو کفر کیا جائیگا یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور برساہ صدر شہید میں ہو کہ اگر کسی نے دوسرے سے بدی کی پس
 اُس نے کہا کہ میں یہ بدی تیری طرف سے جانتا ہوں نہ حکم خدا سے تو کافر ہو جائیگا اور نیز اس سالہ میں مذکور ہے کہ مجموع النوازل
 میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص شاہی خلعت پہنے داسکی تہنیت کے وقت بنرض رضا مندی بادشاہ کے اسکی قربانی کرے

لکھنؤ
 ریت و انوار

تو کافر ہو جائیگا اور یہ قربانی سردار ہوگی اور اسکا کھانا روانہ ہوگا۔ اور ہمارے زاد میں ایک بات بہت شائع ہو گئی اور بہت سے مسلمانوں کی عورتیں اس میں مبتلا ہیں اور وہ یہ ہو کہ جب بچوں کے چھپک نکلتی ہو تو اس چھپک کے نام پر دی یا بھوانی ماما ایک صورت مقرر کی ہو کہ اسکو بوجھتے ہیں اور بچوں کے اچھے ہو جانے کی اس سے دعا کرتے ہیں اور اعتقاد کرتے ہیں کہ یہ پتھر انکو اچھا کر دیتا ہو تو یہ عورتیں اس فعل داس اعتقاد سے کافر ہو جاتی ہیں اور انکے شوہر جو انکے فعل سے رضا مند ہیں وہ بھی کافر ہو جاتے ہیں قال اور جو نہیں رضا مند ہیں انکا نکاح ٹوٹ جاتا ہو۔ اور دوسرے اسی جنس سے یہ ہو کہ پانی کے کنارے جاتی ہیں اور اس پانی کو پو جتی ہیں اس کے موافق اس پانی کے کنارے بکرے کو ذبح کرتی ہیں یہ پانی کے پو جنے والی اور بکرے کے ذبح کرنے والی سب کافر ہیں اور یہ بکرہ می ہزار ہو جاتی ہو اسکا کھانا رو نہیں ہو۔ اور اسی طرح جو گھروں میں ایک صورت بنا لیتی ہیں جیسے بت پرستوں کے پوجا کا معمول ہو کہ لگی پستش کرتی ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے وقت شگرت سے نقش کرتی ہیں اور روغن ڈالتی ہیں اور اسکو بنام بھوانی کہتی ہیں اور پو جتی ہیں اور مثل اسکے جو باتیں کرتی ہیں ان سب سے کافر ہو جاتی ہیں اور اپنے شوہروں سے باتیں ہو جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ اس زاد میں جب تک خیانت نہ کروں اور جھوٹے بیویوں تک نہ دیکھوں نہ کہیں گذرنا ہو یا کہے کہ عینک تو خرید و فروخت میں جھوٹ نہ بولے تب تک کھانے کو روٹی نہ پالو گا۔ یا کسی سے کہے کہ تو کیوں خیانت کرتا ہو یا کیوں جھوٹ بولتا ہو وہ کہے کہ بغیر اسکے چارہ نہیں ہو تو ایسے تمام الفاظ سے کافر ہو جاتا ہو۔ اور اگر کسی سے کہیں کہ جھوٹ نہ بولا کرو اور وہ کہے کہ یہ بات لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ سے بھی زیادہ سچی ہو تو کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی غصہ میں ہو جاوے اور دوسرا کہے کہ کافر ہو نا اس سے بہتر ہو تو کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جو شرع میں منع ہو اور دوسرا کہے کہ تو کیا کہتا ہو کہ تجھ پر کفر لازم ہوتا ہو وہ کہے کہ تو کیا کر گیا اگر مجھ پر کفر لازم آوے تو کافر ہو جائیگا یہ تا تا خانہ میں ہو۔ اور جس شخص سے کہے کہ دل میں ایسے امر کا خطرہ گذر جو موجب کفر ہو پس اگر اس امر کو اس نے زبان سے کہا حالانکہ وہ اس سے بہت کراہیت کر رہا ہو تو یہ محض ایمان ہو۔ اور اگر کسی نے کفر کا مصمم ارادہ کیا اگرچہ سو برس کے بعد کفر کرے گا ارادہ کیا ہو تو فی الحال کافر ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے بطور خود اپنی زبان سے کفر کہا حالانکہ اسکا دل ایمان پر ہو تو کافر ہو جائیگا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مومن نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ قال المترجم جن صورتوں میں بالالفاظ تکفیر کیجاتی ہو وہ ان میں سے جو کہ توبہ کر کے رجوع کرے اور از سر سر نو نکاح کرے اور واضح ہو کہ جن صورتوں میں کفر ہونے میں اختلاف ہو ان میں اسکے مرتکب کو حکم کیا جائیگا کہ وہ تجدید نکاح کرے اور توبہ کرے اور اس سے رجوع کرے اور یہ بطریق احتیاط سے کہا جائیگا اور جن الفاظ میں یہ بیان کیا گیا ہو کہ وہ خطا ہیں اور موجب کفر نہیں ہو تو اسکے کہنے والے کو تجدید نکاح اور اس سے رجوع کر جانے کا حکم نہ کیا جائیگا اگرچہ یہ کہا جائیگا کہ پھر ایسا نہ کہے کیونکہ گنہگار ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اگر کوئی مسئلہ ایسا پیش آوے کہ اس میں کئی وجہیں ایسی ہیں کہ انکے لحاظ سے یہ حکم ہوتا ہو کہ تکفیر کیجاوے اور ایک وجہ ایسی بھی نکلتی ہو کہ تکفیر نہ کیجاوے یعنی شرعاً اس وجہ سے تکفیر سے بچ سکتا ہو تو مفتی کو لازم ہو کہ اسی وجہ کی طرف میل کرے جس سے تکفیر کیجاتی ہو یہ خلاصہ میں ہو اور بنام میں لکھا ہو کہ صورت تاویلی کی طرف جس سے تکفیر سے بچ سکتا ہو جب ہی میل کر گیا کہ جب تصریح نہ کی ہو اور اگر کہنے والے نے تصریح کر دی اور تصریح ایسا ارادہ بیان کر دیا جو موجب کفر ہو تو ایسی صورت میں تاویل کچھ فائدہ نہ دے گی یہ بحر الرائق میں ہو۔ پھر اگر کہنے والے کی نیت بھی وہی صورت تاویلی ہو جس سے تکفیر سے بچتا ہو تو وہ مسلمان رہا اور اگر کہنے والے کی

جس سے کفر ہو جائیگا
تو کافر ہو جائیگا
تو کافر ہو جائیگا

نیت ایسی وجہ ہو کہ وہ موجب تکفیر ہو تو اسکو اس مفتی کا فتوے کچھ مفید نہ ہوگا بلکہ اسکو اپنی دیانت کی راہ سے لازم ہوگا کہ ایمان کی راہ ڈھونڈے اور وہ یہ ہو کہ اسکو حکم کیا جائیگا کہ توبہ کر کے اُس سے رجوع کرے اور اپنی جو رو سے از سر نو اپنا نکاح کرے یہ محیط میں ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ ہر صبح و شام اس دعا کے پڑھنے کو وظیفہ کر لے کہ۔ اے درطون میں پڑنے سے بچاؤ کا سبب ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو ہر صبح و شام اسکا ورد رکھے وہ محفوظ رہیگا اور وعایہ ہو اللھم انی اعوذ بک من ان اشرك بک۔ شیئاً و اما علم متغفرک لما لا اعلم یہ خلاصہ میں لکھا ہے و سوان باب۔ باغیوں کے بیان میں۔ اہل اپنی ہر ایسے فرقہ کو کہتے ہیں جو قوت منعت رکھتے ہیں کہ تغلب کر لیں اور مجتمع ہو جاویں اور تاویل کے ساتھ اہل عدل کے ساتھ قتال کریں اور کہیں کہ حق ہمارے ساتھ ہو اور اپنے والی ہونے کا دعوے کریں۔ پس اگر جو روں میں سے کوئی قوم کسی شہر پر غالب ہو گئی اور انھوں نے سال لے لیا تو یہ لوگ باغی نہ کہلاویں گے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور جب کوئی قوم اطاعت امام المسلمین سے منحرف ہو گئی اور وہ کسی شہر پر غلبہ کر کے قابض ہو گئی تو امام موضوع پہلے انکو جماعت میں ملجاسے اور بغاوت سے باز آنے کی جانب بلاویگا اور انکا سبب بہ رفع کر دیگا اور اُسے کہیگا کہ توبہ کر لو یہ کافی میں ہے مگر واضح رہے کہ اس طرح بلانا انکو واجب نہیں ہے اور جب امام المسلمین کو خبر ہو سچے کہ وہ لوگ ہتھیار خیر بدیتے ہیں اور قتال کے واسطے سامان کرتے ہیں تو چاہیے کہ انکو توبہ کر کے قید کرے یہاں تک کہ وہ اپنے اس ارادے سے باز آویں اور از سر نو توبہ کر کے حقوق اسلام کی رعایت کے ساتھ جماعت میں شامل رہیں اور یہ بدین غرض کرے کہ بقدر امکان شرفی ہو وے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور امام اہل عدل کو روا ہے کہ اُسے قتال شروع کر دے اگرچہ انھوں نے قتال میں پہل نہ کی ہو وے اور یہ ہمارا غرض ہے۔ اور جب یہ ثابت ہو کہ ایسے گروہ باغی کا قتل کرنا جبکو منعت حاصل ہو مسباح ہے اگرچہ حقیقۃً انکی جانب سے قتال نہ پایا جاوے تو ایسے شخص کا بھی قتل مسباح ہوگا جو انکی قوت بازو ہونا چاہتا ہو اور انکی طرف جاتا ہو۔ اور اگر امام المسلمین نے اسی گروہ کو ہزیمت دی تو پھر مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ ان بھاگے ہوئے باغیوں کا پیچھا کریں۔ لیکن قتل کر کے جاوین بشرطیکہ انکے واسطے کوئی ایسا گروہ صاحب منعت نہ رہا ہو کہ اسکی طرف جا لیں اور اگر ان بھاگے ہوئے باغیوں کے واسطے کوئی ایسا گروہ ہو کہ جن سے جا لینے تو اہل عدل کو روا ہوگا کہ ان بھاگے ہوئے باغیوں کا پیچھا کریں۔ اور جو شخص ان باغیوں میں سے اسیر ہو گیا ہو تو امام المسلمین کہ یہ روا نہیں ہے کہ اسکو قتل کرے بشرطیکہ یہ معلوم ہو کہ اگر قتل نہ کیا جائیگا تو ایسے گروہ کو نہیں ملجائیگا جنکو قوت منعت حاصل ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ اگر نہ قتل کیا گیا تو ایسے باغیوں کے گروہ سے ملجائیگا جنکو قوت منعت حاصل ہو تو امام اسکو قتل کر سکتا ہے کیونکہ اسے محیط اور چاہیے۔ اسکو قید میں رکھے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور جب باغیوں کی کوئی جماعت باقی نہ رہی ہو اور قتال میں باغیوں میں سے بعض بعض مجروح ہیں تو اہل عدل کو روا نہیں ہے کہ باغی مجروح کو اجازت کریں کہ اسے اپنے بدن پر اور زخم ایسا لگا دیں کہ وہ مردہ ہو جاوے اور اگر باغیوں کے واسطے کوئی اور جماعت باقی رہ گئی ہو تو انکا اجازت کر دینا ہے۔ اور باغیوں کی عورتیں ویسے گرفتار کر کے رہتی نہ بنائے جاویں گے اور انکے اموال جو ہاتھ آئے ہیں وہ ملکہ میں نہ آویں گے۔ اور اہل عدل نے باغیوں کے لشکر میں جو کراے دینے یا روغنیرہ پائے وہ فی الحال انکو دس نہ دیے جاویں گے ورنہ اگر اہل عدل کو اُسے قتال کرنے میں انکے ان ہتھیاروں و کراے کی حاجت ہو تو اُسے نفع حاصل کریں پس ہتھیار اپنے

کی باز بھی کیا یا نہ اس کے ساتھ کیا تو کسی ہمسائی ضمان واجب نہ ہوگی جیسے باغیوں کے حق میں حکم ہو اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر باغی لوگ اپنے لشکر میں ہوں اور وہ ان میں سے کسی نے دوسرے کو قتل کیا تو قاتل پر قصاص لازم نہ ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں فرمایا کہ اگر باغی لوگ اہل عدل کے کسی شہر پر غالب ہوئے پھر باغیوں میں سے کسی شخص نے اہل شہر میں سے کسی شخص کو قتل کر ڈالا پھر اہل عدل اس شہر پر غالب ہوئے تو قاتل سے قصاص لیا جائیگا اور اس مسئلہ کے معنی یہ ہیں کہ باغی لوگ کسی اہل عدل کے شہر پر غالب ہوئے اور ہنوز باغیوں کا حکم اس شہر میں جاری نہیں ہوا تھا کہ پھر امام اہل شہر نے ان باغیوں کو پس پا کر لیا تو یہ حکم مذکور ہوگا۔ اور اگر اس شہر میں باغیوں کا حکم جاری ہو گیا تو اہل عدل کی ولایت و سنت و ایمان سے منقطع ہو گئی پس شہر والوں میں سے کسی کے قتل کرنے سے قاتل پر کچھ واجب نہ ہوگا اور نیز امام محمد رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں ذکر فرمایا کہ اگر اہل عدل میں سے کسی نے باغی کو قتل کیا حالانکہ قاتل اس کا وارث ہو تو وارث رہیگا اور اگر باغی نے اس کو قتل کیا حالانکہ اس کا وارث ہو پھر باغی سے کہا کہ جب میں نے اس کو قتل کیا میں حق پر تھا اور میں اب تک حق پر ہوں تو مقتول کا وارث ہوگا۔ اور اگر باغی مذکور نے کہا کہ جس وقت میں نے اس کو قتل کیا ہو میں جانتا تھا کہ میں باطل پر ہوں تو امام عظیم و امام محمد رحمہ کے نزدیک اس کا وارث نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور باغیوں میں سے جو شخص قتل کیا جاوے نہ اس کو غسل دیا جائیگا اور نہ اسپر ناز پڑھے جائیگی۔ اور اہل عدل میں سے جو شخص قتل کیا گیا تو اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جو شہیدوں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس کا حکم بھی وہی ہے جو شہید کا ہو یہ شرح طحاوی میں ہے اگر باغیوں نے عشر و خراج وصول کر لیا تو دوبارہ نہ لیا جائیگا پھر جو کچھ باغیوں نے وصول کیا ہو اگر اس کو جس طرح صرف کرنا چاہیے اور جہاں جہاں صرف کرنا چاہیے ہو صرف کیا ہو دوسرے تو جس سے وصول کیا ہو اسپر قضاء عادیہ لازم نہیں ہے لیکن جس سے وصول کیا ہو یعنی مالکان اموال کو نیو سی دیا جائیگا کہ دیانۃ یعنی فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اس کا احادیث کر دین یعنی خود فقیروں کو دیدین لیکن ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ خراج میں اپریانت کی راہ سے بھی عادیہ لازم نہیں ہے۔ اور اسی طرح عشر میں بھی اگر اہل نجات فقیر لوگ ہوں تو عادیہ واجب نہیں ہے غایۃ البیان میں لکھا ہے۔ اور اہل فتنہ کے ہاتھ ان کے لشکر میں ہتھیار فروخت کرنا مکروہ ہے اور اگر ان کے لشکر میں نہیں بلکہ مثلاً کوفہ میں کسی کے ہاتھ ہتھیار فروخت کیے پس اگر یہ معاوم نہیں ہے کہ یہ اہل فتنہ میں سے ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور یہ حکم نفس سلاح میں ہے یعنی جو ہتھیار بنے بنائے عرف میں ہتھیار کہلاتے ہیں ان کے فروخت کرنے میں یہ حکم ہے اور جو چیز ایسی ہو کہ ابھی اس سے قتال نہیں کیا جاسکتا ہو الا بعد ساخت کے یعنی جو چیز ایسی ہو کہ بدون اس سے ہراسے لے و طو حالنے کے قتال نہیں کر سکتے ہیں جیسے محض لوبا وغیرہ تو اس کے فروخت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ کافے میں ہے۔ قال المترجم ہر یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ محض لوبا وغیرہ مطلقاً ان کے لشکر میں لیجا کر فروخت کرنا بھی مکروہ نہیں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے

اہل عدل کے ہاں
بہت سخت ہے

کتاب القیظ

القیظ شہر میں ایسے زندہ بچہ کو لے لے ہیں جس کو اسکے اہل نے درویشی کے خوف سے یا ہمت زنا سے بھاگ بچنے کی غرض سے چھینک دیا ہو پھر اس کا اس طرح ضائع پھینک دینا والا بڑا گنہگار ہے اور اس کا حفاظت میں لے لینے والا بڑے ثواب سے

بالا اور ہر۔ اور جسے اسکو اس طرح بڑا دیکھا اسکو اٹھالینا مندوب ہو لیکن اگر اسکے غلبہ گمان میں یہ ہو کہ یہ ضائع ہو جائیگا
جیسے پانی میں پڑا دیکھا یا درندہ کے سامنے تو اٹھالینا واجب ہو۔ اور لقیط آزاد ہوتا ہو یعنی اٹھانے والے کا ملک نہیں ہوتا اور
اٹھانے والے کو ملحقہ کہتے ہیں اور اسکا دلی سلطان ہو نہ ملحقہ وغیرہ چنانچہ اگر ملحقہ نے کسی عورت سے اسکا خلع کر دیا
یا لقیط لڑکی تھی کسی مرد سے بیاہ دی تو وہ نہیں ہو یہ حسنہ لغت مفتین میں ہو۔ مگر ملحقہ کے ہاتھ سے اسکو کوئی لے نہیں سکتا ہوا
اگر ملحقہ نے خود کسی کی پردیش میں دیدیا تو اس سے واپس نہیں لے سکتا ہو یتیم میں ہو اور اسکا نفقہ اور اسکے جرم
کا جرمانہ بیت المال پر ہو یعنی گویا وہی اسکی مددگار برادر سی ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر لقیط کے تن پر بندھا ہوا مال پایا گیا
تو وہ لقیط کا ہوگا اور اسی طرح اگر کسی جانور پر پایا گیا اور اس جانور پر مال بندھا ہو اور تو بھی یہی حکم ہو اور اگر لقیط کے
قریب مال رکھا ہوا ملا تو لقیط کے واسطے اسکا حکم نہ دیا جائیگا کہ یہ اسکا ہو بلکہ یہ مال لقیط کے حکم میں ہوگا اور اگر لقیط کسی
جانور پر سوار پایا گیا تو یہ جانور اسی کا ہوگا یہ جو ہرہ نیرہ میں ہو۔ اور لقیط کا نفقہ اس مال سے جب محسوب ہوگا کہ قاضی
نے حکم دیدیا کہ ملحقہ اس میں سے اس پر خرچ کرے اور بعض نے فرمایا کہ بغیر حکم قاضی بھی خرچ کر سکتا ہو اور نفقہ شل تک ملحقہ
کے قول کی تصدیق کی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اسکی ولایت المال کے واسطے ہوگی چنانچہ اگر وہ بدو کسی وارث
چھوڑنے کے مرگیا اور اسکا کوئی مولیٰ الموات بھی نہیں ہو تو اسکا ترکہ بیت المال میں داخل ہوگا یہ خسارہ مفتین میں ہو
اور اگر لقیط کو ملحقہ اٹھا کر قاضی کے پاس لایا اور قاضی سے درخواست کی کہ مجھ سے اسکو لے لے تو قاضی کو اختیار ہو کہ بدو
گواہی کے اسکی تصدیق نہ کرے اسواسطے کہ مسلمانوں کے بیت المال سے اسکے نفقہ و خرچہ دلانے کا دعویٰ کرتا ہو اور جب
اسنے گواہ قائم کر دیے تو قاضی اسکے گواہوں کو بدو کسی خصم حاضر کے قبول کر لیا اور جب قاضی نے اسکے گواہ قبول کیے تو
بعد اسکے چلے لقیط کو اس سے اپنے قبضہ میں لے لے اور چاہے نہ لے لیکن یہ ضرور کر گیا کہ اسکا کوئی مولیٰ مقرر کر دیا جو مولیٰ
ہونا قبول کرے اور اس مولیٰ سے کہہ گیا کہ تو نے اسکی حفاظت اپنے اوپر لازم کی ہو پس تو اسکی حفاظت میں ہر طرح سے مستعد رہ اور
یہ اسوقت ہو کہ قاضی کے حکم میں ملحقہ کا عاجز ہونا اسکی حفاظت سے اور اس پر خرچ کرنے سے ثابت نہ ہو اور اگر قاضی اسکو جانتا ہو
تو اولیٰ یہ ہو کہ ملحقہ سے لیکر کسی ایسے کے پاس رکھے کہ اسکی حفاظت کر سکتا ہو تا کہ اسکی حفاظت کرے پھر اگر ملحقہ آیا اور قاضی
سے درخواست کی کہ مجھ واپس دیا جاوے تو قاضی کو اختیار ہو چاہے اسکو واپس دے اور چاہے نہ دے بخلات
اسکے اگر کوئی ایک لقیط اٹھا لایا اور اسکے ہاتھ سے دوسرے نے پھین لیا اور دونوں ناش میں قاضی کے حضور میں
پیش ہوئے تو قاضی لقیط کو اول کو دیدیگا اور اگر غلام نے کوئی لقیط پایا اور یہ مرقط اس غلام کے قول سے معلوم ہوتا ہو اور
مولیٰ کتا ہو تو جھوٹا ہو یہ لقیط نہیں بلکہ میرا غلام ہو پس اگر یہ غلام ملحقہ مجھ پر تو مرنے کا قول قبول ہوگا اور اگر مذکور ہو تو قبول
غلام کا قبول ہوگا یہ ظہر میں ہو۔ اور اگر لقیط نے اقرار کیا کہ میں غلام ہوں اور غلام مذکور اسکی تکذیب کرتا ہو تو لقیط
آزاد ہو اور اگر اسنے تصدیق کی پس اگر لقیط مذکور پر آزادوں کے احکام نہ جاری ہوئے ہوں بیسے اسکی گواہی قبول نہ
کی گئی ہو یا اسکے قاذف کو حد نہ ماری گئی ہو وغیرہ لکب تو اسکا اقرار صحیح ہوگا ورنہ نہیں یہ سرا جیہ میں ہو۔ اور اگر ملحقہ نے ہونہ
اسکے نسب کا دعویٰ نہیں کیا ہو کہ کسی نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا تو دعویٰ سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور بعض نے
کہا کہ نسب کے حق میں دعویٰ صحیح ہو لیکن ملحقہ کا قبضہ باطل کرنے کے حق میں صحیح نہ ہوگا مگر قول اول صحیح ہو اور اگر ملحقہ
اور کسی اور دونوں نے دعویٰ نسب کیا تو ملحقہ کا دعویٰ نسب اولیٰ ہوگا اگرچہ وہ ذمی ہو اور دوسرا مسلمان ہو یہ یقین میں ہو۔

۲
ظاہر ہے کہ اگر قاضی نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھ سے اسکو لے لے تو قاضی کو اختیار ہو کہ بدو گواہی کے اسکی تصدیق نہ کرے اسواسطے کہ مسلمانوں کے بیت المال سے اسکے نفقہ و خرچہ دلانے کا دعویٰ کرتا ہو اور جب اسنے گواہ قائم کر دیے تو قاضی اسکے گواہوں کو بدو کسی خصم حاضر کے قبول کر لیا اور جب قاضی نے اسکے گواہ قبول کیے تو بعد اسکے چلے لقیط کو اس سے اپنے قبضہ میں لے لے اور چاہے نہ لے لیکن یہ ضرور کر گیا کہ اسکا کوئی مولیٰ مقرر کر دیا جو مولیٰ ہونا قبول کرے اور اس مولیٰ سے کہہ گیا کہ تو نے اسکی حفاظت اپنے اوپر لازم کی ہو پس تو اسکی حفاظت میں ہر طرح سے مستعد رہ اور یہ اسوقت ہو کہ قاضی کے حکم میں ملحقہ کا عاجز ہونا اسکی حفاظت سے اور اس پر خرچ کرنے سے ثابت نہ ہو اور اگر قاضی اسکو جانتا ہو تو اولیٰ یہ ہو کہ ملحقہ سے لیکر کسی ایسے کے پاس رکھے کہ اسکی حفاظت کر سکتا ہو تا کہ اسکی حفاظت کرے پھر اگر ملحقہ آیا اور قاضی سے درخواست کی کہ مجھ واپس دیا جاوے تو قاضی کو اختیار ہو چاہے اسکو واپس دے اور چاہے نہ دے بخلات اسکے اگر کوئی ایک لقیط اٹھا لایا اور اسکے ہاتھ سے دوسرے نے پھین لیا اور دونوں ناش میں قاضی کے حضور میں پیش ہوئے تو قاضی لقیط کو اول کو دیدیگا اور اگر غلام نے کوئی لقیط پایا اور یہ مرقط اس غلام کے قول سے معلوم ہوتا ہو اور مولیٰ کتا ہو تو جھوٹا ہو یہ لقیط نہیں بلکہ میرا غلام ہو پس اگر یہ غلام ملحقہ مجھ پر تو مرنے کا قول قبول ہوگا اور اگر مذکور ہو تو قبول غلام کا قبول ہوگا یہ ظہر میں ہو۔ اور اگر لقیط نے اقرار کیا کہ میں غلام ہوں اور غلام مذکور اسکی تکذیب کرتا ہو تو لقیط آزاد ہو اور اگر اسنے تصدیق کی پس اگر لقیط مذکور پر آزادوں کے احکام نہ جاری ہوئے ہوں بیسے اسکی گواہی قبول نہ کی گئی ہو یا اسکے قاذف کو حد نہ ماری گئی ہو وغیرہ لکب تو اسکا اقرار صحیح ہوگا ورنہ نہیں یہ سرا جیہ میں ہو۔ اور اگر ملحقہ نے ہونہ اسکے نسب کا دعویٰ نہیں کیا ہو کہ کسی نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا تو دعویٰ سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور بعض نے کہا کہ نسب کے حق میں دعویٰ صحیح ہو لیکن ملحقہ کا قبضہ باطل کرنے کے حق میں صحیح نہ ہوگا مگر قول اول صحیح ہو اور اگر ملحقہ اور کسی اور دونوں نے دعویٰ نسب کیا تو ملحقہ کا دعویٰ نسب اولیٰ ہوگا اگرچہ وہ ذمی ہو اور دوسرا مسلمان ہو یہ یقین میں ہو۔

علاقہ علیحدہ ایک ایک آزادہ عورت معینہ سے اپنا بیٹا ہونے کا لقیط کی نسبت دعویٰ کیا تو دونوں کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور یا
 ہر دو عورت سے اسکا نسب ثابت ہوگا یا نہیں پس بنا بر قول امام اعظم کے ثابت ہوگا اور بنا بر قول صاحبین اسکے
 نہیں یہ محیط میں ہو۔ و مردوں نے ایک لقیط کے نسب کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے اور ہر ایک کے فریق
 گواہوں نے تاریخ بیان کی ہو تو جسکی تاریخ کا لقیط کا سن شاہد ہو اسکے نام حکم دیا جائیگا اور اگر لقیط کا سن مستند ہو کہ ہر دو تاریخ میں
 کسی کے ساتھ متوافق نہ ہو تو بنا بر قول صاحبین ہر کے موافق تمام رواتوں کے تاریخ کا اعتبار ساقط اور دونوں کا فرزند ہونے
 کا حکم دیا جائیگا اور بنا بر قول امام اعظم کے شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا کہ روایت ابو حفص میں دونوں کا فرزند ہونے کا
 حکم دیا جائیگا اور روایت ابوسلمہ میں جسکی تاریخ مقدم ہو اسکے نام حکم دیا جائیگا اور تا مار خانہ میں ہو کہ جامع روایات کے
 موافق دونوں کا مشترک فرزند ہونے کا حکم دیا جائیگا اور یہی صحیح ہے بحسب الرائق و محیط میں ہو۔ اور اگر کسی شخص کے قبضہ میں
 ایک طفل ہو وہ دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اسپر گواہ قائم کرتا ہو اور دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اسپر گواہ
 قائم کرتا ہو تو لقیط کے واسطے حکم ہوگا۔ ایک عورت کے ہاتھ میں ایک طفل ہو وہ دعویٰ کرتی ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اسپر گواہ
 پیش کرتی ہو اور دوسری عورت دعویٰ کرتی ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اسپر گواہ لاتی ہو تو جسکے ہاتھ میں ہو اسی کے واسطے حکم
 دیا جائیگا اور اگر قابض کے واسطے ایک عورت نے گواہی دی اور خارجہ کے واسطے دو مردوں نے گواہی دی تو خارجہ
 کے واسطے حکم دیا جائیگا۔ ایک طفل ایک شخص کے ہاتھ میں ہو اور دوسرے مرد کے تحت میں ایک آزادہ عورت ہواس نے
 دعویٰ کیا کہ یہ طفل مذکور میرا بیٹا اس عورت مذکورہ سے ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہو مگر
 اسنے کسی عورت کی طرف نسبت نہ کی تو دعویٰ کے نام حکم دیا جائیگا۔ اور اگر ذمی نے لقیط کے نسب کا دعویٰ کیا تو اس سے لقیط
 کا نسب ثابت ہوگا اور لقیط نو مسلمان ہوگا بشرطیکہ ذمیوں کے مقام میں نہ پایا گیا ہو اور یہ شخصان ہو یہ نہیں ہیں۔ اور
 جس لقیط کی نسبت ذمی نے اپنے پس پونے کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ اس سے نسب ثابت کر دیا گیا کہ وہ لقیط اسکا پس ہوا تو یہ پس
 جب ہی مسلمان قرار دیا جائیگا کہ ذمی مذکور نے گواہ قائم کر کے اپنا نسب ثابت نہ کیا ہو اور اگر اسنے دوسلمان گواہ قائم کر کے
 اپنا نسب ثابت کیا ہو تو لقیط کا اسکے نام حکم ہوگا اور وہ ذمی مذکور کا دین میں تالیع ہوگا لیکن اگر اسنے ذمی گواہ دیے
 ہوں تو اسکی بیعت میں ذمی نہ ہوگا یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور مستبر مکان ہی ہو اور اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو کہ
 جبکا حاصل یہ نکلتا ہو کہ مسئلہ میں چار صورتیں پیدا ہوتی ہیں ایک یہ کہ اسکو کوئی مسلمان مسلمانوں کے مقام مثل
 مسجد یا مسلمانوں کے گالوں یا مسلمانوں کے شہر میں پاوے پس اس صورت میں لقیط مسلمان ہوگا اور دوم یہ کہ کافر
 اسکو اہل کفر کے مقام مثل بیچہ و کینشہ و اہل کفر کے کسی گالوں میں پاوے پس وہ کافر ہوگا و سوم آنکہ کافر اسکو مسلمانوں
 کے مقام میں پاوے اور چہارم آنکہ مسلمان اسکو کافروں کے مقام میں پاوے پس ان دونوں صورتوں میں اختلاف
 روایت ہو چنانچہ کتاب اللقیط کی روایت میں مذکور ہو کہ پانے والے کا اعتبار نہیں بلکہ مقام کا اعتا بار کیا جائیگا
 لہذا سنے انہیں اور قدوری میں اسی پر اعتاد کر کے احکام کو جاری کیا اور یہی ظاہر الزادہ یہ ہو یہ ہر لائق میں ہو۔ اور
 اگر لقیط کو کسی کافر نے پایا پس اگر مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں پایا تو وہ مسلمان قرار دیا جائیگا پس اگر
 اسنے اس حکم کے برخلاف کفر ظاہر کیا تو قید کیا جائیگا اور اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا لہذا فی خزائنہ افقین میں
 لقیط کی نسبت تبعاً مسلمان ہونے کا حکم دیا گیا اگر وہ بالغ ہو کر کافر ہو تو اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا جیسے مترد

علاقہ علیحدہ ایک ایک آزادہ عورت معینہ سے اپنا بیٹا ہونے کا لقیط کی نسبت دعویٰ کیا تو دونوں کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور یا ہر دو عورت سے اسکا نسب ثابت ہوگا یا نہیں پس بنا بر قول امام اعظم کے ثابت ہوگا اور بنا بر قول صاحبین اسکے نہیں یہ محیط میں ہو۔ و مردوں نے ایک لقیط کے نسب کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے اور ہر ایک کے فریق گواہوں نے تاریخ بیان کی ہو تو جسکی تاریخ کا لقیط کا سن شاہد ہو اسکے نام حکم دیا جائیگا اور اگر لقیط کا سن مستند ہو کہ ہر دو تاریخ میں کسی کے ساتھ متوافق نہ ہو تو بنا بر قول صاحبین ہر کے موافق تمام رواتوں کے تاریخ کا اعتبار ساقط اور دونوں کا فرزند ہونے کا حکم دیا جائیگا اور بنا بر قول امام اعظم کے شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا کہ روایت ابو حفص میں دونوں کا فرزند ہونے کا حکم دیا جائیگا اور روایت ابوسلمہ میں جسکی تاریخ مقدم ہو اسکے نام حکم دیا جائیگا اور تا مار خانہ میں ہو کہ جامع روایات کے موافق دونوں کا مشترک فرزند ہونے کا حکم دیا جائیگا اور یہی صحیح ہے بحسب الرائق و محیط میں ہو۔ اور اگر کسی شخص کے قبضہ میں ایک طفل ہو وہ دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اسپر گواہ قائم کرتا ہو اور دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اسپر گواہ قائم کرتا ہو تو لقیط کے واسطے حکم ہوگا۔ ایک عورت کے ہاتھ میں ایک طفل ہو وہ دعویٰ کرتی ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اسپر گواہ پیش کرتی ہو اور دوسری عورت دعویٰ کرتی ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو اور اسپر گواہ لاتی ہو تو جسکے ہاتھ میں ہو اسی کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر قابض کے واسطے ایک عورت نے گواہی دی اور خارجہ کے واسطے دو مردوں نے گواہی دی تو خارجہ کے واسطے حکم دیا جائیگا۔ ایک طفل ایک شخص کے ہاتھ میں ہو اور دوسرے مرد کے تحت میں ایک آزادہ عورت ہواس نے دعویٰ کیا کہ یہ طفل مذکور میرا بیٹا اس عورت مذکورہ سے ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہو مگر اسنے کسی عورت کی طرف نسبت نہ کی تو دعویٰ کے نام حکم دیا جائیگا۔ اور اگر ذمی نے لقیط کے نسب کا دعویٰ کیا تو اس سے لقیط کا نسب ثابت ہوگا اور لقیط نو مسلمان ہوگا بشرطیکہ ذمیوں کے مقام میں نہ پایا گیا ہو اور یہ شخصان ہو یہ نہیں ہیں۔ اور جس لقیط کی نسبت ذمی نے اپنے پس پونے کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ اس سے نسب ثابت کر دیا گیا کہ وہ لقیط اسکا پس ہوا تو یہ پس جب ہی مسلمان قرار دیا جائیگا کہ ذمی مذکور نے گواہ قائم کر کے اپنا نسب ثابت نہ کیا ہو اور اگر اسنے دوسلمان گواہ قائم کر کے اپنا نسب ثابت کیا ہو تو لقیط کا اسکے نام حکم ہوگا اور وہ ذمی مذکور کا دین میں تالیع ہوگا لیکن اگر اسنے ذمی گواہ دیے ہوں تو اسکی بیعت میں ذمی نہ ہوگا یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور مستبر مکان ہی ہو اور اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو کہ جبکا حاصل یہ نکلتا ہو کہ مسئلہ میں چار صورتیں پیدا ہوتی ہیں ایک یہ کہ اسکو کوئی مسلمان مسلمانوں کے مقام مثل مسجد یا مسلمانوں کے گالوں یا مسلمانوں کے شہر میں پاوے پس اس صورت میں لقیط مسلمان ہوگا اور دوم یہ کہ کافر اسکو اہل کفر کے مقام مثل بیچہ و کینشہ و اہل کفر کے کسی گالوں میں پاوے پس وہ کافر ہوگا و سوم آنکہ کافر اسکو مسلمانوں کے مقام میں پاوے اور چہارم آنکہ مسلمان اسکو کافروں کے مقام میں پاوے پس ان دونوں صورتوں میں اختلاف روایت ہو چنانچہ کتاب اللقیط کی روایت میں مذکور ہو کہ پانے والے کا اعتبار نہیں بلکہ مقام کا اعتا بار کیا جائیگا لہذا سنے انہیں اور قدوری میں اسی پر اعتاد کر کے احکام کو جاری کیا اور یہی ظاہر الزادہ یہ ہو یہ ہر لائق میں ہو۔ اور اگر لقیط کو کسی کافر نے پایا پس اگر مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں پایا تو وہ مسلمان قرار دیا جائیگا پس اگر اسنے اس حکم کے برخلاف کفر ظاہر کیا تو قید کیا جائیگا اور اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا لہذا فی خزائنہ افقین میں لقیط کی نسبت تبعاً مسلمان ہونے کا حکم دیا گیا اگر وہ بالغ ہو کر کافر ہو تو اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا جیسے مترد

میں ہوتا ہو لیکن لقیط مذکور استحساناً قتل نہ کیا جائیگا یہ محیط میں ہو اور اگر کسی غلام نے لقیط کے نسب کا دعویٰ کیا تو اس سے نسب ثابت ہوگا مگر لقیط مذکور آزاد قرار دیا جائیگا اور اگر غلام نے کہا کہ یہ لقیط میرا بیٹا میری جوڑ سے ہے حالانکہ وہ باندی ہو پس غلام کے موئے نے اس غلام کی تصدیق کی تو لقیط کا نسب اس غلام سے ثابت ہوگا اور اس نام محمد ر کے نزدیک لقیط آزاد ہی ہوگا۔ اور اگر مسلمان ذمی نے لقیط کے نسب میں تنازع کیا تو مسلمان اولیٰ ہی بشرطیکہ آزاد ہو اور اگر غلام ہوگا تو ذمی اوسے ہو۔ اور لقیط رقیق نہ قرار دیا جائیگا الا گواہوں کی گواہی پر مگر شرط یہ ہو کہ گواہ مسلمان ہوں الا آنکہ ذمیوں کے مقام میں پائے جانے کی وجہ سے وہ ذمی قرار دیا گیا ہو تو یہ شرط نہیں ہے اور اسی طرح اگر لقیط نے قبل بلوغ کے مدعی رقیق کی تصدیق کی تو لقیط کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی بخلاف اسکے اگر صغیر کسی کے قبضہ میں ہو اور اس شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہو اور صغیر مذکور نے اس کی تصدیق کی تو وہ اسکا غلام ہوگا اگرچہ ہنوز بالغ نہیں ہو اور اگر اس نے بعد بلوغ ہونے کے تصدیق کی تو دیکھا جاوے کہ اگر اس پر احکام احرامین سے کوئی حکم جاری ہو چکا ہو یعنی بعد بلوغ کے شکار اس کی گواہی قبول کی گئی یا اسکے قایم کو حد ماری گئی پھر اس نے رقیق کا اقرار کیا تو اسکا ایسا اقرار صحیح نہ ہوگا یہ بتین میں ہے۔ اور اگر لقیط عورت ہو کہ اس نے کسی شخص کی رقیقہ ہونے کا اقرار کیا اور شخص مذکور نے اس کی تصدیق کی تو وہ اس کی باندی ہو جائیگی لیکن اگر یہ عورت کسی شوہر کے تحت میں ہو تو شخص مذکور کا قول اس شوہر کے نکاح کے ابطال میں قبول نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر اس عورت لقیط نے اقرار کیا کہ میں شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے اس کی تصدیق کی تو اس سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور نکاح باطل ہو جائیگا۔ اور اگر مقرر نے سکو آزاد کر دیا حالانکہ یہ کسی شوہر کے تحت میں ہو تو جیسے کلی باندیوں کو خیار عتق حاصل ہوتا ہو ویسے اسکو خیار عتق حاصل نہ ہوگا اور اگر شوہر نے اسکو ایک طلاق دیدی پھر اسے اپنے رقیقہ ہونے کا اقرار کیا تو اس کی طلاق دو ہو جائیگی جیسے باندی کی ہوتی ہیں کہ اسکا شوہر اس پر فقط اور ایک طلاق کا مالک ہوگا اور اگر وہ اسکو دو طلاق دے چکا ہو پھر اسے رقیق کا اقرار کیا تو بھی شوہر اس پر ایک طلاق کا مالک ہو کہ اسکو اختیار ہو چاہے اس سے رجوع کر لے اور ایسا ہی حدت میں حکم ہے کہ اگر دو حیض گزر جانے کے بعد اس نے اپنے رقیقہ ہونے کا اقرار کیا تو اس کے شوہر کو اختیار رہے گا چاہے تیسرے حیض گزرنے سے پہلے اس سے رجوع کر لے۔ اور اگر ملقط نے دعویٰ کیا کہ یہ لقیط میرا غلام ہو حالانکہ اس سے پہلے اسکا لقیط ہونا پہچان لیا گیا ہو تو بدین حجت کے ملقط کا قول قبول نہ ہوگا اور اگر لقیط مر گیا خواہ اس نے مال چھوڑا یا نہ چھوڑا پھر کسی لے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا تھا تو بدین حجت پیش کرنے کے اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ ایک طفل لقیط ایک شخص مسمیٰ زید کے قبضہ میں ہو کہ وہ اس کی نسبت دعویٰ نہیں کرتا ہو پس ایک عورت ہندہ نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ میں اس طفل کو جنی ہوں مگر باپ کا نام نہیں بیان کیا اور ایک مرد مسمیٰ عمرو نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ یہ میری فراس سے پیدا ہوا ہے مگر اس کی ماں کا نام نہیں لیا تو لقیط مذکور اس مرد مسمیٰ کا اس عورت مدعیہ سے بیٹا قرار دیا جائیگا گویا کہ یہ عورت اسکو اس مرد کے فراس سے بنی ہو ایسا قرار دیا جائیگا اور اسی طرح اگر طفل مذکور اسی مرد مسمیٰ یا اسی عورت مدعیہ کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بجا لھا واقع ہو تو بھی یہی حکم ہوگا اور قبضہ کی وجہ سے کچھ ترجیح نہ ہوگی۔ ایک لقیط ایک ذمی کے قبضہ میں ہو جو دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہے پس ایک مرد مسلمان آیا اور اس نے مسلمان گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے یا ذمی گواہ قائم کیے اور ذمی قابض نے مسلمان گواہ پیش کیے کہ یہ اسکا بیٹا ہے تو قبضہ کی وجہ سے ذمی کو مسلمان پر ترجیح دی جائیگی یہ تاہم تاہم غامضہ میں ہے اور اگر لقیط نے بالغ ہو کر کسی سے

اس کا

نکاح

نہ ہو

کس

سود

ان دن

ہوگی

ہو

فر

سرا

بارہ

بن

بیس

تین

چھ

دو

ایک

تین

چھ

دو

ایک

تین

چھ

دو

ایک

تین

مضامین فقہ نہیں ہو اور یہی مختار ہو۔ اور اگر سابقین جسکو فارسی میں سیرکتہ کہتے ہیں ایسا واقعہ ہو اور پھل باقی رہنے والوں میں سے ہیں تو سب لیکار و انہیں ہر الا آنکہ مباح کو دنیا معلوم ہو اور اگر پھل ایسے ہیں کہ باقی نہیں رہتے ہیں تو بلا طاعت اسکو لے لیکار و اگر جب تک کہ ممانعت معلوم نہ ہو اور یہ سبب جو ہم نے ذکر کیا ہے اس صورت میں ہو کہ پھل درخت کے نیچے گرے ہوئے ہے یا سب سے اور اگر اسنے درختوں پر سگے ہوئے ہے یا سب سے تو افضل یہ ہے کہ کسی مقام پر کیوں نہوں بدون اجازت مالک کے نہ لے لے الا آنکہ یہ مقام ایسا ہو کہ بیان ایسی کثرت سے پھل پیدا ہوتے ہوں کہ مالکوں پر لے لینا شاق نہ گذرنا معلوم ہو پس ایسی صورت میں اسکو کھا لیکار و اگر مگر باندھ لانا رو نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر لفظ ایسی چیز ہو کہ ایک روز روز گذرنے سے وہ خراب ہو جائیگی جیسے دانہ سے انار وغیرہ پس اگر قلیل ہوں تو انکو اسی وقت کھا لے خواہ فقیر ہو یا غنی ہو اور اگر بہت ہو تو قاضی کی اجازت لیکر اسکو فروخت کر کے اسکا ثمن رکھ چھوڑے۔ اور اگر لفظ ایسی چیز ہو کہ اسکو واسطے فقہ و خرچ کی ضرورت ہو پس اگر اسکو اجارہ پر دینا ممکن ہو تو قاضی کے حکم سے اسکو اجارہ پر دیکر انکی اجرت سے اسکو فقہ دے کہ زانی فتاویٰ قاضیخان اور اگر کسی کام کی چیز نہ ہو یا اسنے کوئی کرایہ پر لینے والا نہ پایا اور قاضی کو خوف ہو کہ اگر اسکو فقہ بطور ضمان دلا یا جاتا ہو تو انکی قیمت کو مستغرق ہو جائیگا تو اسکو فروخت کر دے اور ملقط کو حکم دے کہ اسکا ثمن حفاظت سے رکھے یہ فتح القدر میں ہے جو پھر جب اسکا مالک آوے اور مانگے حالانکہ اسنے حکم قاضی اسکو فقہ دیا ہو تو اسکو اختیار ہو کہ اسکو دے یا نہ دے کہ انچاسب فقہ وصول کر لے یتیمین میں ہو۔ اور جو کچھ فقہ لفظ کو ملقطا نے غیر حکم قاضی دیا ہو اس میں وہ احسان کرنے والا قرار دیا جائیگا کہ زانی الکافی اور اگر حکم قاضی دیا ہو تو اس چیز پر قرضہ ہو گا اور حکم قاضی کی یہ صورت ہو کہ اسنے ملقطا سے کہا کہ اسکو فقہ دے بدین شرط کہ تو واپس لیوے اور اگر یہ نہ کہا کہ بدین شرط کہ تو واپس لیوے تو فقہ اس پر قرضہ نہ ہو گا اور یہی اصح ہے یہ بھرا لائق میں ہو اور قاضی اسکو فقہ دینے کا حکم نہ دے جب تک کہ وہ گواہ قائم نہ کرے کہ یہ لفظ ہم اور یہی صحیح ہو اور اگر ملقطا نے گواہ نہ پائے تو قاضی اسکو یوں حکم کرے کہ فقہ تو لوگوں کی جماعت کے سامنے کہے کہ یہ ملقطا یوں کہتا ہو کہ یہ لفظ ہو مگر میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ سچا ہو یا جھوٹا ہو اور اسنے مجھ سے درخواست کی کہ میں اسکو حکم دوں کہ تو اسکو بطور ضمان فقہ دے پس اگر لوگ گواہ رہو کہ میں اسکو اس شرط سے فقہ دینے کا حکم دیتا ہوں کہ یہ بات ایسی ہی ہو کہ جیسی یہ کہتا ہو اور ملقطا کو یہی دو تین روز تک لفظ کو فقہ دینے کا حکم کر لیا جتنے روز تک کے واسطے اسکے دل میں یہ آوے کہ اگر اسکا مالک حاضر ہو گا تو ظاہر ہو گا یتیمین میں ہو پھر اگر اتنے روز میں ظاہر نہ ہو تو اسکے فروخت کرنے کا حکم دیا اور اسکے ثمن سے ملقطا کو دو تین روز جتنے دن تک اسنے فقہ دیا ہو دیدیگا یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر قاضی نے یا قاضی کے حکم سے ملقطا نے لفظ کو فروخت کیا پھر اسکا مالک حاضر آیا تو اسکو یہی ثمن لیا اور اگر ملقطا نے بدون حکم قاضی اسکو فروخت کر ڈالا ہو پھر مالک آیا اور وہ مشتری اسکے ہاتھ میں موجود ہو تو اسکے مالک کو اختیار ہو چاہے بیع کی اجازت دیکر ثمن لے لے اور چاہے بیع باطل کر کے اپنی چیز واپس کر لے اور اگر وہ مشتری کے پاس تلف ہو چکی ہو تو مالک کو اختیار ہو چاہے بائع سے ضمان لے اور اس صورت میں بیع مذکور نافذ ہو جائیگی از جانب بائع بنا برضا ہر روایت کے اور اسی کو حامد مشائخ نے لیا ہو کہ زانی محیط لیکن بائع یعنی ملقطا پر لازم ہو گا کہ مال تاوان یعنی اٹکی قیمت سے جس قدر زر اند حصہ ثمن اسکو ملا ہو وہ صدقہ کر دے کہ اسنے فتح القدر اور چاہے اسکا مالک اسکے مشتری سے اپنی چیز کی قیمت تاوان لے پھر مشتری اپنا ثمن بائع سے واپس لیا یہ محیط میں ہے اگر ایک شخص نے ایک مالکری یا اونٹ بکڑا اور قاضی نے اسکو حکم کیا کہ اسکو فقہ دے پھر یہ چوبایہ مر گیا پھر اسکا مالک ظاہر ہوا

وہ پھل باقی رہنے والوں میں سے ہیں تو سب لیکار و انہیں ہر الا آنکہ مباح کو دنیا معلوم ہو اور اگر پھل ایسے ہیں کہ باقی نہیں رہتے ہیں تو بلا طاعت اسکو لے لیکار و اگر جب تک کہ ممانعت معلوم نہ ہو اور یہ سبب جو ہم نے ذکر کیا ہے اس صورت میں ہو کہ پھل درخت کے نیچے گرے ہوئے ہے یا سب سے اور اگر اسنے درختوں پر سگے ہوئے ہے یا سب سے تو افضل یہ ہے کہ کسی مقام پر کیوں نہوں بدون اجازت مالک کے نہ لے لے الا آنکہ یہ مقام ایسا ہو کہ بیان ایسی کثرت سے پھل پیدا ہوتے ہوں کہ مالکوں پر لے لینا شاق نہ گذرنا معلوم ہو پس ایسی صورت میں اسکو کھا لیکار و اگر مگر باندھ لانا رو نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر لفظ ایسی چیز ہو کہ ایک روز روز گذرنے سے وہ خراب ہو جائیگی جیسے دانہ سے انار وغیرہ پس اگر قلیل ہوں تو انکو اسی وقت کھا لے خواہ فقیر ہو یا غنی ہو اور اگر بہت ہو تو قاضی کی اجازت لیکر اسکو فروخت کر کے اسکا ثمن رکھ چھوڑے۔ اور اگر لفظ ایسی چیز ہو کہ اسکو واسطے فقہ و خرچ کی ضرورت ہو پس اگر اسکو اجارہ پر دینا ممکن ہو تو قاضی کے حکم سے اسکو اجارہ پر دیکر انکی اجرت سے اسکو فقہ دے کہ زانی فتاویٰ قاضیخان اور اگر کسی کام کی چیز نہ ہو یا اسنے کوئی کرایہ پر لینے والا نہ پایا اور قاضی کو خوف ہو کہ اگر اسکو فقہ بطور ضمان دلا یا جاتا ہو تو انکی قیمت کو مستغرق ہو جائیگا تو اسکو فروخت کر دے اور ملقطا کو حکم دے کہ اسکا ثمن حفاظت سے رکھے یہ فتح القدر میں ہے جو پھر جب اسکا مالک آوے اور مانگے حالانکہ اسنے حکم قاضی اسکو فقہ دیا ہو تو اسکو اختیار ہو کہ اسکو دے یا نہ دے کہ انچاسب فقہ وصول کر لے یتیمین میں ہو۔ اور جو کچھ فقہ لفظ کو ملقطا نے غیر حکم قاضی دیا ہو اس میں وہ احسان کرنے والا قرار دیا جائیگا کہ زانی الکافی اور اگر حکم قاضی دیا ہو تو اس چیز پر قرضہ ہو گا اور حکم قاضی کی یہ صورت ہو کہ اسنے ملقطا سے کہا کہ اسکو فقہ دے بدین شرط کہ تو واپس لیوے اور اگر یہ نہ کہا کہ بدین شرط کہ تو واپس لیوے تو فقہ اس پر قرضہ نہ ہو گا اور یہی اصح ہے یہ بھرا لائق میں ہو اور قاضی اسکو فقہ دینے کا حکم نہ دے جب تک کہ وہ گواہ قائم نہ کرے کہ یہ لفظ ہم اور یہی صحیح ہو اور اگر ملقطا نے گواہ نہ پائے تو قاضی اسکو یوں حکم کرے کہ فقہ تو لوگوں کی جماعت کے سامنے کہے کہ یہ ملقطا یوں کہتا ہو کہ یہ لفظ ہو مگر میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ سچا ہو یا جھوٹا ہو اور اسنے مجھ سے درخواست کی کہ میں اسکو حکم دوں کہ تو اسکو بطور ضمان فقہ دے پس اگر لوگ گواہ رہو کہ میں اسکو اس شرط سے فقہ دینے کا حکم دیتا ہوں کہ یہ بات ایسی ہی ہو کہ جیسی یہ کہتا ہو اور ملقطا کو یہی دو تین روز تک لفظ کو فقہ دینے کا حکم کر لیا جتنے روز تک کے واسطے اسکے دل میں یہ آوے کہ اگر اسکا مالک حاضر ہو گا تو ظاہر ہو گا یتیمین میں ہو پھر اگر اتنے روز میں ظاہر نہ ہو تو اسکے فروخت کرنے کا حکم دیا اور اسکے ثمن سے ملقطا کو دو تین روز جتنے دن تک اسنے فقہ دیا ہو دیدیگا یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر قاضی نے یا قاضی کے حکم سے ملقطا نے لفظ کو فروخت کیا پھر اسکا مالک حاضر آیا تو اسکو یہی ثمن لیا اور اگر ملقطا نے بدون حکم قاضی اسکو فروخت کر ڈالا ہو پھر مالک آیا اور وہ مشتری اسکے ہاتھ میں موجود ہو تو اسکے مالک کو اختیار ہو چاہے بیع کی اجازت دیکر ثمن لے لے اور چاہے بیع باطل کر کے اپنی چیز واپس کر لے اور اگر وہ مشتری کے پاس تلف ہو چکی ہو تو مالک کو اختیار ہو چاہے بائع سے ضمان لے اور اس صورت میں بیع مذکور نافذ ہو جائیگی از جانب بائع بنا برضا ہر روایت کے اور اسی کو حامد مشائخ نے لیا ہو کہ زانی محیط لیکن بائع یعنی ملقطا پر لازم ہو گا کہ مال تاوان یعنی اٹکی قیمت سے جس قدر زر اند حصہ ثمن اسکو ملا ہو وہ صدقہ کر دے کہ اسنے فتح القدر اور چاہے اسکا مالک اسکے مشتری سے اپنی چیز کی قیمت تاوان لے پھر مشتری اپنا ثمن بائع سے واپس لیا یہ محیط میں ہے اگر ایک شخص نے ایک مالکری یا اونٹ بکڑا اور قاضی نے اسکو حکم کیا کہ اسکو فقہ دے پھر یہ چوبایہ مر گیا پھر اسکا مالک ظاہر ہوا

تو ضامن ہو گا جب کہ اسکا مالک یوں کہے کہ میں نے اسکو وہاں رکھ دیا تھا تاکہ لوٹ کر لے لوں گا۔ اور اصل میں مذکور ہو کہ اگر مالک نے کہا کہ تو نے اسکو مجھ سے غصب کر کے لیا ہے اور لفظ لے لیا کہ وہ لفظ تھا اور میں نے اسکو تیرے واسطے لیا ہے تو لفظ ضامن ہو اور اس میں کوئی تفصیل نہیں فرمائی ہو۔ اور اگر کسی مسلمان کے قبضہ میں لفظ ہو اور اسکا کسی نے دعوے کیا اور اسپر گواہ قائم کیے اور لفظ نے اسکا اقرار کیا یا نہیں اقرار کیا لیکن یہ کہا کہ میں نے اسکو واپس نہ دینا لفظ قاضی کے حضور میں تو اسکو ایسا اختیار ہو اور اگر ایسی حالت میں اس کے پاس وہ تلف ہو گیا تو اسپر ضمان واجب نہ ہوگی۔ اور اگر کسی مسلمان کے قبضہ میں لفظ ہو اور کسی نے اسکا دعوے کر کے دو گواہ قائم کیے تو ایسی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر لفظ کسی کافر کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بجا لمار ہے تو بھی قیاساً یہی حکم ہو اور استحضاراً گواہی قبول ہوگی اور اگر کافر مسلمان کے قبضہ میں ہو تو دونوں کافروں کی گواہی قیاساً ان میں سے کسی پر جائز نہ ہوگی اور استحضاراً کافر پر جائز ہو جائیگی اور جو کچھ کافر کے قبضہ میں ہو اسکی نسبت مدعی کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر زید نے لفظ کا اقرار عمر کے واسطے کیا پھر خالد نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے تو اس لفظ کی ٹوگری خالد کے نام ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر کسی نے لفظ کا دعوے کیا اور اس کے علامات ٹھیک بیان کر دیے تو لفظ کو اختیار ہو چاہے اسکو دیکر اس سے قیل لے لے اور چاہے اس سے گواہ طلب کرے یہ سراجہ میں ہو۔ اور اگر غلامات بیان کرنے پر لفظ نے اسکو دیدیا پھر دوسرے نے آکر گواہ قائم کیے کہ وہ میرا مال ہے پس اگر وہ لفظ شخص اول کے ہاتھ میں دیا ہی موجود ہو تو مدعی یعنی گواہ قائم کرنے والا جو اسکا مالک ہو اول سے اسکو لے لیا اگر قادر ہو اور کسی پر ضمان نہ ہوگی اور اگر وہ اول کے پاس تلف ہو گیا ہو یا مالک کو اس سے لینے کی قدرت نہ ہوئی تو مالک کو اختیار ہو چاہے لفظ سے تاوان لے لیا اس لینے والے سے ضمان لے اور کتاب میں مذکور ہو کہ اگر لفظ نے حکم قاضی شخص اول کو دیا ہو تو اسپر ضمان نہ ہوگی اور اگر غیر حکم قاضی دیا ہو تو ضامن ہو گا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر لفظ نے کسی کے واسطے نفقہ کا اقرار کیا اور غیر حکم قاضی اسکو دیدیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ وہ میرا ہے تو اسکو اختیار ہو گا کہ دونوں میں سے جس سے چاہے تاوان لے اور اگر حکم قاضی دیا ہو تو ایک روایت کے موافق ضامن نہ ہو گا اور بعض نے کہا ہے کہ یہ امام ابو یوسف کا قول ہے اور اسی پر فتوے ہیں سراجہ میں ہو۔ ایک نے شناخت کرانے کے واسطے لفظ اٹھا لیا پھر اسکو جہان سے اٹھایا تھا وہیں ڈال دیا تو کتاب میں مذکور ہو کہ وہ ضمان سے بری ہو جائیگا اور یہ تفصیل نہیں ہو کہ وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ سے گیا پھر وہیں لاکر ڈال دیا یا وہیں اٹھایا اور بدون اس جگہ سے تحویل کے وہیں ڈال دیا اور فقیر ابو جعفر نے فرمایا کہ تاوان سے بری جب ہی ہو گا کہ بدون اس جگہ سے تحویل کے وہیں ڈال دیا ہو اور اگر بعد اس جگہ سے تحویل کرنے کے وہیں لاکر ڈال دیا ہو تو ضامن ہو گا اور حاکم شہید نے بھی مختصر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ حکم اس وقت ہو کہ اس نے شناخت کرانے کے واسطے اٹھایا ہو یعنی مالک کو دینے کے واسطے لیا ہو اور اگر اپنے کھانے کے واسطے لیا تو ضمان سے بری نہ ہو گا تاوقتیکہ اس کے مالک کو یہ دیکرے اور یہ ایسا ہو جیسے وہ لفظ کوئی گھوڑا تھا کہ اسپر سو اور پھر اس سے انکر اسکی جگہ اسکو چھوڑ دیا تو بنا بر قول امام ابو یوسف رہ کے ضامن ہو گا اور اسی طرح اگر لفظ کوئی کپڑا ہو کہ اسکو پہنا پھر اسکو اتار کر جہان سے لیا ہو وہیں رکھ دیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو اور یہ اس وقت ہو کہ کپڑے کو اس طرح پہنا ہو کہ جیسے عورت کے موافق پہنا کرتے ہیں اور اگر ایسا نہ کیا مثلاً قمیص تھی کہ اسکو اپنے کندھے پر ڈال لیا پھر اسکو جہان سے لے لیا ہو

دوسرے گواہ کی گواہی
بسیار کم ہے
۱۱

دہن ڈال دیا تو ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر انگوٹھی مہر ہو کہ اس کو خواہ زمین ہاتھ کی یا بائین ہاتھ کی چھنگلیا میں پہنا
 پھر اتار کر دہن ڈال دی تو ایسا ہی اختلاف ہو اور اگر اس کو سوا سے چھنگلیا کے کسی اور انگلی میں پہنکر اتار کر دہن ڈال دیا تو
 بالاتفاق ضامن نہ ہوگا اور اگر اپنی مہر کی انگوٹھی پر یہ انگوٹھی مہر کی ہوتی اور چھنگلیا ہی میں پہنی پس اگر شخص معزوف ہو کہ وہ خاتم
 سے ختم کرتا ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو اور اگر ایسا نہ ہو در صورتیکہ بدون تحویل کے دہن اتار کر ڈال دی ہو تو بالاتفاق
 ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ہستے کے ساتھ گردن میں تلوار ڈالی جیسے تلوار بدن پر لگائے کا دستور ہو پھر اتار کر
 دہن ڈال دی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو اور اسی طرح اگر وہ ایک تلوار لگائے ہو پھر اُسے یہ تلوار بھی جیسے لگائی جاتی
 ہو اس پے بدن پر سج لی تو یہ بھی استعمال قرار دیا جائیگا اور وہی اختلاف مذکور جاری ہوگا اور اگر وہ دو تلوار ڈالے ہو پھر اُسے
 یہ قیصری تلوار لفظ کی بھی سج لی پھر اتار کر دہن ڈال دی تو بالاتفاق ضامن نہ ہوگا نیز قادی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مقبرہ
 میں جاسے کی لکڑیاں پڑی ہوں تو آدمی کو روا ہو کہ وہ ان سے اٹھا لے اور یہ اس وقت ہو کہ خشک ہوں اور اگر گیلی
 ہوں تو کروہ ہو۔ اور جن دونوں کے قریب سے قریب کیا جاتی ہو اگر ان دونوں راہ میں شہوت کے درخت کے پتے پڑے
 ہوں تو اس کو لے لینا یہ نہیں ہوگا اگر لیکھا تو ضامن ہوگا۔ اس واسطے کہ یہ چیز ملک منتفع ہو اور اگر ایسے درخت کے پتے راہ
 میں گر پڑے ہوں کہ اسکے پتوں سے ارتفاع حاصل نہیں کیا جاتا ہو تو ان کو لے سکتا ہو۔ ایک نے اپنی مردار بکری راہ
 میں ڈال دی پھر کسی نے آکر اس کی پشیم نوح لی تو اس کو روا ہو کہ اُس سے ارتفاع حاصل کرے لیکن اگر اسکے بعد
 اُس بکری کا مالک آیا تو اس کو اختیار ہوگا کہ اپنی بکری کا یہ صوف جو اُس کے پاس ہے لے لے اور اگر اُس نے اس مردار بکری
 کی کھال کھینچ کر اسکی دباغت کرائی ہو پھر اسکے بعد بکری کا مالک آیا تو اس کو اختیار ہوگا کہ کھال لے لے اور جو کچھ دباغت
 سے زیادتی ہوئی ہو اس قدر وید سے یغنائے ہفتین میں ہو۔ خر بوزو کی فالیزر اجاڑ ہو چکی ہو اس میں کچھ خر بوزو سے چھوڑنا
 رہ گئے ہیں پس ان کو لوگوں نے جس نے پایا لے لیا تو فقیر ابو بکر نے فرمایا کہ اگر فالیزر والوں نے ان کو چھوڑ دیا ہو کہ جس کا
 جی چاہے لے لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہو یہ مانتا رہا نہیں ہو۔ ایک شخص نشہ میں ایسا چور ہو کہ اسکی عقل جاتی رہی
 ہو اس میں سو گیا پس اس کا کپڑا راہ میں گر پڑا پس کسی نے اگر وہ کپڑا اٹھا لیا تاکہ حفاظت کرے تو اس پر ضمان نہ ہوگی
 اس واسطے کہ یہ کپڑا ہنتر لفظ کے ہو اور اگر اسکے سر کے نیچے سے کپڑا نکال لیا یا اسکے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی یا اسکی
 کمر سے ہیبانی کھول لی یا اسکی آستین سے درم نکال لے در حالیکہ وہ اس چیز کے ضائع ہو جانے کا گمان کرتا تھا پس بدین
 خیال اُس نے اس غرض سے لے لیے کہ اسکی حفاظت کرے تو ضامن ہوگا۔ اور اگر چکی گھر میں چکی کی اڑان کا آٹا جمع
 ہو گیا یعنی پیسے میں پیسے ہو اسے درود یوار پٹیل گرد کے حجاتا ہو تو بعض نے فرمایا کہ یہ آٹا چکی گھر کے مالک کا ہوگا
 اور بعض نے فرمایا کہ اس کو اپنے واسطے لے لینے کا اختیار نہیں ہو یہ اس کا ہوگا جسے پیش دستی کر کے سب سے پہلے اس کو چڑایا
 ہو۔ اور پٹیل والوں کے بیان جو ناپ کے پکے سے قطرہ قطرہ ٹپک کر جمع ہو جاتا ہو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ناپ
 کے پکے سے اوپر سے ٹپک کر جمع ہوا ہو تو یہ ٹیل والے کا ہوگا اس واسطے کہ وہ سج میں داخل نہیں ہوا تھا اور دوم یہ کہ پکے
 کے گرد سے اندر سے یا اندر و باہر دونوں سے ٹپک کر جمع ہوا ہو یا نہیں معلوم کہ کیونکر جمع ہوا ہو تو اس میں یہ حکم ہو کہ اگر ٹیل
 والے نے ہر شے کے لیے کچھ قدر ٹیل بڑھا دیا ہو تو جو کچھ ٹپک کر جمع ہوا ہو یہ ٹیلی کا ہوگا اور اگر کچھ نہیں بڑھا یا ہو تو یہ
 مجموعہ اس ٹیلی کو حلال نہ ہوگا اس کو صدقہ کر دے اور اُس سے نفع حاصل نہ کرے الا انکہ محتاج ہو وے۔ ایک قوم نے

لا بد از دفعہ
 زلف و بون کو بکری
 و غیرہ

جنگل کے راستے میں ایک اونٹ فوج کیا ہوا پاپا پس اگر انکے گمان میں یہ بات آئی کہ اسکے مالک نے اسکو لوگوں کے واسطے مباح کر دیا ہو تو اس کے لینے اور کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو۔ ایک شخص نے اپنا اونٹ فوج کر کے اسکے لوٹ لینے کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہو۔ ایک نے شکر لٹائی اور وہ دوسرے کی گود میں گرمی اور ٹھنکی گود سے ایک نے لے لی تو اسکو لینا روا ہو جبکہ اس شخص نے اپنی گود اس واسطے نہ پھیلائی ہو کہ اس میں شکر آکر گرے اور اگر اس نے اپنی گود اس غرض سے پھیلائی ہو کہ اس میں شکر آکر گرے تو دوسرے اس کے لینے سے اسکا مالک نہ ہوگا۔ ایک نے دوسرے کو درم دیے کہ عروسی شادی وغیرہ میں لٹا دے پس اس نے لٹائے تو لٹانے والے کو رو نہیں ہو کہ خود بھی لوٹے اور اگر مامور نے دوسرے کو دیدیے کہ تو لٹا دے تو مامور دوم کو نہیں روا ہو کہ تیسرے کو دیوے اور نہ یہ روا ہو کہ اپنے واسطے کچھ رکھ چھوڑے اور شکر کی صورت میں مامور کو روا ہو کہ لٹانے کے واسطے دوسرے کو دیدے اور یہ بھی روا ہو کہ اپنے واسطے کچھ رکھ لے اور جب مامور دوم نے اسکو لٹایا تو مامور اول کو روا ہو کہ خود لوٹے یہ فتاویٰ تھانی خان میں ہو۔ ایک شخص نے چھت پر ایک طشت رکھا اور اس میں بارہن کا پانی جمع ہو گیا اور دوسرے شخص نے آکر اس پانی کو نکال لیا پھر دونوں نے چنگا کر کیا پس اگر مالک طشت نے اپنا طشت اسی واسطے رکھا تھا تو پانی اسی کا ہو گا کیونکہ اسکے حرز میں وہ محرز ہو گیا اور اگر اس نے طشت اس واسطے نہیں رکھا تھا تو پانی اس کے لینے والے کا ہو گا اس واسطے کہ آب مذکور مباح غیر محرز تھا۔ زید و عمرو دہر ایک کے پاس مشعل ہو پس زید نے عمرو کے مشعل سے برف لیکر اپنے مشعل میں داخل کیا پس اگر عمرو نے یہ جگہ برف نہ جمع ہونے کے واسطے بنائی ہو برف نہ آسکے کہ اس میں جمع کرنے کی حاجت ہو تو عمرو کو اختیار ہو گا کہ زید کے مشعل سے یہ برف واپس لے بشرطیکہ اس نے دوسری برف سے خلط نہ کر دیا ہو یا اسکی قیمت اس روز کی لیوے جس روز اس نے دوسری برف میں خلط کیا ہو اور اگر عمرو نے یہ مقام برف جمع ہونے کے واسطے نہ بنایا ہو بلکہ یہ مقام ایسا ہو کہ اس میں خود برف جمع ہو جائے تو اس میں زید نے عمرو کے اس مقام سے نہ اس کے مشعل سے یہ برف لے لیا تو یہ برف زید کا ہو جائیگا اور اگر اسکو عمرو کے مشعل سے لیا ہو تو غاصب ہو گا پس عمرو کو اسکا برف لینا واپس کر دیا جائیگا بشرطیکہ زید نے اسکو دوسری برف میں خلط نہ کیا ہو اور اگر دوسری برف میں خلط کر دیا ہو تو اسکی قیمت کا حصہ اس میں ہو گا یہ فتاویٰ تھانی خان میں ہو۔ زید ایک قوم کی ارضی میں داخل ہوا کہ وہاں سے گوبر کا سٹے جمع کرتا ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہو۔ اسی طرح اگر کسی کی زمین میں گھاس چھیل لینے کے واسطے داخل ہوا یا بالیان چنے کے واسطے جنگو صاحب ارضی چھوڑ گیا ہو اور اسکا چھوڑ دینا مثل اباحت کے ہو گیا تو بھی یہی حکم ہو اور بعض نے فرمایا کہ اگر یہ ارضی یتیموں کی ہو اور حالت یہ ہو کہ اگر وہ اس کام کے واسطے اجرت پر مقرر کیا جاتا تو بعد اداے اجرت کے یتیم کے واسطے کچھ باقی رہتا ہو اور یہ ظاہر ہو تو ان بالیوں کا اس طرح چھوڑ دینا رو نہیں ہو اور اگر اس میں سے کچھ بچتا نہ ہو یا بہت کم بچت ہو کہ اسکے واسطے قصد نہیں کیا جاتا ہو تو اس کے چھوڑ دینے میں مضائقہ نہیں ہو اور دوسرے کو اس کے چنے لینے میں بھی مضائقہ نہیں ہو۔ تختہ زمین بلا زراعت و عمارت خالی پڑا ہو جس میں اہل کوچہ مٹی و گوبر و راکھ وغیرہ ڈالتے ہیں چنانچہ اسکا ایک ڈھیر وہاں جمع ہو گیا پس اگر اصحاب کو چاہے ان پھر وہاں کو بطور چھینک سینے کے ڈال دیا ہو اور اس زمین کے مالک نے یہ زمین اسی واسطے مقرر کر دی ہو تو یہ کھاد سب اسی کی ہوگی اور اگر مالک زمین نے اس واسطے مقرر نہ کی ہو تو جو شخص اسکو پہلے اٹھائے اسی کی ہو جائیگی جنگلی کو تو ایک شخص کے درمیں رہنے لگا اور وہاں اس نے بچے دیے اور ایک شخص دیگر نے آکر یہ بچے لے لیے پس اگر مالک دار نے دروازہ

اسکی اجرت کو چھوڑ دینا
وہ جو برف جمع ہو
اسکے برف کا دار
اسکے زمین پر نہیں

پند کر دیا اور سورخ دیوار چھو پ دیا ہو تو یہ بچہ مالک مکان کے ہونگے اور اگر مالک مکان نے ایسا نہ کیا ہو تو جس نے ایسی کسی کے ہو گئے۔ اور اگر کسی کے پاس کبوتر ہوں اور انہیں ایک اور کبوتر آیا اور بیچے ہوئے تو یہ بچے اسکے ہونگے جسکی بارہ یعنی کبوتر می ہو۔ اور کبوتروں کا رکھنا مکروہ ہے اگر لوگوں کو مضرت ہو چکے ہوں اور جسے کسی آبادی میں برج کبوتران بنائے یعنی خالوں میں پالے ہوں تو چاہیے کہ انکی حفاظت کرے اور انکو دائرہ دے اور بغیر دائرہ نہ چھوڑے حتی کہ وہ لوگوں کو ضرر نہ پہنچانے پاویں۔ اور اگر انہیں کسی دوسرے کے پالو کبوتر لگئے تو اسکو نہ چاہیے کہ انکو بڑھے اور اگر بڑھ گیا تو اسکے مالک کو تلاش کرے اور اگر اُسے نہ پکڑے لیکن یہ اسکے بیان رہے اور بیچے دیے پس اگر غیر کی کبوتر می ہو تو ان بچوں سے تعرض نہ کرے اسواسطے کہ یہ غیر کے ہیں اور اگر کبوتر می اسی کی ہو اور نہ غیر کا ہو تو بچہ اسی کے ہونگے اسواسطے کہ انڈے دیکھے اسکے ہوتے ہیں جسکی کبوتر می ہو اور اگر اُسے نہ جانا کہ میرے کبوتروں کے برج میں کوئی اجنبی کبوتر ہے تو اسپر کوئی گناہ نہیں ہو بجز انہ لفتقین میں ہو۔ اور جس نے بازیا جڑ وغیرہ کے مانند کسی پرند کو شہر یا سواد شہر میں پکڑا اور اسکے پانوں میں چھلے یا گھنگر وغیرہ ایسی چیز ہو اور وہ بچا نا جاتا ہو کہ پالو ہو تو چاہیے کہ اسکی شناخت کر اوسے تاکہ اسکے مالک کو واپس کر دے اور اسی طرح اگر ہرن پکڑا جسکی گردن میں پتہ پڑا ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک نے ایک در چند سال معلوم کر کے واسطے مقاطعہ بر لیا اور انہیں سکونت اختیار کی اور انہیں بہت سا گوبر جمع ہو گیا اور اسکو مقاطعہ نے جمع کیا ہو تو شیخ اسام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ گوبر اسکا ہو گا جس نے مکان مذکور اسی واسطے رکھا ہو اور اگر اُس نے ایسا نہیں کیا ہو تو جسے پہلے اسکو لے لیا اسی کا ہو گا اور انام ابو علی سفدی نے فرمایا کہ یہ اسی کا ہو گا جس نے پہلے اسکو لے لیا اگرچہ اُس نے یہ مقام اپنے واسطے اسلئے نہ دیا کیا ہو حتی کہ فرمایا کہ اگر کسی نے ایک چار دیواری بنا دی اور ایک ایسی جگہ مقرر کر دی کہ جہاں جانور جمع ہو کر بن تو اسکا گوبر اُسی شخص کا ہو گا جو پہلے لے لے۔ ایک شخص کا ایک داری کہ اسکو اجارہ برد یا کرتا ہو پھر کوئی آدمی آیا اور اُس دار میں اپنا اونٹ باندھ دیا اور وہاں اُسکی لید کثرت سے جمع ہوئی تو مثل گ نے فرمایا کہ اگر مالک دار نے بروجہ اہانت اسکو چھوڑ دیا ہو اور یہ اُسکی رائے نہیں تھی کہ بیان گوبر میرے واسطے جمع ہو تو جس نے اسکو لے لیا ہو وہی اسکا مستحق ہو گا اسواسطے کہ وہ سباح ہو اور اگر مالک دار کی رائے یہ تھی کہ گوبر ولید جمع کرے تو اسکا مستحق وہی مالک دار ہو۔ ایک عورت نے اپنی چادر ایک مقام پر رکھ دی پھر دوسری عورت آئی اور اُسے بھی اپنی چادر وہاں رکھی پھر پہلی عورت آئی اور دوسری عورت کی چادر اٹھا لے لیے چلی گئی تو دوسری عورت کو رو نہیں ہو کہ پہلی عورت کی چادر سے جو بجائے اسکی چادر کے وہاں ہو ارتفاع حاصل کرے اسواسطے کہ یہ ارتفاع ہلک غیر ہو اور اگر اسکو منظور ہو کہ اُس سے ارتفاع حاصل کرے تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا طریقہ یہ ہو کہ عورت مذکورہ اس چادر کو اپنی دسترخوار بشیر طیکہ فقیر ہو اس نیت سے صدقہ دیدے کہ اسکا ثواب اسکی مالکہ عورت کو ہو و سے بشیر طیکہ وہ اس صدقہ پر راضی ہو جاو پھر دسترخوار مذکورہ اس چادر کو اپنی اس میان کو ہبہ کر دے پھر اُس سے ارتفاع حاصل کر سکتی ہو اور اگر دسترخوار مذکورہ توکل ہو تو اسکو ارتفاع حاصل کرنا حلال نہ ہو گا اور اسی طرح اگر کسی کا جو تاس طرح بدل گیا اور بجائے اسکے دوسرا چھوڑ گیا تو اس میں بھی ایسا ہی حکم ہو کسی شخص نے بڑی چیز یعنی لقطہ پایا پھر وہ اسکے پاس سے بھی ضائع ہو گیا پھر اُس نے کسی دوسرے کے پاس اسکو پایا تو اسکو اس دوسرے کے ساتھ کسی خدمت کا اختیار نہیں ہو۔ کوئی مسافر کسی شخص کے مکان میں سر گیا اور اسکا کوئی وارث معروف نہیں ہو اور مرے پر اُس نے اپنا اسقہ رمال چھوڑا کہ پانچ درم کے ساوی ہو۔ اور مالک مکان

مرد فقیر ہو تو مالک مکان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس مال کو اپنی ذات پر صدقہ کر دے اس واسطے کہ یہ مال بمنزلہ لفظہ کے نہیں ہو ایک شخص کو بین چلا گیا حالانکہ وہ اپنا مکان کسی شخص کے قبضہ میں اس غرض سے دے گیا کہ اسکی تعمیر کرے اور اسکو مال دے گیا کہ اسکو حفاظت سے رکھے پھر یہ شخص جو دے گیا ہو معذور ہو گیا تو جسکو دے گیا ہو اسکو یہ اختیار ہو کہ اس مال کو حفاظت سے رکھے اور یہ اختیار نہیں ہو کہ مکان مذکور کی تعمیر کرے الا با جائز ہے حاکم یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اور فقہ ابو اللیث رحمہ نے عیون میں ذکر فرمایا ہو کہ اگر کسی نے اپنا جانور بطور سانپ کے چھوڑ دیا پس اسکو کسی شخص نے پکڑ لیا اور اسکی اچھی طرح اصلاح کی پھر چھوڑنے والا آیا اور اسکو لینا چاہا تو دیکھا جاوے کہ اگر اس نے چھوڑنے کے وقت یوں کہا کہ یہ جانور میں نے اس شخص کا کر دیا جو اسکو پکڑے تو یہ شخص اسکو اب نہیں لے سکتا ہو اور اگر اس نے یہ نہیں کہا تھا یعنی ایسا لفظ نہیں کہا تھا جس سے پکڑنے کی ملک اسکی طرف سے ثابت ہو جاوے تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے اور اسی طرح اگر کسی نے اپنا شکار چھوڑ دیا تو بھی یہی حکم ہو ایسا ہی بعضے مشائخ نے ذکر فرمایا ہو اور اگر دونوں نے اختلاف کیا یعنی چھوڑنے والے نے کہا کہ میں نے کچھ نہیں کہا تھا اور پکڑنے والے نے کہا کہ اس نے کہا تھا کہ جو پکڑے میں نے اسی کا کر دیا تو اس صورت میں قسم کے ساتھ قول مالک کا قبول ہوگا یہ محیط خسی میں ہے اور گواہ دو ہوں گے

کتاب الاہاق

قال الشرحسم اہاق غلام کا مولے کے پاس سے بھاگ جانا ایسا غلام آبق کہلاتا ہو اور جو شخص اس غلام کو پکڑاوے برین غرض کہ اسکو مالک کو واپس کر دے اسکا یہ فعل اچھا ہو اور نیز مولے پر لازم ہو کہ ایسے لائے والے کو مال معلوم دیدے جسکو جعل کہتے ہیں اور تفصیل آگے آئی ہو فانتظر۔ جو شخص غلام آبق کو پاوے اگر اسکو پکڑ سکے تو پکڑ لینا اسلے افضل ہو لکن فی السراجیہ۔ پھر پکڑنے والے کو اختیار ہو چاہے اسکو اپنی حفاظت میں رکھے بشرطیکہ اسپر قادر ہو اور چاہے اسکو امام کو ویدے پس اگر اس نے امام کو دینا چاہا تو امام اس غلام کو اس سے قبول نہ کرے گا مگر جبکہ وہ گواہ قائم کرے اور جب اسے گواہ قائم کر دیے اور امام نے قبول کر لیا تو امام اس غلام کو بغرض تعمیر کے قید خانہ میں رکھیکا اور بیت المال سے اسکو نفقہ دیکے یہ تبیین میں ہو۔ اور اگر پکڑنے والے نے اسکو بسبب اختیار حاصل کے موافق قول بعض مشائخ کے اپنے پاس رکھا اور سلطان کو نہ دیا اور اپنے پاس سے اسکو نفقہ دیا تو جب اسکا مالک حاضر آوے تو اس سے اپنا نفقہ واپس لیگا بشرطیکہ قاضی کے حکم سے اسکو نفقہ دیا ہو ورنہ واپس نہیں لے سکتا ہو اور یہی مختار ہو یہ غیاثیہ میں ہو اور بھٹکے ہوئے میں یعنی جو راہ بھول گیا ہو اور بھٹکتا پھرتا ہو اس میں اختلاف ہو چنانچہ بعض نے کہا کہ اسکا پکڑ لینا بھی افضل ہو اور بعض نے کہا کہ اسکا نہ پکڑنا افضل ہو۔ اور اگر وہ امام کے پاس لایا جاوے تو امام اسکو قید نہ رکھیکا اور اگر اسکی ذات سے کوئی منفعت ہووے تو اسکو اجارہ پر ویدے اور اسکی اجرت میں سے اسکی ذات پر خرچ کرے کذا فی تبیین اور اسکو فروخت نہ کرے یہ خزائنہ الفتن میں ہو۔ اور حاکم شہید رحمہ نے کافی میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک غلام آبق کو پکڑ لایا اور سلطان نے اسکو لے لیکر قید رکھا پھر کسی نے دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ غلام اس مدعی کا ہو تو فرمایا کہ سلطان اس سے یہ قسم لیکر کہ میں نے اسکو فروخت نہیں کیا ہو اور نہ ہیہ کیا ہو اسکو ویدے اور میں پسند نہیں کرتا ہوں کہ اس سے کفیل مانگے لیکن اگر قاضی نے اس سے کفیل لے لیا تو قاضی اس فعل سے بدکردار بھی نہوگا یا

۲
فقہ
جائز
یا
بعض
جو
ہو
سے

جو
بعض
سے
جائز
یا
بعض
جو
سے
بعض
جو
سے

غلام البیان میں ہو۔ اور یہ امر امام محرم نے ذکر نہیں فرمایا کہ آیا قاضی اس مدعی کے مقابلہ میں کوئی خصم قائم کر گیا یا نہیں اور شمس الاممہ حلوانی نے ذکر کیا ہو کہ مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ قاضی اس کے مقابلہ میں ایک خصم قائم کر سکے روبرو گواہوں کی سماعت کر گیا اور بعضوں نے کہا کہ بدون اسکے کہ قاضی اس کے مقابلہ میں خصم قائم کرے اس گواہی کی سماعت کر گیا یہ تاتار خانہ میں ہو۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور غلام نے خود اقرار کیا کہ میں اسکا غلام ہوں تو فرمایا کہ قاضی اس مدعی کو دیکر اس سے کھیل لے لے گا۔ اور اگر غلام مذکور کا کوئی خواستگار نہ آیا تو فرمایا کہ اگر زما دراز گذر جاوے تو امام اسکو فروخت کر دے اور اسکا ثمن رکھ چھوڑے یہاں تک کہ اسکا خواستگار آوے اور گواہ قائم کرے کہ یہ میرا غلام ہو پس امام اس ثمن کو اسکو دید گیا اور امام نے جو بیع کر دی ہو وہ نہ ٹوٹے گی۔ اور جب تک امام اسکو قید رکھے تو بیت المال سے اسکا نفقہ دے پھر جب اسکا مالک آوے تو اس سے لے لے یا اگر فروخت کر دے تو اسکے ثمن سے نکال لے یہ خایہ البیان میں ہو۔ اور بھاگنے والا غلام بسبب خوف اباں کے اجارہ پر نہ دیا جاوے یہ خزانہ افتین میں ہو۔ اور اگر غلام اہل بغیر حکم قاضی کے بوجہ اقرار غلام کے یا بسبب بیان علامات کے کسی خوشگوار کو دید گیا پھر کوئی دوسرا اسکا تحقق ثابت ہوا تو مستحق مذکور ویدہ بنے واسے سے تاوان لے لے یا پھر دینے واسے سے جہ کو دیا ہو اس سے واپس لے لے یا تاتار خانہ میں ہو۔ اور اہل حق کا پھر لاسنے والا ہمارے نزدیک استخوان جمل کا مستحق ہوتا ہو کذا فی الکافی پس جو شخص کہ اہل غلام کو مدت سفر یعنی تین روز کی راہ سے پھر لایا وہ چالیس درم جمل کا مستحق ہو اگر چہ غلام کی قیمت چالیس درم سے کم ہو اور یہ امام عظیم و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک یہ نہیں ہیں ہو۔ اور اگر کوئی شخص شہر میں یا شہر سے باہر سے مدت سفر سے کم مسافت سے اہل کو پکڑ لایا تو بقدر شغف و مقام سے جمل کا مستحق ہوگا اور صحیح یہ ہو کہ رخصت واجب ہوگا یہ فتاویٰ میں ہو۔ پھر جب کہ رخصت واجب ہو پس اگر پھر لاسنے والا اور جسکے پاس پھر لایا ہو دونوں نے کسی قدر پر باہم رضاسندی سے قرار داد کر لی تو پھر لاسنے واسے کو اسی قدر لے لے اور اگر دونوں نے قاضی کے پاس جھگڑا پیش کیا تو قاضی بقدر دوری مقام کے رخصت کی مقدار مقرر کر گیا ایسا ہی ہمارے بعضی مشائخ نے فرمایا ہو اور انکی تفسیر یہ ہو کہ تین روز کی راہ سے پھر لاسنے واسے کے واسطے چالیس درم واجب ہو تین پس بقابل ہر روزہ مسافت کے تیرہ درم و ایک تھائی درم ہو پس اگر ایک روز کی راہ سے لایا ہو تو اسی قدر واجب ہو گے اور کتاب میں اسی طرح اشارہ کیا ہو۔ اور بیابان میں مذکور ہو کہ ہم اسی کو سلیتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ یہ امام کی اسے پر ہو اور یہ آسان ہو بحسب اعتقاد و آباء میں مذکور ہو کہ یہی صحیح ہو اور عتاب یہ ہے کہ اسی پر فتوے ہو یہ تاتار خانہ میں ہو امام عہد ہم نے اہل میں فرمایا کہ غلام صغیر کے واپس لاسنے کا حکم مثل غلام بالغ کے واپس لاسنے کے ہو کہ اگر صغیر کو سفر کی دوری سے واپس لایا تو چالیس درم واجب ہونگے اور اگر سفر سے دوری سے لایا تو رخصت واجب ہوگا لیکن اگر غلام بالغ کے لاسنے میں شغف زیادہ ہو تو بالغ کا رخصت نسبت صغیر کے زیادہ ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم صغیر میں مذکور ہو یہ ایسی صورت پر محمول ہو کہ جب صغیر لیا ہو کہ اباں کو سمجھنا ہو اور اگر ایسا صغیر ہو کہ اباں کو نہیں سمجھتا تو دراصل لایا ہوگا اور راہ بھولے ہوئے کے واپس لاسنے والا مستحق جمل نہیں ہوتا ہو۔ اور اگر ایسی بلندی واپس لایا جسکے ساتھ صغیر بچہ ہو تو وہ اپنی ماں کے تابع قرار دیا جائیگا پس جمل میں کچھ بڑھایا جائیگا اور اگر یہ بچہ قریب ہو تو بچہ قریبی و دوری دورم واجب ہونگے یہ نہیں ہیں ہو۔ اور اگر اہل دو شخصوں میں مشترک ہو تو اسکا جمل ان دونوں پر بقدر ہر ایک

سلسلہ غلام ساری
عقودت اسکا مندرجہ ذیل ہے

یہ شرط نہیں ہو کہ مکرر لکھی بار اٹھائے اور سے بلکہ ایک مرتبہ اگر ایسا کر دیا تو کافی ہو اگر اس طرح ہو کہ جب دریافت کیا جاوے
 تو اس کے پوشیدہ کرنے پر قادر نہ ہو اور یہی حکم لفظ میں ہو۔ اور اگر اسے اشد کیا تھا باوجودیکہ گواہ کر لیا ممکن تھا تو امام عظمیٰ
 و امام محمد رحمہما کے نزدیک اس پر ضمان واجب ہوگی اور یہ اس وقت ہو کہ جب یہ معلوم ہو کہ یہ اہل حق تھا اور اگر یہ معلوم نہ ہو
 اور مولے نے اپنے غلام کے اہل حق ہونے سے انکار کیا تو قول مولیٰ کا قبول ہوگا اور گرفتار کر نیوالا بالاجماع ضامن
 ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے غلام اہل حق گرفتار کیا پھر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہو اور غلام نے اسکا اقرار کیا اور
 گرفتار کرنے والے نے بغیر حکم قاضی کے اسکو دیدیا پس اس کے پاس ہاک ہو گیا پھر کوئی دوسرا شخص بذریعہ گواہوں
 کے اسکا مستحق ثابت ہو اسلئے اس نے دعویٰ کیا اور گواہ دیئے اور مستحق ثابت ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونوں
 میں سے جس سے چاہے تاوان لے لیئے چاہے اس شخص سے تاوان لے جس نے گرفتار کیا تھا اور چاہے اس شخص سے
 جسکو غلام کے اقرار پر دیدیا ہو پس اگر اسے گرفتار کرنے والے سے تاوان لیا تو وہ اسے لینے والے سے پس لیا اور اگر بکڑے
 والے نے اول کو نہ دیا پھر تک کہ دو گواہوں سے اس کے پاس گواہی دی کہ یہی کا غلام ہو پس اسے بغیر حکم قاضی کے طلبکار
 کو دیدیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو تو دوسرے کا غلام ہونے کا حکم دیدیا جائیگا پھر اگر اول نے اپنے گواہوں
 کا اعادہ کیا تو حکم قضا رہ نہ ہوگا۔ و اگر کوئی غلام اہل حق گرفتار کیا اور بغیر حکم قاضی کے اسکو فروخت کر دیا جسے کہ بیع
 صحیح نہ ہوئی اور مشتری کے پاس غلام مذکور گیا پھر ایک شخص نے اسکا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کر کے ثابت کیا کہ یہ
 میرا غلام ہو تو مستحق کو اختیار ہو چاہے مشتری سے تاوان لے پس مشتری اپنا شن بائع سے واپس لیا اور چاہے
 بائع سے قیمت تاوان لے اور اس صورت میں بائع کی طرف سے بیع نافذ ہو جائیگی اور شن اسکا ہو جائیگا لیکن اگر شن
 میں قیمت کی بہ نسبت زیادتی ہو تو زیادتی بھر صدقہ کر دے۔ اور اگر مولے نے انکار کیا کہ میرا غلام بھاگا نہ تھا تو واپس
 لانے والا مستحق جمل نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ گواہ گواہی دیں کہ اسکا غلام بھاگا ہو یا یہ گواہی دیں کہ مولے نے اقرار کیا
 کہ میرا یہ غلام بھاگا ہو۔ اور اگر کوئی غلام بھاگا اور اپنے ساتھ مولیٰ کا مال لے گیا پھر اسکو کوئی شخص پکڑ لیا اور کہا کہ
 میں نے اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہیں پائی ہو تو قول اسی کا قبول ہوگا اور اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ غلام اہل حق کا فرو
 کرنا جنبی کے ہاتھ یا اپنے فرزند صغیر کے ہاتھ نہیں جائز ہو اور جسکے قبضہ میں ہو اس کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہو اور
 جنبی کے واسطے اسکا بیع کر دینا نہیں جائز ہو اور جنبی سے مراد وہ شخص ہو جسکے پاس یہ بھاگا ہو غلام نہ ہو ورنہ
 و ہذا من المشرعیم اور اگر مولے نے اپنے فرزند صغیر کو بیع کیا پس اگر غلام مذکور دار الاسلام ہو میں ہنوز سرگردان ہو تو جائز
 ہو اور اگر دارالحرب میں ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور قاضی ائمہ میں سے امام عظیم رحمہ اللہ سے
 روایت کی ہو کہ نہیں جائز ہو۔ اور اپنے کفارہ ظہار سے اسکا آزاد کر دینا روا ہو۔ اور اگر مولے نے کسی کو غلام اہل حق کی
 جستجو کر کے پکڑ لینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اسکو پکڑ پایا پھر مولے نے اسکو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا
 حالانکہ بائع و مشتری دونوں میں سے کوئی یہ نہیں جانتا ہو کہ وکیل نے اسکو پایا ہو تو بیع باطل ہو بیعت تک کہ
 معلوم ہو ورنہ کہ وکیل نے اسکو پایا ہو۔ اور اگر غلام اہل حق کو کسی نے گرفتار کیا اور اسکو اجارہ پر دیدیا تو جرت اسی
 گرفتار کنندہ کی ہوگی مگر اسکو صدقہ کر دے اور اگر اسے رکھ چھوڑی اور غلام کے ساتھ یہ جرت بھی اس کے مولیٰ
 کو واپس کر دے اور کہا کہ یہ میرے غلام کی کمائی ہو اور میں نے تجھے سپرد کر دی تو وہ مولے کی ہوگی مگر مولے کو

قیاساً اسکا کھانا رو نہیں ہو اور استحقاقاً کھانا حلال ہو پھر میں لکھا ہو

کتاب المقنن

مفقود ایش شخص کو کہتے ہیں جو اپنے اہل یا شہر سے غائب ہو گیا یا اسکو دشمنوں یعنی حربی کافروں نے گرفتار کر لیا پھر یہ
 نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہو یا مر گیا ہو اور نہ اسکا ٹھکانا معلوم ہو اور سپر ایک زمانہ گز گیا پس وہ اس اعتبار سے محدود ہو
 اور ایسے شخص کا حکم یہ ہو کہ اپنی ذات کے حق میں زندہ ہو اور حق غیر میں مردہ ہو چنانچہ اپنی ذات کے حق میں زندہ
 قرار دیا جائے کی وجہ سے اسکی جو رو کسی سے نکاح نہیں کر سکتی ہو اور اسکا مال تقسیم نہیں کیا جاسکتا ہو اور ہکا اجارہ
 منع نہ ہوگا اور حق غیر میں ہیست قرار دیا جائے سے جو شخص اس کے مورثوں میں سے اس کے پیچھے ہر اسکی میراث نہ پانچا
 یہ خزانہ المقتین میں ہو۔ اور قاضی اسکی طرف سے ایسا شخص مقرر کر دیا جو اس کے مال کی حفاظت کر گیا اور اسکی پرداخت
 کر گیا اور اسکی حاصلات وصول کر گیا اور اس کے ایسے قرضے وصول کر گیا جنکا قرضدار خود اقرار کرے مگر جنکا اقرار نہ کرے
 اسکی بابت کسی سے مختص نہیں کر سکتا ہو اور نہ اس کے ایسے عرص یا عتقار کی نسبت جو دوسرے کے قبضہ میں ہو مختص
 کر سکتا ہو یعنی یہ بھی نہیں کر سکتا ہو اسوا سے کہ یہ شخص نہ خود مالک ہو اور نہ مالک کا نائب ہو بلکہ فقط وکیل بالقبضہ از جانب قاضی
 مقرر ہو اور ایسا وکیل بالاتفاق نالش و خصومت کا اختیار نہیں رکھتا ہو کیونکہ یہ متضمن ہو کہ غائب پر حکم ہووے پس جب
 غائب پر حکم ہونے کو متضمن ہو تو ہاں سے نزدیک نہیں جائز ہو مان اگر کسی قاضی نے جو غائب پر حکم کو جائز رکھتا ہو ایسا
 حکم بد یا تو جائز ہو جائیگا اسوا سے کہ یہ صورت مجتہد فیہ ہو پس مجتہد فیہ میں اسکی رضا بالاتفاق نافذ ہو جائیگی۔ پھر واضح
 ہو کہ جس شخص کو قاضی نے وکیل مقرر کیا ہو اگر اس کے معاملہ و عقد سے کوئی قرضہ کسی پر واجب ہو تو بلا خلاف اس کے واسطے مختص
 کر گیا اور مفقود کے مال سے جس چیز کے خراب و فاسد ہو جانے کا خوف ہوگا اسکو فروخت کر سکتا ہو پھر میں ہو۔ اور
 سہری چیز جو جلد بگڑتی نہیں ہو اسکو فروخت نہ کر گیا نہ نفقہ میں اور نہ غیر نفقہ میں خواہ یہ منقول مال ہو یا غیر منقول عتقار ہو
 یہ غایت البیان میں ہو۔ اور اس کے مال سے اس کے ایسے لوگوں کو جنکا نفقہ اسکی موجودگی میں بغیر حکم قاضی کے سپرد واجب
 تھا انکو نفقہ دیا جاوے جیسے اسکی زوجہ و اسکی اولاد و اس کے والدین اور جو لوگ اسکی موجودگی میں اس سے اپنے
 نفقہ کے بغیر حکم قاضی کے مستحق نہ تھے تو ان پر اسکا مال خرچ نہ کیا جائیگا جیسے بھائی و بہن و غیرہ اور حال سے ہماری مراد
 مال نقد ہو یہ خزانہ المقتین میں ہو اور پھر چاندی و سونے کے یعنی بغیر سکے کے اس حکم میں ہنر نہ نقد درم و دینار کے ہیں
 اور یہ حکم اس صورت میں ہو کہ مال مذکور قاضی کے قبضہ میں ہو اور اگر ولایت یا قرضہ ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک سے
 ان لوگوں پر خرچ کیا جائیگا جبکہ ولایت رکھنے والا اور قرضدار دونوں ولایت و قرضہ و نسب نکاح کا اقرار کرے اور جب
 ہی ہو کہ یہ ہر دو امر قاضی کے نزدیک ظاہر نہ ہوں اور اگر دونوں ظاہر ہوں تو ان دونوں کے اقرار کی ضرورت نہیں
 ہو اور اگر دونوں میں سے ایک ظاہر ہو اور دوسرا ظاہر نہ ہو تو صحیح قول کے موافق جو ظاہر نہیں ہو اس کے اقرار کی ضرورت ہو
 اور اگر مستودع نے بطور خود یا قرضدار سے بطور خود بغیر حکم قاضی کے ان لوگوں کو دیا تو مستودع ضامن ہوگا اور قرضدار
 برمی نہ ہوگا اور اگر مستودع یا قرضدار نے سرے سے اپنے مستودع و مقرضین کو اپنے ہتھ سے انکار کیا یا فقط نسب
 نکاح سے انکار کیا تو اس کے اثبات میں کوئی جو مستحق نفقہ ہو اس کے مقابلہ میں خصم نہ قرار دیا جائیگا اور مفقود اور اسکی جو رو کے

ع
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

بھی ہو و دھتر کو دیدیا جائیگا تاکہ انکی دوتہائی پوری ہو جاوے اور اگر وہ زندہ نہ ہوں تو اسکے وارث بحسب فرماں حق ہونگے اور جو کچھ مال باقی رہا وہ پسر کے پسر کا ہو۔ اور اسکی نظیر عمل ہو یعنی مفقود کی نظیر میت کا وہ کچھ ہو جو ہنوز بیٹ میں ہو اور پیدا نہیں ہوا ہو کہ اسکے واسطے ایک پسر کا حصہ رکھ چوڑا جائیگا چنانچہ ہی فتوے کے واسطے چننا ہو اور اگر اسکے ساتھ ایسا دوسرا وارث ہو کہ وہ کسی حال میں ساقط نہیں ہوتا ہو اور عمل کی وجہ سے اسکا حصہ غیر بھی نہیں ہوتا ہو تو اسکا حصہ اسکو پورا دیدیا جائیگا اور اگر ایسا وارث ہو کہ حمل کے ہوتے ہوئے اسکا حصہ متغیر ہوا جاتا ہو تو اسکو ہر دو حصہ میں سے کم حصہ دیا جائیگا یہ کافی ہیں ہو۔ اور اگر مفقود جنگل میں مر گیا تو اسکے ساتھی کو اختیار ہو کہ اسکا جائز سواری وہ باب فروخت کر دے اور درگم کو اسکے لوگوں کو پہنچا دے اور اگر کسی شخص نے مفقود پر قرض یا دلایت یا شرکت در عقار یا طلاق یا عتاق یا نکاح یا رولیب یا مطالبہ یا استحقاق میں سے کسی حق کا دعویٰ کیا تو اسکے دعویٰ پر التفات نہ کیا جائیگا اور اسکے گواہ مقبول نہ ہونگے اور جسکو قاضی نے وکیل مقرر کر دیا ہو یعنی وکیل بالقبض یا کوئی اسکے وارثوں میں سے ملے کے متحابہ میں خصم قرار نہ دیا جائیگا لیکن اگر قاضی کے نزدیک جائز ہو یعنی قضا علی الغائب کو جائز جانتا ہو پس اسنے گواہوں کی سماعت کر کے حکم دیدیا تو بالاجمال اسکا حکم نافذ ہو جائیگا یہ تاتار خانہ میں ہو

کتاب شرکت

اسین چھ باب ہیں

باب اول شرکت سے اقسام وارکان و شراکات و احکام و متعلقات کے بیان میں۔ اور اسین چھ فصلیں ہیں
فصل اول الوارث شرکت کے بیان میں۔ شرکت کی دو قسمیں ہیں اول شرکت ملک اور وہ یہ ہو کہ دو شخص مثلا ایک چیز کے مالک ہو جاویں پھر ان اسکے کو دونوں میں عقد شرکت واقع ہو اہو وے یہ تہذیب میں ہو و دوم شرکت عقد اور وہ اسطرح ہو کہ مثلا دو آدمیوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ اسس امر میں شرکت کی اور دوسرا اسکے کہ میں نے قبول کی یہ اکثر الذائق ہیں ہو۔ پھر شرکت ملک کی دو قسمیں ہیں اول آنگہ شرکت جبر ہو و دوم آنگہ شرکت اختیار ہو پس شرکت جبر یہ ہو کہ دو شخصوں کے دو مال بغیر اختیار مالکوں کے اسطرح خلط ہو جاویں کہ حقیقتہً دونوں میں تمیز ممکن نہ ہو یا میں طور کہ ہر دو مال کی جنس واحد ہو پس اختلاط سے تمیز نہ ہو سکے یا تمیز ممکن تو ہو مگر بڑی کلفت و مشقت سے جیسے گہوں اور جو مختلط ہو جاویں یا دونوں کسی ایک مال کے حصہ رسد وارث ہوں۔ اور شرکت اختیار یہ ہو کہ دونوں کو ایک مال ہبہ کیا جاوے یا دونوں ایک ہی مال کے باستیلا مالک ہوں یا اپنے اختیار سے ہر دو اپنا اپنا مال باہم خلط کر دیں کذا فی الذخیرہ یا بطریق خرید کے یا بوجہ صدقہ کے دونوں ایک مال کے مالک ہوں کذا فی قاضی قاضی خان یا دونوں کے واسطے ایک مال کی وصیت کی جاوے پس دونوں اس وصیت کو قبول کر لیں یہ اختیار شرح مختار میں ہو اور شرکت اختیار کا رکن ہر دو حصہ کا مجتمع ہوتا ہو۔ اور حکم شرکت اختیار یہ ہو کہ مال شرکت میں جو زیادتی ہو وہ بھی شرکت پر باندازہ ملک ہوگی یعنی جتنی جسکی ملک ہو زیادتی میں بھی اس حساب سے ہر ایک کی شرکت ہوگی اور یہ ہو کہ دونوں میں سے کسی کو روانہ نہیں ہو کہ دوسرے کے حصہ میں تصرف کرے الا اسکے حکم سے ہو اور دونوں میں سے ہر ایک اپنے شرکت کے حصہ میں مثل اجنبی کے ہو اور ہر ایک کے لیے اپنا حصہ اپنے شرکت کے حصہ سے ہر ایک کے حصہ سے ہر ایک کے حصہ میں مثل اجنبی کے ہو اور ہر ایک کے لیے اپنا حصہ اپنے شرکت کے حصہ سے ہر ایک کے حصہ سے ہر ایک کے حصہ میں

قاضی عالمگیری جلد دوم
ترجمہ قاضی عالمگیری جلد دوم
قانونی ہندو کتاب النکاح
باب اول اقسام وارکان
اسین چھ باب ہیں
باب اول شرکت سے اقسام وارکان و شراکات و احکام و متعلقات کے بیان میں
فصل اول الوارث شرکت کے بیان میں
شرکت کی دو قسمیں ہیں
اول شرکت ملک اور وہ یہ ہو کہ دو شخص مثلا ایک چیز کے مالک ہو جاویں
پھر ان اسکے کو دونوں میں عقد شرکت واقع ہو اہو وے
یہ تہذیب میں ہو و دوم شرکت عقد اور وہ اسطرح ہو کہ
مثلا دو آدمیوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ اسس امر میں شرکت کی
اور دوسرا اسکے کہ میں نے قبول کی یہ اکثر الذائق ہیں ہو
پھر شرکت ملک کی دو قسمیں ہیں
اول آنگہ شرکت جبر ہو و دوم آنگہ شرکت اختیار ہو
پس شرکت جبر یہ ہو کہ دو شخصوں کے دو مال بغیر اختیار مالکوں کے
اسطرح خلط ہو جاویں کہ حقیقتہً دونوں میں تمیز ممکن نہ ہو
یا میں طور کہ ہر دو مال کی جنس واحد ہو پس اختلاط سے تمیز نہ ہو سکے
یا تمیز ممکن تو ہو مگر بڑی کلفت و مشقت سے جیسے گہوں اور جو مختلط ہو جاویں
یا دونوں کسی ایک مال کے حصہ رسد وارث ہوں
اور شرکت اختیار یہ ہو کہ دونوں کو ایک مال ہبہ کیا جاوے
یا دونوں ایک ہی مال کے باستیلا مالک ہوں یا اپنے اختیار سے ہر دو اپنا اپنا مال باہم خلط کر دیں
کذا فی الذخیرہ یا بطریق خرید کے یا بوجہ صدقہ کے دونوں ایک مال کے مالک ہوں
کذا فی قاضی قاضی خان یا دونوں کے واسطے ایک مال کی وصیت کی جاوے
پس دونوں اس وصیت کو قبول کر لیں یہ اختیار شرح مختار میں ہو
اور شرکت اختیار کا رکن ہر دو حصہ کا مجتمع ہوتا ہو
اور حکم شرکت اختیار یہ ہو کہ مال شرکت میں جو زیادتی ہو وہ بھی شرکت پر باندازہ ملک ہوگی
یعنی جتنی جسکی ملک ہو زیادتی میں بھی اس حساب سے ہر ایک کی شرکت ہوگی
اور یہ ہو کہ دونوں میں سے کسی کو روانہ نہیں ہو کہ دوسرے کے حصہ میں تصرف کرے
الا اسکے حکم سے ہو اور دونوں میں سے ہر ایک اپنے شرکت کے حصہ میں مثل اجنبی کے ہو
اور ہر ایک کے لیے اپنا حصہ اپنے شرکت کے حصہ سے ہر ایک کے حصہ سے ہر ایک کے حصہ میں

تمام صورتوں میں جائز ہو اور کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا بغیر اجازت شرعیہ کے جائز ہو۔ بائیں صورتوں میں غلط و اختلاط
کے یہ کافی ہیں۔ اور شرکت عقد کی تین قسمیں ہیں ایک شرکت المال و دوم شرکت بوجہ و سوم شرکت باعمال
اور ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں شرکت مفاد و شرکت عنان یہ فیخرہ میں ہے۔ اور شرکت عقد کا رکن ایجاب و
قبول ہو اور یہ اس طرح ہو کہ ایک کے کہین نے منجھے مشارک کیا چنانچہ وہ دوسرے کے کہین نے قبول کیا لہذا اس نے
الکافی اور اسپر گواہ کہ لینا مندوب ہے یہ ہر الفاظ میں ہے۔ اور ان شرکتوں کے جو از کی شرط یہ ہے کہ جس چیز عقد شرکت قرار دیا
گیا ہو وہ قابل وکالت ہو لہذا اس نے محیط اور یہ شرط کہ نفع کی مقدار معلوم ہو پس اگر مجہول ہوگی تو شرکت فاسد ہوگی اور یہ شرط
ہو کہ جزو نفع ایک الیا جزو قرار دیا جائے جو کام میں شائع ہو ایسا کہ جو کہ عین ہونا چاہیے اگر ماندوس یا بیس یا سو غیرہ کے
معیین کر دیا تو شرکت فاسد ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور شرکت عقد کا حکم یہ ہے کہ معقود علیہ اور جو اس معقود علیہ کے درگاہ سے
مستفاد ہوگا وہ سب دونوں میں مشترک ہوگا یہ محیط سخری میں ہے۔ واضح ہو کہ شرکت بالمال اس طرح ہو کہ دو آدمی کسی قدر
اس المال کی ملاکہ دونوں یوں کہیں کہ ہم دونوں نے اس میں باہم شرکت کر لی اس شرط پر کہ ہم دونوں اس سے ایک سے
یا جدا جدا خرید و فروخت کریں یا یہ شرط بیان کریں مطلق چھوڑ دیں کہ ہم نے باہم میں شرکت کر لی۔ بشرط آنکہ جو کچھ اللہ
چاہے اس میں نفع روزی کرے وہ ہم دونوں کے درمیان ایسی ایسی شرط پر مشترک ہوگا۔ یا دونوں میں سے ایک اس طرح
کہے اور دوسرے کے کہ ہاں کہہ اس نے ابدان فیصل دوم ان الفاظ کے بیان میں جسے شرکت صحیح ہو اور جسے نہیں صحیح
ہوئی ہو۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر دو آدمیوں نے بغیر مال کے اس شرط سے شرکت کی کہ جو کچھ ہم دونوں نے
مذخر میں وہ ہم دونوں میں مشترک ہوگا خواہ کسی حنفی یا مالکی کی خصوصیت بیان کر دی یا مطلق چھوڑ دیا تو یہ جائز ہو اور
اسی طرح اگر بجائے کنج کے روزے کے اس مہینہ میں کھانا تو بھی رہا ہو اور اسی طرح اگر شرکت کے واسطے کوئی وقت نہ بیان
کیا یا بین طور کہ ہم دونوں نے شرکت کی اس شرط سے کہ جو کچھ ہم دونوں خریدیں وہ ہمارے درمیان میں مشترک ہوگا تو بھی
جائز ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شرکت کے واسطے کوئی وقت مقرر کیا تو بنا بر مذکورہ بالا جائز ہو لیکن جاننا چاہیے کہ بشرط
امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے واسطے سے امام عظیم سے روایت کی کہ یہ جائز ہو مگر طحاوی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف کہا
اور اسے طحاوی سے دیگر شائخ نے اس روایت کی تصحیح کی ہو اور یہی صحیح ہے اور اگر دونوں نے لفظ شرکت کا نہ کہا لیکن
ایسا لفظ کہا جس سے استعمال میں شرکت بھی جاتی ہو مثلاً ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ میں نے آج خریدہ میرے تیرے
درمیان ہے اور دوسرے نے اسکی ہوا نفقہ کی مثلاً کہا کہ اچھا تو آیا شرکت ہوگی یا شوگی سو امام محمد رحمہ اللہ نے اسکو اصل میں ذکر نہیں
فرمایا اور ابوسلیمان نے امام محمد سے روایت کی کہ جائز ہے اور اسقدر سے شرکت ثابت ہو جائیگی آیا تو نہیں دیکھا ہے کہ
اگر وہ دونوں لفظ خرید کو جانیں سے ذکر کرتے تو راستہ اور شرکت ثابت ہوگی باعتبار ذکر حکم شرکت کے اگرچہ لفظ
شرکت نہیں کہا پس بیان بھی ثابت ہوگی اور یہی صحیح ہے اور یہ شرکت فقط خرید میں جائز ہوگی پس دونوں میں سے کسی کو
اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے نے جو خریدا ہو اس کے حصہ میں سے کچھ فروخت کرے الا اسکی اجازت سے فروخت کر سکیا یہ غیاثہ
میں ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ جو کوئی چیز میں نے خریدی پس وہ میرے تیرے درمیان ہی یا کہا وہ ہمارے
درمیان ہے اور دوسرے نے کہا کہ ہاں اچھا پس اگر اسکی مراد یہ ہے کہ ہم دونوں سے ہر دو شریک تجارت ہوویں تو یہ شرکت
ہوگی جسے کہ بدون بیان جنس خرید کردہ شدہ یا نوع یا مقدار میں سے صحیح ہوگی جیسے صریح لفظ خرید و فروخت کہنے میں ہوتا ہے

اور اگر یہ مراد لی ہو کہ خرید کردہ شدہ بعینہ خاصہ دونوں میں مشترک ہو اور اس چیز میں دونوں مانند و شریک تجارت کے
نہو وین بلکہ خریدی ہوئی چیز بعینہ دونوں میں مشترک ہووے چنانچہ دونوں نے میراث پائی یا دونوں کو ہبہ کی گئی تو اس صورت
میں وکالت ثابت ہوگی نہ شرکت پس اگر وکالت صحیح ہونے کی شرط پائی گئی تو وکالت صحیح ہوگی ورنہ نہیں اور وکالت
دو وجہ سے ہوتی ہے ایک وکالت خاصہ دوم عامہ پس وکالت خاصہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ خرید کردہ شدہ چیز کی
جنس بیان ہو اور اس کی نوع اور مقدار شن بیان ہو اور وکالت عامہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مومل تمام اسے
وکیل کے سپرد کر دے یا وقت یا مقدار شن یا جنس بیع بیان کر دے کذا فی البدائع۔ اور متقی بن امام ابو یوسف
سے روایت ہے کہ اگر دو شخصوں نے کہا کہ جو کچھ ہم دونوں نے خریدی وہ ہم دونوں کے درمیان نصفانصف ہے
تو یہ جائز ہے۔ اور نیز متقی بن امام اعظم رحم سے بروایت حسن بن زیاد مذکور ہے کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو چیز
میں نے اصناف تجارت سے خریدی وہ میرے اور تیرے درمیان ہے پس اسکو دوسرے نے قبول کیا تو یہ جائز ہے
اور اسی طرح اگر کہا کہ آج کے روز خریدی تو بھی یہی حکم ہے کہ جائز ہے اور جو چیز اسے اُس روز خریدی وہ دونوں میں
نصفانصف ہوگی قال المترجم لفظ مینی و بینک علی الاطلاق یعنی مشترک نصفانصف ہوتا ہے اور مترجم نے میرے تیرے
درمیان ہو اسی معنی میں لیا ہے پس محفوظ رکھنا چاہیے۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے
کہا اور کوئی وقت بیان نہ کیا تو بھی روا ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے بقدر آٹا خریدادہ میرے و تیرے درمیان
ہے تو بھی روا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے نے جو خریدی اس کے حصہ سے فروخت
کرے بدون اس کی اجازت کے اس واسطے کہ دونوں نے خریدنے میں شرکت کی ہے نہ فروخت کرنے میں ہاں اگر دوسرے
سے اجازت لیکر فروخت کیا تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے غلام خریدی تو وہ میرے
و تیرے درمیان ہے تو یہ فاسد ہے الا آنکہ نوع بیان کر دے مثلاً کہ غلام خراسانی یا ہر وی وغیرہ کذا فی فتاویٰ
قاضی خان اور اگر کہا کہ میں نے جو کوئی چیز خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہے تو امام اعظم رحم نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے اور یہی
امام ابو یوسف رحم کا قول ہے کذا فی البدائع۔ اور متقی بن امام ابو یوسف رحم سے بروایت بشر بن الولید مذکور ہے کہ ایک نے کہا کہ
میں نے آج کے روز جو کوئی چیز خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہے تو یہ جائز ہے اور اسی طرح اگر ایک سال کا وقت بیان کیا تو
بھی جائز ہے اور اگر وقت بیان نہ کیا لیکن خریدی چیز کی مقدار بیان کی مثلاً کہا کہ گیسون سو من تک جس قدر خریدے وہ
میرے و تیرے درمیان ہیں تو یہ جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جو چیز میں نے تیری ہیبت پر خریدی وہ میرے
و تیرے درمیان ہے حالانکہ جس طرف وہ گیا ہے اسی طرف نکل کر چلایا کہا کہ جو چیز میں نے بصرہ میں خریدی تو یہ باطل ہے جب تک شن
یا بیع یا ایام بیان نہ کرے جائز نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک نے دوسرے کو حکم کیا کہ فلاں غلام حسین میرے واسطے درمیان
مشترک خریدے پس اس نے کہا کہ اچھا پھر خریدنے کے وقت گواہ کر لیجئے کہ میں نے اسکو خاص اپنے ہی واسطے خریدی ہے تو
تو غلام مذکور دونوں میں مشترک ہوگا یہ محیط شرعی میں ہے اور مجرد میں ہے کہ امام اعظم رحم نے فرمایا کہ جب اس نے اسکو خریدنے
کا حکم کیا تھا اس وقت اس نے اگر سکوت کیا ہاں نہ کہا اور نہ نہیں کہا یا ان تک کہ خریدنے کے وقت گواہ کر لیجئے کہ میں نے
اسکو خاص اپنے ہی واسطے خریدی ہے تو اسی کا ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اسکو فلاں یعنی حکم دہندہ
کے واسطے خریدی ہے اسکو خرید کیا تو وہ حکم دہندہ کا ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اس نے خریدنے کے وقت سکوت کیا

ایک نے ایک غلام خرید کر اسی قبضہ کر لیا پھر دوسرے نے اس غلام میں شرکت کی درخواست کی پس مشتری نے اسکو اس غلام میں شریک کر لیا تو شریک کو نصف غلام بعض نصف میں مذکور کے یعنی جتنے کو خرید اہو ملیگا اس بنا پر کہ مطلق شرکت مساوات کو چاہتی ہو الا آنکہ اُس کے برخلاف بیان کر کے ظاہر کر دے تو البتہ شرکت موافق بیان ہوگی بیف القدرین ہو اور اسی طرح اگر ایک شخص نے دو شخصوں کو شریک کر لیا تو وہ چیز ان تینوں میں مساوی تین تائی مشترک ہوگی یہ قادی قاضی خان میں ہو۔ نیز نے ایک غلام خرید کر کے اسی قبضہ کر لیا پھر عمر و نے اس سے کہا کہ مجھے اس میں اپنا شریک کرے پس اُس نے شریک کر لیا پھر خالد اسکو ملا اور اُس نے بھی یہی درخواست کی اور زید نے منظور کیا پس اگر خالد کو عمر و کی شرکت کا علم ہو تو خالد کے واسطے چارم غلام ہوگا اور چارم زید کا اور نصف عمر و کا ہوگا اور اگر یہ علم نہ ہو تو عمر و کے واسطے نصف اور خالد کے واسطے نصف ہوگا اور زید درمیان سے خارج ہو جائیگا کذا سنہ الحیطہ اور اسی طرح اگر ایک غلام خرید اس عمر و نے اس سے کہا کہ مجھے اس میں شریک کرے پس مشتری نے اسکو شریک کیا پھر نصف غلام مذکور کسی اور نے استحقاق ثابت کر کے لیا تو عمر و کے نصف باقی ملیگا اور مشتری درمیان سے خارج ہو جائیگا یہ محیط سخی میں ہو۔ اور اگر زید نے نصف غلام خرید کر کے قبضہ حاصل کیا پھر عمر و نے اس سے کہا کہ مجھے اس میں شریک کرے حالانکہ عمر و جانتا ہو کہ اس نے غلام خرید اہو پس زید نے اسکو شریک کر لیا تو عمر و کو پورا نصف جسکو زید نے خرید اہو ملیگا اور اگر عمر و جانتا ہو کہ زید نے نصف ہی خرید اہو تو اسکو نصف کا نصف ملیگا یہ محیط میں ہو۔ قال الترمذی یہ مسئلہ نوادر سے معلوم ہوتا ہو اور اگر وہ منظور ہو تو اُس کے مسئلہ پر غور کرنا چاہیے حیث قال اور اگر کسی نے کوئی چیز خریدی پس دوسرے نے کہا کہ مجھے اس میں شریک کرے پس اسکو شریک کر لیا تو یہ بشرط بیع کے ہو پس اگر مشتری نے اس چیز پر قبضہ کر لینے سے پہلے ایسا کیا تو شرکت صحیح ہوگی اور اگر بعد قبضہ کے شریک کیا اور شریک کو سپرد نہ کیا یہاں تک کہ مشتری کے قبضہ میں تلف ہوگئی تو شریک پر شن لازم نہ آویگا۔ اور جانتا چاہیے کہ خواستگار شرکت کی درخواست کے بعد جب مشتری نے کہا کہ اچھا میں نے تجھے اس میں شریک کیا تو ضرور ہو کہ پھر خواستگار شرکت قبول کرے اس واسطے کہ میں نے تجھے شریک کیا یہ لفظ ایجاب بیع ہو بیف القدرین ہو۔ اور مسئلہ میں مذکور ہو کہ اگر مشتری نے نصف پر قبضہ کیا اور نصف پر قبضہ نہیں کیا ہو پھر کسی اور کو اس میں نصف کا شریک کیا اور یہ شرکت شائع مقبوضہ وغیر مقبوضہ دونوں میں واقع ہوئی تو مقبوضہ میں صحیح ہو اور شریک کو اختیار ہوگا چاہے بویے چاہے نہ لایو کیونکہ اُس کے حق میں حقیقہ متفرق ہو گیا ہو یہ محیط مشتری میں ہو۔ اور اگر کسی کے گھر میں گھون ہوں اور وہ مدعی ہو کہ یہ سب میرے ہیں پھر دوسرے کو اُس کے نصف کا شریک کر لیا اور شریک نے ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ اُن سے نصف حل گئے تو شریک کو اختیار ہو چاہے باقی نصف کو سہ یا شرکت کو ترک کر دے اور اگر بیع کر دیے ہوں تو اسی صورت میں بیع میں بھی حکم ہو۔ اور اگر کوئی شخص اس میں سے نصف گھون کا ستمی ثابت ہو تو بیع و شرکت دونوں میں یہاں مختلف حکم ہوگا چنانچہ اگر بیع واقع ہوئی ہو تو بیع مذکور باقی نصف پر رہیگی اور شریک کرنے کی صورت میں باقی نصف میں دونوں شریک رہیں گے مگر شریک ہونے والے کو اختیار حاصل ہوگا یہ سراج و ہاج میں ہو۔ اور اگر زید عمر و نے ایک غلام مساوی نصف نصف خرید اہو دونوں نے خالد کو اس میں شریک کیا تو دیکھا جاوے کہ اگر دونوں نے اُسے پیچھے اسکو علیحدہ علیحدہ شریک کیا تو خالد کو اس میں سے نصف اور ان دونوں کو چارم چارم ملیگا کذا فی محیط سخی اور اگر دونوں نے اسکو ساتھ ہی شریک کیا یا بین طور کہ اکٹھا دونوں نے اس سے کہا کہ ہم دونوں نے تجھکو اس غلام میں شریک کیا تو سخا نا خالد کو اس میں سے

۲
۱۰
سید علی
دانش
پوشا
پنشن
پایا
گی ۱۰

ایک تہائی ملیگا کذا فی محیط اور اگر دونوں مشتریوں میں سے ایک نے اسکو اپنے حصہ اور دوسرے کے حصہ میں شریک کر
 پھر دوسرے نے اسکی اجازت دیدی تو خالد کو نصف ملیگا اور دونوں مشتریوں کو باقی نصف یعنی چارم چارم ملیگا کذا فی
 محیط السخسی اور اگر دوسرے شریک نے اجازت نہ دی تو خالد کو شریک کرنے والے کے حصہ کا نصف یعنی چارم غلام
 ملیگا کذا فی محیط اور اگر ایک مشتری نے دوسرے مشتری کی اجازت سے خالد کو شریک کیا ہو تو غلام مذکور ان سب کے
 درمیان تین تہائی ہوگا کذا فی البسوط اور اگر خالد نے درخواست کی کہ تو مجھے اسس غلام میں اپنے ساتھ اور اپنے
 شریک کے ساتھ شریک کر لے پس اس نے ایسا کیا تو دیکھا جاوے کہ اگر شریک نے اجازت دیدی تو خالد کو تہائی غلام
 ملیگا اور اگر اجازت نہ دی تو اسکو چھٹا حصہ ملیگا یہ محیط سخرسی میں ہو اور اگر دونوں مشتریوں میں سے ایک نے خالد سے کہا
 کہ میں نے تجھے اس غلام کے نصف میں شریک کیا تو ابن ساعی نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اس صورت میں
 شریک کرنے والا اسکو اپنے پورے حصہ کا شریک کر دینے والا ہوگا بشرط اس قول کے کہ میں نے تجھے اس کے نصف کا
 شریک کیا یا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر مشتری ایک ہی ہوتا اور وہ کسی شخص سے کہتا کہ میں نے تجھے اس کے نصف میں شریک کر
 تو شریک ہونے والے کو نصف غلام ملتا جیسے اس قول میں کہ میں نے تجھے اس کے نصف کا شریک کر لیا بخلاف اس کے اگر کہا
 کہ میں نے تجھے اپنے حصہ میں شریک کیا تو اس لفظ سے یہاں نہیں ہر کہ اپنے پورے حصہ کا دیدینے اور مالک کر دینے والا قرار
 دیا جاوے اس واسطے کہ اس نے بھائے اپنے حصہ کا کہنے کے اپنے حصہ میں کہا ہو اور اگر وہ یوں کہتا کہ میں نے تجھے اپنے حصہ کا
 اپنے ساتھ شریک کر لیا تو باطل ہوتا پس اس واسطے شریک ہونے والے کو اس شریک کر لے والے کے حصہ کا نصف ملیگا یہ
 فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر زید نے ایک غلام ہزار درم کو خرید کر کے چھپ کر قبضہ کر لیا پھر عمر سے کہا کہ میں نے تجھے اس میں شریک
 کر لیا مگر عمر نے کچھ جواب نہ دیا یا نہ تک کہ زید نے خالد سے کہا کہ میں نے تجھے اس میں شریک کیا پھر دونوں نے کہا کہ ہم نے
 قبول کیا تو یہ غلام عمر و خالد کے درمیان نصفاً نصف ہوگا اور مشتری درمیان سے خارج ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر
 مشتری سے ایک نے کہا کہ تو مجھے اس میں شریک کر لے پس اس نے شریک کیا مگر خواستگار نے یہ نہ کہا کہ میں نے قبول کیا یا نہ تک
 کہ مشتری نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے اس میں شریک کر لیا پھر دونوں نے قبول کیا تو اول خواستگار کے واسطے کچھ
 ملوگا اور دوسرے شخص کے واسطے جبکو تا نیا شریک کیا ہو نصف غلام ہوگا اور اسی طرح اگر مشتری نے ایک سے کہا کہ میں نے
 تجھے اس میں شریک کیا پھر دوسرے سے اسی طرح کہا پھر تیسرے سے یوں ہی کہا اور ان میں سے کسی نے قبول نہیں کیا ہو
 پس اگر ایک نے قبول کیا تو غلام مذکور مشتری اور اس قبول کرنے والے کے درمیان ہوگا اور اگر مشتری نے کہا کہ
 میں نے تم سب کو اس میں شریک کیا پھر انہیں سے ایک نے قبول کیا تو اسکو چارم ملیگا یہ محیط سخرسی میں ہے۔ ایک نے
 دوسرے سے کہا کہ میرے پاس دس دینار ہیں پس تجھے تو سونا دے کہ میں سب کا کوئی سلعہ شریک خریدوں اور ہر کوئی
 مقدار معین نہ کی پس دوسرے نے اسکو پانچ دینار دیے اور اس نے پندرہ دینار دن کا کوئی سلعہ خرید کیا تو یہ ان میں
 تین تہائی مشترک ہوگا گویا اس نے کہا کہ پندرہ دینار کا ایک سلعہ شرکت میں خریدو گا اور اس طرح کہنے کی صورت میں
 تین تہائی ہوتا ہو پس ویسا ہی اس صورت میں ہوگا۔ اور لفظ شرکت محلی شرکت املاک ہو پھر فرمایا کہ یہ اس وقت ہے
 کہ مانگنے والے نے جس سلعہ مثل گیہوں وغیرہ کے معین کر دی ہو اور اگر معین نہ کی ہو تو پورا سلعہ مشتری کا ہوگا اور
 مشتری ہر پانچ دینار اس شخص کے جس نے دیے ہیں اور اگر اس نے وجہ سے کہ تو کبیل صحیح نہیں ہوئی اس واسطے

سے سب سے
 ہر سلعہ سرف

میں سودا سلف
 بولتے ہیں اس سے

کہ جس بھول ہو یہ قنینہ میں ہو۔ امام اعظم نے فرمایا کہ اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو یہ غلام خرید کر اور مجھے اس میں شریک کر پس اس نے کہا کہ اچھا پھر اسکو خرید کیا تو وہ دونوں میں مشترک ہو گا اور یہی قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہے اور یہ استحسان ہے جو محیط میں ہو قال الشرحسم اور قیاس یہ ہو کہ مشتری کا ہو کیونکہ شریک کر لینا بعد خرید کے ہو گا و وجہ الاستحسان العرفہ ہوا ظاہر ایک شخص نے ایک گائے بہ عوض دس دینار کے خریدی پھر قبضہ کرنے کے بعد ایک شخص سے کہا کہ میں نے تجھے اس میں جو حصہ قدر دو دینار کے شریک کیا اور اس نے قبول کیا تو اسکو با پنجوان حصہ گائے کا ملکہ یہ محیط خسر میں ہو پچاس دینار کو ایک فالیز فروخت کی پھر بائع نے اس سے کہا کہ میں اس میں تیرا شریک ہو گا پس مشتری نے کہا کہ ہاں پھر اتنی ہی بات پر دونوں خانوش ہو رہے پھر بائع اس میں سے خر بوزے لایا کرتا تھا اور مشتری انکو بازار میں بیچا کرتا تھا بہا تنک کہ تمام خر بوزے ہو چکے تو بائع کی محنت رایگان ہو وہ مشتری کا شریک نہ ہو جائیگا یہ قنینہ میں ہو۔ ایک نے گھوڑا خریدے اور اسکی پسوانی ایک درم دیا پھر اسکی کپوائی ایک درم دیا پھر اس میں ایک شخص کو شریک کر لیا تو شریک ہونے والا گھوڑا نصف مشن اور مشتری کا نصف خرچہ دیگا۔ اور اسی طرح اگر روٹی لی اور اسکی کٹائی اور کپڑے بنائی میں خرچ کیا یا تلے لیے اور اس کے پر دانے میں خرچ کیا تو ایسی صورت میں یہی حکم ہو اور اگر مشتری نے بذات خود پیسا دیا یا کچا یا اور کانا اور بنا ہوا اور اسکی کچھ اجرت ندی ہو اور باقی مسئلہ بجا لیا واقع ہو تو شریک ہونے والے پر نصف مشن کے سوا اسے اس کے کام کے مقابلہ میں اور کچھ لازم نہ ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو میں سبے آج کے روز خرید اوہ میرے اور تیرے درمیان ہو پس اس نے کہا کہ ہاں اچھا پھر اس سے کسی اور شخص نے کہا کہ میرے واسطے یہ غلام میرے اور اپنے درمیان خرید کر پس اس نے کہا کہ اچھا پھر یہ غلام خریدا تو اس میں سے نصف اس دوسرے کا ہو گا جس نے خریدنے کا حکم دیا ہو اور باقی نصف مشتری اور اول کے درمیان نصف نصف ہو گا۔ اور اگر پہلے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے یہ غلام میرے اور اپنے درمیان خرید کر پس اس نے کہا کہ اچھا پھر اس نے دوسرے سے کہا کہ جو آج میں نے خریدا وہ میرے تیرے درمیان ہو گا اور اس نے قبول کیا پھر اس نے غلام مذکور خریدا تو اس میں سے نصف حکم دہندہ اول کا ہو گا اور باقی نصف میں مشتری اور دیگر نصف نصف کے شریک ہونگے یہ محیط خسر میں ہو۔ فصل سوم جو چیز اس المال ہو سکتی ہو اور جو نہیں ہو سکتی ہو اسکے بیان میں۔ واضح ہو کہ جب شرکت بالمال ہو تو خواہ شرکت بطریق مفادہ ہو یا بطریق عنان ہو تو جب ہی جائز ہوگی کہ جب اس المال ایسے مشن میں سے ہو جو مبادلہ کے عقد و میں متعین نہیں ہوتے ہیں جیسے درم و دینار وغیرہ اور اگر ایسے ہوں جو متعین ہوتے ہیں جیسے عروض و حیوان وغیرہ تو اسے شرکت نہیں صحیح ہو خواہ دونوں کا اس المال ہی ہو یا فقط ایک کا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور شرکت کے عقد کے وقت یا خرید کے وقت انکا حاضر و سامنے موجود ہونا شرط ہو یہ خزانہ لغتین فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ پس اگر ہزار درم ایک شخص کو دیے اور کہا کہ اس کے مثل یعنی برابر تو اپنے نکال کر ان سب سے خرید و فروخت کر پس اس نے نکالے تو شرکت صحیح ہوگی یہ فتاویٰ سے صغریٰ میں ہو۔ اور اگر مال غائب ہو یا قرض ہو تو ہر دو حال میں ایسے مال سے شرکت صحیح نہیں ہو یہ محیط خسر میں ہو۔ اور وقت عقد کے مقدار اس المال سے آگاہی ہونا ہمارے نزدیک شرط نہیں ہے یہ بدائع میں ہو اور ہر دو مال کا سپرد کرنا شرط نہیں ہو اور نیز دونوں کا غلط کرنا بھی شرط نہیں ہے یہ خزانہ لغتین میں ہو اور اگر دونوں میں سے ایک کے پاس ہزار درم و دوسرے کے پاس سو دینار ہوں یا ایک کے دو دینار اور دوسرے کے سیاہ درم ہوں پس دونوں نے شرکت کر لی تو یہ شرکت جائز ہو یہ محیط خسر میں ہو۔ اور دوسرے نے

الشرکاء
باب ۱۱

و چاندنی کے پتر یعنی بغیر سکہ زدہ ظاہر الزاد یہ کے موافق مثل عروض کے ہیں یعنی شرکت مالی کار اس المال نہیں ہو سکتے ہیں
 کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور صحیح یہ ہو کہ اگر وہ ان کے لوگ آپس میں ان پتروں سے معاملہ کرتے ہوں تو جائز ہو ورنہ نہیں یہ
 تمذیب میں ہو اور اگر سونے و چاندنی کی کڑھالی ہوئی چیز مثل زیور وغیرہ کے ہو یعنی بغیر سکہ زدہ ہو تو وہ جملہ روایات کے موافق
 بمنزلہ عروض کے ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور رہے پیسے پس اگر ایسے پیسے ہوں جنکا چلن جائز ہو تو ان سے
 شرکت و مضاربت نہیں جائز ہو اس واسطے کہ یہ عروض ہیں اور اگر چلن باقی ہو تو امام عظیم و امام ابو یوسف سے مشہور ہے
 کے موافق اس میں بھی وہی حکم ہو اور امام محمد کے نزدیک ایسے پیسوں سے شرکت جائز ہو کذا فی البدائع اور یہی پر
 فتوے ہو کذا فی السراجیہ والمصطخرات اور مبسوط میں لکھا ہو کہ صحیح یہ ہو کہ چلن دار پیسوں سے عقد شرکت سب اماموں کے
 قول کے موافق جائز ہو یہ کافی میں ہو قال الشرح ہمارے دیار میں اسی پر فتویٰ دیا جاوے فلینال۔ اور یہی شرکت کیلیں
 روزنی چیزوں سے سو جب ایک جنس کی ہوں تو خلط کرنے سے پہلے اور جب دو جنس مختلف کی ہوں تو قبل خلط کے اور بعد
 خلط کے بالاتفاق نہیں جائز ہو کذا فی محیط اور اگر شرکت کر لی تو فاسد ہوگی اور ہر ایک اپنی اپنی متاع بیگی اور
 شکا نفع اسی کو اور اسکا نقصان اسی پر ہوگا یہ کافی میں ہو اور اگر ایک ہی جنس کی ہوں اور دونوں نے خلط کر کے شرکت
 کی تو شرکت عقد فاسد ہو اور شرکت ملک ثابت ہو اور جو کچھ دونوں کو نفع ہو وہ دونوں کا ہوگا اور جو کچھ ہو وہ دونوں پر ہوگی
 کذا فی محیط السخسی اور یہی ظاہر الروایہ ہو یہ کافی میں ہو۔ پھر جنس مختلف ہونے کی صورت میں جب دونوں نے
 اس مخلوط کو فروخت کر دیا تو اسکا ثمن ان دونوں کے درمیان بقدر قیمت متاع ہر ایک کے جو خلط کرنے کے روز لمحاظ
 متاع مخلوط کے تقسیمی مشترک ہوگا کذا فی المبسوط اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ یوں کہا جاوے کہ بیع کرنے کے
 روز متاع مخلوط کے لمحاظ سے مشترک ہوگا یہ محیط سخرسی میں ہو۔ اور اگر دونوں کی متاع میں سے ایک کی متاع ایسی
 ہو کہ خلط سے اس میں بتری آجاتی ہو یعنی لمحاظ مخلوط اسکی قیمت لگانے میں بڑھتی ہو اور بغیر خلط کے اتنی نہیں پہنچتی ہو تو ثمن باٹنے
 کے روز اسکی متاع غیر مخلوط کے انداز سے جو قیمت ہوتی ہو اس کے حساب سے شریک کیا جائیگا یہ محیط و فتح القدیر میں ہو۔ اور
 اگر دونوں نے کوئی متاع ایک میں گھون دیا ایک میں جو کے عوض خریدی پس ایک نے گھون دیا دوسرے نے
 اپنے جو ناپ دیا پھر دونوں نے اس متاع کو درمیان کے عوض فروخت کیا تو اس ثمن کو جس روز تقسیم کرتے ہیں اس روز جو
 قیمت ایک میں گھون دیا ایک میں جو کی ہوائی حساب سے شریک کیے جاوینگے یہ محیط سخرسی میں ہو۔ اور جس حصہ پر متاع شرط
 کیا ہو اس کے واسطے ہر ایک کے اس المال کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو وقت شرکت کے تقسیمی اور شریکی کی ملک واقع ہونے
 کے واسطے دونوں کے اس المال کی وقت شرکت والی قیمت معتبر ہوگی اور دونوں کے حصہ میں یا ایک کے حصہ میں نفع ظاہر
 ہونے کیواسطے وقت تقسیم والی قیمت معتبر ہوگی اس واسطے کہ جب تک اس المال منظر ہوگا تب تک نفع نہیں ظاہر ہوگا یہ قنبد
 میں ہو۔ اور عروض میں ہر ایسے مال میں جو تقسیم سے متعین ہو جاتا ہو عقد شرکت جائز ہونے کا حیلہ یہ ہو کہ ہر ایک اپنا نصف مال دوسرے
 کے نصف مال کے عوض فروخت کر دے حتیٰ کہ ہر ایک کے مال میں ہر ایک کا نصف نصف ہوگا پس دونوں میں شرکت ملک
 حاصل ہو جائیگی پھر اس کے بعد دونوں عقد شرکت قرار دیں پس بلا خلاف عقد شرکت جائز ہو جائیگا کذا فی البدائع اور اگر
 دونوں کے عروض میں تفاوت ہو مثلاً ایک کے عروض کی قیمت سو درم اور دوسرے کے عروض کی چار سو درم ہوں تو
 چاہیے کہ کم قیمت والا اپنے عروض کے چار پانچویں حصہ اور دوسرے کے عروض کے پانچویں حصہ کے فروخت کرے

سکے
 کیونکہ
 اگر اس
 المال
 سے
 کسی کو
 ملے
 تو
 بیع
 جائز
 ہے

پس پوری متاع پانچ حصہ ہو کر دونوں میں مشترک ہوگی کہ کم والے کا ایک پانچواں حصہ اور دوسرے کے چار پانچویں حصہ ہونگے یہ کافی میں ہو۔ اور اسی طرح اگر ایک کے پاس عروض اور دوسرے کے پاس درم ہوں تو چاہیے کہ عروض والا اپنے نصف عروض کو دوسرے کے نصف درمیں کے عوض فروخت کر دے اور باہمی قبضہ کرنے کے بعد پھر عقد شرکت قرار دین چاہیں شرکت مفادضہ و چاہیں شرکت عنان یہ محیط میں ہو۔ اور متقی میں ہشام کی روایت سے امام محمد سے مروی ہو کہ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہو دونوں نے اس میں شرکت مفادضہ یا شرکت عنان قرار دی تو جائز ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور متقی میں مذکور ہو کہ دو شخصوں میں سے ہر ایک کے پاس نانج ہو ایک جنس کا یا گھوٹا ہوں ہیں پس دونوں نے خلط کر کے شرکت قرار دی حالانکہ ایک کے گھوٹا کھرے اور دوسرے کے گھوٹے ہیں تو شرکت جائز ہو اور میں دونوں کے درمیان نصفاً نصف ہوگا اس واسطے کہ ہر گاہ انھوں نے خلط کر دیا بدین قرار داد کہ یہ ہم دونوں میں مشترک ہو تو اس شرط کے لحاظ سے یہ مشابہ بیع کے ہو گیا اور دوسرے مقام پر اسی کتاب میں تصریح بیان کیا کہ میں دونوں کے درمیان فروخت کرنے کے روز کی قیمت کھرے و گھوٹے کے حساب سے تقسیم ہوگا یہ محیط شخصی میں ہو اور قول ثانی جو اس کتاب متقی میں صریح مذکور ہو بنظر اہل البیہ ہو یہ نہر الفائق میں ہو

دوسرا باب مفادضہ کے بیان میں۔ اور اس میں آٹھ فصلیں ہیں۔ فصل اول مفادضہ کی تفسیر و شرط کے بیان میں۔ پس شرکت مفادضہ یہ ہو کہ دو شخص باہم شرکت کریں کہ دونوں اپنے مال میں و تصرف میں و دین میں مساوی ہوں اور جیسے ہر ایک دوسرے کی طرف سے وکل ہو ویسے ہی ہر ایک دوسرے کی طرف سے ہر عہدہ کا جو سکو خریدی چیز میں لازم آیا ہو کفیل ہو و سے یہ فتح القدر میں ہو۔ پس مفادضہ دو آزادوں یا لون کے درمیان کہ دونوں مسلمان ہوں یا دونوں ذمی ہوں جائز ہوگا کذا فی الہدایہ اور زمیوں میں ہم ملت ہو نا ضرور نہیں ہو خواہ دونوں ہم ملت ہوں یا ایک کتابی مثلاً نصرانی یا یہودی ہو اور دوسرا مجوسی ہو یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور آزاد و مملوک کے درمیان طفل و بالغ کے درمیان نہیں جائز ہو کذا فی النافع اور خیر و مذکور کتاب کے درمیان نہیں جائز ہو یہ جو ہرہ بیزہ میں ہو اور نیز مجنون و عاقل کے درمیان نہیں جائز ہو یہ عینی شرح کنز میں ہو۔ اور درمیان دو غلاموں یا دو لون کو یا دو مکتوباتوں کسی کے درمیان نہیں صحیح ہو یہ خزانۃ المفتیین میں ہو۔ اور اگر آزاد و مسلمان نے کسی مرتد مرد یا مرتدہ عورت سے یا کسی ذمی سے مفادضہ کیا تو مفادضہ نہیں صحیح ہو پھر اگر مرتد کے دارالحررہ میں جاسٹے کا حکم دینے سے پہلے مرتد مسلمان ہو گیا تو مفادضہ صحیح ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور شرکت مفادضہ کی صورت جیسے بسوط صدر الاسلام میں مذکور ہو یہ ہو کہ دو شخص شرکت کریں اور کہیں کہ ہم نے باہم شرکت مفادضہ ہر قلیل و کثیر میں اس شرط پر کہ ہم یکجا اور بتفریق خرید و فروخت نقد یا ادھار کریں اور ہر ایک ہم میں سے اپنی رائے سے کام کرے بدین شرط کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ ہم کو نفع روزی کرے وہ درمیان مساوی مشترک ہوگا اور گھٹی مال پر ہوگی یہ مضمرات میں ہو۔ اور اسکے واسطے چند شرائط ہیں چنانچہ محیط میں ہوا ناجائز یہ ہو کہ مفادضہ پر تفصیل ہو و سے یعنی مفادضہ کھلا ظاہر ہو خواہ لفظاً یا معنی چنانچہ مضمرات میں ہو کہ اگر مفادضہ کے معنی جانتے والے نے عقد مفادضہ بغیر بیان لفظ مفادضہ قرار دیا یا طرح کہ معنی مفادضہ کے پورے پورے آگئے تو عقد مفادضہ صحیح ہوگا۔ اور یہ شرط ہو کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کفالت کی اہلیت رکھنا ہو یا بن طور کہ دونوں آزاد و عاقل بالغ دین میں متفق ہوں یہ ذخیرہ میں ہو اور یہ شرط ہو کہ شریک عامر و عوم تجارت میں ہو یہ محیط میں ہو اور یہ شرط

۹۰

مفتی

مسلمان

مفتی

مفتی

مفتی

مفتی

مفتی

مفتی

مفتی

مفتی

مفتی

مفتی

مفتی

ہو کہ اگر اس المال جنس واحد و نوع واحد سے ہو تو مقدار کی راہ سے مساوی ہو اور اگر جنس مختلف سے مثل درم و روپے کے یا جنس واحد ہو مگر نوع میں مختلف ہو جیسے درہم کسور و درہم صحیح تو مساوات مقدار کے ساتھ قیمت میں برابر ہونا بھی شرط ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور یہ شرط ہو کہ دونوں میں سے کسی کے واسطے سوا سے اس المال کے جسے عقد قرار دیا گیا ہے اور ایسا مالی جسے عقد معاوضہ جائز ہو سکتا ہو ابتداءً یا انتہاءً نہ ہو ورنہ کذا فی المحیط پس اگر ہر دو مال وقت شرکت کے مساوی ہوں حتیٰ کہ معاوضہ صحیح ہو اور دونوں میں سے ایک مال میں قبل اسکے کہ دونوں خرید کرین زیادتی ہوگی مثلاً قبل خرید کے ہر دو نقد میں سے ایک کی قیمت نرخ بدینے سے بڑھ گئی تو معاوضہ ادا کیا گیا اور شرکت عنان ہوگئی اور اسی طرح اگر ایک سے خرید کی اور دوسرے سے خرید نہیں کی ہو کہ اس میں زیادتی ہوگئی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر دونوں مالوں سے خرید ہونے کے بعد زیادتی ہوئی تو معاوضہ اس پر حال پر ہوگا یہ خزانہ انفقین میں ہو اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک کی ملک میں ایسا مال زیادہ ہو جسے عقد معاوضہ نہیں صحیح ہو جیسے عرصہ و عقار و مکانات تو معاوضہ جائز ہو اور اسی طرح اگر کسی کی ملک میں مال غائب زائد ہو تو بھی معاوضہ میں غما و نہیں ہوگا یہ بدائع میں ہو اور اگر دونوں میں سے ایک کی رویت نقد کسی کے پاس رکھی ہو تو معاوضہ صحیح نہ ہوگا اور اگر ایک کا فرضہ نقد کسی پر ہو تو جب تک وصول نہ کرے تب تک معاوضہ صحیح رہیگا پھر جب تک معاوضہ نہ لیا تو معاوضہ فاسد ہو کہ شرکت عنان ہو جائیگی۔ اور اسی طرح تصرف میں بھی مساوات شرط ہو پس اگر دونوں میں سے ایک شریک ایسے تصرف کا مالک ہو جس کا دوسرا مالک نہیں ہو تو مساوات جاتی رہیگی یہ فتح القدیر میں ہو فصل وہم احکام معاوضہ کے بیان میں۔ ہر دو متفاد ضمیم یعنی دو شریک معاوضہ میں سے ہر ایک جو چیز خریدیگا وہ شرکت پر ہوگی سوا سے اپنے اہل و عیال کے طعام و لباس کے یا اپنے لباس کے یا روٹی کے ساتھ کھانے کی چیز سالن وغیرہ کے اور یہ مستحکم ہو کر ہر ایک میں ہونا چاہیے اور اسی طرح متفاد نفقہ کا بھی یہی حکم ہوگا۔ متاویض قاضی خان میں ہو۔ اور اسی طرح رہنے کے واسطے اجارہ پر لینا اور حاجت ذاتی مثل بیع وغیرہ کے لیے سواری کرایہ لینا بھی ایسا ہی ہو یہ نہیں میں ہو پس اہل و عیال کے واسطے اناج و کپڑا وغیرہ مذکورہ بالا چیزیں خریدنے دینے سے مخصوص مشتری کی ہونگی اور باوجود اسکے بھی اس کا شریک اسکی طرف سے قبضہ ہوگا حتیٰ کہ جو کچھ اس نے اناج و کپڑا وغیرہ اپنی ذات یا اپنے اہل و عیال کے واسطے خریدی ہو اسکے بائع کو اختیار ہوگا کہ اس کے شریک دیگر سے من کا مطالبہ کرے پھر اگر شریک نے اسکی طرف سے بائع کو من و عید یا تو جو کچھ ادا کیا ہو وہ مشتری سے واپس لیگا یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر مشتری سنا ادا کیا تو اس کا شریک اس سے اس کا نصف من واپس لیگا یہ محیط رخصی میں ہو۔ اور معاوضہ کو یہ اختیار نہیں ہو کہ بغیر اجازت شریک کے واپس یا خدمت کے واسطے کوئی باندی خریدے اور اگر خریدی تو اس کو اختیار ہوگا کہ اس سے واپس کرے اور اس کے شریک کو بھی یہ اختیار نہ ہوگا سوا سے کہ یہ باندی دونوں کی شرکت میں آئی ہو پس کسی ایک کی نہ ہوگی بلکہ دونوں میں مشترک ہوگی یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر شریک کی اجازت سے کوئی باندی واسطے واپس کے خریدی تو یہ خاصۃً اسی کی ہوگی اور بائع کو اختیار ہوگا کہ من کے واسطے وہ لون میں سے جس کو چاہے مانو کرے اور صاحبین کے نزدیک شریک اس سے اس کا نصف من واپس لیگا اور امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ نہیں لیگا یہ جامع صغیر میں بیان کر دیا ہو کہ ادا فی محیط رخصی اور اگر معاوضہ نہ لیا ہو یا اپنے شریک کی اجازت سے واپس کے واسطے کوئی باندی خریدی اور اس سے اس کا نصف لیا دیا پھر کسی نے اپنا اس باندی پر استحقاق ثابت کیا تو واپس لے کر اس کا عقر واجب ہوگا اور

یہ محیطا مشری میں ہو اور جو فرضہ کہ انہیں سب سے ایک شریک پر جو تجارت کے مثل بیج و خسریہ اور اجارہ وغیرہ اسکے مانند مثل
 غضب و استیلا کی و کفالت بالمال حکم کفول عند و عادیہ در بین کے لازم آیا تو دوسرا اسکا حنا من ہوگا اور اگر مفاوض نے
 بغیر حکم کفول عند کے اسکی طرف سے کفالت کر لی تو شریک اسکے واسطے سب اربابوں کے نزدیک ناخو نہ ہوگا یہ کافی میں ہو
 اور یہی حکم بیورع فاسدہ میں ہو یہ بھیلا میں ہو۔ اور حقی واسطے کو اختیار ہو کہ چاہے ہر ایک سے علیحدہ مطالبہ کرے اور چاہے
 دونوں سے اٹھا مطالبہ کرے یہ ضرورت میں ہو لیکن یہ واضح رہے کہ یہ مالی حنا من خاصہ اسی پر ہوگا جو اس تادان کے
 محل کا کرنیوالا ہو حتی کہ اگر دوسرے نے مال شرکت میں سے ادا کیا تو دوسرے سے نصف واپس لیکے یہ مسئلہ میں ہر بخلاف
 خرید فاسدہ کے کہ خرید فاسد کی صورت میں تادان فقط مشتری ہی پر ہوگا بلکہ دونوں پر ہوگا۔ اور اگر انہیں سے ایک نے کفالت
 بالذخیر کر لی تو بالا جمیع انہیں اسکا شریک ناخو نہ ہوگا اور اگر دونوں میں سے ایک مفاوض نے کسی شخص کی طرف سے
 ہو یا اسکی جنابیت کی کفالت کر لی تو یہ بہتر فرضہ کی کفالت کرنے کے ہو یہ عیض میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے
 خریدی ہوئی یا باری سے دینی کی پھر کسی نے اس باری کا اتفاق ثابت کیا تو سختی کو اختیار ہوگا کہ عقر کے واسطے دونوں
 میں سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کے ذمہ ایسا تادان لاحق
 ہو یا یہ مشاہد حنا من تجارت میں ہو تو اسکے واسطے انکا شریک ناخو نہ کیا جائیگا جیسے جنایتوں کے جرمانہ اور فقہ اور بدل
 خلع اور قصاص سے علاج کا معاوضہ وغیرہ اور علی ہذا اگر جنابیت کنندہ شریک کے فعل سے دوسرے شریک نے انکار کیا تو
 ولی جنابیت کو اختیار نہ ہوگا کہ شریک منکر سے قسم لیو نہ بخلاف اسکے اگر مدعی نے دونوں میں سے ایک پر بیع غلام کا دعویٰ
 کیا اور دوسرے نے اس سے انکار کیا تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ مدعا علیہ سے قطعی قسم لے اور دوسرے شریک سے اسکے علم
 پر قسم لے اس واسطے کہ جہاں دونوں میں سے ہر ایک ایسا ہو کہ اگر مدعی کے دعویٰ کا اقرار کرے تو دونوں پر لازم آتا ہو
 بخلاف جنابیت مذکورہ کے کہ اگر ایک اقرار کرے تو دوسرے پر لازم نہ آوے گی یہ فتح القدر میں ہو۔ اور سبطرح ہر عمل جو اعمال
 تجارت سے ہو اگر اسکا کسی مدعی نے انہیں سے ایک شریک پر دعویٰ کیا اور قاضی نے مدعا علیہ سے اسپر قسم لی تو مدعی کو
 ہو چننا ہو کہ دوسرے سے بھی قسم لے کذا فی المحیط پس اگر کسی نے اعمال تجارت میں سے کسی عمل کا ان دونوں پر دعویٰ کیا
 تو مدعی کو ہو چننا ہو کہ دونوں میں سے ہر ایک سے قطعی قسم لے پھر دونوں میں سے جو شخص قسم سے انکار کرے گا تو دعویٰ مدعی
 دونوں پر لازم ہوگا۔ اور اگر یہ دعویٰ اسنے انہیں سے ایک پر کیا حالانکہ وہ غائب ہو تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ دوسرے
 سے اسکے علم پر قسم لے پس اگر اسنے قسم کھالی پھر غائب مذکور آ گیا تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ اس سے قطعی قسم لے جیسے
 دونوں کے حاضر ہونے کی صورت میں ہوتا ہو کہ مدعی علیہ سے قطعی قسم لے سکتا ہو یہ شرط میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفاوضین میں سے
 ایک نے کسی شخص پر اعمال تجارت میں سے کسی عمل کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ سے انکار کیا اور قاضی نے اس سے اس پر
 قسم لے لی پھر دوسرے سے مفاوض نے نے چاہا کہ اس سے اسی امر پر قسم لے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو یہ محیطا میں ہو۔ اور اگر کسی
 نے ایک مفاوض پر بونہ کفالت کے مال کا دعویٰ کیا اور اس سے اسپر قسم لی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مدعی کو ہو چننا ہو
 کہ اسکے شریک سے بھی اسپر قسم لے یہ شرط میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفاوضین میں سے ایک نے کوئی چیز فروخت کی یا کسی
 کے یا عقد قرض کوئی چیز فروخت کی یا اسکے واسطے کسی نے دوسرے کی طرف سے مال کی کفالت کر لی یا اس سے کسی نے غضب
 کیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہو کہ اس سے مطالبہ کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر ایک متفاوض نے ایک غلام

اجارہ پر دیا تو دوسرے شریک متفاوض کو اختیار ہو کہ مستاجر سے اجرت کا مطالبہ کرے اور مستاجر اس سے غلام پر کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہو اور اگر متفاوض نے اپنا میراث پایا ہو غلام یا خاصہ اپنی کوئی چیز اجارہ پر دی تو دوسرے شریک کو اجرت کے مطالبہ کا اختیار نہیں ہو اور نہ مستاجر کو اس سے غلام مذکور سپرد کرنے کا مطالبہ ہو چنانچہ یہ محیط شرعی میں ہو اور اسی طرح اگر متفاوض نے اپنی ذاتی مخصوص کوئی چیز فروخت کی تو شریک کو مشتری سے اس کے مطالبہ کا اختیار نہیں ہو اور نہ مشتری اس سے بیع سپرد کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفاوض علیحدہ ہو گئے پھر ایک کے کہا کہ میں نے اس غلام کو شریکیت میں مکتب کیا تھا تو حق شریکیت میں اس کے قول کی تصدیق ہوگی لیکن اپنے حق میں تصدیق کیا جائیگا اور شریک کے حق میں ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا فی الحال اس نے عقد کتابت قرار دیدیا ہو پس اس کے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس عقد کتابت کو رد کر دے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفاوض بین سے ایک نے اپنے آپ کو کسی شخص کو کوئی چیز حفاظت کرنے یا کپڑے سینے یا اور کسی کام کے واسطے اجارہ پر دیا تو جو اجرت ہوگی وہ دونوں میں مشترک ہوگی اور اسی طرح جس مزدوری سے ایک نے کچھ کمایا تو اجرت دونوں میں مشترک ہوگی سوائے اسکے کہ اگر ایک نے اپنے آپ کو کسی کی خدمت میں اجرت پر دیا تو اجرت خاصہ اسی کی ہوگی یہ تائید خانہ میں ہو اور اگر ایک متفاوض نے کوئی مزدور یا جانور اجرت پر لیا تو اجرت پر دینے والے کو اختیار ہوگا کہ اجرت کے واسطے دونوں میں سے جس سے چاہے مطالبہ کرے لیکن اگر متفاوض مذکور نے اپنی ذاتی ضرورت یا حج کے سفر کے واسطے اجارہ پر لیا ہو تو شریک جو کچھ ادا کر گیا اسکو حصہ سپرد دوسرے سے واپس لیگا یہ محیط شرعی میں ہو فصل چہارم جس سے متفاوض باطل ہوتی ہو اور جس سے نہیں باطل ہوتی ہو اسکے بیان میں۔ اگر ہر دو متفاوض بین سے ایک کو ایسا مال جس پر عقد شرکت متفاوضہ جائز ہو بہ سبب میراث یا ہبہ یا صدقہ یا وصیت وغیرہ کے حاصل ہوا اور اس کے قبضہ میں آگیا تو شرکت متفاوضہ باطل ہو کر شرکت عنان ہو جائیگی کذا سننے السراجہ اور اگر وہ عرض کا دار بن ہو یا دیون کا دار بن ہو تو شرکت متفاوضہ باطل نہ ہوگی جب تک کہ دیون پر قبضہ نہ پادے کذا فی محیط السرخسی قال المترجم اور عرض میں بقبضہ پانے سکے بھی باطل نہ ہوگی اور ہر ایہ میں ہو کہ عقار کا بھی یہی حکم ہو یعنی اسکے میراث پانے سے متفاوضہ باطل نہیں ہوتی جو خواہ قبضہ پادے یا نہ پادے اور اگر دونوں نے دونوں مالوں میں سے ایک سے کوئی چیز خریدی تو قبضہ سادہ نہ ہوگا متفاوضہ باطل ہوگی مگر استحساناً نہیں باطل ہوگی۔ اور اگر ہر دو شرکت دونوں کا مال مساوی ہو حتیٰ کہ متفاوضہ باطل ہوگی پھر قبل اسکے کہ دونوں کچھ خریدیں ایک مال میں زیادتی ہوگئی یا بین طور کہ جن دو نقدون پر عقد متفاوضہ قرار دیا ہو ایک کے نقد میں قبل خرید کے ازراہ قیمت یعنی نرخ بازار کے زیادتی ہوگئی تو متفاوضہ ٹوٹ جائیگی قال المترجم مثلاً اگر ہر دو ایک کے اور سود بیار دوسرے کے وقت عقد کے مساوی تھی پھر سود بیار سے بارہ سود دم ہو گئے بسبب زیادتی ہوا اشتراکی کے قبل اسکے کہ اس سے خرید واقع ہو دے تو متفاوضہ ٹوٹ جائیگی اور امام محمد رحمہ اللہ فرمایا کہ اسی طرح اگر ہر دو مال میں سے ایک سے کوئی چیز خریدی پھر دوسرے میں زیادتی ہوگئی تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی پھر خریدی ہوئی چیز ازراہ قیمت کے بڑھ گئی تو قبضہ سادہ متفاوضہ باطل ہو جائیگی مگر استحساناً باطل نہ ہوگی یہ مضمرات میں ہو۔ اور اگر ہر دو مال سے خرید واقع ہوئے کے بعد ایک میں زیادتی ہوگئی تو متفاوضہ اپنے حال پر رہیگی۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مال سے خرید واقع ہوئی اور دوسرے سے خرید

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

واقع ہوئی ہو اس میں بعد وقوع خرید کے زیادتی ہو گئی تو مفاوضت نہ ٹوٹے گی یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر ہر دو متفاوضین میں سے کسی ایک نے ایک اجنبی ثالث سے کہا کہ مجھے ایک درم ہبہ کر دے جسے ہبہ کر کے سپرد کر دیا تو مفاوضت باطل ہو جائیگی اگرچہ اسکا شریک غائب ہو دے پس اگر ہر دو متفاوضین میں سے ایک نے اپنے شریک مفاوض کے غائب ہونے کی صورت میں مفاوضت کا ٹوڑنا چاہا تو اسکا یہی حیلہ ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اپنا ذاتی مخصوص غلام اجارہ پر دیا یا فروخت کر دیا تو جب تک اجرت وصول نہ پاسے یا شریک قبضہ نہ پاسے تب تک مفاوضت باطل ہوگی یہ محیط میں ہے اور جب ہر دو متفاوضین میں سے ایک نے انکار کیا تو مفاوضت منسوخ ہو جائیگی اور واجب ہو کہ ہی حکم تمام شرکوں میں ہو دے یہ ظہیر میں ہے۔ اور جس سے شرکت عنان فاسد ہوتی ہو اس سے شرکت مفاوضہ بھی فاسد ہو جاتی ہو یہ برائے میں ہے فصل پنجم ہر دو متفاوضین میں سے ایک کے مال مفاوضہ میں تصرف کرنے کے بیان ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فہرہ یا کہ متفاوضین میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ کچلی یا زنی چیز بوجہ اس جنس کے جو اس کے قبضہ میں ہو خرید کرے پس اگر اس نے اس جنس کے عوض خریدی تو جائز ہو یعنی شرکت پر ہوگی۔ اور اگر ایسی جنس کے عوض خریدی جو اس کے قبضہ میں نہیں ہو مثلاً درہون یا دیناروں کے عوض خریدی حالانکہ مال شرکت میں سے اس کے پاس درم یا دینار میں ہیں تو خریدی ہوئی چیز غاصبہ اسی مشتری کی ہوگی اور شرکت پر اس کی خرید جائز نہ ہوگی۔ اور متفاوضین میں سے ہر ایک کو روایہ کہ دونوں کے شرکی تجارت کے غلام کو مکاتب کر دے اور نیز اختیار ہو کہ غلام کو تجارت کی یا اداسے کمائی کی اجازت دے یہ محیط میں ہے۔ اور تجارتی باندی کا بیاہ کر دے اور غلام کا نکاح نہیں کر سکتا ہو اور نہ غلام کو کسی قدر مال پر آزاد کر سکتا ہو یہ محیط سہمی میں ہے۔ اور اگر متفاوضین میں سے ایک نے اپنے دونوں کی تجارت کے ایک غلام کو تجارت کی ایک باندی سے بیاہ دیا تو قیاساً جائز ہو اور اعمنائاً نہیں جائز ہو اور یہی ہمارے علماء کا قول ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور متفاوضین میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ نقد و ادھار بطرح چاہے فروخت کرے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور متفاوضین میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ قلیل یا کثیر شریک کے عوض فروخت کرے الا اس قدر کمی سے نہیں فروخت کر سکتا ہو کہ لوگ اپنے اندازہ میں ایسا خسارہ فاش نہیں اٹھاتے ہیں یہ برائے میں ہے۔ اور اگر متفاوض نے شرکت مفاوضہ کی چیز ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر دی جس کی گواہی کے حق میں غیر مقبول ہوتی ہو تو بالا جماع یہ بیع شرکت مفاوضہ پر نافذ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے ادھار ناج خرید یا تو اسکا نہیں ان دونوں پر ہوگا بخلاف شرکت عنان کے کہ اگر اس کے ایک شریک نے ایسا کیا تو یہ حکم نہیں ہے۔ اور اگر متفاوضین میں سے ایک نے اناج کی بیع سلم قبول کی تو یہ دوسرے شریک پر بھی جائز ہوگی یہ متاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر ایک نے اناج لینے کی بیع سلم میں درم دے تو یہ دونوں پر جائز ہوگا۔ اور اس سلم اگر دونوں بن سے ایک نے عینہ کر لیا تو بھی دونوں پر روا ہوگا اور عینہ کی صورت یہ ہے کہ کوئی مال عین کی قیمت سے زیادہ دونوں پر ادھار بدین غرض خرید کر اسکو نقد اس کی قیمت کے برابر دے مومن کے فروخت کر کے سود مست نقد مال حاصل کرے یہ سوط میں ہے۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ مفاوضت کا مال بوجہ قرضہ مفاوضت کے یا اپنے ذاتی قرضہ میں دن اجازت اپنے شریک کے رہن کر دے اس واسطے کہ رہن چلے ادا سے قرضہ ہو اور ادا سے قرضہ مفاوضت کا یا اپنے ذاتی قرضہ مثل ہر وغیرہ ادا کر لے کا دونوں میں سے ہر ایک بدین اجازت اپنے شریک کے اختیار نہ کر سکتا ہو کذا فی محیط السہمی لہذا اس کے شریک کے رہن سے مال مرہون واپس کر لینا چاہا تو داپس نہیں کر سکتا ہو یہ محیط میں ہے۔ پھر اگر قرضہ مذکور دونوں

کی شرکت میں سے ہو تو رہن پر ضمانت نہ ہوگی اور اگر خاصہ رہن کا قرضہ ہو تو شریک اس کے نصف کو رہن سے واپس لے گا اور اگر مال مرہون کی قیمت بہ نسبت قرضہ کے زیادہ ہو تو مقدار زیادہ میں اپنے ضمانت ہوگی یہ سوط میں ہے اور اگر مال مرہون کے قرضہ مفاد منہ میں اپنی خاص ذاتی متاع کو رہن کیا تو تیسرے کرنے والا ہوگا بلکہ اپنے شریک سے نصف قرضہ واپس لے سکتا ہے اگرچہ مال مرہون مرتین کے پاس تلف ہو گیا ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قرضہ تنہا رہن کے عوض دو لون میں سے کسی نے رہن لیا تو جائز ہو کذا فی محیط السعری خواہ بیع کرے یا نہ والا یہی ہو جیسے رہن لیا ہو یا دوسرا ہو یہ سوط میں ہے۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ رہن دینے یا رہن لینے کا اقرار کرے یعنی اس کا اقرار صحیح اور دونوں پر نافذ ہوگا اور اگر ایسا اقرار اپنے شریک کے کرنے کے بعد یا شرکت مفاد منہ سے دونوں کے الگ ہو جانے کے بعد کیا تو اس کا اقرار شریک کے حق میں جائز نہ ہوگا یہ سراج و مانع میں ہے۔ اور ہر مفاد منہ کو روا ہو کہ کسی کے پاس ودیعت رکھے اور اختیار ہو کہ حوالہ قبول کرے یہ بدائع میں ہے اور یہ اختیار ہو کہ مال مفاد منہ سے ہر یک سے دعوت تیار کرے اور اس کی کوئی مقدار نہیں بیان کی گئی ہے کہ کس قدر تک ہر یہ دعوت میں صرف کر سکتا ہو اور صحیح یہ ہے کہ یہ عرفہ پر راجع ہوگا اور وہ اس قدر ہو کہ جسکو تاجر لوگ عرف میں اس قدر نہیں قرار دیتے ہیں یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور دوسروں کو روا ہے کہ مفاد منہ سے ہر یہ قبول کرے اور اس کا کھانا کھا دین اور اس سے مستثنیٰ ہیں اگرچہ ان کی دانست میں اس سے بغیر اجازت شریک کے ایسا کیا ہو اور جس نے کھایا یا جسکو اس نے صدقہ دیا ہو اس پر ان لازم نہ ہوگا اور یہ اشخاص ہو یہ محیط شخصی میں ہے۔ مگر واضح رہے کہ مفاد منہ کو ہر یہ دینے میں بھی کھانے کی چیزوں کا ہر مثل گوشت دروٹی و قواکم کا اختیار ہو اور سوسے و چاندی کے ہر یہ دینے کا اختیار نہیں ہو یہ محیط میں ہے اور اگر مفاد منہ نے کسی کو کپڑا دیا یا جانور جو کہ کیا یا سونا و چاندی و متاع و اناج مہ کیا تو اس کے شریک کے حصہ میں روا نہ ہوگا اور شریک کے حصہ میں جب ہی روا ہوگا کہ جب ہر یہ مثل قواکم و گوشت و دروٹی کے مانند چیزوں سے ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہے۔ اور ہر ایک مفاد منہ کو اختیار ہو کہ مال کے ساتھ بدون اجازت اپنے شریک کے سفر کرے اور یہی صحیح مذہب امام عظیم و امام محمد رحمہما کا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ پھر جس امام کے قول پر مسافرت مفاد منہ بطریق مذکور جائز ہو اگر اس کے شریک نے اسکو ان کی اجازت دیدی ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ منجملہ اس مال کے اپنے کرایہ و کھالے میں صرف کرے اسکو حسن بن زیاد نے امام عظیم رحمہما سے روایت کیا ہے پھر اگر اس نے نفع لیا تو یہ خرچہ اس نفع میں سے محسوب ہوگا ورنہ اس مال میں سے محسوب ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور مفاد منہ میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ مال کو مضاربت پر دے کذا فی البدائع اور یہ اصل کی روایت ہے اور یہی صحیح ہے نہ الفائق و ہدایہ میں ہے اور اسی طرح اسکو روا ہے کہ دوسرے سے مال کو مضاربت پر لے اور اس میں جو نفع ہوگا وہ خاصہ اس کا ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور نیز ہر ایک کو اختیار ہو کہ مال کو بضاعت پر دے یہ ظہیر میں ہے اور اگر کچھ مال بضاعت پر دیا پھر ہر دو متفاد منہ الگ ہو گئے پھر لینے والے نے بضاعت سے کوئی چیز خریدی پس اگر بضاعت لینے والے کو دونوں کا الگ ہو جانا معلوم ہو تو جو چیز اس نے خریدی ہو وہ خاصہ اس کی ہوگی جس نے بضاعت دی ہے اور اگر اسکو دونوں کے جدا ہونے کا حال نہیں معلوم ہو پس اگر ان اس بضاعت قبول کرے یا نہ اسے کو دیدیا ہو تو اسکی خرید اس حکم دینے والے اور اس کے شریک دونوں پر روا ہوگی اور اگر ان اسکو ملین دیا گیا ہو تو خاصہ حکم دینے والے کے واسطے خریدنے والا ہوگا یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر وہ شریک مر گیا جس نے بضاعت کے واسطے نہیں کہا ہے پھر بضاعت پر کام کر دینا قبول کرنے والے نے متاع خریدی تو وہ خاصہ زندہ شریک کو لازم ہوگی پھر اگر مستبضع لے لینے جس نے بضاعت پر کام کرنا قبول کیا ہو دینے والے سے مشن اور دیا ہو تو مفاد منہ میت کے وارثوں کو اختیار ہو جائے مستبضع

۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

سے شریک کی ضمانت لین اور چاہیں مضیع یعنی بضاعت کا حکم دینے والے سے تاوان لین پس اگر انھوں نے مستبضع سے تاوان لینا اختیار کیا تو وہ مستبضع سے واپس لے گا اور چاہیں بائع سے اپنا شریک بطریق ضمان وصول کر لین پس اگر انھوں نے بائع سے ضمان لیا تو وہ مستبضع سے رجوع کرے گا پھر مستبضع اپنے مضیع سے رجوع کرے گا۔ اور اگر متفاوضین میں سے ایک نے ہزار روپے ہوا سکے اور اسکے شریک عنان کے ہیں بضاعتی شریک عنان کے کسی کو بضاعت پر دے تاکہ مستبضع ان دونوں کے وسط کوئی متاع خریدے پھر ان تینوں میں سے ایک مرگیا پس اگر مضیع مرگیا پھر مستبضع نے متاع خریدی تو وہ متاع اس مشتری کی ہوگی اور وہ مال کا ضامن ہوگا۔ تیسرے سے نصف مال شریک عنان کا ہوگا اور نصف دوسرے سے متاع و منہ و دار نان مفاد ضامن ہوتے۔ درمیان مشترک ہوگا۔ اور اگر شریک عنان مرگیا پھر مستبضع نے کوئی متاع خریدی تو خریدی ہوئی چیز پوری انھیں دونوں متفاوضین کی ہوگی پھر شریک عنان میت کے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ چاہیں اپنے حصہ کے واسطے ان متفاوضین سے رجوع کر میں دونوں میں سے جس سے چاہیں اور چاہیں مستبضع سے رجوع کر میں پھر مستبضع ان دونوں میں سے جس سے چاہے گا لے لے گا اور اگر وہ مفاد ضامن مرگیا جسے بضاعت نہیں قرار دی ہو پھر مستبضع نے متاع خریدی تو انھیں سے نصف شریک عنان کی ہوگی اور نصف دوسرے مفاد ضامن زندہ کی جسے حکم کیا ہو اور مفاد ضامن زندہ مفاد ضامن میت کے وارثوں کو اسکے حصہ کی ضمان دیگا اور وارثوں کو اختیار ہوگا چاہیں مستبضع سے اپنے حصہ کی ضمان لین پھر مستبضع کو حکم دہندہ سے واپس لے گا یہ محیط خسری میں ہو۔ اور متفاوضین میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ قرض دے یہ ظاہر الروایہ ہے اور صحیح ہے کہ یہ ذخیرہ میں ہو۔ لیکن اگر اسکا شریک اسکو تہذیب اجازت قرض دینے کی دے دے تو دے سکتا ہو لیکن اگر اسقدر کہ اسکا اپنی رائے سے عمل کرنا نہیں قرض دینے کا اختیار حاصل نہ ہوگا یہ حدیث و مانع میں ہے اور اگر اسے بغیر اجازت شریک کے قرض دیا تو اسکے نصف کا ضامن ہوگا اور نہ مفاد ضامن بلکہ انوکھا محیط خسری میں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ جس قرض دینے میں لوگوں کو خطر نہیں ہو دوسرا قرض دینے کا اختیار ہونا چاہیے یہ محیط میں ہے۔ اور متفاوضین میں سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مال شرکت میں سے جس مال سے کسی دوسرے کے ساتھ شرکت عنان کرے کذا فی المبسوط خواہ عقد مفاد ضامن دونوں نے شرط کی ہو کہ ہر ایک اپنی رائے سے کام کرے یا ایسی شرط نہ کی ہو کذا فی الذخیرہ۔ پس اگر کسی سے شرکت عنان کر لی تو یہ شرکت اسپر اور اسکے شریک مفاد ضامن دونوں پر جائز ہوگی خواہ شریک کی اجازت سے اسے شرکت کی ہو یا بغیر اجازت کذا فی المبسوط اور اگر اس سے شرکت مفاد ضامن کر لی اپنے شریک کی اجازت سے تو دونوں پر جائز ہوگی جیسے دونوں کسی ثالث سے شرکت مفاد ضامن کر لیں تو وہاں اور اگر بدون اجازت شریک کے کی ہو تو مفاد ضامن ہوگی مگر شرکت عنان ہوگی اور جس سے شرکت کی ہو چاہے وہ اسکا باپ یا بیٹا ہو یا کوئی اجنبی ہو کچھ فرق نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے اور مؤلفی میں امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ اگر متفاوضین میں سے ایک نے کسی سے بدون کی تجارت میں شرکت عنان کر لی تو جائز ہے اور یہ شریک جو قریق خرید گیا انہیں سے نصف اس مشتری کے ہونگے اور باقی نصف ان دونوں متفاوضین کے درمیان نصف نصف ہونگے اور اگر متفاوضین میں سے جسے شرکت عنان نہیں کی ہو اسے کوئی غلام خرید تو انھیں سے بھی نصف اس کے شریک کے شریک کا ہوگا اور باقی نصف ان دونوں متفاوضین کے درمیان نصف نصف ہوگا یہ محیط میں ہے اور ہر مفاد ضامن کو اختیار ہے کہ مکمل مفاد ضامن کے اسکو مال شرکت سے الگ کرے کہ اسکو ہمارے شرکت کی چیزوں میں سے کسی میں خرچ کرے پھر اگر دوسرے شریک لے اسکو کالت سے خارج کیا تو خارج ہو جائیگا اگر خرید یا فروخت یا اجارہ کا مکمل ہو یہ ہر ایک میں ہے۔ اور اگر اسے اسکو اسے مکمل کیا کہ جو میں نے زندہ اور ہزار فروخت کیا ہے وہ دام تفاضا کر کے

مسئلہ فی حق فہم
نہضت خیرک

وصول کر لادے تو دوسرے شریک کے خارج کرنے سے خارج نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور مفاوض کو اختیار ہو کہ عاریت
دیدے اور یہ استعنان ہو حتیٰ کہ اگر مفاوض نے مال مفاوضت سے کوئی جانور سواری عاریت دیا اور مستعیر کے پاس تلف
ہو گیا تو استعناناً اپنے شریک کے واسطے ضامن ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر ایک مفاوض نے اپنے دونوں کی شرکت کا جانور
سواری مستعار دیا اور مستعیر سواری ہو کر روانہ ہوا پس جانور نہ کور تھک کر مر گیا پھر دونوں نے اس مقام میں اختلاف کیا جان
وہ سواری ہو کر گیا ہو پس دونوں میں سے جس کسی نے اس مقام تک کے لیے اس کے عاریت دینے کی تصدیق کی تو مستعیر
اس کے تاوان سے بری ہو جائیگا یہ قتاو سے قاضی خان میں ہے۔ اور جو امر کہ ہر دو شریک عین میں سے ہر ایک کر سکتا ہے
وہی ہر دو مفاوض میں سے ہر ایک کر سکتا ہے یہ محیط شخصی میں ہے فصل ششم متفاوضین میں سے ایک نے جو عقد
کیا اور جو اس کے عقد سے واجب ہوا ان میں دوسرے کے تصرف کے بیان میں۔ اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے
کی فروخت کی ہوئی بیع کے بیچ کا اقالہ کر دیا تو وہ اقالہ دوسرے پر بھی جائز ہوگا اور اسی طرح اگر ایک نے دوسری کی بیع
سلم قرار دی ہوئی کا اقالہ کر دیا تو یہ اقالہ دونوں پر جائز ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ہر دو متفاوضین میں سے ایک نے اپنی
مشترک تجارت کی باندہ کسی کے ہاتھ اور دھار فروخت کی تو قبل تمام شمن وصول پانے کے دونوں میں سے کسی کو جائز نہ ہوگا
کہ اس کو مشتری سے شمن سے کم داموں کو خریدے یہ قتاو سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی چیز
اور دھار فروخت کی پھر مر گیا تو دوسرے کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مشتری سے اس کے واسطے مخلصہ کرے پھر اگر مشتری نے اس کو
نصف شمن بدیا تو اس سے بری ہو جائیگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی چیز فروخت کی پھر شمن مشتری
کو مہر کر دیا یا مشتری کو بری کر دیا تو امام عظیم و امام محمد اس کے نزدیک جائز ہے اور اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا یہ قتاو سے
قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دوسرے نے مشتری کو شمن مہر کیا یا بری کر دیا تو اس کے حصہ میں جائز ہوگا اور اس کے شریک کے
حصہ میں جس نے بیع قرار دی تھی بالاجماع جائز نہ ہوگا کذا فی محیط۔ اور اگر متفاوضین میں سے ایک نے ایسے قرضہ میں جو
دونوں کے واسطے کسی پر واجب ہوا ہو تاخیر دیدی تو بالاجماع دونوں حصوں میں تاخیر جائز ہوگی کذا فی القیاس خواہ یہ
قرضہ اسی متفاوض کے فعل سے واجب ہو یا جس نے تاخیر دیدی ہو یا دوسرے کے فعل سے یا دونوں کے فعل سے یہ ذخیرہ
میں ہے۔ اور اگر دونوں متفاوضین پر مال میعاد ہی اور دھار ہو یعنی قرضہ ہو جس کے ادا کرنے کی مدت مقرر ہو پھر دونوں میں سے ایک
نے اس میعاد کو ساقط کر دیا یعنی مدت باطل کر دی تو باطل ہو جائیگی اور مال فی الحال دونوں پر واجب الادا ہو جائیگا
اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا تو میت پر بقدر اس کے حصہ کے قرضہ فی الحال واجب الادا ہو جائیگا اور دوسرے
کا اپنی میعاد پر رہیگا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص کا متفاوضین پر مال ہو پس اس نے ایک کو اس کے
حصہ سے بری کر دیا تو دونوں متفاوضین پورے مال سے بری ہو جائیں گے یہ محیط میں ہے۔ اور جس عقد کا متولی ایک
ہی ہو اور اس کے حقوق دونوں کی طرف راجع ہونگے حتیٰ کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی تو جیسے بائع سے بیع سپرد کرنے
کا مطالبہ ہوگا ویسے ہی دوسرے شریک سے بھی تسلیم بیع کا مطالبہ ہوگا اور اگر دوسرے شریک نے جو بائع نہیں ہوا وہی
مشتری سے شمن کا مطالبہ کیا تو مشتری پر اس کو شمن دینے کے واسطے اسی طرح جبر کیا جائیگا جیسے بائع کو دینے کے واسطے
جبر کیا جاتا ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی چیز خریدی تو جیسے مشتری سے شمن کا مطالبہ ہوگا
ویسے ہی اس کے شریک سے مطالبہ ہوگا یہ سراج و مانج میں ہے۔ اور دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ بیع پر بقدر اس کے حصہ

مشتري کو اختیار ہو۔ اور اگر مشتري نے اس بيع میں کوئی عيب پایا تو اس کے شريک کو واپس کر دینے کا اختیار ہو جیسے شري
کو اختیار ہو یہ بائع میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اپنی تجارت کی کوئی چیز خریدی اور دوسرے نے اس میں عيب
پایا تو دوسرے کو اس کے واپس کر دینے کا اختیار ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر خریدی ہوئی چیز کسی نے استحقاق ثابت کر کے لے لی تو دونوں
یعنی مشتري و دوسرے شريک دونوں کو اختیار ہو کہ بائع پر مشن کے واسطے رجوع کریں یہ صراح و باج میں ہو۔ اور جس نے
ان دونوں میں سے ایک سے انکی شرکتی تجارتی چیز کوئی خریدی اور اس میں عيب پایا تو اس کو اختیار ہوگا کہ بسبب عيب کے دونوں
میں سے جس کو چاہے واپس کر دے یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر اس نے عيب سے انکار کیا پس اگر بائع ہو تو اس سے قطعی قسم لے
سکتا ہو اور اگر دوسرے شريک ہو تو اس سے علم پر قسم لے سکتا ہو اور اگر دونوں میں سے کسی نے عيب کا اقرار کر لیا تو اس کا اقرار پھر
اور اس کے شريک پر دونوں پر نافذ ہوگا۔ اور اگر متفاد و ضین میں سے ہر ایک نے نصف نصف غلام اپنے شرکتی تجارت کا کسی
کے ہاتھ فروخت کیا پھر مشتري نے بيع میں عيب پایا تو مشتري کو اختیار ہو کہ ہر ایک سے قسم لے اس طرح کہ جس نصف کو
اس نے فروخت کیا ہو اسکی قطعی قسم اور جس کو اس کے شريک نے فروخت کیا ہو اسکی علمی قسم ایک ہی قسم میں جمع کر کے اس سے
قسم لے اور یہ امام محمد کا قول ہے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ہر ایک سے جو نصف اس نے فروخت کیا ہو اسکی قطعی قسم لے اور ہر ایک
کے دوسرے بانی نصف کی علمی قسم ساقط ہوگی یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر متفاد و ضین میں سے ایک نے کوئی متاع شرکت مفاد و ضین
میں سے کسی کے ہاتھ فروخت کی پھر دونوں شرکت سے جدا ہو گئے مگر مشتري کو معلوم ہوا کہ دونوں جدا ہوئے ہیں
تو مشتري کو روا ہوگا کہ مشن دونوں میں سے جس کو چاہے وید سے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مشتري کو دونوں کے الگ ہوجانے
کا حال معلوم تھا تو فقط اسی کو دیوے جس نے اس کے ساتھ بيع قرار دی ہو اور اگر اس کے شريک کو دیگا تو بيع کرنے والے کے
حصہ سے بری ہوگا اور اسی طرح اگر بيع میں عيب پایا تو اسی سے محاطہ کر سکتا ہو جیسے اس کے ہاتھ فروخت کی ہو یہ محیط خبری
میں ہو۔ اور اگر مشتري نے قبل دونوں کی جدائی کے بائع کے شريک کو بيع بسبب عيب کے واپس کر دی اور مشتري
کے واسطے مشن کا حکم یا بسبب واپسی متوزر ہونے کے نقصان عيب کے پاسنے کا حکم ہو گیا پھر دونوں الگ ہوئے تو مشتري
کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس کو چاہے ماخوذ کرے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر غلام خریدا اور قبل اسکے کہ متفاد و ضین الگ
ہوں مشتري نے سب مشن ادا کر دیا پھر غلام مذکور استحقاق ثابت کر کے لے لیا گیا تو مشتري کو روا ہوگا کہ مشن کے واسطے دونوں میں
سے جس کو چاہے ماخوذ کرے یہ ظہیر میں ہو۔ اگر دو متفاد و ضین جدا ہو گئے تو قرینہ ہوں کو اختیار ہو کہ اپنے تمام فرضہ کو واسطے
دونوں میں سے جس کو چاہیں ماخوذ کریں اور دونوں میں سے کوئی شريک دوسرے سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو جب تک
کہ اس نے نصف سے زائد ادا نہ کیا ہو پس اگر زائد ادا کیا تو اس زائد کو واپس لے سکتا ہو یہ جامع صغیر میں ہو۔ اور اگر دو متفاد و ضین
میں سے ایک نے کسی کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک باغی خواہ میں ہو یا غیر میں ہو اس وقت مشتري کسی کے عوض خریدے پھر
دوسرے شريک نے وکیل کو ممانعت کر دی تو ممانعت جائز ہوگی پھر اگر اسکے بعد وکیل نے یہ باغی خریدی تو اپنی ذات کے
واسطے خریدنے والا ہوگا اور اگر دوسرے نے اس کو منع نہ کیا یا نہ تک کہ وکیل نے خریدی تو دونوں کی واسطے خریدنے والا ہوگا اور
مشن کو دونوں میں سے جس سے چاہے واپس لے سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ مثالوں فصل متفاد و ضین کے اختلاف کرنے کے بیان میں
اگر زید نے عمرو پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے شرکت متفاد و ضین کی تھی اور عمرو نے انکار کیا اور مال اسی منکر کے پاس ہے
تو قسم کے ساتھ قول اسی عمر کا قبول ہوگا اور زید پر لازم ہوگا کہ گواہ پیش کرے یہ فسخ القید میں ہو۔ پھر اگر مدعی اپنے گواہ

جو اسکے دعویٰ پر گواہی دیتے ہیں تو اس میں چند صورتیں ہیں اول آنکھ گواہوں نے بیان کیا کہ یہ زید اس عمر کا مفادض ہو اور مال جو عمر کے پاس ہو ان دونوں کے درمیان ہو یعنی نصف نصف ہو۔ دوم آنکھ گواہی دی کہ یہ اس کا مفادض ہو اور مال جو اسکے پاس ہو وہ ان دونوں کی شرکت کا ہو اور ان دونوں صورتوں میں مدعی کے گواہ مقبول ہونگے اور حکم دیا جائیگا کہ مال دونوں کے درمیان نصف نصف ہو۔ سہم آنکھ گواہوں نے گواہی دی کہ یہ اس کا مفادض ہو اور مال اسکے قبضہ میں ہو اور اس صورت میں دونوں کے درمیان مال نصف نصف ہونے کا حکم دیا جائیگا خواہ گواہوں نے مجلس دعوے میں ایسی گواہی ادا کی ہو یا مجلس دعوے سے دونوں کے متفرق ہونے کے بعد ادا کی ہو۔ اور چہارم یہ کہ انھوں نے یہ گواہی دی کہ یہ اس کا مفادض ہو اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور اس صورت کی نسبت شمس الاممہ خسی نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ اسکے گواہ مقبول ہونگے اور مالی دونوں کے درمیان نصف نصف ہونے کا حکم دیا جائیگا اور امام محمد رحمہ نے بھی کتاب میں بعد ہر مسئلہ کے اسی طرف اشارہ کیا ہے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ ان لوگوں نے اگر مجلس دعوے میں ایسی گواہی دی تو گواہی مقبول ہوگی اور مال دونوں کے درمیان مساوی ہونے کا حکم دیا جائیگا جب تک گواہ یوں گواہی نہ دیں کہ یہ مال دونوں کے درمیان نصف نصف ہو یا گواہی دیں کہ یہ دونوں کی شرکت کا ہو یا منکر اس امر کا اقرار کرے کہ امر و مال میرے پاس ہو یا گواہ لوگ اس منکر کے ایسے اقرار کی گواہی دیں یہ محیط میں ہو پھر جب قاضی نے دونوں کے درمیان مال نصف نصف ہونے کا حکم دیا پھر جب تک اس مال پر اس نے اپنی مقبوضہ چیزوں میں سے کسی چیز کی نسبت دعوے کیا کہ یہ میری ذاتی مخصوص ملک یا جو میراث یا ہبہ یا صدقہ کے از جانب غیر مدعی ہو تو اس مسئلہ میں بھی چند صورتیں ہیں اول آنکھ اگر مدعی مفادض کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ اس کا مفادض ہو اور یہ مال دونوں کے درمیان نصف نصف ہو یا یوں گواہی دی تھی کہ یہ اس کا مفادض ہو اور یہ مال دونوں کی شرکت کا ہو تو ایسی دونوں صورتوں میں مدعی قابض کا دعویٰ مذکور مسوع نہ ہوگا اور گواہ قبول نہ ہونگے۔ دوم آنکھ اگر مدعی مفادض کے گواہوں نے یہ گواہی دی تھی کہ یہ اس کا مفادض ہو اور مال اس عاقلہ کے پاس ہو یا یوں گواہی دی کہ یہ اس کا مفادض ہو اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا تو ان دونوں صورتوں میں مدعی قابض کا دعویٰ مذکور مسوع ہوگا اور گواہ قبول ہونگے یہ امام محمد رحمہ کے نزدیک ہو اور امام ابو یوسف رحمہ خلاف کرتے ہیں اور اگر قابض مال نے مقبوضہ چیزوں میں سے کسی چیز کا از جانب مدعی مفادضت اپنی ملک میں اپنے کا ہبہ کیا تو سب صورتوں میں اس کا دعویٰ مسوع اور گواہ مقبول ہونگے یہ ظہیر یہ ہیں۔ اور اگر زید نے عمر پر دعویٰ کیا کہ یہ میراث شریک بشرکت مفادضت ہو اور عمر نے اس کا اقرار کر لیا اور عمر و ہا کے مقبوضہ مال کی نسبت شرکت کا حکم دیدیا گیا پھر مدعا علیہ نے اپنے مقبوضہ مال میں سے کسی چیز کی نسبت اپنی ذاتی مخصوص ملک یا جو میراث یا ہبہ ہونے کے دعوے کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے یہ محیط خسی میں ہو سار اگر مال دو شخصوں کے قبضہ میں ہو اور دونوں مفادضت کا اقرار کرتے ہوں پھر دونوں میں سے ایک نے اس مال سے کسی چیز کا اپنی مخصوص ملک کا بوجہ اپنے باپ کی میراث پانے کے دعوے کیا اور گواہ قائم کیے تو قبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دونوں مفادضین میں سے ایک مرگیا اور مال باقی کے قبضہ میں ہو پھر وارثان میت نے مفادضت کا دعوے کیا اور زندہ نے انکار کیا پھر انھوں نے گواہ قائم کیے جنھوں نے یہ گواہی دی کہ ان کا باپ اس مدعا علیہ کے ساتھ شریک مفادضت تھا تو مدعا علیہ کے مقبوضہ مال سے اسکے واسطے کچھ حکم نہ دیا جائیگا الا اس صورت میں کہ یہ لوگ گواہ پیش کریں جو یہ گواہی دیں کہ یہ مال مفادضت اسکے مورث میت کی زندگی میں اسکے پاس تھا یا یوں کہیں کہ یہ مال اس شرکت کا ہو جو دونوں کے درمیان تھی تو ایسی صورت میں اسکے واسطے نصف مال مذکور کا حکم دیا جائیگا یہ مسوطین ہو۔ اور

اگر مدعا علیہ مذکور پر ایسا حکم ہو جائے کہ بعد اسے گواہ پیش کیے کہ یہ اسکے باپ کی میراث سے اسکو ملا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں
 اول آنکہ اگر گواہان وارثان میت نے یہ گواہی دی تھی کہ یہ مال ان دونوں کی شرکت کا ہو تو گواہ مدعا علیہ مقبول ہونگے
 دوم اگر انھوں نے یہ گواہی دی تھی کہ یہ مال اس مدعا علیہ کے پاس وقت شرکت کے تھا تو امام ابو یوسف رحمہ کے
 نزدیک مثل اول کے اسکے گواہ مقبول ہونگے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک مقبول ہونگے یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر مال
 مذکور وارثوں کے قبضہ میں ہو اور انھوں نے شرکت سے انکار کیا پس مفاوض زندہ نے اپنے گواہ قائم کیے کہ مفاوضت تھی
 اور وارثوں نے گواہ دیے کہ انکا باپ مر اور یہ مال انکے واسطے سوا سے اس شرکت کے جو اسکے باپ و مدعی کے درمیان تھی
 اور چھوڑ گیا ہو تو وارثوں کے گواہ مقبول نہ ہونگے اور شمس اللامہ نے صحیح کی ہے کہ یہ بالاجماع سبب امون کا قول ہے اور وارثان
 میت نے کہا کہ ہمارا داد امر تھا اور یہ مال ہمارے باپ کے واسطے میراث چھوڑ گیا تھا اور ہر گواہ قائم کیے تو امام ابو یوسف رحمہ کے
 نزدیک مقبول ہونگے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک مقبول ہونگے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اگر متعدد بہاؤ دونوں میں سے ایک کے قبضہ
 میں ہوں پس سب سے مفاوضت سے انکار کیا تو اسکے انکار سے شرکت مفاوضت ٹوٹ گئی اور دونوں جدا ہو گئے پھر جب مفاوضت پر
 گواہ قائم ہونگے تو یہ انکار کرنے والا اس تمام مال کے نصف کا جو اسکے قبضہ میں ہو ضامن ہوگا اس واسطے کہ وہ اپنے بھائی کے انکار
 کرنے سے ضامن ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قابض مر گیا اور اسکے بعد اسکے وارث نے اس طرح انکار کیا تو وہ بھی اس صورت
 میں ضامن ہوگا۔ اور اگر دونوں متفاوضین مرے اور ہر ایک نے اپنا اپنا حصہ کر دیا ہو تو ہر ایک کے حصے کو اختیار ہوگا کہ جس
 خرید و فروخت کا انجام دینے والا خود اسکا حصہ ہو یا اسکے مطالبہ کو پورا کرے پھر جب اسے سب سے قبول کر لیا تو ہر ضامن
 نہیں ہے اور وارثوں پر بھی کچھ ضمان نہیں ہے مگر یہ اس وقت ہو کہ یہ سب مفاوضت کا اقرار کرتے ہوں جیسے خود مدعی کی صورت میں
 ہو کہ اگر اسے بذات خود سب وصول کیا اور وہ مفاوضت کا اقرار کرتا ہو تو اپنے شریک کے حصہ کی بابت میں ہوگا ضامن نہ ہوگا
 یہ مبسوط میں ہے۔ دو متفاوضین میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ دوسرا جو میرے ساتھ شریک ہو وہ ایک تنہائی کا شریک ہے اور مدعا علیہ
 دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے ساتھ ایک تنہائی کا شریک ہے یعنی ہر ایک اپنے واسطے دو تنہائی کا دعویٰ کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ دونوں مفاوضت
 کا اقرار کرتے ہیں تو تمام مال خواہ عقار ہو یا اور ہو سب حکم مفاوضت ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا سوا سے پٹنے کے کٹوں
 و اسباب خادہ داری و وزنیہ کھانے پینے کی چیزوں و ایسی باندی کے جس سے مدعی کیا کرتا ہے یہ چیزیں خاصۃً ایسی ہونگی جس کے
 قبضہ میں ہیں اور یہ استحسان ہے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ شرکت سے جدائی کے بعد قبل تقسیم مال کے اس طرح اختلاف دفع ہوا ہو اور
 اگر دونوں متفرق ہو گئے لیکن دونوں میں سے ایک مر گیا پھر زندہ اور وارثوں نے مقدار شرکت میں اختلاف کیا تو بھی اس
 صورت میں ایسا ہی حکم ہے جیسا دونوں کے الگ ہونے کے بعد مقدار شرکت میں اختلاف کرنے کی صورت میں مذکور ہے اور یہ فتاویٰ
 قاضیان میں ہے۔ اور اگر زید نے بکر پر دعویٰ کیا کہ میں اسکا شریک شرکت مفاوضت ہوں اور جو مال اسکے قبضہ میں ہے وہ
 تین تنہائی ہے اس طرح کہ اس میں سے دو تنہائی میرا ہے اور ایک تنہائی اسکا ہے اور مدعا علیہ سرے سے مفاوضت سے منکر ہے پھر
 مدعی نے ایسے گواہ قائم کیے جنھوں نے ایسی ہی گواہی دی جیسے ہم نے مدعی کا دعویٰ بیان کیا ہے تو قیاساً ایسی گواہی قبول
 نہ ہوگی اور استحساناً مفاوضت پر قبول ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مدعی نے مفاوضت کا دعویٰ کیا اور دعویٰ میں شرکت
 نصف نصف بیان کی اور جو گواہ پیش کیے انھوں نے تین تنہائی کی شرکت بیان کی تو ایسی گواہی نامقبول ہوگی۔ مدعی نے
 مفاوضت کا دعویٰ کیا اور پس پھر اسکے گواہوں نے تین تنہائی کی شرکت کی گواہی دی پھر مدعی نے کہا کہ شرکت دونوں ہی تھی

سہ
 گواہ ہوں
 اگر
 اصول
 سبب
 مفاوضت
 قیامت
 میں گیا
 مدعی
 ہوا کہ مال
 واجب
 ہو
 کچھ
 ہوں
 ہوا
 ضمان
 یہ بھی
 مر
 ع
 رہی
 ہوا
 سبب
 اور مال
 نصف
 ہوا

تو گواہی استخساناً قبول ہوگی یہ محیط خسری میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفادضین شرکت سے الگ ہو گئے پھر دونوں میں سے ایک نے گواہ قائم کیے کہ کل مال اسکے شریک کے قبضہ میں تھا اور فلان شہر کے قاضی نے اسکے شریک پر اسکا حکم دیا ہے اور ان گواہوں نے مال بیان کر دیا اور گواہی دی کہ قاضی مذکور نے اس مال کا دونوں کے درمیان نصفانصف ہونے کا حکم دیا ہے پھر دوسرے نے اسی کے مثل بعینہ اسی قاضی کے حکم کے یا دوسرے قاضی کے گواہ قائم کیے پس اگر ایک ہی قاضی کا دونوں نے حوالہ دیا اور ہر دو احکام قضائی تاریخ معلوم ہو گئی تو اخیر حکم کو لیا جائیگا اور اگر نہ معلوم ہوئی یا حکم قضا و قاضیوں کا ہو تو ہر ایک پر وہ حکم قضا لازم ہوگا جو اس پر نافذ کیا گیا ہو اس واسطے کہ ظاہر میں دونوں میں سے ہر ایک صحیح ہو پس ہر ایک مدعی دوسرے سے جو اس پر جو حساب کر کے محسوب کر دے اور جو کچھ بٹھے وہ باہم ایک دوسرے سے لے لے یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفادض مر گئے پھر جمع وارثوں نے جو کچھ دونوں نے چھوڑا تھا باہم تقسیم کر لیا پھر ان لوگوں نے مال کثیر یا پھر ہر دو فریق میں سے ایک نے کہا کہ یہ ہمارے حصہ تقسیم میں کا ہو تو دونوں گواہوں کے اسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور دوسرے فریق پر قسم عائد ہوگی پھر اگر انھوں نے قسم کھالی تو مال مذکور دونوں میں نصفانصف کیا جائیگا اور اگر مال مذکور انھیں مدعیوں کے قبضہ میں ہو پس اگر انھوں نے فریق ثانی سے بعد تقسیم کے براءت کے اقرار کے گواہ کر لیے ہوں تو اسکے دعویٰ کی تصدیق کی جائیگی اور اگر انھوں نے براءت کے گواہ نہ کر لیے ہوں تو فریق دیگر سے قسم کی جائیگی کہ دائرہ مال اس فریق کے حصہ تقسیم میں نہیں داخل ہوا ہے پس اگر انھوں نے یہ قسم کھالی تو یہ مال ان دونوں میں نصفانصف کیا جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مال مذکور ایک فریق کے قبضہ میں ہو پس انھوں نے کہا کہ یہ مال ہمارے باپ کا مفادضت ہے پہلے کا ہو اور فریق دیگر نے تکذیب کی تو مال مذکور دونوں فریق میں نصفانصف ہوگا اگر چہ مال شرکت سے بنا حق تمام وصول ہانے کے اقرار براءت کے گواہ کر لیے ہوں اور اگر انھوں نے شرکت وغیرہ سب سے براءت کا اقرار کیا اور انھوں نے اسکے گواہ کر لیے ہوں تو وہ خاصۃً انھیں کا ہوگا۔ اور اگر مال مذکور ہر دو فریق کے سوا کسی دوسرے کے قبضہ میں ہو تو وہ ان دونوں کے درمیان نصفانصف ہوگا الا ان کسی فریق کے واسطے گواہ قائم ہوں یہ محیط خسری میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے دس برس سے مفادضت کے اقرار کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے یہ گواہی قبول کر لی تو مفادضت دس برس سے اور اسکے پہلے سے ثابت ہوگی حتیٰ کہ جو کچھ اسکے قبضہ میں ہو دس برس سے یا پہلے سے سب کی نسبت دونوں میں نصفانصف ہونے کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر گواہوں نے دس برس کی ابتداء سے مفادضت شروع و قرار ہانے کی گواہی دی تو فقط دس برس سے مفادضت کا حکم دیا جائیگا اور اس سے پہلے سے مفادضت کا حکم نہ دیا جائیگا پس جس ل کی نسبت بعینہ معلوم ہو کہ یہ ان دونوں میں سے اسی کا قبل مفادضت کا ہو وہ اسی کے ساتھ مختص ہوگا اور جس مال کی نسبت دونوں احتمال ہوں کہ قبل کا ہو یا مفادضت کا ہو وہ مفادضت میں قرار دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر متفادضین میں سے ایک نے دو شخصوں کو حکم دیا کہ تم دونوں ہم دونوں کے واسطے ایک غلام خریدو اور جنس غلام واسکا شن بیان کر دیا پھر دونوں نے ایسا غلام خریدا اور حال یہ ہو کہ دونوں متفادض شرکت سے جدا ہو گئے ہیں پس حکم دہندہ نے کہا کہ بعد جدا ہونے کے انھوں نے خریدی ہے پس یہ خاصۃً میرا ہو اور دوسرے نے کہا کہ دونوں نے اسکو قبل ہمارے جدا ہونے کے خریدا ہے پس ہم دونوں میں مشترک ہو تو قسم سے حکم دہندہ کا قول قبول ہوگا اور گواہ دوسرے کے قبول ہونے یعنی اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ دوسرے کے قبول ہونے اور واضح رہے کہ اگر ہر دو وکیل نے گواہی دی تو قبول نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر

یہ گواہی استخساناً قبول ہوگی یہ محیط خسری میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفادضین شرکت سے الگ ہو گئے پھر دونوں میں سے ایک نے گواہ قائم کیے کہ کل مال اسکے شریک کے قبضہ میں تھا اور فلان شہر کے قاضی نے اسکے شریک پر اسکا حکم دیا ہے اور ان گواہوں نے مال بیان کر دیا اور گواہی دی کہ قاضی مذکور نے اس مال کا دونوں کے درمیان نصفانصف ہونے کا حکم دیا ہے پھر دوسرے نے اسی کے مثل بعینہ اسی قاضی کے حکم کے یا دوسرے قاضی کے گواہ قائم کیے پس اگر ایک ہی قاضی کا دونوں نے حوالہ دیا اور ہر دو احکام قضائی تاریخ معلوم ہو گئی تو اخیر حکم کو لیا جائیگا اور اگر نہ معلوم ہوئی یا حکم قضا و قاضیوں کا ہو تو ہر ایک پر وہ حکم قضا لازم ہوگا جو اس پر نافذ کیا گیا ہو اس واسطے کہ ظاہر میں دونوں میں سے ہر ایک صحیح ہو پس ہر ایک مدعی دوسرے سے جو اس پر جو حساب کر کے محسوب کر دے اور جو کچھ بٹھے وہ باہم ایک دوسرے سے لے لے یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر ہر دو متفادض مر گئے پھر جمع وارثوں نے جو کچھ دونوں نے چھوڑا تھا باہم تقسیم کر لیا پھر ان لوگوں نے مال کثیر یا پھر ہر دو فریق میں سے ایک نے کہا کہ یہ ہمارے حصہ تقسیم میں کا ہو تو دونوں گواہوں کے اسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور دوسرے فریق پر قسم عائد ہوگی پھر اگر انھوں نے قسم کھالی تو مال مذکور دونوں میں نصفانصف کیا جائیگا اور اگر مال مذکور انھیں مدعیوں کے قبضہ میں ہو پس اگر انھوں نے فریق ثانی سے بعد تقسیم کے براءت کے اقرار کے گواہ کر لیے ہوں تو اسکے دعویٰ کی تصدیق کی جائیگی اور اگر انھوں نے براءت کے گواہ نہ کر لیے ہوں تو فریق دیگر سے قسم کی جائیگی کہ دائرہ مال اس فریق کے حصہ تقسیم میں نہیں داخل ہوا ہے پس اگر انھوں نے یہ قسم کھالی تو یہ مال ان دونوں میں نصفانصف کیا جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مال مذکور ایک فریق کے قبضہ میں ہو پس انھوں نے کہا کہ یہ مال ہمارے باپ کا مفادضت ہے پہلے کا ہو اور فریق دیگر نے تکذیب کی تو مال مذکور دونوں فریق میں نصفانصف ہوگا اگر چہ مال شرکت سے بنا حق تمام وصول ہانے کے اقرار براءت کے گواہ کر لیے ہوں اور اگر انھوں نے شرکت وغیرہ سب سے براءت کا اقرار کیا اور انھوں نے اسکے گواہ کر لیے ہوں تو وہ خاصۃً انھیں کا ہوگا۔ اور اگر مال مذکور ہر دو فریق کے سوا کسی دوسرے کے قبضہ میں ہو تو وہ ان دونوں کے درمیان نصفانصف ہوگا الا ان کسی فریق کے واسطے گواہ قائم ہوں یہ محیط خسری میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے دس برس سے مفادضت کے اقرار کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے یہ گواہی قبول کر لی تو مفادضت دس برس سے اور اسکے پہلے سے ثابت ہوگی حتیٰ کہ جو کچھ اسکے قبضہ میں ہو دس برس سے یا پہلے سے سب کی نسبت دونوں میں نصفانصف ہونے کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر گواہوں نے دس برس کی ابتداء سے مفادضت شروع و قرار ہانے کی گواہی دی تو فقط دس برس سے مفادضت کا حکم دیا جائیگا اور اس سے پہلے سے مفادضت کا حکم نہ دیا جائیگا پس جس ل کی نسبت بعینہ معلوم ہو کہ یہ ان دونوں میں سے اسی کا قبل مفادضت کا ہو وہ اسی کے ساتھ مختص ہوگا اور جس مال کی نسبت دونوں احتمال ہوں کہ قبل کا ہو یا مفادضت کا ہو وہ مفادضت میں قرار دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر متفادضین میں سے ایک نے دو شخصوں کو حکم دیا کہ تم دونوں ہم دونوں کے واسطے ایک غلام خریدو اور جنس غلام واسکا شن بیان کر دیا پھر دونوں نے ایسا غلام خریدا اور حال یہ ہو کہ دونوں متفادض شرکت سے جدا ہو گئے ہیں پس حکم دہندہ نے کہا کہ بعد جدا ہونے کے انھوں نے خریدی ہے پس یہ خاصۃً میرا ہو اور دوسرے نے کہا کہ دونوں نے اسکو قبل ہمارے جدا ہونے کے خریدا ہے پس ہم دونوں میں مشترک ہو تو قسم سے حکم دہندہ کا قول قبول ہوگا اور گواہ دوسرے کے قبول ہونے یعنی اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ دوسرے کے قبول ہونے اور واضح رہے کہ اگر ہر دو وکیل نے گواہی دی تو قبول نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر

شریک نے جو جدا ہو گئے ہیں کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ وکیلوں نے اسکو کب خرید لیا تو وہ حکم دہندہ کے واسطے غصہ میں ہوگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر حکم دہندہ نے کہا کہ دونوں نے اسکو قبل جدا ہونے کے خرید لیا تو اور دوسرے نے کہا کہ ہمارے جدا ہونے کے بعد خرید لیا تو قول دوسرے کا اور گواہ حکم دہندہ کے قبول ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر متقاضین میں سے ایک نے اپنی شرکت کا غلام آزاد کر دیا تو جیسے غیر مفاوض کا قول انہیں ویسے مفاوض کا قول ہوگا۔ اور اگر متقاضین جدا ہو گئے پھر ایک نے کہا کہ میں نے اس غلام کو حالت شرکت میں رکا تب کیا تھا تو اسکی تصدیق نہ کی جائیگی لیکن اسکا اقرار اسکے ذاتی حصہ کی نسبت صحیح ہو اور اسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ اسی وقت اس کتابت کو رد کر دے لیکن اس سے پہلے اسکے علم پر قسم لیا جائیگی اور یہ اختیار اسکو اسوجہ سے ہو کہ اسکی ذات سے ضرر نہ ہو اور اسی طرح اگر ایک نے اقرار کیا کہ میں نے اس غلام کو حالت شرکت میں آزاد کر دیا ہے یعنی اس صورت میں بھی اسکا اقرار فقط اپنے ذاتی حصہ کی نسبت صحیح ہوگا اور اس صورت میں دوسرے سے قسم لینے میں مشغول نہ ہونا چاہیئے بکلاف صورت کتابت کے یہ مبسوط میں ہو اور اگر متقاضین جدا ہو گئے اور ہر ایک نے دوسرے سے ہر شرکت سے برات کے گواہ کر دیے پھر ایک نے کہا کہ میں نے اس غلام کو حالت شرکت میں آزاد کیا تھا پس نصف قیمت جو مجھے آتی وہ میں نے تجھ سے برات کر لی پس دوسرے نے اسکے قول اعتاق میں تصدیق کی لیکن یہ کہا کہ میں نے اسی وقت غلام سے تادان لینا اختیار کیا تھا تو قول اسی کا مقبول ہوگا جس نے آزاد نہیں کیا ہو مگر اس سے قسم لیا جائیگی اور اسکو اختیار ہوگا کہ غلام سے نصف قیمت تادان لے مگر شریک سے نہیں لے سکتا ہو اور یہ راجح و عظمیٰ کا قول ہو اور اگر شریک دیگر سے کہا کہ میں نے تجھ سے تادان لینا اختیار کیا تھا تو آزاد کنندہ اس ضمان سے بسبب برات واقع ہونے کے بری ہو گیا اور غلام پر بھی کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ میں نے کچھ اختیار نہیں کیا تھا تو اسکو اختیار ہوگا کہ غلام سے ضمان لے مگر شریک سے نہیں لے سکتا ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر شریک آزاد کرنے والے گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے اسوقت اس مقرر سے تادان لینا اختیار کیا تھا تو گواہوں سے ثابت ثبوت ثبوت سے ثابت قرار دیا جائیگا پس مقرر کو تادان سے بری ہوگا اور غلام پر بھی کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر شریک نے کہا کہ اس نے جدا ہونے کے بعد ہی آزاد کیا ہو حالت شرکت میں نہیں آزاد کیا ہو تو اس میں بھی قول انہی کا قبول ہو پھر اگر آزاد کنندہ نے گواہ قائم کیے کہ اس نے حالت شرکت میں آزاد کیا تھا اور اس شریک نے آزاد کنندہ سے نصف قیمت تادان لینا اختیار کی تھی اور شریک نے گواہ دیے کہ اس نے بعد جدا ہونے کے آزاد کیا اور شریک نے غلام سے ضمانت لے لی تو اس سے ضمانت کرانی اختیار کی تھی تو گواہ آزاد کنندہ کے مقبول ہونگے اور آزاد کنندہ اور غلام دونوں نصف قیمت غلام سے بری ہونگے یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر ان دونوں متقاضیوں میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے اس غلام کو حالت شرکت میں ہزار درم پر مکاتب کر دیا تھا اور یہ مال کتابت اس سے وصول پایا اور غلام مر گیا پس یہ برات میں داخل ہو گیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ لوٹا ہو پھر جدا ہونے کے مکاتب کیا ہو تو قول اسی کا قبول ہوگا جسے مکاتب نہیں کیا تھا اور اگر غلام مذکور مر گیا اور مال چھوڑ گیا پس اس نے کہا کہ میں نے اسکو بعد جدا ہونے کے مکاتب کیا ہو اور میں ہی اسکا وارث ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے حالت مفاوضت میں مکاتب کیا پس ہم دونوں اسکے وارث ہیں اور حال یہ ہو کہ مکاتب مذکور نے کچھ ادائیں کیا تھا تو بھی قول اسکا قبول ہوگا جس نے مکاتب نہیں کیا ہو یہ محیط سرخی میں ہو اور اگر مفاوضین میں سے ایک نے مال مفاوضت میں سے کچھ مال کسی سے پاس و دامت رکھا پھر مستودع نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھے یا تیرے ساتھی کو پس دیا ہو تو قسم سے اسی کا

قول قبول ہو گا یہ موقوفہ میں ہے پھر اگر اس شخص نے پھر ایسا دعویٰ کیا تو اس امر سے انکار کیا تو وہ و وصیت کے امانت دار کے
 کہنے سے ایک دوسرے کے شریک کے واسطے اسکے حصہ کا ضامن نہ ہو گا و لیکن اس سے قسم لیا جائیگی کہ وہ اس میں نہ وصول
 نہیں پایا ہو چھ مین ہو۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مر گیا پھر مستودع نے وصیت کو رد کیا تو اس کا حصہ بھی حکم و حکم پر مال
 وارثان میں سے اسکے علم پر قسم لیا جائیگی کہ وہ اس میں حصہ نہیں لیا۔ پھر اگر اس شخص نے مال کو وصیت و وصول پایا ہے۔
 اور اگر مستودع نے وصیت وارثان میں سے کسی کو دینے کا دعویٰ کیا اور انہوں نے قسم کھائی کہ ہم نے نہیں وصول پایا تو مستودع کو
 حصہ شریک زندہ کا ضامن ہو گا جو شریک زندہ وارثان میں سے درمیان معاوضہ شریک ہو گا یہ سب شریک میں ہو اور اگر
 مستودع نے کہا کہ جو مال مجھے آئے وہ وصیت دیا تھا وہ میں نے اس شریک کے حصہ کے بعد حصہ نہیں دیا تھا
 واپس کر دیا ہو اور اس پر قسم کھائی تو وہ ضمان سے بری ہو گیا و لیکن زندہ شریک کے ذمہ مال نہ کو لازم ہونے کے واسطے اس کی
 تصدیق نہ کی جائیگی اگر شریک زندہ قسم کھا لیتا ہے کہ میں نے اس مال کو وصول نہیں پایا ہو یہ موقوفہ میں ہے اور اگر موقوفہ مر گیا پھر
 جس کے پاس وصیت تھی اس نے کہا کہ میں نے اس میں سے نصف مال شریک زندہ کو اور نصف مال وارثان میں سے کو واپس دیا اور
 اس پر قسم کھائی تو وہ ضمان سے بری ہو گیا پس اگر مرد و فریق میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے نصف وصول پایا ہو تو
 دوسرا فریق اس میں شریک ہو گا یہ سب شریک میں ہو اور اگر دونوں شریک زندہ ہوں پس مستودع نے کہا کہ میں نے مال
 و نصف دونوں کو واپس دیا ہو پس ایک نے اسکا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مستودع بری ہو گا اور اس پر قسم بھی جائز
 ہو گی اور اگر دونوں شریک جدا ہو گئے ہوں پھر مستودع نے کہا کہ میں نے اسکو واپس دیا جس نے میرے پاس وصیت رکھا
 تھا تو وہ بری ہو اور اگر کہا کہ میں نے دوسرے کو واپس دیا ہو تو اس کا حصہ تکیب کی تو وہ نصف اس مال کا جو وصیت پایا ہو۔
 ضامن ہو گا پھر جو کچھ مستودع نے وصول پایا ہو وہ دونوں میں نصف نصف ہو گا اور اگر شریک نہ کو رہے مستودع کی تصدیق
 کی تو مستودع کو اختیار ہے چاہے اپنے شریک سے ضمان لے اور چاہے مستودع سے ضمان لے یہ موقوفہ میں ہے فصل ششم
 متفاوضین پر ضمان واجب ہونے کے بیان میں۔ اگر متفاوضین میں سے ایک نے کوئی جانور سوار کی کسی مقام معلوم
 تک جانے کے واسطے مستعار لیا پھر اسکا شریک اس پر سوار ہو گیا اور جانور نہ کوڑا کر کے مر گیا تو دونوں اسکے ضامن ہوں گے
 یہ موقوفہ میں ہے اور اگر ایک نے کوئی جانور اپنا مخصوص طعام لانے کے واسطے مستعار لیا پھر اس پر شریک نے اپنا اسیر طعام
 لیا اس سے ہلکا جو چھلا دیا تو وہ ضامن نہ ہو گا یہ سب شریک میں ہے پھر واضح ہو کہ سوار ہونے کے مسئلہ مذکورہ بالا میں حسب
 دونوں پر ضمان واجب ہوئی اور سوار ہونے والے نے مال شرکت میں سے ضمان ادا کی اپنی یا اسکا شریک اسکا نصف
 اس سے واپس لے سکتا ہے یا نہیں تو اس میں دو صورتیں ہیں اول اگر وہ دونوں کے کام کے واسطے سوار ہو گیا تھا اور اس
 صورت میں وہ واپس نہیں لے سکتا ہو دوم اگر وہ سوار ہونے والا صرف اپنے ذاتی کام کے واسطے سوار ہو گیا تھا تو جو شریک سوار
 ہوا تھا وہ اس سے نصف مال ضمان واپس لے سکتا ہے اور جانور کے مالک کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جسے چاہے مال ضمان
 وصول کر لے یہ موقوفہ میں ہے اور اسی طرح اگر متفاوضین میں سے ایک نے کوئی جانور زرعی ٹیون کی گھڑی بار کرنے کے واسطے مستعار
 لیا پھر اسکے شریک نے اتنے بوجھ کی دوسری گھڑی اس پر لادی اور مستعار لینے والے نے کچھ نہیں ادا کیا تو وہ ضامن ہو گا
 اور اگر شریک نے اس پر دو تین و چادرین وغیرہ اور جنس کے کپڑے لادے تو وہ ضامن ہو گا کیونکہ جنس مختلف ہو گئی اور
 اس وجہ سے جانور کے حق میں ضرر متفاوت ہو گیا ہو پس اس صورت میں اگر مستعار لینے والا اس طرح مختلف الجنس و

۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

واقع ہونے کے ایک کا مال تلف ہوا پھر دوسرے نے اپنے مال سے خرید کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونوں نے عقد شرکت میں وکالت کی تصریح کر دی ہو تو خریدی چیز دونوں میں حکم و کالت مفردہ مشترک ہوگی اور خریدیو والا دوسرے سے اسکا حصہ نہیں لے لے گا اور اگر فقط عقد شرکت ہی بیان کیا ہو اور عقد شرکت میں وکالت کی تصریح نہ کی ہو تو خریدی چیز فقط مشتری کی ہوگی یہ نہیں میں ہے۔ نوادر میں مذکور ہے کہ خریدنے عمر کو ہزار درم اس شرط پر دے کہ اُن سے کار تجارت کرے بد میں شرط کہ نفع کام کرنے والے کا اور گھٹی بھی اُسی پر ہوگی پھر بد میں قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہو گئے تو عمر و اسکا ضامن ہوگا اور اگر خریدنے اُس سے کہا کہ ان سے کام کر بد میں شرط کہ نفع ہم دونوں میں اور گھٹی ہم دونوں پر ہوگی پھر قبل اسکے کہ وہ ان درمیں سے کام کرے بد میں تلف ہو گئے تو امام محمد رحمہ کے نزدیک عمر و نصف مال مذکور کا ضامن ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر ضمان نہ ہوگی۔ اور اگر عمر و نے اُس سے کچھ خرید لیا مگر ہزار دانہ کیا تھا کہ یہ مال تلف ہو گیا تو خرید پر نصف مال کی ضمان اور عمر و پر نصف مال دیگر کی ضمان ہوگی یہ محض میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کا راس المال درم اور دوسرے کا راس المال دینار ہوں اور ان دیناروں کی قیمت ان درمیں کے برابر ہو پھر درمیں سے اس نے درمیں کے عوض ایک غلام خریدا اور دیناروں کے لئے دیناروں کے عوض کوئی باندی خریدی اور ہر دو مال ادا کر دیئے گئے اور یہ خرید و وصفیوں میں واقع ہوئی پھر غلام و باندی ان دونوں کے قبضہ میں تھے تو دونوں میں سے ہر ایک اپنے شریک دیگر سے اپنا نصف راس المال واپس لے گا۔ اور اگر دونوں نے دونوں بیچ کر ایک ہی صفیہ میں خریدا اور باقی مسئلہ سما کہ ہر دو دونوں میں سے کوئی اپنے شریک دیگر سے کچھ واپس نہیں لے سکتا سب سے یہ ہے کہ ہر دو دونوں نے درمیں کے عوض ایک متاع خریدی پھر اسکے بعد دیناروں سے ایک متاع خریدی پھر دونوں نے ایک میں نفع کما یا اور دوسرے میں گھٹی کھائی تو خریدی چیز میں خرید کر لینے کے بعد ہر دو دونوں میں سے ہر ایک کی لاک بھی اس پر قدر اسکا نفع یا گھٹی ہر ایک کے حق میں ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ محیط شخصی و مبیوط میں ہے۔ اور اگر دونوں نے عوض یا کیلی چیز سے شرکت کی پھر اُس سے کوئی چیز خریدی تو خریدی چیز میں سے ہر ایک کے واسطے بقدر قیمت اسکی متاع کے ہوگی پھر اگر دونوں نے خریدی چیز کو فروخت کر کے ٹمن باہم تقسیم کر لیا یا واپس اگر شرکت ایسی چیز سے واقع ہوئی جو مشلی نہیں ہو تو اسکی وہ قیمت معتبر ہوگی جو خرید کے روز بھی اور اگر اسکے واسطے مشلی ہو یعنی کیلی یا ذریعہ یا بعدی متقارب ہو تو اس میں مذکور ہے کہ اسکی وہ قیمت معتبر ہوگی جو تقسیم کا قصد کر لینے کے روز اسکی قیمت ہو اور اگر مال مذکور ہے کہ خرید کے روز کی قیمت معتبر ہوگی اور قدری نہ فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ ظاہر ہے کہ ہر دو دونوں شریک عمان میں سے ہر ایک کو اختیار ہو جائے نقد بچے یا ادھار بچے اور اسی طرح امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکو اختیار ہے کہ چاہے ایسی چیز کے عوض فروخت کرے جو یقین کیا ہو اور خیس کے عوض فروخت کرے یہ سراج و باج میں ہے۔ اور ہر شریک عمان کو اختیار ہے کہ اترا لے کر اسے یا اترا لے قبول کرے اور چاہے اجارہ پر دے یہ تہذیب میں ہے اور یہ نہیں اختیار ہے کہ دوسرے اجنبی سے شرکت کرے بشرطیکہ عمان میں صریح یہ شرط نہیں کر لی تھی کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی راہ سے عمل کرے اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کسی سے شرکت عمان کر لی تو جو شریک سوم نے خریدا اُس میں سے نصف مشتری کا ہوگا اور باقی نصف ہر دو شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا اور جو اسکے اس شریک نے خریدا جس نے تیسرے سے شرکت عمان نہیں کی تھی وہ فقط اسکے اور اسکے شریک کے درمیان مشترک مساوی ہوگا اور شریک ثالث کو اس میں سے

لے
بہت
ایک
ساتھ
نہ ہوا
بدلایا
لے
بہت
قسم
نہ ہوا
ہر ایک
اپنے
مال
شرکت
کی
قیمت
سے
دار
سے
کرا
جو
بدلایا
پس
قیمت
اسکی
شرکت
کی
قیمت
سے

وہ مال جس سے مالک نے مالک کو اختیار کیا ہے وہ مال مالک کے لئے ہے اور اگر مالک نے مالک کو اختیار کیا ہے تو مالک کے لئے ہے اور اگر مالک نے مالک کو اختیار کیا ہے تو مالک کے لئے ہے

قول قبول ہو گا یہ مبسوط میں ہے پھر اگر اس شخص نے جسیر ایسا دعویٰ کیا ہو اس امر سے انکار کیا تو وہ ودیعت کے امانت دار کے کہنے سے ایک دوسرے شریک کے واسطے اسکے حصہ کا ضامن نہ ہو گا لیکن اس سے قسم لیا گیا ہو کہ وہ اپنے حصہ کے وصول نہیں پایا ہو یہ بھی مین ہے۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مر گیا پھر مستودع نے میت کو دے دیا تو یہ بھی حکم ہو گا یہاں وارثان میت سے اسکے علم پر قسم لیا گیا ہو کہ وہ اپنے حصہ میں جانے نہیں دے گا تو یہ بھی درست ہے۔

اور اگر مستودع نے وارثان میت کو دینے کا دعویٰ کیا اور انھوں نے قسم کھالی کہ ہم نے نہیں وصول پایا تو مستودع مذکور حصہ شریک زندہ کا ضامن ہو گا جو شریک زندہ وارثان میت کے درمیان مساوی شریک ہو گا یہ شرط شریعی میں ہے اور اگر مستودع نے کہا کہ جو مال مجھے اُس نے ودیعت دیا تھا وہ میں نے ان شریکوں کے حصے کے لئے بخر دیا ہے تو یہ بھی درست ہے۔

واپس کر دیا ہو اور اس پر قسم کھالی تو وہ ضمان سے بری ہو گیا لیکن زندہ شریک کے ذمہ مال مذکور لازم ہونے کے واسطے اس کی تصدیق نہ کیا گیا ہو اگر شریک زندہ قسم کھا لیا ہو کہ میں نے اس مال کو وصول نہیں پایا تو یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مستودع مر گیا پھر اسکے پاس ودیعت تھی اس نے کہا کہ میں نے اس میں سے نصف مال شریک زندہ کو اور نصف مال وارثان میت کو واپس دیا اور اس پر قسم کھالی تو وہ ضمان سے بری ہو گیا پس اگر ہر دو فریق میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے نصف وصول پایا ہو تو دوسرا فریق اس میں شریک ہو گا یہ بھی شرط شریعی میں ہے اور اگر دونوں شریک زندہ ہوں پس مستودع نے کہا کہ میں نے مال وصول نہ کیا تو وہ دونوں کو واپس دیا ہو پس ایک نے اس کا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مستودع بری ہو گا اور اگر ہر قسم بھی غلط ہوگی اور اگر دونوں شریک جدا ہو گئے ہوں پھر مستودع نے کہا کہ میں نے اس کو واپس دیا جس نے میرے پاس ودیعت رکھا تھا تو وہ بری ہو گا اگر کہا کہ میں نے دوسرے کو واپس دیا ہو اور اس نے تکذیب کی تو وہ نصف اس مال کا جو ودیعت دیا ہو۔

ضامن ہو گا پھر جو کچھ مستودع نے وصول پایا ہو وہ دونوں میں نصف نصف ہو گا اور اگر شریک مذکور سے مستودع کی تصدیق کی تو مستودع کو اختیار ہے اپنے شریک سے ضمان لے اور چاہے مستودع سے ضمان لے یہ مبسوط میں ہے۔

مستفاوضین پر ضمان واجب ہونے کے بیان میں۔ اگر مستفاوضین میں سے ایک نے کوئی جانور سوار کی کسی مقام معلوم تک جانے کے واسطے مستعار لیا پھر اس کا شریک اس پر سوار ہو گیا اور جانور مذکور تک کر دیا تو وہ دونوں کے ضامن ہوں یہ بھی شرط میں ہے۔ اور اگر ایک نے کوئی جانور اپنا مخصوص طعام لانے کے واسطے مستعار لیا پھر اس کے شریک نے اپنا اس قدر طعام لیا اس سے ہلکا بوجھ لادنا تو وہ ضمان نہ ہو گا یہ بھی شرط میں ہے۔ پھر واضح ہو کہ سوار ہونے کے مسئلہ مذکور بال میں جب مستودع دونوں پر ضمان واجب ہوئی اور سوار ہونے والے نے مال شرکت میں سے ضمان ادا کیا تو اس کا شریک اس کا نصف اس سے واپس لے سکتا ہے یا نہیں تو اس میں دو صورتیں ہیں۔

اولیٰ اگر وہ دونوں کے کام کے واسطے سوار ہو گیا تھا اور اس صورت میں وہ واپس نہیں لے سکتا ہو دوسرا اگر وہ اپنے ذاتی کام کے واسطے سوار ہو گیا تھا تو وہ شریک سوار ہو اتھا وہ اس سے نصف مال ضمان واپس لے سکتا ہے اور جانور کے مالک کو اختیار ہے کہ وہ دونوں میں سے جسے چاہے مال ضمان وصول کر لے یہ بھی شرط میں ہے۔ اور اس پر اگر مستفاوضین سے ایک نے کوئی جانور زرعی کی کھیتی باری کرنے کے واسطے مستعار لیا پھر اس کے شریک نے اتنے بوجھ کی دوسری کھیتی اس پر لادی اور مستعار لینے والے نے کچھ نہیں لادنا تو بھی وہ ضامن نہ ہو گا اور اگر شریک نے اس پر پونین و چادرین وغیرہ اور جس کے کپڑے لادے تو وہ ضمان ہو گا کیونکہ جنس مختلف ہو گئی اور اس وجہ سے جانور کے حق میں ضرر متفاوت ہو گیا ہو پس اس صورت میں اگر مستعار لینے والا اس طرح مستعار لیا ہو

واقع ہونے کے ایک سال تک ہوا پھر دوسرے سال اپنے مال سے خرید کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونوں نے عقد شریک ہو کر
وکالت کی تصریح کر دی ہو تو خریدی چیز دونوں میں حکم و کالت مفردہ مشترک ہوگی اور خریدی چیز دونوں میں سے کسی ایک کا حصہ نہ ہوگی
لیگا اور اگر عقد شریک ہی بیان کیا ہو اور عقد شریک میں وکالت کی تصریح نہ کی ہو تو خریدی چیز فقط مشتری کی ہوگی
یہ بین میں ہر نوادر میں مذکور ہے کہ خریدنے سے مخدوم کو ہزار درم اس شرط پر دے کہ ان سے کانتیجارت کرے۔ بین شرط
کہ نفع کام کرنے والے کا اور گنتی بھی اسی پر ہوگی پھر ہر درم قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہو گئے تو مخدوم اس کا ضامن ہوگا
اور اگر نہ خریدنے اس سے کہا کہ ان سے کام کرے بین شرط کہ نفع ہم دونوں میں اور گنتی ہم دونوں پر ہوگی پھر قبل اس کے کہ وہ
ان درم میں سے کام کرے یہ درم تلف ہو گئے تو امام مخدوم کے نزدیک عمر و نصف مال مذکور کا ضامن ہوگا اور امام ابو یوسف
کے نزدیک اس پر ضمان نہ ہوگی۔ اور اگر مخدوم نے اس سے کہہ کر خرید کر منوراد نہ کیا تھا کہ یہ مال تلف ہو گیا تو زید پر نصف
مال کی ضمانت اور مخدوم پر نصف مال دیگر کی ضمانت ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کا راس المال درم اور
دوسرے کا راس المال دینار ہوں اور ان دیناروں کی قیمت ان درم میں سے ہر ایک پھر درم میں سے دے دے تو
کے عوض ایک غلام خریدا اور دیناروں والے نے دیناروں کے عوض کوئی باندی خریدی اور ہر دو مال ادا کر دیں گے
اور یہ خرید و بیعت دونوں میں واقع ہوئی پھر غلام و باندی ان دونوں کے قبضہ میں تلف ہو گئے تو دونوں میں سے ہر ایک
اپنے شریک دیکھ کر اپنے قبضہ میں مال واپس لے لے گا۔ اور اگر دونوں نے دونوں میں سے ایک ہی صفحہ میں خریدا اور باقی
مسئلہ سچا کہ ہر دو دونوں میں سے کوئی اپنے شریک دیکھ کر اپنے قبضہ میں لے لے گا۔ اور اگر دونوں میں سے
درم میں سے ایک شائع خریدی پھر اس کے بعد دیناروں سے ایک متاع خریدی پھر دونوں نے ایک میں نفع کمایا اور
دوسرے میں گنتی کھائی تو خریدی چیز میں خرید کرنے کے بعد زید قبضہ میں دونوں میں سے ہر ایک کی ملک تھی اس پر ہر ایک
نفع یا گنتی ہر ایک کے حق میں ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ محیط مسخری و بسوط میں ہے۔ اور اگر دونوں نے عوض یا کیلی چیز سے
شرکت کی پھر اس سے کوئی چیز خریدی تو خریدی چیز میں سے ہر ایک کے واسطے بقدر قیمت اس کی متاع کے ہوگی پھر اگر دونوں
نے خریدی چیز کو فروخت کر کے ثمن باہم تقسیم کر لیا جائے اگر شرکت ایسی چیز سے واقع ہوئی جو مثلی نہیں ہو
تو اس کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو خرید کرنے کے روز تھی اور اگر اس کے واسطے مثل ہو یعنی کیلی یا ذری یا بعدی متقارب ہو تو
اس میں مذکور ہے کہ اس کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو تقسیم کا وقت دیکھنے کے روز اس کی قیمت ہو اور اگر مال میں مذکور ہے کہ خرید کے روز کی
قیمت معتبر ہوگی اور قدوری سے فرمایا کہ یہ صحیح ہے یہ ظہیر میں ہے اور دونوں شریک عثمان میں سے ہر ایک کو اختیار ہو جائے
تو ہر ایک ہر ایک اور اس میں بیع امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو اختیار ہے کہ چاہے ایسی چیز کے عوض فروخت کرے جو ان میں
یا ان دونوں میں سے کوئی فروخت کرے یہ سراج و راج میں ہے۔ اور ہر شریک عثمان کو اختیار ہے کہ انہما کی کرا دے
یا انہما کی قبول کرے اور چاہے اجازت دے دے ہر ایک میں سے اور یہ نہیں اختیار ہے کہ دوسرے اجنبی سے شرکت کرے
بشرطیکہ عثمان میں صریح یہ شرط نہیں کر لی تھی کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی رائے سے عمل کرے اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ
میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کسی سے شرکت عثمان کر لی تو جو شریک سوم نے خریدا اس میں سے نصف مشترک
کا ہوگا اور باقی نصف ہر دو شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا اور جو اس کے اس شریک نے خریدا جس سے شریک
شرکت عثمان نہیں کی تھی وہ فقط اس کے اور اس کے شریک کے درمیان مشترک مساوی ہوگا اور شریک ثالث کو اس میں سے

کچھ نہ ملے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور امام عظیم رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ ہر دو شریک عنان میں سے اگر ایک کے لئے کسی مال کی
 کے ساتھ اپنے شریک کی حضور میں شریک متفاوضہ کر لی تو متفاوضہ صحت میں ہوگی اور اول کے ساتھ اسکی شرکت باطل ہو جائیگی
 اور اگر بغیر حضور میں شریک کے مال سے متفاوضہ کر لی تو متفاوضہ صحیح نہ ہوگی یہ تلامذہ میں ہو۔ اور دونوں میں سے کسی کو اختیار
 نہیں ہو کہ شرکت کے غلام کو مکاتبہ کر دے اور یہ بلا خلاف ہو گا کہ فی الیضا اور نہ غلام شرکت کو مال پر آزاد کر سکتا ہو خواہ عقد شرکت
 میں یہ شرط قرار پائی ہو کہ اپنے سے عمل کرے یا نہ قرار پائی ہو اور نیز یہ اختیار نہیں ہو کہ تجارتی شرکت کے غلام کا نکاح کر دے
 اور یہ بالا جماع ہو اور اسی طرح تجارتی باندی کا بھی نکاح نہیں کر سکتا ہو یہ امام عظیم و امام محمد رحمہما کا قول ہے و یہ بدلت میں ہو۔ اور
 اگر دونوں میں سے ایک سے ایک تجارتی شرکتی باندی کی نسبت جو اسکے قرضہ میں ہو اقرار کیا کہ یہ غلام کی ملک ہو تو اسکا اقرار
 اسکے شریک کے حصہ میں درست نہ ہو گا اگرچہ دوسرے کی طرف سے اسکو اجازت ہو کہ اپنے سے عمل کرے یہ فتاویٰ
 قاضی خان میں ہو۔ اور دونوں میں سے کوئی شخص شرکت کی کوئی چیز بعوض اس قرضہ کے جو اس پر آتا ہو میں نہیں کر سکتا ہو
 الا شریک کی اجازت سے یہ محیط شخصی میں ہو اور اگر ایک نے ایسے قرضہ کے عوض جو دونوں پر آتا ہو تجارتی شرکت کی کوئی
 چیز رہن کی تو جائز نہیں ہو اور مال مرہون کا ضامن ہو گا کذا فی فتاویٰ قاضی خان و لیکن اگر موجب قرضہ کا عاقد یہی ہو یا شریک
 نے اسکو الیا کرنے کی اجازت دیدی ہو تو یہ حکم نہیں ہو یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اسی طرح اگر قرضہ شرکت کے عوض قرضہ
 سے رہن لیا تو حصہ شریک کے حق میں نہیں جائز ہو الا اس صورت میں کہ موجب قرضہ اسی کے عقد سے ہو یا متولی عقد نے
 اسکو اجازت دیدی ہو۔ پھر اگر مال مرہون اُس کے پاس تلف ہو گیا اور اسکی قیمت اور قرضہ دونوں مساوی ہیں تو حصہ ہر
 یعنی نصف قرضہ سا قسط ہو گیا اور دوسرے شریک کو اختیار ہو چاہے قرضہ راستہ اپنا حصہ یعنی نصف قرضہ سے لے پس
 قرضہ از مذکور رہن سے رہن کی نصف قیمت لے لے گا اور چاہے شریک سے جو شہ و وصول پایا ہو اس میں سے اپنا حصہ
 لے لے محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر شریک عنان نے رہن دینے یا لینے کا اقرار کیا پس اگر وہ بذات خود متولی عقد ہو
 ہو لینے جس عقد کی وجہ سے قرضہ واجب ہو کہ جس کے عوض رہن دیا یا لیا ہو تو اقرار جائز ہو گا اور اگر خود متولی عقد نہیں
 ہو اتھا تو اقرار جائز نہ ہو گا یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر ہر دو میں سے ایک شریک عنان نے بعد نہ نقص
 شرکت کے رہن دینے یا لینے کا اقرار کیا پس اگر اسکے شریک نے تکذیب کی تو اسکا اقرار صحیح ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دو
 شریک میں سے ایک نے تجارت کے واسطے مال قرض لیا تو دونوں کے ذمہ لازم ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان و بدلت
 و محیط شخصی میں ہو۔ اور شرح قدوری میں لکھا ہو کہ اگر ہر ایک نے اپنے شریک سے کہدیا کہ تو آئیں اپنی رہائے سے کام کر
 تو دونوں میں سے ہر ایک کو روا ہو گا کہ رہن دینا و لینا اور دوسرے کے مال سے اپنا مال بطریق شرکت ملاوینا وغیرہ
 جو امور کہ تجارت میں واقع ہوتے ہیں عمل میں لاوے اور رہا یہ و قرض دینا اور جو امور کہ اتلاف مال و بلا عوض دوسرے
 کی ملک میں دیدینا ہوتے ہیں سو ایسے امور نہیں کر سکتا ہو الا اس صورت میں کہ شریک نے صریح اسکو اجازت دی
 اور صاف کہدیا ہو اور نیز اسی مقام پر فرمایا کہ اگر شریک نے اس سے یہ نہ کہا ہو کہ اپنی رہائے سے کام کر تو اسکو یہ اختیار
 نہ ہو گا کہ مال شرکت کو اپنے خاصہ ذاتی مال میں مخلوط کرے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور شریک عنان اور بضاعت لینے
 واسطے اور جس کے پاس ولیعت ہو اور رضا رب ان سب کو اختیار ہو کہ مال کے ساتھ سفر کریں اور یہی امام عظیم و امام محمد رحمہما
 کا صحیح مذہب ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر دو شخصوں میں شرکت بطریق غلط مال کے ہو گئی ہو یعنی دونوں نے مال کو

سے ۲۲۰ صحت
 و شریک کے لئے

خلط کر دیا ہو تو دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بدون اجازت شریک کے سفر کرے پس اگر اُس نے اس مال کو لیکر سفر کیا اور وہ تلف ہو گیا پس اگر اس قدر ہو کہ اُس کے واسطے بار برداری و خرچہ ہو تو ضامن نہ ہوگا یہ فتادے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے مال کے ساتھ سفر کیا اور حال یہ ہو کہ اسکے شریک نے مال لیکر سفر کرنے کی اجازت دی ہو یا کہ دیا ہو کہ اپنی سائے سے کام کرے یا بحالت شرکت مطلقہ ہونے کے موافق قول امام اعظم و امام محمد رحمہما کے بنا پر روایت صحیح کے تو اسکو اختیار ہوگا کہ جہاں مال میں سے راسل مال سے اپنے کھانسنے و کرایہ و ضروری خرچہ میں صرف کرے اور حسن بن زیاد نے امام اعظم رحمہ سے یہی روایت کی ہے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ یہ استحقاق ہے یہ بدائع میں ہے۔ پھر اگر اُس نے نفع اٹھایا تو نفع نہ کو نفع میں سے محسوب ہوگا اور اگر نفع نہ پایا تو نفع راس المال میں سے ہوگا یہ خزائنہ المفتین میں ہے۔ اور اگر اثباتی دور گیا کہ وہاں سے اپنے گھر اگر شب گذاری کر سکتا تھا تو اسکا نفع مال شرکت سے محسوب نہ ہوگا یہ تمذیب میں ہے۔ فصل سوم شریک عنان کا مال شرکت میں اور دوسرے شریک کے عقد میں اور جو شریک کے عقد سے واجب ہوا انہیں تصرف کرنے کے اور متصلات کے بیان میں۔ و ذلک شریک عنان میں سے ہر ایک کو روا ہو کہ کسی کو خرید یا فروخت یا اجارہ لینے کے واسطے وکیل کرے اور دوسرے کو اختیار ہو کہ اس وکیل کو وکالت سے خارج کر دے اور اگر ایک نے کسی کو اس واسطے وکیل کیا کہ جن کے ہاتھ اُس نے اُدھار فروخت کیا ہو اُس نے دام تقاضا کر کے وصول کر لادے تو دوسرے کو ایسے وکیل کے خارج کرنے کا اختیار نہیں ہے یہ ظہر میں ہے اور دونوں میں سے عاقد کو یہ اختیار ہو کہ جو بیع اُس نے خریدی اُس پر قبضہ کرے یا جو بیع ہو اُس کے دام وصول کر کے واسطے کسی کو وکیل کرے یہ بدائع میں ہے اور اس واسطے اسکے جو تصرفات ہیں انہیں ہر شریک عنان مثل ایک شریک مفاوضہ کے ہو کہ جو تصرفات ہر دو شریک مفاوضہ میں سے ایک کر سکتا ہو وہی ہر شریک عنان کر سکتا ہو یہ محیط میں ہے مگر وضع رہے کہ جو تصرف دونوں میں سے ہر ایک کر سکتا تھا جب اُس تصرف سے اسکے شریک نے اُسکو منع کر دیا پھر اُس نے کیا تو حصہ شریک کا ضامن ہوگا اور اسی واسطے اگر شریک نے اسکو دیا اُس نے اُس کے بڑھنے سے منع کر دیا اور یہ کہ دیا کہ دنیاطہم جا پھر اُس نے مال لیکر دیا طہ سے تجاوز کیا اور مال تلف ہو گیا تو حصہ شریک کا ضامن ہوگا۔ اور اسی طرح اگر شریک کو اُدھار بیچنے کی اجازت دینے کے بعد پھر اسکو اُدھار بیچنے سے منع کر دیا تو بھی حصہ شریک کا ضامن ہوگا یہ فتح لقیر میں ہے۔ اور قدوری میں لکھا ہے کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی پھر دوسرے نے اُس بیع کا اقالہ کر لیا تو اقالہ کرنا جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی متاع فروخت کی پھر بسبب عیب کے اسکو واپس دیکھی اور اُس نے بغیر حکم قاضی کے قبول کر لی تو دونوں پر وہی جواز ہوگی اور اسی طرح اگر بسبب عیب کے اُس نے شے میں سے کچھ گھٹایا یا شے دینے میں تاخیر و ملت دیدی تو بھی دونوں پر جائز ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر اُس نے بغیر علت یا بغیر ایسے امر کے جس سے خوف کرتا بدوشن میں سے گھٹا دیا تو اسکے حصہ میں جائز اور شریک کے حصہ میں جائز نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اسی طرح اگر مشتری کو شے مہیہ کر دیا تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج و مانع میں ہے۔ اور اگر کسی متاع میں عیب کا اقرار کر لیا تو اُس پر دوسرے شریک دونوں پر جائز ہوگا یہ فتادے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر علی العموم شرکت عنان کے دو شریک ہوں پس ایک نے دوسرے کو دس من گیون کی تجارتی شرکت کی بیع سلم میں روپیہ دیے تو صحیح نہیں ہے یہ قسبہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے عوض شے حال کے کوئی چیز فروخت کی پھر

سہ تدریس
و اس کے بعد بیچنا

دوسرے نے دشمن کے واسطے تاجیل دیدی یعنی مہلت دیدی کہ فلان وقت معلوم ہوا کہ سب تو مہلت دینا دونوں حصوں میں سے کسی میں جائز نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہہ دیا ہو کہ جو تیری رہے میں آوے اُسے کام کر اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ تاجیل و مہلت دینے والے کے حصہ میں جائز ہوگا دوسرے کے حصہ میں جائز نہ ہوگا۔ اور اگر اُس شخص نے جو متولی عقد بیع ہوا ہو مشتری کو مہلت دیدی تو بالا جماع دونوں کے حصوں میں جائز ہوگی یہ مضمرات میں ہیں۔ اور اگر دونوں نے مجتمع ہو کر کسی کے ہاتھ آدھار فروخت کیا پھر دونوں میں سے ایک نے مشتری کو تاخیر دیدی تو امام اعظم کے نزدیک الکی تاخیر جائز ہوگی نہ جس کے حصہ میں اور نہ اُس کے شریک کے حصہ میں۔ اور صاحبین کے نزدیک اُس کے حصہ میں جائز اور شریک کے حصہ میں ناجائز ہوگی اور اگر دونوں میں سے ایک ہی نے عقد قرار دیا ہو پھر اسی عاقد نے تاخیر دیدی تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اُس کا تاخیر دینا دونوں حصوں میں جائز ہوگا یہ سراج و باج میں ہیں۔ اور مضمرات میں لکھا ہو کہ اُس کا تاخیر دینا بالا جماع جائز ہوگا انتہی جس صورت میں تاخیر صحیح ہوتی ہو وہاں تاخیر دینے والا ضامن نہ ہوگا یہ قضاویہ قاضیخان میں ہیں۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اپنے دونوں کی تجارت میں قرضہ کا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو پورا قرضہ اقرار کرنے والے پر لازم ہوگا بشرطیکہ اُس نے بذات خود متولی عقد ہونے کا اقرار کیا ہو مثلاً یوں کہا کہ میں نے فلان شخص سے ایک غلام اسٹے درمون کو خرید لیا یہ محیط میں ہو اور اگر اُس نے اس طرح اقرار کیا کہ ہم دونوں نے ایسا کیا تو اُس کے ذمہ نصف قرضہ لازم ہوگا اور اگر اُس نے یوں اقرار کیا کہ میرے شریک نے موجب قرضہ کو منعقد کیا ہو مثلاً یوں کہا کہ میرے شریک نے فلان سے ہزار درم کو غلام خریدا ہو تو تمام نسخہ اسے کتاب الاقرار میں مذکور ہو کہ اُس پر صحیح لازم ہوگا اور یہی صحیح ہو یہ ظہیر میں ہیں۔ اگر ہر دو شریک عنان میں سے ایک نے اقرار کیا کہ ہمارا قرضہ ایک مہینہ کی بیجا و پرا دھار ہو تو اُس کا اقرار اُس کے حصہ میں بالا جماع جائز ہو اور اسی طرح اگر ایک نے قرضہ دار کو برسی کر دیا تو اُس کے حصہ میں برسی کرنا بھی جائز ہو یہ قضاویہ قاضیخان میں ہیں۔ اور اگر دونوں کی تجارت کی مشترکہ باندی کی نسبت جو انہیں سے ایک کے مضمرات میں ہو قاضی نے اقرار کیا کہ یہ فلان شخص کی ملک ہو تو اُس کے شریک کے حصہ میں اُس کا اقرار جائز ہوگا اور اُس کے حصہ میں جائز ہوگا یہ بدائع میں ہیں۔ اور اگر ہر دو شریک عنان میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے ہم دونوں کی تجارت کے واسطے فلان سے ہزار درم قرض لیا ہے میں تو یہ مال خاصہ اُسی کے ذمہ لازم ہوگا کذا فی المحیط و لیکن اگر اُس نے گواہ قائم کیے اور ثابت ہوا تو قرض دینے والا اس اقرار کنندہ سے لے لیا پھر اقرار کنندہ اپنے شریک سے بقدر حصہ لے لیا یہ تاتار خانہ میں ہے اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو اپنے پر قرضہ لینے کا اختیار دیدیا تو خاصہ اُسی پر لازم ہوگا حتیٰ کہ قرض دینے والے کو اختیار ہوگا کہ اُس سے لے لے اور اُس کو اپنے شریک سے واپس لینے کا اختیار ہوگا اور یہی صحیح ہے مضمرات و محیط و قضاویہ قاضی خان میں ہیں۔ اور جس عقد کا متولی دونوں میں سے ایک ہو اُس کے حقوق اسی عاقد کی طرف راجع ہونگے حتیٰ کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی تو دوسرے کو اختیار نہ ہوگا کہ دشمن میں سے کچھ وصول کر لے اور اسی طرح ہر قرضہ جو کسی شخص پر ان دونوں میں سے ایک کے عقد کرنے سے لازم آیا تو دوسرے کو اختیار نہ ہوگا کہ اُس کو وصول کر لے اور قرضہ دار کو بھی روا ہو کہ شریک دیگر کو دینے سے انکار کرے جیسے وکیل بیع سے خریدنے والے کا حکم ہو کہ ایسے خریدنے والے کو اختیار ہوتا ہے کہ موکل کو دشمن دینے سے انکار کرے اور اگر ان یوں نہ شریک کو یہ قرضہ دیدیا حالانکہ دونوں میں سے

ایک دوسرے کا وکیل یا متبک دیا ہو وہ دوسرے کی طرف سے وکیل نہیں ہو تو قرضدار مذکور ہو گیا اور اس کے حصہ سے
 بری ہو جائیگا اور جس نے اس کے ساتھ ادھار نقد کیا تھا اس کے حصہ سے بری ہو گا اور یہ حکم آسمان پر بدائع میں ہے۔ اور
 اگر دونوں میں سے ایک نے شرکتی تجارت کی کوئی چیز خریدی پھر اس میں عیب یا نوز و صغر سے کو اختیار ہو گا کہ اس کو بابت عیب
 کے باعث کو واپس کرے یہ بیسوط میں ہے۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک نے تجارت کی کوئی چیز شرکتی
 کے ہاتھ فروخت کر دی تو شرکتی کو اختیار ہو گا کہ دوسرے شریک کو واپس دے یہ ظہیر میں ہے۔ اور دونوں میں سے کسی
 کو یہ اختیار نہیں ہو کہ جو ادھار معاملہ ایک نے کیا یا فروخت کیا ہو اس میں وہ سہ اٹھا کرے بلکہ خصوصیت کرنے والا وہی
 ہو گا جس نے معاملہ کیا ہو اور نیز اگر اس کی جاسے تو اسی پر ہو گی جس نے معاملہ کیا ہو اور جس نے معاملہ نہیں کیا ہو اس میں سے کوئی
 بات نہیں ہو سکتی ہو اور اس معاملہ میں اس پر گواہ بھی نہ سنے جائینگے اور نہ اس سے قسم لی جائیگی بلکہ وہ اور اجنبی نہیں کہ ان میں
 یہ شرکت و راجح میں ہے۔ اور اگر یہ وہ شرکتی غفلان میں سے ایک نے کوئی چیز اجارہ پر لی تو اجارہ پر دینے والے کو یہ اختیار
 نہ ہو گا کہ دوسرے شریک سے اجرت کا مطالبہ کرے یہ محیط میں ہے۔ پھر اگر مستاجر نے مال شرکت سے اجرت ادا کی تو
 اس کا شریک اس سے اس کا نصف واپس لینا بشرطیکہ اس نے اپنی ذاتی حاجت کے واسطے اجارہ پر لی ہو اور اگر دونوں میں
 شرکت خاص کسی چیز میں شرکت ملک ہو تو دوسرے شریک اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا اور بیسوط میں ہے۔ اور سیطرہ اگر
 دونوں میں سے ایک نے اپنی تجارت میں سے کوئی چیز اجارہ پر دی تو دوسرے شریک کو یہ اختیار ہو گا کہ مستاجر سے
 اجرت کا مطالبہ کرے یہ محیط میں ہے۔ دو شخصوں نے کسی تجارت میں شرکت عثمانی قرار دی بشرطیکہ ہم دونوں وقت و
 ادھار خرید و فروخت کریں پھر دونوں میں سے ایک نے سوا سے اس چیز تجارت کے دوسری خریدی تو وہ خاصہ اسی کی
 ہو گی اور اگر اس طرح تجارت کی چیز ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کی بیع یا خرید یا نقد پویا ادھار ہو اس کے شریک پر نافذ
 ہو گی لیکن اگر دونوں میں سے کسی نے وکیل یا ذیلی یا نقد سے عوض ادھار خریدی اور حال یہ ہو کہ جن جنس کا مال شرکت
 کے پاس موجود ہو تو اس کی خرید و بیع شرکت پر جائز ہو گی اور اگر وہ جو نہیں ہو تو اس کی خرید و بیع ذات کے واسطے ہو گی اور اگر
 اس کے پاس نقد میں درم موجود ہیں اور اس نے دیناروں سے ادھار خریدی تو قیاساً وہ اپنی ذات کے واسطے خریدی ہو گا مگر
 احتساباً شرکت پر خرید جائز ہو گی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہے۔ اگر ہر دو شریک عثمانی میں سے ایک نے اپنے آپ کو لیتے
 کام میں اجارہ پر دیا جو دونوں کی تجارت میں سے ہو تو اجرت دونوں کے درمیان مشترک ہو گی اور اگر ایسے کام میں دیا جو
 دونوں کی تجارت میں سے نہیں ہو یا اپنا ذاتی غلام اجارہ پر دیا تو اجرت خاصہ اس کی ہو گی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں
 میں سے ایک نے منہ تجارت پر مال لیا تو نفع خاص اس کی کا ہو گا چنانچہ کتاب میں سیطرہ علی الاطلاق مذکور ہو مگر تفصیل یہ
 کہ اگر اس نے مال مفدا بہتہ ایسے تصرف کے واسطے لیا جو دونوں کی تجارت میں سے نہیں ہو تو نفع خاصہ اسی کا ہو گا
 اور اگر مال مفدا بہتہ کو ایسے تصرف کے واسطے لیا جو دونوں کی تجارت میں سے ہو یا شریک کے غائب ہوئے کی
 حالت میں مطلقاً لیا تو نفع دونوں کے درمیان مشترک ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اور منتقی میں مذکور ہے کہ اگر کسی دوسرے
 سے کہا کہ میں نے تجھ سے ایک شریک کیا جنکو میں اس سال خرید و بیع کرنے اپنے کفارہ ظہار یا اس کے مانند کے واسطے
 کوئی برود خریدنا چاہا اور وقت خرید کے گواہ کر لیتے کہ میں اس کو اپنی ہی ذات کی واسطے خریدتا ہوں تو جائز ہو گا اور شریک کے واسطے
 اس کا نصف ہو گا الا اس صورت میں کہ شریک نے اس کے واسطے ایسی اجازت دی ہو۔ اور سیطرہ اگر دوسرے سے ظہار کی بات کہا

مسلک امام غزالی میں ہے کہ اگر
 مال شرکت سے لیا جائے تو نفع
 دونوں کے درمیان مشترک ہے

کہ جو میں خریدوں اس میں نے سبھی شریک کیا پھر اپنی ذات کے واسطے اناج خریدتا تو اس میں بھی یہی حکم ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور جو کسی دونوں میں سے کسی کو دونوں کی شرکت کے علاوہ میں لاحق ہو وہ خاصہ اُسی پر ہوگی اور علیٰ ہذا اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے پر سوا بے معاملہ شرکتی کے اور معاملہ میں گواہی دی تو جائز ہوگی یہ مبسوط میں ہو۔ اور مقتضیٰ میں ہو کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر دو شخص بشرکت عنان شریک ہوں کہ ان کا اس المال ساوی ہو اور دونوں میں سے ہر ایک اپنی رائے پر دوسرے کی اجازت سے عمل کرتا ہو اور تنہا اُسکی خرید و فروخت اُسپر اور اُسکے شریک پر جائز ہو پس ایسے دونوں شریکوں میں سے ایک نے اپنا حصہ متاع فروخت کیا اور اس پر گواہ کر لیا تو بیع مذکور اسکے اور اسکے شریک کے حصہ سے ہوگی اور اسی طرح اگر اپنے شریک کا حصہ بیچا اور اس پر گواہ کیے تو بھی دونوں کے حصہ سے ہی ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور جو مال شرکت دونوں میں سے ایک کے ہاتھ سے ضائع ہو گیا تو اُسپر اُسکے شریک کے حصہ کی ضمان ہوگی اور جو مال اُسکے قبضہ میں تلف ہوا ہر اس میں قسم سے اسی کا قول قبول ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک عنان میں سے ایک نے کسی کی کوئی چیز غصب کر لی یا اُسکا مال تلف کر دیا تو اُسکے تادان میں اُسکا شریک باخوذ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی چیز بطریق بیع فاسد خریدی اور وہ اُسکے قبضہ میں تلف ہو گئی تو قیمت کا ضامن ہوگا مگر اپنے شریک سے بقدر اسکے حصہ کے واپس لے لیا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر ہر دو شریک عنان میں سے ایک مر گیا اور مال اُسی کے قبضہ میں تھا اور اُسے بیان دیا پھر میں کیا تو ضامن ہو گیا کہ اُسکے ترکہ سے وصول کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک شریک عنان نے کسی سے کوئی جانور اپنا ذاتی اناج لادنے کے واسطے مستعار لیا تھا کہ اُسکے شریک نے اس جانور پر اپنا اناج مثل اسکے یا اُس سے ہلکا اناج لادا اور وہ مر گیا تو شریک ضامن ہوگا یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے تجارتی شرکت کا اناج لادنے کے واسطے کسی سے جانور مستعار لیا پھر اس جانور پر اُسکے شریک نے باہمی تجارت کا اناج مثل اسکے جتنے کو مستعین کیا ہو یا اس سے ہلکا لادا اور جانور مر گیا تو ضامن نہ ہوگا لیس حاصل یہ ہو کہ مستعار لینے کی صورت میں جب عاریت کی منفعت مخصوص دونوں میں سے ایک ہی کی طرف راجع ہو تو عاریت مخصوص اسی سے قرار دیا جائیگی جس نے مستعار لیا ہو اور جب عاریت کی منفعت دونوں کی طرف راجع ہو تو ایسا قرار دیا جائیگا کہ گو یا میرے دونوں کو عاریت دی ہے میرے محیط میں ہے دو شریک عنان نے چند طرح کی متاع دونوں نے خریدیں ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرے ساتھ شرکت میں کام نہیں کروں گا اور غائب ہو گیا یعنی چلا گیا پھر دوسرے نے اس متاع کی تجارت کی تو جو کچھ جمع ہوا وہ سب اسی تجارت کنندہ کا ہوگا اور وہ اپنے شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہوگا کذا فی فتاویٰ قاضیخان

چوتھا باب۔ شرکت وجوہ و شرکت اعمال کے بیان میں شرکت وجوہ اُسکو کہتے ہیں کہ دو شخص باہم شرکت کر لیں حالانکہ دونوں کے پاس مال نہیں ہو ولیکن لوگوں میں انکی وجاہت ہو پس دونوں یوں کہیں کہ ہم دونوں نے شرکت کی بدین شرط کہ ہم دونوں ادھار خریدیں اور نقد فروخت کریں اس شرط سے کہ جو کچھ اللہ عزوجل ہم کو اس میں نفع روزی کرے وہ ہم دونوں میں اُس شرط سے ہوگا یہ بدائع و مسننات میں ہو اور یہ شرکت مذکورہ مفاد و صحت ہوگی باین طور کہ دونوں کفالت کی اہلیت رکھتے ہوں اور جو چیز خریدی وہ دونوں میں نصف نصف ہوگی اور دونوں میں سے ہر ایک پر اُسکا نصف ثمن واجب ہوگا اور نفع میں دونوں مساوی مشترک ہونگے خواہ دونوں مفاد و صحت کا لفظ ذکر کریں یا دونوں اسکے مقتضیات ذکر کریں پس ثمن و کفالت کفالت متحقق ہو جائیگی اور اگر ان میں سے

کسی کی کوئی چیز غصب کر لی یا اُسکا مال تلف کر دیا تو اُسکے تادان میں اُسکا شریک باخوذ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی چیز بطریق بیع فاسد خریدی اور وہ اُسکے قبضہ میں تلف ہو گئی تو قیمت کا ضامن ہوگا مگر اپنے شریک سے بقدر اسکے حصہ کے واپس لے لیا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر ہر دو شریک عنان میں سے ایک مر گیا اور مال اُسی کے قبضہ میں تھا اور اُسے بیان دیا پھر میں کیا تو ضامن ہو گیا کہ اُسکے ترکہ سے وصول کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک شریک عنان نے کسی سے کوئی جانور اپنا ذاتی اناج لادنے کے واسطے مستعار لیا تھا کہ اُسکے شریک نے اس جانور پر اپنا اناج مثل اسکے یا اُس سے ہلکا اناج لادا اور وہ مر گیا تو شریک ضامن ہوگا یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے تجارتی شرکت کا اناج لادنے کے واسطے کسی سے جانور مستعار لیا پھر اس جانور پر اُسکے شریک نے باہمی تجارت کا اناج مثل اسکے جتنے کو مستعین کیا ہو یا اس سے ہلکا لادا اور جانور مر گیا تو ضامن نہ ہوگا لیس حاصل یہ ہو کہ مستعار لینے کی صورت میں جب عاریت کی منفعت مخصوص دونوں میں سے ایک ہی کی طرف راجع ہو تو عاریت مخصوص اسی سے قرار دیا جائیگی جس نے مستعار لیا ہو اور جب عاریت کی منفعت دونوں کی طرف راجع ہو تو ایسا قرار دیا جائیگا کہ گو یا میرے دونوں کو عاریت دی ہے میرے محیط میں ہے دو شریک عنان نے چند طرح کی متاع دونوں نے خریدیں ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرے ساتھ شرکت میں کام نہیں کروں گا اور غائب ہو گیا یعنی چلا گیا پھر دوسرے نے اس متاع کی تجارت کی تو جو کچھ جمع ہوا وہ سب اسی تجارت کنندہ کا ہوگا اور وہ اپنے شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہوگا کذا فی فتاویٰ قاضیخان

کوئی چیز نہ پائی گئی تو شرکت عنان ہوگی یہ نفع القدر میں ہو۔ اور اگر علی الاطلاق رکھی گئی یعنی مطلق شرکت تو بھی عنان ہوگی یہ شرط
میں ہو۔ اور ایسے دونوں شرکوں سے شرکت عنان باوجود اشتراط تفاضل ملک خرید کردہ میں جائز ہوگی اور چاہے
کہ ایسی شرکت میں دونوں نفع کو بقدر خرید کردہ چیز کی ملک مشروطہ کے شرط کر دیں یعنی جس قدر خرید کردہ میں ہر ایک کی ملک
شرط ہو اس حساب سے نفع مشروط ہو جسے کہ اگر خرید کردہ چیز میں ملک کی بیشی کے ساتھ مشروط کی اور نفع میں مساوات
شرط کی یا اسکے برعکس کیا تو یہ شرط باطل ہوگی اور نفع دونوں میں اسی مقدار پر مشروط ہوگا جو انھوں نے خرید کردہ کی
ملک میں شرط لگائی ہو یہ محیط میں ہو۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر دو شخصوں نے اپنے مالوں و وجوہ سے شرکت عنان
قرار دی پھر دونوں میں سے ایک نے کوئی متاع خریدی پس جس شریک نے نہیں خریدی ہو اس نے کہا کہ یہ متاع ہم دونوں
کی شرکت کی ہو اور مشتری نے کہا کہ یہ میری ہی ہو اور میں نے اس کو اپنے مال سے اپنی ذات کے واسطے خریدی پس اگر
بعد شرکت واقع ہونے کے مشتری اپنی ذات کے واسطے خریدنے کا دعویٰ کرتا ہو تو وہ دونوں کے درمیان شرکت پر
ہوگی بشرطیکہ متاع مذکور دونوں کی تجارت کی جنس سے ہو و اگر وہ قبل شرکت کے اپنے واسطے خریدنے کا دعویٰ ہو اور دوسرا
کہتا ہو کہ نہیں بلکہ تو نے بعد عقد شرکت واقع ہونے کے خریدی ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر تاریخ شرکت اور تاریخ خرید
معلوم ہو اور تاریخ خرید قبل تاریخ شرکت کے ہو تو مشتری کی ہوگی مگر اس سے قسم لیا جائیگی کہ واللہ یہ ہمارے دونوں کی
شرکت کی نہیں ہو اور اگر تاریخ شرکت مقدم ہو تو وہ شرکت پر ہوگی۔ اور اگر تاریخ خرید معلوم ہوئی کہ اس جھگڑے سے ایک
دہینہ پہلے کی خرید ہو اور تاریخ شرکت معلوم نہ ہوئی تو وہ مخصوص مشتری کی ہوگی اور اگر تاریخ شرکت معلوم ہوئی کہ اس
جھگڑے سے ایک دہینہ پہلے واقع ہوئی اور تاریخ خرید بالکل معلوم نہ ہوئی تو وہ شرکت پر ہوگی اور اگر شرکت و خرید دونوں
میں سے کسی کی تاریخ معلوم نہ ہوئی تو مشتری کی ہوگی مگر اس سے قسم لیا جائیگی کہ واللہ یہ ہمارے دونوں کی شرکت کی نہیں ہو
اس واسطے کہ جب دونوں کی تاریخ معلوم نہ ہوئی تو ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا یہ دونوں معاۃ واقع ہوئی ہیں اور اگر دونوں معاۃ
واقع ہوئیں تو خریدی چیز شرکت پر نہ ہوتی پس ایسا ہی بیان ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے
کہا کہ میں نے ایک متاع خریدی پس بچھر نصف میں واجب ہوا اور اس کے شریک نے تکذیب کی پس اگر متاع مذکور قائم
ہو تو قول مدعی کا مقبول ہوگا اور اگر موجود نہ رہی ہو تو اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور اسی طرح اگر اس کے شریک
نے اقرار کیا کہ اس نے خریدی مگر قبضہ سے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہو مگر اس کے شریک سے اس کے علم پر قسم لیا جائیگی اور اگر
مدعی نے گواہ قائم کیے کہ اس نے خریدی اور قبضہ کیا تو اس کا قول قبول ہوگا مگر تلف ہو جانے پر اس سے قسم لیا جائیگی
یہ محیط شخصی میں ہو۔ منتفی میں لکھا ہو کہ اگر دو شخصوں نے چاہا کہ شرکت مفاد ضہ قرار دیں اور حال یہ ہو کہ دونوں میں سے
ایک کے پاس مکان و خادم یا عرصہ ہو اور دوسرے کے پاس کچھ نہیں ہو پس دونوں نے شرکت مفاد ضہ اس طرح
قرار دی کہ مفاد ضہ پر دونوں اپنے وجوہ سے کام کرتے تھے اور جو عرصہ کہ دونوں میں سے ایک کے واسطے میں
اس کا اپنی شرکت میں کچھ بیان نہیں کیا تو شرکت جائز ہوگی اور شرکت مفاد ضہ ہوگی اور عرصہ مذکورہ مخصوص اپنے مالک
کے ہونگے اور یہ شرکت وجوہ ہو اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک کے واسطے سونے کے تیرے سکے ہوں اور
باقی سکہ نکال لیا ہو دے تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ اور یہی شرکت اعمال تو بیٹے دودرزی ہوں یا دوسو نار ہوں
یا ایک درزی اور دوسو نار ہو یا سوچی ہو کہ دونوں بغیر مال کے شرکت کریں اس شرط پر کہ دونوں شریک لوگوں سے

کام لیونیکے پھر کمائی دونوں میں مشترک ہوگی تو یہ جائز ہے یہ مصنفات میں ہے۔ اور اس شرکت کا حکم یہ ہے کہ کام قبول کرنے میں ہر ایک دوسرے کی طرف سے وکیل ہوگا اور قبول اعمال کی تکمیل جائز ہو خواہ وکیل اس کام کو بخوبی انجام دے سکتا ہو یا نہ دے سکتا ہو یہ ظہیر میں ہے۔ پھر یہ شرکت کبھی مفاوضت ہوتی ہے اور کبھی عنان ہوتی ہے چنانچہ اگر شرکت میں لفظ مفاوضت کا یا معنی مفاوضت کے بیان کیے یا اس طرح کہ دو سونا دونے نے شرکت اس شرط سے کی کہ دونوں اعمال کو قبول کریں اور دونوں کے دونوں ان اعمال میں یکساں ضامن ہوں اور نفع اور گھٹائی میں دونوں مساوی ہوں اور بسبب شرکت کے جو کچھ دونوں میں سے کسی پر لاحق ہو اسکا دوسرا بغیر ہو تو یہ مفاوضت ہو اور اگر کام اور اجرت میں باہم کی بیشی شرط کی باسیطور کہ دونوں نے کہا کہ اس ایک پر تو ہٹائی کام اور اس دوسرے پر ایک ہٹائی کام ہو اور اجرت اور گھٹائی بھی دونوں پر اسی حساب سے ہو تو یہ شرکت عنان ہو اور اسی طرح اگر صریح لفظ عنان ذکر کر دیا تو بھی شرکت عنان ہو اور اسی طرح اگر شرکت کو مطلق رکھا تو بھی شرکت عنان ہوگی یہ محیط شخصی میں ہے۔ پھر واضح ہو کہ اگر دونوں نے مفاوضت نہ کی لیکن مطلق شرکت قرار دی تو بعض احکام کے حق میں شرکت عنان رکھی جائیگی چنانچہ اگر دونوں میں سے ایک نے صالون یا نشان وغیرہ جو تلف ہو چکے ہیں کٹے شمن کا اپنے اوپر اقرار کیا یا کسی اور کام نفلہ کے یا کسی مزدور کی مزدوری کا یا کرایہ مکان کا جسکی مدت گزر چکی ہو اقرار کیا تو وہ اپنے شریک کے حق میں تصدیق نہ کیا جائیگا الا بگو اہی اور بدو ن گواہی کے خاصہ اسی پر لازم ہوگا اور بعض احکام میں مفاوضت اعتبار کی جائیگی چنانچہ اگر کسی شخص نے ان میں سے ایک کو یا دونوں کو کوئی کام دیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جسکو چاہے ماخوذ کرے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اس سے کام کی اجرت کا مطالبہ کرے اور اسے دونوں میں سے جسکو دیدی اجرت سے بری ہو جائیگا اور دونوں میں سے جسے کام کی ضمان واجب ہوئی اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے شریک سے اسکا مطالبہ کرے پس یہ شرکت ان احکام کے حق میں استعسانا مفاوضہ اعتبار کی گئی اگرچہ سوائے اس کے اور صورت میں ظاہر الروایہ کے موافق مفاوضہ نہیں اعتبار کی گئی ہے البتہ امام قدوری نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کے ہاتھ سے کام میں چیز کو نقصان ہو چکا تو اسکا تادان دونوں پر واجب ہوگا بدین طریق کہ صاحب عمل کو اختیار ہو کہ اس تمام ضمان کے واسطے دونوں میں سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ محیط میں ہے۔ اور ہر گاہ یہ شرکت عنان ہو تو اس ضمان کے واسطے وہی ماخوذ ہوگا کہ جس نے سبب ضمان کیا ہے نہ اسکا شریک بلکہ قضیہ وکالت کے اور عدم کفالت کے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کام کیا دوسرے نے نہ کیا تو کمائی دونوں میں نصف النصف ہوگی خواہ شرکت مفاوضہ ہو یا عنان ہو اور اگر حال تقیل اعمال میں باہم نفع میں کمی بیشی شرط کر لی تو جائز ہے اگرچہ دونوں سے ایک بہ نسبت دوسرے کے زیادہ کام کرنے والا ہو یہ سراج و باج میں ہے۔ اور امام ابو یوسف اس سے روایت ہو کہ اگر دونوں میں سے ایک شریک بیمار ہو گیا یا سفر کو گیا یا بیکار اوقات گذاری اور دوسرے نے کام کیا تو اجرت دونوں میں مساوی ہوگی اور دونوں میں سے ہر ایک کو کام لینے والے سے مطالبہ اجرت کا اختیار ہوگا اور وہیں کو دیدیگا بری ہو جائیگا اگرچہ دونوں کی شرکت مفاوضہ نہ ہو ورنہ اور یہ استعسانا ہے کہ فانی فتاویٰ قاضیخان اور سی طرح جو کام سفر کرنے والے نے کیا اسکی اجرت کا بھی یہی حکم ہو اسواسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک نے جو کام قبول کیا ہو اسکا کرنا دونوں پر واجب ہو پس جب تنہا ایک نے یہ کام کر دیا تو دوسرے کے واسطے مددگار ہو یا یہ سراج و باج میں ہے۔ باپ اور بیٹا ایک ہی صنعت کا کام انجام دیا کرتے ہیں اور دونوں میں سے کسی کا مال نہیں ہو تو پوری کمائی باپ کی ہوگی جب کہ

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

بھی نافذ ہوگا الا اس صورت میں کہ شریک مذکور یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیزیں بغیر خرید کے ہماری یقین تو قول اسی کا قبول ہوگا یہ محیط میں ہو۔ دو پیکوں نے حاجیوں کی کتابیں منتقل کر لانے میں اس شرط سے شرکت کی جو کچھ اللہ تعالیٰ ہما و اس میں روزی کرے وہ ہم دونوں میں مساوی مشترک ہو تو ایسی شرکت جائز ہو یہ قنینہ میں ہو۔ اور اگر دو علموں نے لڑکوں کو حفظ کرائے یا تحریہ سکھانے یا قرآن پڑھانے میں شرکت کی تو صدر رشید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مختار یہ ہو کہ یہ جائز ہو کذا فی الخلاصہ اور اسی طرح اگر فقہ سکھانے میں شرکت کی تو بھی جائز ہو یہ نہر الفائق میں ہو۔ اور اگر دونوں نے ایسے کام میں شرکت کی جو حرام ہو تو شرکت صحیح نہ ہوگی یہ خزائنہ الفتاویٰ میں ہے اور دلالوں کی شرکت کا مدلولی میں اور جو لوگ مجلس تعزیتوں میں زمرہ سے پڑھا کرتے ہیں انکی شرکت نہیں جائز ہو یہ قنینہ میں ہو اس واسطے کہ یہ فعل ناجائز ہو۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر تین شخصوں نے جو ناپے کا کام کرتے ہیں باہم اس شرط پر شرکت کی کہ لوگوں سے الیج ناپے کا کام قبول کریں اور ناپیں آپس جو کچھ انکو حاصل ہو وہ انہیں مساوی مشترک ہو پھر انھوں نے اجرت معلومہ پر نایج ناپے کے واسطے قبول کیا پھر انہیں سے ایک مریض ہو کر بیکار ہو گیا اور باقی دونوں نے کام کیا تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اجرت مذکورہ ان سب کے درمیان مساوی تقسیم ہوگی۔ اور اگر ایسا ہو کہ حبس وقت انہیں سے ایک بیمار ہو اور باقی دونوں نے اس کا کام کر دینے کو گوارا نہ کیا پس اسکی حضور میں دونوں نے شرکت توڑ دی یا دونوں نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم نے شرکت توڑ دی پھر دونوں نے پورا نایج ناپ دیا تو دونوں کو اجرت ملے گی سے دو تہائی ملے گی اور باقی تہائی کے واسطے انکو کچھ اجرت نہ ملے گی اور وہ اس کے ناپنے میں متطوع یعنی مفت احسان کرنے والے ہوں گے اور جو کچھ اجرت دونوں نے پائی ہو اس میں تیسر شریک نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر تین شخصوں نے جو باہم شرکت پر نہیں ہیں کسی شخص سے ایک کام بعض کچھ اجرت معلومہ کے قبول کیا پھر انہیں سے ایک نے تنہا یہ کام پورا کر دیا تو اسکو تہائی اجرت ملے گی اور دو تہائی باقی میں وہ متطوع ہو اس جہت سے کہ کام لینے والے کو یہ اختیار نہیں ہو کہ انہیں سے ایک ہی سے پورے کام کا مواخذہ کرے یہ ظہر میں ہے۔ تین نفروں نے جنھوں نے باہم شرکت تقبل نہیں قرار دی ہو کسی سے کچھ کام لیا پھر انہیں سے ایک ہی نے اگر یہ پورا کام انجام دیدیا تو اسکو تہائی اجرت ملے گی اور باقی دونوں کے واسطے کچھ استحقاق نہ ہوگا یہ محیط شخصی میں ہو۔ خیاط اور اس کے شاگرد دونوں نے سلائی میں اس شرط سے شرکت کی کہ استاد کپڑے قطع کرے اور شاگرد سیا کرے اور اجرت دونوں میں نصف نصف ہو یا دو جو لا ہوں نے اس شرط سے کہ ایک تانا بانا درست کر دیا کرے اور دوسرا بن دیا کرے تو چاہیے کہ یہ شرکت صحیح ہو جیسے درزی در نگرین کی شرکت صحیح ہو یہ قنینہ میں ہو۔ اور اگر کسی کاریگر نے اپنی دوکان پر ایک شخص کو بٹھلایا کہ آدھے پر اسکو کام دیتا ہو تو احتساباً جائز ہو کذا فی الخلاصہ اور علی ہذا مشارح نے فرمایا کہ اگر شاگرد نے کام لیا تو جائز ہو اور اگر صاحب دکان نے کام کیا تو جائز ہو حتیٰ کہ اگر دوکان لے نے یوں کہا کہ قبول میں ہی کیا کرونگا اور تو قبول مت کر اور میں سبھے کام دیا کرونگا کہ آدھے پر کام کر دینا تو یہ نہیں جائز ہو یہ محیط شخصی میں ہو

پانچواں باب شرکت فاسدہ کے بیان میں۔ شرکت فاسدہ وہ ہو کہ جس میں شرائط صحت میں سے کوئی شرط ناپائی جاوے یہ بدائع میں ہو۔ جلاسلے کی لڑکیاں لاسنے اور شکار کر لاسنے اور پانی لاسنے میں شرکت کرنا نہیں جائز ہو کذا فی الکافی اور اسی طرح خشک گھانسن لاسنے میں اور گدگری کرنے میں بھی شرکت نہیں جائز ہو اور جو کچھ

دو دنوں میں سے ایک نے شکار کیا بالکریاں جمع کر کے لایا یا گداگری سے یا پارہ اُسی کا ہو گا دوسرے کی اُٹھین کچھ شرکت نہ ہوگی اور اسی طرح ہر ایسی چیز میں جو شکار مباح ہو مثل ہری گھانس لانے یا ہاڑوں سے انجیر و اخروٹ و پستہ وغیرہ پھل لانے میں بھی شرکت نہیں رہا ہو اور اسی طرح مباح زمین سے مٹی لانے اور اُسکے فروخت کرنے یا بیچ یا ملک یا رتن یا سرمہ یا جابلت کے دفتیہ وغیرہ میں شرکت نہیں جائز ہو جب کہ یہ چیزیں بطور مباح ہوں اور اسی طرح اگر دو شخصوں نے شرکت کی کہ فیر ملاوٹ مٹی سے عمارت بنا دیں یا بچہ انیٹین پکا دیں تو بھی یہ حکم ہر بیع القدر میں ہو اور اگر مٹی یا چونا وغیرہ کی ملاوٹ ہو اور دو آدمیوں نے شرکت کی اس قرارداد پر کہ دونوں خرید کر بچا کر اسکو فروخت کریں تو جائز ہو اور یہ شرکت وجہ ہو یہ خلاصہ میں ہو اور مباحات میں سے جو جسکے ہاتھ آگئی ہو وہ اُسی کی ہوگی یہ محیط شخصی میں ہو اور اگر دونوں نے ساتھی ہو کر لیا تو دونوں میں نصف نصف ہوگی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے لی اور دوسرے نے کچھ کام نہ کیا تو سب کام کرنے والے کی ہوگی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر دوسرے نے اسکو کسی چیز کے لینے میں مدد دی تو مددگار کو اُسکا اجر مثل ملیگا اگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس چیز کے نصف شئ سے تجاوز نہ کر لیا اور امام عظیم ہو امام محمد کے نزدیک جہا تک ہو پختہ ہو اور اجر المثل ملیگا یہ محیط شخصی میں ہو۔ اگر جال وغیرہ مانند پھیلا نے اور قائم کیے میں مدد کی مگر جال میں ایسا کوئی جانور نہ ملا جسکی کچھ قیمت ہو تو مددگار کو بلا خلاف اجر المثل ملیگا چاہے جقدر ہو یہ سراجہ راج میں ہو۔ اور اگر دونوں نے اپنے لیے ہوئے کو غلط کر دیا تو جس قرارداد پر دونوں متفق ہوئے اسی پر یہ غلط ہوگا اور اگر دونوں کسی پر متفق نہیں ہوئے تو ایک نصف تک میں ہر ایک کا قول اپنے ساتھی کے دعویٰ پر قسم کھانے کے ساتھ قبول ہوگا یہ سفیرات میں ہو۔ اور اگر دونوں نے اُسکو غلط کر کے دونوں نے اُسکو فروخت کر دیا پس اگر یہ چیز پانی یا تولی جاتی ہو تو جقدر ہر ایک کا حصہ کیل یا وزن سے تھا اُسی حساب سے شئ دونوں میں تقسیم کیا جائیگا اور اگر یہ چیز قیمتی ہو یعنی ہر ایک کی قیمت علیحدہ ہو اکر تھی ہو اور مثلاً نہیں ہو تو جقدر ہر ایک کے حصہ کی قیمت بھی اسی حساب سے شئ تقسیم ہوگا یہ جوہر پیر میں ہو اور اگر یہ پاند یا وزن یا قیمت معلوم نہ ہوئی تو اسس چیز کے نصف تک میں ہر ایک کا قول جقدر وہ دعویٰ کرتا ہو مع قسم کے اپنے ساتھی کے دعویٰ پر قبول ہوگا یہ برابر میں ہو۔ اور نصف سے زائد میں دعویٰ شریک پر قسم کے ساتھ بھی اسکا قول قبول نہ ہوگا الا کہ اپنے دعویٰ سے پر گواہ لاوے یہ ہر الفائق میں ہو۔ اور اگر دونوں نے شکار کرنے میں باہم شرکت کی اور دونوں کا ایک کتا ہو کہ اُسکو دونوں نے چھوڑا یا جال پر جسکو دونوں نے اُسکو پھیلا یا تو اسکا شکار دونوں میں مشترک ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کتا فقط ایک ہی کا ہو اور وہ اُسکے قبضہ میں ہو پھر اُسکو دونوں نے رہا کیا تو جو کتا رہا کتے نے بکرا وہ کتے کے مالک کا ہوگا لیکن اگر کتے کے مالک نے اپنے کتے کی منفعت دوسرے کے واسطے کر دی ہو یعنی عاریت دیا ہو پس کتے نے شکار کیا تو پورا شکار اُسکا ہوگا جسکو عاریت دیا ہو یہ محیط شخصی میں ہو۔ اگر دونوں میں سے ہر ایک کا ایک کتا ہو اور ہر ایک نے اپنا کتا چھوڑا اور دونوں کتوں نے ایک شکار پکڑا تو یہ شکار دونوں میں نصف نصف ہوگا اور اگر ہر ایک کے کتے نے علیحدہ علیحدہ ایک ایک شکار پکڑا تو جسکے کتے نے جو شکار پکڑا ہو وہ خاصہ اُسی کا ہوگا یہ سراجہ راج میں ہو۔ اور اگر ایک کے کتے نے ایک شکار پکڑا اور اسکو زخم کاری سے مجروح کر دیا پھر دوسرے کے کتے نے آکر اس کتے کی مدد کی تو شکار اسکا ہوگا جسکے کتے نے اول گھائل کر دیا ہو اور اگر اول کتے نے گھائل نہ کیا ہو بیان ملک کہ دوسرا کتا پہونچا اور دونوں نے شکار کو گھائل کیا تو دونوں میں نصف نصف ہوگا یہ ہبوط میں ہو۔ اور اگر دو آدمیوں نے شرکت کی اور ایک کے پاس

سے
عالمگیری
بالکریاں
جمع کر کے
لایا یا گداگری
سے یا پارہ اُسی
کا ہو گا دوسرے
کی اٹھین کچھ
شرکت نہ ہوگی
اور اسی طرح
ہر ایسی چیز
میں جو شکار
مباح ہو مثل
ہری گھانس
لانے یا ہاڑوں
سے انجیر و
اخروٹ و پستہ
وغیرہ پھل
لانے میں بھی
شرکت نہیں
رہا ہو اور اسی
طرح مباح
زمین سے مٹی
لانے اور اُسکے
فروخت کرنے
یا بیچ یا ملک
یا رتن یا سرمہ
یا جابلت کے
دفتیہ وغیرہ
میں شرکت
نہیں جائز ہو
جب کہ یہ چیزیں
بطور مباح
ہوں اور اسی
طرح اگر دو
شخصوں نے
شرکت کی کہ
فیر ملاوٹ
مٹی سے عمارت
بنا دیں یا
بچہ انیٹین
پکا دیں تو
بھی یہ حکم
ہر بیع القدر
میں ہو اور
اگر مٹی یا
چونا وغیرہ
کی ملاوٹ ہو
اور دو آدمیوں
نے شرکت کی
اس قرارداد
پر کہ دونوں
خرید کر بچا
کر اسکو
فروخت کریں
تو جائز ہو
اور یہ شرکت
وجہ ہو یہ
خلاصہ میں
ہو اور مباحات
میں سے جو
جسکے ہاتھ
آگئی ہو وہ
اُسی کی ہوگی
یہ محیط
شخصی میں
ہو اور اگر
دونوں نے
ساتھی ہو کر
لیا تو
دونوں میں
نصف نصف
ہوگی۔ اور
اگر دونوں
میں سے ایک
نے لی اور
دوسرے نے
کچھ کام
نہ کیا تو
سب کام
کرنے والے
کی ہوگی
یہ کافی
میں ہو۔ اور
اگر دوسرے
نے اسکو
کسی چیز
کے لینے
میں مدد
دی تو
مددگار
کو اُسکا
اجر مثل
ملیگا اگر
امام ابو
یوسف
رحمہ اللہ
کے
دیکھ
اس
چیز
کے
نصف
شئ
سے
تجاوز
نہ کر
لیا اور
امام
عظیم
ہو امام
محمد
کے
دیکھ
جہا
تک
ہو پختہ
ہو اور
اجر
المثل
ملیگا
یہ
محیط
شخصی
میں
ہو۔ اگر
جال
وغیرہ
مانند
پھیلا
نے اور
قائم
کیے
میں
مدد
کی
مگر
جال
میں
ایسا
کوئی
جانور
نہ
ملا
جسکی
کچھ
قیمت
ہو تو
مددگار
کو
بلا
خلاف
اجر
المثل
ملیگا
چاہے
جقدر
ہو یہ
سراجہ
راج
میں
ہو۔ اور
اگر
دونوں
نے
اپنے
لیے
ہوئے
کو
غلط
کر
دیا
تو
جس
قرارداد
پر
دونوں
متفق
ہوئے
اسی
پر
یہ
غلط
ہوگا
اور
اگر
دونوں
کسی
پر
متفق
نہیں
ہوئے
تو
ایک
نصف
تک
میں
ہر
ایک
کا
قول
اپنے
ساتھی
کے
دعویٰ
پر
قسم
کھانے
کے
ساتھ
قبول
ہوگا
یہ
سفیرات
میں
ہو۔ اور
اگر
دونوں
نے
اُسکو
غلط
کر
کے
دونوں
نے
اُسکو
فروخت
کر
دیا
پس
اگر
یہ
چیز
پانی
یا
تولی
جاتی
ہو
تو
جقدر
ہر
ایک
کا
حصہ
کیل
یا
وزن
سے
تھا
اُسی
حساب
سے
شئ
دونوں
میں
تقسیم
کیا
جائیگا
اور
اگر
یہ
چیز
قیمتی
ہو
یعنی
ہر
ایک
کی
قیمت
علیحدہ
ہو
اکر
تھی
ہو
اور
مثلاً
نہیں
ہو
تو
اسس
چیز
کے
نصف
تک
میں
ہر
ایک
کا
قول
جقدر
وہ
دعویٰ
کرتا
ہو
مع
قسم
کے
اپنے
ساتھی
کے
دعویٰ
پر
قبول
ہوگا
یہ
برابر
میں
ہو۔ اور
نصف
سے
زائد
میں
دعویٰ
شریک
پر
قسم
کے
ساتھ
بھی
اسکا
قول
قبول
نہ
ہوگا
الا
کہ
اپنے
دعویٰ
سے
پر
گواہ
لاوے
یہ
ہر
الفائق
میں
ہو۔ اور
اگر
دونوں
نے
شکار
کرنے
میں
باہم
شرکت
کی
اور
دونوں
کا
ایک
کتا
ہو
کہ
اُسکو
دونوں
نے
چھوڑا
یا
جال
پر
جسکو
دونوں
نے
اُسکو
پھیلا
یا
تو
اسکا
شکار
دونوں
میں
مشترک
ہوگا
یہ
محیط
میں
ہو۔ اور
اگر
کتا
فقط
ایک
ہی
کا
ہو
اور
وہ
اُسکے
قبضہ
میں
ہو
پھر
اُسکو
دونوں
نے
رہا
کیا
تو
جو
کتا
رہا
کتے
نے
بکرا
وہ
کتے
کے
مالک
کا
ہوگا
لیکن
اگر
کتے
کے
مالک
نے
اپنے
کتے
کی
منفعت
دوسرے
کے
واسطے
کر
دی
ہو
یعنی
عاریت
دیا
ہو
پس
کتے
نے
شکار
کیا
تو
پورا
شکار
اُسکا
ہوگا
جسکو
عاریت
دیا
ہو
یہ
محیط
شخصی
میں
ہو۔ اگر
دونوں
میں
سے
ہر
ایک
کا
ایک
کتا
ہو
اور
ہر
ایک
نے
اپنا
کتا
چھوڑا
اور
دونوں
کتوں
نے
ایک
شکار
پکڑا
تو
یہ
شکار
دونوں
میں
نصف
نصف
ہوگا
اور
اگر
ہر
ایک
کے
کتے
نے
علیحدہ
علیحدہ
ایک
ایک
شکار
پکڑا
تو
جسکے
کتے
نے
جو
شکار
پکڑا
ہو
وہ
خاصہ
اُسی
کا
ہوگا
یہ
سراجہ
راج
میں
ہو۔ اور
اگر
ایک
کے
کتے
نے
ایک
شکار
پکڑا
اور
اسکو
زخم
کاری
سے
مجروح
کر
دیا
پھر
دوسرے
کے
کتے
نے
آکر
اس
کتے
کی
مدد
کی
تو
شکار
اسکا
ہوگا
جسکے
کتے
نے
اول
گھائل
کر
دیا
ہو
اور
اگر
اول
کتے
نے
گھائل
نہ
کیا
ہو
بیان
ملک
کہ
دوسرا
کتا
پہونچا
اور
دونوں
نے
شکار
کو
گھائل
کیا
تو
دونوں
میں
نصف
نصف
ہوگا
یہ
ہبوط
میں
ہو۔ اور
اگر
دو
آدمیوں
نے
شرکت
کی
اور
ایک
کے
پاس

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

بیل یا خچر ہو اور دوسرے کے پاس بکھال ہو بدین قرار واد کہ اس بکھال میں بھر کر ان بیل پر لاد کر پانی لاوین اور جو کما لی ہو وہ دونوں میں مشترک ہو تو شرکت صحیح ہوگی اور کمانی کل اسی کی ہوگی جو پانی لایا ہو اور سپرد واجب ہوگا کہ ایسے بکھال کی جو اجرت ہوتی ہو وہ بکھال واسلے کو دے بشرطیکہ پانی لاسنے والا وہ ہو جو بیل کا مالک ہو اور اگر بکھال والا پانی لایا اور یہ کام کیا ہو تو سپرد واجب ہوگا کہ بیل واسلے کو بیل کا اجر المثل دے یہ ہدایہ بین ہے۔ اور اگر ایک کے پاس خچر اور دوسرے کے پاس اونٹ ہو اور دونوں نے باہم شرکت کی بدین شرط کہ دونوں کو اجارہ پردین اور جو کچھ اجرت اوسے وہ دونوں میں مشترک ہوں تو صحیح ہو اور اگر دونوں کو اجارہ پردین یا تو یہ مال اجارہ دونوں میں خچر کے اجر المثل اور اونٹ کے اجر المثل کے حساب سے دونوں پر تقسیم کیا جائیگا یہ محبط بشرطی میں ہے۔ اور بشرط اگر فقط خچر کو اجرت پردین یا تو پوری اجرت خچر واسلے کی ہوگی اونٹ واسلے کو کچھ نہ ملے گا اور اگر دوسرے نے اجارہ دہندہ کی لادنے اور منتقل کرنے میں مدد کی تو جسے مدد کی ہو اسکو اسکا اجر المثل ملے گا اگر نصف مقدار اجرت سے جو قرار پائی ہو امام ابو یوسف کے نزدیک زیادہ نہ دیا جائیگا اور امام محمد رحمہ لے فرمایا کہ اگر المثل چاہے جس مقدار تک پہنچے دیا جائیگا یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اگر دونوں نے جانور کے ساتھ اپنا کام کرنا شروع اسکو ہائیکے ولادنے وغیرہ کے شرط کیا تو تمام اجرت مذکورہ دونوں کے جانوروں کے اجر المثل اور خود دونوں کے اجر المثل پر تقسیم کیا جائیگی بشرطی میں ہے۔ قال المتزجمین ایک مثال ذکر کرنا ہوں اسی پر اس جنس کے مسائل کی تقسیم قیاس کرنی چاہیے زید کا خچر۔ بکر کا اونٹ۔ دونوں نے شرکت فاسدہ پر بشرط لفظ مذکورہ بالا کے (۱۲) روپیہ کو اجارہ پردین اور کام اپنے اپنے ذمہ شرط کیا پس دینے لادا بکر نے ہاکا اور کام پورا کیا اور اجرت مذکورہ حاصل کی تو نصفاً نصف موافق شرکت کے نہ ہوگی اسواسطے کہ شرکت فاسدہ ہو پس خچر کے اجر المثل۔ اونٹ کے اجر المثل۔ زید کے کام کے اجر المثل۔ بکر کے کام کے اجر المثل پر تقسیم ہوگی پس فرض کرو کہ ایسے خچر کی مزدوری اتنی دو رنگ دوین بار ہو پچھلنے کی (۹) روپیہ ہو اور اونٹ کی بدین نظر (۱۰) روپیہ ہو اور زید نے جیسا کام کیا ہو اسکی مزدوری (۶) روپیہ ہو کرتی ہو اور بکر نے جیسا کام کیا ہو اسکی مزدوری (۱۰) روپیہ ہوتی ہو پس زید کے جانور کا اور بکر کا اجر المثل بکر (۱۴) روپیہ اور بکر کے جانور کے اور اس کے اجر المثل کا مجموعہ (۲۰) ہوئے کہ تمام مجموعہ (۳۴) ہو پس اگر اجرت کل (۳۴) ہوتی تو زید کو (۱۴) اور بکر کو (۲۰) ملے چہ نکہ اجرت کل (۱۲) روپیہ ہو لہذا زید کے (۲۲) ہوئے اور بکر کے (۶) ہوئے کا فہم۔ اور اگر دونوں نے کچھ بار معلومہ کا اجرت معلومہ کسی مقام پر پہنچا یا قبول کیا اور خچر و اونٹ کو اجارہ پردین دیا پھر دونوں نے اسی خچر و اونٹ پر لاد کر پہنچا یا جنکی طرف عقد شرکت کو صفات کیا ہو تو اجرت دونوں میں نصفاً نصف ہوگی اسواسطے کہ وجوب اجرت کا سبب اس مقام پر بار مذکور پہنچانے کا قبول کرتا ہو اور اس میں دونوں برابر ہیں چنانچہ اگر بار پہنچا یا قبول کر کے اپنی اپنی گردنوں پر لاد کر پہنچاتے تو اجرت دونوں میں نصفاً نصف ہوتی اور مضمون پر مقدار اجر المثل نہ ہوتی پس ایسا ہی اس مقام پر ہو گا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر دو آدمیوں میں سے ایک کے پاس جانور بار برداری اور دوسرے کے پاس اسکا پالان اور گون ہو اور دونوں نے اس شرط سے شرکت قرار دی کہ دونوں اس جانور کو اجارہ پردین بدین شرط کہ مزدوری دونوں کے درمیان نصفاً نصف ہوگی تو یہ شرکت فاسدہ ہو یہ مبسوط میں ہے۔ پھر اگر جانور مذکور کو کسی مقام تک اناج پہنچانے کے واسطے اجارہ دیا پھر انھیں روایت کے ذریعہ سے دونوں نے اناج مذکور وہاں پہنچا یا تو پوری اجرت مالک جانور کی ہوگی اور جانور کے اجر المثل و پالان و گون کے اجر المثل پر تقسیم نہ ہوگی اور اگر دونوں نے اس شرط سے شرکت کی کہ دونوں اناج پہنچانے کی مزدوری قبول کریں بدین شرط

کہ اپنے اوقات سے کام کرے اور وہ اپنے اوقات سے کام کرے تو اس میں یہ اجرت دونوں کے درمیان نصفانصاف ہوگی اور اس کے جائز اور دوسرے کی اکاٹ و گون کے واسطے کچھ اجرت نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنا جائز ایک شخص کو دیتا کہ وہ اجارہ پر دیا کرے بدین شرط کہ اجرت دونوں کے درمیان نصفانصاف ہوگی تو یہ شرکت فاسد ہے پس اگر اس شرکت پر اس نے جائز کو کرایہ پر دیا تو پوری اجرت مالک جائز کی ہوگی اور دوسرے کے واسطے اس کا اجر المثل ہوگا۔ اور اگر کسی کو اپنا جائز دیا کہ اس پر کپڑا یا انانج لا کر فروخت کیا کرے بدین شرط کہ منافع دونوں میں نصفانصاف ہوگا تو شرکت فاسد ہوگی بمنزلة شرکت بعلوض کے اور جب شرکت فاسد ہوئی تو نفع تمام اسی کا ہوگا جس کا انانج و کپڑا ہو اور جائز والے کو اس کا اجر المثل ملیگا اور مکان و کشتی اس معاملہ شرکت میں مثل جائز کے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اسی طرح اگر دوسرے کو جال دیا کہ اس سے مچھلیاں شکار کرے بدین شرط کہ مچھلیاں دونوں میں نصفانصاف ہوگی تو تمام مچھلیاں شکار کرنے والے کی ہوگی اور جال والے کو اس کا اجر المثل ملیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر دو کندہ کرنے والوں میں سے ایک کے پاس اوقات کندہ گری ہوں اور دوسرے کے پاس مکان ہو پس دونوں نے شرکت کی کہ دونوں اس ایک کے اوقات سے دوسرے کے مکان میں کار کندہ گری انجام دین بدین شرط کہ کمائی دونوں کے درمیان نصفانصاف ہوگی تو یہ جائز ہوگا یہ سراج و باج میں ہے۔ اور اس طرح ہر فرقہ میں یہ حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کی طرف سے کام اور دوسرے کی طرف سے کندہ گری کے اوقات ہونے پر شرکت کی تو شرکت فاسد ہو اور جو کمایا ہو وہ کام کرنے والے کا ہوگا اور اگر ان اوقات کا اجر المثل واجب ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور تیسرے میں مذکور ہے کہ شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ تین یا پانچ حمال ہیں انھوں نے شرکت کی بدین شرط کہ بعض انہیں سے گون بھریں اور بعض گہون اس کے مالک کے گھر ہو پناوین اور بعض گون کا منہ کپڑ کر پیٹھ پر لاوین اس شرط سے کہ جو کچھ اس سے حاصل ہو وہ ان سب کے درمیان مساوی مشترک ہو تو فرمایا کہ یہ شرکت نہیں صحیح ہے یہ تاتار خانہ میں ہے۔ امام محمد بن حسن نے فرمایا کہ اگر کرم پیلہ کے انڈے اور شہتوت کے پتے ایک کی طرف سے اور کام دوسرے کی طرف سے ہو بدین شرط کہ بچے دونوں کے درمیان نصفانصاف ہوں یا کمی بیشی کے ساتھ ہوں تو یہ نہیں جائز ہے اور نیز اگر کام بھی دونوں کے ذمہ شرط ہو تو بھی نہیں جائز ہے اور جب جائز ہو کہ انڈے دونوں کی طرف سے ہوں اور کام اور پرداخت بھی دونوں کے ذمہ ہو پھر اگر اس شخص نے جس نے پتے دیے ہیں کام نہ کیا تو کچھ مضرب نہیں ہے یہ فقہ میں ہے۔ فتاویٰ میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے کرم پیلہ کے انڈے دوسرے کو دیے کہ وہ ان کی پرداخت کرتا رہے اور شہتوت کے پتے کھلاتا رہے بدین شرط کہ جو حاصل ہو وہ دونوں میں مشترک ہوگا پس اس شخص نے برابر پرداخت کی یہاں تک کہ انڈے پک کر بچے نکلے تو سب کرم پیلہ کے ہونگے جس کے انڈے ہیں اور جس نے پرداخت کی ہے اس کے واسطے دوسرے پر کام کا اجر المثل اور شہتوت کے پتوں کی قیمت جو اُس نے کھائے ہیں واجب ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر انڈے اور پتے ایک کی طرف سے اور کام دوسرے کی طرف سے ہو تو کرم پیلہ اسی کے ہونگے جس کے انڈے تھے اور دوسرے کو اس کے کام کا اجر المثل ملیگا یہ سراجیہ میں ہے اور اسی طرح اگر کام دونوں کی طرف سے ہو تب بھی شرکت روانہ ہوگی اور یہ جب بھی جائز ہو کہ جب انڈے دونوں کے اور کام دونوں پر ہو دے پھر اگر پتے دینے والے نے کام نہ کیا تو کچھ مضرب نہیں ہے چنانچہ شیخ نجم الدین نے صریح بیان کیا ہے

یہ قلیہ میں ہو۔ اور علی ہذا اگر اپنی گاسے کسی آدمی کو دی کہ اسکو اپنے پاس سے چارہ دیا کرے بدین شرط کہ جو پیدا ہوگا وہ دونوں میں نصف نصف ہوگا تو شرکت رو نہیں ہو اور جو کچھ پیدا ہو اور وہ گاسے کے مالک کا ہوگا اور اس شخص کو اس کے چارہ کا مثل اور اس کی پرداخت کا اجر مثل ملے گا اور علی ہذا اگر مرغی لینے مالکان کسی شخص کو دی کہ دانہ دیا کرے اور شرط کر لی کہ انڈے دونوں میں نصف نصف ہونگے یعنی کہا کہ تو یہ مرغی لیجا اور اسکو اپنے پاس سے دانہ دیا کر بدین شرط کہ اس کے انڈے دونوں کے درمیان نصف نصف ہونگے تو بھی یہی حکم ہو اور اس میں حیلہ یہ ہو کہ نصف مرغی یا نصف مرغی یا نصف کرم پیلہ کے انڈے اس شخص کے ہاتھ بعض شخص معلوم کے فروخت کر دے حتی کہ گاسے یا مرغی یا پیلہ کے انڈے دونوں میں مشترک ہو جاوین پھر جو کچھ حاصل ہوگا وہ دونوں میں شرکت پر ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور ہر شرکت جو فاسد ہو دوسرے اس میں نفع بحساب مقدار اس مال کے ہوگا چنانچہ اگر ہزار ایک گاسے کے اور دو ہزار دوسرے کے ہوں تو نفع دونوں کے درمیان تین تہائی ہوگا اور اگر دونوں سے باہم نصف نصف منافع شرط کیا ہو تو یہ شرط باطل ہوگی اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے مثل لسنے ہو جو دوسرے کے واسطے ہو پھر باہم تین تہائی نفع شرط کیا ہو تو نفع کی کئی بیشی کی شرط باطل ہوگی بلکہ نفع دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اس واسطے کہ نفع کا وجود تابع مال کے ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور واضح ہو کہ بعضی فاسد شرطوں سے شرکت باطل ہو جاتی ہو اور بعض سے نہیں باطل ہوتی ہو چنانچہ اگر کسی بیشی کام کی باہم شرط کی تو شرکت باطل ہوگی اور اگر ایک کے واسطے دس درم نفع زاد شرط کیا تو شرکت باطل ہوگی اگرچہ در واقع یہ دونوں شرطین فاسد ہیں یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور ہر دو شرکاء میں سے ایک کے مرتبے سے شرکت باطل ہو جاتی ہو خواہ دوسرے شرکاء کو اسکا علم ہو یا نہ ہو اور موت کا لفظ بیان اس موت کو بھی شامل ہو جو حکم میں مثل موت کے ہو جیسے تہہ ہو کر دار الحرب میں چلا گیا اور اس کے چلے جانے کا حکم دیا گیا تو یہ حکم موت میں ہو اور اگر اس کے چلے جانے کا ہنوز حکم نہیں دیا گیا ہو تو بالاجماع ابھی شرکت منقطع ہو جانے میں توقف ہوگا چنانچہ اگر قبل حکم ہونے کے ہی وہ واپس آیا تو شرکت باقی رہیگی اور اگر مر گیا یا قتل کیا گیا تو منقطع ہو جائیگی یہ نہر الفائق میں ہو اور اگر وہ دار الحرب میں نہیں گیا تو شرکت مفاد ضہ بطور توقف منقطع ہوگی چنانچہ اگر فاضی نے باطل ہو جانے کا حکم نہ دیا یہاں تک کہ وہ دوبار مسلمان ہو گیا تو شرکت مفاد ضہ عود کرگی اور اگر وہ مر گیا تو شرکت مفاد ضہ اس کے مرتد ہونے کے وقت سے باطل قرار دی جائیگی پھر جب شرکت مفاد ضہ بطور توقف منقطع ہوئی تو پھر آیا عتوان ہو کر باقی رہیگی یا نہیں سوائے اختلاف ہو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ نہیں اور صاحبین کے نزدیک عتوان ہو کر باقی رہیگی چنانچہ اسکو دلو ابھی نے ذکر فرمایا ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی مر نہیں بلکہ دونوں میں سے ایک نے شرکت کو فسخ کر دیا مگر دوسرے شرکاء کو اس کے فسخ کا علم نہوا تو شرکت فسخ نہو جائیگی اور اگر اسکو علم ہو گیا تو دو صورتیں ہیں کہ اگر شرکت کار اس مال نقد و دنیا رہے تو شرکت فسخ ہو جائیگی اور اگر اسباب عرض ہو تو طحاوی نے ذکر کیا کہ وقت فسخ سے فسخ ہوگی کذا فی الخلاصہ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ فسخ ہو جائیگی اگرچہ اس مال سبب و عرض ہو اور یہی مختار ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر ایک شرکاء نے شرکت ہونے سے انکار کیا حالانکہ مال شرکت اسباب عرض ہو تو یہ انکار شرکت کا فسخ ہو نہیں جاتا۔ اور اگر شرکاء تین شخص ہوں جمیع سے ایک مر گیا حتی کہ اس کے حق میں شرکت فسخ ہو گئی تو باقیوں کے حق میں فسخ ہوگی یہ محیط میں ہو اور اگر دو شرکاء میں سے ایک نے اپنے شرکاء سے کہا کہ میں تیرے ساتھ شرکت پر کام نہ کروں گا تو یہ غیر لائق اس کے ہو کہ کہا کہ میں نے تجھ سے شرکت فسخ کر دی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر تین شخص باہم شرکاء متفارض ہوں جن میں سے ایک غائب ہو گیا اور باقی دوسروں نے یہ چاہا کہ باہم شرکت کو توڑ دیں تو بدون موجودگی غائب مذکور کے انکو ایسا اختیار

یہ شرط باطل ہوگی بلکہ نفع دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اس واسطے کہ نفع کا وجود تابع مال کے ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور واضح ہو کہ بعضی فاسد شرطوں سے شرکت باطل ہو جاتی ہو اور بعض سے نہیں باطل ہوتی ہو چنانچہ اگر کسی بیشی کام کی باہم شرط کی تو شرکت باطل ہوگی اور اگر ایک کے واسطے دس درم نفع زاد شرط کیا تو شرکت باطل ہوگی اگرچہ در واقع یہ دونوں شرطین فاسد ہیں یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور ہر دو شرکاء میں سے ایک کے مرتبے سے شرکت باطل ہو جاتی ہو خواہ دوسرے شرکاء کو اسکا علم ہو یا نہ ہو اور موت کا لفظ بیان اس موت کو بھی شامل ہو جو حکم میں مثل موت کے ہو جیسے تہہ ہو کر دار الحرب میں چلا گیا اور اس کے چلے جانے کا حکم دیا گیا تو یہ حکم موت میں ہو اور اگر اس کے چلے جانے کا ہنوز حکم نہیں دیا گیا ہو تو بالاجماع ابھی شرکت منقطع ہو جانے میں توقف ہوگا چنانچہ اگر قبل حکم ہونے کے ہی وہ واپس آیا تو شرکت باقی رہیگی اور اگر مر گیا یا قتل کیا گیا تو منقطع ہو جائیگی یہ نہر الفائق میں ہو اور اگر وہ دار الحرب میں نہیں گیا تو شرکت مفاد ضہ بطور توقف منقطع ہوگی چنانچہ اگر فاضی نے باطل ہو جانے کا حکم نہ دیا یہاں تک کہ وہ دوبار مسلمان ہو گیا تو شرکت مفاد ضہ عود کرگی اور اگر وہ مر گیا تو شرکت مفاد ضہ اس کے مرتد ہونے کے وقت سے باطل قرار دی جائیگی پھر جب شرکت مفاد ضہ بطور توقف منقطع ہوئی تو پھر آیا عتوان ہو کر باقی رہیگی یا نہیں سوائے اختلاف ہو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ نہیں اور صاحبین کے نزدیک عتوان ہو کر باقی رہیگی چنانچہ اسکو دلو ابھی نے ذکر فرمایا ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی مر نہیں بلکہ دونوں میں سے ایک نے شرکت کو فسخ کر دیا مگر دوسرے شرکاء کو اس کے فسخ کا علم نہوا تو شرکت فسخ نہو جائیگی اور اگر اسکو علم ہو گیا تو دو صورتیں ہیں کہ اگر شرکت کار اس مال نقد و دنیا رہے تو شرکت فسخ ہو جائیگی اور اگر اسباب عرض ہو تو طحاوی نے ذکر کیا کہ وقت فسخ سے فسخ ہوگی کذا فی الخلاصہ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ فسخ ہو جائیگی اگرچہ اس مال سبب و عرض ہو اور یہی مختار ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر ایک شرکاء نے شرکت ہونے سے انکار کیا حالانکہ مال شرکت اسباب عرض ہو تو یہ انکار شرکت کا فسخ ہو نہیں جاتا۔ اور اگر شرکاء تین شخص ہوں جمیع سے ایک مر گیا حتی کہ اس کے حق میں شرکت فسخ ہو گئی تو باقیوں کے حق میں فسخ ہوگی یہ محیط میں ہو اور اگر دو شرکاء میں سے ایک نے اپنے شرکاء سے کہا کہ میں تیرے ساتھ شرکت پر کام نہ کروں گا تو یہ غیر لائق اس کے ہو کہ کہا کہ میں نے تجھ سے شرکت فسخ کر دی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر تین شخص باہم شرکاء متفارض ہوں جن میں سے ایک غائب ہو گیا اور باقی دوسروں نے یہ چاہا کہ باہم شرکت کو توڑ دیں تو بدون موجودگی غائب مذکور کے انکو ایسا اختیار

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

قرضدار پر ہا ہو وہ اس کے شریک کا حصہ ہو یہ قیہ میں ہو۔ اور اسی طرح اگر ایک نے کسی کو وصول کرنے کا وکیل کیا اور وکیل نے وصول کیا اور موکل کے پاس تلف ہوا تو موکل کا حصہ گیا اور اگر وہ قائم رہا تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس میں شرکت کر کے اپنا حصہ بٹائے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر وصول کرنے والے نے جو کچھ وصول کیا ہو وہ اپنے قبضہ سے بائیل پر خارج کیا کہ کسی کو ہبہ کر دیا یا اپنے قرضخواہ کو اور اسے قرضہ میں دیدیا یا اور کسی وجہ سے اسکو تلف کر دیا تو اس کے شریک کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اس نے وصول کیا تھا اس کے نصف کی اس سے ضمان لے اور یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ مال اب جس کے پاس بیٹھتا ہو جو وہ اپنے قبضہ سے لے لے یہ سراج و مانج میں ہو۔ اور جب قدر شریک نے اپنے شریک سے وصول کر لیا تو اس کے وصول کیے ہوئے میں سے لے لیا اسی قدر قرضدار پر اس وصول کثمتہ کا قرضہ رہے گا اور جو کچھ قرضدار پر باقی ہو وہ دلوں میں اسی قدر کے حساب سے مشترک ہوگا چنانچہ اگر قرضدار پر دونوں کے ہزار درم مساوی ہوں پس ایک نے بائیل پر اس سے وصول کیے پھر شریک دیگر نے اس وصول کرنے والے سے اس میں سے دوسو روپے اس کا نصف لے لیا تو وصول کرنے والے کا قرضدار پر باقی کا نصف ہوگا یعنی دوسو روپے اس درم اور باقی قرضہ میں سے شریک نے اپنے شریک سے اب بھی باقی ہونگی یہ ہر ایک میں ہو۔ اور ہر قرضہ کہ دو آدمیوں کے واسطے ایک شخص پر دو سیلون سے جو حقیقہ و حکما مختلف ہیں یا حکما مختلف ہیں حقیقت میں مختلف نہیں ہیں واجب ہو تو وہ دونوں میں مشترک نہ ہوگا جتنی کہ اگر دونوں میں سے ایک نے قرضدار سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اس میں شرکت کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر دو آدمیوں نے اپنا ایک غلام جو دونوں میں مساوی مشترک ہو بعد میں ان میں سے ایک نے غلام کو فروخت کیا پھر دونوں میں سے ایک نے مشتری سے ان میں سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اس وصول شدہ میں شرکت سے ہٹا لینے کا اختیار ہوگا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے حصہ کا ثمن علیحدہ بیان کیا پھر ایک نے ان میں سے کچھ وصول کیا تو ظاہر اور بیت کے موافق دوسرے کو اس میں بٹا لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ ظہیرہ میں ہو۔ اگر زید کا غلام اور بکر کی باندی ہو دونوں نے ان دونوں کو بعد میں ہزار درم کے فروخت کیا تو جو کچھ وصول کرین اس میں دونوں شریک ہونگے کذا فی السراجیہ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ملوک کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو پھر ایک نے کچھ وصول کیا تو دوسرا اس میں شریک نہیں ہو سکتا ہو یہ ظاہر اور ایہ ہو یہ خزانۃ المفتیین میں ہو۔ اور اگر ایک شخص نے دو شخصوں کو شکر کیا کہ دونوں میں سے واسطے ایک باندی خریدین پس دونوں نے اس کے واسطے باندی خریدی اور اس کا ثمن ایسے مال سے جو دونوں میں مشترک ہو ادا کیا یا اپنے اپنے علیحدہ مال سے ادا کیا تو جو کچھ موکل سے وصول کرین اس میں کوئی دوسرے کا شریک نہ ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر زید کا بکر پر ہزار درم قرضہ ہو پھر بکر کی طرف سے غم و خالہ نے کفالت کی اور مال ادا کر دیا پھر ہر دو کفیل میں سے ایک نے بکر سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اس میں مشارکت کا اختیار ہوگا بشرطیکہ دونوں نے اپنے مال مشترک سے ادا کیا ہو یہ خزانۃ المفتیین و ظہیرہ میں ہو اور اگر ہر دو کفیل میں سے ایک نے اپنے حصہ کے عوض کفول غنہ سے ایک کپڑا خرید لیا تو شریک کو اختیار ہوگا کہ اس سے کپڑوں کے دلوں کا ادھاتا وال لے لے مگر کپڑے میں شرکت کرنے کی اسکو کوئی راہ نہیں ہو مان اگر دونوں نے باہمی رضا مندی سے کپڑے میں شرکت کرنے پر اتفاق کر لیا تو یہ جائز ہو یہ سراج و مانج میں ہو۔ اور اگر اس نے اپنے حصہ کے عوض کوئی کپڑا خرید لیا بلکہ کفول غنہ سے اپنے حصہ کے ایک کپڑے پر صلح کر لی اور اس پر قبضہ کر لیا پھر شریک دیگر نے جو اس سے وصول کیا ہو اسکا مطالبہ کیا تو وصول کرنے

ہوئے کو اختیار ہو چاہے اسکو نصف کچھ ادا دے اور چاہے اسکو نصف حق کے مثل دے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے چاہا کہ میں جو کچھ قرضدار سے وصول کروں اس میں دوسرے کو شرکت کا اختیار نہ دو تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ قرضدار اسکو بقدر اس کے حصہ کے مال پہنچ کر کے دے یہ شخص اس قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کر دے پس جو کچھ اُس نے بطریق ہبہ وصول کیا ہو اس میں دوسرے شریک کو شرکت کا اختیار نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور دوسرا طریق حیلہ کا اسطرح مذکور ہے کہ دو شخصوں کا ایک شخص ہزار درم قرضہ ہو اور ایک قرضخواہ نے چاہا کہ اپنا حصہ اسطرح وصول کرے کہ اس میں دوسرے کو شرکت کا اختیار حاصل نہ ہو تو شیخ نصیر نے فرمایا کہ قرضدار اسکو بائج سود درم پہنچ کر کے دے یہ وہ قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کر دے اور شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ قرضدار کے ہاتھ ایک مٹھی کشش مثلاً بھو من اسقدر کشش کے کہ جتنا اسکا حصہ قرضہ ہو فروخت کرے اور کشش اس کے قبضہ میں دے دے یہ بھی کچھ اسکا حصہ اس قرضہ ہو اس سے قرضدار کو بری کر دے یہ قرضدار مذکور سے اس کشش کے دام کا مطالبہ کرے نہ قرضہ کا کذا فی المباح قال المترجم جلد اول اور اسکو دوسرا حیلہ کی صورت میں اگر مشتری کو بائع نے اپنے حصہ قرضہ سے بری کر لیا تو وہ قرضدار ہو گیا تھا نہ ہبہ کے کہ اس سے رجوع کر سکتا ہے لیکن اگر بیع بشرط اخبار للمشتري ہو تو نظر بحت قرضخواہ تامل ہو لیکن نظر بدین ہر دو یکساں ہیں غافتم۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کر دیا یا اپنا حصہ اسکو ہبہ کر دیا تو جائز ہے اور اسے شریک کے واسطے کچھ حنا من نہ ہو گا اور اگر دونوں میں سے ایک نے قرضدار کو سود درم ہبہ کر دیے حالانکہ اسے دونوں کا مساوی مشترک قرضہ ہزار درم ہے یہ قرضہ میں سے کچھ وصول ہوا تو اس میں سے دونوں بقدر اپنے اپنے حصہ کے بانٹ لینے یعنی وصول شدہ مقدار کے نو حصہ کر کے چار حصے بری کر کے دے اور بائج حصہ دوسرے کو پیشکش یہ محیط شخصی میں ہے۔ اور تجربہ بدین لکھا ہے کہ اسطرح اگر کچھ قرضہ وصول کر لینے کے بعد اور اس میں تقسیم کر لینے کے قبل ایک نے منطرح یعنی سود درم سے مثلاً اسکو بری کر دیا تو بھی وصول شدہ کو بطور مذکورہ بالا تقسیم کرینگے اور اگر تقسیم کر لینے کے بعد دونوں میں سے ایک نے قرضدار کو بری کیا ہو تو تقسیم مذکور پوری ہو گئی ہو وہ باقی رہی نہیں ٹوٹے گی یہ آثار خانیہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اپنے حصہ کی بابت قرضدار کو تاخیر دی ہو تو اس میں اختلاف ہو چنانچہ امام مظہر رحمہ کے نزدیک اسکا تاخیر دنیا نہیں روا ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ اسکا تاخیر دنیا اس کے شریک کے حصہ میں روا نہیں ہے بدائع میں ہے قال المترجم پس صاحبین کے نزدیک اگر اُس نے اپنے حصہ میں تاخیر دی تو روا ہے اور اسی پر متفرع ہوتا ہے کہ اگر اس شریک نے جس نے نہیں تاخیر دی ہے کچھ وصول کیا تو تاخیر دینے والے کو اس میں شرکت و بٹائی کرنے کا اسوقت تک اختیار نہ ہو گا کہ حقیق اسکی مبادا اُسے پہنچا اس کے قرضہ کی بھی مبادائی تو شریک مذکور سے بٹائی کر لیا اگر وصول شدہ اس کے پاس بعینہ قائم ہو اور اگر اس نے تلف کر دیا ہو تو بقدر اپنے حصہ کے اُس سے تاوان ملے لگا یہ ظہیرہ میں ہے اور اگر دوسرے نے کچھ وصول نہ کیا بیان تک کہ تاخیر دینے والے کی صلت بھی گزر گئی اور مبادا آگئی تو جو مال قبل صلت دینے کے تھا وہی اب پھر ہو جائیگا چنانچہ اگر دونوں میں سے کسی نے کچھ اُس سے وصول کیا تو دوسرا اس میں شرکت کر لیتا یہ بدائع میں ہے۔ اگر قرضدار نے اس شریک کو جس نے اپنے حصہ میں تاخیر دی ہو سود درم بطور بٹل و بٹنگی کر دیے تو دوسرے شریک کو اختیار ہو گا کہ اس میں سے نصف اُس سے لے لے یعنی پچاس درم پھر جب دوسرے شریک نے پچاس درم سے پہلے تو اسکو اختیار ہو گا کہ جو کچھ اُس سے لے لیا گیا ہو اسکا مثل قرضدار سے بوجہ قرار دے

سہ ماہی ۱۳۵۵ھ
مذہب حنفی

تعمیل سو درم کے پھر لے لے اپنی پچاس درم اسکے حصہ سے چھتے تاخیر نہیں دی ہو لے تاکہ سو درم ہونے کی وجہ سے اس
جہت سے کہ جسے تاخیر نہیں دی ہو جب اسے تاخیر دینے والے سے لیا تو اسکے حصہ میں سے اسکے مثل تاخیر دینے والے کے
واسطے ہو گیا کیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر قرضدار نے تاخیر دینے والے کے واسطے اسکے پورے حق کی تعمیل کر دی پھر جسے تاخیر
نہیں دی اسے اس میں سے نصف لے لیا تو تاخیر دینے والے کو اختیار ہو تا ہو کہ جس قدر اس سے لیا گیا ہو اس قدر اپنے شریک
کے حصہ سے قرضدار سے لے لے پس ایسا ہی بیان بھی ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ پھر جب سکود وصول کیا تو وہ اور اسکا شریک دونوں
اسکو دس حصہ کر کے اس طرح تقسیم کرینگے کہ نو حصے اسکا شریک لیگا اور ایک حصہ یہ لیگا یہ ظہیر یہ میں ہو دو شخصوں کا
ایک شخص پر بیعادی قرضہ ہو پھر قرضدار سے دونوں میں سے ایک کا حصہ قبل بیعادی آنے کے ادا کر دیا پس دونوں شریکوں
نے اسکو بانٹ لیا تو جو باقی رہا وہ دونوں کے واسطے میعاد پر لیگا یہ سراجہ میں ہو۔ اور اگر وہ دونوں کا قرضہ ایک عورت
پر ہو پھر دونوں میں سے ایک نے اپنے حصہ کو دہر قرار دیکر اس عورت سے نکاح کر لیا تو اسکا شریک اس شریک سے کچھ
نہیں لے سکتا ہو یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور امام محمد رحم سے روایت ہو کہ اگر شریک مذکور نے عورت مذکورہ سے پانچ سو درم
پر مطلقاً نکاح کیا یعنی یہ قید نہ لگائی کہ ان پانچ سو درم پر جو میرے حصہ کے پھر قرضہ میں لیا تو اسکے شریک کو اختیار ہوگا
کہ نکاح کرنے والے سے اسکا نصف یعنی دو سو پچاس درم لے لے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک
نے اپنے حصہ کے بدلے قرضدار سے کوئی چیز اجارہ پر لی تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس شریک سے بقدر اپنے
حصہ کے واپس لے اور یہ بالاجماع ہو یہ سراج و باج میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک قرضخواہ میں سے ایک پر قرضدار کا قرضہ لے
سبب سے واجب ہو جو ان دونوں کا اسپر قرضہ واجب ہونے سے پہلے واقع ہوا ہو اور اس شریک کا قرضہ اس قرضہ سے جو
قرضدار کا اس شریک پر پہلا واجب ہو قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک کو اختیار نہ ہوگا کہ جس شریک کا حصہ قصاص
ہو گیا ہو اس سے بقدر اپنے حصہ کے واپس لے اور اگر شریک پر قرضدار کا قرضہ ایسے سبب سے واجب ہو جو ان
دونوں کا اسپر قرضہ واجب ہونے کے بعد واقع ہوا ہو اور پھر بطور مذکور قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک
کو اختیار ہوگا کہ اپنے شریک مذکور سے رجوع کرے یہ ظہیر میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک نے ازرا
کہ اس قرضدار کا مجھے میرے حصہ قرضہ کے برابر قرضہ اسوقت کا ہو کہ جب ہم دونوں کا قرضہ ہو واجب ہوا تھا تو قرضدار مذکور
اسکے حصہ سے برہی ہو جائیگا اور اسکا شریک بھی اسکی طرف رجوع نہیں کر سکتا ہو۔ اور یہ سراج اگر ایک شریک نے قرضدار
پر ایسی کوئی جنایت کی جسکا ارش یعنی جرم پانچ سو درم ہو اور شریک کا حصہ قرضہ بھی پانچ سو درم ہو پس قصاص میں باق
ہوا تو بھی اسکے شریک کو اس سے کچھ رجوع کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط شخصی میں ہو۔ بشرطے امام ابو یوسف سے روایت
کی ہو کہ اگر ہر دو شریک قرضخواہ میں سے ایک نے قرضدار کو عداوت و خلع و زخم پہنچایا پھر اس سے اپنے حصہ قرضہ پر صلح کر لی تو
اسپر اپنے شریک کے واسطے کچھ نہیں لازم ہوگا اسواسطے کہ شریک مذکور کو کوئی ایسی چیز وصول نہیں ہوئی جس میں شراکت
لیکن ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور قدوری میں مذکور ہو کہ اگر ایک شریک نے قرضدار کا ایسا مال تلف کیا جسکی قیمت اسکے حصہ
قرضہ کے مثل تھی پس باہم قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس شریک سے بقدر اپنے حصہ سدی کے
لے لے اور متقی میں امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ اگر ایک شریک قرضخواہ نے قرضدار کی کوئی تلخ تلف کر دی یا اسکے
غلام کو قتل کیا یا اسکے جانور کی کو بچھین کاٹ ڈالین پھر جو کچھ اسپر تاوان واجب ہوا وہ اسکے حصہ قرضہ میں قصاص ہو گیا

تو اُس کے شریک کو اختیار نہ ہو گا کہ اُس شریک سے اپنے حصہ رسدی کو سے لے کذا فی المحیط وقال المترجم و ہذا ہوا لا ظہر واللا
اعلم اور اگر شریک مذکور نے لیکر چھ جلا دٹی یا اُس سے غصب کر لی تو ایسی صورت میں بالاجماع دوسرے شریک کو اُس سے
لے لینے کا اختیار ہو گا اور اسی طرح اگر بطریق خرید و فاسد کے اُس سے خرید کر قبضہ کے بعد انکو کسی کے ہاتھ فروخت
کر دیا یا آزاد کر دیا یا اُس کے پاس مرگیا یا دونوں میں سے ایک نے قرضدار سے اپنے حصہ کے عوض کچھ بہن لیا جو اُس کے
پاس تلف ہو گیا تو ایسی صورت میں دوسرے شریک کو اختیار ہو گا کہ جو کچھ اس شریک کو وصول ہو ہو اُس میں سے
اپنے حصہ رسدی کی اُس سے ضمان لے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر ضمان غصب میں غاصب کے پاس یا خریدار
میں مشتری کے پاس یا بہن کی صورت میں مرتن کے پاس یعنی شریک قسہ ضحواہ کے پاس غلام کی ایک آنکھ کی آسانی
آفت سے جاتی رہی تو وہ اپنے شریک کے واسطے کچھ ضامن ہو گا یہ ظہیر بہن ہو۔ اور نوادر بن ساحلین امام محمد سے
مذکور ہو کہ اگر دونوں قرضخواہ شریکوں میں سے ایک نے قرضدار کا غلام عداً قتل کیا اور اُس پر قصاص واجب ہو اس
قرضدار نے اس قاتل سے پانچ سو درم لینے اپنی مقدار پر حسب قدر اس کا حصہ قرضہ ہر صلح کر لی تو یہ جائز ہو اور قرضدار
مذکور اس قاتل کے حصہ قرضہ سے برسی ہو جائیگا پس شریک دیگر کو جو قاتل نہیں ہو اختیار ہو گا کہ قاتل سے شرکت
کر کے اُس سے اس مقدار کا نصف لینے دو سو پچاس درم لے لے یہ بدائع میں ہو۔ شتی میں امام ابو یوسف رحمہ سے
روایت ہو کہ اگر ہر دو شریک میں سے ایک نے قرضدار کے لیے اُس کے قرضدار کی طرف سے کفالت کر لی تو اُس کا حصہ قرضہ اس
کفالت میں قصاص ہو جائیگا اور اُس کے شریک دیگر کو بھی اُس سے شرکت کرنے کا اور ضمان لینے کا اختیار نہ ہو گا پھر
اگر اس کفیل نے اپنے کفول عہد سے مال کفالت جو اس کی طرف سے اُس کے حکم سے ادا کیا ہو وصول کیا تو بھی اُس کے شریک کو
اس کی طرف رجوع کر کے اُس میں مشارکت کرنے کا اختیار نہ ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قرضدار نے ایک شریک کو اس کے حصہ
کے عوض کوئی کفیل دیدیا یا کسی پر اترا لی کرادی تو جو کچھ اس شریک کو کفیل سے یا اترا لی قبول کرنے والے سے
وصول ہو گا اُس میں دوسرے شریک کو اُس کے ساتھ شرکت کرنے کا اختیار ہو گا یہ ذخیرہ میں ہو۔ دو شخصوں کے ایک شخص
پر ہزار درم قرضہ ہیں پھر دونوں میں سے ایک نے قرضدار سے ان پورے ہزار درم سے سو درم پر صلح کر لی اور انکو
وصول کر کے قبضہ کر لیا پھر شریک دیگر نے جو کچھ اُس نے کیا ہو سب کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہو اور اُسکو سو درم کا نصف
لیگا اور اگر وصول کنندہ نے کہا کہ یہ درم تلف ہو گئے تو وہ امانت دار تھا کہ اُس پر ضمان واجب نہ ہوگی اور قرضدار بھی
برسی ہو گیا اور اگر شریک دیگر نے فقط صلح کی اجازت دیدی اور یہ نہ کہا کہ جو کچھ اُس نے کیا سب کی میں نے اجازت دیدی
تو اُس کا اختیار ہو گا کہ چاہے قرضدار سے پچاس درم وصول کرے پھر قرضدار مذکور اس وصول کرنے والے سے پچاس درم
واپس لے لیا اور یہ اس وجہ سے ہو کہ صلح کی اجازت دینا قبضہ کرنے کی اجازت نہیں ہو۔ اور اگر دو شخصوں کا تیسرے شخص
کے قبضہ میں غلام یا مکان ہو پس دونوں میں سے ایک نے اُس سے اس مال سے سو درم پر صلح کر لی تو امام ابو یوسف
نے فرمایا کہ اگر تیسرے شخص جس کے قبضہ میں غلام ہو وہ اقرار کرتا ہو کہ غلام ان دونوں کی ملک ہو تو دوسرے شریک اس صلح کو نوا
کے ساتھ سو درم میں شرکت نہ کریگا اور اگر وہ اُس سے منکر ہو تو شرکت کر سکتا ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ دونوں صورتیں
کیساں ہیں کہ دونوں صورتوں میں صلح کرنے والے کے ساتھ اس بدل صلح میں مشارکت نہیں کر سکتا ہو الا اس صورت میں
کہ غلام مذکور تلف ہو گیا ہو یہ ظہیر بہن ہو۔ شتی میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ دو شخصوں نے ایک شخص سے

ایک باندی خریدی اس طرح کہ ایک نے نصف باندی ہزار درم کو اور دوسرے نے نصف باقی باندی ہزار درم کو خریدی
پھر دونوں نے اُسین عیب پا کر دونوں نے اسکو واپس کیا پھر ایک نے اپنا ثمن جو اپنے حصہ کی بابت دیا تھا وصول
کر لیا تو اُسین اسکا دوسرا سا تھی حصہ بٹائی نہیں کر سکتا ہو خواہ ابتدا میں دونوں نے ثمن کو ملا کر دیا ہو یا علیحدہ علیحدہ
ہر ایک نے دیا ہو اور اسی طرح اگر باندی مذکورہ کسی شخص نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لی تو بھی اس صورت میں یہی
حکم ہو کہ ایک نے جو اپنا حصہ وصول کیا ہو اُسین دوسرا شرکت نہیں کر سکتا ہو اور اگر وہ باندی آزادہ تھی اور حال یہ ہو کہ پہلا
بین دونوں نے ثمن ملا کر دیدیا تھا تو اس صورت میں جو کچھ وصول کرنے والے نے وصول کیا ہو اُسین دوسرا شرکت
کر سکتا ہو۔ اور نیز شفعہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ زید نے اقرار کیا کہ عمرو بکران دونوں کا بچہ قرضہ ہزار درم
ایک باندی کا ثمن ہو جو میں نے ان دونوں سے خریدی تھی پس ان میں سے ایک نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور دوسرے
نے کہا کہ تو نے یہ جھوٹ کہا بلکہ تو نے جن پانچ سو درم کا اقرار کیا ہو یہ پانچ سو درم میرے بچے گھوٹ کے دام ہیں جو تو نے
مجھ سے خریدے تھے پھر قرضہ ادا کرنے اسکو پانچ سو درم ادا کیے تو دوسرے کو یہ اختیار بنو گا کہ جو اسے وصول کیا ہو
اُسین شرکت کرے اور قرضہ ادا کا یہ قول کہ یہ مال دونوں میں مشترک ہو تصدیق نہ کیا جائیگا یہ محض ثمن ہے۔ دوسرے بکران کا
تیسرے پر ہزار درم قرضہ ہو ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے شریک کے واسطے قرضہ ادا کی طرف سے ضمانت
کر لی تو ضمانت باطل ہو اور اگر اُسے اُسی ضمانت پر دوسرے شریک کو ادا کر دیا تو اسکو رجوع کر کے واپس لے لیا اور اگر اُسے
اپنے شریک کے واسطے کچھ ضمانت نہ کی لیکن بغیر کفالت کے شریک کا حصہ شریک کو ادا کر دیا تو ادائیگی صحیح ہو اور جب
ہر ایک شریک سے دوسرے کو ادا کرنا صحیح ہوا تو جو کچھ شریک دیگر نے ادا کرنے والے سے وصول پایا ہو اُسین ادا کرنا ہوا لا
شرکت نہیں کر سکتا ہو پھر اگر وہ قرضہ جو قرضہ ادا پر تھا ڈوب گیا تو جو کچھ شریک نے اپنے شریک کی ادائیگی سے وصول کیا ہو
اُسکی طرف اس ادا کرنے والے شریک کو کوئی راہ نہ ہوگی بخلاف اسکے اگر قرضہ ادا یا اجنبی نے ایک شریک کا حصہ اسکو ادا کیا اور
دوسرے شریک نے اُسین بٹائی نہ کی بلکہ اُسی کے پاس رکھا پھر جو کچھ قرضہ ادا پر رہا تھا وہ ڈوب گیا تو شریک کو اختیار
ہوگا کہ دوسرے نے جو وصول پایا ہو اُسکی طرف رجوع کر کے اسکے وصول کردہ میں سے حصہ بٹائے یہ ذخیرہ میں ہو۔ علی
بن ابی جعفر نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہو کہ اگر قرضہ ادا مر گیا اور دونوں قرضخواہ وہ دونوں شریکوں میں سے ایک اسکا
دارت ہو اور میت مذکور نے اسقدر مال نہیں چھوڑا جس سے اداے قرضہ کامل ہو سکے تو دونوں اس مقدار متروکہ میں حصہ
دس شریک ہو جاویں گے یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر تین غصون کا مشترک قرضہ ایک شخص پر ہو پھر انہیں سے دو قرضخواہ غائب
ہو گئے اور تیسرا قرضخواہ حاضر کیا اور اسے قرضہ ادا سے اپنا حصہ طلب کیا تو قرضہ ادا اسکو دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ صغریٰ میں ہو
اگر دو آدمیوں میں ایک اونٹ مشترک تھا پھر انہیں سے ایک شریک دیہات سے کوئی چیز باجارت اپنے شریک کے لاد کر شہر کو
لیجا لا اور راہ میں یہ اونٹ گر پڑا پس شریک نے اسکو ذبح کر ڈالا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس اونٹ کی زندگی کی امید تھی تو ضامن ہوگا
اور اگر امید زندگی نہ تھی تو ضامن نہ ہوگا اور اگر شریک مذکور کے سوا کسی اور نے ذبح کر ڈالا تو بہر حال ضامن ہوگا خواہ اُسکی
زندگی کی امید ہو یا نہ ہو صحیح ہو کذا فی محیط السرخسی اور اسی طرح اگر گاسے یا بکری کے چرواہے نے گاسے یا بکری کو ذبح
کر ڈالا پس اگر انکی زندگی کی امید نہ تھی تو استحصا نا ضامن نہ ہوگا اور اگر امید زندگی تھی تو ضامن ہوگا اور اگر سوا اسے چرواہے کے
کسی اجنبی نے ذبح کی تو بہر حال ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک مکان دو غصون میں مشترک ہو حسین سے

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ایک کہیں چلا گیا اور غائب ہو گیا تو دوسرے کو روکا ہو گا کہ اس کے حصہ میں بھی سکونت رکھے پس پورے دار میں سکونت رکھ سکتا ہے اور اس طرح اگر خادم لینے غلام باندی و شخصوں میں مشترک ہو پھر دونوں میں سے ایک غائب ہو گیا تو دوسرے کو اختیار ہو گا کہ خادم سے حصہ شریک کی بھی خدمت لے لے کذا فی خزانہ المفتیین اور اسپر حصہ شریک کی بابت کوئی اجرت واجب نہ ہو گی اگرچہ مسئلہ مکان میں یہ مکان کرایہ پر چلائے کے واسطے رکھا گیا ہو۔ اور اگر ارٹھی دونوں میں مشترک ہو تو مفتی بقول کے موافق جسکو پوری ارٹھی میں زراعت کا اختیار ہو بشرطیکہ اس زمین سے جس میں زراعت نافع ہو پھر جب اسکا شریک تیار ہو تو وہ بھی اتنی مدت تک اس میں تنہا زراعت کر لے گا اور اگر زراعت سے اس میں نقصان ہو پھر پختا ہو یا خالی چھوڑ دیا اسکو نفع دیتا ہو تو اسکو یہ اختیار نہ ہو گا کہ تمام زمین میں زراعت کرے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور جانور مشترک کی صورت میں بغیر اجازت شریک کے اسپر وار نہ ہو گا اسواسطے کہ سواری کا ضرر بسبب اختلاف سوار کے مختلف ہوتا ہو یا ان سوار سے سواری کے اور کام میں مل جوتے یا پانی دینے وغیرہ کے کام میں بلا اجازت استعمال کر سکتا ہو کیونکہ اس میں تفاوت نہیں ہو چنانچہ عقد الفرائد میں مذکور ہے۔ اور اگر ایک باندی و شریکوں میں مشترک ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ ایک روز ایک کی خدمت کرے اور دوسرے روز دوسرے کی اور اگر دونوں میں سے ایک کو اپنے شریک کی طرف سے یہ خوف ہو کہ شاید یہ اسکو اپنے تصرف میں لاوے اور اسے درخواست کی کہ کسی نقد آدمی کے پاس رکھی جاوے تو یہ درخواست قبول نہ کی جائیگی یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر چہاردیواری کے اندر باغ انگور دار ارضی دو آدمیوں میں مشترک ہو حسین سے ایک غائب ہو یا ارٹھی ایک بالغ و طفل یتیم کے درمیان مشترک ہو تو وہ قاضی کے حضور میں مرافعہ کرے۔ اور اگر حاضر نے قاضی سے مرافعہ نہ کیا اور غائب کے حصہ زمین میں بھی زراعت کر لی تو پیداوار اس کے واسطے حلال ہو گی اور باغ انگور پس جو حاضر ہو اسکی پرداخت کرے پھر جب بھل تیار ہوں تو انکو فروخت کر کے اسکے ثمن سے اپنا حصہ لے لے اور غائب کا حصہ ثمن رکھ چھوڑے لیکن جب غائب حاضر آیا تو اسکو اختیار ہو گا کہ چاہے یہ ثمن لے لے اور چاہے اس سے اپنے حصہ کی قیمت کی ضمان لے یہ فتاویٰ فیاض خان میں ہے فتاویٰ میں مذکور ہو کہ اناج یا درم دو آدمیوں میں مشترک تھے حسین سے ایک غائب ہو گیا اور جو حاضر ہو اسکو حلیل پیش آئی پس اس نے اس میں سے اپنا حصہ لے لیا تو امام مہر نے فرمایا کہ مجھے اسید ہو کہ اس میں کچھ مضائقہ نہ ہو اور فقہ ابو الیش نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں یہ فتاویٰ غیاثیہ میں ہے۔ اور کیلی و دوزنی جیرون میں سے شریک کو اختیار ہو کہ دوسرے شریک کی قیمت میں اپنا حصہ اس میں سے نکال لے اور اسپر کچھ لازم نہ ہو گا بشرطیکہ باقی سالم رہا اور اگر باقی تلف ہو گیا تو اسکی برادری دونوں پر پڑے گی یہ نہر الفائق میں ہے۔ ایک مکان دو شخصوں کے درمیان مقبوض اس طرح ہو کہ ہر ایک کا حصہ جدا کیا ہو تقسیم کیا ہوا ہو اور ان میں سے ایک حاضر اور دوسرا غائب ہو تو دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہو کہ دوسرے شریک کے حصہ میں سکونت رکھے اور نہ اسکو اجارہ پر بدون حکم قاضی دے سکتا ہو ان قاضی اگر دیکھے کہ دوسرے شریک اس میں کوئی زیور یا یہ خراب ہو جائیگا تو اسکو اجارہ پر دیر سے اور اسکی اجرت اسکے مالک غائب کے واسطے رکھ چھوڑے پھر خزانہ المفتیین میں ہے ایک مکان دو بھائیوں اور انکی دو بہنوں کے درمیان مشترک ہو اور بھائیوں کی جو روین اور بہنوں کے شوہر موجود ہیں تو بھائیوں کو اختیار ہو کہ اگر بہنوں کے شوہر انکی جو روین کے ایسے قرابتی رشتہ دار ہوں جنکے ساتھ انکی جو روین کا کچھ ناجائز ہو تو انکو اندر آنے سے منع کریں۔ اور اگر ایک مکان دو شخصوں میں مشترک ہو حسین وہ دونوں ہتے ہیں تو دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہو کہ دوسرے کو اسکی چھت پر چڑھنے سے منع کرے اسواسطے کہ یہ تصرف اسکا ایسی چیز میں ہو جس میں

سکونت رکھنا

پس

دار میں

الکھانا

میں بھی

نقدات ہو

پس

ہاں ہوتا

چاہیے

اس طرح

اگر

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کا حق جو یہ فقیہ میں ہو۔ ایک کو چھ غیر نافذہ دس آدمیوں میں مشترک ہو جس میں سے ہر ایک کا اس کو چھ میں مکان ہو مگر ان میں
سے ایک کا مکان دوسرے کو چھ میں ہو جبکہ راستہ اس کو چھ میں نہیں ہو تو اُسکو بہ اختیار نہیں ہو کہ اس کو چھ میں اپنے مکان
کا دروازہ پھوٹے چنانچہ شیخ ابو القاسم وشیخ ابوجعفر وفقیہ البواللیث نے اسی پر فتویٰ دیا اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ
غیاثیہ ہیں ہی۔ ایک صاحب نے دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک نے ملکی عمارت میں خرچ کیا تو وہ مفت بلایا احسان خرچ کرنا والا
نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر غلام مشترک کو ایک شریک کے لئے نفقہ دیالیا یا خوراک وغیرہ مشترک کا حشر راجح ایک ہی نے ادا کیا تو مفت
احسان کرنے والا ہو گا یہ سراجیم میں ہو۔ ایک مکان دو شخصوں میں مشترک ہو جن میں سے ایک غائب ہو اور دوسرے
نے اُسکو کرایہ پر دیدیا اور کرایہ وصول کیا تو جو غائب ہو وہ حاضر ہو کر مختار ہو کہ آئیں اُسکے ساتھ حصہ بٹائی کرے یہ
فقیہ بین ہے شیخ ابو القاسم نے فرمایا کہ ایک زمین چند لوگوں کے درمیان مشترک غیر مقسوم ہو پس بعض نے اس راہنی
میں تفریق زمینی زمین میں اپنے بیجوں سے نہایت کی اور اُسکو ایسے پانی سے سینچا جو ان سب میں مشترک ہو اور چند
سال تک بدون اجازت اپنے شریکوں کے زمین کا اشتراک کیا تو فرمایا کہ اگر مایات کے بعد اُسکو اپنے حصہ میں
اسی قدر حاصل ہوئی ہو اور قبل اسکے یہ سب شریک باری باری کی مایات کرتے ہوں تو آپھر کچھ ضمان نہ ہوگی اور
مشترک میں اُسکے شریکوں کو استحقاق شرکت بھی حاصل نہ ہوگا یہ تا نا بار خانہ میں ہو۔ اور جو راہن پرواہ واجب ہوا اگر اُسکو
مرتن نے بدون اجازت راہن کے ادا کردیا تو متطوع ہو گا یعنی مفت احسان کرنے والا ہوگا اور اسی طرح جو مرتن
پر واجب ہوا اگر راہن نے اُسکو اس طرح ادا کیا تو بھی یہ حکم ہو اور اگر دونوں میں سے کسی نے جو دوسرے پر واجب
ہوا ہو دوسرے کی اجازت سے یا قاضی کے حکم سے ادا کیا تو اُس سے واپس مانگتا ہو۔ اور امام ابو یوسفؒ گو امام اعظمؒ
سے روایت ہو کہ اگر راہن غائب ہو اور مرتن نے قاضی کے حکم سے خرچ کیا تو راہن سے یہ خسرو واپس لیگا اور اگر راہن
حاضر ہو تو واپس نہیں لے سکتا ہو۔ مگر فتویٰ اسپر ہو کہ اگر راہن حاضر ہوا اور اُس نے خرچہ دینے سے انکار کیا پھر
قاضی نے مرتن کو خرچ کرنے کا حکم دیا پس اسے خرچ کیا تو راہن سے واپس لے سکتا ہو اور شرکت کے مسائل یہی
قیاس پر ہونے چاہئے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جابح میں بیان فرمایا کہ ایک شخص پر دوسرے
کے ہزار درہم زین اُستے تیسرے دو چوتھے دو شخصوں کو حکم دیا کہ میری طرف سے ترضخواہ کو ہزار درہم اُسکا قرضہ جو مجھ پر
ادا کرو پس دونوں نے ادا کیے پھر ان میں سے ایک نے حکم دیکھا کہ سے پانچ سو درہم وصول کیے پس گردنوں نے اُسکو اپنے
مشترک مال سے ادا کیا ہو تو دوسرے کو اختیار ہو گا کہ وصول کرنے والے سے شرکت کر کے حصہ بانٹ لے اور اگر دونوں نے
مشترک مال سے ادا نہ کیا ہو بائن طور کہ ہر ایک نے جو کچھ دیا ہو وہ حقیقت میں الگ اپنا ذاتی مال الا یہ تھا اگر ادا اسطور سے کیا
کہ دونوں نے ساتھ ہی ادا کر دیا تو اسی صورت میں جو ایک نے وصول پایا ہو اُن میں دوسرا شرکت نہیں کر سکتا ہو گذرانے
المیطہ اور اسی طرح اگر دونوں نے ایک ہی صنف میں ایک نے اپنا غلام دوسرے نے اپنی یا ندھی کسی کے ہاتھ فروخت کیے یا
دونوں نے اجارہ پردیے تو بھی جو کچھ وصول کریگا اُن میں دوسرا شرکت کر سکتا ہو یہ کافی میں ہے اور نیز جامع میں
ندکور ہو کہ اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اس نے اپنا غلام جو حض دو ہزار درہم کے مکاتب کیا ہو کہ ایک
سال میں یہ مال کتابت ادا کرے اور غلام کی قیمت ہزار درہم ہو پھر دونوں گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کیا تو
مولے کو اختیار ہے چاہے ہر دو گواہ سے غلام کی قیمت ہزار درہم فی الحال لے لے اور چلتے مکاتب سے بدل کتابت لینا

R

1

5

56

25

11/11/11

۱۰۰

2

RE

2

14

624

4.

4

الحمد لله

میں نے

بر آزادی

7.

١٥

21

✓

بکرم

10/25

11/11/11

۱۲

2

اختیار کرے کہ وہ ایک سال کی مدت پر دو ہزار درم اُس سے لے لیا پھر اگر اُس نے گواہوں سے ہزار درم فی الحال لے لیے تو ہر دو گواہ مذکور بجائے سو لے کے بدل کتابت کی ملک میں قائم ہونگے یعنی دو ہزار درم بدل کتابت دونوں گواہوں کی ملک بجائے مولیٰ کے ہو جائینگے پھر دونوں نے مکاتب سے دو ہزار درم وصول کیے تو انہیں سے ایک ہزار درم انکو حلال ہیں اور باقی ہزار درم صدقہ کر دین اور مکاتب آنا دہو جائیگا اور اُسکی دلا ر اُسکے مولیٰ کے واسطے ہوگی پھر اگر مکاتب نے ہزار درم ان دونوں گواہوں میں سے ایک کو ادا کیے تو آزاد ہوگا اور جو کچھ اُس نے وصول کیا ہو انہیں دوسرے گواہ کو شرکت کرنے کا بھی اختیار نہ ہوگا خواہ جو مال قیمت گواہوں نے مولیٰ کو ادا کیا ہو وہ اپنے مشترک مال سے ادا کیا ہو یا غیر مشترک سے دیا ہو اور یہی حکم بیع کا بھی ہے چنانچہ اگر دو گواہوں نے زید پر یہ گواہی دی کہ اسے غلام اس بکر کے ہاتھ دو ہزار درم کو بوجہ ایک سال کے فروخت کیا اور غلام کی قیمت ہزار درم ہو اور بکر اُسکا مرغی ہو اور زید منکر ہو پس گواہوں کی گواہی پر حکم دیا گیا پھر دونوں گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو مولیٰ نے زید کو اختیار ہو چاہے مشتری سے ایک سال کی مدت پر دو ہزار درم اُسکا من لیا اختیار کرے اور چاہے گواہوں سے اُسکی قیمت ایک ہزار درم فی الحال لے لے پس اگر زید نے گواہوں سے ضمان لینا اختیار کیا تو دونوں گواہ بجائے زید کے ملک میں نہ ملک غلام میں قائم ہونگے پس ان دو ہزار درم میں سے ایک ایک ہزار درم حلال ہونگے اور باقی ہزار درم صدقہ کر دین پھر اگر انہیں سے ایک گواہ نے مشتری سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اُسکے ساتھ شرکت کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط میں ہو اور اگر مکاتب مذکور ادا سے کتابت سے عاجز ہو گیا اور کتابت فسخ ہو گئی یا بیع فسخ ہو گئی تو جو کچھ مولیٰ سے غلام نے گواہوں سے بطور ضمان وصول کیا ہو وہ انکو واپس دیا اور جو کچھ انہوں نے مکاتب سے وصول کیا ہو اسکو مولیٰ ان سے واپس لے لیا یا مشتری اسے جو من انہوں نے وصول کیا ہو واپس لیا یہ کافی ہیں۔ و شخصوں میں ایک باندی مشترک تھی جسکو کسی غاصب نے غصب کر کے لید کے ہاتھ فروخت کر دیا اور زید نے اسکو ام ولد بنایا یعنی اُس سے بچہ پیدا ہوا پھر نالیش ہونے پر قاضی نے دونوں مالکوں کے واسطے باندی واسطے عقد و بچہ کی قیمت کا معاہدہ دیا تو دونوں مالکوں میں سے ایک جو کچھ وصول کر لیا انہیں دوسرے کو شرکت کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر دونوں میں ہر ایک کے واسطے الگ الگ حکم حاصل ہوا تو قیمت باندی و عقد میں دونوں ایک دوسرے کی شرکت کر سکتے ہیں اور بچہ کی قیمت میں نہیں کر سکتے ہیں چنانچہ اگر دونوں میں سے ایک نے بچہ کی قیمت میں سے اپنا حصہ وصول کیا تو دوسرا انہیں شرکت و بٹائی نہیں کر سکتا ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے بلع یعنی غاصب سے تادان لینا اختیار کیا اور دوسرے نے مشتری سے ضمان لینی پس تو ایک کے کچھ وصول کیے ہوئے میں دوسرا شرکت نہیں کر سکتا ہو۔ اور اگر ایک کے واسطے بچہ کی نصف قیمت کا حکم دیا گیا پھر یہ بچہ مر گیا پھر دوسرا شرکت کا حاضر ہوا تو اس کے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر مشتری کے پاس باندی مر گئی تو مولیٰ کو اختیار ہو چاہے بلع سے باندی کی قیمت تادان لے اور چاہے مشتری سے لے اور ہر دو صورت میں اسکو اختیار ہوگا کہ مشتری سے عقد کی اور بچہ کی قیمت کی ضمان لے۔ اور اسی طرح اگر دونوں نے کسی سے ایک مکان خریدا اور انہیں کچھ عمارت بنائی پھر کسی نے اُس مکان کو اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا پھر دونوں کے واسطے بلع پر عمارت مذکورہ کی قیمت کا حکم دیا گیا تو جو کچھ ایک وصول کر لیا انہیں دوسرا شرکت کر سکتا ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے علیحدہ علیحدہ حکم دیا گیا تو ایک کے ساتھ دوسرا انہیں شرکت نہیں کر سکتا ہو یہ محیط مشتری میں ہو۔ اور امام محمد

اسکا فیض ہوا
مشرقی

نے جامع میں فرمایا کہ دو شخصوں نے ایک شخص سے ایک غلام جسکی قیمت ہزار درم ہو غصب کر لیا پھر اسکی قیمت دو ہزار درم ہو گئی پھر ایک اور شخص نے ان دونوں سے یہ غلام غصب کر لیا پھر دوسرے غاصب کے پاس مرگیا پھر اس غلام کا مولیٰ حاضر ہوا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے ہر دو غاصب اول سے اسکی قیمت ایک ہزار درم تاوان لے اور چاہے دوسرے غاصب سے دو ہزار درم تاوان لے پھر اگر اسنے اولین سے تاوان لینا اختیار کیا تو دونوں دوسرے غاصب سے دو ہزار درم لینگے اگر آئین سے ایک ہزار درم انکو خلال ہیں اور باقی ایک ہزار درم صدقہ کر دیں اور اگر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے غاصب سے ہزار درم وصول کیے تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ آئین اسکے ساتھ شرکت کرے اور نیز جامع میں مذکور ہو کہ دو شخصوں نے ایک شخص سے ایک غلام غصب کیا پھر اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کیا پھر مشتری کے پاس یہ غلام مرگیا تو دوسرے کو اختیار ہوگا چاہے وہ دونوں غاصبوں سے اسکی ضمان لے اور چاہے مشتری سے تاوان لے۔ پھر اگر اس نے دونوں غاصبوں سے ضمان لی تو انکی بیچ تمام ہو گئی اور جو شخص مشتری سے ملے گا وہ ان دونوں کا ہوگا پھر اگر دونوں میں سے ایک نے مشتری سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو آئین مشارکت کا اختیار ہوگا۔ اور اگر دوسرے نے ہر دو غاصب میں سے ایک کو پا کر اس سے نصف قیمت تاوان لے لی تو اسکے حصہ کی بیچ تمام ہو جائیگی اور اسکے واسطے نصف ضمن واجب ہوگا پھر اس غاصب نے جس نے نصف قیمت تاوان ادا کی ہو مشتری سے کچھ ضمن وصول نہ کیا یہاں تک کہ ایک نے دوسرے غاصب سے بھی نصف قیمت تاوان لے لی حتیٰ کہ اسکے حصہ کی بیچ بھی نافذ ہو گئی پھر ان دونوں غاصبوں میں سے ایک نے مشتری سے اپنا حصہ ضمن وصول کیا تو دوسرے کو آئین مشارکت کا اختیار ہوگا۔ اور اگر اس غاصب نے جس سے مولیٰ اسے غلام نے پہلے نصف قیمت تاوان لے لی ہو مشتری سے اپنا حصہ ضمن وصول کیا پھر مالک غلام نے دوسرے غاصب سے بھی نصف قیمت تاوان لے لی حتیٰ کہ اسکے حصہ کی بیچ بھی نافذ ہو گئی پھر دوسرے نے یہ چاہا کہ اول نے جو کچھ وصول کیا ہو آئین شرکت کرے تو اسکو یہ اختیار ہوگا پھر جب دوسرے کو اول کے مقبوضہ میں شرکت کا اختیار نہ ہو تو دوسرے کو یہ اختیار ہوگا کہ مشتری کا دامنگیر ہو کر اپنا حصہ ضمن وصول کرے پھر جب دونوں نے بطریق مذکور بالا اپنا اپنا حصہ ضمن مشتری سے وصول کیا پھر اول نے جو وصول کیا ہو اسکو رصاص یا ستوق یا سٹوٹی یا سٹوٹو اختیار ہوگا چاہے اپنے حصہ ضمن کے واسطے مشتری کا دامنگیر ہو اور چاہے دوسرے نے جو وصول کیا ہو آئین شرکت کر لے پھر باقی کے واسطے دونوں مشتری مذکور کے دامنگیر ہونگے اور اگر اول نے جو وصول کیا ہو اسکو نہرہ یا زیوت پایا اور مشتری کو واپس دیا تو اسکو اختیار نہ ہوگا کہ جو دوسرے نے وصول کیا ہو آئین شرکت کرے بلکہ مشتری سے لے گا۔ اور اگر دوسرے نے جو وصول کیا ہو اسکو رصاص یا ستوق یا زیوت یا کر مشتری کو واپس دیا تو اسکو اول کے مقبوضہ میں شرکت کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط ہیں ہو۔ اور اگر مکاتب نے کسی کو خطا سے قتل کیا اور مقتول کے دو ولی ہیں پس ایک نے اسکو قاضی کے پاس پیش کیا اور گواہ قائم کیے اور قاضی نے مکاتب قاتل پر پورے خون کا تاوان لینے قیمت کا حکم دیدیا کہ اس قاتل کی قیمت اس مقتول کے دونوں ولی لیں تو جو ولی غائب ہو وہ حاضر کے مقبوضہ میں شرکت کر لے گا اور اگر قاضی نے حاضر کے واسطے نصف قیمت کا حکم دیا اور اسنے قاتل سے نصف قیمت وصول کر لی تو آئین دوسرا شریک ہوگا۔ اور اگر مقتول دو ہوں تو ہر دو ولی میں سے جو کچھ ایک نے وصول کیا آئین دوسرا شریک ہوگا خواہ حکم قضا دونوں کے واسطے ساتھ ہی واقع ہوا ہو یا جدا جدا یہ محیط مشتری میں ہو اور اگر قتل کر نیوالا مدبر ہو تو دونوں ولی اسکی قیمت میں سے ایک کے وصول کردہ میں شریک ہونگے خواہ حکم قضا دونوں کے واسطے

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۱۔ مفاد صحت کا حال معلوم ہو یا نہیں معلوم ہو تو یہ خرید خاصہ اس کے موکل کے واسطے ہوگی اور پہلے شریک کے واسطے نہیں ہے
 ۲۔ کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ شریک اول کی توکیل اس وکیل پر بسبب مفاد صحت کے ضامن ثابت ہوئی تھی پس جب ضامن یعنی مفاد صحت باطل ہوئی تو جو اس سے ضامن ثابت ہوئی تھی یعنی توکیل وہ بھی بلا شرط آگاہی باطل ہوگئی اس لیے کہ یہ عزل حکمی ہو اور موکل کا اب جو شریک ہو یعنی مفاد صحت دوم اس کے واسطے بھی نہیں ہے کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ موکل مذکور کے واسطے اس خریدی چیز یعنی غلام میں جو ملک ثابت ہوئی ہو وہ مفاد صحت سے پہلے ایک سبب یعنی توکیل سے ثابت ہوئی ہو چنانچہ اگر یہ توکیل نہ ہوئی تو موکل مذکور کی ملک اس غلام میں ثابت نہ ہوتی اور یہ قاعدہ ہو کہ ہر دو شریک میں سے جب ایک کے واسطے کسی چیز کی ملک ایسے سبب سے ثابت ہو جو شرکت سے پہلے واقع ہو اور تو دوسرے شریک نہیں اس کا شریک نہ ہوگا جیسے اگر کوئی غلام بائع کے واسطے خیار کی شرط دیکر خریدا پھر مشتری نے کسی سے مفاد صحت کر لی پھر بائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا تو شرکت کے واسطے اس غلام میں شرکت ثابت نہ ہوگی لیکن وکیل کو اختیار ہوگا چاہے مال میں اس کے واسطے اسے موکل کی طرف رجوع کرے اور چاہے اس کے شریک سے رجوع کرے پھر شریک اس کے موکل مذکور سے لے لیا یہ کافی میں ہے۔ اور اس مسئلہ میں اگر موکل نے وکیل کو ایک کرگیون دیے اور کہا کہ اس کے عوض میرے واسطے ایک غلام خریدے اور باقی مسئلہ فوق مذکورہ بالا ہو پھر وکیل نے اس کے بدلے عوض خریدا تو کیا وکیل مذکور خلاص کرنے والا ہو اور استحساناً مخالف ہوگا پھر اگر وکیل نے دونوں کے مفاد صحت توڑ لینے سے آگاہ ہو کر خریدا ہو تو یہ اور اول دونوں یکساں ہیں اور اگر بخانتا تھا تو غلام مذکور اس کے موکل اور موکل کے شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے اور نوازل میں ہے کہ شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ دو آدمیوں نے باہم شرکت کی پس ایک نے کام کیا اور دوسرا غائب ہو گیا پھر وہ حاضر آیا تو حاضر نے اس کا حصہ کس کو دیا پھر حاضر غائب ہو گیا اور غائب نے جو حاضر ہو کام کیا اور نفع کیا یا اور غائب ہو جانے کو نفع میں سے کچھ حصہ لینے سے انکار کیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر دونوں کی شرکت بطور صحیح واقع ہوئی اور باہم دونوں کے کام کرنے کی شرط کر لی تھی کہ اکٹھا یا متفرق کام کریں تو جو نفع ان دونوں کی تجارت سے حاصل ہو خواہ دونوں کے اکٹھا کام کرنے سے یا متفرق کام کرنے سے وہ سب دونوں میں ہوا باہمی شرط کے مشترک ہوگا اور نیز شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصوں نے باہم شرکت کی اس شرط پر کہ دونوں خریدیں اور دونوں فروخت کریں اور نفع دونوں میں لکھا نصف ہوگا اور ہر ایک کے واسطے ایسے درم ہیں جو اس تجارت سے علاوہ ہیں پھر ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ ہم مال تقسیم کریں گے اور شرکت توڑیں گے اس واسطے کہ مجھے آئین کچھ نفعت میں ہو پھر اسے متاع کا بٹوارہ کر لیا پھر دونوں میں سے ایک نے اپنا حصہ پورا دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور کچھ درم وصول کیے اور کام شروع کر دیا اور دونوں نے باہم یہ نہ کہا کہ ہم دونوں الگ ہو گئے تو شیخ نے فرمایا کہ پہلا حکم کہ ہم شرکت کو قطع کریں گے اس پہلی بیع کے ساتھ قطع شرکت ہوگا یہ تاتار خانہ میں ہے۔ دو شخصوں نے کپڑے کے سوت میں اس طرح شرکت کی کہ ایک کا تانا اور دوسرے کا بانا ہو پس دونوں نے کپڑا بنا تو یہ کپڑا دونوں میں بحساب قیمت تانے و بانے کے مشترک ہوگا یہ محیط میں ہے اور شیخ بخندی نے فرمایا کہ باپ کو اور وصی کو واپس کہ طفل صغیر کے مال کو اپنے مال کے ساتھ شرکت میں لاویں اور اگر صغیر کا اس مال بہ نسبت اس کے اس مال کے زائد ہو اور نفع میں مساوات وغیرہ شرط کی پس اگر گواہ کر لے تو نفع دونوں میں ہوا بشرط کے ہوگا اور اگر گواہ نہ کر لے ہو تو نفع مشروط فیما بینہ و بین اللہ تقرباً و وصی کو حال ہوگا لیکن قاضی اس کے قول کی تصدیق نہ کرے گا بلکہ نفع کو بمقدار اس مال قرار دے گا یہ سراج و باج میں ہے شیخی میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر

مفاد صحت کا حال معلوم ہو یا نہیں معلوم ہو تو یہ خرید خاصہ اس کے موکل کے واسطے ہوگی اور پہلے شریک کے واسطے نہیں ہے کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ شریک اول کی توکیل اس وکیل پر بسبب مفاد صحت کے ضامن ثابت ہوئی تھی پس جب ضامن یعنی مفاد صحت باطل ہوئی تو جو اس سے ضامن ثابت ہوئی تھی یعنی توکیل وہ بھی بلا شرط آگاہی باطل ہوگئی اس لیے کہ یہ عزل حکمی ہو اور موکل کا اب جو شریک ہو یعنی مفاد صحت دوم اس کے واسطے بھی نہیں ہے کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ موکل مذکور کے واسطے اس خریدی چیز یعنی غلام میں جو ملک ثابت ہوئی ہو وہ مفاد صحت سے پہلے ایک سبب یعنی توکیل سے ثابت ہوئی ہو چنانچہ اگر یہ توکیل نہ ہوئی تو موکل مذکور کی ملک اس غلام میں ثابت نہ ہوتی اور یہ قاعدہ ہو کہ ہر دو شریک میں سے جب ایک کے واسطے کسی چیز کی ملک ایسے سبب سے ثابت ہو جو شرکت سے پہلے واقع ہو اور تو دوسرے شریک نہیں اس کا شریک نہ ہوگا جیسے اگر کوئی غلام بائع کے واسطے خیار کی شرط دیکر خریدا پھر مشتری نے کسی سے مفاد صحت کر لی پھر بائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا تو شرکت کے واسطے اس غلام میں شرکت ثابت نہ ہوگی لیکن وکیل کو اختیار ہوگا چاہے مال میں اس کے واسطے اسے موکل کی طرف رجوع کرے اور چاہے اس کے شریک سے رجوع کرے پھر شریک اس کے موکل مذکور سے لے لیا یہ کافی میں ہے۔ اور اس مسئلہ میں اگر موکل نے وکیل کو ایک کرگیون دیے اور کہا کہ اس کے عوض میرے واسطے ایک غلام خریدے اور باقی مسئلہ فوق مذکورہ بالا ہو پھر وکیل نے اس کے بدلے عوض خریدا تو کیا وکیل مذکور خلاص کرنے والا ہو اور استحساناً مخالف ہوگا پھر اگر وکیل نے دونوں کے مفاد صحت توڑ لینے سے آگاہ ہو کر خریدا ہو تو یہ اور اول دونوں یکساں ہیں اور اگر بخانتا تھا تو غلام مذکور اس کے موکل اور موکل کے شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے اور نوازل میں ہے کہ شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ دو آدمیوں نے باہم شرکت کی پس ایک نے کام کیا اور دوسرا غائب ہو گیا پھر وہ حاضر آیا تو حاضر نے اس کا حصہ کس کو دیا پھر حاضر غائب ہو گیا اور غائب نے جو حاضر ہو کام کیا اور نفع کیا یا اور غائب ہو جانے کو نفع میں سے کچھ حصہ لینے سے انکار کیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر دونوں کی شرکت بطور صحیح واقع ہوئی اور باہم دونوں کے کام کرنے کی شرط کر لی تھی کہ اکٹھا یا متفرق کام کریں تو جو نفع ان دونوں کی تجارت سے حاصل ہو خواہ دونوں کے اکٹھا کام کرنے سے یا متفرق کام کرنے سے وہ سب دونوں میں ہوا باہمی شرط کے مشترک ہوگا اور نیز شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصوں نے باہم شرکت کی اس شرط پر کہ دونوں خریدیں اور دونوں فروخت کریں اور نفع دونوں میں لکھا نصف ہوگا اور ہر ایک کے واسطے ایسے درم ہیں جو اس تجارت سے علاوہ ہیں پھر ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ ہم مال تقسیم کریں گے اور شرکت توڑیں گے اس واسطے کہ مجھے آئین کچھ نفعت میں ہو پھر اسے متاع کا بٹوارہ کر لیا پھر دونوں میں سے ایک نے اپنا حصہ پورا دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور کچھ درم وصول کیے اور کام شروع کر دیا اور دونوں نے باہم یہ نہ کہا کہ ہم دونوں الگ ہو گئے تو شیخ نے فرمایا کہ پہلا حکم کہ ہم شرکت کو قطع کریں گے اس پہلی بیع کے ساتھ قطع شرکت ہوگا یہ تاتار خانہ میں ہے۔ دو شخصوں نے کپڑے کے سوت میں اس طرح شرکت کی کہ ایک کا تانا اور دوسرے کا بانا ہو پس دونوں نے کپڑا بنا تو یہ کپڑا دونوں میں بحساب قیمت تانے و بانے کے مشترک ہوگا یہ محیط میں ہے اور شیخ بخندی نے فرمایا کہ باپ کو اور وصی کو واپس کہ طفل صغیر کے مال کو اپنے مال کے ساتھ شرکت میں لاویں اور اگر صغیر کا اس مال بہ نسبت اس کے اس مال کے زائد ہو اور نفع میں مساوات وغیرہ شرط کی پس اگر گواہ کر لے تو نفع دونوں میں ہوا بشرط کے ہوگا اور اگر گواہ نہ کر لے ہو تو نفع مشروط فیما بینہ و بین اللہ تقرباً و وصی کو حال ہوگا لیکن قاضی اس کے قول کی تصدیق نہ کرے گا بلکہ نفع کو بمقدار اس مال قرار دے گا یہ سراج و باج میں ہے شیخی میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر

مفاوضہ میں کسی کو پہلہ کیا تو جائز نہیں ہو اور اس کے شریک کو اختیار ہوگا کہ وہ وہاں سے نصف مال ہبہ پس لے لے کر چلے جائے لیکن یہ دونوں شریکوں میں نصف نصف ہوگا اور جو باقی رہ گیا ہو اسکا ہبہ بھی ٹوٹ جائیگا اور دونوں کی طرف نصف نصف واپس آویگا اور بھی منتفی نہیں مذکور ہو کہ اگر دو شریک عنان میں سے ایک خرید فرخت کیا کرتا تھا پس اس نے کچھ قرضہ لیا پھر دوسرے نے شرکت کو توڑ کر نصف متاع وصول کر لینی چاہی اور کہا کہ جب تجھ سے قرضہ لیا جاوے تب تو مجھے واپس لینا تو ہوگا یہ اختیار نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک نے باغ انگور کے پھل خریدے پھر دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے سینہائی کا شریک کیا پس اگر پھلوں کے اور اک سے پہلے ایسا کیا تو یہ ناسد ہو یہ قینہ میں ہو۔ اور اگر زید نے عمر سے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرضہ دے کہ میں اس سے تجارت کر ڈیگا اور نفع میرے تیرے درمیان مشترک ہوگا پس عمر نے اسکو ہزار درم قرضہ دیے اور زید نے تجارت کر کے نفع کمایا تو تمام نفع زید کا ہوگا اور عمر دے واسطے اس میں کچھ شرکت نہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمر سے سو دنیا ر قرض لیے پھر قرضہ کر کے عمر کو دیے پھر عمر نے سو دنیا ر اور نکالے اور دونوں مالوں کو خلط کر دیا پھر زید سے کہا کہ یہ مال ایجا اور اس سے شرکت پر تجارت کر لینے پر نے ایسا ہی کیا اور نفع اٹھایا تو شیخ نے فرمایا کہ یہ مختلف و ناقص ہو شرط زائد ہونا ضرور ہوتا کہ شرکت صحیح ہووے۔ اور نیز شیخ سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمر دے پاس گھوٹوں و دھیت رکھے اور کہا کہ یہ گھوٹوں تو اپنے گھوٹوں میں ملا دے پھر انکو گٹھ میں بھر دے پس عمر نے ایسا کیا اور دفن کر دیا پھر اس میں سے دو تہائی چوری گئے پھر زید آیا اور عمر نے اسکو بقیہ گھوٹوں دیدیے پھر اس کے بعد عمر نے دعویٰ کیا کہ اس گھوٹوں میں سے مجھے میرا حصہ دیدے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ دعویٰ کر سکتا ہو اور اسے کہ جب زید کے حکم سے اس نے خلاص کیے پھر وہ چوری گئے تو جس قدر چوری گئے ہیں وہ دونوں کے حصوں سے شرکت پر گئے یہ تا تار خانیہ میں ہو۔ اگر دو شخصوں کے درمیان ایک من گھوٹ مشترک ہوں اور ایک من جو مشترک ہوں اور دونوں میں سے کسی سے دوسرے کو اس کے بیج کی اجازت مادی پھر دونوں میں سے ایک نے ایک جانور مستعار لیا تاکہ اس پر گھوٹوں لا دیا دوسرے پھر ان پر اس کا حکم کے دوسرے نے اس پر چلا دے تو یہ لا دے والا اس جانور کا اور اپنے شریک کے حصہ شیعہ کا خالص ہوگا اور یہ ایسا نہیں ہو جیسے شریک عنان یا شریک مفاوضہ میں مذکور ہوا ہو یہ مسوطہ میں ہو۔ اور فتاویٰ میں مذکور ہو کہ شریک کو نہ دیا کہ وہ شریکوں میں سے ایک مجنون ہو گیا اور دوسرے نے مال سے تجارت کر کے نفع اٹھایا یا گھٹی پانی تو فرمایا کہ شرکت دونوں میں قائم ہو یہاں تک کہ جنوں کا سلبق ہونا اس پر ثابت ہووے پھر جب یہ حکم اس پر دیا گیا تو دونوں سے شرکت نسخ ہو جائیگی پھر جب اس کے بعد اس نے مال سے کام کیا تو پورا نفع کام کرنے والے کا اور سب گھٹی اسی پر ہوگی اور یہ مثل مال مجنون کے غصب کرنے کے ہو پس شریک مذکور کو اپنے حصہ مال کا نفع حلال ہوگا اور مال مجنون کے حصہ کا نفع اسکو حلال نہ ہوگا پس اسکو حد نہ کر دے یہ محیط میں ہو۔ اور شریک کے قبضہ میں جو اس کے شریک کا مال ہو اس پر اسکا قبضہ امانت کا قبضہ ہوگا پس اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے شریک کو دیا ہو اور شریک نے انکار کیا تو قسم لیا جائیگی اور پ المال و مضارب دونوں کا بھی یہی حال ہو یہ بڑا زیہ میں ہو۔ اور اگر شریک تالض نے اپنے شریک کی موت کے بعد دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو دیدیا ہو تو بھرا الرقی میں فرمایا کہ ولو اجمیع کی کتاب لوکالت سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس میں بھی وہی حکم ہو۔ اور فرمایا کہ دو صورتیں واقع ہوئیں اول یہ کہ شریک نے دوسرے کو اودھار فرخت کرنے سے منع کیا تھا مگر شریک نے اودھار فرخت کیا تو میں نے اس کے جواب میں کہا کہ بائع کے حصہ کی بیج نافسد ہوئی اور

حصہ شریک کی بیع متوقف ہو پس اگر اس نے بھی اجازت دی تو نفع دونوں میں تقسیم ہوگا۔ دوم یہ کہ شریک نے دوسرے شریک کو مال باہر لیجانے سے منع کیا تھا پھر وہ نے گیا اور نفع کما لایا تو بین نے جواب دیا کہ وہ حصہ شریک کا بسبب باہر نکال لیجانے کے غاصب ہو پس چاہیے کہ نفع مذکور دونوں میں موافق شرط کے مشترک ہو انتہی اور اسکا مقتضائے شریعت ہو اور اسکو بھی قبضہ شریک کی امانت ہونے پر تصرف کیا ہو یہ فتاویٰ قاری الہدایہ میں ہے۔ اور شیخ سے سوال کیا گیا کہ اپنے شریک سے یا مضارب سے جو اسے فروخت کیا اور صرف کیا ہو اسکا حساب لگایا جائے گا کہ اسے کچھ نہیں معلوم ہو پس آیا محاسبہ مذکور امیر لازم کیا جائیگا تو فرمایا کہ مقدار نفع و نقصان میں قسم کے ساتھ شریک یا مضارب کا قول قبول ہوگا اور اس پر یہ لازم نہ کیا جائیگا کہ تمام مفصل ذکر کرے اور ضائع ہونے اور شریک کو پسینے میں بھی اسکا قول قبول ہوگا یہ نہر الفائق میں ہے۔ شریک نے کہا کہ میں نے دس نفع کما لئے پھر کہا کہ نہیں بلکہ تین نفع کما لئے تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ اس سے قسم لے کہ دس نفع نہیں کما لئے ہیں یہ قینہ میں ہے۔ اور نا طقی نے ذکر فرمایا کہ جملہ امانات تجمل کے ساتھ بدوں بیان چھوڑ کر مر جانے سے منقلب ہو کر مضمونات ہو جاتے ہیں سو سے تین صورتوں کے اول یہ کہ متولی مسجد نے اگر حاصلات جو مسجد کے واسطے ہو وصول کی اور بدوں بیان کے مر گیا تو ضامن نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ اگر سلطان جہاد کے واسطے نکلا اور لشکر نے غنیمت حاصل کی اور سلطان نے کچھ غنیمت بعضے لشکریوں کے پاس ودیعت رکھی پھر سلطان مر گیا اور یہ بیان کیا کہ کس کے پاس ودیعت رکھی ہو تو ضامن نہ ہوگا۔ سوم آنکہ قاضی نے اگر مال تیمم حفاظت کے واسطے لیکر کسی کے پاس ودیعت رکھا پھر مر گیا اور یہ بیان نہ کیا کہ کس کے پاس ودیعت رکھا ہو تو اس پر ضمان نہیں ہے۔ اور اگر دو متقاضین میں سے ایک کے پاس مال شرکت ہو اور وہ مر گیا اور اس مال کا حال جو اس کے پاس تھا بیان نہ کیا تو بعض فقہانے ذکر کیا ہے کہ وہ ضامن نہ ہوگا اور اصل کی کتاب الشریعہ کا حوالہ دیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا لہذا اس نے فتاویٰ ضیخان فی الوقت اور اسی سے ظاہر ہو گیا کہ جو فتح القدیرو دیگر فتاویٰ میں مذکور ہے وہ ضامن ہو اور صحیح یہ ہے کہ شریک ان تجمل کے ساتھ مرنے سے ضامن ہوگا خواہ شرکت عمان ہو یا مفاد و غنہ ہو یہ بحر الرائق میں مذکور ہے۔ اگر شریک مر گیا اور مال شرکت لوگوں پر خرچ ہوا اور اسکو بیان نہ کیا بلکہ بھول چھوڑ کر مر گیا تو ضامن ہوگا جیسے مال عین کو بھول چھوڑ کر مر جانے میں ضامن ہوتا ہے یہ قینہ میں ہے۔ اگر شریک مفاد و غنہ سے ایک شخص سے ایک مال عین ہو جس پر ہزار درم کے خریدار ہو تو قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع مذکور مشتری کے دو دوسرے شریک سے ملا جس نے بائع سے بھی مال مذکور بعض ڈھیر ہزار درم کے خریدا تو خرید ہی دوسری ہوگی اور اول خرید ٹوٹ جائیگی اور ہر دو متقاضی ہنر لشخص واحد کے ہیں یہ محیط میں ہے۔ دو شخصوں نے ایک غلام بعض ہزار درم کے خریدا اور دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کر لی تو جب دونوں میں سے کوئی نصف سے زائد ادا نہ کرے تب تک دوسرے سے رجوع نہیں کر سکتا ہے۔ دو شخصوں نے ایک شخص کی طرف سے مال کی کفالت اس شرط سے کی کہ دونوں میں سے ہر ایک شخص دوسرے کی طرف سے کفیل ہو یعنی دونوں میں سے ہر ایک نے اصل کی طرف سے پورے مال کی کفالت کر لی پھر اپنے ساتھی کفیل کی طرف سے بھی کفالت کر لی پس دونوں میں سے جو کچھ دوسرا ادا کرے اسکا نصف دوسرے کفیل سے واپس لے سکتا ہے اور ادا کرنے والے کو یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے اصل سے جو کچھ ادا کیا ہو سب واپس لے اور اگر مال مال نے یعنی طالب مال نے دونوں میں سے ایک کو بری کر دیا تو دوسرا پورے مال کے واسطے ماخوذ ہو سکتا ہے سبب آنکہ اصل کی طرف سے بھی اسنے کفالت کی ہے

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

دو مکاتب ہیں کہ دونوں ایک ہی کتابت میں مکاتب ہوئے ہیں ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے دوسرے مال کی کفالت کر لی تو جو کچھ دونوں میں سے ایک اور کرے اسکا نصف دوسرے سے واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر دونوں نے کچھ اور نہ کیا ہو یا تنگ کر مولیٰ نے دونوں میں سے ایک کو آزاد کر دیا تو عتق جائز ہے اور نصف مال کتابت سے دونوں بری ہو جائیں گے اور حصہ باقی کے واسطے موسیٰ کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس سے چاہے مواخذہ کرے اس لیے کہ آزاد شدہ سے بحکم کفالت کے اور دوسرے سے بحکم اصالت کے مواخذہ کر سکتا ہے پس اگر موسیٰ نے آزاد شدہ سے لیا تو وہ دوسرے سے واپس لیگا اور اگر دوسرے سے لیا تو وہ آزاد شدہ سے کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ جامع صغیر میں ہے۔ اگر جانور مشترک طیل ہو گیا اور دونوں شریک میں سے ایک فائز ہو اور بٹکاروں نے کہا کہ اسکو درغ دینا ضرور ہو پس حاضر نے اسکو درغ دلایا پھر وہ مر گیا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر ان دونوں کی مشترک متاع کسی جانور پر لگ سی ہوئی ہو پس رہے ہیں یہ جانور گر گیا پس ایک نے دوسرے کی غیبت میں ایک جانور اس خوت سے کرایہ کر لیا کہ متاع تلف ہو جاوے یا نقص ہو جاوے تو جائز ہے اور جو کچھ کرایہ ہو دوسرے اسکا حصہ شریک سے بھی لے لیگا یہ قنینہ میں ہے۔ اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باندی خاص اپنے واسطے خریدوں پس شریک خاموش ہو رہا پھر اس نے وہ باندی خریدی تو اسی کے واسطے خاص ہونگی جب تک کہ شریک نے یہ نہ کہا ہو کہ اچھا یہ خلاصہ میں ہو۔ منتقی میں لکھا ہے کہ اگر دو شخصوں نے شرکت کر لی کام کرنے میں اس شرط پر کہ انہیں سے ایک کے واسطے دس درم ماہوار می ہونگے جو مال شرکت سے نہیں ہوتا تو شرط باطل اور شرکت جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شرکت مفاد ضمیمہ میں ایک شریک پر کام کرنا نظر کیا گیا ہو تو شرکت باطل ہے یہ تنزیہ میں ہے۔ اور دونوں شریک عنان میں سے اگر ایک نے کسی شخص پر اپنی دونوں کی شرکت کی کسی چیز کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ قسم کھا گیا تو دوسرے شریک کو مدعا علیہ سے دوبارہ قسم لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ فتاویٰ تالیف میں ہے۔ عیدون میں لکھا ہے کہ ابن سناحہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ اگر ایک مفاد ضمیمہ نے کسی سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع اسکے دوسرے شریک سے ملا اور غلام اس سے ڈیڑھ ہزار درم پر اجارہ پر لیا تو اجارہ جائز ہے اور پہلی خرید ٹوٹ جائیگی خواہ غلام کو شناخت کیا ہو یا نہیں یہ آثار خانیہ میں ہے

کتاب الوقف

اس میں چودہ باب ہیں

باب اول۔ وقف کی تعریف درکن و سبب و حکم و شرائط کے بیان میں اور جن الفاظ سے وقف پورا ہو جاتا ہے اور جن سے پورا نہیں ہوتا ہے کے بیان میں۔ امام غزالی رحمہ کے نزدیک وقف شرع میں جس کرنا مال عین کا ملک وقف کنندہ پر اور تصدق کرنا اسکی منفعت کا فقیر و ن پریا اور کسی وجہ غیر پر اور یہ بمنزلہ عواری کے کہ کذا فی الکافی میں یہ لازم ہوگا کہ اس سے رجوع نہ کر سکے بلکہ وقف کنندہ کو اختیار ہوگا کہ وقف سے رجوع کرے اور اس مال کو فروخت کر دے یہ مضمنا میں ہے اور کسی طریقہ سے سوائے دو طریقوں کے وقف لازم نہیں ہو جاتا ہے۔ اور دو طریقے یہ ہیں اول آنکہ کوئی قاضی اسکے لازم ہو جانے کا حکم دیدے اور دوم آنکہ خارج بخرج وصیت ہو پس دونوں کے میں نے اپنے اس داری آمدنی کی وصیت کر دی تو ایسی صورت میں وقف لازم ہوگا یہ نہایت میں ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک شرع میں تصدق ہر حال میں جائز ہے

ملک اللہ تعالیٰ پر ایسی دیر سے کہ اس مال میں کی منفعت بندوں کی طرف عود کرتی رہے پس صاحبین کے موافق وقت لازم ہوتا ہو اور مال وقف فروخت و ہبہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ وہ میراث ہو سکتا ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور عیون و یتیمین مذکور ہرگز فتویٰ صاحبین کے قول پر ہو یہ شرح نقایہ شیخ ابوالکارم میں ہے اور امام اعظم کے نزدیک وقف کرنے والے کی ملک مال وقف سے قاضی کے حکم سے زائل ہو جاتی ہو پس لازم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وقف کرنے والا موتی کو مال وقف پہرہ کر دے پھر یہ حجت کرے کہ وقف لازم نہیں ہوا ہو وقف سے رجوع کرے پس قاضی اس کے لازم ہونے کا حکم دیدے پس یہ وقف بالائتفاق لازم ہو جائیگا اگر وقف کنندہ اور متولی نے کسی کو حکم مقرر کیا اور حکم نے وقف کے لازم ہونے کا حکم دیدیا تو صحیح ہے ہر کہ حکم کے حکم سے اختلاف مذکور مرتفع نہ ہو گا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر وقف کرنے والے کو اپنے وقف کے باطل کیے جانے کا خوف ہو اور اسکو قاضی سے حکم لزوم حاصل کرنا میسر نہ آوے و قضا میں تحریر کر دے کہ اگر اس وقف کو کوئی قاضی یا کوئی والی باطل کر دے تو یہ اراضی تمام اصل اراضی مذکور مع تمام اٹل چیز کے جو زمین ہو میری طرف سے وصیت ہے کہ فروخت کیجاوے اور اسکا ثمن فقیر دن پر تقسیم کیا جاوے جبکہ مستدعی بھڑاب ہو پس ایسی صورت میں وارث کو قاضی کے پاس مراعات کرنا اور وقف کا ابطال کرنا کچھ مفید نہ ہو گا اور وصیت تعلیق بالشتر کو مشکل ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور شمس الانس و شمسی نے فرمایا کہ یہ جو ہمارے زمانہ میں رسم جاری ہوئی ہے کہ لوگ وقف نامہ میں فروخت کرنے والے کا اقرار اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ قاضیوں میں سے ایک قاضی نے اس وقف کے لازم ہونے کا حکم دیدیا ہے تو یہ کچھ نہیں ہے اور بعض متاخرین مشائخ نے کہا کہ جب آخر و قضا میں یوں تحریر کیا کہ اس وقف کے صحیح ہونے اور لازم ہونے کا قاضیان اسلام میں سے ایک قاضی نے حکم دیدیا ہے اور قاضی کا نام نہیں لیا تو جائز ہے اور مولف رحمہ اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحیح وہی ہے جو شمس الانس و شمسی نے فرمایا ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ وقف کی تعلیق موت سے وقف کرنے والے کی ملک اس سے زائل نہو گی مگر وہ بالاجماع لازم ہو جائیگا لیکن امام اعظم کے نزدیک اس مال میں کا رتبہ وقف کرنے والے کی ملک یا اس کے وارثوں کی ملک رہیگا اور صاحبین کے نزدیک دونوں میں سے کسی کی ملک نہو گا جیسے اعتاق و مسجد میں ہوتا ہے وہ کھایہ میں ہے۔ اور اگر وقف کو اپنی موت پر معلق کیا جائے کہ کما کہ جس وقت میں مراۃ حضرت زینب نے اپنا یہ مکان ان وجوہ خیر پر معلق کیا پھر مر گیا تو وقف صحیح ہوا پس اگر اس کے ترکہ کی تنائی ہو یا تنائی سے برآمد ہوا تو لازم ہو گیا اور اگر تنائی سے برآمد ہوا تو بقدر تنائی کے جائز ہو اور باقی ابھی باقی رہیگا یا تنگ کہ میت کا کچھ اور مال ظاہر ہو یا وارث لوگ جائز دیدین پھر اگر میت کا کچھ اور مال ظاہر نہ آوے وارثوں نے اجازت دی تو اسکا خالص تین تنائی تقسیم ہو گا جس میں سے ایک تنائی واسطے وقف کے اور باقی دو تنائی وارثوں کے واسطے اور اگر ایسی حالت میں اپنی موت پر معلق کر کے وقف کیا کہ جب وہ مرض الموت کا مریض تھا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اس نے حالت مرض الموت میں وقف تبخیری کر دیا یعنی اسکو اپنی موت پر معلق نہ رکھا بلکہ کہہ دیا کہ میں نے ابھی اسکو وقف کر دیا تو امام محمدی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بمنزلہ تعلیق موت کے ہے اور صحیح یہ ہے کہ امام اعظم کے نزدیک یہ وقف بمنزلہ حالت صحت کے وقف تبخیری کے جو پس لازم نہو گا اور صاحبین کے نزدیک تنائی سے لازم ہو گا یہ تبیین میں ہے۔ پھر واضح ہو کہ جب صاحبین کے نزدیک ملک اٹل ہو جاتی ہے تو دونوں میں یہ اختلاف ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک فقط قول سے زائل ہو جاتی ہے اور یہی امام شافعی و امام مالک و امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے اور مشائخ مابین اسی پر ہیں اور قنیہ میں لکھا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے

۱۰
 یعنی جویت کر سقن کی
 شریعت پر کسے تو نیست
 میں کہ نہ سادہ دین چاہوں
 وہ پیچیدہ تو موقوف
 کہ پیچیدہ ہی کر رہا
 اسکا خلد قاضی جن
 یکبارہ ن سکھ واسطے
 وقت کیا جو اس میں یہ
 عہد تیار ہو گیا
 سہولت میں ہو سکنا
 اور نہ زحمت اور نہ
 جوڑ دینا کی آسٹریٹ
 کسی کو روک دینا
 ہوئی

ہر اکمل فریق پرست
 ہو گا یا نہیں سو امام
 علم کو دیکھو ہو گا اور
 صاحبین کے نزدیک
 نہ ہو گا دیکھو امام عظیم
 کے نزدیک اگر کسی
 قاضی نے حکم دیا
 کہ یہ وقت اپنے وقت
 کو نہ لے کہ ملک سے
 خارج ہوجاؤ تو بوجہ
 وہ ملک سے جی قاضی
 ہو گیا نہ نہ ملے
 غلام وادی ملک کو
 لے کر گیا

اگر ان فی فتح القدر اور سراج دہلی میں بھی ہو کہ اسی پر فتوے ہو اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب تک وقف کر کے اسکا متولی کر کے اسکے سپرد نہ کر دے تب تک ملک زائل نہیں ہوتی ہو اور اسی پر فتوے ہو یہ سراجید میں ہو اور خلاصہ میں لکھا ہو کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوے دیا جاوے پس امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کے موافق مشاع یعنی غیر مقسوم و منفرد کا وقف صحیح ہو اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح نہ ہوگا اور اسی طرح وقف کی ولایت یعنی متولی ہونا اپنی ذات کے واسطے شرط کرنا امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہو اور یہی ظاہر المذہب ہو اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں صحیح ہو اور اس طرح وقف کا شرط کرنا کہ جب چاہے دوسری اراضی سے استبدال کرے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مستحکم صحیح ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اسی پر فتویٰ ہو یہ شرح نقایہ ابو المکارم میں ہو۔ اور جب امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کے موافق بعد حکم قاضی کے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے موافق بعد وقف کرنے سے اور امام محمد رحمہ اللہ کے قول کے موافق وقف کرنے اور متولی کے سپرد کرنے کے بعد یہ عین وقفی وقف کرنے والے کی ملک سے نکلانی تو چہر وقف کی گئی ہو اسکی ملک میں داخل نہ ہو جائیگی اگر اسنے الکافی اور یہی مختار ہو یہ فتح القدر میں ہو۔ اور وقف کا کرک رہی الفاظ خاصہ ہیں جو وقف پر ولایت کرین یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور سبب وقف خواہش تقرب بجناب باری عزوجل ہو یہ عنایہ میں ہو۔ اور رباح حکم وقف کا سوا صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہو کہ وقف کا مال عین اپنے وقف کرنے والے کی ملک سے خارج ہو کر اللہ تم کی ملک حقیقی میں داخل ہوتا ہو اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک وقف کا حکم مال عین کا مجبوس ہونا اسکے وقف کنندہ کی ملک پر اس طرح سے کہ ایک ملک سے دوسری ملک میں منتقل نہ ہو سکے اور غلام محدود کا صدقہ ہونا بشرطیکہ وقف صحیح ہو یا میں طور کہ اسنے کہا کہ میں نے اپنی پیرا ارضی صدقہ موقوفہ موبدہ کر دی یا میں نے اپنی موت کے بعد کے واسطے اسکی وصیت کر دی پس یہ وقف صحیح ہو حتیٰ کہ اسکی بیع کا مالک نہیں ہو اور نہ اسکی میراث ہو سکتا ہو ولکن یہ دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے متاعی ترکہ سے برآمد ہو تو جائز ہو اور وقف اسکی اقتدر ثنائی کے ہو یہ مجاہد خسی میں ہو۔ اور رہے شرائط وقف پس از انجملہ وقف کنندہ کا حائل ہونا چاہیے یعنی یہ سمجھتا ہو کہ وقف سے ایسا ہوتا ہو اور بالغ ہونا چاہیے پس طفل و مجنون کا وقف صحیح نہیں ہو یہ بدائع میں ہو اگر ایسے طفل نے جو تصرفات سے ممنوع ہو اپنی اراضی وقف کی تو نفیہ البوکری نے فرمایا کہ اسکا وقف باطل ہو الا انکہ باجارت قاضی ہو اور نفیہ البوقاسم نے فرمایا کہ اسکا وقف ہر طرح باطل ہو اگرچہ مٹائی نے اسکو اجارت دی ہو اسواسطے کہ تبرع ہو یہ محیط میں ہو۔ از انجملہ آزادی ہو کہ وقف کنندہ آزاد ہو اور مسلمان ہونا کچھ شرط نہیں ہو اور اگر ذمی نے اپنے فرزند اور اسکی نسل پر وقف کیا اور آخرین مساکین کو دخل کیا تو جائز ہو کہ مسلمان مسکینوں و ذمی مسکینوں کو دیا جاوے اور اگر اسنے وقف میں ذمی مسکینوں کی تخصیص کر دی ہو تو جائز ہو اور نصرائی یودی و مجوسی سب مسکینوں پر بانٹا جائیگا الا اگر اسنے انہیں سے کسی صنف کی خصوصیت کر دی ہو تو اسی صنف کے مسکینوں کو تقسیم ہوگا۔ پھر اگر قیم نے ان مسکینوں کے سوا سے دوسروں کو دیا تو ضامن ہوگا اگرچہ ہمارا قول ہو کہ کفر سب ایک ملت ہو۔ اور اگر اسنے اپنی اولاد و اسکی نسل پر پھر فقروں کے واسطے وقف کیا اس شرط سے کہ جو اسکی اولاد سے مسلمان ہو جاوے وہ فاج از صدقہ ہو تو اسکی شرط معتبر لازم ہوگی اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ جو نصرائیہ سے کسی دوسری ملت کی طرف منتقل ہو جاوے تو بھی اسکی شرط معتبر ہوگی چنانچہ امام خصاف نے صاف صریح اسکو بیان فرمایا ہو یہ فتح القدر میں ہو۔ فتاویٰ ابواللیث رحمہ اللہ میں مذکور ہو کہ ایک نصرائی نے اپنی زمین اپنی اولاد و اولاد اولاد کے واسطے تسلیم البذل پیش کے واسطے وقف کی اور آخر میں واسطے فقروں کے کر دی جیسے کہ رسم ہو چھو کی اولاد میں سے بعض مسلمان ہو سکے

تو انکو بھی دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر انجملہ یہ ہو کہ فی ذاتہ قربت ہو اور وقف تصرف کے قربت ہو پس اگر مسلمان یا ذمی نے بیع یا کینسہ پر یا حرجی فقیر و نادر وقف کیا تو نہیں صحیح ہو یہ منہ الفائق میں ہو۔ اور اگر ذمی نے اپنا گھر کسی بیع یا کینسہ یا آتشخانہ پر وقف کیا تو یہ باطل ہو کذا فی المحیط اور اسی طرح اگر اسکی درستی یا اسکے جریح کے تیل کے واسطے وقف کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر کما کہ بیت المقدس کی مرست یا اسکی روشنی کے واسطے وقف کیا تو جائز ہو اور اگر کما کہ اسکی آمدنی سے ہر سال غلام خرید کر اناؤں کے جاوین تو اسکی شرط کے موافق جائز ہو یہ حاوی میں ہو اور اگر کما کہ اسکا غلام فلاں بیع پر جاری رکھا جاوے پھر اگر وہ بیع خراب ہو جاوے تو اسکا غلام فقیر و نادر مسکینوں کے واسطے ہووے تو اسکی آمدنی فقیر و نادر مسکینوں پر جاری رکھی جائیگی اور بیع مذکورہ پر کچھ خرچ نہ کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسنے کما کہ ابواب خیر پر وقف کیا تو ابواب خیر کے نزدیک بیع کی عمارت یا آتشخانہ کی تعمیر اور مسکینوں پر صدقہ کرنا ہو پس انہیں سے مسکینوں پر صدقہ کرنا جاری رہیگا اور باقی باطل کے جادینکے یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اسنے کما کہ آمدنی اسکی میرے پڑوسیوں کو بانٹ دیا جاوے اور اسکے پڑوسیوں میں مسلمان دیہودی و نصرانی و مجوسی ہوں اور آخر میں واسطے فقیر و نادر کے کر دیا ہو تو وقف جائز ہو اور اسکی آمدنی اسکے پڑوسی مسلمان و نصرانی وغیرہ سب پر بانٹ دی جائیگی۔ اور اگر ذمی نے کما کہ اسکی آمدنی تینوں کے کفون یا انکی قبر میں کھودنے میں صرف کیجاوے تو یہ جائز ہو اور اسکی آمدنی انہیں ذمیوں کے کفون اور انکے فقیر مردوں کی قبر میں کھودنے میں صرف کی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی ذمی نے اپنا دار مسلمانوں کے واسطے مسجد کو دیا اور ان مسلمانوں کے عمارت مسجد کی اسکی عمارت بنائی اور مسلمانوں کو انہیں نماز پڑھنے کی اجازت دی پس انھوں نے نماز پڑھی پھر مر گیا تو یہ مکان اسکے وارثوں کے واسطے میراث ہوگا اور یہ کل اماموں کا قول ہے یہ جو اہل خلاطی میں ہو۔ اور اگر کسی ذمی نے اپنا مکان بیع یا کینسہ یا آتشخانہ کر دیا اور یہ اپنی صحت میں کیا پھر مر گیا تو یہ اسکے وارثوں کی میراث ہو جائیگا ایسا ہی خصاف نے اپنے وقف میں اور ایسا ہی امام محمد رحمہ نے زیادات میں ذکر فرمایا ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کوئی حرعی امان لیکر دارالاسلام میں آیا اور یہاں اسنے کچھ وقف کیا تو انہیں سے اسی قدر جائز ہوگا جو ذمیوں سے جائز ہوتا ہے یہ حاوی میں ہو۔ اگر انجملہ یہ ہو کہ وقف کرنے کے وقت وقف کرنے والے کی ملک ہو حتی کہ اگر کوئی اراضی غصب کر کے وقف کر دی پھر اسکے مالک سے لھو خرید اور شن دیدیا یا جو دیا ہو اسپر مالک سے صلح کر لی تو یہ اراضی وقف نہ ہوگی یہ بحر الرائق میں ہو اگر زید نے عمرو کی اراضی کسی کار خیر میں جو بیان کر دیا ہو وقف کر دی پھر اس زمین کا مالک ہو گیا تو وقف جائز نہ ہو اور اگر مالک نے اجازت دیدی تو ہمارے نزدیک وقف ہو گیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر زید نے عمرو کے واسطے ایک اراضی کی وصیت کی پس عمرو نے اسکو فی الحال وقف کر دیا پھر اسکے بعد زید مر گیا تو یہ زمین وقف نہ ہوئی یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر کوئی زمین خریدی بدین شرط کہ بائع کو بیع میں خیابار ہو پھر اسکو وقف کر دیا پھر بائع نے بیع کو پورا کر دیا اور اجازت دیدی تو وقف جائز نہ ہو یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر زمین اس شرط سے کہ بیعھے خیابار حاصل ہو خرید کر وقف کر دی پھر اپنا خیابار ساقط کر کے بیع لازم کی تو وقف صحیح ہو اور اگر کسی نے دوسرے کو اراضی بیچی اور جسکو ہبہ کی ہو اسنے اسپر قبضہ کرنے سے پہلے لھو وقف کیا پھر اسپر قبضہ کیا تو وقف صحیح نہیں ہو یہ فتح القدیر میں ہو اور اگر کسی کو بطور ہبہ فاسد کا رہی ہبہ کی گئی پس اسنے قبضہ کر کے وقف کر دی تو صحیح ہو اور اسپر اسکی قیمت واجب ہوگی یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر کسی نے بطور خرید فاسد کے کوئی مکان خرید کر قبضہ کر کے اسکو فقیر و نادر مسکینوں پر وقف کیا تو جائز ہو اور اسپر وقف ہو جائیگا اور اسپر

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

قیمت بالغ کے واسطے واجب ہوگی یہ فتاد سے تا غنیمان میں ہو۔ اور اگر ارضی مذکور پر قبضہ کرنے سے پہلے اسکو
وقف کیا تو وقف جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے بطریق بیع جائز کوئی ارضی خریدی اور محکو قبل
قبضہ و نقد من کے وقف کر دیا تو وقف ابھی متوقف رہیگا پھر اگر اسکا من ادا کر کے آپس قبضہ کر لیا تو وقف جائز ہو
اور اگر مرگیا اور کچھ مال نہ چھوڑا تو یہ زمین فروخت کی جائیگی اور وقف باطل کیا جائیگا اور نفیہ ابواللیث ہنسے فرمایا کہ ہم بھی کو
لیتے ہیں یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر مال وقف کا کسی نے اپنا استحقاق ثابت کیا تو وقف باطل ہو اور اگر مشتری کے وقف
کرنے کے بعد اس ارضی یا مکان کا جسکو خرید کر وقف کیا ہو شفع کیا اور شفعہ طلب کیا تو وقف باطل ہو جائیگا یہ نہ الفائق
میں ہو۔ اور وقف کے واسطے وقت وقف کے ملک ہونا شرط کیے جانے سے مسائل ذیل بھی متفرع ہوتے ہیں۔ اگر
اقطاع کو وقف کیا تو اقطاع کا وقف نہیں جائز ہو الا جب کہ ارضی ملازم ہو یا یہ ملازم زمین امام کی ملک ہو پس امام نے اسکو کسی کو
عطا کیا اور اگر ارضی انھوں کو امام نے وقف کیا تو نہیں جائز ہو اسواسطے کہ امام اسکا مالک نہیں ہو اور اجس انھوں اس میں کو کہتے
ہیں کہ اسکا مالک اسکی زراعت کرنے اور اسکا نذرانہ ادا کرنے سے عاجز ہو پس اسے امام کو دیدی تاکہ اسکے منافع
اس خراج کے نقصان کو پورا کریں یہ بھسرا لائق میں ہو۔ اور اسی طرح اگر مرتد نے اپنے روت کے زمانہ میں اپنی ملک
چھتر کو وقف کیا تو جائز نہیں ہو بشرطیکہ وہ اس مالیت روت پر قتل کیا گیا یا مرگیا ہو اسواسطے کہ اس چیز سے اسکی ملک
بزدوال موقوف نہ اٹل ہو گئی تھی یہ نہ الفائق میں ہو اور اسی طرح اگر دارالہو میں چلا گیا اور قاضی نے اسکے چل جانے
کا حکم دیدیا تو یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ اور بھرا لائق میں لکھا ہو کہ اگر چہ مرتد مذکور مسلمان بن گیا ہو جاوے تو بھی وقت مذکور
جائز نہ ہو گا قال المسترحم والوجه عدم الملك التام۔ شاعر علم اور اگر مسلمان مرتد ہو گیا تو اسکا وقف باطل ہو جائیگا یا امام خص
نے ذکر کیا ہو لکن فی النہر الفائق اور یہ مال میراث ہو جائیگا خواہ وہ اپنی روت پر قتل کیا گیا ہو یا مرگیا ہو یا اسلام میں
لوٹ آیا ہو یا ان اگر اس نے اسلام کی طرف عود کرنے کے بعد دوبارہ وقف کیا تو جائز ہو گا جیسے کہ خصات نے اثر
کتابین توضیح کردی ہو اور مرتد عویث کا وقف صحیح ہو اسواسطے کہ وہ قتل نہیں کی جاتی ہو یہ بھسرا لائق میں ہو
اور اگر وقف کیا اپنی نسل پر پھر مساکین پر پھر مرتد ہو گیا تو اسکا وقف باطل ہو گیا اسواسطے کہ حمت مساکین باطل ہو گئی
اور وہ اسکی نسل پر صدقہ ہو جائیگا بغیر اسکے کہ آخر اسکا مساکین کے واسطے قرار دیا جاوے یہ حادی میں ہو قال اثر
توضیح یہ ہو کہ یہ مال اسکی اولاد پر وقف ہو پھر بعد اسکے مساکین پر صدقہ ہو اسطرح دفع کیا پھر مرتد ہو گیا تو وقف باطل
ہو اسواسطے کہ یہ ایسا صدقہ نہ رہیگا کہ جو بغیر حمت مساکین ہو کیونکہ مساکین کے واسطے جو قرار دیا ہو وہ حمت باطل ہو گئی ہو
فافہم اور یہاں کہ جس مال کو وقف کرنا چاہتا ہو اس سے حق غیر کا تعلق نہ ہونا مثل اسکے کہ وہ رہن نہ ہو یا اجارہ پر نہ ہو
یہ شرط نہیں ہو پس اگر ایک زمین کو دو برس کے واسطے اجارہ پر دیا پھر قبل اس مدت گزرنے کے اسکو وقف کر دیا تو اس شرط سے
وقف لازم ہو گا اور عقد اجارہ باطل نہ ہو گا پھر جب مدت اجارہ گزر گئی تو زمین مذکور ان جہات میں ہو جائیگی جنکے واسطے وقف کیا ہو
اور اسطرح اگر اپنی ارضی کو زمین کیا پھر فک میں کر لے سے پہلے اسکو وقف کر دیا تو وقف لازم ہو گا اور اسکی وجہ سے
زمین سے خارج نہ ہوگی اور اگر چند مال تک، وہ مرتن اسکے پاس رہی پھر زمین نے فک میں کر لیا تو وہ جہات وقف کی جانب
راجع ہو جائیگی اور اگر فک میں کرنے سے پہلے مرگیا اور اسقدر مال چھوڑا جس سے فک میں ہو سکے تو فک میں کرائی جائیگی اور
وقف لازم ہو گا اور اگر اسقدر مال چھوڑا تو زمین مذکورہ وقت کی جائیگی اور وقف باطل کیا جائیگا اور اجارہ کی صورت میں اگر مستاجر

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰

یا مہر دونوں میں سے ایک مر گیا تو اجارہ باطل ہو کر ارضی مذکور وقف ہو جائیگی یہ فتح القدر میں ہے۔ از انجملہ یہ ہو کہ وقف کرنے والا
 بسبب سفاقت یا قرضہ کے مجبور ہو جائے یا امام خصاص نے اسی طرح مطلقاً بیان فرمایا ہے یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر سفاقت
 کی وجہ سے مجبور ہونے کی حالت میں اپنے اوپر وقف کیا پھر ایسی جہت پر وقف کیا جو منقطع نہیں ہوتی تو جائز ہے کلام
 ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہو دے اور یہی محققین کے نزدیک ہے اور اگر کسی حاکم نے اسے صحیح ہونے کا حکم دیا تو کل
 الامون کے نزدیک صحیح ہو گا یہ فتح القدر میں ہے۔ از انجملہ عدم جہالت ہو یعنی جو چیز وقف کرتا ہو وہ اس وقت مجبور نہ ہو پس
 اگر اپنی ارضی وقف کی اور اسکو بیان دیا تو وقف باطل ہو اور اگر اس دار میں سے اپنا تمام حصہ وقف کیا اور اپنے سہا
 بیان نہ کیے تو سخصا جائز ہے۔ اور اگر یہ زمین مادہ زمین وقف کی یعنی کہا کہ میں نے یہ زمین یا وہ زمین وقف کی اور وہ وہ
 خیر بیان کر دین تو باطل ہو یہ سہرانی میں ہے۔ امام خصاص نے فرمایا کہ اس طرح وقف کہ میں نے یہ مال صدقہ موقوفہ
 اللہ تعالیٰ کے واسطے ہمیشہ کے لیے یا اپنی قرابت پر تو وقف باطل ہو اس واسطے کہ اس نے شک ہے وقف کیا ہے اور اسی طرح
 اگر کہا کہ میں نے شکو اللہ تعالیٰ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہمیشہ کے لیے زیر پر یا عمر پر اور بعد اس کے مساکین پر کر دیا تو یہ بھی باطل
 ہو یہ محیط میں ہے اگر کسی نے اپنی زمین حسین درخت پر وقف کی اور شجر مستثنیٰ کر لیا تو وقف نہیں جائز ہو اس واسطے کہ شجر
 درخت میں مع مواضع درختان مستثنیٰ ہو دے سے باقی ارضی جو وقف کرتا ہو مجبور رہی یہ محیط شری میں ہے۔ از انجملہ یہ ہے
 کہ وقف منجز ہو یعنی کسی شرط پر جو حق نہیں اگر کہا کہ اگر میرا بیٹا آگیا تو میرا یہ دار واسطے مسکینوں کے صدقہ موقوفہ ہو پھر اسکا
 بیٹا آیا تو وقف نہ ہو گا یہ فتح القدر میں ہے۔ اور خصاص نے اپنی کتاب الوقف میں فرمایا کہ اگر یوں کہا کہ اگر کل کار روز ہو
 تو میری زمین صدقہ موقوفہ ہو تو یہ باطل ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہو اگر تو چاہے یا پسند کرے
 تو وقف باطل ہو یہ محیط شری میں ہے اور اگر کہا کہ اگر میں چاہوں پس خود کہا کہ میں نے چاہا تو باطل ہو اور اگر کہا کہ میں نے چاہا
 اور اسکو صدقہ موقوفہ کر دیا تو اس کلام متصل سے وقف صحیح ہوا یہ فتح القدر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہو اگر
 فلان نے چاہا اور فلان نے کہا کہ میں نے چاہا تو باطل ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک نے کہا کہ اگر یہ دار میری ملک ہو تو صدقہ
 موقوفہ ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس کلام کے وقت اسکی ملک تھا تو صدقہ وقف صحیح ہو اس واسطے کہ موجودہ شرط سے ملتی کرنا
 تجزیہ ہی ہوتا ہے تو جیسے قاضی جان میں ہے۔ ایک شخص کا مال جاتا رہا اسے کہا کہ اگر میں نے اسکو پایا تو اللہ تم کے واسطے
 مجھ و جب ہو کہ اپنی زمین وقف کروں پھر اسکو پایا تو اسپر واجب ہوا کہ اپنی زمین ایسے لوگوں پر وقف کرے جنکو زکوٰۃ کا مال
 دینا جائز ہو اور اگر ایسے لوگوں پر وقف کیا جنکو زکوٰۃ دینی نہیں جائز ہو تو وقف صحیح ہو گا مگر زکوٰۃ دہی کی بلکہ اس پر زکوٰۃ
 ہر گز یہ سراہیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جب فلان آیا یا جب میں نے فلان سے کلام کیا تو میری یہ زمین صدقہ ہو تو اس پر لازم
 آدیکا اور یہ ہنر لا قسم و نذر سے ہے اور جب شرط پائی گئی تو اس پر واجب ہو گا کہ زمین کو صدقہ کر دے اور وہ وقف نہ ہو
 یہ محیط میں ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض سے مر گیا تو ضرور میں اپنی یہ زمین وقف کر گیا تو وقف نہیں صحیح ہو خواہ
 مرض سے یا اچھا ہو جاوے اور اگر کہا کہ اگر میں مر گیا اس مرض سے تو تم اس میری زمین کو وقف کرو تو یہ جائز ہے اور فرق
 دونوں میں یہ ہے کہ خیر صورت میں وقف کے واسطے وکیل کیا اور توکیل کو اپنی موت پر مشروط کیا ہو اور یہ جائز ہے جو ہر نیزہ
 میں ہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ وقف کے ساتھ شرط اسکی بیع کا اور اپنی حاجت میں اسکا حق صرف کرنے کا ذکر کرے اور اگر کہا
 تو وقف صحیح ہو گا اور یہی مختار ہے چنانچہ ہذا میں مذکور ہے یہ نہر الفائق میں ہے۔ از انجملہ یہ کہ وقف کے ساتھ خیار شرط نہیں اگر

وقف کیا اس شرط سے کہ مجھے خیار ہو تو امام محمد رحمہ کے نزدیک عین صحیح ہو خواہ وقف معلوم ہو یا مجہول ہو اور اسی کو ہلال
نے اختیار کیا ہے یہ بجز اراضی میں ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک وقف کنندہ کے واسطے تین روز کا خیار جائز ہے یہ شرح
نقایہ ابو الکلام میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے اپنا خیار باطل کر دیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک وقف مذکور منقلب ہو کر جائز
ہوگا چنانچہ ہلال نے اپنی وقف میں ذکر کیا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور نوائل میں مذکور ہے کہ اس میں اتفاق ہے کہ اگر کسی نے
مسجد بنا دیا اس شرط سے کہ مجھے تین روز تک خیار ہو تو مسجد ہونا جائز ہے اور شرط باطل ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے اور ازبکلیہ میں
کہ تا بہد ہو اور یہ شرط بالا جماع کل کے نزدیک ہے لیکن اسکا بیان کرنا امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک شرط نہیں ہے اور یہی صحیح
ہو یہ کافی ہیں اور اگر کسی نے اپنا مکان ایک روز یا ایک مہینہ یا کسی وقت معلوم کو وقف کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو
وقف جائز ہے اور یہ وقف ہمیشہ کے واسطے ہوگا اور اگر یوں کہا کہ میری یہ زمین ایک مہینہ کے واسطے وقف ہے پھر جب مہینہ
گزر جاوے تو وقف باطل ہوگا تو وقف ابھی سے ہلال رحمہ کے نزدیک باطل ہوگا اس واسطے کہ وقف نہیں جائز ہونا ہر ایک
مہینہ کے واسطے ہو پس جب ہمیشہ کے واسطے ہونا شرط ہوا تو کسی خاص وقت تک کے واسطے رہنا ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان
میں ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ زمین بعد میری موت کے سال تک صدقہ موقوفہ ہو اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو یہ وقف ہمیشہ کے
واسطے فقیران پر جائز ہے اس واسطے کہ اس میں وصیت کے معنی موجود ہیں یہ عیض سرخی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین بعد میری
موت کے فلان پر ایک سال تک وقف ہے پھر جب سال گزر جاوے تو وقف باطل ہے تو یہ زمین اسکی موت کے بعد سال
تک کے واسطے فلان کی وصیت رہی اس کے بعد وہ ساکین کے واسطے وصیت ہو جائیگی پس اسکا غلہ آمدنی ساکین کو ملے
ہوگی اور اگر کہا کہ میری یہ زمین میری موت کے بعد فلان پر سال بھر وقف کی گئی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو فلان کو
کے واسطے سال بھر تک آمدنی ہوگی اور بعد اسکے یہ ارضی و غلہ واسطے دار فون کے ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے
ازا بنجلہ یہ ہے کہ آمدنی و غلہ و حاصلات و اجرت جو کچھ ہو وہ اسی جہت کے واسطے ہو جو بھی منقطع نہ ہو اور یہ امام غزالی رحمہ کے
کے نزدیک شرط ہے اور اگر شکوہ کرنے کا تو امام غزالی رحمہ کے نزدیک وقف صحیح نہ ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک
اسکا ذکر کرنا شرط نہیں ہے بلکہ اگر اسی جہت بیان کی جو قطع ہو جائے تو بھی وقف صحیح ہے اور بعد اس جہت کے منقطع ہو جانے
کے وہ فقیران کے واسطے ہو جائیگی اگرچہ ان فقیران کو بیان نہ کیا ہو اس واسطے کہ وقف کر کے اس کا قصد یہ ہوتا ہے کہ اسکی
اجرت فقیران کے واسطے ہو اگرچہ انکو بیان نہ کیا ہے اس شرط کا بیان ہونا از روئے ولایت ثابت ہے یہ بدائع میں ہے
اور ازا بنجلہ یہ ہے کہ جو چیز وقف کی ہو وہ عقار یا دار ہو پس ہالی منقولہ کا وقف صحیح نہیں ہے الا اگر اسے سلاح کا یہ نہا یہ میں ہے
فصل جن الفاظ سے وقف پورا ہو جاتا ہے اور جن سے نہیں پورا ہوتا ہے اس کے بیان میں۔ اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ مقرر
موبدہ میری حالت حیات میں و بعد وفات سے کہ ہو یا کہ میری یہ زمین صدقہ مقرر موبدہ میری حیات بعد وفات
کے ہو یا موقوفہ کا لفظ نہ کہا تو سب اماموں کے نزدیک یہ وقف فقیران پر جائز لازم ہو جائیگا یہ عیض میں ہے لیکن بنا بر قول امام
اعظم کے جب تک وہ زندہ ہے اسکی طرف سے آمدنی ارضی نہ کرے تصدیق کرنے کی نذر ہوگی پس اس پر جب ہوگا کہ سکونہ کرے
اور معنی وصیت سے اسکو رجوع کا اختیار ہوگا اور وہ قول ہے کہ میری وفات کے بعد لیکن اگر اس نے رجوع نہ کیا تو یہ اسکی
شمالی ترک سے جائز ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ موبدہ ہو تو عامہ علماء کے نزدیک جائز ہے لیکن امام محمد رحمہ کے
دیکھنا احتیاج ہے کہ رجوع کی باقی ہے اور بنا بر قول امام اعظم کے آمدنی ارضی کی تصدیق کرنے کی نذر ہوگی اور وقف

سلا کر بار دہی
موقوفہ

وقف جائز ہو یہ عادی میں ہو۔ اور اسی طرح منقولات میں سے جو اس عقار کی نسبت میں ہوں انکا وقف بھی بالفتح جائز ہوگا۔ مثلاً کسی اراضی کے ساتھ کارکن غلام ویل واکاٹ کشکاری وقف کیے تو سب وقف ہو جائیں گے یہ محیطا شری میں ہو۔ اور انما خصاف نے فرمایا کہ اگر کوئی زمین وقف کی اور اسکے ساتھ غلام ہیں جو اس زمین میں کام کرتے ہیں تو چاہیے کہ ان غلاموں کا نام بیان کر دے اور انکی تعداد بیان کرے اور اسی طرح اگر اسکے ساتھ بیل ہوں تو انکو بیان کر دے اور انکی تعداد بیان کرے اور چاہیے کہ صدقہ میں شرط کر دے کہ رفیقون و بیلون کا نفقہ اس زمین کی آمدنی سے ہوگا اور اگر یہ شرط کرے تو اس زمین کی آمدنی میں انکا نفقہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اسعاف میں ہو کہ اگر انکا نفقہ اس زمین کی آمدنی و حاصلات سے شرط کیا پھر بعضے انہیں سے بیار ہوئے تو وہ اپنے نفقہ کا اس زمین کی حاصلات سے مستحق ہوگا اور برابر انکا نفقہ اسکی حاصلات سے انہیں برابر جاری رہیگا جب تک وہ زندہ ہیں اور اگر اُسے یہ کہا کہ اس زمین میں انکے کام پر انکا نفقہ اسکی حاصلات سے ہو تو جو رقیق انہیں سے کام سے بیکار رہا اسکو حاصلات زمین سے نفقہ نہ ملیگا یہ بھرا لائق میں ہو۔ اور اگر رقیق کام سے ضعیف ہو گیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اسکو فروخت کر کے اسکے مشن سے دوسرا خریدے جو بجائے اسکے کام کرے پھر اگر اسکے مشن سے دوسرا غلام نہ ملا اور چاہا کہ اسکے مشن میں حاصلات زمین سے کچھ بڑھا کر دوسرا غلام خریدے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اسبطرچ جو جائز و آلات زراعت کے اراضی کے ساتھ وقف کیے گئے اور انہیں سے کوئی نکال دیا تو بجائے اسکے دوسرا قائم کرنے کی وسطے بھی یہی حکم ہو اور جو شخص صدقہ کا متولی ہو وہ ایسا کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر غلامان وقف میں سے کوئی قتل کیا گیا اور اسکی دیہت وصول کر لی گئی تو تہیم کو اختیار ہوگا کہ اس دیت سے بجائے اسکے دوسرا خریدے یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اسعاف میں مذکور ہے کہ اگر انہیں سے کسی نے جنایت کی اور ولی جنایت بدعویٰ رہا ہو تو اس غلام مجرم کو دینے یا اسکا ذبیہ دینے و ولوں میں سے جو بات بہتر ہو وہ متولی پر واجب ہو اور اگر اُسے غلام کے خدیو میں جرمانہ جنایت سے زائد مال دیا تو زائد میں منقطع قرار دیا جائیگا پس اپنے مال سے اسکا ضامن ہوگا اور اگر جن لوگوں پر وقف ہو انہوں نے اس غلام مجرم کثیفہ کا فہم ادا کر دیا تو وہ منقطع ہونگے اور غلام مذکور حسب طرح وقف میں کام کر لے کے واسطے خطا دیا ہی باقی رہیگا یہ بھرا لائق میں ہو اور مال منقول کے وقف بالقصد و بین دو صورتیں ہیں اگر یہ مال منقول کراہ یا صلح ہو تو وقف جائز ہو اور اگر سوائے انکے ہو تو پھر دو صورتیں ہیں کہ اگر یہ ایسی چیز ہو جسکے وقف کرنے کا تہارت جاری نہیں ہو جیسے کپڑے و حیوانات تو ہمارے نزدیک نہیں جائز ہو اور اگر اسکا وقف متعارف ہو جیسے آ رہ و بسولہ۔ خبارہ و خبارے کے کپڑے اور دیگر چیزیں جنکی حاجت پڑتی ہو مثل ظرف و دیگر واسطے غسل میت کے و مصاحف وغیرہ تو امام ابو یوسف کہنے فرمایا کہ یہ نہیں جائز ہو اور امام محمد رحم لے فرمایا کہ جائز ہو اور ائمہ مشائخ جنہیں سے امام شری بھی ہیں اسی طرف گئے ہیں کذا فی الخلاصہ اور یہی مختار ہو اور فتویٰ بھی امام محمد رحم کے قول پر ہے یہ شخص الائمہ حلوئی نے بیان فرمایا کہ کذا فی مختار الفتاویٰ سے اور اگر جنازہ و عمارت و غسل جبکہ فارسی میں حوض مسین کہتے ہیں ایک محال میں وقف کیا پھر اس محلہ والے سب کے سب مر گئے تو وقف کر دینا لے کے وارثوں کو واپس نہ دیا جائیگا بلکہ اس محلہ سے جو جگہ سب سے قریب ہو وہاں منتقل کر دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہو اور اگر مصحف کو اہل مسجد پر وقف کیا کہ اسکو پڑھا کرے یا حفظ کرتے ہیں تو جائز ہو اور اگر مسجد پر وقف کیا تو بھی جائز ہو اور اسی مسجد میں پڑھا جائیگا اور بعضے مقام پر مذکور ہے کہ اسی مسجد پر مقصور نہ ہوگا یہ ذخیرہ مذکور میں ہیں جو لوگوں نے کتابوں کے وقف میں اختلاف کیا ہو اور نفعیہ ابو الیث نے اسکو جائز رکھا لاہور انہی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ کا ضیقان

وقف جائز ہو یہ عادی میں ہو۔ اور اسی طرح منقولات میں سے جو اس عقار کی نسبت میں ہوں انکا وقف بھی بالفتح جائز ہوگا۔ مثلاً کسی اراضی کے ساتھ کارکن غلام ویل واکاٹ کشکاری وقف کیے تو سب وقف ہو جائیں گے یہ محیطا شری میں ہو۔ اور انما خصاف نے فرمایا کہ اگر کوئی زمین وقف کی اور اسکے ساتھ غلام ہیں جو اس زمین میں کام کرتے ہیں تو چاہیے کہ ان غلاموں کا نام بیان کر دے اور انکی تعداد بیان کرے اور اسی طرح اگر اسکے ساتھ بیل ہوں تو انکو بیان کر دے اور انکی تعداد بیان کرے اور چاہیے کہ صدقہ میں شرط کر دے کہ رفیقون و بیلون کا نفقہ اس زمین کی آمدنی سے ہوگا اور اگر یہ شرط کرے تو اس زمین کی آمدنی میں انکا نفقہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اسعاف میں ہو کہ اگر انکا نفقہ اس زمین کی آمدنی و حاصلات سے شرط کیا پھر بعضے انہیں سے بیار ہوئے تو وہ اپنے نفقہ کا اس زمین کی حاصلات سے مستحق ہوگا اور برابر انکا نفقہ اسکی حاصلات سے انہیں برابر جاری رہیگا جب تک وہ زندہ ہیں اور اگر اُسے یہ کہا کہ اس زمین میں انکے کام پر انکا نفقہ اسکی حاصلات سے ہو تو جو رقیق انہیں سے کام سے بیکار رہا اسکو حاصلات زمین سے نفقہ نہ ملیگا یہ بھرا لائق میں ہو۔ اور اگر رقیق کام سے ضعیف ہو گیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اسکو فروخت کر کے اسکے مشن سے دوسرا خریدے جو بجائے اسکے کام کرے پھر اگر اسکے مشن سے دوسرا غلام نہ ملا اور چاہا کہ اسکے مشن میں حاصلات زمین سے کچھ بڑھا کر دوسرا غلام خریدے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اسبطرچ جو جائز و آلات زراعت کے اراضی کے ساتھ وقف کیے گئے اور انہیں سے کوئی نکال دیا تو بجائے اسکے دوسرا قائم کرنے کی وسطے بھی یہی حکم ہو اور جو شخص صدقہ کا متولی ہو وہ ایسا کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر غلامان وقف میں سے کوئی قتل کیا گیا اور اسکی دیہت وصول کر لی گئی تو تہیم کو اختیار ہوگا کہ اس دیت سے بجائے اسکے دوسرا خریدے یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اسعاف میں مذکور ہے کہ اگر انہیں سے کسی نے جنایت کی اور ولی جنایت بدعویٰ رہا ہو تو اس غلام مجرم کو دینے یا اسکا ذبیہ دینے و ولوں میں سے جو بات بہتر ہو وہ متولی پر واجب ہو اور اگر اُسے غلام کے خدیو میں جرمانہ جنایت سے زائد مال دیا تو زائد میں منقطع قرار دیا جائیگا پس اپنے مال سے اسکا ضامن ہوگا اور اگر جن لوگوں پر وقف ہو انہوں نے اس غلام مجرم کثیفہ کا فہم ادا کر دیا تو وہ منقطع ہونگے اور غلام مذکور حسب طرح وقف میں کام کر لے کے واسطے خطا دیا ہی باقی رہیگا یہ بھرا لائق میں ہو اور مال منقول کے وقف بالقصد و بین دو صورتیں ہیں اگر یہ مال منقول کراہ یا صلح ہو تو وقف جائز ہو اور اگر سوائے انکے ہو تو پھر دو صورتیں ہیں کہ اگر یہ ایسی چیز ہو جسکے وقف کرنے کا تہارت جاری نہیں ہو جیسے کپڑے و حیوانات تو ہمارے نزدیک نہیں جائز ہو اور اگر اسکا وقف متعارف ہو جیسے آ رہ و بسولہ۔ خبارہ و خبارے کے کپڑے اور دیگر چیزیں جنکی حاجت پڑتی ہو مثل ظرف و دیگر واسطے غسل میت کے و مصاحف وغیرہ تو امام ابو یوسف کہنے فرمایا کہ یہ نہیں جائز ہو اور امام محمد رحم لے فرمایا کہ جائز ہو اور ائمہ مشائخ جنہیں سے امام شری بھی ہیں اسی طرف گئے ہیں کذا فی الخلاصہ اور یہی مختار ہو اور فتویٰ بھی امام محمد رحم کے قول پر ہے یہ شخص الائمہ حلوئی نے بیان فرمایا کہ کذا فی مختار الفتاویٰ سے اور اگر جنازہ و عمارت و غسل جبکہ فارسی میں حوض مسین کہتے ہیں ایک محال میں وقف کیا پھر اس محلہ والے سب کے سب مر گئے تو وقف کر دینا لے کے وارثوں کو واپس نہ دیا جائیگا بلکہ اس محلہ سے جو جگہ سب سے قریب ہو وہاں منتقل کر دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہو اور اگر مصحف کو اہل مسجد پر وقف کیا کہ اسکو پڑھا کرے یا حفظ کرتے ہیں تو جائز ہو اور اگر مسجد پر وقف کیا تو بھی جائز ہو اور اسی مسجد میں پڑھا جائیگا اور بعضے مقام پر مذکور ہے کہ اسی مسجد پر مقصور نہ ہوگا یہ ذخیرہ مذکور میں ہیں جو لوگوں نے کتابوں کے وقف میں اختلاف کیا ہو اور نفعیہ ابو الیث نے اسکو جائز رکھا لاہور انہی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ کا ضیقان

میں ہو اور اگر اپنے جانور سواری کی بیٹھنی سواری لینا اسکی پشت پر اور اپنے غلام کی کمائی کی آمدنی مسکینوں میں وقف کی تو ہمارے علماء کے قول میں نہیں صحیح ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے ایک گائے وقف کی اس شرط پر کہ اسکا دودھ دیکھی دیکھا راہی مسافروں کو دیا جاوے پس اگر ایسے مقام پر ہو جہاں اسکے لوگوں میں یہ متعارف ہو تو جائز ہوگا جیسے سقایہ کا پانی جائز ہوتا ہو یہ ظہیر میں ہو۔ اور بیل یا بکرا وغیرہ نہ جانور کا اس واسطے وقف کرنا کہ اس سے مادہ کا بھن کرائی جایا کر بین نہیں جائز ہو یہ قنینہ میں ہو۔ اور واقعات میں مذکور ہو کہ ہلال بصری رحمۃ اللہ نے اپنے وقف میں ذکر فرمایا ہو کہ اگر کسی نے فقط عمارت کو بدون اصل کے وقف کیا تو نہیں جائز ہو اور یہی صحیح ہو اور اسی طرح وقف دار بدون عقار نہیں جائز ہو اور یہی مختار ہو یہ محیط میں ہو۔ اور وقف عمارت کا ایسی زمین میں جو عاریت پر ہو یا اجارہ پر ہو نہیں جائز ہو یہ فتاویٰ کا مختار ہے میں ہو اور خصات نے بیان فرمایا کہ بازار کی دکان کا وقف جائز ہو بشرطیکہ زمین اجارہ پر ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہو جنہوں نے ان دکانوں کو بنایا ہو کہ سلطان اسکے ہاتھ سے نکال نہ سکتا ہو اور اس سے ثابت ہو کہ جو عمارت کے زمین محتکرہ میں ہو اسکا وقف جائز ہو یہ نہر الفائق میں ہو۔ اگر قطعہ زمین وقف کی ہوئی میں کسی نے عمارت بنائی اور اسکو اسی جہت پر وقف کیا جس پر یہ قطعہ زمین وقف ہو تو اسکی بیعت میں اسکا وقف بھی بلا خلاف جائز ہوگا اور اگر قطعہ مذکورہ کی جہت وقف کے سوائے دوسری جہت پر وقف کیا تو اسکا جو زمین اختلاف ہو اور اصح یہ ہو کہ جائز ہوگا یہ غیاثیہ میں ہو۔ اور اگر کوئی درخت چھوٹا ہو اسکو وقف کر دیا پس اگر اسکو ایسی زمین میں لگایا ہو جو وقف کی ہوئی نہیں ہو اور اس درخت کو مع اسکے موضع زمین کے وقف کیا یا بخشی زمین پر اسکا قیام ہو تو زمین کی بیعت میں بحکم اتصال کے یہ درخت بھی وقف ہو جائیگا اور اگر فقط درخت کو بدون اصل زمین کے وقف کیا تو صحیح نہیں ہو اور اگر وقف کی زمین میں لگایا ہو تو اگر اسی جہت پر وقف کیا جس پر یہ زمین وقف ہو تو جائز ہے جیسے عمارت میں جائز ہو اور اگر اس جہت کے سوائے دوسری جہت پر وقف کیا تو اس میں بھی ویسا ہی اختلاف ہو جیسا عمارت میں مذکور ہوا ہو یہ ظہیر میں ہو۔ اور باط کے کام کاج کے واسطے غلام و باندیوں کا وقف کرنا جائز ہو اور اگر حاکم نے اس وقف کی باندی کا نکاح کر دیا تو جائز ہو اور اگر اسکا غلام بیاہ دیا تو نہیں جائز ہو اس واسطے کہ غلام پر ہر وقت فقہ لازم ہو جائیگا اور اگر وقف کے غلام کو وقف کی باندی سے بیاہ دیا تو نہیں جائز ہو یہ دیگر کردی میں ہو۔ اور جو چیزیں ایسی ہیں کہ بدون اسکے عین تلف کرنے کے اسے انتفاع نہیں حاصل ہو سکتا ہو جیسے کھالے و پٹیلے کی چیزیں و سونا چاندی وغیرہ تو عامہ فقہاء کے نزدیک نہیں جائز ہو اور مراد چاندی و سونے سے درم و دینار ہیں اور جو زیورہ ہو وہ بے فتح القادیر میں ہو۔ اور اگر درم یا کاپی چیزیں یا کپڑے وقف کیے تو نہیں جائز ہو اور بعض نے فرمایا کہ جہاں اسکا رواج ہو وہاں جو از کا فتوہ دیا جائیگا تو دریافت کیا گیا کہ کیونکر تو فرمایا کہ درم فقیروں کو قرض دیے جائینگے پھر اسے وصول کرینگے یا مضاربہت پر دیے جائینگے اور اسکا نفع صدقہ کیا جائیگا اور گھوٹوں فقیروں پر قرض دیے جائینگے کہ اس سے زراعت کریں پھر اسے لے لے جائینگے اور کپڑے و لباس فقیروں کو دیے جائینگے کہ اپنی ضرورت کے وقت انکو پہنیں پھر اسے لے لے جائینگے یہ فتاویٰ عتابیہ میں ہو۔ اور نہیں صحیح ہو وقف اوویہ کا واجب کہ اسے کما کہ فقیروں و نو بگروں سب پر تو جائز ہوگا اور تو نگر لوگ فقیروں کی بیعت میں داخل ہو جائینگے یہ معراج الدرایہ میں ہو اور ناطقی نے کہا کہ اگر مسجدوں کی اصلاح کے واسطے مالی وقف کیا تو جائز ہو اور اگر بلوں کے بنانے و راستوں کی درستی اور قبروں کے کھودنے اور مسلمانوں کے لیے سقایہ کا دوا کرنے یا مسلمان

مردوں کے واسطے کفن خریدنے کے لیے وقف کیا تو زمین جائز ہو اور مفتوی ائمہ نے فرمایا کہ جائز ہے یہ قضاویہ تھا
میں ہے۔ اور متعلقات اس بیان سے ان چیزوں کا بیان ہو جو مردوں کے داخل ہو جاتی ہیں اور جو مردوں
سے داخل ہوتی ہیں۔ امام خصاف رحمہ اللہ اپنی کتاب الوقف میں بیان فرمایا کہ اگر کسی نے اپنی صحت میں اپنی
ارضی بعض وجہ پر جنکو بیان کیا ہو وقف کی اور بعد ان وجہ کے فقراء پر وقف بیان کیا تو اس وقف میں جو عمارات
درختان غرا و دیگر اشجار ہوں گے سب داخل ہو جائیں گے یہ محیط میں ہو۔ اور خصاف نے بیان کر دیا کہ درختوں کے
وقف کرنے میں جو پھل اس وقت موجود ہیں وہ داخل نہیں ہو جاتے ہیں اور یہی اکثر مشائخ کا قول ہے اور یہی صحیح ہے یہ
غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے اپنی یہ زمین مع اُس کے حقوق و تمام اُس چیز کے جو انجمن یا اُس سے ہو صدقہ موقوف
کر کے وقف کی حالانکہ وقف کے روز اُس ارضی کے درختوں میں پھل موجود ہیں تو ہال رحمہ اللہ نے فرمایا کہ احتساباً اس پر
لازم ہے کہ ان پھلوں کو فقروں و مسکینوں پر صدقہ کر دے نہ بطور وقف کے بلکہ بطور نذر کے پھر اُس کے بعد جو پھل آئیں پیدا
ہوں گے وہ انجمن وجہ پر صرف کیے جائیں گے جنکو اُس نے وقف میں بیان کیا ہو یہ قضاویہ تھا قاضی خان یہی ہے۔ اور اگر کسی
نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے بعد میری وفات کے اس وجہ پر کہ جو اللہ تعالیٰ اسکی حاصلات و پیداوار فرما دے وہ
واسطے عبد اللہ کے ہے پھر وقف کرنے والا مرد اور خال یہ ہے کہ اس ارضی کے درختوں میں پھل موجود ہیں تو فرمایا کہ یہ پھل
عبد اللہ کے واسطے نہ ہوں گے اس واسطے کہ اُس کے لیے اب وقف واجب ہو رہی پس ایسا ہو گیا کہ اُس نے ایک زمین وقف
کی جس کے درختوں میں پھل موجود ہیں پس وصیت وقف میں جو پھل موجود ہیں داخل نہ ہوں گے پھر موقوفہ نہ فرمایا
کہ اس مقام پر یہ موجودہ پھل ہر لیل قیاس کے وارثوں کے ہوں گے اور احتساباً یہ ہے کہ فقروں پر صدقہ کر دے جائے
اور ہم احتساباً ہی کو اختیار کرتے ہیں۔ اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ اگر وقف کرنے والے کے الفاظ اسی قدر ہوں جو بیان
ہوئے ہیں تو قیاس و احتساباً ہر دلیل سے یہ پھل وارثوں کے ہونے چاہیے ہیں اس وجہ سے کہ اُس نے وقف کو اپنی
وفات کے بعد پر رکھا ہو پس زمین مذکور اسکی حیات میں وقف نہیں ہوئی اور جب ایسا ہو تو جو پھل پیدا ہوں گے وہ
سیت کی ملک پر پیدا ہوں گے ہیں پس یہ اُس کے وارثوں کی ملک ہوں گے یہ ظہر میں ہے۔ اور اگر کوئی زمین وقف کی
اور اُس میں زراعت ہو تو وہ وقف میں داخل نہ ہوگی خواہ زراعت کے واسطے قیمت ہو یا نہ ہو یہ مصنف اربعین میں ہے اور
فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں یہ ذخیرہ میں ہے۔ خصاف نے فرمایا کہ اگر اس ارضی میں بقول یا پھل پھل
موجود ہوں تو وہ وقف میں داخل نہ ہوں گے اور اگر اُس میں نرکل و غیضہ و خلاف ہوں تو جو انجمن سے ہر سال کاٹے جائے
ہیں وہ داخل نہ ہوں گے اور جو ایسے ہیں کہ ہر دو برس یا تین برس بعد کاٹے جائیں گے وہ داخل ہو جائیں گے یہ محیط
میں ہے۔ اور یہی طرح جو زادہ آئندہ میں پیدا ہوں وہ بھی اس وقف میں داخل ہوں گے یہ قضاویہ تھا قاضی خان میں ہے۔
اور رطب میں سے جو رطبہ آگاہ ہو وے وہ وقف کرنے والے کا ہوگا اور جو اسی کے اصول و طریقہ میں وہ وقف
میں داخل ہوں گے اسی طرح بادخاں و قطن جو لیکن اگر روئی کے درخت ہر سال چھڑے جاتے ہوں تو وقف میں داخل
ہوں گے یہ ظہر میں ہے۔ پیاز زنگس و زعفران وقف میں داخل ہوں گے اور نیشکر نہیں داخل ہوں گے اور گلاب یا نیشکر کے درخت
زمین کی وقف میں داخل ہو جائیں گے یہ ذخیرہ میں ہے لیکن گلاب اور چنبیلی اور جڑی خا و وقف کرنے والے کے ہوں گے یہ قضاویہ
قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اسی زمین وقف کی جس میں چکی گڑھی ہو تو وہ چکی داخل وقف ہوگی خواہ چکی ہو یا ہاتھ کی چکی ہو

اور اسی طرح گھون کے چرخ داخل ہونگے اور جس داخل نہ ہونگے محیط میں ہو۔ اور حمام کے وقف میں دیکھیں داخل ہوگی اور وہ مقام بھی جہاں اسکا گوبروراکھ ڈالی جاتی ہو اور پانی بہنے کی نالی جو زمین ملو کہ میں ہو اور راستہ آمدرفت کا داخل نہ ہوگا یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری زمین فقروں پر صدقہ موقوف ہو اور اس زمین کے حصہ پانی اور اس کا ذکر نہ کیا تو استحسانا اسکا حصہ پانی اور راستہ داخل ہوگا اس واسطے کہ زمین اسی واسطے وقف کی جاتی ہو کہ اس سے پیداوار و حاصلات ملے اور یہ بدون پانی و راستہ کے نہیں ہو سکتا ہر یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور دار کے وقف میں اگر اس طرح بیان نہ کیا کہ درمیں اپنے حقوق کے اور نہ یہ ذکر کیا کہ سب قلیل و کثیر کے ساتھ جو اس دار کے واسطے اس میں یا اس سے اس کے حقوق سے ہر نو دہائی پھر زمین داخل ہوگی جو دار کی بیع میں بدون بیان کے داخل ہو جاتی ہیں ہر مکان کے وقف میں وہ چیزیں داخل ہونگی جو اس کے بیع کرنے میں داخل ہو جاتی ہیں اور جس بنائے والوں کے غم اور ہرجاگانے والوں کی دیکھیں وقف میں داخل ہونگی خواہ یہ عمارت میں جمی ہوں یا نہ جمی ہوں یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور شیخ نصیر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنا دار وقف کیا جس میں حمامات ہیں یعنی ایسے کبوتر ہیں جوڑ جائے ہیں اور پھر چلے آئے ہیں تو فرمایا کہ دار کے وقف میں بالوکبوتر داخل ہو جائے ہیں چنانچہ فتاویٰ ابواللیث میں ہے کہ اگر کبوتروں کے برج وقف کیے تو مجھے امید ہو کہ جائز ہو اس واسطے کہ کبوتر اگرچہ مال منقولہ میں سے ہیں۔ لیکن وہ اس مکان وقف کی تبعیت میں داخل ہو جائینگے جیسے اگر کوئی زمین مع ان چیزوں کے جو اس میں سیلون و غلاموں سے وقف کی تو سیلون و غلاموں کا وقف جائز ہو اور اسی طرح اگر ایسا مکان وقف کیا جس میں شہد کی مکھیاں کے چتے ہیں تو جائز ہو اور شہد کی مکھیاں تابع مکان و شہد کے ہونگی اور واضح ہو کہ یہاں تابع وقف ہو جانے کی تاویل اس طرح واجب ہو کہ مراد یہ ہو کہ مکان کو مع شہد کی مکھیوں کے جو اس میں بالوکبوتروں کے برجوں کو مع ان کبوتروں کے جو اس میں وقف کیا جیسے زمین کی صورت میں ہو کہ زمین کو مع اس کے سیلون و غلاموں کے وقف کیا یہ محیط میں ہو۔ فصل وقف مشاع کے میان میں قال التزم مشاع سے مراد یہ ہو کہ تمام میں وقف سمیلا ہوا ہو منقسم و متعین کسی حصہ میں نہ ہو۔ اور واضح ہو کہ مثل قسمت یا لفظ قابل تقسیم سے مراد ہو کہ بعد تقسیم کے اس کے وہی فائدہ ہو سکے جو قبل بانٹنے کے حاصل تھا اور غیر قابل تقسیم سے مراد ہو کہ بعد تقسیم کے وہ فائدہ جو قبل تقسیم کے حاصل تھا حاصل نہ ہو سکے نا حفظہ اب ہم بیان کتاب کو شروع کرتے ہیں۔ جو چیز کہ غیر قابل تقسیم ہو اگر اس میں سے کوئی حصہ وقف کیا جو تقسیم کیا ہو اسب طرح غلطی نہیں ہو بلکہ یہ حصہ تمام میں شائع ہو تو یہ وقف بلا خلاف جائز ہو آیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر آدمی حمام وقف کیا تو وقف جائز ہو اگرچہ مشاع ہو یہ ظہیر میں ہو۔ اور جو چیز قابل تقسیم ہو اس میں وقف مشاع امام محمد کے نزدیک جائز نہیں ہو اور اسی کو مشائخ بخارا نے لیا ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ سراجیہ میں ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو اور متاخرین مشائخ نے اسی پر فتویٰ دیا ہو اور یہی مختار ہو یہ خزائن المفتین میں ہو۔ اور اس پر اتفاق ہو کہ غیر مقسوم کو مسجد یا مقبرہ کے درہم یا ملکا جائز نہیں ہو خواہ ایسی چیز ہو جو قابل تقسیم ہو یا ایسی ہو جو قابل تقسیم نہیں ہو یہ فتح القدر میں ہو۔ اور اگر کسی فاضی نے غیر مقسوم وقف کے صحیح ہونے کا حکم دیدیا تو اسکا حکم نافذ ہو جائیگا اور وہ اتفاقی ہو جائیگا جیسے اور مسائل مختلفہ میں حکم ہو یہ شرح نقایہ ابوالمکارم میں ہو۔ پھر جو چیز قابل تقسیم ہو اس میں مشاع وقف کے صحیح ہونے کا کسی فاضی نے حکم دیدیا پھر بعض نے کیونکہ اس نے درخواست کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بطورہ نا منظور ہوگا ان وہ لوگ باری باری مقرر کر لیں اور صاحبین کے نزدیک بطورہ کر دیا جائیگا خلاصہ میں ہو۔ اور اس امر پر اتفاق ہو کہ اگر کل چیز وقف ہو اور بعضوں نے یا سب نے بطورہ چاہا تو تقسیم نہ کیا جائیگا

اور نیز باری باری بھی نہیں کر سکتے ہیں بیش از حد زمین ہو۔ اور اگر عقار میں دو شریک ہوں پھر ایک نے اپنا حصہ وقف کیا تو خود ہی اپنے شریک سے بٹوارہ کرے اور اسکی سوتل کے ابدال کے لئے وقفی کو بٹوارہ کرے کا حق پہنچتا ہے اور اگر اسنے اپنے عقار میں سے نصف کو وقف کر دیا تو اس سے بٹوارہ کرانے والا قاضی ہوگا یا یہ باقی اپنا حصہ کسی کے ہاتھ فروخت کر دے پس مشتری اس سے بٹوارہ کرالیا یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر دو شخصوں کے درمیان ایک اراضی مشترک ہو پس ہر ایک نے اپنا حصہ ایک قوم پر جو معلوم ہیں وقف کر دیا تو یہ جائز ہے اور دونوں کو اختیار ہوگا کہ باہم اس زمین کا بٹوارہ کرین پس ہر ایک اپنا اپنا حصہ جو وقف کیا جدا کر کے اپنے قبضہ میں رکھیں جسکا خود متولی ہوگا یہ طبیعت میں ہے۔ اور اگر کل کو وقف کر دیا پھر زمین سے ایک جزہ کو کوئی شخص مستحق ثابت ہوا تو امام محمد کے نزدیک باقی کا وقف باطل ہو گیا اسواسطے کہ وقف کے وقت شیوع موجود تھا اور اگر اس میں سے کسی جزو معین کا کوئی مستحق ثابت ہوا تو باقی کا وقف باطل نہوگا یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی تمام اراضی وقف کر دی پھر زمین سے نصف غیر معین کا کوئی مستحق ثابت ہوا اور قاضی نے مستحق کے واسطے نصف کا حکم دیدیا اور باقی نصف امام ابو یوسف کے نزدیک بحال خود وقف رہی تو وقف کرنے والے کو اختیار ہوگا کہ مستحق سے بٹوارہ کرے یہ بھی میں ہے پھر واضح ہو کہ بنا بر قول امام محمد کے اگر ایک اراضی دو شخصوں میں مشترک ہو پس دونوں نے اسکو صدقہ موقوفہ خواہ مسکینوں پر یا جن راہ خیر پر وقف جائز ہے زمین سے کسی راہ پر وقف کر دیا اور دونوں نے اسکو قیم کے سپرد کر دیا جو اس کے امور کی پرداخت پر قائم رہتا ہے تو جائز ہے اسواسطے کہ امام محمد کے نزدیک وہ شیوع جو از وقف سے ملے ہے جو قبضہ کے وقت ہوا وہ شیوع جو عقد کے وقت ہو اور اس صورت میں شیوع کسی وقت پر نہیں پایا گیا نہ وقت وقف کے کیونکہ دونوں نے زمین کو ساتھ ہی وقف کیا ہے اور نہ وقت سپردگی قیم کے کیونکہ دونوں نے اسکو ساتھ ہی سپرد کیا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اسی طرح اگر ہر ایک نے اپنا اپنا حصہ طلحہ وقف کیا اور صدقہ موقوفہ مسکینوں پر کر دیا اور دونوں نے ایک ہی قیم کو مقرر کیا پس قیم مذکور نے دونوں کے حصہ پر ایک ساتھ یا جدا جدا قبضہ کر لیا تو بھی روا ہے یہ بھی مشتری میں ہے۔ اور اسی طرح اگر دونوں نے ساتھ ہی دو شخصوں کو متولی مقرر کیا ہو تو بھی یہی حکم ہو گا فی الوجہ۔ اور اسی طرح اگر وقف کی جہت مختلف ہو مثلاً ایک نے اپنی اولاد پر نسلاً بدسل وقف کیا اور کہ جب بیٹہ لگے کوئی نہ رہے تو مساکین پر وقف ہو اور دوسرے نے حج برکات سے ہر سال حج کیا جاوے پھر دونوں نے ساتھ ہی ایک متولی کو سپردگی تو جائز ہے اور اسی طرح اگر وقف کرنے والا ایک ہی ہو پس اسنے آدمی غیر مقسوم و معین فقروں و مسکینوں پر وقف کی اور باقی نصف دوسرے امر پر وقف کی تو بھی جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر متولی نے دونوں میں سے ایک کے حصہ پر قبضہ کیا اور دوسرے کے حصہ پر قبضہ نہ کیا تو وقف صحیح نہ ہوگا حتیٰ کہ جسکے حصہ پر قبضہ کیا ہے اسکو اس سے رجوع کرنے کا اختیار ہوگا کہ واپس لیکر چاہے اسکو فروخت کر دے یہ بھی مشتری میں ہے۔ اور اگر دونوں شریکوں میں سے ہر ایک نے نصف زمین مشاع غیر مقسوم حالت میں صدقہ موقوفہ کر دی اور ہر ایک نے اپنے وقف کے واسطے جدا جدا متولی مقرر کیے تو جائز نہیں ہے کیونکہ وقت عقد کے شیوع پایا گیا ہے اسواسطے کہ ہر ایک طلحہ عقد کا مباشر ہو ہے اور وقت قبضہ کے بھی شیوع ممکن تھا اسلئے کہ ہر ایک متولی نے نصف مشاع پر قبضہ کیا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے متولی سے قبضہ کے وقت کہا کہ تو میرے حصہ پر حج میرے شریک کے حصہ کے بقضہ کر تو وقف جائز ہوگا اور یہ سب امام محمد کے قول ہے اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے ان سب صورتوں میں وقف جائز ہے اسواسطے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک بغیر قبضہ کرانے کے وقف جائز ہے پس غیر مقسوم کا وقف بھی روا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنے مکان یا زمین سے ہزار گز

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

وقت کیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز نہیں تمام دار یا زمین بایا جائیگا پس اگر وہ ہزار گز یا کم نکلا تو سب وقف ہوگا اور اگر گز گز تو اس میں سے نصف وقف ہوگا اور اگر اسی میں سے بعض ٹکڑے زمین درختان خرما ہوں اور بعض میں نہ ہوں تو وقف کے واسطے درختان خرما سے حصہ ہوگا یہ مجتہدین ہیں۔ ایک شخص نے ایک زمین سے ایک جریب شائع وقف کی پھر تقسیم واقع ہوئی اور بڑا رہ زمین وقف میں ایک جریب سے کم بڑا اس وجہ سے کہ وقف کے ٹکڑے کی زمین عمدہ تھی پس دوسرے ٹکڑے کے گردن یعنی رقبہ میں بڑھا دیا گیا بڑا ہو سکا برعکس واقع ہوا تو جائز ہے یہ ظہیر یہ ہیں۔ اور اگر کہا کہ میں نے اپنا حصہ اس دار میں سے وقف کر دیا اور یہ تمام دار کی تنائی ہے۔ پھر شیخ اسکا حصہ اس تمام دار کا آدھا یا دو تنائی نکلا تو یہ سب وقف ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہیں۔ اور اگر زمینیں و مکانات دو شخصوں میں مشترک ہوں پھر ان میں سے ایک نے اپنا حصہ وقف کر دیا پھر چاہا کہ اپنے شریک سے بڑا حصہ کرے اور تمام وقف کو ایک زمین یا ایک دار میں مجتمع کر دے تو قیاس قول امام ابو یوسف کو شیخ ہلال جی میں یہ جائز ہے یہ ظہیر یہ ہیں اور اگر دو شخصوں میں ایک زمین مشترک ہو پس ایک نے اس میں سے اپنا حصہ وقف کر دیا ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے پھر اگر وقف کرنے والے نے اپنے شریک سے بڑا حصہ کر لیا اور بڑا حصہ میں کسی قدر درم معدود و معلوم داخل کیے تو اس میں دو صورتیں ہیں کہ اگر وقف کرنے والے نے زمین کا ایک ٹکڑا وسیع اُن درموں کے لیا تو نہیں جائز ہے اس واسطے کہ وہ وقف میں سے کچھ عوض درموں کے فروخت کر لیا ہو اور یہ فاسد ہے اور اگر وقف کر لیا ہے درم دسیم میں تو جائز ہے اور ایسا ہو جائیگا کہ گویا اس نے حصہ وقف لیا اور اس کے ساتھ ایک ٹکڑا اور درموں کے عوض حصہ شریک میں سے خرید لیا پس جائز ہوگا پھر جو حصہ وقف کا ہو وہ وقف ہوگا اور جو اس نے درموں سے لیا ہو وہ اسکی ملک ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہیں اگر تقسیم میں کچھ درم بڑھا گئے ہوں باین طور کہ دو حصوں میں سے ایک حصہ کی زمین عمدہ تھی اور دوسرا خدیز میں اس سے خراب تھا پس بقیہ عامہ عمر کی کے کچھ درم بڑھائے گئے تو دیکھا جاوے کہ اگر وقف کنندہ نے درم لیے ہیں تو جائز نہیں ہے اور اگر شریک نے سب لیے ہیں تو جائز ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ ایک مکان دو شریکوں میں مشترک ہے جن میں سے ایک نے اپنا حصہ وقف کیا پھر وقف کرنے والے نے چاہا کہ اس حصہ کے دروازہ پر وقف کا تختہ لگا دے اور دوسرے شریک نے اسکو روکا تو وہ وقف کا تختہ نہیں لگا سکتا ہے الا اُس صورت میں کہ قاضی نے اسکو بغرض حفاظت وقف کے اسکی اجازت دیدی ہو اور یہ مسئلہ امام ابو یوسف کے قول پر ٹھیک پڑتا ہے جسکو مشائخ بلغ نے اختیار فرمایا ہے یہ مفہم بات میں ہے۔ ایک گائون میں سے کچھ وقف ہو اور کچھ بادشاہت کی زمین ہو اور کچھ دوسروں کی ملک ہو پھر انھوں نے اس میں سے تقویری زمین کا بڑا حصہ بدین عرض چاہا کہ اسکو مقبرہ بنا دیں تو انکو یہ اختیار نہیں ہے اور اگر کل کی تقسیم چاہی تو جائز ہے یہ فیہر میں ہے

باب سوم مصارف کے بیان میں یعنی جہان جہان مال وقف صرف کیا جاوے اور اس میں آٹھ فصلیں ہیں فصل اول

کس صورت میں وقف کا مصرف ہوگا اور کون شخص مصرف ہو سکتا ہے کہ اسپر وقف صحیح ہووے اور کون نہیں ہو سکتا اور کہ اسپر وقف صحیح نہ ہووے۔ حاصلات وقف میں سے پہلے وقف کی تعمیر میں صرف کیا جائیگا خواہ وقف کرنے والے نے یہ شرط کی ہو یا نہ کی ہو پھر جو امر اس عمارت سے قریب ہو اور مصلحت میں سب سے عام ہو جیسے مسجد کے واسطے اسکا امام اور مدرسہ کے واسطے اسکا مدرس پس انکو بقدر انکی کفایت کے دیا جائیگا پھر چراغ و بورے فرس وغیرہ میں صرف کیا جاوے پھر اسی طرح آخر تک مصلحتوں میں لحاظ رکھا جائیگا اور یہ اسوقت ہو کہ وقف کا کوئی مصرف معین نہ ہو اور اگر کسی جیسے مذہب

معین کیا گیا ہو اس وقف کی تعمیر و اصلاح میں صرف کرنے کے بعد اسی مصرف معین کی طرف خرچ کیا جائیگا یہ حاوی قیسی
 میں ہو اور اگر وقف کی آمدنی اس سے ایک سال یا دو سال تک فلاں شخص کے واسطے پھر بعد اس کے فقیروں کے واسطے کر دی ہو
 اور آمدنی سے اسکی تعمیر شرط کر دی ہو تو ایسی صورت میں فلاں مذکور کے حق سے وقف کی تعمیر چھوڑ کر بجائیگی لیکن اگر تعمیر
 میں دیر کرنے سے وقف کو کوئی کھلا نقصان ہو پختہ نظر آوے تو تعمیر مقدم رکھی جائیگی یہ حاوی میں ہو۔ اور جن وجوہ پر
 وقف ہو وقف کی سب آمدنی ان وجوہ پر ٹکڑے ٹکڑے کر دی جائیگی لیکن اگر تاخیر عمارت میں کھلا ضرر ہو پختہ ہو تو پہلے
 تعمیر مقدم کی جائیگی اور رہا ناظر پس اگر اس کے واسطے وقف میں سے کچھ شرط کر دیا گیا ہو تو وہ گویا مستحقین میں سے ایک
 مستحق ہو اور اگر ایسا نہ ہو پس اگر وہ کام کرتا ہو تو اپنی اجرت کی قدر سے لگا اور اگر کچھ کام نہ کرتا ہو تو کچھ نیا دیکھا یہ فتح القدیر میں
 ہو۔ اور اگر وقف ایک شخص معین یا کئی شخصوں معلوم پر ہو اور آخر میں واسطے فقیروں کے ہو تو یہ وقف کرنے والے
 کے مال سے ہو کہ اپنی زندگی میں جس مال سے چاہے دیا کرے پھر جب مرے مال انکو اس وقف کی آمدنی سے دیا جائیگا
 پھر وقف کی تعمیر اسی قدر لازم ہو کہ جس سے وقف کی ہوئی چیز ویسی ہی باقی رہے جیسے وقف کی گئی اور اس سے
 بڑھانا سو یہ وجہ نہیں ہے پس بدون اسکی رضا مندی کے متولی اس سے زیادہ عمارت میں خرچ نہ کرے اور اگر وقف
 فقیروں پر ہو تو بعض کے نزدیک متولی کسی حال میں اس سے زیادہ تعمیر نہ کرے چنانچہ جس وصف پر وقف کرنا اسے
 نے وقف کیا ہو اور یہی اصح ہے یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر کسی نے اپنا مکان اپنی اولاد کی سکونت کے لیے وقف کیا
 تو جو اس میں رہے اسی پر اسکی تعمیر و مرمت واجب ہے پھر اگر اس نے اس سے انکار کیا یا وہ فقیر ہو تو قاضی اسکو اجارہ پر دیکر
 اسکی اجرت سے مرمت و تعمیر کا حکم دے گا پھر جب اسکی مرمت ہو جائیگی تو جس پر وقف تھا پھر اسی کو وہ پس دے دے گا اور انکار کرنے
 والے پر تعمیر کے واسطے جبر نہیں کیا جائیگا اور اگر اسی نے اجارہ پر دیا جسکو حق سکونت حاصل ہو تو اسکا اجارہ نہیں
 صحیح ہو یہ ہر ایہ میں ہو۔ اور اگر سکونت کے حقدار نے اپنے خالص مال سے وقف میں عمارت بنائی پس اگر اس
 عمارت میں سے کچھ بعینہ قائم ہو تو وہ اس بنانے والے کے وارثوں کی ہوگی چنانچہ ان لوگوں کو اختیار ہوگا کہ اسکو
 لے لیں بشرطیکہ اس سے وقف کو کوئی ضرر نہ پہونچے کذا فی الحاوی اور اس کے وارثوں سے کہا جائیگا کہ اپنی اس عمارت
 کو یہاں سے دور کر لیجاو پس اگر وہ لے گئے تو خیر ورنہ اپنر جبر کیا جائیگا اور اگر انھوں نے عمارت کا اس شخص کو مالک کر دیا
 جس پر اس کے مورث کے بعد وقف ہو اور قیمت اس کے عوض لے لی تو دونوں فریق کی باہمی رضامندی سے جائز ہے اور اگر دونوں
 فریق میں سے ایک نے اس سے انکار کیا تو اس پر اس امر کے واسطے جبر نہیں کیا جائیگا یہ محیط میں ہو اور اگر اس عمارت میں
 سے بعینہ کچھ قائم نہ ہو تو بنانے والے کے وارثوں کو کچھ نہ لے لیا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اس شخص سے جس کے واسطے سکونت
 شرط کی گئی تھی مکان سو قوفہ کی دیوار میں کئی اینٹیں لگائیں اور اس پر کچ کی یا اس مکان میں نہایت ڈالے یا وہ بنان پھر وہ نہ لیا
 اور ان میں سے کوئی چیز بغیر ضرر عمارت و وقف کے جدا نہیں ہو سکتی ہو تو اس کے وارثوں کو اس میں سے کوئی چیز جدا کر کے لینے کا
 اختیار نہ ہوگا لیکن اس جسکو سکونت کا استحقاق ہو بہ شرط وقف کے حاصل ہو اور اس سے کہا جائیگا کہ وارثوں کو انکی عمارت
 کی قیمت دیدے اور جسکو سکونت کا استحقاق حاصل ہو گا پھر اگر اس نے انکار کیا تو مکان مذکور اجارہ پر دیدے جائیگا اور اسکا
 کرایہ ان وارثوں کو اس وقت تک دیا جائیگا کہ جب تک اسکی عمارت کی پوری قیمت انکو مل جاوے پھر جب انکو پوری قیمت
 پہونچ گئی تو مکان مذکور اس شخص کو دیدے جائیگا جسکو سکونت کا استحقاق حاصل ہو اور اسی صورت میں جسکو اب استحقاق سکونت

حاصل ہو یہ اختیار نہیں ہو کہ ان دارثون کے ساتھ اس امر پر رضی ہو جاوے کہ اپنی عمارت کو کھود کر توڑ لیجاؤ یہ ظہیر میں ہو
اور عمارت وقف میں سے جو چیز منہدم ہو گئی اور ٹوٹ گری تو تاقضی ہو عمارت وقف میں صرف کر گیا اگر وقف میں اسکی
ضرورت ہو ورنہ اسکو رکھ چھوڑ گیا تاکہ جب وقف میں اسکی ضرورت پیش آوے تو اسکی عمارت میں صرف کرے اور اگر
بعینہ اسکا عمارت میں صرف کرنا معتذر ہو تو اسکو فروخت کر کے اسکا فن مرمت میں صرف کر گیا اور یہ وہ نہیں ہو کہ مستحقان
وقف میں تقسیم کر دے یہ ہدایہ میں ہو۔ اور اگر رباط کی کوئی چھت گر پڑی یا اسکی کوئی دیوار منہدم ہو گئی اور مستحقان
وقف نے اس سے نفع لینا چاہا تو انکو یہ اختیار نہیں ہو الا جب کہ اسکی تعمیر سے یاں ہو جاوے تو بعض نے فرمایا کہ
انکو ایسی اجازت حاصل ہو جائیگی بشرطیکہ حاجت مند محتاج ہوں اور یہ بقیاس قول امام ابو یوسف ہو اور بعض نے فرمایا
کہ وقف کرنے والے کے دارثون کو ملے گی اور یہ قیاس قول امام محمد ہو یہ تہذیب میں ہو۔ ایک باطل کے دروازہ پر ایک
بڑی ہنر کامل ہو کہ اس رباط سے کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا ہو جب تک کہ اس پل پر سے اس پار نہ جاوے اور اس پل کی کوئی
آمدنی نہیں ہو تو رباط کی آمدنی سے اس پل کی تعمیر میں خرچ کرنا روا ہو بشرطیکہ وقف کرنے والے نے یہ شرط کی ہو کہ وقف کی آمدنی
ایسے امور میں صرف کیجاوے جنہیں رباط کے واسطے بہتری ہو اور اگر اس نے یہ شرط نہ کر دی ہو بلکہ فقط رباط کی مرمت کا ذکر کیا ہو
تو جائز نہیں ہو اس واسطے کہ یہ رباط کی مرمت نہیں ہو جتنے کہ اگر رباط کی حالت ایسی ہو کہ اگر اسکی آمدنی سے پل کی مرمت
نہ کیجاوے تو رباط خراب و شکستہ ہو جائیگی تو علمائے استخفاف فرمایا کہ پل کی مرمت ایسی حالت میں رباط کی آمدنی سے جائز
ہو یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرائتوں پر اگر وقف کیا تو مختصر القادسی میں مذکور ہو کہ یہ جائز
ہو اور اسی پر سید امام ابو القاسم نے فتویٰ دیا کہ کذا فی السراجیہ اور مختار یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرائتوں
پر وقف جائز ہو یہ خیالیہ میں ہو۔ اور اکیلے تو نگرون پر وقف نہیں روا ہو اور اگر تو نگرون پر جو گنتی کے ہیں اور بعد اس کے
فقیروں پر وقف کیا تو جائز ہو اور حق تو نگرون کا ہوگا پھر فقیروں کا یہ محیط سرخسی میں ہو اور مسافروں پر وقف کیا تو جائز ہو
اور یہ فقیر مسافروں پر ہو گا نہ تو اگر مسافروں پر یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر وقف کرنے والے نے کہا کہ بدین شرط کہ اسکی آمدنی سے
ہر سال میری طرف سے حج کیا جاوے یا عمرہ کیا جاوے یا میرا قرضہ ادا کیا جاوے تو یہ جائز ہو اور اگر کارہائے خیر پر وقف
کیا جائے تو مقننہ میں بیان کیا کہ اسکی سالانہ آمدنی سے شے خرید کر کے اس میں پانی بھرا دیا جائے یا اس سے بھوہ و زون
و یتیموں کا سامان کر دیا جاوے یا اس سے کپڑے خرید کر فقیروں کو پہنائے جائیں یا ہر سال صدقہ کیا جائے یا کبھی
ان گناہوں کے جنہیں حد سے تجاوز کر کے ناز بانی کی ہو تو یہ جائز ہو بشرطیکہ اسکے آخرین ایسا مصروف مقرر کر دیا ہو جو ہمیشہ
فقیروں کے واسطے ہو۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی برین شرط کہ ہر سال میری طرف سے ایک پورا حج یا حج ہزار درہم
سے کیا جاوے اور سواری کے ساتھ حاجی کا خرچہ نقطہ ایک ہزار درہم بڑھتے ہیں تو اس میں سے ہزار درہم حج میں صرف کیے
جاوینگے اور باقی سکینوں کو دیے جاوینگے یہ حادی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی صدقہ موقوفہ جہاد اور غازیوں پر ہو
یا مردوں کے کفنوں پر یا قہرون کے کھودنے پر یا اور اسی کے مشابہت پر تو جائز ہو کذا فی الذخیرہ اور امام خصاف نے باب
الوقف میں فرمایا کہ اگر وہ وقف کہ جو نہیں جائز ہو اس طرح کہ میری یہ ارضی صدقہ ہے اسکے واسطے صدقہ موقوفہ ہو لوگوں پر ہر
کے واسطے تو وقف باطل ہو اسی طرح اگر کہا کہ بنی آدم پر یا اہل نجد اور پھر حسب وہ لوگ سب پر کہیں ختم ہو جاوے تو وہ سکینوں
پر ہو تو وقف باطل ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ لنجون و اندھون پر تو وقف باطل ہو اور امام خصاف نے لنجون و اندھون پر وقف کا

اسکے پیدا ہوا ہو اور یہ شیخ ہلال رحمہ اللہ کا قول ہے اور اسی کو مشائخ پنج نے اختیار کیا ہے کذا نے محیط ادبی مختار میں ہے۔ اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ میرے فرزند پر اور جو میرا فرزند بعد اسکے پیدا ہوا ہے وقف ہے پھر جب یہ سب گرجا میں تو بعد اسکے مسکینوں پر وقف ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے میرے اس فرزند پر جو میرا فرزند پیدا ہو حالانکہ اس وقت اسکا کوئی فرزند موجود نہیں ہے تو یہ وقف صحیح ہے پھر جب حاصلات آویگی تو فقیروں کو تقسیم کر دیجائیگی پھر اگر بعد تقسیم کے اسکا فرزند پیدا ہوا تو اسکے بعد جو حاصلات آویگی وہ اسکے فرزند کو دی جایا کر بیگی جب تک وہ زندہ رہے پھر جب اسکا کوئی فرزند باقی نہ رہیگا تو اسکی حاصلات فقیروں پر تقسیم ہو کر گی یہ فتاویٰ سے قاضیان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے اپنی اولاد پر وقف کیا تو انہیں مذکور موقوفہ وقفی سبب داخل ہو گئے اور اگر پسران وقف کی تو انہیں وقفی داخل نہ ہو گئے اور اگر دختر دن پر وقف کی تو بھی وقفی داخل نہ ہو گئے اس واسطے کہ ہم یہ نہیں جانتے ہیں کہ یہ وقفی در حقیقت لڑکا ہے یا لڑکی ہے اور اگر لڑکا کن و لڑکی کن پر وقف کی تو وقفی داخل ہو جائیگے یہ سراج و ان میں ہے پھر جہاں اولاد کے واسطے استحقاق ثابت ہو وہاں وہی اولاد داخل ہو گی جب تک نسب اس وقف کنندہ سے سرف ہے اور جب تک انہیں معروف ہو اور صرف وقف کنندہ کے قول سے معلوم ہوا ہے تو وہ استحقاق میں ان لوگوں کے ساتھ داخل نہ ہوگا اسکی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی میری اولاد پر وقف ہے پھر وقف کر نیوالے کی ایک بانڈی ایک بچہ لائی یعنی اسکے بچہ پیدا ہوا اور وقت حاصلات سے چھ مہینہ سے کم میں ہو اس وقف کر نیوالے نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا تو اس سے نسب ثابت ہو جائیگا لیکن اس حاصلات میں سے اسکا حصہ نہ ہوگا اور اگر اسکی جو رو یا ام ولد کے وقت غلہ سے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو اس صورت میں اسکے واسطے اس آمدنی سے حصہ ہوگا یہ حادی میں ہے۔ اور اگر چھ مہینہ یا زیادہ میں پیدا ہوا تو اسکے ساتھ شریک نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر آمدنی حاصل ہونے کے وقت وقف کر نیوالا مر گیا پھر اسکی جو رو اس وقت سے کہ غلہ تیار ہوا ہے دو برس تک کے درمیان میں بچہ جنی تو یہ بچہ پہلی اولاد کے ساتھ شریک ہوگا اور اسی طرح اگر بجائے موت کے طلاق بائن ہو گئی ہے اور عورت مطلقہ نے عدت گزر جانے کا اقرار کیا ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے اور اگر طلاق رجعی ہو تو انہیں بھی ویسا ہی حکم ہے جیسا کہ منکوحہ کی صورت میں ہے یہ ظہر میں ہے اور اگر وقف سے غلہ حاصل ہونے کے بعد واقف زندہ رہا اور ایسا ہے کہ جو رو کے پاس جاسکتا ہے پھر مر گیا اور غلہ کے حاصل ہونے کے وقت سے دو برس تک کے درمیان میں عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کا اس غلہ میں کچھ حق نہ ہوگا کیونکہ یہ وہم ہے کہ غلہ حاصل ہو جانے کے بعد اسکا نفقہ قرار پایا ہو لیکن اگر جو غلہ سے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا ہو تو پہلی اولاد کے ساتھ یہ بچہ بھی شریک ہوگا اور اگر غلہ حاصل ہونے کے ایک یا دو روز بعد وقف کرنے والا مر گیا پھر اسکی جو رو اس وقت موجود غلہ سے دو برس کے درمیان میں بچہ جنی تو اس بچہ کو اس غلہ سے حصہ ملیگا یہ فتاویٰ تا ضی خان میں ہے۔ پھر مشائخ نے اس دن کی شناخت میں کہ جس روز آمدنی میں استحقاق واجب ہوتا ہے اختلاط کیا ہے پس شیخ ہلال نے بیان کیا ہے کہ وہ روز ہے کہ جس روز یہ حاصلات ایسی ہو گئی کہ اسکی کچھ قیمت ہو اور یہ شرط نہیں ہے کہ کچھ سے زیادہ قیمت ہو اور بعضوں نے فرمایا کہ وہ روز ہے جس روز اسکی قیمت ہو گئی مگر اس قیمت سے کہ خرچہ و حراج کی ذرا بقیہ باقیہ مثل قرضہ کے جو غلہ پر واجب ہوا ہے ان سب کو محسوب کر کے اسکی قیمت ہووے کذا فی محیط السرخسی اور اسی کو تاخرین مشائخ بخار نے اختیار کیا ہے یہ حادی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین میری اولاد کا لون و اندھون ہے وقف صدقہ ہے تو وقف ایسی ہی

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

اولاد کے لیے ہوگا اور وہ ان کے لیے نہ ہوگا اور کا نام داندھا ہونا اس وقت سے کہ جب وقت وقف کیا ہو اور حاصلات
 آنے کے روز کا نام داندھا ہونا شرط و مستبر ہونے کا اور اگر کہا کہ میری زمین میری اولاد و صغار پر صدقہ موقوف ہے تو صدقہ خاص نہ
 اولاد و صغار کے واسطے ہوگا اور استحقاق کے واسطے وہ مستبر ہوگا جو وقت کے وقت صغیر تھا یہ شرط نہیں ہو کہ غلہ حاصل ہونے
 کے وقت بھی نابالغ ہو یہ ظہیر نہیں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری زمین میری اسس اولاد پر صدقہ موقوف ہے جو بصرہ میں
 سکونت پذیر ہوں تو آمدنی انھیں کو ملیگی جو ساکن بصرہ ہوں اور ان کو نہ ملے گی اور بصرہ کی سکونت غلہ حاصل ہونے کے
 روز کی مستبر ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور حاصل یہ ہے کہ استحقاق اگر ایسی صفت سے ہو جو زائل نہیں ہوتی ہو
 یا زائل ہوتی ہو مگر بعد زوال کے عود نہیں کرتی ہو تو استحقاق کے لیے وقف کے وقت اس صفت کا ہونا مستبر ہو۔ اور اگر
 استحقاق ایسی صفت سے ہو جو زائل ہو جاتی ہو اور پھر عود کرتی ہو تو استحقاق غلہ کے واسطے غلہ موجود ہونے کے وقت اس
 صفت کا پایا جانا مستبر ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی زمین فرزند ان زمین پر وقف کی تو اس میں زمینہ اولاد داخل ہوگی اور
 اگر کیا بن داخل نہ ہوگی اس لیے کہ اسے اولاد کو ایسی صفت سے بیان کیا جو زائل نہیں ہو سکتی ہو یہ محیط خرسی میں ہے اور اگر
 کہا کہ میری اولاد سے یا میری اولاد کے لڑکوں پر تو اسکی شرط کے موافق ہوگا اور وہی لوگ داخل ہونگے جو وقف کے
 روز اس صفت پر موجود تھے یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جو شخص میری اولاد میں سے مسلمان ہو جاوے یا جو شخص کھاج کرے
 اس پر وقف ہو تو وہ شخص داخل ہوگا جو وقف کے بعد مسلمان ہو جاوے یا کھاج کرے اور وہ داخل ہونگے جو وقف کے روز مسلمان
 تھے یا کھاج ہو گیا تھا یہ محیط خرسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری فقیر اولاد پر اور اس سے زیادہ نہ کہا تو غلہ آنے کے وقت جو فقیر
 ہو وہ داخل ہوگا یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جو میری اولاد میں سے فقیر ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ جو تو نگری کے بعد محتاج
 ہوا وہی داخل ہوگا اور سوا سے امام محمد کے اور علماء نے فرمایا کہ غلہ آنے کے وقت جو محتاج ہووے وہ داخل ہوگا خواہ وہ تو نگری
 تھا کہ اب محتاج ہوا یا بالکل غنی تھا ہی نہیں کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور یہی صحیح ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جسکو میری اولاد
 سے محتاجی ہووے تو غلہ آنے کے وقت جو الپا ہو وہ داخل ہوگا یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر اپنی ارضی اپنی عالم اولاد پر اور اولاد
 کی اولاد پر اگر عالم ہو وہ وقف کی پھر ان میں سے کوئی ایک صغیر لیسر چھوڑ کر مر گیا جو چند سال کے بعد عالم ہوا تو اسکا حصہ پہلے سے
 نہیں رکھ چھوڑا جائیگا اور اس صفت کے پائے جانے سے پہلے وہ کچھ مستحق نہ ہوگا یہ قنینہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی
 میرے فرزند پر صدقہ موقوف ہے تو اسکی حاصلات اسکی پشت کے فرزند پر تقسیم ہوگی خواہ اس کے ہوں یا لڑکیاں یا دونوں ہوں سب
 یکساں ہوں اور جب لیا وقف جائز ہو گیا تو جب تک اسکی پشت کے فرزند میں سے ایک بھی پایا جائیگا تب تک آمدنی اسی کی ہوگی
 اور کسی کو نہ ملے گی اور جب کوئی اسکی پشت کا لطفہ نہ رہا تو آمدنی فقیروں پر تقسیم ہوگی اور فرزند کی اولاد پر صرف نہ کیا جائیگا اور اگر وقف
 کے وقت اسکی پشت سے کوئی فرزند نہ ہو بلکہ اس کے پسری اولاد ہو تو پھر اسکی اولاد کو ملے گا اور اگر اسکی پشت سے کوئی لڑکا نہ ہو بلکہ اس کے
 اس کے لطفہ سے فرزند نہ ہونے کے وقت پسری اولاد داخل اسکی پشت کی اولاد کے ہوگی اور ان میں دھڑکی اولاد و مافوق ظاہر الہام
 کے داخل ہوگی اور اسی کو ہلال رہنے لیا ہو اور ظاہر الہام یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے پھر اگر اس کے بعد اگر اس کے پشت
 کے لطفہ سے اسکا کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئی تو آئندہ جو حاصلات آوے گی وہ اس کے صلیبی فرزند کو دی جائیگی یہ ذخیرہ
 میں لکھا ہے۔ اور اگر پشت اول و دوم و دونوں معدوم ہوں اور تیسری و چوتھی پشت بانی لگی اور اس کے نیچے بھی اور پشت
 نہ ہو وہیں تو تیسری پشت اور اس کے نیچے کی پشتیں سب اس کے حاصلات میں شریک ہیں اگرچہ کثرت سے ہوں یا کم ہیں

۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

اور جو حکم اپنے فرزند پر وقف کرنے کی صورت میں بفضل مذکور ہوا ہو ویسا ہی اگر فلان کے فرزند پر وقف کیا تو کسی تفصیل سے حکم جو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ میرے فرزند پر اور میرے فرزند کی اولاد پر ہو تو اس میں اسکی پشت کی اولاد اور اولاد کی اولاد جو وقف کے روز موجود ہیں اور جو بعد کو پیدا ہوویں سب داخل ہونگی اور ہر دو پشتوں میں اس آمدنی میں شریک ہوگی اور جو ان دونوں پشتوں سے بچے ہیں وہ اسکے ساتھ شریک نہ ہونگی اور اس میں دختر و بچہ کی اولاد ظاہر الروایہ کے موافق داخل ہوگی اور اسی پر نثوے جو یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میرے فرزند پر میرے فرزند کی اولاد پر اور فرزند کی اولاد کی اولاد پر وقف ہو یعنی تیسری پشت کو بھی ذکر کیا تو وقف کی آمدنی ہمیشہ اسکی اولاد پر سلاسل بعد نسل تقسیم ہوگی اور فقیر و غنی پر صرف نہ کیجا جائیگی جب تک کہ ان لوگوں میں سے جس پر وقف کا نام لیا ہو اور جو اسے سب سے پہلے میں ہوں ایک بھی باقی رہے اور اس میں اقرب وال بعد یعنی نزدیک دالے اور دور دالے سب برابر ہیں لیکن اگر وقف کرنا دالے وقف میں کہدیا کہ اقرب فال اقرب یعنی نزدیک پہلی پشت دالے پہلے کے بعد جو سب سے نزدیک ہیں یعنی دوسری پشت دالے علی ہذا النقیاس یا کہ میرے فرزند کے فرزند پر پھر بعد اسکے میرے فرزند پر اسکے بطناً بعد بطن یعنی پشت بعد پشت کے تو ایسی صورت میں جس سے وقف کر لے واسطے شروع کیا جو اس سے شروع کیا جائیگا یہ فتادی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ میری اولاد پر تو سب پشتیں داخل ہو جائیگی کیونکہ اولاد کا لفظ عام ہے و لیکن کل آمدنی پہلی پشت والوں کو ملے گی جب تک ان میں سے کوئی باقی رہے پھر جب سب گذر گئے تو دوسری پشت والوں کو ملے گی پھر جب گذر گئے تو تیسری پشت والوں کو ملے گی و باوجود جتنی موجود ہوں سب کو ساتھ ہی ملیگا اور تیسری سے لیکر باقی سب شریک ہونگے اور دور و نزدیک میں برابر ہیں یہ محیط شخصی میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے اپنی اولاد پر وقف کیا حالانکہ غلہ کے وقت اسکا ایک فرزند موجود ہو تو نصف غلہ اسکو ملیگا اور نصف فقیر و غنی کو ملیگا یہ فتادی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ایک فرزند پر ہو اور اسکا ایک فرزند ہو تو پورا وقف اسی کا ہوگا اور اسی طرح اگر اسکے اولاد تھی مگر سب مر گئے فقط ایک باقی رہا تو اسی کو ملیگا یہ حادی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ اراضی میری ہر دو اولاد پر صدقہ موقوفہ ہے پھر جب دونوں گذر جاویں تو ان لوگوں کی اولاد و اولاد کی اولاد پر سلاسل بعد نسل صدقہ موقوفہ ہو پس ان دونوں پر آمدنی صرف کیجا جائیگی پھر اگر ان میں سے ایک مر گیا اور ایک فرزند چھوڑا تو فقط ایک فرزند وقف کنندہ کو نصف ملیگا اور نصف فقیر و غنی پر تقسیم ہو اگر کیا بیانشک کہ وہ بھی مر جاوے پھر جب وہ بھی مر گیا تو ان دونوں بیٹوں کی اولاد و اولاد کی اولاد پر حسب نسل ہو سلاسل بعد نسل ہمیشہ کے واسطے صدقہ جاری ہوگا یہ رعایت حساسیہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ اراضی صدقہ موقوفہ میری محتاج اولاد پر اور اسکی اولاد میں سے کوئی محتاج نہیں ہو سوائے ایک کے تو نصف آمدنی اس محتاج کو دیکجا جائیگی اور باقی نصف فقیر و غنی کو دیکجا جائیگی یہ خزانہ الفقین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ میری اراضی صدقہ موقوفہ میرے بیٹوں پر ہو اور اسکے دو بیٹے یا زیادہ ہیں تو آمدنی ان سب کے واسطے ہوگی اور اگر پیدا ہوئے غلہ کے وقت اسکا ایک ہی بیٹا ہو تو نصف غلہ اسکا اور نصف فقیر و غنی کا ہوگا اور اگر اسکے بیٹے بیٹیاں ہوں تو شیخ ہلال رہنے فرمایا کہ غلہ ان سب کو مساوی ملیگا اور یہی صحیح ہے جیسے اگر کہا کہ اراضی ہذا صدقہ موقوفہ علی اخوتی حالانکہ اسکے چھ بیٹے ہیں و بیٹیں ہیں تو سب مساوی شریک ہونگے یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی نبی فلان پر صدقہ موقوفہ ہے حالانکہ فلان کے بیٹے بیٹیاں ہیں تو امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی کہ یہ صدقہ خاصۃً اسکی زمینہ اولاد پر ہوگا عورتوں پر نہ ہوگا اور یوسف بن خالد سنی نے امام عظیم سے روایت کی کہ اولاد مذکور و مؤنث

روز سو جو دھنیا اور ہر فرزند جو وقف کے بعد غلہ پیدا ہونے سے پہلے پایا گیا اور اولاد کی اولاد ہمیشہ سب داخل ہونگی اور جو شخص
 انہیں سے غلہ کے وجود سے پہلے مر گیا اسکا حصہ ساقط ہو جائیگا اور جو غلہ موجود ہونے کے بعد مراد اسکا حصہ کے اسکے وارث
 مستحق ہونگے کیونکہ وہ اپنے حصہ کا مستحق ہو چکا ہو اور اس صدقہ میں بیٹے اور اوپر کی پشتیں سب برابر ہونگی لیکن اگر اس نے اپنے
 وقف میں کھدیا ہو کہ پہلے یہ صدقہ انہیں سے اول پشت سے شروع کیا جاوے پھر اس پشت کو جو اسکے نیچے متصل ہو علی ہذا ترتیب
 تو یوں ہی کیا جائیگا پھر اگر اس نے اسطور پر کھدیا ہو پھر اول پشت کے سب مر گئے سوائے ایک کے تو تمام آمدنی اسی ایک باقی
 کو ملے گی اور دوسری پشت والوں میں کسی کو کچھ نہ ملے گا۔ اور اگر یوں کہا کہ اسکی آمدنی پہلے اول پشت سے شروع کیا جائے پھر اس کے
 گذر جانے کے بعد دوسری پشت والوں کو دیا جائے مگر اس شرط پر کہ انہیں سے نہ کر کو مویشی سے دو چند دیا جائے یا کر سے پھر
 اس وقف کی آمدنی حاصل ہوتی اور اول پشت میں سب مذکور ہی مذکور ہیں اسکے ساتھ کوئی مویشی نہیں ہو یا سب مویشی ہیں
 کوئی مذکور نہیں ہو تو سب ملے اسکے درمیان میں مساوی تقسیم ہو گا یہ ذخیرہ محیط میں ہو۔ اور اگر وقف کنندہ نے کہا ہو کہ ہر
 اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر ہمیشہ جب تک نسل باقی رہے صدقہ موقوف ہو اور یہ نہ کہا کہ بطن بعد بطن مگر یہ کہا کہ ہر گاہ انہیں
 سے ایک مر گیا تو اصل آمدنی میں سے اسکا حصہ اسکی اولاد کا ہو گا تو انہیں سے کسی کے مرنے سے پہلے وہی حکم ہو جو بیان
 ہوا کہ آمدنی اسکی سب اولاد اور اولاد کی اولاد اور نسل کے درمیان مساوی ہوگی پھر اگر اسکی پشت کا کوئی فرزند مراد اور کوئی فرزند
 چھوڑا پھر آمدنی آتی تو ان سب کی تعداد پر یعنی اولاد اور اولاد کی اولاد چاہے جب قدر نیچی پشت کے ہوں اور اس فرزند صلیبی ہو جو
 مر گیا ہو سب کی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگی پھر جو حصہ اس سیت کے پڑے میں پڑا ہو وہ اسکی اولاد کو دیا جائیگا پس اولادیت
 کے واسطے دو حصہ ہونے ایک تو انکا خود حصہ جو وقف کرنے والے کی شرط پر انکو ملا اور دوسرا اسکے والد کا حصہ یہ خلاصہ میں
 اور اگر اس نے کہا کہ میری اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر اسکی نسل پر درانگی اولاد پر جب تک نسل رہے برین شرط کہ پہلے یہ اول پشت
 سے دینا شروع کیا جاوے پھر اسکے گذر جانے کے بعد دوسری پشت جو اسکے متصل نیچے ہو انکو دیا جاوے علی ہذا ترتیب
 بطن بعد بطن ملے اور ہر گاہ کہ انہیں سے کوئی مر جاوے اور فرزند چھوڑے تو سیت کا حصہ اسکے فرزند کو اور اسکے فرزند نسل کو ہمیشہ
 جب تک نسل رہے ملا کرے بدین شرط کہ اہل بطن مقدم کیا جاوے اور ہر گاہ انہیں سے کوئی مرے اور کوئی فرزند چھوڑے اور
 نہ فرزند کا فرزند اور نہ نسل چھوڑے تو اس صدقہ میں سے اسکا حصہ اس صدقہ والوں پر رد کیا جاوے پس غلہ چند سال تک بطن
 اعلیٰ پر تقسیم کیا گیا پھر اسکے بعد انہیں سے بعض کا انتقال ہو گیا اور اس نے فرزند فرزند کا فرزند چھوڑا تو وقف کی آمدنی وقف کو
 کی اولاد پر جو وقف کے وقت موجود تھی یا اسکے بعد پیدا ہوئی سب پر تقسیم کیا جائیگا پھر جقدر انہیں سے زندون کو ملا ہو وہ ملے گا
 ہو گا کہ اسکو ملے لینگے اور جو کچھ مردوں کو پونچا تو موافق شرط وقف کنندہ کے اسکے فرزند کو یا اسکے فرزند فرزند کے فرزند
 میں بطن اول مقدم کیا جائیگا موافق شرط وقف کنندہ کے اور اگر پہلی پشت سے جو شخص مراد ہو اس نے اپنی پشت کا کوئی
 فرزند نہ چھوڑا بلکہ فرزند کا فرزند چھوڑا تو آمدنی میں سے سیت کا حصہ اسکے فرزند کے فرزند کو ملے گا جو وقف کنندہ کی اولاد میں
 تیسری پشت سے ہو اور اسی طرح اگر تیسری سے بھی نیچا ہو تو وہ بھی پا دیگا سوائے کہ وقف کنندہ نے یوں ہی شرط کر دی ہو
 اور اگر اول پشت کی تعداد دس نفر ہوں پھر انہیں سے دوسرے اور کوئی فرزند یا فرزند کا فرزند وغیرہ نہ چھوڑا پھر اسکے بعد
 نفر اور مر گئے اور ہر ایک نے فرزند اور فرزند کا فرزند چھوڑا پھر ان دونوں کے بعد دواور سے اور کوئی فرزند نہ چھوڑا اور نہ
 فرزند کا فرزند چھوڑا پھر چاروں باقیوں نے اور اولاد ہر دوسرے نے تنازع کیا تو جسوقت غلہ آوے اسوقت سب تقسیم

اے کہ وہ بھی
 اسی طرح ہے

کیا جائیگا کہ سب غلہ ان چاروں باقیوں اور ان دونوں بیٹوں پر جو اولاد چھوڑے ہیں جو حصہ تقسیم کیا جائیگا پھر جو چاروں باقیوں کے حصہ میں پڑا وہ انکو مل جائیگا اور جو ان دونوں بیٹوں کے حصے میں آیا بیٹھوں نے اولاد چھوڑی ہو تو یہ ان دونوں کی اولاد کو ملے گی اور باقی چار سیت جنھوں نے اولاد نہیں چھوڑی ہو ساقط ہو گئے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی زمین اپنی اولاد پر وقف کی اور آخر میں اسکی آمدنی فقروں کیواسطے کی پھر ان اولاد میں سے بعض سے تو شیخ ہلال نے فرمایا کہ تمام آمدنی باقیوں پر صرف کی جائیگی پھر حسب باقی بھی مر جاوے تو آمدنی فقروں پر صرف کی جائیگی اور ان اولاد کی اولاد کو نہ ملے گی۔ اور اگر کسی نے اپنی اولاد پر شیخ وقف کیا کہ ہر ایک کا نام لے لیا کہ فلان پر و فلان پر اور آخر وقت فقروں پر کیا پھر ان میں سے کوئی مر تو اسکا حصہ فقروں پر صرف ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کوئی کہہ کہ عبد اللہ زید و عمرو اور انکی نسل پر تو استحقاق خلیفہ میں عبد اللہ زید و عمرو اور انکی اولاد اور اولاد کی اولاد ہمیشہ جتنک نسل ہو شامل ہوگی اور اگر کہہ کہ عبد اللہ زید و عمرو اور انکی نسل پر تو استحقاق میں عبد اللہ زید و عمرو اور جو شخص کہ اولاد عمرو سے خاصہ ظاہر ہوں شامل ہوں گے۔ اور اگر کہہ کہ عبد اللہ زید و عمرو اور ان دونوں کی نسل پر تو استحقاق میں عبد اللہ زید و عمرو اور جو اولاد عمرو سے خاصہ ظاہر ہوں شامل ہوں گے۔ اور اگر کہہ کہ اولاد عبد اللہ زید و عمرو اور اولاد زید پر حالانکہ زید کا کوئی فرزند نہیں ہے تو پوہی آمدنی اولاد عبد اللہ کیواسطے ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر وارثان زید پر وقف کیا اور زید زیدہ ہو ہو تو اسکے وارثوں کیواسطے ہوگا اور کل غلہ فقروں کیواسطے ہوگا پھر حسب حصہ تو غلہ مذکور اسکے وارثوں کے درمیان انکی تعداد پر حصہ کر دیا جائیگا کہ عورت و مرد سب مساوی پانچ حصہ پھر اگر ان میں سے بعض مر گئے تو اسکا حصہ ساقط ہو گیا اور جو لوگ غلہ حاصل ہونے کے بعد موجود ہوں انھیں پر تقسیم ہوگا اور اگر ان میں سے ایک یا تین رہ گئے تو نصف اسکا ہوگا اور باقی نصف فقروں پر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کہہ کہ اولاد زید پر اور وہ فلان فلان فلان فلان فلان یعنی پانچ کو شل گن رہا تو ان پانچ کے سوا سے اوروں کو خواہ موت ہو موجود ہوں یا اسکے بعد پیدا ہوں ان غلہ سے کچھ نہ ملے گا یہ جادی میں ہے۔ اور اگر کہہ کہ میری یہ ارضی سائیں پر صدقہ موقوفہ جو اس شرط پر کہ پہلے سائیں سے میری پشت کی اولاد شروع کیا جاوے پس سن وقف کا غلہ اپنی جاری رکھا جاوے پھر انکے بعد کو انکی اولاد اور انکی نسل پر جاری رکھا جاوے تو غلہ انکی پشت کی اولاد کے واسطے ہوگا اور انکی اولاد کی اولاد کیواسطے تمام اسکی شرط کے موافق رہیگا پھر مسکینوں پر تقسیم ہوا کرے اور اسی طرح اگر کہہ کہ میرے اس صدقہ کا غلہ واسطے سائیں کے ہو کہ اسنے خارج نہ ہوگا اور باوجود اسکے یہ کہہ کہ اس شرط ہے کہ اس وقف کا غلہ میرے قرابتی پر جاری رکھا جاوے جتنک کہ ان میں سے ایک بھی باقی رہے تو بھی اس وقف کا غلہ برابر اسکے قرابتی کیواسطے رہیگا پھر حسب ایک بھی نہ رہے تو پھر مسکینوں پر جاری ہو جائیگا قال المترجم میرے نزدیک یہ طریقہ وقف کا بہت مستحسن ہے یعنی تقدیم شرط سائیں قاضی خان مدظلہ۔ اور اگر کہہ کہ اس شرط پر کہ اسکا غلہ واسطے عبد اللہ بن جعفر اور واسطے اولاد زید کے ہو جتنک کہ ان میں سے ایک بھی باقی رہے پھر حسب گد جاوے تو یہ سائیں پر ہو تو غلہ مذکور اولاد زید کی تعداد اور عبد اللہ بن جعفر پر تقسیم کیا جائیگا پس اگر اولاد و زید پانچ نفر ہوں تو غلہ چھ حصہ پر تقسیم کیا جائیگا یہ محیط میں ہے اور اگر کہہ کہ میری یہ زمین بعد میری وفات کے صدقہ موقوفہ ہے میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور انکی نسل پر پھر کرے تو اسکی پشت کی اولاد پر وقف مذکور جائز ہوگا اور اولاد کی اولاد پر جائز ہوگا مگر حسب تک پشت کی اولاد میں سے کوئی زندہ ہو تب تک کل غلہ اولاد کی اولاد کے واسطے ہوگا بلکہ تقسیم ہر سال اس طرح ہوگی کہ سالانہ غلہ سب کی تعداد پر حصہ لگایا جائیگا پس جو کچھ اولاد کی اولاد کے حصے میں پڑا وہ اسکے واسطے وقف تصور ہوگا اور جو کچھ وقف کی پشت کے فرزندوں کے حصے میں پڑے وہ وارثوں کے درمیان میرا ہے جو گا کہ شہر و زوجہ کی بھی شرکت ہوگی جیسے اور وارثوں کی شرکت ہوگی۔ اور اگر اسکی پشت کے فرزندوں سے بعض مر گئے تو غلہ مذکور اسکی پشت کے باقی فرزندوں اور اولاد کی اولاد کی

میرا ہے جو گا کہ شہر و زوجہ کی بھی شرکت ہوگی جیسے اور وارثوں کی شرکت ہوگی۔ اور اگر اسکی پشت کے فرزندوں سے بعض مر گئے تو غلہ مذکور اسکی پشت کے باقی فرزندوں اور اولاد کی اولاد کی

ایک نے اپنے قرابت کے محتاجوں پر کچھ وقف کیا پھر مر گیا پس آیا قیام کو یہ اختیار رہا کہ واقف کے پڑنے کو جبکہ وہ فقیر
 تو آئین سے دیوے یا نہیں ہو تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے قول پر نہیں دے سکتا ہوا اس واسطے کہ پوتا ان دونوں اماموں
 کے نزدیک قرابت میں سے نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اپنے صاحبان قرابت و اقربا کے الفاظ سے وقف
 کرنے میں جو حکم عین بیان کیا ہو وہی اپنے ارحام اور صاحبان ارحام اور اپنے انساب و صاحبان انساب کے لفظ سے
 وقف کرنے میں ہو یہ محیط میں ہو اور اگر کہا کہ میرے موجب قرابت پر وقف ہو تو قیاس سے یہ لفظ ایک پر واقع ہونا چاہیے
 حتیٰ کہ اگر اسکا ایک چچا و مامون ہوں تو آمدنی تمام اس ایک چچا کو ملے گی اس واسطے کہ لفظ مذکور باعتبار معنی کے مفرد ہو اور ہمسایہ
 یہ سب مساوی ہونگے اس واسطے کہ اس سے جنس مراد بیجا ملے گی یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اپنے قریبوں یا اپنے اقربا و اقربا یا اپنے ارحام
 پر اس شرط سے کہ پہلے اقرب کو پھر اُن کے بعد جو اقرب ہوں اسی ترتیب سے وقف کیا تو جو سب سے زیادہ قریب ہو اسی پر وقف ہوگا اگر
 وہ ایک ہوا اور یہیں لفظ جمع کا اعتبار نہ کیا جائیگا اور یہ بالاتفاق ہو یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر کہا کہ میری یہ ارٹھی صدقہ موقوفہ ہو تو
 میں یا قرابت پر اور یہ نہ کہا کہ میری قرابت پر تو فرمایا کہ یہ دونوں لفظ یکساں ہیں پس اسکی قرابت پر وقف ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ
 اقرار ہے کہ واسطے یا انساب کے واسطے یا ذوی الارحام کے واسطے اور اپنی ذات کی طرف نسبت نہ کی تو یہ وقف اسکی قرابت پر ہوگا
 بوجہ اس کے کہ عرف میں ایسا بولتے ہیں یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ مان و باپ کی جانب سے میری قرابت پر یا مان کی جانب سے
 میری قرابت پر وقف ہو تو اس کے قول کے موافق ہوگا اور آمدنی ایسے ہی قریبیوں پر انکی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگی اور
 اگر کہا کہ مان و باپ کی جانب سے میری قرابت پر اور باپ کی جانب سے میری قرابت پر یا کہا کہ باپ و مان کی جانب سے
 میری قرابت پر اور مان کی جانب سے میری قرابت پر وقف ہو تو آمدنی ان سب کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور یہیں مان و باپ
 کی جانب سے قرابت دار اور فقط باپ کی جانب سے یا فقط مان کی جانب سے قرابت دار دونوں یکساں ہونگے کہ مان و باپ
 دونوں کی جانب سے قرابت دار کو ترجیح نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ درمیان میرے باپ کی جانب سے قرابت دار اور درمیان
 میری مان کے جانب سے قرابت دار کے وقف ہو تو نصف آمدنی باپ کی جانب سے قرابت دار کے واسطے ہوگی اور نصف آمدنی مان
 کے جانب سے قرابت دار کے ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارٹھی صدقہ موقوفہ ہو میری قرابت پر یا قرابت
 اقرب کے تو وقف کی آمدنی انھیں لوگوں کے واسطے واجب ہوگی جو اس کے قریبیوں میں سب سے زیادہ اس سے قریب
 رکھتے ہیں پھر اگر سب سے قریب ایک ہی شخص ہو تو پورا غلہ اسی کا ہوگا اگرچہ دوسرے درجہ سے زیادہ ہو اور اگر ایک جماعت
 ہو تو سب غلہ ان کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا جس میں مرد و عورتیں برابر ہوں گی۔ پھر جب یہ لوگ گزر جائیں تو پھر
 جو لوگ میت سے سب سے زیادہ قریب ہوں اگرچہ ان گزرے ہو ان کی نسبت ایک درجہ دور ہوئے وہ اس غلہ کے
 مستحق ہونگے اسی طرح ترتیب وار ہونچتے ہونچتے ایسے لوگوں کو ہونچے گا جو دور کے قرابت دار تھے اگرچہ اپنے وقت میں
 باقیوں کی بہ نسبت میت سے سب سے زیادہ قریب ہونگے اور یہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور اسی کو ہلالی رحمہ اللہ نے
 لیا ہے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ قریبیوں میں سے وقف کرنا اسے سے قریب والے و بعد والے سب کے واسطے
 آمدنی یکساں واجب ہوگی جو نہیں مساوی تقسیم ہوگی۔ اور اسی طرح اگر اس نے کہا کہ میری قرابت دار یا میری قرابت
 ایسا ہی حکم اختلافی ہو پھر اگر بعض نے فرمایا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں تو اسکا حصہ سا قرا ہو جائیگا اور غلہ باقیوں کے
 واسطے ہوگا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اس شرط پر کہ جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اسی آمدنی سے دیا جاوے

۵۷
 مان و باپ کے
 صاحبین
 اور باپ و مان
 کی راسخہ
 میں اگرچہ
 مساوی ۱۲۸

نزد کو پھر اقرب کو تو تمام غلہ ہی کو لیکھا جو سب سے زیادہ وقف کنندہ سے قریب ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کوئی ارضی اپنی قرابت پر وقف کی پھر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں اسکی قرابت سے ہوں تو اسکو تکلیف دینا جائیگی کہ گواہ قائم کرے اور اسکے گواہ بدون خضم کے قبول نہ ہونگے پس خضم یعنی مدعا علیہ وقف کرنے والا ہوگا بشرطیکہ زندہ ہو اور اگر مر گیا ہو تو کھاد و صی جسکے قبضہ میں یہ زمین ہو خضم ہوگا اور اگر دھس نے کسی کے واسطے اقرار کیا کہ یہ اسکی قرابت سے ہو تو اسکا اقرار صحیح ہوگا مگر وہ مدعی کی جانب سے گواہ قائم کرنے کی صورت میں فقط خضم ہو سکتا ہو یہ مدعی میں ہو اور اگر وقف کنندہ کے دو مدعی ہوں یا زیادہ ہوں پھر مدعی نے اس میں سے ایک پر دعویٰ کیا تو جائز ہو اور ان سب وصیوں کا مجتمع ہونا شرط نہیں ہے۔
 ذخیرہ میں ہو۔ اور وقف کرنے والا میت کا وارث اس مقدمہ میں مدعی کا خضم ہوگا الا اس صورت میں کہ وہ متولی ہو جسے اور اسی طرح جن لوگوں پر وقف کیا ہو وہ بھی مدعی کے خضم نہ ہونگے یہ محیط میں ہو۔ پس اگر مدعی نے متولی کے مقابلہ میں یہ ثابت کرایا کہ یہ وقف کنندہ کا قریب ہو تو وہی قدر قبول ہوگا یا نہ تک کہ وہ گواہوں سے ثابت کراوے کہ اسکا نسب معلوم ہے مثلاً مادر پدر کی جانب سے یا فقط باپ کی جانب سے یا فقط مان کی جانب سے واقف میت کا بھائی ہو اور اگر صرف بھائی ہوئے کو ثابت کرایا تو قبول ہوگا اور اسی طرح اگر بھائی یا بیوی قبول ہوگا پھر اگر گواہوں نے کہا کہ ہم اسکے سوا سے دوسرا وارث نہیں جانتے ہیں تو قاضی اسکو دیکھا اور اگر گواہوں نے اس طرح نہ کہا تو چند سے بھر کر پھر اسکو دیکھا یہ ذخیرہ میں ہو اور امام اعظم کے نزدیک دینے کے وقت اس سے کفیل نہ لیا جائیگا جیسے میراث میں ہوتا ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے کہا کہ وقف کنندہ کے قرابتی غائب ہیں تو قاضی انکے حصوں کو تقسیم کر کے جدا کرکے چھوڑ دیکھا اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم انکی تعداد نہیں جانتے ہیں کہ وہ کتنے ہیں تو قاضی کو چاہیے کہ ان سے کہے کہ تم لوگ احیاء کرو اور گواہی نہ دہو الا اسی کی جسکا تکوین میں ہو پس کہو کہ ہم کوئی قرابتی نہیں جانتے ہیں سوا سے کہنا دیکھا اسکے یہ ذخیرہ میں ہو۔ پس اگر ایک شخص نے گواہ پیش کیے کہ قاضی شہر فلان سے حکم دیا ہے کہ یہ وقف کنندہ کا قریب ہو تو شیخ بلال نے فرمایا کہ قاضی اسے دریافت کر لکھا وہ کیا قرابت ہے جبکہ حکم دیا گیا ہے پس اگر انھوں نے اسی قرابت بیان کر دی کہ اس سے وقف کا مستحق ہوتا ہے تو اسکو دیکھا ورنہ نہیں۔ اور اگر قبل اس بیان کے گواہ غائب ہو گئے یا مر گئے تو مدعی سے دریافت کیا جائیگا پس اگر اسے اسی قرابت بیان کر دی جس سے مستحق ہوتا ہے تو دیا جائیگا ورنہ نہیں اور نہ دینے کے حکم سے قاضی اول کا حکم نوٹ نہ نہیں لازم آتا ہے اسلئے کہ اسے فقط یہ حکم دیا تھا کہ اسکا قریب ہو اور ہر قریب مستحق وقف نہیں ہوتا ہو ان اگر اسے یہ حکم دیا ہو کہ اسکو غلہ میں سے دیا جاوے یا یہ موقوف علیہ ہو تو یہ قاضی بھی اسکا نفاذ کرے گا اور اسکو دیکھا یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر مدعی نے قرابت کی تفسیر نہ کی یا وہ طفل ہو تو شیخ بلال رحمہ نے فرمایا کہ یہ قاضی اسکو وقف کا غلہ دیکھا اور قاضی اول کا حکم صحت پر معمول کر لکھا یعنی اسے اسی قرابت کا حکم دیا ہے جس سے وقف کا مستحق ہوتا ہے یہ محیط میں ہو ایک شخص نے اپنی قرابت کو قاضی کے سامنے ثابت کیا اور قاضی نے اسکی قرابت ہونے کا حکم دیا پھر دوسرا آیا اور دعویٰ کیا کہ میں وقف کنندہ کا قریب ہوں مگر اسے قاضی کو نہ پایا پس چاہا کہ جسکے لیے قاضی نے حکم دیا ہے اس سے غماصہ کرے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسے غلہ میں سے کچھ لیا ہو تو وہ دوسرے مدعی کا خضم ہوگا اور اگر نہیں لیا ہو تو خضم ہوگا خواہ اول کو اسی قاضی کے پاس لاوے جس نے اسے نام حکم دیا ہے یا کسی دوسرے قاضی کے پاس لاوے اور یہی شمسان ہے کہ جسکی طرف شیخ بلال رحمت گئے ہیں یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر قرابتوں میں سے کسی نے اپنی قرابت وقف کنندہ سے ثابت کرائی پھر دوسرے نے گواہ دیے کہ یہ اسکا بیٹا ہے جسے اپنی قرابت ثابت کرائی ہو یا اسکا پوتا ہو تو اسی پر اسکا کیا جائیگا اور اسکو میت سے اپنی قرابت کی تفسیر کرنے کی حاجت نہ ہوگی

۱۰
 مذکور دوسرا وارث
 غلہ میں ہونے والا ہے
 ملک شیخ نے فرمایا ہے
 بیان کر دیا مدعی کو
 اس کے قریبی غلہ
 بلان اس قدر میں جائز
 ہو کہ ہر سوا سے
 میں جانتے ہیں ہر
 غلہ میں ایک شخص
 دیکھا جائیگا
 لیکن اگر کسی نے
 جس سے مستحق ہوتا
 ہوتا ہو تو چھوڑ دیا
 دیکھا اور بیان
 اور اگر مدعی نے
 اس سے کہی اور
 بیان کیا نہیں ہے
 دیکھا جائیگا اور
 اور نہیں جانتے
 میں قاضی کو
 حق ہوتا ہو تو
 دیکھا جائیگا
 ہر بار یہ
 نہ ہونا ضروری
 دیکھا جائیگا
 رہنے کا فی ہونا
 ۱۱

جیسے کہ اولیٰ کو اس تفسیر کی حاجت ہوئی تھی اور اسی طرح اگر گواہ کہے کہ یہ اسکا مادر و پدر کی طرف سے بھائی ہے تو بھی یہی حکم ہے۔
 کتابی الحادی اور اسی طرح اگر وہ شخص جسکے واسطے اول حکم دیا گیا ہے کوئی عورت ہو اور باقی مسئلہ موانع مذکورہ بالا واقع ہوا
 تو بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دوسرے نے گواہ دیے کہ یہ اول مرد کا جسکے واسطے حکم ہو چکا ہے باپ کی طرف سے بھائی ہے
 پس اگر تادمی نے اول کے واسطے یہ حکم دیا ہو کہ وہ وقف کنندہ کا باپ کی طرف سے بھائی ہے تو دوسرے کے واسطے بھی قرابت کا
 حکم دیدیگا اور اگر اول کی نسبت وقف کنندہ کا مان کی جانب سے بھائی ہونے کا حکم دیا ہو تو دوسرا مدعی وقف کنندہ سے اجنبی
 ہوگا اور اسی سے اس جنس کے مسائل کو نکال لینا چاہیے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر وقف کنندہ کے دو بیٹوں نے ایک مدعی کی
 نسبت گواہی دی کہ یہ ہمارے باپ کا قرابت وار ہے اور قرابت بیان کر دی تو گواہی قبول ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دوسرے
 نے دو بیٹوں کے واسطے قرابت کی گواہی دی اور ان دونوں نے ان دونوں کے واسطے قرابت کی گواہی دی پس ہر ایک
 فریق نے دوسرے فریق کے واسطے گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی یہ حاوی میں ہے اور اگر خاص نے پہلے دونوں گواہوں
 کی گواہی پر دونوں مدعیوں کے واسطے حکم دیدیا پھر دونوں مدعیوں نے دونوں گواہوں کے واسطے گواہی دی تو مدعیوں
 کی گواہی ان گواہوں کے حق میں قبول نہ ہوگی مگر پہلے مدعیوں کے حق میں گواہان اول کی گواہی بحال خود صحیح باقی رہے گی
 یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر وہ اہل قرابت نے ایک شخص کے واسطے قرابتی ہونے کی گواہی دی مگر گواہوں کی ثقاہت ثابت نہ ہوئی
 بیٹھے تبدیل نہ کی گئی تو ان اہل قرابت گواہوں کے پاس غلہ جو وقف ہوگا آئین یہ شخص جسکے واسطے گواہی دی ہے شرکت
 کر لیا یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر انہی زمین اپنی قرابت پر وقف کی پھر ایک شخص آیا اور اسے وختی کیا کہ میں وقف کنندہ کی قرابت
 سے ہوں اور وقف کر نیواں نے اقرار کیا اور اسکی قرابت کو جو نسب معلوم بیان کیا اور کہا کہ یہ آئین میں سے ہے جو چہ زمین نے
 وقف کیا ہے پس اگر وقف کنندہ کے کوئی قرابت والے معروف لوگ ہوں اور یہ آئین سے معروف نہ ہوں تو اسکا اقرار صحیح ہوگا
 اور یہ اسوقت ہو کہ وقف کر نیواں نے بعد وقف کرنے کے ایسا اقرار کیا اور اگر اسنے وقف میں ایسا اقرار کیا بائین طور کہ کہا
 کہ یہ انھیں لوگوں میں ہے چہر میں نے وقف کیا ہے تو یہ اقرار اسکی طرف سے قبول ہوگا۔ اور اگر وقف کنندہ کے قرابتی
 معروف لوگ نہ ہوں تو سچا نام اسکا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ وقف کر نیواں نے
 نے اسکی نسبت اقرار کیا ہے کہ میرا یہ قرابت وار ہے اور حالانکہ وقف کر نیواں نے اسکی قرابتی لوگ معروف ہیں تو یہ گواہی مقبول
 نہ ہوگی اور اگر اسکی قرابت والے معروف ہوں تو سچا نامین کہتا ہوں کہ اسکو وقف کے غلہ میں سے دیا جاوے بشرطیکہ
 گواہوں نے اقرار میت کی مع تفسیر قرابت کے گواہی دی ہو یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر انہی اولاد واپنی نسل پر وقف کیا
 پھر ایک مرد کے واسطے اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو ائمہ نہایت گشتہ کی بابت تصدیق نہ کیا جائیگا اور آئمہ نہایت پرستہ یعنی
 آئندہ میں تصدیق کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر ایک نے اپنی قرابت پر وقف کیا پھر ایک مرد آیا اور دعویٰ کیا
 کہ میں اسکی قرابت سے ہوں اور گواہ قائم کیے جنھوں نے گواہی دی کہ وقف کر نیواں اپنی زندگی میں قرابت کے ساتھ اس
 شخص کو بھی ہر سال کچھ دیا کرتا تھا تو اسی گواہی سے کچھ مستحق نہ ہوگا اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ فلان تادمی اسکو
 قرابت والوں کے ساتھ ہر سال کچھ دیا کرتا تھا تو بھی کچھ مستحق نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر وقف کیا بیٹوں پر جو سب
 لوگوں سے زیادہ اسکا قریب ہو پھر بعد اسکے مساکین پر۔ اور اسکا بیٹا یا باپ ہو تو سچا نام وقف میں شامل ہوگا اور اگر
 قرابت میں سے سب سے زیادہ قریب پر وقف کیا تو یہ دونوں داخل سچا نام ہونگے۔ اور اگر اسکا بیٹا اور والدین ہوں

تو غلبہ بیٹے کا ہوگا اور ہی طرح اگر بجائے بیٹے کے دختر ہو تو بھی ایسا ہی ہو پھر جب بیٹا یا بیٹی مر گئی تو غلبہ مساکین کا ہوگا اور والدین کے بیٹے کچھ نہ ہوگا اور اگر فقط اسکے والدین ہوں تو آمدنی دونوں میں نصف نصف ہوگی پھر اگر دونوں میں سے ایک مر گئی تو باقی کے واسطے نصف ہوگا اور نصف مساکین پر صدقہ ہوگا اور ہی طرح اگر اولاد ہوں اور دس ہوں پھر ایک مر گیا تو اسکا حصہ مساکین پر صدقہ ہوگا اور اگر وقف کنندہ کی مان اور بھائی ہوں تو غلبہ مان کا ہوگا نہ بھائیوں کا اور ہی طرح اگر اسکا سگا دادا یا نانا اور مان ہو تو مان ان دونوں سے قریب تر ہو اور بھائیوں سے بھی قریب تر ہو اور شل مان کے باپ کا بھی حکم ہو اور اگر دادا یعنی باپ کا باپ ہو اور بھائی ہوں تو جس امام کے نزدیک دادا بچے باپ کے چچا کی رائے میں غلبہ دادا کا ہوگا اور دیگر علماء کے قول میں بھائیوں کا ہوگا دادا کا نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر وقف کنندہ کے دو بھائی ہوں ایک سگا ایک مان و باپ سے اور دوسرا فقط باپ کی طرف یا فقط مان کی طرف سے تو جو مان و باپ و دونوں کی طرف سے ہو وہ اولے و مقدم ہوگا۔ اور ہی طرح بھائیوں و بہنوں کی اولاد اور چچا اور بچہ پچھان اور ماموں و خالائین اور انکی اولاد جو سگی ایک مان و باپ کی طرف سے ہوں وہ ان سے جو فقط مان کی طرف یا فقط باپ کی طرف سے ہوں اولی ہوگی۔ اور اگر اسکے تین ماموں ہوں جن میں سے ایک مان و باپ دونوں سے اور دوسرا باپ کی طرف اور تیسرا مان کی طرف سے اور ایک چچا باپ کی طرف سے تو پہلے وہ ماموں پاویگا جو مان و باپ دونوں کی طرف سے ہے۔ اور اگر اسکا ایک بھائی باپ کی طرف سے اور ایک بھائی مان کی طرف سے ہو تو امام عظیم کے اول قول کے موافق باپ کی طرف والا بھائی مقدم ہوگا اور امام عظیم کے دوسرے قول کے موافق اور ہی صاحبین کا قول ہے کہ یہ دونوں یکساں برابر ہیں اور علیٰ ہذا تمام اقارب میں جو باپ کی طرف سے ہو وہ مان کی طرف والے سے امام عظیم کے اول قول کے موافق مقدم ہوگا اور دوسرے قول کے موافق و دونوں برابر ہیں اور ہی صاحبین کا قول ہے کہ یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر وقف کرنے والے کا باپ ہو اور پسر کا پسر ہو تو غلبہ وقف باپ کا ہوگا پوسے کا نہ ہوگا۔ اور اگر اسکا ایک سگا بھائی مان و باپ کی طرف سے ہو اور پوتا یا بیٹی بیٹے کا بیٹا ہو تو غلبہ پوسے کا ہوگا اور اگر اسکی دختر ہو اور پسر کے پسر کا پسر ہو یعنی ایک درجہ دختر نہ کوڑ سے بچا ہو تو وقف کا غلبہ دختر کی دختر کا ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اگر بجائے وقف کے وصیت ہو تو وصیت میں بھی ایسی تمام صورتوں میں یہی حکم ہے۔ اور اگر ایک مان و باپ سے سگی بہن ہو اور دختر کی دختر کی دختر ہو تو دختر کی دختر کی دختر ہوگی کذا فی محیط پس حاصل یہ ہے کہ پہلے وقف کنندہ کی اولاد سے شروع کیا جائیگا اور وہ مقدم رکھے جائیں گے پھر جب وہ ہوں تو باپ کی اولاد پھر دادا کی اولاد سے ابتدا ہوگی۔ اور اگر نانا یعنی مان کا باپ ہو اور سگے بھائی کی دختر یا فقط مان کی جانب والے بھائی کی ہو تو امام عظیم کے نزدیک نانا مقدم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک بھائی کی دختر مقدم ہوگی اور اگر بجائے بھائی کے دختر کی دختر ہو تو یہ دختر بالاتفاق مقدم ہوگی۔ اور اگر اسکا باپ کی طرف سے یا مان کی طرف سے بھائی ہو اور مان باپ کی طرف سے سگے بھائی کا بیٹا ہو تو وقف کی آمدنی بھائی کی ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور مان کی طرف والے بھائی کا بیٹا استحقاق وقف میں باپ کی طرف والے چچا سے مقدم ہوگا یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے اپنے اقارب پر جو مقیم شہر فلان میں پھر آخر میں فقیرین پر وقف کیا پس اگر یہ لوگ داخل شمار ہوں تو وہ جہان جاوین انکا حصہ لے کے ساتھ جائیگا اور اگر یہ لوگ داخل شمار نہ ہوں تو جو شخص انہیں سے دوسرے شہر و مقام میں وطن منتقل کر لیا کہ وہ محروم ہو جائیگا اور اگر انہیں سے کوئی باقی نہ رہا تو غلبہ فقیرین پر صرف کیا جائیگا اور اگر پھر لوٹ کر اسی شہر میں چلا آیا تو آئندہ غلبہ اسکو ملا کر لیا اور گذشتہ کا مستحق نہ ہوگا یہ فتاویٰ

اسکے ایک بھائی
نہیں ہو سکتے
نہ باپ کا باپ
نہ سے بھائی ہو
نہ سے شہر
مان کا سگا بھائی
مان و باپ سے ہو

غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر اپنی ارضی وقف کی اور حکم کیا کہ میرے اقربا کو بقدر انکی کفایت کے دیا جاوے اور حال یہ ہو کہ اس کے
 اقربا کثرت سے ہیں کہ داخل شمار نہیں ہیں پس اگر اسے اولاد کا ذکر نہ کیا تو اولاد اقربا وانکی اولاد سب داخل ہونگی اسلئے کہ
 وہ بھی وقف کر نیو اسے کے قریبون میں سے ہیں اور اگر اسے ذکر کیا اور یوں کہا کہ پھر ان اقرباؤں کے بعد انکی اولاد کو
 اسے تو یہ اولاد اپنے باپوں کی زندگی میں داخل استحقاق نہ ہونگے۔ پھر قدر کفایت کی حد یہ ہو کہ انکی ذات واسکے اہل و اولاد
 اور ایک خادم کی حاجت کے لائق دیا جاوے یہ مضمرات میں ہے۔ ایک وقف اپنے وقف کرنے والے کے قبضہ میں ہو اور وہ
 آمدنی و حاصلات کو اپنے اقرباؤں اور اپنے آزاد کیے ہوئے غلاموں پر صرف کرتا ہو اور بعضوں کو یہ نسبت دوسروں کے
 زیادہ دیتا ہو اور جہاں چاہتا ہو صرف کرتا ہو پھر وہ مراد اور اپنے دوسرے کو بھی مقرر کیا اور یہ بیان نہ کیا کہ وقف مذکور کا
 صرف کیونکر تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ جنگو وقف کنندہ دیا کرتا تھا انھیں کو بھی بھی دیا کرے اور اگر کسی پر یہ امر مشتبہ ہو
 کہ وقف کنندہ اپنے اقرباؤں اور آزاد کیے ہوئے غلاموں میں سے کس کو زائد دیتا تھا تو وہ زیادتی کو فقیروں پر تقسیم کیا کرے
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ فصل چہارم فقرا و تراست بر وقف کرنے کے بیان میں۔ اگر کسی نے کہا کہ میری
 میرا ارضی صدقہ موقوفہ ہو میرے قریبی فقیروں پر یا کہا کہ میری اولاد کے فقیروں پر اور بعد انکے مساکین پر۔ تو یہ وقف صحیح
 ہو اور وقف کا مستحق وہ ہوگا جو غلہ پائے جانے کے روز فقیر ہو اور یہ ہلال رح کے نزدیک ہو اور ہم اسی کو لیتے ہیں کذا فی المضمرات
 اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر کہا کہ میری ارضی صدقہ موقوفہ ہو میری تراست میں سے مسکینوں یا میری تراست کے محتاجوں پر تو بھی
 وہی حکم ہو جو قریبی فقیروں پر صدقہ کرنے کی صورت میں بیان ہوا ہو اور اگر کہا کہ میری ارضی صدقہ موقوفہ ہو واسطے میرے قریبی
 فقیروں کے یا میرے قریبی فقیروں میں تو ایسا ہے جیسے کہا کہ میرے قریبی فقیروں پر واسطے کہ حروف صلات ایک دوسرے کے
 قائم مقام ہوتے ہیں اور اگر کہا کہ میری تراست کے یتیموں پر تو بھی یہی حکم ہو اور اگر ان یتیموں میں سے غلہ حاصل ہو جانے کے
 بعد کوئی محکم ہو یعنی بالغ ہو گیا تو اسکو اس غلہ میں سے حصہ ملیگا اور زائد غلہ سے نہ ملیگا اور اگر اسکے اور دوسرے مستحقوں میں
 سے کسی کے درمیان خصومت واقع ہوئی پس دوسرے مستحق نے کہا کہ تو غلہ حاصل ہونے سے پہلے بالغ ہوا ہو پس تیرے واسطے
 حصہ نہ ہوگا اور اسے کہا کہ نہیں بلکہ میں غلہ حاصل ہونے کے بعد محکم ہوا ہوں تو قسم سے قول اسی کا قبول ہوگا اور اسی طرح
 اگر یتیم لڑکی کو حیض آیا اور انھیں اسی خصومت واقع ہوئی تو قسم سے لڑکی کا قول قبول ہوگا اور اگر اہل تراست میں سے کوئی
 شخص غلہ حاصل ہونے کے بعد مراد و صغیر اولاد چھوڑی کہ جو یتیم ہو گئی تو انکو اس غلہ سے نہ ملیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور
 اپنی تراست کے محتاجوں پر وقف کیا اور آخر اس وقف کا فقیروں کے واسطے قرار دیا پھر جو مراد اسکا ایک بیٹا فقیر ہو تو
 امام ابو یوسف نے فرمایا کہ تراست کی لفظ میں داخل نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرے قریبی
 فقیروں میں سے صلیب پر وقف ہو تو صالح ہر وہ شخص ہو کہ مستور ہو یعنی کوئی برائی انکی ظاہر نہ ہو اور اسکا چال چلن سیدھی رہے
 ہو سلیم الناحیہ ہو کہ ادھر والے لوگوں میں سلیم ہو اور کامن الاذی ہو کہ اسکا کسی کو بیخ ہو چنانچہ ظاہر ہو قلیل الشر ہو کہ شر اسکا
 گھٹا ہو قلیل ہو اور حرمت شرع کی ہتک کرنے والا نہ ہو اور صاحب زنیہ نہ ہو کہ فسق ظاہر ہو اور نیز محضات عقیقہ پاک عورتوں
 کا زنا کی طرف نسبت دینے والا نہ ہو اور جھوٹ بولنے میں معروہ ہو پس جو ایسا شخص ہو وہ صالح ہے یعنی اسے لوگوں کو چھوڑی
 تراست سے فقیروں کو ملیگا اور اگر اسے کہا کہ اہل عفاف پر یا اہل الخیر یا اہل فضل پر وقف ہو تو مثل اہل الصلاح کہنے کے ہے یہ حاوی
 ہیں ہو اور اگر کہا کہ میری تراست کے فقیروں پر وقف ہو اور انکی تراست میں سے فقیر ہیں جو اس شہر کے سوائے جنہیں وقف کر نیوالا

لفظ مال الموقوفہ واضح
 ہے کہ داخل شمار میں
 اختلاف ہے کہ فقیروں
 بعض نے فرمایا کہ جو
 زائد ہوں بعض نے فرمایا
 کہ سب جگہ میں نہ سب
 ہا بلکہ یہ فقیروں کے
 میں چاہیے اور اسلئے
 حروف صلات فقیروں
 میں ہوں اور اسلئے
 وغیرہ جو غلہ حاصل
 ہو وہ سب حاصل کرنے
 میں ہونے چاہئے
 ایک دوسرے کی تراست
 میں جیسے میری تراست
 پر وقف ہو میری تراست
 میں وقف ہو میری
 تراست کے لئے وقف
 ہے علی الاطلاق
 میں معنی کا لفظ فقیر
 چاہئے ہونا

ہو دوسرے شہر میں رہتے ہیں تو بیان سے ایک شہر میں نہ بھیجا جائیگا بلکہ اس شہر میں جو اسکے قریبی فقیرین انھیں پر تقسیم کیا جائیگا اور اگر تقسیم بیان سے اس شہر میں انکو بھیجا یا تو اُس پر ضمان لازم نہ ہوگی یہ محیط میں ہو اور اگر کہا کہ وقف ہو میری قرابت کے فقیروں پر اس طرح کہ شروع ان گون سے کیا جاوے جو سب سے زیادہ قریب ہیں پھر انکے بعد جو سب سے زیادہ قریب ہوں علیٰ ہذا الترتیب تو جب غلہ حاصل ہو تو جو انہیں سے وقف کر نیوا سے سب سے زیادہ قریب ہوں اُن سے شروع کیا جائیگا پس دوسو درم دینے جاوینگے اس سے زیادہ نہ دیا جائیگا پھر جو نزدیک کی میں انکے متصل ہیں انکو دوسو درم دینے جاوینگے اسی طرح آخر تک تقسیم ہوگا پس اگر غلہ تین سو درم ہوں تو اول کو دوسو درم دیے جاوینگے اور دوم کو سو درم ملینگے اور اگر کچھ غلہ ضائع ہو گیا تو اس میں سے اول کو دیا جائیگا اور ضائع شدہ کی کمی دوسرے درجہ والوں کے حصہ میں رہیگی یہ حادثی میں ہو۔ پھر اگر اُسے انہیں سے ہر ایک کو دوسو درم دیے اور آمدنی سے کچھ باقی رہا تو استحساناً مساوی تقسیم کر دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسے کہا کہ وقف ہو میرے فقیر قرابت سے اس شرط سے کہ پہلے تمام غلہ سب سے قریب والوں کو دیا جائیگا کہ پھر جو انکے بعد سب سے قریب ہوں علیٰ ہذا الترتیب تو یہی صورت میں تمام آمدنی اُسکے سب سے قریب والوں کو دیدی جائیگی اور اگر کہا کہ میری قرابت کے فقیروں پر وقف ہو کہ انہیں سے سب سے قریب والوں کو دیا جاوے پھر جو انکے بعد سب سے قریب ہوں اسی ترتیب سے تو آمدنی میں سے سب سے قریب دوسو درم ملینگے اور پوری آمدنی نہ دیدی جائیگی یہ تا مار خانہ میں ہو۔ اور واضح ہو کہ جو شخص باب زکوٰۃ میں فقیر قرار دیا گیا ہو ویسا ہی باب وقف میں بھی قرار دیا گیا ہو اور یہی مشہور ہے کہ ان فی الحادوی پس جس شخص کی ملک میں فقط رہنے کا ٹھکانا ہو اور کچھ نہیں ہو۔ یا جسکے ملک میں رہنے کا ٹھکانا ہو اور ایک باندی یا غلام ہو اور کچھ نہیں ہو وہ زکوٰۃ و وقف دونوں میں فقیر قرار دیا گیا ہو اور اسی طرح اگر باوجود رہنے کے مکان و غلام کے اسکے ملک میں بقدر کفایت لباس ہو اور زیادتی نہ ہو تو بھی فقیر ہو اور اسی طرح اگر باوجود مسکن و غلام و لباس قدر کفایت کے اسکے ملک میں متاع خانہ داری میں سے ایسی چیزیں ہوں جنکے بغیر چارہ نہیں ہو تو بھی فقیر ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کسی قرابتی کے ملک میں دوسو درم یا بیس شقال سونا ہو تو اسکے لیے وقف سے کچھ حصہ نہ ہوگا یہ محیط میں ہو اور اگر اسکی ملک میں متاع خانہ داری یا کپڑوں میں قدر کفایت سے زائد ہو اور زائد اس قدر ہو کہ کم سے کم اسکی قیمت دوسو درم ہو تو وہ شخص تو نگر ہے کہ اسکو زکوٰۃ اور وقف لینا حلال نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو اور اگر اسکی ملک میں دو مسکن اور دو خادم ہوں اور جو مسکن و خادم کہ اسکی حاجت سے فاضل ہو وہ دوسو درم قیمت کے ہوتے ہیں تو وہ تو نگر ہے کہ اسکو زکوٰۃ و وقف لینا حلال نہیں ہے اگرچہ وہ اس معنی کر کے تو نگر نہیں ہو کہ ہر زکوٰۃ ادا کرنی واجب ہو اور یہ ہمارے صحاب کا مذہب ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسکی ملک میں کپڑوں میں سے کچھ حاجت سے زائد ہو اور کچھ متاع بیت میں سے زائد ہو اور کچھ مسکن حاجت سے زائد ہو اور ان زیادتیوں میں سے ہر ایک زیادتی دوسو درم قیمت کو نہیں پہنچتی ہو مگر سب کا مجموعہ کم سے کم دوسو درم کا ہو تو وہ اس باب میں تو نگر ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر اسکی ملک میں دوسو درم قیمت کی زمین ہو حالانکہ اس میں سے غلہ ہر قدر حاصل نہ ہوتا ہو جو اسکے واسطے کافی ہو تو پھر پختہ کے دفعی ہے یہ خزانہ فقیرین میں ہو اور اگر اسکی ملک میں مال کثیر ہو مگر وہ سب غائب ہو یا اسکا مال لوگوں پر قرضہ ہو جسکے وصول کرنے پر قادر نہ ہو تو اسکو زکوٰۃ و وقف دونوں سے دیا جائیگا اس واسطے کہ وہ بمنزلہ ابن السبیل کے ہو اور اگر اسکا مال اس سے غائب ہو یا لوگوں پر قرضہ ہو جسکو وصول کرنے پر قدرت نہیں رکھتا ہو مگر وہ قرض لے سکتا ہو تو صدقہ قبول کرنے سے اسکو قرضہ لینا بہتر ہے لیکن اگر اُسے قرضہ نہ لیا اور زکوٰۃ لے لی تو مضافاً نہیں ہو اور وقف کا مال ایسے فقیر کو دیا جاوے جو کمائی کرنا ہو اور کچھ مضافاً نہیں ہو مگر اسکو زکوٰۃ لینا مکروہ ہے یہ فتاویٰ

لے شائین سود و سود و سود کو باقی کیسے ملینگے ۱۷ شرط یا کو کوہ وقف لینا اگرچہ نام ہے اگرچہ زکوٰۃ و متاع خانہ داری میں سے ایسی چیزیں ہوں جنکے بغیر چارہ نہیں ہو تو بھی فقیر ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کسی قرابتی کے ملک میں دوسو درم یا بیس شقال سونا ہو تو اسکے لیے وقف سے کچھ حصہ نہ ہوگا یہ محیط میں ہو اور اگر اسکی ملک میں متاع خانہ داری یا کپڑوں میں قدر کفایت سے زائد ہو اور زائد اس قدر ہو کہ کم سے کم اسکی قیمت دوسو درم ہو تو وہ شخص تو نگر ہے کہ اسکو زکوٰۃ اور وقف لینا حلال نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو اور اگر اسکی ملک میں دو مسکن اور دو خادم ہوں اور جو مسکن و خادم کہ اسکی حاجت سے فاضل ہو وہ دوسو درم قیمت کے ہوتے ہیں تو وہ تو نگر ہے کہ اسکو زکوٰۃ و وقف لینا حلال نہیں ہے اگرچہ وہ اس معنی کر کے تو نگر نہیں ہو کہ ہر زکوٰۃ ادا کرنی واجب ہو اور یہ ہمارے صحاب کا مذہب ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسکی ملک میں کپڑوں میں سے کچھ حاجت سے زائد ہو اور کچھ متاع بیت میں سے زائد ہو اور کچھ مسکن حاجت سے زائد ہو اور ان زیادتیوں میں سے ہر ایک زیادتی دوسو درم قیمت کو نہیں پہنچتی ہو مگر سب کا مجموعہ کم سے کم دوسو درم کا ہو تو وہ اس باب میں تو نگر ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر اسکی ملک میں دوسو درم قیمت کی زمین ہو حالانکہ اس میں سے غلہ ہر قدر حاصل نہ ہوتا ہو جو اسکے واسطے کافی ہو تو پھر پختہ کے دفعی ہے یہ خزانہ فقیرین میں ہو اور اگر اسکی ملک میں مال کثیر ہو مگر وہ سب غائب ہو یا اسکا مال لوگوں پر قرضہ ہو جسکے وصول کرنے پر قادر نہ ہو تو اسکو زکوٰۃ و وقف دونوں سے دیا جائیگا اس واسطے کہ وہ بمنزلہ ابن السبیل کے ہو اور اگر اسکا مال اس سے غائب ہو یا لوگوں پر قرضہ ہو جسکو وصول کرنے پر قدرت نہیں رکھتا ہو مگر وہ قرض لے سکتا ہو تو صدقہ قبول کرنے سے اسکو قرضہ لینا بہتر ہے لیکن اگر اُسے قرضہ نہ لیا اور زکوٰۃ لے لی تو مضافاً نہیں ہو اور وقف کا مال ایسے فقیر کو دیا جاوے جو کمائی کرنا ہو اور کچھ مضافاً نہیں ہو مگر اسکو زکوٰۃ لینا مکروہ ہے یہ فتاویٰ

قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اسکا مال کسی مفلس پر ہو تو وہ اس قرضہ کی وجہ سے غنی نہ ہوگا بلکہ فقیر ہو اور اگر اسکا مال کسی مالدار پر ہو جو قرا کر رہا ہو تو یہ غنی ہو اور اگر وہ اسکا کر رہا ہو اور اس کے گواہ موجود ہوں تو بھی ایسا ہی ہو اور اگر گواہ نہ ہوں تو فقیر ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی ارضی اپنے احفاد میں سے انہر جو فقیر ہوں وقف کی حالانکہ اس کے بعض احفاد ایسے ہیں کہ ان کے پاس گھوڑا ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر حقیقہ میں اس گھوڑے کو جہاد کے واسطے رکھا ہو یا اپنی سواری کے لیے بسبب بچے ہونے کے رکھا ہو تو اسکو وقف میں سے دیا جائیگا اور اگر اپنی بڑائی کے واسطے باندھا ہو تو اسکو نہ دیا جائیگا بشرطیکہ یہ گھوڑا دوسو درم کا ہو اور اس پر قرضہ و مہر نہ ہو یہ مضرات میں ہو۔ اور ہر ایسا شخص جسکا نفقہ کسی دوسرے کے مال میں واجب ہوا اور خود اسکو بغیر حکم قاضی اور بغیر رضامندی اس دوسرے کے لے سکتا ہو اور دوسرے کی غیبت میں قاضی اس کے واسطے دوسرے کے مال سے نفقہ کا حکم دیتا ہو اور املاک کے منافع دونوں کے درمیان متصل ہیں حتیٰ کہ ان دونوں میں سے کسی کی گواہی دیکر کے حق میں قبول نہ ہوگی تو نفقہ دینے والے کی مال داری کی وجہ سے یہ بھی وقف کا مال نہ جائز ہونے کے حق میں تو نگر قرار دیا جائیگا اور اسکی مثال شل والدین و اولاد و اجداد کے ہو۔ اور ہر ایسا شخص جسکا نفقہ دوسرے کے مال میں قاضی کے فرض کرنے سے واجب ہوا اور یہ خود اسکو اس کے مال سے بدون حکم قاضی یا بدون اسکی رضامندی لے سکتا ہو اور اس مال والے کے غائب ہونے کی صورت میں قاضی اس کے مال سے نفقہ کا حکم نہ دیکھا اور املاک کے منافع جدا جدا ہیں حتیٰ کہ دونوں میں سے ہر ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں مقبول ہو تو وقف کا مال لینے کے حق میں یہ شخص اپنے نفقہ دینے والے کی تو نگری سے تو نگر شمار نہ ہوگا اور مثال اسکی جیسے بھائی و بہنیں و دیگر محارم ہیں اور اسی اصل پر اس جنس کے مسائل دائر ہیں یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی زمین اپنے قریبی فقیروں پر وقف کی اور حال یہ ہو کہ اسکا ایک قریب ایک شخص غنی ہو جسکی اولاد فقیر ہیں پس اگر یہ اولاد صغیر ہوں یا مذکر ہوں یا مونث ہوں یا بالغ عورتیں ایسی ہوں جنکے شوہر نہیں ہیں یا بالغ مرد ایسے ہوں جو اپنا بیج یا مجنون ہیں تو انکو اس وقف سے حصہ نہ ملے گا اور اگر اس تو نگر مذکور کے بھائی یا بہنیں فقیر ہوں یا کوئی اولاد بالغ فقیر کمانی کرتی ہو تو انکو اس وقف سے حصہ ملے گا یہ محیط سرحسی میں ہو۔ اور اگر عورت فقیر ہو مگر اسکا شوہر قائم ہو تو اس عورت کو وقف سے نہ دیا جائیگا اور اگر شوہر فقیر ہو تو اسکو دیا جائیگا اگرچہ اسکی عورت تو نگر ہو اگر وقف کرنے والے کے قریب کا فرزند بالغ ہوا اور وہ اپنا بیج نہیں ہو مگر وہ فقیر ہو اور اس فرزند کی اولاد بالغ موجود ہیں کہ وہ بھی فقیر ہیں تو اس فرزند کی اولاد کو اس وقف سے حصہ نہ دیا جائیگا اس واسطے کہ قاضی اسکا نفقہ ان کے دادا کے مال میں فرض کرے گا اور ان اولاد کا باپ یعنی ان کے دادا کا سپر پس ہو کہ وقف میں سے حصہ ملے گا ہو سکتا کہ اسکا نفقہ اس کے باپ پر نہیں ہو کیونکہ وہ بالغ ہو اور اپنا بیج نہیں ہو اور اگر قریبی بیٹوں میں سے کسی کا سپر قائم ہو اور خود فقیر ہو تو اسکو اس وقف سے نہ دیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی میرے قریبی فقیروں پر وقف ہو اور انہیں ایک مرد فقیر ہو اور جب غلہ حاصل ہوا تب بھی فقیر تھا مگر ہنوز اپنا حصہ لینے نہ پایا تھا کہ وہ تو نگر ہو گیا تو اپنے حصہ کا مستحق ہوگا اور اگر اسکی قرابت میں سے کوئی عورت بعد حصول غلہ کے چھ مہینہ سے کم میں جنی تو اس غلہ میں سے اس بچہ کا حصہ ہوگا یہ محیط میں ہو اور آئندہ حاصلات میں سے یہ بچہ بھی مستحق ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی صدقہ موقوفہ ہر اس شخص پر ہو جو نسل فلان یا آل فلان میں سے فقیر ہو حالانکہ فلان مذکور کی نسل یا آل میں سے ایک کے سواے کوئی فقیر نہیں ہو ایک ہی فقیر ہو تو تمام غلہ ہی کا ہوگا بخلاف اس کے اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ فقرے

سے غنی ہوں اور اس سے غلہ یا وہ بچہ یا وہ عورت یا وہ شخص

ایسا شخص ہو کہ ان نابالغوں کا حصہ غلہ جو وقف سے انکو ملے گا اسکے پاس رکھا جاسکتا ہو تو صغیر کو جو غلہ ملے گا وہ انکو دیا جائیگا اور
حکم کیا جائیگا کہ انہیں سے اسکے نفقہ میں خرچ کریں اور اسکے لائق نہ ہوں تو یہ غلہ کسی مرد فقیر کے پاس رکھا جائیگا اور اسکو حکم
دیدیا جائیگا کہ اس صغیر پر خرچ کرے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی مرضی اپنی قرابت کے فقیروں پر وقف کی پھر اسکی قرابت
کے بعض فقیروں نے بعض دیگر سے قسم لینی چاہی کہ یہ لوگ تو نگر نہیں ہیں تو اگر ان لوگوں نے دوسروں پر صحیح دعویٰ کیا ہوا
کہ انپر ایسے مال کا دعویٰ کیا کہ جس سے وہ تو نگر ہو جاتے ہیں تو انکو اختیار ہوگا کہ دوسروں سے قسم لیں اور اگر یہ لوگ جس
قسم لیا جاتے ہیں انکی طرف قسم کا میلان ہو پس ان لوگوں نے قسم سے قسم لینی چاہی کہ واللہ تو نہیں جانتا ہو کہ یہ لوگ غنی ہیں تو انکو
یہ اختیار نہیں ہو یہ واقعات حسامیہ میں ہو۔ اور اگر ایک شخص نے قاضی کے پاس اپنی قرابت و فقر کو گواہوں سے ثابت کر دیا اور
قاضی نے حکم دیدیا پھر اسے ایک دوسرے وقف میں سے جو قرابت کے فقیروں پر وقف ہو اسکی قرابت و فقر کے ذریعہ سے اپنا
استحقاق طلب کیا تو اسکو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی ہواصلے کے ساتھ ثابت کر کے حکم لیا پھر اس وقف کنندہ کے ایک مان یا
فقیر ہو۔ اسی طرح اگر اسے گواہوں سے اپنی قرابت و فقر کو ثابت کر کے اسکو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی
اور اسی طرح اگر اس شخص کا جسکے واسطے قرابت کا حکم دیا گیا ہو ایک مان و باپ سے سگا بھائی آیا تو اسکو بھی قرابت ثابت کرنے
کی ضرورت نہ ہوگی یہ وجہیں ہیں۔ اور اگر ایک شخص نے قاضی کے سامنے گواہ پیش کیے کہ مجھ سے پہلے جو قاضی تھا اسے اس
شخص کے قرابت و فقر کا حکم اس مدت سے پہلے دیدیا تھا تو قیاساً یہ شخص غلہ وقف کا مستحق ہوگا اگرچہ مدت و راز گزر گئی ہو لیکن
ہم احسان کو لیتے اور کہتے ہیں کہ اگر مدت زیادہ گزری ہو تو اس سے فقیر ہونے کے گواہ دوبارہ مانگیے گا کہ اب یہ فقیر ہو واسطے
کہ ہر سال غلہ پائے جانے کے وقف مستحق کا فقیر ہونا شرط ہو پس جو قبل اسکے فقیر تھا وہ اس سال کے اس غلہ سے مستحق ہوگا اور
جو بعد اسکے فقیر ہوا وہ اس غلہ سے مستحق ہوگا ان آئندہ دوسرے غلہ سے مستحق ہوگا۔ پھر اگر قاضی نے اسکے فقیر ہونے کا حکم
دیدیا پھر اسکے بعد وہ غلہ مانگتا ہوا آیا حالانکہ وہ غنی ہو اور اسے کہا کہ میں غلہ پیدا ہو جانے کے بعد غنی ہو گیا ہوں اور اسکے
شرکیوں نے کہا کہ نہیں بلکہ تو غلہ پیدا ہونے سے پہلے غنی ہوا ہو تو قیاس یہ ہو کہ اسکا قول قبول ہو لیکن احسان اسکے شرکیوں
کا قول قبول ہوگا اور اگر قاضی نے اسکے فقیر ہونے کا حکم نہ دیدیا ہو پھر وہ غلہ مانگتا ہوا آیا حالانکہ وہ غنی ہو اور کہا کہ میں غلہ حاصل
ہونے کے بعد غنی ہوا ہوں تو قیاساً و احسان اسکا قول قبول نہ ہوگا۔ اور اگر غلہ مانگتا ہوا آیا اور دعویٰ کرتا ہو کہ میں فقیر ہوں اور
شرکیوں نے کہا کہ یہ تو نگر ہو اور اس سے قسم لینی چاہی تو انکو یہ اختیار حاصل ہو اور قاضی اس سے قسم لے گا کہ واللہ وہ آج
کے روز اس وقف کے فقیروں کے ساتھ داخل ہونے سے اور اس وقف کا کچھ غلہ لینے سے بے پروا نہیں ہو۔ اور اگر گواہوں
نے اسکے فقیر ہونے پر گواہی دی اور یہ غلہ پیدا ہو جانے کے بعد خارج ہوا تو وہ اس غلہ میں شرکیوں کے ساتھ داخل نہ ہوگا
ان آئندہ غلہ میں داخل کیا جائیگا لیکن اگر گواہوں نے اسکے فقیر ہونے کا وقت بھی بیان کر دیا ہو کہ فلاں وقت سے
فقیر ہوا اور یہ وقف بھی اس غلہ کے پیدا ہو جانے سے پہلے واقع ہوا تھا تو ایسی صورت میں اس غلہ میں اسکا حق ثابت ہوگا
یہ محیط میں ہو۔ اور اگر فقرے قرابت پر وقف کیا گیا اور قرابت کے بعض لوگوں نے بعض دیگر کے واسطے گواہی دی ہے
اگر ان دونوں فریقوں میں سے ہر ایک نے دوسرے فریق کے واسطے گواہی دی ہو تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہ لوگ
غنی ہوں اور انھوں نے اپنی قرابت میں سے ایک شخص کے واسطے گواہی دی کہ وقف کنندہ کا قریب اور فقیر ہو اور نسب

۱۔ غلہ وقف میں سے
۲۔ بعد وقف کے غلہ یا جو
۳۔ سے پہلے اس وقف میں
۴۔ التزم اپنے ایک مان یا
۵۔ قبل حکم کے اور اگر اسے
۶۔ چھوڑ دے تو اس سے
۷۔ واسطے ہوگا تو اس میں
۸۔ کہ فقیر ہوئے اور
۹۔ حق کے قبول نہ ہوئے

بیان کیا تو امام خصانت رہنے اپنی کتاب الوقف میں باب الوقف علی فقراء و اقرباء میں ذکر فرمایا ہو کہ اگر انھوں نے اپنی گواہی سے کوئی منفعت اپنی جانب نہیں کھینچی اور نہ اپنی ذات سے کوئی مضرت رفع کی ہو تو انکی گواہی قبول ہوگی اور امام خصانت اس باب سے ملے ہوئے اس سے پہلے باب میں فرمایا ہو کہ اگر دو شخصوں نے جنگی قرابت ایک شخص سے صحیح ہو اسکے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ شخص وقف کر نیوالے کے قرابتیوں میں سے ہو اور قرابت کو بیان کیا تو یہ جائز ہو پھر اگر انکی گواہی کی تبدیل نہ ہوئی یعنی وہ لوگ گواہ عادل ثابت ہوئے اور قاضی نے انکی گواہی رد کر دی تو جسکے واسطے انھوں نے وقف کنندہ کے قرابتی ہونے کی گواہی دی ہو وہ ان دونوں کے ساتھ جو کچھ مال انکو وقف سے پہنچا اس میں دخل کیا جائیگا اور شریک ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور ہلال رح نے اپنے وقف میں ذکر کیا ہو کہ اگر دو مردوں نے جو چاہی میں ایک شخص کے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ وقف کنندہ کی قرابتی سے ہو اور قرابتیوں میں سے دو مردوں نے ہی شخص کے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ فقیر ہو تو انکی گواہی قبول ہوگی اور اس میں کوئی تفضیل نہیں زمانی اور نیز شیخ ہلال رح نے اپنے وقف میں فرمایا کہ اگر قرابت میں سے ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں غنی ہوں پھر وہ وقف میں سے حصہ لگتا ہوا آیا اور کہا کہ میں فقیر ہوں اور میں غلہ پیدا ہونے سے پہلے فقیر ہو گیا تو اسکا قول قبول ہوگا اگرچہ وہ نے الحال فقیر ہو دے ولیکن اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے غلہ پیدا ہونے سے پہلے اپنا مال تلف کر دیا ہو تو وہ غلہ وقف کا مستحق ہوگا اگر انھوں نے کہا کہ تجھ کیا اور قاضی نے اسکو تجھ سے متمسکھا تو اب اسکو وقف سے نہ دیگا جبکہ اسکے تجھ سے وہ اسکے ہاتھ آسکتی ہو یہ محیط میں ہو۔ فصل پنجم پڑوسیوں پر وقف کرنے کے بیان میں۔ اگر اپنے پڑوسیوں پر وقف کیا تو قیاس یہ ہو کہ انھیں لوگوں کی طرف صرف ہو جو اسکے ملاحق ہیں اور مستحقان ان لوگوں کی طرف راجع ہوگا کہ اسکو اور انکو بھی مل جائے یہ وجہ میں ہو اور یہی منہار ہو یہ غیاثیہ میں ہو پھر امام عظیم کے ظاہر مذہب میں ہو کہ شرط نقطہ سکونت ہو چاہے رہنے والا اپنے مالک کے مکان میں ہو یا مالک مکان نہ ہو اور یہی صحیح ہو یہ محیط میں ہو اور اگر رہنے والا مالک کے سواے اور کوئی شخص ہو یعنی مالک نہ رہتا ہو تو مستحق وقف رہنے والے کا ہو مالک کا نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اس وقف میں پڑوسی دھل ہوگا خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو نہ کہ ہر ما مویش ہو آزاد ہو یا مکتب ہو صغیر ہو یا کبیر اور مال وقف انہر مسادسی تقسیم ہوگا اور اگر کسی نے بعض کو بعض پر تفضیل دی تو نہ اس میں ہوگا یہ حاوی میں ہو اور اسی بنایان جو ام ولد ہوں یا غلام دبا ندیان جو مدبر ہوں اور بعض غلام دبا ندیان اس وقف میں داخل نہ ہوں گی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور یہی طرح جو قرضدار کہ اسکے معاملہ میں بسبب قرضہ کے مجبوس ہوا ہو وہ بھی داخل نہ ہوگا یہ وجہ میں ہو اور اس وقف میں وقف کنندہ کی اولاد اور اسکا باپ دادا و زوجہ داخل نہ ہوں گی یہ حاوی میں ہو اور اولاد کی اولاد اگر پڑوسی ہوں تو مستحقان داخل نہ ہوں گی یہ غزائے المفتین میں ہو اور اسکا بھائی و چچا و ماموں داخل ہوں گے یہ فلہیر یہ محیط میں ہو۔ اور واضح رہے کہ تقسیم غلہ کے وقت جو شخص پڑوسی ہو وہی پڑوسی اعتبار کیا جائیگا پس اگر وقف کرنے والے کے پڑوسیوں میں سے بعضوں نے اپنے مکانات فروخت کر دیے اور دوسرے غلام ہیں چلے گئے اور یہاں اور لوگ بچے چلے جانے والوں کے غلہ تیار ہو جانے کے بعد اور کاٹے جانے سے پہلے اگر آباد ہوئے تو یہ لوگ اس غلہ کے مستحق ہوں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنے پڑوسیوں پر وقف کیا اور اسکا ایک مکان تھا جس میں وہ رہتا تھا پھر اسکو چھوڑ کر دوسرے مکان میں چلا گیا اور وہاں کرایہ پر آ گیا بیان ہو کہ اگر کیا تو وقف کا غلہ اس مکان کے پڑوسیوں کو ملے گا جنہیں اٹھ گیا اور وہاں ملا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنے پڑوسیوں پر وقف کیا پھر مکہ معظمہ کو گیا اور وہاں مر گیا تو دیکھا جاوے کہ اگر اس نے مکہ معظمہ میں گھر کر لیا ہو تو وقف کی آمدنی مکہ میں داسکے

نے شرح سیر الکبیر میں فرمایا کہ اگر وقف کرنے والے نے وقف میں اہل بیت کا لفظ ذکر کیا ف مثل ایک وقف کر نیوالے نے کہا کہ میں
 اپنی بی بی زینہ محدودہ اپنے اہل بیت پر اور آخر فقرہ پر وقف کی ہے۔ م۔ تو اس سے پوچھا جاوے پس اگر اسے بیت السکنی مراد لیا ہو
 یعنی گھر میں ساتھ رہنے والے تو اس کے اہل بیت وہ ہیں جنکی پرورش کرتا ہو اور انکو اپنے گھر میں نفقہ دیتا ہو اگرچہ اسے قرابت نہ ہو اور
 اگر اسے بیت النسب مراد لیا ہو یعنی میرے نسب کے لوگ تو اس کے اہل بیت تمام اولاد اسکے باپ کی ہے جو اس سے مغرور نہیں
 اور قاضی علی سعدی نے ذکر کیا کہ اگر وقف کرنے والا کسی نسبتی گھر اسے کا ہو جیسے عرف کے خاندان میں تو اس کے اہل بیت
 اسکے باپ کی تمام اولاد ہیں اگرچہ اسکے خیالی میں نہوں اور اگر اسکا نسبش خاندان نہ ہو تو اس کے اہل بیت وہ لوگ ہیں جنکو اپنے
 گھر میں ساتھ رکھتا اور انکو نفقہ دیتا ہو اور اسکے سوا سے اور لوگ نہیں داخل ہونگے اگرچہ اسے قرابت ہووے اور یہی غلط فہمی
 یہ غیاشیہ میں ہے۔ اور اگر اپنے اہل بیت پر وقف کیا تو وقف کے تحت میں جو اس کے اہل بیت سے موجود ہیں اور جو آئندہ ان لوگوں
 کے بعد پیدا ہوں انکی اولاد اور اولاد کی اولاد سب داخل ہونگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی آل پر وقف کیا یا اپنی جنس پر وقف
 کیا تو مثل اہل بیت پر وقف کرنے کے ہے اور انہیں فقیروں کی خصوصیت نہوگی لیکن اگر اسے خود فقیروں کی تخصیص کر دی ہو
 تو خاص فقیروں ہی کو ملے گا پس اگر اسے کہا کہ علی الفقراء منہم یعنی انہیں سے فقیروں پر یا کہ من انفق منہم یعنی جو انہیں سے
 فقیر ہوا تو یہ دونوں یکساں ہیں کیونکہ غلہ اسی کے واسطے ہوگا جو وقت غلہ کے فقیر ہو اگرچہ وقف کے وقت غنی ہو اور یہ قید ہونگی
 کہ غنی ہو کر پھر فقیر ہو گیا ہو اور یہی صحیح ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کسی عورت نے اپنے اہل بیت پر یا اپنی جنس پر
 وقف کیا تو اس عورت کی والدہ اور اسکی اولاد اس میں داخل نہوگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر اس کے میں نے
 اہل بیت پر وقف کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہ خاصہ تہی جو رو پر ہوگا قال المترجم ہمارے عرف کے موافق ایسا ہونا
 چاہیے اور شیخ ہلال رحمہ نے فرمایا کہ لیکن ہم استہسان کو لیکر یہ کہتے ہیں کہ اسکے وقف کو تمام ان لوگوں پر قرار دیتے ہیں
 جو اسکے گھر میں اسکے عیال میں آزاد لوگ ہیں کذا فی الحادی اور یہی مختار ہے یہ غیاشیہ میں ہے اور وقف کے تحت میں اسکے
 مملوک لوگ داخل نہونگے کذا فی المحيط اور خود عبد اللہ بھی اس میں داخل نہوگا اور اسی طرح جو اسکو دوسرے مکان میں
 اپنے عیال میں رکھتا ہو وہ بھی داخل نہوگا یہ حادی میں ہے اور عیال ہر وہ شخص ہے جو کسی آدمی کے نفقہ میں پرورش
 پاتا ہو خواہ اسکے مکان میں ہو یا دوسری جگہ ہو اور حشم بمنزلہ عیال کے ہیں یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر عقب
 فلان یعنی فلان شخص کے عقب پر وقف کیا تو جانتا چاہیے کہ اگر کسی شخص کے عقب وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے باپوں سے
 اس شخص کی طرف راجع ہوں اور انہیں دختر و ن کی اولاد داخل نہوگی لیکن اگر دختر و ن کے شوہر بھی فلان شخص مذکور
 کی اولاد میں سے ہوں تو داخل ہونگے اور اسی طرح سوائے دختر و ن کے اور بہنوں وغیرہ دیگر عورتوں کی اولاد بھی اس
 وقف میں داخل نہوگی مگر جبکہ انکے شوہر اس شخص کی اولاد میں سے ہوں اور اگر کسی نے زید اور اسکے عقب پر وقف
 کیا اور زید کی اولاد ہو اور زید زندہ موجود ہو تو اسکی اولاد کے واسطے کچھ نہوگا اسوا سٹے کہ کسی شخص کی اولاد جب ہی عقب
 کہلاتی ہے جبکہ وہ شخص مر جاوے یہ معیار میں ہے سا توین فصل موالی و مدبرین و امہات الاولاد پر وقف کرنے کے
 بیان میں۔ قال المترجم موالی جمع موٹے اور مراد غلام یا باندی آزاد کی ہوتی اور مدبرہ وہ باندی یا غلام جسکا آزاد ہونا
 مالک نے اپنے مرتبہ کے بعد پر لکھا ہو اور امہات الاولاد جمع ام ولدہ باندی جسکے مالک سے اسکے بچے پیدا ہوئے ہو
 اگر کسی صلی آزاد شخص نے کہا کہ میری یہ ارٹھی صدقہ موقوفہ ہے میرے مولوں پر اور پھر فقیروں پر ہے اور

[illegible]

اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو یہ وقت ان لوگوں پر ہوگا جنکو اس نے آزاد کیا ہو بشرطیکہ اسکے آزاد کیے ہوئے مملوکوں سے موجود ہوں اور اس وقت میں وہ لوگ داخل ہونگے جنکو اس نے وقف کے آزاد کیا ہو اور وہ لوگ جو اسکی طرف سے ہمد وقت کے آزاد ہو جاویں اور جو لوگ اسکی موت سے آزاد ہو جاویں یعنی امہایت اولاد و مدبروں کی اور جو بسبب وصیت اسکے اسکی موت کے بعد آزاد ہو جاویں خواہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں مذکر ہوں یا مؤنث ہوں اور اسکے آزاد کیے ہوئے کی اولاد بھی داخل ہوگی اسواسطے کہ سوائے وقف کرنے والے کے انکا کوئی مولیٰ نہیں ہو گا ذانی الحاد ہی ولیکن آزاد کی ہوئی عورتوں کی اولاد اگر اپنے باپوں کی اولاد سے وقف کر نیوالے کی طرف راجع ہوں تو وہ داخل ہوگی اور اگر اسکے باپوں کی دلا ر کسی اور قوم کے واسطے ہو تو داخل نہ ہوگی یہ خزانہ المفیتین میں ہو اور اسکے مولاؤں کے آزاد کیے ہوئے اس وقت میں داخل ہونگے ولیکن اگر اسکے مولیٰ مر گئے تو استحسانا یہ غلہ اسکے مولیٰ کے آزاد کیے ہوئے پر صرف کیا جائیگا اور اگر وقف کرنے والے کا ایک ہی مولیٰ ہو تو اسکو آدھا غلہ ملیگا اور باقی آدھا فقیروں کے واسطے ہوگا اور اسکے مولیٰ کے آزاد کیے ہوئے کے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر اسکے آزاد کیے ہوئے دو موجود ہوں تو کل غلہ ان دونوں کو دیا جائیگا یہ حاوی میں ہو اور اگر اسکے آزاد کیے ہوئے غلام و باندیان دونوں ہوں تو غلہ ان سب پر برابر تقسیم ہوگا اور اگر سب آزاد کی ہوئی عورتیں ہوں کوئی مرد اسکے ساتھ نہ ہو تو سب غلہ ان آزاد کی ہوئی عورتوں کو ملیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اسکے مولیٰ عتاقہ یعنی آزاد کیے ہوئے اور مولیٰ مولا یعنی جسے مولات کی ہو دو دونوں موجود ہیں تو غلہ وقف اسکے مولیٰ عتاقہ کو ملیگا اور اگر فقط مولات ہی ہوں تو استحسانا غلہ انکو دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر وقف کرنے والے کے مولیٰ ہوں اور اسکے پسر کے بھی مولیٰ موجود ہوں اور پسر مذکور باپ کے آزاد کیے ہوئے کی دلا رکھا اپنے باپ سے وارث ہوا ہو تو وقف کی آمدنی وقف کنندہ کے مولیٰ کی ہوگی اور پسر کے مولیٰ کے واسطے نہ ہوگا اور اگر وقف کنندہ کا کوئی مولیٰ یعنی آزاد کیا ہوا نہ ہو بلکہ فقط اسکے پسر کے آزاد کیے ہوئے موجود ہیں تو امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ غلہ اسکے پسر کے مولیٰ پر صرف کیا جائیگا اور یہی شیخ ہلال رحم کا قول ہے اور یہ استحسان ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرے آزاد کیے ہوئے اور میرے دالہ کے آزاد کیے ہوئے پر وقف ہو تو اسکے دادا کا آزاد کیا ہوا نہیں داخل نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرے اہل بیت کے مولیٰ پر وقف ہو تو اسکی جورو اور اسکے ماموں کے آزاد کیے ہوئے اس میں داخل ہونگے الا اس صورت میں کہ جورو اور ماموں اسکے اہل بیت سے ہوں اور اگر کہا کہ آل عباس کے آزاد کیے ہوئے پر وقف ہو تو آل عباس کے آزاد کیے ہوئے نے جنکو آزاد کیا ہو وہ اس میں داخل نہ ہونگے یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ میرے آزاد کیے ہوئے اور انکی اولاد و انکی نسل پر وقف ہو تو ان میں اسکے آزاد کیے ہوئے اور انکی اولاد اور اولاد کی اولاد مرد و عورتیں سب داخل ہونگی اور اس میں اسکے آزاد کیے ہوئے کی دختر کی اولاد بھی داخل ہوگی اگرچہ انکی دلا ر کسی اور قوم کے واسطے ہووے اور یہی طرح اگر فرزند کی مان اس وقت کنندہ کے آزاد کیے ہوئے میں سے ہو اور اسکا باپ آزادان عرب سے ہو تو بھی یہی حکم ہو اسواسطے کہ یہ فرزند اسکے مولیٰ کی اولاد میں سے ہو اور نسل کی لفظ میں مرد و عورتوں سب کی اولاد داخل ہے۔ پھر اگر ان میں سے کوئی عورت مر گئی اور اولاد چھوڑی اور وقف کرنے والے نے یہ شرط نہیں لگائی تھی کہ اگر ان میں سے کوئی مر جاوے تو اسکا حصہ انکی اولاد کو دیا جاوے تو اس عورت کا حصہ باقی حسب قدر آزاد کیے ہوئے موجود ہیں انکو رد کر دیا جاوے ایسا ہی شیخ ابوالقاسم نے فتویٰ دیا ہے اور اگر وقف کرنے والے نے یہ کہا ہو کہ میرے آزاد کیے ہوئے وانکی اولاد و انکی نسل سے ان لوگوں پر جبکی دلا ر میری طرف رجوع کرتی ہووے وقف ہو تو اس وقت میں اسکے آزاد کیے ہوئے

لے مال انہیں عورتوں کا
لفظ میں سے قیادہ یعنی آزاد
کیے ہوئے غلاموں پر صرف
مولا مولات کی
اس سے شرط مولات کی
دو دونوں پر دیا جائیگا
جیسا کہ کتاب المولات
میں مذکور ہے ۱۲
اس اصل میں مذکور ہے
میں درث مولا و عورت
ایسا لکھا جائیگا یہ شرط لکھا
حاکم بالکل غلط ہے اور
مواہیک درث مولا و عورت
میں ایسا لکھا جائیگا

کی دختروں کی وہ اولاد ہوگی ولا اور قوم کی طرف راجع ہوتی ہو داخل نہوگی۔ اور اگر اسنے کہا کہ میں نے یہ وقف کیا ان لوگوں پر جنکا میں نے آزاد کر دیا ہو یا میری طرف سے انکو آزادی حاصل ہوئی ہو تو اس میں اس مولیٰ کی اولاد جسکو اسکی طرف سے آزادی ملی ہو داخل نہوگی یہ حاوی میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی ارض یا مکان کو اپنے مولیٰ اور انکی اولاد پر وقف کیا پھر مولیٰ میں سے کسی کے بچے پیدا ہو تو ولادت سے چھ مہینے سے کم مدت پہلے مکان کا جو کرایہ و آمدنی حاصل ہوئی ہو اس میں اس بچے کا حصہ ہو اور جو اس سے قبل حاصل ہو گیا ہو اس میں اسکا حصہ نہیں ہو اور زمین کی آمدنی میں سے ولادت سے چھ مہینے سے کم مدت پہلے جو غلہ حاصل ہوا ہو اس میں اس بچے کا حصہ ہو یہ واقعات حسامیہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میرے آزاد کیے ہوؤں پر وقف ہو پھر کسی کو اسنے اور اسنے بھائی نے آزاد کیا ہو تو وہ وقف میں داخل نہوگا اور اگر کہا کہ ان مولائوں پر جنکی ولا میری طرف راجع کرے اور حال یہ ہو کہ اسنے باپ نے ایک غلام آزاد کیا تھا پس اسکی ولا رکایہ اور اسکا بھائی وارث ہوا تو یہ آزاد شدہ غلام اس وقف میں داخل ہوگا اور اگر کہا کہ ان انواد کیے ہوؤں پر جو میرے فرزند کے ساتھ لازم رہیں تو آزاد کیے ہوؤں میں سے جو اسکے فرزند کے ساتھ رہیں انکو ملے گا اور مہینے ساتھ دینا چھوڑ دیا کچھ مستحق نہوگا پھر اگر پھر کر ساتھ دنیا شروع کیا تو اسکا استحقاق عود کرے گا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اسنے کہا کہ میں نے وقف کیا اپنے مولیٰ کے مولیٰ پر اور مولیٰ کے مولیٰ پر اپنے تیسرے فریق کو بھی ذکر کیا تو مسئلہ فرزند برقیاس کر کے فریق چارم و پنجم وغیرہ مہینے ہون سب داخل ہونگے یہ محیط میں ہو شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی ارض اپنے آزاد کیے ہوؤں و انکی اولاد پر بطنائے بطن اور کسی شخص کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف کیا پس ان دو فریقوں میں سے ایک مر گیا اور اولاد چھوڑی تو ہر کا حصہ کس کو ملے گا آیا اسکی اولاد کو یا پہلے پشت میں سے جو لوگ زندہ ہیں انکو تو شیخ نے فرمایا کہ اولیٰ یہ ہو کہ اسکا حصہ اسکی اولاد کو دیا جاوے یہ تا نا خانہ میں ہو اور اگر وقف کرنے والے نے ایک شخص مجہول النسب کی نسبت اقرار کیا کہ یہ میرا آزاد کیا ہوا ہو اور اسنے بھی تصدیق کی اور حال یہ ہو کہ اس تصدیق کرنے والے کا کوئی نسب معروف نہیں اور نہ کسی کی طرف اسکی ولا معروف ہو تو وہ وقف کا مستحق ہوگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور جو حکم ذکر فرمایا ہو یہ وقف کی ان حاصلات میں ٹھیک ہو جو آئندہ سنے بعد اس اقرار کے حاصل ہوں اور جو پہلے حاصل ہو چکی ہیں ان میں ٹھیک نہیں ہو اور نیز جو قبل اس اقرار کے پیدا ہو کر ہنوز تقسیم نہیں کی ہیں انکی بابت بھی ٹھیک نہیں ہو یہ محیط میں ہو قال المترجم یعنی یہ حکم آئندہ پیدا ہونے والے غلات کی بابت مراد ہو اور یہ غرض نہیں ہو کہ صاحب کتاب سے قطلی ہوئی ہو فافہم۔ اور اگر کسی نے اپنے مولیٰ پر وقف کیا تو مولیٰ اسکو بھی سکتے ہیں جسنے آزاد کیا اور اسکو بھی جسکو آزاد کیا ہو پھر اگر وقف کرنے والے کے مولیٰ ایسے ہوں جنھوں نے اسکو آزاد کیا ہو اور ایسے بھی ہوں جنکو اسنے آزاد کیا ہو اور وقف کنندہ مر گیا ہو تو ان دونوں فریقوں میں سے کسی فریق کو کچھ نہ دیا جائیگا یہ ظہیر میں ہو اور اسکی آمدنی فقیروں پر تقسیم ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے یہ صدقہ ہو تو نہ ہمیشہ میری ام ولد باندیوں میری مدبرہ باندیوں پر ہو تو وقف جائز ہو برعکس اسکے وہ غلام و باندیاں جن جنکو مکاتب کیا ہو یا جنکو مال پر آزاد کیا ہو پھر حسب وقت صحیح ہوا تو استحقاق میں وہ ام ولد و مدبرہ داخل ہونگی جو اسکے پاس ہوں اگر چہ اسنے انکا نکاح کر دیا ہو اور زمین وہ ام ولد باندیاں جنکو اس وقف سے پہلے اپنی زندگی میں آزاد کر چکا ہو تو اسکا اس وقف میں کچھ حق نہوگا کیونکہ ان باندیوں کو نام مولیٰ نہ ہو گیا تو وہ اس میں داخل نہیں ہو سکتی ہیں الا اس صورت میں کہ وقف کرنے والا تصریح سے بیان کر دے پہلے واج میں ہو اور اگر اسکی کوئی ام ولد نہو لاکہ وہ اسکی حیات میں آزاد ہو گئی ہو یعنی جو اسکی ام ولد تھی وہ اسکی حیات میں آزاد ہو گئی

تو اسکو وقت سے لیکھا یہ حاوی میں ہوا اگر اسنے کہا کہ میں نے وقت کیا زید کی ام ولد باندیوں پر اور اسکی آزادی کی ہوئی باندیوں پر اور حال یہ ہو کہ زید کی باندیوں میں سے کچھ اسکی ام ولد باندیاں موجود ہیں اور کچھ ام ولد باندیوں کو اسنے آگے دے دیا ہو تو وقت کی آمدنی اسکی ام ولد باندیوں اور اسکی آزادی کی ہوئی باندیوں کے درمیان تقسیم ہوگی اور جن باندیوں کو اسنے آزاد کیا ہو وہ بھی استحقاق وقت میں داخل ہونگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری پر زمین صدقہ موقوفہ بعد میری وفات کے میرے آزاد کیے ہوئے مملوکوں پر ہو تو اس وقت میں سے اسکی ام ولد باندیوں اور مدبر غلام و باندیوں کو جو اسکے مرنے پر آزاد بھی ہو چکے ہوں حصہ لیکھا یہ غلام و قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ ارہنی میری صدقہ موقوفہ زید کے مملوک سالم نام پر ہو پھر زید نے اسکو اپنی ملک سے نکال دیا یا بن طور کہ اسکو فروخت کر دیا تو وقت مذکور کی آمدنی اس کی ہوگی جہاں جاوے اسکے ساتھ ہوگی اور قبول کرنے کا اختیار اس سالم کا ہوگا سالم کے مالک کا ہوگا پس جو غلہ پیدا ہو اسنے اس کے وقت سالم کا مالک ہووے یہ غلہ اسکی ہوگا یہ حاوی میں ہو اور اگر کسی نے کہا کہ میری پر ارہنی سالم غلام زید پر اور بعد اسکے مسکینوں پر وقت ہو پھر زید نے سالم کو وقت کر دیا تو غلہ مذکور سالم کا ہو چاہے جہاں رہے اور اگر وقت کرنے والا اس سالم کا مالک ہو گیا تو سالم پر جو وقت کیا تھا وہ باطل ہو یہ خزانہ لہفتین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ سالم میرے مملوک پر اور بعد اسکے مسکینوں پر وقت ہو تو آمدنی مسکینوں کی ہوگی سالم کی کچھ ہوگی اور نہ وقت کنندہ کی ہوگی اور اگر اسنے اس سالم کو کسی کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی سالم یا اسکے مالک کے واسطے وقت سے کچھ ہوگا پس واضح ہو کہ وقت کنندہ کی ام ولد باندیوں و مدبر باندیوں پر وقت جائز ہو اور جو اسکے محض مملوک ہوں ان پر جائز نہیں ہو اور امام محمد نے اسکے فرق کی طرف اشارہ کیا ہو کہ ام ولد و مدبرین ایک طرح کا علق ہو اور محض مملوک میں یہ بات نہیں ہو یہ ظہیر میں ہو۔ اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک ارہنی کسی نے اپنے آزاد کیے ہوؤں پر وقت کی پھر ان لوگوں نے اس ارہنی کی تعمیر و اصلاح کیو بسط اسکی تقسیم کا ارادہ کیا تو شیخ نے فرمایا کہ ان اگر حفاظت و تعمیر و اصلاح کے واسطے تقسیم کا نقد کیا تو تقسیم جائز ہو اور اگر مالک ہو جانے کے واسطے ہوا رہ چاہا تو نہیں جائز ہو یہ آثار خانیہ میں ہو۔ آٹھویں فصل اگر فقیروں پر وقت کیا پھر جو دبا اسکی بعض اولاد یا قرابت محتاج ہو گئی جنکو اس وقت کی حاجت ہوئی تو اسی صورتوں کے احکام کے بیان میں غلام و سے میں مذکور ہو کہ اگر کوئی زمین فقراء و مساکین پر صدقہ موقوفہ کر دی پھر اسکے بعض قرابتی یا وہ خود محتاج ہو اس اگر وہ خود محتاج ہو تو اسکو اس وقت کے غلہ سے سب الامون کے نزدیک کچھ نہ دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہو اور اگر اسنے اپنی صحت میں کہا کہ میری ارہنی میرے بعد فقیروں پر صدقہ موقوفہ ہو اور حال یہ ہو کہ یہ ارہنی اسکی تہائی سے نکلتی ہو یا اسنے اپنے مرض میں ایسا کہا کہ پھر مر گیا اور اسکی ایک لڑکی صغیرہ ہو تو اسکا غلہ اس لڑکی کے صرف میں لانا نہیں جائز ہو اور یہ تفصیل شیخ ابو القاسم سے مروی ہو اور صدر رشید حسام الدین نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہو یہ غیاثہ میں ہو اور اگر اسکی قرابت میں سے بعض یا اسکا بعض فرزند اسکے محتاج ہوئے اور وقت مذکور حالت صحت میں واقع ہوا ہو تو اس میں چند احکام ہیں ایک یہ کہ وقت کا غلہ قرابتی فقیروں پر صرف کرنا اسے ہو پھر اگر کچھ باقی رہے تو انہی فقیروں پر تقسیم ہو و دوم یہ کہ غلہ پیدا ہونے کے روز محتاجوں پر نظر کیجائیگی بلکہ جس روز غلہ تقسیم ہوتا ہو اس روز اسے محتاجوں پر نظر ہوگی اور سوم یہ کہ وقت کرنے والے سے قرابت میں ترتیب وار سب سے قریب پھر سب سے قریب اس طرح دیکھا جائیگا جو اسکے نسب سے پیدا ہو وہ اول ہوگا پھر اسکے فرزند کی اولاد پھر تیسری پشت پھر چوتھی پشت اور چوتھی کے ساتھ پانچویں دھبھی حسبہ رنجے تک ہوں داخل ہونگی پھر

اس وقت کی آمدنی اس سالم کا ہوگا سالم کے مالک کا ہوگا پس جو غلہ پیدا ہو اسنے اس کے وقت سالم کا مالک ہووے یہ غلہ اسکی ہوگا یہ حاوی میں ہو اور اگر کسی نے کہا کہ میری پر ارہنی سالم غلام زید پر اور بعد اسکے مسکینوں پر وقت ہو پھر زید نے سالم کو وقت کر دیا تو غلہ مذکور سالم کا ہو چاہے جہاں رہے اور اگر وقت کرنے والا اس سالم کا مالک ہو گیا تو سالم پر جو وقت کیا تھا وہ باطل ہو یہ خزانہ لہفتین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ سالم میرے مملوک پر اور بعد اسکے مسکینوں پر وقت ہو تو آمدنی مسکینوں کی ہوگی سالم کی کچھ ہوگی اور نہ وقت کنندہ کی ہوگی اور اگر اسنے اس سالم کو کسی کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی سالم یا اسکے مالک کے واسطے وقت سے کچھ ہوگا پس واضح ہو کہ وقت کنندہ کی ام ولد باندیوں و مدبر باندیوں پر وقت جائز ہو اور جو اسکے محض مملوک ہوں ان پر جائز نہیں ہو اور امام محمد نے اسکے فرق کی طرف اشارہ کیا ہو کہ ام ولد و مدبرین ایک طرح کا علق ہو اور محض مملوک میں یہ بات نہیں ہو یہ ظہیر میں ہو۔ اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک ارہنی کسی نے اپنے آزاد کیے ہوؤں پر وقت کی پھر ان لوگوں نے اس ارہنی کی تعمیر و اصلاح کیو بسط اسکی تقسیم کا ارادہ کیا تو شیخ نے فرمایا کہ ان اگر حفاظت و تعمیر و اصلاح کے واسطے تقسیم کا نقد کیا تو تقسیم جائز ہو اور اگر مالک ہو جانے کے واسطے ہوا رہ چاہا تو نہیں جائز ہو یہ آثار خانیہ میں ہو۔ آٹھویں فصل اگر فقیروں پر وقت کیا پھر جو دبا اسکی بعض اولاد یا قرابت محتاج ہو گئی جنکو اس وقت کی حاجت ہوئی تو اسی صورتوں کے احکام کے بیان میں غلام و سے میں مذکور ہو کہ اگر کوئی زمین فقراء و مساکین پر صدقہ موقوفہ کر دی پھر اسکے بعض قرابتی یا وہ خود محتاج ہو اس اگر وہ خود محتاج ہو تو اسکو اس وقت کے غلہ سے سب الامون کے نزدیک کچھ نہ دیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہو اور اگر اسنے اپنی صحت میں کہا کہ میری ارہنی میرے بعد فقیروں پر صدقہ موقوفہ ہو اور حال یہ ہو کہ یہ ارہنی اسکی تہائی سے نکلتی ہو یا اسنے اپنے مرض میں ایسا کہا کہ پھر مر گیا اور اسکی ایک لڑکی صغیرہ ہو تو اسکا غلہ اس لڑکی کے صرف میں لانا نہیں جائز ہو اور یہ تفصیل شیخ ابو القاسم سے مروی ہو اور صدر رشید حسام الدین نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہو یہ غیاثہ میں ہو اور اگر اسکی قرابت میں سے بعض یا اسکا بعض فرزند اسکے محتاج ہوئے اور وقت مذکور حالت صحت میں واقع ہوا ہو تو اس میں چند احکام ہیں ایک یہ کہ وقت کا غلہ قرابتی فقیروں پر صرف کرنا اسے ہو پھر اگر کچھ باقی رہے تو انہی فقیروں پر تقسیم ہو و دوم یہ کہ غلہ پیدا ہونے کے روز محتاجوں پر نظر کیجائیگی بلکہ جس روز غلہ تقسیم ہوتا ہو اس روز اسے محتاجوں پر نظر ہوگی اور سوم یہ کہ وقت کرنے والے سے قرابت میں ترتیب وار سب سے قریب پھر سب سے قریب اس طرح دیکھا جائیگا جو اسکے نسب سے پیدا ہو وہ اول ہوگا پھر اسکے فرزند کی اولاد پھر تیسری پشت پھر چوتھی پشت اور چوتھی کے ساتھ پانچویں دھبھی حسبہ رنجے تک ہوں داخل ہونگی پھر

اگر زمین سے کوئی نہ ہو یا ہو اور بعد اسکے نئے بچ رہا تو وہ قرابت کے فقیروں پر تقسیم ہوگا اور زمین بھی قرابت کی راہ سے سب سے قریب کا اعتبار ہوگا پس پہلے اسی کو دیا جائیگا جو ان سب میں سے وقف کرنے والے سے قرابت میں قریب ہو یہ حادی میں ہو۔ پھر اسکے بعد وقف کرنے والے کے آزاد کیے ہوؤں کا مرتبہ ہو پھر اسکے بعد وقف کرنے والے کے پڑوسیوں کا مرتبہ ہو پھر اسکے بعد وقف کنندہ کے شرع والوں کا مرتبہ ہو مگر زمین بھی وہ مقدم ہونگے جو اپنی سکونت کی راہ سے وقف کنندہ سے سب سے زیادہ نزدیک ہوں یہ محیط سرخسی و محیط افتاد سے قاضی خان میں ہو۔ اور چارم یہ کہ جن لوگوں کو دیا جائیگا زمین سے ہر ایک کو دو سو درم سے کم دیا جائیگا اور یہ شیخ ہلال رحمہ کا قول ہے یہ حادی میں ہو۔ اور یہ وقت ہے کہ اسے فقیروں پر وقف کیا اور اسکے بعض قرابتی محتاج ہوئے ہیں اور اگر اسے اپنی قرابت کے فقیروں پر وقف کیا تو سب آمدنی پھین پر تقسیم ہوگی اگرچہ زمین سے ہر ایک کو دو سو درم سے زیادہ ہو پیشہ اور اگر اسے فقرا سے قرابت میں ترتیب محتاجی کی کر دی ہو کہ اول سب سے فقیر کو پھر جو اسکے بعد سب سے زیادہ فقیر ہو علیٰ ہذا ترتیب تو اسی صورت میں کل حصہ رسد نہ دیا جائیگا بلکہ ہر دو سو درم سے کم دیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر فقیروں پر وقف تھا زمین سے قاضی نے بعض قرابتیوں کو کچھ دیا تو زمین دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ قاضی نے اسکے دینے کا حکم نہیں دیا کہ اسکے واسطے کچھ واجب ہو جائے گا سبب ہو تو واجب ہوگا ہے کہ اگر اسکے بعد دوسرا قاضی آیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ یہ طریقہ توڑ دے اور ان قرابتیوں کو کچھ نہ دے دوم یہ کہ اول قاضی نے اسکا حکم دیدیا اور تقیم سے کہدیا کہ میں نے اسکا حکم دیدیا اور یہ اسکے واسطے وظیفہ مقرر کر دیا وقف سے برابر تو یہ لوگ بہ نسبت اور فقیروں کے زیادہ مقدار ہو جائینگے اور جو قاضی اسکے بعد آوے اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اسکو توڑ دے یہ حادی میں ہو۔ اور اگر اپنی ارہی اس شرط پر وقف کی کہ انہیں سے نصف واسطے مسکینوں کے اور نصف واسطے قرابتی فقیروں کے ہو پھر اسکے قرابتی فقیروں کو احتیاج لاحق ہوئی اور جب قدر انکو ملتا ہو وہ اسکے واسطے کافی نہیں ہو تو جو کچھ اسے مسکینوں کے واسطے شرط کیا ہو زمین سے انکو دیا جاوے یا نہیں تو شیخ ہلال رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زمین اور یہی یوسف بن خالد سمی کا قول ہے اور شیخ ابراہیم بن یوسف یحییٰ اور علی بن احمد قاری اور فقیر ابو جعفر ہندوانی نے کہا کہ انکو مساکین کے حصہ سے دیا جائیگا اس واسطے کہ وہ لوگ اسکے قرابت کے مساکین ہیں کہ دونوں جہت سے مستحق ہیں جیسے ایک نے اپنی ایک ارہی اپنی قرابت پر اور دوسری اراضی اپنے پڑوسیوں پر وقف کی اور پڑوسیوں میں بعض اسکے قرابت دار ہیں تو یہ لوگ دونوں وقفوں میں سے دونوں وصفوں کی جہت سے مستحق ہونگے۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر وقف کرنے والے نے وقف میں شرط کی ہو کہ اسکی قرابت کے فقیروں کے واسطے اتنا اور مساکین فقرا کے واسطے اتنا تو قرابت والے فقیروں کو فقرا کے حصہ سے دیا جائیگا اور اگر اسے یہ شرط کی ہو کہ اسکے قرابتی فقیروں کے واسطے مقدار اور باقی مساکین فقرا کے واسطے ہو تو قرابتی فقیروں کو حصہ فقرا میں سے نہ دیا جائیگا اور یہی کو محمد بن سلمہ و ابو نصر محمد بن سلام نے اختیار کیا ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر وقف کرنے والے نے وقف کی آمدنی اس واسطے مشروط کر دی ہو کہ مرد مسلمان جو قضا کی میں پھنسا ہو اسکے چھکار سے میں یا مسافروں کے لیے یا فی سبیل اللہ نبی جہاد کے واسطے یا حج یا مسلمان غلاموں کی گردنیں آزاد کرانے کے لیے صرف کیا جاوے پھر اسکی بعض اولاد یا قرابتی فقیر اسکے حاجت مند ہوئے تو انکو زمین سے کچھ نہ دیا جائیگا لیکن اگر اولاد یا قریب بھی ایسے لوگوں میں سے ہو پس قرضداری کے بوجہ میں پھنسا ہو یا مسافر ہو تو ایسی صورت میں پہلے انکی کو دیا جائیگا یہ حادی میں ہو اور اگر کسی نے اپنی ایک ارہی اپنے قرابتی فقیروں پر وقف کی اور دوسری ارہی مساکین پر

وقف کی اور حال یہ ہو کہ جو قرابتی فقیروں پر وقف کی ہو وہ ان کے حق میں کافی نہیں ہوتی ہو پس اگر یہ وقف الگ الگ دو عقد میں واقع ہوا تو قرابت والے فقیروں کو سائیں کے وقف سے بقدر کفایت دیا جائیگا اور اگر ایک ہی عقد میں اسے دونوں کو وقف کیا ہو تو نہ دیا جائیگا پھر جو حکم کہ ایک عقد میں وقف ہونے کی صورت میں بیان فرمایا کہ قرابتیوں کو سائیں کے وقف سے نہیں دیا جائیگا پھر ضرور ہو کہ شیخ ہلال ابو یوسف بن خالد کے قول پر یہ حکم ہووے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اس کے قرابتی فقیروں میں سے ایک کو دو سو درم سے کم دیا گیا پس اسے یہ سب خرچ کر ڈالے اور حال یہ ہو کہ غلہ وقف میں سے بھی باقی رکھا ہو تو اسکو دو بارہ دیا جائیگا بشرطیکہ اسے بڑے کام میں نہ خرچ کیا ہو یہ حاوی میں ہو۔ اور اس فصل کے مقصودات سے یہ ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ میں نے اپنی یہ ارٹھی ہمیشہ کے واسطے صدقہ موقوفہ کر دی زید پر اور اسکی اولاد اور اولاد اولاد پر برابر جب تک اگلی فصل ہوتی رہے کر دی اور اس کے بعد مسکینوں پر کر دی اس شرط سے کہ میری قرابت میں سے جو اسکا حاجت مند ہو یہ وقف ان پر دیا جائیگا اور اسکا غلہ انھیں کا ہو گا۔ اور حال یہ ہو کہ اسکی قرابت میں ایک جماعت ہو جنہیں سے بعضے محتاج اور بعضے تو نگرہیں تو جو حاجت مند ہوا اس پر دیا جائیگا اور اسی طرح اگر اسے کہا کہ اس شرط سے کہ میرے آزاد کیے ہو دن سے جو حاجت مند ہو اس پر دیا جائے پھر اس کے بعضے آزاد کیے ہوئے حاجت مند ہوئے تو ان پر دیا جائیگا اور اگر اسے کہا کہ اولاد زید پر پھر جب وہ مر جاوے تو عمر و پر وقف ہو پھر زید کی بعضی اولاد وری اور بعض باقی ہیں تو غلہ وقف عمر و پر دیا جائیگا یہاں تک کہ کل اولاد زید مر جاوے یا ایسا ہی امام خصائص نے بیان فرمایا ہو یہ ذخیرہ میں ہو شیخ ہلال نے اپنے وقف میں ذکر کیا کہ اگر کسی نے کہا کہ میری یہ ارٹھی صدقہ موقوفہ بعد میری موت کے فقیروں پر ہو پھر اگر میرے فرزند یا میرے فرزند کے فرزند میں سے کوئی اسکی طرف حاجت مند ہوا تو قدر کفایت اسکو دیا جاوے تو جیسا اسے کہا ہو ویسا ہی ہو گا پس اگر اسکی پشت کے فرزندوں میں سے کوئی حاجت مند ہوا تو جیسے اسکو کفایت کرے اسی قدر اسکو دیا جائیگا پس یہ مقدار تمام وارثوں کے درمیان میراث مشترکہ ہو جائیگی اور اگر فرزندوں کے فرزندوں میں سے کوئی حاجت مند ہوا تو اسکو بقدر اسکی کفایت کے دیا جائیگا جو اسی کا ہو گا اور اگر اس کے نسب کے فرزندوں میں سے کوئی فرزند اور اس کے فرزندوں کے فرزندوں میں سے کوئی حاجت مند ہوا تو دونوں کو اسکا قدر کفایت دیا جائیگا پھر جو کچھ اس کے نسب کے فرزند کو پہونچا ہو تو تمام وارثوں کے درمیان میراث ہو گا اور جو فرزند کے فرزند کو ملا ہو وہ اسی کا ہو گا اور اگر اس کے فرزند و فرزند کے فرزند سب محتاج ہوئے تو غلہ وقف ان سب کی تعداد پر تقسیم ہو گا پھر جو کچھ اسکی پشت کے فرزندوں کو ملا ہو وہ وقف نہیں بلکہ میراث ہو گا کہ جہیں سب وارث شریک ہونگے اور جو فرزندوں کے فرزندوں کو ملا ہو وہ انھیں کا ہو گا پھر اگر وہ شخص جو محتاج تھا غنی ہو گیا تو اسکو نہ دیا جائیگا اور یہ ظاہر ہو اور اگر غلہ وقف مذکور ہر دو فریق کی قدر کفایت سے کم پڑا اور حال یہ ہو کہ ہر دو فریق محتاج ہیں لیکن ایک فریق کے واسطے کافی ہوتا ہو تو پہلے فرزندوں کے فرزندوں کو دیا جائیگا یہ محیط میں ہے

باب چہارم۔ وقف میں شرط کرنے کے بیان میں۔ ذخیرہ میں ہو کہ اگر ارٹھی یا اور کوئی چیز وقف کی اور کل اپنے واسطے شرط کر لی یا بعض اپنے واسطے شرط کر لی جب تک کہ زندہ ہو اور بعد اسکے فقیروں کے واسطے کر دی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ وقف صحیح ہو اور مشائخ بلخ نے امام ابو یوسف کا قول لیا ہو اور اسی پر فتویٰ ہو تا کہ لوگ وقف کرنے میں رغبت کریں اور ایسا ہی فتاویٰ صغریٰ و نقاب و مضرات میں ہو۔ اور اپنی ذات کے واسطے شرط کر لینے کی صورتوں میں سے یہ بھی ہو کہ یوں کہا کہ اس شرط سے کہ میرا قرضہ اس وقف کی آمدنی سے ادا کیا جاوے یا کہا کہ جب میں مردن اگر مجھے قرضہ ہو تو پہلے اس وقف کی آمدنی سے جو مجھے قرضہ ہو ادا کیا جاوے پھر جو باقی رہے وہ وقف کی راہ پر صرف ہو تو یہ سب جائز ہو اور اسی طرح اگر

۱۔ اور یہاں فقیر
ابو یوسف و امام
بن یوسف و ابن
امد کے یہ اور اول
سیمان ہو چکے دیا
جائے گا امام
ولی فقیر و موجود
وان قدرت انما
مع حق کل فقیر
ساکین فی الصلوات
ییدا اول اولی
الحی و قال علامہ
فی تہذیب من لکون
عالمین عن مکان
فی ہذا اسی قبلا
اور یہی غلط ہو
تھیک عبارت ہے
وان قدرت انما
سہین و انھیں
فقیر کی آخر میں
تہذیب میں لکھا ہے
فما فیہ

کہا کہ جب فلان پر یعنی خود وقت کنندہ پر حادثہ موت پیش آوے تو تو اس وقت کی آمد فی سے ہر سال دس سہام میں سے ایک سہم کے برابر نکال کر اسکو فلان یعنی وقت کنندہ کی طرف سے حج میں یا اسکی تمہون کے کفارات میں خرچ کرے یا فلان کا خیر فلان کا رد فلان کا میں چند امور کا نام لیا نہیں خرچ کرے یا کہا کہ تو اس صدقہ کی آمد فی سے ہر سال اسنے اسنے ورم نکال کر ان امور مذکورہ میں صرف کر اور باقی آتی راہ میں جہیز وقت کیا ہو صرف ہو دے تو بھی جائز ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ خدای تعالیٰ کے واسطے ہو کہ جب تک میں زندہ ہوں اسکا غلہ بچھر جاری رکھا جاوے۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو جائز ہے اور جب وہ مرجائے گا تو اسکی آمد فی فقیروں پر صرف ہوگی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارہنی صدقہ موقوفہ ہو کہ جب تک میں زندہ ہوں تو اسکی آمد فی بچھر جاری رہیگی پھر بعد میری موت کے میرے فرزند میرے فرزند کے فرزند اور انکی نسل پر جب تک انکی نسل رہے جاری رہیگی پھر جب یہ سب گذر جاوے تو یہ مساکین پر صدقہ ہوگی تو یہ بھی جائز ہے یہ خزائنہ المفتین میں ہے اور اگر یہ شرط کی کہ بچھ اختیار ہو کہ آئین سے اپنی ذات پر اور اپنے فرزند پر خرچ کردن اور اپنا قرضہ اسکی آمد فی سے ادا کردن پھر جب ستر سالہ شہ موت پیش آوے تو اسکی آمد فی واسطے فلان بن فلان کے اور اس کے فرزند اور فرزند کے فرزند اسکی نسل واسطے متب کی ہوگی یا جو اسنے فلان مذکور کے واسطے شرط کیا ہو وہ پہلے بیان کیا ہو اور پھر جو اپنے واسطے شرط کیا ہو وہ پیچھے بیان کیا تو امام مہضات نے فرمایا کہ یہ اسکی شرط پر جائز ہے اور تقدیم و تاخیر بھی بنا بر قول امام ابو یوسف کے کیساں ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک نے فقہوں پر وقت کیا اور اس میں شرط کی کہ وقت کنندہ کو اختیار ہو کہ جب تک زندہ ہو خود کھاوے دکھاوے پھر جب مرجادے تو اس کے فرزند کی ہو اور اسی طرح اسکے فرزند کے فرزند کے واسطے برابر جب تک نسل باقی ہو رہے اور اس شرط پر وقت جائز ہو کہ انکی انصاف اور اسی کو شیخ شمس الامامہ حواشی اور صمد حسام الدین نے لیا ہے یہ سراج میں ہے۔ اور اگر وقت میں سے کچھ آمد فی اپنی ام ولد یا بیوی کے واسطے جو اسکے وقت کرنے کی حالت میں موجود ہیں اور جو بعد کو ام ولد ہو جاوے یا شرطا کیا اور اپنی حالت و بعد مائت کے انہیں سے ہر ایک کے واسطے کچھ قدر مقرر کر دی تو بلا غلات جائز ہے یہ وجہ و مہد و ذخیرہ مائے قاسمی خان میں ہے اور یہی فتح القدیر میں ہے اور اسی طائفہ اگر اپنی یہ مدبر باندی و غلاموں کے واسطے بیان کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے اور اگر اپنی شخص باندی و غلاموں کی واسطے کچھ آمد فی شرط کی تو یہ نسل اپنے واسطے شہا کرے کے ہے پس امام ابو یوسف کے نزدیک جائز اور امام محمد رحمہ کے نزدیک نہیں جائز ہے کہ کافی ہیں ہے۔ اور اگر ہمیشہ کے واسطے کچھ وقت کیا اور اپنی ذات کے واسطے استئثار کیا کہ اس وقت کی آمد فی سے جب تک زندہ ہو اپنے اوپر اپنے عیال و باندی و غلاموں پر خیر کرے گا تو امام ابو یوسف کے نزدیک وقت اور شرط دونوں جائز ہیں پھر جب یہ لوگ گذر گئے تو غلہ مذکور سکینوں کے واسطے ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کچھ وقت کیا اور اپنے واسطے کہ جب تک زندہ ہو استئثار کیا آئین سے کھاوے گی پھر جب وہ مر گیا تو اسکے پاس اس وقت میں سے خوش خرمایا انگور یا مہی کے کچھ تو یہ سب لیکر وقت میں داخل کر دے جائیگے اور اگر اسکے پاس اس وقت کے گھوٹ کی روٹی ہو تو وہ میراث ہوگی اس واسطے کہ در حقیقت یہ وقت میں سے نہیں ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور وقت انصاف میں مذکور ہے کہ اگر شرط کی کہ اپنی ذات و عیال و اولاد و باندی و غلاموں پر اس وقت کے غلہ سے خرچ کرے گا پھر اس وقت کا غلہ آیا پس اسنے اس غلہ کو فروخت کیا اور اسکا ثمن وصول کر لیا پھر قبل اسکے کہ اسکو خرچ کرے وہ مر گیا تو فرمایا کہ یہ خرچ اسکے وارثوں کا ہوگا وقت کے مستحقون کا نہ ہوگا اس واسطے کہ اسکو اسنے حاصل کیا ہو اور اسی کا تھا یہ فتح القدیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جو رو و اولاد پر وقت کیا پھر یہ عورت مر گئی تو اس عورت کا حصہ اس عورت کے پیارے واسطے مخصوص ہوگا بشرطیکہ وقت کرنیوالے نے

یہ شرط نہ کی ہو کہ جو حصہ اسکا حصہ انکی اولاد کا ہو وے پس اس صورت میں اسکا حصہ سب وارثوں کی طرف رو کر دیا جاوے گا نہ کہری میں ہو۔ ایک نے اپنی ارضی وقف کی بانی طور کہ زمین سے نصف اپنی جو رو پر اور نصف اپنے ایک معین فرزند پر باین شرط کہ اگر جو رو مر جاوے تو اسکا حصہ میری اولاد پر صرف کیا جاوے اور آخر یہ وقف واسطے فقیروں کے ہو پھر اسکی جو رو مر گئی تو اسکے حصہ میں سے یعنی اس فرزند معین کا جسپر نصف زمین وقف ہو گا پھر مضرات میں ہو۔ ایک نے اپنی ارضی ایک مرد پر اس شرط سے وقف کی کہ اسکی آمدنی میں سے اسکو بقدر کفایت ماہواری دیا جا یا کرے اور حال یہ ہو کہ اس مرد کے عیال نہیں ہیں پھر اسکے عیال ہو گئے تو اسکو اور اسکے عیال دونوں کی قدر کفایت آہین سے دیا جا یا کرے گا یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہو۔ اور اگر زید نے عمر و پر اس شرط سے وقف کیا کہ عمر و تو اسکو کچھ درہم معام قرض دے تو وقف جائز اور شرط باطل ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اصل وقف میں یہ شرط کی کہ جب چاہیگا اس ارضی کی جگہ دوسری ارضی بدل لیا جو بجائے اسکے وقف ہوگی تو امام ابو یوسف کے نزدیک وقف اور شرط دونوں جائز ہیں اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ اسکو فروخت کرے گا اور اسکے ثمن سے دوسری زمین خرید لیا جو اسکی جگہ وقف ہوگی تو بھی جائز ہو اور واقعات قضا میں امام فخر الدین رحمہ اللہ میں امام ابو یوسف کے قول کے ساتھ شیخ ہلال کا قول بھی مذکور ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور ایک مرتبہ اسکی استبدال کے بعد اسکو یہ اختیار نہ ہو گا کہ دوبارہ بدل لے اسوجہ سے کہ اسکی شرط ایک مرتبہ استبدال کر لینے سے ختم ہو گئی لیکن اگر اسے ایسی عبارت بیان کی ہو جو ہمیشہ اسکے واسطے اسکے استبدال کے اختیار کو مقید ہو تو اختیار حاصل ہو گا یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر وقف کرنے والے نے اصل وقف میں یوں کہا ہو کہ اس شرط پر کہ میں اس وقف کو جسقدر قبیل یا کثیر ثمن کے عوض میری رائے میں آوے فروخت کر دوں گا یا کہا کہ اس شرط پر کہ میں اسکو فروخت کروں اور اسکے ثمن کے عوض غلام خریدوں یا کہا کہ اس شرط پر کہ میں اسکو فروخت کروں اور اس سے زیادہ نہ کہا تو شیخ ہلال نے فرمایا کہ یہ شرط فاسد ہو اس سے وقف فاسد ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی صدقہ موقوفہ ہمیشہ کے واسطے اس شرط پر ہو کہ اسکی جگہ میں دوسری بدل سکتا ہوں تو استحساناً وقف جائز ہو گا اگر پہلی ارضی کے ثمن سے دوسری کی خرید واقع ہو وے یہ محیط سرخی میں ہو اور دوسری ارضی کو جیسے ہی خریدادے ایسے ہی بجائے اول کے اسی شرط کے ساتھ وقف ہو جائیگی اور دوسری کے وقف کرنے اور شرائط وقف بیان کرنے کی حاجت نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اسنے فقط استبدال کی بشرط کی اور یہ بیان نہ کیا کہ بدل کر زمین یا دار کرالے اور اسنے اول وقف کو فروخت کیا تو اسکو اختیار ہو گا کہ جنس عقار سے جو چاہے خواہ زمین یا مکان بجائے اسکے بدل دے اور اسی طرح اگر ہی شہر کی قیاد نہ لگائی ہو تو اسکو اختیار ہو گا کہ چاہے جس شہر میں استبدال کر دے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اس شرط سے کہ میں بجائے اسکے دوسری زمین بدل سکتا ہوں تو اسکو یہ اختیار ہو گا کہ بجائے اسکے مکان بدل دے اور اسی طرح اسکے برعکس بھی نہیں جائز ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور یہ اسکو اختیار ہو گا کہ اسکے ثمن کے عوض خواہی زمین خریدے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا باین شرط کہ بجائے اسکے بصرہ کی ارضی سے بدل سکتا ہوں تو اسکو یہ اختیار نہ ہو گا کہ سوائے بصرہ کے دوسری جگہ سے بدل کر دے مگر چاہیے یہ ہو کہ اگر دوسری جگہ کی زمین اسکے بدلے میں بہتر آتی ہو تو جائز ہو وے اسواسطے کہ یہ خلاف کرنا بہتری کی جانب ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور قنینہ میں مذکور ہو کہ مکان وقف کا دوسرا مکان سے مبادلہ کرنا بھی جائز ہو کہ جب محلہ ایک ہی ہو یا جو بدلے میں آتا ہو اسکا محلہ بہ نسبت وقف کے محلہ کے

بہتر ہو اور اگر اسکے برعکس ہو تو نہیں جائز ہو یہ بجز الراقین ہیں۔ اور اگر اپنے واسطے اُسے استبدال کا اختیار شرط کیا پھر استبدال کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو جائز ہو اور اگر اس واسطے کسی کو اپنی موت کے وقت وصیت کر دی تو بھی کو یہ اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر استبدال کا اختیار اپنے واسطے مع دوسرے شخص کے اس طرح شرط کیا کہ دونوں ساتھ ہی استبدال کریں پھر اس دوسرے نے تنہا استبدال کیا تو نہیں جائز ہو اور اگر وقت کنندہ نے تنہا استبدال کر دیا تو جائز ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر وقت کرنے والے نے استبدال کا اختیار ہر ایسے شخص کے واسطے شرط کر دیا جو اُسکا متولی ہو تو صحیح ہے اور جو شخص اُسکا متولی ہوگا اسکو اس وقت کی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار ہوگا اور اگر وقت کرنے والے نے یہ کہا کہ اس شرط پر کہ فلان کو اُسکی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار ہو پھر وقت کرنے والا مر گیا تو بعد اسکے فلان مذکور کو اختیار استبدال حاصل ہوگا الا اس صورت میں کہ وقت کنندہ نے بعد اپنی وفات کے اسکا اختیار شرط کیا ہو یہ قاضی خان میں ہے اور کسی قسم کو اختیار استبدال نہیں حاصل ہوا اس صورت میں کہ صریح اسکے واسطے یہ شرط کیا جاوے اور اگر وقت کنندہ نے قلم کے واسطے اختیار شرط کیا اور اپنے واسطے شرط نہ کیا تو وقت کنندہ کو اختیار ہوگا کہ خود استبدال کر دے یہ فتح القدیر میں ہے۔ پھر جب وقت جائز ہوا اور زمین اُسے بیع واستبدال میں کی شرط کی پھر اسکو ہقد رثن کے عوض بجا چنے میں لوگ اپنے انداز میں خارہ نہیں جانتے ہیں تو بیع جائز ہو اور اگر اُسے زمین کو بچا کہ اپنی انداز سے لوگ زمین خسارہ جانتے ہیں تو بیع باطل ہے یہ محیط میں ہے اور اگر اسکو عرض کے عوض فروخت کیا تو بقیاس قول امام رحمہ اللہ صحیح ہے پھر اس عرض کے بعض عقار کے فروخت کرے اور امام ابو یوسف و ہلال رحمہ نے فرمایا کہ فقط نقد ہی کے عوض فروخت کر سکتا ہے کذا فی البحر الرائق یا بعض کسی زمین کے فروخت کرے جو بجائے اسکے وقت ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر وقت کی زمین فروخت کر کے اُسکا ثمن وصول کیا پھر مر گیا اور رثن کا حال بیان نہ کیا تو یہ ثمن اُسکے ترکہ پر قرضہ ہوگا کذا فی فتاویٰ قاضی خاں اور اسی طرح اگر اُسے ثمن کو تلف کر دیا ہو تو بھی اسکے اوپر قرضہ ہوگا جو وصول کیا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر اُسے مال و نقد کو فروخت کیا اور ثمن اسکے پاس سے جاتا رہا تو ضمانت نہ ہوگا اور وقت باطل ہو گیا یہ محیط مشری میں ہے۔ اور اگر اُسے ثمن کے عوض اسباب عرض میں سے کوئی ایسی چیز خریدی جو وقت نہیں ہو سکتی ہے تو وہ اُسی کی ہوگی اور رثن اُسپر قرضہ ہوگا اور اگر اُسے ثمن مشتری کو ہبہ کر دیا تو یہ صحیح ہے اور وہ ضمانت ہوگا اور یہ امام عظیم رحمہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ نہیں کر سکتا ہے اور اگر اُسے ثمن وصول کر کے پھر مشتری کو ہبہ کیا تو بالاتفاق ہبہ باطل ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اُسے وقت کو فروخت کیا پھر اسکے پاس ایسے سبب سے واپس آیا جو ہر طرح سے نسخ ہو تو اسکو دوبارہ فروخت کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر اسکے پاس بعد جدید واپس آیا تو پھر دوبارہ اسکی بیع نہیں کر سکتا ہوا الا اس صورت میں کہ اُسے اپنے واسطے استبدال کی شرط بتعیم کر لی ہو یعنی ہر بار بیع اختیار ہے تو دوبارہ بھی بیع کر سکتا ہے اور اگر سبب عیب کے بحکم قاضی یا بغیر حکم قاضی۔ بعد قبضہ مشتری کے یا قبل قبضہ مشتری کے اسکے پاس واپس آیا تو وقت واپس ہوگا اور اسی طرح اگر اُسے مشتری سے قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ ہو جانے کے اتنا کہ لیا تو بھی وقت واپس ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور بعد اٹا لے کے اسکو یہ اختیار نہ رہیگا کہ اس وقت کو دوبارہ فروخت کرے الا اُسی صورت میں کہ اُسے دوبارہ کی یا ہر بار کے اختیار کی شرط کر لی ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اُسے زمین و نقد کو فروخت کیا اور اسکے ثمن سے دوسری زمین خریدی پھر پہلی زمین سبب عیب کے بحکم قاضی واپس دیکھی تو بھی وقت ہوگی اور دوسری کے ساتھ جو چاہے

کرے۔ اور اگر پہلی زمین اسکو بغیر حکم قاضی دیکھی اور اسنے واپس کر لی تو اول کی بیع فسخ نہ ہوگی پس دوسری زمین بجائے
 اول کے بدلہ باقی رہی پس دوسری زمین سے وقف ہونے کی صفت باطل ہوگی اور پہلی زمین کا اپنے واسطے خریدنے والا
 ہو جائیگا اور دوسری زمین کا خریدنے والا اور اپنے واسطے وقف کر نیوالا ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے اور اگر پہلی زمین
 کو بیچا اور دوسری خریدی پھر پہلی زمین استحقاق مین لے لیکسی تو قیاس یہ ہے کہ دوسری زمین کا وقف باطل نہ ہو اور استثنائاً
 دوسری زمین وقف ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر وقف مرسل ہو یعنی اسین استبدال کی شرط نہ کی ہو کہ مجھے بجائے
 اسکے دوسری زمین مثلاً بدل لینے کا اختیار ہو تو اسکو اس وقف کے بیع کرنے اور اسکی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار حاصل
 ہوگا اگرچہ زمین مذکور جو وقف کی ہو لوینا ہو کہ اس سے انتفاع حاصل نہیں ہو سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔
 مگر قاضی کے بدلنے مین امام قاضی خان کا کلام مختلف ہے چنانچہ ایک مقام پر فرمایا ہے کہ قاضی اگر مصلحت دیکھے تو بدو
 وقف کنندہ کی شرط کے قاضی کو استبدال جائز ہے اور دوسرے مقام پر اس سے منع فرمایا ہے اگرچہ زمین ایسی ہو جاوے
 کہ اس سے نفع حاصل نہیں ہو سکتا ہو اور اعتقاد اس پر ہو کہ قاضی کو بدل ڈالنا روا ہے بشرطیکہ زمین قابل انتفاع
 ہونے سے بالکل بیکار ہو اور وہ مال وقف سے کچھ مال بھی نہ ہو کہ اس سے اس زمین کی اصلاح ہو سکے اور نیز اسکی
 بیع غنیمت قاضی کے ساتھ نہ ہو یہ بخاری مین ہے۔ اور اصناف مین یہ شرط لگائی کہ بدلنے والا قاضی لجنہ ہو اور قاضی لجنہ
 کی یہ تفسیر ہے کہ قاضی عالم ہو اور مقتضائے علم پر عمل کرنا ہو یہ ہر الفائق مین ہے۔ اور تیسرے امام محمد اور جندی سے دریافت کیا گیا
 کہ ایک شخص نے اپنی اولاد پر وقف کیا اور اسنے کہا کہ اگر تم اسکے رکھنے سے عاجز ہو تو اسکو فروخت کرو تو شیخ نے فرمایا کہ اگر وقت
 مین یہ شرط ہو تو وقف باطل ہے اور واجب ہے کہ یہ جواب امام محمد کے قول پر ہو ورنہ اور امام ابو یوسف کے قول پر وقف جائز
 ہے اور بشرط باطل ہے۔ اور اگر کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ ہے اس شرط پر کہ اصل زمین مذکور میری ہو یا اس شرط پر کہ میری ملک
 اسکی اصل سے زائل ہوگی یا اس شرط پر کہ مین اصل زمین کو فروخت کروں اور اسکے ثمن کو صدقہ کروں تو وقف باطل ہے یہ فتاویٰ
 قاضی خان مین ہے۔ اور اگر یہ شرط کی کہ اسکو فروخت کروں اور اسکا ثمن اس سے نفل وقف مین کروں تو اگر حاکم اسکی
 فروخت مین بہتری دیکھے تو اسکی اجازت دیگا کہ ایسا کرے یہ وجہ مین ہے اور امام خصاف نے اپنی وقت مین بیان فرمایا ہے کہ
 اگر یہ شرط کی کہ مجھے اختیار ہے کہ اسکو فروخت کر کے اسکا ثمن کارما سے خیر مین چاہوں صرفت کروں تو وقف باطل ہے اور
 اگر اصل وقف مین اسکی بیع کے اختیار کی شرط کر لی تھی مگر اسنے فروخت نہ کیا تو جو شخص اسکے بعد متولی ہوا اسکو اختیار نہ ہوگا
 کہ وقف مذکور کو فروخت کرے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارٹھی صدقہ موقوفہ ہے اس شرط پر کہ مجھے اس صدقہ کے
 باطل کروینے کا اختیار ہو تو ہلال کے نزدیک وقف باطل ہے اور یوسف بن خالد کے نزدیک وقف جائز ہے اور بشرط باطل
 ہے اور امام ابو یوسف سے اسین کوئی روایت نہیں ہے اور انکے مذہب کے موافق کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ایسا وقف انکے نزدیک
 جائز ہوگا اسواسطے کہ یہ بمنزلہ اشتراط خیار کے اپنے واسطے ہے اور دوسرا کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ وقف انکے نزدیک جائز
 ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ امام خصاف نے امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر اپنی کتاب الوصف مین چند مسائل ذکر فرمائے مین
 چنانچہ فرمایا کہ اگر وقف کنندہ نے وقفنامہ مین تحریر کیا کہ یہ وقف فروخت نہ کیا جائیگا اور نہ ہیہ کیا جائیگا اور نہ ملک مین دیگا
 پھر لکھا کہ اس شرط پر کہ فلان کو اسکے بیع کرنے اور اسکی جگہ اسکے ثمن سے ایسی چیز جو وقف ہوتی ہو خرید کر قائم کرنے کا
 اختیار ہے تو یہ جائز ہے اور اگر اسنے اول مین یہ تحریر کیا کہ اس شرط سے کہ فلان کو اسکی بیع کرنے اور اسکی جگہ دوسری چیز

بلکہ باقی مین سے
 نفع حاصل ہو سکے
 نہ ہے قال القاضی
 غنیمت قاضی اسکے
 بیع مین کر دے
 نہ ہو الا استعانتہ
 انداز نہ کرے اور
 بعض نے کہا کہ ایک
 درم مین اور بعض نے
 کہا کہ آدھادیم
 اول مقدمہ ۱۲۰

جو وقت ہوئی ہو اسکے بدلے خرید کر قائم کرنے کا اختیار ہو پھر آخر میں لکھا کہ اس شرط پر کہ غلام کو اسکی بیج کا اختیار نہیں ہو تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسکو فروخت کرے یہ فوجیرہ میں ہو۔ اور اگر اسنے اپنی ذات کے واسطے یہ شرط کی کہ مجھے اختیار ہو جب چاہوں اسکی معاہدہ میں سے گھٹاؤں اور اس میں بڑھاؤں اور جسکو چاہوں خارج کر دوں اور اس کے بدلے دوسرا داخل کروں تو اسکو یہ اختیار ہوگا اگر اسکے قیم کو یہ اختیار نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ اسکے واسطے بھی یہ اختیار شرط کیا ہو یہ فتح القدیر میں ہو اور امام خفاف نے اپنی وقت میں فرمایا کہ جب اسنے ایک بار ایسا تغیر کیا تو اسکو پھر دوبارہ اس قسم کے تغیر کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر اسنے چاہا کہ جب تک زندہ رہوں مجھے گھٹانے بڑھانے و نکالنے اور بجائے اسکے دوسرا لانے کا اختیار برابر بار بار جتنی دفعہ چاہوں حاصل رہے تو فرمایا کہ اسکی صریح شرط کرے اور اگر وقت کرنے والے نے ان امور کو کسی شخص میں دیکر کے واسطے جب تک وہ زندہ رہا شرط کیا تو اسکو یہ اختیارات حاصل ہو جائیں گے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسنے واسطے جب تک زندہ ہو پھر اسکے متولی کے واسطے بعد اسنے ایسے اختیارات شرط کیے تو صحیح ہو اور اگر جب تک آپ زندہ ہو تب تک متولی کی واسطے ایسے اختیارات شرط کیے تو جب تک وہ زندہ رہے متولی کو ایسے اختیارات حاصل ہوں گے پھر جب وہ وقت کنندہ مر گیا تو متولی سے یہ اختیارات باطل ہو جائیں گے اور جسکے واسطے وقت کنندہ نے یہ اختیارات شرط کیے ہیں اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ دوسرے کے واسطے یہ اختیارات روا کر دے یا ان امور کی بابت دوسرے کو اپنا وصی کر دے یہ بھرا لائق میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین اللہ تعالیٰ کے واسطے صدقہ ہو تو وہ ہو اس شرط پر کہ اسکی آمدنی و غلہ میں چھوٹا ہونکا صرف کر دینا جائز ہو اور اسکو اختیار ہوگا کہ جہاں چاہے اسکا غلہ منڈ کرے پس اگر اسنے مساکین پر یا حج کے واسطے یا کسی شخص معین کے واسطے قرار دیا تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ پھر اس سے رجوع کرے اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے یہ غلہ غلام کے واسطے قرار دیا یا اسکو عطا کیا تو اس سے رجوع نہ کر سکا اور اگر اسنے ایک فریق کے بعد دوسرے فریق کے واسطے قرار دیا تو جائز ہو اور اگر اسنے اپنے نفس کے واسطے قرار دیا تو وقت باطل ہوا اور یہ حکم شیخ ہلال کے قول پر ٹھیک ہو سکتا ہے بخلاف اسکے اگر اسنے کہا کہ اس شرط پر کہ اسکا غلہ جسکو چاہوں نکال دیا جسکو چاہوں عطا کر دوں گا تو یہ حکم نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری ارہی صدقہ موقوفہ ہو اس شرط پر کہ اسکا غلہ میں اپنے فرزندوں میں جسکو چاہوں نکال دوں گا تو وقت صحیح ہو اور اسکو اختیار ہو کہ اپنے فرزندوں میں جسکو چاہے دیوے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی ارہی اس شرط پر وقت کی کہ اسکا غلہ جسکو چاہوں عطا کر دینا جائز ہو تو وقت جائز ہو اور اسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اسکو نکال دے پھر وہ مر گیا تو یہ خواہش باطل ہو گئی یہ محیط شرح میں ہو اور وقت کرنے والے کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ غلہ کو خود کھا دے یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر وقت کنندہ نے غلہ کسی آدمی کے واسطے نہیں قرار دیا تھا کہ وہ مر گیا تو غلہ مذکور فقیروں کا ہوگا یہ محیط میں ہو اور جب یہ شرط کی کہ اسکا غلہ جسکو چاہے دیوے یا کہا کہ جہاں چاہے صرف کرے تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے تو نگر وں کو دیدے یہ تنبیہ میں ہو۔ اور اگر چاہا کہ کسی شخص معین تو نگر پر صرف کرے تو اسکی مشیت جائز ہو اور اگر فقیر معین پر صرف کرنا چاہا تو بھی جائز ہو پس جب تک یہ تو نگر فقیر زندہ ہو تب تک غلہ ہی تو نگر یا فقیر کا ہوگا جسکو اسنے چاہا ہو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس سے پھیر کر دوسرے پر صرف کرے پھر جب یہ شخص جسکو چاہا ہو مر گیا تب وقت کنندہ کو اختیار ہوگا کہ پھر جسکو چاہے اسکے واسطے قرار دے اور اگر اسنے تو نگر وں پر صرف کرنا چاہا نہ فقیر وں پر لینے فقیر وں کو نہیں دیا تو یہ خواہش باطل ہوگا اور اگر اسنے فقیر وں پر صرف کرنا چاہا نہ تو نگر وں پر تو مشیت جائز ہو اور اگر اسنے تو نگر وں و فقیر وں و دونوں کو دینا چاہا تو وقت باطل نہ ہوگا مگر محسناً وقت نہیں باطل ہوگا بلکہ اسکی خواہش باطل ہو گئی پس تمام غلہ فقیر وں کے واسطے

والتجیر
من نواح
الارض
والتجیر
من نواح
الارض
والتجیر
من نواح
الارض

ہو جائیگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر ایک سال تک اسکا غلہ کسی شخص معین کے واسطے کرو یا تو جائز ہو اور اسکے بعد اسکو اختیار ہوگا کہ جسکے واسطے چاہے کر دے اور اگر اسکا غلہ و شخصوں کے واسطے کرو یا تو جب تک دونوں زندہ رہیں غلہ مذکور دونوں میں نصفانہت ہوگا پھر اگر دونوں میں سے ایک مر گیا تو زندہ کے واسطے نصف غلہ ہوگا اور اگر اُسے کہا کہ میں نے اسکا غلہ اپنے والدین کے واسطے کر دیا تو صحیح ہے جیسے ابتدا سے اگر اُسے والدین کے واسطے اسکا غلہ وقف کیا تو صحیح ہوتا ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اُسے وقف کا غلہ اپنے فرزند کے واسطے کر دیا تو جائز ہے یہ حاوی میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی اور یہ شرط کی کہ قیم اسکا غلہ جسکو چاہے دیا کرے تو جائز ہے اور قیم کو اختیار ہوگا کہ تو نگران کو اور فقیروں کو دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنے مرض میں وقف کیا اس شرط پر کہ فلان اسکا غلہ جسکو چاہے دے پس وصی مذکور نے یہ چاہا کہ وقف کنندہ کے فرزند کو دیا کرے تو نہیں جائز ہے اور قیاساً وقف باطل ہوگا مگر استسناً وقف صحیح رہیگا اسواسطے کہ اصل وقف تو فقیروں کے واسطے صحیح واقع ہوا ہو مگر وقف کنندہ نے غلہ کی بابت فلان کو اختیار دیدیا ہو پس اگر اُسے ایسا اختیار کیا جس سے وقف صحیح رہتا ہو تو اسکا اختیار بھی صحیح ہوگا ورنہ اسکا اختیار باطل ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ اس شرط پر کہ فلان اسکا غلہ جسکو چاہے دے تو یہ جائز ہے اور فلان مذکور کو اختیار ہوگا کہ وقف کنندہ کی زندگی میں اور بعد اسکی موت کے اسکا غلہ جسکو چاہے دے پس گویا اُسے کہا کہ میری زندگی میں و بعد میری وفات کے جسکو چاہے دے اور قیاس یہ ہو کہ اسکی وفات کے بعد فلان کو یہ اختیار نہ رہے پھر اگر وہ شخص جسکو اختیار دیا تھا مر گیا تو غلہ مذکور فقیروں کے واسطے ہوگا اور جسکو اختیار دیا ہو کہ جسکو چاہے دے اسکو اختیار ہو کہ چاہے اپنی اولاد و نسل کو دے چاہے وقف کنندہ کی اولاد و نسل کو دے لیکن اسکو یہ روا نہیں ہو کہ اپنے آپ کو دے اور اگر اُسے یوں کہا کہ میں نے اپنے آپ کو دیا تو اس کئے سے اسکا اختیار اسکے ہاتھ سے خارج نہ ہوگا اور اگر اُسے وقف مذکور کا غلہ وقف کر نیوالے کے واسطے کرو یا تو جو امام فرماتا ہو آدمی کا وقف اپنی ذات پر نہیں جائز ہے اسکے قول پر یہ جائز نہ ہوگا اور یہی طرح اگر ایک سال تک غلہ مذکور وقف کنندہ کے واسطے کر دیا تو بھی نہیں جائز ہے یہ حاوی میں ہو بخلاف اسکے اگر وقف کنندہ نے اسکے غلہ دینے کا اختیار اپنے ہاتھ میں لیا پس اُسے اپنے آپ کو دیا تو وقف باطل نہ ہوگا اور اگر فلان مذکور جسکے اختیار میں غلہ دینے کی مشیت رکھی تھی اُسے کہا کہ میں نے اسکا غلہ تو نگرانوں کے واسطے کرو یا تو وقف باطل ہو گیا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی زمین بنی فلان پر وقف کی اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہو کہ اسکا غلہ جسکو چاہوں دیا کروں پھر اُسے بنی فلان میں سے ایک معین کو دینا چاہا تو اسکا چاہنا جائز ہے اور اگر اُسے ان سب پر صرف کرنا چاہا تو بھی اسکا چاہنا جائز ہے اور غلہ مذکور ان سب پر مساوی تقسیم ہوگا اسواسطے کہ اسکا یہ قول کہ جسکو چاہوں کلمہ عام ہو پس کل کو شامل ہوگا اور اگر سوائے بنی فلان کے اور کسی کے صرف میں کرنا چاہا تو اسکا چاہنا باطل ہے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی بنی فلان پر صدقہ موقوفہ ہو اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہو کہ انہیں سے جسکو چاہوں غلہ دون تو اسکو اختیار ہو کہ انہیں سے جسکو چاہے دیوے اور اگر اُسے کہا کہ میں انہیں سے کسی کو دینا نہیں چاہتا ہوں تو غلہ ان سب کا ہوگا اور اسکی مشیت باطل ہوگئی پس ایسا ہو گیا کہ گویا اُسے اپنے واسطے کو فی مشیت شرط نہیں کی تھی اور اگر وقف کنندہ مر گیا یا اُسے فقط اسی قدر کہا کہ میری یہ ارضی بنی فلان پر صدقہ موقوفہ ہو اور خاموش رہا تو غلہ مذکور سب بنی فلان کے واسطے ہوگا۔ اور اگر اُسے کہا کہ میں نے اسکا غلہ بنی فلان کے واسطے کر دیا نہ اسکے بھائیوں کے واسطے تو جائز ہے اور وہ اس سے پھر نہیں سکتا ہو۔ اور اسکو اختیار ہو کہ انہیں سے بعض کو زیادہ دے اور بعض کو کم اور یہ بھی اختیار ہو کہ چاہے بعض کو

محمود رکھے اور استعسانا یہ بھی اختیار ہو کہ چاہے سب بنی فلان کو دیوے پھر اگر وہ شخص جسکے واسطے غلہ مذکور کر دیا تھا اگر کیا تو اسکے
مرنے کے بعد پھر اسکو اختیار ثابت ہوگا کہ اور جسکے واسطے چاہے مقرر کر دے یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اسنے کل بنی فلان کے واسطے
چاہا تو بنی شیت باطل ہوگی اور غلہ فقیروں کے لیے ہوگا اور یہ امام اعظم رحم کا قول بدلیل قیاس ہو اور صاحبین کے نزدیک بدلیل
استحسان جائز ہو اور غلہ بنی فلان کا ہوگا اور اس اختلاف کی بناء پر ہو کہ لفظ منہم یعنی انہیں سے من واسطے تمعیض کے ہو
امام کے نزدیک اور واسطے بیان کے ہو صاحبین کے نزدیک یہ بجز الرائق میں ہو۔ اور اگر وقت کنندہ نے انہیں سے بعض پر صرف کرنا
چاہا پھر وقت کنندہ مر گیا اور یہ بعض جنہر اسنے صرف کرنا اختیار کیا ہو مر گئے اور باقی بنی فلان موجود ہیں تو انکا حصہ فقیروں پر صرف کیا جائے گا
اور اگر اسنے بنی فلان کے سوا اسے اور دن کو اختیار کیا تو اسکا چاہنا باطل ہو یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور اگر اسنے کہا کہ میں نے یہ غلہ
بنی فلان اور انکی نسل میں ترادیا تو اسکا چاہنا فقط بنی فلان کے حق میں جائز ہوگا اور انکی اولاد و نسل کو کچھ نہ ملے گا یہ حاوی میں
ہو اور اگر کہا کہ میری ارہنی صدقہ موقوفہ ہو بنی فلان پر اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہو کہ انہیں سے جسکو چاہوں تفصیل دوں تو یہ جائز
ہو اور اسکو اختیار حاصل ہوگا کہ بنی فلان میں سے جسکو چاہے تفصیل دے اور اگر اسنے اپنے چاہنے کو رد کر دیا پس کہہ دیا کہ میں
انہیں چاہتا ہوں یا وہ مر گیا تو غلہ مذکور بنی فلان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور اگر اسنے انہیں سے بعض کو محروم رکھا تو اسکو
یہ اختیار نہیں ہو اور اسی طرح اگر اسنے بنی فلان پر اس شرط سے وقف کیا کہ زیر کو مثلاً سینے ایک شخص معین فلان کو یہ اختیار ہو
کہ انہیں سے جسکو چاہے تفصیل دے تو فلان مذکور کو اختیار ہوگا کہ انہیں سے جسکو چاہے تفصیل دے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر
اسنے نصف غلہ خاص ایک معین کے واسطے کر دیا اور باقی نصف دیگر باقیوں کے واسطے کیا تو جائز ہو پس نصف اس کیلئے
کا ہوگا اور باقی نصف اسکے اور باقیوں کے درمیان مساوی حصہ رسد مشترک ہوگا اسلئے کہ اسنے اس کیلئے کو ایک نصف غلہ
کے ساتھ تفصیل دی ہو اور نصف کے ساتھ تفصیل دینا اسکا مقتضی ہو کہ نصف باقی میں باقیوں کے ساتھ اسکی شرکت ہو اور
اگر اسنے یوں کہا کہ اس شرط سے کہ مجھے اختیار ہو کہ اسنے غلہ میں سے جسقدر کے ساتھ جسکو چاہوں مخصوص کر دوں پس اسنے
نصف غلہ کے ساتھ ایک کی خصوصیت کی تو جائز ہو اور باقی میں اسکی کچھ شرکت نہ ہوگی اور اگر اسنے ان سب کو چاہا تو سب کا
چاہنا بھی روا ہو یہ محیط سرخسی میں ہو اور اگر کہا کہ میری ارہنی صدقہ موقوفہ ہو اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہو کہ انہیں سے جسکو چاہوں
مخصوص کروں تو ایسا ہی ہوگا جیسا اسنے کہا ہو اور اسکو اختیار ہوگا کہ انہیں سے جسکو چاہے مخصوص کرے اور اگر اسنے کل غلہ
ایک ہی کو دیا تو جائز ہو اور اگر اسنے کل غلہ کل کو دیا تو بنظر اسکے کہ اسنے انہیں سے کہا تھا تیسرا جائز نہیں ہو مگر استعسانا جائز ہو
اور اگر اسنے کہا کہ اس سال کے غلہ میں امین سے کسی کی تخصیص نہ کروں گا تو جائز ہو اور سب میں مساوی تقسیم ہوگا یہ محیط میں
ہو۔ اور اگر اسنے اس شرط سے بنی فلان پر وقف کیا کہ انہیں سے جسکو چاہوں محروم رکھوں پس اسنے سواے ایک کے سب کو
محروم کیا تو جائز ہو اور اگر اسنے سب کو محروم کیا تو تیسرا نہیں جائز ہو اور استعسانا ایسا کر سکتا ہو پس یہ وقف فقیروں کے واسطے ہوگا
اور پھر اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بنی فلان پر دوبارہ رد کرے اور اگر اسنے کہا کہ میں نے انکو اس سال کے غلہ سے محروم کیا تو انکو اس
سال کے غلہ میں کچھ استحقاق نہ ہوگا اور یہ غلہ فقیروں کا ہوگا اور امیدہ کے غلہ میں وقف کنندہ کیواسطے پھر مشیت یعنی چاہنا ثابت رہے گا پھر اگر
انہیں سے کسی کو محروم کرنے سے پہلے مر گیا تو غلہ ان سب پر مساوی مشترک ہوگا اور اگر اسنے یہ شرط کی کہ مجھے اختیار ہو کہ بنی فلان میں سے
جس شخص کو میں چاہوں اس وقف سے خارج کروں پھر اسنے ایک کو یا سب کو خارج کیا تو جائز ہو اور غلہ مذکور فقیروں کے واسطے
ہو جائیگا اور اگر اسنے ایک کو خارج کیا پھر اسکو داخل کرنا چاہا تو ایسا نہیں کر سکتا ہو اور یہ سب وقف باقیوں پر ہو گیا ہو

کہ اسکو نکالنے کا اختیار حاصل ہوا داخل کرنے کا اختیار نہیں ملا تھا یہ حاوی میں ہو چکا اگر نکالنے کے وقت وقف میں نہ ہو چکا
تھا تو ہلال نے ذکر فرمایا ہو کہ وہ مخصوصا اسی غلہ سے خارج ہوگا اور جو وصایا اسے اصل و جامع صنیر میں مذکور ہو اس پر قیاس کرنے
سے یہ حکم ثابت ہوتا ہو کہ وہ ہمیشہ کے غلہ سے خارج ہو جائیگا چنانچہ اگر اسنے اپنے باغ کے حاصلات کی کسی کے لیے وصیت
کردی اور وصیت کنندہ کی موت کے روز باغ میں غلہ موجود ہو تو جسکے لیے وصیت کی ہو اسکو یہ موجودہ غلہ اور جو آئندہ ہمیشہ
پیدا ہوا کرے سب ملے گا اور بنا بر روایت ہلال کے اسکو غلہ موجودہ ملے گا نہ وہ غلہ جو آئندہ پیدا ہوگا اور یہی ہمارے بعض
اصحاب سے روایت کیا گیا ہو یہ محیط سرحدی میں ہو۔ اور اگر اسنے اس کلام سے نکالا کہ میں نے فلان کو یا فلان کو اس
وقف سے خارج کیا تو جائز ہو اور بیان کا اختیار کہ تو نے ان دونوں میں سے کس کو نکالا ہو اسی کو ہوگا پھر اگر اسنے بیان
کیا بیان تک کہ مرگیا تو غلہ مذکور باقیوں کی تعداد پر مساوی حصہ لگایا جائیگا اور ان دونوں کے واسطے ایک حصہ لگایا جائیگا
پھر اگر دونوں نے باہم صلح کر لی تو اس حصہ کو دونوں آدھا آدھا لے لیں اور اگر دونوں نے انکار کیا یا ایک نے انکار کیا تو
یہ حصہ رکھ چھوڑا جائیگا کسی کو نہ ملے گا بیان تک کہ دونوں کسی امر پر اتفاق کریں اور باہم صلح کریں یہ بھلا راجح میں ہو۔ اور
اگر وقف کرنے والے نے یوں کہا کہ میں نے فلان کو خارج کیا نہیں بلکہ فلان کو۔ تو دونوں خارج ہو جائیں گے۔ اور اگر وقف کنندہ
نے شرط لگائی کہ مجھے اختیار ہو کہ میں جسکو چاہوں داخل کروں تو اسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے داخل کرے اور یہ اختیار
ہوگا کہ انہیں سے جسکو چاہے خارج کر دے۔ پھر اگر قبل اسکے کہ کسی کو داخل کرے مرگیا تو غلہ ان سب کا ہوگا اور اگر اسنے
کہا کہ میں نے فلان کو اسکے غلہ میں ہمیشہ کے واسطے داخل کیا تو جیسا اسنے کہا ویسا ہی ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میری یہ
راضی اولاد عبداللہ پر صدقہ وقف ہو اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہو کہ میں انہیں اولاد زید کو داخل کروں تو اسکو سوا سہ اولاد زید
کے کسی اور کے داخل کرنے کا اختیار ہوگا بان یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اولاد زید سب کو داخل کرے اور یہ سب اولاد عبداللہ
کے ساتھ مساوی شریک ہوں گے۔ پھر اگر اسنے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ انکو داخل کروں تو اسکی مشیت یعنی اسکے داخل
کرنے کے چاہنے کا اختیار منقطع ہو گیا اور یہ وقف محض اولاد عبداللہ کے واسطے ہو گیا یہ حاوی میں ہو۔ ایک نے اپنی ام ولد
باندیوں پر کچھ وقف کیا باسٹنا سہ اسکے جسے نکاح کر لیا کہ اسکے واسطے کچھ ہوگا پھر انہیں سے بعض نے نکاح کر لیا پھر اسکے
شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو اسہیں دو صورتیں ہیں اول آنکہ وقف کرنے والے نے یہ شرط نہیں کی کہ انہیں سے جسے نکاح
کیا اور اسکے شوہر نے اسکو طلاق دیدی پھر اسکو بھی ملے دوم یہ کہ اسنے یہ شرط کردی تھی پس اگر اول صورت ہو تو ایسی ام ولد
کو جو بعد نکاح کے مطلقہ ہو گئی ہو کچھ نہ ملے گا اسواسطے کہ وقف کنندہ نے ہر ایسی ام ولد کو جو نکاح کر لے مستثنیٰ کر دیا ہو اور دوم
صورت ہو تو اسکو ملے گا اسواسطے کہ اس مستثنیٰ میں سے بھی اسنے ایسی ام ولد کو جو نکاح کرین پھر طلاق دیجاوین مستثنیٰ
کر دیا ہو اور نفی سے مستثنیٰ اثبات ہوتا ہو۔ اور اسی طرح اگر ایک نے بنی فلان پر وقف کیا اور اسہیں سے اسکو استثنیٰ کر لیا
جو شہر سے خارج ہو جاوے پھر انہیں سے بعض نے یہ شہر چھوڑ کر چلے گئے پھر اسی شہر میں داخل ہو کر رہے تو اسہیں بھی انہیں دو
وجہ مذکورہ بالا کے لحاظ پر حکم ہوگا اور اسی طرح اگر بنی فلان میں سے انہیں جو علم سکھیں وقف کیا پھر بعض نے علم سکھنا
چھوڑ دیا پھر علم سکھنے میں مشغول ہوا تو اسہیں بھی دونوں مذکورہ بالا صورتوں کے لحاظ سے حکم ہوگا یہ واقعات جسامت
میں ہو۔ اور وقف انصاف میں مذکور ہو کہ اگر کسی نے اپنی ارضی اپنی اولاد و نسل و عقب پر ہمیشہ کے واسطے جتنا سہاگنی
نسل ہوتی رہے اور پھر انکے بعد فقیر و مساکین پر صدقہ موقوفہ کر دی اور وقف میں یہ شرط لگائی کہ جو انہیں سے مذکورہ حنفیہ

چھوڑ کر شافعی مذہب ہو جاوے وہ وقف سے خارج ہو تو اسکی شرط کے موافق عمل ہو گا چنانچہ جو شخص مذہب خفی چھوڑ کر شافعی
مذہب ہو جائیگا وہ وقف سے خارج ہو گا۔ اور اگر انہیں سے بعض نے دوسرے بعض پر یہ دعویٰ کیا کہ شخص مذہب خفی چھوڑ کر
شافعی مذہب میں چلا گیا ہو اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا تو قول مدعا علیہ کا قبول ہو گا اور مدعی پر اس کے گواہ پیش کرنے
واجب ہونگے۔ چنانچہ یہ بین ہو۔ اور اگر اپنی اولاد پر وقف کیا اور یہ شرط کی کہ جو شخص مذہب معتزلہ اختیار کر لیا وہ وقف
سے خارج ہو تو جو شخص انہیں سے معتزلی ہو اوہ خارج ہو گیا اور اسی طرح اگر وقف کنندہ معتزلہ مذہب ہو اور اسے شرط کی
کہ جو معتزلہ مذہب چھوڑ کر اہل سنت کا مذہب اختیار کر لیا وہ وقف سے خارج ہو جائیگا تو اسکی شرط کی پابندی کی جائیگی
اور اگر یہ شرط کی کہ جو شخص اہل سنت کے مذہب سے ایک اور کسی کی طرف انتقال کر لیا ہیں خارجی بارانفی
ہو جائیگا تو وہ وقف سے خارج ہو گا پھر اگر انہیں سے کوئی شخص دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو گیا انو ذ باللہ تعالیٰ منہ وہ وقف
سے خارج ہو جائیگا اور واضح رہے کہ اس میں عورت و مرد دونوں کا حکم یکساں ہو اور اگر شرط کی کہ جو شخص مذہب قدریہ چھوڑ کر
دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہو اوہ وقف سے خارج ہو جائیگا۔ کوئی مذہب قدریہ چھوڑ کر دوسرے مذہب میں گیا
پھر اسکو ترک کر کے قدریہ مذہب میں آگیا تو استحقاق وقف عود نہ کر لیا الا اسی صورت میں کہ وقف کنندہ نے شرط کر دی ہو
جس سے ثابت ہو کہ اگر پھر لوٹ آوے تو پھر مستحق ہو گا اور اسی طرح اگر وقف کنندہ نے مذہبوں میں سے کسی مذہب کو
معیّن کر دیا کہ جو اس مذہب سے دوسرے میں منتقل ہو اوہ وقف سے خارج ہو گا تو اسکی شرط کا اعتبار کیا جائیگا اور اسی طرح
اگر یہ شرط کی کہ میری قرابت میں سے جو شخص شہر بغداد سے رہنا چھوڑ کر کے دوسرے شہر میں جا بیسیگا وہ وقف سے خارج
ہو گا اسکا کچھ حق ہو گا تو بھی اسکی شرط کا اعتبار کیا جائیگا۔ لیکن اتنا فرق ہو کہ اس صورت میں اگر واپس ہو کر اُسے بغداد
میں سکونت اختیار کی تو اسکا استحقاق وقف بھی عود کر گیا اور وقف میں شامل کیا جائیگا یہ بحوالہ الرائق میں ہے۔ اور اگر
کہا کہ میری یہ ارضی اللہ تعالیٰ کے واسطے زید پر و عمرو پر جب تک دونوں زندہ رہیں اور ان دونوں کے بعد مسکینوں پر
ہمیشہ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہے اس شرط پر کہ زید سے پہلے کیا وے کہ ہر سال اس کے غایت سے ہزار درم دیے جاویں
اور عمرو کو سالانہ قوت دیا جاوے تو یہ اسکے قول کے موافق جائز ہو پھر اگر ایسا کر کے بعد آمدنی میں سے کچھ بچا تو وہ دونوں کے
درمیان نصف نصف ہو گا اور اگر انکی آمدنی فقط ہزار درم ہوں تو وہ سب زید کو رہا دینے کی ہی طرح اگر ہزار درم سے بھی کم
ہوں تو سب زید کو دیے جاوینگے پھر اگر زید مر گیا اور وقف کی سالانہ آمدنی آئی تو اس میں سے عمرو کو ایک سال کا قوت دیا جائیگا
پھر اگر آمدنی تین ہزار درم ہو اور عمرو کا سالانہ روزیہ ایک ہزار درم ہوں تو اسکو ایک ہزار درم دیے جائینگے۔ اور نصف آمدنی
سالانہ یعنی ڈیڑھ ہزار درم تک جو اسکی قوت سے اور زیادہ ہو یعنی پانچ سو درم سودہ بھی دیے جائینگے اور باقی ڈیڑھ ہزار درم مسکینوں
پر تقسیم ہونگے اور اگر زید نہیں مرا بلکہ عمرو مر گیا تو زید کو وہ ہزار درم جو اسکے واسطے بیان کیے ہیں دیے جاویں اور نصف آمدنی
تک جب قدر اور اس سے زیادہ ہو وہ بھی دیجاوے اور باقی نصف آمدنی مسکینوں پر تقسیم ہوگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری یہ
ارضی صدقہ موقوفہ ہے زید و خالد و عمرو پر کہ زید سے شروع کیا جاوے پس جب تک زید زندہ رہے اسکو صدقہ کی آمدنی
دیجاوے پھر اسکے بعد عمرو کو جب تک زندہ رہے اس صدقہ کی آمدنی دیجاوے پھر بعد اسکے خالد کو جب تک وہ زندہ رہے
اسکی آمدنی دیجاوے پھر بعد اسکے مسکینوں پر صدقہ ہو تو حسب طاعت اسنے بعض کو بعض پر مقدم کیا ہو اسی طرح اس پر
مقدم آمد ہو گا پھر جب زید و عمرو و خالد سب مر جاویں تو اسکی آمدنی فقیروں پر صدقہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ سیر العیون

میں مذکور ہو کہ ایک شخص نے اپنا گھوڑا دس برس کے واسطے اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے محسوس کر دیا بشرطیکہ بعد دس برس کے اپنے مالک کو واپس نہ لے لیا جائے اور شیخ ہلال کے استاد یوسف بن خالد ثمنی سے روایت ہے کہ وقت جا ہوا اور شرط باطل ہو یہ ذخیرہ میں اور اگر ایک شخص نے اپنا گھوڑا جہاد میں یا راہ خدا میں کر دیا اس شرط پر کہ جب تک زندہ ہو اپنے پاس رکھ لے گا تو یہ جائز ہے اس واسطے کہ اگر وہ شرط نہ کرتا تو بھی اسکے واسطے یہ اختیار ہوتا اور راہ خدا میں کر دینے کے یہ معنی ہیں کہ اُس پر سوار ہو کر جہاد کیا جاوے اور اگر اُس نے چاہا کہ سوائے اسکے اور راہ میں اُس پر سوار ہونے کا نفع لیا جاوے تو ایسا نہیں کر سکتا ہے اور اگر اسکو کرایہ پر دیا تو صحیح نہیں ہے الا اس صورت میں کہ اسکے نفقہ کی ضرورت ہو یہ ذخیرہ میں ہو اور معتبر شرطوں میں سے یہ بھی ہو جو خصائص نے بیان فرمائی کہ متولی اس ارضی کو اجارہ پر دے تو یہ شرط معتبر ہے پس اگر متولی نے اسکو اجارہ پر دیا تو اجارہ باطل ہے اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ جو زمین درختان خرماد وغیرہ ہیں وہ بٹائی پر نہ دیے جاویں جسکو عربی میں معاملۃ الاستجار کہتے ہیں تو اس شرط کا اعتبار کیا جائیگا اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ اگر متولی نے اس ارضی کو اجارہ پر دیا تو وہ متولی ہونے سے خارج ہوا تو جب متولی اسکے خلاف کر گیا تو خارج ہو جائیگا اور قاضی اسکے متولی ایسے شخص کو مقرر کرے جسکی امانت داری پر بھروسہ ہو۔ اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ اگر اس وقت والوں میں سے کسی نے ایسی بات اس وقت کی بابت کی کہ جس سے اس وقت کے باطل کرنے کا قصد کرتا تھا تو وہ اس وقت کے مستحقون میں سے خارج ہوگا تو یہ شرط بھی معتبر ہے۔ پھر اگر بعضوں نے اس وقت کی بابت نزاع کیا مثلاً باین معنی کہ یہ وقت صحیح یا لازم نہیں ہوا ہے پھر اسنے کہا کہ میری مراد یہ بھی کہ یہ وقت بالاتفاق صحیح ہو جاوے پس میں نے اسکی تصحیح کا قصد کیا تھا اور باقی اہل وقت نے کہا کہ تم نے اسکے باطل کرنے کا ارادہ کیا تھا تو قاضی ملاحظہ و نظر فرمائیگا کہ جن لوگوں کے ہمیں نزاع کیا ہے اسکا کیا حال تھا پس اگر وہ لوگ اسکی تصحیح کا قصد رکھتے تھے تو قاضی کو ایسا اختیار ہے یعنی انکو باقی رکھے اور اگر وہ لوگ اس وقت کو باطل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تو انکو وقت سے خارج کر دے اور انکے خارج کر دینے پر گواہ کر دے یعنی تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے انکو خارج کر دیا تاکہ بوقت ضرورت انکے کھانے جانے کا ثبوت موجود رہے اور اگر اسنے یہ شرط لگائی کہ جو شخص ہمیں سے وقت کے متولی سے نزاع کرے اور اس سے تعرض کرے وہ وقت سے خارج ہو اور یہ نہ کہ انکے تراعی و تعرض ہیں ارادہ سے کرے کہ وقت کے باطل کرنے کا قصد رکھتا ہو پھر انہیں سے بعض نے متولی سے نزاع کیا اور کہا کہ اسنے مجھے میرے حق سے روکا ہے تو خارج ہو جائیگا یعنی وقت کے استحقاق سے کھل جائیگا اگرچہ وہ اپنے حق کا مانگنے والا تھا اور یہ نکل جانا بوجہ پابندی شرط وقت کنندہ کے ہے جیسے اُسے یون شرط کی کہ جو شخص متولی سے اپنے حق کا مطالبہ کرے متولی کو ایسے خارج کر دینے کا اختیار ہے پس ایسا ہی ہمیں بھی ہے اور متولی کو بعد اسکے خارج ہونے کے یہ اختیار نہیں ہے کہ دوبارہ اسکو وقت کے استحقاق میں داخل کرے لیکن اگر وقت کرنے والے نے یہ شرط کر دی ہو کہ بعد خارج ہونے کے جو شخص راہ پر آ جاوے وہ پھر داخل ہووے یا ہو سکتا ہے تو ایسی صورت میں متولی دوبارہ اسکو داخل کر سکتا ہے یہ بجز الرائی میں ہے

یہ قول بعض
مفسرین کا وقت
نے شرح موطائ
رکھا تھا تو یہی
پابندی ہوگی

پاشچوان باب ولایت وقت و تصرف قیم و اوقاف و کیفیت تقسیم غلہ کے بیان میں اور اس بیان میں جب بعض نے قبول کیا اور بعض نے نہ قبول کیا یا بعض زندہ ہیں اور بعض مر گئے تو کیونکر حکم ہوگا اصلاح و درستی کی نظر کے لائق وہ شخص ہوگا جسنے وقت کی ولایت کے واسطے خود درخواست نہ کی ہو اور ہمیں کوئی نسخہ معروض نہ ہو یہ فتح القدر میں ہے۔ اور ہمارے میں مذکور ہے کہ وقت پر وہی متولی کیا جاوے جو امین ہو اور بذات خود یا اپنے نائب سے اسکے سرانجام پر قادر ہو خواہ

مرد ہو یا عورت ہو خواہ آنکھوں والا ہو یا اندھا ہو اور اسی طرح اگر محدود وقف ہو بشرطیکہ تو بہ کر چکا ہو تو بھی معنا لفظ نہیں ہو اور
متولی وقف ہونے کی صحت کے واسطے یہ شرط ہو کہ عاقل و بالغ ہو یہ بھرا لائیں میں ہو۔ اور اگر کسی وقف کر نیوالے نے یہ شرط کر دی ہو
کہ اس وقف کی ولایت میری اولاد میں سے جو میرے پیچھے رہے اسکو ہو تو قاضی اس وقف کنندہ کے فرزند صغیر کا ایک شخص خلیفہ
مقرر کر دیکر بشرطیکہ وہ لائق ولایت ہو پس اصل ولایت اسکے فرزند کو ہوگی اور یہ سچساں ہو اگرچہ قبائلاً باطل ہو اور اسی طرح
اگر وقف کنندہ نے کسی طفل کو اپنے وقف کا وصی مقرر کیا تو قبائلاً باطل ہو مگر سچساں نامین حکم دیا ہو کہ ولایت اسکو مل ہوگی
جب بالغ ہو جاوے۔ اور اگر کسی غائب کو وصی مقرر کر دیا تو قاضی اپنی طرف سے ایک شخص کو چن کر اسکو واسطے مقرر کر دیکر یا تنک
کہ جب یہ شخص غائب آجائے گا تو اسکو سونپ دیکر یہ حاوی میں ہو۔ اور ولایت وقف صحیح ہونے کے واسطے آزاد ہونا اور مسلمان
ہونا شرط نہیں ہو جیسے عبادت میں مذکور ہو اور اگر غلام ہو تو قبائلاً سچساں ناجائز ہو اور وصی حکم میں مثل غلام کے ہو لیکن اگر غلام
نے غلام یا ذمی متولی کو ولایت وقف سے خارج کر دیا پھر غلام آزاد کیا گیا یا ذمی مسلمان ہو گیا تو ان دونوں کی ولایت عود کرگئی
یہ بھرا لائیں میں ہو۔ فناوی سے محدث افضل میں مذکور ہو کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی وقف کنندہ نے اصل وقف میں
اپنے اور اپنی اولاد کے واسطے ولایت شرط کر دی ہو تو فرمایا کہ بالاجماع جائز ہے یہ تا تا ر خانیہ میں ہو۔ اگر کسی نے کچھ وقف کیا
اور ولایت کا کسی کے واسطے ذکر نہ کیا تو بعض نے فرمایا کہ ولایت وقف کنندہ کے لیے ہوگی اور یہ بنا بر قول ابو یوسف رحمہ
لہ کے ہو اس واسطے کہ انکے نزدیک سپرد کر دینا شرط نہیں ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک یہ وقف صحیح نہوا اور اسی پر فتویٰ ہے کہ
سراجیہ میں ہو کسی شخص نے ایک ارٹھی مزد وقف کر کے اپنے قبضہ سے نکال کر کسی قیم کے قبضہ میں دیدی پھر چاہا کہ
اسکے قبضہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں لے لے پس اگر اسنے اصل وقف میں یہ شرط کر لی ہو کہ مجھے قیم کے معزول کرنے اور اسکے
قبضہ سے نکال لینے کا اختیار ہوگا تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر یہ شرط نہ کی ہو تو بنا بر قول امام محمد کے اسکو یہ اختیار نہیں
ہو اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے اسکو اختیار ہو اور مشائخ پنج بہ قول امام ابو یوسف کے فتویٰ دیتے ہیں اور اسی کو فقہ
ابواللیث نے لیا ہو اور مشائخ بخارا بہ قول امام محمد رحمہ کے فتویٰ دیتے ہیں اور اسی پر فتویٰ دیا جائیگا یہ مضمرات میں ہو۔ اور
اگر وقف کنندہ نے اپنے واسطے ولایت شرط کر لی ہو حالانکہ وقف کنندہ اس وقف کے حق میں نہیں نہیں سمجھا جاتا ہو تو قاضی
اختیار ہو کہ اسکے قبضہ سے نکال لے یہ ہذا بہ میں ہو۔ اور اگر متولی نے تمیر وقف ترک کی حالانکہ اسکے پاس حاصلات وقف سے
اسقدر ہو کہ اس سے تمیر و اصلاح وقف کر سکتا ہو تو قاضی اسکو تمیر و اصلاح پر مجبور کر سکتا ہے اگر اسنے کیا تو خیر و نہ اسکے ہاتھ
سے نکال لیگا یہ محیطا میں ہو۔ اور اگر وقف کرے والے نے اپنے واسطے ولایت شرط کی اور یہ شرط کی کہ سلطان یا قاضی کو اسکے
معزول کرنے کا اختیار ہوگا پس اگر وہ شخص ولایت وقف کے واسطے امانت دار ہو تو یہ شرط باطل ہوگی اور قاضی کو اختیار ہوگا
کہ اسکو معزول کر دے اور دوسرے کو متولی مقرر کرے یہ فناوی سے قاضی خان میں ہو۔ اور نیز قاضی کو اختیار ہوگا کہ اگر وقف کے
حق میں بہتر معلوم ہو تو جسکو واقف نے مقرر کیا ہو اسکو معزول کر کے دوسرا لائق مقرر کر دے یہ فصول علماویہ میں ہو۔ اور اگر
یہ شرط قرار دی کہ فلاں اسکا متولی ہو اور مجھے اسکے خارج کرنے کا اختیار ہوگا تو متولی کرنا جائز ہو مگر شرط عدم اختیار اخراج
باطل ہو یہ محیطا سرخی میں ہو۔ اور اگر واقف نے کسی شخص کے واسطے شرط کی کہ میری حیات و بعد وفات کے یہ متولی ہو تو جائز
ہو پس اسکی حیات میں اسکی طرف سے وکیل ہوگا اور بعد موت کے وہی ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے اس وقف کا
متولی کیا تو اسکی حیات تک اسکی ولایت رہیگی اور بعد موت وقف کرنے والے کے نہ رہیگی۔ اور اگر کہا کہ میں نے

مرد ہو یا عورت ہو خواہ آنکھوں والا ہو یا اندھا ہو اور اسی طرح اگر محدود وقف ہو بشرطیکہ تو بہ کر چکا ہو تو بھی معنا لفظ نہیں ہو اور

نچے اپنے اس صدقہ پر اپنی زندگی میں اور بعد موت کے وکیل کیا تو یہ جائز ہو اور شخص انکی زندگی میں وکیل ہوگا اور بعد موت کے
 وی ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر واقف نے وقف کا کوئی قیم مقرر نہ کیا بیان تک کہ انکی وفات کا وقت آگیا پس اسے وفات
 کے وقت ایک شخص جی مقرر کیا تو اسکے اموال کے واسطے وی ہوگا اور اسکے اوقات کے واسطے قیم ہوگا اور اگر اسکے بعد
 دوسرے کو وی کیا تو یہ دوسرا اسکے اموال کی واسطے ہوگا یعنی اموال کی واسطے دو وی ہو جائیگے مگر دوسرا انکی وفات کے
 واسطے قیم ہوگا اور اگر وقف کنندہ نے کسی کو قیم نہ کیا بیان تک کہ قاضی نے ایک شخص کو قیم مقرر کیا اور اسکے قیم ہونے کا
 حکم جاری کر دیا تو واقف کو اختیار ہوگا کہ اسکو معزول کر کے اپنے آپ متولی ہو دے یہ قادی کیا تھیں ہیں۔ اور اگر کسی کو
 خاصہ وقف کا وی کر گیا تو یہ شخص اسکے جملہ اموال کا وی ہوگا یہ ظاہر الروایہ کے موافق امام عظیم و امام ابو یوسف کا قول
 اور یہی صحیح ہو یہ بنیائے ہیں۔ اور علی ہذا اگر ایک شخص کو خاصہ وقف کے واسطے وی کیا اور دوسرے کو اپنی اولاد کی واسطے
 وی کیا یا ایک کو ایک وقف خاص کا وی کیا اور دوسرے کو دوسرے وقف بہین کا وی کیا تو دونوں ان دونوں چیزوں
 کے واسطے وی ہونگے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر اپنی ارضی وقف کی اور انکی ولایت اپنی زندگی و بعد وفات کے ایک شخص کو ہی
 پھر اپنی وفات کے وقت اسے ایک اور شخص کو وی مقرر کیا تو ہلال رح نے امام محمد رحم سے روایت کی ہے کہ وی مذکور قیم مذکور
 ساتھ امر وقف میں شریک ہوگا گو با اسے ان دونوں کو وقف کا متولی کیا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دو ارضی وقف کی اور ہر ایک
 کے واسطے ایک متولی مقرر کیا تو انہیں سے کوئی دوسرے کے ساتھ شریک ہوگا۔ اور اگر اپنی ولایت ایک شخص کی واسطے
 کر دی پھر ایک شخص دیگر کو اپنا وی مقرر کیا تو وی مذکور امر وقف میں قیم کا شریک ہوگا لیکن اگر اسے اس طور سے کہا کہ میں نے
 اپنی زمین چنین دچان پر وقف کر کے اسکا متولی فلان کو مقرر کر دیا اور فلان دیگر کو میں نے اپنے اموال ترکہ اور جمیع امور کے
 واسطے وی مقرر کیا تو اس صورت میں دونوں سے ہر ایک فقط اسی چیز کا متولی ہوگا جو اسکو سپرد کی گئی ہو یہ بجز الاراضی
 میں ہو۔ اور اگر یہ شرط قرار دی کہ میری موت کے بعد فلان متولی ہو پھر اسکے بعد فلان متولی ہو پھر اسکے بعد فلان متولی ہو تو
 ایسی شرط جائز ہے یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے فلان کو وی کیا اور ہر وصیت سے جو میں نے کی ہے جو سے
 کیا تو وقف کا متولی بھی ہی ہوگا اور جو متولی تھا وہ متولی ہونے سے خارج ہو جائیگا۔ اور جب وقف کنندہ نے دو شخصوں کی
 ولایت کر دی یا وی و متولی دونوں کے اختیار میں وقف کی ولایت ہو گئی تو ان دونوں میں فقط ایک کو اختیار نہ ہوگا کہ غلہ
 وقف کو فروخت کر دے اور بنا بر قول امام عظیم کے چاہیے کہ اسکو یہ اختیار ہو دے۔ اور جب دونوں میں سے ایک نے غلہ
 وقف فروخت کیا اور دوسرے نے اجازت دیدی یا ایک نے دوسرے کو اپنی طرف سے اسکا وکیل کیا تو بیع جائز ہوگی یہ
 حامی میں ہو۔ اور اگر کسی نے وقف میں ایک شخص کو متولی کیا اور اسپر شرط کر لی کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ دوسرے کو
 اپنی طرف سے وی کرے تو شرط جائز ہے یہ ظہیر میں ہو اور اگر دو وصیوں میں سے ایک مر گیا اور اسے ایک جماعت کو وی
 مقرر کیا تو انہیں سے کوئی تنہا تصرف کا مختار نہ ہوگا اور نصیب غلہ اس جماعت کے قبضہ میں رہے گا جو بچا ہے وی فوت شدہ کے
 قائم ہوئی ہے یہ حامی میں ہو۔ اور اگر وقف کر نیوالے نے قرار دیا کہ میری موت کے بعد فلان و فلان دو شخص اسکے متولی
 ہیں پھر وہ دونوں میں سے ایک مرا اور دوسرے متولی کو اپنی طرف سے امر وقف کا وی کر گیا تو زندہ کا تصرف دونوں کی طرف
 سے تمام وقف میں جائز ہوگا یہ قادی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر وہ آدمیوں کو اپنا وی کر گیا پھر ایک نے قبول کیا اور دوسرے
 نے انکار کیا تو قاضی بچاے اسکے دوسرا شخص مقرر کر دیا تاکہ درمیان میں جمع ہو جائیں کہ جو وقف کنندہ کی غرض تھی اور اگر قاضی

من
 بیع
 و
 امان
 کسے
 ۱۲۵۱

۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰

اس صورت میں زید کے آئے پر عبد اللہ کو ولایت وقت نہ رہی اور ہلال و امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اول صورت میں بھی
 ولایت وقت زید کی طرف منتقل ہوگی یہ محیط سہری میں ہو۔ اور اگر اسے کہا کہ ولایت وقت عبد اللہ کے واسطے ہو جب تک وہ
 بصرہ میں ہو تو اسکی شرا کے موافق رکھا جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ میری جو رو کو ہو جب تک وہ کسی سے نکاح نہ کرے پھر جب
 نکاح کرے تو اسکے واسطے ولایت نہ ہوگی تو اسکے قول کے موافق ہوگا اور اگر کہا کہ ولایت وقت عبد اللہ کے واسطے ہو
 پھر اسکے بعد زید کے واسطے ہووے پھر عبد اللہ مر گیا اور ایک شخص صبی مقرر کیا تو ولایت وقت زید ہی کو حاصل ہوگی
 یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر متولی مر گیا اور وقت کرنے والا زندہ ہو تو دوسرے متولی مقرر کرنے کی رائے واقع کے
 اختیار میں ہو قاضی کو نہ ہوگی اور اگر وقت مر گیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار درجہ اول میں اسکے وصی کو ہوگا کہ
 وہی قاضی سے ادلی ہوگا اور اگر میت نے کسی کو وصی نہ کیا ہووے تو اسکا اختیار قاضی کو ہوگا یہ فائدہ صغریٰ میں ہو
 اصل میں مذکور ہو کہ جب واقع کے گھرانے میں سے کوئی شخص متولی وقت ہونے کے لائق موجود ہو تب تک قاضی کسی
 اور اجنبی کو متولی مقرر نہ کرے اور اگر واقع کے گھرانے میں کوئی اس لائق نہ ہو پس قاضی نے کسی اجنبی کو متولی مقرر کر دیا
 پھر اسکے گھرانے میں کوئی ایسا پایا گیا جو متولی ہونے کے لائق ہو تو اجنبی سے منتقل کر کے اسکو دید گیا یہ وجہ میں ہو
 حاوی میں مذکور ہو کہ انصاری نے اپنی کتاب وقت میں ذکر فرمایا کہ اگر حاکم نے وقت کنندہ کے مقرر کیے ہوئے متولی کو
 بسبب اسکے فساد کے خارج کر دیا پھر اسکے بعد وہ صالح ہو گیا تو کیا آپ کے نزدیک یہ ہو کہ حاکم اسکو پھر متولی کرے فرمایا کہ
 ہاں۔ اور اگر وقت کنندہ کے قریبیوں یا پرہیزوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہو کہ بغیر روزینہ سے متولی وقت ہووے
 اور دیگر اجنبیوں میں سے ایسے لوگ ملے ہیں کہ بغیر روزینہ سے ہونے کا وقت انجام دینے کو قبول کرتے ہیں تو فرمایا کہ
 یہ قاضی کی رائے پر ہو کہ وقت اور جن لوگوں کو وقت کا نفع پہنچتا ہو اسکے حق میں جو بہتر دیکھے وہ کرے یہ تاتار خانہ
 میں ہو۔ جامع الفصولین میں مذکور ہو کہ اگر واقع نے یہ شرط کی کہ متولی میری اولاد یا اولاد کی اولاد میں سے ہو پس آیا
 قاضی کو اختیار ہو کہ بلا طور خیانت دوسرے کو متولی کر دے اور اگر کر دیا تو متولی ہوگا یا نہ ہوگا تو شیخ الاسلام برہان الدین
 نے اپنے فوائد میں فرمایا کہ نہیں یہ نہر اتفاق میں ہو۔ اور اگر قاضی مر گیا یا مغزول کیا گیا تو بسکو وقت پر متولی مقرر کیا ہو وہ
 اپنے حال پر متولی رہے گا یہ قنہ میں ہو۔ اور متولی وقت کو اختیار ہو کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو ولایت
 وقت سپرد کر دے جیسے وصی کو روا ہو کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو وصی کر جاوے ولکن اگر واقع نے متولی
 مذکور کے واسطے کچھ مال مسمیٰ مقرر کیا ہوگا تو وہ اس شخص کے واسطے جسکو متولی نے مقرر کیا ہو ہوگا بلکہ اس امر کا رافعہ
 قاضی کے حضور میں کرے جبکہ اسنے ہرج سے کام کیا ہو تاکہ قاضی اسکے واسطے اجرا مثل مقرر کر دے ولکن اگر وقت کرنے
 والے نے یہ اختیار ہر متولی کو دیدیا ہو تو متولی مذکور کے مقرر کرنے ہی سے اسکے واسطے مال مسمیٰ واجرت معلومہ جو متولی
 اول کے واسطے تھی اس دوسرے کے واسطے مقرر ہو جائیگی اور قاضی سے رافعہ کی ضرورت نہوگی اور قاضی کو یہ نہیں پہنچتا
 ہو کہ جسکو متولی نے داخل کیا ہو اسکے واسطے وہی قرار دے جو وقت کرنے والے نے اپنے مقرر کیے ہوئے کے لیے قرار دیا تھا
 یہ نفع القدر میں ہو۔ اور اگر متولی نے چاہا کہ اپنی صحت و حیات میں بجائے اپنے دوسرے کو مقرر کر دے تو نہیں جائز ہو الا اس
 صورت میں کہ ولایت اسکو برسبیل تقیم سپرد کی گئی ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر چند گنتی کے معلوم لوگوں پر وقت ہووے پس
 انھوں نے بدون حکم قاضی کے اپنا ایک متولی مقرر کر دیا تو اس میں بہت گفتگو ہو چنانچہ صدر الشہید حسام الدین نے فرمایا کہ

نہاں یہ ہو کہ انکی طرف سے متولی کر دینا نہیں صحیح ہو اور شیخ الاسلام ابو الحسن سے مروی ہو کہ فرماتے تھے کہ ہمارے مشائخ کی صورت میں یہ حکم دینے تھے کہ اگر انھوں نے متولی مقرر کر دیا تو متولی ہو جائیگا جیسے اگر قاضی نے انکی اجازت دیدی تو ہونا ہو پھر متاخرین مشائخ و استاد ظہیر الدین نے اتفاق کیا کہ فضل یہ ہو کہ وہ لوگ اپنے طور پر متولی مقرر کر لیں اور قاضی اس سے آگاہ نہ ہو اور یہ اسوجہ سے کہ انھوں نے اموال وقف میں انکی طمع و کجکرا احتمال نسا دیکھا اور بندہ کہتا ہو کہ ہمارے زمانہ میں وہ نسا و واقع ہو گیا جبکہ انکو احتمال تھا پس واجب ہو اگر متاخرین ہی کا فتویٰ اختیار کیا جاوے یہ غیابہ میں ہو۔ ایک مسجد میں کیواسطے ایک وقف صحیح ہو اور اسکا ایک متولی ہو پھر متولی مذکور گیا پھر اہل مسجد جمع ہوئے اور اتفاق کر کے بدون حکم قاضی کے انھوں نے ایک شخص کو متولی وقف کر دیا پھر اس متولی نے حاصلات وقف سے تعمیر و رستی مسجد مذکور کا انصرام کیا تو مشائخ نے اس کو توبہ میں اختلاف کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ یہ توبہ نہیں صحیح ہو اور قیام کا مقرر کرنا قاضی کے اختیار میں ہو گا پھر اگر اس متولی نے وقف کو اجرت پر دیا اور تعمیر مسجد میں حاصلات وقف کو خرچ کیا تو ضامن ہو گا اسواسطے کہ جب توبہ صحیح نہ ہو تو وہ غاصب ہو جائیگا اور غاصب جب مال غصب کو اجارہ پر دے تو اجرت اسی کی ہوتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو اور امام بن الہام صاحب فتح القدیر اس روایت کے ماخوذ نہونے پر تنبیہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خود تجھے معلوم ہو کہ فتوے اس پر ہو کہ او قاف کے غصب کر نیوالے سے تاوان لیا جاوے کذا فی فتح القدیر قال المترجم بان جواد قاف کو غصب کرے وہ ضامن قرار دیا جاوے ولیکن مسئلہ کتاب قاضی خان مین یہ ہو کہ او قاف غصب کردہ کو اجارہ پر دیکر اسکی اجرت لے تو اس اجرت کا ضامن ہو گا نا میں احد ہما من الآخر فلیتأمل۔ اور اگر کسی نے اپنی اولاد پر وقف کیا حالانکہ وہ لوگ دوسرے شہر میں ہیں تو اسکے شہر کو قاضی کو اختیار ہو کہ وقف کے واسطے کوئی متولی مقرر کرے اور اگر اسکے واسطے سالانہ کوئی مقدار معلوم معین مقرر کر دی تو بقدر اجرت اسل کے اسکے واسطے حلال ہو اگرچہ وقف کرنے والے نے یہ شرط لکھا ہو یہ سراجیہ میں ہو۔ اور اگر وقف کے دو قیام ہوں کہ ایک کو ایک شہر کے قاضی نے اور دوسرے کو دوسرے شہر کے قاضی نے مقرر کیا ہو پس آیا دونوں میں سے ہر ایک کو رد ہو کہ دونوں دوسرے کے تصرف کرے تو شیخ امام سمیع زاہد نے فرمایا کہ چاہیے کہ دونوں میں سے ہر ایک کا تصرف جائز ہو اور اگر ان دونوں قاضیوں میں سے ایک نے چاہا کہ جس قیام کو دوسرے قاضی نے مقرر کیا ہو مفرول کر دے تو فرمایا کہ اگر قاضی مذکور کو اسکے مفرول کرنے میں وقف کے واسطے کوئی مصلحت معلوم ہوئی تو اسکو یہ اختیار ہو گا ورنہ نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اگر قاضی نے وقف کے واسطے باوجود ایک قیام کے دوسرا قیام مقرر کیا تو اس سے پہلا مفرول ہو جائیگا بشرطیکہ وہ وقف کنندہ کا مقرر کیا ہوا ہو اور اگر خود قاضی کا مقرر کیا ہوا ہو اور دوسرے کے مقرر کرنے پر اسکو آگاہ کر دیا تو مفرول ہو جائیگا فتاویٰ صاعد میں ہو کہ اگر متولی وقف نے وقف کی کوئی چیز فروخت کی یا رہن کی تو یہ خیانت ہو پس وہ مفرول کر دیا جاوے یا اسکے ساتھ کوئی ثمن مستند اور مقرر کیا جاوے۔ اور وقف کنندہ کی طرف سے جو شخص متولی مقرر ہو اگر اسے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو مفرول کیا تو وہ مفرول ہو جائیگا لیکن اگر وقف کنندہ سے یا قاضی سے کے اندر وہ حاجت کر دے تو خارج ہو سکتا ہو یہ قیہ میں ہو۔ اگر متولی وقف نے کوئی چیز وقف کی اجارہ پر دی پھر مفرول کیا گیا اور سچاے اسکے دوسرا قیام مقرر کیا گیا تو بعض نے فرمایا کہ اجرت وصول کر لیا اختیار ہی مفرول کو ہو گا اور صحیح یہ ہو کہ جو جدید مقرر ہوا ہو اسکو ہو گا اسواسطے کہ مفرول نے اسکو وقف کے واسطے اجارہ پر دیا تھا اپنی ذات کے واسطے نہیں دیا تھا۔ اور اگر قیام نے ایسا دار فروخت کیا جسکو اسنے مال وقف سے خریدا تھا پس اگر اسکا ثمن جو مشتری سے قرار پایا ہو اسکی قیمت سے زائد نہونو قیام کو اختیار ہو کہ مشتری کے ساتھ اسکی بیع کا اقرار کرے اور اسطرح

۵
تہذیب
۱۲

یہ دیکھا جائیگا کہ بننے ہوئے ہونے کی حالت میں اسکی کیا قیمت ہو اور توڑی ہوئی حالت میں اسکی کیا قیمت ہو پس جو قیمت دونوں میں سے کم ہو اس سے زیادہ معاوضہ دینے پر روا ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک شخص نے اپنا گھر اس شرط سے وقف کیا کہ فلاں شخص اپنی زندگی بھر اس میں رہے یا دس برس یا زیادہ مدت معلومہ تک اس میں رہے پھر بعد اسکے یہ گھر سکینوں پر وقف ہو تو یہ جائز ہو۔ اور فلاں مذکور کو یہ اختیار ہوگا کہ اس دار کو کرایہ پر دے یا ان سے اختیار ہوگا کہ خود اس میں رہے اپنے اہل و عیال و خادموں کے رہے پھر جن لوگوں پر وقف کیا ہو اگر وہ ایک جماعت ہو جنہیں سے بعض اس میں رہنا چاہتے ہیں اور بعض اسکو اجرت پر دیا چاہتے ہیں تو قاضی الکو حکم دیگا کہ تھا پو کر لین یعنی چند روز کی باری کر لین پھر جو شخص رہنا چاہتا ہو وہ باری کے ایام بھر اس میں رہے اور جو شخص اجارہ پر دینا چاہتا ہو وہ اپنی باری پر اسکو کرایہ پر دے یہ حاوی میں ہو اور اگر وقف کنندہ نے یہ شرط کی کہ اسکی آمدنی فلاں شخص کیواسطے ہو تو اسکی کوئی روایت مستقیم سے نہیں پائی جاتی کہ اور اگر ایک شخص کے واسطے کرایہ مکان کی نصیبت کی گئی ہو اور اس نے چاہا کہ میں اس میں رہوں تو متاخرین نے اس میں اختلاف کیا ہے چنانچہ بعض نے کہا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہو پس کرایہ کی نصیبت کی صورت میں اختلاف ہونے سے بہ طریق ولایت وقف میں بھی اختلاف ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ احتیاط یہ ہو کہ قیم اسکو سواسے اس شخص کے جیسے قیم کیا گیا ہو دوسرے کو اجارہ پر دیکر اسکا کرایہ وصول کر کے جیسے کرایہ وقف کیا گیا ہو اسکو دیدے یہ محیط خیر میں ہو اور اگر وقف کنندہ نے یہ شرط لگائی کہ بدین شرط کہ وہ لوگ اسکو کرایہ پر چلا دیں اور انکو اس میں رہنے کا اختیار نہیں ہو تو اسکی شرط کے موافق عمل درآمد ہوگا یہ حاوی میں ہو۔ اور قیم کو یہ اختیار نہیں ہو کہ جو وقف بردار تعمیر مدرسہ تھا اور باقی بوجہ فلاں اسکی آمدنی سے تعمیر مدرسہ کی جو فاضل بچا ہو اسکو بطور دین دیکر فقہیوں پر صرف کر دے اگرچہ وہ لوگ اسکے حاجت مند ہوں یہ قیہ میں ہو۔ اور اگر اراضی وقف کی آمدنی سے قیم کے پاس مال جمع ہو گیا ہو اور اسکو کوئی وجہ خیر نظر آئی مگر وقف میں بھی تعمیر و اصلاح کی ضرورت ہو اور قیم کو خوف ہو کہ اگر میں وقف کی تعمیر و اصلاح میں صرف کرتا ہوں تو یہ نیکی ہاتھ سے جاتی ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر اراضی وقف کی اصلاح و مرمت میں دوسری آمدنی وصول ہونے تک تاخیر کرنے میں کھلا ہوا ایسا ضرر ہو کہ جس سے وقف کے خراب ہو جائے کا خوف ہو تو وہ مرمت و اصلاح وقف میں تا حصول آمدنی کو تاخیر کر دے اور موجودہ مال کو اس وجہ خیر کی طرف صرف کر دے اور وجہ خیر سے بیان یہ مراد ہو کہ ایسی وجہ خیر ہو کہ ایک نوع فقہیوں پر آمدنی صرف ہوتی ہو جیسے کافروں کے ہاتھ میں مسلمان قید ہو گئے ہوں اسکی رانی میں یا جو شخص ہمارے منقطع ہو گیا ہو اسکی دستگیری میں صرف کرے اور رہی تعمیر مسجد یا رباط یا اسکے مانند ایسی وجہ خیر جس میں اہلیت تملیک نہیں ہو یعنی ایسی نہیں ہیں کہ صدقہ اسکے ملک میں کر دیا جاوے تو ایسے وجہ کی جانب غلہ وقف کا صرف کرنا اسکو نہیں روا ہے فتاویٰ تافین خان میں ہو۔ اور اگر استولی نے وقف کی آمدنی مستحقین میں صرف کر دی حالانکہ وقف میں تعمیر و اصلاح کی ایسی ضرورت ہو کہ تاخیر روا نہیں ہو تو استولی مذکور ضامن ہوگا اور جب اس نے ضمان دیدی تو چاہیے کہ مستحقین کو دیا ہو اسکو مستحقین سے واپس نہ لے سکے برقیاس مودع یعنی جیسے پسر کا مال اگر کسی کے پاس ودیعت ہو اور اس نے بغیر اجازت پسر کے یا قاضی کے پسر کے والدین کو اسکے نفقہ میں دیا تو مشائخ نے فرمایا ہو کہ وہ ضامن ہوگا اور پسر کے والدین سے واپس نہیں لے سکتا ہو یہ بھارانی میں ہو۔ وقف کی ایک دوکان بازار میں اپنے قریب کی دوسری دوکان پر چھک پڑی اور دوسری دوکان تعمیر دوکان پر چھک پڑی اور قیم نے دوکان وقف کی تعمیر سے اسکا ر کیا تو مشائخ نے فرمایا ہو کہ اگر وقف کی آمدنی وقف موجود ہو کہ اس سے

دوکان وقف کی تعمیر ہو سکے تو دونوں دوکانوں کے مالکوں کو اختیار ہوگا کہ وہ قیم کو مانو ذکرین کہ آمدنی وقف سے اس دوکان کو مرمت و تعمیر کرانے اور اپنے موقع پر کرا دے اور اسکے مالک سے اس شغل کو دور کرے اور اگر وقف میں اتنی آمدنی ہو کہ اس سے اس کی تعمیر و اصلاح ممکن ہو تو دونوں دوکان والوں کو چاہیے کہ قاضی کے حضور میں مرافعہ کریں پس قاضی اس قیم کو اس تعمیر کی واسطے قرضہ لینے کا حکم دیگا جو آمدنی وقف سے ادا کیا جائیگا یہ قاضی خان میں ہو اور وقف کے پڑے ہوئے میدان میں اگر متولی نے کوئی عمارت بنائی تو وہ وقف کی ہوگی اگر اسکو وقف کے مال سے بنایا ہو یا اپنے ذاتی مال سے بنایا ہو وقف کی واسطے نیت کی ہو اور اگر اس نے اپنے واسطے بنائی اور گواہ کر لیے ہیں تو اسی کی ہوگی اور اگر کسی اجنبی نے کوئی عمارت بنائی اور کچھ نیت نہ کی تو اسی کی ہوگی اور یہی حکم درخت گاہ میں ہو یہ قنہ میں ہو۔ اور اگر وقف کے درم میں حاجت میں صرف کر لیے اور اسکے مثل وقف کی عمارت و مرمت میں خرچ کر دیے تو ضمان سے بری ہو جائیگا۔ اگر وقف کے مکان میں قیم نے کوئی شہر داخل کیا بدین قصد کہ اس کی آمدنی سے اسکو لے لوں گا تو اسکو اختیار ہو۔ اور اگر متولی نے اپنے مال سے وقف پر خرچ کیا اور واپس لینے کی شرط کر لی تو واپس لے سکتا ہو یہ سراجیہ میں ہو۔ اور اگر قیم نے یا مالک نے مکان کے مستاجر سے کہا کہ میں نے سبچہ اسکے تعمیر کی اجازت دی پس اسے اس میں کوئی تعمیر باجارت قیم یا مالک بنائی تو اسکا خرچ مالک یا قیم سے واپس لیگا اور یہ ہوا کہ جو عمارت بنائی ہو اسکا بڑا فائدہ مالک کی طرف راجع ہو اور اگر مستاجر کی طرف راجع ہو اور مکان کے حق میں اس سے ضرر ہو جیسے چوبچہ یا کچھ مکان اس تعمیر میں پھنس جاوے جیسے تنور تو واپس نہیں لے سکتا ہوتا و قنہ اس سے واپس لینے کی شرط نہ کر لی ہو یہ قنہ میں ہو شیخ ابو الفضل سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقف کی چوٹھائی آمدنی تعمیر مدرسہ میں اور تین چوٹھائی فقیروں پر وقف تھی پس اسے آمدنی اسی طرف صرف کی مگر مدرسہ کی تعمیر کی اس سال کوئی ضرورت نہ تھی پس ہجاء ہوا کہ اگر اس سال آ یا قیم کو جائز ہو کہ اسکو فقہوں یعنی مدرسین مدرسہ کو بطور قرضہ کے دیدے کہ آئندہ سال کی اس کی آمدنی سے خرچ کرے اور حال یہ ہو کہ ان لوگوں کو حاجت ہو تو شیخ نے فرمایا کہ نہیں اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا یہ تاتار خانہ میں ہو کہ ایک شخص نے ارغنی مزرعہ اس طور پر وقف کی کہ میرے قریبی محتاجوں کو اور میرے کانوں کے محتاجوں کو پھر جو بچے وہ مسکینوں کو دیا جاوے تو جائز ہو خواہ وہ لوگ داخل شمار ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر متولی نے چاہا کہ ان میں سے بعض کو تفضیل دے تو اس مسئلہ میں چند صورتیں ہیں اول آنکہ وقف اسکے قریبی محتاجوں اور کانوں کے محتاجوں پر ہو اور ہر دو فریق داخل شمار نہیں ہیں دوم آنکہ ہر دو فریق داخل شمار ہیں سوم آنکہ ہر دو فریق میں سے ایک داخل شمار ہو اور دوسرا داخل شمار نہیں ہو پس وجہ اول میں نصف آمدنی واسطے فقرا سے قرابت کے اور نصف واسطے فقرا کے کانوں کے الگ کرے پھر ہر فریق کے حصہ میں سے جسکو چاہے دے اور حسب طرح تفضیل کے ساتھ چاہے دے اس واسطے کہ وقف کر نیوالے کا مقصد صدقہ ہو اور صدقہ میں یوں ہی حکم ہو اور دوسری صورت میں اس کی آمدنی ان سب کی تعداد پر مساوی تقسیم کر کے بانٹ دے اور اسکو تفضیل دینے کا اختیار نہیں ہو اس واسطے کہ وقف کا قصد وصیت ہو اور وصیت کا حکم یوں ہی ہوتا ہو اور تعمیر میں صورت میں پہلے اس کی آمدنی کے دو حصے کرے پھر جس فریق کے لوگ داخل شمار ہیں انکو سادگی ان کی تعداد پر بلا تفضیل تقسیم کر دے اور جو فریق داخل شمار نہیں ہو اسکا حصہ مجموعی رکھ لے پھر ان میں سے جسکو چاہے اور حسب طرح چاہے اس میں سے دے پس تفضیل کا اختیار ہو جیسے کہ ہم نے بیان کیا اور یہ تفریح

ملک اجارہ دہ بننے والا جسکو ہمارے عدالت میں جھگڑا ہو رہا ہے

بنا بر قول امام عظیم و امام ابو یوسف کے ہوا اور بنا بر قول امام محمد رحمہ اللہ کے حاصل نہیں ہو سکتی ہے یہ وجہ کر درمی بین ہے۔ اور اگر وقف کنندہ نے فقراے اس شہر پر وقف کیا پس اگر یہ لوگ داخل شمار نہ ہوں تو قیمت کو اختیار ہو کہ انہیں سے جسکو چاہے دیوے اور اگر داخل شمار ہوں تو انکی تعداد پر مساوی تقسیم کر دے کہ بسین مرد و عورت سب برابر ہونگے۔ اور اگر قیمت نے انہیں سے جو داخل شمار ہیں کسی ایک کا حصہ اپنی ذات پر خرچ کر لیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے قیمت سے ضمان لے یا اپنے شریکین سے اپنا حصہ وصول کر لے بھروہ لوگ قیمت سے لے لینگے۔ اور اگر وقف کنندہ نے شرط کی ہو کہ محتاج کو اسکا قوت و یا جاوے تو اسکی آمدنی سے جیسا کھانا اور کپڑا اور رہنے کا مکان ممکن ہوگا دیگا پھر اگر ارضی وقف ہو تو ہر ایک کو بشرط امکان سالانہ قوت دیدے اور دیگر اوقات جو کرایہ پر چلائے جائے ہیں انہیں ماہواری قوت دیگا یہ قیادی غیاثی میں ہے۔ اور اگر ارضی وقف خراب ہو گئی اور متولی نے چاہا کہ اسین سے تھوڑی زمین فروخت کر کے اسکے شمن سے بانی کی مرمت کرے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہوا اور اگر متولی نے عمارت میں سے کوئی عمارت جو منہدم نہیں ہوئی ہو فروخت کی تاکہ مشتری گرا لے یا پھلدار درخت بیچا تاکہ مشتری کاٹ لے تو بیع باطل ہے پھر اگر مشتری نے عمارت کو گرا لیا یا درخت کو کاٹ لیا تو قاضی کو لازم ہو کہ اس قیمت کو اس وقف سے خارج کر دے اس واسطے کہ وہ ضمان ہو گیا پھر قاضی کو اختیار ہے چاہے اس بیع کی قیمت اس بیع سے تاوان لے اور چاہے مشتری سے تاوان لے پس اگر بائع سے تاوان لے تو اسکی بیع نافذ ہو گئی اور اگر مشتری سے تاوان لی تو بیع باطل ہو گئی مشتری اپنا شمن اس سے واپس لے یہ ذخیرہ میں ہے ایک ارضی وقف ہو جسکے متولی کو وقف کنندہ کے وارث سے یا ظالم سے خون ہوا تو اسکو اختیار ہے کہ ارضی مذکور کو فروخت کر کے اسکا شمن صدقہ کر دے ایسا ہی نوازل میں مذکور ہے اور فتویٰ اس امر پر ہے کہ یہ نہیں جائز ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ وقفی درخت اگر پھلدار ہوں تو انکا فروخت کر دینا نہیں جائز ہے الا جبکہ وہ اکھڑ گئے ہوں اور اگر ایسے درخت ہوں کہ پھل انہیں دینے ہیں تو قبل اکھڑنے کے انکی بیع جائز ہے یہ مضمرات میں ہے۔ اور درختان وقف یعنی جو باغ انگور کے اندر ہیں انکی بیع کرنے میں یہ حکم ہے کہ دیکھا جاوے اگر انگور دن کے پھل انکے سایہ سے ناقص ہوتے ہوں تو انکی بیع نہیں جائز ہے اور اگر انگور دن کے پھل انکے سایہ سے ناقص ہوتے ہوں تو دیکھا جاوے کہ اگر ان درختوں کے پھل بہ نسبت انگور دن کے زائد ہوں تو متولی کو رد انہیں ہے کہ انکو فروخت کرے اور قطع کرے۔ اور اگر بہ نسبت انگور دن کے کم ہوتے ہوں تو متولی کو انکی بیع کا اختیار ہے۔ اور اگر یہ درخت ایسے ہوں کہ پھل نہ دیتے ہوں اور انگور دن کے پھل انکے سایہ کی وجہ سے کم ہوتے ہوں تو متولی کو اختیار ہے کہ انکو فروخت کر کے قطع کرادے اور اگر انگور دن کے پھل انکے سایہ سے کم نہ ہوتے ہوں تو متولی کو اختیار نہیں ہے کہ انکو فروخت کر کے قطع کرادے اور اگر یہ درخت شل ڈلب و بید وغیرہ کے ہوں تو انکی بیع جائز ہے اس واسطے کہ یہ درخت بمنزلہ پھلوں کے ہیں اسلئے کہ بید و دلب جب قطع کیے جاتے ہیں تو دوبارہ اگتے ہیں اور پھر کاٹے جاتے ہیں تو پھر اگتے ہیں اسی طرح جب کاٹے جاتے ہیں پھر اگتے ہیں اور اسی طرح اگر درختان توٹ سکے پتے فروخت کر دیے تو جائز ہے۔ اور اگر مشتری نے ان درختوں کے پالو قطع کر لینی چاہی تو متولی اسکو مانعت کرے اور اگر متولی نے مشتری کو پالو کاٹنے سے مانعت کرنے سے انکار کیا تو یہ فعل اسکا خیانت ہوگا یہ بیع سخرشی میں ہے۔ اور اگر مکان وقف میں جو رکھا درخت ہو پھر یہ مکان خراب ہو گیا تو قیمت کو رد انہیں ہے کہ مکان کی تعمیر کے واسطے اس درخت کو فروخت کر دے و لیکن وار کو کرایہ پر دے اور کرایہ سے اسکی تعمیر کرے اور درخت مذکور کے پھلوں کو

فروخت کر کے تعمیر مکان میں لگا دے مگر یہ نہیں کر سکتا ہو کہ خود درخت کو بیچ کر ایسا کرے یہ سراجیہ میں ہو متولی مسجد نے اگر مال مسجد کے عوض کوئی دوکان یا مکان خریدا پھر اسکو فروخت کر دیا تو جائز ہو بشرطیکہ متولی مذکور کو خرید کر کے کا اختیار و ولایت حاصل ہو دے۔ اور یہ مسئلہ بر بنیاس مسئلہ دیگر ہو اور وہ یہ ہو کہ متولی مسجد نے اگر ایسی مصلحت سے جو مسجد کی واسطے وقف ہو کوئی مکان یا دوکان خریدی تو یہ مکان یا دوکان آیا ان دوکانوں سے طعن ہوگی جو مسجد کی واسطے وقف ہیں یا نہیں اور اسکے معنی یہ ہیں کہ آیا یہ بھی وقف ہو جائیگی یا نہ ہوگی اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور صدر شہید رحمہ نے فرمایا کہ مختار یہ ہو کہ وہ وقف ہو جائیگی و لیکن مسجد کے واسطے کرایہ پر چلائی جائیگی یہ مضمرات میں ہو۔ اور اگر وقف مسجد کے مال سے ایک کپڑا خرید کر مساکین کو دیدیا تو جو من اسنے مال وقف سے دیا ہو اسکا ضامن ہوگا اس واسطے کہ یہ خرید اسکی ذات کی واسطے منع ہوئی تھی یہ اسعانت سے بجز اراق میں نقل ہو۔ اور اگر فقیروں پر اپنا دار وقف کیا تو قیام اسکو کرایہ پر دیگا اور اسکی اجرت سے پہلے اسکی تعمیر میں لگا دے اگر حاجت ہو اور قیام کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اس دار میں کسی کو بغیر اجرت کے ساکن کرے یہ محیط میں ہو جامع الجوامع میں مذکور ہو کہ اگر منہدم ہو کر وہ دوبارہ بنایا گیا تو اسکے ساکنین اسکے احق ہونگے الا اس صورت میں کہ اس طرح منہدم ہو گیا ہو کہ اس میں سے کوئی بھیٹ بھی باقی نہ رہا ہو یہ تا نا خانہ میں ہو۔ اور اگر قیام اجارہ پر دینے کے بعد مر گیا تو عقد اجارہ نہ ٹوٹے گا اور اگر وقف کنندہ نے خود اجارہ پر دیا پھر مر گیا تو اس میں قیاس یہ ہو کہ اجارہ باطل ہو جاوے اور کسی کو اب بکرا اسکا ف رحمن نے اختیار فرمایا ہے اور استحسان یہ ہو کہ اجارہ نہ ٹوٹے گا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ معاویہ محمد بن الفضل میں مذکور ہو کہ متولی نے زمین وقف کو اجارہ پر دیا پھر متولی و مستاجر قبل انقضائے مدت کے مر گیا تو زراعت اس مستاجر کے وارثوں کی ہوگی جس نے اپنے بیجوں سے کھیتی بوئی ہو اور زراعت سے جو کچھ ار ضی کو نقصان ہو چکا وہ نقصان ان وارثوں پر چسبا ہوگا اور یہ تاوان نقصان اس ار ضی وقف کے کاموں میں صرف کیا جائیگا اور جس پر ار ضی وقف ہو انکو نہ دیا جائیگا یہ حاوی حصیری میں ہو۔ اور اگر قاضی نے وقف کے دار کو اجارہ پر دیا پھر قبل مدت اجارہ گزرنے کے معزول کیا گیا تو اجارہ باطل ہوگا یہ مضمرات میں ہو۔ اور اگر ایسا ہو کہ جس پر وقف ہو وہی متولی بھی ہو اور اسنے اجارہ پر دیا پھر مر گیا تو اجارہ نہ ٹوٹے گا اگرچہ مال اجارہ اسی کا ہو یہ حاوی میں ہو۔ اور اسی طرح اگر مدت اجارہ تمام ہونے سے پہلے ان لوگوں میں سے چہر وقف ہو بعض مر گئے تو بھی اجارہ باطل نہ ہوگا۔ پھر جانا چاہیے کہ اس صورت میں اس بعض موقوف علیہ کے مرنے تک جو کچھ اجرت واجب ہوئی ہو اس میں سے ہر ایک کو اسکا حصہ دیا جائیگا اور میت کا حصہ اسکے وارث کو دیا جائیگا اور بعد ان بعض کے مرنے کے جو کچھ کرایہ تا آخر مدت واجب ہوا وہ مخصوص بھین لوگوں کا ہوگا جو زندہ باقی ہیں اور اسی طرح اگر اول بعض کے مرنے کے بعد تھوڑی مدت بچے اور بعض بھی مر گئے تو اس میں بھی اسی طریقہ و قیاس سے آمدنی تقسیم ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اجرت پیشگی لے لی ہو اور جن لوگوں پر وقف ہو انھوں نے باہم تقسیم کر لی پھر ان میں سے بعض مر گئے تو قیاس یہ ہو کہ قسمت ٹوٹ جائیگی اور جو مرا ہو اسکے مرنے کے وقف تک جتنی اجرت واجب ہوئی اس میں سے جو کچھ اسکا حصہ ہو دے دیا جائیگا و لیکن ہم استحسان کو لیتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ تقسیم نہ ٹوٹے اور اسی طرح اگر تعجل اجرت شرط کی گئی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ طریقہ میں ہو فرمایا کہ اگر مکان وقف ہو سال بھر کے واسطے سودم پر اجارہ دیا اور ہنریہ مکان وقف کیا گیا ہو وہ تین نفر میں پھر تہائی سال گزرنے کے بعد ان میں سے ایک مر گیا پھر دوا یک تہائی گزرنے کے بعد دوسرا بھی مر گیا اور تیسرا باقی رہ گیا تو سال میں سے اول تہائی سال کی اجرت درمیان دار ثانی میت اول و درمیان دار ثانی میت ثانی اور درمیان ثالث کے مساوی میں تہائی تقسیم ہوگی اور دوسری تہائی

میت قبل و اجرت جو پیشگی ادا کی گئی ہو اسنے اجارہ میں شرط ہو کہ اجرت پیشگی دو ٹکائی

سال کی اجرت در بیان دار ثانی میث ثانی اور در بیان ثالث کے مساوی تقسیم ہوگی اور تیسری تہائی پورے شخص ثالث کو ملے گی پس مسئلہ کی تخریج اٹھارہ سے ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور جامع الفتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر وقف کنندہ اپنا مقرر کیا ہوا دوسری چھوڑ کر مر گیا تو دوسری کو اختیار ہوگا کہ وقف کنندہ کو اجارہ پر دیدے اور اگر دوسری نے اسکو اجارہ فاسدہ پر دیا تو مستاجر پر اسکا اجر المثل واجب ہوگا در صورتیکہ مستاجر نے اس سے نفع اٹھایا ہو مگر اجبر المثل اس مقدار سے سپرد فی راضی ہوا تھا زائد نہ کیا جائیگا یہ تاثر خانیہ میں ہے۔ اور اگر متولی وقف نے ایسے دار کو جو فقیروں و مسکینوں پر وقف ہے ایک سال سے زیادہ مدت کیواسطے اجارہ پر دیا تو زمین جائز ہے اور اگر وقف کنندہ نے کوئی شرط نہ کر دی ہو تو مختار ہے پھر کہ راضی ہو تو نہ کی صورت میں تین سال تک کیواسطے اجارہ دینے کے جواز کا حکم دیا جاوے الا ائیں صورت میں کہ قاضی کے نزدیک عدم جواز کیواسطے کوئی مصلحت ظاہر ہو پس عدم جواز کا حکم دے اور سوا ہے ازہی کے دیگر چیزوں میں جب ایک سال سے زائد مدت مقرر کی ہو تو عدم جواز کا حکم دیا جاوے الا ائیں کہ جواز کے واسطے کوئی مصلحت نظر آوے تو جواز کا حکم دے اور یہ ایسی بات ہے کہ اختلافات مواضع و اختلافات زمانہ سے اسکا حکم مختلف ہوگا لہذا فی السراجیہ اور یہی فتویٰ کیواسطے مختار ہے اور زراعت و معاملات میں بھی ایسا ہی حکم ہے یہ محیط میں ہے اور رضی امام ابوعلیٰ نے بھی فرماتے تھے کہ متولی کو تین سال سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر نہ دینا چاہیے اور اگر اسنے تین سال کی مدت سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر دیا تو اجارہ جائز ہوگا اور یہ قول حکم مختار سے قریب ہے اسواسطے کہ متولی کا فعل کسی مصلحت دیکھ لینے پر دلالت کرے گا یہ غیانیہ میں ہے۔ اور اگر وقف کرینوالے نے یہ شرط کر دی ہو کہ ایک سال سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر نہ دیا جاوے حالانکہ لوگ ایک سال کیواسطے اسکے اجارہ لینے پر رغبت نہیں کرتے ہیں اور ایک سال سے زیادہ کیواسطے اسکا اجارہ پر دینا وقف کے حق میں آمدنی کی راہ سے بہت بہتر ہے اور فقیروں کے حق میں زیادہ نافع ہے تو متولی کو ردائین ہے کہ وقف کنندہ کی شرط سے خلاف کرے اور اسکو سال بھر سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر دیدے مگر ان یہ کہ کیا کہ قاضی کے حضور میں یہ امر پیش کر دیکھا تاکہ قاضی اسکو سال بھر سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر دیدے۔ اور اگر وقف کرینوالے نے وقفنامہ میں بیان کر دیا ہو کہ یہ ایک سال سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر نہ دیا جاوے الا جبکہ زیادہ مدت کیواسطے اجارہ پر دینا فقیروں کے حق میں زیادہ نافع ہو تو ایسی صورت میں متولی کو خود اختیار ہوگا کہ اسکو بھلائی دیکھ کر سال بھر سے زیادہ کے واسطے اجارہ پر دیدے اور قاضی کے پاس مراعات کرنے کا محتاج نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی بڑے مکان میں سے ایک کو ٹھہری کی جگہ وقف ہو اور اسکو کوئی سالانہ اجارہ پر نہ لیتا ہو ان اجارہ طویلہ پر مانگی جاتی ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ کوئی راہ اسکے شارع عام سے علی ہو تو وہ اجارہ طویلہ پر نہ دیا جائیگی اور دوم یہ کہ ایسا نہ ہو تو اجارہ طویلہ پر دید جائیگی یہ چیزیں ہیں اور واضح ہو کہ وقف کا اجارہ دینا اسکے اجر المثل سے کم پر نہیں جائز ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر ایک شخص نے وقف کی دوکان بعض اجر المثل کے کرایہ پر لی پھر کسی دوسرے نے اگر زیادہ اجرت دینی قبول کی تو پہلا اجارہ نسخ نہ کیا جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر وقف کی ازہی میں برس کیواسطے بعض اجرت معلومہ کے کہ جو اسکے اجر المثل کے برابر ہے اجارہ پر لی جی کہ اجارہ جائز ہوگا پھر ایسی زمین کی اجرت ارزان ہوگئی تو اجارہ نسخ نہ کیا جائیگا یہ محیط میں ہے اور فتاویٰ کبریٰ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے زمین وقف تو تین برس کیواسطے اجرت معلومہ پر جو اسکے اجر المثل کے برابر ہے اجارہ پر لی پھر جب دوسرا سال شروع ہو گیا تو کہ کوئی کی رغبتیں زیادہ ہو گئیں اور زمین کی اجرت کا نرخ بڑھایا تو متولی کو اختیار نہیں ہے کہ اجر المثل سے کم ہونے کی وجہ سے اجارہ کو توڑ دے یہ مضمرات ہیں۔ اور اگر وقف کی ازہی میں کسی کی دوکان بنی ہو اور مالک دوکان نے وقف کی ازہی کو اجر المثل یعنی ایسی اجرت پر جو ایسی زمین کی ہوتی ہے لینے سے انکار کیا

تو دیکھا جاوے کہ اگر بر تقدیر یکہ یہ عمارت بیان سے دور کر دیجاوے تو یہ زمین اس سے زیادہ کراہ پر لیجائیگی جتنا یہ دیتا ہو تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ اپنی عمارت بیان سے دور کر کے لیجاوے ورنہ اسی اجرت پر اس کے پاس چھوڑی جائیگی یہ سراجیہ میں ہو۔ اگر کسی نے زمین وقف کی اراضی جو میدان پڑی ہوئی ہو کسی قدر مدت معلومہ تک کے واسطے اجرت معلومہ پر جو اپنی زمین کی اجرت کے برابر ہو متولی سے اجارہ پر لی اور زمین متولی کی اجازت سے عمارت بنائی پھر جب مدت گزر گئی تو دوسرے شخص نے اس اراضی کا آئندہ اسی قدر مدت تک کے لیے زیادہ کرایہ منظور کیا پس پہلا مستاجر اس قدر زیادہ دینے پر رضی ہو گیا پس آیا پہلا مستاجر بہ نسبت اس دوسرے بڑھانے والے کے اولی ہوگا تو جواب دیا گیا ہو کہ ہاں وہ اولی ہو یہ فصول عمادیہ میں ہے۔

وقف الحضانہ میں مذکور ہو کہ اگر وقف کر نیوالے نے وقف کو اجارہ طویلہ پر اجارہ دیا پس اگر اس قدر طویل اجارہ دینے سے اہل رقبہ وقف کے تلف ہو نیک خوف ہو تو حاکم کو اختیار ہوگا کہ اس اجارہ کو باطل کر دے یہ ذخیرہ میں ہو۔ فتاویٰ اہل سمرقند میں مذکور ہو کہ اگر کوئی سراسے یا رباط فی سبیل اللہ بسبب بے مرضی کے کھنڈل ہونے کو آگئی تو وہ کرایہ پر چلائی جاوے اور کرایہ سے اسکی مرمت کیجاوے پھر جب اسکی تعمیر و درستی پوری ہو جاوے تو آئندہ اجارہ پر نہ دیجاوے یہ محیط میں ہو اور اگر وقف خراب ہو گیا اور متولی اسکی تعمیر سے عاجز ہو تو قاضی اسکو کرایہ پر دیدے اور اسکے کرایہ سے اسکی تعمیر و مرمت کرے پھر جب تعمیر سے درست ہو جاوے تو متولی کے قبضہ میں واپس کر دے یہ تہذیب میں ہو اور اگر متولی نے وقف کی مرمت کے واسطے ساڑھے پانچ آنہ پر ایک مزدور مقرر کیا حالانکہ ایسے مزدور کی اجرت پانچ آنہ ہو اور متولی نے مال وقف سے اسکی مزدوری دی تو جو کچھ دیا ہو سب کا ضامن ہوگا یہ ظہیرہ میں ہو۔ اور وقف کا عاریت دینا اور اس میں کسی کو بسانا نہیں جائز ہو یہ محیط شری میں ہو۔ وقف کے متولی نے اگر کسی کو وقف کے مکان میں بلا اجرت بسایا تو شیخ ہلال رح نے فرمایا کہ رہنے والے پر کچھ اجرت نہ ہوگی اور متاخرین عامہ مشائخ کے نزدیک رہنے والے پر اجرت مثل واجب ہوگا خواہ یہ مکان کرایہ پر چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو یا ایسا ہو اور یہ بغرض وقف کی نگہداشت کے ہو اور اسی پر فتویٰ ہو اور ایسا ہی ان مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص وقف کے مکان میں بدون حکم قیم کے رہا تو اس پر اجرت مثل واجب ہوگا چاہے جب قدر ہو دے یہ مضمرات میں ہو۔ اور اگر متولی نے وقف کو بعض قرضہ کے رہن کیا تو نہیں صحیح ہو اور اسی طرح اگر مسجد کے وقف کو اہل عبادت نے یا انہیں سے ایک نے رہن کیا تو نہیں صحیح ہو پھر اگر مرہن نے اس دارین سکونت رکھی تو اس پر اجرت مثل واجب ہوگا چاہے جب قدر ہو خواہ یہ مکان کرایہ چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو یا نہیں اور شیخ صدر رشید حسام الدین نے فرمایا کہ فتوے کے واسطے یہی مختار ہو یہ غیاثیہ میں ہو۔ اور متولی مسجد نے اگر ایسے مکان کو جو مسجد پر وقف ہو فروخت کیا اور مشتری نے اس میں سکونت رکھی پھر یہ متولی منقول کیا گیا اور دوسرا متولی مقرر ہوا پس دوسرے متولی نے مشتری پر اس مکان کا دعویٰ کیا اور قاضی نے پہلے متولی کی بیع باطل کر دی اور مکان مذکور دوسرے متولی کو سپرد کیا تو مشتری پر جو ایسے مکان کا کرایہ ہر قدر مدت کا ہو وہ واجب ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر وقف کے متولی نے وقف کا مکان اسکے اجرت مثل سے ہر قدر کم کرایہ پر جب قدر لوگ اپنے انداز میں خسارہ نہیں اٹھاتے ہن کرایہ پر دیدیاجی کہ اجارہ جائز نہوا پھر مستاجر ان میں رہا کیا تو بنا برا اختیار متاخرین مشائخ کے مستاجر پر پورا اجرت مثل واجب ہوگا چاہے جب قدر ہو اور اسی طرح اگر اسکو اجارہ ناسدہ پر دیا تو بھی یہی حکم ہے فصول عمادیہ میں ہو۔ اور اگر قیم نے وقف کی اراضی کسی کو اجارہ پر دی پھر اس ارضی پر پانی چڑھا آیا تو اجرت سا قلم ہو جائیگی اور اگر مستاجر نے پھر قبضہ کر کے اس میں زراعت نہ کی تو مستاجر پر اجرت واجب ہوگی۔ اور اگر اجارہ فاسد ہوا اور مستاجر نے

اے راجا جی میں
 دیکھتا ہوں بھونچے
 ہو جو سرحدِ عالم
 پہ پہاڑ سے دار
 اکلفِ طبعِ ہر مانتے
 تھے تاکہ بچا دین
 دود و چار چار کر
 جمع ہوں بھونچے
 لشکرِ بوجا دے
 نو مجا د کرین ۱۱

تنبہ کر لیا پھر اس زمین میں زراعت نہ کی یا مکان تھا کہ زمین نہ رہا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اور بعض مشائخ نے وقف میں ہر
 عقد کے اجارہ میں اجراء مثل واجب ہونے کا فتویٰ دیا ہے یہ حاوی ہیں ہے۔ اور جامع لفصولین میں مذکور ہے کہ اگر متولی نے
 وقف کا مکان اپنے بالغ بیٹے یا باپ کو اجارہ پر دیا تو امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں جائز ہے الا اس وقت کہ اجراء مثل سے
 رائد پر دیا ہو تو جائز ہے اور اسی طرح اگر متولی نے خود اجارہ پر لیا پس اگر اس نے اجراء مثل سے کرایہ رائد دیا تو صحیح ہے ورنہ
 نہیں اور اسی پر فتویٰ دیا جاوے یہ سب الراجح میں ہے۔ اور اگر تم نے وقف کا مکان بدوئی اسباب کے کرایہ پر دیا تو امام عظیم
 کے نزدیک جائز ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ وقف کے اجارہ میں عروض و اسباب کے بدلے اجارہ انھیں متاع سے
 جائز ہے جنگ و لوگ اپنے عرف میں بیون کا شن و اجاروں کی اجرت قرار دیتے ہیں جیسے گھوڑوں و جو وغیرہ اور جو ایسے نہیں ہیں
 مثل کپڑے و غلام وغیرہ کے تو ان کے عوض اجارہ بالاجماع نہیں جائز ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ پھر عیب وقف کا اجارہ ہونے متاع
 کے بنا بر قول اس امام کے جو جائز ہونے کا حکم دیتا ہے جائز ہوا تو قیام اس متاع کو جو اجرت قرار پائی ہے فروخت کر لیا اور
 اس کا ثمن اس وجہ میں صرف کر لیا جہر وقف ہے یہ محیط میں ہے۔ اور جو شخص وقف کا قیام قرار پایا ہے اس کو اختیار ہے کہ زمین
 وقف میں وقف کے واسطے خود زراعت کرے اور اس کام کے واسطے مزدور مقرر کرے اور ان کی اجرت اس کے غلہ سے
 ادا کرے یہ حاوی ہیں ہے۔ اور اگر تم نے وقف کو اجارہ پر دیا اور مستاجر پر مرمت کی شرط کی تو اجارہ باطل ہوا لیکن اگر
 اسے کسی قدر درم معلومہ بیان کیے اور مستاجر کو حکم دیا کہ ان کو اس کی مرمت میں صرف کرے تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور
 وقف کو اجارہ پر لینے والے کو رد انہیں ہے کہ انہیں اپنے واسطے غلہ بناوے الا اس صورت میں رد ہے کہ اجرت میں بڑھاؤ
 اور عمارت وقف میں کسی طرح مضر نہ ہو۔ اور اگر یہ وقف اکثر مال رہتا ہو اور بدوئی اسوجہ کے کوئی اجارہ لینے پر غیب
 نہ کرتا ہو تو بغیر اجرت میں زیادہ کرنے کے بھی جائز ہے یہ قیام میں ہے۔ ایک شخص نے اپنا مکان ایک قوم میں پر وقف کیا اور
 آخر میں اس کو فقیروں پر قرار دیا پھر متولی نے اس مکان کو انھیں لوگوں کو اجارہ پر دیا پھر وقف ہو تو اجارہ جائز ہے یہ مضمنا
 میں ہے لیکن یہ واضح رہے کہ مستاجر کا حق سا قلم ہو جائیگا یہ محیط میں ہے اور اسی طرح اگر فقیر ایسے مکان میں اجارہ پر دیا جو فقیروں
 پر وقف ہے اور جو اس کا حق واجب ہوا ہے وہ حساب لگا کر جو اس پر واجب ہوا ہے اس سے ہٹا کر دیا گیا یعنی مثلاً اس وقف میں سے
 سالانہ سود درم اسکے واسطے واجب ہوئے اور اس پر سود درم کرایہ واجب ہوا پس برابر کر دیا گیا تو یہ جائز ہے اس واسطے کہ ہمارے
 علماء سے یہ روایت محفوظ ہے کہ جب کا حق بیت المال میں واجب ہے اگر اس پر زمین کا خراج چلے اسکے بیت المال کے حق کے
 حساب سے چھوڑ دیا گیا تو جائز ہے پس ایسا ہی اس وقف کے اجارہ میں ہے یہ محیط مشرعی میں ہے۔ اور اگر اس شخص نے جہر
 وقف ہے میں وقف کو خود اجارہ پر دیدیا تو فقیر ابو جعفر نے اس کا عہد یوں فرمایا ہے کہ ہر گاہ جہان پوری اجرت اس اجارہ
 دینے والے کی ہو یا اس طور کہ وقف مذکور میں تعمیر و مرمت کی حاجت نہ ہو اور اسکے ساتھ کوئی اور شریک نہ ہو تو اس کو اختیار ہے
 کہ مکانات و دوکانا سے وقف کو خود اجارہ پر دیدے اور اگر وقف ارٹھی ہو تو ویسا جادے کہ اگر وقف کنندہ نے
 شرط کر دی ہو کہ اس کی آمدنی سے پہا خراج و عشر ادا کیا جاوے پھر جو کچھ عشر و خراج و خرچہ ہمارے سے بچے وہ اس شخص
 کو جہر وقف ہے دیا جاوے تو اس شخص کو جہر وقف ہے یہ اختیار نہ ہو کہ اس ارٹھی وقف کو خود اجارہ پر دیدے یہ فتاویٰ
 قاضی خان میں ہے۔ اگر اس نے یہ شرط نہ کی ہو کہ پہلے انہیں سے خراج و خرچہ ادا کیا جاوے تو واجب ہے کہ جہر وقف ہو اس کا
 خود اجارہ پر دیدیا جائز ہو پس خراج و خرچہ اس شخص پر جہر وقف ہے واجب ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر وقف کی

ارضی چہر وقت ہو وہ دو ہون یا تین ہون اور ان لوگوں نے باہم باری باری کر لی اور ہر ایک نے ایک ایک زمین لی تاکہ آپس
 خود رعایت کرے تو نہیں جائز ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر ارضی عشری ہو تو انکی ہر طرح کی باری باندھا جائز
 ہے اور اگر خراجی زمین ہو تو نہیں جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان ہیں۔ اور فقہ ابو جعفر ہندی دانی کی حکایت کی گئی ہے کہ فرماتے تھے
 کہ چونکہ فتویٰ اسپر ہے کہ وقت کا اجارہ زیادہ سالوں کے واسطے نہیں جائز ہے تو بعضے وقفہ لکھنے والوں نے وقفہ سالوں میں اجارہ
 وقفہ کے واسطے ایک چیلہ نکالا کہ وقفہ نامہ میں تحریر کیا کہ وقفہ کرنے والے نے فلان شخص کو یہ ارضی فلان شخص دیگر کو اجارہ
 دینے کے واسطے ذیل کیا کہ ہر سال اسکو سو درم پر مثلاً اجارہ پر دے اور ہر گاہ اسکو وہ وکالت سے خارج کرے تو وہ اسکا
 ذیل ہو اور اس سے اتنی غرض یہ ہے کہ وقفہ مذکور اس مستاجر کے پاس ایک سال سے زیادہ رہے پھر فقہ ابو جعفر نے فرمایا لیکن ہم
 وقفہ کی بہتری دیکھ کر اسکی بھلائی کے مقصد سے وقفہ میں اسی وکالت کو باطل کرتے ہیں اگرچہ قیاس اسکے جائز ہونے کا مقتضی
 ہے جیسے کہ ہم اجارہ طویلہ کو بھی بنظر قصد بہتری وقفہ کے باطل کرتے ہیں اور ہر گاہ کہ وقفہ کی حفاظت و نگاہداشت کی غرض
 سے ایسی وکالت کا باطل کرنا جائز ہوا تو ایسے عقود مختلفہ کا باطل کرنا بھی بغرض حفاظت و نگاہداشت وقفہ کے جائز ہے
 اسی پر فتویٰ ہے یہ مضمرات میں ہے۔ ایک نے وقفہ کی زمین اجارہ پر لیکر آپس دوکان بنائی اور آپس رہنے لگا پھر دوسرے نے
 چاہا کہ اسکا کرایہ بڑھا کر اس مستاجر کو آپس سے نکلا دے تو دیکھا جائیگا کہ اگر قیاس نے اسکو ماہواری کرایہ پر دیا ہے تو جب مہینہ
 شروع ہو تو قیاس کو اجارہ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا پھر اسکے بعد اگر اس عمارت کے دور کر لیا جائے تو وقفہ کو کچھ مضرت نہ پہونچتی ہو
 تو بنانے والے کو اختیار ہوگا کہ اپنی عمارت کو بیان سے دور کر کے لیا دے اور اگر وقفہ کو مضرت پہونچتی ہو تو وہ نہیں ملے جاسکتا اور
 پھر اسکے بعد دیکھا جاوے کہ اگر مستاجر اس امر پر رضی ہو کہ اس عمارت کے بنے ہوئے حساب سے اور توڑے ہوئے اور چہ ایکے
 ہونے کے حساب سے دونوں حسابوں سے جیسے اسکی قیمت کم ہو اس کم قیمت سے عوض قیاس کو وقفہ کے واسطے اسکا مالک کر دے
 اور یہ کم قیمت لے لے تو ایسا کر سکتا ہو ورنہ وہ اپنی عمارت بیان چھوڑ جاوے یہاں تک کہ اسکی ملک کسی طرح ملاصں ہو دے
 جیسے وقفہ کو مضرت نہ پہونچے یہ سراجیہ ہیں، اور یہ حکم اسوقت ہے کہ بنانے والے نے بدون اجازت و حکم مولیٰ کے عمارت بنائی
 ہو اور اگر اسنے متولی کے حکم سے عمارت بنائی ہو تو یہ عمارت وقفہ کی ہوگی اور بنانے والے نے جو کچھ خرچ کیا ہے وہ متولی سے وہیں
 لیا گیا یہ ذخیرہ میں ہے۔ مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ شیخ نعم الدین نسفی سے دریافت لیا گیا کہ ایک زمین وقفہ پر مملو کہ عمارت
 ہے اور عمارت والے نے اس ارضی کو کچھ اجرت معلومہ پر جو آج اسکے اجراء میں کے برابر ہے اجارہ پر لیا ہے پھر ایک زمانہ کے
 بعد اس عمارت کا مالک اور مولیٰ بھی جدید مقرر ہوا اور عمارت کا مالک چاہتا ہے کہ اسکا کرایہ اسی قدر ادا کرے جو
 لگا گذرے ہوئے وقت میں تھا اور متولی جدید اسپر رضی نہیں ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اب جو اسکا اجراء میں ہے وہی دپوسے پس
 آیا متولی کو یہ اختیار ہے تو شیخ نے فرمایا کہ ان کذا فی الفصول العادۃ۔ متولی وقفہ نے اگر مکان وقفہ کو اجارہ پر دیا تو اسکو
 اختیار ہے کہ مستاجر کے قصد ارپہ کرائی کی اثرائی قبول کرے بشرطیکہ قصد ار مذکور مالار ہو اور اگر متولی نے کرایہ کی بہت
 کوئی کفیل قبول لیا تو یہ بدرجہ اولیٰ جائز ہے و فتاویٰ قاضی خان ہیں۔ اور آخر اجلات خاں اسنے ہوا الیشاہین مذکور ہے کہ
 اگر متولی نے وقفہ کے درخت کسی کے ہاتھ فروخت کر دیے پھر زمین مشتری کو اجارہ پر دی پس اگر درخت مع جڑوں کے
 بدون زمین کے فروخت کیے تو جائز ہے بشرطیکہ اجارہ طویلہ نہوا و اگر درختوں کو زمین کے اوپر سے فروخت کیا ہو سب سے
 زمین کے اوپر ہی رخ پر سے فروخت کیے تو زمین کا اجارہ نہیں جائز ہے اور اگر درختان مذکور اس شخص کو سال یا دو سال

یہ مسئلہ ہے کہ اگر زمین وقفہ پر مملو ہو اور عمارت بنائی جائے تو عمارت کے مالک کو اجارہ دینا جائز ہے یا نہیں؟
 فقہ ابو جعفر ہندی دانی کی حکایت کی گئی ہے کہ فرماتے تھے کہ چونکہ وقفہ سالوں میں اجارہ دینے کے واسطے ایک چیلہ نکالا کہ وقفہ نامہ میں تحریر کیا کہ وقفہ کرنے والے نے فلان شخص کو یہ ارضی فلان شخص دیگر کو اجارہ دینے کے واسطے ذیل کیا کہ ہر سال اسکو سو درم پر مثلاً اجارہ پر دے اور ہر گاہ اسکو وہ وکالت سے خارج کرے تو وہ اسکا ذیل ہو اور اس سے اتنی غرض یہ ہے کہ وقفہ مذکور اس مستاجر کے پاس ایک سال سے زیادہ رہے پھر فقہ ابو جعفر نے فرمایا لیکن ہم وقفہ کی بہتری دیکھ کر اسکی بھلائی کے مقصد سے وقفہ میں اسی وکالت کو باطل کرتے ہیں اگرچہ قیاس اسکے جائز ہونے کا مقتضی ہے جیسے کہ ہم اجارہ طویلہ کو بھی بنظر قصد بہتری وقفہ کے باطل کرتے ہیں اور ہر گاہ کہ وقفہ کی حفاظت و نگاہداشت کی غرض سے ایسی وکالت کا باطل کرنا جائز ہوا تو ایسے عقود مختلفہ کا باطل کرنا بھی بغرض حفاظت و نگاہداشت وقفہ کے جائز ہے اسی پر فتویٰ ہے یہ مضمرات میں ہے۔ ایک نے وقفہ کی زمین اجارہ پر لیکر آپس دوکان بنائی اور آپس رہنے لگا پھر دوسرے نے چاہا کہ اسکا کرایہ بڑھا کر اس مستاجر کو آپس سے نکلا دے تو دیکھا جائیگا کہ اگر قیاس نے اسکو ماہواری کرایہ پر دیا ہے تو جب مہینہ شروع ہو تو قیاس کو اجارہ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا پھر اسکے بعد اگر اس عمارت کے دور کر لیا جائے تو وقفہ کو کچھ مضرت نہ پہونچتی ہو تو بنانے والے کو اختیار ہوگا کہ اپنی عمارت کو بیان سے دور کر کے لیا دے اور اگر وقفہ کو مضرت پہونچتی ہو تو وہ نہیں ملے جاسکتا اور پھر اسکے بعد دیکھا جاوے کہ اگر مستاجر اس امر پر رضی ہو کہ اس عمارت کے بنے ہوئے حساب سے اور توڑے ہوئے اور چہ ایکے ہونے کے حساب سے دونوں حسابوں سے جیسے اسکی قیمت کم ہو اس کم قیمت سے عوض قیاس کو وقفہ کے واسطے اسکا مالک کر دے اور یہ کم قیمت لے لے تو ایسا کر سکتا ہو ورنہ وہ اپنی عمارت بیان چھوڑ جاوے یہاں تک کہ اسکی ملک کسی طرح ملاصں ہو دے جیسے وقفہ کو مضرت نہ پہونچے یہ سراجیہ ہیں، اور یہ حکم اسوقت ہے کہ بنانے والے نے بدون اجازت و حکم مولیٰ کے عمارت بنائی ہو اور اگر اسنے متولی کے حکم سے عمارت بنائی ہو تو یہ عمارت وقفہ کی ہوگی اور بنانے والے نے جو کچھ خرچ کیا ہے وہ متولی سے وہیں لیا گیا یہ ذخیرہ میں ہے۔ مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ شیخ نعم الدین نسفی سے دریافت لیا گیا کہ ایک زمین وقفہ پر مملو کہ عمارت ہے اور عمارت والے نے اس ارضی کو کچھ اجرت معلومہ پر جو آج اسکے اجراء میں کے برابر ہے اجارہ پر لیا ہے پھر ایک زمانہ کے بعد اس عمارت کا مالک اور مولیٰ بھی جدید مقرر ہوا اور عمارت کا مالک چاہتا ہے کہ اسکا کرایہ اسی قدر ادا کرے جو لگا گذرے ہوئے وقت میں تھا اور متولی جدید اسپر رضی نہیں ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اب جو اسکا اجراء میں ہے وہی دپوسے پس آیا متولی کو یہ اختیار ہے تو شیخ نے فرمایا کہ ان کذا فی الفصول العادۃ۔ متولی وقفہ نے اگر مکان وقفہ کو اجارہ پر دیا تو اسکو اختیار ہے کہ مستاجر کے قصد ارپہ کرائی کی اثرائی قبول کرے بشرطیکہ قصد ار مذکور مالار ہو اور اگر متولی نے کرایہ کی بہت کوئی کفیل قبول لیا تو یہ بدرجہ اولیٰ جائز ہے و فتاویٰ قاضی خان ہیں۔ اور آخر اجلات خاں اسنے ہوا الیشاہین مذکور ہے کہ اگر متولی نے وقفہ کے درخت کسی کے ہاتھ فروخت کر دیے پھر زمین مشتری کو اجارہ پر دی پس اگر درخت مع جڑوں کے بدون زمین کے فروخت کیے تو جائز ہے بشرطیکہ اجارہ طویلہ نہوا و اگر درختوں کو زمین کے اوپر سے فروخت کیا ہو سب سے زمین کے اوپر ہی رخ پر سے فروخت کیے تو زمین کا اجارہ نہیں جائز ہے اور اگر درختان مذکور اس شخص کو سال یا دو سال

و غیرہ کے واسطے بٹائی پر دینے پھر ارضیٰ اسی کو اجراء میں لے کے عوض اجارہ ہر دیدی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر نہیں جائز ہوگا اور
 صاحبین رحمہم کا معاملہ یعنی بٹائی جائز ہو پس اجارہ بھی جائز ہو اور احتیاط یہ ہو کہ درختوں کو مع جڑوں کے فروخت کر دے
 پھر زمین اسکو اجارہ ہر دیدے تاکہ بالاتفاق جائز ہووے یہ محیط میں ہو۔ اور جو شخص وقف کا قیم ہو اسکو روا ہو کہ ارضیٰ وقف میں
 کاموں کرنے اور اسکے بڑے و مالیان بنانے و دیگر امور درستی کے واسطے مزدور کرے بشرطیکہ ارضیٰ مذکور میں اسکی حاجت ہو
 یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر وقف کی ارضیٰ مزارعت ہر دیدی تو جائز ہو بشرطیکہ زمین اسقدر کسی نہ کی ہو جبکہ لوگ اپنے اندازہ
 میں خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں۔ اور اسی طرح جو زمین خرمائے درخت ہیں اگر انکو بٹائی ہر دیا تو بھی اسی شرط سے جائز ہو پھر اگر
 مزارعت یا بنائے کی مدت گزرنے سے پہلے قیم مر گیا تو مزارعت و معاملہ باطل نہ ہوگا اور اگر کاشتکار یا بٹائی پر کام کر چوالا
 مر گیا تو مزارعت و معاملت باطل ہو جائیگی۔ اور اگر قیم نے ارضیٰ وقف کو سائلانے معلومہ کے واسطے مزارعت ہر دیا تو یہ
 جائز ہو بشرطیکہ ہر امر فقیرین کے حق میں زیادہ نافع و بہتر ہو۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ بدون تین سال کی تعداد مقرر کرنے
 کے مزارعت کو مطلقاً سائلانے معلومہ کے واسطے جائز رکھا اور یہ صحیح ہے کہ جس معنی کی وجہ سے مشائخ نے استسنا نامہ حکم دیا ہو
 کہ وقف میں اجارہ طویلہ نہیں جائز ہو اور وہ حنفی میں ہے کہ مودعی بابطال وقف ہو جاوے سو مزارعت میں یہ معنی نہیں
 پائے جاسکتے ہیں۔ اور اگر وقف کی ارضیٰ کو مزارعت پر یا وقف کے درختوں کو معاملت پر دیدیا حالانکہ زمین وقف کے واسطے
 کوئی حصہ نہیں رکھا ہو تو یہ مزارعت و معاملت کا برتاؤ وقف پر جائز ہوگا اور وہ زمین کا نصب کر لینے والا قرار دیا جائیگا پس
 اگر زمین مذکور نقصان سے بچی رہی تو ضمان واجب نہوگی اور اگر نقصان آیا تو ضمان واجب ہو چاہے دینے والے سے وصول
 کیاوے اور چاہے لینے والے سے لیاوے مگر جو غلہ زمین میں پیدا ہوا ہو زمین سے وقف کے مستحقین کا کچھ ہوگا و لیکن معاملہ
 کی صورت میں درختوں سے جو پھل پیدا ہوئے ان وہ سب وقف کے مستحقین کے ہیں زمین سے بٹائی پر لینے والے کا کچھ ہوگا
 ان اسکو اسکے کام کا اجراء میں ملنا چاہیے مگر یہ اجرت بھی دینے والے کے خالص مال سے ہوگی پھر وہ اسکے لینے والے سے
 واپس نہیں لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک ارضیٰ وقف کی کسی نواح میں ہو جسکو وہان کے حاکم سے کسی نے کچھ معاومہ دیا
 ہر اجارہ ہر لیا پھر زمین مزارعت کی پھر جب غلہ حاصل ہوا تو بٹولی نے وہان کی مزارعت کے رواج کے موافق آدھا یا تہائی غلہ
 طلب کیا اور لینے والے نے کہا کہ مجھے اجرت واجب ہو تو بٹولی کو اختیار ہوگا کہ اس سے حصہ غلہ لے لے یہ خزانہ اہل بیت و
 نادر سے قاضی خان میں ہو فرمایا کہ اگر وقف کی زمین عشری ہو اور اسکو قیم نے مزارعت یا معاملت پر دیا تو تمام حاصلات کا عشر
 نقطہ دینے والے کے حصہ میں سے ہوگا اور یہ بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے ہو کہ اسکے نزدیک ورمون کے عوض اجارہ ہر دینے میں
 زمین کا عشر یا نہ خراج کے دینے والے کے ادب ہوتا ہو اور صاحبین کے نزدیک زمین کی پیداوار پر ہوتا ہو پس ایسا ہی مزارعت
 میں بھی تمام پیداوار پر ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور وقف اہلال میں مذکور ہو کہ اگر وقف میں مدت کی حاجت پیش آئی اور قیم
 نے پاس انقدر زمین ہو کہ جو درست کے واسطے کافی ہو تو قیم کو یہ اختیار نہیں ہو کہ وقف پر قرضہ کرے اور فقیر ابو جعفر سے مروی
 ہو کہ اہل قیاس سے یہی حکم ہو و لیکن جس صورت میں ضرورت پیش آوے تو قیاس چھوڑ دیا جائیگا مثلاً زمین وقف میں کھیتی
 ہو جسکو ٹیڑیاں کھائے جاتی ہیں اور قیم کو خرچہ کی ضرورت ہو کہ اس ضرورت کو دفع کرے یا سلطان نے خراج کا مطالبہ کیا تو ایسی
 صورت میں اسکو وقف پر قرضہ لینا روا ہو اور ایسی ضرورتوں میں زیادہ احتیاط زمین ہو کہ حاکم سے حکم لیکر قرضہ لے لے لیکن
 اگر حاکم وہان سے دور ہو اور اسکے پاس حاضر نہیں ہو سکتا ہو تو ایسی حالت میں مضائقہ نہیں ہو کہ خود ہی قرضہ لے لے

یہ طبعی ہوتا ہے۔ اور یہ اس وقت ہو کہ اس سال وقت میں غلہ ہوا اور اگر غلہ تھا مگر قیم نے تمام غلہ مستحقون کو بانٹ دیا اور
خراج کا حصہ نہ رکھا تو وہ حصہ خراج کا ضامن ہو گا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر وقت کے قیم سے خراج و دیگر بار جو اس وقت پر بار
گئے ہیں طلب کیے گئے حالانکہ قیم کے پاس وقت کے مال سے کچھ نہیں ہو پس اسنے قرضہ لینا چاہا تو اگر وقت کنندہ نے وقت
پر قرضہ لینے کی اجازت دی ہو تو اسکو یہ اختیار ہو گا اور اگر اجازت نہ دی ہو تو اسین اختلاط ہو اور اصح یہ ہو کہ اگر قیم
ناچار ہو جاوے تو یہ امر قاضی کے حضور میں پیش کرے تاکہ وہ اسکو قرضہ لینے کا حکم دیدے ایسا ہی فقیر ابو جعفر نے فرمایا
ہو پھر جب غلہ حال ہو تو اسین سے یہ قرضہ ادا کر دیگا یہ مضمرات میں ہو۔ اور جب تعمیر کی ضرورت پیش آوے کہ ناچاری
ہو تو قاضی کے حکم سے قرضہ لے اور سوا حصہ تعمیر و مرمت کے اور امر کے واسطے پس اگر مستحقون پر صرفت کے واسطے لینا
چاہا تو نہیں جائز ہو اگرچہ قاضی کے حکم سے ہو یہ بھلا رائق میں ہو۔ اور اگر قیم نے وقت پر قرضہ اس غرض سے لینا چاہا کہ
اسکی کاشت کے بیجوں کے دام دے تو قاضی کے حکم سے بالاتفاق جائز ہو اور اگر اسنے بدون حکم قاضی کے خود ایسا کیا تو
اسین دور و این میں یہ غیاثہ و ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر مستولی نے وقت پر قرضہ لینا اس غرض سے چاہا کہ زمین کا ٹن ادا
کرے یعنی جسکے عوض زمین ہو پس اگر قاضی نے حکم دیا تو ایسا کر سکتا ہو ورنہ نہیں یہ سہرا چیدین ہو اور قرضہ لینے کی تفسیر
یہ ہو کہ وقت کا غلہ ہو پس اسکو قرضہ لینے کی ضرورت ہوئی اور اگر وقت کا غلہ ہوا اور اسنے اپنے مال سے وقت کی بہتری میں
صرف کیا تو یہ مال غلہ وقت سے واپس لے سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ وقت کی ارضی ایک کاشتکار کے پاس
ہو جو اسین بٹائی پر زراعت کرتا ہو اور اس زمین میں روئی بھی پھوہ روئی چوری گئی پھر کاشتکار نے یہ روئی کسی آدمی
کے مکان میں پائی پس کاشتکار نے اسکو مواخذہ میں لے کر اور اس سے مناصحہ کیا پس مکان ولسے نے کہا کہ میں تیرے
لے ضامن ہوں کہ میں تجھے باغ من روئی دوں گا پس آیا قیم کو حلالی ہو کہ یہ اس سے لے تو اسین تین صورتیں ہیں اول یہ کہ
یہ معلوم ہو کہ مکان والا اپنی بدنامی و بے آبروئی کے خوف سے اسکو دیتا ہو دوم آنکہ معلوم ہو گیا کہ اسنے بقدر یا زیادہ
چرائی یا اسنے اقرار کر دیا ہو کہ میں نے اس مقدار روئی چرائی ہو سوم آنکہ معلوم ہو کہ اسنے چرائی ہو لیکن جسقدر رویتا ہو
اس سے کم چرائی تھی۔ تو اول صورت میں اسکو لینا نہیں جائز ہو اور دوسری صورت میں جائز ہو اور تیسری صورت
میں جسقدر کا چرائی یقینی معلوم ہو اسی قدر کا لینا جائز ہو اور زیادہ نہیں جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر کاشتکار نے مال وقت سے
کچھ لکھا لیا اور مستولی نے اس سے کسی چیز پر صلح کر لی پس اگر مستولی کے پاس جسکے دعویٰ کے جو کاشتکار پر کرتا ہو گواہ ہوں یا کاشتکار نے قریب
تو مستولی کو رد نہیں ہو کہ نہیں سے کچھ چھوڑ کر صلح کرے بشرطیکہ کاشتکار تو نگہ ہوا اور اگر کاشتکار فقیر ہو تو گھٹنا ناجائز ہو
بشرطیکہ جو کاشتکار پر ہو اسکی نسبت کر کے چسپ کرے ہوئی ہو ضیق و حش ہو یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اور اگر وقت کر نیوانے نے
وقت کے کار پر داز کے واسطے اسکی کار پر دازمی کے عوض سالانہ کچھ مال معلوم مقرر کیا ہو تو جائز ہو اور اس کار پر داز کو
ان کاموں کی جو اسکے مثل آدمی کرتا ہو اور کرے کی عادت چلی آتی ہو تکلیف دیجائیگی جیسے وقت کی تعمیر و مرمت کرانا اور اسکا
کرایہ پر چلانا اور اسکی آمدنی وصول کرنا اور جن وجوہ سے وقت ہو نہر تقسیم و مرمت کرنا کفائی و الحادوی۔ اور اسکو بچا سہیہ کہ
ان کاموں میں کچھ تقصیر کرے اور وہ جو ذکیل لوگ یا ندور لوگ کرتے ہیں تو اسکو ایسا کرنا نہیں پہونچتا ہو یہ محیط میں ہو
حتیٰ کہ اگر اسنے کسی عورت کو مستولی کیا اور اسکے واسطے کوئی اجرت معلوم مقرر کی تو اسکو ویسی ہی تکلیف دیجائیگی جیسے روح
کے موافق عورتین کر سکتی ہیں۔ اور اگر وقت کے مستحقون نے قیم سے نزاع کیا اور حاکم سے کہا کہ وقت کنندہ نے یہ مال اسکے واسطے

مقتضی الحال
میں کہ وقت کا
درخت میں قاضی
ہو اور بعض
سوا کہ اسکی
یا زمانہ میں
جو اسکا علم

مقابلہ اسکے کام کے قرار دیا ہو اور شخص کام نہیں کرتا ہو تو حاکم اسکو ایسے کام کرنے کی تکلیف نہ دیکھا جو متولی لوگ نہیں کیا کرتے ہیں یہ بھلا رائق میں ہو۔ اور متولی کو کوئی مرض مثل جنون یا اندھے ہو جانے یا گونگے ہو جانے کے لاحق ہوا ہیں اگر باوجود اسکے وہ کام کرے گا حکم دے سکتا اور ممانعت کر سکتا ہو تو اجرت قائم رہے گی اور اگر اس سے یہ نہ ہو سکے تو اسکو اجرت نہ ملے گی اور اگر متولی میں کسی نے ظعن کیا تو قاضی اسکو متولی ہونے سے خارج نہ کرے گا الا جبکہ اس سے کوئی خیانت ظاہر ہو پس جب اسکو خارج کیا تو اس سے وہ اجرت جو وقت کرنے والے نے اسکے واسطے وقف کا کام انجام دینے کے مقابلہ میں مغفرت کی تھی قطع کر دیکھا اور جس متولی کو قاضی نے خارج کیا اگر وہ پھر صالح ہو جاوے تو پھر اسکو ولایت وقت دیدیگا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر چاہا کہ اسکے ساتھ دوسرا آدمی کار وقف میں داخل کرے سینے دونوں آدمی کام انجام دین اور اس مال میں سے غلہ لے کر اسکے واسطے ہو تو اسکا مضائقہ نہیں ہو اور اگر یہ مال جو اسے بیان کیا ہو وہ قلیل ہو حسین اول کے لیے تنگی ہو پس حاکم کی ہر اسکے میں آیا کہ اس دوسرے کے واسطے چسکا و داخل کیا ہو وقف کے غلہ میں سے کچھ مقرر کر دے تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہو۔ اور اگر وقف کر نیوالے نے اس متولی کے واسطے جو وقف کا کام کرتا ہو اسکے کام کے مقابلہ میں سالانہ کچھ مال معلوم مقرر کیا اور یہ مال جو وقف کرنے والے نے اسکے واسطے مقرر کیا ہو اسکے اجر مثل سے زائد ہو تو یہ جائز ہو اور ایسی صورت میں اسکے بھرتی نہ دیکھا جائیگا اور جو شخص وقف کا گنہگار ہو اسکو اختیار ہے کہ وقف کے امور میں سے جو کام اسکے اختیار میں ہو اسکے واسطے کسی کو وکیل کر دے جو چاہے اسکے اس کام کو انجام دے اور وقف میں سے جو اسکو ملتا ہو اس میں سے اس کو وکیل کے واسطے کچھ مقرر کر دے۔ اور اسکو اختیار رہے گا کہ جب چاہے اس وکیل کو مغفول کر دے اور چاہے اسکی جگہ دوسرا بدل دے یہ فیق القدر میں ہو۔ اور اگر وقف کرنے والے نے امر وقف کے کام سر انجام دینے واسطے قیم کے واسطے مال مقرر کر دیا پھر اس قیم نے کسی دوسرے کو قیم مقرر کیا اور یہ مال اسکی واسطے کر دیا تو یہ جائز نہیں ہو الا اس صورت میں کہ وقف کرنے والے نے اسکو ایسا اختیار دیا ہو یہ حاوی میں ہو اور اگر اس قیم نے کسی کو وقف کے کام میں وکیل کیا یا کسی کو اسکی اپنا وصی کر دیا اور جو کچھ وقف کرنے والے نے اسکے لیے مقرر کیا تھا وہ سب یا اس میں سے کچھ اس وکیل یا وصی کے واسطے کر دیا پھر اسکو جنوئن مطبق ہو گیا تو اسکی تو وصیت باطل ہو جائیگی اور مال میں سے جو کچھ اسنے وصی یا وکیل کیواسطے مقرر کیا ہو وہ وقف کے غلہ میں واپس جائیگا لیکن اگر وقف نے یہ شرط کر دی ہو کہ جب یہ مال قیم کی طرف سے منقطع ہو تو فلان راہ میں صرف کیا جاوے تو یہ مال اسی راہ میں صرف کیا جائیگا اور وقف کے غلہ میں واپس داخل نہ کیا جائیگا یہ بھلا رائق میں ہو اور قاضی کی طرف رجوع کیا جائیگا کہ وہ کسی قیم کو مقرر کر دے یہ فیق القدر میں ہو اور واضح ہو کہ جنون مطبق ایسا جنون ہو جو ایک سال کامل برابر ہو ورنہ یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر ایک سال کی عقلی رائل رہی ہو کار وقف کے سر انجام سے عاجز رہا پھر اسکی عقل کی طرف رجوع کر آئی اور وہ چپکا ہو گیا تو مثل سابق کے وہ اس وقف کے قیام میں مقرر ہوگا یہ محیط میں ہو اور اگر حاکم کے نزدیک یہ بات صحیح ٹھہری کہ یہ متولی اس وقف کے کام کے اذیت نہیں ہو پس اسکو حاکم نے خارج کر دیا اور بجائے اسکے دوسرا متولی مقرر کیا پھر حاکم کی جگہ دوسرا حاکم آیا پس منقول شدہ دعویٰ نے دعویٰ کیا کہ جو حاکم تھے سے پہلے تھا اسنے بدون اسکے کہ مجھے ایسی کوئی بات ثابت ہو جس سے میں خارج نہ ہو جائے اسکو چھوڑ دیا ہوں مجھے اس وقف سے خارج کیا ہو تو اسکا دعویٰ مسموع نہ ہوگا و قول قبول نہ ہوگا و لیکن دوسرا حاکم اس سے فرما دیکھا کہ تم میرے ساتھ یہ امر ثابت کر کہ تو اس وقف کے کام سر انجام دینے کے لائق ہو تا کہ میں تجھے اسکے قیام میں واپس مقرر کر دوں پھر اگر

اس حاکم کے نزدیک صحیح ہوا کہ یہ اسکے لائق ہو تو اسکو دوبارہ اسکی جگہ پر مقرر کر دے اور جب مقرر کیا تو اس وقت کی آمدنی سے اسکے واسطے جو مال مقرر تھا وہ جاری کر دے یہ ذخیرہ میں ہو اور سیطرہ اگر حاکم نے اسکو بسبب فاسق ہونے و خائن ہونے کے خارج کیا پھر اسے ایک مدت کے بعد اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور گواہ قائم کئے کہ یہ شخص اب اس کام کی اہلیت رکھتا ہے تو حاکم اسکو اسکی جگہ پر دوبارہ مقرر کر دیگا یہ فتح القدر میں ہے اور اگر قاضی نے اس میں کسی کو جسکو وقت کنندہ نے مقرر کیا ہو اور اسکے واسطے وقف سے اسکے کام سے زائد مال مقرر کر دیا ہو کسی وجہ سے خارج کر دیا اور بجائے اسکے دوسرا مقرر کیا تو قاضی کو چاہیے کہ اس مقرر شدہ کیواسطے وقف میں سے جسقدر تخیم سابق کو ملتا تھا انہیں سے بطور معروف یعنی بقدر اجر امثل اسکے اسکو دیوے اور باقی کو وقفہ کی مثال میں داخل کر دے یہ میط میں ہے اور اگر وقف کنندہ نے کہا ہو کہ تخیم کے واسطے اسقدر مال جو میں نے اسکے واسطے مقرر کیا ہے وقف سے برابر جاری رہیگا اگرچہ قاضی اسکو وقف کے متولی ہونے سے خارج کر دے یا کہ اگر جب یہ رجحان سے تو اسکی اولاد اولاد کی اولاد کا بھی برابر جاری رہیگا تو یہ شرط صحیح ہے یہ حادی میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے آزاد کیے ہوئے ملاکوں پر کوئی وقف صحیح کیا پھر وقف کرنے والا مر گیا اور قاضی نے یہ وقف کسی تخیم کے قبضہ میں دیا اور وقفہ کی آمدنی کا دسواں حصہ اس تخیم کیواسطے مقرر کیا اور وقف میں سے ایک طاہرہ جو ایک مستاجر کے قبضہ میں مقاطعہ پر رہا رہا اس تخیم کی کوئی حاجت نہیں ہے اور یہ طاہرہ نہ چہرہ وقف ہو وہ لوگ خود اسکی آمدنی وصول کرتے ہیں تو اس طاہرہ کی آمدنی کا دسواں حصہ اس تخیم کیواسطے واجب نہ ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر قاضی مغول کیا گیا اور تخیم نے دعویٰ کیا کہ اسنے میرے واسطے ہر قدر مال جاری یا سالانہ مقرر کیا تھا اور قاضی مغول نے اسکی تصدیق کی تو بدوین آوہوں کے قبول نہ ہوگا پھر جو کچھ اسکے واسطے مقرر کیا تھا اگر اسکے کام کا اجر اس پر کیا کم ہو تو وہ سرقاضی اسکو دیا کرے گا ورنہ بقدر زیادتی کے کم کرے گا باقی اسکو دینے کا حکم ہوگا۔ اور تخیم ہمیشہ اپنے کام کے اجر امثل کا مستحق ہوگا خواہ قاضی یا اہل محکمہ نے اسکے واسطے کچھ اجرت کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو اسواسطے کہ بظاہر وہ تخیم ہونا بدوین اجرت کے قبول نہ کرے گا اور جو امر معہود ہوتا ہو وہ مثل مشروط کے ہوتا ہے یہ قیہ میں ہے۔ جو مجموعہ انوار الدین مذکور ہے کہ جو شخص قاضی کی جانب سے متولی ہو اگر خود ہی اسنے اس کام سے انکار کیا اور باز رہا اور یہ امر قاضی کے سامنے پیش نہ کیا تا کہ اسکو مغول کرے کہ دوسرے کو اسکی جگہ مقرر کرے پس آیا وہ متولی ہونے سے خارج ہوگا یا ہوگا تو شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ خارج ہوگا اور اگر وہ مال وقف جو وقفہ کی زمین وغیرہ قبول کرنے والوں پر چاہیے ہو اسکو تقاضا کر کے وصول کرنے سے ایک زمانہ تک باز رہا پس آیا اس میں وہ گنہگار ہوگا یا ہوگا تو شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر اگر بعضے قبول کرنے والے چہرہ مال کثیر ہیں قبائلیہ چہرہ گیا تھا بھاگ گئے پس متولی اسکا ضامن ہوگا یا ہوگا تو شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ نہیں یہ ظہیرہ میں ہے۔ متولی وقف نے اگر غلامہ وقف وصول کر لیا پھر لیا اور بیان نہ کیا کہ اسنے یہ غلامہ لیا تھا تو ضامن نہ ہوگا یہ مقرر شدہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی ارغی عبد اللہ و زہیرہ سے وقفہ کی تو اسکا غلامہ نہیں دونوں کے لیے ہوگا پھر جب دونوں مر گئے تو سب غلامہ فقیروں کے لیے ہو جائیگا اور اگر ان دونوں میں سے ایک مر گیا تو نصف غلامہ فقیروں کے لیے ہوگا اور اگر اسنے عبد اللہ و زہیرہ غیر ایک جماعت کا نام لیا تو غلامہ ان سب میں انکی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگا پھر اگر ان میں سے ایک مر گیا تو اسکا حصہ فقیروں کا ہوگا اور جو باقی رہا وہ ان باقیوں پر مساوی تقسیم ہوگا اور اگر اسنے اولاد عبد اللہ پر وقف کیا اور انکا نام متعہد و بیان کیا تو جب تک عبد اللہ کی اولاد میں سے ایک بھی رہیگا تب تک فقیروں کو کچھ ملے گا یہ ظہیرہ میں ہے اور اگر اسنے زہیرہ کو بیان کیا اور نصف زہیرہ کے واسطے اور وہ تھا کی عمر کے واسطے قرار دیا نہ رہا تب تک رہا تو تمام غلامہ بطریق مول کے سات حصوں پر تقسیم ہوگا جس میں سے تین حصے زہیرہ کو اور چار حصے عمر کو ملینگے اور اگر کہا کہ زہیرہ کیواسطے

یہ حکم صحیح ہے
اور اسکا
مستند ہے

یہ حکم صحیح ہے
اور اسکا
مستند ہے
یہ حکم صحیح ہے
اور اسکا
مستند ہے
یہ حکم صحیح ہے
اور اسکا
مستند ہے

نصف اور عمر کے واسطے ایک تہائی ہو اور خاموش رہا تو جو کچھ ہر ایک کے واسطے بیان کیا ہو وہ اسکو دیکر باقی دونوں میں نصف تقسیم کر دیا جائیگا یہ خزانہ المفقین میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارہنی زید و عمرو پر صدقہ موقوفہ ہو اور عمر کے واسطے انہیں سے تہائی غلہ ہو کہا کہ عمر کے واسطے انہیں سے سو درم ہیں تو عمر کو اسی قدر ملے گا جو اسکے واسطے بیان کیا ہو اور باقی دوسرے کو جس سے سکوت کیا ہو دیا جائیگا اور اسی طرح ہر چیز میں جس میں بیان کر دیا ہو وہی طریقہ ہو کہ جسکے واسطے کچھ بیان کر دیا ہو اسکو اسی قدر جو بیان کیا ہو دیا جائیگا اور باقی دوسرے کو جسکے واسطے کچھ بیان نہیں کیا ہو ملے گا۔ اور اگر کہا کہ زید کے واسطے انہیں سے سو درم اور عمر کے واسطے دو سو درم ہیں حالانکہ مجموعہ آمدنی تین سو درم سے کم ہو تو جو کچھ حاصلات ہو وہ دونوں کے درمیان تین تہائی تقسیم ہوگی۔ اور اگر غلہ اس سے زیادہ ہو تو جو کچھ ہر ایک کے واسطے بیان کیا ہو وہ اسکو دیکر باقی دونوں میں نصف تقسیم ہوگا یعنی سب پر مساوی بانٹ دیا جائیگا اور جو کچھ ہر ایک کو اس کے واسطے بیان کیا ہو اسکے حساب سے باقی تقسیم ہوگا اور اگر کہا کہ میری موقوفہ میری چھین سے زید کے واسطے سو درم اور عمر کے واسطے دو سو درم ہیں تو انہیں سے ہر ایک کو اسی قدر دیا جائیگا جو اسکے واسطے بیان کیا ہو اور باقی سب فقیروں کے واسطے ہوگا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ ہو اس شرط پر کہ انہیں زید کو واسطے سو درم اور عمر کے واسطے پانی ہو پھر حاصلات میں فقط سو درم آئے تو زید کو وسیع جائیگے اور عمر کو کچھ نہ ملے گا اور اسی طرح اگر کہا کہ انہیں زید کے واسطے سو درم ہیں اور عمر کے واسطے کچھ بیان نہ کیا ہو پھر غلہ فقط سو درم آیا تو زید کو ملے گا اور عمر کو کچھ نہ ملے گا اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ ہو انہیں عہد اللہ کے واسطے نصف غلہ اور زید کے واسطے سو درم ہیں تو عہد اللہ کو نصف غلہ دیا جائیگا اور باقی نصف میں سے زید کو سو درم ملے گا اور جو باقی رہا وہ فقیروں کے واسطے ہوگا اور اگر آمدنی میں فقط سو درم ہوں تو سب زید کو ملے گا ورنہ عہد اللہ کو کچھ نہ ملے گا اور اگر آمدنی دو سو درم ہوں تو عہد اللہ کو واسطے سو درم اور زید کے واسطے سو درم ہونگے اور فقیروں کے واسطے کچھ نہ ملے گا اور اگر آمدنی سے ڈیڑھ سو درم ہوں تو زید کو واسطے سو درم اور باقی عہد اللہ کے واسطے ہونگے یہ محیط میں ہو اور اگر کہا کہ میری ارہنی صدقہ موقوفہ میرے قریبی فقیروں پر ہو تو انہیں سے ہر ایک کو جو اسکے کھانے و کپڑے کے واسطے بطور عروت کافی ہو بقدر دیا جائیگا پس جب قدر ہر ایک کو واسطے کافی ہوتا ہو ہر ایک کے واسطے اسی قدر حساب لگا کر سب لوگ اسکی آمدنی میں حصہ لے ہونگے پس اگر غلہ اسقدر ہو کہ انہیں سے ہر ایک کو قدر کفایت ہو گیا ہو تو ہر ایک کو اسکا قدر کفایت دیا جائیگا اور اگر کم ہو تو اسی حساب سے شریک کیے جاویں گے اور غلہ انکی قدر کفایت نہ ہو تو ہر حق سب پر مساوی تعداد پر حصہ لگا کر برابر تقسیم ہوگا یہ ظہر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری ارہنی صدقہ موقوفہ ہو پس ہر سال جو کچھ اللہ تعالیٰ انہیں غلہ پیدا فرماوے انہیں سے میری قرابت کے ہر فقیر کو ہر سال اسقدر دیا جاوے جو اسکے کھانے و کپڑے کو یہ بطور معروف کافی ہو پھر اس طرح تقسیم کے بعد آمدنی بڑھی تو یہ بڑھتی فقیروں کی ہوگی یہ خزانہ المفقین میں ہو اور اگر کہا کہ میری یہ ارہنی صدقہ موقوفہ ہو پس جو کچھ اسکا غلہ پیدا ہو پس زید و عہد اللہ کے واسطے ہر ارہم میں عہد اللہ کو واسطے انہیں سے سو درم ہیں پھر اسکی آمدنی میں ہر ارہم آئے تو انہیں سے عہد اللہ کے سو درم ہونگے اور باقی زید کے واسطے ہونگے اور اگر اسکی آمدنی میں پانچ سو درم حاصل ہوئے تو پانچ سو درم دونوں کے درمیان دس سهام پر تقسیم ہونگے جس میں سے ایک حصہ فقط عہد اللہ کو ملے گا اور باقی زید کو ملے گا اور اگر اسے کہا کہ یہ کچھ اللہ تعالیٰ انہیں آمدنی عطا فرماوے انہیں سے ہر سال ہر ارہم نکالے جاوے جس میں سے عہد اللہ کو سو درم دے جاوے اور باقی زید کے واسطے ہونگے پھر اسکی آمدنی ہر ارہم سے کم آئی تو پہلے عہد اللہ کو سو درم دیدے جاویں گے پھر اگر کچھ باقی رہا تو دس بے بکا ہوگا اور اگر کچھ نہ بچا تو زید کو کچھ

یہ تمام فتاویٰ فقہ حنفی کے مطابق ہیں اور اگر کسی اور فقہ کے مطابق ہو تو اس کے واسطے اس فقہ کے مطابق ہونا چاہیے

اور اگر کچھ اور

نہ لگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اسے کہا ہو کہ پس وہ واسطے عبد اللہ و مساکین کے ہو تو نصبت واسطے عبد اللہ کے اور نصبت واسطے مسکینوں کے ہوگا یہ حادی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری ارٹھی صدقہ موقوفہ ہو پس جو کچھ اللہ تعالیٰ اسکی آمدنی پیدا فرماوے پس یہ عبد اللہ و فقیروں و مسکینوں کے واسطے ہو تو امام ابو یوسفؒ کے قول پر نصبت حاصلات عبد اللہ کی اور نصبت واسطے فقیروں و مسکینوں کے ہوگی اور یہی شیخ ہلال کا قول ہو اور امام عظیم کے قول پر ایک تہائی عبد اللہ کی اور تہائی فقیروں کی اور تہائی مسکینوں کی ہوگی اور بنا بر قول امام محمد رحمہ اللہ آمدنی کے پانچ حصے کیے جائیں گے جس میں سے ایک حصہ عبد اللہ کا اور دو حصے فقیروں کے اور دو حصے مسکینوں کے ہونگے اور اسکی نظیر جامع کی کتاب الوصایا میں ہے یہ ظہیر میں ہے اور اگر کہا کہ واسطے میری قرابت اور میرے پڑوسیوں اور میرے آزاد کیے ہوؤں اور مسکینوں کے ہو تو قرابت میں سے ہر ایک اور پڑوسیوں میں سے ہر ایک اور آزاد کیے ہوؤں میں سے ہر ایک شخص ایک ایک حصہ کے ساتھ اور مساکین سب کے سب ایک حصہ کے ساتھ شریک کیے جائیں گے یہ ترائے اہل بیت میں ہے۔ اور کہا کہ واسطے میری قرابت اور واسطے مساکین کے ہو تو قرابت میں سے ہر ایک شخص ایک ایک حصہ سے اور حلقہ مساکین ایک حصہ سے شریک کیے جائیں گے یہ حادی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ فقیروں اور قرعہ سے لے کر ہوؤں اور فی سبیل اللہ اور گردن آزاد کرنے کی واسطے ہو تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک انہیں سے ہر فرقہ و ہر ایک شریک کیا جائیگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک ایک حصہ سے شریک کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارٹھی صدقہ موقوفہ وجوہ صدقات پر ہو تو وجوہ صدقات وہ ہیں جو قرآن مجید میں آیت زکوٰۃ میں مذکور ہیں چنانچہ گناہ زکوٰۃ میں باب المصروف میں مفصل ذکر ہوا ہے و لیکن فرق اتنا ہے کہ وقت کی صورت میں مالوں کو نہ یا جائیگا اور جہکی تالیف و قلوب مقصود ہوتی ہو وہ تو زکوٰۃ و وقت سب سے جاتے رہے ہیں پس اس کے سوا جو باقی تسمین رہی ہیں ان پر تقسیم کیا جائیگا یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر اسے کہا ہو کہ وجوہ صدقات وہ جوہ البریہ وقت ہو تو فقراء و مساکین ایک حصہ سے اور گردن آزاد کرنے کے واسطے ایک حصہ سے اور قرعہ سے لے کر ہوؤں کے واسطے ایک حصہ سے اور فی سبیل اللہ ایک حصہ سے اور اپنی سبیل اپنے مسافروں کے لیے ایک حصہ سے اور وجوہ البریہ کے واسطے تین حصہ سے شریک رکھی جائیگی۔ اور اگر اسے کہا کہ واسطے فقیروں و قرعہ سے لے کر ہوؤں اور فی سبیل اللہ اور حج کے صدقہ موقوفہ ہو اور انہیں سے ہر ایک کے واسطے کچھ درم معلوم بیان کر دیے پھر اسکی آمدنی اس سے زیادہ ہوئی تو جب قدر زیادہ ہو وہ ان سب وجوہ کی تعداد پر تقسیم ہو کر ہر وجہ میں مساوی بڑھایا جائیگا یہ حادی میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی ارٹھی کسی شخص پر وقف کی اور شرط کی کہ اسکو مال جواری ہو اور اسکی کفایت کے ہو یا چاہے حالانکہ اس شخص کے عیال نہیں ہیں پھر اس کے عیال ہو گئے تو اسکو اسکی اور اس کے عیال کی کفایت کے لائق دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی نے ایک قوم پر وقف کیا مگر انھوں نے قبول نہ کیا تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ سب نے رد کر دیا دم آنکہ بعض نے رد کیا پس اگر سب نے رد کر دیا تو وقف جائز رہیگا اور غلہ فقیروں پر تقسیم ہوگا اور اگر بعض نے رد کیا تو دیکھا جاوے کہ جس لفظ سے انہر وقف کیا ہو یہ لفظ ان باقیوں پر جنھوں نے قبول کیا ہو بولا جاتا ہو تو پورا غلہ انہیں باقیوں کا ہوگا اور اگر یہ لفظ ان باقیوں پر نہیں بولا جاتا ہو تو جنھوں نے نہیں قبول کیا ہو اسکا حصہ فقیروں پر صرف کیا جائیگا اور اسکی مثال یہ ہے کہ اگر اسے اولاد عبد اللہ پر وقف کیا پس بعض اولاد نے قبول نہ کیا تو تمام غلہ باقیوں پر تقسیم ہوگا اور اگر اسے زید و عمرو پر وقف کیا پس زید نے قبول نہ کیا تو اسکا حصہ فقیروں پر تقسیم ہوگا یہ حادی میں ہے۔ اور اگر اسے کہا کہ میری ارٹھی صدقہ موقوفہ اولاد عبد اللہ و اسکی نسل پر ہو پس سب نے ایک بارگی

قبول نہ کیا تو یہ غلہ فقیروں کا ہوگا پھر غلہ اسکے بعد پیدا ہوا پس انھوں نے قبول کیا تو غلہ اسکے واسطے ہو جائیگا یہ ظہیر میں ہو
 اور اگر اسکے بعد اسکا کوئی بچہ پیدا ہوا پس اسے قبول کیا تو غلہ اسکا ہوگا یہ محیط میں ہو۔ پس اگر اسے ایک سال غلہ قبول کیا پھر کہا کہ
 میں نہیں قبول کرتا ہوں تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور اسکا وہ کرنا کچھ موثر نہ ہوگا اور فقیر ابو جعفر نے فرمایا کہ لی ہونی آمدنوں
 کے حق میں یہ سچا ہے سچ ہوا سو اسطے کہ وہ سب اسکی ملک ہو گئی ہیں انکو رد نہیں کر سکتا ہو اور رہے وہ غلات جو آئندہ
 پیدا ہونگے تو انہیں اسکی کچھ ملک نہیں ہو بلکہ قطع حق اسکا انہیں ثابت ہو اور خالی حق اگر رو کیا جاوے تو رد ہو سکتا ہو
 یہ فیہر میں ہو۔ اور اگر زید پر اور اسکے بعد اسکی نسل پر وقف کیا ہو پس زید سے کہا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں نہ اپنے نفس
 نہ دینے کے اور نہ اپنی نسل کے واسطے تو اپنے نفس کے واسطے اسکا رو کرنا جائز ہو اور اسکی نسل و اولاد کے حق میں اسکا رو کرنا
 انہیں جائز ہو اگرچہ اسکا فرزند غیر ہو یہ حادی میں ہو۔ اور اگر اسے کہا کہ میں ایک سال قبول کرتا ہوں تو ایسا ہی ہوگا جیسا
 اسے کہا ہو اور اسکا قبول کرنا قطعاً ایک سال کے واسطے موثر ہوگا اور اسی طرح اگر اسے کہا کہ اسکے ماسوا سے میں قبول
 نہیں کرتا ہوں تو بھی یہی حکم ہو کذا فی الذخیرہ۔ اسی طرح اگر کہا کہ میں نصبت آمدنی قبول کرتا ہوں اور نصف نہیں قبول
 کرتا ہوں تو بھی اسکے قول کے مطابق ہوگا۔ اور اگر وقت کرنے والے سے کہا کہ عباد اللہ زید پر جب تک دونوں زندہ ہیں
 پورے ہوں میں سے ایک مر گیا تو دوسرے کا نصف اسکو دے دینا اور اگر اسکا یہ کہنا کہ جب دونوں زندہ رہیں اس سے
 دوسرے کا نصف باطل نہ ہوگا۔ اور اگر اسے کہا کہ عباد اللہ اور اسکے بعد زید پر وقف ہو پھر عباد اللہ نے اس وقت کے
 قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ زید کے واسطے ہوگا اور اگر عباد اللہ نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور زید سے کہا کہ میں نہیں
 قبول کرتا ہوں تو وہ عباد اللہ کے واسطے جب تک زندہ رہے برابر جاری رہیگا اور جب عباد اللہ مر جاوے تو وہ فقیروں
 کے واسطے ہوگا یہ حادی میں ہو۔

یہ سچا ہے سچ ہوا سو اسطے کہ وہ سب اسکی ملک ہو گئی ہیں انکو رد نہیں کر سکتا ہو اور رہے وہ غلات جو آئندہ پیدا ہونگے تو انہیں اسکی کچھ ملک نہیں ہو بلکہ قطع حق اسکا انہیں ثابت ہو اور خالی حق اگر رو کیا جاوے تو رد ہو سکتا ہو

چھٹا باب وقف میں دعویٰ و شہادت کے بیان میں۔ اور اس میں دو فصلیں ہیں **فصل اول** دعویٰ کے بیان میں
 اگر کسی نے ایک زمین فروخت کی پھر کہا کہ میں اسکو وقف کر چکا تھا یا کہا کہ یہ زمین میرے اوپر وقف ہو پس اگر سپر گواہ
 قائم نہ ہو اسے مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی تو ایسا نہیں کر سکتا ہو اسواسطے کہ قسم لینے کی شرط یہ ہو کہ پہلے سچ
 و دعویٰ ہوے حالانکہ بیان اسباب مناقض کے دعویٰ صحیح نہ ہوا اسلئے کہ وقف مستقنی عدم ملک و بطلان صحیح ہو اور خود
 بیان صحیح کی ہو جو مستقنی ملک ہو اور اگر اسے وقف ہونے پر گواہ قائم کیے تو مختار یہ ہو کہ گواہ سے جاوینگا اسواسطے
 کہ دعویٰ صحیح اسباب مناقض کے باطل ہو اور اگر گواہی باقی رہی ہو کہ وقف پر بدون دعویٰ سے گواہی سنی جاتی ہو یہ غیابہ
 میں ہو اور جب گواہی سنکر قبول ہوئی تو صحیح ٹوٹ جائیگی یہ واقعات حسامیہ میں ہو۔ اور فتاویٰ نفسی میں ہو کہ یہ ذکر فرمایا کہ
 وقف پر گواہی بدون دعویٰ کے صحیح ہو اور اسکو مطابق فرمایا کوئی تفصیل نہیں فرمائی حالانکہ علی الاطلاق یہ جواب صحیح
 نہیں ہو بلکہ صحیح اس تفصیل سے ہو کہ ہر وقت جو حق اللہ تعالیٰ ہو اس پر دون دعویٰ کے گواہی صحیح ہو اور ہر وقت جو حق العباد
 ہو تو اسکے وقف ہونے پر بدون دعویٰ کے گواہی صحیح نہیں ہو کذا فی الذخیرہ اور شیخ رشید الدین نے یہ تفصیل نوکر کر کے
 کہا کہ امام نفیسی نے اسی طرح تفصیل فرمائی ہو اور یہی مختار ہو اور یہ امام ابو الفضل کرمانی کا فتوہ ہے یہ حصول عبادہ میں
 ہو اور اس صورت میں مشتری کو یہ اختیار نہیں ہو کہ زمین وصول کرنے کی غرض سے اس ارہنی کو اپنے قبضہ میں روک رکھے
 یہ تا کار خانہ میں ہو۔ اور اگر مانع نے دعویٰ کیا کہ یہ ارہنی فلان مسجد پر وقف ہو اور گواہ پیش کیے تو قبول ہونگے

اور بیع ٹوٹ جائیگی اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ بائع کے کلام میں تناقض نہ ہوگا اور وہ تناقض نہیں
 قرار دیا جائیگا اور اول صبح ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر اس نے یہ نہ کہا کہ یہ زمین مجھ پر وقف ہو تو بیع نسفی نے اپنے فتاویٰ میں
 ذکر فرمایا ہو کہ ایسا دعویٰ بالکل سب سے سموع نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہو اور اگر اس نے دوسرے سے کہا کہ یہ ارضی مجھ پر وقف
 ہو پھر اس کے بعد دعویٰ کیا کہ مجھ پر وقف ہو تو اس کا دعویٰ سموع ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ملک
 ہو میں نے اس کو اپنے باپ سے میراث پایا ہو پھر دعویٰ کیا کہ اس کو میرے باپ نے مجھ پر وقف کیا ہو تو بسبب تناقض کے دعویٰ
 سموع ہوگا۔ اور اگر وقف کیے ہوئے مکان کا متولی ہونا قبول کیا یا کسی ترکہ کا وصی ہونا قبول کیا اور یہ قبول کرنا بعد
 اس امر سے آگاہ ہونے اور یقین جاننے کے تھا کہ یہ ترکہ ہو یا وقف ہو پھر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہو تو دعویٰ سموع ہوگا
 اور اگر پہلے وقف ہونے کا دعویٰ کیا پھر میراث ہونے کا دعویٰ کیا تو بھی دعویٰ سموع ہوگا لیکن اگر اس نے دونوں دعویوں میں
 اس طرح توفیق دی اور بات بنائی کہ میرے باپ نے پہلے مجھ پر وقف کیا تھا لیکن یہ وقف لازم نہیں ہوئے پایا تھا کہ میرا باپ دیکھا
 تو یہ دعویٰ قبول ہوگا اور اگر کسی مکان یا زمین کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میری ہو پھر دعویٰ کیا کہ یہ وقف ہو تو صحیح جواب یہ ہوگا اگر
 اس نے اس عقار کے رجحہ کا دعویٰ بسبب اپنے متولی ہونے سے کیا تھا تو دونوں دعویوں میں توفیق ہو سکتی ہو اس واسطے کہ ماوراء
 کے موافق وقف کو متولی اپنی طرف نسبت کرتا ہو بدین اعتبار کہ اس کو اس میں تصرف کا اور اس کی بابت خدمت کرنے کا اختیار
 حاصل ہوتا ہو اور اگر کسی مکان کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہو پھر دعویٰ کیا کہ یہ وقف ہو کہ اس کو فلان شخص نے فلان
 مسجد پر وقف کیا ہو تو وقف کا دعویٰ سموع ہوگا یہ خزانہ تعلقین و فصول عمادیہ میں ہو۔ اور فتاویٰ نسفی میں مذکور ہو کہ اگر
 زمین کے مشتری نے بائع پر دعویٰ کیا کہ یہ زمین وقف ہو اور تو نے میرے ہاتھ اس کو بیع فروخت کیا تو بغیر حق فروخت کیا ہو تو
 فرمایا کہ مشتری کو اس خصوصیت کا اختیار نہیں ہو بلکہ اس کا اختیار متولی کو ہو اور اگر اس کا کوئی متولی نہ ہو تو قاضی ایک متولی مقرر
 کرے گا جو اس سے محاصہ کرے گا اور وقف ہونے کو ثابت کرے گا پھر جب یہ بات ثابت ہو گئی تو بیع کا باطل ہونا ظاہر ہو جائیگا پس
 مشتری اپنا من اپنے بائع سے واپس لیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کسی متولی نے مشتری پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان وقف ہو فلان
 کی اولاد پر اور اس نے مشتری پر استحقاق ثابت کیا پس مشتری نے چاہا کہ بائع سے من واپس لے پس بائع نے کہا کہ ہاں
 فلان نے اس کو فلان مذکور کی اولاد پر وقف کیا تھا لیکن جب وقف کرنا اولاد پر اس کے وارثوں نے قاضی کے حضور میں مقدمہ
 پیش کیا حتیٰ کہ قاضی نے اس کے وقف کے باطل ہونیکا حکم دیدیا اور میں وقف کفہہ کا وارث تھا پس ہم سب نے ترکہ کو باہم تقسیم
 کیا تو یہ مکان میرے حصہ میں آیا پس میری بیع صحیح واقع ہوئی ہو تو اس سے دعویٰ وقف منفع ہو جائیگا اور مشتری کے
 مقدمہ میں باقی رہے گا یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اور اگر وقف کا دعویٰ کیا یا گواہوں نے وقف کی گواہی دی اور انھوں نے
 وقف کر نیوالے کو بیان نہ کیا تو خصائص نے ادب القاضی کے باب قبض المحاضرین دیوان القاضی المزدول میں ذکر فرمایا ہو
 کہ وقف کا دعویٰ اور وقف پر گواہ بدون بیان وقف کر نیوالے کے صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک نے دعویٰ کیا
 کہ یہ ارضی مجھ پر وقف ہو تو دعویٰ سموع ہوگا اور یہ جو مذکور ہو کہ دعویٰ سموع ہوگا تو یہ ہی شخص سے سموع ہوگا جو
 متولی ہو ورنہ اور فتاویٰ میں لکھا ہو کہ اگر اس نے دعویٰ کیا کہ مجھ پر وقف ہو تو دعویٰ سموع ہوگا لیکن اول صبح ہو اور
 اسی پر ختم ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور شیخ رشید الدین نے فتاویٰ میں ذکر فرمایا ہو کہ جب وقف ہو اس نے دعویٰ کیا کہ یہ مجھ پر
 وقف ہو پس اگر اس کا دعویٰ باجائز قاضی ہو تو بالاتفاق صحیح ہوگا اور اگر قاضی کی بغیر اجازت ہو تو اس میں دو ردائیں ہیں

۱۰۴
 بیع مجھ پر وقف
 پس اس سے
 تناقض نہیں
 ایسی باتیں
 دوسرے سے خلاف
 ہوں کہ کسی راہ
 سے دونوں نہ
 ہو سکتی ہوں
 ۱۱ منہ علیہ اس
 میں ادبی التفتہ
 جو اور یہ غلط
 اس کتاب پر اور
 جسے نسخہ ایک
 صحیح دعویٰ رہے
 ہو ۱۲ منہ

جنہیں سے صبح یہ ہو کہ ایسا دعویٰ نہیں صحیح ہو اسلئے کہ اسکا حق فقط اسکی آمدنی سے متعلق ہو اور کچھ نہیں ہو پس اگر کسی چیز کے واسطے ختم نہیں ہو سکتا ہو۔ اور اگر ایک جماعت پر وقت ہو پس انہیں سے ایک نے بدولت اجازت قاضی کے دعویٰ کیا کہ یہ وقت ہو تو نہیں صحیح ہو اور اس میں بھی ایک روایت ہو کہ کوئی مختلف روایت نہیں ہو اور نیز ثلثا دوسرے رشتہ مال دین میں مذکور ہو کہ جو شخص وقت کی آمدنی کا مستحق ہو تو اسکی آمدنی کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہو بلکہ اسکا دعویٰ مستولی کر سکتا ہو یہ فصول عادیہ میں ہو۔ وقف والے نے اگر چاہا کہ وقف کے معاملات میں دعویٰ کی سماعت کرے اور گواہوں پر یا قسم سے باز رہنے پر حکم کرے تو دیکھا جائیگا کہ اگر سلطان نے اسکو یہ اختیار دیا ہو خواہ صریح یا بدلت ثابت ہو تو اسکا حکم جائز ہو گا ورنہ نہیں یہ واقعات حسامیہ میں ہو۔ ایک زمین ایک حاضر کے قبضہ میں ہو اور دوسری زمین ایک دوسرے کے قبضہ میں ہو جو غائب ہو پس یہ زمین اس حاضر پر دعویٰ کیا کہ یہ دونوں زمینیں مجھے وقف ہیں کہ ان دونوں کو اس کے دادا نے مجھ پر درمیری اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف کیا ہو تو شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ دونوں زمینیں وقف کر نیوالے کی بھین اور اسے ان دونوں کو ایک ساتھ وقف کیا ہو تو دونوں زمینوں کے وقف ہونیکا حکم یا جائیگا اور اگر گواہوں نے اس کے جدا جدا وقف کرنے کی گواہی دی تو فقط اسی زمین کے وقف ہونے کا حکم ہو گا جو حاضر کے قبضہ میں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ دو بھائیوں کے درمیان ایک وقف ہو جنہیں سے ایک مرگیا اور یہ وقف سب کی اولاد اور دوسرے زندہ کے پاس رہا پھر زندہ نے اپنے بھائی کی اولاد میں سے ایک کے اوپر گواہ قائم کیے کہ یہ وقف بطن بعد بطن ہو یعنی جب اول پشت والے گزر جائیں تب دوسری پشت والوں کو ملے اور حال یہ ہو کہ بانی اولاد برادر میت غائب ہیں اور وقف کر نیوالا ایک اور وقت ایک ہو تو گواہ مقبول ہوئے اور بھائی یہ فرزند جو حاضر جیسر دعویٰ کیا ہو یہ سب باقیوں کی طرف سے بھی ختم ہو گا اور اگر برادر میت کی اولاد ملے گواہ دیے کہ یہ وقف ہمسرا درجہ پر مطلقا ہو یعنی بطن بعد بطن کی تہ نہیں ہو تو برادر زندہ اپنے جسے بطن بعد بطن وقف کے گواہ قائم کیے ہیں اس کے گواہ اولے ہوئے یعنی وہی مقبول ہوئے یہ قہنہ میں ہو۔ ایک باغ انگور زبرد کے قبضہ میں ہو اسکا عمر و نے دعویٰ کیا پس زبرد نے کہا کہ میں نے اس باغ کو وقف کے شرائط کے ساتھ وقف کیا ہو اور عمر و کے پاس گواہ نہیں ہیں عمر و نے زبرد سے قسم طلب کی تو اگر عمر و نے اس غرض سے قسم چاہی ہو کہ اگر یہ قسم سے انکار کرے تو میں باغ مذکور ملے لوں تو زبرد پر قسم عائد نہ ہوگی اور اگر اس غرض سے قسم چاہی کہ اگر انکار کرے تو اس سے قیمت ملے لوں تو زبرد پر قسم عائد ہوگی یہ مضمرات میں ہو۔ ایک بیٹ کے اوپر دوسرا بیٹ ہو اور یہ بیٹ متصل مسجد ہو کہ مسجد کی صف نیچے والے بیٹ کی صف سے متصل ہو اور نیچے والے بیٹ میں گرمیوں و جاڑوں میں نماز پڑھی جاتی ہو پھر اہل مسجد نے اور ان لوگوں نے جو اوپر والے بیٹ میں رہتے ہیں اختلاف کیا اور اوپر کے بیٹ والوں نے کہا کہ یہ ہماری ملکیت میں بطریق میراث آتا ہو تو انھیں کا قبول ہو گا یہ محیط میں ہو۔ زبرد نے ایک مکان پر جو عمر و کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا کہ یہ مکان اپنی اصل و عمارت سے میری ملک ہو اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ فلان مسجد کی حاجات و اصلاح کے واسطے وقف ہو پس مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے اور اسکے نام حکم دیا گیا اور اسکے واسطے اسکی ملکیت کا سہل قاضی نے لکھ دیا پھر مدعی نے اقرار کیا کہ اصل مکان یعنی زمین و رقبہ اسکا وقف ہو اور اسکی عمارت میری ہو تو اسکا دعویٰ اور حکم و سہل سب باطل ہو گیا ایسا ہی فتا داسے اہل سمرقند میں لکھا ہو کہ ان فی الملہ امراتہ ایک نے ایک مکان کا دعویٰ کیا اور اسکے نام اسکی

طریک
ادوار
اور
دعویٰ

ملکیت کا حکم ہو گیا پھر متولی نے دعویٰ کیا کہ اسکی زمین وقت ہو اور گواہ قائم کیے پس اگر مدعی مذکور نے مکان کا دعویٰ زمین و عمارت سمیت کیا تھا تو متولی کے گواہ قبول نہ ہونگے اور اگر اسے دعویٰ مکان مع اسکی عمارت کے نہیں کیا تھا تو زمین وقت نہ لگی۔ اور اگر ایک مکان کا دعویٰ کیا اور قبضہ حاصل کر لیا پھر متولی نے رقبہ مکان کا استحقاق ثابت کر دیا تو اسکی عمارت مدعی کی ملک میں باقی رہے گی یہ فصول عمادیہ میں ہیں۔ ایک مکان دو بھائیوں پر وقت ہو جس میں سے ایک غائب ہو گیا اور جو حاضر رہا یا اسنے نو برس تک اسکی آمدنی وصول کی پھر جو حاضر تھا یہ مر گیا اور اپنا وصی چھوڑا پھر جو غائب ہو گیا تھا وہ حاضر آیا اور اسنے وصی سے اپنے حصہ غلبہ کا مطالبہ کیا تو فقیر ابو جعفر نے فرمایا ہو کہ جو حاضر تھا جسنے آمدنی وصول کی ہو اگر وہی اسکا بیٹا یا بیٹا ہو تو غائب مذکور کو اختیار ہوگا کہ اپنے حصہ حاصلات کو اسکے ترکہ سے وصول کر لے اور اگر خاص وصول کر نیا لا اس وقت کا متولی نہ ہو لیکن بات یہ تھی کہ دونوں بھائیوں نے ساتھ ہی اس وقت کو اجارہ پر دیا تھا تو پھر بھی حکم ہو اور اگر اسکو اجارہ پر فقط اسی حاضر نے دیا تھا تو قضاء پوری اجرت اسی حاضر کی ہوگی مگر سب اسکو حلال نہ ہوگی بلکہ جو وصول کی ہو انہیں سے بقدر حصہ غائب کے صدر قہ کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہیں۔ زمین کے قبضہ میں نصف مکان ہو عمر و نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس وار کو وقت کیا ہو اور حال یہ کہ وہ میری ملک تھا اور پورے مکان کے وقت کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اس واسطے کہ مدعی نے پورے وار کے وقت کا دعویٰ کیا ہو مگر بات اتنی ہو کہ اسنے گواہ قائم کیے ایک قابض پر قبضہ اسکے قبضہ میں تھا پس کل میں یہ بھی آگیا اور کل اسکا مقبوضہ وقت کیا ہوا ثابت ہوا یہ مضمرات میں ہیں۔ اور اگر کسی نے وقت میں کچھ دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ ان لوگوں کے مقابلہ میں جن پر وقت ہو مسموع نہ ہوگا بلکہ بمقابلہ قیم کے یا وقت کنندہ کے مسموع ہوگا یہ فتاویٰ بنیائے میں ہیں۔ اور اگر متولی نے وقت ہونے پر گواہ قائم کیے اور کسی مدعی نے انہی ملک ہونے پر گواہ دیے اور فی الحال قبضہ متولی کا ہو تو قابض کے گواہ مسموع نہ ہونگے بلکہ غیر قابض مدعی کے گواہوں پر حکم ہوگا پھر اگر اسکے بعد متولی نے خارج ہو کر وقت ہونے کے گواہ دیے تو مسموع نہ ہونگے اور امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ متولی قابض کے گواہ وقت ہونے کے قبول ہونگے اور مدعی غیر قابض کے گواہ ملک مقبول نہ ہونگے مگر فتویٰ امام عظیم و امام محمد کے قول پر یہ فصول عمادیہ میں ہیں۔ اور اگر خالد نے ایک مکان کی ملک کا دعویٰ کیا اور مکان مذکور ایک متولی کے قبضہ میں ہو اور وہ کہتا ہو کہ اسکو زیادہ سے زیادہ مسجد پر وقت کیا ہو اور قاضی نے مدعی یعنی خالد کے نام حکم دیدیا پھر دوسرا متولی آیا اور اسنے خالد یعنی مدعی مذکور پر دعویٰ کیا کہ اسکو عمر و نے فلاں مسجد پر وقت کیا ہو تو دعویٰ و گواہ مقبول ہونگے اور اگر قاضی نے کسی کو حکم دیا کہ مکان وقت کو ماہواری کرایہ پر دیا کرے تو یہ شخص کسی مدعی کا خصم نہیں ہوگا اور ہیلتج اگر ارہی کا شکار ہو تو پھر دعویٰ نہیں صحیح ہوتا ہو خواہ ارہی وقت کا شکار ہو یا غیر وقت کا اور اسی طرح اگر کا شکار کے پاس ارہی کی آمدنی جمع ہوتی ہو یا مکان وقت کی آمدنی جمع ہوتی ہو اگر اسکا کسی نے دعویٰ کیا تو اس کا شکار یا نلہ دار کے اوپر نہیں صحیح ہو یہ خزانہ مفتین میں ہے۔ فصل دوم گواہی کے بیان میں۔ اگر وہ گواہوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقت کی ہو اور گواہوں نے اس زمین کے حدود بیان نہ کیے تو گواہی باطل ہو اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک نے حدود بیان کیے اور دوسرے نے نہ بیان کیے تو بھی یہی حکم ہو کہ گواہی باطل ہو اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنی وہ زمین جو فلاں مقام پر ہو وقت کی اور دونوں نے کہا کہ ہم سے اسنے اسکے حدود بیان نہ کیے تو گواہی باطل ہو اور امام حضرات نے فرمایا لیکن اگر یہ ارہی مشہور ہو کہ اسکی شہرت کی وجہ سے اسکے حدود

بیان کرنے کی حاجت نہ رہی ہو تو اسی صورت میں اسکے وقت ہونے کا حکم دو ٹوکا اور اگر گواہوں نے اسکی دو حدیں بیان کی ہوں تو ہمارے نزدیک مشہور قول یہ ہو کہ گواہی غیر مقبول ہو اور اگر گواہوں نے تین حدیں بیان کی ہوں تو ہمارے علمائے کثرت کے نزدیک گواہی مقبول ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے اسکی تین حدیں بیان کیں اور کہا کہ ہمارے سامنے اُسے فقط پچھن تین حدوں کا اقرار کیا تھا تو گواہی جائز ہوگی یہ حاوی میں ہو۔ اور امام خصاف سے دریافت کیا گیا کہ جب ہم نے تین حدوں کی گواہی قبول کی تو چوتھی حد کی نسبت کیونکر حکم کریں تو فرمایا کہ بھلا بلے عیسری حد کے قرار دوں گا کہ وہ حد اول کے شروع تک پہنچ جاوے یہ محیط میں ہو۔ اگر دونوں گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین جو فلاں مقام پر ہو وقت کی اور ہم سے اسکے حدود بیان کیے تھے مگر ہم بھول گئے ہیں تو اسکی گواہی قبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقت کی اور ہم سے اسکے حدود بیان نہیں کیے و لیکن ہم اسکے حدود جانتے ہیں تو ہلال نے ذکر فرمایا ہو کہ قاضی اسکی گواہی قبول نہ کرے گا اور قاضی امام ابو زید شروطنی نے فرمایا کہ اسکی نادرل یہ ہو کہ یا جو اس کے گواہوں نے قاضی سے اسکے حدود بیان نہیں کیے اور اگر میان کیے اور ٹھیکہ میں ہو تو گواہی قبول ہوگی اور امام خصاف نے فرمایا کہ میں اس گواہی کو جائز رکھتا ہوں اور حکم دوں گا کہ زمین مذکور اپنے حدود سے وقت ہو اور گواہوں سے کہوں گا کہ حدود بیان کر دیں جو حدود بیان کرینگے پچھن کے ساتھ حکم دوں گا یہ فلمیرہ و محیط و ذخیرہ میں ہو۔ اور شیخ ہلال نے فرمایا کہ اور اسی طرح اگر گواہوں نے کہا کہ اس شخص کی اس شہر میں سوائے اس زمین کے اور زمین نہ تھی تو بھی قبول ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقت کی اور ہم سے اسکے حدود بیان نہیں کیے و لیکن ہم اسکی زمین کو پہچانتے ہیں تو قبول ہوگی کیونکہ شاید وقت کرنے والے کی اور زمین بھی ہو سوائے اسکے جسکو وقت کیا ہو اور جسکو گواہ پہچانتے ہیں اور اسی طرح اگر گواہوں نے یہ کہا ہو کہ ہم اسکی اور کوئی زمین نہیں جانتے ہیں تو بھی گواہی مقبول نہ ہوگی اسلئے کہ شاید اسکی اور زمین ہو مگر اسکو یہ دونوں گواہ نہ جانتے ہوں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے ہٹو گواہ کیا تھا کہ اسنے اپنی وہ زمین وقت کی جس میں یہ ہوا اور اسنے مجھے حدود بیان نہیں کیے تھے تو گواہی جائز ہو یہ ذخیرہ میں ہو اور امام رحم نے فرمایا کہ اسکی تاویل یہ ہو کہ گواہوں نے اسکو مافی سے بیان کر دیا کہ فلاں زمین ہو اور اسکو گواہ جانتے تھے اور اگر انھوں نے اظہار نہ کیا ہو تو گواہی قبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے کہا کہ اسنے ہم سے اسکے حدود بیان کیے تھے مگر ہمیں یاد نہیں ہو کہ اسنے ہم سے کیا حدود بیان کیے تھے تو گواہی باطل ہو یہ محیط میں ہو اور دونوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقت کی اور زمین کے حدود بیان کیے و لیکن ہم یہ نہیں جانتے ہیں کہ یہ زمین کہاں واقع ہو تو اسکی گواہی جائز ہو اور مدعی کو تکلیف دی جائیگی کہ گواہ قائم کرے کہ جسکے دعویٰ کرتا ہو وہ یہی زمین ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اسی طرح اگر دونوں نے کہا کہ ہٹو اسنے اسکے حدود پہنچا دیا اور حدود کو نام رکھ کر بیان نہیں کیا تو گواہی مقبول ہو پس اگر گواہوں نے حدود پر گواہی دی اور کہا کہ ہم پہچانتے نہیں ہیں تو گواہی جائز ہو اور مدعی کو تکلیف دی جائیگی کہ ایسے گواہ لادے جو حدود کو پہچانتے ہوں یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ اسنے ہمارے سامنے اقرار کیا کہ اسنے اپنا حصہ اس اراضی میں سے جو فلاں مقام پر ہو جسکے حدود حنین و چنان ہیں اللہ تعالیٰ کے واسطے صدقہ موقوفہ کر دیا اس حجت پر اور آخر میں مساکین پر صدقہ موقوفہ کیا اور یہ حصہ میرا اس جمیع اراضی میں سے ایک تہائی ہے چوبیس حاکم نے معائنہ کیا تو مسلم ہوا کہ اسکا

حصہ اس ارہی میں سے ایک تہائی سے زائد ہو تو امام خصاف نے فرمایا کہ اس کا تمام حصہ وقت گرا دیا جائیگا انھیں وجہ پر چہرے اسے
وقت کیا ہو یہ ظہیر میں ہو اور اگر اس کا غلہ ایک قوم پر جنگو بیان کیا ہو اور بعد اس کے مسکینوں پر وقت کیا پھر جن لوگوں پر
وقت کیا ہو انھوں نے اس کی تصدیق کی اور انھوں نے کہا کہ اس نے فقط تہائی ہمسرہ صدقہ کی ہو تو امام خصاف نے فرمایا
کہ ان کی تصدیق کرنا یا خاموش رہنا آپس میں یکساں ہو اور حکم دیا جائیگا کہ اس نے اپنا سب حصہ وقت کیا ہو مگر اس تمام میں
سے فقط زمین کے تہائی حصہ کی آمدنی ان سب لوگوں کو جنگو میں بیان کیا ہو دیکھا جائیگی اور باقی مسکینوں پر صدقہ ہوگی
چہ ذہیر میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اس دار میں سے اپنا حصہ یا اس دار میں سے جو کچھ اس نے اپنے
باپ سے میراث پایا ہو وقت کیا ہو اور یہ معلوم نہیں کہ وہ کس قدر ہو تو قیاساً گواہی جائز نہیں ہو اور اسے مستحسناً جائز ہو
یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے وقت کر لیا ہو اسے پر گواہی دی کہ اس نے اس دار میں سے اپنا حصہ وقت
کرنے کا قرار کیا ہو اور گواہوں کو یہ نہیں معلوم کہ اس کا حصہ انھیں سے کس قدر ہو تو قاضی اس وقت کرنے والے کو
ماخوذ کر لیا کہ انھیں سے اپنے حصہ کی مقدار بیان کرے پس جو کچھ حصہ اس نے بیان کیا اس میں قبول ہوگا اور
اس قدر سے وقت ہوئے گا اس پر حکم دیا جائیگا اور اگر وقت کر لیا ہو تو اس بیان کے واسطے اس کا وارث اس کے قائم مقام
ہوگا پس جو کچھ اس نے بیان کیا اسی قدر وقت ہوگا اس پر لازم ہوگا بیان تک کہ قاضی کے نزدیک اس کے بیان کے سوا کچھ اور
صحیح ہو پھر جب قاضی کے نزدیک جو کچھ صحیح ہو اس کے وقت ہونے کا حکم دیکھا یہ فصول عادیہ میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے
ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے اپنی زمین وقت کی ہو مگر دونوں نے اس کا مقام بیان کرنے میں باہم اختلاف کیا پس
ایک نے کہا کہ اس نے اپنی زمین جو فلاں مقام پر واقع ہو وقت کی اور دوسرے نے کہا کہ اس نے اپنی زمین جو فلاں مقام پر
میں واقع ہو وقت کی ہو تو گواہی قبول ہوگی اور اگر دونوں نے اس طرح اختلاف کیا کہ اس نے اپنی زمین جو فلاں مقام پر
واقع ہو وقت کی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اس نے یہ زمین اور ایک دوسری زمین وقت کی ہو تو پھر دونوں نے اتفاق
کیا ہو اس کی بابت گواہی قبول ہوگی اور اس کے وقت ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اس نے
یہ زمین پوری وقت کی ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے یہ زمین نصف وقت کی ہو تو نصف پر گواہی قبول ہوگی اور
نصف زمین مذکور کے وقت ہونیکا حکم دیا جائیگا ایسا ہی شیخ ہلال و امام خصاف نے ذکر فرمایا ہو اور اگر دونوں میں سے ایک
گواہ نے کہا کہ اس نے اس شخص یا اس کا خیر کے واسطے تہائی غلہ مقرر کیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ اس کے واسطے نصف غلہ مقرر
دیا ہو تو ان دونوں عالموں کے نزدیک تہائی کی بابت گواہی مقبول ہوگی یہ محیطا میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے
ایک نے گواہی دی کہ اس نے نصف اس زمین کا شاع بیٹے بے بانٹا ہوا اور جدا نہیں کیا ہوا وقت کیا ہو اور دوسرے
نے کہا کہ اس زمین کا نصف بانٹا ہوا الگ نہیں کیا ہوا وقت کیا ہو تو گواہی مذکور باطل ہو یہ ظہیر میں ہو اور اگر ایک نے
گواہی دی کہ اس نے جمعہ کے روز وقت کی ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے جمعرات کے روز وقت کی ہو یا ایک نے
کہا کہ اس نے کوئی دن وقت کیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ اس نے بصرہ میں وقت کیا ہو تو گواہی جائز ہے یہ حاوی میں ہو۔
اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اس نے اپنی زمین بعد میری وفات کے وقت قرار دی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اس نے اپنی
زمین وقت قطعی فی الحال قرار دی تو گواہی باطل ہو اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اس نے اس کا اپنی صحبت میں وقت
کیا اور دوسرے نے کہا کہ اپنے مرض میں وقت کیا تو دونوں کی گواہی جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر

یعنی مطالبہ
پیش سرگیا
یعنی اول سے
سوا کے دوسرے
مقام بیان کیا
یعنی اسی وقت
جس وقت وقت
کی ہو وہی وقت
پر نہیں رکھا

ایک نے گواہی دی کہ ایسے اس عفار کو فقیروں پر صدقہ وقف کیا گیا قرار دیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ ایسے اسکو مسکینوں پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور حاصل یہ ہو کہ جب دونوں گواہ اس کے صدقہ موقوفہ ہونا پر متفق ہوئے مگر دونوں میں سے ایک کی گواہی میں کوئی زائد بات ہو جسکو دوسرا اپنی گواہی میں نہیں کہتا ہو تو جتنے پر دونوں متفق ہیں اس قدر ثابت ہوگا کہ صدقہ موقوفہ ہونا ثابت ہوگا اور اسی سے ہم نے نکالا ہو کہ اگر دونوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اسے اسکو عبد اللہ پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسے اسکو زید پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہو تو یہ فقیروں پر وقف ثابت ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر دونوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اسے اسکو عبد اللہ اور اسکی اولاد پر وقف کیا ہو اس قدر قرار دیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ عبد اللہ پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہو تو میں اسکو عبد اللہ پر صدقہ موقوفہ ہونے کا حکم دوں گا یہ ظہیر میں ہو۔ امام خصاف نے اپنی وقت میں بیان فرمایا ہو کہ اگر ایک نے گواہی دی کہ اس شخص نے اسکو عبد اللہ زید پر صدقہ موقوفہ کر دیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسے خاصۃً عبد اللہ پر صدقہ وقف کیا ہو تو ہم انہیں سے نصف کا واسطے عبد اللہ کے اور نصف باقی کا واسطے فقیروں کے حکم دینگے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو امام خصاف نے فرمایا ہو کہ ہم عبد اللہ کے واسطے نصف عفار کا حکم دینگے یہ سب اماموں کے قول پر ہونا واجب ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک نے گواہی دی کہ یہ فقیروں پر وقف ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ یہ ثواب کے کاموں پر وقف ہو تو گواہی جائز ہوگی اور وقف مذکور کی حاصلات فقیروں پر صدقہ ہوگی یہ حاوی میں ہو۔ امام خصاف نے اپنی وقت میں بیان فرمایا ہو کہ اگر دونوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ ایسے اس زمین کو فقیروں و مسکینوں پر صدقہ موقوفہ کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ ایسے اسکو فقیر و مسکینوں و کار ہائے خیر و ثواب پر صدقہ موقوفہ کیا ہو تو ایسی گواہی مقبول ہوگی اور اگر ایک نے گواہی دی کہ ایسے اپنی ارٹھی کو فقیروں و مسکینوں پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ ایسے اپنی ارٹھی کو فقیروں و مسکینوں اور اپنی قرابت کے فقیروں پر صدقہ موقوفہ کیا ہو تو فرمایا کہ یہ زیادتی شل کار اسے ثواب کے زیادتی کے نہیں ہو اس واسطے کہ جسے قرابت کے فقیروں کو زیادہ کیا ہو اسے فقیروں و مسکینوں کے واسطے تمام حاصلات کی گواہی نہ دی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ زمین ایسے وقف کی ہم دونوں پر باہم میں سے ایک پر یا ہماری اولاد پر یا ہماری عورتوں پر یا ہمارے والدین پر یا اپنی قرابت پر حالانکہ یہ دونوں گواہ اسکی قرابت میں سے ہیں یا آل عباس پر حالانکہ یہ دونوں آل عباس سے ہیں یا اپنے آزاد کیے ہوؤں پر حالانکہ یہ دونوں بھی اسکے آزاد کیے ہوؤں میں سے ہیں تو ایسی گواہی باطل ہو اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ اسے یہ زمین ہندوؤں اور غلام قوم پر وقف کی ہو تو پوری گواہی باطل ہو پھر اگر دونوں نے کہا کہ جو کچھ اسے ہمارے واسطے قرار دیا ہو ہم اسکو قبول نہیں کرتے ہیں تو باقیوں یعنی غلام قوم کے حق میں انکی گواہی جائز ہوگی کہ انکو جو انکے واسطے بیان کیا ہو دیا جائیگا اور ان دونوں گواہوں کا حصہ فقیروں کے واسطے قرار دیا جائیگا یہ حاوی میں ہو اور اگر دونوں گواہوں نے وقف کرنے والے کی قرابت کے لیے گواہی دی حالانکہ دونوں خود بھی اسکی قرابت سے ہیں اور دونوں نے کہا کہ جو اسے ہمارے واسطے کیا ہو ہم نے اسکو قبول نہیں کیا ہو تو بھی انکی گواہی مقبول ہوگی اگرچہ ان دونوں کی اولاد نہ ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر وقف میں خصوصیت واقع ہوئی پس دو گواہوں نے گواہی دی

کہ یہ وقت کتندہ کے پڑوسیوں پر صدقہ موقوفہ ہو حالانکہ دونوں گواہ بھی اسکے پڑوسی فقیروں میں سے ہیں تو انکی گواہی جائز
 ہو اور اگر وہ گواہوں نے ایک ارضی کی نسبت گواہی دی کہ یہ وقت کتندہ کے قرابتی فقیروں پر صدقہ ہو حالانکہ یہ دونوں بھی
 اسکے قرابتی فقیروں میں سے ہیں تو دونوں کی گواہی قبول نہوگی یہ فتاویٰ ماضی خان میں ہو۔ اور اگر وہ شخصوں نے گواہی دی
 کہ اسنے یہ زمین اپنی قرابت کے فقیروں پر صدقہ موقوفہ کی ہو حالانکہ یہ دونوں بھی اسکی قرابت سے ہیں مگر گواہی دینے کے
 روز دونوں تو مگر میں تو گواہی جائز نہوگی اسواسطے کہ اگر وہ دونوں فقیر ہو جائینگے تو انکے واسطے اس وقت سے حصہ ہوگا
 یہ حادی میں ہو۔ اور اگر وہ گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنی یہ ارضی اپنی مسجد کے فقیروں پر وقت کی ہو حالانکہ یہ
 دونوں اسکی مسجد کے فقیروں میں سے ہیں تو گواہی جائز ہو۔ اور اسی طرح اگر اہل مدرسہ نے مدرسہ کے واسطے وقت ہونے
 کی گواہی دی تو انکی گواہی قبول ہوگی۔ اور اگر کسی نے ایک چوکی ایک مسجد پر قرآن شریف پڑھنے کے واسطے یا اہل مسجد پر
 وقت کی اور اہل مسجد مذکور نے اس چوکی کے وقت کی گواہی دی تو یہ مسئلہ ہر دو مسئلہ مذکورہ بالا کی نظیر ہو لینے اہل مدرسہ نے
 مدرسہ کے واسطے وقت کی گواہی دی یا اہل محلہ نے اس محلہ کے واسطے وقت کی گواہی دی اس صورت میں کہ اہل مسجد نے چوکی
 کے وقت کی گواہی دی تو قبول ہونی چاہیے۔ اور مشائخ نے ان مسئلوں میں جواب میں تفصیل فرمائی ہو چنانچہ اہل مدرسہ کی
 گواہی میں فرمایا کہ اگر وہ لوگ اس وقت مدرسہ سے وظیفہ لیتے ہوں تو انکی گواہی قبول نہوگی اور اگر وہ نہ لیتے ہوں تو گواہی
 قبول ہوگی اور اسی طرح اہل محلہ کی گواہی میں بھی اسی طرح تفصیل فرمائی ہو اور اسی طرح اگر کتب پر وقت ہونے کی گواہی دی
 اور گواہ کا لڑکا اس کتب میں ہو تو گواہی قبول نہ ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ ان سب صورتوں میں گواہی مقبول ہوگی
 اور یہی صحیح ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اسنے یہ ارضی مساکین پر وقت کی ہو حالانکہ وہ اس سے
 انکار کرتا ہے پس مدعی نے اسکے اس طرح اقرار کرنے کے گواہ قائم کیے تو میں اسپر حکم دوں گا کہ یہ ارضی اسنے مساکین پر وقت
 کی ہو اور ارضی مذکور اسکے ہاتھ سے نکال لوں گا یہ محیط میں ہو جامع الفتاویٰ میں ہو کہ گانوں میں ایک کتبہ واسکے معلم پر
 کوئی ارضی مثلاً وقت صحیح کے ساتھ وقت کی ہوئی ہو اور اسکو ایک شخص نے غصب کر لیا پس گانوں والوں میں سے ایسے
 لوگوں نے جنکا لڑکا اس کتب میں نہیں ہو گواہی دی کہ یہ وقت ہر جنکو فلان بن فلان نے اس کتب اور اسکے معلم پر وقت
 کیا ہو تو انکی گواہی جائز ہوگی یہ تاتار خانہ میں ہو۔ دو گواہوں نے ایک ارضی کی بابت گواہی دی کہ فلان نے اسکو مسجد یا مقبرہ
 یا کاروان سرسے کر دیا ہے پھر دونوں نے اس سے رجوع کیا تو یہ ارضی جسکی بابت اس طرح وقت ہونے کی گواہی دی تھی وہ
 وقت رہیگی اور جس شخص پر انھوں نے یہ گواہی دی تھی اسکو اس ارضی کی اس روز کی قیمت جس روز قاضی نے مدعا علیہ پر حکم
 دیا ہو تاوان دینگے۔ اور اسی طرح اگر دونوں نے گواہی دی کہ اسنے مساکین پر اہر فلان پر پھر مساکین پر وقت کیا ہے پھر دونوں
 نے رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ حادی میں ہو۔ وقت پر گواہی دینا شہرت پر جائز ہو لینے مشہور ہو کہ وقت ہو تو گواہ کو جائز ہو کہ
 اسکے وقت ہونے پر گواہی دے اور اسکے شرائط پر اس طرح گواہی دینا نہیں جائز ہو یہ سراجیہ میں ہو۔ اور شیخ طہیر لدین مرغیانی
 فرماتے تھے کہ یہ بیان کرنا ضرور ہو کہ کس جہت پر وقت ہو مثلاً گواہی دین کہ مسجد پر وقت ہو یا مقبرہ پر وقت ہو یا اسکے ہاتھ اور
 جہت بیان کریں تھے کہ اگر گواہوں نے جہت کو اپنی گواہوں میں بیان نہ کیا تو گواہی قبول نہ ہوگی اور یہ جو مشائخ نے فرمایا
 کہ وقت کے شرائط پر گواہی قبول نہیں ہو اسکے یہ معنی ہیں کہ جب گواہوں نے جہت وقت کو بیان کیا اور یوں گواہی دی کہ
 اس جہت پر وقت ہو تو انکو یہ نہ چاہیے کہ کہیں کہ اسکی آمدنی سے پہلے اس جہت پر صرف کیا جائیگا پھر اس جہت پر علیٰ ہذا القیاس

اور اگر وہ
 لڑکا ہو

اور اگر انھوں نے اس طرح بھی بیان کیا تو انکی گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور وقت میں گواہان اصل کی گواہی پر گواہی بھی مقبول نہوگی یہ ظہیر الدین میں ہے۔ اس طرح شہادت بالنساع بھی مقبول ہے یعنی حال ستر اعتقاد کر کے اسکے موافق گواہی ادا کرنی جائز ہو پس اگر گواہوں نے نساع سے گواہی دی اور دونوں نے کہا کہ ہم نساع سے گواہی دیتے ہیں تو دونوں کی گواہی قبول ہوگی اگرچہ انھوں نے یہ تصریح کر دی کہ ہم نساع سے گواہی دیتے ہیں اس لیے کہ بسا اوقات گواہ کا سن کل بیس برس کا ہو اور وقت کی تاریخ سو برس ہو یعنی سو برس ہوئے جب سے وقت ہو تو قاضی کو یقیناً معلوم ہوگا کہ یہ گواہ آٹھ سے دیکھی بیان نہیں کرتا ہو بلکہ نساع سے بیان کرتا ہو پس اسی صورت میں تصریح کر دینا اور خاموش رہنا دونوں کیساں ہیں اور شیخ ظہیر الدین نے اس طرف اشارہ کر دیا ہے اور یہ بخلاف دیگر معاملات کے جنہیں نساع سے گواہی جائز ہو ثابت ہو اکیونکہ دیگر معاملات میں جنہیں نساع سے گواہی جائز ہو اگر گواہ نے تصریح کر دی کہ میں نساع سے گواہی دیتا ہوں تو مقبول نہ ہوگی یہ فصول عادیہ میں ہے۔ نواز ل میں مذکور ہے کہ شیخ ابو بکر رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک صدقہ موقوفہ پر ایک ظالم نے ظلم سے قبضہ کیا اور اسکے وقت ہونے سے انکار کیا پس آیا اس کا لون کو جائز ہو کہ یہ گواہی دین کہ یہ فیرون کے واسطے ہو تو فرمایا کہ جسے وقت کرنیوالے سے سنا ہو اسکو ایسی گواہی دینی جائز ہے اور جسے نہیں سنا ہے اسکو نہیں جائز ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ ایک زمین ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسپر ایک قوم نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے یہ زمین ہمپر وقت کی تھی تو یہ لوگ کچھ مستحق نہ ہونگے اسواسطے کہ شاید اُس نے اپنی ملک وقت نہ کی ہو لیونکہ آدمی کبھی اپنی غیر ملک کو چیز وقت کرتا ہو حالانکہ وہ وقت صحیح نہیں ہوتا ہے اور اسی طرح اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اُس نے یہ زمین وقت کی در حالیکہ اسکے قبضہ میں ہے تو بھی کچھ ثابت نہ ہوگا اسواسطے کہ شاید اسکے قبضہ میں بسبب و دین سے یا غصب اسکے ہو جائے اگر گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں نے اس زمین کو انپر وقت کیا در حالیکہ وہ اسکا مالک تھا تو اس زمین سے وقت ہونے کا حکم دیا جائیگا اور وقت کنندہ کے وارث یا دھبی کی حاضری کی ضرورت نہ ہوگی یہ عادیہ میں ہے۔ متصلا سے اس فصل کے متصلا سے فیمل کے مسائل ہیں۔ ایک شخص ایک شہر کے قاضی کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے پہلے جو قاضی بیان تھا میں اسکا امین تھا اور میرے قبضہ میں ایک شخص کا جسکا نام فلاں بن فلاں تھا صدقہ موقوفہ پر جسکو اس نے ایک قوم معلوم پر وقت کیا اور ان لوگوں کو اس نے بیان کر دیا تو اسکا قول قبول ہوگا بشرطیکہ وقت کرنیوالے کے وارث نہ ہوں اور سوائے اس شخص کے قول کے اس صدقہ کی بابت اور کچھ معلوم نہ ہو۔ اور اگر وقت کرنیوالے کے وارث ہوں اور انھوں نے کہا کہ یہ ہمارے درمیان میراث ہے وقت نہیں ہے تو قول وارثوں کا قبول ہوگا اور وہ ان کے درمیان میراث ہوگا اور اگر وارثوں نے کہا کہ یہ ہم پر اور ہماری نسل پر اور بعد اسکے مساکین پر وقت ہے اور جس شخص کے قبضہ میں ہو اُس نے کہا کہ یہ سوائے ہمارے فیرون و مسکینوں پر وقت ہے تو قول وارثوں کا قبول ہوگا۔ اور اگر اس شخص نے جس کے قبضہ میں ہے ارٹھی ہو کہا کہ یہ فیرون و مسکینوں پر وقت ہے اور یہ نہ کہا کہ اسکو فلاں شخص نے وقت کیا ہے اور ایک قوم نے کہا کہ یہ ہم پر اور ہماری نسل پر وقت ہے اسکو ہمارے باپ نے وقت کیا ہے تو قاضی اسکے وقت ہونے کا حکم دے گا اور وارثوں کے قول پر لحاظ نہ کرے گا یہ سب اجناس ناطقین میں مذکور ہے یہ محیط میں ہے جن وقتوں پر زمانہ دراز گذر گیا اور اسکے وارث اور گواہ جو اسکے وقت ہونے پر گواہ ہوئے تھے مر گئے پس اگر اسکے رسوم قاضیوں کے فیرون میں موجود ہوں کہ انپر عمل درآمد ہوتا ہو تو جب اس وقت کے لوگوں میں تنازع ہوگا تو انھیں رسوم کے موافق عمل کیا جائیگا جو قاضیوں کے

مذکور
الفاظ

دفتر میں موجود ہیں اور اگر اسکی رسوم قاضیوں کے دفتر میں نہ ہوں کہ انپر عمل ہوتا ہو تو یہ وقف صدقہ موقوفہ قرار دیا جائیگا لیکن اسکے تصرف کی بابت حکم ہوگا پھر جس شخص نے اس وقت میں اپنا حق ثابت کیا اسکے واسطے حکم دیا جائیگا اور یہ سب اسوقت ہو کہ وقف کرنا اس کے وارثوں میں باقی نہ ہوں اور اگر باقی ہوں اور اہل وقف نے تنازع کیا تو دونوں صورتوں میں واقعہ کے وارثوں کی طرف رجوع کیا جائیگا پھر جب انھوں نے کچھ اقرار کیا تو اسکے اقرار کو لیا جائیگا پھر اگر یہ معتذر ہو تو دفتر قاضی کے رسوم کی طرف رجوع لیا جائیگا اور اگر یہ بھی معتذر ہو تو یہ صدقہ موقوفہ کر کے چھوڑ دیا جائیگا یہاں تک کہ اسکے رسوم پر دلیل قائم ہو یہ مضمرات میں ہو۔ پھر اگر ان لوگوں نے جو باہم جھگڑا کرتے ہیں آپس میں صلح کر لی اور اسکو لینا چاہا تو استخسانا قاضی کو روا ہو کہ اسکی آمدنی انہیں تقسیم کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر اراہنی ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور وہ کہتا ہو کہ یہ اراضی فلان شخص کی تھی اسنے اسکو اس جہت پر وقف کیا اور وارثوں نے کہا کہ نہیں بلکہ میت نے اسکو ہم پر ہماری نسل پر اور نہ اس کے مسکینوں پر وقف کی ہے اور یہ جو وارثوں نے کہا ہے یہ اس قاضی کے بیان کے برخلاف ہے تو قاضی اسکو اسی طریقہ پر جاری رکھیکے جو وارثوں نے اقرار کیا ہے بشرطیکہ قاضی کو دفتر محکمہ قضا لیکن سابق کے قاضی کے دفتر سے ایسی تحریر و قضا نامہ نہ ملے جس میں اسکے رسوم مذکور ہوں اور نہ یہ وقف کسی امین کے قبضہ میں ہو بلکہ ایک قابض کی طرف سے ایسا اقرار ثابت ہو اور اگر یہ وقف امینوں کے قبضہ میں ہو اور اسکے رسوم سابق قاضی کے دیوان میں پائے جاتے ہوں تو اس وقت میں سے جو وارثوں کے قبضہ میں نہیں ہو اسکی یا بہت وارثوں کا قول قبول نہ ہو گا یہ ذخیرہ میں ہے شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقف مشہور ہو مگر اسکے مصارف نہ کہان کہان صرف کیا جائیگا اور اسکے مستحقوں کو جو مقدار دیا جائیگی وہ مشتبہ ہوتی ہے تو فسر یا کہ زمانہ سابق میں جو اسکا برتاؤ رہا ہے وہ دیکھا جاوے کہ اسکے قیم لوگ کیونکر عملہ راہ کرتے تھے اور کن لوگوں پر صرف کرتے تھے اور کتنا دیتے تھے پس اسی بنا پر عمل کیا جاوے یہ محیط میں ہے۔ فتاویٰ قاضی میں مذکور ہے کہ اوقات اولیٰ کے قبضہ میں ایک وقف ہے اور اسکے قضا نامہ میں مذکور ہے کہ جو اسکے نفقہ سے بچے وہ اس کو چھ کے فقیروں پر تقسیم وقف واقع ہو اور اسکے سوا اسے دیگر مسلمان فقیروں پر صرف کیا جاوے تو جو کچھ بچے گا وہ کو چھ مذکور کے ان معین فقیروں پر جو وقف کے روز موجود تھے اور دیگر فقیروں پر اس طرح صرف کیا جائیگا کہ کو چھ مذکور کے فقیروں میں سے ہر ایک کا ایک ایک حصہ اور باقی فقیروں کا فقط ایک حصہ اس میں لگایا جائیگا اور کو چھ کے فقیروں میں سے جو مر جائیگا اسکا حصہ ساکت ہو کر باقیوں اور دیگر فقیروں کے درمیان مذکورہ بالا طریقہ پر تقسیم ہوگا پھر جب وقف کے روز کے موجودہ فقیر اس کو چھ کے سب مر جائیں تو بعد اسکے جو لوگ اس کو چھ میں فقیر ہوں وہ اور دیگر مسلمان فقیر سب استحقاق میں برابر ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ وقف انحضرت میں مذکور ہے کہ ایک نے اپنی اراضی وقف کی پس کہا کہ میں نے اپنی زمین مشہورہ بائین نام کو صدقہ موقوفہ ان وجوہ پر کر دیا اور ان وجوہ کو اسنے بیان بھی کر دیا اور آخر اس وقت کا مسکینوں کے واسطے کہا ہے اور یہ اراضی ایسی مشہور ہو کہ اسکی شہرت سے اسکے حدود بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے تو یہ وقف جائز ہے پھر اگر وقف کرنے والے نے دعویٰ کیا کہ اس میں سے فلان کھیت اس میں داخل نہیں ہو اور تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس اراضی کے حدود مشہور و معروف ہوں اور یہ کھیت اس حدود کے اندر داخل ہو

ملاحظہ فرمائیے کہ قاضی کا دفتر میں رسوم موجود ہوں یا نہیں اس میں شک ہے کہ جو وقف مذکورہ سے حاصل ہوتی ہے وہ فلان فلان کھیت فلان زمین میں ہے

تو یہ کیفیت بھی وقف میں داخل ہوگا اور اسی طرح اگر یہ اراضی اپنے چڑوسی پر ہنیر گار لوگوں کے نزدیک معروف ہو اور یہ کیفیت اسکے نزدیک اس ارضی کی طرف منسوب و معروف ہو تو وہ وقف میں داخل ہوگا اور اگر ایسا نہ ہو جیسا کہ بیان کیا ہے تو اس میں قول وقف کرنے والے کا قبول ہوگا اور یہ کیفیت اس وقف میں داخل نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔

ساتھ ان باب وقف نامہ کے متعلق مسئلوں کے بیان میں شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقف نامہ میں یوں مذکور ہو کہ وقف کیا فلان شخص نے اس چیز کو اپنے آزاد کیے ہوؤں اور فلان مدرسہ معلوم سے مدرس پر اور اس وقف نامہ میں مقدار ان کا اور صحت کی شرطوں کا بیان ہو اور یہ مذکور ہو کہ آخر یہ وقف فقہاء میں پر ہو تو شیخ رحمہ نے فرمایا کہ یہ تحریر نہیں صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی ارضی وقف کی اور اس کا وقف نامہ لکھا اور اپنے اوپر اسکے گواہ کر دیے پھر وقف کرنے والے نے دعویٰ کیا کہ میں نے انکو اس شرط پر وقف کیا تھا کہ میرے واسطے اسکو بیع کرنا جائز ہوگا یہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اس شرط کو لکھنے والے نے وقف نامہ میں لکھا یا نہیں لکھا ہے تو دیکھا جاوے کہ اگر وقف کنندہ مرفوع ہو کہ عربی زبان اچھی طرح سمجھتا ہو اور یہ وقف نامہ اسکو پڑھ سنا یا لکھا تھا اور وقف نامہ میں لکھا تھا کہ میں نے جو وقف صحیح اسکو وقف کیا ہے اور اس نے اقرار کیا کہ جو کچھ میں نے سب صحیح اور میرا کیا ہوا ہے تو اب اس کا یہ قول قبول ہوگا اور اگر وقف کر نیوالا مرفوع نہیں ہو یعنی غیر صحیح ہو کہ عربی اچھی طرح نہ سمجھتا ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ وقف نامہ اسکو فارسی میں پڑھ سنا یا لکھا اور اس نے جو کچھ میں نے سب کا اقرار کیا تو بھی اس کا قول قبول نہ ہوگا اور اگر گواہوں نے ایسی گواہی نہ دی تو اس کا قول قبول ہوگا یہ مہضرات میں ہے اور یہ بات ایسی نہیں ہے کہ فقط وقف کی تحریر کے ساتھ منقول ہو بلکہ سب محکوم کی تحریرات کے ساتھ عام ہو یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور فتاویٰ سے ابواللیث میں مذکور ہے کہ فقہ ابو جعفر سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت سے اسکے پڑوسیوں نے کہا کہ تو یہ وار وقف کر دے بدین شرط کہ جب تجھے اسکے فروخت کی حاجت پیش آوے تب تو اسکو فروخت کر دے پھر لکھنے والوں نے وقف نامہ بغیر اس شرط کے تحریر کر کے عورت مذکور سے کہا کہ ہم نے یہ کام کر دیا اور عورت سے اس پر گواہ لرا دیے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ وقف نامہ اس عورت کو فارسی میں پڑھ سنا یا لکھا اور وہ سننی تھی اور اس نے اس پر گواہ لرا دیے تو یہ مکان وقف ہو جائیگا اور اگر عورت مذکورہ کو نہیں پڑھ سنا یا لکھا تو مکان مذکور وقف نہ ہوگا۔ اور واضح ہو کہ جو حکم دونوں مسئلوں میں ذکر کیا گیا ہے وہ امام محمد رحمہ کے قول پر بنتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر نہیں ہو سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے ایک زمین قابل زراعت وقف کی اور وقف نامہ لکھنے کی اجازت دیدی پس کاتب نے اسکی دو حدیں تو ٹھیک لکھیں اور دھڑوں کے لکھنے میں غلطی کی تو ہمیں دو حدیں تھیں کہ اگر وہ دونوں حدیں جتنے لکھنے میں کاتب غلط کر گیا ہے اسی جانب ہیں ہوں لیکن ان دونوں حدوں اور اس زمین محدود کے درمیان میں کسی غیر کی زمین یا باغ انگور یا مکان ہو تو وقف صحیح ہوگا اور اگر یہ دونوں حدیں زمین غلط کی ہے اس جانب میں پائی جاتی ہوں تو وقف باطل ہے لیکن اگر یہ زمین ایسی مشہور ہو کہ بوجہ اپنی شہرت کے حدود بیان کرنے کی محتاج نہ ہو تو ایسی حالت میں وقف مذکور جائز ہوگا یہ وجہ میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی تمام ارضی جو کسی گاؤں میں واقع ہے کسی قوم پر وقف کر لی چاہی اور اپنے مرض کی حالت میں اسکا وقف نامہ لکھنے کا حکم دیا پس کاتب اس تمام ارضی میں سے کھیت یا باغ انگور کے بعضے قطعات

لکھنا بھول گیا پھر یہ وقفنامہ اس وقت کرنیوالے کو پڑھ سنایا گیا اس میں یہ لکھا تھا کہ فلان بن فلان نے اپنی تمام اراضی جو اس کا نوں میں واقع ہو اور وہ کذا کذا قطعات ہیں فلان بن فلان پر وقف کی اور اس میں اس کے حدود بیان کیے گئے ہیں مگر وہ قطعات جنکو کاتب لکھنا بھول گیا ہے وقفنامہ مذکور پڑھنے کی حالت میں اس شخص کو نہیں سنا ہے گئے پھر وقف کرنیوالے نے اس سب کا اقرار کیا تو شیخ ابو نعیم رحمہ اللہ اندلے فرمایا اگر وقف کرنے والے نے اپنی صحت کی حالت میں وقف کیا ہو اور اس نے یہ خبر دی کہ میری مراد یہ تھی کہ جو کچھ میری ملک اس کا نوں میں ہو مذکورہ وغیرہ کورہ سب میں نے وقف کی تو یہ وقف تمام اس ملک پر واقع ہوگا جو اس نے مراد رکھی ہو اور اسی طرح اگر وقف کرنیوالا مر گیا حالانکہ وہ قبل مرنے کے اپنی نیت کی خبر دیکھا ہو تو جیسے اس نے بیان کیا ہو اسی طرح وقف ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر متولی و وصی کے واسطے وصایت نامہ تحریر کیا اور اس تحریر میں اسکی وصایت و تولیہ کی جہت سے کو ذکر نہیں کیا تو یہ تحریر صحیح نہیں ہو اور اگر یوں تحریر کیا کہ یہ شخص از جانب حاکم وصی ہو یا متولی از جانب حاکم ہو مگر یہ قاضی کو ذکر نہ کیا جیسے اسکو مقرر کیا تو جائز ہے یہ واقعات حسامیہ و فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ فتاویٰ اہل سمرقند میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے وقف کے متولی سے زمین وقف کو جو معلوم لوگوں پر وقف ہوا جارہا اور جارہا نامہ میں یوں لکھا کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے جو ایسے وقفوں کا متولی ہے جو فلان کی طرف منسوب ہیں اور اس نام سے مشہور ہیں اور وقف کرنیوالے کے باپ و دادا کا نام نہ لکھا حتیٰ کہ پہلی شناخت نہ ہوئی تو یہ تحریر جائز ہے اس واسطے کہ اگر اس تحریر میں لکھا جاتا کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے جو اس طرح متولی وقف ہو حالانکہ یہ وقف معلوم لوگوں پر ہوا جارہا لیا تو جائز تھا اگرچہ وقف کرنے والے کا نام بالکل ذکر نہ کیا جاتا تو صورت مذکورہ بالا میں بدرجہ اولے جائز ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص مثلاً زمین کے قبضہ میں ایک زمین ہو اور ایک شخص مثلاً غریب آیا اور زمین دعوئی کیا کہ یہ زمین وقف ہو اور ایک تحریر لایا جس میں عادل لوگوں و قاضیوں کی تحریر میں ہیں مگر لوگ مرچا ہیں پھر اس نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکے وقف ہونے کا حکم دیا جاوے تو قاضی کو روکا نہیں ہو کہ اس تحریر کا حکم قضا جاری کرے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی مکان کے دروازہ پر ایک لوح پڑی ہو جس پر اس مکان کا وقف ہونا تحریر ہو تو بھی قاضی اس لوح کے موافق اسکے وقف ہونے کا حکم نہ دیکھا جیتک کہ گواہان عادل اسکے وقف ہونے کی گواہی نہ دیں کہ انی لھیا

اٹھواں باب اقرار وقف کے بیان میں۔ جس شخص کے قبضہ میں ایک زمین ہو اگر اس نے اقرار کیا کہ یہ وقف ہے تو یہ وقف کا اقرار ہو اور ابداتی وقف نہیں ہو حتیٰ کہ وقف کے واسطے جو شرائط ہیں وہ اس میں مشروط نہ ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی مقبوضہ زمین کے وقف ہونے کا اقرار کیا اور اسکے وقف کرنیوالے کو بیان نہ کیا اور نہ اسکے مستحقین کو بیان کیا تو اسکا اقرار صحیح ہو اور یہ زمین فقیروں پر وقف ہو جائیگی اور میں یہ حکم مذکور تھا کہ اقرار کرنے والا ہی اسکا وقف کرنیوالا ہو اور نہ یہ حکم دنگا کہ یہ وقف کرنے والا نہیں ہو لیکن اگر گواہ لوگ یہ گواہی دیں کہ اس اقرار کرنے والے نے جسوقت اقرار کیا ہو اسوقت یہ زمین اسکی ملک تھی تو اقرار کرنے والا ہی اسکا وقف کنندہ قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی و فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور جسٹس ناٹا اسکا متولی بھی اقرار کرنے والا قرار دیا جائیگا حتیٰ کہ اسکی آمدنی و حاصلات کو وہ فقیروں پر تقسیم کرے لیکن اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ سب کو اسکا وصی مقرر کرے یہ

ذخیرہ میں ہر مترجم کہتا ہو کہ اس مسئلہ میں یہ اعتراض کے قابل بات باقی رہی کہ ایسی گواہی کیوں نہ قبول ہوگی تو کتاب میں
 جواب یوں ذکر کیا کہ ایسی گواہی قبول ہونے کی تاویل اس صورت سے ہو کہ اس اقرار کرنے والے کے سوا اسے ایک
 دوسرے شخص نے آکر دعویٰ کیا کہ میں اسکا وقت کرنے والا ہوں اور چاہا کہ اقرار کرنے والے کے قبضہ سے اپنے
 قبضہ میں لے لے پس اقرار کرنے والے نے اس طرح گواہ قائم کیے کہ اسکا وقت کرنا وہی اقرار کرنے والا ہو پس گواہی
 قبول ہوگی اور مدعی کی خصوصیت منع کی جائیگی اور اقرار کرنے والے کے واسطے اس وقت کی ایسی ولایت ثابت ہوگی
 جیسے عزل دار دہنیں ہو سکتا ہو یعنی وہ معزول ہو سکیگا اور اگر اس اقرار کنندہ نے ایسے اقرار کے بعد یوں اقرار کیا
 کہ اسکا وقت کرنے والا فلان شخص ہو تو آپکی طرف سے یہ اقرار قبول نہ ہوگا اور اگر اُسے کہا کہ اسکا وقت کرنا وہی اقرار
 میں ہوں تو اسکا قول قبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر وقت کا اقرار کیا اور وقت کرنا اسے کو بیان
 کیا مگر اس وقت کے مستحق کو بیان نہ کیا مثلاً یوں کہا کہ یہ ارہنی میرے باپ کی طرف سے صدقہ موقوفہ ہے اور اسکا باپ
 مرچکا ہو تو یہ حکم ہو کہ اگر اُسکے باپ پر قرضہ ہو تو یہ زمین اس قرضہ میں فروخت کی جائیگی اور اگر اُسکے باپ نے کچھ وصیت کی ہو
 تو اسکی تہائی سے اسکی وصیت پوری کی جائیگی پھر جو کچھ ان دونوں سے بچ رہے وہ فقیروں پر وقت ہوگی بشرطیکہ اس
 اقرار کرنا والے کے ساتھ کوئی دوسرا وارث مقرر نہ ہو اور اگر اُسکے ساتھ دوسرا وارث بھی اقرار کرتا ہو تو جائز ہوگا کہ انی محیط
 السخری پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اقرار کرنے والے نے اپنے واسطے اسکی متولی ہونے کا دعویٰ نہ کیا تو ولایت اُسکے واسطے نہ ہوگی
 اور قاضی کو اختیار ہوگا کہ جبکہ چاہے اس وقت کا متولی کرے اور اگر اُسے اپنے واسطے اسکی متولی ہونے کا دعویٰ کیا تو
 اُسکا اہم صلاحیت پر محمول کر کے سمجھتا اُسکا قول قبول ہوگا کہ انی محیط اور اگر اس اقرار کرنا والے کے ساتھ دوسرا
 وارث ہو جو اس وقت سے انکار کرتا ہو تو اس ارہنی میں سے انکار کنندہ کا حصہ انکار کنندہ کا ہوگا کہ وہ اپنے حصہ پر
 جسطرح چاہے تصرف کرے اور بہن سے اقرار کنندہ کا حصہ موافق اُسکے اقرار کے وقت ہوگا کہ انی فتاویٰ قاضی خان
 اسی طرح اگر اقرار کنندہ نے کہا کہ یہ ارہنی میرے دادا کی طرف سے وقف ہے تو بھی یہی حکم ہے قال المترجم عربی زبان میں
 یہ سب اس صورت میں ہو کہ اُسے یوں کہا کہ ہذا الارض صدقہ موقوفہ من ابی او من ہندی اور اگر اُسے سچاے لفظ من کے
 عن کہا یعنی یوں کہا کہ ہذا الارض صدقہ موقوفہ من ابی یعنی یہ ارہنی میرے باپ سے متجاوز ہو کر وقت ہو تو اُسکا یہ قول
 اپنے باپ کے واسطے اسکی ملک کا اقرار ہوگا اور وقت جائز ہوگا خواہ اُسکے باپ پر قرضہ ہو یا ہو خواہ اُسکے باپ نے کچھ
 وصیت کی ہو یا نہیں اور خواہ اُسکے ساتھ دوسرا وارث مقرر ہو یا نہ ہو یہ حادی میں ہے اور یہ شخص اقرار کنندہ یا کوئی
 دوسرا اُسکا وقت کرنے والا قرار نہیں دیا جائیگا مگر اسکی ولایت سمجھتا اس وقت کے واسطے ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اقرار کنندہ
 نے وقت کو کسی شخص اجنبی کی طرف منسوب کیا پس اگر شخص معروف کو ذکر کیا اور اسکو بعینہ بیان کیا اور اضافت بھی ایسے
 حرف کے ساتھ بیان کی جو ملک پر وقت کا لٹ کرے مثلاً عربی میں حرف من سے بیان کی تو دیکھا جاوے کہ اگر یہ شخص
 میں معروف زندہ موجود ہے اور وہ حاضر ہے تو اسکی طرف رجوع کر کے دریافت کیا جائیگا کیونکہ اقرار کرنے والے نے
 اسکی ملک ہونے کا اقرار کیا اور اسپر وقت کرنے کی گواہی دی ہے پس اگر شخص مذکور نے ان دونوں باتوں میں
 اقرار کنندہ کی تصدیق کی تو یہ سب ان دونوں کی باہمی تصدیق سے ثابت ہو جائیگا اور اگر شخص مذکور نے اقرار ملک میں
 اسکی تصدیق کی اور وقت کرنے میں اسکی تکذیب کی تو ملک ان دونوں کی باہمی تصدیق سے ثابت ہو جائیگی اور وقت

بیت
 بارہم
 بیچ
 میں
 رد
 رہی
 دی
 بیت
 بیت
 بیچ
 بیچ
 بیچ

کہ یہ ارہنی دوسروں پر وقت ہو یعنی جنگو بیان کیا تھا وہ نہیں بلکہ اوروں پر وقت ہو یا جنگو پہلے بیان کیا تھا انہیں کہو
اور لوگ بڑھا دیے یا انہیں سے کچھ لوگ کم کر دیے تو اسکے دوسرے اقرار کی طرف التفات نہ کیا جائیگا بلکہ اسکے پہلے
اقرار پر عمل درآمد ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اقرار کیا کہ یہ ارہنی اس جہت پر صدقہ موقوفہ ہو اور جہت
کو بیان کر دیا پھر اسکے بعد جہت صدقہ دوسری بیان کی تو قیاساً و تحسناً اسکا دوسرا قول قبول نہ ہوگا اور حاصلات
وقت اسی جہت پر صرف ہوتی رہیں گی جنگو اُسے پہلے بیان کیا تھا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی مقبوضہ زمین کی نسبت بیان
کیا کہ یہ وقت ہو اور اتنا کھرا خوش ہو رہا پھر کہا کہ یہ زمین فلان و فلان پر وقت ہو یعنی عدہ معلوم کا نام لیا تو قیاساً و تحسناً
دوسرا قول قبول نہ ہوگا اور تحسناً قبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ ارہنی صدقہ موقوفہ فلان شخص معین
ہو پھر اسکے بعد کہا کہ کما کہ پہلے فلان شخص معین سے شروع کیا جائیگا تو اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اگر دوسرا قول
اُسے پہلے قول سے ملا ہوا کہا تو امام محمد کے نزدیک دوسرا قول بھی قبول ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اسکا
دوسرا قول قبول نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اپنی مقبوضہ زمین کی نسبت اقرار کیا کہ فلان قاضی نے مجھے اس زمین
کا متولی کیا ہو اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ہو تو قیاساً و تحسناً متولی ہونے کا قول قبول نہ ہوگا اور تحسناً یہ حکم ہو کہ جس قاضی کے
موجود میں یہ اقرار ہو وہ قاضی ایک زمانہ تک انتظار کرے پھر اگر قاضی کے نزدیک سوائے اسکے جو اُسے اقرار کیا ہو کچھ
اور ظاہر ہو تو جس طور پر اُسے اقرار کیا ہو اسی طور پر اسکا اقرار جائز کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اُسے
اقرار کیا کہ قاضی نے اس زمین پر میرے والد کو متولی کر دیا تھا پھر میرے والد نے وفات پائی اور مجھے اسکا وصی مقرر
کیا اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ان بھیلوں پر ہے تو اسکا قول قبول نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اُسے یوں اقرار کیا کہ میری
میرے والد کے قبضہ میں تھی یا کہا کہ یہ ارہنی فلان شخص کے قبضہ میں تھی پھر اُسے مجھے وصی مقرر کر دیا اور یہ زمین صدقہ
موقوفہ ہو تو بھی اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ زمین فلان شخص کے قبضہ میں تھی اور اُسے مجھے اسکا
وصی مقرر کر دیا ہو تو بھی اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اسکو حکم دیا جائیگا کہ اس زمین کو فلان مذکور کے وارث کو سپرد کر دے
یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی شخص غیر کی زمین کو کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ہو پھر خود اسکا مالک ہو گیا تو وہ وقت ہو جائیگی یہ فتاویٰ
عقابہ میں ہے۔ ایک زمین ایک شخص کے وارثوں کے قبضہ میں ہو جنہوں نے اقرار کیا کہ ہمارے باپ نے اسکو وقت
کیا ہو مگر ہر ایک وارث نے جہت وقت مختلف بیان کی یعنی جو ایک نے بیان کی ہو دوسرے نے اسکی غیر جہت بیان کی
تو قاضی ان سب کا اقرار قبول کرے اور ہر ایک کے حصہ کی حاصلات کو اسی جہت میں صرف کرے گا جو اُسے بیان کی ہو
اور اس وقت کے متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی کو ہوگا کہ جس شخص کو چاہے اسکا متولی مقرر کر دے یہ فتاویٰ
قاضی خان میں ہے۔ پھر اگر ان وارثوں میں کوئی شخص صغیر ہو یا غائب ہو تو قاضی حصہ صغیر کو رد کر رکھیں گے بیان تاکہ وہ بالغ
ہو اور حصہ غائب کو بھی رد کر رکھیں گے بیان تاکہ وہ لوٹ آوے اور اگر وارثوں میں سے بعض نے اقرار کیا کہ ہمارے
والد نے ہماری اولاد و نسل پر وقت کیا ہو اور بعضوں نے اس سے انکار کیا تو جنہوں نے وقت کا اقرار کیا ہو انکا حصہ
اس جہت پر وقت ہوگا جو انہوں نے اقرار کیا ہو اور جنہوں نے انکار کیا ہو انکا حصہ انکی ملک ہوگا مگر اقرار کرنے والوں کے
حصہ کی آمدنی میں انکار کرنے والے داخل ہونگے پھر اگر انکار کرنے والوں نے اپنے حصوں میں سے کچھ فروخت کر دیا
پھر اقرار کرنے والوں کی تصدیق کی طرف رجوع کیا یعنی اقرار کرنے والوں کے قول کی تصدیق کی تو مستقدر

یہ جہت ہے جس پر وقت کیا گیا ہے
اور اگر اس جہت پر وقت کیا گیا ہو تو اس جہت پر وقت کیا جائیگا
اور اگر اس جہت پر وقت کیا گیا ہو تو اس جہت پر وقت کیا جائیگا
اور اگر اس جہت پر وقت کیا گیا ہو تو اس جہت پر وقت کیا جائیگا

انہر وقت ہو تو وہ سب مدعی کے ختم ہونگے پس اگر قوم مذکور نے مدعی کے واسطے اقرار کیا کہ یہ ارہنی ہی کی ملک ہے تو اقرار
مذکور غلہ کے حق میں انکی نفس ذات پر قبول ہوگا پھر جب یہ لوگ مر جائیں گے تو غلہ مذکور مسکینوں کا ہوگا مدعی کا ہوگا
اور اگر زمین مذکورہ کسی قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بجا ہو تو وہ مدعی کا ختم ہوگا کہ مدعی کے گواہ اسکے مقابلہ میں
سے جادینگے اور قبضہ سے قسم نہ لیجائیگی اس واسطے کہ خیم کا اقرار کر دینا بیع نہیں ہے اور خاصگی کے عین کا بھی یہی حکم ہے یہ حاوی
میں ہے۔ اور اگر قابض نے جسکے قبضہ میں دار ہے اس اقرار کے بعد کہ یہ ظان دغلان دانکی اولاد پر دار انکے بعد مساکین
پر وقت ہو یوں اقرار کر دیا کہ یہ دار اس مدعی کی ملک ہے پھر یہ سب بیان حاضر ہوئے اور انھوں نے قابض کے اس
اقرار کی کہ یہ دار اس مدعی کا ہے تکذیب کی اور کہا کہ یہ دار ہم لوگوں پر وقت ہو تو یہ لوگ دعویٰ مدعی کے باب میں مدعی کے
ختم ہونگے پس اگر مدعی نے اپنے دعویٰ کے گواہ قائم کیے کہ یہ دار اس مدعی کا ہے تو مدعی کے واسطے اس دار کے
مالک ہونے کا حکم دیدیا جائیگا اور جسکے قبضہ میں وار مذکور تھا اسکا یہ اقرار کہ یہ وقت ہے باطل ہوگا اور اگر مدعی مذکور
کے پاس اسکے دعویٰ کے گواہ نہ ہوں اور اسنے قسم چاہی تو ان لوگوں سے قسم لے سکتا ہے پس اگر ان لوگوں نے
اقرار کر دیا کہ یہ دار اسی مدعی کا ہے یا قسم کھانے سے انکار کیا تو ان لوگوں کا اقرار انکی ذات پر جائز ہوگا اور انکا اقرار
انکی اولاد و اولاد کی اولاد و مسکینوں پر جائز ہوگا اور اسی طرح انکا اقرار جنہی شخص پر بھی اس باب میں جائز نہ ہوگا
یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے وقت صحیح کا اقرار کیا اور اپنے قبضہ سے خارج کر دینے کا اقرار کیا حالانکہ اسکا وارث
جانتا ہے کہ اسنے اپنے قبضہ سے خارج نہیں کیا ہے تو مستانج سے فرمایا کہ اسکا اقرار انکی نفس پر جائز ہے ولیکن اسکے
دار ثون کو اختیار ہوگا کہ اس وقت کو لے لیون اور محکم قضائین دار ثون کا دعویٰ سمع نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضیان
میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی سوسہ میں اپنی زمین فقیروں پر وقف کر دی پھر برگیا پھر ایک شخص نے اگر دعویٰ کیا کہ یہ
زمین میری ہے اور دار ثون نے اسکا اقرار کر دیا تو اس سے وقت مذکور باطل ہوگا ولیکن امام محمد رحمہ کے قول میں
دار ثون لوگ ترک میت سے اس زمین کی قیمت کے ضامن ہونگے اور فقیہ نے فرمایا کہ ضمان واجب ہونا سب اماموں کے
نزدیک بلا خلاف ہے اور یہی ٹھیک ہے اور اگر دار ثون نے اس سے انکار کیا اور مدعی نے انکی قسم طلب کی پس
اگر مدعی کی غرض یہ ہے کہ اس زمین کو لے لے تو دار ثون پر قسم نہیں آتی ہے اور اگر غرض یہ ہے کہ اگر یہ لوگ
قسم سے انکار کریں تو ترک میت سے اسکی قیمت ضمان لوں تو اسکو ایسا اختیار ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک شخص کے
قبضہ میں ایک دار ہے اسنے اقرار کیا کہ یہ دار وقف ہے جسکو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ابواب خیر اور مسکینوں
پر وقت کیا ہے اور مجھے سپرد کیا ہے اور مجھے اسپر خیم کر دیا ہے پھر ایک شخص آیا اور قابض کو قاضی کے پاس لایا
اور کہا کہ میں نے ہی اس وار کو ان وجوہ و سبیل پر وقت کیا اور اس قابض کو سپرد کر دیا اور اسکو اسکی غور پر و اخت کا
ستری مقرر کیا ہے اور چاہا کہ قابض کے قبضہ سے نکال لے تو دیکھا جائیگا کہ جسکے قبضہ میں ہے اگر اسنے اسکی تصدیق کی کہ اسی
نے اسکو وقف کیا ہے تو مدعی مذکور کو اختیار ہوگا کہ قابض سے اسکو نکال کر اپنے قبضہ میں لے لے قال المترجم اور
ایک نسخہ میں اسنے آگے یوں لکھا ہے کہ اگر اس نے واسطے مدعی نے کہا کہ میں اس زمین کا مالک ہوں اور میں نے اسکو
وقت نہیں کیا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ قابض سے اپنے قبضہ میں لے لے۔ اور اگر مدعی مذکور نے کہا کہ میں نے یہ
دار و زمین اس قابض کے پاس و وصیت رکھی ہے اور قابض کہتا ہے کہ یہ اسی کی تھی مگر اسنے اسکو ان وجوہ

ایسی تھانہ
مستحق

مذکورہ بالا ہر وقت کر دیا ہو تو قاضی اس قابض کے اس قول کو کہ یہ دار و زمین اسی مدعی کی تھی قبول نہ فرما دیکے یہ ذخیرہ میں
 ہو ایک زمین ایک شخص سے قبضہ میں ہو پس دو گواہوں نے اس قابض کے اس اقرار کی گواہی دی کہ یہ زمین زید بن عمرو
 کی تھی فصل ہر وقت ہو اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس قابض نے اقرار کیا کہ یہ بکر بن خالد ہر وقت ہو تو
 کتاب میں مذکور ہو کہ اگر یہ دریافت ہو جاوے کہ دونوں اقراروں میں سے کون پہلے واقع ہوا تو پہلا جائز ہوگا اور
 دوسرا باطل ہوگا اور اگر یہ دریافت نہ ہو کہ کون اقرار ان دونوں میں سے اول واقع ہوا تو ان دونوں اقراروں کے
 واسطے حکم دیا جائیگا یعنی یہ حکم دیا جائیگا کہ دونوں فریق ہر وقت ہو اور اسکا غلہ و دونوں فریق کے درمیان نصفانصاف ہوگا
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک ذمی کے قبضہ میں ایک زمین ہو اسے اقرار کیا کہ ایک مسلمان نے اسکو مسکینوں پر باجر
 پر باج ہر وقت کیا ہو یا اور کوئی ایسی راہ بیان کی جس سے مسلمان لوگ اسد تہ کی قرینت چاہتے ہیں تو ذمی مذکور کا اقرار
 جائز ہوگا اور اسکی حاصلات انھیں وجہ پر جو اسے بیان کی ہیں جاری رکھی جائیگی اور اگر اسے کہا کہ مسلمان نے اسکو
 راہ بیع ہر وقت کیا ہو یا اور کوئی ایسی راہ بیان کی جس سے مسلمان لوگ اسد تہ کا تقرب نہیں پاتے ہیں تو ذمی مذکور کا
 اقرار باطل ہوگا اور زمین مذکور اسکے قبضہ سے نکال کر مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دی جائیگی یہ حادی میں ہو
نوائے باب وقت کو غصب کر لینے کے بیان میں۔ ایک شخص نے زمین یادگار کو دھت کیا اور اسکو ایک شخص کے سپرد
 کیا اور اسکو اسکی غور پر داخت کا متولی مقرر کیا پھر جس شخص کو سپرد کی تھی وہ اس سے انکار کر گیا تو وہ غاصب ہو کہ
 زمین اسکے قبضہ سے نکال لی جائیگی اور اس مقدمہ میں غصہ دہی وقت کر نیوالا ہوگا اور اگر دھت کرنے والا نہ کیا ہو اور
 اس وقت کے مستحق لوگ آئے کہ انھوں نے اپنا استحقاق طلب کیا تو قاضی اس مقدمہ میں ایسے شخص کو مقرر کر دے گا جو غصہ
 ہووے۔ پس اگر غاصب کے پاس اس وقتی چیز میں نقصان آگیا تو اسکے انکار کر جانے کے بعد جو نقصان اس میں آیا ہو
 غاصب اسکا ضامن ہوگا اور جو کچھ اس میں سے منہدم ہوا ہو اس مال سے اسکی تعمیر کرانی جائیگی۔ اور اگر غصب کنندہ نے
 دھت کرنے والے سے غصب کی ہو تو اس شخص سے جو اسپر متولی ہو تو غاصب پر واجب ہوگا کہ وقت کر نیوالا اسکے کو
 واپس دیدے۔ اور جب غاصب نے انکار کیا اور قاضی کے پاس اسکا غصب کرنا ثابت ہو گیا تو قاضی اسکو مجبور
 رکھیکے بیان تک کہ وہ مخصوص چیز کو واپس کر دے اور اگر وقت میں کوئی نقصان آگیا ہو تو نقصان کا ضامن ہوگا اور یہ
 مال ضامن اس وقت کی مرمت اور شکستہ و ریختہ کی تعمیر میں صرف کیا جائیگا اور جو لوگ اس وقت کی حاصلات کے مستحق
 ہیں ان میں تقسیم نہ ہوگا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر غاصب نے وقت کی چیز میں زبردستی سے بڑھایا ہو تو دیکھا جاوے کہ
 اگر یہ زیادتی مال مقوم نہ ہو مثلاً غاصب نے اس زمین میں ہل چلا دیا یا نہر کھودی ہو یا اس زمین میں کھاؤ ڈالی ہو اور کھا
 اسکی مٹی میں بلکہ بمنزلہ مستملک کے ہو گئی تو اس وقت کا قیم اسکے غاصب سے اسکو مفت واپس لیگا اور زیادتی مذکورہ کے
 مقابلہ میں کچھ نہ دیگا اور اگر زیادتی مذکورہ مال مقوم ہو مثلاً درخت لگایا ہو یا اس میں عمارت بنائی ہو تو غاصب کو حکم دیا جائیگا
 کہ انہا درخت جو سے نکال لے اور عمارت کو توڑے اور زمین واپس کر دے بشرطیکہ ایسا کرنے سے زمین و غصب کو
 نقصان نہ پہونچتا ہو اور اگر اس سے زمین وقت کو نقصان پہونچتا ہو مثلاً درخت جو سے کھود ڈالنے سے زمین مذکور
 خراب ہوئی جاتی ہو یا عمارت توڑ لینے سے دار مذکور کھنڈل ہوا جاتا ہو تو غصب کرنے والے کو یہ اختیار ہوگا کہ عمارت
 کو توڑے یا درخت کو جڑ سے اکھاڑے گھر اس وقت کا قیم اس عمارت کی ٹوٹی ہوئی کے حساب سے اور اس درخت کی

لے مال المتجر
 چھوٹے و بڑے
 میں سے کوئی بھی
 معدوم ہو جاوے
 تو اسکا نقصان
 اس کو ہوگا ۱۲
 لے وہ مال متجر
 قیمت کا اندازہ
 ہو سکتا ہو ۱۳
 لے اور یہی حکم
 اس صورت میں
 ہو کہ اسکا مال
 وغیرہ سے گزرا
 ہو ۱۴

کھائے ہوئے کے حساب سے قیمت ادا کرے گا بشرطیکہ اس وقت کی اس قدر آمدنی اس متولی کے پاس ہو جو اس تاوان ادا کرنے کو کافی ہو۔ اور اگر ایسی صورت میں وقت مذکور کی آمدنی کچھ جمع نہ ہو تو وقت مذکور اجارہ پر دیدیا جائیگا پس اس اجرت میں سے یہ تاوان ادا کیا جائیگا یہ مادی قاضی خان میں ہو یا اگر غاصب نے جاہل کہ وہ آخری درجہ ایسے مقام سے ہر درخت کو کاٹنے سے جس سے زمین کو کچھ خرابی نہ پہنچے تو اسکو یہ اختیار ہوگا کچھ جس قدر زمین وقتی کے اندر درختوں میں سے دوبارہ لکھا ہو قیمت اسکی قیمت غاصب کو نہ مان دیگا بشرطیکہ اسکی کچھ قیمت ہوتی ہو یہ محیط میں ہو اور اگر اس مسئلہ میں متولی نے غاصب کے پودوں سے کسی چیز پر غاصب کے ساتھ صلح کر لی تو جائز ہو بشرطیکہ اس صلح میں وقت کے واسطے بھلائی ہو اور یہی حکم عمارت کی صورت میں بھی ہو یہ مادی میں ہو اگر کسی غاصب نے اراضی وقتی کو در حالیکہ اسکی قیمت ہزار درم بھٹی غصب کیا پھر دو ہزار درم اسکی قیمت ہو جائے کے بعد غاصب مذکور سے اسکو دوسرے غاصب نے غصب کر لیا تو قیمت پہلے غاصب کا دانیگیر ہوگا بلکہ دوسرے ہی کا پچوٹا بلکہ بگا جبکہ دوسرا غاصب تو نگر ہو۔ شیخ نے کہا کہ امام کی مراد اس کلام سے یہ ہو کہ دوسرے ہی کا دانیگیر اس وقت ہوگا کہ جب دوسرے غاصب سے تیسرے نے غصب کر لیا اور اس سے واپس لینا مستحضر ہو گیا ہو تو ایسی صورت ہو جائے میں اول و دوم میں سے غاصب دوم ہی کا دانیگیر ہو وے جبکہ وہ پہلے اول سے تو نگر ہو۔ پھر فرمایا کہ اگر پہلا غاصب بہ نسبت دوسرے کے زیادہ مالدار ہو تو پہلے ہی کا پچوٹا ہوگا۔ اور جب قیمت نے وہ دونوں غاصبوں میں سے کسی ایک کا پچوٹا پکڑ لیا تو وہ سارا غاصب ہر کسی ہو گیا اور جب قیمت نے وہ دونوں میں سے کسی ایک سے قیمت وصول کر لی تو اس قیمت سے دوسری زمین خرید کر بجائے ارضی اول کے وقتی قائم کرے کہ انی الذخیرہ۔ اور اگر قیمت نے وہ دونوں میں سے کسی ایک غاصب سے قیمت وصول کر لی پھر اصل زمین اسکو واپس دیکھی تو وہ بھی قیمت وصول کر وہ کو واپس کر دے اور زمین مذکور اپنے حال پر وقتی ہوگی اور ایسی صورت میں غاصب کو یہ اختیار ہوگا کہ اپنی قیمت واپس پائے تاکہ زمین کو روک کر کہ انی محیط پھر اگر قیمت نے غاصب سے قیمت وصول پائی اور وہ اسکے ہاتھ سے ضائع ہو گئی تو اسپر کچھ ضمان لازم نہ ہوگی اور ضمانت ہونے میں قسم سے قیمت ہی کا تول قبول ہوگا کہ انی الحادی اور اگر قیمت نے قیمت وصول کر کے ہونے میں سے دوسری زمین خریدی کہ انی کہ اسکے پاس سے قیمت ضائع ہو گئی پھر اصل زمین وقتی اسکو واپس دیکھی تو زمین مذکور حبیبہ وقتی یعنی اسی حال پر رہیگی اور قیمت جو قیمت وصول کر لی تھی حکم اپنے ذاتی مال سے پھیرنا برداشت کرے پھر مستحسانا اس قدر مال کو حاصلات وقت سے واپس پوے ولیکن یہ نہ ہوگا کہ جن لوگوں پر حاصلات ارضی وقت ہوئے اسکے دیگر اموال سے سوائے حاصلات وقت کے واپس پوے بلکہ اسکے اسی مال حاصلات وقت سے واپس نہ لکھتا ہو کہ انی الذخیرہ۔ اور اگر یہ ہو کہ قیمت نے قیمت وصول کر کے اپنے غرض دوسری زمین بجائے وقت اول سے خرید لی پھر اسکو اصل زمین وقتی واپس دی گئی تو وہ بحال خود وقت ہوگی اور دوسری زمین جو خریدی ہو وقت ہونے سے خارج ہو جائیگی پس قیمت کو اختیار ہوگا کہ اسکو فروخت کر کے اسکے دامن سے وہ قیمت جو وصول کر لی تھی ادا کر دے۔ اگر اس میں کمی پڑے تو کمی قیمت کے ذاتی مال پر ہوگی اسکو چاہا و مستحسانا دونوں طرح حاصلات وقت سے واپس نہیں لکھتا ہو۔ اگر وقت کر نیو اسلے نے وقت کے ساتھ استدلال کر لینا شرط کر دیا ہو بیٹھے شرط میں لکھ دیا ہو کہ اسکا مال رد ہو پس قیمت نے اسکو فروخت کر کے

بہترین وقت زمین کا پچوٹا

دام وصول کر لینے پھر یہ دام ضمان ہو سکے پھر ہلا دار اسکو بسبب غصب کے بجکم قاضی واپس دیا گیا تو قیمت اسکے دامون کو اپنے مال سے ضمان دے پھر زمین وقت جو اسکو چھیر دی گئی ہو تاوان دے دے ہوئے دامون کے بدل فروخت کرے یہ محیط بن لکھا ہے۔ اگر وقتی دار اور وقتی زمین کو غصب کرے دار کی عمارت دھائی یا زمین کے درخت کاٹ ڈالے تو قیمت کو اختیار شرعی حاصل ہوگا کہ غاصب سے عمارت و ہر شے کے درختوں کی قیمت خواہ خرما کے ہوں یا اور کسی قسم کے ہوں تاوان لے چیکہ غاصب ان چیزوں کو واپس نہ کرے پھر عمارت کی قیمت بحساب بنی ہوئی کے اور درختوں کی بحساب لگے ہوئے کے تاوان لے گا۔ پس اگر قیمت نے غاصب سے یہ قیمت تاوان لے لی پھر دار اور زمین اور عمارت کا ٹوٹن اور درختان مذکورہ ظاہر ہوئے یعنی غاصب کو یہ قدرت حاصل ہوئی کہ وہ دار کو مع عمارت کی ٹوٹن کے یا زمین کو مع اشجار مقطوعہ کے واپس کرے تو وہ اس خالی زمین پر عمارت و درخت کو واپس کر دے اور ٹوٹن یا درخت تو وہ اسی کے ہو چکے ہیں پھر قیمت اس خالی زمین کا حصہ قیمت غاصب کو واپس کرو چکا کذا فی الذخیرہ والمحیط وقتا دے قاضی خان۔ اور اگر غاصب کے قبضہ میں کسی اجنبی نے عمارت دار یا درختان زمین پر نقدی کی جس سے غاصب نے ان چیزوں کی قیمت ڈانڈ بھری اور لکھا گیا اب وہ مفلس ناوار ہو تو قیمت کو یہ اختیار ہوگا کہ جس اجنبی نے نقدی کی گئی اسکا دامنگیر ہو۔ اور اگر غاصب نے اس زمین میں زراعت کی تو کھیتی اسی کی ہوگی اور اس پر زمین کا نقصان جو کھیتی کرنے سے آئین آگیا ہو واجب ہوگا اور یہ مال لیکر اس زمین کی تعمیر میں لگا دیا جائیگا کذا فی الحادی۔ اور اگر زمین وقت میں درختان خرما و دیگر اشجار ہوں جنگلی حاصلات کو غاصب نے چند سال تک لیا پھر اسے زمین مع درختان مذکورہ واپس کرنی چاہی تو اسکے ساتھ اسکی حاصلات کو بھی واپس کرے اگر قبضہ موجود ہو اور اگر اس سے وہ حاصلات لے ہو گئی ہو تو اسکے مثل واپس کرے یہ ذخیرہ میں ہے۔ پھر غاصب سے جو کچھ حاصلات کے بدلے حاصل کیا جاوے وہ زمین دار ہون میں لگا دیا جائیگا چہرہ وقت ہی یہ محیط بن لکھا ہے۔ غاصب نے زمین وقت کو غصب کیا زمین درختان خرما و دیگر اشجار ہیں پس اسکے قبضہ میں سے کسی اجنبی نے درختان مذکورہ کھو دیے تو قیمت کو اختیار ہو چاہے غاصب سے ان درختوں کی قیمت جے ہوئے کے حساب سے تاوان لے یا اسی کو کھو دے والے سے تاوان لے پس اگر قیمت نے غاصب سے ضمان لی تو وہ کھو د لینے والے سے واپس لے گا اور اگر لےنے کاٹ کر کھو د لینے والے سے تاوان لیا تو وہ غاصب سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر قیمت نے دونوں میں سے ہنوز کسی سے تاوان نہیں لیا تھا کہ غاصب نے قطع سے قیمت درختان مقلوعہ تاوان بھری پھر قیمت نے اگر قطع قطع کرنے والے سے ضمان لینی چاہی تو اسکو یہ اختیار حاصل ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک وقتی زمین غصب کر لی اور جیسے پاس سے غصب کی ہو اسے تاش کی اور گواہ قایم کیے تو بالا جماع اسکے گواہ قبول ہوئے اور زمین مذکورہ اسکو واپس دی جائیگی یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور اگر وقت کو کسی نے غصب کر لیا تو جن لوگوں پر وقت ہو انہیں سے کسی کو بدون اجازت قاضی کے خصوصیت کا حق حاصل ہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک زمین یا عمارت چند نفر پر وقت ہو اس پر کسی ظالم نے زبردستی قبضہ کر لیا اور اسکے قبضہ سے نکالنا ممکن نہیں پھر جن لوگوں پر وقت تھا انھوں نے انہوں میں سے ایک پر دعویٰ کیا کہ اسے اس ظالم کے ہاتھ فروخت کر کے اسکو سپرد کر دیا ہو اور وہ شخص منکر ہو پس باقیوں نے اس سے قسم لینی چاہی تو انکو حق پہونچتا ہے اور جب اس شخص نے اسکو دعویٰ سے انکار کیا تو اس سے قسم لی جائیگی پس اگر اسے قسم کھانے سے انکار کیا

قائد زمین وقت اول
اول زمین و اس وقت
مسئلہ غاصب ہونے پر
اس عمارت سے قطع
باض الوقت غاصب ہونے پر
پس تاوان دے کر کسی سے
عارت میدان ہو کہ
اسکا کچھ قبضہ ہے
دوسری زمین پر
تقسیم اور اشارہ
جو کچھ مسئلہ غاصب
سے سکھواریں سے
سکھواریں تقاریر
نہیں ہو اور کسی سے
تو ایک اور وقت کو
اور کسی سے عمارت
فقہائین بنائے
سے جو غاصب ہونے
سے قطع عمارت انہوں
بجواز عمارت اور
زمین مع اشجار
قیمت طوع و عذرہ
واپس لے جائیگی
کہ اس کے مسئلہ غاصب
عارت کی قیمت بحساب
نما جوئی کے طوع و عذرہ
سے جو غاصب ہونے پر
تو اس سے زمین کی
چاہے زمین ہو
محل غاصب ہونے پر
صلی خصوصیت کو

جب قدر ایسی زمین کی اسی زراعت میں خرچ ہوتا ہو اس قدر میں وقف کنندہ کا قول سچا قرار دیا جائیگا۔ اور اگر موتی وقف نے بیٹے قہم نے کہا کہ یہ کھیتی میں نے اپنے بچوں سے اپنے خرچہ سے اپنے لیے بونی ہو اور اہل الوقف نے کہا کہ تر نے ہمارے واسطے بونی ہو تو قول اس میں متولی کا قبول ہوگا یہ محیط میں ہو

دسواں باب۔ مریض کے وقف کرنے کے بیان میں۔ ایک مریض نے اپنے مرض الموت میں اپنا دار وقف کیا تو یہ جائز ہو چیکہ دار مذکور اسکے تہائی ترکہ سے برآمد ہوتا ہو اور اگر برآمد نہ ہوا لیکن دار ثون نے فصل مریض کی اجازت دیدی تو بھی جائز ہو اور اگر دار ثون نے اجازت نہ دی تو جب قدر تہائی سے زیادہ ہو بقدر کا وقف باطل ہو جائیگا اور اگر بعض دار ثون نے اجازت دی اور بعض نے اجازت نہ دی تو جب قدر دار ثون نے اجازت دی ہو بقدر اس قدر راہ بھی تہائی کے ساتھ جائز ہو جائیگا اور باقی کا وقف باطل ہوگا پھر اگر میت کا کچھ اور مال ظاہر ہوا حتی کہ دار مذکور اسکے تہائی ترکہ تمام سے برآمد ہو گیا تو پورا وقف مذکور نافذ کر دیا جائیگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر اس صورت میں قاضی نے سو اسے تہائی کے باقی دو تہائی کا وقف باطل کر دیا پھر میت کا ایسا مال ظاہر ہوا کہ اسکی تہائی سے پورا دار مذکور برآمد ہوتا ہو پس اگر باقی دو تہائی مذکور دار ثون کے قبضہ میں بعینہ قائم ہو تو پورا دار مذکور وقف ہو جائیگا اور اگر قائم نہ ہو مثلاً بعض دار ثون نے اپنا حصہ فروخت کر دیا ہو تو اسکی بیع نہیں توڑی جائیگی و لیکن جب قدر اسنے فروخت کیا وہ اس سے لیکر اس سے دوسری زمین خرید کر کے بجائے اسکے وقف کر دیا جائیگی کذا فی صحیفۃ السخری اور اگر میت کو کوئی مالی حاصل ہوا یا بین طور کہ وہ عہد اقل کیا گیا پھر دار ثون نے قائل سے مال پر صلح کر لی تو بالاتفاق بیع مذکور نہیں توڑی جائیگی اور اگر بعض دار ثون نے سچا اور بعض نے نہیں تو جب قدر فروخت نہیں ہوا وہ وقف میں عود کرے گا اور جب قدر فروخت ہوا اسکی قیمت لیکر اسکے عوض دوسری زمین خرید کر وقف کر دیا جائیگی کذا فی الذخیرہ اور اسی طرح اگر میت پر قرضہ تھا پس قاضی نے اسکے دار یا زمین وقف کو اس قرضہ میں فروخت کیا پھر میت کا بقدر مال ظاہر ہوا جس سے میت کا قرضہ ادا ہونا اور اسکی تہائی سے یہ زمین وقف برآمد ہوتی ہو تو بھی بیع مذکور نہیں توڑی جائیگی و لیکن مال میت سے بقدر ثمن وقف مذکور کے نکال کر اس سے دوسری زمین خرید کر فقیروں پر عہدہ ہو کر دیا جائیگی یہ محیط مرضی میں ہو۔ اگر زید مریض نے اپنی زمین کو صدقہ ہو تو صدقہ اللہ کے واسطے ہمیشہ کے واسطے اپنی اولاد اور اولاد اولاد اور نسل پر ہمیشہ جتنا تک تناسل حاصل ہو اور بعد انکے مساکین پر کر دیا پس اگر یہ زمین اسکے تہائی ترکہ سے برآمد ہو تو وقف ہو جائیگی اور اس سے غلہ حاصل کر کے اسکے تمام دار ثون پر بحساب حصہ میراث کے تقسیم کیا جائیگا حتی کہ اگر اسکی جو رواد اولاد ہو تو جو رواد کو آٹھواں حصہ دیا جائیگا اور اگر والدین دار اولاد ہوں تو والدین کو چھٹا حصہ دیکر باقی اسکی اولاد میں لڑکوں کو لڑکیوں سے دو چند کے حساب سے بانٹ دیا جائیگا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ اولاد اسکی پشت سے ہو اور انہیں کوئی اولاد اولاد اولاد نہ ہو اور اگر کچھ اولاد اولاد اولاد ہوں اور باقی مسئلہ ہی واقع ہو تو اولاد اسکے نفاذ اور اولاد اولاد اسکے نفاذ شمار کر کے تمام غلہ بعد اوفرو تقسیم کیا جائے پھر جب قدر اسکے نطفہ کی اولاد کو پہنچے وہ ان اولاد میں موافق فرائض الہی نم کے بطور مذکور تقسیم ہوگا اور جب قدر اولاد اولاد کو پہنچے وہ ان میں مساوی تقسیم ہوگا یعنی مرد و عورت کا حصہ یکساں ہوگا۔ پھر جب تمام اولاد صلیب مرگئی تو تمام حاصلات اسکی اولاد اولاد و نسل پر تقسیم ہوگی پس اسکی زوجہ یا والدین کو اس میں سے کچھ نہیں ملیگا کذا فی الظہیر یہ اور اگر یہ زمین اسکے

مريض الموت
وہ بیمار ہی ہو جس
سے اسکو وصیت ہو
اور آخر کسی بیماری
میں مر جائے
موت تو پورا وقف ہوگا
میت کا تہائی ہی
بیکہ نہیں توڑی جائیگی
سرو حی کیا ہوا

تہائی ترکہ سے برآمد نہ ہوتی پس اگر وارثوں نے وقف کی اجازت دیدی تو وقف جائز ہوا اور غلہ ان سب میں بیک
تقسیم ہوگا۔ انہیں مذکور اولاد کو نوٹ سے کچھ زیادتی سے نہیں دیا جائیگا اور اس غلہ سے زوجہ اور والدین کو کچھ
نہیں ملے گا اور اگر وارثوں نے وقف کی اجازت نہ دی تو تہائی سے وقف جائز ہوگا پس تہائی پر قبہ فقیروں کے
لیے وقف ہوگا اور غلہ تمام وارثوں میں اللہ تعالیٰ کے فریض پر تقسیم ہوگا اور یہ جو پہلے ذکر کیا ہے شیخ ہلال و قاضی
ابوبکر انصاف و فقہ ابو بکر الامش و فقہ ابو بکر الاسکاف کا قول ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر انہی زمین کو اپنی
قربت پر وقف کیا پس اگر اسکے قرابت والے اسکے وارث ہوں تو یہ صورت اور اولاد پر وقف کرنے کی صورت
یکساں ہے اور اگر یہ قرابت والے اسکے وارث ہوں تو ان پر وقف جائز ہے اور وقف کی راہ سے دوسرے لوگ حاصلات
وقف کے مستحق ہونگے اور اگر اسنے اپنے وارثوں میں سے فقط بعض پر وقف کیا تو اس صورت میں اگر سب
وارثوں نے اجازت دی تو وقف جائز ہوگا اور اگر نہ اجازت دی تو زمین مذکور فقیروں پر وقف ہو جائیگی
مگر تہائی مال ترکہ سے اعتبار کیا جائیگا اور حاصلات اس وقف کی بنا پر قول ہلال رحمہ اللہ تعالیٰ و اسکے ہمین
کے وارثوں کے لیے بقدر انکی میراث کے ہوگی پھر حباب وہ وارث مر جاوے جس پر وقف ہے تو غلہ اسکا فقیروں کے
لیے ہو جائیگا اور اگر وقف کرنے والے کے بعض وارث مر گئے لیکن وہ وارث جس پر وقف ہے زندہ موجود ہے تو غلہ مذکور
تمام وارثوں کا ہوگا اور جو انہیں سے مر اسکا حصہ اسکے وارثوں میں میراث ہو جائیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر اسنے
کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میری نسل پر اور آخر اسکا فقرا پر ہے یا اسنے اسکی
وصیت کر دی اور یہ زمین اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتی ہے پس اگر وارثوں نے اجازت دی تو اسکا غلہ درمیان
وارث و اولاد اولاد کے اسکے عذر دیں یہ تقسیم ہوگا اور اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو غلہ درمیان اولاد
صلی اور اولاد اولاد کے اسکے اعداد و نسل پر تقسیم ہوگا پھر حسب قدر اولاد اولاد کے ہرے میں ہرے و اولاد کو سدا
تقسیم ہوگا اور حسب قدر وارثوں یعنی اولاد و صلی کے حصہ میں آوے وہ تمام وارثوں میں بحساب میراث تقسیم ہوگا
اور اگر بعض اولاد و صلی اور بعض اولاد کی اولاد مر گئی اور بعض اولاد کی اولاد میں پیدا ہوئے تو حسب فن غلہ
حاصل ہوا سندن انکی تعداد بشمار نفردیکھی جاوے پھر حسب قدر اولاد و صلی کے ہرے میں آوے وہ انہیں تمام وارثوں
بحساب میراث تقسیم ہوگا جو وقف کنندہ کی موت کے روز موجود تھے پھر حسب قدر انہیں سے مرنے والوں کے حصہ
میں غلہ علیحدہ علیحدہ ہرے وہ ہر ایک کے وارثوں کو ملیگا پھر اگر اولاد و صلی سب گزر گئے تو غلہ مذکور اولاد اولاد اور
نسل پر تقسیم ہوگا اور باقی وارثوں کے لیے کچھ ہوگا یہ ظہیر میں ہے اور اگر رضی نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ
ہر اس شخص پر ہے جو محتاج ہووے میری اولاد و نسل سے ہر ایک کو اس قدر دیا جاوے جو اسکے نفقہ کو گنجائش
دیوے اور اگر میری اولاد اور نسل میں کوئی فقیر نہ ہو تو پورا غلہ فقیروں کے واسطے ہو تو ایسی صورت میں اگر اسکی
اولاد اور نسل میں فقرا نہ ہوں تو انکی تعداد پر غلہ انکے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر ایک کو اس قدر دیا جاوے جو
اسکی ذات و اولاد و جو رواہ خادم کے نفقہ کے لیے بطور معروف کافی ہو یعنی بدون اسراف و تنگی کے روٹی و اسکے
ساتھ کھانے کی چیز و کپڑے کے لیے مسلمانہ کافی ہو پھر اس حساب سے حسب قدر غلہ اسکے نطفہ کی اولاد کے حصہ میں
دے اسکے مجموعہ کر کے ان اولاد و صلی اور باقی تمام وارثوں میں جو وقف کنندہ کی موت کے روز موجود تھے ہوائی

واریثوں کے لیے بقدر انکی میراث کے ہوگی پھر حباب وہ وارث مر جاوے جس پر وقف ہے تو غلہ اسکا فقیروں کے لیے ہو جائیگا اور اگر وقف کرنے والے کے بعض وارث مر گئے لیکن وہ وارث جس پر وقف ہے زندہ موجود ہے تو غلہ مذکور تمام وارثوں کا ہوگا اور جو انہیں سے مر اسکا حصہ اسکے وارثوں میں میراث ہو جائیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر اسنے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میری نسل پر اور آخر اسکا فقرا پر ہے یا اسنے اسکی وصیت کر دی اور یہ زمین اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتی ہے پس اگر وارثوں نے اجازت دی تو اسکا غلہ درمیان وارث و اولاد اولاد کے اسکے عذر دیں یہ تقسیم ہوگا اور اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو غلہ درمیان اولاد صلی اور اولاد اولاد کے اسکے اعداد و نسل پر تقسیم ہوگا پھر حسب قدر اولاد اولاد کے ہرے میں ہرے و اولاد کو سدا تقسیم ہوگا اور حسب قدر وارثوں یعنی اولاد و صلی کے حصہ میں آوے وہ تمام وارثوں میں بحساب میراث تقسیم ہوگا اور اگر بعض اولاد و صلی اور بعض اولاد کی اولاد مر گئی اور بعض اولاد کی اولاد میں پیدا ہوئے تو حسب فن غلہ حاصل ہوا سندن انکی تعداد بشمار نفردیکھی جاوے پھر حسب قدر اولاد و صلی کے ہرے میں آوے وہ انہیں تمام وارثوں بحساب میراث تقسیم ہوگا جو وقف کنندہ کی موت کے روز موجود تھے پھر حسب قدر انہیں سے مرنے والوں کے حصہ میں غلہ علیحدہ علیحدہ ہرے وہ ہر ایک کے وارثوں کو ملیگا پھر اگر اولاد و صلی سب گزر گئے تو غلہ مذکور اولاد اولاد اور نسل پر تقسیم ہوگا اور باقی وارثوں کے لیے کچھ ہوگا یہ ظہیر میں ہے اور اگر رضی نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہر اس شخص پر ہے جو محتاج ہووے میری اولاد و نسل سے ہر ایک کو اس قدر دیا جاوے جو اسکے نفقہ کو گنجائش دیوے اور اگر میری اولاد اور نسل میں کوئی فقیر نہ ہو تو پورا غلہ فقیروں کے واسطے ہو تو ایسی صورت میں اگر اسکی اولاد اور نسل میں فقرا نہ ہوں تو انکی تعداد پر غلہ انکے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر ایک کو اس قدر دیا جاوے جو اسکی ذات و اولاد و جو رواہ خادم کے نفقہ کے لیے بطور معروف کافی ہو یعنی بدون اسراف و تنگی کے روٹی و اسکے ساتھ کھانے کی چیز و کپڑے کے لیے مسلمانہ کافی ہو پھر اس حساب سے حسب قدر غلہ اسکے نطفہ کی اولاد کے حصہ میں دے اسکے مجموعہ کر کے ان اولاد و صلی اور باقی تمام وارثوں میں جو وقف کنندہ کی موت کے روز موجود تھے ہوائی

تجلی

فرائض انہی تہ کے تقسیم کر دیا جائیگا پھر اگر فرزند صلیبی کے حصہ کفایت میں کچھ دیگر وارثوں کی تقسیم میں لے لیا گیا اور جو باقی رہا وہ اسکو کافی نہیں ہوتا تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اولاد اولاد کے حصہ میں جو کچھ آیا انہیں سے بقدر کمی کے واپس کر لے۔ اور اگر انہیں تو نگر لوگ ہوں تو انکی اولاد اور نسل میں سے تو نگر و ن کو کچھ نہیں دیا جائیگا اور سبھنے لوگ فقیر ہیں انہیں کی تعداد و ریس پر تقسیم ہوگا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر اپنے مرض الموت میں اپنی زمین وقف کی اور کچھ وصیتیں کیں تو اسکا تہائی مال اسکے وقت و دیگر وصایا میں تقسیم ہوگا اس طرح کہ وصیتوں والے اپنی اپنی وصیت کے حساب سے اور وقت والے اس زمین کی قیمت کے حساب سے حصہ دار بٹھرائے جاویں گے پھر تہائی زمین سے حسب قدر وصیتوں والوں کے حصہ میں پڑے دوسرے لین اور حسب قدر اہل وصیت کو پہونچے اسکے حساب سے اس زمین سے حصہ الگ کر کے جنہر وقت کیا ہو وقت کر دیا جاوے۔ اور وقت کی تنفیذ مقدم ہوگی کدانی نہ خیرہ اور وقت مانند عتق و مدبر کرنے کے نہیں ہو لینے جیسے عتق و تدبیر کو مقدم کر کے پہلے انہیں دونوں کو نافذ کرنا شروع کیا جاتا ہو پھر اگر کچھ بچتا ہو تو باقی وصیتیں نافذ کیجاتی ہیں ورنہ نہیں تو وقت کا حکم ہانند عتق و تدبیر کے تقدم میں نہیں ہو کما فی الحاوی للفتی۔ اگر کسی نے کہا کہ میری یہ زمین ہو اسکا غلہ میری وفات کے بعد اولاد عبداللہ و انکی نسل کو دیا جاوے تو یہ غلہ کی وصیت ان لوگوں کے واسطے ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ میری اس زمین کو جس کر رکھو میری وفات کے بعد اولاد عبداللہ پر تو یہ بھی غلہ کی وصیت قرار دیا جائیگی اسی طرح اگر کہا کہ میری زمین میری وفات کے بعد فلان و انکی نسل پر وقت ہو فروخت نہ کجاوے تو یہ سب صورتیں یکساں ہیں لینے ان سب میں غلہ کی وصیت ہو پس احکام وصیت معتبر ہونگے اور وقت نہیں ہو اور اگر اسنے کہا کہ میری یہ زمین میری وفات کے بعد صدقہ موقوفہ بر مساکین ہو یا کہا کہ اسکو مساکین پر جس رکھو تو یہ وقت البتہ جائز ہو یہ ظہیر یہ ہیں۔ اگر کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ اس قوم پر و انکے بعد اسکا غلہ میرے وارثوں کے لیے کیا جاوے تو حاصلات اس قوم کے واسطے ہوگی جتنکے واسطے اسنے قرار دی ہو پھر جب یہ لوگ گذر جاویں تو وارثوں کے لیے انکی میراث کے حساب سے ہوگا پھر جب وارث مر جاویں تو غلہ فقروں کے لیے ہو جائیگا یہ خزانۃ الفقیین و محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہو میری اولاد اور اولاد اولاد و ر نسل پر ہو پھر جو کوئی میرے نطفہ کے فرزندوں سے مرے اسکا جو کچھ حصہ بطریق میراث تھا وہ بھی میری اولاد اولاد پر وقت ہو تو یہ جائز ہو اور جو غلہ حاصل ہو وہ اولاد کی اولاد کی تعداد اور زندہ اولاد صلیبی کے عدد و ریس اور جو واقف کی موت کے بعد مرے ہیں انکے عدد و ریس پر تقسیم ہوگا پس فرزند صلیبی سے مردہ فرزند کو جو پہونچے وہ بھی اولاد کی اولاد پر وقت ہوگا پھر جو کچھ زندوں کو پہونچا وہ انہیں اور مردوں میں تقسیم ہوگا پھر جو کچھ مردوں کو پہونچا وہ انکے وارثوں کو انے میراث پہونچیگا۔ قال المترجم حاصل یہ ہو کہ وقت کنندہ نے اولاد صلیبی میں سے مرے والے کا حصہ میراث جو اولاد اولاد کے واسطے کر دیا ہو اسکے یہ معنی نہیں لیے جاویں گے کہ خاصۃ اسکا حصہ میراث اسکے وارثوں سے منتقل ہو کر اولاد اولاد کو دیا جاوے کیونکہ یہ مشروع باطل خلاف منصوص و فیض ہو بلکہ یہ معنی لیے جاویں کہ اولاد اولاد کو اسقدر حصہ مزید بھی دیا جاوے حسب قدر اولاد صلیبی کے مرے والوں کا میراثی حصہ انکو پہونچتا تھا اسی واسطے اولاد تقسیم غلہ کے وقت تعداد اولاد اولاد اور تعداد زندہ اولاد صلیبی اور تعداد مردہ

تو یہ وارثوں کے لیے اولاد تقسیم میں ہوگا کہ بہت دور ہو کیونکہ قوم بہت ہے نہیں قرار دی جائے وقت اسکا تقسیم ہے قرار دیا پس قوم وقت کرنے میں عیوب زبان کے لحاظ سے باغیظہ و تہ و تہ سب سے حصہ میں جائز ہے حصہ میں وقت کی صحت کا حکم ہے جائز ہے یا نہیں مسئلہ وقت میں سے تقسیم میں سے کیا جاوے یا نہیں زبان میں قوم کے لیے تعداد حصہ ہے چنانچہ اولاد اولاد پر وقت نہیں ہو جائیگا بلکہ میراث کے وقت میں سے تقسیم ہوگا

اولاد صلیبی تین مجموعہ لیے گئے انہیں سے اولاد اولاد کو انکا مجموعہ اور نیز مردہ اولاد صلیبی کا مجموعہ دونوں دیا جائیگا
پھر اولاد صلیبی کے پرستے میں جو کچھ آوے وہ وقت کنندہ کے مرنے کے وقت حسب قدر اولاد صلیبی موجود تھی اور حسب قدر وارث
سے سب کے درمیان بحساب و انصاف تقسیم ہوگا پھر جو کچھ مردہ فرزند یا وارث کے حصہ میں آوے وہ اسکے وارثوں کو یکسر
میراث دیا جائیگا فانہم واقعہ علم بالحداب۔ اور اگر وقت کنندہ نے چاہا کہ حصہ میراث مردہ فرزند صلیبی جو اسکو حکم
ارث ملا ہو وہ بھی اولاد اولاد اور نسل پر وقت کر دے چنانچہ اسے یوں کہا کہ پھر جو کچھ میرے نطفہ کے زندہ فرزندوں
سے حصہ سے انہیں سے مردوں کو پہونچے وہ بھی میری اولاد کی اولاد پر وقت ہو تو یہ وقت جائز نہیں ہے یہ محیط میں
لکھا ہو۔ اگر کسی نے اپنے مرض میں اپنی زمین اپنی اولاد اور اولاد اولاد پر وقت کی اور سوائے اس زمین کے اسکا کچھ
مال نہ ہو تو تہائی زمین اسکی اولاد اولاد پر وقت ہو جائیگی خواہ وارث لوگ اجازت دین یا نہ دین اور رہی وہ
تہائی سوا اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو اس قدر وارثوں کی ملک ہوگی اور اگر وارثوں نے اجازت دیدی تو
اس قدر زمین اولاد صلیبی اور اولاد اولاد کے درمیان مساوی تقسیم ہوگی یہ ظہیر یہ ہیں اگر اپنی زمین اپنے مرض
میں وقت کی اور وہ اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتی ہو پھر اسے مرنے سے پہلے غیر کا کچھ مال تلف کر دیا پھر آب بعد
تاوان دینے کے وہ زمین اسکی تہائی سے برآمد نہیں رہی یا مرنے پر اس شخص کے ذمہ ودیعت کو مہول چھوڑ مرنے
وغیرہ کے مانند کسی سبب سے تہائی مال لازم آیا قبل اسکے کہ وارثوں کو پہونچ جاوے پس وہ زمین اسکے تہائی مال
سے برآمد نہ رہی تو تہائی زمین وقت ہوگی اور دو تہائی وارثوں کی ملک ہوگی یہ بحوالہ ائق میں ہمارے یہ منقول
اگر مریض نے وصیت کی کہ اسکے مرنے کے بعد اسکی زمین فقرا مسکین پر وقت کیجاوے پس اگر وہ زمین اسکے تہائی مال سے
برآمد ہوئی یا تہائی سے برآمد ہونے کی صورت میں وارثوں نے اجازت دیدی تو وہ زمین پوری وقت رکھی جائیگی اور
اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو بقدر ایک تہائی کے وقت ہوگی۔ اور اگر پوری زمین اسکے تہائی مال سے برآمد ہوئی
اور اس میں پچھلے درخت ہیں پس موت کے بعد اس میں پھل آئے قبل اسکے کہ وقت کا حکم دیا جاوے تو اسکے پھل بھی وقت
میں داخل ہونگے اور اگر مریض کی موت سے پہلے اس میں پھل آئے تو یہ پھل اسکے وارثوں میں میراث ہونگے یہ محیط میں
میں ہو۔ اگر مریض نے اپنے مرض میں وقت سچ کے ساتھ اپنی زمین وقت کی اور قبل اسکے وفات کے اس میں پھل پیدا
ہوے تو پھل سمیت وہ زمین وقت ہوگی۔ اور اگر اسکے وقت کرنے کے روز اس میں پھل ہوں اور حالت مرض میں اسے
وقت کی ہو تو یہ پھل اسکے وارثوں کی میراث ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اگر مریض نے کہا کہ میں نے اپنی یہ زمین اس قدر
سے لیے صدقہ موقوفہ کر دی ہمیشہ کے واسطے زید اور اسکی اولاد اور اولاد اولاد پر ہمیشہ جیتاں انہیں تناسل ہو اور انکے
بعد مساکین پر پھر اگر محتاج ہو میری اولاد یا میری اولاد کی اولاد تو اس زمین کا غلہ انہیں کے واسطے ہو گا نہ کسی اور کے
واسطے اور وہی لوگ اسکے مستحق ہونگے جیتاں دے اسکے حاجت مند رہیں۔ قال المسترحم بیان تاک وقت کر ہوائے کا
علام ہو پھر صورت یہ ہوئی کہ اسکی وفات کے بعد اسکے نطفہ کی اولاد کو اس زمین کے غلہ کی طرف محتاجی ہوئی تو تمام غلہ
انہیں کو دیدیا جائیگا اور اگر وقت کرنے والے کے بعض وارث مر گئے پھر اس غلہ کی طرف اسکے نطفہ کی اولاد کو محتاجی
ہوئی تو غلہ انہیں کی طرف رو کر دیا جائیگا پس تمام غلہ اسکی اولاد کے محتاجوں میں اور اسکے باقی وارثوں میں بانٹ دیا جائیگا
اور جو مر گئے انکی طرف لحاظ نہ کیا جائیگا یہ ظہیر یہ ہیں ہو۔ اور اگر وقت کنندہ نے اس مسئلہ میں یوں کہا ہو کہ پھر اگر محتاج ہو

جن چیزوں سے مسجد کو دور رکھنے میں اس سے اسکو بھی بچا دینگے ایسا ہی فقہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے مگر مشائخ کا اس میں اختلاف ہے۔ اب رہا وہ مقام جو نماز عید کے واسطے بنایا گیا ہو تو مختار یہ ہے کہ اقتدا جائز ہونے کے حق میں اسکا حکم مسجد کا ہو چنانچہ وہاں اقتدا جائز ہو اگرچہ صفوں کے درمیان انفصال ہو اور اقتدا کے سوا اسے دیگر احکام میں اسکا حکم مسجد کا نہیں ہے اور یہ لوگوں پر آسانی کے لحاظ سے ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر لوگوں کی جماعت پر مسجد تنگ ہو اور اس کے پہلو میں کسی شخص کی مذہب ہو تو باکراہ بھی پوری قیمت دیکر اس سے وہ زمین لے لی جاوے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک مسجد کے پہلو میں ایک زمین ہو جو اسی مسجد پر وقف ہو اور لوگوں نے چاہا کہ اس زمین میں سے کچھ اس مسجد میں بڑھا دیں تو جائز ہے لیکن یہ بات قاضی کے سامنے پیش کریں تاکہ وہ انکو اجازت دیدے اور وقف کا گھر یا دوکان جو آمدنی کے واسطے ہوا اسکا بھی حکم یہی خلاصہ میں ہے کہ زمین میں ہے کہ ایک مسجد والوں نے چاہا کہ رجبہ کو مسجد اور مسجد کو رجبہ کریں اور چاہا کہ اسکا جدید دروازہ بنا دیں اور چاہا کہ دروازے کو اپنے مقام سے دوسرے مقام پر تھیل کر میں تو انکو یہ اختیار ہے پھر اگر اس مسجد والوں نے باہم اختلاف کیا تو دیکھا جاوے کہ کون کردہ زیادہ اور افضل ہو پس اسی کو اختیار ہو گا یہ حضرات میں ہے۔ فقہی میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ ایک چوڑا راستہ ہے اس میں محلہ والوں نے مسجد بنائی اور اس سے راستہ کو ضرر نہیں ہے پھر انکو ایک شخص نے منع کیا تو انکو بلا لینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ کذا فی الحادی۔ وقال المترجم وفیہ نظر من حیث الشرع قال۔ اجناس میں ہے کہ شام نے اپنی نوادریں کہا کہ میں نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ ایک قصبہ میں رہنے والے بہت لوگ ہیں کہ انکے عدد و خل جھانری یعنی داخل شمار و حفظ نہیں ہیں۔ اور اس قصبہ کی ایک نہر ہے اور وہ نہر کا پڑ یا جنگل کا نالہ ہے اور وہ خاصۃً انھیں کی ہے اور ایک قوم نے یہ چاہا کہ اس نہر کے بعض ٹکڑے پر تعمیر کر کے مسجد بنا دیں اور اس سے نہر کو کچھ ضرر نہیں ہوتا ہے اور نہر والوں میں سے بھی کوئی اس قوم سے متعرض نہیں ہوتا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ہاں اس قوم کو اختیار ہے کہ ایسی مسجد چاہے محلہ والے اس کے واسطے چاہت عام لوگوں کے واسطے بنا دیں یہ محیط میں ہے ایک قوم نے ایک مسجد بنانی چاہی اور انکو جگہ کی ضرورت ہوئی تاکہ یہ مسجد کشادہ ہو جاوے پس انھوں نے راستہ میں سے ایک ٹکڑا لیکر مسجد میں داخل کر دیا۔ پس اگر راستہ والوں کو کچھ ضرر پہونچتا ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر ضرر نہ پہونچتا ہو تو مجھے امید ہے کہ ایسے کچھ مضائقہ نہ ہو کذا فی المترجم اور یہی مختار ہے یہ خزانہ المفہم میں ہے۔ اگر لوگوں نے کہا کہ مسجد میں سے کوئی ٹکڑا مسلمانوں کے لیے عام راستہ کر دیں تو کہا گیا ہے کہ انکو یہ اختیار نہیں ہے اور یہ قول صحیح ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر مسجد میں گزرگاہ بنائی تو جائز ہے کیونکہ شہروں کے لوگوں میں جامع مسجدوں میں ایسا ستارہ اور ہر ایک کو اس راہ سے گزرنا ایک اختیار ہو گا حتیٰ کہ کافر بھی یہ راہ چل سکتا ہے مگر جو شخص جنب ہو یا دھوے جو حیض و نفاس میں ہو اس راہ سے نہیں گزر سکتی اور لوگوں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس راہ میں اپنے جانور لیجا دیں یہ بتیں میں ہے۔ سلطان نے ایک قوم کو حکم دیا کہ شہر کی زمین میں سے ایک زمین کو ایک مسجد پر وقف ہونے کے واسطے دوکان بن جائیں اور انکو حکم دیا کہ اپنی مسجدوں میں بڑھا دیں تو دیکھا جاوے گا کہ اگر یہ شہر بزرگ و شہیر فتح ہوا ہو تو اسکا حکم جائز ہو گا بشرطیکہ اس سے راہگیروں کو مضرت نہ ہو کیونکہ جو شہر بزرگ و شہیر فتح ہوا ہو وہ غازیوں کی ملک ہو جاتا ہے تو ایسے سلطان کا

حکم جائز ہوگا اور اگر وہ شریعتاً منع ہوا ہو تو وہ شہر اپنے لوگوں کی ملک پر باقی رہا پس اس میں سلطان کا حکم جائز ہوگا کہ محیط سرخسی میں ہو۔ ایک محلہ میں ایک مسجد ہو جو اپنے لوگوں پر تنگ ہو اور ان لوگوں کو اس میں بڑھانے کی گنجائش حاصل نہیں ہوتی ہو پس بعض پڑوسیوں نے اسے سوال کیا کہ یہ مسجد ہمارے واسطے کر دو تو ہم اسکو اپنے مکان میں داخل کریں مگر اس مسجد کو مکان میں بڑھا کر مکان کو زمین اور تم کو اس سے بہتر مکان دیدیں زمین سب اہل محلہ سہا سکتے ہیں تو امام محمد رحمہ فرمایا کہ مسجد والے ایسا نہیں کر سکتے ہیں یہ ذخیرہ میں ہے۔ کہ جس میں ہو کہ ایک مسجد بنی ہوئی ہو پس ایک شخص نے چاہا کہ اسکو توڑ کر وہ بارہ اسکو اس عمارت سے مضبوط عمارت کے ساتھ بچا کر اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ اسکو کوئی ولایت حاصل نہیں ہو کہ یہ مضمرات میں ہو قال المشرعیم اس میں اشارہ ہے کہ اگر اسکو ولایت حاصل ہوتی یا سب متولی اسکو اجازت دیدیتے تو در صورت بہتری کے ممکن تھا تا فہم واقعہ فقہاء علم اور نوازل میں اسی مسئلہ میں لکھا ہے کہ وہ شخص نہیں توڑ سکتا اگر ایسی صورت میں توڑ سکتا ہو تب تک کہ بائیں کا خون ہو اگر نہ گرائی جاوے یہ تاثر غائیہ میں ہے۔ اور اس مسئلہ کی تائید یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہو جب وہ بنانے والا اس محلہ کا نہ ہو اور اگر محلہ کا ہو تو محلہ والوں کو اختیار ہو کہ اگر جدید تعمیر سے اسکو بنوادیں اور اس میں بوجہ بکافرش بچھاویں اور قدیمین لٹکاویں لیکن اپنے ذاتی مال سے ایسا کرینگے اور اگر مسجد کے مال سے ایسا کرنا چاہیں تو انکو یہ اختیار نہیں ہو مگر جبکہ تاحضیٰ انکو ایسی اجازت دیدے کہ ذاتی المالانہ اور محلہ والوں کو اختیار ہو کہ مسجد میں پانی کے شعلے اس غرض سے رکھیں کہ انیسے پانی پیا جاوے یا انیسے دھوا کیا جاوے تاکہ مسجد کا بنانے والا معلوم نہ ہوتا ہو اور اگر وہ شخص معلوم ہو تو وہی اولے ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے مسجد بنوائی پھر مر گیا پھر مسجد والوں نے چاہا کہ اسکو توڑ کر اس میں بڑھا دیں تو انکو یہ اختیار ہو اور میت کے وارث انکو منع نہیں کر سکتے ہیں اور اگر مسجد والوں نے چاہا کہ راستہ میں سے اس میں بڑھا دیں تو میں انکو یہ اجازت نہ دینگا یہ محلہ سرخسی میں ہے۔ اگر کسی نے اپنی زمین کو مسجد کر دیا اور اس میں سے کچھ اپنی ذات کے واسطے شرط کر لیا تو بالا جماع میں صحیح ہے کہ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اس نے مسجد بنائی اور یہ شرط لگائی کہ اسکو تین روز تک یا زیادہ ایام تک مثلاً اعتبار ہو جیسے برج وغیرہ میں خیار شرط کرتے ہیں تو علماء نے اتفاق کیا کہ وقف جائز ہوگا بشرطہ کہ وہ مسجد ہو جائیگی اور شرط باطل ہے یہ مختار الفتاویٰ میں ہے۔ اور وقف انحصار میں ہے کہ اگر اپنی زمین کو مسجد کر دیا اور اسکو بنوایا اور گواہ کر لیا کہ مجھے اختیار ہے کہ اسکا وقف باطل کر دوں اور اسکو فروخت کر دوں تو یہ شرط باطل ہے اور وہ مسجد ہو جائیگی جیسے اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک مسجد بنوا کر کہا کہ میں نے یہ مسجد خاص کر اسی محلہ والوں کے لیے کر دی تو شرط باطل ہے اور دوسرے محلہ والوں کو بھی اختیار ہوگا کہ اس میں نماز پڑھیں یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کوئی مسجد خراب ہو گئی اور مسجد والے اس سے بے پروا ہو گئے اور وہ مسجد خراب ہو کر ایسی ہو گئی کہ اس میں نماز نہیں پڑھی جاتی ہے تو اسے وقف کر خیرات کی ملک میں یا اسکے داروں کے ملک میں عود کر جائیگی جسے کہ انکو اختیار ہوگا کہ چاہیں اسکو فروخت کر دیں یا اسکو گھر بنادیں اور بعض نے فرمایا کہ وہ ہمیشہ کے واسطے مسجد ہو اور یہی صحیح ہے یہ خزائنہ الفقہ میں ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے اور قول اول خطا ہے والی المشا عدم الاطلاع علی ماصح فی الحدیث فاعلمہ واسطہ واقعہ فقہاء علم۔ دو مسجدوں میں سے ایک قدیم اور دوسری جدید ہو پھر قدیم والی بسبب پرانی ہونے کے خراب و منہدم

بہتر
محلہ

ہونے کو آگئی ہیں اہل محلہ کو چہ نے چاہا کہ اسکو فروخت کر کے اسکے وام جد مسجد میں صرف کریں تو یہ نہیں چاہتے ہوتا ہے
امام ابو یوسف کے قول پر اسوجہ سے نہیں کہ مسجد اگرچہ خراب ہو جاوے اور اسکے لوگ اس سے بے پروا ہو جاویں
وہ بھی اپنے بنانے والے کی ملک میں عود نہیں کرتی ہو اور بنا بر قول امام محمد رحمہ کے اگرچہ بے پروائی کے بعد وہ
ملک میں عود کرتی ہو لیکن اپنے بنانے والے یا اسکے وارثوں کے ملک میں عود کرتی ہو پس مسجد و محلہ والوں کو
دونوں میں سے کسی قول پر فروخت کرنے کی ولایت حاصل ہوگی اور فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہو کہ وہ
کبھی ملک میں عود نہیں کرتی ہو کہ انقل فی المضمرات عن الحجۃ۔ حادی بن ہو کہ شیخ ابو بکر اسکان سے پوچھا گیا
کہ ایک شخص نے اپنے دار کے دروازے پر اپنے لیے مسجد بنوائی اور اسکی اصلاح و تعمیر کے لیے ایک زمین
وقف کی پھر وہ مر گیا اور مسجد خراب ہو گئی اور اسکے وارثوں نے اسکی بیع کا فتوے طلب کیا پس فتویٰ دیا گیا
کہ بیع جائز ہو پھر کسی قوم نے اس مسجد کو بنالیا اور بعد تعمیر کے اس ارٹھی وقف کو طلب کیا تو فرمایا کہ انکو مطالبہ
کام حق نہیں ہو سچتا ہو یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے مال سے مسجد میں فرش ڈالوایا پھر مسجد خراب
ہو گئی اور لوگ اس سے مستغنی ہو گئے تو یہ فرش اسی شخص کا ہوگا اگر زندہ موجود ہو یا اسکے وارث کا ہوگا اگر
مر گیا ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک وہ فروخت کر کے اسکا ثمن مسجد کی ضروریات میں خرچ کیا جاوے اور اگر
اس مسجد کو اسکی کچھ ضرورت نہ ہو تو کسی دوسری مسجد میں خرچ کیا جاوے اور پہلا قول امام محمد رحمہ کا ہو اور اسی پر فتویٰ
ہو۔ اگر کسی نے ایک مردہ کو کفن دیا پھر لاش کو کسی درندہ نے پھاڑ ڈالا اور لے گیا تو یہ کفن اسی شخص کا ہو جس نے کفن
دیا تھا اگر زندہ ہو یا اسکے وارثوں کا ہو اگر مر گیا ہو یہ فتادی قاضی خان میں ہو۔ ابو الیث مر نے اپنے نوازل
میں ذکر کیا کہ مسجد کا فرش اگر کہنہ ہو گیا اور مسجد والے اس سے مستغنی ہو گئے حالانکہ اسکو ایک شخص نے ڈالوایا تھا
پس اگر وہ شخص زندہ ہو تو اسی کا ہو اور اگر مر گیا اور کوئی وارث نہیں چھوڑا تو مجھے امید ہو کہ اس میں کچھ مضائقہ
ہوگا کہ وہ فرش کسی فقیر کو دین یا مسجد کے لیے دوسرا فرش خریدنے میں اس سے استمداد حاصل کریں اور مختار
ہو کہ بدون حکم قاضی انکو ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہو یہ محیط سرخسی میں ہو۔ شیعہ میں ہو کہ اگر مسجد کے بورے کہنہ
ہو کر ایسے ہو گئے کہ بیان کام نہیں دیتے ہیں پھر جسے بچھا یا تھا اسے چاہا کہ انکو بیکہ صدقہ کر دے یا اسکے عوض بچا
اسکے دوسرے خریدے تو اسکو یہ اختیار ہو اور اگر وہ غائب ہو پس اہل محلہ نے چاہا کہ ان بوریوں کو صدقہ کریں
جبکہ وہ کہنہ ناکارہ ہو گئے ہیں تو انکو یہ اختیار نہ ہوگا جبکہ انکی کچھ قیمت ہو اور اگر انکی کچھ قیمت نہ ہو تو اسکا مضائقہ
نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ مسجد کا پال جب حیت میں مسجد سے نکالا جاوے اگر اسکی کچھ قیمت نہ ہو تو مسجد کے باہر
ڈال دینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اور جو کوئی اسکو اٹھا لیجاوے اسکو روکا ہو کہ اس سے نفع اٹھاوے یہ واقعات
حسامیہ میں ہو۔ مسجد کی گھاس یعنی پیال وغیرہ جو ڈالو دیتے ہیں اگر اسکی کچھ قیمت ہو تو اہل مسجد کو اختیار ہو کہ اسکو
فروخت کر دیں اور اگر قاضی کے پاس اسکا مرافعہ کریں تو یہیے نزدیک زیادہ پسند ہو پھر اسکے حکم سے اسکو
فروخت کریں ہی مختار ہو جو ہر اخلاطی میں ہو۔ اگر کسی نے مسجد کی گھاس اٹھائی اور کر دیا اسکو پارہ پارہ یسواہ
تو مشائخ نے فرمایا کہ اسپر ضمان واجب ہوگی کیونکہ اسکی قیمت ہوتے کہ شیخ ابو حفص السفکر درمی نے اپنی آخر عمر
میں حشیش مسجد کے لیے بچا پس درم کی وصیت کی یہ واقعات حسامیہ میں ہو۔ جنازہ یا نفش کسی مسجد کیواسطے

لے تو بنانا نہیں
یعنی ایسی چارہائی
کے مانند چیزیں بیرو
بجاوین یا اپنے
صندوق کے تھیں
اور دستور تھا کہ
مسجد کے متعلق اسکو
رکھتے تھے چنے مسجد
حاجت کے لئے کوئی اس
محلہ میں سے کسی
اسپر لا دیا جاتا تھا
مسجد کے لئے
کچھ شیعہ میں یہ
قید ہو اور مسجد
نفع کی موجودہ میں
چھوڑا نہیں جاتا
باقی جاتی رہتے

تھی وہ خراب ہو گئی پس اہل مسجد نے اسکو فروخت کر دیا تو مشائخ نے فرمایا کہ قاضی کے حکم سے بیع ہو نا بہتر ہو اور اگر کسی نے
 یہ ہو کہ قاضی کے حکم بغیر اسکی بیع جائز ہی نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو کہبہ کی دیباچہ اگر کہند ہو گئی تو اسکا
 لے لینا جائز نہیں ہو لیکن سلطان اسکو فروخت کر کے اس سے کہبہ کے امور مین استعانت لیوے یہ سراج
 مین ہو۔ اگر مسجد کے تیل کے واسطے کسی نے وقف کیا تو تمام رات اسکا جلانا جائز نہیں ہو بلکہ اسی قدر جلادے
 جسکی نازیون کی ضرورت ہو پس ہوائی رات تک جائز یا ادھی رات تک جبکہ آہین نماز کے لیے اتنی ضرورت
 ہو یہ سراج الوداع مین ہو اور یہ جائز نہیں ہو کہ تمام رات آہین جلنا چھوڑا جاوے مگر ایسی جگہ جہاں اسکی
 عادت جاری ہو کہ تمام رات آہین چراغ جلتا ہو جیسے بیت المقدس کی مسجد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی مسجد اور مسجد الحرام بیفہ خانہ کہبہ کی مسجد تو انہیں تمام رات جائز ہو یا وقف کنندہ نے تمام رات آہین جلنا
 چھوڑنے کی شرط کر دی ہو جیسے ہمارے زمانہ مین عادت جاری ہو یہ بھرا لائق مین ہو۔ اگر کسی نے مسجد کے
 چراغ سے کتاب پڑھانی چاہی پس اگر مسجد کا چراغ آہین نماز پڑھنی جانے کے لیے جل رہا ہو تو بعض نے کہا کہ
 اس صورت مین کچھ مضائقہ نہیں ہو اور اگر نماز کے لیے اب نہ جلتا ہو مثلاً نمازی لوگ اپنی نماز سے فارغ ہو کر
 اپنے اپنے گھروں مین چلے گئے ہوں اور مسجد مین چراغ جلتا رہ گیا ہو تو مشائخ نے کہا کہ تھائی رات تک اس
 سے کتاب کی تدریس مین مضائقہ نہیں ہو اور تھائی سے زائد مین اسکو تدریس کا حق حاصل نہیں ہو۔ یہ فتاویٰ
 قاضی خان مین ہر فصل دوم مسجد پر وقت اور اسکے مال مین قیم وغیرہ کے تصرف کرنے کے بیان مین۔
 اگر کسی نے چاہا کہ اپنی زمین کو مسجد اور اسکی عمارت پر اور اسکی ضروریات مانند تیل و چٹائی وغیرہ پر بطرح
 وقف کرے کہ اسکو کوئی باطل نہ کر سکے تو یون کہے کہ وقف کر دی مین نے اپنی یہ زمین (اور اسکے حدود)
 بیان کر دے) مع اسکے حقوق و مرافق کے وقف ہو جائی تھیا ت مین اور بعد موت کے بدین شرط کہ اس سے
 غلہ حاصل کیا جاوے اور اسکے غلہ سے پہلے اسکی عمارت مین اور اسکے قوام کی اجرت مین اور اسکی
 بونیت مین خرچ کیا جاوے پھر جو اس سے بڑے وہ مسجد نامان کی عمارت مین واسکے تیل و کورے مین
 اور ہر ایسے کام مین جسہیں مسجد کی بہتری و صلاحیت ہو صرف کیا جاوے اس شرط سے کہ قیم کو اختیار ہو
 کہ آہین اپنی رائے سے تصرف کرے اور جب یہ مسجد اس مال سے مستغنی ہو تو مسلمانوں کے فقرا پر
 صرف کیا جاوے۔ جب اس طرح وقف کر لگیا تو یہ وقف جائز لازم ہوگا کہ کبھی باطل نہیں ہو سکتا ہو یہ ظہیر مین ہو
 ایک شخص نے اپنی زمین ایک مسجد پر وقف کی اور آخر اسکا ساکین کے لیے نہیں کیا تو مشائخ نے اسہیں کلام
 کیا ہو اور مختار یہ ہو کہ بالا جماع سب کے قول مین یہ وقت جائز ہو یہ واقعات معاسیہ مین ہو۔ اگر کوئی زمین
 کسی مسجد کی عمارت یا مقابر کی مرمت پر وقف ہو تو جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ ایک مسجد
 مدرسہ بنانے کے لیے مقام مہیا کیا اور اسکو بنانے سے پہلے اسپر کوئی عمارت وقف کیا تو آہین مٹا خیرین نے
 اختلاف کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ جائز ہو اور جب تک بنارہا ہو اسوقت تک اسکا غلہ فقیروں پر صرف کر دیا
 جائیگا پھر جب بنجاوے تو اسکی طرف پھیر دیا جائیگا یہ فتاویٰ مین ہو۔ مسجد الشہید بننے لگا کہ اگر کسی نے
 بنانا کسی مسجد یا مسلمانوں کے راستہ پر تصدیق کیا تو آہین مشائخ نے کلام کیا ہو اور مختار یہ ہو کہ مثل وقف کے

در بیان مسجد
 و عمارت و مقابر
 و غیرہ

جائز ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے درم دیا مسجد کی عمارت یا مسجد کے نفقہ یا مسجد کی مصلحتوں میں تو صحیح ہو کیونکہ اسکی
 تصحیح اگر بہ طریق وقف ممکن نہ ہو تو مسجد کو ہبہ کرنے کے طور پر تملیک کی تصحیح ممکن ہو اور مسجد کو اس طور پر مالک
 کر دینا صحیح ہو پس قبضہ سے ہبہ پورا ہو جائیگا یہ واقعات حسامیہ میں ہو۔ اگر کسی نے کہا کہ مسجد کے لیے میں نے
 اپنے مال کی وصیت کی تو یہ جائز نہیں ہو مگر آنکہ یوں کہے کہ مسجد پر خرچ کیا جاوے یہ خزانہ مفتین میں ہو۔ نوادر
 بن سماعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ میں نے اپنے تہائی مال کی چراغ مسجد کے واسطے وصیت
 کی تو نہیں جائز ہو بیان تک کہ یوں بھی کہے کہ اس سے مسجد میں چراغ جلا یا جاوے یہ ذخیرہ میں ہو مگر کہا کہ میں نے
 اپنے دار کو مسجد کے لیے ہبہ کر دیا یا مسجد کے لیے دید یا تو صحیح ہو اور یہ تملیک ہوگی اور اس میں سپرد کر دینا شرط ہو
 جیسے کسی نے کہا کہ میں نے یہ تنو واسطے مسجد کے وقف کیے تو بہ طریق تملیک صحیح ہو جبکہ اسکے قیم کو سپرد کر دے
 یہ فتاویٰ عتابیہ میں ہو۔ اگر کہا کہ یہ درخت مسجد کے لیے ہو تو ہو نہیں جائیگا بیان تک کہ قیم کو سپرد کر دے یہ محیط
 میں ہو۔ اگر کوئی زمین کسی مسجد پر اس شرط سے وقف کی کہ جو کچھ اسکی عمارت سے بڑھے وہ فقیروں کے لیے ہو
 پس غلہ جمع ہو گیا اور مسجد کو فی الحال عمارت کی ضرورت نہیں ہو تو کیا یہ غلہ فقیروں کی طرف صرف کر دیا جائیگا
 تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور مختار یہ ہو کہ اگر غلہ اسقدر ہو کہ در صورت مسجد یا زمین وقف کو ضرورت
 تعمیر پیش آنے کے جسقدر ضرورت ہو اسقدر سے اور زیادہ جمع ہو تو بقدر زیادت کے صرف فقرا کو دیا جاوے
 تاکہ وقف بھی محفوظ رہے اور وقف کرنے والے کی شرط بھی پوری ہو جاوے یہ محیط سرخسی میں ہو ایک
 مسجد منہدم ہو گئی اور اسکے غلہ سے اسقدر جمع ہو کہ اسکی تعمیر ہو سکتی ہو تو خصاص نے کہا کہ غلہ مذکور اسکی تعمیر
 میں نہیں اٹھایا جائیگا کیونکہ وقف کتبہ نے اسکی مرمت پر وقف کیا تھا اور حکم نہیں دیا کہ اس سے یہ مسجد
 بنوائی جاوے قال المشرجم یہ حکم غور کے قابل ہو کیونکہ قیاس علی بیان امر منصوص کا معارض ہو اسی واسطے
 کتاب میں فرمایا کہ فتویٰ اس بات پر ہو کہ اس قلعہ سے بنانا بھی جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو شیخ ابو بکر سے
 دریافت کیا گیا کہ کسی نے اپنے تہائی مال کی نیک کاموں کے لیے وصیت کی تو کیا اس سے مسجد میں چراغ جلا یا
 جاوے فرمایا کہ ہاں جائز ہو اور فرمایا کہ چراغ مسجد سے بڑھانا نہیں جائز ہو خواہ ماہ رمضان ہو یا کوئی اور
 مہینہ ہو اور فرمایا کہ اس سے مسجد کی زینت نہ کیجاوے کی یہ محیط میں ہو۔ ایک مسجد کا دروازہ ہوا کے رخ پر ہو پس
 دروازہ میں بوجھار سے پٹھ کا پانی پہونچتا ہو پس وہ خراب ہو جاتا ہو اور لوگوں پر مسجد میں جاننا دشوار ہو جاتا ہو
 تو قیم کو روا ہو کہ وقف کی آمدنی سے مسجد کے دروازے پر چھتا بنواوے بشرطیکہ راستہ والوں کو اس چھتے سے
 ضرر نہ ہو یہ سراجیہ میں ہو۔ فقیہ ابو القاسم سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد کا ایک قیم ہو جسکو قاضی نے اسکے غلات پر
 میم مقرر کیا ہو اور سالانہ اسکے لیے کچھ مقدار معلوم مقرر کر دی ہو تو فرمایا کہ اگر اسکے کام کے اجر مثل کے برابر ہو
 تو اسکو لے لینا حلال ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قاضی نے مسجد کے واسطے کوئی خادم مقرر کیا پس اگر وقف کتبہ سے
 اپنے وقف میں اسکی شرط کر دی ہو تو جائز ہو اور خادم کو اجرت لے لینا حلال ہو گا اور اگر وقف نے شرط نہ کی ہو
 تو جائز نہیں ہو یہ سراج میں واقعات سے نقل ہو۔ متولی کو روا ہو کہ مسجد میں جھاڑو دینے وغیرہ کاموں کے لیے
 کوئی خادم اتنی اجرت پر مقرر کر دے جو ایسے کام کی اجرت ہو اگر تھی ہو اور اگر کچھ زیادتی ہو تو اتنی ہی ہو کہ

غلہ و کسان بقول
 ابن البنا منصوص علی
 الاصلی رکان اعلی
 بہ در علی واحد ۱۲

کوئی اندازہ کرنے والا اتنی بھی انداز کرے اور اگر اس سے بھی زیادہ ہو تو یہ تفری و اجارہ ہی متولی کی طرف سے ہوگا اور اس پر واجب ہوگا کہ اپنے ذاتی مال سے ادا کرے اور اگر اس نے وقف کے مال سے ادا کی تو ضامن ہوگا اور اگر خادم کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ اس نے اسکے مال سے ادا کی ہو تو اسکو لینا حلال نہ ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے مسجد کے متولی پر اس سبب سے حساب رکھنا دشوار ہوگا کہ وہ بے پڑھا لکھا آدمی ہو پس اس نے وقف مسجد کے مال سے کوئی حساب لکھنے والا نوکر رکھا تو جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک مسجد کے واسطے کسی وقف میں اور کئی چیزیں آمدنی آنے کی ہیں اسکے متولی نے چاہا کہ وقف کی آمدنی سے مسجد کے لیے تیل یا چٹائی یا پال یا پکی اینٹیں یا کچھ فرش مسجد کے لیے خریدے تو مشایخ نے کہا کہ اگر وقف کنندہ نے قیم کے لیے اسکی گنجائش دیدی ہو مثلاً کہا ہو کہ قیم اپنی رائے میں جو مصلحت مسجد کے واسطے دیکھے وہ کرے تو اسکو اختیار ہوگا کہ جو مسجد کے واسطے اسکی مصلحت میں آوے خرید کرے اور اگر وقف نے ایسی وسعت نہ دی ہو بلکہ اس نے بلے مسجد یا عمارت مسجد پر وقف کیا تو جو چہنئے ذکر کیا اسکو قیم نہیں خرید سکتا ہے اور اگر وقف کرنے والے کی شرط معلوم ہو تو یہ قیم اپنے سے پہلے قیوم کو دیکھے اگر وہ لوگ مسجد کے وقف سے تیل چٹائی وغیرہ جو چہنئے ذکر کیا ہو خریدتے ہوں تو یہ قیم بھی ایسا ہی کر سکتا ہے ورنہ نہیں کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر وقف کرنے والے نے عمارت مسجد پر وقف کیا تو اس لفظ سے اسکی بنیاد اور کھل و گچ کرنے میں خرچ کیا جائیگا اسکی تزئین میں صرف نہیں کیا جائیگا اور اگر اس نے کہا کہ مصلح مسجد پر وقف ہے تو تیل و بوریا وغیرہ بھی خریدنے جائز ہیں یہ خزائنہ لمفیتین میں ہے۔ قیم کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ جو مسجد کی عمارت پر وقف ہو اس سے اشرف بناوے اور اگر بنوائے تو ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ متولی نے اگر وقف مسجد سے مسجد کی قندیلیں بنوانے میں خرچ کیا تو جائز ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر عمارت مسجد پر وقف ہو تو متولی کو آیا یہ اختیار ہے کہ چھت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی خریدے تاکہ چھت پر سے برمت وغیرہ صاف کر دیا جاوے اور کھل کر دیا جاوے یا یہ اختیار ہے کہ چھت صاف کر نیوالے چہرے دور کرنے والے کو اور مسجد کی جھاڑی ہونی مٹی کے ڈھیر پھینکنے والے کو اس نلہ وقف سے مزدوری دیکر توشیح ابو بصرہ نے کہا کہ ہر وہ امر جسکے ترک کرنے سے مسجد کا خراب ہونے شکستہ و کھنڈل ہو جانا لازم آوے ایسے کرنے کا قیم کو اختیار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ وقف مسجد کی آمدنی سے منارہ بنانا جائز ہے اگر ضرورت ہو تاکہ پڑوسیوں کو خوب سنائی دیوے اور اگر وہ لوگ بدون منارہ کے اذان سننے ہوں تو نہیں کذا فی خزائنہ لمفیتین۔ مترجم لکھتا ہے کہ قولہ لیکون اسمع للھجران مشکل ہے کیونکہ معنی اسم تفضیل کے تفضیلی مراد لینے میں ضرورت ثابت نہیں اور اسی قدر کو ضرورت قرار دینا خلاف ہے پھر آخر کلام کہ سننے ہوں تو نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسم تفضیل سے معنی تفضیلی مقصود نہیں ہیں اور یہی ادب و اقرب ہے کہ حاصل یہ ہوگا کہ اگر پڑوسیوں کو اذان سنائی دے تو منارہ بنوانا جائز ہے ورنہ نہیں و اما علم مسجد کے پہلو میں نارقین ہے جس سے دیوار مسجد کو کھلا ہوا ضرر ہو چکا ہے پس قیم اور اہل مسجد نے چاہا کہ مال مسجد سے دیوار مسجد کے پہلو میں حصن بنادیں جس سے ضرر دفع ہو تو مشایخ نے کہا کہ اگر مصلح مسجد پر وقف ہو تو قیم ایسا کر سکتا ہے کیونکہ یہ مصلح سے ہے اور اگر عمارت مسجد پر وقف ہو تو نہیں کر سکتا ہے کیونکہ یہ عمارت مسجد نہیں ہے کذا فی

منارہ
چھت
پڑوسی
بے

فتاویٰ قاضی خان اور امیر جو امام ظہیر الدین نے کہا کہ وقف عمارت مسجد پر اور وقف مصالح مسجد پر دونوں
 یکساں ہیں یہ نفع القدر میں ہے۔ متولی مسجد کو یہ اختیار نہیں ہے کہ چراغ مسجد کو اپنے گھر لٹکاوے اور یہ اختیار ہے
 کہ گھر سے اسکو مسجد لاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ قیمت کو اختیار نہیں ہے کہ جنازہ خریدے یعنی جس پر دے کہ
 ٹا کر مقبرہ بجاتے ہیں اسکو مال وقف مسجد سے نہیں خرید سکتا ہے اس غرض سے کہ مسجد کے متعلق رہے اگرچہ
 وقف کنندہ نے وقف مسجد میں یہ ذکر کر دیا ہو کہ قیمت جنازہ خریدے کذا فی السراجیہ قلت یعنی وقف کنندہ کی ایسی جائز
 اسکی نادانی سے ہو فافہم۔ اگر قیمت نے حاصلات وقف مسجد سے کپڑا خرید کر مسکینوں کو دیا تو جائز نہیں ہے اور جو کچھ اسنے
 مال وقف سے دام دیے انکا ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ قیمت نے اگر حاصلات وقف مسجد سے کوئی دوکان
 اس غرض سے خریدی کہ کرایہ پر چلائی جاوے اور ضرورت کے وقت فروخت کر دیاوے تو جائز ہے بشرطیکہ اسکو خرید
 کی اجازت حاصل ہو اور جب یہ جائز ہو تو وہ اسکو فروخت کر سکتا ہے نہ سراجیہ میں ہے قلت اشی رہا لایزوج خدا
 علی الاکان علیہ من اقیمۃ فالصواب تفصیل اوان یا مرہ القاضی فعلیک بالتمائل عند الفتوۃ مسجد کے قیمت کو رد نہیں ہے
 کہ حد مسجد میں یا فاسے مسجد میں دوکانیں بنواوے کیونکہ مسجد جب دوکان و مسکن کی گئی تو اسکی حرمت ساقط ہو جائیگی
 اور یہ جائز نہیں ہے اور فاسے مسجد تاج مسجد ہو پس اسکا حکم بھی مسجد کا حکم ہے یہ محیط حسنی میں ہے۔ متولی مسجد نے
 اگر آمدنی وقف مسجد سے جو اسکے پاس جمع تھی ایک حویلی خرید کر موزن کو حوالہ کی کہ اس میں رہا کرے پس اگر موزن
 کو معلوم ہو جاوے کہ اسنے ایسی آمدنی سے خرید کر دیدی ہے تو اسکو اس حویلی میں رہنا مکروہ ہے کیونکہ یہ حویلی
 حاصلات وقف سے ہے اور امام و موزن کو ایسی حویلی میں رہنا مکروہ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ قال
 المشرع یہ شاید بنا بر نیکی امامت و اذان کی اجرت یا جہ منفعت مکروہ یا یہ مال غصب ہو فافہم اگر قیمت نے چاہا کہ وقف
 مسجد کی آمدنی کچھ اس مسجد کے امام یا موزن پر صرف کرے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے الا اس صورت میں کہ وقف کنندہ نے
 وقف میں ایسی شرط کر دی ہو یہ وغیرہ میں ہے۔ اگر وقف کنندہ نے وقف میں شرط کر دی کہ اسکی حاصلات سے
 اسقدر مقدار معلوم امام مسجد کو دیا جاوے تو امام کو یہ مقدار جو معلومہ بیان کر دی ہو دیا جائیگی بشرطیکہ وہ فقیر ہو
 اور اگر وہ غنی ہو تو اسکو لینا حلال نہیں ہے اور غنتھا جو اذان دیتے ہوں انکا حکم بھی اسی تفصیل سے ہے یہ خلاصہ
 میں ہے۔ اگر مسجد کے غلہ کو یا مسجد کی ٹوٹن کو اس مسجد کے نازیوں نے بدون حکم قاضی کے فروخت کیا تو صحیح ہے کہ
 کہ یہ جائز نہیں ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ اگر مسجد کی دیوار اسکے پہلو کے پانی سے جو شائع میں ہے اور وہ اب شائع
 ٹوٹ گئی یعنی پانی پینے کے گھاٹ سے پانی کی تری پا کر ٹوٹ گئی یا نہر کا کنارہ ٹوٹ جانے سے پانی چرے
 کی وجہ سے ٹوٹ گئی پس آیا حاصلات مسجد سے نہر کی تعمیر و مرمت میں صرف کیا جاوے یا نہیں تو فقیر ابو جعفر
 نے فرمایا کہ جو کچھ عمارت و مرمت نہر میں خرچ کیا جاتا ہو اگر وہ مسجد کے ستون وغیرہ کی عمارت سے نہیں بڑھتا
 ہے بلکہ اسی میں ہے تو جائز ہے اور مسجد والوں کو روا ہوگا کہ اس صورت میں نہر والوں کو نہر سے نفع لینے سے روکنا
 جب تک کہ وہ لوگ انکو اس عمارت کی قیمت نہ دیدیں پس یہ قیمت اسی مسجد کی عمارت میں صرف کی جاوے گی اور اگر
 چاہیں تو نہر والوں سے پہلے اطلاع کر دیں کہ انہی نہر درست کروا دیا جائے ورنہ نہر نہ کریں یہاں تک کہ مسجد
 کی دیوار گر جاوے یا ٹوٹ جاوے تو ان لوگوں سے منہدم کی قیمت تاوان لینا یہ فتاویٰ قاضی خان

مسجد میں کتا ہون کہ کچھ
 کوئی چیز عین کو وقف
 دواغ نہیں باقی ہے
 جس طرح کہ کتا ہون
 فقیر میں صواب ہے کہ
 فقیر میں بیان کیا جاوے
 ہے کہ کتا ہون کو
 اس وقت توئی تالی
 ۱۱۶۹

میں اور ستمش الامامہ علوانی جرنے اپنے نفقات میں مشائخ ملج رحمہ اللہ قمر سے نقلاً ذکر کیا کہ جب مسجد کے لیے چند روپے
 دیے اور اسکا کوئی متولی نہیں ہو پس محلہ والوں میں سے ایک شخص ان اوقات کی پرداخت پر کھڑا ہو گیا اور
 اسنے انکی حاصلات سے بوریاد پیاں وغیرہ جسکی مسجد کو ضرورت ہوئی اُسپر خرچ کیا تو نبیامینہ وہیں اللہ تعالیٰ بے لیل
 استخوان جو کچھ اسنے کیا اسین اُسپر ضمان نہیں ہو لیکن اگر حاکم کو اسکے فعل کی خبر ملی تھی اور اس شخص نے اسکے
 سامنے اسکا اقرار کیا تو حاکم اس سے ضمان لےگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ وقف مسجد کی حاصلات سے جو فاضل بچے وہ
 فقیروں پر صرف کیا جائیگا یا نہیں تو ایک قول یہ ہو کہ نہیں صرف کیا جائیگا اور یہی قول صحیح ہے پس فاضل مال سے
 مسجد کے لیے کوئی ایسی چیز خریدی جاوے جس سے کرایہ وغیرہ حاصلات آیا کرے یہ محیط میں ہو۔ تادم
 ستمش الاسلام محمود اوزر ہندی سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد والوں نے اسکے وقفون میں تصرف کیا ہے جو مالاک
 وقف کی تھیں انکو اجارہ پر دیدیا اور اسکا متولی موجود ہو تو فرمایا کہ اسکا تصرف جائز نہیں ہو لیکن حاکم ان تصرفات
 میں سے اس تصرف کو حسین مسجد کے واسطے مصلحت ہووے پورا کر دیگا پھر پوچھا گیا کہ بھلا تصرف کرنے والا اگر
 ایک ہو یا دو ہوں تو کچھ فرق ہوگا۔ فرمایا کہ تصرف کرنے والا ضرور ہو کہ محلہ کا رئیس اور اسین متصرف ہو یہ ذخیرہ
 میں ہو۔ ثماوہ نسفہ میں ہو کہ شیخ جہ سے سوال کیا گیا کہ مسجد کی عمارت کے لیے اہل علاقہ نے وقف مسی کو فروخت
 کر دیا تو فرمایا کہ کسی طرح جائز نہیں ہو خواہ قاضی کے حکم سے بیجا ہو یا بغیر حکم قاضی بیجا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ نوادہ نمبر ۱۰
 النسفی جہ میں ہو کہ مسجد والوں نے وقف مسجد کی حاصلات سے عمار خریدی پھر عمارت کو فروخت کیا تو مشائخ نے
 اتلی بیج جائز ہونے میں اختلاف کیا اور صحیح یہ ہو کہ جائز ہو کذا فی الفیاشیہ۔ اگر ایک قوم نے مسجد بنائی اور انکی
 لادریوں میں سے کچھ بچے راؤ مشائخ نے فرمایا کہ جو کچھ بچے راؤ وہ اسی کی عمارت میں جب ضرورت ہو صرف کیا
 جاوے اور اسکے تیل و چٹائی میں صرف ہوگا اور یہ سب اسوقت ہو کہ جب انھوں نے متولی کو سپرد کیا ہو
 کہ اس سے مسجد بنوادے اور اگر سپرد نہ کر دیا ہو تو جو کچھ فاضل بچے وہ انھیں کا ہوگا اسکو جو چاہیں کریں کذا فی
 البھار الرایت عن الاسحاق۔ مسجد پر وقف کی زمین ایسی ہوگی کہ زراعت نہیں کیجاتی ہو اسکو ایک شخص نے عامسین
 کے لیے حوض کر دیا تو مسلمانوں کو اس حوض کے پانی سے انتفاع نہیں جائز ہو کذا فی الفقیہ۔ ایک مال ہو کہ راہ خیر
 اور غیر میں فقرار ہو وقف ہو اور ایک مال ہو کہ جامع مسجد پر وقف ہو اور دونوں مالوں کے غلہ بیٹھے حاصلات سے
 اموال مجتمع ہووے پھر اسلام پر کوئی سختی پیش آئی مثلاً کفارہ دم نے حملہ کیا اور اس حادثہ میں خرچہ کی ضرورت ہوئی
 تو اسکے حکم میں تفصیل یہ ہو کہ جو غلہ وقف جامع مسجد کا ہو اگر مسجد نہ ہو رکوئی ضرورت ہو تو قاضی کو روا ہوگا کہ اس
 حادثہ میں اسکو صرف کر دے لیکن بطریق فرض کے دیوے تاکہ کافرون پر فتح ہونے کے وقف مال غنیمت سے اسکو
 واپس لیوے اور جو غلہ کہ وقف الفقرا کا ہو اسین تین صورتیں ہیں اول آنکہ مختا جن پر صرف ہووے دوم یہ کہ
 مالدار مسافرون پر صرف ہووے سوم یہ کہ مالداروں پر جو مسافر نہیں ہیں صرف ہووے تو پہلی و دوسری
 صورت میں بدون طریقہ فرض کے حادثہ مذکور میں دیدینا جائز ہو اور تیسری صورت میں دو قسمین ہیں اول قسم
 یہ کہ مسلمان قاضیوں میں سے کوئی ایسے وقف کو جائز سمجھتا ہو اور قسم دوم یہ کہ کوئی جائز نہ جانتا ہو پس قسم
 اول میں بدون طریقہ فرض کے حادثہ میں دیدینا جائز ہو اور دوم میں بطریق فرض دے سکتا ہو پس مال

غیمت سے واپس لیگایہ واقعات حساسیہ میں ہیں۔

بارھوا ان باب رابطات و مقابر و خانات و حیاض و طرق و سقایات کے بیان میں اور مقبرہ کے بار میں قوت کے اشجار وغیرہ کی طرف رجوع ہونے والے مسائل کے بیان میں۔ رابطات جمع رابطہ جو سرحد اسلام یعنی ملک کفار پر جو سرسے و قلعہ کے طور پر وقف ہو کہ اس میں مجاہدین رہیں و اپنے گھوڑے باندھیں اور کبھی جہاد کے سفر میں منزل کرنے کے معنے میں بھی آتا ہو کما صح فی الحدیث رابطہ یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا و ما فیہا۔ مقابر جمع مقبرہ گورستان۔ خانات جمع خان یعنی کاروان سرائے اور وہ کبھی وقف ہوتی ہیں اور اسکا بڑا ثواب ہو۔ حیاض جمع حوض جو پانی پینے کے واسطے جایا بنا دیتے ہیں۔ طرق جمع طریق راستہ۔ سقایات جمع سقایا جو پانی لینے و پینے کے لیے بنا دیتے ہیں کہ مسافر وغیرہ آدمی اس سے پانی پین کر نجات حاصل کر سکیں کہ اس سے جانور دن کو بھی پلاتے ہیں اور شکل میں اختلاف ہو اور شرائط کبھی متحد ہو جاتے ہیں و قدر فی موضع شئی مانہ کفایت جس کسی نے مسلمانوں کے لیے کوئی سفایہ بنایا یا کاروان سرائے بنائی تبسمین مسافر رہتے ہیں یا رابطہ بنائی یا اپنی زمین مقبرہ کر دی تو اسکی ملک اس سے زائل نہ ہوگی یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک کوئی قاضی حاکم اسکا حکم دیسے کذا فی الہدایہ یادہ شخص اپنی موت کے بعد ایسا کرنے کو باضانت کے تاکہ وصیت ہو جاوے پس بعد موت کے لازم ہو جائیگا اور اسکو اختیار ہو کہ موت سے پہلے اس سے رجوع کرے بنا بریکہ جو وقف الفقراء میں گذر چکا کذا فی القدر اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے قول ہی سے اسکی ملک ان چیزوں سے زائل ہو جائیگی جیسا کہ اسکی اصل ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اگر لوگوں نے سقایہ سے پانی پیا اور خان میں رہے یا رابطہ میں اترے اور مقبرہ میں مردہ دفن کیا تو وقف کنندہ کی ملک زائل ہو گئی اور ایک ہی آدمی کے ظل پر اتقا کیا جائیگا کیونکہ جنس انسان تمام کا فعل معتذر ہو اور یہی حال کعبہ میں و حوض میں ہو قال المتخرج بالجلد امامہ کے نزدیک اس شخص کے قول کے ساتھ خبر و وقف ہو انہیں سے کسی کا فعل بطریق ارتفاع بھی پایا جاوے فانہم۔ اور اگر اسنے ان وجوہ میں متولی کو سپرد کر دیا تو تسلیم صحیح ہو۔ کذا فی الہدایہ اور مبسوط میں مذکور ہو کہ ان مسائل میں حدیثیں ہی کے قول پر فتویٰ ہو اور اسی پر امت کا اجماع ہو یہ مضمرات میں ہیں۔ مضائقہ نہیں کہ حوض و کنوئین سے پانی پینے اور اپنے چوپایہ کو پلاوے خواہ اونٹ و گھوڑا وغیرہ کوئی ہوا و اس سے وضو کرے یہ ظہیر میں ہے۔ اگر سقایہ پانی پینے کے واسطے کر دیا ہو پس کسی نے اس سے وضو کرنا چاہا تو انہیں مشائخ نے انکشاف کیا ہو۔ اور اگر حوض کے لیے وقف ہو تو اس سے پینا نہیں جائز ہو اور جو پانی کہ پینے کے واسطے مہیا کیا گیا ہو چنانچہ حوض تک تو اس سے وضو کرنا نہیں جائز ہو یہ خزائنہ المفیتین میں ہے۔ اور اسی طرح اگر اپنے دار کو مساکین کے لیے مسکن کر دیا اور کسی متولی کے سپرد کر دیا جو اسکی پرداخت کرتا ہو تو وقف کنندہ کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہو۔ اسی طرح اگر کہ میں کسی کا گھر ہو پس اسنے حج کرنے والوں یا عمرہ کرنے والوں کے لیے مسکن کر دیا اور کسی متولی کو دیا کہ اسکی اصلاح پر قیام کرے اور جبکو چاہے بساوے تو اسکو اس میں رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہو اسی طرح اگر سرحد اسلام یعنی سرحد کفار پر اسکا کوئی احاطہ ہو جبکو اسنے غازیوں و رابطہ والوں کے لیے مسکن کر دیا اور اسکو ایک متولی کو دید یا جو اسکی پرداخت کرے تو وہ اس سے رجوع نہیں کر سکتا اور جب وہ مرجاوے تو اس سے میراث

لحاظ اسکی راہ میں ایک روز مسافر کی گناہ شئی کرنا دینا مستحب اور چونکہ اس میں ہر شئی سے بہتر ہے ۱۲

ہوگا اگرچہ اس احاطہ میں کسی نے سکونت نہ کی ہو یہ محیط میں ہے۔ پھر ان چیزوں سے نفع اٹھانے میں غنی و فقیر کے درمیان کچھ فرق نہیں ہو بیان تک کہ کاروان سرائے و رباط میں اترنا اور سقاہ سے پانی پینا اور مقبرہ میں دفن کرنا ہر ایک کو جائز ہے خواہ غنی ہو یا فقیر یہ تمیز میں ہے کسی دار یا زمین کا غلہ اگر غازیوں کے لیے کر دیا گیا تو ان سے نہیں لے سکتا مگر وہی غازی جو محتاجوں کے شمار میں ہو یہ خزانہ بے مفتین و قناد سے قاضی خان میں ہر خصانہ مرحلے اپنے وقت میں لکھا کہ اگر آدمی نے اپنا گھر غازیوں کے رہنے کی واسطے کر دیا پس گھر کے بعض ٹکڑے میں بیٹھے غازی رہے اور بعض ٹکڑے یوں ہی خالی پڑے رہے اس میں کوئی نہیں رہا تو اس وقت کے نیم کو چاہیے کہ اس گھر میں سے جس ٹکڑے میں رہنے کی حاجت نہیں ہو اسکو کرایہ پر دیدے اور اس اجرت کو اس گھر کی عمارت میں صرف کرے پھر جو اسکے بعد فاضل بچے اسکو فقیروں و مسکینوں پر صرف کر دے یہ محیط میں ہے۔ نوادریں ہیں کہ اگر کوئی خان بنایا اور اسکی مرمت کی ضرورت ہوئی تو امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ اس میں سے ایک کونہ ایک بیت یا دو بیت ملحدہ کر کے اسکو کرایہ دیدے اور اس کرایہ کو اسی پر خرچ کر دے اور امام محمد رحمہ اللہ سے دوسری روایت میں ہے کہ لوگوں کو ایک سال اس میں اترنے کا اعلان کر دے اور دوسرے سال اسکو کرایہ دیدے اور اسی کی اجرت سے اسکی مرمت کرے اور ایسے ہی اگر اپنے گھوڑے کو راہ انہی میں جس کر دیا پس اگر اسپر کوئی جادو کرے سوار ہو تو وہ سوار ہو اور اسکو دانہ چارہ دیدے اور اگر کوئی سوار ہونے والا نہیں ملا تو اس زمانہ میں اسکو اجارہ دیکر اسکی اجرت سے دانہ چارہ دے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور فقہ میں ہے کہ اگر کوئی اجارہ لینے والا بھی نہیں ہو تو امام اسکو فروخت کر کے اسکے دام رکھ چھوڑے حتیٰ کہ جب ضرورت ساری ہو تو ان داموں سے گھوڑا خریدا کر دیدے کہ اسپر جادو کیا جاوے یہ محیط میں ہے۔ خصانہ مرحلے کہا کہ اگر اپنے گھر کو حاجیوں کا مسکن کر دیا تو مجاورین کو اس میں رہنے کا اختیار نہیں ہے اور جب موسم حج گذر جاوے تو اسکو کرایہ پر دیکر اسکی اجرت سے اسکی مرمت میں خرچ کرے اور جو کچھ بچ رہے اسکو مساکین پر بانٹ دے یہ ظہیر میں ہے۔ ایک نے مسلمانوں کے لیے رباط بنایا اس شرط پر کہ جب تک وہ زندہ ہو اسی کے قبضہ میں رہے تو کوئی شخص اسکے قبضہ میں سے نہیں نکال سکتا ہو جب تک اس سے کوئی ایسا امر ظاہر نہ ہو جو اسکے ہاتھ سے نکال لینے کا مستوجب ہو جیسے مثلاً وہ اس میں شراب پیا ہو یا اسی کے مانند اور کوئی فسق کا کام جہنم رحلے الہی نہ نہیں ہو اس میں کرنا ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ گانوں والوں کی زمین ہو جنہوں نے اسکو مقبرہ کر دیا اور اس میں مردہ دفن بھی کر دیا گیا پھر گانوں والوں میں سے ایک نے اس مقبرہ میں کوئی عمارت بنائی تاکہ اس میں کچی افشین اور قبر کے ضروریات و لھو دے کے آلات رکھے اور اس میں ایسے شخص کو بٹھا دیا جو اسباب مذکور کی حفاظت کرے اور یہ کام سب گانوں والوں یا بعض کی بغیر ضمانت کیا تو مشائخ نے کہا کہ اگر مقبرہ میں وسعت ہو ایسی کہ اس مکان کی زمین پھر کھٹنے سے ٹکلی نہ آوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور بنانے کے بعد پھر اگر لوگوں کو اس جگہ کی ضرورت ہو تو عمارت و در کر کے اس میں دفن کیا جاوے یہ قناد سے قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے وصیت کر دی کہ میرے مال سے تھائی نکالو اس میں سے ایک چوٹھائی تو فلان شخص کو دیا و اور تین چوٹھائی میرے اقربا اور فقرا کو دو پھر اسے کہا کہ اس رباط والوں کو محروم نہ چھوڑنا اور یہ لوگ مساکین ہیں جو اس رباط میں رہتے ہیں تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ قرابت والے

بیت میں
دن

داخل جہاز و شمار میں دوم آنکہ داخل شمار نہیں ہیں پہلی صورت میں ہر ایک قرابت کو ایک حد و شمار کیا جاوے اور
 فقار کو ایک حد و شمار باطیون کو ایک حد و شمار اگر قرابتی دیش ہوں تو نہائی مال کے تین چوتھائی کے بارہ جزو کیے
 جاوے جہین سے دیش جزو تو اہل قرابت کو اور ایک حصہ فقار کو اور ایک جزو باطیون کو دیا جاوے اور وہی
 صورت میں اس تین چوتھائی کے تین سہام کیے جاوے قرابت و فقار و باطیون میں سے ہر ایک کو ایک حصہ
 دیا جاوے یہ واقعات حسامیہ میں ہو۔ اگر کسی شخص نے ایک موضع خریدا اور اسکو مسلمانوں کا راستہ کر دیا
 اور اسپر گواہ کر دیے تو یہ صحیح ہو اور اسوقت کے پورے کے لیے مسلمانوں میں سے ایک کا گذر جانا ایسے
 عالم کے قول پر شرط ہو جو واقعات میں سپرد کرنا شرط کتنا ہو یہ ظہیر میں ہو۔ ہلال رحمت نے کہا کہ اسی طرح جو کوئی مسلمان
 کے لیے پل بناوے اسکا بھی حکم ہو اور لوگ اس میں راستہ چلیں اور اسکی عمارت و ارٹان و وقف کی میراث
 نہوگی ورنہ حالیکہ وہ وقف ہو چکی ہو کہیں بطلان میراث میں صغیر پل کی عمارت کو مخصوص کر دیا کہ انی الذ خیرہ
 اور حاکم ہر وہ رحم سے منقول ہو کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحم سے نوادر میں روایت پائی کہ امام نے مسجد کی طرح مقبرہ
 و راہ کا وقف بھی جائز جانا اور ایسے ہی چھوٹا پل جسکو کوئی مسلمانوں کے لیے بناوے اور اس میں لوگ گذر جاوے
 اور اسکی عمارت و ارٹان و وقف کی میراث نہوگی کہیں بطلان میراث کے لیے پل کی عمارت کو خاص کیا اور
 مشائخ نے کہا کہ اس شخص میں تاویل یہ ہو کہ یہ باعتبار عادت کے ہو کہ زمین و بان کی وقف کنندہ کی ملک نہیں
 ہیں جب پل کا مقام اسکی ملک نہوا تو عمارت کی ٹوٹن میں میراث کا احتمال تھا پس تخصیص کر کے بطلان میراث کی
 نفی کی اور ظاہر یہ ہو کہ آدمی نہ عام پر پل بنا دیتا ہو پس موضع کے سواے خالی عمارت اسکی ملک ہونی ہو جسکو
 وقف کر دیتا ہو۔ اور یہی مسئلہ لیل ہو کہ عمارت کا وقف بدون اہل کے جائز ہو باوجود کہ دار میں عمارت کا وقف
 بدون زمین کے نہیں جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو مشرکون کا ایک مقبرہ تھا اسکو لوگوں نے مسلمانوں کا
 مقبرہ بنانا چاہا پس اگر مشرکین کے قبور اور اجسام کے نشانات مٹ گئے ہوں تو ایسا کرنے کا مضائقہ نہیں ہو
 اور اگر انکے آثار باقی رہے ہوں مثلاً انکی ہڈی کچھ نکل آئے تو کھود کر وہ دفن کر دیا جاوے پھر وہ مسلمانوں کا مقبرہ
 کر دیا جاوے کیونکہ بدینہ منورہ میں جہان مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو وہ مشرکون کا مقبرہ تھا پس کھود کر
 وہ مسجد کر دیا گیا یہ مضمرات میں ہو۔ اگر ایک شخص کسی مفتی کے پاس آیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی جناب
 میں تقرب حاصل کروں پس کہا میں مسلمانوں کے لیے رباط بناؤں یا غلاموں کو آزاد کروں اور یا اسے مفتی سے
 کہا کہ میں اپنے احاطہ سے تقرب حاصل کرنا چاہتا ہوں پس کہا کہ میں اسکو فروخت کر کے اسکے دام صدقہ کروں
 یا دامن سے غلام خرید کر انکو آزاد کروں یا میں اسکو مسلمانوں کے لیے گھر کروں انہیں سے کون افضل ہو
 تو مشائخ نے کہا کہ اسکو جواب دیا جاوے کہ اگر تو رباط بناوے اور اسکی عمارت کے لیے آمدنی کی کوئی چیز
 وقف کر دے تو رباط افضل ہو کیونکہ یہ دائمی ہو اور اسکا نفع عام ہو اور اگر تو رباط کے لیے آمدنی کا کوئی وقف
 نہ کرے تو رباط نہیں بلکہ اسکو فروخت کر کے اسکے دام مساکین پر صدقہ کر دے کہ انی فتاویٰ قاضی خان اور
 اس سے اُسٹر کر فضیلت میں یہ ہو کہ کہا اسکے دامن سے غلام خرید کر انکو آزاد کر دے یہ ظہیر میں ہو۔ بڑا نہ یہ
 میں ہو کہ ارٹھی کا وقف کر دینا اسکو بیچ کر اسکے دام صدقہ کر دینے سے اچھا ہو یہ بحوالہ رائق میں ہو۔ میت کو دفن

یہ وقف عمارت کی طرح
 دار و ثون کی میراث
 نہیں ہو سکتی ہو

کرنے کے بعد خواہ مدت بہت گزرے یا تھوڑی اُسکو بغیر عذر نکالنا نہیں روا ہوا ان عذر کی وجہ سے نکالنا جائز ہے اور
 عذر یہ ہو کہ وہ زمین غصب کی ہوئی ظاہر ہو یا شفعہ اسکو شفعہ میں لے لے یہ واقعات حسامیہ میں ہو۔ قول ظاہر
 یہ حکم مدت قصیر کے حق میں جب تک کہ لاش سڑ جائے گا احتمال ہو یا عند وق میں ہو یا نکالنا ممکن ہو واللہ تعالیٰ اعلم
 ایک رباط کے جانور بہت ہو گئے اور انکا خرچہ بڑھ گیا تو قیام نہیں سے کچھ فروخت کر سکتا ہو کہ انکے دام باقیوں کے
 واندہ چارہ اور رباط کی مرست میں خرچ کرے یا نہیں پس اسکے حکم میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ان جانوروں
 سے بعض کے سن ایسے دراز ہو گئے کہ جس واسطے وہ رباط میں مربوط ہوئے تھے اس کام میں نہیں آسکتے ہیں تو
 اس صورت میں اُسکو ایسے جانور فروخت کرنے کا اختیار ہو دوم یہ کہ ایسے نہ ہوں تو اس صورت میں فروخت
 نہیں کر سکتا و لیکن اس رباط میں بقدر حاجت جانور رہنے دے اور باقیوں کو ایسے رباط میں باندھے جو اس
 رباط سے سب سے قریب ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ شمس الاسلام محمود اور جندی رت سے سوال کیا گیا کہ ایک مسجد
 اسکے واسطے کوئی قوم باقی نہیں رہی اور گرداسکا خراب ہو گیا اور لوگ اُس سے بے پردا ہو گئے تو اُسکا
 مقبرہ کر دینا جائز ہو یا نہیں۔ تو فرمایا کہ نہیں جائز ہے اور کھن میں سے پوچھا گیا کہ کانون میں مقبرہ ہو وہ نابود ہو گیا
 اور آہیں مردوں کا اثر مانند ہڈی وغیرہ کے کچھ نہیں رہا تو اُسکا جو تپا ہونا اور استغلا لیا جائز ہو یا نہیں تو فرمایا
 کہ نہیں اور وہ مقبرہ کے حکم میں ہو کذا فی المحيط پس اگر آہیں گھاس لگی ہو تو کاٹ کر جو پاؤں کے پاس
 ڈال دی جاوے اور چوپایہ آہیں نہ چھوڑے جاوے یہ سب رائق میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی زمین کو مقبرہ کر
 یا سرے بنادی اس طرح کہ اس سے آمدنی آوے یا لوگ راکرین تو اس سے خراج سا قضا ہو جائیگا اگر وہ
 زمین خرابی ہو اور یہی صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک عورت نے اپنی قطعہ زمین کو مقبرہ بنا دیا
 اور اپنے قبضہ سے نکال دیا اور آہیں اپنے بیٹے کو دفن کیا اور یہ قطعہ زمین مقبرہ کے لائق اس وجہ سے نہیں
 کہ قریب اُسکے پانی کا غلبہ ہونے سے وہاں تک تری ہو چکر فاسد کرتی ہو پس اُسے اُسکو فروخت کرنا چاہا
 تو دیکھا جاوے کہ اگر کم بگاڑ ہونے کی وجہ سے لوگ آہیں دفن کرنے سے بالکل بے رغبت نہیں ہیں تو وہ بیع
 نہیں کر سکتی ہو اور اگر بہت بگاڑ ہونے کی وجہ سے لوگ آہیں دفن کرنے سے بے رغبت ہوں تو وہ بیع کر سکتی
 ہو اور جب اُسے بیع کر دی تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اسکو اپنے بیٹے کی لاش نکال لیجانے کا حکم کرے کذا فی
 المضمرات عن الکبریٰ۔ ایک نے مقبرہ میں اپنے واسطے قبر کھود رکھی تو کیا دوسرے کو یہ اختیار ہو کہ آہیں
 اپنا مردہ دفن کر دے تو مشائخ نے کہا کہ اگر مقبرہ میں دعوت ہو تو مستحب ہو کہ جسے کھودی ہو اسکو زحمت
 نہ دے اور اگر دعوت نہ ہو تو دوسرا آہیں اپنا مردہ دفن کر سکتا ہو اور یہ ایسا ہے جیسے کسی نے مسجد میں
 بچھا یا رباط میں اُترا پھر دوسرا آیا پس اگر اس جگہ دعوت ہو تو چاہیے کہ پہلے شخص کو زحمت نہ دے۔ اور اگر
 دوسرے شخص نے ایک تھریں اپنا مردہ دفن کر دیا تو شیخ ابو نصر جسے کہا کہ اسکو یہ مکروہ نہیں ہو یہ ظہیر میں
 ہو۔ کوئی میت ایک شخص کی زمین میں بدون اجازت مالک کے دفن کی گئی تو مالک کو اختیار ہو چاہے اُس پر
 ہو اور چاہے میت نکالنے کا حکم کرے اور اگر چاہے زمین برابر کر کے اس پر زراعت کرے اور اگر کسی نے
 ایک قبر کھودی اسے مقبرہ میں جسکین اسکو اپنے لیے کھودنا مباح تھا پھر آہیں دوسرے نے اپنا مردہ دفن کر دیا

یہودی
 پوچھا گیا
 کہ اگر وہ
 مقبرہ ہو
 تو کیا
 بیع کر سکتی
 ہے

تو وہ قبر سے نہیں اٹھاڑا جائیگا بلکہ دوسرے شخص اسکے لکھو منے کی قیمت لینے اجرت کا ضامن ہو گا پس ایسے حکم سے دونوں کا حق محفوظ ہوا کذا فی خزانة الحفین والمیط۔ ایک قوم نے دریائے حجون کے کنارے جو زمین مردہ پڑی تھی اسکو زندہ و مہور کیا اور سلطان اسے عشر لیا کرنا تھا اور اسکے قرب میں ایک رباط ہو پس رباط کے متولی نے سلطان سے گزارش کی پس سلطان نے یہ عشر اسکے واسطے چھوڑ دیا تو کیا متولی کو اختیار ہو کہ اس عشر کو اس رباط کے موذن پر صرف کرے لینے اسکے کھانے کپڑے ہیں اس عشر سے مردے اور کیا موذن کو روا ہو کہ جو عشر سلطان نے مباح کر دیا ہو اسکو لیسوے تو فقیر ابو جعفر نے کہا کہ اگر موذن محتاج ہو تو اسکو حلال ہو اور متولی کو روا نہیں ہو کہ اس عشر کو تعمیر رباط میں صرف کرے بلکہ فقط فقرار پر صرف کر سکتا ہو اور اگر اسنے محتاجوں پر صرف کیا پھر انھوں نے اپنی طرف سے رباط کی تعمیر میں صرف کیا تو جائز اور بہتر ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اسی طرح زکوۃ کا مال ہو کہ اگر متولی نے اسکو مسجد بنانے میں یا پل بنانے میں صرف کرنا چاہا تو نہیں جائز ہو اور اگر اسکا حیلہ چاہا تو حیلہ یہ ہو کہ متولی اسکو فقیروں پر صدقہ کر دے پھر فقیر لوگ اسکو متولی کو دیدین پھر متولی اسکو اس عمارت میں صرف کرے یہ ذخیرہ ہیں ہو۔ ایک رباط میں پھل ہیں تو کیا اس میں اترنے والوں کو روا ہو کہ اس میں سے تناول کریں تو اس میں دو صورتیں ہیں اول یہ کہ ان پھلوں کی قیمت نہو جیسے شہتوت وغیرہ۔ دوم یہ کہ انکی قیمت ہو پس اول صورت میں کھا لینا روا ہو اور دوسری صورت میں اس سے احتیاط کرنا زراہ دیانت و تقویٰ کے بہتر ہو کیونکہ احتمال ہو کہ شاید وقت کنندہ نے یہ پھل اترنے والوں کے لیے نہیں بلکہ فقیروں کے لیے وقف کیے ہوں اور یہ اس وقت ہو کہ یہ معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہو کہ یہ فقیروں پر وقف ہو اترنے والوں پر وقف نہیں ہو تو فقیروں کے سوائے کسی کو اسکا کھانا حلال نہیں ہو کذا فی الوقعات الحسامیہ قلت اس میں اشارہ ہو کہ اترنے والا اگر فقیر ہو تو اسکو بھی روا ہو فافهم والله اعلم تناوی ابو الیثین ہو کہ ایک شخص نے دار عمران کے خادم کو درم دیے کہ انکے عوض گوشت روٹی خرید کر اس دار کے رہنے والوں کو تقسیم کر دے اور دار عمران وہ دار ہو جس میں فقراء و مساکین رہتے ہیں پھر خادم کو اس روز گوشت روٹی کی ضرورت نہوئی اور خادم نے اس سے پہلے اُدھار گوشت روٹی خریدی تھی پس اسنے یہ درم اُدھار میں ادا کر دیے تو وہ ضامن ہو گا کذا فی المیط۔ مسائل جو مقبرہ و زمین وقت کے اشجار وغیرہ کی طرف راجع ہیں۔ ایک مقبرہ میں بڑے بڑے درخت لگے ہیں تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ زمین کو مقبرہ بنانے سے پہلے اس میں یہ درخت لگے ہوں دوم یہ کہ مقبرہ بنانے کے بعد لگے ہوں۔ پس اول صورت میں مسئلہ کی دو قسم ہیں قسم اول آنکہ اس زمین کا کوئی مالک تھا جسے مقبرہ کر دیا قسم دوم یہ کہ زمین موات تھی اسکا کوئی مالک نہ تھا اسکو کافر نے والوں نے مقبرہ بنا لیا پس قسم اول میں یہ درخت مع جڑوں کے اسکے مالک کی ملک ہیں پس جو چاہے اسکے ساتھ معاملہ کرے اور قسم دوم میں درخت مع جڑوں کے اپنے قدیم مال پر رہینگے۔ صورت دوم میں بھی مسئلہ کی دو قسمیں ہیں قسم اول آنکہ اسکا لگانے والا معلوم ہو۔ قسم دوم آنکہ اسکا لگانے والا معلوم نہ ہو۔ پس قسم اول میں لگانے والے کے ہونے اور قسم دوم میں اسکا حکم با اختیار قاضی ہو اگر اسکی رائے میں آوے کہ انکو زرخشت کر کے اسکے دام مقبرہ کی عمارت میں صرف کیے جاویں تو ایسا حکم دے سکتا ہو یہ واقعات حسامیہ ہیں ہو۔ اگر مسی میں درخت

۱۷
 شریعہ کیلئے جو کہیں
 اس کے موافق ہو
 کتاب اگر اچھا ہو
 میں جو اور جو اس
 سے کچھ شریعی
 نوع بیان ہو چکی

جہاں تو مسجد کے ہونگے اور اگر بلا کی وقت کی ہوئی نہ میں جہاں تو دیکھا جاوے کہ اگر درخت جہاں والا
 اس زمین موقوفہ کا متولی ہو تو وہ درخت جو اُسے جہاں میں رہا طے ہونگے بیٹے وقت ہونگے اور اگر وہ
 شخص اُسکا متولی ہو تو یہ درخت اُسی کے ہونگے اور اسکو اختیار ہوگا کہ اپنا درخت اکھاڑ لیوے اور اگر کسی
 نے عام راستہ پر درخت جمایا تو حکم یہ ہے کہ وہ درخت اپنے جہاں والے کا ہوگا اور اگر اُسے ہر عامہ کے
 کنارے یا گانوں کے حوض کے کنارے درخت جمایا تو وہ جہاں والے کا ہوگا یہ ظہیرہ میں ہے۔ اگر اُسے انکو قطع
 کر لیا پھر انکی جڑوں سے اور درخت اُسے تو یہ بھی اُسی جہاں والے کے ہونگے یہ نفع القدر میں ہے۔ ایک شاعر
 میں ایک ہنر ہے اسکے دونوں کنارے درخت لگے ہوئے ہیں اُن درختوں کی بابت ان لوگوں نے خدمت کی
 جسکا شربت اس ہنر سے ہے اور ان درختوں کا جہاں والا معلوم نہیں ہوتا اور یہ ہنر اس شاعر میں ایک شخص کے
 دروازے کے آگے جاری ہو تو شاعر نے فرمایا کہ اگر ان درختوں کے جہنے کا ٹھکانا ان لوگوں کے ملک میں ہو
 جسکو اس ہنر سے شرب حاصل ہو تو جو کچھ انکی ملک میں ہے اور اسکا جہاں والا کوئی معلوم نہ ہو تو وہ نہیں کا ہوگا
 اور اگر یہ ٹھکانا انکی ملک ہو بلکہ یہ ٹھکانا تو عام لوگوں کا ہو اور جسکو شرب ہو انکو اس میں پانی جاری کرنے کا حق
 حاصل ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ مالک مکان نے جب مکان خریدتا تو یہ درخت اسی مقام پر تھے
 تب تو یہ درخت مالک مکان کے ہونگے اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو یہ درخت اُسی کے ہونگے یہ فتاوے قاضیان میں
 ہے اور صدر الشہید نے اپنے واقعات میں لکھا کہ مالک مکان کے لیے درختوں کا حکم دیا جانے میں وہ یہ
 ہے کہ یہ پھر اسی شخص یعنی مالک مکان کے قاردار میں ہو تب یہ حکم ہو کہ انکی محیط خلاصہ یہ کہ یہ ہر ایک مالک کے
 مانند ایک شخص کے دروازے پر ہو جیسا کہ ہاڑی ملکوں وغیرہ میں ممکن ہوتا ہو فافہم ایسا درخت وقت کیا گیا جسکا
 پتوں سے یا اسکے پھلون سے یا اسکی جڑ سے انتفاع حاصل کیا جاتا ہو تو وقت جائز ہے پھر حجب جائز ہوا تو اسکی
 جڑ نہیں کاٹی جائیگی لیکن جیسی کہ بدون اسکی جڑ کے اس سے انتفاع نہیں ہو سکتا مثلاً اسکی شاخیں جاتی رہیں
 یا وہ درخت ہی اس قسم کا ہو کہ اسکی جڑ ہی سے نفع حاصل ہوتا ہو تو کاٹ کر صدقہ کیا جائیگا اور اگر اسکے پتوں
 یا پھلون سے انتفاع ہووے تو جڑ سے نہیں کاٹا جائیگا یہ مضمرات میں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی درخت مع جڑ کے
 ایک مسجد پر وقت کیا گیا پھر وہ خشک ہو گیا یا اس میں سے ٹھوڑا خشک ہو گیا تو خشک کاٹ دیا جاوے اور باقی چھوڑ
 دیا جاوے یہ محیط مشرعی میں ہے۔ اسی فقرہ پر وقت ہو اسکو کس نے متولی سے اجارہ لیا اور اس میں کوہر دکھاؤ دلی
 اور درخت جہاں پھر مستاجر ہو گیا تو یہ درخت اسکے وارثوں کی میراث ہونگے اور اُسے مواخذہ کیا جائیگا کہ انکو جڑ
 سے کاٹ لو اور اگر وارثوں نے چاہا کہ کھاؤ ڈالنے سے جو زمین میں زیادتی ہو گئی ہو اسکو وقت سے واپس لین تو
 انکو یہ اختیار نہیں ہے یہ نوخیرہ میں ہے۔ ایک نے شاعر میں درخت جہاں لکھ جانے والا لکھا اور اُسے در بیٹے پھوڑے
 انہیں سے ایک نے اپنا حصہ ایک مسجد کے واسطے کر دیا یعنی وقت کیا تو اسکا حصہ مسجد کی واسطے نہو جائیگا یہ واقعات
 حسامیہ میں ہے۔ ایک نے اپنی زمین میں کچھ درخت معین کر کے انکی نسبت اپنی صحت میں اپنی جو روئے کہا کہ جب
 میں مر جاؤں تو انکو تو فروخت کر کے انکے دام میرے کفن میں اور فقیروں کی روٹی میں اور غلام مسجد کے
 چراغ کے تیل میں صرف کرنا پھر مر گیا اور یہی جو رو اور دیگر ارثان بالغ اسنے چھوڑے پس وارثوں نے

یہ ہنر ہے جسکا شربت اس ہنر سے ہے

میراث سے کفن خریدا اور اسکی تجنیز تکفین کر دی تو وہ عورت ان درختوں کو فروخت کرے اور اسکے دامون سے مشی کے ذمہ سے بقدر کفن کے گھٹا وٹے اور باقی کو روٹیوں و چراغ کے تیل میں صرف کرے یہ محیط میں ہو ایک نے اپنی زمین ایک جہت معلومہ پر یا ایک قوم معلومہ پر وقف کی پھر وقف کرنے والے نے اس میں درخت بوسنے تو مشایخ نے فرمایا کہ اگر اُس نے غلہ وقف سے بوسے یا اپنے مال سے لیکن بیان کر دیا کہ میں وقف کے لیے جاتا ہوں تو یہ درخت وقف کے ہونگے اور اگر اپنے مال سے بوسے اور کچھ بیان نہ کیا تو درخت اسکے اور مرے تو اسکے وارثوں کے ہونگے اور وقف کے ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک مقبرہ میں درخت ہیں تو کیا روا ہو کہ وہ کسی مسجد کی عمارت میں صرف کیے جاویں فرمایا کہ ہاں اگر وہ کسی اور جہت پر وقف ہوں پھر پوچھا گیا کہ اگر مقبرہ کی دیوار میں گر جائے اور خراب ہو جائے تو گئیں تو اس میں صرف کیے جاویں یا تعمیر مسجد میں تو کہا کہ جسر وقف ہوں اسی پر صرف ہوں بشرطیکہ معلوم ہو جاوے اور اگر مسجد کا متولی اور مقبرہ کا متولی نہ ہو تو عوام کو یہ اختیار نہیں ہو کہ بدون حکم قاضی کے اس میں تصرف کریں یہ ظہیر بیگ میں ہو نجم الدین سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے مسجد میں پودہ بویا پھر چند سال میں وہ بڑا ہو گیا پھر متولی مسجد نے چاہا کہ اس درخت کو اسی کوچہ کے کنوین کی تعمیر میں صرف کرے اور جانے والا کہتا ہو کہ یہ میرا ہو میں نے اسکو مسجد پر وقف نہیں کیا تو کہا کہ ظاہر ہو کہ اگر جانے والے نے اسکو مسجد ہی کے واسطے جایا تو کنوین کی تعمیر میں اسکو صرف کرنا نہیں جائز ہو اور جانے والے کو بھی اپنی ضرورت میں صرف کرنا نہیں جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ فتاویٰ اہل سمرقند میں ہو کہ ایک مسجد میں سبب کا درخت ہو تو کیا لوگوں کو روا ہو کہ اُسکے پھلوں سے افطار کریں تو صدر الشہید رحمہ اللہ نے کہا کہ مختار یہ ہو کہ مباح نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ عام رہ گذر پر ایک درخت ہو وہ راہگیروں پر وقف کیا گیا تو راہگیروں کو اسکے پھل کھانے مباح ہیں اور اس میں غنی و فقیر یکساں ہیں اسبطرح جو پانی کہ میدانوں میں رکھا گیا ہو اودہ سقاہ کا پانی اور جنازہ کا تحت اور اسکے کپڑے اور وقف کا قرآن مجید ان سب چیزوں سے انتفاع حاصل کرنے میں غنی و فقیر دونوں برابر ہیں کذا فی فتاویٰ قاضیخان

سیرھو ان باب ان اوقات کے بیان میں جن سے اشتغاف ہو جاوے اور اُسے متعلقات یعنی اوقات کے تعلق کو وجہ دیگر پر صرف کرنے کے بیان میں اور کافروں کے وقف کے بیان میں۔ ایک چھوٹے پل پر کچھ درخت ہو پھر وہ وادی خشک ہو گیا اور پانی ہی محلہ کے دوسرے نالہ کی طرف پھریا پس اس نالہ پر پل باندھنے کی ضرورت ہوئی تو کیا روا ہو کہ پہلے پل کے غلات وقف کو اس دوسرے پل کی طرف پھیر کر دیکھا جاوے کہ اگر دوسرا پل بھی عام لوگوں کے واسطے ہو اور وہاں دوسرا پل اس سے قریب عام لوگوں کے لیے ہو تو پہلے پل کا غلہ اسی طرف پھیرنا روا ہو یہ واقعات حسامیہ میں ہو شمس الاممہ حلوانی سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد یا حوض خراب ہو گیا کہ اسکی حاجت نہ رہی کیونکہ لوگ متفرق ہو گئے تو کیا قاضی کو روا ہو کہ ان چیزوں کے اوقات کو دوسری مسجد یا حوض کی طرف پھیر دے تو فرمایا کہ ہاں۔ اور اگر لوگ متفرق نہیں ہوئے لیکن حوض کو تعمیر کی ضرورت نہیں ہو اور وہاں ایک مسجد ہو جسکو عمارت کی ضرورت ہو یا اسکے برعکس واقع ہو تو کیا قاضی کو روا ہو کہ جسکو عمارت کی حاجت نہیں ہو اسکے وقف کو دوسرے کی طرف جسکو عمارت کی حاجت ہو صرف کر دے

تو گھٹا وٹے اٹول
آرٹھ کر کفن سے
گھٹا وٹے سے شری
پھر وقفہ مشغول ہو
تو سبھی صحیح ہو
شرعی فقیر ہو
اتحاد ہو کہ مقدار
کفن کے دام پھر
وارثوں کو دیے
لیکن غلام مبارک
مجاورہ ہو واسطہ
میں نہیں لے سکتا
وقف کی جائیداد
ہوں

فرمایا کہ نہیں کذا فی الجہت۔ ایک رباط سے لوگ مستغنی ہو گئے مثلاً جس سرحد کفار پر رباط تھی وہ ملک بھی دارالاسلام ہو گیا اور اس رباط کے لیے وقت کی آمدنی تھی پس اگر اسکے قرب میں دوسری رباط ہو تو یہ آمدنی اس رباط میں صرف کیا جائے اور اگر قرب میں رباط ہو تو یہ غلہ اسی شخص کے وارثوں کی طرف عود کرے جسے رباط بنائی تھی ایسی ہی مسئلہ تھا دسے ابواللیث میں مذکور ہے اور صدر الشہید نے اپنے واقعات میں کہا کہ ہمیں نظر ہو تو فوسے کے وقت تامل کرنا ضرور ہے کذا فی الذخیرہ مترجم کہتا ہے کہ صدر الشہید رحمہ کے نزدیک ظاہر صحیح حکم یہ ہے کہ جب رباط قرب میں ہو تو یہ غلہ فقیروں و مسکینوں پر صرف کیا جائے مگر اقال غیر الفقیرہ اور یہی قول اقرب و اشبه ہے کیونکہ بنا بر قول فقہیہ کے وقت مذکور لازمی نہ تھا بلکہ صحیح نہ تھا کیونکہ جہت غیر اسی ہونی چاہیے جو منقطع ہوا دریا تاویل مسئلہ یہ کہ وقت کرنیوالے نے آخر وقت کا فقیروں کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ لیکن پوشیدہ نہیں کہ رباط کا وقت بدون اس قبہ کے صحیح ہے اور یہی پر عامہ مشائخ اور اسی پر فتویٰ ہے اسی واسطے صدر الشہید نے تاویل نہیں فرمائی فانہم دائرہ عالم تھا دسے نسفی میں ہے کہ شیخ الاسلام سے پوچھا گیا کہ ایک گائون کے لوگ تفرق ہو گئے اور وہ ان کی مسجد میں و خراب ہونے کو لگتی اور بعض زبردست فاسقوں نے غلبہ کر کے مسجد کی لکڑیاں اپنے گھروں کو اٹھا لیجا ناشرین کیا تو گائون میں سے کسی کو اختیار ہے کہ قاضی کی اجازت لیکر مسجد کی لکڑیوں کو فروخت کر کے اسکے دام اس غرض سے رکھ چھوڑے کہ کسی دوسری مسجد میں یا کسی وقت ہی مسجد میں صرف کر دے تو ٹھٹھنے کہا کہ ان سے محیط میں جو ایکہ نے اپنا چوپا یہ یا کوئی تلوار کسی رباط میں مرچا کی بیٹے اس واسطے وقت کی کہ اس سے راہ الہی میں کام لیا جائے پھر رباط خراب ہو گئی اور لوگ اس سے مستغنی ہو گئے تو یہی چیز دوسری رباط میں جو اس رباط سے سب سے زیادہ قریب ہو مرچا کی جائے یہ ذخیرہ میں ہو سنا اور میں ہے کہ ایک وقت بالا خانہ منہدم ہو گیا اور اسکا کوئی غلہ نہیں جس سے اسکی عمارت ممکن ہو تو وقت باطل ہو جائیگا اور اسکا حق اُسکے وقت کرنیوالے کی طرف عود کرے اگر زندہ ہو یا اسکے وارثوں کی طرف اگر مر گیا ہو یہ محیط مشری میں ہے۔ ایک محلہ میں پانی کا حوض وقت ہو خراب ہو گیا کہ اسکی تعمیر ممکن نہیں ہے اور محلہ والے اُس سے بے پردہ ہو گئے پس اگر اسکا وقت کرنیوالا معلوم ہو تو اسکی طرف عود کرے اگر زندہ ہو اور اگر مر گیا ہو تو اُسکے وارثوں کی طرف عود کرے اگر اسکا وقت کرنیوالا معلوم ہو تو وہ ان لوگوں کے قبضہ میں بمنزلہ لفظہ کے ہو گا کہ اگر کسی فقیر یہ صدقہ کر دین پھر فقیر اسکو فروخت کرے اُسکے داموں سے انتفاع حاصل کرے۔ اور اسی جنس سے یہ مسئلہ کہ ایک دکان وقت صحیح تھی پھر بازار میں اس دکان سے آگ لگنے سے جل گیا پس دکان ایسی رہ گئی کہ اس انتفاع ممکن نہیں ہے اور کسی مال کے عوض اجارہ نہیں لیا سکتی ہو تو وقت ہونے سے خارج ہو جائیگی اور اسی جنس سے یہ مسئلہ ہے کہ ایک وقت رباط آگ لگنے سے جل گیا ہو گئی ہو تو وقت باطل ہو کر میراث ہو جائیگی اور اسی جنس سے حولی ایک مقبرہ پر بطور صحیح وقت ہے پھر حولی خواص ہو کر بھی ہو گئی ہو گئی پھر ایک شخص نے اگر بدون کسی کی اجازت کے اسکو آباد کر کے اپنے مال سے تعمیر کیا تو اصل زمین وقت کفندہ کے وارثوں کی ہوگی اور علماء نے اس باب سے واسطے اُسکے وارثوں کی ہوگی کذا فی المضمرات اسی طرح ایک وقت ایک قوم پر متعلق نام شمار میں معلوم ہیں وقت صحیح ہے اور وہ مرچا ہو کر بیکار ہو گئی اور گائون سے دور پڑی ہے اسکی تعمیر میں کوئی رغبت نہیں کرتا اور نہ اسکی اصل کو اجارہ پٹا ہو تو وقت باطل ہو کر اسکی بیع جائز ہو جائیگی اور اگر اسکی اصل زمین کو کوئی شخص کسی قدر قلیل اجرت پر اجارہ لے لے

عبداللہ
نہادی ہندو
ترجمہ فتاویٰ
عالمگیری
جلد دوم

تو اسکی اصل وقت رکھی جائیگی کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور یہ جواب بر قول امام محمد رحمہ اللہ ہے اور امام ابو یوسف کے قول
 سین تامل و نظر ہو کیونکہ وقت جب اسکے نزدیک اپنے شرائط پر صحیح واقع ہو تو سوائے خاص چند صورتوں کے وہ
 باطل نہیں ہو سکتا ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ فتاویٰ ابواللیث رحمہ اللہ کہ ایک شخص نے لوگوں سے چندہ مانگنے
 مسجد بنانے کے لیے درم جمع کیے پھر ان درمون میں سے اپنی ضرورت میں اٹھائے پھر انکے عرض اپنے مال سے اس میں
 رکھ دیے تو حکم یہ ہو کہ وہ شخص ایسا نہیں کر سکتا ہو اور اگر اسنے ایسا کیا تو دیکھئے کہ اگر وہ مال کے دینے والے کو پہچانتا ہو
 یعنی جو مال بطور ناجائز اپنی ضرورت میں خرچ کر ڈالا اسکے دینے والے کو پہچانتا ہو تو اسکو واپس کرے یا اس سے
 دوبارہ اجازت لے لے اور اگر وہ مالک مال کو نہ پہچانے تو جس کام میں لگا دیکھا اسکے واسطے حاکم سے اجازت لے لے
 اور اگر اسپر بھی معذور ہو تو مجھے امید ہو کہ جب اپنے مال سے اسی قدر لیکر اس کام میں صرف کر دیکھا تو جائز ہو جائیگا
 ولیکن ایسا کرو یا حاکم سے اجازت لے لینا خالی اسواسطے ضرور ہوتا چاہیے کہ اسکے اوپر سے وبال دور ہو جاوے
 و رضائن ساقط ہونے کے لیے نہیں ہو کیونکہ ضمان اسپر واجب رہیگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو مسائل تینی علی ہذا اصل
 حسین علماء و محامد مبتلا ہوتے ہیں از بخلاف اگر عالم نے فقیروں کے واسطے لوگوں سے کچھ مانگ کر جمع کیا اور یہ چندہ
 ایک دوسرے میں خلط ہو گیا تو وہ عالم اس سب کا ضامن ہو جائیگا اور اگر اسنے ادا کیا تو اپنے مال سے
 فقیروں کو ادا کر دیا الا قرار دیا جائیگا ولیکن ان لوگوں کے لیے ضامن رہیگا اور اس مال سے ان لوگوں
 کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی پس بیان حیلہ یہ ہو کہ فقیر معلوم اس عالم کو اپنی طرف سے وصول کرنے کی اجازت
 دیدے تو اس صورت میں اسکے مال کو اسی کے مال میں خلط کرنے والا ہو گا کذا فی المبیط۔ از بخلاف یہ ہو کہ
 پامیر اگر کھڑا ہوا اور اپنی کوشش و پامیری سے اسنے فقیروں کی بلا اجازت اور بدون حکم کے اسکے واسطے کچھ
 سوال کیا تو لوگوں سے دینے والوں کی طرف سے وہ اس میں اگر اسنے بعض لوگوں کے مال کو دوسروں
 کے مال میں خلط کر دیا تو ضامن ہو گیا اور جب اسنے فقیروں کو ادا کر دیا تو اپنے مال سے ادا کرنے والا ہوا اور
 اس لوگوں سے وصول کیا تھا اسکے لیے اسنے مالوں کا ضامن ہوا اور ان لوگوں کی زکوٰۃ اس سے ادا نہ ہوگی
 پس اس صورت میں حیلہ یہ ہو کہ فقیر پہلے اس پامیر کو اپنے واسطے وصول کرنے کا حکم دے پس جب اسنے حکم دیا تو یہ
 پامیر وہی طرف سے وصول کرنے کا وکیل ہو گیا اور بقرض کرنا جائز ہوا پس فقیر ہی کے مال کو اسکے مال میں
 خلط کرنے والا ہو گا یہ مضمرات میں ہو

چودھوان باب متفرقات میں۔ ایک نے چاہا کہ اپنا مال کسی قرب الہی کی راہ میں کر دے پس اسنے
 مسلمانوں کے لیے رباط بنائی تو رباط بنانا بہ نسبت بردہ آزاد کرنے کے اس لیے بہتر ہو کہ رباط کو دوام زیادہ
 ہو اور بعض نے کہا کہ مساکین پر صدقہ کرنا افضل ہو میں کہتا ہوں کہ سمجھنا ایسی نیت واسطے کہ کہا کہ کتاب میں خرید کر
 کتب خانہ میں رکھے تاکہ علم لکھا جاوے کیونکہ وہ سب سے زیادہ دوام رکھتا ہو کیونکہ وہ آخر زمانہ تک رہتا ہو
 پس اور چیزوں سے بہتر ہو گا اور اگر کسی نے چاہا کہ اپنے گھر کو فقرا پر وقت کرے تو اسکے دام صدقہ کو دنیا افضل
 ہو اور اگر بجائے گھر کے کھیت ہو تو وقت افضل ہو۔ ایک نے مسجد کے لیے تیل یا چٹائی خریدی چاہی پس اگر مسجد کو
 تیل کی ضرورت نہو چٹائی کی ضرورت ہو تو چٹائی افضل ہو اور اگر برعکس ہو تو تیل خریدنا افضل ہو اور اگر

چندہ و خیراتی اور اسکے
 سے اس میں ہر زمانہ
 کے لوگوں کی فطرت
 اور اس سے بچنے
 زمین سے جتنے
 مال اس عالم کو
 فقیروں کے لیے
 انہی زکوٰۃ سے واپس
 تھا انہی زکوٰۃ ادا
 نہ ہوگی پس وہ لوگ
 انہی انہی زکوٰۃ ادا
 کر میں اس واسطے
 فقیر کو اجازت ملے
 فی اصل فقیر کو
 مال کی کما بیشی ہوگی
 نسیج الیہما چھو
 وارثا ہو جائیگا
 خدائے متعالیٰ ان کے
 میں شرف و اوقات
 فقیر ہر زمانہ

دو دن کی ضرورت ہو تو دونوں برابر میں پس نفلیت میں زیادتی دینی اور چیز کی حاجت میں زیادتی دینی اور وقت
 و صفت حاجت اور دوام احتیاج پر نظر کر لی چاہیے پس علیٰ ہذا علم پڑھنے والے پر اور اس کی راہوں سے فقیرانہ
 لکھوانے جمع کرانے پر صرف کرنا نوافل عبادات میں مشغول ہونے سے اولیٰ ہو اور ایسے ہی حدیث و تفسیر میں
 تمام راہوں سے توجہ صرف کرنا نفل ہو کیونکہ ان چیزوں کا نفع ہمیشہ باقی ہے پس اولیٰ ہے یہ مصنفات میں ہے ایک
 نے صحیح وقت کیا فلان مدرسہ کے رہنے والوں پر طالب علموں میں سے پس اس مدرسہ میں ایک آدمی رہا لیکن وہ
 اس میں رات نہیں بسر کرتا اور رات کو حراست میں مشغول رہتا ہے تو وہ اس سے محروم ہوگا اگر انکی کوٹھڑیوں و جھون
 پین سے کسی حجرہ میں جگہ لیتا ہو اور اسکے پاس سکونت کے اسباب میں پس محروم نہ ہوگا اس لیے کہ وہ اس مقام کے
 رہنے والوں میں شمار ہے یہ مصنفات میں ہے اور اگر وہ رات کو حراست میں مشغول رہتا ہو اور دن میں علم سیکھنے
 میں مصروف کرتا ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر وہ دن میں کسی دوسرے کام میں مشغول رہتا ہو حتیٰ کہ طالب علموں میں
 سے شمار نہیں ہوتا ہو تو اسکو وظیفہ کا حق نہیں ہے اور اگر دوسرے کام میں بالکل نہیں مشغول ہو حتیٰ کہ طالب علموں
 میں سے شمار ہوا تو اسکو وظیفہ ملے گا یہ محیط سخی میں ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ وقت کنندہ نے یہ کہا ہو کہ فلان
 مدرسہ کے رہنے والوں پر طالب علموں میں سے۔ اور اگر اسنے خالی ہی کہا کہ فلان مدرسہ کے رہنے والوں پر اور
 یہ نہیں کہ اسکا طالب علموں میں سے۔ تو بھی حکم یہی ہوگا حتیٰ کہ طالب علموں کے سوا جو کوئی دوسرا اس مدرسہ میں
 رہتا ہو اسکو وظیفہ نہیں ملے گا کیونکہ وقت سے یہی مفہوم ہے کہ یہ فائدہ سے قاضی جان میں ہے۔ پڑھنے والا طالب علم اگر
 علم سیکھنے کو فقہار کے پاس نہ جاتا ہو پس اگر شہر میں ہو اور اپنی ضرورت کی کوئی کتاب نقد وغیرہ کی اپنے واسطے
 لکھنے میں مشغول ہو تو اسکو وظیفہ لینے میں مضائقہ نہیں ہے اور اگر شہر میں ہو اور اسکے سواے اور کام میں
 مشغول ہو تو وظیفہ نہ لیوے یہ مصنفات میں ہے۔ اگر علم سیکھنے والا شہر سے چند روز نکل گیا پھر واپس ہو کر طلب کیا
 پس اگر سفر کی دوری پر چلا گیا تھا تو گذشتہ ایام کا وظیفہ طلب کرنا اسکو نہیں پہونچتا ہے ہی طرح اگر کھل کر کہیں چند
 روز تک امانت کی ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مسافت سفر سے کم ہو اور ایسے کام کے واسطے گیا کہ جو ضروری ہو
 اس سے چارہ نہیں جیسے روزینہ و رزق وغیرہ تو اسقدر عفو ہے اور کسی دوسرے کو حلال نہیں ہے کہ اسکا حجرہ
 لیوے اور اسکا وظیفہ اپنے حال پر رہے گا جبکہ غائب ہونا ایک مہینہ سے تین مہینہ تک ہو پھر جب اس سے زیادہ
 مدت ہو جاوے تو دوسرے کو روا ہے کہ اسکا حجرہ و وظیفہ لے لیوے یہ بجا الرائق میں ہے۔ فقیر رح نے کہا کہ جو کوئی
 پڑھانے والا طالب علم سے ایسے دن میں اجرت لیوے جس روز درس نہیں ہے تو مجھے امید ہے کہ جائز ہو یہ محیط
 میں ہے۔ نقد سکھلائیو الامہینہ یا دو مہینہ غائب رہا تو بلا خلاف ائمہ پر رسوم لینا حرام ہے اگر ماہواری ہو اور اگر سالانہ
 مقرر ہو اور تقسیم کا وقت آیا اور وہ سال میں سے زیادہ مہینہ مقیم رہا ہو تو اسکو سالانہ لینا حلال ہے یہ قینہ میں ہے
 شیخ فقیر ابو بکر رحمہ اللہ سے ملنے کے رہنے والے علوی لوگوں پر وقت کو پوچھا گیا یعنی کسی نے اس طرح وقت کیا
 کہ یہ عمار علویہ سائنس پر وقت ہے یعنی اولاد حضرت علیٰ کرم اللہ وجہہ جو ملج میں سکونت رکھتے ہیں انہر وقت ہے
 حالانکہ انہیں سے بعضے غائب بھی ہو جاتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ جو کوئی انہیں سے باہر چلا گیا اور اپنا
 مکان فروخت نہیں کیا اور نہ کہیں دوسرا مسکن بنایا تو وہ ملج کے رہنے والوں میں شمار ہے اسکا وظیفہ

بجائے

یا وقف کچھ باطل ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر کسی نے زمین کو بطور فاسد خرید کر اس پر قبضہ کر کے اسکو مسجد کر دیا اور لوگوں نے اس میں نماز پڑھی تو ہلال رح نے اپنے وقف میں لکھا کہ وہ مسجد ہو گئی اور مشتری کے ذمہ اسکی قیمت واجب ہے اور وہ بائع کو واپس نہیں کیجائیگی اور ہلال رح نے کہا کہ یہ ہمارے اصحاب کا قول ہے اور اگر اسنے اس زمین کو وقف کر دیا تو مسجد کر دینے پر قیاس کر کے اسکا بھی یہی حکم ہو اور کتاب الشفعہ میں مذکور ہے کہ اگر بطور فاسد خریدی ہوئی زمین کو مسجد بنا دیا اور اس میں عمارت بنائی تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور عمارت بنانے سے وہ مستحلک کی ہوئی شمار ہوگی اور صاحبین کے نزدیک عمارت تو زمین میں اسنے بائع کو واپس کیجائیگی پس عمارت کی شرط لگانا بنا بر روایت کتاب الشفعہ کے اس امر کی دلیل ہے کہ جب وہ بنائی ہوئی تو خالی مسجد کر دینے سے بلا خلاف وہ مسجد ہو جائیگی اور روایت ہلال رح کے موافق عمارت کی شرط نہ اس امر کی دلیل ہے کہ بدون عمارت کے وہ بلا خلاف مسجد ہو جائیگی۔ حاکم شہید رح نے کہا کہ کتاب الشفعہ میں امام محمد کی روایت بہ نسبت روایت ہلال رح کے صحیح ہے اور قلت و فیہ نظر او ضحنا فی الحاشیہ۔ اگر زمین کو خرید کر قبضہ کر کے اسکو فقرا پر وقف کیا پھر اس میں عیب پایا تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے و لیکن نقصان عیب واپس لیکر بخلاف اس کے اگر زمین خرید کر اسکو مسجد کر دیا پھر اس میں عیب پایا تو نقصان عیب بھی واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے اگر غلام کے عوض ایک دار خرید کر باہمی قبضہ کر لیا پھر دار کو وقف کر دیا پھر وہ غلام کسی نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو وقف جائز ہے اور مشتری پر واجب ہوگا کہ قبضہ کے روز زمین کی جو کچھ قیمت تھی وہ اسکا بائع کو دیدیے یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر غلام مرد آزاد پایا گیا تو وقف باطل ہو گیا یہ محیط میں ہے۔ قیمت وقف کرنے تمام غلام جمع کر کے ارباب الوقف کو بانٹ دیا اگر ان میں سے ایک کو محرم رکھا اور اسکا حصہ اپنی ذاتی حاجت میں صرف کر ڈالا پھر جب دوسرا غلام آیا تو محرم نے چاہا کہ اس میں سے اگلے سال کا حصہ بھی لیوے پس اگر اسنے پہلے قیمت سے ضمان لینا اختیار کیا ہو تو اس غلام میں سے اپنا پہلا حصہ نہیں لے سکتا ہے اور اگر اسنے غلام اول کے شرکاء سے انکے حصوں سے لینا اختیار کیا ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے غلام میں سے انکے حصوں میں سے اپنے حصہ کے مثل لیوے پھر جب اسنے لے لیا تو سب کے سب ملکر قیمت سے اس حصہ کی ضمان لینے جو اسنے پہلے سال میں محرم کا حصہ تلف کیا ہو کذا فی المضرات اقول غلام آمدنی وقف ہے پس اگر وہ بیہ ہو تو اپنے حصہ کے مثل لینے میں روہو نہ جانا ہر جگہ ملحوظ رہیگا فافہم مسجد کے امام نے غلام لیا اور چلا گیا اور ہنوز مال نہیں گزرا ہے تو اس سے سال میں سے کسی قدر حصہ کا غلام واپس لے لیا جائیگا اور اعتبار غلام کاٹے جانے کے وقت کا ہے پس اگر کٹنے کے وقت وہ مسجد میں امام ہو تو غلام کا مستحق ہوگا یہ وجہ میں ہے۔ اب رہا حال مسجد کے امام کا کہ سال میں سے جب قدر مدت چلا گیا اسنے حصہ کا غلام کھانا حلال ہو یا نہیں پس اگر فقیر ہو تو حلال ہے اور یہی حکم طالب علموں میں ہے کہ اگر ہر سال غلام تیار ہونے کے وقت کچھ مقدار معلوم غلام سے دی جاتی تھی پس ان میں سے ایک نے وقت تیاری غلام کے اپنا حصہ اس میں سے لیا پھر اس مدرسہ سے چلا گیا تو اتنا امام کے اسکا بھی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے ترکہ میں سے اس قدر درم متوقف رکھے جاوےں بخیاں کسی فرض کے جو مجھے ظاہر ہو تو وصیت باطل ہے خواہ اسکا وقف مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو پھر اگر اسنے یہ بھی کہا ہو کہ بشرطیکہ وصی کی

عالم المتکلم
شہید کا قول ہوتا
تو میں کہتا کہ عبادت
شفعہ میں قول دیا
پھر سب کا ترجمہ اور
اس میں الخ اور بیان
و اسکی جگہ جوت اور
بنی کا اور معنی کیا
مسجد بنانے میں سب کا
اتفاق ہے کہ قیمت کا
نقصان ہوگا اور عمارت
بنانے میں امام شریک
ثبت کا ضامن ہوگا
اور صحیح روایت کی اور
صاحبین نے نزدیک
عمارت تو کر دی ہے
کیا یہ ہے پس اس
نقصان سے روایت ہلا
در جامع اختلاف میں
میں کوئی اختلاف نہیں
اور یہی اصل ہے
جیکہ ہلال رح نے
مذکور ہے کہ ہمارے
مسجد کر دینے کی
میں اتفاق ہے اور
اختلاف الراجح کی
وقت بائع و مشتری
جائز ہے اور ہنوز مال
رہتا ہے تو صحیح ہے
مسجد کی عمارت
نقصان الراجح کی
ہو

اور اگر غلام مرد آزاد پایا گیا تو وقف باطل ہو گیا یہ محیط میں ہے۔ قیمت وقف کرنے تمام غلام جمع کر کے ارباب الوقف کو بانٹ دیا اگر ان میں سے ایک کو محرم رکھا اور اسکا حصہ اپنی ذاتی حاجت میں صرف کر ڈالا پھر جب دوسرا غلام آیا تو محرم نے چاہا کہ اس میں سے اگلے سال کا حصہ بھی لیوے پس اگر اسنے پہلے قیمت سے ضمان لینا اختیار کیا ہو تو اس غلام میں سے اپنا پہلا حصہ نہیں لے سکتا ہے اور اگر اسنے غلام اول کے شرکاء سے انکے حصوں سے لینا اختیار کیا ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے غلام میں سے انکے حصوں میں سے اپنے حصہ کے مثل لیوے پھر جب اسنے لے لیا تو سب کے سب ملکر قیمت سے اس حصہ کی ضمان لینے جو اسنے پہلے سال میں محرم کا حصہ تلف کیا ہو کذا فی المضرات اقول غلام آمدنی وقف ہے پس اگر وہ بیہ ہو تو اپنے حصہ کے مثل لینے میں روہو نہ جانا ہر جگہ ملحوظ رہیگا فافہم مسجد کے امام نے غلام لیا اور چلا گیا اور ہنوز مال نہیں گزرا ہے تو اس سے سال میں سے کسی قدر حصہ کا غلام واپس لے لیا جائیگا اور اعتبار غلام کاٹے جانے کے وقت کا ہے پس اگر کٹنے کے وقت وہ مسجد میں امام ہو تو غلام کا مستحق ہوگا یہ وجہ میں ہے۔ اب رہا حال مسجد کے امام کا کہ سال میں سے جب قدر مدت چلا گیا اسنے حصہ کا غلام کھانا حلال ہو یا نہیں پس اگر فقیر ہو تو حلال ہے اور یہی حکم طالب علموں میں ہے کہ اگر ہر سال غلام تیار ہونے کے وقت کچھ مقدار معلوم غلام سے دی جاتی تھی پس ان میں سے ایک نے وقت تیاری غلام کے اپنا حصہ اس میں سے لیا پھر اس مدرسہ سے چلا گیا تو اتنا امام کے اسکا بھی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے ترکہ میں سے اس قدر درم متوقف رکھے جاوےں بخیاں کسی فرض کے جو مجھے ظاہر ہو تو وصیت باطل ہے خواہ اسکا وقف مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو پھر اگر اسنے یہ بھی کہا ہو کہ بشرطیکہ وصی کی

راہے میں آوے۔ تو اس صورت میں وصی کو اختیار ہو کہ تہائی مال اسکا وقف رکھے کیونکہ جب اسے کہا کہ بشرطیکہ
 وصی کی راہے میں آوے تو گو یا اسے کہا کہ وصی اسقدر جسکو چاہے دیدے اور اگر اسپر تنصیص کر دی تو صحیح ہے
 کذا فی الواقعات الحسامیہ قلت کائن مسئلہ لیست من باب الوقت بل من الوصیۃ والمراد بما یوقف ما یوقف بہ غلط
 و تیلوم فافہم ایک شخص کے قبضہ میں زمین ہو اور اسکا پانی جو فقیروں کے لیے ہو اور زمین سے پانی بڑھا اور
 ہنوز نہ زمین ہو تو وہ کسی کو نہ دے بلکہ اسکو نہ زمین چھوڑ دے کہ فقرا کو پہنچ جاوے یا جس کسی کو پہنچ جاوے
 یعنی اس طرح جائز کر کے چھوڑ دے کہ فقرا کو یا جسکو پہنچے طلال ہو۔ ایک مریض نے کہا کہ میں ایک دوکان کا
 جو فقرا پر وقف ہو متولی تھا اور میں اسکی آمدنی سے ہر ماہ دیکھا کرتا تھا یا اسے کہا کہ میں نے کبھی اپنی زکوٰۃ نہیں دی
 سو تم اسکو میرے مال سے بعد میری موت کے دیدینا پس اگر وارثوں نے اسے قول کی تصدیق کی تو وقت کا
 مال اسے تمام ترکہ سے دیا جاوے اور زکوٰۃ اسکی تہائی سے دیجاوے اور اگر وارثوں نے اسکی تکذیب کی تو
 وقف اور زکوٰۃ دونوں تہائی مال سے دیجاوے گی۔ اور وصی کو اختیار ہوگا کہ وارثوں سے اسے علم پر قسم لیوے
 کہ واللہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ جو مریض نے اقرار کیا وہ حق ہو۔ اور یہاں وصی سے میت کا وصی مراد نہیں ہو بلکہ فقہ کا
 قیام مراد ہو پس جب قیام نے اسے قسم لی اور وصی قسم کھا گئے تو یہ ضمان اسے تہائی مال سے لیجاوے گی جیسے قسم سے
 پہلے تھا اور اگر انھوں نے قسم سے انکار کیا تو وہ زکوٰۃ کی صورت میں تہائی مال سے اور مال وقف جسکی قسم سے
 نکول کیا ہو پورے مال ترکہ سے دلا یا جائیگا جیسے ابتداء میں وارثوں کی تصدیق و اقرار کرنے میں حکم تھا یہ محیط میں
 ہو جامع الجوامع میں ابو القاسم سے روایت ہے کہ وصی میں اسے وقف کیا اور اپنے قبضہ سے نکال دیا پھر اپنی
 موت کے وقت اپنے وصی سے کہا کہ اسکی آمدنی میں سے فلاں شخص کو سچاس دے اور فلاں دیگر کو سو دے پھر
 مر گیا اور اسکا بیٹا محتاج ہو اور وقف کرنے والے نے وصی سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جو میری راہے میں بھلا معلوم ہو
 دے کر نا تو اسی صورت میں جن لوگوں کا وقف کنندہ نے نام لیا ہو انکو دینے سے اسے محتاج بیٹے کو دنیا فضل ہو
 اور جب وقف میں اسے یہ شرط نہ لگائی کہ جسکو چاہے دیدے تو وہ فقیروں کے واسطے ہو یہ تاتار خانہ میں ہو
 ایک مریض نے کہا کہ تم لوگ یا وصی سے کہا کہ تو میرا حصہ میرے مال سے نکالنا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا تو
 اسے ترکہ میں سے تہائی نکالا جاوے کیونکہ یہی اسکا حصہ ہے قال علیہ السلام اللہ تعالیٰ تمھارے اموال میں سے
 تہائی مال تمھاری آخر عمر میں میں تمھارے اعمال پر برکتی ہے یہ حدیث ہے کیا کذا فی الواقعات الحسامیہ قول تعلق فی المیت ثلث
 مالہ کان امر جمع علیہ صحاح الاحادیث مالہ امریۃ فیہا فلا حاجۃ فی اثباتہ بئیل روایت اور داما سئل انہا قد اعتذر
 القاری رحمہ اللہ عن ہولاء الامۃ بانہم لیسوا بالمجیدین فاستقمہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب جامع کسائی میں لکھا ہے کہ اگر
 کسی عورت نے اپنا مصحف راہ آئی میں جس کو دیا اپنے وقف کر دیا اور مصحف جل گیا اور پھر چاندی چڑھی ہوئی تھی
 وہ باقی رہی تو قاضی کو دیجاوے کہ اسکو فروخت کر کے اسے عوض چھوڑ دے اسکا مصحف خرید کر اسکو وقف کر دے
 اور اگر کسی نے اپنا گھوڑا راہ آئی میں جس کو دیا پھر اس میں کوئی ایسا عیب آگیا جس سے اسپر سوار ہو کر جہاد
 کرنے کی قدرت نہیں رہی تو مضایقہ نہیں ہو کہ قیام اسکو فروخت کر کے اسے دامون سے دوسرا گھوڑا خرید کر
 اسپر سوار ہو کر جہاد کیا جاوے اور یہاں قیام کا بیع کرنا بدو ان حکم قاضی کے جائز ہو اور یہ میسر نہ مسجد کے ہے

بشرطیکہ وصی کی راہے میں آوے تو گو یا اسے کہا کہ وصی اسقدر جسکو چاہے دیدے اور اگر اسپر تنصیص کر دی تو صحیح ہے کذا فی الواقعات الحسامیہ قلت کائن مسئلہ لیست من باب الوقت بل من الوصیۃ والمراد بما یوقف ما یوقف بہ غلط و تیلوم فافہم ایک شخص کے قبضہ میں زمین ہو اور اسکا پانی جو فقیروں کے لیے ہو اور زمین سے پانی بڑھا اور ہنوز نہ زمین ہو تو وہ کسی کو نہ دے بلکہ اسکو نہ زمین چھوڑ دے کہ فقرا کو پہنچ جاوے یا جس کسی کو پہنچ جاوے یعنی اس طرح جائز کر کے چھوڑ دے کہ فقرا کو یا جسکو پہنچے طلال ہو۔ ایک مریض نے کہا کہ میں ایک دوکان کا جو فقرا پر وقف ہو متولی تھا اور میں اسکی آمدنی سے ہر ماہ دیکھا کرتا تھا یا اسے کہا کہ میں نے کبھی اپنی زکوٰۃ نہیں دی سو تم اسکو میرے مال سے بعد میری موت کے دیدینا پس اگر وارثوں نے اسے قول کی تصدیق کی تو وقت کا مال اسے تمام ترکہ سے دیا جاوے اور زکوٰۃ اسکی تہائی سے دیجاوے اور اگر وارثوں نے اسکی تکذیب کی تو وقف اور زکوٰۃ دونوں تہائی مال سے دیجاوے گی۔ اور وصی کو اختیار ہوگا کہ وارثوں سے اسے علم پر قسم لیوے کہ واللہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ جو مریض نے اقرار کیا وہ حق ہو۔ اور یہاں وصی سے میت کا وصی مراد نہیں ہو بلکہ فقہ کا قیام مراد ہو پس جب قیام نے اسے قسم لی اور وصی قسم کھا گئے تو یہ ضمان اسے تہائی مال سے لیجاوے گی جیسے قسم سے پہلے تھا اور اگر انھوں نے قسم سے انکار کیا تو وہ زکوٰۃ کی صورت میں تہائی مال سے اور مال وقف جسکی قسم سے نکول کیا ہو پورے مال ترکہ سے دلا یا جائیگا جیسے ابتداء میں وارثوں کی تصدیق و اقرار کرنے میں حکم تھا یہ محیط میں ہو جامع الجوامع میں ابو القاسم سے روایت ہے کہ وصی میں اسے وقف کیا اور اپنے قبضہ سے نکال دیا پھر اپنی موت کے وقت اپنے وصی سے کہا کہ اسکی آمدنی میں سے فلاں شخص کو سچاس دے اور فلاں دیگر کو سو دے پھر مر گیا اور اسکا بیٹا محتاج ہو اور وقف کرنے والے نے وصی سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جو میری راہے میں بھلا معلوم ہو دے کر نا تو اسی صورت میں جن لوگوں کا وقف کنندہ نے نام لیا ہو انکو دینے سے اسے محتاج بیٹے کو دنیا فضل ہو اور جب وقف میں اسے یہ شرط نہ لگائی کہ جسکو چاہے دیدے تو وہ فقیروں کے واسطے ہو یہ تاتار خانہ میں ہو ایک مریض نے کہا کہ تم لوگ یا وصی سے کہا کہ تو میرا حصہ میرے مال سے نکالنا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا تو اسے ترکہ میں سے تہائی نکالا جاوے کیونکہ یہی اسکا حصہ ہے قال علیہ السلام اللہ تعالیٰ تمھارے اموال میں سے تہائی مال تمھاری آخر عمر میں میں تمھارے اعمال پر برکتی ہے یہ حدیث ہے کیا کذا فی الواقعات الحسامیہ قول تعلق فی المیت ثلث مالہ کان امر جمع علیہ صحاح الاحادیث مالہ امریۃ فیہا فلا حاجۃ فی اثباتہ بئیل روایت اور داما سئل انہا قد اعتذر القاری رحمہ اللہ عن ہولاء الامۃ بانہم لیسوا بالمجیدین فاستقمہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب جامع کسائی میں لکھا ہے کہ اگر کسی عورت نے اپنا مصحف راہ آئی میں جس کو دیا اپنے وقف کر دیا اور مصحف جل گیا اور پھر چاندی چڑھی ہوئی تھی وہ باقی رہی تو قاضی کو دیجاوے کہ اسکو فروخت کر کے اسے عوض چھوڑ دے اسکا مصحف خرید کر اسکو وقف کر دے اور اگر کسی نے اپنا گھوڑا راہ آئی میں جس کو دیا پھر اس میں کوئی ایسا عیب آگیا جس سے اسپر سوار ہو کر جہاد کرنے کی قدرت نہیں رہی تو مضایقہ نہیں ہو کہ قیام اسکو فروخت کر کے اسے دامون سے دوسرا گھوڑا خرید کر اسپر سوار ہو کر جہاد کیا جاوے اور یہاں قیام کا بیع کرنا بدو ان حکم قاضی کے جائز ہو اور یہ میسر نہ مسجد کے ہے

کہ جب کا نون اجاز ہو گیا تو مسجد بنانے والا خود اسکو ٹیکر فروخت کر سکتا ہے قال المترجم تحقیق اس مسئلہ کی ادھر گزرتی ہے اور اسی پر اعتماد کیا جائیگا اور جامع کسان کی کتاب معروف نہیں ہو لہذا تفرہ کے وقت بدون تصحیح مشہورات کے اسی پر اعتماد نہیں ہو سکتا ہے تفصیل اسکے مقدمہ میں دیکھو اور واضح ہو کہ اس مقام پر اصل میں وکیل کا طلاق قیم پر آیا ہے جیسے کتاب الشفعہ مبسوط شیخ سرخسی وغیرہ میں وصی کا اسپر اطلاق آیا ہے اور یہ فائدہ ذکر کر دیا گیا فاحفظہ۔ فرع ہر مسئلہ مصحف۔ اور اگر وقتی مصحف استعمال سے ایسا ہو گیا کہ اسکے وامون کے عوض دوسرا مصحف نہیں آسکتا ہے تو یہ مصحف اسکے وقت کنندہ کے وارثوں کو واپس کر دیا جاوے کہ آپس میں اسکو موافق فرایض الہی عزوجل کے تقسیم کر لیں۔ کسان کی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما کا قول ہے۔ قال المترجم دونوں اماموں کے اصول میں جو اختلاف ہو وہ معتبرات سے اور مذکور ہوا فتوہ کر۔ اور وصایا میں المائر بروایت بشر بن الولید مذکور ہے کہ اگر اپنے کھیت کو بیع اسکے بیل و بیل و کام کرنا و غلاموں وغیرہ و دیگر آلات کے وقف کیا پھر اسکی حالت ایسی متغیر ہو گئی کہ اس سے انتفاع نہیں حاصل ہوتا تو وہ لوگ اسکو فروخت نہیں کر سکتے مگر اسوقت کہ قاضی انکو حکم دیدے یہ محیط میں ہے۔ دو گھروں میں سے ایک وقف ہے اور دوسرا ملوک ہوا ان دونوں کے بیچ کی دیوار گر گئی پس مالک مکان نے وقف گھر کی حد میں عمارت بنائی تو وقف کے قیم کو اختیار ہو گا کہ اسکو اپنی عمارت توڑ لینے کا حکم کرے اور اگر قیم نے چاہا کہ اسکو عمارت کی قیمت دیدے تاکہ عمارت مذکور وقف کی ہو جاوے تو قیم اسپر قیمت لینے کی واسطے حیر نہیں کر سکتا ہے اور اگر اسکی رضامندی سے قیم نے اسکو قیمت دی تو بھی نہیں جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص کا کھیت بہت بڑا ہے جو چالیس ہزار درم قیمت کا ہے اور اسپر قرضے ہیں پس اسنے یہ کھیت وقف کیا اور اپنی ذات پر اسکی آمدنی صرف ہونے کی شرط کر دی اور اس سے اسکا مقصود یہ ہے کہ اسے قرضہ میں ٹھیل ڈال دے اور گواہوں نے اسکے مفلس ہونے پر گواہی دی تو وقف و گواہی جائز ہے پھر اگر ان غلات میں سے اسکی قوت سے کچھ بڑے تو اسکے قرضو اہوں کو اس سے یہ لینے کا اختیار ہے یہ مضمرات میں ہے اگر قاضی نے اطلاق کیا اور بیع وقف غیر مسجد کی اجازت دیدی تو کیا یہ حکم موجب نقض وقف ہے اپنے اس سے وقف بھی ٹوٹ جائیگا یا نہیں تو امام ظہیر الدین رحمہ نے جواب دیا کہ اگر قاضی نے وقف کنندہ کے وارث کے لیے اطلاق کر دیا تو بیع جائز ہوگی اور یہی وقف ٹوٹنے کا حکم ہو گا اور اگر اسنے وارث کے سوا دوسرے کے لیے اطلاق کیا تو ایسا نہیں ہو مگر جب وقف فروخت کیا گیا پس قاضی نے صحت بیع کا حکم دیدیا تو یہ وقف باطل ہونے کا حکم ہو گا یہ خلاصہ میں ہے۔ شمس الاسلام محمود اوزجندی رحمہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی محدود چیز یعنی زمین یا مکان وغیرہ جو محدود ہوتی ہے فروخت کی حالانکہ اسکو اسنے وقف کر دیا تھا اور قاضی نے بیعنامہ پر گواہی لکھ دی تو یہ فعل قاضی کی طرف سے یہ بیع صحیح ہونے کا حکم قضا رہو گا اور یہ صحیح و ظاہر ہے یہ محیط میں ہے اور قاضی امام نے کہا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ جب قاضی نے گواہی کو ایسے طور پر لکھا ہو جو صحت بیع پر دلالت نہیں کرتی مثلاً یوں لکھا کہ بائع نے بیع کرنے کا اقرار کیا تو بیشک اسکی طرف سے ایسی تحریر اس بیع کی صحت پر حکم نہیں ہے اور اگر اسنے یوں لکھا کہ میں شاہد ہوا یا یہ گواہ شاہد ہوا اور بیعنامہ میں لکھا تھا کہ

قولہ وقف غیر مسجد
بیع صحیح مسجد کی
اجازت نہیں دی ہوگی
اسکے وقف کی اپنی
موجہ پر وقف ہوگا

بائع نے بیع جائز بیع کے ساتھ فروخت کیا تو قاضی کی تحریر اس وقت کے باطل ہونے کا حکم ہوگی یہ خلاصہ میں ہر متولی کے
 ہونا کہ وقف کے غلہ میں سے جو بڑھا اسکو قرض دیدے تو دھارے قناد اسے ابوالایث رحمہ میں ہو کہ مجھے امید ہو کہ
 متولی کو اس فعل کی گنجائش ہو بہتر ملک غلہ کے واسطے رکھ چھوڑنے کی بہ نسبت قرض دیدینا بہتر و مصلحت ہو اور اگر
 اسے چاہا کہ بڑھتی غلہ کو اپنی ضروریات میں اس شرط سے خرچ کرے کہ جب وقف کو عمارت کی ضرورت ہوگی تو اپنے
 مال سے واپس دیگا تو اسکا یہ اختیار نہیں ہو اور اسکو چاہیے کہ کمال درجہ پر ہنر رکھے پھر اگر باوجود اس کے اسے
 ایسا کیا پھر ضرورت تعمیر کے وقت اسی قدر اس کے مثل اپنے مال سے وقف پر خرچ کر دیا تو مجھے امید ہو کہ جو کچھ بہتر
 و احب تھا اس سے اسکا مواخذہ چھوٹ جائیگا اور قناد سے نفلی میں ہو کہ وہ مطلقاً ضمان سے بری ہو جائیگا
 یہ محیط میں ہو۔ قال المترجم بیع اول قول پر وہ وبال سے چھوٹ گیا مگر ضمان اس پر عامر رہی اور قول دوم پر وہ
 وبال اور ضمان دونوں سے بری ہو گیا و فیہ شئی قتال۔ اور اگر قیہم نے جو خرچ کر لیا ہو اس کے مثل لیکر وقف کے
 درمیان میں خلط کر دیا تو کل مال کا ضامن ہو جائیگا مگر آنکہ کل مال عمارت میں صرف ہو جاوے تو ضمان سے بری ہو جائیگا
 یا قاضی کے پاس اس امر کا مداخلت کرے تاکہ وہ کسی شخص کو حکم دے کہ متولی سے سب مال لیکر اپنے قبضہ میں لاوے پھر
 یہ مال اسی متولی کے قبضہ میں دیدے یہ عتابیہ میں ہو۔ وقف کو اپنی ہیئت سے متغیر کر دینا نہیں جائز ہو پس اگر مکان یا احاطہ
 ہو تو وہ باغ نہیں بنایا جائیگا اور اگر سرائے ہو تو حمام نہ کیا جاوے اور رباط ہو تو دوکان نہ کر دیا جاوے و علی ہذا القیاس لیکن
 اگر وقف کنندہ نے متولی کو اختیار دیا ہو کہ حسین وقف کی بہتری دیکھے وہ کرے تو البتہ تغیر کر سکتا ہو یہ سراج الوداع میں ہو
 شمس الاسلام محمود اور زبیدی رحمہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے وقف کیا پھر خود محتاج ہو گیا اور چاہا کہ اپنے وقف سے
 رجوع کرے تو فرمایا کہ اسکو چاہیے کہ قاضی کے سامنے یہ امر پیش کرے تاکہ قاضی اس وقف کو نسخ کر دے کذا فی الذہب و
 اقوال اوائل کتاب الوقف میں شرائط اوقات میں جو بیان ہوا کہ اپنی ذات پر اسکی حاصلات و اعیان مشروط کرنا جائز ہو تو اس
 شرط سے وقف کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہو و لیکن جب یہ شرط نہ ہو تو اسکی صورت اس مسئلہ میں مذکور ہوتی ناہم جامع الفتاویٰ
 میں ہو کہ اگر باغ انگور فروخت کیا اور اس میں قدیمی مسجد ہو پس اگر مسجد مذکور آباد ہو تو بانی کی بیع فاسد ہوگی اور اگر خراب ہو
 بیع فاسد ہوگی یہ تا مار خانہ میں ہو مترجم کہتا ہو کہ جن اماموں کے نزدیک مسجد کبھی مسجد ہونے سے خارج نہیں ہو سکتی کما
 قول الامام ابی یوسف و اہل الحدیث ان کے نزدیک اسکی بیع جائز نہیں ہو ناہم خصاف نے اپنے وقف میں لکھا کہ اگر ایک
 احاطہ مکان میں سے ایک بیت وقف کیا پس اگر بیت مع اس کے راستہ کے وقف کیا تو جائز ہو اور اگر مع راستہ کے سکود وقف کیا
 تو نہیں جائز ہو کذا فی محیط مترجم کہتا ہو کہ شاید یہ باجماع امام خصاف رحمہ ہو یا بقول امام ابی حنیفہ رحمہ صاحبین میں سے ایک
 کے قول پر راستہ ثابت اور وقف جائز ہونا چاہیے کافی قطعہ ارض و قدر شاہ مسئلہ فقہ ذکر ایک نے مسجد بنائی یا اپنی زمین کو بیع
 کر دیا یا سرائے بنائی پس لوگ اترتے ہیں پھر کسی شخص نے اس میں کچھ اپنا دعویٰ کیا اور بنائی والا غائب ہو تو مسجد کی صورت میں یہ حکم ہو کہ
 بنائی والا اگر غائب ہو اور اہل مسجد میں سے بعض کے مقابلہ میں دعویٰ دگواہی کی سماعت پر مدعی کے لیے حکم ہو تو جب بعض اہل مسجد
 حکم ہو تو وہی سب اہل مسجد پر حکم ہو اور سرائے کی صورت میں ایسا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ بنانے والا خود یا اسکا نائب حاضر
 یہ اصول عمادیہ میں ہو۔ بلقیہ میں ہو کہ ایک شخص نے مسجد میں کنواں کھودا اور اس میں سرائے نفع ہو اور کسی شخص کے
 حق میں اس سے ضرر نہیں ہو تو وہ شخص ایسا کر سکتا ہو اور یہ جائز ہو کذا فی الحما دیہ

نہادی ہند
 کتاب الوقف
 باب بیروہم
 تصانیف اوقات
 جلد ۱۰

تم المجد الثانی والحمد للہ الذی لا الہ الا ہو العزیز الحکیم والصلوۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ الکریم وعلی آل رسولہ
واسحابہ اجمعین دلی جمیع عباد اللہ الصالحین اکل صلوات اللہ وفضل التسلیم واخروہم انا ان الحمد للہ رب العالمین

خاتمہ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ مدت سے جس نعمت باقیہ صالحہ کی تمنا تھی آج اسے اپنے سایہ دولت سے اہل دارین
کو سرفراز کیا یعنی جلد دوم کتاب مستطاب فتاوا سے عالمگیریہ از نکاح تا وقف جو استجماع جزئیات از معتبرات
مانند فتاویٰ قاضیخان و قدوری و ہدایہ و دیگر ستون و شروح و مسائل متوسطات مثل شاہیر فتاویٰ مختصر
کرنجی وغیرہ اور احتوا و مسائل متسا فلات مانند محیط ربانی وغیرہ کے مع تصحیح و تنقید باقوال مشائخ بے نظیر اور
غایت شہرت اور نہایت تداول و اعتبار علماء عصر سے مزید توضیح کو بھی تحمل نہیں بلکہ غایت وضوح سے اجلے
تعاریف اسکے حق میں بالا خفی ہیں نامی گرامی نول کشور پر پریس لکھنؤ میں بار دوم در ۱۳۹۹ھ طبع ہو کر
روئی بخش نظر مشتاقان ہوئی۔ کتاب موصوف پر اگر تمام نظر ہو تو بلا سبب لغت تقابلی کی لیاقت والا
ہو جاوے اور اگر باصول خاص مقدمہ ہو تو بہت کچھ امید ہو اہل اسلام اس دولت لازوال کو ہاتھ
سے جانے نہ دینگے بلکہ ہاتھوں ہاتھ لے لینگے واللہ تعالیٰ ہو الموفق والمعين۔

اعلان۔ حق ترجمہ اس کتاب کا بحق نول کشور پر پریس محفوظ ہے۔



نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تذکره انجمن - مسمی به غایت الشهور از ملا محمد شانه -	۱۱	بر خندی مقبر شرح -	عشر پ
تذکره انجمن احکام جمعه از مولوی عبدالسلام -	۹ پایی	جامع الرموز - شرح مختصر و قایم از ملا شمس محمد	عشر پ
بنیان - در حکم تباکو و فقه از علامه ابن الدین -	۹ پایی	قیسائی متداول -	عشر پ
بدائع منظوم - مسائل فقه نظم فارسی از ملا	۲۰	فتح القدر - پیشانی پر درایه اور تحت مین حاشیه	عشر پ
ناظم علی رح -	۴ پایی	فتح القدر از امام کامل الدین بن الهام نهایت	عشر پ
نام حق - مشهور درسی از شیخ شرف الدین بخاری	۴ پایی	مستند و با عظمت شرح مشهور و معروف از آثرین	عشر پ
نامه مسائل - سو مسائل از مولانا احمد الله	۳۳ پایی	تکمیل زین الدین آفندی کامل چار مجلد تفصیل	عشر پ
رحمة الله		ذیل -	عشر پ
شرح و قایم فارسی - مع حاشیه مفتی الابرار	۴۴ پایی	کاغذ سفید گنده -	عشر پ
شاه عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۴۴ پایی	ایضا کاغذ خالی	عشر پ
مسائل المتقین - مرغوب علمای و اولیائے	عشر	درایه - حاشیه جدید نهایت عمده نواند و فوائد	عشر پ
از مولوی الیاد خان -	عشر	به بخشی مولانا محمد حسن سنجل مرحوم هر چهار مجلد کامل	عشر پ
فتاوی بر منہ - جامع ابواب فقه از مفتی	عشر	در مجلدات مین شرح ذیل -	عشر پ
نصیر الدین -	عشر	۱ - جلدین اولین عبادات	عشر پ
قدوری - شرح مولانا ابوالقاسم -	۱۶	۲ - جلدین آخرین معاملات -	عشر پ
شرح فارسی مختصر و قایم - از عبدالرحمن بهامی	۱۵	فتاوی عالمگیری - هر چهار مجلد کامل در	عشر پ
کنز فارسی - نصیر الدین کرمانی بخشی مع فرنگ	۱۶	جلد کاغذ خالی و سفید	عشر پ
مالا بد منہ - از قاضی شاد الله رحمۃ اللہ علیہ مع	۵۳ پایی	درایه مع شرح الکفایہ - از سید جلال الدین	عشر پ
وصیت نامه -	عشر	کرمانی بت معروف و مستند متداول چار جلد	عشر پ
شرح مختصر و قایم کور میری - از مولانا جلال الدین	عشر	مین اس شرح درایه پر حاشیه بت مستند گند	عشر پ
سمر خدی -	عشر	مین کاغذ سفید بت تفصیل ذیل -	عشر پ
رساله تنبیہ الانسان - در علمت و حرمت	۹ پایی	ایضا جلد اول و ثانی تا آخر کاج -	عشر پ
جانوران -	۳۳ پایی	ایضا جلد سوم و چهارم تا آخر کتاب -	عشر پ
رساله قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان -	عشر پ	فتاوی قاضی خاں مع سراجیه - از امام	عشر پ
فقه عربی		قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتبد	عشر پ
ابوالکرام - شرح مختصر و قایم از عبدالمدین	عشر پ	معروف متداول دو مجلد کامل -	عشر پ
معروف		ذخیره العقبی - حاشیه شرح و قایم از یوسف بن حیدر	عشر پ
بر خندی - شرح مختصر و قایم از مولانا	عشر پ	چلی متداول معروف -	عشر پ

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۹ پائی	از مولوی تراس علی مرجم۔	۱۰ پائی	شرح و قاید۔ از امام صدر الشیخ
۸	قدوری محشی۔ تالیف امام ابو الحسن	۱۱ پائی	جلد اول مع کمال حاشیہ ذخیرۃ العقبین یوسف
	درسی متداول۔	۱۲ پائی	ابن حنبلہ جلی داغل درس تقطیع کلان خوشخط
	شعر قاسم و طبع	۱۳ پائی	و صحیح کاغذ سفید و منالی۔
	اہل الشرفاری	۱۴ پائی	شرح و قاید خرو۔ مع دائرہ و ہند
	محققہ اثنا عشریہ۔ مشہور و رہنما طرہ نمبری	۱۵ پائی	متوسطہ قلم۔
۸ پائی	فریقین مصنفہ حافظ غلام علیم بن شیخ قطب الدین	۱۶ پائی	اشباہ والنظائر۔ مع شرح حموی معروف
	احمد بن شیخ ابوالفیض دیوبی۔	۱۷ پائی	مستند متداول۔
	تذکرۃ المعاد۔ از قاضی ثناء اللہ انصاری	۱۸ پائی	ملا شیح۔ از پیر محمد صاحب پاتیش جدید۔
۱۲	بدور السافرہ سودی۔	۱۹ پائی	کثر الدقائق۔ محشی متداول درسی کتاب
	تصحیح احقرین۔ مع نقشہ مقامات تبرک	۲۰ پائی	مستخلص الحقائق۔ شرح کثر الدقائق
	از حضرت مولانا عبد القادر جیلانی	۲۱ پائی	مشہور متداول۔
۱۸ پائی	کاغذ سفید	۲۲ پائی	عینی شرح کثر الدقائق۔ محشی ہر چار جلد
۱۶	ظہیر الاسلام۔ انشائی ظہیر الدین بلگرامی	۲۳ پائی	مستند معروف متداول دو مجلد میں۔
۱۷ پائی	اسرار مجتہد۔ از ظہیر الدین بلگرامی۔	۲۴ پائی	(۱) جلدین اولین عبادات میں۔
	جواہر القرآن۔ از محمد بن اسامہ شہر نعم وظیف	۲۵ پائی	(۲) جلدین آخرین معاملات میں۔
۱۸ پائی	آیات فرقان۔	۲۶ پائی	در مختار شرح تنویر الابصار معتبر فتاویٰ
	و جمیع مسائل نامہ۔ مع مسائل و اشعار مولانا و اشعار	۲۷ پائی	مولفہ محمد طار الدین انصاری بن شیخ علی جا
۳ پائی	مولانا و اشعار۔	۲۸ پائی	جلدین یکمائی یعنی جلد اول کتاب الطہارت
۱	مولو و النبی۔ از مولوی پیر محمد جفری۔	۲۹ پائی	سے کتاب الحج تک۔ جلد دوم کتاب النکاح
	دوار الشفا۔ جدید شیخ قصیدہ بردہ	۳۰ پائی	سے کتاب الوقف تک جلد سوم کتاب
۱۶	از مولوی ندیر خان بے نقایہ۔	۳۱ پائی	البیوع سے کتاب الرجوع فی البتہ تک
	شرح قصیدہ بردہ۔ از مولوی صادق علی	۳۲ پائی	جلد چارم کتاب الجارۃ سے مسائل شتی
۱۷ پائی	نہجی مطبوعہ شہر ہند	۳۳ پائی	شرح الیاس۔ شرح مختصر و قاید از شیخ
۱۸ پائی	مقالہ البصوفیہ۔ از حضرت شاہ تراس	۳۴ پائی	محمود بن الیاس کمال یکمالی۔
	تذکرہ	۳۵ پائی	مختصر و قاید محشی۔ از امام صدر الشریفہ
۱۸	کتاب بالاجہد الطبع	۳۶ پائی	درسی متداول۔
		۳۷ پائی	عقدہ البصافۃ۔ فی مسائل الرضا ع

